اذا اراد اللہ بعبد خیرا فقہہ فی الدین

الحمد للہ سبحانہ و تعالٰے کہ فتاوائے جلیل عدیم المثیل متضمن مسائل احکام شرع اقتدار وقائع ائمہ عالیہ
... اسلام حاوے احکام و ... شرعیہ ماخوذ از نصوص محکمہ و سنن ... احسن الفتاوی ... حنفیہ

اعنی

فتاوی ہندیہ

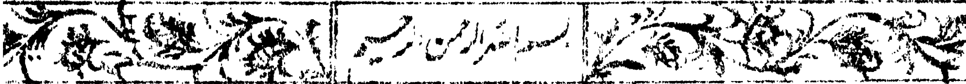
ترجمہ

فتاوی عالمگیریہ

جلد دوم

معہ ترجمہ جامع ضمانات یا ضمیمہ و عظیہ جات ... احسان مومن عطیہ اقف اشارات صوفیہ مولف تفسیر حال ... القرآن ...
اسرار الفرقان البحر العلامہ مولانا السید امیر علی ... بصرف زر خطیر مطبع اودھ اخبار دریافت مولانا ...

مطبع منشی نولکشور [illegible]



بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب النکاح

اسمین گیارہ باب ہین

باب اول ــ نکاح کی تفسیر شرعی اور اسکی صفت و رکن و شرط و حکم کے بیان مین

واضح ہو کہ شرع مین نکاح ایسے عقد کو کہتے ہین جو قصداً ملک متعہ پر وارد ہوتا ہے یہ کنز مین لکھا ہے۔ اور نکاح کی صفت یہ
حالت اعتدال مین نکاح کرنا سنت مؤکدہ ہے اور شدت شہوت کی حالت مین واجب ہے اور اگر آدمی کو نکاح کرنے
یہ خوف ہو کہ احکام نکاح کی پابندی کرنے مین اسکی طرف سے ظلم صادر ہوگا تو اسکو نکاح کرنا مکروہ ہے یہ اختیار شرح
مختار مین لکھا ہے۔ اور نکاح کا رکن ایجاب و قبول ہے کذا فی الکافی اور ایجاب وہ کلام ہے جو پہلے بولا جاتا ہے خواہ مرد
طرف سے ہو یا عورت کی طرف سے ہو اور اسکے جواب کو قبول کہتے ہین یہ عنایہ مین ہے۔ نکاح کی شرطین بہت ہین از
جو شخص اس عقد کا باندھنے والا ہو اسکا عاقل و بالغ و آزاد ہونا شرط ہے مگر جاننا چاہیے کہ امر اول یعنی عاقل ہونا سو نکاح منعقد
ہونے کے واسطے شرط ہے پس اگر مجنون عقد باندھے یا ایسا لڑکا جو عقد نکاح کو نہین سمجھتا ہے تو منعقد نہوگا اور پچھلی دو
باتین یعنی بالغ و آزاد ہونا نکاح نافذ ہونے کے واسطے شرط ہین پس اگر طفل عاقل نابالغ نے عقد باندھا تو اسکا نافذ ہونا
ولی کی اجازت پر موقوف ہوگا یہ بدائع مین ہے۔ ازانجملہ محل قابل نکاح ہونا شرط ہے یعنی ایسی عورت ہو جسکو شرع نے نکا

اذا اراد الله بعبد خیرا یفقهه فی الدین

[illegible]

فتاوی ہندیہ

ترجمہ

فتاوی عالمگیریہ

جلد دوم

[illegible]

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں طبع ہوا

اطلاع — اس [illegible] میں ہر علم و فن کی کتب [illegible] فروخت کے لیے موجود ہیں کل فہرست [illegible] ہر ایک شائق کو [illegible] سے منگوا [illegible] ان اصل حالات کتب کے [illegible] کر سکتے ہیں قیمت بھی [illegible] ہر ایک کتاب کے [illegible] کے تین صفحہ [illegible] ہیں [illegible] بعض کتب فقہ اردو و فارسی و عربی وغیرہ کی درج کر سکتے ہیں [illegible] جس فن کی یہ کتاب ہے اس فن کی اور بھی کتب موجود [illegible] نمونہ [illegible] کا ذریعہ حاصل ہو

کتب فقہ اردو

مذہب اہل سنت

راہ نجات — بلا قلم —

مفتاح الجنت —

تقویۃ [illegible] رسالہ [illegible]

غایۃ الاوطار اردو — ترجمہ درمختار عربی کامل [illegible]

جلد [illegible] مطبوعہ [illegible] کاغذ سفید [illegible] کنندہ —

الیضاً — کاغذ [illegible]

کشف الحاجات — ترجمہ اردو مالابد منہ

ہزار مسئلہ — شامل [illegible] رسالہ —

۱ — ہزار مسئلہ —

۲ — مسائل [illegible]

۳ — [illegible] مسائل [illegible]

۴ — مناجات —

۵ — [illegible] شریعت —

۶ — نور نامہ —

[illegible] چہل مسائل —

شرح محمدی — منظوم مسائل فقہیہ —

[illegible] مسائل دینیہ —

[illegible] الفقہ — مسائل مشکل فقہ —

جواب المسائل [illegible]

نور الہدایہ اردو — ترجمہ شرح وقایہ جلدین اولین [illegible]

[illegible] مطبوعہ نظامی

نور الہدایہ اردو ترجمہ جلدین آخرین [illegible]

کنز الدقائق اردو — مسمی بہ تحفۃ [illegible]

رسالہ چار باب —

[illegible] مسائل فقہ —

اشرف المسائل — معروف بہ جواہر اشرف —

رسالہ تجہیز و تکفین میت —

احسن المسائل — ترجمہ کنز الدقائق [illegible]

احسن [illegible] [illegible]

مطبوعہ [illegible]

کتب فقہ فارسی

[illegible] منظوم —

[illegible] —

[illegible] مسائل —

شرح وقایہ فارسی — مع حاشیہ [illegible]

شرح مختصر وقایہ کوہیری —

مسالک المتقین منظوم —

شرح فارسی مختصر وقایہ — مطبوعہ [illegible]

[illegible] —

[illegible] الاسلام — مطبوعہ [illegible]

ہدایہ کامل — ترجمہ فارسی حاشیہ [illegible] چار جلد [illegible] کامل

مطبوعہ [illegible]

کنز الدقائق — فارسی

مالا بد منہ — [illegible]

حلال رکھا ہی یہ نہایہ مین ہی۔ ازانجملہ دونون عقد باندھنے والون مین سے ہر ایک کو دوسرے کا کلام سُننا شرط ہی کذا فی فتاوے قاضی خان اور اگر دونون نے ایسے لفظ کے ساتھ نکاح باندھا جس سے نکاح منعقد ہونا نہین سمجھتے ہین تو بھی نکاح منعقد ہوگا یہی مختار ہی یہ مختار الفتاوی مین ہی۔ ازانجملہ گواہی ہونا شرط ہی اور عامہ علماء نے فرمایا کہ یہ امر جواز نکاح کے واسطے شرط ہی کذا فی البدائع اور گواہ مین چار باتین شرط ہین یعنی آزادی و عقل و بلوغ و اسلام پس غلامون کی گواہی سے نکاح منعقد نہوگا خواہ غلام قن ہو یا مدبر یا مکاتب ہو کچھ فرق نہین ہی اور مجنون اور نابالغ لڑکون کی گواہی سے بھی منعقد نہوگا اور دونون مسلمانون کے نکاح مین کافرون کی گواہی سے بھی انعقاد نہوگا کذا فی البحر الرائق اور اگر شوہر مرد مسلمان ہوا اور جورو عورت ذمیہ ہو تو دو ذمیون کی گواہی سے نکاح منعقد ہوجائیگا خواہ دونون گواہ اس عورت ذمیہ کے ہم ملت ہون یا مخالف ملت ہون یہ سراج الوہاج مین ہی۔ اور نیز دو کافرون کے نکاح مین گواہون کا مسلمان ہونا شرط نہین ہی پس کافر مرد و عورت کا نکاح دو کافر گواہون کی گواہی سے منعقد ہوگا خواہ دونون گواہ اُنکے ہم ملت ہون یا اُنکے خلاف ملت ہون یہ بدائع مین ہی اور دو فاسق و دو اندھون کی گواہی سے نکاح صحیح ہوجاتا ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی اور اسیطرح دو محدود القذف کی گواہی سے بھی نکاح صحیح ہوجاتا ہی اگرچہ دونون نے توبہ نہ کی ہو کذا فی البحر الرائق اور اسی طرح جسکو زناکاری کی حد ماری گئی ہو اُسکی گواہی سے بھی نکاح صحیح ہوتا ہی یہ خلاصہ مین ہی۔ اور جن لوگون کی گواہی عاقد کے حق مین اصلا قبول نہین ہوتی ہی انکے شاہد ہونے سے بھی نکاح منعقد ہوگا مثلا زید کے دو لڑکے ہندہ کے پیٹ سے ہین پھر زید نے بعد طلاق کے ہندہ مذکورہ سے انھین دونون بالغ لڑکون کی گواہی پر نکاح کیا تو منعقد ہوگا اور اسی طرح اگر یہ دونون لڑکے اس ہندہ کے پیٹ سے نہون یا اس ہندہ کے پیٹ سے ہون مگر زید کے نطفہ سے نہون تو بھی یہی حکم ہی یہ بدائع مین ہی اور اصل اس باب مین یہ ہی کہ جو شخص اپنی ذاتی ولایت سے نکاح مین ولی ہونے کی صلاحیت رکھتا ہی وہ شاہد ہونے کی بھی صلاحیت رکھتا ہی اور جو ایسا نہین ہی وہ گواہ بھی نہین ہوسکتا ہی یہ خلاصہ مین ہی اور گواہون مین عدد شرط ہی پس خالی ایک گواہ کی گواہی پر نکاح منعقد نہوگا یہ بدائع مین ہی۔ اور سب گواہون کا مذکر ہونا شرط نہین ہی تا آنکہ ایک مرد اور دو عورتون کی گواہی سے نکاح منعقد ہوجاتا ہی کذا فی الهدایہ مگر خالی دو عورتون کی گواہی سے بدون کسی مرد کے منعقد نہوگا اسی طرح خالی دو خنثی کی گواہی سے بھی بدون کسی مرد کے نکاح منعقد نہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ ازانجملہ یہ شرط ہی کہ دونون گواہ دونون عقد باندھنے والون کا کلام معاً سُنین کذا فی فتح القدیر پس سوئے ہوئے دو گواہون کی گواہی سے درحالیکہ دونون نے دونون عقد باندھنے والون کا کلام نہین سنا ہی نکاح منعقد نہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی اور اگر ایسے دو آدمی ہون جو بہرے مادرزاد ہین کہ نہین سنتے ہین تو اسمین مشائخ نے اختلاف کیا ہی اور صحیح یہ ہی کہ نکاح منعقد نہوگا کذا فی شرح الجامع الصغیر لقاضیخان۔ اور ہکلے کی گواہی سے اور گونگے کی گواہی سے بشرطیکہ سنتا ہو نکاح منعقد ہوگا کذا فی الخلاصہ اور اگر دونون گواہون نے فقط ایک کا کلام سنا اور دوسرے کا نہین سُنا یا ایک گواہ نے ایک عاقد کا کلام سنا اور دوسرے گواہ نے دوسرے کا کلام سنا تو نکاح جائز نہوگا یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر عقد مین دو گواہ حاضر ہون مگر دونون مین سے ایک گواہ بہرا ہی پھر سُننے والے گواہ نے یا کسی دوسرے نے بہرے کے کان مین پکار کر کہدیا تو نکاح جائز نہین ہوگا جبتک کہ دونون ایک ساتھ نہ سنین یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ اور نظم زندویسی مین مذکور ہی کہ اگر ایک گواہ نے فقط مرد کا کلام سنا اور دوسرے نے فقط عورت کا کلام سنا پھر دونون نے عقد کو دوہرایا اور اس مرتبہ جس گواہ نے پہلے مرد کا کلام سنا تھا

اس عقد مین فقط عورت کا کلام سُنا اور جنھون نے پہلے عقد مین عورت کا کلام سُنا تھا اس مرتبہ فقط مرد کا کلام سنا اور اس سے زیادہ کچھ نہین سنا پس اگر یہ دونون عقد دو مجلسون مین واقع ہوئے تو بالاتفاق عقد جائز نہوگا اور اگر ایک ہی مجلس مین واقع ہوئے تو عامۂ علما نے فرمایا کہ عقد منعقد نہوگا اور بعض نے مثل شیخ ابی سہل رح کے فرمایا کہ منعقد ہوگا اور شیخ زندویسی رح فرماتے ہین کہ ہم قول شیخ ابی سہل رح کو نہین لیتے ہین یہ ذخیرہ مین ہی- اور اگر دونون نے ہر دو عقد باندھنے والون کا کلام سنا مگر اُسکی تفسیر نہ سمجھے تو بعض نے کہا کہ عقد صحیح ہوگا مگر ظاہر اسکے برخلاف ہی اور امام محمد رح سے مروی ہی کہ اگر کسی مرد نے کسی عورت سے دو ترکی یا ہندوستانی گواہون کے سامنے نکاح کیا تو امام محمد رح فرماتے ہین کہ اگر دونون گواہ اُس کلام کو جو انھون نے عاقدین سے سُنا ہی تعبیر کر سکتے ہین تو نکاح جائز ہوگا ورنہ نہین کذا فی فتاوے قاضیخان قال المترجم اس روایت سے ظاہر ہی کہ امام محمد رح کے نزدیک یہ شرط ہی کہ گواہ لوگ مفہوم عقد کو سمجھین اگرچہ علما نے اختلاف کیا ہی چنانچہ پھر کتاب مین فرمایا اور آیا یہ شرط ہی کہ گواہ لوگ مفہوم عقد کو سمجھین یا نہین شرط ہی تو فتاوے مین مذکور ہی کہ گواہون کا فقط سُننا معتبر ہی سمجھنا شرط نہین ہی حتے کہ اگر عربی مرد و عورت نے عجمی دو گواہون کے سامنے عقد باندھا تو جائز ہی اور امام ظہیر الدین مرغینانی نے فرمایا کہ ظاہر یہ ہی کہ گواہون کا سمجھنا بھی شرط ہی کذا فی سراج الوہاج اور یہی صحیح ہی یہ جوہرہ نیرہ مین لکھا ہی- اور اگر کسی عورت سے ایسے گواہون کے سامنے جو نشہ مین ہین نکاح کا عقد کیا اور ان نشہ کے مستون نے نکاح کو پہچان لیا مگر بات اتنی ہی کہ جب وہ ہوش مین آئے اور نشہ اتر گیا تو اب انکو عقد یاد نہین ہی تو نکاح منعقد ہو جائیگا یہ خزانۃ المفتین مین ہی- فتاوے ابو اللیث رح مین ہی کہ ایک مرد نے ایک قوم سے کہا کہ تم گواہ رہو کہ مین نے اس عورت سے جو اس کوٹھری مین ہی نکاح کیا پس عورت نے کہا کہ مین نے قبول کیا اور گواہان مذکور نے عورت کا کلام سُنا مگر اس عورت کو آنکھون سے نہین دیکھا پس اگر اس کوٹھری مین وہ اکیلی ہو تو نکاح جائز ہوگا اور اگر اسکے ساتھ لونڈی اور عورت ہو تو نکاح جائز نہوگا- ایک مرد نے اپنی لڑکی کو دوسرے مرد کے ساتھ بیاہ دیا اور یہ دونون ایک کوٹھری مین ہین اور دوسری کوٹھری مین چند مرد بیٹھے ہین کہ وہ اس واقعہ کو سنتے ہین مگر عاقد نے انکو گواہ نہین کیا پس اگر دونون کوٹھریون کے بیچ مین کوئی موکھلا ایسا ہو کہ جس سے ان مردون نے دختر کے باپ کو دیکھا ہو تو انکی گواہی مقبول ہوگی اور اگر نہ دیکھا ہو تو مقبول نہوگی یہ ذخیرہ مین ہی- ایک مرد نے چند مردون کو ایک عورت کے باپ کے پاس بھیجا کہ اس سے بھیجنے والے کے واسطے اس عورت کی درخواست کرین پس باپ نے کہا کہ مین نے بھیجنے والے کے ساتھ نکاح کر دیا اور بھیجنے والے کی طرف سے ان مردون مین سے ایک مرد نے قبول کیا تو نکاح صحیح نہوگا اور بعض نے فرمایا کہ نکاح صحیح ہو جائیگا اور یہی صحیح ہی اور اسی پر فتوے ہی یہ محیط سرخسی و تجنیس مین ہی- اگر کسی مرد نے ایک عورت سے اللہ تعالی و اُسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی گواہی پر نکاح کیا تو نکاح جائز نہوگا یہ تجنیس مین ہی- ایک عورت نے ایک مرد کو وکیل کیا کہ اپنے ساتھ میرا نکاح کر لے پس وکیل نے گواہون کے سامنے کہا کہ مین نے فلانہ عورت سے نکاح کر لیا مگر گواہون نے اس عورت کو نہ پہچانا تو نکاح جائز نہوگا جبتک کہ وکیل مذکور اس عورت کا نام اور اُسکے باپ و دادا کا نام بیان نہ کرے اسوجہ سے کہ عورت مذکورہ غائب ہی یعنے آنکھون سے اوجھل ہی اور غائبہ کی شناخت اسیطرح نام بیان کر لے سے ہوتی ہی کذا فی محیط السرخسی اور قاضی امام رکن الاسلام علی سغدی رح ابتدا مین دادا کا نام بیان کرنا شرط نہین کرتے تھے پھر اپنی آخر عمر مین اس سے رجوع کیا اور دادا کا نام بھی بیان کرنا

شرط کرنے لگے اور یہی صحیح ہی اور اسی پر فتوی ہی یہ مضمرات مین ہی - اور اگر عورت حاضر ہوگی اُسکے چہرہ پر نقاب ہو اور گواہ لوگ
اسکو نہ پہچانتے ہون تو نکاح جائز ہوگا اور یہی صحیح ہی اور اگر مرد نے احتیاط کی تو چاہیے کہ اُسکا چہرہ کھول دے تاکہ گواہ لوگ
اُسکو دیکھ لین یا اُسکا اور اُسکے باپ و دادا کا نام بیان کر دے - اور اگر گواہ لوگ اُس عورت کو پہچانتے ہون حالانکہ
وقت عقد کے وہ عورت غائبہ ہی پس مرد نے فقط اُس عورت کا نام بیان کیا اور گواہون کو معلوم ہو گیا کہ اسنے
اسی عورت کو مراد لیا ہی جسکو گواہ لوگ پہچانتے ہین تو نکاح جائز ہو جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہی - اگر زید نے عمرو کو
وکیل کیا کہ زید کی دختر نابالغہ کا نکاح کر دے پس عمرو نے بکر کی موجودگی مین درحالیکہ زید بھی موجود تھا نکاح کر دیا
تو صحیح ہوگا ورنہ نہین یہ کنز مین ہی - اور مشائخ نے فرمایا کہ اگر ایک شخص نے اپنی دختر باکرہ بالغہ کا نکاح اُسکی اجازت سے
درحالیکہ دختر مذکورہ حاضر تھی کسی مرد کے ساتھ کر دیا اور باپ کے ساتھ دوسرا مرد گواہ موجود ہی تو نکاح صحیح ہوگا اور اگر
دختر مذکورہ غائب ہو تو صحیح نہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر ایک شخص نے دوسرے کو وکیل کیا کہ اُسکے غلام کا بیاہ
کر دے پس وکیل نے غلام کی موجودگی مین ایک مرد یا دو عورت کے حضور مین غلام کے ساتھ ایک عورت کا نکاح کر دیا تو
جائز نہوگا یہ تبیین مین ہی - اور اگر کسی شخص نے اپنے غلام کو نکاح کر لینے کی اجازت دیدی پھر غلام نے مولی (آقا ۱۲) کی موجودگی مین
دوسرے ایک مرد کی گواہی پر نکاح کیا تو ٹھیک یہ ہی کہ یہ ہمارے اصحاب کے نزدیک جائز ہی یہ تجنیس مین ہی - اور اگر
مولے نے اپنے غلام بالغ کا نکاح فقط ایک مرد گواہ کی موجودگی مین درحالیکہ غلام مذکور حاضر ہی کسی عورت سے
کر دیا تو صحیح ہی اور اگر غلام حاضر نہو تو جائز نہوگا اور یہی حکم باندی کا ہی اور امام مرغینانی رح نے فرمایا کہ نہین جائز ہی کذا فی التبیین
اور اسی جنس کا ایک مسئلہ مجموع النوازل مین مذکور ہی کہ ایک عورت نے ایک مرد کو وکیل کیا کہ کسی مرد سے اُسکا نکاح
کر دے پس وکیل نے دو عورتون کی موجودگی مین درحالیکہ موکلہ حاضر تھی ایک مرد سے اُسکا نکاح کر دیا تو امام نجم الدین
نے فرمایا کہ نکاح جائز ہوگا یہ ذخیرہ مین ہی - اور واضح ہو کہ گواہون کے حاضر ہونے کا وہ وقت ہی جس وقت ایجاب و قبول
واقع ہوتا ہی اور اجازت کے وقت گواہون کی موجودگی بیکار ہی چنانچہ اگر عقد نکاح موقوف باجازت ہو اور گواہ لوگ وقت
ایجاب و قبول کے حاضر نہ تھے تو نکاح جائز نہوگا یہ بدائع مین ہی - از انجملہ اگر عورت باکرہ بالغہ ہو یا ثیبہ ہو تو اُسکی رضامندی
شرط ہی پس ہمارے نزدیک اُسکا ولی اُسکو نکاح پر مجبور نہین کر سکتا ہی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی - از انجملہ شرط ہی کہ
ایجاب و قبول دونون ایک ہی مجلس مین ہون حتے کہ اگر مجلس بدل جاوے مثلاً دونون ایک مجلس مین ہون پھر ایک نے
ایجاب کیا پھر قبول کرنے سے پہلے دوسرا اُٹھ کھڑا ہوا یا کسی ایسے کام مین مشغول ہو گیا جو مجلس بدل جانے کا موجب ہی
تو پھر قبول کرنے سے نکاح منعقد نہوگا اسیطرح اگر دونون مین سے ایک غائب ہو تو بھی یہی ہو گا کہ نکاح منعقد نہوگا
چنانچہ اگر ایک عورت نے دو گواہون کے سامنے کہا کہ مین نے اپنے نفس کو فلان مرد کے نکاح مین دیا حالانکہ مرد مذکور غائب ہی
پھر اُسکو خبر پہونچی اور اُسنے کہا کہ مین نے قبول کیا یا مرد نے دو گواہون کے سامنے کہا کہ مین نے فلانہ عورت سے نکاح کیا
حالانکہ عورت مذکورہ غائب ہی پھر اُسکو خبر پہونچی اور اُسنے [illegible] کہا کہ مین نے اپنے نفس کو اُسکے نکاح مین دیا تو عقد جائز نہوگا
اگرچہ یہ قبول بموجودگی انھین دونون گواہون کے ہو اور یہ امام ابو حنیفہ و امام محمد رحمہما اللہ تعالے کا قول ہی - اور اگر عورت
کے پاس ایلچی بھیجا یا اُسکو خط لکھا پس عورت مذکورہ نے ایسے دو گواہون کے سامنے جنھون نے ایلچی کا کلام سنا یا عبارت
خط سُنی ہی قبول کیا تو عقد جائز ہوگا اسوجہ سے کہ مجلس من حیث المعنے متحد ہی اور اگر دونون گواہون نے ایلچی کا کلام

یا عبارت خط نہ سُنی ہو تو امام اعظم و امام محمد کے نزدیک جائز نہوگا اور امام ابو یوسف کے نزدیک جائز ہوگا یہ بدائع میں ہے اور
اگر عورت کو خط پہونچا اور اُسنے خط کو پڑھا پھر اُس خط پہونچنے کی مجلس میں اُسنے اپنے نفس کو خط بھیجنے والے کے نکاح میں
نہ دیا بلکہ دوسری مجلس میں گواہوں کے سامنے اپنے نفس کو اُسکے نکاح میں دیا حالانکہ گواہوں نے اس عورت کا کلام
اور عبارت خط سُنی ہے تو نکاح جائز ہوگا یہ خلاصہ میں ہے- اور اگر عورت نے گواہوں سے کہا کہ فلان مرد نے مجھے خط لکھا ہے
اُسمین یہ مضمون ہے کہ وہ مجھسے نکاح کرتا ہے پس تم لوگ گواہ رہو کہ مین نے اپنے نفس کو اُسکے نکاح مین دیا تو نکاح صحیح ہوگا
کیونکہ گواہون نے عورت کا کلام اُسکے ایجاب کرنے سے سُنا اور مرد کا کلام بدین طور سُنا کہ عورت مذکورہ نے اُسکا کلام
ان گواہون کو سُنایا ہے یہ ذخیرہ مین ہے- اور آزاد و غلام اور صغیر و کبیر اور عادل و فاسق ایلچی گری مین یکسان ہین اسواسطے
کہ ایلچی گری یہ ہے کہ بھیجنے والے کی عبارت پہونچا وے یہ خلاصہ مین ہے- اور اگر دونون نے ایسی حالت مین عقد
باندھا کہ دونون راہ چلے جاتے ہین یا سواری کے جانورون پر سوار ہین تو عقد جائز نہوگا اور اگر دونون روان
کشتی مین سوار ہون تو جائز ہے یہ بحر الرائق مین ہے اور بفور ایجاب کے قبول واقع ہونا ہمارے نزدیک شرط نہین ہے
یہ عینی شرح ہدایہ مین ہے- اور از انجملہ یہ شرط ہے کہ ایجاب سے قبول مخالف نہو چنانچہ اگر مخالف ہو مثلاً ایک نے
دوسرے سے کہا کہ مین نے اپنی دختر ہزار درم مہر پر تیرے نکاح مین دی اور شوہر نے کہا کہ مین نے نکاح قبول کیا
مگر مہر نہین قبول کرتا ہون[1] تو عقد باطل ہوگا اور اگر اُسنے نکاح قبول کیا اور مہر سے سکوت کیا تو دونون مین نکاح منعقد
ہوجائیگا یہ فتاوی ابو اللیث مین مذکور ہے اور مجموع النوازل مین لکھا ہے کہ ایک غلام نے کسی عورت سے اپنے مولے
کی بلا اجازت اپنے رقبہ کو مہر قرار دیکر نکاح کیا پھر اُسکے مولے نے کہا کہ مین نے نکاح کی اجازت دی مگر نکاح اس
غلام کے رقبہ کے مہر ہونے پر (یعنی اپنی ذات کو عوض ۱۲ منہ) اجازت نہین دیتا ہون[2] تو نکاح جائز ہوگا اور عورت مذکورہ کو اُسکے مہر مثل اور
غلام کے قیمت سے جو کم مقدار ہو وہ ملیگی جسکے واسطے وہ غلام فروخت[3] کیا جائیگا یہ ذخیرہ مین ہے- اور اگر عورت نے اپنے
نفس کو مرد کے نکاح مین بعوض ہزار درم مہر کے دیا اور مرد نے اُسکو بعوض دو ہزار درم کے یا بعوض پانچ سو درم کے
قبول کیا تو صحیح ہے اور موافق قول مفتی بہ کے زیادتی کا لازم ہونا عورت مذکورہ کے اس مجلس زیادتی مین قبول کرنے پر
موقوف ہوگا یہ نہر الفائق مین ہے- از انجملہ یہ شرط ہے کہ نکاح کی اضافت اس عورت کے کل کی جانب ہو یا ایسے عضو کی
جانب ہو جس سے کل سے تعبیر کیجاتی ہے جیسے راس و رقبہ بخلاف ہاتھ و پانون کے قال المترجم یہ محاورہ عرب ہے کہ راس
و رقبہ کہکر کل کی تعبیر مقصود ہوتی ہے اور رہا ہماری زبان (گردن ۱۲) مین سو اسمین تامل ہے واللہ اعلم- اور اگر عورت کی
پیٹھ یا پیٹ کی طرف اضافت کی تو شمس الائمہ حلوائی نے ذکر کیا کہ ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ ہمارے اصحاب کے مذہب
کے ساتھ اشبہ یہ ہے کہ نکاح منعقد ہوجائیگا یہ بحر الرائق مین ہے اور اگر نصف عورت کی طرف نکاح کی اضافت کی تو اسمین
دو روایتین ہین اور صحیح یہ ہے کہ نکاح جائز نہوگا یہ فتاوی قاضیخان و ظہیریہ مین ہے اور تفاریق مین لکھا ہے کہ اگر نصف عورت
سے نکاح کیا تو بعض نے ذکر کیا کہ یہ جائز ہے اور یہی مختار ہے یہ مختار الفتاوی مین ہے- اور از انجملہ یہ ہے کہ شوہر
و زوجہ ہر دو معلوم ہون پس اگر کسی شخص نے اپنی دختر کا نکاح کیا حالانکہ اُسکی دختر دو[4] ہین تو خالی اپنی دختر
کہنے سے نکاح صحیح نہوگا لیکن اگر اس صورت مین ایک دختر کا بیاہ ہوچکا ہو تو یہ کہنا باقی دختر کی طرف راجع ہوگا
جسکا بیاہ نہین ہوا ہے یہ نہر الفائق مین ہے- بچپن مین ایک لڑکی کا کچھ نام رکھا گیا پھر جب وہ بڑی ہوئی تو دوسرے

[1] یا نہین قبول کیا ۱۲ م
[2] یا نہین دی ۱۲ م
[3] یعنی اگر بعض نے ... روز نکیا تو ... ہونیکا ... ہوجائیگا ... سمجھا جاسکتا ہو

نام سے نام رکھی گئی تو فرمایا کہ اگر دوسرا نام مشہور ہو گیا ہو تو اسی نام سے اُسکا نکاح کیا جاوے اور میرے نزدیک اصح یہ ہو کہ
دونون نام جمع کر دے یہ ظہیریہ مین ہو - ایک شخص کی ایک لڑکی ہو جسکا نام فاطمہ ہو پس اس شخص نے دوسرے مرد سے
کہا کہ مین نے تیرے ساتھ اپنی دختر عائشہ کا نکاح کر دیا حالانکہ اُسنے دختر مذکورہ کی ذات کی طرف اشارہ نہ کیا تو فتاوے
فضلی مین مذکور ہو کہ نکاح منعقد نہو گا اور اگر اُسنے کہا کہ مین نے اپنی دختر تیرے نکاح مین دی اور اس سے زیادہ کچھ
نہ کہا حالانکہ اُس شخص کے فقط ایک دختر ہو تو نکاح جائز ہو گا یہ محیط مین ہو - اور اگر ایک شخص کے دو دختر ہون کہ
بڑی کا نام عائشہ اور چھوٹی کا نام صغری ہو اور اُس شخص نے بڑی کا نکاح کرنا چاہا مگر عقد نکاح مین چھوٹی دختر صغری کا
نام لیا تو عقد نکاح چھوٹی دختر صغری کے ساتھ واقع ہو گا اور اگر کہا کہ مین نے اپنی بڑی دختر صغری کا تیرے ساتھ
نکاح کیا تو دونون دختر مین سے کسی کے ساتھ نکاح منعقد نہو گا یہ ظہیریہ مین ہو - اگر نابالغہ لڑکی کے باپ نے کہا کہ مین نے اپنی دختر
فلانہ کو فلان کے نابالغ پسر کے نکاح مین دیا اور نابالغ پسر کے باپ نے کہا کہ مین نے اپنے پسر کے واسطے اسکو قبول کیا
مگر پسر کا نام نہ لیا پس اگر اُسکے دو پسر ہون تو نکاح جائز نہو گا اور اگر ایک ہی لڑکا ہو تو جائز ہو گا - اور اگر لڑکی کے
باپ نے پسر کا نام بیان کر دیا ہو مثلاً کہا کہ مین نے اپنی دختر فلانہ کو تیرے پسر مسمے فلان کے نکاح مین دیا اور پسر کے باپ نے
کہا کہ مین نے قبول کیا تو صحیح ہو - دو خنثی ہین کہ ایک کے والد نے کہا کہ مین نے اپنی اس دختر کو ان گواہون کے سامنے
تیرے اس پسر کے نکاح مین دیا اور دوسرے کے والد نے قبول کیا پھر بعد کو جسکو لڑکی قرار دیا تھا وہ لڑکا نکلا اور جسکو
لڑکا قرار دیا تھا وہ لڑکی نکلی تو نکاح جائز ہو گا یہ ظہیریہ و فتاوی قاضیخان مین ہو - اور اگر دختر صغیرہ کے والد نے
پسر صغیر کے والد سے کہا کہ مین نے اپنی دختر نکاح مین دی اور اس سے زیادہ کچھ نہ کہا پس پسر صغیر کے والد نے کہا
کہ مین نے قبول کی تو باپ کے ساتھ نکاح واقع ہو گا اور یہی مختار ہو کذا فی مختار الفتاوے اور یہی صحیح ہو یہ ظہیریہ مین ہو
اور احکام نکاح یہ ہین کہ جورو و مرد دونون مین سے ہر ایک کو دوسرے کے ساتھ ہر ایسے استمتاع کا اختیار حاصل
ہوتا ہو جسکی شرع نے اجازت دی ہو کذا فی فتح القدیر اور مرد کو اختیار ہوتا ہو کہ عورت کو محبوس رکھے یعنی اُسکو باہر نکلنے
اور بے پردہ ہونے سے ممانعت کرے اور عورت کے واسطے مرد پر مہر اور نفقہ اور کپڑا واجب ہوتا ہو اور حرمت مصاہرت
اور استحقاق میراث دونون طرف سے متحقق ہوتی ہو اور چار زوجہ تک جتنی جورو ہون اُنکے درمیان عدل کرنا اور اُنکے
حقوق بالنصاف شرعی ملحوظ رکھنا واجب ہوتا ہو اور ہر گاہ کہ شوہر اپنی زوجہ کو اپنے بستر پر بلاوے تو اُسپر اطاعت کرنی
واجب ہوتی ہو اور اگر عورت نشوز و سرکشی کرے تو مرد کو اختیار ہوتا ہو کہ جورو کی تادیب کرے جبکہ وہ اطاعت سے منھ
پھیرے اور مستحب ہو کہ مرد اپنی جورو کے ساتھ بطور شرعی معاشرت رکھے کذا فی البحر الرائق اور حرام ہو جاتا ہو کہ مرد اپنی
جورو کی حقیقی بہن کو یا جو اسکے حکم مین ہو دونون کو جمع کرے یہ سراج الوہاج مین ہو - قال المترجم از راہ دیانت
واجب ہو کہ عورت گھر کا دھندا کرے اور روٹی پکاوے اور اولاد کو دودھ پلاوے اور مثل اُسکے جو کام ہین اور مرد کے حق مین
مکروہ ہو کہ بے وجہ اُسکو طلاق دیدے بکذا قالوا

باب دوم - جن الفاظ و صیغون سے نکاح منعقد ہوتا ہو اور جن سے نہین منعقد ہوتا ہو اُنکے بیان مین - اگر ایجاب
وقبول ایسے دو صیغون سے واقع ہو جو زمانہ ماضی کے واسطے موضوع ہین یا ایک صیغہ زمانہ ماضی کے واسطے ہو
اور دوسرا غیر ماضی کے واسطے ہو خواہ استقبال کے واسطے ہو جیسے امر یا حال کے واسطے ہو جیسے مضارع

تو نکاح منعقد ہوجاتا ہے یہ نہر الفائق میں ہے پس اگر مرد نے عورت سے کہا کہ میں تجھ سے بعوض اسقدر مہر کے نکاح کرتا ہون
پس عورت نے کہا کہ مین نے قبول کیا ہے تو نکاح پورا ہوجائیگا اگرچہ شوہر نے پھر یہ نہ کہا ہو کہ مین نے قبول کیا یہ ذخیرہ
مین ہے۔ اور اگر مرد نے کہا کہ تو اپنے نفس کو میرے نکاح مین دیدے پس عورت نے قبول کیا تو نکاح منعقد ہوگا بشرطیکہ مرد نے
صیغہ مذکور سے معنی مستقبل مراد نہ لیے ہون (یعنے آیندہ دیدے) یہ نہر الفائق مین ہے اور نکاح کا انعقاد جسطرح عبارت سے
ہوتا ہے اسیطرح گونگے کی طرف سے اشارہ سے بھی ہوتا ہے بشرطیکہ اسکا اشارہ معلوم و مفہوم ہوتا ہو یہ بدائع مین ہے اور تعاطی سے
منعقد نہین ہوتا ہے کذا فی النہایہ اور اگر مرد و عورت حاضر ہون اور دونون نے تحریر کر دیا تو انعقاد نہوگا مثلاً مرد نے
لکھا کہ مین نے تیرے ساتھ نکاح کیا پس عورت نے لکھ دیا کہ مین نے قبول کیا تو نکاح منعقد نہوگا یہ نہر الفائق مین ہے
اور جس سے نکاح منعقد ہوتا ہے اسکی دو قسمین ہین ایک صریح اور دوسری کنایہ پس صریح تو لفظ نکاح و تزویج ہے اور
ان دونون لفظون کے سوا سے جو الفاظ ایسے ہین کہ فی الحال ملک عین کا فایدہ دیتے ہین وہ کنایہ ہین یہ نہر الفائق مین
مبسوط سے منقول ہے پس بلفظ ہبہ نکاح منعقد ہوگا کذا فی الہدایہ اور فتاوی قاضیخان مین لکھا ہے کہ اگر عورت نے
کہا کہ مین نے اپنے نفس کو تجھے ہبہ کیا پھر مرد نے کہا کہ مین نے لیا تو مشائخ نے فرمایا کہ یہ نکاح نہوگا یہ فتاوی قاضیخان
مین ہے قال المترجم و ہو الظاہر۔ اور اگر کہا کہ مین نے اپنی دختر تیری خدمت کے واسطے دی اور مخاطب نے کہا کہ
مین نے قبول کی تو نکاح نہوگا یہ ذخیرہ مین ہے۔ اور اگر ایک مرد نے کسی عورت سے زنا کرنے کی درخواست کی پس
اُسنے کہا کہ مین نے اپنے نفس کو تجھے ہبہ کر دیا پس مرد نے کہا کہ مین نے قبول کیا تو یہ نکاح نہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہے
اور بلفظ تملیک و بلفظ صدقہ و بلفظ بیع نکاح منعقد ہوجاتا ہے اور یہی صحیح ہے کذا فی الہدایہ اور اسی طرح بلفظ خرید بھی
صحیح قول کے موافق منعقد ہوجاتا ہے کذا فی فتاوی قاضیخان اور اسی طرح بلفظ جعل بھی بنابر قول صحیح کے منعقد ہوتا ہے
یہ عینی شرح کنز و تبیین ہے۔ اور اگر کسی عورت سے کہا کہ کنت لی یعنے تو میرے واسطے ہوئی یا صرت لی یعنے میرے
ہوگئی پس عورت نے جواب دیا کہ ہان یا کہا کہ صرت لک یعنی مین تیرے واسطے ہوگئی ہون تو یہ نکاح ہوجائیگا یہ ذخیرہ
مین ہے اسیطرح اگر مرد نے کہا کہ کونی امرأتی بمائۃ فقبلت یعنے تو بعوض سو درم کے میری جورو ہوجا پس عورت نے
قبول کیا یا کہا کہ مین نے تجھ کو سو درم اس شرط پر دیے کہ تو میری جورو ہوجا پس عورت نے قبول کیا تو نکاح ہوجائیگا
یہ وجیز کردری مین ہے۔ اور اگر مرد نے کہا کہ میرا حق تیری بضع سے نفع حاصل کرنے مین بعوض ہزار درم کے ثابت ہوگیا
پس عورت نے کہا کہ مین نے قبول کیا تو نکاح صحیح ہوجائیگا یہ ذخیرہ مین ہے۔ اور اگر عورت نے کہا کہ مین نے اپنے نفس کو
تیری عروسی مین دیا پس مرد نے کہا کہ مین نے قبول کیا تو نکاح ہوجائیگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہے۔ اور اگر ایک
عورت نے اپنے شوہر سے بائنہ ہوکر اس لائق تھی کہ نکاح کرکے اپنے اُس شوہر کے پاس جسنے اُسکو بائنہ کیا تھا چلی جاوے
پس اس عورت نے کہا کہ مین نے اپنے نفس کو تیری طرف واپس کیا پس شوہر نے کہا کہ مین نے قبول کیا اور یہ دو گواہون
کے سامنے واقع ہوا تو یہ نکاح ہوجائیگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے اور اجناس ناطفی مین ہے کہ اگر اپنی جورو کو تین طلاق یا ایک
طلاق بائنہ دی پھر اُس سے کہا کہ مین نے تجھ سے اسقدر مال پر رجوع کیا اور عورت اس سے راضی ہوگئی اور یہ واقعہ
گواہون کے حضور مین واقع ہوا تو نکاح صحیح ہوگا اور اگر مال مہر کا ذکر نہ کیا پس اگر دونون نے اس امر پر اتفاق کیا کہ
شوہر کی مراد اس کلام سے نکاح تھی تو نکاح ہوجائیگا ورنہ نہین یہ ذخیرہ مین ہے۔ اور اگر ایسا کلام کسی اجنبیہ عورت سے

جسکے ساتھ کبھی نکاح واقع نہوا تھا گواہون کے حضور مین کہا پس عورت نے جواب دیا کہ مین راضی ہوئی تو یہ نکاح نہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہی - ایک مرد نے ایک عورت سے کہا کہ مرا باشیدی یعنی میری ہوئی تو پس اُسنے کہا کہ باشیدم ہوئی مین تو نکاح منعقد نہوگا لیکن اگر عورت سے یون کہا کہ مرا باشیدی بزنی یعنی جورو ہو جانے کے حق مین تو میری ہوئی اور اُسنے جواب دیا کہ باشیدم تو نکاح منعقد ہو جائیگا اور بعض نے فرمایا ہی کہ صورت اولی مین بھی نکاح منعقد ہو جائیگا اور عرف و رواج کی راہ سے بھی ظاہر ہی یہ خلاصہ مین ہی اگر ایک مرد نے دوسرے سے کہا کہ اپنی دختر مجھے دے پس اُسنے کہا کہ مین نے دی تو نکاح منعقد ہو جائیگا اگرچہ منگنی والے نے پھر یہ نہ کہا ہو کہ مین نے قبول کی اور اگر مانگنے والے نے یون کہا کہ مرا دادی یعنی آیا تو نے مجھے دی پس اُسنے جواب دیا کہ مین نے دی تو جبتک مانگنے والا پھر یہ نہ کہے کہ مین نے قبول کی تب تک نکاح منعقد نہوگا لیکن اگر اُسنے اپنے کلام مرا دادی سے استفہام و پوچھنا مراد نہین لی بلکہ یہ مراد لی کہ دیدی یعنی بر سبیل تحقیق و واقع تو البتہ منعقد ہو جائیگا اگرچہ وہ پھر یہ نہ کہے کہ مین نے قبول کی - اور مجموع النوازل مین شیخ امام نجم الدین نسفی سے مروی ہی کہ دختر خویش مرا دہ یعنی اپنی دختر مجھے دے اس کلام کے ساتھ یہ کہنا ضرور ہی کہ میری جورو ہونے کے واسطے دے یعنی اپنی دختر مجھے میری جورو ہونے کے واسطے دے اور ضرور ہی کہ دوسرا بھی یون کہے کہ مین نے تیری جورو ہونے کے واسطے دی اور اگر بدون اِسکے ہوگا تو بعضے مشائخ کے نزدیک نکاح منعقد نہوگا مگر بعضون کے نزدیک منعقد ہو جائیگا بہرحال اسقدر لفظ بڑھا دینا چاہیئے ہی تاکہ یہ مسئلہ سب کے نزدیک بالاتفاق صحیح ہو جاے یہ محیط مین ہی - ایک عورت سے کہا گیا کہ تو نے اپنے آپ کو فلان مرد کی جورو ہونے کے واسطے دیا پس اُسنے جواب دیا کہ دادیعنی دیا پھر شوہر سے کہا گیا کہ تو نے قبول کیا اُسنے کہا کہ پذیرفت یعنی قبول کیا تو نکاح منعقد ہو جائیگا اگرچہ عورت نے یون نہ کہا کہ دادم یعنی مین نے دیا اور شوہر نے یون نہ کہا کہ پذیرفتم یعنی مین نے قبول کیا - اگر ایک عورت سے کہا گیا کہ تو نے اپنے آپ کو میری جورو کر دیا پس اُسنے کہا کہ مین نے کر دیا تو نکاح منعقد ہو جائیگا اسیطرح اگر عورت سے کہا گیا کہ تو نے اپنے آپ کو میری جورو بنا دیا پس اُسنے کہا کہ مین نے بنا دیا تو بھی یہی حکم ہی یہ ذخیرہ مین ہی - ایک عورت سے کہا گیا کہ تو نے اپنے نفس کو فلان مرد کے نکاح مین دیا پس اُسنے کہا کہ نہین پھر اثناے گفتگو مین کہا کہ من ویرا خواستم یعنی مین نے اُس مرد کو مانگا اور مرد نے کہا کہ مین نے قبول کیا تو نکاح صحیح ہوگا یہ خلاصہ مین ہی شیخ نجم الدین رح سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے ایک عورت سے کہا کہ تو نے اپنے آپ کو بعوض ہزار درم مہر کے میری جورو ہونے کے واسطے دیا پس اُسنے کہا کہ بالسمع والطاعۃ یعنی بسر و چشم تو شیخ رح نے فرمایا کہ نکاح منعقد ہو جائیگا اور اگر کہا کہ مین احسان مند ہوئی تو منعقد نہوگا اسواسطے کہ پہلا کلام تو اجابت ہی اور دوسرا کلام وعدہ ہی یہ محیط مین ہی - ایک عورت نے ایک مرد سے کہا کہ مین نے اپنے نفس کو تیرے نکاح مین دیا پس مرد نے کہا کہ بجدا و بجان پذیرفتم یعنی مین نے آقا بنانے کے واسطے قبول کیا (قال المترجم کہا لقیال سرتاج بنانے کے واسطے قبول کیا) تو نکاح صحیح ہوگا اور اگر اس سے یہ نہ کہا بلکہ اس سے کہا کہ شاباش پس اگر بطور طنز کے نہ کہا ہو تو نکاح صحیح ہو جائیگا یہ خلاصہ مین ہی - اور لفظ اجارہ کے ساتھ نکاح منعقد نہین ہوتا ہی اور یہی صحیح قول ہی اور نیز مثل اعارہ و اباحت و احلال و تمتع و اجازت و رضا وغیرہ الفاظ سے بھی منعقد نہین ہوتا ہی یہ تبیین مین ہی اور نیز لفظ اقالہ و خلع و صلح و برات سے بھی منعقد نہین ہوتا ہی یہ فتاوی قاضی خان مین ہی - اور نیز بہ لفظ شرکت و کتابت بھی منعقد نہین ہوتا ہی کذا فی محیط السرخسی

اور نیز بلفظ اعتاق و ودیعت و ایداع بھی منعقد نہین ہوتا ہی کذا فی غایۃ السروجی اور نیز بلفظ فدا و بھی منعقد نہین ہوتا ہو کذا
فی البحر الرائق اور بلفظ وصیت بھی منعقد نہین ہوتا ہی اسواسطے کہ وصیت اگرچہ موجب ملک ہی مگر موت کے بعد
ملکیت کی موجب ہوتی ہی یہ ہدایہ و کافی مین ہی - اور اگر ایک شخص نے کہا کہ مین نے اپنی باندی کی بضع کی بعوض ہزار درم کے
فی الحال کے واسطے وصیت کی اور دوسری نے قبول کیا تو نکاح منعقد ہوگا یہ نہایہ مین ہی - ایک مرد نے دوسرے سے
کہا کہ اپنی دختر فلانہ کا میرے ساتھ بعوض اسقدر مال کے نکاح کر دے پس اس دختر نابالغہ کے والد نے کہا کہ اسکو
جہان تیرا جی چاہے اٹھا لیجا تو نکاح منعقد نہوگا یہ خلاصہ مین ہی - ایک عورت نے ایک مرد سے اپنے نکاح کا کلام کرنا
شروع کیا کہ نکاح کر دیا مین نے اپنے نفس کو تیرے ساتھ اور چاہتی تھی کہ کہے بعوض سو دینار کے پس ہنوز عورت
مذکورہ یہ لفظ نہ کہنے پائی تھی کہ مرد نے کہا کہ مین نے قبول کیا تو نکاح منعقد نہوگا یہ ذخیرہ مین ہی - ایک مرد نے
ایک جماعت کو ایک شخص کے پاس بدین غرض بھیجا کہ اُسکے واسطے شخص مذکور کی دختر کی درخواست کرین پس
اُن لوگون نے جا کر اس سے کہا کہ تو نے اپنی دختر فلانہ ہمکو دی اور اُسنے جواب دیا کہ دی پس ان لوگون نے کہا
کہ ہم نے قبول کیا تو نکاح منعقد نہوگا اسواسطے کہ ان لوگون نے بھیجنے والے کی جانب اضافت نہین کی ہی -
ایک مرد اور ایک عورت دونون نے گواہون کے سامنے فارسی مین کہا کہ ما زن و شوئیم یعنے ہم دونون جورو و مرد
ہین تو دونون مین نکاح کا انعقاد نہوجائیگا اور یہی مختار ہی یہ خلاصہ مین ہی اور اگر مرد نے کہا کہ یہ میری جورو ہی اور
عورت نے کہا کہ یہ میرا شوہر ہی اور یہ اقرار گواہون کے حضور مین ہوا حالانکہ پیشتر سے ان دونون کے درمیان
نکاح نہ تھا تو اسمین مشائخ نے اختلاف کیا ہی اور صحیح یہ ہی کہ نکاح نہوگا کذا فی الظہیریہ اور شرح خصاف مین ہی کہ
ایسی صورت مین قاضی نے نکاح واقع ہونے کا حکم دیا ہی یا گواہون نے دونون سے کہا کہ آیا تم نے اس گفتگو کو
نکاح قرار دیا ہی اور دونون نے جواب دیا کہ ہان تو مختار یہ ہی کہ نکاح منعقد ہوجائیگا یہ مختار الفتاوی مین ہی
اور یتیمہ مین لکھا ہی کہ شیخ علی سعدی رح سے دریافت کیا گیا کہ ایک مرد نے ایک عورت کو سلام کیا باین طور کہ
السلام علیک ای میری جورو اُسنے جواب دیا کہ السلام علیک ای میرے خاوند اور اُس کلام کو گواہون نے سُنا
تو شیخ نے فرمایا کہ اس سے نکاح منعقد نہوگا یہ تاتارخانیہ مین ہی - ایک مرد سے کہا گیا کہ دختر خویشتن را بہ پسر من
ارزانی داشتی یعنے تو نے اپنی دختر کو میرے پسر کے واسطے ارزانی رکھا پس اُسنے جواب دیا کہ داشتم تو دونون مین نکاح
منعقد نہوگا یہ ذخیرہ مین ہی - طفل صغیر کے والد نے گواہون سے کہا کہ تم لوگ گواہ رہو کہ مین نے فلان کی دختر
صغیرہ کو اپنے پسر فلان کے نکاح مین بعوض اتنے مہر کے کر دیا پھر دختر صغیرہ کے باپ سے پوچھا گیا کہ کیا ایسا نہین ہی
اُسنے جواب دیا کہ ایسا ہی ہی اور اس سے زیادہ کچھ نہ کہا تو اولے یہ ہی کہ نکاح کی تجدید کر لین اور اگر تجدید نہ کی تو
بھی جائز ہی یہ فتاوی قاضیخان و ظہیریہ مین ہی اور اگر فارسی مین مرد نے کہا کہ خویشتن را بہ تو دادم بہزار درم
یعنے مین نے اپنے آپ کو بعوض ہزار درم مہر کے تیری جورو ہونے کے واسطے دیا پس عورت نے جواب دیا کہ پذیرفتم
یعنے مین نے قبول کیا تو نکاح منعقد نہوگا اسواسطے کہ زنی یعنے جورو ہونے کا لفظ فارسی مین مرد پر اطلاق نہین ہوسکتا ہی
یہ تجنیس مین ہی - اور اگر دختر کے باپ سے کہا کہ آیا تو نے اپنی دختر میرے نکاح مین دی اور اُسنے جواب دیا کہ نکاح مین
دی یا کہا کہ ہان تو جبتک اسکے بعد مرد مذکور یہ نہ کہے کہ مین نے قبول کی تب تک نکاح منعقد نہوگا اسواسطے کہ قول

آیا تو نے اپنی دختر میرے نکاح مین دی یہ استفہام ہی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی - اور لفظ قرض و رہن سے نکاح منعقد ہونے مین مشائخ کا اختلاف ہی اور صحیح یہ ہی کہ ان لفظون سے منعقد نہین ہوتا ہی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی اور بعض نے فرمایا کہ بنا بر قیاس قول امام ابوحنیفہ رح و امام محمد رح کے لفظ قرض سے منعقد ہوگا اسواسطے کہ نفس قرض ان دونون امامون کے نزدیک تملیک ہی اور یہی مختار ہی یہ مختار الفتاوی مین ہی - اور لفظ سلم یعنے بیع سلم سے بعضون نے کہا کہ نہین منعقد ہوتا ہی اور اسی طرح بیع صرف کی لفظ سے بھی نکاح منعقد ہونے مین دو قول ہین یعنے بعض کے نزدیک منعقد ہوتا ہی اور بعض کے نزدیک نہین یہ عینی شرح کنز مین ہی - اور جو نکاح کہ مضاف ہو مثلاً دختر کے باپ نے کہا کہ مین نے اپنی دختر فلانہ کو کل کے روز تیرے نکاح مین دیا یعنے آیندہ جو کل ہوگا تو یہ صحیح نہوگا اور جو نکاح کہ معلق ہو پس اگر ایسی چیز پر معلق ہو کہ گذر چکا ہی تو نکاح صحیح ہوگا اسواسطے کہ اُسکا حال معلوم ہی چنانچہ اگر زید کی دختر کا خطبہ کیا گیا اور اُسنے خبر دی کہ مین نے فلان مرد سے اسکا نکاح کر دیا ہی پس خاطب نے اس قول کی تکذیب کی پس زید نے کہا کہ اگر مین نے فلان مرد سے اسکا نکاح نہ کیا ہو تو مین نے تیرے پسر کے ساتھ اسکا نکاح کر دیا پس پسر کے باپ نے اسکو قبول کیا پھر ظاہر ہوا کہ زید نے کسی کے ساتھ اسکا نکاح نہین کیا تھا تو نکاح صحیح ہوگا یہ نہر الفائق مین ہی - اور اگر گواہون کے حضور مین ایک عورت سے کہا کہ مین نے تجھسے اسقدر مہر پر نکاح کیا بشرطیکہ میرا باپ اجازت دیدے یا راضی ہو جاوے پس عورت نے قبول کیا تو نکاح صحیح نہوگا - ایک مرد نے ایک عورت سے بدین شرط نکاح کیا کہ وہ عورت طالقہ ہی یا بدین شرط کہ معاملہ طلاق مین عورت مذکورہ کا اختیار اُسکے قبضہ مین ہی تو امام محمد رح نے جامع مین ذکر فرمایا کہ نکاح جائز ہی اور طلاق باطل ہی اور عورت کا اختیار عورت کے قبضہ مین نہوگا اور فقیہ ابو اللیث رح نے فرمایا کہ یہ حکم اُسوقت ہی کہ جب مرد نے پہل کر کے یون کہا کہ مین نے تجھسے اس شرط پر نکاح کیا کہ تو طالقہ ہی اور اگر عورت نے پہل کی اور کہا کہ مین نے اپنے نفس کو تیرے نکاح مین بدین شرط دیا کہ مین طالقہ ہون یا بدین شرط کہ امر طلاق میرے اختیار مین ہی جب چاہونگی اپنے آپ کو طلاق دے دونگی پس شوہر نے کہا کہ مین نے قبول کیا تو نکاح جائز ہوگا اور طلاق واقع ہوگی اور امر طلاق اُس عورت کے اختیار ہوگا - اسی طرح اگر مولی نے اپنی باندی کا نکاح اپنے غلام کے ساتھ کیا پس اگر غلام نے پہل کی اور کہا کہ میرے ساتھ اپنی اس باندی کا نکاح بعوض ہزار درم مہر کے اس شرط پر کر دے کہ اس باندی کی طلاق کا اختیار تیرے تو مین ہوگا جب چاہے طلاق دے دینا پس مولے نے باندی مذکورہ اس غلام کے نکاح مین دی تو نکاح صحیح ہوگا اور امر طلاق کا اختیار مولے کے قبضہ مین نہوگا اور اگر مولی نے ابتدا کی اور کہا کہ مین نے اپنی یہ باندی تیرے نکاح مین بدین شرط دی کہ اسکے طلاق کا اختیار میرے قبضہ مین ہی جب چاہونگا طلاق دیدونگا پس غلام نے اسکو قبول کیا تو نکاح جائز ہوگا اور مولی کو امر طلاق کا اختیار حاصل ہوگا - اور اگر غلام نے اپنے مولی سے کہا کہ اگر مین نے اُسکو اپنے نکاح مین لیا تو اُسکے طلاق کا اختیار ہمیشہ تجکو ہی پھر اُسکو اپنے نکاح مین لیا تو اُسکے طلاق کا اختیار ہمیشہ مولی کو حاصل رہیگا اور غلام مذکور مولی کو اس اختیار سے کبھی خارج نہین کر سکتا ہی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی اور شمس الائمہ سرخسی نے ذکر فرمایا کہ اگر کسی عورت سے ہزار درم پر بوعدہ حصاد و دیاس نکاح کیا تو ہمارے مشائخ نے اسمین اختلاف کیا ہی اور میرے نزدیک مختار یہ ہی کہ نکاح منعقد ہو جائیگا اور مہر مین یہ مدت میعاد ثابت ہوگی یہ مختار الفتاوی مین ہی اور نکاح مین خیار رویت و خیار شرط و خیار عیب ثابت نہین ہوتا ہی خواہ خیار مرد کے واسطے قرار دیا جاوے

یا عورت کے واسطے یا دونون کے واسطے قرار دیا جاوے خواہ تین روز کا خیار ہو یا کم کا یا زیادہ کا اور اگر ایسی شرط کے ساتھ نکاح کیا تو نکاح جائز ہوگا مگر شرط مذکور باطل ہوگی لیکن عیب جب یا خصی یا عنین ہو تو عورت کو خیار حاصل ہوتا ہی قال المترجم جب خصیہ مرد کا جڑ سے قطع ہونا اور مجبوب وہ شخص ہی جسکے خصیے جڑ سے کٹ گئے ہون اور خصی سے مراد یہ ہی کہ اسکے آلہ تناسل قطع ہوا ہو اور عنہ نامردی معروف و عنین نامرد ۱۲ اور یہ امام اعظمؒ و امام ابو یوسفؒ کا قول ہی یہ شرح طحاوی مین ہی - اور اگر دونون مین سے ایک نے دوسرے پر شرط لگائی کہ آنکھ سے کانا نہو یا گنجا نہو یا خوبصورت ہونے کی شرط لگائی یا شوہر نے یہ شرط لگائی کہ عورت باکرہ ہو پھر اس شرط کے برخلاف پایا تو اسکو خیار حاصل نہوگا یہ تاتارخانیہ مین ہی اگر ایک مرد نے ایک عورت سے بدین شرط نکاح کیا کہ یہ مرد مذکور شہر کا ہی پھر ظاہر ہوا کہ وہ دیہاتی ہی تو نکاح جائز ہوگا بشرطیکہ مرد مذکور اسکا کفو ہوا اور عورت مذکورہ کو کچھ خیار حاصل نہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہی اور فتاوی ابو اللیث مین ہی کہ ایک مرد نے ایک عورت سے بدین شرط نکاح کیا کہ میرے باپ کو خیار حاصل ہی تو نکاح صحیح ہوگا اور شوہر کے باپ کو خیار حاصل نہوگا یہ ذخیرہ مین ہی

تیسرا باب محرمات کے بیان مین قال المترجم محرمات یعنے ایسی عورتون کے بیان مین جو ہمیشہ یا فی الحال کے واسطے حرام ہین قال اور محرمات کی نو قسمین ہین قسم اول محرمات بہ نسب کے بیان مین یعنے رحم کی قرابت کی وجہ سے جو عورتین ہمیشہ کے واسطے حرام ہین چنانچہ ایسی محرمات عورتین امہات یعنے مائین ہین اور بیٹیان اور بہنین اور پھوپھیان اور خالائین اور بھائی کی بیٹیان اور بہن کی بیٹیان پس یہ عورتین جو مذکور ہوئی ہین نکاح کی راہ سے بھی ہمیشہ کے واسطے حرام ہین اور انسے وطی کرنا اور جو امور مفضی بجانب وطی ہوتے ہین وہ بھی سب ان عورتون سے ہمیشہ کیواسطے حرام ہین اور واضح ہو کہ امہات یعنے ماؤن سے یہ مراد ہی کہ اُس شخص کی مائین ہو یا اُسکی سگی دادی وغیرہ یا سگی نانی وغیرہ چاہے جتنے اونچے مرتبہ کی ہو سب قطعی دائمی حرام ہین اور بیٹیون سے یہ مراد ہی کہ اس مرد کی صلبی دختر ہو یا اسکے پسر کی دختر ہو یا اسکی دختر کی دختر ہو اور چاہے جتنے نیچے مرتبہ پر ہو بہرصورت دائمی حرام ہین اور بہنون سے یہ مراد ہی کہ سگی ایک ماں و باپ سے بہن ہو یا فقط باپ کی طرف سے بہن ہو یا فقط ماں کی طرف سے بہن ہو پس یہ بہنین قطعی حرام ہین قال المترجم اور ہندوستان مین جو چچا زاد بہن اور پھوپھی زاد بہن وغیرہ ہوتی ہین وہ فقط نسب کے رشتہ سے حرام نہین ہین انسے نکاح کرنا جائز ہی اگر کوئی وجہ دیگر مانع نہو مثلاً اُس مرد نے اپنی پھوپھی کا دودھ پیا تو اُسکی دختر سے جو اُسکی پھوپھی زاد بہن تھی اب رضاعی بہن ہو گئی لہذا بوجہ سبب کے ناجائز ہو گئی ورنہ جائز تھی اور واضح ہو کہ بھائی بھی تین طرح کے ہوتے ہین ایک سگا بھائی دوسرا فقط باپ کی طرف سے اور تیسرا فقط ماں کی طرف سے پس اب جاننا چاہیے کہ بھائیون کی بیٹیون اور بہنون کی بیٹیون سے انھین بھائیون اور انھین بہنون کی بیٹیان خواہ ایک درجہ کی ہون یا پوتیان و پرپوتیان و نواسیان و پرنواسیان وغیرہ چاہے کتنے ہی نیچے درجے پر ہون قطعی دائمی حرام ہین - اور پھوپھیان بھی تین طرح کی ہوتی ہین ایک تو باپ کی سگی ایک ماں و باپ کی بہن اور دوسری فقط باپ کی طرف سے بہن اور تیسری فقط ماں کی طرف سے بہن یہ سب پھوپھیان ہین اور اسی طرح باپ کی پھوپھیان بھی یہی تین طرح کی ہوتی ہین اور اسیطرح ماں کی پھوپھیان بھی اور اسیطرح اجداد کی پھوپھیان اور اسیطرح جدات کی پھوپھیان بھی اسیطرح ہوتی ہین اور چاہے جسقدر بالا و نیچے مرتبہ پر ہون سب کا یکسان حکم ہی

یہ سب قطعی دائمی حرام ہین اور واضح رہے کہ پھوپھی کی پھوپھی کی صورت مین دیکھا جائیگا کہ اگر پھوپھی اس مرد کے باپ کی ایک
مان و باپ کی طرف سے سگی بہن ہو یا فقط باپ کی طرف سے بہن ہو تو پھوپھی کی پھوپھی بھی حرام ہوگی اور اگر پھوپھی
اسکی فقط مان کی طرف سے پھوپھی ہو تو پھوپھی کی پھوپھی حرام نہ ہوگی - اور خالات سے یہ مراد ہی کہ سگے ایک مان
و باپ سے اسکی خالہ ہو یعنے اسکی مان کی سگی بہن ہو یا فقط باپ کی طرف سے یا فقط مان کی طرف سے خالہ ہو سب حرام
ہین اور نیز اسکے آبا و اجداد و مان و جدات کی خالائین بھی یہی حکم رکھتی ہین کہ قطعاً دائمی حرام ہین اور رہی خالہ کی خالہ پس
اگر خالہ اس شخص کی سگی یعنے مان و باپ کی طرف سے اسکی مان کی بہن ہو یا فقط مان کی طرف سے بہن ہونے سے اسکی خالہ ہو
تو اسکی خالہ کی خالہ اسپر حرام ہوگی اور اگر اسکی خالہ فقط باپ کی طرف سے اسکی مان کی بہن ہونے سے اسکی خالہ ہو تو خالہ کی خالہ
اسپر حرام نہوگی یہ محیط سرخسی مین ہی - قسم دوم محرمات بہ صہریت کے بیان مین یعنے خسر و دامادی کے رشتہ سے جو عورتین
حرام ہو جاتی ہین اور یہ عورتین چار فرقہ ہین فرقہ اول اپنی جورؤون کی امہات و جدات از جانب مادر و پدر
اگرچہ کتنے ہی اونچے مرتبہ پر ہون فرقہ دوم زوجہ کی بیٹیان اور اسکی اولاد کی بیٹیان چاہے جتنے نیچے درجہ پر ہون
مرد پر حرام ہو جاتی ہین بشرطیکہ اپنی زوجہ کے ساتھ دخول کیا ہو کذا فی الاعمادی خواہ اسکی زوجہ کی دختر اسکی پرورش مین ہو
یا نہو کذا فی شرح الجامع الصغیر لقاضی خان قال المترجم زوجہ کی اولاد کی حرمت کے واسطے یہ قید لگائی گئی ہی کہ زوجہ کے ساتھ
دخول تحقیقی کیا ہوا اور اگر وطی نہ کی ہو تو حرام نہوگی پس چاہے قبل دخول کے زوجہ کو طلاق دے کر اسکی دختر سے
نکاح کرلے بخلاف زوجہ کی مان و نانی و دادی وغیرہ کے کہ بعد نکاح زوجہ کے چاہے زوجہ سے وطی کرے یا نکرے اسکی
مان وغیرہ سے نکاح نہین کرسکتا ہی فاحفظہ اور زوجہ سے وطی کرنے مین ہم نے بیان کردیا کہ تحقیقی وطی ہو جانا چاہیے
کتاب مین فرمایا اور ہمارے اصحاب نے خلوت کو وطی کے قائم مقام اس بات کے حق مین نہین رکھا کہ خلوت واقع
ہونے سے زوجہ کی اولاد حرام ہو جاوے کذا فی الذخیرہ فی نوع ما یستحق بہ جمیع المہر - فرقہ سوم بیٹے یا پوتے یا نواسے کی جورو
چاہے کتنے ہی نیچے درجہ کی ہو کبھی نکاح کرنا جائز نہ رہیگا خواہ پسر نے اپنی زوجہ کے ساتھ دخول کیا ہو یا نہ کیا ہو ولیکن
اگر بیٹا متبنی ہو تو اسکی جورو سے نکاح کرلینا حرام نہین ہی یہ محیط سرخسی مین ہی - فرقہ چہارم آبا و اجداد از جانب مادر یا پدر
کی جوروئین اگرچہ کتنے ہی اونچے درجہ پر ہون یہ سب نکاح و وطی دونون طرح سے ہمیشہ کے واسطے حرام ہین یہ حاوی
قدسی مین ہی اور واضح رہے کہ حرمت مصاہرہ ایسے نکاح سے ثابت ہوتی ہی جو صحیح ہوا اور نکاح فاسد کی وجہ سے
ثابت نہین ہوتی ہی یہ محیط سرخسی مین ہی - پس اگر کسی عورت سے بنکاح فاسد عقد کیا تو فقط نکاح سے اس عورت کی مان
اس مرد پر حرام نہوگی بلکہ اس عورت سے دخول کرنے کے بعد البتہ حرام ہو جائیگی یہ بحر الرائق مین ہی اور حرمت مصاہرہ وطی کرنے
سے ضرور ثابت ہو جاتی ہی خواہ وطی بطور حلال ہو یا بطریق شبہ ہو یا بطور زنا ہو کذا فی فتاوی قاضیخان پس اگر کسی شخص نے
ایک عورت سے زنا کیا تو اس عورت کی مان اس زانی پر حرام ہو جائیگی اسی طرح اسکی مان کی مان وغیرہ چاہے کتنے ہی
اونچے درجہ کی ہو سب حرام ہونگی اور اس عورت کی دختر اور دختر کی دختر وغیرہ کتنے ہی نیچے درجہ پر ہون سب حرام ہونگی
اسیطرح یہ عورت جس سے زنا کیا ہی اس مرد زانی کے آبا و اجداد پر چاہے کتنے ہی اونچے درجہ پر ہون اور اس مرد
کے بیٹون اور پوتون و پرپوتون پر چاہے کتنے ہی نیچے درجہ پر ہون حرام ہوگی یہ فتح القدیر مین ہی - اور اگر کسی عورت سے
وطی کی اور یہ صورت ہوئی کہ اس عورت کا پیشاب کا مقام اور پائخانہ کا مقام پھاڑ کر ایک کردیا تو اس عورت کی مان

اس مرد پر حرام نہوگی کیونکہ اس امر کا یقین نہین ہی کہ یہ وطی فرج مین واقع ہوئی لیکن اگر عورت مذکورہ کو حمل رہجاوے
اور معلوم ہو جاوے کہ وطی فرج مین واقع ہوئی ہی تو البتہ اُسکی ماں اس مرد پر حرام ہو جاوے گی یہ بحر الرائق مین ہی
اور واضح رہے کہ جسطرح یہ حرمت مصاہرہ بوجہ وطی کے ثابت ہوتی ہی اسی طرح مساس کرنے اور بوسہ لینے اور شہوت
فرج پر نظر کرنے سے ثابت ہوتی ہی یہ وغیرہ مین ہی - اور ہمارے نزدیک یہ امور خواہ بطریق نکاح واقع ہون یا بطور
ملک ہون یا بوجہ فسق و فجور ہون کچھ فرق نہین ہی یہ ملتقط مین ہی - اور ہمارے اصحاب نے فرمایا کہ خواہ یہ عورت ربیبہ ہو
یا کوئی اور ہو کچھ فرق نہین ہی یہ ذخیرہ مین ہی - اور جو مباشرت بشہوت ہو وہ بمنزلہ بوسہ لینے کے ہی اور اسیطرح معانقہ کا
بھی یہی حکم ہی یہ فتاوی قاضی خان مین ہی اور اسیطرح اگر عورت کو شہوت سے دانتون سے داب کر کاٹا تو بھی یہی
حکم ہی یہ خلاصہ مین ہی اور اگر عورت نے کسی مرد کے ذکر کو دیکھا یا مرد مذکور کو بشہوت مساس کیا یا اُسکا شہوت سے
بوسہ لیا تو حرمت مصاہرہ ثابت ہو جائیگی یہ جوہرہ نیرہ مین ہی اور باقی اعضا کی طرف نظر کرنے سے حرمت مصاہرہ ثابت
نہین ہوتی ہی الا جبکہ بشہوت ہو اور نیز باقی اعضا کا مساس کرنے سے بھی ثابت نہین ہوتی ہی الا جبکہ بشہوت ہو اور اسمین
کچھ اختلاف نہین ہی یہ بدائع مین ہی - اور نظر وہ معتبر ہی جو داخلی فرج مین ہو یہ ہدایہ مین ہی اور اسی پر فتوی ہی یہ ظہیریہ
و جواہر اخلاطی مین ہی اور مشائخ نے فرمایا کہ اگر مرد نے کھڑی ہوئی عورت کی فرج کو دیکھا تو حرمت مصاہرہ ثابت
نہوگی اور داخلی فرج مین جب نظر پڑیگی کہ جب وہ عورت تکیہ لگائے بیٹھی ہو یعنے دونون ٹانگین کشادہ ہون یہ فتاوی
قاضی خان مین ہی - اور اگر کسی عورت کی فرج کو شہوت سے باریک پردہ یا شیشہ کی آڑ سے جس سے فرج نظر آتی ہی دیکھا
تو حرمت مصاہرہ ثابت ہو جائیگی - اور اگر آئینہ دیکھا اور اُسمین کسی عورت کی فرج نظر آئی پھر اُسکو شہوت سے دیکھا تو
اس عورت کی ماں و بیٹی اس آئینہ دیکھنے والے پر حرام نہوگی اسواسطے کہ اسنے اُسکی فرج نہین دیکھی بلکہ اُسکی فرج کا
عکس دیکھا ہی اور اگر کوئی عورت کسی حوض کے کنارہ پر بیٹھی ہو یا ندی کے پل پر ہو اور ایک مرد نے پانی مین نگاہ کی اور
اور پانی مین اُس عورت کی فرج دیکھی پھر بنظر شہوت دیکھی تو حرمت مصاہرہ ثابت نہوگی کذا فی فتاوی قاضی خان اور
یہی صحیح ہی یہ خلاصہ مین ہی اور اگر عورت پانی مین ہی اور باہر سے کسی مرد نے پانی مین اُسکی فرج کو دیکھا اور شہوت سے
نگاہ کی تو حرمت مصاہرہ ثابت ہو جائیگی یہ فتاوی قاضی خان مین ہی - اور اگر کسی مرد نے اپنی دختر کی فرج کو بغیر
شہوت دیکھا اور اُسکو تمنا ہوئی کہ کاش میرے پاس ایسی کوئی باندی ہوتی پس اس نگاہ کے ساتھ اُسمین شہوت بھی
پائی گئی تو مشائخ نے فرمایا ہی کہ اگر یہ شہوت اُسکو اپنی دختر پر واقع ہوئی ہی تو اُسکی جورو اسپر حرام ہو جاویگی اور اگر یہ
شہوت اُسکو اس باندی کے خیال پر آئی ہی جسکی اسنے تمنا کی تھی تو اُسکی جورو اسپر حرام نہوگی اسواسطے کہ ایسی
صورت مین اسکی نظر اپنی دختر کی فرج پر بسبب شہوت نہین ہوئی ہی یہ فتاوی قاضیخان و ذخیرہ مین ہی - اور مساس سے
جو حرمت ثابت ہوتی ہی چاہے عمداً مساس کیا ہو یا بھول کر یا اکراہ و یا براہ خطا ہو کچھ فرق نہین ہی کذا فی فتح القدیر یا
سوتے مین ہو یہ معراج الدرایہ مین ہی - اور اگر کسی مرد نے اپنی جورو کو جماع کرنے کی غرض سے رات کو جگایا پس اُسکا ہاتھ
اپنی دختر پر جو اسی جورو کے پیٹ سے ہی جا پہونچا اور اُسکے بدن کو اپنی انگلی سے گرفت کر کے مساس کیا بدین گمان کہ یہ
اُسکی ماں ہی یعنے میری جورو ہی حالانکہ یہ لڑکی ایسی تھی کہ اس سے شہوت اُٹھتی تو اس لڑکی کی ماں یعنے مرد مذکور کی جورو
مرد مذکور پر ہمیشہ کے واسطے حرام ہو جائیگی یہ فتح القدیر مین ہی اور اگر عورت کے بال شہوت کے ساتھ چھونے پس

وہ بال چھوئے جو اُسکے سر کے متصل ہین تو حرمت مصاہرہ ثابت ہوگی اور اگر لٹکے ہوئے سرے چھوئے تو حرمت مصاہرہ ثابت نہوگی مگر امام ناطفی نے یہ تفصیل نہین فرمائی ہی بلکہ مطلق بال کے چھونے سے حرمت مصاہرہ کا حکم دیا ہی یہ ذخیرہ و جوہرہ نیرہ و سراج الوہاج مین ہی۔ اور اگر شہوت سے اُسکے ناخن چھوئے تو حرمت مصاہرہ ثابت ہو جائیگی یہ خلاصہ مین ہی۔ لیکن واضح رہے کہ مساس سے حرمت مصاہرہ جبھی ثابت ہوتی ہی جب چھونے والے مرد اور بدن عورت کے درمیان کوئی کپڑا حائل نہو اور اگر کوئی کپڑا حائل ہو گا تو دیکھنا چاہیے کہ اگر کپڑا اسقدر گندہ ہو کہ چھونے والے کو بدن عورت کی حرارت محسوس نہین ہوتی تو بھی حرمت مصاہرہ ثابت نہوگی اگرچہ اس فعل سے اُسکے آلہ تناسل کو انتشار ہوا ہو اور اگر کپڑا باریک ہو کہ جس سے تن عورت کی حرارت چھونے والے کو پہونچے تو حرمت مصاہرہ ثابت ہوگی یہ ذخیرہ مین ہی اور اسی طرح اگر مرد نے عورت کے موزہ کا تلا چھوا تو بھی شہوت سے چھونے مین یہی حکم ہی لیکن اگر موزہ مذکور منعل یعنے نعلدار ہو کہ جس سے قدم کی نرمی معلوم و محسوس نہوتی ہو تو یہ حکم ثابت نہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہی اور اگر مرد نے عورت کا بوسہ لیا حالانکہ دونون کے درمیان کپڑا حائل ہی پس اگر عورت مذکورہ نے اگلے دانتون کی ٹھنڈک یا ہونٹھون کی ٹھنڈک پائی تو یہ بوسہ لینے اور مس کرنے مین داخل ہی یہ محیط مین ہی۔ اور حرمت مصاہرہ ثابت ہونیکے واسطے یہ شرط نہین ہی کہ مساس پر دوام پایا جاوے حتے کہ کہا گیا ہی کہ اگر مرد نے کسی عورت کی جانب شہوت سے اپنا ہاتھ دراز کیا اور ناگاہ اُسکا ہاتھ اُسکی دختر کی ناک پر جا پڑا کہ اُسکی شہوت زیادہ ہو گئی تو اس مرد پر اُسکی جورو یعنے دختر کی مان حرام ہو جائیگی اگرچہ اُسی وقت اُسکی شہوت فرو ہو گئی ہو کذا فی الذخیرہ مگر یہ شرط ہی کہ عورت مشتہاۃ ہو یعنے ایسی ہو کہ مرد کو اُس سے شہوت ہوتی ہو یہ تبیین مین ہی اور نو برس کی لڑکی محل شہوت ہی اس سے کم کی مشتہاۃ نہین ہی [یعنی اکثر بالغہ یا قریب بلوغ ہو جاتی ہے] اور اسی پر فتوی ہی یہ معراج الدرایہ مین ہی اور فقیہ ابو اللیث نے فرمایا کہ نو برس سے کم سن کی لڑکی مشتہاۃ نہین ہوتی ہی اور اسی پر فتوی ہی یہ فتاوی قاضی خان مین ہی اور شیخ امام ابوبکر رح سے منقول ہی کہ فرماتے تھے کہ مفتی کو چاہیے کہ سات و آٹھ برس کی لڑکی کی صورت مین یون فتوی دے کہ وہ مشتہاۃ نہین ہی پس اس سے حرمت مصاہرہ ثابت نہوگی لیکن اگر سائل مبالغہ کرے کہ یہ لڑکی موٹی تازی تن دار ہی تو ایسی صورت مین سات و آٹھ برس کی صورت مین بھی حرمت کا فتوی دیگا یہ ذخیرہ و مضمرات مین ہی پس اگر ایسی لڑکی سے جماع کیا جو مشتہاۃ نہین ہی تو حرمت مصاہرہ ثابت نہوگی یہ بحر الرائق مین ہی۔ اور یہ حکم فقط صغیرہ مین ہی اور کبیرہ عورت اگر بہت بڈھی ہو جاوے کہ وہ مشتہاۃ کی حد سے باہر ہو جاوے تو بھی اس سے حرمت مصاہرہ ثابت ہوگی اسواسطے کہ وہ حد مذکور مین داخل ہو چکی ہی پس بسبب بڈھی ہو جانے کے خارج نہوگی بخلاف صغیرہ کے کہ اسمین یہ بات نہین پائی گئی ہی یہ تبیین مین ہی اور اسیطرح یہ بھی شرط ہی کہ مذکر کی طرف سے بھی شہوت پائی گئی ہو حتے کہ اگر چار برس کے لڑکے نے [یعنے حد مشتہاۃ مین ہونیکا محل نہین ہے] اپنے باپ کی جورو سے جماع کیا تو اس سے حرمت مصاہرہ ثابت نہوگی یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اس حکم کے ثابت ہونے کے واسطے جو لڑکا ایسا ہی کہ اُسکے مثل لڑکے جماع کر سکتے ہین اسکی وطی بمنزلہ مرد بالغ کی وطی کے قرار دیجائیگی اور مشائخ نے فرمایا کہ ایسا لڑکا جسکے مثل جماع کرنے کے لائق ہوتا ہی وہ ہر ایسا لڑکا ہوتا ہی جو جماع کرے اور اُسکو شہوت ہو اور عورتین اُس سے شرماتی ہین یہ فتاوی قاضیخان مین ہی اور شہوت اُسوقت کی معتبر ہی کہ جسوقت اُسنے چھوا اور دیکھا ہی حتے کہ اگر مرد نے عورت کو چھوا اور دیکھا درحالیکہ اُسکو شہوت نہ تھی پھر جب چھوڑ دیا تب اُسکو شہوت ہوئی تو اس سے حرمت مصاہرہ

ثابت نہوگی۔ اور واضح ہو کہ شہوت مرد کی حد یہ ہے کہ مرد کے آلہ تناسل کو انتشار ہو یا اگر منتشر ہو تو انتشار مین زیادتی ہو جاوے
یہ تبیین مین ہے اور یہی صحیح ہے یہ جواہر اخلاطی مین ہے اور اسی پر فتوی دیا جاوے یہ خلاصہ مین ہے پس اگر کسی مرد کا آلہ تناسل
منتشر ہوا اور اُسنے شہوت مین اپنی جورو کو طلب کیا اور اس درمیان مین اُسنے اپنے آلہ تناسل کو اُسکی دختر کی
رانگون کے درمیان داخل کر دیا تو دختر مذکورہ کی مان اسپر حرام نہو جائیگی تاوقتیکہ اس حرکت سے اُسکی شہوت مین اس
انتشار کے ساتھ انتشار مین زیادتی نہوئی ہو یہ تبیین مین ہے اور یہ حد جو مذکور ہوئی ایسے لوگون کے واسطے مقرر ہے جو مرد
جوان جماع کرنے پر قادر ہو اور اگر بوڑھا یا عنین ہو تو اُسکے حق مین شہوت کی حد یہ ہے کہ خواہش کے لیے اُسکے قلب کو
حرکت ہو اگر قبل اسکے اسکا قلب متحرک نہو اور اگر پہلے سے متحرک ہو تو حرکت قلبی مین زیادتی ہو جاوے یہ محیط مین ہے۔
اور عورتون اور مرد مجبوب کے حق مین شہوت کی حد یہ ہے کہ قلب کو حرکت و خواہش ہو اور اسمین لذت پیدا ہو بشرطیکہ پہلے سے
قلب کو حرکت نہو اور اگر پہلے سے ہو تو اسمین زیادتی ہو جاوے یہ شرح نقایہ شیخ ابو المکارم مین ہے۔ اور یہ واضح رہے
کہ مرد و عورت دونون مین سے ایک کی طرف سے شہوت کا پایا جانا حرمت ثابت ہونے کے واسطے کافی ہے مگر شرط
یہ ہے کہ اسکو انزال نہو جاوے حتی کہ اگر چھونے یا دیکھنے کے ساتھ انزال ہو گیا تو حرمت مصاہرہ ثابت نہوگی یہ تبیین مین ہے
اور علامہ صدر شہید نے فرمایا کہ اسی پر فتوی ہے یہ شرح نقایہ علامہ سمنی مین ہے اور اگر مساس کیا پس انزال ہو گیا
تو حرمت مصاہرہ بنابر قول صحیح کے ثابت نہوگی اسواسطے کہ انزال سے یہ بات ثابت ہوگی کہ یہ فعل داعی بجانب وطی
نہین ہے یہ کافی مین ہے۔ اور اگر عورت کی دبر یعنے پاخانہ کے مقام کو دیکھا تو اس سے حرمت مصاہرہ ثابت نہین ہوتی ہے یہ
فتاوی قاضیخان مین ہے اور اسیطرح اگر باتباع شیطان کسی عورت کی دبر مین دخول کیا تو اس سے حرمت مصاہرہ ثابت
نہوگی یہ تبیین مین ہے اور یہی اصح ہے یہ محیط مین ہے اور اسی پر فتوی ہے یہ جواہر اخلاطی مین ہے۔ اور اگر صغیرہ سے جماع کیا تو حرمت
مصاہرہ ثابت نہوگی یہ فتاوی قاضیخان مین ہے۔ **مسائل متعلقہ** اگر جورو و مرد مین سے کسی نے حرمت مصاہرہ واقع ہونے کا
اقرار کیا تو اُسکا اقرار ماخوذ کیا جائیگا اور دونون مین جدائی کرادی جائیگی اور اسی طرح اگر نکاح سے پہلے ایسا واقع ہونیکا
اقرار کیا مثلاً اپنی جورو سے کہا کہ مین نے تیرے ساتھ نکاح کرنے سے پہلے تیری مان سے جماع کیا ہے تو اس اقرار پر
مواخذہ کر کے دونون مین تفریق کرا دیجائیگی ولیکن مہر کے حق مین مرد مذکور کے قول کی تصدیق نہ کیجائیگی حتی کہ جو
مہر قرار پایا ہے وہ دلایا جائیگا اور یہ ہوگا کہ اُسپر عقر واجب ہوا اور ایسے اقرار پر مصر رہنا شرط نہین ہے چنانچہ اگر اُسنے
اس اقرار سے رجوع کیا اور کہا کہ مین جھوٹ بولا ہون تو قاضی اُسکے قول کی تصدیق نہ کریگا ولیکن اگر وہ اپنے
اقرار مین در واقع جھوٹا ہوگا تو فیما بینہ و بین اللہ تعالے اُسکی عورت اُسپر حرام نہوگی قال المترجم مگر دنیا مین دونون مین
جدائی ضرور کرائی جائیگی۔ اور امام محمد نے کتاب النکاح مین ذکر فرمایا کہ اگر ایک مرد نے کسی عورت سے کہا کہ یہ عورت میری
رضاعی مان ہے پھر اسکے بعد اس سے نکاح کرنا چاہا اور کہا کہ مجھ سے اسمین خطا ہوئی ہے تو استحساناً اُسکو اختیار ہوگا کہ
عورت مذکورہ سے نکاح کرلے اور ان دونون صورتون مین فرق اسطور سے کیا گیا ہے کہ اس صورت مین کہ جب اُسنے اپنی
جورو کی مان سے وطی کرنے کی خبر دی تو اُسنے اپنے فعل کی خبر دی ہے اور جو فعل اُسنے کیا ہے اُسکے اوپر ایسی خطا و غلطی واقع ہونا
ایک نادر بات ہے پس اُسکی تکذیب کی تصدیق نکیجائیگی اور رضاعت مین اُسنے اپنے ایسے زمانہ کے فعل کی خبر نہین دی کہ جسکو وہ یاد
رکھتا ہو بلکہ سوائے اسکے کیا ہو سکتا ہے کہ اُسنے کسی دوسرے سے سُنا ہے اور ایسی خبر مین خطا واقع ہونا کچھ نادر بات نہین ہے

یہ تجنیس و مزید مین ہی اور اگر مرد نے کسی عورت کا بوسہ لیا پھر کہا کہ یہ شہوت سے نہ تھا یا اُسکا مساس کیا یا اُسکی فرج کی طرف دیکھا پھر کہا کہ شہوت سے نہ تھا تو صدر الشہید رحمہ اللہ تعالی نے بوسہ لینے کی صورت مین ذکر فرمایا کہ حرمت مصاہرہ ثابت ہونیکا حکم دیا جائیگا تاوقتیکہ یہ امر ثابت نہو کہ یہ فعل بدون شہوت کے تھا اور چھونے اور فرج کے دیکھنے کی صورت مین ثبوت حرمت مصاہرہ کا حکم ندیا جائیگا تاوقتیکہ یہ ثابت نہو جاوے کہ یہ فعل بشہوت تھا اسواسطے کہ بوسہ لینے مین اصل یہ ہی کہ شہوت سے ہوتا ہی بخلاف چھونے اور نظر کرنے کے کذا فی المحیط اور یہ اسوقت ہی کہ اُسنے فرج کے سوائے کسی جز بدن کو چھوا ہو اور اگر فرج کو چھوا ہی تو اسمین بھی اسکے قول کی تصدیق نکیجاویگی یہ ظہیریہ مین ہی - اور شیخ امام ظہیر الدین مرغینانی مُنہ اور گال وغیرہ کے بوسہ مین اگرچہ مقنعہ کے اوپر سے ہو حرمت مصاہرہ ثابت ہونے کا فتوی دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ اگر اُسنے بدون شہوت ہونے کا دعوی کیا تو اُسکے قول کی تصدیق نہ کیجائیگی اور بقالی مین لکھا ہی کہ اگر اُسنے چھونے کی صورت مین شہوت ہونے سے انکار کیا تو اُسکے قول کی تصدیق کیجائیگی لیکن اگر ایسا ہو کہ اُسکا آلہ تناسل کھڑا ہوا اور اُسنے عورت کو ایسی حالت مین چپٹا لیا ہی تو تصدیق نہ کیجائیگی یہ محیط مین ہی - اور اگر عورت کی چھاتی پکڑ لی اور کہا کہ یہ فعل بشہوت نہ تھا تو تصدیق نہ کیجائیگی اسواسطے کہ اکثر یہ واقعہ بشہوت ہوتا ہی اسیطرح اگر عورت کے ساتھ جانور سواری پر سوار ہوا تو بھی یہی حکم ہی بخلاف اسکے اگر اُسکی پیٹھ پر سوار ہو کر اُسکے ساتھ پانی سے عبور کیا تو ایسا حکم نہین ہی یہ وجیز کردری مین ہی - اور اگر گواہون نے یون گواہی دی کہ اسنے اقرار کیا کہ مین نے شہوت سے چھوا یا بوسہ لیا ہی تو گواہی مقبول ہو گی یہ جواہر اخلاطی مین ہی اور خالی شہوت سے چھونے اور بوسہ لینے پر گواہی آیا مقبول ہوگی یا نہو گی تو اسمین اختلاف ہی اور مختار یہ ہی کہ مقبول ہو گی اور فخر الاسلام علی بزدوی کا یہی مذہب ہی کذا فی التجنیس والمزید ایسا ہی امام محمد رح نے نکاح الجامع مین ذکر فرمایا ہی اسواسطے کہ شہوت ایسی چیز ہی کہ فی الجملہ اُسپر وقوف حاصل ہو جاتا ہی پس جبکہ آلہ تناسل جنبش کرتا ہی اُسکی جنبش آلہ سے اور جبکہ آلہ نہین حرکت کرتا ہی اُسکے دوسرے آثار سے معلوم ہو جاتا ہی کذا فی الذخیرہ اور یہی معمول ہی یہ جواہر اخلاطی مین ہی - قاضی علی سغدی رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک مرد نشہ کے مدہوش نے اپنی دختر کو پکڑ لیا اور اُسکا بوسہ لیا اور اُسکے ساتھ جماع کرنے کا قصد کیا پس اُسکی دختر نے کہا کہ مین تیری بیٹی ہون پس اسکو چھوڑ دیا پس آیا اس دختر کی مان اس مرد پر حرام ہو جائیگی تو فرمایا کہ ہان یہ تاتارخانیہ مین ہی - ایک شخص سے دریافت کیا گیا کہ تو نے اپنی جورو کی مان کے ساتھ کیا کیا اُسنے جواب دیا کہ مین نے اُسکے ساتھ جماع کیا تو فرمایا کہ حرمت مصاہرہ ثابت ہو جائیگی پھر پوچھا گیا کہ اگر پوچھنے والا اور جواب دینے والا دونون آدمی مسخرے ٹھٹھے باز ہون تو فرمایا کہ کچھ فرق نہو گا اور اگر اُسنے دعوی کیا کہ مین نے جھوٹ طور سے کہا ہی تو اسکی تصدیق نہ کیجائیگی یہ محیط مین ہی - ایک مرد کے پاس ایک باندی ہی اُسنے کہا کہ مین نے اس باندی سے وطی کی ہی تو یہ باندی اُسکے بیٹے کے واسطے حلال نہو گی اور اگر اس شخص کی ملک مین یہ باندی نہو اور اُسنے کہا کہ مین نے اس سے وطی کی ہی تو اُسکے پسر کو اختیار ہی کہ اُسکی تکذیب کرے اور باندی سے وطی کرے اسواسطے کہ ظاہر حال اسکے پسر کے واسطے شاہد ہی اور اگر باپ کی میراث مین باندی پائی تو بیٹا اس سے وطی کر سکتا ہی تاوقتیکہ یہ معلوم نہو کہ باپ نے اس سے وطی کی ہی یہ محیط سرخسی مین ہی - ایک مرد نے ایک عورت سے بدین شرط نکاح کیا کہ وہ باکرہ ویسی ہی کہ اسکا پردہ بکارت موجود ہی پھر جب اُسکے ساتھ وطی کرنی چاہی تو اُسکو پردہ دریدہ پایا پس اُس سے

پوچھا کہ تجھ سے کس شخص نے یہ حرکت کی ہی کہ تیرا پسر دم جاتا رہا پس اُسنے جواب دیا کہ تیرے باپ نے پس اگر شوہر نے
اِس قول کی تصدیق کی تو وہ بائنہ ہو گئی اور اُسکو کچھ مہر نہ ملیگا اور اگر تکذیب کی تو وہ اُسکی جورو رہیگی یہ ظہیریہ مین ہی
اور اگر زید کی جورو نے دعوی کیا کہ زید کے پسر نے مجکو بشہوت چھوا ہی تو اُسکے قول کی تصدیق نہ کیجاے گی اور زید
کے بیٹے کا قول قبول ہوگا یہ سراج الوہاج مین ہی - ایک شخص نے اپنے باپ کی جورو کا شہوت سے بوسہ لیا یا باپ نے
بیٹے کی جورو کا شہوت سے بوسہ لیا حالانکہ عورت مذکورہ بکراہ مجبور کی گئی تھی اور اُسکے شوہر نے اس فعل کے بشہوت
ہونے سے انکار کیا تو شوہر کا قول قبول ہوگا اور اگر شوہر نے اس زبردستی کرنے والے کے قول کی تصدیق کی تو جدائی
واقع ہو جائیگی اور شوہر پر نصف مہر واجب ہوگا پھر جو کچھ وہ دیگا اُسکو اس فعل کے کرنے والے سے واپس لیگا بشرطیکہ اُسنے
نکاح فاسد کر ڈالنے کا قصد کیا ہو اور اگر عمدا ایسا نہین کیا ہی تو واپس نہین لے سکتا ہی اور وطی کر لینے کی صورت مین
واپس نہین لے سکتا ہی اگرچہ اُسنے عمداً فاسد کر ڈالنے کے واسطے وطی کی ہو اسواسطے کہ اس صورت مین اسپر حد شرعی
واجب ہوگی اور حد کے ساتھ مال دونون جمع نہین ہوتے ہین - ایک شخص نے دوسرے کی باندی سے نکاح کیا
پھر ہنوز اس مرد نے اُسکے ساتھ دخول نہ کیا تھا کہ باندی نے اپنے شوہر کے پسر کا شہوت سے بوسہ لیا پس شوہر نے
دعوی کیا کہ اسنے میرے پسر کا شہوت سے بوسہ لیا ہی اور باندی کے مولی نے اُسکی تکذیب کی تو باندی مذکورہ اپنے شوہر سے
بائنہ ہو جائیگی کیونکہ شوہر نے اقرار کیا کہ اسنے شہوت سے میرے بیٹے کا بوسہ لیا ہی اور شوہر پر نصف مہر واجب ہوگا
کیونکہ مولی نے اُسکی تکذیب کی ہی یعنے اُسنے شہوت سے بوسہ نہین لیا ہی اور اگر اس معاملہ مین باندی نے خود کہا
کہ مین نے شہوت سے بوسہ لیا ہی تو اُسکا قول قبول نہوگا یہ محیط مین ہی - اور اگر ساس نے لڑائی مین اپنے داماد کا
آلہ تناسل پکڑ لیا پھر کہا کہ یہ امر شہوت سے نہ تھا تو عورت مذکورہ کے قول کی تصدیق کیجائیگی یہ خزانۃ الفتاوی مین ہی -
اور امام محمد رح نے نکاح الاصل مین ذکر فرمایا کہ بسبب حرمت مصاہرہ وحرمت رضاع واقع ہونے کے نکاح مرتفع
نہین ہو جاتا ہی بلکہ فاسد ہو جاتا ہی حتے کہ اگر تفریق وجدائی واقع ہونے سے پہلے شوہر نے اس عورت سے وطی کی تو
شوہر پر حد واجب نہوگی خواہ یہ امر اسپر مشتبہ ہو یا نہو یہ ذخیرہ مین ہی - اور اگر کسی عورت سے زنا کیا پھر توبہ کر لی
تو بھی اُسکی دختر اس مرد پر حرام رہیگی اسواسطے کہ اُسکی دختر اس مرد پر ہمیشہ کے واسطے حرام ہو گئی ہی کہ کبھی اُس سے
نکاح نہین کر سکتا ہی اور یہ اس امر کی دلیل ہی کہ حرمت بسبب وطی حرام کے ثابت ہوئی اور جس چیز سے حرمت مصاہرہ
ثابت ہوتی ہی اُس سے بھی ثابت ہوتی ہی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی - اور اگر ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح
کیا تو کچھ مضائقہ نہین ہی کہ اُسکا بیٹا اس عورت کی بیٹی یا مان سے نکاح کرے یہ محیط سرخسی مین ہی - اور فتاوی صغری
مین ہی کہ اگر ایک شخص نے اپنے ذکر پر کپڑا لپیٹ کر ایک عورت منکوحہ سے جماع کیا پس اگر وہ کپڑا اگندہ نہو کہ فرج کی
حرارت اُسکے ذکر سے محسوس ہونے سے مانع نہو تو یہ عورت بعد اس جماع وطلاق کے اپنے پہلے شوہر پر جس نے
اُسپر تین طلاق دیدی تھین حلال ہو جائیگی اور اگر کپڑا اگندہ ہو کہ وصول حرارت سے مانع ہو جیسے موٹا رومال
تو عورت مذکورہ پہلے شوہر پر حلال نہو گی کذا فی الخلاصہ قسم سوم وہ عورتین جو بسبب رضاعت کے حرام
ہوتی ہین پس ہر وہ عورت جو بسبب قرابت نسب یا صہریت کے حرام ہوتی ہی وہ رضاعت سے بھی حرام ہو جاتی ہی
جیسا کہ کتاب الرضاعۃ مین مذکور ہی یہ محیط سرخسی مین ہی - قسم چہارم محرمات بجمع یعنے اُنکے جمع کرنے کی

جمعیت سے حرام ہین اور یہ دو قسم کی ہین اوّل اجنبیات کا جمع کرنا اور دوم ذوات ارحام کا جمع کرنا یعنے جن عورتون مین رحم و نسب کی قرابت ہی۔ پس اجنبیات مین یہ حکم ہی کہ مرد کو یہ حلال نہین ہی کہ چار عورتون سے زیادہ ایک وقت مین اپنے نکاح مین جمع کرے یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور غلام کو یہ حلال نہین ہی کہ دو عورتون سے زیادہ اپنے نکاح مین جمع کرے یہ بدائع مین ہی اور مکاتب و مدبر و پسر ام ولد اس حکم مین مثل غلام کے ہین یہ کفایہ مین ہی۔ اور مرد آزاد کو روا ہی کہ جتنی اپنی باندیان چاہے اپنے تحت مین رکھے اگرچہ انکی تعداد کثیر ہو اور غلام کو باندیان رکھنا جائز نہین ہی اگرچہ اسکے مولی نے اسکو اجازت دیدی ہو یہ حاوی مین ہی۔ اور مرد آزاد کو روا ہی کہ چار عورتین آزاد و باندیان اپنے نکاح مین لاوے کذا فی الہدایہ اور غلام کو روا ہی دو عورتین خواہ آزاد ہون یا باندیان اپنے نکاح مین لاوے یہ بحر الرائق مین ہی۔ اور اگر مرد آزاد نے آگے پیچھے پانچ عورتون سے نکاح کیا تو پہلی چار عورتون سے نکاح جائز ہوگا اور پانچوین کا نکاح جائز نہوگا اور ایک ہی عقد مین پانچ عورتون سے نکاح کیا تو پانچون کا نکاح فاسد ہوگا یعنے باطل ہوگا اسی طرح اگر تین عورتون سے غلام نے نکاح کیا تو بھی یہی حکم ہی اور اگر حربی کافر نے پانچ عورتون سے آگے پیچھے نکاح کیا پھر یکبارگی سب مسلمان ہوگئے تو بالاتفاق پہلی چار عورتین اسکے واسطے جائز رہینگی اور پانچوین سے جدائی کرا دیجائیگی اور اگر حربی مذکور نے سب سے یکبارگی نکاح کیا ہو تو امام ابوحنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک اسکے ساتھ سے اسکی سب عورتین جدا کرا دیجائینگی اور اگر ایک عورت سے نکاح کیا پھر چار عورتون سے یکبارگی نکاح کیا فقط پہلی عورت کا نکاح جائز ہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ ایک مرد نے ایک عورت سے ایک عقد مین نکاح کیا اور دو عورتون سے ایک عقد مین اور تین عورتون سے ایک عقد مین نکاح کیا اور تقدیم و تاخیر معلوم نہین ہی تو پہلے فریق والی عورت کا نکاح بہرحال جائز ہوگا اور اسکو اسکا مہر مسمے ملیگا اور باقی دو فریق کا یہ حکم ہی کہ اسکا بیان بقول بالفعل بذمہ شوہر ہی خواہ ہر دو فریق کی عورتین زندہ ہون یا مرگئی ہون پس بعد بیان کے جسکے نکاح کا باطل ہونا ظاہر ہوا اسکو نہ مہر ملیگا اور نہ میراث یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اور اگر ایک عورت نے دو شوہرون سے ایک ہی عقد مین نکاح کیا تو باطل ہی لیکن اگر ان دونون مین سے کسی کے پاس چار عورتین نکاحی موجود ہون تو دوسرے کے ساتھ عقد جائز ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور وہ عورتین جنکے درمیان رحم و نسب کے قرابت ہی سو یہ حکم ہی کہ مرد کو یہ حلال نہین ہی کہ سگی دو بہنون کو نکاح کرکے جمع کرے اور یہ حلال نہین ہی کہ دو باندیان جو سگی بہنین ہین اپنی ملک مین لاکر دونون سے وطی کرے اگرچہ جمع کرنے کا مضائقہ نہین ہی اور یہی حکم دو رضاعی بہنون کا ہی یہ سراج الوہاج مین ہی اور اصل یہ ہی کہ ہر ایسی دو عورتین کہ اگر دونون مین سے کسی ایک جانب سے ہم ایک کو مذکر فرض کرین تو دونون مین بسبب رضاعت یا نسب کے انکا نکاح جائز نہو تو ایسی دو عورتون کا جمع کرنا بھی جائز نہین ہی کذا فی المحیط پس یہ جائز نہین ہی کہ مرد ایک عورت اور اسکی نسبی یا رضاعی پھوپھی یا نسبی یا رضاعی خالہ کو جمع کرے اور مثل اسکے اور عورتین جنمین قاعدہ مذکور جاری ہو جمع نہین کرسکتا ہی۔ اور اگر زید نے ہندہ سے نکاح کیا اور ہندہ کے پہلے شوہر کی ایک دختر کسی دوسری عورت کے پیٹ سے ہی اس سے بھی نکاح کیا تو جائز ہی کیونکہ اگر ہندہ کو مذکر فرض کیا جاوے تو اسکو یہ دختر مذکورہ حلال ہوتی ہی بخلاف اسکے عکس کے اسی طرح ہندہ اور اسکی باندی کا نکاح جمع کرنا بھی جائز ہی اسواسطے کہ اسصورت مین بقاعدہ مذکورہ فرض کرنے سے عدم جواز نکاح بوجہ قرابت نسبی کا یا علاقہ رضاعت کے نہین ہی یہ شرح نقایہ شیخ ابوالمکارم مین ہی پس اگر ایک شخص نے دو بہنون کو ایک نکاح مین جمع کیا تو اسکے

اور دونون کے درمیان جدائی کرا دیجائیگی پس اگر ہنوز اُسنے دخول و وطی نہ کی ہو تو دونون کو کچھ نہ ملیگا اور اگر بعد دخول کے ایسا ہوا تو ہر ایک کو اُسکے مہر سے اور مہر مثل مین سے جو کم مقدار ہو وہ ملیگی یہ مضمرات مین ہے - اور اگر دونون کے ساتھ دو عقدون مین نکاح کیا تو اخیر والی کا نکاح فاسد ہوگا اور مرد مذکور پر اسکا چھوڑنا واجب ہوگا اور اگر قاضی کو معلوم ہو گیا تو دونون مین تفریق کرا دیگا پس اگر مرد مذکور نے اسکو قبل دخول کے چھوڑا تو کوئی حکم ثابت نہوگا اور اگر بعد دخول کے چھوڑا تو اسکو مہر ملیگا مگر مہر سے اور مہر مثل مین سے کم مقدار ملیگی اور عورت مذکورہ پر عدت واجب ہوگی اور اگر حمل رہگیا ہو تو بچہ کا نسب ثابت ہوگا اور مرد مذکور اپنی جورو سے جدا رہیگا یہان تک کہ اُسکے جورو کی بہن کی عدت گذر جاوے یہ محیط سرخسی مین ہے اور اگر دونون سے دو عقدون مین نکاح کیا مگر یہ معلوم نہین ہوتا ہے کہ دونون مین سے کون عورت پہلی ہے تو شوہر کو حکم دیا جائیگا کہ خود بیان کرے پس اگر اُسنے بیان کیا تو اُسکے بیان پر عمل درآمد ہوگا اور اگر بیان نہ کیا تو اسمین تحری نہ کیجائیگی بلکہ مرد مذکور اور دونون عورتون مین جدائی کرا دیجائیگی یہ شرح طحاوی مین ہے - اور دونون کو نصف مہر ملیگا بشرطیکہ دونون کا مہر برابر ہو اور عقد مین بیان و مقرر کر دیا گیا ہو اور طلاق واقع ہونا دخول سے پہلے ہو اور اگر دونون کا مہر مختلف ہو تو ہر ایک کے واسطے اُسکے چوتھائی مہر کا حکم دیا جائیگا اور اگر عقد مین مہر سے نہو تو دونون کے واسطے ایک متعہ واجب ہوگا جو نصف مہر کے بدلے مین ہوگا اور اگر جدائی بعد دخول کے واقع ہو تو ہر ایک کے واسطے اُسکا پورا مہر واجب ہوگا کذا فی التبیین اور شیخ ابو جعفر ہندوانی نے فرمایا کہ اس مسئلہ کے معنے یہ ہین کہ یہ حکم اُسوقت ہے کہ دونون مین سے ہر ایک عورت دعوی کرے کہ میرے ساتھ پہلے نکاح ہوا ہے اور کسی کے پاس حجت نہو تو دونون کے واسطے نصف مہر کا حکم دیا جائیگا اور اگر دونون نے کہا کہ ہم نہین جانتے ہین کہ پہلے کون عقد واقع ہوا تو جبتک دونون باہم صلح نہ کرین کسی امر کا حکم نہ دیا جائیگا کذا فی غایۃ السروجی اور صلح باہمی کی صورت یہ ہے کہ دونون عورتین قاضی کے حضور مین کہین کہ ہمارا اس مرد پر مہر ہے اور یہ حق ایسا ہے کہ ہم دونون سے متجاوز نہین ہے پس ہم باہم صلح کرتے ہین کہ نصف مہر لے لین پس قاضی نصف مہر کا حکم دیدیگا یہ نہایہ مین ہے اور اگر دونون مین سے ہر ایک نے اپنے نکاح کے مقدم ہونے پر گواہ پیش کئے تو مرد مذکور پر نصف مہر دونون کے واسطے برابر مشترک واجب ہوگا اور یہ حکم اتفاقی ہے بنابر آنکہ روایت کتاب النکاح مین مذکور ہے اور یہی ظاہر الروایۃ کافی مین ہے اور یہ احکام جو دو بہنون کے جمع کرنے کی صورت مین مذکور ہوئے ہین ہر ایسی دو عورتون کے حق مین جاری ہین جنکا جمع کرنا حرام ہے یہ فتح القدیر مین ہے - اور جدائی کے بعد اُسنے چاہا کہ دونون مین سے کسی ایک سے نکاح کر لے تو اُسکو اختیار ہے بشرطیکہ قبل دخول کے تفریق واقع ہوئی تو جبتک دونون کی عدت نہ گذر جاوے تب تک کسی سے نکاح نہین کر سکتا ہے اور اگر ایک کی عدت گذر گئی اور دوسری عدت مین ہے تو جو عدت مین ہے اُس سے نکاح کر سکتا ہے دوسری سے نہین کر سکتا ہے تا وقتیکہ اُسکی عدت نہ گذر جاوے - اور اگر ایک کے ساتھ دخول کیا ہو تو اُسی کے ساتھ نکاح کر سکتا ہے نہ دوسری کے ساتھ تا وقتیکہ اُسکی عدت پوری نہو جاوے اور جب مدخولہ کی عدت پوری ہو گئی تو پھر اُسکو اختیار ہے کہ دونون مین کسی ایک سے جس سے چاہے نکاح کر سکتا ہے یہ تبیین مین ہے - اور مملوکہ دو بہنون کو بھی وطی کا نفع حاصل کرنے کے واسطے جمع کرنا نہین جائز ہے جیسے دو بہنون کا نکاح جمع کرنا نہین جائز ہے اور اگر دو بہنون کا مالک ہو تو اُسکو اختیار رہیگا کہ دونون مین سے جس سے چاہے تمتع حاصل کرے اور جب اُسنے

دونون مین سے ایک باندی سے تمتع حاصل کیا تو پھر اسکے بعد دوسری سے تمتع نہین حاصل کر سکتا ہی اسیطرح اگر
ایک باندی خریدی اور اُس سے وطی کر لی پھر دوسری باندی جو اُسکی بہن ہی خریدی تو وہ پہلی باندی سے وطی کر سکتا ہی
اور دوسری سے نہین کر سکتا ہی تاوقتیکہ پہلی باندی کو اپنے اوپر حرام نہ کر لے اور حرام کر لینے کے یہ معنے ہین کہ کسی مرد
سے اُسکا نکاح کر دے یا اپنی ملک سے نکال دے خواہ باین طور کہ اُسکو آزاد کر دے یا ہبہ کر دے یا فروخت
کر دے یا کسی کو صدقہ دیدے یا اُسکو مکاتب کر دے یہ شرح طحاوی مین ہی۔ اور باندی کا کوئی حصہ آزاد کر دینا
بمنزلہ کل کے آزاد کرنے کے ہی اسیطرح بعض حصہ کا مالک کرنا گویا بمنزلہ کل کے مالک کر دینے کے ہی یہ تبیین مین ہی
اور اگر زبان سے کہدیا کہ یہ مجھپر حرام ہی تو ایسی حالت مین اُسکی دوسری بہن اُسپر حلال نہوگی جیسے حالت حیض و
نفاس و احرام و صیام مین حلال نہین ہو جاتی ہی یہ غایۃ السروجی مین ہی۔ اور اگر اُسنے دونون سے وطی کر لی ہو تو اُسکو
یہ اختیار نہوگا کہ دونون مین سے کسی سے وطی کرے تاوقتیکہ دونون مین ایک کو اپنے اوپر جسطرح ہمنے بیان کیا ہی
حرام نہ کر لے اور اگر اُسنے اسطرح حرام کر لیا کہ دونون مین سے ایک کو فروخت کر دیا یا کسی سے اُسکا نکاح کر دیا یا ہبہ کر دی
پھر مبیعہ بسبب عیب کے اُسکو واپس دیگئی یا اُسنے ہبہ سے رجوع کیا یا اُسکے شوہر نے اُسکو طلاق دیدی اور اُسکی
عدت گذر گئی تو پھر دونون مین سے کسی سے وطی نہ کر سکیگا جبتک کہ دونون مین سے ایک کو اپنے اوپر بطریق مذکورہ
بالا حرام نہ کر لے یہ فتاوی قاضیخان مین ہی اور اگر ایک باندی سے نکاح کیا اور ہنوز اُسکے ساتھ ہم بستر
نہوا تھا کہ اُسکی بہن کو خود خرید لیا تو خریدی ہوئی باندی سے ہم بستر نہین ہو سکتا ہی اسواسطے کہ منکوحہ باندی
کے واسطے نفس نکاح سے بستر ثابت ہو گیا ہی پس اگر خریدی ہوئی سے وطی کریگا تو ایک بستر مین دونون کا جمع
کرنے والا ہو جائیگا یہ شرح طحاوی مین ہی۔ اور اگر اپنی باندی کی بہن سے نکاح کیا حالانکہ باندی سے وطی کر چکا ہی
اور یہ حرام آید ۱۲
تو نکاح صحیح ہوگا اور جب نکاح صحیح ہوا تو پھر باندی مذکورہ مملوکہ سے وطی نہ کرے اگرچہ اُسنے منکوحہ سے ہنوز وطی
نہ کی ہو اور نیز منکوحہ سے بھی وطی نہین کر سکتا ہی جبتک کہ مملوکہ کو اپنے اوپر اسباب مذکورہ مین سے کسی سبب سے
حرام نہ کر لے پھر البتہ منکوحہ سے وطی کر سکتا ہی اور اگر مملوکہ سے وطی نہ کی ہو تو منکوحہ سے وطی کر سکتا ہی یہ ہدایہ
مین ہی اور اگر اپنی باندی کی بہن سے نکاح فاسد کیا تو اُسکی باندی جس سے اُسنے وطی کر لی ہی اُسپر حرام نہوگی
لیکن اگر اُسنے منکوحہ سے وطی کر لی تو البتہ اُسکی مملوکہ باندی اُسپر حرام ہو جائیگی یہ بحر الرائق مین ہی۔ دو بہنون نے
ہر ایک نے ایک ہی مرد سے کہا کہ مین نے بعوض اسقدر مہر کے اپنے آپ کو تیرے نکاح مین دیا اور دونون کا
کلام دونون کے منھ سے ایک ساتھ نکلا مگر مرد نے دونون مین سے ایک کا نکاح قبول کیا تو یہ جائز ہی اور اگر شوہر
نے ابتدا کی اور کہا کہ مین نے تم دونون سے ہر ایک سے بعوض ہزار درم مہر کے نکاح کیا پس دونون مین سے
ایک نے کہا کہ مین راضی ہوئی اور دوسری نے راضی ہونے سے انکار کیا تو دونون کا نکاح باطل ہوگا یہ ذخیرہ مین ہی
امام محمد نے جامع مین فرمایا کہ ایک شخص نے ایک شخص کو وکیل کیا کہ کسی عورت سے اُسکی شادی کرا دے اور دوسرے
شخص کو بھی اُسی کام کے واسطے وکیل کیا پس دونون وکیلون مین سے ہر ایک نے ایک ایک عورت سے بدون
حکم اُس عورت کے اُسکے ساتھ نکاح کر دیا حالانکہ دونون عورتین باہم رضاعی بہنین ہین اور دونون کا کلام ایک ساتھ ہی
منھ سے نکلے تو دونون نکاح باطل ہین اسیطرح اگر دونون مین سے ایک کا نکاح برضامندی عورت ہو یا دونون برضامندی بر

عورت ہوگئے ہون تو بھی یہی حکم ہی یہ محیط مین ہی اور امام محمدؒ نے فرمایا کہ دو شخص ایسے ہین کہ وہ وکیل نہین کئے گئے ہین
بلکہ فضولی ہین اور دونون نے دو بہنون کا نکاح ہر دونون کی اجازت سے دو عقد متفرق مین ایک مرد کے ساتھ باندھا
اور ہر دو عورت مین سے ہر ایک کی طرف سے ایک ایک مخاطب ہوا اور ہر دو عقد معاً واقع ہوئے پھر یہ خبر
مرد کو پہونچی جو شوہر قرار دیا گیا ہی پس اُسنے ہر دو مین سے ایک نکاح کی اجازت دی تو وہ نکاح جائز ہوگا (ایک ساتھ ۱۲) اور اگر اُن
دونون نے ایک ہی عقد مین دونون کا نکاح کر دیا مثلاً باین طور کہ ہر دو وکیل مین سے ہر ایک نے کہا کہ مین نے
فلانہ و فلانہ عورت کا نکاح کر دیا اور ہر دونون کی طرف سے دو مرد مخاطب ہوئے تو ان مین سے کوئی نکاح جائز نہوگا یہ ذخیرہ
مین ہی - ایک شخص نے دو بہنون سے نکاح کیا حالانکہ ایک بہن کسی شخص غیر کی عدت مین ہی یا اسکی منکوحہ ہی تو جو بہن
خالی ہی اسکا نکاح صحیح ہو جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہی - اور جس جورو کو طلاق دی ہی اور وہ حالت عدت مین ہی
پس حالت عدت مین اُسکی بہن سے نکاح نہین جائز ہی خواہ طلاق رجعی کی عدت مین ہو یا بائن کی یا تین طلاق کی
یا نکاح فاسد کی یا وطی بالشبہہ کی عدت مین ہو اور جیسے کہ عدت مین اُسکی بہن سے نکاح نہین جائز ہی اسیطرح
ہر ایسی عورت سے جسکا اُسکے ساتھ جمع کرنا نہین جائز ہی نکاح جائز نہوگا اور اسیطرح یہ بھی جائز نہین ہی کہ اس عدت والی
عورت کے علاوہ چار عورتون سے نکاح کرے (جیسے فلانہ وغیرہ ۱۲) یہ کافی مین ہی - اور اگر اُسنے اپنی ام ولد کو آزاد کر دیا تو جبتک اُسکی
عدت نہ گذر جاوے تب تک اُسکی بہن سے نکاح نہین کر سکتا ہی اور امام اعظمؒ کے نزدیک ام ولد معتدہ کے سوا
چار عورتون سے نکاح جائز ہی اور صاحبین کے نزدیک اُسکی بہن سے بھی نکاح جائز ہی یہ فتح القدیر مین ہی اور اگر
شوہر نے کہا کہ اس مطلقہ نے مجھے خبر دی تھی کہ میری عدت گذر گئی پس اگر اتنی مدت گذر گئی ہی کہ ایسی کم مدت مین عدت
نہین پوری ہو جاتی ہی تو مرد کا قول قبول نہوگا اور نیز عورت کا بھی قول قبول نہوگا الّا اسصورت مین کہ ایسے
امر کو بیان کرے جو محتمل ہی مثلاً کہے کہ ایسا حمل جسکی خلقت و اعضا ظاہر ہوگئی تھی ساقط ہو گیا ہی اور مثل اسکے - اور
اگر اتنی مدت گذری ہی کہ ایسی مدت مین عدت گذر جاتی ہی پس اگر عورت مذکورہ نے مرد کے قول کی تصدیق کی
یا خاموش رہی یا غائب تھی تو مرد مذکور کو اُسکی بہن سے یا دوسری عورت سے نکاح کرنے کا اختیار ہوگا اور اسیطرح
اگر عورت نے اُسکی تکذیب کی تو بھی ہمارے علماء کے نزدیک یہی حکم ہی یہ مبسوط مین ہی - اور جو عورت مرتدہ ہوگئی ہی جب وہ دار الحرب
مین جا ملی تو اُسکے مرد کو اُسکی عدت پوری ہو جانے سے پہلے اُسکی بہن کے ساتھ نکاح کر لینا جائز ہی جیسا کہ عورت
مذکورہ کے مر جانے کی صورت مین ہی پھر اگر وہ مسلمان ہوکر واپس آئی تو دو حال سے خالی نہین یا تو بہن کے ساتھ
نکاح کر لینے سے پہلے واپس آئی یا اُسکے بعد واپس آئی پس اگر بہن سے نکاح کر لینے کے بعد واپس آئی تو بہن کا
نکاح فاسد نہوگا کیونکہ عدت عود نہ کریگی اور دوسری صورت مین بھی امام اعظمؒ کے نزدیک یہی حکم ہی کیونکہ عدت بعد
ساقط ہونے کے بلا سبب جدید عود نہ کریگی اور صاحبین کے نزدیک مرد کو اُسکی بہن سے نکاح کرنا جائز نہین ہی اور مسلمان ہوکر
اُسکے واپس آنے کی صورت مین اُسکا دار الحرب مین جا ملنا شرعاً مثل اُسکے غائب ہو جانے کے قرار دیا جائیگا آیا اُسکو
نہین دیکھتے ہو کہ اُسکو اُسکا مال واپس دیا جاتا ہی اور وہ عود کرتے وقت حالت عدت مین ہوگی یہ فتح القدیر مین ہی - اور ایسی
دو عورتون کا جمع کرنا کہ دونون مین سے ہر ایک عورت دوسری عورت کی پھوپھی ہی جائز نہین ہی اور نیز ایسی دو
عورتون کا جمع کرنا جنمین سے ہر ایک دوسری کی خالہ ہی جائز نہین ہی اور اُسکی صورت یہ ہی کہ دو مردون مین سے

ہر ایک دوسرے مرد کی مان کے ساتھ نکاح کرے اور دونون سے لڑکی پیدا ہو پس ہر ایک لڑکی دوسری لڑکی کی پھوپھی ہوگی
اور اگر دونون مردین سے ہر ایک دوسرے کی دختر سے نکاح کرے اور دونون کی لڑکیان پیدا ہون تو ہر ایک لڑکی دوسری
لڑکی کی خالہ ہوگی یہ ہدایہ مین ہے۔ ایک مرد نے دو عورتون سے نکاح کا عقد باندھا حالانکہ دونون مین سے ایک عورت ایسی ہے
کہ اس سے نکاح کرنا حلال نہین ہے مثلاً اس مرد کی ذوات محارم مثل پھوپھی وخالہ وغیرہ ہے یا شوہر والی ہے یا بت پرست ہے اور دوسری
سے نکاح کرنا حلال ہے تو جس سے نکاح حلال ہے اُسکے ساتھ نکاح صحیح ہوگا اور دوسری کا نکاح فاسد ہو جائیگا اور جو مہر
قرار پایا ہے وہ سب اُسی کے واسطے ہوگا جس سے نکاح صحیح ہوا ہے اور یہ امام اعظمؒ کا قول ہے یہ تبیین مین ہے اور اگر اس عورت کے ساتھ
جو حلال نہین ہے اُسنے دخول کر لیا تو اصل مین مذکور ہے کہ اسکو مہر المثل ملیگا چاہے جسقدر ہو اور جو مہر قرار پایا ہے وہ سب اُسی کو
ملیگا جو حلال ہے اور مبسوط مین فرمایا کہ بنا بر قول اعظمؒ کے یہی قول اصح ہے یہ فتح القدیر مین ہے۔ قسم پنجم باندیان جو حرہ کے ساتھ
یا حرہ کے اوپر نکاح مین لائی جاوین پس حرہ کے ساتھ یا حرہ کے اوپر باندی کا نکاح مین لانا جائز نہین ہے یہ محیط سرخسی
مین ہے۔ اور مدبرہ و ام ولد کا بھی یہی حکم ہے یہ فتح القدیر مین ہے اور اگر حرہ و باندی کو ایک ہی عقد مین جمع کیا تو حرہ کا نکاح
صحیح ہوگا اور باندی کا نکاح باطل ہو جائیگا اور یہ اُسوقت ہے کہ جب اس حرہ سے تنہا نکاح کر لینا جائز ہو اور اگر اس حرہ سے
نکاح حلال نہو تو باندی کے ساتھ اسکو ملانے سے باندی کا نکاح باطل نہوگا یہ خلاصہ مین ہے اور اگر پہلے باندی سے نکاح کیا
پھر حرہ سے تو دونون کا نکاح صحیح ہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہے اور اگر حرہ کو طلاق بائن یا تین طلاق دیکر اُسکی عدت مین باندی
سے نکاح کیا تو امام اعظمؒ کے نزدیک نہین جائز ہے اور صاحبین کے نزدیک جائز ہے اور اگر حرہ مذکورہ طلاق رجعی کی عدت مین
ہو تو بالاتفاق باندی سے اسکے نکاح نہین جائز ہے یہ کافی مین ہے اور اگر باندی و حرہ سے نکاح کیا حالانکہ حرہ مذکورہ کسی کے
نکاح فاسد کی عدت مین ہے یا وطی بالشبہہ کی عدت مین ہے تو حسن بن زیاد نے ذکر کیا کہ یہ صورت بھی امام اعظم وصاحبین
کے اختلاف کی ہے اور انکے سوائے مشائخ نے فرمایا کہ اسصورت مین باندی کا نکاح بالاتفاق جائز ہوگا اور یہی اظہر
واشبہ ہے۔ اور اگر باندی کو رجعی طلاق دیکر حرہ سے نکاح کیا پھر باندی سے رجوع کر لیا تو جائز ہے یہ ذخیرہ مین ہے۔
غلام نے ایک حرہ عورت سے نکاح کیا اور اُسکے ساتھ دخول کر لیا حالانکہ بدون اجازت اپنے مولی کے ایسا کیا پھر بدون
اجازت اپنے مولی کے باندی سے نکاح کیا پھر مولی نے دونون کے نکاح کی اجازت دیدی تو حرہ کا نکاح جائز ہوگا اور
باندی کا نکاح جائز نہوگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر بدون اجازت باندی کے مولی کے باندی سے نکاح کیا اور اُسکے ساتھ
دخول نہ کیا پھر آزاد عورت سے نکاح کیا پھر مولی باندی نے اجازت دی تو نکاح جائز نہوگا اور اگر باندی مذکورہ کی دختر سے جو
حرہ ہے قبل اجازت کے نکاح کر لیا پھر باندی کے مولی نے اجازت دی تو نکاح جائز ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہے ایک شخص کی ایک
دختر بالغہ اور ایک باندی بالغہ ہے پس اُسنے ایک مرد سے کہا کہ مین نے یہ دونون عورتین ہر ایک انمین سے بعوض اسقدر مہر کے تیرے
نکاح مین دین اور اس مرد نے باندی کا نکاح قبول کیا تو باطل ہوگا پھر اگر اسکے بعد حرہ کا نکاح قبول کر لیا تو جائز ہے یہ محیط
مین ہے۔ اور باندی کے ساتھ نکاح کرنا خواہ باندی مسلمہ ہو یا کتابیہ ہو جائز ہے اگرچہ اُسکو حرہ عورت سے نکاح کرنے کی دسترس ہو
یہ کافی مین ہے مگر باوجود دسترسی حرہ کے باندی سے نکاح کرنا مکروہ ہے یہ بدائع مین ہے۔ اور چار باندیون اور پانچ آزاد عورتون سے
ایک ہی عقد مین نکاح کیا تو باندیون کا نکاح صحیح ہو جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ قسم ششم اُن محرمات کے بیان مین جن سے
غیر کا حق متعلق ہے کسی مرد کو روا نہین ہے کہ دوسرے کی منکوحہ سے یا دوسرے کی معتدہ سے نکاح کرے کذا فی سراج الوہاج خواہ

عدت بطلاق ہو یا عدت بوفات شوہر یا نکاح فاسد مین دخول کرنے کی عدت ہو یا وطی بالشبہہ کی عدت مین ہو یہ بدائع مین ہی اور اگر کسی نے غیر کی منکوحہ سے نکاح کیا حالانکہ وہ نہین جانتا ہی کہ غیر کی منکوحہ ہی پھر اُس سے وطی کر لی تو عدت واجب ہوگی اور اگر جانتا ہی کہ یہ غیر کی منکوحہ ہی تو واجب نہوگی حتی کہ اُسکے شوہر کو اُس سے وطی کرنا حرام نہین ہی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی اور جس شخص کی عدت مین ہی اُسکو اُسکے ساتھ نکاح کر لینا جائز ہی یہ محیط سرخسی مین ہی اور یہ حکم اسوقت ہی کہ جب اسصورت مین سوائے عدت کے اور کوئی امر مانع نہو یہ بدائع مین ہی ۔ اور امام ابو حنیفہ و امام محمدؒ نے فرمایا کہ زنا سے جو عورت حاملہ ہو اُس سے نکاح کرنا جائز ہی ولیکن اُسکے ساتھ وطی نہ کرے یہان تک کہ وضع حمل ہو اور امام ابو یوسف نے فرمایا کہ نہین صحیح ہی مگر فتوی طرفین کے قول پر ہی یہ محیط مین ہی اور جسطرح اُسکے ساتھ وطی مباح نہین ہی اسیطرح جو امور دواعی وطی ہین وہ بھی مباح نہین ہین یہ فتح القدیر مین ہی اور مجموع النوازل مین ہی کہ اگر ایسی عورت سے نکاح کیا جسکے ساتھ اسی مرد نے زنا کیا تھا اور زنا سے پیٹ ظاہر ہو گیا تھا تو بالاتفاق نکاح جائز ہی اور بالاتفاق اسکو اختیار ہوگا کہ اُسکے ساتھ وطی کرے اور بالاتفاق وہ مستحق نفقہ ہوگی یہ ذخیرہ مین ہی ۔ ایک مرد نے ایک عورت سے نکاح کیا پھر اُسکا پیٹ گرا جسکی خلقت و اعضا ظاہر تھے پس اگر چار مہینے پر پیٹ گرا ہی تو نکاح جائز ہوگا اور اگر اس سے کم مدت پر گرا ہی تو جائز نہوگا اسواسطے کہ خلقت و اعضا کا اظہار ایکسو بیس ۱۲۰ روز سے کم مین نہین ہوتا ہی یہ ظہیریہ مین ہی ۔ اور جو عورت حاملہ ثابت النسب ہو اُسکے ساتھ بالاجماع نکاح نہین جائز ہی اور امام ابو حنیفہؒ سے روایت ہی کہ اگر حمل کسی مرد حربی کا ہو مثلاً عورت حاملہ ہجرت کر کے دار الاسلام مین چلی آئی ہی یا دار الحرب سے قید کر لائی گئی ہی تو اس سے نکاح کر لینا جائز ہی مگر اُس سے وطی نہ کرے یہانتک کہ وضع حمل ہو جاوے یہ حکم امام ابو یوسف نے امام ابو حنیفہ سے روایت کیا ہی اور اسی پر امام طحاوی نے اعتماد کیا ہی اور ممانعت کا حکم امام محمدؒ نے امام اعظم سے روایت کیا ہی اور اسی پر کرخی نے اعتماد کیا ہی اور یہی اصح و معتمد علیہ ہی یہ تبیین مین ہی ۔ ایک شخص نے اپنی ام ولد کا نکاح کر دیا حالانکہ اُسکی ام ولد اس سے حاملہ ہی تو نکاح باطل ہوگا اور اگر حاملہ نہو تو نکاح صحیح ہوگا یہ شرح جامع صغیر قاضیخان مین ہی ۔ اگر کسی شخص نے اپنی باندی سے وطی کی پھر اُسکا نکاح کر دیا تو نکاح جائز ہوگا ولیکن مولے پر واجب ہوگا کہ اُسکے رحم کا استبراء کر لے تاکہ اُسکا نطفہ خلط سے محفوظ رہے یہ ہدایہ مین ہی ۔ اور مولی پر یہ استبراء بطریق استحباب ہی نہ بطریق وجوب یہ شرح ہدایہ مین ہی ۔ اور جبکہ اسصورت مین نکاح جائز ہوا تو شوہر کو اختیار ہوگا کہ اس سے قبل استبراء کے وطی کرے یہ امام اعظم و ابو یوسف کا قول ہی اور امام محمدؒ نے فرمایا کہ مین نہین پسند کرتا ہون کہ قبل استبراء کے اس سے وطی کرے یہ ہدایہ مین ہی اور فقیہ ابو اللیثؒ نے فرمایا کہ امام محمدؒ کا قول اقرب باحتیاط ہی اور ہم اسی کو لیتے ہین یہ نہایہ مین ہی ۔ اور یہ اختلاف ایسی صورت مین ہی کہ باندی کے مولی نے قبل استبراء کے نکاح کر دیا ہی اور اگر بعد استبراء کے نکاح کر دیا تو شوہر کو اُسکے ساتھ بلا استبراء وطی کرنا بالاتفاق جائز ہی یہ فتح القدیر مین ہی ۔ اور اگر ایک عورت کو دیکھا کہ وہ زنا کیا کرتی ہی پھر اُس سے نکاح کیا تو شیخین کے نزدیک قبل استبراء کے اس سے وطی کرنا حلال ہی اور امام محمدؒ نے فرمایا کہ جبتک اسکا استبراء نہ کر لے مجھے پسند نہین ہی کہ اس سے وطی کرے یہ ہدایہ مین ہی ۔ باپ نے اگر اپنے پسر کی باندی سے نکاح کیا تو ہمارے نزدیک جائز ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی ۔ اور جو عورت دار الحرب سے پکڑ آئی ہی سوا اسکے پکڑ لانے والے کے دوسرے کو اُس سے نکاح کر لینا جائز ہی جبکہ عورت مذکورہ تنہا بدون اپنے خاوند کے گرفتار ہوئی اور دار الاسلام مین لائی گئی ہو اور اسپر اجماع ہی اور عورت مذکورہ پر عدت نہوگی اور اسیطرح جو عورت دار الکفر سے ہجرت کر کے دار الاسلام مین آئی اُسکے ساتھ بھی نکاح جائز ہی اور امام اعظمؒ کے نزدیک اُسپر عدت واجب نہوگی اور صاحبین کے نزدیک

اسپر عدت ہی اور اسکا نکاح جائز نہین ہی اور اسپر اتفاق ہی کہ ایک حیض سے استبراء کرانے سے پہلے اُسکے ساتھ وطی کرنا حلال نہین ہی یہ بدائع مین ہی- قسم ہفتم محرمات بشرک کے بیان مین- آتش پرست عورتون اور وثن پرست عورتون کے ساتھ نکاح جائز نہین ہی خواہ آزاد ہون یا باندیان ہون کچھ فرق نہین ہی کذافی السراج الوہاج اور وثن پرستون مین وہ عورتین بھی داخل ہین جو آفتاب و ستارون کی پرستش کرتی ہین اور اپنی معتقد تصویرون کو پوجتی ہین اور معطلہ و زنادقہ و ثلثیہ و اباحیہ اور ہر ایسے مذہب کی عورتین جنکا معتقد کافر ہوتا ہی داخل ہین یہ فتح القدیر مین ہی اور اگر کوئی شخص مشرکہ و مجوسیہ عورت کا مالک ہو تو اُس سے وطی نہین کر سکتا ہی اور کتابیہ عورت سے خواہ حربیہ ہو یا ذمیہ ہو خواہ آزاد ہو یا باندی ہو مسلمان کو نکاح کر لینا جائز ہی کذافی محیط السرخسی مگر اولی یہ ہی کہ ایسا نہ کرے اور بدون ضرورت کے اُنکا ذبیحہ نہ کھایا جائیگا یہ فتح القدیر مین ہی- اور اگر مسلمان نے کتابیہ سے نکاح کیا تو مسلمان کو اختیار ہی کہ اُسکو بیعہ و کنیسہ جانے سے منع کرے کذافی السراج الوہاج اور اپنے گھر مین شراب بنانے سے منع کرے کذافی النہر الفائق اور خون حیض و نفاس و جنابت سے غسل کرنے پر مجبور نہ کریگا یہ سراج الوہاج مین ہی- اور اگر مسلمان نے دار الحرب مین کتابیہ عورت سے نکاح کیا تو جائز ہی مگر مکروہ ہی اور اگر اُسکو دار الاسلام مین لے آیا تو دونون اپنے نکاح قدیم پر باقی رہینگے یہ فتاوی قاضیخان مین- اور اگر مسلمان خود نکل آیا اور اُسکو دار الحرب مین چھوڑ آیا تو بسبب تباین دارین کے فرقت واقع ہو جائیگی یہ شرح مبسوط سرخسی مین ہی اور بعض نے اگر منیفہ سے گواہون و ولی کے ساتھ نکاح کیا پھر دونون مسلمان ہو گئے اور باطن مین جو نفاق دین اسلام رکھتے تھے وہ چھوڑ دیا یعنے دل سے مسلمان ہو گئے حالانکہ شوہر نے اُسکے ساتھ خلوت کر لی تھی مگر وطی نہین کی تھی پھر مسلمان ہونے کے بعد عورت مذکورہ نے قبل اسکے کہ پہلے شوہر سے جدائی واقع ہو دوسرے شوہر سے نکاح کر لیا تو شیخ امام ابوبکر محمد بن الفضل نے فرمایا کہ اگر دونون اسلام کا اظہار کرتے تھے مگر دل سے کفر کے معتقد تھے تو دونون کا نکاح اول جائز ہوگا اور دوسرے شوہر سے عورت کا نکاح جائز نہوگا اور اگر دونون یا ایک کفر کا اظہار کرتے ہون تو دونون بمنزلہ دو مرتدون کے ہونگے کہ انکا نکاح اول صحیح نہوگا اور عورت کا دوسرے سے نکاح صحیح ہوگا- یہ فتاوی قاضیخان مین ہی- اور ہر وہ آدمی جو دین آسمانی کا معتقد ہی اور اُسکے لیے کوئی کتاب آسمانی ہی جیسے صحف ابراہیم و شیث علیہما السلام و زبور داؤد علیہ السلام وہ اہل کتاب مین شمار ہوگا پس اس فرقہ کی عورتون سے نکاح کر لینا جائز ہوگا اور انکا ذبیحہ کھانا بھی جائز ہوگا یہ تبیین مین ہی- اور صابیہ فرقہ کی عورتون سے مسلمان کو نکاح کرنا امام اعظم رح کے نزدیک جائز مگر مکروہ ہی اور صاحبین کے نزدیک نہین جائز ہی اور یہی حال انکے ذبیحہ کا ہی اور یہ اختلاف اس بنا پر ہی کہ امام اعظم کے نزدیک صابی ایک نصرانی قوم ہی کہ زبور پڑھتے ہین اور بعضے کواکب کی اسطرح تعظیم کرتے ہین جیسے ہم لوگ قبلہ کی تعظیم کرتے ہین اور صاحبین نے انکا کواکب کی تعظیم کرنا ستارہ پرستی قرار دیا پس مثل وثن پرستون کے ہوئے یہ کافی و اکثر شروح ہدایہ مین ہی اور جس شخص کے مادر و پدر مین سے ایک کتابی ہو اور دوسرا مجوسی ہو تو وہ اہل کتاب کے حکم مین ہوگا یہ بدائع مین ہی اور اگر مسلمان نے کتابیہ عورت سے نکاح کیا پھر وہ مجوسیہ ہو گئی تو نکاح ٹوٹ جائیگا اور اگر یہودیہ سے نکاح کیا پھر وہ نصرانیہ ہو گئی یا نصرانیہ سے پھر وہ یہودیہ ہو گئی تو نکاح فاسد نہوگا اور اگر صابیہ ہو گئی تو امام اعظم رح کے نزدیک فاسد نہوگا اور صاحبین کے نزدیک فاسد ہو جائیگا یہ جوہرہ نیرہ مین ہی- اور شیخ خجندی رح نے فرمایا کہ اصل یہ ہی کہ جو دو مرد دین سے اگر

ایک ایسے حال پر ہو گیا کہ اگر از سر نو نکاح کیا جاوے تو ناجائز ہو تو ایسی حالت مین جائز نکاح بھی باطل ہو جائیگا پھر جب مجوسیت اختیار کرنے سے نکاح فاسد ہو گیا پس اگر یہ فعل اُس عورت کی طرف سے ہو تو جدائی ہو جائیگی اور عورت مذکورہ کو اُسکے مہر سے کچھ نہ ملیگا اور نہ متعہ ملیگا اگر قبل دخول کے مجوسیہ ہو گئی ہی اور اگر مرد کی طرف سے یہ فعل صادر ہوا پس اگر دخول سے پہلے پایا گیا تو عورت کو نصف مہر ملیگا بشرطیکہ مہر مسمے و مقرر ہو گیا ہو اور اگر عقد مین مسمے نہ ہو تو متعہ واجب ہو گا اور اگر بعد دخول کے مرد مجوسی ہو گیا تو پورا مہر واجب ہو گا یہ سراج الوہاج مین ہی۔ اور مرتد کو روا نہین ہی کہ مرتدہ یا مسلمہ یا اصلی کافرہ عورت سے نکاح کرے اسیطرح مرتدہ عورت کا نکاح بھی کسی کے ساتھ نہین جائز ہی یہ مبسوط مین ہی اور مسلمان عورت کا نکاح کسی مرد مشرک یا کتابی سے نہین جائز ہی یہ سراج الوہاج مین ہی اور بت پرست اور مجوسیہ عورت سوائے مرتد کے ہر کافر کے واسطے جائز ہی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ اور ذمی لوگ آپسمین ایک مرد دوسری عورت سے نکاح کر سکتے ہین اگرچہ باہم اُنکی شریعتین مختلف ہون یہ بدائع مین ہی۔ اور مسلمان عورت سے نکاح کرنے کے بعد اُسکے اوپر کتابیہ آزاد عورت سے نکاح کر سکتا ہی اور اسیطرح کتابیہ عورت پر مسلمہ عورت کو بیاہ لا سکتا ہی اور باری مین دونوان برابر ہونگی کیونکہ دونون محلیت نکاح مین برابر ہین یہ قاضیخان کی شرح جامع صغیر مین ہی قسم ہشتم محرمات بملک یعنے مملوک مین سے جو حرام ہین پس عورت کے واسطے یہ جائز نہین ہی کہ اپنے غلام کے نکاح مین آوے اور نہ یہ جائز ہی کہ ایسے غلام کے نکاح مین آوے جو اُسکے و غیر کے درمیان مشترک ہی۔ اور جب نکاح پر ملک مین وارد ہو تو نکاح باطل ہو جاتا ہی چنانچہ اگر جورو و مرد مین سے کوئی دوسرے تمام کا یا اسکے کسی حصہ کا مالک ہوا تو نکاح باطل ہو جائیگا یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر کسی مرد نے اپنی باندی یا مکاتبہ یا مدبرہ یا ام ولد سے نکاح کیا یا ایسی باندی سے نکاح کیا جسکے کسی حصہ کا مالک ہی تو یہ نکاح نہو گا یہ فتاوے قاضیخان مین ہی اسیطرح ایسی باندی سے بھی نکاح نہین جائز ہی جسمین اسکا کچھ حق ملک ہی مثلاً ایسی باندی جسکو اُسکے مکاتب نے اپنی کمائی سے خریدا ہی یا اُسکے ماذون غلام قرضدار نے خریدا ہی یہ محیط سرخسی مین ہی اور مشائخ نے فرمایا کہ اس زمانہ مین اولے یہ ہی کہ اپنی باندی سے بھی نکاح کر لے حتی کہ اگر وہ حرہ ہو گی تو وطی بحکم نکاح حلال ہو گی یہ سراجیہ مین ہی۔ غلام ماذون و مدبر نے اگر اپنی منکوحہ کو خریدا تو نکاح باطل نہو گا اسیطرح اگر مکاتب نے اپنی منکوحہ کو خریدا تو نکاح فاسد نہو گا اور اگر مکاتب نے کوئی باندی خریدی اور اُس سے نکاح کیا تو صحیح نہو گا یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ اور جسمین سے بعض حصہ آزاد ہو گیا ہی وہ امام اعظم کے نزدیک مکاتب کے حکم مین ہی پس اگر اُسنے اپنی زوجہ کو خریدا تو نکاح فاسد نہو گا اور صاحبین کے نزدیک وہ مثل آزاد قرضدار کے ہی پس نکاح فاسد ہو جائیگا یہ سراج الوہاج مین ہی اور اگر آزاد مرد نے اپنی جورو باندی کو بشرط خیار خریدا تو امام اعظم کے نزدیک اُسکا نکاح باطل نہو گا اور مکاتب نے اگر ایسی عورت سے نکاح کیا جسکا وہ مملوک تھا یعنے اپنی مولاة سے تو صحیح نہو گا اور اگر اُس سے وطی کی تو عقر واجب ہو گا اسیطرح اگر مرد نے اپنی مکاتبہ سے نکاح کیا تو صحیح نہو گا اور اگر اُس سے وطی کر لی تو عقر دینا پڑیگا۔ اور اگر مکاتب اپنی مکاتب کرنے والی سے نکاح کرنے کے بعد آزاد ہو گیا تو نکاح مذکور جائز ہو جائیگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ اور اگر مکاتب یا غلام نے اپنے مولی کی لڑکی سے باجازت اپنے مولی کے نکاح کیا تو جائز ہی پھر اگر مولی مر گیا تو غلام کا نکاح فاسد ہو جائیگا اور مکاتب کا نکاح ہمارے نزدیک مولی کے مرنے سے فاسد نہو گا یہ مبسوط مین ہی پھر اُسکے بعد اگر مکاتب مذکور آزاد ہو گیا تو نکاح برقرار رہیگا اور اگر عاجز ہو کر پھر رقیق کر دیا گیا تو دختر کا

نکاح باطل ہو جائیگا پس اگر قبل دخول کے ایسا ہوا تو پورا مہر ساقط ہو جائیگا اور اگر بعد دخول کے ایسا ہوا ہو تو رقبہ غلام مکاتب
مذکور سے جسقدر حصہ دختر کا مستحق مہر ساقط ہوگا اور باقی وارثون کے حصہ کے قدر رہیگا اور اگر مولے کے مرنے کے بعد مکاتب نے
دختر مولی سے نکاح کیا تو منعقد نہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہی - قسم نہم محرمات بطلاق - اگر مرد آزاد نے عورت آزاد
کو تین طلاق دیکر نکاح سے خارج کیا تو جبتک یہ عورت کسی دوسرے شوہر سے نکاح کرکے باہم دونون وطی سے
حظ نہ اٹھاوین تب تک شوہر اول کو اس سے نکاح کر لینا حلال نہین ہی اور ایسی باندی سے جسکو دو طلاق دیدی
ہین قبل دوسرے خاوند سے حلالہ کرانے کے نکاح نہین کر سکتا ہی اور جسطرح اس سے نکاح کرنا حلال نہین اسیطرح
یہ بھی حلال نہین ہی کہ بملک یمین اس سے وطی کرے یہ فتاوی قاضیخان مین ہی - اور اگر کسی باندی سے نکاح کیا
پھر اسکو دو طلاق دیدین پھر اسکو خرید کرکے آزاد کر دیا تو حلال نہین ہی کہ بعد آزاد کرنے کے اس سے نکاح کرے
یہانتک کہ باندی مذکور کسی دوسرے مرد سے نکاح کرے اور وہ اس سے وطی کرے پھر اسکو طلاق دیدے
پھر اسکی عدت گذر جاوے یہ سراج الوہاج مین ہی - مسائل متفرقہ واضح ہو کہ نکاح متعہ باطل ہی اس سے حلیت نہین حاصل
ہوتی ہی اور چونکہ نکاح متعہ باطل ہی لہذا اسپر طلاق و ظہار کچھ نہین پڑتا ہی اور دونون مین سے کوئی دوسرے کا وارث
بھی نہین ہوتا ہی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی اور متعہ کی صورت یہ ہی کہ ایسی عورت سے جو موانع سے خالی ہی یون کہے کہ مین
تجھ سے اتنی مدت مثلاً دس روز یا کہے کہ چند روز بعوض اسقدر مال کے تمتع حاصل کرونگا یا یون کہے کہ مجھے اپنے نفس
سے چند روز یا دس روز یا روز کا ذکر نہ کرے بعوض اسقدر مال کے نفع حاصل کرنے دے یہ فتح القدیر مین ہی اور نکاح
موقت باطل ہی کذا فی الہدایہ خواہ مدت دراز ہو یا کم ہو کچھ فرق نہین ہی یہی اصح ہی اور خواہ مدت معلومہ ہو یا مجہولہ ہو یہ
یہ نہر الفائق مین ہی - شیخ امام شمس الائمہ حلوائی نے فرمایا کہ ہمارے بہت سے مشائخ نے فرمایا کہ اگر دونون ایسی کثیر
مدت بیان کرین کہ بتعیین یہ بات معلوم ہو کہ یہ دونون اتنی مدت زندہ نہ رہینگے جیسے ہزار برس مثلاً تو نکاح منعقد ہوگا اور
شرط باطل ہوگی چنانچہ تا قیام قیامت یا خروج دجال یا نزول عیسی علیہ السلام کی مدت لگانے مین بھی یہی حکم ہی اور
ایسا ہی حسن نے امام ابو حنیفہ رح سے روایت کی ہی یہ محیط مین ہی - اور اگر نکاح مطلقاً بلا قید مدت کیا و لیکن اپنے
دل مین کچھ نیت کر لی کہ اتنی مدت تک اسکو اپنے ساتھ رکھونگا تو نکاح صحیح ہوگا یہ تبیین مین ہی - اور اگر اس نے نکاح کیا بدین نیت
بعد ایک ماہ کے اسکو طلاق دیدونگا تو جائز ہی یہ بحر الرائق مین ہی اور تزویج نہاریات مین کچھ مضائقہ نہین ہی یعنی
عورت سے اس شرط پر نکاح کرے کہ اسکے ساتھ فقط دن مین رہیگا رات مین نہ رہیگا تو مضائقہ نہین ہی یہ تبیین مین
ہی اور اگر ایک مرد احرام مین ہو اور ایک عورت احرام مین ہو تو حالت احرام مین دونون کا نکاح کرنا جائز ہی اسیطرح
اگر ولی محرم نے جسکا ولی ہی اسکا نکاح کر دیا تو جائز ہی اور اگر کسی عورت نے ایک مرد پر دعوے کیا کہ اسنے میرے
ساتھ نکاح کیا ہی اور گواہ قائم کئے اور قاضی نے حکم دیدیا کہ یہ اس مرد کی جورو ہی حالانکہ مرد مذکور نے اس سے
نکاح نہین کیا تھا تو اس مرد کو اس عورت کے ساتھ رہنا جائز ہی اور اگر وہ اس سے خواہش کرے تو اس سے جماع کر سکتا ہی
اور یہ امام اعظم رح کے نزدیک ہی اور یہی امام ابو یوسف کا پہلا قول ہی اور امام ابو یوسف کے دوسرے قول کے موافق اور یہی امام
محمد کا قول ہی یہ حکم ہی کہ مرد مذکور اس سے وطی نہین کر سکتا ہی یہ ہدایہ مین ہی پھر واضح ہو کہ قضائے قاضی انشاء
عقد جدید قرار دیجائیگی اسی واسطے یہ شرط ہی کہ عورت مذکورہ اسن انشائے عقد کے واسطے محل قابل ہو

ستے کہ اگر یہ عورت مثلاً شوہر والی ہوگی یا کسی دوسرے کی عدت مین ہو یا ایسی مرد کی طرف سے تین طلاق یافتہ ہو تو قضاے
مذکور نافذ نہوگی اور عامہ مشایخ کے نزدیک قضای مذکور کے وقت گواہون کا حاضر ہونا شرط ہی یہ تبیین مین ہی اور
اسیطرح اگر مرد نے عورت پر نکاح کا دعوی کیا تو اسکا حکم بھی یہی ہی اور اسیطرح اگر جھوٹے گواہون پر طلاق
واقع ہونے کا حکم دیدیا گیا باوجودیکہ عورت جانتی ہی کہ یہ خلاف واقع ہی تو عورت مذکورہ کو بعد عدت کے
دوسرے مرد سے نکاح کر لینا حلال ہی اور گواہ کو بھی اُسکے ساتھ نکاح کر لینا حلال ہی اور مرد اول پر حرام ہو جائیگی
اور امام ابو یوسف کے نزدیک عورت مذکورہ نہ اول کے واسطے حلال ہوگی نہ دوسرے کے واسطے اور امام محمدؒ کے نزدیک
جبتک دوسرے شوہر نے اُسکے ساتھ دخول نہین کیا ہی تب تک پہلے خاوند کیواسطے حلال ہوگی اور جب دوسرے خاوند
نے اُسکے ساتھ دخول کر لیا تو اول پر حرام ہو جائیگی کیونکہ عدت واجب ہو گئی اور دوسرے مرد کے واسطے کبھی حلال نہوگی
یہ بحر الرائق مین ہی - زید نے ایک عورت پر نکاح کا دعوے کیا اور اُسنے انکار کیا پس زید نے اُس سے سو درم پر بدین
شرط صلح کی کہ عورت مذکورہ اسکا اقرار کر دے پس عورت مذکورہ نے اقرار کیا تو یہ مال بذمہ زید لازم ہوگا اور یہ اقرار
بمنزلہ انشاء نکاح کے قرار دیا جائیگا پس اقرار مذکور گواہون کے سامنے ہو تو نکاح صحیح ہوگا اور عورت کو اُسکے ساتھ
رہنا فیما بینہا وبین اللہ تعالی روا ہوگا ورنہ نکاح منعقد نہوگا اور عورت مذکورہ کو زید کے ساتھ رہنا روا نہوگا اور یہی صحیح ہی یہ محیط مین ہی

چوتھا باب اولیاء کے بیان مین - اولیاء جمع ولی کہ جو شرعاً دوسرے کے امور کا متولی ہو قال ولایت چار سببون سے
ثابت ہوتی ہی قرابت و ولاء و امامت و ملک یہ بحر الرائق مین ہی اور عورت کے واسطے اقرب ولی یعنے سب سے
قریب ولی اُسکا بیٹا ہی پھر پوتا پھر اسیطرح پرپوتا جہانتک نیچے درجہ پر ہو پھر باپ ہی پھر باپ کا باپ یعنے دادا پھر پردادا
علی ہذا جہانتک اونچے درجہ پر ہو یہ محیط مین ہی پس اگر مجنونہ عورت کا بیٹا ہو اور باپ یا بیٹا و دادا تو شیخین کے
نزدیک اُسکا ولی اُسکا بیٹا ہوگا امام محمدؒ کے نزدیک باپ ہوگا کذا فی السراج الوہاج اور افضل ایسی صورت مین
یہ ہی کہ اُسکا باپ اُسکے بیٹے کو حکم دیدے کہ تو اُسکا نکاح کرا دے تاکہ بلا خلاف جائز ہو یہ شرح طحاوی مین ہی
پھر عورت کا سگا بھائی ایک مان و باپ کا پھر علاتی بھائی یعنے فقط باپ کی طرف سے پھر سگے بھائی کا بیٹا پھر علاتی
بھائی کا بیٹا اگرچہ نیچے درجہ مین پوتا وغیرہ ہون اسی مرتبہ مین ہین پھر عورت کا سگا چچا یعنی اُسکے
باپ کا ایک مان و باپ سے سگا بھائی پھر علاتی چچا پھر سگے چچا کا بیٹا پھر علاتی چچا کا بیٹا اگرچہ نیچے
تک پوتا وغیرہ ہون اسی درجہ مین ہین پھر باپ کا سگا چچا از یک مادر و پدر پھر باپ کا علاتی چچا از جانب
پدر فقط پھر ان دونون کی اولاد اسی ترتیب سے پھر سگے دادا کا سگا چچا از یک مادر و پدر پھر دادا کا علاتی چچا از جانب پدر
فقط پھر ان دونون کی اولاد اسی ترتیب سے پھر وہ مرد جو عورت کا سب سے بعید عصبہ ہوتا ہی اور وہ دور کے چچا کا بیٹا ہی
یہ تاتارخانیہ مین ہی اور ان سب کو اسی ترتیب سے دختر صغیرہ و پسر صغیر پر جبر کرنے کا بھی اختیار ہی اور بالغ ہو جانے کی حالت مین
اگر مجنون ہو جاوین تو بھی جبر کا اختیار ہی یہ بحر الرائق مین ہی - پھر ان اولیاء مذکورین کے بعد مولی العتاقہ کو ولایت حاصل ہی خواہ
مذکر ہو یا مونث ہو پھر اُسکے بعد مولی العتاقہ کے عصبہ کو ولایت ملتی ہی یہ تبیین مین ہی اور اگر عصبہ نہو تو ذوی الارحام مین سے ہر قرابت دار جو صغیر
و صغیرہ کا وارث ہو سکتا ہی وہ ان دونون کی تزویج کا مختار ہوتا ہی یہی امام اعظمؒ سے ظاہر الروایہ ہی اور امام محمدؒ نے فرمایا کہ
ذوی الارحام کے واسطے ولایت کا کچھ استحقاق نہین ہی اور امام ابو یوسف کا قول مضطرب ہی -

اور سا امام اعظم رح کے نزدیک انمین بھی مرتبہ ہین چنانچہ سب سے قریب یعنے اقرب مان ہی پھر دختر پھر پسر کی دختر پھر
دختر کی دختر پھر پوتے کی دختر پھر دختر کی دختر کی دختر پھر ایک مان وباپ سے سگی بہن پھر فقط باپ کی طرف سے
علاتی بہن پھر فقط مان کی طرف سے اخیافی بھائی وبہن پھر اسی ترتیب سے انکی اولاد مین کذا فی فتاوی قاضی خان پھر
بہنون کی اولاد کے بعد پھوپھیان پھر ماموں پھر خالائین پھر چچاؤن کی بیٹیان پھر پھوپھیون کی بیٹیان اور واضح
رہے کہ جد فاسد امام اعظم کے نزدیک بہن سے بہ نسبت اولی واقدم ہوتا ہی یہ فتح القدیر مین ہی پھر انکے بعد مولی الموالات
کو ولایت حاصل ہوتی ہی پھر قاضی کو اور جسکو قاضی نے مقرر کیا ہی یہ محیط مین ہو سامد واضح ہو کہ جسکے نکاح مین
ولی کی ضرورت ہی اُسکے نکاح کرا دینے کا قاضی کو جبھی اختیار ہوگا کہ جب قاضی کے منشور مین اور عہد مین یہ امر درج
اور اگر قاضی کے عہد ومنشور مین یہ امر درج نہو تو وہ ولی نہین ہو سکتا ہی پس اگر قاضی نے عورت کا نکاح کر دیا
حالانکہ سلطان نے اُسکو اسطرح ولی ہونے کی اجازت نہین دی تھی پھر اُسکو اس امر کی اجازت دی پھر قاضی نے
اس نکاح کی اجازت دیدی تو استحسانا نکاح جائز ہو جائیگا کذا فی فتاوی قاضیخان اور یہی صحیح ہی یہ محیط سرخسی مین ہی
قاضی نے اگر صغیرہ کو اپنے ساتھ بیاہ لیا تو یہ نکاح بلا ولی ہوگا اسواسطے کہ قاضی اپنی ذات کے حق مین رعیت ہی اور اسکا
حق اُسی کو حاصل ہی جو اس سے اوپر ہی یعنے والی ملک اور واضح رہے کہ والی ملک بھی اپنی ذات کے حق مین رعیت ہی
اور اسی طرح خلیفہ اسلام بھی اپنی ذات کے حق مین رعیت ہی یہ محیط مین ہی- اور چچا کے پسر کو اختیار ہی کہ اپنے چچا کی
دختر کا نکاح اپنے ساتھ کر لے یہ حاوی مین ہی اور قاضی نے اگر دختر صغیرہ کا نکاح اپنے پسر کے ساتھ کر دیا تو نہین
جائز ہی بخلاف باقی اولیاء کے یہ تجنیس ومزید مین ہی اور وصی کو صغیر یا صغیرہ کے نکاح کر دینے کی ولایت نہین ہی خواہ صغیر
یا صغیرہ مذکور کے باپ نے اس وصی کو اس امر کی وصیت کی ہو یا نہ کی ہو لیکن اگر وصی ایسا شخص ہو جسکو ان دونوں کی
ولایت پہونچتی ہی تو ایسی حالت مین وہ بحکم ولایت انکا نکاح کر دیگا مگر وصی ہونے کی وجہ سے نہین کر سکتا ہی یہ محیط
مین ہی- اور اگر صغیر یا صغیرہ کسی مرد کی گود مین پرورش پاتے ہون جیسے ملتقط وغیرہ تو یہ مرد انکا نکاح کر دینے کا
مختار نہو گا یہ فتاوی قاضی خان مین ہی- اور مملوک کا استحقاق ولایت کسی پر نہین ہی اور نیز مکاتب کی ولایت
اُسکے فرزند پر نہین ہی یہ محیط سرخسی مین ہی- اور مسلمان مرد یا عورت پر نابالغ ومجنون اور کافر کی ولایت نہین ہی کذا
فی الحاوی اور نیز کافر مرد یا عورت پر مسلمان کی ولایت نہین ہی یہ مضمرات مین ہی مگر مشائخ نے فرمایا کہ اس مقام پر
یون کہنا چاہیے کہ لیکن اگر مسلمان کسی کافرہ باندی کا مولی ہو یا سلطان ہو تو اُسکو ولایت حاصل ہوگی یہ بحر الرائق
مین ہی اور کافر کو اپنی مثل کافر پر ولایت حاصل ہوتی ہی یہ تبیین مین ہی اور مرتد کی ولایت کسی پر نہین ہوتی ہی نہ مسلمان
اور نہ کافر پر اور نہ اپنے مثل مرتد پر یہ بدائع مین ہی اور فاسق ہونا ولی ہونے سے مانع نہین ہوتا ہی یہ فتاوے
قاضی خان مین ہی- اور اگر ولی کو جنون ہوگیا کہ برابر رہتا ہی اور جنون مطبق ہی تو اُسکی ولایت جاتی رہیگی اور اگر
کبھی مجنون رہتا ہی اور کبھی اسکو افاقہ ہو جاتا ہی تو حالت افاقہ مین اسکے تصرفات نافذ ہونگے یہ ذخیرہ مین ہی اور
جنون مطبق کی مقدار امام نے ایک روایت کے موافق ایک مہینہ کامل مقدر فرمائی ہی اور اسی پر فتوی دیا جاتا ہی
یہ وجیز کردری وبحر الرائق مین ہی اور اگر بیٹا جب بالغ ہوا تو معتوہ یا مجنون بالغ ہوا تو اُسکی جان ومال پر اُسکے
باپ کی ولایت باقی رہیگی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی- اور فتاوی ابو اللیث مین ہی کہ باپ نے اپنے پسر بالغ کے ساتھ

ف بھی نسبت بہن ... پنچی مین داخل ہے واللہ اعلم ۱۲ منہ

کسی عورت کا نکاح کر دیا اور ہنوز اُسکے پسر بالغ مذکور نے اجازت نہ دی تھی کہ اسکو جنون مطلق ہو گیا پس باپ نے اس نکاح کی اجازت دیدی تو جائز ہو جائیگا اور فقیہ ابو بکر رح نے اس صورت کے سوائے دوسری صورت مین اختلاف ذکر کیا ہی اور فرمایا کہ اگر پسر جب نابالغ ہوا تو عاقل تھا پھر مجنون یا معتوہ ہو گیا تو بنابر قول امام ابو یوسف رح کے قیاساً باپ کی ولایت عود نہ کریگی حتے کہ اگر باپ نے اُسکے مال مین تصرف کیا یا کسی عورت کو اُسکے نکاح مین کر دیا تو جائز نہین ہی بلکہ یہ ولایت قاضی کی طرف عود کریگی اور امام محمد رح کے نزدیک استحساناً ولایت باپ کی طرف عود کریگی۔ اور فقیہ ابو بکر میدانی نے فرمایا کہ ہمارے علماء ثلثہ کے نزدیک ولایت باپ کی طرف عود کریگی یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر باپ مجنون یا معتوہ ہو گیا تو پسر کو اُسکے مال مین تصرف کرنے کی ولایت حاصل نہو گی اور نکاح کرا دینے مین امام اعظم و امام ابو یوسف کے نزدیک ولایت حاصل ہو گی کذا فی الوجیز للکردری اور یہی صحیح ہی یہ غیاثیہ مین ہی اور اگر صغیر یا صغیرہ کے دو ولی برابر رتبہ کے جمع ہوئے جیسے سگے دو بھائی یا دو چچا تو ہمارے نزدیک دونون مین سے جسنے نکاح کر دیا جائز ہی کذا فی فتاوی قاضیخان خواہ دوسرا ولی اُسکی اجازت دے یا فسخ کرے بہر حال جائز ہو گا بخلاف اسکے اگر ایک باندی دو آدمیون مین مشترک ہو اور ایک نے اُسکا نکاح کر دیا تو بدون اجازت دوسرے شریک کے جائز نہو گا اور فتاوی مین مذکور ہی کہ اگر ایک باندی کے جو دو آدمیون مین مشترک ہی بچہ پیدا ہوا اور دونون نے معاً اسکے نسب کا دعوی کیا حتے کہ ہر ایک دونون سے اسکا نسب ثابت ہو گیا تو ہر ایک دونون مین سے اسکے نکاح کر دینے کا تنہا مختار ہو گا یہ سراج الوہاج مین ہی اور اگر دونون نے آگے پیچھے اسکا نکاح کیا تو پہلا نکاح جائز ہو گا اور دوسرا جائز نہو گا اور اگر دختر مذکورہ کا نکاح دونون مین سے ہر ایک نے ایک ایک مرد کے ساتھ ایک ہی وقت مین معاً کر دیا یا آگے پیچھے کیا مگر یہ معلوم نہین ہوتا ہی کہ اول کون نکاح ہی تو دونون عقد باطل ہو جائینگے یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ اور اگر صغیر یا صغیرہ کا نکاح ایسے ولی نے کر دیا جو ابعد ہی پس اگر اقرب یعنی سب سے قریب مرتبہ کا ولی حاضر ہو اور وہ ولی ہونے کی اہلیت بھی رکھتا ہو تو دور والے ولی کا نکاح اقرب ولی کی اجازت پر موقوف رہیگا اور اگر اقرب ولی اہلیت ولایت نہ رکھتا ہو مثلاً نابالغ ہو یا بالغ مجنون ہو تو دور والے کا نکاح کر دینا جائز ہو گا اور اگر اقرب ولی غائب ہو پس اگر اسطرح غائب ہو کہ اُسکی غیبت منقطعہ ہو تو دور والے ولی کا نکاح کر دینا جائز ہو گا یہ محیط مین ہی۔ اور باندی کا مولے اگر غائب ہو تو اقارب کو اُسکے نکاح کر دینے کا اختیار نہین ہی یہ سراج الوہاج مین ہی۔ اور واضح ہو کہ غیبت منقطعہ کی تقدیر یون بیان کی گئی ہی کہ اتنی دور ہو کہ جتنی دوری پر مسافر نماز کو قصر کرتا ہی اور اسی کو اکثر متاخرین نے اختیار کیا ہی اور اسی پر فتوی ہی اور شمس الائمہ سرخسی اور امام محمد بن الفضل نے فرمایا کہ اصح یہ ہی کہ ایسی حالت مین ہو کہ اُسکی راے لینے کے وقت تک جس مرد نے خطبہ کیا ہی اور وہ ہر طرح سے کفو ہی ہاتھ سے جاتا رہے اور یہ احسن قول ہی کذا فی التبیین اور اسی پر فتوی ہی کذا فی جواہر اخلاطی حتے کہ اگر وہ شہر ہی مین کسی جگہ اسطرح چھپا ہو کہ اُسکے حال پر وقوف نہین ہوتا ہی تو یہ بھی غیبت منقطعہ ہو گی یہ شرح مجمع البحرین مین ہی۔ اور اگر دور کے ولی نے نزدیک کے ولی کے موجود ہونے کی صورت مین نکاح کر دیا حتے کہ نزدیک والے ولی کی اجازت پر نکاح موقوف ہوا پھر نزدیک کا ولی غائب ہو گیا اور ولایت بجانب ولی بعید منتقل ہو گئی تو جبتک کہ ولی بعید از سر نو اس نکاح کی اجازت اُسکی جانب ولایت منتقل ہو جانے کے بعد

ف اقوال در غیبت منقطعہ اختلاف [illegible] امام محمد بن الفضل نے [illegible] اختیار کیا ۱۲ منہ

نہ دے تب تک نکاح مذکور جائز نہوگا یہ ظہیریہ مین ہی- اور ہمارے مشائخ نے اس امر مین اختلاف کیا ہی کہ ولی اقرب
کے غائب ہو جانے سے اُسکی ولایت جاتی رہتی ہی یا باقی رہتی تو بعض نے فرمایا کہ ولی اقرب کی ولایت باقی رہتی ہی لیکن
ولی بعید کے واسطے ولی قریب کے غائب ہو جانے کی حالت مین استحقاق ولایت جدید پیدا ہوتا ہی پس ایسا
ہو جاتا ہی کہ گویا عورت کے واسطے مساوی درجہ کے دو ولی مثل دو بھائی یا دو چچا کے موجود ہین اور بعضون نے فرمایا
کہ ولی اقرب کی ولایت زائل ہو کر ولی بعید کی جانب منتقل ہو جاتی ہی اور یہی اصح ہی یہ بدائع مین ہی پس اگر ولی اقرب
نے جہان ہی وہین سے عورت کا نکاح کر دیا تو اسمین کوئی روایت نہین ہی اور چاہیے کہ یہ جائز نہو اسواسطے
کہ اُسکی ولایت زائل ہو گئی ہی کذا فی محیط السرخسی اور فتاوی قاضیخان و ظہیریہ مین ہی کہ اگر ولی اقرب نے
جہان ہی وہین سے عورت کا نکاح کر دیا تو اسمین اختلاف ہی اور ظاہر یہ ہی کہ جائز ہوگا انتہی پس اگر ولی قریب اور
ولی بعید دونون کا عقد کرنا معاً واقع ہوا تو دونون عقد جائز نہونگے اسیطرح اگر ایسی صورت واقع ہو کہ ہر دو عقد
آگے پیچھے واقع ہوئے ہون مگر یہ معلوم نہوا کہ اول کون واقع ہوا ہی تو بھی یہی حکم ہوگا یہ شرح طحاوی مین ہی اور
ولی قریب کے آجانے پر ولی بعید کی ولایت باطل ہو جائیگی مگر جو عقد اُسنے قرار دیا ہی وہ باطل نہوگا کیونکہ یہ تصرف
وعقد اُسنے پوری ولایت حاصل ہونے کی حالت مین کیا ہی یہ تبیین مین ہی- اور اس امر پر اجماع ہی کہ
کہ اگر ولی اقرب نے تنگ کرنا شروع کیا اور ظلم کرنا چاہا تو ولی بعید کی جانب ولایت منتقل ہو جائیگی یہ خلاصہ
مین ہی اور اگر ولی غائب ہو گیا یا اُسنے تنگ کرنا شروع کیا یا باپ و دادا مرد فاسق ہین تو قاضی کو اختیار ہوگا کہ
عورت کا نکاح اُسکے کفو کے ساتھ کر دے یہ وجیز کردری مین ہی- اور صغیر و صغیرہ کے ولی کو اختیار ہی کہ دونون کا
نکاح کر دے اگرچہ دونون اسپر راضی نہون یہ برجندی مین ہی خواہ عورت باکرہ ہو یا ثیبہ ہو یہ عینی شرح کنز
مین ہی اور معتوہ و معتوہہ اور مجنون و مجنونہ مثل صغیر و صغیرہ کے ہین کہ انکے ولی کو انکے نکاح کر دینے کا اختیار ہی بشرطیکہ
جنون مطبق ہو یہ نہر الفائق مین ہی اور اگر دختر صغیرہ کا نکاح باپ و دادا کے سواے دوسرے ولی نے باندھا تو احتیاط یہ ہی
کہ عقد دو مرتبہ باندھے ایک مرتبہ بعوض مہر مسمی کے یعنے مہر مقرر کر کے اُسکو بیان کر دے اور دوسری بار بغیر مہر مسمی کے
اور یہ دو باتون کے واسطے کرنا اچھا ہی ایک بات تو یہ ہی کہ اگر مہر مسمی مین کچھ کمی ہوگی تو نکاح اول صحیح نہوگا پس ایسی صورت مین
دوسرا نکاح بعوض مہر مثل کے صحیح ہو جائیگا اور دوسری بات یہ ہی کہ شاید اگر شوہر نے اس لفظ سے قسم کھائی ہو کہ اگر مین کسی عورت
سے نکاح کرون یا باین لفظ کہ ہر عورت جس سے مین نکاح کرون اُسکو طلاق ہی تو عقد اول سے قسم پوری ہو جائیگی اور
دوسرا عقد بعوض مہر مثل کے منعقد ہوگا- اور اگر نکاح باندھنے والا باپ یا دادا ہو تو بھی صاحبین کے نزدیک احتیاطاً دونون وجہون
سے ایسا کرنا چاہیے اور امام اعظم کے نزدیک فقط دوسری بعد کی وجہ سے ایسا کرنا چاہیے یہ تجنیس و مزید مین ہی- اور اگر صغیر و
صغیرہ کا نکاح انکے باپ و دادا نے کر دیا ہو تو بعد بالغ ہونے کے دونون کو اختیار نہوگا اور اگر سواے باپ دادا کے
دوسرے ولی نے نکاح کر دیا ہو تو وقت بالغ ہونے کے دونون مین سے ہر ایک کو اختیار ہوگا چاہے نکاح پر قائم رہے
اور چاہے فسخ کر دے اور یہ امام اعظم و امام محمد کا قول ہی اور اسمین حکم قاضی سے لینا شرط ہی بخلاف اُسکے جو باندی کسی غلام
کے نکاح مین ہی اور آزاد کی گئی اور اُسکو خیار حاصل ہوا کہ چاہے اپنے شوہر کے ساتھ رہے یا نہ رہے بلکہ فسخ کر دے تو اسمین
فسخ کے واسطے حکم قاضی شرط نہین ہی یہ ہدایہ مین ہی- پس اگر بلوغ کے بعد صغیر یا صغیرہ نے جدائی اختیار کی اور

قاضی نے دونوں مین تفریق نہ کرائی یہانتک کہ دونون مین سے ایک مر گیا تو باہم ایک دوسرے کے وارث ہونگے اور جبتک
قاضی دونون مین تفریق نہ کرائے تب تک شوہر کو اُسکے ساتھ وطی کرنا حلال ہے یہ مبسوط مین ہے - اور اگر قاضی نے یا امام المسلمین نے
نکاح کر دیا تو خیار بلوغ ثابت ہوگا اور یہی صحیح ہے اور اسی پر فتوی ہے یہ کافی مین ہے اور قاضی بدیع الدین سے دریافت کیا گیا
کہ ایک صغیرہ نے اپنے آپ کو اپنے کفو مرد کے نکاح مین دیا اور اس صغیرہ کا کوئی ولی نہین ہے اور اس موضع مین کوئی
قاضی نہین ہے تو فرمایا کہ نکاح منعقد ہوگا ولیکن اس صغیرہ کے بالغ ہونے کے بعد کی اجازت پر موقوف رہیگا یہ تاتارخانیہ
مین ہے - اور اگر صغیرہ لڑکی نے اپنے تئین نکاح مین دیا پھر اُسکے بھائی نے جو اُسکا ولی ہے اجازت دیدی تو نکاح
جائز ہوگا اور صغیرہ مذکورہ کو خیار بلوغ حاصل ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہے اور جو خیار صغیرہ کو حاصل ہے وہ بعد بلوغ کے
اُسکی خاموشی سے باطل ہو جائیگا درحالیکہ وہ باکرہ ہو اور اس خیار کا امتداد آخر مجلس تک کہ جسمین اُسکو خبر نکاح پہونچی ہے
نہوگا چنانچہ اگر اُسنے بالغ ہونے کے بعد سکوت کیا حالانکہ وہ باکرہ ہے تو خیار باطل ہو جائیگا اور اگر یہ عورت دراصل ثیبہ ہو یا باکرہ ہو
لیکن اُسکے خاوند نے اُسکے ساتھ وطی کر لی ہو پھر وہ شوہر کے پاس بالغ ہوئی تو سکوت سے اُسکا خیار باطل نہوگا اور
نہ مجلس سے کھڑے ہو جانے سے باطل ہوگا بلکہ جبھی باطل ہوگا کہ وہ صریحاً نکاح پر راضی ہو جاوے یا اُسکی طرف سے
ایسا فعل پایا جاوے جو رضامندی پر دلالت کرتا ہو جیسے جماع کرنے پر مرد کو قابو دیدے یا نفقہ طلب کرے یا
اُسکے مثل کوئی فعل کرے اور اگر اُسنے شوہر کا کھانا کھالیا یا بدستور اُسکی خدمت کی تو اپنے خیار پر رہیگی اور اگر بالغ
ہوتے ہی اُسکو نکاح کا حال معلوم ہوا کہ فلان مرد کے ساتھ اُسکا نکاح کیا گیا ہے ولیکن اُسکو اپنے واسطے خیار
ثابت ہونے سے جہل طاری ہوا پس خاموش ہو رہی تو اُسکا خیار باطل ہو جائیگا اور اگر اُسکو بالغ ہوتے ہی اپنے نکاح
ہو جانے کا حال معلوم نہوا تو بوقت معلوم ہونے کے اُسکو خیار حاصل ہوگا - اور اگر بالغ ہونے پر اُسنے شوہر کا
نام پوچھا یا مہر مسمے دریافت کیا یا گواہون کو سلام کیا تو خیار بلوغ باطل ہو جائیگا یہ محیط مین ہے - اور اگر عورت کیواسطے
بالغ ہونے پر دو حق مجتمع ہون ایک حق شفعہ اور دوسرا خیار بلوغ تو یون کہے کہ مین دونون حق طلب کرتی ہون
پھر دونون کی تفسیر بیان کرنے مین پہلے خیار نفس بیان کرے یعنے مثلاً کہے کہ مین نے نکاح فسخ کیا یہ سراج الوہاج
مین ہے اور طفل کا خیار بلوغ باطل نہین ہوتا ہے جبتک یہ نہ کہے کہ مین راضی ہوا یا ایسا فعل نہ کرے جو رضامندی پر
دلالت کرتا ہے اور مجلس سے کھڑے ہو جانے سے طفل کا خیار نہین جاتا ہے بلکہ رضامند ہونے سے جاتا رہتا ہے یہ ہدایہ
مین ہے - اور اگر دختر حیض آنے سے بالغ ہوئی تو خون دیکھنے کے ساتھ اگر وہ اپنی نفس کو اختیار کرے تو کچھ مضائقہ
نہین ہے اور اگر اُسنے رات مین خون دیکھا تو کہے کہ مین نے نکاح فسخ کیا اور جب صبح ہو تو گواہ کرے اور اسکو یہی کہنا
چاہیے کہ مین نے اسوقت خون دیکھا ہے اسوجہ سے کہ اصل شرعی کے موافق اُسکا یہ قول کہ مین نے رات کو خون دیکھکر
نکاح فسخ کیا ہے محکمۂ قضا مین نہ قبول ہوگا یہ مجموع النوازل مین مذکور ہے اور شیخ رضی اللہ تعالی نے فرمایا کہ عورت کا یہ کہنا
کہ مین نے اسیوقت خون دیکھا ہے اگرچہ کذب ہے لیکن بعضی جگہ کذب مباح ہے یہ خلاصہ مین ہے ہشام نے فرمایا کہ مین نے
امام محمد رح سے دریافت کیا کہ ایک صغیرہ کو اُسکے چچا نے بیاہ دیا پھر اُسکو حیض آیا پس اُسنے کہا کہ الحمد للہ مین نے
اپنے نفس کو اختیار کیا پس وہ اپنے خیار پر ہے پس اُسنے وقت حیض آنے کے اپنے خادم کو بھیجا کہ گواہ بلا لاوے تاکہ
اُنکو اپنے اختیار پر گواہ کرے پس اُسکو گواہ نہ ملے اور وہ ایسی جگہ پر مقیم تھی کہ لوگ وہان ملتے نہ تھے تا آنکہ چند روز تک

وہ اسی حال پر رہی کہ اسکو گواہ نہ ملے تو امام محمدؒ نے فرمایا کہ مین نکاح اُسکے حق مین لازم کر دونگا پس امام محمدؒ نے اس امر کو عذر نہین ٹھہرایا یہ محیط مین ہی۔ ابن سماعہ نے امام محمد رح سے روایت کی ہو کہ اگر صغیرہ نے بالغ ہونے پر اپنی نفس کو اختیار کیا اور اسپر گواہ کر لیے مگر دو مہینہ تک قاضی کے حضور مین نہ گئی تو وہ اپنے خیار پر رہیگی تا وقتیکہ اُسنے شوہر کو اپنے ساتھ جماع نہ کرنے دیا ہو یہ ذخیرہ مین ہی اور اگر خیار بلوغ مین اختلاف ہوا کہ عورت نے کہا کہ مین نے بالغ ہوتے ہی اپنے نفس کو اختیار کیا اور نکاح رد کر دیا ہی اور شوہر نے کہا کہ نہین بلکہ خاموش رہی اور تیرا خیار ساقط ہو گیا ہی تو قول شوہر کا معتبر ہوگا یہ محیط مین ہی۔ اگر لونڈی صغیرہ اور غلام صغیر ہی کہ مولی نے ان دونون کا نکاح کر دیا پھر ان دونون کو آزاد کر دیا پھر دونون بالغ ہوئے تو دونون کو خیار بلوغ حاصل ہونے کی کوئی صورت نہین ہی اسواسطے کہ خیار عتق دونون کو حاصل ہوا ہی یہی کافی ہی حتے کہ اگر مولی نے صغیرہ باندی کو آزاد کر کے اُسکا نکاح کیا پھر وہ بالغ ہوئی تو اُسکو خیار بلوغ حاصل ہوگا جیسا کہ امام اسبیجابی نے ذکر کیا یہ بحر الرائق مین ہی۔ ایک مسلمان مرتد ہو گیا اور دار الحرب مین جا ملا اور اپنی جورو و صغیرہ دختر دار السلام مین چھوڑ گیا اور صغیرہ مذکورہ کے چچا نے کسی مسلمان سے اسکا نکاح کر دیا تو نکاح جائز ہوگا اور صغیرہ مذکورہ کو بر وقت بلوغ کے خیار حاصل ہوگا اور اگر ہنوز بالغ نہوئی تھی کہ یہ دختر اور اُسکا شوہر و اُسکی ماں سب کمبخت مرتد ہو کر دار الحرب مین چلے گئے تو نکاح بحالہ رہیگا پھر اگر سب قید ہو کر اسلام مین داخل ہوئے تو دختر اور اُسکی ماں دونون مملوک ہونگی اور باپ و شوہر دونون آزاد ہونگے پھر اگر باندی صغیرہ بالغ ہوئی تو اُسکو کچھ اختیار حاصل نہوگا ہان اگر آزاد کر دی جاوے تو اُسکو خیار عتق حاصل ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور واضح رہے کہ خیار بلوغ کی وجہ سے جو فرقت و جدائی ہو جاتی ہی وہ طلاق نہین ہی کیونکہ اس فرقت کا سبب فقط مرد کے ہاتھ مین نہین ہی بلکہ اسمین مرد و عورت دونون مشترک ہین اور اسیطرح خیار عتق سے جو فرقت پیدا ہوتی ہی وہ بھی طلاق نہین ہی بخلاف عورت مخیرہ کے یعنے جسکو اُسکے خاوند نے اختیار دیا ہو کہ جب چاہے اپنے کو طلاق دے لے یہ سراج الوہاج مین ہی اور ضابطہ یہ مقرر ہوا ہی کہ جو فرقت از جانب عورت حاصل ہو مگر شوہر کے سبب سے نہو تو وہ فسخ نکاح ہی جیسے خیار عتق و خیار بلوغ اور جو فرقت از جانب شوہر پیدا ہو وہ طلاق ہی جیسے ایلاء کرنا و مجبوب ہونا اور عنین ہونا یہ نہر الفائق مین ہی اور جب بسبب خیار بلوغ کے فرقت ہو گئی پس اگر شوہر نے اُسکے ساتھ دخول نہ کیا ہو تو عورت کو کچھ مہر نہ ملیگا خواہ مرد نے فسخ اختیار کیا ہو یا عورت نے اور اگر مرد نے اُسکے ساتھ دخول کر لیا ہو تو اُسکو پورا مہر ملیگا خواہ عورت کے اختیار سے فرقت واقع ہوئی ہو یا مرد کے اختیار سے پیدا ہوئی ہو یہ محیط مین ہی۔ معتوہہ عورت کو اگر اُسکے باپ یا دادا کے سوائے دوسرے نے بیاہ دیا پھر وہ عاقلہ ہو گئی تو اُسکو خیار حاصل ہوگا اور اگر باپ یا دادا کے بیاہ کر دینے کے بعد وہ عاقلہ ہوئی تو اُسکو خیار حاصل نہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر بیٹے نے اسکا نکاح کر دیا تو یہ مثل ولایت باپ کے ہی بلکہ اُس سے بھی اولی ہی یہ خلاصہ مین ہی۔ اور واضح ہو کہ صغیرہ کے ساتھ دخول کرنیکے وقت مین اختلاف ہی پس بعض نے فرمایا کہ جبتک بالغہ نہو جاوے تب تک اُسکے ساتھ دخول نہ کرے اور بعض نے کہا کہ جب نو برس کی ہو جاوے تو اُسکے ساتھ وطی کر سکتا ہی یہ بحر الرائق مین ہی اور اکثر مشائخ کا یہ قول ہو کہ اس باب مین سن کا کچھ اعتبار نہین ہی بلکہ طاقت کا اعتبار ہی پس اگر بھاری بھر کم موٹی تازی ہو کہ مرد کے

ہم بستری کی طاقت رکھتی ہو اور اس فعل سے اُسکے مریض ہو جانے کا خوف نہو تو شوہر اُسکے ساتھ دخول کر سکتا ہی اگرچہ وہ نو برس کی بھی نہو اور اگر تپلی دبلی ہو کہ جماع کی طاقت نہ رکھتی ہو اور اس فعل سے اُسکے بیمار ہو جانے کا خوف ہو تو شوہر کو اُسکے ساتھ دخول کرنا حلال نہین ہی اگرچہ اُسکا سِن زیادہ ہو اور یہی صحیح ہی اور اگر شوہر نے مہر ادا کیا اور قاضی سے درخواست کی کہ عورت کے باپ کو حکم دیا جاوے کہ عورت کو سپرد کرے پس اُسکے باپ نے کہا کہ وہ صغیرہ ہی کہ مرد کے لائق نہین ہوئی ہی اور جماع کی متحمل نہین ہو سکتی ہی اور شوہر نے کہا کہ نہین بلکہ وہ متحمل ہو سکتی ہی تو دیکھنا چاہیے کہ اگر عورت مذکورہ باہر نکلتی ہو تو محکمہ قضا مین حاضر کرائی جاوے اور دیکھا جاوے پس اگر مرد کے لائق ہو تو اُسکے باپ کو حکم دیا جائیگا کہ شوہر کے سپرد کرے اور اگر مرد کے لائق نظر نہ آوے تو یہ حکم نہ دیا جاویگا اور اگر عورت مذکورہ باہر نہ نکلتی ہو تو معتمد عورتون کو بھیجکر دریافت کراوے پس اگر انھون نے کہا کہ مرد کا بوجھ اُٹھا سکتی ہی اور جماع کی طاقت رکھتی ہی تو باپ کو اُسکی سپردگی کا حکم دیا جائیگا اور اگر ثقہ عورتون نے کہا کہ وہ برداشت نہین کر سکتی ہی تو باپ کو شوہر کے سپرد کرنے کا حکم نہ دیا جائیگا یہ محیط مین ہی اور امام ابو حنیفہ و امام ابو یوسف کے نزدیک ظاہر الروایہ کے موافق عورت آزاد عاقلہ بالغہ کا نکاح بدون ولی کے نافذ ہو جاتا ہی یہ تبیین مین ہی۔ اور شیخ الاسلام عطا بن حمزہ سے دریافت کیا گیا کہ شافعیہ عورت نے جو باکرہ بالغہ ہی کسی مرد حنفی سے بدون اجازت اپنے باپ کے نکاح کر لیا اور باپ اسپر راضی نہوا اور اُسنے نکاح مذکور رد کر دیا آیا یہ نکاح صحیح ہوگا تو فرمایا کہ ہان اور اسیطرح اگر اُسنے مرد شافعی سے نکاح کر لیا تو بھی یہی حکم ہی یہ ظہیریہ مین ہی اور جو عورت عاقلہ بالغہ ہی اگر اُسکی بلا اجازت کسی نے اُسکا نکاح خواہ باپ ہو یا سلطان ہو کر دیا تو یہ نکاح اس عورت پر نافذ نہوگا خواہ یہ عورت باکرہ ہو یا ثیبہ ہو پس اگر ولی نے ایسا کیا تو یہ نکاح اس عورت کی اجازت پر موقوف ہوگا پس اگر اُسنے اجازت دیدی تو جائز ہو جائیگا اور اگر رد کر دیا تو باطل ہو جائیگا یہ سراج الوہاج مین ہی اور اگر اجازت لینے کے وقت باکرہ بالغہ ہنسی یا خبر نکاح پہونچنے کے بعد ہنسی تو یہ رضامندی ہی ایسا ہی شیخ قدوری و شیخ الاسلام نے ذکر کیا ہی یہ محیط و کافی مین ہی اور مشائخ نے فرمایا کہ اگر وہ اسطرح ہنسی کہ گویا جو کچھ اُسنے سنا ہی اُسکا استہزا کیا تو یہ رضامندی نہین ہی یہ مبسوط و کافی مین ہی اور اسی پر فتوی ہی یہ بحر الرائق مین ہی اور اگر اُسنے تبسم کیا یعنے مسکرائی تو یہ رضامندی ہی اور یہی صحیح مذہب ہی اسکو شمس الائمہ حلوائی نے ذکر کیا ہی یہ محیط مین ہی اور اگر وہ رونے لگی تو اسمین اختلاف ہی اور صحیح یہ ہی کہ اگر بدون آواز کے آنسوؤن سے روئی تو یہ رضامندی ہی اور اگر چیخ کر آواز سے روئی تو یہ رضامندی نہین ہی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی اور یہی اوجہ ہی اور اسی پر فتوی ہی یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر ولی نے باکرہ بالغہ سے اجازت طلب کی اور وہ خاموش رہی تو یہ اجازت ہی اسیطرح اگر ولی کے نکاح کر دینے کے بعد اُسنے شوہر کو اپنے اوپر قابو دیدیا تو یہ رضامندی ہی اور اسیطرح اگر آگاہ ہونے کے بعد اپنے مہر معجل کا مطالبہ کیا تو یہ رضامندی ہی یہ سراج الوہاج مین ہی۔ اور اگر ولی نے اُس سے اجازت طلب کی کہ میرا قصد ہی کہ فلان مرد کے ساتھ بعوض ہزار درم مہر کے تیرا نکاح کر دون پس وہ خاموش ہو رہی پھر ولی نے اسکا نکاح کر دیا تب اُسنے کہا کہ مین راضی نہین ہوتی ہون یا ولی نے اُسکی تزویج کر دی پھر اُسکو خبر پہونچی اور اُسنے سکوت کیا تو دونون صورتون مین اسکا سکوت کرنا رضامندی ہی بشرطیکہ نکاح کر دینے والا پورا ولی ہو اور اگر نکاح کنندہ کی بہ نسبت کوئی اور ولی اقرب ہو تو اُسکا سکوت رضامندی مین شمار نہوگا بلکہ اُسکو اختیار ہوگا چاہے راضی ہو چاہے رد کر دے اور اگر اسکو فقط ایک مرد نے خبر پہونچائی پس اگر یہ شخص ولی کا ایلچی ہو

[illegible]

تو اسکا سکوت کرنا رضامندی ہوگا خواہ یہ مرد ایلچی ثقہ پرہیزگار ہو یا غیر ثقہ ہو یہ مضمرات مین ہی - اور اگر خبر دینے والا کوئی شخص فضولی ہو تو امام اعظمؒ کے نزدیک اسمین عدد اور عدالت یعنے عادل ہونا شرط ہی اور اسمین صاحبین کا خلاف ہی یہ کافی مین ہی اور ہمارے بعضے مشائخ نے فرمایا کہ اگر خبر دینے والا اجنبی ہو کہ ولی کا ایلچی یا خود ولی نہو پس اگر خبر دینے والا ایک مرد غیر ثقہ ہو پس اگر عورت نے اُسکے قول کی تصدیق کی ہو تو نکاح ثابت ہو جائیگا اور اگر تکذیب کی ہو تو ثابت نہوگا اگرچہ صدق مخبر پیچھے ظاہر ہو جاوے یہ امام اعظم کا قول ہی اور صاحبین کے نزدیک اگر صدق مخبر ظاہر ہو جائیگا تو نکاح ثابت ہو جائیگا یہ ذخیرہ مین ہی - اور اگر کسی عورت کو خبر پہونچی پس اُسنے کسی غیر معاملہ مین کچھ باتین شروع کردین تو اس مقام پر یہ بمنزلہ سکوت کے ہی پس اسکی طرف سے رضامندی ثابت ہوگی یہ بحر الرائق مین ہی - بالغہ کو نکاح کی خبر پہونچی پس اُسکو چھینک آنے لگی یا کھانسی آنے لگی پھر جب ٹھہری تو اُسنے کہا کہ مین نہین راضی ہوتی ہون تو یہ رد کرنا جائز ہوگا بشرطیکہ علے الاتصال ہو اسیطرح اگر اُسکا منہ بند کر لیا گیا پھر چھوڑا گیا تب ہی اُسنے کہا کہ مین راضی نہین ہوتی ہون تو بھی اس مقام پر یہ رد صحیح ہوگا یہ ذخیرہ مین ہی - اور عورت سے اجازت لینے مین شوہر کا نام اسطرح بیان کرنا کہ وہ پہچان جاوے ضرور معتبر ہی یہ ہدایہ مین ہی حتی کہ اگر عورت سے یون کہا کہ مین ایک مرد سے تیرا نکاح کر دینا چاہتا ہون اور وہ خاموش رہی تو یہ رضامندی نہوگی اور اگر عورت سے کہا کہ مین تجھے فلان یا فلان ایک جماعت کو بیان کیا کہ انمین سے کسی مرد سے تیرا بیاہ کر دینا چاہتا ہون اور وہ خاموش رہی تو یہ رضامندی ہی کہ ولی کو اختیار ہوگا کہ جس سے چاہے نکاح کر دے اور اگر کہا کہ اپنے پڑوسیون یا چچا کی اولاد سے تیرا نکاح کرنا چاہتا ہون اور وہ خاموش رہی پس اگر یہ لوگ معدود ہون کہ اُسکی شناخت مین ہون تو یہ رضامندی ہی ورنہ نہین یہ تبیین مین ہی - اور یہ سب اُسوقت ہی کہ عورت مذکورہ نے امر نکاح ولی کو نہ سونپا ہو اور اگر یہ کہدیا کہ چند لوگ تجھے خطبہ کرتے ہین پس عورت نے کہا کہ جو تو کرے مجھے منظور ہی یا جسکو تو پسند کرے اُسکے ساتھ میرا نکاح کر دے یا مثل اسکے اور الفاظ کہے تو یہ اجازت صحیح ہی اور بعض نے فرمایا کہ مہر کا بیان کرنا شرط ہی اور یہ متاخرین کا قول ہی اور فتح القدیر مین ہی کہ یہی وجہ ہی یہ بحر الرائق مین ہی - اور اگر باپ نے قبل نکاح کے اُس سے اجازت طلب کی اور کہا کہ مین تیرا نکاح کر دینا چاہتا ہون اور اجازت لینے مین مہر کا اور شوہر کا ذکر نہ کیا پس اُسنے سکوت کیا تو اسکا ساکت ہونا رضامندی نہوگی حتے کہ بعد نکاح کے عورت کو رد کر دینے کا اختیار ہوگا اور اگر اُسنے شوہر کا نام و نشان و مہر کا ذکر کیا ہو تو اسکا ساکت ہونا رضامندی ہوگی اور اگر شوہر کا ذکر کیا اور مہر کا ذکر نہ کیا اور عورت نے سکوت کیا تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر باپ نے عورت مذکورہ کو کسی مرد کو ہبہ کیا تو اسکا نکاح نافذ ہو جائیگا اسواسطے کہ عورت مذکورہ ایسے نکاح پر راضی ہوئی ہی کہ جسمین بیان مہر نہین ہی اور ظاہر یہ ہی کہ نکاح بعوض مہر مثل کے ہوگا اور بلفظ ہبہ جو نکاح ہوتا ہی وہ موجب مہر مثل ہوتا ہی اور اگر ولی نے نکاح مین کچھ مہر بیان کیا ہو تو ولی کا نکاح کرنا نافذ نہوگا اسواسطے کہ عورت مذکورہ ولی کی تسمیہ پر راضی نہین ہوئی ہی پس ولی کا اسطرح کا نکاح نافذ نہوگا الا اُسصورت مین کہ جدید اجازت حاصل کرے - اور اگر ولی نے بدون اجازت حاصل کرنے کے اُسکا نکاح کر دیا پھر بعد نکاح کے اُسکو خبر دی اور وہ خاموش ہو رہی پس اگر خالی نکاح کی خبر دی اور مہر و شوہر کا بیان نہ کیا تو اسمین مشائخ نے اختلاف کیا ہی اور صحیح یہ ہی کہ یہ رضامندی نہوا اور اگر ولی نے شوہر و مہر کا بھی حال بیان کر دیا ہو پس اُسنے سکوت کیا تو یہ رضامندی و اجازت ہوگی اور اگر شوہر کا نام بیان کر دیا اور مہر بیان نہ کیا تو اسمین وہی تفصیل ہی جو ہمنے قبل نکاح کے اجازت حاصل کرنے کی صورت مین بیان کر دی ہی اور اگر مہر کا ذکر کیا اور شوہر کو

بیان نہ کیا پس وہ خاموش رہی تو اسکا سکوت دلیل رضامندی نہوگی خواہ قبل نکاح کے اجازت چاہی ہو یا بعد نکاح
خبر دی ہو یہ فتاوی قاضیخان مین ہے - اور اگر ولی نے اسکا نکاح کر دیا پس اُسنے کہا کہ مین راضی نہین ہوئی ہون
پھر اُسی مجلس مین راضی ہو گئی تو نکاح جائز نہو جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہے - اور اگر ولی نے اسکا نکاح کر دیا
پس اُسنے رد کر دیا پھر دوسری مجلس مین کہا کہ چند لوگ مجھے خطبہ کرتے ہین پس اُسنے کہا کہ جو کچھ تو کرے مین
اُسپر راضی ہون پس ولی نے اُسی پہلے کے ساتھ اسکا نکاح کر دیا پس اُسنے نکاح کی اجازت دینے سے انکار کیا
تو اسکو اختیار ہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہے اور شیخ امام فقیہ ابو نصر سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اُس
عورت کو جسکا ولی ہے بیاہ دیا اور جب اُس عورت کو خبر پہونچی تو اُسنے کہا کہ جس مرد سے نکاح کیا ہے وہ بدشکل ہے
مین راضی نہین ہون یا کہا کہ وہ موچی ہے مین راضی نہین ہون تو شیخ نے فرمایا کہ یہ ایک ہی کلام ہے پس پہلا فقرہ
اُسکے حق مین مفر نہوگا اور نکاح باطل ہو جائیگا یہ محیط مین ہے - اور اگر ولی نے کسی مرد کے ساتھ نکاح کرنے
کے واسطے عورت سے اجازت چاہی مگر اُسنے انکار کیا پھر ولی نے اُسکے ساتھ نکاح کر دیا پھر وہ خاموش رہی تو یہ
رضامندی ہے یہ شرح جامع صغیر قاضیخان مین ہے - اور اگر ولی نے عورت کے حضور مین اسکا نکاح کیا اور وہ
خاموش رہی تو اسمین مشائخ نے اختلاف کیا ہے اور اصح یہ ہے کہ یہ رضامندی ہے اور اگر مساوی درجہ کے دو ولیون مین سے
ہر ایک نے ایک ایک مرد سے اُسکا نکاح کیا پس عورت نے ایک ساتھ دونون نکاحون کی اجازت دیدی
تو دونون باطل ہو جائینگے کیونکہ دونون مین سے کوئی اولی نہین ہے اور اگر ساکت رہی تو دونون نکاح موقوف
رہین گے یہان تک کہ وہ دونون مین سے کسی ایک کی اجازت دیدے کذا فی التبیین اور یہی ظاہر الجواب ہے یہ
بحر الرائق مین ہے اور اگر ولی نے بکر بالغہ سے کسی مرد کے ساتھ اسکا نکاح کرنے کی اجازت چاہی اُسنے کہا کہ
اسکے سوائے دوسرا بہتر ہے تو یہ اجازت نہوگی اور اگر ولی نے بعد نکاح کرنے کی اُسکو خبر دی پس اُسنے یہ لفظ کہا
کہ دوسرا بہتر تھا تو یہ اجازت ہے یہ ذخیرہ مین ہے باکرہ بالغہ کا نکاح اُسکے باپ نے کر دیا پھر اُسکو خبر پہونچی
پس اُسنے کہا کہ مین نہین چاہتی ہون یا کہا کہ مین فلان شخص سے نکاح نہین چاہتی ہون تو مختار یہ ہے کہ دونون صورتون مین
نکاح رد ہوگا یہ تاتارخانیہ مین عتابیہ سے منقول ہے اور اگر ولی نے اُس سے کہا کہ مین چاہتا ہون کہ فلان
مرد سے تیرا نکاح کر دون پس اُسنے کہا کہ صلاحیت رکھتا ہے یعنے اچھا ہے پھر جب ولی اُسکے پاس سے
باہر چلا گیا تو اُسنے کہا کہ مین راضی نہین ہون اور ولی کو اس مقولہ کا حال معلوم نہوا یہان تک کہ اُسنے فلان
مرد مذکور سے اسکا نکاح کر دیا تو صحیح ہوگا اور اگر ولی نے اُسکا نکاح کر دیا پس اُسنے کہا کہ ولی نے اچھا کام
کیا تو اصح یہ ہے کہ یہ اجازت ہے اور اگر اُسنے مولی سے کہا کہ اَحسَنتَ یعنے خوب کیا یا اَصَبتَ یعنے صواب کی راہ پائی
یا کہا کہ اللہ تعالے تجھے برکت دے یا ہمکو برکت دے یا اُسنے مبارکبادی کو قبول کیا تو یہ سب رضامندی مین داخل ہے اور شیخ
ابن سلام نے فرمایا کہ اگر ولی نے اُس سے کہا کہ مین تجھے فلان مرد کے ساتھ بیاہ دون اُسنے جواب دیا کہ کچھ ڈر نہین ہے
تو یہ رضامندی ہے اور اگر یہ کہا کہ مجھے نکاح کی حاجت نہین ہے یا کہا کہ مین تجھ سے کہہ چکی تھی کہ مین نہین چاہتی ہون
تو یہ اُس نکاح کا رد ہے جسکو ولی عمل مین لایا ہے اور اسیطرح اگر کہا کہ مین نہین راضی ہون یا مجھ سے صبر نہوگا یا
مین اسکو برا جانتی ہون تو امام ابو یوسفؒ سے مروی ہے کہ یہ رد نکاح ہے اور اگر یہ کہا کہ مجھے خوش نہین آیا ہے

یا مین از دواج کو نہین چاہتی ہون تو یہ رد نہوگا حتے کہ اگر اسکے بعد راضی ہوجاوے تو نکاح صحیح ہوجائیگا اور اگر اُسنے
یون کہا کہ مین فلان مرد کو نہین چاہتی ہون تو یہ رد ہی کذا فی الظہیریہ اور یہی اظہر و اقرب الی الصواب ہی یہ محیط مین ہی
اور اگر اُسنے کہا کہ انت اعلم یعنے تو خوب جانتا ہی یا فارسی مین کہا کہ تو بہ دانی یعنے تو بہتر جانتا ہی تو یہ رضامندی نہین ہی
اور اگر کہا کہ یہ تیری رائے کے سپرد ہی تو یہ رضامندی ہی یہ ظہیریہ مین ہی۔ ایک باکرہ سے اُسکے چچا کے بیٹے نے اپنے ساتھ
نکاح کر لیا حالانکہ باکرہ مذکورہ بالغہ ہی پھر اسکو خبر پہونچی پس وہ خاموش ہو رہی پھر کہا کہ مین راضی نہین ہون تو اسکو
یہ اختیار ہوگا اسواسطے کہ اسکے چچا کا بیٹا اپنی ذات کے حق مین اصیل تھا اور عورت کی جانب سے فضولی
تھا پس امام اعظم و امام محمد کے قول کے موافق عقد نکاح تمام نہوگا پس عورت کی اول رضامندی کچھ کارآمد
نہوگی اور اگر مرد مذکور نے پہلے اس سے اپنے ساتھ نکاح کی اجازت طلب کی اور وہ خاموش رہی پھر اُسنے اپنے
ساتھ اسکا نکاح کر لیا تو بالاجماع جائز ہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ اگر باپ نے باکرہ بالغہ سے کہا کہ فلان
مرد تجھے بعوض اسقدر مہر کے مانگتا ہی پس باکرہ مذکورہ دو مرتبہ اپنی جگہ سے اچھلی حالانکہ وہ خاموش تھی پھر باپ نے اُسکا
نکاح کر دیا تو جائز ہی یہ غایۃ سروجی مین ہی۔ اور اگر ولی نے بدون اُسکی اجازت لینے کے اُسکا نکاح کر دیا پھر
دونون نے اختلاف کیا یعنے شوہر نے کہا کہ تجکو نکاح کی خبر پہونچی تھی پس تو خاموش رہی تھی اور عورت نے کہا
کہ نہین بلکہ مین نے رد کر دیا تھا تو عورت کا قول قبول ہوگا یہ شرح جامع صغیر قاضیخان مین ہی پھر اگر شوہر نے اس
دعوے پر کہ عورت مذکورہ وقت خبر پہونچنے کے خاموش رہی تھی گواہ قائم کیے تو وہ اُسکی جورو ہوگی ورنہ دونون
کے درمیان نکاح نہوگا اور امام اعظمؒ کے نزدیک عورت پر قسم عائد نہین ہوتی ہی اور صاحبین کے نزدیک
عورت پر قسم عائد ہوگی کذا فی المحیط اور اسی پر فتوی ہی یہ شرح نقایہ شیخ ابو المکارم مین ہی پس اگر عورت نے قسم
سے انکار کیا تو بوجہ نکول کے اُسپر ڈگری کیجائیگی اور اگر دونون نے گواہ قائم کئے۔ شوہر نے اس امر کے گواہ
دئے کہ وقت خبر پہونچنے کے یہ خاموش رہی اور عورت نے اس امر کے گواہ دئے کہ مین نے رد کر دیا تو عورت
کے گواہ مقبول ہونگے کذا فی المحیط اور اگر گواہون نے کہا کہ ہم اسکے پاس تھے مگر ہم نے اسکو کچھ بولتے نہین سنا تو
ایسی گواہی سے ثابت ہوجائیگا کہ وہ ساکت رہی تھی یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اگر شوہر نے گواہ دیے کہ عورت نے بوقت
خبر رسائی کے عقد کی اجازت دیدی اور عورت نے گواہ دیے کہ اس عورت نے خبر پہونچنے کے وقت رد کر دیا ہی تو شوہر کے
گواہ مقبول ہونگے یہ سراج الوہاج مین ہی۔ اور اگر باکرہ کے ساتھ اُسکے شوہر نے دخول کر لیا ہو پھر عورت نے کہا
کہ مین راضی نہین ہوئی ہون تو اسکے قول کی تصدیق نہ کیجائیگی اور دخول کرنے کا قابو دینا یہ رضامندی قرار
دیا جائیگا الا اُسصورت مین رضامندی ثابت نہوگی کہ زبردستی اُسکے ساتھ یہ فعل کیا ہو پھر اگر اُسصورت مین
اُسنے رد کر دینے کے گواہ قائم کیے تو فتاوی فضلی مین مذکور ہی کہ گواہ مقبول ہونگے اور بعض نے فرمایا کہ صحیح یہ ہی
کہ قبول نہونگے اسوجہ سے کہ اُسکو وطی کر لینے کا قابو دینا عورت کی طرف سے بمنزلہ اقرار رضامندی کے ہی اور
اگر رضامندی کا اقرار کر کے پھر رد نکاح کا دعوے کرے تو دعوے صحیح نہین ہوتا ہی اور گواہ قبول نہین ہوتے
ہین پس ایسا ہی اسصورت مین ہوگا یہ محیط مین ہی۔ اور اُسکے ولی کا قول کہ وہ رضامند ہوگئی ہی مقبول نہوگا
اسواسطے کہ وہ عورت پر زوج کی ملک ثابت ہونے کا اقرار کرتا ہی اور بعد عورت کے بالغ ہونے کے ولی کا

اقرار عورت پر نکاح کا صحیح نہین ہی یہ شرح مبسوط امام سرخسی مین ہی ایک مرد نے اپنی دختر بالغہ کا نکاح کیا اور اسکا راضی ہونا یا نکاح رد کرنا معلوم نہوا یہان تک کہ شوہر مر گیا پس وارثان شوہر نے کہا کہ یہ عورت بدون اسکے حکم کے بیاہ دیگئی ہی اور اسکو نکاح کا حال معلوم نہین ہوا اور نہ یہ راضی ہوئی ہی پس اسکو میراث نہ ملیگی اور عورت نے کہا کہ میرے باپ نے میرے حکم سے مجھے بیاہ دیا ہی تو عورت کا قول قبول ہوگا اور عورت کو میراث ملیگی اور اُسپر عدت واجب ہوگی اور اگر عورت نے کہا کہ میرے باپ نے بغیر میرے حکم کے مجھے بیاہ دیا پھر مجھے خبر پہونچی اور مین راضی ہو گئی تو عورت کو مہر نہ ملیگا اور نہ میراث ملیگی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی- اور اگر ثیبہ عورت سے اجازت طلب کیجاوے تو زبان سے اسکی رضامندی ضرور ہی اسیطرح اگر اسکو خبر نکاح پہونچے تو بھی زبان سے رضامندی ضرور ہی یہ کافی مین ہی اور جیسے زبان سے اسکی رضامندی متحقق ہوتی ہی مثلاً اُسنے کہا کہ مین راضی ہوئی یا مین نے قبول کیا یا تو نے بھلا کام کیا یا کار صواب کیا یا اللہ تعالیٰ تجھکو یا ہم کو برکت عطا فرماوے یا مثل اسکے اور الفاظ کہے اسیطرح رضامندی بدلالت متحقق ہوتی ہی مثلاً اُسنے اپنا مہر طلب کیا یا نفقہ مانگا یا شوہر کو اپنے ساتھ وطی کرنے دی یا مبارکبادی قبول کی یا خوشی کا ہنسا ہنسی بدون اسکے کہ با ستہزاء ہنسی ہو یہ تبیین مین ہی- اور ثیبہ جب بیاہ دیگئی پھر بعد نکاح کے اُسنے شوہر کا ہدیہ قبول کیا تو یہ رضامندی مین داخل نہین ہی اسیطرح اگر شوہر کا کھانا کھایا یا اسکی خدمت کی جیسے پہلے کیا کرتی تھی- اور اگر عورت مذکورہ کی رضامندی کے ساتھ اسکا شوہر اُسکے ساتھ تخلیہ مین بیٹھا تو اس مسئلہ کی کوئی روایت نہین ہی اور شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میرے نزدیک یہ امر اجازت نکاح مین شمار ہوگا یہ ظہیریہ مین ہی- اور اگر کسی لڑکی کا پردہ بکارت بسبب اُچک کر کودنے یا ادرار حیض یا زخم یا تعنیس کے زائل ہوگیا تو یہ عورت باکرہ کے حکم مین ہی- اور اگر زنا کاری کی وجہ سے زائل ہوگیا تو بھی امام اعظمؒ کے نزدیک یہی حکم ہی اور صاحبین کے نزدیک اُسکے سکوت پر اکتفا نہ کیا جائیگا اور اگر باہر لاکر اُسپر حد ماری گئی تو صحیح یہ ہی کہ اُسکے سکوت پر اکتفا نہ کیا جائیگا اسیطرح اگر زنا کاری اُسکی عادت ہوگئی تو بھی یہی حکم ہی یہ کافی مین ہی- اور اگر باکرہ کا شوہر قبل اُسکے کہ اسکے ساتھ وطی کرے مر گیا حالانکہ اُسکے ساتھ تخلیہ ہو چکا ہی تو یہ عورت بھی مثل باکرہ عورتون کے بیاہی جائیگی اسیطرح اگر عنین اور اسکی عورت باکرہ کے درمیان جدائی ہوئی تو اسکا بھی یہی حکم ہی اور اسیطرح اگر استنجے کے خوف سے اسکی بکارت زائل ہوئی تو بھی یہی حکم ہی اور اگر نکاح فاسد مین اُس سے مجامعت کی گئی اور اسکی بکارت زائل ہوئی یا شبہہ مین اُس سے وطی کی گئی اور اسکی بکارت زائل ہوئی تو ثیبہ عورت کی طرح اُسکا نکاح کیا جائیگا یعنے صریح قول سے اُسکی رضامندی لیجائیگی یہ خلاصہ مین ہی

پانچوان باب- اکفاء کے بیان مین قال المترجم اکفاء جمع کفو بمعنی ہمسر اور شرع مین اُسکی تفسیر یہ ہی جو ذیل کے مسائل سے واضح ہی جاننا چاہیے کہ نکاح لازم ہونے کے واسطے مردون کا عورتون کے لیے کفو ہونا معتبر ہی کذا فی محیط السرخسی اور مردون کے واسطے عورتون کی طرف سے کفو ہونا معتبر نہین ہی یہ بدائع مین ہی پس اگر کسی عورت نے اپنے سے بہتر مرد سے نکاح کر لیا تو ولی کو دونون مین تفریق کرانے کا اختیار نہوگا اسواسطے کہ مرد کے نیچے اگر ایسی عورت ہو جو اُسکے ہمسر نہین ہی تو ولی کو اُسمین کوئی عار لاحق نہوگا یہ شرح مبسوط امام سرخسی مین ہی اور کفاءت کا اعتبار چند چیزون مین ہی اور ازانجملہ نسب ہی پس قریش مین بعض دوسرے بعض کے کفو ہین

چاہیے جیسے ہون حتی کہ جو قریشی ہاشمی نہین ہی وہ ہاشمی کا کفو ہوگا اور قریش کے سواے باقی عرب ان قبیلہ قریش کے کفو نہین ہین ہان آپسمین ایک دوسرے کے کفو ہونگے اسیطرح انصاری و مہاجری برابر ہونگے یہ فتاوی قاضی خان مین ہی اور بنو باہلہ عامہ عرب کے کفو نہین ہین مگر صحیح یہ ہی کہ سواے قریش کے تمام عرب باہم کفو ہین ایسا ہی ابوالیسر نے اپنے مبسوط مین لکھا ہی یہ کافی مین ہی اور موالی کہ جو غیر عرب ہین وہ عرب کے کفو نہونگے ہان آپسمین بعض موالی دوسرے موالی کے کفو ہین یہ عتابیہ مین ہی اور مشائخ نے فرمایا کہ جو شخص حسب والا ہی وہ نسب والی کا کفو ہو سکتا ہی چنانچہ مرد عالم فقیہ ایسی عورت کا جو حضرت علی کرم اللہ وجہ کی اولاد سے ہو کفو ہوگا یہ قاضی خان نے اور جوامع الفقہ مین عتابی نے ذکر کیا ہی اور ینابیع مین لکھا ہی کہ عربیہ عورت اور علویہ عورت کا کفو عالم ہوتا ہی مگر اصح یہ ہی کہ علویہ عورت کا کفو عالم نہوگا یہ غایۃ السروجی مین ہی - از انجملہ آبا کا اسلام چنانچہ جو شخص خود مسلمان ہوا ہی اور اسکے آبا مین کوئی مسلمان نہین ہی وہ ایسے شخص کا کفو نہوگا جسکا ایک باپ [یعنے باپ دادا پردادا وغیرہ ۱۲] بھی مسلمان ہوا ہی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی اور جسکا ایک باپ مسلمان گذرا ہی وہ ایسے کا کفو نہوگا جسکے دو یا زیادہ [ایک پشت ۱۲] باپ مسلمان گذرے ہین یہ بدائع مین ہی اور جو مرد خود مسلمان ہوا ہی وہ ایسی عورت کا کفو نہوگا جسکے دو یا تین باپ [دو پشت باپ و دادا و یا زیادہ ۱۲] اسلام مین گذرے ہین ہان اپنے مثل عورت کا کفو ہوگا اور یہ حکم ایسی جگہ کے واسطے ہی جہان زمانہ اسلام دراز گذرا ہی اور اگر زمانہ قریب ہو کہ اس بات کا عار نہ گنا جاوے اور یہ امر عیب نہ شمار کیا جاوے تو وہ کفو ہوگا یہ سراج الوہاج مین ہی اور جس مرد کے دو باپ [یعنے و مسلم نجرا ۱۲ منہ] اسلام مین آئے ہین وہ ایسی عورت کا کفو ہوگا جسکی تین پشتین یا زیادہ اسلام مین گذری ہین یہ محیط مین ہی - اور جو عیاذاً باللہ تعالے مرتد ہوکر پھر مسلمان ہوگیا وہ ایسی عورت کا کفو ہوگا جو کبھی مرتد نہین ہوئی ہی یہ قنیہ مین ہی - اور از انجملہ حریت مین کفاءت معتبر ہی پس مملوک [غلام] چاہیے جیسا مملوک ہو آزادہ عورت کا کفو نہین ہی اور اسیطرح جسکا باپ آزاد ہوا ہو وہ اصلی آزادہ عورت کا کفو نہین ہی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی اور آزاد شدہ مرد اپنے مثل آزاد شدہ عورت کا کفو ہوتا ہی کذا فی شرح الطحاوی اور جسکا باپ آزاد ہوا ہی وہ ایسی عورت کا کفو نہین ہی جسکی دو پشتین آزادی مین گذری ہین یہ فتاوی قاضیخان مین ہی اور جو مرد اپنے دادا سے آزاد مسلمان ہی یعنے اسکا دادا آزاد مسلمان پیدا ہوا ہی وہ ایسی عورت کا کفو ہی جسکے آبا و اجداد آزاد مسلمان ہون اور اگر اس مرد کا دادا آزاد کیا گیا ہو یا کافر ہو پھر مسلمان ہوگیا ہو تو عورت مذکورہ کا کفو نہوگا اور جو مرد آزاد کیا گیا ہی وہ ایسی عورت کا کفو نہوگا جسکی مان اصلی حرہ ہی اور باپ آزاد شدہ ہی اور بعض نے فرمایا کہ اس مسئلہ مین کوئی روایت نہین ہی یہ عتابیہ مین ہی - اور رذیل قوم کا آزاد شدہ غلام ایسی عورت کا کفو نہین ہی جو شریف قوم کی آزاد شدہ باندی ہو اسواسطے کہ ولاء بمنزلہ نسب کے ہی چنانچہ بنی ہاشم کی آزاد شدہ باندی نے اگر کسی عربی کے آزاد شدہ غلام سے نکاح کیا تو اسکے آزاد کرنے والے کو حق تعرض حاصل ہوگا یہ شرح طحاوی مین ہی - بلکہ بنی ہاشم کی آزاد کردہ شدہ باندی قریش کے آزاد کردہ شدہ غلام کی کفو نہین ہی [یعنے غلام کسی کا ۱۲] یہ تمرتاشی مین ہی اور شریف قوم کی آزاد شدہ باندی اپنے مولیٰ کی کفو ہی یہ ذخیرہ مین ہی اور عجمیون کے حق مین کفاءت کا اعتبار حریت و اسلام کی راہ سے ہی اسواسطے کہ عجمی انھین دونون باتون سے فخر کرتے ہین نہ نسب سے یہ تبیین مین ہی - اور حق عرب مین باپ کا اسلام شرط نہین ہی یہ محیط مین ہی پس اگر

ایسے عربی نے جسکا باپ کافر ہی ایسی عربیہ عورت سے نکاح کیا جسکے آبا مسلمان ہین تو وہ کفو ہوگا اور رہی آزادی
سو وہ عرب کے حق مین لازم ہی اسواسطے کہ انکا رقیق کرنا جائز نہین ہی یہ بحر الرائق مین ہی - اور از انجملہ مال مین
کفاءت معتبر ہی اور اُسکے معنے یہ ہین کہ مہر و نفقہ کا مالک ہو اور یہی ظاہر الروایہ کے موافق معتبر ہی حتے کہ جو شخص
مہر و نفقہ دونون کا یا ایک کا مالک نہین ہی وہ کفو نہوگا کذا فی الہدایہ چاہے عورت خوشحال ہو یا تنگدست ہو
کذا فی التجنیس والمزید اور اس سے زیادہ ہونا اعتبار نہین کیا گیا ہی حتے کہ جو مرد مہر و نفقہ کا مالک ہی وہ عورت کا
کفو ہوگا اگرچہ یہ عورت مال کثیر رکھتی ہو اور یہی صحیح مذہب ہی اور اگر مرد کمائی کرکے عورت کا نفقہ دے سکتا ہو اور
مہر پر قدرت نہ رکھتا ہو تو اسمین مشائخ نے اختلاف کیا ہی اور عامہ مشائخ کا یہ قول ہی کہ وہ کفو نہوگا یہ محیط مین ہی
اور واضح ہو کہ مہر سے مراد اس مقام پر مہر معجل ہی یعنے اسقدر مہر جسکا فی الحال دینا رواج مین ہو اور باقی مہر کا
اعتبار نہین ہی اگرچہ وہ بھی فی الحال ٹھہرا ہو یہ تبیین مین ہی - اور شیخ ابو نصر نے فرمایا کہ نفقہ مین ایک سال کا روزینہ
معتبر ہی اور شیخ نصیر فرماتے تھے کہ ایک مہینہ کا روزینہ معتبر ہی اور یہی اصح ہی یہ تجنیس و مزید مین ہی اور امام ابو یوسف
سے روایت ہی کہ اگر مہر دینے پر قادر ہو اور ہر روز اسقدر کماتا ہو کہ عورت کے نفقہ کے واسطے کفایت کرتا ہی
تو اُسکا کفو ہوگا اور یہی صحیح ہی یہ قاضی خان کی شرح جامع صغیر مین ہی - اور اہل حرفہ کے حق مین یہ قول امام ابو یوسف
کا احسن ہی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی - اور نفقہ پر قادر ہونا جبھی معتبر ہی کہ جب عورت بالغہ ہو یا ایسی نابالغہ ہو کہ
جماع کرنے کے لائق ہو اور اگر ایسی صغیرہ ہو کہ قابل جماع نہو تو مرد کے حق مین نفقہ پر قادر ہونا معتبر نہین ہی اسواسطے
کہ ایسی صورت مین مرد پر نفقہ واجب نہین ہوتا ہی پس خالی مہر پر قادر ہونے کا اعتبار ہوگا یہ ذخیرہ مین ہی
ایک مرد نے جو فقیہ ہی ایک عورت سے نکاح کر لیا پھر اس عورت نے اسکو مہر معاف کر دیا تو مرد مذکور اسکا کفو نہوجائیگا
اسواسطے کہ مہر پر قادر ہونے کا اعتبار عقد واقع ہونے کی حالت مین ہی یہ تجنیس و مزید مین ہی - ایک مرد نے
اپنی صغیرہ بہن کا نکاح ایسے صغیر طفل سے کر دیا جو نفقہ دینے پر قادر اور مہر دینے پر قادر نہین ہی پھر اُسکے باپ نے
اس نکاح کو قبول کیا حالانکہ باپ غنی ہی تو عقد جائز ہوگا اسواسطے کہ طفل مذکور اپنے باپ کے غنی ہونے سے
حق مہر مین غنی قرار دیا جائیگا نہ حق نفقہ مین اسواسطے کہ عادت یون جاری ہی کہ لوگ اپنے صغیر لڑکون کی جوروون کا
مہر اُٹھا لیتے ہین اور نفقہ نہین اٹھاتے ہین یہ ذخیرہ مین ہی - اور اگر مرد پر بقدر مہر کے قرضہ ہو اور اسیقدر مال
اُسکے پاس ہو تو وہ کفو ہوگا اسواسطے کہ اُسکو اختیار ہی کہ دین مہر و دین دیگر دونون سے جسکو چاہے
ادا کرے یہ نہر الفائق مین ہی اور از انجملہ یہ ہی کہ دیانت مین کفاءت معتبر ہی اور یہ امام ابو حنیفہ و امام ابو یوسف کا قول ہی اور یہی
صحیح ہی یہ ہدایہ مین ہی پس مرد فاسق عورت صالحہ کا کفو نہوگا کذا فی المجمع خواہ مرد مذکور باعلان فسق کا
مرتکب ہو یا ایسا نہو یہ محیط مین ہی اور سرخسی نے ذکر کیا کہ امام ابو حنیفہ کا صحیح مذہب یہ ہی کہ پرہیزگاری
کی راہ سے کفاءت کا اعتبار نہین ہی یہ سراج الوہاج مین ہی - ایک مرد نے اپنی دختر صغیرہ کا نکاح کسی
مرد کے ساتھ بدین گمان کہ وہ شرابخوار نہین ہی کر دیا پھر باپ نے اُسکو دائمی شرابخوار پایا پھر جب لڑکی بالغ
ہوئی تو اُسنے کہا کہ مین نکاح پر راضی نہین ہوتی ہون پس اگر باپ کو اُسکے شرابخوار ہونے کا حال معلوم نہوا
تھا اور عامہ اہل بیت اُسکے پرہیزگار ہین تو نکاح باطل ہوجائیگا اور یہ مسئلہ بالاتفاق ہی کذا فی الذخیرہ اور

اختلاف درمیان امام ابوحنیفہ و اُنکے دونون شاگردون کے ایسی صورت مین ہی کہ باپ نے دختر کا نکاح ایسے مرد سے کر دیا جسکو وہ غیر کفو جانتا ہی پس امام اعظمؒ کے نزدیک جائز ہی اسواسطے کہ باپ کامل الشفقۃ وافر الرای ہیں ظاہر یہ ہی کہ اسنے بخوبی فکر و تامل کے بعد غیر کفو کو بہ نسبت کفو کے زیادہ لائق پایا ہی یہ محیط مین ہی پھر واضح ہو کہ یہ جو کہ کفاءت ابتداے نکاح مین معتبر ہی اور بعد نکاح کے اسکا استمرار معتبر نہین ہی چنانچہ اگر مرد نے کسی عورت سے نکاح کیا اور حالت نکاح مین اُسکا کفو ہی پھر مرد مذکور فاجر و ظالم و راہزن ہوگیا تو نکاح فسخ نہوگا یہ سراج الوہاج مین ہی - از انجملہ امام ابوحنیفہؒ سے ظاہر الروایہ کے موافق حرفہ مین کفاءت معتبر نہین ہی چنانچہ بیطار مرد قوم عطار کی عورت کا کفو ہوگا اور امام اعظمؒ سے ایک روایت کے موافق اور صاحبین کے قول کے موافق جسکا پیشہ دلی و ذلیل ہو جیسے بیطار و حجام و جولاہہ و بھنگی و موچی تو وہ عطار و بزاز و صراف کا کفو نہوگا اور یہی صحیح ہی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی اور اسیطرح نائی بھی ان پیشہ ورون کا کفو نہوگا یہ سراج الوہاج مین ہی - اور امام ابویوسف کا قول مروی ہی کہ جب دو پیشے باہم متقارب ہون تو ادنے تفاوت کا کچھ اعتبار نہوگا اور کفو ثابت ہوگا چنانچہ جولاہہ پھینے لگانے والے کا کفو ہوگا اور موچی بھی بھنگی کا کفو ہوگا اور پیتل کے برتن بنانے والا لوہار کا کفو ہوگا اور عطار بھی بزاز کا کفو ہوگا اور شمس الائمہ حلوائی نے فرمایا کہ اسی پر فتوی ہی یہ محیط مین ہی - قال المترجم یہ عرف اپنے اپنے ملک کا ہی اور اصل یہ ہی کہ عرف مین جنکو رذیل پیشہ جانتے ہون وہ رذیل ہین اور جنکو قریب قریب و مساوی جانتے ہون وہ رواج پر ہین اور اسی پر فتوی دینا لائق و اصلح ہی فافہم اور کفو ہونے مین جمال و خوبصورتی کا اعتبار نہین ہی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی اور صاحب کتاب النصیحہ نے فرمایا کہ اولیاے عورت کو چاہیے کہ حسن و جمال مین بھی یکسان ہونا ملحوظ رکھین یہ تاتارخانیہ مین حجہ سے منقول ہی قال المترجم یہ اصلح و اوفق ہی خصوصاً اس زمانہ فاسد مین مجانست بعض امور طبیہ مثل تناسب اجسام وغیرہ بھی ضرور مرعی ہونے چاہیے ہین اگرچہ یہ امر لوگون کے نزدیک مستعجب ہی مگر استعجاب بر بناے اوہام شیطانی ہی اور درواقع اس زمانہ کے لوگون کے حق مین اصلح و اوفق ہی وفیہ اصلاحہم من الفساد وما یعوہم ایہ لا یہتدی الیہ الامن رزق المعرفۃ بالناس وما نزل بہم واللہ الموفق والہادی فاستقم - اور عقل کی راہ سے کفو ہونے مین اختلاف ہی اور بعض نے فرمایا کہ عقل کی راہ سے کفو ہونیکا اعتبار نہین ہی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی پھر واضح ہو کہ اگر عورت نے غیر کفو سے اپنا نکاح کر لیا تو امام اعظمؒ سے ظاہر الروایہ کے موافق نکاح صحیح ہوگا اور یہی آخر قول امام ابویوسف کا اور یہی آخر قول امام محمدؒ کا ہی حتے کہ جبتک قاضی کی طرف سے بر بناے خصومت اولیا دونون مین تفریق نہ واقع ہوئی ہو تبتک طلاق و ظہار و ایلاؤ باہمی وراثت وغیرہ احکام نکاح ثابت ہونگے ولیکن اولیاے عورت کو اعتراض کا استحقاق ہی اور حسن نے امام اعظمؒ سے روایت کی ہی کہ نکاح منعقد نہوگا اور اسی کو ہمارے بہت سے مشائخ نے اختیار کیا ہی کذا فی المحیط اور ہمارے زمانہ مین فتوی کے واسطے یہی روایت حسنؒ کی مختار ہی اور شمس الائمہ سرخسی نے فرمایا کہ حسنؒ کی روایت اقرب باحتیاط ہی یہ فتاوی قاضیخان کے شرائط نکاح مین ہی اور بزازیہ مین مذکور ہی کہ برہان الائمہ نے ذکر فرمایا کہ بنا بر قول امام اعظمؒ کے فتوی اس امر پر ہی کہ نکاح جائز ہوگا خواہ عورت باکرہ ہو یا ثیبہ ہو اور یہ سب ایسی صورت مین ہی کہ جب عورت کا کوئی ولی ہو اور اگر نہو تو بالاتفاق نکاح صحیح ہوگا یہ نہر الفائق مین ہی اور

ایسے نکاح مین دونون مین تفریق کا وقوع بدون حکم قاضی کے نہوگا اور اگر قاضی نے فسخ نہ کیا تو دونون مین کسی طرحسے نکاح فسخ نہوگا اور یہ جدائی بدون طلاق ہوگی چنانچہ اگر شوہر نے اُسکے ساتھ دخول نہکیا ہو تو عورت مذکورہ کو کچھ مہر نہ ملیگا کذافی المحیط اور اگر مرد نے اُسکے ساتھ دخول کرلیا یا خلوت صحیحہ ہوگئی تو شوہر پر پورا مہر مسمی واجب ہوگا اور نفقہ عدت واجب ہوگا اور عورت پر عدت واجب ہوگی یہ سراج الوہاج مین ہی - اور قاضی کے سامنے اس مقدمہ کا مرافعہ وہی مرد کریگا جو اس عورت کے محارم مین سے ہی یعنے جسکے ساتھ کبھی نکاح جائز نہین ہوسکتا ہی یہ بعض مشائخ کا قول ہی اور بعضے مشائخ کے نزدیک محارم وغیر محارم اسمین یکسان ہین چنانچہ چچا کا بیٹا اور جو اُسکے مثل ہو اُسکا مرافعہ کرسکتا ہی اور یہی صحیح ہی یہ محیط مین ہی - اور یہ ولایت ذوی الارحام کے واسطے ثابت نہوگی بلکہ فقط عصبات کے واسطے ثابت ہوگی یہ خلاصہ کی جنس خیار البلوغ مین ہی - اور اگر کسی عورت نے غیر کفو سے نکاح کرلیا اور اُسکے ساتھ دخول کیا اور پھر ولی کی نالش سے قاضی نے دونون مین تفریق کرادی اور مرد پر مہر واجب کیا اور عورت پر عدت لازم کردی پھر مرد نے اُس عورت سے عدت مین بدون ولی کے نکاح کیا اور پھر قبل دخول کے قاضی نے دونون مین تفریق کرادی تو مرد پر عورت کے واسطے دوسرا مہر پورا واجب ہوگا اور عورت پر از سر نو دوسری عدت واجب ہوگی یہ امام اعظم و امام ابو یوسف کا قول ہی یہ امام سرخسی کی شرح مبسوط مین ہی - اور اگر عورت نے بدون رضا ولی کے غیر کفو سے نکاح کرلیا پھر ولی نے اُسکا مہر وصول کیا اور اُسکو شوہر کے پاس رخصت کردیا تو یہ امر اس ولی کی جانب سے رضامندی و تسلیم عقد ہوگا اور اگر مہر پر قبضہ کیا اور عورت کو رخصت نہ کیا تو اسمین مشائخ نے اختلاف کیا ہی اور صحیح یہ ہی کہ یہ بھی رضامندی و تسلیم عقد ہی اور اگر مہر وصول نہین کیا ہی ولیکن عورت کی وکالت سے عورت کے نفقہ و تقدیر مہر مین اُسکے شوہر سے مخاصمہ کیا تو استحسانا یہ امر اسکی طرف سے رضامندی و تسلیم عقد قرار دیا جائیگا اور یہ اسصورت مین ہی کہ ولی کے مہر و نفقہ مین شوہر سے مخاصمہ کرنے سے پہلے غیر کفو ہونا قاضی کے نزدیک ثابت ہوا اور اگر قبل اسکے قاضی کے نزدیک یہ امر ثابت نہو تو قیاسا و استحسانا یہ امر اسکی طرف سے رضامندی و تسلیم نکاح نہوگا یہ ذخیرہ مین ہی اور ولی اگر جدائی کرانے کے مطالبہ سے خاموش رہے تو اُسکا حق فسخ کرانے کا باطل نہو جائیگا اگرچہ زمانہ دراز گذر جاوے لیکن اگر عورت مذکورہ سے بچہ پیدا ہو جاوے تو حق جاتا رہیگا یہ قاضی خان کی شرح جامع صغیر مین ہی - اور جب عورت کا اس غیر کفو سے بچہ پیدا ہو تو اولیاے عورت کو حق فسخ حاصل نہ رہیگا لیکن مبسوط شیخ الاسلام مین مذکور ہی کہ اگر عورت نے غیر کفو سے نکاح کرلیا اور ولی کو اُسکا حال معلوم ہوا مگر وہ خاموش رہا یہانتک کہ اُس سے چند اولاد ہوئین پھر ولی کی رائے مین آیا کہ مخاصمہ کرے تو اُسکو اختیار ہوگا کہ دونون مین تفریق کرادے یہ نہایہ مین ہی - اور اگر عورت نے غیر کفو سے نکاح کرلیا اور اولیاء مین سے کوئی ولی راضی ہوا تو پھر اس ولی کو یا جو اُسکے مرتبہ مین ہین اور جو اس سے نیچے درجے کے ہین حق فسخ حاصل نہوگا مگر جو اس سے اونچے درجہ کے ولی ہین انکو حق فسخ حاصل رہیگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہی - اسیطرح اگر کسی ولی نے اولیاء مین سے خود برضامندی عورت اُسکا نکاح کردیا تو بھی یہی حکم ہی یہ محیط مین لکھا ہی - اور اگر ولی نے غیر کفو سے اُسکا نکاح کردیا پھر شوہر نے اُسکو طلاق بائن دیدی پھر عورت مذکورہ نے اُسی شوہر سے بدون ولی کے نکاح کیا تو ولی کو

فسخ کرانے کا اختیار ہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہی اور اگر شوہر نے اُسکو طلاق رجعی دیکر بغیر رضامندی ولی لڑکے
اُس سے مراجعت کرلی تو ولی کو جدائی کرانے کا استحقاق حاصل نہوگا یہ خلاصہ مین ہی منتقے مین بروایت ابن سماعہ
کے امام محمدؒ سے مروی ہی کہ ایک عورت ایک مرد غیر کفو کے تحت مین ہی پس اُس عورت کے بھائی نے اس معاملہ مین نالش
کی اور اُس عورت کا باپ بغیبت منقطعہ غائب ہی یا کسی دوسرے ولی نے نالش کی حالانکہ اُس سے اونچے درجہ کا
ولی موجود ہی مگر وہ بغیبت منقطعہ غائب ہی پس شوہر نے دعوی کیا کہ اونچے درجہ کے ولی نے جو کہ غائب ہی اُسکو
میرے ساتھ بیاہ دیا ہی تو اسکو حکم دیا جائیگا کہ اسپر گواہ قائم کرے پس اگر اُسنے گواہ قائم کیے تو گواہ قبول ہونگے
اور انسے اونچے درجہ کے ولی پر ثبوت ہوگا اور اگر وہ گواہ قائم نہ کرسکا تو دونون مین جدائی کرادیجائیگی یہ ذخیرہ
مین ہی۔ منتقے مین بروایت بشرؒ از امام ابو یوسفؒ مروی ہی کہ ایک شخص نے اپنی صغیرہ باندی کا نکاح ایک
مرد کے ساتھ کردیا پھر دعوی کیا کہ میری بیٹی ہی تو نسب ثابت ہوجائیگا اور نکاح بحال خود باقی رہیگا خواہ
شوہر اسکا کفو ہو اور اگر کفو نہو تو بھی قیاساً نکاح لازم ہوگا اسواسطے کہ خود ہی مدعی نسب نے اسکا نکاح
کردیا ہی اور یہی ولی ہی اور اگر اُسنے کسی شخص کے ہاتھ اُسکو فروخت کردیا پھر مشتری نے دعوی کیا کہ یہ میری
بیٹی ہی تو بھی یہی حکم ہی کہ اگر شوہر کفو ہی تو نکاح رہیگا اور اگر غیر کفو ہی تو بھی قیاساً لازم ہوگا کیونکہ اسکو
ولی مالک نے بیاہ دیا ہی اور کتاب الاصل کے ابواب النکاح مین مذکور ہی کہ ایک غلام نے باجازت اپنے
مولے کے ایک عورت سے نکاح کرلیا اور وقت عقد کے آگاہ نہ کیا کہ مین غلام ہون یا آزاد ہون اور عورت
و اُسکے اولیاء کو بھی اسکا آزاد یا غلام ہونا معلوم نہو پھر معلوم ہوا کہ وہ غلام ہی پس اگر عورت خود ہی مباشر نکاح
ہو تو اُسکو خیار حاصل نہوگا ولیکن اُسکے اولیاء کو خیار حاصل ہوگا اور اگر اُسکے اولیاء مباشر نکاح ہون اور
باقی مسئلہ بحالہا ہو تو عورت و اولیاء دونون کو خیار حاصل نہوگا اور اگر غلام مذکور نے خبر دی ہو کہ مین آزاد
ہون اور باقی مسئلہ بحالہ ہو تو اولیاء کو اختیار حاصل ہوگا پس یہ مسئلہ اس امر کی دلیل ہی کہ عورت نے اگر اپنے آپکو
کسی مرد کے نکاح مین دیا اور اپنا کفو ہونے کی شرط نہ لگائی اور یہ نہ جانا کہ وہ کفو یا غیر کفو ہی پھر اُسکو معلوم
ہوا کہ مرد اسکا کفو نہین ہی تو اس عورت کو خیار نہوگا ولیکن اُسکے اولیاء کو خیار حاصل ہوگا اور اگر اولیاء نے
عقد نکاح قرار کردیا اور عورت کی رضامندی سے عقد باندھا اور یہ نہ جانا کہ یہ مرد اسکا کفو ہی یا نہین ہی تو عورت و
اولیاء دونون مین سے کسی کو خیار حاصل نہوگا ولیکن اگر مرد مذکور نے انکو دھوکا دیا اور آگاہ کیا ہو کہ مین اسکا
کفو ہون یا نکاح مین کفو ہونے کی شرط کی گئی ہو پھر ظاہر ہوا کہ وہ کفو نہین ہی تو اولیاء و عورت کو خیار
حاصل ہوگا۔ اور شیخ الاسلام سے دریافت کیا گیا کہ مرد مجہول النسب عورت معروف النسب کا کفو ہی فرمایا
کہ نہین ہی یہ محیط مین ہی اور اگر مرد نے عورت سے اپنے نسب کے سوائے دوسرا نسب بیان کیا
پھر اگر بعد نکاح کے اسکا نسب ظاہر ہوا اور وہ ایسا نکلا کہ عورت کا کفو نہین ہی تو عورت و اُسکے ولیون سب کو
خیار فسخ حاصل ہوگا اور اگر اسکا کفو نکلا تو حق فسخ فقط عورت کے واسطے حاصل ہوگا اُسکے اولیاء کے واسطے
ثابت نہوگا اور اگر ایسا نسب ظاہر ہوا کہ وہ بیان کیے ہوئے نسب سے بھی بالا ہی تو حق فسخ کسی کے واسطے
حاصل نہوگا یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر عورت نے مرد کو دھوکا دیا کہ اپنے نسب کے سوائے دوسرا نسب

بیان کیا تو شوہر کو خیار فسخ حاصل نہوگا بلکہ وہ اسکی جورو ہی چاہے رکھے اور چاہے طلاق دیدے یہ شرح جامع صغیر
قاضیخان مین ہی۔ اور اگر زید نے کسی عورت سے بدین اقرار نکاح کیا کہ وہ زید بن خالد ہی پھر معلوم ہوا کہ وہ خالد کا
باپ کی طرف سے بھائی ہی یا باپ کی طرف سے چچا ہی تو عورت کو حق فسخ حاصل ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی
اور اگر کسی مرد نے ایک عورت مجہول النسب سے بیاہ کیا پھر اولاد قریش مین سے ایک مرد نے دعوی کیا کہ یہ عورت
میری بیٹی ہی اور قاضی نے اس عورت کا نسب اس مدعی سے ثابت کر دیا اور اسکی دختر قرار دیا اور اسکا شوہر مرد
حجام ہی پس اسکے اس باپ کو اختیار ہوگا کہ اسکے شوہر سے جدائی کرا دے اور اگر ایسا نہوا بلکہ یہ ہوا کہ اس عورت
مذکورہ نے اقرار کیا کہ مین فلان مرد کی مملوکہ باندی ہون تو اسکے اس مولے کو نکاح باطل کرانیکا اختیار نہوگا
یہ ذخیرہ مین ہی اور جب عورت نے کسی غیر کفو سے نکاح کر لیا پس آیا اسکو یہ اختیار ہی کہ تا رضامندی اپنے اولیاء کے
اپنے آپ کو شوہر کے تحت مین دینے سے انکار کرے تو فقیہ ابو اللیث نے فتوی دیا کہ عورت کو ایسا اختیار ہی اگرچہ
یہ خلاف ظاہر الروایہ ہی اور بہت سے مشائخ نے ظاہر الروایہ کے موافق فتوی دیا ہی کہ عورت کو ایسا اختیار نہین ہی
یہ خلاصہ مین ہی۔ اور اگر عورت نے اپنا نکاح کر لیا اور مہر مثل سے اپنا مہر کم رکھا تو اسکے ولی کو اسپر اعتراض پہونچتا ہی
یہان تک کہ شوہر مہر مثل پورا کرے یا اسکو جدا کر دے پس اگر قبل دخول کے اسکو جدا کر دیا تو عورت مذکورہ کو
کچھ مہر نہ ملیگا اور اگر بعد دخول کے جدا کیا تو عورت مذکورہ کو مہر مسمے ملیگا اور اسیطرح اگر جدائی سے پہلے دونون
مین سے کوئی مر گیا تو بھی امام اعظم کے نزدیک یہی حکم ہی اور صاحبین نے فرمایا کہ ولی کو اعتراض کا استحقاق نہین ہی
یہ تبیین مین ہی اور ایسی جدائی اور تفریق سوائے حضور قاضی کے نہین ہوسکتی ہی اور جبتک قاضی باہمی تفریق کا
حکم صادر نہ فرماوے تب تک احکام نکاح مثل طلاق و ظہار و ایلاء و میراث وغیرہ برابر ثابت ہونگے یہ سراج الوہاج
مین ہی۔ اور اگر سلطان نے کسی شخص کو مجبور کیا کہ وہ فلانہ عورت کو جسکا وہ ولی ہی اسکے مہر مثل سے کم مقدار پر
فلان مرد کفو کے ساتھ بیاہ دے اور عورت مذکورہ اسپر راضی ہوگئی پھر یہ اکراہ و اجبار جو سلطان کی طرف سے تھا
زائل ہوگیا تو ولی کو اسکے شوہر کے ساتھ خصومت کا اختیار ہوگا تا آنکہ یا اسکا شوہر اسکے مہر مثل کو پورا کریگا
یا قاضی دونون مین تفریق کرا دیگا اور صاحبین کے نزدیک ولی کو یہ استحقاق نہوگا اور اسیطرح اگر عورت بھی
مہر مثل سے کم مقدار پر نکاح کرنے پر مجبور کی گئی پھر اکراہ و اجبار زائل ہوگیا تو امام اعظم کے نزدیک عورت کو
مع اسکے ولی کے مہر کی بابت خصومت کا اختیار ہوگا اور صاحبین کے نزدیک حق خصومت فقط عورت کو حاصل
ہوگا اور ولی کو حاصل نہوگا یہ محیط کی فصل معرفۃ الاولیاء کے متصلات مین ہی۔ اور اگر کوئی عورت اس امر پر
مجبور کی گئی کہ اپنے مہر مثل پر اپنے کفو کے ساتھ نکاح کرے پھر اکراہ زائل ہوگیا تو عورت کو خیار حاصل نہوگا اور
اگر عورت مذکورہ غیر کفو سے یا مہر مثل سے کم مقدار پر نکاح کرنے پر مجبور کی گئی پھر اکراہ زائل ہوا تو عورت
مذکورہ کو خیار حاصل ہوگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر کسی شخص نے کسی عورت کو نکاح کرنے پر مجبور کیا پس
عورت نے ایسا کیا تو عقد جائز ہوگا اور اکراہ کرنے والے پر کسی حال مین ضمان عائد نہوگی پھر دیکھا جائیگا کہ اگر اسکا شوہر اسکا کفو ہی
اور مہر مسمے اسکے مہر مثل سے زائد یا مساوی ہی تو عقد جائز ہوگا اور اگر مہر مثل سے کم ہوا اور عورت نے درخواست
کی کہ میرا مہر مثل پورا کرایا جاوے تو اسکے شوہر سے کہا جائیگا کہ چاہے اسکا مہر مثل پورا کر دے یا اسکو چھوڑ دے پس اگر

شوہر نے اسکا مہر مثل پورا کر دیا تو خیر بہتر ہی ورنہ اگر چھوڑا تو دیکھا جائیگا کہ اگر قبل دخول کے چھوڑا ہی تو مرد مذکور پر کچھ لازم نہوگا اور اگر مرد مذکور نے اسکے ساتھ ایسی حالت مین دخول کر لیا ہی کہ وہ مکرہ و مجبور تھی تو یہ امر اس مرد کی طرف سے اس امر کی رضامندی ہوگی کہ اسکا مہر مثل پورا کریگا اور اگر عورت کی رضامندی سے اسکے ساتھ دخول کیا ہی تو یہ امر عورت کی طرف سے مہر مسمے پر رضامندی ہوگی ولیکن امام اعظمؒ کے نزدیک عورت کے اولیاء کو عورت پر اعتراض کا استحقاق ہوگا اور صاحبین کے نزدیک اولیاء کو یہ اختیار نہوگا - یہ سب اسصورت مین ہی کہ شوہر اسکا کفو ہوا اور اگر شوہر مذکور اسکا کفو نہو تو عورت کے اولیاء کو اختیار ہوگا کہ دونون مین تفریق کرا دین پھر اگر شوہر اسکے ساتھ دخول کر چکا ہی پس اگر عورت کے اکراہ کی حالت مین دخول کر لیا ہی تو مرد مذکور پر مہر مثل لازم ہوگا اور بوجہ کفو نہونے کے اولیاء کا اعتراض ہنوز باقی رہیگا اور اگر عورت سے اسکی رضامندی کے ساتھ وطی کی ہو تو مہر مسمے لازم ہوگا اور اس سے زیادہ نہ دلایا جائیگا اور یہ امر عورت کی طرف سے نکاح پر اسکی رضامندی شمار کیا جائیگا اسواسطے کہ عورت کا اپنے اوپر وطی کے واسطے قابو دینا عقد کی اجازت ہی جیسے اسنے یون کہا کہ مین راضی ہوگئی اور پھر دو خیار جو عورت کے واسطے ثابت تھے یعنے بسبب عدم کفو ہونے کے تفریق کرانے کا اور مہر کم ہونے کی وجہ سے پورا کرانے کا یہ دونون خیار ساقط ہو جاوینگے ولیکن اسکے اولیاء کو امام اعظمؒ کے نزدیک نقصان مہر و غیر کفو ہونے کی وجہ سے تفریق کا خیار اور صاحبین کے نزدیک فقط غیر کفو ہونے کی وجہ سے تفریق کا خیار باقی رہیگا اور اگر قبل دخول کے دونون مین تفریق واقع ہوئی تو شوہر پر کچھ لازم نہوگا یہ کتاب الاکراہ سراج الوہاج مین ہی - اور اگر کسی مرد نے اپنی اولاد صغیر کو غیر کفو کے ساتھ بیاہ دیا مثلاً اپنے پسر کو کسی باندی کے ساتھ یا دختر کو کسی غلام کے ساتھ بیاہ دیا یا غبن[1] فاحش یعنے خسارہ کثیر کے ساتھ بیاہ دیا مثلاً دختر کو اسکے مہر مثل سے کم پر بیاہ دیا یا پسر کی جورو کا مہر زائد باندھا تو جائز ہی اور یہ امام اعظمؒ کے نزدیک ہی یہ تبیین مین ہی اور صاحبین کے نزدیک زیادتی یا نقصان صرف اسی قدر جائز ہوگا جسقدر کہ لوگ خسارہ اٹھا لیتے ہین اور بعض نے فرمایا کہ اصل نکاح صحیح ہوگا اور اصح یہ ہی کہ صاحبین کے نزدیک نکاح باطل ہوگا کذا فی الکافی اور امام ابو حنیفہؒ کا قول صحیح ہی یہ مضمرات مین ہی اور اس امر پر اجماع ہی کہ ایسا کرنا سوائے باپ و دادا کے دوسرے کی طرف سے نہین جائز ہی اور نیز قاضی کی طرف سے بھی نہین جائز ہی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی اور یہ اختلاف ایسی صورت مین ہی کہ باپ کا یہ فعل اختیار کرنا از راہ مجانت یا فسق نہوا اور اگر براہ فسق و مجانت اسکی طرف سے معلوم ہو تو بالاجماع نکاح باطل ہوگا اور اسیطرح اگر وہ نشہ مین مدہوش ہو تو بھی دختر کے حق مین اسکی تزویج بالاجماع صحیح نہوگی یہ سراج الوہاج مین ہی اور اگر زیادتی یا نقصان صرف اسیقدر ہو کہ جسقدر ایسے امور مین لوگ برداشت کر جاتے ہین تو بالاتفاق نکاح جائز ہوگا اور اگر ایسی صورت مین سوائے باپ و دادا کے دوسرے کسی ولی نے کیا تو بھی یہی حکم ہی یہ محیط مین ہی۔

چھٹا باب وکالت بنکاح وغیرہ کے بیان مین - نکاح کے واسطے وکیل کرنا جائز ہی اگرچہ بحضور گواہان نہو یہ تاتارخانیہ مین تجنیس خواہر زادہ سے منقول ہی - ایک عورت نے ایک مرد سے کہا کہ جس سے تیرا جی چاہے میرا نکاح کر دے تو اپنے ساتھ نکاح کر لینے کا مختار نہوگا یہ تجنیس و مزید مین ہی ایک مرد نے ایک عورت

[1] غبن فاحش جسکو ترکی ... اندازہ کرنے والے اندازہ نہ کر سکے - اور اگر اندازہ کرنے والون مین سے کوئی بھی اندازہ کرے تو غبن یسیر ہو ... اور ... سہولت ... ہر ... وہ ... الفاظ ...

کو وکیل کیا کہ میرا نکاح کر دے پس عورت مذکورہ نے اپنے آپ کو اُسکے نکاح مین کر دیا تو نہین جائز ہی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اگر کسی شخص نے دوسرے کو وکیل کیا کہ فلانہ عورت معینہ سے بعوض اسقدر مہر کے اسکا نکاح کر دے پس وکیل نے بعوض مہر مذکور کے اپنے ساتھ اُسکا نکاح کر لیا تو وکیل کے واسطے نکاح جائز ہوگا یہ محیط مین ہی۔ ایک عورت نے ایک مرد کو بایں طور وکیل کیا کہ میرے امور مین تصرف کرے پس مرد مذکور نے اپنے ساتھ اسکا نکاح کر لیا پس عورت نے کہا کہ میری مراد یہ تھی کہ خرید و فروخت کے امور مین تصرف کرے تو یہ نکاح جائز نہوگا اسواسطے کہ اگر عورت اُسکو اپنا نکاح کر دینے کا وکیل کرتی تو اپنے ساتھ نکاح کر لینے کا مختار نہ تھا تو ایسی صورت مین بدرجہ اولی روا نہوگا یہ تجنیس مزید مین ہی۔ ایک عورت نے ایک مرد کو وکیل کیا کہ اپنے ساتھ میرا نکاح کر لے پس مرد نے کہا کہ مین نے فلانہ عورت کو اپنے نکاح مین لیا تو نکاح جائز ہوگا اگرچہ عورت مذکورہ پھر یہ نہ کہے کہ مین نے قبول کیا یہ خلاصہ مین ہی۔ ایک شخص نے دوسرے کو وکیل کیا کہ میرے ساتھ تزویج کر دے پس وکیل نے اپنی دختر صغیرہ یا اپنے بھائی کی دختر صغیرہ اُسکے نکاح مین کر دی اور یہی اُسکا ولی ہی تو یہ جائز نہوگا اور اسیطرح جو شخص اس صغیرہ کا ولی ہو بدون اُسکے حکم کے اُسکا یہی حکم ہی اور اگر وکیل مذکور نے اپنی دختر بالغہ برضامندی دختر مذکورہ اُسکے نکاح مین دی تو اصل مین مذکور ہی کہ بنا بر قول امام اعظمؒ کے جائز نہوگا الا اسصورت مین کہ موکل راضی ہوجاوے اور صاحبین کے قول کے موافق جائز ہوگا اور اگر وکیل مذکور نے اپنی بہن بالغہ برضامندی بہن کے اُسکے نکاح مین کر دی تو بلا خلاف جائز ہی یہ محیط مین ہی۔ جو شخص کہ از جانب عورت وکیل نکاح ہو اگر اُسنے عورت مذکورہ کو اپنے باپ یا بیٹے کے نکاح مین کر دیا تو بنا بر قول امام ابو حنیفہ کے نکاح جائز نہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہی اور اگر بیٹا نابالغ ہو تو بلا خلاف جائز نہوگا یہ محیط مین ہی۔ از جانب عورت جو وکیل نکاح ہی اگر اُسنے غیر کفو سے عورت کا نکاح کر دیا تو بعض نے فرمایا کہ بالاتفاق سب کے نزدیک نکاح صحیح نہوگا اور اگر وہ کفو ہو لیکن اندھا یا لنجا یا طفل یا معتوہ ہو تو جائز ہوگا اور اسیطرح اگر خصی یا عنین ہو تو بھی یہی حکم ہی اور اگر کسی نے دوسرے کو وکیل کیا کہ میرے ساتھ کسی عورت کا نکاح کر دے پس اگر وکیل نے اندھی یا لنجی یا رتقاء یا مجنونہ یا صغیرہ سے خواہ قابل جماع ہو یا نہو یا باندی سے جو غیر کفو ہی خواہ مسلمان ہو یا کتابیہ ہو نکاح کر دیا تو امام اعظمؒ کے نزدیک جائز ہی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی اور اگر وکیل نے اپنی ذاتی باندی سے اسکا نکاح کر دیا تو بالاجماع جائز نہوگا یہ نہایہ مین ہی اور اگر شوہاریا فوہارے جسکے منہ سے ہمیشہ لعاب بہا کرتا ہی یا زائل العقل سے یا ایسی عورت سے جسکو لقوہ ہو کر ایک جانب اُسکی کج ہی نکاح کر دیا تو اسمین بھی ایسا ہی اختلاف ہی اور اسیطرح دونون ہاتھ کٹی ہوئی عورت یا مفلوجہ عورت سے نکاح کر دیا تو بھی ایسا ہی اختلاف ہی یعنے امام کے نزدیک جائز اور صاحبین کے نزدیک ناجائز ہی ۱۲ یہ نہایہ مین ہی۔ وکیل کیا کہ گوری عورت سے شادی کرا دے اُسنے کالی عورت سے کرا دی یا اسکے برعکس ہوا تو صحیح نہوگا اور اگر اندھی سے شادی کرانے کا حکم دیا اور اُسنے آنکھون والی سے شادی کرا دی تو صحیح ہی یہ وجیز کردری مین ہی۔ وکیل کو حکم کیا کہ باندی سے شادی کرا دے اُسنے آزاد سے شادی کرا دی تو جائز نہوگا اور اگر مکاتبہ یا مدبرہ یا ام ولد سے نکاح کرا دیا تو جائز ہوگا یہ خلاصہ مین ہی۔ اور اگر نکاح فاسد کے واسطے وکیل کیا اور اُسنے نکاح جائز نکاح کرا دیا تو جائز نہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی اور اگر وکیل کیا کہ کسی عورت سے بیاہ کرا دے پس وکیل نے ایسی عورت سے جسکو موکل طالقہ کر چکا ہی نکاح کرا دیا پس اگر نکاح کرا دیا تو نکاح جائز اور طلاق واقع ہوگی یہ محیط مین ہی۔ وکیل کیا کہ کسی عورت سے اسکا نکاح کرا دے پس وکیل نے ایسی

عورت سے نکاح کرادیا جسکو موکل قبل وکیل کرنے کے بائنہ کرچکا ہی تو نکاح جائز ہوگا بشرطیکہ موکل نے وکیل سے اس عورت
کی بدخلقی کی شکایت نکی ہو یا اور مثل اسکے کسی امر کی شکایت وغیرہ نہ کی ہو اور اگر ایسی عورت سے نکاح کرادیا جسکو موکل
نے بعد توکیل کے جدا کیا ہی تو جائز نہوگا یہ کتاب الوکالہ فتاوی قاضیخان مین ہی - اور اگر کسی نے دوسرے کو وکیل کیا کہ کسی
عورت سے میرا نکاح کردے اور جب تو ایسا کریگا تو عورت مذکورہ کو اپنے امر طلاق کا اختیار اپنے ہاتھ مین ہوگا پس
وکیل نے ایک عورت سے نکاح کرادیا مگر یہ امر اسکے واسطے شرط نہ کیا تو امر طلاق کا اختیار اُس عورت کے ہاتھ مین ہوجائیگا اور
اگر کہا کہ میرے ساتھ کسی عورت کا بیاہ کردے اور اسکے واسطے شرط کردی کہ جب مین اُس سے نکاح کرونگا تو اُسکا امر
طلاق اُسکے ہاتھ مین ہوگا پس وکیل نے ایک عورت سے نکاح کرادیا تو عورت کے اختیار مین امر طلاق نہوگا الا اُس
صورت مین کہ وکیل مذکور اُسکے واسطے نکاح مین شرط کردے - اور اگر عورت نے وکیل کیا کہ کسی مرد سے اسکا
نکاح کرادے پس وکیل نے شوہر سے شرط لگائی کہ جب وہ اپنے نکاح مین لائیگا تو امر طلاق عورت مذکورہ کے اختیار
مین ہوگا پھر اسکے ساتھ نکاح کردیا تو نکاح جائز ہوگا اور بروقت تزوج کے امر طلاق عورت کے اختیار مین ہوجائیگا
موکل کے ساتھ ایسی عورت کا نکاح کردیا جس سے موکل نے ایلا کیا تھا یا وہ موکل کے طلاق کی عدت مین تھی تو
وکیل کا نکاح کرنا جائز ہوگا - اور اگر وکیل نے ایسی عورت کا نکاح کردیا جو غیر کے نکاح یا غیر کی عدت مین ہی
خواہ وکیل اس امر کو جانتا ہو یا نہ جانتا ہو اور موکل نے اُس عورت کے ساتھ دخول کرلیا درحالیکہ اُسکو اسکی
سے آگاہی نہ ہوئی تو دونون مین تفریق کرادیجائیگی اور موکل پر مہر مسمی اور مہر مثل دونون مین سے کم مقدار واجب
ہوگی اور موکل اس مال کو وکیل سے واپس نہین لے سکتا ہی اسیطرح اگر اُسکی جورو کی مان کے ساتھ نکاح کرادیا تو
بھی یہی حکم ہوگا - اور اگر کسی کو وکیل کیا کہ ہندہ سے یا سلمی سے اسکا نکاح کرادے تو دونون مین سے جس عورت
سے نکاح کرادیگا جائز ہوگا اور ایسی جہالت کی وجہ سے توکیل باطل نہین ہوتی ہی اور اگر دونون سے ایک ہی عقد
مین نکاح کرادیا تو دونون مین سے کوئی جائز نہوگی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی - ایک شخص کو وکیل کیا کہ ایک عورت
سے نکاح کرادے اُسنے دو عورتون سے ایک ہی عقد مین نکاح کرادیا تو دونون مین سے کوئی موکل کے ذمہ
لازم نہوگی اور یہی صحیح ہی کذا فی شرح الجامع الصغیر لقاضیخان پھر اگر موکل نے دونون کا نکاح یا ایک کا نکاح جائز رکھا تو نافذ
ہوجائیگا یہ بحر الرائق مین ہی - اور اگر اُسنے دو عقدون مین دونون سے نکاح کرایا تو پہلا نافذ ہوجائیگا اور دوسری
عورت کا نکاح موکل کی اجازت پر موقوف رہیگا یہ عینی شرح ہدایہ مین ہی - اگر ایک شخص کو وکیل کیا کہ فلانہ عورت
معین سے اسکا نکاح کرادے پس وکیل نے اُس عورت معین اور اُسکے ساتھ دوسری ایک عورت دونون سے
نکاح کرادیا تو موکل کے واسطے یہ عورت معین لازم ہوگی - اور اگر وکیل کیا کہ دو عورتون سے ایک عقد مین نکاح کرادے
پس اُسنے ایک عورت سے نکاح کرادیا تو جائز ہوگا اسیطرح اگر وکیل کیا کہ ان دونون عورتون سے ایک عقد مین
نکاح کرادے پس وکیل نے دونون مین سے ایک عورت سے نکاح کرادیا تو جائز ہوگا اور عقدین مین تفریق کردینا یہ مخالفت
مین داخل نہین ہی ولو قال لا تزوجنی الا اثنتین فی عقدة یعنے موکل نے کہا کہ میرے ساتھ کسی کا نکاح نہ کرادے الا دو عورتون
کا ایک عقد مین پس وکیل نے ایک عورت سے نکاح کرادیا تو موکل کے ذمہ لازم نہوگی اسیطرح دو معین عورتون سے
نکاح کی وکالت مین اگر اُسنے اپنے آخر کلام مین کہدیا ہو کہ ایک کے ساتھ بدون دوسرے کے نکاح نہ کرانا تو

بھی یہی حکم ہی کہ اگر اُسنے ایک کے ساتھ کرا دیا تو جائز نہوگا یہ محیط مین ہی - اور اگر کہا کہ ان دونون بہنون کا میرے ساتھ نکاح کرا دے پس اگر وکیل نے دونون مین سے ایک کے ساتھ کرا دیا تو جائز ہوگا الّا اُسصورت مین یہ بھی جائز نہوگا کہ جب اُسنے وکالت مین یہ کہدیا ہو کہ ایک ہی عقد مین ایسا کرا دے یہ محیط مین ہی - اور اگر کہا کہ میرے ساتھ ان دونون بہنون کا نکاح کرا دے پس اگر وکیل نے ایک کے ساتھ نکاح کرا دیا تو جائز ہوگا لیکن اگر اُسنے کہدیا ہو کہ ایک ہی عقد مین ایسا کرا دے تو ناجائز ہوگا اور اگر کہا کہ ان دونون سے ایک عقد مین نکاح کرا دے حالانکہ وہ دونون بہنین ہین تو جدا جدا نکاح کرا دینا جائز ہوگا لیکن اگر اُسنے تفریق سے منع کر دیا ہو تو جائز نہوگا یہ تاتارخانیہ مین ہی - اور اگر کسی کو وکیل کیا کہ فلانہ عورت سے اسکا نکاح کرا دے پھر وہ عورت شوہر والی نکلی مگر اسکے بعد اسکا شوہر مرگیا یا اُسکو طلاق دیدی اور اُسکی عدت گذر گئی پھر وکیل نے اپنے موکل کے ساتھ اُسکا نکاح کرا دیا تو نکاح جائز ہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہی - اگر وکیل کیا کہ میرے کہنے سے میرے ساتھ کسی عورت کا نکاح کرا دے پس وکیل نے دوسرے کہنے کی عورت سے اُسکا نکاح کرا دیا تو جائز نہوگا یہ خلاصہ مین ہی - ایک شخص کو وکیل کیا کہ فلانہ عورت سے اُسکا نکاح کرا دے پس وکیل نے اُسکے ساتھ نکاح کر لیا تو وکیل کا نکاح جائز ہوگا پھر اگر وکیل نے ایک مہینہ تک اُسکو اپنے ساتھ رکھکر طلاق دیدی اور اُسکی عدت منقضی ہونے کے بعد موکل کے ساتھ اُسکا نکاح کر دیا تو موکل کا نکاح جائز ہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہی اور اگر وکیل نے اس سے خود نکاح نہ کیا بلکہ خود موکل نے اپنے آپ اُس سے نکاح کر لیا پھر طلاق دیکر اُسکو بائنہ کر دیا پھر وکیل نے موکل کے ساتھ اُسکو بیاہ دیا تو نکاح جائز نہوگا یہ خلاصہ مین ہی - اگر ایک شخص کو وکیل کیا کہ فلانہ عورت سے اُسکا نکاح کرا دے پس وکیل نے اُسکے مہر مثل سے زیادہ کے ساتھ نکاح کرا دیا پس اگر یہ زیادتی ایسی ہو کہ لوگ اتنا خسارہ برداشت کر لیتے ہین تو بلا خلاف نکاح جائز ہوگا اور اگر اسقدر زیادہ ہو کہ لوگ ایسے اندازہ مین ایسا خسارہ نہین اٹھاتے ہین تو بھی امام اعظم کے نزدیک یہی حکم ہی اور صاحبین کے نزدیک جائز نہوگا - ایک شخص کو وکیل کیا کہ ہزار درم مہر کے عوض کسی عورت کے ساتھ نکاح کر دیوے پس وکیل نے اس سے زاید کے عوض نکاح کرا دیا پس اگر زیادتی بھول ہی تو دیکھا جائیگا کہ اگر اسکا مہر مثل ہزار درم ہون یا کم ہون تو نکاح جائز ہوگا اور عورت مذکورہ کیواسطے یہی مقدار واجب ہوگی اور اگر اُسکا مہر مثل ہزار سے زیادہ ہو تو نکاح جائز نہوگا جبتک موکل اُسکی اجازت نہ دیدے اور اگر وکیل نے کوئی چیز معلوم زائد کر دی ہو تو بھی جبتک موکل اُسکی اجازت نہ دے جائز نہوگا یہ محیط مین ہی اور اگر کسی کو وکیل کیا کہ فلانہ عورت سے بعوض ہزار درم کے نکاح کر دے پس وکیل نے دو ہزار درم مہر کے عوض نکاح کرا دیا پس اگر موکل نے اُسکی اجازت دیدی تو نکاح جائز ہو جائیگا اور اگر رد کر دیا تو باطل ہو جائیگا اور اگر موکل کو یہ بات معلوم نہوئی یہانتک کہ عورت کے ساتھ دخول کر لیا تو بھی اُسکا خیار باقی رہیگا کہ چاہے اجازت دے یا رد کر دے پس اگر اجازت دیدی تو نکاح جائز ہوگا اور موکل پر فقط مہر مسمی واجب ہوگا اور اگر رد کر دیا تو نکاح باطل ہو جائیگا پس اگر مہر مسمی سے اُسکا مہر المثل کم ہو تو مہر المثل واجب ہوگا ورنہ مہر مسمی واجب ہوگا اور اگر زیادہ مقدار پر موکل کی نارضامندی کی صورت مین وکیل نے کہا کہ یہ زیادتی مین تاوان دونگا اور تم دونون کا نکاح لازم کر دونگا تو اُسکو یہ اختیار نہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہی - اور اگر وکیل نے عورت کے واسطے مہر کی ضمانت کر لی اور عورت کو آگاہ کیا کہ موکل نے اُسکو ایسا حکم دیا تھا پھر موکل نے انکار کیا کہ مین نے ہزار درم سے زیادہ کرنے کی اجازت نہین دی تھی تو زیادتی کی اجازت سے انکار کرنا نکاح مذکور کے حکم دینے سے انکار ہوگا اور موکل پر مہر

واجب ہوگا اور عورت کو اختیار ہوگا کہ وکیل سے مہر کا مطالبہ کرے پھر ہم کہتے ہین کہ بنا بر روایت کتاب النکاح و بعض روایات وکالت کے عورت مذکورہ ایسی صورت مین وکیل سے نصف مہر کا مطالبہ کریگی اور بعض روایات وکالت کے موافق کل مہر کا مطالبہ کریگی اور مشائخ رحمہم اللہ تعالی نے اسمین اختلاف کیا ہی اور صحیح یہ ہی کہ اختلاف جواب بسبب اختلاف موضوع مسئلہ کے ہی چنانچہ کتاب النکاح کا موضوع مسئلہ یہ ہی کہ عورت کی درخواست سے قاضی نے دونون مین تفریق کردی تا آنکہ عورت مذکورہ معلقہ نہین رہی پس بزعم عورت مذکورہ نصف مہر مذکور وکیل سے ساقط ہوگیا کیونکہ فرقت قبل دخول کے ازجانب زوج پائی گئی اور بعض روایات کتاب الوکالہ کا موضوع یہ ہی کہ عورت مذکورہ نے تفریق کی درخواست نہین کی بلکہ یہ کہا کہ مین صبر کرتی ہون یہان تک کہ شوہر نکاح کا اقرار کرے یا مین اس امر سے گواہ پاؤن کہ اُسنے نکاح کا حکم دیا تھا پس بزعم عورت مذکورہ پورا مہر اصیل پر باقی رہا پس پورا مہر کفیل پر بھی رہیگا یہ محیط مین ہی - ایک شخص کو وکیل کیا کہ سو درم مہر کے عوض کسی عورت سے نکاح کردے بدین شرط کہ اسمین سے بیس درم معجل ہون اور اسی درم موجل ہون پس وکیل نے معجل تیس درم قرار دئے تو عقد صحیح نہوگا بلکہ موکل کی اجازت پر موقوف رہیگا پس اگر موکل نے وکیل کی حرکت سے واقف ہونے سے پہلے وطی پر اقدام کیا تو عقد لازم نہوگا یعنے موکل کو خیار رہیگا اور اگر بعد جاننے کے اقدام کیا تو موکل کا یہ فعل رضامندی قرار دیا جائیگا - ایک عورت نے وکیل کیا کہ دو ہزار درم پر اُسکا نکاح کرا دے پس وکیل نے ہزار درم پر نکاح کرا دیا اور اُسکے شوہر نے اُسکے ساتھ دخول کرلیا حالانکہ عورت مذکورہ کو وکیل کی اس حرکت سے آگاہی نہ ہوئی تو اُسکو اختیار رہیگا چاہے نکاح رد کردے اور رد کرنے کی صورت مین عورت مذکورہ کو اُسکا مہر مثل چاہے جسقدر ہو گا ملیگا یہ خزانۃ المفتین مین ہی - ایک شخص کو وکیل کیا کہ کسی عورت سے بعوض ہزار درم کے نکاح کرا دے پھر عورت نے قبول سے انکار کیا یہانتک کہ وکیل نے اپنے ذاتی کپڑون مین سے کوئی کپڑا بڑھا دیا تو نکاح مذکور موکل کی اجازت پر موقوف ہوگا کیونکہ وکیل نے موکل کے حکم کے خلاف کیا ہی اور ایسی مخالفت ہی جسمین شوہر کے حق مین مضرت ہی کیونکہ اگر یہ کپڑا کسی شخص نے استحقاق ثابت کرکے لے لیا تو اُسکی قیمت شوہر پر واجب ہوگی وکیل پر واجب نہوگی اسواسطے کہ وکیل نے تبرع کیا ہی اور متبرع پر ضمان نہوگی اور اگر موکل کو معلوم نہوا کہ وکیل نے مہر مین کچھ بڑھایا ہی یہان تک کہ اُسنے عورت سے وطی کرلی تو بھی موکل کو خیار رہیگا اور وطی کرلینا وکیل کے فعل خلاف پر رضامندی نہ ٹھہریگا پس چاہے عورت مذکورہ کو اپنے ساتھ رکھے اور چاہے جدا کردے پھر اگر جدا کیا تو عورت کے واسطے اُسکے مہر مثل سے اور وکیل کے مسمی مہر سے جو مقدار کم ہو موکل پر واجب ہوگی یہ تجنیس و مزید مین ہی - ایک شخص کو وکیل کیا کہ کسی عورت سے اُسکا نکاح کرا دے پس وکیل نے اپنے ذاتی غلام یا کسی اسباب پر نکاح کرا دیا تو تزویج صحیح ہوگی اور نافذ ہو جائیگی اور وکیل پر لازم ہوگا کہ جو مہر مین قرار دیا ہی وہ عورت کو سپرد کرے اور جب سپرد کرے تو شوہر سے کچھ واپس نہین لے سکتا ہی اور اگر عورت نے مہر کے غلام پر قبضہ نہ کیا یہان تک کہ وہ مرگیا تو وکیل ضامن نہوگا بلکہ عورت مذکورہ اُسکی قیمت اپنے شوہر سے لیگی اور اگر وکیل نے ہزار درم پر اپنے مال سے نکاح کرا دیا مثلاً یون کہا کہ مین نے اپنے ہزار درم مال کے عوض تیرے ساتھ اس عورت کا نکاح کر دیا یا کہا کہ مین نے اپنے ان ہزار درم کے عوض تیرے ساتھ

اس عورت کا نکاح کر دیا تو نکاح جائز ہوگا اور مال مہر شوہر پر واجب ہوگا چنانچہ ہزار درم مشار الیہ کا وکیل سے مطالبہ نکیا جائیگا یہ ذخیرہ میں ہے اور اگر موکل کے غلام پر اُسکے ساتھ نکاح کر دیا تو نکاح جائز اور استحساناً شوہر پر غلام کی قیمت واجب ہوگی یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور خود غلام مہر نہوگا تا وقتیکہ شوہر اسپر راضی نہو جاوے یہ محیط میں ہے۔ وکیل کیا کہ کسی عورت سے اسکا نکاح کر دیوے پس وکیل نے عورت سے موکل کا نکاح کر کے موکل کی طرف سے عورت کے واسطے مہر کی ضمانت کر لی تو جائز ہے مگر وکیل اسکو شوہر سے واپس نہیں لے سکتا ہے یہ مبسوط میں ہے۔ وکیل کیا کہ ہزار درم پر کسی عورت سے نکاح کر دے اور اگر اتنے پر نمانے تو ہزار سے دو ہزار تک کے درمیان بڑھا دے پس ایسا ہوا کہ عورت نے انکار کیا پس وکیل نے دو ہزار درم پر نکاح کر دیا تو اصل میں مذکور ہے کہ یہ جائز اور موکل کے ذمہ لازم ہوگا یہ محیط میں ہے۔ عورت نے ایک شخص کو وکیل کیا کہ کسی مرد سے چار سو درم پر اسکا نکاح کر دے پس وکیل نے نکاح کر دیا اور یہ عورت اپنے شوہر کے ساتھ ایک سال تک رہی پھر شوہر نے کہا کہ وکیل نے میرے ساتھ اسکا نکاح ایک دینار پر کر دیا ہے اور وکیل نے اسکی تصدیق کی تو دیکھا جائیگا کہ اگر شوہر نے اقرار کیا کہ عورت مذکورہ نے اسکو ایک دینار پر نکاح کرنے کا وکیل نہیں کیا تھا تو عورت مختار ہوگی چاہے نکاح کو باقی رکھے اور اسکو ایک دینار کے سوائے کچھ نہ ملیگا اور اگر چاہے رد کر دے تو شوہر پر اسکا مہر مثل واجب ہوگا چاہے جسقدر ہو اور اسکو نفقہ عدت نہ ملیگا اور اگر شوہر نے یہ اقرار نہ کیا بلکہ انکار کیا تو بھی یہی حکم ہے یہ محیط سرخسی میں ہے اور یہ حکم اُسوقت ہے کہ مہر بیان ہو گیا ہو اور اگر ایسا نہو مثلاً ایک شخص نے دوسرے کو وکیل کیا کہ کسی عورت سے اسکا نکاح کر دے پس وکیل نے ایک عورت سے بعوض اسقدر مہر کثیر کے کہ لوگ اپنے اندازہ میں اتنا خسارہ زائد بہ نسبت مہر مثل کے نہیں اٹھاتے ہیں کر دیا یا عورت نے وکیل کیا کہ کسی مرد سے اسکا نکاح کر دے پس وکیل نے اسقدر قلیل مہر پر کہ لوگ اپنے اندازہ میں بہ نسبت مہر مثل کے اتنا خسارہ نہیں اُٹھاتے ہیں کر دیا تو امام اعظمؒ کے نزدیک جائز ہوگا اور صاحبین نے اسمیں خلاف کیا ہے یہ خلاصہ میں ہے۔ وکیل کیا کہ کسی عورت سے ہزار درم مہر پر اُسکے ساتھ نکاح کر دے پس اُسنے پچاس دینار کے عوض عورت کی اجازت سے یا بلا اجازت نکاح کر دیا پھر ہزار درم کے عوض عورت کی اجازت سے یا بلا اجازت نکاح کی تجدید کر دی تو پہلا نکاح دوسرے سے باطل ہو جائیگا اور اگر پہلا نکاح بعوض ہزار درم کے بلا اجازت عورت ہوا اور دوسرا بعوض پچاس دینار کے بلا اجازت عورت ہو تو پہلا نہ ٹوٹیگا اور اگر دوسرا عقد عورت کی اجازت سے ہو تو پہلا باطل ہو جائیگا یہ کافی میں ہے۔ مرد نے وکیل کیا کہ کل بعد ظہر کے عورت سے میرا نکاح کر دے پس وکیل نے کل کے روز قبل ظہر کے یا کل کے بعد نکاح کیا تو جائز نہوگا۔ اور اگر عورت نے بدین شرط وکیل کیا کہ نکاح کر کے مہر کا نوشتہ لے لے پس وکیل نے بدون مہر نامہ لکھانے کے نکاح کر دیا تو صحیح ہوگا یہ وجیز کردری میں ہے ایک شخص نے دوسرے کو وکیل کیا کہ میری اس دختر کا نکاح ایسے شخص سے کر دے جو ذی علم و دیندار ہو بمشورہ فلان شخص کے پھر وکیل نے ایک مرد ذی علم و دیندار سے بدون مشورہ فلان شخص کے نکاح کر دیا تو جائز ہوگا اسواسطے کہ مشورہ سے اسکی غرض یہ ہے کہ نکاح ایسے شخص کے ساتھ واقع ہو جو اس صفت کا ہے پس جب غرض حاصل ہو گئی تو مشورہ کی کچھ حاجت نہ رہی یہ فتاوی قاضیخان میں ہے۔ ایک شخص نے دوسرے کو بھیجا کہ فلان شخص سے اُسکی بیٹی میرے واسطے خطبہ کرے پس اُسنے دختر مذکورہ سے بھیجنے والے کا نکاح کر دیا تو جائز ہے

خواہ بمہر مثل ہو یا بغبن فاحش ہو یہ سراجیہ مین ہی-ایک مرد کو وکیل کیا کہ میرے واسطے فلان کی دختر کا خطبہ کرے پس
وکیل مذکور دختر مذکورہ کے والد کے پاس آیا اور کہا کہ اپنی دختر مجھے ہبہ کر دے پس باپ نے جواب دیا کہ مین نے
ہبہ کی پھر وکیل نے دعوی کیا کہ میری مراد اس سے اپنے موکل کے ساتھ نکاح کی تھی پس دیکھنا چاہیے کہ
اگر وکیل کا کلام بطور خطبہ تھا اور باپ کی طرف سے جواب بطریق اجابت یعنے منظور کرنے کے تھا نہ بطور قبول
عقد کے تو دونون مین اصلا نکاح منعقد نہوگا اور اگر بطریق عقد تھا تو وکیل کے واسطے نکاح منعقد ہوگا موکل کے واسطے
منعقد نہوگا اور اسیطرح اگر وکیل نے یہ کہا ہو کہ مین نے فلان کے واسطے قبول کیا تو بھی یہی حکم ہی کیونکہ ہرگاہ
وکیل نے کہا کہ اپنی دختر مجھے ہبہ کر دے اور باپ نے کہا کہ مین نے ہبہ کر دی تو دونون مین عقد پورا ہو گیا
اور اگر وکیل نے کہا کہ اپنی دختر فلان مرد کو ہبہ کر دے اور باپ نے کہا کہ مین نے ہبہ کر دی تو نکاح منعقد
نہوگا جبتک وکیل یہ نہ کہے کہ مین نے قبول کی پس جب وکیل نے کہدیا کہ مین نے فلان کے واسطے قبول کی
یا کہا کہ مین نے قبول کی یعنے مطلقاً تو دونون صورتون مین موکل کے واسطے نکاح منعقد ہوگا یہ محیط مین ہی-اور اگر
دختر کے باپ اور وکیل کے درمیان پیشتر سے مقدمات نکاح موکل کے واسطے گفتگو مین بیان ہو چکے ہون پھر
دختر کے باپ نے وکیل سے کہا کہ مین نے اسقدر مہر پر اپنی دختر کو نکاح مین دیا اور یہ نہ کہا کہ خاطب کو
دیا یا اسکے موکل کو دیا پس خاطب نے کہا کہ مین نے قبول کیا تو خاطب کے واسطے نکاح منعقد ہوگا یہ تاتارخانیہ
(یعنے وکیل کے واسطے ۱۲ م)
مین ہی-وکیل تزویج کو یہ اختیار نہین ہی کہ اپنی طرف سے دوسرے کو وکیل کرے اور اگر اُسنے وکیل کیا پس دوسرے
وکیل نے پہلے وکیل کے حضور مین نکاح کر دیا تو جائز ہوگا یہ کتاب الوکالۃ قاضیخان مین ہی-اور اگر
عورت نے کسی کو وکیل کیا کہ اسکا نکاح کر دے اور کہدیا کہ جو کچھ تو کرے وہ جائز ہوگا تو وکیل کو اختیار
ہوگا کہ اُسکی تزویج کے واسطے دوسرے کو وکیل کرے اور اگر وکیل اول کو موت آئی اور اُسنے دوسرے
مرد کو اُسکے تزویج کے وکالت کی وصیت کی پس دوسرے وکیل نے بعد موت وکیل اول کے اُسکا نکاح کر دیا
تو جائز ہوگا یہ محیط مین ہی-اور اگر عورت یا مرد نے اپنی تزویج کے واسطے دو مردون کو وکیل کیا پس ایک نے
تزویج کی تو عقد جائز نہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہی-ایک مرد نے کسی مرد کو وکیل کیا کہ فلانہ عورت
معینہ سے اسکا نکاح کر دے اور اسی مطلب کے واسطے ایک دوسرا بھی وکیل کیا اور عورت مذکورہ نے بھی اسیطرح
دو وکیل اسی واسطے کیے پھر مرد کے دونون وکیل اور عورت کے دونون باہم ملاقی ہوئے پس مرد کے
ایک وکیل نے ہزار درم پر نکاح کیا اور عورت کی طرف کے ایک وکیل نے اسکو قبول کیا اور مرد کے دوسرے
وکیل نے سو دینار پر نکاح کیا اور عورت کے دوسرے وکیل نے اسکو قبول کیا اور دونون عقد ایک ہی ساتھ
واقع ہوئے یا آگے پیچھے واقع ہوئے مگر اسمین جھگڑا ہوا کہ اول کون ہی اور حالت مجہول رہی تو بعوض مہر مثل
کے نکاح صحیح ہوگا یہ کافی مین ہی-ایک مرد نے دوسرے کو وکیل کیا کہ ایک عورت سے اسکا نکاح کر دے
پس اُسنے ایک عورت سے نکاح کر دیا پھر وکیل و شوہر مین اختلاف ہوا شوہر نے کہا کہ تو نے مجھے
اس عورت کا نکاح کر دیا ہی اور وکیل نے کہا کہ نہین بلکہ اس دوسری سے نکاح کر دیا ہی تو شوہر کے قول
کی تصدیق ہوگی بشرطیکہ عورت اسکے قول کی تصدیق کرے کیونکہ دونون نے نکاح پر ایک دوسرے کی

تصدیق کی پس دونون کے تصادق سے نکاح ہو جائیگا۔ اور یہ مسئلہ اس امر کی دلیل ہے کہ تصادق سے نکاح حاصل
ہو جاتا ہے یہ فتاوی قاضی خان مین ہے۔ اور اگر عورت نے تزویج کے واسطے وکیل کیا پھر اسنے خود ہی نکاح کر لیا
تو وکیل مذکور وکالت سے خارج ہو جائیگا خواہ وکیل کو یہ بات معلوم ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو اور اگر عورت نے
اسکو وکالت سے خارج کیا حالانکہ وکیل اس سے واقف نہوا تو وکالت سے خارج نہوگا پھر اگر وہ نکاح
کر دیگا تو نکاح جائز ہوگا۔ اور اگر مرد کی طرف سے کسی خاص عورت کے ساتھ تزویج کرنے کا وکیل ہو پھر
موکل نے اس عورت کی مان یا بیٹی سے نکاح کر لیا تو وکیل وکالت سے خارج ہو جائیگا یہ محیط مین ہے۔ ایک عورت
نے کسی مرد سے تزویج کے واسطے وکیل کیا پھر قبل تزویج کے نکاح فاسد نکاح کر لیا تو بعضے مشائخ بخارا نے
فرمایا کہ وکیل وکالت سے معزول ہو جائیگا اور یہی امام برہان مرغینانی نے اختیار کیا ہے اور قاضی برہان یہی
فتوی دیتے تھے اور بعضے مشائخ بخارا نے فتوی دیا کہ معزول نہوگا یہ تاتارخانیہ مین فتاوی آہو سے منقول ہے
اور اگر معینہ عورت سے نکاح کر دینے کا وکیل کیا پھر وہ عورت نعوذ باللہ تعالی مرتد ہو کر دار الحرب مین جا ملی پھر
وہ گرفتار ہو کر آئی اور مسلمان ہو گئی پھر وکیل نے موکل کے ساتھ نکاح کر دیا تو امام اعظم کے نزدیک
نکاح جائز ہوگا قال المترجم اور اسمین صاحبین کا خلاف بر بناے اصل معروف ہے۔ ایک مریض کی زبان
بند ہو گئی پس اس سے ایک شخص نے کہا کہ مین تیری دختر فلانہ کی تزویج کا وکیل ہونگا اسنے فارسی مین جواب
دیا کہ آری آری یعنے ہان ہان اس سے زیادہ کچھ نہین کہا پس وکیل نے نکاح کیا تو صحیح نہوگا یہ ظہیریہ مین ہے
ایک شخص کا ایک بیٹا ہے اور اس بیٹے کی دختر ہے پس اس شخص نے اپنے بیٹے کو باکراہ مجبور کیا کہ
مجھے اپنی دختر کی تزویج کا وکیل کرے پس بیٹے نے کہا کہ مین تجھسے اور تیری فرزندی دونون سے
بیزار ہون جو تیرا جی چاہے وہ کر پس باپ نے جا کر اپنی پوتی کو بیاہ دیا تو شیخ ابو بکر محمد بن الفضل نے فرمایا کہ یہ
نکاح صحیح نہوگا یہ فتاوی خان مین ہے۔ اگر ایک شخص نے دوسرے کو وکیل کیا کہ اسکے ساتھ کسی
عورت کا نکاح کر دے حالانکہ اس مرد موکل کے نکاح مین چار عورتین ہین تو ایسی وکالت ایسے
وقت کے واسطے محمول کیجائیگی کہ جب موکل کسی عورت سے نکاح کرنے کا شرعاً مختار ہو جاوے تب وہ کسی
عورت سے اسکا نکاح کر دے باین طور کہ مثلاً وہ ان چارون مین سے کسی کو بائن طلاق دیکر الگ کر دے
یہ محیط سرخسی مین ہے اور اس امر پر ہمارے اصحاب کا اجماع ہے کہ ایک ہی مرد نکاح مین طرفین کا وکیل و جانبین
کا ولی اور ولی ایک جانب سے اور اصیل دوسری جانب سے اور وکیل ایک جانب سے اور اصیل دوسری
جانب سے اور ولی ایک جانب سے اور وکیل دوسری جانب سے ہو سکتا ہے اور رہا یہ امر کہ ایک ہی شخص
دونون جانب سے فضولی یا ایک جانب سے ولی اور دوسری جانب سے فضولی یا اصیل ایک جانب سے اور
فضولی دوسری جانب سے یا فضولی ایک جانب سے اور وکیل دوسری جانب سے ہو سکتا ہے کہ عقد اجازت پر موقوف
رہے یا نہین تو امام اعظم و امام محمد کے نزدیک نہین ہو سکتا ہے یہ قاضیخان کی شرح جامع صغیر مین ہے۔ اور اگر ایک
فضولی نے عقد باندھا اور دوسرے شخص نے قبول کیا خواہ یہ دوسرا شخص فضولی ہو یا وکیل ہو یا اصیل ہو
تو عقد کا انعقاد ہوگا مگر جسکی طرف سے فضولی ہے اسکی اجازت پر موقوف رہیگا یہ نہایہ مین ہے۔ اور شطر عقد

اسی مجلس کے قبول پر موقوف رہتا ہی اور ماورائے اس مجلس کے موقوف نہین ہوتا ہی یہ سراج الوہاج مین ہی ایک مرد نے
کہا کہ تم لوگ گواہ رہو کہ مین نے فلانہ عورت سے نکاح کیا پھر اُس عورت کو خبر پہونچی اور اُسنے اجازت دیدی تو یہ باطل ہی
اسیطرح اگر عورت نے کہا کہ تم لوگ گواہ رہو کہ مین نے اپنے نفس کو فلان مرد کے نکاح مین دیا حالانکہ یہ مرد غائب ہی
پھر اسکو خبر پہونچی اور اُسنے اجازت دیدی تو عقد جائز نہوگا اور اگر دونون صورتون مین غائب عورت یا غائب مرد
کی طرف سے کسی فضولی نے قبول کر لیا تو البتہ ہمارے اصحاب کے نزدیک اجازت پر موقوف رہیگا یہ قاضیخان کی
شرح جامع صغیر مین ہی۔ اور نکاح فضولی کی اجازت دینا بالقول ثابت ہوتا ہی اور بالفعل بھی ثابت ہوتا ہی یہ بحر الرائق مین ہی۔ پس اگر فضولی نے
ایک مرد کا نکاح جو غائب ہی ایک عورت سے کر دیا اور یہ بدون اجازت مرد کے ہوا پھر مرد مذکور کو خبر پہونچی
تو اُسنے کہا کہ تو نے خوب کیا یا ہمکو اللہ تعالیٰ اسمین برکت دے یا کہا کہ تو نے احسان کیا یا کہا کہ تو براہ صواب
گیا تو یہ الفاظ اجازت ہین کذا فی فتاوی قاضیخان اور یہی مختار ہی اور اسی کو شیخ ابو اللیث نے اختیار کیا ہی
یہ محیط مین ہی۔ اور اگر سیاق کلام سے یہ معلوم ہو جاوے کہ اُسنے بطور استہزا ایسے الفاظ کہے ہین تو اس صورت مین
یہ الفاظ اجازت نہونگے اور اگر لوگون نے اسکو مبارکباد دی اور اسنے قبول کی تو یہ اجازت ہوگی یہ فتاوی قاضیخان
مین ہی اور حجتہ مین ہی کہ فقیہ نے فرمایا کہ ہم اسی کو اختیار کرتے ہین یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ ایک شخص نے ایک مرد
کے ساتھ ایک عورت کا نکاح کر دیا پس عورت نے کہا کہ مجھے تیرا فعل خوش نہ آیا یا فارسی مین کہا کہ مرا خوش
نیامد این کار تو یہ رد نکاح نہین ہی حتے کہ اگر اسکے بعد راضی ہو جاوے تو یہ نکاح نافذ ہو جائیگا یہ فصول عمادیہ
مین ہی۔ مہر کا قبول کرنا اجازت ہی اور ہدیہ کا قبول کرنا اجازت نہین ہی یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور فوائد صاحب المحیط
مین ہی کہ اگر مرد نے فضولی سے کہا کہ تو نے بُرا کیا تو یہ نکاح کی اجازت ہی ایسا ہی امام محمدؒ سے مروی ہی اور
ظاہر الروایہ کے موافق یہ کلام رد نکاح ہی اور اسی پر فتوی ہی۔ اور فعل کے ساتھ اجازت یہ ہی کہ عورت کا مہر
اسکو بھیجدے اور آیا شرط ہی کہ عورت کو مہر پہونچ جاوے یا نہین تو امام ظہیر الدین نے فرمایا کہ شرط ہی اور مولانا
اور قاضی امام فخر الدین نے فرمایا کہ نہین شرط ہی۔ اور اگر عورت کے ساتھ خلوت کی پس آیا یہ اجازت ہی تو مولانا
نے فرمایا کہ اجازت ہی اور بعض نے فرمایا کہ نفس خلوت اجازت نہین ہی یہ فصول عمادیہ مین ہی۔ ایک شخص نے ایک
عورت کو ایک مرد کے ساتھ بدون اجازت عورت کے بیاہ دیا پھر عورت کو خبر پہونچی پس عورت نے کہا کہ
باک نیست یعنے کچھ ڈر نہین ہی تو یہ اجازت ہی ایسا ہی فقیہ ابو اللیثؒ نے ذکر فرمایا ہی اور فقیہ ابو جعفرؒ اسی پر
فتوی دیتے تھے یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر فضولی نے چار عورتین ایک عقد مین اور تین عورتین ایک عقد مین
زید کے ساتھ بیاہ دین پس زید نے ایک فریق مین سے ایک عورت کو طلاق دیدی تو اسی فریق کے نکاح کی
اجازت ہوگی یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اگر فضولی نے ایک مرد سے دس عورتون کا نکاح مختلف عقدون مین
کیا اور ان دسون عورتون کو خبر پہونچی اور انھون نے سب نے اجازت دی تو نوین و دسوین عقد کی دو عورتین
جائز ہونگی اور علے ہذا دس مردون مین سے ہر ایک نے اپنی اپنی دختر کا نکاح ایک مرد سے کیا اور یہ
سب عورتین بالغہ ہین پس سبھون نے نکاح جائز رکھا تو نوین و دسوین کا نکاح جائز ہوگا اور اگر گیارہ مرد ہون
تو اخیر کی تین عورتون کا جائز ہوگا اور اگر بارہ مرد ہون تو چار عورتون کا نکاح جائز ہوگا اور اگر تیرہ مرد ہون

تو کیا تیرہوین عورت کا نکاح جائز ہوگا یہ غایۃ سروجی مین ہے۔ قال المترجم کیونکہ جب چار عورتون کے بعد پانچوین سے عقد کیا تو پہلے سب چارون باطل ہوگئے پھر جب چھٹے وساتوین وآٹھوین کے بعد نوین سے عقد کیا تو یہ چارون بھی باطل ہوئے اب رہی نوین پھر اسکے بعد دسوین سے نکاح کیا تو یہی دونون باقی رہی ہین پس اجازت انھین دونون کی معتبر ہوگی اور بعد اس بیان کے سب صورتین تجھپر آسان ہین فافہم۔ ایک فضولی نے ایک مرد سے عقود متفرقہ مین پانچ عورتون کا نکاح کردیا تو شوہر کو اختیار ہوگا کہ انمین سے چار اختیار کرکے پانچوین کوئی ہو اسکو جدا کردے یہ ظہیریہ مین ہے۔ اور اگر فضولی نے چار عورتون سے بدون انکی اجازت کے پھر چار عورتون سے بدون انکی اجازت کے پھر دو عورتون سے نکاح کردیا تو اخیر کی دو عورتون کا نکاح متوقف رہیگا یہ عنایہ مین ہے۔ امام محمدؒ نے فرمایا کہ ایک مرد نے ایک عورت کو بدون اسکی اجازت کے ایک مرد سے بیاہ دیا اور ہزار درم مہر ٹھہرایا اور اسی مرد کی طرف سے دوسرے مرد نے بدون اجازت اس مرد کے خطبہ کیا پس دونون فضولی ہوئے پھر دونون نے پچاس دینار پر بغیر اجازت اس مرد و اس عورت کے جدید نکاح باندھا حتے کہ دونون نکاح ان دونون کی اجازت پر موقوف ہوئے پھر عورت مذکورہ نے دونون نکاحون مین سے ایک کی اجازت دی اور مرد نے بھی دونون مین سے ایک نکاح کی اجازت دی پس اگر شوہر نے اسی نکاح کی اجازت دی جسکی عورت نے اجازت دی ہے مثلاً عورت نے ہزار درم والے نکاح کی اجازت دی اور مرد نے بھی اسی نکاح کی اجازت دی تو ہزار درم کے مہر والا نکاح جائز ہوگا اور اگر شوہر نے سوائے اس نکاح کے جسکی عورت نے اجازت دی ہے دوسرے نکاح کی اجازت دی مثلاً پچاس دینار والے نکاح کی اجازت دی تو جائز نہوگا پھر اگر اسکے بعد دونون دوسرے نکاح کی اجازت پر اتفاق کرین تو وہ جائز ہوگا اور اگر پہلے نکاح کی اجازت پر اتفاق کرین تو وہ جائز نہوگا اسیطرح اگر عورت نے ابتداءً دوسرے نکاح کی اجازت دی تو یہ امر اسکی طرف سے نکاح اول کا فسخ ہوگا پس اگر دونون دوسرے نکاح پر اتفاق کرینگے تو جائز ہوجائیگا اور اگر پہلے نکاح پر اتفاق کرینگے تو جائز نہوگا اور اسیطرح اگر شوہر نے پہل کرکے دونون مین سے کسی ایک نکاح کی اجازت دی تو یہ امر اسکی طرف سے دوسرے نکاح کا فسخ ہوگا پس وہ باطل ہوجائیگا۔ اور یہ سب اسصورت مین ہے کہ پہلا اجازت دیا ہوا معلوم ہو کہ یہ پہلا اجازت دیا ہوا ہے اور یہ دوسرا ہے اور اگر دونون پہلے اجازت دئے ہوئے کو بھول گئے پھر دونون نے ان دونون مین سے کسی ایک نکاح پر اتفاق کیا بایننے اسکہ ایک نے دوسرے کی تصدیق کی کہ ہم نے یاد کیا کہ یہی پہلا اجازت دیا ہوا ہے تو نکاح جائز ہوگا اور اگر ان دونون نے یاد نہ کیا کہ یہی پہلا اجازت دیا ہوا ہے لیکن دونون کسی ایک نکاح پر متفق ہوئے بدون اسکے کہ یاد کرین کہ یہی پہلا اجازت دیا ہوا ہے تو ان دونون عقدون مین سے کوئی بھی کبھی جائز نہوگا اور اگر عورت نے پہل کرکے کہا کہ مین نے دونون عقدون کی اجازت دیدی تو مرد کو اختیار ہوگا کہ چاہے ہزار درم والے کی اور چاہے پچاس دینار والے کی جسکی چاہے انمین سے ایک کی اجازت دیدے اور یہی جائز ہوگا اور جو مہر اسمین ٹھہرا ہے وہ اسکے ذمہ لازم ہوگا اور اگر ایک نے درم والے اور دوسرے نے دینار والے کی اجازت دی اور دونون کی اجازت کا کلام ایک ساتھ ہی دونون کے منھ سے نکلا تو دونون نکاح ٹوٹ جاوینگے۔ اور اگر دونون مین سے ہر ایک نے دونون نکاحون کی اجازت دی اور دونون کے کلام ایک ساتھ ہی نکلے تو انمین

وہی حکم ہے جو ایک ہی ساتھ اجازت کا کلام نہ نکلنے کی حالت میں ہر ایک کے دونون نکاحون کی اجازت دینے کا حکم ہے یعنے دونون مین سے ہر ایک نے آگے پیچھے دونون نکاحون کی اجازت دیدی اور اسکا حکم یہ ہے کہ دونون نکاحون مین سے ایک نکاح لامحالا نافذ ہو جائیگا - اور اگر دونون مین سے ہر ایک نے ان دونون نکاحون مین سے غیر معین ایک نکاح کی اجازت دی مثلاً مرد نے کہا کہ مین نے دونون مین سے ایک نکاح کی اجازت دی یا کہا کہ مین نے اس نکاح کی یا اس دوسرے نکاح کی اجازت دی تو اس مسئلہ مین عورت کی اجازت چار صورتون سے خالی نہین اول آنکہ عورت نے کہا کہ مین نے اس نکاح کی اجازت دی جسکی شوہر نے اجازت دی ہے حالانکہ دونون کے کلام ایک ہی ساتھ دونون کے منہ سے نکلے تو اس صورت مین دونون مین سے ایک نکاح جائز ہوگا دوم آنکہ عورت نے کہا کہ مین نے اس نکاح کے سوائے جسکی شوہر نے اجازت دی ہے دوسرے نکاح کی اجازت دی اور دونون کے کلام ایک ہی ساتھ نکلے تو اس صورت مین دونون نکاح ٹوٹ جاوینگے - سوم آنکہ عورت نے کہا کہ مین نے دونون نکاحون کی اجازت دی تو اسکا وہی حکم ہے جو درصورتیکہ اسنے کہا کہ جسکے شوہر نے اجازت دی ہے اُسکی مین نے اجازت دی مذکور ہوا ہے یعنے دونون مین سے ایک نکاح جائز ہوگا - چہارم آنکہ عورت نے کہا مین نے دونون مین سے ایک نکاح کی اجازت دی یا کہا کہ مین نے اسکی یا اسکی اجازت دی جیسے کہ شوہر نے کہا ہے اور دونون کے کلام ایک ساتھ ہی نکلے تو مذکور ہے کہ دونون مین سے کسی نے ابھی تک کچھ اجازت نہین دی ہے اور دونون کو اختیار ہوگا کہ دونون مین سے ایک نکاح جس پر چاہین اتفاق کر لین اور چاہین دونون کو فسخ کر دین کذا فی الذخیرہ اور اگر عورت نے مثلاً کہا کہ مین نے ایک کی اجازت دیدی اور دوسرے نے اسکے بعد کہا کہ مین نے ایک کی اجازت دیدی تو اعظم ؒ کے نزدیک نکاح جائز ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہے - ایک فضولی نے ایک غلام سے دو عورتون کا نکاح ایک عقد مین کیا پھر دو عورتون کا نکاح ایک عقد مین کیا اور یہ سب عورتون کی رضامندی سے کیا پھر وہ غلام آزاد ہو گیا تو اسکو اختیار ہوگا کہ دو عورتون کے نکاح کی اجازت دے چاہے پہلے فریق کی دونون عورتون کے نکاح کی اجازت دے اور چاہے دوسرے فریق کی دونون عورتون کے نکاح کی اجازت دے اور چاہے پہلے فریق کی ایک کے نکاح کی اور دوسرے فریق کی ایک کے نکاح کی اجازت دے اور اگر تین کے نکاح کی اجازت دی تو سب باطل ہونے اور اگر چوتھی کے نکاح کی اجازت دی تو جائز ہوگا اور اگر سب نکاح ایک ہی عقد مین واقع ہوئے ہون تو اسکی اجازت کبھی نہین ہو سکتی یہ کافی مین ہے - اور اگر غلام نے بدون اجازت مولی کے تین عورتون سے تین عقدون مین نکاح کیا پھر مولی نے سب کی اجازت دیدی تو تیسرے عقد والی عورت جائز ہوگی یہ عتابیہ مین ہے اور اصل یہ ہے کہ حق محل مین اجازت بمنزلہ انشائے عقد کے ہے پس اگر محل ایسا ہو کہ انشائے عقد مین اسکا مجتمع کرنا صحیح نہو تو بحالت اجازت وامضائے عقد بھی صحیح نہوگا اور اگر بانشائے عقد صحیح ہو تو با جازت بھی صحیح ہوگا - ایک مرد نے دوسرے مرد کے ساتھ بدون اجازت کے دو صغیرہ کا نکاح ایک ہی عقد مین بدون دونون کے باپونکی اجازت کے کر دیا اور ان دونون صغیرہ کی طرف سے کوئی قبول کرنے والا ہو گیا پھر ایک عورت نے ان دونون صغیرہ کو دودھ پلایا پھر جب شوہر کو خبر پہونچی تو اُسنے ان دونون مین سے ایک کے نکاح کی اجازت دی اور اس صغیرہ کے باپ نے بھی اجازت دی تو نکاح جائز نہوگا اور اگر ایک عورت مذکورہ نے دونون مین سے

ایک کو دودھ پلایا پھر وہ مرگئی پھر دوسری دختر کو دودھ پلایا پھر شوہر نے خبر پہونچنے پر اُسکے نکاح کی اجازت دی اور اُسکے باپ نے بھی اجازت دی تو نکاح جائز ہوگا اور اگر یہ دو صغیرہ کا نکاح دونون کے ولیون نے علیحدہ علیحدہ عقد مین کیا پھر دونون رضاعی بہنین ہوگئین پھر شوہر نے ایک کے نکاح کی اجازت دی تو نکاح جائز ہوگا دو صغیرہ دونون چچازاد بہنین ہین اور دونون کا نکاح انکے چچا نے ایک مرد سے بدون اُسکی اجازت کے کردیا اور علیحدہ علیحدہ عقد مین کیا پھر ایک عورت نے ان دونون کو دودھ پلایا پھر شوہر نے دونون سے ایک کے نکاح کی اجازت دی تو جائز ہوگا اور اگر دونون مین سے ہر ایک کا ایک چچا اُسکا ولی ہو اور باقی مسئلہ بحال رہے پھر شوہر نے ایک کے نکاح کی اجازت دی تو جائز ہوگا - اور اگر دو باندیون سے دونون کی رضامندی سے ایک ہی عقد مین بدون اجازت اُنکے مولے کے نکاح کرلیا پھر مولی نے ان دونون مین سے خاص ایک کو آزاد کیا پھر مولی کو نکاح کی خبر پہونچی پس اُسنے باندی کے نکاح کی اجازت دیدی تو نکاح جائز نہوگا - اسی طرح اگر فضولی نے کسی مرد کے ساتھ دو باندیون کا نکاح اُنکی اور اُنکے مولی کی اجازت سے کردیا پھر مولی نے دونون مین سے ایک کو آزاد کردیا پھر شوہر کو خبر پہونچی اور اُسنے باقی باندی کے نکاح کی اجازت دی تو جائز نہوگا اور اگر آزاد شدہ باندی کے نکاح کی اجازت دی تو نکاح جائز ہوگا اور اگر مولی نے دونون کو ایک ہی ساتھ آزاد کردیا پھر شوہر نے دونون یا ایک کے نکاح کی اجازت دی تو جائز ہوگا اور اگر مولی نے یون کہا کہ فلانہ باندی آزاد ہے اور فلانہ باندی آزاد ہے یا ایک کو آزاد کیا اور چپ رہا پھر دوسری کو آزاد کیا پھر شوہر کو خبر پہونچی اور اُسنے ایک ساتھ یا آگے پیچھے دونون کے نکاح کی اجازت دی تو پہلی آزاد شدہ کا نکاح جائز ہوگا دوسری کا جائز نہوگا اور اگر نکاح دو عقد مین واقع ہوا ہو پس اگر دونون باندیان دو مولے کی ہون ہر ایک کی الگ ایک ہو اور دونون مین سے ایک نے اپنی باندی کو آزاد کیا تو شوہر کو اختیار ہوگا کہ جا ہے جسکے نکاح کی اجازت دے جائز ہوگا اور اگر دونون ایک ہی شخص کی مملوکہ ہون تو آزاد شدہ کا نکاح صحیح ہوگا باندی کا صحیح نہوگا یہ محیط سرخسی مین ہے - اگر ایک مرد کے نیچے آزاد عورت ہو اور ایک فضولی نے ایک باندی سے اسکا نکاح کردیا پھر عورت آزادہ مرگئی یا فضولی نے اسکی جورو کی بہن سے نکاح کردیا پھر اُسکی جورو مرگئی تو مرد مذکور کو اجازت نکاح دینے کا اختیار نہین ہے اسیطرح اگر اُسکے نیچے چار عورتین ہون اور فضولی نے پانچوین سے نکاح کردیا پھر ان چارون مین سے ایک مرگئی تو مرد مذکور فضولی والے نکاح کی اجازت نہین دے سکتا ہے اور اگر فضولی نے ایک ساتھ ہی پانچ عورتون سے نکاح کردیا تو اُسکو بعض کے نکاح کی اجازت دینے کا اختیار نہوگا یہ سراج الوہاج مین ہے - ایک آزاد مرد کے نیچے ایک عورت ہے اس مرد کے ساتھ ایک فضولی نے چار عورتون سے نکاح کردیا پھر اُسکو یہ خبر پہونچی پس اُسنے بعض کے نکاح کی اجازت دی تو جائز نہوگا اور اگر علیحدہ علیحدہ عقد مین ہر ایک کا (یعنی ایک ہی عقد مین ۱۲) چارون مین سے نکاح کیا اور مرد مذکور نے بعض کی اجازت دیدی تو جنکی اجازت دی ہے وہ نکاح جائز ہونگے لیکن اگر اُسنے اس صورت مین کل کے نکاح کی اجازت دی تو نا جائز اور سب کے نکاح باطل ہو جائینگے حتے کہ اگر اسکے بعد اُسنے بعض کے نکاح کی اجازت دی تو بعض بھی نا جائز ہونگے اور اگر قبل اجازت کے اُسکی جورو مرگئی پھر مرد نے چارون کے نکاح کی اجازت دی خواہ چارون کا عقد واحد مین نکاح کیا ہو

یا عقود متفرقہ مین کیا ہو بہر حال اجازت سے کوئی عقد جائز نہوگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر ایک شخص نے اپنی دختر بالغہ کسی مرد غائب کے ساتھ بیاہ دیا اور مرد غائب کی طرف سے ایک فضولی نے قبول کیا پھر قبل اجازت مرد غائب عورت کا باپ مر گیا تو اُسکی موت سے نکاح باطل نہوگا۔ ایک مرد نے اپنے پسر بالغ کا نکاح ایک عورت سے بدون اجازت پسر مذکور کے باندھا پھر قبل اجازت کے بیٹا مجنون ہو گیا تو مشائخ نے فرمایا کہ باپ کو یون کہنا چاہیے کہ مین نے اپنے بیٹے کی طرف سے نکاح کی اجازت دی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ ایک شخص نے اپنے بھائی کی دختر اپنے پسر کے ساتھ بیاہ دی حالانکہ یہ دونون صغیر تھے اور بھائی کی دختر کا باپ موجود ہی پھر قبل اجازت نکاح کے اُسکا باپ مر گیا پھر چچا نے قبل بلوغ دختر مذکورہ کے اس نکاح کی اجازت دیدی تو اجازت صحیح اور نکاح نافذ ہوگا اسیطرح اگر کسی مرد نے اپنے پسر نابالغ کا نکاح بدون اُسکی اجازت ایک عورت سے کر دیا اور ہنوز پسر مذکور بالغ نہوا تھا کہ وہ معتوہ ہو گیا پھر باپ نے اس نکاح کی اجازت دی تو جائز ہوگا۔ اسیطرح اگر غلام نے بدون اجازت مولی کے نکاح کیا پھر قبل اجازت کے وہ اس مولی کی ملک سے نکل کر دوسرے مولی کی ملک مین داخل ہوا پھر دوسرے مولی نے نکاح کی اجازت دی تو اجازت صحیح اور نکاح نافذ ہوگا اور اسیطرح اگر باندی نے بدون اجازت مولی کے اپنا نکاح کر لیا پھر اس مولی کی ملک سے نکلکر دوسرے کی ملک مین داخل ہوئی خواہ بطریق بیع کے یا بوجہ ہبہ یا ارث کے پس اگر یہ باندی اس دوسرے مالک کے واسطے حلال نہو مثلاً یہ صورتین ہون کہ ایک جماعت اُسکی وارث ہوئی یا فقط بیٹا وارث ہوا مگر باپ نے اس باندی سے وطی کر لی تھی یا مولاے اول نے ایک جماعت کے ہاتھ بیع کی یا انکو ہبہ کر دی یا اپنے پسر کے ہاتھ بیع یا ہبہ کی مگر باپ اس سے وطی کر چکا ہو تو ایسی صورت مین دوسرے مولی کی اجازت سے نکاح جائز ہو سکتا ہی اور اگر دوسرے ولی کے واسطے باندی حلال ہو باین طور کہ مولاے اول نے کسی اجنبی کے ہاتھ بیع یا اسکو ہبہ کی یا اپنے پسر کے ہاتھ بیع یا ہبہ کی مگر خود اُس سے وطی نہین کر چکا ہی یا فقط بیٹا اُسکا وارث ہوا درحالیکہ باپ میت اس سے وطی نہین کر چکا ہو تو ایسی حالت مین دوسرے مولی کی اجازت ناجائز اور اس اجازت سے نکاح جائز نہوگا یہ محیط مین ہی۔ **متصلات این باب مسائل الفسخ** جاننا چاہیے کہ نکاح بندہ جانیکے بعد اُسکے فسخ کرنے والے چار طرح کے لوگ ہوتے ہین اول ایسا عقد باندھنے والا جو بقول یا بالفعل کسی طرح فسخ کا اختیار نہین رکھتا ہی اور یہ فضولی ہی۔ پس اگر فضولی نے ایک مرد کا نکاح بدون اُسکی اجازت کے کسی عورت سے کر دیا پھر کہا کہ مین نے عقد کو فسخ کیا تو فسخ نہوگا۔ اسیطرح اگر اُسی عورت کی بہن سے اُسکا نکاح باندھا تو دوسرا نکاح مرد کی اجازت پر موقوف ہوگا اور یہ نکاح اول کا فسخ نہوگا۔ دوم وہ عاقد جو قول سے فسخ کر سکتا ہی اور فعل سے فسخ نہین کر سکتا ہی اور یہ وکیل ہی چنانچہ اگر ایک شخص نے کسی کو وکیل کیا کہ میرے ساتھ فلانہ عورت معینہ کا نکاح کر دے پس اُسنے اُس عورت سے نکاح کر دیا اور عورت کی طرف سے کسی فضولی نے قبول کیا تو اس وکیل کو اختیار ہی کہ قول سے نکاح فسخ کر دے یعنے کہے کہ مین نے یہ نکاح فسخ کیا۔ اور اگر وکیل مذکور نے اس عورت کی بہن کے ساتھ بھی موکل کا نکاح کر دیا تو عقد اول فسخ نہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہی اور اگر وکیل مذکور نے بعینہا اُسی عورت سے دوسرے مرد کا نکاح کر دیا

تو عقد اول ٹوٹ جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ امر سوم وہ عاقد جو بفعل فسخ کرسکتا ہی اور بقول فسخ نہین کرسکتا
اور اسکی صورت یہ ہی کہ ایک مرد نے ایک مرد کے ساتھ بدون اسکی اجازت کے ایک عورت کا نکاح کردیا پھر
شوہر مذکور نے اس فضولی کو وکیل کیا کہ میرے ساتھ کسی عورت کا نکاح کردے اور کسی عورت کو معین نہ کیا
پس وکیل مذکور نے اس عورت کی بہن کے ساتھ اسکا نکاح کردیا تو پہلا نکاح فسخ ہوجائیگا حالانکہ اگر وہ اس
نکاح کو بقول فسخ کرے تو فسخ صحیح نہین ہی۔ چہارم وہ عاقد جو قول و فعل دونون طرح سے فسخ کرسکتا ہی اور
اسکی صورت یہ ہی کہ ایک مرد نے دوسرے کو کسی عورت سے بطور غیر معین نکاح کرنے کا وکیل کیا پس وکیل نے
ایک عورت سے نکاح کردیا اور عورت کی طرف سے ایک فضولی نے قبول کیا پس اگر وکیل اس عقد کو فسخ کرے تو فسخ
صحیح ہی اور اگر وکیل نے اس عورت کی بہن سے بھی موکل کا نکاح کردیا تو عقد اول فسخ ہوجائیگا یہ فتاوی قاضیخان
مین ہی پس باب نکاح مین فضولی کو قبل اجازت کے رجوع کا اختیار نہین ہوتا ہی اور وکیل کو نکاح موقوف کی
صورت مین قول و فعل دونون سے رجوع کا اختیار ہوتا ہی یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر زید کے ساتھ فضولی نے
ایک عورت کا نکاح کردیا پھر زید نے ایک شخص کو وکیل کیا کہ کسی عورت سے اسکا نکاح کردے پس وکیل نے
اس نکاح کی اجازت دیدی پھر اسکو فسخ کیا تو بنا بر روایت جامع کے اسکا فسخ کرنا صحیح نہوگا اور اگر اسی عورت
کی بہن کا با اجازت بہن کے موکل کے ساتھ نکاح کردیا تو پہلا نکاح باطل ہوجائیگا۔ اور اگر مطلق نکاح کے واسطے
دو وکیل ہون تو ایک وکیل کے باندھے عقد موقوف کو قصداً دوسرا باطل نہین کرسکتا ہی وکیل اگر ایسا فعل کرے
(یعنے بقول عقد)
کہ اس عورت کی بہن سے موکل کا نکاح کردے یا دوسرے مہر پر پہلے نکاح کی تجدید کرے تو پہلا نکاح فسخ
(یعنے عورت کی اجازت سے)
ہوجائیگا یہ عتابیہ مین ہی۔ اور اگر زید نے ایک عورت سے بدون اجازت عورت مذکورہ کے نکاح کیا پھر
کسی کو وکیل کیا کہ کسی عورت سے اسکا نکاح کردے پس وکیل نے اپنے قول سے فعل زید کو فسخ کیا تو نہین صحیح ہوگا اور
اگر وکیل نے اسی عورت کی بہن سے زید کا نکاح کردیا تو نکاح اول ٹوٹ جائیگا۔ اور اگر وکیل نے موکل کے ساتھ
ایک ہی عقد مین دو عورتون کا نکاح کردیا کہ ان دونون مین سے ایک عورت زید کی نکاح والی کی بہن ہو یا
ایک ہی عقد مین چار عورتون سے نکاح کردیا تو پہلا نکاح فسخ نہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی

ساتوان باب مہر کے بیان مین

اسمین چند فصلین ہین فصل اول ادنی مقدار مہر کے بیان مین اور جو
چیزین مہر ہوسکتی ہین اور جو چیزین نہین ہوسکتی اسکے بیان مین۔ کم سے کم مقدار مہر دس درم ہی خواہ سکہ ہون
یا نہون چنانچہ دس درم وزن کی خالی چاندی پر مہر جائز ہی اگرچہ اسقدر چاندی کی قیمت بہ نسبت دس درم کے
کم ہو یہ تبیین مین ہی۔ اور سوائے درم کے جو چیز ہی وہ وقت عقد کی قیمت کے حساب سے درمون کی قائم مقام
رکھی جائیگی یہ ظاہر الروایہ کے موافق ہی چنانچہ اگر کپڑے یا کیلی یا وزنی چیز پر نکاح کیا اور اس چیز کی قیمت وقت
عقد کے دس درم ہی تو نکاح جائز ہوگا اگرچہ قبضہ کرنے کے دن اسکی قیمت دس درم سے گھٹ گئی ہو
پس عورت کو رد کردینے کا اختیار نہوگا اور اگر اسکے برعکس ہو کہ وقت عقد کے دس سے کم ہو اور وقت
قبضہ کے نرخ زیادہ ہوگیا کہ دس درم قیمت ہوگئی تو وقت عقد کے جسقدر کمی تھی وہ عورت کو دلائی جاویگی
اگرچہ وقت قبضہ کے پوری دس درم قیمت ہی یہ نہر الفائق مین ہی اور اگر کپڑے کا کسی جز مین نقصان ہوجانے سے

قبضہ سے پہلے اُسکی قیمت مین نقصان آگیا تو عورت کو اختیار ہوگا چاہے اسی ناقص کو لے لے یا اسکی قیمت دس درم لے لے یہ محیط سرخسی مین ہی- اور واضح ہو کہ ہر ایسی چیز جو مال متقوم ہی مہر ہوسکتی ہی- اور منافع بھی مہر ہوسکتے ہین مگر بات یہ ہی کہ اگر شوہر مرد آزاد ہوا اور اُسنے عورت سے اس منافع پر نکاح کیا کہ مین تیری خدمت کردونگا تو امام اعظمؒ و امام ابو یوسفؒ کے نزدیک مہر مثل کا حکم دیا جائیگا اور نکاح جائز ہوگا یہ ظہیریہ مین ہی اور اگر عورت سے اپنے سوا کسی دوسرے آزاد کی خدمت پر نکاح کیا پس اگر اس غیر کے حکم سے نہوا ور نہ اسنے اجازت دی تو اسکی خدمت کی قیمت واجب ہوگی اور اگر غیر مذکور کے حکم سے ہو پس اگر کوئی خدمت معین ایسی ہو کہ جس سے بے پردگی و فتنہ سے بچاؤ نہین ہوسکتا ہی تو واجب ہی کہ منع کیجاوے اور اُسکو خدمت مذکورہ کی قیمت دیجاوے اور اگر ایسی خدمت نہو تو اس خدمت کا ادا کرنا واجب ہوگا اور اگر خدمت غیر معین ہو بلکہ اس غیر مذکور کے منافع پر نکاح کیا ہے کہ عورت مذکورہ ہی اس غیر مذکور سے خدمت لینے کی مستحق ہوگی کیونکہ یہ اجیر خاص ہوا تو دیکھا جائیگا کہ اگر عورت مذکورہ نے ایسی خدمت لینی شروع کی جسکی صورت مثل اول کے ہو تو اسکا حکم مثل حکم اول کے ہوگا اور اگر بطور صورت دوم ہو تو اسکا حکم مثل صورت دوم کے ہوگا یہ فتح القدیر مین ہی- اور اگر مرد نے عورت سے اپنے غلام یا باندی کی خدمت پر نکاح کیا تو صحیح ہی یہ نہر الفائق مین ہی اور اگر شوہر غلام ہو تو شوہر کو اُسکی خدمت جائز ہی یہ بالاجماع ہی کذا فی المحیط السرخسی اور اگر کسی عورت سے اس مہر پر نکاح کیا کہ اُسکو قرآن شریف تعلیم کردیگا تو عورت مذکورہ کو اسکا مہر مثل ملیگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہی- اور اگر عورت سے اس مہر پر نکاح کیا کہ عورت مذکورہ کی بکریان چراویگا یا اسکی زمین مین زراعت کردیگا تو ایک روایت مین نہین جائز ہی اور ایک روایت مین جائز ہی کذا فی المحیط السرخسی اور روایت اول کتاب الاصل و الجامع کی ہی اور وہی اصح ہی کذا فی النہر الفائق اور یہ خطا ہی صواب یہ ہی کہ بالاجماع یہ خدمت جو مہر قرار دی ہی ادا کرے بدلیل قصہ موسی و شعیب علیہما السلام کے اور اگر کوئی کہے کہ وہ موسی شعیب کی شریعت مین تھا علیہما السلام اور ہم امت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مین تو جواب یہ ہی کہ پہلے انبیا علیہم السلام کی شریعت جسکو اللہ تعالی و اُسکے رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم نے بغیر کسی نوع انکار کے بیان فرمایا ہو وہ ہمپر لازم ہی یہ کافی مین ہی اور اگر حلال و حرام احکام کی تعلیم یا حج و عمرہ وغیرہ عبادات کو مہر قرار دیا تو ہمارے نزدیک تسمیہ نہین صحیح ہی- پھر واضح ہو کہ تسمیہ مین اصل یہ ہی کہ جب تسمیہ صحیح ہوجاوے و متقرر ہو جاوے تو وہی مسمی واجب ہوگا پھر دیکھا جائیگا کہ اگر مہر مسمے دس درم یا زیادہ ہی تو عورت کو بس یہی ملیگا اسکے سوائے کچھ نہوگا اور اگر دس سے کم ہو تو ہمارے اصحاب ثلثہ کے نزدیک دس پورے کر دئے جائینگے اور اگر تسمیہ فاسد یا متزلزل ہو تو مہر مثل واجب ہوگا اور اگر مہر یہ قرار دیا کہ عورت مذکورہ کو اسکے شہر سے باہر نہ لیجائیگا یا اُسکے اوپر دوسرا نکاح نہ کریگا تو یہ تسمیہ صحیح نہین ہی کیونکہ یہ امر مذکور مال نہین ہی اور اسیطرح اگر مسلمان مرد نے مسلمان عورت سے مردار یا خون یا خمر یا سور پر نکاح کیا تو تسمیہ نہین صحیح ہی اور اگر اعیان مال کے منافع پر مدت معلومہ تک کے واسطے نکاح کیا مثل اسکے اپنے دار کی سکونت و اپنے جانور سواری کی سواری و بار برداری و زراعت کے زمین دینے وغیرہ پر مدت معلومہ تک کے واسطے نکاح قرار دیا تو تسمیہ صحیح ہی یہ بدائع مین ہی- اور اگر غلام نے اپنے مولی کی اجازت سے اپنے رقبہ پر کسی باندی یا مدبرہ یا ام ولد سے

نکاح کیا تو جائز ہی اور اگر اپنے رقبہ پر کسی آزاد عورت یا مکاتبہ سے نکاح کیا تو نہین جائز ہی اور غلام کی قیمت پر
بھی نافذ نہوگا یہ غایۃ السروجی مین ہی - اور اگر کسی عورت سے اس مہر پر نکاح کیا کہ اپنی دوسری جورو کو (یعنے رقبہ یا اسکی قیمت الا)
طلاق دیدیگا یا مرد کا بجانب اس عورت کے جو حق قتل عمد کا ہی اسپر نکاح کیا یا کہا کہ تجھکو حج کرلاؤنگا تو عورت
مذکورہ کو مہر مثل ملیگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہی - ایک مرد کے ایک عورت پر ہزار درم کسی خریدی ہوئی
چیز کے واجب ہین پس مرد مذکور نے اس عورت سے بدین مہر نکاح کیا کہ ان درمون کے مطالبہ مین مہلت
دونگا تو یہ مہلت باطل ہی اور نکاح منعقد اور مہر مثل واجب ہوگا یہ ظہیریہ مین ہی - ایک مرد نے ایک عورت سے
اس ہزار درم پر جو اسکے فلان مرد پر آتے ہین نکاح کیا تو نکاح جائز ہوگا اور عورت کو اختیار ہوگا چاہے شوہر سے
انکا مطالبہ کرے اور چاہے قرضدار کی دامنگیر ہو پھر شوہر سے مواخذہ کریگی تاکہ شوہر اس عورت کو قرضدار سے
یہ قرضہ وصول کر لینے کا وکیل کریگا اور اگر کسی عورت سے ہزار درم قرضہ پر جو مرد کے زید پر ایکسال کے
وعدہ پر آتے ہین نکاح کیا اور عورت اسپر راضی ہوگئی تو عورت کو اختیار ہوگا چاہے شوہر سے مواخذہ
کرے یا قرضدار سے لینا اختیار کرے پس اگر شوہر سے لینا اختیار کیا تو بھی ایکسال کے وعدہ پر
اس سے لے سکتی ہی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی - اور اگر کسی معین غلام پر اشارہ کرکے نکاح کیا
حالانکہ غلام مذکور کسی غیر کا ہی یا کسی دار کی طرف اشارہ کرکے نکاح کیا حالانکہ وہ غیر کی ملک ہی تو نکاح
جائز اور تسمیہ صحیح ہی پھر اسکے بعد دیکھا جائیگا کہ اگر مالک غلام و دار نے اسکی اجازت دیدی تو عورت کو
عین مسمے ملیگا اور اگر مالک نے اجازت نہ دی تو نکاح باطل نہوگا اور تسمیہ بھی باطل نہوگا حتے کہ مہر مثل
واجب نہوگا بلکہ اس مہر مسمے کی قیمت واجب ہوگی یہ محیط مین ہی اور اگر کسی مرد نے کسی عورت سے کسی
غلام کے عیب پر جسکو مرد نے اس عورت سے خریدا ہی نکاح کیا تو جائز ہی پس اگر عیب کی قیمت دس درم ہو
تو عورت کے واسطے یہی ہوگا اور اگر دس درم سے کم ہو تو دس درم کی تکمیل واجب ہوگی یہ ظہیریہ مین ہی -
ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ نکاح شغار منعقد ہوتا ہی اور شرط باطل ہوتی ہی اور دونون عورتون مین سے
ہر ایک کو اسکا مہر مثل ملیگا اور نکاح شغار کے یہ معنے ہین کہ زید نے مثلاً اپنی دختر کا نکاح عمرو کے ساتھ
اس شرط پر کیا کہ عمرو اپنی بہن یا مان کا نکاح زید کے ساتھ کردے بدین مہر کہ ہر ایک عورت کی بضع
دوسری کا مہر ہو یہ جوہرہ نیرہ مین ہی - اور اگر عقد مین ایسی چیز کو مہر ٹھہرایا جو فی الحال معدوم ہی مثلاً کسی عورت سے
نکاح کیا بدین مہر کہ امسال جو پھل اسکے درخت خرما مین آوین یا جو کھیتی امسال اسکی زمین مین پیدا ہو
یا جو کہ اسکا غلام کماوے وہ مہر ہی تو تسمیہ صحیح نہوگا اور عورت مذکورہ کو مہر مثل ملیگا اسی طرح اگر ایسی چیز
بیان کی جو سب طرح سے فی الحال مال نہین ہی تو بھی یہی حکم ہی مثلاً جو کچھ اسکی بکریون کے پیٹ مین ہی
یعنے بچہ یا جو اسکی باندی کے پیٹ مین ہی اسکو مہر قرار دیکر نکاح کیا تو تسمیہ صحیح نہین ہی اور عورت کو
مہر المثل ملیگا یہ محیط مین ہی - اگر کسی عورت سے اسکے حکم پر یا اپنے حکم پر یا فلان اجنبی کے حکم پر نکاح کیا
یعنے جو وہ کہدے وہی مہر ہی تو تسمیہ فاسد ہوگا پھر اگر حکم شوہر پر ٹھہرا ہو تو دیکھا جائیگا کہ اگر شوہر نے
اس عورت کے مہر مثل یا زیادہ کا حکم دیا تو عورت کو یہی ملیگا اور اگر مہر مثل سے کم کا حکم دیا تو عورت کو مہر مثل ملیگا

لیکن اگر عورت اسی کم پر راضی ہو جاوے تو کم ہی لیوے۔ اور اگر عورت کے حکم پر ٹھہرا ہو پس اگر عورت نے مہر مثل یا کم کا
حکم کیا تو عورت کو یہی ملیگا اور اگر مہر مثل سے زیادہ کا حکم لگایا تو بقدر زیادتی کے جائز نہوگا لیکن اگر شوہر راضی ہو جاوے
تو ملیگا اور اگر اجنبی کا حکم ٹھہرا ہو پس اگر اُسنے مہر مثل کا حکم دیا تو جائز ہی اور اگر مہر مثل سے زیادہ کا حکم دیا تو شوہر کی
رضامندی پر موقوف ہوگا اور اگر مہر مثل سے کم کا حکم دیا تو عورت کی رضامندی پر موقوف ہوگا یعنے عورت اگر
اس کمی پر راضی ہو جاوے تو صحیح ہی یہ بدائع مین ہی **دوسری فصل** ان امور کے بیان مین جنسے مہر و متعہ متاکد
ہو جاتا ہی۔ واضح ہو کہ تین باتون مین سے کسی بات کے پائے جانے سے مہر متاکد ہو جاتا ہی ایک دخول دوسری
خلوت صحیحہ اور تیسری جورو و مرد ان دونون مین سے کسی کا مرجانا پس انمین سے جب کوئی بات پائی جاوے
مہر متاکد ہو جائیگا خواہ مہر مسمی ہو یا مہر مثل حتے کہ بعد اسکے مہر مین سے کچھ ساقط نہین ہوتا ہی الا باین طور کہ جو حقدار ہی
وہ بری کر دے یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر کسی عورت سے نکاح کیا اور اُسکا کچھ مہر بیان نہ کیا یا بدین شرط
نکاح کیا کہ اسکے واسطے کچھ مہر نہین ہی تو اس عورت کو اسکا مہر مثل ملیگا بشرطیکہ اُسکے ساتھ دخول کرے یا شوہر مر جاوے
یا خود عورت مر جاوے اور اگر دخول یا خلوت صحیحہ سے پہلے اسکو طلاق دیدی تو عورت کو متعہ ملیگا اور اگر بعد
عقد کے قاضی نے اسکے واسطے کچھ مہر مقرر کر دیا یا شوہر نے مقرر کر دیا پس درصورت متاکد ہو جانے کے مانند مہر مثل
کے متاکد ہوگا اور درصورتیکہ دخول سے پہلے طلاق دیدی تو متعہ واجب ہوگا اور یہ نہوگا کہ مہر مقرر مذکور کا
نصف واجب ہو یہ امام ابو حنیفہ و امام محمد کا قول ہی یہ سراج الوہاج مین ہی۔ اور متعہ کبھی واجب ہوتا ہی کہ شوہر
کی طرف سے فرقت پائی جاوے مثلاً شوہر نے طلاق دیدی یا ایلاء کر کے الگ کیا یا لعان کیا یا مجبوب نکلا یا عنین
ظاہر ہوا یا اسلام سے منکر ہو کر مرتد ہو گیا یا عورت کی ماں یا بیٹی کا شہوت سے بوسہ لیا وغیر ذلک اور اگر عورت
کی طرف سے فرقت پیدا ہو تو متعہ واجب نہوگا مثلاً عورت اسلام سے منکر ہو کر مرتد ہو گئی یا اُسنے شوہر کے
پسر کا شہوت سے بوسہ لیا یا سوت کو دودھ پلادیا یا بخیار بلوغ یا بخیار عتق اُسنے الگ ہو جانا اختیار کیا
یا عدم کفو ہونے کی وجہ سے جدائی اختیار کی وغیر ذلک اور اسیطرح اگر اپنی زوجہ کو جو زید کی باندی تھی زید سے خرید
کیا یا اُسکے وکیل نے زید سے خریدا تو بھی متعہ واجب نہوگا اور اگر مولی نے اس باندی کو کسی غیر کے ہاتھ فروخت
کیا اور اس غیر سے شوہر نے خریدی تو متعہ واجب ہوگا۔ اور جن صورتون مین مہر مسمے نہونے پر متعہ بھی واجب
نہین ہوتا ہی تو مہر مسمے ہونے پر نصف مسمی واجب نہوگا یہ تبیین مین ہی اور جن صورتون مین بمقتضائے عقد مہر المثل
واجب ہوتا ہی اگر طلاق قبل دخول واقع ہو تو فقط متعہ واجب ہوگا یہ تہذیب مین ہی۔ اور واضح ہو کہ متعہ سے
اس مقام پر متعہ شیعہ مراد نہین ہی بلکہ جسکا حکم اللہ تعالی نے کلام مجید مین فرمایا ہی یعنے تین کپڑے ہین قمیص
و چادر و مقنعہ اور یہ کپڑے اوسط درجہ کے ہونگے نہ بہت بڑھ کے نہ بہت گھٹ کے کذا فی المحیط اور یہ رواج
اماموں کے زمانہ کا ہی اور ہمارے ملک مین ہمارا عرف معتبر ہوگا یہ خلاصہ مین ہی۔ اور اگر عورت کو کپڑون کی قیمت
مین درم و دینار دیئے تو قبول کرنے پر مجبور کیجاویگی یہ بدائع مین ہی مگر واضح رہے کہ نصف مہر سے زیادہ قیمت بڑھانا
لازم نہین ہی اور پانچ درم سے کم نہونگے یہ کافی مین ہی اور ان کپڑون کا لحاظ کرنے مین عورت کا حال دیکھا جائیگا
کیونکہ یہ کپڑے مہر المثل کے قائم مقام ہین یہ امام کرخی کا قول ہی یہ تبیین مین ہی پس اگر ادنے درجہ کی عورت ہو

یعنے سفلہ لوگون مین ہو تو اُسکو کرباس کے کپڑے دیگا اور اگر اوسط درجہ مین ہو تو اُسکو قز کے کپڑے دیگا اور اگر مرتفع الحال ہو تو اُسکو ابریشم کا لباس دیگا اور یہی اصح ہی یہ تبیین میں ہی اور صحیح یہ ہی کہ مرد کے حال کا اعتبار کیا جائیگا یہ ہدایہ و کافی مین ہی اور بعض نے فرمایا کہ دونون کے حال کا اعتبار کیا جائیگا اسکو صاحب بدائع نے نقل کیا ہی اور یہ قول اشبہ بالفقہ ہی کذا فی التبیین اور ولوالجی نے فرمایا کہ یہی صحیح ہی اور اسی پر فتوی ہی یہ نہر الفائق مین ہی - اور جس عورت کا شوہر مر گیا اُسکے واسطے متعہ نہین ہی خواہ عقد مین اسکا مہر مقرر کیا ہو یا بیان نہ کیا ہو اور خواہ اُسکے ساتھ دخول کر لیا ہو یا نہ کیا ہو - اور اسیطرح پر نکاح فاسد جسمین قبل عورت کے ساتھ دخول کرنے اور قبل خلوت صحیحہ کے یا بعد خلوت کے درحالیکہ شوہر اُسکے ساتھ دخول کرنے سے منکر ہو قاضی نے دونون مین تفریق کرا دی تو متعہ واجب نہوگا اور متعہ واجب ہونے کے حق مین غلام بمنزلہ آزاد کے ہی بشرطیکہ غلام نے باجازت مولے کے نکاح کیا ہو یہ محیط مین ہی - ہمارے نزدیک متعہ تین طرح کا ہوتا ہی ایک متعہ واجبہ اور وہ ایسی عورت کے واسطے ہوتا ہی جسکو قبل دخول کے طلاق دیدی ہو اور عقد مین اُسکے واسطے مہر مسمی نہ کیا ہو اور دوسرا متعہ مستحبہ اور وہ ایسی عورت کے واسطے ہی جسکو بعد دخول کے طلاق دیدی اور تیسرا نہ واجبہ نہ مستحبہ اور وہ ایسی عورت کے واسطے ہی کہ جسکو قبل دخول کے طلاق دیدی اور عقد مین اسکا مہر بیان کیا ہی یہ سراج الوہاج مین ہی - اور خلوت صحیحہ کے یہ معنے ہین کہ مرد و عورت دونون ایسے مکان مین تنہا جمع ہون جہان وطی کرنے سے کوئی حسی یا شرعی یا طبعی مانع نہ ہووے یہ فتاوی قاضیخان مین ہی - اور خلوت فاسدہ اسکو کہتے ہین کہ حقیقۃً وطی کرنے پر قدرت نہ پاوے جیسے مریض مدنف کہ وطی کرنے کی طاقت نہین رکھتا ہی اور اسصورت مین چاہے عورت مریضہ ہو یا مرد مریض ہو حکم یکسان ہی اور یہی صحیح ہی یہ خلاصہ مین ہی - اور واضح ہو کہ مرض سے ایسا مرض مراد ہی جو جماع سے مانع ہو یا جماع سے ضرر لاحق ہو اور صحیح یہ ہی کہ مرد کا مریض ہونا تکسر و فتور سے خالی نہین ہوتا ہی پس جماع سے مانع ہوگا خواہ مرد کو ضرر لاحق ہو یا نہو اور یہی تفصیل عورت کے مرض مین ہی یہ کافی مین ہی - اور اگر مرد نے اپنی عورت کے ساتھ خلوت کی حالانکہ دونون مین سے ایک حج فرض یا نفل کے احرام مین ہی یا روزہ فرض یا نماز فرض مین ہی تو خلوت صحیحہ نہوگی اور روزہ قضا و روزہ نذر و روزہ کفارہ مین دو روایتین ہین اور اصح یہ ہی کہ ایسا روزہ مانع خلوت نہوگا اور نفل روزہ ظاہر الروایہ مین مانع خلوت نہین ہی اور نماز نفل مانع خلوت نہین ہی اور حیض یا نفاس مانع ہی اور اگر دونون کے ساتھ کوئی شخص وہان سویا ہوا ہو یا اعمی ہو تو خلوت صحیح نہوگی اور اگر دونون کے ساتھ کوئی نابالغ ناسمجھ ہو یا ایسا آدمی ہو جسپر بیہوشی طاری ہی تو خلوت سے مانع نہوگا اور اگر دونون کے ساتھ نابالغ سمجھدار ہو یعنے ایسا ہو کہ جو کچھ ان دونون مین واقع ہو اُسکو بیان کر دے یا ان دونون کے ساتھ کوئی بہرا یا گونگا ہو تو خلوت صحیح نہوگی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی - اور مجنون و معتوہ مثل بچہ کے ہین پس اگر دونون سمجھتے ہون تو خلوت صحیحہ نہوگی اور اگر نہ سمجھتے ہون تو خلوت صحیحہ ہی یہ سراج الوہاج مین ہی - اور اگر دونون کے ساتھ عورت کی باندی ہو تو اسمین اختلاف ہی اور فتوی اسپر ہی کہ خلوت صحیحہ نہوگی یہ جوہرہ نیرہ مین ہی - اور اگر مرد کے باندی ساتھ ہو تو خلوت صحیحہ ہوگی یہ معراج الدرایہ مین ہی - اور امام محمدؒ ابتدا مین فرماتے تھے کہ اگر خلوت مین مرد کی باندی ہو تو خلوت صحیحہ ہوگی بخلاف اسکے اگر عورت کی باندی ساتھ ہو تو صحیحہ نہوگی پھر اس سے رجوع کیا اور فرمایا

کہ بہر حال خلوت صحیحہ نہوگی اور یہی امام ابو حنیفہ و امام ابو یوسف کا قول ہے یہ محیط و ذخیرہ و فتاوی قاضیخان مین ہے
اور اگر دونون کے ساتھ مرد کی دوسری جورو ہو تو خلوت صحیحہ نہوگی اور اگر دونون کے ساتھ کٹھنا کتا ہو تو خلوت سے
مانع ہے اور اگر کٹھنا کتا نہو پس اگر عورت کا ہو تو بھی یہی حکم ہے اور اگر شوہر کا ہو تو خلوت صحیح ہوگی یہ تبیین مین ہے۔
اور اگر عورت اپنے شوہر کے پاس چلی گئی حالانکہ وہ اکیلا سو رہا تھا تو خلوت صحیح ہوگی خواہ مرد کو اسکے آنے کا
حال معلوم ہو یا نہ معلوم ہوا اور یہ جواب امام اعظم کے قول پر محمول ہے اسواسطے کہ امام کے نزدیک سویا ہوا جاگتے
ہوئے کے حکم مین ہے یہ ظہیریہ مین ہے۔ عورت اگر شوہر کے پاس گئی حالانکہ وہ تنہا تھا اور مرد نے اسکو نہین پہچانا
پس وہ ایک گھڑی بیٹھ کر چلی آئی یا شوہر اپنی عورت کے پاس چلا گیا مگر عورت کو نہین پہچانا تو جبتک اسکو نہ
پہچانے تب تک خلوت صحیحہ نہوگی اسی کو شیخ امام فقیہ ابو اللیث رح نے اختیار کیا ہے کذا فی المحیط اور حجت مین
لکھا ہے کہ ہم اسی کو اختیار کرتے ہین کذا فی التاتارخانیہ اور اگر مرد نے دعوی کیا کہ مین نے عورت کو نہین پہچانا
تو اسکے قول کی تصدیق کیجائیگی یہ فتاوی قاضیخان مین ہے۔ اور اگر عورت نے مرد کو نہ پہچانا مگر مرد نے عورت کو
پہچان لیا کہ یہ وہی جس سے میرا نکاح ہوا ہے تو خلوت صحیح ہوگی یہ تبیین مین ہے اور ایسے طفل کے ساتھ خلوت کرنا
کہ جیسے اطفال جماع نہین کر سکتے ہین خلوت صحیحہ نہوگی اور نیز ایسی لڑکی کے ساتھ خلوت کہ ایسی لڑکیوں سے
جماع نہین کیا جاتا ہے خلوت صحیحہ نہوگی۔ اور اگر کافر نے اپنی جورو کے ساتھ بعد جورو کے مسلمان ہو جانے کے
خلوت کی تو صحیح ہوگی اور اگر کافر مسلمان ہو گیا اور عورت کافرہ رہی پس اسکے ساتھ خلوت مین بیٹھا تو خلوت صحیحہ
نہوگی یہ فتاوی قاضیخان مین ہے۔ اور صحت خلوت کے موانع مین سے یہ بھی ہے کہ عورت رتقاء یا قرناء یا عفلاء یا شعراء
ہو گی تو خلوت صحیحہ نہوگی یہ تبیین مین ہے اور اگر عورت کے ساتھ ظہار کیا پھر کفارہ دینے سے پہلے اسکے ساتھ
خلوت کی تو صحیحہ نہوگی کیونکہ مرد پر اس عورت سے وطی کرنا حرام ہے یہ بحر الرائق مین ہے۔ اور اگر مرد نے عورت کے ساتھ
خلوت کی مگر عورت مذکورہ نے اسکو اپنے اوپر قابو نہ دیا تو اسمین متاخرین نے اختلاف کیا ہے بعض نے کہا کہ خلوت صحیحہ
نہوگی اور بعضون نے کہا کہ صحیح ہوگی یہ سراج الوہاج مین ہے اور مجبوب کی خلوت امام اعظم رح کے نزدیک خلوت صحیحہ ہے
اور عنین و خصی کی خلوت صحیحہ ہوتی ہے یہ ذخیرہ مین ہے۔ اور جس مکان مین خلوت صحیحہ متحقق ہوتی ہے وہ ایسا مکان ہے
جسمین دونون اس بات سے بے کھٹکے ہون کہ بدون انکی اطلاع کے کوئی وہان نہ آئیگا جیسے دار و بیت یہ قاضیخان
کی شرح جامع صغیر مین ہے۔ اور صحرا مین جہان دونون کے قریب کوئی نہو خلوت صحیحہ نہوگی جبکہ کسی آدمی کے ادھر
ہو گذرنے سے بخوف نہون اور اسی طرح اگر ایسی چھت پر ہون کہ اسکے چارون طرف پردہ نہین ہے یا پردہ
باریک ہو یا چھوٹا ہو کہ اگر کوئی کھڑا ہو تو اسکی آنکھ ان دونون پر پڑے تو خلوت صحیحہ نہوگی جبکہ غیر کے ہجوم سے
بخوف نہون اور اگر بخوف ہون تو خلوت صحیح ہوگی یہ ظہیریہ مین ہے۔ اور اگر راستہ پر اسکے ساتھ خلوت کی پس اگر
ایک ڈنڈی ہو تو نہین صحیح ہے ورنہ صحیح ہے یہ سراج الوہاج مین ہے۔ اور مسجد و حمام مین خلوت نہین صحیح ہے اور اگر
عورت کو دیہات کی طرف ایک یا دو فرسنگ سوار کر لے گیا اور راستہ سے مڑ کر ایک طرف ہو گیا تو موافق ظاہر کے
خلوت ہے یہ فتاوی قاضیخان مین ہے۔ اور اگر جنگل کے درمیان خیمہ مین اسکے ساتھ خلوت مین بیٹھا تو صحیح ہے
یہ ظہیریہ مین ہے۔ اور اگر عورت کے ساتھ حج کیا اور جنگل مین بدون خیمہ کے اترا تو خلوت صحیحہ نہوگی اور یہی حکم

پہاڑ مین ہی یہ تبیین مین ہی - اور اگر چہار دیواری کے باغ مین جسمین ایسا دروازہ نہین ہی جو بند کر دیا جاوے تو وہان خلوت
صحیحہ نہوگی اور اگر دروازہ ہو اور بند کر دیا جاوے تو خلوت صحیحہ ہی یہ خلاصہ مین ہی - اور اگر قبہ دار محمل مین دن مین
یا رات مین خلوت مین بیٹھا پس اگر اسمین وطی کرنا ممکن ہو تو خلوت صحیح ہوگی اور اگر عورت کو بے چھت کی کوٹھری
مین تنہا ساتھ رکھا یا چہار دیواری کے باغ انگور مین ساتھ رکھا تو ظاہر الروایہ مین خلوت صحیحہ ہی کذا فی فتاوی قاضیخان اور یہ ایسی
صورت پر محمول ہی کہ جب باغ انگور چہار دیواری دار مع دروازہ ہو یہ ظہیریہ مین ہی اور اگر حجلہ مین یا قبہ مین خلوت مین
بیٹھا اور پردہ چھوڑ دیا تو خلوت صحیحہ ہی یہ بدائع مین ہی - اور اگر بیت مین اُسکے اور باقی عورتون کے درمیان
پردہ پڑا ہو تو خلوت صحیحہ ہی اور منتقی مین ہی کہ امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ اگر یہ پردہ باریک ہو کہ اسمین سے نظر
آتا ہو یا چھوٹا ہو کہ اگر آدمی کھڑا ہو تو دونون کو دیکھے تو خلوت صحیحہ نہوگی یہ خلاصہ مین ہی - اور اگر تین یا چار
کوٹھریان ایک بعد دوسرے کے ہون اور سب سے پچھلی کوٹھری مین اپنی جورو کے ساتھ تنہا بیٹھا پس اگر دروازے
کھلے ہون کہ جو شخص داخل ہونا چاہے وہ بدون اجازت لینے کے دونون کے پاس چلا آوے تو خلوت صحیحہ نہوگی
اسیطرح اگر دار کی کوٹھری مین جسکا دروازہ دار کی جانب کھلا ہوا ہی اسطرح کہ اسکے ناتے دار اور اجنبیون مین سے
جو چاہے دونون کے پاس چلا آوے کچھ اجازت لینے کی ضرورت نہ پڑے تو خلوت صحیحہ نہوگی یہ فتاوی قاضیخان
مین ہی - اور مجموع النوازل مین ہی کہ شیخ الاسلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک مرد نے ایک عورت سے نکاح کیا
پس اس عورت کو اُسکی مان مرد مذکور کے پاس داخل کر کے خود باہر نکل آئی اور دروازہ بھیڑ دیا ولیکن اُسنے
بند نہین کیا اور یہ کوٹھری ایک کاروان سرا مین ہی کہ اسمین بہت لوگ رہتے ہین اور اس کوٹھری مین روشندان
کے موکھلے کھلے ہوئے ہین اور لوگ کاروان سرا کے صحن مین بیٹھے ہین کہ دور سے دیکھتے ہین پس آیا
ایسی خلوت صحیحہ ہی تو شیخ نے فرمایا کہ اگر لوگ ان موکھلون مین نظر ڈالتے اور انکے مترصد ہین اور یہ دونون
اس سے واقف ہین تو خلوت صحیحہ نہوگی اور رہا دور سے دیکھنا اور میدان مین بیٹھا ہونا تو یہ خلوت کے صحیح ہونے
سے مانع نہین ہی کیونکہ وہ دونون ایسا کر سکتے ہین کہ کوٹھری کے کسی کونے مین چلے جاوین کہ لوگون کی نظر
انپر نہ پڑے یہ ذخیرہ مین ہی - اور واضح رہے کہ خلوت خواہ صحیحہ ہو یا فاسدہ ہو عورت پر استحساناً عدت واجب ہوتی ہی کیونکہ
توہم شغل ہی اور شیخ قدوری نے ذکر کیا کہ مانع اگر کوئی امر شرعی ہو تو عدت واجب ہوگی اور اگر مانع حقیقی ہو جیسے
مرض یا صغر سنی تو عدت واجب نہوگی اور ہمارے اصحاب نے بعض احکام مین خلوت صحیحہ کو بجاے وطی کے قرار
دیا ہی اور بعض احکام مین نہین پس ہمارے اصحاب نے مہر متاکد ہونے اور ثبوت نسب و عدت و نفقہ و
سکنی اس عدت مین اور اسکی بہن کے ساتھ نکاح حرام ہونے اور اسکے سواے چار عورتون کے نکاح کر لینے مین
اور نکاح باندی حرام ہونے مین بنا بر قیاس قول امام ابو حنیفہؒ کے اور اُسکے حق مین رعایت وقت طلاق مین
وطی کا قائم مقام رکھا ہی اور حق احصان مین اور دخترون کے حرام ہونے مین اور اول کے واسطے اس عورت
کی حلت مین و رجعت و میراث مین وطی کے قائم مقام نہین رکھا ہی اور رہا دوسرا طلاق واقع ہونے مین سو اسمین
دو روایتین ہین اور اقرب یہ ہی کہ دوسرا طلاق واقع ہوگا یہ تبیین مین ہی اور بکارت زائل ہونے کے حق مین
خلوت کو بجاے وطی کے قائم نہین رکھا ہی چنانچہ اگر کسی باکرہ کے شوہر نے اس سے خلوت صحیحہ کی پھر اسکو طلاق

تو یہ عورت مثل باکرہ عورتون کے بیاہی جاویگی یہ ذخیرہ کبری مین ہی - اور جب مہر متاکد ہو گیا تو پھر ساقط نہوگا اگرچہ جدائی کا سبب عورت کی جانب سے پیدا ہو مثلاً مرتد ہو جاوے یا شوہر کے پسر کی مطاوعت کرے حالانکہ شوہر اس عورت سے وطی کر چکا ہی یا اسکے ساتھ خلوت صحیحہ کر چکا ہی اور بعض نے فرمایا کہ تمام مہر ساقط ہو جائیگا کیونکہ فرقت کا باعث عورت کی طرف سے پیدا ہوا ہی یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اسمین کچھ اختلاف نہین ہی کہ اگر عورت و مرد مین سے کوئی قبل وطی واقع ہونے کے اپنی موت سے مر گیا حالانکہ نکاح ایسا تھا کہ اسمین مہر بیان کر دیا گیا تھا تو مہر متاکد ہو جائیگا خواہ عورت آزاد ہو یا باندی ہو اور اسیطرح اگر دونون مین سے ایک قتل کیا گیا خواہ آپسمین ایک نے دوسرے کو قتل کیا یا کسی اجنبی نے قتل کیا یا مرد نے خود اپنے آپ کو قتل کیا تو بھی یہی حکم ہی اور اگر عورت نے اپنے آپ کو قتل کیا پس اگر عورت آزاد ہی تو شوہر کے ذمہ سے کچھ مہر ساقط نہوگا بلکہ ہمارے نزدیک پورا مہر متاکد ہو جائیگا یہ بدائع مین ہی - اور اگر عورت باندی ہو اور اسنے اپنے آپ کو قتل کر ڈالا تو حسن نے امام ابو حنیفہ سے روایت کی ہی کہ اسکا مہر ساقط ہو جائیگا اور امام ابو حنیفہ رح سے روایت ہی کہ ساقط نہوگا اور یہی صاحبین کا قول ہی اور اگر باندی کو قبل دخول کے اسکے مولی نے قتل کیا تو امام اعظم رح کے نزدیک اسکا مہر ساقط ہو جائیگا اور صاحبین کے نزدیک ساقط نہوگا اور یہ اختلاف اسوقت ہی کہ مولی آدمی عاقل بالغ ہوا اور اگر لڑکا یا مجنون ہو تو بالاجماع مہر ساقط نہوگا یہ سراج الوہاج مین ہی اور ایسے نکاح مین جسمین مہر بیان نہین ہوا ہی اگر عورت و مرد مین سے کوئی مر گیا تو ہمارے اصحاب کے نزدیک مہر مثل متاکد ہو جائیگا کذا فی البدائع اور مہر مثل کے یہ معنے ہین کہ اسی کے مثل عورت کا جو مہر ہوا ہی وہی اسکا قرار دیا جائیگا اور مثل ڈھونڈھنے کے واسطے اس عورت کے باپ کی قوم مین سے کوئی عورت لیجائیگی جو سن و جمال و شہر و زمانہ و عقل و دین و بکارت کی راہ سے اسکے برابر ہو اور نیز علم و ادب و کمال خلق مین بھی دونون کا یکسان ہونا شرط ہی اور نیز یہ بھی شرط ہی کہ دونون کے اولاد نہو یہ تبیین مین ہی مگر واضح رہے کہ سن و جمال اسوقت کا اعتبار کیا جاویگا جسوقت اس عورت کے ساتھ نکاح کیا ہو یہ محیط مین ہی - اور مشائخ نے فرمایا کہ شوہر کا بھی اعتبار کیا جائیگا کہ اسکا شوہر مال و حسب مین ویسا ہی ہو جیسے اسکے مثل عورتون کے شوہر مال و حسب مین ہین اور اگر نہوئے تو مماثلت پوری نہوگی یہ فتح القدیر مین ہی - اور اس عورت کے باپ کی قوم کی عورتون سے یہ مراد ہی کہ اسکی ایک مان و باپ کی سگی بہنین ہون یا فقط باپ کی طرف سے ہون اور اسکی پھوپھیان ہون یا چچا کی بیٹیان ہون اور یہ نہوگا کہ اسکا مہر اسکی مان کے مہر پر قیاس کیا جاوے لیکن اگر اسکی مان اسکے باپ کی قوم مین سے ہو تو قیاس کیا جا سکتا ہی مثلاً اسکی مان اسکے باپ کی چچا زاد بہن ہو یہ محیط مین ہی - اور اگر اسکے باپ کی قوم مین ایسی کوئی عورت نہ پائی جاوے تو ایسے اجنبی قبیلہ کی عورتون سے مماثلت لیجائیگی جو اسکے باپ کے قبیلہ کے مثل ہون یہ تبیین مین ہی اور منتقی مین لکھا ہی کہ یہ شرط ہی کہ مہر مثل کے خبر دینے والے دو مرد ہون یا ایک مرد اور دو عورتین ہون اور یہ بھی شرط ہی کہ بلفظ شہادت خبر دین کہ ہم گواہی دیتے ہین کہ اسکے مثل فلانہ عورت کا مہر اسقدر ہی پس ان گواہون کا عادل ہونا شرط ہوگا پھر اگر اسپر عادل گواہ نہ پائے جاوین تو قسم سے شوہر کا قول قبول ہوگا یہ خلاصہ مین ہی - ایک عورت نے اپنی مان کے مہر پر نکاح کیا تو جائز ہی اور ذخیرہ مین لکھا ہی کہ یہی صحیح ہی یہ غایۃ السروجی مین ہی

تیسری فصل اُن صورتون کے بیان مین کہ مہر مین مال بیان کیا اور مال کے ساتھ ایسی چیز ملائی جو مال نہین ہی -
اگر کسی عورت سے ہزار درم و فلانہ جورو کی طلاق پر نکاح کیا تو نفس عقد سے فلانہ مذکورہ پر طلاق واقع ہوجائیگی
یہ محیط مین ہی اور عورت کو فقط مہر مسمی ملیگا یہ بحر الرائق مین ہی بخلاف اسکے اگر ہزار درم پر نکاح کیا اور بدین شرط
کہ فلانہ عورت کو طلاق دیگا تو جبتک طلاق نہ دیگا تب تک طلاق واقع نہوگی - پھر اگر طلاق دینے کی شرط لگائی
اور طلاق نہ دی تو جس عورت سے اس شرط پر نکاح کیا ہی اُسکو اُسکا پورا مہر مثل ملیگا جیسے عورت سے ہزار
درم اور عورت کی کرامت پر نکاح کیا یا عورت سے ہزار درم پر اور اس شرط پر کہ اُسکو ہدیہ دیگا نکاح کیا اور
شرط پوری نہ کی تو بھی یہی حکم ہی اسیطرح ہر ایسی شرط مین جسمین عورت کے واسطے کوئی منفعت ہو یہی حکم ہی جبکہ
شوہر اُسکو پورا نہ کرے یہ محیط مین ہی - اور یہ حکم ایسی صورت مین ہی کہ جب عورت کا مہر مثل اس مقدار
مسمی سے زائد ہو اور اگر مہر مسمی اُسکے مہر مثل کے برابر یا زیادہ ہو اور شوہر نے وعدہ پورا نہ کیا تو عورت کو
خالی مہر مسمی ملیگا اور اگر شرط پوری کی تو بھی عورت کو مہر مسمی ملیگا اور اگر مہر مسمی کے ساتھ کسی اجنبی کے واسطے
کوئی منفعت شرط کی اور پوری نہ کی تو عورت کو فقط مہر مسمی ملیگا یہ بحر الرائق مین ہی اور اگر مسلمان نے کسی مسلمان
عورت سے نکاح کیا اور اسکے مہر مین ایسی دو چیزین ٹھہرائین جسمین سے ایک حلال و دوسری حرام ہی مثلاً مہر
صحیح کے ساتھ چار رطل شراب مقرر کی تو اس عورت کا مہر وہی ہی جو صحیح بیان کیا ہی بشرطیکہ دس درم یا اس سے
زائد ہو اور جو حرام بیان کیا ہی وہ باطل ہوگا اور یہ ہوگا کہ عورت مذکورہ کو اُسکا پورا مہر مثل دلایا جاوے اسواسطے کہ
شراب مین کسی مسلمان کے واسطے منفعت نہین ہی یہ سراج الوہاج مین ہی اور اگر عورت سے ہزار درم اور فلانہ جورو کی
طلاق پر بدین شرط نکاح کیا کہ عورت اُسکو ایک غلام دیدے تو عقد ہوتے ہی طلاق واقع ہوجائیگی اور ہزار درم و
طلاق اس عورت کی بضع و غلام پر تقسیم ہونگے پس اگر غلام کی قیمت اور بضع کی قیمت برابر ہو تو پانچ سو درم و
نصف طلاق بمقابلہ غلام کے ثمن اور باقی پانچ سو درم و نصف طلاق بمقابلہ بضع کے مہر ہونگے اور بضع و غلام بھی
ہزار درم و طلاق پر تقسیم ہونگے پس بمقابلہ طلاق کے نصف غلام و نصف بضع ہوگی اور بمقابلہ ہزار درم کے
نصف غلام و نصف بضع ہوگی اور اس صورت مین پہلی جورو کی طلاق بائنہ ہوگی پھر اگر غلام مذکور قبل شوہر کے
سپرد کرنے کے مرگیا یا استحقاق مین لے لیا گیا تو شوہر پانچ سو درم حصۂ غلام واپس لیگا اور غلام کی نصف
قیمت بھی واپس لیگا - اور اگر عورت سے نکاح کرنا ہزار درم پر و اس اقرار پر ہو کہ اپنی جورو و فلانہ کو طلاق
دیدیگا بدین شرط کہ عورت مذکورہ اُسکو ایک غلام دیدے تو ایسی صورت مین جب پہلی جورو و فلانہ مذکورہ کو
طلاق نہ دے تبتک طلاق واقع نہوگی اور پانچ سو درم منکوحہ کے مہر کے اور پانچ سو درم غلام کا ثمن ہونگے
بشرطیکہ بضع کی اور غلام کی قیمت برابر ہو پھر اسکے بعد دیکھا جائیگا کہ اگر مرد مذکور نے شرط پوری کی یعنے
پہلی فلانہ جورو کو طلاق دیدی تو عورت کو فقط پانچ سو درم ملینگے اور اگر اُسکی سوت کو طلاق نہ دی تو عورت
مذکورہ کو اُسکا پورا مہر مثل ملیگا یہ محیط مین ہی - اور اگر کسی عورت سے ہزار درم پر اور اس امر پر کہ اُسکی سوت کو
طلاق دیدیگا نکاح کیا بدین شرط کہ عورت اُسکو ایک غلام واپس دے پھر مرد نے اس عورت کو طلاق دیدی
تو آگاہ ہونا چاہیے کہ اس صورت مین تین طرح کے عقود مین نکاح و بیع و طلاق بعوض ہیں جو کچھ مرد کی طرف سے ہی

یعنے طلاق و ہزار درم وہ اسپر جو عورت کی طرف سے ہے یعنے بضع و غلام پر تقسیم ہوگا پس ہزار کا آدھا یعنے پانچ سو
درم بمقابلہ غلام کے ہوئے پس یہ اسکا ثمن ہونگے اور باقی پانچ سو درم بمقابلہ بضع کے ہوئے پس یہ مہر ہونگے اور
سوت کا طلاق دینا پس نصف طلاق بمقابلہ غلام کے ہوگا پس وہ خلع قرار دیا جائیگا اور نصف طلاق باقی
بمقابلہ بضع کے ہوگی پس وہ مہر تو نہین ہو سکتی اسواسطے کہ وہ مال نہین ہے ولیکن یہ قرار دیا جائیگا کہ وہ عورت
کا حق ہے پھر جاننا چاہیے کہ جب مرد نے اس عورت کو طلاق دیدی تو دو حال سے خالی نہین یا تو قبل دخول کے
طلاق دیدی یا بعد دخول کے طلاق دی اور ہر صورت بھی دو حال سے خالی نہین ہے یا تو مرد نے سوت کو
طلاق دی یا نہین دی پس اگر مرد نے اسکو قبل دخول کے طلاق دیدی اور سوت کو طلاق نہین دی اور
غلام کی قیمت اور مہر مثل دونون برابر ہین تو عورت مذکورہ شوہر کو دو سو پچاس درم واپس دیگی اور آدھا
غلام مرد کا ہوگا اور اگر ایسی صورت مین شوہر نے سوت کو طلاق دیدی ہو تو شوہر کو دو سو پچاس درم
ملینگے اور پورا غلام مرد کا ہوگا۔ اور اگر شوہر نے اس عورت کو بعد دخول کے طلاق دی اور سوت کو بھی
طلاق دی تو ہزار درم عورت کو ملینگے اور غلام شوہر کو ملیگا اور اگر سوت کو طلاق نہ دے تو عورت کو اسکا مہر
مثل ملیگا پھر اگر شوہر نے سوت کو طلاق دیدی ہو اور غلام جو اپنا ٹھہرا ہے استحقاق مین لے لیا گیا تو شوہر مذکور عورت سے
ہزار درم مین سے غلام کا حصہ پانچ سو درم واپس لیگا اور نیز غلام کی نصف قیمت بھی لیگا اور اگر شوہر نے
سوت کو طلاق نہ دی ہو اور غلام مذکور استحقاق مین لے لیا گیا تو پانچ سو درم جو غلام کا ثمن تھے واپس لیگا
اور نصف قیمت غلام مذکور نہین لے سکتا ہے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ چوتھی فصل مہر کی شرطون کے بیان مین
اگر کسی عورت سے ہزار درم پر نکاح کیا اور مہر نکاح مین عورت کے ذمہ ایک کپڑا معین دینا شرط کیا
تو ہزار درم مذکور اس عورت کے مہر مثل اور کپڑے مذکور کی قیمت پر تقسیم ہونگے پس جسقدر کپڑے کے حصہ مین
پڑے وہ اسکا ثمن ہوگا اور جو بضع کے مقابلہ مین آوے وہ عورت کا مہر ہوگا یہ غنایہ مین ہے اور اگر کسی
عورت سے نکاح کیا بدین شرط کہ اگر مرد مذکور کی کوئی جورو ہو تو ہزار درم مہر ہے اور اگر نہو تو دو ہزار درم
مہر ہے یا ہزار درم پر اگر اسکو اسکے شہر سے باہر نہ لیجاوے اور دو ہزار درم پر اگر لیجاوے یا ہزار درم پر اگر یہ عورت مولاۃ ہو اور
دو ہزار درم پر اگر عربیہ ہو یا ایسی ہی اور شرطین کین تو اسمین شک نہین ہے کہ نکاح جائز ہوگا اور رہا مہر سو واضح ہو
کہ پہلی شرط بلا خلاف جائز ہے پس اگر مرد نے شرط پوری کی تو عورت کے واسطے جو کچھ اس شرط پر بیان کیا گیا ہے
وہی ملیگا اور اگر شرط پوری نہ کی پس اگر اسکے خلاف ہوا یا شرط کے برخلاف فعل کیا تو عورت کو اسکا مہر مثل ملیگا
کہ مہر مسمی کی کم مقدار سے گھٹایا نہین جائیگا اور اسکی زیادہ مقدار سے بڑھایا نہ جائیگا اور یہ امام ابوحنیفہ رح کا قول ہے
اور امام ابو یوسف و امام محمد نے فرمایا کہ دونون شرطین جائز ہین یہ بدائع مین ہے۔ اور اگر عورت سے اگر خوبصورت ہے
تو دو ہزار درم پر اور اگر بدصورت ہے تو ایک ہزار درم پر نکاح کیا تو صحیح ہے اور دونون شرطین بلا خلاف جائز ہونگی
یہ خلاصہ مین ہے۔ اور اگر مہر مثل سے زائد پر بدین شرط نکاح کیا کہ یہ باکرہ ہے پھر وہ ثیبہ نکلی تو زیادتی واجب
نہوگی یہ قنیہ مین ہے۔ ایک مرد نے ایک عورت سے بدین شرط کہ باکرہ ہے نکاح کیا اور اسکے ساتھ دخول کیا پس
اسکو غیر باکرہ پایا تو پورا مہر واجب ہوگا یہ تجنیس و مزید مین ہے اور اگر کسی عورت سے ہزار درم فی الحال پر یا ہزار درم

میعادی ایک سال پر نکاح کیا تو امام اعظمؒ کے نزدیک اُسکا مہر مثل حَکَم رکھا جائیگا پس اگر اسکا مہر مثل ہزار درم یا
زیادہ ہو تو اسکو ہزار درم فی الحال ملینگے اور اگر کم ہو تو ہزار درم بوعدہ ایکسال کے ملینگے - اور اگر عورت سے
ہزار درم فی الحال یا دو ہزار درم بوعدہ ایکسال کے نکاح کیا تو امام اعظمؒ کے نزدیک اگر اسکا مہر مثل دو ہزار
درم یا زیادہ ہو تو عورت کو خیار ہوگا چاہے دو ہزار درم بوعدہ ایک سال لے لے اور چاہے ہزار درم فی الحال
لے لے اور اگر اسکا مہر مثل ہزار درم سے کم ہو تو مرد کو اختیار ہوگا کہ دونون مالون مین سے جو چاہے عورت کو
دے اور اگر مہر مثل ہزار سے زیادہ ہو اور دو ہزار سے کم ہو تو امام اعظمؒ کے نزدیک عورت کو اُسکا مہر مثل
ملیگا یہ کافی مین ہے اور اگر دخول سے پہلے طلاق دیدی تو مقادیر مہر مین سے جو سب سے کم مقدار ہے اُسکا نصف
بالاجماع واجب ہوگا یہ عتابیہ مین ہے - اور منتقی مین ہے کہ اگر کسی عورت سے کہا کہ مین تجھ سے ہزار درم مہر پر بدین شرط
نکاح کرتا ہون کہ تو مجھے فلانہ عورت اپنے پاس سے اُسکا مہر دیکر بیاہ دے پس اس شرط پر اُس سے نکاح
کیا تو ہزار درم ان دونون کے مہر پر تقسیم کئے جاوینگے جسقدر اس منکوحہ مذکورہ کے حصہ مین پڑے وہی اسکا مہر
ہوگا اور اسپر یہ واجب نہوگا کہ فلانہ عورت سے نکاح کرا دے - اور اگر عورت سے کہا کہ تجھ سے ہزار درم پر
بدین شرط نکاح کرتا ہون کہ تو فلانہ عورت کا میرے ساتھ ہزار درم پر نکاح کرا دے یعنی یہ مہر اپنے پاس سے
دے پس عورت نے یہ امر قبول کیا اور اسی پر نکاح کر لیا تو یہ ایسی عورت ہوگی کہ بدون مہر مسمے کے نکاح مین
آئی ہے پس اسکو اسکے مثل عورتون کا مہر ملیگا جیسے کسی مرد نے ایک عورت سے ہزار درم پر بدین شرط کہ عورت
اسکو ہزار درم واپس دے نکاح کیا تو بھی یہی حکم ہے کہ یہ عورت بغیر مہر مسمی کے منکوحہ قرار دیجائیگی پس اسکو مہر مثل
ملیگا اور اگر اس عورت نے جسکے نکاح کی شرط لگائی تھی فقط پانچ سو درم پر نکاح منظور کر لیا تو جائز ہے
اور پہلی عورت کے نکاح کا وہی حال رہیگا جو ہمنے بیان کر دیا ہے کہ اسکا نکاح بغیر مہر مسمے رہیگا اور اگر کسی
عورت سے اس شرط پر نکاح کیا کہ مرد مذکور اس عورت کے باپ کو ہزار درم ہبہ کرے تو یہ ہزار درم مہر نہونگے اور
اور شوہر پر جبر نہ کیا جائیگا کہ ہبہ کرے پس عورت کو اُسکا مہر مثل ملیگا اور اگر مرد نے ہزار درم دے دیئے تو بھی
ہبہ کرنے والا قرار دیا جائیگا اور اسکو اختیار ہوگا کہ چاہے ہبہ سے رجوع کر لے - اور اگر عورت سے یہ شرط کی
کہ تیری طرف سے اسکو ہزار درم ہبہ کرون تو یہ ہزار درم مہر ہونگے پس اگر عورت کو قبل دخول کے طلاق
دیدی حالانکہ ہبہ مذکورہ وقوع مین آچکا ہے تو اس سے اسکا نصف واپس لیگا اور عورت مذکورہ ذاہبہ ہوگی
یہ محیط مین ہے - اور اگر کسی عورت سے ایک باندی پر نکاح کیا بدین شرط کہ مرد کو جبتک کہ خود زندہ ہے اس سے
خدمت لینے کا اختیار ہے یا جو اس باندی کے پیٹ مین ہے وہ مرد کا ہے تو یہ کچھ نہوگا بلکہ باندی و اسکی خدمت اور جو کچھ
اسکے پیٹ مین ہے سب عورت کے واسطے ہو جائیگا بشرطیکہ عورت کا مہر مثل اس باندی کی قیمت کے مساوی ہو یا زیادہ
ہو اور اگر اسکا مہر مثل باندی کی قیمت سے کم ہو تو عورت کو مہر مثل ملیگا لیکن اگر شوہر مذکور اپنے اختیار سے یہ باندی
بدون شرط خدمت کے عورت مذکورہ کے سپرد کر دے تو روا ہے یہ فتاوی قاضیخان مین ہے - اور اگر کسی عورت
سے ایک معین باندی پر نکاح کیا مگر جو باندی کے پیٹ مین ہے اسکو مستثنے کر لیا تو عورت کو باندی اور جو
اسکے پیٹ مین ہے سب ملیگا اسکو امام کرخی و طحاوی نے بلا خلاف بیان کیا ہے یہ بدائع مین ہے - اور اگر کسی کے

ایک معین گلہ پر نکاح کیا بدین شرط کہ ان بکریون پر جو صوف ہی وہ میرا ہی تو مرد کو استحساناً اُنکا صوف ملیگا یہ ظہیریہ مین ہی
اور اگر عورت سے کہا کہ مین نے تجھ سے اس شرط پر نکاح کر لیا کہ تو مجھے یہ کپڑا دے تو عورت مذکورہ کو اُسکا مہر مثل
ملیگا اور کپڑا دینا اُسکے ذمہ لازم نہوگا - اور اگر دو ہزار درم پر عورت سے بدین شرط نکاح کیا کہ اسمین سے ایک ہزار
درم اللہ تعالی کے واسطے یا اہل قرابت کے واسطے یا مسکینون کے واسطے ہین یا عورت نے کہا کہ ہزار درم اللہ تعالی
کے یا اہل قرابت کے یا مسکینون کے یا حلیسون کے لیے مین نے چھوڑے تو استحساناً اُسکا مہر ہزار درم ہوگا خواہ شرط مذکور شوہر کی
طرف سے ہو یا عورت کی طرف سے ہو - اور اگر مرد نے کہا کہ بدین شرط کہ دو ہزار درم مین سے ایک ہزار درم
اس عورت کے باپ کے واسطے یا فلان شخص معین کے واسطے ہون تو یہ کچھ نہین ہی کیونکہ مرد نے اسمین ہبہ کی
شرط لگائی ہی اور مرد پر اُسکا پورا مہر مثل واجب ہوگا بشرطیکہ ہزار سے مہر مثل زائد ہو یہ عتابیہ مین ہی ابن سماعہ
نے امام محمدؒ سے روایت کی ہی کہ ایک مرد نے ایک عورت سے دو ہزار درم پر نکاح کیا کہ اسمین سے ہزار درم
عورت کے اور ہزار درم عورت کے باپ کے ہون یا عورت نے کہا کہ مین نے اپنے تئین تیرے نکاح مین دو ہزار
درم پر دیا کہ جسمین سے ایک ہزار درم میرے واسطے اور ایک ہزار درم میرے باپ کے واسطے مین تو یہ جائز ہی اور دونون ہزار
عورت ہی کو ملینگے یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر کسی عورت سے کہا کہ مین تجھ سے بدین شرط نکاح کرتا ہون کہ تجھے ہزار درم مہر دونگا
یا بدین شرط کہ تجھے اپنا غلام ہبہ کردونگا پس اسی قرارداد پر اُس سے نکاح کیا تو امام ابو یوسف نے فرمایا کہ جو بیان
کیا ہی وہ اگر ہبہ کر دیا اور دیدیا تو یہی اُسکا مہر ہی اور اگر دینے سے انکار کیا تو اُسپر جبر نہین کیا جائیگا مگر اُس
عورت کا مہر مثل واجب ہوگا جو ہزار درم سے بڑھایا نہ جائیگا اور غلام کی قیمت سے زائد نہ کیا جائیگا اور یہی
امام ابو حنیفہؒ کا قول ہی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی - نوادر ہشام مین امام محمدؒ سے مروی ہی کہ اگر عورت کے ولیون نے
خطبہ کرنے والے مرد سے کہا کہ ہمنے تیرے ساتھ ہزار درم پر بدین شرط نکاح کر دیا کہ اسمین سے سو درم تیرے ہین
تو یہ جائز ہی اور مہر نوسو درم ہوگا اور اگر کہا کہ ہمنے تیرے ساتھ ہزار درم پر بدین شرط نکاح کر دیا کہ پچاس دینار
ہمارے ہونگے تو سب درم و دینار عورت ہی کے ہونگے یہ محیط مین ہی - اور اگر عورت سے چار سو دینار پر
بدین شرط نکاح کیا کہ ہر سو دینار کے عوض اُسکو ایک خادم یعنے غیر معین دیگا تو شرط باطل ہی اور عورت کو اُسکا
مہر مثل ملیگا مگر چار سو دینار سے زائد نہ دیا جائیگا اور نیز چار درمیانی خادمون سے کم نہ کیا جائیگا اور اگر خادم
معین ہون تو شرط جائز ہی اور عورت کو چار درمیانی خادم ملینگے گویا عورت سے انہین خادمون پر نکاح کیا ہی
یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر عورت سے سو درم پر بدین شرط نکاح کیا کہ اسکے عوض اسکو دس اوسط درجہ کے
اونٹ دیگا تو استحساناً جائز ہی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی - ابن سماعہ نے امام محمدؒ سے روایت کی ہی کہ ایک عورت نے
ایک مرد سے بدین شرط نکاح کیا کہ تو فلان شخص کو اُس قرضہ سے جو تیرا اُسپر آتا ہی بری کر دے تو فلان شخص مذکور
اُسکے قرضہ سے بری ہو جائیگا اور عورت کا مہر مثل اُسپر واجب ہوگا اور امام ابو یوسفؒ سے امالی مین روایت ہی
کہ ایک شخص نے اپنی دختر دوسرے کے نکاح مین بدین شرط دی کہ شوہر اسکو اپنے قرضہ سے جو شوہر کا اسپر آتا ہی
بری کر دے یا عورت نے خود اپنے تئین ایک مرد کے نکاح مین بدین شرط دیا کہ مرد کا جو قرضہ اس عورت پر
آتا ہی اس سے بری کر دے اور وہ اسقدر ہی تو برائت جائز ہی اور عورت کو اسکا مہر مثل ملیگا یہ محیط مین ہی

ایک مرد نے ایک عورت سے ہزار درم پر بدین شرط نکاح کیا کہ عورت کو نفقہ نہ دیگا حالانکہ اس عورت کا مہر مثل سو درم
ہین تو عورت مذکورہ کو ہزار درم مہر ملینگے اور نفقہ بھی ملیگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہی - اور اگر ایک شخص نے اپنی باندی
سے کہا کہ مین نے تجھے آزاد کیا بدین شرط کہ تو مجھ سے نکاح کرلے اور تیرا مہر یہی تیرا آزاد کرنا ہو پس باندی نے
قبول کیا تو آزاد ہو گی پھر اگر باندی مذکورہ نے شرط پوری کی اور اس مرد آزاد کنندہ سے نکاح کرلیا تو باندی کو
کچھ لازم نہوگا ورنہ باندی مذکورہ پر اپنی ذات کی قیمت واجب ہو گی - اور اگر عورت نے اپنے غلام سے کہا کہ مین نے
تجھے آزاد کیا بدین شرط کہ تو مجھ سے ہزار درم پر نکاح کرلے یا مجھے ہزار درم دے پس غلام نے قبول کیا
تو آزاد ہو جائیگا پھر اگر اُسنے عورت مذکورہ سے نکاح کرنے سے انکار کیا تو غلام پر اپنی ذات کی قیمت واجب ہوگی
اور اگر عورت مذکورہ سے ہزار درم پر نکاح کرلیا تو ہزار درم اس غلام کی قیمت اور عورت کے مہر مثل پر تقسیم ہونگے
پس جو غلام کے رقبہ کے حصہ مین پڑے وہ غلام کا ثمن اور جو مہر کے مقابلہ مین پڑے وہ عورت کا مہر ہوگا
کہ قبل دخول طلاق دینے سے اسی کا نصف دینا پڑیگا یہ عتابیہ مین ہی - **پانچوین فصل** ایسے مہر کے بیان مین
جسمین جہالت ہی واضح ہو کہ مہر مسمی تین طرح کا ہوتا ہی - ایک نوع یہ ہی کہ مہر مسمی کی جنس و وصف دونون مجہول ہون
مثلاً کپڑے یا چوپایہ یا دار پر نکاح کیا تو ایسی صورت مین عورت کو اسکا مہر مثل ملیگا اور اسیطرح اگر اُس چیز پر
جو اُسکی باندی کے پیٹ مین ہی یا بکری کے پیٹ مین ہی یا اُس چیز پر جو امسال اُسکے درخت خرما مین پھل آدین
نکاح کیا تو بھی یہی حکم ہی - نوع دوم یہ کہ جنس معلوم اور وصف مجہول ہو جیسے غلام یا گھوڑے یا بیل یا بکری
یا ہروی کپڑے پر نکاح کیا تو ہر جنس مین سے اوسط درجہ کا واجب ہوگا پس اختیار ہوگا چاہے بعینہ
اوسط درجہ کا دیدے یا اُسکی قیمت دیدے یہ ظہیریہ مین ہی - اور یہ حکم اُسوقت ہی کہ غلام یا کپڑے کو مطلقاً
بدون اضافت کے ذکر کیا ہو اور اگر کپڑے یا غلام کو اپنی طرف مضاف کیا مثلاً کہا کہ مین نے تجھ سے اپنے
غلام یا اپنے کپڑے پر نکاح کیا تو قیمت دینے کا مختار نہوگا اسواسطے کہ جسطرح اشارہ سے معرفہ ہوتا ہی ویسے ہی
اضافت سے بھی معرفہ ہو جاتا ہی کذا فی المحیط اور نرخ کے بھاری و ہلکے ہونے کے حساب سے اوسط فرد کی
قیمت معتبر ہو گی یہ امام ابو یوسف و امام محمدؒ کا قول ہی اور یہی صحیح ہی کذا فی الکافی اور اسی پر فتوی ہی یہ غایۃ
السروجی مین ہی - اور اگر اوسط غلام کی قیمت سے زیادہ پر دونون نے صلح کی تو صلح جائز ہوگی اور کم پر صلح جائز
ہوگی یہ عتابیہ مین ہی - نوع سوم یہ کہ جنس و صفت دونون معلوم ہون مثلاً کسی عورت سے کیلی یا وزنی
چیز پر جسکا وصف بیان کرکے اپنے ذمہ لی ہی نکاح کیا تو تسمیہ صحیح ہو گا اور مرد پر اسکا سپرد کرنا لازم ہوگا
یہ ظہیریہ مین ہی - اور اگر مطلق ایک کر گیہون پر بدون بیان وصف کے نکاح کیا تو چاہے درمیانی ایک کر گیہون
دے اور چاہے اُنکی قیمت دیدے یہ محیط سرخسی مین ہی - اور جو حکم گیہوون کی صورت مین بیان ہوا ہی وہی
باقی کیلی و وزنی چیزون مین ہی یہ محیط مین ہی - اور اگر اس غلام یا ان ہزار درم پر نکاح کیا تو مہر المثل کا
حکم ہوگا اور اسیطرح اگر اس غلام یا اس دوسرے غلام پر نکاح کیا حالانکہ ان دونون مین سے ایک غلام
بہ نسبت دوسرے کے کم قیمت ہی تو مہر مثل کا حکم ہوگا اور مہر المثل حکم ہونے کے یہ معنے ہین کہ اگر اسکا مہر المثل
اونچی قیمت والے غلام کے برابر یا زیادہ ہو تو اونچا غلام اُسکو ملیگا کیونکہ عورت اسپر راضی ہو گئی ہی اور اگر

ملتے غلام کے برابر یا کم ہو تو گھٹا ہوا غلام ملیگا کیونکہ عورت کے مہر مین مرد اسپر راضی ہو چکا ہی اور اگر مہر مثل ان دونون کے درمیان مین ہو تو عورت کو مہر مثل ملیگا اور یہ امام اعظم کے نزدیک ہی اور صاحبین نے فرمایا کہ عورت کو سب صورتون مین گھٹا ہوا غلام ملیگا اور اسیطرح اگر ہزار درم یا دو ہزار درم پر نکاح کیا تو بھی ایسا ہی اختلاف ہی یہ تبیین مین ہی۔ اور اگر ایسی صورت مین مرد نے قبل دخول کے عورت کو طلاق دیدی تو بالاجماع عورت کو گھٹے ہوئے غلام کا نصف ملیگا یہ عتابیہ مین ہی۔ اور اگر گھٹے ہوئے کا نصف بہ نسبت متعہ کے کم ہو تو عورت کو متعہ ملیگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہی۔ اور اگر ایک کوٹھری پر عورت سے نکاح کیا تو دیکھا جائیگا کہ اگر مرد بدوی ہی تو عورت کو بالون کا بیت ملیگا اور اگر مرد شہری ہو تو امام محمد نے فرمایا کہ عورت کو بیت وسط ملیگا اور اس سے مراد یہ ہی کہ اثاث البیت درمیانی درجہ کا ملیگا لیکن بیت کے لفظ سے اسنے کنایہ مراد لیا ہی یعنے اثاث البیت کیونکہ دونون مین اتصال ہی اور مشائخ نے فرمایا کہ یہ عرف اس دیار کا ہی اور ہمارے عرف مین بیت سے مراد اثاث نہ لیجائیگی کیونکہ ہمارے عرف مین اسطرح بولنے سے متاع مراد نہین ہوتی ہی بلکہ بیت سے یہاں گھر چہ بطور کوٹھری کے ہو مراد ہوتا ہی اور یہ مہر ہونے کی صلاحیت نہین رکھتا ہی بشرطیکہ معین نہو یہ محیط سرخسی مین ہی۔ پس مہر مثل واجب ہوگا جیسے دار غیر معین پر نکاح کرنے کی صورت مین مہر مثل واجب ہوتا ہی اور اگر کسی بیت معین پر نکاح کیا ہو تو عورت کو یہی ملیگا یہ شرح طحاوی مین ہی۔ منتقی مین ہی کہ امام محمد نے فرمایا کہ امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ اگر کسی عورت سے اُس حق پر جو مرد کا اُس دار مین ہی نکاح کیا تو امام نے فرمایا کہ مین عورت کے واسطے اسکا مہر مثل مقرر کرونگا مگر اس دار کی قیمت سے زیادہ نہونے دونگا اور ہمارے قول مین عورت کو وہی ملیگا جو مرد مذکور کا اس دار مین حق ہی اور کچھ نہ ملیگا اور امام نے فرمایا کہ عورت کو مہر مثل فقط ملیگا جبکہ یہ دس درم تک پہونچ جاوے یہ محیط مین ہی۔ اور اگر کسی عورت سے اس دار کے اپنے حصہ پر نکاح کیا تو امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ عورت کو اختیار ہی چاہے دار مین سے حصہ مرد مذکور لے اور چاہے اپنا مہر مثل لے جو قیمت دار مذکور سے زائد نہ کیا جائیگا اگرچہ اسکا مہر مثل زائد ہو اور صاحبین کے نزدیک عورت کو حصہ دار ہی ملیگا بشرطیکہ دس درم کا ہو یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ اور اگر عورت سے مطلق ہزار رکھکر نکاح کیا تو درم چاندی یا سونے کے دینار مین سے جو چیز اسکے مہر مثل سے اقرب ہو وہ قرار دیجائیگی یہ عتابیہ مین ہی اور اگر کسی عورت سے ہزار درم پر نکاح کیا اور اس شہر مین نقود مختلفہ رائج ہین تو جو زیادہ رائج ہو وہ مراد لیا جائیگا اور اگر ایسا نہو تو اس عورت کا مہر مثل دیکھا جائیگا کہ کن درمون سے ہی پس ان نقود مختلفہ مین سے جو سکہ اسکے مہر مثل سے موافق ہو وہ مراد ہوگا اور اسی نقد کے ہزار درم کا عورت کے واسطے حکم کیا جائیگا یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اور نکاح الفتاوی مین ہی کہ ایک مرد نے ایک ہزار درم پر ایک عورت سے نکاح کیا پھر یہ درم کاسد ہوگئے اور بجائے انکے دوسرا نقد رائج ہوا تو جسدن یہ درم کاسد ہوئے اُسدن جو انکی قیمت تھی وہ واجب ہوگی اور یہی مختار ہی اسکو صدر الشہید نے ذکر فرمایا ہی اور منقطع ہوجانا مثل کاسد ہوجانے کے ہی اور کاسد کے یہ معنے ہین کہ تمام شہرون سے رواج اُٹھ جاوے اور اگر بعض شہرون مین رواج رہے تو کاسد نہین کہلاوینگے اور عیون مین لکھا ہی کہ اگر کاسد نہوے

اور نہ منقطع ہوئے بلکہ سستے یا مہنگے ہو گئے تو اسکا کچھ اعتبار نہو گا اور یہ سب اُسوقت ہی کہ وقت عقد کے رائج ہون اور اگر وقت عقد کے کاسد ہون تو یہی درم واجب ہونگے بشرطیکہ دس درم تک پہونچ جاوین یہ خلاصہ مین ہی - اور اگر عورت سے ہزار عدالی درمون پر نکاح کیا حالانکہ درم چلن مین اُٹھ گئے ہین تو مشائخ نے فرمایا کہ عورت کے واسطے مہر مثل واجب ہو گا کیونکہ رائج نہ رہے تو نقود مین داخل نہ رہے بلکہ اسباب وزنیت ہو گئے اور اسباب کی شناخت باشارہ یا بذکر وزن ہوتی ہی حالانکہ مرد نے وزن کا ذکر نہین کیا بلکہ عدد بیان کئے ہین یہ محیط مین ہی - اور اگر کسی عورت سے اس زنبیل بھر گیہون یا اس تیمہ کے وزن بھر سونے یا فلانہ عورت کی مقدار مہر پر یا اس غلام کی قیمت پر یا کسی غلام کی قیمت پر نکاح کیا تو مہر مثل واجب ہو گا مگر مقدار مسمی سے زیادہ نہ دیا جائیگا اور درصورتیکہ جو مذکور ہوا ہو وہ معدوم ہو جاوے تو مقدار مسمی کے باب مین شوہر کا قول قبول ہو گا - اور اگر کہا کہ درمون پر یا ان اونٹون مین سے ایک ناقہ پر یا دس درم قیمت کے کپڑے پر یا کہا کہ سب اُس مال پر جسکا مین مالک ہون یا بنصف مہر مثل پر یا دار وقف کے سکونت پر یا اس بات پر کہ عورت کا بھاگا ہوا غلام واپس لاؤنگا نکاح کیا تو مہر مثل واجب ہو گا یہ عتابیہ مین ہی - اور اگر ہزار رطل سرکہ پر نکاح کیا پس اگر اکثر اس شہر مین چھوہارے کا سرکہ ہو تو یہ مرد کے ذمہ ہو گا اور اگر اکثر اس شہر مین شراب کا سرکہ ہو تو وہ مرد کے ذمہ ہو گا اسیطرح اگر ہزار رطل دودھ پر نکاح کیا تو جو اس شہر مین غالب ہو وہی لیا جائیگا اور اگر سب مین کوئی غالب نہو تو عورت کو اُسکا مہر مثل ملیگا یہ محیط مین ہی - اور اگر عورت سے ایک دینار اور ایک چیز پر نکاح کیا تو مہر المثل واجب ہو گا اور ایک دینار پر زیادہ نہ کیا جائیگا بشرطیکہ دس درم ہو یہ غایۃ سروجی مین ہی - ایک مرد نے ایک عورت سے دس درم اور ایک کپڑے پر نکاح کیا اور کپڑے کا کوئی وصف بیان نہ کیا تو عورت کو دس درم ملینگے اور اگر عورت کے ساتھ دخول سے پہلے اسکو طلاق دیدی تو عورت کو پانچ درم ملینگے الا اسصورت مین کہ عورت کا متعہ اس سے زیادہ ہو تو اسکو اپنا متعہ ملیگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہی اور اگر عورت سے پانچ درم و کپڑے پر نکاح کیا تو عورت کو مہر مثل ملیگا اور اگر قبل دخول کے اسکو طلاق دیدی تو عورت کو پانچ درم ملینگے اور اگر کہا کہ اس چیز پر جو میرے ہاتھ مین ہی نکاح کیا اور ہاتھ مین دس درم ہین تو عورت کو اختیار ہی چاہے انکو لے اور چاہے مہر مثل لے یہ غایۃ سروجی مین ہی اور اگر دو عورتون سے ہزار درم پر نکاح کیا تو ہزار درم دونون کے مہر مثل پر تقسیم کئے جاوین جو جسکے حصہ مین پڑے وہی اُسکا مہر ہو گا اور اگر قبل دخول کے دونون کو طلاق دیدی تو دونون کو ہزار کا نصف ہر ایک کو بقدر اپنے اپنے مہر کے حصہ رسد ملیگا یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر دونون مین سے ایک عورت نے قبول کیا اور دوسری نے قبول نہ کیا تو جس نے قبول کیا ہی اُسکا نکاح بعوض اسکے حصہ کے جائز ہو گا یعنے ہزار درم دونون کے مہر مثل پر تقسیم کرکے جو قبول کرنے والی کے حصہ مین پڑے وہی اُسکا مہر ہو گا اور باقی شوہر کو واپس ہو جائیگا یہ بدائع مین ہی - اور اگر ان دونون مین سے ایک عورت ایسی ہو کہ اُسکا نکاح صحیح نہو تو پورے ہزار درم دوسری کو ملینگے یہ امام اعظمؒ کا قول ہی اور اگر اُس عورت کے ساتھ جس سے نکاح صحیح نہ تھا دخول کر لیا تو اُسکو مہر مثل ملیگا اور یہ امام اعظمؒ کا قول ہی اور یہی صحیح ہی یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر ایک بھائی اور اُسکی بہن نے ایک دار اپنے باپ کی میراث مین پایا

پھر بھائی نے اس دار کی ایک کوٹھری معین پر ایک عورت سے نکاح کیا پھر بھائی نے انتقال کیا اور بہن اس پر راضی نہین ہوئی تھی تو مشائخ نے فرمایا کہ دار مذکور بھائی کے وارثون اور بہن کے درمیان تقسیم ہوگا پس اگر یہ کوٹھری مذکور بھائی کے حصہ مین آئی تو عورت مذکورہ کو اُسکے مہر مین ملیگی اور اگر بہن کے حصہ مین پڑی تو عورت کو اس کوٹھری کی قیمت شوہر کے ترکہ سے ملیگی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ اور اگر اپنے غلامون مین سے ایک غلام پر یا اپنے قمیصون مین سے ایک قمیص پر یا عمامون سے ایک عمامہ پر نکاح کیا تو صحیح ہی اور انمین سے درمیانی واجب ہوگا یا قرعہ ڈالا جائیگا یہ غایۃ السروجی مین ہی اور اگر عورت سے دختر کے جہیز پر نکاح کیا تو جہیز جو عورتونکو دیا جاتا ہی اسمین سے درمیانی جہیز جیسا دیا جاتا ہی وہ عورت مذکورہ کو ملیگا یہ تاتارخانیہ مین ہی چھٹی فصل ایسے مہر کے بیان مین جو مہر مسمی کے برخلاف پایا جاوے۔ اگر مسلمان نے ایک عورت سے اس سرکہ کے مٹکے پر نکاح کیا پھر جو دیکھا تو وہ شراب نکلی تو امام اعظم کے نزدیک عورت کو اُسکا مہر مثل ملیگا اور اگر عورت سے اس غلام پر نکاح کیا پھر وہ آزاد نکلا تو امام اعظم و امام محمد کے نزدیک مہر مثل واجب ہوگا یہ ہدایہ مین ہی اور اگر عورت سے اس مٹکہ شراب پر نکاح کیا پھر وہ سرکہ نکلا یا اس آزاد پر نکاح کیا پھر وہ غلام نکلا یا اس مردار پر نکاح کیا اور وہ حلال کیا ہوا گوشت نکلا تو امام اعظمؒ سے اصح قول کے موافق عورت کو یہی ملیگا جسکی طرف اشارہ کیا ہی اور یہی امام ابو یوسفؒ کا قول ہی یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اگر کہا کہ اس آزاد پر نکاح کیا پھر وہ غیر کا غلام نکلا تو اُسکی قیمت واجب ہوگی اور اگر وہ عورت کا غلام ہو تو مہر مثل واجب ہوگا یہ عتابیہ مین ہی۔ اور اگر کسی عورت سے معین غلام پر نکاح کیا اور وہ باندی نکلی یا مروی کپڑے معین پر نکاح کیا اور وہ ہروی نکلا تو شوہر پر ایسا غلام واجب ہوگا جو اس باندی کی قیمت مین مساوی ہو اور اس ہروی کپڑے کی قیمت کے برابر قیمت کا مروی کپڑا واجب ہوگا یہ ذخیرہ مین ہی اور اگر عورت سے خاص غلام پر اشارہ کرکے نکاح کیا اور وہ مدبر یا مکاتب نکلا یا اس باندی پر نکاح کیا اور وہ ام ولد نکلی تو بالاتفاق ان صورتون مین قیمت واجب ہوگی یہ غایۃ السروجی مین ہی۔ خواہ عورت اس غلام کے حال سے واقف ہو یا واقف نہو یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ اور اگر عورت سے نکاح کیا اور اُسکے واسطے مہر مین کوئی چیز بیان کی اور ایک چیز کی طرف اشارہ کیا حالانکہ جسکی طرف اشارہ کرکے معین کیا تھا وہ زبان سے بیان کیے ہوئے کے برخلاف جنس ہی تو امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ اگر یہ دونون چیزین حلال ہون تو عورت کو بیان کیے ہوئے کی مثل ملیگی اور اگر دونون حرام ہون یا مشار الیہ حرام ہو تو عورت کو مہر مثل ملیگا یا وقت عقد کے اسمین اشکال ہو کہ معلوم نہو مثلاً ایک عورت سے اس مٹکہ سرکہ پر نکاح کیا پھر وہ طلاء نکلا تو عورت کو اسکے مثل سرکہ کا مٹکا ملیگا اور اگر اسمین شراب نکلی تو عورت کو مہر مثل ملیگا اور اگر مسمی حرام ہو اور مشار الیہ حلال ہو تو اسمین امام اعظمؒ سے مختلف روایات ہین اور صحیح وہ ہی جو امام ابو یوسفؒ نے امام ابو حنیفہؒ سے روایت کی ہی کہ اگر مرد نے حلال چیز کی طرف اشارہ کر دیا ہو تو یہی مشار الیہ عورت کو ملیگی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ اور اگر عورت سے ان دونون غلامون پر یا ان دونون سرکہ کے مٹکون پر نکاح کیا حالانکہ انمین سے ایک آزاد یا مٹکہ شراب نکلا تو امام اعظمؒ کے نزدیک عورت کو فقط باقی ملیگا اور کمیہ

نہ ملیگا یہ محیط سرخسی مین ہی اور اگر کسی عورت سے اس مشک روغن پر نکاح کیا پھر مشک مذکور مین کچھ نہ نکلا تو عورت
کو اُسکے مثل مشک روغن ملیگا بشرطیکہ دس درم قیمت کا ہو اور اگر عورت سے اس چیز پر جو کُپّے مین
گھی سے ہی نکاح کیا پھر کُپّے مین کچھ نہ نکلا تو عورت کو مہر مثل ملیگا اسیطرح اگر کُپّے مین جنس مذکور کے سوائے
دوسری چیز نکلی جو خلاف جنس ہو تو بھی یہی حکم ہی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔اور منتقی مین امام محمد سے روایت
ہی کہ اگر کسی عورت سے ایک اراضی کو مہر قرار دیکر نکاح کیا اور زمین کے حدود بیان کر دیئے اور شرط
کی کہ دس جریب زمین ہی پس عورت نے اُسپر قبضہ کر لیا پھر وہ چھ جریب نکلی اور عورت نے اسکو ناپا نہین
لیا تھا تو عورت کو اختیار ہوگا چاہے اسی زمین کو لے لے اور اُسکو زیادہ کچھ نہ ملیگا اور اگر چاہے تو زمین واپس
کر کے اس موضع کی قیمت زمین بحساب دس جریب کے لے لے۔اور اگر عورت نے یہ زمین فروخت کر دی
یا ہبہ کر کے سپرد کر دی پھر اُسکو معلوم ہوا کہ زمین چھ جریب ہی تو عورت کو سوائے زمین کے اور کچھ
نہ ملیگا اسیطرح اگر موتی اسی طور سے قرار پایا پھر وہ عورت کے پاس وزن مین گھٹا نکلا یا کپڑا اسی طور سے
عورت کے پاس ناپ مین گھٹا نکلا تو بھی اسی تفصیل سے حکم ہی۔اور عورت نے زمین کو ہبہ یا فروخت نہ کیا
ولیکن مثل گنگا وغیرہ کے کوئی دریا چڑھ آیا اور اُسی زمین مین بہنے لگا اور یہ زمین تباہ ہو گئی پھر عورت کو
معلوم ہوا کہ وہ چھ جریب ہی تو پوری دس جریب تک باقی چار جریب کی قیمت لے لیگی اور اسیطرح اگر عورت سے
دس ہروی کپڑون پر جو معین ہین بدین شرط نکاح کیا کہ ان مین سے ہر کپڑا دس تارا ہی پس عورت نے سب کو سات
تارا پایا تو عورت کو اختیار ہی چاہے ان کپڑون کو لے لے اور چاہے انکو واپس کر کے بحساب انکی موجودہ حالت کے
دس تارے کی قیمت لے لے اور اگر عورت نے سب کو دس تارا پایا سوائے ایک کپڑے کے کہ وہ سات تارا نکلا تو عورت کو
اختیار ہی چاہے سب کپڑے لے لے اور عورت کو سوائے ان کپڑون کے اور کچھ نہ ملیگا اور اگر چاہے تو دس تارے
کپڑے لے لے اور جو سات تارا ہی اُسکو واپس کر کے اسکی قیمت جو اُسکے دس تارے ہونے سے عمدگی و بڑھیا ہوتی
ہو گی وہ لے لے یہ محیط مین ہی اور اگر معین شیرہ انگور پر نکاح کیا اور وہ قبضہ سے پہلے شراب ہو گیا تو امام ابو یوسف سے
روایت ہی کہ عورت کو اس عصیر کے مثل شیرہ انگور ملیگا بشرطیکہ ہاتھ آسکے اور اگر نہ مل سکا تو اُسکی قیمت ملیگی یہ محیط
سرخسی مین ہی۔اور اگر عورت سے ان دس کپڑون پر نکاح کیا پھر وہ نو نکلے تو امام محمد رح نے فرمایا کہ عورت لو
یہ نو کپڑے ملینگے اور تمام مہر مثل مین ان کپڑون سے جو کمی پڑتی ہو وہ کمی ملیگی بشرطیکہ اسکا مہر مثل ان نو کپڑون
کی قیمت سے زائد ہو اور بقیاس قول امام اعظم رح کے عورت مذکورہ کو نو ہی کپڑے ملینگے اور زیادہ کچھ نہ ملیگا
بشرطیکہ ان کی قیمت دس درم تک پہونچ جاتی ہو اور اگر گیارہ کپڑے نکلے تو امام محمد رح نے فرمایا کہ اُنمین سے عورت کو
دس کپڑے جو اُسکی رائے مین آوینگے دیدیگا اور بر قیاس قول امام اعظم رح کے اگر عورت کا مہر مثل ان کپڑون مین سے
سب سے گھٹیا ہوا نکالنے کے بعد دس کپڑون کی قیمت کے مساوی ہو تو سب سے گھٹیا ہوا نکال کر باقی دس کپڑے
عورت کو ملینگے اور عورت کو سوائے انکے کچھ نہ ملیگا اور اگر سب سے بڑھیا نکالنے کے بعد باقی دس کپڑون کی قیمت
مہر مثل کے برابر ہو تو سب سے بڑھیا نکال لیا جائیگا اور فقط باقی دس کپڑے عورت کو ملینگے اور کچھ نہ ملیگا اور اگر
بڑھیا کپڑا نکالنے پر باقی سے اسکا مہر مثل زیادہ ہو جاتا ہو اور گھٹیا نکالنے سے اسکا مہر مثل کم ہو جاتا ہو تو عورت کو

اُسکا مہر مثل ملیگا اور فتوی امام اعظمؒ کے قول پر ہی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی - اور اگر عورت سے ان دس ہروی کپڑون پر نکاح کیا پھر وہ نو نکلے تو عورت کو نو کپڑے موجودہ اور ایک ہروی درمیانی درجہ کا کپڑا دیا جائیگا اور یہ بالاجماع ہی یہ محیط سرخسی مین ہی - ایک عورت سے معین گیہون پر بدین شرط کہ یہ دس کر ہین نکاح کیا پھر وہ نو کر نکلے تو عورت کو نو کر موجودہ اور ایک کر انہین موجودہ کے مثل اور دیا جائیگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہی - اور اگر کسی عورت سے آراضی پر بدین شرط نکاح کیا کہ اس اراضی مین ہزار درخت خرما ہین اور اُسکے حدود بیان کر دئے یا ایک دار پر بدین شرط نکاح کیا کہ وہ پختہ اینٹ و کچھ و ساکھو کی لکڑی کا بنا ہوا ہی اور اُسکے حدود بیان کر دئے پھر دیکھا تو زمین مین کوئی درخت نہ تھا یا دار مین کچھ عمارت نہ تھی تو عورت کو اختیار ہی چاہے یہ اراضی و یہ دار لے لے اور سوا اسکے کچھ نہ ملیگا اور اگر چاہے اپنا مہر مثل لے لے اور اگر اسکو قبل دخول کے طلاق دیدی تو عورت مذکورہ کو سوا نصف دار و نصف زمین کے جس حالت پر اُسکو پایا ہی اور کچھ نہ ملیگا لیکن اگر اُسکا متعہ اس سے زیادہ ہو تو عورت کو اختیار ہوگا چاہے نصف زمین و نصف دار لینا منظور کرے اور زیادہ کچھ نہ پاویگی اور چاہے متعہ لے لے یہ محیط مین ہی -

فصل ساتوین مہر مین گھٹا دینے و بڑھا دینے و زیادہ شدہ و کم شدہ کے بیان مین

قیام نکاح کی حالت مین ہمارے علمائے ثلثہ کے نزدیک مہر مین بڑھا دینا صحیح ہی یہ محیط مین ہی پس اگر مہر مین بعد عقد کے بڑھایا تو زیادتی بذمہ شوہر لازم ہو گی یہ سراج الوہاج مین ہی - اور یہ حکم ایسی صورت مین ہی کہ جب عورت نے یہ زیادتی قبول کر لی ہو خواہ یہ زیادتی جنس مہر سے ہو یا نہو اور خواہ شوہر کی طرف سے ہو یا ولی کی طرف سے ہو یہ نہر الفائق مین ہی - اور زیادتی بھی تین باتون مین سے کسی ایک بات کے پائے جانے سے متاکد ہو جاتی ہی ایک یہ کہ وطی ہو گئی دوم آنکہ خلوت صحیحہ متحقق ہوئی سوم آنکہ جورو و مرد مین سے کوئی مر گیا اور اگر ان باتون مین سے کوئی نہ پائی گئی مگر دونون مین جدائی پیش آئی تو زیادتی باطل ہو جائیگی پس فقط اصل مہر کی تنصیف کیجائیگی اور زیادتی کی تنصیف نہو گی یہ مضمرات مین ہی اور فتاوی شیخ ابو اللیث مین ہی کہ مہر ہبہ کرنے کے بعد بھی مہر مین بڑھانا صحیح ہی اور کتاب الاکراہ شیخ الاسلام خواہر زادہ مین ہی کہ فرقت واقع ہونے کے بعد مہر مین بڑھانا باطل ہی اور ایسا ہی بشر رحمہ اللہ نے امام ابو یوسفؒ سے روایت کی ہی اور جو بشرؒ نے امام ابو یوسفؒ سے روایت کی ہی اُسکی صورت یہ ہی کہ اگر عورت کو دخول کرنے کے بعد یا دخول سے پہلے تین طلاق دیدین پھر اُسکے مہر مین کچھ بڑھایا تو صحیح نہین ہی اسیطرح اگر طلاق رجعی ہو مگر رجوع نہ کیا یہانتک کہ عدت گذر گئی پھر اسکے بعد مہر مین بڑھایا تو زیادتی نہین صحیح ہی اور قدوری مین ہی کہ عورت کی موت کے بعد مہر مین بڑھانا امام اعظمؒ کے نزدیک جائز ہی اور صاحبین کے نزدیک نہین جائز ہی یہ محیط مین ہی - اور مطلقہ رجعیہ سے اُسکے شوہر نے کہا کہ مین نے تیرے مہر مین بڑھا دیا تو نہین صحیح ہی اسواسطے کہ یہ مجہول ہی اور اگر ایسی عورت سے کہا کہ مین نے تجھ سے ہزار درم مہر پر رجوع کیا پس اگر عورت نے قبول کیا تو جائز ہی ورنہ نہین جائز ہی اسواسطے کہ یہ مہر مین زیادتی ہی پس عورت کے قبول پر موقوف ہوگی اور رہا یہ امر کہ جس مجلس مین زیادہ کیا ہی اُسی مجلس مین قبول کر لینا شرط ہی یا نہین پس اصح یہ ہی کہ اُسی مجلس مین قبول کرنا شرط ہی یہ ظہیریہ مین ہی - ایک عورت نے اپنا مہر اپنے شوہر کو ہبہ کر دیا پھر شوہر نے گواہ کئے کہ عورت کا مجھ پر اسقدر مہر ہی تو اسمین اختلاف ہی اور قنیہ ابو القاسم

کے نزدیک مختار یہ ہی کہ شوہر کا اقرار جائز ہو بشرطیکہ عورت قبول کرے یہ خلاصہ مین ہی اور اشبہ یہ ہی کہ اقرار صحیح نہو اور
بلا تعدد زیادتی کے زیادتی قرار نہ دیجائیگی یہ وجیز کردری مین ہی - اور اگر کسی عورت سے ہزار درم پر نکاح کیا
پھر دو ہزار درم پر نکاح کی تجدید کی تو اسمین اختلاف ہی شیخ امام خواہر زادہ نے کتاب النکاح مین
ذکر فرمایا کہ بنا بر قول امام ابو حنیفہ و امام محمد کے شوہر پر فقط ہزار درم لازم ہونگے باقی ہزار درم لازم نہونگے
اور عورت کا مہر ہزار درم ہوگا اور بنا بر قول امام ابو یوسف کے مرد پر باقی ہزار درم دوسرے بھی واجب
ہونگے اور بعض نے اسکے برعکس اختلاف ذکر کیا ہی اور ہمارے بعضے مشائخ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک
مختار یہ ہی کہ مرد پر دوسرے ایک ہزار درم لازم نہونگے یہ ظہیریہ مین ہی - اور قاضی امامؒ کا فتوی یہ ہی
کہ دوسرے عقد پر کچھ واجب نہوگا لیکن اگر دوسرے عقد سے اُسکی مراد یہ ہی کہ مہر مین اسنے بڑھایا ہو
یعنے مہر ہزار درم ہی اور اسپر ایک ہزار درم اسنے زیادہ کئے تو یہ جائز ہی اور دوسرا مہر یعنے دو ہزار درم
واجب ہونگے یہ خلاصہ مین ہی - اور بعض نے فرمایا کہ اگر عورت نے اپنا مہر ہبہ کر دیا پھر مہر کی تجدید کی تو بالاتفاق
دوسرا مہر لازم ہوگا اور بعض نے اسی صورت مین ذکر کیا ہی کہ اسمین اختلاف ہی یہ معراج الدرایہ مین ہی
اور اگر نکاح کی تجدید بغرض احتیاط ہو تو زیادتی بلا خلاف لازم نہوگی یہ وجیز کردری مین ہی - ابراہیم نے
امام محمد سے روایت کی کہ ایک شخص نے اپنی باندی کسی مرد کے نکاح مین بمہر معلوم دی پھر اسکو آزاد
کر دیا پھر شوہر نے اُسکے مہر مین کوئی مقدار معلوم بڑھا دی تو یہ زیادتی مولی کو ملیگی اور ابن سماعہ نے
امام ابو یوسف سے روایت کی ہی کہ یہ زیادتی اس عورت کو ملیگی اور مین شوہر پر جبر نہ کرونگا کہ یہ زیادتی اُسکے
مولی کو دیدے اور اگر مولاے اول نے باندی کو فروخت کر دیا ہو تو یہ زیادتی مشتری کو ملیگی اور مین شوہر پر
جبر نہ کرونگا کہ یہ زیادتی مولی کو دیدے - اور امام محمدؒ نے جامع مین فرمایا کہ آزاد مرد نے ایک باندی سے
باجازت اُسکے مولی کے سو درم پر نکاح کیا پس شوہر نے مولی سے دریافت کیا کہ تو نے نکاح کی اجازت
دیدی اُسنے کہا کہ مین نے اس شرط پر اجازت دی کہ تو مہر مین پچاس درم بڑھا دے پس اگر شوہر اسپر
راضی ہو گیا تو صحیح ہی اور زیادتی ثابت ہو جائیگی اور اگر شوہر راضی نہوا تو اجازت ثابت نہو گی اور نیز جامع مین
ہی کہ ایک منکوحہ باندی آزاد کی گئی حتے کہ اُسکے لیے خیار عتق ثابت ہوا پھر شوہر نے اس عورت سے
کرچہ یہ اس شوہر کے ساتھ رہے یا نہ رہے ۱۲
کہا کہ مین نے تیرے مہر مین پچاس درم بڑھا دیئے بدین شرط کہ تو میرے ساتھ میرے نکاح مین رہنا
اختیار کرے پس اُسنے یہی اختیار کیا تو یہ اختیار صحیح ہی اور زیادتی ثابت ہو جائیگی اور یہ زیادتی اُسکے مولی کو
ملیگی اور اگر باندی مذکورہ سے کہا کہ تیرے مجھپر ہزار درم ہین بدین شرط کہ تو مجھے اختیار کرے اور اسنے
ایسا ہی کیا تو اسکو کچھ نہ ملیگا اور خیار باطل ہو جائیگا - اور نکاح المنتقی مین ہی کہ ایک مرد نے ایک عورت کے
نکاح کا دعوی کیا حالانکہ وہ انکار کرتی ہی پھر شوہر نے عورت سے صلح کی کہ اگر وہ اجازت نکاح دیدے
جسکا وہ دعوی کرتا ہی تو مرد اسکو ہزار درم دیگا تو یہ جائز ہی اسیطرح اگر عورت سے کہا کہ اگر تو اقرار
نکاح کر دے تو تیرے واسطے سو درم زیادہ کر دونگا پس عورت نے ایسا کیا پس اگر نکاح اول کے گواہ
موجود ہون تو شوہر کو یہ اختیار نہوگا کہ ان سو درم سے رجوع کرے اسواسطے کہ یہ بمنزلہ مہر مین زیادہ کرنے کے ہی

یہ محیط میں ہی- اور اگر عورت کے مہر میں سے خود عورت نے گھٹا دیا تو گھٹانا صحیح ہی یہ ہدایہ میں ہی- اور گھٹانے میں عورت کی رضامندی ضرور ہو حتے کہ اگر اُسنے باکراہ مجبوری کے ساتھ گھٹایا تو صحیح نہوگا اور نیز ضرور ہی کہ عورت مذکورہ مریض بمرض الموت نہو یہ بحر الرائق میں ہی- اگر ایک مرد نے ایک عورت سے ایک غلام یا باندی یا کسی مال عین پر نکاح کیا پھر مہر میں خود زیادتی ہو گئی پھر قبل دخول کے طلاق دیدی پس اگر عورت کے قبضہ سے پہلے مہر کی چیز میں زیادتی ہو گئی ہی اور یہ زیادتی متصلہ ہی جو اسی چیز سے پیدا ہوئی ہی جیسے مہر کی باندی یا غلام موٹی تازی ہو گئی یا بالغ ہوئی یا حسن وجمال بڑھ گیا یا ایک آنکھ میں جالا تھا وہ روشن ہو گئی یا گونگا تھا وہ بولنے لگا یا بہرا تھا وہ سُننے لگا یا درخت خرما تھا کہ اُسمیں پھل آئے یا زمین تھی کہ اُسمیں زراعت کی گئی اور یا یہ زیادتی منفصلہ ہی جو اصل سے پیدا ہوئی ہی جیسے بچہ وارش وعقر وغیرہ در صورتیکہ کاٹ لیے گئے ہوں یا پشم و بال جب الگ کر لیے جاویں یا چھوہارے درخت سے توڑ لیے گئے یا کھیتی اُس زمین میں سے کاٹ لی گئی تو ایسی صورت میں اصل و زیادتی دونوں بالاجماع آدھی آدھی کیجاوینگی یہ شرح طحاوی میں ہی- اور اگر عورت نے اصل مع زیادت متولدہ کے اپنے قبضہ میں کر لی پھر مرد نے عورت کو قبل دخول کے طلاق دی تو بھی اصل مع زیادتی کے آدھی آدھی کیجائیگی یہ مبسوط میں ہی- اور اگر زیادتی متصلہ ہو جو اصل سے متولد نہیں ہی جیسے کپڑے کو رنگا یا عمارت بنائی تو عورت اس سے قبل نصف شمار ہوگی پس تنصیف نہ کیجائیگی ... قبضہ کا حکم دیا گیا ہی اس روز کی نصف قیمت دینی عورت پر واجب ہوگی اور اگر زیادتی منفصلہ ہو جو اصل سے متولد نہو جیسے ... مرد نے مہر کے غلام کو کچھ ہبہ کیا یا اُسنے خود کمایا یا دار مہر کا کرایہ آیا تو امام اعظمؒ کے نزدیک اصل چیز کی تنصیف ہوگی اور زیادتی سب عورت کو ملیگی اور صاحبین کے نزدیک اصل و زیادت دونوں کی تنصیف ہوگی یہ شرح طحاوی میں ہی اور اگر شوہر نے غلام کو اجارہ پر دیا ہو تو مزدوری شوہر کو ملیگی مگر اُسکو صدقہ کر دے یہ محیط سرخسی میں ہی- اور اگر قبضہ کے بعد ہوا اور زیادتی متصلہ متولدہ از اصل ہو تو شوہر کو نصف کر کے نہیں دیا جا سکتا ہی بلکہ جس دن عورت کو سپرد کیا ہی اُس روز کی نصف قیمت ملیگی اور یہ امام ابو حنیفہؒ و امام ابو یوسفؒ کا قول ہی اور امام محمدؒ نے فرمایا کہ یہ امر مانع تنصیف نہیں ہی یہ شرح طحاوی میں ہی- اور اگر زیادتی متصلہ ایسی ہو کہ اصل سے متولد نہو تو وہ مانع تنصیف ہی اور عورت پر اصل کی نصف قیمت واجب ہوگی یہ بدائع میں ہی اور اگر زیادتی منفصلہ اصل سے متولد ہو تو بالاجماع مانع تنصیف ہی اور اگر زیادتی منفصلہ اصل سے متولد نہو تو فقط زیادتی عورت کو ملیگی اور اصل دونوں میں نصفا نصف مشترک ہوگی اور یہ سب اُس صورت میں ہی کہ زیادتی پیدا ہونے کے بعد طلاق قبل دخول کے واقع ہوئی ہو اور اگر طلاق پہلے واقع ہوئی بعد زیادتی پیدا ہوئی پس یا تو شوہر کے واسطے نصف واپس دینے کا حکم قضا جاری ہونے سے بعد ہوگی یا اسکے پہلے ہوئی خواہ قبضہ ہو گیا ہو یا نہوا ہو پس اگر قبل قبضہ کے ہو تو زیادتی و اصل دونوں میں نصفا نصف ہوگی خواہ حکم قضا پایا گیا ہو یا نہ پایا گیا ہو اور اگر بعد قبضہ کے ہوا اور شوہر کے واسطے نصف دینے کا حکم بھی ہو گیا ہو تو بھی یہی حکم ہی اور اگر شوہر کے واسطے نصف دینے کا حکم نہوا ہو تو عورت کے پاس مال مہر مثل عقد فاسد کے مقبوضہ کے حکم میں ہوگا یہ شرح طحاوی میں ہی- اور اگر زیادتی پیدا ہونے کے بعد دخول سے پہلے عورت مرتد ہو گئی یا اپنے شوہر کے پسر کا بوسہ لیا تو یہ سب زیادتی عورت کو ملیگی- اور

عورت پر واجب ہوگا کہ قبضہ کے روز کی اصل کی قیمت واپس کرے یہ بدائع مین ہی اور اگر شوہر کے قبضہ مین
مہر مین نقصان آگیا پھر قبل دخول کے مرد نے اسکو طلاق دیدی تو اسمین چند صورتین ہین وجہ اول یہ کہ
نقصان کسی آفت آسمانی سے ہو اور اسمین دو صورتین ہین کہ اگر نقصان خفیف ہو تو اس صورت مین عورت کو
نصف خادم عیبدار ملیگا بدون تاوان نقصان کے اور اسکے سوائے اسکو کچھ نہ ملیگا اور اگر نقصان فاحش ہو
تو عورت کو اختیار ہی چاہے اس مال مہر کو شوہر کے پاس چھوڑ کر اس سے روز عقد کی قیمت کا نصف لے لے
اور چاہے نصف خادم عیبدار لے لے اور اسکے ساتھ شوہر بالکل تاوان نقصان کا ضامن نہوگا وجہ دوم
یہ کہ نقصان بفعل زوج ہو اور اسمین بھی دو صورتین ہین کہ اگر نقصان خفیف ہو تو عورت نصف خادم لیگی
اور شوہر نصف قیمت نقصان کا ضامن ہوگا اور عورت کو یہ اختیار نہین ہی کہ خادم مذکور شوہر کے ذمہ چھوڑ کر
نصف قیمت خادم لے لے اور اگر نقصان فاحش ہو تو عورت کو اختیار ہی چاہے روز عقد کی نصف قیمت
خادم لے اور خادم شوہر کے پاس چھوڑ دے اور چاہے نصف خادم لیکر شوہر سے نصف قیمت نقصان لے
اور وجہ سوم آنکہ نقصان خود عورت کے فعل سے ہو اور اس صورت مین عورت کو نصف خادم کے سوائے
کچھ نہ ملیگا اور عورت کو کچھ اختیار نہوگا خواہ نقصان خفیف ہو یا شدید ہو اور وجہ چہارم آنکہ جو چیز مہر
ٹھہری ہی وہ خود ایسا فعل کرے جس سے اسمین نقصان آجاوے تو ظاہر الروایہ کے موافق یہ نقصان مثل
آسمانی آفت کے نقصان کے ہی[خفیف وغیرہ ۱۲] اور وجہ پنجم آنکہ نقصان کسی اجنبی کے فعل سے ہو تو اسمین دو صورتین ہین
کہ اگر نقصان خفیف ہو تو عورت نصف خادم لیکر اجنبی سے نقصان کی نصف قیمت تاوان لیگی اور اسکے
سوائے اسکو کچھ اختیار نہین ہی اور اگر نقصان فاحش ہو تو اسکو اختیار ہی چاہے نصف خادم لیکر اجنبی
سے نصف قیمت نقصان کا مواخذہ کرے اور چاہے خادم بذمہ شوہر چھوڑ کر اس سے روز عقد کی نصف
قیمت خادم لے لے پھر شوہر اس اجنبی سے پورے نقصان کا مطالبہ کریگا - اور یہ سب ایسی صورت مین تھا کہ
جب نقصان شوہر کے قبضہ مین ہونے کی حالت مین واقع ہوا اور اگر عورت کے قبضہ مین واقع ہوا پھر مرد نے قبل
دخول کے عورت کو طلاق دی پس اگر نقصان بآفت آسمانی اور خفیف ہو تو شوہر نصف خادم عیبدار لے لیگا
اسکے سوائے کچھ نہین کر سکتا ہی اور اگر نقصان فاحش ہو تو چاہے نصف عیبدار لے اور اسکے سوائے اسکو کچھ تاوان
نقصان نہ ملیگا اور اگر چاہے عورت کے ذمہ چھوڑ کر عورت کے قبضہ کے روز کی نصف قیمت باعتبار صحیح سالم کے لے لے
اور اگر بعد طلاق کے ایسا نقصان عورت کے قبضہ مین واقع ہو تو عامہ مشائخ رح کے نزدیک یہ حکم ہی کہ شوہر اسکے
نصف کو مع نصف نقصان کے لے لیگا اور ایسا ہی امام قدوری نے اپنی شرح مین ذکر فرمایا اور یہی صحیح ہی اور اگر عورت
کے فعل سے نقصان ہوا خواہ قبل طلاق کے یا بعد طلاق کے تو یہ صورت اور آفت آسمانی سے نقصان ہونے کی
صورت دونون یکسان ہین اور اگر جو چیز مہر کی ہی مثل غلام وغیرہ اسکے خود فعل سے نقصان ہوا تو بھی یہی حکم ہی اور
اگر اجنبی کے فعل سے قبل طلاق کے نقصان واقع ہوا تو مال مہر سے شوہر کا حق منقطع ہو جائیگا اور شوہر کو واسطے
عورت پر عورت کے قبضہ کے روز کی نصف قیمت واجب ہوگی اسواسطے کہ اجنبی نے تاوان نقصان دیا پس
یہ زیادت منفصلہ ہو گئی لیکن اگر عورت نے اس مجرم اجنبی کو بری کر دیا ہو یا تاوان نقصان قبل طلاق کے عورت کے پاس

تلف ہوگیا ہو تو ایسی حالت مین بسبب زوال مانع کے مال مذکور کی تنصیف ہوگی اور اگر یہ نقصان بعد طلاق کے
واقع ہوا تو حاکم شہید رح نے ذکر فرمایا کہ یہ صورت اور قبل طلاق کے نقصان واقع ہونے کی صورت دونون یکسان ہین اور
قدوری نے اپنی شرح مین ذکر فرمایا کہ شوہر نصف اصل لے لیگا اور ارش یعنی جرمانہ مین اسکو اختیار ہوگا چاہے مجرم
اجنبی کا دامنگیر ہو کر اس سے نصف جرمانہ لے اور چاہے عورت سے لے اور اگر قبل طلاق کے شوہر کے فعل سے
نقصان ہوا تو یہ صورت اور اجنبی کے فعل سے نقصان ہونے کی صورت دونون یکسان ہین اور اگر مال مہر
شوہر کے قبضہ مین تلف ہوا پھر عورت کو قبل دخول کے طلاق دیدی تو عورت کے واسطے شوہر پر روز عقد کی نصف
قیمت واجب ہوگی اور اگر عورت کے ہاتھ مین قبل طلاق کے تلف ہوا پھر قبل دخول کے اسکو طلاق دیدی
تو شوہر کے واسطے عورت پر روز قبضہ کی نصف قیمت واجب ہوگی یہ محیط مین ہے اور مہر کے مال مین عورت
کے واسطے خیار رویت ثابت نہین ہوتا ہے اور نیز اسکو واپس نہین کرسکتی ہے الا اُسی صورت مین کہ جب عیب فاحش ہو
ولیکن عیب خفیف کی صورت مین جبھی واپس نہین کرسکتی ہے کہ جب مال مہر کیلی یا وزنی نہو اور اگر کیلی یا وزنی ہو تو
عیب خفیف کی وجہ سے بھی واپس کر سکتی ہے یہ ظہیریہ مین ہے - اور اگر معین باندی پر ایک عورت سے نکاح کیا
اور وہ باندی عورت کے قبضہ مین مرگئی پھر عورت کو معلوم ہوا کہ وہ اندھی تھی تو عورت مذکورہ اندھی ہونیکا
نقصان شوہر سے واپس لیگی جیسے بیع مین ہوتا ہے اور اگر باندی معینہ نہو تو عورت ایک اندھی باندی کی قیمت
کی ضامن اور شوہر ایک اوسط درجہ کی خادمہ کی قیمت کا ضامن ہوگا پس دونون باہم ان دونون قیمتون مین
بدلا اُتار کر جس قدر مرد پر فاضل نکلیگا وہ عورت کو واپس کردیگا - اگر اس باندی کی قیمت بہ نسبت اوسط درجہ
کی خادمہ سے زیادہ ہو تو دونون مین سے کوئی دوسرے سے کچھ واپس نہین لے سکتا ہے یہ محیط سرخسی
مین ہے -

آٹھوین فصل

نکاح مین سمعت کے بیان مین - قال المترجم یعنے پوشیدہ مہر کچھ قرار دیا ہے - اور
سمعت یعنے لوگون کے سنانے کو کچھ بیان کیا چنانچہ کتاب مین فرمایا کہ اگر عورت سے پوشیدہ کسی قدر
مہر پر نکاح کیا اور سنانے کو ظاہر مین اس سے زیادہ بیان کیا تو مسئلہ مین دو صورتین ہین اوّل آنکہ
دونون نے پوشیدہ کسی قدر مہر پر قرارداد کرلی پھر دونون نے علانیہ اس سے زیادہ مہر پر عقد
قرار دیا پس اگر وہ چیز جسپر علانیہ عقد ٹھہرا ہے اُسی جنس سے ہو جسپر پوشیدہ قرارداد کرلی ہو لیکن جو ظاہر کیا ہے
وہ پوشیدہ قرارداد سے زائد ہے پس اگر دونون نے خفیہ قرارداد پر اتفاق کیا یا شوہر نے عورت کے اقرار پر
یا عورت کے ولی کے اقرار پر گواہ کر لیے کہ مہر یہی ہے جو خفیہ قرارداد ہے اور زیادتی جو عقد پر ہے فقط سنانے
کے واسطے ہے تو مہر وہی ہوگا جسپر دونون نے خفیہ قرارداد کی ہے - اور اگر دونون نے اسمین اختلاف کیا
چنانچہ شوہر نے دعوی کیا کہ خفیہ ہزار درم پر ہمارے درمیان قرارداد ہوگئی ہے اور عورت نے اس
خفیہ قرارداد سے انکار کیا تو مہر وہی ہوگا جو عقد مین علانیہ ٹھہرا ہے اور عورت کا قول قبول ہوگا
لیکن اگر مرد کے گواہ قائم ہون تو گواہون کی سماعت ہوگی اور اگر وہ چیز جسپر علانیہ نکاح کیا ہے خفیہ قرارداد
کی جنس سے برخلاف ہو پس اگر دونون اس خفیہ قرارداد پر اتفاق نہ کرین تو مہر وہی ہوگا جو علانیہ
بندھا ہے اور اگر خفیہ قرارداد پر اتفاق کیا تو نکاح بعوض مہر مثل کے منعقد ہوگا - اور اگر عورت و مرد نے

خفیہ قرارداد کرلی کہ مہر دینار ہیں مگر ظاہر میں اس شرط پر نکاح کرلیا ہے کہ عورت کے واسطے کچھ مہر نہیں تو مہر وہی دینار ہونگے جنپر خفیہ قرار داد ہوگئی ہے اور اگر علانیہ اس شرط پر نکاح کیا کہ اس عورت کا مہر دینار نہونگے یا علانیہ فقط نکاح کرلیا اور مہر سے سکوت کیا تو دونوں صورتوں میں مہر مثل پر نکاح منعقد ہوگا وجہ دوم آنکہ دونوں نے خفیہ کسیقدر مہر پر عقد کرلیا پھر علانیہ اس سے زیادہ مہر کا اقرار کیا پس اگر دونوں نے اتفاق کیا کہ ہمنے خفیہ اسقدر مہر پر عقد کیا ہے اور شاہد کرلیے کہ علانیہ زیادتی فقط سنانے کے واسطے ہے تو مہر وہی ہوگا جو خفیہ عقد کے وقت مذکور ہوا ہے اور اگر دونوں نے اس امر کے شاہد نہ کرلیے کہ علانیہ جو زیادتی ہے وہ سنانے کے واسطے تھی تو شرح مختصر الطحاوی میں ہے کہ بنابر قول امام اعظمؒ کے اور امام محمدؒ کے مہر وہی ہوگا جو علانیہ مذکور ہوا ہے اور یہ زیادتی پہلے مہر پر زیادتی شمار ہوگی خواہ اول کی جنس سے ہو یا خلاف جنس ہو مگر فرق یہ ہوگا کہ اگر خلاف جنس ہو تو جسقدر علانیہ مذکور ہوا ہے وہ سب مہر اول پر زیادہ قرار دیا جائیگا اور اگر اول کی جنس سے ہے تو جس قدر مہر اول سے زائد ہے اسی قدر زیادہ زیادتی شمار کیا جائیگا - اور شیخ الاسلام نے ذکر فرمایا کہ اگر دونوں نے خفیہ ہزار درم پر عقد کیا اور ظاہر میں علانیہ اسکے خلاف ظاہر کیا پھر دونوں میں جھگڑا ہوا اور شوہر نے کہا کہ ظاہر میں جو میں نے اسکے واسطے اقرار کیا وہ ہزل تھا مقصود نہ تھا اور عورت نے کہا کہ نہیں بلکہ قصداً وعدۃً تھا تو عورت کا قول قبول ہوگا اور مہر وہی ہوگا جو علانیہ ٹھہرا ہے لیکن اگر شوہر اپنے دعوی کی گواہی لاوے تو گواہ مقبول ہونگے یہ ذخیرہ میں ہے

نویں فصل مہر کے تلف ہوجانے اور استحقاق میں لیے جانے کے بیان میں - اگر عورت سے کسی معین چیز پر نکاح کیا اور وہ سپرد کرنے سے پہلے تلف ہوگئی یا استحقاق میں لیگئی پس اگر یہ چیز مثلی چیزوں میں سے ہے تو شوہر سے اسکے مثل لیگی ورنہ اسکی قیمت لیگی یہ محیط میں ہے اسیطرح اگر مال معین جو مہر ٹھہرا ہے عورت نے شوہر کو ہبہ کردیا پھر وہ استحقاق میں لیا گیا تو اسکی قیمت شوہر سے واپس لیگی یہ ظہیریہ میں ہے اور اگر ایسا دار جو مہر قرار دیا گیا ہے اسمیں سے نصف پر کسی شخص نے اپنا استحقاق ثابت کرکے لے لیا تو عورت کو اختیار ہوگا چاہے باقی کرلے اور نصف قیمت لے اور چاہے پوری قیمت لے لے اور اگر مرد نے قبل دخول کے اسکو طلاق دیدی تو عورت کو فقط باقی نصف ملیگا یہ محیط سرخسی میں ہے - اور اگر کسی عورت سے اس عورت کے باپ پر جو شوہر کا مملوک ہے نکاح کیا تو باپ مذکور آزاد ہوجائیگا اور اگر باپ پر کسی شخص نے استحقاق ثابت کرکے لے لیا پھر عورت کا شوہر اسکے باپ کا مالک ہوگیا پس اگر ہنوز مرد پر اس عورت کے واسطے اسکے باپ کی قیمت کا حکم قاضی کی طرف سے ثابت نہیں ہوا ہے تو عورت مذکورہ کو سوائے اپنے باپ کے اور کچھ نہ ملیگا اور وہ ملتے ہی فوراً آزاد ہوجائیگا اور اگر شوہر پر عورت کے واسطے قیمت کا حکم ہونے کے بعد شوہر اسکا مالک ہوا تو عورت مذکورہ اپنے باپ کو نہیں لے سکتی ہے اور صورت اول میں جب شوہر اسکا مالک ہوا ہے تو عورت مذکورہ بدون حکم قاضی یا بدون سپردگی شوہر کے اسکی مالک نہیں ہوسکتی ہے اور شوہر کو اختیار ہوگا کہ جبتک قاضی نے حکم نہیں کیا ہے یا مرد نے عورت کو سپرد نہیں کیا تب تک شوہر جو چاہے اسمیں تصرف کرے یہ ظہیریہ میں ہے - اور اگر کسی عورت سے کسی غیر کے غلام پر نکاح کیا یا اپنے غلام پر نکاح کیا مگر یہ غلام استحقاق میں لے لیا گیا پس اگر وہ شخص جو اس غلام کا مستحق ہے اُسنے اجازت نہ دی تو شوہر پر

اس غلام کی قیمت واجب ہوگی اور اگر شوہر پر قیمت دینے کا حکم ہونے سے پہلے کسی سبب سے یہ غلام پھر شوہر کے ملک مین آگیا تو اُسکو حکم دیا جائیگا کہ بعینہٖ یہی غلام عورت کو سپرد کرے یہ عتابیہ مین ہے۔

دسوین فصل مہر ہبہ کرنے کے بیان مین۔

عورت کو اختیار ہے کہ اُسکے مہر کا جو مال شوہر پر آتا ہے خواہ مرد نے اُسکے ساتھ دخول کیا ہو یا نہ کیا ہو وہ اپنے شوہر کو ہبہ کردے اور عورت کے اولیاء مین سے خواہ باپ ہو یا کوئی اور ہو کسی کو عورت پر اعتراض کرنے کا اختیار نہین ہے یہ شرح طحاوی مین ہے۔ اور عامہ علماء کے نزدیک باپ کو یہ اختیار نہین ہے کہ اپنی دختر کا مہر ہبہ کردے یہ بدائع مین ہے۔ اور مولی کو یہ اختیار ہے کہ اپنی باندی کا مہر اُسکے شوہر کو ہبہ کردے اور اسیطرح چاہے اپنی مدبرہ باندی یا ام ولد کا مہر ہبہ کردے اور اگر باندی مکاتبہ ہو تو اُسکا مہر اُسی کا ہوگا اور اگر مولے اُسکو ہبہ کرنا چاہے تو صحیح نہوگا اور اگر مکاتبہ کے شوہر نے اُسکا مہر اُسکے مولے کو دیدیا تو بری نہوگا یہ شرح طحاوی مین ہے۔ اور اگر زید مرگیا اور اُسکی جورو نے اُسکا مہر اُسکو ہبہ کیا تو جائز ہے۔ اگر عورت نے طلق کی حالت مین جبکہ اُسکی جان پر بن آئی تھی تو شوہر کو مہر ہبہ کیا پھر جانبر نہوئی اور مرگئی تو ہبہ صحیح نہین ہے یہ سراجیہ مین ہے۔ اور اگر میت کی جورو نے وارثان میت کو اپنا مہر ہبہ کیا تو بھی جائز ہے۔ اور اگر عورت نے کسی شرط پر اپنا مہر ہبہ کیا پس اگر شرط پائی گئی تو جائز ہے اور اگر شرط نہ پائی گئی تو مہر جیسا تھا ویسا ہی عود کریگا یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ اور اگر عورت سے ہزار درم پر نکاح کیا اور عورت نے ہزار درم وصول کر لئے پھر شوہر کو ہبہ کر دئے پھر شوہر نے قبل دخول کے اُسکو طلاق دیدی تو شوہر اس عورت سے پانچ سو درم واپس لیگا اور اسیطرح اگر مہر کوئی کیلی یا وزنی چیز ہو جو وصف بیان کرکے ذمہ رکھ لی ہے تو بھی یہی حکم ہے کیونکہ وہ متعین نہین ہے (یعنے اسکا نصف واپس لیگا ۱۲ منہ) اور اگر عورت نے ہزار درم پر قبضہ نہ کیا اور بدون قبضہ کے شوہر کو ہبہ کردئے پھر مرد نے قبل دخول کے اُسکو طلاق دیدی تو دونون مین سے کوئی دوسرے سے کچھ واپس نہین لے سکتا ہے۔ اور اگر اُسنے پانچ سو درم وصول کرکے پھر پورے ہزار درم ہبہ کیے یعنے مقبوضہ و غیر مقبوضہ یا فقط باقی ہبہ کیے پھر شوہر نے قبل دخول کے اُسکو طلاق دیدی تو امام اعظمؒ کے نزدیک دونون مین سے کوئی دوسرے سے کچھ واپس نہین لے سکتا ہے اور اگر عورت نے ہزار درم کے نصف سے کم ہبہ کئے اور باقی سب وصول کر لیے تو ایسی صورت مین امام رحمہ اللہ کے نزدیک عورت سے نصف تک جسقدر چاہیئے ہے وہ لے کر پورا کر لیگا یہ ہدایہ مین ہے۔ منتقی مین ابراہیم کی روایت سے امام محمدؒ سے مروی ہے کہ اگر پورے ہزار درم عورت کو دیدئے پھر عورت نے ہزار درم پر اُس سے خلع کیا قبل اسکے کہ عورت کے ساتھ دخول واقع ہو تو قیاساً عورت سے پانچ سو درم واپس لیگا (یعنے سوائے ان خلع کے ۱۲ منہ) اور استحساناً کچھ واپس نہ لیگا یہ محیط مین ہے۔ اور اگر عورت سے مثل عروض وغیرہ ایسی چیز پر جو معین کرنے سے متعین ہو جاتی ہے نکاح کیا پھر عورت نے اس چیز پر قبضہ کرنے کے بعد یا اس سے پہلے یہ چیز تمام یا آدھی شوہر کو ہبہ کردی پھر قبل دخول کے شوہر نے اُسکو طلاق دیدی تو عورت سے کچھ واپس نہ لیگا اور اگر عورت سے کسی حیوان یا عروض پر جسکا وصف بیان کرکے اپنے ذمہ رکھا ہے نکاح کیا تو بھی ایسی صورت مین یہی حکم ہے کذا فی الکافی خواہ عورت نے اسپر قبضہ کر لیا ہو یا نہ کیا ہو یہ کفایہ مین ہے۔ اور اگر عورت نے شوہر کے سوائے کسی اجنبی کو اپنا مہر ہبہ کیا اور اسکو وصول

کر لینے پر مسلط کر دیا پھر اُسنے وصول کر لیا پھر شوہر نے قبل دخول کے اسکو طلاق دیدی تو نصف مہر عورت سے واپس لیگا اور اگر عورت نے مہر پر قبضہ کر کے کسی کو جو اجنبی ہی ہبہ کیا پھر اُس اجنبی نے شوہر کو ہبہ کیا پھر شوہر نے قبل دخول کے عورت کو طلاق دیدی تو نصف مہر عورت سے واپس لیگا خواہ مہر مال دین ہو جو معین کرنے سے متعین نہین ہوتا ہی یا اُسکے برعکس مال عین ہو یہ محیط مین ہی - اور اگر عورت نے مال مہر شوہر کے ہاتھ فروخت کیا یا بعوض ہبہ کیا پھر شوہر نے قبل دخول کے اُسکو طلاق دیدی تو شوہر اُس سے نصف مال مذکور کے مثل واپس لیگا اگر مال مذکور مثلی ہو یا نصف قیمت واپس لیگا اگر مثلی نہو بلکہ قیمی ہو پھر اگر عورت نے قبل قبضہ کے فروخت کیا ہو تو روز بیع کی نصف قیمت لیگا اور اگر بعد قبضہ کے فروخت کیا ہی تو روز قبضہ کی نصف قیمت لے لیگا یہ بدائع مین ہی - ایک مرد نے اپنی مطلقہ عورت سے کہا کہ اب مین تیرے ساتھ نکاح نہ کرونگا جبتک تو اپنا مہر جو تیرا مجھپر ہی مجھے ہبہ نہ کر دے پس اُسنے اپنا مہر بدین شرط ہبہ کیا کہ شوہر اُس سے نکاح کر لے پھر شوہر نے اُس سے نکاح کرنے سے انکار کیا تو مہر مذکور شوہر پر باقی رہیگا خواہ شوہر اُس سے نکاح کر لے یا نہ کرے یہ خلاصہ مین ہی اور شیخ رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک مرد نے اپنی عورت سے کہا کہ تو مجھے اپنے مہر سے بری کر دے تاکہ مین تجھے اسقدر ہبہ کرون پس عورت نے کہا کہ مین نے تجھے بری کر دیا پھر شوہر نے اُسکو ہبہ کر دینے سے انکار کیا تو مہر اُسپر بحالہ باقی رہیگا یہ حاوی مین ہی - ایک عورت نے اقرار کیا کہ وہ بالغہ ہی اور اپنا مہر اپنے شوہر کو ہبہ کر دیا تو مشائخ نے فرمایا کہ اُسکا قد دیکھا جاوے اگر بالغہ عورتون کا قد ہو تو اُسکا اقرار صحیح ہوگا حتے کہ اگر اسکے بعد اُسنے کہا کہ مین اُسوقت بالغہ نہ تھی تو اسکا قول قبول نہوگا اور اگر قد بالغہ عورتون کا قد نہو تو اُسکا اقرار صحیح نہوگا - اور شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ قاضی کو ایسے معاملہ مین احتیاط کرنی چاہیے اور عورت سے اُسکا سن دریافت کرے اور پوچھے کہ تو نے کیونکر یہ بات جانی ہی جیسے طفل کی صورت مین مشائخ نے فرمایا ہی کہ اگر وہ اپنے بالغ ہونے کا اقرار کرے تو قاضی احتیاط کے واسطے اُس سے وجہ دریافت کرے یہ فتاوی قاضیخان مین ہی - جورو و مرد نے ہبہ مہر مین اختلاف کیا کہ جورو نے کہا کہ مین نے اس شرط سے ہبہ کیا تھا کہ تو مجھے طلاق نہ دے اور مرد نے کہا کہ تو نے بغیر شرط کے ہبہ کیا ہی تو قول عورت کا قبول ہوگا یہ قنیہ مین ہی -

گیارھوین فصل

عورت کے اپنے آپ کو بوجہ مہر کے روکنے اور مہر مین میعاد مقرر کرنے اور اُسکے متعلقات کے بیان مین - ہر ایسی صورت مین کہ مرد نے عورت کے ساتھ دخول کر لیا ہو یا خلوت صحیحہ ہو گئی ہو اور تمام مہر متاکد ہو گیا ہو اگر مہر معجل وصول پانے کے واسطے عورت اپنے آپ کو روکے اور مرد سے باز رہے تو امام اعظمؒ کے نزدیک عورت کو ایسا اختیار ہی اور اسمین صاحبین نے اختلاف کیا ہی اور اسیطرح باہر نکلنے اور سفر کرنے اور حج نفل کے واسطے جانے سے امام اعظمؒ کے نزدیک منع نکیجائیگی الا اسصورت مین کہ باہر نکلنا حد سے گذرا ہوا بیہودہ ہو اور جبتک عورت نے اپنے نفس کو شوہر کے سپرد نہین کیا ہو تبتک بالاجماع اسکو ایسا اختیار ہی اور اسیطرح اگر صغیرہ یا مجنونہ کے ساتھ دخول کر لیا یا زبردستی باکراہ ایسا کر لیا تو بھی اسکے باپ کو اختیار ہی کہ اُسکو روک رکھے یہان تک کہ اُسکے واسطے اُسکا مہر معجل وصول کر لے یہ عتابیہ مین ہی - اور اگر

شوہر نے عورت کی رضامندی کے ساتھ اس سے دخول کر لیا یا خلوت کی تو بنابر قول امام اعظمؒ کے عورت کو
اختیار ہوگا کہ اپنے آپ کو شوہر کے ساتھ سفر مین جانے سے روکے تا آنکہ پورا مہر وصول کر لے یہ بنابر جواب
کتاب کے ہی اور ہمارے دیار کے عرف کے موافق تا آنکہ مہر معجل وصول کر لے اور صاحبین نے فرمایا کہ اسکو
یہ اختیار نہین ہی اور شیخ امام فقیہ زاہد ابو القاسم صفار سفر کرنے مین موافق قول امام اعظمؒ کے فتوے
دیتے تھے اور اپنے آپ کو مرد سے روکنے مین صاحبین کے قول پر فتوے دیتے تھے اور ہمارے بعض مشائخ
نے امام صفار کا اختیار پسند کیا ہی یہ محیط مین ہی۔ اور جب مرد نے اسکو اسکا مہر ادا کیا تو جہان چاہے لیجا وے اور
بہت سے مشائخ کے نزدیک یہ حکم ہو کہ ہمارے زمانہ مین شوہر اسکو سفر مین نہین لیجا سکتا ہی اگرچہ اسکا
مہر ادا کر دیا ہو ولیکن گاؤن مین چاہے لیجا وے اور اسی پر فتوی ہی اور اسکو اختیار ہی کہ گانون سے
شہر مین لیجا وے یا ایک گانون سے دوسرے گانون مین لیجا وے یہ کافی مین ہی۔ اگر ایک شخص نے اپنی
دختر باکرہ بالغہ کا نکاح کر دیا پھر باپ نے چاہا کہ اس شہر کو چھوڑ کر مع اپنے عیال کے دوسرے شہر مین
جا رہے تو اسکو اختیار ہوگا کہ دختر مذکورہ کو اپنے ساتھ لیجا وے اگرچہ شوہر اس پر راضی نہو بشرطیکہ شوہر
نے اسکا مہر ہنوز ادا نہ کیا ہو اور اگر مہر ادا کر چکا ہو تو بدون رضامندی شوہر کے باپ کو اسکے
لیجانے کا اختیار نہین ہی یہ محیط مین ہی۔ اور مرد نے سب مہر دیدیا ہو مگر ایک درم رہ گیا ہو تو عورت کو
اختیار ہوگا کہ اپنے نفس کو شوہر سے روکے اور شوہر کو یہ اختیار نہوگا کہ جو کچھ عورت نے وصول کر لیا ہی اسکو
واپس کرے یہ سراج الوہاج مین ہی۔ ایک دختر صغیرہ بیاہی گئی اور وہ مہر وصول ہونے سے پہلے شوہر کے یہان
چلی گئی تو جسکو قبل نکاح کے اسکے روکنے کا اختیار تھا اسی کو اب بھی اختیار ہوگا کہ وہان سے لا کر اپنے
گھر مین رکھے اور نکلنے سے منع کرے تا آنکہ اسکا شوہر اسکا مہر اس شخص کو دیدے جو قبضہ کرنے اور
وصول کرنے کا اختیار رکھتا ہی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی اور اگر چچا نے اپنی بھتیجی صغیرہ کا مہر مسمی پر
نکاح کیا اور اسکو شوہر کے سپرد کر دیا اور ہنوز تمام مہر وصول نہین پایا ہی تو سپرد کرنا فاسد ہی اور
وہ اپنے گھر واپس کر دیجائیگی یہ تجنیس و مزید مین ہی۔ اور باپ نے اگر اپنی دختر کا مہر وصول کر لینا
چاہا تو عورت مذکورہ کا حاضر ہونا شرط نہین ہی۔ اور اگر شوہر نے باپ سے عورت کے سپرد کرنے کا
مطالبہ کیا پس اگر عورت اسکے گھر مین موجود ہو تو باپ پر اسکا سپرد کر دینا واجب ہی اور اگر موجود
نہو اور نہ باپ اسکے سپرد کرنے پر قادر ہو تو باپ کو مہر کے وصول کرنے کا بھی اختیار نہوگا اور اگر
عورت اپنے باپ کے گھر مین ہو ولیکن شوہر نے اطمینان نہ کیا کہ وہ سپرد کریگا اور باپ کی طرف سے
بدگمان ہوا تو قاضی اس عورت کے باپ کو حکم کریگا کہ باپ اس مہر کی بابت شوہر کو کفیل دے اور شوہر کو
حکم کریگا کہ مہر اسکے سپرد کر دے۔ اور اگر مہر کی نالش شہر کوفہ مین دائر ہوئی اور عورت شہر بصرہ مین ہی تو
باپ کو یہ تکلیف نہ دیجائیگی کہ دختر کو کوفہ مین لادے بلکہ شوہر سے کہا جائیگا کہ مہر اسکو دے کر اسکے ساتھ
بصرہ مین جا کر وہان سے عورت کو لے لے یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر گواہون نے مہر معجل کی مقدار
بیان کی تو اسیقدر معجل قرار دیا جائیگا اور اگر کچھ نہ بیان کیا تو عقد کے مہر مذکور کو اور عورت کو دیکھا جائیگا

کہ ایسی عورت کے واسطے اس مہر مین سے کسقدر معجل ہوتا ہو پس جو رائے قرار پاوے وہی معجل قرار دیا جاویگا
اور چہارم حصہ یا پنجم حصہ وغیرہ کی کوئی تقدیر نہوگی بلکہ عرف و رواج پر نظر رکھی جائیگی اور اگر اولیاء عورت
نے عقد مین پورے مہر کا معجل ہونا شرط کر لیا تو پورا مہر معجل قرار دیا جائیگا اور عرف و رواج ترک کیا جائیگا
یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ اور اگر شوہر نے عورت کے ہاتھ مہر کے عوض کوئی متاع فروخت کی ہو تو عورت کو
اختیار ہو کہ متاع مذکور پر قبضہ کرنے تک اپنے آپکو شوہر سے روکے۔ اور امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ
اگر عورت نے مہر کے درم وصول کیے ولیکن یہ دراہم زیوف نکلے یا ایسے درم ہین کہ انکا رواج و چلن
نہین ہی تو جبتک بدل نہ لیوے تب تک اُسکو اپنے آپ کو روکنے کا اختیار ہی۔ اور اگر شوہر نے عورت کے ساتھ
برضامندی دخول کر لیا پھر عورت نے مہر مقبوضہ کو زیوف وغیرہ خراب پایا یا عورت نے جو متاع شوہر سے
خریدی اور قبضہ مین کر لی تھی اُسکو بعد دخول برضامندی ہونے کے کسی مدعی نے استحقاق ثابت کر کے
اپنی ملک مین لیا تو عورت کو یہ اختیار نہین ہی کہ شوہر سے اپنے نفس کو روکے یہ محیط مین ہی اور منتقی مین ہی کہ
اگر مہر فی الحال دینا ٹھہرا ہو پھر عورت نے شوہر پر اپنے ایک قرضخواہ کو حوالہ کر دیا یعنے اترائی کر دی تو
عورت کو اختیار ہی کہ جبتک قرضخواہ مذکور یہ مال وصول نہ کر لے تب تک اپنے نفس کو شوہر سے روکے
اور اگر شوہر نے مہر معجل کے واسطے عورت کو اپنے کسی قرضدار پر حوالہ کیا یعنے اترائی کر دی بدین شرط
کہ شوہر کو مہر سے بری کر دے تو استحساناً شوہر کو عورت کے ساتھ دخول کرنے کا اختیار نہین ہی تاوقتیکہ
عورت قرضدار مذکور سے مال مہر وصول نہ کر لے یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر مہر معجل ہو کہ اُسکی میعاد معلوم ہو
پھر میعاد آگئی تو بنا بر اصل امام اعظم و امام محمد رح کے عورت کو یہ اختیار نہین ہی کہ مہر مذکور وصول کر لینے تک
اپنے آپ کو شوہر سے روکے یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر کسی عورت سے ہزار درم پر بوعدہ ایکسال نکاح کیا پھر
شوہر نے سال سے پہلے عورت سے دخول کرنا چاہا قبل اسکے کہ عورت کو کچھ مہر دے پس اگر شوہر نے
شرط کر لی ہی کہ قبل سال کے اُسکے ساتھ دخول کریگا تو شوہر کو یہ اختیار ہوگا اور بلا خلاف عورت اُسکو منع نہین کر سکتی
ہی یہ جواہر اخلاطی مین ہی اور اگر یہ شرط نہ کر لی ہو تو امام محمدؒ نے فرمایا کہ مثل بیع کے شوہر کو وطی کرنے کا اختیار
ہوگا اور امام استاذ ظہیر الدین اسی پر فتوی دیتے تھے اور امام ابو یوسف نے فرمایا کہ اسکو یہ اختیار نہین ہی
اور اسی پر صدر شہیدؒ فتوی دیتے تھے یہ خلاصہ مین ہی۔ اور اگر مہر معجل ادا کرنے سے پہلے وطی کرنے کی شرط
کر لی ہو تو شرط صحیح ہی اور اگر مہر مؤجل قرار پایا ہو پھر مہر معجل کر دیا تو امام ابو یوسف سے روایت ہی کہ عورت کو
روکنے کا اختیار حاصل ہوگا یہ عتابیہ مین ہی۔ اور بعض مہر معجل اور بعض میعادی ہو اور اُسنے معجل سب
وصول کر لیا یا بعد عقد قرار پانے کے بالاتفاق مہر میعادی کر دیا جسکی مدت معلوم ہو تو دونون صورتون مین
عورت کو اپنے نفس کے روکنے کا اختیار حاصل نہوگا اور بنا بر قول امام ابو یوسف کے میعاد آنے پر مہر وصول کر لینے
تک عورت کو اپنے روکنے کا اختیار رہیگا یہ شرح جامع صغیر قاضیخان مین ہی۔ اور اگر عقد مین یہ قرار دیا
کہ نصف مہر معجل ہی اور نصف مؤجل ہی جیسے ہمارے ملک مین عادت جاری ہی مگر میعادی مہر کی مدت
ذکر نہین فرمائی تو اسمین مشائخ نے اختلاف کیا ہی بعض نے فرمایا کہ میعاد جائز نہوگی اور تمام فی الحال دینا

واجب ہوگا اور بعضون نے کہا کہ میعاد جائز ہوگی اور ایسی میعاد جدائی واقع ہونے کے وقت پر محمول ہوگی
یعنے ادائے بعض مہر کا وقت وہ ہوگا جب دونون مین بسبب موت یا طلاق کے جدائی واقع ہو اور امام
ابو یوسف سے بعینہ ایسی روایت آئی ہے جو اس قول کی موید ہے یہ بدائع مین ہے- اور اس امر مین کسی کا خلاف
نہین ہے کہ مہر کے ادا کی میعاد معلوم مثل ایک مہینہ یا ایک سال وغیرہ کے مقرر کرنا صحیح ہے اور انتہا معلوم نہو
تو ایسی مدت کی میعاد ہونے مین مشائخ کا اختلاف ہے بعضون نے فرمایا کہ صحیح ہے اور یہی قول صحیح ہے
اسوجہ سے کہ انتہائے مدت خود ہی معلوم یعنے طلاق یا موت کا وقت ہے آیا تو نہین دیکھتا ہے کہ بعض مہر کا
میعادی ہونا صحیح ہوتا ہے اگرچہ تصریح کسی مدت معلومہ کی نہو یہ محیط مین ہے- اور اگر طلاق رجعی واقع
ہوئی تو میعادی مہر فی الحال واجب الادا ہو جاتا ہے اور اگر بعد اسکے عورت سے مراجعت کر لی تو پھر مہر
جو فی الحال واجب الادا ہو گیا ہے میعادی نہو جائیگا ایسا ہی استاد امام ظہیر الدین نے فتوی دیا ہے یہ
خلاصہ مین ہے- اور اگر نعوذ باللہ تعالے عورت مرتد ہو گئی پھر مسلمان ہوئی اور نکاح پر مجبور کی گئی
پس آیا باقی مہر کا مطالبہ کر سکتی ہے یا نہین تو اسمین مشائخ کا اختلاف ہے یہ محیط مین ہے اور منتقی مین لکھا ہے
کہ اگر کسی عورت سے ایک کپڑے پر جسکا وصف بیان کر کے کسی میعاد پر ادا کرنے کی شرط سے نکاح کیا
پھر جب میعاد آئی تو عورت نے شوہر کا ایک کپڑا اسی صفت کا غصب کیا تو یہ مہر کا قصاص ہو جائیگا یہ
ذخیرہ مین ہے- اور اگر ایک شخص نے ایک عورت سے چند کپڑون پر جنکا وصف مع طول وعرض ورقعت
بیان کر کے اپنے ذمہ رکھے ہین بشرط کسی میعاد پر ادا کرنے کے نکاح کیا پھر ان کپڑون کے عوض انکی
قیمت عورت کو دی تو عورت کو اختیار ہوگا کہ قیمت قبول نہ کرے اور اگر اسکے واسطے کوئی میعاد نہ ٹھہری ہو تو
عورت اسکی قیمت لینے سے انکار نہین کر سکتی ہے یہ ظہیریہ مین ہے- ایک شخص نے ایک عورت سے ہزار درہم پر
اس شرط سے نکاح کیا کہ اسمین جو کچھ مجھ سے بن پڑینگے ادا کرونگا اور جو باقی رہجاوینگے وہ ایک سال کے
ختم پر ادا کرونگا تو پورے ہزار درم میعادی بوعدہ ایک سال ہونگے لیکن اگر درمیان مین عورت گواہ قائم
کرے کہ اسکی قدرت و دسترس مین سب مہر یا تھوڑا آگیا ہے تو جسقدر کے گواہ قائم کرے اسقدر لے سکتی ہے
یہ فتاوی قاضیخان مین ہے- ایک عورت نے اپنی دختر صغیرہ کا نکاح کر دیا اور اسکا مہر وصول کر لیا پھر وہ
دختر بالغہ ہوئی پس اگر اسکی ماں اسکی وصیہ تھی تو اسکو اپنے ماں سے مہر کا مطالبہ کرنے کا اختیار ہوگا شوہر سے
مطالبہ نہین کر سکتی ہے اور اگر اسکی ماں اسکی وصیہ نہو تو عورت کو شوہر سے مطالبہ کرنے کا اختیار ہوگا پھر
اسکا شوہر اسکی ماں سے واپس لیگا- اور یہی حکم سواے باپ و دادا کے باقی اولیاء کے حق مین ہے- ایک
شخص نے اپنی دختر کا مہر شوہر سے وصول کیا پھر دعوی کیا کہ پھر مینے اسکو واپس کر دیا ہے پس اگر عورت
باکرہ ہو تو بدون گواہون کے اسکی تصدیق نہوگی اور اگر ثیبہ ہو تو تصدیق کیجائیگی یہ محیط سرخسی کے باب النکاح
الصغیر والصغیرہ مین ہے- اور باپ و دادا و قاضی کو باکرہ کے مہر وصول کر لینے کا اختیار ہے- خواہ باکرہ مذکورہ
صغیرہ ہو یا بالغہ ہو لیکن اگر باکرہ بالغہ ہے اور اسنے وصول کرنے سے ممانعت کر دی تو ممانعت صحیح ہے اور باپ
و دادا و قاضی کے سواے کسی دوسرے کو یہ اختیار نہین ہے اور وصی کو صغیرہ کے مہر کی نسبت ایسا اختیار ہے

اور بالغہ عورت کو مہر وصول کرنے کا استحقاق خود حاصل ہوتا ہی کسے دوسرے کو حاصل نہین ہوتا ہی اور اگر باپ سنے اقرار کیا کہ مین نے اس دختر کا مہر اسکی صغرسنی مین وصول پایا ہی حالانکہ دختر مذکورہ اقرار کے وقت صغیرہ ہی تو اُسکے اقرار کی تصدیق ہو گی اور اگر باپ کے اقرار کے وقت یہ دختر بالغہ ہو تو باپ کے اقرار کی تصدیق نہوگی اور دختر مذکورہ کے شوہر کیواسطے باپ کچہ ضامن نہوگا اسواسطے کہ شوہر نے اُسکی تصدیق کی ہی لیکن اگر باپ نے اس شرط سے وصول کیا ہی کہ اُسکی دختر مہر سے بری کرے تو حکم اسکے برخلاف ہی یہ عتابیہ مین ہی - ایک شخص نے ایک عورت بالغہ سے نکاح کیا اور اُسکے باپ کو اُسکے مہر کے عوض ایک زمین دی پھر جب اُسکو خبر پہونچی تو اُسنے کہا کہ مین اپنے باپ کے فعل پر راضی نہین ہوتی ہون تو اسمین دو صورتین ہین ایک یہ کہ ایسا معاملہ ایسے شہر مین واقع ہوا جہان مہر کے عوض زمین دینے کا رواج نہین ہی دوم آنکہ ایسے شہر مین ہوا جہان ایسا رواج ہی پس پہلی صورت مین جائز نہوگا خواہ عورت باکرہ ہو یا ثیبہ ہو اور دوسری صورت مین جائز ہوگا - اور یہ سب اسصورت مین ہی کہ عورت بالغہ ہو اور اگر وہ نابالغہ ہو اور باپ نے مقررہ مہر مین زمین لی اور یہ زمین مہر کے برابر نہین ہی پس اگر یہ معاملہ ایسے شہر مین واقع ہوا جہان یہ رواج نہین ہی کہ لوگ زمین کو دوچند قیمت پر لیتے ہین تو جائز نہوگا اور اگر ایسے شہر مین ہوا جہان یہ رواج ہی کہ لوگ مہر مین زمین کو دوچند قیمت پر لیتے ہین تو جائز ہوگا - اور اگر دختر ایسی چھوٹی ہی کہ شوہر اُس سے استمتاع حاصل نہین کر سکتا ہی تو بھی باپ کو اختیار ہی کہ شوہر سے اُسکے مہر کا مطالبہ کرے یہ تجنیس و مزید مین ہی بارھوین **فصل** مہر مین شوہر و جورو کے اختلاف کرنے کے بیان مین - اگر نکاح قائم ہونے کی حالت مین شوہر و جورو نے مقدار مہر مین اختلاف کیا تو امام اعظم و امام محمدؒ کے نزدیک اُس عورت کا مہر المثل حکم قرار دیا جائیگا پس اگر مہر المثل ان دونون مین سے کسی کے قول کا شاہد ہو تو اُسی کا قول بدین طور کہ وہ دوسرے کے دعوی پر قسم کھائے قبول ہوگا - پس اگر شوہر نے کہا کہ مہر ہزار درم ہی اور عورت نے کہا کہ دو ہزار درم ہی اور اُسکا مہر مثل ہزار درم یا کم ہی تو شوہر کا قول قبول ہوگا مگر اس قسم کے ساتھ کہ واللہ مین نے اس سے دو ہزار درم پر نکاح نہین کیا پس اگر شوہر نے قسم سے انکار کیا تو زیادتی بسبب نکول کے ثابت ہو جائیگی اور اگر قسم کھالی تو ثابت نہوگی اور اگر دونون مین سے کسی نے گواہ قائم کیے تو اُسکے گواہون پر حکم دیا جائیگا اور اگر دونون نے گواہ قائم کیے تو عورت کے گواہون پر حکم ہوگا - اور اگر عورت کا مہر مثل دو ہزار درم یا زیادہ ہو تو عورت کا قول قبول ہوگا مگر ساتھ ہی قسم لیجائیگی کہ واللہ مین نے ہزار درم پر نکاح نہین قبول کیا ہی پس اگر عورت نے قسم نہ کھائی تو ہزار درم ہونا ثابت ہوگا اور اگر قسم کھائی تو عورت کو دو ہزار درم ملینگے جسمین ایک ہزار بمہر مسمی ہونگے جسمین مرد کو کچھ خیار نہوگا اور ایک ہزار بحکم مہر مثل ہونگے جسمین مرد کو اختیار ہوگا چاہے اُسکے عوض درم دیدے یا دینار سے ادا کرے اور دونون مین سے جسنے گواہ دیے اُسکے گواہون پر حکم ہوگا اور اگر دونون نے گواہ قایم کیے تو شوہر کے گواہون پر حکم ہوگا اور اگر اُسکا مہر مثل ایک ہزار پانچ سو درم ہون تو دونون سے باہم قسم لیجائیگی پس اگر شوہر نے قسم سے انکار کیا تو دو ہزار درم اُسکے ذمہ لازم ہونگے کہ یہ سب بطریق تسمیہ ہونگے اور اگر عورت نے قسم سے انکار کیا تو ایک ہزار درم کا حکم دیا جائیگا اور اگر دونون قسم کھا گئے تو ایک ہزار پانچ سو درم کا حکم دیا جائیگا جسمین سے ایک ہزار درم بطریق تسمیہ ہونگے اور پانچ سو درم بحکم مہر المثل ہونگے اور پانچ سو درم مین

شوہر کو اختیار رہوگا چاہے دینار سے ادا کرے چاہے درم سے اور دونون مین سے جو گواہ قائم کریگا اُسکے گواہ قبول ہونگے اور اگر دونون نے گواہ قائم کیے تو ایک ہزار پانچ سو درم کا حکم دیا جائیگا جسمین سے ہزار درم بطریق تسمیہ مہر اور پانچ سو درم بطریق اعتبار مہر المثل ہونگے یہ فتاوی قاضیخان مین ہو۔ اور شیخ ابو بکر رازی نے فرمایا کہ باہمی قسم فقط ایک صورت مین ہو کہ جب مہر المثل دونون مین سے کسی کے قول کا شاہد نہو اور اگر مہر المثل دونون مین سے کسی کے قول کا شاہد ہو تو قول اُسی کا مقبول ہوگا جسکے واسطے مہر مثل شاہد ہو مگر اس سے دوسرے کے دعوی پر قسم لیجائیگی اور دونون سے باہمی قسم یعنی ہر ایک سے دوسرے کے دعوی پر قسم نہ لیجائیگی اور یہی صحیح ہو یہ شرح جامع صغیر قاضیخان مین ہو۔ اور شیخ کرخی رح نے ذکر فرمایا کہ اگر دونون کے پاس گواہ نہون تو پہلے دونون سے باہمی قسم لیجائیگی پھر اگر دونون قسم کھا گئے تو امام اعظم و امام محمد کے نزدیک مہر المثل حکم قرار دیا جائیگا اور شیخ امام اجل شمس الائمہ سرخسی نے فرمایا کہ یہی اصح ہو کذا فی المحیط اور یہی صحیح ہو یہ محیط سرخسی مین ہو۔ اور اگر مال مہر عین نہو بلکہ مال دین ہو کہ اُسکا وصف بیان کرکے اپنے ذمہ رکھا ہو مثلاً کسی کیلی چیز پر اُسکا وصف بیان کرکے یا وزنی چیز موصوف یا مذروع موصوف پر نکاح کیا پھر دونون نے کیل و وزن و ذرع کی مقدار مین اختلاف کیا تو یہ مثل درم و دینار کی مقدار کے اختلاف کے ہو۔ اور اگر جنس مسمی مین اختلاف ہو مثلاً شوہر نے دعوی کیا کہ مین نے تجھ سے ایک غلام پر نکاح کیا ہو اور عورت نے کہا ایک باندی پر نکاح کیا ہو۔ یا شوہر نے کہا کہ ایک کر جو پر اور عورت نے کہا کہ ایک کر گیہون پر یا ہروی کپڑے پر یا شوہر نے کہا کہ ہزار درم پر اور عورت نے کہا کہ سو دینار پر نکاح ہو یا نوع مسمی مین اختلاف کیا کہ ایک نے ترکی غلام کہا اور دوسرے نے رومی کا دعوی کیا یا ایک نے دینار صوریہ کہا اور دوسرے نے دینار مصریہ کا دعوی کیا یا صفت مسمی مین اختلاف کیا کہ ایک نے جیدہ کا دعوی کیا اور دوسرے نے ردی کا دعوی کیا تو اسمین اختلاف مثل اختلاف در مال عین کے ہو سوائے درم و دینار کے کہ درم و دینار مین ایسا اختلاف مثل اختلاف مقدار درم و دینار یعنی ہزار و دو ہزار کے ہو کیونکہ دو جنس اور دو نوع و دو موصوف مین سے کوئی بدون باہمی رضامندی کے ملک مین نہین آتی ہو بخلاف درم و دینار کے کہ یہ دونون اگرچہ دو جنس مختلف ہین لیکن معاملات مہر مین یہ دونون مثل جنس واحد کے قرار دیے گئے ہین کیونکہ مہر مثل کا حکم جنس دراہم و دنانیر دونون سے ہو سکتا ہو کہ جس سے چاہے قرار دیا جاسکے پس یہ جائز ہوا کہ بدون باہمی رضامندی کے مستحق سو دینار ہو۔ اور یہ سب اُسوقت ہو کہ مہر مال دین ہو اور اگر مال مہر عین ہو پس اگر دونون نے اُسکی مقدار مین اختلاف کیا پس اگر ایسی چیز ہو کہ اُسکی مقدار سے عقد متعلق ہوتا ہو مثلاً طعام معین پر نکاح کیا اور دونون نے اُسکی مقدار مین اختلاف کیا بدین طور کہ شوہر نے کہا کہ مین نے تجھ سے اس طعام پر بایں شرط کہ وہ ایک کر ہو نکاح کیا اور عورت نے کہا کہ تو نے مجھ سے اسپر بدین شرط کہ وہ دو کر ہو نکاح کیا ہو تو یہ مثل اختلاف ہزار درم و دو ہزار درم کے ہو اور اگر ایسی چیز ہو کہ اُسکی مقدار سے عقد متعلق نہین ہوتا ہو مثلاً مرد نے ایک عورت سے معین اس تھان کپڑے پر بدین شرط کہ وہ فی گز دس درم کا ہو نکاح کیا پھر دونون مین اختلاف ہوا کہ شوہر نے کہا کہ مین نے تجھ سے اس کپڑے پر بدین شرط کہ وہ آٹھ گز ہو نکاح کیا اور عورت نے کہا کہ بدین شرط کہ وہ دس گز ہو نکاح کیا ہو تو ایسی صورت مین

دونون سے باہمی قسم نہ لیجائیگی اور نہ مہر مثل حکم قرار دیا جائیگا بلکہ بالاجماع شوہر کا قول قبول ہوگا۔ اور اگر مہر مسمی
معین کی جنس وعین دونون مین اختلاف کیا مثلاً شوہر نے کہا کہ اس غلام پر اور عورت نے کہا کہ اس باندی پر
نکاح کیا ہی تو یہ ہزار و دو ہزار درم کے اختلاف کے مانند ہی سوائے ایک صورت کے اور وہ یہ صورت ہی
کہ اگر مہر مثل باندی کی قیمت کے برابر یا زیادہ ہو تو عورت کو باندی کی قیمت ملیگی بعینہ باندی نہ ملیگی بخلاف اسکے
اگر درم و دینار مین اختلاف ہوا پس شوہر نے کہا کہ مین نے تجھ سے سو دینار یا زیادہ پر نکاح کیا تو عورت کو
سو دینار فقط ملینگے سب جیسے کہ سابق مین بیان ہوا ہی یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر دونون نے مہر پر اتفاق کیا اور مہر مال
عین ہی مثلاً غلام یا کوئی اسباب وغیرہ ہی پھر وہ شوہر کے پاس تلف ہوگیا پھر دونون نے اسکی قیمت مین اختلاف کیا
تو شوہر کا قول بالاجماع قبول ہوگا یہ شرح طحاوی مین ہی۔ اور اگر شوہر نے کہا کہ مین نے تجھ سے اپنے سیاہ غلام
جسکی قیمت ہزار درم تھی نکاح کیا اور وہ میرے پاس مر گیا اور عورت نے کہا کہ نہین بلکہ تو نے مجھ سے
گورے غلام پر جسکی قیمت دو ہزار درم ہی نکاح کیا ہی اور وہ تیرے پاس مرا ہی تو مہر المثل حکم قرار دیا جائیگا
اور اگر مہر المثل دونون کے دعوی کے درمیان ہو تو دونون سے قسم لیجائیگی اور اگر ایک کر معین پر نکاح کیا
اور وہ تلف ہوگیا پھر دونون نے اسکی مقدار یا صفت مین اختلاف کیا یا کسی عورت سے ایک معین کپڑے پر
نکاح کیا یا گدا ختہ معین چاندی پر یا چاندی کی ابریق معین پر نکاح کیا اور یہ مال معین تلف ہوگیا پھر
دونون نے گز و ان یا وصف یا وزن مین اختلاف کیا تو جیسی صورتون مین ہمنے ذکر کیا ہی کہ قبل تلف ہونے کے
شوہر کا قول قبول ہوگا انھین مین بعد تلف ہونے کے بھی شوہر کا قول قبول ہوگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر
دونون نے وصف و مقدار دونون مین اختلاف کیا تو وصف کے حق مین شوہر کا قول قبول ہوگا اور
مقدار مین عورت کے پورے مہر مثل تک عورت کا قول قبول ہوگا یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر عورت نے
کہا کہ تو نے مجھ سے اس غلام پر نکاح کیا ہی اور شوہر نے کہا کہ مین نے تجھ سے اس باندی پر نکاح کیا ہی
حالانکہ یہ باندی اُس عورت کی مان ہی اور دونون نے گواہ قائم کیے تو عورت کے گواہ مقبول ہونگے اور
باندی مذکورہ شوہر کی طرف سے آزاد ہو جائیگی اسواسطے کہ اُسنے خود اقرار کیا ہی اور اگر شوہر نے گواہ
قائم کیے جنھون نے یہ گواہی دی کہ شوہر نے اسکے ساتھ ہزار درم پر نکاح کیا ہی اور عورت نے گواہ قائم
کیے کہ اسنے سو دینار پر اس عورت سے نکاح کیا ہی اور عورت کے باپ نے جو اس مرد کا غلام ہی گواہ قائم کیے
کہ اسنے میرے رقبہ پر نکاح کیا ہی تو باپ کے گواہ مقبول ہونگے اور اگر باوجود انکے عورت کی مان نے جو
شوہر کی باندی ہی گواہ قائم کیے کہ اس مرد نے میری دختر سے میرے رقبہ پر نکاح کیا ہی تو باپ و مان کے
گواہ مقبول ہونگے اور ان دونون مین سے نصف نصف اس عورت کا مہر ہوگا اور دونون باپ و مان
اپنی اپنی نصف قیمت کے واسطے شوہر کے لیے سعایت کرینگے۔ اور اگر ایسا نہوا بلکہ عورت نے گواہ قائم کیے
کہ اس مرد نے مجھ سے سو دینار پر نکاح کیا ہی اور شوہر نے گواہ قائم کیے کہ مین نے اس سے ہزار درم پر
نکاح کیا ہی پس قاضی نے عورت کے گواہون پر سو دینار کے عوض نکاح ہونے کا حکم دیا پھر عورت کے
باپ نے جو شوہر کا غلام ہی گواہ قائم کیے کہ شوہر نے میرے رقبہ پر اس عورت سے نکاح کیا ہی تو قاضی پہلے

حکم کو منسوخ کریگا اور یہ حکم دیگا کہ یہی باپ اُسکا مہر ہے اور اگر شوہر مدعی ہو کہ مین نے اس عورت کے باپ پر نکاح کیا ہے اور باپ نے اسکے قول کی تصدیق کی پھر دونون نے گواہ قائم کیے اور عورت نے دعوی کیا کہ شوہر نے مجھسے سو دینار پر نکاح کیا ہے اور گواہ قائم کیے پس قاضی نے باپ اور شوہر کے گواہون پر حکم دیا اور باپ کو مہر قرار دیا اور عورت کے مال سے اسکو آزاد رکھا اور باپ کی ولا اس عورت کے واسطے قرار دی پھر عورت نے گواہ قائم کیے کہ نکاح سو دینار پر ہوا تھا تو عورت کے گواہ مقبول ہونگے اور قاضی سو دینار کا شوہر پر حکم دیگا اور عورت کے باپ کو شوہر کے مال سے آزاد قرار دیگا اور ولا جسکا عورت کے واسطے حکم دیا ہے باطل کر دیگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہے - اور اگر بعد طلاق کے دونون نے اختلاف کیا پس اگر بعد دخول کے یا دخول سے پہلے بعد خلوت صحیحہ کے طلاق ہوکر اختلاف ہوا تو اسکا حکم ایسا ہی ہوگا جیسا نکاح موجود ہونے کی حالت مین بیان ہوا ہے اور اگر دخول اور خلوت سے پہلے طلاق ہوکر اختلاف ہوا پس اگر مہر مال دین ہوا اور مقدار مہر مین کہ ہزار ہے یا دو ہزار ہے اختلاف کیا تو شوہر کا قول قبول ہوگا اور شوہر کے قول کے موافق جو مقدار ہوگی اسکا نصف دیا جائیگا اور اسمین کچھ اختلاف ذکر نہین فرمایا اور شیخ کرخی نے اسپر اجماع بیان کیا ہے اور کہا کہ بالاتفاق سب امامون کے نزدیک ہزار کی تنصیف کیجائیگی اور امام محمدؒ نے جامع مین ذکر کرکے فرمایا کہ بنابر قول امام اعظمؒ کے تا مقدار متعہ مثل عورت کا قول قبول ہونا چاہیے اور اس سے زائد مین شوہر کا قول قبول ہونا چاہیے مگر اصح وہی قول اول ہے اور بعضون نے فرمایا کہ درحقیقت دونون روایتون مین کچھ اختلاف نہین ہے اور یہ اختلاف بسبب اختلاف موضوع ہر دو مسئلہ کے ہے پس مسئلہ کتاب النکاح کا موضوع ہزار و دو ہزار ہے پس یہان متعہ کے تحکیم کی کوئی وجہ نہین ہے اور جامع کبیر مین دس اور سو موضوع ہے باین طور کہ شوہر نے کہا کہ مین نے تجھسے دس درم پر نکاح کیا ہے اور عورت نے کہا کہ سو درم پر نکاح کیا ہے اور اس عورت کا متعہ مثل بیس درم ہے پس موضوع مین اختلاف ہے قال المترجم فیہ تامل اور اگر مہر مال عین ہو جیسا کہ مسئلہ غلام و باندی مین مذکور ہوا ہے تو عورت کو متعہ ملیگا لیکن اگر شوہر راضی ہوجاوے کہ عورت نصف باندی لے لے تو جائز ہے یہ بدائع مین ہے اور اگر اصل مسمے مین ہو یعنے ایک نے دعوی کیا کہ تسمیہ کچھ نہ تھا اور دوسرے نے دعوے کیا کہ مہر ٹھہرا ہے تو بالاتفاق مہر مثل واجب ہوگا یہ تبیین مین ہے مگر عورت کے دعوی سے زیادہ نہ دیا جائیگا بشرطیکہ عورت ہی دعوے کرتی ہو کہ مہر ٹھہر گیا ہے اور اگر شوہر اُسکا مدعی ہو تو اُسکے دعوی سے کم نہ دلایا جائیگا یہ بحر الرائق مین ہے اور اگر دخول سے پہلے طلاق واقع ہونے کے بعد ایسا اختلاف ہو تو بالاتفاق متعہ واجب ہوگا یہ فتح القدیر مین ہے اور اگر دونون مین سے ایک کے مرجانے کے بعد ایسا اختلاف ہو تو اسکا حکم وہی ہے جو حالت قیام نکاح مین اصل مسمی یا مقدار مین اختلاف کرنے کی صورت مین مذکور ہوا ہے یہ ایضاح شرح کنز مین ہے - اور اگر شوہر و عورت دونون مرگئے اور وارثون مین مقدار مسمی مین اختلاف ہوا تو قول وارثان شوہر کا قبول ہوگا اور استثناے مستنکر ہوگا اور یہ امام اعظم کا قول ہے کذا فی التبیین اور مستنکر کے دو معنے ہین اول یہ کہ اُسنے دس درم سے کم پر نکاح کیا ہے اور اسی کو ہمارے مشائخ نے لیا ہے اور دوم آنکہ یہ دعوی کیا جاوے کہ اُسنے اس عورت سے اتنے مہر پر نکاح کیا کہ ایسی عورتین ایسے مہر پر نکاح مین نہین لائی جاتی ہین اور اسی کو عامہ مشائخ نے لیا ہے

اور یہی صحیح ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر اصل مہر قرار پانے یا نہ پانے مین دونون کے وارثون نے اختلاف کیا تو قول ان وارثون کا قبول ہوگا جو مہر مسمے ہونے کے منکر ہین اور امام اعظم کے نزدیک عورت کے واسطے کسی چیز کا حکم نہ دیا جائیگا اور صاحبین نے فرمایا کہ مہر المثل کا حکم دیا جائیگا اور مشائخ نے فرمایا کہ فتوی صاحبین ہی کے قول پر ہی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ اور ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ یہ حکم اسوقت ہی کہ جب عورت اپنے نفس کو مرد کے سپرد نہ کر چکی ہو اور اگر عورت اپنے تیئن سپرد کر چکی تھی پھر حال حیات یا بعد ممات کے اختلاف ہوا تو مہر مثل کا حکم نہ دیا جائیگا اسواسطے کہ ہم عادتاً جانتے ہین کہ عورت نے بدون مہر معجل لے لینے کے اپنے تیئن سپرد نہ کیا ہوگا پس کہا جائیگا کہ یا تو اسقدر مہر کا جسکو تونے بطور مہر معجل لے لیا ہی اقرار کرے ورنہ ہم رواج کے موافق جسقدر لیا جاتا ہی اُتنے وصول پانے کا تجھپر حکم کرینگے پھر باقی کے واسطے وہی عمل درآمد ہوگا جو مذکور ہوا ہی یہ محیط سرخسی مین ہی قال المترجم ہمارے دیار مین مہر معجل کا کچھ رواج نہین ہی پس ہمارے یہان یہ حکم متعلق نہوگا فلیتامل۔ اور اگر شوہر و عورت دونون مر گئے اور عورت کا مہر نکاح مین مقرر ہو چکا ہی جو بذریعہ گواہون کے ثابت کیا گیا یا وارثون کی باہمی تصدیق سے ثابت ہوا ہی تو عورت کے وارثون کو اختیار ہوگا کہ اسکا مہر مسمی مذکور شوہر کی میراث سے وصول کرین اور یہ حکم اُسوقت ہی کہ جب یہ معلوم ہو کہ پہلے شوہر مر گیا ہی یا یہ معلوم ہو کہ دونون ایک ساتھ مر گئے یا اگلا پچھلا کچھ نہ معلوم ہوا اور اگر یہ معلوم ہو کہ پہلے عورت مری ہی تو اس مہر مین سے حصہ میراث شوہر نکال ڈالا جائیگا یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اگر ہر دو فریق کے وارثون نے اتفاق کیا کہ نکاح مین کچھ مہر ٹھہرا نہ تھا تو مہر مثل کا حکم دیا جائیگا یہ صاحبین رح کا قول ہی اور اسی پر فتوی ہی یہ جواہر اخلاطی مین ہی۔ اور اگر عورت نے شوہر کو اپنے مہر سے بری کر دیا یا اسکو ہبہ کر دیا پھر کچھ مدت بعد مر گئی پس اُسکے وارثون نے دعوی کیا کہ عورت مذکورہ نے اپنے مرض الموت مین ہبہ کیا ہی یا بری کیا ہی اور شوہر نے اس سے انکار کیا تو شوہر کا قول قبول ہوگا یہ تبیین مین ہی۔ ایک عورت نے اپنے شوہر کے مرنے کے بعد اسپر دعوی کیا کہ میرے اُسپر ہزار درم مہر کے ہین تو امام اعظم رح کے نزدیک پورے مہر مثل تک اُسی کا قول قبول ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ ہشام نے فرمایا کہ مین نے امام محمد رح سے دریافت کیا کہ ایک عورت نے ایک مرد پر دعوی کیا کہ اسنے مجھے ایکسال ہوا کوفہ مین دو ہزار درم پر نکاح کیا ہی اور اس دعوی پر گواہ قائم کئے اور شوہر نے گواہ قائم کئے کہ دو سال ہوئے کہ مین نے اس سے بصرہ مین ایک ہزار درم پر نکاح کیا تھا تو امام محمد رح نے فرمایا کہ عورت ہی کے گواہ قبول ہونگے تب مین نے پوچھا کہ اگرچہ عورت کے ساتھ دو برس سے زیادہ کا بچہ موجود ہو تو فرمایا کہ اگرچہ ایسا ہو تو بھی یہی حکم ہی یہ ذخیرہ مین ہی اور اگر شوہر نے مہر نامہ لکھنے سے انکار کیا تو وہ مجبور نہین کیا جائیگا اور اگر مہر نامہ مین دینار ہون اور عقد درہمون سے ہوا ہی تو درم واجب ہونگے اور مہر نامہ کے رو سے دینار واجب نہونگے اور شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اسکے معنی یہ ہین کہ فیما بینہ و بین اللہ تعالے شوہر پر جو عقد مین ٹھہرا ہی وہی واجب ہوگا ولیکن قاضی بظاہر اسکو دینارون کے ادا کرنے پر مجبور کریگا لیکن اگر قاضی کو ایسا علم ہو جاوے کہ عقد درمون سے ہوا ہی تو ایسا نہ کریگا یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اگر شوہر نے اپنی عورت کو کوئی چیز بھیجی پھر عورت نے کہا کہ وہ ہدیہ تھی

اور شوہر نے کہا کہ وہ مہر مین تھی تو جو چیز کھانے کے واسطے مہیا ہووے جیسے بھونا گوشت و سالن و فواکہ
وغیرہ جو دیر تک باقی نہین رہتے ہین اُسمین عورت کا قول قبول ہوگا اور یہ استحسان ہی بخلاف اُسکے جو چیز
کھانے کے واسطے مہیا نہو جیسے شہد و گھی و اخروٹ و بادام و پستہ وغیرہ اسمین شوہر کا قول قبول ہو سکتا ہی
یہ تبیین مین ہی اور دیگر اشیا مین فقیہ ابو اللیثؒ نے یہ اختیار کیا ہی کہ جو چیزین شوہر کے ذمہ واجب
نہین ہین جیسے موزہ و چادر وغیرہ اسمین شوہر کا قول قبول ہوگا اور جو متاع شوہر پر واجب ہی جیسے
اوڑھنی و کرتی و اشیاے شب تو انکو مہر مین محسوب نہین کر سکتا ہی یہ محیط سرخسی مین ہی پھر جن صورتونمین
شوہر کا قول قبول ہوا اگر متاع مذکور بعینہٖ قائم ہو تو شوہر کو واپس کر دے اور اپنا مہر لے لے اسواسطے کہ یہ بیع
بعوض مہر ہی اور شوہر اسکے ساتھ متعذر نہین ہو سکتا ہی بخلاف اسکے اگر جنس مہر سے ہو تو ایسا نہین ہی
اور اگر متاع مذکور تلف ہو گئی تو مہر واپس نہین لے سکتی ہی اور اگر شوہر نے کہا کہ یہ متاع ودیعت تھی اور
عورت نے کہا کہ مہر مین تھی پس اگر وہ جنس مہر سے ہو تو عورت کا قول قبول ہوگا اور اگر اُسکے خلاف جنس ہو
تو قول شوہر کا قبول ہوگا یہ تبیین مین ہی - شوہر نے عورت کو کچھ مال دیا ہی پھر عورت نے دعوی کیا
کہ یہ نفقہ مین تھا اور شوہر نے کہا کہ مہر مین تھا تو شوہر کا قول قبول ہوگا لیکن اگر عورت ہی گواہ قائم
کرے تو ایسا نہوگا یہ فتح القدیر مین ہی - ایک شخص نے اپنی جورو کو متاع بھیجی اور عورت کے باپ نے
بھی شوہر کو کچھ متاع بھیجی پھر شوہر نے دعوی کیا کہ مین نے جو بھیجا ہی وہ مہر مین ہی تو قسم سے شوہر کا قول
قبول ہوگا پس اگر متاع مذکور قائم ہو تو عورت کو چاہیے کہ متاع واپس کر کے باقی مہر لے لے کیونکہ وہ اسکے
مہر ہونے پر راضی نہین ہوئی اور اگر متاع تلف ہو گئی ہو پس اگر مثلی چیز ہو تو شوہر کو اُسکے مثل دیدے
اور اگر مثلی نہو تو عورت اپنے شوہر سے باقی ماندہ مہر وصول نہین کر سکتی ہی - اور وہ متاع جو عورت کے
باپ نے بھیجی ہی اگر تلف ہو گئی ہو تو شوہر سے کچھ واپس نہین لے سکتی ہی اور اگر موجود ہو پس اگر باپ نے
اپنے ذاتی مال سے بھیجی ہو تو شوہر سے واپس لے سکتا ہی اور اگر دختر بالغہ کے مال سے اُسکی رضامندی
سے بھیجی ہو تو واپس نہین ہو سکتی ہی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی اور شیخ علی بن احمد سے دریافت کیا گیا
کہ ایک شخص نے اپنی منگیتر عورت کو دینار بھیجے پس اُسکے لوگون نے اس شخص کے واسطے اس مال سے
جوڑے بنائے جیسی عادت ہی پھر اسکے بعد اُسنے کہنا شروع کیا کہ یہ مال نقد جو مین نے بھیجا تھا وہ
مہر مین بھیجا تھا تو شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ قول بھیجنے والے کا قبول ہوگا - پھر دریافت کیا گیا کہ اگر اُسنے
ان لوگون پاس دینار بھیجے اور کہا کہ اسمین سے کچھ جولاہے کی مزدوری دو اور بعض سے بکری خرید کر اُسکا [illegible]
دو اور بعض جو زفہ مین خرچ کر دو جیسے عادت جاری ہی پس اُن لوگون نے ایسا ہی کیا پھر وہ عورت
اپنے شوہر کے پاس بطریق زفاف بھیجی گئی پھر مرد مذکور نے دعوی کیا کہ مین نے یہ دنانیر اُسکے مہر مین
بھیجے تھے تو اُسکا قول قبول ہوگا یا نہوگا تو شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر قول کے ساتھ تصریح کر دی تو
تعیین مین اُسکا قول قبول ہوگا اور شیخ ابو حامد سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنے پسر کے واسطے
کسی دختر سے منگنی کی اور اُس دختر کو درم بھیجے پھر باپ مر گیا اور اُسکے سب وارثون نے یہ اُس مال سے بھی

جو اُسنے بھیجا تھا میراث طلب کی تو شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر دونون مین میل پورا ہو گیا ہو تو یہ بھیجا ہوا مال
اُسی پسر کا ہوگا جسکے واسطے اُسنے بھیجا ہو اور اگر دونون مین میل کی بات چیت پختہ نہ ہوگئی ہو تو یہ مال
میراث ہوگا اور اگر باپ زندہ ہو تو اُسکے بیان کی جانب رجوع کیا جائیگا - اور میرے والد رحمہ اللہ سے
دریافت کیا گیا کہ ایک مرد نے اپنی منگیتر کے یہان شکر اور جوز و لوز و تمر وغیرہ بھیجے پھر مرد والون کی
راے مین آیا کہ منگنی چھوڑ دین پس اُنھون نے چھوڑ دی تو اس مرد کو روا ہی کہ جو اُسنے بھیجا تھا وہ واپس
کر لے تو میرے والد رحمہ اللہ نے جواب مین فرمایا کہ اگر لڑکی والون نے بھیجنے والے کے حکم سے یہ چیزین لوگون کو
بانٹ دی ہون تو واپس کرنے کا استحقاق حاصل نہوگا اور اگر اُسنے یہ اجازت نہ دی ہو تو واپس لے سکتا ہی
یہ تاتارخانیہ مین ہی - ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا اور اُسکے پاس ہدایا بھیجے اور عورت نے بھی
انکی عوض مین بھیجے پھر عورت مذکورہ اُسکے پاس بھیجی گئی پھر مرد مذکور نے اُسکو جدا کیا پھر کہا کہ وہ چیزین
مین نے تیرے پاس بطور عاریت بھیجی تھین اور واپس لینی چاہین اور عورت نے اپنا معاوضہ واپس لینا چاہا
تو حکم قضا کے واسطے ظاہر مین مرد کا قول قبول ہوگا اور جب اُسنے عورت سے واپس لیا تو عورت کو اختیار
ہوگا کہ جو اُسنے اسکا عوض دیا ہی وہ واپس لے یہ محیط مین ہی - اور شیخ ابوبکر اسکاف نے فرمایا کہ اگر عورت نے
بھیجتے وقت تصریح کر دی ہو کہ یہ اُسکا عوض ہی تو یہی حکم ہی اور اگر تصریح نہ کی ہو لیکن اُسنے دل مین خیال
کر کے حساب کیا اور نیت کر لی کہ یہ عوض ہی تو یہ عورت کی طرف سے ہبہ ہوگا اور اُسکی نیت باطل قرار دیجائیگی
یہ فتاوی قاضیخان مین ہی قال المترجم یعنے عورت واپس نہین لے سکتی ہی لما تقرر فی الہبۃ بین الزوج والزوجۃ
متذکرا اور محیط مین لکھا ہی کہ اگر عورت کو نافہ مشک یا عطر وغیرہ خوشبو بھیجی پھر دعوی کیا کہ یہ مہر مین تھی تو
مرد کا قول قبول ہوگا اور حاوی مین ہی کہ اگر عورت نے اُسکو شوہر کی طرف سے ہدیہ خیال کر کے اسکے عوض
مین کچھ بھیجا پھر اسکے خیال کے برخلاف ظاہر ہونے پر عورت نے اپنا عوض واپس لینا چاہا تو شیخ رحمہ اللہ
نے فرمایا کہ اُسکو یہ اختیار ہوگا پھر دیکھا جائیگا کہ اگر خوشبوے مذکور موجود ہو تو شوہر اُسکو واپس لیگا
درحالیکہ عورت اُسکے مہر مین ہونے پر راضی نہو اور اگر تلف ہو گئی ہو تو شوہر کو اُسکے مثل ملیگا اور اگر مثلی
نہو تو اُسکی قیمت مقدار مہر مین سے محسوب ہو جائیگی یہ تاتارخانیہ مین ہی - ایک عورت مر گئی اور اُسکی مان نے
ماتم داری کی اور شوہر نے اسکی مان کو ایک گاے بھیجی جسکو اُسنے ذبح کر کے ماتم داری مین صرف کیا پھر
شوہر نے اس گاے کی قیمت واپس لینی چاہی تو مشائخ نے فرمایا ہی کہ اگر دونون نے اس امر پر اتفاق کیا
کہ شوہر نے عورت کی مان کو یہ گاے بدین غرض بھیجی تھی کہ ذبح کر کے ماتم داری مین جو جمع ہون اُنکے صرف مین
لاوے اور قیمت کا ذکر نہ کیا تو قیمت نہین لے سکتا ہی اور اگر اس امر پر دونون نے اتفاق کیا کہ اُسنے
بھیجنے کے وقت قیمت کا ذکر کیا ہی تو قیمت واپس لے سکتا ہی اور اگر دونون نے قیمت کے ذکر کرنے و نہ کرنے
مین اختلاف کیا تو قسم سے عورت کی مان کا قول قبول ہوگا اور شیخ مولف رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ شوہر کا
قول قبول ہونا چاہیے یہ فتاوی قاضیخان مین ہی - اور مجموع النوازل مین لکھا ہی کہ ایک شخص نے ایام
عید مین اپنی عورت کو دراہم بھیجے اور کہا کہ یہ عیدی ہی یا کہا کہ شکر کا روپیہ ہی پھر دعوی کیا کہ یہ مہر مین تھا

تو اُسکے قول کی تصدیق نہوگی یہ محیط مین ہی تیرھوین فصل تکرار مہر کے بیان مین - ایک شخص نے ایک عورت سے کہا کہ ہر بار کہ مین تجھ سے نکاح کرون پس تو طالقہ ہی پھر اُسی عورت سے ایک دن مین تین بار نکاح کیا اور ہر بار اُسکے ساتھ دخول کیا تو اسپر دو طلاق واقع ہونگی اور مرد پر دو مہر اور نصف مہر واجب ہوگا اور یہ بقیاس قول امام اعظم و امام ابو یوسفؒ ہی اور وجہ یہ ہی کہ جب اُسنے اول مرتبہ نکاح کیا تو عورت پر ایک طلاق واقع ہوئی اور چونکہ قبل دخول اُسکے طلاق پڑی ہی اسواسطے نصف مہر لازم آیا پھر جب اُسکے ساتھ دخول بھی کیا اور یہ دخول خالی از شبہہ نہین ہی اسواسطے کہ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک جو طلاق معلق بہ تزوج ہوتی ہی وہ نہین واقع ہوتی ہی پس عورت پر عدت واجب ہوگی پھر جب عدت مین دوبارہ اُس سے نکاح کیا تو دوسری طلاق واقع ہوگی اور یہ طلاق امام اعظم و امام ابو یوسف کے قول کے موافق معقب رجعت ہی اسواسطے کہ ان دونوں اماموں کے نزدیک اگر معتدہ عورت سے نکاح کیا پھر قبل دخول کے اُسکو طلاق دیدی تو حکماً یہ طلاق بعد دخول کے ہوگی اگرچہ یہ عدت وطی بشبہہ کی ہو اور جو طلاق بعد دخول کے ہو وہ معقب رجعت ہوتی ہی اور پورے مہر کی موجب ہی پس مرد پر تمام وہ مہر جو دوسرے نکاح مین قرار پایا تھا واجب ہوگا پس مرد کے ذمہ دو مہر و نصف مہر مجتمع ہوگئے اور تیسرا نکاح صحیح نہوگا اسواسطے کہ عورت طلاق رجعی کی عدت مین ہی اگرچہ طلاق رجعی اسی مرد نے دیا ہی پس نکاح ثالث غیر معتبر ہوا پس تیسرا مہر واجب نہوگا اور تیسرے نکاح کے بعد جو اُسنے دخول کیا ہی اُس سے کوئی مہر زائد واجب نہوگا اسواسطے کہ مرد نے اپنی منکوحہ سے وطی کی ہی - اور اگر مرد نے کہا کہ ہر بار کہ مین تجھ سے نکاح کرون تو تو طالقہ بائنہ ہی پھر اُسی عورت سے تین بار نکاح کیا اور ہر بار دخول کیا تو یہ عورت اس مرد سے تین طلاق کے ساتھ بائنہ ہوجائیگی اور مرد پر بقیاس قول امام اعظم و امام ابو یوسفؒ کے ساڑھے پانچ مہر واجب ہونگے یعنے نصف مہر نکاح اول اور مہر مثل بدخول اول اور مہر مسمے نکاح دوم اور مہر مثل بدخول دوم اسلیے کہ مرد نے اُس سے بشبہہ وطی کی ہی اور مہر مسمے نکاح ثالث اور مہر مثل بدخول سوم اسواسطے کہ وطی بشبہہ ہی پس مرد کے ذمہ پانچ مہر و نصف مہر واجب ہوگا - اور اگر ایک عورت سے نکاح کیا اور اُسکے ساتھ دخول کیا پھر اُسکو طلاق بائن دیدی پھر اُس سے عدت مین نکاح کیا پھر نکاح دوم مین دخول سے پہلے اُسکو طلاق دیدی تو مرد پر نکاح اول سے مہر واجب ہوگا اور مہر کامل نکاح دوم لازم ہوگا اور یہ امام اعظم و امام ابو یوسف کا قول ہی اور ان دونوں اماموں کے نزدیک عورت مذکورہ پر نکاح ثانی کی جدید از سر نو عدت واجب ہوگی اور اگر نکاح دوم مین مرد نے اُسکو طلاق نہ دی یہان تک کہ عورت مذکورہ قبل دخول کے اپنے کسی فعل سے مثل مرتد ہوجانے یا پسر شوہر کی مطاوعت وغیرہ سے شوہر سے بائنہ ہوگئی تو ہر دو امام موصوف رحمہ اللہ کے نزدیک مرد پر اسکا مہر کامل واجب ہوگا - اور اگر باندی ہو اور وہ بعد نکاح دوم کے آزاد کی گئی اور قبل دخول کے اُسنے اپنے نفس کو اختیار کیا یعنے شوہر سے جدائی اختیار کی تو ہر دو امام موصوف کے نزدیک مرد پر اسکا مہر کامل دوسرے نکاح کا واجب ہوگا اور اگر غیر کفو کے ساتھ عورت کا نکاح ہوا اور اُسنے عورت کے ساتھ دخول کیا پھر ولی نے قاضی سے نالش کی اور قاضی نے دونون مین تفریق کرادی اور مہر و عدت واجب ہوئی پھر بغیر ولی کے اس مرد نے اس عورت سے نکاح کیا اور قبل دخول کے دوسرے نکاح مین سے قاضی نے

دونون مین تفریق کرادی تو پھر مرد پر مہر کامل واجب ہوگا اور عورت پر جدید از سر نو عدت واجب ہوگی اور یہ امام ابوحنیفہ و امام ابو یوسف کا قول ہی - ایک شخص نے ایک صغیرہ سے بتزویج اُسکے ولی کے نکاح کیا اور قبل بلوغ کے اُسکے ساتھ وطی کر لی پھر جب وہ بالغ ہوئی تو اُسنے فرقت اختیار کی اور دونون مین جدائی کرادی گئی پھر عدت مین اُس مرد نے اُس سے نکاح کیا پھر قبل دخول کے اُسکو طلاق دیدی تو امام ابوحنیفہ و امام ابو یوسف کے نزدیک اُسپر مہر کامل واجب ہوگا اور عورت پر از سر نو جدید عدت واجب ہوگی - ایک شخص نے ایک صغیرہ سے نکاح کیا اور اُسکے ساتھ دخول کیا پھر اُسکو ایک طلاق بائنہ دیدی پھر عدت مین اُس سے نکاح کیا پھر وہ بالغہ ہوئی اور اُسنے اپنے نفس کو اختیار کیا اور دونون مین تفریق کرادی گئی تو مرد پر مہر کامل اور عورت پر از سر نو عدت واجب ہوگی - اور علی ہذا اگر ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا اور دخول کیا پھر وہ نعوذ باللہ مرتدہ ہوگئی پھر مسلمان ہوئی اور عدت مین مرد مذکور نے اُس سے نکاح کیا پھر قبل دخول واقع ہونے کے وہ عورت مرتدہ ہوگئی تو بھی یہی حکم ہی اور اسیطرح اگر ایک شخص نے ایک باندی سے نکاح کیا اور دخول کیا پھر وہ آزاد کی گئی اور اُسنے اپنے نفس کو اختیار کیا پھر عدت مین مرد مذکور نے اُسکے ساتھ نکاح کیا پھر قبل دخول کے اُسکو طلاق دیدی تو بھی یہی حکم ہی اور اسیطرح اگر ایک شخص نے نکاح فاسد ایک عورت سے نکاح کیا اور دخول کر لیا پھر دونون مین تفریق کرائی گئی پھر عدت مین نکاح جائز اُس سے نکاح کیا پھر قبل دخول کے اُسکو طلاق دیدی تو بھی امام اعظم و امام ابو یوسف کے نزدیک مرد پر مہر کامل اور عورت پر از سر نو جدید عدت واجب ہوگی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی - اور اگر پسر کی باندی یا مکاتب کی باندی سے وطی کی یا نکاح فاسد مین عورت سے چند بار وطی کی تو وطی کرنے والے پر ایک ہی مہر واجب ہوگا یہ ظہیریہ مین ہی - اور اصل یہ ہی کہ شبہہ ملک ہونے کے بعد اگر وطی کتنی ہی بار واقع ہو تو فقط ایک ہی مہر واجب ہوتا ہی اسواسطے کہ دوسری وطی اُسکی ملک مین ہوئی اور اگر شبہ اشتباہ کے بعد چند بار وطی واقع ہوئی تو ہر بار کا مہر علیحدہ واجب ہوگا کیونکہ ہر وطی کا وقوع ملک غیر مین ہی - اور اگر پسر نے باپ کی باندی سے چند بار وطی کی اور شبہہ کا دعوی کیا تو اُسپر ہر وطی کا مہر لازم ہوگا اور اسیطرح اگر اپنی جورو کی باندی سے وطی کی تو بھی یہی حکم ہی اور اگر اپنی مکاتبہ سے چند بار وطی کی تو اُسپر ایک ہی مہر لازم ہوگا اور اگر دو شریکون مین سے ایک نے مشترکہ باندی سے چند بار وطی کی تو ہر بار کے واسطے اُسپر نصف مہر واجب ہوگا اور اپنے و دوسرے کی مشترک مکاتبہ کے ساتھ چند بار وطی کی تو اُسپر اپنے نصف کے واسطے فقط ایک نصف مہر واجب ہوگا اور نصف شریک کے واسطے ہر بار کے لیے نصف مہر واجب ہوگا اور یہ سب مال ہو اس مکاتبہ کو ملیگا - ایک عورت سے ایک مرد نے زنا کیا اور ہنوز وہ اُسکے پیٹ پر چڑھا تھا یعنے کار زنا مین مشغول تھا کہ اُسکے ساتھ نکاح کر لیا تو اُسپر دو مہر لازم ہونگے ایک مہر مثل بوجہ زنا کے اور دوسرا مہر مسمی بوجہ نکاح کے محیط سرخسی مین ہی - اور اگر اپنی جورو سے جس سے دخول نہین کیا ہی کہا کہ جب مین تجھ سے خلوت کرون یا جسوقت مین نے تجھ سے خلوت کی تو تو طالقہ ہی پھر عورت مذکورہ سے خلوت کی و جماع کیا تو مرد مذکور پر نصف مہر اور پورا مہر واجب ہوگا کیونکہ مہر کامل تو بوجہ جماع کے اور نصف مہر بوجہ طلاق قبل دخول کے واجب ہوگا اور اسصورت مین خلوت کا کچھ اثر مترتب نہوگا باوجودیکہ طلاق بعد خلوت ہوئی ہی اسواسطے مہر اگرچہ خلوت سے متاکد ہو جاتا ہی

لیکن کبھی متاکد ہو جاتا ہی کہ جب اتنی دیر تک ہو کہ اسکے ساتھ دخول کرنے پر قادر رہا اور یہان خلوت ہوگی ہی طلاق
واقع ہوگئی ہی اور مرد نے خلوت مین اس سے جماع نہ کیا ہو تو اسپر فقط نصف مہر واجب ہوگا اور اگر
کسی اجنبیہ عورت سے کہا کہ جب مین تجھسے نکاح کرون اور تیرے ساتھ ایک ساعت خلوت کرون تو تو
طالقہ ہی پھر اس سے نکاح کیا اور خلوت کی اور جماع کیا تو عورت پر طلاق واقع ہوگی اور اسکو دو مہر
ملینگے ایک مہر بعوض خلوت کے اور دوسرا مہر بوجہ دخول کے بشرطیکہ دخول ایک ساعت خلوت کے بعد ہو
اور اگر دخول خلوت کے ساتھ ہی ہو تو اسپر ایک ہی مہر واجب ہوگا یہ محیط مین ہی - اور اگر تین طلاق دی ہوئی
عورت سے وطی کی اور شبہہ کا دعوی کیا تو بعض نے فرمایا کہ اگر تینون طلاق ایکبارگی دی ہون اور یہ گمان کیا
کہ یہ واقع نہین ہوئی ہین جیساکہ بعض کا مذہب ہی تو یہ گمان بموقع ہی پس اسپر ایک ہی مہر واجب ہوگا
اور اگر گمان کیا کہ تینون طلاق واقع ہوئی ہین مگر یہ گمان کیا کہ عورت سے وطی کرنا حلال ہی تو گمان
بے موقع ہی پس ہر وطی کے واسطے اسپر مہر واجب ہوگا یہ خلاصہ مین ہی - اور اگر ایک باندی خریدی اور
اس سے چند بار وطی کی پھر وہ باثبات استحقاق لے لیگئی تو مشتری پر ایک مہر واجب ہوگا اور اگر نصف
باندی کا استحقاق ثابت کیا گیا تو صاحب استحقاق کے لیے فقط نصف مہر واجب ہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہی
اور اگر منکوحہ سے چند بار وطی کرنے کے بعد ظاہر ہوا کہ یہ وہ عورت ہی جسکے واسطے اسنے قسم کھائی تھی کہ اگر
تجھسے نکاح کرون تو تو طالقہ ہی تو مرد پر ایک ہی مہر واجب ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی - چودہ برس کا
لڑکا ہی اسنے بے خبر سوئی ہوئی عورت سے جماع کر لیا پس اگر یہ ثیبہ ہو تو لڑکے پر حد و عقر واجب
نہوگا اور اگر باکرہ ہو کہ اسنے اسکا پردۂ بکارت پھاڑ دیا تو اسپر مہر مثل واجب ہوگا اور اسیطرح اگر
باندی ہو تو بھی اسی تفصیل سے حکم ہی اور اگر مرد مجنون ہو تو بھی اسی تفصیل سے حکم ہی یہ فتاوی قاضی خان
مین ہی اور اگر لڑکا کسی لڑکی سے زنا کرے تو اسپر مہر واجب ہوگا اور اگر لڑکا اسکا ملقر ہو گیا تو اسپر مہر
نہوگا اور اگر عورت حرہ بالغہ سے لڑکے نے زنا کیا اور اسکا پردۂ بکارت پھاڑ دیا پس اگر باکراہ و زبردستی
ایسا کیا تو لڑکے پر اسکے مہر کا ضامن ہوگا اور اگر یہ عورت بطوع خود اس امر پر راضی ہوئی اور اسکو اپنی طرف
بلایا تو لڑکے پر کچھ مہر نہوگا اور اگر لڑکی نے کوئی لڑکا بطوع خود اپنی طرف مائل کیا پس اسنے وطی سے اسکا پردۂ بکارت
پھاڑ دیا تو لڑکے پر مہر واجب ہوگا اسواسطے کہ اس لڑکی کا حکم و رضامندی اسکے حق کے ساقط کرنے مین صحیح
نہوگا بخلاف عورت بالغہ کے کہ وہان صحیح ہی - اور باندی نے اگر کسی طفل کو اپنی طرف بلایا حتے کہ اسکے ساتھ
زنا کیا تو طفل مذکور پر مہر واجب ہوگا کیونکہ باندی کا حکم اسکے مولے کی حق تلفی مین صحیح نہوگا یہ محیط مین ہی
اور واضح رہے کہ سوائے نکاح و وطی جائز کے جہان مہر دینا بولا گیا ہی وہان مہر سے مراد عقر ہی اور عقر وہ ہی
جو بعض وطی مین وطی کرنے والے کے ذمہ واجب ہوتا ہی اور شیخ امام نجم الدین نے فرمایا کہ مین نے شیخ
امام قاضی اسبیجابی سے فتوی طلب کیا کہ تقدیر عقر کیونکر ہی تو لکھا کہ تقدیر عقر اسطرح ہی کہ دیکھا جاوے
کہ اگر بالفرض زنا حلال ہوتا تو ایسی عورت کی اجرت کیا ہوتی پس اسیقدر واجب ہوگا اور ایسا ہی ہمارے
مشائخ سے منقول ہی کذا فی الخلاصہ اور حجت مین امام ابو حنیفہ سے روایت ہی کہ امام نے فرمایا کہ عقر

یہ تفسیر ہو کہ عقر وہ مال ہو کہ جسکے عوض ایسی عورت نکاح مین لائی جاوے اور اسی پر فتوی ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی
ایک شخص اپنی جورو سے جماع کرنے مین مشغول ہوا اور دخول کرنے کے بعد اُسی حالت مین اُسکو طلاق دیدی
پھر بعد طلاق کے اپنا جماع پورا کر لیا یہان تک کہ اُسکو انزال ہو گیا پھر اُس سے الگ ہوا تو امام محمدؒ نے
فرمایا اور یہی دو روایتون مین سے ایک روایت امام ابو یوسف سے ہی کہ اس مرد پر حد واجب نہوگی اور نہ
مہر لازم ہوگا اسواسطے کہ یہ سب ایک ہی فعل ہی پس جب اول و آخر حلال تھا تو حد واجب نہوگی اور نہ مہر
لازم ہوگا لیکن اگر اُسنے آلہ تناسل نکال کر پھر بعد طلاق کے داخل کیا تو البتہ واجب ہوگا اور اگر ایسا نہ کیا
بلکہ اوپر ہی سے اختلاط کرتا رہا یہان تک کہ انزال ہو گیا تو اسپر مہر لازم نہوگا اور اگر یہ طلاق رجعی ہو
تو بنا بر قول امام محمدؒ اور احدی الروایتین امام ابو یوسفؒ کے اس فعل سے رجوع کرنے والا نہوگا
اور اگر غلتنہ مولے و غلتنہ باندی باہم ملجانے کے بعد باندی سے کہا کہ تو حرہ ہی یعنے آزاد کیا پھر
اپنا جماع پورا کیا تو امام محمدؒ کے قول مین مولے پر عقر واجب نہوگا لیکن اگر نکال کر پھر آزاد کرنے کے بعد
داخل کر دے تو عقر لازم ہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہی۔ زید نے ایک عورت سے نکاح کیا اور زید کے
پسر نے اس عورت کی دختر سے نکاح کیا پھر ہر ایک کی عورت منکوحہ دوسرے کے پاس بھیجی گئی اور دونون
نے آگے پیچھے وطی کر لی تو پہلے وطی کرنے والے پر پورا مہر اُس عورت کا جس سے وطی کی اور نصف مہر اپنی
منکوحہ کا واجب ہوگا اور دوسرے پچھلے وطی کرنے والے پر اپنی عورت منکوحہ کا کچھ مہر واجب نہوگا اور
اگر دونون نے ایک ساتھ وطی کی تو دونون مین سے کسی پر اپنی منکوحہ کا کچھ واجب نہوگا۔ ایک مرد اور اُسکے
پسر نے دو اجنبیہ عورتون سے نکاح کیا اور ہر عورت اپنے شوہر کے سوائے دوسرے کے پاس بھیجی گئی اور
دونون عورتون سے وطی کی گئی تو ہر ایک پر اپنی وطی کی ہوئی عورت کا عقر واجب ہوگا اور کسی پر اپنی منکوحہ
کا عقر واجب نہوگا۔ دو بھائی ہین کہ اُنمین سے ایک نے ایک عورت سے نکاح کیا اور دوسرے نے
اُسکی مان سے نکاح کیا پھر ہر ایک عورت اپنے شوہر کے سوائے دوسرے کے پاس بھیجی گئی اور دونون سے
وطی کی گئی تو امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ ہر ایک عورت اپنے شوہر سے بائنہ ہو گئی اور ہر ایک مرد پر اپنی منکوحہ کا
نصف مہر لازم ہوگا اور جسنے جس عورت سے وطی کی ہی اُسپر اُسکا عقر واجب ہوگا اور دونون مین سے
ایک کو اختیار نہ رہیگا کہ پھر اُسکے بعد اپنی منکوحہ سے نکاح کرے یعنے مان کے شوہر کو اُسکی دختر سے جسکے ساتھ وطی
بھی کی ہی نکاح کرنے کا اختیار ہی ولیکن دختر کے شوہر کو اُسکی مان سے نکاح کرنے کا اختیار نہین ہی اور اسیطرح
اگر مرد دو شوہر مین کچھ قرابت نہو تو بھی یہی حکم رہیگا یہ ظہیریہ مین ہی۔ ایک مرد کے پاس اُسکی جورو کے سوائے دوسری
عورت بھیجی گئی اور اُسنے اُسکے ساتھ وطی کی تو اُسکا مہر مثل اُسپر لازم ہوگا اور جسنے پاس بھیجی ہی اس سے واپس
نہین لے سکتا ہی پھر اگر یہ عورت اُسکی منکوحہ کی مان ہو تو اُسکی جورو ہمیشہ کے واسطے اسپر حرام ہوگی اور منکوحہ کو
قبل دخول کے حرام ہونے سے نصف مہر ملیگا۔ باپ کی جورو قبل دخول کے اُسکے پسر کے پاس بھیجی گئی اور پسر نے اُسکے ساتھ
دخول کیا تو باپ کو نصف مہر دینا پڑیگا اور اُسکو اپنے پسر سے واپس نہین لے سکتا ہی اسواسطے کہ بیٹے پر
مہر المثل واجب ہوا ہی اور اگر پسر نے عمداً بغرض فساد کے شہوت سے اس عورت کا بوسہ لیا تو باپ نصف مہر کو جو اُسکو

دینا پڑا ہی پسر سے واپس لیگا - اور ابن سماعہ نے امام ابو یوسف سے روایت کی ہی کہ ایک مریض نے دوسرے مریض کو
اپنی باندی ہبہ کی اور موہوب لہ نے اُس سے وطی کی اور اُسکا عقر سو درم ہی اور قیمت تین سو درم ہی پھر
موہوب لہ نے یہ باندی اسی ہبہ کرنے والے کو ہبہ کر دی پھر دونون اپنے اپنے مرض مین مر گئے تو موہوب لہ
پر عقر واجب نہوگا - اور امام محمد نے فرمایا کہ اگر مریض نے اپنی باندی ایک شخص کو ہبہ کی اور موہوب لہ نے پاس
اس باندی سے خود وطی کی اور اسپر اسقدر قرضہ ہی کہ اُسکے تمام مال کو گھیرے ہوئے ہی پھر مریض مر گیا
تو اُسپر عقر واجب نہوگا اور اگر واہب نے اس باندی کا ہاتھ کاٹ دیا ہو تو بھی اُسپر کچھ واجب نہوگا بخلاف
تندرست آدمی کے کہ اگر تندرست نے وطی کی پھر ہبہ سے رجوع کیا تو اسپر عقر واجب ہوگا یہ محیط سرخسی
مین ہی - ایک مریض نے اپنی باندی کسی کو ہبہ کی اور اسپر قرضہ اسقدر ہی کہ تمام مال کو گھیرے ہوئے ہی
پھر موہوب لہ نے باندی سے وطی پھر ہبہ کرنے والا مر گیا اور بوجہ قرضہ مستغرق کے ہبہ توڑ دیا گیا تو
موہوب لہ اس باندی کے عقر کا ضامن ہوگا یہ ظہیریہ مین ہی - نوادر معلے مین امام یوسف سے روایت ہی کہ
ایک شخص نے ایک عورت کو غصب کیا اور سوائے فرج کے اُسکے ساتھ کسی طرح سے جماع کیا اور اُس سے
بچہ پیدا ہوا پس اگر یہ عورت باکرہ ہو تو غاصب پر مہر واجب ہوگا اور اگر ثیبہ ہو تو کچھ مہر واجب
نہوگا یہ تاتارخانیہ مین ہی - **چودھوین فصل** ضمانت مہر کے بیان مین - اگر ایک شخص نے اپنی دختر صغیرہ یا کبیرہ کا
جو باکرہ ہی یا مجنونہ ہی کسی مرد سے نکاح کیا اور شوہر کی طرف سے اُسکے مہر کی ضمانت کر لی تو ضمانت صحیح ہوگی
پھر عورت کو اختیار ہوگا چاہے شوہر سے مطالبہ کرے یا اپنے ولی ضامن سے مطالبہ کرے بشرطیکہ
مطالبہ کی اہلیت رکھتی ہو اور ولی مذکور بعد ادا کرنے کے شوہر سے واپس لیگا بشرطیکہ شوہر کے حکم سے ضامن
ہوا ہو یہ تبیین مین ہی - ایک شخص نے اپنی دختر کا دوسرے سے دو ہزار درم پر نکاح کیا اور اپنے اوپر اس امر کے گواہ کر لیے
کہ مین نے فلانہ عورت کا فلان مرد کے ساتھ دو ہزار درم پر بدین شرط نکاح کیا ہی کہ ہزار درم شوہر پر اور
ہزار درم میرے مال سے ہونگے پس شوہر نے قبول کیا تو پورا مہر شوہر پر ہوگا اور باپ اُسکی طرف سے
ہزار درم کا ضامن قرار دیا جائیگا پھر اگر عورت مذکورہ نے یہ مال اپنے باپ سے یا باپ کے ترکہ سے لے لیا
تو باپ یا اُسکے وارثون کو اختیار ہوگا کہ اسقدر مال شوہر سے واپس لین یہ محیط مین ہی - اور اگر اپنے
پسر صغیر کے ساتھ کوئی عورت بیاہی اور پسر کی طرف سے اُسکے مہر کا ضامن ہوا اور یہ امر اُسکی صحت مین واقع ہوا
تو جائز ہی بشرطیکہ عورت نے ضمانت قبول کر لی ہو اور جب باپ نے یہ مال مہر ادا کیا پس اگر حالت صحت مین
ادا کیا ہی تو استحساناً جو ادا کیا ہی وہ پسر کے مال سے نہین لے سکتا ہی الا اُسصورت مین کہ اصل ضمانت مین یہ شرط
کر لی ہو کہ واپس لے لونگا یہ ذخیرہ مین ہی پھر عورت کو یہ اختیار ہوگا کہ طفل کے ولی سے مہر کا مطالبہ کرے اور
شوہر سے مطالبہ نہین کر سکتی ہی جبتک کہ وہ بالغ ہو جاوے پھر جب شوہر بھی بالغ ہو جاوے تو عورت
مختار ہی کہ دونون مین سے جس سے چاہے مطالبہ کرے یہ تبیین مین ہی - اور اگر کسی اجنبی نے باپ کے حکم سے
ضمانت کر لی تو وہ بعد ادا کرنے کے واپس لیگا اسیطرح اگر وصی نے یتیم کی جورو کا مال اپنے پاس سے ادا کیا
تو واپس لیگا اور اگر باپ ادا کرنے سے پہلے مر گیا تو عورت کو اختیار ہوگا چاہے پسر مذکور یعنے شوہر سے لے

یا باپ کے ترکہ مین سے وصول کرے پھر وارثان پدر اسقدر مال اس پسر کے مال سے واپس لینگے اور یہ ہمارے
اصحاب ثلثہ رح کے نزدیک ہی کذا فی الخلاصہ اور اگر ضمانت حالت صحت مین ہو اور ادا کرنا حالت مرض مین ہو
تو خصاف رح نے ادب القاضی مین ذکر کیا ہی کہ امام اعظم و امام محمد رح کے نزدیک وہ متبرع نہوگا اور
پسر مذکور کے واسطے جو حصہ میراث ملا ہی اُسمین سے اسقدر مال محسوب ہو جائیگا یہ ذخیرہ مین ہی - اور
بقالی مین ہی کہ اگر باپ نے کہا کہ تم لوگ گواہ رہو کہ مین نے اپنے پسر کے ساتھ فلانہ عورت کا نکاح کیا تو مہر
اُسکے ذمہ لازم نہوگا لیکن اگر ادا کر دے تو امام ابو یوسف کے نزدیک صلہ رحم قرار دیا جائیگا یہ خلاصہ
مین ہی اور اگر پسر بالغ ہو اور باپ نے بدون اُسکے حکم کے اپنی صحت مین مہر کی ضمانت کر لی پھر باپ مر گیا
اور عورت نے اُسکے ترکہ مین سے وصول کر لیا تو باپ کے وارث لوگ بالاجماع اس مال کو پسر مذکور سے واپس
نہین لے سکتے ہین اور مجنون لوگ اس معاملہ مین مثل صبیان یعنے اطفال کے ہین یہ فتاوی قاضیخان مین ہی - اور
یہ سب اُسوقت ہی کہ ضمانت حالت صحت مین واقع ہوئی ہو اور اگر ضمانت مرض الموت مین واقع ہوئی تو یہ باطل ہی
کیونکہ اُسنے اس حیلہ سے وارث کو نفع پہونچانے کا ارادہ کیا ہی حالانکہ ایسا مریض ایسے کام کرنے سے ممنوع
و مجبور ہوتا ہی پس ضمانت صحیح نہوگی یہ ذخیرہ مین ہی اگر ایک شخص نے ایک عورت کو خطبہ کیا اور اُسکے واسطے
مہر کی ضمانت کر لی اور کہا کہ شوہر نے مجھے حکم دیا ہی کہ مین اُسکی طرف سے تیرے لیے تیرے مہر کی ضمانت کرون پس
عورت نے اس ایلچی کے قول پر بھیجنے والے سے اپنے آپ کو بیاہ دیا پھر شوہر آیا اور اُسنے اس ایلچی کی
تصدیق کی کہ مین نے اسکو بھیجا اور اسکو حکم دیا ہی کہ مہر کی ضمانت کر لے تو نکاح صحیح ہوگا اور ضمانت بھی صحیح ہوگی بشرطیکہ یہ
ایلچی ضامن ہونے کی لیاقت رکھتا ہو پھر جب اُسنے مال ضمانت ادا کیا تو شوہر سے واپس لیگا اور اگر بھیجنے والے نے
اگر اس امر مین تصدیق کی کہ مین نے اسکو منگنی و نکاح کے واسطے بھیجا ہی اور ضمانت کا حکم دینے سے انکار کیا تو نکاح صحیح ہوگا
لیکن ضمانت اس عورت اور ایلچی کے درمیان صحیح ہوگی مگر بھیجنے والے کے حق مین صحیح نہوگی چنانچہ عورت کو
یہ اختیار ہوگا کہ ایلچی سے مطالبہ کر کے اپنا مہر وصول کر لے پھر ایلچی نے جو ادا کیا ہی وہ شوہر سے واپس
نہین لے سکتا ہی اور اگر بھیجنے والے نے بھیجنے اور ضمانت کا حکم دینے دونون سے انکار کیا اور اس امر کے
گواہ نہین ہین تو نکاح باطل ہوگا اور شوہر پر مہر واجب نہوگا و لیکن عورت کو اختیار ہوگا کہ ایلچی سے مہر کا
مطالبہ کرے پھر اسکے بعد روایات مختلف ہین چنانچہ اصل کی کتاب النکاح اور بعض روایات کتاب الوکالۃ
مین مذکور ہی کہ عورت اُس سے نصف مہر کا مطالبہ کریگی اور بعض روایات کتاب الوکالۃ مین مذکور ہی کہ
پورے مہر کا مطالبہ کریگی پس بعض نے فرمایا کہ اس مسئلہ مین دو روایتین ہین اور بعض نے فرمایا کہ اختلاف
جواب بسبب اختلاف وضع ہر دو مسئلہ ہی اور یہی صحیح ہی چنانچہ ہمنے فصل وکالت مین مفصل بیان کیا ہی
یہ محیط مین ہی - اور اگر ایلچی نے کہا کہ مجھے شوہر نے کچھ حکم نہین دیا ہی و لیکن مین تیرا اُس سے نکاح کیے دیتا ہون
اور مہر کی ضمانت کیے لیتا ہون امید ہی کہ وہ اُسکو جائز رکھیگا پس عورت نے منظور کیا پھر شوہر نے بھیجنے سے
انکار کیا تو یہ سب باطل ہوگا یہ غایۃ فصل من لا یجوز نکاحہ بالحرمۃ مین مذکور ہی اور اگر وکیل نے جسکو تزویج کیواسطے
وکیل کیا ہی مہر کی بھی ضمانت کر لی اور ادا کر دیا پس اگر ضمانت بحکم شوہر یعنے موکل ہو تو اُس سے واپس لیگا

ورنہ نہیں یہ خلاصہ مین ہی ۔ **پندرھوین فصل** ذمی و حربی کے مہر کے بیان مین ۔ جو چیز مسلمانون کے نکاح مین مہر ہو سکتی ہی وہی اہل ذمہ کے نکاح مین مہر ہو سکتی ہی اور جو چیز مسلمانون کے نکاح مین مہر نہین ہو سکتی ہی وہ ذمیون کے نکاح مین مہر نہین ہو سکتی ہی سوا سے شراب و سور کے کہ مخصوص ذمیون کے مہر مین جائز ہی یہ بدائع مین ہی ۔ اور اگر ذمی مرد نے ذمیہ عورت سے مردار یا خون پر نکاح کیا یا ذمیہ سے بغیر مہر پر نکاح کیا خواہ باین طور کہ دونون بے مہر ہونے پر راضی ہوئے یا دونون نے ذکر مہر سے سکوت کیا اور ایسا عقد اُنکے ملت مین جائز ہی پھر ذمی نے اس سے وطی کی یا قبل وطی کے طلاق دیدی یا ذمی مرگیا تو امام اعظمؒ کے نزدیک عورت مذکورہ کو کچھ مہر نہ ملیگا یہ عینی شرح کنز مین ہی خواہ دونو صورتون مین دونون مسلمان ہو جاوین یا دونون ہمارے یہان مقدمہ پیش کرین یا ایک ہی مقدمہ دائر کرے اور یہ اُسوقت ہی کہ جب نفی مہر کے ساتھ مہر مثل دلایا جانا اُنکا مذہب نہو یہ فتح القدیر مین ہی ۔ اسیطرح اگر دو حربیون نے مردار یا خون پر یا بدین شرط کہ عورت کے واسطے کچھ مہر نہین ہی عقد باندھا اور یہ دار الحرب مین عقد واقع ہوا تو بالاتفاق ہمارے اصحاب ثلثہ رحمہم اللہ کے نزدیک عورت کے واسطے کچھ مہر نہوگا یہ عینی شرح کنز مین ہی خواہ دونون مسلمان ہو جاوین یا ہمارے یہان مرافعہ کرین یہ فتح القدیر مین ہی ۔ اور اگر ذمی مرد نے کسی ذمیہ عورت سے شراب یا سور پر نکاح کیا پھر دونون مسلمان ہو گئے یا ایک مسلمان ہوا پس اگر شراب یا سور معین ہو اور ہنوز اُسپر قبضہ نہین ہوا ہی تو عورت کو سوا سے اُس معین کے کچھ نہ ملیگا اور اگر غیر معین ہو مثلاً بعد بیان کے اپنے ذمہ قرضہ رکھا ہو تو عورت کو شراب کی صورت مین قیمت ملیگی اور سور کی صورت مین مہر مثل ملیگا اور یہ امام ابو حنیفہ کا قول ہی اور امام ابو یوسف نے فرمایا کہ عورت کو مہر مثل ملیگا خواہ شراب و سور معین ہو یا غیر معین ہو اور امام محمدؒ نے فرمایا کہ چاہے معین ہو یا غیر معین ہو عورت کو قیمت ملیگی اور اسمین اختلاف نہین ہی کہ شراب یا سور اگر اُسکے ذمہ دین ہو تو عورت کا مہر یہی ہوگا جو قرار پایا ہی اور کچھ نہوگا اور یہ سب اُسصورت مین ہی کہ اسلام سے پہلے مہر مقبوض نہوا اور اگر قبضہ کر چکی ہو تو اب عورت کو کچھ نہ ملیگا یہ بدائع مین ہی ۔ اور اگر قبل دخول کے ذمی نے اُسکو طلاق دیدی تو معین ہونے کی صورت مین عورت کو نصف معین ملیگا اور یہ امام اعظمؒ کا قول ہی اور غیر معین ہونے کی صورت مین شراب کی صورت مین نصف قیمت اور سور کی صورت مین عورت کو متعہ ملیگا یہ کافی مین ہی ۔ **سولھوین فصل** جہیز دختر کے بیان مین اگر اپنی دختر کو جہیز دیکر اُسکے سپرد کر دیا تو پھر استحساناً باپ کو یہ اختیار نہین ہی کہ اُس سے واپس لیوے اور اسی پر فتوی ہی اور اگر عورت والون نے سپرد کرنے کے وقت کچھ لیا تو شوہر کو اختیار ہوگا کہ یہ واپس کر لے اسواسطے کہ یہ رشوت ہی یہ بحر الرائق مین ہی ۔ اور اگر عورت کے زفاف کے وقت شوہر نے کچھ چیزین بھیجین از انجملہ دیبا کا کپڑا تھا پھر جب وہ عورت شوہر کے یہان رخصت کر دیگئی تو شوہر نے دیباے مذکور اُس سے واپس لینا چاہا تو اُسکو اختیار نہین ہی بشرطیکہ بطور دیدینے و مالک کر دینے کے بھیجا ہو یہ فصول عمادیہ مین ہی ۔ ایک شخص نے اپنی دختر کا نکاح کر کے جہیز دیکر رخصت کیا پھر مدعی ہوا کہ جو کچھ مین نے اُسکو دیا تھا وہ اُسکے پاس بطور عاریت تھا اور دختر نے کہا کہ یہ میری ملک ہی کہ تو نے مجھے جہیز مین دیا ہی یا عورت کے مرنے کے بعد شوہر نے یہ دعوی کیا تو

انھین دونون کا قول قبول ہوگا باپ کا قول قبول ہوگا اور شیخ علی سغدی سے نقل کیا گیا ہی کہ انھون نے بیان کیا کہ باپ کا قول قبول ہوگا
اور ایسا ہی امام سرخسی نے ذکر کیا ہی اور اسی کو بعض مشائخ نے اختیار کیا ہی اور واقعات مین مذکور ہی کہ اگر
رواج اسیطرح ظاہر ہو جیسا ہمارے ملک مین ہی تو قول شوہر کا قبول ہوگا اور اگر رواج مشترک ہو یعنے کبھی
جہیز ہوتا ہی اور کبھی عاریت تو باپ کا قول قبول ہوگا کذا فی التبیین اور صدر الشہید رح نے فرمایا کہ یہی تفصیل فتوی
کے لیے مختار ہی یہ نہر الفائق مین ہی- اور جس صورت مین کہ شوہر کا قول قبول ہوا اور باپ نے گواہ قائم کیے تو باپ کے گواہ
قبول ہونگے اور صحیح گواہی اسصورت مین یون ہی کہ دختر کو سپرد کرنے کے وقت گواہ کرلے کہ مین نے یہ چیزین
جو اس عورت کو سپرد کی ہین وہ بطریق عاریت ہین یا ایک تحریر لکھی اور دختر کے اقرار کو کہ یہ سب چیزین جو اس
فہرست مین تحریر ہین میرے والد کی ملک ہین اور میرے پاس بطور عاریت ہین تحریر کرلے لیکن یہ امر واسطے
تقضا کے لائق ہی نہ واسطے احتیاط کے یہ بحر الرائق مین ہی- اور اگر اپنی دختر بالغہ کا نکاح کیا اور اسکو جہیز مین
معین چیزین دین مگر ہنوز اسکے سپرد نہین کی ہین کہ اسکے بعد عقد فسخ ہوگیا اور باپ نے اسکو کسی دوسرے کے
نکاح مین دیا تو دختر مذکورہ کو باپ سے اس جہیز کے مطالبہ کا اختیار نہین ہی اور اگر دختر کا باپ پر
قرضہ ہو اور باپ نے اسکو جہیز دیا پھر دعوی کیا کہ مین نے اسکو قرضہ مین دیا ہی اور دختر نے دعوی کیا کہ تو نے
اپنے مال سے دیا ہی تو باپ کا قول قبول ہوگا اور اگر اپنے ام ولد کو کچھ مال دیا کہ اس سے جہیز دختر کا سامان
کرے پس اسنے سامان کر کے دختر کے سپرد کر دیا تو ام ولد کا دختر کو سپرد کرنا صحیح نہین ہی جبتک کہ باپ
سپرد نہ کرے- دختر صغیرہ نے اپنے مان و باپ واپنی کوشش کے مال سے جہیز کے کپڑے بنکر تیار کیے
اور برابر ایسا ہی کرتی رہی یہان تک کہ وہ بالغہ ہوگئی پھر اسکی مان مرگئی پھر اسکے باپ نے سب جہیز
اسکے سپرد کر دیا تو اسکے بھائیون کو یہ اختیار نہین ہی کہ جانب مادری سے اپنے حصون کا دعوی کرین- ایک
عورت نے ایسے ابریشم سے جسکو اسکا باپ خریدتا تھا بہت چیزین طیار کین پھر باپ مرگیا تو عادت کے موافق
یہ سب چیزین اسی عورت کی ہونگی- مان نے دختر کے جہیز مین بہت چیزین باپ کے اسباب سے باپ کی حضوری
و علم مین دختر کو دین اور باپ خاموش رہا اور دختر کو شوہر کے پاس رخصت کر دیا تو باپ کو یہ اختیار نہوگا
کہ دختر سے یہ اسباب واپس کرلے اسیطرح اگر مان نے دختر کے جہیز مین معتاد کے موافق خرچ کیا اور باپ
خاموش ہی تو بھی مان ضامن نہوگی یہ قنیہ مین ہی- ایک مرد نے ایک عورت سے نکاح کیا اور عورت کو تین ہزار
دینار دست پیمان کے دئے اور یہ عورت ایک تونگر کی دختر ہی اور باپ نے اسکو جہیز نہ دیا تو امام جمال الدین
و صاحب محیط نے فتوی دیا ہی کہ شوہر کو اختیار ہوگا کہ موافق عرف کے دختر کے باپ سے جہیز کا مطالبہ کرے
اور اگر وہ جہیز نہ دے تو اپنا دست پیمان واپس لے اور اسی کو ائمہ نے اختیار کیا ہی- ایک شخص نے دوسرے کو
دھوکا دیا کہ مین تیرے ساتھ اپنی دختر بڑے بھاری جہیز کے ساتھ بیاہ دونگا اور تیرا دست پیمان اسقدر
دینار تجھے واپس دونگا پس اس سے دست پیمان لے لیا اور دختر بلا جہیز اسکو دی تو اسکی کوئی روایت
نہین ہی ولیکن صدر الاسلام برہان الائمہ و مشائخ بخارا نے فتوی دیا ہی کہ اگر باپ نے دختر کو کچھ جہیز نہ دیا تو
شوہر اس عورت کے دست پیمان مثل سے جسقدر زائد ہو واپس لیگا اور صدر الاسلام رکن الدین نسفی نے

بمقابلہ دست پیمان کے مقدار جہیز کا اندازہ یون فرمایا ہی کہ بمقابلہ ہر دینار دست پیمان کے تین یا چار دینار
جہیز کے ہون پس اگر باپ نے اسقدر نہ دیا تو اپنا دست پیمان واپس کر لے اور امام مرغینانی نے فرمایا کہ صحیح یہ ہی
کہ عورت کے باپ سے شوہر کچھ نہین لے سکتا ہی اسواسطے کہ نکاح مین مال مقصود نہین ہوتا ہی یہ ذخیرہ کبری مین ہی
ایک شخص نے اپنی دختر کے واسطے جہیز تیار کیا اور دختر کو سپرد کرنے سے پہلے مرگیا پھر باقی وارثون نے جہیز کے
مال سے اپنا اپنا حصہ طلب کیا پس اگر تجہیز کے وقت دختر بالغہ ہو تو باقی وارثون کو انکا حصہ ملیگا ایسا ہی
مذکور ہی اور یہی صحیح ہی اسوجہ سے کہ جب وہ بالغہ تھی اور باپ نے اُسکے سپرد نہ کیا تو قبضہ صحیح ہوگا اور ملک ثابت
نہوگی بخلاف اسکے اگر صغیرہ ہو تو باقی وارثون کو کچھ حصہ نہ ملیگا اسواسطے کہ صغیرہ کا قبضہ وہی اُسکے باپ
کا قبضہ ہی یہ جواہر الفتاوے مین ہی - ایک عورت نے اپنا اسباب اپنے شوہر کو دیا اور کہا کہ اسکو فروخت
کرکے کتخدائی مین خرچ کر پس اُسنے ایسا ہی کیا پس آیا مرد مذکور پر اسکی قیمت لازم ہوگی کہ عورت کو دیدے
تو فرمایا کہ ہان یہ فتاوی نجندی مین ہی - ایک عورت کسی مرد کی طلاق وغیرہ کی عدت مین ہی اُسکو ایک شخص
نے بدین امید نفقہ دیا کہ بعد انقضاے عدت کے میرے ساتھ نکاح کرلیگی پھر جب اسکی عدت گذر گئی تو اُسنے
نکاح کرنے سے انکار کیا پس اگر اُس مرد نے نفقہ دینے مین یہ شرط کر لی کہ میرے ساتھ نکاح کرلے تو جو کچھ خرچہ دیا ہی وہ واپس
لے سکتا ہی خواہ عورت مذکورہ اُسکے ساتھ نکاح کرے یا نہ کرے اُسکو صدر شہید نے ذکر فرمایا ہی اور صحیح
یہ ہی کہ اگر عورت نے نکاح کر لیا ہی تو واپس نہ لیگا - اور اگر انفاق مین یہ شرط نہین لگائی بلکہ فقط اس طمع سے
نفقہ دیا ہی تو اسمین مشائخ نے اختلاف کیا ہی اور اصح یہ ہی کہ واپس نہین لے سکتا ہی ایسا ہی صدر شہید رح نے
فرمایا ہی اور شیخ امام اُستاد نے فرمایا کہ اصح یہ ہی کہ وہ بہر حال واپس لیگا خواہ اُسکے ساتھ نکاح کرلے یا نہ کرے
اسواسطے کہ یہ رشوت ہی اور اسی کو محیط مین اختیار کیا ہی اور یہ سب اُسوقت ہی کہ مرد نے اُسکو نقدی درم دیے ہون
کہ جنکو وہ اپنے مصارف مین خرچ کرتی ہو اور اگر فقط اُسکے ساتھ کھاتی ہو تو اُس سے کچھ واپس نہین لے سکتا ہی
اور اگر ایک مرد نے کسی شخص کے باغ انگور مین بدین طمع کام کیا کہ اپنی دختر میرے ساتھ بیاہ دیگا مگر اُسنے بیاہ
نہ کیا تو اُس سے اجر المثل لے سکتا ہی خواہ دختر کے نکاح کر دینے کی شرط کی ہو یا نہ کی ہو بشرطیکہ اتنا معلوم ہو
کہ وہ اسی غرض سے یہ مشقت و کار کرتا ہی اور استاذ ظہیر الدین نے فرمایا کہ کچھ نہین لے سکتا ہی یہ خلاصہ مین ہی
ایک مرد نے دوسرے کی دختر کا خطبہ کیا پس باپ نے کہا کہ ہان اچھا بشرطیکہ تو چھ مہینہ یا سال تک
اگر مہر نقد ادا کریگا تو مین تیرے ساتھ بیاہ دونگا پھر مرد مذکور نے اسکے بعد دختر مذکورہ کے باپ کے گھر ہدیہ بھیجنا
شروع کیے مگر اسقدر مدت مین اُس سے سب مہر کا بندوبست نہوگا پس باپ نے اُسکے ساتھ دختر کی
شادی نہ کی پس آیا جو مال اُسنے مہر مین بھیجا ہی وہ واپس لے سکتا ہی تو مشائخ نے فرمایا کہ جو مال اُسنے مہر مین بھیجا
ہی خواہ قائم ہو یا تلف ہو گیا ہو سب واپس لیگا اور اسیطرح جو ہدیہ ہو اور وہ قائم ہو اُسکو بھی واپس لے سکتا ہی
اور جو تلف ہو گیا یا تلف کر ڈالا ہی اُسمین سے کچھ نہین لے سکتا ہی - ایک عورت کے باندی و غلام ہین پس اُسنے
اپنے شوہر سے کہا کہ تو انکو میرے مہر سے نفقہ دیا کر پس شوہر نے ایسا ہی کیا پھر عورت نے کہا کہ مین اسکو مہر مین محسوب
نہ کرونگی اسواسطے کہ تو نے انسے خدمت لی ہی تو شیخ امام ابو القاسم نے فرمایا کہ جو کچھ شوہر نے بطور معروف خرچ کیا ہی

وہ مہر مین ہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہے۔ **ستر ھوین فصل** متاع خانہ کی نسبت شوہر و زوجہ کے اختلاف
کرنے کے بیان مین۔ امام ابو حنیفہ و امام محمدؒ نے فرمایا کہ جس گھر مین شوہر و زوجہ رہتے ہین اگر اُسکے اسباب
موجودہ مین دونون نے اختلاف کیا خواہ درحالیکہ نکاح قائم ہو وے یا قائم نہو خواہ کسی ایسے فعل سے
جدائی واقع ہوئی جو شوہر کی طرف سے واقع ہوا یا ایسے فعل سے جو زوجہ کی طرف سے واقع ہوا ہو تو جو
چیزین عادت کے موافق عورتون کی ہوتی ہین جیسے کرتیان و اوڑھنی و چرخہ و پٹارے وغیرہ تو یہ عورت
کی ہونگی الّا اُسصورت مین نہونگی کہ شوہر اپنی ملک ہونے کے گواہ قائم کرے اور جو چیزین عادت کے موافق
مردون کی ہوتی ہین جیسے ہتھیار و ٹوپیان و قبا و ٹپکا و پٹی و کمان وغیرہ وہ مرد کی ہونگی الّا اُسصورت مین
نہونگی کہ عورت اپنی ملک ہونے کے گواہ قائم کرے اور جو چیزین عورت و مرد دونون کی ہوتی ہین جیسے غلام
و باندی و بچھونے و گائے و بکریان و بیل وغیرہ وہ مرد کے ہونگے الّا اُسصورت مین نہونگی کہ عورت گواہ قائم
کرے کہ میری ملک ہے یہ فتاوی قاضی خان مین ہے۔ اور اگر دونون مین سے ایک مر گیا اور اُسکے وارثون اور باقی
زندہ کے درمیان اختلاف ہوا تو بنا بر قول امام ابو حنیفہ و امام محمدؒ کے جو چیزین مردون کے لائق ہوتی ہین
وہ شوہر کی ہونگی اگر وہ زندہ ہو یا اُسکے وارثون کی ہونگی اگر مر گیا ہو اور جو چیزین عورتون کے لائق ہوتی
ہین وہ عورت کی اگر زندہ ہو یا وارثون کی اگر مر گئی ہو اور جو چیزین دونون کے لائق ہون وہ بنا بر قول امام محمدؒ
کے شوہر کی ہونگی اگر زندہ ہو یا اُسکے وارثون کی اگر مر گیا ہو اور امام اعظمؒ نے فرمایا کہ ایسی چیزین دونون مین سے
اُسکی ہونگی جو زندہ رہگیا ہے اور جو چیزین تجارت کی ہون اور مرد تجارت کرنے مین معروف ہو یعنے لوگ جانتے
ہون کہ یہ تاجر ہے تو یہ سب شوہر کی ہونگی یہ محیط مین ہے۔ اور اگر شوہر و زوجہ دونون مین سے ایک آزاد ہو اور
دوسرا مملوک ہو خواہ مجبور ہو یا ماذون ہو یا مکاتب ہو تو جو کچھ اسباب ہے وہ اُسی کا ہوگا جو آزاد ہے خواہ شوہر ہو
یا زوجہ ہو اور صاحبین نے فرمایا کہ اگر مملوک مجبور ہو تو یہی حکم ہے اور اگر ماذون یا مکاتب ہو تو وہی حکم ہوگا جو
دونون کے آزاد ہونے کی صورت مین بیان ہوا ہے اور اگر دونون مین سے ایک مسلمان یعنے شوہر مسلمان ہو
اور دوسرا یعنے عورت کافرہ کتابیہ ہو تو وہی حکم ہے جو دونون کے مسلمان ہونے کی صورت مین مذکور ہوا ہے اور اگر
دونون مین سے ایک صغیر و ایک بالغ ہو یا دونون صغیر ہون تو بعض روایات مین مذکور ہے کہ یہ دونون یکسان ہین یہ فتاوی قاضیخان
مین ہے۔ اور اگر دونون مملوک یا دونون مکاتب ہون تو بھی اسباب خانہ داری مین قول اسیطرح تفصیل کے ساتھ
ہوگا جیسا ہمنے بیان کیا ہے یہ محیط مین ہے اور یہ سب صورتین جو ہمنے بیان کین ہین بہر حال اسی حکم پر رہینگی مکان
کی وجہ سے انمین کچھ فرق نہوگا خواہ مکان مذکور جسمین دونون رہتے ہین شوہر کی ملک ہو یا جورو کی ملک ہو اور اگر
زوجہ کے سواے دوسرا کسی کے عیال مین ہو مثلاً پسر اپنے باپ کے عیال مین ہو یا باپ اپنی اولاد کے عیال مین ہو
یا اُسکے مثل کوئی صورت ہو تو اشتباہ کے وقت اسباب خانہ اُس شخص کا ہوگا جسکے عیال مین ہے یہ فتاوی
قاضی خان مین ہے۔ اور اگر شوہر کی کئی زوجہ ہون اور مرد اور ان عورتون مین اسباب خانہ کی نسبت اختلاف ہوا
پس اگر سب عورتین ایک ہی گھر مین ہون تو جو چیزین زنانہ کی ہوتی ہین وہ ان سب عورتون مین مساوی مشترک
ہونگی اور اگر ہر عورت علیحدہ گھر مین ہو تو جو اسباب اُس گھر مین ہو وہ اُسی عورت اور شوہر کے درمیان موافق تفصیل مذکورہ

سابقہ کے مشترک ہوگا اور کوئی عورت دوسری عورت کے ساتھ شریک نہوگی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر زوجہ نے کسی متاع
کی نسبت اقرار کیا کہ مین نے اسکو اپنے شوہر سے خریدا ہی تو وہ متاع شوہر کی ہوگی اور عورت پر واجب ہوگا
کہ گواہ قائم کرے اور اگر دونون نے اس گھر کی بابت جسمین دونون رہتے ہین اختلاف کیا کہ ہر ایک نے اسپر
اپنا دعوے کیا کہ یہ میرا ہی تو شوہر کا قول قبول ہوگا لیکن اگر عورت نے گواہ قائم کیے یا دونون نے اپنے اپنے
گواہ قائم کیے تو عورت کے گواہون پر حکم دیا جائیگا۔ اور اگر کوئی گھر ایک عورت اور ایک مرد کے قبضہ مین ہو
اور عورت نے گواہ قائم کیے کہ یہ گھر میرا ہی اور یہ مرد میرا غلام ہی اور مرد نے گواہ قائم کیے کہ یہ گھر میرا ہی اور یہ عورت
میری جورو ہی کہ مین نے اس سے ہزار درم پر نکاح کر کے اسکو پورا مہر دیدیا ہی ولیکن مرد نے اسکے
گواہ قائم نہ کیے کہ مین آزاد آدمی ہون تو حکم دیا جائیگا کہ یہ گھر اور یہ مرد دونون عورت کی ملک ہین اور
ان دونون مین نکاح نہین ہی اور اگر مرد نے گواہ دیے کہ مین اصلی آزاد ہون اور باقی مسئلہ بحالہ ہی تو
مرد کی آزادی کا حکم ہوگا اور عورت کے ساتھ نکاح کا حکم ہوگا اور یہ حکم دیا جائیگا کہ یہ گھر اس عورت کی
ملک ہی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ اور اگر ایسے اسباب مین جو زنانہ ہوتا ہی دونون نے اختلاف کیا اور دونو
نے اپنے اپنے گواہ قائم کیے تو شوہر کے واسطے حکم دیا جائیگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر عورت نے شوہر کی روئی سے
سوت کاتا پھر جدائی ہونے سے پہلے یا بعد جدائی کے اس سوت مین دونون نے اختلاف کیا پس اگر مرد نے
جورو کو سوت کاتنے کا حکم دیا ہو مثلاً یون کہا کہ اس روئی سے میرے واسطے سوت کات دے تو سوت
شوہر کا ہوگا اور عورت کی اسپر کچھ اجرت نہوگی لیکن اگر شوہر نے اُسکے واسطے کوئی اجرت معلوم مقرر کردی
ہو تو عورت کو وہ اجرت ملیگی اور اگر شوہر نے اجرت مجہول مقرر کی ہو یا یہ شرط کی ہو کہ سوت و کپڑا دونون
مین مشترک ہوگا تو سوت شوہر کا ہوگا اور عورت کے واسطے مرد پر اجر المثل واجب ہوگا۔ اور اگر دونون
نے اجرت مین اختلاف کیا چنانچہ جورو نے کہا کہ مین نے اجرت پر کاتا ہی اور شوہر نے کہا کہ بلا اجرت
تھا تو قسم کے ساتھ شوہر کا قول قبول ہوگا۔ اور اگر شوہر نے عورت سے کہا ہو کہ تو اسکو اپنے واسطے کات لے
تو سوت عورت ہی ہوگا اور عورت پر کچھ واجب نہوگا اور اگر دونون نے اختلاف کیا چنانچہ مرد نے دعوی کیا
کہ مین نے تجھے حکم دیا تھا کہ تو میرے واسطے سوت کات دے اور عورت نے دعوی کیا کہ نہین بلکہ تونے
کہا تھا کہ اپنے واسطے سوت کات لے تو شوہر کا قول قسم کے ساتھ قبول ہوگا اور اگر یون کہا کہ اس روئی کا
سوت کات تاکہ سوت ہمارے واسطے حاصل ہو تو سوت مرد ہی کا ہوگا اور عورت کے واسطے اجر المثل واجب
ہوگا اور اگر اسی قدر کہا کہ اسکا سوت کات اور اس سے زیادہ کچھ نہ کہا تو سوت شوہر کا ہوگا اور اگر عورت کو سوت
کاتنے سے منع کردیا ہو مگر اُسنے روئی لیکر سوت کات لیا تو یہ غصب ہی پس سوت عورت کا ہوگا اور عورت پر اُس
روئی کے مثل روئی شوہر کو دینی واجب ہوگی اور اگر اسصورت مین دونون نے اختلاف کیا کہ شوہر نے
کہا کہ تونے میری اجازت سے سوت کاتا ہی اور عورت نے کہا کہ بدون تیری اجازت کے مین نے کات لیا ہی
تو شوہر کا قول قبول ہوگا اور اگر شوہر روئی اپنے گھر لایا اور عورت سے کچھ نہین کہا پھر عورت نے اُسکا
سوت کات لیا پس اگر شوہر روئی فروش ہو تو عورت پر اس روئی کے مثل روئی واجب ہوگی اور یہ سوت اسی

عورت کا ہوگا اور اگر وہ روئی فروش نہو پس اگر شوہر دعوے کرتا ہو کہ مین نے اجازت دی تھی تو شوہر کا قول قبول ہوگا چنانچہ اگر شوہر گھر مین گوشت لاوے اور عورت اُسکی اُسکو پکا دوے تو طعام شوہر کا ہوتا ہی اور اسیطرح اگر کپڑے مین اختلاف کیا چنانچہ شوہر نے کہا کہ تو نے جولاہہ کو کپڑا بننے کے واسطے سوت میری اجازت سے دیا ہی اور عورت نے کہا کہ بغیر اجازت دیا ہی تو شوہر کا قول قبول ہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہی - اور نکاح فتاوے ابو اللیث مین ہی کہ ایک عورت نے اپنے شوہر کی روئی اُسکی اجازت سے کاتی اور یہ دونون اسکا کپڑا فروخت کیا کرتے تھے اور اُسکے ثمن سے اپنی ضرورت کا سامان خرید اکرتے تھے اور دونون نے تھان مین سے تھوڑے کپڑے گھر کے بنانے تو یہ تھان اور جو چیز اُسکے عوض خریدی گئی ہی سب مرد کی ہوگی سوائے اُن چیزون کے جو مرد نے عورت کے واسطے خریدی ہین یا عادت سے یہ بات معلوم ہو کہ یہ چیز شوہر نے عورت کے واسطے خریدی ہی تو یہ عورت کو ملیگی - اور بیوع فتاوے ابو اللیث مین ہی کہ ایک مرد اپنی عورت کو اُسکی ضرورت کی چیزین دیا کرتا تھا اور کبھی کبھی اُسکو درم بھی دیتا تھا اور کہتا تھا کہ ان درمون سے روئی خریدکر اسکا سوت کات پس عورت روئی خریدکر کاتتی تھی پھر اُسکو فروخت کرکے اُسکے ثمن سے خانہ داری کے اسباب خریدتی تھی تو یہ اسباب عورت کا ہوگا یہ ذخیرہ مین ہی - ایک عورت نے شوہر کے نام سے اُسکی مندیل بنانے کے واسطے روئی کا سوت کاتا اور اُسکا کپڑا بننے جانے سے پہلے وہ عورت مرگئی تو یہ سوت اُسکے شوہر کا ہوگا ایک شخص اپنی عورت کا قوام ہی یعنے اُسکا خرچ اپنے بندوبست سے اٹھاتا ہی اور عورت کے واسطے جو زوقہ خریدتا ہی اور عورت اُسکا سوت کاتتی تھی اور شوہر یہ سوت جولاہہ کو دیتا ہی چنانچہ ایسی صورت مین جولاہہ نے چند تھان بنے پھر شوہر و جورو مین جدائی واقع ہوئی پس اگر عورت نے بین غرض بنے ہون کہ یہ فروخت کیے جاوین یا شوہر کے کپڑے بنائے جائین تو یہ مرد کے ہونگے اور اگر عورت نے اپنے واسطے ایسا کیا ہو تو اُسکے ہونگے یہ قنیہ مین ہی

آٹھوان باب - نکاح فاسد و اُسکے احکام کے بیان مین - جب نکاح فاسد واقع ہو تو شوہر و زوجہ مین قاضی تفریق کرا دیگا پس اگر ہنوز شوہر نے اُسکے ساتھ دخول نہ کیا ہو تو عورت کے واسطے کچھ مہر نہوگا اور نہ عدت واجب ہوگی اور اگر اُس عورت کے ساتھ وطی کرلی ہو تو عورت مذکورہ کو مہر مسمی اور مہر مثل مین سے جو کم مقدار ہو ملیگی بشرطیکہ اس نکاح مین مہر مسمی ہوگیا ہو اور اگر نکاح مین کچھ مہر قرار نہ پایا ہو تو عورت مذکورہ کو مہر مثل چاہے جسقدر ہو ملیگا اور عدت واجب ہوگی اور جماع وہ معتبر ہی جو فرج کی راہ سے ہو تاکہ مرد مذکور معقود علیہ بہر پانے والا ہو جاوے اور عدت اُسوقت سے شمار ہوگی کہ جب قاضی نے دونون مین تفریق کردی ہی اور یہ ہمارے علمائے ثلثہ رحمہم اللہ کا مذہب ہی یہ محیط مین ہی - اور مجموع النوازل مین لکھا ہی کہ نکاح فاسد مین جو طلاق ہوتی ہی وہ متارکت یعنی باہم ایک دوسرے کو چھوڑ دینا ہی طلاق شرعی نہین ہی چنانچہ تعداد طلاق یعنے تین طلاق مین سے کوئی عدد کم نہوگا یہ خلاصہ مین ہی اور نکاح فاسد مین بعد دخول کے متارکت فقط قول ہوتی ہی مثلاً یون کہے کہ مین نے تیری راہ چھوڑ دی یا تجھے چھوڑ دیا اور خالی نکاح کے انکار سے متارکت نہوگی لیکن اگر انکار کے ساتھ یہ بھی کہا کہ تو جا کر اپنا نکاح کرلے تو یہ متارکت ہوگی اور بعد دخول واقع ہونے کے ایک کے دوسرے کے پاس نہ جانے سے متارکت نہوگی اور صاحب المحیط نے فرمایا کہ قبل

دخول کے بھی متارکت بدون قول کے متحقق نہین ہوتی ہی اور دونون مین سے ہر ایک کو بدون حضوری دوسرے کے فسخ نکاح کا اختیار ہوتا ہی اور بعد دخول واقع ہونے کے بدون دوسرے کی حضوری کے فسخ نکاح کا اختیار نہین رہتا ہی یہ وجیز کردری مین ہی اور دونون مین سے جو متارک نہین ہوا ہی اُسکا آگاہ ہونا متارکت صحیح ہونے کیواسطے شرط ہی اور یہی صحیح ہی چنانچہ اگر اُسکو آگاہی نہوئی تو عورت کی عدت منقضی نہوگی یہ قنیہ مین ہی۔ اور صحیح یہ ہی کہ عورت کا متارکت سے آگاہ ہونا شرط نہین ہی جیسے کہ طلاق مین شرط نہین ہی اور عدت وفات کی نکاح فاسد مین واجب نہین ہوتی ہی اور نہ نفقہ واجب ہوتا ہی اور اگر نکاح فاسد مین نفقہ سے صلح کر لے تو جائز نہین ہی یہ وجیز کردری مین ہی۔ اور نکاح فاسد سے جو اولاد پیدا ہوا اُسکا نسب ثابت ہوتا ہی اور دخول کے وقت سے امام محمدؒ کے نزدیک نسب کیواسطے مدت شمار کیجائیگی اور فقیہ ابو اللیث نے فرمایا کہ اسی پر فتوی ہی یہ تبیین مین ہی اور نکاح فاسد مین دخول سے پہلے کوئی حکم ثابت نہین ہوتا ہی چنانچہ اگر کسی عورت سے بنکاح فاسد نکاح کیا پھر اُسکی ماں کو بشہوت چھوا پھر اس عورت منکوحہ کو چھوڑ دیا تو اسکو اختیار ہوگا چاہے اُسکی ماں سے نکاح کر لے یہ خلاصہ مین ہی۔ آزاد نے اگر اپنی جورو کو خریدا تو نکاح فاسد ہو جائیگا بخلاف غلام ماذون کے کہ اگر اُسنے اپنی جورو کو خریدا تو یہ حکم نہین ہی یہ سراجیہ مین ہی۔ اور نکاح فاسد مین دخول کرنے سے محصن نہوگا اور اگر بعد تفریق کے اُس عورت سے وطی کی تو حد ماری جائیگی یہ معراج الدرایہ مین ہی۔ اور اگر بنکاح فاسد عورت سے نکاح کیا اور اُسکے ساتھ خلوت کی پھر اُسکے بچہ پیدا ہوا اور شوہر نے دخول سے انکار کیا تو امام ابو یوسفؒ سے دو روایتین ہین ایک روایت مین فرمایا کہ نسب ثابت ہوگا اور مہر و عدت واجب ہوگی اور دوسری روایت مین فرمایا کہ نسب ثابت نہوگا اور مہر و عدت واجب نہوگی اور اگر مرد نے اُسکے ساتھ خلوت نہ کی ہو تو بچہ مرد مذکور کو لازم نہوگا یہ محیط مین ہی ایک شخص اپنی باکرہ جورو کے پاس سے برسون غائب رہا اور عورت مذکورہ نے کسی مرد سے نکاح کر لیا اور کئی بچہ پیدا ہوئے یا عورت گرفتار ہوگئی اور حربی کافر نے اُس سے نکاح کیا اور کئی بچہ پیدا ہوئے یا عورت مذکورہ نے طلاق کا دعوی کر کے عدت پوری کر کے دوسرے مرد سے نکاح کیا اور اولاد ہوئی یا اُسکو اُسکے شوہر کی موت کی خبر پہونچی اور اُسنے عدت پوری کر کے دوسرے مرد سے نکاح کیا اور اولاد ہوئی تو امام کے نزدیک یہ اولاد پہلے شوہر کی کہلائیگی خواہ پہلا شوہر انکی نفی کرے یا دعوی کرے خواہ دوسرا شوہر نفی کرے یا دعوی کرے خواہ چھ مہینے سے کم مین جنی یا دو برس سے زیادہ مین اور دوسرے شوہر کو روا ہوگا کہ اپنے مال کی زکوٰۃ ان اولاد کو دے اور اگر اُنھون نے دوسرے شوہر کے واسطے گواہی دی تو مقبول ہوگی یہ وجیز کردری مین ہی۔ اور عبد الکریم جرجانی نے امام ابو حنیفہؒ سے روایت کی ہی کہ ایسی اولاد دوسرے شوہر کی ہوگی اور امام نے اس قول کی طرف رجوع کیا ہی اور اسی پر فتوی ہی یہ تجنیس مین ہی اور یہی فتاوی قاضیخان و سراجیہ مین ہی اور اسی پر صدر الشہیدؒ نے فتوی دیا ہی اور امام ظہیر الدین نے فرمایا کہ فتوی اس قول پر ہی کہ یہ اولاد اول کی ہوگی اسواسطے کہ نص سے یہ ثابت ہی کہ اولاد اُسکی ہوتی ہی جسکا فراش ہی۔ اور اگر اسصورت مین شوہر اول موجود ہو اور باقی مسئلہ بحالہ ہو تو اولاد پہلے خاوند کی ہوگی یہ وجیز کردری مین ہی۔ ایک مرد نے ایک عورت سے نکاح کیا پھر اُس عورت کو اسقاط ہوا کہ جسکی خلقت ظاہر ہوگئی تھی اور یہ اسقاط نکاح سے چار مہینہ پر ہوا تو جائز ہی اور چار مہینے سے ایک روز بھی کم ہو تو جائز نہوگا

اور اگر معتدہ یعنے طلاق دی ہوئی عورت نے نکاح کیا پھر کہا کہ مین عدت مین تھی تو دیکھا جائیگا کہ اگر پہلے شوہر کی طلاق دینے اور دوسرے کے نکاح کرنے مین دو مہینہ سے کم ہون تو اسکے قول کی تصدیق کیجائیگی اور نکاح فاسد ہوگا اور اگر پورے دو مہینہ یا زیادہ ہون تو تصدیق نہ کیجائیگی اور نکاح صحیح ہوگا یہ غلاصہ مین ہے

نوان باب رقیقون کے نکاح کے بیان مین

غلام قن و مکاتب و مدبر اور باندی وام ولد کا نکاح جو بدون اجازت مالک کے ہو موقوف رہتا ہے پس اگر مولے نے اجازت دیدی تو جائز ہوگا یعنے نافذ ہوجائیگا اور اگر رد کر دیا تو باطل ہوجائیگا اور اگر ان لوگون نے مولے کی اجازت سے نکاح کیا تو مہر انھین پر ہوگا یعنے قن و مکاتب و مدبر ہوگا و لیکن مہر کے مطالبہ مین قن تو فروخت کیا جا سکتا ہے اور مکاتب و مدبر فروخت نہ کیے جاوینگے بلکہ مہر کیواسطے سعایت کرینگے یہ فتاویٰ مین ہے اسیطرح ام ولد کے بچہ کا اور جسکا کوئی حصہ آزاد کیا گیا ہے یہی حکم کہ مہر کے واسطے فروخت نہ کیے جاوینگے بلکہ مہر کے واسطے سعایت کرینگے یہ تبیین مین ہے اور اسیطرح جو باندی کہ مکاتبہ ہو گئی ہو وہ بھی مثل غلام مکاتب کے اپنے آپ نکاح مین خود مختار نہین ہے تاوقتیکہ مولی سے اجازت نہ لے نکاح نہین کر سکتی ہے اور اسیطرح غلام ماذون کو بھی یہ اختیار نہین ہے اسواسطے کہ مولی نے اُسکو معاملات تجارت مین اجازت دی ہے اور نکاح کر لینا تجارت مین داخل نہین ہے اور اسیطرح مدبرہ باندی بھی نکاح کرنے مین خود مختار نہین ہے یہ سراج الوہاج مین ہے اور جو غلام محض مملوک ہو وہ مہر کیواسطے فروخت کیا جائیگا چنانچہ اوپر بیان ہوا ہے پھر اگر مہر کیواسطے غلام ایک دفعہ فروخت کیا گیا اور ثمن سے مہر پورا ادا نہ ہوا تو دوبارہ فروخت نہ کیا جائیگا بلکہ بعد آزاد ہونے کے غلام سے باقی کا مطالبہ ہوگا اسوجہ سے کہ وہ بعوض تمام مہر کے بیچا گیا ہے بخلاف نفقہ کے کہ نفقہ کے واسطے بار بار ایک بعد دوسرے کے فروخت ہوتا رہیگا یہانتک کہ پورا ہوجاوے اور اگر غلام مرگیا تو مہر و نفقہ ساقط ہوجائیگا یہ تبیین مین ہے اور جو مہر غلام پر بدون اجازت مولی کے واجب ہوا اُسکے واسطے بعد آزادی کے ماخوذ ہوگا یہ غایۃ البیان مین ہے۔ اور اگر اپنے غلام کے ساتھ کسی عورت کا نکاح کر دینے کے بعد غلام کو فروخت کیا تو اسکا مہر غلام کی گردن پر ہوگا کہ جہان وہ جاوے اُسکے ساتھ ہوگا اور یہی صحیح ہے جیسے اگر کسی شخص کا مال تلف کر دیا اور اسکا تاوان واجب ہوا تو وہ غلام کی گردن پر ہوتا ہے جہان جاوے اُسکے ساتھ جاتا ہے۔ اور اگر غلام کے ساتھ کوئی آزاد عورت بیاہی گئی پھر غلام کو آزاد کر دیا تو عورت مذکورہ مختار ہوگی چاہے مولی سے تاوان لے یا غلام سے پس غلام کی قیمت اور مقدار مہر مین سے جو کم مقدار ہو اسکا ضامن ہوگا۔ اور اگر اپنے مدبر غلام کے ساتھ کسی عورت کا نکاح کیا پھر مولی مر گیا تو مہر اُس غلام کی گردن پر ہوگا کہ جب آزاد کیا جاوے تو اُس سے مواخذہ کیا جائیگا یہ قنیہ مین ہے ایک شخص نے ایک عورت سے ہزار درم پر اپنے غلام کے ساتھ نکاح کر دیا پھر اُسی عورت کے ہاتھ نو سو درم کو غلام مذکور فروخت کر دیا حالانکہ غلام مذکور اُسکے ساتھ دخول کر چکا ہے تو عورت مذکورہ نو سو درم اپنے مہر مین سے لیگی اور نکاح باطل ہوجائیگا اور باقی سو درم عورت مذکورہ غلام سے کبھی نہین لے سکتی ہے اگرچہ وہ آزاد ہوجاوے اور اگر کسی دوسرے شخص کے ہزار درم اس غلام پر قرضہ ہون اور اُسنے اس عورت کے ہاتھ فروخت کیے جانے کی اجازت دیدی تو نو سو درم ثمن مذکور قرضخواہ و عورت مذکورہ کے درمیان تقسیم ہونگے کہ عورت اپنے ہزار درم مہر کے حساب سے اور قرضخواہ اپنے ہزار درم قرضہ کے حساب سے اس ثمن مین حصہ دار قرار دیے جاوینگے

پھر اسکے بعد عورت مذکورہ اس غلام سے کبھی باقی نہین لے سکتی ہی اور قرضخواہ بعد اسکے آزاد ہوجانے کے اپنا باقی قرضہ لے سکتا ہی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ اور مولے کو اپنے سب مملوکون پر نکاح کے واسطے جبر کرنے کا اختیار ہی سوائے ایسے غلام یا باندی کے جسکو مکاتب کر دیا ہو کذا فی العتابیہ پس مکاتب و مکاتبہ نکاح کیواسطے مجبور نہین کیے جا سکتے ہین اگرچہ صغیر ہون اور یہ مسئلہ نہایت غریب مسائل مین سے ہی کہ امر نکاح مین صغیر و صغیرہ کی رائے کا اعتبار کیا گیا ہی حتے کہ مشائخ نے فرمایا کہ اگر مولی نے ان دونون کا نکاح کیا تو ان دونون کی اجازت پر موقوف ہوگا اور پھر اگر دونون مال ادا کر کے آزاد ہو گئے تو جبتک دونون صغیر رہین تب تک انکی رائے کا اعتبار نہوگا بلکہ تنہا مولی کی رائے و والی کی رائے معتبر ہی یہ تبیین مین ہی۔ اور اگر مولے نے مکاتبہ صغیرہ کا نکاح کیا پھر وہ مال کتابت ادا کرنے سے پہلے نکاح پر راضی ہو گئی اور اجازت دیدی پھر مال ادا کر کے آزاد ہو گئی تو فی الحال اسکو خیار [illegible] حاصل نہوگا اسواسطے کہ وہ صغیرہ ہی پھر جب بالغہ ہو گی تو وقت بلوغ کے اسکو خیار عتق حاصل ہوگا یہ کافی مین ہی اور اگر اس مکاتبہ نے نہ نکاح کی اجازت دی اور نہ رد کیا یہانتک کہ عاجز ہو گئی اور رقیق کر دی گئی تو نکاح مذکور باطل ہوجائیگا چنانچہ اگر پھر اسنے اجازت دی تو کچھ کار آمد نہوگی اور اگر بجائے مکاتبہ باندی کے مکاتب غلام صغیر ہو کہ مولی نے بدون اسکی اجازت کے کسی عورت سے اسکا نکاح کیا پھر وہ عاجز ہو کر رقیق کر دیا گیا تو نکاح باطل نہوگا بلکہ مولی کی اجازت پر موقوف رہیگا یہ محیط مین ہی اور نکاح کی اجازت دینا نکاح فاسد کو بھی شامل ہی اور یہ امام اعظمؒ کا قول ہی اور صاحبین کے نزدیک فقط نکاح صحیح پر ہوگا یہ تبیین مین ہی پس اگر کسی عورت سے نکاح فاسد نکاح کیا پھر چاہا کہ نکاح صحیح اس سے نکاح کرے اور مولی سے دوبارہ اجازت نہین لی تو امام اعظم کے نزدیک اسکو یہ اختیار نہوگا اسواسطے کہ نکاح فاسد کر لینے پر اجازت پوری ہو گئی یہ بدائع مین ہی اور اگر اپنے غلام کیواسطے مطلقاً نکاح کر لینے کی اجازت دی پس اسنے نکاح فاسد ایک عورت سے نکاح کیا اور اسکے ساتھ دخول کر لیا تو امام اعظم کے نزدیک غلام مذکور پر فی الحال مہر لازم ہوگا کذا فی المحیط چنانچہ اگر موجب ادا پایا جاوے تو غلام مذکور کو فی الحال فروخت کر کے مہر دیا جائیگا بخلاف صاحبین کے کہ بعد آزادی کے ماخوذ ہوگا اور اگر مولے نے صریحاً اسکو نکاح فاسد کی اجازت دی ہو تو نکاح فاسد کر کے دخول کر لینے سے بالاتفاق فی الحال اسپر مہر لازم ہوگا یہ بدائع مین ہی اور اگر اپنے غلام کو مطلقاً نکاح کی اجازت دی پس اسنے دو عورتون سے ایک عقد مین نکاح کیا تو دونون مین سے کوئی عورت جائز نہوگی الا اسصورت مین کہ اجازت کے ساتھ کوئی ایسی بات پائی جاوے جس سے عام اجازت ہونا ثابت ہو مثلاً یون کہا کہ جسقدر عورتون سے تیرا جی چاہے نکاح کر لے یا اسکے مثل الفاظ بیان کیے تو البتہ ہو سکتا ہی کہ اجازت عام ہوگی پس دو عورتون سے نکاح کر سکتا ہی اور اگر مولی نے نکاح کے بعد کہا کہ میری مراد یہ تھی کہ دو عورتون سے چاہے نکاح کرے تو دونون کا نکاح جائز ہوگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر غلام یا باندی نے بدون اجازت مولے کے نکاح کیا پھر قبل دخول کے مولی نے اجازت دی یا بعد دخول کے اجازت دی تو ایک ہی یعنے مہر مسمی واجب ہوگا اور اگر قبل اجازت کے غلام نے طلاق دی تو توقف باطل ہوجائیگا یہ عتابیہ مین ہی۔ اور باندی کا جو کچھ مہر لازم آوے وہ مولی کا ہوگا خواہ

فقط عقد سے لازم ہوا ہو یا بسبب دخول کے واجب ہوا ہو خواہ مہر مسمی ہو یا مہر مثل ہو خواہ باندی مذکورہ قنیہ
محض مملوکہ ہو یا مدبرہ ہو یا ام ولد ہو سوا اسے مکاتبہ باندی کے اور سوا اسے ایسی باندی کے جسمین سے
کسیقدر آزاد کیا گیا ہے کہ مہر واجب انھین دونون کا ہوگا یہ بدائع مین ہے۔ ایک شخص نے اپنی باندی کا نکاح
کر دیا یا اُسنے باجازت مولے خود نکاح کیا پھر وہ آزاد کی گئی تو باندی مذکورہ کو خیار عتق حاصل ہوگا اور مہر مولے کا
ہوگا یہ تمرتاشی مین ہے۔ اور اگر اپنی باندی کا نکاح کر دیا پھر اُسکو آزاد کیا پھر شوہر نے اُسکے مہر مین بڑھایا تو یہ زیادتی
مولے کی ہوگی یہ ابن رستم نے امام محمد رہ سے روایت کی ہے اور امام ابو یوسف سے مروی ہے کہ زیادتی باندی کی ہوگی
اور اسیطرح اگر اُسکو فروخت کیا پھر شوہر نے مہر مین بڑھایا تو بڑھتی مشتری کی ہوگی یہ محیط مین ہے - اور اگر غلام نے
بدون اجازت مولے کے نکاح کر لیا پھر مولے نے اُس سے کہا کہ اپنی جورو کو رجعی طلاق دیدے تو یہ اجازت نہ
یہ تبیین مین ہے - اور اگر مولے نے اُس سے کہا کہ عورت کو طلاق دیدے یا کہا کہ عورت کو چھوڑ دے تو یہ اجازت
نہوگی یہ بدائع مین ہے - پھر واضح رہے کہ مولے کا اجازت دینا تصریح سے ثابت ہوتا ہے مثلاً یون کہا کہ مین نے
اجازت دی یا مین اسپر راضی ہوا یا مین نے اذن دیا اور نیز بدلالت بھی خواہ بقول ہو یا بالفعل ہو ثابت ہوتا ہے مثلاً مولے نے
نکاح کی خبر سُننے پر کہا کہ یہ اچھا ہے یا صواب ہے یا تو نے خوب کیا یا اللہ تعالے تجھے اس عورت کے ساتھ برکت عطا فرماوے
یا کہا کہ کچھ مضائقہ نہین ہے یا عورت کے پاس اُسکا مہر بھیجدیا یا تھوڑا مہر بھیجا تو یہ بدلالت اجازت ہے اور فعلی
اجازت مہر بھیجنے سے ثابت ہوتی ہے بخلاف ہدیہ بھیجنے کے کہ یہ اجازت نہین ہے اور فقیہ ابو القاسم نے فرمایا کہ اس مین
کوئی بات اجازت نہین ہے مگر اجازت ہونا مختار فقیہ ابو اللیث ہے اور اسی پر شیخ حسام الدین صدر شہید رح فتوے
دیتے تھے لیکن اگر معلوم ہو کہ یہ اقوال بطور استہزاء و ٹھٹھے کے صادر ہوئے ہین تو یہ حکم نہوگا اور نکاح کے
معاملہ مین اذن دینا اجازت نہین ہے پھر اگر غلام کے کیے ہوئے فعل کی اجازت دیدی تو استحساناً نکاح جائز
ہوگا تبیین۔ اگر غلام نے اسطرح اجازت دی تو جائز ہے چنانچہ اگر ایک فضولی نے کسی عورت کا نکاح ایک غلام
کے ساتھ کیا پھر مولے نے اس غلام کو نکاح کرنے کا اذن دیدیا پھر غلام نے فضولی کے کیے ہوئے کی اجازت
دیدی تو نکاح جائز ہوگا یہ تبیین مین ہے - ایک باندی نے بدون اجازت اپنے مولے کے نکاح کر لیا اور
سو درم مہر ٹھہرائے پھر مولے نے شوہر سے کہا کہ مین نے اس شرط سے اجازت دی کہ تو میرے واسطے
پچاس درم بڑھا دے اور شوہر نے اس سے انکار کیا تو یہ اجازت نہین ہے اور نہ رد ہے پس مولے کو اختیار
ہوگا کہ چاہے اجازت دیدے اور اسیطرح اگر کہا کہ نہین اجازت دیتا ہون یہانتک کہ تو میرے واسطے
پچاس درم بڑھا دے یا الا پچاس درم بڑھانے پر تو بھی یہی حکم ہے - اور اگر شوہر نے اسکو قبول کر لیا
تو یہ زیادتی اصل مہر کے ساتھ ملکر یکدست مہر قرار دیا جائیگا اور اگر کہا کہ مین نکاح کی اجازت نہین دیتا ہون
ولیکن تو مجھے پچاس درم بڑھا دے یا مین نکاح کی اجازت نہین دیتا ہون اور اجازت دیدون اگر تو مجھے
بارہ درم بڑھا دے تو یہ نکاح کا رد ہے اور نکاح اول باطل ہو جائیگا اور اگر کہا کہ مین نے پچاس دینار پر
نکاح کی اجازت دی اور شوہر نے اسکو قبول کیا تو پچاس دینار پر نکاح صحیح ہو جائیگا یہ کافی مین ہے - اگر
شوہر نے اپنی زوجہ سے جو غیر کی باندی تھی اور مولی نے اُسکو آزاد کر دیا ہے کہا کہ تیرے لیے پچاس درم ہین

اس شرط پر کہ تو سب مجھے اختیار کرے تو اُسکے اختیار کرنے پر عقد لازم ہوگا اور اُسکو کچھ نہ ملیگا اور اگر کہا کہ تو سب مجھے اختیار کرلے اور تیرے واسطے پچاس درم تیرے مہر مین زیادہ ہین تو صحیح ہی اور یہ زیادتی مولے کے واسطے ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر باندی نے بغیر گواہون کے نکاح کیا پھر مولے نے گواہون کے حضور مین اجازت دی تو نکاح صحیح نہوگا یہ کافی مین ہی۔ باپ و دادا و وصی و قاضی و مکاتب و شریک مفاوض یہ سب لوگ باندی کے نکاح کر دینے کے مجاز ہین اور غلام کا نکاح نہین کر سکتے ہین اور غلام ماذون و طفل ماذون و مضارب و شریک عنان امام اعظم و امام محمدؒ کے نزدیک باندی کا نکاح نہین کر سکتے ہین اور اگر باپ نے یا وصی نے صغیر کی باندی کا نکاح اپنے غلام کے ساتھ کر دیا تو نہین جائز ہی یہ خلاصہ مین ہی اور اگر اپنی باندی کا نکاح اپنے غلام کے ساتھ کر دیا تو عورت کا مہر اسپر لازم نہوگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر اپنی باندی کا نکاح اپنے غلام کے ساتھ اس شرط پر کیا کہ اس عورت کے امر طلاق کا اختیار میرے ہاتھ مین ہی جب چاہونگا طلاق دیدونگا پس اگر مولی نے ابتدا کی اور کہا کہ مینے اس باندی کا نکاح تیرے ساتھ اس شرط پر کیا کہ اس باندی کے امر طلاق کا اختیار میرے قبضہ مین ہی جب چاہونگا طلاق دیدونگا اور غلام نے قبول کیا تو صحیح ہی اور اختیار طلاق مولے کے قبضہ مین ہوگا اور اگر غلام نے ابتدا کی اور کہا کہ اپنی باندی کا نکاح میرے ساتھ کر دے بدین شرط کہ طلاق اختیار تیرے قبضہ مین ہی جب تیرا جی چاہے طلاق دیدینا پس مولے نے نکاح کر دیا تو امر طلاق کا اختیار مولے کے قبضہ مین نہوگا یہ وجیز کردری مین ہی۔ اور اگر باپ نے پسر کی باندی کا نکاح پسر کے غلام سے کر دیا تو امام ابو یوسف کے نزدیک جائز ہی اور اسمین امام زفرؒ نے خلاف کیا ہی اور اسوجہ سے امام ابو یوسف کے نزدیک جائز ہی کہ ایسی صورت مین مہر غلام کی گردن سے متعلق نہین ہوتا ہی اور نہ اسمین ضرر ہی پس باپ کو اختیار ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر غلام نے یا مکاتب نے یا مدبر نے یا ام ولد کے پسر نے (یعنی جو اسکے نطفہ سے ہو) بدون اجازت مولی کے نکاح کیا پھر قبل اجازت مولے کے اُسکو تین طلاق دیدین تو یہ طلاق بمعنی متارکت نکاح ہی اور درحقیقت طلاق نہین ہی حتے کہ عدد طلاق مین سے کچھ کم نہوگا اور اگر بعد طلاق کے اُس عورت سے وطی کی تو حد ماری جائیگی اور اگر طلاق کے بعد مولے نے اجازت دی تو کچھ کارآمد نہوگی اور اگر ایسی طلاق کے بعد مولے نے اجازت دی کہ اسی عورت سے نکاح کرے تو میرے نزدیک نکاح کر لینا مکروہ ہی لیکن اگر نکاح کر لیا تو مین دونون مین تفریق نہ کرونگا یہ محیط مین ہی اور اگر باندی دو شخصون مین مشترک ہی پھر ایک مولی نے اُسکا کسی سے نکاح کر دیا اور شوہر نے اُسکے ساتھ دخول کیا تو دوسرے مولے کو اختیار ہوگا کہ نکاح توڑ دے پس اگر نکاح توڑ دیا تو باندی مذکورہ کو نصف مہر المثل ملیگا اور جس مولے نے نکاح کر دیا ہی اُسکو نصف مسمی و نصف مہر المثل دونون مین سے کم مقدار ملیگی یہ ظہیریہ مین ہی ایک باندی مجہول النسب ہی اُسنے اپنے شوہر کے باپ کے واسطے اقرار کیا کہ مین اسکی رقیق ہون اور شوہر نے کہا کہ یہ اصلی حرہ ہی پھر باپ مر گیا تو نکاح فسخ ہو جائیگا یہ عتابیہ مین ہی۔ ایک باندی نے بدون اجازت مولی کے نکاح کیا پھر مولے نے اُسکو فروخت کیا پھر مشتری نے نکاح کی اجازت دیدی پس اگر شوہر نے اُسکے ساتھ دخول کر لیا ہو تو صحیح ہی ورنہ نہین اسواسطے کہ مشتری کے حق مین یہ باندی بسبب خرید کے

قطعی حلال ہو گی اور حلت قطعی جب حلت موقوف پر طاری ہوتی ہی تو حلت موقوف کو باطل کر دیتی ہی لہذا اگر مشتری ایسا شخص ہو جسکو اس باندی سے وطی کرنا حلال ہی نہو تو نکاح مذکور (کیونکہ مولی کی اجازت پر نکاح موقوف تھا ۱۲ منہ) مطلقاً جائز ہوگا یہ وجیز کردری مین ہی اور اسیطرح مکاتبہ باندی نے اگر بغیر اجازت مولی کے نکاح کیا پھر مولے مرگیا پھر وارث نے اسکے نکاح کی اجازت دی تو اجازت صحیح ہو گی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی- اور مکاتب کا نکاح باجازت وارث جائز ہی یہ عتابیہ مین ہی- اور اگر کسی نے اپنے غلام کو اجازت دی کہ اپنے رقبہ پر نکاح کرے پس اُسنے باندی یا مدبرہ یا ام ولد سے انکے مولے کی اجازت سے اپنے رقبہ پر نکاح کیا تو جائز ہی اور یہ غلام ان عورتون کے مولے کا ہو جائیگا- اور اگر حرہ عورت سے اپنے رقبہ پر نکاح کیا تو نہین جائز ہی اور اسیطرح اگر مکاتبہ سے اپنے رقبہ پر نکاح کیا تو بھی نہین جائز ہی اور یہ سب اسوقت ہی کہ غلام کو یہ اجازت دی کہ اپنے رقبہ پر کسی عورت سے نکاح کرلے اور اگر صرف یہ اجازت دی کہ کسی عورت سے نکاح کرلے اور یہ نہ کہا کہ اپنے رقبہ پر نکاح کرلے پس اسنے آزادہ یا مکاتبہ یا مدبرہ یا ام ولد سے اپنے رقبہ پر نکاح کیا تو استحساناً اسکی قیمت پر نکاح جائز ہوگا یہ محیط مین ہی اور یہ جواز اسوقت ہی کہ اسکی قیمت مہر مثل کے برابر ہو یا اسقدر زائد ہو کہ جسقدر لوگ اپنے اندازہ مین خسارہ اٹھا لیتے ہین اور اگر اسقدر زیادہ ہو کہ لوگ اپنے اندازہ مین ایسا خسارہ نہین اٹھاتے ہین تو نہین جائز ہی حتے کہ اگر اسصورت مین عورت کے ساتھ دخول کرلیا ہو تو غلام مذکور سے مہر کا مطالبہ نہ کیا جائیگا یہان تک کہ غلام مذکور آزاد ہو جاوے یہ کافی مین ہی- اور اگر اپنے مکاتب یا مدبر کو اجازت دی کہ اپنے رقبہ پر نکاح کرلے پس اُسنے اپنے رقبہ پر باندی یا مدبرہ یا ام ولد سے نکاح کیا تو جائز ہی اسیطرح اگر آزادہ یا مکاتبہ سے نکاح کیا تو بھی جائز ہی پھر جب نکاح جائز ہوا تو مکاتب یا مدبر پر واجب ہوگا کہ اپنی قیمت کی قدر سعایت کرکے ادا کرے- ایک غلام نے آزادہ یا باندی یا مکاتبہ یا ام ولد یا مدبرہ سے بدون اجازت مولے کے اپنے رقبہ پر نکاح کیا پھر مولے کو یہ خبر پہونچی اور اُسنے اجازت دیدی پس اگر اُسنے باندی یا ام ولد یا مدبرہ سے نکاح کیا ہو تو مولے کی اجازت کارآمد ہوگی اور نکاح صحیح ہوگا اور اگر آزادہ یا مکاتبہ سے نکاح کیا ہو تو اجازت کارآمد نہو گی- اور اگر اُسنے کسی آزاد عورت سے اپنے رقبہ پر نکاح کرکے دخول کرلیا ہو تو غلام پر اپنی قیمت اور عورت کے مہر المثل دونون مین سے کم مقدار لازم ہوگی پھر اسکے بعد دیکھا جائیگا کہ اگر بعد اجازت مولے کے اُسنے دخول کرلیا ہی تو یہ مقدار مہر کی اُسکے گردن پر قرضہ ہوگی کہ اُسکے واسطے غلام فروخت کیا جائیگا الا یہ کہ مولے اسقدر دیدے اور اگر مولے کی اجازت نکاح دینے سے پہلے غلام نے اسکے ساتھ دخول کرلیا ہی تو غلام مذکور بعد آزادی کے اس مقدار کے لیے جو اُسکے ذمہ لازم آئی ہی ماخوذ ہوگا- اور اگر کسی باندی یا مدبرہ یا ام ولد سے اپنے رقبہ پر نکاح کیا اور اُسکے ساتھ دخول کرلیا پس اگر مولے کی اجازت دینے کے بعد دخول کیا ہی تو مہر مسمی ہی لازم ہوگا یعنے رقبہ غلام مذکور پس یہ غلام اس عورت کے مولے کا ہو جائیگا اور اگر اپنے مولی کے اجازت دینے سے پہلے دخول کرلیا ہی تو بھی یہی حکم ہی کہ مہر مسمے ہی واجب ہوگا یعنے یہ غلام مذکور اس عورت کے مولے کا ہو جائیگا اور ہمارے بعض مشائخ نے فرمایا کہ یہ حکم مذکور بدلیل استحسان ہی یہ محیط مین ہی ایک غلام نے بدون اجازت مولے کے ایک باندی سے نکاح کیا پھر آزادہ سے نکاح کیا پھر مولے نے دونون کے نکاح کی اجازت دی تو آزادہ کا نکاح جائز ہوگا

اور اگر آزادہ سے نکاح کیا پھر باندی سے نکاح کیا پھر مولےٰ نے دونون نکاحون کی اجازت دی تو امام اعظمؒ کے نزدیک آزادہ کا نکاح جائز ہوگا اور اسیطرح اگر غلام نے ایک عورت سے نکاح کیا پھر ایک عورت سے پھر ایک عورت سے نکاح کیا پھر مولے کو خبر ہوئی اور اُسنے سب کی اجازت دیدی اور ہنوز غلام نے کسی سے دخول نہین کیا ہی (یعنی نہان فی و تسبب اجتماع کے سہ بیدا ہوا ۱۲) تو تیسری عورت کا نکاح جائز ہوگا اور اگر دخول سب سے کرلیا تو سب کا نکاح فاسد ہوگا یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر بدون اجازت مولی کے ایک باندی سے نکاح کیا پھر آزادہ سے پھر ایک باندی سے نکاح کیا پھر مولے نے سب کے نکاح کی اجازت دی تو اخیر والی باندی کا نکاح جائز ہوگا اور اگر دو آزاد دو عورتون سے نکاح کیا اور دونون مین سے ایک کے ساتھ دخول کرلیا پھر ایک باندی سے نکاح کیا پھر مولی نے سب کی اجازت دی تو امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا کہ ہر دو آزادہ کا نکاح صحیح ہوگا اور اگر دو باندیون سے ایک عقد مین نکاح کیا اور ایک کے ساتھ دخول کیا پھر دو آزادہ عورتون سے ایک عقد مین نکاح کیا اور ایک کے ساتھ دخول کرلیا پھر مولی نے ہر دو فریق مین سے ایک فریق کی اجازت دی تو ان مین سے کسی کا نکاح جائز نہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی ایک غلام نے ایک آزادہ اور ایک باندی سے نکاح کیا پھر ایک آزادہ اور ایک باندی سے نکاح کیا پھر مولے نے سب کی اجازت دی تو دونون آزادہ کا نکاح جائز ہوگا اور اگر غلام نے ان سب عورتون سے دخول کرلیا ہو تو سب کا نکاح فاسد ہوگا۔ ایک غلام نے ایک آزادہ عورت سے نکاح کیا پھر غلام نے کہا کہ مولی نے مجھے اجازت نہین دی تھی اور اُسنے نکاح توڑ دیا ہی اور عورت نے کہا کہ اجازت دی تھی تو دونون مین تفریق کرا دیجائیگی اسواسطے کہ غلام نے اقرار کیا کہ نکاح فاسد ہے پس اگر غلام نے اُسکے ساتھ دخول کیا ہو تو عورت کا پورا مہر واجب ہوگا اور اگر نہ کیا ہو تو نصف مہر لازم ہوگا اور نیز عورت کے واسطے نفقہ عدت واجب ہوگا یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اسیطرح اگر اسصورت مین عورت نے کہا کہ مجھے نہین معلوم کہ مولی نے اسکو اجازت دی تھی یا نہین تو بھی یہی حکم ہی یہ تاتارخانیہ مین جامع الجوامع سے منقول ہی۔ اور اگر کسی نے اپنے غلام ماذون مدیون کا ایک عورت سے نکاح کر دیا تو جائز ہی اور عورت مذکور اپنے مہر کے واسطے تمام قرضخواہون کے ساتھ شریک ہوگی بشرطیکہ نکاح بعوض مہر مثل کے یا کم کے ہوا ور اگر مہر مثل سے زیادہ پر نکاح کیا تو قرضخواہون کے حصہ رسد وصول کرلینے کے بعد بقدر زائد کے اُس سے مطالبہ کیا جائیگا جیسے قرضہ صحت و قرضہ مرض کی صورت مین ہوتا ہی یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اگر باندی کے مولی نے باندی مذکورہ کو اُسکے شوہر کے ہاتھ فروخت کیا تو مہر ساقط ہو جائیگا اسواسطے کہ فرقت مولی کی طرف سے قبل دخول کے پیدا ہوئی ہی جیسے حرہ مین ہوتا ہی کہ اگر قبل دخول کے اُسنے شوہر کے پسر کا بوسہ لیا یا مرتد ہوگئی تو مہر ساقط ہو جاتا ہی یہ تمرتاشی مین ہی اسیطرح اگر قبل دخول کے مولے نے باندی کو آزاد کیا اور باندی نے اس شوہر سے فرقت اختیار کی تو بھی مہر ساقط ہوگا اور اگر باندی کو ایسے مشتری کے ہاتھ فروخت کر دیا جو اُسکو شوہر سے لیگیا یا ایسی جگہ غائب کر دیا کہ شوہر کی پہونچ نہین ہو سکتی ہی تو مہر کا مطالبہ ساقط ہو جائیگا حتے کہ اگر اسکے بعد باندی کو حاضر کرے تو اُسکو مہر ملیگا یہ بحر الرائق مین ہی۔ اور اگر مولے نے اسکو کسی دوسرے کے ہاتھ فروخت کیا پھر اُس سے شوہر نے خریدی تو شوہر پر نصف مہر پہلے مولے کے واسطے واجب ہوگا یہ تمرتاشی مین ہی

اور اگر باندی سے بدون اپنے مولے کی اجازت کے نکاح کیا پھر مولے نے اُسکے ساتھ وطی کی تو نکاح فسخ ہوگیا اور اسیطرح اگر شہوت سے اُسکا بوسہ لیا تو فسخ ہوگیا خواہ مولے کو نکاح کا حال معلوم ہوا یا نہو یہ عتابیہ مین ہے۔ اور اگر کوئی باندی خریدی اور قبضہ کرنے سے پہلے اُسکا نکاح کر دیا پس اگر بیع پوری ہو جاوے تو نکاح جائز ہوگا اور اگر بیع ٹوٹ گئی تو امام ابو یوسف کے نزدیک نکاح باطل ہوگا اور اسمین امام محمدؒ نے خلاف کیا ہے مگر فتوی امام ابو یوسف کے قول پر دیا جاتا ہے یہ ظہیریہ مین ہے۔ اور حق ملک ابتدائی نکاح سے مانع ہوتا ہے مگر بقار نکاح سے مانع نہین ہے چنانچہ اگر بیع فاسد ہونے سے بائع کو باندی واپس لینے کا استحقاق حاصل ہوا تو یہ ابتدائی نکاح صحیح ہونے سے مانع ہوگا اور اگر بائع نے اپنے پسر کے ساتھ مشتری کے پاس سے باندی کا نکاح کر دیا پھر بائع مرگیا اور چونکہ بیع فاسد واقع ہوئی تھی حق استرداد اس پسر کو حاصل ہوا تو جبتک پسر مذکور واپس نہ کرلے تب تک نکاح باطل نہوگا یہ عتابیہ مین ہے ولیکن اگر بائع مذکور کے مرجانے کے بعد اُسکا بیٹا اُس سے نکاح کرے تو جائز نہین ہے اور اسی طرح اگر زید کا غلام ہے اور عمرو کی باندی ہے پس دونون نے باہم بیع کرلی اور زید نے باندی پر قبضہ کرلیا اور پھر عمرو کے ساتھ اس باندی کا نکاح کر دیا پھر غلام مذکور قبضہ کرنے سے پہلے مرگیا تو نکاح فاسد نہوگا اور اگر غلام مرجانے کے بعد ابتداءً نکاح کیا تو نہین جائز ہے یہ کافی مین ہے۔ اور اگر مکاتب نے اپنی زوجہ یا اپنی مولے کی زوجہ کو خریدا تو نکاح فاسد نہوگا اور اگر اس عورت کو بائنہ کرکے پھر اس سے ابتداءً نکاح کیا تو نہین جائز ہے اور اسیطرح اگر ایک شخص مرگیا اور اُسکی دختر اُسکے مکاتب کے تحت مین ہے یعنے نکاح مین ہے یا اُسکے ایسے غلام کے تحت مین ہے جسکے حق مین اُسنے وصیت کی ہے کہ بعد میری موت کے آزاد ہو مگر میت مذکور پر اسقدر قرضہ ہے کہ جو اُسکے تمام مال کو محیط ہے تو نکاح دختر فاسد نہوگا۔ اور اسیطرح اگر دو غلام ہون اور میت نے ان دونون مین سے ایک غیر معین کے عتق کی وصیت کی ہو تو ان دونون مین سے جسکے تحت مین میت کی دختر ہے اُسکے لحاظ سے دختر کا نکاح فاسد نہوگا قال المترجم لیکن اگر عتق کے واسطے دوسرا متعین ہو کر آزاد ہوگیا تب فاسد ہوجائیگا اور اگر ایسے دونون غلامون کی تحت مین ایک ایک دختر مولے کی ہو تو اُسکی کوئی روایت موجود نہین ہے اور اگر مولی نے اپنی باندی کی وصیت اُسکے شوہر کے واسطے کر دی تو نکاح فاسد نہوگا یہانتک کہ مولے کے مرنے کے بعد شوہر مذکور اُس وصیت کو قبول کرے تب فاسد ہوجائیگا اور اگر غلام مذکور پر دختر مولے یا دوسرے کسی کا قرضہ ہو تو غلام پر ایسا قرضہ ہونا مانع میراث نہین ہے لہذا نکاح فاسد ہوجائیگا یہ عتابیہ مین ہے۔ اور اگر کسی نے اپنی باندی کا نکاح کر دیا تو مولے پر یہ واجب نہوگا کہ باندی مذکور اُسکے شوہر کی شب باشی مین دے پس باندی مذکور اپنے مولے کی خدمت کریگی پھر جب اُسکا شوہر قابو پاوے تب اُسکے ساتھ وطی کرے اور اگر شوہر نے شب باشی کی شرط کرلی ہو تب بھی مولے پر کچھ واجب نہوگا اسواسطے کہ یہ شرط مقتضاے عقد نہین ہے اور اگر مولے نے باندی کو اُسکے شوہر کے ساتھ کہین رکھنے دیا تو باندی کے واسطے نفقہ وسکنی شوہر پر واجب ہوگا پھر اگر کہین رہنے دینے کی اجازت کے بعد مولے کی راے مین آیا کہ اس سے خدمت لے تو ایسا کرسکتا ہے اور کہین رہنے دینے کے بعد شوہر نے اُسکو طلاق دیدی تو باندی کے واسطے نفقہ عدت وسکنی واجب ہوگا اور اگر یہ اجازت نہ دی یا اجازت دیکر واپس لیلی ہو پھر طلاق بائن دی تو نفقہ وسکنی واجب نہوگا اور مکاتبہ اس حکم مین مثل حُرّہ کے ہے یہ

تبیین مین ہی- اور اگر کسی نے اپنی مدبرہ باندی یا ام ولد کا نکاح کر دیا اور کسی مکان مین اُسکو اپنے شوہر کے ساتھ رہنے کی اجازت دیدی پھر موسے کی راے مین آیا کہ اسکو وہان سے واپس لیکر اُس سے اپنی خدمت لے تو موسے کو یہ اختیار ہی اور اسیطرح اگر شوہر کے واسطے یہ امر شرط کر دیا ہو کہ اُسکے ساتھ رہیگی تو بھی شرط باطل ہو گی کہ یہ موسے کی خدمت لینے سے مانع نہین ہی یہ محیط مین ہی- اور مشائخ نے فرمایا کہ اگر اپنی باندی کا نکاح کر دیا اور اپنے شوہر کے ساتھ کسی مکان مین رہنے کی اجازت دیدی پھر وہ باندی کسی کسی وقت بدون حکم و طلب موسے کے موسے کی خدمت کیا کرتی تھی تو اس سے باندی کا نفقہ اسکے شوہر کے ذمہ سے ساقط نہوگا اور یہی حکم مدبرہ و ام ولد کا ہی یہ سراج الوہاج مین ہی- اور اگر کسی نے باندی کا نکاح کسی مرد سے کر دیا تو عزل کی اجازت کا اختیار مولی کو ہی کذا فی الکافی اور عزل کے یہ معنے ہین کہ عورت سے دخول کرکے انزال کے وقت علیحدہ ہوکر باہر انزال کرے پس اگر آزاد عورت ہی اور اسکی رضامندی سے عزل کیا یا باندی کے موسے کی اجازت سے عزل کیا یا اپنی باندی کی بلا اجازت عزل کیا تو کچھ مکروہ نہین ہی اور مشائخ نے فرمایا کہ اسیطرح عورت کو بھی اختیار ہی کہ اسقاط حمل کی تدبیر و معالجہ کرے تاوقتیکہ نطفہ کی کچھ خلقت ظاہر نہوئی ہو اور یہ اسوقت تک ہوتا ہی کہ جبتک ایکسو بیس روز پورے نہوئے ہون پھر واضح ہو کہ اگر مرد نے عزل کیا پھر عورت کے پیٹ ظاہر ہوا پس آیا اپنے نسب کی نفی کرنا جائز ہی یا نہین تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر دوبارہ اُسکی وطی کرنا نہین شروع کی یا بعد پیشاب کرنے کے وطی کرلی شروع کی اور پھر انزال نہ کیا تو نفی جائز ہی ورنہ نہین یہ تبیین مین ہی- اور اگر باندی یا مکاتبہ آزاد ہوئی تو اُسکو اختیار حاصل ہوگا کہ چاہے جس شوہر کے تحت مین ہی اُسی کے تحت مین رہے یا چھوڑ دے اگرچہ اُسکا شوہر آزاد ہو یہ کنز مین ہی اور نیز چاہے نکاح اُسکی رضامندی سے ہوا ہو یا بغیر رضامندی ہوا ہو کچھ فرق نہین ہی یہ تبیین مین ہی پھر واضح رہے کہ خیار عتق مین چند باتین ہین کہ جنکے بیان مین چند صورتین ہین اول آنکہ خیار عتق مرد یعنے غلام و مکاتب وغیرہ کے واسطے ثابت نہین ہوتا ہی فقط مونث کے واسطے ثابت ہوتا ہی اور دوم آنکہ خیار عتق بسبب سکوت کے باطل نہین ہوتا ہی بلکہ ایسے قول سے یا ایسے فعل سے جو اختیار نکاح پر دلالت کرے باطل ہوتا ہی اور سوم یہ کہ مجلس سے اُٹھ کھڑے ہونے سے باطل ہوجاتا ہی اور چہارم آنکہ خیار عتق کی جہالت ایک عذر ہی چنانچہ اگر باندی کو اپنے آزاد ہونے کا حال معلوم ہوا مگر یہ نہ معلوم ہوا کہ اسکو خیار بھی حاصل ہوا ہی تو اُسکا خیار باطل نہوگا اگرچہ وہ مجلس سے اُٹھ کھڑی ہوا در یہ اشارات الجامع سے مفہوم ہی اور یہی شیخ کرخی اور جماعہ مشائخ کا قول ہی مگر قاضی امام ابو الطاہر دباس نے اسمین خلاف کیا ہی اور پنجم آنکہ خیار عتق کی وجہ سے جو فرقت ہو اُسمین حکم قاضی کی ضرورت نہین ہی یہ محیط مین ہی- اور اگر غلام نے بغیر اجازت موسے کے نکاح کر لیا پھر وہ آزاد کر دیا گیا تو نکاح صحیح ہوگا اور اُسکو خیار حاصل نہوگا اسیطرح اگر موسے نے اُسکو فروخت کیا اور مشتری نے اجازت دیدی یا اسکی موت کے بعد اُسکے وارث نے اجازت دی تو بھی یہی حکم ہی یہ سراج الوہاج مین ہی- اور اگر باندی نے بدون اجازت موسے کے اپنا نکاح کر لیا پھر مولی نے اجازت دی تو یہ مہر موسے کا ہوگا خواہ اسکے بعد موسے اسکو آزاد کر دے یا نہ کرے خواہ دخول کرنا بعد آزاد کرنے کے واقع ہو یا اُس سے پہلے واقع ہو اور اگر موسے نے اجازت نہ دی یہانتک کہ آزاد کر دیا تو نکاح جائز ہوگا اور باندی کو خیار عتق حاصل نہوگا پھر دیکھا جائیگا کہ اگر شوہر

باندی مکاتبہ مدبرہ ۱۲

نے اُسکے ساتھ دخول نہین کیا ہی تو مہر باندی کا ہوگا اور اگر قبل عتق کے اُسکے ساتھ شوہر دخول کر چکا ہو تو مہر مولے کا ہوگا
اور یہ سب اُسوقت ہی کہ باندی مذکورہ بالغہ ہو اور اگر نابالغہ ہو اور مولے نے اُسکو آزاد کر دیا تو نکاح ہمارے
نزدیک مولے کی اجازت پر موقوف ہوگا بشرطیکہ باندی مذکورہ کا کوئی عصبہ سوائے مولے کے نہو اور اگر سوائے
مولے کے باندی کا کوئی عصبہ موجود ہو اور اُسنے عقد کی اجازت دیدی تو نکاح جائز ہوگا پھر جب اُسکے بعد بالغہ
ہوگی تو اُسکو خیار بلوغ حاصل ہوگا لیکن اگر اجازت دینے والا اُسکا باپ یا دادا ہو تو اُسکو خیار بلوغ حاصل نہوگا یہ
شرح طحاوی مین ہی اور اگر مدبرہ باندی نے اپنا نکاح کر لیا پھر مولے مر گیا اور یہ مدبرہ مذکورہ مولے کے تہائی مال
سے برآمد ہوتی ہی تو نکاح جائز ہوگا اور اگر تہائی مال ترکہ مولے سے برآمد نہوتی ہو تو امام اعظمؒ کے نزدیک نکاح
جائز نہوگا یہانتک کہ مدبرہ مذکورہ اُسقدر مال ادا کرے جسقدر کیواسطے اسپر سعایت لازم آتی ہی اور صاحبین
کے نزدیک جائز ہوگا یہ ظہیریہ مین ہی اور اگر ام ولد نے بغیر اجازت مولے کے نکاح کر لیا پھر مولے نے اُسکو آزاد
کر دیا یا اُسکو چھوڑ کر مر گیا پس اگر قبل آزاد ہونے کے شوہر نے اُسکے ساتھ دخول نہ کیا ہو تو نکاح جائز نہوگا اور اگر
دخول کر لیا ہو تو جائز ہوگا یہ خلاصہ مین ہی۔ اور اگر نکاح کے بعد رقیت طاری ہوئی پھر آزادی حاصل ہوئی تو خیار
عتق ثابت ہونے کے واسطے وہ ایسی ہی جیسے نکاح کے وقت رقیت موجود ہو اور یہ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک
ہی اور اسکی صورت یہ ہی کہ مثلاً حربیہ عورت نے نکاح کیا پھر غازیان اسلام جہاد مین اُسکو قید کر لائے پھر وہ
آزاد کی گئی یا مثلاً مسلمان عورت نے نکاح کیا پھر مع شوہر کے مرتد ہو کر دونون دار الحرب مین چلے گئے پھر دونون
گرفتار ہو کر آئے پھر عورت مذکورہ آزاد کی گئی تو امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اس آزاد شدہ عورت کو خیار عتق
حاصل ہوگا اور امام محمدؒ نے فرمایا کہ خیار عتق حاصل نہوگا اور شیخ قدوریؒ نے ذکر کیا کہ امام ابو یوسفؒ فرماتے
ہین کہ خیار عتق ایک بعد دوسرے کے بار بار حاصل ہونا جائز ہی مثلاً مملوکہ آزاد کی گئی اور اُسنے اپنے شوہر
کے ساتھ رہنا اختیار کیا پھر شوہر کے ساتھ مرتد ہو کر دونون دار الحرب مین چلے گئے پھر دونون وہان سے
قید ہو کر آئے پھر عورت مذکورہ آزاد کی گئی اور اُسنے اپنے نفس کو اختیار کیا یعنے شوہر سے جدائی اختیار
کی تو جائز ہی اور امام محمدؒ نے فرمایا کہ فقط ایک دفعہ خیار عتق حاصل ہوگا۔ اور اگر آزاد شدہ باندی نے
آزاد ہو کر اپنے نفس کو یعنے جدائی اختیار کی اور ہنوز اُسکے شوہر نے اُسکے ساتھ دخول نہین کیا ہی تو اُسکے
واسطے کچھ مہر لازم نہوگا اور اگر دخول واقع ہونے کے بعد اُسنے بخیار عتق جدائی اختیار کی تو مہر مسمی
واجب ہوگا اور وہ اُسکے مولے یعنے آزاد کرنے والے کا ہوگا اور اگر باندی نے شوہر کے ساتھ رہنا
اختیار کیا تو مہر بھی آزاد کرنے والے کا ہوگا خواہ شوہر نے اُسکے ساتھ دخول کیا ہو یا نہ کیا ہو یہ محیط مین ہی
اور اگر کسی فضولی نے باندی کو آزاد کیا پھر اُسکا نکاح کر دیا اور جو مہر ملا وہ اُسنے مولے کو دیدیا پھر
مولے نے عتق کی اجازت دیدی تو عتق و نکاح دونون جائز ہونگے اور باندی کو اختیار ہوگا کہ چاہے
مولے سے اپنا مہر واپس کر لے اور اگر فضولی نے اُسکو کسی شخص کے ہاتھ فروخت کر کے اُسکا نکاح
کر دیا پھر مولے نے بیع کی اجازت دی تو بھی مشتری کو اختیار ہوگا کہ چاہے نکاح کی اجازت دے یا
رد کر دے یہ عتابیہ مین ہی۔ اور منتقی مین امام محمدؒ سے بروایت ابن سماعہ مروی ہی کہ ایک غلام نے بدون

امام

اجازت مولے کے ایک آزادہ عورت سے نکاح کیا اور اُسکے ساتھ دخول کیا پھر ایک باندی سے نکاح کیا تو حرہ
کی عدت مین باندی سے نکاح کرنا حرہ کے نکاح کا رد نہو گا یہ امام اعظم کا قول ہی اور صاحبین کے
نزدیک یہ فعل نکاح حرّہ کا رد ہی - اور اگر ایک حرہ سے نکاح کرکے اُسکے ساتھ دخول کیا پھر
اُسکی بہن سے نکاح کیا تو یہ فعل پہلی عورت کے نکاح کا رد ہوگا اور بشر بن الولید نے اپنے نوادر مین امام
ابو یوسف سے روایت کی کہ اگر ایک غلام نے بدون اجازت اپنے مولے کے دوسرے شخص کی باندی کے
ساتھ اُسکی اجازت سے نکاح کیا پھر کہا کہ مجھے اسکے نکاح کی حاجت نہین ہی تو یہ اُسکے نکاح کا رد ہی اور
اگر یہ نہ کہا یہان تک کہ اُسکے ساتھ دخول کیا پھر اُسکی عدت مین ایسی عورت سے نکاح کیا جسکے ساتھ
اُسکا نکاح روا نہین ہی تو یہ فعل پہلے نکاح کا رد ہوگا اور منتقے مین لکھا ہی کہ اگر غلام نے بدون اجازت مولے
کے کسی آزادہ عورت سے اس شرط پر کہ اسکا کچھ مہر نہین ہی نکاح کیا پھر مولے نے اُسی غلام کو اُسکی جورو
کے مہر مین قرار دیا اور عورت نے اسکو قبول کیا تو نکاح ٹوٹ جائیگا پس اگر غلام نے اُسکے ساتھ دخول نہ کیا
ہو تو عورت پر واجب ہوگا کہ غلام اُسکے مولے کو واپس کر دے - امام محمدؒ نے جامع مین فرمایا کہ ایک
شخص نے ایک مرد کے ساتھ بدون اُسکے حکم کے اپنی باندی کا نکاح باندی کی رضامندی سے کر دیا اور
یہ مرد شوہر عاقل بالغ ہی کہ اُسکی طرف سے اُسکے باپ نے خطبہ کیا یا کسی اجنبی نے بدون اجازت اُس مرد کے
حتے کہ نکاح مذکور اُس مرد کی اجازت پر موقوف ہوا پھر مولے نے باندی کو قبل اسکے کہ شوہر مذکور نکاح کی
اجازت دے آزاد کر دیا تو بھی نکاح مذکور شوہر کی اجازت پر موقوف رہیگا اور باندی معتقہ و شوہر دونون
مین سے جو چاہے ابھی تک اس نکاح کو توڑ سکتا ہی اور باندی مذکورہ کا توڑ دینا صحیح ہی اگرچہ شوہر کو اُسکا حال
معلوم نہو - اور اگر باندی آزاد کرنے کے بعد شوہر کی اجازت سے پہلے باندی کے مولے نے یہ نکاح توڑنا چاہا تو یہ
صورت کتاب مین مذکور نہین ہی اور مشائخ نے اسمین اختلاف کیا ہی اور صحیح یہ ہی کہ مولے کو یہ اختیار نہین ہی اور اگر
باندی مذکورہ کے آزاد ہو جانے کے بعد شوہر نے نکاح کی اجازت دیدی یہان تک کہ نکاح نافذ ہوگیا تو باندی
معتقہ کو خیار عتق حاصل نہوگا اور معتقہ مذکورہ کا مہر اُسی کو ملیگا - اور اگر مولے نے اس باندی کو بدون رضامندی
باندی کے بیاہ دیا ہو اور باقی مسئلہ بحالہ رہے پھر باندی نے آزاد ہو جانے کے بعد خواہ شوہر کی اجازت دینے
کے بعد یا پہلے اس نکاح کو توڑ دیا تو دونون صورتون مین اسکا توڑنا موثر ہوگا یعنے نکاح ٹوٹ جائیگا یہ محیط مین ہی
اور اگر باندی نے بدون اجازت مولے کے نکاح کر لیا اور شوہر کی جانب سے ایک فضولی ہی پھر باندی نے
آزاد ہونے کے بعد یا اس سے پہلے قبل اسکے کہ شوہر اجازت دے نکاح توڑ دیا تو نکاح توڑنا صحیح نہین ہی اور جب
باندی آزاد ہوگئی پھر شوہر نے اجازت دی تو بدون اجازت باندی کے نکاح نافذ ہوگا اسواسطے کہ یہ اجازت
بمنزلہ جدید عقد باندھنے کے ہی یہ عتابیہ مین ہی - دو مردون نے گواہی دی کہ اس شخص نے اپنی یہ باندی آزاد
کر دی ہی حالانکہ شخص مذکور انکار کرتا ہی پس قاضی نے عتق کا حکم دیدیا پھر دونون گواہون نے گواہی سے رجوع
کیا پھر دونون مین سے ایک گواہ نے اس باندی سے نکاح کیا تو امام ابو یوسف نے فرمایا کہ اگر اُسنے قبل اسکے
کہ دونون پر باندی کی قیمت کی ڈگری کیجاوے اس باندی سے نکاح کیا تو باندی اور اُسکے دینے کن

تفریق کرا دیجائیگی اور اگر قیمت کی ڈگری ہونے کے بعد نکاح کیا تو نکاح جائز ہوگا - ایک مسلمان نے اپنے نصرانی
غلام کو نکاح کر لینے کی اجازت دیدی پھر عورت نے نصرانی گواہ قائم کیے کہ اس غلام نے مجھسے نکاح کیا ہی
تو گواہ مقبول ہونگے اور اگر غلام مسلمان ہوا اور مولے نصرانی ہو تو ایسے گواہ مقبول نہونگے یہ ظہیریہ مین ہی - ایک شخص
نے اپنے پسر کی باندی سے نکاح کر لیا اور اُس سے اولاد ہوئی تو باندی مذکور اُسکی ام ولد نہو جائیگی اور اسپر
عورت کا مہر واجب ہوگا ولیکن جو بچہ پیدا ہوا ہی وہ اپنے بھائی یعنے مان کے مالک کی طرف سے
بوجہ قرابت کے آزاد ہو جائیگا - اور اگر پسر نے اپنے باپ کی باندی سے نکاح کیا اور اُس سے اولاد ہوئی
تو اسکی ام ولد نہو جائیگی مگر بچہ اُسکے باپ کی طرف سے آزاد ہو جائیگا یہ تمرتاشی مین ہی - اور اگر باپ نے
اپنے پسر کی باندی کو نکاح فاسد یا بوطی شبہہ ام ولد بنایا یعنے وطی کر لی کہ اُس سے بچہ پیدا ہوا تو ہمارے
نزدیک باندی مذکور اسکی ام ولد نہو جائیگی یہ مبسوط مین ہی - ایک غلام کے تحت مین ایک آزاد عورت ہی
اُسنے غلام کے مالک سے کہا کہ تو اسکو میری طرف سے ہزار درم پر آزاد کر دے پس مالک نے ایسا ہی
کیا تو غلام آزاد ہو جائیگا اور نکاح فاسد ہو جائیگا اور مہر ساقط ہو جائیگا اور مولی کے اس عورت پر
ہزار درم واجب ہونگے - اسیطرح اگر ایک مرد نے اپنی جورو باندی کے مولے سے کہا کہ تو اسکو میری طرف سے
ہزار درم پر آزاد کر دے اور مولے نے کیا تو باندی آزاد ہو جائیگی اور نکاح فاسد ہو جائیگا اور مولی کے
شوہر پر ہزار درم واجب ہونگے - اور اگر عورت نے غلام کے مولے سے صرف یہ کہا کہ اسکو میری طرف سے
آزاد کر دے اور کچھ مال بیان نہ کیا پس مولی نے آزاد کر دیا تو نکاح فاسد نہوگا اور امام اعظم و محمدؒ کے نزدیک
اُسکی ولا اُسکے آزاد کرنیوالے کی ہوگی کذا فی الکافی

دسوان باب نکاح کفار کے بیان مین - جو نکاح مسلمانون مین باہم جائز ہی وہی اہل ذمہ کے درمیان جائز
ہی اور جو مسلمانون مین باہم نہین جائز ہی وہ کفار کے حق مین چند طرح پر ہی ازانجملہ نکاح بغیر گواہون کے ہی
کہ مسلمانون کے حق مین نہین جائز ہی لیکن اگر کسی ذمی نے ذمیہ عورت سے بغیر گواہون کے نکاح کیا اور
اُنکے دین مین یہ بات موجود ہی تو نکاح جائز ہوگا چنانچہ اگر پھر دونون مسلمان ہوگئے تو اسی نکاح پر
برقرار رکھے جاوینگے اور یہ ہمارے علماے ثلثہ رحمہم اللہ کا قول ہی اسیطرح اگر دونون مسلمان نہوئے
ولیکن دونون نے یا ایک نے اپنے اس مقدمہ مین اسلام کے موافق حکم کی درخواست کی تو بھی قاضی دونون مین
تفریق نہ کریگا - ازانجملہ غیر کی معتدہ عورت سے عدت مین نکاح کر لینا مسلمانون مین نہین صحیح ہی لیکن اگر
ذمی نے کسی ایسی عورت ذمیہ سے جو غیر کے ایام عدت مین ہی نکاح کیا پس اگر یہ عورت کسی مسلمان مرد
کی عدت مین ہی تو نکاح فاسد ہوگا اور اسپر اجماع ہی اور یہ بات ایسی ہی کہ انکے مسلمان ہونے سے پہلے
اس امر مین اُنسے تعرض کیا جائیگا اگرچہ باہم وہ لوگ اپنے دین کے موافق یہ اعتقاد رکھتے ہون کہ غیر کی
معتدہ عورت سے نکاح کر لینا جائز ہی اور اگر عورت مذکورہ کسی کافر کی عدت مین ہو اور ان لوگون کا
اعتقاد ہو کہ غیر کی معتدہ عورت سے نکاح جائز ہوتا ہی تو جبتک وہ لوگ اپنے کفر پر رہین تبتک اُنسے
بالاجماع کچھ تعرض نہ کیا جائیگا یہ محیط مین ہی اور اگر کافر نے کسی کافر کی معتدہ عورت سے نکاح کیا حالانکہ

یا عمرو وہ لوگ اپنے دین مین جائز جانتے ہین پھر دونون مسلمان ہوگئے تو امام اعظمؒ کے قول کے موافق دونون
اسی پر برقرار رکھے جاوینگے کذا فی الہدایہ اور امام ابو یوسف و امام محمدؒ نے فرمایا کہ نہین برقرار رکھے جاوینگے
مگر امام اعظمؒ کا قول صحیح ہی کذا فی المضمرات اور بنا بر قول امام اعظمؒ کے قاضی دونون مین تفریق نہ کریگا خواہ دونون
یا ایک مسلمان ہوجاوے اور خواہ دونون حاکم اسلام کے پاس مرافعہ کرین یا ایک ہی مرافعہ کرے کذا فی المحیط
اور مبسوط مین ہی کہ ائمہ مین اختلاف ایسی صورت مین ہی کہ جب مرافعہ یا اسلام ایسی حالت مین واقع ہو کہ جب
عدت قائم ہی اور اگر عدت گذر جانے کے بعد مرافعہ کیا یا اسلام لائے تو بالاجماع برقرار رکھے جاوینگے اور
تفریق نہ کیجائیگی یہ فتح القدیر مین ہی - از انجملہ محارم یعنے جو دائمی حرام ہین اُنکے ساتھ نکاح مسلمانون مین
نہین روا ہی اور اگر کافر کی منکوحہ اُسکی محرمہ ہو مثلاً اُسکی ماں یا بہن ہو تو امام اعظمؒ کے نزدیک ایسے
نکاح کافرون کے درمیان صحیح ہین حتے کہ ایسے نکاح پر وجوب نفقہ مترتب ہوگا اور بعد عقد کے اگر
اُسکے ساتھ دخول کیا تو مرد کا احصان ساقط نہو گا اور بعض نے فرمایا کہ امام اعظمؒ کے نزدیک بھی فاسد ہی
اور یہی صاحبین کا قول ہی اور قول اول صحیح ہی اسیطرح اگر تین طلاق دی ہوئی سے نکاح کیا یا جن عورتون کا
جمع کرنا حرام ہی اُنکو جمع کیا یا پانچ عورتون کو جمع کیا تو اسمین بھی ایسا ہی اختلاف ہی کذا فی التبیین ولیکن
اسپر اجماع کیا ہی کہ باہم ایک دوسرے کے وارث نہونگے یہ ظہیریہ مین ہی - پھر اگر دونون مسلمان ہوگئے
یا ایک مسلمان ہوگیا تو بالاجماع دونون مین تفریق کردیجائیگی اور اسیطرح اگر دونون مسلمان نہوئے
ولیکن دونون نے قاضی اسلام کے پاس مرافعہ کیا تو بھی یہی حکم ہی کذا فی المحیط اور اگر دونون مین سے
ایک نے مرافعہ کیا اور درخواست کی کہ حکم اسلام کے مطابق فیصلہ کیا جاوے پس اگر دوسرا اس سے
انکار کرتا ہو اور نہ چاہتا ہو تو قاضی دونون مین تفریق نکریگا اور صاحبین کے نزدیک دونون مین تفریق کردیگا
یہ کافی مین ہی اور جبتک وہ لوگ اپنے کفر پر ہین اور انھون نے ہمارے یہان مرافعہ نہ کیا تو بالاتفاق
اُنسے تعرض نہ کیا جائیگا بشرطیکہ اپنے دین مین اُسکو جائز جانتے ہون یہ محیط دعتابیہ مین ہی - اور مشائخ نے
بر بنائے قول امام اعظمؒ اتفاق کیا ہی کہ اگر کافر نے ایک عقد مین دو بہنون سے نکاح کیا پھر قبل مسلمان
ہونے کے ایک کو چھوڑ دیا پھر مسلمان ہوگیا تو دوسری بہن جو اُسکے تحت مین ہی اُسکا نکاح صحیح ہوگا
تا اُسکے بعد اسلام کے دونون اسی نکاح پر برقرار رکھے جاوینگے یہ کفایہ مین ہی اور اگر ذمی نے اپنی جورو
ذمیہ کو تین طلاق دیدین پھر اس عورت کے ساتھ ویسا ہی رہتا رہا جیسے قبل طلاق کے ہرطرح مقیم تھا حالانکہ
اس عورت نے کسی دوسرے خاوند سے نکاح نہین کیا کہ اُسکے حلالہ کے بعد اس ذمی نے اُسکو سے
نکاح کرلیا ہو اور نہ اُس سے نکاح جدید کیا یا ذمی نے اپنی جورو کو خلع کردیا پھر تجدید نکاح نہین کی ولیکن
برابر اسیطرح اُسکے ساتھ رہتا ہی جیسے خلع سے پہلے تھا تو ان دونون مین تفریق کرادیجائیگی اگرچہ قاضی
کے پاس دونون مرافعہ نہ کرین - اور اگر ذمی نے اپنی جورو کو تین طلاق دیدین پھر اُس سے نکاح
جدید کرلیا مگر عورت مذکورہ نے دوسرے شوہر سے نکاح کرکے حلالہ نہین کیا ہی تو ان دونون مین
تفریق نہین کیجائیگی یہ سراج الوہاج مین ہی - اور اگر ذمی نے مسلمان عورت سے نکاح کیا تو دونون مین

تفریق کردیجائیگی اگرچہ ثنوی مسلمان ہو جاوے اور اگر عورت نے کہا کہ تو نے مجھ سے ایسی حالت مین نکاح کیا کہ جب مین
مسلمان تھی اور زوج نے کہا کہ نہین بلکہ تو اُسوقت مجوسیہ تھی تو تفریق کے لیئے عورت کا قول قبول ہوگا کیونکہ وہ تحریم کا
دعوی کرتی ہے یہ تاتارخانیہ مین ہے - اور اگر ایک لڑکا اور ایک لڑکی باہم بیاہے گئے اور دونون ذمیون مین سے
ہین پھر دولہن بالغ ہوگئے پس اگر نکاح کردینے والا انکا باپ ہو تو دونون کو خیار نہوگا اور اگر سوائے باپ و
دادا کے کوئی اور ہے تو امام اعظم و امام محمد کے نزدیک دونون کو خیار بلوغ حاصل ہوگا یہ محیط مین ہے اور اگر جورو
و مرد مین سے ایک مسلمان ہوگیا تو دوسرے پر بھی اسلام پیش کیا جائیگا پس اگر وہ بھی مسلمان ہوگیا
تو دونون جورو و مرد رہینگے ورنہ دونون مین تفریق کردیجائیگی یہ کنز مین ہے اور اگر دوسرا خاموش رہا
تو قاضی دوبارہ اسپر اسلام پیش کریگا یہان تک کہ تین مرتبہ تک احتیاطاً پیش کریگا یہ ذخیرہ مین ہے
اور دونون مین جو کفر پر اڑ گیا چاہے وہ بالغ ہو اور چاہے تمیزدار نابالغ ہو بہرحال اُسکے انکار اسلام سے
دونون مین تفریق کردیجائیگی اور یہ امام اعظم و امام محمد کا قول ہے اور اگر دونون مین سے ایک نابالغ
بے تمیز ہو تو اُسکے عاقل ہونے تک انتظار کیا جائیگا یہ تبیین مین ہے - پھر جب وہ تمیزدار عاقل ہو جائیگا تو اسپر
اسلام پیش کیا جائیگا پس اگر مسلمان ہوگیا تو فبہا ورنہ دونون مین تفریق کردیجائیگی اور اُسکے بالغ ہونے
تک انتظار نکیا جائیگا اور دونون مین سے ایک مجنون ہو تو اُسکے مان و باپ پر اسلام پیش کیا جائیگا
پس اگر دونون مسلمان ہوگئے یا ایک مسلمان ہوا تو فبہا ورنہ دونون مین تفریق کردیجائیگی یہ کافی مین ہے
اور اگر شوہر مسلمان ہوگیا اور جورو نے انکار کیا تو دونون مین تفریق ہوگی مگر یہ تفریق طلاق نہوگی
اور اگر جورو مسلمان ہوئی اور شوہر کافر رہا تو دونون مین تفریق امام اعظم و امام محمد کے نزدیک طلاق
ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہے پھر اگر بوجہ انکار کے دونون مین تفریق واقع ہوئی پس اگر بعد دخول ہونے
کے تفریق ہوئی تو عورت کو اُسکا پورا مہر ملیگا اور اگر قبل دخول کے ہو پس اگر بوجہ انکار شوہر کے ہوئی تو
عورت کو نصف مہر ملیگا اور اگر بوجہ انکار جورو کے ہو تو جورو کو کچھ مہر نہ ملیگا یہ تبیین مین ہے - اور اگر
کتابیہ ذمیہ عورت کا شوہر مسلمان ہوگیا تو دونون کا نکاح برقرار رہیگا یہ کنز مین ہے - اور اگر دار الحرب مین
جورو و مرد مین سے ایک مسلمان ہوا اور یہ دونون اہل کتاب نہین ہین یا ہین اور عورت ہی مسلمان
ہوئی ہے تو دونون مین نکاح ٹوٹ جانا تین حیض گذرنے تک موقوف رہیگا خواہ عورت کے ساتھ دخول
کیا ہو یا نہ کیا ہو یہ کافی مین ہے پھر اگر تین حیض گذرنے سے پہلے دوسرا بھی مسلمان ہوگیا تو نکاح
باقی رہیگا اور اگر دونون حربی امان لے کر آئے ہون تو دونون مین جدائی دو طرح سے یا تو دوسرے پر
اسلام پیش کرنے اور اُسکے انکار کرنے سے یا تین حیض گذر جانے سے ہوگی یہ عتابیہ مین ہے اور یہ حیض
شمار عدت نہین ہین اسیواسطے عورت مدخولہ وغیر مدخولہ اسمین یکسان ہے پھر اگر دونون مین جدائی
واقع ہوئی پس اگر مدخولہ نہو تو عورت پر عدت واجب نہوگی اور اگر بعد دخول کے جدائی ہوئی پس
اگر عورت کافرہ حربیہ رہی ہے تو بھی یہی حکم ہے اور اگر عورت مسلمان ہوئی ہو تو بھی امام اعظم کے نزدیک
یہی حکم ہے یہ کافی مین ہے - اور اگر عورت کو بوجہ صغیرہ ہونے یا بوڑھی ہونے کے حیض نہ آتا ہو تو بدون تین مہینہ

گذرنے کے دونون مین انقطاع نہوگا یہ بحرالرائق مین ہی - اور اگر عورت مسلمان ہوگئی حالانکہ اُسکا خاوند حربی امان لیکر دارالاسلام مین آیا ہی تو بدون تین حیض گذرنے کے انقطاع نہوگا اسیطرح اگر اُسکا خاوند حربی امان لیکر دارالاسلام مین آکر یہان ذمی ہوگیا تو بھی یہی حکم ہو حتے کہ اگر عورت بھی دارالحرب سے نکل کر دارالاسلام مین آئی اور ہنوز تین حیض نہین گذرے ہین تو اُسکے خاوند پر اسلام پیش کیا جائیگا پس اگر وہ مسلمان ہوگیا تو دونون مین تفریق نکیجائیگی اور اسیطرح اگر شوہر مسلمان ہوگیا پھر جورو دارالحرب سے نکلکر دارالاسلام مین آئی اور ذمی ہوکر رہی تو جبتک تین حیض نہ گذرینگے تب تک انقطاع نہوگا پھر جب تین حیض گذرنے پر دونون مین انقطاع ہوا تو امام اعظم و امام محمد کے نزدیک یہ جدائی بہ طلاق ہوگی چنانچہ سیر کبیر مین مذکور ہی یہ محیط سرخسی مین ہی - اور تباین دارین یعنے ولایت کا جدا ہو جانا جیسے دارالاسلام و دارالحرب یہ موجب فرقت ہی چنانچہ اگر کوئی حربی دارالحرب سے نکلکر مسلمان ہوکر دارالاسلام مین آگیا یا دارالاسلام مین ذمی ہوکر رہا خواہ مرد ہو یا اُسکی جورو ہو تو دوسرے سے فرقت ہو جائیگی یہ تبیین مین ہی - ایک حربی امان لیکر دارالاسلام مین آیا پھر اُسنے یہان ذمی ہونا اختیار کیا تو اُسکی جورو بائن ہو جائیگی اور اگر دونون مین سے کوئی قید ہوکر آیا تو فرقت ثابت ہو جائیگی نہ اسوجہ سے کہ قید ہوگیا ہی بلکہ اسوجہ سے کہ تباین دارین ہوگیا اور اگر جورو و مرد دونون قید ہوکر آئے تو نکاح مین جدائی نہوگی یہ سراج الوہاج مین ہی اور اگر کوئی حربی امان لیکر دارالاسلام مین آیا یا کوئی مسلمان امان لیکر دارالحرب مین گیا تو اُسکی عورت اُس سے بائنہ نہوجائیگی یہ کافی مین ہی - اسیطرح جو لوگ امام عادل سے باغی ہوگئے ہین اگر اُنکے یہان سے کوئی اہل عدل کے یہان آیا یا اہل عدل کے یہان سے وہان گیا تو اُسکی جورو اُس سے بائنہ نہوگی یہ تبیین مین ہی - دارالحرب مین ایک مسلمان نے کسی عورت کتابیہ حربیہ سے نکاح کیا پھر فقط شوہر دارالحرب سے نکل آیا تو ہمارے نزدیک وہ عورت اس سے بائنہ ہوجائیگی اور اگر شوہر سے پہلے یہ عورت نکلکر دارالاسلام مین آگئی تو بائنہ نہوگی یہ ظہیریہ مین ہی - اور جو عورت شوہر دار کہ دارالحرب سے نکل کر دارالاسلام مین آگئی بایں طور کہ وہ مسلمان ہوگئی یا اُسنے ذمی ہوکر رہنا اختیار کیا تو بدون عدت کے اُس سے نکاح کرنا جائز ہی اسیطرح اگر وہ دارالاسلام مین مسلمان ہوگئی یا یہان ذمیہ ہوگئی تو بھی یہی حکم ہی اور یہ امام اعظمؒ کا قول ہی اور صاحبین نے فرمایا کہ عدت واجب ہی یہ تبیین مین ہی - اور اگر ایک مرد حربی قید کیا گیا اور اُسکے تحت مین دو بہنین ہین یا چار ہین یا پانچ ہین اور یہ بھی سب اُسکے ساتھ مقید ہوکر آئین تو امام اعظم و ابو یوسف کے نزدیک سب کا نکاح باطل ہوجائیگا خواہ یہ نکاح ایک ہی عقد مین سب سے کیا ہو یا عقود متفرقہ مین کیا ہو - اور اگر کسی کافر کی تحت مین دو بہنین ہون یا پانچ عورتین ہون پھر یہ سب لوگ ایک ساتھ مسلمان ہوگئے پس اگر اُسنے عقود متفرقہ مین اِن سب سے نکاح کیا ہو تو پہلی بہن کا نکاح اور پہلی چار عورتون کا نکاح جائز ہوگا اور باقی کا باطل ہوگا اور اگر ان سب سے ایک ہی عقد مین نکاح کیا ہو پس اگر یہ سب لوگ مسلمانون کے اہل ذمہ مین سے ہون تو ہمارے نزدیک بلا اختلاف سب کا نکاح باطل ہوگا لیکن اگر مرد کے مسلمان ہونے سے پہلے انمین سے ایک عورت مرگئی یا بائنہ ہوگئی ہو تو باقی چار عورتون کا نکاح جائز ہوگا اور اگر یہ سب لوگ حربی ہون تو بھی امام اعظم و ابو یوسف کے نزدیک

یہی حکم ہی یہ عتابیہ مین ہی- اور اگر مرد کے ساتھ اُسکی دو عورتین قید ہو کر آئین تو نہیں دونون کا نکاح باطل نہوگا اور جو باقی رہگئی ہین یعنے دار الحرب مین ہین اُنکا نکاح باطل ہوگا یہ سراجیہ مین ہی- اور اگر حربی نے ایک عورت و اُسکی مان سے نکاح کیا پھر مسلمان ہوگیا پس اگر دونون سے ایک ہی عقد مین نکاح کیا ہو تو دونون کا نکاح باطل ہوگا اور اگر دونون سے متفرق نکاح کیا ہو تو پہلی کا نکاح جائز اور دوسری پچھلی کا نکاح باطل ہوگا اور یہ امام اعظم و امام ابو یوسف کا قول ہی اور یہ اسوقت ہی کہ دونون مین سے کسی کے ساتھ دخول نہ کیا ہو اور اگر اُسنے دونون سے دخول کر لیا ہو تو بہر حال دونون کا نکاح باطل ہوگا اور اسپر اجماع ہی اور اگر دونون مین سے ایک کے ساتھ دخول کیا پس اگر اُس عورت سے دخول کیا ہو جس سے پہلے نکاح کیا ہی پھر دوسری عورت سے نکاح کیا تو پہلی عورت کا نکاح جائز اور دوسری کا نکاح باطل ہوگا اور اسپر بھی اجماع ہی یہ بدائع مین ہی اور اگر اُسنے پہلی عورت کے ساتھ دخول نہ کیا ہو بلکہ دوسری کے ساتھ دخول ہو پس اگر پہلی دختر اور دوسری مان ہو تو بالاتفاق دونون کا نکاح باطل ہوگا اور اگر پہلی مان ہو اور دوسری دختر ہو پس دوسری کے ساتھ دخول کیا تو بھی امام اعظم و امام ابو یوسف کے نزدیک دونون کا نکاح باطل ہوگا ولیکن اُسکو اختیار ہوگا کہ دختر کے ساتھ نکاح کر لے اور اس عورت کی مان سے نکاح کرنا حلال نہین ہی یہ سراج الوہاج مین ہی- اور اگر جورو و مرد دونون مین سے ایک دین اسلام سے مرتد ہو گیا تو دونون مین بغیر طلاق کے فرقت فی الحال واقع ہو جائیگی خواہ قبل دخول کے مرتد ہوا ہو یا بعد دخول کے پھر اگر شوہر ہی مرتد ہوا ہی تو عورت کو پورا مہر ملیگا بشرطیکہ اُسکے ساتھ دخول واقع ہوا ہو یا نصف مہر ملیگا اگر دخول واقع نہین ہوا ہی اور اگر عورت ہی مرتد ہو گئی ہی پس اگر دخول ہو چکا ہی تو اُسکو پورا مہر ملیگا اور اگر دخول نہین ہوا ہی تو اُسکو کچھ مہر نہ ملیگا- اور اگر دونون ایک ساتھ مرتد ہو گئے پھر دونون ایک ساتھ مسلمان ہو لئے تو استحساناً دونون اپنے نکاح پر باقی رہینگے اور اگر دونون ایک ساتھ مرتد ہو کر پھر دونون مین سے ایک مسلمان ہو گیا تو دونون مین فرقت واقع ہو جائیگی یہ کافی مین ہی اور اگر یہ معلوم نہو کہ اول کون مرتد ہوا ہی تو حکم مین یہ قرار دیا جائیگا کہ گویا دونون ایک ساتھ مرتد ہوئے ہین یہ ظہیریہ مین ہی- اور اگر عورت نے اپنے شوہر کے جلانے کے واسطے یا بدین غرض کہ اس مرد کے حبالہ نکاح سے باہر ہو جاوے یا بدین غرض کہ تجدید نکاح سے اسپر دوسرا مہر لازم آوے اپنی زبان پر کلمہ کفر جاری کیا تو اپنے شوہر پر حرام ہو جائیگی پس وہ مسلمان ہونے کے واسطے مجبور کیجائیگی اور ہر قاضی کو اختیار ہی کہ اُسکا جدید نکاح بہت کم مقدار پر اگرچہ ایک دینار ہو باندھ دے خواہ عورت اُس سے خوش ہو یا ناراض ہو اور اس عورت کو یہ اختیار نہوگا کہ اس شوہر کے سوائے دوسرے سے نکاح کرے اور شیخ ابو جعفر ہندوانی نے فرمایا کہ مین اسی حکم کو لیتا ہون اور فقیہ ابو اللیث نے فرمایا کہ ہم اسی کو لیتے ہین یہ تمرتاشی مین ہی- اور اگر مرد مسلمان ہوا اور اُسکے تحت مین کتابیہ عورت ہی پھر مرد مذکور مرتد ہو گیا تو اُسکی جورو اُس سے بائنہ ہو جائیگی یہ محیط سرخسی مین ہی- اور بچہ اپنے مان و باپ مین سے اُسکا تابع قرار دیا جاتا ہی جو بہ راہ دین دونون مین سے بہتر ہو یہ کنز مین ہی اور یہ حکم اسوقت ہی کہ دار مختلف نہو مثلاً دونون دار الاسلام مین ہون یا دونون

دار الحرب مین ہون یا بچہ دار الاسلام مین ہو اور باپ دار الحرب مین مسلمان ہو گیا تو بچہ اپنے باپ کی تبعیت مین مسلمان ہوگا اسواسطے کہ باپ اگرچہ دار الحرب مین مسلمان ہوا ہی لیکن وہ حکماً دار الاسلام کے لوگون مین سے ہی اور یا اگر بچہ دار الحرب مین ہو اور باپ دار الاسلام مین مسلمان ہو گیا ہو تو بچہ اسکا تابع قرار نہ دیا جائیگا اور مسلمان نہوگا یہ تبیین مین ہی اور مجوسی دین والا کتابی کافر سے بدتر ہی یہ کنز مین ہی پس اگر ماں و باپ مین سے ایک مجوسی اور دوسرا کتابی ہو تو بچہ مثلاً بیٹی ہو وہ کتابی قرار دیجائیگی پس مسلمان مرد کو جائز ہی کہ اس عورت سے نکاح کرے اور بچہ کا ذبیحہ حلال ہوگا یہ نہایہ سروجی مین ہی - ایک مسلمان نے ایک نصرانیہ عورت سے نکاح کیا پھر ایک ساتھ دونون مجوسی ہوگئے تو امام ابو یوسف نے فرمایا کہ دونون مین فرقت واقع ہوگی اور امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ واقع نہوگی یہ ظہیریہ مین ہی اور اگر مسلمان کے تحت مین نصرانیہ عورت ہو اور دونون ساتھ ہی یہودی ہو گئے تو بالاتفاق دونون مین فرقت واقع ہو جائیگی اور مرد پر پورا مہر واجب ہوگا اسواسطے کہ سبب فرقت کا خاصۃ مرد کی طرف سے پیدا ہوا ہی یہ سراج الوہاج مین ہی اور اگر ایک مسلمان نے ایسی لڑکی سے نکاح کیا جسکے ماں و باپ مسلمان ہین پھر دونون مرتد ہوگئے تو یہ لڑکی اپنے خاوند سے بائنہ نہوگی اگرچہ دونون ماں و باپ دار الحرب مین چلے جائین اور اگر دونون اس لڑکی کو بھی دار الحرب مین لیگئے تو بائنہ ہو جائیگی اور اگر دونون مین سے ایک ہمارے دار الاسلام مین مرتد ہوکر یا مسلمان ہونے کی حالت مین مرگیا پھر دوسرا مرتد ہوکر اس لڑکی کو لیکر دار الحرب مین چلا گیا تو یہ لڑکی اپنے شوہر سے بائنہ نہوگی یہ ظہیریہ مین ہی - ایک نصرانیہ لڑکی ایک مسلمان کے تحت مین ہی پس اسکا باپ مجوسی ہو گیا حالانکہ اسکی ماں نصرانیہ ہونے کی حالت مین مرچکی ہی تو یہ لڑکی اپنے شوہر سے بائنہ نہوگی یہ محیط سرخسی مین ہی - ایک مسلمان نے ایک نصرانیہ لڑکی سے نکاح کیا جسکو اسکے باپ نے بیاہ دیا ہی اور اسکے ماں و باپ دونون نصرانی ہین پھر اسکے باپ و ماں مین سے ایک مجوسی ہو گیا اور دوسرا نصرانی رہا تو لڑکی اپنے شوہر سے بائنہ نہوگی اور اگر ماں و باپ دونون مجوسی ہوگئے اور یہ لڑکی ہنوز بر حال خود نابالغہ ہی تو اپنے شوہر سے بائنہ ہو جائیگی اگرچہ دونون اسکو دار الحرب مین نہ لیجاوین اور اسکو مہر سے قلیل و کثیر کچھ نہ ملیگا اور اسی طرح اگر لڑکی بالغہ ہوگئی ہو ولیکن معتوہہ بالغ ہوئی ہو تو بھی یہی حکم ہی اسواسطے کہ جب معتوہہ بالغہ ہوئی تو برابر دین مین اپنے والدین و دار کے تابع رہیگی اسواسطے کہ معتوہہ کا ذاتی اسلام درحقیقت کچھ نہین ہوتا ہی پس اس اعتبار سے بمنزلہ صغیرہ کے ہی - ایک عورت بالغہ مسلمان تھی وہ معتوہہ ہوگئی اور اسکے ماں باپ مسلمان ہین پس اسکو اسکے باپ نے معتوہہ ہونے کی حالت مین بیاہ دیا حتی کہ نکاح جائز ہوا پھر اسکے ماں و باپ نعوذ باللہ تعالے مرتد ہوگئے اور دار الحرب مین چلے گئے تو یہ عورت اپنے شوہر سے بائنہ نہوگی اور صغیرہ اگر اسلام کو سمجھ گئی اور اسکو بیان کیا کہ اسلام یون ہی پھر وہ معتوہہ ہوگئی تو اسکا حکم بھی ایسی صورت مین اسی عورت مذکورہ بالا کے مثل ہی ایک مسلمان نے ایک نصرانیہ عورت سے نکاح کیا اور صغیرہ ہی اور اسکے ماں و باپ نصرانی ہین پھر وہ بڑھی یعنے بالغہ ہوئی مگر ایسی کہ کسی دین کو نہین سمجھتی اور نہ بیان کرسکتی ہی حالانکہ وہ معتوہہ نہین تو درصورت واقعہ مذکورہ بالا کے وہ اپنے شوہر سے بائنہ ہو جائیگی اور اسیطرح اگر صغیرہ مسلمہ جب بالغہ ہوئی تو معتوہہ نہ تھی مگر وہ اسلام کو نہین جانتی -

اور نہ بیان کرسکتی ہی تو درصورت واقعہ مذکورۂ بالا کے وہ اپنے شوہر سے بائنہ ہوجائیگی یہ محیط مین ہی - اور قبل دخول کے
بائنہ ہوجانے مین اُسکو کچھ مہر نہ ملیگا اور بعد دخول کے بائنہ ہونے سے مہر مسمے ملیگا اور یہ واجب ہی کہ اللہ تعالے
جل جلالہ کے نام پاک کو مع تمام اوصاف کے اُسکے سامنے بیان کیا جاوے اور اُس سے کہا جاوے کہ آیا اللہ تعالے
شانہ ایسا ہی ہی پس اگر اُسنے کہا کہ ہان تو حکم دیا جائیگا کہ وہ مسلمان ہی اور اگر مردود نے کہا کہ مین سمجھتی ہون اور وصف
کرسکتی ہون مگر نہین بیان کرتی ہون تو شوہر سے بائنہ ہوجائیگی اور اگر اُسنے کہا کہ مین اسکو بیان نہین کرسکتی ہون تو ایسی
صورت مین اختلاف ہی اور اگر اسلام کو سمجھی مگر بیان نہ کیا تو بائنہ نہوگی اور اگر اُسنے مجوسیہ کا دین بیان کیا تو امام اعظم
و امام محمدؒ کے نزدیک بائنہ ہوجائیگی اور امام ابو یوسفؒ نے اختلاف کیا ہی اور یہی مسئلہ ارتداد طفل کا ہی یہ کافی مین ہی
ایک مرد چند مرتبہ مرتد ہوا اور ہر بار تجدید اسلام کی اور تجدید نکاح کرلی تو بنا بر قول امام اعظم کے اُسکی عورت
اُسکے واسطے بدون دوسرے شوہر سے نکاح کرنے کے حلال ہوگی - اور جو عورت مرتد ہوگئی اُسکے شوہر کو
اختیار ہی کہ اس عورت کے سواے چار عورتون سے نکاح کرلے بشرطیکہ عورت مذکورہ دارالحرب مین چلی گئی
ہو - ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا اور قبل دخول کے اُسکے پاس سے سفر کرکے چلا گیا بعدہ اُسکو ایک
مخبر نے خبر دی کہ وہ عورت مرتدہ ہوگئی اور یہ مخبر آزاد یا مملوک یا محدود القذف ہی مگر اُسکے نزدیک یہ ثقہ یعنی معتمد علیہ ہی
تو اُسکو گنجائش ہی کہ اسکی تصدیق کرکے اس عورت کے سواے چار عورتون سے نکاح کرلے اور اسیطرح اگر مخبر
مذکور اُسکے نزدیک غیر ثقہ ہو ولیکن اُسکی راے غالب مین وہ سچا نظر آوے تو بھی اُسکے واسطے یہی حکم ہی اور اگر
اُسکی راے غالب مین وہ جھوٹا ہو تو تین سے زیادہ عورتون سے نکاح نہین کرسکتا ہی اور اگر کسی عورت کو خبر
دیگئی کہ تیرا شوہر مرتد ہوگیا ہی تو اُسکو اختیار ہی کہ بعد انقضاے عدت کے دوسرے شوہر سے نکاح کرلے اور یہ
روایت استحسان ہی اور بنا بر روایت سیر کے دوسرے سے نکاح نہین کرسکتی اور شمس الائمہ سرخسی نے فرمایا کہ روایت
استحسان زیادہ صحیح ہی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی اور اگر ایسا مرد جو نشہ مین ہی اور اُسکی عقل جاتی رہی ہی مرتد ہوگیا تو
استحسانًا اُسکی جورو اُس سے بائنہ نہوگی یہ سراج الوہاج مین ہی

گیارھوان باب قسم کے بیان مین - قال المترجم قسم سے مراد باری ہی جبکہ کئی عورتین ہون تو انمین باری مقرر کرے اور
یہ امر کہ کن باتون مین مسویہ واجب ہی یہ کتاب مین خود ذکر فرمایا ہی کہ شوہرون پر واجبات مین سے ہی کہ اپنی جورؤن کے درمیان
تعدیل و تسویہ ایسی باتون مین کرین جنکے وہ مالک ہین اور مصاحبت و موانست کے واسطے شب باشی مین برابری رکھین اور
جو باتین انکے اختیار مین نہین مین انمین تعدیل و تسویہ بھی واجب نہین ہی اور وہ محبت دلی ہی اور جماع ہی یہ فتاوی قاضیخان
مین ہی اور اس حکم مین غلام مثل آزاد کے ہی یہ خلاصہ مین ہی پس اپنی سب عورتون کے درمیان امور مذکورہ مین مساوات رکھے خواہ
قدیمہ ہو یا جدیدہ ہو خواہ باکرہ ہو یا ثیبہ ہو خواہ صحیحہ ہو یا مریضہ و رتقا ہو یا ایسی مجنونہ ہو جسکی ذات سے خوف نہو خواہ حائضہ
ہو یا نفاس مین ہو یا حاملہ ہو خواہ ایسی صغیرہ ہو جس سے وطی کرنا ممکن ہی یا احرام باندھے ہوئے ہو یا ایسی ہو کہ اُس سے
ایلاء کیا ہی یا ظہار کیا ہی یہ تبیین مین ہی اور اسی طرح عورت مسلمہ و کتابیہ کے درمیان بھی باری واجب ہی یہ سراج الوہاج
مین ہی اور شوہر صحیح و مریض و مجبوب و خصی و عنین و بالغ و مراہق و مسلمان و ذمی اس باری مین سب برابر
ہین یہ فتاوی قاضیخان مین ہی اور اگر ایک عورت مسلمان یا کتابیہ ہو اور دوسری باندی یا مکاتبہ یا مدبرہ یا ام ولد ہو تو

آزادہ کے واسطے دو دن دو رات مقرر کرے اور باندی کے واسطے ایک دن و ایک رات مقرر کرے یہ خلاصہ میں ہی اور اگر وہ باندی کے پاس ایک دن رہا پھر وہ آزاد کر دیگئی تو آزادہ جورو کے نزدیک بھی ایک ہی روز رہیگا اور اسیطرح اگر وہ حرہ کے پاس رہا پھر باندی آزاد کی گئی تو آزاد شدہ کے پاس چلا جاوے اسواسطے کہ مقتضی تاخیر زائل ہوگیا یہ تبیین میں ہی۔ اور جو باندیان اُسکے تحت میں اُسکی ملک میں ہون اُنمین کوئی تقسیم و باری نہین ہی یہ بدائع میں ہی اور باری کا مدار و شما درات ہی اور کسی عورت سے سواے اُسکے باری کے روز کے جماع نہ کرے اور جسکی باری نہین ہی اُسکے پاس اُس رات میں نہ جاوے ولیکن دن میں کسی ضرورت سے اُسکے پاس جانے مین کچھ مضائقہ نہین ہی ہان اگر بغیر باری والی بیمار ہو تو دوسری کی باری کی رات مین بھی اُسکے پاس عیادت کیواسطے جانا جائز ہی اور اگر اُسکا مرض سخت ہوگیا تو مضائقہ نہین ہی کہ اُسی کے پاس رہے یہان تک کہ وہ اچھی ہو جاوے یا مر جاوے یہ جوہرہ نیرہ مین ہی۔ اور ٹھہرنے کے مقدار کا اختیار شوہر کو ہی اسواسطے کہ واجبی استحقاق فقط تعدیل و تسویہ کا ہی نہ اُسکے طریقہ کا یہ تبیین مین ہی۔ اور اگر قاضی نے شوہر کو حکم دیا کہ باری و تسویہ رکھے پھر اُسنے خیانت کی اور ایسا نہ کیا پس جورو اُسکو قاضی کے پاس لیگئی تو قاضی اُسکے واسطے کوئی سزا تجویز کریگا اسواسطے کہ وہ فعل حرام کا مرتکب ہوا ہی پھر اُسکو حکم کریگا کہ آیندہ تعدیل و تسویہ مرعی رکھے اور جو زمانہ گذر گیا وہ رایگان گیا اُسکی بابت اس جورو کو یہ مطالبہ نہین پہونچتا ہی کہ اتنے دن اُسکے پاس رہ کر اگلی خیانت کی تلافی کرے اور اگر ایک جورو کی اجازت سے دوسری جورو کے پاس باری سے زائد رہا تو جائز ہی مگر اجازت دینے والی جورو کو اختیار ہی کہ اپنی اجازت سے رجوع کر جاوے پس اجازت لازمی نہین ہوتی ہی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ اور اگر کسی جورو نے اپنی باری اپنی سوت کو ہبہ کر دی تو جائز ہی ولیکن اُسکو اختیار ہوگا کہ جب چاہے اس سے رجوع کرلے یہ سراج الوہاج مین ہی۔ اور اگر کوئی جورو اپنی باری اپنی سوت کیواسطے چھوڑ دینے پر راضی ہوئی تو جائز ہی اور اُسکو اختیار ہوگا کہ اس سے رجوع کرلے یہ جوہرہ نیرہ مین ہی۔ اور اگر دو عورتون سے نکاح کیا بدین شرط کہ ان دونون مین سے ایک کے پاس زیادہ رہا کریگا یا ایک نے شوہر کو مال دیا کہ اُسکی باری بڑھاوے یا اپنے اوپر اُسکی اجرت مقرر کی کہ اُسکی باری بڑھاوے یا اپنے مہر مین سے کم کر دیا بدین غرض کہ اُسکی باری بڑھاوے تو شرط اور معاوضہ دونون باطل ہین اور عورت مذکور کو اختیار ہوگا کہ اپنا مال واپس کرلے یہ خلاصہ مین ہی۔ اور اگر شوہر نے دونون مین سے ایک کو مال بدین شرط دیا کہ وہ اپنی باری دوسری کو دیدے یا خود عورت نے سوت کو مال دیا کہ وہ اپنی باری اُسکو دیدے تو جائز نہین ہی اور مال واپس کر لیا جاوے یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اور اگر ایک شخص کی ایک جورو ہی اور یہ شخص رات کو عبادت شب مین مشغول رہتا ہی اور دن مین روزہ رکھتا ہی یا لونڈیون مین مشغول رہتا ہی یعنی بیوی کا حق ادا نہین کرتا ہی پس اُسکی جورو نے قاضی سے فریاد کی تو قاضی اُسکو حکم کریگا کہ چند روز اُسکے ساتھ رہا کرے اور احیانًا اُسکے واسطے روزہ افطار کرے اور امام ابو حنیفہؒ پہلے یہ فرماتے تھے کہ عورت کے واسطے ایک رات و دن و مرد کے واسطے تین رات و دن ہین پھر اُس سے رجوع کیا اور فرمایا کہ شوہر کو یہ حکم دیا جائیگا کہ عورت کی مراعات رکھے اور اپنی صحبت مین اُسکو مانوس کرے اور یہی مقصود ہی اُسکے واسطے

کچھ دن و وقت کی قید نہین ہی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی اور یہی صحیح ہی یہ بحر الرائق مین ہی۔ اور منتقے مین لکھا ہی کہ اگر کسی کے پاس دو جورو ہون اور نیز کئی ام ولد اور کئی باندیان ہین تو ہر جورو کے پاس ایک رات ودن رہے اور دو رات و دو دن باندیون مین سے جسکے پاس چاہے رہے۔ اور اگر اسکے پاس چار جورو ہون تو ہر ایک کے پاس ایک رات و ایک دن رہے اور باندیون کے پاس نہ رہے الا اسقدر کہ جیسے مسافر راہ چلتا ٹھہرتا ہی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ اور اسکو اختیار ہی کہ سفر مین بعض عورتون کو لیجاوے اور بعض کو نہ لیجاوے اور جسکو چاہے لیجاوے ولیکن اولی یہ ہی کہ اُنکے دل خوش کرنے کے واسطے قرعہ ڈالے جسکے نام نکلے اسکو لیجاوے اور جب سفر سے واپس آوے تو جسکو سفر مین لے گیا ہی اتنے دنون کی کمی پوری کرنے کے واسطے دوسری کو اختیار نہین ہی کہ درخواست کرے کہ اتنے دن اُسکے ساتھ بھی پورے کر دے۔ اور اگر ایک جورو ہو اور اُسنے چاہا کہ اُسکے اوپر دوسری جورو سے نکاح کرے اور اُسکو خوف ہوا کہ مجھ سے ان دونون مین تعدیل نہوگی تو اُسکو دوسری سے نکاح کرنے کی گنجائش نہین ہی اور اگر اُسکو یہ خوف نہو تو دوسری عورت سے نکاح کرنے کی گنجائش ہی ولیکن اُس سے باز رہنا اولی ہی اور عورت کو غم دینے کی بات چھوڑ دینے سے مرد کو ثواب ملیگا یہ سراجیہ مین ہی اور مستحب ہی کہ اپنی تمام عورتون کے درمیان تمام استمتاعات یعنی سوت لانا مین مساوات رکھے چنانچہ وطی کرنا و بوسہ لینا وغیرہ سب کے ساتھ مساوی ہو اور اسیطرح باندیون و امہات اولاد مین بھی ولیکن یہ کچھ واجب نہین ہی یہ فتح القدیر مین ہی۔ **متصلات** باب ہذا چند مسائل ہین۔ اپنی دو یا زیادہ عورتین جو باہم سوت ہین ایک مکان مین انکی سکونت بدون انکی رضامندی کے نہ رکھے اسواسطے کہ انکا آپس کا جلاپا برابر اُنکے ساتھ ہو جائیگا اور اگر سوتون کی رضامندی سے انکو ایک مسکن مین رکھا تو یہ مکروہ ہی کہ ایک کے سامنے دوسری سے وطی کرے حتے کہ اگر ایک سے وطی کرنے کی خواہش کی تو اسپر قبول کرنا واجب نہین ہی چنانچہ اگر وہ انکار کرے تو نافرمان نہوگی اور ان مسائل مین کچھ اختلاف نہین ہی اور مرد کو اختیار ہی کہ عورت پر غسل جنابت و حیض و نفاس کے واسطے جبر کرے لیکن اگر عورت ذمیہ ہو یعنے کتابیہ ہو تو ایسا نہین کر سکتا ہی اور شوہر کو اختیار ہوگا کہ عورت پر تقلیم و استحداد کے واسطے جبر کرے یہ بحر الرائق مین ہی اور شوہر کو اختیار ہی کہ عورت کو ایسی چیز کھانے سے منع کرے جسکی بدبو سے اسکو ایذا پہونچتی ہو اور نیز لہسن اور پیاز وغیرہ سے منع کر سکتا ہی اور علی ہذا شوہر کو اختیار ہی کہ ایسی چیز کے ساتھ زینت کرنے سے منع کرے جسکی بو سے اسکو اذیت ہوتی ہو جیسے مثلاً سبز مہندی لگانے وغیرہ سے اور شوہر کو اختیار ہی کہ جورو کو زینت چھوڑ دینے پر سزا دے اور مارے جبکہ وہ زینت چاہتا ہو اور نیز اگر اُسنے وطی کے واسطے بلایا اور عورت نے انکار کیا تو مار سکتا ہی درحالیکہ عورت حیض و نفاس سے طاہر ہو اور نیز نماز و شروط نماز کے واسطے بھی درصورت ترک کے سزا دیسکتا ہی یہ فتح القدیر مین ہی ایک شخص کے جورو ہی کہ نماز نہین پڑھتی ہی تو اُسکو اختیار ہی کہ عورت مذکورہ کو طلاق دیدے اگرچہ بالفعل اُسکے مہر ادا کرنے پر قادر نہو اور اگر عورت نے بدون اجازت شوہر کے مجلس وعظ مین باہر جانا چاہا تو عورت کو یہ اختیار نہین ہی اور اگر عورت پر کوئی واقعہ پیش آیا کہ اُسمین حکم شرع دریافت کرنے کی ضرورت ہی اور شوہر اُسکا عالم ہی یا عالم نہین ہی مگر وہ عالم سے دریافت کر سکتا ہی تو عورت مذکورہ باہر نہین جاسکتی ہی

ورنہ عورت کو نکلکر دریافت کر لینے کا اختیار ہی۔ اور اگر عورت کا باپ لنجا ہو اور کوئی آدمی ایسا نہو جو اُسکی تیمارداری
کرے اور اس عورت کا شوہر اُسکو اُسکے پاس جانے سے منع کرتا ہو تو عورت کو اختیار ہی کہ اپنے شوہر کے حکم کو (یعنے پردہ کیے سامنے نکلے ۱۲ منہ)
نہ مانے اور جاکر اپنے باپ کی خدمت کرے خواہ اُسکا باپ مسلمان ہو یا کافر ہو۔ ایک مرد کی ماں جوان ہی کہ وہ
شادی کی دعوت اور لوگون کی مصیبت و غمی مین جاتی ہی اور اس عورت کا شوہر نہین ہی تو اُسکا بیٹا اُسکو منع نہین کر سکتا ہی
تاوقتیکہ اُسکے نزدیک یہ امر متحقق نہو کہ عورت مذکورہ بنظر فساد جایا کرتی ہی یعنی بدکاری کا یقین ہو اور جب اُسکو تحقیق ہو تو قاضی کے پاس
مرافعہ کرے پھر جب قاضی اُسکو اجازت دیدے کہ تو منع کر تو اُسکو اختیار رہیگا کہ اپنی ماں کو منع کرے کیونکہ
وہ منع کرنے مین قاضی کا قائم مقام ہی یہ کافی مین ہی۔ ایک شخص نے کوفہ مین چار عورتون سے نکاح کیا پھر
اُن چار مین سے ایک غیر معین کو طلاق دی پھر مکہ کی ایک عورت سے نکاح کیا پھر چارون مین سے ایک
غیر معین کو طلاق دیدی پھر طائف مین ایک عورت سے نکاح کیا پھر مرگیا ولیکن اُسنے انمین سے کسی عورت سے
دخول نہین کیا تھا تو طائف والی عورت کو پورا مہر ملیگا اور مکہ والی عورت کو آٹھ حصون مین سے سات حصے
مہر کے ملینگے اور کوفہ والیون کو تین مہر کامل اور آٹھوان حصہ ایک مہر کا ملیگا جو ان سب مین مساوی تقسیم
ہوگا۔ ایک شخص نے ایک عقد مین ایک عورت سے نکاح کیا اور دو عورتون سے ایک عقد مین نکاح کیا
اور تین عورتون سے ایک عقد مین نکاح کیا پس یہ تین فریق ہوئے اور یہ معلوم نہین کہ انمین سے کون فریق
مقدم ہی پس جس سے تنہا نکاح کیا ہی اُسکا نکاح بالیقین صحیح ہی اور باقی فریق مین شوہر کا قول لیا جائیگا کہ
کون انمین سے اول ہی اور ان دونون فریق مین سے جو فریق مرا اور شوہر زندہ ہی اور شوہر نے کہا کہ یہی
فریق ان دونون مین سے پہلا ہی تو اس فریق کی عورتون کا جو مرگئی ہین شوہر وارث ہوگا اور اُنکے مہر ادا کریگا
اور شوہر اور دوسرے فریق کے درمیان تفریق کیجائیگی اور اگر شوہر نے ان سب عورتون سے دخول کر لیا ہی
پھر اپنی صحت مین یا موت کے وقت کہا کہ ان دونون فریق مین سے یہ فریق پہلا ہی تو یہی پہلا فریق ہوگا
اور شوہر اور دوسرے فریق کے درمیان جدائی کیجائیگی ولیکن دوسرے فریق کی ہر عورت کے واسطے
اُسکے مہر مسمے اور مہر مثل دونون مین سے کم مقدار شوہر کے ذمہ واجب ہوگی۔ اور اگر شوہر نے ہر دو فریق
مذکورہ کی نسبت کہا کہ مجھے نہین معلوم کہ انمین سے اول کون ہی تو وہ ان دونون فریق سے روکا جائیگا مگر
فریق اول یعنے وہ عورت جس سے تنہا نکاح کیا ہی اُس سے نہین روکا جائیگا پھر اگر شوہر مذکور بیان کرنے سے
پہلے مرگیا تو اس عورت کو اُسکا پورا مہر ملیگا اور تین والے عورتون کے فریق کو ڈیڑھ ملیگا جو اُنکے درمیان
مساوی مشترک ہوگا اور دو عورتون والے فریق کو ایک مہر ملیگا جو اُنکے درمیان مساوی مشترک ہوگا یہ شرح
مبسوط امام سرخسی مین ہی۔ ایک عورت اور اُسکی دو بیٹیون سے متفرق تین عقدون مین نکاح کیا اور یہ معلوم نہین ہوتا
کہ اول کس سے نکاح کیا ہی پھر شوہر قبل وطی اور بیان کے مرگیا تو ان سب کو ایک مہر کامل ملیگا اور جو میراث
عورت کے واسطے مقرر ہی وہ پوری ایک ملیگی اور یہ بالاتفاق ہی پھر کیفیت تقسیم مین اختلاف ہی چنانچہ امام ابوحنیفہؒ
نے فرمایا کہ مہر و میراث ہر ایک مین سے ماں کو نصف ملیگا اور صاحبین نے فرمایا کہ ان تینون مین تین حصہ کر کے
تقسیم ہوگا اور اگر ماں سے ایک عقد مین اور ہر دو دختر سے ایک عقد مین نکاح کیا تو بالاتفاق سب ماں تو

ملیگا اور اگر ایک عورت و اُسکی ماں و اُسکی دختر سے یا ایک عورت و اُسکی ماں و اُسکی خالہ سے نکاح کیا ہو تو مہر و میراث
بالاتفاق ان سب مین تین حصہ ہوکر تقسیم ہوگی اور یہی صحیح ہی یہ فتح القدیر مین ہی اور اگر تین عورتون سے ایک عقد مین
اور ایک عورت سے ایک عقد مین اور ایک عورت سے ایک عقد مین نکاح کیا اور یہ معلوم نہین ہوتا کہ کون مقدم ہی
تو تین عورتون کو ڈیڑھ مہر باہم مساوی مشترک اور ہر دو تنہا کو ڈیڑھ مہر دونون مین مساوی مشترک ملیگا - اور اگر
ایک عورت سے ایک عقد مین اور دو عورتون سے ایک عقد مین اور تین عورتون سے ایک عقد مین اور چار عورتون سے
ایک عقد مین نکاح کیا پھر شوہر مرگیا اور یہ معلوم نہین ہوتا ہی کہ اسمین سے پہلے کون مقدم ہی تو ان سب کو ساڑھے تین مہر ملینگے
جسمین سے نصف مین سے تین چوتھائی چار عورتون کو اور ایک چوتھائی تین عورتون کو ملیگا اور پھر ایک مہر مین سے
چار عورتون کو دو چھٹے اور چھٹے حصہ کا نصف اور تین عورتون کو بھی دو چھٹے حصہ اور چھٹے حصہ کا نصف اور دو عورتون کو
چھٹا حصہ ملیگا اور باقی دو مہر مین ان تینون فریق کی منازعت یکسان ہی پس وہ ان تینون فریق مین تین حصہ ہوکر
تقسیم ہونگے کہ ہر فریق کو دو تہائی ایک مہر کی ملیگی ولیکن جسقدر چار عورتون کے حصہ مین پڑیگا وہ انہین برابر تقسیم ہوگا
اور جو عورت تنہا نکاح کی گئی ہی وہ انکی مزاحم نہوگی ہان تین عورتون کے حصہ مین جو کچھ آیا ہی اُسسے آٹھوان حصہ اسمین سے
لے لیگی اور باقی ان تینون مین مساوی تقسیم ہوگا اور دو عورتون کے حصہ مین جو کچھ آیا ہی اُسمین سے چھٹا حصہ لے لیگی
اور باقی ان دونون مین مساوی تقسیم ہوگا اور یہ تقسیم بنا بر قول امام ابو یوسفؒ کے ہی اور بنا بر قول امام محمدؒ کے چار عورتون
والے فریق کو ایک مہر کامل و تہائی مہر ملیگا اور تین عورتون والے فریق کو ایک مہر ملیگا اور دو عورتون والے فریق کو
دو تہائی مہر ملیگا اور تنہا عورت کو نصف مہر ملیگا قال المترجم عفا اللہ عنہ بنا بر قول امام ابو یوسفؒ کے توجیہ ہر قول کی
بیان کرنی بہت طوالت چاہتی ہی اور گو نہ بے محل بھی ہی ہان یہ ضروری ہی کہ اس پیچیدہ تقسیم کا جسمین اغلاق زیادہ ہی انحلال
کر دون چنانچہ مین کہتا ہون ہر ایک مہر کے ۷۲ حصے کئے جاوین ازانجملہ نصف مہر کا تین چوتھائی چار عورتون کو ۲۷
اور چہارم تین عورتون کو ۹ اور مہر کامل مین سے چار کو دو چھٹے و نصف چھٹا حصہ یعنے ۳۰ اور اسیقدر تین عورتون
کو ۳۰ اور چھٹا حصہ دو عورتون کو ۱۲ دیے جاوین اور باقی دو مہر مین دو تہائی چار عورتون کو ۴۸ بلا منازعت اور تین
عورتون کی دو تہائی مین سے آٹھوان حصہ تنہا ایک کو نکل گیا لہذا تین عورتون کو ۴۲ اور ایک تنہا کو ۶ اور دو عورتونکی
دو تہائی مین سے چھٹا حصہ ایک تنہا کو نکل گیا لہذا دو عورتون کو ۴۰ اور تنہا کو ۸ ملینگے موافق توضیح نقشہ ذیل کے

تفصیل مہر بسہام	عقد ایک عورت سے	عقد دو عورتون سے	عقد تین عورتون سے	عقد چار عورتون سے	کیفیت
تقسیم نصف مہر از جملہ ساڑھے تین مہر	+	+	سہام ۹	سہام ۲۷	[illegible]
تقسیم ایک مہر کامل	+	۱۲	۳۰	۳۰	
تقسیم دو مہر	از فریق سوم ۸ از فریق دوم ۶	۴۰	۴۲	۴۸	

اور اگر چار عورتون سے ایک عقد مین اور تین سے ایک عقد مین نکاح کیا پھر غیر معین ایک عورت کو اپنی منکوحات
مین سے طلاق دی پھر قبل بیان کے مرگیا تو ان سب کو تین مہر ملینگے کذا فی شرح المبسوط للامام السرخسی
یعنی بیان نہونے پایا کہ مطلقہ عورت کس فریق کی ہی [illegible] ۱۲

کتاب الرضاع

قال المترجم سمجھنے کے واسطے چند باتون کا پہلے بیان کرنا بہتر ہی رضاعت دودھ دینے کو کہتے ہین یعنے بچہ کو اسکی ماں کے سوائے اگر کسی عورت نے دودھ پلایا تو یہ عورت مرضعہ ہی اور بچہ رضیع ہی اور یہ فعل بطور حاصل مصدر رضاعت ہی اور یہ مرضعہ اس رضیع کی دودھ پلائی ماں ہی کہ اسکے ساتھ نکاح کرنا قطعاً حرام ہی جیسے اپنی ماں سے جسکے پیٹ سے پیدا ہوا ہی اور رضاعت سے حرمت اسیطرح ہو جاتی ہی جیسے نسب سے ہوتی ہی اگر شرائط پائی جاوے قال فی الکتاب۔ رضاعت اگر مدت رضاعت مین پائی جاوے تو خواہ قلیل رضاعت ہو یا کثیر ہو اُس سے تحریم متعلق ہو جاتی ہی یہ ہدایہ مین ہی اور قلیل رضاعت کی تفسیر اسطرح بیان کی گئی ہی کہ اسقدر ہو کہ اُس سے یہ معلوم ہووے کہ دودھ حلق سے نیچے پیٹ مین پہونچا ہی اور رضاعت کی مدت امام اعظمؒ کے قول مین تیس (۳۰) مہینہ ہین یعنے بچہ ڈھائی برس تمام ہونے تک جسکا دودھ پیوے وہ اسکی مرضعہ ماں ہی اور صاحبین نے فرمایا کہ رضاعت کی مدت دو برس ہین یہ فتاوی قاضیخان مین ہی قال المترجم پس اگر اس مدت مذکورہ سے زائد سن کا بچہ ہو گیا اور اُسنے کسی کا دودھ پیا تو وہ ان احکام کے ثبوت کے واسطے کافی نہین ہی اور جو بعض احادیث مین اس سے زیادہ بلکہ جوان عمر کے واسطے رضاعت ثابت فرمائی گئی تھی وہ خصوصیات مین داخل ہی و نیز تاویلات و مباحث جو اس سے متعلق ہین اُنکے مقام پر شرح مین یہ مقام بیان نہین ہی اسی پر اکتفا کرنا چاہیے اور جو کتاب مین مذکور ہی سُننا چاہیے کہ اگر رضیع مدت رضاعت کے اندر دودھ سے چھوڑا دیا گیا پھر مدت رضاعت باقی تھی کہ اسکو کسی عورت نے دودھ پلایا تو یہ رضاعت ہی پھر یہ دیکھنا چاہیے کہ اگر دو برس کے اندر ایسا ہوا ہی تو بالاتفاق رضاعت ہوگی اور اگر دو برس کے بعد ڈھائی برس کے اندر ایسا ہوا ہی تو فقط امام اعظمؒ کے قول پر متحقق ہوگی اور یہ اسوجہ سے ہی کہ مدت رضاعت مین پائی گئی ہی اور یہی ظاہر المذہب ہی یہ محیط مین ہی اور ینابیع مین لکھا ہی کہ اسی پر فتوی ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اور جب مدت رضاعت گذر جاوے تو پھر دودھ پلانے سے تحریم نہین ثابت ہوتی ہی یہ ہدایہ مین ہی۔ بیان مذکورۂ بالا سے ظاہر ہوا کہ رضاعت ثابت ہونے کے واسطے مدت رضاعت کی مقدار مین امام اور صاحبین مین اختلاف ہی ولیکن اس امر پر اجماع و اتفاق ہی کہ رضاعت کی اجرت کا استحقاق ثابت ہونے کے واسطے مدت رضاعت دو ہی برس ہین چنانچہ اگر شوہر کی طرف سے اسکی جورو پر جس سے بچہ پیدا ہوا ہی طلاق ہوئی مگر اس مطلقہ نے بچہ کو اجرت پر دودھ پلایا پھر مطلقہ مذکورہ نے دو برس کے بعد کی رضاعت کی اجرت کا مطالبہ کیا اور بچے کے باپ نے دینے سے انکار کیا تو اسپر جبر نہ کیا جائیگا اور دو برس تک کی اجرت دینے مجبور کیا جائیگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہی۔ اور واضح رہے کہ جس طرح حرمت رضاعت ماں یعنے دودھ پلائی

کی جانب ثابت ہوتی ہی اسیطرح اُسکے خاوند یعنے جسکی وطی سے اُسکا دودھ ہی اُسکی جانب بھی ثابت ہوتی ہی اور وہ
اس رضیع کا باپ ہوجاتا ہی اور تمام احکام ثابت ہوتے ہین یہ ظہیریہ مین ہی پس رضیع پر خواہ لڑکی ہو یا لڑکا
اُسکی رضاعی مان و باپ اور ان مان و باپ کے اُصول و فروع نسبی و رضاعی دونون طرح کے سب حرام
ہوجاتے ہین حتے کہ اگر مرضعہ اس مرد سے جسکی وطی کا دودھ ہی کوئی بچہ جنی ہی خواہ دودھ پلانے سے پہلے یا
اسکے بعد یا اسکے سواے اسطرح دوسرے شوہر سے بچہ جنی یا کسی دوسرے رضیع کو دودھ پلایا ہی یا اس
مرد کی اولاد اس مرضعہ سے یا اسکے سواے دوسری عورت سے قبل اس دودھ پلانے کے یا بعد دودھ پلانے کے
پیدا ہوئی یا کسی عورت نے جسکا دودھ اسکی وطی سے ہی کسی رضیع کو دودھ پلایا تو یہ سب اس رضیع مذکورہ بالا
کی بہنین و بھائی ہونگے اور انکی اولاد اس رضیع کے بھائی و بہنون کی اولاد ہوگی اور اس مرد کا بھائی اس
رضیع کا چچا اور بہن اُسکی پھوپھی ہوگی اور مرضعہ کا بھائی اسکا ماموں اور بہن اسکی خالہ ہوگی اور ایسے ہی
دادا و دادی و نانا و نانی وغیرہ مین سمجھنا چاہیے قال المترجم تمثیل عمرو کے بیٹے زید نے دو برس یا ڈھائی
برس کے اندر ہندہ کا دودھ پیا اور ہندہ کا دودھ خالد نامی ایک مرد کی وطی سے ہی تو ہندہ اس زید کی
مرضعہ مان و خالد اسکا باپ ہوا پھر اس دودھ پلانے سے پہلے کی اولاد ہندہ کی کلولڑکا از نطفہ خالد و کریمہ لڑکی
از نطفہ خالد و بدھو لڑکا و جمیلہ لڑکی از نطفہ شاہد نامے ایک مرد سے ہی اور دودھ پلانے کے بعد کی اولاد اس
خالد کے نطفہ سے ایک لڑکا و لڑکی اور نیز خالد کے سوے بعد طلاق یا موت کے دوسرے شوہر کے نطفہ سے
دو لڑکی اور ایک لڑکا ہی۔ اور نیز خالد کا ایک لڑکا و دو لڑکیاں اس ہندہ کے سواے دوسری جورو کے
پیٹ سے ہین اور یہ اولاد اس ہندہ کی زید کو دودھ پلانے سے پہلے کی ہی اور ایک لڑکی اور ایک لڑکا
دودھ پلانے کے بعد کا کسی عورت کے پیٹ سے ہی اور نیز ہندہ مذکورہ نے شعیب نام ایک رضیع کو یا سلمی نام
ایک رضیعہ کو دودھ پلایا ہی یا خالد کی دوسری جورو نے جسکا دودھ خالد کی وطی سے ہی کسی رضیع یا رضیعہ کو دودھ
خواہ زید کو دودھ پلانے سے پہلے یا اسکے بعد ۱۲
پلایا ہی خواہ ہندہ کے زید کو دودھ پلانے سے پہلے یا اسکے بعد تو ہندہ کی سب اولاد خواہ خالد کے نطفہ سے ہو یا
غیر کے نطفہ سے ہو خواہ زید کو دودھ پلانے سے پہلے کے پیدا ہو یا بعد کی پیدائش ہو اور نیز ہندہ کے سب
دودھ پلائے بچے خواہ پہلے کے ہون یا پیچھے اُنکو دودھ پلایا ہو یہ سب زید کے بھائی بہن ہین اور ہندہ کی
بہن زید کی خالہ و بھائی ماموں ہی اور اسیطرح خالد کی سب اولاد خواہ ہندہ کے پیٹ سے ہو یا دوسری جورو
کے پیٹ سے ہو خواہ زید کو ہندہ کے دودھ پلانے سے پہلے کی ہو یا بعد کی ہو اور سب رضاعی اولاد خواہ ہندہ
کی رضیع ہون یا کسی دوسری جورو کے جسکا دودھ خالد کا ہی رضیع ہون سب زید کے بھائی و بہن ہو سکتے
علی ہذا القیاس فاحفظہ۔ اور رضاعت سے حرمت مصاہرہ بھی ثابت ہوتی ہی چنانچہ رضاعی باپ کی جو جورو ہوگی وہ اس
رضیع پر حرام ہوگی اور رضیع کی جورو اسکے رضاعی باپ پر حرام ہوگی اور علی ہذا القیاس یہی حکم مثل النسب کے سب جگہ ہی سواے دو مسئلون کے
اُنمین یہ قیاس نہین ہی کذا فی التہذیب چنانچہ اول دو مسئلون مین سے ایک یہ ہی کہ مرد کو یہ روا نہین ہی کہ اپنے
نسبی پسر کی بہن سے نکاح کرے اسواسطے کہ پسر کی بہن اگر خود اُسکے نطفہ سے ہوگی تو وہ اُسکی دختر ہوگی
اور اگر اُسکے نطفہ سے نہوگی تو ربیبہ ہوگی بہرحال ناجائز ہوگی اور رضاعت کی صورت مین یہ جائز ہی کیونکہ یہ بات

رضاعت مین نہین پائی جائیگی پس جائز ہوگی ستے کہ اگر نسب مین بھی ان دونون باتون مین سے کوئی بات نہ پائی جاوے
مثلاً ایک باندی دو اجنبی شریکون مین مشترک ہو اُسکے بچہ پیدا ہوا اور دونون شریکون نے ایک ساتھ اُسکے نسب کا
دعوی کیا اور نسب دونون سے ثابت ہوگیا اور ان دونون سے ہر ایک کی ایک دختر کسی دوسری عورت سے
ہو تو ان دونون مین سے ہر ایک کو اختیار ہو کہ اپنے شریک کی دختر سے نکاح کرے اگرچہ یہ بات پائی گئی کہ اپنے
نسبی پسر کی بہن سے نکاح کیا - اور دوسرا مسئلہ یہ ہو کہ مرد کو اپنے نسبی بھائی کی مان سے نکاح کرنا نہین جائز ہو
اور رضاعت مین ہو سکتا ہو اسواسطے کہ نسب کی صورت مین اگر دونون مان کی طرف سے بھائی بھائی ہوئے
تو بھائی کی مان اُسکی مان ہوگی اور اگر دونون باپ کی طرف سے بھائی ہوئے تو بھائی کی مان اسکے باپ کی جورو
ہوئی بہرحال ناجائز ہوگی اور یہ معنے رضاعت مین معدوم ہین یہ محیط مین ہو اور رضاعی بھائی کی بہن حلال ہو جیسے
نسبی کی حلال ہو چنانچہ اگر باپ کی طرف والے بھائی کی امان کی طرف سے ایک بہن ہو پس یہ بہن اُسکے باپ
کی جانب سے بھائی کو حلال ہو کہ اس سے نکاح کرسکتا ہو یہ کافی مین ہو - اور رضاعی بھائی کی مان اور رضاعی
چچا کی مان سے اور رضاعی پھوپھی کی مان اور رضاعی ماموں وخالہ کی مان حلال ہو یہ شرح وقایہ مین ہو اور اسیطرح اپنی
رضاعی جدہ کی مان و فرزند رضاعی کی جدہ سے نکاح حلال مگر نسبی سے حلال نہین ہو یہ تبیین مین ہو - اسیطرح
اپنے رضاعی فرزند کی پھوپھی سے نکاح کرسکتا ہو اسیطرح پسر کی بہن کی مان سے اور فرزند کی بہن کی بیٹی سے
اور فرزند کی پھوپھی کی بیٹی سے نکاح کرسکتا ہو یہ نہر الفائق مین ہو - اور اسیطرح عورت اپنے رضاعی بہن کے
باپ اور پسر کے بھائی اور حفدہ کے باپ و فرزند کے جد و ماموں سے نکاح کرسکتی ہو اور نسب کی صورت مین یہ سب
جائز نہین ہو یہ تبیین مین ہو اور اگر ایک شخص نے اپنی جورو کو طلاق دی اور اُسکے دودھ ہو پھر اُسنے عدت گذر جانے
کے بعد دوسرے شوہر سے نکاح کرلیا اور دوسرے نے اُس سے وطی کی پس اگر دوسرے سے اُسکے بچہ پیدا ہوا
تو بالاجماع اُسکا دودھ دوسرے شوہر کا ہوگا اور شوہر اول سے منقطع ہوجائیگا اور اگر وہ دوسرے سے حاملہ
نہوئی تو بالاجماع یہ دودھ اول کا ہوگا اور اگر دوسرے سے حاملہ ہوئی مگر بچہ نہین جنی تو امام اعظمؒ نے فرمایا کہ جبتک
دوسرے سے بچہ جنے تبتک دودھ اول کا ہوگا یہ محیط مین ہو - ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا اور اس
نکاح سے کبھی اس مرد سے وہ بچہ نہین جنی مگر اس عورت کے دودھ اترا پس اُسنے یہ دودھ کسی بچہ کو پلایا تو یہ رضاعت
اس عورت ہی کی جانب سے ہوگی اس مرد کی جانب سے نہوگی حتے کہ اس رضیع پر اس مرد کی اولاد جو دوسری
عورت سے ہوگی وہ حرام نہوگی - ایک مرد نے ایک عورت سے زنا کیا اور اس سے اولاد ہوئی اور عورت نے اس
دودھ سے کسی دختر صغیرہ کو پلایا تو اس زانی و اُسکے باپ و دادا و اولاد مین سے کسی کو جائز نہین ہو کہ اس دختر
رضیعہ سے نکاح کرے یہ فتاوی قاضیخان مین ہو اور اس زانی کے چچا و ماموں کو اس رضیعہ صغیرہ سے نکاح کرنا
جائز ہو جیسے اگر زنا سے متولد بچہ ہو تو اُسکا یہی حکم ہو یہ تبیین مین ہو - اور اگر کسی عورت سے بشبہہ وطی کی اور
وہ حاملہ ہوگئی پس اُسنے اسی دودھ سے کسی بچہ کو پلایا تو یہ بچہ اس زانی کا رضاعی پسر ہوجائیگا اور سلئے کہا جہان
وطی ایسی ہو کہ اسمین وطی کنندہ سے نسب ثابت ہوتا ہو تو رضاعت بھی ثابت ہوگی اور جہان وطی کرنیوالے سے
نسب نہین ثابت ہوتا ہو وہان زانی کی طرف رضاعت بھی ثابت نہوگی بلکہ فقط زانیہ یعنے دودھ پلانے والی

کی طرف رضاعت ثابت ہوگی یہ مضمرات مین ہی - ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا اور اس سے عورت ایک بچہ
جنی اور اُسنے اس بچہ کو دودھ پلایا پھر اُسکا دودھ سوکھ گیا پھر اسکے بعد دودھ اُتر آیا اور اُسنے ایک لڑکے کو
دودھ پلایا تو اس رضیع لڑکے کو جائز ہی کہ اس مرد کی اولاد سے جو اس عورت مرضعہ کے سوا دوسری عورت
کے پیٹ سے ہو نکاح کرے یہ فتاوی قاضیخان مین ہی - ایک باکرہ عورت کے جسکا ہنوز نکاح نہین ہوا ہی دودھ اُترا
اور اُسنے ایک بچہ کو دودھ پلایا تو اس بچہ کی مان ہو جائیگی اور ان دونون مین تمام احکام رضاعت کے ثابت
ہونگے حتے کہ اگر اس باکرہ نے کسی مرد سے نکاح کیا اور اس مرد نے اسکو قبل دخول کے طلاق دیدی تو مرد
مذکور کو جائز ہوگا کہ اس باکرہ کی رضیعہ دختر مذکورہ سے نکاح کرے اور اگر بعد دخول کے طلاق دی ہو تو اس
رضیعہ سے نکاح نہین کرسکتا ہی یہ خزانۃ المفتین مین ہی - اور اگر کوئی دختر نو برس یا زیادہ سن کی نہوئی ہو اور اُسکے
دودھ اُترا اور اُسنے کسی بچہ کو پلایا تو اس سے تحریم متعلق نہوگی اور رضاعت سے تحریم جبھی ہو جاتی ہی کہ جب نو برس
یا زیادہ سن کی عورت نے دودھ پلایا ہو یہ جوہرہ نیرہ مین ہی اسیطرح اگر باکرہ کے زرد پانی اُترا تو اُسکے پلانے سے
تحریم متعلق نہین ہوتی ہی یہ فتح القدیر مین ہی - اور عورت نے اگر اپنی چھاتی بچہ کے منھ مین دیدی اور اسکو دودھ چوسنا
معلوم نہین تو فقط شک کے ساتھ حرمت ثابت نہوگی اور احتیاطاً ثابت ہوگی اور اگر بچہ کے منھ مین چھاتی سے
زرد رنگ کی رقیق چیز ٹپک گئی تو حرمت رضاع ثابت ہوگی اسواسطے کہ یہ بگڑے ہوئے رنگ کا دودھ ہی یہ
خزانۃ المفتین مین ہی - اور اگر کسی مرد کے دودھ اُترا اور اُسنے کسی بچہ کو پلایا تو اس سے حرمت رضاعت ثابت
نہین ہوتی ہی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی اور اگر خنثی کے دودھ اُترا اور اُسنے کسی بچہ کو پلایا پس اگر معلوم ہو کہ یہ عورت
ہی تو تحریم متعلق ہوگی اور اگر معلوم ہو کہ مرد ہی تو تحریم متعلق نہوگی اور اگر مشکل ہو یعنے مرد یا عورت کسی طرف علم نہ ہو
پس اگر عورتون نے کہا کہ دودھ اس کثرت سے فقط عورتون ہی کے ہوتا ہی تو احتیاطاً تحریم متعلق ہوگی اور اگر
عورتون نے یہ نہ کہا تو تحریم متعلق نہوگی یہ جوہرہ نیرہ مین ہی - اور زندہ عورت و مردہ عورت کا دودھ حرمت رضاعت
ثابت ہونے کے واسطے یکسان ہی یہ ظہیریہ مین ہی - اور اگر کسی چوپایہ جانور کے دودھ سے دو بچون نے پیا
تو اس سے رضاعت ثابت نہین ہوتی ہی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی اور رضاعت خواہ دارالاسلام مین متحقق ہو
یا دارالحرب مین حکم یکسان ہی چنانچہ اگر دارالحرب مین دودھ پلایا پھر یہ سب لوگ مسلمان ہوگئے یا دارالحرب سے نکل کر
رضیع و مرضعہ وغیرہ دارالاسلام مین چلے آئے تو انمین باہم احکام رضاعت کے ثابت ہونگے یہ وجیز کردری مین ہی - اور
رضاعت جیسے چھاتی سے دودھ چوس لینے سے ثابت ہوتی ہی اسیطرح صب وسعوط و وجور سے ثابت ہوتی ہی یہ فتاوی
قاضیخان مین ہی اور کان مین ٹپکانے اور حقنہ سے استعمال کرنے سے اور سوراخ ذکر مین ٹپکانے سے اور زخم آمہ
اور جائفہ مین ڈالنے و استعمال کرنے سے رضاعت ثابت نہین ہوتی ہی اگرچہ پیٹ مین یا دماغ مین پہونچ جاوے
اور امام محمدؒ کے نزدیک حقنہ سے استعمال کرنے سے رضاعت ثابت ہو جاتی ہی کذا فی التہذیب اور قول اول
ظاہر الروایہ ہی یہ فتاوی قاضیخان مین - اور اگر دودھ کھانے مین ملگیا پس اگر اسکے بعد اس طعام کو آگ دیگئی
ہو کہ دودھ کو اثر آگ کا پہونچا اور طعام پختہ ہوگیا حتے کہ متغیر ہوگیا تو حرمت متعلق نہوگی خواہ دودھ غالب ہو
یعنے زیادہ ہو یا مغلوب ہوا اور اگر اس طعام کو بطور مذکور آگ کا اثر نہ پہونچا پس اگر طعام غالب ہو تو بھی حرمت

اگرچہ نو برس کی یا زیادہ عمر کی ہو الخ

یعنے یہ رضاعت کا علم یقینی نہین

نہوگی اور اگر دودھ غالب ہو تو امام اعظم کے نزدیک اس صورت مین بھی وہی حکم ہی اسواسطے کہ چیز مائع جب جامد سے ملی تو اُسکے تابع ہو گئی پس وہ مشروب ہونے سے خارج ہو گئی یعنے اب پینے کی چیز نہ رہی حتی کہ اگر پینے کی چیز رہی چنانچہ شلاً طعام قلیل ہو تو حرمت رضاعت ثابت ہو جائیگی اور بعض نے فرمایا کہ یہ حکم اسوقت ہی کہ جب لقمہ اُٹھاتے وقت دودھ کے قطرے نہ ٹپکتے ہون اور اگر لقمہ اُٹھانے پر دودھ کے قطرے ٹپکتے ہون تو امام اعظمؒ کے نزدیک بھی حرمت رضاع ثابت ہوگی اسواسطے کہ جب قطرہ دودھ کا حلق طفل مین گیا تو وہ ثبوت حرمت کے واسطے کافی ہی اور اصح یہ ہی کہ امام اعظمؒ کے نزدیک بہر حال حرمت رضاع ثابت نہوگی کذافی الکافی اور یہی صحیح ہی اسواسطے کہ دودھ کا قطرہ چلا جانا کافی نہین ہی بلکہ بطور تغذی چاہیے ہی اور تغذی اسصورت مین طعام سے ہوئی ہی۔ یہ ہدایہ مین ہی۔ اور اگر عورت کا دودھ بکری کے دودھ مین ملا دیا مگر عورت کا دودھ غالب ہی تو حرمت رضاع ثابت ہوگی اور اسیطرح اگر عورت نے اپنے دودھ مین روٹی چوری اور روٹی اُس دودھ کو چوس لی یا اپنے دودھ مین ستو سانے پس اگر دودھ کا مزہ پایا جاوے تو حرمت ثابت ہوگی اور یہ اُسوقت ہی کہ طعام کو لقمہ لقمہ کرکے کھایا اور اگر اُسکو پینے کے طور پر پی لیا تو بالاتفاق حرمت رضاعت ثابت ہوگی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ اور اگر عورت کا دودھ پانی یا دوا یا چوپایہ کے دودھ مین ملا دیا تو غالب کا اعتبار ہوگا یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اسیطرح ہر رقیق بہتی ہوئی چیز یا جامد چیز کے ساتھ ملانے مین یون ہی اعتبار ہی یہ نہر الفائق مین ہی اور غالب ہونے کے معنے یہ مراد ہین کہ اُس چیز سے اسکا مزہ و رنگ و بو یا تینون سے کوئی ایک بات معلوم ہوتی ہو اور بعض نے فرمایا کہ امام ابو یوسف کے نزدیک غالب سے یہ مراد ہی کہ دوسری چیز ملکر دودھ کا رنگ و مزہ بدل دے اور امام محمدؒ کے نزدیک یہ مراد ہی کہ دودھ ہونے سے خارج ہو جاوے یہ سراج الوہاج مین ہی اور اگر دودھ اور دوسری چیز دونون یکسان ہون تو بھی حرمت ثابت ہونا واجب ہی اسواسطے کہ دودھ مغلوب نہین ہوا ہی یہ بحر الرائق مین ہی اور اگر دو عورتون کا دودھ ملگیا تو امام اعظم و امام ابو یوسف کے نزدیک رضاعت کی تحریم اسی عورت سے متعلق ہوگی جسکا دودھ غالب ہی اور امام محمدؒ نے فرمایا کہ دونون سے متعلق ہوگی چاہے مساوی ہون یا کوئی انمین سے غالب اور کوئی مغلوب ہو اور یہی امام اعظم سے بھی ایک روایت ہی اور یہی اظہر و احوط ہی کذافی التبیین اور بعض نے فرمایا کہ امام محمد کا قول اصح ہی یہ شرح مجمع البحرین مولفہ ابن الملک رحمہ اللہ مین مذکور ہی اور اگر دونون دودھ مساوی ہون تو تحریم دونون عورتون سے متعلق ہوگی اور اسپر اجماع ہی یہ نہر الفائق مین ہی۔ اور اگر دودھ کو مخیض یا رائب یا شیراز یا جبن یا اقط یا مصل بنا لیا اور بچہ نے کھایا تو ایسے کھانے سے تحریم رضاعت متعلق نہوگی اسواسطے کہ اسطرح دودھ کے کھانے کو رضاعت نہین بولتے ہین یہ بدائع مین ہی اور ملتقط الملخص مین ہی کہ گانون کی کسی عورت نے ایک دختر کو دودھ پلایا پھر اب یہ نہین معلوم ہوتا ہی کہ کس عورت نے اسکو دودھ پلایا ہی پھر اسی گانون کے کسی مرد نے اس دختر سے نکاح کیا تو اُسکو گنجائش ہی کہ اس منکوحہ کے ساتھ رہے اور یہ قضاءً ہی اور عورتون پر واجب ہی کہ بلا ضرورت ہر بچہ کو دودھ نہ پلاوین اور اگر پلاوین تو یاد رکھین یا اسکو لکھ رکھین ایسا ہی مین نے اپنے مشائخ سے سنا ہی یہ مضمرات مین ہی۔ اور تحریم ثابت ہونے کے واسطے رضاع طاری و رضاع متقدم مین کچھ فرق نہین ہی یہ محیط مین ہی۔ قال المترجم یعنے رضاعت قبل نکاح کے ہو یا بعد نکاح کے واقع ہو بہر حال

رضاعت متحقق ہونے سے حرمت ثابت ہو جائیگی چنانچہ مثال کتاب مین فرماتے ہین کہ اگر ایک مرد نے ایک
صغیرہ سے نکاح کیا پھر شوہر کی نسبی مان یا رضاعی مان یا اسکی بہن یا اسکی بیٹی نے اگر اس صغیرہ مذکورہ کو دودہ
یعنے دو برس یا ڈھائی برس سے کم عمر کی تھی
پلایا تو یہ صغیرہ اپنے شوہر پر حرام ہو جائیگی اور اسکا نصف مہر اپنے شوہر پر واجب ہوگا پھر اگر مرضعہ نے
عمداً فساد کی نیت سے دودہ پلادیا ہو تو شوہر اس مال کو اس مرضعہ سے واپس لیگا اور اگر اسنے عمداً ایسا
نہین کیا ہی تو واپس نہین لے سکتا ہی یہ سراج الوہاج مین ہی - اور اگر دو اجنبیہ عورتون نے جنکا دودہ
ایک ہی مرد کی وطی سے ہی دو صغیرہ کو جو ایک مرد کے نکاح مین ہین دودہ پلایا تو دونون اپنے شوہر پر حرام ہو جائینگی
اور دونون مرضعہ کچھ ضامن نہونگی اگرچہ دونون نے عمداً بغرض فساد ایسا کیا ہو یہ فتح القدیر مین لکہا ہی - اور اگر دو دودہ
پیتی ہوئی صغیرہ عورتون سے نکاح کیا پھر ایک اجنبیہ عورت آئی اور اسنے ان دونون کو ایک ہی ساتھ یا آگے
پیچھے دودہ پلایا تو دونون صغیرہ اپنے شوہر پر حرام ہو جائینگی ولیکن اسکو اختیار ہوگا کہ ان دونون مین سے
ایک سے جس سے چاہے نکاح کر سکتا ہی اور اگر ایسی تین صغیرہ ہون اور تینون کو عورت مذکورہ نے دودہ
پلادیا تو سب اپنے شوہر پر حرام ہو جائینگی ولیکن اسکو اختیار ہوگا کہ ان دونون مین سے جس سے چاہے نکاح
کر سکتا ہی اور اگر مرضعہ مذکورہ نے ایک بعد دوسرے کے آگے پیچھے انکو دودہ پلایا تو پہلی دونون اسپر حرام
ہو جائینگی اور رہی تیسری صغیرہ وہ اسکی جورو بنی رہیگی اور اسیطرح اگر اسنے دو کو ایک ساتھ دودہ پلایا پھر تیسری کو
تنہا پلایا تو پہلی دونون حرام ہو جائینگی اور تیسری اسکی جورو رہیگی اور اگر اسنے پہلی کو دودہ پلایا پھر باقی
دونون کو ایک ساتھ دودہ پلایا تو سب کی سب اسپر حرام ہو جائینگی یہ بدائع مین ہی - اور شوہر پر انمین سے
ہر ایک کے واسطے نصف مہر واجب ہوگا پھر اگر مرضعہ مذکورہ نے عمداً بغرض فساد دودہ پلایا ہو تو اس مجموع مہر کو اس سے
بطور تاوان لے لیگا یہ مضمرات مین ہی اور اگر چار ہون اور چارون دودہ پیتی ہوئی صغیرہ ہون اور مرضعہ اجنبیہ نے ان سب کو
ایک ہی ساتھ یا آگے پیچھے دودہ پلایا تو سب کا نکاح باطل ہو جائیگا یہ سراج الوہاج مین ہی اور اسیطرح اگر ایک کو دودہ
پلایا پھر باقی تین کو ایک ساتھ دودہ پلایا تو بھی سب حرام ہو جائینگی یہ فتح القدیر مین ہی - اور اگر انمین سے تین کو ایک
ساتھ دودہ پلایا پھر چوتھی کو دودہ پلایا تو چوتھی حرام نہو گی یہ محیط مین ہی - اور اگر کسی مرد نے ایک صغیرہ دودہ
پیتی ہوئی سے اور دوسری جوان عورت سے نکاح کیا پھر جوان عورت نے اس صغیرہ کو دودہ پلادیا تو دونون
اپنے شوہر پر حرام ہو جائینگی پھر اگر جوان کے ساتھ دخول نہین کیا ہی تو اسکو کچھ مہر نہ ملیگا اور صغیرہ کو نصف
مہر ملیگا اور اس نصف کو بھی شوہر اس جوان عورت سے واپس لیگا بشرطیکہ اسنے عمداً بغرض فساد ایسا کیا ہو اور اگر
عمداً ایسا نہ کیا ہو تو واپس نہین لے سکتا ہی اگرچہ جوان عورت یہ جانتی ہو کہ یہ صغیرہ بھی میرے شوہر کی جورو ہی
یہ ہدایہ مین ہی - اور تعمد یعنے عمداً کی یہ صورت ہی کہ مرضعہ کو یہ معلوم ہو کہ اس صغیرہ اور شوہر کے درمیان نکاح ہی اور
میرا دودہ پلادینا مفسد نکاح ہی پھر بھی اسنے عمداً دودہ پلایا یعنے بدین غرض کہ نکاح باطل ہو جاوے اور یہ غرض
نہین کہ یہ بھوک سے بیتاب ہی دودہ پلانے سے آرام پاوے یا ایسی حالت ہو کہ بھوک سے اسکے مرجانے کا
خوف تھا پس اسنے دودہ پلادیا بنابرین اگر نکاح کا حال نہ جانتی ہو یا جانتی ہو مگر دودہ پلانے کو مفسد نکاح نہ جانتی ہو
یا جانتی ہو ولیکن اس صغیرہ کے مرنے کا خوف ہو کہ اگر دودہ نہ پاویگی تو خوف ہی کہ شاید مرجاویگی اور بغرض بھوک

دور کرنے کے پلایا تو یہ عمداً فساد کی نیت نہین ہی پس شوہر اُس سے صغیرہ کا نصف مہر ڈانڈ نہین لے سکتا ہی اور اس
مقدمہ مین کہ یہ فعل بغرض فساد نہ تھا جوان عورت مرضعہ کا قول قبول ہوگا ولیکن قسم کے ساتھ امام اور محمدؒ سے
مروی ہی کہ دونون صورتون مین شوہر واپس لے سکتا ہی چاہے اُسنے فساد کا قصد کیا ہو یا نہ کیا ہو ولیکن
امام محمدؒ سے صحیح وہی ہی جو ظاہر الروایہ مین مذکور ہی اور وہی شیخین رحمہما اللہ تعالے کا قول ہی یہ فتح القدیر مین ہی
اور اگر دودھ پلا دینے والی مجنونہ ہو تو شوہر اُس سے صغیرہ کا نصف مہر نہین لے سکتا ہی اور نیز اگر مجنونہ نے قبل
دخول کے ایسا فعل کیا ہی تو اُسکو نصف مہر ملیگا کذا فی فتاوے قاضیخان اور یہی حکم معتوہہ کا ہی کذا فی المحیط اور
یہی حکم ہی اگر جوان عورت مرضعہ پر اکراہ و زبردستی کی گئی ہو کذا فی فتح القدیر اور اسی طرح اگر صغیرہ خود جوان
عورت کے پاس آئی اور یہ سو رہی تھی پس اُسکی چھاتی مُنہ مین لیکر دودھ پی لیا تو دونون اپنے شوہر پر حرام
ہو جاوینگی اور دونون مین سے ہر ایک کو اُسکا نصف مہر ملیگا اور شوہر اُسکو کسی سے واپس نہین لے سکتا ہی
کذا فی السراج الوہاج پھر واضح ہو کہ ایسی صورت مین بالغہ کی حرمت دائمی ہو گئی ہی اور صغیرہ کی حرمت بھی دائمی
ہوگی بشرطیکہ مرضعہ یعنے کبیرہ کے ساتھ دخول کر لیا ہو یا کبیرہ کا دودھ اُسی مرد سے ہوا اور اگر ایسا نہو تو مرد کو
اختیار ہوگا کہ صغیرہ سے دوبارہ نکاح کر لے یہ نہر الفائق مین ہی - اور اگر ایک مرد کی تحت مین ایک صغیرہ اور ایک کبیرہ
ہون پھر کبیرہ کی مان نے اس صغیرہ کو دودھ پلایا تو دونون اپنے شوہر سے بائن ہو جاوینگی اور اسیطرح اگر کبیرہ
کی بہن نے صغیرہ کو دودھ پلایا تو بھی یہی حکم ہی اور اگر کبیرہ کی پھوپھی یا خالہ نے اُسکو دودھ پلا دیا تو دونون
مین سے کوئی بائن نہوگی یہ محیط مین ہی - اور اگر کسی شخص نے کبیرہ کا دودھ لیکر دو زوجہ صغیرہ کو پلایا تو اُنکا
شوہر اُنکو نصف نصف مہر تاوان دیکر پھر یہ مال کو اُس شخص سے جسنے یہ فعل یہ کیا ہی واپس لیگا بشرطیکہ اُسنے عمداً
فساد کرنے کے واسطے کیا ہو اور یہی صحیح ہی - ایک شخص نے ایک عورت سے بنکاح فاسد وطی کی پھر ایک
دختر صغیرہ سے نکاح کیا پھر اس صغیرہ کو اُس عورت کی مان نے جسکے ساتھ بنکاح فاسد وطی کی ہی دودھ پلا دیا
تو صغیرہ بائنہ ہو جائیگی - ایک شخص نے ایک صغیرہ سے نکاح کیا پھر اُسکی پھوپھی سے نکاح کیا تو پھوپھی کا نکاح
صحیح نہوگا پس اگر پھوپھی کی مان نے اس صغیرہ کو دودھ پلا دیا تو صغیرہ اپنے شوہر پر حرام ہو جائیگی یہ
فتاوے قاضیخان مین ہی - اور اگر ایک کبیرہ اور دو صغیرہ سے نکاح کیا پھر کبیرہ نے ان دونون کو دودھ پلا
پس اگر انکو ایک ساتھ پلایا تو سب کی سب اُسپر حرام ہو جائینگی اور مرد کبھی اس کبیرہ سے نکاح نہین کر سکتا ہی اور
یہ بھی کبھی روا نہوگا کہ پھر دو صغیرہ کو نکاح کرکے جمع کرے مگر یہ جائز ہی کہ ان دونون مین سے ایک سے
نکاح کرے بشرطیکہ کبیرہ سے دخول نہ کیا ہو اور اگر دخول کر لیا ہو تو مثل نسب کی صورت کے یہان بھی
جائز نہین ہی اور اگر کبیرہ نے ان دونون کو آگے پیچھے ایک بعد دوسرے کے دودھ پلایا تو کبیرہ مع پہلی صغیرہ
کے حرام ہو جائیگی اور رہی دوسری صغیرہ کہ اُسکو کبیرہ نے بائن ہو جانے کے بعد دودھ پلایا ہی پس مان و بیٹی
کا اجتماع نہوگا ولیکن یہ صغیرہ رضاعی ربیبہ ہی پس اگر اُسکی مان یعنے کبیرہ سے دخول کر لیا ہی تو یہ بھی حرام ہوگی
ورنہ نہین اور اسکے بعد کبیرہ سے نکاح جائز نہوگا اور نہ دونون صغیرہ کو جمع کرنا جائز ہوگا - اور اگر کبیرہ
سے نکاح کیا اور تین صغیرہ سے نکاح کیا پھر کبیرہ نے ان صغیرہ کو آگے پیچھے ایک بعد دوسرے کے دودھ

توسب حرام ہوجائینگی اسواسطے کہ جب اُسنے پہلی صغیرہ کو دودہ پلایا تو وہ اسکی بیٹی ہوئی پس ماں وبیٹی کا اجتماع لازم آیا پس دونوں مرد کے واسطے حرام ہوگئیں پھر جب اُسنے دوسری کو دودہ پلایا تو ایسی حالت مین پلایا کہ مرضعہ و پہلی صغیرہ دونوں بائنہ تھیں تو جمع ہونے کی وجہ سے بائنہ نہین ہوسکتی ہی اسواسطے کہ جمع پائی نہین گئی ولیکن یہ دیکھا جاوے کہ اگر اُسنے کبیرہ سے دخول کرلیا ہو تو فی الحال مرد پر حرام ہوجائیگی اسواسطے کہ ایسی ربیبہ ہوئی کہ جسکی ماں سے دخول کرلیا ہی۔ اور اگر ماں سے دخول نہ کیا ہو تو فی الحال حرام نہوگی۔ یہان تک کہ کبیرہ تیسری کو دودہ پلائے اور جب تیسری کو دودہ پلایا تو یہ دونوں باہم بہنین ہوئین پس دونوں بسبب جمع کے حرام ہوگئین پھر اسکے بعد کبیرہ سے نکاح کرنے اور دو صغیرہ کو جمع کرنے اور صغائر سے نکاح کرنے کا وہی حکم ہی جو ہمنے بیان کیا ہی یہ بدائع مین ہی اور اگر ایک کبیرہ اور تین دودہ پیتی صغیرہ سے نکاح کیا پھر کبیرہ نے ایک صغیرہ کو دودہ پلایا پھر دو کو ایک ساتھ پلایا تو سب حرام ہوجائینگی اور اگر پہلی دو کو ایک ساتھ دودہ پلایا پھر تیسری صغیرہ کو پلایا تو کبیرہ وپہلی دو صغیرہ سب حرام ہوجائینگی اور تیسری حرام نہوگی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ اور اگر دو کبیرہ اور دو صغیرہ سے نکاح کیا اور ہنوز دونوں کبیرہ مین کسی سے دخول نہین کیا تھا کہ دونوں کبیرہ نے ایک صغیرہ زینب کی طرف عمداً قصد کرکے اسکو دودہ پلایا اور ایک نے بعد دوسری کے اسکو پلایا ہی پھر دونوں نے عمداً دوسری صغیرہ عمرہ کو بھی اسیطرح ایک نے بعد دوسری کے دودہ پلایا تو دونوں کبیرہ بائنہ ہوجاوینگی اور دونوں صغیرہ یعنے زینب وعمرہ اسکی جورو رہینگی اور اگر دونوں کبیرہ مین سے ایک نے دونوں صغیرہ کو ایک کو بعد دوسری کے دودہ پلایا پھر دوسری کبیرہ نے دونوں کو ایک کو بعد دوسری کے دودہ پلایا پس اگر دوسری کبیرہ نے بھی پہلے اسی صغیرہ کو دودہ پلایا جسکو پہلی کبیرہ نے پہلے دودہ پلایا ہی تو دونوں کبیرہ بائنہ ہوجاوینگی اور ہر دو صغیرہ یعنے زینب وعمرہ اسکی جورو رہینگی اور اگر دوسری کبیرہ نے پہلے اس صغیرہ کو پلایا جسکو پہلی کبیرہ نے پیچھے پلایا ہی تو سب کی سب شوہر پر حرام ہوجائینگی یہ محیط مین ہی ایک شخص کی دو جورو ایک کبیرہ دوسری صغیرہ ہی اور اسکے پسر کی بھی دو جورو کبیرہ وصغیرہ ہین پھر باپ کی کبیرہ جورو نے پسر کی صغیرہ کو اور پسر کی کبیرہ نے باپ کی صغیرہ کو دودہ پلادیا اور یہ دودہ انھین دونوں مردوں کا ہی تو ہر دو صغیرہ بائن ہوجاوینگی اور ہر دو کبیرہ کا نکاح ثابت رہیگا اور اسیطرح اگر بجاے باپ وبیٹے کے دو بھائی ہوں تو بھی اسصورت مین یہی حکم ہی اور اگر چچا وبھتیجا ہو تو بھتیجے کی جورو کا نکاح رہیگا اور چچا کی صغیرہ کا نکاح جاتا رہیگا یہ بحرالرائق مین ہی۔ اور اگر ایک صغیرہ سے نکاح کیا پھر اُسکو طلاق دیدی پھر ایک کبیرہ سے نکاح کیا اور اسی شوہر سے اس کبیرہ کے دودہ اُترا پھر اس کبیرہ نے صغیرہ مطلقہ مذکورہ کو یہی دودہ پلایا یا اس مرد کے سواے دوسرے سے دودہ تھا وہ پلایا تو شوہر پر حرام ہوجائیگی اسواسطے کہ وہ اسکی جورو کی ماں ہوئی یہ محیط مین ہی اور اگر کسی نے اپنی جورو کو تین طلاق دیدین پھر مطلقہ نے قبل انقضاے عدت کے شوہر کی صغیرہ جورو کو دودہ پلا دیا تو صغیرہ اپنے شوہر سے بائنہ ہوجائیگی اسواسطے کہ وہ مطلقہ کی بیٹی ہوگئی پس حالت عدت مین ماں وبیٹی کا جمع کرنا لازم آیا کہ جائز نہین ہی جیسے حالت نکاح مین جائز نہین ہی یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر اپنی جورو کو تین طلاق دیدین پھر مطلقہ کی بہن نے اسکی دوسری جورو صغیرہ کو مطلقہ کی عدت مین دودہ پلایا تو صغیرہ

بائنہ ہوجائیگی یہ ظہیریہ مین ہی - اور اگر کسی نے اپنی ام ولد کا نکاح ایک اپنے مملوک صغیر سے کر دیا پس اُسنے مولی
کی وطی کا دودھ اس صغیر کو پلایا تو وہ اپنے شوہر اور اپنے مولے دونون پر حرام ہوجائیگی یہ بدائع مین ہی
ایک شخص کی ام ولد ہی اسکا نکاح اُسنے ایک طفل سے کر دیا پھر اسکو آزاد کر دیا پس اُسنے اپنے نفس کو اختیار
کیا یعنے نکاح فسخ کیا پھر اُسنے کسی دوسرے سے نکاح کر لیا اور اس سے اولاد ہوئی پھر اس طفل کے پاس
آئی جس سے پہلے نکاح کیا تھا اور اسکو دودھ پلایا تو اپنے شوہر پر حرام ہوجائیگی اسواسطے کہ وہ شوہر کے
رضاعی پسر کی جورو ہوئی (یعنی جسکے پہلے اسنے نکاح مین تھی) یہ تاتارخانیہ مین ہی اور رضاعت کا ثبوت و ظہور دو باتون مین سے ہر ایک بات سے
ہوتا ہی یا تو اقرار ہو یا گواہ ہون یہ بدائع مین ہی اور رضاعت مین اگر گواہی ہو تو فقط دو مرد عادل یا ایک مرد عادل
و دو عورت عادلہ کی گواہی کے سوائے اور کسی کی گواہی مقبول نہوگی یہ محیط مین ہی اور بدون قاضی کے
تفریق کرنے کے فرقت واقع نہوگی یہ نہر الفائق مین ہی - اور اگر دو مرد یا دو عورتین اور ایک مرد عادل نے
گواہی دی اور قاضی نے دونون مین تفریق کر دی پس اگر قبل دخول کے ہو تو عورت کو کچھ نہ ملیگا اور اگر بعد
دخول کے ہو تو مہر مسمے و مہر مثل مین سے جو مقدار اکم ہو ملیگی اور نفقہ و سکنی عدت کا واجب نہوگا یہ بدائع مین
ہی - اور اگر عورت کے پاس بعد نکاح کے دو مرد دون یا ایک مرد و دو عورتون عادل نے گواہی دی کہ تم دونو
مین رضاعت متحقق ہی تو عورت کو اپنے شوہر کے ساتھ ٹھہرنا جائز نہین ہی اسواسطے کہ ایسی گواہی ہی کہ اگر قاضی کے
سامنے ادا ہو تو رضاعت ثابت ہوجائیگی اسیطرح جب عورت کے سامنے ادا ہوئی تو بھی ثبوت ہوگیا یہ فتاوی
قاضیخان مین ہی - اور اگر ایک شخص نے خبر دی اور مرد کے دل مین آیا کہ یہ سچا ہی تو اولی یہ ہی کہ عورت سے پرہیز کرے
اور احتیاطاً کو اختیار کرے خواہ اُسنے قبل نکاح کے خبر دی ہو یا بعد نکاح کے ولیکن پرہیز کرنا اسپر واجب
نہین ہی یہ محیط مین ہی - اور اگر ایک مرد نے ایک عورت سے نکاح کیا پھر ایک عورت نے کہا کہ مین نے تم دونون کو
دودھ پلایا ہی تو اسمین چار صورتین ہین اول آنکہ دونون نے اسکی تصدیق کی تو نکاح فاسد ہوجائیگا اور عورت
کو کچھ مہر نہ ملیگا بشرطیکہ دخول نہ ہوا ہو اور دوم آنکہ دونون نے اُسکی تکذیب کی تو نکاح بحال رہیگا لیکن اگر یہ
عورت خبر دینے والی عادلہ ہو تو پرہیزگاری یہ ہی کہ مرد اسکو چھوڑ دے کذا فی التہذیب اور جب اسکو چھوڑ دیا تو
افضل یہ ہی کہ اسکو اسکا نصف مہر دے بشرطیکہ قبل دخول کے ہو مگر عورت کے حق مین یہ افضل ہی کہ وہ مرد سے
کچھ نہ لے اور اگر بعد دخول کے ہو تو شوہر کے حق مین افضل یہ ہی کہ اسکو اسکا پورا مہر دے اور نفقہ و سکنی عدت بھی
اور عورت کے حق مین یہ افضل ہی کہ اپنے مہر مسمے اور مہر مثل مین سے کم مقدار لے اور نفقہ و سکنی نہ لے اور اگر مرد نے
اسکو جدا نہ کیا تو اسکو گنجایش ہی کہ عورت مذکورہ کو اپنے پاس رکھے یہ بدائع مین ہی اور اسیطرح اگر اسکو دو عورتون نے
خبر دی یا ایک مرد اور ایک عورت نے یا غیر عادل دو مردون نے یا غیر عادل ایک مرد و دو عورتون نے خبر دی تو بھی
یہی حکم ہی - اور اگر شوہر نے اس عورت خبر دہندہ کی تصدیق کی اور عورت نے تکذیب کی تو نکاح فاسد ہوگا اور
مہر اپنے حال پر رہیگا اور اگر مرد نے تکذیب اور عورت نے تصدیق کی تو نکاح اپنے حال پر ہوگا ولیکن
عورت کو اختیار ہوگا کہ مرد کو قسم دلا دے پھر اگر وہ قسم سے نکول کر گیا تو تفریق کر دیجائیگی یہ تہذیب مین
ہی - اور اگر ایک عورت سے نکاح کیا (یعنی قاضی کے سامنے) پھر نکاح کے بعد کہا کہ یہ میری رضاعی بہن ہی یا اور یا ایسے کے مانند

کوئی رشتہ تبلایا پھر کہا کہ مجھے وہم ہوگیا تھا ایسا نہین ہی جیسا مین نے کہا تھا تو استحساناً دونون مین تفریق نہ کیجائیگی
اور اگر وہ اسی بات پر جو کہی ہی اڑا رہا اور کہا کہ یہی سچ ہی جو مین نے کہا ہی تو دونون مین تفریق کردیجائیگی پھر
اسکے بعد اگر اپنے قول سے پھر گیا تو انکار کچھ کارآمد نہوگا یہ محیط مین ہی۔ پس اگر عورت نے بھی اسکے
قول کی تصدیق کی تو کچھ مہر نہ ملیگا اور اگر تکذیب کی تو اسکو نصف مہر ملیگا اور اگر مرد نے اسکے ساتھ
دخول کرلیا ہو تو عورت کو پورا مہر و نفقہ و سکنی ملیگا بشرطیکہ مرد کی تکذیب کی ہو اور اگر تصدیق کی ہو تو مہر
و مہر مثل مین سے کم مقدار ملیگی اور نفقہ و سکنی کچھ نہ ملیگا یہ مضمرات مین ہی۔ اور اگر قبل نکاح ہونے کے شوہر نے
یہ اقرار کیا اور کہا کہ یہ میری رضاعی بہن ہی یا رضاعی مان ہی پھر کہا کہ مجھے وہم ہوا یا مین نے خطا کی تو جائز
ہی کہ اس سے نکاح کرلے اور اگر کہا کہ جو مین نے کہا وہی سچ ہی تو اس سے نکاح کرلینا جائز نہین ہی۔
اور اگر نکاح کرلیا تو دونون مین تفریق کرادیجائیگی اور اگر مرد نے ایسا اقرار کرنے سے انکار کیا اور
دو گواہون نے اسکے اقرار کی گواہی دی تو بھی دونون مین تفریق کردیجائیگی یہ سراج الوہاج مین ہی۔ اور
اگر عورت نے اقرار کیا کہ یہ میرا رضاعی باپ یا بھائی یا رضاعی بھائی کا بیٹا ہی اور مرد نے اس سے انکار کیا
پھر عورت نے اپنی تکذیب کی یا کہا کہ مین نے خطا کی ہی پھر اس مرد نے اس عورت سے نکاح کیا تو جائز ہی
اور اسیطرح اگر عورت کے اپنی تکذیب کرنے سے پہلے مرد نے اس سے نکاح کیا تو بھی جائز ہی اور اگر عورت
نے بعد نکاح کے یون کہا کہ مین نے قبل نکاح کے کہا تھا کہ تو میرا بھائی ہی اور تو نے میرے اقرار کرنے
کے وقت کہا کہ یہ اقرار جو تو کرتی ہی سچ ہی اور یہ نکاح فاسد واقع ہوا ہی تو دونون مین تفریق نہ کیجائیگی اور اگر
ایسا قول شوہر کی طرف سے ہو تو دونون مین تفریق کردیجائیگی۔ اور اگر دونون نے ایسا اقرار کیا پھر
دونون نے اپنی تکذیب کی اور کہا کہ ہم دونون سے خطا ہوئی ہی پھر اس مرد نے اس عورت سے نکاح
کرلیا تو نکاح جائز ہوگا یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر عورت نے کہا کہ یہ میرا رضاعی بیٹا ہی اور اسی پر اڑی رہی تو مرد
کو یہ جائز ہی کہ اس عورت سے نکاح کرے اسواسطے کہ حرمت بجانب عورت نہین ہوتی ہی اور مشائخ نے فرمایا
کہ جمیع وجوہ مین اسی پر فتوی دیا جاتا ہی یہ بحر الرائق مین ہی۔ اور اگر نسب کا اقرار کیا کہ یہ عورت میری نسبی
بہن یا مان یا بیٹی ہی اور اس عورت کا نسب معروف بھی نہین ہی اور اسکا سن بھی بلحاظ مرد کے ایسا ہی
کہ اسکی مان یا بیٹی ہوسکتی ہی تو مرد سے دوسری بار دریافت کیا جائیگا پس اگر اسنے کہا کہ مجھے وہم
ہوا تھا یا مین نے خطا کی یا مجھ سے غلطی ہوئی تو استحساناً دونون اپنے نکاح پر رہینگے اور اگر اسنے
کہا کہ جیسا مین نے کہا ہی ویسا ہی ہی تو دونون مین تفریق کردیجائیگی یہ سراج الوہاج مین ہی۔ اور اگر
عورت کا سن مرد کے دعوے کا محتمل نہو مثلاً ایسی عورت ایسے مرد کی اولاد نہو سکتی ہو تو نسب ثابت نہوگا
اور دونون مین تفریق نہ کیجائیگی یہ مبسوط مین ہی اور اگر عورت کو کہا کہ یہ میری نسبی دختر ہی اور اسی پر
اڑا رہا حالانکہ اس عورت کا نسب معروف ہی کہ وہ فلان شخص کی بیٹی ہی تو دونون مین جدائی نہ کیجائیگی
اور اسیطرح اگر کہا کہ یہ عورت میری مان ہی حالانکہ اس مرد کی مان معروفہ ہی کہ فلانہ عورت ہی اور مرد
اس امر پر اڑا رہا تو دونون مین تفریق نہ کیجائیگی یہ محیط مین ہی

کتاب الطلاق

اسمین سترہ باب ہین

باب اول طلاق کی تفسیر شرعی و رکن و شروط و وصف و حکم و تقسیم کے بیان مین اور جسکی طلاق واقع ہوتی ہی اور جسکی نہین واقع ہوتی ہی اسکے بیان مین پس طلاق کی تفسیر شرعی یہ ہی کہ قید نکاح کو بلفظ مخصوص حالاً یا مآلاً رفع کرنے کو طلاق کہتے ہین یہ بحر الرائق مین ہی۔ اور رکن طلاق یہ ہی کہ مثلاً تو طالقہ ہی یا اسکے مثل الفاظ کہے یہ کافی مین ہوا اور شرط طلاق علے الخصوص دو چیزین ہین ایک یہ کہ عورت کے ساتھ قید باقی ہو خواہ بنکاح یا بعدت اور دوم محل نکاح کی حلیت باقی ہو چنانچہ اگر بعد دخول واقع ہونے کے بمصاہرہ وہ حرام ہوگئی اور عدت واجب ہوئی پھر عدت مین طلاق دیدی تو واقع نہوگی کیونکہ حلیت زائل ہوگئی اور اگر عورت کو طلاق دیدی پھر اُس سے مراجعت کرلی تو طلاق باقی رہیگا اگرچہ وہ فی الحال حلیت و قید کو رفع نہین کرتا ہی اسوجہ سے کہ فی المآل بعد دو طلاق ملانے کے وہ ان دونون کو رفع کریگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور حکم طلاق یہ ہی کہ اگر رجعی ہو تو بعد انقضاے عدت کے فرقت ہوجائیگی اور اگر بائن ہو تو فی الحال بدون انقضاے عدت کے فرقت ہوجائیگی یہ فتح القدیر مین ہی اور جب تین طلاق پوری ہوجاوین تب سر دست ایسی عورت سے نکاح نہین کرسکتا ہی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور وصف طلاق یہ ہی کہ وہ نظر باصل حرام ہی اور بنظر حاجت مباح ہی یہ کافی مین ہی اور تقسیم طلاق کا بیان یہ ہی کہ طلاق دو قسم کی ہی ایک طلاق سنی دوم طلاق بدعی اور انمین سے ہر ایک کی دو قسمین ہین ایک قسم کا مرجع بجانب عدد ہی اور دوم کا مرجع بجانب وقت ہی پس طلاق سنی باعتبار عدد و وقت کے دو طرح کی ہی حسن و احسن پس احسن یہ ہی کہ اپنی جورو کو ایک طلاق رجعی ایسے طہر مین دے جسمین اُس سے وطی نہ کی ہو پھر اسکو چھوڑ دے یہان تک کہ اُسکی عدت گذر جاوے یا وہ حاملہ ہو کہ اسکا حمل ظاہر ہوگیا ہوا اور حسن یہ ہی کہ ایسے طہر مین جسمین جماع نہین کیا ہی اُسکو ایک طلاق دے پھر دوسرے طہر مین دوسری پھر تیسرے طہر مین تیسری طلاق دیدے یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور عدد طلاق کی سنیت مین عورت مدخولہ و غیر مدخولہ دونون مساوی ہین اور وقت طلاق کے سنیت خاصہ مدخولہ کے حق مین ثابت ہوتی ہی اور غیر مدخولہ کو جب چاہے حالت حیض یا طہر مین طلاق دیدے یہ ہدایہ مین ہی اور جس عورت سے اُسکے شوہر نے خلوت کرلی ہی اُسکے حق مین وقت طلاق کے رعایت ویسی ہی چاہیے جیسے مدخولہ کے حق مین ہی یہ محیط مین ہی۔ اور طلاق سنت مین وقت کی رعایت مین عورت مسلمہ و کتابیہ و باندی سب یکسان ہین یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اور بعض نے فرمایا کہ طلاق اول مین تاخیر کرے یہان تک کہ حد طہر آخر ہونے کو آوے تب طلاق دیدے تاکہ عورت تطویل عدت سے متضرر نہو اور بعض نے فرمایا کہ ظاہر ہونے پر طلاق دیدے تاکہ اس امر مین مبتلا نہو کہ بعد جماع کے اُسنے طلاق واقع کی ہو اور یہی اظہر ہی یہ تبیین مین ہی۔ اور واضح رہے کہ جس طہر مین جماع نہین کیا ہی وہ طلاق سنی کا محل جبھی ہو سکتا ہی کہ جب اُسنے اس طہر سے پہلے جو حیض آیا ہی اسمین جماع نہ کیا ہو اور نہ طلاق دی ہو کیونکہ حالت حیض مین جمع کرنا یا طلاق دینا ہر ایک آگے پیچھے والے طہر کو ایسا نہین رکھتا ہی کہ وہ وقت طلاق سنی کا باقی رہے اور یہ زیادات مین صریح مذکور ہی اور یہ حکم اسوقت ہی کہ حالت حیض کی طلاق سے اُسنے مراجعت نہ کی ہو اور اگر مراجعت کرلی ہو تو اصل مین مذکور ہی کہ جب

عورت طاہر ہو کر پھر حائض ہو پھر طاہر ہو تو پھر چاہے اس طہر مین طلاق دیدے اور اس کلام مین اشارہ ہی کہ جس
حیض مین طلاق دیکر مراجعت کر لی ہی اُسکے بعد والا طہر طلاق سنی ہونے کا محل نہو جائیگا اور طحاوی نے ذکر فرمایا
ہی کہ اس حیض کے پیچھے جو طہر آویگا وہ ایسا ہوگا کہ چاہے اسمین طلاق سنی دیدے پس طحاوی کے کلام مین
اشارہ ہی کہ پھر وہ طہر محل طلاق سنت ہو جائیگا اور شیخ ابو الحسن نے فرمایا کہ جو شیخ طحاوی نے ذکر فرمایا ہی وہ
امام ابو حنیفہ کا قول ہی اور جو اصل مین مذکور ہی وہ صاحبین کا قول ہی۔ اور اگر حالت حیض مین عورت کو طلاق
دیدی پھر اس سے نکاح کر لیا پھر اس حیض کے بعد ہی جو طہر آیا اسمین طلاق دیدی تو بالاتفاق یہ طلاق سنی
ہوگی یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر عورت کو ایسے طہر مین جسمین اُس سے جماع نہین کیا ہی طلاق بائن دیدی پھر
اُس سے نکاح کر لیا تو بالاجماع اُسکو اختیار ہی کہ اسی طہر مین پھر طلاق دیدے یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر عورت کو
ایسے طہر مین جسمین اُس سے جماع نہین کیا ہی ایک طلاق دیدی پھر عورت سے اسی طہر مین بقول مراجعت کی
تو اسکو اختیار ہی کہ دوبارہ اسی طہر مین اُسکو طلاق دیدے اور یہ طلاق امام اعظم کے نزدیک طلاق سنی ہوگی
اور امام ابو یوسف کے نزدیک بھی ہوگی اور امام محمدؒ سے اسمین دو روایتین ہین کذا فی الذخیرہ اور اسیطرح اگر
عورت کو بشہوت اُسکو چھو کر یا بوسہ لیکر یا شہوت سے اسکی فرج کو دیکھکر مراجعت کی تو بھی ایسا ہی اختلاف ہی
یہ سراج الوہاج مین ہی۔ پس اگر شہوت سے اپنی عورت کا ہاتھ پکڑے ہو اور اُس سے کہا کہ تجھے سنت طور پر
اپنے وقت پر تین طلاق ہین تو عورت پر فی الحال تین طلاق واقع ہو جاوینگی کہ ہر یکے طلاق ایک دوسرے کے
بعد پڑ واقع ہو جاوینگی اسواسطے کہ جب اسپر ایک طلاق ہوگی تو اُس سے مراجعت کرنے والا ہو جائیگا پس
اسپر دوسری طلاق واقع ہوگی یہ مبسوط مین ہی اور اگر مسئلہ مذکورہ بالا مین عورت سے جماع کرنے سے رجوع کیا ہو
تو بالاجماع اسی طہر مین اُسکو طلاق سنی نہین دے سکتا ہی یہ سراج الوہاج مین ہی۔ اور یہ اسوقت ہی کہ عورت
سے بجماع رجوع کیا اور وہ اس جماع سے حاملہ نہین ہوئی اور اگر حاملہ ہو گئی تو شوہر کو اختیار ہی کہ اسکو دوسری
طلاق دیدے اور یہ امام اعظم و امام محمد کا قول ہی یہ بدائع مین ہی اور طلاق بدعی کی دو قسمین ہین ایک وہ بدعی
کہ اسکا مرجع عدد ہی اور دوسری وہ بدعی جسکا مرجع وقت ہی پس جو بدعی کہ راجع بجانب عدد ہی وہ ایسی ہی کہ
ایک ہی طہر مین عورت کو تین طلاق دیدے خواہ ایک ہی کلمہ سے یا کلمات متفرقہ سے یا ایک ہی طہر مین دو طلاق
جمع کر دے خواہ ایک ہی کلمہ سے یا متفرق سے پس اگر ایسا کیا تو یہ طلاق بدعی ہی واقع ہو جائیگی مگر طلاق
دینے والا عاصی ہوگا اور جو بدعی کہ راجع بجانب وقت ہی وہ ایسی ہی کہ اپنی مدخولہ عورت کو جسکو حیض آتا ہی
حالت حیض مین یا ایسے طہر مین جسمین اُس سے جماع کیا ہی طلاق دی تو یہ بدعی ہی اور طلاق واقع ہوگی مگر
مرد کو مستحب ہی کہ اس سے رجوع کرے اور اصح یہ ہی کہ رجعت کرنا مرد پر واجب ہی یہ کافی مین ہی۔ اور طلاق بائن
سنی نہین ہی اور طلاق خلع سنی ہی خواہ حیض مین ہو یا غیر حیض مین ہو اور منتقی مین لکھا ہی کہ حیض مین اپنی
عورت کو مختار کرنے مین کچھ مضائقہ نہین ہی اور اگر حیض مین عورت اپنے نفس کو اختیار کرے یعنی
طلاق لے تو بھی کچھ مضائقہ نہین ہی اور نیز منتقی مین مذکور ہی کہ جب عورت بالغہ ہوئی اور اسکو خیار بلوغ حاصل
ہوا پس اُس نے اپنے نفس کو اختیار کیا یعنی تفریق و فسخ نکاح اختیار کیا تو کچھ مضائقہ نہین ہی کہ قاضی عورت

کی حالت حیض مین دونون مین تفریق کردے یہ محیط مین ہی اور جب باندی آزاد کی گئی اور اُسکو خیار عتق حاصل ہوا تو کچھ مضائقہ نہین ہی کہ وہ حالت حیض مین اپنے نفس کو اختیار کرے اسیطرح اگر عنین کو جو مدت دیگئی تھی وہ ایسی حالت مین گذر گئی کہ عورت حائضہ تھی تو تفریق مین کچھ مضائقہ نہین ہی کذا فی شرح الطحاوی اور ان مسائل مین مدخولہ ہو یا غیر مدخولہ ہو دونون یکسان ہین یہ سراج الوہاج مین ہی۔ اور اگر عورت بسبب صغر یا کبر کے حائضہ نہوتی ہو یا ان دونون سببون سے نہین بلکہ وہ حائضہ نہوتی ہو مثلاً سن بلوغ کو پہونچ گئی مگر حیض کا خون بالکل نہین دیکھا پس اُسکے شوہر نے چاہا کہ اسکو طلاق سنی دے تو اسکو ایک طلاق دیدے پھر جب ایک مہینہ گذر جاوے تو دوسری طلاق دیدے پھر جب ایک مہینہ گذر جاوے تو تیسری طلاق دیدے پھر اگر طلاق اول ماہ مین یعنے چاندرات کی رات مین واقع ہوئی تو تفریق طلاق و عدت کے واسطے بالاتفاق مہینون کا شمار چاند سے ہوگا اور اگر طلاق درمیان ماہ مین واقع ہوئی تو تفریق طلاق کے واسطے بالاتفاق دنون کا شمار ہوگا پس پورے تیس روز پر دوسری طلاق نہ دیگا بلکہ اکتیسوین روز یا اُسکے بعد دیگا اور عدت کے گذرنے کے واسطے بھی امام اعظمؒ کے نزدیک دنون کا شمار ہوگا اور یہی امام ابو یوسف سے بھی روایت ہی پس بدون نوّے روز گذرنے کے عدت پوری نہوگی اور جو عورت کہ بسبب صغر و کبر کے حائضہ نہوتی ہو تو جائز ہی کہ جب چاہے اُسکو طلاق دیدے اور اس سے وطی کرکے کوئی زمانہ گذرنے نہ پاوے کہ اُسکو طلاق دیدے اور یہی ہمارے ائمہ ثلثہ رحمہم اللہ کا قول ہی یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور شمس الائمہ حلوائی نے فرمایا کہ ہمارے شیخ رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ یہ حکم اُسوقت ہی کہ جب عورت ایسی صغیرہ ہو کہ اُسکے حیض و حبل کی امید نہو اور اگر ایسی ہو کہ اُسکے حیض و حبل کا احتمال ہو تو افضل یہ ہی کہ اُسکے وطی و طلاق مین ایک مہینہ کا فصل کردے یہ ذخیرہ مین ہی اور حاملہ کو جماع کے بعد طلاق دیدینا جائز ہی اور سنی طلاق کے واسطے اُسکی ہر سہ طلاق مین فصل کردے کہ ایک مہینہ کے بعد دوسری طلاق اور پھر ایک مہینہ کے بعد تیسری طلاق دے اور یہ امام ابو یوسف و امام اعظمؒ کا قول ہی یہ ہدایہ مین ہی اور اگر اپنی مدخولہ سے جسکو حیض آتا ہی کہا کہ تجھپر بطور سنت اپنے وقت پر تین طلاق ہین تو ایک طلاق فی الحال واقع ہوگی بشرطیکہ وہ ایسے طہر مین ہو جسمین جماع نہین ہوا ہی اور اگر حائضہ ہو یا ایسے طہر مین ہو جسمین جماع ہوگیا ہی تو فی الحال کوئی طلاق واقع نہوگی یہان تک کہ سنت طلاق کا وقت آوے پھر ایک طلاق واقع ہوگی اور اگر اپنی عورت مدخولہ سے جسکو حیض آتا ہی کہا کہ تجھپر بطور سنت تین طلاق ہین تو اسمین کئی صورتین ہین کہ اگر اُسنے یہ نیت کی کہ ہر طہر پر اُسکو ایک طلاق واقع ہو تو یون ہی ہوگا اور اسیطرح اگر اُسنے کچھ نیت نہ کی تو بھی یہی ہوگا کہ ہر طہر پر اُسپر ایک طلاق پڑیگی اور اگر یہ نیت کی کہ تینون طلاق فی الحال اُسپر واقع ہون تو نیت صحیح ہوگی اسواسطے کہ فی الحال تین طلاق کا واقع ہونا سنت سے معلوم ہوا ہی اور اگر یہ نیت کی کہ ہر مہینہ کے شروع پر عورت پر ایک طلاق واقع ہو تو یون ہی ہوگا اور اگر عورت آئسہ یا صغیرہ مدخولہ ہو اور اُس سے کہا کہ تجھے بطور سنت تین طلاق ہین تو فی الحال اُسپر ایک طلاق واقع ہوگی خواہ فی الحال اُس سے وطی کی ہو یا نہ کی ہو پھر بعد مہینہ کے دوسری اور پھر بعد مہینہ کے تیسری واقع ہوگی یہ محیط مین ہی اور اگر یہ نیت کی کہ فی الحال تینون طلاق اُسپر واقع ہون تو ایسا ہی ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی اور اسیطرح

اگر حاملہ ہو تو بھی اسی تفصیل سے حکم ہوگا کہ درصورت عدم نیت کے بطور سنت اور درصورت نیت کے اُسکی نیت کے موافق طلاق پڑیگی یہ تبیین میں ہی
اور اگر عورت سے قبل دخول کے کہا کہ تجھکو بطور سنت تین طلاق ہین تو ایک فی الفور کہتے ہی واقع ہوگی پھر اگر اُس سے
نکاح کیا تو دوسری طلاق نکاح کرتے ہی واقع ہوگی اور یہی حال تیسری طلاق کا بھی ہی یہ سراج الوہاج مین ہی
اور اسیطرح اگر حاملہ ہو اور اُس سے کہا کہ تجھکو بطور سنت تین طلاق ہین تو ایک کہتے ہی واقع ہوگی اور دوسری
بعد وضع حمل کے فوراً واقع ہوگی اگرچہ بعد ایک ہی دو روز کے وضع حمل ہوا ہو یا اُس سے دوبارہ نکاح
کیا تو فوراً واقع ہوگی یہ ذخیرہ مین ہی - اور اگر اُس سے کہا کہ تو طالقہ ہی بسنت اور یہ نہ کہا کہ تین طلاق
پس اگر عورت مذکورہ کو حیض آتا ہو تو اُسپر ایک طلاق واقع ہوگی بشرطیکہ یہ قول ایسی طلاق کے وقت
پر ہوا ور اسیکا وقت ایسا طہر ہی جسمین جماع نہوا ہو اور اگر وقت پر نہو تو جبتک وقت نہ آوے تب تک واقع
نہوگی پھر جب وقت آویگا تب واقع ہوجائیگی اور اگر عورت ایسی ہو کہ مہینہ سے اُسکا شمار ہو یا حاملہ ہو تو ایک
طلاق اسپر کہتے ہی واقع ہوگی یہ شرح طحاوی مین ہی اور اگر اکٹھا تین طلاق کی نیت کی یا متفرق تین طہرون
پر واقع ہونے کی نیت کی تو صحیح ہی ایسا ہی شمس الائمہ سرخسی نے ذکر کیا ہی اور نیز ایسا ہی شیخ الاسلام وغیرہ
نے ذکر کیا ہی اور فخر الاسلام و صدر الشہید و ایک جماعت نے جنمین سے صاحب ہدایہ بھی ہین ذکر کیا کہ ایسی
صورت مین اکٹھا تین طلاق کی نیت صحیح نہین ہی کذا فی التبیین چنانچہ ایک سے زیادہ اس صورت مین واقع
نہوگی یہ قاضیخان کی شرح جامع صغیر مین ہی - اور اگر کہا کہ تو طالقہ بسنت ہی اور اس سے ایک طلاق بائنہ مراد
لی تو عورت بائنہ نہوگی یہ محیط سرخسی مین ہی اور اگر دو طلاق مراد لین تو دو واقع نہونگی اور اگر لفظ طالقہ سے
ایک طلاق اور لفظ سنت سے دوسری طلاق مراد لی تو بھی ایک ہی طلاق واقع ہوگی یہ تاتارخانیہ مین ہی
اور اگر اپنی عورت سے کہا کہ تو طالقہ ہر ماہ مین بسنت ہی پس اگر وہ آئسہ از حیض ہو کہ مہینون سے اُسکی عدت
کا شمار ہو تو ہر مہینہ پر ایک طلاق پڑیگی یہانتک کہ وہ تین طلاق سے طالقہ ہوجاوے اور اگر حیض آتا ہو کہ حیض
سے عدت شمار ہوتی ہو تو اسپر ایک طلاق پڑیگی لیکن اگر شوہر نے تین طلاق کے ہر مہینے پر ایک طلاق کی
نیت کی ہو تو اسیطرح تین طلاق واقع ہونگی یہ محیط مین ہی - اور اگر ایسی جورو سے جسکو حیض نہین آتا ہی
کہا کہ تو مہینون پر طالقہ ہی تو ہر مہینہ کے شروع پر اسپر ایک طلاق واقع ہوگی ہی اور اگر عورت سے کہا کہ تو حیض پر
طالقہ ہی حالانکہ اس عورت کو حیض آتا ہی تو ہر حیض پر اسپر ایک طلاق واقع ہوگی اور اگر اسکو حیض نہ آتا ہو تو
اُسپر کچھ واقع نہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر باوجود کلام مذکور کے یہ بھی کہا کہ بسنت پس اگر وہ ایسے طہر مین ہو
جسمین جماع نہین ہوا ہی تو ایک طلاق فی الحال پڑجائیگی پھر ہر مہینہ پر اور ہر حیض پر جب طاہر ہوگی ایک ایک
طلاق پڑیگی اسواسطے کہ اُسنے حیض کا لفظ بھی کہا ہی یہ ظہیریہ مین ہی - اور اگر کہا کہ تو بسنت دو طلاق سے طالقہ ہی تو ہر
ایسے طہر مین جسمین جماع نہین کیا ہی اُسپر ایک طلاق واقع ہوگی یہ بدائع مین ہی - اور معلّیٰ نے امام ابو یوسف سے
روایت کی ہی کہ اگر اپنی عورت سے کہا کہ تو بدو طلاق طالقہ ہی جنمین سے اول طلاق بسنت ہی پس اگر وہ ایسے طہر مین
ہو جسمین جماع نہین ہوا ہی تو جو طلاق بسنت ہی وہ اسپر فی الحال اولاً واقع ہوگی پھر اسکے پیچھے ہی دوسری طلاق
واقع ہوجائیگی اور اگر عورت مذکورہ حائضہ ہو تو دونون طلاق مین تاخیر ہوجائیگی یہانتک کہ وہ طاہر ہو پھر دونون

طلاق اسطرح واقع ہونگی کہ پہلے طلاق سنت پڑیگی اُسکے پیچھے ہی دوسری طلاق بدعی واقع ہوگی اور اگر عورت سے کہاکہ تو بدو طلاق طالقہ ہی کہ انمین سے ایک بسنت اور دوسری طلاق بدعی ہی یا کہاکہ تو طالقہ ہی بیک طلاق سنت ودیگر طلاق بدعت پس اگر عورت ایسی حالت مین ہو کہ وقت طلاق سنت ہی تو دونون طلاق واقع ہونگی کہ اولاً طلاق سنت پڑیگی پھر اُسکے پیچھے ہی دوسری طلاق بدعت واقع ہوگی اور اگر وقت طلاق سنت نہو تو طلاق بدعت ابھی واقع ہوجائیگی اور طلاق سنت مین اسکا وقت آنے تک تاخیر ہوگی اور اگر اُسنے اپنے کلام مین بیان طلاق بدعت کو مقدم کیا اور عورت ایسی حالت مین ہی کہ وقت طلاق سنت نہین ہی تو طلاق بدعت واقع ہوجائیگی اور طلاق سنت مین تاخیر ہوجائیگی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر اپنی جورو سے کہاکہ تو بدو طلاق بسنت طالقہ ہی جسمین سے ایک بائنہ ہی تو اُسکو اختیار ہوگا کہ دونون مین سے جسکو چاہے بائنہ قرار دے اور اگر اُسنے کچھ بیان نہ کیا یہانتک کہ عورت حیض کے بعد طاہر ہوئی تو بدو طلاق بائنہ ہوجائیگی یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر کہاکہ تو بعدہ سنت طالقہ ہی تو بعد حیض و طہر کے واقع ہوگی اور اگر کہاکہ ہرگاہ تو کوئی بچہ جنی تو تو بسنت طالقہ ہی پھر وہ تین بچہ ایک ہی پیٹ سے جنی تو امام ابوحنیفہ و امام ابویوسف کے نزدیک واقع نہوگی اسواسطے کہ ان دونون اماموں کے نزدیک نفاس پہلے بچہ سے ہی پس جب وہ نفاس سے طاہر ہو تو ایک واقع ہوگی پھر ہر طہر مین دوسری واقع ہوگی اور اگر کہاکہ تو طالقہ ہر واحد کے ساتھ بسنت ہی تو تین طلاق بصفت سنت واقع ہونگی اور اگر کہاکہ ببدعت تو تینون طلاق فی الحال واقع ہونگی یہ عتابیہ مین ہی۔ اور اگر اپنی عورت سے کہاکہ تو کل کے روز بسنت طالقہ ہی حالانکہ عورت ایسی حالت مین ہی کہ کل کے روز اسپر طلاق سنت نہین پڑسکتی ہی تو اسپر طلاق نہ پڑیگی یہانتک کہ سنت طلاق کا وقت آوے تب پڑیگی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر عورت سے کہاکہ تو بسنت طالقہ ہی اور یہ عورت اپنے شوہر کی طرف سے بغیر جماع کئے ہوئے طاہر موجود ہی ولیکن کسی دوسرے مرد نے بطور زنا اُسکے ساتھ وطی کی ہی تو اسی طہر مین اسپر طلاق پڑجائیگی اور اگر عورت مذکورہ سے غیر مرد نے بشبہہ وطی کی ہو تو اس طہر مین اسپر طلاق نہ پڑیگی یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر اپنی جورو سے مظاہرت کی پھر اُسکو طلاق سنت دی اور وقت طلاق سنت ہی اور ہنوز کفارہ ظہار ادا نہین کیا ہی تو طلاق واقع ہوجائیگی اور حرمت ظہار اس طلاق سنی واقع ہونے سے مانع نہوگی اور اسیطرح اگر اپنی جورو کی بہن سے نکاح کیا اور اُسکے ساتھ دخول کرلیا اور دونون مین تفریق کرادیگئی اور پھر اپنی جورو کو اُسکی بہن کی عدت کی حالت مین طلاق سنت دی تو بھی واقع ہوجائیگی اور اسیطرح اگر اپنی جورو کو طلاق سنت ایسی حالت مین دی کہ وہ زنا سے حاملہ ہی تو بھی یہی حکم ہی۔ ایک عورت کو اُسکے شوہر کے مرجانے کی خبر دیگئی پھر اُسنے دوسرے شوہر سے نکاح کرلیا اور دوسرے شوہر نے اُسکے ساتھ دخول کرلیا پھر اُسکا پہلا شوہر آیا اور دوسرے شوہر اور عورت کے درمیان تفریق کردیگئی اور دوسرے شوہر کی عدت عورت مذکورہ پر واجب ہوئی پھر اسی عدت کی حالت مین پہلے شوہر نے اُسکو طلاق سنت دیدی تو امام ابویوسف کے نزدیک واقع ہوگی اور امام اعظم کے نزدیک واقع ہوگی۔ اور اگر شوہر نے عورت کو تین طلاق بسنت دیدی پھر اُسکو حیض آیا پھر طاہر ہوئی اور اسپر ایک طلاق واقع ہوئی پھر اُسنے دوسرے شوہر سے نکاح کرلیا اور دوسرے شوہر نے اُسکے ساتھ دخول کیا اور دونون مین تفریق کردیگئی تو جبتک عورت مذکورہ دوسرے شوہر کی عدت مین رہیگی تب تک

ظہار کی صورت و معنی کتاب الظہار مین آگے مذکور ہین ۱۲

اُسپر باقی طلاق سنت واقع نہو نگی یہ امام ابو یوسف کا قول ہی اور امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک واقع ہو نگی - اور اگر جورو سے
کہا کہ تجھپر تین طلاق بسنت بعوض ہزار درم ہین بشرطیکہ تو چاہے یا چاہنے کو مقدم کیا کہ اگر تو چاہے تو تجھپر
تین طلاق بسنت ہین پس اگر یہ مقولہ حالت حیض مین ہو تو بقیاس قول امام اعظمؒ کے مشیت یعنی چاہنا
ابھی نہوگا یہان تک کہ وہ حیض سے پاک ہو جاوے اور اگر یہ مقولہ ایسے طہر مین ہو جسمین جماع کر لیا ہی تو مشیت
ابھی نہو گی یہان تک کہ اُسکو حیض آکر پھر طاہر ہو جاوے یہ محیط مین لکھا ہی - اور اگر عورت کو طلاق دی اور وہ صغیرہ
ہی پھر وہ مہینہ گذرنے سے پہلے حائضہ ہو کر طاہر ہوئی تو بالاجماع شوہر کو اختیار ہی کہ اُسکو دوسری طلاق
دیدے - اور اگر عورت کو طلاق دی اور وہ ایسی تھی کہ اُسکو حیض آتا تھا پھر وہ آئسہ ہو گئی تو آئسہ ہونے پر
اُسکو دوسری طلاق دے سکتا ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی - اور نوادر ابو سلیمان مین امام ابو یوسف سے مروی ہی
کہ ایک شخص نے اپنی جورو سے جو حیض سے آئسہ ہو گئی ہی کہا کہ تجھپر بسنت تین طلاق ہین تو ایک طلاق کہتے ہی
واقع ہو گی پھر اگر عورت مذکورہ کو اسکے بعد حیض آیا اور پھر طاہر ہوئی تو یہ طلاق اولی باطل ہو گئی پھر
حیض سے طاہر ہونے پر ایک طلاق اسپر پڑیگی اور طلاق اولی باطل ہو جانے سے امام ابو یوسف کی مراد
یہ صورت ہی کہ حالت آئسہ ہونے مین اس طلاق کی گفتگو سے پہلے اُسکے ساتھ وطی بھی کی ہو تو باطل ہو جائیگی -
پھر اگر اس حیض کے بعد وہ آئسہ ہو گئی اور ایام سے یہ بات ظاہر ہو گئی تو باقی دونون طلاق مہینون کے
شمار سے واقع ہونگی - اور منتقی مین مذکور ہی کہ اگر عورت سے کہا کہ تو بسنت طالقہ ہی پس اُسنے کہا کہ مین
طاہرہ ہون اور شوہر نے کہا کہ مین نے تجھسے حیض مین یا بعد حیض کے جماع کیا ہی تو قول عورت کا قبول ہوگا اور
اگر عورت نے کہا کہ مین حاملہ ہون اور مرد نے کہا کہ تو حاملہ نہین ہی تو دعوی حمل مین عورت کے قول کی تصدیق
نہو گی اور نوادر ہشام مین امام ابو یوسف سے روایت ہی کہ اگر اپنی جورو سے کہا کہ تجھے بسنت ایک طلاق ہی
حالانکہ اُسکے ساتھ دخول کر لیا ہی پس عورت نے کہا کہ تیری اس گفتگو سے پہلے مجھے حیض آیا پھر مین طاہر
ہو گئی پھر جب تو نے یہ گفتگو کی ہی تو مین اُسوقت ایسی طاہر تھی کہ تو نے مجھسے اس طہر مین قربت نہین کی تھی
اور شوہر نے کہا کہ تیرے طاہر ہونے کے بعد قبل اس کلام کے مین نے تجھسے قربت کر لی تھی تو قول شوہر کا
قبول ہو گا اور اگر شوہر نے کہا کہ مین نے تجھسے حیض مین قربت کی تھی اور عورت نے اُسکی تکذیب کی تو
قول عورت کا قبول ہو گا - اور اسیطرح اگر عورت نے کہا کہ تو نے ہرگز اسوقت تک میرے ساتھ دخول نہین کیا ہی تو قول
عورت کا قبول ہو گا - اور قدوری مین فرمایا کہ ایک مرد نے اپنی عورت سے کہا کہ تو بسنت طالقہ ہی - حالانکہ یہ عورت
باندی ہی اور وہ اُسوقت ایسی حالت مین ہی کہ اسپر طلاق سنت نہین واقع ہو سکتی پھر اس باندی کو خرید کیا
پھر سنت طلاق کا وقت آیا تو اسپر کوئی طلاق واقع نہو گی پھر اگر اُسکو آزاد کر دیا پھر سنت طلاق کا وقت آیا
تو اسپر طلاق واقع ہو گی یہ محیط مین ہی - اور اگر شوہر غلام اور جورو حرہ ہو پس عورت سے کہا کہ تو بسنت طالقہ ہی پھر
عورت نے اُسکو خرید کیا تو جب سنت طلاق کا وقت آویگا عورت مذکورہ پر طلاق واقع ہو گی اور ظہیریہ مین لکھا ہی کہ
امام ابو یوسف نے فرمایا کہ واقع نہو گی اور عتابیہ مین لکھا ہی کہ اسی پر فتوی ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی ایک مرد نے اپنی جورو سے جو باندی ہی کہا کہ تجھہ پر بسنت
تین طلاق ہین اور عورت اُسوقت ایسے طہر مین ہی کہ جسمین شوہر نے اُسکے ساتھ جماع کیا ہی پھر اس جورو کو خرید کر اسی وقت آزاد

کردیا تو وہ دو حیض کی عدت مین رہیگی کہ جب پہلے حیض سے طاہر ہوگی تو اسپر ایک طلاق واقع ہوگی اور دوسرا
حیض پورا کرکے بائنہ ہو جائیگی کہ پھر دوسری طلاق واقع نہوگی - اور اگر ایسا ہو کہ جسوقت اُس سے یہ کلام کیا ہی
اسوقت وہ حائضہ ہو پھر اُسکو خرید کیا پھر حیض ہی مین اُسکو آزاد کر دیا پھر وہ اس حیض سے طاہر ہوئی تو اسپر
طلاق واقع نہوگی اسوجہ سے کہ بسبب فساد نکاح کے دونون مین فرقت واقع ہوگئی اور طلاق سنت بعد
ایسی فرقت کے جو شوہر و زوجہ مین ہوئی واقع نہین ہوتی ہی الا بعد ایک مہینے کے یا بعد ایک حیض کے
اسیطرح اگر آزاد شدہ باندی نے حالت حیض مین بخیار عتق اپنے نفس کو اختیار کیا حالانکہ اُسکا شوہر اُس سے
کہ چکا تھا کہ تو بسنت طالقہ ہی تو جب اس حیض سے طاہر ہوگی تو اسپر طلاق واقع نہوگی یہ محیط مین ہی - اور
زیادات مین مذکور ہی کہ اگر کسی شخص کو حکم کیا یعنے وکیل کیا کہ اُسکی جورو کو بسنت طلاق دیدے حالانکہ یہ عورت
مدخولہ ہی پس وکیل نے کہا کہ تو بسنت طالقہ ہی یا کہا کہ جب تجھے حیض آوے پھر تو طاہر ہو جاوے تو تجھے
طلاق ہی پھر یہ عورت حائضہ ہو کر طاہر ہوئی تو اُسپر کوئی طلاق واقع نہوگی لیکن اگر حائضہ ہو کر طاہر
ہوئی پھر وکیل نے کہا کہ تجھے طلاق ہی تو مطلقہ ہو جائیگی - اور اگر وکیل سے کہا کہ میری جورو کو تین طلاق
بسنت دیدے پس وکیل نے اُسکو تین طلاق بسنت فی الحال دیدین تو ایک ہی طلاق واقع ہوگی پھر
چاہیے کہ دوسرے طہر مین دوسری طلاق اور تیسرے طہر مین تیسری طلاق دیدے یہ مبسوط سرخسی مین ہی - اور
اگر شوہر غائب ہو اور اُسنے چاہا کہ اپنی عورت کو ایک طلاق سنت دیدے تو عورت کو خط لکھے کہ جب یہ
خط میرا تجھے پہونچے تو پھر جب تو حائضہ ہو کر طاہر ہو تو تجھے طلاق ہی - اور اگر تین طلاق بسنت دینا چاہے
تو خط مین لکھے کہ جب میرا یہ خط تجھے پہونچے پھر تو حائضہ ہو کر طاہر ہو تو تجھے طلاق ہی پھر جب تو حائضہ ہو کر
طاہر ہو تو تجھے طلاق ہی پھر جب تو حائضہ ہو کر طاہر ہو تو تجھے طلاق ہی یہ شرح طحاوی مین ہی - اور مبسوط مین
ہی کہ چاہیے تحریر مین ایجاز کرے یعنے کم لفظون مین سب مضمون ادا کرے اور باین طور تحریر کرے کہ جب تجھے
میرا یہ خط پہونچے تو تجھے بسنت تین طلاق ہین پس طلاق ہاے مذکور بر صفت مذکورۂ بالا واقع ہونگی اور
اگر عورت کو حیض نہ آتا ہو تو لکھے کہ جب میرا یہ خط پہونچے پھر چاند نظر آوے تو تجھے بسنت تین طلاق
ہین یہ بحر الرائق مین ہی - الفاظ طلاق سنت بنا بر آنکہ بشر نے امام ابو یوسف سے روایت کی ہی
للسنۃ و فی السنۃ و علی السنۃ و طلاق سنت و عدۃ و طلاق عدت و طلاق عدل (باضافت) و طلاق عدل
(بوصف) و طلاق دین و طلاق اسلام و احسن الطلاق و اجمل الطلاق و طلاق حق و طلاق قرآن و طلاق
کتاب ہین پس یہ سب الفاظ طلاق کے اوقات سنت کی طلاق پر محمول ہونگے اور اگر کہا کہ انت طالق فی کتاب
اللہ او بکتاب اللہ او معہ یعنے تو ایسی طلاق سے مطلقہ ہی جو کتاب اللہ مین موجود ہی یا بکتاب اللہ یا مع
کتاب اللہ ہی پس اگر اس کلام سے اُسکی نیت طلاق سنت ہی تو طلاق باوقات سنت واقع ہوگی ورنہ فی الحال
واقع ہوگی اسواسطے کہ کتاب اللہ تعالی دلالت کرتی و قوع سنت و وقوع بدعت دونون پر یعنے دونون
کے وقت پر واقع ہوتی ہی پس اسمین نیت کی احتیاج ہوئی اور اگر کہا کہ علی الکتاب او بہ یعنے تو طالقہ علی الکتاب
یا بالکتاب ہی یا کہا کہ علی قول القضاۃ او الفقہاء یعنے بر قول قاضیان و فقیہان یا کہا کہ طلاق الفضلۃ او الفقہاء

یعنے تو طالقہ لطلاق قاضیان و فقیہان ہے پس اگر اُسنے طلاق سنت کی نیت کی تو دیانۃً اُسکے قول کی تصدیق ہوگی مگر
قضاءً مین طلاق فی الحال واقع ہوگی اور اگر کہا کہ تو لطلاق سنیہ یا عدلیہ طالقہ ہے تو امام ابو یوسفؒ کے نزدیک باوقات
سنت واقع ہوگی اور اگر کہا کہ لطلاق حسنہ یا جمیلہ طالقہ ہے تو فی الحال واقع ہوگی اور امام محمدؒ نے جامع کبیر مین فرمایا کہ دونون
صورتون مین فی الحال واقع ہوگی اور اگر کہا کہ تو طالقہ للبدعۃ یا طلاق بدعت ہے اور فی الحال تین طلاق واقع ہونے
کی نیت کی تو واقع ہونگی اور نیز اگر ایک کی نیت کی تو بھی واقع ہوگی بشرطیکہ عورت حالت حیض مین ہو یا ایسے طہر مین ہو
جسمین جماع کیا ہے اور اگر مرد کی کچھ نیت نہو تو ایک طلاق فی الفور واقع ہوگی بشرطیکہ عورت حالت حیض یا نفاس مین
یا ایسے طہر مین ہو جسمین جماع ہوا ہے اور اگر ایسے طہر کی حالت مین ہو جسمین جماع نہین ہوا ہے تو فی الحال کچھ نہین واقع
ہوگی یہان تک کہ عورت حائضہ ہو یا اُسی طہر مین اُس سے جماع کر لے یہ فتح القدیر مین ہے - اور اگر کہا کہ انت طالقۃ
تطلیقۃ حقا یعنے تو طالقہ ہے بطلاق واقعی حق تو فی الفور مطلقہ ہو جائیگی اور اگر کہا کہ انت طالقہ تطلیقۃ بالسنۃ او مع السنۃ
او بعد السنۃ یعنے تو طالقہ بطلاق سنت یا مع السنۃ یا بعد السنۃ ہے تو طلاق بوقت سنت ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہے -
(یعنے اگر فی الحال وقت سنت نہو گا تو تا وقت سنت تاخیر ہوگی ۱۲)
اور الفاظ طلاق بدعت اسطرح ہین کہ مثلاً کہے کہ تو طالقہ للبدعۃ یا لطلاق بدعت یا لطلاق جور یا لطلاق معصیت یا
لطلاق شیطان ہے پس اگر اس صورت مین تین طلاق کی نیت کی ہو تو تین طلاق واقع ہونگی یہ بدائع مین ہے -

فصل اُن لوگون کے بیان مین جنکی طلاق واقع ہوتی ہے اور جنکی نہین واقع ہوتی ہے - واضح ہو کہ شوہر کی طلاق جبکہ
وہ عاقل بالغ ہو واقع ہوتی ہے خواہ وہ آزاد ہو یا بندہ خواہ اُسنے برغبت خود طلاق دی ہو یا باکراہ طلاق
دی ہو یہ جوہرہ نیرہ مین ہے - اور جسنے بطور لعب و ہزل کے طلاق دی اُسکی طلاق واقع ہوگی اور اسیطرح اگر
اُسکو کوئی اور بات کہنی منظور تھی مگر زبان سے طلاق نکل گئی تو طلاق واقع ہوگی یہ محیط مین ہے - اور جامع الاصغر
مین ہے کہ راشدؒ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص یہ کہنا چاہتا تھا کہ زینب طالقہ ہے مگر اُسکی زبان سے نکلا کہ عمرہ طالقہ ہے تو
قضاءً وہی مطلقہ ہو جائیگی جسکا نام لیا ہے اور فیما بینہ و بین اللہ تعالے دونون مین سے کوئی مطلقہ نہوگی اور اگر ایک
شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ انت طالق حالانکہ وہ انت طالق کے معنے نہین جانتا ہے تو طلاق واقع ہوگی
(یعنے تجھے طلاق ہے ۱۲)
اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ انت طالق حالانکہ وہ یہ نہین جانتا ہے کہ یہ طلاق ہے تو قضاءً وہ مطلقہ ہو جائیگی اور فیما بینہ
و بین اللہ تعالے مطلقہ نہوگی یہ ذخیرہ مین ہے اور طفل کی طلاق اگرچہ وہ سمجھدار ہو اور مجنون و نائم و مبرسم
و مغمی علیہ و مدہوش کی طلاق واقع نہین ہوتی ہے کذا فی فتح القدیر اور اسی طرح معتوہ کی طلاق بھی واقع نہین ہوتی ہے
اور یہ حکم اُسوقت ہے کہ اُسنے حالت غشی مین طلاق دیدی ہو اور اگر حالت افاقہ مین طلاق دی تو صحیح یہ ہے کہ طلاق
واقع ہوگی یہ جوہرہ نیرہ مین ہے - ایک شخص سوتے ہوئے نے طلاق دی پھر جب خواب سے بیدار ہوا تو اُسنے عورت سے
کہا کہ مین نے تجھے سوتے مین طلاق دیدی ہے تو طلاق واقع نہوگی اسیطرح اگر کہا کہ مین نے اس طلاق کی (جو خواب
مین دی ہے) اجازت دی تو بھی واقع نہوگی اور اگر کہا کہ مین نے وہی طلاق واقع کی تو واقع ہو جائیگی اور اگر یون
کہا کہ مین نے وہ طلاق واقع کی جو مین نے سوتے مین زبان سے کہی ہے تو واقع نہوگی - مبرسم نے طلاق دی پھر
جب تندرست ہوا تو کہا کہ مین نے اپنی جورو کو طلاق دیدی پھر کہا کہ مین نے یہ قول اسواسطے کہا کہ جس طلاق کو
مینے برسام کے مرض مین زبان سے نکالا ہے اُسکے واقع ہونے کا مجھے وہم ہوا پس اگر یہ کلام اس ذکر و حکایت

کے درمیان مین ہو تو اُسکی تصدیق کیجائیگی ورنہ نہین یہ وجیز کردری مین ہی- اور اگر طفل نے طلاق دی پھر جب بالغ ہوا تو اُسنے کہا کہ مین نے اس طلاق کی اجازت دی تو واقع نہوگی اور اگر کہا مین نے اسکو واقع کیا تو واقع ہوجائیگی اسواسطے کہ یہ ابتدائے ایقاع ہی یہ بحر الرائق مین ہی- اور اگر کسی شخص نے طفل کی جورو کو طلاق دی پھر طفل نے بعد بالغ ہونے کے کہا کہ مین نے اس طلاق کو جسکو فلان نے واقع کیا تھا واقع کیا تو طلاق واقع ہوجائیگی اور اگر کہا کہ مین نے اسکی اجازت دی تو کچھ واقع نہوگی یہ محیط مین ہی- اور اگر طفل کسی شخص کی طرف سے طلاق دینے کا وکیل ہو پس طفل نے طلاق دی تو صحیح ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی- زید نے عمرو کی قسم کا بیان کرنا شروع کیا (یعنے عمرو نے جو قسم کھائی تھی کہ اگر اُسکی عورت فلان کے گھر مین جاوے تو اُسکو طلاق ہی- مثلاً یا اور اُسکے مثل) پھر جب وہ طلاق کے بیان تک پہونچا تو اُسکے دل مین خود ہی عورت کا خیال آیا پس اگر اُسنے طلاق کے ذکر کے وقت حکایت عمرو کی بیان کی نیت نہین کی بلکہ از سرِنو طلاق کی نیت کی ہو اور سلسلہ کلام اسطرح متصل ہو کہ یہ بھی ہوسکتا ہو کہ اُسنے اپنی جورو پر طلاق واقع کی تو طلاق واقع ہوجائیگی اسواسطے کہ اُسنے طلاق واقع کی ہی اور اگر اُسنے کچھ نیت نہ کی ہو تو واقع نہوگی اسواسطے کہ یہ حکایت پر محمول ہی یہ فتاوی کبری مین ہی اور سکران کی طلاق واقع ہوتی ہی بشرطیکہ وہ خمر یا نبیذ کے پینے سے نشہ مین ہوا ہو اور یہی ہمارے اصحاب کا مذہب ہی یہ محیط مین ہی اور اگر کوئی شخص شراب پینے پر باکراہ مجبور کیا گیا یا اُسنے بضرورت شراب پی اور نشہ ہوا اور اُسنے اپنی جورو کو طلاق دیدی تو اسمین اختلاف ہی اور صحیح یہ ہی کہ جیسے اُسپر حد واجب نہین ہوتی ہی اسیطرح اُسکی طلاق بھی واقع نہوگی اور اسکا کوئی تصرف نافذ نہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہی- اور اگر شل بنگ یا مادہ خر و استر کے دودھ وغیرہ سے نشہ مین ہوا تو اُسکی طلاق وعتاق کچھ واقع نہوگی یہ تہذیب مین ہی اور اگر بنگ سے نشہ مین ہوا تو اُسکی طلاق واقع ہوجائیگی اور اسکو حد ماری جائیگی اسواسطے کہ یہ فعل یعنے بنگ نوشی لوگون مین پھیل گئی ہی اور ہمارے زمانہ مین اسی پر فتوی ہی یہ جواہر اخلاطی مین ہی اور اگر اُسنے ایسی اشربہ مین سے جو حبوب و فواکہ و شہد سے بنائی جاتی ہین استعمال کی ہون پھر اُسنے طلاق دی یا آزاد کیا تو اسمین اختلاف ہی اور فقیہ ابوجعفر نے فرمایا کہ صحیح یہ ہی کہ جیسے اُسپر حد لازم نہین آتی ہی اسیطرح اُسکے تصرفات بھی نافذ نہونگے یہ فتاوی قاضیخان مین ہی- اور فتح القدیر مین لکھا ہی کہ اگر کسی نے حبوب یا شہد کی بنائی ہوئی شراب پی اور اُسکو نشہ ہوا اور اُسنے طلاق دی تو امام ابوحنیفہ و امام ابویوسف کے نزدیک واقع نہوگی اور اسمین امام محمدؒ نے اختلاف کیا ہی یعنے اُنکے نزدیک واقع ہوگی اور امام محمد کے قول پر فتوی دیا جائیگا انتہی اور امام محمد سے مروی ہی کہ اگر کسی نے نبیذ پی اور اُسکے مزاج کے موافق نہوئی اور ارتفاع بخارات سے اُسکے سر مین درد پیدا ہوا اور شدت درد سے اُسکی عقل زائل ہوگئی نہ بوجہ نبیذ پینے کے نشہ کے پھر اُسنے طلاق دیدی تو واقع نہوگی اور اگر کسی کی عقل بوجہ صدمہ ضرب کے زائل ہوئی یا اُسنے خود اپنے سر مین مارا کہ جس سے عقل زائل ہوئی پھر اُسنے طلاق دیدی تو طلاق واقع نہوگی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی- اور اس امر پر اجماع ہی کہ اگر کوئی شخص اقرار طلاق پر باکراہ مجبور کیا گیا تو اُسکا اقرار نافذ نہوگا یہ شرح طحاوی مین ہی- ایک شخص کو سلطان نے باکراہ مجبور کیا کہ اپنی جورو کے

طلاق دینے کے واسطے کسی کو وکیل کرے پس اُسنے مار پیٹ و قید کے خوف سے کہا کہ تو میرا وکیل ہے اور اس سے زیادہ
(اور اگر قتل کے خوف سے وکیل کیا تو بھی واقع ہوگی ۱۲)
کچھ نہ کہا پس وکیل نے اسکی جورو کو طلاق دیدی پھر موکل نے کہا کہ مین نے اسکو اپنی جورو کے طلاق دینے کے واسطے
وکیل نہین کیا ہے تو علماء نے فرمایا ہے کہ یہ قول اسکی طرف سے مسموع نہوگا اور طلاق واقع ہو جائیگی یہ بحر الرائق مین ہے
اور اگر ایک شخص نے اپنی جورو کی طلاق دینے کیواسطے کسی کو وکیل کیا پھر وکیل نے شراب خمر پیکر اسکی جورو کو طلاق دی تو
بعض مشائخ نے فرمایا کہ طلاق واقع نہوگی اور اکثر مشائخ کے نزدیک واقع ہوگی یہ تاتارخانیہ مین ہے - اور گونگے
کی طلاق باشارہ ہوتی ہے اور گونگے سے ایسا گونگا مراد ہے جو پیدائشی ہو یا بعد کو اسطرح گونگا ہوا کہ برابر ہمیشہ
کے واسطے گونگا ہو گیا حتے کہ اُسکا اشارہ مفہوم ہوا یہ مضمرات مین ہے چاہے اس گونگے کو لکھنے کی قدرت ہو
یا نہو یہ معراج الدرایہ و فتح القدیر مین ہے - اور اگر گونگے کا اشارہ معروف نہو جو اسکی طرف سے معلوم ہو یا اشارہ
ایسا ہو کہ جس سے یہ معلوم ہو کہ اس غرض کے واسطے ایسا اشارہ کرتا ہے ولیکن قطعی معلوم نہو بلکہ شک ہو تو
یہ باطل ہوگا یہ مبسوط مین ہے - اور اگر کوئی شخص پیدائش کے بعد درمیان عمر مین گونگا ہو گیا مگر دائمی نہین تو
ایسے گونگے کے اشارہ کا اعتبار نہین ہے پھر جس صورت مین کہ گونگے کے اشارہ کا اعتبار ہوتا ہے اگر گونگے
نے طلاق دی اور اشارہ سے تین طلاق سے کم تعداد سمجھ مین آئی تو وہ رجعی ہوگی یہ مضمرات مین ہے اور آخر
نہایہ مین امام تمرتاشی سے منقول ہے کہ جو گونگا بعد پیدائش کے گونگا ہوا اور اسکا اشارہ مفہوم قرار دیا جاتا ہے اسکے واسطے
گونگے ہونے کی مدت ایک سال مقرر کی گئی ہے یعنے اگر ایکسال تک گونگا رہا تو اسکا اشارہ مفہوم ہوگا اور
طلاق مثلاً واقع ہوگی اگرچہ بعد ایک سال کے اچھا ہو جاوے اور امام رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ایسے گونگے کا
تا دم موت گونگا رہنا ضرور ہے اور مشائخ نے فرمایا کہ اسی پر فتوی ہے یہ نہر الفائق مین ہے - اور اگر اخرس
تحریر کر سکتا ہو تو تحریر سے اسکی طلاق جائز ہوگی کذا فی الہدایہ فی مسائل شتی - بعضے مشائخ سے دریافت
کیا گیا کہ ایک شخص نے جو نشہ مین ہے اپنی جورو سے کہا کہ سہ آی سرخ کبک بتاہ ماند رویت + کدبانوے من طلاق
دادہ شوہریت + تو فرمایا کہ دیکھا جائیگا کہ اگر عورت مذکورہ شبہہ ہو اور اس شوہر سے پہلے اسکا ایک شوہر تھا
کہ جسنے اسکو طلاق دی تھی تو اس لفظ سے طلاق واقع نہوگی بشرطیکہ مرد مذکور کی نیت طلاق کی نہو اور اگر
اس سے پہلے عورت مذکورہ کا ایسا شوہر نہو تو طلاق واقع ہوگی خواہ نیت کی ہو یا نہ کی ہو یہ تاتارخانیہ مین ہے
اور اگر شوہر مرتد ہو کر دارالحرب مین چلا گیا تو اسکی طلاق اسکی جورو پر واقع نہوگی لیکن اگر ایسی حالت مین
دارالاسلام مین واپس آیا کہ عورت مذکورہ اسکی فرقت کی عدت مین ہے تو طلاق جو اُسنے دارالحرب مین دی تھی
واقع ہو جائیگی اور اگر عورت مرتدہ ہو کر دارالحرب مین چلی گئی تو شوہر کی طلاق اسپر واقع نہوگی پھر اگر وہ قبل
عدت گذرنے کے واپس آئی تو بھی امام اعظمؒ کے نزدیک طلاق مذکور اسپر واقع نہوگی اور امام ابو یوسف
کے نزدیک واقع ہوگی یہ ذخیرہ مین ہے - اور اگر اپنی جورو کو خریدا پھر اسکو طلاق دی تو اسپر طلاق واقع
نہوگی اور اسیطرح اگر عورت اپنے شوہر کی تمام مالک ہوئی یا کسی حصہ کی مالک ہوئی تو پھر شوہر کی طلاق
اسپر واقع نہوگی اور اگر عورت نے شوہر کو خریدا پھر اسکو آزاد کر دیا پھر شوہر نے اسکو طلاق دی
تو طلاق واقع ہوگی اور علی ہذا اگر اپنی زوجہ کو خریدا پھر اسکو آزاد کیا پھر اسکو طلاق دی درحالیکہ وہ

عدت میں ہی تو بسبب زوال مانع کے طلاق واقع ہو گی یہ تبیین میں ہی - اور اگر غلام نے کسی عورت سے نکاح کیا تو غلام کی طلاق اس عورت پر واقع ہو سکتی ہی اور آقا ے غلام کی طلاق اسکی عورت پہ واقع نہو گی یہ ہدایہ میں ہی اور طلاق کا اعتبار ہمارے نزدیک عورت کے لحاظ پر ہوتا ہی چنانچہ باندی کی طلاق پوری دو ہونگی خواہ شوہر آزاد ہو یا غلام ہو اور آزاد عورت کی طلاق تین ہونگی خواہ شوہر آزاد ہو یا غلام ہو یہ کافی میں ہی -

دوسرا باب ایقاع طلاق کے بیان میں اور اسمیں سات فصلیں ہیں - فصل اول طلاق صریح کے بیان میں اور طلاق صریح اسطرح ہی کہ مثلاً کہا کہ تو طالقہ ہی یا مطلقہ ہی یا میں نے تجھے طلاق دی پس ایک طلاق رجعی واقع ہو گی اگرچہ اسنے ایک سے زیادہ کی نیت کی ہو یا بائنہ طلاق کی نیت کی ہو یا کچھ نیت نہو یہ کنز میں ہی اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ ہی اور نیت یہ کی کہ تو وثاق سے چھوٹی تو قضاءً اسکے قول کی تصدیق نہو گی اور دیانۃً فیما بینہ وبین اللہ تعالے وہ سچا ہو گا اور عورت کو مثل قاضی کے حلال نہیں ہی کہ مرد مذکور کو اپنے اوپر قابو دے جبکہ اس سے یہ کلام سن لے یا کوئی گواہ عادل اسکے سامنے یہ گواہی دے - اور اگر عورت سے کہا کہ تو وثاق سے طالقہ ہی تو قضاءً کچھ واقع نہو گا اور اسیطرح اگر عورت سے کہا کہ تو اس قید سے طالقہ ہی تو بھی یہی حکم ہی اور اگر تو طالقہ ہی اس قول سے یہ نیت کی کہ تو کام سے چھوٹی ہوئی ہی تو دیانۃً و قضاءً کسیطرح تصدیق نہو گی اور اگر کہا کہ تو اس عمل سے طالقہ یا فلان کام سے طالقہ ہی تو دیانۃً اسکے قول کی تصدیق ہو گی اور قضاءً تصدیق نہو گی یہ تبیین میں ہی - اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ از غل یا از قید ہی یہ مسئلہ منتقی میں دو جگہ مذکور ہی اور ایک جگہ یہ جواب مذکور ہی کہ قضاءً طلاق واقع نہو گی اور دوسری جگہ مذکور ہی کہ قضاءً طلاق واقع ہو گی اور حسن بن زیاد نے امام اعظم سے روایت کی ہی کہ اگر اپنی عورت سے کہا کہ تو اس قید یا اس غل سے طالقہ ہی تو وہ مطلقہ ہو جائیگی اور قضاءً مرد مذکور کا دعوی کہ میں نے سواے طلاق کے بیڑی یا طوق سے رہا ہونا مراد لیا ہی تصدیق نہو گی یہ محیط میں ہی اور اگر عورت سے کہا کہ تو تین طلاق سے طالقہ اس عمل سے ہی تو تین طلاق واقع ہونگی اور قضاءً اسکے دعوی کی کہ میں نے طلاق کی نیت نہیں کی تھی تصدیق نہ کیجائیگی یہ اختیار شرح مختار میں ہی - ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ اے مطلقہ پس اگر اس عورت کا اس سے پہلا کوئی شوہر نہو یا ہو مگر طلاق نہو ئی ہو بلکہ مر گیا ہو تو اس عورت پر طلاق پڑ جائیگی اور اگر اس عورت کا شوہر پہلا کوئی ہو اور اسنے اسکو طلاق دی ہو پس اگر اس شوہر نے اس کلام سے پچھلے واقعہ کی خبر دینے کا قصد نہیں کیا تو بھی مطلقہ ہو جائیگی اور اگر شوہر نے کہا کہ میں نے اپنے کلام سے پچھلے اخبار کا قصد کیا ہی تو فیما بینہ وبین اللہ تعالی متدین ہو سکتا ہی اور رہا یہ امر کہ قضاءً بھی اسکی تصدیق ہو گی یا نہو گی تو اسمیں روایات مختلف ہیں اور صحیح یہ ہی کہ اسکی تصدیق ہو گی اور اگر کہا کہ میں نے اس کلام سے گالی دینے کا قصد کیا تھا تو قضاءً تصدیق نہو گی اور فیما بینہ وبین اللہ تعالی متدین ہو سکتا ہی - اور اگر عورت سے کہا کہ میں نے تجھے اطلاق کیا (آزاد و رہا کیا) تو یہ صریح نہیں ہی پس اگر طلاق کی نیت کی تو واقع ہو گی ورنہ نہیں یہ فتاوی قاضیخان میں ہی - قال المترجم اطلاق کا اسم مفعول مونث مطلقہ بسکون طاء و فتح لام بلا تشدید یعنے رہا کردہ شدہ اور اگر عورت سے کہا کہ تو مطلقہ ہی یا اے مطلقہ بسکون طاء و فتح لام بلا تشدید تو بدون نیت کے طلاق

قولہ تو طالقہ ہی یعنی طلاق دیا ہوا ہی ۱۲ منہ
قولہ تو ہی الطلاق عن العمل ... الصدق قضاء ودیانۃ ... لا یستعمل الطلاق بالعمل ... فی معنی التخلیق ... کالترادہ فافہم ۱۲ منہ

نہوگی یہ سراج الوہاج مین ہی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ انت الطلاق بمعنے تو طلاق ہی یا انت طالق الطلاق بمعنے تو طالق الطلاق ہی یا انت طالق طلاقاً بمعنے تو طالق ہی طلاق ہونے کر پس اگر کچھ نیت نہو یا ایک یا دو طلاق کی نیت ہو تو ایک طلاق رجعی واقع ہوگی اور اگر تین طلاق کی نیت کی تو تین طلاق واقع ہونگی قال المترجم اول ایک صورت مین شاید اردو زبان مین جسطرح ان الفاظ کا ترجمہ مذکور ہی غالباً طلاق نواقع نہوگی واللہ سبحانہ اعلم ہان دوسری و تیسری صورت مین حکم مذکور جاری ہوگا واللہ اعلم۔ اور اگر کہا کہ انت طلاق تو طلاق ہی تو اس سے طلاق پڑجائیگی اور اسمین نیت ہونے کی حاجت نہین ہی مگر رجعی طلاق ہوگی اور تین طلاق کی نیت بھی صحیح ہی ولیکن اس صورت مین کہ جب طلاق خبر مبتدا انت محذوف کے ہی دو طلاق کی نیت صحیح نہین ہی کذا فی الہدایہ مگر دو طلاق کی نیت صحیح نہونا اسوقت ہی کہ جب عورت حرہ ہو اور اگر باندی ہو تو دو طلاق واقع ہونگی (کہ یہی اُسکے حق مین کامل ہین) یا حرہ ہونے کی صورت مین اگر ایک طلاق اسپر پہلے واقع ہوچکی ہو تو اسپر بھی دو طلاق پڑینگی بشرطیکہ ان دونون کی پہلی طلاق کے ساتھ نیت کی ہو یہ سراج الوہاج مین ہی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ انت طالق الطلاق تو طالق ہی الطلاق ہی اور کہا کہ مین نے لفظ طالق سے ایک طلاق اور لفظ الطلاق سے دوسری طلاق مرادلی ہی تو اُسکی تصدیق ہوگی پس دو طلاق رجعی واقع ہونگی بشرطیکہ عورت مدخولہ ہو ورنہ دوسرا کلام لغو ہوجائیگا یہ کافی مین ہی۔ اور منتقی مین ہی کہ اگر ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ تیرے واسطے طلاق ہی تو امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا کہ اگر اُسنے طلاق کی نیت کی ہو تو طلاق پڑجائیگی اور اگر کچھ نیت نہو تو نہ پڑیگی قال المترجم یعنے اس عورت سے کہا کہ لک الطلاق اور یہ عربی مین محتمل ہی صریح نہین ہی ولیکن جسطور سے ترجمہ اردو مذکور ہی زبان اردو مین غالباً اس سے طلاق پڑجائیگی اسواسطے کہ عرف مین متبادر یہی ہی پس زبان کے لحاظ سے صریح ہی نہ محتمل فلیتامل واللہ اعلم اور امام ابو یوسفؒ سے مروی فرمایا کہ اگر اُسنے طلاق کی نیت کی تو واقع ہوگی ورنہ امر طلاق کا اختیار عورت کے ہاتھ ہوگا۔ اور اگر عورت سے کہا کہ علیک الطلاق تیرے اوپر طلاق ہی تو وہ طالقہ ہوگی بشرطیکہ نیت ہو قال المترجم زبان اردو مین بلاشرط مطلقہ ہوگی واللہ اعلم۔ اور اگر کہا کہ طلاقی علیک واجب یعنے میری طلاق تجھپر واجب ہی تو طلاق پڑیگی اسیطرح اگر کہا کہ الطلاق علیک واجب طلاق تجھپر واجب ہی تو بھی یہی حکم ہی یہ بقالی نے اپنے فتاوی مین ذکر فرمایا ہی اور اگر عورت سے کہا کہ طلاقک علی یعنے تیری طلاق مجھپر ہی تو واقع نہوگی۔ اور اگر کہا کہ طلاقک علی واجب او لازم او فرض او ثابت بمعنے تیری طلاق مجھپر واجب یا لازم یا فرض یا ثابت ہی پس شیخ ابو اللیثؒ نے فتاوی مین اس مسئلہ مین متاخرین کا اختلاف نقل کیا ہی کہ بعض کے نزدیک ایک طلاق رجعی واقع ہوگی چاہے نیت ہو یا نہو اور بعض نے فرمایا کہ واجب کہنے کی صورت مین بدون نیت واقع ہوگی اور لازم کہنے کی صورت مین واقع نہوگی اگرچہ نیت ہو اور فرق ان دونون مین عرف کی راہ سے ہی قال المترجم یہی قول اخیر زبان اردو کے موافق ہی واللہ اعلم الا لفظ فرض محتمل ہی ولیکن فرض بغیر حکم الہی غلط ہی لہذا سوائے واجب کے سبب الفاظ مین موافق قول اخیر اردو مین بھی حکم ہوگا فلیتامل۔ اسیطرح اگر عورت سے کہا کہ اگر تو نے ایسا کیا تو تیری طلاق مجھپر واجب لازم یا ثابت ہی پس عورت نے یہ فعل کیا تو بھی ایسا ہی اختلاف ہی اور شیخ صدر الشہید رحمہ اللہ نے یہ اختیار کیا ہی کہ سب صورتون مین طلاق واقع ہوگی کذا فی المحیط اور یہی صحیح ہی یہ محیط سرخسی مین ہی اور شیخ امام اجل ظہیر الدین حسن بن علی مرغینانی سب صورتون مین طلاق واقع ہونے کا فتوی

دیتے تھے محیط مین ہی اور قاضی کے فتاوی کبری مین ہی کہ مختار یہ ہی کہ سب صورتون مین واقع ہوگی یہ فتح القدیر مین ہی ابن سماعہ نے امام محمدؒ سے روایت کی ہی کہ ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ کونی طالقا بمعنے ہوجا تو طالقہ یا کہا کہ اطلقی بمعنے کونی طالقا تو امام محمدؒ نے فرمایا کہ مین دیکھتا ہون کہ طلاق واقع ہوجایگی - اور اگر کہا کہ انت طالق طالق یا انت طالق انت طالق یا قد طلقتک قد طلقتک یا انت طالق قد طلقتک تو دو طلاق واقع ہونگی درحالیکہ عورت مدخولہ ہو اور اگر کہا کہ دوسری سے میرا مقصود پہلی کی خبر دینا تھا تو قضاءً اسکی تصدیق نہوگی مگر فیما بینہ وبین اللہ تعالے تصدیق ہوسکتا ہی - اور اگر اپنی عورت سے کہا کہ تو طالقہ ہی پس اُس سے کسی نے پوچھا کہ تونے کیا کہا پس اُسنے کہا کہ مین نے اسکو طلاق دیدی یا کہا کہ مین نے یہ کہا کہ وہ طالقہ ہی تو قضاءً ایک طلاق پڑیگی یہ بدائع مین ہی - اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ انت طالق وطالق وطالق بمعنے تو طالقہ وطالقہ وطالقہ ہی اور اسکو کسی شرط پر معلق نہین کیا پس اگر عورت مدخولہ ہو تو تین طلاق واقع ہونگی اور اگر غیر مدخولہ ہو تو ایک ہی طلاق واقع ہوگی اور اسیطرح اگر کہا کہ انت طالق فطالق فطالق او ثم طالق ثم طالق یا طالق طالق بمعنے تو طالقہ پس طالقہ پس طالقہ ہی یا تو طالقہ پھر طالقہ پھر طالقہ ہی یا تو طالقہ طالقہ طالقہ ہی تو بھی یہی حکم ہی یہ سراج الوہاج مین ہی - اگر ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا کہ انت طالق انت طالق انت طالق بمعنے تو طالقہ ہی تو طالقہ ہی تو طالقہ ہی پھر کہا کہ مین نے اول سے طلاق کا قصد کیا اور دوسری وتیسری سے فقط عورت کا سمجھانا مقصود تھا تو دیانۃً اسکی تصدیق ہوگی اور قضاءً عورت پر تین طلاق واقع ہونگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - ہرگاہ طلاق دینے والے نے لفظ طلاق کو مکرر کہا خواہ بحرف واؤ یا بغیر حرف واؤ تو طلاق متعدد ہونگی اور اگر دوسرے اول ہی مراد لینے کا دعوی کیا تو قضاءً تصدیق نہوگی جیسے اس قول مین کہ ہو مطلقہ تو طالقہ ہی یا مین نے تجھے طلاق دی تو طالقہ ہی تو طلاق دو ہونگی اور اگر دوسری کو بحرف تفسیر یعنے حرف فا کے ساتھ ذکر کیا تو بدون نیت کے دوسری واقع نہوگی جیسے کہا کہ طلقتک فانت طالق بمعنی مین نے تجھے طلاق دی پس تو طالقہ ہی یہ ظہیریہ مین ہی - اور اگر کہا کہ انت طالق واعتدی یا وانت طالق فاعتدی بمعنی تو طالقہ ہی اور عدت اختیار کر یا تو طالقہ ہی عدت اختیار کر یا تو طالقہ ہی پس عدت اختیار کر پس اگر اُسنے ایک طلاق کی نیت کی تو ایک پڑیگی اور اگر دو طلاق کی نیت ہو تو دو طلاق پڑینگی اور اگر کچھ نیت نہو پس درصورتیکہ حرف فا کے ساتھ انت طالق فاعتدی کہا تو ایک واقع ہوگی اور اگر اعتدی یا واعتدی کہا تو دو طلاق پڑینگی یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر عورت کو طلاق دی پھر اُس سے کہا کہ طلاق دادمت بمعنے طلاق دی تو دوسری طلاق نہ پڑیگی اور اگر کہا کہ طلاق دادہ است طلاق ابھی دی ہی تو دوسری واقع نہوگی - اور اگر کہا کہ انت طالق واحدۃ وا تو طالقہ واحدہ واحدہ ہی تو ایک واقع ہوگی اور کہا کہ انت طالق وانت (تو طالقہ ہی اور تو) تو دو طلاق واقع ہونگی اور فتاوی مین ہی کہ ایک طلاق واقع ہوگی یہ ظہیریہ مین ہی - اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ ہی پھر اُس سے کہا کہ ہو مطلقہ تو دوسری طلاق واقع نہوگی - ابن سماعہ نے اپنی نوادر مین امام ابو یوسفؒ سے روایت کی ہی کہ ایک شخص کی دو عورتین ہین آنمین سے کسی کے ساتھ اُسنے دخول نہین کیا ہی پس اُسنے کہا کہ میری جورو طالقہ ہی میری جورو طالقہ ہی پھر کہا کہ مین نے ان دونون مین سے ایک کو مراد لیا تھا تو امام ابو یوسف نے فرمایا کہ مین اسکے قول کی تصدیق نہ کرونگا

اور دونون کو اُس سے بائنہ کردیگا اور اسیطرح اگر اُسنے کہا کہ میری جورو طالقہ ہی اور میری جورو طالقہ ہی تو بھی یہی
حکم ہی اور اگر ان دونون کے ساتھ اُسنے دخول کرلیا ہو اور باقی مسئلہ بحالہ واقع ہو تو اسکو اختیار ہوگا کہ دونون کے
قول کو ایک ہی پر واقع کرے یہ ذخیرہ مین ہی ۔ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ تو مجھے طلاق دیدے اور تو
مجھے طلاق دیدے اور تو مجھے طلاق دیدے پس شوہر نے کہا کہ ضرور مین نے تجھے طلاق دیدی تو عورت پر
تین طلاق واقع ہونگی خواہ شوہر نے تین طلاق کی نیت کی ہو یا نہ کی ہو ۔ اور اگر عورت نے بغیر حرف عطف آور کے
کہا کہ تو مجھے طلاق دے اور تو مجھے طلاق دے تو مجھے طلاق دے پس شوہر نے کہا کہ ضرور مین نے تجھے طلاق دی
پس اگر شوہر نے تین طلاق کی نیت کی ہو تو تین طلاق واقع ہونگی اور اگر ایک طلاق کی نیت ہو یا کچھ نیت نہ کی تو
ایک طلاق واقع ہوگی یہ محیط مین ہی اور شیخ ابو القاسم صفار نے فرمایا کہ اگر ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ طلقتک غیر
مرۃ یعنے مین نے تجھے ایکبار سے سوا سے طلاق دی تو اسپر دو طلاق واقع ہونگی اور واقعات ناطفی مین ہی کہ ایک شخص نے
اپنی جورو سے کہا کہ انت طالق کذا کذا گویا اُسنے کہا کہ احد عشر یعنے گیارہ پس تین طلاق واقع ہونگی یہ تاتارخانیہ مین ہی
ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ تو مجھے طلاق دے اُسنے جواب مین کہا کہ تو میری جورو نہین ہی تو مشائخ نے فرمایا
کہ یہ ایسا جواب ہی کہ اس سے طلاق پڑجائیگی اور نیت کی حاجت نہوگی ۔ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ تو مجھے طلاق
دیدے پس اُسنے جواب مین کہا کہ انت واحدۃ یعنے اچھا تجھے ایک ہی تو ایک طلاق واقع ہوگی ایک شخص نے اپنی جورو کو
طلاق دی اور ایک طلاق یا دو طلاق دی تھین پس عورت کی مان اُسکے پاس آئی اور کہا کہ تو نے اُسکو طلاق دیدی اور
اُسکے باپ کا حق کچھ ملحوظ نہ رکھا اور اس معاملہ مین اسپر عتاب کیا پس شوہر نے کہا کہ یہ دوسری یا یہ تیسری ہی تو ایک
اور طلاق واقع ہوگی ۔ اور اگر عورت کی مان نے آکر داماد کو عتاب کیا اور اس طرح طلاق کا ذکر زبان سے نہ کیا
پھر شوہر نے یہی بات کہی کہ یہ دوسری یا تیسری ہی تو بدون نیت کے زیادتی واقع نہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی
منتقی مین ہی کہ ایک عورت نے شوہر سے کہا کہ مجھے طلاق دیدے پس شوہر نے کہا کہ مین نے ایسا کیا تو طلاق
پڑجائیگی پھر اگر اُسنے کہا کہ اور بڑھا دے اور شوہر نے کہا کہ مین نے ایسا کیا تو دوسری طلاق بھی واقع ہوگی
ابراہیم نے امام محمدؒ سے روایت کی ہی کہ ایک شخص سے کہا گیا کہ کیا تو نے اپنی جورو کو تین طلاق دیدین اُسنے کہا
کہ ہان ایک تو امام محمدؒ نے فرمایا کہ قیاس یہ ہی کہ تین طلاق واقع ہون ولیکن ہم استحسانا قرار دیتے ہین کہ ایک
طلاق واقع ہوگی اور نیز منتقی مین ہی کہ ایک عورت نے شوہر سے کہا کہ مجھے تین طلاق دیدے پس شوہر نے کہا کہ
مین نے تجھے بائنہ کردیا تو یہ جواب ہی پس تین طلاق سے بائنہ ہوگی یہ محیط مین ہی ۔ اور اگر شوہر سے کہا کہ تو
مجھے تین طلاق دیدے پس شوہر نے کہا کہ تو طالقہ ہی پس تو طالقہ ہی تو ایک طلاق واقع ہوگی اور اگر شوہر نے
جواب دیا کہ ضرور مین نے تجھے طلاق دی تو تین طلاق ہونگی یہ سراج الوہاج مین ہی اور اگر عورت نے
کہا کہ مین طالقہ ہون مین ادھر سے کہا کہ ہان تو مطلقہ ہوجائیگی اور اگر عورت نے کہا کہ مجھے طلاق دیدے پس شوہر نے
کہا کہ یون تو طلاق واقع نہوگی اگرچہ شوہر نے طلاق کی نیت کی ہو ۔ ایک شخص سے کہا گیا کہ الست طلقت امراتک یعنے
کیا تو نے اپنی جورو کو طلاق نہین دی پس اُسنے کہا کہ بلے یعنے ہان دی ہی تو عورت مطلقہ ہوجائیگی گویا اُسنے کہا کہ مین نے
طلاق دی ہی اسواسطے کہ استفہام انکاری تقریری کا جواب لفظ بلے کے ساتھ اثبات ہوتا ہی اور اگر

اگر اُسنے جواب دیا کہ نعم یعنے ہان نہین دی ہو تو مطلقہ نہوگی اسواسطے کہ نعم کے ساتھ ایسے استفہام کا جواب نفی ہوتا ہی پس گویا اُسنے کہا کہ مین سنے طلاق نہین دی یہ خلاصہ مین ہی اور اگر طلاق سے قاف حذف کرکے یون کہا کہ تو طال پس اگر لام کو کسرہ دیا رجو قاف محذوف ہونے پر دلالت کرے) تو طلاق بلانیت واقع ہوگی ورنہ اگر طلاق کی گفتگو مین یا حالت غضب مین کہا تو بھی یہی حکم ہو ورنہ نیت پر موقوف ہوگا اور اگر فقط لام حذف کیا اور کہا کہ تو طاق ہو تو طلاق واقع نہوگی اگرچہ نیت کی ہو اور اگر قاف ولام دونون حذف کیے یعنے کہا کہ تو طا اور استنے مین کسی نے اُسکا منہ بند کرلیا یا خود خاموش ہوگیا تو طلاق واقع نہوگی اگرچہ نیت کرے یہ بحر الرائق مین ہی ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ تیرا تلاق اور یہان پانچ الفاظ ہین تلاق و تلاغ و طلاغ و طلاک و تلاک تو شیخ امام جلیل ابو بکر محمد بن الفضل رحمہ اللہ سے منقول ہو کہ طلاق واقع ہوگی اور اگر عمداً کہا اور قصد کیا کہ طلاق واقع نہو تو قضاءً اُسکی تصدیق نہوگی اور دیانۃً تصدیق ہوگی لیکن اگر قبل اسکے اُسنے گواہ کرلیے ہون باین طور کہ اُسنے گواہون سے کہا کہ میری جورو مجھسے طلاق مانگتی ہی اور مجھے اُسکو طلاق دینا گوارا نہین ہی پس مین اس لفظ کو زبان سے کہونگا کہ اسکی گفتگو بند ہوجاوے پھر یہ لفظ کہا پھر گواہون مذکور نے حاکم کے پاس اس سب معاملے کی گواہی دی تو قاضی دونون مین طلاق واقع ہونے کا حکم نہ دیگا اور شیخ امام ابو بکر رحمہ اللہ ابتدا مین عالم وجاہل مین فرق کرتے تھے جیسا کہ امام شمس الائمہ حلوائی کا قول ہی پھر اس سے رجوع کرکے حکم دیا جو ہمنے بیان کیا ہی اور اسی پر فتوے ہی یہ خلاصہ مین ہی اور شیخ امام ابو بکر رحمہ اللہ نے ذکر فرمایا ہی کہ ایک ترکی کے معاملہ مین مجھسے اُسکا فتوی طلب کیا گیا کہ اس ترکی نے اپنی جورو سے کہا تھا کہ تیرا تلاک یعنے تبائے فوقانی وکاف اور ترکی زبان مین تلاک تلی کو کہتے ہین پس ترکی مذکور نے کہا کہ مین نے تلی مراد لی تھی اور طلاق میری مراد نہ تھی پس مین نے فتوی دیا کہ قضاءً اُسکے قول کی تصدیق نہوگی یہ ذخیرہ مین ہے۔ ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ آیا تو نے اپنی عورت کو طلاق دیدی ہی اُسنے ہجے مین نعم یا بلے یعنے ہان کہا مگر زبان سے اُسکا تلفظ نہین کیا تو طلاق واقع ہوگی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی اور اگر عورت سے ابتداءً کہا کہ انت ط ا ل ق یعنے طالق تو طلاق واقع ہوگی یہ خلاصہ مین ہی اور اگر کہا کہ دنیا کی عورتین یا صوبہ رَے کی عورتین طالقات ہین حالانکہ یہ شخص بھی رے کا رہنے والا ہو تو اُسکی جورو طالقہ نہوگی الا اُسصورت مین ہوگی کہ اُسکی نیت کی ہو اسکو ہشام نے امام ابو یوسف سے روایت کیا ہی اور اسی پر فتوی ہی اور لفظ جمیع یعنے سب عورتون کا لفظ ذکر کرنے یا نکرنے مین کچھ فرق نہین ہی اور یہی اصح ہی اور اگر کہا کہ اس کوچہ کی یا اس دار کی عورتین طالقات ہین یا اس بیت کی عورتین طالقات ہین حالانکہ اُسکا گھر بھی اس کوچہ مین ہی یا وہ بھی اسی دار مین رہتا ہی اور اُسکی جورو وہین موجود ہی یا اس بیت مین ہی تو مطلقہ ہوجائیگی یہ فتح القدیر مین ہی اور اگر کہا کہ اس شہر کی عورتین یا اس گانون کی عورتین طالقات ہین اور اسی مین اُسکی جورو بھی ہی تو مطلقہ ہوجائیگی یہ فتاوی قاضی خان مین ہی۔ اور اگر کہا کہ انت نبلات تو بہشتی تو تین طلاق پڑینگی اگر نیت ہو اور اگر اُسنے کہا کہ مین نے نیت نہین کی پس اگر بمذاکرہ طلاق کی حالت مین اُسنے ایسا کہا ہو تو تصدیق نہوگی ورنہ

تصدیق ہوگی اور ایساہی فارسی (توبستہ) کہنے سے یہی حکم ہو اور یہی فتوی کے لیے مختار ہو قال المترجم اردو مین اسکے
ترجمہ سے طلاق واقع نہونا چاہیے واللہ اعلم اور اگر اپنی عورت سے کہا کہ تو فلانہ سے اطلق ہو حالانکہ
فلانہ مذکورہ مطلقہ ہی یا غیر مطلقہ ہی بہر حال اگر اُسنے طلاق کی نیت کی ہو تو طلاق واقع ہوگی ورنہ نہین بخلاف اسکے
اگر عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ مثلاً فلان نے اپنی جورو کو طلاق دی ہی پس شوہر نے اُس سے
کہا کہ تو فلانہ سے اطلق ہی تو ایسی صورت مین طلاق واقع ہوگی اگرچہ اُسنے نیت نہ کی ہو یہ فتح القدیر
مین ہی اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ انت منی ثلاثا پس اگر طلاق کی نیت کی ہو تو مطلقہ ہوجائیگی اور اگر کہا
کہ مین نے طلاق کی نیت نہین کی تھی پس اگر حالت مذکرہ طلاق مین کہا ہو تو تصدیق نہوگی اور
اگر عورت نے شوہر سے کہا کہ مجھے طلاق دیدے پس شوہر نے تین انگلیون سے اشارہ کیا اور مراد یہ ہی
کہ تین طلاق تو جبتک زبان سے نہ کہیگا تب تک طلاق واقع نہوگی یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور منتقی مین بروایت
ابن سماعہ رحمہ اللہ امام محمدؒ سے مروی ہی کہ اگر کسی نے کہا کہ زینب میری جورو طالقہ ہی پس زینب سے
بعد طلاق ہونے کے اُسکے پاس رہنے سے انکار کیا اور قاضی کے سامنے طلاق ہونے کا مقدمہ پیش کیا
پس شوہر نے کہا کہ فلان شہر مین زینب نام کی میری دوسری جورو ہی مین نے اُسکو مراد لیا تھا اور اسپر گواہ
قائم نہین کیے تو قاضی اس طلاق کو اسی عورت پر محمول کرکے اگر اس سے بائنہ ہوگی تو عورت کو اس مرد سے جدا
کر دیگا پھر اگر شوہر نے اپنے دعوی والی عورت کو حاضر کیا اور اُسکا نام زینب ہی تو اگر قاضی کو معلوم ہوگیا
تو قاضی یہ طلاق اُسی پر واقع کرکے پہلی عورت کو اُسکو واپس دیگا اور اُسکا طلاق باطل کر دیگا اور امام
ابو یوسف سے روایت ہی کہ ایک شخص نے کہا کہ میری جورو طالقہ ہو اور اُسکی جورو معروفہ ہی پس شوہر
نے دعوی کیا کہ میری جورو دوسری ہی پھر ایک عورت دوسری کو لایا اور اُسنے دعوی کیا کہ مین اس
مرد کی جورو ہون اور شوہر نے اُسکے قول کی تصدیق کی پس شوہر نے کہا کہ مین نے اُسکو مراد لیا تھا
یا کہا کہ مین نے اپنے کلام سے یہ اختیار کیا کہ جورو کی طلاق کو اس جورو پر ڈالون پس اگر شوہر نے اس امر کے
گواہ پیش کیے کہ قبل طلاق مذکور کے اس دوسری عورت سے نکاح کیا تھا تو اُسکی معروفہ جورو سے طلاق
پھیر کر اس مجہولہ پر پڑیگی اور اگر اُسکے گواہ قائم نہ کیے اور قاضی نے اُسکی معروفہ جورو کی طلاق کا حکم دیدیا پھر
اُسکو اس دوسری عورت مجہولہ کے ساتھ قبل طلاق مذکورہ اور قبل اسکے کہ قاضی اس معروفہ جورو کی طلاق کا حکم کرے نکاح
کرنے کے گواہ ملے اور اُسنے قائم کیے اور شوہر نے دعوی کیا کہ مین نے اس جورو دوسری کو مراد لیا تھا تو قاضی نے
طلاق معروفہ کا حکم جو دیا ہی اسکو باطل کرکے معروفہ جورو اس مرد کو واپس کر دیگا اور طلاق اس مجہولہ پر واقع کریگا اور اسیطرح
اگر معروفہ جورو نے دوسرا نکاح کر لیا ہو پھر ایسے گواہ قائم ہوئے تو بھی یہی حکم ہی۔ اور نیز منتقی مین مذکور ہی کہ اگر دو عورتون
سے ایک سے بنکاح صحیح اور دوسری سے بنکاح فاسد نکاح کیا اور دونون کا نام ایک ہی ہو پس شوہر نے
کہا کہ فلانہ عورت طالقہ ہو پھر کہا کہ مین نے اس عورت کو مراد لیا تھا جسکا نکاح فاسد واقع ہوا ہی تو قضاءً اُس
کے قول کی تصدیق نہوگی اور اسیطرح اگر کہا کہ میری دونون جورون مین سے ایک طالقہ ہی پھر کہا
کہ مین نے وہ جورو مراد لی تھی جسکا نکاح فاسد واقع ہوا ہی تو قضاءً تصدیق نہوگی یہ بارھوین فصل محیط مین ہی

اور اگر کہا کہ فلانہ طالقہ ہے اور اسکا نسب اسکے نام کے ساتھ بیان نہ کیا یا اسکا نسب بیان کیا کہ اسکے باپ کی جانب
نسبت کیا یا بہن یا اولاد کی جانب منسوب کیا حالانکہ اس نام و نسب کی اسکی جورو ہے پھر دعوے کیا کہ مین نے
(یعنے فلانہ بنت فلان ہو)
اپنی جورو کے سوائے کسی اجنبیہ کو مراد لیا تھا تو قضاءً اسکے قول کی تصدیق نہوگی اور اگر کہا کہ یہ عورت
اجنبیہ جسکو مین نے مراد لیا ہے سوائے معروفہ جورو کے یہ میری جورو ہے اور اس غیر معروفہ نے بھی اسکی تصدیق
کی تو اسپر طلاق واقع ہو جائیگی ولیکن جو جورو اسکی معروفہ ہے اسکے اوپر سے طلاق دور ہونے مین اسکے قول
کی تصدیق نہوگی الا اسصورت مین دور ہوسکتی ہے کہ گواہ لوگ گواہی دین کہ اسنے قبل اس کلام طلاق کے
اس غیر معروفہ سے نکاح کیا تھا یا قبل اس کلام کے دونون کے اقرار نکاح کے گواہ ہون یا عورت معروفہ اسکے
قول کی تصدیق کرے یہ فتح القدیر مین ہے - ایک شخص نے کہا کہ مین نے ایک عورت کو طلاق دیدی یا ایک
عورت طالقہ ہے پھر کہا کہ مین نے اپنی جورو کی نیت نہین کی تھی تو اسکے قول کی تصدیق کیجائیگی اور اگر کہا
کہ زینب طالقہ ہے اور اسکی جورو کا نام زینب ہے پھر کہا کہ مین نے اپنی جورو کی نیت نہین کی تھی تو قضاءً اسکے
قول کی تصدیق نہوگی یہ محیط مین ہے - اور اگر کسی نے کہا کہ میری جورو طالقہ ہے حالانکہ اسکی دو جورو ہین
اور دونون معروفہ ہین تو اسکو اختیار ہوگا کہ ان دونون مین سے جسکی جانب چاہے طلاق کو پھیرے یہ فتاوے
قاضی خان ہے - جامع کبیر مین فرمایا کہ اگر کسی نے کہا کہ میری ایک جورو تھی مین نے اسکو طلاق دیدی تھی یا
کہا کہ مین نے ایک عورت سے نکاح کرکے اسکو طلاق دیدی تھی یا کہا کہ مین نے ایک عورت کو طلاق دیدی جو میری
جورو تھی پھر اسکی معروفہ جورو نے دعوی کیا کہ وہ مین ہی ہون اور شوہر نے کہا کہ سوائے اس معروفہ کے میری ایک
جورو تھی مین نے اسی کو طلاق دیدی تھی تو قول شوہر کا قبول ہوگا کیونکہ شوہر نے اسصورت مین فی الحال طلاق
واقع کرنے کا اقرار نہین کیا ہے تا کہ عورت معروفہ متعین ہو یہ ذخیرہ مین ہے - اور اگر کسی مرد نے کہا کہ میری ایک
جورو تھی پس تم لوگ گواہ رہو کہ وہ طالقہ ہے پس اسکی معروفہ جورو نے دعوے کیا کہ اسنے مجھے ہی طلاق
دی ہے تو قول معروفہ کا قبول ہوگا اسواسطے کہ اسکا یہ کہنا کہ تم لوگ گواہ رہو یہ فی الحال کے واسطے گواہ کر لینا ہے
پس اسکا یہ کہنا کہ وہ طالقہ ہے یہ فی الحال کیواسطے انشاء طلاق ہے کہ فی الحال طلاق کو اسنے پیدا کیا - اور اگر کہا
کہ مین نے اپنی جورو کو طلاق دی یا میری ایک جورو طالقہ ہے یا کہا کہ میری جورؤن مین سے ایک عورت طالقہ ہے
اور باقی مسئلہ بحالہا رہے تو اسکی معروفہ جورو پر قضاءً طلاق واقع ہوگی اسواسطے کہ یہ کلام ایقاع طلاق فی الحال
ہے یہ محیط مین ہے - ایک شخص کی دو جورو ہین ایک کا نام زینب ہے اور دوسری کا نام عمرہ ہے پس اسنے
عمرہ سے کہا کہ تو زینب ہے اسنے کہا کہ ہان پس کہا کہ تو طالقہ ہے تو وہ مطلقہ نہوگی اصل مین لکھا ہے کہ
ایک شخص کی دو جورو زینب و عمرہ ہین پس اسنے پکارا کہ اے زینب پس عمرہ نے اسکو جواب دیا پس مرد نے
کہا کہ تجھکو تین طلاق ہین تو جواب دینے والی مطلقہ ہو جائیگی اور اگر اسنے کہا کہ مین نے زینب کی نیت کی تھی
تو دونون مطلقہ ہو جائینگی عمرہ بالاشارہ اور زینب باقرار یہ خلاصہ مین ہے اور اگر اسنے کہا کہ اے زینب تو طالقہ
ہے پس اسکو کسی نے جواب نہ دیا تو زینب مطلقہ ہوگی اور اگر ایسی عورت کو جسکو وہ دیکھتا تھا اسکی طرف
اشارہ کرکے کہا کہ اے زینب تو طالقہ ہے پھر وہ عمرہ نام کی اسکی دوسری جورو نکلی تو عمرہ پر طلاق واقع

ہوجائیگی کہ اشارہ کا اعتبار ہوگا اور نام کا اعتبار نہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی اور اگر کہا کہ اے زینب تو طالقہ ہی
اور کسی کی طرف اشارہ نہین کیا مگر اُسنے ایک آدمی کی شکل دیکھکر اُسکو زینب گمان کیا تھا حالانکہ وہ زینب نہ تھی
دوسری جورو تھی تو قضاءً زینب طالقہ ہوگی نہ دیانۃً یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ ایک شخص نے کہا کہ میری جورو عمرہ
بنت صبیح طالقہ ہی۔ حالانکہ اُسکی جورو عمرہ بنت حفص ہی اور اُس شخص کی کچھ نیت نہین ہی تو اُسکی جورو مطلقہ ہوگی
اور اگر صبیح نے اُس شخص کی جورو کی ماں سے نکاح کیا ہوا ور اُسکی جورو اُسکے حجرہ مین ربیبہ ہوکر صبیح
کی طرف منسوب ہوگئی ہو پس شخص مذکور نے بطور مذکور کہا حالانکہ یہ شخص اس عورت کا نسب حقیقی یعنے
اُسکے پدر واقعی کا نام جانتا ہی یا نہین جانتا ہی تو ایسی صورت مین اُسکی جورو مطلقہ ہوجائیگی اور قضاءً تقدیق
نہوگی ولیکن فیما بینہ وبین اللہ تعالے طلاق واقع نہوگی بشرطیکہ اُسکو اپنی جورو کے حقیقی نسب سے آگاہی
ہو اور اگر آگاہی نہو تو فیما بینہ وبین اللہ تعالے بھی طلاق واقع ہوگی۔ اور اگر ان صورتون مین اپنی جورو کی نیت
کی ہو تو قضاءً وفیما بینہ وبین اللہ تعالے بہرحال اُسکی جورو مطلقہ ہوجائیگی یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔ اور اگر
ایک مرد نے کہا کہ میری حبشیہ جورو طالقہ ہی اور اُسکی نیت مین اپنی جورو کی طلاق نہین ہی اور اُسکی جورو
حبشیہ نہین ہی تو اُسپر طلاق واقع نہوگی اسیطرح اگر جورو کے نام کے سوائے دوسرا نام جو اُسکا نام
نہین ہی اُس نام سے کہا اور اُسکی نیت اپنی جورو کی طلاق کی نہین ہی تو بھی مطلقہ نہوگی اور اگر ان صورتون
مین اپنی جورو کی طلاق کی نیت ہو تو اُسکی جورو مطلقہ ہوجائیگی یہ ذخیرہ مین ہی۔ اگر ایک شخص کی عورت
آنکھون والی ہو پس کہا کہ میری یہ اندھی جورو مطلقہ ہی حالانکہ اُسنے آنکھون والی کی طرف اشارہ کیا تو یہ طالقہ
ہوجائیگی اور اشارہ کے ساتھ صفت کا اور نیز نام کا اعتبار نہوگا یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔ اور اگر کہا کہ دبلی
والی فاطمہ یا کالی فاطمہ طالقہ ہی حالانکہ اُسکی جورو کا نام فاطمہ ہی مگر وہ دبلی نہین ہی اور نہ کالی ہی تو اسپر طلاق واقع
نہوگی اور اگر فاطمہ بنت فلان بھی ذکر کیا یعنے اُسکا نسب صحیح بھی ذکر کیا ہو تو طلاق پڑجائیگی اگرچہ اُسنے ایسی صفت سے
اُسکو وصف کیا ہی کہ جو اُسمین نہین ہی اور وجہ طلاق پڑنے کی یہ ہی کہ غائبہ کی تعریف وشناخت باسم ونسب ہوتی ہی
یہ عتابیہ مین ہی اور اگر کہا کہ اے آنکھ والی تو طالقہ ہی اور اُسکی طرف اشارہ کرکے کہا ہی تو طلاق پڑجائیگی یہ
محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر اپنی جورو کو اُسکا نام و اُسکے باپ کا نام لیکر بیان کیا بایں طور کہ میری
جورو عمرہ بنت صبیح بن فلان جسکے چہرہ پر تل ہی یا یون بیان کیا کہ اس لڑکی کی ماں جسکے چہرہ پر
تل ہی طالقہ ہی حالانکہ اُسکی جورو کے چہرہ پر تل نہ تھا یا تھا بہرحال مطلقہ ہوجائیگی یہ محیط مین ہی۔
اسیطرح اگر کہا کہ میری جورو جو صبیح کی بیٹی ہی یا فلان کی بیٹی ہی جسکے چہرہ پر تل ہی طالقہ ہی
تو مطلقہ ہوجائیگی خواہ اُسکے چہرہ پر تل ہو یا نہو یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر کہا کہ میری جورو عمرہ جو
میری ام ولد ہی جو یہ بیٹھی ہی طالقہ ہی اور اس مرد کی کچھ نیت نہین ہی اور جو عورت بیٹھی ہی وہ عمرہ کے سوائے
دوسری ہی اور وہ اُسکی جورو بھی نہین ہی تو وہ مطلقہ نہوگی یہ بحر الرائق مین ہی۔ ایک عورت نے ایک
مرد سے کہا کہ میرا نام فلانہ بنت فلان الفلانیہ ہی پس اس مرد نے اس عورت سے نکاح کرلیا پھر کہا
کہ میری یہ جورو تین بار طالقہ ہی الا فلانہ بنت فلان الفلانیہ حالانکہ اس عورت کا نام ونسب اور ہی وہ واقع

یہ نہین ہی جو اُسنے بیان کیا تھا تو قضاءً مطلقہ ہوگی اور فیما بینہ وبین اللہ تعالے مطلقہ نہوگی یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر عورت سے
کہا کہ مین نے تیری طلاق تجھے قرض دی تو واقع نہوگی اور اگر کہا کہ مین نے تیری طلاق تجھے رہن دی
تو مشائخ نے اسمین اختلاف کیا ہی مگر صحیح یہ ہی کہ واقع نہوگی ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ اپنی طلاق
لے پس عورت نے کہا کہ مین نے لی تو طلاق پڑجائیگی یہ عیون مین ہی نیت شرط کی ہی اور اصح یہ ہی کہ
نیت شرط نہین ہی۔ ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ طلقک اللہ تعالے طلاق دی تجھے اللہ تعالے نے تو
عورت پر طلاق پڑجائیگی اگرچہ نیت نہ کی ہو کذا فی الخلاصہ اور یہی اصح ہی یہ محیط مین ہی۔ اور منتقے مین ہی کہ اگر
اپنی جورو سے کہا کہ تیری طلاق اللہ تعالی نے ضرور چاہی یا تیری طلاق کا اللہ تعالے نے حکم دیدیا یا مین نے تیری
طلاق ضرور چاہی تو یہ طلاق نہوگی الا اُسصورت مین کہ نیت کی ہو۔ اور اگر کہا کہ خواہش کی مین نے تیری طلاق
کی یا دوست رکھا مین نے تیری طلاق کو یا راضی ہوا مین تیری طلاق سے یا ارادہ کیا مین نے تیری طلاق کو تو طلاق
نہوگی اگرچہ نیت ہو یہ خلاصہ مین ہی اور اگر کہا کہ برئت من طلاقک یعنے مین تیری طلاق سے بری ہوگیا تو اسمین مشائخ
نے اختلاف کیا ہی اور صحیح یہ ہی کہ طلاق واقع نہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور اگر کہا کہ مین تیری
طلاق سے بری ہون یا برئت الیک من طلاقک یعنے تجھسے تیری طلاق سے بری ہوگیا تو صحیح یہ ہی کہ
طلاق واقع نہوگی اگرچہ نیت کی ہو یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر کہا کہ بری ہوا مین تیری طلاق سے پس
اگر نیت کی ہو تو اسمین مشائخ نے اختلاف کیا ہی اور اگر نیت نہ کی ہو تو واقع نہوگی اور اصح یہ ہی کہ واقع ہوگی
یہ خلاصہ مین ہی۔ ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ مین نے تیری تعلیق تجھے ہبہ کی تو یہ تفویض طلاق ہی پس اگر
عورت نے اسی مجلس مین اپنے آپکو طلاق دیدی تو واقع ہوگی ورنہ نہین اور اگر کسی نے اپنی جورو سے
کہا کہ تو طالقہ ہی اور مجھے تین روز تک خیار ہی تو طلاق واقع ہوگی اور خیار باطل ہوگا۔ ایک شخص نے اپنی جورو کا
نام مطلقہ رکھا پھر کہا کہ مین نے تیرا نام مطلقہ رکھا تو اُسپر طلاق واقع نہوگی نہ قضاءً و نہ دیانۃً یہ فتاوے
قاضیخان مین ہی۔ اور اگر کہا کہ مین نے تیری طلاق تجھے ہبہ کردی تو یہ صریح ہی حتے کہ قضاءً طلاق واقع ہوگی
اگرچہ اُس سے طلاق کی نیت نہ کی ہو اور اگر اُسنے دعوے کیا کہ میری یہ نیت تھی کہ مین نے طلاق اِس
عورت کے اختیار مین دی تو قضاءً تصدیق نہ ہوگی و دیانۃً تصدیق ہوگی۔ اور اگر کسی مرد نے اپنی جورو کو
طلاق دینی چاہی پس عورت نے کہا کہ مجھے میری طلاق ہبہ کردے اور اِس سے اعراض کر پس کہا کہ مین نے
تیری طلاق تجھے ہبہ کردی تو قضاءً بھی اُسکی تصدیق کیجاویگی اور اگر کہا کہ مین نے تیری طلاق سے اعراض کیا
اور نیت اُس سے طلاق کی تھی تو طلاق واقع نہوگی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر کہا کہ ترکت طلاقک اور اِس سے
طلاق کی نیت کی تو طلاق پڑجائیگی قال المترجم ترکت طلاقک بمعنی ترکت الی طلاقک یعنے میرت الیک یعنی
تجھے دیدی بھی مستعمل ہی لہذا نیت کے ساتھ طلاق پڑجائیگی واللہ اعلم اور اگر اُسنے دعوی کیا کہ مین نے
اِس سے طلاق کی نیت نہین کی تو قضاءً تصدیق ہوگی یہ خلاصہ مین ہی۔ اور اگر کہا کہ خلیت سبیل طلاقک مین نے
تیری طلاق کی راہ خالی کردی اور نیت طلاق کی تو واقع ہوجائیگی یہ ظہیریہ مین ہی۔ اگر کسی نے اپنی جورو سے
کہا کہ تو طالقہ ہی پھر دم رک گیا پھر کہا کہ تین طلاق کے ساتھ پس اگر اُسکی خاموشی بوجہ دم رک جانے کے ہو تو

تین طلاق پڑینگی اور اگر سانس ٹوٹ جانے سے نہو تو تین طلاق نہ پڑینگی اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہی پھر بعد سکوت کے
اُس سے پوچھا گیا کہ کتنی اُسنے کہا کہ تین تو تین سے طلاق واقع ہونگی یہ خلاصہ مین - ایک شخص سے دریافت کیا گیا
کہ کسقدر طلاق دی ہین اُسنے کہا کہ تین طلاق پھر دعوے کیا کہ وہ جھوٹا تھا تو قضاءً اُسکے قول کی تصدیق
نہوگی یہ تاتارخانیہ مین - اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہی اور لبِتہ طلاق کہنا چاہتا تھا لیکن قبل اسکے کہ وہ لبتہ طلاق
کہے کسی دوسرے نے اُسکا منھ بند کر لیا یا وہ مرگیا تو ایک طلاق واقع ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہی اور اگر
کسی شخص نے اُسکا منھ بند کر لیا پھر اُسنے کہا کہ تین طلاق سے تو تین طلاق واقع ہونگی اور یہ حکم
ایسی صورت پر محمول ہی کہ جب اُسنے ہاتھ اُٹھاتے ہی فوراً کہا کہ تین طلاق سے یہ ظہیریہ مین ہی - اور اگر
اپنے شوہر سے کہا کہ مجھے تین طلاق دیدے پس اُسنے طلاق دینی چاہی پس کسی نے اُسکا منھ بند کر لیا
پھر جب ہاتھ ہٹایا تو اُسنے کہا کہ دادم یعنی مین نے دی تو عورت مذکورہ پر تین طلاق پڑینگی ایسا ہی شمس الاسلام
کا فتوی منقول ہی یہ ذخیرہ مین ہی - اور جب طلاق کی نسبت پوری عورت کی طرف کی یا ایسے عضو کی طرف
جس سے پوری سے تعبیر کیجاتی ہی تو طلاق واقع ہوگی اور اسکی یہ صورت ہی کہ مثلاً کہے کہ تو
طالقہ ہی یا کہے کہ تیرا رقبہ طالقہ ہی (جیسے گردن وغیرہ ۱۲) یا تیری گردن طالقہ ہی یا تیری روح طالقہ ہی یا تیرا بدن یا تیرا جسم یا تیری فرج
یا تیرا سر یا تیرا چہرہ کذا فی الہدایہ یا کہا کہ تیرا نفس طالقہ ہی بہر صورت مطلقہ ہوجائیگی یہ سراج الوہاج مین ہی
اور اگر ایسے جزو کی طرف اضافت کی جس سے تمام بدن سے تعبیر نہین کیجاتی ہی جیسے کہا کہ تیرا ہاتھ یا تیرا پاؤن
طالقہ ہی یا تیری اُنگلی طالقہ ہی تو طلاق واقع نہوگی یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر کہا کہ یدک طالق (تیرا ہاتھ طالقہ ہی ۱۲) اور اس سے
تمام بدن سے تعبیر کا قصد کیا تو عورت پر طلاق ہوگی یہ سراج الوہاج مین ہی اور اسیطرح اگر کہا کہ
تیری ناف یا زبان یا ناک یا کان یا پنڈلی یا ران طالقہ ہی تو ایسی صورت مین نیت سے طلاق پڑجائیگی
یہ جوہرہ نیرہ مین ہی اور اصح یہ ہی کہ پیٹھ و پیٹ و بضع کی صورت مین طلاق نہ پڑیگی یہ کافی مین ہی اور اگر طلاق
کی نسبت کسی جزو شایع کی جانب کی مثلاً کہا کہ تیرا نصف (یعنی آدھا ۱۲) طالق ہی یا ثلث (تہائی) طالق ہی یا ربع (چوتھائی) طالق ہی یا
(یعنی غیر معین بحسب محل نہ تمام بدن مین سے ہر حصہ ہو سکتا ہی اور غیر مقسوم ۱۲)
تیرے ہزار حصون مین سے ایک حصہ طالق ہی تو طلاق پڑجائیگی یہ فتاوے قاضی خان
ہی اور اگر کہا کہ تیرا خون طالق ہی تو اسمین دو روایتین ہین اور دونون مین سے صحیح روایت یہ ہی کہ طلاق
پڑجائیگی یہ سراج الوہاج مین ہی مگر خلاصہ مین لکھا ہی کہ خون کی صورت مین مختار یہ ہی کہ طلاق
نہ پڑیگی انتہی اور اگر کہا کہ تیرے بال یا ناخن یا تھوک طالقہ ہی تو بالاجماع طلاق نہ پڑیگی یہ سراج الوہاج مین ہی
اور اسیطرح دانت و رگ و حمل مین حکم ہی یہ فتح القدیر مین ہی - اور اگر کہا کہ تجھ مین سے تیرا سر یا کہا کہ
چہرہ طالق ہی یا اپنا ہاتھ اُسکے سر یا گردن پر رکھا اور کہا کہ یہ عضو طالق ہی تو اصح یہ ہی کہ طلاق
نہ پڑیگی یہ تبیین مین ہی - اور اگر کہا کہ یہ سر طالق ہی اور اپنی جورو کے سر کی طرف اشارہ کیا تو صحیح یہ ہی کہ طلاق
پڑجائیگی جیسے کہ اگر کہا کہ تیرا سر طالق ہی تو واقع ہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - اور اگر کہا
کہ تیری دبر طالق ہی تو طلاق نہ پڑیگی اور کہا کہ تیری اُست طالق ہی تو واقع ہوگی اور شیخ مرغینانی رحمہ
فرمایا کہ اگر کہا کہ تیری قبل (بجائے فرج ۱۲) طالق ہی تو اسمین کوئی (جزئیہ ۱۲) روایت نہین ہی اور چاہئیے کہ طلاق واقع ہوجاوے
(بجائے بسلہ اعتقاد ۱۲م)

ف یعنی تو دو اس تین طلاق کے الفاظ زبان سے چھوڑتا تھا ۱۲م

یہ غایۃ سروجی مین ہی - اور اگر کہا کہ تیرا اوپر کا آدھا بایک طلاق طالقہ ہی اور تیرا نیچے کا آدھا بدو طلاق طالقہ ہی تو متقدمین
سے اس مسئلہ مین کوئی روایت نہین ہی اور نہ متاخرین سے اور یہ مسئلہ بخارا مین واقع ہوا تھا
پس اسکا فتوی طلب کیا گیا تو ہمارے بعض مشائخ نے اُسکے نصف اعلے کی جانب ایک طلاق کی اضافت
کرنے سے ایک طلاق واقع ہونے کا فتوی دیا اسواسطے کہ سر اُسکے نصف اعلے مین ہی پس اُسکے سر کی جانب
طلاق کی اضافت کرنے والا ہوا اور بعض نے دونون اضافتون کی جہت سے تین طلاق واقع ہونے کا فتوی
دیا اسواسطے کہ سر نصف اعلی مین ہی اور فرج نصف اسفل مین ہی پس نصف اعلی کی طرف اضافت سے
اسکے سر کی جانب اضافت کرنے والا ہوا اور نیچے آدھے کی طرف اضافت سے فرج کی طرف اضافت کرنیوالا
ہوا یہ محیط مین ہی - اور اگر کہا کہ تو طالقہ بنصف تطلیقہ ہی تو پوری ایک طلاق واقع ہو گی - اور اگر کہا
کہ تو طالقہ بدو نصف تطلیقہ ہی تو یہ مثل ایک طلاق دینے کے ہی یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر کہا کہ تین
نصف طلاق ہین تو دو طلاق واقع ہونگی اور یہی صحیح ہی اور چار نصف طلاق کی صورت مین بھی یہی حکم ہی
یہ عتابیہ مین ہی - اور اگر کہا کہ دو طلاق کی نصف تجھپر ہین تو ایک طلاق واقع ہوگی اور اگر کہا دو نصف
دو طلاق کی تو دو طلاق واقع ہونگی اور اگر کہا کہ تین آدھے تو دو طلاق کے تو تین طلاق واقع ہونگی اور اگر
کہا کہ انت طالق نصف تطلیقۃ وثلث تطلیقۃ وسدس تطلیقۃ یعنے تو طالقہ ہی ساتھ نصف ایک طلاق کے
اور تہائی ایک طلاق کے اور چھٹے حصہ ایک طلاق کے تو تین طلاق واقع ہونگی اسواسطے کہ اُسنے ہر جز و کو
ایک نکرہ طلاق کی جانب نسبت کی ہی اور جب نکرہ کی تکرار کیجاوے تو دوسرا پہلے کا غیر ہوتا ہی قال المترجم
وندا مشروح فی الاصول - اور اگر یون کہا کہ نصف تطلیقۃ وثلثہا وسدسہا یعنے نصف ایک طلاق کا
اور تہائی اُسکی و چھٹا حصہ اُسکا تو ایک ہی طلاق واقع ہو گی اور اگر سب حصے مل کر ایک طلاق کامل سے
بڑھ جاوین مثلاً یون کہا کہ نصف ایک طلاق کا اور تہائی اُسکی اور چوتھائی اُسکی تو بعض نے فرمایا
کہ ایک ہی طلاق واقع ہوگی اور بعض نے فرمایا کہ دو طلاق پڑینگی اور یہی مختار ہی یہ محیط سرخسی مین ہی
اور یہی صحیح ہی یہ ظہیریہ مین ہی - اور اگر عورت سے کہا کہ تو تین طلاق کی نصف کے ساتھ مطلقہ ہی تو دو
طلاق واقع ہونگی اور اگر کہا کہ تو تین طلاق کی دو نصف کے ساتھ مطلقہ ہی تو تین طلاق پڑینگی یہ ذخیرہ
مین ہی - اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ بیک طلاق و نصف طلاق ہی یا کہا کہ بیک طلاق و چہارم
طلاق ہی یا مثل اسکے تو دو طلاق واقع ہونگی اور اگر کہا کہ ایک طلاق اور اسکا نصف یا کہا کہ ایک
طلاق و اسکا چہارم تو ایک ہی طلاق واقع ہوگی کذا فی المحیط والبدائع مگر بعض کا قول ہی اور مختار یہ ہی کہ دو طلاق واقع
ہونگی یہ سراج وہاج و جوہرہ نیرہ مین ہی - اور اگر عورت کو تین چوتھائی طلاق یا چار چوتھائی طلاق
دین پس اگر وہ طلاق جسکے چہارم حصہ تین کیے ہین یا چار لیے ہین وہ معرفہ طلاق ہو تو ایک طلاق واقع ہو گی اور اگر
طلاق نکرہ بیان کی تو دونون صورتون مین تین طلاق واقع ہونگی اور اگر کہا کہ پانچ چوتھائی
تو طلاق معرفہ کی صورت مین دو طلاق پڑینگی اور نکرہ ہونے کی صورت مین تین طلاق
پڑینگی اسیطرح مثل چوتھائی کے پانچوان حصہ و دسوان حصہ وغیرہ سب مین ایسا ہی حکم ہی

یہ تبیین میں ہے اور اگر اپنی جورو کو ایک طلاق دیدی پھر دوسری جورو سے کہا کہ مین نے اُسکی طلاق مین تجھے شریک کیا
تو دوسری پر بھی ایک طلاق پڑ جاویگی اور اگر تیسری جورو سے کہا کہ مین نے تجھے ان دونون کی
طلاق مین شریک کیا تو اسپر دو طلاق واقع ہونگی اور اگر چوتھی جورو سے کہا کہ مین نے تجھے ان سب کی طلاق مین شریک
کیا تو اسپر تین طلاق واقع ہونگی اور اگر پہلی جورو کی طلاق بعوض مال ہو پھر دوسری جورو سے کہا کہ مین نے
تجھے اسکی طلاق مین شریک کیا تو اسپر طلاق پڑیگی مگر اُسکے ذمہ مال لازم نہوگا اور اگر یون کہا کہ مین نے تجھے
اسکی طلاق مین بعوض اسقدر مال کے شریک کیا پس اگر دوسری جورو نے قبول کیا تو اسپر طلاق پڑیگی اور
مال بھی لازم ہوگا اور اگر قبول نہ کیا تو کچھ نہین یہ ظہیریہ مین ہے اور اگر کہا کہ فلانہ کو تین طلاق ہین اور فلانہ
دیگر اُسکے ساتھ ہے یا کہا کہ فلانہ دیگر کو مین نے اسکے ساتھ طلاق مین شریک کیا تو دونون پر تین تین طلاق
پڑینگی یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر کسی مرد کی تین جورو ہون اور اسنے ان عورتون سے کہا کہ انتن طوالق
ثلثا یعنے تم لوگ طالقات بسہ طلاق ہو یا یون کہا کہ مین نے تمکو تین طلاق دین تو ہر ایک عورت پر تین طلاق
واقع ہونگی اور اسصورت مین تین طلاق کی تقسیم ان تینون پر نہوگی بخلاف اسکے اگر کہا کہ مین نے
تم سب کے درمیان تین طلاق دین تو تین طلاق ان تینون کے درمیان تقسیم ہونگی پس
ہر ایک پر ایک طلاق واقع ہوگی یہ غیاثیہ سروجی مین ہے۔ اور اگر اپنی عورتون سے کہا
کہ مین نے تم سب کو ایک طلاق مین شریک کیا تو یہ قول اور تم سب مین ایک طلاق ہے دونون یکسان
ہین یہ فتاوی قاضی خان مین ہے۔ اور اگر اپنی چار عورتون سے کہا کہ تم لوگ طالقات بسہ طلاق ہو تو ہر ایک
عورت پر تین طلاق واقع ہونگی اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ پانچ تطلیقات سے ہے پس عورت نے کہا کہ
مجھے تین طلاق کافی ہین پس شوہر نے کہا کہ اچھا تین طلاق تجھپر اور باقی تیری سوتون پر ہین تو تین طلاق اسپر
واقع ہونگی اور اسکی سوتون پر کچھ واقع نہونگی اسواسطے کہ تین طلاق کے بعد جو کچھ باقی رہین وہ لغو ہوگئین پس اُسنے
اس عورت کی سوتون کی جانب لغو چیز کو پھیرا پس کچھ واقع نہوگی یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر اُسنے چار جورؤن سے
کہا کہ تم لوگ تین طلاق سے طالقہ ہو اور یہ نیت کی کہ تینون طلاق انکے درمیان مقسوم ہین تو
فیما بینہ و بین اللہ تعالے وہ متدین ہوگا پس ہر ایک عورت پر ایک ایک طلاق واقع ہوگی
یہ فتح القدیر مین ہے۔ اور اگر اُسکی دو عورتین ہون پس اُسنے کہا کہ تم دونون مین دو طلاق
ہین تو ہر ایک پر ایک طلاق واقع ہوگی اور اسی طرح اگر کہا کہ مین نے تم دونون کے درمیان
دو طلاق مشترک کر دین تو بھی یہی حکم ہے اور اگر ایک عورت کو دو طلاق دین پھر دوسری سے
کہا کہ مین نے تجھکو اسکی طلاق مین شریک کیا تو ایسا نہین ہے بلکہ دوسری پر بھی دو طلاق واقع
ہونگی یہ سراج وہاج مین ہے۔ اور اگر اپنی عورتون مین سے ایک کو ایک طلاق دی اور دوسری
کو دو طلاق دین پھر تیسری سے کہا کہ مین نے تجھے ان دونون کی طلاق شریک کیا
تو تیسری پر تین طلاق پڑینگی خواہ وہ مدخولہ ہو یا غیر مدخولہ ہو اور اگر ایسی صورت مین کہ دو کو یا
تین کو مختلف طلاقین دین پھر تیسری یا چوتھی کو مطلقات مین سے کسی ایک کے ساتھ شریک کیا

مثلاً کہا کہ تجھکو مین نے اِن مین سے ایک کے ساتھ شریک کیا اور جسکے ساتھ شریک کیا ہی اُسکو معین نہین کیا تو مرد کو اختیار ہوگا یعنے اُسکے بیان پر رہیگا کہ جسکے ساتھ چاہے شریک کرے یہ عتابیہ مین ہی - اور فتاوے بقالی مین ہی کہ اگر اپنی جورو کو تین طلاق دین پھر اپنی دوسری جورو سے کہا کہ مین نے تیرے واسطے اس طلاق مین حصہ قرار دیا تو شوہر کے بیان نیت پر ہی پس اگر اُسنے ایک طلاق کی نیت کی تو ایک طلاق پڑیگی اور اگر تینون طلاقون مین سے ہر ایک مین حصہ قرار دینے کی نیت کی تو تین طلاق پڑینگی - اور منتقے مین ہی کہ اگر اپنی ایک جورو کو طلاق دی پھر اُس سے نکاح کیا پھر اپنی دوسری جورو سے کہا کہ مین نے تجھے فلانہ کی طلاق مین شریک کیا تو یہ مطلقہ ہوجائیگی - اور اگر زوجہ سے کہا کہ مین نے تجھکو طلاق فلانہ مین شریک کیا حالانکہ فلانہ مذکورہ کو اُسنے طلاق نہین دی ہی یا فلانہ مذکورہ کسی مرد غیر کی جورو ہی خواہ غیر مرد مذکور نے اُسکو طلاق دی ہی یا نہین دی ہی بہرحال درصورتیکہ فلانہ مذکور غیر مرد کی جورو ہی اُس شخص کی جورو پر طلاق نہ پڑیگی خواہ اُسنے نیت کی ہو یا نہ کی ہو اور نیز اگر وہ اُسی کی جورو ہو ولیکن اُسکو طلاق نہین دی تھی تو بھی اُسکی زوجہ پر طلاق نہ پڑیگی اور ایسا کہنا اُسکی طرف سے فلانہ کی طلاق کا اقرار نہوگا اسکو بشر نے امام ابو یوسف سے اور ابو سلیمان نے امام ابو محمد سے مطلقاً روایت کیا ہی مگر بقالی مین اِسکے آگے یہ جملہ زائد ہی کہ ایسا کلام اِس فلانہ کی طلاق کا اقرار نہوگا الّا اُسصورت مین کہ یون کہے کہ مین نے تجھے فلانہ کی طلاق مین شریک کیا جسکو مین نے طلاق دیدی ہی اور نیز بقالی مین مذکور ہی کہ اگر اپنی جورو کو غیر کی جورو کی طلاق مین شریک کیا تو نہین صحیح ہی الّا اُسصورت مین کہ یون کہے کہ مین اپنی جورو پر وہ طلاق واقع کرتا ہون جو فلان غیر کی عورت پر واقع کی گئی ہی اور بشر نے امام ابو یوسف سے روایت کی ہی کہ اگر ایک باندی آزاد کی گئی اور بخیار عتق اُسنے اپنی نفس کو اختیار کیا پس اُسکے شوہر نے دوسری جورو سے کہا کہ مین نے تجھے اُسکی طلاق مین شریک کیا تو دوسری جورو پر طلاق نہ پڑیگی اور ایسا ہی ہر جدائی جو بغیر طلاق واقع ہوا اُسکے ساتھ شریک کرنے مین یہی حکم ہی - اور اگر کہا کہ مین نے تجھکو اُسکی فرقت مین شریک کیا یا کہا کہ مین نے تجھے اُسکی بینونت مین جو میرے اور اُسکے درمیان واقع ہوئی شریک کردیا تو اس جورو پر ایک طلاق بائن واقع ہوگی اور اگر تین طلاق کی نیت کی ہو تو تین طلاق واقع ہونگی اور اگر اُسنے کہا کہ مین نے طلاق کی نیت نہین کی تھی تو قضاءً تصدیق نہوگی مگر فیما بینہ وبین اللہ تعالے متدین ہوسکتا ہی یہ محیط مین ہی - اور اگر اپنی چار عورتون سے کہا کہ تم چارون کے درمیان ایک طلاق ہی تو ہر ایک پر طلاق واقع ہوگی اور اسیطرح اگر کہا کہ تم چارون مین دو طلاق ہین یا تین یا چار طلاق ہین تو بھی یہی حکم ہی لیکن اگر یہ نیت کی ہو کہ یہ طلاق ان سب کے درمیان مشترک ہوکر تقسیم ہو تو دو طلاقون مین ہر ایک پر دو طلاق اور تین طلاق مین ہر ایک پر تین طلاق واقع ہونگی - اور اگر کہا کہ تم چارون مین پانچ طلاقین ہین اور اسکی کچھ نیت نہین ہی تو ہر ایک پر دو طلاق واقع ہونگی اور اسیطرح پانچ سے آٹھ تک یہی حکم ہوگا پھر اگر آٹھ سے زائد نو کہے تو ہر ایک پر تین طلاق واقع ہونگی یہ فتح القدیر مین ہی اور اگر ایک عورت سے کہا کہ انت طالق وانت یعنی تو طالقہ ہی اور تو تو دو طلاق واقع ہونگی اور فتاوی مین ہی کہ ایک واقع ہوگی اور اگر اخیر انت دوسری جورو سے کہا ہو تو ایک طلاق دوسری جورو پر پڑیگی -

اور اگر کہا کہ انت طالق وانتما یعنے انت طالق ایک جورو سے کہا اور انتما اس جورو اور ایک دوسری جورو
دونون سے کہا تو پہلی پر دو طلاق پڑینگی اور دوسری جورو پر ایک طلاق پڑیگی - اور اگر کہا کہ انت طالق لا بل انت
یعنے تو طالقہ ہی نہین بلکہ تو ایک طلاق پڑیگی اور اگر دوسرا لفظ انت یعنے تو کسی دوسری جورو سے کہا تو
بدون نیت کے اسپر طلاق واقع نہوگی لیکن اگر وانت اور تو یون کہا تو دوسری پر ایک طلاق پڑ جائیگی
جیسے ہذہ طالق وہذہ یعنے یہ طالقہ ہی اور یہ کہنے کی صورت مین ہوتا ہی کہ دونون پر طلاق واقع ہوتی ہی اور
اگر یون کہا کہ ہذہ طالق ہذہ تو دوسری عورت پر بدون نیت کے طلاق نہ پڑیگی اور اگر کہا کہ یہ اور یہ طالقہ ہین تو
دونون پر طلاق پڑ جائیگی اور اگر کہا کہ یہ یہ طالق ہی تو پہلی پر یعنے جسکی طرف پہلے یہ سے اشارہ کیا ہی وہ طالقہ
ہوگی الا اسصورت مین کہ یون کہے کہ دونون طالقہ ہین اور اگر تین عورتون سے کہا کہ تو پھر تو پھر تو طالقہ
ہی تو فقط اخیرہ مطلقہ ہوگی اور اسیطرح اگر بحرف واو کہا تو بھی یہی حکم ہی اور اگر اسصورت مین آخر مین کہا ہو کہ
مطلقات ہو تو سب پر طلاق پڑ جاویگی اور اگر لفظ طلاق پہلے کر دیا مثلاً کہا کہ طلاق تجھپر پھر تجھپر پھر تجھپر ہی تو
سب پر طلاق واقع ہوگی یہ ظہیریہ اور عتابیہ مین ہی - اور اسیطرح اگر اسکی چار جورو ہون پس اسنے ایک جورو
سے کہا کہ انت پھر دوسری جورو سے کہا کہ ثم انت پھر تیسری جورو سے کہا کہ ثم انت پھر چوتھی جورو سے کہا
کہ ثم انت طالق یعنے یون کہا کہ تو پھر تو پھر تو پھر تو طالقہ ہی تو چوتھی مطلقہ ہو جائیگی یہ فتاوے
قاضی خان مین ہی - اور اگر کہا تو طالق ہی اور تو اور تو نہین تو تو فقط پہلی دونون عورتین مطلقہ ہونگی - اور
اگر جورو سے کہا کہ تو طالقہ تین طلاق سے ہی اور یہ جورو تیرے ساتھ ہی یا تیرے مثل ہی یا کہا کہ یہ دوسری
جورو تیرے ساتھ ہی پھر کہا کہ میری یہ مراد تھی کہ تیرے ساتھ بیٹھی ہوئی ہی تو اسکی تصدیق نہوگی پس قضاء
دونون تین تین طلاق سے مطلقہ ہونگی اور اگر یون کہا کہ اگر مین نے تجھے طلاق دی تو یہ جورو تیرے
مثل ہی یا تیرے ساتھ ہی پس اسنے اول کو تین طلاق دین تو دوسری پر ایک طلاق پڑیگی اسواسطے
کہ یہ کہنا کہ اگر مین نے تجھے طلاق دی یہ ایک طلاق کو بھی شامل ہی اور اگر شوہر نے ابتداءً کہا کہ
تیرے ساتھ یہ طالقہ ہی تو مخاطبہ پر بدون نیت کے طلاق واقع نہوگی یہ عتابیہ مین ہی - اور اصل مین
مذکور ہی کہ اگر ایک مرد کی تین جورو ہین پس اسنے کہا کہ یہ طالقہ ہی یا یہ اور یہ تو تیسری فی الحال مطلقہ ہوگی
اور اول و دوم مین شوہر مختار ہی جسکو چاہے موقع طلاق قرار دے یہ محیط مین ہی - ایک شخص کی چار عورتین ہین
پس اسنے کہا کہ یہ طالقہ ہی یا یہ اور یہ یا یہ تو اسکو پہلی دونون مین اور پچھلی دونون مین اختیار ہی کہ دو مین سے ایک
جسکو چاہے موقع طلاق قرار دے یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر کہا کہ یہ طالقہ ہی یا یہ اور یہ اور یہ تو تیسری و
چوتھی مطلقہ ہو جائینگی اور اول و دوم مین اسکو خیار حاصل ہوگا اور اگر کہا کہ یہ طالق ہی اور یہ یا یہ اور یہ تو اول
و چہارم مطلقہ ہو جاوینگی اور دوم و سوم مین اسکو خیار حاصل ہوگا یہ محیط مین ہی - اور اگر یون کہا کہ تو طالقہ ہی
نہین بلکہ یہ یا یہ نہین بلکہ یہ تو اول و چہارم مطلقہ ہو جاوینگی اور دوم و سوم مین اسکو خیار حاصل ہوگا اور
اگر کہا کہ عمرہ طالق ہی یا زینب بشرطیکہ گھر مین داخل ہو پس دونون گھر مین داخل ہوئین تو اسکو اختیار
ہوگا کہ دونون مین سے جسپر چاہے طلاق واقع کرے اور اگر عورت سے کہا کہ تو تین طلاق سے طالقہ ہی

یا فلانہ مجھپر حرام ہی اور اس لفظ سے قسم مراد لی تو جبتک چار مہینے نہ گذر جاوین تب تک وہ بیان کرنے پر مجبور نہ کیا جائیگا
پھر اگر چار مہینے گذر گئے اور اسنے اس عورت سے جس کے نسبت قسم کھائی تھی قربت نہ کی تو وہ مجبور
کیا جائیگا کہ چاہے طلاق ایلاء دیدے یا طلاق تصریح دیدے - اور اگر کسی نے کہا کہ اسکی جورو طالقہ ہی
یا اسکا غلام آزاد ہی پھر قبل بیان کے مرگیا تو امام اعظمؒ کے نزدیک غلام آزاد ہو جائیگا اور اپنی
نصف قیمت کے واسطے سعایت کریگا اور طلاق باطل ہو جائیگی مگر عورت کو نصف میراث مقررہ ملیگی اور
تین چوتھائی مہر ملیگا اگر غیر مدخولہ ہو اور سعایت مذکورہ مین سے عورت کو کچھ حصہ میراث نہ ملیگا یہ محیط سرخسی
مین ہی - اور اگر عورت سے کہا کہ انت طالق لابل طالق کہ تو طالقہ ہی نہین بلکہ تو طالقہ ہی تو عورت پر دو
طلاق واقع ہونگی اسیطرح اگر کہا کہ تو طالقہ بیک طلاق ہی نہین بلکہ بیک طلاق ہی تو دو طلاق واقع ہونگی
اور اسیطرح اگر کہا کہ تو طالقہ بیک طلاق ہی نہین بلکہ طالقہ بیک طلاق ہی تو بھی یہی حکم ہی اور نیز منتقی مین
امام ابو یوسف سے روایت ہی کہ اگر عورت سے کہا تو طالقہ ہی نہین بلکہ تو - تو عورت مذکورہ پہلے کلام سے
بیک طلاق مطلقہ ہوگی اور دوسرے کلام سے عورت پر کچھ لازم نہوگی الا اسصورت مین کہ شوہر نے نیت کی ہو
اور اگر جورو سے کہا کہ تو طالقہ ہی نہین بلکہ تم دونون تو پہلی جورو پر دو طلاق واقع ہونگی اور دوسری
جورو پر ایک طلاق پڑیگی - اور اصل مین مذکور ہی کہ اگر عورت سے کہا کہ مین تجھے کل کے روز ایک
طلاق دے چکا ہون نہین بلکہ دو تو دو طلاق واقع ہونگی یہ محیط مین - اور اگر مدخولہ سے کہا کہ تو طالقہ
بیک طلاق ہی نہین بلکہ بدو طلاق تو تین طلاق واقع ہونگی اور اگر غیر مدخولہ سے ایسا کہا تو ایک طلاق
واقع ہوگی اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہی اور طالقہ ہی اور طالقہ ہی نہین بلکہ یہ - تو اخیرہ پر ایک طلاق
پڑیگی اور پہلی پر تین طلاق واقع ہونگی اور اگر اسنے تین عورتون سے کہا کہ تو طالقہ اور تو نہین بلکہ تو
تو سب پر طلاق پڑ جائیگی یہ محیط سرخسی مین ہی اور اگر غیر مدخولہ سے کہا کہ یہ طالقہ ہی بیک طلاق اور بیک طلاق
اور بیک طلاق نہین بلکہ یہ دوسری جورو تو دوسری جورو پر تین طلاق واقع ہونگی اور پہلی جورو پر ایک
طلاق پڑیگی اور اگر پہلی مدخولہ ہو تو اسپر بھی تین طلاق واقع ہونگی یہ عتابیہ مین ہی - اور اگر اپنی جورو سے
کہا کہ تو طالقہ ہی بیک طلاق نہین بلکہ آیندہ کل تو فی الحال اسپر ایک طلاق واقع ہوگی پھر جب دوسرے
روز پو پھٹے تب ہی عدت مین اسپر دوسری طلاق واقع ہوگی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی اور اگر ایک جورو سے
کہا کہ تو مطلقہ بیک طلاق رجعی اور بدیگر طلاق بائن ہی نہین بلکہ یہ - تو پہلی پر دو طلاق واقع ہونگی اور دوسری
پر ایک طلاق - اور اگر کہا کہ تو طالقہ بسہ طلاق ہی نہین بلکہ یہ - تو دونون پر تین طلاق واقع ہونگی اور
اگر یون کہا کہ نہین بلکہ یہ طالقہ ہی تو دوسری جورو پر ایک طلاق پڑیگی یہ عتابیہ مین ہی - اور اگر اپنی جورو سے
کہا کہ تو طالقہ بیک طلاق ہی یا نہین یا کچھ نہین تو امام محمدؒ نے فرمایا کہ ایک طلاق رجعی واقع ہوگی اور اگر
کہا کہ تو طالق ہی یا نہین یا کچھ نہین یا لاغیر طالق ہی تو بالاتفاق کچھ نہین واقع ہوگی یہ کافی مین ہی اور اگر
کہا کہ تو طالقہ بسہ طلاق ہی یا نہین تو بعض نے فرمایا کہ اسمین بھی اختلاف ہی اور اصح یہ ہی کہ کچھ نہ واقع ہوگی
یہ عتابیہ مین ہی - اور نوادر بن سماعہ مین امام محمدؒ سے روایت ہی کہ اگر کسی کو شک ہوا کہ اسنے ایک طلاق

وی ہی یا تین طلاق تو وہ ایک طلاق رکھی جاویگی یہان تک کہ اسکو زیادہ کا یقین ہو یا اسکا غالب گمان اسکے برخلاف ہو
پھر اگر شوہر نے کہا کہ مجھے مضبوطی حاصل ہوئی کہ وہ تین طلاق تعین یا وہ میرے نزدیک تین قرار پائی ہین تو
جو امر اشد ہوا اسپر مدار کار رکھونگا پھر اگر عادل لوگون نے جو اس مجلس مین حاضر تھے خبر دی اور بیان کیا
کہ وہ ایک طلاق تھی تو فرمایا کہ اگر لوگ عادل ہون تو انکی تصدیق کرکے انکا قول لونگا یہ ذخیرہ فصل گیارہ
مین ہی - اور اگر کہا کہ تو طالقہ بیک طلاق یا بدو طلاق ہی تو بیان کرنے کا اختیار شوہر کو ہی یعنے بیان کرے
کہ دونون مین سے کون بات ہی اور اگر ایسا قول غیر مدخولہ سے کہا تو اسپر ایک طلاق پڑیگی اور شوہر بیان کا
مختار نہوگا یہ ظہیریہ مین ہی - اور امام قدوری نے ذکر کیا ہی کہ اگر اپنی جورو کے ساتھ ایسی چیز کو ملایا جسپر
طلاق نہین ہوتی ہی جیسے پتھر و چوپایہ وغیرہ اور کہا کہ تم دونون مین سے ایک طالقہ ہی یا کہا کہ یہ طالقہ ہی
یا یہ - تو امام ابوحنیفہ و امام ابویوسف کے نزدیک اسکی جورو پر طلاق پڑیگی اور اگر اپنی منکوحہ اور ایک
مرد کو جمع کیا یعنے یون کہا کہ تم دونون مین سے ایک طالق ہی یا یون کہا کہ یہ عورت طالقہ ہی یا یہ مرد تو بدون
نیت کے اسکی جورو پر طلاق واقع نہوگی یہ امام اعظم کا قول ہی - اور اگر اپنی منکوحہ کے ساتھ اجنبیہ عورت کو
جمع کیا یعنے کہا کہ تم دونون مین سے ایک طالقہ ہی یا کہا کہ یہ طالقہ ہی یا یہ تو بدون نیت کے اسکی جورو
مطلقہ نہوگی اسواسطے کہ اجنبیہ اس امر کی محل از روے خبر ہی یعنے خبر دے سکتا ہی کہ اجنبیہ طالقہ ہی اگرچہ
انشاے طلاق اسپر نہین کر سکتا ہی اور یہ صیغہ طالقہ درحقیقت خبر ہی اور اگر ایسی صورت مین کہا کہ مین نے
تم دونون مین سے ایک کو طلاق دیدی تو بدون نیت کے اسکی عورت پر طلاق پڑجاویگی یہ طلاق الاصل مین
مذکور ہی اور ہشام نے اپنے نوادر مین امام محمد سے روایت کی ہی کہ اگر کسی نے اپنی جورو اور ایک اجنبیہ سے
کہا کہ تم دونون مین سے ایک بیک طلاق طالقہ ہی اور دوسری بسہ طلاق تو ایک طلاق اسکی جورو پر واقع
ہوگی - اور امام محمد نے زیادات مین فرمایا کہ ایک مرد کی دو عورتین دودھ پیتی ہوئی ہین پس اسنے دونون سے
کہا کہ تم دونون مین سے ایک بسہ طلاق طالقہ ہی تو دونون مین ایک مطلقہ ہوجاویگی اور بیان کرنا شوہر کے
اختیار مین ہی پھر اگر ہنوز اسنے بیان نہ کیا تھا کہ کسی عورت نے آکر ان دونون کو دودھ پلایا خواہ ایک
ہی ساتھ یا آگے پیچھے تو دونون بائنہ ہوجاوینگی یہ محیط مین ہی - اور اگر اپنی زندہ جورو کو اور جو مری پڑی ہی
طلاق مین جمع کیا یعنے کہا کہ تم دونون مین سے ایک طالقہ ہی تو زندہ پر طلاق واقع نہوگی یہ فتاوی قاضیخان
مین ہی - امام محمد نے زیادات مین فرمایا کہ ایک مرد کی تحت مین ایک آزادہ اور ایک باندی ہی اور اسنے
دونون سے دخول کر لیا ہی پس اسنے کہا کہ تم دونون مین سے ایک بدو طلاق طالقہ ہی پھر باندی آزاد کی گئی
پھر شوہر نے بیان کیا کہ میری طلاق اسی معتقہ کے حق مین ہی تو یہ معتقہ بحرمت غلیظہ مطلقہ ہوجائیگی قال المترجم
حرمت غلیظہ یہ ہی کہ بدون دوسرے شوہر کے ساتھ نکاح کیے اور اسکی وطی کیے ہوئے اول شوہر پر حلال
نہین ہوسکتی ہی سو آزادہ عورت پر تین طلاق کامل واقع ہونے کے بعد اور باندی پر دو طلاق کامل واقع
ہونے کے بعد ایسا ہوجاتا ہی اور چونکہ حالت طلاق مین یہ معتقہ باندی تھی لہذا بیان اسیوقت سے متعلق ہو
دو طلاق سے حرمت غلیظہ کے ساتھ حرام ہوجائیگی فافہم - اور اگر دونون باندی ہون اور شوہر نے کہا کہ

۴ قال المترجم یعنی جب منشاء الخطاب [illegible] حیث لا یصلح لہ انشاء [illegible] ۱۲

تم دونون مین سے ایک بدو طلاق طالقہ ہے پھر دونون آزاد کی گئین پھر شوہر بیمار ہوا یعنے مرض الموت کا مریض
ہوا اور پھر اُسنے دونون مین سے کسی کے حق مین طلاق کا بیان کردیا تو وہ بحرمت غلیظہ حرام ہوجائیگی ولیکن
میراث ان دونون مین نصفا نصف ہوگی اسواسطے کہ میراث کے حق مین یہ بیان مثل عدم بیان کے ہے یہ
محیط مین ہے۔ ایک شخص کے تحت مین کسی شخص کی دو باندیان ہین پس مولے نے دونون سے کہا کہ تم
دونون مین سے ایک آزاد ہے پھر شوہر نے کہا کہ تم مین سے جسکو مولے نے آزاد کیا ہے وہ بدو طلاق
طالقہ ہے تو ہمین شوہر کو نہین بلکہ مولے کو حکم دیا جائیگا کہ وہ بیان کرے کہ دونون مین سے
کون آزاد ہے پھر جب مولے نے دونون مین سے ایک کا عتق بیان کیا تو وہی بدو طلاق
طالقہ ہوجائیگی ولیکن بحرمت غلیظہ مطلقہ نہ ہوگی اور اُسکی عدت تین حیض سے ہوگی۔ اور اگر مولے قبل بیان کے
مرگیا تو عتق ان دونون مین پھیل جاویگا پس اب شوہر کو حکم بیان دیا جائیگا پس جب شوہر نے کسی ایک کے
حق مین طلاق بیان کی تو امام اعظم کے نزدیک وہ بحرمت غلیظہ مطلقہ ہوجاویگی اسواسطے کہ وہ ہنوز مستسعاة یعنی
سعایت کرنے والی باندی ہے اور جو باندی سعایت مین ہو اُسکی طلاق کامل دو اور عدت دو حیض ہین۔ اور اگر
مولے مرا نہین بلکہ غائب ہوگیا یعنے کہین چلا گیا تو شوہر کو بیان کرنے کا حکم نہ دیا جائیگا۔ اور اگر مسئلہ مذکورہ
مین شوہر نے پہل کی اور کہا کہ تم دونون مین سے ایک بدو طلاق طالقہ ہے پھر مولے نے کہا کہ جسکو
اُسکے شوہر نے طلاق دی ہے وہ آزاد ہے تو ایسی حالت مین شوہر کو حکم دیا جائیگا کہ بیان کرے پھر جب شوہر نے
ایک کی طلاق بیان کی تو وہ مطلقہ ہوجائیگی اور چونکہ بعد طلاق کے ہی آزاد ہوگئی ہے لہذا بحرمت غلیظہ حرام
ہوجائیگی اور تین حیض سے عدت پوری کریگی اور بعضے نسخون مین لکھا ہے کہ دو حیض سے عدت پوری کریگی یہ کافی
مین ہے۔ امام محمد نے جامع مین فرمایا کہ اگر کسی مرد کی دو عورتین ہون اور وہ دونون سے دخول کرچکا ہے پس
دونون سے کہا کہ تم دونون طالقہ ہو تو ہر ایک بیک طلاق رجعی مطلقہ ہوگی پھر اگر اُسنے دونون مین سے
کسی سے مراجعت نہ کی یہانتک کہ دونون سے کہا کہ تم دونون مین سے ایک بسہ طلاق طالقہ ہے تو بیان کا
اختیار اُسکو حاصل ہوگا پھر اگر اُسنے بیان نہ کیا یہانتک کہ دونون مین سے ایک کی عدت گذر گئی تو
دوسری ان تین طلاق کے واسطے متعین ہوجائیگی۔ اور اگر دونون کی عدت ساتھ ہی گذر گئی تو تین طلاق
دونون مین سے ایک پر واقع ہونگی اور مشائخ نے فرمایا کہ امام محمدؒ کی یہ مراد ہے کہ تین طلاق کسی ایک معین پر
واقع ہونگی مگر تین طلاق کسی ایک غیر معین پر واقع ہونگی پھر امام محمدؒ نے فرمایا کہ اور شوہر کو یہ اختیار
ہوگا کہ دونون مین سے ایک معین پر ہر سہ طلاق واقع کرے اور مشائخ نے فرمایا کہ مراد یہ ہے کہ اُسکو یہ اختیار
نہین ہے کہ دونون مین سے ایک معین پر مقصودا بہ بیان ہر سہ طلاق واقع کرے مگر بحکم نکاح اُسکو ایسا اختیار ہے بایں طور
کہ بعد انقضاے عدت کے دونون مین سے ایک سے نکاح کرے پس اگر دونون کی عدت گذر جانے کے بعد
پھر دونون سے ساتھ ہی نکاح کرنا چاہا تو یہ نہین جائز ہے اور اگر ایک سے نکاح کرلیا تو جائز ہے اور دوسری
ان تین طلاق کے واسطے متعین ہوجائیگی۔ اور اگر اُسنے خود کسی سے دونون مین سے نکاح نہ کیا یہانتک
کہ دونون مین سے ایک نے کسی دوسرے شوہر سے نکاح کیا اور دوسرے شوہر نے اُس سے دخول کیا

پھر اُسکو طلاق دیدی یا مرگیا پھر اُسکی عدت گذر گئی پھر شوہر اول نے ان دونون سے ساتھ ہی نکاح کرلیا تو جائز ہی اور اسیطرح اگر یہ ہوا کہ دونون کی عدت گذرجانے کے بعد ایک مرگئی پھر اُسنے دوسری سے نکاح کرلیا تو یہ جائز ہی اسواسطے کہ میت مین ایسی بات نہین پائی گئی ہی جو اس اَمر کی موجب ہو کہ وہی طلاق واحدہ کیواسطے متعین ہوئی تا کہ زندہ تین طلاق کے واسطے متعین ہو جاوے بخلاف اسکے جب دونون زندہ رہین اور وہ ایک سے نکاح کرے تو حکم اسکے برعکس ہی اسواسطے کہ نکاح سوا ایسی عورت کے جسپر ایک طلاق ہوئی ہو صحیح نہین ہی پس جب اُسے نکاح کرلیا تو وہی ایک طلاق کے واسطے متعین ہو گئی اور زیادات مین فرمایا کہ اگر ایک مرد کے تحت مین کسی شخص کی دو باندیان ہین کہ جنکے ساتھ دخول نہین کیا ہی پس اُسنے کہا کہ تم دونون مین سے ایک بدو طلاق طالقہ ہی پھر اُن دونون مین سے ایک کو خرید کیا تو دوسری طلاق کیواسطے متعین ہو جائیگی جیسے کہ ایک کے مرجانے کی صورت مین ہی اور اگر اُسنے دونون کو ساتھ ہی خرید لیا تو طلاق دونون مین مجمل رہیگی اور شوہر کو اختیار ہوگا کہ ان دونون مین سے کسی کے حق مین بیان کرے ہان اگر دونون مین سے کسی ایک سے وطی کی تو دوسری طلاق کے واسطے متعین ہو جائیگی اسواسطے کہ شوہر کے فعل کو صلاح پر محمول کرنا واجب ہی اور یہ اسطرح ہوگا کہ اس باندی سے وطی کرنا حلال طور پر رکھا جاوے اور یہ اسطرح ہوگا کہ اُسکے ذمہ سے طلاق دور کیجاوے اسوجہ سے کہ جو باندی بدو طلاق مطلقہ ہو جاوے وہ جسطرح بملک نکاح روا نہین ہو سکتی ہی اسیطرح بملک یمین بھی حلال نہین ہو سکتی پس ضرور ہوا کہ سرے سے طلاق ہی اسکے سر سے دور کیجاوے اور اگر اپنی دو جورؤن مدخولہ سے کہا کہ تم دونون مین سے ایک بیک طلاق طالقہ ہی اور دوسری بسہ طلاق اور شوہر کی نیت ان دونون مین سے کسی کے حق مین نہین ہی تو اُسکو اختیار رہوگا کہ دونون مین سے جسکے حق مین چاہے تین طلاق واقع کرے تا وقتیکہ دونون عدت مین ہین اور جب دونون کی عدت گذر گئی تو کسی ایک معین پر اپنے بیان سے تین طلاق واقع نہین کر سکتا ہی اور اگر دونون مین سے ایک کی عدت پہلے گذری تو وہی بیک طلاق بائنہ ہوگئی اور دوسری مطلقہ بسہ طلاق ہوگی - اور اگر دونون مین سے کسی کے ساتھ دخول نہ کیا ہو اور باقی مسئلہ بحالہ ہو تو اسکو یہ اختیار ہوگا کہ تین طلاق کسی ایک معین پر واقع کرے اور اس صورت مین اگر اُسنے ایک کے ساتھ نکاح کرلیا تو جائز ہی ولیکن دونون سے نکاح کرلینا نہین جائز ہی یہ محیط مین ہی - اور اگر اپنی چار جورؤن مین سے ایک کو تین طلاق دیدین پھر اسپر مشتبہ ہو گئین اور ہر ایک عورت نے اپنے مطلقہ ہونے سے انکار کیا تو انمین کسی سے قربت نہین کر سکتا ہی اسواسطے کہ ایک انمین سے ضرور اسپر حرام ہی اور یہ احتمال انمین سے ہر ایک مین ہی اور ہمارے اصحاب نے فرمایا ہی کہ جو چیز بوقت ضرورت مباح نہین ہو جاتی ہی اُسمین تحری نہین روا ہی اور فروج اسی باب مین داخل ہین اور اس سے ظاہر ہی کہ جو بوقت ضرورت مباح ہو اُسمین تحری جائز ہی اسیواسطے فرمایا کہ اگر مردار جانور مذبوح کے ساتھ خلط ہو جاوے تو تحری کر سکتا ہی اسواسطے کہ مردار بوقت ضرورت مباح ہو جاتا ہی - اور اگر ان عورتون نے حاکم کے یہان شوہر پر نفقہ و جماع کی نالش کی تو حاکم قبول کرکے اُسکو قید کریگا یہان تک کہ مطلقہ کو بیان کرے اور اُنکا نفقہ اُسپر لازم کریگا - اور اُسکو چاہیے

کہ ہر ایک کو ایک طلاق دیدے پھر جب انھون نے دوسرے شوہر سے نکاح کر لیا تو پھر وہ اُنسے نکاح کرسکتا ہے اور اگر اُنھون نے دوسرے سے نکاح نہ کیا تو افضل یہ ہوگا کہ انمین سے کسی سے نکاح کرے ولیکن اگر اُسنے انمین سے تین عورتون سے نکاح کر لیا تو نکاح جائز ہوگا اور چوتھی والی طلاق کے واسطے متعین ہوجائیگی اور ایسا ہی علماء نے وطی کے حق مین فرمایا کہ احتیاطاً اُنسے قربت نہ کرے اور اگر اُسنے تین سے قربت کی تو چوتھی طلاق کے واسطے متعین ہوجائیگی - اور اُسکو یہ اختیار نہین ہے کہ ان سب سے نکاح کر لے قبل اِسکے کہ یہ دوسرے شوہر سے نکاح کرین اور اگر ان سب مین سے ایک نے کسی شوہر سے نکاح کیا اور اُسنے اسکے ساتھ دخول کر کے پھر طلاق دیدی پھر اس نے ان چارون سے نکاح کیا تو جامع مین مذکور ہے کہ سب کا نکاح جائز ہوگا اور اگر ہر ایک عورت نے دعوے کیا کہ وہی مطلقہ بسہ طلاق ہے تو شوہر سے قسم لیجائیگی پس اگر اُسنے قسم سے انکار کیا تو ہر ایک پر تین تین طلاق پڑینگی اور اگر وہ سب کے دعوی پر قسم کھا گیا تو حکم وہی ہوگا جو ہم نے قسم لینے سے پہلے عمل درآمد ہونا بیان کیا ہے یہ اختیار شرح مختار مین ہے - اور اسیطرح اگر دو عورتین ہون اور ایسی صورت مین اُسنے ایک سے نکاح کر لیا تو دوسری طلاق کیواسطے متعین ہوجائیگی - اور یہ سب اُس صورت مین ہے کہ جب تین طلاق دیدی ہون اور اگر ایک ہی طلاق بائن دی ہو تو یہ طریقہ ہے کہ سب سے نکاح جدید کرے اور طلاق دینے کی کچھ حاجت نہین ہے اور اگر طلاق رجعی ہو تو سب سے مراجعت کرے - اور اگر تین طلاق کی صورت مین قبل بیان کے انمین سے ایک مرگئی تو احسن یہ ہے کہ باقیات سے وطی نہ کرے الا بعد بیان مطلقہ کے کہ وہ فلانہ تھی ولیکن اگر قبل بیان کے وطی کر لی تو جائز ہے یہ بدائع مین ہے اور اگر اُسنے اپنی دو عورتون سے کہا کہ تم مین سے ایک طالقہ ہے اور ہنوز بیان نہ کیا تھا کہ دونون مین سے ایک مرگئی تو جو باقی رہی ہے وہی مطلقہ ہوگی اور اسیطرح اگر مری نہین بلکہ شوہر نے دونون مین سے ایک سے جماع کیا یا بوسہ لیا یا اُسکے طلاق کی قسم کھائی یا اُس سے ظہار کیا یا اُسکو طلاق دیدی تو دوسری جورو طلاق مبہم کے واسطے متعین ہوجاویگی - اور اگر دونون مین سے ایک مرگئی پس شوہر نے کہا کہ مین نے اُسی کو مراد لیا تھا تو شوہر اُسکا وارث نہوگا اور دوسری جورو مطلقہ ہوجائیگی یہ خلاصہ مین ہے اور اگر ایک معین کو طلاق دی پھر کہا کہ مین نے اس طلاق سے تعیین کا قصد کیا تھا تو قول شوہر کا قبول ہوگا یہ ظہیریہ مین ہے - اور اگر کہا کہ تو طالقہ ایک سے دو تک ہے یا ایک سے دو تک کے درمیان طالقہ ہے تو یہ ایک طلاق ہوگی اور اگر کہا کہ ایک سے تین تک یا ایک سے تین تک کے درمیان تو دو طلاق ہونگی اور یہ امام اعظمؒ کے نزدیک ہے کذافی الہدایہ اور اگر اپنے قول ایک سے تین تک یا ایک سے تین تک کے درمیان سے ایک طلاق کی نیت کی تو دیانۃً تصدیق ہوسکتی ہے مگر قضاءً تصدیق نہوگی یہ غایۃ سروجی مین ہے اور اگر کہا کہ ایک سے دس تک تو امام اعظم کے نزدیک دو طلاق واقع ہونگی یہ تبیین مین ہے - اور اگر کہا کہ تو طالقہ ما بین یک تا دیگر ہے یا ایک سے ایک تک تو یہ ایک طلاق ہوگی یہ سراج الوہاج مین ہے ہشام نے امام ابو یوسفؒ سے روایت کی ہے کہ اگر اُسنے کہا کہ تو طالقہ ما بین یک و سہ ہے تو یہ ایک طلاق ہے یہ محیط مین ہے اور اگر کہا کہ دو سے دو تک تو امام اعظم کے نزدیک دو طلاق واقع ہونگی یہ عتابیہ مین ہے اور اگر کہا کہ

تو طالق ہو رات تک یا کہا کہ ایک ماہ تک یا کہا کہ ایک سال تک تو اسمین تین صورتین ہین کہ یا تو اُسنے فی الحال
واقع ہونے کی نیت کی اور وقت واسطے امتداد کے قرار دیا پس اسصورت مین طلاق فی الحال واقع
ہوگی اور یا اس وقت مضاف الیہ کے بعد واقع ہونے کی نیت کی پس ایسی صورت مین اس وقت مضاف الیہ
کے گذرنے کے بعد طلاق واقع ہوگی اور اگر اُسکی کچھ نیت نہو تو ہمارے نزدیک بدون وقت مضاف الیہ کے
گذرنے کے طلاق واقع نہوگی قال المترجم قولہ ایک ماہ تک اسکے معنے یہ ہوئے کہ مہینہ پر یعنے مہینہ کے
گذرنے پر تو طالقہ ہی فافہم ۔ اور اسیطرح اگر کہا کہ گرمیون تک یا جاڑون تک تو طالقہ ہی تو یہ قول اور
رات تک یا مہینہ تک تو طالقہ ہی دونون یکسان ہین اسیطرح اگر کہا کہ ربیع تک یا خریف تک تو طالقہ
تو بھی یہی حکم ہی یہ محیط مین ہی ۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ الی حین یا الی زمان ہی پس اگر اُسنے اپنی نیت مین کوئی
وقت و زمانہ مراد لیا مثلاً مہینہ یا جاڑے سے یا خریف تو اُسکی نیت پر ہوگا اور اگر کچھ نیت نہ کی ہو تو چھ مہینے پر
رکھا جائیگا اور اگر کہا تو طالقہ ایسے قریب ہی اور کچھ نیت نہ کی تو یہ ایک مہینہ سے ایک دن کم پر رکھا جائیگا
یہ شرح جامع صغیر قاضی خان مین ہی ۔ اور اگر کہا کہ یہان سے ملک شام تک تو طالقہ ہی تو یہ ایک طلاق
رجعی ہوگی یہ ہدایہ مین ہی ۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ واحدۃ فی ثنتین ہی پس اگر اُسکے یہ نیت کی کہ ایک اور دو اور
عورت مدخولہ ہی تو تین طلاق واقع ہونگی اور اگر غیر مدخولہ ہی تو ایک طلاق پڑیگی اور اگر ایک مع دو کے
مراد لی تو تین طلاق پڑینگی خواہ مدخولہ ہو یا غیر مدخولہ ہو یہ فتح القدیر مین ہی اور اگر دو مین کہنے سے
ظرفیت مراد لی تو ایک طلاق پڑیگی اسواسطے کہ طلاق ایسی چیز نہین ہی جو ظرف ہو سکے پس دو مین کہنا
لغو ہوگا یہ سراج الوہاج مین ہی اور اسیطرح اگر کہا کہ تین مین ایک تو بھی یہی حکم ہی کہ اگر ایک اور تین مراد لی
تو مدخولہ پر تین اور غیر مدخولہ پر ایک پڑیگی اور اگر ایک مع تین مراد لی تو بہر صورت تین طلاق پڑینگی اور
اسیطرح اگر دو مین دو طلاق کا لفظ کہا اور دو اور دو مراد لی یا دو مع دو کے مراد لی تو مدخولہ پر تین
طلاق پڑینگی اور اگر اُسکی کچھ نیت نہو یا اُسنے ضرب حساب مراد لی پس ایک در دو کہنے کی صورت مین
فقط ایک ہی واقع ہوگی اور ایک در سہ کہنے کی صورت مین بھی یہی حکم ہی اور دو در دو کہنے کی صورت مین
فقط دو طلاق واقع ہونگی یہ محیط مین ہی ۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ بمکہ یا در مکہ ہی یعنے مکہ مین یا مکہ کے اندر تو جہان
ہو فی الحال اُسپر طلاق پڑیگی اسیطرح اگر اُسنے کہا کہ دار مین تو طالقہ ہی تو جہان ہو فی الحال مطلقہ ہوگی
اور اگر اُسنے کہا کہ میری یہ مراد تھی کہ جب وہ مکہ مین آوے تب مطلقہ ہوگی تو قضاءً نہین بلکہ دیانۃً
تصدیق کیجائیگی اور اگر صریح اُسنے یون کہا کہ جب تو مکہ مین داخل ہو تو تجھے طلاق ہی تو جبتک مکہ مین داخل نہو
طلاق نہ پڑیگی اور اگر کہا کہ تیرے دار مین داخل ہونے پر طلاق ہی تو بالفعل طلاق معلق ہوگی یہ ہدایہ مین ہی
اور اگر عورت سایہ مین بیٹھی ہی اُس سے کہا کہ تو دھوپ مین طالقہ ہی تو وہین مطلقہ ہو جائیگی اور اگر کہا کہ تو
اپنی نماز مین طالقہ ہی تو جبتک رکوع اور سجدہ نہ کر لے تب تک طالقہ نہوگی اور اگر کہا کہ تو اپنے روزہ مین طالقہ ہی
تو صبح ہو جانے پر طالقہ ہو جائیگی یہ سراج الوہاج مین ہی ۔ اور اگر کہا کہ تو اپنے مرض مین یا وجع مین طالقہ ہی
تو جبتک مریضہ نہو تب تک طالقہ نہوگی یہ فتح القدیر مین ہی ۔ اور اگر کہا کہ دخول دار سے تو طالقہ بیک طلاق ہی

تو فی الحال واقع ہوگی یہ غایۃ السروجی مین ہی۔ اور اگر کہا کہ تو اپنے حیض مین یا اپنے حیض کے ساتھ طالقہ ہی تو جبھی خون دیکھے گی اسیوقت سے طالقہ ہوگی بشرطیکہ یہ خون تین روز تک برابر رہے تو جب وہ طاہر رہیگی حیض نہ آویگا تب تک طالقہ نہوگی اور اگر سب صورتون مین حیض کی حالت مین ہو تو جبتک اس حیض سے پاک ہوکر پھر حائضہ نہو تب تک مطلقہ نہوگی یہ بدائع و شرح طحاوی مین ہی۔ اور اگر کہا کہ انت طالق بدخولک الدار او بحیضتک یعنے تو طالقہ ہی ساتھ داخل ہونے تیرے گھر مین یا ساتھ اپنے حیض کے تو جبتک داخل نہو یا حائضہ نہو تب تک طلاق نہ پڑیگی یہ بحر الرائق مین ہی۔ اور اگر کہا کہ تو اپنے کپڑے مین طالقہ ہی حالانکہ اُسوقت عورت دوسرا کپڑا پہنے ہی تو فی الحال مطلقہ ہوجائیگی اسیطرح اگر کہا کہ تو طالقہ ہی درحالیکہ تو مریضہ ہو تو بھی یہی حکم ہی اور اگر مرد نے کہا میری یہ مراد تھی کہ اگر ایسا کپڑا پہنے یا جب مریضہ ہو تب طالقہ ہی تو قضاءً نہین مگر دیانۃً اُسکی تصدیق کیجائیگی یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اگر کہا کہ تو اپنے مکہ جانے مین یا ایسا کپڑا پہننے مین طالقہ ہی تو جبتک ایسا فعل نہ کرے تب تک طالقہ نہوگی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر کہا کہ تو میرے علم مین یا میرے حساب مین یا میری رائے مین طالقہ ہی تو طلاق پڑجائیگی بخلاف اسکے اگر کہا کہ اُس چیز مین جسکو مین جانتا ہون تو طالقہ تو ایسا حکم نہین ہی یہ ظہیریہ مین ہی۔

دوسری فصل زمانہ کی طرف طلاق کی اضافت کرنے اور اُسکے متعلقات کے بیان مین

اور اگر کہا کہ تو کل کے دن مین یا کل طالقہ ہی اور اُسکی نیت کوئی خاص نہین ہی تو کل کی فجر طلوع ہوتے ہی طلاق پڑجائیگی اور اگر اُسنے دعوی کیا کہ میری نیت یہ تھی کہ کل کے روز آخر وقت طالقہ ہی تو دونون صورتون مین دیانۃً اُسکی تصدیق ہوگی اور رہی قضاءً سو کل کے کہنے کی صورت مین بالاجماع اُسکی تصدیق نہوگی اور کل کے روز مین کہنے کی صورت مین امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا کہ قضاءً بھی تصدیق ہوگی اور صاحبینؒ نے فرمایا کہ تصدیق نہ کیجائیگی۔ اور اسیطرح اگر رمضان یا رمضان مین طلاق کہا یا کہا کہ انت طالق شہرا او فی شہر یعنے تو طالقہ ماہ یا ماہ مین ہی تو بھی یہی حکم ہی اور اگر کسی وقت کہا کہ تو رمضان مین طالقہ ہی تو رمضان سے وہ رمضان مراد ہوگا جو پہلے آوے اور اسیطرح اگر کہا کہ تو جمعرات کو طالقہ ہی تو پہلی جمعرات جو آوے وہی قرار دیجائیگی اور اگر اُسنے کہا کہ مین نے اس رمضان کے سوائے دوسرا رمضان مراد لیا تھا تو قضاءً اُسکے قول کی تصدیق نہوگی مگر فیما بینہ و بین اللہ تعالے سچا ہو سکتا ہی یہ محیط مین ہی اور اگر جمعرات کے روز کہا کہ تو جمعرات کو یا جمعرات کے دن مین طالقہ ہی تو یہی جمعرات رکھی جائیگی جو ہی یہ ذخیرہ مین ہی مجموع النوازل مین لکھا ہی کہ اگر کہا کہ تو جمعہ کو یا جمعہ کے دن مین طالقہ ہی اور یہ دن جمعہ کا ہی تو طلاق پڑجائیگی اور اگلے جمعہ پر نہین رکھا جائیگا اِلّا اُسصورت مین کہ اُسنے نیت کی ہو یہ محیط مین ہی۔ ایک شخص نے شعبان مین کہا کہ تو رمضان مین طالقہ ہی تو شعبان کے آخر روز جب آفتاب غروب ہوگا تو عورت پر طلاق پڑجائیگی اور اگر کہا کہ تو گرمی مین یا جاڑے مین یا ربیع مین یا خریف مین طالقہ ہی تو اُسوقت کے آنے ہی پر طلاق پڑیگی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ ایک شخص نے بطور حلف اپنی جورو سے نصف رمضان مین کہا کہ تو لیلۃ القدر مین طالقہ ہی تو جبتک اگلے سال کا رمضان نہ گذرے تب تک طلاق واقع نہوگی اور صاحبین کے قول پر جب اگلے رمضان کا نصف گذر جاوے تب ہی طلاق پڑیگی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی اور اگر قسم کھانے والا عوام مین سے ہو تو جس رمضان مین قسم کھائی ہی اُسکی ستائیسوین تاریخ گذرنے پر طلاق پڑجائیگی اسواسطے کہ عوام مین ستائیسوین رمضان

لیلۃ القدر معروف مشہور ہی - یہ حاوی مین ہی - اور اگر کہا کہ تو طالقہ بعد چھہ روز کے ہی تو لوگون کے عرف کے موافق ساتوین روز آفتاب غروب ہونے پر طالقہ ہو جائیگی یہ تاتارخانیہ مین ہی اور اگر کہا کہ تو آج کل یا کل آج طالقہ ہی تو جن دو وقتون کا نام اُسنے زبان سے بکّا ہی انمین سے پہلا وقت لیا جائیگا پس مثال مذکور مین اول صورت مین آج ہی طلاق پڑیگی اور دوسری صورت مین کل پڑیگی یہ ہدایہ مین ہی - اور اگر کہا کہ تو طالقہ آج و کل ہی تو فی الحال ایک طلاق پڑیگی اور سواے اسکے کوئی طلاق واقع نہوگی اور اگر کہا کہ کل اور آج تو وہ آج بیک طلاق طالقہ ہوگی اور کل کے روز دوسری طلاق پڑیگی یہ سراج الوہاج مین ہی - اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہی آج کے روز اور جب کل آوے تو ایک فی الحال واقع ہوگی اور جب کل کا روز ہو در حالیکہ وہ عدت مین ہو تو دوسری واقع ہوگی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی - اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہی اُسی روز جبکہ کل آوے تو طلوع فجر ہوتے ہی اُسپر طلاق ہوگی یہ ذخیرہ مین ہی اور اگر عورت سے رات مین کہا کہ تو اپنی رات مین و دن کو طالقہ ہی تو جسدم یہ قول کہا ہی اُسیوقت اُسپر طلاق واقع ہوگی پھر دن مین کچھ واقع نہوگی - اور یہ اسوقت ہی کہ اُسکی کچھ نیت نہوا اور اگر یہ نیت کی ہو کہ ہر دو وقت مین ایک ایک طلاق واقع ہو تو اُسکی نیت پر رہیگا - اور اگر عورت سے رات مین کہا کہ تو اپنے دن کو اور رات کو طالقہ ہی تو ایک طلاق یہ قول کہتے ہی پڑجائیگی اور دوسری طلوع فجر ہونے پر پڑیگی اور اگر عورت سے رات مین کہا کہ تو طالقہ ہی اپنی رات مین اور اپنے دن مین یا دن مین کہا کہ تو اپنے دن مین اور اپنی رات مین طالقہ ہی تو ہر دو وقت مین اُسپر ایک ایک طلاق واقع ہوگی - اور اگر کہا کہ تو اپنے کھانے اور اپنے پینے مین طالقہ ہی یا اپنے قیام و قعود مین تو جبتک دونون افعال پائے نجاوین طلاق نہ پڑیگی - اور اگر کہا کہ اپنے کھانے مین اور اپنے پینے مین اور اپنے کھڑے ہونے مین اور اپنے بیٹھنے مین طالقہ ہی تو جو فعل ان دونون مین سے پایا جاویگا طلاق پڑجائیگی - اور اگر اپنے قول رات مین اور دن مین کہنے سے اُسنے ایک ہی طلاق کی نیت کی ہو تو فیما بینہ وبین اللہ تعالے تصدیق ہو سکتی ہی اسواسطے کہ اُسنے ایسی بات کی نیت کی جو اُسکے لفظ سے نکل سکتی ہی - اور نوادر ابن سماعہ مین امام محمد سے مروی ہی کہ اگر اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ ہر روز و شب ہی پس اگر اُسنے دن مین یہ لفظ کہا تو ایک ہی طلاق واقع ہوگی اور اگر رات مین کہا تو دو طلاق پڑینگی کذا فی المحیط - اور اگر دوپہر کو اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ اول اس روز و آخر اس روز ہی تو ایک طلاق ہوگی اور اگر کہا کہ آخر اس روز اور اول اُس روز ہی تو دو طلاق پڑجائینگی اسواسطے کہ پہلی صورت مین جو طلاق پہلے وقت پڑیگی وہی آخر وقت ہوگی پس ایک ہی واقع ہوگی اور دوسری صورت مین جبکہ آخر روز پہلے کہا تو آخر روز کی طلاق پڑی ہوئی اول وقت نہین پڑیگی لہذا دو طلاق ہو جاوینگی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی - اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ اسوقت کل ہی تو اسپر فی الحال ایک طلاق پڑیگی اور اگر اُسنے کہا کہ مین نے اسوقت سے کل کے روز کا یہی وقت مراد لیا تھا تو قضاءً اُسکے قول کی تصدیق نہوگی مگر فیما بینہ وبین اللہ تعالے اُسکی تصدیق ہو سکتی ہی یہ محیط مین ہی - اور منتقی مین لکھا ہی کہ کسی نے کہا کہ تو طالقہ ہی کل اور بعد کل کے تو فقط کل اُسپر طلاق واقع ہوگی اور اگر کہا کہ دیروز و امروز یعنے گذرے ہوئی کل اور آج کے روز تو ایک ہی طلاق پڑیگی اور اگر کہا کہ آج کے روز اور گذرے ہوئے کل کے روز تو دو طلاق پڑینگی اور باوجودیکہ

اور وجہ اسکی مذکور ہوئی ہی ۱۲ منہ

یہ بھی کہا کہ دیروز سے ایک روز پہلے تو تین طلاق پڑ جاوینگی یہ عتابیہ مین ہی۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہی آج کے روز اور کل کے بعد تو امام اعظم و امام ابو یوسف کے نزدیک دو طلاق واقع ہونگی یہ فتاویٰ قاضیخان مین ہی۔ اور اگر اُسنے کہا کہ تو طالقہ ہی کل یا بعد کل کے تو پرسون طلاق واقع ہوگی اسواسطے کہ اُسنے دونون وقتون مین سے ایک کو ظرف ٹھہرایا ہی اور یہ اصل قرار پائی ہی کہ جب طلاق کی اضافت دو وقتون مین سے کسی ایک کی طرف ہو تو دونون وقتون مین سے پچھلے وقت مین واقع ہوتی ہی یہ کافی مین ہی۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہی آج کے روز و کل و بعد کل کے اور اُسکی کچھ نیت نہین ہی تو ایک طلاق واقع ہوگی کذا فی محیط السرخسی اور اگر اُسنے تین روز مین متفرق تین طلاق کی نیت کی تو سب واقع ہونگی یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ایسی ایک طلاق کے ساتھ ہی جو تجھپر کل واقع ہوگی تو طلوع فجر ہونے پر طلاق پڑ جاویگی اور اگر کہا کہ ایسی طلاق کے ساتھ جو نہ واقع ہوگی مگر کل تو فی الحال طلاق پڑ جائیگی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر کہا کہ تو شروع ہر ماہ مین طالقہ ہی تو اُسپر تین مہینہ تک شروع ہر ماہ مین ایک طلاق پڑیگی اور اگر کہا تو ہر مہینہ طالقہ ہی تو اُسپر ایک طلاق پڑیگی یہ ذخیرہ مین ہی اور اگر کہا کہ تو ہر جمعہ طالقہ ہی پس اگر اُسکی یہ نیت ہو کہ تو ہر روز جمعہ کو طالقہ ہی تو اُسپر ہر روز جمعہ کو برابر طلاق پڑتی رہیگی یہانتک کہ وہ تین طلاق سے بائنہ ہو جاوے اور اگر یہ نیت ہو کہ اُسکی زندگی بھر مین جتنے جمعہ کے دن گذرینگے ان سب مین طالقہ ہوگی تو عورت پر فقط ایک طلاق پڑیگی اور اسیطرح اگر کہا کہ تو طالقہ ہی آج اور شروع ماہ پر تو پہلے ہی حکم ہی اور اگر ان اوقات مذکورہ مین ہر روز طلاق واقع ہونے کی نیت کی تو موافق نیت واقع ہوگی۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہر روز بیک طلاق ہی تو ہر روز ایک طلاق واقع ہوگی۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہی ہر روز یا عند کل یوم یا ہرگاہ کوئی روز گذرے تو ہر روز ایک طلاق کرکے تین طلاق واقع ہونگی یہ محیط سرخسی مین ہی اور بشرؒ نے امام ابو یوسفؒ سے روایت کی ہی کہ اگر اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ بعد ایام ہی تو یہی حکم ہی کہ بعد سات روز کے واقع ہوگی۔ اور معلّےؒ نے امام ابو یوسفؒ سے روایت کی ہی کہ اگر عورت سے کہا کہ جب ذو القعدہ ہو تو تو طالقہ ہی حالانکہ یہ مہینہ ذیقعدہ ہی کا ہی جسمین سے کچھ دن گذر گئے ہین تو امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ کہتے ہی وہ طالقہ ہو جائیگی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو آمد روز مین طالقہ ہی پس اگر یہ کلام رات مین کہا تو آئندہ روز کے فجر ہوتے ہی طالقہ ہو جائیگی اور اگر یہ اسی دن مین کہا ہی تو دوسرے روز جب یہی گھڑی آویگی تب ہی طالقہ ہوگی اور اگر کہا کہ تو ایک روز گذرنے پر طالقہ ہی پس اگر یہ کلام رات مین کہا ہی تو دوسرے روز جب آفتاب غروب ہوگا طالقہ ہو جائیگی اور اگر دن مین کہا ہو تو جب دوسرے روز کی یہی گھڑی آویگی جسمین یہ لفظ کہا ہی تو طالقہ ہو جائیگی۔ اور اگر کہا کہ تو تین دن آنے پر طالقہ ہی پس اگر رات مین کہا تو تیسرے روز طلوع فجر ہوتے ہی طالقہ ہو جائیگی اور اگر دن مین کہا تو چوتھے روز طلوع فجر ہوتے ہی طالقہ ہو جائیگی اور اگر کہا کہ تو تین روز گذرنے پر طالقہ ہی پس اگر رات مین کہا تو تیسرے روز آفتاب غروب ہونے پر طالقہ ہو جائیگی اسواسطے کہ اسی پر شرط پوری ہو جائیگی اور ایسا ہی جامع کے بعض نسخون مین ہی۔ اور دوسرے نسخون مین یون ہی کہ جبتک چوتھی رات کی ایسی ہی گھڑی جسمین یہ لفظ کہا ہی نہ آوے تب تک طالقہ نہوگی اور ایسا ہی امام قدوری نے اپنی شرح مین ذکر کیا ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو دیروز طالقہ ہی حالانکہ اُس سے آج ہی نکاح کیا ہی تو کچھ واقع نہوگی اور اگر دیروز سے پہلے اُس سے نکاح کیا ہو تو اسوقت طلاق پڑیگی اور اگر کہا کہ تو قبل اسکے کہ مین تجھ سے

نکاح کرون طالقہ ہو تو اسپر کچھ واقع نہوگی یہ ہدایہ مین ہی - اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہی جبکہ مین تجھ سے نکاح کرون قبل اسکے کہ مین تجھسے نکاح کرون یا کہا کہ تو طالقہ ہی قبل اسکے کہ مین تجھ سے نکاح کرون جسوقت مین تجھ سے نکاح کرون - یا کہا کہ جب مین تجھ سے نکاح کرون پس تو طالقہ ہی قبل اسکے کہ مین تجھ سے نکاح کرون تو پہلی دونون صورتون مین نکاح کرنے کے وقت بالاتفاق طلاق واقع ہوگی اور تیسری صورت مین امام اعظم و امام محمد کے نزدیک طلاق واقع نہوگی یہ فتح القدیر مین ہی - اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ تو اپنے دار مین داخل ہونے سے ایک مہینہ پہلے طالقہ ہی یا کہا کہ تو فلان کے آنے سے ایک مہینہ پہلے طالقہ ہی پس اس قسم طلاق سے ایک مہینہ گذرنے سے پہلے فلان مذکور آگیا یا عورت مذکورہ دار مین داخل ہو گئی تو طلاق نہ پڑیگی اور اگر وقت قسم سے مہینہ گذرنے پر فلان مذکور آیا یا یہ عورت دار مین داخل ہوئی تو طلاق پڑیگی - اور اگر کسی نے اپنی عورت سے کہا کہ تو اس قسم سے ایک مہینہ پہلے طالقہ ہی تو فی الحال طلاق پڑجائیگی پھر واضح رہے کہ ہمارے علماء ثلثہ رحمہ اللہ کے نزدیک داخل ہونے یا آنے کے ساتھ ہی ساتھ طلاق پڑیگی اور وقوع طلاق اسکے داخل ہونے و فلان کے آنے ہی پر مقصور ہوگا چنانچہ اگر مہینہ کے اندر بیچ مین کسی وقت عورت مذکور کو خلع دیدیا پھر وہ مہینہ پورا ہونے پر دار مین داخل ہوئی یا فلان مذکور آگیا درحالیکہ یہ عورت عدت مین ہی تو خلع باطل نہوگا یہ محیط مین ہی - اور اگر کہا کہ تو فلان شخص کی موت کے ایک مہینہ پہلے سے طالقہ ہی پس اگر فلان مذکور مہینہ پورا ہونے پر مر گیا تو امام اعظم کے نزدیک شروع مہینہ سے طالقہ قرار دیجائیگی اور صاحبین کے نزدیک فلان مذکور کی موت کے بعد طالقہ ہوگی اور اگر فلان مذکور پورا مہینہ ہونے سے پہلے مر گیا تو بالاجماع طالقہ نہوگی - اور اگر کہا کہ تو رمضان سے ایک مہینہ پہلے سے طالقہ ہی تو بالاتفاق شروع شعبان مین طلاق پڑجائیگی - اور اگر کہا کہ فلان کی موت سے ایک مہینہ پہلے تو بسہ طلاق طالقہ ہی یا بطلاق بائن طالقہ ہی پھر مہینے کے بیچ مین اُس سے خلع کر لیا پھر فلان مذکور مہینہ پورا ہونے پر مر گیا پس اگر وہ عدت مین ہی تو ایک ماہ پہلے سے اسپر طلاق پڑیگی اور خلع باطل ہونے کا حکم دیا جائیگا اور شوہر نے جو خلع کا معاوضہ لیا ہی وہ عورت کو واپس دیگا اور یہ امام اعظم کا قول ہی اور صاحبین کے نزدیک خلع باطل نہوگا مگر طلاق مع خلع کے تین طلاق ہو جاوینگی اور اگر عورت مذکورہ عدت مین نہ رہی ہو بایں طور کہ اُسنے وضع حمل کیا ہو پھر فلان مذکور مرا یا عورت مدخولہ نہو کہ اسپر عدت واجب ہی نہوئی ہو پھر فلان مذکور مرا تو بالاجماع خلع باطل نہوگا یہ سراج الوہاج مین ہی - اور اگر کہا کہ تو میری موت سے ایک مہینے پہلے یا کہا کہ اپنی موت سے ایک مہینہ پہلے طالقہ ہی پھر شوہر یا جورو مری تو امام اعظم کے نزدیک زندگانی کے آخر جزو مین قبل موت کے طلاق پڑجائیگی اور اُسوقت سے ایک مہینہ پہلے سے مطلقہ قرار دیجائیگی اور صاحبین کے نزدیک طلاق نہ پڑیگی یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر کہا کہ تو فلان و فلان کی موت سے ایک مہینہ پہلے طالقہ ہی پھر ان دونون مین سے ایک شخص ایک مہینہ پہلے سے مر گیا تو عورت اس قسم سے کبھی طالقہ نہوگی اور اگر وقت قسم سے ایک مہینہ گذرنے پر دونون مین سے ایک مرا تو وہ وقت قسم سے طالقہ ہوجائیگی اور دوسرے کی موت کا انتظار نہ کیا جائیگا - اور اگر کہا کہ تو فلان و فلان کے آنے سے ایک مہینہ پہلے سے طالقہ ہی پھر قسم سے ایک مہینہ پورا ہونے پر ایک آگیا پھر اُسکے بعد دوسرا آیا تو طالقہ ہوجائیگی اسواسطے کہ دونون کا معاً آجانا عادتاً ممتنع ہی اسواسطے اسکا اعتبار ساقط ہوا - اور اگر کہا کہ تو یوم الضحی اور فطر سے ایک مہینے پہلے طالقہ ہی تو جب

رمضان کا چاند دکھلائی دیگا تب ہی طالقہ ہو جائیگی اسواسطے کہ اضحی و فطر دونون ساتھ ہی نہین ہوتے ہین پس وقوع طلاق
کا متعلق بصفت تقدم ہوگا اور مہینہ کا اتصال ایک کے ساتھ معتبر ہوگا نہ دوسرے کے ساتھ یہ محیط مین ہے - اور اگر کہا کہ تو
یوم اضحی سے پہلے طالقہ ہے تو فی الحال طلاق واقع ہوگی اور اسیطرح اگر کہا کہ تو طالقہ ایسی طلاق سے ہے کہ قبل
اسکے یوم اضحے ہے تو فی الحال طلاق واقع ہوگی یہ ذخیرہ مین ہے - اور اگر کہا کہ تو اپنے حیض آنے سے ایک مہینہ پہلے
طالقہ ہے پس عورت مذکورہ ایک مہینہ ٹھہری پھر اُسنے فقط ایک یا دو روز خون دیکھا تو طالقہ نہوگی جبتک تین روز تک
خون نہ دیکھے اور اگر اُسنے تین روز تک خون دیکھا تو بعض نے فرمایا کہ امام اعظمؒ کے نزدیک اس سے ایک مہینہ پہلے سے
طالقہ ہوگی اور صحیح یہ ہے کہ اُسیوقت سے اُسکے طالقہ ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہے منتقی مین امام محمدؒ سے مروی ہے کہ اگر اپنی عورت سے
کہا کہ تو کچھ پہلے کل سے یا کچھ پہلے آمد فلان کے طالقہ ہے تو کل سے یا فلان کے آنے سے پہلے [illegible] کی مقدار پہلے سے طالقہ
ہو جائیگی اور حاکم نے فرمایا کہ فلان کے آنے سے کچھ پہلے کی صورت مین یہ حکم ٹھیک نہین ہے اور صحیح یہ ہے کہ فلان
کے آنے پر طالقہ ہو جائیگی یہ محیط مین ہے - اور اگر کہا کہ تو بعد یوم اضحی کے طالقہ ہے تو رات گذرنے پر طالقہ ہو جائیگی
اور اگر کہا تو ایسے وقت طالقہ ہے کہ اُسکے بعد یوم اضحی ہے تو فی الحال طالقہ ہو جائیگی اور اگر کہا کہ یوم اضحی کے ساتھ طالقہ
ہے تو یوم اضحی کی فجر طلوع ہونے سے طالقہ ہو جائیگی اور اگر کہا کہ معا یوم الاضحی یعنے اُسکے ساتھ یوم اضحی ہو تو فی الحال
طالقہ ہو جائیگی یہ محیط سرخسی مین ہے - اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہے میری موت کے ساتھ یا اپنی موت کے ساتھ تو کچھ واقع
نہوگی یہ کافی مین ہے - اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہے پہلے ایسے روز سے جس سے پہلے روز جمعہ ہے یا کہا کہ بعد ایسے روز کے
جسکے بعد یوم جمعہ ہے تو ہر دو مسئلہ مین جمعہ کے روز طلاق واقع ہوگی اور اگر کہا کہ انت طالق لشہر غیر ہذا الیوم اور سوی ہذا الیوم
یعنی تو طالقہ ایک ماہ ہے سوائے اس روز کے یا غیر اس روز مین تو جیسا اُسنے کہا ہے ویسا ہی ہوگا اور بعد اس روز کے
گذر جانے کے طالقہ ہو جائیگی اور یہ قول ایسا نہین ہے کہ جیسے اُسنے کہا کہ انت طالق لشہر الا ہذا الیوم کہ تو طالقہ ایک ماہ ہے
الا یہ روز کہ اسصورت مین کہتے ہی طلاق پڑ جائیگی یہ محیط مین ہے - اور اصل یہ ہے کہ جب طلاق متعلق بدو فعل
ہو تو آخر فعل پر طلاق پڑتی ہے اسواسطے کہ اگر اول فعل پر پڑ جاوے تو اول ہی پر معلق ہوگی اور اگر دو فعلون مین سے
کسی ایک پر معلق ہو تو جو فعل پہلے پایا جاوے اُسی پر پڑ جائیگی اور اگر معلق بفعل و وقت دونون ہو تو دو طلاق
پڑینگی یعنے ہر ایک کے واسطے ایک طلاق واقع ہوگی اسواسطے کہ یہ دونون مختلف ہین اور اگر معلق کی بفعل یا بوقت
پس اگر فعل واقع ہوا تو طلاق پڑ جائیگی اور وقت کی آمد کا انتظار نہ کیا جائیگا اور اگر وقت پہلے آگیا تو فعل
پائے جانے تک واقع نہوگی اور ایسا قرار دیا جائیگا کہ گویا یہ دونون وقت تھے جنمین سے ایک کی جانب طلاق
کی اضافت کی گئی ہے - اور اگر یون کہا کہ جب فلان آوے اور جب فلان دیگر آوے تو تو طالقہ ہے تو طالقہ نہوگی
الا بعد ان دونون کے آجانے کے اور اگر جزا کو مقدم کیا کہ تو طالقہ ہے جبکہ فلان آوے اور جبکہ فلان دیگر آوے
تو ان دونون مین سے جبکہ کوئی آجائیگا تب ہی وہ طالقہ ہو جائیگی اور اسیطرح اگر جزا کے بیچ مین بولا تو بھی یہی حکم ہے
کذا فی المحیط السرخسی پھر دوسرے کے آنے پر کچھ واقع نہوگی الا اسصورت مین واقع ہوگی کہ اُسنے نیت کی ہو یہ محیط
مین ہے - اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہے جبکہ کل کا روز آوے اور بعد کل کے تو آخر وقت مین واقع ہوگی اور اگر عورت
لیٹی ہوئی ہے اُس سے کہا کہ تو اپنے قیام و قعود مین طالقہ ہے تو جب تک یہ دونون فعل نہ کرے تب تک

طالقہ نہوگی اور اگر عورت بیٹھی ہو اور برابر ایسی ہی بیٹھی رہے پھر وہ کھڑی ہوئی یا کھڑی تھی کہ برابر ایسی رہی پھر بیٹھ گئی
تو مطلقہ ہوجائیگی اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہے اپنے قیام مین اور اپنے قعود مین تو جو فعل ان دونون مین سے پایا جائیگا طالقہ
ہوجائیگی اور اگر دونون پائے گئے تو اس سے ایک ہی طلاق پڑیگی اور اگر ایسا کہا کہ تو طالقہ ہے جبکہ فلان روز آوے یا جبکہ
فلان دیگر آوے تو دونون مین جسکا آیا جانا پایا جائیگا تبھی طالقہ ہوجائیگی اور اسیطرح اگر کہا کہ تو طالقہ ہے جب کہ
شروع مہینہ آوے یا جبکہ فلان آوے تو دونون مین سے جو بات پائی جائیگی طلاق پڑجائیگی - اور اگر
کہا کہ تو شروع ماہ پر طالقہ ہے یا جبکہ فلان آوے پس اگر فلان کا آنا پہلے پایا گیا تو طلاق پڑجائیگی اور اگر شروع
مہینہ پہلے ہوا تو طلاق نہ پڑیگی یہان تک کہ فلان آوے یہ محیط سرخسی مین ہے - اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہے شروع
ماہ پر اور جبکہ فلان آوے تو ان دونون مین سے ہر ایک کے ساتھ ایک طلاق متعلق ہوگی پس بروقت مذکور
ایک طلاق پڑیگی اور شرط پائے جانے پر دوسری طلاق پڑیگی یہ کافی مین ہے - اور اگر اپنی جورو سے جو
باندی ہے کہا کہ جب کل آوے تو تو بد و طلاق طالقہ ہے اور مولے نے اس باندی سے کہا کہ جب کل کا روز آوے
تو تو کل کے روز مین آزاد ہے تو یہ جورو اس شوہر کو حلال نہوگی یہان تک کہ دوسرے خاوند سے نکاح کرکے
حلالہ کرا دے اور اسکی عدت امام اعظم و امام ابو یوسف کے نزدیک تین حیض ہونگے یہ ہدایہ مین ہے - اور اگر
عورت سے کہا کہ جب مین تجھے طلاق دون تو تو طالقہ ہے اور جب مین تجھے طلاق نہ دون تو تو طالقہ ہے اور طلاق
نہ دی یہانتک کہ مرگیا تو دو طلاق واقع ہونگی اور اگر کہا کہ جب مین تجھے طلاق نہ دون تو تو طالقہ ہے اور جب
مین تجھے طلاق دون تو تو طالقہ ہے پھر طلاق دینے سے پہلے مرگیا تو ایک طلاق پڑیگی یہ تبیین مین ہے - اور
اگر کہا کہ انت طالق ما لم اطلقک او متی لم اطلقک او متی ما لم اطلقک یعنے تو طالقہ ہے جبکہ مین تجھے طلاق نہ دون
تو طالقہ ہے جس وقت مین تجھے طلاق نہ دون اور یہی معنیان دونون اخیر میں کے بھی ہیں ۱۲
اور ایضاً و ایضاً پھر وہ یہ کہکر خاموش رہا تو عورت باتفاق علماء طالقہ ہوجائیگی اور اگر خاموش نہ رہا بلکہ ساتھ ہی ملاکر
کہا کہ تو طالقہ ہے تو اُسنے یمین کو پورا کیا ۔۔۔ کہ اگر اُسنے یون کہا ہو کہ جب مین طلاق نہ دون تو تو بسہ طلاق طالقہ ہے
پھر ساتھ ملا کر کہا کہ تو طالقہ ہے تو ہمارے اصحاب نے فرمایا کہ اُسنے یمین کو پورا کیا اور عورت پر ایک ہی طلاق
پڑیگی اور اگر کہا کہ حین لم اطلقک او حین ۔۔۔ سے اُسکی کچھ نیت نہین ہے تو جب ہی چپ ہوا وہ عورت طالقہ
ہوجائیگی اور اسیطرح اگر کہا کہ زمان لم اطلقک یا حیث لم اطلقک یا یوم لم اطلقک تو بھی یہی حکم ہے کہ چپ
ہوتے ہی طلاق پڑجائیگی اور اگر زمان لا اطلقک اور حین لا اطلقک یعنی زمانہ کہ تجھے اسمین طلاق نہ دون یا
حین کہ تجھے طلاق نہ دون تو جبتک چھ مہینے نہ گذرین طلاق واقع نہوگی بشرطیکہ زمانہ یا حین سے ایسی صورت
مین اُسنے اپنی نیت کچھ نہ رکھی ہو یہ فتح القدیر مین ہے اور اگر کہا کہ یوم لا اطلقک تو طلاق واقع نہوگی یہانتک کہ
ایک روز گذر جاوے یہ عتابیہ مین ہے - اور اگر کسی نے ایک عورت سے کہا کہ جس روز مین تجھ سے نکاح
کرون پس تو طالقہ ہے پھر اس سے رات مین نکاح کیا تو طالقہ ہوجائیگی اور اگر اُسنے دعوی کیا کہ مین نے خاصۃ روشن دن
کی نیت کی تھی تو قضاءً بھی اسکی تصدیق ہوگی یہ ہدایہ مین ہے اور اگر کہا کہ جس رات تجھ سے نکاح کرون پس تو
طالقہ ہے پس اگر رات مین اُس سے نکاح کیا تو طلاق پڑیگی یہ سراج الوہاج مین ہے - اور اگر کہا کہ یوم اتزوجک
فانت طالق یعنے میرے تجھے نکاح کر لینے کے روز تو طالقہ ہے اور اُسکو تین مرتبہ کہا پھر اُس سے نکاح کیا تو تین

طلاق واقع ہونگی یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر کہا کہ ہرگاہ مین تجھے طلاق نہ دون پس تو طالقہ ہے پھر خاموش رہا تو عورت پر
پۓ درپۓ تین طلاق واقع ہونگی اور ایکبارگی تین طلاق واقع نہونگی حتے کہ اگر غیر مدخولہ ہو تو بس ایک ہی طلاق پڑیگی
یہ تبیین مین ہے۔ اور اگر کہا کہ اذا لم اطلقک فانت طالق او اذا ما لم اطلقک فانت طالق یعنے جب مین تجھے طلاق
نہ دون پس تو طالقہ ہے یا بعد لفظ اذا کے بلفظ ما کہا بہرصورت یہ اسکی نیت پر ہے پس اگر اُسنے کہا کہ فی الحال طلاق
واقع کرنے کی نیت کی تھی تو فوراً طالقہ ہوگی اور اگر کہا کہ میری نیت آخر عمر کی تھی تو یہ بمنزلہ قولہ ان لم اطلقک
فانت طالق کے ہے یعنے اگر مین تجھے طلاق نہ دون تو تو طالقہ ہے اور اگر اُسکی کچھ نیت نہو تو امام اعظم کے نزدیک
طلاق واقع نہوگی یہان تک کہ دونون مین سے کوئی مرجاوے اور صاحبین نے فرمایا کہ جب ہی وہ چپ ہوا تب ہی
واقع ہوجائیگی یہ مضمرات مین ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہے جب کہ مین تجھے طلاق نہ دون تو مطلقہ نہوگی
یہان تک کہ دونون مین سے کوئی مرجاوے بشرطیکہ اُسنے شرط مراد لی ہو یعنے جبکہ بھی اگر مراد لیا ہو اور اگر
دوسرے معنے مراد لیے ہون یعنے وقت کے تو جب ہی ساکت ہوگا تب ہی طلاق پڑجائیگی اور اگر اُسکی کچھ نیت نہو
تو امام اعظم کے نزدیک طلاق نہ پڑیگی یہان تک کہ دونون مین سے کوئی مرجاوے اور صاحبین کے نزدیک
خاموش ہوتے ہی طلاق پڑجائیگی یہ کافی مین ہے۔ اور اگر کہا کہ ہرگاہ مین تیرے پاس بیٹھون تو پاس
بیٹھنے والے کی جورو طالقہ ہے پس اُسکے پاس ایک ساعت بیٹھا تو اُسکی جورو کو تین طلاق پڑینگی اور اگر
کہا کہ ہرگاہ مین تجھے مارون پس تو طالقہ ہے پس اُسکو دونون ہاتھون سے مارا تو دو طلاق پڑینگی اور اگر
ایک ہاتھ سے مارا تو ایک ہی طلاق پڑیگی اگرچہ اُنگلیان متفرق پڑی ہون۔ ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا
کہ ہرگاہ مین تجھے طلاق دون پس تو طالقہ ہے پھر اُسکو ایک طلاق دی تو دو طلاق واقع ہونگی ایک طلاق تو
بسبب طلاق دینے کے اور دوسری طلاق بسبب اس قول کے کہ ہرگاہ مین تجھے طلاق دون پس تو
طالقہ ہے۔ اور اگر کہا کہ ہرگاہ میری طلاق تجھپر واقع ہو پس تو طالقہ ہے پھر اُسکو ایک طلاق دی تو تین طلاق واقع
ہونگی یہ فتاوی قاضیخان مین ہے

تیسری فصل تشبیہ طلاق و اُسکے وصف کے بیان مین

اور اگر عورت سے کہا کہ
تو طالقہ مثل عدد اس چیز کے ہے حالانکہ ایسی چیز کا نام لیا جسکے واسطے عدد نہین ہے جیسے شمس و قمر وغیرہ تو امام اعظم
کے نزدیک ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی اور اگر کہا کہ بعدد اس چیز کے جو میرے ہاتھ مین ہے درمون سے حالانکہ
اُسکے ہاتھ مین کچھ نہین ہے تو ایک طلاق واقع ہوگی اور اسیطرح اگر کہا کہ بعدد حوض کی مچھلیون کے حالانکہ حوض مین
کوئی مچھلی نہین ہے تو بھی یہی حکم ہے یہ محیط مین ہے۔ اور اگر طلاق کی اضافت ایسے عدد کی جانب کی جسکا نہونا معلوم ہے
جیسے کہا کہ بعدد میری ہتھیلی کے بالون کے یا اُسکا ہونا یا نہونا مجہول ہے جیسے کہا کہ بعدد شیطان کے بالون کے یا اُسکے
مثل کسی چیز کو بیان کیا تو ایک طلاق واقع ہوگی اور اگر ایسے عدد کی طرف اضافت کی کہ اُسکی شان سے یہ ہے کہ
موجود ہووے لیکن اس قسم کھانے کے وقت کسی وجہ پیش آنے سے زائل ہے جیسے بعدد میری پنڈلی یا تیری پنڈلی کے
بالون کے حالانکہ دونون نے نورہ لگایا ہے تو بسبب شرط نہ پائی جانے کے طلاق نہ پڑیگی یہ فتح القدیر مین ہے
اور اگر کہا کہ بعدد اُن بالون کے جو تیری فرج پر ہین حالانکہ عورت نے نورہ وغیرہ لگایا ہے کہ اُسکی فرج پر کوئی
بال نہین ہے تو امام محمدؒ نے فرمایا کہ طلاق نہ پڑیگی جیسے کہ اگر کہا کہ بعدد اُن بالون کے جو میری ہتھیلی کی پشت پر

ہین حالانکہ خود طلا وغیرہ لگا چکا ہی جس سے کوئی بال موجود نہین ہی تو یہی حکم ہی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی - اور اگر
کہا کہ تو طالقہ ہی بعد دا ان بالون کے جو میرے سر پر ہین حالانکہ طلا کے استعمال سے سر پر کوئی بال نہین ہی
تو کچھ واقع نہو گی - اور اگر کہا کہ تو طالقہ بعد داس ثرید کے جو اس پیالہ مین ہی پس اگر شوربا ڈالنے سے
پہلے اُسنے یہ کہا ہو تو تین طلاق واقع ہونگی اور اگر شوربا ڈالنے کے بعد کہا ہو تو ایک طلاق واقع ہوگی
یہ مختار الفتاوی مین ہی - اور اگر اُسنے کہا کہ تو طالقہ مانند ہزار کے یا مثل ہزار کے ہی پس اگر تین طلاق کی
نیت کی تو بالاجماع تین طلاق واقع ہونگی اور اگر ایک کی نیت کی یا کچھ نیت نہ کی تو امام ابو حنیفہؒ و امام ابو یوسفؒ
کے نزدیک ایک طلاق بائن واقع ہوگی اور اگر کہا کہ تو طالقہ بیک طلاق مثل ہزار کے ہی تو بالاتفاق
سب کے نزدیک ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی اور اگر کہا کہ تو طالقہ مثل عدد ہزار کے یا مثل عدد تین کے
یا مانند عدد تین کے ہی تو قضاءً و فیما بینہ و بین اللہ تعالے تین طلاق واقع ہونگی اور اگر اسکے سوائے کچھ
اور نیت کی ہو تو اُسکی نیت باطل ہوگی یہ بدائع مین ہی - اور اگر کہا کہ تو طالقہ مثل تین کے ہی پس اگر تین طلاق
کی نیت کی ہو تو تین طلاق ہونگی اور اگر ایک کی نیت ہو یا کچھ نیت نہو تو امام ابو حنیفہ و امام ابو یوسف کے نزدیک
ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر کہا کہ مثل ستارون کے تو امام محمدؒ کے نزدیک ایک
طلاق واقع ہوگی لیکن اگر اُسنے عدد کی نیت کی ہو تو تین طلاق واقع ہونگی یہ اختیار شرح مختار مین ہی - اور
امام محمدؒ سے روایت ہی کہ اگر شوہر نے کہا کہ تو طالقہ مثل عدد ستارون کے ہی تو تین طلاق واقع ہونگی
یہ تبیین مین ہی - اور اگر کسی نے اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ مثل عدد ستارون یا عدد خاک یا عدد سمندرون
کے ہی تو تین طلاق واقع ہونگی اور اگر کہا کہ تو طالقہ بیک طلاق مثل تین کے ہی تو ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی
اور اگر کہا کہ تو طالقہ مثل اساطین یا مثل جبال یا مثل پہاڑ کے ہی تو امام ابو حنیفہ و امام زفرؒ کے نزدیک
ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی - اور اگر کہا کہ تو طالقہ مثل بڑائی پہاڑ کے ہی تو ایک
طلاق بائنہ واقع ہوگی اور اگر تین کی نیت کی تو تین طلاق واقع ہونگی یہ فصل کنایات فتاوی قاضیخان مین ہی - اور اگر
کہا کہ تو طالقہ مثل عدد ریگ کے ہی تو یہ بالاجماع تین طلاق ہین یہ سراج الوہاج مین ہی - اور اگر کہا کہ تو طالقہ
کوٹھری بھر کے ہی تو یہ ایک طلاق بائنہ ہی لیکن اگر تین کی نیت کی ہو تو تین واقع ہونگی یہ ہدایہ مین ہی - اور اگر کہا
کہ تو طالقہ گھر بھر کے یا مٹکا بھر کے ہی پس اگر تین کی نیت کی ہو تو تین طلاق واقع ہونگی اور اگر ایک یا دو کی
نیت ہو یا کچھ نیت نہو تو ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی - اور اگر کہا کہ تو طالقہ بیک طلاق مثل گھر کے ہی یا گھر
بھر کے ہی تو ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی یہ محیط مین ہی - اور اگر کہا کہ تو طالقہ مثل بڑائی تل کے یا مثل بڑائی دانہ
کے یا مثل بڑائی رائی کے ہی تو امام اعظمؒ کے نزدیک ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی اور یہی حکم صاحبین کے نزدیک
بھی ہی یہ محیط سرخسی مین ہی - پھر واضح ہو کہ اصل امام اعظمؒ کے نزدیک یہ ہی کہ جب اُسنے طلاق کی تشبیہ کسی
چیز کے ساتھ کی تو بائنہ طلاق واقع ہوگی خواہ یہ چیز چھوٹی ہو یا بڑی ہو اور خواہ اُسنے بڑائی کا لفظ ذکر کیا
ہو یا نہ کیا ہو اور امام ابو یوسف کے نزدیک اگر بڑائی کا لفظ کہا تو بائنہ ہوگی ورنہ رجعی ہوگی خواہ وہ چیز
جسکے ساتھ تشبیہ کی ہی چھوٹی ہو یا بڑی ہو اور رہے امام محمدؒ سو بعض نے امام اعظم کے ساتھ بیان کیا اور بعض نے

امام ابو یوسف کے ساتھ بیان کیا - اور اصل مذکور کا بیان اسطرح ہے کہ اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ مثل بڑائی سوئی کے
سر کے ہے تو امام اعظم و امام ابو یوسف کے نزدیک ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی اور اگر کہا کہ مثل سوئی کے سر کے یا مثل
رائی کے دانہ کے تو امام اعظم کے نزدیک طلاق بائنہ ہوگی اور امام ابو یوسف کے نزدیک رجعی ہوگی اور اگر کہا کہ مثل
پہاڑ کے تو امام اعظم کے نزدیک طلاق بائنہ ہوگی اور امام ابو یوسف کے نزدیک رجعی ہوگی اور اگر کہا کہ مثل
بڑائی پہاڑ کے تو بالاجماع بائنہ ہوگی اور اگر ان الفاظ مذکورہ بالا سے تین طلاق کی نیت کی ہو تو تین طلاق
واقع ہونگی یہ سراج الوہاج مین ہے - اور اگر کہا کہ تو طالقہ مثل برف کے ہے تو امام اعظم کے نزدیک طلاق بائن
ہے اور صاحبین کے نزدیک اگر برف سے سپیدی مراد ہے تو طلاق رجعی ہے اور اگر سردی مراد ہے تو بائن ہے
اور اگر کہا کہ تو طالقہ مثل وزن ایک دانگ کے ہے تو ایک طلاق ہے یہ ظہیریہ مین ہے - اور اگر کہا کہ تو طالقہ نصف
درم ہے یا مثل وزن نصف درم کے ہے یا مثل وزن ایک درم ہے یا مثل وزن پانچ درم کے ہے یا مثل پانچ
دانگ کے ہے تو ایک طلاق پڑیگی مگر امام اعظم و امام محمد کے نزدیک وہ بائنہ ہوگی - اور اگر کہا کہ مثل وزن
ایک دانگ و نصف دانگ کے یا مثل وزن دو دانگ کے تو دو طلاق واقع ہونگی اسیطرح اگر کہا کہ مثل
تین درمون کے تو بھی یہی حکم ہے اسواسطے کہ اسمین دو وزن ہونگے - اور اگر کہا کہ مثل وزن دو دانگ و نصف
دانگ کے یا مثل تین چوتھائی درم کے تو تین طلاق واقع ہونگی یہ عتابیہ مین ہے اور اگر کہا کہ مثل وزن دو
تہائی درم کے تو دو طلاق واقع ہونگی اسواسطے کہ اسمین دو وزن ہوتے ہین اور اگر کہا کہ مثل وزن ہزار درم
کے تو ایک ہی طلاق پڑیگی قال اسواسطے کہ یہ ایک وزن ہے یہ محیط سرخسی مین ہے اور حاصل کلام یہ ہے کہ اعتماد
عدد اوزان مین لوگون کے عرف کا ہے کذا فی المحیط قال المترجم علے ہذا اگر ہندوستان مین تین چھٹانک
کہے تو دو طلاق پڑینگی اور اگر چار چھٹانک کہے تو ایک طلاق پڑیگی علے ہذا القیاس فافہم - اور اگر کہا کہ انت طالق
ہکذا یعنے تو اتنی طالق ہے اور اپنی انگلی سے ایک سے اشارہ کیا یعنے ایک انگلی اٹھا کر اشارہ کیا تو یہ ایک
طلاق ہے اور اگر دو انگلی سے اشارہ کیا تو دو ہین اور اگر تین سے اشارہ کیا تو تین طلاق ہین اور اسمین معتبر
وہ انگلیان ہونگی جو کھلی ہین اور وہ معتبر نہونگی جو بند ہین کذا فی فتاوی قاضیخان اور یہی قول معتمد ہے
یہ بحر الرائق مین ہے پس اگر مرد نے دعوی کیا کہ میری مراد ہتھیلی یا بند انگلیان تھین تو قضاءً اسکے قول کی تصدیق
نہوگی اور اگر کہا کہ تو طالقہ مثل اسکے ہے اور تین انگلیون سے اشارہ کیا اور تین طلاق کی نیت کی تو تین طلاق
واقع ہونگی ولیکن اگر ایک طلاق کی نیت کی تو ایک ہی واقع ہوگی یہ فتاوی قاضی خان مین ہے - اور
اگر کہا کہ تو طالقہ مثل اسکے واسکے ہے اور تین انگلیون سے اشارہ کیا پس اگر تین طلاق کی نیت کی تو
تین طلاق واقع ہونگی اور اگر ایک طلاق کی نیت کی تو ایک طلاق بائنہ ہوگی اور اسیطرح اگر کچھ نیت نکی
ہو تو بھی یہی حکم ہے یہ بدائع مین ہے - اور اگر کہا کہ تو طالقہ بائنہ یا البتہ یا افحش الطلاق یا طلاق شیطان یا طلاق
بدعت یا اشد الطلاق یا مثل پہاڑ کے یا تطلیقہ شدیدہ یا عریضہ یا طویلہ ہے تو یہ ایک طلاق بائنہ ہوگی بشرطیکہ اسنے
تین طلاق کی نیت نہ کی ہو اور اگر تو طالقہ سے ایک طلاق کی اور بائنہ یا مثل اسکے دیگر الفاظ سے دوسری
طلاق کی نیت کی ہو تو دو طلاق واقع ہونگی مگر بائنہ ہونگی - اور اصل یہ ہے کہ جب اسنے طلاق کے ساتھ

وصف بیان کیا پس اگر ایسا وصف ہو کہ جس سے طلاق موصوف نہین ہوتا ہی تو وصف لغو ہوگا اور طلاق رجعی
واقع ہوگی چنانچہ اگر یون کہا کہ تو طالقہ ایسی طلاق سے ہی کہ تجھپر نہین واقع ہوئی یا بدین شرط کہ مجھے اسمین
خیار ہی تو یہ وصف لغو اور طلاق رجعی واقع ہوگی اور جب ایسے وصف سے موصوف کیا کہ وہ طلاق کی
صفت ہوتا ہی تو دو حال سے خالی نہین یا تو ایسا لفظ ہوگا کہ وہ زیادتی ہونے پر دال نہین ہی جیسے احسن الطلاق
یا افضل الطلاق یا اسن یا اجمل یا اعدل یا خیر طلاق تو یہ ایک طلاق رجعی ہوگی اور یا ایسا وصف ہوگا
جو زیادت پر دال ہی جیسے اشد طلاق وغیرہ تو یہ طلاق بائن ہوگی اور یہ ائمہ رحمہم اللہ تعالی کا اصول اتفاقی ہی
اور اگر کہا کہ تو طالقہ اقبح الطلاق یا افحش یا اخبث یا اسوئ یا اغلظ یا اشر یا اطول یا اکبر یا اعرض یا اعظم الطلاق
ہی اور کچھ نیت نہ کی یا ایک طلاق کی یا دو طلاق کی غیر باندی[12] کی صورت مین نیت کی تو ایک ہی طلاق بائنہ
واقع ہوگی اور اگر اسنے تین طلاق کی نیت کی ہو تو تین طلاق واقع ہونگی یہ تبیین مین ہی - اور اگر کہا کہ
تو طالقہ ہی جسکا طول وعرض اسقدر ہی تو یہ ایک طلاق بائنہ قرار دیجائیگی اور اگر اُسنے تین طلاق کی نیت
کی تو واقع ہونگی یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر کسی نے اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ عامۃ الطلاق یا جل الطلاق
ہی تو دو طلاق واقع ہونگی اور اگر کہا کہ تو طالقہ اکثر الطلاق ہی تو اصل مین مذکور ہی کہ تین طلاق واقع ہونگی
اور اگر کہا کہ اقل الطلاق ہی تو ایک طلاق واقع ہوگی اور اگر کہا کہ تو طالقہ کل التطلیقہ ہی تو ایک طلاق
پڑیگی اور اگر کہا کہ تو طالقہ کل تطلیقہ ہی تو تین طلاق واقع ہونگی خواہ اُسکے ساتھ دخول[12] کیا ہو یا نہ کیا ہو
اور اسیطرح اگر کہا کہ تو طالقہ بعد ہر تطلیقہ کے ہی یا مع ہر تطلیقہ کے ہی یا کہا کہ تو ہر تطلیقہ کے ساتھ طالقہ ہی
تو بھی یہی حکم ہی کہ تین طلاق واقع ہونگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ نہ قلیل
و نہ کثیر ہی تو تین طلاق واقع ہونگی اور یہی مختار ہی اور فقیہ ابو جعفر نے فرمایا کہ دو طلاق واقع ہونگی اور یہی
اشبہ ہی اور اگر نہ کثیر کا لفظ پہلے کہا ہو تو ایک طلاق واقع ہوگی یہ خلاصہ مین ہی - اور اگر کہا کہ تو طالقہ کل الطلاق
ہی تو یہ ایک طلاق قرار دیجائیگی اور اگر کہا کہ کثیر الطلاق ہی تو دو طلاق ہین اور اگر کہا کہ انت طالق الطلاق کلہ
یعنے تو طالقہ طلاق کامل ہی تو یہ تین طلاق واقع ہونگی اور اگر کہا کہ انت طالق عددا من الطلاق یعنے طلاق مین سے
چند عدد تو طالقہ ہی تو دو طلاق واقع ہونگی قال المترجم بنا برینکہ ایک عدد مین داخل نہین ہی اور چونکہ
طلاق مین سے کہا ہی اسواسطے تین پوری نہین ہوسکتی لا محالا دو ہونگی فافہم اور اسیطرح اگر کہا کہ عددا الطلاق
تو بھی یہی حکم اور اگر کہا کہ عدۃ الطلاق تو یہ تین طلاق ہونگی - اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہی اور دیگر تو یہ ایک طلاق
ہوگی - اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہی بیک طلاق و دیگر تو یہ دو طلاق ہونگی اور اگر کہا کہ انت طالقہ غیر واحدۃ یعنے تو
طالقہ ہی سوائے ایک کے تو یہ دو طلاق ہونگی اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہی سوائے دو کے تو تین طلاق ہونگی یہ محیط
مین ہی - اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہی جو تین ہونگی یا تین ہوجاوینگی یا تین عود کرینگی یا تین پوری ہوجاوینگی یا تین
کامل ہوجاوینگی تو یہ تین طلاق ہونگی یہ تمرتاشی مین ہی - اور اگر کہا کہ تو طالقہ تمام ثلث یا ثالث ثلاث ہی تو یہ
تین طلاق ہونگی اور اگر کہا کہ تو طالقہ آخر تین طلاق ہی تو یہ ایک ہوگی اور اگر کہا کہ مین نے تجھے آخر تین تطلیقات
کی طلاق دی تو تین طلاق پڑینگی یہ محیط مین ہی - اور اگر کسی نے اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ ایک سے

زیادہ اور دو سے کم ہی تو شیخ امام ابوبکر محمد ابن الفضل نے فرمایا کہ قیاساً دو طلاق واقع ہونی چاہییے ہین ولیکن اختلاف العلما مین مذکور ہی کہ تین طلاق واقع ہونگی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ تطلیقہ حسنہ یا جمیلہ ہی تو ایسی طلاق پڑیگی جس سے رجوع کر سکتا ہی خواہ عورت حائضہ ہو یا غیر حائضہ ہو اور یہ تطلیقہ سنت نہوگی یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ ایسی طلاق سے ہی جو تجھپر جائز نہین ہی یا جو تجھپر واقع نہوگی یا بدین شرط کہ مجھے تین روز تک خیار ہی تو ایک طلاق واقع ہوگی اور خیار باطل ہوگا اور اسیطرح اگر کہا کہ تو طالقہ ایسی تطلیق سے ہی جو ہوا مین اڑتی ہی تو بھی یہی حکم ہی یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہی بدین شرط کہ مجھے تجھ سے رجعت کا اختیار نہین ہی تو شرط لغو ہی اور اسکو رجعت کا اختیار حاصل ہوگا یہ سراج الوہاج مین ہی۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہی بدو رنگ از طلاق تو یہ دو طلاق ہین اور اگر کہا کہ الوان یعنے رنگہا از طلاق تو تین طلاق واقع ہونگی اور اگر اُسنے کہا کہ میری مراد الوان سرخ و زردی تھی تو فیما بینہ وبین اللہ تعالے اُسکی تصدیق ہوگی اور اگر کہا کہ انواعاً یا ضروباً یا وجوہاً یعنے انواع از طلاق یا ضروب از طلاق یا وجوہ از طلاق تو بھی یہی حکم ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ اطلق الطلاق ہی تو بدون نیت کے طلاق واقع نہوگی یہ عتابیہ مین ہی۔ ایک شخص نے اپنی جورو کو بعد دخول کے ایک طلاق دی پھر اسکے بعد کہا کہ مین نے اس تطلیق کو بائنہ قرار دیا یا مین نے اسکو تین طلاق قرار دین تو اسمین روایات مختلف ہین اور صحیح یہ ہی کہ امام اعظم کے قول پر یہ طلاق بنابر اُسکے قول کے بائنہ یا تین ہوجائیگی اور امام محمد کے قول پر بائنہ یا تین کچھ نہوگی اور امام ابو یوسف کے قول پر بائنہ ہوسکتی ہی اور تین طلاق نہین ہوسکتی ہی۔ اور اگر بعد دخول کے اپنی جورو کو ایک طلاق دیدی پھر عدت مین کہا کہ مین نے اس طلاق سے اپنی جورو پر تین تطلیقات لازم کر دین یا کہا کہ مین نے اس تطلیقہ سے دو طلاقین لازم کر دین تو یہ اُسکے کہنے کے موافق ہوگا اور اگر اسکو ایک طلاق دیکر پھر رجوع کیا پھر کہا کہ مین نے اس تطلیقہ کو بائنہ قرار دیا تو بائنہ نہوگی اور اگر عورت سے بعد دخول کے کہا کہ جب مین تجھے ایک طلاق دون تو یہ بائنہ ہی یا یہ تین طلاق ہین پھر اسکو ایک طلاق دیدی تو اُسکو رجعت کر لینے کا اختیار ہوگا اور یہ طلاق مذکورہ بائنہ یا تین طلاق نہوگی اسواسطے کہ اُسنے طلاق نازل ہونے سے پہلے قول مذکور کہا ہی اور اگر کہا کہ جب تو دار مین داخل ہو تو تو طالقہ ہی پھر کہا کہ مین نے اس تطلیقہ کو بائنہ قرار دیا یا کہا کہ مین نے اسکو تین طلاق قرار دین ولیکن یہ مقولہ عورت کے دار مین داخل ہونے سے پہلے کہا ہی تو یہ مقولہ بروقت واقع ہونے کے لازم نہوگا یعنے ایک طلاق رجعی پڑیگی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی

چوتھی فصل طلاق قبل الدخول کے بیان مین۔ اگر کسی شخص نے نکاح کے بعد اپنی عورت کو دخول کرنے سے پہلے تین طلاق دین تو سب اُسپر واقع ہوجاوینگی اور اگر تین طلاق متفرق دین تو وہ پہلی ہی طلاق سے بائنہ ہوجائیگی پس دوسری و تیسری اسپر واقع نہوگی چنانچہ اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ طالقہ طالقہ ہی یا کہا کہ تو طالقہ واحدہ واحدہ و واحدہ ہی تو بہر صورت ایک طلاق واقع ہوگی یہ ہدایہ مین ہی اور اصل ایسے مسائل مین یہ ہی کہ جو لفظ پہلے بولا ہی اگر وہ پہلے واقع ہوتا ہی تو وہی ایک واقع ہوگا اور اگر وہ آخر مین واقع ہوتا ہو تو دو واقع ہونگی چنانچہ اگر کہا کہ تو طالقہ بیک طلاق قبل ایک طلاق کے ہی یا کہا کہ تو طالقہ ہی بیک طلاق

کہ بعد اُسکے ایک طلاق ہو تو ایک ہی طلاق واقع ہوگی اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہی بیک طلاق کہ قبل اِسکے
ایک طلاق ہی تو دو طلاق واقع ہونگی اور اگر کہا کہ واحد بعد واحد کے تو بھی دو واقع ہونگی اور اسیطرح
اگر کہا واحدہ مع واحدہ کے یا بواحدہ کہ جسکے ساتھ واحدہ ہی تو بھی یہی حکم ہی اور اگر عورت مدخولہ ہو تو ان
سب صورتون مین دو طلاق واقع ہونگی یہ سراج الوہاج مین ہی - اور اگر کہا کہ تو طالقہ ایسی ایک طلاق
کے ساتھ ہی کہ اُس سے پہلے دو طلاق ہین تو تین طلاق واقع ہونگی جیسے اس قول مین کہ بواحدہ مع دو یا
بواحدہ کہ جسکے ساتھ دو ہین یہی ہوتا ہی کہ تین طلاق پڑتی ہین اسیطرح اگر کہا کہ بواحدہ کہ قبل اسکے دو ہین
یا بواحدہ بعد دو طلاق کے تو بھی یہی حکم ہی کہ تین طلاق واقع ہونگی یہ عتابیہ مین ہی - اور اگر کہا کہ انت
طالق ثمنیتن مع طلاقی ایاک یعنے تو طالقہ ہی بدو طلاق مع میری طلاق کے تجکو پھر اُسکو ایک طلاق دی
تو ایک واقع ہوگی اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہی بعدہ طالقہ ہی اگر تو دار مین داخل ہو تو داخل ہونے پر دونون
طلاق واقع ہونگی یہ ظہیریہ مین ہی - اور اگر غیر مدخولہ سے کہا کہ تو اکیس طلاق سے طالقہ ہی تو ہمارے
علماء ثلثہ کے نزدیک تین طلاق واقع ہونگی اور اگر کہا کہ گیارہ طلاق تو بالاتفاق تین طلاق واقع ہونگی اور
اگر کہا کہ ایک اور دس تو ایک واقع ہوگی اور اگر کہا کہ ایک وسو یا ایک و ہزار تو ایک طلاق واقع ہوگی
یہ امام اعظمؒ سے حسن بن زیاد نے روایت کی ہی اور امام ابو یوسف نے فرمایا کہ تین طلاق واقع ہونگی یہ محیط مین
ہی - اور منتقی مین لکھا ہی کہ اگر غیر مدخولہ کو دو طلاق دین پھر کہا کہ مین اسکو دو طلاق سے پہلے ایک طلاق
دیچکا ہون تو مین عورت سے دو طلاق مذکور باطل نہ کرونگا اور جسکا شوہر نے اقرار کیا ہی وہ بھی عورت
کے ذمہ لازم کرونگا پس یہ عورت اس شوہر کے واسطے حلال نہوگی یہان تک کہ اسکے سوائے کسی دوسرے
شوہر سے نکاح کرے یعنے حلالہ کرادے یہ ذخیرہ مین ہی - اور اگر کہا کہ ڈیڑھ طلاق تو بالاتفاق دو طلاق
واقع ہونگی اور اگر کہا کہ نصف و یک تو امام ابو یوسف کے نزدیک دو طلاق واقع ہونگی اور امام محمدؒ
کے نزدیک ایک ہی طلاق واقع ہوگی اور یہی صحیح ہی یہ جوہرہ نیرہ مین ہی - اور اگر کہا کہ تو طالقہ بواحدہ
و آخری ہی تو دو طلاق واقع ہونگی یہ بحر الرائق مین ہی - اور اگر یہ کہنے کا ارادہ کیا کہ تو طالقہ بسہ طلاق یا
ایسے ہی کسی عدد کا نام لینا چاہا مگر انت طالق یعنے تو طالقہ کہکر مرگیا تین یا دو وغیرہ کچھ کہنے نہ پایا تو
کچھ واقع نہوگی یہ تبیین مین ہی اور اگر کہا کہ تو طالقہ البتہ ہی یا طالقہ بائن ہی مگر البتہ یا بائن کہنے سے پہلے
مرگیا تو کچھ واقع نہوگی یہ بحر الرائق مین ہی اور اگر کہا کہ انت طالق اشہدوا آنلشا یعنے تو طالقہ ہی تم گواہ رہو
(یعنے کہنا چاہا تھا)
تین طلاق سے تو ایک طلاق واقع ہوگی اور اگر کہا کہ فاشہدوا تو تین طلاق واقع ہونگی یہ عتابیہ مین ہی
اور اگر کہا کہ تو دار مین داخل ہو تو تو طالقہ ہی بیک طلاق و یک طلاق (پس گواہ رہو تم اٰمنہ) پھر وہ عورت دار مین داخل ہوئی تو اب
ایک طلاق واقع ہوگی اور یہ امام اعظمؒ کے نزدیک ہی اور صاحبین کے نزدیک دو طلاق واقع ہونگی اور
اگر اُسنے شرط کو موخر بیان کیا ہو تو بالاجماع دو طلاق واقع ہونگی یہ جوہرہ نیرہ مین ہی اور اگر طلاق کو شرط
کے ساتھ معلق کیا پس اگر شرط مقدم بیان کی اور کہا کہ اگر تو دار مین جاوے تو تو طالقہ ہی و طالقہ ہی اور یہ
عورت غیر مدخولہ ہی تو شرط پائی جانے پر امام اعظمؒ کے نزدیک ایک طلاق سے بائنہ ہو جائیگی اور باقی لغو ہونگی

اور صاحبین کے نزدیک تین طلاق واقع ہونگی - اور اگر مدخولہ ہو تو بالاجماع تین طلاق سے بائنہ ہوگی ولیکن امام
اعظم کے نزدیک یہ تینوں طلاقین ایک بعد دوسری کے آگے پیچھے واقع ہونگی اور صاحبین کے نزدیک
ایکبارگی تینوں طلاقین واقع ہونگی - اور اگر شرط موخر ہو مثلاً کہا کہ تو طالقہ و طالقہ و طالقہ ہے اگر تو دارمین
جاوے یا بجاے واؤ کے اور کوئی حرف عطف مثل پس وغیرہ کے ذکر کیا پھر عورت مذکورہ دارمین
داخل ہوئی تو بالاجماع تین طلاق سے بائنہ ہوگی خواہ مدخولہ ہو یا غیر مدخولہ ہو - اور یہ سب اسوقت ہے کہ
الفاظ طلاق بحرف عطف بیان کئے ہون اور اگر بغیر حرف عطف کے بیان کیے پس اگر شرط مقدم کی اور کہا کہ
اگر تو دارمین داخل ہو تو تو طالقہ طالقہ طالقہ ہے اور عورت غیر مدخولہ ہے تو اول طلاق معلق بشرط ہوگی اور
دوسری فی الحال واقع ہوگی اور تیسری لغو ہے پھر اگر اس سے نکاح کیا پھر وہ دارمین داخل ہوئی تو
جو طلاق شرط پر معلق تھی وہ واقع ہوگی اور اگر عورت مذکورہ بعد بائن ہونے کے قبل نکاح مین آنے کے
داخل ہوئی تو مرد مذکور حانث ہوگا اور کچھ واقع نہوگی اور اگر عورت مدخولہ ہو تو اول معلق بشرط
اور دوسری و تیسری فے الحال واقع ہونگی - اور اگر اسنے شرط کو موخر کیا اور کہا کہ تو طالقہ طالقہ طالقہ ہے
اگر تو دارمین داخل ہو اور عورت غیر مدخولہ ہے تو اول طلاق فے الحال پڑجائیگی اور باقی لغو ہوجاوینگی
اور اگر مدخولہ ہو تو اول و ثانی فے الحال پڑجاوینگی اور تیسری معلق بشرط رہیگی یہ سراج الوہاج مین ہے
اور اگر حرف بحرف فاء ہو مثلاً کہا کہ ان دخلت الدار فانت طالق فطالق فطالق یعنے اگر تو دارمین داخل ہو
تو تو طالقہ پس طالقہ پس طالقہ ہے اور عورت غیر مدخولہ ہے پھر وہ دارمین داخل ہوئی تو موافق ذکر امام کرخی ؒ
کے اسمین اختلاف ہے کہ امام اعظم ؒ کے نزدیک ایک طلاق بائنہ ہوجائیگی اور باقی لغو ہونگی اور صاحبین کے
نزدیک تین طلاق واقع ہونگی اور فقیہ ابو اللیث ؒ نے ذکر فرمایا کہ بالاتفاق ایک ہی طلاق واقع ہوگی اور
یہی اصح ہے - اور اگر بلفظ ثم ذکر کیا اور شرط کو موخر کیا مثلاً کہا کہ انت طالق ثم طالق ثم طالق ان دخلت الدار
یعنے تو طالقہ پھر طالقہ پھر طالقہ ہے اگر تو دارمین داخل ہو پس اگر عورت مدخولہ ہو تو امام اعظم ؒ کے نزدیک اول
دو طلاق فے الحال واقع ہونگی اور تیسری معلق بشرط رہیگی اور اگر غیر مدخولہ ہو تو ایک فی الحال پڑجائیگی
اور باقی لغو ہونگی - اور اگر شرط کو مقدم کر کے کہا کہ اگر تو دارمین داخل ہو تو تو طالقہ پھر طالقہ پھر طالقہ ہے
اور عورت مدخولہ ہے تو طلاق اول معلق بشرط ہوگی اور دوسری و تیسری فے الحال واقع ہوگی اور اگر غیر مدخولہ
ہو تو پہلی معلق بشرط ہوگی اور دوسری فے الحال واقع ہوگی اور تیسری لغو ہوگی اور صاحبین کے نزدیک
سب طلاقین معلق بشرط ہونگی خواہ شرط کو مقدم کرے یا موخر کرے لیکن شرط پائے جانے کے وقت
اگر مدخولہ ہو تو تین طلاق واقع ہونگی اور اگر غیر مدخولہ ہو تو ایک ہی طلاق واقع ہوجائیگی خواہ شرط موخر ہو یا مقدم ہو یہ
فتح القدیر مین ہے - اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہے اگر تو دارمین داخل ہو ولیکن ہنوز یہ کہنے نہ پایا تھا کہ اگر تو دارمین
داخل ہو کہ عورت مرگئی تو وہ مطلقہ نہوگی اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہے اور تو طالقہ ہے اگر تو دارمین داخل ہو پھر
عورت اول فقرہ یا دوسرے فقرہ پر مرگئی تو طلاق واقع نہوگی یہ بحر الرائق مین ہے - اور اگر غیر مدخولہ سے کہا کہ تو طالقہ
اور طالقہ ہے اگر تو دارمین داخل ہو تو وہ پہلی طلاق سے بائنہ ہوجائیگی اور دوسری طلاق معلق بشرط نہ رہیگی

اور مدخولہ کی صورت مین اول فی الحال پڑجائیگی اور دوسری معلق بشرط رہیگی چنانچہ اگر وہ عدت مین دار مین داخل
ہوئی تو وہ بھی واقع ہوگی یہ ظہیریہ مین ہی منتقی مین ہی کہ امام ابویوسف نے فرمایا کہ ایک شخص نے اپنی عورت
غیر مدخولہ سے کہا کہ تو طالقہ ہی بیک طلاق جسکے بعد دوسری ایک ہی پس اگر وہ دار مین داخل ہوئی تو پہلی
طلاق سے بائنہ ہوجائیگی اور جو شرطیہ قسم کے ساتھ معلق تھی وہ عورت کے ذمہ لازم نہ آویگی اسواسطے کہ
یہ منقطع ہی اور اگر کہا کہ تو طالقہ بیک طلاق قبل ایک طلاق ہی اگر تو دار مین داخل ہو تو عورت مطلقہ نہوگی جبتک
دار مین داخل نہو پھر جب دار مین داخل ہوئی تو ایک طلاق پڑجائیگی اور وہ مطلقہ ہوجائیگی اور اگر کہا کہ تو طالقہ
ایسی طلاق سے ہی جسکے پہلے ایک طلاق ہی یا مع ایک طلاق کے یا ساتھ اُسکے ایک طلاق ہی اگر تو دار مین
داخل ہو تو جبتک داخل نہو مطلقہ نہوگی پھر جب داخل ہوئی تو اُسپر دو طلاق واقع ہونگی۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ
بیک طلاق ہی کہ جسکے بعد دوسری ایک طلاق ہی اگر تو دار مین داخل ہو تو جبتک داخل نہو طلاق نہ پڑیگی
اور جب داخل ہوئی تو اُسپر دو طلاق واقع ہونگی یہ محیط مین ہی پانچوین فصل کنایات کے بیان مین۔ قال المترجم
واضح رہے کہ کنایات ہر زبان کے علیحدہ ہین لہذا مین معتذر ہون کہ اسکا ترجمہ اپنی زبان مین نہین کرسکتا
ہان تا امکان بعد نقل کلام ترجمہ کردونگا الا وہی الفاظ کہ جو باہم متحد نظر آوین واللہ تعالی ولی التوفیق
واضح رہے کہ کنایات سے طلاق بدون نیت واقع نہین ہوتی ہی پس اگر نیت ہو تو واقع ہوگی یا حال اسپر
دال ہو تو واقع ہوگی یہ جوہرہ نیرہ مین ہی۔ پھر کنایات کی تین قسمین ہین اوّل وہ جو فقط جواب ہونے
کی صلاحیت رکھتے ہین امرک بیدک۔ اختاری۔ اعتدی یعنے تیرا کام تیرے ہاتھ مین ہی۔ تو اختیار کر۔ تو عدت
اختیار کر۔ دوم جو فقط جواب ورد کی صلاحیت رکھتے ہین اخرجی۔ اذہبی۔ قومی۔ تقنعی۔ استتری۔ تخمری یعنے تو نکل جا
تو چلی جا تو اٹھ کھڑی ہو۔ تو تقنع کر۔ تو ستر کر۔ تو خمار اوڑھ۔ سوم آنکہ جواب و شتم کی صلاحیت رکھتے ہین خلیہ
بریہ۔ بتہ۔ بتلہ۔ بائن۔ حرام۔ اور احوال بھی تین ہین حالت رضاء۔ حالت مذاکرہ طلاق مثلاً عورت نے
خود یا اُسکے سوائے دوسرے نے شوہر سے طلاق مانگی۔ حالت غضب۔ پس حالت رضا مین ان سب
الفاظ مین سے کسی سے طلاق نواقع ہوگی الا بنیت اور قسم کے ساتھ شوہر کا قول ترک نیت مین قبول ہوگا اور
حالت مذاکرہ طلاق مین قضاءً ان سب سے سوائے ان الفاظ کے جو جواب ورد ہونے کی صلاحیت رکھتے ہین
طلاق واقع ہوجائیگی اور جو جواب ورد ہونے کی صلاحیت رکھتے ہین اُن الفاظ مین قضاءً طلاق نہ قرار دیجائیگی
یہ کافی مین ہی۔ اور حالت غضب مین اگر ایسے الفاظ کہے تو ان سب مین اُسکے قول کی تصدیق ہوگی کہ کیا مراد
تھی کیونکہ انمین احتمال رد و شتم کا ہی لیکن جو رد و شتم ہونے کی صلاحیت نہین رکھتے ہین بلکہ طلاق کے واسطے
صلاحیت رکھتے ہین جیسے اعتدی و اختاری و امرک بیدک تو ایسے الفاظ مین شوہر کے قول کی تصدیق نہوگی
یہ ہدایہ مین ہی اور امام ابویوسف نے خلیہ و بریہ و بتہ و بائن و حرام کے ساتھ چار اور ملائے ہین یعنے لاسبیل
لی علیک میری تجھپر کوئی راہ نہین ہی و لاملک لی علیک میری کوئی ملک تجھپر نہین ہی اور خلیت سبیلک مین نے
تیری راہ خالی کردی اور فارقتک مین نے تجھے الگ کردیا اور یہ امام سرخسی نے مبسوط مین و قاضیخان نے جامع صغیر
مین اور اوروں نے ذکر فرمایا ہی اور خرجت من ملکی یعنے تو میری ملک سے نکل گئی اسکی کوئی روایت نہین ہی

اور مشائخ نے فرمایا کہ یہ بمنزلۂ خلیت سبیلک کے ہے اور ینابیع مین لکھا ہے کہ امام ابو یوسف نے پانچ کے ساتھ چھ الفاظ ملائے ہین پس چار تو وہی ہین جو ہمنے ذکر کردیے ہین اور باقی دو یہ ہین خالعتک یعنی مین نے تجھے خلع کردیا اور الحقی باہلک تو اپنے لوگون مین جامل کذا فی غایۃ السروجی اور اگر کہا حبلک علے غاربک تو بدون نیت کے طلاق واقع نہوگی یہ فتاوی قاضیخان مین ہے۔ اور اگر کہا کہ انتقلی یہان سے دوسری جگہ جا یا کہا کہ انطلقی چل یہان سے تو یہ مثل الحقی کے ہے اور بزازیہ مین لکھا ہے کہ اگر کہا کہ الحقی برفقتک یعنے اپنے رفیقون مین جامل تو طلاق پڑجائیگی اگر اُسنے نیت کی ہو یہ بحر الرائق مین ہے۔ اور اگر کہا کہ اعتدی یعنے عدت اختیار کر یا استبری رحمک یعنے اپنے رحم کو پاک کر یا انت واحدۃ یعنے تو واحدہ ہے ان صورتون مین ایک طلاق رجعی واقع ہوگی اگرچہ اُسنے دو یا تین طلاق کی نیت کی ہو اور انکے سوائے اور الفاظ مین ایک طلاق بائنہ واقع ہوتی ہے اگرچہ دو طلاق کی نیت کی ہو ولیکن تین طلاق کی نیت صحیح ہے مگر اختاری یعنے تو اختیار کر اسمین تین طلاق کی نیت صحیح نہین ہے یہ تبیین مین ہے اور اگر کہا کہ ابتغی الازواج یعنے شوہرون کو ڈھونڈھ تو ایک بائنہ واقع ہوگی اگر نیت کی ہو اور اگر دو یا تین طلاق کی نیت کی ہو تو پڑینگی یہ شرح وقایہ مین ہے اور اسیطرح باندی کی صورت مین دو کی نیت صحیح ہے یہ نہر الفائق مین ہے۔ اور اگر اپنی آزاد منکوحہ کو ایک طلاق دیدی پھر اُس سے کہا کہ تو بائنہ ہے اور دو کی نیت کی تو ایک ہی طلاق ہوگی اور اگر تین طلاق کی نیت کی تو واقع ہوجاوینگی یہ محیط سرخسی مین ہے اور اگر کہا کہ مین نے نکاح فسخ کیا اور طلاق کی نیت کی تو واقع ہوگی اور امام اعظم سے مروی ہے کہ اگر تین طلاق کی نیت کی تو بھی صحیح ہے کہ تین طلاق واقع ہونگی یہ معراج الدرایہ مین ہے۔ اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ تو میری عورت نہین ہے یا اُس سے کہا کہ مین تیرا شوہر نہین ہون یا اس سے دریافت کیا گیا کہ تیری جورو ہے پس اُسنے جواب دیا کہ نہین پھر دعوی کیا کہ مین نے عمداً جھوٹ کہا تھا تو حالت رضا و غضب دونون مین اُسکے قول کی تصدیق ہوگی اور طلاق واقع نہوگی اور اگر کہا کہ میری نیت طلاق تھی تو امام اعظمؒ کے نزدیک طلاق واقع ہوگی اور اگر کہا کہ مین نے تجھ سے نکاح نہین کیا ہے اور طلاق کی نیت کی تو بالاجماع واقع نہوگی یہ بدائع مین ہے اور اگر کسی نے کہا کہ میری جورو نہین ہے تو طلاق واقع نہوگی اگرچہ نیت کی ہو اسیطرح اگر کہا علی حجۃ ان کانت لی امراۃ یعنے مجھپر حج لازم ہے اگر میری جورو ہو تو بھی یہی حکم ہے اور یہ بالاجماع ہے چنانچہ امام سرخسیؒ نے اپنے نسخہ مین اور شیخ نجم الدین نے شرح شافی مین ذکر فرمایا ہے یہ خلاصہ مین ہے اور اسپر اجماع ہے کہ اگر اُسنے کہا کہ واللہ تو میری جورو نہین ہے یا تو نہین ہے واللہ میری جورو تو کچھ واقع نہوگی اگرچہ نیت کی ہو اور اگر کہا کہ مجھے تجھ سے کچھ حاجت نہین ہے اور طلاق کی نیت کی تو یہ طلاق نہین ہے۔ اور اگر کہا کہ تجھسے بند ہوجا اور طلاق کی نیت کی تو طلاق ہوجائیگی یہ سراج الوہاج مین ہے۔ اور اگر کہا کہ مین تجھے نہین ارادہ کرتا ہون یا تجھے نہین چاہتا ہون یا تیری خواہش نہین کرتا ہون یا میری کچھ رغبت تجھسے نہین ہے تو امام اعظمؒ کے نزدیک طلاق نہ واقع ہوگی اگرچہ نیت کی ہو یہ بحر الرائق مین ہے۔ اور اگر کہا کہ تو میری جورو نہین ہے اور مین تیرا شوہر نہین ہون اور طلاق کی نیت کی تو امام اعظمؒ کے نزدیک طلاق واقع ہوگی اور صاحبین کے نزدیک واقع نہوگی اور اگر شوہر نے کہا کہ مین تجھ سے بائن ہون یا مین تجھ سے حرام ہون اور طلاق کی نیت کی تو واقع ہوگی۔ اور اگر کہا کہ مین حرام

یا بائن ہوں اور تجھ سے اور تجھ پر نہ کہا تو طلاق نہ پڑیگی اگرچہ نیت کی ہو یہ محیط سرخسی مین ہے - اور اگر مذاکرہ طلاق مین عورت سے کہا کہ بانتیک مین نے اپنے سے تجھے بائن کر دیا یا مین نے تجھے بائن کر دیا یا مین تجھ سے بائن ہو گیا یا لاسلطان لی علیک میرا تجھ پر کوئی قابو نہین ہے یا مین نے تجھے سرح کر دیا (چھٹا چھوڑ دینا ۱۲) یا عورت سے کہا کہ مین نے تجھے تجھ کو ہبہ کر دیا یا تیری راہ خالی کر دی یا تو سائبہ ہے یا توحرہ ہے یا تو جان اور تیرا کام پس عورت نے کہا کہ مین نے اپنی نفس کو اختیار کیا تو طلاق پڑ جاویگی پھر اگر مرد نے (پھیلی ہوئی ۱۲) دعوی کیا کہ مین نے طلاق کی نیت نہین کی تھی تو قضاءً اسکے قول کی تصدیق نہوگی - اور اگر عورت سے کہا کہ میرے تیرے درمیان نکاح نہین ہے یا کہا کہ میرے تیرے درمیان نکاح نہین باقی رہا تو طلاق واقع ہوگی بشرطیکہ نیت ہو - اور اگر عورت نے شوہر سے کہا کہ تو میرا شوہر نہین ہے پس شوہر نے کہا کہ تو نے سچ کہا اور طلاق کی نیت کی تو امام اعظمؒ کے نزدیک واقع ہوگی یہ فتاوی قاضی خان مین ہے - اور حسن نے امام اعظمؒ سے روایت کی ہے کہ اگر شوہر نے عورت سے کہا کہ مین نے تجھے تیرے لوگون کو یا تیرے باپ کو یا تیری مان کو یا شوہرون کو ہبہ کر دیا تو یہ نیت پر طلاق ہے اور اگر کہا کہ مین نے تجھے تیرے بھائی کو یا تیرے مامون کو یا تیرے چچا کو یا فلان اجنبی کو ہبہ کیا تو طلاق نہوگی یہ سراج الوہاج مین ہے - اور اگر عورت سے کہا کہ مین نے تجھے تجھکو ہبہ کیا تو یہ بھی از جملہ کنایات ہے کہ اگر اس سے طلاق کی نیت ہو تو واقع ہوگی ورنہ نہین - اور اگر عورت سے کہا کہ مین نے تجھے مباح کر دیا تو طلاق واقع نہوگی اگرچہ نیت ہو یہ محیط مین ہے اور اگر کہا کہ سرت غیر امرأتی یعنے تو غیر میری جورو کی ہوگئی خواہ رضامندی مین کہا یا غصہ مین تو تو مطلقہ ہو جائیگی اگر نیت کی ہو یہ خلاصہ مین ہے - اور اگر عورت سے کہا کہ میرے تیرے درمیان مین کچھ نہین رہا اور اس سے طلاق کی نیت کی تو واقع نہوگی - اور فتاوی مین ہے کہ اگر کہا کہ میرے تیرے درمیان کوئی معاملہ نہین رہا تو نیت پر طلاق پڑ جائیگی یہ عتابیہ مین ہے اور اگر کہا کہ مین تیرے نکاح سے بری ہون تو نیت پر طلاق پڑ جائیگی اور اگر کہا کہ تو مجھ سے دور ہو اور طلاق کی نیت کی تو واقع ہوگی یہ فتاوی قاضی خان مین ہے اور تو مجھ سے یکسو ہو اور تو نے مجھ سے چھٹکارا پایا یہ بھی جملہ کنایات سے ہے یہ فتح القدیر مین ہے - اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ تجھ پر چارون طرفین کھلی ہین تو اس سے کچھ نہ واقع ہوگی اگرچہ نیت کی ہو الا اگر اسکے ساتھ یہ بھی کہا کہ جو راہ تیرا جی چاہے اختیار کرے اور پھر کہا کہ میری نیت طلاق تھی تو طلاق ہوگی اور اگر کہا کہ مین نے طلاق کی نیت نہین کی تھی تو اسکی تصدیق کیجائیگی اور اگر عورت سے کہا کہ جس راہ تیرا جی چاہے جا اور کہا کہ مین نے طلاق کی نیت کی تھی تو واقع ہوگی اور بدون نیت واقع نہوگی اگرچہ مذاکرہ طلاق کی حالت مین ہو - اور منتقی مین ہے کہ اگر عورت سے کہا کہ تو ہزار بار چلی جا اور طلاق کی نیت کی تو تین طلاق واقع ہونگی - اور مجموع النوازل مین ہے کہ اگر عورت سے کہا کہ تو جہنم کو جا اور طلاق کی نیت کی ہو تو طلاق پڑ جاویگی یہ خلاصہ مین ہے - اور اگر کہا کہ مین نے تجھے آزاد کر دیا تو نیت سے طلاق پڑ جاویگی یہ معراج الدرایہ مین ہے - اور اگر کہا کہ تو حرہ ہو جا یا تو آزاد ہو جا تو مثل تو آزاد ہے کہنے کے ہے یہ بحر الرائق مین ہے - اور اگر کہا کہ مین نے تیری طلاق فروخت کی پس عورت نے کہا کہ مین نے خرید لی تو یہ طلاق رجعی ہے اور اگر مرد نے کہا ہو کہ بعوض تیرے مہر کے تو طلاق بائنہ ہوگی - اسیطرح اگر کہا کہ مین نے تیرے نفس کو فروخت کیا تو بھی ایسی صورت مین

بھی

یہی حکم ہے۔ ایک عورت سے اسکے شوہر نے کہا کہ مین تجھ سے استنکاف کرتا ہون پس عورت نے کہا کہ جیسے
منہ مین تھوک سو اگر تو اس سے استنکاف (ناگوار خاطری ۱۲) کرتا ہے تو اسکو پھینک دے پس شوہر نے کہا کہ تھوک تھوک اور
منہ سے تھوک پھینک دیا اور کہا کہ مین نے پھینک دیا اور اس سے طلاق کی نیت کی تو واقع نہوگی یہ ظہیریہ
مین ہے۔ ایک عورت کے شوہر کو گمان ہوا کہ میری عورت کا نکاح فاسد طور پر ہوا ہے پس اُسنے کہا کہ مین نے
یہ نکاح جو میرے اور میری عورت کے درمیان ہے ترک کر دیا پھر ظاہر ہوا کہ نکاح بطور صحیح واقع ہوا ہے تو اسکی
جورو مطلقہ نہوگی۔ اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ مین تیری تین تطلیقات سے بری ہون تو بعض نے کہا
کہ نیت پر طلاق واقع ہوگی اور بعض نے فرمایا کہ طلاق نہوگی اور یہی ظاہر ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو سراح
ہے تو یہ ایسا ہے جیسے کہا کہ تو خلیہ ہے یہ فتاوی قاضیخان مین ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ مین نے تجھے زوجہ ہونے سے
بری کر دیا تو بلا نیت طلاق پڑجائیگی خواہ غضب (غصہ ۱۲) ہو یا کوئی اور حالت ہو یہ ذخیرہ مین ہے۔ مجموع النوازل مین لکھا ہے
کہ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ مین تجھ سے بری ہون پس شوہر نے کہا کہ مین بھی تجھ سے بری ہون
پس عورت نے کہا کہ دیکھ تو کیا کہتا ہے پس اُسنے کہا کہ مین نے طلاق کی نیت نہین کی تو بسبب عدم نیت کے
طلاق واقع نہوگی یہ محیط مین ہے۔ اور اگر کہا کہ صفحت عن طلاقک مین نے تیری طلاق سے صفح کیا اور نیت
طلاق کی تو طلاق نہ پڑیگی اور اسیطرح جو لفظ ایسا ہو کہ محتمل طلاق نہو اس سے طلاق واقع نہوگی اگرچہ طلاق
کی نیت ہو مثلاً کہا بارک اللہ علیک تجھے اللہ تعالے برکت عطا فرمادے یا کہا مجھے کھانا کھلادے یا پانی
پلادے ایسے الفاظ سے بہ نیت بھی طلاق نہ واقع ہوگی اور اگر ایسے الفاظ جمع کیے جو محتمل طلاق ہین اور
نہین ہین مثلاً کہا یہان سے جا اور کھا یا کہا تو یہان سے جا اور کپڑا فروخت کر اور یہان سے جا کہنے سے طلاق کی
نیت کی تو اختلاف زفرؒ و یعقوبؒ مین مذکور ہے کہ امام ابو یوسفؒ کے قول مین طلاق نہ واقع ہوگی اور امام زفرؒ کے
قول مین طلاق ہوگی یہ بدائع مین ہے اور اگر کہا کہ یہان سے جا کر نکاح کرلے تو ایک طلاق واقع ہوگی اگر
نیت کی ہو اور اگر تین طلاق کی نیت کی ہو تو تین طلاق واقع ہونگی۔ اور فتاوے مین مذکور ہے کہ اگر عورت سے
کہا کہ یہان سے جا کر کپڑا فروخت کر یا یہان سے جا کر تقنع کر یا یہان سے اُٹھ کر کھا اور یہان سے جا کر اور اُٹھ کر
سے طلاق کی نیت کی تو واقع نہوگی یہ خلاصہ مین ہے۔ اور اگر کہا کہ کسی شوہر سے نکاح کر تا کہ وہ میرے واسطے
تجھے حلال کر دے تو یہ تین طلاق کا اقرار ہے۔ اور اگر کہا کہ تو نکاح کرلے اور ایک طلاق کی نیت کی یا تین
طلاق کی نیت کی تو صحیح ہے اور اگر کچھ نیت نہو تو واقع نہوگی یہ عتابیہ مین ہے۔ اگر ایک مرد نے دوسرے مرد سے کہا کہ
اگر تو مجھے فلانہ عورت کی وجہ سے مارتا ہے جس سے مین نے نکاح کیا ہے تو مین نے اُسے چھوڑا تو اُسے لے اور
طلاق کی نیت کی تو ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی یہ خلاصہ مین ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو عدت اختیار کر تو
عدت اختیار کر تو عدت اختیار کر تو اس مسئلہ مین کئی صورتون کا احتمال ہے اول آن الفاظ مین سے ہر ایک سے اُسنے ایک طلاق
کی نیت کی دوم فقط اول سے طلاق کی نیت کی سوم اول سے فقط حیض کی نیت کی اور بس چہارم فقط
پہلی دونون سے طلاق کی نیت کی پنجم فقط پہلی و تیسری سے طلاق کی نیت کی ششم دوسری و تیسری سے
طلاق کی نیت کی اور اول سے حیض کی نیت کی۔ پس ان سب چھ صورتون مین اسکے تین طلاق واقع ہونگی

ہفتم آنکہ فقط اُسنے دوسری سے طلاق کی نیت کی اور بس ہشتم آنکہ اول وثانی سے فقط حیض کی نیت کی اور بس نہم آنکہ اول سے طلاق کی اور تیسری سے حیض کی نیت کی اور بس دہم دوسری وتیسری سے طلاق کی نیت کی اور بس یازدہم آنکہ پہلی دونون سے فقط حیض کی نیت کی اور بس دوازدہم اول وسوم سے فقط حیض کی نیت کی اور بس سیزدہم پہلی ودوسری سے طلاق کی اور تیسری سے حیض کی نیت کی چہاردہم اول وتیسری سے طلاق کی نیت کی اور دوسری سے حیض کی نیت کی - پانزدہم اول ودوسری سے حیض کی اور تیسری سے طلاق کی نیت کی شانزدہم اول وتیسری سے حیض کی اور دوسری سے طلاق کی نیت کی ہفتدہم دوسری سے حیض کی نیت کی اور بس توان سب گیارہ صورتون مین اسپر دو طلاق واقع ہونگی ہیزدہم ان سب الفاظ مین سے ہر ایک سے حیض کی نیت کی ہو - نوزدہم تیسری سے طلاق کی نیت کی ہو اور بس بستم تیسری سے حیض کی نیت کی ہو اور بس - بست ویکم دوسری سے طلاق کی اور تیسری سے حیض کی نیت کی ہو اور بس بست ودوم دوسری وتیسری سے حیض کی نیت کی ہو اور اول سے طلاق کی نیت کی ہو - بست وسوم دوسری وتیسری سے حیض کی نیت کی ہو اور بس پس ان سب چھ صورتون مین اسپر ایک طلاق واقع ہوگی بست وچہارم آنکہ اُسنے ان سب الفاظ مین سے کسی سے کچھ نیت نہین کی تو ایسی صورت مین عورت پر کوئی طلاق واقع نہوگی یہ فتح القدیر مین ہے - ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ تو عدت اختیار کر تو عدت اختیار کر تو عدت اختیار کر پھر کہا کہ مین نے ان سب سے ایک طلاق کی نیت کی تھی تو فیما بینہ وبین اللہ تعالے اُسکی تصدیق ہوگی مگر قضاءً تین طلاق واقع ہونگی یہ فتاوی قاضیخان مین ہے - اور اگر کہا کہ عدت اختیار کر تین - پھر کہا کہ مین نے عدت اختیار کر سے ایک طلاق کی نیت کی اور تین سے تین حیض کی نیت کی تو قضاءً بھی اُسکے کہنے کے موافق رکھا جائیگا یہ شرح جامع صغیر قاضیخان مین ہے - اور مبسوط مین لکھا ہے کہ اعتدی فاعتدی یعنے عدت اختیار کر تو پس عدت اختیار کر تو - یا کہا کہ تو عدت اختیار کر تو عدت اختیار کر یا کہا کہ تو عدت اختیار کر اور تو عدت اختیار کر اور اُسنے طلاق کی نیت کی ہے تو قضاءً عورت پر دو طلاق واقع ہونگی یہ غایۃ السروجی مین ہے - اور منتقی مین ہے کہ اگر عورت سے کہا کہ تو عدت اختیار کر اے مطلقہ اور عدت اختیار کر کہنے سے ایک طلاق کی نیت کی تو عورت پر دو طلاق واقع ہونگی ایک طلاق اس قول سے کہ تو عدت اختیار کر اور دوسری اے مطلقہ سے اور اگر اُسنے کہا کہ مین نے اے مطلقہ سے طلاق کی نیت نہین کی بلکہ یہ میری مراد تھی کہ تو عدت اختیار کر کہنے سے عورت کا مطلقہ ہونا لازم ہوگیا ہے پس مین نے اس وصف سے اُسکو پکارا ہے تو فیما بینہ وبین اللہ تعالی اُسکے قول کی تصدیق ہوگی اور اگر عورت سے کہا کہ بائن رہ کہ تو طالقہ ہے پس اگر بائن رہ کہنے سے طلاق کی نیت نکی ہو تو ایک طلاق واقع ہوگی - اور اگر عورت سے کہا کہ مین نے اپنے نفس کو تجھپر حرام کیا پس تو استبرا کر اور ان الفاظون سے طلاق کی نیت کی تو عورت پر ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی اسواسطے کہ بائنہ عورت پر بائنہ طلاق نہین پڑسکتی ہے اور اسی طرح اگر قولہ کہ مین نے اپنے نفس کو تجھپر حرام کیا کہنے سے ایک طلاق کی نیت کی اور تو استبرا کر نے سے تین طلاق کی نیت کی تو بھی ایک ہی طلاق بائنہ واقع ہوگی اور اگر کہا کہ مین نے اپنے نفس کو تجھپر حرام کیا کہنے سے کچھ مراد نہین لیا اور تو استبرا کر کہنے سے ایک طلاق یا تین طلاق کی نیت کی تو یہ اُسکی نیت کے موافق ہوگا یہ محیط مین ہے -

اور اگر عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ تو مجھے طلاق دیدے پس اُسنے کہا کہ اعتدی یعنے تو عدت اختیار کر پھر دعوی کیا کہ مین نے طلاق کی نیت نہین کی تھی تو اُسکے قول کی تصدیق نہوگی یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ واضح ہو کہ طلاق صریح دوسری طلاق صریح سے ملجاتی ہو مثلاً کہا کہ تو طالقہ ہی تو ایک طلاق پڑیگی اور پھر کہا کہ تو طالقہ ہی تو دوسری طلاق پڑیگی۔ اور نیز طلاق صریح طلاق بائن سے بھی ملجاتی ہو مثلاً کہا کہ تو بائنہ ہی یا کسیقدر مال پر عورت کو خلع کر دیا پھر عورت سے کہا کہ تو طالقہ ہی تو ہمارے نزدیک یہ طلاق بھی پڑجائیگی۔ اور بائن کے ساتھ بائن نہین ملتی ہی مثلاً کہا کہ تو بائنہ ہی پھر عورت سے کہا کہ تو بائنہ ہی تو فقط ایک ہی طلاق بائنہ واقع ہوگی اسواسطے کہ دوسرے کا اول سے خبر قرار دینا ممکن ہی اور خبر سچ ہی پس اسکا انشاء قرار دینا غیر ضروری ہی اسواسطے کہ انشاء اقتضاء ضروری ہوتا ہی ہان اگر یہ کہا کہ مین نے دوسری طلاق بائنہ سے بینونت غلیظہ چاہی تھی تو چاہیے کہ اعتبار کیجاوے اور اس سے حرمت غلیظہ ثابت کیجاوے لیکن اگر بائن معلق ہو مثلاً کہا کہ اگر تو دار مین داخل ہو تو تو بائنہ ہی پھر اس سے کہا کہ تو بائنہ ہی پھر عدت مین وہ دار مین داخل ہوئی تو طلاق پڑیگی یہ عینی شرح کنز مین ہی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو بائنہ ہی یا عورت کو خلع دیدیا پھر اُس سے کہا کہ اگر تو دار مین داخل ہو تو تو بائنہ ہی اور طلاق کی نیت کی پھر اول کی عدت مین وہ دار مین داخل ہوئی تو طلاق واقع نہوگی۔ اور اگر کسی نے اپنی عورت سے کہا کہ واللہ مین تجھسے قربت نہ کرونگا پھر چار مہینہ گذرنے سے پہلے اُس سے کہا کہ تو بائنہ ہی اور طلاق کی نیت کی یا اُسے خلع دیدیا تو طلاق پڑجائیگی پھر اگر چار مہینہ گذرے پھر اُس سے وطی نہ کی تو پھر بھی طلاق واقع ہوگی۔ اور اگر پہلے اسکو خلع دیدیا پھر اُس سے کہا کہ تو بائنہ ہی تو کچھ واقع نہوگی۔ اور جو حکم طلاق صریح کی صورت مین معلوم ہوا ہی ویسا ہی انت واحدۃ تو واحدہ ہی اور تو عدت اختیار کر اور تو اپنے رحم کا استبراء کر کا نمین بھی ہی یہ سراج الوہاج مین ہی اور اگر عورت کو بائنہ کر دیا یا خلع دیدیا پھر عدت مین اُس سے کہا کہ تو عدت اختیار کر اور طلاق کی نیت کی تو ظاہر الروایہ کے موافق دوسری طلاق واقع ہوگی یہ بحر الرائق مین ہی۔ ایک شخص نے اپنی جورو کو بعد خلع دینے کے عدت مین کسیقدر مال لیکر طلاق دی تو طلاق واقع ہوگی اور مال واجب نہوگا اور طلاق اسوجہ سے واقع ہوگی کہ صریح ہی پس طلاق بائن سے ملجاویگی اور اگر بعد طلاق رجعی کے عورت کو خلع دیا یا کسیقدر مال لیکر طلاق دی تو صحیح ہی اور اگر مال پر اسکو طلاق دی پھر عدت مین اُسکو خلع دیا تو نہین صحیح ہی۔ اور اگر عورت سے بعد بینونت کے کہا کہ مین نے تجھے خلع کر دیا اور نیت طلاق کی ہی تو کچھ واقع نہوگی یہ خلاصہ مین ہی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو بائنہ کل ہی اور اس سے طلاق کی نیت کی پھر اُسکو آج ہی کے روز بائنہ کر دیا پھر کل کا روز آیا تو شرط کی تعلیق اسیوجہ سے واقع ہو گی یہ ہمارے نزدیک ہی اور ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ اس مسئلہ پر قیاس کرکے اگر عورت سے کہا اگر تو دار مین داخل ہو تو تو بائنہ ہی اور طلاق کی نیت کی پھر اُس سے کہا کہ اگر تو فلان سے کلام کرے تو تو بائنہ ہی اور طلاق کی نیت کی پھر وہ دار مین داخل ہوئی تو اسپر ایک طلاق واقع ہوگی پھر اُسنے فلان مذکور سے بھی کلام کیا تو دوسری طلاق بھی واقع ہونا چاہیے یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر بائنہ سے کہا کہ تو طالقہ بائنہ ہی تو یہ بھی اول کے ساتھ لاحق ہوگی اور اگر کہا کہ تو بائنہ ہی

تو واقع نہوگی اور اگر عورت سے کہا کہ مین نے تجھے بائن کر دیا تطلیق تو واقع نہوگی یہ خلاصہ مین ہے - اور ہر فرقت
کہ جو ہمیشگی کی حرمت کی موجب ہو جیسے حرمت مصاہرہ و رضاع تو اُسکے ساتھ طلاق لاحق نہین ہوتی ہے اگرچہ
وہ عدت مین ہو - اسیطرح اگر اپنی عورت کو بعد دخول کے خرید کیا تو طلاق اُسکے ساتھ لاحق نہوگی اسواسطے
کہ وہ معتدہ نہین ہے یہ بدائع مین ہے **چھٹی فصل** طلاق بکتابت کے بیان مین - کتابت دو طرح کی ہوتی ہے
کتابت مرسومہ و کتابت غیر مرسومہ - اور مرسومہ سے ہماری یہ مراد ہے کہ مصدر و معنون ہو جیسے غائب کو
لکھی جاتی ہے اور غیر مرسومہ سے یہ مراد ہے کہ وہ مصدر و معنون نہو پس وہ دو طرح کی ہوتی ہے مستبینہ و غیر مستبینہ
پس مستبینہ کی یہ صورت ہے کہ تختہ و دیوار و زمین وغیرہ پر ایسے لکھے کہ اسکا پڑھنا و سمجھنا ممکن ہو - اور غیر مستبینہ
یہ ہے کہ ہوا و پانی وغیرہ ایسی چیز پر لکھدے کہ اسکا پڑھنا و سمجھنا ممکن نہو پس غیر مستبینہ کی صورت مین طلاق
نہین پڑتی ہے اگرچہ نیت ہو اور اگر مستبینہ غیر مرسومہ ہو پس اگر طلاق کی نیت ہو تو واقع ہوگی ورنہ نہین اور
اگر مستبینہ مرسومہ ہو تو طلاق واقع ہوگی خواہ نیت ہو یا نہو پھر واضح ہو کہ مرسومہ کی صورت مین یا تو اُسنے
طلاق کو ارسال کیا کہ بایں طور لکھا کہ اما بعد تو طالقہ ہے تو جیسے ہی لکھا ہے ویسے ہی طلاق پڑ جاویگی اور اسی
تحریر کے وقت سے عورت پر عدت واجب ہوگی - اور اگر خط پہونچنے پر طلاق کو معلق کیا کہ لکھا کہ جسوقت
میرا خط تجھے پہونچے پس تو طالقہ ہے تو جبتک عورت کو خط نہ پہونچیگا تب تک طلاق واقع نہوگی یہ فتاوی
قاضیخان مین ہے - اور اگر لکھا کہ جب یہ میرا خط تجھے پہونچے تو تو طالقہ ہے پھر اسکے بعد اور ضروری امور تحریر
کئے پھر عورت کو خط پہونچا اور اُسنے پڑھا یا نہ پڑھا تو طلاق پڑ جاویگی یہ خلاصہ مین ہے - ایک شخص نے اپنی
جورو کو امور ضروری تحریر کئے اور اُسکے آخر مین لکھا کہ اما بعد جب یہ خط میرا تجھے پہونچے پس تو طالقہ ہے
پھر اُسکی رائے مین آیا کہ اُسنے طلاق کا فقرہ محو کر دیا پھر اُسکو خط پہونچا تو عورت پر طلاق واقع ہوگی
اور اگر اُسنے باقی مضمون جو ضروریات کے واسطے تحریر کیا تھا سب محو کر دیا اور طلاق کی تحریر باقی چھوڑی
پھر اسکو عورت کے پاس بھیجا تو طلاق نہ پڑیگی اسواسطے کہ جب اُسنے تمام مضمون ضروریات کو محو کر دیا تو
وہ خط نہ رہا پس شرط متحقق نہوگی اور اگر اول تحریر مین لکھا کہ اما بعد جسوقت یہ میرا خط تجھے پہونچے پس تو
طالقہ ہے پھر اسکے بعد اور ضروری امور تحریر کئے پھر طلاق کو محو کر دیا اور باقی جو کچھ لکھا تھا رہنے دیا
تو خط پہونچنے پر عورت مذکورہ پر طلاق نہ پڑیگی اور اگر طلاق کا مضمون چھوڑ دیا اور باقی سب محو کر دیا اور
عورت کو بھیجا تو طلاق پڑ جائیگی یہ ظہیریہ مین ہے - اور اگر خط مین اول و آخر مین اپنی ضروریات کو تحریر کیا
اور بیچ مین طلاق کو تحریر کیا پھر طلاق کو محو کر دیا اور خط بھیجا تو عورت پر طلاق پڑ جاویگی خواہ وہ جو
طلاق سے اول تحریر کیا ہے قلیل ہو یا کثیر ہو یہ فتاوی قاضیخان مین ہے - اور اگر عورت کو لکھتے وقت ملا کر
اسطرح لکھا کہ اما بعد تو طالقہ بسہ طلاق ہے انشاء اللہ تعالی تو طلاق نہ پڑیگی اور اگر انشاء اللہ تعالی کا لفظ جدا
کر کے لکھتے وقت تحریر کیا تو طلاق پڑ جائیگی یہ ظہیریہ مین ہے - اور اگر اپنی عورت کو لکھا کہ جب میرا یہ خط
تیرے پاس پہونچے تو تو طالقہ ہے پھر یہ خط عورت کے باپ کے ہاتھ مین پہونچا پس باپ نے وہ خط لیکر
چاک کر ڈالا اور عورت کو نہ دیا پس اگر اُسکا باپ اُسکے تمام امور مین متصرف ہو اور عورت کے شہر مین یہ خط

اُسکے باپ کے ہاتھ مین پہونچا تو طلاق واقع ہو گی اور اگر ایسا نہو تو طلاق واقع نہو گی تاوقتیکہ عورت کو وہ خط
نہ پہونچے اور اگر باپ نے اُسکو اس خط کی اپنے پاس پہونچنے کی خبر دی پس اگر باپ نے وہ پھٹا ہوا خط عورت
کو دیا پس اگر اس خط کا پڑھنا و سمجھنا ممکن تھا تو عورت پر طلاق پڑجاویگی ورنہ نہین یہ فتاوی قاضیخان مین ہی
اور اگر طلاق کو حرفون مین تحریر کیا مگر زبان سے ان شاء اللہ تعالے کہدیا یا زبان سے طلاق کہی اور
انشاء اللہ لکھا تو آیا یہ صحیح ہی پس اس مسئلہ کی کوئی روایت نہین ہی ولیکن صحیح ہونا چاہیے یہ ظہیریہ مین ہی
ایک شخص پیٹے جانے اور قید کئے جانے کے ڈراؤ سے اس امر پر باکراہ مجبور کیا گیا کہ اپنی جورو فلانہ بنت فلان بن
فلان کا طلاق تحریر کرے پس اُسنے لکھا کہ اسکی جورو فلانہ بنت فلان بن فلان طالقہ ہی تو اُسکی جورو پر طلاق واقع
نہو گی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - اور اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ تو میری جورو کو ایک خط لکھ کہ اگر تو
اپنے گھر سے باہر نکلے تو تو طالقہ ہی پس اُسنے لکھا اور بعد تحریر کے قبل اسکے کہ یہ خط اس مرد کو سنایا جاوے
اُسکی عورت گھر سے باہر نکلی پھر یہ خط اس مرد کو سُنایا گیا پس اُسنے یہ خط اپنی جورو کو بھیجدیا تو عورت مذکورہ اس
نکلنے سے جسکا بیان ہوا ہی مطلقہ نہو گی - اسیطرح اگر اُسنے اس طور سے خط تحریر کیا پھر جب شوہر کو سُنایا گیا
تو اُسنے کاتب یعنی لکھنے والے سے کہا کہ مین نے یہ شرط کی تھی کہ ایک مہینہ تک نکلے یا بعد ایک ماہ کے نکلے تو
بھی یہی حکم ہی اور اس شرط کا الحاق جائز ہوگا یہ جامع مین مذکور ہی یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر اپنی عورت کو لکھا
کہ میری جورو و جو سوائے تیرے و سوائے فلانہ کے ہی طالقہ ہی پھر اخیرہ کا نام محو کر دیا پھر خط بھیجا تو وہ مطلقہ
نہو گی یہ ظہیریہ مین ہی - اور منتقی مین لکھا ہی کہ اگر کاغذ مین ایک خط لکھا اور اسمین درج کیا کہ جب تجھے یہ خط میرا
پہونچے تو تو طالقہ ہی پھر اُسکو ایک دوسرے کاغذ پر اُتار کر دوسرا خط تیار کیا یا کسی دوسرے کو حکم دیا کہ ایک
دوسری نقل اُتار کر ایک نسخہ تیار کرے اور خود نہین لکھوایا پھر دونون خط اس عورت کو بھیجے تو قضاءً اس
عورت پر دو طلاق واقع ہونگی بشرطیکہ شوہر اقرار کرے کہ یہ دونون میرے خط ہین یا گواہ لوگ اس امر کی شہادت
ادا کرین اور فیما بینہ وبین اللہ تعالے ایک طلاق عورت پر واقع ہو گی چاہے کوئی خط اُسکو پہونچے پھر دوسرا
باطل ہو جائیگا اسواسطے کہ یہ دونون ایک ہی نسخہ ہین - اور نیز منتقی مین ہی کہ ایک مرد نے دوسرے سے اپنی جورو
کی طلاق کا خط لکھوایا اور اُسنے شوہر کو یہ خط پڑھ سنایا پس شوہر نے اُسکو لیکر لپٹیا اور مہر کی اور اسکا عنوان
لکھکر اپنی عورت کو بھیجدیا پس وہ خط عورت کو پہونچا اور شوہر نے اقرار کیا کہ یہ میرا خط ہی تو عورت پر طلاق
واقع ہو گی اور اسیطرح اگر اس لکھنے والے سے جس سے خط لکھوایا یہ کہا کہ تو یہ خط اس عورت کو بھیجدے یا اس سے
کہا تو ایک نسخہ لکھکر اس عورت کو بھیجدے تو بھی یہی حکم ہی اور اگر اس امر کے گواہ قائم نہوئے اور نہ شوہر نے
یعنی نقل ۱۲
اسطور سے اقرار کیا ولیکن اُسنے جو بات تھی وہ اسی طور سے بیان کر دی تو عورت پر دوسری طلاق لازم نہو گی
نہ قضاءً و نہ فیما بینہ وبین اللہ تعالی اور اسیطرح جو خط اُسنے اپنے خط سے نہین لکھا اور نہ تبلا کر لکھوایا اُس سے
طلاق واقع نہو گی جبکہ اُسنے یہ اقرار نہ کیا ہو کہ یہ میرا خط ہی یہ محیط مین ہی - ساتوین فصل الفاظ فارسیہ سے طلاق کے
بیان مین - جس اصل پر ہمارے زمانہ مین فارسی الفاظ سے طلاق پر فتوی ہی وہ یہ ہی کہ اگر فارسی لفظ ایسا ہو
کہ وہ فقط طلاق ہی مین استعمال کیا جاتا ہی تو وہ لفظ صریح ہو گا کہ اُس سے بدون نیت کے طلاق واقع ہو گی

جبکہ اُسنے عورت کی طرف اضافت کرکے کہا ہو اور جو الفاظ فارسی ایسے ہون کہ وہ طلاق مین اور سوائے طلاق کے دوسرے معنی مین بھی استعمال ہوتے ہین وہ کنایات ہونگے پس انکا حکم سب احکام مین وہی ہوگا جو عربیہ الفاظ کنایات کا حکم ہے کذا فی البدائع وقال المترجم زبان اردو مین جو مختلط زبان الفاظ عربی و فارسی و ہندی و ترکی وغیرہ سے ہے دو قسم کے الفاظ کا حکم معلوم ہوگیا کہ اگر لفظ عربی کہا یا فارسی کہا تو صریح بطور صریح و کنایہ بطور کنایہ رکھا جائیگا اور باقی زبانون کے الفاظ کا حکم بھی یون ہی ہونا چاہیے کیونکہ فارسی کی کوئی خصوصیت نہین ہے جیساکہ تجویز امام اعظمؒ نماز بزبان فارسی کے جواز کی کوئی خصوصیت نہین بلکہ ہر زبان مین بشرط عجز جواز جائز ہوتی ہے نص علیہ بعض المتاخرین فکذا ہذا فافہم واللہ تعالی اعلم بالصواب۔
اگر کسی نے اپنی عورت سے کہا کہ ہشتم ترا از زنی مین نے تجھے اپنی جورو ہونے سے چھوڑ دیا تو جاننا چاہیے کہ یہ لفظ اہل خراسان و اہل عراق طلاق مین استعمال کرتے ہین اور یہ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک صریح ہے پس اس سے جو طلاق واقع ہوگی وہ رجعی ہوگی اور بدون نیت کے واقع ہوگی اور خلاصہ مین لکھا ہے کہ اسی کو فقیہ ابو اللیث نے فرمایا ہے اور تفرید مین لکھا ہے کہ اسی پر فتوی ہے یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ ہشتم ترا یعنے مین نے تجھے چھوڑا اور یہ نہ کہا کہ جورو ہونے سے پس اگر حالت غضب و مذاکرہ طلاق مین ہو تو ایک طلاق رجعی واقع ہوگی اور اگر ایک طلاق بائن یا تین طلاق کی نیت کی ہو تو نیت کے موافق ہوگی اور امام محمد کا قول اسمین امام ابو یوسف کے قول کے موافق ہے یہ محیط مین ہے اور اگر جورو سے کہا کہ ترا چنگ باز داشتم یا ہشتم یا یلہ کردم ترا یا پای کشادہ کردم ترا تو یہ سب عرف مین طلقتک کی تفسیر ہے تا آنکہ طلاق رجعی واقع ہوگی اور بدون نیت واقع ہوگی یہ خلاصہ مین ہے۔ اور شیخ امام ظہیر الدین مرغینانی ہشتم کہنے کی صورت مین بدون نیت واقع ہونے کا اور طلاق رجعی ہونے کا فتوی دیتے تھے اور اسکے سوائے دوسرے الفاظ مین نیت شرط فرماتے تھے اور طلاق واقعہ کو بائنہ فرماتے تھے یہ ذخیرہ مین ہے۔ ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا کہ بیک طلاق دست باز داشتمت یعنے ایک طلاق سے مین نے تیرا ہاتھ باز رکھا تو طلاق بائن واقع ہوگی اور اگر کہا کہ بیک طلاق دست باز داشتم ایک طلاق سے ہاتھ باز رکھا مین نے تو طلاق رجعی واقع ہوگی یہ تجنیس و مزید مین ہے ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ مرا طلاق دہ پس شوہر نے کہا کہ دادہ گیر و کردہ گیر یا کہا کہ دادہ باد و کردہ باد پس اگر نیت کی تو واقع ہوگی اور رجعی ہوگی اور اگر نیت نہ کی تو واقع نہوگی اور اگر کہا کہ دادہ است یا کردہ است یعنے دی ہے یا کی ہے تو واقع ہوگی خواہ نیت ہو یا نہو اور اگر دعوی کیا کہ میری نیت نہ تھی تو قضاءً تصدیق نہوگی اور اگر کہا کہ دادہ انگار یا کردہ انگار تو واقع نہوگی اگرچہ نیت کی ہو اور اگر عورت کی طلاق طلب کرنے کے بعد شوہر نے کہا کہ دادہ گیر و برو تو بر سے دوسری واقع نہوگی الا اسصورت مین کہ دو کی نیت کی ہو۔ اور اگر عورت نے کہا کہ مین ایک پر کفایت نہین کرتی ہون پس شوہر نے کہا کہ دو لے پس اگر اس سے دو طلاق کی نیت کی ہو تو تین طلاق واقع ہونگی۔ اور اگر عورت کی طلاق مانگنے پر مرد نے کہا کہ گفتہ گیر تو طلاق واقع نہوگی اگرچہ نیت کی ہو یہ خلاصہ مین ہے۔ اور اگر عورت نے کہا کہ دست از من باز دار یعنے ہاتھ مجھ سے باز رکھو پس مرد نے کہا کہ باز داشتہ گیر

توطلاق واقع ہوگی بشرطیکہ نیت ہو اور بائنہ ہوگی یہ محیط مین ہے - اور اگر عورت نے کہا کہ مرا امدار یعنی مجھے مت رکھ پس شوہر نے کہا نا داشتہ گیر تو نیت کرنے سے طلاق واقع ہوگی اور بائنہ ہوگی یہ ذخیرہ مین ہے - اور اگر عورت نے کہا کہ مجھے طلاق دے پس مرد نے کہا کہ مین نہین کرتا ہون پس عورت نے کہا کہ اگر بدہی بہ دوم شوی کنم پس مرد نے کہا کہ کن خواہی یکے خواہی دہ یعنی کر جا ہے ایک چاہے دس تو طلاق واقع نہوگی یہ عتابیہ مین ہے - ایک عورت نے کہا کہ مجھے تین طلاق دے پس شوہر نے کہا کہ داہم اے یا سے تحتانی پس اگر یہ لغت کسی شہر والون کی ہے اور شوہر کے شہر کی زبان نہو تو اسکی تصدیق نہوگی کہ مین نے اس سے جواب کا قصد نہین کیا اور اگر کسی شہر والون کی زبان نہو تو یہ جواب نہوگا یہ محیط سرخسی مین ہے اور اگر عورت سے کہا کہ ترا ایک طلاق واین طلاق اولین وآخرین است تو ایک طلاق واقع ہوگی یہ خلاصہ مین ہے - اور اگر عورت سے کہا کہ توسہ دہ اور طلاق کی نیت کی تو واقع ہوگی یہ خزانۃ المفتین مین ہے - ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ دست از من باز دار پس عورت نے کہا کہ باز داشتم بسہ طلاق پس شوہر نے کہا کہ من نیز از تو باز داشتم پس اگر ایک طلاق کی نیت کی تو ایک اور اگر تین طلاق کی نیت کی تو تین طلاق واقع ہونگی اور اگر کچھ نیت نہ کی تو کچھ واقع نہوگی - ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ مرا بکار نیستی میرے کام کی نہین ہے اور اس سے طلاق کی نیت کی تو واقع نہوگی اور اگر کسی مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ ہزار طلاق ترا تو تین طلاق واقع ہونگی - ایک شخص نے اپنی جورو سے مذاکرہ طلاق کی حالت مین کہا کہ ہزار طلاق بدامنت در کردم تو تین طلاق پڑجاوینگی اور اگر اسنے دعوی کیا کہ مین نے اس سے ایقاع طلاق کی نیت نہین کی تھی تو اسکا قول قبول ہوگا - اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ توسہ طلاق باشی پس اگر تین طلاق واقع کرنے کی نیت کی تو پڑینگی ورنہ نہین یہ ظہیریہ مین ہے - اور اگر عورت نے کہا کہ تو مجھے طلاق دیدے اسنے جواب دیا کہ سہ طلاق بدامن تو در نہادم بر و تو تین طلاق پڑینگی یہ عتابیہ مین ہے - اور اگر فارسی مین کہا کہ تو طلاقی تو واقع ہوگی جیسے اگر کہا کہ تو طالقی تو واقع ہوتی ہے اور اسیطرح اگر اس سے کہا کہ تو طلاق باش یا سہ طلاق باش یا سہ طلاقہ باش یا سہ طلاقہ شو تو بدون نیت کے طلاقین پڑجاوینگی اور یہی میرے استاد ظہیر الدین میرے ماموں فتوے دیتے تھے اور باب الحسن مین ہے کہ بلا نیت طلاق نہ پڑیگی یہ خلاصہ مین ہے ایک شخص سے اسکی جورو سے لڑائی ہوئی پس عورت سے فارسی مین کہا کہ ہزار طلاق ترا اور اس سے زیادہ نہ کہا تو اسپر تین طلاق واقع ہونگی - ایک عورت سے اسکے شوہر نے کہا کہ انت طالق واحدۃ پس عورت نے اس سے کہا کہ ہزار پس شوہر نے کہا کہ ہزار تو اسمین دو صورتین ہین یا تو کچھ نیت ہوگی یا نہوگی پس نیت ہونے کی صورت مین موافق اسکی نیت کے ہوگی اور دوسری صورت مین واقع نہوگی - ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ کیف لا تطلقنی کیونکہ تو مجھے نہین طلاق دیتا ہے پس شوہر نے فارسی مین کہا کہ تو از سرتا پا طلاق کردہ تو شوہر سے دریافت کیا جائیگا کہ تیری کیا مراد ہے ایک عورت نے شوہر سے طلاق کی درخواست کی پس شوہر نے فارسی مین کہا کہ یک طلاق دادست و دو طلاق دادست تو تین طلاق پڑجاوینگی - ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ ترا بسیار طلاق اور اسکی کچھ نیت نہ تھی کہ کسقدر تو دو طلاق واقع ہونگی - ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ تو نے دوسری عورت سے نکاح کیا ہے اسنے کہا کہ ہان پس اسنے کہا کہ تو نے پہلی جورو کو کیون طلاق دی پس فارسی مین کہا کہ از برائے ترا

حالانکہ اُسنے کسی دوسری عورت سے نکاح نہین کیا ہی اور نہ پہلی جورو کو طلاق دی ہی اور اس لفظ سے اُسنے طلاق کی نیت
بھی نہین کی تو مطلقہ نہوگی - ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ من طلاق ترا دادم تو اسمین تین صورتین ہین کہ یا تو ایقاع
طلاق کی نیت کی یا عورت کو سپرد کرنے کی یا کچھ نیت نہ کی پس اول صورت مین واقع ہوگی - اور دوسری
صورت مین نہ واقع ہوگی اور تیسری صورت مین واقع ہوگی یہ تجنیس و مزید مین ہی - اور اگر کہا کہ دست باز داشتم
ترا تو اسمین شیخین کا اختلاف ہی لیکن ویسا ہی اختلاف ہی جیسا کہ ہشتم کہنے کی صورت مین ہی - فتاوی نسفی مین ہی کہ
اگر عورت نے کہا کہ دست باز داشتی مرا پس اُسنے کہا کہ داشتم تو بمنزلہ اسکے ہی کہ یون کہا کہ دست باز داشتم اور اگر
عورت نے کہا کہ مرا در کار خدای کن پس شوہر نے کہا کہ ترا در کار خدای کردم یا عورت نے کہا کہ مرا بخدای بخش
پس شوہر نے کہا کہ بخشیدم پس اگر طلاق کی نیت کی تو واقع ہوگی اور اگر نہ کی تو نہ واقع ہوگی یہ ذخیرہ مین ہی - ایک
عورت نے شوہر سے کہا کہ مجھے طلاق دیدے پس شوہر نے کہا کہ ترا کدام طلاق ماندہ است یا کدام نکاح یعنی تیرے لیے کون سی
طلاق رہگئی ہی یا کون نکاح رہا ہی تو یہ تین طلاق کا اقرار ہی یہ قنیہ مین ہی - شیخ نجم الدین سے دریافت کیا گیا کہ ایک
شخص سے اُسکی جورو نے کہا کہ مجھے طلاق دیدے پس کہا کہ نہ ترا طلاق ماندہ است نہ نکاح برخیز و راہ گیر یعنے
نہ تیرے لیے طلاق رہی ہی اور نہ نکاح تو اُٹھ اور اپنی راہ لے تو شیخ نے فرمایا کہ یہ اقرار ہی کہ وہ اُسکو
تین طلاق دے چکا ہی یہ محیط مین - ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ دست باز داشتمت بیک طلاق پس عورت نے
کہا کہ پھر کہہ تا گواہ لوگ سن لین پس شوہر نے کہا کہ دست باز داشتمت بیک طلاق اور جب دونون جدا ہوئے
تو ایک اجنبی عورت نے شوہر سے پوچھا کہ زن را دست باز داشتی اُسنے کہا کہ دست باز داشتمش بیک طلاق
تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر اُسنے دوسری و تیسری مرتبہ دست باز داشتم کہا تو یہ انشاے طلاق ہی پس عورت پر
تین طلاق واقع ہونگی لیکن اگر اُسنے کہا کہ دوسری و تیسری مرتبہ مین نے پہلے واقعہ کی خبر دینے کا قصد
کیا تھا تو ایسا نہوگا اور اگر دست باز داشتہ ام کہا تو یہ اخبار ہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہی - اگر عورت سے
کہا کہ چہار راہ بر تو کشادم چار راہین مین نے تجھپر کھول دین تو طلاق واقع ہوگی اگر اُسنے نیت کی ہو اگرچہ
یہ نہ کہے کہ لے جسکو چاہے - اور اگر عورت سے کہا کہ چار راہ بر تو کشادہ است تو طلاق واقع نہوگی اگرچہ نیت
کی ہو تا وقتیکہ یون نہ کہے کہ لے جسکو چاہے اور یہ اکثر مشائخ کے نزدیک ہی اور یہی امام محمدؒ سے منقول
ہی اور مجموع النوازل مین ہی کہ اگر عورت نے کہا کہ دست از من بدار پس شوہر نے جواب دیا کہ جہنم کو جا تو طلاق
پڑجائیگی - اور شیخ نجم الدینؒ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا کہ دادمت طلاق سر خویش
گیر و روزی خویش طلب کن یعنے مین نے تجھے طلاق دی تو اپنی راہ لے اور اپنی روزی کی جستجو کر تو فرمایا
کہ طلاق اول رجعی ہی اور سر خویش گیر سے اگر طلاق کی نیت نہ کی تو پہلی رجعی طلاق رہیگی اور اس سے کوئی طلاق
واقع نہوگی اور اگر اس سے طلاق کی نیت کی تو طلاق بائن واقع ہوگی پس پہلی طلاق بھی اُسکے ساتھ ملکر
دونون طلاق بائن ہوجاوینگی یہ ذخیرہ مین ہی اور اگر عورت نے کہا کہ تو نے گران خریدی ہی بذریعہ عیب کے
واپس دے پس شوہر نے کہا کہ بعیب باز دادمت یعنے بعیب مین نے تجھے واپس دیا اور اُس سے طلاق
کی نیت کی تو واقع ہوجائیگی اور اگر شوہر نے کہا کہ بعیب دادم یعنے بدون تاے خطاب کے تو واقع نہوگی اگرچہ

مجھے خدا کو بخش دے ۱۲

ف ۔ مجھے خدا کے کام مین کر دے ۱۲ منہ ۔ یعنی ایک ہی طلاق واقع ہوئی ۱۲ م

نیت ہو یہ خلاصہ مین ہے اور اگر عورت کے باپ نے کہا کہ تو نے مجھ سے گران خریدی ہے مجھے واپس کر دے پس شوہر نے کہا کہ تبو بازدادم مین نے تجھے واپس دی تو نیت پر طلاق واقع ہو جائیگی یہ ظہیریہ مین ہے۔ اور اگر عورت نے کہا کہ میرے فلان کام نہ کرنے پر میری طلاق کی قسم کھا پس شوہر نے کہا کہ خوردہ گیر تو شیخ الاسلام اوزجندی کا فتوی منقول ہے کہ عورت پر طلاق واقع نہوگی۔ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ من بیکسوے تو بیلسوے پس شوہر نے کہا کہ ہمچنین گیر تو طلاق نہ پڑیگی۔ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ تو میرے پاس کیون آیا ہے کہ مین تیری جورو نہین ہون پس شوہر نے کہا کہ نے بگیر یعنی لے نہین سہی (ایسا ہی لیجئے یعنی تو ایسی ہی سہی ۱۲) تو طلاق نہ پڑیگی۔ ایک شخص نے اپنی جورو کو اپنے بستر پر بلایا اور اُسنے انکار کیا پس کہا کہ تو میرے پاس سے نکل جا پس عورت نے کہا کہ مجھے طلاق دیدے تا کہ مین چلی جاؤن پس شوہر نے کہا کہ اگر آرزوے تو چنین است چنین گیر یعنی اگر تیری آرزو ایسی ہے تو ایسا ہی لے پس عورت نے کچھ نہ کہا اور کھڑی ہوگئی تو طلاق نہ پڑیگی یہ محیط مین ہے۔ ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا پس اُس سے پوچھا گیا تو نے ایسا کیون کیا پس اُسنے کہا کہ کردہ ناکردہ گیر یعنی ناکردہ تری گیر تو نیت پر طلاق واقع ہوگی اور بعض نے کہا کہ نہین واقع ہوگی اگرچہ نیت بھی ہو اور اسی پر فتوی دیا جائیگا یہ خلاصہ مین ہے۔ ایک شخص نے روٹی کھائی اور شراب پی پھر کہا کہ نان خوردیم و نبید زنان مابہ یعنی مین نے روٹی کھائی و شراب پی میری عورتون کو تین پھر اسکے خاموش ہو جانے کے بعد کسی نے اُس سے کہا کہ تین طلاق پس اُسنے کہا کہ بسہ طلاق تو اسکی جورو پر طلاق واقع نہوگی یہ فتاوی قاضیخان مین ہے۔ فتاوی مین ہے کہ ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو زن منی سہ طلاق مع حذف یا کے تو واقع نہوگی اگر اُسنے کہا کہ مین نے طلاق کی نیت نہین کی کیونکہ جب اُسنے حذف کیا تو طلاق کی اضافت عورت کی جانب نہ کی۔ ایک عورت نے اپنے شوہر سے طلاق طلب کی پس شوہر نے کہا کہ سہ طلاق بردار ورفتی تو واقع نہوگی اور یہ تفویض طلاق عورت کو ہے اور اگر نیت کی تو طلاق واقع ہوگی اور اگر عورت سے کہا کہ سہ طلاق خود بردار ورفتی تو بدون نیت واقع ہوگی اور اگر عورت نے کہا کہ مجھے طلاق دیدے پس مرد نے اسکو مارا اور کہا کہ اینک طلاق (یہ طلاق ۱۲) تو واقع نہوگی اور اگر کہا کہ اینکت طلاق تو واقع ہوگی۔ اور مجموع النوازل مین ہے کہ شیخ اسلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی جورو کو مارا اور کہا کہ دار طلاق (یہ تیرے لیے طلاق ہے ۱۲) تو فرمایا کہ واقع نہوگی۔ اور شیخ احمد قلانسی سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی جورو کو گھونسا مارا اور کہا کہ اینک یک طلاق (رکھ طلاق ۱۲) پھر اسکو دوسرا گھونسا مارا اور کہا کہ اینک دو طلاق اور ایسا ہی تیسری مرتبہ بھی کر کے کہا کہ یہ تیسری طلاق تو فرمایا کہ تین طلاق واقع ہونگی پس شیخ الاسلام فرماتے ہین کہ اُسنے ضرب کا طلاق نام رکھا پس واقع نہوگی اور امام احمد فرماتے ہین کہ طلاق کا نام لیا ہے پس واقع ہوگی قال المترجم عف اس دیار مین بھی واقع ہونا اشبہ ہے واللہ اعلم۔ ایک شخص نشہ مین ہے اس سے اُسکی عورت بھاگی اور وہ پیچھے دوڑا مگر اس مست نے اُسے پکڑ نہ پایا پس فارسی مین کہا کہ بسہ طلاق پس اگر اُسنے کہا کہ مین نے اپنی جورو کو مراد لیا تھا تو واقع ہوگی اور اگر کچھ نہ کہا تو واقع نہوگی یہ خلاصہ مین ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ دار طلاق (رکھ ۱۲) تو در صورت عدم نیت کے واقع نہوگی کیونکہ جنس اضافت مین ضافت چاہیے ہے اور یہان اضافت اس عورت کی جانب نہین پائی گئی اور بعض نے فرمایا کہ بغیر نیت واقع ہوگی اور یہی اشبہ ہے اسواسطے کہ عادت مین

دار کنا اور تُخذ یعنے بکیر اسے کہنا یکسان ہین حالانکہ اگر کہے کہ خذی طلاقک یعنے اپنی طلاق لے تو بلا نیت واقع ہوتی ہے پس ایسا ہی اسقوط مین بھی واقع ہوگی یہ محیط مین ہے اور شمس الائمہ اوزجندی سے دریافت کیا گیا کہ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ اگر طلاق میرے اختیار مین ہوتی تو مین اپنے آپکو ہزار طلاق دیتی پس شوہر نے کہا کہ من تیرا ہزار دادم مین نے بھی ہزار دیدین اور یہ نہ کہا کہ تجھے دیدین تو فرمایا کہ طلاق واقع ہوگی - ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ مجھے تین طلاق دیدے پس اُسنے کہا کہ اینک ہزار یعنے ہزار ہین تو بلا نیت طالقہ نہوگی - ایک شخص نے اپنی جورو کو طلاق دیدی پس اُس سے اس معاملہ مین کہا گیا پس اُسنے کہا کہ دادمش ہزار دیگر یعنے اور ہزار مین نے اُسکو دین تو بلا نیت تین طلاق سے مطلقہ ہوگی - ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ من بر تو سہ طلاقہ ام یعنی مین تیرے نزدیک سہ طلاقہ ہون پس شوہر نے کہا کہ بیشی یا کہا کہ سہ طلاقہ بیشی یا کہا کہ سہ گوچہ صد گو تو یہ سب اُسکی طرف سے تین طلاق کا اقرار ہے پس عورت پر تین طلاق واقع ہونگی - اور فقیہ ابو بکر سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ ہزار طلاق تو یکے کردم یعنے مین نے تیری ہزار طلاق کو ایک کر دیا تو فرمایا کہ تین طلاق واقع ہونگی اسی طرح اگر کہا کہ ہزار طلاق ترا یکے کنم اور طلاق کی نیت کی تو تین طلاق واقع ہونگی یہ ذخیرہ مین ہے - اور شیخ نجم الدین سے دریافت کیا گیا کہ مین اپنے اور تیرے درمیان نکاح کی تجدید کر لون بغرض احتیاط کے پس عورت نے کہا کہ حرمت کی وجہ بیان کر اور مرد سے اس باب مین بڑا جھگڑا کیا پس شوہر نے کہا کہ سزا اے این زلگان نیست کہ ہمچنین حرام میداری تو شیخ نے فرمایا کہ یہ حرمت کا اقرار ہے اور اگر کہا کہ سزا اے این زلگان آنست کہ حرام داری اور یہ نہ کہا کہ ہمچنین یعنے ایسے ہی تو یہ اس عورت کی حرمت کا اقرار نہین ہے کیونکہ اضافت نہین ہے بخلاف پہلی صورت کے کہ اسمین این زلگان و ہمچنین سے اسکی جانب سے تحقیق حرمت ہے یہ خلاصہ مین ہے شیخ الاسلام فقیہ ابو نصر سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے جو نشہ مین ہے اپنی جورو سے کہا کہ تو جانتی ہے کہ مین تجھے طلاق دیدون پس اُسنے کہا کہ ہان پس فارسی مین کہا کہ اگر تو زن منی یک طلاق دو طلاق سہ طلاق برخیز و از نزد من بیرون شو پھر اُس نے دعوی کیا کہ مین نے طلاق کی نیت نہین کی تھی تو قول اسی کا قبول ہوگا یہ محیط مین ہے - اور شیخ ابو بکر سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے جو نشہ مین ہے اپنی جورو سے کہا کہ بیزارم بیزارم بیزارم تو مرا چیزی نباشی یعنی مین بیزار ہون مین بیزار ہون مین بیزار ہون تو میری کوئی نہو پس عورت نے کہا کہ تو کہان تک بکے جائیگا مجھے ڈر معلوم ہوتا ہے کہ میرے تیرے درمیان کچھ باقی نہ رہا پس شوہر نے کہا کہ چنین خواہم ایسا ہی مین چاہتا ہون پھر جب وہ نشہ سے ہوش مین آیا تو کہا کہ مین اسمین سے کچھ نہین یاد رکھتا ہون تو شیخ نے فرمایا کہ مجھے امید ہے کہ عورت مذکورہ مطلقہ نہوگی اور اُسکی جورو رہیگی یہ تاتارخانیہ مین ہے - فتاوے نسفی مین ہے کہ ایک شخص نے کہا کہ آن زن کہ مرا بخانہ است بسہ طلاق حالانکہ اُسکی جورو اُسکے گھر مین طلاق کے وقت نہ تھی تو عورت مذکورہ مطلقہ ہو جاویگی اور اگر کہا کہ این زن کہ مرا بخانہ اندر است بسہ طلاق یعنے یہ میری جورو کہ میرے اس گھر مین ہے تین طلاق حالانکہ طلاق کے وقت اس گھر مین یہ عورت نہین ہے تو طلاق نہ پڑیگی یہ خلاصہ و محیط مین ہے - فتاوے نسفی مین ہے کہ اگر اپنی مدخولہ جورو سے کہا کہ ترا یک طلاق ترا یک طلاق تو یہ بمنزلہ اسکے ہے کہ تجھکو ایک طلاق ہے یہ ذخیرہ مین ہے - اور اگر عورت نے کہا کہ مرا طلاق دہ و مرا طلاق دہ و مرا طلاق دہ پس شوہر نے کہا دادم تو تین طلاق واقع ہونگی

اور اگر عورت نے کہا کہ مرا طلاق دہ مرا طلاق دہ مرا طلاق دہ پس مرد نے کہا کہ دادم تو ایک طلاق واقع ہوگی اور اگر عورت نے کہا کہ مرا طلاق کن مرا طلاق کن مرا طلاق کن پس شوہر نے کہا کہ کردم کردم کردم تو تین طلاق واقع ہونگی اور یہی اصح ہی اور اگر اپنے شوہر سے کہا کہ مرا طلاق دہ پس اُسنے کہا کہ این نیز دادہ و آن تو نیت کرنے پر واقع ہوگی اور بدون نیت واقع نہوگی یہ فصول عمادیہ مین ہی- ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ مین تیری وکیل ہون پس شوہر نے کہا کہ ہان تو ہی پس اُسنے کہا کہ مین نے اپنے تئین تین طلاق دین پس شوہر نے کہا کہ تو بر من حرام گشتی مرا جدا باید بود یعنے تو مجھپر حرام ہوگئی سبھے جدا ہونا چاہیے ہی پس اگر توکیل سے اُسنے طلاق کی بدون عدد کے نیت کی ہو تو طلاق واقع ہوگی مگر ایک طلاق رجعی- اور اگر مفارقت کی بدون عدد کے نیت کی ہو تو ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی اور یہ صاحبین کے نزدیک ہی اور امام اعظم کے قول کے موافق چاہیے کہ ایک طلاق بھی واقع نہو جیسے دیگر وکیل مخالف کا حکم ہی کہ ایک طلاق کے واسطے وکیل کیا تھا اور اُسنے تین طلاق دیدین تو ایک بھی واقع نہین ہوتی ہی کذا فی الخلاصہ اور اسی پر فتوی ہی- اور شیخ نجم الدین سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی جورو کو خلع دیدیا پھر اُسکی عدت مین اُس سے کہا کہ دادست سہ طلاق مین نے تجھے تین طلاق دیدین اور اس سے زیادہ کچھ نہ کہا تو فرمایا کہ اگر اُسنے تین طلاق کی نیت کی ہو تو تین طلاق پڑجاوینگی ورنہ نہین- ایک شخص نے عورت سے کہا کہ ترا طلاق دادم مین نے تجھے طلاق دی پھر لوگون نے اُسکو ملامت کی کہ یہ کیا کیا تب اُسنے کہا کہ دیگر دادم مگر یہ نہ کہا کہ دیگر طلاق اور نہ یہ کہا کہ اس عورت کو تو فرمایا کہ اگر عدت مین ہی تو طلاق پڑیگی یہ فصول عمادیہ مین ہی- ایک شخص سے کہا گیا کہ این فلانہ زن تو ہست کہا کہ ہان ہی پھر کہا گیا کہ این زن تو سہ طلاقہ ہست کہا کہ ہی تو مشائخ نے کہا کہ طلاق پڑجائیگی اور اگر اُسنے دعوی کیا کہ مین نے سہ طلاقہ کا لفظ نہین سُنا ہی یہی سُنا کہ زن تو ہست تو قضاءً تصدیق نہوگی اور یہ اسوقت ہی کہ زن تو سہ طلاقہ ہست بلند آواز سے کہا ہو اور اگر ایسا نہو تو قضاءً اُسکے قول کی تصدیق ہوگی- ایک شخص نے دوسرے مرد سے کہا کہ زن از تو سہ طلاقہ کر این کار نہ کردہ یعنے تیری جورو کو تیری طرف سے تین طلاق ہین اگر تو نے یہ کام کیا ہی اُسنے کہا کہ ہزار طلاقہ تو یہ جواب ہوگا حتی کہ اگر اُسنے یہ کام نہین کیا ہی تو طلاق واقع نہوگی یہ ظہیریہ مین ہی- ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ مین تیرے ساتھ نہین رہتی ہون اُسنے کہا کہ مت رہ تو عورت نے کہا کہ طلاق تیرے اختیار مین ہی مجھے طلاق کردے پس شوہر نے کہا کہ طلاق میکنم تین دفعہ کہا تو تین طلاق واقع ہونگی بخلاف اسکے اگر فقط کنم کہا تو ایسا نہوگا اسواسطے کہ کنم استقبال کے واسطے بھی بولا جاتا ہی پس شک کی وجہ سے فی الحال واقع ہونے کا حکم نہ دیا جائیگا اور محیط مین لکھا ہی کہ اگر عربی مین کہا کہ اطلق تو طلاق نہوگی لیکن اگر غالب اسکا استعمال برائے حال ہو تو طلاق ہوجائیگی- اور ایسا ہی مجموع النوازل مین ہی کہ شیخ نجم الدین سے دریافت کیا گیا کہ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ من بر تو سہ طلاقہ ام کہ مین تجھپر سہ طلاقہ ہون پس شوہر نے کہا کہ ہلا تو فرمایا کہ اگر شوہر نے نیت کی ہو تو تین طلاق واقع ہونگی ورنہ نہین- اور اگر عورت نے شوہر سے کہا کہ حلال خدای تعالے تجھپر حرام ہی اُسنے کہا کہ آری یعنے ہان تو بیک طلاق اسپر حرام ہوجاویگی- شیخ نجم الدین سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ تو اپنی مان کے یہان جا اُسنے کہا کہ تو سبھے طلاق دے تو چلی جاؤن اُسنے کہا کہ تو بروین طلاق

دادم فرستم یعنے تو جا مین طلاق دیم پر دم بھیجون تو فرمایا کہ اسکی عورت پر طلاق نہوگی اسواسطے کہ یہ وعدہ ہی یہ خلاصہ
مین ہی اور اگر کہا کہ ترا طلاق یا کہا کہ طلاق ترا تو اس تقدیم و تاخیر مین کچھ فرق نہوگا طلاق واقع ہوگی یہ خزانۃ المفتین
مین ہی - شیخ الاسلام نجم الدین نسفی سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا حالانکہ اسکی دو جورو
ہین کہ طلاق آن دیگر ترا دادم تو این سہ طلاق بوے دہ عورت نے کہا کہ مین نے یہ تین طلاقین اسکو دیدین
اور مین جانتی ہون کہ یہ عورت تین طلاقہ ہوگئی پس جس عورت سے گفتگو کرتا ہی اُسپر طلاق واقع ہوگی یا نہوگی
تو شیخ نے فرمایا کہ نہ اسکو طلاق ہوگی اور نہ اسکو - ایک شخص کی عادت تھی کہ جب وہ کسی لڑکے کو دیکھتا تو کہتا کہ ای
مادرت شش طلاقہ پھر ایک روز اُسنے شراب پی اور نشہ مین ہوا کہ اتنے مین اُسکا لڑکا اُسکے روبرو آیا اُسنے
اجنبی لڑکا سمجھ کر اُس سے کہا کہ روا ترا مادرت شش طلاقہ ای تیری مان چھ طلاقہ تو یہان سے جا اور یہ نہ جانا
کہ یہ میرا لڑکا ہی تو اُسکی جورو پر تین طلاق واقع ہونگی - ایک شخص نے اپنی جورو کو دو طلاق دین پس اُس سے
کہا گیا کہ آؤ ہم تم دونون مین صلح کرا دین اُسنے کہا کہ میان ما دیوار آہنی بباید یعنے ہم دونون کے درمیان لوہے
کی دیوار چاہیے تو اُسکی جورو پر تین طلاق نہو جاوینگی اور نہ یہ تین طلاق کا اقرار ہوگا - ایک عورت نے اپنے
شوہر سے کہا کہ مین تجھپر سہ طلاقہ ہون اُسنے جواب دیا کہ تو چہ سہ طلاقہ وچہ ہزار طلاقہ تو اُسکی عورت مطلقہ نہ
ہوگی یہ ظہیریہ مین ہی - شیخ نجم الدینؒ سے دریافت کیا گیا کہ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ مرا ترک
تو باشیدن نیست مرا طلاق دہ پس شوہر نے کہا کہ جون تو روی طلاق دادہ شد پھر شوہر نے دعوے کیا
کہ مین نے طلاق کی نیت نہین کی تھی تو فرمایا کہ قضاءً اُسکے قول کی تصدیق ہوگی اور اس جواب سے بعض
ائمہ دیگر نے بھی اتفاق کیا ہی یہ ذخیرہ مین ہی - ایک مرد نے اپنی جورو کو کسی مرد سے متہم کیا پھر اس مرد کو
اپنے گھر مین دیکھ کر غضب و غصہ مین آیا اور کہا کہ زن بغیر را طلاق دادم تو بعض نے فرمایا کہ نیت پر طلاق واقع ہوگی
اور بعض نے فرمایا کہ بدون نیت کے طلاق واقع ہوگی - ایک شخص نے اپنے دوستون کو جمع کیا اور اپنی جورو
کو حکم دیا کہ انکے واسطے کھانا خود تیار کرے اور عورت مذکورہ شوہر کے گھر سے چلی گئی پس شوہر نے کہا کہ زنیکہ
دوست و دشمن مرا بنوازد من بسہ طلاق تو مجموع النوازل مین مذکور ہی کہ اُسکی جورو پر طلاق واقع ہوگی - ایک
شخص کے لونڈی غلام اُسکی جورو کی بُرائیان اُس سے ذکر کیا کرتے تھے پس ایک روز اُسنے کہا کہ چندان
کمہ دید کہ بسہ طلاق کردیدش یا چندان کر دید کہ سہ طلاقہ کردیدش تو عورت پر طلاق واقع ہوگی یہ محیط مین ہی
اور اگر عورت سے کہا کہ دادمت یک طلاق اور خاموش ہو رہا پھر کہا دو طلاق و سہ طلاق تو تین طلاق واقع
ہونگی اور اگر عورت سے کہا کہ ترا یک طلاق اور خاموش ہو رہا پھر کہا دو تو تین طلاق واقع ہونگی اور اگر کہا کہ
دو بغیر واؤ کے پس اگر عطف کی نیت کی تو تین طلاق واقع ہونگی اور اگر نہ نیت کی تو ایک واقع ہوگی یہ خلاصہ
مین ہی - اور اگر عورت سے کہا کہ ترا طلاق دادم خریدی عورت نے کہا کہ مین نے خریدی اور اپنے آپ کو
تین طلاق دیدین شوہر نے کہا کہ رستی پس اگر رستی کہنے سے اجازت مراد تھی تو تین طلاق پڑجاوینگی ورنہ ایک
ہی طلاق رجعی واقع ہوگی یہ عتابیہ مین ہی اور اگر عورت سے کہا کہ از تو بیزار شدم تو بدون نیت کے واقع
نہوگی - اور اگر عورت نے کہا کہ بیزار شو از من و دست بازدار از من شوہر نے کہا کہ بیزار شدم تو طلاق واقع ہونے کیواسطے

نیت شرط ہی اور عورت کے اس قول سے حالت مذاکرہ طلاق مین مطلقہ نہوگی - اور اگر عورت سے کہا کہ مرا با تو
کارے نیست و ترا با من نے ہرچہ آن من است نزد تو مرا بدہ و برو و ہر جا کہ خواہی تو بدون نیت کے طلاق
واقع نہوگی یہ خلاصہ مین ہی - شیخ نجم الدینؒ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ برخیز و
(اسین نیت مین طلاق تھی درست ہی ۱۲)
بخانہ مادر رو و سہ ماہ عدت نشین بدار پھر کہا کہ وا دمت یک طلاق پھر کہا کہ یہ اخیر کا لفظ مین نے اسواسطے
کہدیا کہ ایسا نہو کہ تجکو اول لفظ کے معنی معلوم نہوئے ہون پس آیا پھر اس عورت سے نکاح کر سکتا ہی فرمایا
کہ نہین اور عورت پر تین طلاق واقع ہوگئین یہ ظہیریہ مین ہی - اور اگر عورت سے کہا کہ تو مجھسے ایسی دور
ہی کہ جیسے مکہ مدینہ سے تو بدون نیت کے طلاق واقع نہوگی - ایک مرد نے دوسرے سے کہا کہ زن تو بر تو
ہزار طلاقہ است پس اُسنے جواب دیا کہ زن تو نیز بر تو ہزار طلاقہ است تو شیخ امام نسفیؒ نے فرمایا کہ اُسکی جورو پر
طلاق پڑجائیگی اور فرمایا کہ یہ روایت ابن سماعہ ہی اور ظاہر الروایہ کے موافق طلاق (وہو الاصح ۱۲) نہ پڑیگی - ایک
شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ تو مرا نشائی تا قیامت یا کہا کہ تا ہمہ عمر تو بدون نیت طلاق واقع نہوگی -
اور اگر عورت کو کہا کہ ویرا شوے حلالہ میباید یعنے اُسکو حلالہ کرنے والا شوہر چاہیے ہی تو مطلقہ بیک طلاق
ہوجائیگی یہ خلاصہ مین ہی - اور اگر عورت سے کہ کہ تو حیلہ خویشتن کن تو یہ اُسکی طرف سے تین طلاق کا اقرار نہوگا
اور اگر کہا کہ حیلہ زنان کن تو یہ تین طلاق کا اقرار ہوگا بشرطیکہ نیت طلاق ہو اور اگر عورت سے کہا کہ میان
ما راہ نیست اگر تین طلاق کی نیت کی تو تین طلاق واقع ہونگی ورنہ کچھ نہین - اور اگر کہا کہ این ساعت میان ما
راہ نیست تو بلا نیت کچھ نہین ہی - اور اگر کہا کہ میان ما دیوار آہنی میباید تو واقع نہوگی یہ ذخیرہ کبری مین ہی
عورت نے شوہر سے کہا کہ مرا طلاق بدہ ہرسہ پھر کہا کہ دادی پس شوہر نے کہا کہ دادم نہ - پس اگر اُسنے
سختی سے ثقالت سے کہا تو یہ رد پر دلالت کرتا ہی تو طلاق واقع نہوگی اور اگر مخفف کہا تو واقع ہوگی اور
اسیطرح اگر کہا کہ دادم اور نہ کا لفظ نہین کہا تو بھی واقع ہوگی یہ تاتارخانیہ مین ہی حجہ سے منقول ہی -
مجموع النوازل مین ہی کہ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ آخر زن تو ام پس شوہر نے کہا کہ نہ تو و
(یعنی آخر میری عورت تو ہی ۱۲)
نہ زنی تو اس سے کچھ واقع نہوگی یہ محیط مین ہی - اور اگر کہا کہ تو زن من نئی تو طلاق واقع نہوگی اگرچہ نیت کی
(تو میری جورو نہین ہی ۱۲)
ہو اور یہی مختار ہی یہ جواہر اخلاطی مین ہی - شیخ دبوسیؒ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی جورو سے
کہا کہ ہشتہ حرامی تو فرمایا کہ تین طلاق واقع ہونگی اور اگر اُسنے دعوی کیا کہ میری طلاق کی نیت
نہ تھی تو اُسکے قول کی تصدیق نہوگی یہ حاوی مین ہی - اور نسفیہ مین لکھا ہی کہ شیخؒ سے دریافت کیا گیا کہ ایک
عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ تیرے ساتھ نہین رہتی ہون اُسنے کہا کہ نا باشدہ گیر پس عورت نے کہا کہ
یہ کیا بات کہتا ہی وہ کر جو خدائے تعالی و اُسکے رسول نے فرمایا ہی اچھی طرح نہ کہ کہ طلاق تاکہ مین چلی جاؤن پس اُسنے
کہا کہ طلاق کردہ گیر برو تو شیخ نے فرمایا کہ اگر اُسنے ایقاع طلاق کی نیت کی ہو تو ایک طلاق واقع ہوگی پھر
پوچھا گیا کہ کیا طلاق کردہ گیر ایک طلاق اور برو دوسری طلاق نہین ہی تو فرمایا کہ ان دونون سے ایک ہی طلاق
مراد لیجائیگی لیکن اگر مرد نے دو طلاق کی نیت کی ہو تو صحیح ہو یہ تاتارخانیہ مین ہی - شیخ الاسلام عطا بن حمزہ سے
دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی جورو کو دو طلاق دیدین اور اُسکا ظاہر یہ معلوم نہین ہوا کہ اُسنے تین طلاق

دین پھر اُس سے کہا گیا کہ تو اس سے پھر نکاح کیون نہین کر لیتا ہی تو اُسنے کہا کہ سہ مرا لشاید تا رہے دیگرے نہ بند پھر اُسنے دعوی کیا کہ میری مراد یہ تھی کہ جب اپنے باپ یا بھائی وہان وغیرہ کا منہ نہ دیکھے اور مین نے اُسکو تین طلاق نہین دی ہین تو شیخ نے فرمایا کہ یہ عورت کے تین طلاقہ ہونے کا اقرار ہی پس قضاء یہی حکم دیا جائیگا یہ ظہیریہ مین ہی۔ فتاوی نسفی مین لکھا ہی کہ ایک عورت نے اپنے مرد سے لڑائی مین کہا کہ مین تیرے ساتھ نہین رہتی کیون پس مرد نے کہ اگر بباشی پس تو طالقہ واحدۃ وثنتین وثلث ہستی پس عورت نے کہا کہ مین رہتی ہون تو تین طلاق واقع ہونگی اور علی ہذا ایک شخص نے اپنے پسر کو اسکی جورو کی بابت کچھ ملامت کی تو اُسنے کہا کہ اگر ترا خوش نیست پس دادمش سہ طلاق پس باپ نے کہا کہ مرا خوش است تو بھی یہی حکم ہی اور یہ نظیر مسئلہ ششم ومجازات کی ہی اور اگر اسصورت مین لفظ پس نہ کہا ہو تو یہ تعلیق ہوگی قال المترجم یعنے اگر لفظ پس نہ کہے تو یہ شرطیہ ہوگا کہ اگر موافق شرط ہو تو طلاق پڑیگی ورنہ نہین۔ اور یہ دونون مسئلہ اس صورت کے مشابہ نہین ہین کہ مرد نے عورت سے کہا کہ اگر مرا نخواہی ترا طلاق پس عورت نے کہا کہ مین چاہتی ہون تو طلاق واقع نہوگی اسواسطے کہ یہ طلاق شرطیہ ہی کہ تعلیق بارادہ وخواہش ہی اور چاہنا ایک امر باطنی ہی جسپر وقوف نہین ہو سکتا پس تعلیق باخبار ہوگی چنانچہ عورت نے ظاہر کر دیا کہ مین چاہتی ہون بخلاف اسکے کہ جب اُسنے کہا کہ پس دادمش تو یہ تعلیق نہین بلکہ تحقیق ہی کہ فی الحال اُسنے واقع کر دی یہ خلاصہ مین ہی اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ دور باش از من پس اگر نیت کی تو واقع ہوگی۔ اور اگر کہا کہ بیزارم از زن خواستہ آن پس اگر طلاق کی نیت کی ہو تو واقع ہوگی ورنہ نہین یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ واللہ اعلم بالصواب

تیسرا باب۔ تفویض طلاق کے بیان مین۔ قال المترجم یعنے طلاق عورت کے سپرد کی کہ وہ چاہے تو دے لے اور اسمین تین فصلین ہین فصل اول اختیار کے بیان مین۔ اگر اپنی عورت سے کہا کہ تو اختیار کر اور اس سے طلاق کی نیت کی یعنے طلاق اختیار کر یا کہا کہ تو اپنے نفس کو طلاق دیدے تو عورت کو اختیار حاصل ہوگا کہ جبتک اس مجلس تفویض پر ہی یعنے جس حالت پر ہی اس سے منتقل نہوا اور جگہ نہ چھوڑے تب تک اپنے آپ کو طلاق دے سکتی ہی اگر مجلس دراز ہو جاوے کہ ایک دن یا زیادہ ہو پس یہی اختیار برابر رہیگا تاوقتیکہ اس مجلس سے اُٹھے نہین یا دوسرے کام کو شروع نکرے اور نیز اگر مجلس سے کھڑی ہو جاوے تب بھی جبتک اس مجلس کو جہان بیٹھی تھی نہ چھوڑے اختیار اسکے ہاتھ مین رہیگا اور شوہر کو اختیار نہوگا کہ اس سے رجوع کر لے اور نہ عورت کو اس امر سے جو اُسکے سپرد کیا ہی ممانعت کر سکتا ہی اور نہ فسخ کر سکتا ہی یہ جوہرہ نیرہ مین ہی اور اگر عورت مذکورہ قبل اسکے کہ وہ اپنی نفس کو اختیار کرے مجلس سے اُٹھ کھڑی ہوئی یا کسی ایسے دوسرے کام مین مشغول ہوگئی کہ معلوم ہی کہ وہ اپنے ماقبل کا قاطع ہی مثلاً کھانا طلب کیا تاکہ کھاوے یا سو رہی یا کنگھی کرنے لگی یا نہانے لگی یا خضاب یعنے مہندی وغیرہ لگانے لگی یا اُسکے شوہر نے اُس سے جماع کیا یا کسی شخص نے اُس سے بیع یا خریدکرنا شروع کی تو یہ سب اُسکے خیار کو باطل کرتے ہین یہ سراج الوہاج مین ہی۔ اور اگر عورت نے پانی پیا تو یہ اُسکے خیار کو باطل نہین کرتا ہی اسواسطے کہ پانی کبھی اس غرض سے پیا جاتا ہی کہ اچھی طرح خصومت کر سکے اور اسیطرح اگر کوئی ذرا سی چیز کھا لے تو بھی یہی حکم ہی بدون اسکے کہ اُسنے کھانا طلب کیا ہو یہ محیط مین ہی اور اگر بیٹھے ہوئے یا بغیر کھڑے ہوئے اُسنے کپڑے پہنے یا کوئی ایسا فعل قلیل کیا جس سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ اعراض نہین ہی تو اسکا خیار باطل نہوگا۔ اور اگر اُسنے کہا کہ میرے واسطے گواہ بلاؤ کہ مین اپنے نفس کو

انکو گواہ کرلون یا میرے باپکو مجھے بلادو کہ مین اس سے مشورہ لون یا کھڑی تھی پھر تکیہ لگالیا یا بیٹھ گئی تو
وہ اپنے خیار پر رہیگی اسیطرح اگر بیٹھی تھی پس تکیہ لگالیا تو اصح قول کے موافق اپنے خیار پر رہیگی اور اگر
کروٹ سے لیٹ گئی تو اسمین امام ابو یوسف سے دو روایتین ہین جنمین ایک روایت یہ ہی کہ اسکا خیار
باطل ہوجائیگا اور یہی امام زفر رحمہ اللہ تعالی کا قول ہی اور دوسری روایت یہ ہی کہ خیار باطل نہوگا اور اگر کھڑی
تھی پھر سوار ہوگئی تو خیار باطل ہوجائیگا اور اسیطرح اگر سوار تھی پھر اُس جانور سے دوسرے جانور پر سوار
ہوئی تو بھی اُسکا خیار باطل ہوگا یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور اگر عورت تکیہ دئیے ہوئے ہو پھر سیدھی بیٹھ گئی
تو اسکا خیار باطل نہوگا یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر سوار تھی پھر اُتری یا اُسکے برعکس کیا تو اُسکا خیار باطل
ہوجائیگا یہ خلاصہ مین ہی۔ اور اگر جانور پر سوار جاتی تھی یا محمل مین سوار جاتی تھی پس ٹھہر گئی تو اپنے خیار پر
رہیگی اور اگر چلی تو خیار باطل ہوجائیگا الا اسصورت مین کہ اگر شوہر کے اختیار دینے کا کلام بولکر چپ ہوتے ہی
اُسنے اختیار کرلیا تو صحیح ہی اور وجہ بطلان کی یہ ہی کہ جانور سواری کا چلنا اور ٹھہرنا اس عورت کی طرف
مضاف ہوگا یعنے گویا یہ عورت خود چلی یا ٹھہری ہی پس جب سواری روان ہوگی تو مثل دوسری مجلس بدل جانے
کے ہی یہ اختیار شرح مختار مین ہی۔ اور اگر سواری کے جانور پر جو کھڑا ہوا ہی سوار کھڑی ہو پھر روانہ ہوئی تو اُسکا
خیار باطل ہوگا اور کھڑی تھی پس شوہر کے اختیار دینے پر اپنے نفس کو اختیار کرکے پھر روانہ ہوئی یا روان تھی
پھر جس قدم مین شوہر نے اختیار دیا ہی اُسی قدم مین اُسنے اپنے آپ کو اختیار کرلیا تو شوہر سے بائنہ
ہوجائیگی اور اگر اپنے پانون روان ہو تو اسمین بھی اسی تفصیل سے حکم ہی اور اگر اُسکے جواب سے اسکا قدم
پہلے پڑا تو شوہر سے بائنہ نہوگی اور اگر جانور سواری روان ہو پس اُسکو ٹھہرالیا تو اُسکا خیار باقی رہیگا اور اگر
کوٹھری مین ہو پس ایک جانب سے دوسری جانب چلی گئی تو اسکا خیار باقی رہیگا اور کشتی مثل کوٹھری کے
ہی نہ مثل جانور سواری کے اور شمس الائمہ حلوائی نے فرمایا ہی کہ اسمین کچھ فرق نہین ہی کہ چاہے دونون دو جانورون
پر سوار ہون یا ایک پر ہون یا عورت ایک جانور پر ہو اور مرد پانون چلتا ہو اور چاہے دونون دو کشتیون مین
ہون یا ایک ہی کشتی مین ہون اور خواہ دونون دو محملون مین ہون یا ایک ہی مین ہون یہان تک کہ اگر
دونون ایک شخص کے کندھے پر سوار ہون اور عورت نے جس قدم مین شوہر نے اُسکو اختیار دیا ہی اُسی
قدم مین اپنے نفس کو اختیار کرلیا تو بائنہ ہوجائیگی ورنہ نہین یہ فصول عمادیہ فصل ۲۳ مین ہی۔ اور جو محمل اُسکو
جمال آگے سے چلاتا ہو اور دونون اُسی محمل مین ہون عورت کا خیار باطل نہوگا یہ عتابیہ مین ہی۔ اور اگر
گھٹنون کے بل تھی پس چار زانو ہو بیٹھی یا چار زانو تھی پس گھٹنون کے بل ہو بیٹھی تو اسکا خیار باطل نہوگا
یہ ظہیریہ مین ہی۔ ایک شخص نے اپنی جورو کو خیار دیا پھر قبل اسکے کہ عورت مذکور اپنے نفس کو اختیار
کرے شوہر نے اُسکا ہاتھ پکڑ کے اُسکو طوعاً یا کرہاً کھڑا کردیا یا اُس سے جماع کرلیا تو عورت کے ہاتھ سے
اختیار نکل جائیگا اور مجموع النوازل مین اور اصل کے اس نسخہ مین جو امام خواہر زادہ کی شرح کا ہی یون لکھا ہی
کہ اگر کسی عورت کو خیار دیا گیا اور اُسکے پاس کوئی نہ تھا پس وہ خود گواہون کے پکارنے کو اٹھی تو وہان
سے خالی نہین یا تو اُسنے اپنی جگہ کو بدلا یا نہین بدلا پس اگر جگہ نہین بدلی تو بالاتفاق خیار باطل نہوگا اور اگر جگہ

بدل گئی اور وہ دوسری جگہ ہو گئی تو اسمین مشائخ رحمہم اللہ تعالی نے اختلاف کیا ہی اور بنا ے اختلاف اسپر ہی کہ بعض کے نزدیک بطلان خیار مین عورت کا اعراض کرنا یا مجلس جہان تھی اُسکا تبدل ہونا معتبر ہی کہ اگر امین سے کوئی بات پائی جاوے خیار باطل ہوگا اور بعض کے نزدیک فقط عورت کا اعراض معتبر ہی کہ اگر اعراض پایا گیا تو خیار باطل ہوگا اور یہی اصح ہی حتے کہ اگر عورت نے کہا کہ مین نے اپنے تئین خریدا پس شوہر کھڑا ہوا اور عورت کیطرف ایک قدم یا دو قدم چلکر آیا اور کہا کہ مین نے فروخت کیا تو خلع صحیح ہی اور یہ انھین بعض کے قول کے ساتھ موافق ہی یہ خلاصہ مین ہی اور اگر عورت نے نماز شروع کر دی تو خیار باطل ہو جائیگا خواہ نماز فرض ہو یا واجب یا نفل اور اگر عورت کے نماز مین ہونے کی حالت مین شوہر نے اُسکو اختیار دیا پس عورت نے نماز کو پورا کیا پس اگر عورت نماز فرض مین یا مثل وتر کے واجب مین ہو تو خیار باطل نہوگا اور اس نماز سے برآمد ہونے پر رہیگا اور اگر نماز نفل مین ہو پس اگر اُسنے دو رکعت پر سلام پھیر دیا تو وہ اپنے خیار پر رہیگی اور اگر دو رکعت سے بڑھایا تو اسکا خیار باطل ہو جائیگا اور اگر ظہر کے پہلے کی چار سنتین پڑھنے کی حالت مین اسکو خیار دیا گیا اور اسنے چارون پوری کین اور دو رکعتون کے بعد سلام نہ پھیرا تو اسمین مشائخ نے اختلاف کیا ہی بعض نے کہا کہ مثل مطلق نفل کی صورت کے اسکا خیار باطل ہو جائیگا اور بعض نے فرمایا کہ باطل نہوگا اور یہی صحیح ہی یہ بدائع مین ہی - اور اگر عورت سے کہا کہ تو اختیار کر تو اختیار کر تو اختیار کر پس اُسنے کہا کہ مین نے اول یا دوم یا سوم کو اختیار کیا یا کہا کہ اخترت اختیارۃ یعنے مین نے اختیار کیا حق اختیار کرنے کا تو بلا نیت تین طلاق واقع ہونگی اور نیز ذکر نفس کی بھی ضرورت نہین ہی کہ عورت کہے کہ مین نے اپنے نفس کو اختیار کیا یا خیار اول یا دوم یا سوم یا حق اختیار کرنے کا اور یہ جامع کی روایت ہی اور زیادات کی روایت کے موافق نیت شرط ہی اگرچہ لفظ اختیار کو کئی مرتبہ کہا ہی پھر واضح رہے کہ عورت کے اس قول سے کہ مین نے اول یا دوم یا سوم کو اختیار کیا تین طلاق واقع ہونے کا مذہب امام اعظمؒ کا ہی اور صاحبین کے نزدیک ایک ہی طلاق واقع ہوگی اور درصورتیکہ اُسنے یون کہا کہ اخترت اختیارۃ او الاختیارۃ او مرۃ او بمرۃ او دفعۃ او بدفعۃ او بواحدۃ او اختیارۃ واحدۃ یعنے اختیار کیا مین نے حق اختیار کرنے کا یا پورا اختیار یا ایکبارگی یا بیکبارگی یا دفعۃ یا بدفعۃ یا بیکبار یا اختیارہ واحدۃ تو بالاتفاق تین طلاق واقع ہونگی - اور اسیطرح اگر مرد دونون اخیر کے اختیار کو بواؤ ذکر کرے یا بقلے یعنے لفظ پس ذکر کرے یا بلفظ ثم یعنے پھر یا کوئی حرف عطف ذکر نہ کرے بہرحال کچھ فرق نہین ہی حکم وہی ہوگا جو مذکور ہوا ہی کذا فی التبیین اور اگر عورت نے اسکے جواب مین یون کہا کہ مین نے اپنے نفس کو طلاق دی یا کہا کہ مین طالقہ ہون تو بھی یہ کل کا جواب ہی اور وہ تین طلاق سے طالقہ ہو گی یہ محیط مین ہی - اور اگر عورت سے تین مرتبہ اختیار کر کہا پس عورت نے کہا کہ اخترت التطلیقۃ او اخترت التطلیقۃ الاولی یعنی مین نے وہی پہلی تطلیق کو اختیار کیا یا اسی ایک تطلیق کو اختیار کیا تو بالاجماع ایک طلاق واقع ہوگی یہ ظہیریہ مین ہی - اور اگر عورت سے کہا اختیار کر اختیار کر اختیار کر یا اخیر دونون کو حرف پس کے ساتھ ذکر کیا پس عورت نے جواب دیا کہ مین نے اپنے نفس کو ایک طلاق دی یا کہا کہ مین نے اپنے نفس کو بیک تطلیقہ اختیار کیا تو یہ ایک طلاق بائنہ ہی یہ بدائع مین ہی - اور اگر شوہر نے اختیار کر کئی بار کہنا چاہا تھا مگر ہنوز ایکبار کے بعد دوسری بار کی نوبت نہ آئی تھی کہ عورت نے کہدیا کہ مین نے اپنے نفس کو اختیار کیا

تو پچھلی سب باطل ہونگی یہ عتابیہ مین ہی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو اختیار کر تو اختیار کر تو اختیار کر پس عورت نے کہا کہ مین نے ایک کو باطل کر دیا تو سب باطل ہو جاوینگی یہ محیط مین ہی اور اگر عورت سے کہا کہ اختیار کر اختیار کر اختیار کر پس عورت نے اپنے نفس کو اختیار کیا پس شوہر نے دعوی کیا کہ مین نے لفظ اول سے طلاق کی نیت کی تھی اور باقی دونون سے صرف عورت کو سمجھانا مقصود تھا تو قضاءً تصدیق نہوگی ولیکن فیما بینہ وبین اللہ تعالی تصدیق ہوگی یہ سراج الوہاج مین ہی۔ اور اگر عورت سے کہ اختاری اختاری اختاری بالف یعنے تو اختیار کر اختیار کر اختیار کر بعوض ہزار کے پس عورت نے کہا کہ مین نے یہ سب اختیار کین تو پہلی دو طلاقین مفت واقع ہونگی اور تیسری بعوض ہزار کے واقع ہوگی۔ اسیطرح اگر عورت نے یون کہا کہ مین نے اپنے نفس کو اختیار کیا اختیار کرنے کریا ایکبار گی یا بیکبارگی تو بھی یہی حکم ہی یہ معراج الدرایہ مین ہی۔ اور اگر عورت نے کہا کہ مین نے اپنے نفس کو باول یا بدوم یا بسوم اختیار کیا تو بھی امام اعظمؒ کے نزدیک حکم مذکورۂ بالا جاری ہی ولیکن صاحبین کے نزدیک اگر اُسنے اول یا دوم کو اختیار کیا تو مفت ایک طلاق واقع ہوگی اور اگر سوم کو اختیار کیا تو بعوض ہزار درم کے واقع ہوگی یہ کافی مین ہی۔ اور اگر عورت نے یون کہا کہ مین نے اپنے نفس کو طلاق دی بواحدہ یا اختیار کیا اپنے نفس کو بیک تطلیق تو یہ ایک طلاق بائنہ ہوگی پھر اسکے بعد عورت سے دریافت کیا جائیگا پس اگر اُسنے کہا کہ مین نے پہلی یا دوسری مراد لی ہی تو مفت واقع ہوگی اور اگر کہا کہ تیسری مراد لی ہی تو بعوض ہزار درم کے واقع ہوگی یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اگر کہا کہ اختاری واختاری واختاری بالف پس عورت نے کہا کہ مین نے اختیار کی یا مین نے اختیار کی واحدۃ یا بواحدۃ تو بالاجماع تین طلاق بعوض ہزار درم کے واقع ہونگی اور اگر عورت نے کہا کہ باول یا بدوم یا بسوم تو بھی امام اعظمؒ کے نزدیک یہی حکم ہی اور صاحبین کے نزدیک کچھ واقع نہوگی یہ کافی مین ہی۔ اور اگر کہا کہ اختاری واختاری بالف پس عورت نے کہا کہ مین نے ایک تطلیقہ کو اختیار کیا یا مین نے اپنے نفس کو طلاق دی تو بالاجماع کچھ واقع نہوگی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر عورت نے کہا کہ مین نے ایک طلاق دی تو بالاتفاق واقع نہوگی۔ اور اگر مرد نے ہر اختیار کے ساتھ کچھ کچھ مال علیحدہ علیحدہ ذکر کیا تو عورت کو اختیار ہوگا کہ جسکو چاہے اختیار کرلے یہ عتابیہ مین ہی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تین طلاقون مین سے جتنی چاہے تو اختیار کر تو امام اعظمؒ کے نزدیک عورت کو یہ اختیار ہوگا کہ فقط ایک یا دو تک اختیار کرے اور صاحبین کے نزدیک تین طلاق تک لے سکتی ہی یہ فتح القدیر مین ہی اور اگر مرد نے کہا کہ تو اختیار کر پس اُسنے کہا کہ مین تجھے نہین اختیار کرتی ہون یا مین تجھے نہین چاہتی ہون یا مجھے تیری کوئی حاجت نہین ہی تو یہ سب باطل ہی اور اگر کہا کہ مین طلاق نہین اختیار کرتی ہون تو یہ تفویض کا رد ہی اور اگر کہا کہ ہویت زوجی اواحببتہ یعنی مین نے اپنے شوہر کو چاہا یا اسکو دوست رکھا تو عورت اپنے خیار پر رہیگی۔ اور اگر کہا کہ مجھے اپنے شوہر کا فراق گران گذرتا ہی تو یہ اُسکا اختیار کرتا ہی اور اگر یون کہا کہ مین نے یہ اختیار کیا کہ تیری جورو نہون تو اس سے بائنہ ہو جائیگی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر کہا کہ تطلیقہ کو اختیار کر پس عورت نے کہا کہ مین نے اسکو اختیار کیا تو ایک طلاق رجعی واقع ہوگی اور اگر کہا کہ تطلیقتین کو اختیار کر پس اُسنے ایک کو اختیار کیا تو واقع ہوگی۔ اور اگر کسی سے کہا کہ میری جورو کو تخییر دے تو جبتک وہ تخییر نہ دے تب تک عورت کو اختیار حاصل نہوگا اور اگر دوسرے سے کہا کہ میری جورو کو اختیار کی خبر دیدے پھر قبل خبر دینے کے عورت نے کسی طور سے سُنکر اپنے نفس کو اختیار کر لیا تو طلاق واقع ہو جائیگی یہ محیط سرخسی مین ہی

اور اگر کہا کہ اختیار کر اپنے نفس کو آج کے روز یا اُس مہینہ مین یا مہینہ تک یا سال تک تو جبتک وقت مذکور
باقی ہو تب تک عورت کو اختیار رہیگا خواہ وہ اس مجلس سے اعراض کرے یا دوسرے کام مین مشغول ہو جاوے
یا اعراض نہ کرے سب برابر مین اور اس میعاد مقرر تک اُسکو خیار رہیگا اور اگر کہا کہ اختیار کر آج کے روز یا اس
مہینہ مین تو باقی روز مذکور یا باقی ماہ مذکور بھر اسکو اختیار رہیگا اس سے زیادہ نہوگا اور اگر کہا کہ ایک روز
تو جس وقت سے کہا ہی اُس گھڑی سے دوسرے دن کی اُسی گھڑی تک رکھا جائیگا اور اگر کہا کہ ایک مہینہ
تو وہ اس کلام کی ساعت سے پورے تیس (۳۰) روز تک ہوگا۔ اور جب خیار کے واسطے وقت مقرر ہو تو وقت
گذر جانے پر باطل ہو جاتا ہی خواہ عورت کو معلوم ہوا ہو یا نہ ہوا ہو اور اگر غیر موقت ہو تو اُسکے برخلاف ہی یہ
سراج الوہاج مین ہی۔ اور اگر کہا کہ آج اختیار کر اور کل اختیار کر پس عورت نے آج کا خیار رد کر دیا تو کل کا
خیار رد نہوگا اور اگر کہا کہ آج اور کل تو اختیار کر پس عورت نے آج کا خیار رد کیا تو بالکل باطل ہو جائیگا
یہ محیط سرخسی مین ہی۔ **دوسری فصل** امر بالید کے بیان مین۔ قال المترجم امر بالید کے یہ معنے ہین
کہ امر ہاتھ مین ہی اور مراد یہ ہی کہ امر طلاق عورت کے اختیار مین دیا اور یہ بھی ایک الفاظ تفویض مین سے
ہی چنانچہ کتاب مین فرمایا ہی اور واضح رہے کہ مترجم امر بیدک کی جگہ تیرا کام تیرے ہاتھ مین ہی استعمال
کرتا ہی قال فی الکتاب امر بالید بھی مثل تخییر کے ہی سب مسائل مین کہ ذکر نفس شرط ہی یا جواب سکے قائم مقام
(یعنے تخییر دینا جسکا بیان اوپر کی فصل مین ہوا ہی ۱۲)
ہی اور نیز شوہر کو بعد امر بالید تفویض کی رجوع کا اختیار نہین رہتا ہی اور اسکے سوا اور امور جو اختیار مین
اوپر مذکور ہوئے ہین سوائے ایک امر کے کہ تخییر کی صورت مین فقط ایک خیار سے تین طلاق کی نیت نہین
صحیح ہی اور امر بالید مین صحیح ہی یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اگر اپنی عورت سے کہا کہ تیرا کام تیرے ہاتھ مین ہی اور
اس سے طلاق کی نیت تھی پس اگر عورت نے سنا ہی تو جبتک اس مجلس مین ہی امر طلاق اُسکے اختیار مین رہیگا
اور اگر عورت نے نہین سنا ہی تو جب اُسکو معلوم ہو یا خبر پہونچے تب امر طلاق اُسکے ہاتھ مین ہو جائیگا یہ محیط مین ہی
اور اگر عورت غائبہ ہو یعنے سامنے حاضر نہو تو ایسا کہنے مین دو صورتین ہونگی کہ اگر شوہر نے کلام کو مطلق کہا ہی تو
عورت کو اُسی مجلس تک خیار مذکور رہیگا جسمین اُسکو یہ بات پہونچی اور اگر کسی وقت تک موقت کیا پس اگر
عورت کو وقت مذکور باقی ہونے کی حالت مین خبر پہونچی تو باقی وقت تک اُسکو خیار حاصل ہوگا اور اگر وقت
گذر جانے پر اُسکو علم ہوا تو اُسکو کچھ اختیار نہوگا یہ سراج الوہاج مین ہی اور اگر عورت سے کہا کہ تیرا کام تیرے
ہاتھ مین ہی درحالیکہ اُسنے تین طلاق کی نیت کی ہی پس عورت نے کہا کہ مین نے اپنے نفس کو بیک طلاق اختیار
کیا تو تین طلاق واقع ہونگی یہ ہدایہ مین ہی۔ اور اگر شوہر نے کہا کہ تیرا کام تیرے ہاتھ مین ہی اور تین طلاق کی نیت
کی اور عورت نے بھی تین طلاق اپنے آپکو دیدین تو تین طلاق واقع ہونگی اور اگر مرد نے دو طلاق کی
نیت کی ہو تو ایک واقع ہوگی اور اسیطرح اگر عورت نے کہا کہ مین نے اپنے نفس کو طلاق دی یا اپنے
نفس کو اختیار کیا اور تین طلاق کا ذکر نہ کیا تو بھی تین طلاق واقع ہونگی۔ اور اسیطرح اگر کہا کہ مین نے
اپنے نفس کو بائنہ کر لیا یا اپنے نفس کو حرام کر دیا یا مثل اسکے اور الفاظ جو جواب ہونے کی صلاحیت
رکھتے ہین کہے تو بھی یہی حکم ہی۔ اور اگر عورت نے یون کہا کہ مین نے اپنے نفس کو طلاق دی واحدۃ

بائن نے اپنے نفس کو بیک تطلیقہ اختیار کیا تو ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی یہ بدائع مین ہی- اور اگر شوہر نے امر عورت اُسکے ہاتھ مین دیا پس عورت نے جس مجلس مین اسکو علم ہوا ہی اپنے نفس کو اختیار کیا تو ایک طلاق سے بائنہ ہوجائیگی اور اگر شوہر نے تین طلاق کی نیت کی ہو تو تین طلاق واقع ہونگی اور اگر شوہر نے دو طلاق کی یا ایک طلاق کی نیت کی ہو یا کچھ نیت عدد نہو تو ایک واقع ہوگی یہ محیط مین ہی- اور اگر عورت سے کہا کہ ایک تطلیق مین تیرا کام تیرے ہاتھ ہی تو یہ ایک طلاق رجعی قرار دیجائیگی اور منتقے مین ہی کہ اگر عورت سے کہا کہ تیرا کام تیرے ہاتھ مین تین تطلیقات مین ہی پس عورت نے اپنے نفس کو ایک یا دو طلاق دین تو یہ رجعی ہوگی یہ ذخیرہ مین ہی- ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ تیری تین تطلیق کا امر تیرے ہاتھ مین ہی پس عورت نے کہا کہ تو مجھے اپنی زبان سے طلاق کیون نہین دیتا ہی تو یہ اس تفویض کا رد نہوگا اور عورت کو اختیار رہیگا چاہے اپنے آپ کو طلاق دیدے یہ فتاوی قاضیخان مین ہی- اور اگر شوہر نے عورت کا کام اُسکے ہاتھ مین دیا پس اُسنے کہا کہ مین نے اپنے نفس کو قبول کیا تو طلاق پڑجاویگی اور اسیطرح اگر امر عورت اسکے ہاتھ مین دیا پس عورت نے کہا کہ قبلتہا یعنے مین نے اسکو قبول کیا تو طلاق پڑجائیگی یہ فصول استروشنی مین ہی اور اگر عورت سے کہا کہ تیرا کام تیرے ہاتھ مین ہی یا تیری ہتھیلی مین ہی یا تیرے داہنے ہاتھ مین ہی یا تیرے بائین ہاتھ مین ہی یا کہا کہ جعلت الامر بیدک او فوضت الامر کلہ فی یدک اور طلاق کی نیت کی تو صحیح ہی اور اگر کہا کہ تیرا کام تیری آنکھ مین ہی یا تیرے پانون مین ہی یا تیرے سر مین ہی یا مثل اسکے کوئی عضو بیان کیا تو نہین صحیح ہی الا نیت کے ساتھ- اور امر بالید سپرد کرنے پر ایک طلاق کی نیت کی پھر نیت بدل کر تین طلاق کی نیت کر لی تو نہین صحیح ہی اور اسیطرح دو کی نیت نہین صحیح ہی الا باندی کی صورت مین یہ عتابیہ مین ہی- اور اگر کہا کہ تیرا کام تیرے منھ مین یا زبان پر ہی تو یہ ایسا ہی جیسے تیرا کام تیرے ہاتھ مین ہی- اور اگر عورت سے کہا کہ میرا امر تیرے ہاتھ مین ہی تو مختار یہ ہی کہ یہ ایسا ہی جیسے کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ مین ہی یہ خلاصہ مین ہی- اور اگر شوہر نے امر بالید سے طلاق کی نیت نہ کی تو یہ امر کچھ نہوگا یعنے ایسی تفویض کچھ نہوگی لیکن اگر حالت غضب یا حالت مذاکرہ طلاق مین اُسنے بامر بالید سپرد کیا تو قضاءً ان دونون حالتون مین شوہر کے قول کی کہ مین نے طلاق کی نیت نہین کی تھی تصدیق نہوگی اور اگر عورت نے دعوی کیا کہ اسنے طلاق کی نیت کی تھی یا حالت غضب یا مذاکرہ طلاق مین ایسا کیا ہی تو قول شوہر کا قسم کے ساتھ قبول ہوگا اور گواہ عورت کے مقبول ہونگے مگر گواہ مقبول ہونا صرف حالت غضب یا مذاکرہ طلاق مین ایسا واقع ہونے کے ثابت کرنے مین مقبول ہونگے اور نیت طلاق ہونے کے اثبات مین مقبول نہونگے ہان اگر گواہ لوگ یہ گواہی دین کہ شوہر نے یہ اقرار کیا ہی کہ میری نیت طلاق تھی تو مقبول ہونگے یہ ظہیریہ مین ہی- اور اگر امر عورت اُسکے ہاتھ مین دیا اور عورت نے اپنے نفس کو طلاق دیدی اور شوہر نے دعوی کیا کہ تو نے اپنے نفس کو دوسرے کام یا کلام مین مشغول ہونے کے بعد طلاق دی ہی اور عورت نے کہا کہ مین نے اپنے نفس کو اسی مجلس مین بدون اسکے کہ دوسرے فعل یا کلام مین مشغول ہون طلاق دیدی ہی تو قول عورت کا قبول ہوگا اور طلاق واقع ہوگی یہ فصول استروشنی مین ہی- اور اگر عورت نے دعوے کیا کہ اس شوہر نے میرا امر میرے ہاتھ مین

دیا ہی تو مسموع نہوگا ولیکن اگر عورت نے بحکم امر بالید کے اپنے آپ کو طلاق دیدی پھر بنابر اس امر مذکور کے وقوع طلاق و وجوب مہر کا دعوی کیا تو مسموع ہوگا - اور عورت اس امر کے واسطے قاضی کے پاس مرافعہ نہین کر سکتی ہی کہ قاضی اُسکے شوہر پر جبر کرے کہ امر عورت اُسکے ہاتھ مین دیدے یہ خلاصہ مین ہی - ایک شخص نے اس شرط پر کہ اگر مین کھڑا ہون تو جورو کا کام اُسکے ہاتھ مین ہی قرار دیا پھر خود کھڑا ہوا اور عورت نے اپنے نفس کو طلاق دیدی پھر شوہر نے دعوی کیا کہ جسوقت اس عورت کو علم ہوا ہی (یعنی شوہر کے کھڑے ہونے کا علم ہوا) اُسنے اس مجلس مین اپنے آپ کو طلاق نہین دی اور عورت نے مجلس علم مین طلاق دیدینے کا دعوی کیا تو قول عورت کا قبول ہوگا - اور حاکم شہید نے ذکر فرمایا ہی کہ ایک مرد نے کہا کہ مین نے کل تیرا کام تیرے ہاتھ دیا تھا مگر تو نے اپنے نفس کو طلاق نہ دی پس (معلوم ہونے کی مجلس مین ۱۲) عورت نے کہا کہ مین نے اپنے نفس کو اختیار کیا ہی تو قول شوہر کا قبول ہوگا یہ وجیز کردری مین ہی - میرے جد امجد رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک مرد نے اپنی جورو کا امر اُسکے ہاتھ دیا بشرطیکہ وہ جوا کھیلے پھر وہ جوا کھیلا پس عورت نے اپنے نفس کو طلاق دیدی پھر شوہر نے دعوی کیا کہ تو نے تین روز سے معلوم کیا تھا مگر معلوم ہونے کی مجلس مین تو نے اپنے آپ کو طلاق نہین دی اور عورت نے کہا کہ نہین بلکہ مین نے ابھی جانا اور فی الفور اپنے کو طلاق دیدی پس قول کسکا ہوگا تو فرمایا کہ عورت کا قول قبول ہوگا یہ فصول عمادیہ مین ہی - ایک شخص نے اپنی جورو کا کام اُسکے ہاتھ مین دیا پس اُسنے شوہر سے کہا کہ تو مجھپر حرام ہی یا تو مجھسے بائن ہی یا مین تجھپر حرام ہون یا مین تجھسے بائنہ ہون تو یہ سب طلاق ہین - اور اگر عورت نے کہا کہ تو حرام ہی اور یہ نہ کہا کہ مجھپر - یا کہا کہ تو بائن ہی اور یہ نہ کہا کہ مجھسے تو یہ باطل ہی - اور اگر کہا کہ مین حرام ہون اور یہ نہ کہا کہ تجھپر یا کہا کہ مین بائنہ ہون اور یہ نہ کہا کہ تجھسے تو یہ سب طلاق ہین یہ محیط مین ہی اور اگر ایک شخص نے طلاق مین اپنی جورو کا امر اُسکے ہاتھ مین دیا پس اُسنے اپنے شوہر سے کہا کہ مین نے تجھے طلاق دی تو یہ باطل ہی جیسے شوہر خود اپنے آپ کو طلاق دیدے تو باطل ہوتی ہی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی اور اگر عورت سے کہا کہ تیرا امر تیرے اختیار مین آج اور پرسون ہی تو اسمین رات وقت مین داخل نہوگی چنانچہ اگر عورت نے رات مین طلاق دی تو واقع نہوگی اور اگر اُس روز کا تفویض کرنا اُسنے رد کر دیا تو آج کی تفویض باطل ہوگی اور عورت کو پرسون کی بابت خیار رہیگا (یعنی اپنے نفس کو اختیار کیا ۱۲ منہ) یہ ذخیرہ مین ہی اور اسیطرح اگر اُسنے یون کہا کہ آج کے روز مین نے یہ سب رد کیا تو بھی یہی حکم ہی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی - اور اگر عورت سے کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ مین آج اور کل ہی تو تفویض مین رات بھی داخل ہوگی اور اگر اُسنے آج کی تفویض رد کردی تو اُسکو کل بھی اختیار نہ رہیگا کذا فی الذخیرہ اور ولوالجیہ مین لکھا ہی کہ اسی پر فتوی ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی - ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ تیرا کام تیرے ہاتھ مین آج و کل و پرسون ہی پس عورت نے آج کی تفویض رد کردی تو سب باطل ہوجائینگی اور اسکے بعد پھر اُسکو یہ اختیار نہ رہیگا کہ اپنے نفس کو اختیار کرے اور یہی صحیح ہی یہ فتاوی قاضی خان مین ہی - اور امام ابو یوسف سے املاء مین روایت ہی کہ اگر شوہر نے کہا کہ تیرا امر آج تیرے ہاتھ مین ہی اور تیرا امر کل کے روز تیرے ہاتھ مین ہی تو یہ دو امر ہین حتے کہ اگر عورت نے آج کے روز اپنے شوہر کو اختیار کیا یعنے اُسکے ساتھ رہنا اختیار کیا تو جب کل کا روز ہوگا تو پھر اختیار اُسکے ہاتھ مین ہوجائیگا

اور یہی صحیح ہی یہ کافی مین ہی - اور اگر عورت نے آج اپنے نفس کو اختیار کیا پس مطلقہ ہوگئی پھر کل کا روز آنے سے
پہلے شوہر نے اُسکے ساتھ نکاح کر لیا پھر کل کے روز اُسنے چاہا کہ اپنے نفس کو اختیار کرے تو اختیار
کر سکتی ہی پس اگر اُسنے اپنے نفس کو اختیار کیا تو دوسری طلاق پڑ جائیگی یہ بدائع مین ہی - اور اگر عورت
سے کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ مین اُس روز ہی کہ جسمین فلان آوے تو یہ دن ہی دن پر ہوگا رات اسمین داخل
نہوگی اور اگر فلان مذکور آیا اور عورت مذکورہ کو خبر نہوئی یہان تک کہ آفتاب غروب ہوگیا تو اختیار
عورت کے ہاتھ سے نکل جائیگا یہ عتابیہ مین ہی اور اگر عورت سے کہا کہ تیرا کام تیرے ہاتھ مین آج کل ہی
پس عورت نے آج رد کر دیا تو یہ تفویض باطل ہو جائیگی یہ فتاوی قاضی خان مین ہی - اور اگر کہا کہ تیرا امر تیرے
اختیار مین ایک دن یا ایک مہینہ یا ایکسال ہی یا کہا آج کے روز یا اس مہینہ یا اس سال ہی یا عربی زبان مین یون
کہا کہ امرک بیدک الیوم او الشہر او السنۃ تو یہ تفویض مقید بمجلس نہوگی بلکہ عورت کو اس پورے وقت مین اختیار
ہوگا کہ جب چاہے اپنے نفس کو اختیار کرے اور اگر اس مجلس سے اُٹھ کھڑی ہوئی یا بدون جواب کے
دوسرے کلام مین مشغول ہوگئی تو بلا خلاف جبتک کچھ بھی وقت باقی رہیگا تب تک عورت کا خیار باطل نہوگا
مگر فرق یہ ہی کہ اگر اُسنے دن یا مہینہ یا سال کو بطور نکرہ ذکر کیا تو عورت کو وقت کلام شوہر سے دوسرے
دن یا مہینہ یا سال کی اُسی گھڑی تک خیار حاصل ہوگا اور اسصورت مین مہینہ بحساب دنون کے شمار ہوگا
اور اگر بطور معرفہ ذکر کیا تو عورت کو باقی روز معلوم و ماہ معلوم و سال معلوم تک اختیار رہیگا اور اسصورت
مین مہینہ بحساب چاند کے رکھا جائیگا اور جب عورت مذکورہ نے اسوقت مذکور مین ایک دفعہ اپنے نفس کو
اختیار کیا تو پھر دوبارہ اپنے نفس کو اختیار نہین کر سکتی ہی اور اگر عورت نے کہا کہ مین نے اپنے شوہر کو
اختیار کیا یا کہا کہ مین طلاق کو نہین اختیار کرتی ہون تو بعض جگہ مذکور ہی کہ بنا بر قول امام اعظم و امام محمدؒ
کے اب پورے وقت تک اختیار اُسکے ہاتھ سے نکل گیا حتے کہ بعد اسکے پھر اپنے نفس کو اختیار نہین
کر سکتی ہی اگرچہ وقت باقی ہو یہ بدائع مین ہی - اور اگر عورت سے کہا کہ تیرا کام تیرے اختیار مین اس ماہ مین
ہی پس اُسنے اپنے شوہر کو اختیار کیا تو بنا بر قول امام اعظم و امام محمدؒ کے عورت کے ہاتھ سے اختیار نکل گیا
اور بنا بر قول امام ابو یوسفؒ کے اس مجلس بھر اختیار نہ رہا اور یہ نہین ہی کہ دوسری مجلس مین بھی نہ رہا اور بعض
روایتون مین اختلاف اسکے برعکس مذکور ہی مگر صحیح روایت وہی ہی جو اول مذکور ہوئی ہی یہ قاضیخان کی شرح
جامع صغیر مین ہی - اور اگر کہا کہ امر امرأتی فی ید فلان شہر یعنے میری جورو کے امر کا اختیار فلان کے ہاتھ
مین ایک مہینہ ہی تو یہ مہینہ وہ قرار دیا جائیگا جو اس گفتگو سے آگے آتا ہی پس اگر فلان کو اس اگلے مہینہ بھر خبر
نہوئی یہان تک کہ مہینہ گذر گیا تو اختیار باطل ہو جائیگا یہ کافی مین ہی - اور اگر کہا کہ تیرا کام تیرے اختیار مین
ہمیشہ ہی پس عورت نے ایکمرتبہ یہ اختیار رد کر دیا تو باطل ہوگا - اور بکر نے ذکر کیا ہی کہ اگر کہا کہ تیرا امر
تیرے ہاتھ مین آج کے روز یا ایک مہینہ ہی پس عورت نے اُسکو رد کر دیا تو ماتقی مدت مین امام اعظمؒ کے نزدیک
اُسکا خیار باطل نہوگا یہ تمرتاشی مین ہی - ابن سماعہ نے امام محمدؒ سے روایت کی ہی کہ اگر شوہر نے اپنی جورو
سے کہا کہ امرک بیدک راس الشہر یعنے تیرا امر تیرے ہاتھ مین سلخ ہی یا کہا کہ چاند دیکھے ہی تو عورت کو اس رات

خیار حاصل ہوگا جس رات چاند نظر آیا ہی اور اسکے دوسرے دن رات ہونے تک خیار رہیگا - اور اگر عورت سے کہا کہ سر ماہ مین تیرا امر تیرے ہاتھ ہی تو عورت کو اپنے جلسہ بھر آفتاب غروب ہونے تک اختیار رہیگا اور فرمایا کہ آیا تو نہین دیکھتا ہی کہ اگر عورت سے کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ مین کل ہی تو اسکو پورے کل بھر اختیار رہتا ہی اور اگر کہا کہ کل کے روز مین ہی تو اختیار اسکے جلسہ پر ہوگا یہان تک کہ دوسرے روز آفتاب غروب ہو جاوے اور ابراہیم نے جو ذکر کیا ہی وہ اسکے برخلاف ہی چنانچہ امام محمدؒ سے روایت کی ہی کہ اگر عورت سے کہا کہ تیرا کام تیرے ہاتھ مین ہونے کا وقت رمضان ہی یا کہا کہ تیرا کام تیرے ہاتھ مین رمضان مین ہی تو یہ دونون یکسان ہین اور عورت کو پورے رمضان بھر اختیار رہیگا اسیطرح اگر کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ مین کل یا کل مین ہی تو بھی یہ دونون یکسان ہین یہ محیط مین ہی - اور اگر کہا کہ تیرا کام تیرے ہاتھ مین آج کے روز ہی تو پورے دن بھر خیار رہیگا اور اگر کہا کہ اس روز مین ہی تو یہ عورت کی مجلس پر رہیگا اور یہی صحیح ہی اور موافق اس قول کے کہ اگر کہا کہ انت طالق غدا تو مجلس پر طلاق ہو جاتی ہی یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر عورت سے کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ مین اس روز تک ہی تو اسوقت سے دس روز گذرنے تک اسکو اختیار رہیگا اور دس دن کا شمار ساعت سے ہوگا اور اگر شوہر نے دس روز گذرنے کے بعد بھی اختیار رہنے کی نیت کی ہو تو فیما بینہ وبین اللہ تعالے تصدیق ہوگی اور قضاءً اسکی تصدیق نہوگی یہ ظہیریہ مین ہی - ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ میری جورو کا امر تیرے ہاتھ مین ایک سال تک ہی تو ایک سال تک یہ امر اسکے اختیار مین رہیگا حتے کہ اگر شوہر نے اس سے رجوع کرنا چاہا تو نہین کر سکتا ہی اور جب سال پورا ہو جائیگا تو اختیار اسکے ہاتھ سے نکل جائیگا یہ تجنیس و مزید مین ہی - اور فتاوے صغری مین لکھا ہی کہ اگر کسی اجنبی سے کہا کہ میری جورو کا امر تیرے ہاتھ مین ہی تو اسکے اس جلسہ تک مقصور ہوگا اور شوہر اس سے رجوع کرنے کا مختار نہوگا اور محیط مین فرمایا کہ یہی اصح ہی یہ خلاصہ مین ہی - اور واضح رہے کہ جس شخص غیر کو اپنی جورو کا امر سپرد کیا ہی اگر وہ سنتا ہو تو جبتک وہ اپنی مجلس مین ہی امر مذکور کا مختار ہوگا اور اگر سنتا نہو یا غائب ہو تو امر مذکور اسکے قبضہ مین جبھی ہوگا کہ جب اسکو معلوم ہو یا خبر پہونچے پس بعد معلوم ہونے و خبر پہونچنے کے جس مجلس مین اسکو آگاہی ہوئی جب تک اسی مجلس مین ہی مختار رہیگا اور اس مجلس مین یہ تفویض قبول کرنا شرط نہین ہی لیکن اگر اسنے رد کر دیا کہ مین اس اختیار کو نہین لیتا ہون تو اسکے رد کرنے سے رد ہو جائیگا یہ ذخیرہ مین ہی - ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ تو میری جورو سے کہہ کہ تیرا امر تیرے ہاتھ مین ہی تو جبتک یہ شخص مامور اس عورت سے یہ کلام نہ کہے جب تک اختیار مذکور عورت کے ہاتھ مین نہوگا اسواسطے کہ یہ تفویض کر دینے کا امر ہی پس جبتک تفویض نہ کریگا تب تک تفویض متحقق نہوگی اور اگر دوسرے سے یون کہا کہ میری جورو سے کہہ کہ اسکا کام اسکے اختیار مین ہی تو اس غیر کے خبر دینے سے پہلے عورت مختار ہو جائیگی یہ ظہیریہ مین ہی اور اگر غیر سے کہا کہ میری جورو کو طلاق دیدے کہ مین نے یہ کام تیرے حوالہ کر دیا تو یہ اس غیر کی اس مجلس تک مقصور ہوگا اور شوہر کو اختیار ہوگا کہ چاہے اس سے رجوع کرے اور اگر شوہر کے رجوع کرنے سے پہلے اس غیر نے اسکو اپنی اسی مجلس مین طلاق دیدی تو ایک رجعی طلاق واقع ہوگی - اور اسیطرح اگر کہا کہ مین نے اس عورت کی طلاق تیرے اختیار مین کر دی تو اسی مجلس تک یہ اختیار رہیگا اور اگر طلاق دیدی

یعنی دوسرے روز پورے سحر تک بھر خیار رہیگا ۱۲ منہ

تو رجعی ہوگی۔ اور اگر غیر سے کہا کہ مین نے جورو کو طلاق دیدی اور حال یہ ہے کہ مین نے اسکا امر تیرے ہاتھ مین کر دیا
یا کہا کہ اور مین نے اسکا کام تیرے ہاتھ مین کر دیا اور غیر مذکور نے طلاق دیدی تو دوسری طلاق پہلے کے سوا
اور ہوگی اسواسطے کہ واؤ واسطے عطف کے آتا ہے اور اگر حرف فاء ذکر کیا یعنے بلفظ پس یا بلفظ کہ ذکر کیا تو
وہ ایسی صورتون مین بیان سبب کے واسطے ہوگا پس غیر مذکور کو فقط ایک طلاق کا اختیار ہوگا قال المترجم
یعنے کہا کہ میری جورو کو طلاق دیدے تو یہ ایک طلاق ہے اور قولہ اور حال یہ ہے کہ مین نے اسکا امر تیرے اختیار
مین دیا تو یہ دوسری طلاق ہے پس دو طلاق سپرد کین اور اگر یون کہا کہ میری جورو کو طلاق دیدے کہ
مین نے اسکے امر کا اختیار تیرے ہاتھ مین دیا یا پس مین نے اسکے امر کا اختیار تیرے ہاتھ دیا تو یہ ایک ہی طلاق
کا اختیار رہیگا فافہم۔ پھر جبکہ اُسنے بحرف واؤ ذکر کیا اور وکیل نے یعنے مامور نے عورت کو اپنی اسی مجلس
مین طلاق دیدی تو عورت بدو طلاق بائنہ ہو جائیگی اسواسطے کہ معطوف فقرہ سے جسمین لفظ امر کے ساتھ اختیار دیا ہے
ایک طلاق بائنہ ہوگی اور جب ایک بائنہ ہوئی تو دوسری بھی بالضرور بائنہ ہوگی اسواسطے کہ شوہر کو رجوع کرنے کا اختیار
نہوگا۔ اور اگر وکیل مذکور نے اپنی مجلس سے اُٹھ کھڑے ہونے کے بعد طلاق دی تو ایک طلاق رجعی واقع ہوگی
اور اسیطرح اگر یون کہا کہ میری جورو کے امر کا اختیار تیرے ہاتھ مین ہے پس تو اسکو طلاق دیدے تو بھی یہی حکم
ہے یہ فتاوی قاضیخان مین ہے۔ اور جامع مین ہے کہ اگر کسی سے کہا کہ میری جورو کا امر تیرے ہاتھ مین ہے پس تو
اُسکو طلاق دیدے پھر وکیل نے اپنی مجلس سے اُٹھنے سے پہلے اُسکو طلاق دیدی تو ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی
الا آنکہ شوہر نے تین طلاق کی نیت کی ہو تو تین طلاق واقع ہونگی اور اگر مرد مذکور مجلس سے اُٹھا قبل اسکے کہ عورت
کو طلاق دے تو امر مذکور باطل ہوگیا اور اسیطرح اگر کہا کہ تو اس عورت کو طلاق دیدے کہ اسکا امر تیرے ہاتھ مین
ہے تو یہ قول اور قول سابق دونون یکسان ہین یہ محیط مین ہے۔ اور مجموع النوازل مین ہے کہ اگر شوہر نے کسی لکھنے والے
سے کہا کہ تو عورت کے واسطے یہ تحریر کردے کہ اس عورت کا امر اسکے اختیار مین بدین شرط ہے کہ مین ہرگاہ بدون
اسکی اجازت کے سفر کرون پس یہ اپنے تئین ایک طلاق دیدے جسوقت چاہے پس عورت نے کہا کہ مین
ایک نہین چاہتی ہون بلکہ تین طلاق کی درخواست کی اور شوہر نے اُس سے انکار کیا اور دونون مین اتفاق نہوا پھر
شوہر بدون اسکی اجازت کے باہر چلا گیا تو ایک طلاق کا اختیار عورت کو حاصل ہو جائیگا یہ فصول عمادیہ مین ہے۔
اور اگر اپنی جورو کے امر کا اختیار جورو یا کسی اجنبی کے ہاتھ مین دیا پھر شوہر کو جنون مطبق ہوگیا تو یہ اختیار
باطل نہوگا اور اگر اپنی جورو کے کام کا اختیار کسی طفل یا مجنون یا غلام یا کافر کے ہاتھ مین دیا تو جبتک وہ اپنی
اس مجلس سے اُٹھ کھڑا نہو تب تک یہ اختیار اُسکے ہاتھ رہیگا جیسا کہ خود عورت کو سپرد کر دینے مین ہوتا ہے۔
اور اگر اپنی صغیرہ جورو سے کہا کہ تیرا کام تیرے اختیار مین ہے در حالیکہ وہ طلاق کی نیت رکھتا تھا پس صغیرہ مذکورہ
نے اپنے آپ کو طلاق دیدی تو صحیح ہے اور طلاق واقع ہو جائیگی یہ فصول استروشنی مین ہے اور اگر اپنی جورو کا
کام کسی معتوہ کے ہاتھ مین دیا تو صحیح ہے اور یہ مقصور مجلس ہوگا الا یہ کہ اگر یون کہدیا کہ جب چاہے اسکو طلاق دیدے
یا جب چاہے اسکے نفس کو طلاق دیدے تو ایسا نہین ہے۔ اور اگر امر عورت دو مردون کے ہاتھ مین دیا تو دونون مین سے ایک
منفرد نہین ہو سکتا ہے یعنے ایک تنہا اسکو طلاق نہین دے سکتا ہے پھر اگر دونون نے کہا کہ ہمنے عورت کو اپنی

مجلس تفویض مین طلاق دی ہی اور شوہر نے اُس سے انکار کیا تو اُس سے قسم لیجائیگی کہ واللہ مین نہین جانتا ہون کہ ایسی بات ہوئی۔ اور اگر شوہر نے تین طلاق کی نیت کی ہو پس دونون مین سے ایک نے اسکو ایک طلاق دیدی اور دوسرے نے دو طلاق یا تین طلاق دین تو ایک طلاق واقع ہوگی اسواسطے کہ ایک پر دونون متفق ہوئے ہین یہ عتابیہ مین ہی۔ اور اگر کسی سے کہا کہ میرے جورو کے امر کا اختیار میرے ہاتھ و تیرے ہاتھ مین ہی یا کہا کہ مین نے اسکے امر کا اختیار اپنے و تیرے ہاتھ مین کر دیا پھر مخاطب نے عورت مذکورہ کو طلاق دی تو واقع نہوگی الا اُس صورت مین کہ شوہر اجازت دیدے یہ محیط مین ہی۔ اور اگر کہا کہ میری جورو کا امر اللہ تعالے اور تیرے اختیار مین ہی یا کہا مین نے اپنی جورو کے امر کا اختیار اللہ تعالے اور تیرے ہاتھ مین دیا اور مراد امر سے طلاق ہی (یعنے دیدیا ۱۲) پس مخاطب نے طلاق دیدی تو واقع ہوگی یہ کافی مین ہی۔ اور منتقے مین ہی کہ ایک شخص نے اپنی جورو کا امر اسکے باپ کے ہاتھ مین دیا پس اسکے باپ نے کہا کہ مین نے اسکو قبول کیا تو مطلقہ ہو جائیگی یہ محیط مین ہی۔ اجناس ناطفی مین مذکور ہی کہ دو مردون نے ایک مرد پر گواہی دی اور دونون نے کہا کہ ہم دونون گواہی دیتے ہین کہ فلان نے ہمکو حکم دیا تھا کہ ہم اسکی جورو کو یہ بات پہونچاوین کہ اُسنے عورت کا امر اسکے ہاتھ مین دیا ہی اور ہمکو خبر پہونچی کہ اسکے بعد عورت نے اپنے نفس کو طلاق دیدی تو دونون کی گواہی جائز ہوگی۔ اور اگر دونون نے کہا کہ ہم گواہی دیتے ہین کہ فلان نے ہمسے کہا کہ تم دونون میری جورو کا امر اُسکے ہاتھ مین کر دو پس ہم دونون نے اسکا امر اسکے ہاتھ مین کر دیا تو گواہی جائز نہین ہی یہ فصول استروشنی مین ہی۔ امام ابو حنیفہؒ سے روایت ہی کہ اگر ایک مرد کی دو عورتین ہون پس اُسنے کہا کہ تم دونون کا امر تم دونون کے ہاتھ مین ہی تو جبتک دونون متفق نہونگی تب تک دونون مین سے کوئی مطلقہ نہوگی۔ اور اگر ایک عورت سے کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ مین ہی اور اس جورو کا امر تیرے ہاتھ ہی پس اُسنے دوسری جورو کو طلاق دیدی پھر اپنے آپ کو طلاق دی تو طلاق واقع ہوگی۔ اور اگر اپنی عورت سے کہا کہ میری عورتون کا امر تیرے ہاتھ مین ہی یا کہا کہ میری جس عورت کو چاہے طلاق دیدے تو اُسکو یہ اختیار نہوگا کہ اپنے آپکو طلاق دیدے یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر کہا کہ میری عورتون مین سے کسی ایک عورت کا امر تیرے ہاتھ مین ہی اور طلاق کی نیت کی پس اُسنے ایک جورو کو طلاق دیدی پس شوہر نے کہا کہ مین نے اُسکی نہین بلکہ دوسری کی نیت کی تھی تو قضاءً اُسکے قول کی تصدیق نہوگی یہ فتاوی صغری مین ہی۔ اور اگر کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ ہی یا اسکا امر اسکے ہاتھ ہی پس اگر مخاطبہ نے یا دوسری نے اپنے آپ کو طلاق دیدی تو دوسرا اختیار باطل ہو جائیگا اور اگر دونون نے معاً اپنے آپ کو طلاق دیدی تو دونون مین سے ایک مطلقہ ہو جائیگی اور اسکا بیان شوہر کے ذمہ ہوگا یہ عتابیہ مین ہی۔ ایک فضولی نے دوسرے کی جورو سے کہا کہ مین نے تیرا امر تیرے اختیار مین کر دیا پس عورت نے کہا کہ مین نے اپنے نفس کو اختیار کیا پھر شوہر کو اُسکی خبر پہونچی پس اُسنے اس سب کی اجازت دیدی تو عورت کے اختیار کر لینے سے طلاق واقع نہوگی لیکن جس مجلس مین اسکو شوہر کی اجازت دینے کا حال معلوم ہوا ہی اس مجلس تک اُسکو اختیار حاصل ہو جائیگا اور اسیطرح اگر عورت نے خود کہا کہ مین نے اپنے امر کو اپنے ہاتھ مین کر دیا اور اپنے نفس کو اختیار کر لیا پس شوہر نے اس سب کی اجازت دیدی تو طلاق واقع نہوگی ولیکن اجازت دینے پر عورت کا امر اُسکے ہاتھ مین ہو جائیگا۔ اور اگر عورت

نے کہا کہ مین نے اپنا امر اپنے ہاتھ مین کر دیا اور اپنے نفس کو طلاق دیدی پھر شوہر نے اسکے بعد اجازت دی تو یہی الحال ایک طلاق رجعی واقع ہوگی اور عورت کا امر اسکے اختیار مین ہو جائیگا چنانچہ اگر اسنے پھر اپنے نفس کو اختیار کیا تو دوسری طلاق بائنہ واقع ہوگی۔ اور اگر عورت نے کہا کہ مین نے اپنے نفس کو اختیار کیا اور شوہر نے اجازت دی تو طلاق واقع نہوگی اگرچہ شوہر نے طلاق کی نیت کی ہو۔ اور اگر عورت نے کہا کہ مین نے اپنے نفس کو بائنہ کر دیا اور شوہر نے اجازت دی تو شوہر کی نیت ہونے سے یہ طلاق واقع ہوگی۔ اور اگر عورت نے کہا کہ مین نے اپنے نفس کو تجھپر حرام کیا اور شوہر نے اجازت دیدی تو شوہر ایلا کرنے والا ہو جائیگا اسواسطے کہ حلال کا حرام کر لینا ایلا ہے ولیکن ہمارے عرف مین یہ قول طلاق ہو گیا ہے پس عورت پر طلاق واقع ہوگی یہ ظہیریہ مین ہے قال المترجم ہمارے عرف مین ایسا نہین ہے پس ایلا ہونے کا حکم اشبہ ہے واللہ اعلم اور اگر عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ مین نے اپنے نفس کو طلاق دیدی پس شوہر نے کہا کہ البتہ مین نے اسکی اجازت دیدی تو یہ جائز ہے اور عورت پر ایک طلاق رجعی واقع ہوگی اور طلاق واقع ہونے کے واسطے اجازت کے وقت شوہر کی نیت طلاق ہونا شرط نہین ہے۔ اور اگر اجازت دینے کے وقت شوہر نے تین طلاق کی نیت کی ہو تو نیت صحیح نہوگی۔ اور اگر عورت نے کہا کہ مین نے اپنا امر اپنے ہاتھ مین کر دیا پس شوہر نے کہا کہ مین نے اسکی اجازت دیدی اور شوہر کی نیت طلاق کی ہے تو امر عورت اسکے ہاتھ مین ہو جائیگا اور اگر عورت نے کہا کہ مین نے خیار اپنی طرف کر لیا پس شوہر نے کہا کہ مین نے اسکی اجازت دیدی اور شوہر کی نیت طلاق ہے تو خیار عورت کو حاصل ہو جائیگا یہ محیط مین ہے۔ ایک شخص کو خبر دیگئی کہ فلان نے تیری جورو کو طلاق دیدی ہے پس اسنے کہا کہ جو اسنے کیا اچھا ہے یا کہا کہ اسنے برا کیا تو بعض نے فرمایا کہ اول صورت مین واقع ہوگی اور دوسری صورت مین نہین واقع ہوگی اور یہی ظاہر ہے اور یہی ماخوذ ہے یہ جواہر اخلاطی مین ہے۔ اگر عورت نے کہا کہ مین نے کل اپنا امر اپنے اختیار مین کیا پس اپنے نفس کو اختیار کر لیا ہے اور شوہر نے کہا کہ تو نے سچ کہا اور مین نے اسکی اجازت دیدی تو اسوقت جورو کو اختیار حاصل ہوگا اور قبل اسکے جو اسنے اپنے نفس کو اختیار کر لیا تھا وہ باطل ہے۔ اور اگر عورت نے کہا کہ مین نے کل کہا تھا کہ آج کے روز میرا امر میرے اختیار مین ہے پس شوہر نے کہا کہ مین نے اجازت دیدی تو صحیح نہین ہے اسواسطے کہ وہ دن گذر گیا یہ عتابیہ مین ہے۔ اور اگر ایک شخص نے کہا کہ زید کی جورو طالقہ ہے پس زید نے کہا کہ مین نے اجازت دیدی یا مین راضی ہوا یا مین نے اسکو اپنے نفس پر لازم کیا تو اسپر طلاق لازم ہوگی یہ محیط مین ہے۔ اور اگر شوہر نے عورت سے کہا کہ مین نے تیرا امر تیرے اختیار مین کر دیا تیرے ہاتھ ہزار درم کو فروخت کیا پس اگر عورت نے اسی مجلس مین اپنے نفس کو اختیار کیا تو طلاق واقع ہوگی اور مال لازم آویگا یہ خزانۃ المفتین مین ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ ہے اور تیرا امر تیرے ہاتھ ہے یا کہا کہ مین نے تیرا امر تیرے ہاتھ مین کر دیا اور تیرا امر تیرے ہاتھ مین کر دیا تو یہ دو تفویض ہین اور اسیطرح اگر کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ ہے پس تیرا امر تیرے ہاتھ ہے اور اگر کہا کہ جعلت امرک بیدک فامرک بیدک یعنے مین نے تیرا امر تیرے ہاتھ کر دیا پس تیرا امر تیرے ہاتھ ہے تو یہ ایک تفویض ہے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر شوہر نے چند الفاظ تفویض کو جمع کر دیا مثلاً کہا کہ امرک بیدک اختاری طلقی پس اگر ان الفاظ کو بغیر حرف صلہ ذکر کیا تو ہر ایک

کلام مبتدا قرار دیا جائیگا اور اگر بحرف فاء ذکر کیا تو جو لفظ بحرف فاء مذکور ہی وہ تفسیر قرار دیا جائیگا بشرطیکہ تفسیر ہونے کی صلاحیت رکھتا ہو اور امر بالید کی تفسیر ہونے کی صلاحیت لفظ اختیار کو ہی اور اختیار کی تفسیر امر بالید سے نہیں ہو سکتی ہی - اور نیز امر بالید کی تفسیر امر بالید سے نہوگی اور اسیطرح اختیار کی تفسیر اختیار سے نہوگی اسواسطے کہ کوئی لفظ خود اپنی تفسیر نہیں ہو سکتا ہی اور جب تفسیر نہو سکا تو ماتقدم کی علت قرار دیا جائیگا اور اگر علت بھی بن سکا تو معطوف قرار دیا جائیگا - اور اگر بحرف واؤ ذکر کیا تو واؤ واسطے عطف کے ہوتا ہی پس عطف ہوگا اور تفسیر نہوگا اسواسطے کہ معطوف اپنے معطوف علیہ کی تفسیر ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتا ہی اور جب ایک دوسرے پر عطف کئے گئے تو جو تفسیر آخر میں مذکور ہوگی تو وہ سب کی تفسیر قرار دیجائیگی یہ محیط میں ہی - اور اگر خیار وامر بالید کو مکرر بدون حرف واؤ کے ذکر کیا اور آخر میں تفسیر ذکر کی تو یہ تفسیر فقط اسی کی ہوگی جو اسکے متصل ہی اور اسکے ماقبل کی نہوگی یہ غایہ سروجی میں ہی اور اگر عورت سے کہا کہ امرک بیدک طلقی نفسک یا کہا کہ اختاری طلقی نفسک یعنے تیرا امر تیرے ہاتھ میں ہی اپنے نفس کو طلاق دیدے یا کہا کہ اختیار کر تو اپنے نفس کو طلاق دیدے پس عورت نے کہا کہ میں نے اپنے نفس کو اختیار کیا پس شوہر نے کہا کہ میں نے اس سے طلاق کی نیت نہیں کی تو اسکے قول کی تصدیق ہوگی اور عورت پر کچھ نہ واقع ہوگی اور اگر عورت سے کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ ہی پس اختیار کر تو پس اپنے نفس کو طلاق دیدے اور جورو نے کہا کہ میں نے اپنے نفس کو اختیار کیا اور شوہر نے کہا کہ میں نے ان میں سے کسی سے طلاق کی نیت نہیں کی تو اسکے قول کی تصدیق نہوگی اور عورت پر ایک طلاق بائنہ ہوگی اور یہ اس قول سے واقع ہوگی کہ تیرا امر تیرے ہاتھ میں ہی مگر شوہر سے قسم لیجائیگی کہ واللہ میں نے اس سے تین طلاق کی نیت نہیں کی تھی - اور اگر عورت سے کہا کہ اختیار کر تو پس تیرا کام تیرے ہاتھ ہی پس اپنے نفس کو طلاق دیدے پس عورت نے کہا کہ میں نے اپنے نفس کو اختیار کیا یا کہا کہ میں نے اپنے نفس کو طلاق دی تو امرک بیدک یعنے تیرا کام تیرے ہاتھ ہی اس قول سے اسپر ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی یہ محیط میں ہی اور اگر عورت سے کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ ہی پس تو اپنے نفس کو طلاق دے یا کہا کہ تو اختیار کر پس اپنے نفس کو طلاق دے پس عورت نے کہا کہ میں نے اپنے نفس کو طلاق دی یا میں نے اپنے نفس کو اختیار کیا تو ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی - اور اگر کہا کہ تیرا کام تیرے ہاتھ ہی اور اپنے نفس کو طلاق دے یا کہا کہ تو اختیار کر اور اپنے نفس کو طلاق دے پس عورت نے کہا کہ میں نے اپنے نفس کو اختیار کیا پس اگر شوہر نے طلاق کی نیت نہ کی ہو تو عورت پر کچھ واقع نہوگی اور اگر عورت نے کہا کہ میں نے اپنے نفس کو طلاق دی تو صریح لفظ کی وجہ سے عورت پر ایک طلاق رجعی واقع ہوگی لیکن اگر شوہر نے اپنے اس قول سے کہ اپنے نفس کو طلاق دے تین طلاق کی نیت کی ہو تو تین طلاق واقع ہونگی - اور اگر کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ ہی اور تو اختیار کر اور اپنے نفس کو طلاق دے پس عورت نے اپنے نفس کو اختیار کیا تو کچھ واقع نہوگی اور اسیطرح اگر کہا کہ تیرا کام تیرے ہاتھ ہی اور تو اختیار کر پس تو اختیار کر یا کہا کہ تو اختیار کر اور تیرا کام تیرے ہاتھ ہی پس تیرا کام تیرے ہاتھ ہی تو بھی یہی حکم ہی کہ کچھ واقع نہوگی - اور اگر کہا کہ تیرا کام تیرے ہاتھ ہی اور تو اختیار کر پس اپنے نفس کو طلاق دے پس عورت نے اپنے نفس کو اختیار کیا تو عورت پر دو طلاق واقع ہونگی مگر اسکے ساتھ شوہر سے

قسم لیجائیگی کہ اُسنے امر بالید سے تین طلاق کی نیت نہین کی تھی - اور اسیطرح اگر کہا کہ تو اختیار کر اور تو اختیار کر پس اپنے نفس کو طلاق دیدے یا کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ ہی اور تیرا امر تیرے ہاتھ ہی پس تو اپنے نفس کو طلاق دیدے تو بھی یہی حکم ہی یہ غایۃ السروجی مین ہی اور اگر کہا کہ مین نے تیرا امر تیرے ہاتھ کر دیا پس تیرا امر تیرے ہاتھ ہی پس اپنے نفس کو طلاق دے تو امر ایک ہی ہوگا اور تیسرا جملہ اس امر کی تفسیر ہوگیا یہ عتابیہ مین ہی اور اگر کہا کہ اختیار کر تو پس اختیار کر تو پس تو اپنے نفس کو طلاق دے پس عورت نے کہا کہ مین نے اپنے نفس کو اختیار کیا تو دو طلاق بائن ہونگی اور اسیطرح اگر کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ ہی پس تیرا امر تیرے ہاتھ ہی پس تو اپنے نفس کو طلاق دیدے تو بھی یہی حکم ہی - اور اگر کہا کہ تو اختیار کر پس تو اپنے نفس کو طلاق دے اور تیرا امر تیرے ہاتھ مین ہی پس عورت نے کہا کہ مین نے اپنے نفس کو اختیار کیا تو دو طلاق بائن واقع ہونگی - اور اگر کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ ہی پس تو اختیار کر پس اپنے نفس کو طلاق دے پس عورت نے اپنے نفس کو اختیار کیا یا یون کہا کہ تو اختیار کر پس تو اپنے نفس کو طلاق دے پس تیرا امر تیرے ہاتھ ہی پس عورت نے اپنے نفس کو اختیار کیا تو ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی یہ کافی مین ہی اور اگر کہا کہ تو اختیار کر پس تیرا امر تیرے ہاتھ ہی اور اپنے نفس کو طلاق دے پس اُسنے اپنے نفس کو اختیار کیا تو کچھ واقع نہوگی اور اگر اپنے نفس کو طلاق دی تو ایک طلاق واقع ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ ہی پس تو اختیار کر اور اختیار کر اور اپنے نفس کو طلاق دے یا پس اپنے نفس کو طلاق دے پس اُسنے کہا کہ مین نے اپنے نفس کو اختیار کیا تو ایک بائنہ واقع ہوگی - اور اگر شوہر نے دعوے کیا کہ مین نے نیت نکی تھی تو اُسکی تصدیق نہ کیجائیگی - اور اگر کہا کہ تو اپنے نفس کو طلاق دے پس تیرا امر تیرے ہاتھ ہی یا مین نے خیار تیرے ہاتھ مین کر دیا پس تو اپنے نفس کو طلاق دے یا تو اپنے نفس کو طلاق دے پس مین نے خیار تیرے ہاتھ مین کر دیا پس اُسنے اپنے نفس کو طلاق دی تو ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی اور اگر کہا کہ طلاق دے اپنے نفس کو پس اختیار کر پس عورت نے کہا کہ مین نے اختیار کیا تو ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی اور اگر کہا کہ مین نے اپنے نفس کو طلاق دی تو دو طلاق بائنہ واقع ہونگی اور اگر کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ ہی اختیار کر اختیار کر اختیار کر پس اپنے نفس کو طلاق دے اور کچھ نیت عدد نہین کی ہی پس عورت نے کہا کہ مین نے اپنے نفس کو اختیار کیا تو ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی اور اگر کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ ہی پھر خاموش رہا پھر کہا کہ اپنے نفس کو طلاق دے آیا تجھے کافی نہین ہی کہ تو اپنے نفس کو طلاق دیدے اور امر بالید سے کچھ نیت نہین کی پس عورت نے کہا کہ مین نے اپنے نفس کو اختیار کیا تو واقع نہوگی حتے کہ اگر عورت نے کہا کہ مین نے اپنے آپ کو طلاق دی تو ایک طلاق رجعی واقع ہوگی - اور اگر عورت سے کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ ہی پس تو اختیار کر اختیار کر یا کہا کہ تو اختیار کر پس تیرا امر تیرے ہاتھ ہی تیرا امر تیرے ہاتھ ہی یا کہا کہ تیرا کام تیرے ہاتھ ہی تو اختیار کر پس تو اختیار کر یا کہا کہ تو اختیار کر تیرا امر تیرے ہاتھ ہی پس تیرا امر تیرے ہاتھ ہی یا کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ ہی تو اختیار کر اور تو اختیار کر اور کچھ نیت نہ کی تو سب صورتون مین طلاق واقع نہوگی اور اگر کہا کہ مین نے تیرا امر تیرے ہاتھ مین کر دیا پس تیرا امر تیرے ہاتھ مین ہی پس عورت نے اپنے

نفس کو اختیار کیا تو ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی یا وہان کوئی قرینہ ہو مثلا حالت مذاکرہ طلاق ہو تو بھی ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی اور اگر شوہر نے تین طلاق کی نیت کی ہو تو تین طلاق واقع ہونگی اور اگر کہا کہ مین نے تیرا امر تیرے ہاتھ مین کر دیا اور تیرا امر تیرے ہاتھ ہو پس عورت نے اپنے نفس کو اختیار کیا تو دو طلاق بائنہ واقع ہونگی۔ اور اگر مرد نے کہا کہ تو اپنے نفس کو طلاق ایسی طلاق دے کہ تین رجعت کا مالک رہون پس مین نے تین تطلیقات مین تیرا امر تیرے ہاتھ مین کر دیا پس عورت نے اپنے نفس کو اختیار کیا یا طلاق دی تو تین طلاق واقع ہونگی یہ کافی مین ہے اور اگر عورت سے کہا کہ تو اپنے نفس کو طلاق دے اور تو اختیار کر پس عورت نے اختیار کیا تو بائنہ طلاق واقع ہوگی اور اگر طلاق دی تو دو واقع ہونگی یہ محیط سرخسی مین ہے اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ مین بدین علت ہے کہ تو اپنے نفس کو طلاق دے یا تاکہ تو اپنے نفس کو طلاق دے پس اُسنے اپنے نفس کو طلاق دی تو بائنہ ہوگی یہ فصول استروشنی مین ہے۔ اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ ہے یا تیرا امر تیرے ہاتھ ہے تو جبتک اس اپنی مجلس مین وہ اپنے نفس کو اختیار نہ کرے تب تک طلاق واقع نہوگی اور جب اسی مجلس مین اختیار کیا تو شوہر کو اختیار دیا جائیگا چاہے ایک تطلیقہ سے طلاق واقع کرنا اختیار کرے یا عورت کے اپنے نفس کو اختیار کرنے سے واقع کرے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ ہے پس تو اختیار کر یا کہا کہ تو اختیار کر پس تیرا امر تیرے ہاتھ ہے تو حکم امر بالید کا ہوگا چنانچہ اگر اُسنے تین طلاق کی نیت کی ہو تو نیت مذکور صحیح ہوگی اور اگر شوہر نے تین طلاق کی نیت سے انکار کیا اور ایک کا اقرار کیا تو اُس سے قسم لیجائیگی یہ غیاثیہ سروجی مین ہے اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ ہے پس تو اپنے نفس کو کل طلاق دے تو یہ قول کہ پس اپنے نفس کو کل طلاق دے یہ مشورہ ہے پس عورت کو اختیار ہے کہ فی الحال اپنے آپ کو طلاق دیدے یہ فصول عمادیہ مین ہے اور اگر کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ ہے پس تو اپنے آپ کو تین طلاق باوقات سنت دیدے یا جب کل کا روز ہو تو دیدے تو ایسی صورت مین عورت کو اختیار ہوگا کہ اسی مجلس مین اپنے آپ کو تین طلاق دیدے اور سنت کی قید یا شرط مذکور لغو قرار پائیگی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ ہے تو اپنے نفس کو تین طلاق باوقات سنت دے یا جسوقت کل کا روز آوے تو دے اور امر مذکور سے کچھ نیت نہین کی تو امر لغو ہوگا اور اُسکے سوائے جو کہیگی وہ بھی صحیح ہوگا پس عورت کو اختیار ہوگا چاہے اپنے آپ کو تین طلاق بسنت دیدے یا جب کل کا روز ہو تب دیدے یہ کافی مین ہے۔ جو تفویض معلق بشرط ہو یا تو وہ مطلق از وقت ہوگی یعنے وقت کی تقیید نہوگی یا موقت ہوگی پس اگر مطلق ہو مثلا کہا کہ جب فلان آوے تو تیرا امر تیرے ہاتھ ہے پھر فلان شخص آیا تو جب اُسکو فلان کے آنے کے وقت کا حال معلوم ہو وے تو جس مجلس مین معلوم ہوا ہے اسی مجلس تک عورت کا امر اُسکے ہاتھ مین رہیگا۔ اور اگر تفویض شرطیہ موقت ہو مثلا کہا کہ جب زید آوے تو تیرا امر تیرے ہاتھ مین ایک روز ہے یا کہا کہ اسی روز ہے کہ جس روز وہ آوے تو عورت کو اس پورے روز تک خیار رہیگا بشرطیکہ اُسکو زید کے آنے کا علم ہو جاوے لیکن بات اتنی ہے کہ جس صورت مین ایک روز بطور نکرہ ذکر کیا ہے عورت کو ایک روز کامل خیار رہیگا اور جس صورت مین بطور معرفہ ذکر کیا ہے یعنے اُس روز کہ جسمین زید آوے خیار ہے تو معرفہ کی صورت مین اس باقی روز تک خیار رہیگا اور عورت مذکورہ کے مجلس سے اٹھنے سے خیار باطل نہوگا اور عورت کو یہ اختیار نہین ہے کہ اس تمام وقت مین ایکبار سے

زیادہ اپنے نفس کو اختیار کرے اور اگر عورت کو زمید کے آنے کا حال معلوم ہوا یہانتک کہ وقت گذر گیا تو اُسکو
اس تفویض کی رو سے کبھی خیار نہوگا یہ بدائع مین ہے اور اگر کہا کہ میری جورو کا امر فلان کے ہاتھ ایک ماہ ہے تو جس
وقت یہ لفظ کہا ہے اُس سے متصل اگلا جو مہینہ آتا ہے وہی یہ مہینہ قرار دیا جائیگا اور اس مہینے کے گذر جانے سے
یہ تفویض باطل ہو جائیگی اگرچہ فلان کو اس تفویض کا علم نہوا ہو۔ اور اگر کہا کہ جب یہ مہینہ گذر جاوے تو میری عورت
کا امر فلان کے ہاتھ ہے پھر یہ مہینہ گذر گیا تو فلان کو اپنی مجلس علم مین یہ اختیار حاصل ہوگا اگرچہ دو مہینے گذرنے
کے بعد اُسکو آگاہی ہوا اسواسطے کہ تفویض مذکور اس مہینہ کے گذرنے پر معلق ہے اور جو امر معلق بشرط ہو وہ
(دلیل اس امر کی کہ فلان کو جس مجلس مین علم ہو اسی مین اختیار رہیگا ۱۲)
شرط پائی جانے کے وقت مثل مرسل کے ہو جاتا ہے اور اگر بطور مرسل بعد مہینہ گذرنے کے فلان کو تفویض کرے
تو فلان کو اپنی مجلس علم ہی مین اختیار رہیگا پس ایسا ہی اس صورت مین بھی ہے۔ اور اگر کہا کہ میری جورو کا امر بعد مہینہ گذرنے
کے فلان و فلان کے اختیار مین ہے پھر ایک مہینہ گذر گیا پھر دونون مین سے ایک کو معلوم ہوا اور وہ طلاق دینے
سے پہلے مجلس سے اُٹھ کھڑا ہوا تو امر مذکور باطل ہو جائیگا اور اگر اُسنے طلاق دیدی تو موقوف رہیگی یہانتک
کہ دوسرے کو اس تفویض کا علم ہو پس اگر اُسنے اپنی مجلس علم مین طلاق دی تو واقع ہو جائیگی ورنہ باطل ہوگی
یہ محیط سرخسی مین ہے۔ ایک شخص نے اپنے قرضدار سے کہا کہ اگر تو مجھے میرا قرضہ ایک مہینہ تک ادا نہ کرے تو تیری
جورو کا امر میرے ہاتھ ہوگا پس قرضدار نے کہا کہ ایسا ہی ہو پھر شرط پائی گئی یعنے قرضدار نے ادا نکیا تو قرضخواہ
کو اختیار حاصل ہوگا کہ اُسکی جورو کو طلاق دیدے یہ وجیز کردری مین ہے۔ اور اگر کہا کہ جب فلان مہینہ آوے
تو اسمین سے ایک روز تیرا امر تیرے ہاتھ ہے یا کہا کہ روز جمعہ کے ایک گھڑی تیرا امر تیرے ہاتھ ہے اور اسکی کچھ نیت
نہ تھی تو یہ کچھ نہین ہے لیکن جس مجلس مین یہ لفظ کہا ہے اگر اُسی مجلس مین یہ روز یا یہ ساعت بیان کر دی تو اُسکے بیان
(کہ کون روز اور کون ساعت مراد ہے ۱۲)
پر رکھا جائیگا یہ عتابیہ مین ہے۔ منتقے مین لکھا ہے کہ اگر کہا کہ جب چاند ہو تو تیرا امر تیرے ہاتھ ہے پس اگر عورت کو
معلوم ہوا کہ چاند ہوا ہے مگر اُسنے اپنے نفس کو اُس مجلس مین اختیار نہ کیا تو عورت کے ہاتھ سے اختیار نکل جائیگا
اور اگر چاند کے چند روز بعد عورت آئی اور کہا کہ مجھے چاند کا حال معلوم نہین ہوا تھا پس اگر عورت کوئی ایسی بات
لائی کہ میری رائے مین وہ سچی معلوم ہوئی تو مین اُسکو اُسپر قسم دلاؤنگا اور اسکا قول قبول کرونگا اور اختیار اُسکے ہاتھ مین
ہوگا اور اگر ایسی بات لائی کہ سب مجھے اسمین جھوٹی معلوم ہوئی تو مین اسکا قول قبول نہ کرونگا یہ محیط مین ہے۔ اور اگر اپنی
جورو سے کہا کہ جسوقت مین دوسری عورت سے تیرے اوپر نکاح کرون تو اس عورت کے امر کا اختیار تیرے ہاتھ ہے
(تیرے ہوتے ہوئے ۱۲)
پھر اس عورت کو خلع دیدیا یا بائنہ طلاق دیدی یا تین طلاق دیدین پھر دوسری عورت سے نکاح کیا تو اس دوسری کا
امر اُس عورت کے ہاتھ مین نہوگا۔ اور اگر یون کہا کہ جب مین دوسری عورت سے نکاح کرون تو اُسکا امر تیرے ہاتھ
ہے اور یہ نہ کہا کہ تیرے اوپر پھر اس عورت کو خلع دیدیا یا طلاق بائن یا تین طلاق دیدین پھر دوسری عورت سے
نکاح کیا تو اسکا امر پہلی عورت کے ہاتھ مین ہوگا۔ اور اگر عورت سے کہا کہ جسوقت مین اس نکاح مین تیرے اوپر
دوسری عورت سے نکاح کرون تو اسکا امر تیرے ہاتھ مین ہوگا یا تیرا امر تیرے ہاتھ مین ہوگا پھر شوہر نے
اس عورت کو ایک طلاق بائنہ دیدی پھر دوبارہ نکاح کیا پھر اسپر دوسری عورت بیاہ لایا تو امر مذکور اُسکے
ہاتھ مین نہوگا یہ ذخیرہ مین ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ ان تزوجت علیک مادمت فی نکاحی او کنت فی نکاحی

نہ امرک بیدک اگر مین تجھپر دوسری عورت سے نکاح کرون مادامیکہ تو میرے نکاح مین ہی یا جبتک کہ تو میرے نکاح مین ہو پس تیرا امر تیرے ہاتھ ہی پھر اُسکو طلاق بائن دیدی یا خلع دیدیا پھر اس سے نکاح کیا پھر اُسکے اوپر دوسرا نکاح کیا تو اس قول کی صورت مین کہ مادامیکہ تو میرے نکاح مین ہی عورت مذکورہ کے ہاتھ مین اسکا امر نہو جائیگا قال المترجم ظاہرا مادام مین معنے پیوستگی کا لحاظ کیا گیا ہی کہ ہر چند اسوقت یہ عورت اُسکے نکاح مین ہی مگر پیوستہ نہین رہی بلکہ بیچ مین طلاق یا خلع پایا گیا ہی فافہم اور اس قول کی صورت مین کہ جبتک تو میرے نکاح مین ہو بھی ایسا ہی ہی بنابر روایت کتاب الایمان مختصر کرخی رحمہ اللہ کے کہ اس مختصر کی کتاب الایمان مین مذکور ہی کہ مادمت وماکنت دونون یکسان ہین ۔ اور مجموع النوازل مین ان دونون مین فرق کیا ہی اور اشارہ کیا ہی کہ ماکنت کی صورت مین جبکہ عورت کو خلع دینے کے بعد پھر اُس سے نکاح کرنے کے بعد اسپر دوسرا نکاح کیا تو عورت مذکور مختار ہوگی اسواسطے کہ کون بعد کون کے ہوسکتا ہی یعنے ایک ہونا اگر جاتا رہے تو پھر اسکے بعد ہونا متحقق ہوسکتا ہی اور دیمومت بعد دیمومت کے نہین ہوسکتی ہی یعنے پیوستگی اگر جاتی رہے اور منقطع ہوجاوے تو پھر پیوستگی نہین پیدا ہوسکتی ہی یہ فصول استروشنی مین ہی قال المترجم پوشیدہ نہین ہی کہ ماکنت مین بامعنی مادام ہی اگرچہ لفظ دام نہین مذکور ہی پس ماکنت کو بمعنے مادام کنت ہونا چاہیے پس مادمت وماکنت معنی واحد ہوئے اگرچہ لفظاً فرق ہوا بنابرین فرق محل تامل ہی واللہ تعالی اعلم بالصواب اور کمال فرق ترجمہ اسیقدر ہی کہ جو مترجم نے کیا ہی تا آنکہ یہ تامل اُس ترجمہ مین بھی مرعی ہی بل ینبغی ان یراعی الموافقہ من کل الوجوہ فلیتامل ۔ ایک شخص نے اپنی جورو کا امر اُسکے ہاتھ مین کر دیا بشرط آنکہ اسپر دوسری عورت سے نکاح کرے ۔ پھر اُس عورت نے اپنے شوہر پر دعوے کیا کہ تونے فلانہ سے مجھپر نکاح کیا ہی اور فلانہ مذکورہ حاضر ہی کہتی ہی کہ مین نے اپنے نفس کو اس مرد کے نکاح مین دیا ہی اور گواہون نے نکاح کی گواہی دی تو یہ عورت مختار ہوجائیگی (یعنے امر بالید کی مختار ہوگی ١٢) ۔ اور اگر فلانہ مذکورہ غائب ہو پس اس عورت نے شوہر پر گواہ قائم کیے کہ تو نے مجھپر فلانہ بنت فلان بین فلان سے نکاح کیا ہی اور میرا امر میرے قبضہ مین ہوگیا پس آیا اس دعوی کی سماعت ہی یا نہوگی تو اسمین دو روایتین ہین اور صحیح یہ ہی کہ سماعت نہوگی اسواسطے کہ فلانہ مذکورہ پر اثبات نکاح کے واسطے یہ عورت مذکورہ خصم نہین ہی یہ فصول عمادیہ مین ہی ۔ اور اگر عورت سے کہا کہ اگر تو دار مین داخل ہوئی تو تیرا امر تیرے ہاتھ ہی پھر اُسکو ایک طلاق بائنہ دیدی یا دو طلاق بائنہ دیدین تو امر مذکور باطل نہو گا حتے کہ اگر پھر اُس نے نکاح کیا پھر وہ دار مین داخل ہوئی تو امر اُسکے ہاتھ مین ہوجائیگا خواہ عورت مذکورہ سے عدت مین نکاح کیا ہو یا بعد انقضاء عدت کے اور خواہ مدخولہ ہو یا غیر مدخولہ ہو چنانچہ اگر غیر مدخولہ سے بھی پھر نکاح کیا پھر اُسنے اپنے آپکو طلاق دی تو واقع ہوگی یہ خلاصہ مین ہی ۔ اور اگر اپنی عورت سے کہا کہ اگر تو فلان شخص کے دار مین داخل ہوئی تو تیرا امر تیرے ہاتھ ہی پھر وہ فلان کے دار مین گئی پھر اپنے نفس کو طلاق دی پس اگر اس جگہ سے جہان دار مین داخل ہونے والی قرار دیگئی ہی دور ہونے سے پہلے اپنے نفس کو طلاق دی تو طلاق پڑجائیگی اور اگر دو قدم چل کر پھر اپنے نفس کو طلاق دیدی تو مطلقہ نہوگی یہ محیط مین ہی ۔ منتقے مین لکھا ہی کہ اگر اپنی عورت سے کہا کہ اگر مین تجھسے غائب ہوا پس تو میری غیبت مین ایک دن یا دو دن ٹھہری تو تیرا امر تیرے ہاتھ ہی تو فرمایا کہ اگر عورت مذکورہ ایک روز ٹھہری تو اسکا امر اُسکے ہاتھ مین ہوجائیگا اور ایسی صورت مین دونون باتون مین سے اول بات پر حکم

لگایا جاتا ہی- ایک شخص نے اپنی جورو کے ہاتھ مین اسکا امر اس شرط سے دیا کہ اگر وہ اس عورت سے اتنی مدت غائب
ہو جاوے تو عورت کا امر اُسکے ہاتھ ہی کہ اپنے نفس کو جب چاہے طلاق دیدے پھر اس مدت مذکورہ بھر غائب رہا
مگر اس مدت کے آخر روز مین حاضر ہو گیا پھر آن کر دیکھا تو یہ عورت خود غائب ہو گئی یہان تک کہ یہ مدت مذکورہ پوری
تمام ہو گئی تو شیخ امام اُستاد رحمہ اللہ نے فتوی دیا کہ عورت کا امر اُسکے اختیار مین رہیگا اور قاضی امام فخر الدین
رحمہ اللہ نے فتوی دیا کہ اگر مرد مذکور اُس عورت کی جگہ جانتا ہو کہ کہان ہی تو عورت کا امر اسکے ہاتھ نہوگا- اور
فرمایا کہ یہ اُسوقت ہی کہ عورت مدخولہ ہو اور اگر غیر مدخولہ ہو تو غیر مدخولہ سے اتنی مدت تک غائب ہونے سے اسکا امر
اسکے ہاتھ نہوگا اور اگر مدخولہ ہو اور اُس سے اتنی مدت تک غائب رہا لیکن وہ شہر مین رہا مگر اُسکے گھر نہین آتا
تھا تو عورت کا امر اُسکے ہاتھ مین ہو جائیگا اور فرمایا کہ ایسا ہی شیخ قاضی امام نے فتوی دیا ہی- اور اگر کہا کہ اگر مین کو یہ
بخارا سے غائب ہو جاؤن تو عورت کا امر اُسکے ہاتھ مین ہی تو جبھی وہ شہر سے نکل کر اطراف و دیہات مین پہونچیگا تبھی
عورت کا امر اُسکے ہاتھ مین ہو جائیگا یہ خلاصہ مین ہی فتاوائے امام ظہیر الدین مین مذکور ہی کہ اگر ایک شخص نے اپنی جورو کا امر اُسکے ہاتھ مین اس
شرط سے دیا کہ جب وہ اس عورت سے بخارا سے اس مکان سے جسمین دونون رہتے ہین دو مہینہ تک غائب
ہو تو عورت مذکورہ مختار ہی جب چاہے اپنے نفس کو طلاق دیدے پھر وہ بخارا سے دو مہینہ تک غائب رہا لیکن
یہ امر اس عورت سے دخول کرنے سے پہلے واقع ہوا اور عورت نے قبل اسکے مدخولہ ہونے کے اپنے نفس کو
طلاق دیدی تو طلاق نہ پڑیگی اسواسطے کہ وہ عورت سے ایسے مکان سے غائب نہین ہوا جسمین دونون
رہتے تھے اسلیے کہ ایسے مکان سے جسمین دونون رہتے ہون یہ مراد ہوتی ہی کہ مکان سکونت زن و زوج ہو
یہ فصول استروشنی مین ہی قال المترجم ہمارے عرف مین مکان سے یہ معنی مراد نہین ہوتے ہین پس اگر یہی
علت عدم طلاق ہو تو واقع ہونا چاہیے ہی فلیتامل- اور اگر کہا کہ مین بخارا سے غائب ہون تو واضح رہے کہ بخارا
خاص قصبہ پر اطلاق ہوتا ہی یہ اکثر مشایخ کا قول ہی اور امام سرخسی نے فرمایا کہ کرمینیہ سے فربر تک سب بخارا ہی یہ (یعنی خاص شہر ۱۲ منہ)
خلاصہ مین ہی اور اگر عورت سے کہا کہ اگر مین بلدہ بخارا سے تیری بلا اجازت نکلون تو تیرا امر تیرے ہاتھ ہی جب
چاہے تو طلاق دیدے پھر خود کوک سرائے کو گیا اور وہان دو دن رہا تو عورت پر طلاق واقع نہوگی یہ ذخیرہ کر دری
مین ہی شیخ نجم الدین نسفی سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ اگر مین اس شہر سے غائب ہو جاؤن
اور میرے غائب ہونے پر چھ مہینہ گذرین تو میری جورو کا امر تیرے ہاتھ ہی حتے کہ تو اسکو اُسکے باقی مہر کے اور نفقہ
عدت کے عوض خلع کر دے پھر وہ غائب ہوا اور چھ مہینہ تک نہ آیا تو شیخ نجم الدین رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ توکیل مطلق ہی حتی کہ
اگر غیر مذکور مجلس سے اُٹھ کھڑا ہوا تو باطل نہوگی اور انکے سوا اور مشایخ سمرقند و بخارا نے فتوی دیا کہ یہ تملیک
ہی حتے کہ مجلس سے اُٹھ کھڑے ہونے سے باطل ہوگی اور یہی صحیح ہی یہ ظہیریہ مین ہی- ایک شخص نے اپنی جورو کا امر اُسکے
ہاتھ مین بدین شرط دیا کہ اگر وہ عورت کو اپنی چیز لیسے وقت نہ دے تو عورت کو اختیار ہی جب چاہے اپنے نفس کو طلاق دیدے
پھر وقت گذر گیا اور عورت نے اپنے تینوں طلاق دیدی پھر دونون نے اختلاف کیا چنانچہ مرد نے کہا کہ مین نے
اس عورت کو اسوقت یہ چیز مذکور دیدی اور عورت نے اُس سے انکار کیا تو طلاق کے حق مین شوہر کا قول قبول
ہوگا حتے کہ اسپر وقوع طلاق کا حکم نہ دیا جائیگا- اور اس مسئلہ کی اصل وہ مسئلہ ہی جو منتقے مین مذکور ہی کہ ایک شخص نے

اپنی جورو کے باپ سے کہا کہ اگر مین چالیس روز تک تیرے پاس نہ آؤن تو میری جورو کا امر تیرے ہاتھ ہی پھر جب اسکی اس گفتگو کی گھڑی سے چالیس دن مع رات گذر گئے تو عورت کا امر اسکے باپ کے ہاتھ ہوگا جبتک وہ اپنی اس مجلس مین ہی پھر اگر شوہر نے اسکے بعد دعوی کیا کہ مین تیرے پاس آیا تھا اور عورت کے باپ نے کہا کہ تو میرے پاس نہین آیا تو شوہر کا قول قبول ہوگا یہ ذخیرہ مین ہی اور اگر عورت کا امر اسکے ہاتھ اس شرط سے دیا کہ اگر مرد اس عورت سے تین مہینہ غائب ہوگیا اور عورت کو اسکا نفقہ نہ پہونچا پس وہ اپنے آپ کو جب چاہے طلاق دیدے پس مرد نے اسکو پچاس درم بھیجے تو شیخ نے فرمایا کہ اگر اسقدر مدت کا عورت کا یہ نفقہ پورا نہو تو عورت کا امر عورت کے ہاتھ ہوجائیگا اور اگر نفقہ کی کچھ مقدار مفروضہ ہو اور عورت نے اپنا نفقہ شوہر کو ہبہ کردیا پھر مدت گذر گئی اور عورت کو اسکا نفقہ نہ پہونچا تو عورت کا امر اسکے ہاتھ مین نہوگا اور امام اعظم و امام محمد رحمہما اللہ تعالے کے نزدیک قسم مرتفع ہوگی اور اگر عورت نے نفقہ ہبہ نہین کیا ہی مگر شوہر نے دعوی کیا کہ مین نے اسکو نفقہ بھیجا ہی اور اسکو پہونچ گیا اور عورت نے انکار کیا تو چاہیے کہ شوہر کا قول قبول ہو اور کہا کہ مین نے قاضی امام استاد فخر الدین سے ایسا ہی سنا ہی پھر بعد مدت کے انھون نے اس سے رجوع کیا اور فرمایا کہ شوہر کا قول قبول نہوگا اور ایسا ہی ہر جگہ جہان ایفاء حق کا مدعی ہو یہی حکم ہوگا اور فصول استروشنی مین ہی کہ عورت کا قول قبول ہوگا اور یہی اصح ہی یہ خلاصہ مین ہی اور ذخیرہ مین بحوالہ منتقے مذکور ہی کہ اگر اپنی جورو سے کہا کہ اگر مین اس مہینے مین تجھے تیرا نفقہ نہ بھیجون تو تو طالقہ ہی یا کہا کہ اگر مین تجھے اس مہینہ کا تیرا نفقہ نہ بھیجون تو تو طالقہ ہی پس اسنے ایک آدمی کے ہاتھ اسکا نفقہ روانہ کیا اور وہ ایلچی کے ہاتھ مین ضائع ہوگیا تو مرد مذکور حانث نہوگا اسواسطے کہ اسنے فرستادہ روانہ کیا ہی یہ فصول استروشنی مین ہی۔ اور اگر عورت کا امر اسکے ہاتھ دیا کہ جب چاہے ایک طلاق دیدے بشرطیکہ عورت کا نفقہ اسکو نہ بھیجے یہان تک کہ یہ مہینہ گذر جاوے پس اسکا نفقہ ایک مرد کے ہاتھ بھیجا مگر مرد مذکور نے اس عورت کا مکان نہ پایا حتے کہ بعد مہینہ گذر جانے کے عورت کو دیا تو قاضی استروشنی نے جواب دیا ہی کہ عورت کو اختیار ہوگا کہ چاہے اپنے اوپر طلاق واقع کرے۔ وفیہ نظر یعنے اسمین اعتراض ہی اسواسطے کہ اگر نفقہ ایلچی کے ہاتھ مین ضائع ہوگیا تو عورت کا امر اسکے اختیار مین نہین ہوتا ہی اسوجہ سے کہ شرط یہ تھی کہ ارسال نہ کرے اور یہان صورت یہ ہی کہ اسنے بھیجدیا ہی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ اگر مین تجھے بعد دس روز کے پانچ دینار نہ پہونچا دون تو تیرا امر ایک طلاق مین تیرے ہاتھ ہی جب چاہے پھر یہ ایام گذر گئے اور شوہر نے نفقہ اسکو نہ بھیجا پس اگر شوہر نے اس سے فی الفور کی نیت کی ہو تو عورت کو اپنے آپ پر طلاق واقع کرنے کا اختیار ہوگا اور اگر فی الفور کی نیت نہین کی تو عورت واقع نہین کرسکتی ہی یہان تک کہ دونون مین سے ایک مرجاوے یہ جنیز کردری مین ہی۔ ایک شخص نے سمرقند سے اپنی جورو کے پاس سے غائب ہونے کا قصد کیا پس عورت نے اس سے نفقہ کا مطالبہ کیا پس اسنے کہا کہ اگر مین کش سے تیرا نفقہ دس روز تک نہ بھیجون تو تیرا امر تیرے ہاتھ مین ہی تاکہ تو جب چاہے اپنے نفس کو طلاق دیدے پھر دس روز گذرنے سے پہلے عورت کا نفقہ اسکو روانہ کیا ولیکن کش سے نہین بلکہ کسی دوسرے موضع سے بھیجا پس آیا امر عورت اسکے ہاتھ مین ہوجائیگا یا نہوگا تو فتاوے ظہیر الدین مین ایسی بات مذکور ہی جو اس امر پر دلالت کرتی ہی کہ عورت کا امر اسکے ہاتھ مین

ہوجائیگا چنانچہ فتاوی مین ذکر کیا ہی کہ اگر مرد نے کہا کہ اگر مین تیرا نفقہ کہ مینہ سے دس روز تک نہ بھیجدون تو تو طالق ہی
پھر دس روز گذرنے سے پہلے دوسرے موضع سے روانہ کیا تو قسم مین حانث ہوجائیگا یہ فصول عمادیہ مین ہی اگر
کہا کہ تجھے تیرا نفقہ دس روز مین نہ پہونچے تو تیرا امر تیرے ہاتھ ہی پھر ان ایام مین عورت مذکورہ نے نشوز کیا
یعنے سرکشی کی مثلا بلا اجازت شوہر کے اپنے باپ کے یہان چلی گئی اور اسکو نفقہ نہ پہونچا تو امر بالید کے
حکم سے عورت پر طلاق واقع نہوگی یہ بحر الرائق مین ہی - اگر مین تجھ سے غائب نہو جاؤن تو تیرا امر تیرے
ہاتھ ہی پھر کسی ظالم نے اسکو قید کرلیا تو عورت کا امر اسکے ہاتھ مین نہوگا اور شیخ نے فرمایا کہ اگر ظالم نے اسیر
چلنے کے واسطے جبر کیا پس وہ خود چلا گیا تو عورت کے ہاتھ مین اسکا امر ہوجائیگا یہ وجیز کردری مین ہی - اور
اگر عورت کے ہاتھ اسکا امر بدین شرط کردیا کہ جب وہ اس عورت کو بلا جرم مارے تو وہ اپنے نفس کو
طلاق دے پھر اسکو مارا پھر دونون نے اختلاف کیا چنانچہ شوہر نے کہا کہ مین نے جرم پر مارا ہی تو قول
شوہر کا قبول ہوگا یہ ذخیرہ مین ہی - ایک شخص نے اپنی جورو کا امر اسکے ہاتھ مین بدین شرط دیا کہ جب
اسکو بغیر جرم مارے تو عورت جب چاہے اپنے نفس کو طلاق دے پھر عورت بغیر حکم و اجازت شوہر
کے گھر سے باہر چلی گئی پس شوہر نے اسکو مارا تو بعض نے فرمایا ہی کہ اگر شوہر اسکو اسکا مہر معجل ادا کرچکا ہی
تو عورت کے اختیار مین اسکا امر نہوگا اور اگر مہر معجل اسکو ادا نہین کیا ہی تو عورت کو اختیار ہی کہ اسکی بلا اجازت
اپنے باپ کے گھر چلی جاوے اور مہر معجل وصول کرنے کے لیے اپنے نفس کو شوہر سے باز رکھے پس یہ
خروج جرم نہوگا اور شیخ امام ظہیر الدین مرغینانی بلا تفصیل فتوی دیتے تھے کہ عورت کے ہاتھ مین اسکا امر
نہوگا اور فرماتے تھے کہ عورت کا گھر سے باہر جانا مطلقا جرم ہی اور اول اصح ہی یہ محیط مین ہی - عورت
(والثانی اصح عندنا ۱۲)
سے کہا کہ اگر مہینہ تک مین تجھے دو دینار نہ دون تو تیرا امر تیرے ہاتھ ہی پس عورت نے قرضہ لیا اور شوہر پر اترا دیا
پس اگر شوہر نے اس مدت گذرنے سے پہلے قرضخواہ کو یہ مال دیدیا تو عورت کو ایقاع طلاق کا اختیار نہوگا
اور اگر ادا نہ کیا تو ایقاع کا اختیار ہوگا - عورت سے کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ ہی بشرطیکہ مین شہر سے نکلون الا تیری
اجازت سے نکلون پھر وہ شہر سے نکلا اور عورت بھی اسکے پہونچانے کو باہر نکلی تو یہ امر عورت کی طرف سے
اجازت نہین ہی اور اگر عورت سے اجازت مانگی پس عورت نے اشارہ کیا تو اسکا حکم ذکر نہین فرمایا ہی
یہ وجیز کردری مین ہی - اور میرے جد سے دریافت کیا گیا کہ اگر ایک شخص نے اپنی جورو کا امر اسکے
ہاتھ مین بدین شرط دیا کہ وہ جوا کھیلے پھر اسنے جوا کھیلا پس عورت نے اپنے نفس کو طلاق دیدی پھر شوہر نے
(یعنے اگر جوا کھیلے تو امر عورت کے ہاتھ ہی ۱۲)
دعوی کیا کہ تین روز ہوئے جب سے تجھے معلوم ہوا تھا مگر تو نے جس مجلس مین جانا تھا اسمین اپنے نفس کو
طلاق نہین دی اور عورت نے کہا کہ نہین بلکہ مجھے ابھی معلوم ہوا پس مین نے فی الفور طلاق دی ہی تو فرمایا
کہ قول عورت کا قبول ہوگا یہ فصول عمادیہ مین ہی - ایک شخص نے کہا کہ اگر مین کوئی نشہ پیون یا تجھ سے
غائب ہون تو تیرا امر تیرے ہاتھ ہی پھر ان دونون باتون مین ایک بات پائی گئی پس عورت نے اپنے
آپ کو طلاق دی پھر دوسری بات پائی گئی تو اب عورت کو اختیار نہوگا کہ اپنے تئین دوسری طلاق
دے - اور اگر کہا کہ اگر مین کبھی تجھکو مارون یا تجھ سے غائب ہو جاؤن تو جب ایسا کرون تو تیرا امر تیرے
(یعنے کہین چلا جاؤن ۱۲)

اختیار ہی چاہے اپنے نفس کو ایک طلاق دے اور اگر چاہے تو دو اور اگر چاہے تین طلاق دے پھر اگر شرط
پائے جانے پر عورت نے اپنے نفس کو ایک طلاق دی تو اُسی مجلس مین دوسری طلاق اپنے آپ کو دیسکتی ہی
یا نہین تو فرمایا کہ اُسکو یہ اختیار نہین ہی یہ فصول استروشنی مین ہی - اگر کہا کہ اگر مین تجھ سے چھ مہینہ غائب ہون
اور تجکو مین اور میرا نفقہ اس مدت مین نہ ملے تو تیرا امر طلاق تیرے ہاتھ ہی پھر مرد مذکور غائب ہوگیا اور اس مدت تک
تو اُس سے نہین ملا مگر نفقہ عورت کو پہونچ گیا تو عورت کا امر اُسکے اختیار مین ہوگا اسواسطے کہ طلاق ان مقام پر
اس بات پر معلق ہی کہ دونون باتین نہ پائی جاوین اور ایسا نہوا بلکہ ایک بات پائی گئی پس مرد مذکور حانث ہوگا اور
اگر کسی نے دو باتون کے پائے جانے پر معلق کیا تو جبتک دونون نہ پائی جاوین حانث نہوگا اور جب دونون
پائی جاوینگی حانث ہوگا چنانچہ اگر کہا کہ واللہ مین ان دونون دار مین داخل ہونگا یا کہا کہ اگر تو اُس دار مین
اور اس دار مین داخل ہوئی تو تو طالقہ ہی خواہ طلاق کو مقدم کیا یا موخر بیان کیا تو مطلقہ نہوگی الا دونون دار مین
داخل ہونے سے مطلقہ ہوگی یہ جواہر اخلاطی مین ہی - ایک شخص نے اپنی زوجہ صغیرہ کا امر اُسکے اختیار مین بایین شرط
دیا کہ جب وہ اُسکے پاس سے ایک سال غائب ہوجاوے تو وہ اپنے نفس کو طلاق دے مگر ایسی طرح کہ شوہر کو کوئی
خسارہ لاحق نہو پھر شرط پائی گئی پھر عورت نے اُسکو مہر و نفقہ عدت سے بری کیا اور اپنے اوپر طلاق واقع کی تو
طلاق رجعی واقع ہوگی اور مہر و نفقہ ساقط نہوگا یہ وجیز کردری مین ہی - ایک شخص نے اپنی جورو کا امر اُسکے ہاتھ مین اس شرط
سے کر دیا کہ جب وہ اُسکو بغیر جرم مارے تو وہ اپنے نفس کو طلاق دے سکتی ہی پھر عورت مذکورہ نے اُس سے نفقہ طلب
کیا اور بہت اصرار کیا اور اُسکے پیچھے لگ گئی تو یہ جنایت نہین ہی لیکن اگر شوہر کے ساتھ بدزبانی کی یا اُسکے کپڑے پھاڑ ڈالے
یا اُسکی داڑھی پکڑی تو یہ جنایت ہی - اور اگر شوہر کو کہا کہ ای گدھے یا ای بیوقوف یا خدا تجھے موت دے تو یہ
عورت کی طرف سے جنایت ہی - اور اگر عورت کا امر اُسکے ہاتھ مین بایین شرط دیا کہ جب وہ عورت کو بغیر جرم
مارے تو وہ اپنے آپ کو طلاق دیدے پھر عورت نے غیر محرم کے سامنے منھ کھولا تو شیخ امام استاد نے
فتوی دیا کہ یہ جنایت ہی اور قاضی امام فخر الدین نے کہا کہ یہ جنایت نہین ہی اور فرمایا کہ یہ قول قدوری رحمہ اللہ
موافق ہی کہ اسکا چہرہ اور دونون ہتھیلیان محل پردہ نہین ہین کذا فی الخلاصہ اور صحیح یہ ہی کہ اگر اُسنے ایسے
شخص کے سامنے منھ کھولدیا ہی کہ اس عورت سے متہم ہوا یا ہو تو یہ جنایت ہی یہ ظہیریہ مین ہی - اور اگر عورت نے
اپنی آواز کسی اجنبی کو سنائی تو یہ جرم ہی اور سنانے کی یہ صورت ہی کہ کسی اجنبی سے باتین کین یا عمداً اسطرح
باتین کین تاکہ اجنبی آدمی سنے یا اپنے شوہر سے اسطرح جھگڑے کے طور پر باتین کین کہ اُسکی آواز کسی اجنبی
نے سنی یہ خلاصہ مین ہی اور اگر کسی اجنبی کو گالی دی تو یہ جنایت ہی یہ بحر الرائق مین ہی - ایک شخص نے اپنی عورت
کا امر اُسکے ہاتھ مین اس شرط سے دیا کہ اسکو بغیر جرم مارے - پھر عورت نے کوئی شرعی جنایت کی جس سے
مستحق سزا ضرب ہوئی پس مرد نے اسکو نہین مارا پھر چند روز بعد اُسنے غیر شرعی جنایت کی پس مرد نے
اُسکو مارا اور عورت نے بحکم امر بالید کے اپنے تین طلاق دیدی پس شوہر نے کہا کہ مین نے تجھے پہلی جنایت
پر مارا ہی پس تو اپنے آپ کو طلاق نہین دے سکتی ہی اور عورت نے کہا کہ نہین بلکہ تو نے دوسری جنایت پر مجھے
مارا ہی اور اب مجھے اپنے تین طلاق دینے کا اختیار حاصل ہوگیا تو قول شوہر کا قبول ہوگا یہ فصول عمادیہ مین ہی اور

اگر عورت کا امر اُسکے ہاتھ مین بدین شرط دیا کہ جب اُسکو بغیر جرم مارے تو وہ اپنے نفس کو طلاق دے پس شوہر نے اسپر لعنت کی پھر عورت نے اسپر لعنت کی پس شوہر نے اُسکو مارا تو اسمین اختلاف ہی بعض نے فرمایا کہ یہ جنایت نہین ہی اور عامہ مشائخ نے فرمایا کہ جنایت ہی اور یہی صحیح ہی اور اسیطرح اگر شوہر نے اپنی جورو کی مان پر قذف کیا یعنے تہمت زنا لگائی پھر عورت نے بھی شوہر کی مان کو ایسا ہی کیا تو بھی یہی حکم ہی یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر عورت کا امر اُسکے ہاتھ مین بدین شرط دیا کہ اُسکو بغیر جنایت شرعی مارے۔ پھر عورت نے جھگڑے مین اپنے شوہر کو کہا کہ اے مزدور کے بچہ یا اے اعرابی کے بچہ پس شوہر نے اُسکو مارا حالانکہ شوہر ویسا ہی ہی جیسا عورت نے کہا ہی تو عورت کو اختیار ہی کہ اپنے نفس کو طلاق دیدے اور اگر عورت نے کہا کہ اے جولاہے کے بچہ پس اگر شوہر ایسا ہی ہو جیسا عورت نے کہا تو اسکا کچھ اعتبار نہین ہی اور یہ جنایت نہوگی کذا فی البحر الرائق قال المترجم اعتبار عرف کا ہی پس جو امور عرفاً تنابز القاب مین شمار ہین اور ممنوع ہین وہ جرم ہونگے اگرچہ شوہر ایسا ہی ہو جیسا عورت نے کہا ہی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ اے پلید پس عورت نے بھی اُسکو یون ہی کہا تو یہ جنایت ہی اور یہ اُسوقت ہی کہ عورت نے اُس لفظ کی جو شوہر نے کہا ہی تصریح کردی یعنے کہا کہ تو پلید ہی اور اگر تصریح نہ کی مثلاً یون کہا کہ تو ہی یعنے تو ہی ہی تو اسمین مشائخ کا اختلاف ہی اور اصح یہ کہ یہ بھی جرم ہی اور ایسا ہوا کہ گویا یون کہا کہ تو خود پلید ہی یہ خزانۃ المفتین مین ہی قال اگر کہا کہ تو ہی ہو گا تو عند المترجم یہ کچھ نہین ہی واللہ اعلم۔ اور اگر اپنی جورو کا امر اُسکے ہاتھ مین بدین شرط دیا کہ جب اُسکو بغیر جنایت مارے تو عورت جب چاہے اپنے آپ کو طلاق دیدے پھر عورت نے قاضی کے پاس شوہر کی نالش کی اور کہا کہ اسنے مجھے بغیر جرم مارا پس مین نے اپنے نفس کو طلاق دیدی ہی اور اپنے باقی مہر کی درخواست کی پس قاضی نے شوہر سے دریافت کیا کہ تو نے اسکو کیون مارا پس شوہر نے کہا کہ مین نے قصد سے نہین مارا پس عورت نے قاضی سے کہا کہ اسنے مارنے کا اقرار کیا اور جو ایقاع طلاق صحیح ہونے کی شرط تھی اُسکا مقر ہوا پس اُسکو حکم دے کہ مجھے میرا باقی مہر دیدے پھر شوہر اسکے بعد قاضی کے پاس آیا اور دعوی کیا کہ مین نے اسکو بوجہ ایسے جرم کے جو عورت سے صادر ہوا تھا مارا ہی اور اسپر گواہ قائم کئے پس اسکے دعوی کی صحت کا فتوی طلب کیا گیا تو سب نے بالاتفاق جواب دیا کہ دعوی فاسد ہی اسواسطے کہ وہ قول مین تناقض ہی یہ ذخیرہ مین ہی۔ ایک شخص نے اپنی جورو کا امر ایک تطلیقہ کے ساتھ اُسکے اختیار مین بدین شرط دیا کہ اُسکو بغیر جنایت مارے پھر عورت بدون چادر و پردہ چھت پر چڑھی پس اگر وہ دکھلانے کے واسطے چڑھی تھی تو جرم ہی ورنہ نہین۔ اور اگر عورت کا امر اُسکے ہاتھ مین بدین شرط دیدیا کہ اسکو بغیر جنایت مارے پھر اُس سے کہا کہ مجھے خربزہ دے پس عورت نے بطور اہانت اُسکے پاس پھینکدیا پس شوہر نے اسکو مارا تو یہ جنایت ہوگی اور اگر پھینکا مگر بطور اہانت کے نہین پھینکا تو یہ جنایت نہوگی۔ اور اگر عورت نے ایسا کام شروع کیا جو معصیت ہی پس شوہر نے اُس سے کہا کہ اسکو مت کر کہ یہ معصیت ہی پس عورت نے جواب دیا کہ میرا جی اس سے خوش ہوتا ہی پس شوہر نے اُسکو مارا تو ایسا کہنا عورت کی طرف سے جنایت ہوگا اور اگر عورت نے ایسا فعل شروع کیا ہو جو معصیت نہین ہی تو ایسی صورت واقع ہونے سے عورت کا جواب جنایت نہوگا یہ جواہر اخلاطی مین ہی۔ اور اگر اپنی جورو کا امر اُسکے ہاتھ مین بدین شرط دیا کہ اُسکو مارے پھر اپنے سوا دوسرے کو حکم کیا کہ جسنے

عورت کو مارا پس آیا عورت کا امر اُسکے ہاتھ مین ہو جائیگا یا نہین تو یہ مسئلہ حلف ہی کہ اس امر پر قسم کھائی کہ اپنی جورو کو نہ ماریگا پس دوسرے کو حکم دیا کہ جسنے عورت کو مارا پس اس مسئلہ مین مشایخ کا اختلاف ہی چنانچہ بعضون نے فرمایا کہ حانث ہو جائیگا جیسے کہ اگر یہ قسم کھائی کہ اپنے غلام کو نہ ماریگا پس غیر کو حکم دیا کہ اسکو مارے اور اُسنے مارا تو حانث ہوتا ہی اور بعض نے فرمایا کہ حانث نہوگا اور اگر عورت کو کوئی دکھ پہونچایا یا اُسکے چٹکی لی یا اُسکے بال کھینچے یا اُسکو کاٹ کھایا یا گلا گھونٹ دیا کہ جس سے اُسکو درد و رنج پہونچا تو عورت کا کام اُسکے اختیار مین ہو جائیگا اور یہ سب اُسوقت ہی کہ دلگی مین ایسا نہ کیا ہو اور اگر دلگی کی حالت مین بطور دلگی ایسا کیا تو عورت کا امر اُسکے اختیار مین نہوگا اگرچہ عورت کو درد و رنج پہونچا ہو اور اسیطرح اگر دلگی مین شوہر کا سر عورت کی ناک مین لگا جس سے ناک سے خون نکلا تو بھی مرد حانث نہوگا اور یہی صحیح ہی یہ فصول استروشنی مین ہی۔ اور اگر عورت نے شوہر کے گھر کی کوئی چیز بلا اجازت دیدی اور حالانکہ ایسی چیز دیدینے مین کچھ پروا نہ کرنے کی عادت نہین جاری ہی تو یہ عورت کی جنایت ہی اور اسیطرح اگر عورت نے کہا کہ عورتون کے شوہر تو مرد ہوتے ہین مگر میرا شوہر ایسا نہین ہی تو یہ فعل بھی جنایت ہی اور اگر شوہر نے عورت کو روٹی کھانے کو بلایا پس عورت غصہ مین آگئی تو یہ عورت کی جنایت نہین ہی یہ بحر الرائق مین ہی۔ اگر عورت کا امر عورت کے اختیار مین بدین شرط دیا کہ اسکو بغیر جنایت مارے پھر عورت سے کہا کہ مین نے تجھے اجازت دی کہ تو ہر دس روز مین ایکبار اپنے والدین کے یہان جایا کر پھر دس روز یا زیادہ گذرے کہ نہ اُنکے یہان نہین گئی پس اُسکا باپ اُسکو دیکھنے آیا پھر وہ عورت اپنے شوہر سے بدون اجازت لیے والدین کے یہان گئی پس شوہر نے اُسکو مارا تو عورت کا امر اُسکے اختیار ہو جائیگا۔ اگر عورت کی مان اُسکو دیکھنے اُسکے شوہر کے یہان آئی پس شوہر نے کہا کہ تیری مان کتیا آئی ہی پس عورت نے کہا کہ کتیا تیری مان اور بہن ہی پس شوہر نے اُسکو مارا تو عورت کا کام اُسکے اختیار مین نہوگا یہ وجیز کردری مین ہی۔ اور اگر شوہر کے یہان مہمان آیا پس شوہر نے عورت کو حکم دیا کہ مہمان کے سونے کے واسطے نہالی بچھا دے پس عورت نے ایسا نہ کیا پس مرد نے اُسکو مارا تو عورت کا کام اُسکے اختیار مین ہو جائیگا اور اگر عورت کو کپڑے نہ دھونے یا کھانا نہ پکانے پر مارا تو بلا جرم مارنا ہی یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔ اور اگر عورت کا امر اُسکے ہاتھ مین اس شرط پر دیا کہ ہرگاہ اُسکو گالی دے تو وہ اپنے نفس کو طلاق دینے کی مختار ہوگی پھر عورت سے کہا کہ لاتمزقی حرک یعنے تو اپنی حرکومت پھاڑ یا گود ست کھا یا کھایا دیوار سے اپنا سر مار تو اس سے عورت کا امر اُسکے اختیار مین نہو جائیگا یہ خلاصہ مین ہی۔ عورت کا امر اُسکے اختیار مین اس شرط پر دیا کہ جب اُسکو مارے تو وہ اپنے نفس کو ایسے طور سے طلاق دے کہ دونون مین ازدواج کی فصوست نہو پھر عورت نے شرط پائی جانے کے بعد اپنے نفس کو طلاق دی تو مہر واجب ہوگا اور اگر کہا کہ بغیر خسران طلاق دے تو مہر واجب نہوگا یہ وجیز کردری مین ہی۔ ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ ہی ہر بار جب تو چاہے۔ تو عورت کو اختیار ہوگا کہ اپنے نفس کو اختیار کرے ہر بار جب چاہے خواہ اس مجلس مین یا دوسری مجلس مین یہان تک کہ وہ تین طلاق سے بائنہ ہو جاوے لیکن عورت مذکورہ اس مجلس مین اپنے آپ کو ایک سے زیادہ طلاق نہین دے سکتی ہی پس اگر عورت نے

ایک طلاق چاہی تو ایک ہی واقع ہوگی اور اگر دوسری طلاق چاہی اور وہ عدت مین ہی تو دوسری بھی واقع ہوگی اور اسیطرح اگر تیسری طلاق چاہی اور وہ عدت مین ہی تو تیسری واقع ہوگی - ولیکن اگر عورت مذکورہ نے تین طلاق چاہنے کے بعد کسی دوسرے شوہر سے نکاح کیا پھر اُسکی طلاق کے بعد شوہر اول کے نکاح مین آئی اور پھر اُسنے کوئی طلاق چاہی تو اُسکے چاہنے سے ہمارے نزدیک کچھ بھی واقع نہوگی اور قسم سابق تین طلاق چاہنے سے باطل ہوچکی - اور اگر عورت مذکورہ نے ایک ہی طلاق چاہی اور وہ پہلی پھر عدت گذر گئی پھر دوسرے شوہر سے نکاح کرنے کے بعد پہلے شوہر کے نکاح مین آئی تو امام اعظم و امام ابو یوسف کے نزدیک پوری تین طلاق کے ساتھ واپس آویگی - اور اگر عورت نے تین طلاقون کو تین مرتبہ کرکے چاہا تو ایک بعد دوسری کے اسپر تین طلاق واقع ہونگی یہ فصول استروشنی مین ہی - اور اگر عورت مذکورہ نے فقط ایک مرتبہ چاہا پس اسپر ایک طلاق واقع ہوئی اور عدت گذر گئی پھر بدون دوسرے شوہر سے نکاح کرنے کے اُسی شوہر سے نکاح کیا تو عورت مذکورہ کو تین طلاق مین سے باقی کی بابت بھی چاہنے کا اختیار رہیگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہی - اور اگر عورت سے کہا کہ تیرا امر تیرے اختیار مین ہی اذا شئت او متی شئت یعنے جسوقت تو چاہے یا ہر وقت کہ تو چاہے تو اُسکو اختیار ہی کہ اپنے نفس کو ایکبار اختیار کرے چاہے اس مجلس مین یا دوسری مجلس مین جسوقت اُسکا جی چاہے - اور اگر اُسنے اپنے شوہر کو اختیار کیا تو امر مذکور اُسکے ہاتھ سے باہر ہوجائیگا اور اسیطرح اگر کہا کہ اذا ما شئت او متی ما شئت تو بھی یہی حکم ہی یہ فصول استروشنی مین ہی - اور اگر عورت مذکورہ نے امر بالید کو رد کر دیا تو رد نہوگا اور اگر مجلس سے کھڑی ہوگئی یا کسی کام مین مشغول ہوگئی یا کوئی اور بات شروع کردی تو بھی عورت کو اختیار رہیگا کہ چاہے اپنے نفس کو طلاق دیدے مگر وہ اپنے نفس کو ایک ہی طلاق دے سکتی ہی یہ بدائع مین ہی - اور اگر عورت سے کہا کہ امرک بیدک کیف شئت تیرا امر تیرے ہاتھ ہی بہر کیف کہ تو چاہے تو اسکا چاہنا مجلس ہی تک مقصور رہیگا اسیطرح اگر کہا کہ ان شئت - او ما شئت او کم شئت او این شئت او انما شئت تو بھی یہی حکم ہی - اور اسیطرح اگر اپنی عورت سے کہا کہ امرک بیدک حیث شئت تو بھی مجلس ہی تک اختیار مقصور رہیگا یہ فصول عمادیہ مین ہی - اور اگر عورت سے کہا کہ تو اختیار کر جب چاہے یا کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ ہی تو جب چاہے پھر اُسکو ایک طلاق بائنہ دیدی پھر اُس سے نکاح کیا پھر عورت نے اپنے نفس کو اختیار کیا تو امام اعظمؒ کے نزدیک دوبارہ طلاق پڑ جاویگی اور امام ابو یوسف نے فرمایا کہ دوبارہ مطلقہ نہوگی اور شمس الائمہ سرخسی نے فرمایا کہ امام ابو یوسف کا قول ضعیف ہی یہ خلاصہ مین ہی - ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ فلانہ کا امر تیرے ہاتھ ہی تاکہ تو اُسکو طلاق دے جب کہ تو چاہے تو یہ مشورہ ہی پس مخاطبہ کو اُسی مجلس تک اختیار رہیگا یہ فتنیہ مین مذکور ہی یہ محیط مین ہی - اور اگر عورت کا امر اُسکے ہاتھ دیدیا پھر اُسکو طلاق بائن دیدی تو ظاہر الروایہ کے موافق امر بالید عورت کے ہاتھ سے نکل جائیگا اور اگر عورت کو ایک طلاق رجعی دیدی تو امر مذکور اپنے حال پر رہیگا اور مشائخ نے فرمایا کہ یہ حکم اُسوقت ہی کہ امر بالید منجز ہو یعنے بالفعل اختیار دیا ہو کسی پر معلق نہوا اور اگر معلق ہو مثلاً کہا کہ اگر مین تجھے مارون یا اسکے مثل کسی امر پر معلق کیا کہ اگر ایسا واقع ہو تو تیرا امر تیرے ہاتھ ہی پھر عورت کو خلع دیدیا یا طلاق بائن دیدی تو امر بالید باطل ہوگا چنانچہ پھر اگر اُس عورت سے نکاح کیا پھر اُسکو

بار اتو عورت کا امر اُسکے ہاتھ مین ہوگا خواہ عورت مذکورہ سے بعد انقضاے عدت نکاح کیا ہو یا عدت ہی مین نکاح
کرلیا ہو یہ ذخیرہ مین ہی - اور عتابیہ مین لکھا ہی کہ اگر عورت سے کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ ہی ما دامیکہ تو میری جورو ہی تو یہ
اُسی نکاح تک کے واسطے ہوگا اور بعد بائنہ ہوجانے کے امر مذکور باطل ہوجائیگا اور اگر طلاق رجعی دیدی تو
باطل نہوگا اور اگر عورت کا امر اُسکے ہاتھ مین مطلقاً دیدیا اور یہ نہ کہا کہ ما دامیکہ تو میری جورو ہی پھر اُسکو بائنہ کردیا
پھر اُس سے نکاح کیا تو اسمین دو روایتین ہین اور اظہر روایت یہ ہی کہ امر مذکور باطل نہوگا بلکہ بحالہ رہیگا اور
اسی پر فتوے ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی - ایک شخص سے اور اُسکی جورو سے جھگڑا ہوا پس جورو نے کہا کہ اللہ پاک
میرے تو ہے مجھے اُس سے نجات دے پس شوہر نے کہا کہ اگر تو مجھسے نجات چاہتی ہی تو تیرا امر تیرے ہاتھ ہی اور طلاق
کی نیت کی مگر تین طلاق کی نیت نہین لی پس عورت نے کہا کہ مین نے اپنے آپ کو تین طلاق دین پس شوہر نے
کہا کہ تو نے نجات پائی تو امام اعظمؒ کے قول مین عورت پر کچھ واقع نہوگی یہ تجنیس و مزید مین ہی - ایک عورت نے
(یعنے اس لفظ سے عورت کو اختیار طلاق دیا ۱۲)
اپنے شوہر سے کہا کہ تو چاہتا ہی کہ مین اپنے آپ کو طلاق دیدون اُسنے کہا کہ ہان پس عورت نے کہا کہ مین نے
اپنے آپ کو طلاق دی پس اگر شوہر نے عورت کو تفویض طلاق کی نیت کی تھی تو عورت پر ایک طلاق واقع
ہوگی اور اگر شوہر کی یہ نیت تھی کہ اگر تو طلاق دے سکتی ہو تو اپنے آپ کو طلاق دے تو عورت پر طلاق
واقع نہوگی - ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ تو چاہتا ہی کہ مین تیری عورت کو تین طلاق دیدون پس اُسنے
کہا کہ ہان پس اُسنے کہا کہ مین نے تیری جورو کو تین طلاق دیدین تو مشائخ نے کہا ہی کہ اسکی جورو پر تین طلاق
واقع ہونگی اور صحیح یہ ہی کہ یہ اور پہلی صورت دونون یکسان ہین کہ طلاق جبھی واقع ہونگی کہ جب شوہر نے
اس اجنبی کو تفویض طلاق کی نیت کی ہو یہ فتاوی قاضیخان مین ہی - زید نے عمرو سے کہا کہ تو اپنی دختر کا
نکاح میرے ساتھ کردے بدین شرط کہ میری جورو کا اختیار تیرے ہاتھ ہی چاہے تو اُسکو طلاق دیدے اور چاہے
اُسکو طلاق نہ دے پس عمرو نے زید کے ساتھ اپنی دختر کا نکاح کردیا پھر زید کی جورو کو طلاق دیدی تو فرمایا
کہ اگر عمرو نے اُسی مجلس مین اُسکی جورو کو طلاق دی ہی تو واقع ہوجائیگی اور اگر کھڑے ہوجانے کے بعد طلاق دی
ہی تو طلاق واقع نہوگی یہ حاوی مین ہی - اور اگر عورت سے کہا کہ تیرا امر تین تطلیقات کے ساتھ تیرے ہاتھ مین ہی
بدین شرط ہی کہ تو مجھے اپنے مہر سے بری کردے پس عورت نے کہا کہ تو مجھے وکیل کردے تاکہ مین اپنے نفس کو
طلاق دون پس شوہر نے کہا کہ تو میری وکیل ہی تاکہ تو اپنے نفس کو طلاق دے پس اگر عورت نے پہلے شوہر
کو مہر سے بری کرکے پھر اُسی مجلس مین طلاق دی تو واقع ہوگی اور اگر پہلے بری نہین کیا تو واقع نہوگی - ایک عورت
نے اپنے شوہر سے کہا کہ مین نے اپنا مہر تجھے چھوڑ دیا بدین شرط کہ تو میرا امر میرے ہاتھ مین دیدے پس شوہر نے
ایسا ہی کیا تو جبتک عورت اپنے آپ کو طلاق نہ دیدے تب تک عورت کا مہر قائم رہیگا یہ محیط سرخسی مین ہی - اور
اگر کوئی شخص بالکراہ مجبور کیا گیا کہ اپنی جورو کا امر اُسکے ہاتھ مین دیدے پس اُسنے ایسا ہی کیا تو صحیح ہی اور شیخ ابو نصرؒ
سے روایت ہی کہ اگر وہ بالکراہ مجبور کیا گیا کہ کاغذ پر لکھے کہ اُسکی جورو طالقہ ہی یا اُسکی جورو کا امر اُسکے ہاتھ ہی تو
صحیح نہین ہی الا اُسصورت مین کہ اُسکی نیت بھی ہو یہ عتابیہ مین ہی - ایک غلام نے اپنے مولی سے کہا کہ میرے
ساتھ اپنی اس باندی کا نکاح بدین شرط کردے کہ اس باندی کا امر تیرے ہاتھ ہی پس اُسنے باندی مذکورہ کا نکاح

اُسکے ساتھ کر دیا تو اسکا امر مولے کے ہاتھ مین نہوگا اور اگر مولے نے ابتدا کی اور کہا کہ مین نے یہ باندی تیرے نکاح مین بدین شرط دی کہ اسکا امر میرے ہاتھ ہی پس غلام نے یہ نکاح قبول کیا تو باندی کا امر مولے کے ہاتھ ہو جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ تیسری فصل مشئیت کے بیان مین جب عورت سے کہا کہ تو اپنے نفس کو طلاق دے خواہ اُس سے کہا کہ اگر تو چاہے یا یہ نہ کہا تو عورت کو اختیار ہوگا کہ اگر چاہے تو خاصۃً اسی مجلس مین اپنے آپ کو طلاق دیدے اور شوہر کو یہ اختیار نہ رہیگا کہ اسکو معزول کر دے اور اگر کسی شخص سے کہا کہ میری جورو کو طلاق دیدے اور اُسکے ساتھ مشیت کو ملا دیا یعنے یون کہا کہ میری جورو کو طلاق دے اگر تو چاہے تو اسکا بھی یہی حکم ہی کہ فقط اسی مجلس تک رہیگا۔ اور اگر اُسکے چاہنے کو نہ ملایا یعنے فقط یون ہی کہا کہ تو میری جورو کو طلاق دیدے تو یہ توکیل ہو اور اسی مجلس تک مقصور نہوگی اور وکیل کے معزول کرنے کا بھی مختار ہوگا یہ جوہرہ نیرہ مین ہی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو اپنے نفس کو طلاق دے تو شوہر کو اُس سے رجوع کرنے کا اختیار نہین ہی اور اگر اُس سے کہا کہ تو اپنی سوت کو طلاق دے تو یہ اسی مجلس تک مقصور نہین ہی اسواسطے کہ یہ توکیل ہی یہ کافی مین ہی۔ اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ تو اپنے نفس کو طلاق دیدے اور تین طلاق کی نیت کی پس اُسنے اپنے نفس کو تین طلاق متفرقہ یا اکٹھا دیدین یا کہا کہ مین نے اپنے نفس کو طلاق دی تو تین طلاق واقع ہونگی اور اگر عورت نے ایک یا دو طلاق دین تو واقع ہوگی اور اگر ایک طلاق دیکر خاموش رہی پھر دو طلاق دین تو ایک ہی واقع ہوگی یہ تمرتاشی مین ہی اور اگر شوہر نے دو طلاق کی نیت کی ہو تو ایک ہی واقع ہوگی الا اُسصورت مین کہ عورت باندی ہو یعنے تو دونون واقع ہونگی یہ سراج وہاج مین ہی اور اگر شوہر نے ایک کی نیت کی ہو تو عورت کے تین طلاق واقع کرنے سے امام اعظمؒ کے نزدیک کچھ واقع نہوگی اور صاحبین کے نزدیک ایک واقع ہوگی۔ اور اگر عورت نے ایک طلاق دی حالانکہ شوہر کی کچھ نیت تعداد نہین ہی یا ایک کی نیت ہی تو یہ ایک طلاق رجعی ہوگی۔ اور اسیطرح اگر عورت نے اپنے تئین یون کہا کہ مین نے اپنے نفس کو بائن کر دیا یا مین حرام ہون یا بائن ہون یا بتہ ہون یا بریہ ہون تو بھی ایک ہی طلاق رجعی واقع ہوگی یہ تمرتاشی مین ہی۔ اور اگر درصورت مذکورہ عورت نے یون کہا کہ مین نے اپنے نفس کو اختیار کیا تو طلاق نہ پڑیگی اور جو امر کہ عورت کو تفویض ہوا تھا اُسکے ہاتھ سے باہر ہو جائیگا یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو اپنے نفس کو تین طلاق دے پس عورت نے ایک طلاق دی تو ایک ہی ہوگی اور اگر عورت سے کہا کہ اپنے آپ کو ایک طلاق دے پس اُسنے تین طلاق دیدین تو امام اعظمؒ کے نزدیک طلاق واقع نہوگی اور صاحبین کے نزدیک واقع ہوگی یہ ہدایہ مین ہی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو اپنے نفس کو ایک طلاق دے پس اُسنے کہا کہ مین نے اپنے نفس کو ایک ایک طلاق دی تو ایک طلاق واقع ہوگی اور زیادت لغو ہوگی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو اپنے نفس کو تطلیقہ رجعیہ طلاق دے پس اُسنے بائنہ طلاق دی یا کہا کہ بائنہ طلاق دے اور اُسنے رجعیہ طلاق دی تو ویسی ہی طلاق واقع ہوگی جیسکا شوہر نے حکم کیا ہی نہ وہ جو عورت نے ثابت کی ہی یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر اُسنے اپنی دو عورتون سے کہا کہ تم دونون اپنے نفسون کو تین طلاق دو حالانکہ دونون اُسکی مدخولہ ہین پس ہر ایک نے اپنے نفس کو اور اپنی سوت کو آگے پیچھے طلاق دیدین تو ہر ایک دونون مین سے تطلیق اول تین طلاقون سے مطلقہ ہوگی اور یہ نہوگا کہ دوسری کی تطلیق سے مطلقہ ہو اسواسطے کہ اول کی تطلیق کے بعد دوسری کا اپنے نفس کو اور اپنی سوت کو طلاق دینا باطل ہی

اور اگر پہلی نے ابتدا کر کے اپنی سوت کو تین طلاقین دیدین پھر اپنے نفس کو طلاق دی تو اُسکی سوت مطلقہ ہوگی خود نہوگی
اسواسطے کہ وہ اپنے نفس کے حق مین مالکہ ہی اور تملیک مقصور بر مجلس ہی پس جب اُسنے اپنی سوت کو طلاق دینا شروع کیا
توجو اختیار اُسکو اُسکے نفس کیواسطے دیا گیا تھا وہ اُسکے ہاتھ سے نکل گیا اور اپنے نفس کو پہلے طلاق دینی شروع کرنے
کے بعد دوسری کے طلاق دینے کا اختیار اُسکے ہاتھ سے خارج نہین ہو سکتا ہی اسواسطے کہ وہ دوسری کے حق مین
وکیلہ ہی اور وکالت مقصور بر مجلس نہین ہوتی ہی یہ ظہیریہ مین ہی اور منتقے مین امام اعظمؒ سے روایت ہی کہ ایک شخص نے
اپنی دو عورتون سے کہا کہ تم دونون اپنے نفسون کو طلاق دو پھر اسکے بعد کہا کہ تم دونون اپنے نفسون کو طلاق
نہ دو تو ان دونون مین سے ہر ایک کو اپنے نفس کے طلاق دینے کا اختیار باقی ہی جبتک کہ دونون اُسی مجلس مین ثابت ہین
مگر کسی کو یہ اختیار نہ رہیگا کہ بعد ممانعت کے اپنی سوت کو طلاق دے یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر اپنی دو عورتون سے
کہا کہ تم دونون اپنے نفسون کو تین طلاق دو اگر تم دونون چاہو (یعنے اسکا طلاق دینا باطل و بیکار ہوگا ۱۲) پس ان دونون مین سے فقط ایک نے اپنے نفس کو
اور اپنی سوت کو اسی مجلس مین تین طلاق دین تو دونون مین سے کوئی مطلقہ نہوگی پھر اگر قبل اس مجلس سے قیام
کرنے کے دوسری نے بھی اپنے نفس کو اور اپنی سوت کو تین طلاق دیدین تو دونون مین تین تین طلاق سے مطلقہ ہوجائنگی
اور دونون مین سے ایک کی تطلیق سے طلاق واقع نہوگی۔ اور اگر دونون مجلس سے اُٹھ کھڑی ہوئین پھر دونون
مین سے ہر ایک نے اپنے نفس کو اور اپنی سوت کو تین طلاق دین تو دونون مین سے کوئی مطلقہ نہوگی یہ محیط مین ہی
اور اگر عورت سے کہا کہ اپنے نفس کو تین طلاق دے اگر تو چاہے پس اُسنے اپنے نفس کو ایک یا دو طلاق دین
تو بالاجماع کچھ واقع نہوگی یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر اس مسئلہ مین عورت نے یون کہا کہ مین نے چاہی ایک اور ایک اور
ایک پس اگر اُسنے ایک دوسرے سے متصل اسطرح کہا تو تین طلاق پڑجاوینگی خواہ مدخولہ ہو یا غیر مدخولہ ہو یہ تبیین مین
ہی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو اپنے نفس کو ایک طلاق دے اگر تو چاہے پس اُسنے تین طلاق دیدین تو امام اعظمؒ
کے نزدیک کچھ واقع نہوگی اور صاحبین کے نزدیک ایک طلاق واقع ہوگی یہ کافی مین ہی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو
اپنے نفس کو طلاق دے جب چاہے تو عورت کو اختیار ہوگا کہ جب چاہے اپنے نفس کو طلاق دیدے خواہ اس مجلس مین
یا اُسکے بعد مگر اُسکی مشیت ایک ہی بار ہوگی اسیطرح اگر متے ماشئت یا اذا ماشئت کہا تو مثل متی شئت بمعنی جب چاہے
کے ہی اور اگر کہا کہ کلما شئت یعنے ہر بار جب چاہے تو عورت کو برابر یہ اختیار رہیگا جتنی بار چاہے جب چاہے یہانتک کہ
تین طلاق پوری ہوجاوین یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ طلقی نفسک کیف شئت یعنے تو اپنے نفس کو
طلاق دے جس کیفیت سے تیرا جی چاہے تو عورت کو اختیار ہوگا کہ جس کیفیت سے چاہے بائنہ یا رجعیہ ایک دو
یا تین اپنے تئین دیدے مگر مشیت مذکورہ مقصور بر مجلس ہوگی یہ تہذیب مین ہی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو اپنے
نفس کو طلاق دے اگر تو چاہے اور فلانہ جورو دوسری کو طلاق دے اگر تو چاہے (یعنے اسی مجلس مین جو ملی چاہے کرے ۱۲ منہ) پس اُسنے کہا کہ فلانہ طالقہ
ہی اور مین طالقہ ہون یا کہا کہ مین طالقہ ہون اور فلانہ طالقہ ہی تو دونون پر طلاق واقع ہوجاویگی یہ فتاوی قاضیخان
مین ہی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ اپنے نفس کو طلاق دے تین طلاق اگر تو چاہے پس اُسنے کہا کہ مین طالقہ ہون
تو کچھ واقع نہوگی الا آنکہ کہے مین طلاق سے طالقہ ہون تو واقع ہوگی (یعنے اسی مجلس مین ۱۲) یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اور اگر عورت سے
کہا کہ اپنے نفس کو طلاق دے اگر تو چاہے پس اُسنے کہا کہ قد شئت یعنے مین نے ضرور چاہا ہی کہ مین اپنے نفس کو

طلاق دو دن تو یہ باطل ہی - ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ اپنے نفس کو طلاق دے جب تو چاہے پھر یہ شخص مجنون مطبق مجنون ہوگیا پھر عورت نے اپنے نفس کو طلاق دی تو امام محمدؒ نے فرمایا کہ جس بات سے شوہر رجوع کر سکتا ہی وہ اسکے ایسے مجنون ہو جانے سے باطل ہو جائیگی اور ایسی جس بات سے رجوع نہین کر سکتا ہی وہ اسکے مجنون ہونے سے باطل نہوگی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی - منتقی مین امام محمدؒ سے روایت ہی کہ اگر عورت سے کہا کہ اپنے نفس کو ایک طلاق بائنہ دیدے جب چاہے پھر اُس سے کہا کہ اپنے نفس کو ایک ایسی طلاق دے کہ مین رجعت کر سکون جب تیرا جی چاہے پس عورت نے بعد چند روز کے کہا کہ مین طالقہ ہون تو یہ ایک ایسی طلاق ہوگی جسمین شوہر رجوع کر سکتا ہی اور عورت کا یہ قول شوہر کے دوسرے کلام کا جواب ہوگا یہ محیط مین ہی - اور اگر کسی نے اپنی جورو سے کہا کہ طلقی نفسک عشرا ان شئت یعنے اپنے نفس کو طلاق دے دس اگر تو چاہے پس اُسنے کہا کہ مین نے اپنے نفس کو تین طلاق دین تو کچھ واقع نہوگی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی قلت ینبغی ان یکون ہذا علی قول الاعظم رحمۃ اللہ علیہ واللہ اعلم - اور اگر عورت سے کہا کہ اپنے نفس کو طلاق دے اگر تو چاہے پس عورت نے کہا کہ مین نے چاہا تو کچھ واقع نہوگی یہ بدائع مین ہی - اور زیادات مین لکھا ہی کہ اگر اپنی جورو سے کہا کہ جب کل کا روز آوے تو اپنے نفس کو بعوض ہزار درم کے طلاق دے پھر شوہر نے کل کا روز آنے سے پہلے رجوع کر لیا تو رجوع کرنا کچھ کار آمد نہوگا اور اگر عورت نے کہا ہو کہ جب کل کا روز آوے تو مجھے بعوض ہزار درم کے طلاق دیدے پھر اُسنے کل کا روز آنے سے پہلے اُس سے رجوع کر لیا تو عورت کا رجوع کرنا کار آمد ہوگا یہ تاتارخانیہ مین ہی - اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ ہی اگر تو چاہے پس اُسنے کہا کہ مین نے چاہا تو واقع ہوگی اور یہ مشیئت مختص بمجلس ہوگی یہ تہذیب مین ہی - اور اگر عورت سے کہا کہ انت طالق ان اردت او رضیت او ہویت او احببت پس عورت نے اُسی مجلس مین کہا کہ مین نے چاہی یا مین نے ارادہ کی تو طلاق واقع ہوگی یہ حاوی مین ہی - اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ ہی اگر تجھے بھلا معلوم ہو یا تیرے موافق ہو پس عورت نے کہ مین نے چاہی تو واقع ہوگی یہ تاتارخانیہ مین ہی - اور اگر کہا کہ انت طالق ان شئت یعنے تو طالقہ ہی اگر تو چاہے پس عورت نے کہا کہ احببت مین نے دوست رکھی تو واقع نہوگی یہ غایۃ سروجی مین ہی - اور اگر عورت سے کہا کہ شائی الطلاق اور اُسکی طلاق کی نیت کی پس عورت نے کہا کہ مین نے چاہی ہی تو استحساناً واقع ہوگی اور اگر نیت نہو تو واقع نہوگی اور اگر کہا کہ تو اپنی طلاق چاہ تو بلا نیت واقع ہوگی - اور اگر عورت سے کہا کہ اگر تو چاہے تو تو طالقہ ہی پس عورت نے کہا کہ ہان یا مین نے قبول کیا یا مین راضی ہوئی تو واقع نہوگی اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہی اگر تو قبول کرے پس عورت نے کہا کہ مین نے چاہی تو فقیہ ابو بکر بلخی سے منقول ہی کہ طلاق واقع ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ ہی اگر تو چاہے پس اُسنے کہا کہ مین نے چاہی اگر تو چاہے پس شوہر نے کہا کہ مین نے چاہی حالانکہ اُسکی نیت طلاق کی تھی تو امر مشیئت مذکور باطل ہوگیا حتے کہ اگر شوہر نے یون کہا کہ مین نے تیری طلاق چاہی تو بشرط نیت واقع ہوگی یہ ہدایہ مین ہی - اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ ہی اگر تو چاہے پس اُسنے کہا کہ مین نے چاہی اگر ایسا ہو تو اسمین دو صورتین ہین یا تو اُسنے اپنے چاہنے کو ایسے امر پر معلق کیا جو زمانہ ماضی مین پایا گیا ہی پس ایسی صورت مین طلاق واقع ہو جائیگی یا اُسنے اپنی مشیئت کو ایسے امر پر معلق کیا جو ہنوز واقع نہین ہوا ہی

تو ایسی صورت مین طلاق واقع نہوگی اور امر مذکور عورت کے ہاتھ سے نکل جائیگا - اور اسی سے ہمنے کہا ہی کہ اگر
عورت نے یون کہا کہ مین نے چاہی اگر میرا باپ چاہے تو یہ (یعنے تفویض طلاق ۱۲ منہ) باطل ہی اور اگر اسکے بعد اسکے باپ نے کہا کہ مین نے
چاہی تو طلاق واقع نہوگی یہ محیط مین ہی - ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ بسہ طلاق ہی اگر تو چاہے
پس عورت نے کہا کہ مین طالقہ ہون تو یہ باطل ہی اور اگر کہا کہ مین بسہ طلاق طالقہ ہون تو تین طلاق واقع
ہونگی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ بیک طلاق ہی اگر تو چاہے پس عورت
نے کہا کہ مین نے تین طلاق چاہین تو امام اعظمؒ کے نزدیک واقع نہونگی اور صاحبین کے نزدیک ایک
طلاق واقع ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر کہا کہ تو طالقہ بسہ طلاق ہی اگر تو چاہے پس اسنے ایک طلاق
چاہی تو واقع نہوگی اور اگر عورت نے ایک اور ایک اور ایک چاہی تو تین طلاق پڑ جاوینگی خواہ مدخولہ ہو یا غیر
مدخولہ اور اگر عورت نے کہا کہ مین نے چاہی ایک پھر خاموش رہی تو اعراض ثابت ہوگیا حتے کہ اگر اسکے بعد
اور چاہی تو واقع نہوگی یہ تمرتاشی مین ہی - ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ ہی اگر تو چاہے اور تو
چاہے اور تو چاہے پس عورت نے کہا کہ مین نے چاہا تو واقع نہوگی تاوقتیکہ تین مرتبہ نہ کہے (اگرچہ تین طلاق تک چاہی ہون ۱۲) یہ فتاوی قاضیخان
مین ہی - اور اگر کہا کہ تو طالقہ واحدہ ہی اگر تو چاہے پس عورت نے کہا کہ مین نے ایک کی نصف چاہی تو مطلقہ
نہوگی یہ محیط سرخسی مین ہی - داؤد بن رشید نے امام محمدؒ سے روایت کی ہی کہ اگر اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ واحدہ ہی
اگر تو چاہے تو طالقہ بدو ہی اگر تو چاہے پس عورت نے کہا کہ ہان البتہ مین نے ایک چاہی ہان البتہ مین نے دو
چاہین تو فرمایا کہ اگر عورت مذکورہ نے ملاکر کہا ہی تو تین طلاق واقع ہونگی یہ محیط مین ہی - ایک شخص نے اپنی جورو
سے کہا کہ تو طالقہ ہی اگر تو چاہے ایک اور اگر چاہے دو پس عورت نے کہا کہ مین نے چاہی تو تین طلاق سے
مطلقہ ہوگی یہ فتاوی قاضی خان مین ہی - قال المترجم اصل عبارت عربیہ یہ ہی انت طالق ان شئت واحدۃ
وان شئت اثنتین پس واؤ عاطفہ لیکر یہ حکم دیا گیا ہی اور ظاہر معروف ایسے اسلوب مین واؤ بمعنی او بھی ہی اور یہ
زبان اردو مین زیادہ اظہر ہی لہذا ایسی صورت مین ہماری زبان مین تین طلاق واقع ہونے مین نیت معتبر
ہوگی واللہ تعالے اعلم - اور اگر کسی نے کہا کہ اگر مین فلانہ سے نکاح کرون تو وہ طالقہ ہی اگر چاہے پھر
اُس سے نکاح کیا تو جس مجلس مین عورت کو اسکا علم ہوا ہی اُس مجلس تک اُسکو اپنی مشیئت یعنی (یعنے اسکو لاخلاف ۱۲) چاہنے کا اختیار
ہی یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ ہی اگر فلان چاہے تو فلان کو جس اپنی مجلس مین اسکا
علم ہوا ہی اُسی مجلس تک مشیئت کا اختیار رہوگا پس اگر اُسنے اس مجلس مین چاہا تو طلاق واقع ہوگی اور اسیطرح
اگر فلان مذکور غائب ہو پھر اسکو خبر پہونچی تو اُسی مجلس علم تک اُسکو اختیار رہوگا یہ بدائع مین ہی - اور اگر کہا کہ تو طالقہ
دو طالقہ ہی اگر زید چاہے پس زید نے کہا کہ مین نے تطلیقہ واحدہ چاہی تو کچھ واقع نہوگی اور اسیطرح
اگر کہا کہ مین نے چار طلاقین چاہین تو بھی یہی حکم ہی یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر کسی نے اپنی جورو سے کہا کہ
اگر تو چاہے اور اگر تو نہ چاہے تو طالقہ ہی تو اس مسئلہ مین کئی صورتین ہین انمنجملہ ایک یہ کہ چاہنے کو مقدم کیا
اور یون کہا کہ اگر تو چاہے اور اگر تو نہ چاہے پس تو طالقہ ہی اور دوم یہ کہ طلاق کو مقدم کیا اور کہا کہ تو طالقہ
ہی اگر تو چاہے اور اگر تو نہ چاہے سوم آنکہ طلاق کو بیچ مین کیا کہ اگر تو چاہے پس تو طالقہ ہی اور اگر تو نہ چاہے

اور ان سب مین دو صورتین ہین اول آنکہ کلمہ شرط کا اعادہ کیا اور کہا اگر تو چاہے اور اگر تو نہ چاہے پس تو طالقہ ہی یا حرف
شرط کا اعادہ نہ کیا اور حرف عطف کے ساتھ ذکر کیا یعنے یون کہا کہ اگر تو چاہے اور تو نہ چاہے پس تو طالقہ ہی اور
اور الفاظ تین ہین ایک چاہنا دوم انکار کرنا سوم مکروہ جاننا پس اگر اُسنے کلمہ شرط کا اعادہ نہ کیا اور عطف
کے ساتھ ذکر کیا تو تینون صورتون مین طلاق واقع نہوگی خواہ اُسنے طلاق کو مشیت پر مقدم کیا ہو یا آخر مین
کہا ہو یا بیچ مین کہا ہو - اور اگر حرف شرط کو اعادہ کیا پس اگر مشیت کو مقدم کیا اور کہا کہ اگر تو چاہے
اور اگر تو نہ چاہے پس تو طالقہ ہی تو کبھی طلاق واقع نہوگی اسیطرح اگر کہا کہ اگر تو چاہے اور اگر تو انکار کرے
پس تو طالقہ ہی یا کہا کہ اگر تو چاہے اور اگر تو مکروہ جانے پس تو طالقہ ہی ہر صورت یہی حکم ہی اور اگر طلاق کو مشیت
پر مقدم کیا اور کہا کہ تو طالقہ اگر تو چاہے اور اگر تو نہ چاہے (یعنے برا جانے ۱۲) پس تو طالقہ ہی پھر عورت نے اُسی مجلس مین کہا کہ مین نے
چاہی تو طلاق واقع ہوگی اور اسی طرح اگر کچھ کہنے سے پہلے مجلس سے اُٹھ کھڑی ہوئی تو بھی نہ چاہنا پائے جانے
کی وجہ سے طلاق ہو جائیگی - اور اگر اُسنے طلاق کو بیچ مین کہا کہ اگر تو چاہے پس تو طالقہ ہی اور اگر تو نہ چاہے
تو یہ بمنزلہ اُسکے ہی کہ طلاق کو ہر دو شرط پر مقدم کیا قال المترجم ظاہرا ہماری زبان مین بلحاظ مبنا در عرف کے
درصورت تقدیم اثبات مشیت طلاق واقع ہوگی اور درصورت تاخیر آن واقع نہوگی فلیتامل واللہ تعالی اعلم
فنظہر ان ذالک علی اسلوب العربیۃ وہو قولہ ان شئت فانت طالق وان لم تشائی - اور اگر اُسنے اباء کو ذکر کیا اور
طلاق کو شرط پر مقدم ذکر کیا یعنے یون کہا کہ تو طالقہ ہی اگر تو چاہے اور تو انکار کرے پس عورت نے کہا کہ مین نے
چاہی یا کہا کہ مین نے انکار کیا تو طلاق واقع ہوگی اور اگر کچھ کہنے سے پہلے مجلس سے اُٹھ کھڑی ہوئی تو طلاق
واقع نہوگی - اور کراہت بمنزلہ اباء کے ہی (یعنے طلاق لینے سے انکار کرنا ہوا ۱۲) اور اگر اُسنے طلاق کو بیچ مین کیا کہ اگر تو چاہے پس تو طالقہ ہی
اور تو انکار کرے تو یہ تقدیم طلاق کے مثل ہی - اور امام محمدؒ نے فرمایا کہ یہ سب اسوقت ہی کہ کچھ نیت نہ کی ہو اور
اگر اُسنے وقوع طلاق کی نیت کی اور تعلیق کی نیت نہین کی ہی تو خواہ طلاق کو شرط پر مقدم کرے یا بیچ مین
لاوے یا موخر کرے سب صورتون مین طلاق واقع ہو جائیگی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی قلت معنی یہ ہین کہ گویا
اُسنے یون کہا کہ تو بہرحال طالقہ ہی چاہے یا نہ چاہے فافہم اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ ہی اگر تو چاہے یا نہ چاہے
پس اُسنے اسی مجلس مین چاہی تو بسبب چاہنے کے مطلقہ ہوگی اور اگر مجلس سے اُٹھ گئی تو بھی مطلقہ ہو جائیگی
اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ ہی اگر تو چاہے یا انکار کرے تو یہ ان دونون مین سے ایک بات یہ ہوگا کہ
عورت اپنی مجلس مین دو باتون مین سے کوئی ایک بات کرے پس اگر عورت نے مجلس مین چاہی تو مطلقہ ہوگی
اور اگر اُسنے مجلس مین کہا کہ مین نے انکار کیا تو بھی مطلقہ ہو جائیگی - اور اگر چاہنے اور انکار کرنے دونون سے (اور دونون مین سے کوئی بات نہ کی ۱۲)
پہلے اُٹھ کھڑی ہوئی تو مطلقہ نہوگی اور واضح رہے کہ انکار کرنا سوائے اُسکے کلام کے اور کسی صورت سے (صریح انکار ۱۲)
قرار نہ دیا جائیگا - اور یہ سب اسوقت ہی کہ شوہر کی نیت نہو اور اگر اُسنے یہ نیت کی ہو کہ بہرحال عورت پر طلاق واقع ہو تو اُسکی نیت پر
ہوگا پس لامحالہ عورت پر طلاق واقع ہوگی یہ محیط مین ہی - اور اگر یون کہا کہ اگر تو چاہے تو تو طالقہ ہی اور اگر تو
نہ چاہے تو تو طالقہ ہی تو فی الحال اسپر طلاق واقع ہوگی اور اگر کہا کہ اگر تو طلاق کو محبوب رکھے تو تو طالقہ ہی اور
اگر تو طلاق کو مبغوض رکھے تو تو طالقہ ہی تو مطلقہ نہوگی - اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ ہی اگر تو انکار کرے یا

مکروہ رکھے اپنی طلاق کو پس عورت نے کہا کہ مین نے انکار کیا تو مطلقہ ہوگی - اور اگر عورت سے کہا کہ اگر تو نہ چاہے اپنی طلاق کو تو تو طالقہ ہی پس عورت نے کہا کہ مین نہین چاہتی ہون تو مطلقہ ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہی اور اگر عورت سے کہا کہ اگر تو مجھے دوست رکھتی ہی یا مبغوض رکھتی ہی پس تو طالقہ ہی پس عورت نے کہا کہ مین تجھے دوست رکھتی ہون یا مبغوض رکھتی ہون تو طلاق واقع ہوگی اگرچہ اُسکے دل مین جو اُسنے ظاہر کیا ہی اُسکے برخلاف ہو اور یہ جواب عورت کی طرف سے اس مجلس ہی تک کے واسطے ہوگا - اور اگر عورت سے کہا کہ اگر تو مجھے اپنے دل سے دوست رکھتی ہی تو تو طالقہ ہی پس عورت نے کہا کہ مین تجھے دوست رکھتی ہون حالانکہ وہ جھوٹی ہی تو امام اعظم و امام ابو یوسف کے نزدیک مطلقہ ہوجائیگی یہ سراج وہاج مین ہی - اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ بواحدہ ہی پس اگر تجھے مکروہ معلوم ہو تو بدو پس اگر عورت نے ایک طلاق مکروہ ظاہر کی تو تین طلاق واقع ہونگی کہ ایک طلاق بقول اول اور دو طلاق بتعلیق ہونگی اور اگر عورت خاموش رہی تو ایک طلاق واقع ہوگی یہ عتابیہ مین ہی - بسر بن الولید نے امام ابو یوسف سے روایت کی ہی کہ ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ بسہ طلاق ہی الا یہ کہ تو ایک چاہے پھر وہ عورت قبل کسی چیز کے چاہنے کے مجلس سے اٹھ کھڑی ہوئی تو تین طلاق سے مطلقہ ہوجائیگی اور اگر اُٹھنے سے پہلے ایک طلاق چاہی تو اسپر ایک طلاق لازم ہوگی - اسیطرح اگر اس سے کہا کہ تو طالقہ بسہ طلاق ہی الا یہ کہ تو ایک طلاق ارادہ کرے یا ایک کی خواہش کرے یا ایک کو دوست رکھے تو بھی یہی حکم ہی اور اسیطرح اگر کہا کہ تو طالقہ بسہ طلاق ہی الا آنکہ فلان مرد ایک طلاق چاہے یا ایک کا ارادہ کرے یا ایک کی خواہش کرے یا ایک کو دوست رکھے تو بھی یہی حکم ہی اور اگر فلان مذکور حاضر نہو تو جس مجلس مین اسکو یہ حال معلوم ہو اُس مجلس تک اُسکو یہ اختیار ہوگا یہ محیط مین ہی - اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ بسہ طلاق ہی الا اینکہ فلان کی اُسکے سوا رائے ہو تو فلان کو یہ اختیار اُسکی مجلس تک ہوگا پس اگر فلان مذکور اسکے سوا رائے سے پہلے اٹھ کھڑا ہوا تو عورت پر تین طلاق واقع ہونگی اور یہ صورت اور جبکہ عورت سے کہا کہ تو طالقہ بسہ طلاق ہی اگر فلان کی رائے اسکے سوائے دوسری نہو دونون یکسان ہین اور مجلس ہی تک مقصور ہونگی - اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ ہی اگر فلان چاہے یا اگر فلان محبوب رکھے یا اگر فلان کی رضا ہو یا اگر فلان خواہش کرے یا اگر فلان ارادہ کرے پھر جب یہ خبر فلان کو پہونچی تو اُسکو اپنی مجلس علم مین اسکا اختیار ہوگا بخلاف اسکے اگر یون کہا کہ اگر مین چاہون یا مین پسند کرون تو مجلس ہی تک مقصور نہوگا پھر واضح ہو کہ جب اسکا اختصار مجلس تک نہوا یعنے جبکہ شوہر نے کہا کہ تو طالقہ ہی اگر مین چاہون وغیرہ تو مجلس تک اسکا اختصار نہوگا اور جب مجلس تک اقتصار نہوا تو شوہر کس طرح کہیگا کہ جس سے طلاق واقع ہوگی تو امام محمدؒ نے کسی کتاب مین یہ مسئلہ ذکر نہین کیا ہی اور ہمارے مشایخؒ نے فرمایا ہی کہ شوہر کو یون کہنا چاہیے کہ جو مین نے اپنی طرف قرار دیا تھا وہ مین نے چاہا اور اس چاہا کہنے کے وقت طلاق کی نیت ہونا شرط نہین ہی اور یہ بھی شرط نہین ہی کہ یون کہے کہ مین نے تیری طلاق چاہی - اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ ہی اگر فلان نہ چاہے پس فلان نے مجلس مین کہا کہ مین نہین چاہتا ہون تو عورت مطلقہ ہوجائیگی - اور اگر شوہر نے

اپنے نفس کیواسطے ایسا کہا ہو پھر کہا کہ مین نہین چاہتا ہون تو مطلقہ نہوگی یہان تک کہ شوہر مر جاوے یہ ذخیرہ مین ہی اور اگر اسنے اپنی دو عورتون سے کہا کہ اگر تم دونون چاہو تو تم دونون طالقہ ہو پھر ان دونون مین سے ایک نے چاہی تو طلاق نہ پڑیگی ۔ اور اگر دو مردون سے کہا کہ اگر تم دونون چاہو تو یہ عورت طالقہ بسہ طلاق ہی پھر ایک نے ایک طلاق اور دوسری نے دو طلاق چاہین تو طلاق واقع نہوگی ۔ اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو چاہے تو تو طالقہ ہی پھر دوسری جورو سے کہا کہ تیری طلاق اسکی طلاق کی معیت مین ہی تو پہلی عورت کے چاہنے سے دونون پر طلاق واقع ہوگی بشرطیکہ شوہر نے اس سے طلاق کی نیت کی ہو اور اگر نیت نہ کی ہو تو اسکے قول کی تصدیق کیجاویگی یہ محیط سرخسی مین ہی ۔ اور اگر اسنے کہا کہ اگر تو چاہے اور فلان چاہے تو ان دونون کے چاہنے پر طلاق معلق ہوگی یہ کافی مین ہی ۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ ہی جبکہ تو چاہے اور فلان چاہے پس عورت نے کہا کہ مین نے چاہی بشرطیکہ فلان چاہے پس فلان نے کہا کہ مین نے چاہی تو واقع نہوگی یہ محیط سرخسی مین ہی ۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ ہو کل کے روز اگر تو چاہے تو عورت کو کل کے روز چاہنے کا اختیار حاصل ہوگا اور اگر کہا کہ اگر تو چاہے تو کل کے روز تو طالقہ ہی تو عورت کو فی الحال چاہنے کا اختیار ہوگا ۔ اور اس مسئلہ مین کوئی اختلاف ذکر نہین فرمایا اور مشائخ نے فرمایا کہ یہ امام ابو حنیفہ و امام محمد کا قول ہی اور امام ابو یوسف سے روایت ہی کہ عورت کو دونون مسئلون مین کل کے روز مشیئت کا اختیار حاصل ہوگا اور علی ہذا اگر عورت سے کہا کہ تو اختیار کر کل کے روز اگر تو چاہے ۔ اختیار کر تو اگر چاہے کل کے روز ۔ تیرا امر تیرے ہاتھ ہی کل کے روز اگر تو چاہے ۔ تیرا امر تیرے ہاتھ ہی اگر تو چاہے کل کے روز ۔ دونون حالتون مین امام اعظم کے نزدیک عورت کو کل کے روز مشیئت کا اختیار ہوگا ۔ اور علی ہذا اگر عورت سے کہا کہ تو اپنے نفس کو طلاق دے کل کے روز اگر تو چاہے اپنے نفس کو طلاق دے اگر تو چاہے کل کے روز ۔ اگر تو چاہے اپنے نفس کو طلاق دے کل کے روز تو امام اعظم کے نزدیک عورت کو فی الحال اپنے نفس کے طلاق دینے کا اختیار ہوگا یہان تک کہ کل کا دن آجاوے اور امام ابو یوسف و امام محمد نے فرمایا کہ اگر شوہر نے مشیئت کو مقدم ذکر کیا تو عورت کو یہ اختیار ہوگا کہ فی الحال اپنے نفس کو طلاق دے اور کہے کہ مین نے اپنے نفس کو کل کے روز طلاق دی یہ محیط مین ہی ۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہی کل کے روز اگر تو چاہے پس عورت نے کہا کہ مین نے ابھی چاہی تو واقع نہوگی پھر اگر اسکے بعد اسنے کل کے روز چاہی تو واقع ہو جائیگی یہ محیط سرخسی مین ہی ۔ اور اگر یون کہا کہ اگر تو ابھی چاہے تو کل کے روز طالقہ ہی یا شوہر نے اسی دم کا زبان سے ذکر نہ کیا مگر نیت کی پس عورت نے کہا کہ مین نے یہ بات چاہی کہ مین کل کے روز طالقہ ہون تو کل کے روز اسپر طلاق پڑ جائیگی اور اگر عورت نے کہا کہ مین نے چاہا کہ مین آج کے روز طالقہ ہون تو طلاق واقع نہوگی اور امر طلاق جو اسپر تفویض ہوا تھا اسکے ہاتھ سے نکل جائیگا یہ محیط مین ہی ۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو گذشتہ کل کے روز طالقہ ہی اگر تو چاہے تو عورت کو فی الحال مشیئت کا اختیار ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی ۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو سر ماہ طالقہ ہی اگر تو چاہے تو عورت کو شروع ماہ پر مشیئت کا اختیار

حاصل ہوگا- ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ ہی اگر فلان نے آج کے روز تیری طلاق نہ چاہی پس فلان نے کہا کہ مین نہین چاہتا ہون تو طلاق واقع نہوگی اسواسطے کہ فلان کو اس تمام روز تک چاہنے کا اختیار ہی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی- اور اگر عورت سے کہا کہ جب کل کا روز آوے تو تو طالقہ ہی اگر تو چاہے تو عورت کو کل کے روز مشیئت کا اختیار حاصل ہوگا یہ محیط مین ہی- اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ ہی جب تو چاہے اگر تو چاہے یا کہا کہ تو طالقہ ہی اگر تو چاہے جب تو چاہے تو یہ دونون قول یکسان ہین کہ جسوقت عورت چاہے اپنے نفس کو طلاق دیدیوے اور امام ابو یوسف کے نزدیک اگر اُسنے اپنا قول اگر تو چاہے موخر بیان کیا تو یہی حکم ہی اور اگر مقدم بیان کیا تو فی الحال کی مشیئت کا اعتبار کیا جائیگا پس اگر عورت نے فی الحال اُسی مجلس مین چاہی تو پھر جب چاہے اپنے نفس کو طلاق دیسکتی ہی اور اگر کچھ کہنے سے پہلے مجلس سے اُٹھ کھڑی ہوئی تو امر تفویض باطل ہوگیا- اور شمس الائمہ نے فرمایا کہ قولہ اگر تو چاہے پس تو طالقہ ہو جب تو چاہے اس قول مین دو مشیئت ہین کہ پہلی مشیئت اُسی مجلس تک مقصور رہی اور دوسری مطلق ہی کہ اسکا اختیار عورت کو ہی مگر یہ پہلی مشیئت پر معلق ہی چنانچہ اگر اُسنے پہلی مشیئت کے موافق فی الحال طلاق چاہی تو جب چاہے اپنے نفس کو اُسکے بعد طلاق دیسکتی ہی اور فرمایا کہ اگر عورت نے یہ نہ کہا کہ مین نے چاہی یہان تک کہ مجلس سے اُٹھ کھڑی ہوئی تو پھر عورت کو مشیئت کا اختیار نہ رہیگا اور اگر عورت نے مشیئت کے [illegible] اُسی ساعت کا لفظ کہا یعنی مین نے اُسی ساعت چاہی یا یہ لفظ نہ کہا تو انمین کچھ فرق نہین ہی یہ فتح القدیر مین ہی- اور اگر عورت سے کہا کہ انت طالق متی شئت اور متما شئت اور اذا شئت او اذا ما شئت یعنی تو طالقہ ہی ہر وقت کہ تو چاہے یا جب تو چاہے تو عورت کو اختیار ہی چاہے مجلس مین چاہے یا مجلس سے اُٹھنے کے بعد چاہے اور اگر عورت نے فی الحال یہ امر رد کر دیا تو رد نہوگا- اور اس تفویض کے اختیار سے عورت فقط ایک طلاق اپنے آپ کو دیسکتی ہی یہ کافی مین ہی- اور اگر عورت سے کہا کہ انت طالق زمان شئت او حین شئت یعنی تو طالقہ ہی زمانہ مشیئت یا حین مشیئت خود تو یہ بمنزلہ اذا شئت یعنی جب چاہے کہنے کے ہی پس یہ مشیئت اُسی مجلس تک مقصور نہوگی یہ غایۃ السروجی مین ہی- اور اگر عورت سے کہا کہ انت طالق کلما شئت یعنی تو طالقہ ہی ہر بار جب تو چاہے تو عورت کو برابر پورا اختیار رہیگا چاہے اُس مجلس مین چاہے غیر اس مجلس مین چاہے ایک طلاق چاہے ایک بعد دوسری کے تین طلاق تک اپنے آپ کو طلاق دیوے یہ محیط مین ہی- اور اگر عورت مذکورہ نے ایکبارگی تین طلاق دیدین تو امام اعظم کے نزدیک کوئی طلاق واقع نہوگی اور صاحبین کے نزدیک ایک طلاق واقع ہوگی - اور یہ تفویض عورت کے رد کر دینے سے رد نہوگی -اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ ہی ہر بار جب چاہے پس عورت مذکورہ نے ایک ایک کر کے اپنے آپ کو تین طلاق دیدین پھر دوسرے شوہر سے نکاح کیا پھر اسکے بعد اول شوہر کے نکاح مین آئی اور پھر اپنے نفس کو طلاق دی تو اس تفویض مذکور کے حکم سے واقع نہوگی -اور اگر اُسنے اپنے نفس کو ایک یا دو طلاق دی ہون پھر عدت کے بعد دوسرے شوہر سے نکاح کیا پھر اُسکی طلاق کے بعد اوّل شوہر کے نکاح مین آئی تو امام اعظمؒ و امام ابو یوسفؒ

کے نزدیک از سر نو تین طلاق کا مالک ہوگا اور عورت کو اختیار ہوگا کہ ایک بعد دوسری کے تین طلاق تک
اپنے نفس کو دیدے اور اسمین امام محمدؒ کا خلاف ہے یہ تبیین مین ہے - اور اگر عورت سے کہا کہ کلما شئت فانت
طالق ثلثا یعنے ہر بار جبکہ تو چاہے تو بسہ طلاق طالقہ ہے پس عورت نے ایک ہی طلاق چاہی تو یہ باطل
ہے یہ محیط مین ہے - اور اگر کہا کہ انت طالق حیث شئت او این شئت یعنے تو طالقہ ہے حیث شئت یا این شئت
تو مطلقہ نہوگی یہان تک کہ چاہے اور اگر مجلس سے اُٹھ کھڑی ہوئی تو اسکا اختیار مشیت جاتا رہیگا - اور اگر عورت
سے کہا کہ انت طالق کیف شئت تو عورت قبل اپنے چاہنے کے ایک رجعی طلاق سے طالقہ ہو جائیگی پھر
اگر اُسنے کہا کہ مین نے ایک بائنہ طلاق یا تین طلاق چاہی ہین اور شوہر نے کہا کہ مین نے اسکی نیت کی تھی
تو یہ شوہر کے قول کے موافق ہوگی اور اگر عورت نے تین طلاق چاہین اور شوہر نے ایک بائنہ کی نیت
کی یا اسکے برعکس تو ایک رجعی واقع ہوگی اور اگر شوہر کے اس قول کے وقت کچھ نیت نہو تو مشائخ نے
فرمایا ہے کہ بربنائے موجب تخییر و اجرائے آن عورت کی مشیئت معتبر ہوگی کذا فی الہدایہ اور یہ امام اعظمؒ کے نزدیک
ہے اور صاحبین کے نزدیک جبتک نہ چاہے کچھ واقع نہوگی پس اگر عورت نے چاہی تو ایک رجعی یا بائنہ یا تین طلاق
اپنے اوپر واقع کر سکتی ہے بشرطیکہ ارادہ شوہر کے مطابق ہو - اور جو امام اعظمؒ نے فرمایا ہے وہ اولے ہے اور ثمرہ
خلاف دو مقام پر ظاہر ہوتا ہے ایک یہ کہ قبل چاہنے کے عورت مجلس سے اٹھ کھڑی ہوئی اور دوم یہ کہ عورت
غیر مدخولہ کے ساتھ ایسا ہوا تو امام اعظمؒ کے نزدیک ایک طلاق رجعی واقع ہوگی اور صاحبین کے نزدیک کچھ
نہین واقع ہوگی - اور عورت کا رد کر دینا مثل مجلس سے اُٹھ کھڑے ہونے کے ہے یہ تبیین مین ہے - اور
اگر عورت سے کہا کہ انت طالق کم شئت او ما شئت یعنے تو طالقہ ہے جتنی چاہے تو جبتک عورت کوئی دوسرا
کام شروع نہ کرے یا مجلس سے اُٹھ کھڑی نہو تب تک اپنی مجلس مین اُسکو اختیار ہوگا کہ جسقدر چاہے ایک یا
دو یا تین طلاق دیدے مگر اصل طلاق عورت کی مشیئت پر موقوف ہے یعنے اگر چاہے تو دے - اور اگر عورت نے
اس تفویض کو رد کر دیا تو رد ہو جائیگی - اور اگر عورت سے کہا کہ تو اپنے نفس کو تین مین سے جتنی چاہے طلاق دے
یا تین مین سے جتنی چاہے اختیار کر تو عورت کو اختیار ہوگا کہ اپنے نفس کو ایک یا دو طلاق دیدے مگر پوری
تین طلاق نہین دے سکتی ہے اور یہ امام اعظمؒ کے نزدیک ہے اور صاحبین نے فرمایا کہ تین طلاق تک بھی دے سکتی
ہے کذا فی الکافی اور بنا برین اختلاف اگر کسی شخص سے کہا کہ میری عورتون مین سے جنکو چاہے طلاق دیدے
تو اُسکو یہ اختیار نہین ہے کہ اُسکی سب عورتون کو طلاق دیدے اور صاحبین کے نزدیک اسکو یہ اختیار ہے یہ غایۃ السروجی
مین ہے - اور اگر شوہر نے کسی سے کہا کہ میری عورتون مین سے جو طلاق چاہے اُسکو طلاق دیدے پس سب
عورتون نے طلاق چاہی تو وکیل کو اختیار ہے کہ ان سب کو طلاق دیدے یہ فتح القدیر مین ہے - اور اگر اولیاء
عورت نے اُسکے شوہر سے عورت کے طلاق کی درخواست کی پس شوہر نے عورت کے باپ سے کہا کہ تو
مجھ سے کیا چاہتا ہے کر جو تو چاہتا ہے اور یہ کہکر باہر چلا گیا پس عورت کے باپ نے عورت کو طلاق دیدی
تو اگر شوہر نے اپنے خسر کو تفویض طلاق کی نیت نہ کی ہوگی تو عورت مطلقہ نہوگی اور اگر شوہر نے کہا کہ
مین نے اس سے تفویض کی نیت نہین کی تھی تو اُسی کا قول قبول ہوگا یہ خلاصہ مین ہے - اور اگر کسی مرد سے

کہا کہ میری جورو کو طلاق دیدے تو اُسکو اختیار ہوگا چاہے اس مجلس مین طلاق دے یا اسکے بعد طلاق دے
اور شوہر کو اختیار ہوگا کہ اس سے رجوع کر لے یہ ہدایہ مین ہی۔ اور اگر اپنی عورت سے کہا کہ تو اپنے آپ کو
طلاق دے اور اپنی سوت کو طلاق دے تو عورت کو اپنے آپ کو طلاق دینے کا اختیار اُسی مجلس تک رہیگا
اسواسطے کہ اُسکے حق مین یہ تفویض ہی اور عورت کو اپنی سوت کو طلاق دینے کا اختیار اُس مجلس مین اور اسکے
بعد بھی ہوگا اسواسطے کہ اُسکے حق مین یہ عورت وکیل ہی۔ اور اگر دو مردون سے کہا کہ تم دونون میری جورو کو
طلاق دو اگر تم دونون چاہو تو جبتک دونون طلاق دینے پر متفق نہون تنہا کسی ایک کو اُسکی طلاق کا اختیار
نہوگا۔ اور اگر دونون سے کہا کہ تم میری جورو کو طلاق دیدو اور یہ نہ کہا کہ اگر تم چاہو تو یہ توکیل ہی پس دونون مین
سے ایک کو بھی اسکے طلاق دینے کا اختیار ہوگا یہ جوہرہ نیرہ مین ہی۔ اور اگر دو مردون کو اپنی جورو کی طلاق
کے واسطے وکیل کیا تو دونون مین سے ہر ایک کو اُسکے طلاق دینے کا اختیار ہوگا بشرطیکہ طلاق بعوض مال نہو۔
اور اگر دونون کو اپنی عورت کی طلاق کے واسطے وکیل کیا اور کہدیا کہ تم دونون مین سے ایک بدون دوسری کے
اسکو طلاق نہ دے پس ایک نے اسکو طلاق دی پھر دوسرے نے اُسکو طلاق دی یا ایک نے طلاق دی
اور دوسرے نے اُسکے طلاق کی اجازت دی تو واقع نہوگی۔ اور اگر دو مردون سے کہا کہ تم دونون
کے دونون اسکو تین طلاق دیدو پس ایک نے ایک طلاق دی پھر دوسرے نے دو طلاقین دین تو کچھ
بھی واقع نہوگی تاوقتیکہ دونون مجتمع ہو کر تین طلاق نہ دین یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ اور اگر دو مردون
سے کہا کہ تم میری جورو کو تین طلاق دیدو تو ہر ایک کو تنہا طلاق دینے کا اختیار ہوگا اور اسیطرح ایک کو ایک
طلاق اور دوسرے کو دو طلاق دینے کا بھی اختیار ہوگا یہ عتابیہ مین ہی۔ اور اگر ایک شخص سے کہا کہ تو
میری جورو کی طلاق دینے کیواسطے وکیل ہی اگر تو چاہے پس مرد مذکور نے اُسی مجلس مین چاہا تو یہ جائز ہی
اور اگر چاہنے سے پہلے مجلس سے اٹھ کھڑا ہوا تو توکیل باطل ہو گئی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ اور اگر کسی
سے کہا کہ تو میری جورو کو تین طلاق دیدے اگر جورو چاہے تو یہ شخص وکیل نہوگا جبتک عورت مذکورہ
نہ چاہے اور عورت مذکورہ کو اُسی مجلس تک چاہنے کا اختیار ہوگا اور اگر مرد مذکور مجلس سے اٹھ کھڑا
ہوا تو توکیل باطل ہوجائیگی اور اسکی طلاق اسکے بعد واقع نہوگی اور شمس الائمہ حلوائی رح نے فرمایا کہ یہ
مسئلہ یاد رکھنا چاہیئے اسواسطے کہ اسمین عام بلوی ہی کیونکہ اکثر خطوط طلاق جنکو عورتون کے شوہر پردیس
سے لکھتے ہین انمین یون لکھتے ہین کہ تو میری جورو کی طلاق کے واسطے وکیل ہی اُس سے دریافت کر
کہ وہ طلاق چاہتی ہی پس اگر عورت چاہے تو اُسکو طلاق دیدے پھر اکثر یہ ہوتا ہی کہ وکیل لوگ اس
عورت کی مجلس مشیئت کے بعد اُسکو طلاق دیتے ہین حالانکہ یہ نہین جانتے ہین کہ طلاق واقع نہین
ہوتی ہی۔ اور اگر کسی شخص سے کہا کہ تو میری جورو کی طلاق کا وکیل ہی بدین شرط کہ مجھے اختیار ہی یا بدین شرط
کہ عورت مذکورہ کو خیار ہی یا بدین شرط کہ فلان کو خیار ہی تو وکالت جائز ہی مگر یہ خیار کی شرط باطل ہی
اور اگر کسی مرد سے کہا کہ تو میری عورتون مین سے ایک کو طلاق دیدے پس اُسنے کسی ایک عورت
معین کو طلاق دیدی تو صحیح ہی اور شوہر کو یہ اختیار نہوگا کہ اس عورت کے سوا دوسری عورت کی طرف

طلاق

طلاق مذکور پھیر دے اور اگر اُسنے کسی غیر معین ایک عورت کو طلاق دیدی تو بھی صحیح ہی ولیکن ان عورتون مین سے
مطلقہ کا معین کرنا اور بیان کرنا شوہر کے اختیار مین ہوگا یہ محیط مین ہی۔ایک شخص نے دوسرے سے
کہا کہ مین نے تجھے اپنے تمام امور کا وکیل کیا پھر وکیل نے اُسکی جورو کو طلاق دیدی تو مشائخ نے اسمین اختلاف
کیا ہی اور صحیح یہ ہی کہ طلاق واقع نہوگی۔اور اگر کہا کہ مین نے تجھے اپنے تمام امور مین جنکے واسطے توکیل
جائز ہی وکیل کیا تو وکالت عامہ ہوگی کہ خرید و فروخت نکاحون وغیرہ ہر چیز کو شامل ہوگی یہ فتاوے
قاضیخان مین ہی۔اور اگر ایک شخص کو وکیل کیا کہ میری جورو کو تطلیقہ واحدہ دیدے پس وکیل نے
اُسکو دو طلاق دیدین تو امام اعظم کے نزدیک نہین جائز ہی اور صاحبین کے نزدیک ایک طلاق
واقع ہوگی یہ فتاوے صغری مین ہی۔ایک شخص نے دوسرے کو طلاق کیواسطے وکیل کیا پس
وکیل نے عورت کو طلاق دیدی اور تین طلاق دین پس اگر شوہر نے توکیل سے تین طلاق کی نیت
کی ہو تو واقع ہونگی اور اگر تین طلاق کی نیت نہ کی ہو تو امام اعظم کے نزدیک کچھ واقع نہوگی۔ایک
شخص نے دوسرے کو وکیل کیا کہ اُسکی عورت کو ایک طلاق رجعی دیدے اور وکیل نے اُسکی عورت
کو ایک طلاق بائن دیدی یعنے کہا کہ مین نے تجھکو ایک طلاق بائن دی تو ایک طلاق رجعی واقع ہوگی
اور اگر وکیل نے عورت سے کہا کہ مین نے تجھکو بائن کر دیا تو کچھ واقع نہوگی۔اور اگر وکیل سے کہا کہ عورت
کو طلاق بائن دیدے پس وکیل نے عورت سے کہا کہ تو طالقہ بتطلیقہ رجعیہ ہی تو ایک طلاق بائنہ واقع
ہوگی۔ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ میری جورو کو میرے بھائی کے سامنے طلاق دیدے پھر وکیل
نے بدون موجودگی اُسکے بھائی کے اُسکی عورت کو طلاق دیدی تو طلاق واقع ہوگی جیسے کہ اگر کہا کہ عورت
کو گواہون کے حضور مین طلاق دیدے اور وکیل نے بدون حضوری گواہون کے اُسکو طلاق دی تو واقع
ہوتی ہی۔ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ مین نے تجھے اپنی جورو کے طلاق دینے سے منع نہین کرتا ہون
تو یہ توکیل نہین ہی چنانچہ اگر کسی کو دیکھا کہ اُسکی عورت کو طلاق دیتا ہی پس اسکو منع نہ کیا تو یہ طلاق دہندہ
اُسکی طرف سے وکیل نہو جائیگا اور طلاق واقع نہوگی پس ایسا ہی اس مقام پر بھی ہی یہ فتاوے
قاضی خان مین ہی۔ایک شخص نے زید سے کہا کہ میری جورو کو سنت طلاق بائن دیدے اور عمرو سے کہا
کہ میری جورو کو سنت طلاق رجعی دیدے پھر دونون نے عورت کو ایک ہی طہر مین طلاق دی تو عورت
پر ایک طلاق واقع ہوگی مگر اس طلاق کے حق مین شوہر کو اختیار ہی چاہے بائنہ قرار دے یا
رجعی یہ بحر الرائق مین ہی۔اور اگر کسی غائب کو اپنی جورو کی طلاق کے واسطے وکیل کیا اور وکیل مذکور نے
اپنی وکالت کا حال معلوم ہونے سے پہلے عورت مذکورہ کو طلاق دیدی تو یہ طلاق باطل ہوگی اسواسطے
کہ جاننے سے پہلے وکالت بطلاق ثابت نہوگی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔اور اگر کسی شخص نے اپنی
عورت سے کہا کہ تو فلان کے پاس جا تا کہ وہ تجھے طلاق دیدے پس عورت اُسکے پاس گئی اور اُسنے
عورت کو طلاق دیدی تو صحیح ہی اور فلان مذکور وکیل طلاق ہو جائیگا اگرچہ اُسکو اپنے وکیل ہونیکا
علم نہین ہوا ہی اور زیادات مین مسئلہ مذکور ہی جو اسپر دلالت کرتا ہی کہ فلان مذکور قبل اپنے آگاہ ہونے کے

وکیل نہوگا اور بعض نے فرمایا کہ اس مسئلہ مین دو روایتین ہین اور بعض نے فرمایا کہ جو زیادات مین مذکور ہی وہ قیاس
ہی اور جو اصل مین مذکور ہی وہ استحسان ہی پھر بنا بر روایت اصل کے جو بحکم استحسان ہی جبکہ فلان مذکور اگرچہ
آگاہ نہین ہوا وکیل ہوگیا اور شوہر نے عورت کو فلان مذکور کے پاس جانے سے منع کر دیا تو فلان مذکور اُس سے
معزول نہو جائیگا درصورتیکہ فلان مذکور کو اپنے معزول ہونے سے آگاہی نہوا اور یہ حکم نظیر ایک دوسرے
مسئلہ کی ہوگیا کہ ایک شخص نے اپنی جورو کو تین طلاق دینے کے واسطے ایک شخص کو وکیل کیا پھر عورت
سے کہا کہ مین نے فلان کو تجھے طلاق دینے سے منع کر دیا تو جبتک فلان مذکور کو اس ممانعت کا علم نہو وہ معزول
نہوگا اسواسطے کہ اگر فلان مذکور معزول ہو تو مقصود او بالذات ممانعت سے معزول ہوگا عورت کی ممانعت
کی تبعیت مین معزول نہوگا حالانکہ عورت کے سپرد کوئی بات نہین کی ہی تاکہ فلان مذکور کا اسکی تبعیت مین
معزول ہونا صحیح ہو مگر فلان مذکور کا قبل علم کے مقصوداً بممانعت معزول ہونا متعذر ہی پس ثابت ہوا
کہ وہ قبل علم کے معزول نہوگا۔ اور یہ اسوقت ہی کہ عورت کو اس فلان مذکور کے پاس جانے سے پہلے
اُسکے پاس جانے سے منع کر دیا ہو۔ اور اگر فلان مذکور کے پاس جانے کے بعد عورت کو منع کیا تو فلان
مذکور معزول نہوگا اگرچہ اُسکو معزول ہونے کا حال معلوم ہوا ہوا اور عورت کے اُسکے پاس جانے
سے پہلے اگر فلان کو ممانعت کا اور معزول ہونے کا حال معلوم ہوگیا تو معزول ہوجائیگا اور یہ بخلاف
ایسی صورت کے ہی کہ ایک اجنبی سے کہا کہ فلان کے پاس جا اور اُس سے کہہ کہ وہ میری جورو کو
طلاق دیدے پھر اسکے بعد اس اجنبی کو منع کر دیا تو ممانعت صحیح ہی اور اگر جورو کو اسطرح منع کیا تو
صحیح نہین ہی۔ اور یہ بخلاف ایسی صورت کے ہی کہ اگر کسی شخص سے کہا کہ اگر میری جورو تیرے پاس آوے تو تو اُسکو
طلاق دیدے یا کہا کہ اگر میری جورو تیری طرف نکلے تو تو اُسکو طلاق دیدے پھر اُسنے وکیل کو بعد عورت
کے اُسکے پاس آنے اور نکلنے کے طلاق واقع کرنے سے منع کر دیا تو صحیح ہی درحالیکہ وکیل آگاہ ہوجاوے
جیسا کہ عورت کے اُسکے پاس جانے یا اُسکی طرف نکلنے سے پہلے ممانعت کر دینا بروجہ مذکور صحیح ہی یہ محیط
مین ہی۔ ایک شخص نے دوسرے کو اپنی جورو کی طلاق کے واسطے وکیل کیا اور وکیل نے اُسکو اپنے
نشہ کی حالت مین طلاق دیدی تو اسمین اختلاف ہی اور صحیح یہ ہی کہ طلاق واقع ہوگی۔ ایک شخص نے دوسرے
کو اپنی جورو کی طلاق کے واسطے وکیل پھر موکل نے اس عورت کو بائن یا رجعی طلاق دیدی پھر وکیل نے
اُسکو طلاق دی تو جبتک عورت مذکورہ عدت مین ہی وکیل کی طلاق اسپر واقع ہوگی۔ اور موکل کے
بائن کر دینے سے وکیل مذکور معزول نہوگا بشرطیکہ طلاق وکیل بعوض مال نہو اور اگر وکیل نے طلاق
نہ دی یہان تک کہ قبل انقضاے عدت کے موکل نے اُس عورت سے نکاح کر لیا پھر وکیل نے اُسکو
طلاق دی تو وکیل کی طلاق اسپر واقع ہوگی۔ اور اگر موکل نے بعد انقضاے عدت کے اس سے نکاح کیا
پھر وکیل نے اُسکو طلاق دی تو وکیل کی طلاق اسپر واقع نہوگی اسیطرح اگر شوہر یا جورو مرتد ہوگئی نعوذ
باللہ من ذلک پھر وکیل نے اس عورت کو طلاق دی تو جبتک عورت مذکورہ عدت مین ہی تب تک وکیل کی
طلاق واقع ہوگی اور اگر موکل مرتد ہوکر دار الحرب مین جا ملا اور قاضی نے اُسکے جا ملنے کا حکم دیدیا تو وکالت

یعنی فلان کے پاس جانے سے ۱۲

یعنی فلان کے پاس

باطل ہوجائیگی حتے کہ اگر موکل مذکور مسلمان ہوکر واپس آیا اور اس عورت سے نکاح کیا پھر وکیل نے اس عورت کو طلاق دی تو طلاق وکیل واقع نہوگی اور اگر وکیل مذکور نعوذ باللہ مرتد ہوگیا تو وہ اپنی وکالت پر رہیگا اگرچہ دار الحرب مین جاملے لیکن جب قاضی اُسکے جاملنے کا حکم دیدے تو معزول ہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہے۔ اور جو شخص وکیل طلاق ہوا اُسکو یہ اختیار نہین ہے کہ کسی دوسرے کو وکیل کردے۔ اور اگر طفل عاقل یا غلام کو وکیل کیا کہ طلاق دیدے تو صحیح ہے یہ سراجیہ مین ہے۔ اور اگر کسی کو وکیل کیا مگر اُسنے وکالت قبول نہ کی رد کردی پھر اُسنے طلاق دی تو واقع نہوگی۔ اور اگر وہ بدون قبول کرنے کے خاموش رہا پھر اُسنے طلاق دیدی تو واقع ہوگی اور اگر وکیل سے کہا کہ تو کل کے روز عورت کو طلاق دیدے پس وکیل نے عورت سے کہا کہ تو کل کے روز طالقہ ہے تو یہ باطل ہے۔ اور اگر کسی وکیل سے کہا کہ تو عورت کو طلاق دیدے پس وکیل نے عورت سے کہا کہ تو طالقہ ہے اگر تو دار مین داخل ہو پھر عورت دار مین داخل ہوئی تو طلاق واقع نہوگی۔ اور اگر کسی دوسرے سے کہا کہ تو میری جورو کو تین طلاق دیدے پس اُسنے ہزار طلاقین دیدین تو صحیح نہین ہے اور۔ اسیطرح اگر اُسنے کہا کہ میری جورو کو آدھی طلاق دیدے پس وکیل نے پوری ایک طلاق دیدی تو کچھ واقع نہوگی یہ بحر الرائق مین ہے۔ اور جو شخص طلاق منجز کیواسطے وکیل ہو یعنی جو بلا تعلیق فی الحال واقع کرنے کے واسطے وکیل ہو اگر ایسے وکیل نے طلاق معلق دیدی تو صحیح نہوگی یہ قنیہ مین ہے۔ ایک شخص نے سفر کا ارادہ کیا پھر ایک شخص کو اپنی جورو کی طلاق کے واسطے وکیل کیا پھر بدون حضوری عورت کے اس وکیل کو معزول کردیا پس اگر عورت کی درخواست سے یہ وکالت نہو تو معزول کرنا صحیح ہوگا اور اگر بدرخواست عورت ہو تو بدون حضوری عورت کے اسکا معزول کرنا صحیح نہوگا۔ اور شمس الائمہ سرخسی نے فرمایا کہ صحیح یہ ہے کہ وکیل طلاق کا معزول کرنا مرد کے اختیار مین ہے اگرچہ وکیل مذکور بدرخواست عورت ہو۔ اور اگر کسی شخص کو طلاق کے واسطے وکیل کیا اور کہا کہ ہر بار جب مین تجھے معزول کرون تو تو میرا وکیل ہے پس بعض نے فرمایا کہ یہ توکیل صحیح نہین ہے اور بعض نے فرمایا کہ توکیل صحیح ہے اور اسکو معزول نہین کرسکتا ہے اسواسطے کہ وکالت متجدد ہوتی رہیگی اور شیخ شمس الائمہ سرخسی نے فرمایا کہ صحیح یہ ہے کہ موکل اُسکو معزول کرسکتا ہے پھر طریقہ عزل مین مشائخ نے اختلاف کیا ہے۔ شیخ امام نے فرمایا کہ اگر وکیل مذکور سے یون کہے کہ مین نے تجھکو تمام سب وکالتون سے معزول کردیا تو وہ معزول ہو جائیگا اور یہ قول منجز و معلق سب کی طرف راجع ہوگا اور بعض نے فرمایا کہ یون کہے کہ مین نے تجھے معزول کیا ہے اگر مین نے تجھے وکیل کیا یعنے جیسے تجھے وکیل کیا ہے ویسے ہی تجھے معزول کیا اور بعض نے فرمایا کہ یون کہے کہ مین نے تیری وکالت معلقہ سے رجوع کیا اور تجھکو وکالت مطلقہ سے معزول کیا یہ تاتارخانیہ مین ہے اور اگر کسی سے کہا کہ میری جورو کو طلاق دے پس اُسکو بائن کردے یا کہا کہ اسکو بائن کردے پس اسکو طلاق دے تو یہ ایسی توکیل ہے کہ مجلس ہی تک مقصور نہین ہے اور شوہر کو اُس سے رجوع کرنے کا اختیار رہوگا اور جب وکیل نے اُسکو طلاق دی تو ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی اور اس وکیل کو یہ اختیار نہین ہے کہ ایک سے زیادہ واقع کرے یہ فتاوے قاضیخان مین ہے۔ اور اگر وکیل سے کہا کہ میری جورو کو طلاق دے

اس شرط پر کہ عورت گھر سے کوئی چیز نکال نہ لیجاوے پس وکیل نے اس سے کہا کہ مین نے تجھے طلاق دی اس شرط پر کہ تو گھر سے کوئی چیز نکال نہ لیجاوے پس عورت نے قبول کی تو مطلقہ ہوجائیگی خواہ کوئی چیز نکال لیجاوے یا نہ لیجاوے - اور اگر عورت سے کہا کہ مین نے اس شرط سے تجھے طلاق دی کہ تو گھر سے کچھ نکال نہ لیجاوے پھر اگر عورت نے کچھ نکالا تو مطلقہ نہوگی اور اگر دونون نے اسمین اختلاف کیا تو قول شوہر کا قبول ہوگا کیونکہ وہ منکر ہی یہ عتابیہ مین ہی - ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ تو میری اس جورو کو طلاق دیدے اور وکیل نے وکالت قبول کی پھر موکل غائب ہوگیا تو وکیل مذکور طلاق دینے پر مجبور نہ کیا جائیگا - اور اگر اپنی جورو کا امر کسی مرد کے ہاتھ مین دیدیا پھر جسکو دیا ہی وہ مجنون ہوگیا ہی پھر اُسنے طلاق دی تو امام محمدؒ نے فرمایا ہی کہ اگر وہ ایسا ہی کہ جو کہتا ہی اُسکو نہین سمجھتا ہی تو اُسکی طلاق واقع نہوگی - اور اگر موکل مجنون ہوگیا پس اگر ایکساعت مجنون رہا پھر افاقہ ہوگیا تو وکیل اپنی وکالت پر رہیگا اور اگر زمانہ دائمی مجنون ہوگیا تو وکالت باطل ہوگئی - اور اگر کسی شخص سے کہا کہ جب میری عورت حائضہ ہوکر طاہر ہو تو تو اسکو طلاق دیدے پھر وکیل نے اس عورت سے کہا کہ جب تو حائضہ ہوکر طاہر ہو تو تو طالقہ ہی تو یہ باطل ہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - اور اگر کسی شخص سے کہا کہ میرے ساتھ فلانہ کا نکاح کردے اور اسکو تین طلاق دیدے پھر معلوم ہوا کہ اس وکیل نے قبل وکالت مذکورہ کے یا بعد اسکے اس عورت سے اپنے ساتھ نکاح کرلیا ہی تو چاہیے کہ وکیل مذکور اس موکل کی طرف سے وکیل طلاق باقی رہے یہ قنیہ مین ہی - طلاق کا وکیل و ایلچی دونون برابر ہین یہ تاتارخانیہ مین ہی - اور ایلچی بھیجنے کی یہ صورت ہی کہ شوہر اپنی عورت کو اسکی طلاق کسی شخص کے ہاتھ بھیجدے پس ایلچی اُسکے شہر مین اُسکے پاس پہونچکر ایلچی گری کو یعنے جو پیغام ہی اُسکو بدستور رسالت ٹھیک ٹھیک ادا کردے پس عورت پر طلاق واقع ہوجاویگی یہ بدائع مین ہی - اور فوائد نظام الدین مین ہی کہ ایک شخص نے اپنی عورت کا امر اُسکے ہاتھ مین دیا کہ اگر فلان کام کرون تو تو جب چاہے اپنا پاؤن اس گرفتاری سے آزاد کرے پھر شوہر نے وہی کام کیا اور عورت نے اس امر کے بموجب طلاق دینے سے پہلے شوہر سے خلع کیا پس اسکے بعد اپنا پاؤن اس گرفتاری سے چھڑا سکتی ہی یا نہین تو شیخ رحمہ اللہ نے جواب دیا کہ ہان اپنے آپ کو طلاق دے سکتی ہی - پھر دریافت کیا گیا کہ اگر عدت گذر گئی ہو پھر نکاح کرلیا ہو تو عورت اپنے آپ کو طلاق دے سکتی ہی یا نہین تو فرمایا کہ نہین - اور زیادات مین باب اول مین مذکور ہی کہ اگر ایک شخص کو وکیل کیا کہ اسکی عورت کو بعوض ہزار درم کے طلاق دیدے پھر اس عورت کو خود بائن کردیا تو پھر وکیل کو یہ اختیار نہوگا کہ عورت مذکورہ کو طلاق دے اور اسیطرح اگر تجدید نکاح کرلی ہو تو بھی یہی حکم ہی اور اگر اپنی عورت کو بائن طلاق دیدی پھر کسی کو وکیل کیا کہ میری جورو کو کسی قدر مال پر طلاق دیدے پس وکیل نے اسکو بعوض مال کے طلاق دیدی اور عورت نے قبول کی تو طلاق نہ پڑیگی اور مال واجب نہوگا اور اگر شوہر نے عدت مین اُس سے جدید نکاح کرلیا پھر وکیل نے مال پر طلاق دیدی اور عورت نے قبول کی تو طلاق پڑیگی اور مال واجب ہوگا اور اگر عدت گذر گئی پھر شوہر نے

جدید نکاح کرلیا پھر وکیل نے مال پر طلاق دی اور عورت نے قبول کی تو طلاق بھی واقع نہوگی - اور میرے
جد رحمہ اللہ کے فوائد مین مذکور ہی کہ اگر عورت سے کہا کہ اگر تجھ پر عورت کرون تو اسکا امر مین نے تیرے
ہاتھ مین دیا پھر اسکی جورو و اُسکے درمیان حرمت مصاہرہ متحقق ہوگئی باین طور کہ مثلاً اس مرد نے اپنی جورو
کی مان کو شہوت سے چھُوا پھر اگر اُس مرد نے کوئی جورو کی پس آیا اسکا اختیار پہلی عورت کے ہاتھ مین ہوگا
یا نہوگا تو فرمایا کہ ہان اُسکے اختیار مین ہوگا کیونکہ تقضاے قاضی باین فعل متصور ہے اس واسطے کہ قاضی نے
اگر ایسی عورت کے نکاح کے جواز کا جسکی مان یا بیٹی سے ابا کیا حکم دیدیا تو امام محمد کے نزدیک نافذ ہوگا بخلاف
قول امام ابو یوسفؒ کے یہ فصول عمادیہ مین ہی - ایک شخص نے اپنی جورو کا امر اُسکے ہاتھ مین دیا بر نیکہ
اگر تو مہر بخشدے تو جب چاہے اپنے آپ کو طلاق دیدے اور حال یہ ہی کہ عورت مذکورہ اپنا مہر قبل اس
تفویض کے شوہر کو ہبہ کر چکی ہی تو شیخ الاسلام نظام الدین و بعضے مشائخ نے کہا کہ عورت اپنے آپ کو
طلاق دے سکتی ہی بعض مشائخ نے کہا کہ عورت اپنے آپ کو طلاق نہین دے سکتی ہی یہ وجیز کردری
مین ہی - ایک شخص سفر کو جاتا تھا اُسنے اپنی جورو سے کہا کہ اگر میرے جانے سے ایک مہینہ گذر جاوے
اور مین تیرے پاس نہ آؤن اور تیرا النفقہ تیرے پاس نہ پہونچے تو مین نے تیرا امر تیرے اختیار مین دیا کہ
جب تیرا جی چاہے اپنا پاؤن کشادہ کرلیے (یعنے طلاق دیدے ۱۲ منہ) پھر مہینہ گذرنے سے پہلے نفقہ آگیا مگر وہ خود نہین آیا تو عورت
کا امر اُسکے ہاتھ مین نہوگا اسواسطے کہ مختار ہونے کی شرط دو باتین ہین نفقہ نہ آنا اور مرد کا نہ آنا پس چونکہ
ان دونون مین سے ایک بات پائی گئی مثلاً شرط پوری نہوئی بخلاف اُسکے اگر یون کہا کہ اگر مین و میرا النفقہ
نہ پہونچے پھر دونون مین سے ایک چیز پہونچی (اور ایک نہین پائی گئی ۱۲) تو عورت کا امر اُسکے اختیار مین ہو جائیگا - اور مین نے
ایک فتوی دیکھا جسکی صورت یہ تھی کہ ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر مین تجھ سے ایک مہینہ غائب
ہون تو تیرا امر تیرے ہاتھ ہی پھر اس مرد کو کافر قید کر لے گئے پس آیا عورت کا امر اُسکے اختیار مین ہوگا
تو اس فتوی پر شیخ الاسلام علاء الدین محمود الحارثی المروزی نے جواب دیا تھا کہ نہوگا - اور میرے والد فرماتے
تھے کہ اگر کافرون نے اُسکو چلنے پر باکراہ مجبور کیا پھر وہ خود چلا گیا تو چاہیے کہ شرط متحقق ہو جاوے یعنی
غائب ہو جانا اسواسطے کہ حانث ہونے کے واسطے خواہ وہ فعل بہ نسیان ہو یا باکراہ ہو یا عمداً ہو سب یکسان ہین
یہ خلاصہ مین ہی - اور مستفتیات صاحب المحیط مین ہی کہ شوہر نے جورو سے کہا کہ اگر دس روز مین تجھ سے
غائب ہون اور تیرا النفقہ تجھے نہ پہونچے تو مین نے تیرا امر تیرے ہاتھ دیا پھر دس روز گذر گئے اور شوہر و زوجہ
دونون نے نفقہ پہونچنے مین اختلاف کیا کہ شوہر کہتا ہی کہ مین نے پہونچا دیا ہی اور عورت انکار کرتی ہی تو
شیخ رحمہ اللہ نے جواب دیا ہی کہ قول عورت کا قبول ہوگا یہان تک کہ اسکا امر اُسکے اختیار مین ہو جائیگا
اور یہ کتاب الاصل کی روایت ہی (یعنے صاحب المحیط ۱۲) اور منتقے کی روایت اسکے برعکس ہی یہ فصول عمادیہ مین ہی - ایک شخص
نے دوسرے سے کہا کہ اگر سیم من ندہی تا وقت کذا امر بدست من نہادی طلاق زن خواستنی (یعنے قرضخواہ کے) را فقال نہادم
پھر اسکا مال قرضہ اسکو نہ دیا یہان تک کہ یہ میعاد گذر گئی اور حال یہ ہوا کہ قرضدار نے ایک عورت سے
نکاح کیا تو قرضخواہ کو یہ اختیار نہوگا کہ اسکو طلاق دیدے - اور اگر یون کہا کہ اگر میرا روپیہ تو فلان وقت تک

نہ دے تو امر بدست من نہادی زنے را کہ بخواہی یعنے میرے ہاتھ مین امر ایسی عورت کا تونے دیا جسکو تو چاہے یعنے نکاح مین لاوے اور باقی مسئلہ بحالہا ہی تو قرضخواہ کو اس عورت کے طلاق دینے کا اختیار ہوگا یہ محیط مین ہی۔ ایک شخص نے اپنی جورو کا امر اُسکے ہاتھ مین دیدیا پس عورت نے کہا کہ دست باز داشتم اور یہ نہ کہا کہ خویشتن را یعنے اپنے کو تو عورت مذکورہ مطلقہ نہو گی۔ اور اگر عورت نے کہا کہ مین نے اپنے آپ کو مراد لیا تھا یعنے یہ مراد تھی کہ ہاتھ الگ کر دیا مین نے اپنا پس اگر مجلس موجود ہو تو اُسکی تصدیق کیجائیگی ورنہ نہین اور ہمارے بعضے مشائخ نے کہا کہ مسئلہ مذکورہ مین طلاق واقع ہونی چاہیئے یہ ظہیریہ مین ہی اور اگر عورت نے جواب دیا کہ افگندم یعنے مین نے ڈالی اور کہا کہ میری نیت طلاق نہ تھی تو عورت کی تصدیق کیجائیگی یعنے طلاق نہ پڑیگی اور اگر عورت نے کہا کہ میری طلاق کی نیت تھی تو طلاق پڑ جائیگی اور اگر عورت نے کہا کہ طلاق افگندم تو بدون نیت طلاق واقع ہوگی یہ خلاصہ مین ہی۔ اور شیخ الاسلام نے ذکر کیا کہ ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ امر بدست تو نہادم شش ماہ را تو پورے چھ مہینہ ختم ہونے تک عورت کا امر اسکے اختیار مین ہوگا یہ وجیز کردری مین ہی۔ اور فوائد صدر الاسلام طاہر بن محمود مین ہی کہ ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر دس روز تیرا نفقہ مجھ سے تجھکو نہ پہونچے تو بعد اسکے تو اپنا پانون کشادہ کر پھر عورت مذکورہ نے نشوز کیا یعنے نافرمان شوہر خلاف شرع ہوگئی یہان تک کہ مدت گذر گئی تو چاہیئے کہ وہ اپنے نفس کو طلاق نہ دے سکے۔ اور استفتا کیا گیا تھا کہ ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر ایک مہینہ تیرا نفقہ تجھکو نہ پہونچاون تو تیرا امر تیرے ہاتھ ہی بعد اسکے یہ عورت بدون اجازت شوہر کے غصہ ہوکر اپنے باپ کے گھر چلی گئی اور مہینہ بھر رہی اور اُسکے شوہر نے اُسکو نفقہ نہ پہونچایا تو چاہیئے کہ عورت کا امر اُسکے اختیار مین نہو۔ اور یہ فتوی بھی آیا تھا کہ ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر دس روز بعد پانچ اشرفیان تجھے نہ پہونچاون تو تیرا امر تیرے ہاتھ ہی کہ تو اپنے نفس کو طلاق دیدے جب چاہے پھر دس روز گذر گئے اور اُسنے اشرفیان نہ پہونچائین پس آیا عورت اپنے نفس کو طلاق دے سکتی ہی تو مین نے جواب دیا کہ ہان بشرطیکہ شوہر کی مراد یہ ہو کہ دس روز گذرتے ہی فی الفور درصورت اشرفیان نہ پہونچانے کے عورت کو اپنی طلاق دیدینے کا اختیار ہی اور اگر اسکی یہ مراد نہ تھی کہ فی الفور بعد دس روز کے ایسا کرسکے تو عورت کو یہ اختیار حاصل نہوگا جبتک کہ دونون مین سے کوئی مر نہ جاوے اور میرے والد نے اس جواب کو باصواب فرمایا ہی یہ فصول استروشنی مین ہی۔ میرے استادون مین سے بعض سے دریافت کیا گیا کہ اگر کسی نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر تیری بلا اجازت اس شہر سے باہر جاؤن تو تیرا امر تیرے ہاتھ ہی کہ جب تو چاہے اپنے آپ کو طلاق دیدے پھر یہ شخص کسی شہر کو چلا گیا اور وہان دور رہا حالانکہ عورت مذکورہ سے جانے کی اجازت نہین لی تھی پس آیا وہ طلاق دے سکتی ہی یا نہین تو جواب مین فرمایا کہ نہین واللہ اعلم یہ فتوی واقع تھا یعنے فتوی مین یہ واقعہ درج تھا کہ ایک شخص اپنی جورو کے پاس سے غائب ہوگیا یعنے سفر کر گیا اور بعد تین مہینہ کے اُس شخص کے پاس سے خط آیا اور اسمین لکھا تھا کہ اگر میرے تیرے پاس سے غائب ہو جانے سے دو مہینہ ہوجاوین اور اس سات مین میرا تن تیرے پاس نہ پہونچے تو تو اپنے آپ کو جب چاہے طلاق دیدے اور بات یہ کھلی کہ اس

مرد نے یہ خط اُسوقت لکھا ہی کہ جب اسکے غائب ہو جانے سے ایک مہینہ سے زیادہ نہین گذرا تھا ولیکن خط لانیوالے نے راہ مین دیر کر دی اسصورت مین آیا عورت مذکورہ اپنے آپ کو طلاق دیسکتی ہی چونکہ تین مہینہ گذر گئے اور اس عورت کو علم نہین ہوا ہی تو بعض نے جواب دیا کہ آخر ایمان جامع کے باب ما یجعل فیہ امر امرأتہ الی غیرہ بالوقت کے موافق عورت کا امر اُسکے اختیار مین ہوگا - اور فوائد شیخ الاسلام برہان الدین مین ہی کہ اگر کسی نے عورت سے کہا کہ اگر بے جرم شرعی تجھکو مارون تو تیرا امر تیرے اختیار مین ہی پھر اس عورت سے کہا کہ مین تجھے اجازت دیتا ہون کہ ہر ہفتہ تو اپنے مان و باپ کے گھر جایا کر پھر ہفتہ گذر گیا اور دس روز ہو گئے اور اسکے باپ و مان اسکے یہان آئے اور انکے ساتھ یہ عورت انکے یہان گئی مگر اجازت لیکر نہین گئی پس شوہر نے اس بیجہ اجازت جانے پر اسکو مارا پس آیا عورت کا امر اُسکے اختیار مین ہو گا یا نہو گا تو جواب دیا کہ ہان ہو گا واللہ اعلم اور مین نے ایک فتوی دیکھا کہ جسکا جواب میرے چچا شیخ نظام الدین نے لکھا تھا جسکی صورت یہ تھی کہ ایک شخص نے بغیر جرم شرعی مارنے پر اپنی جورو کا امر اُسکے ہاتھ دیا تھا اسکی مان اسکے شوہر کے گھر آئی اس مرد نے کہا کہ یہ کیتیا یہان کیون آئی ہی عورت نے کہا کہ مادر تست و خواہر تو یعنے تیری مان و بہن ہی پس مرد نے عورت کو مارا تو شیخ رحمہ اللہ نے جواب دیا تھا کہ عورت کا امر اُسکے اختیار مین نہوگا یہ فصول عمادیہ مین ہی اپنی عورت کا امر اُسکے اختیار مین بدین شرط دیا کہ اگر اسکو بغیر جرم مارے تو عورت اپنے آپ کو طلاق دیدے پھر شوہر نے اس عورت سے کہا کہ تجھپر لعنت ہو اور عورت نے جواب دیا کہ لعنت خود تجھپر ہو تو اسمین مشائخ نے اختلاف کیا ہی بعضون نے کہا کہ یہ عورت کی طرف سے جنایت نہین ہی اسواسطے کہ عورت نے اسمین پہل نہین کی ہی بلکہ اُسنے مرد کے کہنے پر کہدیا ہی اور عامہ مشائخ کے نزدیک عورت کی طرف سے یہ جنایت ہی اور اصح یہی ہی اور علی ہذا اگر مرد نے کہا کہ ای تیری مان کلوٹی زیا حبشن پس عورت نے بھی اُلٹکر کہا کہ تیری مان ہی کلوٹی تو پہلے مشائخ کے قول پر یہ جنایت نہین ہی اور عامہ مشائخ نے اسصورت مین باہم اختلاف کیا ہی چنانچہ بعض نے کہا کہ اگر شوہر کی مان زندہ ہو تو یہ امر عورت کی طرف سے شوہر کے حق مین جنایت نہین ہی اور اگر مر گئی ہو تو یہ امر شوہر کے حق مین شوہر کی طرف سے جنایت ہوگا اور بعض نے کہا کہ عورت کا امر عورت کے اختیار مین نہوگا خواہ شوہر کی مان زندہ ہو یا مر گئی ہو - اور اگر عورت نے شوہر کو کہا کہ خدا تجھے موت دے تو یہ عورت کی طرف سے جرم ہی اور اسیطرح اگر شوہر سے کہا کہ ای خدا نا ترس کافر تو یہ بھی عورت کی طرف سے جرم ہی - اور اگر شوہر کو کہا کہ ای بدخوی پس اگر شوہر ایسا ہی ہو تو یہ جنایت نہین ہی اور اگر ایسا نہو تو عورت خطاوار ہی اور اگر شوہر نے اُس سے کہا کہ تو ایسا نہ کر اُسنے جواب دیا کہ خوب کرونگی پس اگر ایسے فعل کے حق مین کہا ہو جو خود معصیت ہی تو یہ عورت کا جرم ہی اور اگر ایسے فعل مین کہا جو معصیت نہین ہی تو عورت کے حق مین یہ قول جنایت قرار نہ دیا جائیگا اور منتقی مین ہی کہ اگر اپنے شوہر سے کہا کہ تو مجھے طلاق دیدے پس شوہر نے کہا کہ مین نے تیری طلاق تیرے ہاتھ مین رکھدی اُسنے کہا کہ مین نے اپنے آپکو طلاق دیدی پس شوہر نے کہا کہ مین نے بھی تجھے طلاق دی تو دو طلاق واقع ہونگی یہ محیط مین ہی - اور

بہر حال جنایت ہی ۱۲

(حاشیہ:) ای تیری ماں کلوٹی زنگی یا حبشن ۱۲ منہ

اگر عورت نے اپنے خاوند سے کہا کہ ای بے مزہ پس اگر شوہر شریف ہی تو اُسکے حق مین یہ امر خباثت ہوگا۔ ایسا ہی عمدہ مین مذکور ہی۔ اور میرے والد رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے عورت کا امر اسکے ہاتھ دیا کہ اسکو بے جرم نہ ماریگا پھر اس عورت نے اور عورتون کے سامنے کہا کہ اگر تمھارے خاوند مرد ہین تو میرا خاوند مرد نہین ہی پس شوہر نے اُسکو مارا تو میرے والد نے جواب فرمایا کہ یہ عورت کی طرف سے جنایت ہی پس عورت کا امر اُسکے اختیار مین نہوگا واللہ اعلم۔ اور فتاوی دیناری مین مذکور ہی کہ ایک شخص نے اپنی جورو کا امر اسکے اختیار مین دیا بدینکہ اسکو کسی گناہ پر نہ ماریگا الّا اسپر کہ شوہر کی بلا اجازت فلان شخص کے یہان جاوے پھر عورت فلان مذکور کے یہان بلا اجازت شوہر گئی پس شوہر نے اُس سے جھگڑا کیا اور شوہر کو اس عورت نے گالیان دین پس اُس عورت نے کہا کہ مین نے بحکم امر سپرد شدہ کے اپنے آپ کو طلاق دے لی پس شوہر نے کہا کہ مین نے تجھے اس جرم پر مارا ہی کہ تو میری بلا اجازت فلان کے یہان گئی تو فرمایا کہ شوہر کا قول قبول ہوگا۔ اور طلاق فتاوی دیناری مین لکھا ہی کہ ایک عورت نے اپنے خاوند سے کہا کہ تو نے میری طلاق کی قسم کھائی تھی کہ تجھکو بیگناہ نہ مارونگا پھر تو نے مجھے بیگناہ مارا اور اب مین تجھپر طلاق ہون پس شوہر نے کہا کہ مین نے تجھے بیگناہ شرعی نہین مارا ہی تو فرمایا کہ قول شوہر کا قبول ہوگا۔ اور اگر شوہر نے اُسکے بعد یون کہا کہ مین نے تجھ سے یون کہا تھا کہ تو اپنی بہن کے یہان نہ جا کہ مجھے اسمین غصہ آتا ہی پھر تو نے نہ مانا اور تو گئی اور مین نے تجھے اس سبب سے مارا ہی اور عورت اپنی بہن کے یہان جانے سے منکر ہی تو قول کسکا قبول ہوگا اور گواہ کسپر لازم ہونگے تو شیخ نے جواب مین فرمایا کہ قول شوہر کا قبول ہوگا اور اسمین گواہون کی سماعت نہوگی۔ ایک شخص نے دوسرے مرد سے مجلس شراب مین کہا کہ مین نے ہر جس عورت سے نکاح کیا ہی تیرے واسطے کیا ہی کہ اسکا رکھنا و چھوڑ دینا تیرے ہاتھ مین رہا ہی پس مخاطب نے کہا کہ اگر ایسا ہی تو مین نے تیری جورو کو ایک طلاق و دو طلاق و تین طلاق دین پس آیا واقع ہونگی تو شیخ نے فرمایا کہ نہین اسواسطے کہ یہ کہنا کہ تیرے ہاتھ مین رہا ہی یہ زمانہ ماضی مین اسکے ہاتھ مین اختیار ہونے کی خبر دیتا ہی اور زمانہ ماضی مین اختیار ہاتھ مین ہونے سے اسکا ابتک باقی ہونا لازم نہین آتا ہی بلکہ مطلق امر تو مجلس تک مقصور ہوتا ہی حالانکہ مجلس بدل چکی پس باطل ہو جائیگا حتے کہ اگر یون کہا کہ تیرے ہاتھ مین ہی تو یہ اس امر کا اقرار ہی کہ اختیار امر اب بھی قائم ہی پس اسکا طلاق دینا صحیح ہوگا یہ فصول استروشنی مین ہی۔ اور میرے جدؒ کے فوائد مین ہی کہ ایک شخص نے عورت کا امر اُسکے ہاتھ مین بدین شرط دیا کہ مہینہ تک مین دو دینار عورت کو نہ پہونچاوے تو عورت مختار ہی کہ اپنے آپ کو طلاق دیدے پھر مرد نے اس عورت کے ایک قرضخواہ کو دینے پر اُترائی قبول کر لی پس آیا عورت بعد مدت گذرنے کے خود مختار ہو سکتی ہی یا نہین تو جواب دیا کہ اگر شوہر نے مدت گذرنے سے پہلے قرضخواہ عورت کو دیدیے تو عورت مختار نہوگی اور اگر ندیے ہون تو ہوگی۔ ایک شخص نے اپنی عورت کا امر اُسکے اختیار مین دیا کہ بدون اُسکی اجازت کے شہر سے باہر نہ جائیگا پھر باہر جانے کا قصد کیا اور عورت نے اُسکی مشایعت کی پس آیا یہ عورت کی طرف سے اجازت ہی تو فرمایا کہ اجازت نہین ہی۔ واقعہ فتوے ہی کہ ایک مرد نے عورت کا امر اُسکے ہاتھ مین دیا بدینکہ عورت کی بلا اجازت باندی نہ خریدیگا پھر یہ عورت اپنے شوہر کے ساتھ مجلس مین کہی

اور وہان ایک باندی کو چھانٹا اور اُس باندی کو اُسکے شوہر نے خرید الیس آیا عورت کا یہ چھانٹنا اجازت
ہوگا تو ہمارے بعضے اہل زمانہ نے اگرچہ وہ فتوے دینے کی لیاقت نہ رکھتا تھا جواب دیا کہ ہان عورت
کی طرف سے اجازت ہوگی کہ عورت کا امر اُسکے اختیار مین نہو جائیگا اور مین نے جواب دیا کہ عورت کا
امر اُسکے اختیار مین ہوجائیگا یہ فصول عمادیہ مین ہی- اور مجموع النوازل مین لکھا ہی کہ عورت اپنے خاوند
سے کہا کہ مین تجھ سے ایک بات کہتی ہون تو نے روا رکھی یا کہا کہ ایک کام کرتی ہون تو نے اجازت
دی پس شوہر نے کہا کہ ہان مین نے روا رکھا پس عورت نے کہا کہ مین نے اپنے نفس کو تین طلاق
دیدین تو کچھ واقع نہوگی اور اگر شوہر نے کہا کہ مین نے اس سے طلاق کی نیت نہ کی تھی تو قول شوہر کا
قبول ہوگا یہ محیط مین ہی- ایک شخص نے بغیر جرم مارنے پر طلاق کو معلق کیا پھر عورت مذکورہ کوچہ مین
جو کشادہ دوسری جانب سے نہین ہی آگ لینے گئی اور اُس کوچہ مین ایک مرد اجنبی رہتا تھا اور عورت
کا یہ قصد نہ تھا کہ اس اجنبی کو دیکھے مگر شوہر نے اس عورت کو مارا تو عورت پر طلاق واقع نہوگی اسواسطے
کہ شوہر نے اُسکو جرم پر مارا ہی یہ خزانۃ المفتین مین ہی- ایک نے دوسرے سے کہا کہ جب کبھی بغیر میری
اجازت کے تو اس شہر سے باہر جاوے تو تو نے اپنی عورت کا امر میرے ہاتھ مین دیا اُسنے کہا کہ ہان دیا پھر
اُسنے ایکبار اُس شخص سے باہر جانے کی اجازت لے لی پس آیا اب بلا اجازت بھی جاسکتا ہی تو شیخ علاء الدین
نے جواب دیا کہ ہان جا سکتا ہی اسواسطے کہ ہر گاہ بمعنی ہر وقت ہی اور ایکبار کی اجازت ان اوقات کے واسطے
شامل ہوجائیگی ایسا ہی مین نے انکے فوائد سے لکھ لیا ہی- ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر ہر چھ مہینہ
کے شروع پر تجھے تیرے مان باپ کے شہر نہ لیجاؤن تو مین نے تیرا امر تیرے ہاتھ دیا کہ تو ایک طلاق
بائن جب چاہے آپ کو دیدے اور عورت مذکورہ نے اس تفویض کو اُسی مجلس تفویض مین قبول کیا
پھر اسکے بعد ایک سال گذر گیا اور شوہر اسکو اسکے مان باپ کے گھر نہ لے گیا پس آیا عورت مذکورہ اپنے
آپ کو طلاق دیسکتی ہی یا نہین جاننا چاہیے کہ یہ واقعہ مرغینان مین واقع ہوا تھا چنانچہ وہان کے لوگون نے
اسکا استفتا ہمارے پاس بھیجا پس مین نے لکھا کہ ہان عورت کو یہ اختیار حاصل ہی اور اُسوقت کے
مفتیان سمرقند نے میرے جواب سے موافقت کی- اور میرے جد کے فوائد مین ہی کہ ایک نے کہا کہ مین
شراب نہ پیؤنگا و جوا نہ کھیلونگا و زنا نہ کرونگا اور اگر کردن تو میری جورو کو مجھ سے تین طلاق ہین پس اگر
اُسنے انمین سے کوئی کام بھی کیا تو عورت پر تین طلاق واقع ہونگی پھر لکھا کہ نفی کی صورت مین کچھ اختلاف
نہین ہی مگر اثبات کی صورت مین اختلاف ہی یعنے اگر کہا کہ اگر مین شراب پیون و جوا کھیلون و زنا کرون
تو مین نے اپنی جورو کا امر اُسکے ہاتھ دیا پھر اُسنے انمین سے ایک فعل کیا تو بعضون کے نزدیک عورت
کا امر اُسکے اختیار مین نہوگا اور بعضون کے نزدیک ہوجائیگا اور شیخ رحنے فرمایا کہ ایسے الفاظ سے غرض
یہ ہی کہ نفس کو روکے اور فعل حرام سے اُسکو باز رکھے اور ان افعال مین سے ہر فعل تنہا اُسکی غرض کیواسطے
صالح ہی پس چاہیے کہ سب فعلون کے پائے جانے پر جزا موقوف نہ رہے اگرچہ لفظ وا قیا اً وزیہ جمع کیواسطے
ہین ایسا ہی شیخ الاسلام برہان الدین نے ذکر فرمایا ہی اور فوائد علامہ مین مذکور ہی کہ ایک مرد نے اپنی

جوروسے کہا کہ اگر مین مثلث پیون وجو شیدہ و عصیر و پکنی تو مین نے تیرا امر تیرے ہاتھ دیا جب تو چاہے اپنے آپکو طلاق دیدے عورت نے اسکو قبول کیا پھر اس مرد نے فقط پکنی پی اور باقی نہین تو آیا اسکے پینے سے عورت مختار ہوجائیگی یا نہین سو علامہ نے جواب دیا کہ ہان عورت مختار ہو گی کیونکہ حصول اختیار جدا جدا ہر ایک کے ساتھ معلق ہی نہ سب کے ساتھ مجموعہ ہو کر اور اسیطرح دلیل کے ساتھ علامہ نے جواب دیا ہی اور اُنکے ہمعصرون نے اُنسے اتفاق کیا ہی - ایک شخص نے اپنی جورو کا امر اُسکے ہاتھ مین دیا کہ اگر اسکو جرم یا بے جرم مارے تو جب چاہے وہ اپنے آپ کو طلاق دیدے اور عورت نے اُسی مجلس مین اسکو قبول کر لیا اسکے بعد اس مرد نے اس عورت کو جرم پر مارا پس آیا عورت اپنے کو طلاق دیسکتی ہی تو مین نے جواب دیا کہ ہان دیسکتی ہی - اور مسائل مذکورہ مین جو میرے جد امام و علامہ سمرقندی نے اختیار کیا ہی اور اسکے اہل زمانہ نے انکی موافقت کی ہی مین کہتا ہون کہ یہی شیخ کبیر امام ابو بکر محمد بن الفضل بخاری کا مختار ہی یہ فصول عمادیہ مین ہی -

چوتھا باب دربیان طلاق بالشرط ونحو ذلک اور اسمین چار فصلین ہین. **فصل اول** بیان الفاظ شرط - الفاظ شرط - ان - اذا - اذاما - کل - کلما - متی - متما - پس ان الفاظ مین جب شرط پائی جائیگی تو قسم منحل ہوجائیگی اور منتہی ہوجائیگی اسواسطے کہ یہ الفاظ عموم و تکرار پر دلالت نہین کرتے ہین پس ایکبار فعل پائے جانے پر شرط پوری ہو کر قسم منحل ہوجائیگی اور پھر اسکے بعد اس قول کے پائے جانے سے حنث نہوگا الا کلما مین کہ یہ لفظ کلما مقتضی عموم ہی پس اگر شرط بلفظ کلما ہوا اور اُسکی جزاء طلاق قرار دیگئی ہو تو لفظ کلما سے ہر بار شرط متکرر ہو کر ہر بار حانث ہوگا اور جب حانث ہوگا تب ہی طلاق واقع ہوگی یہانتک کہ جسمین طلاق کی اسطرح قسم کھائی ہی اس ملک کی سب طلاق پوری ہوجاوین پھر اگر عورت نے کسی دوسرے شوہر سے نکاح کیا پھر اُسنے اُس عورت سے نکاح کیا اور پھر شرط پائی گئی تو ہمارے نزدیک حانث نہوگا یہ کافی مین ہی اور اگر کلمہ کلما نفس تزوج پر داخل ہوا کہ یون کہا کہ کلما تزوجت امرأة فہی طالق او کلما تزوجتک فانت طالق تو ہر بار اسکے ساتھ نکاح کرنے سے وہ طالقہ ہوگی اگرچہ دوسرے شوہر سے نکاح کے بعد اُس سے نکاح کیا ہو یہ غایۃ السروجی مین ہی - اور اگر کسی نے کہا کہ کل امرأة اتزوجہا فہی طالق ہر عورت کہ مین اُس سے نکاح کرون وہ طالقہ ہی پس اُسنے کئی عورتون سے نکاح کیا تو سب پر طلاق پڑیگی - اور اگر اُسنے ایک ہی عورت سے کئی بار نکاح کیا تو وہ فقط ایک ہی مرتبہ مطلقہ ہوگی یہ محیط مین ہی - اور اگر اُسنے بعض عورتون کی نیت کی ہو تو دیانۃً اُسکی نیت صحیح ہوگی مگر قضاءً تصدیق نہ کیجائیگی اور شیخ خصاف رح نے فرمایا کہ قضاءً بھی اُسکی نیت صحیح ہی اور فتوی ظاہر المذہب پر ہی اور اگر قسم کھانے والا مظلوم ہوا اور موافق قول خصاف رح کے حکم دیا گیا تو کچھ مضائقہ نہین ہی یہ بحر الرائق مین ہی - اور منجملہ الفاظ شرط کے لو و من و ای و ایان و این و انی ہین کذا فی التبیین - اور از انجملہ لفظ فی ہی جبکہ فعل پر داخل ہو مثلاً کہا کہ انت طالق فی دخولک الدار یعنے ان دخلت الدار یہ عتابیہ مین ہی - اور الفاظ شرط جو فارسی مین ہین اگر و ہمی و ہمیشہ و ہر گاہ و ہر زمان و ہر بار پس لفظ اگر بمعنی ان ہی پس حانث نہوگا مگر ایک ہی مرتبہ اور دوم بمعنی متی ہی کہ اسمین بھی ایک ہی مرتبہ

حانث ہوگا اور سوم مثل دوم کے ہی اور دونون کے معنے ایک ہین اور چہارم و پنجم مین بھی ایک ہی مرتبہ حانث ہوگا اسواسطے کہ یہ لفظ بمعنی کل کے ہی اور یہی صحیح ہی اور ششم بمعنی کلما ہی پس ہر بار وہ حانث ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی - اور رہا لفظ کہ جیسے کہا کہ زن او طالقہ است کہ این کار میکند پس اگر عرف مین اس سے تعلیق کے معنی نہ لیے جاتے ہون تو طلاق فی الحال واقع ہوگی اسواسطے کہ یہ تحقیق ہی اور اگر اُن لوگون نے تعلیق فقط اسی لفظ سے اپنے عرف محاورہ مین رکھی ہو تو جبتک شرط نہ پائی جاوے طلاق واقع نہوگی - اور اگر انکے عرف مین تعلیق اس لفظ سے بھی ہو اور صریح حرف شرط سے بھی معروف ہو تو فضلی نے اپنے فتاوے مین ذکر کیا ہی کہ یہ طلاق فی الحال واقع ہوگی اور ہمارے بعضے مشائخ نے فرمایا کہ نہ واقع ہوگی اور یہی اصح ہی یہ محیط مین ہی - اور اگر قسم کھانے کے بعد ملک زائل ہوجاوے مثلاً عورت کو ایک یا دو طلاق دیدین تو اس سے قسم باطل نہین ہوتی ہی پھر اگر شرط ایسی حالت مین پائی گئی کہ ملک ثابت ہی تو قسم منحل ہوگی مثلاً عورت سے کہا کہ تو طالقہ ہی اگر تو اس دار مین داخل ہو پھر ایسی حالت مین داخل ہوئی کہ یہ اس مرد کی جورو تھی تو قسم منحل ہوجائیگی اور باقی نہ رہیگی اور اگر نکاح سے خارج ہوجانے کے بعد داخل ہوئی تو قسم منحل ہوجائیگی مثلاً اپنی عورت سے کہا کہ اگر تو دار مین داخل ہو تو تو طالقہ ہی پھر قبل وجود شرط کے اسکو طلاق دیدی یہان تک کہ عدت گذر گئی پھر عورت دار مین داخل ہوئی تو قسم منحل ہوگی مگر طلاق کچھ نہ واقع ہوگی یہ کافی مین ہی - اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو دار مین داخل ہو تو تو طالقہ بسہ طلاق ہی پھر قبل دخول دار کے عورت کو ایک یا دو طلاق دیدین پھر عورت نے کسی دوسرے شوہر سے نکاح کیا جسنے اس سے دخول کیا پھر اسکی طلاق کے بعد شوہر اول کے نکاح مین آئی پھر دار مین داخل ہوئی تو امام ابوحنیفہ و امام ابویوسف کے قول کے موافق اسپر تین طلاق واقع ہونگی یہ بدائع مین ہی - اور اگر اپنی عورت پر تین طلاق یا کم کی تعلیق کی ہو تو پھر تین طلاق کی تنجیز اس تعلیق کو باطل کر دیتی ہی مثلاً تین طلاق یا کم کی تعلیق کی اور کہا کہ اگر تو دار مین داخل ہو تو تجھے تین طلاق ہین پھر اس شرط کے پائے جانے سے پہلے اس عورت کو تین طلاق فی الحال دیدین پھر یہ عورت بعد حلالہ کرانے کے اسی شوہر کے نکاح مین آئی پھر شرط پائی گئی تو کچھ بھی واقع نہوگی یہ شرح نقایہ برجندی مین ہی - اور جیسے تنجیزاً تین طلاق دینے سے تعلیق طلاق باطل ہوجاتی ہی اسیطرح شوہر کے دارالحرب مین جاملنے سے بھی امام اعظم کے نزدیک باطل ہوجاتی ہی مگر اسمین صاحبین کا خلاف ہی چنانچہ اگر شوہر کے دارالحرب مین جاملنے کے بعد عورت مذکورہ عدت ہی مین اس دار مین داخل ہوئی تو اسپر طلاق نہ پڑیگی اور اسمین صاحبین کا خلاف ہی - اور اس خلاف کا فائدہ یہ ہی کہ اگر مرد مذکور تائب مسلمان ہوکر دارالحرب سے واپس آیا اور اس عورت سے دوبارہ نکاح کیا تو امام اعظم کے نزدیک یہ نکاح تکمیل ہی کہ تعداد طلاق یعنے تین مین سے کچھ کمی نہوگی اور صاحبین کے نزدیک نقصان ہوسکتا ہی یہ فتح القدیر مین ہی -

دوسری فصل کلمہ کل و کلما سے تعلیق طلاق کرنے کے بیان مین - اگر ایک شخص نے کہا کہ ہر بار جب مین اس دار مین داخل ہون تو میری جورو کو طلاق ہی حالانکہ اسکی چار جورو ہین پھر یہ شخص اس دار مین چار مرتبہ داخل ہوا اور کسی جورو کو معین نہین کر چکا ہی تو ہر بار مین ایک طلاق واقع ہوگی پس چاہے ان طلاقون کو سب پر متفرق کر دے

اور چاہے ایک ہی پر جمع کر دے۔ اور اگر کہا کہ ہر بار جب تو اس دار مین داخل ہوئی پس ہر بار کہ تو فلان سے کلام کرے تو تو طالقہ ہے تو دوسری قسم معلق بدخول ہوگی پس جبکہ وہ عورت دار مین داخل ہوگی تب دوسری قسم منعقد ہوگی پھر جب فلان سے تین بار کلام کریگی تب تین طلاق سے طالقہ ہوگی یہ بحر الرائق مین ہے۔ اگر ایک مرد نے دو مردون سے کہا کہ ہر بار کہ مین تمھارے پاس کھانا کھاؤن تو میری جورو طالقہ ہے پھر اسنے ایک روز انمین سے ایک کے پاس کھانا کھایا اور دوسرے روز دوسرے کے پاس کھایا تو اسکی جورو پر طلاق پڑ جائیگی اسواسطے کہ جب اسنے اول کے پاس کھانا کھایا اور تین لقمہ کھلائے یا زیادہ کھلائے تو گویا اسکے پاس تین مرتبہ کھانا کھایا اور جب دوسرے کے پاس کھانا کھایا تو گویا اسکے پاس بھی تین مرتبہ کھایا پس انکے پاس تین مرتبہ کھانا کھانا پایا گیا اور انکے پاس ہر بار کھانا شرط وقوع طلاق واحدہ ہے [پس تین بار سے تین طلاق واقع ہونگی ۱۲] اور اسیطرح اگر دونون مین سے ایک سے کہا کہ ہر بار کہ مین نے تیرے پاس کھایا پھر اسکے پاس کھایا تو میری جورو طالقہ ہے تو اسمین بھی یہی حکم ہوگا جو ہمنے بیان کیا ہے یہ محیط مین ہے۔ ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ ہر بار جب مین اچھی بات کہون تو تو طالقہ ہے پھر بولا کہ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر تو عورت پر ایک طلاق واقع ہوگی اور اگر اسنے یون کہا کہ سبحان اللہ الحمد للہ لا الہ الا اللہ اللہ اکبر تو عورت پر تین طلاق واقع ہونگی یہ خلاصہ مین ہے۔ ایک شخص نے [یعنی معطوف ۱۲] اپنی دو جوروؤن سے جنکے ساتھ دخول کر لیا ہے یا نہین کیا ہے یا ایک سے دخول کیا ہے نہ دوسری سے یون کہا کہ ہر بار جب مین تمھاری طلاق کی قسم کھاؤن تو تم دونون مین سے ایک طالقہ ہے یا کہا کہ ایک تم دونون کی طالقہ ہے اور مکرر دو مرتبہ کہا تو کچھ واقع نہوگی اور اگر تیسری مرتبہ کہا تو یہ کتاب مین مذکور نہین ہے اور مشائخ نے فرمایا کہ واقع نہوگی الا اگر اسنے دوسری مرتبہ کی طلاق واحدہ کے سوائے تیسری مرتبہ مین طلاق واحدہ مراد لی تو ایسی صورت مین ان دونون کی طلاق پر قسم کھانے والا ہو جائیگا پس ایک قسم اول مین حانث ہو جائیگا۔ اور اگر یون کہا کہ ہر بار جب مین نے قسم کھائی تم دونون مین سے ایک کے طلاق کی تو یہ عورت طالقہ ہے ہر بار کہ قسم کھائی مین نے تم دونون مین سے ایک کے طلاق کی تو تم مین سے ایک طالقہ ہے تو ایک طلاق واقع ہوگی اور اختیار بیان کہ کون عورت مطلقہ ہوئی شوہر کو ہے۔ اور اگر یون کہا کہ ہر بار کہ مین نے قسم کھائی تم دونون مین سے ایک کے طلاق کی تو ایک تم مین سے طالقہ ہے ہر بار کہ مین نے قسم کھائی تم دونون سے ایک کے طلاق کی تو یہ طالقہ ہے تو دو طلاق واقع ہونگی اور اختیار شوہر کو ہوگا چاہے دونون طلاقون کو ایک ہی پر ڈالے اور چاہے دونون پر تقسیم کر دے۔ اور اگر شوہر کی ایک مدخولہ ہو اور دوسری مدخولہ نہو پس اسنے کہا کہ ہر بار کہ مین نے تم دونون کے طلاق کی قسم کھائی تو تم دونون طالقہ ہو اور اسکو تین مرتبہ کہا تو پہلی قسم منعقد ہوکر دوسری قسم سے منحل ہوگی پس ہر ایک پر ایک ایک طلاق واقع ہوگی اور تیسری قسم مدخولہ کے حق مین منعقد ہوگی اور دوسری قسم تیسری قسم سے منحل نہوگی کیونکہ شرط تمام نہین ہے یعنے دونون کے طلاق کی قسم پائی نہ گئی۔ اور اگر غیر مدخولہ سے نکاح کر کے اس سے کہا کہ اگر مین دار مین داخل ہون تو تو طالقہ ہے تو دوسری و پہلی قسم منحل ہوگی اور دونون مین سے ہر ایک پر دو طلاق واقع ہونگی اسواسطے کہ تیسری

مدخولہ کے حق مین قسم کھانے پر کچھ شرط موجود تھی اور اب شرط پوری ہو گئی پس دونون مین سے ہر ایک پر طلاق بائنہ ہو جائیگی - اور اگر اُسنے غیر مدخولہ سے نکاح نہ کیا ولیکن اس سے یہ کہا کہ اگر مین نے تجھ سے نکاح کیا اور تو دار مین داخل ہوئی تو تو طالقہ ہے تو قسم صحیح ہو گی اور پہلی و دوسری قسم منحل ہو جاوینگی لیکن مدخولہ اسکی ملک مین ہے پس اسپر طلاق بائنہ ہو گی اور غیر مدخولہ اُسکی ملک مین نہین ہے پس اسکے حق مین قسم لغو ہو گی اور اول و دوم دونون منحل تو ہو نگی اگرچہ جزا مترتب نہو گی لیکن قسم بکلمہ ہر بار منعقد ہو گی اور اسکا انحلال ظاہر نہوا پس دونون قسمین باقی رہینگی پھر جب اسکے بعد اُس سے نکاح کیا اور اسکی طلاق کی قسم کھائی تو اسپر دو طلاق واقع ہو نگی - اور اگر اُسنے مدخولہ سے کہا کہ جب مین تجھ سے نکاح کرون تو تو طالقہ ہے تو صحیح نہو گی اسواسطے کہ وہ بائنہ موجود ہے لیکن اگر یون کہا کہ جب مین تجھ سے بعد تیرے دوسرے شوہر سے نکاح کرنے کے نکاح کرون تو تو طالقہ ہے تو ایسی قسم صحیح ہو گی اسواسطے کہ اسمین اضافت بجانب ملک ہے یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہے - اور اگر اُسنے اپنی کئی عورتون مین سے ایک سے کہا کہ ہر بار کہ مین نے تیری طلاق کی قسم کھائی تو باقیات طالقات ہین پھر دوسری عورت سے بھی ایسا ہی کلام کیا پھر تیسری سے بھی یہی کہا تو تیسری و چوتھی عورت تین تین طلاق سے طالقہ ہو جاوینگی اور دوسری عورت پر دو طلاق اور پہلی پر ایک طلاق واقع ہو گی اسواسطے کہ دوسرے کلام سے وہ پہلی عورت کے طلاق کی قسم کھانے والا ہوا اور تیسرے کلام سے پہلی و دوسری کے طلاق کی قسم کھانے والا ہوا ہے - اور اگر بجائے لفظ ہر بار کے لفظ جب ہو تو تیسری و چوتھی عورت مین سے ہر ایک پر دو دو طلاق واقع ہو نگی اور اول و دوم مین سے ہر ایک پر ایک طلاق واقع ہو گی یہ عتابیہ مین ہے - اور اگر کسی مرد نے کہا کہ ہر عورت میری عورتون مین سے جو دار مین داخل ہو پس یہ طالقہ ہے اور فلانہ تو فلانہ مذکورہ فی الحال طالقہ ہو جائیگی اور اگر اسکی عادت مین وہ دار مین داخل ہوئی تو دوسری طلاق بھی اسپر واقع ہو گی یہ منتقے مین مذکور ہے اور شیخ ابو الفضل رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ حکم اسکے خلاف ہے جو جامع مین مذکور ہے یہ ذخیرہ مین ہے - نوازل مین ہے کہ شیخ نصیر رحمہ نے فرمایا کہ مین نے حسن بن زیاد سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنی جورو سے یون کہا کہ ہر بار کہ مین داخل ہون اس دار مین ایک دفعہ داخل ہونا تو تو طالقہ ہے ہر بار کہ مین اس دار مین دو دفعہ داخل ہون تو تو طالقہ ہے پھر اس دار مین دو دفعہ کا داخل ہونا اس سے عمل مین آیا تو حسن بن زیاد نے فرمایا کہ عورت مذکورہ پر تین طلاق واقع ہو نگی یہ تاتارخانیہ مین ہے اور اگر اُسنے دو عورتون سے کہا کہ ہر بار کہ مین نے تم دونون سے نکاح کیا پس تم دونون طالقہ ہو پھر اُسنے ایک سے ایکبار اور دوسری سے دوبارہ نکاح کیا تو دونون ایک ایک طلاق سے طالقہ ہو نگی لیکن اگر اول سے بھی دوبارہ نکاح کیا تو دونون پر ایک ایک طلاق دوسری بھی واقع ہو گی - اور اگر کہا کہ ہر بار کہ مین نے دو عورتون سے نکاح کیا پس دونون طالقہ ہین پھر اُسنے تین عورتون سے نکاح کیا تو سب پر طلاق پڑ جائیگی اسواسطے کہ ہر ایک کے حق مین یہ بات پائی گئی کہ اُسنے دو عورتون سے نکاح کیا ہے اور یہی شرط تھی - اور اگر اُسنے کہا کہ ہر بار کہ مین نے تم دونون کے پاس کھایا پس میری جورو طالقہ ہے پھر اُسنے ہر ایک کے پاس تین لقمہ کھائے تو اسکی عورت پر تین طلاق واقع ہو نگی یہ عتابیہ مین ہے - اور اگر کہا کہ میری

یعنی دوسری زیادہ چاہیے ۱۲

ہر عورت وہر بار کہ مین نے کسی عورت سے تیس برس تک نکاح کیا پس وہ طالقہ ہے اگر مین اس دار مین داخل ہوں اور اس شخص کے نکاح مین ایک عورت ہے پھر اُسنے دوسری عورت سے نکاح کیا پھر اُسنے ان دونون کو طلاق دیدی پھر ان دونون سے دوبارہ نکاح کیا پھر دار مین داخل ہوا تو دونون مین سے ہر ایک پر تین طلاق واقع ہونگی جنمین سے ایک طلاق بالیقاع اور دو بحلف واقع ہونگی اور اگر اُسنے دونون کو طلاق دینے کے وقت دونون سے نکاح نہ کیا ہو یہان تک کہ دار مین داخل ہو گیا پھر دونون سے نکاح کیا تو ہر ایک بسبب اُسکے حانث ہو جانے کے مطلقہ ہو جائیگی یہ محیط مین ہے۔ اور اگر کسی نے کہا کہ کلما دخلت ہذہ الدار وکلمت فلانا او فکلمت فلانا فامرأۃ من نسائی طالق یعنے ہر بار کہ مین اس دار مین داخل ہوا اور مین نے فلان سے کلام کیا یا نیز مین نے فلان سے کلام کیا تو میری عورتون مین سے ایک عورت طالقہ ہے پھر یہ شخص دار مین کئی مرتبہ داخل ہوا اور فلان سے اُسنے ایک ہی دفعہ کلام کیا تو عورت پر ایک ہی طلاق واقع ہوگی۔ اور اگر یون کہا کہ ہر بار کہ مین اس دار مین داخل ہوا اور اگر مین نے فلان سے کلام کیا تو تو طالقہ ہے پھر وہ دار مین تین مرتبہ داخل ہوا اور فلان سے اُسنے ایک ہی دفعہ کلام کیا تو عورت پر تین طلاق واقع ہونگی۔ اور اگر کہا کہ ہر بار کہ مین نے کسی عورت سے نکاح کیا اور مین دار مین داخل ہوا تو وہ طالقہ ہے پھر ایک عورت سے تین مرتبہ نکاح کیا اور دار مین ایک ہی دفعہ داخل ہوا تو ایک ہی طلاق واقع ہوگی اور اگر دوبارہ داخل ہوا تو دوسری طلاق واقع ہوگی اور اگر تیسری بار داخل ہوا تو تین طلاق واقع ہونگی۔ اور اسکی نظیر یہ مسئلہ ہے کہ اگر اپنی جورو سے کہا کہ ہر بار کہ مین نے چھوہارا اور اخروٹ کھایا تو تو طالقہ ہے پھر اُسنے تین چھوہارے اور ایک اخروٹ کھایا تو ایک ہی طلاق واقع ہوگی اور اگر دوسرا اخروٹ کھایا تو دوسری طلاق اور اگر تیسرا اخروٹ کھایا تو تیسری طلاق بھی واقع ہوگی یہ شرح تلخیص الجامع الکبیر مین ہے۔ ابن سماعہ کہتے ہین کہ مین نے امام ابو یوسف کو فرماتے سنا کہ اگر کسی شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ ہر بار کہ تو اس دار مین داخل ہوئی پس ہر بار کہ تو نے فلان سے کلام کیا تو تو طالقہ ہے تو یہ امر دونون باتون پر ہوگا اور لفظ تو جو ترجمہ فا ہے جزا پر داخل ہے پس اگر عورت مذکورہ ابتدا کر کے تین بار دار مین داخل ہوئی پھر اُسنے ایکبار فلان سے کلام کیا تو اسپر تین طلاق واقع ہونگی اور اگر وہ دار مین ایک دفعہ داخل ہوئی پھر اُسنے تین دفعہ فلان سے کلام کیا تو بھی اسپر تین طلاق واقع ہونگی یہ بدائع مین ہے۔ اور اگر مرد نے کہا کہ ہر بار کہ مین دار مین داخل ہوا پس تو طالقہ ہے اگر مین نے فلان نے کلام سے کیا پھر مرد مذکور دار مین چند مرتبہ داخل ہوا اور پھر چند ہی مرتبہ اُسنے فلان سے کلام کیا تو سب قسمون مین حانث ہوگا۔ اور اگر کہا کہ ہر بار کہ مین نے عورت سے نکاح کیا تو وہ طالقہ ہے اگر وہ دار مین داخل ہوئی پھر عورت سے چند مرتبہ نکاح کیا اور وہ دار مین ایک مرتبہ داخل ہوئی تو بسہ طلاق طالقہ ہو جائیگی یہ بحر الرائق مین ہے۔ اور اگر کسی نے کہا کہ ہر عورت کہ مین اس سے نکاح کرون کبھی فلان قریہ مین تو وہ طالقہ ہے پھر اُسنے اُس گانون کی ایک عورت کو باہر نکالکر اُس سے نکاح کیا تو وہ مطلقہ نہوگی اور اسیطرح اگر اس عورت کو باہر نہ نکالا مگر دوسری جگہ سوائے اس گانون کے اُس سے نکاح کیا تو بھی یہی حکم ہے۔ اور اگر یون کہا کہ ہر عورت کہ مین اس سے نکاح کرون اس گانون مین

تو وہ طالقہ ہی پھر اُسنے اُس گانون کی ایک عورت سے نکاح کیا تو چاہیے جہان نکاح کرے حانث ہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہی - اور اگر یون کہا کہ کل امرأة لی تکون بنجارا فہی طالق ثلثا ہر میری عورت جو بنجارا مین ہوگی وہ بسہ طلاق طالقہ ہی تو صحیح یہ ہی کہ اس کلام سے یہ مراد رکھی جائیگی کہ جس عورت سے وہ بنجارا مین نکاح کرے وہ طالقہ ہوگی اور اسی سے مشائخ نے فرمایا کہ اگر اُسنے سوائے بنجارا کے دوسری جگہ کسی عورت سے نکاح کیا پھر اُسکو بنجارا مین لے آیا اور خود اُسکے ساتھ بنجارا مین رہا تو وہ مطلقہ نہوگی اور یہی صحیح ہی یہ خلاصہ مین ہی - ایک شخص کی ایک غیر مدخولہ عورت ہی اُسنے کہا کہ ہر میری جورو اور ہر عورت کہ جس سے تیس[۳۰] سال تک نکاح کرون وہ طالقہ ہی اگر مین دار مین داخل ہون پھر اُسنے ایک عورت سے نکاح کیا اور اُسکو طلاق دیدی اور پہلی عورت کو بھی طلاق دیدی پھر ان دونون سے تیس سال کے اندر نکاح کیا پھر دار مین داخل ہوا تو پہلی جورو قسم کی وجہ سے بدو طلاق طالقہ ہوگی سوائے اس طلاق کے جو اُسکو بہ تنجیز دیدی تھی پس جملہ اسپر تین طلاق پڑینگی اور یہی جدیدہ پس اسپر سوائے اس طلاق کے جو اُسکو بہ تنجیز دیدی تھی ایک طلاق بوجہ قسم کے واقع ہوگی چنانچہ جملہ دو طلاقون سے مطلقہ ہوگی - اور اگر مرد ندکور بعد ان دونون کے اول مرتبہ طلاق دینے کے دار مین داخل ہوا پھر ان دونون سے نکاح کیا تو عورت قدیمہ نکاح کرتے ہی بوجہ قسم حانث ہونے کے بیک طلاق طالقہ ہوگی اگرچہ اُسکے حق مین انعقاد دو قسمون کا ہوا ہی ایک قسم تزوج دوم قسم کو ان لیکن قسم کون بالاجزاء ہوگی پس نفس تزوج کی وجہ سے ایک طلاق واقع ہوگی اور یہی جدیدہ سو اسپر حانث ہونے کی وجہ سے کوئی طلاق واقع نہوگی یہ محیط مین ہی - اور اگر کہا کہ ہر عورت جس سے مین نکاح کرون پس وہ طالقہ ہی اور فلانہ یعنی اپنی ایک موجودہ جورو کا نام لیا یا یون کہا کہ ہر میری جورو جو دار مین داخل ہو وہ طالقہ ہی اور فلانہ تو فلانہ مذکورہ فی الحال طالقہ ہوجائیگی اور اُسکے حق مین انتظار تزوج و دخول دار نہوگا پھر اگر اسکے بعد اس عورت سے نکاح کیا یا یہ دار مین داخل ہوئی حالانکہ یہ عدت طلاق مین ہی تو اسپر دوسری طلاق واقع ہوگی یہ ظہیریہ مین ہی - اور اگر کہا کہ ہر عورت جس مین کبھی نکاح کرون یا کہا کہ تیس[۳۰] سال تک نکاح کرون وہ طالقہ ہی اگر مین نے فلان شخص سے کلام کیا پھر اُسنے اس مدت کے اندر قبل فلان سے کلام کرنے کے ایک عورت سے نکاح کیا اور ایک عورت سے بعد فلان سے کلام کرنے کے نکاح کیا تو جس سے اس مدت کے اندر نکاح کیا ہی وہ طالقہ ہوگی - اور اگر قسم موقت نہو یعنے اسمین کوئی وقت ہمیشہ کا یا تیس سال وغیرہ کا بیان نہ کیا ہو مثلاً یون کہا کہ ہر عورت جس سے مین نکاح کرون وہ بسہ طلاق طالقہ ہی اگر مین نے فلان سے کلام کیا پھر ایک عورت سے فلان سے کلام کرنے سے پہلے نکاح کیا اور ایک عورت سے فلان سے کلام کرنے کے بعد نکاح کیا تو جس سے کلام کرنے کے بعد نکاح کیا ہی وہ مطلقہ نہوگی - اور اگر یون کہا کہ اگر مین نے فلان سے کلام کیا تو جو عورت کہ مین اُس سے نکاح کرون وہ طالقہ ہی تو جس عورت سے قبل کلام کرنے کے نکاح کرے وہ طالقہ نہوگی خواہ قسم مطلق ہو یا موقت ہو - اور اگر اُسنے ایسی عورت کے طلاق کی نیت کی ہو جس سے قبل فلان سے کلام کرنے کے نکاح کیا ہی تو اُسکی نیت صحیح ہوگی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی - اور اگر یون کہا کہ ہر عورت جس سے مین نکاح کرون اگر مین دار مین داخل ہون

تو وہ طالقہ ہی پس جس سے قبل دخول کے نکاح کیا ہی تو داخل ہونے سے مطلقہ نہوگی اور جس سے بعد داخل ہونے کے نکاح کیا ہی وہ مطلقہ ہوگی اور داخل ہونا بھی انعقاد قسم کی شرط قرار دیا جائیگا اور شرط اول شرط حنث ہوگی اور تقدیر کلام یون ہی کہ اگر مین دار مین داخل ہوا تو ہر عورت جس سے مین نکاح کرون وہ طالقہ ہی - اور اگر کہا کہ ہر عورت جسکا مین مالک ہون وہ طالقہ ہو اگر مین دار مین داخل ہون یا داخل ہونے کی شرط کو مقدم بیان کیا تو یہ ایسی ہی عورتون کو شامل ہوگا جو اسکی ملک مین ہون اور انکو شامل نہوگا جو بعد اسکے نکاح مین آوینگی اور اگر اُسنے استقبال کی نیت کی تو تغلیظاً کے طور پر اُسکی تصدیق کیجائیگی پس جو عورت اسکی ملک مین ہی وہ باعتبار ظاہر مفہوم کلام کے مطلقہ ہوگی اور جو آیندہ اُسکے نکاح مین آئی وہ اُسکے اقرار پر مطلقہ ہوگی یہ کافی مین ہی - اور نوادر ابن سماعہ مین امام ابو یوسف سے روایت ہی کہ ایک شخص نے کہا کہ کل امرأة اتزوجہا تشرب السویق فہی طالق او قال کل امرأة اتزوجہا تلبس المعصفر فہی طالق ای ہر عورت جس سے مین نکاح کرون کہ ستو کھاوے (یا ستو کھاتی ہو) وہ طالقہ ہی یا کہا کہ ہر عورت جس سے مین نکاح کرون کہ کسم کا رنگا ہوا پہنے (یا پہنتی ہو) وہ طالقہ ہی تو اس قول سے یہ مراد رکھی جائیگی کہ بعد نکاح کرنے کے وہ ستو کھاوے یا کسم کا رنگا ہوا کپڑا پہنے لیکن اگر اُسنے یہ نیت کی کہ قبل نکاح مین آنے کے ایسا کرتی ہو تو اُسکی نیت پر ہی یہ ذخیرہ مین ہی - اور اگر ایک عورت سے کہا کہ ہر عورت جس سے نکاح کرون جبتک تو زندہ ہی تو وہ طالقہ ہی پھر خاص اسی عورت سے نکاح کیا تو حانث نہوگا اور یہ کلام اس عورت کے سوائے دوسری عورتون کے حق مین رکھا جائیگا اور اسیطرح اگر یہ کلام اپنی جورو سے کہا پھر اُسکو طلاق بائن دیکر اُس سے نکاح کیا تو وہ مطلقہ نہوگی یہ فصول استروشنی مین ہی - اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ تیرے نام کی ہر عورت جس سے مین نکاح کرون وہ طالقہ ہی پھر اس جورو کو طلاق دیکر پھر اُس سے نکاح کیا تو مطلقہ نہوگی اگرچہ قسم کے وقت اُسکی نیت بھی کی ہو جیسے اگر کہا کہ ہر عورت جس سے مین نکاح کرون سوائے تیرے وہ طالقہ ہی تو یہ عورت قسم مین داخل نہوگی اگرچہ نیت کی ہو - ایک شخص کی چار عورتین ہین اُسنے ایک جورو سے کہا کہ میری ہر جورو طالقہ ہی اگر تو اس دار مین داخل ہو پھر اسکو ایک طلاق بائنہ دیدی پھر اپنی عدت کی حالت مین یہ عورت دار مین داخل ہوگئی تو سب عورتین مطلقہ ہوجاوینگی ایک شخص نے کہا کہ میری ہر جورو طالقہ ہی اور اسکی نیت یہ ہی کہ جو اسوقت موجود ہی اور جو آیندہ اپنے نکاح مین لاویگا تو اِس کلام سے طلاق ایسی جورو کے حق مین نہوگی جو آیندہ اُسکے نکاح مین آوے یہ فتاوی قاضیخان مین ہی - اور اگر کہا کہ میری ہر جورو طالقہ ہی اگر مین ایسا کرون حالانکہ اُسکی کوئی جورو اسوقت نہین ہی اور اُسنے یہ نیت کی کہ جس عورت سے اسکے بعد نکاح کرے تو اُسکی نیت صحیح ہوگی جیسے یون کہا کہ ہر عورت جو میری جورو ہوگی اور یہی شمس الاسلام محمود اوزجندی کا قول ہی اور شیخ نجم الدین رحمہ اللہ نے فرمایا کہ نیت نہین صحیح ہی اور سید امام ابو شجاع بلخی نے فرمایا کہ ہم پہلے قول کو لیتے ہین یہ فصول استروشنی مین ہی - امام محمدؒ سے مروی ہی کہ اگر کسی نے اپنے والدین سے کہا کہ ہر عورت جس سے مین نکاح کرون جبتک تم دونون زندہ ہو تو وہ طالقہ ہو پھر دونون مرگئے تو قسم باطل ہوجائیگی اور یہی صحیح ہی یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر کہا کہ ہر عورت

جو میرے نکاح مین داخل ہو وہ طالقہ ہو تو یہ بمنزلہ اس قول کے ہی کہ ہر عورت جس سے مین نکاح کرون وہ طالقہ ہی اور اسیطرح اگر کہا کہ ہر عورت جو میرے واسطے حلال ہووے وہ طالقہ ہو تو بھی ایسا ہی ہی یہ خلاصہ مین ہی - ایک شخص جانتا ہی کہ مین نے یہ قسم کھائی تھی کہ ہر عورت جس سے مین نکاح کرون وہ طالقہ ہی مگر یہ نہین معلوم کہ وہ قسم کے وقت بالغ تھا یا نہ تھا پھر اُسنے ایک عورت سے نکاح کیا تو حانث نہوگا - اسواسطے کہ اُسنے صحت قسم مین شک کیا ہی پس شک کے ساتھ حانث نہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہی - اور اگر کہا کہ جبتک مین فاطمہ سے نکاح نہ کرون ہر عورت جس سے نکاح کرون وہ طالقہ ہی پھر فاطمہ مرگئی یا غائب ہوگئی پس اُسنے دوسری عورت سے نکاح کیا تو درصورت فاطمہ کے غائب ہونے کے وہ مطلقہ ہوگی اور درصورت مرجانے کے مطلقہ نہوگی - اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ ہر عورت جس سے مین نکاح کرون اُسکی طلاق مین نے ایک درم کو تیرے ہاتھ فروخت کی پھر اُسنے ایک عورت سے نکاح کیا پھر اُسکی پہلی جورو نے اس دوسری کے نکاح کے آگاہی کے وقت بھی کہا کہ مین نے قبول کی یعنے بیع مذکور یا کہا کہ مین نے اس عورت کو طلاق دی یا کہا کہ مین نے اسکی طلاق خریدی تو جس عورت سے نکاح کیا ہی وہ مطلقہ ہو جائیگی - اور اگر دوسری عورت سے نکاح کرنے سے پہلے موجودہ جورو نے کہا کہ مین نے بیع قبول کی تو اسکا قبول کرنا صحیح نہین ہی اسواسطے کہ یہ قبول قبل ایجاب ہی یہ بحر الرائق - اور اگر کہا کہ ہر عورت جس سے نکاح کیا ہی وہ طالقہ ہی پس بنکاح فاسد ایک عورت سے نکاح کیا پھر بنکاح صحیح اُس سے نکاح کیا تو وہ مطلقہ ہو جائیگی یہ فتاوی کبری مین ہی - اور ملتقط مین ہی کہ اگر کسی نے کہا کہ کل امراۃ اتزوجہا علیک فہی طالق یعنے علی رقبتک اے ہر عورت جس سے مین نکاح کرون تجھپر وہ طالقہ ہی یعنے تیرے رقبہ پر تو دوسری عورت سے نکاح کرنے پر حانث نہوگا یہ تاتارخانیہ مین ہی - اور اگر کہا کہ ہر عورت جس سے مین نکاح کرون وہ طالقہ ہو پھر ایک فضولی نے اُسکے ساتھ ایک عورت کا نکاح کر دیا اور اُسنے اپنے فعل سے نہ قول سے اُسکی اجازت دیدی جیسے مہر بھیجدیا تو یہ مطلقہ نہوگی بخلاف اُسکے اگر نکاح کے واسطے وکیل کیا تو مطلقہ ہو جائیگی اسواسطے کہ قول وکیل اُسی کا قول ہوگا - اور منتقے مین ہی کہ اگر مین نے فلانہ سے نکاح کیا تو یہ طالقہ ہی اور اگر مین نے ایسے کو حکم کیا جو میرے ساتھ اُسکا نکاح کر دے تو یہ طالقہ ہی پھر اُسنے ایک شخص کو حکم دیا جسنے اُسکے ساتھ اسکا نکاح کر دیا تو مطلقہ ہوگی - اور اگر اُسنے خود اُس سے نکاح کیا بدون اُسکے کہ کسی کو وکیل کرے تو مطلقہ نہوگی پھر اگر اسکے بعد کسی کو حکم دیا کہ میرے ساتھ فلانہ عورت کا نکاح کر دے حالانکہ وہ اُسکے نکاح مین موجود ہی تو مطلقہ ہو جائیگی اور اگر کہا کہ اگر مین نے فلانہ سے نکاح کیا یا کسی شخص کو حکم دیا کہ میرے ساتھ نکاح کر دے تو یہ طالقہ ہی پھر کسی دوسرے کو حکم دیا جسنے اسکے ساتھ اسکا نکاح کر دیا تو مطلقہ نہوگی - اور امام ابو یوسف سے روایت ہی کہ اگر کسی نے کہا کہ اگر مین نے فلانہ سے نکاح کیا یا اسکا خطبہ کیا تو وہ طالقہ ہی پھر اسکا خطبہ کیا پھر اس سے نکاح کیا تو مطلقہ نہوگی اور اگر مسئلہ سابق مین قبل حکم دینے کے خود عورت سے نکاح کیا اور اس مسئلہ مین قبل خطبہ کرنے کے نکاح کیا تو طلاق واقع ہوگی مثلاً دو گواہون کے حضور مین ابتداءً کہا کہ مین نے تجھ سے ہزار درم پر نکاح کیا اور اُسنے قبول کیا تو مطلقہ ہو جاویگی یہ فتح القدیر مین ہی -

تیسری فصل کلمہ ان واذا وغیرہ کے ساتھ تعلیق

طلاق کے بیان مین - اگر نکاح کی طرف طلاق کی اضافت کی تو نکاح کے پیچھے ہی طلاق واقع ہوگی مثلاً کسی عورت سے کہا کہ اگر مین تجھسے نکاح کرون تو تو طالقہ ہی یا کہا کہ ہر عورت جس سے نکاح کرون وہ طالقہ ہی اور ایسی ہی لفظ اذا و متی یعنے جب کے ساتھ کہا کہ جب نکاح کرون تو بھی یہی حکم ہی اور اسمین کچھ فرق نہین ہی خواہ اُسنے کسی شہر یا قبیلہ یا وقت کی تخصیص کردی ہو یا نہ کی ہو حکم یکسان ہی - اور اگر اسکو شرط کی طرف مضاف کیا تو شرط کے پیچھے ہی اتفاقاً واقع ہو جائیگی مثلاً اپنی عورت سے یون کہا کہ اگر تو دار مین داخل ہو تو تو طالقہ ہی اور اضافت طلاق صحیح نہین ہی الا اُسصورت مین کہ قسم کھانے والا بالفعل مالک ہو یا ملک کی طرف مضاف کردے اور اگر کسی اجنبیہ عورت سے کہا کہ اگر تو دار مین داخل ہو تو تو طالقہ ہی پھر اُس عورت سے نکاح کیا پھر یہ دار مین داخل ہوئی تو مطلقہ نہو گی یہ کافی مین ہی - اور اگر یون کہا کہ ہر عورت جسکے ساتھ مین ایک فراش پر جمع ہوا وہ طالقہ ہی پھر ایک عورت سے نکاح کیا تو وہ طالقہ نہو گی - اور اگر کہا کہ نصف اس عورت کا جسکا تو میرے ساتھ نکاح کر دے طالقہ ہی پھر اُسنے ایک عورت کا اُسکے ساتھ بدون اُسکے حکم کے یا اُسکے حکم سے نکاح کر دیا تو مطلقہ نہو گی - اور اگر کسی عورت سے نکاح کیا بر نیکہ وہ طالقہ ہی تو طالقہ نہو گی یہ فتح القدیر مین ہی - واضح ہو کہ تعلیق بصریح شرط یعنے جبکہ حرف شرط کو ذکر کر دے ایسی تعلیق عورت معینہ و غیر معینہ دونون کے حق مین موثر ہوتی ہی اور تعلیق بمعنی الشرط غیر معینہ کے حق مین کار آمد ہوتی ہی چنانچہ اگر کہا کہ جو عورت کہ مین اُس سے نکاح کرون وہ طالقہ ہی تو کار آمد ہی اور معینہ کے حق مین کار آمد نہین ہوتی ہی چنانچہ یہ قول کہ یہ عورت کہ جس سے مین نکاح کرونگا طالقہ ہی پھر اُس سے نکاح کیا تو طالقہ نہو گی یہ معراج الدرایہ مین ہی - پھر واضح ہو کہ شرط اگر جزائے سے متاخر ہو تو تعلیق صحیح ہی اگرچہ حرف فا ذکر نہ کیا ہو بشرطیکہ شرط و جزا کے بیچ مین سکوت نہ آ گیا ہو آیا تو نہین دیکھتا ہی کہ جسنے اپنی عورت سے کہا کہ تو طالقہ ہی اگر تو دار مین داخل ہو تو طلاق کا واقع ہونا دخول دار سے متعلق ہوگا اگرچہ حرف فا ذکر نہین کیا اسواسطے کہ شرط و جزاء کے بیچ مین سکوت واقع نہین ہوا ہی - اور اگر شرط جزا پر مقدم ہو پس اگر جزاء اسم ہو تو جزا کا تعلق شرط سے جبھی ہوگا کہ جب حرف فا ذکر کیا ہو چنانچہ اگر کسی نے اپنی جورو سے کہا کہ ان دخلت الدار فانت طالق یعنے اگر تو دار مین داخل ہو تو تو طالقہ ہی اور اگر یون کہا کہ ان دخلت الدار انت طالق یعنے اگر تو دار مین داخل ہو تو طالقہ ہی تو طلاق فی الحال واقع ہوگی لیکن اگر اُسنے دعوی کیا کہ میری مراد یہ تھی کہ طلاق معلق بدخول ہو تو فیما بینہ و بین اللہ تعالے اُسکی تصدیق ہوگی مگر قضاءً تصدیق نہو گی -

قال المترجم اردو مین اگرچہ اصل یہی ہی کہ حرف فا کا ترجمہ لفظ تو یا پس بولا جاوے لیکن بسا اوقات حذف کرکے بھی بولتے ہین اگرچہ جزاء اسم ہو لہذا قضاءً بھی تصدیق ہونی چاہیے واللہ تعالے اعلم - اور اگر جزاء فعل مستقبل یا فعل ماضی ہو تو جزاء بدون حرف فا کے شرط سے متعلق ہوگی اور یہی اصل مبنی ہی اور اگر عورت سے کہا کہ اگر تو دار مین داخل ہو تو طالقہ ہی تو وہ فی الحال مطلقہ ہو جائیگی اور اگر اُسنے دعوی کیا کہ مین نے تعلیق کی نیت کی تھی تو ہرگز کسی طور سے اُسکی تصدیق نہو گی ایسا ہی جامع مین مذکور ہی اور بعضے مشائخ نے فرمایا کہ شوہر سے دریافت کیا جائیگا کہ تو نے تعلیق کی نیت کیونکر کی ہی پس اگر اُسنے کہا کہ باضمار حرف فا تو اُسکی نیت

یعنے پس یا تو وغیرہ ۱۲

کسی طرح صحیح نہوگی اور اگر اُسنے کہا کہ تقدیم و تاخیر تو فیما بینہ و بین اللہ تعالے اُسکی نیت صحیح ہوگی اور اسی طرح اگر
کہا کہ پس اگر تو دار مین داخل ہو تو طالقہ ہے تو فی الحال طالقہ ہوجائیگی اور اگر اُسنے تعلیق کی نیت کی تو فیما بینہ
و بین اللہ تعالے اُسکی تصدیق کیجائیگی اور اسیطرح اگر کہا کہ تو طالقہ ہے اور اگر تو دار مین داخل ہو تو فی الحال
طالقہ ہوگی اور قضاءً یا دیانۃً کسی طور پر اسکی تصدیق بدعوی تعلیق نہوگی کہ مین نے تعلیق کی نیت کی تھی اور اگر
اُسنے اس قول سے کہ انت طالق وان دخلت الدار سے بیان حال کی نیت کی یعنے یہ مراد لی کہ واؤ حالیہ ہے اور
معنے یہ ہین کہ تو در حالت دخول دار کے طالقہ ہے تو اُسکو امام محمدؒ نے ذکر نہین فرمایا اور شیخ ابو الحسن کرخی رحمہ اللہ سے
نقل کیا جاتا ہے کہ انھون نے فرمایا کہ اُسکی نیت صحیح ہونی چاہیے اسواسطے کہ ایسی صورتون مین واؤ حال کے واسطے
بولا جاتا ہے یہ محیط مین ہے۔ قال المترجم یہ مخصوص بعربیت ہے فارسی و اردو وغیرہ مین ایسا نہین ہے فافہم۔
اور اگر کہا کہ انت طالق ان۔ اور اس سے زیادہ کچھ نہ کہا تو امام محمدؒ کے قول مین فی الحال مطلقہ ہوجائیگی
اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک نہوگی اور اسیطرح اگر کہا کہ انت طالق لولا او الا او ان کان او ان لم یکن تو بھی
امام ابو یوسفؒ کے نزدیک طالقہ نہوگی اور اسی کو محمد بن سلمہ نے اختیار کیا ہے یہ فتاوی قاضی خان مین ہے۔ اور
اگر یون کہا کہ انت طالق دخلت یعنے تو طالقہ ہے تو داخل ہوئی تو فی الحال طلاق پڑیگی اسواسطے کہ اسمین تعلیق
نہین ہے اور اگر کہا کہ انت طالق أن یعنے ان بفتح ہمزہ کہا تو طلاق فی الحال پڑجاویگی اور یہی جمہور کا قول ہے
اور اگر کہا کہ ادخلی الدار و انت طالق یعنے تو دار مین داخل ہو در حالیکہ تو طالقہ ہے تو طلاق متعلق بدخول
ہوگی اسواسطے کہ حال شرط ہے جیسے ادی الی الفا و انت طالق کہنے کی صورت مین یعنے مجھے ہزار درم ادا کر دے
در حالیکہ تو طالقہ ہے چنانچہ جبتک ادا نہ کرے طالقہ نہوگی یہ فتح القدیر مین ہے۔ اور اگر کہا کہ انت طالق ثم ان دخلت الدار
تو فی الحال طلاق واقع ہوگی اور اگر اُسنے تعلیق کی نیت کی تو اُسکی نیت بالکل صحیح نہوگی اور اگر اُسنے مقارنت
کی نیت کی یعنے دخول دار کے مقارن طلاق واقع ہونے کی نیت کی تو عامہ مشایخ کے نزدیک یہ نیت بھی
نہین صحیح ہے یہ محیط مین ہے۔ اور اگر اُسنے اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ ہے اگر آسمان ہمارے اوپر ہو یا دن مین کہا کہ تو
طالقہ ہے اگر یہ دن ہو یا رات مین کہا کہ تو طالقہ ہے اگر یہ رات ہو تو فی الحال طلاق پڑجاویگی اسواسطے کہ یہ
تحقیق ہے تعلیق بشرط نہین ہے اسواسطے کہ شرط وہ ہوتی ہے جو بالفعل معدوم ہو ولیکن اسکے موجود ہونے کا خطر
ہو بخلاف صورت مذکورہ کے کہ یہ موجود ہین۔ اور اگر عورت سے کہا کہ اگر اونٹ سوئی کے ناکے سے نکل جاوے
تو تو طالقہ ہے تو طلاق واقع نہوگی اسواسطے کہ اس شخص کی غرض اس کلام سے تحقیق نفی ہے کہ اسکو ایک امر محال پر
معلق کیا ہے یہ بدائع مین ہے۔ ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو مجھے وہ دینار جو تو نے میری تھیلی سے
نکال لیا ہے ادا کرے تو تو طالقہ ہے پھر معلوم ہوا کہ دینار مذکور اُسکی تھیلی مین موجود تھا تو اُسکی جورو پر طلاق
واقع نہوگی یہ فتاوی قاضی خان مین ہے۔ ایک شخص نشہ مین تھا اُسنے دروازہ بجایا مگر دروازہ کھولا نہ گیا پھر اُسنے
کہا کہ اگر تو نے دروازہ اس رات کو نہ کھولا تو تو طالقہ ہے اور حال یہ ہے کہ اس دار مین کوئی نہ تھا پس رات
گذر گئی اور دروازہ نہ کھلا تو اُسکی جورو پر طلاق واقع نہوگی یہ نہر الفائق مین ہے۔ اور اگر اپنی جورو سے جو
حائضہ ہے کہا کہ اگر تو حائضہ ہووے تو تو طالقہ ہے یا بیمار تھی اس سے کہا کہ اگر تو بیمار ہووے تو تو طالقہ ہے تو یہ

آئندہ کے حیض و مرض پر قرار دیا جائیگا اور اگر اُسنے یہی حیض و مرض مراد لیا ہو تو اسکی نیت کے موافق ہوگا - اور اگر یون کہا کہ اگر کل کے روز بھی تجھے حیض آوے تو تو طالقہ ہی حالانکہ اسکو معلوم ہی کہ یہ حائضہ ہی تو یہ قول اسی حیض کے واسطے قرار دیا جائیگا چنانچہ اگر حیض جاری رہا یہانتک کہ دوسرے روز کی صبح ہوگئی تو طالقہ ہوجائیگی بشرطیکہ یہ گھڑی تین روز پورے کرتی ہو یا تین سے زائد مین ہو - اور اگر اسکو عورت کے حائضہ ہونے کا حال معلوم نہو تو یہ جدید از سر نو کل کے روز حیض آنے پر قرار دیا جائیگا (اسواسطے کہ تین روز سے کم حیض نہین ہوتا ہی ۱۲ منہ) - اسیطرح اگر عورت سے کہا کہ اگر تجھے بخار ہوجاوے حالانکہ اسکو بخار ہی یا کہا کہ اگر تیرے سر مین درد ہوجاوے حالانکہ اسکے درد سر ہو تو اس مین بھی ایسی ہی تفصیل ہی جو حیض و مرض مین مذکور ہوئی ہی - اور اگر اُسکی عورت صحت مین ہو پس اُس سے کہا کہ اگر تو چنگی ہوئی تو تو طالقہ ہی تو چپ ہوتے ہی طلاق واقع ہوگی یعنے فی الحال واقع ہوگی - اور اسیطرح اگر کہا کہ اگر تو بینا ہوئی یا کہا کہ اگر تو نے سنا (یعنے کانون سے سنا ۱۲ منہ) تو تو طالقہ ہی حالانکہ عورت مذکورہ دیکھتی و سنتی ہی تو طلاق فی الحال واقع ہوگی - اور قیام و قعود و رکوب و سکنی اگر ان چیزون کے ساتھ قسم کھائی تو انمین حانث ہونے کے واسطے یعنے طلاق پڑنے کے واسطے اتنا چاہیے کہ قسم کے بعد ایک ساعت تک ایسا پایا جاوے - اور رہا دخول و خروج تو قسم کے بعد پھر جو دخول یا خروج آئندہ پایا جاوے وہی مراد رکھا جائیگا اور ایسا ہی حمل مین ہی چنانچہ اگر کہا کہ اگر تو حاملہ ہوئی تو مراد وہ حمل رکھا جائیگا جو قسم کے بعد حادث ہو اور ایسا ہی مارنا و کھانا بھی آئندہ پر رکھا جائیگا جو قسم کے بعد پیدا ہووے یہ محیط مین ہی - اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ انت طالق مالم تحیضی او مالم تحبلی یعنے تو طالقہ ہی جبتک تجھے حیض نہ آوے یا جبتک تجھے حمل نہو حالانکہ قسم کے وقت وہ حائضہ یا حاملہ ہی تو خاموش ہوتے ہی طلاق پڑجائیگی اور اگر اُسنے کہا کہ مین نے یہی حیض و حمل مراد لیا تھا جو بالفعل موجود ہی تو حیض کی صورت مین دیانۃ اسکی تصدیق ہوگی اور حمل کی صورت مین بالکل تصدیق نہوگی یہ سراج الوہاج مین ہی - اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہی جبکہ تو ایک روز روزہ رکھے تو جس روز روزہ رہے اُسدن غروب آفتاب ہونے پر طالقہ ہوجائیگی یہ کافی مین ہی - اور اگر یون کہا کہ جب تو روزہ رکھے پس عورت کی نیت کے ساتھ روزہ ایک ساعت گذرا تو طالقہ ہوجائیگی یہ نہایہ مین ہی - اور اگر عورت سے کہا کہ جسوقت تو حائضہ ہو تو تو طالقہ ہی پھر اُسنے خون دیکھا تو جبتک تین روز تک برابر خون جاری نہ رہے تب تک طالقہ نہوگی اسواسطے کہ جو خون تین روز سے پہلے ہی منقطع ہوجاوے وہ حیض نہین ہوتا ہی پھر جب تین روز پورے ہوئے تو جسوقت سے اُسنے خون دیکھا ہی اُسوقت سے اُسکے طالقہ ہونے کا حکم دیا جائیگا یہ ہدایہ مین ہی - اور اگر عورت سے کہا کہ اذا حضت حیضۃ فانت طالق یعنی جب تجھکو حیض کامل آجاوے تو تو طالقہ ہی تو جبتک حیض منقطع ہوکر طہر مین داخل نہوجاوے تب تک طالقہ نہوگی اور حیض منقطع ہوکر طہر مین داخل ہونا اس طور سے ہی کہ دس روز گذر جاوین اور طاہر ہوجاوے (خواہ حقیقۃ یا حکما ۱۲ م) یا اگر خون برابر دوام جاری ہوگیا تو دس روز پورے گذر جاوین یا اگر دس روز سے کم ہون تو خون منقطع ہوکر غسل کرلے یا خون بند ہونے کے ساتھ ایسی بات پائی جاوے جو قائم مقام غسل کرلینے کے ہی یہ غایۃ السروجی مین ہی - اور اگر عورت نے بعد دس روز کے کہا کہ مین حائضہ ہوکر طاہر ہوگئی اور مرد نے اسکی تکذیب کی تو طالقہ ہوگی - اور اگر ایک مہینہ گذرنے کے بعد اُسنے کہا کہ مین حائضہ ہوکر طاہر ہوگئی اور پھر اب مین حائضہ ہون تو اسکی خبر مقبول نہوگی اسواسطے کہ اُسنے اپنے

وقت سے خبر کی تاخیر کردی ہی پس اسوجہ سے متہم ہو گئی یہ کافی مین ہی۔ اور اگر کہا کہ اگر تو نصف حیضہ حائضہ ہووے
تو تو طالقہ ہی تو طالقہ نہوگی جبتک حائضہ ہو کر طاہر نہو جاوے اور اسیطرح اگر کہا جب تو تہائی حیضہ حائضہ ہو یا چھٹا حصہ
ایک حیض کامل کا حائضہ ہو تو بھی یہی حکم ہی اور اگر کہا کہ جب تو نصف حیضہ حائضہ ہو تو تو طالقہ ہی پھر جب تو نصف حیضہ
دیگر حائضہ ہو تو تو طالقہ ہی تو جبتک حائضہ ہو کر طاہر نہو جاوے وقوع طلاق کا حکم نہ دیا جائیگا پھر جب حائضہ ہو کر
طاہر ہو گئی تو اسپر دو طلاق واقع ہونگی یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر کہا کہ جب تو نصف حیضہ حائضہ ہو تو تو طالقہ ہی اور جب
تو بحیضہ کامل حائضہ ہو تو تو طالقہ ہی تو جب وہ حیض کے بعد طاہر ہو جائیگی تو معاً اسپر دو طلاق واقع ہونگی یہ جامع کبیر
مین ہی۔ اور اگر کہا کہ اگر تو نصف یوم حائضہ ہو تو تو طالقہ ہی تو نصف ہی یوم کے حائضہ ہونے پر طلاق واقع ہوگی یہ
عتابیہ مین ہی۔ اور اگر کہا کہ جب تو تمام دو حیض سے حائضہ ہو تو تو طالقہ ہی پھر اس عورت کو پہلا حیض اس مرد کی ملک مین نہین آیا
اور دوسرا اُسکی ملک مین آیا تو طلاق واقع ہو جائیگی اور اسیطرح اگر دوسرے حیض گذرنے و طاہر ہونے سے ایک ساعت
پہلے اسکے ساتھ نکاح کیا تو بھی یہی حکم ہی اور نیز اگر دس روز سے کم کی صورت مین خون منقطع ہو جانے کے بعد نکاح کیا
اور ہنوز وہ نہین نہائی تھی تو جب نہاویگی یا نماز کا وقت گذر جائیگا تو طالقہ ہو جائیگی یہ بحر الرائق مین ہی۔ اور اگر اپنی
جورو سے کہا کہ جب تو بحیض کامل حائضہ ہو تو تو طالقہ ہی اور جب تو بدو حیض تمام حائضہ ہو تو تو طالقہ ہی پھر اسکو دو حیض
پورے آگئے تو اسپر دو طلاق واقع ہونگی اور پہلا حیض تمام پہلے قول مین شرط کامل ہوگا اور دوسرے قول مین
شرط کا جزو قرار دیا جائیگا۔ اور اگر یون کہا کہ جب تو بحیضہ تمامہ حائضہ ہو تو تو طالقہ ہی پھر جب تو بدو حیضہ تمام حائضہ ہو
تو تو طالقہ ہی پھر اس عورت کو ایک حیض پورا آیا تو اسپر پہلی قسم کی وجہ سے ایک طلاق واقع ہوگی پھر جبتک اسکے بعد
اُسکو دو حیض تمام نہ آجاوین تب تک دوسری قسم کی وجہ سے طلاق واقع نہوگی اسوجہ سے کہ لفظ پھر جو اُسنے
دونون قسمون کے بیچ مین کہا ہی اسکے موافق عمل در آمد اسی طور سے ہی اور اگر شوہر نے دعوی کیا کہ مین نے اس سے
پہلا مراد لیا تھا تو دیانۃً اسکی تصدیق ہو سکتی ہی قضاءً تصدیق نہوگی۔ بقالی مین لکھا ہی کہ اگر شوہر نے جورو سے کہا
کہ جب تو حائضہ ہو تو تو طالقہ ہی پھر کہا کہ ہر بار کہ تو بدو حیض تمام حائضہ ہو تو تو طالقہ ہی تو حیضہ اول کے شروع ہوتے ہی طلاق
واقع ہوگی اور اسکے گذرنے اور اسکے بعد دوسرے حیض تمام ہونے پر دوسری طلاق واقع ہوگی یہ محیط مین ہی اگر شوہر و
زوجہ نے وجود شرط مین اختلاف کیا تو قول شوہر کا قبول ہوگا لیکن اگر عورت نے گواہ قائم کیے تو عورت کا دعوی ثابت
ہوگا۔ اور جو باتین ایسی ہین کہ وہ عورت ہی کے قول سے معلوم ہو سکتی ہین تو عورت کا قول عورت ہی کے حق مین قبول
ہوگا جیسے کہا کہ اگر تو حائضہ ہو تو تو و فلانہ طالقہ ہی یا کہا کہ اگر تو مجھے چاہتی ہی تو تو اور فلانہ طالقہ ہی پس عورت نے کہا
کہ مین حائضہ ہوئی یا مین تجھے چاہتی ہون تو فقط یہی عورت طالقہ ہو جاویگی لیکن حیض کے بارہ مین عورت کا قول جبھی
مقبول ہوگا کہ جب حیض موجود ہونے کی حالت مین اُسنے خبر دی ہو اور بعد منقطع ہو جانے کے اسکی خبر کی تصدیق نہوگی اور
اگر یون کہا کہ اگر تو بحیض تمام حائضہ ہو جاوے تو تو و فلانہ طالقہ ہی تو اس حیض کے بعد جو طہر آتا ہی اُس طہر مین اُسکا قول
قبول ہوگا اسواسطے کہ وہی شرط ہی پس اس سے پہلے یا اسکے بعد قول قبول نہوگا۔ اور یہ حکم اسوقت ہی کہ شوہر نے اسکے
قول کی تکذیب کی ہو اور اگر تصدیق کی تو اس عورت کے ساتھ اسکی سوت بھی طالقہ ہو جائیگی یہ تبیین مین ہی۔ اور یہ
حکم بھی اسی وقت ہی کہ اس عورت کے حائضہ ہونے کا علم نہو فقط اسی عورت کی زبانی ظاہر ہوا ہو اور اگر اسکے حائضہ ہونیکا

علم یقینی ہو گیا تو اسکے ساتھ اسکی سوت بھی طالقہ ہو جائیگی یہ جوہرہ نیرہ مین ہی - اور اگر عورت سے کہا کہ اگر تو حائضہ ہو
تو یہ غلام آزاد ہی اور تیری سوت طالقہ ہی پھر عورت نے کہا کہ مین حائضہ ہوئی اور شوہر نے تکذیب کی تو طلاق
وعتق ثابت نہوگا اور اگر شوہر نے اسکی تصدیق کی اور تین روز تک برابر خون موافق عادت کے رہا تو غلام
آزاد ہوگا اور جسوقت سے خون دیکھا ہی اُسی وقت سے اُسکی سوت پر طلاق پڑیگی اور اس تین روز کے اول
مین شوہر کو منع کر دیا جائیگا کہ اس عورت کی سوت سے وطی نہ کرے اور نہ اس غلام سے خدمت لے اور
اسیطرح اگر عورت کی سوت شوہر کی غیر مدخولہ ہو پس عورت کے اس قول کے بعد سوت نے کسی دوسرے شوہر سے
نکاح کر لیا پھر یہ خون تین روز رہا تو سوت کا نکاح مذکور جائز ہوگا اور تین روز سے پہلے خون منقطع ہو جانے
یا باقی رہنے مین عورت ہی کا قول قبول ہوگا چنانچہ اگر تین روز کے اندر اُسنے کہا کہ میرا خون منقطع ہو گیا ہی اور شوہر نے اسکی
تصدیق کی تو نہ غلام آزاد ہوگا اور نہ سوت پر طلاق پڑیگی اور سوت کے نکاح مذکور کا باطل ہونا ظاہر ہوگا
اور اگر عورت نے تین روز کے بعد دعوی کیا کہ تین روز کے اندر میرا خون منقطع ہو گیا ہی اور شوہر نے اسکی
تصدیق کی مگر غلام نے اور سوت نے تکذیب کی تو قول غلام و سوت کا قبول ہوگا اور سوت کا نکاح صحیح ہوگا
اور اگر اُسنے کہا کہ مین حائضہ ہوئی اور شوہر نے اُسکی تصدیق کی پھر عورت نے کہا کہ قبل خون کے طہر دس روز
کا تھا تو اُسکے قول کی تصدیق نہوگی - اور اگر عورت مذکورہ نے کہا کہ اب مین نے خون دیکھا پھر اسکے بعد دعوی
کیا کہ اس خون سے پہلے طہر دس روز کا تھا تو تصدیق کیجائیگی - اور اگر شوہر نے کہا کہ اس خون سے پہلے تیرا طہر
دس روز تھا اور عورت نے کہا کہ نہین بلکہ بیس روز تھا تو قول عورت کا قبول ہوگا یہ کافی مین ہی - اور
اگر اپنی دو عورتون سے کہا کہ جب تم حائضہ ہو تو تم طالقہ ہو پھر دونون نے کہا کہ ہم دونون حائضہ ہوئین
پس اگر شوہر نے دونون کی تصدیق کی تو دونون طالقہ ہو جاوینگی اور اگر دونون کی تکذیب کی تو دونون طالقہ
نہونگی اور اگر اُسنے ایک کی تصدیق کی اور دوسری کی تکذیب کی تو جسکی تکذیب کی ہی وہ مطلقہ ہوگی اور جسکی
تصدیق کی ہی وہ مطلقہ نہوگی اور وجہ یہ ہی کہ مکذبہ یعنے جسکی تصدیق نہین کی ہی اُسکے حق مین شرط کامل
پائی گئی اسواسطے کہ دونون مین سے ہر ایک اپنے نفس کی مخبر اور اپنے سوت کے حق مین شاہد ہی اور اپنے حق مین
اسکی تصدیق ہوتی ہی اور غیر کے حق مین تکذیب ہوتی ہی پس جب شوہر نے اسکی تصدیق کی اور دوسری کی
تکذیب کی تو جسکی تکذیب کی ہی اُسکے حق مین دونون شرطین پوری پائی گئین یعنے اپنے نفس کا اخبار اور سوت کے
قول کی شوہر نے خود تصدیق کی اور رہی وہ عورت جسکی شوہر نے تصدیق کی ہی اُسکے حق مین دونون شرطون
مین سے فقط ایک ہی بات پائی گئی ہی - اور اگر دونون سے کہا کہ جب تم بحیض کامل حائضہ ہو تو تم دونون طالقہ ہو یا کہا کہ
جب تم ایک بچہ جنو تو تم طالقہ ہو تو یہ ایسے حیض پر قرار دیا جائیگا جو دونون مین سے کسی کی طرف سے پایا جاوے
یا ایسے بچہ پر قرار دیا جائیگا جو دونون مین سے کسی سے پیدا ہو پھر جب دونون مین سے کسی نے کہا کہ مین حائضہ
ہوئی پس اگر شوہر نے تصدیق کی تو دونون مطلقہ ہو جاوینگی اور اگر اُسکی تکذیب کی تو فقط یہی طالقہ ہوگی اُسکی
سوت طالقہ نہوگی - اور اگر دونون مین سے ہر ایک نے کہا کہ مین حائضہ ہوئی تو دونون طالقہ ہو جاوینگی خواہ
شوہر انکی تصدیق کرے یا تکذیب کرے یہ سراج الوہاج مین ہی - اور اگر تین عورتین ہون اور شوہر نے کہا

اگر تم سب حائضہ ہو تو سب طالقہ ہو۔ پس سب نے کہا کہ ہم سب حائضہ ہوئے تو انمین سے کوئی طالقہ نہوگی مگر ایسی صورت مین کہ شوہر انکی تصدیق کرے اور اسی طرح اگر انمین سے ایک کی تصدیق کی تو بھی یہی حکم ہے اور اگر اُسنے دو عورتون کی تصدیق کی اور ایک عورت کی تکذیب کی تو جسکو جھٹلایا ہے وہ طالقہ ہو جائیگی۔ اور اگر چار عورتین ہون اور مسئلہ کی باقی صورت یہی رہے تو کوئی طالقہ نہوگی الا اسصورت مین کہ شوہر سب کی تصدیق کرے اور اسی طرح اگر ایک کی یا دو کی تصدیق کی تو بھی یہی حکم ہے۔ اور اگر تین عورتون کی تصدیق کی اور ایک کی تکذیب کی تو تصدیق کی ہوئی عورتون کے سوائے وہ ایک عورت جسکی تکذیب کی ہے وہ مطلقہ ہو جائیگی یہ تبیین مین ہے۔ اپنی چار عورتون سے کہا کہ اگر تم ایک حیض سے حائضہ ہو تو تم طالقہ ہو پھر انمین سے ایک نے کہا کہ مین ایک حیض سے حائضہ ہو گئی اور شوہر نے اُسکی تصدیق کی تو سب طالقہ ہو جاوینگی۔ اور اگر شوہر نے کہا کہ ہر بار کہ تم ایک حیض سے حائضہ ہو تو تم سب طالقہ ہو پس ایک نے انمین سے کہا کہ مین ایک حیض سے حائضہ ہوئی اور شوہر نے اسکے قول کی تصدیق کی تو سب طالقہ ہو جاوینگی۔ اور اگر کہا کہ ہر بار کہ تم بیک حیض حائضہ ہو تو تم سب طالقہ ہو پس انمین سے ہر ایک نے کہا کہ مین بیک حیض حائضہ ہوئی پس اگر اُسنے ہر ایک کی تکذیب کی تو ہر ایک انمین سے بیک طلاق مطلقہ ہوگی اور اگر اُسنے فقط ایک عورت کی تصدیق کی تو باقی تین عورتون مین سے ہر ایک بدو طلاق طالقہ ہوگی اور جسکی تصدیق کی ہے اسپر ایک طلاق پڑیگی۔ اور اگر اُسنے دو عورتون کی تصدیق کی تو ان دونون مین سے ہر ایک پر دو طلاق پڑینگی اور باقی دونون جنکو جھٹلایا ہے ہر ایک پر تین طلاق پڑینگی۔ اور اگر اُسنے تین عورتون کی تصدیق کی تو چارون مین سے ہر ایک پر تین طلاق پڑینگی کیونکہ جنکی تصدیق کی ہر ایک کے حق مین تین طلاق ثابت ہوئین اور جسکو جھٹلایا اسکے حق مین چار طلاق ثابت ہوئین یہ بحر الرائق مین ہے۔ اگر اپنی مدخولہ جورو سے کہا کہ ہر بار کہ تو بدو حیض حائضہ ہو تو تجھے طلاق ثابت ہے پھر وہ دو حیض سے حائضہ ہو چکی تو اُسپر ایک طلاق واقع ہوگی پھر جب اسکے بعد دو حیض سے حائضہ ہو جاوے تو اسپر دوسری طلاق پڑیگی پھر اسکے بعد اگر دو حیض سے حائضہ ہوئی تو کچھ واقع نہوگی اسلیے کہ تیسری بار کے پہلے ہی حیض آنے پر وہ عدت پوری ہو کر عدت سے باہر ہو چکی۔ اگر یون کہا کہ جب تو بیک حیض حائضہ ہو تو تو طالقہ ہے پھر کہا کہ ہر بار کہ تو حائضہ ہو پس تو طالقہ ہے تو اگر اُسنے حیض کا خون دیکھا تو بیک طلاق طالقہ ہوگی اور جب اس سے پاک ہو تو دوسری طلاق پڑیگی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے اگر جورو سے کہا کہ اگر مین تجھ سے تیرے حیض مین مجامعت نہ کرون یہان تک کہ تو پاک ہو جاوے تو تو طالقہ ہے پھر اس عورت کے پاک ہو جانے کے بعد دعوی کیا کہ مین نے اس عورت سے حیض مین مجامعت کی تھی تو قول شوہر کا قبول ہوگا اور عورت پر کوئی طلاق واقع نہوگی یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ اگر کہا کہ جب تو حائضہ ہو تو تو طالقہ ہے پھر وہ بولی کہ مین حائضہ ہوئی تو بعد اس واقعہ کے اگر وہ بچہ جنے تو دیکھا جاوے کہ اگر اسوقت سے پورے چھ مہینہ پر اور تین روز پورے ہونے سے پہلے جنی تو اسپر کچھ واقع نہوگا کیونکہ تین روز پورے ہونے سے پہلے چھ مہینہ پر جننے سے ظاہر ہوا کہ اسوقت پر وہ حاملہ تھی اور اگر تین روز پورے ہونے کے بعد سے چھ مہینہ پورے پر وہ بچہ جنی تو بائنہ ہو جائیگی اور یہ بچہ اس مرد کو جو اسکا شوہر ہے لازم ہوگا یعنے بچہ کے نسب سے انکار نہین کر سکتا ہے۔ اگر جورو حالت حیض مین ہو اور شوہر نے کہا کہ اگر تو پاک ہو تو تو طالقہ ہے پس عورت نے کہا کہ مین پاک ہو گئی اور شوہر نے اسکی تکذیب کی

تو اس عورت کا قول خود اسکی ذات کے بارہ مین قبول ہوگا اور اسکی سوت کے بارہ مین اگر سوت کی طلاق بھی اسکے طاہر ہونے پر معلق کی ہو اسکے قول کی تصدیق نہوگی اور اگر شوہر نے اسکی تصدیق کی اور اسکی سوت بھی مطلقہ ہوگئی پھر اس عورت نے دعوی کیا کہ یہ خون اسکو دس روز مین دوبارہ آیا تھا تو اسکے دعوے کی تصدیق نہوگی - اسیطرح اگر کہا کہ اگر مین نے تجھے بطور سنت طلاق دی تو فلانہ عورت بھی طالقہ ہی پھر اس عورت سے کہا کہ تو طالقہ لسنت ہی پھر عورت کو ایک حیض آیا پھر وہ طاہر ہوئی پس شوہر نے دعوی کیا کہ مین نے تجھسے حیض مین جماع کرلیا یا تجھے طلاق دیدی ہی تو اسکی سوت پر کچھ واقع نہوگی اور عورت پر البتہ واقع ہوگی اور اسیطرح اگر اسکی طلاق معلق کی ہو تو دوسری واقع ہوگی - اور اگر شوہر نے اسکے ایام حیض مین ایسا کیا ہو تو اسپر بھی واقع نہوگی یہ عتابیہ مین ہی - اگر کہا کہ تو چاہتی ہی کہ اللہ تعالے تجکو آتش دوزخ سے عذاب کرے تو تو طالقہ ہی اور فلانہ عورت اور میرا غلام آزاد ہی وہ بولی کہ مین چاہتی ہون تو وہ طالقہ ہو جائیگی اور فلانہ عورت پر طلاق نہوگی اور نہ غلام آزاد ہوگا اور یہ شرط لوبمنزلہ اس کہنے کے ہی کہ اگر تو مجھے چاہتی ہی یا تو مجھے مبغوض رکھتی ہو - اگر عورت سے کہا کہ اگر تو مجھے اپنے دل سے چاہتی ہو تو تو طالقہ ہی اسنے کہا کہ مین تجھے چاہتی ہون حالانکہ جھوٹی ہی تو بھی امام ابو حنیفہ وامام ابو یوسف کے نزدیک قضاءً ودیانۃً وہ مطلقہ ہو جائیگی - اگر جورو سے کہا کہ تو طالقہ ہی اگر مین فلان چیز کو پیار کرتا ہون - پھر کہا کہ مین نہین چاہتا ہون حالانکہ وہ اس قول مین جھوٹا ہی تو یہ عورت اسکی جورو رہیگی اور از راہ دیانت اسکو گنجائش ہی کہ اس عورت سے وطی کرے - پھر واضح ہو کہ محبت کی شرط پر تعلیق کرنا جیسے حیض کی شرط پر تعلیق کرنا دونون یکسان ہین مگر فقط دو باتون مین فرق ہی ایک یہ کہ محبت کی تعلیق فقط اسی مجلس تک جسمین شرط لگائی ہی مقصور رہتی ہی کیونکہ وہ تخییر ہی حتے کہ اگر عورت نے اس مجلس سے کھڑے ہو جانے کے بعد کہا کہ مین تجھے چاہتی ہون تو طلاق نہ پڑیگی - بخلاف تعلیق بحیض کے کہ وہ مجلس بدلنے سے مانند اور تعلیقات کے باطل نہین ہوتی ہی - دوم یہ کہ تعلیق بمحبت مین اگر عورت اپنی حالت سے خبر دینے مین جھوٹی ہو تو طالقہ ہو جاویگی اور تعلیق بحیض کی شرط مین فیما بینہ وبین اللہ تعالے وہ ایسی صورت مین طالقہ نہوگی یہ تبیین مین ہی - اگر اپنی دو عورتون سے کہا کہ جب تم دونون جنو - یا - کہا کہ جب تم دونون دو فرزند جنو تو تم طالقہ ہو پس انمین سے ایک کے بچہ پیدا ہوا تو جبتک دونون مین سے ہر ایک کے فرزند نہ پیدا ہو تب تک انمین سے کوئی طالقہ نہوگی - اسیطرح اگر دونون سے کہا کہ جب تم دونون کو دو حیض آوین تو تم طالقہ ہو تو بھی یہی حکم ہی - اگر دونون سے کہا کہ جب تم دونون دو فرزند جنو تو تم طالقہ ہو پھر انمین سے ایک کے دو فرزند پیدا ہوے - یا کہا کہ جب تم دونون کو دو حیض آوین تو تم طالقہ ہو پھر انمین سے ایک کو دو حیض آگئے تو انمین سے کوئی جورو مطلقہ نہوگی اور اگر دونون مین سے ہر ایک کو ایک حیض آیا یا دونون مین ہر ایک سے ایک بچہ پیدا ہوا تو دونون طالقہ ہو جاوینگی اور یہ شرط نہین کہ دونون مین سے ہر ایک کے دو فرزند پیدا ہون [یا دو حیض ہون ۱۲] یہ محیط مین ہی - اگر اپنی جورو سے کہا کہ جب تو بچہ جنے تو تو طالقہ ہی پھر اسنے کہا کہ مین بچہ جنی اور شوہر نے جھٹلایا اور اسوقت تک شوہر اسکے حاملہ ہونے کا اقرار نہین کرچکا اور نہ حمل ظاہر تھا مگر دائی نے ولادت کی گواہی دی تو امام اعظم رح کے نزدیک دائی کی گواہی پر قاضی حکم نہ دیگا اور صاحبین کے نزدیک [خانی ۱۲] دائی کی گواہی پر وقوع طلاق کا قاضی حکم دیدیگا یہ شرح جامع صغیر قاضی خان مین ہی - اگر کہا کہ جب تو ایک بچہ جنے تو تو طالقہ ہی پس وہ مردہ بچہ جنی تو

طالقہ ہو جائیگی یہ جوہرہ نیرہ مین ہے۔ حاکم رحمہ نے کافی مین لکھا کہ اگر جورو سے کہا کہ جب تو ایک فرزند جنے تو تو طالقہ ہے پھر اسکا
پیٹ گرا جسکی بعضی خلقت ظاہر ہو گئی تھی تو مطلقہ ہو جائیگی اور اگر فقط خون کا لوتھڑا ہو کچھ خلقت ظاہر نہوئی ہو تو اس سے
طلاق نہ پڑیگی یہ غایۃ البیان مین ہے۔ اگر کہا کہ اگر تو دو فرزند جنے تو تو طالقہ ہے پھر ایک فرزند تو اس شوہر کی ملک
نکاح مین جنی اور دوسرا فرزند ایسی حالت مین جنی کہ اسکے سوائے کسی اور کے نکاح مین تھی پھر یہ عورت کسی
وقت مین اُسی شوہر کے نکاح مین آئی تو شرط مذکور کی وجہ سے اسپر طلاق نہ پڑیگی۔ اور اگر پہلا فرزند دوسرے
شوہر کی ملک مین جنی اور دوسرا فرزند اس شوہر کی ملک مین جنی تو طالقہ ہو جائیگی یہ محیط سرخسی مین ہے۔ جورو
سے کہا کہ اگر تو لڑکا جنے تو طالقہ بیک طلاق ہے۔ اور اگر لڑکی جنے تو طالقہ بدو طلاق ہے۔ پھر وہ لڑکا و لڑکی
دونون جنی اور یہ دریافت نہین ہوتا کہ پہلے کس کو جنی ہے تو قضاءً اسپر ایک ہی طلاق پڑیگی اور تنزہ و احتیاط
کی راہ سے اسپر دو طلاق پڑینگی اور عدت گذر چکی کہ اگر سوائے ان دو طلاق کے کوئی اور طلاق بھی اسکو دی
ہو یا عورت باندی ہو جسکے حق مین پوری طلاق دو ہی ہوتی ہین تو جبتک یہ عورت دوسرے شوہر سے حلالہ نکرا دے
تب تک اسکو اپنے نکاح مین نہین لا سکتا ہے کیونکہ یہ احتمال ہے کہ پہلے لڑکی پیدا ہوئی ہو اور عدت گذر چکی ہے۔
یہ سب اس صورت مین ہے کہ یہ معلوم نہو کہ لڑکا و لڑکی مین سے کون پہلے پیدا ہوا ہے اور اگر دونون مین سے پہلا
معلوم ہو جاوے تو اسمین کچھ دقت و شبہہ نہین یعنے لڑکا ہے تو ایک اور اگر لڑکی ہو تو دو طلاق پڑینگی اور چونکہ ولادت
ہی سے عدت گذر چکی لہذا دوسرے بچہ کی مشروطہ طلاق نہ پڑیگی۔ پھر اگر جورو و شوہر نے اختلاف کیا تو قول شوہر کا
قبول ہوگا کیونکہ وہی منکر ہے کذا فی التبیین۔ اور اگر اس صورت مین عورت ایک خنثی جنی یعنی اسکے لڑکا و لڑکی دونو
کا نشان ہے تو ایک طلاق پڑیگی اور دوسری طلاق مین توقف ہوگا پھر اگر بچہ کے بڑھنے کے بعد کھلا کہ وہ لڑکا ہی
تو ایک ہی طلاق رہی اور اگر کھلا کہ لڑکی ہے تو دوسری بھی واقع ہوگی کذا فی البحر الزاخر اور اگر ایک لڑکا اور دو لڑکیان
جنی اور پہلا معلوم نہین ہوتا تو قضاءً دو طلاق پڑینگی اور تنزہ و احتیاط سے تین طلاق پڑینگی۔ اور اگر دو لڑکے اور
ایک دختر جنی تو ایسی صورت مین قضاءً ایک طلاق اور احتیاطاً تین طلاق ہونگی۔ اگر جورو سے کہا کہ اگر تیرا حمل
لڑکا ہو تو تو طالقہ بیک طلاق اور اگر لڑکی ہو تو بدو طلاق ہے پھر وہ ایک لڑکا و ایک لڑکی جنی تو طالقہ نہوگی کیونکہ
حمل تو تمام پیٹ کا نام ہے پس جب تک تمام پیٹ لڑکا یا لڑکی نہو تب تک طالقہ نہوگی۔ اسی طرح اگر یون کہا کہ جو کچھ تیرے
پیٹ مین ہے اگر لڑکا ہو الی آخرہ یعنی باقی مسئلہ اپنے حال پر رہے تو بھی یہی حکم ہے کیونکہ جو کچھ تو عام ہے جیسے عربی مین
الکان ما فی بطنک غلاما۔ کہنے مین لفظ ما عام ہے۔ اور اگر یون کہا کہ اگر تیرے پیٹ مین لڑکا ہو تو تجھے ایک طلاق
اور اگر لڑکی ہو تو دو طلاق ہین اور باقی صورت مسئلہ بحال خود رہی تو تین طلاق واقع ہونگی یہ تبیین مین ہے۔ اگر جورو
سے کہا کہ ہر بار کہ تو ایک فرزند جنے بس تو طالقہ ہے پھر ایک ہی پیٹ مین وہ دو فرزند جنی باین طور کہ دونون کی ولادت
مین چھ مہینے سے کم مدت ہوئی تو فرزند اول سے طالقہ ہوگی اور فرزند دوم سے اسکی عدت گذر جائیگی اور دوسری
طلاق نہ پڑیگی اور اگر وہ تین اولاد جنی تو دو طلاق واقع ہونگی اور مراد آنکہ اسطرح جنی کہ ہر دو فرزند کے درمیان چھ مہینے سے کم
فاصلہ ہوا اور اگر تین اولاد اسطرح جنی کہ ہر دو فرزند کے درمیان چھ مہینہ کا فاصلہ ہوا تو تین طلاق پڑجاوینگی پھر
تین حیض سے عدت پوری کریگی۔ اگر اپنی دو عورتون سے کہا کہ ہر بار کہ تم دونون ایک فرزند جنو تو تم طالقہ ہو

پھر دونون مین سے ایک کے بچہ پیدا ہوا پھر دوسری جورو کے پیدا ہوا پھر پہلی کے ایک اور پیدا ہوا پھر دوسری کے دوسرا پیدا ہوا مگر ہر ایک کے دونون فرزند ایک ہی پیٹ سے ہوئے تھے کہ یہ صادق آیا کہ ہر ایک جورو دو فرزند جنی ہی تو پہلی جورو بعد و طلاق طالقہ ہوگی اور دوسرے فرزند سے اسکی عدت پوری ہو جائیگی اور دوسری جورو تین طلاق سے طالقہ ہوگی اور دوسرے فرزند سے اسکی عدت بھی پوری ہو جائیگی - اور اگر دونون مین سے ہر ایک کے دونون فرزند کے درمیان چھ مہینہ یا اس سے زائد دو برس تک کا فاصلہ ہو تو پہلی جورو دو طلاق سے طالقہ ہوگی اور دوسرے فرزند سے اسکی عدت پوری ہوگی مگر دونون فرزند کا نسب اس مرد سے ثابت ہوگا اور دوسری عورت پر ایک طلاق پڑیگی اور پہلے فرزند سے اسکی عدت پوری ہو جائیگی اور اسکے دوسرے فرزند کا نسب اسکے شوہر سے ثابت نہوگا - اگر کسی نے اپنی حاملہ جورو سے کہا کہ جب تو کوئی فرزند جنے تو تو بعدد طلاق طالقہ ہی پھر اس سے کہا کہ جو فرزند تو جنے اگر وہ لڑکا ہو تو تو طالقہ ہی پھر اس عورت کے لڑکا پیدا ہوا تو تین طلاق سے طالقہ ہوگی - اور اگر جورو سے کہا کہ تیرے پیٹ مین جو بچہ ہی اگر وہ لڑکا ہو الخ یعنے باقی مسئلہ بحال خود رہے تو اسپر ایک طلاق پڑیگی کیونکہ شرط قسم یہ کہ اسکے پیٹ مین ہو اور ولادت سے کھلا کہ اسکے پیٹ مین لڑکا تھا پس ظاہر ہوا کہ طلاق اسی وقت سے ہی نہ وقت ولادت سے حالانکہ وضع حمل سے عدت گذر گئی پس ولادت سے کچھ واقع نہوگی یہ محیط سرخسی مین ہی - کتاب الاصل مین ہی کہ اگر جورو سے کہا کہ ہر بار کہ تو کوئی فرزند جنے تو تو طالقہ ہی اور اس عورت سے کہا کہ جب تو کوئی لڑکا جنے تو تو طالقہ ہی پھر وہ ایک لڑکا جنی تو دونون قسم کی وجہ سے اسپر دو طلاق واقع ہونگی یہ محیط مین ہی - اگر عورت کی طلاق کو اسکے حاملہ ہونے پر معلق کیا تو جبتک قسم کے وقت سے دو برس سے زیادہ مین نہ جنے تب تک طالقہ نہوگی اور مندوب ہی کہ اس سے وطی کرنے سے پہلے اسکا استبرا[۱] کرالے کیونکہ احتمال ہی کہ اسوقت وہ حاملہ نہو تو قسم آیندہ حمل پر واقع ہوگی کذا فی النہر الفائق - اگر جورو سے کہا کہ اگر تو حاملہ نہو تو تو طالقہ لسبہ طلاق ہی - پھر قسم کے وقت سے دو برس سے کم مین اسکے بچہ پیدا ہوا تو حکم قضائی مین اسپر طلاق نہوگی - اور اگر دو برس سے زائد مین اگرچہ ایک ہی روز زیادہ ہو بچہ جنے تو طالقہ ہوگی - اگر قسم کے بعد اسکو حیض آیا تو اس سے قربت نہ کرے بسبب اس احتمال کے کہ وہ حاملہ نہو - اسیطرح اگر حائضہ نہوئی تو بھی اس سے قربت نکرنا چاہیے یہانتک کہ وضع حمل ہو یہ فتاوی قاضی خان مین ہی - اگر عورت سے کہا کہ اگر مین تجھے خطبہ کرون یا تجھے نکاح مین لون تو تو طالقہ ہی پھر پہلے اسکو خطبہ کیا پھر اس سے نکاح کر لیا تو طالقہ نہوگی - اور اگر خطبہ سے پہلے اس سے نکاح کیا باین طور کہ کسی فضولی درمیانی نے اس عورت کو اس مرد سے بیاہ دیا اور مرد نے قبول کیا اور عورت کو خبر پہونچی تو اسنے درمیانی کے کام کی اجازت دیدی تو عورت مذکورہ طالقہ ہوگی یہ خلاصہ مین ہی - امام ابو یوسف سے مروی ہی کہ ایک مرد نے دو عورتون سے جو اسکے نکاح مین نہین ہین یون کہا کہ اگر مین تم دونون سے خطبہ کرون یا تم سے نکاح کرون تو تم دونون طالقہ ہو - پھر ان دونون سے خطبہ کیا پھر دونون سے نکاح کر لیا تو دونون مین سے کوئی طالقہ نہوگی - اور اگر بدون خطبہ کرنے کے دونون سے ایک عقد مین یا دو عقدون مین نکاح کر لیا تو دونون طالقہ ہو جاوینگی - اور اگر ایک کو خطبہ کیا پھر اس سے نکاح کر لیا پھر دوسری کو خطبہ کیا پھر اس سے نکاح کر لیا تو دونون مین سے کوئی طالقہ نہوگی - اور اگر ایک کو خطبہ کیا پھر دونون سے نکاح کر لیا تو دونون طالقہ ہو جاوینگی اور اگر ایک سے نکاح کر کے اسکو طلاق دی پھر دونون سے نکاح کیا تو بھی دونون طالقہ ہونگی یہ محیط مین ہی -

[۱] اگرچہ ایک روز زائد ہو ۱۲

اگر زبان فارسی مین قسم کھائی مثلاً یون کہا۔ اگر فلانہ را بخواہم پس او طالقہ است۔ یا کہا۔ ہر زنے را کہ بخواہم۔ تو جن مقامات مین یہ لفظ ان لوگون کی زبان مین خطبہ یعنی منگنی کی تفسیر ہوتا ہے وہان قسم منعقد نہوگی یعنی خطبے سے طلاق نہین ہو سکتی بسبب عدم ملک نکاح کے پس قسم لغو ہے اور جہان کہین اس لفظ خواہم سے نکاح مراد ہوتا ہے تو قسم منعقد ہو جائیگی بشرطیکہ قسم سے اسکی مراد بھی یہی ہو۔ پس اگر نکاح کیا تو طلاق واقع ہو جائیگی اور ہمارے دیار کے عرف مین ان لوگون کی مراد اس سے نکاح ہی ہوا کرتی ہے پس قسم منعقد ہو جائیگی اور خطبہ کرنے سے حانث نہوگا پس جب نکاح کریگا تو طلاق واقع ہو جائیگی۔ اور اگر کوئی شخص اس لفظ کی حقیقت سے واقف ہو کہ یہ منگنی کے واسطے ہے اور اُسنے اسطرح قسم کھائی پھر کہا کہ مین نے اس لفظ سے منگنی مراد رکھی تھی تو حکم قضاء مین اسکی تصدیق نہوگی اور دیانت مین اسکی تصدیق کیجائیگی کذا فی الذخیرہ۔ فارسی مین کہا۔ اگر فلانہ را خواستہ گی کنم۔ تو یہ منگنی پر رکھا جائیگا۔ اور یون کہا کہ اگر فلانہ را زن کنم۔ تو یہ بمنزلہ اس قول کے ہے کہ اگر فلانہ عورت سے نکاح کرون۔ اگر یون کہا کہ۔ اگر زن آرم یعنے اگر عورت لاؤن۔ تو اسمین مشائخ نے اختلاف کیا اور فتوی اس قول پر ہے کہ یہ قول زفاف پر رکھا جائیگا۔ قال المترجم یعنے منگنی کرنے و نکاح کرنے سے طلاق نہوگی جب اسکو اپنے گھر رخصت کرا لاوے تو طلاق وغیرہ جو کچھ جزا ہے قسم ہو واقع ہوگی۔ اگر فارسی مین کہا کہ۔ اگر دختر فلان مرا دہند وی را طلاق۔ یعنی اگر فلان کی دختر مجھے دین تو اسکو طلاق ہے۔ پھر اس عورت سے نکاح کیا تو طلاق نہ پڑیگی قال المترجم یعنی جب اپنے یہان لاوے تو طلاق پڑ جاویگی ولیکن ہمارے محاورہ مین ملک نکاح پر واقع ہونا صواب ہے فافہم۔ اگر کہا کہ۔ اگر دختر فلان را بزنی دہند بمن۔ یا کہا۔ بزنے دادہ شود بمن۔ اور باقی مسئلہ اپنے حال پر رہے تو بھی مختار یہ ہے کہ اسپر طلاق نہ پڑیگی۔ قال المترجم ہمارے یہان پڑنا اقرب ہے واللہ اعلم فتاوی نسفی مین ہے کہ فارسی مین کہا۔ اگر فلان کار کنم ہر زنے کہ بخواہم خواستن از من بطلاق۔ پھر اُس شخص نے یہ فعل کیا پھر ایک عورت سے نکاح کیا تو وہ طالقہ نہوگی۔ فتاوی صغرے مین ہے کہ اگر اپنی منکوحہ سے فارسی مین کہا کہ اگر ترا بزنے کنم پس تو طالقہ ہستی۔ یا عربی مین تزوجتک کہا اور مترجم کہتا ہے یا اردو مین یہ کہا کہ اگر مین تجھ سے نکاح کرون تو تو طالقہ ہے۔ تو اسصورت مین نکاح کرنا اُسکے ساتھ عقد کرنے پر رکھا جائیگا اور وطی کرنے پر نہیں ہوگا اسیطرح اگر فارسی مین کہا کہ اگر ترا نکاح کنم پس تو طالقہ ہستی۔ اور وہ منکوحہ ہے تو اس سے وطی کرنے سے طلاق نہوگی ہان اگر اسکو طلاق دیکر جدا کرکے پھر اس سے نکاح کرے تو طالقہ ہو جائیگی۔ اور اگر اپنی منکوحہ یا ایسی عورت سے جس سے نکاح حلال نہین ہے یون کہا کہ ان نکحتک فانت طالق تو وطی کی طرف منصرف ہوگا حتی کہ اگر اپنی جورو کو طلاق دیکر پھر اُس سے عقد کر لیا تو وہ طالقہ نہوگی کذا فی الخلاصۃ اگر کسی نے کہا کہ اگر مین ایسی عورت سے نکاح کرون جسکا شوہر تھا تو وہ طالقہ ہے پھر اپنی جورو کو ایک طلاق بائنہ دیکر اس سے نکاح کر لیا تو وہ طالقہ نہوگی یہ تجنیس و مزید مین ہے اگر کہا کہ اگر مین نے فلانہ عورت سے زنا کیا یا اسکو مخاطب کرکے کہا کہ اگر مین نے تجھ سے زنا کیا تو میری ہر جورو جس سے مین نکاح کرون وہ طالقہ ہے پھر اُس عورت سے زنا کرکے اُسی سے نکاح کر لیا تو طالقہ نہوگی یہ خلاصہ مین ہے۔ اور اگر اپنے والدین سے کہا کہ اگر تم نے میری کسی عورت سے تزویج کر دی تو وہ تین طلاق سے طالقہ ہے پھر اُنھون نے بدون اسکے حکم کے کسی عورت سے اسکی تزویج کر دی تو طالقہ نہوگی یہ فتح القدیر مین ہے۔ اگر اپنے والدین سے کہا کہ اگر تم نے میری کسی عورت سے تزویج کر دی تو وہ عورت طالقہ ہے پھر اُنھون نے اسکے حکم سے کسی عورت سے اسکی تزویج

کردی تو مشائخ نے فرمایا کہ یہ قسم صحیح نہین اور وہ عورت طالقہ نہوگی اور شیخ ابوبکر محمد بن الفضل نے فرمایا کہ قسم صحیح اور عورت طالقہ ہوگی اور یہی صحیح ہی - ایک نے کہا کہ اگر مین نے فلان شخص کی دخترون مین سے کسی عورت سے نکاح کیا تو وہ طالقہ ہی حالانکہ فلان شخص مذکور کی کوئی دختر نہین ہی پھر اُسکے ایک دختر پیدا ہوئی پھر قسم کھانے والے نے اُس سے نکاح کیا تو مشائخ نے فرمایا کہ قسم مین حانث نہوگا اور اس قسم مین شرط ہی کہ قسم کھانے کے وقت دختر موجود ہو اور بعد قسم کے جو پیدا ہوا وہ قسم کے تحت مین داخل نہوگی - ایک نے کہا کہ اگر مین نے کسی عورت سے نکاح کیا جبتک مین کوفہ مین ہون تو وہ طالقہ ہی پھر کوفہ چھوڑ دیا پھر دوبارہ اسمین عود کر آیا پھر کسی عورت سے نکاح کیا تو وہ طالقہ نہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - ایک نے کہا کہ اگر مین نے فلانہ عورت سے نکاح کیا ابد تک تو وہ طالقہ ہی پھر اُس سے ایک مرتبہ نکاح کیا اور وہ طالقہ ہوگئی پھر اُس سے دوسری بار نکاح کیا تو طالقہ نہوگی - ایک نے اجنبیہ عورت سے کہا کہ جبتک تو میرے نکاح مین ہی تب تک ہر عورت جس سے مین نکاح کرون وہ طالقہ ہی پھر اُس اجنبیہ سے نکاح کیا پھر اسپر دوسری عورت سے نکاح کیا تو اسپر طلاق نہ پڑیگی - اور اگر یون کہا کہ اگر مین تجھسے نکاح کرون پھر جبتک تو میرے نکاح مین ہو تب تک ہر عورت جس سے نکاح کرون طالقہ ہی اور باقی مسئلہ مذکور بحال واقع ہو تو دوسری عورت پر طلاق پڑیگی یہ وجیز کردری مین ہی - ایک عورت کسی مرد کی مطلقہ ہی اُس مرد نے کہا کہ اگر مین اس عورت سے نکاح کرون تو حلال الٰہی مجھپر حرام ہی پھر اُس عورت سے نکاح کیا تو اسپر طلاق واقع ہوگی - اپنی جورو سے کہا کہ اگر مین نے تیرے اوپر جبتک زندہ ہون کوئی نکاح کیا تو حلال الٰہی مجھپر حرام ہی پھر کہا کہ اگر مین نے تجھپر کوئی نکاح کیا تو مجھپر طلاق واجب ہی پھر اسپر ایک عورت سے نکاح کیا تو پہلی قسم کی وجہ سے دونون عورتون مین سے ہر ایک پر ایک طلاق واقع ہوگی اور دوسری قسم کی وجہ سے دوسری ایک طلاق واقع ہوگی مگر انمین سے کسی ایک پر واقع ہوگی پس شوہر کو اختیار ہی کہ دونون مین سے جسکی طرف چاہے پھیرے یہ فتح القدیر مین ہی - ایک نے کہا کہ اگر مین نے پانچ برس تک کسی عورت سے [illegible] کیا تو وہ طالقہ ہی پھر پانچوین برس مین ایک عورت سے نکاح کیا تو وہ طالقہ ہو جائیگی یہ تجنیس و مزید مین ہی - ایک عورت سے کہا کہ اگر مین نے تجھسے نکاح کیا تو اس سے پہلے تو طالقہ ہی پھر اُس سے نکاح کیا تو امام ابویوسفؒ نے فرمایا کہ طلاق پڑ جائیگی اور امام ابوحنیفہ و امام محمد رح نے فرمایا کہ نہین پڑیگی یہ فتح القدیر مین ہی - کسی نے جورو سے کہا کہ اگر مین نے تجھپر کسی عورت سے نکاح کیا تو جس سے نکاح کرون وہ طالقہ ہی پھر جورو کو طلاق بائن دیدی پھر اُسکی عدت مین دوسری عورت سے نکاح کیا تو وہ طالقہ نہوگی - ایک نے کہا کہ اگر مین ہندہ کے بعد زینب سے نکاح کرون تو دونون طالقہ ہین پھر دونون سے اسی طرح نکاح کیا - یا یون کہا کہ ہندہ سے زینب کے ساتھ نکاح کرون پھر دونون سے ساتھ ہی نکاح کیا یا یون کہا تھا کہ ہندہ سے زینب کے اوپر نکاح کرون پھر زینب کے ہوتے ہوئے اُسکے اوپر ہندہ سے نکاح کیا تو ان سب صورتون مین دونون پر طلاق پڑ جائیگی - اگر دونون سے نکاح کرنے مین شرط کی ترتیب نہ رکھی بلکہ اسکے برخلاف ترتیب سے نکاح کیا تو دونون مین سے کوئی طالقہ نہوگی - ایک نے کہا کہ اگر مین نے زینب سے قبل ہندہ کے نکاح کیا تو دونون طالقہ ہین پھر زینب سے نکاح کیا تو وہ بھی طالقہ ہو جائیگی اور ہندہ کے نکاح تک توقف نہوگا پھر جب ہندہ سے نکاح کرے تو وہ طالقہ نہوگی - اور اگر یون کہا ہو کہ اگر مین نے زینب سے کچھ پہلے ہندہ سے نکاح کیا تو دونون طالقہ ہین پھر زینب سے نکاح کیا تو وہ طالقہ نہوگی جبتک کہ اسکے بعد ہی فی الفور ہندہ سے

نکاح نہ کرے لیکن اگر فی الفور ہندہ سے نکاح کرلیا تو زینب طالقہ ہوگئی اور ہندہ طالقہ نہوگی - ایک نے دوسرے کی باندی سے نکاح کیا پھر باندی سے کہا کہ اگر تیرا مالک مر گیا تو تو دو طلاق سے طالقہ ہی پھر اسکا مالک مر گیا اور یہی مرد اسکا وارث ہی تو باندی پر طلاق پڑ جاویگی اور امام ابو یوسف و امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک اس مرد کے واسطے حلال نہوگی جبتک کہ کسی دوسرے مرد سے نکاح کر کے حلالہ نہ کراوے یہ کافی مین ہی - منتقی مین امام ابو یوسف سے روایت ہی کہ کسی نے کہا کہ اگر مین ایک عورت کے بعد دوسری عورت سے نکاح کرون تو وہ طالقہ ہی پھر اُسنے ایک عورت سے نکاح کیا پھر اسکے بعد دو عورتون سے ایک ہی عقد مین نکاح کیا تو دوسری دونون مین سے ایک طالقہ ہوگی اور اختیار اسی کو ہوگا کہ جسپر چاہے واقع کرے - اور اگر دو عورتون سے ایک عقد مین نکاح کیا پھر ایک عورت سے نکاح کیا تو بھی اخیر والی طالقہ ہوگی - ایک نے کہا کہ اگر مین دو عورتون سے ایک عقد مین نکاح کرون پھر ایک عورت سے تو وہ دونون طالقہ ہین پھر اُسنے تین عورتون سے نکاح کیا تو انمین سے دو طالقہ ہونگی اور اسکو اختیار رہوگا کہ جن دو کے حق مین چاہے بیان کرے یہ محیط سرخسی مین ہی - ایک مرد کی تین عورتین ہین اُسنے انمین سے ایک عورت سے کہا کہ اگر مین تجھے طلاق دون تو دوسریان دونون طالقہ ہین پھر انمین سے دوسری عورت سے بھی یون ہی کہا پھر تیسری عورت سے بھی یون ہی کہا - پھر اُسنے پہلی عورت کو ایک طلاق دیدی تو دوسری دونون پر بھی ایک ایک طلاق پڑیگی اور اگر پہلی کو نہین بلکہ درمیانی کو ایک طلاق دی تو پہلی پر ایک طلاق اور درمیانی و تیسری مین سے ہر ایک پر دو دو طلاق پڑینگی - اور اگر اُسنے تیسری کو ایک طلاق دی تو تیسری پر تین طلاق اور درمیانی پر دو طلاق اور پہلی پر ایک طلاق ہوگی - ایک مرد کی چار عورتون ہین اُسنے انمین سے ایک عورت سے کہا کہ اگر مین اس رات تیرے پاس نہ سوؤن تو تینون طالقہ ہین پھر اُسنے دوسری عورت سے بھی مثل قول مذکور کے کہا پھر تیسری سے مثل اسکے پھر چوتھی سے مثل اسکے کہا - پھر وہ پہلی عورت کے پاس سویا تو اسپر تین طلاق پڑینگی اور باقیات مین سے ہر ایک پر جنکے ساتھ اس رات مین نہین رہا ہی دو دو طلاق پڑینگی - اور اگر دو عورتون کے ساتھ رات کو رہا تو انمین سے ہر ایک پر دو طلاق پڑینگی اور باقی دونون جنکے ساتھ نہین رہا ہی ہر ایک پر ایک ایک طلاق پڑیگی - اور اگر تین عورتون پاس رہا تو انمین سے ہر ایک پر ایک طلاق پڑیگی اور جسکے پاس نہین رہا ہی اسپر کچھ واقع نہوگی - ایک شخص کی چار جوروئین اُسنے ان عورتون سے کہا کہ تم مین سے ہر عورت کہ جس سے مین نے آج کی رات جماع نہ کیا تو دوسریان طالقہ ہین پھر اُسنے انمین سے ایک سے جماع کیا پھر فجر طلوع ہوگئی تو جس سے جماع کیا اسپر تین طلاق واقع ہونگی اور جن سے جماع نہین کیا انمین سے ہر ایک پر دو دو طلاق پڑینگی یہ فتاوے کبری مین ہی - ایک مرد کی تین عورتین ہین اُسنے ان عورتون سے دخول کرلیا پھر یہ سب مرتدہ ہوگئین پھر سب اسلام لائین پھر اس مرد نے کہا کہ اگر مین نے ایک عورت سے نکاح کیا تو وہ طالقہ ہی اور اگر دو عورتون سے نکاح کیا تو دونون طالقہ ہین اور اگر تین عورتون سے نکاح کیا تو تینون طالقہ ہین پھر عدت مین ان سب سے متفرق عقدون مین نکاح کیا تو جس عورت سے پہلے نکاح کیا اسپر تین طلاق پڑینگی کیونکہ وہ تینون قسم مین شامل ہوئی ہی اور دوسری بار والی پر دو طلاق پڑینگی کیونکہ جسوقت اُس سے نکاح کیا ہی اُسوقت پہلی قسم اُتر چکی تھی پس وہ دو ہی قسمون مین شامل رہی اور تیسری عورت پر ایک طلاق پڑیگی کیونکہ اس سے نکاح کرنیکے وقت

پہلی و دوسری دونون قسمین اُتر چکی تھین یہ عتابیہ مین ہی - ایک مرد نے کہا کہ اگر مین فلان مکان مین داخل ہون تو
ہر عورت جس سے مین نکاح کرون وہ طالقہ ہی اور فلانہ عورت یہ جو سامنے ہی - اُسنے اپنی ایک جورو کی طرف اشارہ
کیا جو اُسوقت اسکے نکاح مین موجود تھی پھر وہ اس مکان مین داخل ہوا حتے کہ فلانہ عورت مذکورہ پر طلاق پڑ گئی
پھر اُسنے اُسی عورت مذکورہ سے نکاح کر لیا تو پھر وہ طالقہ ہو جائیگی - ایک مرد نے کہا کہ اگر مین ایسا کام کرون تا وقتیکہ فاطمہ
سے نکاح نہ کرلون تو ہر عورت جس سے مین نکاح کرون وہ طالقہ ہی پھر اُسنے یہ کام کیا پھر فاطمہ مذکورہ سے نکاح کیا تو وہ
طالقہ ہو جائیگی یہ ذخیرہ مین ہی - قاعدہ - جب شرط دو وصف والی ہو تو وقوع طلاق کے واسطے یہ شرط ہی کہ دوسرا
وصف اسکی ملک مین پایا جاوے مثلاً جورو سے کہا کہ اگر تو زید کے گھر مین گئی اور عمرو کے گھر مین گئی تو تو طالقہ ہی یا کہا کہ
اگر تو نے کلام کیا عمرو سے اور زید سے تو تو طالقہ ہی تو وقوع طلاق جبھی ہو گی کہ دوسری شرط اسکے ملک نکاح مین پائی جاوے
چنانچہ اگر دو وصف والی شرط پر عورت کی طلاق معلق کر کے پھر اُسکو طلاق منجز دیدی یعنے بدون تعلیق شرط کے اسکو طلاق
دیدی تھی اور اُسکی عدت گذر گئی پھر دونون شرطون مین سے ایک شرط ایسے حال مین پائی گئی کہ جب وہ عورت بائنہ تھی پھر
اُسی عورت سے نکاح کر لیا پھر دوسری شرط پائی گئی تو پہلے نکاح مین جو طلاق اسپر معلق کی تھی وہ واقع ہو جائیگی - اور
امام زفرؒ نے کہا کہ نہین واقع ہو گی - اور عقل کی راہ سے اس مسئلہ کی چار قسمین ہو سکتی ہین اول آنکہ دونون شرطین
اسکی ملک نکاح مین پائی جاوین تو بالاتفاق طلاق واقع ہو گی - دوم آنکہ دونون شرطین اسکی ملک مین نہ پائی جاوین
تو بھی اتفاقی ہی کہ طلاق نہین ہو گی سوم آنکہ شرط اول (یعنے مع امام زفرؒ) اسکی ملک مین پائی جاوے اور دوسری اسکی ملک مین نہو تو طلاق
واقع نہو گی - چہارم آنکہ اول اسکی ملک مین نہ پائی جاوے اور دوسری اسکی ملک مین پائی جاوے پس اسی صورت
مین وہ اختلاف (یعنے بالاتفاق واللہ اعلم) ہی جو اوپر مذکور ہوا کذا فی التبیین - جورو سے کہا کہ اگر تو داخل ہوئی اس دار اور اُس دار مین تو تو طالقہ
ہی - یا یون کہا کہ - تو طالقہ ہی اگر تو داخل ہوئی اس دار مین اور اوس دار مین - یا یون کہا کہ - اگر تو داخل ہوئی اس دار
مین تو تو طالقہ ہی اور اوس دار مین - تو سب صورتون مین جبھی طالقہ ہو گی کہ دونون دار مین داخل ہووے قال المترجم
تیسری صورت مین اگر بزبان عربی کہا کہ ان دخلت ہذہ الدار فانت طالق وہذہ الدار - تو حکم مذکور مروی ہی اور بنا بر
ترجمہ مذکور کے محل تامل ہی فلیتامل - اسی طرح اگر مرد مذکور نے حرف پس کے ساتھ جو عربی زبان کے حرف فا کا ترجمہ ہی
اور ہندی مین بجائے اسکے پھر بولتے ہین یون کہا کہ اگر تو داخل ہوئی اس دار مین پس اوس دار مین تو بھی یہی حکم
ہی یا یون کہا کہ تو طالقہ ہی اگر تو داخل ہوئی اس گھر مین پس اوس گھر مین - یا یون کہا کہ اگر تو داخل ہوئی اس گھر مین
تو تو طالقہ ہی پس اوس گھر مین - تو بھی یہی حکم ہی اور واؤ یا اور کے ساتھ عطف ہونا اور پس کے ساتھ عطف ہونا دونون
یکسان ہین جبتک دونون گھرون مین داخل نہو تب تک طلاق واقع نہو گی لیکن اسقدر فرق ہی کہ صورت اول
یعنے عطف بواو ہونے مین دونون گھرون کے داخل ہونے مین ترتیب کی کچھ رعایت نہین بخلاف دوسری صورت
یعنی عطف بحرف پس کے کہ یہان رعایت ترتیب ہو گی اور وہ یون کہ دوسرے گھر مین بعد پہلے گھر مین جانے کے جاوے
اسی طرح اگر عربی زبان مین حرف ثم سے عطف ہو جسکے معنے مانند پھر کے ہین لیکن ذرا دیر کے بعد ہونا چاہیے چنانچہ اگر
کہا کہ ان دخلت ہذہ الدار ثم ہذہ الدار فانت طالق - مع دیگر صور مذکورہ بالا کے تو حکم وہی ہی جو حرف پس کے عطف
مین مذکور ہوا لیکن اتنا فرق ہی کہ ترتیب سے داخل ہونے کے باوجود حرف ثم مین یہ بھی ہووے کہ دوسرے

گھر مین پہلے گھر کے داخل ہونے کے کچھ دیر بعد داخل ہوئی ہو یہ بدائع مین ہی۔ مترجم کہتا ہی کہ اُردو مین حرف پس اور پھر دونون مستعمل ہین پس اگر دونون مین یہ فرق صحیح ہو جاوے کہ فار کا ترجمہ پس ہی اور ثم کا ترجمہ پھر ہی تو حکم بھی اسی کے موافق ہوگا اور مترجم کے نزدیک یہ فرق صحیح ہی واللہ اعلم وارجع الی المقدمۃ۔ ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو اس گھر مین داخل ہوئی تو تو طالقہ ہی جبکہ تو اوس دوسرے گھر مین داخل ہو۔ پھر اس عورت کو طلاق سے بائنہ کر دیا اور اُسکی عدت گذر گئی پھر وہ پہلے گھر مین داخل ہوئی پھر مرد مذکور نے اس عورت سے نکاح کر لیا پھر وہ دوسرے گھر مین داخل ہوئی تو طالقہ نہوگی کیونکہ پہلے گھر مین داخل ہونا یہان معتبر ہی اور وہ پایا نہ گیا کذا فی التمرتاشی مترجم کہتا ہی کہ دوسری شرط بحرف ظرف قید دخول اول کی ہی پس دونون ملک نکاح مین ضرور ہین تاکہ متصل ہون اور اول پائی نہ گئی کیونکہ اسوقت بائنہ تھی تو دوسری لغو ہوئی اور یہ مثال درحقیقت تعلیق بشرط مفید بشرط دیگر ہی فافہم۔

ایک نے اپنی دو عورتون سے کہا کہ اگر تم دونون اس گھر مین داخل ہوئین تو دونون طالقہ ہو تو جبتک دونون اس گھر مین داخل نہو جاوین تب تک انمین سے کوئی ایک طالقہ نہوگی اگرچہ وہ داخل ہوگئی ہو یہ محیط سرخسی مین ہی۔

ایک نے اپنی دو عورتون سے کہا کہ اگر تم ان دونون گھرون مین داخل ہو تو تم طالقہ ہو پھر انمین سے ایک عورت ایک گھر مین اور دوسری عورت دوسرے گھر مین داخل ہوئی تو استحساناً دونون مین سے ہر ایک طالقہ ہو جائیگی۔ اسیطرح اگر دونون سے کہا کہ اگر تم دونون اس مکان مین اور اُس مکان دیگر مین داخل ہو تو دونون طالقہ ہو پھر ایک عورت ایک مکان مین اور دوسری عورت دوسرے مکان مین داخل ہوئی تو بھی استحساناً دونون طالقہ ہو جائیگی۔ اور اگر یون کہا کہ اگر تم دونون اس مکان مین داخل ہوا اور تم دونون اُس مکان دیگر مین داخل ہو تو تم دونون طالقہ ہو تو ایسی صورت مین قیاساً و استحساناً دونون دلیل سے یہ حکم ہی کہ جبتک دونون اس مکان مین اور دونون اُس مکان دیگر مین داخل نہون تب تک انمین سے کوئی طالقہ نہوگی یہ محیط مین ہی۔ اگر اپنی دو عورتون سے کہا کہ اگر تم نے یہ گردہ روٹی کھائی تو دونون طالقہ ہو تو جبتک دونون نہ کھاوین تب تک طلاق واقع نہوگی۔ اور اگر دونون مین سے ایک نے بہ نسبت دوسری کے زیادہ کھائی ہو تب بھی دونون طالقہ ہو جائینگی کیونکہ شرط مطلقاً یہ تھی کہ ہر ایک انمین سے تھوڑی کھاوے حتی کہ اگر ایک نے دونون مین سے اس روٹی مین سے اسقدر کھایا جس پر اس روٹی کے تھوڑے ٹکڑے ہونے کا اطلاق نہین ہوسکتا مثلاً کوئی کرچ گر پڑی تھی وہ مُنہ مین ڈال لی تو اسکے سے دونون مین سے کسی پر طلاق نہ پڑیگی یہ ذخیرہ مین ہی۔ ایک نے اپنی دو عورتون سے کہا کہ اگر تم اس گھر مین داخل ہوئین یا تم نے فلان شخص سے کلام کیا یا تم نے یہ کپڑا پہنا۔ یا تم اس جانور پر سوار ہوئین یا تم نے اس طعام مین سے کھایا۔ یا تم نے اس پینے کی چیز مین سے پیا تو تم طالقہ ہو۔ تو جبتک دونون کی طرف سے یہ فعل نہ پایا جاوے تب تک کسی پر طلاق نہ پڑیگی یہ تاتارخانیہ مین ہی۔

اگر جورو سے کہا کہ اگر تو اس گھر مین داخل ہوئی اور اسمین سے نکلی تو تو طالقہ ہی پھر اس عورت کو زبردستی کوئی شخص لادکر اس گھر مین لے گیا پھر وہ اسمین سے نکلی اور پھر اس گھر مین داخل ہوئی تو طالقہ ہو جائیگی۔ اسی طرح اگر عورت سے کہا کہ اگر تو نے وضو کیا اور نماز پڑھی تو تو طالقہ ہی پھر اسنے نماز پڑھی کیونکہ وضو سے تھی پھر وضو کیا تو طالقہ ہو جائیگی۔ اور یہی حکم بیٹھنے و اُٹھنے اور روزہ رکھنے اور افطار کرنے وغیرہ اسکے مانند افعال مین ہی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ عورت سے کہا کہ اگر تو نے سوت کاتا اور اسکو بنا تو تو طالقہ ہی پھر اسنے دوسری عورت کا

سوت کاتا ہوا تھا پھر اُسنے خود سوت کاتا مگر اسکو نہین بنا تو طالقہ نہوگی جبتک کہ خود سوت کات کر اس سے کپڑا نہ بُنے یہ ذخیرہ مین ہی- ایک شخص نے جورو سے کہا کہ اگر تو اس گھر مین داخل ہوئی اگر تو اس گھر مین داخل ہوئی تو تو طالقہ ہی اور یہ بات مگر ایک ہی گھر کے ساتھ کہی ہی پھر عورت اس گھر مین ایک بار داخل ہوئی (یعنے دو مرتبہ کہا ۱۲) تو استحسانًا طالقہ ہوگی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی- ایک نے کہا کہ اگر مین نے فلانہ عورت سے نکاح کیا اگر مین نے فلانہ عورت سے نکاح کیا تو وہ طالقہ ہی تو طلاق کا تعلق بشرط دوم ہوگا اور شرط اول لغو ہی- اسیطرح اگر کہا کہ تو طالقہ ہی اگر مین نے تجھ سے نکاح کیا اگر مین نے تجھ سے نکاح کیا تو شرط اول معتبر ہی اور دوم شرط لغو ہی (یعنے اگر شرط بین طلاق جزا ہو معتبر اور جسکی جزا محذوف ہو وہ لغو ہے ۱۲) اور اگر اُسنے جزا کو دونون شرطون کے بیچ مین کر دیا مثلاً کہا کہ اگر مین نے تجھ سے نکاح کیا تو تو طالقہ ہی اگر مین نے تجھ سے نکاح کیا تو اول سے انعقاد قسم ہوگا اور دوم لغو ہی- اگر یون کہا کہ جب مین تجھ سے نکاح کرون تو تو طالقہ ہی اگر تجھ سے نکاح کرون تو قسم کا انعقاد بشرط دوم ہوگا اور اول لغو ہی یہ محیط سرخسی مین ہی- اگر شرط کو بحرف عطف مکرر کیا- مثلاً کہا کہ اگر مین نے تجھ سے نکاح کیا اور اگر مین نے تجھ سے نکاح کیا تو تو طالقہ ہی یا کہا کہ اگر مین نے تجھ سے نکاح کیا پس اگر مین نے تجھ سے نکاح کیا یا جب مین نے تجھ سے نکاح کیا یا ہر گاہ کہ مین نے تجھ سے نکاح کیا تو حکم یہ ہی کہ طلاق واقع نہوگی جبتک کہ اس سے دومرتبہ نکاح نہ کرے- اور اگر جزا کو مقدم کیا ہو مثلاً کہا کہ تو طالقہ ہی اگر مین نے تجھ سے نکاح کیا اور اگر مین نے تجھ سے نکاح کیا تو یہ ایک ہی مرتبہ نکاح کرنے پر ہوگا- اور اگر درمیان مین لایا مثلاً کہا کہ اگر مین نے تجھ سے نکاح کیا تو تو طالقہ ہی اور اگر مین نے تجھ سے نکاح کیا- تو ایسی صورت مین دونون دفعہ ہر بار کے نکاح پر طلاق واقع ہوگی یہ بدائع مین ہی- اگر یون کہا کہ تو طالقہ ہی اگر مین نے تجھ سے نکاح کیا پس اگر مین نے تجھ سے نکاح کیا- یا جزا کو وسط مین لایا بایں طور کہ اگر مین نے تجھ سے نکاح کیا تو تو طالقہ ہی پس اگر مین نے تجھ سے نکاح کیا تو طلاق واقع نہوگی جبتک کہ اس سے دومرتبہ نکاح نہ کرے قال المترجم عربی زبان مین اگر کہا کہ انت طالق ان تزوجتک فان تزوجتک یا جزا کو وسط مین لایا تو حکم مذکور صحیح ہی کیونکہ فا تعقیب پر دلالت کرتی ہی اور اسکا تحقق دو چیزون مین ہوگا پس شرط دوم کو اعادہ شرط اول قرار دینا ممکن نہوگا اور ہماری زبان مین پس ان سب صورتون مین طلاق واقع ہونا اقرب واشبہ ہی کیونکہ اہل زبان کے نزدیک شرط دوم لغو ہی لیکن بنظر تصحیح کلام اگر محذوف مانا جاوے تو حکم زبان عربی سے اتفاق ہوگا پس فتوے کے وقت تامل ضرور ہی فافہم واللہ اعلم اگر زبان عربی مین بحرف ثم لایا مثلاً کہا کہ انت طالق ان تزوجتک ثم ان تزوجتک- تو طالقہ ہی اگر مین نے تجھ سے نکاح کیا پھر اگر تجھ سے نکاح کیا تو پہلے تزوج پر طلاق واقع ہوگی- اگر یون کہا کہ ان تزوجتک ثم ان تزوجتک فانت طالق- اگر مین نے تجھ سے نکاح کیا پھر اگر مین نے تجھ سے نکاح کیا تو تو طالقہ ہی تو اخیرہ پر قسم منعقد ہوگی اسلیے کہ حرف ثم برای فصل ہی پس شرط دیگر اس جزا سے منفصل ہوئی یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہی ایک نے کہا کہ تو طالقہ ہی اگر تو نے کھایا اور اگر تو نے پیا- یا یون کہا- اگر تو نے کھایا تو تو طالقہ ہی اور اگر پیا- تو دونون فعل مین سے جو کوئی پایا جائیگا طلاق واقع ہو جائیگی اور قسم باقی نرہیگی- اسیطرح اگر کہا کہ تو طالقہ ہی اپنے کھانے اور اپنے پینے مین- تو بھی یہی حکم ہی قال المترجم عربی زبان مین یعنے انت طالق فی اکلک وفی شربک- اور فارسی زبان تو طالقہ ہستی در خوردنت و در نوشیدنت- سب یکسان ہین فافہم- اگر یون کہا کہ اگر تو نے کھایا تو تو طالقہ ہی اور اگر تو نے

پیا تو تو طالقہ بدین تطلیقہ ہی تو شیخ نے فرمایا کہ طلاق واحد معلق بہر واحد از فعل ہوگی یعنے اگر کھا وے یا پیے ایک ہی طلاق پڑیگی اور اگر بدین تطلیقہ کا لفظ نہ کہا ہو تو ہر ایک فعل سے علیحدہ ایک ایک طلاق پڑیگی حتے کہ دونون فعل سے دو طلاق واقع ہونگی ۔ جورو سے کہا کہ اگر تونے کھایا اور اگر تونے پیا تو تو طالقہ ہی تو جبتک دونون فعل نہ کرے تب تک طالقہ نہوگی ۔ اسیطرح اگر بجاے تونے کے مین لے ہو تو بھی یہی حکم ہی ۔ اگر کہا کہ اگر مین اس دار مین داخل ہوا تو تو طالقہ ہی اگر مین نے فلان شخص سے کلام کیا تو کلام کرنا وہ معتبر ہوگا جو دار مذکور مین داخل ہونے کے بعد ہو یہ عتابیہ مین ہی ۔ کہا کہ تو طالقہ ہی اگر مین اس گھر مین داخل ہوا اور اگر مین اوس گھر مین داخل ہوا یا جزاء کو درمیان مین کر دیا اور کہا کہ اگر مین اس گھر مین داخل ہوا تو تو طالقہ ہی اور اگر مین اوس دوسرے گھر مین داخل ہوا ۔ تو ان دونون گھرون مین سے کسی مین داخل ہو وہ طالقہ ہو جائیگی اور قسم باطل ہو جائیگی ۔ اگر اُسنے جزاء کو موخر کر دیا اور کہا کہ اگر مین اس گھر مین داخل ہوا اور اگر مین اوس دوسرے گھر مین داخل ہوا تو تو طالقہ ہی تو جبتک دونون گھرون مین داخل نہولے تبتک طالقہ نہوگی یہ فتاوی کرخی مین ہی ۔ قال المترجم ہذا علی اصل ان تقدیم الشرط وتاخیرہا یوثر فی اختلاف الحکم لی المتکلم فتذکر ۔ جورو سے کہا کہ اگر مین نے فلان شخص سے کلام کیا تو تو طالقہ ہی ۔ اور یہ بھی اُس سے کہا کہ اگر مینے کسی انسان سے کلام کیا تو تو طالقہ ہی پھر اُسنے فلان شخص مذکور سے بات کی تو دو طلاق سے طالقہ ہو جائیگی ۔ اگر اپنی عورت کے حق مین کہا کہ اگر مین فلانہ عورت سے نکاح کرون تو وہ طالقہ ہی پھر یون قسم کھائی کہ ہر عورت جس سے مین نکاح کرون تو وہ طالقہ ہی پھر فلانہ مذکورہ سے نکاح کیا تو موجودہ جورو دو طلاق سے طالقہ ہو جائیگی یہ محیط مین ہی ۔ اور اگر قسم کھائی کہ میری جورو طالقہ ہی اگر مین فلان گھر مین جاؤن اور میرا غلام آزاد ہی اور مجھپر پیدل حج یا عمرہ واجب ہی اگر مین فلان شخص سے بات کرون ۔ تو حکم یہ ہی کہ جورو پر طلاق پڑنا تو فلان گھر مین داخل ہونے پر ہی اور غلام کا آزاد ہونا اور پیدل خانہ کعبہ کو جانا فلان شخص سے بات کرنے پر معلق ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی ۔ فتاوی مین ہی کہ اگر جورو سے کہا کہ اگر تونے مجھے چھوڑا کہ مین تیرے گھر مین داخل ہو جاؤن پس مین نے تیرے لیے زیور نہ خریدا تو تو طالقہ ہی ۔ پھر عورت مذکورہ نے اسکو اپنے گھر مین آنے دیا پھر اِسنے عورت کے لیے زیور فی الفور نہ خریدا تو امام ابو یوسف رح و امام محمد رح کے درمیان اختلاف ہی کہ فی الفور طلاق پڑجائیگی یا آخر عمر تک انتظار ہوگا اور مختار یہ ہی کہ بالفعل حانث ہوگا ۔ شیخ رح نے کہا کہ اسی جنس کا ایک واقعہ ہوا تھا جسکی صورت یہ تھی کہ ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر تونے اپنی گاے بیچی پس مین نے اسکو قتل نہ کیا تو تو طالقہ ہی پھر عورت نے گاے بیچ ڈالی پھر مرد مذکور نے فی الفور اسکو قتل نہ کیا تو علماء زمانہ نے فتوی دیا کہ عورت طالقہ نہوگی قال المترجم افتوا علے خلاف المختار فافہم ۔ زیادات مین ہی کہ ایک نے کہا کہ میری جورو طالقہ ہی اگر مین فلان شخص کو آگاہ نہ کر دون اس فعل سے جو تونے کیا ہی تاکہ تجھکو مارے پس اُسنے فلان شخص کو خبر دیدی مگر اُسنے اسکو نہین مارا تو قسم کھانے والا قسم مین سچا ہو گیا اور یہ قسم فقط خبر دینے پر ہوگی یہ خلاصہ مین ہی ۔ جورو سے کہا کہ تو طالقہ ہی اگر تو اس کوچہ مین داخل ہوئی ۔ پھر وہ عورت اس کوچہ کے گھرون مین سے ایک گھر مین چھت کی راہ سے گئی اور اس کوچہ مین نہین نکلی تو طلاق واقع نہوگی ۔ ایک نے اپنی جورو کے بھائی سے کہا کہ اگر تو میرے گھر مین داخل ہوا جیسا تو

کیاکرتا تھاتو میری جورو طالقہ ہی۔ تو دیکھا جاوے کہ اگر دونون مین گفتگو ایسی ہو رہی تھی کہ جو دلالت کرتی ہو کہ
فی الفور داخل ہونا مقصود ہی تو فی الفور داخل ہونے پر رکھا جائیگا کیونکہ دلالت الحال موجب تقیید ہوئی ورنہ قسم
ابد پر ہو گی اور قسم سے پہلے جسطرح اسکے آنے جانے کی عادت تھی اسی پر قسم واقع ہوگی حتے کہ اگر عادت مذکور
[یعنے فی الفور کی ضد پر ہوگی ۱۲] [یعنے اسکے گھر مین آنے کی ۱۲]
کی موافقت سے ایک مرتبہ بھی اسکے سالے نے انکار کیا تو قسم ٹوٹ جائیگی یعنے جورو پر طلاق پڑجائیگی یہ خزانۃ المفتین
مین ہی۔ ایک نے کہا کہ اگر مین آج کے روز ان دونون گھرون مین نہ گیا تو میری جورو طالقہ ہی۔ یا کہا کہ اگر مین نے
فلان شخص کو آج کے دن دو کوڑے نہ مارے تو میری جورو طالقہ ہی پھر وہ دونون گھرون مین سے ایک ہی مین
داخل ہوا یا ایک ہی کوڑا مارا اور دوسرے گھر مین نہ گیا یا دوسرا کوڑا نہ مارا یہان تک کہ دن گذر گیا تو قسم ٹوٹ جائیگی
اور طلاق پڑجائیگی اسواسطے کہ قسم پوری ہونے کی شرط یہ تھی کہ دونون گھرون مین داخل ہونا یا دونون کوڑے
مارنا پایا جاوے اور وہ پائی نہ گئی پس جب پورے ہونے کی شرط نہوئی تو حانث ہونا ضروری ہوا اسی طرح اگر کہا
کہ اگر مین نے آج کے روز فلان و فلان سے کلام نہ کیا تو میرا غلام آزاد ہی پھر فقط ایک سے کلام کیا اور دن
گذر گیا تو قسم مین حانث ہوگیا پس قاعدہ یہ قرار پایا کہ جب دو محل مین عدم فعل پر قسم معقود ہو تو قسم مین سچے
ہونے کے واسطے دونون کا لحاظ ضرور ہوگا اور جب شرط تبر نہ پائی جاوے تو حانث ہونا متعین ہوگا۔ اگر کہا
کہ اگر مین آج کی رات شہر مین نہ گیا اور فلان سے ملاقات نہ کی تو میری جورو پر طلاق ہی پھر شہر مین گیا مگر فلان
مذکور سے ملاقات نہوئی وہ اپنے گھر پر نہ تھا پس اس سے نہ ملا یہان تک کہ صبح ہوگئی پس اگر قسم کے وقت جانتا تھا
کہ وہ اپنے مکان پر نہین ہی تو قسم مین حانث ہوجائیگا اور اگر قسم کے وقت یہ نہ جانتا تھا تو قسم مین حانث نہوگا۔
ایسا ہی فتاوے ابو اللیث مین مذکور ہی اور مسئلہ متقدمہ کے قیاس پر یہان بھی حانث ہوجانا چاہیے بوجہ معنی مذکور مقابل
کے لہذا فتوے کے وقت تامل کرنا ضروری ہی۔ قدوری مین امام ابو یوسف رح سے روایت ہی کہ اگر کسی نے
اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو اس گھر مین داخل ہوئی اور تو نے مجھے فلان کپڑا نہ دیا تو تو طالقہ ہی پھر کپڑا دینے سے پہلے وہ
عورت اوس گھر مین چلی گئی تو طالقہ ہوجائیگی خواہ اسکے بعد کپڑا اسکو دے یا نہ دے۔ اور اگر کپڑا دینے کے بعد گھر مین
گئی ہو تو طالقہ نہوگی کیونکہ ایسے محاورہ مین لفظ اور یا واو واسطے حال کے ہوتا ہی جیسے عربی مین ان دخلت الدار و
انت راکبۃ یعنے اگر تو گھر مین گئی درحالیکہ تو سوارہ ہی۔ کسی نے جورو سے عربی مین کہا کہ ان لم تعطینی ہذا الثوب ودخلت الدار
فانت طالق یعنے اگر تو نے یہ کپڑا مجھے نہ دیا اور گھر مین چلی گئی تو تو طالقہ ہی تو جبتک دونون باتین جمع نہون یعنی گھر مین
جانا اور کپڑا نہ دینا تب تک طالقہ نہوگی اور کپڑا نہ دینا جبھی متحقق ہوگا کہ دونون مین سے کوئی مرجاوے یا یہ کپڑا تلف
ہوجاوے پھر اگر دونون مین سے کوئی مرگیا یا کپڑا تلف ہوگیا اور وہ گھر مین گئی ہی تو دونون باتین مجتمع ہوگئی
پس طالقہ ہوجائیگی یہ ذخیرہ مین ہی۔ قال المترجم ہمارے محاورہ مین اگر کہا کہ اگر تو نے مجھے یہ کپڑا نہ دیا اور گھر مین
چلی گئی تو تو طالقہ ہی تو بدون کپڑا دیے اگر عورت گھر مین چلی جاوے تو طالقہ ہوجائیگی کیونکہ عرف مین مقصود
بالفعل ہوتا ہی اور یہان اور کا لفظ حالیہ ہی لیا جاتا ہی مانند صورت اول کے بلکہ صورت اول مین واو حالیہ ہونا
متعین نہین ہی پس علے ہذا دونون محاورہ مین حکم برعکس ہی فتامل واللہ اعلم۔ اگر کسی نے باندی خریدنی چاہی اور
اپنی جورو سے کہا کہ اگر مین نے باندی خریدی پس اس سے تجھکو غیرت آئی تو تو بسہ طلاق طالقہ ہی پھر اسنے باندی

خریدی اور جورو مین غیرت آئی تو دو حال ہین ایک یہ کہ اگر خریدنے سے بعد ہی اسمین غیرت آئی تو اسپر طلاق واقع ہو جائیگی
اور اگر خریدنے سے ایک زمانہ کے بعد اسمین غیرت آئی تو طلاق واقع نہوگی۔ اور یہ حکم اسوقت ہی کہ عورت کی طرف
سے کسی قبیح بات کہنے یا جھگڑالو پن کرنے وغیرہ سے غیرت ظاہر ہوئی ہو۔ اور اگر عورت کے دل مین غیرت چھائی اور
اسنے زبان سے یا فعل سے کچھ ظاہر نہ کیا تو طالقہ نہوگی یہ فتاوے کبری مین ہی۔ اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو گھر مین
داخل ہوئی تو تو طالقہ و طالقہ و طالقہ ہی اگر تونے فلان سے کلام کیا۔ تو طلاق اول و دوم تو گھر مین داخل ہونے
سے متعلق ہی اور تیسری طلاق متعلق بشرط دوم یعنے فلان شخص سے کلام کرنے سے متعلق ہی پس اگر وہ گھر مین داخل
ہوئی تو دو طلاق سے طالقہ ہوگی اور اگر فقط فلان شخص سے کلام کیا تو ایک طلاق سے طالقہ ہوگی یہ فتاوے قاضیخان
مین ہی۔ اور اگر شرط کو درمیان مین کر دیا اور کہا کہ اگر تو گھر مین داخل ہوئی تو تو طالقہ ہی اگر تو گھر مین داخل ہوئی تو تو
طالقہ ہی اگر تو گھر مین داخل ہوئی تو تو طالقہ ہی یا اسنے شرط کو مقدم کیا یعنے اگر تو گھر مین داخل ہوئی تو تو طالقہ ہی الخ
تو جبتک گھر مین داخل نہو تب تک طلاق واقع نہوگی۔ پھر جب گھر مین داخل ہوئی تو بالاتفاق تین طلاق واقع ہونگی
یہ خلاصہ مین ہی۔ ایک نے دوسرے سے کہا کہ اگر مین بشرط استطاعت کل تیرے پاس نہ آیا تو میری جورو طالقہ ہی پھر
دوسرے روز نہ وہ بیمار ہوا اور نہ سلطان وغیرہ کسی نے اسکو روکا اور نہ کوئی ایسی بات ہوئی جس سے وہ آنے پر قادر
نہو مگر اس شخص کے پاس نہ گیا تو قسم مین جھوٹا ہو جائیگا۔ یہ حکم اسوقت ہی کہ جب اسکی کچھ نیت نہو یا استطاعت سے مراد از راہ
اسباب ہو اور اگر اسنے وہ استطاعت حقیقیہ مراد لی جو فعل کے ساتھ حادث ہوتی ہی اور وہ استطاعت از راہ قضا وقدر
ہوتی ہی تو دیانۃً اسکی تصدیق کیجائیگی مگر قضاءً تصدیق نہوگی اور دوسری روایت مین ہی کہ قضاءً بھی اسکی تصدیق
ہوگی یہ شرح جامع صغیر قاضیخان مین ہی۔ ایک نے کہا کہ اگر مین آج کے روز اس گھر سے نہ نکلون تو میری جورو طالقہ
ہی پھر اسکے پانون مین بیڑیان ڈال دیگئین اور چند روز تک نکلنے سے ممنوع ہوا تو قسم مین جھوٹا ہو جائیگا اور یہی صحیح ہی
ایک نے قسم کھائی کہ اس گھر مین نہ رہونگا پھر وہ بیڑیان ڈال کر نکلنے سے ممنوع ہوا تو قسم مین جھوٹا نہوگا یہ خزانۃ المفتین
مین ہی۔ ایک نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر مین نے اس ہانڈی سے جسکو تو پکاوے کچھ کھایا تو تو طالقہ ہی پس اگر آگ
اسی عورت نے جلائی ہو تو وہ پکانیوالی ہوگئی خواہ چولھے پر یا تنور مین ہانڈی رکھنے کے بعد اسنے آگ جلائی ہو یا
اس سے پہلے جلائی ہو اور خواہ چولھے پر ہانڈی اسی عورت نے رکھی ہو یا کسی دوسری نے رکھی ہو۔ اور اگر اس عورت
کے سواے کسی دوسرے نے آگ جلائی تو یہ عورت پکانے والی نہوگی خواہ اس عورت کے ہانڈی چڑھانے کے بعد
دوسرے نے آگ جلائی ہو یا اس سے پہلے جلائی ہو اور اسی طرف قدوری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہی چنانچہ فرمایا کہ پکانیوالی
وہ عورت ہی جو آگ جلادے نہ وہ عورت جو ہانڈی چڑھاوے اور پانی ڈالے اور مصالحہ ڈالے۔ اور فقیہ ابو اللیث رحمہ اللہ
نے اختیار کیا کہ اگر اس عورت نے تنور مین ہانڈی رکھی یا چولھے پر چڑھائی تو وہی پکانے والی ہوگی اگرچہ آگ کسی اور نے
روشن کر دی ہو اور صدر الشہید رحنے اپنے واقعات مین کہا کہ اسی پر فتوے ہی یہ محیط مین ہی۔ ایک نے اپنی جورو سے
کہا کہ تو ہر طعام کو خراب کر ڈالتی ہی اگر مین ایک مہینہ تک تیرے پاس طعام لایا تو تو طالقہ ہی پھر یہ شخص گوشت اسواسطے لایا
کہ پارچہ بنا کر لوگون کو بھیجدیے جاوین تو قسم مین جھوٹا نہوگا کیونکہ از راہ دلالت اسکی قسم اسطرح طعام اسکے پاس لانے پر
واقع ہوئی جو گھر کے کام مین آنے کے واسطے ہو یہ ظہیریہ مین ہی۔ فتاوی ابو اللیث مین لکھا ہی کہ ایک نے اپنی عورت سے

جماع کرنا چاہا پس اُس سے کہا کہ اگر تو میرے ساتھ کوٹھری مین نگئی تو تو طالقہ ہی پھر اُس مرد کی شہوت ٹھنڈی ہو جانے کے بعد عورت اسکے ساتھ کوٹھری مین گئی تو عورت پر طلاق پڑجائیگی اور اگر ٹھنڈی ہونے سے پہلے گئی تو طلاق نہ پڑیگی یہ محیط مین ہی اگر عربی مین جورو سے کہا کہ ہمان لم اطاک کالدر فانت طالق ثلثا یعنے اگر بمانند دُرّ تیشد یدالرا تجھ سے جماع نہ کرون تو تو طالقہ ہی تو یہ کلام جماع مین مبالغہ کرنے پر واقع ہوگا پس اگر جماع مین مبالغہ کیا تو قسم مین سچا رہا۔ ایک نے اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ ہی اگر مین نے فلانہ عورت سے ہزار بار جماع نہ کیا تو یہ قسم تعداد کثیر پر واقع ہوگی اور پورے ہزار ہونا ضرور نہین ہی اور اسمین کوئی مقدار معین نہین ولیکن مشائخ نے فرمایا کہ ستر تعداد کثیر ہی یہ فتاوی کبری مین ہی۔ ایک نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر مین تجکو جماع سے سیر نہ کردون تو تو طالقہ ہی تو شیخ نے فرمایا کہ سیر ہوجانا اور کسیطرح نہین پہچانا جائیگا سوائے اس عورت کے قول کے۔ اور فقیہ ابو اللیث ؒ اور امام ابو حفص بخاری نے فرمایا کہ اگر اُس مرد نے اس عورت سے جماع شروع کیا اور برابر کرتا رہا یہان تک کہ اُس عورت کو انزال ہوگیا تو اُسنے اُس عورت کو سیر کردیا پس وہ طالقہ نہوگی اور فقیہ نے فرمایا کہ ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہ محیط مین ہی۔ ایک نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو آج کی رات میرے پاس نہ آوے تو تو طالقہ ہی پھر عورت کوٹھری کے دروازہ تک آئی اور اندر داخل نہوئی تو طالقہ ہوجائیگی اور اگر کوٹھری کے اندر داخل ہوئی مگر مرد سوتا تھا تو طالقہ نہوگی کیونکہ شرط یہی تھی کہ اُسکے پاس آجاوے اسطرح کہ اگر وہ ہاتھ بڑھاوے تو اُس عورت تک پہونچ جاوے یہ خلاصہ مین ہی۔ ایک عورت اپنے بچھونے پر سوتی تھی اُسکو اُسکے شوہر نے اپنے بستر پر بلایا مگر عورت نے انکار کیا پس اُسنے عورت سے کہا کہ اگر آج کی رات تو میرے بستر پر نہ آئی تو طالقہ ہی پھر اس عورت کو اسکا شوہر زبردستی اپنے بچھونے پر اسطرح اُٹھالایا کہ عورت نے زمین پر اپنا پانون بھی نہین رکھا پھر رات مین شوہر کے ساتھ سوتی رہی تو طالقہ نہوگی۔ ایک مرد ایک گھڑی کے واسطے رات مین اپنے گھر سے باہر گیا پھر لوٹ آیا اور یہ گمان کیا کہ اُسکی جورو گھر مین نہین ہی پس کہا کہ اگر مین اسی رات اپنی جورو کو اپنے گھر مین نہ لایا تو وہ تین طلاق سے طالقہ ہی پھر صبح ہوئی تو اُسکی جورو نے کہا کہ مین تو اسی گھر مین تھی تو وہ شخص حانث نہوگا اور عورت پر طلاق نہ پڑیگی یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔ ایک نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر مین تیرے کپڑے پر سویا تو تو طالقہ ہی پھر عورت کے وسادہ پر اضطجاع کیا یا اُسکے صرفہ پر سر رکھا یا اُسکے بچھونے پر اضطجاع کیا یا اپنا پہلو یا اکثر بدن اُسکے کسی کپڑے پر رکھا تو قسم ٹوٹ جائیگی کیونکہ اسطرح سونے والا شمار ہوتا ہی اور اگر عورت کے تکیہ سے تکیہ لگایا یا اُسپر بیٹھا تو قسم مین جھوٹا نہوگا جبتک کہ ایک کروٹ یا اکثر بدن اُسپر نہ رکھے۔ ایک شخص چند آدمیون کے ساتھ ایک چھت پر تھا وہان سے جانا چاہا اور ساتھیون نے اُسکو منع کیا پس اُسنے چھت کے ایک کنارہ پر کسی طرف اپنا پانون رکھکر کہا کہ اگر مین اس رات یہان سویا یا یہان کھانا کھایا تو میری جورو طالقہ ہی اور اُسنے اپنی نیت مین وہ جگہ مراد لی جہان اُسنے پانون رکھا ہی پھر اس جگہ کے سوائے دوسری جگہ اسی چھت پر اُسنے کھایا یا سویا تو حکم قضا مین اُسکی جورو پر طلاق پڑجائیگی مگر دیانۃً طلاق نہوگی یہ خلاصہ مین ہی۔ ایک نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر مین آج کی رات تیرے ساتھ مع تیری اس قمیص کے نہ سویا تو تو تین طلاق سے طالقہ ہی اور عورت نے قسم کھائی کہ اگر مین مع اپنی اس قمیص کے تیرے ساتھ سوئی تو میری باندی آزاد ہی پھر مرد نے جورو کی وہ قمیص پہنی اور دونون ساتھ سو رہے تو دونون مین سے کوئی قسم مین جھوٹا نہوگا اسواسطے کہ عورت کی طرف سے قسم مین جھوٹا ہونا اسطرح تھا کہ اس قمیص کو پہنے ہوئے شوہر کے ساتھ سووے وہ نہ پایا گیا اور شوہر کی طرف سے سچا ہونا اسطرح ہوا

کہ عورت کے ساتھ اس حال مین سویا کہ مع قمیص تھا یعنے خود پہنے تھا - ایک نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر مین نے تجھ سے نہ
وطی کی مع اس مقنعہ کے تو تو تین طلاق سے طالقہ ہی پھر یون کہا کہ اگر مین نے تجھ سے مع اس مقنعہ کے وطی کی تو تو
تین طلاق سے طالقہ ہی تو اسمین حیلہ یہ ہی کہ اس عورت سے بغیر اس مقنعہ کے وطی کرے پس جبتک یہ مقنعہ موجود رہیگا
اور دونون زندہ رہینگے تب تک قسم مین جھوٹا نہوگا پھر اگر انمین سے کوئی مرگیا یا مقنعہ تلف ہوگیا تو وہ اپنی قسم مین
جھوٹا ہوجائیگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہی - ایک نے قسم کھائی کہ اگر مین نے تجھ سے اس نیزہ کی نوک پر وطی نہ کی
تو تو طالقہ ہی تو اسکا حیلہ یہ ہی کہ چھت مین سوراخ کرکے اسمین سے نیزہ کی نوک نکالے اور چھت پر جاکر عورت سے
اس نوک پر وطی کرے - اگر عورت سے کہا کہ اگر مین نے دوپہر کو بیچ بازار مین تجھسے وطی نہ کی تو تو طالقہ ہی تو اسمین حیلہ یہ ہی
کہ عورت کو عماری مین بٹھلاکر بازار مین لیجاوے اور خود عماری کے اندر گھسکر اُس سے وطی کرے - جورو سے عربی مین
کہا کہ - ان بت اللیلۃ الافی حجری فانت طالق - یعنی اگر تو نے رات گزاری سوائے اس صورت کے کہ میری گود مین
ہو تو تو طالقہ ہی - پھر عورت اُسکے بچھونے پر سوئی بدون اسکے کہ حقیقۃ اُسنے گود مین لیا ہو تو طلاق واقع نہوگی - اور
اگر اُسنے فارسی مین کہا کہ - الا درکنار من - اور باقی مسئلہ بحال خود رہا تو طلاق پڑنا واجب ہی کذا فی المحیط مترجم کہتا ہی کہ اردو
مین بھی گود مین کہنے کی صورت مین طلاق پڑنا واجب ہی اور اگر بغل مین کہا ہو تو طلاق نہونا صحیح ہی فافہم ایک عورت نے اپنے
شوہر سے کہا کہ تو اپنی اس باندی کے ساتھ سویا ہی اور شوہر نے کہا کہ اگر مین اس باندی کے ساتھ سویا تو تو تین طلاق سے
طالقہ ہی پس جورو نے کہا کہ اگر تیری اس قسم مین مجھ سے معنے ہون تو مین طالقہ ہون پس شوہر نے کہا کہ ہان - تو حکم یہ ہی کہ
اگر شوہر نے کچھ اور معنے مراد نہین رکھے سوائے اُسکے جو زبان سے بولا ہی تو جورو طالقہ نہوگی ورنہ طالقہ ہوجائیگی یہ فتاوی
کبرے مین ہی - ایک نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر مین نے تجھ سے وطی کی مادامیکہ تو میرے ساتھ ہی تو تو تین طلاق سے
طالقہ ہی پھر پشیمان ہوکر حیلہ ڈھونڈھا تو امام محمد رح نے فرمایا کہ حیلہ یہ ہی کہ اسکو ایک طلاق بائنہ دیکر اُسی وقت اُس سے
پھر نکاح کرلے پھر اُس سے وطی کرے تو حانث نہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہی - زید نے اپنے پڑوسی خالد سے کہا
کہ کل گذری رات مین میری جورو تیرے پاس تھی پس خالد نے کہا کہ اگر تیری جورو اس گذری رات مین میرے پاس
ہو تو میری جورو طالقہ ہی پھر سکوت کرکے کہا اور یا اور کوئی عورت ہو - پھر ظاہر ہوا کہ اسکے پاس دوسری عورت تھی
تو شیخ نصیر رح نے فرمایا کہ وہ قسم مین حانث ہوگا اور اُسکی جورو پر طلاق پڑجائیگی - اور محمد بن سلمہ رح نے فرمایا کہ حانث نہوگا
یہ اختلاف اس قاعدہ پر ہی کہ قسم کھانے والے نے جب قسم معقود کے ساتھ کوئی شرط لاحق کی پس اگر ایسی شرط ہو کہ جسمین
قسم کھانے والے کا نفع ہی تو بالاجماع وہ شرط اس قسم معقودہ سے لاحق نہوگی اور اگر ایسی شرط ہو کہ اسمین قسم
کھانیوالے پر ضرر ہی تو اسمین یہ اختلاف مذکور ہی پس جو شیخ ابو نصیر رح نے کہا ہی وہ امام ابو حنیفہ رح کے قول سے اقرب ہی
کیونکہ امام اعظم رح کے نزدیک جو عقود بیع کہ تمام ہوگئے اُنکے ساتھ شرط فاسد ملحق ہوجاتی ہی - اور مختار اس مقام پر
محمد بن سلمہ رح کا قول ہی اور اسی پر فتوی ہی کیونکہ سکتہ پڑجانے سے جب تک متعلق باول نہین ہوتی ہی پس دوم سے متعلق
ہونا اولی ہی اور شیخ رح نے کہا کہ میرے ماموں امام ظہیر الدین رح فتوے بقول محمد بن سلمہ رح دیتے تھے یہ خلاصہ مین ہی
ایک نے عربی مین کہا کہ ان غسلت ثیابی فانت طالق - یعنے اگر تو نے میرے کپڑون کو دھویا تو تو طالقہ ہی پس عورت نے
اسکی آستین و دامن کو دھویا تو طالقہ ہوگی یہ تجنیس مین ہی - ایک نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو نے یہ پیالہ دھویا

تو تو طالقہ ہی اور حال یہ تھا کہ عورت نے خادمہ کو حکم دیا تھا کہ یہ پیالہ دھو دے اُسنے دھویا تھا پس اگر عادت یہ ہو کہ عورت ہی یہ پیالہ دھویا کرتی تھی اور کوئی نہین دھوتا تھا تو طلاق پڑجائیگی اور اگر عادت یہ تھی کہ خادمہ ہی دھویا کرتی تھی خود عورت نہ دھوتی تھی اور شوہر اُسکو جانتا تھا کہ تو طلاق واقع نہوگی اور اگر عادت یہ تھی کہ عورت کبھی خود دھوتی تھی اور کبھی اسکی خادمہ دھوتی تھی تو ظاہر یہ ہی کہ طلاق واقع ہوگی لیکن اگر شوہر کی یہ نیت ہو کہ اگر خادمہ کو تونے دھونے کا حکم نہ دیا ہو الخ تو ایسی صورت مین طلاق واقع نہوگی یہ فتاوے کبری مین ہی۔ ایک نے عربی مین یون قسم کھائی کہ ان غسلت امرأتہ ثیابہ فہی طالق۔ یعنے اگر میری جورو نے میرے کپڑے دھوئے تو وہ طالقہ ہی پھر عورت نے اسکا لفافہ دھویا تو مشائخ نے فرمایا کہ وہ حانث نہوگا الا آنکہ ثیاب کی لفظ سے اسکی یہ بھی نیت ہو۔ ایک نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر مین نے تیرے واسطے پانی خریدا تو تو طالقہ ہی پھر ایک سقے کو ایک درم دیا کہ مٹکے مین پانی ڈال دے تو اسمین کلام ہی کہ وہ قسم مین جھوٹا ہوا یا نہین تو بعض نے فرمایا کہ سقے کو درم دیتے وقت اگر کوزون مین پانی ہو تو حانث ہوگا اور اگر نہو تو حانث نہوگا اسواسطے کہ جب درم دیتے وقت کوزون مین پانی ہو تو وہ پانی خریدنے والا ہو جائیگا اور اگر نہو تو وہ اجارہ پر لینے والا ہوگا یہ ظہیریہ مین ہی۔ ایک نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر تونے اپنے بھائی سے میرا شکوہ کیا تو تو طالقہ ہی پھر عورت کا بھائی آیا اور عورت کے سامنے ایک بےعقل بچہ تھا پس عورت نے کہا کہ اے بچہ میرے شوہر نے میرے ساتھ ایسا ایسا کیا ہی یہان تک کہ اسکا بھائی سن لے تو اس عورت پر طلاق نہ پڑیگی کیونکہ اس عورت نے طفل مذکور کو مخاطب کیا ہی اپنے بھائی کو خطاب نہین کیا۔ ایک نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو چپ نہ رہی تو تو طالقہ ہی وہ بولی کہ مین نہین چپنی پھر خاموش رہی تو طلاق واقع نہوگی کیا تو نہین دیکھتا کہ اگر کسی نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو آواز سے بڑبڑا نے جا دے تو تو طالقہ ہی وہ بولی کہ مین تو زور سے بڑبڑاؤنگی حالانکہ وہ خاموش ہی تو طلاق نہین پڑتی ہی اور عورت کا یہ کہنا کہ مین تو زور سے بڑبڑاؤنگی کچھ نہین ہی جبکہ وہ خاموش ہی۔ اسی طرح اگر عورت نے کسی شخص معین کے بارہ مین کچھ کلام کیا پھر شوہر نے کہا کہ اگر تو نے مجھ سے فلان شخص کا ذکر دوبارہ کیا تو تو طالقہ ہی وہ بولی کہ مین تجھ سے پھر اس شخص کا ذکر نہ کرونگی یا بولی کہ جب تو نے مجھ سے فلان شخص کے ذکر سے منع کیا تو مین فلان شخص کا ذکر نہ کرونگی تو وہ قسم مین حانث نہوگا اور طلاق نہ پڑیگی کیونکہ اسقدر ذکر قسم سے مستثنی ہی اور اگر عورت نے کہا کہ تو نے کیون مجھے فلان شخص کے ذکر سے منع کیا۔ یا کہا کہ اگر تو نے مجھے فلان شخص کے ذکر سے منع کیا تو مین تو اسکا ذکر کر چکی۔ تو ایسی صورت مین حانث ہوگا اور طلاق پڑ جائیگی۔ اور اگر فلان شخص کا ذکر بچون مین کیا تو طلاق نہ پڑیگی یہ خلاصہ مین ہی۔ فتاوے مین لکھا ہی کہ شیخ ابو القاسم سے دریافت کیا گیا کہ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ سب مجھے بھوکے تیرے ساتھ رہنے کی طاقت نہین ہی وہ بولا کہ اگر تو میرے گھر مین بھوکی رہی تو تو طالقہ ہی تو شیخ نے فرمایا کہ سواے روزہ کے اگر وہ عورت اسکے گھر مین ایسی نہین رہی تو تو طالقہ نہوگی یہ محیط مین ہی۔ ایک نے اپنی جورو کو خلع دیدیا پھر عدت مین اُس عورت سے کہا کہ اگر تو ہی میری جورو ہو تو تو تین طلاق سے طالقہ ہی اور اس کلام سے طلاق واقع کرنے کی نیت نہین کی تو طلاق واقع نہوگی کیونکہ علی الاطلاق وہ اسکی جورو نہین ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ فتاوی ابو اللیث مین ہی کہ ایک نے اپنی جورو سے فارسی مین کہا کہ اگر تو فردا زن من باشی پس تو طالقہ یعنی طلاق ہستی پھر دوسرے دن کی فجر طلوع ہونے کے بعد اس عورت کو خلع دیدیا تو شیخ نے فرمایا کہ اگر شوہر کی

مراد پہلے کلام سے یہ تھی کہ دوسرے روز کے کسی جزو مین بھی یہ عورت اُسکی جورو نہوگی تو فجر طلوع ہونے تک خلع مین تاخیر کرنے سے وہ عورت تین طلاق سے طالقہ ہو جائیگی اور اگر اُسکی کچھ نیت نہ تھی تو دوسرے روز غروب آفتاب سے پہلے جب خلع دیدے تو قسم مذکور کی وجہ سے عورت پر کچھ طلاق نہوگی پھر اگر دوسرے روز غروب آفتاب سے پہلے اُسکو خلع دے دیا پھر آفتاب ڈوبنے سے پہلے اُس سے نکاح کر لیا تو قسم کی وجہ سے تین طلاق سے طالقہ ہو جائیگی - اور اگر آفتاب ڈوبنے سے پہلے خلع دے دیا پھر آئندہ روز یعنی پرسون یا اسکے بعد اس سے نکاح کر لیا تو قسم مذکور کی وجہ سے طالقہ نہوگی یہ محیط مین ہی - ایک مرد نے قسم کھائی کہ اپنی جورو کو طلاق نہ دیگا پھر کسی شخص نے اُس مرد کی طرف سے بدون اسکے علم و آگاہی کے اُسکی جورو کو خلع دیدیا پھر اُس مرد کو خبر پہونچی اور اُسنے اجازت دیدی پس اگر زبان سے اجازت دی مثلاً یون کہا کہ مین نے اجازت دیدی تو قسم مین جھوٹا ہو گیا اور اگر کسی فعل سے اجازت دی اور زبان سے کچھ نہ کہا مثلاً خلع کے عوض کا مال لے لیا تو حانث نہوگا اور طلاق پڑ جائیگی یہ تجنیس و مزید مین ہی - ایک نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر مین نے تجھسے کہا کہ تو طالقہ ہی تو تو طالقہ ہی پھر اُس عورت سے کہا کہ مین نے تجھے طلاق دیدی تو قضاءً اُسپر دوسری طلاق پڑیگی اور اگر اُسنے اسی قول سے طلاق کی نیت کی ہو تو از راہ دیانت اُسکی تصدیق ہوگی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی - ایک نے اپنی جورو سے رات مین بزبان فارسی کہا کہ اگر ترا امشب دارم تو سہ طلاقہ ہستی یعنے اگر مین تجھے آج کی رات رکھون تو تو تین طلاق والی ہی پھر اُسی رات مین اُسکو ایک طلاق بائن دیدی پھر رات گذر گئی پھر اُس سے جدید نکاح کر لیا تو اب طالقہ نہوگی - اسیطرح اگر کہا کہ اگر ترا امروز دارم تو طالقہ ہستی پھر اُس دن اُسکو طلاق بائن دیدی تو صورت مسئلہ مین یہی حکم ہوگا یہ تجنیس و مزید مین ہی - قلت فی الاصل - جز امروز آہ وفیہ نظر - ایک مرد کے پاس اُسکے شہر کے عالمون مین سے ایک فقیہ کا ذکر کیا گیا پس اُسنے کہا کہ اگر وہ شخص فقیہ ہو تو میری جورو طالقہ ہی پس اگر فقیہ سے اُسکی مراد وہ ہو جسکو لوگ اپنے عرف مین فقیہ کہتے ہین یا کچھ نیت نہ کی تو طلاق واقع ہوگی اور اگر اُسنے حقیقی فقیہ مراد لیا تو بھی قضاءً یہی حکم ہی اور دیانةً یعنی فیما بینہ و بین اللہ تعالے طلاق واقع نہوگی اسواسطے کہ وہ فقیہ نہین ہی کیونکہ شیخ حسن بصری رحمہ اللہ تعالی سے مروی ہی کہ ایک شخص نے انکو فقیہ کہا تو اُس سے فرمایا کہ تو نے کبھی کوئی فقیہ نہین دیکھا فقیہ وہی ہوتا ہی جو دنیا سے منہ پھیرے ہوئے آخرت کا راغب اپنے نفس کے عیوب پر واقف ہو یہ فتاوی کبری مین ہی - ایک مرد نے کہا کہ اگر میرا بیٹا ختنہ کی عمر پر پہونچا اور مین نے اُسکا ختنہ نہ کیا تو میری جورو طالقہ ہی تو ختنہ کا وقت دس برس ہی اور اگر اُسنے اول وقت کی نیت کی ہو تو جبتک سات برس کا نہو وہ حانث نہوگا اور اگر اُسنے آخر وقت کی نیت کی ہو تو شیخ صدر شہید رح نے فرمایا کہ مختار یہ ہی کہ بارہ برس ہی یعنی انتہائی مدت بارہ برس یہ خلاصہ مین ہی - ایک مرد نے کہا کہ اگر میرا بیٹا ختنہ کی عمر کو پہونچا اور مین نے اُسکا ختنہ نہ کیا تو میری جورو طالقہ ہی تو فقیہ ابو اللیث رح نے فرمایا کہ جب اُسنے دس برس سے تاخیر کی تو چاہیے کہ حانث ہو جاوے اور اُنکے سواے دیگر مشائخ نے فرمایا کہ حانث نہوگا تاوقتیکہ بارہ برس سے تجاوز نہ کرے اور اسی پر فتوے ہی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی - عورت سے کہا کہ اگر مین تیرے ساتھ خدمت پر معاملہ نہ کرون جیسا کہ مین معاملہ کیا کرتا تھا تو تو طالقہ ہی پس اگر عورت کے لیے کوئی خدمت ہو تو یہ کلام اسی خدمت پر رکھا جائیگا ورنہ مرد کی نیت پر مرجع ہوگا یہ بزازیہ مین ہی - اور اگر کہا کہ اگر مین سلطان سے خوف کرتا ہون تو میری جورو طالقہ ہی پس اگر قسم کے وقت اُسکو سلطان سے کوئی خوف نہو

اور نیز اُسکے ذمہ کوئی ایسا جرم ہو جس سے سلطان کے خوف کی راہ نکلتی ہو تو وہ حانث نہوگا۔ ایک مرد ایک طفل سے متہم کیا گیا پس اس سے کہا گیا کہ فلان کہتا ہی کہ مین نے اسکو طفل مذکور سے خفیہ باتین کرتے دیکھا ہی پس اُسنے کہا کہ اگر اُسنے مجھے اس طفل سے کانا پھوسی کرتے دیکھا ہو تو میری جورو طالقہ ہی حالانکہ فلان مذکور نے اسکو درواقع طفل مذکور سے خفیہ باتین کرتے دیکھا تھا مگر کسی دوسرے معاملہ مین یہ باتین تھین تو شیخ نے فرمایا کہ مجھے امید ہی کہ وہ حانث نہوگا۔ ایک مرد نے کہا کہ اگر میرے گھر مین آگ ہو تو میری جورو طالقہ ہی حالانکہ اُسکے گھر مین چراغ جلتا ہی پس اگر اُسنے اسوجہ سے قسم کھائی ہی کہ اسکے کسی پڑوسی نے اُس سے آگ مانگی تھی تا کہ اُس سے آگ جلاوے تو اُسکی جورو طالقہ ہوجائیگی اور اگر قسم اسوجہ سے تھی کہ پڑوسیون نے اُس سے روٹی وغیرہ ایسی چیز مانگی تھی یا وہان کوئی سبب نہو تو حانث نہوگا یہ خلاصہ مین ہی۔ ایک مرد کسی طفل کے ساتھ متہم کیا گیا پس اُسنے فارسی مین کہا کہ اگر من باوی ناحفاظے کنم زن مرا طلاق است حالانکہ اُس شخص نے اس طفل کو گھورا اور اُسکا بوسہ لیا تھا تو اُسکی جورو طالقہ ہوجائیگی یہ فتاوے کبری مین ہی۔ جورو سے کہا کہ اگر مین نے کوئی باندی خریدی یا تجھپر دوسری عورت سے نکاح کیا تو تو بیک طلاق طالقہ ہی پس عورت نے کہا کہ مین ایک طلاق سے راضی نہین ہوتی پس مرد نے کہا کہ پس تو بسہ طلاق طالقہ ہی اگر تو ایک سے راضی نہین ہی تو فرمایا کہ اس کلام کے ساتھ یہی شرط مراد ہوگی یعنے فی الحال کوئی طلاق واقع نہوگی۔ عورت سے کہا کہ اگر اللہ تعالے موحدین کو عذاب دے تو تو طالقہ ہی تو فرمایا کہ حانث نہوگا جبتک ظہور نہو اور فقیہ نے کہا کہ وجہ یہ ہی کہ بعضی موحدین کو عذاب دیا جائیگا اور بعضے کو نہ دیا جائیگا پس اشتباہ ہوا پس شک کے ساتھ حکم نہ دیا جائیگا یہ حاوی مین ہی
[یعنے گنہگارون کو ۱۲] [کہ کون موحدین مراد ہین ۱۲]
ایک مرد نے کہا کہ اگر اللہ تعالے مشرکین کو عذاب دے تو اُسکی جورو طالقہ ہی تو مشائخ نے کہا کہ اسکی جورو پر طلاق نہوگی اسواسطے کہ بعضے مشرکین کو عذاب نہوگا پس وہ حانث نہوگا کذا فی فتاوی قاضی خان وقال المترجم فیہ نظر
[یعنے مسلمان ہوجاوینگے ۱۲]
ایک نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو فلان دار مین داخل ہوئی جبتک کہ فلان مذکور اسمین ہی تو تو طالقہ ہی پھر فلان مذکور نے اس دار کو تحویل کردیا اور ایک زمانہ تک ایسا رہا پھر وہ عود کرکے اسی دار مین آیا پھر عورت داخل ہوئی تو بعض نے فرمایا کہ طلاق واقع نہوگی اور اسی کو فقیہ ابو اللیث نے لیا ہی اور بعض نے کہا کہ حانث ہوگا اور صحیح یہ ہی کہ طلاق واقع نہوگی یہ جواہر اخلاطی مین ہی۔ اور اگر حالت غضب مین اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو نے پانچ برس تک ایسا کیا تو تو مجھسے مطلقہ ہوجائیگی اور مرد نے اس سے تخویف کی نیت کی پھر اس مدت گذرنے سے پہلے عورت نے یہ فعل کیا تو شوہر سے دریافت کیا جاوے کہ آیا تو نے اسکی طلاق کی قسم کھائی تھی پس اگر اُسنے خبر دی کہ ہان یہ قسم کھائی تھی تو اُسکی خبر پر عمل درآمد ہوگا اور عورت پر طلاق واقع ہونے کا حکم دیا جائیگا اور اگر اُسنے خبر دی کہ مین نے یہ قسم نہین کھائی تھی تو اسکا قول قبول ہوگا یہ محیط مین ہی۔ ایک مرد نشہ مین ہی اُسنے اپنی جورو کو بستر پر بلایا پس عورت نے انکار کیا پس اُسنے عورت سے کہا کہ اگر تو نے فرمان برداری کی اور میری مساعدت کی تو خیر ورنہ تو طالقہ ہی پھر قسم کے بعد آئندہ اُسکے بلانے پر عورت نے مساعدت و فرمان برداری کی تو حانث نہوگا اور اگر قسم کے بعد بلانے پر اُسنے فرمانبرداری نہ کی تو حانث ہو جائیگا یعنے طلاق واقع ہوگی اور مولانا رح نے فرمایا کہ اگر اُسنے از سر نو نہ بلایا تو عدم مساعدت کی صورت مین بھی حانث ہونا چاہیے اسواسطے کہ لوگ اپنے عرف مین اس سے حکم سابق کی فرمان برداری مراد رکھتے ہین۔ ایک مرد نشہ مین ہی اُسنے اپنی جورو کو ایک درم عطا کیا پس عورت نے کہا کہ تو جب ہوش مین ہوگا تو مجھسے لیگا
[یعنے پانچ برس ۱۲]

پس مرد نے کہا کہ اگر مین تجھ سے لے لون تو تو طالقہ ہی پھر اُسنے نشہ کی حالت مین لے لیا تو قسم مین حانث ہوگا اسواسطے کہ بعد افاقہ کے لے لینا شرط حنث ہی - ایک مرد نے جو نشہ مین ہی اپنی جورو سے کہا کہ مین نے اپنا یہ دار تجھے ہبہ کیا پھر کہا کہ اگر مین نے اپنے دل سے یہ بات نہ کہی ہو تو تو طالقہ بسہ طلاق ہی پھر اسکو افاقہ ہوا اور اسکو اسمین سے کچھ بھی یاد نہ آیا تو مشائخ نے فرمایا کہ اُسکی جورو طالقہ ہوگی اسواسطے کہ ظاہر یہ ہی کہ اس حالت مین جو کہتا ہی وہ دل سے کہتا ہی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی - ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو دار فلان مین داخل ہوئی تو تو طالقہ ہی پھر فلان مرگیا اور دار مذکور میراث ہوگیا پھر عورت داخل ہوئی پس اگر میت پر ایسا قرضہ ہو جو تمام ملک کو گھیرے ہوئے ہو تو وہ حانث ہوگا اور اگر ایسا قرضہ ہو تو فقیہ ابو اللیث رح نے فرمایا کہ اسصورت مین بھی حانث ہوگا اور اسی پر فتوی ہی - ایک مرد منزل کی کوٹھری مین بیٹھا تھا اُسنے کہا کہ اگر مین اس بیت مین داخل ہوا تو میری جورو طالقہ ہی تو قسم اس بیت کے اندر داخل ہونے پر ہوگی اور یہ عربی زبان پر ہی قال المترجم اور ہماری زبان مین بھی یہی ہی - اور اگر اُسنے فارسی مین کہا کہ اگر من باین خانہ اندر آیم تو میری جورو طالقہ ہی تو قسم اس منزل کے اندر داخل ہونے پر ہوگی اور اگر اُسنے کہا کہ مین نے اس کوٹھری کے اندر داخل ہونے کی نیت کی تھی تو دیانۃً تصدیق ہوگی قضاءً تصدیق نہوگی اور اگر اُسنے اس کوٹھری کی طرف اشارہ کیا تو بھی بہرحال ایسا ہی حکم ہی یہ خلاصہ مین ہی - ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو میرے بھائی کے گھر مین گئی تو تو طالقہ ہی پھر اسکا بھائی اس گھر کو چھوڑکر دوسرے گھر مین چلا گیا اور وہان رہنے لگا پھر عورت اس دوسرے گھر مین داخل ہوئی تو بعض نے فرمایا کہ اگر مرد کو پہلے دار کی نسبت کچھ ملال ہوا تھا جس سے اُسنے ایسی قسم کھائی تھی تو اب حانث نہوگا اور اگر اسکی قسم اپنے بھائی کی وجہ سے تھی تو حانث ہو جائیگا اور اگر اسکی کچھ نیت نہو تو امام اعظم و امام محمد رح کے قول پر حانث ہو جائیگا - اور اگر عورت اسی دار مین داخل ہوئی جسمین پہلے بھائی رہتا تھا اور قسم کے وقت اسکی ملک تھا پس اگر وہ دار بھائی کی ملک مین باقی ہو گر وہ اسمین نہ رہتا ہو تو قسم کھانے والا عورت کے اسمین جانے سے حانث ہو جائیگا اور اگر قسم کھانے کے بعد یہ دار اسکے بھائی کی ملک سے بوجہ بیع یا ہبہ وغیرہ کے نکل گیا ہو تو حانث نہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - اگر عورت سے کہا کہ اگر تو گرد آستانہ فلان گردی پس طالقہ ہستی پھر وہ عورت اسکے گرد پھری مگر دار مین داخل نہوئی اور شوہر نے کہا کہ میری نیت یہ تھی کہ داخل ہو تو عورت طالقہ ہوجائیگی - اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ بخانہ فلان اندر آئی تما طلاق اور یہ نہ کہا کہ اگر اور نہ لفظ چون کہا تو فی الحال طالقہ ہوجائیگی - ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو دار مین داخل ہوئی تو میری جورو تین طالقات ہین پھر وہ دار مین داخل ہوئی تو طلاق اسپر اور دوسری عورتون سب پر واقع ہوگی اور مولف رضی اللہ نے فرمایا کہ اسی قول پر اعتماد ہی یہ خلاصہ مین ہی - ایک مرد نے اپنی جورو کو ایک مرد کے ساتھ متہم کیا پھر شوہر اپنے دار مین آیا اور اس مرد کو جسکے ساتھ متہم کرتا تھا گھر کے ایک کونے مین بیٹھا دیکھا اور عورت دوسرے کونے مین پڑی سوتی تھی پھر جب شوہر نکلا اور وہ مرد بھی نکلا جسکے ساتھ وہ اپنی جورو کو متہم کرتا تھا تو سلطان نے عورت کے شوہر سے قسم لی کہ تو نے فلان کو اپنی جورو کے ساتھ نہین پکڑا پس مرد نے اپنی جورو کی طلاق کی قسم کھائی کہ اُسنے فلان کو اپنی جورو کے ساتھ نہین پکڑا تو وہ اپنی قسم مین جھوٹا نہوگا - ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو نے سیر بھوین سے لیکر نانوائی کے یہان بھیجے تو تو

طالقہ ہو اور شوہر کے گھر مین ایک چوپایہ تھا جسکو جو دیے جاتے تھے پس اُسکے چارہ مین سے ایک مٹھی جو بچے تھے پس عورت نے ان جو کو اپنے ذاتی جو کے ساتھ نانوائی کو بھیجا پس اگر شوہر اسکو کہ وہ نہ جانے یعنی دلالۃ الحال سے یہ بات معلوم ہو تو وہ اپنی قسم مین حانث نہوگا اسواسطے کہ اسقدر قسم مین عادۃً مراد نہین ہوتے ہین اور اگر وہ اسقدر کا بھی بخل کرتا ہو تو وہ اپنی قسم مین حانث ہوگا اور امام اعظم کے نزدیک صحیح یہ ہے کہ اگر عورت نے اپنے جو مین ملاکر پھر بھیجے ہون تو وہ حانث نہوگا یہ ظہیریہ مین ہے - ایک مرد کو ایک جورو نے حرام کی تہمت دی پس اُسنے کہا کہ اگر ایک سال تک حرام کرون تو تو طالقہ ہے تو یہ لفظ جماع پر رکھا جائیگا کہ عورت کی آنکھ کے روبرو تبداخل فرجین جماع کرے اور عورت نجانتی ہو کہ یہ عورت اسکی مملوکہ نہین ہے اور نہ اسکی جورو ہے یا اس فعل کے تبداخل فرجین واقع ہونے کے چار نفر گواہی دین یا شوہر خود ایک مرتبہ اقرار کرے اسواسطے کہ یہ فعل بزنا ہے یعنے لفظ حرام اُسکی قسم مین بمعنے زنا قرار پایا اور زنا فقط انھین صورتون سے ثابت ہوتا ہے اور اگر وہ حاکم قاضی کے سامنے اس سے انکار کر گیا کہ مین نے نہین کیا ہے اور عورت کے پاس گواہ نہین ہین تو وہ حاکم کے پاس قسم لے پس اگر وہ قسم کھا گیا تو عورت کو اُسکے ساتھ رہنے کی گنجائش ہے - اور اگر عورت سے کہا کہ اگر تو کسی سے حرام کرے تو تو بسہ طلاق طالقہ ہے پھر مرد نے اسکو طلاق بائن دیدی پھر عدت مین اُس سے جماع کیا تو امام اعظم و امام محمد رح کے نزدیک طالقہ ہوگی اسواسطے کہ ان دونون اامون کے نزدیک عموم لفظ کا اعتبار ہے اور امام ابو یوسف غرض کا اعتبار کرتے ہین پس انکے قول کے قیاس پر طالقہ نہوگی اور اسی پر فتوے ہے - اور اگر عورت سے کہا کہ اگر تو نے کسی کا بوسہ لیا تو تو طالقہ بسہ طلاق ہے پس اُسنے اسی مرد کا بوسہ لیا تو طالقہ ہو جائیگی یہ خلاصہ مین ہے - ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر تیرا کمر بند حرام پر کھلا جب سے تو میری جورو ہے تو تو طالقہ ہے پس عورت نے کہا کہ مجھے ایک مرد نے پکڑ لیا اور زبردستی باکراہ مجھ سے جماع کر لیا ہے تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر حالت ایسی ہو کہ عورت منع کرنے پر قادر نہوئی ہو تو یہ حانث نہوگا اور اگر عورت روکنے و باز رکھنے پر قادر تھی تو مرد حانث ہو جائیگا بشرطیکہ شوہر نے اُسکے قول کی تصدیق کی ہو - ایک مرد نے کہا کہ اگر مین حرام سے غسل کرون تو میری جورو طالقہ ہے یعنے غسل بوجہ حرام کرنے کے ہو پھر اُسنے ایک اجنبیہ عورت کو لپٹا لیا حتے کہ اُسکو انزال ہو گیا اور اُسنے غسل کیا تو مشائخ نے فرمایا کہ امید ہے کہ وہ حانث نہو اور اُسکی قسم فعل جماع پر ہوگی - ایک مرد نے کہا کہ اگر مین فلان کو اپنے گھر مین لایا تو میری جورو طالقہ ہے تو جبتک اسکو داخل نہ کرے تب تک حانث نہوگا یعنے جبتک فلان مذکور اُسکے علم سے اندر نہ آوے تب تک حانث نہوگا - اور اگر کہا کہ اگر فلان میری کوٹھری مین داخل ہو تو میری جورو طالقہ ہے پھر فلان اُسکی کوٹھری مین داخل ہوا خواہ قسم کھانے والے سے اجازت لیکر یا بدون اجازت اور خواہ اُسکی آگاہی مین یا بغیر آگاہی کے تو قسم کھانے والا اپنی قسم مین حانث ہو جائیگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہے - اور اگر کہا کہ اگر مین نے آواز سے باد اتو میری جورو طالقہ ہو پھر اسکے بدون قصد کے آواز سے باد نکل گیا تو عورت طالقہ نہوگی اور یہ مسئلہ نظیر ہے اس مسئلہ کی کہ قسم کھائی کہ اس دار مین داخل نہونگا پھر زبردستی باکراہ داخل کیا گیا یا قسم کھائی کہ نہ نکلونگا پھر زبردستی باکراہ نکالا گیا یہ محیط مین ہے - اگر اپنی جورو سے کہا کہ اگر مین تجھے خوش کرون تو تو طالقہ ہے پھر اسکو مارا پس اُسنے کہا کہ مجھے تو نے خوش کیا تو طالقہ نہوگی اسواسطے کہ ہم جانتے ہین کہ وہ جھوٹی ہے اور اگر عورت کو ہزار درم دیدیے اور عورت نے کہا کہ مجھے خوش نہین کیا تو قول

عورت کا قبول ہوگا اسواسطے کہ احتمال ہی کہ اُسکی درخواست دہ ہزار درم کی ہو پس ایک ہزار درم سے خوش نہوگی یہ محیط سرخسی
مین ہی- ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر تیرا قریب میرے دار مین آیا تو تو طالقہ ہی پھر عورت و شوہر کا قریب دار
مین داخل ہوا تو بعض نے فرمایا کہ حانث ہوگا اسواسطے کہ قرابت متجزی نہین ہوتی ہی پس دونون مین سے ہر ایک
کا پورا قریب ہوگا اور بعض نے کہا کہ دیکھا جاوے کہ اگر وہ ایسے کام سے داخل ہوا کہ شوہر کے ساتھ مختص ہی تو مرد
حانث نہوگا اور اگر ایسے کام کے واسطے آیا جو عورت سے مختص ہی تو حانث ہو جائیگا - ایک عورت اپنے شوہر کے
کپڑون مین سے کوئی کپڑا اٹھا لیگئی پس شوہر نے کہا کہ اگر تو نے مجھے میرا کپڑا آج کے روز واپس نہ دیا تو تو طالقہ ہی
پس عورت گئی تا کہ لاکر واپس دے پھر شوہر اُسکے پاس پہونچا اور وہ گٹھری مین سے شوہر کو واپس دینے کو نکالتی تھی
پس شوہر نے عورت کے واپس دینے سے پہلے خود گٹھری مین سے لے لیا یا عورت سے چھین لیا تو استحساناً حانث
نہوگا اور اسی کو شیخ زاہد فقیہ ابو اللیث رح نے اختیار کیا ہی یہ ظہیریہ مین ہی - ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ ان لم یکن
فرجی احسن من فرجک فانت طالق یعنی اگر میرا آلہ تناسل تیری فرج سے اچھا نہو تو تو طالقہ ہی اور عورت نے کہا کہ اگر
میری فرج تیرے آلہ تناسل سے اچھی نہو تو میری باندی آزاد ہی تو شیخ امام ابو بکر محمد بن الفضل نے فرمایا کہ اگر اس گفتگو
کے وقت دونون کھڑے ہون تو عورت قسم مین سچی ہوگی اور مرد حانث ہو جائیگا اور اگر دونون بیٹھے ہون تو شوہر سچا
ہوگا اور عورت حانث ہو جائیگی اسواسطے کہ عورت کی فرج حالت قیام مین مرد کے آلہ تناسل سے بہتر ہی اور بیٹھنے
کی حالت مین امر برعکس ہی اور اگر مرد کھڑا ہو اور عورت بیٹھی ہو تو فقیہ ابو جعفر نے فرمایا کہ مین اسکو نہین جانتا ہون اور
فرمایا کہ دونون مین سے ہر ایک کا حانث ہونا چاہیے اسواسطے کہ دونون قسمون مین سے ہر ایک کا سچا ہونا اسی طور
پر ہی کہ دونون مین سے کوئی بہتر ہو اور تعارض کے وقت دونون مین سے کوئی بہ نسبت دوسرے کے احسن نہوگی
پس دونون مین سے ہر ایک حانث ہوگا - ایک شخص نے جو نشہ مین ہی اپنی جورو سے کہا کہ اگر فلان شخص تجھ سے مقعد وسیع
تر رکھتا ہو تو تو طالقہ ہی تو شیخ ابو بکر اسکاف نے فرمایا ہی کہ یہ ایسی چیز ہی کہ غیر مقدور و غیر معلوم ہی پس وہ حانث نہوگا یہ
فتاوے قاضیخان مین ہی - اور اگر مرد نے اپنی دو عورتون سے کہا کہ تم مین سے جسکی فرج وسیع ہی وہ طالقہ ہی تو
دونون مین سے بڑی عورت پر طلاق واقع ہوگی اور شیخ امام ظہیر الدین نے فرمایا کہ دونون مین سے جو اطلب ہو یعنے
بہت مرطوب ہو اُسپر طلاق واقع ہوگی یہ خلاصہ مین ہی - اور اگر ایک مرد اور اسکی جورو مین جھگڑا ہوا پس عورت نے
کہا کہ من بار خدا سے توام یعنی تجھ سے افضل ہون پس شوہر نے کہا کہ اگر ایسا ہی تو تو طالقہ ہی پس اگر عورت اس سے
افضل نہو تو طالقہ نہوگی اسواسطے کہ علو و تفوق کبھی ہوتا ہی کہ علم و فضل و حسب و نسب مین بڑھ کر ہو یہ محیط سرخسی
مین ہی - دو مردون مین سے ہر ایک نے دوسرے سے کہا کہ اگر میرا سر تجھ سے بھاری نہو تو میری جورو طالقہ ہی تو
اسکی پہچان کا یہ طریقہ ہی کہ جب دونون سو جاوین تو دونون پکارے جاوین پس جو جلدی جواب دے اُس سے
دوسرے کا سر بھاری ہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہی - ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر میرا ذکر یعنی آلہ تناسل
لوہے سے زیادہ شدید نہو تو تو طالقہ ہی تو عورت طالقہ نہوگی اسواسطے کہ آلہ تناسل استعمال سے ناقص نہین ہوتا
ہی یہ خلاصہ مین ہی و قال المترجم وفیہ نظر - ایک مرد نے ضیافت کا سامان کیا اور تیاری کی پھر ایک شخص دوسرے
گانون سے آیا پس اُس نے کہا کہ اگر مین نے اس آنیوالے کے واسطے اپنے گانون مین سے ایک گاے ذبح نہ کی تو

میری جورو طالقہ ہی پس اگر اس آنیوالے کے لوٹنے سے پہلے اُسنے ایک گاے اسکے لیے ذبح کی تو سچا رہا ورنہ حانث ہوگیا
اور اگر اُسنے اپنی جورو کی گاؤن مین ایک گاے ذبح کی تو اپنی قسم مین سچا نہوگا الا آنکہ اسکے اور اُسکی جورو کے درمیان
ایسی الفت وانبساط ہو کہ دونون مین سے کوئی اپنے مال کو دوسرے سے تمیز وفرق نہ کرتا ہو اور دونون مین جو دوسرے کا مال
لے لیتا ہو تو باہم نہین مجادلہ وجھگڑا نہوتا ہو تو ایسی صورت مین مجھے امید ہی کہ وہ سچا رہیگا اور اگر اُسنے اپنی گاے اس آنیوالے
کیواسطے ذبح کی لیکن بعد ذبح کے اُسکے گوشت سے اس آنیوالے کی ضیافت نہ کی پس اگر یہ گانون جس سے یہ آنیوالا آیا ہی
اُس گانون سے قریب ہو تو قسم مین سچا رہیگا اسواسطے کہ شرط بر کی متحقق ہوگئی ہی اور اگر یہ گانون اس گانون سے دور ہو کہ
وہان سے آنا سفر شمار کیا جاتا ہو تو مجھے خوف ہی کہ وہ قسم مین سچا نہوگا اسواسطے کہ جب ایسا آدمی سفر کر کے آتا ہی تو اسکے واسطے
ضیافت تیار کرتے ہین پس قسم مذکور ذبح کر کے ضیافت کرنے پر واقع ہوگی یہ فتاوی کبری مین ہی۔ اور اگر کہا کہ اگر مین نے
فلان کو اس دار مین داخل ہونے دیا تو میری جورو طالقہ ہی پس اگر قسم کھانیوالا اس دار کا مالک ہو تو قسم سچی ہونے کی شرط
یہ ہی کہ فلان مذکور کو قول وفعل سے اس دار مین آنے سے مانع ہو ایسا ہی صدر شہید رح نے اپنے واقعات مین ذکر کیا ہی اور نوازل
مین ہی کہ قسم سچی ہونے کی شرط ملک منع[1] ہی اور ملک دار سے تعرض نکیا اور فرمایا کہ اگر قسم کھانیوالا فلان کے داخل ہونے کے
روکنے پر قادر نہو تو روکنا و منع کرنا دونون واجب ہین تاکہ سچا ہو اور اگر روکنے کا مالک نہو تو یہ قسم ممانعت کرنے پر ہوگی روکنے
پر نہوگی۔ اور شیخ امام ظہیر الدین ملک منع کو اعتبار کرتے تھے کہ روک سکے اور اسی پر فتوی ہی۔ اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ
ہی اگر مین تجھ سے جماع کردن الا بعذر یا بلیہ یا ضرورت۔ پھر اس قسم کے بعد مرد مذکور اس عورت سے سوائے فرج کے مباشرت
رکھتا تھا پھر ایک روز چوک گیا اور اُسکی فرج مین داخل کر دیا پس اگر خطا سے ایسا ہوا تو یہ عذر ہی درحالیکہ اسکا یہ ارادہ نہو
یہ ذخیرہ مین ہی۔ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ تو غائب ہو جاتا ہی اور میرے لیے نفقہ کچھ نہین چھوڑ جاتا ہی پس شوہر غصہ
مین آگیا پس عورت نے کہا کہ یہ تو مین نے کوئی بڑی بات نہین کہی کہ جسمین غصہ کی ضرورت ہو پس شوہر نے کہا کہ اگر
یہ بڑی بات نہ تھی تو تو طالقہ ہی پس اگر اس سے شوہر کی نیت مجازات[2] ہو یعنی بلا تعلیق تو وہ فی الحال طالقہ ہو جائیگی
اور اگر اُسنے مجازات نہین بلکہ تعلیق طلاق کا قصد کیا تو مشائخ نے فرمایا ہی کہ اگر شوہر مرد محترم صاحب قدر ہو کہ
ایسی شکایت اُسکے حق مین اہانت ہو تو وہ طالقہ نہوگی اور اگر ایسا محترم ذی قدر نہو تو طالقہ ہو جائیگی۔ ایک شخص
نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو اسی دم نہ کھڑی ہوئی اور میرے والد کے گھر کی طرف نہ گئی تو تو طالقہ ہی پس عورت اُسوقت
کھڑی ہوگئی اور شوہر ہنوز نہین نکلا ہی اور اُسنے نکلنے کے واسطے کپڑے پہنے اور نکلی اور پھر لوٹ کر آ کر بیٹھ گئی یہانتک
کہ شوہر نکلا تو وہ طالقہ نہو جائیگی اور شوہر حانث نہوگا اور اگر عورت کو پیشاب زور سے لگا اور اُسنے پیشاب کیا پھر
جانے کے واسطے کپڑے پہنے تو بھی حانث نہوگا۔ اور اگر دونون مین سخت کلامی رہی اور کلام طول ہوا تو اس سے
فی الفور ساقط نہوگا یعنے اگر بعد اسکے ختم کے اُٹھی اور کپڑے پہنکر چلی تو گویا فی الفور چلی۔ اور اگر عورت کو خوف
نماز جاتی رہنے کا ہو پس اُسنے نماز پڑھی تو شیخ نصیر رح نے فرمایا کہ مرد حانث ہو جائیگا اور بعضون نے کہا کہ حانث
نہوگا کذا فی الظہیریہ اور اسی پر فتوی دیا جاتا ہی یہ فتاوے کبری مین ہی۔ ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو نے
آج کے روز دو رکعتین نماز نہ پڑھین تو تو طالقہ ہی پھر وہ نماز شروع کرنے سے پہلے یا ایک رکعت پڑھنے کے بعد
حائضہ ہوگئی تو شمس الائمہ حلوائی سے منقول ہی کہ وہ فرماتے تھے کہ اگر قسم کے وقت سے حائضہ ہونیکے وقت تک

[1] یعنی منع کرنے کی قدرت
[2] یعنی جھگڑا ... یعنی طلاق دیدی ... [illegible]

اتنا وقت ہو کہ وہ دو رکعت نماز پڑھ سکتی ہو تو سب کے نزدیک قسم منعقد ہو جائیگی اور عورت طالقہ ہو جائیگی اور اگر اتنا وقت نہو تو امام اعظم و امام محمد رحمہ کے نزدیک قسم منعقد نہوگی اور وہ طالقہ نہوگی اور امام ابو یوسف کے نزدیک قسم منعقد ہوگی اور وہ طالقہ ہوگی - اور صحیح یہ ہی کہ یمین یعنی قسم سبکے نزدیک ہر حال میں منعقد ہوگی اور طلاق واقع ہوگی یہ تاتارخانیہ میں ہی - مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ تو میرے دراہم چراتی ہی اُسنے کہا کہ مین نے تو یہ کبھی نہیں کیا مرد نے کہا کہ اگر تو نے میرے درمون مین سے کچھ اُٹھالیا تو تو طالقہ ہی پھر عورت نے گھر مین جھاڑو دیتے وقت ایک درمون کی تھیلی گری ہوئی پائی پس اُسنے اُٹھا کر ایک کونے مین رکھدی اور شوہر کو خبر دیدی کہ مین نے اُٹھائی نہ اس غرض سے کہ تجکو نہ دون تو امید ہی کہ وہ طالقہ نہوگی - مرد نے جورو سے کہا کہ اگر تو نے میری تھیلی مین سے درم اُٹھا لیے تو تو طالقہ ہی پس عورت نے تھیلی کا مُنہ کھولدیا اور اپنی دختر کو کہا پس اسنے درم نکال لیے تو کتاب مین مذکور ہی کہ مجھے خوف ہی کہ وہ طالقہ ہو جائیگی - ایک مرد نے اپنی جورو کو درم نکال لینے کی تہمت لگائی پھر اُس سے فارسی مین کہا کہ اگر از درم من تو برداری پس تو طالقہ بسہ طلاق ہستی پھر عورت نے شوہر کے درم ایک رومال مین پاکر رومال کو اُٹھایا اور ایک عورت کو دیا اور اُس سے کہا کہ اسمین سے کچھ درم نکال لے پس اُسنے اسمین سے درم نکال کر زوجہ کو دیدیے تو طلاق واقع ہو جائیگی - عورت سے کہا کہ اگر تو نے سال بھر تک میرے درمون سے درم چورائے تو تو طالقہ ہی پھر عورت کو درم دیے تا کہ انکو دیکھے پھر عورت نے بغیر علم شوہر کے اسمین سے کچھ نکالے پھر شوہر نے اُس سے کہا کہ تو نے اسمین سے کچھ درم نکالے ہین اُسنے کہا کہ ہان مگر چوری کے طور پر نہین اور شوہر کو واپس دیے پس اگر شوہر کے اسکے پاس سے جدا ہو جانے کے بعد اُسکو واپس دیے تو طالقہ ہوگی اور اگر قبل شوہر کے جدا ہونے کے واپس دیے ہین تو طالقہ نہوگی - اور اگر عورت نے انکار کیا تو بھی طالقہ ہو جائیگی - ایک عورت نے اپنے شوہر کی تھیلی سے درم نکال لیے اور گوشت خریدا اور قصاب نے یہ درم اپنے درمون مین مخلوط کر دیے پس شوہر نے کہا کہ اگر تو نے مجھے یہ درم آج کے روز واپس نہ دیے تو تو بسہ طلاق طالقہ ہی پھر دن گذر گیا تو عورت پر تین طلاق واقع ہونگی - اور اسکا حیلہ یہ ہی کہ عورت پوری تھیلی قصاب کی لیکر شوہر کے سپرد کردے تو شوہر اپنی قسم مین سچا ہو جائیگا یہ فتاوے کبری مین ہی - شوہر نے عورت سے کہا کہ تو نے درم کیا کیا اُسنے کہا کہ مین نے گوشت خریدا پس شوہر نے کہا کہ اگر تو نے مجھے یہ درم نہ دیا تو تو طالقہ ہی حالانکہ یہ درم قصاب کے ہاتھ سے جا تا رہا تھا تو فرمایا کہ جبتک یہ معلوم نہو کہ یہ درم گلا کر ڈالا گیا یا سمندر مین گر گیا ہی تب تک مرد مذکور حانث نہوگا - عورت نے شوہر کے درم اُسکی تھیلی سے چرا لیے پھر انکو غیر کے درمون مین ملا دیا پس شوہر نے کہا کہ اگر تو نے یہی درم مجھے واپس نہ دیے تو تو طالقہ ہی پس اگر عورت نے ایک ایک کر کے اُسکو واپس دیے تو بعینہ یہی درم دیدیے یہ حاوی مین ہی - شوہر نے اپنے درم عورت کے ہاتھ رکھے پھر واپس لینے کے وقت اُسکو تہمت لگائی پس فارسی مین کہا کہ اگر تو درم برداشتی سہ طلاق ہستی بطور استفہام کہا پس عورت نے کہا کہ ہستم پھر کھلا کہ عورت مذکورہ نے اُٹھائے تھے پس اگر شوہر نے حانث ہونے کے وقت ایقاع طلاق کی نیت کی ہو تو طلاق واقع ہوگی اور اگر مجرد تخویف منظور ہو تا کہ عورت اقرار کردے تو طلاق واقع نہوگی یہ فتاوے کبرے مین ہی - ایک مرد نے اپنے پسر سے کہا کہ اگر تو نے میرے مال سے کچھ چرایا تو تیری ماں طالقہ ہی پھر پسر مذکور نے باپ

(کہا اگر تو نے درم اُٹھائے ہون تو مجھ پر تین طلاق ہین ۱۲)

کے گھر سے اینٹین چرائین تو مروی ہی کہ امام ابو یوسف سے یہ مسئلہ پوچھا گیا تو فرمایا کہ اگر باپ اپنے بیٹے سے اسکا بھی بخل کرتا ہو
تو اسکی مان طالقہ ہو جائیگی اور امام محمد رح سے یہ مسئلہ پوچھا گیا تو انھون نے کچھ جواب نہ دیا تو اُنسے کہا گیا کہ امام ابو یوسف
نے اسطرح جواب دیا ہی تو فرمایا کہ سواے ابو یوسف رح کے ایسی اچھی بات کون کہہ سکتا ہی۔ ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ
اگر مین نے تجھے درم دیا کہ تو نے اُس سے کچھ خریدا تو تو طالقہ ہی پھر عورت کو ایک درم دیا اور حکم دیا کہ فلان کو دیدے
تاکہ وہ تیرے لیے کوئی چیز خرید دے پھر شوہر کو اپنی قسم یاد آئی پس اُسنے عورت سے درم واپس مانگا پس اگر
عورت خود چیزین خریدتی ہو تو حانث نہوگا اور اگر خود نہ خریدتی ہو تو حانث ہو جائیگا۔ ایک مرد نے اپنی جورو سے
کہا کہ اگر تو نے اس دار سے اوس دار مین کوئی چیز بھیجی تو تو طالقہ ہی پھر قسم کھانیوالے نے اپنی باندی کو حکم دیا کہ اوس
دار والے لوگ جو چیز مانگین انکو دے پھر اوس دار کا ایک آدمی آیا اور کسنے کوئی چیز مانگی پس باندی نے دیدی
پھر مولے کو معلوم ہوا تو اُسکو بُرا معلوم ہوا اور غصہ مین ہو گیا پس قسم کھانے والے کی جورو نے باندی سے کہا کہ تو جا
اور مولے کے گھر سے اس سے اچھی چیز لیکر اوس دار مین پہونچا دے پس باندی نے پہونچا دی تو مشائخ نے فرمایا کہ
اگر بدلیل یہ بات معلوم ہو جاوے کہ باندی نے یہ فعل اپنے مولی کے واسطے کیا ہی مولی کی جورو کی اطاعت مین نہین
کیا ہی تو مرد مذکور حانث نہوگا اور اگر معلوم ہو کہ باندی نے مولی کی جورو کی اطاعت مین کیا ہی تو مولی حانث ہو جائیگا
اور اگر اس معاملہ مین کوئی دلیل نہو تو باندی سے دریافت کیا جائیگا اور جو کچھ اُسنے کہا کہ مین نے مولی کیواسطے
کیا ہی یا مولی کی جورو کی اطاعت کی ہی وہ قبول کیا جائیگا ایسا ہی کتاب مین مذکور ہی اور مولانا رحمہ اللہ نے فرمایا
کہ احتمال ہی کہ صورت مسئلہ کی یون ہو کہ اس دار کے لوگون نے باندی سے کوئی چیز مانگی مگر اُسنے نہ دی پھر
مولی کو اسکی خبر دیگئی تو اُسنے برا مانا پس اُسکی جورو نے باندی سے کہا کہ مولے کے گھر سے اس سے اچھی چیز اٹھا کر
اوس دار مین پہونچا دے پھر باقی مسئلہ وہی ہی جو آخر تک مذکور ہی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ ایک دھوبی کی
دوکان سے کسی غیر کا کپڑا جاتا رہا پس دھوبی نے اپنے نوکر کو تہمت لگائی پس نوکر نے کہا کہ اگر من ترا زیان کردم
زن من سہ طلاق یعنے اگر مین نے تیرا نقصان کیا ہی تو میری جورو کو تین طلاق ہین حالانکہ نوکر ہی اسکو لیگیا تھا
تو اسکی جورو پر تین طلاق پڑ جاوینگی۔ ایک شخص راہ مین جاتا تھا اُسکو چورون نے پکڑا اور اُسکے پاس جو درم
تھے وہ چھین لیے اور اُس سے اُسکی جورو پر تین طلاق کی قسم لی کہ اسکے پاس سواے ان درمون کے جو لیے ہین
اور درم نہین ہین پس اُسنے قسم کھائی پس اگر اسکے پاس تین درمون سے کم ہون تو قسم مین جھوٹا نہوگا اور
اگر اُسکے پاس تین درم یا زیادہ ہون پس اگر اُس سے جورو کی طلاق کی قسم لی ہو تو جورو پر طلاق پڑ جائیگی
اگرچہ وہ نہ جانتا ہو اور اگر اللہ تعالی کی قسم ہو تو اسپر کفارہ لازم نہوگا اسواسطے کہ اگر وہ جانتا ہوگا تو یمین غموس
ہی اور اگر نہ جانتا ہوگا تو قسم لغو ہی۔ اور اگر فارسی مین قسم کھائی کہ اگر بامن درمے ہست پس تو طالقہ ہستی پس اگر
اسکے پاس ایک درم یا زیادہ ہون تو اسمین وہی تفصیل ہی جو مذکور ہوئی۔ اور اگر کہا کہ اگر بامن سیم ست پس اگر
اُسکے پاس ایسی چیز ہو کہ اگر وہ جانین تو چھین لین تو حانث ہوگا اور اگر ایسی چیز چاندی کی نہو تو حانث نہوگا ایک
مرد کو چورون نے لوٹ لیا پھر اُس سے جورو کی طلاق کی قسم لی کہ ہمارے فعل سے کسی کو خبر نہ کرے پھر قافلہ
اُسکے سامنے آیا پس اُسنے قافلہ والون سے کہا کہ راستہ پر بھیڑیے ہین پس قافلہ والے سمجھ گئے اور لوٹ پڑے

پس اگر اُسنے بھیڑیے کہنے سے چورون کو مراد لیا تو حانث ہو جائیگا اور اگر اُسنے حقیقت مین بھیڑیے مراد لیے اور اپنی غرض سے کہا کہ یہ لوگ بھیڑیون کے خوف سے واپس ہو جاوین تو حانث نہوگا۔ اور اگر ایک نے کہا کہ اس رات میرے یہان جماعت یعنی گروہ آیا اور سب چیزین لیگئے اور مجھ سے قسم لی کہ مین انکے نامون سے خبر نہ دون اور وے میرے ساتھی کوچہ مین ہین پس اگر اُسنے انکے نام تحریر کر دیے تو بھی حانث ہو جائیگا تو اُسکا حیلہ یہ ہی کہ اُسکے پڑوسیون کے نام لکھکر اُسکے سامنے پیش کیے جاوین اور کہا جاوے کہ یہ تھا تو وہ کہے کہ نہین پھر دوسرا پیش کیا جاوے یہان تک کہ جب ان لٹیرون مین سے کسی کا نام آوے تو وہ خاموش رہے یا کہے کہ مین کچھ نہین کہتا پس بات ظاہر ہو جائیگی اور یہ مرد بھی حانث نہوگا یہ فتاوے کبری مین ہی۔ ایک مرد کا ایک کپڑا تھا اُس سے کسی چور نے چورا لیا یا غاصب نے غصب کر لیا پھر کپڑے کے مالک نے قسم کھائی کہ اگر کپڑا میرا یہہ یعنی وہی کپڑا جو مذکور ہوا ہی اُسی طرف اشارہ ہی ہم تو میری جورو طالقہ ہی تو اس مسئلہ مین تین صورتین ہین۔ اول آنکہ یہ بات معلوم ہو جاوے کہ وہ کپڑا موجود ہی تو اسکی جورو طالقہ ہو جائیگی۔ دوم آنکہ یہ بات معلوم ہو جاوے کہ نابود ہو گیا تو طالقہ نہوگی۔ سوم آنکہ دونون مین سے کوئی بات معلوم نہین ہوئی تو بھی جورو طالقہ ہو جائیگی اسواسطے کہ موجود ہونا اصل ہی یہ تجنیس و مزید مین ہی۔ اور اگر فارسی مین کہا کہ اگر کسے را نبیذ دہم زن مرا طلاق یعنے اگر کسی کو شراب دون تو میری جورو کو طلاق تو قسم اُسکی نیت پر ہوگی یعنے اگر دینے سے ہدیہ دینے کی نیت کی تو پلانے سے حانث نہوگا اور اگر پلانے کی نیت کی تو ہدیہ دینے سے حانث نہوگا اور اگر اسکی کچھ نیت نہو تو اگر دیگا یا پلاویگا بہر حال حانث ہو جاویگا یہ خزانۃ المفتین مین ہی اور فتاوی مین ہی۔ کہ ایک مرد کو اسکی جورو نے شراب پینے پر عتاب کیا پس اُسنے کہا کہ اگر مین نے اُسکا پینا ہمیشہ چھوڑ دیا تو تو طالقہ ہی پس اگر اسکا عزم ہو کہ اسکا پینا نہ چھوڑیگا تو حانث نہوگا اگرچہ نہ پیتا ہو یہ خلاصہ مین ہی۔ ایک مرد نے جو برسام کی بیماری مین تھا اپنے چنگے ہونے کے بعد کہا کہ مین نے اپنی عورت کو طلاق دی پھر کہا کہ مین نے یہ اسیواسطے کہا کہ مجھے یہ وہم ہوا کہ برسام مین جو لفظ مین نے اپنی زبان سے نکالا ہی وہ واقع ہو گیا ہی پس اگر اُسکے ذکر حکایت کے بیچ مین ایسا لفظ کہا ہو تو تصدیق کیجائیگی ورنہ نہین۔ ایک طفل نے بچپن مین کہا کہ اگر مین نے بکر کو بیاہا تو میری جورو طالقہ ہی پھر اسنے لڑکپن ہی مین اسکو بیاہا تو طلاق واقع نہوگی اور اگر اُسکے خسر نے یہ بات اُسکی اور کہا کہ میری لڑکی تجھپر حرام ہو گئی بوجہ اس قسم کے تو اُسنے جواب دیا کہ ہان حرام ہو گئی تو یہ قول اس طفل بالغ شدہ کی طرف سے حرمت کا اقرار ہی اور ایک طلاق یا تین طلاق ہونے مین اُسی طفل کا قول قبول ہوگا اور امام ظہیر الدین وغیرہ نے اس مسئلہ مین اور مسئلہ برسام مین فتوی دیا ہی کہ طلاق نہین پڑیگی اسواسطے کہ یہ قول جس سے طلاق واقع ہونے کا حکم دیا جاوے بر بنای غیر واقع ہی یہ وجیز کردری مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ اگر تو میری بلا اجازت باہر نکلی تو تو طالقہ ہی پس عورت کو غصہ آیا اور اُسنے نکلنے کا قصد کیا پس لوگون نے اُسکو روکا پس شوہر نے کہا کہ چھوڑو اسکو نکل جانے دو اور شوہر کی کچھ نیت نہین ہی تو یہ اجازت نہوگی۔ اور اگر اجازت دینے کی نیت ہو تو بدلالت اجازت ثابت ہو جاویگی۔ اور اگر غصہ مین عورت سے کہا کہ تو نکل اور اُسکی کچھ نیت نہین ہی تو یہ اجازت دینے پر محمول کیا جائیگا لیکن اگر اُسنے نیت کی کہ تو نکل تاکہ تو طالقہ ہو جاوے تو ایسا ہی ہوگا یہ خلاصہ مین ہی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ اگر تو دار مین سے نکلی الا باجازت میری تو تو طالقہ ہی پھر اُسنے کسی بھیک مانگنے والے کو سنا کہ وہ صدا دیتا ہی پس عورت سے

کہاکہ سائل کو یہ ٹکڑا دیدے پس اگر سائل ایسی جگہ ہو کہ عورت بدون گھر سے نکلے اُسکو نہین دیسکتی ہو تو نکلنے سے طالقہ
نہوگی اور اگر بغیر باہر نکلے دیسکتی تھی پھر باہر نکلی تو طالقہ ہوجائیگی - اور اگر شوہر کے اجازت دینے کے وقت سائل ایسی
جگہ ہو کہ عورت اُسکو بدون باہر نکلے دے سکتی ہو پھر وہ سائل راستہ پر چلا گیا پس عورت نے نکلکر اُسکو ٹکڑا دیدیا
تو حانث ہوگا اور طلاق واقع ہوگی - قال المترجم فی المسئلۃ نوع تشدد فافہم - عورت سے کہاکہ اگر تو میری بلا اجازت
اس دار سے نکلی تو تو طالقہ ہی پس اُسکی عورت نے اُس سے کہاکہ تو چاہتا ہی کہ مین نکلون تاکہ مطلقہ ہوجاؤن پس
شوہر نے کہاکہ ہان پس وہ نکلی تو طالقہ ہوجائیگی اسواسطے کہ یہ تہدید ہی اجازت نہین ہی - اور اگر عورت دروازہ
کی دہلیز پر کھڑی ہوئی اور کچھ قدم اُسکا ایسا تھا کہ اگر دروازہ بند کر دیا جاتا تو وہ باہر رہتا پس اگر عورت کا پورا سہارا و
اعتماد اسقدر قدم پر جو داخل مین ہی یا دونون ٹکڑون پر تھا تو طالقہ نہوگی اور اگر اُسی قدر حصۂ قدم پر جو باہر
رہتا ہی تو طالقہ ہوجائیگی یہ فتاوے کبری مین ہی - اور اگر عورت سے کہاکہ اگر تو اس دار سے بغیر میری اجازت نکلی
تو تو طالقہ ہی پھر عربی زبان مین مرد نے اُسکو اجازت دی حالانکہ وہ عربی نہین جانتی ہی پھر وہ نکلی تو طالقہ
ہوجائیگی اور اُسکی نظیر یہ ہی کہ اگر عورت سوتی تھی یا کہین غائب تھی اور اس حال مین اُسکو اجازت دی تو نکلنے سے
طالقہ ہوگی ایسا ہی نوازل مین مذکور ہی اور ایمان الاصل مین لکھا ہی کہ اگر ایسی طرح اُسکو اجازت دی کہ وہ سنتی
نہین تھی تو یہ اجازت نہوگی اور اگر اسکے بعد نکلی تو طالقہ ہوجائیگی یہ امام اعظم و امام محمد رح کا قول ہی - اور منتقے مین
لکھا ہی کہ اگر اپنی جورو سے کہاکہ تو طالقہ ہی اگر تو باہر نکلی الا میری اجازت سے تو اجازت یون ہی کہ خود مرد اُس سے
اسطرح کہے کہ وہ سُنے یا ایلچی بھیجکر سناوے اور اگر اُسنے اجازت دینے پر ایک قوم کو گواہ کر لیا تو یہ اجازت نہوگی
پھر اگر انھین لوگون نے جنکو شوہر نے اجازت دینے پر گواہ کیا ہی عورت کو پہونچا دیا کہ شوہر نے تجکو باہر نکلنے
کی اجازت دیدی ہی تو اگر شوہر نے ان لوگون کو حکم نہین دیا تھا کہ تم پہونچا دو تو عورت کے نکلنے سے عورت پر
طلاق پڑجائیگی اور اگر شوہر نے انکو حکم دیا ہو کہ تم اسکو یہ پیام پہونچا دو تو پھر عورت کے نکلنے سے عورت پر طلاق واقع
نہوگی - اور اگر شوہر نے کہا کہ اگر تو میرے بلا ارادہ یا بلا خواہش یا بلا رضامندی اس دار سے باہر نکلی تو تو طالقہ ہی تو
واضح رہے کہ ارادہ و خواہش و رضامندی ان الفاظ مین عورت کے سننے کی ضرورت نہین ہی کہ اُسکی رضامندی
و ارادہ کو سنے چنانچہ اگر شوہر نے کہدیا کہ مین راضی ہوا یا مین چاہتا ہون پھر وہ عورت نکلی تو طالقہ نہوگی - اگرچہ عورت
نے شوہر کا اسطرح کہنا نہ سنا ہو اور یہ بلا خلاف ہی - اور نوازل مین لکھا ہی کہ عورت سے کہاکہ اگر تو میری بلا اجازت
نکلی تو تو طالقہ ہی پس عورت نے شوہر سے اپنے بعضے قرابت والون کے یہان جانے کی اجازت مانگی اور مرد
نے اجازت دیدی اگر عورت وہان تو نہ گئی لیکن گھر مین جھاڑو دینے مین دروازے کے باہر نکلگئی تو طلاق
واقع ہوجائیگی - اور اگر شوہر کے اجازت دینے کے وقت تو نہ گئی پھر دوسرے وقت انھین رشتہ دارون کے یہان
گئی جنکے یہان جانے کی مرد نے اجازت دی تھی تو فرمایا کہ مجھے خوف ہی کہ اسپر طلاق واقع ہوگی اسواسطے کہ عادت
کے موافق یہ اجازت اُسی وقت کے واسطے تھی یہ محیط مین ہی - اگر اُسنے قسم کھائی کہ شہر سے باہر نہ جائیگا اور اگر
جاوے تو اُسکی جورو مسماۃ عائشہ طالقہ ہی حالانکہ اُسکی جورو کا نام فاطمہ ہی تو نکلنے سے اُسپر طلاق واقع نہوگی یہ
وجیز کردری مین ہی - اور اگر عورت نے کہا کہ مجھے میرے بعض اہل کے یہان جانے کی اجازت دیدے پس اُسنے

قال المترجم
اجازت
جیسے

اجازت دی تو عورت کے بعض اہل اس عبارت مین اسکے والدین قرار دیے جاوینگے اور اگر وہ زندہ نہون تو اسکے اہل مین اسکا ہر ذوی رحم محرم ہی جس سے نکاح کبھی جائز نہین ہی۔ اور اگر اسکے والدین زندہ ہون مگر ہر ایک کا گھر علیحدہ ہو یعنی یہ صورت ہو کہ باپ نے اسکی مان کو طلاق دی اور مان نے دوسرا شوہر کیا اور باپ نے دوسری جورو کی تو ایسی حالت مین اس عورت کا اہل باپ کا گھر ہی۔ عورت سے کہا کہ اگر تو نکلی تو طلاق واقع ہوگی پھر وہ نکلی تو طلاق واقع نہوگی اسواسطے کہ اُسنے اضافت چھوڑ دی ہی یہ قنیہ مین ہی۔ عورت سے کہا کہ اگر تو دار مین سے نکلی سواے میری اجازت کے تو تو طالقہ ہی پس اس دار مین آگ لگنا یا غرق ہونا واقع ہوا پس عورت نکل بھاگی تو مرد حانث نہوگا یہ قنیہ مین ہی۔ ایک نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو اس کوٹھری سے بغیر میری اجازت نکلی تو تو طالقہ ہی اور عورت نے اپنی املاک مین سے کوئی محدود رہن کی تھی پس شوہر سے کہا کہ اجازت دیدے تو اُسنے کہا کہ اچھا جا اور درم لیکر مرہون پر قبضہ دلادے پھر وہ نکلی اور گئی اور مرتہن کو نہ پایا چنانچہ اسکو چند بار آمدرفت کی ضرورت پڑی تو وہ طالقہ نہوگی ایسا ہی امام نسفی نے فتوے دیا ہی یہ خلاصہ مین ہی۔ اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ ہی اگر تو اس دار سے نکلی الا میری اجازت سے یا کہا کہ الا میری رضامندی سے یا کہا کہ الا میری آگاہی سے یا عورت سے کہا کہ تو طالقہ ہی اگر تو اس دار سے نکلی بغیر میری اجازت کے تو یہ سب یکسان ہین اسواسطے کہ کلمہ الا و غیر استثنا کے واسطے ہین چنانچہ دونون مین یہی حکم ہی کہ ایکبار اجازت دینے سے قسم منتہی نہ ہوجائیگی چنانچہ اگر ایکبار اسکو نکلنے کی اجازت دیدی اور وہ نکلی پھر دوبارہ بلا اجازت لیے نکلی تو طالقہ ہوجائیگی اور یہ نظیر اس مسئلہ کی ہی کہ عورت سے کہا کہ اگر تو اس دار سے نکلی الا بچادر تو تو طالقہ ہی پھر وہ بغیر چادر نکلی تو طالقہ ہوجائیگی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر عورت کو ایکبار نکلنے کی اجازت دیدی پھر نکلنے سے پہلے اُسکو نکلنے سے ممانعت کردی پھر اسکے بعد وہ نکلی تو طلاق پڑجاویگی یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر اُسنے کہا کہ اگر تو اس دار سے نکلی الا میری اجازت سے تو تو طالقہ ہی اور الا میری اجازت کہنے سے اسنے اجازت ایکبار کی نیت کی تو قضاء اُسکی تصدیق نہوگی اور اسی پر فتوی ہی اسواسطے کہ یہ خلاف ظاہر ہی یہ وجیز کردری مین ہی حانث نہونے کا حیلہ یہ ہی کہ عورت سے کہدے کہ مین نے تجکو ہر بار نکلنے کی اجازت دیدی یا کہے کہ ہر بار کہ تو نکلی تو مین نے تجھے اجازت دیدی ہی تو اسی صورت مین عورت کے نکلنے سے حانث نہوگا اور اسیطرح اگر کہدیا کہ ہر بار کہ تونے نکلنا چاہا تو مین نے تجکو اجازت دیدی یا مین نے تجھے ہمیشہ نکلنے کی اجازت دی یا یون کہا کہ اذنت لک الدہر کلہ تو بھی یہی حکم ہی اور اسپر اگر اسکے بعد نہی عام کردیا تو امام محمد رح کے نزدیک اسکا نہی کردینا صحیح ہی یہ سراج الوہاج مین ہی اور یہی امام فضلی رح کا مختار ہی اور اسی پر فتوی ہی۔ اور اگر کہا کہ مین نے تجھے دس روز اجازت دی تو وہ انمین جب چاہے نکلے جائز ہی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ اگر مین نے ایسا کیا یا تونے ایسا کیا تو مین نے اجازت دی تو یہ اجازت نہوگی یہ وجیز کردری مین ہی۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہی اگر تو اس دار سے نکلی حتی کہ مین تجھے اجازت دون یا حکم دون یا راضی ہون یا آگاہ ہون تو اسمین ایک مرتبہ اجازت دینا کافی ہوگا کہ اگر اُسنے ایک مرتبہ اجازت دیدی اور وہ نکلی پھر واپس آئی پھر بلا اجازت نکلی تو حانث نہوگا اور اگر اُسنے اپنے قول سے کہ یہان تک کہ مین تجھے اجازت دون ہر بار اجازت دینے کی نیت کی تو بالاجماع اُسکی نیت کے موافق رہیگا یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ ہی اگر تو اس دار سے باہر نکلی الا آنکہ مین تجھے اجازت دون تو یہ قول اور یہان تک کہ مین تجھے اجازت دون دونون یکسان ہین

چنانچہ ایک مرتبہ اجازت دینے سے قسم تمام ہوجائیگی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر اپنی باندی کے باہر نکلنے پر اپنی جورو کی طلاق کی قسم کھائی کہ وہ باہر نہ نکلے پھر باندی سے کہا کہ ان درمون کا گوشت خرید لا تو یہ نکلنے کی اجازت ہی یہ خلاصہ مین ہی اور اگر عورت سے کہا کہ اگر تو کسی کی جانب نکلی الا میری اجازت سے تو تو طالقہ ہی پس عورت نے اپنے باپ کے پاس جانے کی اجازت مانگی پس اُسنے اجازت دی پھر وہ اپنے بھائی کے پاس گئی تو طالقہ ہوجائیگی یہ خزانۃ المفتین مین ہی اور منتقے مین ہی کہ اگر عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ مجھے میرے باپ کے گھر جانے کی اجازت دے پس اسنے کہا کہ اگر مین نے تجھے اسکی اجازت دی تو تو طالقہ ہی پھر عورت سے کہا کہ مین نے تجھے نکلنے کی اجازت دی اور یہ نہ کہا کہ کہان تو اپنی قسم مین حانث نہوگا اور یہ بخلاف اسکے ہی کہ ایک غلام نے اپنے مولی سے کسی کی باندی سے نکاح کر لینے کی اجازت مانگی پس مولی نے اس سے کہا کہ اگر مین نے تجھے باندی کے تزوج کی اجازت دی تو میری جورو طالقہ ہی پھر اسکے بعد اُس سے کہا کہ مین نے تجھے جورو کر لینے کی اجازت دی یا مین نے تجھے عورتون سے نکاح کر لینے کی اجازت دی تو اپنی قسم مین حانث ہوجائیگا۔ اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ اگر تو نے یہ غلام میری اجازت سے خریدا تو میری جورو طالقہ ہی پھر اُس غلام کو تجارت کی اجازت دی پس اُسنے یہی غلام خریدا تو مولی کی جورو پر طلاق پڑجائیگی اور اگر غلام سے کہا کہ مین نے تجھے کپڑے کی تجارت کی اجازت دی اور اُسنے یہ غلام خریدا تو مولی کی جورو طالقہ نہوگی۔ ایک مرد نے کہا کہ میری جورو طالقہ ہی اگر مین اس دار مین داخل ہوا الا آنکہ مجھے فلان اجازت دے تو یہ قسم ایک مرتبہ کی اجازت پر واقع ہوگی اور اگر کہا کہ الا آنکہ مجھے اسکے واسطے فلان اجازت دیا کرے تو یہ ہر بار کی اجازت پر واقع ہوگی۔ اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو اس دار سے نکلی الا میری اجازت سے تو تو طالقہ ہی پھر عورت سے کہا کہ تو فلان کے ہر امر مین جسکا وہ تجھے حکم کرے اطاعت کر پس فلان نے اسکو باہر نکلنے کا حکم دیا تو وہ طالقہ ہوجائیگی اسوجہ سے کہ شوہر نے اسکو نکلنے کی اجازت نہین دی تھی۔ اور اسیطرح اگر شوہر نے کسی سے کہا کہ تو اس عورت کو نکلنے کی اجازت دے پس اُسنے اجازت دی اور وہ نکلی تو طالقہ ہوجائیگی اور اسیطرح اگر اس شخص نے عورت سے کہا کہ تیرے شوہر نے تجھے نکلنے کی اجازت دی ہی پس وہ نکلی تو بھی طالقہ ہوجائیگی اور اسیطرح اگر شوہر نے عورت سے کہا کہ جو تجھے فلان حکم کرے وہ مین نے تجھے حکم کیا پھر فلان نے اسکو نکلنے کی اجازت دی پس نکلی تو طالقہ ہوجائیگی۔ اور اگر مرد نے کسی شخص سے کہا کہ مین نے ابھی اس جورو کو نکلنے کی اجازت دیدی پس عورت کو خبر پہونچی پس وہ نکلی تو طالقہ نہوگی یہ محیط مین ہی۔ اور فتاوی اصل مین ہی کہ اگر اپنی جورو سے کہا کہ تو اس گھر سے بغیر میری اجازت کے مت نکل کہ مین نے طلاق کی قسم کھائی ہی پھر وہ بغیر اجازت کے اس دار سے باہر نکلی تو طالقہ نہوگی یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ مرد نے عورت سے کہا کہ اگر تو اس دار سے نکلی الا ایسے کام کے واسطے کہ اس سے چارہ نہین ہی تو تو طالقہ ہی پس عورت نے کسی پر اپنے حق کا دعوی کرنا چاہا پس اگر عورت وکیل کر سکتی ہو تو اگر نکلی تو مرد حانث ہوگا اور عورت پر طلاق پڑجائیگی اور اگر عورت وکیل نہ کر سکتی ہو تو نکلنے سے طالقہ نہوگی اور مرد حانث نہوگا۔ ایک مرد نے اپنی جورو کی طلاق کی قسم کھائی کہ اسکی جورو بغیر اسکے علم کے نہ نکلے گی پھر اسکی عورت نکلی درحالیکہ وہ اسکو دیکھتا تھا پس اسکو منع کیا یا منع نہ کیا تو مرد حانث نہوگا۔ ایک مرد نے اپنی جورو پر اپنے پڑوسی کے ساتھ تہمت لگائی پس عورت

سے کہا کہ اگر تو گھر سے میری بلا اجازت نکلی تو تو طالقہ ہی پھر عورت سے کہا کہ مین نے تجھے ہر کام کے واسطے جو تجھے ظاہر
ہو سوا ے امر باطل کے اجازت نکلنے کی دی پھر عورت مذکورہ نکلی اور اُس پڑوسی کے گھر مین جسکے ساتھ شوہر متہم کرتا تھا
داخل ہوئی پس اگر اُسنے نکلنے کے وقت اس پڑوسی کے گھر جانے کی نیت نہین کی ہی اور نہ کسی اور امر باطل کی نیت
کی تھی تو شوہر حانث نہوگا اگرچہ بعد نکلنے کے عورت سے کوئی امر باطل صادر ہوگیا ہو اسواسطے کہ وہ امر باطل کے واسطے
نہین نکلی تھی۔ اور اگر اُسنے نکلنے کے وقت کسی امر باطل کی نیت کی ہو تو طلاق پڑجاویگی یہ فتاوے کبری مین ہی اور
اگر اپنی عورت کی طلاق پر قسم کھائی بدین شرط کہ وہ گھر سے باہر نجایگی الا میری اجازت سے یا سلطان نے کسی مرد
سے قسم لی کہ وہ اپنی جورو کی طلاق کی قسم کھاوے کہ شہر سے باہر نہ جائیگا الا میری اجازت سے یا قرضخواہ نے قرضدار
سے اُسکی جورو کی طلاق کی قسم لی کہ شہر سے باہر نہ جائیگا الا میری اجازت سے تو یہ قسم قیام زوجیت و سلطنت و قرضہ
کی حالت کے ساتھ مقید ہوگی چنانچہ اگر عورت اس سے بائنہ ہوگئی یا سلطان معزول ہوگیا یا قرضہ ساقط ہوگیا تو قسم بھی
ساقط ہوجائیگی اور پھر کبھی عود نہ کریگی اگرچہ پھر شوہر کو ولایت حاصل ہوجاوے اور سلطان والی ہوجاوے
اور قرضہ عود کرے۔ ایک شخص سلطان کے ساتھ نکلا اور اپنی جورو کی طلاق کی قسم کھائی کہ [مثلاً پھر اُس عورت سے نکاح کرلے] واپس نہوگا الا اُسکی
اجازت سے پھر راستہ مین اُسکی کوئی چیز گرگئی وہ اُسکے لینے کو واپس ہوا تو حانث نہوگا اور اُسکی جورو طالقہ نہوگی
اور اگر ایک مرد نے کہا کہ میری جورو طالقہ ہی اگر مین اس دار سے نکلا الا باجازت فلان کے۔ پھر فلان مذکور قبل
اجازت دینے کے مرگیا تو امام اعظم و امام محمد رح کے قول پر قسم باطل ہوجائیگی یہ محیط مین ہی۔ ایک مرد نے اپنی جورو سے
کہا کہ اگر تو بغیر حق نکلی تو تو طالقہ ہی پھر وہ اپنے والد یا بھائی کے جنازہ مین نکلی تو طالقہ نہوگی اور اسیطرح ہر ذی رحم محرم کا
حکم ہی اور اسی طرح عروس کی طرف اُسکے نکلنے یا جو امر اُسپر واجب ہی اُسکے واسطے نکلنے کا بھی یہی حکم ہی یہ بدائع مین ہی
ایک شخص سے اُسکی جورو سے جھگڑا ہوا پس عورت سے کہا کہ اگر تو آج یہان سے نکلی پھر اگر ایک سال تک واپس
آئی تو تو بسہ طلاق طالقہ ہی پھر وہ اُس روز نماز وغیرہ کسی حاجت کے واسطے نکلی پھر واپس آئی پس اگر قسم کا سبب
اسکا بطور نقل مکان یا سفر کے نکلنا ہو تو طالقہ نہوگی اسواسطے کہ قسم ایسے طور کے نکلنے کے ساتھ مقید ہوگی یہ فتاوے
کبری مین ہی۔ جورو سے کہا کہ اگر تو نے اس طفل کو [یعنی مراد اس طفل] چھوڑ دیا کہ وہ دار سے باہر نکل جاوے تو تو طالقہ ہی پس وہ اس طفل سے غافل
ہوگئی اور طفل مذکور نکل گیا یا نماز پڑھنے لگی اور وہ نکلگیا تو عورت نے اسکو نہین چھوڑا پس طالقہ نہوگی یہ تاتارخانیہ
مین ہی۔ ایک مرد بغداد مین ہی اُسنے کہا کہ میری جورو طالقہ ہی ما لم یخرج الی الکوفہ اگر ابھی کوفہ کی طرف نہ نکل جاؤن
پھر وہ ایک ساعت ٹھہرا کہ کرایہ والے کے ساتھ کمی کرایہ کی بابت گفتگو کرتا رہا تو مشائخ نے فرمایا کہ وہ اپنی قسم
مین جھوٹا نہوگا اور اسی پر فتوی ہی اور اگر وہ نماز فرض کے واسطے وضو کرنے مین مشغول ہوا یا مثل اسکے کسی کام
مین تو یہ عذر ہی اور اگر صلوۃ نفل کے واسطے وضو مین مشغول ہوا یا کھانے پینے مین مشغول ہوا تو یہ عذر نہین ہی
پس حانث ہوگا۔ یہ ظہیریہ مین ہی۔ ایک نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو اپنے والدین کے گھر کی طرف نکلی جینے و ہان جانے
کو نکلی تو تو طالقہ بسہ طلاق ہی تو یہ قسم اس قصد سے نکلنے پر ہوگی خواہ وہان پہونچے یا نہ پہونچے۔ اور اگر کہا کہ اگر
تو اپنے والدین کے گھر مین آئی تو یہ قسم وہان پہونچ جانے پر ہی خواہ انکے مکان کی طرف جانے کا قصد کیا ہو یا نہ
کیا ہو یہ فتاوے کبری مین ہی۔ اور محمد بن سلمہ نے فرمایا کہ جانا بمنزلہ خروج کے ہی یعنی اگر کہا کہ اگر تو اپنے والدین

حسنہ زن بالغہ العورۃ

گھر کی طرف گئی تو بمنزلہ نکلی کہنے کے ہی اور یہی صحیح ہی اور یہ اسوقت ہی کہ مرد نے کچھ نیت نہ کی ہوا ور اگر اس لفظ سے آسنے یا نکلنے کی نیت کی تو موافق اسکی نیت کے ہوگا یہ قاضیخان کی شرح جامع صغیر مین ہی۔ شیخ ابوالقاسم سے دریافت کیا گیا کہ ایک عورت ضیافت مین نکلی یعنے وہان جانے کے واسطے نکلی پس شوہر نے کہا کہ اگر وہان تو تین روز سے زیادہ رہی تو تو طالقہ ہی پھر وہ تیسرے روز وہان سے اپنے شوہر کے گانون کی طرف واپس ہوئی مگر وہ شوہر کے گانون مین داخل نہوئی بلکہ پھر لوٹ کر وہین چند روز جاکر رہی تو شیخ نے فرمایا کہ مین طلاق واقع ہونے کا فتوے تو نہین دیتا ہون مگر بات یہ ہی کہ اسمین احتیاط اورلے ہی اور فقیہ ابواللیث نے فرمایا کہ اگر وہ شوہر کے گانون کی آبادی مین داخل ہوکر پھر لوٹ گئی تو طالقہ نہوگی اور اگر آبادی مین داخل نہین ہوئی تھی تو طالقہ ہو جانا چاہیے یہ محیط مین ہی۔ اگر عورت سے کہا کہ اگر تو میری کوٹھری سے نکلی تو تو طالقہ ہی پھر عورت کوٹھری سے باہر فقط احاطہ تک نکلی تو طلاق واقع ہوگی اور فقط اگر تو نکلی ہو کہا ہو تو واقع نہوگی الا محلہ مین نکلنے سے واقع ہوگی اور فتوی اسپر ہی کہ دونون صورتون مین واقع نہوگی الا جبکہ محلہ مین نکلے اگرچہ بزبان فارسی بولا ہوا وراسی پر فتوی ہی یہ وجیز کردری مین ہی۔ اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو اس دار کے دروازہ سے نکلی تو تو طالقہ ہی پس وہ چھت پر چڑھی اور پڑوسی کے گھر اتری تو حانث نہوگا یعنے طلاق واقع نہوگی اور یہی صحیح ہی یہ خلاصہ مین ہی۔ ایک نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو اس سیڑھی پر چڑھی یا اپنا پانون اُسپر رکھا تو تو طالقہ ہی پس عورت نے اپنا ایک پانون اسپر رکھا تھا کہ اسکو یاد آگیا پس وہ لوٹ پڑی تو طالقہ ہو جائیگی اور اگر مرد نے کہا کہ اگر مین نے اپنا قدم اس دار مین رکھا تو تو طالقہ ہی پس اپنا ایک قدم اسمین رکھا تو حانث نہوگا اسواسطے کہ دار مین قدم رکھنا یہ کنایہ داخل ہونے سے ہوگیا ہی بخلاف ما تقدم کے یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو اس دار سے نکلی تو تو طالقہ ہی اگر تو نے اپنا قدم کوچہ مین رکھا تو تو طالقہ ہی پس عورت نے کوچہ مین اپنا قدم رکھا تو طالقہ ہو جائیگی۔ ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو اس چھت پر چڑھی تو تو طالقہ ہی پھر وہ سیڑھی کے فقط چند اولون پر چڑھی تو طالقہ نہوگی اور یہی مختار ہی اسواسطے کہ وہ چھت پر نہین چڑھی ہی یہ تجنیس و مزید مین ہی۔ ایک عورت اپنے دار سے پڑوسی کی چھت پر نکلجاتی ہی پس اُسکے شوہر کو غصہ آیا اور کہا کہ اگر تو اس دار سے پڑوسی کے گھر کی چھت پر نکل گئی یا دروازہ نکلی تو تو طالقہ ہی پھر وہ دوسرے پڑوسی کی چھت کی طرف نکلی تو حانث نہوگا اور اگر یہ مقدمہ پہلے نہوچکا ہو تو حانث ہو جائیگا اسواسطے کہ لفظ عام ہی یہ فتاوے کبرے مین ہی۔ ایک عورت کوٹھری مین بیٹھی روتی تھی پس شوہر نے اپنے خسر سے کہا کہ اگر تیری بیٹی اس کوٹھری سے نکلکر باہر جاکر وہان نہ روئی تو وہ طالقہ ہی پھر عورت نکلی اور پھر اُسی کوٹھری مین جاکر رونے لگی تو فقیہ ابواللیث رح نے فرمایا کہ اگر اسکا کوٹھری مین رونا کوئی سنتا ہو تو رونے پر طالقہ ہو جائیگی اسواسطے کہ شوہر نے اسکو رونے سے اسی واسطے منع کیا تھا اور اگر ایسا نہو تو بعد اسکے وہ اپنے رونے پر طالقہ نہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی نوازل مین ہی کہ شیخ ابوجعفر سے دریافت کیا گیا کہ ایک مرد نے اپنی عورت کی طلاق کی قسم کھائی اگر وہ اس دار سے نہ نکلے اور اس دار کے پہلو مین ایک کھنڈل تھا کہ اسکا راستہ شارع عام کی طرف کھلا تھا اور مرد نے اس کھنڈل کا شارع عام کا راستہ بند کرکے اپنے دار مین ایک کھڑکی اس کھنڈل کی طرف پھوڑ دی تھی بغرض منفعت کے پھر یہ عورت اس کھڑکی سے باہر نکلی تو شیخ نے فرمایا کہ اگر یہ کھنڈل اسکے دار سے چھوٹا ہو تو مجھے امید ہی کہ وہ حانث نہوگا

یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ عورت سے کہا کہ اگر تو اس دار سے نکلی تو تو طالقہ ہی پھر عورت اس دار کے اندر باغ انگور مین جسکے
چارون طرف دیوار ہی داخل ہوئی پس اگر یہ باغ اس دار مین شمار ہو کہ دار کے بیان کرنے سے باغ مذکور فہم مین
آجاتا ہو تو حانث نہوگا اور اگر شمار نہوا ور نہ مفہوم ہوتا ہو تو حانث ہوگا اسواسطے کہ پہلی صورت مین باغ مذکور اسی
دار مین ہی اور دوسری صورت مین نہین ہی اور دار مین جبھی شمار ہوگا اور جبھی دار کے ذکر سے مفہوم ہوگا کہ جب وہ
گھرا ہو یا اسکا دروانہ غیر دار مذکور کی طرف نہو یہ فتاوے کبرے مین ہی۔ ایک عورت اپنے والد کے گھر کی طرف گئی جسکا
گھر دوسرے گانون مین ہی اور اسکا شوہر اسکے پیچھے گیا اور جاکر عورت سے کہا کہ میرے گھر لوٹ چل پس اُسنے انکار کیا
پس شوہر نے قسم کھائی کہ اگر تو اس رات میرے گھر نہ گئی تو تجھے طلاق ہی پس عورت شوہر کے ساتھ نکلی اور
شوہر اسکو فجر طلوع ہونے سے پہلے اپنے گھر لے آیا تو علماء نے فرمایا کہ اگر اکثر رات وہ اُسی گانون مین تھا تو اسکے
حانث ہونے کا خوف ہی اور اگر اکثر رات گذرنے سے پہلے چلی ہو تو امید ہی کہ وہ حانث نہوگا اور صحیح یہ ہی کہ اگر
رات گذرنے سے پہلے وہ شوہر کے ساتھ چلی آئی تو وہ حانث نہوگا۔ ایک عورت اپنے باپ کے گھر شوہر کے ساتھ تھی
پس شوہر نے اُس سے کہا کہ تو میرے ساتھ چل پس عورت نے انکار کیا پس شوہر نے اس سے کہا کہ اگر تو میرے ساتھ
نہ گئی تو تو بسہ طلاق طالقہ ہی پس شوہر نکلا اور عورت بھی اُسکے پیچھے نکلی اور شوہر سے پہلے اسکے گھر پہونچی تو علماء نے
فرمایا کہ اگر شوہر سے اتنی دیر بعد نکلی کہ یہ اسکے ساتھ نکلنا نہین شمار کیا جاتا ہی تو مرد حانث ہو جائیگا۔ ایک مرد نے اپنی
جورو سے اسکے نکلتے وقت کہا کہ اگر تو میرے گھر واپس آئی تو تو بسہ طلاق طالقہ ہی پس عورت بیٹھ گئی اور دیر تک نہ نکلی
پھر نکلی پھر واپس آئی پس شوہر نے کہا کہ مین نے فی الفور نیت کی تھی تو بعض نے فرمایا کہ قضاءً اسکی تصدیق نہ ہوگی
اور بعض نے کہا کہ تصدیق ہوگی اور یہی صحیح ہی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ ایک شخص نے اپنی جورو کو جماع کیواسطے
بلایا اور اُسنے انکار کیا پس شوہر نے کہا کہ ایسا کب ہوگا اُسنے کہا کہ کل کے روز پس شوہر نے کہا کہ اگر تو نے یہ امر
جو مراد ہی کل کے روز نہ کیا تو تو طالقہ ہی پھر دونون اسکو بھول گئے یہان تک کہ کل کا روز گذر گیا تو وہ حانث نہوگا
اگر عورت سے اسکے باپ کے گھر ہونے کی حالت مین کہا کہ اگر تو آج کی رات میرے گھر حاضر نہوئی تو تو طالقہ ہی پھر اسکے
باپ نے اسکو حاضر ہونے سے روکا تو طالقہ ہو جائیگی اور یہی مختار ہی یہ بحر الرائق مین ہی۔ ایک مرد کے سامنے ایک عورت
چادر مین لپٹی ہوئی تھی پس اُس سے کہا گیا کہ یہ لپٹی ہوئی عورت تیری جورو ہی پھر اُس سے کہا کہ تو تین طلاق کی قسم
کھا اگر تیری کوئی جورو اسکے سوائے ہو پس اُسنے تین طلاق کی قسم کھائی کہ میری کوئی جورو سوائے اسکے نہین ہی یعنی
اگر ہو تو اسپر تین طلاق ہین حالانکہ یہ لپٹی ہوئی عورت ایک اجنبیہ عورت تھی اسکی جورو نہ تھی تو اسمین مشائخ نے
اختلاف کیا ہی اور فتوے اس امر پر ہی کہ قضاءً اسکی جورو پر طلاق واقع ہوگی۔ اور اسیطرح اگر بلخ مین ایک عورت
سے نکاح کیا پھر یہ عورت بغیر اسکے علم کے ترمذ کو چلی گئی پھر عورت کے شوہر نے قسم کھائی کہ اگر ترمذ مین اسکی کوئی جورو
ہو تو وہ طالقہ ہی تو اسکی جورو طالقہ ہو جائیگی یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی۔ ایک مرد نے چاہا کہ ایک عورت
سے نکاح کرے اور اس عورت کے لوگون نے اس مرد کے ساتھ نکاح کرنے سے انکار کیا اسواسطے کہ اسکی دوسری
جورو موجود تھی پھر یہ مرد اپنی پہلی جورو کو اپنے ساتھ مقبرہ مین لیجا کر بٹھلا آیا پھر اس عورت کے لوگون سے کہا کہ
میری ہر جورو سوائے اسکے جو مقبرہ مین ہی بسہ طلاق طالقہ ہی پس ان لوگون نے گمان کیا کہ اسکی کوئی جورو

بندہ نہین ہی پس اسکے ساتھ نکاح کر دیا تو نکاح صحیح ہوگا اور وہ حانث بھی نہوگا یہ فتاوے کبری مین ہی - اگر ایک
شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو کل کے روز میرا انگرکھا نہ لائی تو تو طالقہ ہی پس عورت نے دوسرے روز یہ انگرکھا
ایک آدمی کے ہاتھ بھیج کر پہونچا دیا پس اگر شوہر نے اپنے پاس پہونچ جانے کی نیت کی ہو تو حانث نہوگا اور اگر یہ
نیت کی ہو کہ عورت خود لادے یا کچھ نیت نہو تو حانث ہوجائیگا یہ تمرتاشی مین لکھا ہی - ایک شخص نے اپنے قرضدار سے
کہا کہ تیری جورو پر طلاق ہی اگر تو نے میرا قرضہ ادا نہ کیا پس قرضدار نے کہا کہ نعم پس قرضخواہ نے اس سے کہا کہ یون
کہ نعم یعنی ہان پس اسنے کہا کہ نعم یعنی ہان اور اسکے جواب کا قصد کیا تو قسم لازم ہوگی اگرچہ قول و اسکے جواب کے
درمیان انقطاع پایا گیا ہی یہ خزانۃ المفتیین مین ہی - ایک مرد نے دوسرے پر ہزار درم کا دعوی کیا پس مدعا علیہ
نے کہا کہ میری جورو طالقہ ہی اگر تیرے مجھپر ہزار درم ہون پس مدعی نے کہا کہ اگر تیرے اوپر میرے ہزار درم نہون تو
میری جورو طالقہ ہی پھر مدعی نے اپنے حق پر گواہ قائم کیے اور قاضی نے موافق شرع اسکے گواہون پر ہزار درم ہونیکا
حکم دیدیا تو مدعا علیہ اور اسکی جورو کے درمیان تفریق کر دیجائیگی اور یہ قول امام ابو یوسف کا ہی اور امام محمد رح سے
دو روایتون مین سے ایک روایت یہی ہی اور اسی پر فتوی ہی پھر اگر مدعا علیہ نے اسکے بعد گواہ قائم کیے کہ مین نے مدعی مذکور کے
دعوی سے پہلے اسکو ہزار درم ادا کر دیے ہین تو مدعا علیہ و اسکی جورو کے درمیان قاضی کا تفریق کرنا باطل ہوجائیگا
اور مدعی کی جورو طالقہ ہوجائیگی بشرطیکہ مدعی کے زعم مین یہ ہو کہ مدعا علیہ پر ان ہزار درمون کے سوائے اسکے اور
کچھ نہ تھے - اور اگر مدعی نے اس امر کے گواہ قائم کیے کہ مدعا علیہ نے ہزار درم کا اقرار کیا ہی تو مشائخ نے فرمایا
کہ قاضی اس مدعا علیہ و اسکی جورو کے درمیان تفریق نہین کریگا اور ہمارے مولانا رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ مشکل ہی
اسواسطے کہ جو امر گواہون سے ثابت ہو وہ مثل آنکھون کے مشاہدہ سے ثابت ہونے کے ہی اور قاضی آنکھون سے مدعا علیہ
کا ہزار درم کا اقرار مدعی کے لیے معائنہ کرتا تو مدعا علیہ و اسکی جورو کے درمیان تفریق کرتا واللہ اعلم یہ فتاوی قاضیخان
مین ہی - اور اگر عورت سے کہا کہ اگر تو نے مجھے گالی کی بری باتین کہین تو تو طالقہ ہی پس عورت نے اسپر لعنت کی
تو ایک طلاق واقع ہوگی یہ فتاوے کبری مین ہی - اور نوازل مین لکھا ہی کہ فقیہ ابو اللیث رح نے فرمایا کہ ہم اسی کو لیتے ہین
یہ تاتارخانیہ مین ہی - اور اگر عورت نے کہا کہ اللہ تعالے تجھ مین برکت نہ دے تو طالقہ نہوگی اور اسیطرح اگر کہا کہ ای گدھے
وای جاہل وای بیوقوف تو طالقہ نہوگی اسواسطے کہ یہ گالی نہین ہی یہ محیط مین ہی - اور اگر عورت سے کہا کہ اگر تو نے
مجھے شتم کیا تو تو طالقہ ہی پس عورت نے اسپر لعنت کی تو طالقہ ہوجائیگی یہ ظہیریہ مین ہی - عورت سے کہا
کہ اگر تو نے میری ماں کو شتم کیا یا بدی کے ساتھ اسکا ذکر کیا تو تو طالقہ ہی پھر عورت سے کہا کہ تیری ماں سلام علیک
تھی پس عورت نے کہا کہ نہین بلکہ تیری ماں پس اگر یہ قسم بلخ مین یا اور ایسے شہر مین تھی جہان سوال کرنیوالے
و مانگنے والے کو سلام علیک کہتے ہین تو عورت پر طلاق پڑجائیگی اور شہرہاے ماوراء النہر وغیرہ جنمین اس لفظ کو شتم
نہین سمجھتے ہین اور نہ بدی سے یاد کرنا جانتے ہین وہان ایسے لفظ سے حانث نہوگا - عورت و مرد کے درمیان مرد
کی بہن کی بابت کچھ جھگڑا ہوا پس شوہر نے عورت سے کہا کہ اگر تو نے میری بہن کو میرے سامنے گالی دی تو تو بتین
طلاق طالقہ ہی پھر ایک روز آیا تو دیکھا کہ اسکی جورو اسکی بہن سے جھگڑتی اور اسکو گالی دیتی ہی پس شوہر نے
اسکی گالی سنی کہ اسنے شوہر کی بہن کو دی اور عورت اپنے شوہر کو دیکھتی تھی تو طالقہ ہوجائیگی اسواسطے کہ شوہر

کے سامنے اسکو گالی دی ہی یہ فتاوی کبرے مین ہی۔ ایک مرد نے کہا کہ اگر مین نے کسی کو گالی دی تو میری جورو
طالقہ ہی پھر اسنے ایک مرد کو گالی دی تو اسکی جورو طالقہ ہوجائیگی۔ ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر مین نے
تجکو قذف کیا یعنے زنا کی تہمت لگائی تو تو طالقہ ہی پھر اسکو کہا کہ اے چھنال کی بچی تو طالقہ ہوجائیگی اسواسطے کہ عرف مین
اسکو اسی عورت کا قذف کرنا شمار کرتے ہین اگرچہ درحقیقت یہ اسکی مان کا قذف کرنا ہوتا ہی یہ فتاوے قاضی خان مین
ہی۔ اور اگر بولا کہ اگر تو نے مجھے قذف کیا تو تو طالقہ ہی پس عورت نے مرد کو کہا کہ اے چھنال کے بچے تو طلاق نہ پڑیگی
اور فقیہ نے فرمایا کہ لیکن ہمارے زمانہ مین واقع ہوگی یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ مرد کو اسکی جورو نے کہا کہ اے سفلہ پس
مرد نے کہا کہ اگر مین سفلہ ہون تو تو طالقہ ہی اور اس سے مرد کی مراد تعلیق ہی یعنے اگر ایسا ہو تو ایسا ہی اور اسکے
کہنے کا بدلا دینا نیت مین نہ تھا تو اگر وہ سفلہ نہو تو طالقہ نہوگی اور مشائخ نے سفلہ کے معنے مین گفتگو کی ہی اور امام
ابوحنیفہ رح سے مروی ہی کہ مسلمان سفلہ نہین ہوتا ہی اور سفلہ کافر ہی ہوتا ہی اور اسی پر فتوی ہی یہ فتاوی کبری مین
ہی۔ اور امام ابو یوسف رح سے مروی ہی کہ سفلہ وہ آدمی ہی کہ اپنے قول مین کچھ مبالات نہ کرے اور جو اسکو کہا جاوے
اسکی بھی کچھ پروا نہ کرے اور اسی پر فتوے ہی یہ تجنیس و مزید مین ہی۔ عورت نے مرد کو کہا کہ اے کشتخان پس مرد نے
کہا کہ اگر مین کشتخان ہون تو تو طالقہ ہی اور تعلیق کی نیت کی تو شیخ ابو عصمہ مروزی نے فرمایا ہی کہ کشتخان اسکو کہتے
ہین کہ یہ سنے کہ کسی نے اسکی عورت کی طرف بدی کے ساتھ دست درازی کی اور پھر کچھ پروا نہ کرے اور اگر اسنے
عورت کو سزا دی تو کشتخان نہین ہی۔ عورت نے اپنے مرد کو کہا کہ اے بھاک یا اے قلتبان پس کہا کہ اگر مین بھاک
ہون یا اگر مین قلتبان ہون تو تو بسہ طلاق طالقہ ہی پس اگر شوہر نے اس سے عورت کی گفتگو کے بدلا دینے کی
نیت کی ہو کہ جسکو فارسی مین خشم راندن کہتے ہین تو کہتے ہی طلاق واقع ہوجائیگی خواہ شوہر ایسا ہو جیسا عورت
نے کہا ہی یا نہو اور اگر شوہر نے اس کہنے سے تعلیق طلاق کی نیت کی ہو تو تاوقتیکہ شوہر ایسا نہوگا طلاق واقع نہوگی اور
بھاک یا قلتبان ایسے مرد کو کہتے ہین جو اپنی جورو کی بدکاری پر واقف ہوا اور اسپر راضی ہو۔ اور اگر شوہر کی اس سے
کچھ نیت نہو تو بعضے مشائخ نے اسکو مکافات یعنے بدلا دینے پر محمول کیا ہی اور بعض نے اسکو تعلیق پر محمول کیا
ہی اور بعض نے فرمایا کہ اگر حالت غضب مین اسنے کہا تو مکافات پر محمول ہوگا اسواسطے کہ یہی ظاہر ہی اور اگر
غیر حالت غصہ مین کہا ہی تو تعلیق پر محمول ہوگا اسواسطے کہ یہی ظاہر ہی۔ اور اگر عورت نے مرد کو کہا کہ تو قرلمبان
ہی پس شوہر نے کہا اگر تو نے جانا کہ مین قرلمبان ہون تو تو بسہ طلاق طالقہ ہی تو طالقہ نہوگی جبتک یہ نہ کہے
کہ مین نے جانا کہ تو قرلمبان ہی یہ فتاوے کبری مین ہی۔ عورت نے خاوند کو کہا کہ اے کوسج پس اسنے کہا کہ اگر
مین کوسہ ہون تو تو طالقہ ہی اور اس سے تعلیق کی نیت کی تو مختار یہ ہی کہ اگر اسکی داڑھی خفیف غیر متصلہ ہو تو
طالقہ ہوگی ورنہ نہین اسواسطے کہ اسی کو عرف مین کوسہ کہتے ہین یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور کوسہ کی تفسیر مین اختلاف ہی اور
اصح یہ ہی کہ اگر اسکی داڑھی خفیف ہو تو وہ کوسج ہی یہ خلاصہ و وجیز کردری مین ہی وقال المترجم ہمارے عرف مین
مشہور یہ ہی کہ کوسہ وہ ہی جسکی داڑھی نہ نکلے والمسئلہ علی العرف فافہم۔ اور معلی نے امام ابو یوسف سے روایت کی ہی
کہ اگر اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو مجھسے اسفل یعنے نیچی نہو تو تو طالقہ ہی تو یہ حسب پر ہی وقال المترجم ہماری زبان مین نال ہی
ہان اگر یون کہا جاوے کہ اگر تو مجھسے گھٹ کے نہو تو محتمل ہی کہ حسب پر قرار دیا جاوے واللہ تعالے اعلم۔ پس اگر مرد

بہ نسبت عورت کے حسب مین بڑھکر ہو تو حانث نہوگا اور اگر عورت بڑھکر ہوگی تو طالقہ ہو جائیگی اور اگر امر مشتبہ ہو
تو قسم سے شوہر کا قول قبول ہوگا کہ مین اس سے حسب مین بڑھکر ہون یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر عورت سے کہا
کہ اگر تو نے مجھے شتم کیا تو تو طالقہ ہی پس عورت نے اپنے صغیر بچہ کو جو اس خاوند سے ہی کہا کہ ای بلا بچہ تو دیکھا جائیگا
کہ اگر عورت نے یہ لفظ بچہ سے کراہت کر کے کہا ہی تو طالقہ نہوگی اور اگر بچہ کے والد سے کراہت کر کے کہا ہی تو طالقہ
ہو جائیگی یہ محیط مین ہی۔ ایک عورت نے اپنے بچہ کو کہا کہ ای بلا بہ زادہ پس شوہر نے کہا کہ اگر وہ بلا بہ زادہ ہی تو تو
بسہ طلاق طالقہ ہی تو اسمین تین صورتین ہین یعنے شوہر نے اسکے کلام کا بدلا دینے کا ارادہ کیا یا کچھ نیت نہ کی یا تعلیق
کی نیت کی پس اگر وجہ اول ہو یا ثانی ہو تو اسکا حکم گذر یعنے فوراً طلاق واقع ہو جائیگی اور اگر تیسری صورت ہو تو
قضاءً طالقہ نہوگی کیونکہ شرط نہ پائی گئی اور اگر عورت جانتی ہو کہ یہ زنا کی پیدائش ہی تو اسپر طلاق واقع ہو جائیگی اسواسطے
کہ یہ اسکے حق مین تحقق شرط ہو گیا اور اسکو پھر اس مرد کے ساتھ رہنے کی گنجائش نہین ہی اسواسطے کہ وہ مطلقہ بسہ طلاق
ہو گئی یہ تجنیس مین۔ اور اگر عورت نے ایسا لفظ اسوجہ سے کہا کہ طفل مذکور کی کوئی بات اسکو بری معلوم ہوئی ہی تو
طلاق واقع نہو گی یہ محیط سرخسی مین ہی قاست یہ جملہ اس مقام پر اچھے موقع سے نہین ہی فافہم۔ ایک مرد نے اپنی جورو
سے کہا کہ اگر مین نے تیرے بھائی سے تیرا احال ہر قبح کے ساتھ جو دنیا مین ہی نہ کہا یعنی دنیا بھر کے قبح تجھ مین تیرے بھائی سے
نہ کہے تو تو طالقہ ہی تو یہ قسم تین قسم کی قبح و فواحش پر واقع ہوگی پس اگر عورت کے تین نوع کے قبح بیان کر دیے
تو قسم مین سچے ہونے کی شرط متحقق ہوگئی پس چاہیے کہ اسکے بھائی سے بعد بیان کرنے کے اسی وقت کہدے کہ یہ مین نے
اسواسطے تجھ سے بیان کر دیے کہ مین نے قسم کھائی تھی ورنہ وہ ان باتون سے بری ہی یہ خلاصہ مین ہی۔ اور نوازل
مین لکھا ہی کہ اور اگر اس سے قبل اسکے کہا ہو تو سین جائز ہی اسواسطے کہ اسکے بعد کوئی قول قبیح نہوگا یہ تاتارخانیہ مین
ہی۔ ایک شخص نے اپنے بھائی و بہن سے جھگڑا کیا اور پھر فارسی مین دونون سے کہا کہ اگر من شما را بگون خر اندر نہ کنم زن
مرا طلاق یعنی اگر مین تم دونون کو گدھے کی گانڈ مین نہ کر دون تو میری جورو پر طلاق ہی تو مشائخ نے اسمین اختلاف کیا
ہی اور اصح یہ ہی کہ ایسے لفظ سے قہر و غلبہ مراد ہوتا ہی پس وہ حانث نہوگا تا وقتیکہ وہ دونون نہ مر جاوین یا یہ قسم
کھانیوالا نہ مرے یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ اور بعض نے کہا کہ فی الحال حانث ہو جائیگا اور اسی پر فتوی ہی جیسا کہ مس السماء
کے مسئلہ مین ہی یہ محیط سرخسی مین ہی اور بعض نے فرمایا کہ فی الحال حانث ہو جائیگا اسواسطے کہ عجز متحقق ہی الا آنکہ
اسنے اس کلام سے قہر و غلبہ و دونون کے تنگ کرنے کی نیت کی ہو تو ایسی حالت مین اسکی نیت صحیح ہوگی اور حانث
نہوگا یہان تک کہ قسم کھانیوالا یا وہ دونون مر جاوین قبل اسکے کہ جو اسنے نیت کی ہی وہ کرے اور اسی پر فتوی ہی
یہ فتاوی کبری اور محیط و تجنیس و فتاوی قاضی خان و خلاصہ مین ہی۔ اپنی جورو سے کہا کہ اگر مین نے تجھے
غصہ مین کر دیا تو طالقہ ہی پس عورت کے کسی بچہ کو مارا پس عورت غصہ مین آئی تو دیکھنا چاہیے کہ اگر اسکو کسی ایسے
فعل پر مارا ہی کہ ایسے فعل پر مارنا و ادب دینا چاہیے تو طالقہ نہوگی اور اگر ایسے فعل پر مارا کہ اسپر مارنا و تادیب کرنا نہ
چاہیے تو طالقہ ہو جائیگی یہ محیط مین ہی اور میرے والد سے دریافت کیا گیا کہ ایک مرد نے حالت غضب مین اپنی
جورو سے کہا کہ اگر مین نے تیری ہڈیان نہ توڑین اور تیرا گوشت نہ پھاڑا تو تو بسہ طلاق طالقہ ہی تو فرمایا کہ اگر اسکو
ایسا مارا کہ قریب تھا کہ وہ اپنی جگہ سے نہ ہل سکے تو حانث نہوگا اور یہ کلام کنایہ و مجاز ضرب شدید سے ہی۔ اور نیز سوال کیا گیا

کہ ایک نے اپنی جورو سے کہا کہ ان لم ازن منک السنجات فانت طالق ثلثا یعنے اگر تجھ سے تیرہ نہ تلاؤن تو تو طالقہ بسہ طلاق ہی تو
فرمایا کہ اگر اسکو سخت اذیت دی اور ہر امر مین اس سے مناقشہ کیا تو حانث نہوگا یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ ایک مرد نے اپنی جورو
سے کہا کہ اگر مین آج کے روز تیرے بچہ کو ایسا نہ مارون کہ وہ دو ٹکڑے ہو جاوے تو تو بسہ طلاق طالقہ ہی پھر اسکو
زمین پر دے مارا مگر وہ نہ پھٹا تو بسہ طلاق طالقہ ہو جائیگی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ اگر مین تجھے
ایسا نہ مارون کہ تجھے نہ زندہ و نہ مردہ چھوڑون تو تو طالقہ ہی تو امام ابو یوسف نے فرمایا کہ یہ قسم سخت شدید تکلیف دہ
مارنے پر واقع ہوگی پس اگر ایسا کیا تو قسم سچی ہو جائیگی اور اگر یہ قید لگائی کہ یہان تک کہ تو موت مانگے یا بیمار پڑجاوے
یا تو فریاد مانگے تو جبتک حقیقۃً یہ باتین نہ پائی جاوین تب تک قسم مین سچا نہوگا۔ اور اگر عورت سے کہا کہ اگر مین نے تجھے
بغیر جرم مارا تو تو طالقہ ہی پس عورت نے دسترخوان کی روٹی پر پیالہ رکھدیا کہ وہ جھکا اور مرد کے پانون پر شوربا گرا جس سے
اسکو ضرر پہونچا پس مرد نے اسکو مارا تو حانث نہوگا اگرچہ عورت سے بغیر قصد ایسا واقع ہوا ہی اسواسطے کہ عورت
احکام دنیویہ مین اپنی خطا پر ماخوذ ہی مگر ہان گناہ اسکے ذمہ سے ساقط ہی یہ خلاصہ مین ہی۔ ایک مرد نے کسی دوسرے
مرد کو سخت دردناک ماردی پس مار کھانے والے نے کہا کہ اگر مین اسکی سزا نہ کرون تو میری جورو طالقہ ہی پھر
ایک زمانہ گذر گیا اور اُسنے بدلا نہ لیا تو مشائخ نے فرمایا کہ یہ قسم شرعی بدلے قصاص وارش و تعزیر وغیرہ پر واقع نہوگی
بلکہ فقط برائی پہونچانے پر واقع ہوگی خواہ کسی طرح ہو پس اگر علی الفور برائی پہونچانے کی نیت کی ہو تو فی الفور پر اور اگر یہ
نیت نہ کی ہو تو مطلقاً کسی وقت برائی پہونچانے پر واقع ہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور مجموع النوازل مین
لکھا ہی کہ اگر دوسرے سے یون کہا کہ اگر مین آج تجھ سے وہ نہ کرون جو کرنا چاہیے تو میری جورو طالقہ ہی پھر یہ روز گذرا
حالانکہ اُسکے حق مین کچھ نیکی و بدی نہ کی تو حانث نہوگا اسواسطے کہ اسکے حق مین اُسنے وہ کیا جو کرنا چاہیے اور وہ
عفو ہی لیکن اگر اُسنے کہا کہ میری مراد اس سے ضرب و شتم تھی تو ایسا نہ کرنے کی صورت مین وہ حانث ہو جائیگا۔ اور اگر
اپنی عورت سے کہا کہ اگر تجھکو خون کے اندر نہ کردون تو تو طالقہ ہی پس اُسکی ناک مین مارا کہ خون جاری ہوا اور اسکے
کپڑے بھر گئے تو قسم سچی ہوگئی بشرطیکہ اتنی ہی اسکی مراد ہو اسواسطے کہ ظاہر یہ ہی کہ بالکل خون مین ڈبو دینا مراد نہین ہی۔ اور اگر کہا
کہ اگر اس کوچہ کو ترکستان نہ کردون تو تو طالقہ ہی تو فرمایا کہ اسطرح سچا ہوسکتا ہی کہ اس کوچہ والون پر بہت سے ترک مسلط
کردے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ اگر کل مین تیرے ساتھ وہ نہ کرون جو کُتا آٹے کی تھیلی سے کرتا ہی تو تو طالقہ ہی تو جس سے
کہا ہی اُسکے کپڑے کچھ نوچ کر اسکو کھینچ کر زمین پر ڈال دے تو قسم مین سچا ہو جائیگا یہ خلاصہ مین ہی۔ معلی نے کہا کہ مین نے
امام محمد رح سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے قسم کھائی کہ ضرور مین تجھکو مارونگا حتے کہ تجھکو قتل کردونگا یا تو مردہ اٹھائی
جائیگی ورنہ تو طالقہ ہی اور اُسکی کچھ نیت نہین ہی تو فرمایا کہ اگر عورت کو سخت شدید ضرب سے مارا تو قسم مین سچا ہو جائیگا یہ
اور اگر حقیقۃً یہی نیت ہو تو کوئی صورت نہین ہی ۱۲
بدائع مین ہی۔ ایک نے جورو سے کہا کہ اگر تو مجھسے نہ دیکھا ہوئی تو تو طالقہ ہی پس اُسکے بچہ کو مارا پس عورت نزدیک
آئی تاکہ مار سے بچا دے پس اگر اتنا قریب ہوگئی کہ اگر اپنا ہاتھ بڑھاتی تو دونون کو الگ کر دیتی تو حانث ہو جائیگا یہ
خلاصہ مین ہی۔ اپنے غلام سے کہا کہ اگر مجھے تجھ سے لقاء حاصل ہوئی پس مین نے تجھے نہ مارا تو میری جورو طالقہ ہی
پھر غلام کو میل بھر پر دیکھا یا کسی کوٹھے کی چھت پر دیکھا کہ اُس تک پہونچ نہین سکتا ہی تو حانث نہوگا یہ فتاوی کبرے
مین ہی شیخ ابو الحسن سے دریافت کیا گیا کہ ایک مرد اپنی جورو کو مارتا تھا پس چند عورتون نے اسکا بچانا چاہا پس

اُسنے کہا کہ اگر تم مجھے اسکے مارنے سے روکو تو بسبب طلاق طالقہ ہی پس عورتون نے اُسکو روکا مگر وہ باز نہ آیا او عورتون
کو روکا کیا تو فرمایا کہ وہ بسہ طلاق طالقہ ہو جائیگی اور یہی صحیح ہی یہ محیط مین ہی۔ عورت سے کہا کہ اگر مین نے تجھے
ایذا دی تو تو طالقہ ہی پھر ایک باندی خرید کر اسکو اپنے تصرف مین لایا پس اگر قسم کے وقت ایسی کوئی حالت ہو جو
ایسی ایذا کے معنے پر دلالت کرے جو اس فعل کے علاوہ طور پر ہو تو طالقہ نہو گی اسواسطے کہ ایذا اور معنی پر ہو گی ورنہ
طالقہ ہو جائیگی اسواسطے کہ عورت اسکو ایذا شمار کرتی ہی حتے کہ اگر یہ عورت اسکو ایذا شمار نہ کرتی ہو تو طلاق نہ واقع
ہو گی۔ عورت سے کہا کہ تو مجھے دوست نہین رکھتی ہی عورت نے کہا کہ اگر مین تجھے دوست نہین رکھتی ہون تو تو بسہ
طلاق طالقہ ہی پس شوہر نے فارسی مین کہا کہ خود توئی یعنے خود تو ہی ہی پس اگر دونون کے الگ ہونے سے پہلے
عورت نے کہا کہ مین تجھے دوست نہین رکھتی ہون تو طلاق واقع ہو جائیگی اور اگر عورت کچھ کہنے سے پہلے مرد کو چھوڑ کر
الگ ہو گئی تو طلاق واقع نہو گی اسواسطے کہ قولہ خود توئی اسی طلاق معلق بشرط کی جانب راجع ہو گا پس شوہر نے گویا
یہ کہا کہ بلکہ تو طالقہ بسہ طلاق ہی اگر تو مجھے دوست نہ رکھتی ہو۔ مرد نے اپنی جورو کو اپنے بستر پر بلایا پس عورت نے کہا
کہ تو مجھے کیا کریگا تجھے فلانہ عورت کافی ہی ایک عورت اجنبیہ کا نام لیا پس شوہر نے کہا کہ اگر مین اسکو چاہتا ہون تو
تو طالقہ ہی تو مشائخ نے اسمین اختلاف کیا ہی اور مختار یہ ہی کہ جبتک شوہر یہ نہ کہے کہ مین اسکو چاہتا ہون تب تک
اسکی جورو طالقہ نہو گی اگرچہ اسکو دوست رکھتا ہو اسواسطے کہ طلاق اسکی محبت کی خبر دینے پر معلق ہی۔ عورت سے کہا
کہ اگر تو میرے نزدیک خاک سے زیادہ اہون نہو تو تو بسہ طلاق طالقہ ہی پس اگر عورت سے ایسی اہانت کی جو بہت
اہانت شمار کیجاتی ہی تو حانث نہو گا اسواسطے کہ عورت اسکے نزدیک خاک سے زیادہ اہون ہوئی یہ فتاوی کبری مین ہی۔
شیخ ابو القاسم سے دریافت کیا گیا کہ کچھ عورتین متفق ہوئین کہ اپنے واسطے اور دوسرے کے واسطے بھی سوت کاتتی تھین
پس ایک عورت کا شوہر غصہ ہو گیا اور کہا کہ اگر تو نے کسی کے واسطے سوت کاتا یا تیرے واسطے کسی نے کاتا تو تو طالقہ
ہی پھر انمین سے ایک عورت نے اس عورت کے گھر روئی بھیجی تاکہ سوت کات دے پس اس عورت کی مان نے اسکو
کاتا تو فرمایا کہ اگر ان عورتون کی عادت ہو کہ ہر ایک خود ہی سوت کاتتی ہو تو جبتک خود نہ کاتے تب تک طالقہ نہو گی یہ محیط
مین ہی۔ ایک مرد نے اپنی عورت سے کہا کہ اگر تیرا سوت اپنے کام مین لاؤن یا میرے کام مین آوے تو تو طالقہ ہی پس
عورت نے اپنا سوت کسی دوسری عورت کے سوت سے بدل لیا یا اپنے سوت کا کپڑا دوسری عورت کے سوت کے
کپڑے سے بدل لیا پس شوہر نے اسکو پہنا تو ابوبکر بلخی نے فرمایا کہ وہ اپنی قسم مین حانث نہو گا یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر
شوہر نے اسکے سوت کا جال بنایا اور اس سے شکار کیا تو صحیح یہ ہی کہ وہ حانث ہو جائیگا اسواسطے کہ اسکو اُسنے
اپنے لائق کام مین استعمال کیا ہی یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔ اگر کہا کہ اگر تیرا سوت کام مین لاؤن تو تو طالقہ ہی پھر
اسکے کاتے سوت کا کپڑا پہنا تو شیخ ابوبکر نے فرمایا کہ حانث نہو گا پھر پوچھا گیا کہ اگر اُسنے یون کہا کہ میرے کام مین آوے
تو فرمایا کہ مجھے خوف ہی کہ حانث ہو جائیگا۔ ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر تیرا کاتا سوت میرے بدن پر آوے
تو تو طالقہ ہی پھر اُسنے اپنا ہاتھ عورت کے کاتے ہوئے سوت پر رکھا یا اسکے سوت سے کپڑا سی کر پہنا یا اُسکے سوت کے
مرفقہ سے تکیہ لگایا یا اسکے سوت کے بچھونے پر سویا تو مشائخ نے فرمایا کہ اسکی قسم خاصۃً پہننے پر واقع ہو گی اور
ان صورتون مین وہ حانث نہو گا۔ اور اگر کہا کہ اگر یہ کپڑا میرے تن پر آوے تو میری جورو طالقہ ہی اور یہ کپڑا

ایک قمیص تھی پس اُسکو اپنے کندھے پر ڈال لیا تو مشائخ نے فرمایا کہ اسکی قسم بطور عادت اسکے پہننے پر واقع ہوئی یہ ظہیریہ
مین ہے۔ عورت سے کہا کہ اگر ریسمان تو بکار آید یعنی تیرا سوت کام مین آوے یا بسود و زیان من اندر آید یعنی میرے
نفع و نقصان مین آوے تو تو طالقہ ہے پس عورت نے اس سوت کو بیچ کر دامون سے پالودہ خریدا اور اپنے شوہر کو کھلایا تو حانث
ہوگا اسواسطے کہ خود سوت یا اسکا ثمن مرد کے سود و زیان مین نہین آیا اسواسطے کہ سود و زیان مین آنا اسکی ملک مین
داخل ہونے سے عبارت ہے اور یہ بات پائی نہ گئی یہ فتاوے قاضی خان مین ہے۔ فارسی مین عورت سے کہا کہ اگر رشتہ تو
یا کار کردہ تو بسود و زیان من اندر آید تو سہ طلاق طالقہ ہستی پس عورت نے سوت کا تکڑ خود پہنا اور اپنے بچون کو پہنایا تو
طالقہ ہوگی اور اگر اپنے شوہر کا قرضہ ادا کیا تو بھی طالقہ ہوگی اسواسطے کہ وہ ملک شوہر مین داخل ہوا اور اگر
عورت اسکے گھر کی روٹی و سالن وغیرہ کے کام مین لائی تو بھی طالقہ ہوگی اسواسطے کہ حانث ہونے کی شرط پائی گئی یہ
فتاوے کبرے مین ہے۔ اور اگر مرد نے کہا کہ اگر من ترا بپوشانم از کار کردہ خویش تو طالقہ ہستی پھر عورت اپنے
شوہر کے پاس سوت لیگئی کہ اجرت پر اسکو بن دے پس شوہر نے اجرت لے لی اور بن دیا پھر عورت نے اُسکو پہنا تو
حانث ہوگا اسواسطے کہ یہ خود عورت کی کمائی ہے نہ شوہر کی اور اگر روئی شوہر کی ہو تو بھی یہی حکم ہے اسواسطے کہ حانث
ہونے کی شرط یہ ہے کہ پہنا دے اور یہ پائی نہ گئی۔ اور یہی طرح اگر کپڑا مرد کا ہو اور بدون اسکی اجازت کے عورت نے
پہنا تو بھی حانث ہوگا اسواسطے کہ پہنانا پایا نہ گیا یہ فتاوے قاضی خان مین ہے۔ اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو نے
اپنا ہاتھ تکلے پر رکھا تو تو طالقہ ہے پس عورت نے اپنا ہاتھ تکلے پر رکھا مگر کاتا نہین تو طالقہ ہوگی۔ اور اگر جورو سے کہا
درحالیکہ وہ عورت کا کاتا کپڑا خود پہنے تھا آن جامہ کہ پوشیدہ ام ورید و گذشت اگر از غزل تو بپوشم پس تو طالقہ
ہستی یعنے جو کپڑا مین پہنے تھا وہ پھٹ گیا اور جاتا رہا اگر مین تیرے کاتے ہوے سوت سے پہنون تو تو طالقہ ہے
پھر جو پہنے تھا وہ نہ اُتارا تو اسکی جورو طالقہ ہوگی اور اگر یون کہا کہ اگر اسکے سواے پہنون تو تو طالقہ ہے پھر نہ اُتارا
تو حانث ہوگا یہ خلاصہ مین ہے۔ اور اگر کہا کہ اگر مین تیرا سوت فروخت کرون تو تو طالقہ ہے پھر مرد نے لوگون کا
سوت فروخت کیا جسمین اسکی جورو کا سوت بھی تھا تو حانث ہو جائیگا اگرچہ وہ اس بات کو نجانتا ہو یہ فتاوے
صغری مین ہے۔ ایک عورت اپنے شوہر کے واسطے قبا قطع کرنا چاہتی تھی پس شوہر نے فارسی مین کہا کہ اگر این
قبا کہ تو قطع میکنی اکنون من بپوشم پس تو طالقہ ہستی پھر عورت نے ایک سال کے بعد اسکو قطع کیا اور شوہر نے پہنی تو طالقہ
ہو جائیگی اسواسطے کہ اسکی قسم بفور پہننے پر نہ تھی یہ خزانۃ المفتین مین ہے۔ ایک عورت اپنے شوہر کا مال اُٹھا لیجاتی اور
ایک عورت کو دیتی تاکہ اُسکے واسطے روئی کات دے پس شوہر نے اُس سے کہا کہ اگر تو نے میرے مال سے کچھ لیا تو تو طالقہ
ہے پھر عورت نے اسکے مال سے کچھ لیکر بقال سے گھر کی ضرورت کی کوئی چیز خریدی یا اُسنے گردہ روٹی قرض دی یا
اسکی پڑوسن اسکے یہان روٹی پکاتی تھی اسکا کچھ آٹا کم پڑا تو عورت نے اسکو آٹا دیا اور شوہر اسکو مکروہ نہین جانتا تھا
بلکہ وہی مکروہ جانتا تھا جو وہ سوت کاتنے کے واسطے دیتی تھی پس اگر عادت یہ نہ تھی کہ شوہر کی اجازت سے اُسکے مال
سے عورت ضروریات کی چیزین خود خریدے تو شوہر حانث ہو جائیگا اور اگر خریدتی ہو تو حانث نہوگا اسواسطے کہ یہ
انفاق ہے یہ فتاوے کبری مین ہے۔ اور اگر کہا کہ اگر مین نے ان گیہون سے نفع اُٹھایا تو میری جورو طالقہ ہے پھر
بیچ کر اُسکے ثمن سے نفع اُٹھایا تو اپنی قسم مین حانث نہوگا یہ خزانۃ المفتین مین ہے۔ ایک مرد نے ایک سیر گوشت خریدا

اُسکی جورو نے کہا کہ یہ سیر بھر سے کم ہی اور اسپر قسم کھاگئی پس شوہر نے کہا کہ اگر سیر بھر نہو تو تو طالقہ ہی تو یہ گوشت تولنے سے پہلے پکا لیا جا دے تو مرد و عورت کوئی حانث نہوگا یہ خلاصہ مین ہی-ایک مرد نے کہا کہ اگر مین نے اس کوٹھری کی عمارت بنائی تو میری جورو طالقہ ہی پس اس کوٹھری کی دیوار جو اس کوٹھری اور پڑوسی کے درمیان ہی گر پڑی پس اسکو بنوایا اور قصد یہ کیا کہ پڑوسی کی کوٹھری کی دیوار بنواتا ہی نہ اس کوٹھری کی تو مشائخ نے فرمایا کہ حانث ہوجائیگا اور اسکی نیت باطل ہی-ایک مرد نے کہا کہ اگر مین جھوٹ بولا تو میری جورو طالقہ ہی پھر اُس سے کوئی بات دریافت کی اور اُسنے اپنا سر ہلایا مگر جھوٹ پر تو اپنی قسم مین جھوٹا نہوگا تاوقتیکہ جھوٹ زبان سے نہ بولے یہ فتاوے قاضیخان مین ہی-ایک مرد نے اپنی جورو کی طلاق کی قسم کھائی کہ مسکر نہ پیئیگا پھر اُسنے نشہ کی چیز اپنے حلق مین ریختہ کی اور وہ اسکے پیٹ مین چلی گئی پس اگر بغیر اُسکے فعل کے پیٹ مین چلی گئی ہی تو حانث نہوگا اور اگر وہ اپنے منھ مین لیے رہا پھر اسکے بعد پی گیا تو حانث ہوجائیگا-اور اگر عورت سے کہا کہ اگر مین نے خمر پی تو تو طالقہ ہی پھر اُسکے خمر پینے پر ایک مرد و دو عورتون نے گواہی دی تو حد مارنے کے واسطے یہ گواہی قبول نہوگی اور نہ حق طلاق مین مقبول ہوگی اور بعض نے کہا کہ جورو پر طلاق واقع ہونے کے حق مین مقبول ہوگی اور یہی فتوی کے واسطے مختار ہی یہ خزانۃ المفتیین مین ہی-ایک مرد نے قسم کھائی کہ ایکسال تک کوئی چیز نشہ کی نہ پیئیگا پھر اُسنے غیر مجلس شراب مین نشہ کی چیز پی اور لوگون نے اسکو نشہ مین دیکھا حالانکہ وہ نشہ کی چیز پینے سے منکر تھا پس ان لوگون نے قاضی کے یہان گواہی دی مگر قاضی نے حکم نہ دیا تو شیخ ابو القاسم نے فرمایا کہ قاضی یہ احتیاط کرے کہ جسنے آنکھ سے پیتے نہین دیکھا ہی اسکی گواہی قبول نہ کرے اور عورت اپنے نفس کیواسطے یہ احتیاط کرے کہ خلع کرالے-ایک مرد نے دوسرے سے جو کچھ بات کہنا تھی کہا کہ یہ نشہ کی بات ہی اُسنے کہا کہ میری جورو طالقہ ہی اگر مین نے اسکو نشہ سے کہا ہو اور مین نشہ مین نہین ہون تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر اسکا کلام مختلط ہوا اور لوگون کے نزدیک وہ مست نشہ شمار کیا جاتا ہو تو اپنی قسم مین حانث ہوجائیگا ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر فلان مرد اپنی جورو کو طلاق دے تو تو بسہ طلاق طالقہ ہی پھر فلان مذکور کہین چلا گیا پھر قسم کھانے والے کی جورو نے گواہ قائم کیے کہ فلان مذکور نے اپنی جورو کو میرے شوہر کے قسم کھانے کے بعد طلاق دی ہی تو شیخ ابو نصر الدبوسی نے فرمایا کہ ایسے گواہ قبول نہونگے اور یہی صحیح ہی-ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ تو فلان کے پاس جاکر اُس سے قالین واپس لیکر ابھی میرے پاس اٹھا لا اور اگر تو نہ اٹھا لائی تو تو طالقہ ہی پھر وہ عورت گئی مگر واپس لینے پر قادر نہوئی پھر اُس سے دوسرے روز واپس لیا اور شوہر کے پاس اٹھا لائی تو مشائخ نے فرمایا کہ اپنی قسم مین حانث ہوجائیگا اسواسطے کہ قولہ ابھی میرے پاس اٹھا لا فی الفور لانے پر تنصیص ہی-ایک مست نے اپنی جورو کو مارا پس وہ گھر سے باہر نکلی پس کہا کہ اگر تو میرے پاس واپس نہ آئی تو تو طالقہ ہی اور قضیہ عصر کے وقت واقع ہوا پس عورت عشاء کے وقت واپس آئی تو مشائخ نے فرمایا کہ اپنی قسم مین جھوٹا ہوجائیگا اسواسطے کہ اسکی قسم نے الفور واپس آنے پر واقع ہوگی اور اگر اُسنے کہا کہ مین نے فی الفور کی نیت نہین کی تھی تو قضاءً اسکی تصدیق نہوگی اگر ایک عورت نکلنے کے واسطے کھڑی ہوئی پس شوہر نے کہا کہ اگر تو نکلی تو تو طالقہ ہی پس وہ بیٹھ گئی پھر ایک ساعت کے بعد نکلی تو حانث نہوگا-مرد نے کہا کہ اگر مین نے ایسا کیا ہو تو یہ میری عورت جو گھر مین ہی اسپر طلاق حالانکہ اُسنے یہ فعل تو کیا تھا مگر قسم کے وقت اُسکی جورو گھر مین نہ تھی تو اپنی قسم مین حانث ہوگا اسواسطے کہ اس کلام سے مراد منکوحہ ہوتی ہی

اور اگر کہا کہ این زن کہ مراد این خانہ است یعنی یہ عورت میری کہ اس گھر میں ہی اور اسکی جورو اس گھر میں جسکو معین کیا ہی نہ تھی تو اُسکی جورو پر طلاق نہوگی اسواسطے کہ گھر کو اسطرح معین کرنے کی صورت مین منکوحہ مراد نہین ہوتی ہی ایک طفل نے کہا کہ اگر مین نے شراب پی تو ہر عورت کہ جس سے مین نکاح کرون تو وہ طالقہ ہی پھر اس طفل نے ایام طفولیت مین شراب پی پھر اُسنے بالغ ہونے کے بعد نکاح کیا پھر اُسکے خسر نے گمان کیا کہ طلاق واقع ہوگئی ہی پس اس طفل بالغ شدہ نے بھی کہا کہ ہان مجھپر حرام ہی تو مشائخ نے فرمایا کہ یہ طفل مذکور کی طرف سے حرمت کا اقرار ہی پس ابتداء اُسکی جورو حرام ہوجائیگی اور بعض نے کہا کہ اسکی جورو حرام نہوگی اور یہی صحیح ہی - ایک مرد نے اپنی جورو سے فارسی مین کہا کہ اگر تو امشب بدین خانہ درباشی پس تو طالقہ ہستی پس اُسی وقت وہ اپنے شوہر کے ساتھ نکلی اور شوہر کے گھر سوئی تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر شوہر کی مراد یہ تھی کہ اپنا اسباب و کپڑے وغیرہ لیکر یہان سے اُٹھ چلے تو اگر اسباب وغیرہ وہان چھوڑ آئی ہو تو مرد حانث ہوجائیگا اور اگر یہی مراد ہو کہ فقط خود چلے تو حانث نہوگا اور اگر عورت پر یہ امر مشتبہ رہا تو وہ مرد سے حلف لے پس اگر وہ قسم کھا گیا تو اسکا حساب اللہ تعالی پر ہی اور یہ امر ایسی صورت مین ظاہر ہی کہ اُسنے یون کہا ہو کہ اگر تو دو روز یہان رہی - اور اگر سال بھر کا وقت مقرر کیا تو یہ قسم عورت مع اسباب وغیرہ کے اُٹھ آنے پر ہوگی - اور اگر اُسنے کوئی وقت مقرر نہ کیا اور نہ اُسکی قسم کے وقت کچھ نیت تھی تو یہ قسم فقط عورت کے آنے پر محمول ہوگی - ایک مرد نے سفر کا ارادہ کیا پس اُسکے خسر نے اس سے قسم لی کہ اگر اسکے بعد تو غائب رہا اور تو شروع ماہ مین عورت کے پاس واپس نہ آیا تو تیری جورو طالقہ ہی پس داماد نے کہا کہ ہست یعنی ہی - اور اس سے زیادہ کچھ نہ کہا پھر مہینہ بھر سے زیادہ غائب رہا تو اسکی جورو طالقہ ہوجائیگی اسواسطے کہ اُسنے خسر کے کلام کے جواب کا قصد کیا ہی اور جواب متضمن اعادہ ما فی السوال ہوتا ہی پس عورت طالقہ ہوجائیگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - ایک مرد نے اپنے مُنہہ مین لقمہ رکھا پس ایک مرد نے اُس سے کہا کہ اگر تو نے اسکو کھایا تو میری جورو طالقہ ہی اور دوسرے نے اُس سے کہا کہ اگر تو نے اسکو نکال دیا تو میرا غلام آزاد ہی تو مشائخ نے فرمایا کہ تھوڑا کھا جاوے اور تھوڑا پھینکدے تو دونون مین کوئی حانث نہوگا یہ خزانۃ المفتین مین ہی - ایک نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو چڑیا رکھے تو تو طالقہ ہی پس عورت نے کسی دوسرے کو وہ چڑیا دیدی تا کہ وہ پکڑے رہے پس اگر مرد نے اسوجہ سے قسم کھائی تھی کہ وہ مشغول نہ رہے تو حانث نہوگا اور اگر اسوجہ سے کہ عورت چڑیون مین مشغول نہ رہے تو حانث ہوجائیگا یہ خلاصہ مین ہی - اگر اپنی جورو زینب سے کہا کہ تو طالقہ ہی جب مین عمرہ کو طلاق دون اور عمرہ سے کہا کہ تو طالقہ ہی جب مین زینب کو طلاق دون پھر زینب کو طلاق دی تو عمرہ پر طلاق واقع ہوگی اور زینب پر واقع نہوگی اور اگر زینب کو طلاق نہ دی بلکہ عمرہ کو طلاق دی تو زینب پر ایک طلاق واقع ہوگی اور عمرہ پر دوسری بھی واقع ہوگی اور بعض نے فرمایا کہ صورت اولے مین واجب ہی کہ زینب پر دوسری طلاق بھی واقع ہو اور دوسری صورت مین واجب ہی کہ عمرہ پر دوسری طلاق واقع نہو اور یہی صحیح ہی یہ محیط سرخسی مین ہی - اگر اپنی جورو سے کہا انت طالق لو دخلت الدار تو طالقہ نہوگی یہانتک کہ داخل ہو یہ محیط مین ہی - اور اگر عورت سے کہا کہ انت طالق لو حسن خلقک سوف اراجعک یعنی تو طالقہ ہی اگر تیرے اخلاق اچھے ہوگئے تو عنقریب تجھ سے رجعت کر لونگا تو طلاق اسی دم واقع ہوجائیگی اور یہ قسم نہین ہی بلکہ فقط وعدہ ہی یہ فتاوے کرخی مین ہی اور اگر عورت سے کہا کہ

انت طالق لا دخلت الدار تو یہ مثل اس قول کے ہی انت طالق ان دخلت الدار پس جبتک داخل نہو طالقہ نہو گی
اسواسطے کہ لا حرف نفی ہی یہ بجانب اسکی تاکید کی ہی پس گویا اُسنے نفی دخول کی اسی وجہ سے طلاق معلق بدخول دار ہوئی
یہ بدائع مین ہی - ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا انت طالق لو دخلت الدار لطلقتک تو یہ قسم اُسکی طلاق کی ہی
جبکہ عورت کے دار مین داخل ہونے پر اسکو طلاق نہ دے گویا اُسنے یون کہا کہ جب تو دار مین داخل ہوگی
تو تجھے طلاق دونگا پس اگر تجکو طلاق نہ دون تو تو طالقہ ہی پس اگر وہ دار مین داخل ہوئی تو اُسکو لازم
ہی کہ عورت کو طلاق دیدے پس اگر طلاق نہ دی یہانتک کہ شوہر مرگیا یا عورت مرگئی تو طلاق پڑجایگی اور
یہ بمنزلہ اس قول کے ہی کہ اگر تو دار مین داخل ہوئی تو میرا غلام آزاد ہی اگر مین تجھے نہ مارون - ایک مرد نے
اپنی جورو سے کہا کہ ادخلی الدار وانت طالق پس دار مین گئی تو طالقہ ہوگی اسواسطے کہ صیغہ امر کا جواب بحرف
واؤ مثل جواب شرط بحرف فا کے ہی یہ فتاوی قاضی خان مین ہی - ایک مرد نے کہا کہ ایۃ امراۃ اتزوجہا فہی
طالق یعنی کوئی عورت کہ مین اس سے نکاح کرون تو وہ طالقہ ہی تو یہ قسم ایک عورت پر واقع ہوگی الا آنکہ اُسنے تمام عورتون
کی نیت کی ہو اور اگر فارسی مین کہا کہ ہر کدام زن کہ بزنی کنم الخ تو یہ قسم ہر عورت پر واقع ہوگی اور صدر شہید رہ نے فرمایا
کہ مختار یہ ہی کہ ایک ہی عورت پر واقع ہوگی اور اگر یون کہا کہ ایۃ امراۃ زوجتنی نفسہا منی فہی طالق یعنی جو کوئی عورت کہ
اپنے آپ کو میرے نکاح مین دے وہ طالقہ ہی تو یہ سب عورتون کو شامل ہوگی اور اگر کہا کہ ہر چہ زن بزنی کنم تو یہ
قسم ہر عورت پر ایک بار واقع ہوگی الا آنکہ اُسنے تکرار کی نیت کی ہو اور اگر کہا کہ ہر چہ گاہ زن بزنی کنم تو یہ قسم ہر عورت
پر ایکبار کیواسطے واقع ہوگی اور جب ایکبار اس سے نکاح کیا تو وہ طالقہ ہوجایگی اور قسم منحل ہوجایگی - اور اگر کہا کہ ازین
روز تا ہزار سال ہر زنے کہ ویرا ست پس طالقہ است حالانکہ اُسکی کوئی جورو نہین ہی پس اُسنے کسی عورت سے نکاح کیا تو
طالقہ نہوگی یہ خلاصہ مین ہی - اور اگر زید سے کہا کہ ایۃ نسائی کلمتک یعنی جو میری جورؤون مین سے تجھ سے کلام کرے وہ
طالقہ ہو پھر سب نے اُس سے کلام کیا تو سب طالقہ ہوجاوینگی - اور اگر کہا کہ جس سے میری جورؤون مین سے تونے اس سے
کلام کیا وہ طالقہ ہی پس زید نے ان سب سے معاً کلام کیا تو ایک طالقہ ہوگی اور بیان کا خیار شوہر کو ہوگا کہ وہ طالقہ کون ہی
یہ حصیری کی شرح جامع کبیر مین ہی - اگر اپنی دو جورؤون سے کہا کہ تم مین سے جسنے یہ انار کھایا وہ طالقہ ہی پس دونون نے اس
سے کھایا تو دونون مین سے کوئی طالقہ نہوگی یہ خزانۃ المفتین مین ہی - اگر مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ ہی
ای زانیہ اگر تو دار مین داخل ہوئی تو طلاق معلق بدخول ہوگی اور حد واجب نہوگی اور نہ لعان لازم ہوگا اسواسطے
کہ قولہ یا زانیہ ندا ہی اور ندا فاصل نہین ہوتا ہی جیسے یون کہا کہ تو طالقہ ہی یا زینب اگر تو دار مین داخل ہوئی
اور اسیطرح اگر کہا کہ تو طالقہ ہی ای زانیہ ثبت الزانیہ اگر تو دار مین داخل ہوئی تو بھی یہی حکم ہی اور اگر ندا کو
مقدم کیا اور کہا کہ ای زانیہ تو طالقہ ہی اگر تو دار مین داخل ہوئی تو مرد فوراً عورت کا قذف کرنے والا ہوگیا
جبکہ ایسی گفتگو کی پس عورت سے ملاعنہ کریگا اور جب قذف صحیح ہوا تو دیکھا جائیگا کہ اگر اولاً اس سے ملاعنہ
کیا پھر وہ دار مین داخل ہوئی حالانکہ وہ لعان کی عدت مین ہی تو طلاق معلق بھی واقع ہوگی کیونکہ محل طلاق
باقی ہی اور اگر پہلے دار مین داخل ہوئی پھر مرد سے اُسنے مخاصمہ قذف کیا پس اگر طلاق رجعی ہو تو ملاعنہ کرے اور
اگر بائن ہو تو نہین - اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہی ای طالقہ اگر تو دار مین داخل ہوئی تو فی الحال طالقہ نہوگی بلکہ طلاق معلق

ہوگی اور اگر کہا کہ ای زانیہ بنت الزانیہ تو طالقہ ہی اگر تو دار مین داخل ہو تو فی الحال اس عورت اور اسکی مان دونون کا قذف کرنے والا ہوگا اور طلاق معلق بدخول ہوگی یہ حصیری کی شرح جامع کبیر مین ہی - اور اگر ندا سے طلاق سے شروع کیا پس کہا کہ ای طالقہ تو طالقہ ہی اگر تو دار مین داخل ہوئی تو ایک طلاق ای طالقہ کہنے سے واقع ہوگی اور دوسری طلاق معلق بدخول دار ہوگی اور اگر ندا کو آخر کلام مین لایا یعنے کہا کہ تو طالقہ ہی اگر تو دار مین داخل ہوئی ای زانیہ تو طلاق معلق بدخول ہوگی اسواسطے کہ اُسنے طلاق کو دخول پر معلق کیا ہی پھر اِسکے بعد عورت کو منادیٰ کیا ہی پس عورت کا قذف کرنیوالا ہوا - اور اس قول مین کہ تو طالقہ ہی اگر تو دار مین داخل ہوئی ای طالقہ تو اول متعلق بدخول ہوگی اور یا طالقہ کہنے سے ایک طلاق واقع ہوگی یہ بدائع مین ہی - ایک مرد نے اپنی جورو عمرہ سے کہا کہ اگر تو دار مین داخل ہوئی ای عمرہ تو تو طالقہ ہی اور ای زینب پھر عمرہ دار مین داخل ہوئی تو وہ طالقہ ہوجائیگی اور شوہر سے ای زینب کہنے کی نیت پوچھی جائیگی اگر اُسنے کہا کہ مین نے اسکے طلاق کی نیت کی تھی تو وہ طالقہ ہوجائیگی - اور اگر اُسنے بغیر حرف اور ایسا کہا ہو پھر بیان کیا کہ مین نے زینب کی طلاق کی بھی عمرہ کے ساتھ نیت کی تھی تو دونون طالقہ ہوجائینگی اور اگر طلاق کو مقدم کیا اور کہا کہ ای عمرہ تو طالقہ ہی اگر تو دار مین داخل ہوئی اور ای زینب پھر عمرہ دار مین داخل ہوئی تو دونون طالقہ ہوجائینگی اور اگر اُسنے کہا کہ مین نے طلاق زینب کی بستثنی نہ کی تھی تو اسکا قول قبول نہوگا اور اگر کہا کہ ای عمرہ تو طالقہ ہی اور ای زینب تو زینب طالقہ نہوگی الا آنکہ اُسکی نیت کی ہو آیا تو نہین دیکھتا ہی کہ اگر اُسنے کہا کہ تیرے ای فلان مجھپر ہزار درم ہین اور ای فلان تو مال مذکور اول ہی کا ہوگا اور اگر مال مقدم کیا یعنے کہا کہ تیرے ہزار درم مجھپر ہین ای زید وای سالم تو مال مذکور اُن دونون کا ہوگا اور اگر کہا کہ ای عمرہ تو طالق ہی ای زینب تو عمرہ طالقہ ہوگی نہ زینب الا آنکہ زینب کی نیت کی ہو اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہی ای عمرہ ای زینب تو زینب طالقہ نہوگی الا آنکہ اسکی نیت کی ہو اور اگر دونون کا نام مقدم کرکے کہا ای عمرہ ای زینب تو طالقہ ہی تو پہلی طالقہ نہوگی الا آنکہ اُسکی نیت کی ہو یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - اور اگر کہا کہ اول عورت کہ مین اس سے نکاح کرون پس وہ طالقہ ہی پھر ایک عورت سے نکاح کیا تو وہ طالقہ ہوجائیگی خواہ اِسکے بعد دوسری کسی سے نکاح کرے یا نہ کرے یہ محیط مین ہی - اگر کہا کہ اول عورت کہ جس سے مین نکاح کرون وہ طالقہ ہی پس دو عورتون سے نکاح کیا پھر ایک عورت سے نکاح کیا تو اُسپر طلاق واقع نہوگی - اور اگر دو عورتون سے ایک عقد مین نکاح کیا کہ جنمین سے ایک کا نکاح فاسد ہی تو جسکا نکاح صحیح ہی وہ طالقہ ہوجائیگی - اور اگر کہا کہ اخیر عورت جس سے مین نکاح کرون وہ طالقہ ہی پس اُسنے ایک عورت سے نکاح کیا پھر دوسری سے نکاح کیا تو دوسری پر طلاق واقع نہوگی یہان تک کہ شوہر مر جاوے پس جب شوہر مر گیا تو یہی اخیرہ متعین ہوگی پس امام اعظم رح کے نزدیک وقت تزوج سے اسپر طلاق واقع ہوگی حتے کہ اگر اسکے ساتھ دخول ہوگیا تو ڈیڑھ مہر لازم ہوگا نصف بوجہ طلاق قبل دخول کے اور ایک مہر بربناے عقد فاسد یعنی وطی کا عقر اور تین حیض سے اپنی عدت پوری کریگی اور صاحبین رح کے نزدیک فی الحال پر مقصور ہوگی یعنی طلاق ابھی واقع ہوگی اور شوہر متوفی پر مہر مثل لازم ہوگا اور عورت پر امام محمد رح کے نزدیک عدت وفات و طلاق واجب ہوگی اور امام ابویوسف کے نزدیک فقط عدت طلاق واجب ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہی - جامع مین فرمایا کہ اگر کسی مرد نے کہا کہ آخر عورت کہ مین اُس سے نکاح کرون وہ طالقہ ہی پھر اُسنے عمرہ سے نکاح کیا پھر زینب سے نکاح کیا پھر عمرہ کو قبل دخول کے طلاق دیدی

پھر عمرہ سے دوبارہ نکاح کیا پھر یہ مرد مرگیا تو زینب طالقہ ہوگی عمرہ طالقہ نہوگی - اور اگر اُسنے دس عورتون کو دیکھکر کہا کہ آخر عورت جسکو مین تم مین سے نکاح مین لاؤن وہ طالقہ ہی پھر انمین سے ایک سے نکاح کیا پھر دوسری سے نکاح کیا پھر پہلی کو طلاق دیدی پھر اس سے دوبارہ نکاح کیا پھر مرگیا تو طلاق اسپر واقع ہوگی جس سے ایکبار نکاح کیا ہی نہ اسپر جس سے دوبارہ نکاح کیا ہی اور یہ مسئلہ اور پہلا مسئلہ دونون یکسان ہین درصورتیکہ دوسری سے نکاح کرنے کے بعد شوہر مرگیا - اور فرق جب ہوجائیگا کہ شوہر نہ مرا یہان تک کہ اُسنے دسوین عورت سے نکاح کیا باین طور کہ مثلاً اُسنے چار سے اولاً نکاح کرکے انکو طلاق دیکر جدا کردیا پھر دوسری چار سے نکاح کرکے اسی طرح جدا کیا پھر نوین سے نکاح کیا پھر دسوین سے نکاح کیا تو دسوین نکاح کرتے ہی طالقہ ہوجائیگی خواہ شوہر مرے یا نہ مرے اور مسئلہ اولے مین یعنی جبکہ عورتین معینہ نہتھین تو اگر دس عورتون سے تبفریق نکاح کیا تو دسوین طالقہ نہوگی جبتک کہ شوہر نہ مرجائے - اور اگر یون کہا کہ آخر تزوج کہ مین اسکو عمل مین لاؤنگا تو جس عورت کو اس تزوج سے نکاح مین لاؤن وہ طالقہ ہی پھر اُسنے ایک عورت سے نکاح کیا اور اسکو طلاق دیدی پھر دوسری سے نکاح کرکے بعد اسکے پہلی سے جسکو طلاق دی تھی نکاح کیا پھر شوہر مرگیا تو جس سے دو مرتبہ نکاح کیا ہی وہ طالقہ ہوگی نہ وہ جس سے ایک مرتبہ نکاح کیا ہی - اور اسی طرح اگر دس عورتون کو دیکھکر کہا کہ آخر تزوج کہ جس سے مین تم مین سے کوئی عورت نکاح مین لاؤن تو جس عورت کو نکاح مین لاؤن وہ طالقہ ہی پھر اُسنے ایک سے نکاح کرکے اسکو طلاق دیدی پھر دوسری سے نکاح کیا پھر پہلی جسکو طلاق دی تھی اُس سے دوبارہ نکاح کیا پھر شوہر مرگیا تو جس سے دو مرتبہ نکاح کیا ہی وہ طالقہ ہوگی اور اگر دسوین سے نکاح کیا تو وہ طالقہ نہوگی یہانتک کہ شوہر مرجاوے یہ محیط مین ہی - اور اگر کہا کہ اول عورت کہ مین لاؤن وہ طالقہ ہی پس قسم کے بعد ایک عورت سے نکاح کرنے کا اقرار کیا پس اس عورت نے طلاق کا دعوی کیا اور نیز دعوی کیا کہ وہ پہلی جورو ہی پس مرد نے کہا کہ مین نے تجھسے پہلے فلانہ عورت سے نکاح کیا تھا اور فلانہ مذکورہ نے اُسکی تصدیق کی یا تکذیب کی تو قضاءً اُسکے حق مین تصدیق نکیجائیگی جسکے نکاح کا اُسنے اقرار کیا ہی اور دونون طالقہ ہونگی اسوجہ سے کہ اسنے وجود شرط کا اقرار کیا ہی یعنی اول تزوج پس وہ مقر وقوع طلاق ہوا اور طلاق واقع نہین ہوئی ہی الا منکوحہ پر اور اس عورت مدعیہ کا نکاح ظاہر ہوا ہی نہ اسکے سوائے دوسری عورت کا پس اسپر طلاق واقع ہونے کا مقر بظاہر ہوا پھر جب اسنے اس سے طلاق پھیر کر اسکے سوائے دوسری پر ڈالنا چاہا تو پھیرنے مین اسکے قول کی تصدیق نہ کیجائیگی پس قول اسکا نہوگا مگر گواہ اسی کے مقدم ہونگے چنانچہ اگر اس مرد نے اپنے دعوی پر گواہ پیش کیے تو اُسکے گواہ مقبول ہونگے اور یہ غیر معروفہ مطلقہ ہوجائیگی نہ وہ جو معروفہ ہی اسواسطے کہ یہی غیر معروفہ پہلی جورو ثابت ہوئی اور دوسری بھی طالقہ ہوجائیگی کیونکہ اُسنے اپنے اوپر اس دوسری کے حرام ہونے کا اقرار کیا ہی - پھر دوسری نے اگر شوہر کے قول کی تصدیق کی ہوگی تو اسکو نصف مہر ملیگا اور اگر نکاح واقع ہونے مین تکذیب کی ہوگی تو اسکو کچھ نملیگا - اور اگر معروفہ جورو نے شوہر کی تصدیق کی کہ عورت مجہولہ وہی پہلی منکوحہ تھی تو ظاہر الروایہ کے موافق معروفہ پر طلاق واقع نہوگی - اور اگر شوہر نے یون کہا کہ مین نے اسکو و فلانہ کو ایک عقد مین اپنے نکاح مین لیا ہی اور عورت نے اسکی تکذیب کی تو قول مرد ہی کا قبول ہوگا اور دونون مین سے کسی پر طلاق واقع نہوگی اور فلانہ مذکورہ نے اگر اُسکے قول کی تصدیق کی ہو تو اسکا نکاح ثابت ہوگا ورنہ نہین

اور اگر کہا کہ فلانہ اگر پہلی عورت ہو جس سے مین نکاح کرون تو وہ طالقہ ہی پھر اُس سے نکاح کیا پھر اس عورت نے
طلاق کا دعوی کیا پس مرد نے کہا کہ مین نے اس سے پہلے دوسری عورت سے نکاح کیا ہی تو قسم لیکے شوہر کا قول
قبول ہوگا۔ اور اگر کسی مرد نے دو عورتون سے کہا کہ اول عورت تم دونون مین سے کہ مین اسکو نکاح مین لاؤن
وہ طالقہ ہی یا کہا کہ اگر مین تم دونون مین سے ایک پہلے دوسری سے نکاح مین لایا تو وہ طالقہ ہی پھر اُسنے ایک
سے نکاح کیا پس اُسنے طلاق واقع ہونے کا دعوی کیا پس شوہر نے کہا کہ مین نے اس سے پہلے دوسری سے
نکاح کیا ہی تو بدون گواہون کے اسکے قول کی تصدیق نہوگی اور اگر یون کہا کہ مین نے ان دونون سے ایک ہی
عقد مین نکاح کیا ہی تو شوہر کا قول قبول ہوگا اور طلاق واقع نہوگی۔ اور اگر کہا کہ اگر مین نے عمرہ سے قبل زینب کے
نکاح کیا تو وہ طالقہ ہی پھر عمرہ سے نکاح کیا اور اُسنے طلاق کا دعوی کیا پس مرد نے کہا کہ مین نے اس سے پہلے زینب
سے نکاح کیا ہی تو قول شوہر کا قبول ہوگا۔ اور اگر کہا کہ اگر مین نے تم دونون مین سے ایک سے قبل دوسری کے
نکاح کیا تو وہ طالقہ ہی پھر ان دونون مین سے ایک سے نکاح کیا اور کہا کہ دوسری سے اس سے پہلے نکاح کیا ہی
تو تصدیق نہوگی اور اگر کہا کہ دونون سے ایک ساتھ نکاح کیا ہی تو قول شوہر کا قبول ہوگا یہ شرح جامع کبیر از حصیری
مین ہی۔ اور اگر کہا کہ آخر عورت جسکو مین نکاح مین لاؤن وہ طالقہ ہی پھر اُسنے ایک عورت سے دوبار نکاح کیا پھر
مر گیا تو وہ طالقہ نہوگی اور اگر کہا کہ آخر تزوج کہ اسکو عمل مین لاؤن اُسکی منکوحہ طالقہ ہی اور باقی مسئلہ بحالہ ہی تو یہی عورت
جس سے دوبارہ نکاح کیا ہی وہ طالقہ ہو جائیگی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر ایک عورت سے نکاح کیا پھر اسکو طلاق
دیدی پھر دوسری سے نکاح کیا پھر جسکو طلاق دی تھی اُس سے دوبارہ نکاح کیا پھر اُسنے طلاق کی اضافت فعل ماضی
کی طرف کی یعنے یون کہا کہ آخر عورت جس سے مین نے نکاح کیا ہی وہ طالقہ ہی اور اُسکی نیت کچھ نہین ہی تو وہ طالقہ ہوگی
جس سے ایک مرتبہ نکاح کیا ہی اور اگر کہا کہ آخر تزوج جسکو مین عمل مین لایا ہون جو اس تزوج سے منکوحہ ہی وہ
طالقہ ہی تو جس سے دوبارہ نکاح کیا ہی وہ طالقہ ہوگی یہ شرح جامع کبیر از حصیری مین ہی۔ ایک مرد کی دو عورتین
عمرہ و زینب ہین پس اُسنے کہا کہ عمرہ طالقہ ہی اسدم یا زینب طالقہ ہی جبکہ مین اس گھر مین داخل ہون تو انمین سے
کسی پر طلاق واقع نہوگی یہانتک کہ وہ دار مین داخل ہو پھر جب وہ دار مین داخل ہوا تو اسکو اختیار ہوگا
کہ دونون مین سے جسپر طلاق واقع کرنا چاہے اختیار کرے۔ ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ ہی یا مین
اور یہ اختیار نہین ہی کہ کسی پر واقع نہ کرے ۱۲
مرد نہین ہون یا عربی مین کہا کہ دانا غیر رجل تو عورت طالقہ ہوگی اسواسطے کہ وہ ضرور مرد ہی اور اپنے کلام مین کاذب ہی
اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہی یا مین مرد ہون تو سچا ہوگا اور اسکی جورو پر طلاق نہ پڑیگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی
ایک نے اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ ہی اگر تو دار مین داخل ہوئی نہین بلکہ یہ دوسری عورت تو یہ قسم پہلی ہی عورت
کے داخل ہونے پر واقع ہوگی پھر اگر پہلی عورت دار مین داخل ہوگئی تو دونون طالقہ ہوجاوینگی اور اگر دوسری
داخل ہوئی تو دونون مین سے کوئی طالقہ نہوگی۔ اور اگر مرد نے اس کلام مین شرط سے رجوع کرنے کی نیت کی
ہو تو صحیح ہی پس اگر دوسری دار مین داخل ہوئی تو پہلی عورت دیانۃً و قضاءً دونون طرح طالقہ ہوجائیگی اور اگر
پہلی داخل ہوئی تو بھی وہ دیانۃً و قضاءً طالقہ ہوگی مگر دوسری فقط قضاءً طالقہ ہوگی۔ اور اسیطرح اگر کہا کہ تو
طالقہ ہی اگر تو چاہے نہین بلکہ یہ دوسری تو یہ پہلی عورت کے مشیت پر تفویض ہوگی اور دونون کی مشیت دونون کی

طلاق کے واسطے ہونا شرط نہیں ہے حتے کہ اگر اُسنے صرف اپنی طلاق کو چاہا اپنی سوت کی طلاق کو نہ چاہا تو خاصتہً وہی مطلقہ ہوگی اور اگر اپنی طلاق نہیں بلکہ فقط سوت کی طلاق چاہی تو سوت ہی خاصتہً مطلقہ ہوگی اور اگر اُسنے دونون کی طلاق چاہی تو دونون طالقہ ہو جاوینگی۔ اور اگر مرد نے کہا کہ مین نے فقط دوسری عورت کی جانب مشیت راجع کرنے کی نیت کی تو دیانۃً اسکی تصدیق ہوگی اور قضاءً ایسی صورت مین کہ جسمین اس سے تخفیف ہوتی ہو تصدیق نہوگی یہ ظہیریہ کی شرح جامع کبیر مین ہے۔ اور اگر بولا کہ تو طالقہ ہے اگر تو دار مین داخل ہوئی نہین بلکہ فلانہ طالقہ ہے تو دوسری پر طلاق تنجیزاً (اور اگر سختی زیادہ ہوتی جاتی ہو تو تصدیق نہ ہوگی ۱۲) واقع ہوگی یعنے یہ کلام کہتے ہی دوسری پر ایک طلاق پڑجائیگی مگر پہلی عورت کی طلاق معلق بدخول باقی رہیگی۔ اور اگر شرط کو موخر کر دیا اور کہا کہ تو طالقہ ہے نہین بلکہ فلانہ طالقہ ہے اگر دار مین داخل ہوئی تو حکم برعکس ہو جائیگا کہ پہلی عورت پر فے الحال طلاق واقع ہوگی اور دوسری عورت کی طلاق معلق بدخول رہیگی یہ شرح تلخیص جامع کبیر مین ہے۔ اور اگر کہا کہ اگر تو داخل ہوئی اس دار مین نہین بلکہ اس دوسرے دار مین تو تو طالقہ ہے تو جبتک دوسرے دار مین داخل نہو طالقہ نہوگی بخلاف اسکے اگر کہا کہ اگر تو اس دار مین داخل ہوئی تو تو طالقہ ہے نہین بلکہ اوس دار مین تو حکم یہ ہے کہ دونون مین سے جسمین داخل ہوگی طالقہ ہو جائیگی یہ محیط السرخسی مین ہے۔ اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ ہے اگر فلان اس دار مین داخل ہوا نہین بلکہ فلان تو دونون مین سے جو شخص داخل ہوگا عورت طالقہ ہو جائیگی اور اگر دونون داخل ہوئے تو بھی ایک ہی طلاق واقع ہوگی اور اگر شوہر نے رد جزا کی نیت کی ہو تو اسکی نیت پر ہوگی پس اگر دوسرا فلان مذکور داخل ہوا تو فیما بینہ وبین اللہ تعالیٰ طالقہ نہوگی مگر قضاءً طالقہ ہو جائیگی۔ اور اسیطرح اگر کہا کہ تو طالقہ ہے اگر تو اس دار مین داخل ہوئی نہین بلکہ فلان تو بھی یہی حکم ہے۔ اور اگر کہا کہ مین نے فلانہ سے نکاح کیا تو وہ طالقہ ہے نہین بلکہ فلانہ اور یہ دوسری فلانہ بھی اسکی جورو ہے تو یہ اسی دم طالقہ نہوگی اسواسطے کہ دوسرا کلام غیر مستقل ہے پس وہ متعلق بشرط ہوگا یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہے۔ اور اگر کہا کہ اگر تو دار مین داخل ہوئی تو تو بسہ طلاق طالقہ ہے نہین بلکہ فلانہ پھر پہلی عورت دار مین داخل ہوئی تو دونون مین سے ہر ایک پر تین طلاق واقع ہونگی اور اگر اسی مسئلہ مین یون بولا ہو کہ نہین بلکہ فلانہ طالقہ ہے تو دوسری پر فے الحال ایک طلاق واقع ہوگی اور پہلی کے حق مین تین طلاق معلق رہینگی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ اگر تو داخل ہوئی تو تو حرام ہے نہین بلکہ فلانہ تو پہلی کے داخل ہونے پر دونون مین سے ہر ایک بیک طلاق بائن طالقہ ہو جائیگی۔ اور اگر اسصورت مین کہا کہ نہین بلکہ فلانہ طالقہ ہے تو دوسری فی الحال بیک طلاق رجعی طالقہ ہوگی اور پہلی جورو بروقت دخول کے بیک طلاق بائن طالقہ ہوگی یہ شرح تلخیص جامع کبیر مین ہے۔ اور قدوری مین ہے کہ اگر عورت سے کہا کہ اگر تو دار مین داخل ہوئی تو تو طالقہ و طالقہ و طالقہ ہے نہین بلکہ یہ دوسری عورت پھر پہلی جورو دار مین داخل ہوئی تو دونون پر تین تین طلاق واقع ہونگی۔ اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ واحدہ ہے نہین بلکہ بسہ اگر تو دار مین داخل ہو تو ایک طلاق فے الحال واقع ہوگی اور دو طلاقین بروقت دخول دار کے واقع ہونگی بشرطیکہ عورت مدخولہ ہو۔ اور اگر یون کہا کہ اگر تو دار مین داخل ہوئی تو تو طالقہ بواحدہ ہے نہین بلکہ بسہ تو کوئی طلاق واقع نہوگی یہان تک کہ وہ دار مین داخل ہو پھر جب دار مین داخل ہوئی تو بسہ طلاق طالقہ ہو جائیگی خواہ مدخولہ ہو یا غیر مدخولہ ہو یہ محیط مین ہے۔

چوتھی فصل

استثناء کے بیان مین۔ اگر اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ ہے انشاء اللہ تعالےٰ یعنے اگر اللہ تعالےٰ چاہے اور تو طالقہ ہے کے ساتھ ملا کر انشاء اللہ تعالےٰ کہا تو طلاق واقع نہوگی اور اسیطرح اگر انشاء اللہ تعالیٰ کہنے سے پہلی عورت مر گئی تو بھی

یہی حکم ہے کذا فی الہدایہ بخلاف اسکے اگر انت طالق یعنی تو طالقہ ہے کہنے کے بعد انشاء اللہ تعالے کہنے سے پہلے شوہر مر گیا حالانکہ وہ استثناء کہنا چاہتا تھا تو طلاق واقع ہو جائیگی اور یہ بات جبھی معلوم ہو سکتی ہے کہ اسنے طلاق دینے سے پہلے یہ کہا ہو کہ مین اپنی جورو کو طلاق دونگا اور استثناء کرونگا یہ کفایہ مین ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہے الا ان یشاء اللہ تعالے یا اذا شاء اللہ تعالے تو یہ مثل انشاء اللہ تعالی کے ہے یہ سراج الوہاج مین ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہے ماشاء اللہ کان تو واقع نہوگی اور اسیطرح اگر کہا کہ تو طالقہ ہے الا ماشاء اللہ تو بھی یہی حکم ہے یہ فتاوی قاضیخان مین ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہے فیما شاء اللہ تعالے پس اگر متصل کہا تو طلاق واقع نہوگی یہ فتح القدیر مین ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہے ان لم یشاء اللہ تعالے تو واقع نہوگی الا آنکہ ان لم یشاء اللہ تعالے کو موقت کر دے مثلا کہدے کہ آج کے روز تو یہ دن گذر جانے کے بعد طلاق واقع ہو جائیگی یہ عتابیہ مین ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہے ان لم یشاء اللہ تعالے تو کچھ واقع نہوگی یہ اختیار شرح مختار مین ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہے کیف شاء اللہ تعالی تو فی الحال طالقہ ہو جائیگی یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور منتقی مین لکھا ہے کہ اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ بسہ طلاق ہے الا ماشاء اللہ تعالی تو اسپر ایک طلاق واقع ہوگی اور اس مقام پر فرمایا کہ ہم استثناء کو اکثر پر قرار دینگے اور اسکے بعد یہ مسائل ذکر فرمائے کہ اگر کہا کہ تو طالقہ بسہ طلاق ہے الا ماشاء اللہ تعالے یا تو طالقہ بسہ طلاق ہے الا ان یشاء اللہ تعالے اور اسکا حکم یہ ذکر فرمایا کہ اصلا طلاق واقع نہوگی یہ محیط مین ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہے اگر اللہ تعالی نے پسند فرمایا یا راضی ہوا یا ارادہ فرمایا یا تقدیر فرمایا تو طلاق واقع نہوگی (امیریہ خلاف قول سابق ہوا ۱۲) یہ فتاوی قاضی خان مین ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہے بمشیۃ اللہ تعالی یا بارادہ اللہ تعالی یا بمحبۃ اللہ تعالی یا برضاء اللہ تعالی تو واقع نہوگی اسواسطے کہ یہ ابطال ہے یا تعلیق ہے ایسے امر کے ساتھ جسپر وقوف نہین ہو سکتا ہے جیسے انشاء اللہ تعالی کہنے مین ہے اسواسطے کہ حرف بائے موحدہ واسطے الصاق کے ہے اور تعلیق کی صورت مین الصاق جزاء بشرط ہوتا ہے۔ اور اگر ان الفاظ کو کسی بندہ کی طرف منضاف کیا تو یہ اسکی طرف سے [illegible] تملیک ہے یا مالک و مختار کر دیا پس یہ تملیک مقتصر بمجلس ہوگی جیسے کہا کہ تو طالقہ ہے اگر فلان چاہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہے بامر اللہ تعالی یا بامر فلان یا بحکم اللہ تعالے یا بحکم فلان یا بقضاء یا باذن یا بعلم یا بقدرت اللہ تعالے یا فلان تو دونون صورتون مین خواہ اللہ تعالی کی جانب اضافت کرے یا بندہ کی طرف عورت فی الحال طالقہ ہو جائیگی اسواسطے کہ عرف ایسے طور سے کہنے سے تنجیز (تنجیز یعنی فی الحال واقع ہونا ۱۲) مراد ہوتی ہے جیسے کہا کہ تو طالقہ ہے بحکم قاضی اور اگر عربی زبان مین کہا کہ انت طالق لامر اللہ تعالی او لامر فلان آخر تک سب الفاظ مذکورہ بحرف لام ذکر کیے تو سب صورتون مین طلاق واقع ہوگی خواہ بندہ کی طرف اضافت کرے یا اللہ تعالی کی طرف۔ اور اگر اسنے بحرف فی ذکر کیا پس اگر اللہ تعالی کی طرف اضافت کی تو سب صورتون مین طلاق واقع نہوگی الا فی علم اللہ تعالی کی صورت مین کہ اسمین فی الحال واقع ہوگی اسواسطے کہ یہ معلوم کا ذکر ہے اور وہ واقع ہے اور قدرت مین یہ بات نہین لازم ہے اسواسطے کہ قدرت اس مقام پر مراد تقدیر ہے اور اللہ تعالے کبھی کسی چیز کو مقدر فرماتا ہے اور کبھی نہین فرماتا ہے پس معلوم نہوا اور اگر حقیقۃً قدرت مراد ہو تو فی قدرۃ اللہ تعالے کہنے سے بھی فی الحال واقع ہوگی اور اگر بندہ کی طرف اضافت کی تو پہلی چار لفظون مین تملیک ہوگی کہ اگر فلان نے مثلا اس مجلس مین دی تو واقع ہوگی ورنہ نہین اور باقی مین تعلیق ہوگی یہ تبیین مین ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہے اگر اللہ تعالے نے مجھے اعانت دی یا بمعونۃ اللہ تعالی

اور اُسنے استثنار کی نیت کی تو یہ استثنار فیما بینہ وبین اللہ تعالی ہوگا یہ سراج الوہاج مین ہی۔ اور اگر طلاق ایسے شخص کی مشیت پر معلق کی جسکی مشیت معلوم نہین ہوسکتی ہی جیسے کہا کہ اگر جبرئیل علیہ السلام نے چاہا یا ملائکہ نے یا جن نے یا شیاطین نے تو یہ بمنزلہ تعلیق بمشیۃ اللہ تعالے ہی۔ اور اگر مشیت اللہ تعالی ومشیۃ العباد جمع کر کے مثلا یون کہا کہ تو طالقہ ہی اگر اللہ تعالے نے چاہی وزید نے چاہی پھر زید نے چاہی تو واقع ہوگی اسواسطے کہ اُسنے دو شرط پر معلق کی ہی کہ دونون مین سے ایک کا وجود معلوم نہوا اور جو دو شرطون پر معلق ہو وہ ایک ہی شرط کے پائے جانے پر نازل نہین ہوتی ہی یہ بدائع مین ہی۔ اگر کسی سے کہا کہ میری جورو کو طلاق دے اگر اللہ تعالی نے چاہی اور تو نے چاہی یا ماشاء اللہ وشئت پھر اس مخاطب نے اسکو طلاق دی تو واقع نہوگی اور اگر کہا کہ تو میری جورو کو طلاق دے بماشاء اللہ وشئت یعنی بعوض اسکے کہ خدا چاہے اور تو چاہے پس مخاطب نے اسکو کچھ مال پر طلاق دی تو نا جائز ہی اسواسطے کہ یہان مشیت بدل پر واقع ہوئی ہی نہ طلاق پر پس ذکر بدل لغو ہوگیا اور امر طلاق مطلقًا باقی رہگیا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر طلاق دیوار کی مشیت پر معلق کی تو واقع نہوگی یہ نہر الفائق مین ہی۔ ایک مرد نے اپنی جورو کو تین طلاقین دین اور ساتھ ہی ان شاء اللہ تعالے کہدیا حالانکہ وہ نہین جانتا ہی کہ ان شاء اللہ تعالے کیا ہی تو طلاق واقع نہوگی یہ تجنیس ومزید مین ہی۔ اور یہی فتوے کے واسطے مختار ہی یہ مختار الفتاوے مین ہی۔ اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ ہی الا آنکہ فلان اُسکے سوائے کچھ چاہے یا الا آنکہ فلان اسکے سوائے اور کچھ ارادہ کرے یا الا آنکہ فلان اسکے سوائے کچھ اور پسند کرے یا الا آنکہ فلان اسکے سوائے کچھ اور بات پر راضی ہو یا خواہش کرے یا اسکی رائے مین آوے یا الا آنکہ فلان کو اسکے سوائے کوئی اور دوسری بات ظاہر ہو پس اگر فلان نے اپنی مجلس مین اسکے سوائے کچھ اور نہ چاہا یا نہ ارادہ کیا آخر تک سب الفاظ مذکورہ کو یون ہی سمجھنا چاہیے تو طلاق واقع ہوگی اور واضح رہے کہ فلان مذکور کی زبانی خبر کا اعتبار رہی نہ اسکا جو اسکے دل مین ہی کہ وہ پوشیدہ ہی حتی کہ اگر فلان نے کہا کہ مین نے اسکے سوائے دوسری بات چاہی یا ارادہ کی ہی تو طلاق واقع نہوگی اگرچہ اُسنے دل سے اسکے سوائے کوئی اور بات نہ چاہی اور نہ ارادہ کی ہو اور اگر اُسنے اپنے دل سے اسکے سوائے کوئی اور بات چاہی ہو مگر خبر نہ دی تو طالقہ ہوجائیگی۔ اور اگر شوہر نے الا آن کہنے سے کسی اپنے فعل کا استثنار کیا مثلا کہا کہ تو طالقہ ہی الا آنکہ مین اسکے سوائے کچھ اور چاہون یا اسکے سوائے کچھ اور ارادہ کرون تو اسکی تمام عمر مین اسکے سوائے اور بات نچاہنے پر طلاق پڑیگی اور یہ نہوگا کہ اسی مجلس مین اور بات نہ چاہنے پر واقع ہوجاوے اور یہی حکم چاہنے وارادہ کرنے کے ساتھ جو الفاظ مذکور ہوئے ہین مثل خواہش ورضا وپسند وغیرہ انین بھی ہی۔ پھر اگر مرد مذکور مر گیا اور آخر عمر تک اُسنے اسکے سوائے کچھ اور بات نچاہی تو اسکی آخر زندگی مین یعنے متصل بموت اسکی یہ جورو طالقہ ہوجائیگی اسواسطے کہ اسکے سوائے دوسرے امر کا نہونا متحقق ہوگیا پھر اگر یہ عورت غیر مدخولہ ہو تو اسکی وارث بھی نہوگی کیونکہ عدت نہین ہی اگرچہ شوہر اسمین فار قرار پایا ہی یہ شرح تلخیص جامع کبیر مین ہی۔ معلےؒ نے کہا کہ امام محمدؒ نے فرمایا ہی کہ اگر مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ انت طالق لولا دخولک الدار یا کہا کہ انت طالق لولا مہرک یعنے تو طالقہ ہی اگر تیرا اس دار مین داخل ہونا نہوتا یا تو طالقہ ہی اگر تیرا مہر نہوتا یا کہا کہ تو طالقہ ہی اگر تیرا اشرف نہوتا تو یہ سب استثنار ہین اور طلاق واقع نہوگی اور اسی طرح اگر کہا کہ تو طالقہ ہی اگر اللہ تعالے نہوتا یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہی۔ اور مجموع النوازل

مین ہی کہ اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ ہی اگر تیرا باپ نہوتا یا تیرا حسن نہوتا یا تیرا جمال نہوتا یا مین تجھے چاہتا نہوتا تو عورت پر
طلاق واقع نہوگی اور یہ سب الفاظ بمعنی استثناء ہین یہ خلاصہ مین ہی۔ اور مشیتہ اللہ تعالی کے ساتھ معلق کرنا امام اعظم رح
و امام محمد رح کے نزدیک اعدام و ابطال ہی یعنے جب طلاق کو اللہ تعالی کی مشیت پر معلق کیا تو طلاق دینے کو باطل و
معدوم کر دیا اور امام ابو یوسف کے نزدیک یہ تعلیق بشرط ہی پس باطل و معدوم نہین کیا مگر شرط ایسی لگائی کہ اسپر
وقوف نہین ہوسکتا ہی جیسے کسی غائب کی مشیت پر معلق کیا کہ درصورت اسکے غائب ہونیکے سر دست اسکی مشیت پر
وقوف نہین ہوسکتا ہی اسی واسطے اسمین شرط ہی کہ متصل ہو جیسے اور شروط مین ہی۔ اور بعض نے کہا کہ امام ابو یوسف
و امام محمد رح کے نزدیک اختلاف اسکے برعکس ہی اور خلاف کا ثمرہ چند مقامات پر ظاہر ہوتا ہی ازانجملہ یہ ہی کہ اگر شرط
کو مقدم کیا اور جواب مین بزبان عربی عربیت حرف فاء نہ لایا مثلاً کہا کہ ان شاء اللہ تعالی انت طالق یعنی اگر چاہا
اللہ تعالی نے تو طالقہ ہی تو امام اعظم و امام محمد رح کے نزدیک واقع نہوگی اور امام ابو یوسف کے نزدیک واقع ہوگی اور
اسی طرح اگر کہا کہ ان شاء اللہ تعالے و انت طالق یا کہا کہ مین نے تجھے کل طلاق دیدی ہی انشاء اللہ تعالے تو طرفین
کے نزدیک واقع نہوگی اور امام ابو یوسف کے نزدیک واقع ہوگی اور ازانجملہ اگر ایک نے دو قسمون کو جمع کیا اور
کہا کہ تو طالقہ ہی اگر تو دار مین داخل ہوئی اور میرا غلام آزاد ہی اگر تو نے زید سے کلام کیا ان شاء اللہ تعالے تو یہ استثناء
امام ابو یوسف کے نزدیک راجع بجملہ ثانیہ ہوگا اور طرفین رح کے نزدیک پورے سے متعلق ہوگا۔ اور اگر اسنے دو ایقاعون
کو جمع کیا کہ تو طالقہ ہی اور میرا غلام آزاد ہی ان شاء اللہ تعالے تو یہ استثناء بالاجماع دونون سے متعلق ہوگا ازانجملہ
یہ ہی کہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ مین شرطیہ طلاق کی قسم نہ کھاؤنگا تو ان شاء اللہ تعالی کے ساتھ طلاق دینے سے امام
ابو یوسف کے نزدیک حانث ہو جائیگا اسواسطے کہ اسمین شرط موجود ہی اور طرفین کے نزدیک حانث نہوگا یہ تبیین
مین ہی۔ اور ایمان الجامع مین لکھا ہی کہ دو قسم کے بعد جو انشاء اللہ تعالے بولا جاوے وہ دونون قسمون کیطرف
راجع ہوتا ہی یہ ظاہر الروایہ ہی یہ غایۃ سروجی مین ہی۔ اور اگر کہا کہ ان شاء اللہ تعالی فانت طالق یعنے اگر اللہ تعالی
نے چاہا تو تو طالقہ ہی تو بالاتفاق طلاق واقع نہوگی اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہی و ان شاء اللہ تعالی یا فان شاء اللہ تعالی
تو یہ شخص استثناء کرنے والا نہوگا یعنی طلاق واقع ہوگی یہ سراج الوہاج مین ہی۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہی انشاء اللہ تعالی اگر تو اس دار
مین داخل ہوئی تو دار مین داخل ہونے سے طلاق واقع نہوگی اور جزاء و شرط کے درمیان استثناء فاصل ہی یہ ذخیرہ کردری
مین ہی۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہی انشاء اللہ تعالے تو طالقہ ہی تو استثناء راجع باول ہوگا اور دوسری طلاق ہمارے
نزدیک واقع ہوگی اور اسیطرح اگر کہا کہ تو طالقہ بسہ طلاق ہی انشاء اللہ تعالی تو طالقہ ہی تو ایک طلاق فی الحال واقع
ہوگی یہ بحر الرائق مین ہی۔ اگر کہا کہ تو طالقہ بواحدہ ہی اگر چاہا اللہ تعالی نے اور تو طالقہ بدو طلاق ہی اگر نہ چاہا
اللہ تعالی نے تو مشائخ نے فرمایا کہ کوئی واقع نہوگی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ نوازل مین ہی کہ اگر عورت سے کہا
کہ تو طالقہ ہی آج کے روز بیک طلاق انشاء اللہ تعالی اور اگر نہ چاہا اللہ تعالی نے تو تو بدو طلاق طالقہ ہی پھر دن گذر گیا
اور اسکو طلاق نہ دی تو دو طلاق واقع ہونگی اور اگر دن گذرنے سے پہلے اسکو ایک طلاق دیدی تو اسپر فقط
یہی ایک طلاق واقع ہوگی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہی انشاء اللہ تعالے نہین بلکہ یہ دوسری جورو تو استثناء
دونون پر ہوگا اور نہین مشیت ہی دوسری کے واسطے اسلیے کہ اسنے اول سے رجوع قرار دیا ہی پس گویا یون کہا کہ

تو طالقہ ہے ان شاء اللہ تعالے نہین بلکہ یہ طالقہ ہے انشاء اللہ تعالی اور اگر اُسنے شرط یعنی مشیت سے رجوع کا قصد کیا ہے
تو اُسکی نیت صحیح ہو گی اسواسطے کہ اُسکے کلام مین یہ احتمال ہے اور تخفیف بھی نہین ہے بلکہ تغلیظ ہے یہ حصیری کی شرح جامع کبیر مین
ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ بسہ طلاق ہے الا ایک طلاق تو دو طلاق واقع ہونگی اور اگر کہا کہ الا دو طلاق تو ایک واقع
ہو گی یہ ہدایہ مین ہے۔ اور مصنف نے اپنی زیادات مین ذکر فرمایا کہ کل سے کل کا استثناء جبھی نہین صحیح ہوتا ہے کہ جب
بعینہ اسی لفظ سے ہو اور اگر بغیر اس لفظ کے استثناء کیا تو صحیح ہے اگرچہ از راہ معنے کل کا کل سے استثنا کیا ہے چنانچہ
اگر اُسنے کہا کہ میری کل عورتین طالقات ہین الا کل میری عورتین تو استثناء صحیح نہوگا بلکہ سب عورتین طالقہ ہو جاوینگی
اور اگر کہا کہ میری کل عورتین طالقات ہین الا زینب و عمرہ و بکرہ و سلمی تو انہین سے کوئی طالقہ نہ ہو گی اگرچہ یہ کل سے
کل کا استثناء ہے یہ عتابیہ مین ہے۔ اور اگر کہا کہ میری عورتین طالقات ہین الا یہ عورتین یعنی اشارہ کیا عالانکہ جنکی طرف
اشارہ کیا ہے انکے سوائے اسکی کوئی عورت نہین ہے تو استثناء صحیح ہے اور کوئی انمین سے طالقہ نہو گی یہ بدائع مین ہے
اور اگر کہا کہ میری عورتین طالقات ہین فلانہ و فلانہ و فلانہ الا فلانہ تو استثناء جائز ہے اور اگر کہا کہ فلانہ طالقہ ہے و فلانہ
طالقہ ہے و فلانہ طالقہ ہے الا فلانہ تو استثناء نہین صحیح ہے اور یہی طرح اگر کہا کہ یہ اور یہ اور یہ الا یہ تو بھی استثناء باطل
ہوگا یہ محیط مین ہے۔ اور اگر کہا کہ میری عورتین طالقات ہین الا زینب تو زینب طالقہ نہو گی اگرچہ سوائے زینب کے اسکی
کوئی جورو نہو یہ غایۃ السروجی مین ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہے بسہ طلاق الا واحدہ و واحدہ و واحدہ تو استثناء باطل
ہوگا اور امام اعظم رحمہ کے نزدیک تین طلاق واقع ہونگی اور صاحبین کے نزدیک ایسا نہین ہے اور صاحبین کے
نزدیک دو طلاق واقع ہونگی۔ اور امام اعظم رحمہ کا قول ارجح ہے پس امام ابو حنیفہ رحمہ کی رائے مین یہ تھا کہ اولی کی
صحت مین توقف ہو یہانتک کہ ظاہر ہو کہ وہ مستغرق ہے یا نہین اور صاحبین کی رائے مین اسکی صحت کا اقتصار اولی
پر ہے یہ فتح القدیر مین ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہے بواحدہ و واحدہ و واحدہ الا بسہ طلاق تو تین طلاق واقع ہونگی
اور استثناء باطل ہوگا اسمین سب تینون امامون کا اتفاق ہے یہ بدائع مین ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ بواحدہ و دو ہے
الا دو یا دو و یکے ہے الا دو تو تین طلاق واقع ہونگی اور اسیطرح اگر کہا کہ دو و یک ہے الا ایک تو بھی تین طلاق
واقع ہونگی یہ فتح القدیر مین ہے۔ اور اگر کہا کہ انت طالق واحدۃ ثنتین الا واحدۃ یعنے تو طالقہ بیک دو ہے الا ایک
تو دو طلاق واقع ہونگی یہ ذخیرہ مین ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ بدو و چار ہے الا پانچ تو تین طلاق واقع ہونگی یہ ظہیریہ
مین ہے۔ اور اگر مدخولہ سے کہا کہ تو طالقہ ہے تو طالقہ ہے تو طالقہ ہے الا واحدہ تو تین طلاق واقع ہونگی یہ
بحر الرائق مین ہے۔ اور منتقے مین ہے کہ عورت سے کہا کہ تو طالقہ بسہ و سہ ہے الا چار تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک تین طلاق
واقع ہونگی اور یہی امام محمد رحمہ سے مروی ہے اور اسکا قول و سہ جو اُسنے دوبارہ کہا ہے وہ فاصل ہو جائیگا اور امام
ابو یوسف نے کہا کہ بدو طلاق طالقہ ہو گی اور امام کا ظاہر قول یہی ہے یہ محیط مین ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ بدو و دو
ہے الا بدو پس اگر اُسنے ایک ہی دو سے استثناء کی نیت کی ہو تو نہین صحیح ہے اور اگر پہلے دو سے ایک کی اور دوسرے
دو سے ایک کی استثناء کی نیت کی ہو تو صحیح ہے اور اگر اسکی کچھ نیت نہو تو استثناء صحیح اور دو طلاق واقع ہونگی یہ ظہیریہ
و غایۃ السروجی مین ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ بدو و دو ہے الا تین تو تین طلاق واقع ہونگی اور اگر کہا کہ تو طالقہ بچہار
طلاق ہے الا تین تو ایک طلاق واقع ہو گی۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ بثلث ہے الا واحدہ و ثنتین تو امام ابو حنیفہ رحمہ سے

روایت ہی کہ اُنھون نے فرمایا کہ تین طلاق واقع ہونگی اور امام ابویوسف نے فرمایا کہ دو طلاق واقع ہونگی اور ایک کا
استثناء صحیح ہوگا اور باقی کا استثناء باطل ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور اگر مستثنے منہ سے مستثنے زائد ہو تو استثناء
باطل ہوگا چنانچہ اگر کہا کہ تو طالقہ بسہ ہی الا چار تو باطل ہی اور اگر ایک تطلیق کا کوئی جزو مستثنے ہو تو بھی باطل ہی جیسے تو
طالقہ ہی الا نصف طلاق یہ خلاصہ مین ہی اور اگر کہا کہ دو ونصف الا النصف تو استثناء نہین صحیح ہی اور تین طلاق واقع
ہونگی۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہی بدو ونصف الا دو ونصف تو امام محمد رح کے نزدیک ایک طلاق واقع ہوگی اسواسطے
کہ بعد استثناء کے آدھی طلاق باقی رہتی ہی۔ اور اگر کہا کہ ایک ونصف الا ایک تو ایک واقع ہوگی یہ عتابیہ مین
ہی۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ بسہ ہی الا واحدہ ونصف تو اسپر دو طلاق واقع ہونگی یہ بدائع مین ہی۔ ایک مرد نے
اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ بسہ طلاق ہی الا اسکی نصف تو دو طلاق واقع ہونگی اور اگر کہا کہ الا انکے انصاف یعنی
ہر ایک طلاق کی نصف تو تین طلاق واقع ہونگی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ بسہ طلاق ہی
الا نصف تطلیقہ تو تین طلاق واقع ہونگی اور یہ قول امام محمد رح کا ہی اور یہی مختار ہی یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اگر کہا کہ تو بائنہ
ہی الا البتہ پس اگر اول بائنہ سے تین طلاق کی اور دوسری سے ایک کی نیت کی تو استثناء صحیح ہی اور دو طلاق
واقع ہونگی۔ اور اسیطرح اگر کہا کہ تو طالقہ بواحدہ البتہ ہی الا واحدہ اور اسنے البتہ سے تین طلاق کی نیت کی ہی
تو بھی استثناء صحیح ہی اور یہی حکم ہی یہ عتابیہ مین ہی۔ ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ تو بائنہ ہی الا واحدہ اور بائنہ
سے اُسنے تین طلاق کی نیت کی تو عورت پر دو طلاق بائنہ واقع ہونگی اسی طرح اگر کہا کہ تو بسہ طلاق بائنات طالقہ
ہی الا واحدہ تو دو طلاق بائنہ واقع ہونگی۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ بسہ طلاق بائنہ ہی الا واحدہ یا کہا کہ بسہ طلاق البتہ
الا واحدہ تو دو طلاق رجعی واقع ہونگی۔ اور اسی طرح اگر کہا کہ تو طالقہ ثلث ہی الا واحدہ بائنہ یا واحدہ البتہ تو
بھی دو طلاق رجعی واقع ہونگی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہی دو طلاقون بائنون سے الا واحدہ
تو ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی یہ کافی مین ہی۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ثلث ہی الا واحدہ بائنہ یا واحدہ البتہ تو دو طلاق رجعی
واقع ہونگی۔ اور زیادات مین فرمایا کہ اگر کہا کہ تو طالقہ بدو طلاق البتہ ہی الا واحدہ تو اسپر ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی
اور اسیطرح اگر کہا کہ تو طالقہ بدو طلاق ہی الا واحدہ البتہ تو ایک بائنہ واقع ہوگی یا کہا کہ الا بائنہ واحدہ تو ایک طلاق
رجعی واقع ہوگی پھر فرمایا کہ الا یہ کہ اسکی نیت یہ ہو کہ بائن صفت دو کی ہی تو بیک طلاق بائنہ طالقہ ہوگی اسواسطے کہ
اُسنے اپنے محتمل لفظ کو مراد لیا ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ بائن ہی اور تو طالقہ غیر بائن ہی الا یہی بائن تو
استثناء صحیح نہین ہی یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ بسہ طلاق ہی الا ایک یا دو تو اس سے معین کرکے بیان
کرنے کا مطالبہ کیا جائیگا اور اگر قبل بیان کے مرگیا تو ابن سماعہ نے جو امام ابویوسف سے روایت کی ہی اسکے
موافق ایک طلاق سے طالقہ ہوگی اور یہی امام محمد رح کا قول ہی اور یہی صحیح ہی یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اگر کہا
کہ ثلثا الا شیئا یعنے تو طالقہ بسہ طلاق ہی الا کچھ تو دو واقع ہونگی اسیطرح اگر کہا کہ الا بعضہا تو بھی یہی حکم ہی اور اگر
کہا کہ دو الا نصف تطلیقہ یا الا کچھ تو دو واقع ہونگی اور یہ امام محمد رح کے نزدیک ہی اور امام ابویوسف کے نزدیک نصف
کا استثناء کرنا ایک پورے کا استثناء ہی یہ عتابیہ مین ہی۔ اور منتقے مین ہی کہ اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ ثلث ہی الا
واحدہ یا الا شئ تو اس سے کچھ استثناء نہ کیا اور عورت پر تین طلاق واقع ہونگی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر عورت سے

کہاکہ تو طالقہ ہی بچہار طلاق الا واحدہ تو امام ابو حنیفہ و امام محمد رح نے فرمایا کہ تین طلاق واقع ہونگی اور نیز امام محمد رح سے مروی ہی
کہ دو ہی واقع ہونگی اور اول اصح ہی یہ حاوی مین ہی- اگر کہاکہ تو طالقہ بچہار ہی الا ثلثہ تو ایک واقع ہوگی اور اگر کہا کہ پانچ
الا ایک تو تین طلاق واقع ہونگی یہ فتح القدیر مین ہی- اور اگر کہا کہ پانچ الا تین تو دو واقع ہونگی یہ عتابیہ مین ہی- اور اگر
کہاکہ تو طالقہ عشر ہی الا نو تو ایک طلاق واقع ہوگی اور اگر کہاکہ الا آٹھ تو دو طلاق واقع ہونگی اور اگر کہا کہ الا سات
تو تین واقع ہونگی اور اسیطرح اگر کہاکہ الا چھ یا پانچ یا چار یا تین یا دو یا ایک تو سب صورتون مین تین ہی طلاق واقع
ہونگی یہ بدائع مین ہی اور اگر کہاکہ تو طالقہ ثلث ہی الا دو الا ایک تو دو طلاق واقع ہونگی یہ ظہیریہ مین ہی- اور اگر کہا
کہ تو طالقہ ثلث ہی الا ثلث الا واحدہ تو ایک طلاق واقع ہوگی اسواسطے کہ ہر عدد اس سے استثناء قرار دیا جائیگا جس سے
متصل ہی چنانچہ جب ایک عدد تین سے مستثنے کیا گیا تو دو باقی رہے پس جب انکو تین سے استثناء کیا تو ایک رہا یہ جوہرہ نیرہ
مین ہی- اور اگر کہاکہ تو طالقہ عشر ہی الا نو الا آٹھ تو نو مین سے آٹھ استثناء کیے تو ایک رہا وہ دس سے استثناء کیا تو نو
رہے پس گویا اُسنے کہاکہ تو نو طلاق سے طالقہ ہی پس تین طلاق واقع ہونگی اور اگر کہاکہ دس الا نو الا ایک تو نو مین
سے ایک نکالا آٹھ رہے انکو دس سے نکالا تو دو رہے پس دو طلاق واقع ہونگی یہ سراج الوہاج مین ہی- ابن سماعہ
سے مروی ہی کہ اگر عورت سے کہاکہ تو طالقہ چہار ہی الا تین الا دو تو فرمایا کہ تین طلاق واقع ہونگی گویا اُسنے کہاکہ تو طالقہ
چہار ہی الا ایک کذا فی الحاوی- اور اگر کہاکہ تو طالقہ بسہ طلاق ہی الا واحدہ والا واحدہ تو دو طلاق واقع ہونگی اور استثناء
اخیر باطل ہی یہ نہایہ سروجی مین ہی- اور اگر کہاکہ تین الا تین الا دو الا ایک تو ایک واقع ہوگی اور اگر کہاکہ دس الا نو الا آٹھ
الا سات تو دو باقی رہینگی یعنے دو طلاق واقع ہونگی یہ اختیار شرح مختار مین ہی- اور اگر جورو سے کہاکہ تو طالقہ ثلث ہی غیر
تین غیر دو تو امام محمد رح نے فرمایا کہ دو طلاق واقع ہونگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی قال المترجم اصل عبارت عربی یون ہی
انت طالق ثلثا غیر ثلث غیر ثنتین قال محمد یقع ثنتان انتہی والاحسن ترجمہ الاعداد بالفارسیہ فنقول اگر کہاکہ تو طالقہ ثلث
ہی غیر سہ غیر دو تو دو طلاق واقع ہونگی ولا التزام فان المقصود المعنی لا العبارۃ- خانیہ مین لکھا ہی کہ ایک مرد نے اپنی جورو سے
کہاکہ انت طالق ابدا الا غدا الیوم تو طالقہ ہی ہمیشہ ماسواے آج کے روز کے تو فی الحال واقع ہوگی گویا اُسنے کہاکہ تو طالقہ الیسی
طلاق سے ہی کہ آج تجھپر واقع نہوگی یہ تاتارخانیہ مین ہی اور اگر کہاکہ تو طالقہ ثلث ہی الا غیر واحدہ تو مستثنے دو ہونگی یعنی ایک
واقع ہوگی یہ عتابیہ مین ہی- اور اگر اپنی جورو سے کہاکہ تو طالقہ ہی اگر تو نے زید سے کلام کیا قبل آنے عمرو کے تو زید
سے قبل آنے عمرو کے کلام کرنے سے طلاق واقع ہوگی خواہ پھر عمرو آوے یا نہ آوے اور بعد آنے عمرو کے کلام کرنے سے
طالقہ نہوگی- اور اگر کہاکہ تو طالقہ ہی الا آنکہ عمرو آجاوے تو تمام عمر مین جب عمرو نہ آوے تو طلاق واقع ہوگی یعنے اگر عمرو
نہ آیا یہانتک کہ یہ قسم کھانے والا مرگیا تو اسکے آخر جزو حیات مین طلاق پڑجائیگی اور اگر عمرو آگیا تو طالقہ نہوگی یہ شرح تلخیص
جامع کبیر مین ہی- اور اگر کہاکہ تو طالقہ ثلث ہی الا واحدہ کل کے روز یا کہاکہ الا واحدہ اگر تو نے فلان سے کلام کیا تو کل
کا روز آنے یا فلان سے کلام واقع ہونے سے پہلے کچھ واقع نہوگی اور کلام واقع ہونے یا کل کا روز آنے کے بعد دو واقع
ہونگی- ایک مرد نے اپنی جورو کی طلاق کی قسم کھائی کہ فلان سے کلام نہ کریگا الا ناسیا پھر فلان سے بھولے سے کلام کیا
پھر جان بوجھکر کلام کیا تو حانث ہوجائیگا- اور اگر کہاکہ تو طالقہ ہی اگر مین نے فلان سے کلام کیا الا یہ کہ مین بھول جاؤن
پھر بھول کر اُس سے کلام کیا پھر جان بوجھکر کلام کیا تو حانث نہوگا اسواسطے کہ کلمہ الا یہ کہ واسطے غایت کے آتا ہی ایک
انتہا ہونے کی ۱۲ م

مرد نے دوسرے سے کہا کہ مین دسوین روز تک تیرے پاس آونگا الا یہ کہ مین مرجاؤن اور اپنے دل سے یہ نیت کی کہ اگر کبھی نہ مرونگا پس اگر یہ اُسکی قسم بنام اللہ تعالی ہوگی تو حانث نہوگا اور اگر بطلاق وعتاق ہوگی تو قضاءً اُسکی تصدیق نہوگی ۔ ایک مرد نے جورو سے کہا کہ اگر تو دار مین داخل ہوئی تو تو طالقہ ثلث ہی کہ تجھپر واقع نہونگی الا بعد فلان سے کلام کرنے کے پھر عورت دار مین داخل ہوئی تو بسہ طلاق طالقہ ہو جائیگی او تذکرہ کلام فلان باطل ہی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی ۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ثلث ہی الا واحدہ اگر تو حائضہ ہو اور طاہر ہو یا کہا کہ اگر تو دار مین داخل ہو تو شرط مستثنے منہ کی طرف راجع ہوگی گویا اُسنے کہا کہ تو طالقہ ثلث ہی اگر تو نے ایسا کیا یا ایسا ہوا الا واحدہ تو وجود شرط کیوقت دو طلاق واقع ہونگی یہ شرح زیادات عتابی مین ہی ۔ اور ولوالجیہ مین ہی کہ اگر کہا تو طالقہ ثلث الا واحدہ بسنت ہی تو بطریق سنت دو طلاق سے طالقہ ہوگی کہ ہر طہر پر ایک طلاق واقع ہوگی یہ بحر الرائق مین ہی ۔ اور استثنار کی شرط یہ ہی کہ تکلم بحرف ہو خواہ وہ مسموع ہون یا نہون یہ شیخ امام ابو الحسن کرخی کے نزدیک ہی اور شیخ امام ابو جعفر فقیہ فرماتے تھے کہ خود اسکا سننا ضرور ہی اور شیخ امام ابو بکر محمد بن الفضل اسی پر فتوے دیتے تھے کذافی المحیط اور صحیح وہی ہی جو فقیہ ابو جعفر نے ذکر فرمایا ہی یہ بدائع مین ہی ۔ اور بہرے کا استثنار کرنا صحیح ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی ۔ اور ملتقط مین ہی کہ اگر عورت نے طلاق کو سُنا اور استثنار کو نہین سُنا تو اسکو شرعاً گنجائش نہین ہی کہ اپنے ساتھ وطی کرنے دے یہ تاتارخانیہ مین ہی اور استثنار صحیح ہونے کی شرط یہ ہی کہ اپنے ماقبل کے کلام سے موصول ہو در صورتیکہ فصل کی کوئی ضرورت داعی نہو چنانچہ اگر طلاق واستثنار کے درمیان سکوت وغیرہ سے بدون ضرورت فصل پایا گیا تو استثنار صحیح نہین اور اگر مثلاً سانس اُکھڑ گئی اور اُسنے دم لینے کی ضرورت سے سکوت کیا تو مانع صحت نہوگا اور یہ فصل شمار نہ کیا جائیگا الا اسصورت مین کہ سکتہ ہو ایسا ہی ہشام نے امام ابو یوسف سے روایت کیا ہی یہ بدائع مین ہی اور اگر اُسنے چھینک لی یا ڈکار لی یا اسکی زبان مین لکنت تھی کہ دیر تک تردد کے بعد انشاء اللہ تعالی کہا تو استثنار صحیح ہوگا یہ اختیار شرح مختار مین ہی ۔ اور اگر اُسنے کہا کہ تو طالقہ ہی مگر اسکے ساتھ انشاء اللہ تعالی بھی بلا قصد اسکی زبان سے نکل گیا تو واقع نہوگی یہ وجیز کردری مین ہی اور یہی ظاہر المذہب ہی یہ فتح القدیر مین ہی ۔ ایک شخص نے طلاق کی قسم کھائی اور اسکے آخر مین انشاء اللہ تعالی کہنے کا قصد کیا کہ اتنے مین کسی نے اُسکا منہ بند کر لیا پھر اگر منہ پر سے ہاتھ اُٹھاتے ہی اُسنے علی الاتصال استثنار کہدیا تو استثنار صحیح ہوگا جیسے استثنار وطلاق کے درمیان چھینک یا ڈکار آنے مین حکم ہی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی ۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ثلث وثلث ہی انشاء اللہ تعالی یا ثلث وواحدہ انشاء اللہ تعالی ہی یا کہا کہ تو طالقہ وطالقہ وطالقہ انشاء اللہ تعالی ہی تو استثنار صحیح نہوگا اور امام اعظم کے نزدیک تین طلاق واقع ہونگی ۔ اور صاحبین کے نزدیک استثنار صحیح ہوگا اور وہ طالقہ نہوگی یہ محیط سرخسی مین ہی ۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ واحدہ وثلث انشاء اللہ تعالی ہی تو بالاجماع استثنار صحیح ہی اور اسیطرح اگر کہا کہ تو طالقہ وطالقہ وطالقہ انشاء اللہ تعالی ہی تو بھی صحیح ہی اسواسطے کہ ان دونون کے درمیان کوئی کلام لغو فاصل نہین ہی یہ اختیار شرح مختار مین ہی ۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ بچہار ہی انشاء اللہ تعالی تو یہ استثنار بالاجماع صحیح ہی یہ محیط مین ہی ۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ بسہ طلاق بائنات یا کہا بسہ طلاق البتہ ہی انشاء اللہ تعالی تو استثنار صحیح نہوگا یہ غایہ سروجی مین ہی ۔ اور مجتبے مین کتاب الایمان مین ہی کہ اگر کہا کہ تو طالقہ رجعی ہی انشاء اللہ تعالی تو واقع ہوگی اور اگر کہا کہ بائنہ ہی تو واقع نہوگی یہ بحر الرائق مین ہی ۔ ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ ثلث ہی

پس تو آگاہ رہ انشاء اللہ تعالی تو استثناء صحیح ہی اور اگر کہا کہ تو طالقہ ثلث ہی تو آگاہ رہ انشاء اللہ تعالے یا کہا کہ تو جا انشاء اللہ تعالی تو تین طلاق واقع ہونگی اور استثناء باطل ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہی اے عمرہ انشاء اللہ تعالی تو طلاق واقع نہوگی یہ بدائع مین ہی۔ اور منتقے مین ہی کہ اگر کہا کہ تو طالقہ ثلث ہی اے عمرہ بنت عبد اللہ انشاء اللہ تعالی تو طالقہ نہوگی اور اگر کہا کہ تو طالقہ ثلث ہی اے عمرہ بنت عبد اللہ بن عبد الرحمن انشاء اللہ تعالی تو طالقہ ہوجائیگی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ثلث ہی یا طالقہ انشاء اللہ تعالے تو طالقہ نہوگی اور اگر کہا کہ اے طالقہ تو طالقہ ثلث ہی انشاء اللہ تعالی تو استثناء مذکور تین طلاق سے متعلق ہوگا وہ واقع نہونگی مگر ایک طلاق فی الحال واقع ہوگی۔ اور نیز امام ابو حنیفہ رح سے مروی ہی کہ تو طالقہ ثلث ہی یا طالقہ انشاء اللہ تعالی کی صورت مین تین طلاق واقع ہونگی مگر روایت اول ہی صحیح ہی اسکو فخر الاسلام نے ذکر فرمایا ہی یہ شرح تلخیص جامع کبیر مین ہی۔ اور اگر کہا کہ اے زانیہ تو طالقہ ہی انشاء اللہ تعالی تو استثناء مذکور خاصۃ طلاق کے ساتھ ہوگا اور عورت سے لعان کریگا یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہی۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہی یا زانیہ انشاء اللہ تعالی تو استثناء صحیح ہی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہی اے چھنال انشاء اللہ تعالی تو یہ استثناء سب سے متعلق ہی پس نہ طلاق واقع ہوگی اور نہ مرد پر حد لازم ہوگی اور نہ لعان یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ثلث ہی اے فلانہ الا واحدۃ تو دو واقع ہونگی اور یا فلانہ کہنا فاصل قرار نہ دیا جائیگا یہ فتاوی صغری مین ہی۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہی حتے کہ تیرا قلب خوش ہو انشاء اللہ تعالی تو اسمین فاصل موجود ہی پس طلاق واقع ہوگی اور استثناء صحیح نہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ جورو کو طلاق دی یا خلع دیدیا پھر استثناء یا شرط کا دعوی کیا اور کوئی منازع موجود نہین ہی تو کچھ اشکال نہین ہی کہ مرد کا قول قبول ہوگا یہ فتح القدیر مین ہی اور اگر عورت نے طلاق کا دعوی کیا اور شوہر نے کہا کہ استثناء کے ساتھ یون کہا کہ تو طالقہ انشاء اللہ تعالی ہی اور عورت نے استثناء مین اسکی تکذیب کی تو روایات ظاہرہ مین مذکور ہی کہ قول شوہر کا قبول ہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ پھر اگر گواہون نے گواہی مین خلع یا طلاق بغیر استثناء کی گواہی دی یعنی یون کہا کہ ہم گواہی دیتے ہین کہ اسنے بغیر استثناء کے خلع دیدیا ہی یا کہا کہ بغیر استثناء کے طلاق دی ہی یا کہا کہ اسنے طلاق دی اور استثناء نہین کیا تو شوہر کا قول قبول نہوگا اور اگر گواہون نے یون کہا کہ ہمنے اس مرد کے منہ سے کوئی کلمہ سوائے کلمہ خلع یا طلاق کے نہین سنا تو قول شوہر کا قبول ہوگا اور قاضی ان دونون مین تفریق نہ کریگا الا یہ کہ شوہر کی طرف سے کوئی ایسی بات ظاہر ہو جو صحت خلع پر دلالت کرتی ہو جیسے بدل الخلع پر قبضہ کر لینا یا کوئی دوسری وجہ ایسی ہی ہو تو ایسی صورت مین عورت کا قول قبول ہوگا یہ فتاوے صغری مین ہی اور شیخ نجم الدین نسفی سے مروی ہی کہ انھون نے شیخ الاسلام ابو الحسن رحمۃ اللہ سے روایت کی ہی کہ انھون نے فرمایا کہ ہمارے مشائخ نے باستحسان فرمایا ہی کہ مرد نے اگر طلاق مین استثناء کا دعوی کیا تو بدون گواہون کے اسکے قول کی تصدیق نہوگی اسواسطے کہ یہ خلاف ظاہر ہی اور زمانہ مین فساد پھیل گیا ہی پس تلبیس و جھوٹ سے امن نہین ہی یہ فتاوے غیاثیہ مین ہی۔ اور اگر شوہر نے کہا کہ مین نے گذرے ہوئے کل کے روز طلاق دیا ہی پس مین نے کہا کہ انشاء اللہ تعالے تو ظاہر الروایہ کے موافق شوہر کا قول قبول ہوگا اور نوازل مین اس مسئلہ مین اختلاف علماء باہم ذکر کیا ہی کہ ہمارے قول امام ابو یوسف کے شوہر کا قول قبول ہوگا اور بقول امام محمد رح طلاق واقع ہوگی اور شوہر کا

قول نامقبول ہوگا اور احتیاطاً اسی پر فتوی و اعتماد ہی۔ ایک مرد نے اپنی جورو کو تین طلاق دیدین پھر اس مرد کے سامنے دو عادل گواہون نے گواہی دی کہ تو نے اپنے کلام طلاق مین استثنا موصول کیا تھا حالانکہ خود اس مرد کو یہ بات یاد نہین آتی ہی تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر مرد مذکور نے حالت غضب مین طلاق دی ہو بحالیکہ جو وہ نہین چاہتا ہی وہ اسکی زبان سے نکل سکتا ہو اور جو بکتا ہی وہ یاد نہین رہ سکتا ہو تو اسکو ان دونون کے قول پر اعتماد کرلینا جائز ہی ورنہ نہین یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔

پانچوان باب۔ طلاق مریض کے بیان مین شیخ خجندی رحنے فرمایا کہ اگر کسی مرد نے اپنی جورو کو طلاق رجعی دیدی خواہ اپنی صحت مین یا مرض مین خواہ برضامندی عورت یا بغیر رضامندی پھر عورت کے عدت مین ہونے کی حالت مین مرگیا تو بالاجماع یہ دونون باہم ایک دوسرے کے وارث ہونگے اور اسیطرح اگر عورت وقت طلاق کے کتابیہ ہو یا کسی کی مملوکہ ہو پھر وہ عدت مین مسلمان ہوگئی یا آزاد کی گئی تو بھی وہ وارث ہوگی یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور اگر اسکو طلاق بائن دیدی یا تین طلاق دیدین پھر عورت کو عدت مین چھوڑکر مرگیا تو بھی اسی طرح ہمارے نزدیک عورت وارث ہوگی اور اگر عدت گذر جانے کے بعد مرا تو وارث نہوگی۔ اور یہ اسوقت ہی کہ بدون درخواست عورت کے طلاق دی ہو اور اگر بدرخواست عورت طلاق دی تو بعد طلاق کے پھر یہ عورت وارث نہوگی یہ محیط مین ہی۔ اگر عورت درخواست طلاق پر باکراہ مجبور کی گئی ہو تو بھی وارث ہوگی یہ معراج الدرایہ مین ہی۔ اور اس مقام پر اہلیت کا وقت طلاق کے ہونا اور اسوقت سے برابر تا وقت موت باقی رہنا معتبر ہی یہ بدائع مین ہی۔ اور مبسوط مین ہی کہ جسوقت عورت کو اپنے مرض مین بائن کیا ہی اسوقت اگر وہ باندی ہو یا کتابیہ ہو پھر وہ باندی آزاد کی گئی یا عورت کتابیہ مسلمان ہوگئی تو اسکو میراث نہ ملیگی یہ حصیری کی شرح جامع کبیر مین ہی۔ اور اگر مریض نے اپنی جورو کو تین طلاق دیدین پھر وہ مرتدہ ہوگئی پھر مسلمان ہوگئی پھر شوہر مرگیا درحالیکہ وہ عدت مین ہی تو وارث نہوگی یہ محیط سرخسی مین ہی اور اگر مرد مرتد ہوگیا نعوذ باللہ دائماً ابداً پھر وہ قتل کیا گیا یا دار الحرب مین جاملا یا حالت ارتداد مین دار الاسلام مین مرگیا تو اسکی جورو اسکی وارث ہوگی۔ اور اگر عورت مرتدہ ہوگئی پھر مرگئی یا دار الحرب مین جاملی پس اگر اپنی صحت مین مرتدہ ہوگئی ہو تو شوہر اسکا وارث نہوگا اور اگر مرض مین مرتد ہوئی ہی تو استحساناً اسکا شوہر اسکا وارث ہوگا۔ اور اگر جورو مرد دونون ساتھ ہی مرتد ہوگئے پھر دونون مین سے ایک مسلمان ہوا پھر ایک مرگیا پس اگر مسلمان ہونے والا مرا ہی تو مرتد اسکا وارث نہوگا خواہ عورت ہو یا مرد ہو اور اگر مرتد مرا ہی پس اگر یہ مرتد شوہر ہو تو جورو اسکی وارث ہوگی اور اگر جورو مرتد مری ہی پس اگر وہ مرض مین مرتدہ ہوئی تھی تو شوہر مسلمان اسکا وارث ہوگا اور اگر صحت مین مرتدہ ہوئی تھی تو وارث نہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور اگر مریض کے پسر نے اپنے باپ کی جورو سے زبردستی باکراہ جماع کرلیا تو عورت وارث نہوگی اور اصل مین مذکور ہی کہ لیکن اگر باپ نے پسر کو اس فعل کا حکم دیا ہو تو فرقت کے حق مین یہ فعل پسر کا اسکے باپ کی طرف منتقل ہوگا کہ گویا باپ نے خود جدا کردیا ہی پس فار قرار دیا جائیگا یہ محیط مین ہی یعنی جورو مذکورہ وارث ہوگی فافہم۔ اور اگر مریض نے اپنی جورو کو تین طلاق دیدین پھر اسکے پسر نے اس سے جماع کیا یا شہوت سے اسکا بوسہ لیا تو عورت اسکی وارث ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر عورت کو تین طلاق دیدین اور مریض ہونے کی حالت مین یہ طلاقین دین پھر عورت نے اپنے شوہر کے پسر کا بوسہ لیا پھر اسکی عدت مین شوہر مرگیا تو اسکو میراث ملیگی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر عورت نے اپنے مرض کی

حالت مین اپنے شوہر کے پسر کی مطاوعت کی پھر عدت مین مرگئی یعنی بعد اس مطاوعت کے چونکہ جدائی واقع ہوئی اور عورت اپنے شوہر پر حرام ہوگئی اور عدت بیٹھی پھر عدت مین مرگئی تو استحساناً شوہر اسکا وارث ہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ اور اگر شوہر نے مرض مین اپنی جورو کو بائن کر دیا پھر اچھا ہوگیا پھر مرگیا تو عورت وارث نہوگی یہ نہایہ مین ہی۔ اور اگر عورت نے اس سے کہا ہو کہ تو مجھے رجعت کی طلاق دیدے پس شوہر نے اسکو تین طلاق دیدین یا بائنہ طلاق دی پھر مرگیا تو عورت مذکورہ اسکی وارث ہوگی یہ غایۃ السروجی مین ہی۔ اور اگر اپنے مرض مین عورت سے کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ ہی یا تو اختیار کر پس عورت نے اپنے نفس کو اختیار کیا یا عورت سے کہا کہ تو اپنے نفس کو تین طلاق دیدے اُسنے ایسا ہی کیا یا عورت نے اپنے شوہر سے خلع لے لیا پھر اسکی عدت مین شوہر مرگیا تو اسکی وارث نہوگی یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر عورت نے اپنے نفس کو خود بخود تین طلاقین دیدین پس مرد نے اسکو جائز رکھا تو مرد کے مرنے پر اپنی عدت مین عورت اُسکی وارث ہوگی اسواسطے کہ میراث کی مٹانے والی شوہر کی اجازت ہوئی ہی یہ تبیین مین ہی۔ اور مشائخ نے فرمایا کہ اگر مرض مین زوجہ کو طلاق دی اور برابر دو برس سے زیادہ بیمار رہ کر مرگیا پھر عورت کے اس شوہر کے مرنے کے بعد چھ مہینے سے کم مین بچہ پیدا ہوا تو امام اعظم و امام محمد رح کے قول مین عورت کو میراث نملیگی یہ بدائع مین ہی

قال المترجم مرد طلاق دہندہ جبھی فار کہلاتا ہی جب وہ اس غرض سے طلاق دے کہ میراث کا مال عورت کو نملنے پاوے یا ایسا اُسکی طرف سے گمان ظاہر ہو تو وہ فار ہی گویا اُسنے میراث دینے سے فرار کیا تو حق میراث مین ایسی طلاق کا کچھ اعتبار نہین ہی بلکہ میراث ملیگی اگر شرائط موجود ہون گے۔ فرار کا حکم جبھی ثابت ہوتا ہی کہ جب عورت کا حق اسکے مال سے متعلق ہوجاوے اور اسکے مال سے جبھی متعلق ہوتا ہی کہ جب وہ ایسا مریض ہو جس سے غالباً ہلاکت کا خوف ہو بایں طور کہ وہ بستر پر پڑ گیا ہو کہ وہ گھر کے ضروری امور کا اقدام مثل تندرست آدمیون کے عادت کے موافق نکرسکتا ہو اور اگر وہ بتکلف ان امور کا سرانجام کرسکتا ہو کہ گھر ہی مین اپنی ضرورات کو ادا کرتا ہو حالانکہ بیمار ہو تو وہ فار نہ قرار دیا جائیگا اسواسطے کہ آدمی کمتر اس سے خالی ہوتا ہی اور صحیح یہ ہی کہ جو شخص اپنی حاجات کو جو گھر کے باہر سرانجام پاتی ہین ادا نہ کرسکے وہ مریض ہی اگرچہ گھر کے اندر حاجات کو ادا کر سکے اسلیے کہ ایسا نہین ہی کہ ہر مریض گھر مین حاجات کے انجام دینے سے عاجز ہوجاوے جیسے پیشاب و پاخانہ کے واسطے قیام کرنا یہ تبیین مین ہی اور عورت اگر ایسی ہو کہ بیماری سے چھت پر نہ چڑھ سکتی ہو تو وہ مریضہ ہی ورنہ نہین۔ اور ایسے امور کے ساتھ بھی حکم فرار ثابت ہوا ہی جو مرض مہلک کے معنی مین ہوتے ہین کہ جنمین ہلاکت کا احتمال غالب ہی پس اگر انمین سلامتی کا احتمال غالب ہو تو انکا حکم مثل صحیح کے ہوگا اور وہ فار قرار نہ دیا جائیگا پس جو شخص محصور ہو یا صف قتال مین ہو یا درندون کے جنگل مین اُترا ہو یا کشتی مین سوار ہو یا قصاص یا رجم کے واسطے مقید ہو تو عیاناً وہ سلیم البدن ہی اور غالب اسکے حال مین سلامتی ہی اسواسطے کہ قلعہ دشمن کی بدی دور کرنے کیواسطے ہوتا ہی اور ایسا ہی منعہ بھی ہوتا ہی اور بیشتر آدمی قید و درندون کے جنگل سے نوع حیلہ سے خلاص پا جاتا ہی۔ اور اگر وہ صفون کے بیچ سے نکلا تا کہ کسی دشمن سے قتال کرے یا قید سے نکال کر ایسے قتل کے واسطے پیش کیا گیا جسکا وہ مستحق ہوچکا ہی یا کشتی ٹوٹ گئی اور وہ ایک تختہ پر رہگیا یا درندہ کے منہ مین ہی تو ایسی حالت مین غالب گمان اسکے حق مین ہلاکت ہی پس اگر ایسی حالت مین اُسنے طلاق دی تو فرار کرنے والا قرار دیا جائیگا۔ اور جسکے ہاتھ پانون رہ گئے ہین یعنی لنجا یا لولا ہی اور جسکو فالج نے مارا ہی جبتک اسکا مرض بڑھنے پر ہو تب تک وہ مریض ہی اور جب ایک

حالت پر ٹھہر جاوے اور نہ بڑھے اور پرانا ہو جاوے تو طلاق وغیرہ کے حق مین وہ مثل صحیح کے ہی کذا فی الکافی اور یہی حکم
مدقوق کا ہی اور اسی کو بعض مشائخ نے لیا ہی اور صدر کبیر برہان الدین اور صدر شہید حسام الدین اسی پر فتوی دیتے تھے یہ محیط
مین ہی - اور جسکو سل ہوا اگر اس مرض مین اسکو زمانہ دراز گذرا تو وہ صحیح کے حکم مین ہی لیکن اگر اس مرض مین اسکی حالت متغیر
ہوئی تو جو زمانہ آخیر کا ہی یعنی ایک حالت سے تغیر شروع ہوا تو اسوقت سے مرض الموت کا زمانہ قرار دیا جائیگا اور یہی حال لنجے
اور ایسے مریض کا ہی جسکا ایک طرف کا دھڑ خشک ہو گیا ہو یہ بدائع مین ہی - اور زمانہ دراز کی تفسیر ہمارے اصحاب نے یون فرمائی
کہ ایک سال گذرے پس اگر اس مرض مین ایکسال باقی رہا تو بعد سال کے اسکا جو تصرف ہوگا وہ مثل تندرست آدمی کے تصرف کے
ہوگا یہ تمرتاشی مین ہی - اور زخمی آدمی اور جسکے درد ہو بشرطیکہ اس تکلیف نے اسکو صاحب فراش نہ کر دیا ہو تو وہ مثل صحیح
کے ہی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی - اور جو شخص قتل کیواسطے قید خانہ سے نکالا گیا تھا اگر وہ پھر قید مین واپس لایا گیا یا جو صف
سے لڑنے کے واسطے نکلا تھا وہ صف مین واپس آگیا تو وہ صحیح کے حکم مین ہو گیا جیسے مریض کہ وہ مرض سے اچھا ہو گیا
یہ بدائع مین ہی - اور اگر شوہر پر طلاق دینے کے واسطے اکراہ کیا گیا پس اگر اسکی جان یا عضو تلف کرنے کی وعید پر اکراہ
کیا گیا ہو تو وہ طلاق دینے مین فار نہ قرار دیا جائیگا اور اگر قید کرنے یا مار پیٹ کی وعید پر اکراہ ہو تو فار ہوگا یہ عتابیہ مین ہی - اور
اگر ایسے مرض مین جورو کو تین طلاق دین پھر وہ قتل کیا گیا یا اس مرض کے سوائے کسی وجہ سے مر گیا مگر ہان وہ اچھا نہین
ہو گیا تھا تو اسکی عورت کو میراث ملیگی یہ کافی مین ہی - اور اگر مریض نے مرض مین اپنی جورو کو طلاق دی پھر عورت نے
اسکو قتل کر دیا تو عورت کو میراث نہ ملیگی اسواسطے کہ قاتل کو میراث نہین ملتی ہی یہ محیط سرخسی مین ہی - اور عورت اسباب فرار
مین مثل مرد کے ہی چنانچہ اگر عورت نے بخیار بلوغ اپنے نفس کو اختیار کر لیا یا بخیار عتق اختیار کر لیا یا شوہر کے پسر کو اپنے اوپر کسی
حرکت بد کا قابو دیدیا یا مرتد ہو گئی یا مثل اسکے اسباب جدائی مرد سے کسی سبب کو عمل مین لائی بعد اسکے کہ عورت کو ان امور
مین سے جو ہمنے مرض وغیرہ کے ذکر کیے ہین کوئی پیش آیا اور عارض ہوا ہی تو وہ فارہ قرار دیجائیگی اور شوہر اسکا وارث ہوگا
اور حاملہ فارہ نہین قرار پاتی ہی یعنی فقط حمل کے سبب ہونے مین اگر امور فراق مین سے کوئی امر کرے تو فارہ نہوگی لیکن اگر درد زہ
شروع ہونے پر اسنے ایسا کیا تو فارہ ہو سکتی ہی یہ تبیین مین ہی - اور اگر مریضہ عورت و اسکے شوہر کے درمیان بسبب عنین
ہونے کے جدائی کر دیگئی باین طور کہ شوہر عنین نکلا اور اسکو ایکسال کی مدت دیگئی مگر اس عرصہ مین بھی اسنے عورت سے وطی
نہین کی نہ اسکو قدرت حاصل ہوئی پس عورت کو خیار دیا گیا پس اسنے اپنے نفس کو اختیار کیا درحالیکہ وہ مریضہ ہی پھر عدت
مین مر گئی یا بسبب جب کے یعنی آلہ تناسل کٹے ہونے کے جدائی ہوئی باین طور کہ عورت سے دخول کے بعد اسکو طلاق بائن دی پھر
مجبوب ہوا پھر عدت مین اس سے نکاح کیا پھر عورت کو یہ معلوم ہوا حالانکہ وہ مریضہ ہی پس اسنے اپنے نفس کو اختیار کیا پھر عدت مین مر گئی
تو دونون مسئلون مین شوہر اسکا وارث نہوگا یہ شرح تلخیص جامع کبیر مین ہی - اور اگر عورت کو قذف کیا پھر دونون مین باہم لعان واقع
ہوئی درحالیکہ عورت مریضہ تھی پھر قاضی نے دونون مین تفریق کر دی پھر وہ عدت مین مر گئی تو شوہر اسکا وارث نہوگا یہ سراج وہاج
مین ہی - اور اگر مرض کی طلاق دی ہوئی عورت مستحاضہ ہوا اور اسکے حیض کے ایام مختلف ہون تو ہم میراث کیواسطے اقل مدت جو
اسکی ہی وہ لینگے - اور اگر اسکا حیض معلوم ہو پھر آخری حیض عدت مین اسکا خون منقطع ہو گیا حالانکہ اسکے ایام دس روز سے کم
ہین پس اگر عورت کے غسل کر لینے یا وقت نماز گذر جانے سے پہلے شوہر مریض مر گیا تو عورت وارث ہوگی اور اسی طرح اگر عورت
نے غسل کیا مگر کوئی عضو باقی رہا کہ وہان پانی نہین پہونچا تو بھی اسصورت مین یہی حکم ہی یہ ظہیریہ مین ہی - اور اگر بسبب

عنین ہونے یا مجبوب ہونے شوہر کے مرض مین دونون مین تفریق کردی گئی اور عورت کی عدت مین شوہر مذکور مرگیا تو عورت اسکی میراث نہ پاویگی اسواسطے کہ وہ فرقت پر راضی تھی یہ تمرتاشی مین ہی۔ اور اگر مرض مین اپنی عورت کو قذف کیا اور مرض مین اس سے لعان کیا تو بالاجماع یہ عورت اسکی وارث ہوگی اور اگر صحت مین عورت کو قذف کیا ہوا ور باہم لعان مرض مین واقع ہوا تو امام ابوحنیفہ رح و امام ابویوسف کے قول مین اسکی وارث ہوگی یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر مرض مین عورت سے ایلا کیا اور مدت ایلا مرض مین گذر گئی تو جتبک عدت مین ہی اگر شوہر مرا تو وارث ہوگی۔ اور اگر ایلا حالت صحت مین کیا اور مدت ایلا مرض مین تمام ہوگئی تو بھی وارث نہوگی۔ اور اگر عورت سے اپنے مرض مین کہا کہ مین نے تجھے اپنی صحت مین طلاق دیدی ہی اور تیری عدت گذر گئی ہی پس عورت نے اسکی تصدیق کی پھر اس عورت کے واسطے کچھ قرضہ کا اقرار کیا یا کچھ وصیت کی تو امام اعظم رح کے نزدیک عورت مذکورہ کو اسکے حصہ میراث کی مقدار اور اس مقدار مقرہ یا موصی بہا سے جو کم ہو وہ ملیگی اور صاحبین کے نزدیک شوہر کا اقرار و وصیت صحیح ہی اور اگر عورت انکے حکم سے عورت کو اپنے مرض مین تین طلاق دیدین پھر اسکے واسطے کچھ قرضہ کا اقرار کیا یا کچھ وصیت کی تو بالاجماع عورت کو اس مقدار اور اسکے حصہ میراث دونون مین سے جو کم ہو وہ ملیگی یہ سراج الوہاج مین ہی۔ اور ہمارے نزدیک عورت کو اس مقدار اور مقدار حصہ میراث دونون مین سے کمتر مقدار جبھی ملیگی جب عورت کی عدت مین شوہر مذکور مرگیا ہو۔ اور اگر عدت گذرنے کے بعد مرا ہی تو عورت کو تمام وہ مقدار ملیگی جسکا اسکے واسطے اقرار کیا ہی یہ فصول عمادیہ مین ہی۔ اور اگر کوئی آدمی مرگیا اور اسکی جورو نے کہا کہ مجھے وہ اپنے مرض موت مین تین طلاق دیچکا ہی پھر وہ ایسی حالت مین مرا کہ مین عدت مین ہون پس مجھے میراث چاہیے ہی اور وارثون نے کہا کہ تجھے اسنے اپنی صحت مین طلاق دی ہی اور تجھے میراث نہین چاہیے ہی تو قول عورت کا قبول ہوگا یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر وارثون نے کہا کہ تو باندی تھی اور تو اسکے مرنے کے بعد آزاد کی گئی ہی اور وہ کہتی ہی کہ مین برابر آزاد چلی آتی ہون تو قول عورت کا قبول ہوگا یہ غایۃ السروجی مین ہی۔ اور اگر عورت باندی ہو پس وہ آزاد کی گئی اور اسکا شوہر مرگیا پس عورت نے شوہر کی زندگی مین آزاد کیے جانے کا دعوی کیا اور وارثون نے اسکے مرنے کے بعد آزاد کیے جانے کا دعوی کیا تو وارثون کا قول قبول ہوگا اور اگر باندی کے مولے نے کہا کہ مین نے اسکو اسکے شوہر کی زندگی مین آزاد کیا تھا تو مولے کا قول قبول نہوگا اور اسی طرح اگر عورت کتابیہ کسی مسلمان کے تحت مین ہو پس وہ مسلمان ہوگئی اور اسکا شوہر مرگیا پس کتابیہ مذکورہ نے کہا کہ مین شوہر کی زندگی مین مسلمان ہوئی ہون اور وارثون نے کہا کہ نہین بلکہ بعد موت شوہر کے تو قول وارثون کا قبول ہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ اور اگر عورت نے کہا کہ مجھے اسنے طلاق دی درحالیکہ وہ سوتا تھا اور وارثون نے کہا کہ تجھے جاگتے مین طلاق دی ہی تو قول عورت کا قبول ہوگا یہ تاتارخانیہ مین ہی اور اگر اپنی جورو سے اپنے مرض مین کہا کہ مین تجھے اپنی صحت مین تین طلاق دیچکا ہون یا کہا کہ مین نے تیری ماں یا تیری بیٹی سے جماع کر لیا ہی یا کہا کہ مین نے اس سے بغیر گواہون کے نکاح کیا ہی یا کہا کہ میرے اور اسکے درمیان قبل نکاح کے رضاعت متحقق ہوچکی ہی یا کہا کہ مین نے اس سے ایسی حالت مین نکاح کیا کہ یہ غیر کی عدت مین تھی اور عورت نے اس سے انکار کیا تو مرد سے بائنہ ہوجائیگی مگر اسکو میراث ملیگی اور اگر عورت نے اسکی تصدیق کی تو میراث نہ ملیگی یہ فصول عمادیہ مین ہی۔ اور اگر اپنے مرض الموت مین جورو کو تین طلاق دیدین

پھر مرگیا اور اُسکی مطلقہ جورو کہتی ہی کہ میری عدت ابھی نہین گذری ہی تو اسکا قول قسم سے قبول ہوگا اگرچہ زمانہ دراز گذر گیا ہو پس اگر عورت نے قسم کھالی تو میراث لے لیگی اور اگر نکول کیا تو اسکو میراث نہ ملیگی جیسے عدت گذر جانے کے اقرار کرنے کی صورت مین ہی اور اگر عورت نے کچھ نہین کہا ولیکن کسی دوسرے شوہر سے نکاح کیا اور مدت اتنی گذری ہی کہ اتنی مدت مین عدت تمام ہوسکتی ہی پھر عورت نے کہا کہ پہلے خاوند سے میری عدت نہین گذری تھی تو عورت کے قول کی تصدیق نہ کیجائیگی چنانچہ دوسرے شوہر کے حق مین اُسکا قول معتبر ہوگا اور وہ اسکی جورو رہیگی اور اول شوہر کی میراث بھی اسکو نہ ملیگی اور دوسرے شوہر سے اسکا نکاح کرنا یہ دلالۃً اس عورت کی طرف سے عدت گذر جانے کا اقرار ہی اور اگر اُسنے کسی سے نکاح نہین کیا بلکہ اُسنے کہا کہ مین حیض سے مایوس ہوگئی ہون اور اُسنے تین مہینہ عدت پوری کی پھر شوہر مرگیا اور وہ میراث سے محروم ہوئی پھر اسکے بعد اُسنے کسی شوہر سے نکاح کیا اور اُسکے بچہ پیدا ہوا یا حائضہ ہوئی تو اسکو پہلے خاوند سے میراث ملیگی اور دوسرے شوہر کے ساتھ نکاح فاسد ہوگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر کسی مرد نے جو تندرست ہی اپنی جورو سے کہا کہ جب شروع ماہ ہو یا جب تو دار مین داخل ہو یا جب فلان شخص ظہر کی نماز پڑھے یا جب فلان شخص اس دار مین داخل ہو تو تو طالقہ ہی پھر شوہر کے مریض ہونے کی حالت مین یہ باتین پائی گئین تو طالقہ ہوجائیگی اور شوہر کی میراث نہ پاویگی اور اگر شوہر نے ایسا کلام مرض (مرض الموت) مین کہا ہو تو وارث ہوگی سوائے اس صورت کے کہ جب تو دار مین داخل ہو کہ اس صورت مین وارث نہوگی یہ ہدایہ مین ہی۔ اور اگر طلاق کو شرط پر معلق کیا پس اگر اپنے ذاتی فعل پر معلق کیا تو حانث ہونے کا وقت معتبر ہوگا چنانچہ اگر حانث ہونے کے وقت مریض تھا اور مرگیا اور عورت عدت مین تھی تو وارث ہوگی خواہ تعلیق حالت صحت مین کی ہو یا مرض مین خواہ ایسا فعل ہو جسکے کرنے پر وہ مجبور ہو یا نہو اور اگر اجنبی آدمی کے فعل پر معلق کیا تو قسم کھانے اور حانث ہونے دونون کا وقت معتبر ہوگا پس اگر دونون حالون مین قسم کھانے والا مریض ہو تو عورت وارث ہوگی ورنہ نہین خواہ یہ فعل جسپر معلق کیا ہی ایسا ہو کہ اس سے چارہ ہو یا نہو جیسے یون کہا کہ جب فلان آوے تو تو طالقہ ہی (یا جب فلان پیشاب کرے) یہ سراج الوہاج مین ہی۔ اور اسی طرح اگر کوئی فعل آسمانی پر تعلیق کی جیسے کہا کہ جب چاند ہو تو تو طالقہ ہی تو بھی ایسا ہی حکم ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر فعل عورت پر تعلیق کی پس اگر ایسا فعل ہی کہ عورت کو اسکے نہ کرنے کا چارہ ہی یعنے چاہے نہ کرے تو حانث ہونے پر عورت وارث نہوگی خواہ قسم اور حانث ہونا دونون مرض مین واقع ہوے یا تعلیق صحت مین اور حانث ہونا مرض مین ہوا ہو اور اگر ایسے فعل پر معلق کیا جس سے عورت کو کوئی چارہ نہین ہی جیسے کھانا پینا نماز روزہ و والدین سے کلام کرنا و قرضدار سے قرضہ وصول کرنا وغیرہ پس اگر تعلیق و فعل مشروط دونون مرض مین واقع ہون تو بالاجماع وارث ہوگی اور اگر تعلیق صحت مین اور وجود شرط مرض مین ہو تو بھی امام اعظم و امام ابو یوسف کے نزدیک یہی حکم ہی جیسے کہ اپنے فعل پر تعلیق طلاق کرنیکا حکم ہی یہ سراج وہاج مین ہی۔ اگر اپنی صحت مین اپنی جورو سے کہا کہ اگر مین بصرہ کے اندر نجاؤن تو تو بسہ طلاق طالقہ ہی پس وہ بصرہ مین نہ آیا حتے کہ مرگیا تو عورت اسکی وارث ہوگی اور اگر جورو مرگئی اور شوہر زندہ رہا تو اُسکا وارث ہوگا اور اگر عورت سے کہا کہ اگر تو بصرہ مین نہ آئی تو تو طالقہ ثلث ہی پھر وہ عورت نہ آئی یہان تک کہ شوہر مرگیا تو اُسکی وارث ہوگی اور اگر یہ عورت مرگئی اور شوہر باقی رہا تو اسکا وارث نہوگا یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر مریض نے اپنی جورو کو بعد دخول کے طلاق بائن دیدی پھر اُس سے کہا کہ جب مین تجھ سے نکاح کرون تو تو بسہ طلاق طالقہ ہی پھر عدت مین اُس سے نکاح کرلیا تو طالقہ ثلث ہوجائیگی پھر اگر اسکی عدت مین مریض مرگیا تو یہ جدید عدت مین اسکی ہوتی

قرار دیجائیگی اور نکاح کرنے سے حکم فرار باطل ہوگیا اگرچہ اسکے بعد طلاق واقع ہوئی ہی کیونکہ تزوج عورت کے فعل سے
واقع ہوا ہی پس شوہر مریض فرار کرنے والا نہوگا یہ امام اعظم و امام ابو یوسف کے نزدیک ہی یہ فتاوی قاضیخان
مین ہی۔ ایک مریض نے اپنی جورو سے کہا کہ کل کے روز تو طالقہ ثلث ہی حالانکہ یہ عورت باندی ہی اور اسکے مولی
نے اس سے کہا کہ کل کے روز تو حرہ ہی پھر کل کا روز ہوا تو طلاق و عتاق ساتھ ہی واقع ہونگے اور یہ عورت اپنے
شوہر کی میراث نہ پاویگی اور اسی طرح اگر مولے نے عتق کا کلام پہلے کہا ہو پھر شوہر نے اسکے بعد کہا ہو کہ تو کل کے
روز طالقہ ہی تو بھی یہی حکم ہی اور اگر شوہر نے یون کہا کہ جب تو آزاد کی گئی تو تو طالقہ بسہ طلاق ہی تو شوہر مریض مذکور
فرار کنندہ قرار دیا جائیگا پس اگر مولی نے اس باندی سے کہا کہ کل کے روز تو حرہ ہی اور شوہر نے کہا کہ پرسون تو بسہ
طلاق طالقہ ہی پس اگر اسکو گفتگوے مولی سے آگاہی ہو تو وہ فار ہوگا اور اگر آگاہ نہو تو فار نہوگا یہ ظہیریہ مین ہی
ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ جب مین مریض ہون تو تو بسہ طلاق طالقہ ہی پھر بیمار ہوا اور اسی مرض مین مرگیا درحالیکہ
وہ عدت مین تھی تو عورت اسکی وارث ہوگی اور شیخ ابو القاسم صفار نے فرمایا کہ وارث نہوگی اور قول اول ہی صحیح
ہی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ ایک باندی ایک غلام کے تحت مین ہی کہ دونون سے انکے مولی نے کہا کہ کل کے روز
تم دونون آزاد ہو اور شوہر نے اس سے کہا کہ تو کل کے روز بسہ طلاق طالقہ ہی تو اس باندی کو اپنے شوہر کی میراث
نہ ملیگی اور اگر شوہر نے کہا کہ تو پرسون طالقہ ثلث ہی تو قیاساً عورت کے واسطے میراث نہوگی اور استحساناً اگر اسکو گفتگوے
مولی سے آگاہی تھی تو وارث ہوگی اور اگر نہ تھی تو نہوگی۔ ایک عورت نے اپنے شوہر مریض پر دعوی کیا کہ اسنے مجکو
تین طلاق دیدین مگر وہ انکار کر گیا اور قاضی نے اس سے قسم لی تو قسم کھا گیا پھر عورت نے اسکی تصدیق کی کہ سچا ہی
اور شوہر مرگیا پس اگر شوہر کے مرنے کے بعد عورت نے اسکی تصدیق کی ہو تو اسکی تصدیق صحیح نہین ہی۔ مریض نے
اپنی دو جوروؤن سے کہا کہ اگر تم اس دار مین داخل ہوئین تو تم طالقہ ثلث ہو پھر دونون معاً دار مین داخل ہوئین پھر وہ
مرگیا درحالیکہ دونون عدت مین تھین تو اسکی وارث ہونگی اور اگر ایک پہلے داخل ہوئی پھر دوسری تو پہلی وارث ہوگی
نہ دوسری۔ ایک مرد نے اپنی صحت مین اپنی جورو سے کہا کہ جب مین چاہون و فلان تو تو بسہ طلاق طالقہ ہی پھر بیمار
ہوا پھر شوہر اور فلان دونون نے معاً طلاق چاہی یا پہلے شوہر نے پھر اجنبی نے چاہی پھر شوہر مرگیا تو عورت وارث نہوگی
اور اگر پہلے اجنبی نے چاہی پھر شوہر نے تو عورت وارث ہوگی یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر مسلمان مریض نے اپنی کتابیہ جورو
سے کہا کہ جب تو مسلمان ہو تو تو بسہ طلاق طالقہ ہی پھر وہ مسلمان ہوگئی پھر شوہر مرگیا تو فرار کنندہ قرار دیا جائیگا یہ
فتاوے قاضیخان مین ہی۔ اور اگر جورو کتابیہ آزادہ ہو اور اس سے کہا کہ کل کے روز تو طالقہ ثلث ہی پھر وہ کل
سے پہلے مسلمان ہوگئی یا بعد کل کے مسلمان ہوئی تو اس عورت کو میراث نہ ملیگی اور اگر مسلمان ہوگئی پھر شوہر نے اسکو
تین طلاق دیدین حالانکہ مرد کو اسکے مسلمان ہونے کا علم نہین ہی تو عورت کو میراث ملیگی۔ اور اگر کافر کی جورو مسلمان
ہوگئی پھر کافر نے اپنے مرض کی حالت مین اسکو تین طلاق دیدین پھر خود مسلمان ہوگیا پھر مرگیا درحالیکہ وہ عدت مین
تھی تو عورت کو میراث نہ ملیگی۔ اور اسی طرح غلام نے اگر مرض مین اپنی جورو کو طلاق دی پھر آزاد کیا گیا اور اسنے
کچھ مال پایا تو عورت کو میراث نہ ملیگی۔ اور اگر اسنے یون کہا کہ جب مین آزاد کیا جاؤن تو تو طالقہ ثلث ہی تو فار قرار
دیا جائیگا۔ اور اگر جورو بھی باندی مملوکہ ہو پس غلام نے اپنے مرض مین کہا کہ جب مین اور تو آزاد کیے جاوین تو تو

طالقہ ثلث ہی پھر دونون آزاد کیے گئے تو عورت کو اسکی میراث ملیگی - اور اگر بولا کہ تو کل کے روز طالقہ ثلث ہی پھر دونون آج کے روز ہی آزاد کیے گئے تو وارث نہوگی یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہی - ایک مرد نے اپنی باندی کو آزاد کردیا درحالیکہ یہ عورت کسی مرد کے تحت مین ہی یعنی منکوحہ ہی پھر شوہر نے اپنے مرض مین اسکو تین طلاق دیدین خواہ وہ باندی کے آزاد ہونے سے آگاہ تھا یا نہ تھا بہرحال فرار کنندہ قرار پائیگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہی ایک باندی مرد آزاد کے تحت مین ہی وہ آزاد کی گئی اور اسکو کچھ مال ہبہ کیا گیا پس عورت مذکورہ نے اپنے نفس کو اختیار کیا بخیار عتق حالانکہ وہ مریضہ ہی پھر عدت مین مرگئی تو شوہر اسکا وارث ہوگا - ایک مرد نے اپنے مرض مین دو جورؤن سے کہا کہ تم اپنے نفسون کو تین طلاق دیدو حالانکہ دونون اسکی مدخولہ ہین پھر ہر ایک نے اپنے نفس کو اور سوت کو آگے پیچھے طلاق دیدی تو پہلی طلاق دینے والی عورت کی طلاق سے دونون مین سے ہر ایک بسہ طلاق طالقہ ہوجائیگی - اور اسکے بعد دوسری جورو کا طلاق دینا اپنے کو اور اپنی سوت کو باطل ہی اور شوہر کی دوسری وارث ہوگی نہ پہلی بخلاف اسکے اگر پہلی نے اولاً اپنی سوت کو طلاق دی نہ اپنے آپ کو حتی کہ سوت پر طلاق واقع ہوئی اور اسپر واقع نہوئی تو دونون وارث ہونگی اور اسیطرح اگر ہر ایک نے پہلے اپنی سوت کو طلاق دی تو بھی یہی حکم ہی اور اگر ہر ایک نے اپنے آپ کو اور اپنی سوت کو معاً طلاق دی یعنی ایک ہی ساتھ دونون مین سے ہر ایک نے ایسا کیا تو دونون مطلقہ ہونگی اور کوئی وارث نہوگی اور اگر یون ہوا کہ ایک نے کہا کہ مین نے اپنے نفس کو طلاق دی اور دوسری نے کہا کہ مین نے اپنی سوت کو طلاق دی اور دونون کلام ساتھ ہی نکلے تو بھی اکیلی طالقہ ہوجائیگی اور وارث نہوگی - اور اگر ایک نے اپنے آپ کو طلاق دی پھر اسی کو اسکی سوت نے طلاق دیدی تو طالقہ ہوجائیگی اور وارث نہوگی اور اگر اسکے برعکس واقع ہوا تو وارث ہوگی - اور یہ سب اسوقت ہی کہ دونون عورتین اسی مجلس تفویض پر برقرار ہون اور اگر دونون اس مجلس سے اٹھ گئی ہون پھر ہر ایک نے اپنے آپ کو اور اپنی سوت کو ایک ساتھ ہی یا آگے پیچھے تین طلاقین دیدین یا ہر ایک نے اپنی سوت کو طلاق دی تو دونون وارث ہونگی - اور اگر دونون مین سے ہر ایک نے اپنے آپ کو طلاق دی تو کوئی طالقہ نہوگی - اور اگر مرد نے اپنے مرض مین دونون سے کہا کہ تم اپنے آپ کو تین طلاق دو اگر تم چاہو پس ایک نے اپنے آپ کو اور اپنی سوت کو طلاقین دین تو جبتک دوسری بھی اپنے آپ کو اور اپنی سوت کو طلاق نہ دے تب تک کوئی طالقہ نہوگی ہان اگر اسکے بعد دوسری نے اپنے آپ کو اور سوت کو تین طلاقین دین تو دونون طالقہ ہوجائینگی اور پہلی وارث ہوگی نہ دوسری اور اگر دونون کے کلام ساتھ ہی منہ سے نکلے تو دونون بائنہ ہونگی اور دونون وارث ہونگی اور اگر دونون مجلس سے کھڑی ہوگئین پھر ہر ایک نے دونون کو ساتھ یا آگے پیچھے طلاقین دین تو واقع نہونگی - اور اگر اپنے مرض مین دو جورؤن سے کہا کہ تمھارا امر تمھارے ہاتھ ہی اور اس سے طلاق کا قصد کیا تو دونون کی طلاق بطریق تملیک دونون کے سپرد ہوگی حتی کہ اکیلی کوئی دونون مین سے متفرد بالطلاق نہین ہوسکتی ہی اور یہ تفویض مقصور بر مجلس ہوگی جیسے تعلیق بمشیت مین ہوتا ہی مگر ان دونون صورتون مین ایک بات کا فرق ہی اور وہ یہ ہی کہ اگر دونون کسی ایک کی طلاق پر متفق ہوگئین تو دونون مین سے جسکی طلاق پر متفق ہوئی ہین تفویض کیصورت مین اسپر واقع ہوگی اور مشیت کی صورت مین واقع نہوگی - اور اگر کہا کہ تم اپنے آپ کو ہزار درم پر طلاق دیدو پس ہر ایک نے ساتھ ہی یا آگے پیچھے کہا کہ مینے اپنے آپ کو اور اپنی سوت کو ہزار درم پر طلاق دیدی تو ہزار درم معاوضہ مین دونون پر لازم ہونگے اور دونون کے مہر پر تقسیم ہونگے پس جسقدر جسکا مہر ہی اسی قدر حصہ

ہزار درم کا اسکو دینا پڑیگا اور کسی حال مین دونون مین سے کوئی وارث نہوگی اور اگر ایک نے طلاق دی تو اپنے حصہ ہزار درم کے عوض طالقہ ہوگی اور وارث نہوگی اور جو اسی مجلس سے کھڑی ہوگئی اُسکے حق مین یہ امر تفویض باطل ہوگیا یہ کافی مین ہی امام محمدؒ نے فرمایا کہ ایک مرد نے اپنی دو جوروون سے حالانکہ دونون اسکی مدخولہ ہین کہا کہ تم مین سے ایک بطلاق طالقہ ہی پھر اُسنے اپنے مرض الموت مین بیان کیا کہ وہ یہ ہی تو میراث سے محروم نہوگی اور اس بیان مین شوہر فرار کرنیوالا قرار دیا جائیگا پس اگر ان دونون کے سوائے اسکی کوئی اور جورو ہو تو اسکو نصف میراث ملیگی ۔ اور اگر شوہر کی موت سے پہلے وہ عورت مرگئی جسکے حق مین طلاق
یعنے حصہ زوجات مین سے نصف ملیگا کل میراث سے ۱۲
واقع ہونا بیان کیا ہی تو اُسکے واسطے میراث نہوگی اور بیان بھی اسکے حق مین صحیح ہو جائیگا اور دوسری کو میراث ملیگی اور اگر شوہر کی کوئی دوسری جورو بھی ہو تو میراث ان دونون مین نصفا نصف ہوگی ۔ اور اگر وہ عورت جسکے حق مین طلاق واقع ہونا بیان کیا ہی زندہ رہی اور دوسری مرگئی پھر شوہر مرگیا تو اس عورت کو نصف میراث ملیگی اسواسطے کہ اسکے حق مین بیان طلاق اس نصف حصہ کے واسطے صحیح ہوگا جو اسکا نہ تھا اور نہ صحیح ہونا فقط اسی نصف حصہ کے حق مین ہی جسکی یہ مستحق تھی پس وہ من وجہ منکوحہ ہوگی پس فقط نصف ہی کی مستحق ہوگی حتے کہ اگر اس مرد کی کوئی اور جورو بھی ہو تو اس طالقہ کو فقط چوتھائی ملیگی اور تین چوتھائی دوسری جورو پاویگی ۔ اور اگر ان دونون مین سے ایک عورت قبل شوہر کے بیان کرنے اور شوہر کے مرنے کے مرگئی تو دوسری جو زندہ رہی ہی طلاق کے واسطے متعین ہو جائیگی اور اُسکو میراث نہ ملیگی ۔ اور اگر شوہر نہین مرا اور نہ اُسنے کچھ بیان کیا یہانتک کہ دونون مین سے ایک عورت وقت طلاق سے چھ مہینے سے زیادہ اور دو برس سے کم مین ایک بچہ جنی تو یہ امر مثل بیان کے نہوگا اور شوہر کو اپنا اختیار باقی ہی پھر اگر شوہر نے اس بچہ کی نفی کی کہ میرا نہین ہی تو اسکو حکم کیا جائیگا کہ بیان کرے پس اگر اُسنے کہا کہ مین نے
جسکے حق مین چاہے طلاق بیان کرے ۱۲
ایقاع طلاق کے وقت وہ عورت مراد لی تھی کہ جسکے بچہ نہین ہوا ہی تو جسکے بچہ ہوا ہی اُسکے اور شوہر کے درمیان لعان کیا جائیگا اور بعد لعان کے بچہ کا نسب اس مرد سے منقطع کرکے فقط ماں کی طرف ملحق کیا جائیگا اور اگر اُسنے کہا کہ مین نے یہ عورت جو بچہ جنی ہی مراد لی تھی تو شوہر پر حد واجب ہوگی اور بچہ کا نسب ثابت ہوگا اور اگر اُسنے کہا کہ مین نے ایقاع کے وقت کسی کو مراد نہین لیا تھا ولیکن مین اس عورت کو مراد لیتا ہون جو بچہ جنی ہی تو ایسی صورت
یعنے حد قذف ۱۲
مین حد و لعان کچھ نہین ہی اور بچہ کا نسب اس مرد سے ثابت ہوگا اور اگر وقت ایقاع طلاق سے دو برس سے زیادہ کے بعد بچہ جنی تو دوسری عورت طلاق کے واسطے متعین ہو جائیگی اسواسطے کہ ایسی صورت مین ہمکو یقین معلوم ہی کہ وطی بعد طلاق کے واقع ہوئی ہی اور جو بچہ جنی ہی وہ نکاح کے واسطے متعین ہوگئی تاکہ مرد مذکور طالقہ کے ساتھ وطی کرنے سے حرام کرنے والا نہو جائے اور نہ بچہ ضائع ہو جاوے ۔ اور اگر اس مرد نے اس بچہ کے نسب سے انکار کیا تو دونون مین لعان کرایا جائیگا مگر اس مرد سے اسکا نسب قطع نہ کیا جائیگا اسلیئے کہ ہرگاہ شرع نے حکم دیدیا کہ اسکا نطفہ اسی مرد سے قرار پایا ہی اور اس سے ایک حکم متعلق کیا یعنی اس مرد سے وطی واقع ہونے کو بیان طلاق قرار دیا تو یہ بات اسکے نسب قطع ہونے سے مانع ہی ۔ اور اگر دونون مین سے ایک کے وقت ایقاع سے دو برس سے کم مین اور دوسری کے وقت ایقاع سے دو برس سے زیادہ مین بچہ پیدا ہوا تو جسکے دو برس سے کم مین ہوا ہی وہی طلاق کے واسطے متعین ہوگی پس جب اسپر طلاق واقع ہوئی یعنے واقع ہونا معلوم ہوگیا تو اُسکی عدت کے واسطے دیکھا جائیگا کہ اگر اسکے بچہ جنے اور اسکی سوت کے بچہ جننے مین چھ مہینہ سے کم مدت ہو تو وضع حمل سے

اسکی عدت منقضی ہوجائیگی اور اگر دونون کے درمیان چھ مہینے یا اس سے زیادہ ہون تو اس مطلقہ کی عدت حیض پر ہوگی اور اگر
دو برس سے کم مین بچہ جننے والی سے وطی کرنے کا شوہر نے اولًا اقرار کیا تو اسکے اقرار سے دوسری جو دو برس سے زیادہ
مین جنی ہی طالقہ ہوجائیگی ولیکن دو برس سے کم مین جننے والی سے طلاق دور کرنے مین شوہر کے قول کی تصدیق نہوگی
پس دونون مطلقہ ہوجاوینگی - اور اگر وقت طلاق سے دو برس سے زیادہ مین دونون کے بچہ پیدا ہوا اور دونون
کے جننے مین ایک روز یا زیادہ کا تفاوت ہی تو پہلی عورت کا جننا دوسری کے حق مین طلاق کا بیان ہوگا پھر جب دوسری
بھی اسکے بعد جنی تو جو طلاق اسپر پڑ چکی ہی وہ دوسری کی طرف پھیری نجائیگی اور ایسا ہوگیا کہ گویا اسنے دونون مین
سے ایک سے جماع کیا پھر دوسری سے جماع کیا تو دوسری جس سے آخر مین جماع کیا ہی طالقہ ہوگی پس ایسا ہی
بیان ہوگا اور مطلقہ کی عدت وضع حمل سے تمام ہوجائیگی اور بچہ کا نسب اس مرد سے ثابت ہوگا یہ شرح زیادات
عتابی مین ہی - اور اگر بیان سے پہلے دونون مین سے ایک مرگئی پس شوہر نے کہا کہ مین نے اسی کو مراد لیا تھا تو
شوہر اسکا وارث نہوگا اور دوسری مطلقہ ہوجائیگی اور اسی طرح اگر دونون ایک بعد دوسری کے مرگئین پھر شوہر نے
کہا کہ جو پہلے مری ہی مین نے اسی کو مراد لیا تھا تو دونون مین سے کسی کا وارث نہوگا - اور اگر دونون ساتھ ہی مرگئین
مثلاً دونون پر دیوار گر پڑی یا دونون غرق ہوگئین تو دونون مین سے ہر ایک سے بنصف میراث کا وارث ہوگا اور اسیطرح
یعنے شوہر کی جو میراث ہر ایک سے ہی اسکا نصف یا چارم ۱۲ ن
اگر دونون ایک بعد دوسری کے مرین ولیکن مقدم و موخر معلوم نہین ہی تو یہ بھی بمنزلہ ساتھ ہی مرنے کے ہی - اور اگر دونو
ساتھ ہی مرگئین پھر اسنے دونون کی موت کے بعد ایک کو معین کیا اور کہا کہ مین نے اسی کو مراد لیا تھا تو اسکا وارث نہوگا
اور دوسری کا وارث ہوگا مگر بنصف میراث پاویگا - اور اگر قبل بیان کے دونون مرتد ہوگئین پھر دونون کی عدت گذر گئی
اور شوہر سے بائن ہوگئین تو شوہر کو یہ اختیار نہ رہیگا کہ دونون مین سے کسی ایک کے حق مین طلاق بیان کرے یہ بدائع
مین ہی - اور اگر اپنی جورو کی طلاق کسی اجنبی کے سپرد کی اور حالت صحت مین سپرد کی پھر اجنبی نے اسکے مرض مین اسکی
عورت کو طلاق دی پس اگر سپرد کرنا ایسے طور پر ہو کہ اسکو معزول نہ کرسکتا ہو تو عورت وارث نہوگی مثلاً اجنبی
کو طلاق کا مالک کردیا تو معزول نہین کرسکتا ہی اور اگر تفویض ایسے طور پر ہو کہ اسکو معزول کرسکتا ہو مثلاً طلاق
کے واسطے وکیل کیا ہو اور وکیل نے موکل کے مرض الموت مین طلاق دیدی تو عورت اسکی وارث ہوگی یہ
سراج الوہاج مین ہی +

چھٹا باب - رجعت اور جس سے مطلقہ حلال ہوجاتی ہی اور اسکے متعلقات کے بیان مین مطلقہ جبتک عدت مین
ہی اسکے نکاح کے بدستور سابق باقی رکھ لینے کو رجعت کہتے ہین یہ تبیین مین ہی اور رجعت دو طرح کی ہی سنی و بدعی پس
سنی رجعت یہ ہی کہ قول سے عورت سے مراجعت کرلے اور اپنی مراجعت پر دو گواہون کو گواہ کرلے اور عورت کو اس سے
آگاہ کردے - اور رجعت بدعی یہ ہی کہ عورت سے قول سے رجوع کیا مثلاً کہا کہ مین نے تجھ سے رجعت کرلی یا مین نے
اپنی جورو سے مراجعت کرلی مگر گواہ نہ کیے یا گواہ کرلیے مگر عورت کو اس سے آگاہ نہ کیا تو یہ مخالف سنت ہی اور بدعت
ہی مگر غیر رجعت صحیح ہوجائیگی اور اگر عورت سے اپنے فعل سے مراجعت کی مثلاً اس سے وطی کرلی یا شہوت سے اسکا بوسہ
لیا یا شہوت سے اسکی فرج کو دیکھا تو ہمارے نزدیک اس سے بھی مراجعت ہوجائیگی مگر فعل اسکا مکروہ ہی پس اسکے بعد
مستحب ہی کہ گواہ کرلے یہ جوہرہ نیرہ مین لکھا ہی - اور الفاظ رجعت دو طرح کے صریح و کنایہ ہین پس صریح جیسے عورت

سے خطاب کرکے کہا کہ مین نے تجھ سے مراجعت کرلی یا عورت کی غیبت مین یا سامنے کہا کہ مین نے اپنی جورو سے مراجعت کرلی تو یہ صریح ہی اور یہ کہنا کہ مین نے تجھ سے ارتجاع کرلیا یا تجھ سے رجوع کرلیا یا تجھے لوٹا لیا یا تجھے رکھ لیا یہ بھی الفاظ صریح مین سے ہین اور مسکتک بمنزلہ امساکتک کے ہی یعنے تجھے رکھ لیا پس ان الفاظ سے بلا نیت رجعت کرنے والا ہو جائیگا اور کنایات جیسے کہا کہ تو میرے نزدیک جیسی تھی ویسی ہی ہی یا تو میری جورو ہی تو ایسے الفاظ مین بدون نیت کے مراجعت کرنے والا نہوگا یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اگر کہا کہ ای رفتہ باز آور دمت یعنی ای گئی ہوئی مین تجھے پھیر لایا اگر رجعت کی نیت کی تو مراجع ہو جائیگا یہ خلاصہ مین ہی۔ اور اگر بلفظ تزویج اس سے رجوع کیا تو امام محمد رح کے نزدیک جائز ہی اور اسی پر فتوے ہی (یعنے رجعت کرنیوالا ۱۲) اور اسیطرح اگر اُس سے نکاح پڑھ لیا تو بھی بنابر مختار مراجع ہو جائیگا یہ جوہرہ نیرہ مین ہی۔ اور اگر اس سے کہا کہ مین نے تجھے اپنے نکاح مین لے لیا تو ظاہر الروایہ کے موافق یہ رجعت ہی یہ بدایع مین ہی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ مین نے تجھ سے ہزار درم مہر پر رجوع کرلیا پس اگر عورت نے اسکو قبول کیا تو یہ زیادتی صحیح ہوگی ورنہ نہین اسواسطے کہ یہ مہر مین زیادتی ہی پس عورت کا قبول کرنا شرط ہی اور یہ بمنزلہ تجدید نکاح کے ہی یہ محیط مین ہی۔ اور رجعت جیسے قول سے ثابت ہوتی ہی ویسے ہی فعل سے ثابت ہوتی ہی جیسے وطی کرلینا و شہوت سے مساس کرنا کذا فی النہایہ اور ایسے ہی دہن پر شہوت سے بوسہ لینے سے بالاجماع رجعت ثابت ہوتی ہی اور اگر گال یا ٹھوڑی یا پیشانی پر بوسہ لیا یا سر چوم لیا تو اسمین اختلاف ہی اور عیون کی عبارت کے اطلاق سے ظاہر ہی کہ بوسہ چاہے جس جگہ کا ہو موجب حرمت مصاہرہ ہی اور یہی صحیح ہی یہ جوہرہ نیرہ مین ہی۔ اور عورت کی داخل فرج مین شہوت سے نظر کرنا رجعت ہی یہ فتح القدیر مین ہی اور سوائے فرج کے اور کہین اسکے بدن پر نظر کرنے سے رجعت نہین ہوتی ہی یہ تبیین مین ہی۔ اور ہر چیز جس سے حرمت مصاہرہ ثابت ہوتی ہی اس سے رجعت ثابت ہوتی ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اور بغیر شہوت بوسہ لینا و مساس کرنا مکروہ ہی جبکہ اس سے رجعت کا قصد نہو (اگر شہوت ہو تو رجعت ہو جائیگی ۱۲) اور اسیطرح عورت کو ننگے دیکھنا بغیر شہوت مکروہ ہی ایسا ہی امام ابو یوسف نے فرمایا ہی یہ بدائع مین ہی۔ اور جب مساس و نظر بغیر شہوت ہو تو یہ بالاجماع رجعت نہین ہی یہ سراج الوہاج مین ہی اور واضح رہے کہ جیسے مرد کے بوسہ لینے و چھونے و نظر کرنے سے رجعت ہوتی ہی ویسے ہی عورت کی طرف سے بھی ایسے فعل سے رجعت ہو جاتی ہی کچھ فرق نہین ہی بشرطیکہ جو فعل عورت سے صادر ہوا ہی وہ مرد کی دانست مین ہوا اور مرد نے اسکو منع نکیا اور اسمین اتفاق ہی۔ اور اگر عورت نے ایسا فعل باختلاس کیا یعنی مثلاً مرد سوتا تھا اور عورت نے شہوت سے بوسہ لے لیا اور یہ نہیں ہوا کہ مرد نے اسکو قابو دیدیا ہو کہ اسکا بوسہ لے یا عورت نے زبردستی کرلیا یا مرد معتوہ ہی تو شیخ الاسلام و شمس الائمہ نے ذکر کیا کہ بقول امام اعظم و امام محمد رح کے رجعت ثابت ہو جائیگی اور یہ اسوقت ہی کہ شوہر نے اس امر کی تصدیق کی کہ شہوت کی حالت مین عورت نے ایسا کیا ہی اور اگر عورت کے شہوت مین ہونے سے انکار کیا تو رجعت ثابت نہوگی اور اسی طرح اگر شوہر مرگیا اور اسکے وارثون نے تصدیق کی یعنی عورت حالت شہوت مین تھی تو بھی یہی حکم ہی اور اگر شہوت مین ہونے کے گواہ پیش ہوئے تو مقبول نہونگے یہ فتح القدیر مین ہی اور اگر گواہون نے جماع واقع ہونے کی گواہی دی تو بالاجماع مقبول ہونگے یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور اگر مرد سوتا ہو یا وہ مجنون ہو اور عورت مطلقہ رجعی نے مرد کے آلہ تناسل کو اپنی فرج مین داخل کرلیا تو بالاتفاق یہ رجعت ہوگی یہ فتح القدیر مین ہی اور

اگر عورت نے مرد سے کہا کہ مین نے تجھ سے مراجعت کی تو صحیح نہین ہی یہ بدائع مین ہی خلوت کرنا رجعت نہین ہی واسطے
کہ خلوت مختص بملک نہین ہی اور جب شوہر نے اپنی معتدہ سے ساتھ یعنے رجعت ایسا فعل کیا جو مختص بملک نہین ہوتا ہی تو ہر ایسے فعل
سے رجعت ثابت نہوگی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر اپنی عورت سے کہا کہ جب مین تجھ سے جماع کرون تو تو طالقہ ثلث ہی
پھر اس سے جماع کیا پس جب دونون کے ختانین باہم ملگئے اور وہ طالقہ ہوگئی اور کچھ دیر ٹھہرا رہا تو اسپر مہر واجب نہوگا
اور اگر نکال کر پھر داخل کر دیا تو اسپر مہر واجب ہوگا قال المترجم یعنی قسم مذکور بر التقاے ختانین ہونے سے طلاق
واقع ہوگی پھر اگر وہ اسی حال پر ٹھہرا رہا تو مرد پر بعد طلاق کے وطی کرنے کا عقر واجب نہوگا اور یہ مراد نہین ہی
کہ مہر غیبہ نکاح قرار پایا تھا اگر وہ ادا نہین کیا ہی تو واجب نہوگا بلکہ وہ بعد طلاق کے متاکد ہوگیا کہ سب ادا کر دینا واجب
ہوچکا فافہم۔ اور اگر طلاق رجعی ہو یعنی کہا ہو کہ تو طالقہ بطلاق رجعی ہی تو بعد طلاق واقع ہونے کے اگر نکالکر
پھر داخل کیا تو مراجعت کرنیوالا ہو جائیگا اور اسپر بالاتفاق ہی اور اگر فقط ٹھہرا رہا تو امام ابو یوسف کے نزدیک
مراجع ہو جائیگا اور امام محمد رح نے اسمین اختلاف کیا ہی یہ ہدایہ مین ہی۔ اور اگر اپنی عورت سے کہا کہ اگر مین نے
تجھے لمس کیا یعنے چھوا ہاتھ سے تو تو طالقہ ہی پھر عورت کو چھوا پھر اپنا ہاتھ اسپر سے اٹھالیا پھر دوبارہ ہاتھ لگا کر اسکو
چھوا تو یہ رجعت ہی اور اگر اپنی منکوحہ جورو سے کہا کہ جب مین تجھ سے رجعت کرون تو تو طالقہ ہی تو یہ قسم حقیقی رجعت
پر ہوگی نہ عقد نکاح پر حتے کہ اگر اُسنے جورو کو طلاق دیکر پھر اُس سے نکاح کر لیا تو طالقہ نہوگی اور اگر اس سے
رجعت کی تو طالقہ ہوجائیگی۔ اور اگر کسی اجنبی عورت سے کہا کہ اگر مین نے تجھ سے مراجعت کی تو تو طالقہ ہی تو اسکی
قسم نکاح پر قرار دیجائیگی۔ اور اگر رجعی طلاق دی کی مطلقہ سے کہا کہ اگر مین نے تجھ سے رجعت کی تو تو بسہ طلاق طالقہ
ہی پھر اس مطلقہ کی عدت گذر گئی پھر اس سے دوبارہ نکاح کیا تو وہ طالقہ نہوگی اور اگر طلاق بائنہ کی صورت مین ایسا
کہا ہو تو نکاح کرنے پر طالقہ ہوجائیگی یہ محیط مین ہی اور اگر عورت کی دُبر یعنے پائخانہ کے مقام کو شہوت سے
دیکھا تو یہ بالاجماع رجعت نہین ہی یہ جوہرہ نیرہ مین ہی۔ اور مشائخ نے دُبر مین وطی کرنے مین اختلاف کیا ہی کہ
رجعت ہوگی یا نہوگی تو بعض نے فرمایا کہ یہ رجعت نہین ہی اور اسی طرف یعنے عورت قدوری نے اعلام کیا اشارہ کیا ہی اور فتوے
اس امر پر ہی کہ یہ رجعت ہی یہ تبیین مین ہی۔ اور مجنون کی رجعت بفعل ہوگی اور بقول نہین صحیح ہی یہ فتح القدیر
مین ہی۔ اور اگر مرد پر جسنے طلاق رجعی دی ہی اکراہ کیا گیا کہ وہ رجعت کرے پس اُسنے باکراہ رجعت کی یا کسی
نے ہنزل کے طور پر رجعت کی یا بطور لعب رجعت کی یا بخطار رجعت کی تو یہ رجعت صحیح ہوگی جیسے نکاح ان صورتون
مین صحیح ہو جاتا ہی۔ اور اگر مرد طلاق دہندہ کی معتدہ سے اسکی طرف سے کسی فضولی نے رجعت کی اور مرد دہندہ
نے اسکی رجعت کی اجازت دیدی تو قنیہ مین لکھا ہی کہ رجعت صحیح ہوگی یہ بحر الرائق مین ہی۔ اور حاکم شہید رح نے
فرمایا کہ اگر عورت کو طلاق دی مگر اُس سے چھپائی اور نیز اُس سے رجعت کی اور وہ بھی چھپائی تو یہ عورت اسکی
جورو رہیگی مگر بات یہ ہی کہ اُسنے اس حرکت مین اساءت کی اور یہ اسوجہ سے فرمایا کہ اساءت کی کہ اُسنے استحباب
کو ترک کیا ہی یعنے گواہ کر لینے اور آگاہ کرنے کو یہ غایۃ البیان مین ہی۔ رجعت کو کسی شرط پر معلق کرنا نہین جائز
ہی چنانچہ اگر یون کہا کہ جب کل کا روز آوے تو مین نے تجھ سے رجعت کی یا جب تو دار مین داخل ہو یا جب مین ایسا
فعل کرون تو مین نے تجھ سے رجعت کی تو یہ بالاجماع رجعت نہین ہی یہ جوہرہ نیرہ مین ہی۔ اور اگر رجعت مین خیار

کی شرط کی تو صحیح نہین ہی اور اگر شوہر نے بعد طلاق کے کہا کہ مین نے تجھ سے کل کے روز رجعت کی یا عید کا چاند
دیکھے رجعت کی تو بالاجماع یہ رجعت نہین صحیح ہی یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر مرد نے کہدیا کہ مین نے اپنی رجعت کو
باطل کر دیا یا میرے واسطے تجھپر رجعت کا کچھ اختیار نہین ہی تو اس سے کچھ نہوگا اور مرد کو رجعت کا اختیار باقی رہیگا
یہ نہر الفائق مین ہی۔ اور اگر کسی مرد نے اپنی جورو کو ایک طلاق رجعی یا دو طلاق رجعی دین تو اسکو اختیار ہی کہ
عدت مین اس عورت سے رجوع کرے خواہ وہ عورت راضی ہو یا نہو یہ ہدایہ مین ہی۔ اور اگر مرد نے اس عورت
کے ساتھ دخول کا دعوی کیا حالانکہ اُسکے ساتھ خلوت مین رہا تھا تو اُسکو رجعت ثابت ہی اور اگر خلوت مین نہ رہا ہو تو
اسکو رجعت کا اختیار نہوگا یہ محیط مین ہی۔ روضہ مین لکھا ہی کہ اگر دونون نے انقضاے عدت پر اتفاق کیا اور رجعت
مین اختلاف کیا تو صحیح یہ ہی کہ عورت کا قول قبول ہوگا اور یہی جمہور کا قول ہی یہ غایہ سروجی مین ہی۔ اور عورت
پر امام اعظم رح کے نزدیک قسم واجب نہوگی کذا فی الہدایہ اور اگر عدت باقی ہو تو صحیح یہ ہی کہ قول شوہر کا قبول ہوگا
یہ غایہ سروجی مین ہی اور اگر عدت گذر جانے کے بعد شوہر نے گواہ قائم کیے کہ شوہر نے عورت کی عدت مین کہا تھا
کہ مین نے اس سے رجوع کیا ہی یا شوہر نے کہا کہ مین نے اُس سے جماع کر لیا ہی تو یہ رجعت ہی یہ بحر الرائق مین
ہی اور اگر عدت گذر گئی ہی پھر مرد نے کہا کہ مین اس سے عدت مین رجوع کر چکا ہون اور عورت نے اسکی
تصدیق کی تو رجعت صحیح ہی یہ ہدایہ مین ہی۔ اور اگر دونون نے بروز جمعہ رجعت کرنے پر اتفاق کیا اور عورت نے کہا
کہ میری عدت جمعرات ہی کو گذر گئی ہی اور شوہر نے کہا کہ سنیچر کو گذری ہی پس آیا قسم سے شوہر کا قول قبول
ہوگا یا عورت کا یا جسکا دعوے پہلے ہو تو اسمین یہ تین صورتین ہین اور صحیح صورت اول ہی یعنے قسم سے شوہر کا قول
قبول ہوگا یہ معراج الدرایہ مین ہی اور شرح طحاوی مین مذکور ہی کہ اگر مرد نے کہا کہ مین نے تجھ سے رجوع کیا
پس عورت نے اسی دم شوہر کے کلام سے ملے ہوئے کہا کہ میری عدت گذر گئی ہی تو امام اعظم رح کے نزدیک رجعت نہین
صحیح ہی اور صاحبین کے نزدیک رجعت صحیح ہی یہ نہایہ مین ہی اور صحیح امام اعظم کا قول ہی یہ مضمرات مین ہی مگر واضح
رہے کہ یہ ایسی صورت مین ہی کہ جب طلاق سے اتنی مدت گذری ہو کہ انقضاے عدت کو محتمل ہو اور اگر محتمل نہو تو
رجعت ثابت ہوگی یہ نہر الفائق مین ہی۔ اور ایسی صورت مین بالاجماع عورت سے یہ قسم لیجائیگی کہ جس وقت
اُسنے خبر دی ہی اُسوقت اُسکی عدت گذر چکی تھی یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اس بات پر اجماع ہی کہ اگر عورت ایکساعت
چپ رہی پھر اُسنے کہا کہ میری عدت گذر گئی تو رجعت صحیح ہوگی اور اگر عورت نے پہل کر کے یون کہا کہ میری
عدت گذر گئی ہی پھر شوہر نے اسکے جواب مین فوراً ملا کر کہا کہ مین نے تجھ سے رجوع کیا تو رجعت صحیح نہوگی یہ
نہایہ مین ہی۔ اور اگر باندی کے شوہر نے اسکی عدت منقضی ہونے کے بعد کہا کہ مین تجھ سے رجعت کر چکا ہون اور
مولی نے اسکی تصدیق کی اور باندی نے تکذیب کی تو امام اعظم رح کے نزدیک باندی کا قول قبول ہوگا اور صاحبین
نے فرمایا کہ مولی کا قول قبول ہوگا کذا فی الہدایہ اور قول امام اعظم رح کا صحیح ہی یہ مضمرات مین ہی۔ اور اگر امر برعکس
ہوا کہ مولی نے تکذیب کی اور باندی نے تصدیق کی تو بالاجماع صحیح روایت کے موافق رجعت ثابت نہوگی اور قول
مولے کا قبول ہوگا یہ تبیین مین ہی اور اگر مولی و باندی دونون نے تصدیق کی تو بالاجماع رجعت ثابت ہوگی اور
اگر دونون نے تکذیب کی تو بالاتفاق رجعت ثابت نہوگی یہ نہر الفائق مین ہی۔ اور اگر باندی نے کہا کہ میری عدت

گذر گئی اور مولی اور شوہر نے کہا کہ نہین گذری ہی تو قول باندی کا قبول ہوگا یہ ہدایہ مین ہی - اور اگر عورت نے کہا کہ بولادت میری عدت گذر گئی تو بدون گواہون کے اُسکا قول قبول نہوگا یا اسکے ایسا بیٹ گر گیا ہو کہ اُسکی بعض خلقت ظاہر ہو گئی ہو پس شوہر کو اختیار ہی کہ عورت سے اس امر پر قسم لے کہ اسکے ایسا بیٹ گر گیا ہی اور یہ بالاتفاق ہی اور عورت خواہ باندی ہو یا آزادہ ہو کچھ فرق نہین ہی یہ فتح القدیر مین ہی - مولے نے اگر شوہر سے کہا کہ تو اُس سے رجعت کر چکا ہی مگر شوہر نے کہا کہ نہین تو باندی کے مولی کا قول باندی کے شوہر کے حق مین قبول نہوگا یہ جوہرہ نیرہ مین ہی - اور اگر عورت نے کہا کہ میری عدت گذر گئی پھر اسکے بعد اُسنے کہا کہ ہنوز نہین گذری ہی تو مرد کو اس سے رجعت کر لینے کا اختیار رہوگا اور اگر مرد نے اپنی مطلقہ سے رجعت کر لی اور عورت کو معلوم نہوا پھر اُسکی عدت گذر گئی اور اُسنے دوسرے مرد سے نکاح کر لیا تو وہ اول کی جورو ہوگی خواہ دوسرے نے اُس سے دخول کر لیا ہو یا نکیا ہو اور اس عورت اور دوسرے کے درمیان تفریق کر دیجائیگی اور منتقی مین لکھا ہی کہ یہی صحیح ہی یہ غایۃ السروجی مین ہی - اور رجعت کا حکم منقطع ہو جاتا ہی اگر حرہ کے تیسرے حیض سے خارج ہو جانے کا حکم دیدیا گیا یا باندی کے دوسرے حیض سے وقت تمام ہو جانے دس روز کے مطلقاً اگرچہ ہنوز خون بند نہوا ہو یہ بحر الرائق مین ہی اور اگر دس روز سے کم مین منقطع ہوا تو رجعت کا حکم منقطع نہوگا یہان تک کہ عورت نہا کر غسل کر لے یا اسپر ایک نماز کا وقت گذر جاوے یہ ہدایہ مین ہی - اور اگر طہر آخر وقت مین ہو تو اسکا یہی خفیف وقت ہی کہ جتنے مین غسل کر کے تحریمہ تکبیر کی نیت کر سکتی ہو اور اس سے کم نہین ہی اور اگر اول وقت ہو تو ثبوت نہوگا یہان تک کہ یہ پورا وقت گذر جاوے اسواسطے نماز تو قضا سے لازم بذمہ بندہ جبھی ہو جاتی ہی کہ جب پورا وقت گذر جاوے یہ بحر الرائق مین ہی اور اگر وقت مین سے فقط اتنا وقت رہگیا کہ خالی غسل کر سکتی ہی یا اتنا بھی نہین ہی تو اسوقت کے گذر جانے پر اسکی طہارت کا حکم نہ دیا جائیگا یہان تک کہ اُس سے اگلی نماز کا پورا وقت گذر جاوے یہ شاہان شرح ہدایہ مین ہی - اور اگر وقت مہمل مین طاہر ہوئی جیسے وقت شروق یعنی ٹھیک دوپہر تو رجعت تا دخول وقت منقطع نہوگی یہ بحر الرائق مین ہی اور جس عورت کی عادت کبھی پانچ روز ہو اور کبھی چھ روز حیض کی ہو پھر وہ حائضہ ہوئی یعنی آخر حیض عدت آیا تو ہم رجعت کے واسطے اقل مدت عادت معتبر رکھینگے یعنی پانچ روز کے اندر رجعت کر سکتی صحیح ہی اور دوسرے شوہر سے نکاح کرنے کے حق مین اکثر مدت یعنی چھ روز مثلاً گذر جانے معتبر رکھینگے یہ عنایہ مین ہی - اور اگر مطلقہ عورت کتابیہ ہو تو مشائخ نے فرمایا کہ اس رجعت کا استحقاق خون منقطع ہوتے ہی قطع ہو جائیگا یہ بدائع مین ہی - اور اگر عورت سے بعد اسی غسل کے جسمین ہم نے کہا ہی کہ اس سے رجعت منقطع ہو جائیگی رجوع کیا تو ظاہر ہی کہ سر دست رجعت صحیح نہونے کا حکم دیا جائیگا ولیکن اگر دس روز پورے ایام حیض نہ گذرنے پائے تھے کہ خون نے پھر عود کیا تو رجعت صحیح ہوگی اور ایسا ہی کلام تیمم مین ہی کذا فی النہر الفائق اور اگر اُسنے غسل نہ کیا اور نہ اسپر ایک نماز کا وقت کامل گذر گیا بلکہ اُسنے تیمم کیا مثلاً وہ مسافر تھی تو امام اعظم و امام ابو یوسف رح کے نزدیک مجرد تیمم سے رجعت منقطع نہوگی یہ محیط مین ہی - مگر ہان اگر اُسنے اس تیمم سے نماز فرض یا نفل ادا کر لی تو امام اعظم رح و امام ابو یوسف رح کے نزدیک رجعت منقطع ہو جائیگی یہ فتح القدیر مین ہی - اور اگر اُسنے اس تیمم سے نماز شروع کی تو شیخین رح کے نزدیک انقطاع رجعت کا حکم نہ دیا جائیگا جبتک کہ وہ نماز سے فارغ نہو جاوے اور یہی شیخین کے مذہب کی صحیح روایت ہی یہ محیط مین ہی - اور اگر اُسنے تیمم کر کے قرآن شریف کی تلاوت کی یا اسکو چھوا یا مسجد مین داخل ہوئی تو شیخ کرخی رح نے فرمایا کہ اس سے رجعت

منقطع ہوجائیگی اور شیخ ابوبکر رازی رح نے فرمایا کہ منقطع نہوگی یہ غایہ سروجی مین ہی۔ اور اگر گدھے کے جوٹھے پانی سے غسل کیا تو بالاجماع بنفس غسل سے رجعت منقطع ہوجائیگی ولیکن دوسرے شوہر ولی کے واسطے وہ حلال نہوگی اور نہ ایسے غسل سے نماز پڑھ سکتی ہی تاوقتیکہ تیمم نہ کرے یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر عورت نے غسل کیا اور اُسکے بدن مین کوئی جگہ باقی رہگئی کہ وہان پانی نہ پہونچا پس اگر عضو کامل یا اس سے زیادہ رہگیا تو رجعت منقطع نہوگی اور اگر عضو سے کم ہو تو منقطع ہوجائیگی۔ اور ینابیع مین فرمایا کہ اسکی مقدار ایک انگشت دو انگشت ہی اور یہ استحسان ہی یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور اسیطرح اگر ساعد یا بازو مین سے کسیقدر حصہ ایک دو اُنگل سے زائد یا عضو کامل مثل ہاتھ یا پانون کے چھوٹ گیا تو بھی یہی حکم ہی یہ فتح القدیر مین ہی اور اگر اُسنے تیسرے حیض سے دس روز سے کم مین غسل کر لیا مگر اُسنے کلی کرنا یا ناک مین پانی ڈالنا چھوڑ دیا تو امام ابویوسف سے دو روایتین مین روایت ہشام مین مذکور ہی کہ رجعت منقطع نہوگی اور دوسری روایت مین ہی کہ منقطع ہوجائیگی یہ غایۃ البیان مین ہی۔ اور امام محمد رح نے فرمایا کہ وہ اپنے شوہر سے بائنہ ہوجائیگی ولیکن کسی دوسرے شوہر کے واسطے حلال نہین ہوسکتی ہی یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر پورا ایک نتھنا باقی رہا ہو تو بالاتفاق رجعت باقی رہیگی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر اسکے وضع حمل شروع ہوا تو امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر آدھا بچہ نکل آیا سوائے سر کے یعنی چوتڑ سے دونون کندھون تک تو عدت پوری ہوجائیگی اور ایسی حالت مین رجعت صحیح نہوگی یہ سراج وہاج مین ہی۔ ایک مرد نے اپنی عورت سے خلوت کی پھر اسکو طلاق دیدی پھر کہا کہ مین نے اس سے جماع نہین کیا تھا اور عورت نے اسکی تصدیق کی یا تکذیب کی تو اُسکو رجعت کا استحقاق حاصل نہوگا اور اگر باوجود اسکے اُسنے رجعت کر لی پھر یہ عورت دو برس سے ایک روز کم مین بھی بچہ جنی قبل اسکے کہ وہ اپنی عدت گذر جانے کی خبر دیوے تو یہ رجعت صحیح ہوگی یہ تمرتاشی مین ہی۔ اور اگر اپنی جورو کو طلاق دیدی اور وہ حاملہ ہی یا بعد ازانکہ اسکی عصمت مین بچہ جنی اور اُسنے کہا کہ مین نے اس سے جماع نہین کیا ہی تو مرد کو اس سے رجعت کا اختیار ہی اسواسطے کہ جب حمل ایسی مدت مین ظاہر ہوا کہ اُسی کا نطفہ ہونے کا احتمال رکھتی ہی مثلاً وہ یوم نکاح سے چھ مہینہ یا زیادہ مین بچہ جنی تو وہ اسی کا قرار دیا جائیگا اور اسیطرح اگر وہ ایسی مدت مین بچہ جنی کہ یہ متصور ہوسکتا ہی کہ اسی کا ہو مثلاً روز نکاح سے چھ مہینہ یا زیادہ مین جنی تو اسی کا قرار دیا جائیگا حتے کہ ہر دو صورت مین بچہ کا نسب اس مرد سے ثابت ہوگا۔ اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو جنی تو تو طالقہ ہی پس وہ جنی پھر دوسرا بچہ جنی مگر پہلے بچہ کی ولادت سے چھ مہینے کے بعد جنی تو مرد مذکور اس سے مراجعت کرنیوالا ہوجائیگا اور اگر وہ دو برس سے زیادہ مین جنی ہو تو بھی یہی حکم ہی تاوقتیکہ عورت نے اپنی عدت گذر جانیکا اقرار نکیا ہو بخلاف اسکے اگر ہر دو بچون کی ولادت مین چھ مہینہ سے کم فرق ہو تو رجعت کرنے والا قرار نہ دیا جائیگا یہ تبیین مین ہی۔ مطلقہ بطلاق رجعی اگر دو برس سے زیادہ مین بچہ جنی تو یہ رجعت ہوگی اور اگر دو برس سے کم مین جنی تو رجعت نہوگی یہ محیط مین ہی۔ اگر کہا کہ ہر بار کہ تو جنی تو تو طالقہ ہی پھر تین بچہ جنی پس اگر ہر دو بچون کے درمیان چھ مہینہ کا فرق ہو تو اول بچہ کی پیدائش پر طالقہ ہوگی اور دوسرے کا نطفہ قرار پانے پر مرد مراجعت کرنے والا ہوجائیگا پھر دوسرے کی پیدائش پر طالقہ ہوگی یعنے دوسری طلاق واقع ہوگی اور تیسرے کا نطفہ قرار پانے پر مراجع ہوجائیگا اور اسکی پیدائش پر تیسری طلاق واقع ہوگی پھر وہ عدت پوری کریگی یہ تمرتاشی مین ہی۔ مطلقہ رجعیہ کو زینت و آرائش کے ساتھ سنوارنا مستحب ہی اور اُسکے شوہر کے حق مین مستحب ہی کہ اُسکے پاس داخل نہو یہان تک کہ اسکی اجازت لے لے یا اپنے جوتون سے پانون کی آہٹ اسکو سنا دے بشرطیکہ

اُسکے دل مین رجعت کا قصد نہو اور مرد کو یہ اختیار نہین ہی کہ اُسکو لیکر سفر مین جاوے یہان تک کہ اس سے رجعت کرلینے پر گواہ کرلے یہ ہدایہ مین ہی اور اسی طرح سفر کی مسافت سے کم مسافت پر بھی باہر لیجانا حلال نہین ہی یہ نہر الفائق مین ہی اور جیسے اسکو سفر مین لیجانا مکروہ ہی ویسے ہی اُسکے ساتھ تخلیہ کرنا بھی مکروہ ہی اور سرخسی رحمہ نے فرمایا کہ خلوت مکروہ ہی جبکہ اسکے ساتھ وطی کر لینے سے امون نہو یہ فتح القدیر مین ہی - اور طلاق رجعی وطی کو حرام نہین کرتی ہی حتے کہ اگر اس سے وطی کر لی تو عقر لازم نہ آویگا یہ کفایہ مین ہی - اور اگر اپنی جورو کو جو کسی کی باندی ہی طلاق رجعی دیدی پھر حرہ عورت سے نکاح کیا تو اسکو اختیار ہی کہ باندی سے رجوع کرلے یہ بحر الرائق مین ہی -[تا وقتیکہ اسکو وطی نہ کرے ۱۲]

فصل اُن امور کے بیان مین جن سے مطلقہ حلال ہو جاتی ہی اور اُسکے متصلات کے بیان مین ہی - اگر تین طلاق سے کم طلاق بائن دیدی ہو تو مرد کو اختیار ہی کہ چاہے اس عورت سے عدت کے اندر نکاح کرلے یا بعد عدت کے اور اگر آزاد عورت کو تین طلاق اور باندی کو دو طلاق دیدی ہون تو یہ عورت جبتک دوسرے خاوند سے نکاح نکرے اور نکاح صحیح ہوا اور دوسرا خاوند اس سے دخول بھی کرے پھر اسکو طلاق دیدے یا مر جاوے تب تک پہلے خاوند کے واسطے حلال نہوگی یہ ہدایہ مین ہی خواہ یہ عورت مطلقہ مدخولہ ہو یا غیر مدخولہ ہو کچھ فرق نہین ہی یہ فتح القدیر مین ہی اور یہ شرط ہی کہ دوسرے شوہر کا اُسکے ساتھ دخول کرنا ایسا ہو کہ اُسکے کرنے سے غسل واجب ہوتا ہی یعنے کم سے کم اتنا ہو کہ ختانین عورت و مرد کی ملجاوین یہ عینی شرح کنز مین ہی اور حلالہ کے واسطے انزال شرط نہین ہی - اور اگر ایسی عورت سے کسی نے بزنا یا بشبہہ وطی کر لی تو بسبب عدم نکاح کے پہلے خاوند کے واسطے حلال نہوگی اسیطرح اگر باندی سے اُسکے مولے نے بملک یمین وطی کر لی مثلاً باندی اپنے شوہر پر بحرمت غلیظہ حرام ہو گئی اور بعد عدت پوری ہونے کے اُسکے مولے نے اس سے وطی کر لی تو اُس سے اپنے شوہر کے واسطے حلال نہو جائیگی یہ بدائع مین ہی - اور اگر دوسرے شوہر نے اسکے ساتھ حیض یا نفاس یا احرام یا روزہ مین وطی کر لی تو بھی اپنے اول شوہر کے واسطے[جو پہلے تھا ۱۲] حلال ہو جائیگی یہ محیط سرخسی مین ہی - اور جس عورت کے ہر دو سوراخ مقعد و فرج ایک ہو گئے ہون اگر اُس سے وطی کی تو حلالہ نہوگا جبتک کہ وہ حاملہ نہو اور اگر صغیرہ ہو کہ ایسی عورت سے جماع نہین کیا جاتا ہی تو بھی اسکی جماع سے حلالہ نہوگا اور اگر ایسی ہو کہ لائق جماع کے ہی تو اسکے جماع سے وہ حلال ہو جائیگی اگرچہ جماع سے اسکا مقام مقعد و فرج پھٹکر ایک ہو گیا ہو یہ نہر الفائق مین ہی - اور ینابیع مین ہی کہ جو طفل قریب بہ بلوغ ہو اگر اُسنے وطی کی تو حلالہ کیواسطے اسکی وطی مثل بالغ مرد کی وطی کے ہی کہ اگر اُسنے قبل بلوغ کے وطی کر لی اور طلاق بعد بالغ ہونے کے دی تو حلالہ ہو جائیگا اور طلاق بعد بلوغ کے ضرور ہی اسواسطے کہ قبل بلوغ کے اسکی طلاق واقع نہوگی یہ تاتارخانیہ مین ہی اور جامع صغیر مین مراہق یعنی قریب بہ بلوغ لڑکے کی یہ تفسیر مذکور ہی کہ ایسا لڑکا کہ ہنوز بالغ نہین ہوا مگر ایسے لڑکے جماع کرنیکے قابل ہین اُسنے اپنی جورو سے وطی کی تو عورت پر غسل واجب ہوگا اور یہ عورت اپنے پہلے شوہر کیواسطے حلال ہو جائیگی اور اس کلام کے معنے یہ ہین کہ ایسا لڑکا ہو کہ اسکا آلہ تناسل شہوت سے استادہ ہوتا ہو یہ ہدایہ مین ہی - اور اگر دوسرا شوہر مجنون ہو تو اول کے واسطے حلال ہو جائیگی یہ خلاصہ مین ہی - اور اگر دوسرا شوہر غلام یا مدبر یا مکاتب ہو اور اُسنے اپنے مولی کی اجازت سے نکاح کیا اور اسکے ساتھ دخول کیا تو اول شوہر کے واسطے حلال ہو جائیگی یہ محیط مین ہی اور اگر کسی غلام سے جسکو اسکے مولی نے اجازت نہین دی ہی نکاح کیا

اور اُسنے عورت سے دخول کیا پھر مولی نے نکاح کی اجازت دی پھر اُسنے وطی نہین کی یہانتک کہ اسکو طلاق دیدی
تو اول کیواسطے حلال نہوگی جبتک کہ بعد اجازت کے وطی نہ کرے یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اگر شوہر ثانی مجبوب ہو تو اول
کے واسطے حلال نہوگی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر دوسرا شوہر مسلول ہو یعنے اسکو سل کی بیماری ہو تو اول کیواسطے
حلال ہوجائیگی یہ محیط مین ہی۔ اور فتاوی صغری مین ہی کہ اگر اپنے ذکر کو کپڑے مین لپیٹ کر عورت کی فرج مین داخل
کیا پس اگر شوہر ثانی کو فرج کی حرارت محسوس ہوئی تو عورت مذکورہ شوہر اول کے واسطے حلال ہوجائیگی ورنہ
نہین یہ خلاصہ مین ہی اور بہت بوڑھے آدمی نے جو جماع کرنے پر قادر نہین ہی اپنی قوت سے نہین بلکہ ہاتھ کے ذریعہ سے
اپنا آلہ اسکی فرج مین ٹھونس دیا تو شوہر اول کے واسطے حلال نہوگی لیکن اگر اُسکا آلہ خود کھڑا ہو کر کام کرے تو البتہ
حلال ہوجائیگی یہ بحر الرائق مین ہی اور اگر نصرانیہ کسی مسلمان کے تحت مین ہو جسنے اُسکو تین طلاق دیدین پھر اس
عورت نے کسی نصرانی سے نکاح کیا جسنے اس عورت کے ساتھ دخول کر لیا تو وہ شوہر اول یعنی مسلمان کے واسطے
حلال ہوجائیگی۔ اور اگر کسی مرد نے اپنی جورو کو تین طلاق دیدین پس اُسنے دوسرے شوہر سے نکاح کیا اور اُسنے
قبل دخول کرنے کے اسکو تین طلاق دیدین پھر اُسنے تیسرے شوہر سے نکاح کیا جسنے اُسکے ساتھ دخول کیا تو یہ عورت
پہلے دونون شوہرون کے واسطے حلال ہوجائیگی کہ دونون مین سے جو اس سے نکاح کریگا جائز ہی یہ محیط مین ہی۔ اور
اگر ایسی عورت جسکو اُسکے شوہر نے تین طلاق دیدی ہین مرتد ہو کر دار الحرب مین جا ملی پھر وہ گرفتار ہو کر اُسی شوہر
کے حصہ مین آئی یا اپنی زوجہ باندی کو دو طلاق دیدین پھر کسی وجہ سے اُسکا مالک ہوگیا تو دونون صورتونمین اس
مرد کو اس عورت سے وطی کرنا جائز نہین ہی تاوقتیکہ دوسرے شوہر سے حلالہ واقع نہو یہ نہر الفائق مین ہی۔ اور اگر
عورت کو تین طلاق دیدین پھر اُسنے کہا کہ میری عدت گذر گئی اور مین نے دوسرے شوہر سے نکاح کیا اور اُسنے
میرے ساتھ دخول کیا پھر اُسنے مجھے طلاق دیدی اور میری عدت گذر گئی اور اتنی مدت گذری ہی کہ جسمین یہ باتین
ہوسکتی ہین پس اگر شوہر اول کے گمان غالب مین یہ عورت سچی معلوم ہو تو جائز ہی کہ اسکی تصدیق کرے یہ ہدایہ مین ہی
اور ہمارے اصحاب نے اسمین اختلاف کیا ہی کہ اس مدت کی کیا مقدار ہی چنانچہ امام ابوحنیفہ رح نے فرمایا کہ اگر یہ عورت
حرہ ہو ایسی کہ اسکو حیض آتا ہو تو ساٹھ روز سے کم مدت ہونے کی صورت مین اسکی تصدیق نہوگی۔ اور اگر عورت حاملہ
ہو اور پس ولادت اسکے طلاق واقع ہوئی پھر عورت نے دعوی کیا کہ میری عدت گذر گئی تو امام اعظم رح نے فرمایا
کہ پچاسی روز سے کم مین اسکی تصدیق نہوگی یہ امام محمد رح کی روایت ہی اور حسن بن زیاد نے امام اعظم رح سے روایت
کی کہ سو روز سے کم مین اسکی تصدیق نہوگی اور امام ابو یوسف نے فرمایا کہ (۶۵) روز سے کم مین تصدیق نہوگی اور امام محمد
رح نے فرمایا کہ ایک ساعت اوپر (۵۴) روز سے کم مین تصدیق نہوگی۔ اور یہ سب اختلاف جب ہی کہ عورت مذکورہ آزاد
ہو اور اگر باندی ہو اور اسکو حیض آتا ہو تو بنا بر روایت امام محمد رح کے امام اعظم سے چالیس روز سے کم مین تصدیق
نہوگی اور بنا بر روایت امام حسن بن زیاد کے امام اعظم رح سے (۵۰) روز سے کم مین تصدیق نہوگی اور بنا بر قول
صاحبین کے (۲۱) روز سے کم مین تصدیق نہوگی اور اگر باندی پر پس ولادت طلاق واقع ہوئی ہو تو امام اعظم کا
قول بنا بر روایت امام محمد رح کے یہ ہی کہ (۶۵) روز سے کم مین تصدیق نہوگی اور بنا بر روایت حسن بن زیاد کے (۷۵) روز
سے کم مین تصدیق نہوگی اور امام ابو یوسف کے نزدیک (۴۷) روز سے کم مین تصدیق نہوگی اور امام محمد رح کے قول پر

ایک ساعت اوپر (۳۹) روز سے کم مین تصدیق نہوگی - اور اگر مطلقہ مذکورہ ایسی عورت ہو کہ مہینوں سے اُسکی عدت لگائی جاتی ہو اور وہ آزادہ ہو تو ایک ساعت اوپر (۹۰) روز سے کم مین اُسکی تصدیق نہوگی اور اگر باندی ہو تو ڈیڑہ مہینہ سے کم مین اُسکی تصدیق نہوگی اور یہ بالاجماع ہے یہ مضمرات مین ہے - مجموع النوازل مین لکھا ہے کہ اگر ایسی عورت جسکو تین طلاق دیگئی ہین بعد چار مہینہ کے بچہ جنی حالانکہ اُسنے اس درمیان مین کسی دوسرے شوہر سے نکاح کیا ہے اور کہتی ہے کہ دوسرے شوہر سے میری عدت گذر گئی اور چاہتی ہے کہ شوہر اول کے نکاح مین واپس جاوے پس آیا امام اعظم رح کے نزدیک اسکی تصدیق ہوگی یا نہوگی تو شیخ امام زاہد نجم الدین نسفی رح نے جواب دیا کہ اسکی تصدیق نہوگی اور یہی صحیح ہے یہ ذخیرہ مین ہے - اور اگر مطلقہ ثلثہ نے اپنے شوہر اول سے کہا کہ مین تیرے واسطے حلال ہوگئی ہون پس اُسنے اس عورت سے نکاح کر لیا پھر عورت مذکورہ نے کہا کہ شوہر ثانی نے میرے ساتھ دخول نہین کیا تھا پس اگر عورت مذکورہ شرائط حلت سے واقف ہو تو اُسکے قول کی تصدیق نہوگی کہ شوہر ثانی نے میرے ساتھ دخول نہین کیا [illegible] ہے کہ عورت کی طرف سے پہلے ایسا اقرار نہ پایا گیا ہو کہ شوہر ثانی نے میرے ساتھ دخول کیا ہے [illegible] - اور اگر عورت نے صرف اتنا کہا کہ مین حلال ہوگئی ہون تو جبتک اس سے استفسار نکر لے کیونکر تب تک شوہر اول کو اُس سے نکاح کر لینا حلال نہین ہے اسواسطے کہ اسمین لوگون مین اختلاف ہے کذا فی الذخیرہ اور شیخ مولف نے فرمایا کہ یہی صواب ہے یہ قنیہ مین ہے - اور اجناس کی کتاب النکاح مین مذکور ہے کہ اگر عورت نے خبر دی کہ شوہر ثانی نے مجھ سے جماع کیا ہے مگر شوہر مذکور نے اس سے انکار کیا تو شوہر اول کے واسطے حلال ہو جائیگی اور اگر اسکے برعکس ہو کہ شوہر ثانی نے اسکی جماع کا اقرار کیا اور عورت نے انکار کیا تو حلال نہوگی - اور اگر عورت نے کہا کہ مجھ سے دوسرے شوہر نے جماع کیا ہے اور شوہر اول نے بعد اسکے ساتھ تزوج کرنے کے کہا کہ تجھ سے دوسرے شوہر نے وطی نہین کی ہے تو دونون مین تفریق کر دیجائیگی اور شوہر اول پر عورت کے واسطے نصف مہر مسمی واجب ہوگا اور فتاوے مین لکھا ہے کہ اگر شوہر اول سے نکاح کرنے کے بعد عورت نے کہا کہ مین نے کسی دوسرے خاوند سے نکاح نہین کیا اور شوہر اول نے کہا کہ تونے دوسرے شوہر سے نکاح کیا اور اُسنے تیرے ساتھ دخول کیا ہے (یعنی دعوی پیش کیا) تو عورت کے قول کی تصدیق نہوگی اور اگر دوسرے شوہر نے دعوی کیا کہ میرا نکاح اسکے ساتھ فاسد ہوا تھا اسلیے کہ مین نے اسکی مان کے ساتھ وطی کی تھی تو قاضی امام نے جواب دیا کہ اگر عورت نے اسکے قول کی تصدیق کی تو شوہر اول پر حلال نہوگی اور اگر تکذیب کی تو حلال ہوگی یہ خلاصہ مین ہے - اور اگر کسی عورت سے نکاح فاسد کیا اور اسکو تین طلاق دیدین تو اس سے پھر نکاح کر لینا جائز ہے اگرچہ اُسنے دوسرے شوہر سے نکاح نہ کیا ہو یہ سراج وہاج مین ہے زید نے ہندہ سے بہ نیت حلالہ نکاح کیا یعنی تاکہ اُسکے پہلے خاوند پر حلال کر دے مگر دونون نے یہ شرط نہین لگائی تو ہندہ اپنے پہلے خاوند پر حلال ہو جائیگی اور کچھ کراہت نہوگی اور نیت مذکورہ کوئی چیز نہین ہے اور اگر دونون نے یہ شرط لگائی ہو تو مکروہ ہے اور باوجود اسکے امام اعظم و امام زفر کے نزدیک عورت اپنے پہلے خاوند پر حلال ہو جائیگی کذا فی الخلاصہ اور یہی صحیح ہے یہ مضمرات مین ہے - اور اگر اپنی عورت کو ایک یا دو طلاق دیدین اور اسکی عدت گذر گئی اور اُسنے دوسرے شوہر سے نکاح کیا اور اُسنے عورت سے دخول کیا پھر اُسکو طلاق دیدی اور اسکی عدت گذر گئی پھر اُس سے شوہر اول نے نکاح کیا تو اسکو پھر اس عورت پر تین طلاق کا اختیار حاصل ہو جائیگا اور دوسرا شوہر جیسے تین طلاق کو نابود کر دیتا ہو ویسے ہی ایک یا دو طلاق کو جو شوہر اول نے دی تھین نابود کر دیگا یہ اختیار شرح مختار مین ہے اور یہی صحیح ہے یہ

مضمرات مین ہی۔ اور نوازل مین لکھا ہی کہ اگر عورت کے سامنے دو گواہون نے گواہی دی کہ تیرے شوہر نے تجکو تین طلاق دیدین حالانکہ اسکا شوہر غائب ہی تو اس عورت کو دوسرے سے نکاح کر لینے کی گنجایش ہی اور اگر شوہر حاضر ہو تو ایسی گنجائش نہین ہی یہ خلاصہ مین ہی۔ اور اگر تین طلاق کسی شرط پر معلق کین پھر شرط پائی گئی اور عورت خوف کرتی ہی کہ اگر وہ شوہر کے سامنے پیش کرتی ہی تو وہ انکار کریگا اور عورت نے فتوی طلب کیا تو علماء نے تین طلاق واقع ہونے کا فتوے دیا اور عورت کو خوف ہی کہ اگر شوہر کو معلوم ہوا تو وہ سرے سے طلاق معلق کرنے سے انکار کر جائیگا تو عورت کو گنجائش ہی کہ شوہر سے پوشیدہ دوسرے مرد سے نکاح کر کے حلالہ کرا لے جب وہ کہین سفر کو جاوے پھر جب وہ واپس آوے تو اس سے التماس کرے کہ میرے قلب مین نکاح کی جانب سے کچھ شک ہی جس سے دل کو خلجان ہی لہذا تجدید نکاح کر لے نہ بانیکہ شوہر منکر طلاق ہوگا یہ وجیز کردری مین ہی۔ شیخ الاسلام یوسف بن اسحق خطی رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی جورو کو تین طلاق دین اور اس سے چھپایا اور اس سے وطی کرتا رہا پس تین حیض گذر گئے پھر عورت کو اس بات سے آگاہ کیا پس آیا عورت کو یہ اختیار ہی کہ ابھی دوسرے خاوند سے نکاح کر لے فرمایا کہ نہین اسواسطے کہ وطی جو دونون مین واقع ہوئی وہ بشبہ نکاح تھی اور وہ موجب عدت ہی لہذا عدت تک توقف کریگی لیکن اگر آخری وطی سے تین حیض گذر گئے ہون تو دوسرے سے فی الحال نکاح کر سکتی ہی پھر اُنسے دریافت کیا گیا کہ اگر دونون حرمت کو جانتے ہون اور حرمت غلیظہ واقع ہونیکے مقر ہون ولیکن مرد اس سے وطی کیے جاتا ہی اور تین حیض گذر گئے پھر عورت نے دوسرے خاوند سے بفور نکاح کرنا چاہا تو شیخ نے فرمایا کہ نکاح جائز ہی کیونکہ جب دونون حرمت کے مقر تھے تو یہ وطی زنا ہوئی اور زنا موجب عدت نہین ہی اور دوسرے سے نکاح کرنے سے مانع نہین ہوتا ہی اور ہم اسی کو لیتے ہین لیکن اگر عورت مذکورہ پیٹ سے ہو تو صاحبین کے قول پر تا وضع حمل تک توقف کریگی اور امام اعظم رح کے قول پر ابھی نکاح جائز ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اور شیخ الاسلام ابو القاسم سے دریافت کیا گیا کہ ایک عورت نے اپنے خاوند سے سنا کہ اُسنے اس عورت کو تین طلاق دیدی ہین اور عورت کو یہ قدرت نہین ہی کہ اپنے نفس کو مرد سے باز رکھ سکے پس آیا عورت مذکورہ کو مرد مذکور کے قتل کر ڈالنے کی گنجائش ہی تو فرمایا کہ جسوقت اس سے قربت کرنے کا ارادہ کرے اسوقت عورت کو اسکے قتل کر ڈالنے کی گنجائش ہی درحالیکہ اسکو کسی اور طور سے نہ روک سکتی ہو سوائے قتل کے اور ایسا ہی شیخ الاسلام عطا بن حمزہ نے فتوے دیا ہی اور ایسا ہی امام سید ابو شجاع کا فتوے ہی اور قاضی اسبیجابی فرماتے تھے کہ قتل نہین کر سکتی ہی کذا فی المحیط اور مستظم مین لکھا ہی کہ اسی پر فتوی ہی اور شیخ نجم الدین رحمہ اللہ سے جواب سید امام ابو شجاع رحمہ اللہ کا حکایت کیا گیا کہ وہ فرماتے ہین کہ عورت قتل کر سکتی ہی تو فرمایا کہ وہ بڑا شخص ہی اور اسکے مشائخ بڑے بڑے مرتبہ کے ہین وہ سوائے صحت کے نہین کہتا ہی پس اسکے قول پر اعتماد ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اور اگر عورت کے پاس دو عادل گواہون نے گواہی دی کہ تیرے شوہر نے تجکو تین طلاق دیدی ہین اور شوہر اس سے منکر ہی پھر قبل اسکے کہ دونون گواہ قاضی کے سامنے یہ گواہی دین مر گئے یا غائب ہو گئے تو عورت کو اس مرد کے ساتھ قربت کرنے کی اور ساتھ رہنے کی گنجائش نہین ہی اور اگر شوہر اپنے انکار پر قسم کھا گیا اور گواہ لوگ مر چکے ہین اور قاضی نے اس عورت کو اس مرد کے پاس واپس کیا تو بھی عورت کو اسکے ساتھ رہنے کی گنجائش نہین ہی اور عورت کو چاہیے کہ اپنا مال دیکر اس سے اپنی جان چھڑاوے یا اس سے بھاگ جاوے اور اگر عورت اس بات پر قادر نہو تو جب جانے کہ مجھ سے قربت کریگا اسکو قتل کر ڈالے مگر چاہیے کہ اسکو دوا سے قتل کرے اور عورت کو

یہ گنجائش نہین ہی کہ اپنے آپ کو قتل کرڈالے اور اگر مرد مذکور کے پاس سے بھاگ گئی تو اُسکو یہ اختیار نہوگا کہ عدت پوری کرکے دوسرے شوہر سے نکاح کرلے اور شیخ شمس الائمہ حلوائی نے شرح کتاب الاستحسان مین فرمایا کہ یہ جواب قضاءً ہی اور فیما بینہا وبین اللہ تعالی اگر بھاگ جاوے تو اسکو اختیار ہی کہ عدت پوری کرکے دوسرے شوہر سے نکاح کرلے یہ محیط مین ہی - فتاوے نسفیہ مین ہی کہ ایک عورت اپنے شوہر پر حرام ہوگئی مگر شوہر اسکے پھندے سے نہین چھوٹتا ہی اور اگر اسکے پاس سے غائب ہوجاتا ہی تو وہ جادو کرکے اُسکو پھر واپس کرالیتی ہی پس آیا مرد مذکور کو اختیار ہی کہ زہر وغیرہ سے اسکو قتل کرڈالے تاکہ اُسکے پھندے سے چھوٹ جاوے فرمایا کہ نہین جائز ہی مگر جسطور سے ہوسکے اس عورت سے دور ہوجاوے یہ تاتارخانیہ مین ہی - اور حلالہ کے لطیف حیلون مین سے یہ ہی کہ مطلقہ کسی غلام صغیر سے نکاح کرے جسکے آلہ تناسل کو حرکت ہوتی ہو پھر جب یہ غلام اس سے وطی کرچکے تو کسی سبب ملک سے اس غلام مذکور کی مالک ہوجاوے پس دونون مین نکاح فسخ ہوجائیگا یہ تبیین مین ہی - ایک مرد نے کہا کہ اگر مین نے کسی عورت سے نکاح کیا تو وہ طالقہ ثلث ہی تو اسمین حیلہ یہ ہی کہ اس قسم کھانے والے مرد اور کسی عورت کے درمیان ایک فضولی نکاح باندھے اور یہ مرد اپنے قول سے اجازت نہ دے بلکہ اپنے فعل سے اجازت دے پس حانث نہوگا اور اگر اپنے قول سے اجازت دی تو حانث ہوجائیگا اور اسی پر اعتماد ہی یہ ظہیریہ مین ہی - اور اگر عورت مطلقہ کو خوف ہوا کہ محلل اسکو طلاق نہ دیگا پس عورت نے کہا کہ مین نے اپنے نفس کو تیرے نکاح مین بدین شرط دیا کہ ہر بار جب مین چاہونگی اپنے نفس کو طلاق دیدونگی اور محلل نے اسکو قبول کیا تو نکاح جائز ہی اور عورت مذکورہ مختار ہوجائیگی کہ جب چاہیگی اپنے نفس کو طلاق دیدیگی یہ تبیین مین ہی اور اگر عورت نے چاہا کہ محلل کی طمع قطع کردے تو اس سے کہے کہ مین تیری مطاوعت نہ کرونگی یہانتک کہ تو قسم کھاوے کہ تجھپر تین طلاق ہین اگر مین تیری درخواست کو نہ کرون پھر جب وہ قسم کھا جاوے تو اسکو اپنے ساتھ وطی کرنے دے پس جب ایک مرتبہ وطی کرچکے تو اس سے طلاق طلب کرے پس اگر اُسنے طلاق دیدی تو خیر مطلقہ ہوجائیگی اور اگر نہ دی تو بھی یہی ہوگا کہ تین طلاق واقع ہوجائینگی یہ سراجیہ مین ہی - +

ساتوان باب - ایلاء کے بیان مین - اپنے نفس کو اپنی منکوحہ کی قربت سے روکنے کی قسم کھانا خواہ اللہ تعالے کی یا طلاق وعتاق وحج وصوم وغیرہ کی مطلقاً یا مقید بچہار ماہ آزادہ جورو مین اور دو ماہ باندی کی صورت مین بدون کسی ایسے وقت کے بیچ مین سے نکلنے کے کہ اسمین بدون حانث ہونے کے قربت ممکن ہوسکے ایلاء کہتے ہین یہ فتاوے قاضیخان مین ہی - پس اگر اس مدت کے اندر عورت مذکورہ سے قربت کی تو حانث ہوجائیگا پس اگر اللہ تعالے کے ذات یا صفات مین سے کسی صفت کی جس سے عرفاً قسم کھائی جاتی ہی قسم کھائی ہی تو کفارہ واجب ہوگا اور اگر سوائے اسکے دوسری بات کی مثل طلاق وعتاق وغیرہ کے قسم کھائی ہی تو جس جزا کی قسم کھائی ہی وہ جزا واقع ہوگی اور پھر بعد وطی کرلینے کے ایلاء ساقط ہوجائیگا اور اگر اس مدت مین اس سے وطی نہ کی تو ایک طلاق بائنہ ہوجائیگی یہ برجندی شرح نقایہ مین ہی پس اگر قسم چار مہینہ کی ہو تو قسم ساقط ہوجائیگی اور اگر قسم ہمیشہ کی ہو بایں طور کہ اُسنے یون کہا کہ واللہ مین تجھسے تا ابد قربت نہ کرونگا یا کہا کہ واللہ مین تجھسے قربت نہ کرونگا یعنے مطلقاً کہا بدون کسی وقت کی قید کے تو قسم باقی رہیگی ولیکن قبل دوبارہ نکاح کے مکرر طلاق واقع نہوگی اگرچہ چار مہینہ سے زیادہ گذر جاوین اور اگر دوبارہ نکاح کیا تو ایلاء عود کریگا پھر اگر اس سے وطی کرلے تو خیر ورنہ چار مہینہ گذرنے پر دوسری طلاق واقع ہوگی اور اس ایلاء کی ابتداء وقت تزوج

سے قرار دیجائی پھر اگر تیسری بار اُس سے نکاح کیا تو پھر ایلاء عود کریگا پھر اگر اس سے قربت نہ کی تو چار مہینہ گذرنے پر تیسری طلاق واقع ہوجائیگی یہ کافی مین ہی۔ پھر اگر بعد دوسرے شوہر سے نکاح کرنے کے اس عورت سے نکاح کیا تو ایلاء مذکور کی وجہ سے اب طلاق واقع نہوگی مگر قسم باقی ہی چنانچہ اگر اس سے وطی کی تو اپنی قسم کا کفارہ ادا کریگا یہ ہدایہ مین ہی۔ اور اگر ایلاء سے ایک مرتبہ یا دو مرتبہ بائن ہوگئی اور اُسنے دوسرے شوہر سے نکاح کیا پھر شوہر اول کے نکاح مین آئی تو تین طلاقون کے ساتھ عود کریگی اور جب چار ماہ گذرینگے طالقہ ہوگی یہان تک کہ تین طلاق سے بائن ہوجائیگی اور ایسے ہی دوبارہ وسہ بارہ جہانتک ہوتا جاوے یہی ہوتا رہیگا یہ تبیین مین ہی۔ اور اگر ذمی نے بنام ذات پاک اللہ تعالی یا بصفتے از صفات اللہ تعالے ایلاء کیا تو امام اعظم رح کے نزدیک وہ مولی یعنے ایلاء کرنے والا ہوگا اور صاحبین کے نزدیک وہ مولی نہوگا اور اگر اُسنے طلاق یا عتاق کے ساتھ ایلاء کیا تو بالاجماع مولی ہوگا اور اگر اُسنے حج یا عمرہ یا صوم یا صدقہ سے ایلاء کیا تو بالاجماع مولی نہوگا اور اسیطرح اگر اُسنے کہا کہ اگر مین تجھ سے قربت کرون تو تو مجھپر میری مان کی پشت کے مثل ہی یا فلانہ جورو میری مجھپر مثل میری مان کی پشت کے ہی تو مولی نہوگا پھر جس صورت مین ذمی کا ایلاء ٹھیک ہوتا ہی اُسکے احکام مین وہ مثل مسلمان کے ہی لیکن اگر اللہ تعالی کی قسم کھائی اور اسنے وطی کی تو اسپر کفارہ لازم نہوگا یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور جن الفاظ سے ایلاء واقع ہوتا ہی وہ دو قسم کے ہوتے ہین صریح وکنایہ پس صریح ہر ایسا لفظ ہی جسکے بولنے سے جماع کے معنی متبادر ہون جیسے تجھ سے قربت نہ کرونگا یا تجھ سے جماع نہ کرونگا یا تجھ سے وطی نہین کرونگا یا تجھ سے مباضعت نہ کرونگا یا تجھ سے جنابت کا غسل نکرونگا اسوجہ سے کہ جو مباضعت اس عورت کی طرف مضاف کی گئی اس سے محاورہ مین عادت کے موافق جماع کے معنی مقصود ہوتے ہین اور عورت سے جنابت کا غسل کرنا یون ہی ہوسکتا ہی کہ عورت سے فرج مین جماع کرے۔ اور اسیطرح اگر باکرہ سے کہا کہ مین تجھے رسیدہ نہ کرونگا اسواسطے کہ عرف مین اسکا رسیدہ کرنا یون ہی ہی کہ اس سے مجامعت کرے یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ مین تجھ سے تیری دُبر مین یا فرج کے علاوہ وطی نہ کرونگا تو مولی نہوگا اور اگر اس سے کہا کہ مین تجھ سے جماع نہ کرونگا الا بُرا جماع تو اسکی نیت دریافت کیجائیگی پس اگر اُسنے کہا کہ مین نے دبر مین وطی کرنی مراد لی ہی تو مولے ہوجائیگا اور اگر اسنے کہا کہ مین نے خفیف جماع مراد لیا ہی کہ التقاے ختانین جیسی حالت سے زائد نہوگا تو وہ مولی نہوگا اور اسیطرح اگر اسکی کچھ نیت نہو تو بھی یہی حکم ہی اور اگر اُسنے کہا کہ مین نے اس سے بھی کم مراد لیا ہی تو وہ مولے ہوجائیگا یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور ینابیع مین لکھا ہی کہ اگر ان الفاظ کے کہنے کے بعد اُسنے دعوی کیا کہ مین نے جماع مراد نہین لیا تھا تو قضاءً اسکی تصدیق نہوگی اور فیما بینہ وبین اللہ تعالے تصدیق ہوگی یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اور کنایہ ہر ایسا لفظ ہی کہ اُسکے بولنے سے جماع کے معنی خیال مین آوین مگر احتمال اُسکا بھی ہو پس جبتک وہ اس سے معنی جماع کی نیت نہ کریگا تو ایلاء نہوگا جیسے کہا کہ تیرے آگے پیش نہونگا یا تیرے پاس نہ آؤنگا لا ادخل بیا ولا اغشا ہا انیا و تیرا سر ایکجا نہ کرونگا اور تیرے ساتھ بستر پر نہ سوؤنگا تیرے ساتھ مصاحب نہونگا یا تیرے بستر کے قریب نہونگا یا تجھے غمناک کرونگا یا تجھے جلا یا دونگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر کہا کہ اگر مین تیرے ساتھ سوؤن تو تو نسبہ طلاق طالقہ ہی اور اسکی نیت کچھ نہین ہی تو یہ ایلاء ہی اور عرف کے موافق جماع کے معنے پر قرار دیا جائیگا یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور از انجملہ اصابت ومضاجعت دُو نُو ہی یہ عینی شرح کنز مین ہی۔ اور ینابیع مین لکھا ہی کہ ہر لفظ جس سے قسم منعقد ہوجاتی ہی ایلاء بھی منعقد ہوگا جیسے واللہ وباللہ وجلال اللہ وعظمۃ اللہ وکبریاء اللہ و باقی سب الفاظ جن سے قسم

[Interlinear: تجھ سے مصاحبت کرونگا]

[Margin notes: قال المترجم [illegible] ... [illegible] ... سبق [illegible] ... [illegible] ... نکاح نہین کرسکتا [illegible]]

منعقد ہوتی ہے منعقد ہوگا اور جس لفظ سے قسم منعقد نہین ہوتی ہے جیسے وعلم اللہ لا اقربک یعنی قسم علم الٰہی کی کہ مین تجھسے
قربت نہ کرونگا یا کہا کہ مجھپر خدا کا غضب یا خشم یا مثل اسکے کوئی لفظ کہا جس سے قسم منعقد نہین ہوتی ہے تو ایلاء منعقد
نہوگا اور منافع مین لکھا ہے کہ ایلاء کی لیاقت اُسکو ہے جو طلاق کی اہلیت رکھتا ہے یہ امام اعظم نے اعتبار فرمایا ہے اور
صاحبین کے نزدیک جو وجوب کفارہ کی اہلیت رکھتا ہے وہ ایلاء کی اہلیت رکھتا ہے یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ اور ایلاء کرنیوالا
یون ہی ہوتا ہے کہ فرج مین جماع نہ کرنے پر قسم کھائی ہو پس اگر بدون فرج مین وطی کرنے کے حانث ہوتا ہو
تو سزاے ایلاء کا مستوجب نہوگا۔ ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ واللہ میرے بدن کی کھال تیرے بدن کی
کھال سے نہ چھویگی تو یہ شخص مولی نہوگا اسواسطے کہ اس قسم مین بدون جماع فرج کے فقط کھال چھونے سے
حانث ہوجاتا ہے۔ اور اگر کہا کہ واللہ میرا آلۂ تناسل تیری فرج کو نہ چھویگا تو یہ شخص مولی ہوگا اسوجہ سے کہ ایسے
کلام سے عرفاً جماع مراد ہوتا ہے اور اگر کہا کہ اگر با تو خسپم پس تو طالقہ ہستی اور کچھ نیت نہین کی تو وہ مولی ہوگا اسواسطے
کہ اس سے لوگون کی مراد جماع ہوتی ہے اور اگر اُسنے صرف ساتھ سو رہنے کی نیت کی ہو تو مولی نہوگا چنانچہ اگر
اسکے ساتھ سویا اور جماع نہ کیا تو قسم مین جھوٹا ہوجائیگا۔ اور اگر کہا کہ اگر من دست بزن فرازکنم تا یکسال پس بر من
چنین وچنان است پھر چار مہینہ عورت سے جماع نہ کیا تو وہ بیک طلاق بائنہ ہوجائیگی اسواسطے کہ عرف مین اس سے
جماع مراد ہوتا ہے اسی واسطے اگر اُسنے سال کے اندر سواے فرج کے اس سے جماع کیا تو قسم مین حانث نہوگا۔ یہ
فتاوے قاضیخان مین ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ انا منک مولی یعنی مین تجھسے ایلاء کنندہ ہون پس اگر اس سے جھوٹ خبر دینے
کی نیت کی ہو تو فیما بینہ وبین اللہ تعالے مولی نہوگا ولیکن قضاءً اسکی تصدیق نہوگی۔ اور اگر اُسنے ایجاب کی نیت
کی ہو یعنی تحقیق ایلاء کی نیت کی ہو تو قضاءً وفیما بینہ وبین اللہ تعالے دونون طرح مولی ہوگا یہ فتح القدیر مین ہے۔
اور اگر کہا کہ جب مین تجھسے قربت کرون تو مجھپر نماز واجب ہے تو اس سے مولی نہوگا یہ کافی مین ہے۔ ابن سماعہ نے
امام ابو یوسف سے روایت کی ہے کہ اگر کہا کہ اللہ تعالی کے واسطے مجھپر واجب ہے کہ مین اپنا یہ غلام اپنے کفارۂ ظہار سے
آزاد کرون اگر مین اپنی جورو فلانہ سے قربت کرون حالانکہ اُسنے اس عورت سے ظہار کیا ہے یا نہین کیا ہے تو
اس سے وہ ایلاء کرنیوالا نہوگا۔ اور اگر کہا کہ میرا یہ غلام میرے کفارۂ ظہار سے آزاد ہے اگر مین اپنی جورو سے
قربت کرون تو وہ ایلاء کرنے والا ہوگا خواہ اُسنے ظہار کیا ہو یا نہ کیا ہو اور آزاد کرنا اسکے کفارۂ ظہار سے کافی ہوگا
اور اس کلام سے مراد یہ ہے کہ درصورتیکہ وہ مظاہر ہو پھر اُسنے بعد قسم مذکور کے عورت مذکورہ سے قربت کرلی ہو
تو یہ عتق اسکے کفارۂ ظہار سے کافی ہوگا۔ پھر ذکر فرمایا کہ جو بردہ جورو سے قربت کرنے پر آزاد ہوجاتا ہو تو ایسی
قسم مین وہ مولی ہوگا اور جو بردہ کہ بدون دوسرے فعل کے آزاد نہوتا ہو تو ایسی قسم مین وہ مولی نہوگا یہ محیط مین
ہے۔ اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ اگر مین تجھسے قربت کرون یا تجھے اپنے بستر پر بلاؤن تو تو طالقہ ہے تو وہ مولی
نہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہے۔ اگر عورت سے کہا کہ اگر تو نے میری جنابت سے غسل کیا مادامیکہ تو میری جورو
ہے تو تو طالقہ ثلث ہے اور اس قول کا اعادہ کیا اور اس قول کو نبھانا اور یہ عورت حاملہ تھی اور قبل وضع حمل کے
اس سے جماع نہ کیا پھر اس گفتگو سے چار مہینہ یا زیادہ کے بعد اسکے بچہ پیدا ہوا تو ایک طلاق بائنہ اسپر چار مہینے
گذرنے کے باعث سے واقع ہوگی اور بسبب وضع حمل کے اسکی مدت گذر جائیگی پھر اگر اسکے بعد اس سے نکاح کیا

توجائز ہی اور پھر حانث نہوگا یہ فتاوے کبرے مین ہی۔ اور اسطرح قسم کھائی کہ اگر مینے تجھسے قربت کی تو مجھپر حج یا عمرہ یا صدقہ یا صوم یا ہدی یا اعتکاف یا قسم یا کفارہ قسم واجب ہی تو وہ مولی ہوگا اور اگر کہا کہ مجھپر اتباع جنازہ یا سجدۂ تلاوت یا قرائت قرآن یا بیت المقدس مین نماز یا تسبیح واجب ہی تو وہ مولی نہوگا۔ اور اگر کہا کہ مجھپر سو رکعت نماز یا مثل اسکے جو عادۃً نفس پر شاق ہوتی ہی واجب ہین تو واجب ہی کہ ایلاء صحیح ہوا اور اگر کہا کہ مجھپر واجب ہی کہ اس مسکین کو یہ درہم صدقہ دیدون یا میرا مال مسکینون پر صدقہ ہی تو ایلاء صحیح نہوگا الا آنکہ اسکی تصدق کی نیت ہو اور اگر کہا کہ ہر عورت کہ مین اس سے نکاح کرون تو وہ طالقہ ہی تو امام اعظم و امام محمد رح کے نزدیک مولی ہوجائیگا یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اگر کہا کہ اگر مین تجھسے قربت کرون تو مجھپر روزہ ماہ محرم مثلاً واجب ہین پس اگر وقت قربت سے چار مہینے سے پہلے یہ مہینہ گذرتا ہو تو ایلاء کرنے والا نہوگا اور اگر چار مہینے سے پہلے نہ گذرتا ہو تو مولی ہوگا یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر کہا کہ اگر مین تجھسے قربت کرون تو مجھپر ایک مسکین کا کھانا یا ایک روزہ واجب ہی تو بالاتفاق وہ مولی ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ جورو سے فلانہ زمانہ معین یا فلان مقام معین مین قربت نہ کریگا تو وہ مولی نہوگا۔ اگر عورت کے حائضہ ہونے کی حالت مین قسم کھائی کہ اس سے قربت نہ کریگا تو مولی نہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر کہا کہ تو مجھپر مثل جورو فلان شخص کے ہی حالانکہ فلان مذکور نے اپنی جورو سے ایلاء کیا ہی پس اگر اسنے ایلاء کی نیت کی ہو تو مولی ہوجائیگا ورنہ نہین۔ اور اگر کہا کہ تو مجھپر مثل مردار کے ہی اور قسم کی نیت کی تو مولی ہوجائیگا اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ مین نے تجھسے قربت کی تو تو مجھپر حرام ہی اور قسم کی نیت کی تو امام اعظم رح کے نزدیک مولی ہوجائیگا اور صاحبین کے نزدیک جبتک اس سے قربت نہ کرے تبتک مولی نہوگا۔ اور اگر اپنی جورو سے ایلاء کیا پھر اپنی دوسری جورو سے کہا کہ مین نے تجکو اسکے ایلاء مین شریک کر دیا تو اس سے ایلاء کرنے والا نہوگا اور شیخ کرخی نے ذکر فرمایا کہ اگر اپنی جورو سے کہا کہ تو مجھپر حرام ہی پھر دوسری جورو سے کہا کہ مین نے تجھے اسکے ساتھ شریک کیا دیا تو دونون سے ایلاء کرنے والا ہوجائیگا اور دونون مین تفریق کردیجائیگی یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر اپنی دو عورتون سے کہا کہ جب مین تم دونون سے قربت نہ کرونگا تو دونون سے ایلاء کرنیوالا ہوجائیگا پھر اگر چار مہینہ گذرگئے اور ان دونون سے قربت نہ کی تو دونون بائنہ ہوجاوینگی اور اگر کسی ایک سے قربت کرلی تو اسکا ایلاء ساقط ہوگیا اور دوسری کا ایلاء اپنے حال پر باقی رہا اور اس مرد پر کفارہ واجب نہوگا اور اگر دونون سے قربت کرلی تو دونون کا ایلاء ساقط ہوگیا اور مرد مذکور پر کفارہ قسم واجب ہوگا اور اگر چار مہینہ گذرنے سے پہلے ایک مرگئی تو دونون کا ایلاء ساقط ہوجائیگا اور مرد مذکور پر کفارہ قسم واجب نہوگا اگرچہ اسکے بعد زندہ کے ساتھ قربت کرے اور یہ بالاتفاق ہی اور اگر دونون مین سے ایک کو طلاق دیدی تو ایلاء باطل نہوگا یہ سراج وہاج مین ہی۔ ایک مرد نے اپنی چار عورتون سے کہا کہ واللہ مین تم چارون سے قربت نہ کرونگا تو فی الحال ان چار عورتون سے ایلاء کرنے والا ہوجائیگا چنانچہ اگر اسنے انسے قربت نکی یہان تک کہ چار مہینہ گذرگئے تو سب کی سب بائنہ ہوجاوینگی اور یہ ہمارے اصحاب ثلثہ رحمہم اللہ کا قول ہی اور یہ استحسان ہی یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر چار جوروؤن سے کہا کہ مین تم سے قربت نہ کرونگا الا فلانہ یا فلانہ سے تو وہ ان دونون سے مولی نہوگا چنانچہ انکے ساتھ قربت کرنے سے حانث نہوگا اور بدون وطی کرنے کے چار مہینہ گذرنے سے اس مرد اور ان

دونون عورتون کے درمیان میانیت واقع نہوگی یہ فصول عمادیہ مین ہی۔ اور اگر ایک ہی جلسہ مین اپنی جورو سے
تین مرتبہ ایلاء کیا تو صاحبین کے نزدیک استحساناً ایک ہی طلاق واقع ہو گی اور اگر مجالس متعدد ہون تو طلاق بھی متعدد
ہوجاوینگی یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر اپنی دو عورتون سے کہا کہ واللہ مین تم مین سے ایک سے قربت نہ کرونگا تو
وہ ان دونون مین سے ایک سے ایلاء کرنے والا ہوگا چنانچہ اگر اُسنے ان مین سے ایک سے وطی کی تو یہی ایلاء
کے واسطے متعین ہوگی اور مرد پر کفارہ واجب ہوگا اور ایلاء ساقط ہوجائیگا اور اگر اسنے ایک کو تین طلاق دیدین
یا وہ مرگئی یا مرتد ہو کر بائنہ ہوگئی تو زوال مزاحمت کے باعث سے دوسری جورو ایلاء کے واسطے متعین ہو گی۔ اور
اگر اسنے دونوںمین کسی سے قربت نہ کی یہان تک کہ چار مہینہ گذر گئے تو دونون مین سے ایک غیر معین بائنہ ہوجائیگی اور
مرد مذکور کو اختیار ہوگا کہ جسپر چاہے دونون مین سے طلاق واقع ہونا اختیار کرے اور اگر چار مہینہ گذرنے سے پہلے اُسنے
ان دونون مین سے ایک کے حق مین ایلاء متعین کرنا چاہا تو اسکو یہ اختیار نہوگا چنانچہ اگر اُسنے ایک کو معین کیا اور پھر
چار مہینہ گذر گئے تو اسی معینہ پر طلاق واقع نہوگی بلکہ دونون مین سے ایک غیر معین پر واقع ہو گی پھر مرد مذکور مختار
ہوگا چاہے جسکو معین کرے۔ پھر اگر مرد مذکور نے دونون مین سے کسی ایک پر طلاق واقع نہ کی یہانتک کہ اور چار مہینے
گذر گئے تو دوسری پر بھی طلاق واقع ہوگی اور دونون اس مرد سے بیک طلاق بائنہ ہوجاوینگی اور یہ ظاہر الروایہ
کا حکم ہی یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر دونون عورتین دونون مدتون کے گذرنے پر بائنہ ہوگئین پھر دونون سے ساتھ ہی
نکاح کر لیا تو دونون مین سے ایک سے مولی ہوگا اور اگر دونون سے آگے پیچھے نکاح کیا تو دونومین سے ایک سے مولی ہوگا
اور پہلی جس سے نکاح کیا ہی وہ بسبب سبقت نکاح یا بوجہ متعین کرنے کے متعین نہوگی لیکن جب اول کے نکاح کے روز
سے چار مہینہ گذرینگے تو وہ بسبب سبقت مدت ایلاء کے پہلے بائنہ ہوجائیگی پھر جب اسکے بائنہ ہونے سے چار مہینہ اور گذرینگے
تو دوسری بھی بائنہ ہوجائیگی یہ کافی مین ہی۔ اور اگر اُسنے کہا کہ تم دونون مین سے کسی سے قربت نہ کرونگا تو دونون سے
مولی ہوجائیگا پھر اگر چار مہینہ گذر گئے اور اُسنے کسی سے قربت نہ کی تو دونون بائنہ ہوجائینگی اور اگر دونون مین سے
ایک سے قربت کی تو دونون کا ایلاء باطل ہوجائیگا اور کفارہ قسم واجب ہوگا یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور اگر قسم
کھائی کہ اپنی زوجہ و اپنی باندی سے یا اپنی زوجہ و اجنبیہ سے قربت نہ کرونگا تو جبتک کہ اجنبیہ یا باندی سے قربت نکرے
تب تک مولی نہوگا اور جب انسے قربت کر لی تو مولی ہوجائیگا اسواسطے کہ بعد اسکے زوجہ سے قربت کرنا بدون کفارہ
کے ممکن نہوگا یہ اختیار شرح مختار مین ہی۔ ایک شخص نے اپنی جورو و اپنی باندی سے کہا کہ واللہ مین تم سے ایک سے
قربت نہ کرونگا تو مولی نہوگا الا اس صورت مین کہ اُسنے اپنی جورو کو مراد لیا ہو اور اگر اُسنے ایک سے قربت کی تو حانث
ہوجائیگا اور اگر اُسنے باندی کو آزاد کر کے اس سے نکاح کر لیا تو بھی مولی نہوگا۔ اور اگر کہا کہ واللہ مین تم مین سے
کسی سے قربت نہ کرونگا تو استحساناً وہ حرہ زوجہ سے مولی ہوگا یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہی۔ اور اگر کسی کی دو جورو جنمین
سے ایک باندی ہو اور اُسنے کہا کہ واللہ مین تم دونون سے قربت نہ کرونگا تو وہ دونون سے مولی ہوجائیگا پھر جب
دو مہینہ گذرے اور اُسنے کسی سے قربت نہ کی تو باندی بائنہ ہوجائیگی پھر جب اور دو مہینہ گذرے بدون قربت کے
تو حرہ بھی بائنہ ہوجائیگی۔ اور اگر کہا کہ واللہ مین تم سے ایک سے قربت نہ کرونگا تو ایک غیر معین سے ایلاء کرنے والا
ہوجائیگا اور اگر اُسنے دو مہینہ گذرنے سے پہلے کسی ایک کو معین کرنا چاہا تو معین کر سکتا ہی اور اگر دو مہینہ بلا قربت گذر گئے

توباندی جورو بائنہ ہوجائیگی اور ازسرنو حرہ کی مدت ایلاء شروع ہوگی پھر اگر چار مہینہ گذرے اور اُسنے قربت نہ کی تو حرہ بائنہ ہوجائیگی - اور اگر دو مہینہ گذرنے سے پہلے باندی مرگئی تو قسم کے وقت سے ایلاء کیواسطے حرہ متعین ہوجائیگی یہ بدائع مین ہی اور اگر قبل مدت کے باندی آزاد ہوگئی تو اُسکی مدت مثل مدت حرہ کے ہوجائیگی پس جب وقت قسم سے چار مہینہ گذر گئے تو دونون مین سے ایک بائنہ ہوجائیگی اور اسکو اختیار ہوگا کہ جسکو چاہے متعین کرے اور اگر باندی بعد بائنہ ہونے کے آزاد ہوئی پھر اس سے نکاح کیا تو باندی کے بائنہ ہونے کے وقت سے چار مہینہ گذرنے پر حرہ بائنہ ہوجائیگی اور باندی آزاد شدہ کے ایلاء سے بائنہ ہونے کے وقت سے حرہ کی مدت ایلاء قرار دیجائیگی اس سے پہلے سے قرار نہ دیجائیگی اور اگر باندی کو دو مہینہ گذرنے سے پہلے خرید لیا تو قسم کے وقت سے چار مہینہ گذرنے پر حرہ بائنہ ہوجائیگی اور اگر باندی کے آزاد ہونے کے بعد پھر ان دونون سے نکاح کیا تو ان دونون مین سے ایک سے مولی ہوگا لیکن جب وقت قسم سے مدت ایلاء گذر جاویگی تو حرہ بائنہ ہوجاویگی اور اگر قبل مدت کے حرہ مرگئی تو آزاد شدہ اپنے نکاح کے وقت سے مدت ایلاء گذرنے پر بائنہ ہوگی - اور اگر حرہ مری نہین بلکہ اسکو طلاق بائن دیدی اور ہنوز اسکی عدت نہ گذری تھی کہ قسم کے وقت سے ایلاء کی مدت گذر گئی تو اسپر ایک اور طلاق بائنہ واقع ہوگی یہ کافی مین ہی - اور اگر ایلاء کی وجہ سے حرہ بائنہ ہوگئی تو معتقہ ازسرنو ایلاء کے واسطے متعین ہوجائیگی اور حرہ کے بائنہ ہونے کے وقت سے اسکی ایلاء کی مدت شمار ہوگی اور اگر حرہ کی عدت گذر گئی یا اسکو تین طلاق دیدین تو معتقہ کے تزوج سے جب چار مہینہ گذرینگے تو وہ بائنہ ہوجائیگی اسواسطے کہ وہ ایلاء کے لیے اسی وقت سے متعین ہوئی تھی یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہی - اور اگر اُسنے یون کہا کہ مین تم مین سے ایک سے قربت کرون تو دوسری مجھپر مثل پشت میری ماں کے ہی تو وہ انمین سے ایک سے مولی ہوگا پھر جب دو مہینہ گذرینگے تو باندی بائنہ ہوجائیگی اور حرہ کا ایلاء باطل ہوجائیگا اور اگر دونون عورتین حرہ ہون اور اُسنے کہا کہ اگر مین نے تم مین سے ایک سے قربت کی تو دوسری مجھپر مثل پشت میری ماں کے ہی تو وہ ایک سے مولی ہوگا پھر اگر چار مہینے گذر گئے تو ان مین سے ایک بسبب ایلاء کے بائنہ ہوجائیگی اور اسکے تعیین کا اختیار اس مولی کو ہوگا پھر اگر اُسنے ان دونون مین سے کسی ایک کے حق مین طلاق کی تعیین نہ کی یا ایک کے حق مین تعیین کی اور دوسرے چار مہینہ گذر گئے تو اور کوئی طلاق واقع نہوگی اور اگر کہا کہ اگر مین نے تم دونون مین سے ایک سے قربت کی تو وہ میرے اوپر مثل پشت میری ماں کے ہی تو ایلاء باقی رہیگا اور اسیطرح اگر اُسنے کہا کہ اگر مین نے تم مین سے ایک سے قربت کی تو تم مین سے ایک مجھپر مثل پشت میری ماں کے ہی تو بھی یہی حکم ہی یہ کافی مین ہی - اور اگر اُسنے کہا کہ اگر مینے تم دونون مین سے ایک سے قربت کی تو تم مین سے ایک مجھپر مثل پشت میری ماں کے ہی پھر دو مہینہ گذرنے سے انمین جو باندی ہی وہ بائنہ ہوگئی تو آزادہ عورت سے ایلاء ہنوز باقی رہیگا چنانچہ اگر باندی کے بائنہ ہونے کے وقت سے اور چار مہینہ گذر گئے تو آزادہ بھی بائنہ ہوجائیگی - اور اگر باندی جورو و آزادہ جورو دونون سے کہا کہ اگر مین نے تم مین سے ایک سے قربت کی تو دوسری طالقہ ہی تو ایلاء کرنے والا ہوجائیگا پھر جب دو مہینہ گذر جاوینگے تو باندی بائنہ ہوجائیگی اور حرہ سے ایلاء ساقط نہوگا کہ حرہ کے حق مین ایلاء کی مدت باندی کے بائنہ ہونے کے وقت سے معتبر ہوگی چنانچہ اگر باندی کے بائنہ ہونے کے وقت سے اور چار مہینہ گذرے اور ہنوز باندی عدت مین ہی تو حرہ بائنہ ہوجائیگی اسواسطے کہ اُس سے قربت کرنا بدون باندی کے طلاق دیے ممکن نہین ہی لیکن اگر اس مدت کے گذرنے سے پہلے باندی کی عدت

گذر گئی تو آزادہ سے ایلاء ساقط ہو جائیگا کیونکہ باندی چونکہ محل طلاق نہین رہی اسواسطے بدون کسی امر کے لازم آنیکے وہ حرہ سے قربت کرسکتا ہی۔ اور اگر دونون عورتین آزادہ ہون تو چار مہینہ گذرنے پر ایک بائنہ ہو جائیگی اور شوہر کو بیان کا اختیار دیا جائیگا اور دوسری جو باقی رہی اُس سے ایلاء کرنے والا ہو جائیگا پھر اگر چار مہینہ دوسرے گذرے اور ہنوز پہلی عورت عدت مین ہی تو دوسری مطلقہ ہو جائیگی ورنہ نہین اور اگر شوہر نے کسی کے حق مین بیان نہ کیا یہانتک کہ اور چار مہینہ گذر گئے تو دونون بائنہ ہو جاوینگی۔ اور اگر باندی و آزادہ دو جورؤن سے کہا کہ اگر مین نے تم دونون مین سے ایک سے قربت کی تو وہ طالقہ ہی تو وہ ایک سے مولی ہوگا اور دو مہینہ گذرنے پر باندی بائنہ ہو جائیگی پھر اسکے بائنہ ہونے کے وقت سے اگر اور چار مہینہ گذر گئے تو آزادہ بھی بائنہ ہو جائیگی چاہے باندی مذکورہ عدت مین ہو یا نہو اسواسطے کہ بدون کسی چیز کے لازم آئے وہ حرہ سے وطی نہین کرسکتا ہی اسواسطے کہ جزاء ان دونون مین سے ایک کی طلاق ہی اور پہلی کی عدت گذرنے پر طلاق اسی کے حق مین متعین ہو گئی جو محل طلاق باقی ہی اور اسیطرح اگر دونون عورتین آزادہ ہون تو بھی یہی حکم ہی ہان اتنا فرق ہی کہ بائنہ ہونے کی مدت چار مہینہ ہوگی۔ اور اگر دونون سے کہا کہ اگر مین نے تم مین سے ایک سے قربت کی تو دوسری طالقہ ہی تو وہ دونون سے ایلاء کرنے والا ہوگا اور اُنمین جو باندی ہی وہ دو مہینہ گذرنے پر طالقہ ہو جائیگی اور اگر پھر دو مہینہ گذر گئے اور ہنوز باندی عدت مین ہی تو آزادہ طالقہ ہو جائیگی اور اگر باندی کی عدت اس سے پہلے گذر گئی تو حرہ پر کچھ طلاق واقع نہوگی۔ اور اگر دونون آزادہ ہون تو چار مہینہ گذرنے کے بعد دونون بائنہ ہو جاوینگی۔ اور اگر اُسنے یون کہا کہ اگر مین نے تم مین سے کسی ایک سے قربت کی تو ایک تم مین سے طالقہ ہی تو وہ دونون سے ایلاء کرنے والا ہو جائیگا اور باندی بعد دو مہینہ گذرنے کے طالقہ ہو جائیگی پھر جب دو مہینہ اور گذر ینگے تو آزادہ بھی طالقہ ہو جائیگی چاہے باندی اسوقت عدت مین ہو یا نہو۔ اور اگر دونون آزادہ ہون تو چار مہینہ گذر جانے سے ہر ایک بیک طلاق بائنہ ہو جاویگی اور اگر اُسنے دونون مین سے کسی سے قربت کرلی تو حانث ہو جائیگا ولیکن طلاق فقط ایک واقع ہوگی اور وہ غیر متعین طور پر کسی ایک پر واقع ہوگی اور قسم باطل ہو جائیگی یعنی آگے اسکا کچھ اثر نہوگا ۔ ~~~ لیکن اگر اُسنے یون کہا کہ اگر مین نے تم مین سے ایک سے قربت کی تو وہ طالقہ ہی تو ایسی صورت مین اگر کسی سے قربت کی تو وہ طالقہ ہو جائیگی اور ہنوز قسم باطل نہوگی چنانچہ اگر اُسنے دوسری عورت سے قربت کی تو وہ بھی طالقہ ہو جائیگی یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہی۔ اگر کسی نے اپنی دو جورؤن سے کہا کہ واللہ مین اس سے یا اوس سے قربت نہ کرونگا پھر مدت گذر گئی تو دونون بائنہ ہو جاوینگی یہ فصول عمادیہ مین ہی۔ اور اگر یون کہا کہ اگر مین نے اس سے قربت کی اور اوس سے تو یہ بمنزلہ اس قول کے ہی کہ اگر مینے تم دونون سے قربت کی یعنی ان دونون سے ایلاء کرنیوالا ہوگا اور اگر اُسنے یون کہا کہ اگر مین نے اس سے قربت کی پھر اوس سے تو ایلاء کرنے والا نہوگا یہ معراج الدرایہ مین ہی۔ ایک شخص نے اپنی جورو سے ایلاء کیا پھر اسکو ایک طلاق بائن دیدی پس اگر وقت ایلاء سے چار مہینہ گذرے اور ہنوز وہ عدت طلاق مین ہی تو بسبب ایلاء کے اسپر دوسری طلاق واقع ہوگی اور اگر ایلاء کی مدت گذرنے سے پہلے وہ عدت سے خارج ہو گئی ہو تو بسبب ایلاء کے کوئی طلاق واقع نہوگی۔ ایک مرد نے اپنی جورو سے ایلاء کیا پھر اسکو طلاق دیدی پھر اس سے نکاح کرلیا پس اگر ایلاء کی مدت گذرنے سے پہلے اس سے نکاح کیا ہی تو ایلاء ویسا ہی باقی رہیگا چنانچہ اگر وقت ایلاء سے چار مہینہ بلا وطی گذر گئے تو ایلاء کی

وجہ سے اسپر ایک طلاق واقع ہوگی - اور اگر بعد انقضاے عدت کے اس سے نکاح کیا تو ایلاء تو رہیگا ولیکن مدت ایلاء
وقت نکاح سے معتبر ہوگی - ایک مرد نے اپنی جورو سے ایلاء کیا مگر قبل اسکے اسکو ایک طلاق بائن دیچکا تھا تو ایلاء کرنیوالا
نہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - اور اگر مطلقہ رجعیہ سے ایلاء کیا تو مولی ہوجائیگا ولیکن اگر مدت گذرنے سے پہلے
اسکی عدت طلاق گذر گئی تو ایلاء ساقط ہوجائیگا یہ سراج وہاج مین ہی - اور اگر کسی نے اپنی جورو سے ایلاء کیا پھر مرتد ہوکر
دار الحرب مین جا ملا پھر چار مہینہ گذر گئے تو بسبب ایلاء کے بائنہ نہوگی کیونکہ بسبب مرتد ہونے کے ملک زائل اور بینونت
واقع ہو چکی اگرچہ مرتد ہونے کی وجہ سے ایلاء وظہار باطل ہونے مین دو روایتین ہین مگر مختار یہی روایت ہی جو
ہمنے ذکر کی ہی - ایک مرد نے اپنی جورو کی طلاق کی قسم کھائی کہ مین اُسکو طلاق نہ دونگا پھر اس عورت سے ایلاء
کیا اور مدت ایلاء گذر گئی تو مرد مذکور حانث ہوگا اور اسپر ایک طلاق بوجہ ایلاء کے اور دوسری طلاق بوجہ قسم کے
واقع ہوگی - اور اگر اُسنے قسم کھائی حالانکہ وہ عنین ہی پس قاضی نے دونون مین تفریق کردی تو مختار قول کے موافق
بوجہ قسم مذکورہ کے عورت پر طلاق واقع نہوگی یہ تاتارخانیہ مین ہی - ایک غلام نے اپنی آزادہ جورو سے ایلاء کیا پھر
یہ آزادہ جورو اس غلام کی مالک ہوگئی تو ایلاء باقی رہیگا - اور اگر اس عورت نے اس غلام کو بیع کردیا یا آزاد کردیا
پھر اس غلام نے اس عورت سے دوبارہ نکاح کیا تو ایلاء سابق عود کریگا یہ ظہیریہ مین ہی - اور اگر اپنی جورو سے کہا
کہ واللہ مین تجھسے دو مہینہ و دو مہینہ قربت نہ کرونگا تو ایلاء کرنے والا ہوجائیگا - اور اسیطرح اگر کہا کہ واللہ مین تجھسے
قربت نہ کرونگا دو مہینہ و دو مہینہ بعد ان دو مہینون کے تو بھی یہی حکم ہی اور اگر عورت سے کہا کہ واللہ مین تجھسے
دو مہینہ قربت نہ کرونگا پھر ایک روز ٹھہر کر کہا کہ واللہ مین تجھسے دو مہینہ بعد پہلے دونون مہینون کے قربت نہ کرونگا
تو ایلاء کنندہ نہوگا اور اسیطرح اگر کہا کہ واللہ مین تجھسے دو مہینہ قربت نہ کرونگا پھر ایک ساعت توقف کرکے کہا
کہ واللہ مین تجھسے دو مہینہ قربت نہ کرونگا تو ایلاء کرنے والا نہوگا - اور اگر کہا کہ واللہ مین تجھسے قربت نہ کرونگا
دو مہینہ اور نہ دو مہینہ تو ایلاء کرنے والا نہوگا یہ سراج وہاج مین ہی - اور منتقے مین لکھا ہی کہ اگر کہا کہ مین تجھسے چار مہینہ
وطی نہ کرونگا بعد چار مہینے کے تو وہ ایلاء کرنے والا ہوگا گویا اُسنے یون کہا کہ واللہ مین تجھسے آٹھ مہینہ وطی نہ کرونگا
اور اگر کہا کہ واللہ مین تجھسے دو مہینہ قبل دو مہینہ کے قربت نہ کرونگا تو یہ بھی ایلاء ہی - اور ابن سماعہ نے امام ابو یوسف سے
روایت کی ہی کہ ایک مرد نے کہا کہ واللہ مین تجھسے قربت نہ کرونگا چار مہینہ الا ایک روز پھر اسی دم کہا کہ واللہ مین تجھسے
اُس روز قربت نہ کرونگا تو وہ ایلاء کرنے والا ہوگا یہ محیط مین ہی - اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ میرے تجھسے قربت
کرنے سے ایک مہینہ پہلے تو طالقہ ہی تو جبتک ایک مہینہ نہ گذرے وہ ایلاء کرنے والا نہوگا پھر جب ایک مہینہ گذر گیا اور وہ قربت
نہ کرے تو اسوقت سے ایلاء ہوگا پھر اگر مہینہ گذر جانے کے بعد مدت ایلاء تمام ہونے سے پہلے اس سے جماع کیا تو قسم مین
حانث ہونے کی وجہ سے طالقہ ہوجائیگی اور اگر چار مہینہ گذر گئے اور اس سے جماع نہ کیا تو ایک طلاق بائنہ سے بسبب ایلاء
کے بائن ہوگی اور اسیطرح اگر یون کہا کہ میرے تیرے ساتھ قربت کرنے سے ایک مہینہ تو طالقہ ہی اگر مین تیرے قربت کرون
تو بھی یہی حکم ہی یہ شرح تلخیص جامع کبیر مین ہی - اور شرح طحاوی مین لکھا ہی کہ میرے تیرے ساتھ قربت کرنے سے کچھ
پہلے تو طالقہ ہی تو وہ ایلاء کرنے والا ہوجائیگا پھر اگر اس سے قربت کرلی تو قربت کرتے ہی بلا فصل طلاق واقع ہوجائیگی
اور اگر اسکو چار مہینہ چھوڑ دیا تو بسبب ایلاء کے بائنہ ہوجائیگی یہ تاتارخانیہ مین ہی - اور اگر اپنی دو عورتون سے کہا کہ تم

دونون بسہ طلاق طالقہ ہو ایک مہینہ قبل اسکے کہ مین تم سے قربت کرون تو مہینہ گذرنے سے پہلے وہ دونون سے ایلاء کنندہ نہوگا پھر مہینہ گذر جانے پر دونون سے مولی ہوجاویگا پھر اگر دونون کو چار مہینہ چھوڑ دیا تو دونون بائنہ ہوجاوینگی اور اگر دونون سے قربت کی تو ہر ایک بسہ طلاق بائنہ ہوجاویگی اور اگر اُسنے ان دونون مین سے ایک سے قبل مہینہ گذرنے کے قربت کی یا دونون سے قربت کی تو ایلاء باطل ہوگیا اور اگر بعد مہینہ گذرنے کے ایک سے قربت کی تو اُسی سے ایلاء ساقط ہوگا اور دوسری سے ایلاء باقی رہیگا پھر اگر اُسنے دوسری سے بھی قربت کی تو دونون لبسہ طلاق طالقہ ہوجاوینگی اور اسیطرح اگر یون کہا کہ تم دونون طالقہ ثمث ہو ایک مہینہ قبل اسکے کہ مین تم سے قربت کرون تو بھی یہی حکم ہی یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہی ـــ اور اگر اپنی جورو کے ساتھ قربت کرنے پر اپنے غلام آزاد ہونے کی قسم کھائی پھر اُس غلام کو فروخت کیا تو ایلاء ساقط ہوجائیگا پھر اگر قبل قربت کرنے کے وہ غلام اسکی ملک مین عود کر آیا تو پھر ایلاء منعقد ہوجائیگا اور اگر بعد قربت کرنے کے اسکی ملک مین آگیا تو ایلاء منعقد نہوگا - اور اگر یون کہا کہ اگر مین نے تجھ سے قربت کی تو میرے یہ دونون غلام آزاد ہین پھر دونون مین سے ایک مرگیا یا اُسنے ایک کو فروخت کردیا تو ایلاء باطل نہوگا اور اگر اُسنے دونون کو فروخت کردیا یا دونون مرگئے خواہ ساتھ ہی یا آگے پیچھے تو ایلاء ساقط ہوجائیگا پھر اگر قبل قربت کرنے کے انمین سے ایک غلام اسکی ملک مین آگیا خواہ کسی وجہ سے ملک مین آیا ہو تو ایلاء منعقد ہوجائیگا پھر اگر دوسرا بھی اسکی ملک مین آگیا تو پہلے غلام کے ملک مین آنے کے وقت سے ایلاء کا اعتبار ہوگا - اور اگر کہا کہ اگر مین نے تجھ سے قربت کی تو مجھ پر اپنے فرزند کی قربانی واجب ہی تو وہ ایلاء کرنے والا قرار دیا جائیگا یہ سراج وہاج مین ہی - اور اگر دو غلامون مین سے ایک غیر متعین کے آزاد ہونے پر ایلاء کیا پھر دونون مین سے ایک کو فروخت کردیا پھر اسکو خرید کرلیا پھر دوسرے کو فروخت کر دیا تو مدت ایلاء اُسوقت سے ہوگی جسوقت سے پہلے فروخت کردہ غلام کو خرید لیا ہی اور اگر پہلے فروختہ غلام کے خریدنے سے پہلے دوسرے کو فروخت کردیا ہو تو ایلاء ساقط ہوجائیگا - اور اگر کہا کہ اگر مین نے تجھ سے قربت کی تو میرا غلام آزاد ہی جاند دیکھے یا ہر مملوک جسکو مین نے خریدا ہی وہ آزاد ہی تو ایلاء کرنے والا ہوگا اور اگر کہا کہ یہ غلام آزاد ہی اگر مین اسکو خریدون یا فلانہ طالقہ ہی اگر مین اس سے نکاح کرون یا کہا کہ ہر عورت طالقہ ہی جسکو مین عرب مین سے نکاح مین لاؤن یا کہا کہ ہر عورت مسلمہ یا کہا کہ یہ درم صدقہ ہین اگر مین انکا مالک ہوجاؤن تو ایلاء کرنے والا نہوگا اسواسطے کہ یہ قربت کرنے سے مانع نہین ہی یہ عتابیہ مین ہی - اگر اپنی جورو سے کہا کہ اگر مین نے تجھ سے قربت کی تو میرا یہ غلام آزاد ہی پھر چار مہینہ گذر گئے اور عورت نے قاضی کے پاس نالش کی اور قاضی نے دونون مین تفریق کرا دی پھر غلام نے گواہ قایم کئے کہ مین اصلی آزاد ہون تو اسکی آزادی کا حکم دیا جائیگا اور ایلاء باطل ہوگا اور عورت مذکور اپنے خاوند کو واپس دیجائیگی اسواسطے کہ ظاہر ہوا کہ وہ ایلاء کنندہ نہ تھا کہ بدون کوئی بات لازم آنے کے وہ وطی کرسکتا تھا یہ ظہیریہ مین ہی ـــ اور ینابیع مین لکھا ہی کہ اگر اُسنے کہا کہ واللہ مین تجھ سے قربت نہ کرونگا پھر ایک روز گذرا پھر کہا کہ واللہ مین تجھ سے قربت نہ کرونگا پھر ایک روز گذرا پھر مرد مذکور نے کہا کہ واللہ مین تجھ سے قربت نہ کرونگا تو یہ تین قسمین اور تین ایلاء ہونگے چنانچہ اگر چار مہینہ گذر گئے تو ایک طلاق بائنہ ہوجائیگی پھر جب ایک روز گذریگا تو دوسری طلاق واقع ہوگی پھر جب ایک روز اور گذریگا تو تیسری طلاق پڑکر عورت مذکورہ بسہ طلاق بائنہ ہوجائیگی پھر جبتک وہ دوسرے خاوند سے نکاح کرکے حلالہ نکرائے تب تک اُسکے واسطے حلال نہین ہوسکتی ہی اور اگر اُسنے بعد ان قسمون کے عورت سے قربت کی تو اسپر تین کفارے لازم آوینگے

یہ تاتارخانیہ مین ہی - اور اگر کسی نے ایک جلسہ مین تین مرتبہ اپنی جورو سے ایلاء کیا یعنی کہا کہ واللہ مین تجھ سے قربت نہ کرونگا واللہ مین تجھ سے قربت نہ کرونگا واللہ مین تجھ سے قربت نہ کرونگا پس اگر اُسنے ایک ہی لفظ کی تکرار کا قصد کیا ہی تو ایلاء واحد اور قسم بھی ایک ہی ہوگی اور اگر اُسنے کچھ نیت نہین کی تو ایلاء ایک اور قسم تین ہونگی اور اگر تشدید و تغلیظ کی نیت کی ہو تو ایلاء ایک اور قسم تین ہونگی یہ امام اعظم و امام ابو یوسف کا قول ہی بخلاف قول امام محمد رح کے ١٢ - پھر واضح ہو کہ ایلاء چار طرح پر ہی ایک ایلاء اور ایک قسم جیسے واللہ مین تجھ سے قربت نہ کرونگا اور ایلاء دو اور قسم دو اور اسکی یہ صورت ہی کہ اپنی عورت سے دو جلسہ مین ایلاء کیا یا کہا کہ جب کل کا روز آوے تو واللہ مین تجھ سے قربت نہ کرونگا اور جب پرسون کا روز آوے تو واللہ مین تجھ سے قربت نکرونگا اور ایلاء واحد اور قسم دو اور یہی مسئلہ اختلافی ہی چنانچہ اگر اُسنے ایک ہی مجلس مین کہا کہ واللہ مین تجھ سے قربت نکرونگا واللہ مین تجھ سے قربت نہ کرونگا اور تغلیظ کی نیت کی تو امام اعظم و امام ابو یوسف کے نزدیک ایلاء ایک اور قسم دو ہونگی حتے کہ اگر اسنے چار مہینہ گذرنے تک قربت نہ کی تو بائنہ بیک طلاق ہوگی اور اگر قربت کر لی تو دو کفارے لازم آوینگے - اور دو ایلاء اور ایک قسم جیسے اپنی عورت سے کہا کہ ہر بار کہ تو ان دو گھرون مین داخل ہوئی تو واللہ مین تجھ سے قربت نہ کرونگا پس عورت ان دونون مین سے ایک دار مین دو بار داخل ہوئی یا دونون مین ایکبار داخل ہوئی تو یہ دو ایلاء اور ایک قسم ہی چنانچہ ایلاء اول پہلے داخل ہونے پر اور دوسرا دوسرے داخل ہونے پر منعقد ہوگا یہ سراج وہاج مین ہی - اور اگر کہا کہ واللہ مین تجھ سے قربت نہ کرونگا ایک سال الا ایک یوم کم تو یہ روز آخر سال مین سے کم کیا جائیگا اور اسپر اتفاق ہی پس وہ مولی ہوگا ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ واللہ مین ایکسال تجھ سے قربت نہ کرونگا پھر جب چار مہینے گذرے اور وہ بیک طلاق بائنہ ہوئی پھر اس سے نکاح کیا پھر جب چار مہینہ گذرے اور وہ بائنہ ہوئی تو پھر نکاح کیا تو پھر اب بائنہ نہوگی اسواسطے کہ سال مین سے چار مہینہ سے کم باقی رہگئے ہین یہ غایۃ البیان مین ہی - اور اگر اپنی عورت سے کہا کہ واللہ مین تجھ سے قربت نہ کرونگا ایکسال تک الا ایک یوم تو ہمارے اصحاب ثلثہ رحمہم اللہ کے قول مین وہ فی الحال مولی نہوگا اور امام زفر رح کے نزدیک فی الحال مولی ہو جائیگا پس ہمارے نزدیک اگر سال گذر گیا اور کسی دن اُسنے اس عورت سے قربت نہ کی تو اسپر کفارہ لازم نہوگا اور اگر ایسا کہا پھر اس سے کسی ایک روز قربت کی تو دیکھا جائیگا کہ اگر سال مذکور مین سے چار مہینہ یا زیادہ باقی رہگئے ہین تو مولی ہو جائیگا اور اگر کم باقی رہے ہون تو مولی نہوگا اور ایسا ہی اختلاف اس مسئلہ مین ہی - کہ اگر اپنی جورو سے کہا کہ واللہ مین تجھ سے قربت نہ کرونگا ایکسال تک الا ایکبار پس حکم اختلافی مذکور اسمین بھی جاری ہی مگر اتنا فرق ہی کہ الا ایک روز کہنے کی صورت مین جب اُسنے سال کے اندر عورت سے کسی روز قربت کی اور سال مین سے چار مہینہ یا زائد باقی رہگئے ہین تو جبتک اس روز آفتاب غروب نہو جاوے تب تک وہ مولی نہوگا اور ایلاء کی مدت اس روز غروب آفتاب کے وقت سے معتبر ہوگی اور الا ایکبار کہنے کی صورت مین ایکبار جماع سے فارغ ہونے کے بعد ہی سے بلافصل مولی ہو جائیگا اور وطی سے فارغ ہوتے ہی ایلاء کی مدت شروع ہو جائیگی یہ بدائع مین ہی اور اگر اُسنے کوئی مدت معینہ بیان نہ کی مطلق چھوڑی مثلاً کہا کہ واللہ مین تجھ سے قربت نہ کرونگا الا ایک روز تو جبتک اس سے ایک روز قربت نہ کرے تب تک مولی نہوگا پھر جب قربت کر لیگا تو مولی ہو جائیگا اور اگر کہا کہ ایک سال الا ایک روز کہ جسمین مین تجھ سے قربت کرونگا تو کبھی مولی نہوگا اور اسی طرح اگر ایسے استثناء کے ساتھ مدت مطلق چھوڑی تو بھی یہی حکم ہی یہ فتح القدیر مین ہی - اور اگر اپنی دو عورتون سے کہا کہ واللہ مین تم سے قربت نہ کرونگا الا ایک روز

کہ جسمین مین تم سے قربت کرونگا تو اس قسم سے وہ کبھی مولی نہوگا پس اگر اُسنے ان دونون سے دو روز جماع کیا تو دوسرے
روز آفتاب غروب ہونے پر حانث ہوجائیگا اور اگر کہا کہ واللہ مین تم سے قربت نہ کرونگا الا ایک روز یا الا ایک روز مین یا الا روز
واحد کہ جسمین مین تم سے قربت کرونگا یا الا روز واحد مین کہ جسمین مین تم سے قربت کرونگا تو مولی نہوگا یہانتک کہ ایک روز
ان دونون سے قربت کرے پھر جب یہ روز گذر لیگا تو دونون سے ایلاء کرنے والا ہوجائیگا بسبب ایلاء کی علامت پائی جانے
کے اور اگر دونون سے دو روز متفرق مین قربت کی مثلاً ایک سے بروز جمعرات اور دوسری سے بروز جمعہ قربت کی تو
حانث ہوجائیگا اور قسم ساقط ہوجائیگی اور اسی طرح اگر دونون سے بروز جمعرات پھر دونون سے بروز جمعہ قربت کی تو بھی یہی حکم
ہی اور اگر دونون سے بروز جمعرات قربت کی پھر ایک سے بروز جمعہ قربت کی تو جس سے بروز جمعہ قربت نہین کی ہی اس سے
ایلاء کرنیوالا ہوجائیگا اور جس سے قربت کی ہی اُس سے ایلاء ساقط ہوجائیگا - اور اگر بروز جمعرات ایک سے قربت کی اور بروز
جمعہ دونون سے قربت کی تو جس سے جمعرات کو قربت نہین کی ہی اُس سے ایلاء کرنے والا ہوجائیگا جبکہ بروز جمعہ آفتاب غروب
ہوجاوے اور جس سے جمعرات کو قربت کی ہی اُس سے ایلاء ساقط ہوجائیگا پھر جس سے جمعرات کو قربت کی تھی اگر اسکے بعد اس سے
پھر قربت کی تو حانث نہوگا اور اگر دوسری سے قربت کی تو حانث ہوجائیگا اور دونون سے ایلاء ساقط ہوجائیگا اور اگر دونون
مین سے ایک سے چہارشنبہ کے روز قربت کی اور دونون سے جمعرات کے روز وطی کی تو جمعرات کا روز استثناء کیواسطے متعین
ہوگا پھر اگر دوسری جورو سے جمعہ کے روز قربت کی تو حانث ہوجائیگا اور قسم ساقط ہوجائیگی اسواسطے کہ سوائے روز استثناء کے دونون
سے قربت کرنا پایا گیا اور اگر روز جمعہ کے اسی عورت سے قربت کی جس سے چہارشنبہ کو قربت کی تھی تو حانث نہوگا اسواسطے کہ شرط
یہ تھی کہ دونون سے قربت کرے نہ یہ کہ ایک سے حالانکہ اُسنے ایک ہی سے دو مرتبہ قربت کی پس ایلاء اس عورت کے ساتھ جس سے
چہارشنبہ کو قربت نہین کی تھی باقی رہیگا - اور اگر اپنی دو عورتون سے کہا کہ واللہ مین تم سے قربت نہ کرونگا الا بروز جمعرات تو جبتک جمعرات
کا روز گذر نجاوے تب تک ایلاء کنندہ نہوگا پھر بعد جمعرات کے وہ مولی ہوگا اور اگر اُسنے یون کہا کہ الا کسی جمعرات کو تو وہ کبھی مولی
نہوگا یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہی - اور اگر ایک شخص کی جورو کوفہ مین ہی اور وہ بصرہ مین ہی پس اُسنے کہا کہ واللہ مین کوفہ مین
داخل نہونگا تو وہ ایلاء کنندہ نہوگا یہ ہدایہ مین ہی - اور اگر کسی نے قربت نہ کرنے کیواسطے کوئی غایت مقرر کی پس اگر ایسی چیز ہو جسکی
مدت ایلاء کے اندر پائی جانے کی امید نہو مثلاً کسی نے رجب کے مہینہ مین کہا کہ واللہ مین تجھسے قربت نہ کرونگا یہان تک کہ
مین محرم کے روزے رکھون یا کہا کہ واللہ مین تجھ سے قربت نہ کرونگا الا فلان شہر مین حالانکہ اس شہر مین پہنچنے
تک چار مہینہ یا زیادہ ضرور گذرتے ہین تو یہ شخص ایلاء کنندہ ہوجائیگا اور اگر چار مہینہ سے کم مدت گذرتی ہووے تو ایلاء کنندہ
نہوگا - اور اسیطرح اگر کہا کہ واللہ مین تجھ سے قربت نہ کرونگا یہان تک کہ تو اپنے بچہ کا دودھ چھڑاوے حالانکہ
دودھ چھڑانے کی مدت چار مہینہ یا زیادہ ہی تو بھی مولی ہوجائیگا اور اگر چار مہینہ سے کم مدت ہو تو مولی نہوگا - اور
اگر کہا کہ واللہ مین تجھ سے قربت نہ کرونگا یہان تک کہ آفتاب مغرب سے طلوع کرے یا یہان تک کہ وہ جانور جو قرب
قیامت نکلیگا وہ نکلے یا دجال نکلے تو قیاس یہ ہی کہ وہ مولی نہو اور استحساناً مولی ہوگا اور اسی طرح اگر کہا کہ یہانتک کہ
قیامت برپا ہو یا یہان تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے مین گھسکر پار ہوجاوے تو بھی وہ مولی ہوگا - اور اگر ایسی غایت
مقرر کی ہو کہ مدت ایلاء کے اندر اُسکے پائے جانے کی امید ہو نہ بتقاضا نکلنے تو بھی وہ مولی ہوگا جیسے یون کہا کہ واللہ
مین تجھ سے قربت نہ کرونگا یہان تک کہ تو مر جاوے یا مین مر جاؤن یا یہانتک کہ تو مجھے قتل کرے یا مین تجھے

قتل کرون یا یہان تک کہ مین قتل کرون یا تو قتل کرے یا یہان تک کہ مین تجھے تین طلاق دیدون تو باتفاق وہ مولی ہوگا
اور اسی طرح اگر جورو باندی ہو اور اس سے کہا کہ واللہ مین تجھ سے قربت نکرونگا یہان تک کہ مین تیرا مالک ہون
یا تیرے کسی ٹکڑے کا مالک ہون تو بھی وہ مولی ہوگا اور اگر کہا کہ یہان تک کہ مین تجھے خرید کرون تو وہ مولی نہوگا
اور نکاح فاسد نہوگا۔ اور اگر ایسی غایت ہو کہ باوجود بقاے نکاح کے مدت ایلاء کے اندر اسکے پائے جانے کی امید
ہو پس اگر ایسی چیز ہو کہ اسکے ساتھ قسم کھائی جاتی اور نذر کی جاتی ہی اور اسنے اپنے اوپر واجب کر لی تو مولی ہو جائیگا
جیسے کہا کہ اگر مین نے تجھ سے قربت کی تو میرا غلام آزاد ہی تو مولی نہوگا (یعنی اسوجہ سے کہ قسم صحیح ہو ۱۲) یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور اگر باندی جورو سے
کہا کہ واللہ مین تجھ سے قربت نہ کرونگا یہانتک کہ مین تجھکو اپنے واسطے خرید کرون تو صحیح یہ ہی کہ وہ مولی نہوگا جبتک
یون نہ کہے کہ یہان تک کہ مین تجھکو اپنے واسطے خرید کر تجھپر قبضہ کر لون یہ غایہ سروجی مین ہی۔ اور اگر کہا کہ واللہ
مین تجھ سے قربت نہ کرونگا یہانتک کہ فلان مجھے اجازت دے یا فلان شخص سفر سے آجاوے تو وہ مولی نہوگا
مگر قسم ہو جاویگی حتے کہ اگر اسکے بعد اس سے قربت کی تو اسپر کفارہ لازم آجائیگا لیکن اگر فلان مر گیا تو اب
امام ابو یوسف کے نزدیک وہ مولی ہوگا اور طرفین کے نزدیک قسم باطل ہو جائیگی چنانچہ اگر اسکے بعد عورت سے قربت
کی تو حانث نہوگا پس جب قسم ہی باطل ہو گئی تو مولی نہوگا یہ شرح تلخیص جامع کبیر مین ہی۔ اور اگر کہا کہ واللہ مین تجھ سے
قربت نہ کرونگا یہانتک کہ مین اپنے فلان غلام کو آزاد کردون یا یہان تک کہ اپنی فلانہ جورو کو طلاق دون یا یہانتک کہ
ایک مہینہ روزہ رکھلون تو بقول امام اعظم رحمہ اللہ و امام محمد رح کے مولی ہو جائیگا اور اگر کہا کہ مین تجھ سے قربت نہ کرونگا یہانتک
کہ اپنے غلام کو قتل کردون یا یہانتک کہ اپنے غلام کو مارون یا یہانتک کہ فلان کو قتل کرون یا فلان کو مارون یا گالی دون یا اسکے
مانند اور کوئی بات کہی تو مولی نہوگا اسواسطے کہ عرف و عادت مین ان چیزون کی قسم نہین کھائی جاتی ہی یہ بدائع مین ہی۔ اور
اگر اسنے جورو صغیرہ یا آئسہ (۱) سے کہا کہ واللہ مین تجھ سے قربت نہ کرونگا یہان تک کہ تجھے حیض آوے (یعنی نظر ۱۲ منہ) تو مولی ہوگا اگر
جانتا ہی کہ چار مہینہ تک وہ حائضہ نہوگی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر جورو سے کہا کہ واللہ مین تجھ سے قربت نہ کرونگا
مادامیکہ تو میری جورو ہی پھر اسکو بائنہ طلاق دیکر اس سے نکاح کر لیا تو اس سے ایلاء کنندہ نہوگا جب چاہے اس سے
قربت کرے اور حانث نہوگا۔ اور اگر کہا کہ واللہ مین تجھ سے قربت نہ کرونگا درحالیکہ تو میری جورو ہوگی پھر اسکو بائنہ (یعنی بائنہ کرکے ۱۲)
کر کے اس سے نکاح کر لیا تو مولی رہیگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس سے قربت نہ کریگا یہان تک کہ یہ بات کرے حالانکہ وہ
جانتا ہی کہ اس بات کے کرنے پر قادر نہوگا جیسے آسمان چھو لینا وغیرہ تو وہ مولی ہوگا یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اور اگر کہا
کہ واللہ مین تجھ سے قربت نہ کرونگا مادامیکہ یہ نہر جاری ہی پس اگر ایسی نہر ہو کہ اسکا پانی منقطع نہین ہوتا ہی تو وہ مولی
ہوگا ورنہ نہین یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر ایسے مرد نے جسنے ایلاء کیا ہی مجنون ہو کر وطی کر لی تو قسم منحل ہو جائیگی اور ایلاء ساقط
ہو جائیگا (یعنی کفارہ لازم آویگا ۱۲) یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور ہرگاہ کہ ایلاء مرسل ہوا اور ایلاء کنندہ تندرست ہو جماع کرنے پر قادر ہو تو اسکا رجوع
کرنا بجماع ہوگا نہ زبانی کذا فی محیط السرخسی اور اگر شہوت سے (مطلق ۱۲) عورت کا بوسہ لے لیا یا شہوت سے اسکا مساس کیا یا شہوت
سے اسکی فرج کو دیکھا یا فرج سے علاوہ اس سے مباشرت کی تو یہ رجوع نہین ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اور اگر ایلاء کرنیوالا
مریض ہو کہ جماع کرنے پر قادر نہو یا عورت مریضہ ہو تو رجوع کر لینے کی یہ صورت ہی کہ کہے کہ مین نے اس عورت کیطرف
رجوع کر لیا پس ایسا کہنا قسم پوری کرنے کا حکم باطل کر کے مثل وطی سے رجوع کرنے کے ہی مادامیکہ وہ مریض ہی یہ کافی مین ہی

[حاشیہ: (۱) بسبب چھوٹی ہونے کے یا بسبب [illegible] حیض ۱۲ منہ]

اور جب رجوع کرنا بالقول پایا جاوے یعنی مرد نے کہا کہ مین نے اس عورت کی طرف رجوع کیا تو مدت ایلاء گذرنے سے عورت پر طلاق واقع نہوگی اور رہی قسم پس اگر مطلق ہو تو وہ بحالہ باقی رہیگی چنانچہ اگر عورت سے وطی کی تو اسپر کفارہ قسم لازم آئیگا اور اگر قسم چار مہینہ کے واسطے ہو اور اس مدت مین مولی نے جورو سے رجوع کر لیا پھر بعد چار مہینہ کے عورت سے وطی کی تو مولی پر کفارہ لازم نہ آویگا یہ سراج وہاج مین ہے۔ اور جوامع الفقہ مین مذکور ہے کہ اگر مولی اپنی جورو کے ساتھ جماع کرنے سے اسوجہ سے عاجز ہوا کہ عورت رتقاء یا قرناء ہے یا صغیرہ ہے یا مرد مجبوب ہے یا عنین ہے یا دار الحرب مین مقید ہے یا عورت جماع نہین کرنے دیتی ہے یا عورت ایسی جگہ مختفی ہے کہ یہ مرد کو نہین معلوم ہے درحالیکہ عورت مذکورہ سرکشی کئے ہوئے ہے یا عورت اتنی دور ہے کہ اس مرد کی جلد سے جلد چال پر کم سے کم چار مہینہ کی راہ ہے اگرچہ دوسرا آدمی اس سے جلدی پہونچ سکتا ہو یا مین طلاق دینے کے گواہ گذرنے پر قاضی نے ان دونون مین حائل کر دیا ہو تو اسکا رجوع کرنا زبانی ہوگا بایں طور کہ کہے کہ مینے اس عورت کی طرف رجوع کر لیا یا اس سے مراجعت کر لی یا ارتجاع کر لیا یا اسکا ایلاء باطل کر دیا بشرطیکہ مدت پوری ہونے تک برابر عاجز رہے اور اسی کے مثل بدائع مین ہے اور فرمایا کہ نیز اگر محبوس ہو یعنے قید خانہ مین ہو اور قاضی نے شرح مختصر طحاوی مین ذکر کیا ہے کہ اگر اپنی جورو سے ایلاء کیا اور عورت محبوس ہے یا خود محبوس ہے یا دونون مین چار ماہ سے کم کی راہ ہے مگر دشمن یا سلطان اس شخص کو مانع آتا ہے تو اسکا رجوع کرنا زبانی ہوگا اور فرمایا کہ قید خانہ مین مقید ہونے کی صورت مین دونون قولون مین توفیق دینا اسطرح ممکن ہے کہ جو قاضی نے ذکر کیا ہے وہ اس صورت پر محمول کیا جاوے کہ دونون مین سے ایک کا قید خانہ مین پہونچنا ممکن ہے اور دشمن یا سلطان کا روکنا تا در وزائل ہونے کے کنارے لگا ہے اور جو قید برحق ہو اسمین زبانی رجوع کا اعتبار نہین ہے اور جو بظلم ہو اسمین اعتبار ہے مثل نمائش کے یہ نہایہ سروجی مین ہے۔ آیا مریض کی طرف سے فقط دلی رضامندی کافی ہے تو بعض نے فرمایا کہ ہان کافی ہے حتے کہ اگر عورت نے اسکی تصدیق کی تو رجوع صحیح ہوگا اور بعض نے فرمایا کہ نہین کافی ہے اور یہی اوجہ ہے پھر واضح رہے کہ یہ اسوقت ہے کہ وقت ایلاء سے چار مہینہ تک عاجز رہے اور اگر ایسا نہوا بلکہ یون ہوا کہ عورت سے ایلاء کیا درحالیکہ وہ جماع کرنے پر قادر تھا پھر اسنے اتنا توقف کیا کہ اسمین جماع کرتا تو کر سکتا تھا پھر اسکو مرض یا دوری مسافت یا قید یا مجبوب ہونا یا کفار کے ہاتھ مین اسیر ہونا وغیرہ عاجز ہو جانے کے امور مین سے کوئی امر پیش آیا جس سے وہ عاجز ہو گیا یا ایلاء کرنے کے وقت عاجز تھا پھر درمیان مدت مین اسکا عجز زائل ہو گیا تو اسکا زبانی رجوع کرنا صحیح نہوگا یہ فتح القدیر مین ہے۔ اور اگر مانع از جماع کوئی امر شرعی ہو مثلاً وہ احرام مین ہو کہ اسوقت سے تا ادائے حج چار مہینہ ہین تو ایسے شخص کا رجوع کرنا فقط جماع ہی سے ہو سکتا ہے زبانی رجوع صحیح نہوگا یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ اور مریض جسنے ایلاء کیا ہے اگر اپنی جورو سے جس سے ایلاء کیا ہے فرج کے سوائے جماع کیا تو یہ امر اسکی طرف سے رجوع قرار نہ دیا جائیگا اور اگر حالت حیض مین اس سے وطی کی تو یہ رجوع کرنا ہے یہ ظہیریہ مین ہے۔ اور اگر ایلاء کرنے کے وقت شوہر مریض ہو پھر عورت بیمار ہو گئی پھر چار مہینہ گذرنے سے پہلے شوہر اچھا ہو گیا تو امام زفر رح کے نزدیک اسکا رجوع کرنا زبانی ہوگا اور امام ابو یوسف کے نزدیک فقط جماع سے ہو سکتا ہے یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہے۔ اور اگر ایلاء معلق بشرط ہو تو زبانی رجوع کرنا صحیح ہونے کے لیے شرط پائی جانے کی حالت مین مرض وصحت کا اعتبار ہوگا وقت تعلیق کے انکا اعتبار نہوگا۔ اور اگر مریض نے اپنی جورو سے کہا کہ مین تجھسے کبھی قربت نہ کرونگا اور اسنے رجوع نہ کیا یہان تک کہ عورت بائنہ ہو گئی پھر بعد بائنہ ہونے کے وہ اچھا ہو گیا پھر بیمار ہو کر اس سے

وجہ دیگر در توفیق ۱۲

یعنے عاجزی سے زبانی رجوع کرنا ۱۲

نکاح کیا توامام اعظم وامام محمد رحمہ کے نزدیک اُسکا رجوع فقط جماع سے ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی - ایک مریض نے اپنی جورو سے کہا کہ واللہ مین تجھ سے قربت نہ کرونگا پھر وہ دس روز ٹھہرا رہا پھر کہا کہ واللہ مین تجھ سے قربت نہ کرونگا تو وہ دو ایلاء سے ایلاء کنندہ ہوجائیگا اور دو مدتون کا شمار کیا جائیگا کہ ایک مدت پہلی قسم سے اور دوسری مدت دوسری قسم کے وقت سے شمار ہوگی اور اگر ان دونون مدتون مین سے کسی کے گذرنے سے پہلے اُسنے بقول رجوع کیا تو صحیح ہی اور دونون مدتین مرتفع ہوجاوینگی جیسے جماع کر لینے مین ہوتا ہی پھر اگر مرض برابر رہا یہانتک کہ دونون مدتین پوری ہوگئین تو یہ رجوع کرنا بیتابکد ہوجائیگا اور اگر پہلی مدت گذرنے سے پہلے اچھا ہوگیا تو یہ رجوع کرنا باطل ہوگیا اور جماع کے ساتھ رجوع کرے - اور اگر اُسنے زبانی رجوع نہ کیا تو دونون مدتون کے گذرنے پر دو طلاق واقع ہونگی کہ ایک طلاق پہلی قسم سے چار مہینہ گذرنے پر اور دوسری طلاق دوسری قسم سے چار مہینہ گذرنے پر یعنی پہلی سے دس روز بعد سائد اگر اُسنے جماع کر لیا تو دونون قسمون مین حانث ہوگا پس دو کفارہ اسپر لازم آوینگے - اور اگر مرض سے اچھا نہوا اور زبانی رجوع نہ کیا یہانتک کہ ایلاء اول سے مدت چار ماہ گذر گئی تو بیک طلاق بائنہ ہوجائیگی پھر اگر دوسری ایلاء کی مدت پوری ہونے مین جو دس روز باقی ہین اگر انمین اچھا ہوگیا تو ایلاء ثانی سے رجوع کرنا بجماع ہوگا اگرچہ وہ کبھی جماع پر قادر نہوا اور اگر دوسری ایلاء سے دس روز باقی مدت مین اچھا نہوا پس اگر دس روز کے اندر زبانی رجوع کیا تو ایلاء دوم باطل ہوجائیگا اور اگر رجوع نہ کیا تو دس روز گذرنے پر دوسری ایک طلاق سے بائنہ ہوجائیگی - اور اگر ایلاء اول کی مدت مین زبانی رجوع کیا تو حق اول مین صحیح ہی حتے کہ اول کی مدت گذرنے پر طلاق واقع نہوگی پھر اگر دوسری ایلاء کے دس روز باقی مدت مین اچھا ہوگیا تو رجوع زبانی جو سابق مین کیا ہی اُسکا حکم جاتا رہا چنانچہ اب اُسکا رجوع کرنا جماع سے ہوگا اور اگر اُسنے جماع سے رجوع نہ کیا یہانتک کہ وہ بائنہ ہوگئی پھر اس سے نکاح کیا درحالیکہ وہ مریض ہی تو اسی ایلاء ثانی کا مولی رہیگا - اور اگر عورت مذکورہ سے قربت کی تو دونون قسمون مین حانث ہوجائیگا اور اسپر دو کفارہ لازم آوینگے یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہی - اور واضح رہے کہ مریض کے زبانی رجوع کرنے کا اعتبار جبھی تک ہوتا ہی کہ نکاح قائم ہو اور اگر بینونت واقع ہوگئی تو کچھ اعتبار نہین ہی چنانچہ اگر مریض نے اپنی عورت سے ایلاء کیا اور چار مہینہ گذر گئے اور اُس سے رجوع نہ کیا یہانتک کہ بیک طلاق اس سے بائنہ ہوگئی پھر بعد اسکے اُس سے زبانی رجوع کیا تو بیکار ہی ایلاء باطل نہوگا حتی کہ اگر اس سے نکاح کیا اور ہنوز وہ ویسا ہی مریض ہی پھر چار مہینہ گذر گئے کہ اُس سے رجوع نہ کیا تو بیک طلاق دیگر بائنہ ہوجائیگی اور بجماع رجوع کرنا جیسا قیام زوجیت کی حالت مین معتبر ہی ویسا ہی بعد بائنہ ہونے کے بھی معتبر ہی چنانچہ اگر تندرست مرد نے اپنی جورو سے ایلاء کیا اور چار مہینہ گذر گئے اور بیک طلاق بائنہ ہوگئی پھر اسکے بعد اس سے جماع کیا تو یہ ایلاء باطل ہوجائیگا چنانچہ اگر اسکے بعد اس عورت سے نکاح کیا اور چار مہینہ بلا جماع گذر گئے تو اسپر دوسری طلاق واقع نہوگی یہ محیط مین ہی - اور اگر مدت کے اندر مدت مین دونون نے اختلاف کیا تو قول شوہر کا قبول ہوگا لیکن اگر عورت جانتی ہو کہ یہ جھوٹ کہتا ہی تو اسکو اس مرد کے ساتھ رہنے کی گنجائش نہوگی بلکہ گناہ سے بچنے کے واسطے اسکے پاس سے بھاگ جاوے یا اپنا مال دیکر اپنی جان چھڑاوے - اور اگر مدت گذر جانے کے بعد دونون نے اختلاف کیا اور شوہر نے دعوی کیا کہ مین نے چار مہینہ کے اندر اُس سے جماع کر لیا ہی تو اُسکے قول کی تصدیق نہوگی الا اسصورت مین کہ عورت اسکی تصدیق کرے یہ تاتارخانیہ مین ہی

اور اگر عورت سے کہا کہ اگر مین نے تجھ سے قربت کی تو واللہ مین تجھ سے قربت نہ کرونگا تو ایک مرتبہ قربت کرنے کے وقت سے ایلاء کرنے والا ہو جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہی اور اگر کہا کہ اگر تو چاہے تو واللہ مین تجھ سے قربت نہ کرونگا پس اگر عورت نے اسی مجلس مین چاہا تو ایلا کنندہ ہو جائیگا - اور اسی طرح اگر کہا کہ اگر فلان چاہے تو فلان کو بھی اپنی مجلس تک اختیار رہیگا یہ عتابیہ مین ہی - اگر کسی مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ تو مجھپر حرام ہی اور یہ امر غیر مذاکرہ طلاق کی حالت مین واقع ہوا پس اگر اُسنے طلاق کی نیت کی تو طلاق بائن واقع ہو گی اور اگر تین طلاق کی نیت کی تو تین طلاق واقع ہونگی اور اگر دو طلاق کی نیت کی تو نہین صحیح ہی الا آنکہ جورو کسی کی باندی ہو اور اگر ظہار کی نیت کی تو امام اعظم و امام ابو یوسف کے نزدیک ظہار ہوگا اور اگر قسم کی نیت کی یا کچھ نیت نہ کی تو یہ ایلا رہا اور اگر کذب کی نیت کی تو یہ کذب ہوگا یہ ظاہر الروایہ کے موافق ہی - اور اسی طرح اگر عورت سے کہا کہ مین نے تجکو اپنے اوپر حرام کیا یا اپنے اوپر نکہا یا کہا کہ تو مجھپر حرام کردہ شدہ ہی یا حرام ہی مجھپر یا مجھپر نہ کہا یا کہا کہ مین تجھپر حرام ہون یا حرام کردہ شدہ ہون یا مین نے اپنے نفس کو تجھپر حرام کیا تو بھی یہی حکم ہی اور واضح رہے کہ اپنی نفس کے حرام کرنے کی صورتون مین لفظ تجھپر کہنا شرط ہی چنانچہ اگر یون کہا کہ مین نے اپنے نفس کو حرام کیا اور یہ نہ کہا کہ تجھپر اور طلاق کی نیت کی تو طالقہ نہوگی اور یہی حکم بینونت مین ہی بخلاف عورت کے نفس کے حرام کرنے کے کہ اسمین تجھپر ذکر کرنا شرط نہین ہی اور واضح ہو کہ یہ متقدمین کا قول ہی یہ خلاصہ مین ہی - اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ تو مجھپر حرام ہی تو اُسکی نیت دریافت کیجائیگی پس اگر اُسنے کہا کہ میری نیت کذب تھی یعنے دروغگوئی تو اسکے قول کے موافق رکھا جائیگا اور بعض نے فرمایا کہ محکمہ قضا مین اُسکے اس دعوی کی تصدیق نہوگی اسواسطے کہ یہ قسم ظاہرہ ہی اور اگر اُسنے کہا کہ مین نے طلاق کی نیت کی تھی تو یہ طلاق بائنہ ہوگی لیکن اگر اُسنے کہا کہ مین نے تین طلاق کی نیت کی تھی تو تین طلاق ہونگی اور اگر اُسنے کہا کہ مین نے تحریم کی نیت کی یا کچھ نیت نہین کی تھی تو یہ قسم ہوگی کہ اس سے ایلاء کرنے والا ہو جائیگا اور بعضے مشائخ اسکو بدون نیت مرد کے طلاق کی جانب راجع کرتے ہین کیونکہ یہی عرف ہی اور صاحب کتاب نے فرمایا کہ باب الایمان مین اسکا ذکر آیا ہی اور اسی پر فتوے ہی یہ غایہ سروجی مین ہی - اپنی جورو سے کہا کہ تو مجھپر مثل مردار کے یا مثل خون کے یا مثل سور کے گوشت کے یا مثل خمر کے ہی تو اسکی نیت دریافت کیجائیگی پس اگر اُسنے دروغ کی نیت کی ہو تو دروغ ہوگا اور اگر تحریم کی نیت کی تو ایلا رہوگا اور اگر طلاق کی نیت کی تو طلاق ہی یہ سراج وہاج مین ہی - اور اگر کہا کہ اگر مین نے تجھ سے قربت کی تو تو مجھپر حرام ہی پس اگر اُسنے طلاق کی نیت کی تو بالاتفاق امامون کے نزدیک ایلاء کرنیوالا ہو جائیگا اور اگر قسم کی نیت کی تو امام اعظم رح کے نزدیک فی الحال ایلاء کرنے والا ہو جائیگا اور صاحبین کے نزدیک جبتک قربت نہ کرے تب تک ایلاء کنندہ نہوگا یہ بدائع مین ہی - اور اگر کہا کہ اگر مین نے تجھ سے قربت کی تو تو طالقہ ہی پھر مدت گذر گئی پس اُسنے کہا کہ مین نے اس سے مدت کے اندر قربت کی تھی تو اسکے قول کی تصدیق نہوگی مگر اسکے اقرار سے دوسری طلاق واقع ہوگی یہ فتاوے عتابیہ مین ہی - (طلاق ایلاء واقع ہوگی ۱۲) اور اگر کہا کہ دونون تم مجھپر حرام ہو تو دونون مین سے ہر ایک سے ایلاء کرنے والا ہوگا اور عورت کے ساتھ وطی کرنے سے حانث ہوگا یہ فتح القدیر مین ہی - اور اگر دو عورتون سے کہا کہ تم مجھپر حرام ہو اور ایک کے واسطے ایک طلاق کی اور دوسری کے واسطے تین طلاق کی نیت کی تو امام ابو یوسف نے فرمایا کہ دونون پر تین تین طلاق واقع ہونگی اور امام اعظم رح کے نزدیک

اُسکی نیت کے موافق ہوگا اور امام محمد رح کے قول پر بھی ایسا ہی ہونا واجب ہی اور فتوے امام اعظم و امام محمد رح کے قول پر ہی اور اگر اُسنے کہا کہ مین نے ایک کے واسطے طلاق کی اور دوسری کے واسطے ایلا کی نیت کی تھی تو امام ابو یوسف کے نزدیک دونون پر طلاق واقع ہوگی اور طرفین کے نزدیک اسکی نیت کے موافق ہوگا۔ اور اگر اُسنے تین عورتون سے کہا کہ تم سب مجھپر حرام ہو اور ایک کے واسطے طلاق کی اور دوسری کے واسطے قسم کی اور تیسری کے واسطے دروغ کی نیت کی تو سب طالقہ ہوجاوینگی اور ایسا ہی کتاب مین مذکور ہی اور لازم ہی کہ یہ بنابر قول امام ابو یوسف رح ہو اور بقیاس قول طرفین کے اُسکی نیت کے موافق ہونا چاہیے یہ فتاوے کبری مین ہی۔ اور اگر اپنی عورت سے کہا کہ تو مجھپر حرام ہی پھر مکرر اسکو کہا کہ تو مجھپر حرام ہی اور اول قول سے طلاق کی اور دوسرے سے قسم کی نیت کی تو بالاتفاق اُسکی نیت کے موافق ہوگا اور اگر کہا کہ تو مجھپر مثل متاع فلان کے ہی تو حرام نہوگی اگرچہ نیت کی ہو یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر عورت نے اپنے شوہر کو کہا کہ وہ مجھپر حرام ہی یا کہا کہ مین تجھپر حرام ہون تو یہ قسم ہوگی اگرچہ نیت نہ کی ہو جیسے شوہر کی طرف سے کہنے مین ہوتا ہی چنانچہ اگر اسکے بعد عورت نے اپنے شوہر کو اپنے ساتھ وطی کرنے دی تو قسم مین حانث ہوجائیگی اور اسپر کفارہ لازم آویگا یہ ذخیرہ مین ہی

آٹھوان باب۔ خلع اور جو اُسکے حکم مین ہی اُسکے بیان مین۔ اور اسمین چند فصلین ہین

فصل اول شرائط خلع اور اسکے حکم کے بیان مین۔

ملک نکاح کو عوض بدل کے بلفظ خلع زائل کرنے کو خلع کہتے ہین یہ فتح القدیر مین ہی اور گاہی بلفظ خرید و فروخت صحیح ہوتا ہی اور گاہی بلفظ زبان فارسی صحیح ہوتا ہی یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور خلع کی شرط وہی ہی جو طلاق کی ہی اور خلع کا حکم یہ ہی کہ طلاق بائن واقع ہوگی یہ تبیین مین ہی۔ اور خلع مین تین طلاق کی نیت صحیح ہی۔ اور اگر عورت سے کئی بار نکاح کیا اور کئی بار اسکو خلع دیدیا تو ہمارے نزدیک تین بار کے بعد بدون دوسرے شوہر کے ساتھ نکاح کیے یہ عورت اس مرد کو حلال نہ ہوگی یہ شرح جامع صغیر قاضیخان مین ہی۔ اور عامہ علماء کے نزدیک خلع جائز ہونے کے واسطے سلطان کا حاضر ہونا شرط نہین ہی اور انھین کا قول صحیح ہی یہ بدائع مین ہی۔ اور جب شوہر و جورو مین رنجش پیش آئی اور دونون کو اسکا خوف ہوا کہ ہم سے حدود اللہ تعالی کی پاسداری نہوگی تو مضائقہ نہین ہی کہ عورت اتنا مال دیکر کہ شوہر اسپر عورت کو خلع دیدے اپنے نفس کو چھڑا دے پس جب دونون نے ایسا کیا تو ایک طلاق بائن واقع ہوگی اور عورت پر مال لازم ہوگا یہ ہدایہ مین ہی۔ اور اگر سرکشی مرد کی جانب سے ہو تو خلع پر اُسکو کچھ عوض لینا حلال نہین ہی اور یہ حکم براہ دیانت ہی اور اگر اُسنے لے لیا تو قضاءً جائز ہوگا اور عورت پر لازم ہوگا حتے کہ عورت اسکو مرد سے واپس لینے کی مختار نہوگی یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر سرکشی عورت کی جانب سے ہو تو ہمارے نزدیک جسقدر مرد نے اسکو دیا ہی اُس سے زیادہ لینا مرد کو مکروہ ہی اور باوجود اسکے اگر اُسنے زیادہ لیا تو قضاءً جائز ہی یہ غایۃ البیان مین ہی۔ اور اگر مرد نے کہا کہ تو نے اپنے نفس کو مجھ سے اسقدر کے عوض خلع مین لیا پس عورت نے کہا کہ مین نے خلع مین لیا تو بعض نے کہا کہ صحیح ہی اور بعض نے کہا کہ نہین صحیح ہی مطلقاً اور مختار یہ ہی کہ نہین صحیح ہی لیکن اگر اُسنے تحقیق و تقریر کی نیت کی ہو تو صحیح ہی اسواسطے کہ یہ ظاہر سوم ہی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر مرد نے کہا کہ مین نے تجھے اتنے مال پر خلع دیدیا پس عورت نے کہا کہ ہان تو یہ کچھ نہین ہی گویا[12] عورت نے کہا کہ ہان تو نے مجھے خلع دیدیا اور اگر عورت نے کہا کہ مین راضی ہوئی یا مین نے اجازت دیدی تو صحیح ہی۔ اسی طرح اگر عورت نے کہا کہ تو مجھے اتنے مال کے عوض طلاق دیدے پس مرد نے کہا کہ ہان تو یہ کچھ نہین ہی اسواسطے کہ یہ وعدہ ہی بخلاف اسکے اگر عورت نے کہا کہ مین بعوض ہزار درم کے طالقہ ہون پس مرد نے کہا کہ ہان تو طلاق واقع ہوگی

یعنے بدون حلالہ کے[12]

یعنے ہان کہنا کافی نہین کیونکہ ہان کہنا گویا عورت نے کہا[12]

گویا اُسنے یون کہا کہ ہان تو بہزار کے عوض طالقہ ہی یہ غایۃ السروجی مین ہی - اور خلع اور مبارات ہر حق کو جو ہر ایک کا دوسرے پر تھا مگر وہی جو نکاح سے متعلق ہی ساقط کر دیتا ہی یہ کنز الدقائق مین ہی - اور مال پر جو طلاق ہوتی ہی وہ موجب برارت نہین ہی اور یہی صحیح ہی یہ خلاصہ مین ہی - اور جب خلع بلفظ خلع ہو تو سواے مہر کے اور قرضہ سے امام اعظم رحکے نزدیک برارت ثابت نہین ہوتی ہی یہ ظاہر الروایہ ہی اور یہی صحیح ہی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی - اور اسی طرح مبارات مین باقی قرضون سے برارت حاصل نہین ہوتی ہی اور یہی صحیح ہی اگرچہ اسمین مشائخ کا اختلاف ہی - اور لفظ بیع و فرید مین مشائخ کا اختلاف ہی اور صحیح یہ ہی کہ اسکا حکم مثل لفظ خلع و مبارات کے ہی یہ فتاوے صغری مین ہی - اور خلع و مبارات اور طلاق علی المال مین نفقہ عدت سے برارت حاصل نہین ہوتی ہی الا بشرط اور یہ اتفاقی مسئلہ ہی اور اسی طرح بدون شرط کے نفقہ اولاد و رضاع سے برارت حاصل نہین ہوتی ہی پھر اگر اس سے برارت کی شرط کی پس اگر اسکے واسطے کوئی وقت میعادی مقرر کر دیا تو صحیح ہی ورنہ نہین - اور جبکہ بیان وقت و شرط سے برارت جائز ٹھہری پھر اگر اس وقت سے پہلے بچہ مر گیا تو پوری مدت تک جو ایام رہگئے ہین اسقدر حصہ اجرت شوہر اس عورت سے واپس لے سکتا ہی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی - اور اگر سواے مہر کے کسی قدر مال مسمی معروف پر خلع کیا پس اگر عورت مدخولہ ہو اور اسنے اپنا مہر وصول کر لیا ہو تو وہ شوہر کو مال عوض خلع دیدیگی اور کوئی دونون مین سے بعد طلاق کے دوسری کا پیچھا نہ کریگا اور اگر اُسنے مہر وصول نہ پایا ہو تو عورت بدل الخلع مرد کو دیدیگی اور شوہر سے کچھ مہر کے واسطے مطالبہ نہ کریگی یہ امام اعظمؒ کا قول ہی اور اگر عورت غیر مدخولہ ہو اور اُسنے مہر وصول پایا ہو تو شوہر اس سے بدل الخلع لے لیگا اور طلاق قبل دخول واقع ہونے کی وجہ سے نصف مہر مقبوضہ واپس نہ لیگا یہ امام اعظم کا قول ہی - اور اگر مہر مقبوضہ نہو تو شوہر اس سے بدل الخلع لے لیگا اور وہ شوہر سے نصف مہر نہین لے سکتی ہی یہ امام اعظم کا قول ہی - اور اگر عورت سے کسی قدر مال معلوم پر سواے مہر کے مبارات کی تو امام اعظم و امام ابو یوسف کے نزدیک اسکا حکم ویسا ہی ہی جیسا امام اعظم کے نزدیک خلع مین مذکور ہوا ہی یہ محیط مین ہی - اور اگر عورت کو اسکے مہر پر خلع دیا پس اگر عورت مدخولہ ہوا اور مہر اسکا مقبوضہ ہو تو شوہر اس سے اُسکا مہر واپس لیگا اور اگر مقبوضہ نہو تو شوہر سے تمام مہر ساقط ہو جائیگا اور دونون مین سے کوئی دوسرے کا کسی چیز کے واسطے دامنگیر نہین ہو سکتا ہی - اور اگر مدخولہ نہو پس اگر اُسنے مہر پر قبضہ کر لیا مثلاً ہزار درم ہین تو استحساناً شوہر اس سے ہزار درم واپس لیگا اور اگر اُسنے مہر وصول نہ کیا ہو تو استحساناً شوہر اس سے کچھ واپس نہ لیگا اور شوہر کے ذمہ سے مہر ساقط ہو جائیگا اور اگر عورت سے دسوین حصہ مہر پر خلع کیا اور مہر ہزار درم ہی پس اگر عورت مدخولہ ہوا اور مہر مقبوضہ ہو تو شوہر اس سے سو درم واپس لیگا اور باقی عورت کے قبضہ مین مسلم رہیگا اور یہ اتفاقی سب علماء کا قول ہی - اور اگر مہر مقبوضہ نہو تو شوہر کے ذمہ سے کل مہر ساقط ہو جائیگا اور یہ امام اعظم کا قول ہی - اور اگر عورت مدخولہ نہو پس اگر مہر مقبوضہ ہو تو شوہر اس سے نصف مہر کا دسوان حصہ واپس لیگا یعنے پچاس درم اسواسطے کہ طلاق کے وقت اسکا مہر نصف مہر مسمی ہو گا پس نصف مہر کا دسوان حصہ واپس لیگا اور باقی مہر عورت کو مسلم رہیگا اور اگر مہر مقبوضہ نہو تو شوہر پورے مہر سے امام اعظم کے نزدیک بری ہو گا یہ ظہیریہ مین ہی - اور یہ سب اسوقت ہی کہ عورت کو تمام یا بعض مہر پر خلع دیا ہو اور اگر عورت سے تمام مہر یا بعض مہر پر مبارات کی تو امام اعظم و امام ابو یوسف رحکے نزدیک اسکا حکم وہی ہی جو امام اعظم کے نزدیک خلع کیصورت مین مذکور ہوا ہی یہ محیط مین ہی - ایک شخص نے اپنی عورت کو اس مال مہر پر جو عورت کا شوہر پر آتا ہی خلع دیدیا پھر

ظاہر ہوا کہ عورت کا شوہر پر کچھ مہر نہین آتا ہی تو عورت پر مہر واپس کر دینا واجب ہوگا جیسے اس کہنے مین کہ عورت سے کہا کہ مین نے تجھے تیرے غلام پر جو میرے قبضہ مین ہی یا تیری متاع پر جو میرے ہاتھ مین ہی خلع دیا پھر ظاہر ہوا کہ عورت کی کوئی چیز اسکے قبضہ مین نہ تھی تو خلع عورت کے مہر پر ہوگا چنانچہ اگر شوہر پر باقی ہو تو ساقط ہوگا اور اگر عورت شوہر سے وصول کر چکی ہو تو شوہر کو تمام واپس کر دیگی - اور اگر عورت کو مہر پر خلع دیا یا مال مہر پر جو شوہر پر ہی ایک طلاق دی اور عورت نے قبول کیا حالانکہ شوہر جانتا ہی کہ عورت کا کچھ مہر شوہر پر نہین ہی تو خلع کی صورت مین بلا عوض ایک طلاق بائن واقع ہوگی اور طلاق بمہر مین ایک طلاق رجعی واقع ہوگی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی - اور اگر عورت نے کچھ مہر وصول کیا اور شوہر کو بعض مہر ہبہ کر دیا ہو پھر مجہول چیز کے عوض خلع لے لیا تو شوہر اسقدر مہر کو واپس لیگا جو عورت نے وصول کیا ہی زیادہ کچھ نہین لے سکتا ہی یہ محیط سرخسی مین ہی - ایک مرد نے اپنی جورو کو اس قرار پر خلع دیا کہ جو اُسنے شوہر سے وصول کیا ہی سب واپس دے حالانکہ عورت نے جو شوہر سے وصول کیا تھا اسکو فروخت کیا یا ہبہ کر دیا اور مشتری یا موہوب لہ کو سپرد کر دیا ہی تو عورت یہ چیز شوہر کو واپس کر دینے مین معذور ہی پس اگر یہ چیز قیمتی چیزون مین سے ہو تو اسکی قیمت واپس دے اور اگر مثلی چیزون مین سے ہی تو مثل واپس دے یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - ایک مرد نے ایک عورت سے مہر مسمی پر نکاح کیا پھر اسکو طلاق بائن دیدی پھر اس سے دوبارہ دوسرے مہر پر نکاح کیا پھر عورت نے اس سے اپنے مہر پر خلع لے لیا تو شوہر دوسرے مہر سے بری ہوگا نہ اول سے یہ سراج وہاج مین ہی - عورت کو قبل دخول کے خلع دیدیا حالانکہ نکاح کے وقت اسکا مہر مسمی نہین کیا تھا تو بدون بیان کے شوہر کے ذمہ سے متعہ ساقط ہو جائیگا یہ وجیز کردری مین ہی - ایک مرد نے اپنی جورو کو کچھ مال پر خلع دیا پھر عورت نے اس بدل خلع مین بڑھا دیا تو زیادتی باطل ہی یہ تجنیس و مزید مین ہی - اپنی عورت کو اس قرار پر خلع دیا کہ عورت اسکے ساتھ کسی عورت کو بیاہ دے تو عورت پر فقط یہ بات واجب ہوگی کہ جو مہر شوہر نے اسکو دیا ہی بس وہی واپس کر دے یہ حاوی قدسی مین ہی - اور اگر جورو کو اُسکے مہر پر اور اپنے پسر کو دو سال تک دودھ پلانے پر خلع دیا تو جائز ہی اور عورت مذکورہ جسنے ایسا خلع قبول کر لیا ہی دودھ پلانے پر مجبور کیجائیگی پس اگر اُسنے ایسا نہ کیا یا بچہ دو برس سے پہلے مر گیا تو عورت مذکورہ پر اس رضاعت کی قیمت واجب ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہی - ایک عورت نے اپنے شوہر سے اپنے مہر پر اور اپنے نفقہ عدت پر اور اس امر پر کہ اس شوہر سے جو اسکا بچہ ہی اسکو تین سال یا دس سال تک اپنے پاس یہ بے نفقہ دیکر اپنے پاس رکھیگی خلع لیا تو خلع صحیح ہوگا اور عورت مذکورہ ایسا کرنے پر مجبور کیجائیگی اگرچہ امر مجہول ہی پھر اگر عورت مذکورہ اس بچہ کو شوہر کے پاس چھوڑ کر بھاگ گئی تو شوہر کو اختیار ہوگا کہ عورت مذکورہ سے نفقہ کی قیمت لے لے - اور عورت کو اختیار ہوگا کہ شوہر سے بچہ کے کپڑے کا مطالبہ کرے لیکن اگر خلع مین بچہ کو نفقہ کے ساتھ کپڑا دینا بھی شرط کیا ہو تو کپڑے کا مطالبہ نہین کر سکتی ہی اگرچہ لباس مذکور مجہول ہی اور بچہ خواہ دودھ پیتا ہو یا دودھ چھوٹ گیا ہو کچھ فرق نہین ہی یہ خلاصہ مین ہی - اور اگر کسی قدر درمون پر خلع کیا پھر عورت مذکورہ کو بدل الخلع کے عوض طفل شیر خوارہ کے دودھ پلانے پر اجیر کیا یعنے نوکر رکھا تو جائز ہی اور اگر عورت کو دودھ چھوٹے ہوئے بچہ کو اس بدل الخلع پر نفقہ دیکر اپنے پاس سے دیکر اپنے پاس رکھنے پر اجارہ لیا تو نہین جائز ہی یہ فتح القدیر مین ہی - اور اگر عورت نے اس شرط پر خلع لیا کہ بدل خلع یہ ہی کہ بچہ کو تا بلوغ اپنے پاس رکھیگی تو صحیح ہی اور یہ اسوقت ہی کہ بچہ لڑکی ہو اور اگر لڑکا ہوگا تو نہین صحیح ہی اسواسطے کہ لڑکا مردون کے آداب و

اخلاق سیکھنے کا محتاج ہی پس اگر اس درازمدت تک اپنی مان کے ساتھ رہیگا تو اسمین عورتون کے اخلاق پیدا ہو جاوینگے اور
اسکی خرابی پوشیدہ نہین ہی- پھر اگر بچہ کی مان نے دوسرا نکاح کر لیا تو باپ کو اختیار ہوگا کہ بچہ اُس سے لے لیوے- اور
اگر دونون نے اسپر اتفاق کیا تو بچہ عورت کے پاس نہ چھوڑا جائیگا اسواسطے کہ یہ بچہ کا حق ہی اور دیکھا جائیگا کہ اتنی مدت
رکھنے کی اجرت کیا ہوتی ہی اسیقدر شوہر اس عورت سے لے لیگا اور بچہ اپنے پاس رکھنے پر خلع جبھی صحیح ہوتا ہی کہ مدت
بیان کر دی ہو اور اگر بیان نکی ہو تو صحیح نہین ہی خواہ بچہ دودھ پیتا ہو یا دودھ چھوٹ گیا ہو- اور منتقے مین لکھا ہی کہ اگر
بچہ دودھ پیتا ہو تو صحیح ہی اگرچہ مدت بیان نہ کی ہو اور دو برس تک دودھ پلاویگی یہ خلاصہ مین ہی- اور ابن سماعہ نے امام
محمد رح سے روایت کی ہی کہ ایک عورت نے اپنے شوہر سے خلع لیا اس قرار پر کہ اسکا جو مہر شوہر پر آتا ہی وہ اُسکا اور
جو اسکا بچہ اس عورت کے پیٹ مین ہی جب اسکو جنے تو دو برس تک دودھ پلاویگی تو یہ خلع جائز ہی پس اگر بچہ ہو کر مر گیا
یا اُسکے پیٹ مین بچہ نہ تھا تو رضاعت کی قیمت شوہر کو دیگی اور اگر بچہ ایکسال کے بعد مر گیا تو ایکسال کی قیمت رضاعت دیگی
اور اسیطرح اگر عورت خود مر گئی تو اسپر رضاعت کی قیمت واجب ہوگی اور اگر عورت نے دس برس تک مدت بیان کی ہو تو شوہر
دو برس تک کی اجرت رضاعت اور باقی آٹھ برس کا نفقہ لے لیگا لیکن اگر عورت نے خلع کے وقت کہا ہو اور اگر بچہ مر گیا
یا عورت مر گئی (یعنے اپنے تئین کہا) تو عورت پر کچھ نہوگا تو عورت کی شرط کے موافق رکھا جائیگا یہ امام ابو یوسف نے فرمایا ہی یہ فتح القدیر مین ہی
عورت کو اس قرار داد پر خلع دیا کہ میرے فرزند کو دس برس تک نفقہ دے اور یہ عورت تنگدست ہی پس اُسنے بچہ کا
نفقہ اُسکے باپ سے مانگا تو مرد مذکور پر نفقہ دینے کے واسطے جبر کیا جائیگا اور یہ جو اُسنے عورت پر شرط کر لیا تھا وہ عورت
پر قرضہ رہا اور اسی پر اعتماد ہی یہ غایۃ سروجی مین ہی- ایک مرد نے اپنی جورو کو اس شرط پر خلع دیا کہ یہ بچہ جو ان دونون
سے پیدا ہوا ہی چند سال معلومہ تک باپ کے پاس رہے تو خلع صحیح ہی اور شرط باطل ہی اسواسطے کہ ایسے صغیر بچہ کا مان
کے پاس رہنا بچہ کا حق ہی کہ جو ان دونون کے باطل کرنے سے باطل نہوگا- اسی طرح اگر جورو کو اس شرط پر طلاق دی کہ
بچہ کو اسکے بالغ ہونے تک اپنے پاس سے نفقہ دیکر اپنے پاس رکھے اور برین شرط کہ عورت کا جو مہر شوہر پر ہی اسکو چھوڑ دے
اور عورت نے اسکو قبول کر لیا پھر عورت نے لڑکے کو اپنے پاس رکھنے سے انکار کیا تو وہ اس امر پر مجبور کیجائیگی اور
اگر اُسنے ایسا نہ کیا تو لڑکے کے بالغ ہونے تک جو اجرت ہوتی ہو وہ اسپر واجب ہوگی- ایک عورت نے اس شرط سے
خلع لیا کہ وہ نفقہ و سکنی سے بری ہی تو خلع پورا ہو جائیگا اور شوہر نفقہ سے بری ہوگا مگر سکنی باطل نہوگا اور اگر عورت نے اس شرط
سے خلع لیا کہ سکنی کا خرچہ عورت کے ذمہ ہی تو عورت پر واجب ہوگا کہ شوہر سے یا کسی دوسرے سے کوئی مکان کرایہ لیکر اُسمین
عدت پوری کرے- ایک عورت نے اپنے شوہر سے اس شرط پر خلع لیا کہ شوہر کے بچہ کو جو اس عورت کے پیٹ سے ہی جبتک
زندہ رہیگا اپنے پاس سے نفقہ دیگی تو امام اعظم رح نے فرمایا کہ عورت پر واجب ہوگا کہ جو کچھ مہر اُسنے وصول پایا ہی وہ واپس
دے- ایک عورت نے اپنے شوہر سے اس شرط پر خلع لیا کہ اپنا مہر جو شوہر پر ہی اپنے فرزند کے واسطے ملک قرار دے یا
اس شرط سے اپنا مہر مذکور واسطے فلان اجنبی کے قرار دیگی تو امام محمد رح نے فرمایا کہ خلع جائز ہی اور فرزند یا اجنبی کو کچھ نہ ملیگا
جو کچھ مہر ہی وہ شوہر کا ہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہی- اور اگر عورت سے کہا کہ تو اپنے نفس کو خلع دے پس عورت نے
کہا کہ مین نے اپنے نفس کو تجھ سے خلع دیا اور شوہر نے اجازت دی تو بغیر مال جائز ہی اور امام ابو یوسف نے فرمایا کہ اگر کسی مرد
سے کہا کہ تو اپنے آپ کو خلع دیدے تو واقع نہوگا یہ خلع الا بعوض مال لیکن اگر شوہر نے بغیر مال کی نیت کی ہو تو بغیر مال ہوگا

اور اگر کسی غیر سے کہا کہ میری جورو کو خلع دیدے تو وہ بغیر مال خلع نہیں دیسکتا ہی یہ وجیز کردری مین ہی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو اپنے نفس کو خلع دیدے پس عورت نے کہا کہ مین نے اپنے آپ کو طلاق دی تو عورت پر مال لازم ہوگا لیکن اگر شوہر نے بغیر مال کی نیت کی ہو تو ایسا نہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ مجھے بعوض ہزار درم کے خلع دیدے پس شوہر نے کہا کہ تو طالقہ ہی تو اسمین اختلاف ہی بعضون نے کہا کہ شوہر کا کلام جواب ہوگا اور خلع تمام ہوجائیگا اور بعضون نے کہا کہ طلاق ہوگی خلع نہوگا اور مختار یہ ہی کہ یہ کلام جواب قرار دیا جائیگا پھر اگر شوہر نے دعوی کیا کہ مین نے اس سے جواب کا قصد نہین کیا تھا تو اسکا قول قبول ہوگا اور طلاق بغیر مال واقع ہوگی۔ اور اسیطرح اگر عورت نے شوہر سے کہا کہ مین نے اپنے نفس کو تجھ سے خلع کردیا پس شوہر نے کہا کہ مین نے تجھکو طلاق دیدی تو بعض نے کہا کہ یہ جواب ہوگا اور خلع پورا ہوجائیگا اور بعض نے فرمایا کہ ایک طلاق رجعی واقع ہوگی اور بعض نے فرمایا کہ شوہر کی نیت دریافت کیجائیگی پس اگر اسنے کہا کہ مین نے جواب کی نیت کی تھی تو جواب ہوگا۔ اور مسئلہ اولی مین بھی شوہر کی نیت دریافت کرنی چاہیے یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ عورت نے کہا کہ تو مجھے اتنے کے عوض خلع دیدے پس شوہر نے جواب دیا کہ مین نے تجھے البتہ طلاق دیدی یعنے طلاق بتہ دی تو بلا خلاف یہ ابتدائے طلاق ہی یہ غایۃ السروجی مین ہی۔ ایک عورت نے شوہر سے کہا کہ تو مجھے خلع دیدے یا خویشتن خریدم پس شوہر نے اسکے جواب مین کہا کہ تو طالقہ ہی تو یہ بمنزلہ اس قول کے ہی کہ مین نے تجھے خلع دیا ایسا ہی نوازل مین مذکور ہی اور فتوے اسپر ہی کہ اگر اسنے جواب کی نیت کی ہو تو جواب ہوگا۔ اور اگر شوہر نے کہا کہ فروختم بیک طلاق تو بدون نیت جواب ہوگا۔ امام استاد ظہیر الدین رح نے فرمایا کہ یہ کہنا کہ تو طالقہ ہی یا بیک طلاق یا سے تو کشادہ کردم بدون نیت جواب ہوگا اور محیط مین مذکور ہی کہ فتوے شمس الاسلام اوزجندی بھی ایسا ہی ہی اور یہی صحیح ہی یہ خلاصہ مین ہی۔ اور اسمین باہم اختلاف ہی کہ آیا شوہر مہر سے بری ہوجائیگا یا نہین اور فتوے اسپر ہی کہ بری نہوگا اور یہی اصح ہی یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر مرد نے عورت سے کہا کہ تو نے مجھسے بیع لیے یا خریدے تین طلاق بعوض اپنے مہر ونفقہ عدت کے پس عورت نے کہا کہ مین نے خریدے تو صحیح یہ ہی کہ طلاق واقع نہوگی جبتک کہ عورت کے کلام کے بعد شوہر یون نہ کہے کہ مین نے فروخت کیے کذا فی فتاوی قاضیخان۔ لیکن اگر شوہر نے اس کلام سے تحقیق طلاق کی نیت کی ہو نہ مساومت کی تو طلاق واقع ہوجائیگی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو تین طلاق اپنے مہر ونفقہ عدت کے عوض خرید لے پس عورت نے کہا کہ مین نے خریدین تو دونون مین خلع پورا ہوجائیگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ مین نے تین طلاق تیرے ہاتھ تیرے مہر ونفقہ عدت کے عوض فروخت کین پس عورت نے جواب دیا کہ بعت مین نے بیچی اور احتمال ہی کہ بمعنی خریدی ہو اور یہ نہ کہا کہ مین نے خریدی تو فقیہ ابو اللیث نے فرمایا کہ طلاق واقع نہوگی اور اسی پر فتوے ہی۔ اور اگر عورت نے کہا کہ مین نے تیرے ہاتھ اپنا مہر ونفقہ عدت فروخت کیا پس شوہر نے کہا کہ مین نے خریدا اور اٹھ چلی جا پس وہ اٹھکر چلی گئی تو ظاہر یہ ہی کہ اسپر طلاق واقع نہوگی لیکن احوط یہ ہی کہ اگر اس سے پہلے دو طلاق نہو چکی ہون تو تجدید نکاح کرلے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ مین نے تیرے ہاتھ ایک طلاق بعوض تیرے مہر ونفقہ عدت کے فروخت کی پس عورت نے فارسی مین کہا کہ بجان خریدم تو طلاق واقع ہوگی یہ فتاوے کبرے مین ہی۔ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ مین نے اپنی طلاق بمہر وعدت ہبہ کی یا تیری ملک مین کردی پس شوہر نے کہا کہ مین نے قبول کی اور طلاق کی نیت کی تو کچھ واقع نہوگی۔ ایک عورت سے اسکے خاوند نے کہا کہ مین نے تیرے ہاتھ ایک طلاق بعوض تیرے مہر ونفقہ عدت کے بمثل آنکہ جبرئیل علیہ السلام

ــــــــــــــــ

سلہ یعنی ایسا ہی ہی بلا خلاف

سلہ یعنی ترا سنہ

سلہ یعنی بریدہ شد بر عنوان [illegible]

سلہ یعنی [illegible]

سلہ یعنی [illegible]

[illegible]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لائے فروخت کر دی پس عورت نے کہا کہ مین نے قبول کی تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر عورت مذکورہ طاہرہ ہو اور مرد نے اس طہر مین اس سے جماع نہ کیا ہو تو طالقہ ہو جاویگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور اگر کہا کہ مین نے تیرے ہاتھ ایک طلاق بعوض تیرے مہر کے فروخت کی پس عورت نے کہا کہ مین طالقہ ہو گئی تو شوہر سے بعوض اپنے مہر کے بائنہ ہو جائیگی گویا یون کہا کہ مین نے خریدی اور بعض نے فرمایا کہ ایک طلاق رجعی واقع ہو گی مگر اول اصح ہی۔ اور اگر شوہر نے کہا کہ مین نے تیرے ہاتھ ایک تطلیقہ فروخت کی پس عورت نے کہا کہ مین نے خریدی تو مفت ایک طلاق رجعی واقع ہو گی اسواسطے کہ یہ صریح طلاق ہی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر شوہر نے کہا کہ مین نے تیرے ہاتھ تیرے نفس کو فروخت کیا پس عورت نے کہا کہ مین نے خریدا تو طلاق بائن واقع ہو گی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ مین نے تیرے ہاتھ ایک تطلیقہ بعوض تین ہزار درم کے فروخت کی۔ اسکو تین بار کہا۔ اور عورت نے ہر کلام کے بعد کہا کہ مین نے خریدی پھر شوہر نے دعوی کیا کہ مین نے دوم و سوم کلام سے تکرار کی اور اولی کے اخبار کی نیت کی تھی تو قضاءً اسکے قول کی تصدیق نہو گی پس تین طلاق واقع ہونگی مگر عورت پر نو ہزار درم لازم ہونگے یہ فتاوی قاضیخان و خلاصہ و ذخیرہ و کبری مین ہی اور اسی کو فقیہ نے اختیار کیا ہی یہ عتابیہ مین ہی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ مین نے تجھے خلع کر دیا اور طلاق کی نیت کی تو یہ ایک طلاق واقع ہو گی اور اگر عورت سے کہا کہ مین نے تجھے تیرے اس مال مہر پر جو مجھ پر آتا ہی خلع دیدیا اور اسی کو تین بار کہا پس عورت نے کہا کہ مین نے قبول کیا یا کہا کہ راضی ہوئی تو تین طلاق سے مطلقہ ہو جائیگی اسواسطے کہ اسکے قبول ہی سے واقع ہوئی ہین۔ اور اگر مرد نے کہا کہ مین نے تجھ سے مبارات کی مین نے تجھ سے مبارات کی مین نے تجھ سے مبارات کی اور کچھ مال بیان نہ کیا پس عورت نے کہا کہ مین راضی ہوئی یا مین نے اجازت دی تو مفت تین طلاق واقع ہونگی۔ اور اگر عورت نے کہا کہ مین نے تجھ سے اپنے نفس کو بعوض ہزار درم کے خلع کیا مین نے تجھ سے اپنے نفس کو بعوض ہزار درم کے خلع کیا مین نے تجھ سے اپنے نفس کو بعوض ہزار درم کے خلع کیا پس شوہر نے کہا کہ مین نے اجازت دی یا مین راضی ہوا تو تین ہزار درم کے عوض تین طلاق واقع ہونگی یہ خلاصہ مین ہی۔ اور اگر شوہر نے کہا کہ مین نے تیرے ہاتھ تیرا امر بعوض ہزار درم کے فروخت کیا پس عورت نے مجلس مین کہا کہ مین نے اپنے نفس کو اختیار کیا تو ہزار درم کے عوض طلاق واقع ہو گی ایک مرد نے اپنی جورو کے ہاتھ ایک تطلیقہ بعوض اسکے تمام مہر کے اور تمام اس چیز کے جو گھر مین عورت کی ملک ہی سوا اسکے تن پر کے کپڑے کے فروخت کی پس عورت نے کہا کہ مین نے خریدی حالانکہ عورت کے تن پر بہت سے کپڑے اور زیور ہین تو طلاق بائن اس مال پر واقع ہو گی جو گھر مین اسکا ہی اور تمام اس سب پر جو اسکے تن پر کپڑے و زیور اسکی ملک ہی۔ مرد نے اپنی جورو کے ہاتھ ایک طلاق بعوض اس مہر کے جو اسکا شوہر پر آتا ہی فروخت کی حالانکہ شوہر جانتا ہی کہ عورت کا مہر کچھ نہین آتا ہی تو ایک طلاق رجعی واقع ہو گی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ اشتریت نفسی منک بما اعطیت یعنی مین نے اپنے نفس کو تجھ سے بعوض اس چیز کے جو تو نے عطا کی ہی خریدا یا کہا کہ اشتری نفسی منک بما اعطیت یعنی خریدتی ہون یا خریدونگی اپنے نفس کی تجھ سے بعوض اس مال کے جو تو نے مجھے عطا کیا ہی اور اگرچہ لفظ اشتری سے ان دونون معنون کو محتمل ہی مگر عورت نے ایجاب ہی کی نیت کی نہ وعدہ کی پس شوہر نے کہا کہ مین نے عطا کیا تو طلاق واقع ہو گی۔ اور یہ اسوقت ہی کہ عورت نے عربی زبان مین لفظ اشتری کہا ہو اور اگر اردو مین کہا یا فارسی مین کہا پس اگر فارسی مین کہا کہ خرمی اور مسئلہ بحالہ ہو تو صحیح ہی اور نیت پر نہو گی اور اگر اسنے کہا کہ خرم تو صحیح نہین ہی اور نیت کریگی

اسواسطے کہ فارسی مین ایجاب کے واسطے لفظ خرمی علیحدہ ہی اور وعدہ کے واسطے لفظ خرم علیحدہ ہی پس نیت کچھ موثر نہوگی اور عربی زبان مین دونون کے واسطے ایک ہی لفظ اشتری ہی پس نیت معتبر ہوگی قال المترجم فارسی محاورہ شائد توران کے نواح کا ہو ورنہ ظاہر فصیح یہ ہی کہ خریدم ایجاب ہی اور خرمی وخرم ہر دو ایجاب نہین ہین واللہ اعلم - ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ مین نے تجھے اپنا مہر ہبہ کیا پھر کہا کہ مجھے کچھ عوض دے پس شوہر نے کہا کہ مین نے تجھے تین طلاق عوض دین تو بسہ طلاق طالقہ ہو جائیگی یہ تجنیس و مزید مین ہی - ایک مرد نے اپنی جورو کو حکم دیا کہ اُسنے ایک سری بھنی ہوئی خریدی پس شوہر نے اُس سے کہا کہ سر خریدی پس عورت نے زعم کیا کہ یہ مجھ سے سری خریدی ہوئی کا حال پوچھتا ہی پس اُسنے کہا کہ خریدم پس شوہر نے کہا کہ فروختم تو خلع صحیح نہو جائیگا ولیکن اگر شوہر نے طلاق کی نیت کی ہو تو واقع ہوگی یہ خلاصہ مین ہی اور اگر جلسہ کے لوگون نے عورت سے کہا کہ تو نے اپنے نفس کو بیک طلاق بعوض اپنے کل حق کے جو عورتون کا مردون پر ہوتا ہی مہر و نفقہ عدت سے خرید کیا پس اُسنے کہا کہ ہان مین نے خریدا پھر شوہر سے پوچھا گیا کہ تو نے فروخت کیا پس اُسنے کہا کہ ہان تو خلع صحیح ہو جائیگا اور شوہر تمام حقوق مذکورہ سے بری ہو جائیگا اگرچہ جلسہ کے گواہون نے عورت سے یہ نہین کہا ہو کہ تو نے اس سے [یعنی شوہر سے] خریدا اسواسطے کہ عورت کا اپنے نفس کو خریدنا سوائے شوہر کے اور کسی سے ممکن نہین ہی کذا فی الفتاوے الکبری اور اسی پر فتوے دیا جائیگا یہ خلاصہ مین ہی - اور اگر عورت نے اپنے شوہر سے خلع لینے کا ارادہ کیا اور قوم کے لوگ جمع ہوے اور پہلے اُنھون نے عورت سے کہا کہ تو نے اپنے نفس کو بعوض ان تمام حقوق کے جو تیرے شوہر پر آتے ہین خرید کیا پس عورت نے کہا کہ مین نے خرید کیا پھر ان لوگون نے شوہر سے کہا کہ تو نے فروخت کیا اُسنے جواب دیا کہ مین نے فروخت کیا حالانکہ شوہر کے دل مین یہ تھا کہ اسباب خانہ مین سے کوئی مال فروخت کیا تو قضاءً طلاق واقع ہونے کا حکم دیا جائیگا - ایک مرد نے بطلاق واحد اپنی جورو کو خلع دیدیا پس اُسکے رفیقون نے کہا کہ تو نے ایسا کیون کیا پس اُسنے کہا کہ [بزبان فارسی] رو سہ بار یعنی جا تین بار تو اس کلام سے کچھ واقع نہوگی اسواسطے کہ یہ ایجاب نہین ہی - ایک مرد نے اپنی جورو کو خلع دیا پس اُس سے دریافت کیا گیا کہ تو نے کتنی طلاق کی نیت کی تھی اُسنے کہا کہ جتنی ہم نے چاہی پس اگر شوہر نے کچھ نیت نہ کی ہو تو بیک طلاق طالقہ ہوگی ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ تو مجھے خلع دیدے اور فارسی مین کہا کہ سہ خواہم پس شوہر نے کہا کہ سہ بار پھر اسکے بعد اُسکو خلع دیدیا یا بیک طلاق تو ایک طلاق واقع ہوگی اسواسطے کہ سہ بار کہنے سے کوئی واقع نہین ہوئی تھی یہ فتاوی کبری مین ہی

فصل دوم جس چیز کا بدل خلع ہونا جائز ہی اور جسکا نہین جائز ہی اُسکے بیان مین جس چیز کا مہر ہونا جائز ہی اُسکا بدل خلع ہونا بھی جائز ہی یہ ہدایہ مین ہی - اور اگر باہم رضامندی سے خلع شراب یا سور یا مردار یا خون پر واقع ہوا اور شوہر نے اسکو عورت سے قبول کیا تو فرقت ثابت ہو جائیگی اور عورت پر کچھ مال واجب نہوگا اور نہ وہ اپنے مہر مین سے کچھ واپس کریگی یہ حاوی قدسی مین ہی - اور اگر جورو کو اپنے ذاتی غلام پر خلع دیدیا یا اپنے ذاتی غلام پر اسکو طلاق دیدی تو عورت کے ذمہ کچھ لازم نہوگا ولیکن وقوع طلاق کے واسطے قبول ضروری ہی پھر ہر جس صورت مین مال واجب نہین ہوتا ہی اور خلع بلفظ خلع یا بیع واقع ہوا تو ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی اور جس صورت مین خلع بلفظ طلاق واقع ہوا تو مدخولہ ہونے کی صورت مین ایک طلاق رجعی واقع ہوگی چنانچہ اگر شراب پر یا عورت کے شوہر کو سوائے مہر کے دوسرے قرضہ سے جو عورت کا شوہر پر آتا ہی بری کر دینے پر یا شوہر کو کفالت نفس جو اُسنے اس عورت کے واسطے قبول کی تھی اُس سے بری کر دینے پر یا جو قرضہ عورت کا شوہر پر آتا ہی اُسمین تاخیر و مہلت دے دینے پر عورت کو طلاق دی تو بری کرنا صحیح ہی اور

مہلت دینا اگر تا وقت معلوم ہو تو صحیح ہی اور یہ طلاق رجعی واقع ہو گی یہ عتابیہ مین ہی- اور اگر خلع مین ایسی چیز بیان کی جسمین احتمال ہی کہ مال ہو یا نہو شلاً جو چیز اسکے گھر مین ہی یا جو اسکے ہاتھ مین ہی اسپر خلع لیا تو دیکھا جائیگا کہ اگر اسکے ہاتھ مین یا گھر مین اسوقت کوئی چیز ہو تو وہ شوہر کی ہو گی اور اگر نہو گی تو شوہر کو کچھ نہ ملیگا- اسی طرح اگر عورت نے جو اسکی بکریون کے پیٹ مین ہی یا اسکی باندی کے پیٹ مین ہی اسپر خلع لیا اور بچہ کا نام صریح نہ لیا تو بھی یہی حکم ہی- اور اگر عورت نے خلع مین ایسی چیز بیان کی جو مال تو ہی مگر وہ فی الحال موجود نہین ہی اور ثانی الحال مین مل سکیگی شلاً خلع لیا اسپر کہ جو اسکے درختان خرما مین امسال پھل آوین یا جو وہ امسال کما وے تو اسپر واجب ہوگا کہ جو مہر اُسنے وصول پایا ہی واپس کر دے خواہ یہ چیز پائی جاوے یا نہین- اور اگر عورت نے خلع مین ایسی چیز بیان کی جو مال ہی اور اسکے وجود کے واسطے زمانہ درکار نہین ہی لیکن اسکی مقدار مجہول ہی کہ اسکی مقدار پر وقوف نہین ہو سکتا ہی شلاً خلع لیا اس متاع پر جو اُسکے گھر مین یا اُسکے ہاتھ مین موجود ہی یا خلع لیا ان پھلون پر جو اسکے درختان خرما مین موجود ہین یا خلع لیا اُن بچون پر جو اسکی بکریون کے پیٹ مین ہین یا اس دودھ پر جو اسکی بکریون کے تھنون مین ہی پس اگر وہ چیز جو اُسنے بیان کی ہی وہان موجود ہو تو شوہر کو وہی ملیگی اور اگر وہان کچھ نہو تو عورت پر مہر مقبوضہ واپس کر دینا لازم ہوگا- اور اگر خلع مین ایسی چیز بیان کی جو مال ہی اور اسکی مقدار معلوم ہو سکتی ہی شلاً یون کہا کہ علی ما فی یدی من الدراہم او الدنانیر او الفلوس جو میرے ہاتھ مین درمون یا دینارون یا فلوس سے ہین تو ادنے مقدار جسپر دراہم کا اطلاق ہوتا ہی تین ہین پس اُسکی مقدار معلوم ہوئی پس اگر عورت کے ہاتھ مین تین یا زیادہ ہون تو شوہر کو یہ ملینگے اور اگر عورت کے ہاتھ مین اسمین سے کچھ نہو تو درم یا دینار کی صورت مین وزن کے حساب سے تین درم یا دینار ملینگے اور فلوس کی صورت مین گنتی کے تین پیسے ملینگے اور اگر اُسکے ہاتھ مین دو درم ہون تو عورت کو حکم دیا جائیگا کہ تین درم پورے کر دے- قال المترجم یہ اسوقت ہی کہ اُسنے عربی زبان مین دراہم وغیرہ لفظ جمع[۱۲] کا اطلاق کیا اور اگر فارسی یا اُردو مین کہا تو اقل جمع دو ہی پس صور مذکورہ دو پر جاری ہونگی فافہم واللہ اعلم- اور اگر عورت نے عقد خلع مین ایسی چیز بیان کی جو مال ہی اور اشارہ ایسی چیز کی طرف کیا جو مال نہین ہی شلاً اُسنے اس مٹکہ سرکہ پر خلع لیا یعنی اشارہ کیا مگر اسمین شراب نکلی پس اگر شوہر کو معلوم تھا کہ اسمین شراب ہی تو اسکو کچھ نہ ملیگا اور اگر یہ معلوم نہ تھا تو جو کچھ مہر اُسنے عورت کو دیا ہی واپس لیگا اور یہ امام اعظم رح کا قول ہی یہ محیط مین ہی- اور اگر عورت کو ایک غلام معین پر خلع دیا پھر ظاہر ہوا کہ وہ آزاد ہی یا مر گیا ہی تو شوہر نے جو کچھ اسکو دیا ہی واپس کر دیگی اور اگر وہ غلام استحقاق مین لیا گیا تو عورت سے اسکی قیمت لے لیگا اور اگر ظاہر ہوا کہ یہ غلام ایسا ہی کہ اُسکا خون حلال ہی[یعنے مہدر] تو بعض نے فرمایا کہ امام اعظم کے نزدیک اسکی قیمت واپس لیگا اور صاحبین کے نزدیک بقدر نقصان واپس لیگا- اور اگر عورت کو ایک غلام معین پر خلع دیا جسکی قیمت ہزار درم ہی بدین شرط کہ شوہر اسکو ہزار درم واپس دے پھر غلام استحقاق مین لے لیا گیا تو شوہر عورت سے ہزار درم واپس لیگا اور غلام کی نصف قیمت لیگا اسواسطے کہ نصف غلام بعوض ہزار کے بیع ہی پس جب وہ استحقاق مین لیا گیا تو اُسکا ثمن واپس لیگا اور وہ ہزار درم ہین اور نصف غلام بدل الخلع ہی پس اسکی قیمت لے لیگا یہ عتابیہ مین ہی- ایک عورت نے اپنے شوہر سے اس قرارداد پر خلع لیا کہ مہر و نفقہ عدت بدل الخلع ہی بشرطیکہ شوہر اسکو بیس[۲] درم واپس کر دے تو صحیح ہی اور شوہر کے ذمہ بیس[۲] درم لازم ہونگے یہ وجیز کردری مین ہی- اگر عورت نے بھاگے ہوئے غلام پر خلع لیا بدین شرط کہ عورت اسکی ضمان سے بری ہی تو بری نہو گی پس اگر عورت اسپر قابو پا وے تو بعینہ اُسکے سپرد کریگی اور اگر بعینہ اسکے سپرد کرنے سے عاجز ہو تو اُسکی قیمت سپرد

کرے یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور اگر عورت نے خلع لیا ایک حیوان پر جسکا وصف بیان کرکے اپنے ذمہ لیا ہی جیسے گھوڑا خچر گدہا وغیرہ تو خلع جائز ہی اور شوہر کو اس جنس سے وسط ملیگا (یعنے درمیانی درجہ کا[13]) مگر عورت کو اختیار ہی چاہے وسط جانور دیدے یا اسکی قیمت دیدے۔ اور اگر عورت کو حیوان غیر موصوف پر خلع دیا تو طلاق واقع ہوگی اور عورت پر واجب ہوگا کہ جس چیز کا استحقاق عورت کا بسبب نکاح کے مہر پر ہوا ہی مرد کو واپس دے یہ ینابیع مین ہی۔ اور اگر عورت کو دراہم معینہ پر خلع دیا پھر انکو ستوقہ پایا تو کھرے درم عورت سے لیگا۔ اسی طرح اگر کپڑے پر بدین شرط کہ ہروی ہی خلع دیا پھر وہ مروی نکلا تو درمیانی ہروی کپڑا اسسے لیگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر مرد نے کہا کہ مین نے تجھے خلع دیا اور عورت نے کہا کہ مین نے قبول کیا تو مہر مین سے کچھ ساقط نہوگا اور مرد کے اس قول سے عورت پر طلاق بائن واقع ہوگی بشرطیکہ مرد نے نیت کی ہو اور عورت کے قبول کو اسمین کچھ دخل نہین ہی چنانچہ اگر مرد نے اس قول سے طلاق کی نیت کی اور عورت نے قبول نہین کیا ہی تو بھی ایک طلاق بائن واقع ہوگی اور اگر اسنے کہا کہ مین نے طلاق کی نیت نہین کی تھی تو واقع نہوگی (اگرچہ عورت نے قبول کیا ہو[14]) اور قضاءً و دیانۃً دونون طرح اسکے قول کی تصدیق ہوگی۔ اور اگر عورت سے باہم خلع کر دیا اور مال عوض کا بیان نہ کیا تو صحیح یہ ہی کہ ہر ایک دوسرے کے حق سے بری ہو جائیگا اور اگر شوہر پر مہر باقی ہو تو جو مہر مرد نے اسکو دیا ہی وہ واپس کردیگی اسواسطے کہ عرف مین خلع کے ذکر مین مال گویا مذکور ہوتا ہی پس حکم مین معتبر ہوگا یہ وجیز کردری مین ہی اور یہی خلاصہ مین ہی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ مین نے تجھے اسقدر پر خلع دیدیا یعنی مال معلوم ذکر کیا تو جبتک عورت قبول نکرے تب تک طلاق واقع نہوگی اور اگر عورت کے قبول کے بعد مرد نے کہا کہ مین نے اس سے طلاق کی نیت نہین کی تھی تو قضاءً اسکے قول کی تصدیق نہوگی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ اور اگر عورت و مرد نے باہم خلع کا عقد کیا مگر بدل الخلع یہ قرار پایا کہ شوہر حکم ہی جو کہدے یا عورت حکم ہی یا اجنبی حکم ہی تو مانند مہر کی صورت کے جائز ہی لیکن مہر کی صورت مین معیار مہر المثل ہی اور یہان معیار وہ ہی جو مرد نے اسکو دیا ہی چنانچہ اگر عورت نے حکم شوہر پر خلع لیا اور شوہر نے بعد کو یہ حکم کیا کہ مین نے جو دیا ہی اسقدر واپس کردے یا اس سے کم مقدار کا حکم دیا تو صحیح ہی اور اگر اس سے زیادہ کا حکم دیا تو عورت پر زیادتی لازم نہوگی الا آنکہ عورت اسپر راضی ہو جاوے اور اگر عورت کے حکم پر ہو پس اگر عورت نے اسقدر کا حکم دیا جسقدر شوہر نے اسکو دیا ہی یا اس سے زیادہ کا حکم دیا تو جائز ہی اور اگر اس سے کم کا حکم دیا تو کمی ثابت نہوگی الا آنکہ شوہر اسپر راضی ہو جاوے یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر حکم کوئی اجنبی ہو پس اگر اسنے بقدر مہر حکم دیا تو جائز ہی اور اگر اسنے زیادتی یا کمی کا حکم دیا تو زیادتی جائز نہوگی الا آنکہ عورت راضی ہو جاوے اور کمی جائز نہوگی الا آنکہ شوہر راضی ہو جاوے یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر عورت نے مرد سے اس شرط پر خلع لیا کہ شوہر کے باپ کو جو عورت کی ملک مین ہی عورت آزاد کردے پس عورت نے ایسا کیا تو یہ آزاد کرنا عورت کی طرف سے ہوگا اور ولاء عورت کی ہوگی اور اگر اس شرط پر خلع دیا کہ شوہر کے باپ کو شوہر کی طرف سے آزاد کردے اور عورت نے ایسا کیا تو عتق شوہر کی طرف سے ہوگا پھر صورت اول مین آیا شوہر عورت سے جو عورت کو اسنے مہر دیا ہی واپس لیگا یا نہین تو مشائخ نے اسمین اختلاف کیا ہی بعض نے کہا کہ واپس لیگا اور اصح یہ ہی کہ عورت سے کچھ واپس نہ لیگا یہ تاتارخانیہ مین ہی۔

تیسری فصل طلاق بر مال کے بیان مین

اگر شوہر نے عورت کو کسی قدر مال پر طلاق دی اور اسنے قبول کی تو طلاق واقع ہوگی اور مال عورت کے ذمہ لازم ہوگا اور طلاق بائنہ ہوگی یہ ہدایہ مین ہی۔ ایک شخص نے اپنی عورت کو قبل دخول کے ہزار درم پر طلاق دی اور عورت کے مرد پر تین ہزار درم مہر کے ہین تو

اسمین سے ڈیڑھ ہزار درم بسبب طلاق قبل دخول واقع ہونے کے ساقط ہو جاوینگے اور باقی رہے ڈیڑھ ہزار درم کہ اسمین ایکہزار
کا باہم مقاصہ ہو جائیگا پھر عورت اپنے شوہر سے شیخ بلخی رحمہ اللہ کے نزدیک پانچ سو درم نہین لے سکتی ہی اور باقی مشائخ کے
نزدیک لے سکتی ہی اور اسی پر فتوے ہی یہ وجیز کردری مین ہی۔ مرد نے عورت کے مہر کے تین حصہ برابر کیے اور ایک تہائی
مہر پر اسکو ایک طلاق دی اور پھر دوسری و تیسری طلاق بھی اسیطرح دی تو تین طلاق واقع ہونگی اور تہائی مہر ساقط ہوگا
اور شوہر اسکے دو تہائی مہر کا ضامن ہوگا یہ فتاوے کبری مین ہی۔ اور اگر عورت نے کہا کہ مجھے تین طلاق ہزار درم کے
عوض دیدے پس شوہر نے اسکو ایک طلاق دی تو عورت پر ہزار کی تہائی واجب ہوگی۔ اور اگر عورت نے کہا کہ مجھے تین
طلاق ہزار درم پر دیدے پس اُسنے ایک طلاق دی تو امام اعظم رہ کے نزدیک عورت پر کچھ لازم نہ آویگا اور شوہر کو رجوع کرنیکا
اختیار ہوگا۔ اور اگر شوہر نے کہا کہ تو اپنے نفس کو تین طلاق بعوض ہزار درم کے یا ہزار درم پر دیدے پس عورت نے اپنے آپکو
ایک طلاق دی تو کچھ واقع نہوگی یہ ہدایہ مین ہی۔ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ تو مجھے تین طلاق بعوض ہزار درم کے دیدے
حالانکہ شوہر اسکو دو طلاق دیچکا ہی پس اُسنے ایک طلاق دیدی تو ہزار درم عورت پر واجب ہونگے یہ ظہیریہ مین ہی۔ ایک
عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ تو مجھے ایک طلاق بعوض ہزار درم کے دے پس شوہر نے کہا کہ تو طالقہ واحدہ و واحدہ و واحدہ ہی تو
بالاتفاق تین طلاق واقع ہونگی ایک بعوض ہزار درم کے اور دو طلاقین مفت بلا عوض یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ شوہر نے کہا کہ تو طالقہ
چہار طلاق بعوض ہزار درم کے ہی پس عورت نے قبول کیا تو عورت بسہ طلاق بعوض ہزار درم کے مطلقہ ہو جائیگی اور اگر عورت
نے تین طلاق بعوض ہزار درم کے قبول کین تو کوئی واقع نہوگی۔ اور اگر عورت نے کہا کہ تو مجھے چار طلاق بعوض ہزار درم کے دیدے
پس مرد نے اسکو تین طلاق دین تو یہ بعوض ہزار درم کے ہونگی اور اگر ایک طلاق دی تو بعوض تہائی ہزار کے ہوگی یہ فتح القدیر
مین ہی۔ اور اگر اپنے شوہر سے کہا کہ تو مجھے ایک طلاق بعوض ہزار درم کے دیدے یا ہزار درم پر دیدے پس مرد نے کہا کہ
تو طالقہ ثلث ہی اور ہزار کا ذکر نہ کیا تو امام اعظم رہ کے نزدیک مفت مطلقہ ہو جائیگی اور صاحبین کے نزدیک مطلقہ ثلث ہو جائیگی
اور اسپر ہزار درم واجب ہونگے جو بمقابلہ ایک طلاق کے ہونگے اور اگر عورت نے کہا کہ مجھے ایک طلاق بعوض ہزار درم کے یا ہزار درم
پر دیدے پس مرد نے کہا کہ تو طالقہ ثلث بعوض ہزار درم ہی تو امام اعظم رہ کے نزدیک جبتک عورت اسکو قبول نہ کرے کوئی
واقع نہوگی اور جبکہ عورت نے سب کو قبول کر لیا تو تین طلاق بعوض ہزار درم کے واقع ہونگی اور صاحبین کے نزدیک اگر عورت
نے قبول نہ کیا تو ایک طلاق واقع ہوگی اور باقی دو طلاق واقع نہونگی اور اگر اسنے قبول کیا تو مطلقہ ثلث ہوگی جسمین سے
ایک بعوض ہزار کے ہوگی اور دو طلاق مفت واقع ہونگی یہ کافی مین ہی۔ اور ابو الحسن نے امام ابو یوسف سے حکایت کی ہی کہ
انھون نے امام اعظم رہ کے قول کی طرف رجوع کیا اور ابن سماعہ نے امام محمد رہ سے روایت کی ہی کہ انھون نے بھی اس مسئلہ مین امام
اعظم کے قول کی طرف رجوع کیا ایسا ہی جامع مین مذکور ہی یہ غایۃ السروجی مین ہی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ ہزار درم پر ہی پس
عورت نے قبول کیا تو طالقہ ہو جائیگی اور اسپر ہزار درم واجب ہونگے اور یہ مثل اس قول کے ہی کہ تو طالقہ بعوض ہزار درم کے
ہی اور ان دونون صورتون مین عورت کا قبول کرنا ضرور ہی یہ ہدایہ مین ہی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ ہی اور تجھپر
ہزار درم ہین پس عورت نے قبول کیا یا عورت نے کہا کہ مجھے طلاق دے اور تیرے واسطے ہزار درم ہین پس مرد نے اسکو
طلاق دی تو امام اعظم کے نزدیک عورت بلا مال مطلقہ ہو جائیگی اور صاحبین کے نزدیک بعوض مال مطلقہ ہوگی۔ یہ محیط سرخسی مین ہی
اور اگر شوہر نے جواب میں بڑھایا اور کہا کہ مین نے تجھے تین طلاق بعوض ہزار درم کے دین تو امام اعظم رہ کے نزدیک عورت

قبول کرنے پر موقوف ہی پس اگر عورت نے قبول کیا تو طلاق واقع ہونگی اور عورت پر ہزار درم واجب ہونگے اور اگر عورت نے قبول نہ کیا تو باطل ہوگیا اور صاحبین کے نزدیک تین طلاق بعوض ہزار درم کے واقع ہونگی خواہ عورت قبول کرے یا نکرے یہ شرح جامع صغیر قاضیخان مین ہی۔ اور اگر عورت نے کہا کہ مجھے طلاق دے اور تیرے واسطے ہزار درم ہین پس مرد نے کہا کہ مین نے تجھے ان ہزار درمون پر جنکو تو نے بیان کیا طلاق دیدی پس اگر عورت نے قبول کیا تو طلاق واقع ہوگی اور مال واجب ہوگا اور اگر قبول نہ کیا تو واقع نہوگی اور مال واجب نہوگا یہ امام اعظم کا قول ہی اور صاحبین کے نزدیک طلاق واقع اور مال واجب ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر عورت نے کہا کہ تو مجھے بعوض ہزار درم کے طلاق دیدے پس شوہر نے کہا کہ تو طالقہ ہی اور تجھپر ہزار درم ہین تو ہزار درم کے عوض طلاق واقع ہوگی اور اگر مرد نے کہا کہ تو طالقہ ثلث بعوض ہزار درم کے ہی پس عورت نے کہا کہ مین نے قبول کی ایک طلاق بعوض ہزار درم کے تو تینون طلاق بعوض ہزار درم کے واقع ہونگی اور اگر عورت نے کہا کہ مین نے بعوض دو ہزار درم کے قبول کین تو طلاق واقع ہوگی اور ہزار درم عورت کے ذمہ لازم ہونگے۔ اور اگر مرد نے کہا کہ اگر تو نے مجھے ہزار درم دیے تو تو طالقہ ہی پس عورت نے اسکو دو ہزار درم دیے تو طالقہ ہوجائیگی اور (یعنی ہزار ۱۲) اسی طرح اگر عورت نے کہا کہ مین نے بعوض دو ہزار درم کے قبول کیا تو بھی یہی حکم ہی یہ غایہ سروجی مین ہی۔ ایک اجنبی عورت سے کہا کہ تو طالقہ ہزار درم پر ہی اگر مین نے تجھ سے نکاح کیا اور اس عورت نے قبول کیا پھر اُسنے اس عورت سے نکاح کیا تو قبول کرنا وہی معتبر ہوگا جو بعد نکاح کرنے کے ہو یہ نہر الفائق مین ہی۔ اور اگر عورت نے کہا کہ تو مجھے تین طلاق دیدے بعوض ہزار درم کے تو مجھے تین طلاق دیدے بعوض سو دینار کے پس مرد نے اسکو تین طلاق دیدین تو بعوض سو دینار کے طالقہ ہوجائیگی اور اگر شوہر کی طرف سے ایجاب دونون باتون کا ہو تو عورت پر دونون مال لازم ہونگے یہ ظہیریہ مین ہی عورت نے (یعنی بحرف عطف ہو مثلاً ۱۲) شوہر سے کہا کہ تو مجھے اور میری سوت کو ہزار درم پر طلاق دیدے پس مرد نے اسکو یا اسکی سوت کو طلاق دیدی تو ہزار درم کا نصف واجب ہوگا بشرطیکہ دونون کا مہر مثل برابر ہو جیسے اگر کہا کہ تو مجھے اور میری سوت کو بعوض ہزار درم کے طلاق دیدے تو یہی حکم ہی اور اگر دونون کے مہر مثل مین تفاوت ہو تو ہزار مین سے اسقدر حصہ واجب ہوگا جو مطلقہ کے مہر مثل کے برتہ مین پڑتا ہی بعضے مشائخ نے فرمایا کہ یہ بنابر قول صاحبین کے ہی اور امام اعظم کے قول پر کچھ واجب نہوگا اور بعضون نے کہا کہ یہ سب کا قول ہی لیکن اول ہی اصح ہی۔ اور اگر ایک مرد کی دو جورویاں کہ دونون نے اس سے درخواست کی کہ دونون کو ہزار درم پر یا ہزار درم کے عوض طلاق دیدے پس اُسنے ایک کو طلاق دیدی تو مطلقہ پر ہزار درم مین سے جو اسکے برتے مین پڑتا ہو واجب ہوگا پھر اگر اُسنے دوسری کو بھی طلاق دیدی تو اسکے ذمہ اُسکا حصہ بھی واجب ہوگا بشرطیکہ اسی مجلس مین اُسکو بھی طلاق دی ہو یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر یہ سب قبل اسکے کہ شوہر انمین سے کسی کو طلاق دے متفرق ہوگئین تو بسبب افتراق کے ان دونون کا ایجاب مذکور باطل ہوگیا چنانچہ اگر اسکے بعد اُسنے طلاق دی تو طلاق بدون معاوضہ واقع ہوگی یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ واحدہ بعوض ہزار درم ہی پس عورت نے کہا کہ مین نے اس تطلیقہ کی نصف قبول کی تو بلاخلاف وہ بیک طلاق بعوض ہزار درم کے طالقہ ہوگی اور اگر عورت نے کہا کہ مین نے نصف اس تطلیقہ کی بعوض پانچ سو درم کے قبول کی تو باطل ہی۔ اور اگر عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ مجھے ایک طلاق بعوض ہزار درم کے دیدے پس شوہر نے کہا کہ تو طالقہ نصف تطلیقہ ہی تو بیک طلاق بعوض ہزار درم کے طالقہ ہوگی اور اگر کہا کہ تو طالقہ نصف تطلیقہ بعوض پانچ سو درم ہی تو پانچ سو درم کے عوض بیک طلاق طالقہ ہوگی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ ثلث ہی

بوقت سنت بعوض ہزار درم کے حالانکہ اسوقت عورت طاہرہ موجود ہی تو ایک طلاق بعوض تہائی ہزار کے واقع ہوگی پھر دوسری
یعنے طہر بلا جوا ئم
طلاق دوسرے طہر مین مفت واقع ہوگی الا آنکہ اس سے پہلے عورت سے نکاح کر لے پھر تیسری بھی اسی طرح واقع ہوگی۔ اور
اگر کہا کہ تین طلاق بوقت سنت جسمین سے ایک بعوض ہزار درم ہی تو ہزار درم کے عوض تیسری طلاق واقع ہوگی اور اگر
ہنوز دخول واقع نہوا ہو تو ایک طلاق مفت واقع ہو کر بائنہ ہو جائیگی پھر اگر اس سے نکاح کیا تو طلاق واقع نہوگی۔ اور اگر
کہا کہ تو طالقہ ہی پرسون بعوض ہزار درم کے اور کل بعوض ہزار درم کے اور آج بعوض ہزار درم کے پس عورت نے
قبول کیا تو فی الحال ایک طلاق بعوض ہزار درم کے واقع ہوگی پھر جب کل کا روز آویگا تو واقع نہوگی الا آنکہ اس سے
پہلے نکاح کر لے تو دوسری واقع ہوگی اور یہی حال پرسون کے دن کا ہی کہ طلاق تیسری واقع نہوگی الا آنکہ پہلے تیسرے
دن سے نکاح کر لے تو تیسری طلاق واقع ہوگی اور اگر کہا کہ تو طالقہ بدو طلاق ہی کہ اسمین سے ایک بعوض ہزار درم ہی
تو ایک فی الحال واقع ہوگی اور دوسری طلاق عورت کے قبول پر متعلق رہیگی۔ اور اگر عورت نے کہا کہ اگر تو نے مجھے طلاق
دی تو تیرے واسطے ہزار درم ہین یا شوہر نے کہا کہ اگر تو میرے پاس لائی یا تو نے مجھے دیے یا ادا کیے ہزار درم تو تو طالقہ ہی
تو یہ مجلس ہی تک کے واسطے ہوگا یہ عتابیہ مین ہی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ ثلث ہی جبکہ تو نے مجھے ہزار درم دیے یا
ہرگاہ تو نے مجھے ہزار درم دیے تو وہ اسکی جورو رہیگی یہان تک کہ اسکو ہزار درم دے پھر جب اسکو ہزار درم دیگی خواہ مجلس
مذکور مین یا اسکے بعد تو اسپر طلاق واقع ہوگی اور جب لا دے تو شوہر کو اس سے انکار کا اختیار نہوگا نہ یہ کہ اسکے قبول پر
مجبور کیا جائیگا لیکن جب عورت اسکو لا کر مرد کے سامنے رکھدیگی تو طالقہ ہو جائیگی اور یہ استحسان ہی یہ مبسوط مین ہی۔ **اصل** یہ ہی
کہ ہرگاہ مرد نے دو طلاق ذکر کین اور دونون کے بعد ہی مال ذکر کیا تو وہ دونون کے مقابلہ مین ہوگا الا آنکہ اُسنے اول
کے ساتھ ایسا وصف بیان کیا جو منافی وجوب مال ہی تو ایسی صورت مین مال بمقابلہ دوم ہوگا اور یہ کہ عورت پر وجوب مال
کی شرط یہ ہی کہ بینونت حاصل ہو پس اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ ہی اسدم بیک طلاق اور کل کے روز بطلاق دیگر بعوض
ہزار درم کے یا بدین شرط کہ تو طالقہ ہی کل کے روز بطلاق دیگر بعوض ہزار درم کے یا کہا کہ آج کے روز طلاق واحدہ
اور کل کے روز طلاق دیگر رجعیہ بعوض ہزار درم کے تو ایک طلاق فی الحال بعوض پانچ سو درم کے واقع ہوگی اور کل
کے روز دوسری طلاق مفت واقع ہوگی الا آنکہ قبل اسکے نکاح کرکے ملک کا اعادہ کر لے یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اگر عورت
سے کہا کہ تو طالقہ ہی اسدم ایسی ایک طلاق کے ساتھ کہ مجھے رجعت کا اختیار ہی بدین شرط کہ تو طالقہ ہی کل کے روز بیک طلاق
بعوض ہزار درم کے پس عورت نے قبول کیا تو عورت پر ایک طلاق فی الحال مفت واقع ہوگی پھر جب کل کا روز ہوگا تو
عورت پر دوسری طلاق بعوض ہزار درم کے واقع ہوگی۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہی امروز بیک طلاق بائن بدین شرط کہ تو
طالقہ ہی کل کے روز بطلاق دیگر بعوض ہزار درم کے تو فی الحال ایک طلاق مفت واقع ہوگی پھر جب کل کا روز ہوگا تو
دوسری طلاق مفت واقع ہوگی اور اگر کل کا روز ہونے سے پہلے اسنے نکاح کر لیا پھر کل کا روز ہوا تو دوسری طلاق
بعوض ہزار درم کے واقع ہوگی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ واحدہ ابتداء تو طالقہ طلاق دیگر بعوض ہزار درم کے پس
عورت نے اسکو قبول کیا تو دو طلاق بعوض ہزار درم کے واقع ہونگی اور معاوضہ مذکور دونون کی طرف منصرف ہوگا۔ اور
اسی طرح اگر کہا کہ تو طالقہ ہی امروز بواحدہ اور کل کے روز بدیگر بعوض ہزار درم کے پس عورت نے قبول کیا تو آج کے روز
ایک طلاق بعوض نصف ہزار کے واقع ہوگی اور اگر کل کا روز ہونے سے پہلے نکاح کر لیا تو کل کے روز دوسری طلاق بعوض

پانچ سو درم یعنی نصف ہزار کے واقع ہوگی - اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہی اس ساعت ایسی ایک طلاق سے کہ مجھے اسمین رجعت کا اختیار ہی اور کل کے روز بیک طلاق دیگر کہ اسمین رجعت کا اختیار ہی بعوض ہزار درم کے یا کہا کہ تو طالقہ ہی اس ساعت بیک طلاق بائن اور کل کے روز بدیگر طلاق بائنہ بعوض ہزار درم کے یا کہا کہ تو طالقہ ہی اس ساعت بیک طلاق بدون کچھ عوض کے اور کل کے روز بطلاق دیگر بدون کچھ عوض کے بعوض ہزار درم کے تو معاوضہ ہزار درم مذکور دونون طلاقون کی جانب منصرف ہوگا چنانچہ ایک طلاق مقابلہ بنصف ہزار کے ہوگی پس ایک طلاق فی الحال بعوض نصف ہزار کے واقع ہوگی اور کل کے روز دوسری طلاق مفت واقع ہوگی الا آنکہ کل کے روز آنے سے پہلے دوبارہ نکاح کر لیا ہو تو پھر کل کے روز آنے پر دوسری طلاق بھی بعوض نصف ہزار کے واقع ہوگی - اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ ہی اس ساعت بیک طلاق کہ مجھے اسمین رجعت کا اختیار ہی یا کہا کہ بائنہ یا کہا کہ مفت اور کل کے روز بطلاق دیگر بعوض ہزار درم کے تو معاوضہ مذکور منصرف بطلاق بائنہ ہوگا - اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہی امروز بیک طلاق اور کل کے روز بطلاق دیگر کہ مجھے اسمین رجعت کا اختیار ہی بعوض ہزار درم کے تو معاوضہ مذکور ہر دو طلاق کی جانب منصرف ہوگا یہ محیط مین ہی - اگر کسی کی دو عورتین ہین پس اُسنے کہا کہ تم مین سے ایک طالقہ ہی بعوض ہزار درم کے اور دوسری بعوض پانچ سو درم کے پس دونون نے قبول کیا تو دونون مطلقہ ہو جاوینگی اور ہر ایک پر پانچ سو درم واجب ہونگے اسواسطے کہ اسکے سوا جو زائد مذکور ہی وہ ہر ایک کی نسبت کر کے مشکوک ہی کہ کس پر واجب ہوا - اور اگر اسنے کہا اور دوسری بعوض سو دینار کے تو دونون پر کچھ واجب نہوگا اسواسطے کہ دونون مین سے ہر ایک کے حق مین شک پڑ گیا یہ عتابیہ مین ہی - اور اگر عورت کو طلاق دی اس شرط پر کہ عورت اسکو کفالت بنفس فلان سے بری کر دے تو طلاق رجعی ہوگی - اور اگر عورت کو طلاق دی اس شرط پر کہ اسکو آن ہزار درم سے بری کر دے کہ جنکی کفالت اُسنے عورت کیواسطے فلان کی طرف سے قبول کی تھی تو طلاق بائنہ ہوگی یہ تاتارخانیہ مین ہی - عورت نے درخواست کی کہ تو مجھے طلاق دیدے اس شرط سے کہ جو میرا تجھپر آتا ہی مین اسمین تاخیر دونگی پس مرد نے طلاق دیدی پس اگر تاخیر کی مدت معلوم ہو تو تاخیر صحیح ہی اور اگر مدت معلوم نہو تو نہین صحیح ہی اور طلاق بہرحال رجعی ہوگی یہ خلاصہ مین ہی - اور بدل خلع کا اُدھار میعادی کرنا صحیح ہی باوجود جہالت مدت کے لیکن ایسی جہالت ہو کہ وہ قریب قریب دریافت کے ہو جیسے آوان حصاد و دیاس اور اگر ایسی جہالت ہو کہ متفحش فاحش ہی جیسے عطاء و ہبوب الریاح وغیرہ تو نہین صحیح ہی اور جس صورت مین کہ مدت میعادی نہین صحیح ہوتی تو مال فی الحال واجب ہوگا اور عورت کو خلع دینا اسکی زمین زراعت کرنے پر یا اسکے جانور سواری کے سواری پر یا خود عورت سے خدمت لینے پر ایسی طرح کہ اس خدمت سے اسکے ساتھ خلوت لازم نہ آوے اور ایسے ہی بخدمت اجنبی صحیح ہی یہ فتح القدیر مین ہی - اور مرد کی طرف سے خلع کا ایجاب یون قرار دیا جاتا ہی کہ گویا اُسنے طلاق کو عورت کے قبول پر معلق کر دیا ہی حتے کہ مرد کو اس سے رجوع کرنے کا اختیار نہین ہوتا ہی اور مجلس سے مرد کے کھڑے ہو جانے سے باطل نہین ہوتا ہی اور جبکہ عورت سامنے نہو غائبہ ہو تو بھی صحیح ہی اور جبکہ عورت کو خبر پہونچی تو اسکو اُسی مجلس تک خیار قبول یا عدم قبول حاصل رہیگا اور خلع کی تعلیق شرط کے ساتھ جائز ہی اور نیز وقت کی طرف اضافت بھی صحیح ہی جیسے جبکہ کل کا روز آوے یا جب فلان شخص سفر سے آوے تو مین نے تجھے ہزار درم پر خلع دیا تو قبول کا اختیار عورت کو کل کا روز آنے یا فلان مرد کے آجانے پر ہی - اور عورت کی جانب یہ اعتبار کیا جاتا ہی کہ بالعوض اسکو مالک کر دیا مثل بیع کے پس قبول کرنے سے پہلے عورت کا اس سے رجوع کرنا صحیح ہی اور عورت کے مجلس سے اٹھ کھڑے ہونے سے

باطل ہوجائیگا اور بحالت غیبت متوقف نہوگا اور تعلیق بشرط واضافت بجانب وقت نہیں جائز ہی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور خلع مین عورت کے واسطے شرط خیار جائز ہی نہ مرد کے واسطے یہ کنز الدقائق مین ہی۔ اور طلاق بمال احکام مین بمنزلہ خلع کے ہی لیکن فرق یہ ہی کہ جس صورت مین بدل خلع باطل ہو تو طلاق بائن رہجائیگی اور عوض طلاق جب باطل ہو تو طلاق بھی رہیگی اور جب واجب ہو تو بائن واقع ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہی شوہر نے اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ ہی ہزار درم پر اس شرط سے کہ مجھے تین روز خیار ہی پس عورت نے قبول کیا تو خیار باطل ہوگا اور طلاق واقع ہوگی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ ہی ہزار درم پر بشرط آنکہ تجھے تین روز تک خیار ہی پس عورت نے قبول کیا پس اگر عورت نے تین روز کے اندر رد کر دیا تو طلاق باطل ہوجائیگی اور اگر اُسنے تین روز کے اندر طلاق اختیار کی تو طلاق واقع ہوگی اور شوہر کے واسطے ہزار درم واجب ہونگے یہ کافی مین ہی۔ اور اگر دونون نے خلع کا عقد باندھا اور دونون پیدل چلے جاتے تھے پس اگر ہر ایک کا کلام دوسرے سے متصل واقع ہوا تو خلع صحیح ہوگا اور متصل نہوا تو صحیح نہوگا اور طلاق بھی واقع نہوگی یہ ہمالیہ مین ہی۔ عورت نے دعوی کیا کہ مین نے تجھ سے تین طلاق کی بعوض ہزار درم کی درخواست کی مگر تو نے ایک طلاق مجھے دی اور شوہر نے کہا کہ تو نے ایک طلاق کی درخواست کی تھی تو قول عورت کا اور گواہ مرد کے قبول ہونگے۔ اور اگر شوہر نے کہا کہ مین نے تجھے کل کے روز گذشتہ مین ہزار درم پر طلاق دی تھی مگر تو نے قبول نہین کی اور عورت نے کہا کہ مین نے قبول کی تھی تو قسم سے قول شوہر کا قبول ہوگا یہ خانیہ سروجی مین ہی۔ اور اگر شوہر نے کہا کہ مین نے تیری طلاق بعوض ہزار کے کل کے روز گذشتہ مین فروخت کی مگر تو نے قبول نہین کی تھی اور عورت نے کہا کہ مین نے قبول کی تھی تو قول عورت کا قبول ہوگا اسواسطے کہ بیع کا اقرار قبول کا اقرار ہی اسواسطے کہ وہ جزو بیع ہی یہ عتابیہ مین ہی۔ اور اگر عورت نے کہا کہ مین نے تجھ سے درخواست کی تھی کہ تو مجھے سو درم کے عوض طلاق دیدے اور شوہر نے کہا کہ نہین بلکہ بعوض ہزار درم کے تو قول عورت کا قبول ہوگا اور اگر دونون نے گواہ قائم کیے تو گواہ شوہر کے قبول ہونگے۔ اور اسیطرح اگر عورت نے کہا کہ تو نے مجھے مفت خلع دیدیا اور شوہر نے کہا کہ نہین بلکہ بعوض ہزار درم کے تو قول عورت کا قبول ہوگا اور اگر دونون نے گواہ قائم کیے تو گواہ شوہر کے مقبول ہونگے یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر عورت نے شوہر سے کہا کہ مین نے تجھ سے درخواست کی تھی کہ تو مجھے تین طلاق بعوض ہزار درم کے دیدے پس تو نے مجھے خالی ایک طلاق دی اور مرد نے کہا کہ نہین بلکہ مین نے تجھے تین طلاق دین پس اگر دونون مجلس درخواست ہی مین موجود ہون تو قول مرد کا قبول ہوگا اور اگر مجلس مذکور سے متفرق ہو کر ایسا اختلاف کیا تو قول عورت کا قبول ہوگا اور مرد کے واسطے اسپر ہزار کی تہائی واجب ہوگی اور عورت پر تین طلاق واقع ہونگی بشرطیکہ ہنوز عدت مین ہو۔ و ایسے ہی اگر عورت نے کہا کہ مین نے تجھ سے درخواست کی تھی کہ تو مجھے اور میری سوت کو بعوض ہزار درم کے طلاق دیدے پس تو نے فقط مجھے طلاق دی اور شوہر نے کہا کہ نہین بلکہ مین نے تم دونون کو طلاق دیدی ہی تو اگر دونون اسی مجلس مین ہون جسمین ایجاب واقع ہوا ہی تو قول شوہر کا قبول ہوگا اور اگر دونون مجلس سے متفرق ہوچکے ہون تو قول عورت کا قبول ہوگا اور عورت پر ہزار درم مین سے اُسی کا حصہ واجب ہوگا کیونکہ وہ اسکی معترف ہی یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور اسی طرح اگر اُسنے کہا کہ پس تو نے اس مجلس مین مجھے طلاق نہین دی اور نہ میری سوت کو طلاق دی تو قسم سے عورت کا قول قبول ہوگا اور شوہر پر لازم ہی کہ اپنے مال کو گواہون سے ثابت کر دے ولیکن عورت پر طلاق واقع ہوگی اسوجہ سے کہ شوہر نے اقرار کیا ہی یہ مبسوط مین ہی۔ عورت نے اگر شوہر سے مال پر خلع لیا پھر اُسنے گواہ قائم کیے کہ اُسنے یعنی شوہر نے

مجھے قبل خلع کے تین طلاق یا طلاق بائن دیدی تھی تو گواہ قبول ہونگے اور بدل الخلع مسترد کردیا جائیگا اور اس مقام پر تناقض ہونا گواہون کے مقبول ہونے سے مانع نہین ہی یہ خلاصہ مین ہی - اور اگر عورت نے گواہ قائم کیے کہ میرے شوہر مجنون نے اپنی صحت مین مجھے خلع دیا ہی اور شوہر کے ولی نے یا خود شوہر نے بعد افاقہ کے گواہ دیے کہ مین نے حالت جنون مین اسکو خلع دیا ہی تو گواہ عورت کے مقبول ہونگے یہ قنیہ مین ہی - اور اگر شوہر نے کہا کہ مین نے اس عورت کو تین طلاق بعوض ہزار درم کے دیدین پس عورت نے کہا کہ یہ تیری جانب سے اقرار ماضی ہی اور مین قبول کرچکی ہون اور شوہر نے کہا کہ یہ میری طرف سے اقرار مستقبل ہی جبکہ مین نے یہ کلام کیا ہی پس تو نے قبول نہین کیا تو قول شوہر کا قبول ہوگا اور اگر دونون نے گواہ قائم کیے تو عورت کے گواہ لیے جاوینگے یہ تاتارخانیہ مین ہی - اور اگر شوہر نے کہا کہ تو طالقہ ہی کل کے روز اپنے اس غلام پر پس عورت نے فی الحال قبول کیا اور وہ غلام فروخت کیا پھر کل کا روز ہوا تو عورت پر اس غلام کی قیمت واجب ہوگی اور اگر کل کا روز ہونے سے پہلے اسکو تین طلاق دیدین تو یہ باطل ہوگیا یہ عتابیہ مین ہی - شیخ الاسلام علی بن محمد اسبیجابی سے دریافت کیا گیا کہ ایک جورو و مرد نے باہم خلع کیا پھر شوہر سے کہا گیا کہ کتنی بار تم دونون مین خلع ہوا اُسنے کہا کہ دو بار پس عورت نے کہا کہ نہین بلکہ خلع ہم دونون مین تین بار ہوا ہی تو فرمایا کہ قول شوہر کا قبول ہوگا اھ - شیخ نجم الدین نسفی نے فرمایا کہ مجھ سے بھی یہ مسئلہ دریافت کیا گیا تو مین نے کہا کہ اگر یہ اختلاف دونون مین بعد نکاح واقع ہونے کے پیش آیا چنانچہ عورت نے کہا کہ یہ نکاح صحیح نہوا اسواسطے کہ یہ نکاح تیسرے خلع کے بعد ہی اور شوہر نے کہا کہ نہین بلکہ صحیح ہی اسواسطے کہ دوسرے خلع کے بعد ہی تو دونون مین یہ نکاح جائز ہوگا اور قول شوہر کا قبول ہوگا اور اگر عورت کی عدت گذر جانے کے بعد قبل نکاح کے یہ امر پیش آیا تو دونون مین نکاح جائز نہوگا اور نہ لوگون کو حلال ہی کہ عورت کو نکاح پر برانگیختہ کرکے دونون مین نکاح کرادین یہ ظہیریہ مین ہی - عورت نے اپنے شوہر سے درخواست کی کہ مال پر مجھے خلع دیدے پس مرد نے دو عادل گواہون کو گواہ کرلیا کہ جب میری جورو مجھسے کہیگی کہ من از تو خویشتن خریدم باوندی تو مین کہونگا فروختم اور یہ نہ کہونگا کہ فروختم پھر خلع کے واسطے یہ سب قاضی کے حضور مین جمع ہوئے اور قاضی کے پاس یہ معاملہ کیا اور قاضی نے اسکو سن لیا پھر اسکے بعد شوہر نے دعوی کیا کہ مین نے فروختم نہین کہا بلکہ فروختم کہا ہی اور ہر دو گواہ اسکے گواہی دیتے ہین پس اگر قاضی نے سنا ہو کہ اُسنے فروختم کہا ہی تو خلع صحیح ہونے کا حکم دیدیگا اور گواہون کی گواہی پر التفات نکریگا اور ایسے اشہاد کا کچھ اعتبار نہین ہی اور اگر قاضی نے کہا کہ مجھے یقین نہین ہی نہین معلوم اُسنے فروختم کہا کہ فروختم کہا یعنے نحاء معجمہ یا بلفاء اور دونون گواہ شاہد ہین کہ اسنے بفاء کہا ہی تو انکی گواہی کی سماعت کریگا اور خلع باطل کردیگا اور اگر حاضرین مجلس مین سے بعض نے گواہی دی کہ اُسنے فروختم کہا ہی تو صحت خلع کا حکم دیگا یہ فصول عمادیہ مین ہی - اور اگر خلع کسی قدر بدل مسمی پر واقع ہوا اور عورت نے یہ مقدار مسمی شوہر کو دی اور کہا کہ یہ بدل خلع ہی اور شوہر نے سوائے جہت خلع کے اور جہت سے اسپر قبضہ کرلیا تو بعض نے فرمایا ہی کہ قول شوہر کا قبول ہوگا اور ظہیر الدین مرغینانی یہی فتوی دیتے تھے اور بعض نے فرمایا کہ قول عورت کا قبول ہوگا کیونکہ تملیک از جانب عورت صادر ہوئی ہی تو وجہ تملیک بیان کرنے مین قول عورت کا قبول ہوگا اور شرع مین یہ اصل کبیر ہی یہ محیط مین ہی - اور جسپر خلع واقع ہوا ہی اگر اسکی جنس یا نوع یا مقدار یا صفت مین دونون نے اختلاف کیا تو قول عورت کا قبول ہوگا اور گواہ مرد کے مقبول ہونگے یہ بدائع مین ہی - اور اسی طرح اگر عورت نے کہا کہ مین نے صفت خلع لیا ہی تو قول عورت کا اور گواہ مرد کے قبول ہونگے یہ فتح القدیر مین ہی - اور اگر دونون نے اسطرح

اختلاف کیا کہ عورت نے کہا کہ خلع ہم دونون مین صحیح واقع ہوا اور مرد نے کہا کہ مین کھڑا ہو گیا پھر مین نے تجھے خلع دیا ہی (یعنے نفس خلع مین)
تو قول مرد کا قبول ہوگا اور یہ خلع سے انکار ہی یہ خلاصہ مین ہی اور اگر اپنی جورو سے (مجلس سے ۱۲) فارسی زبان مین خریدم و فروختم
کے ساتھ خلع کیا پس شوہر نے کہا کہ میرے دل مین یہ بات تھی کہ فروختم یعنے بکری کی سری مین نے فروخت کی یا کہا
کہ مین نے فروختم مخفف از افروختم بمعنے روشن کرنا کہا ہی یا کہا کہ مین نے فروختم بغبار کہا ہی تو بعض نے فرمایا کہ اسمین قسم سے
شوہر کا قول قبول ہوگا لیکن اگر اُسنے بدل الخلع پر قبضہ کر لیا ہو تو اسکا قول قبول نہوگا اسواسطے کہ ظاہر حال اس مرد کی
تکذیب کرتا ہی اور بعض نے فرمایا کہ شوہر کا قول قضاءً قبول نہوگا اگرچہ اُسنے بدل خلع پر قبضہ نہ کیا ہو اسواسطے کہ مرد کا کلام
جواب کی راہ پر نکلا ہی اور جواب مقید بسوال ہوتا ہی اور سوال تملیک نفس کا تھا تو جواب اُسی طرف منصرف ہوگا اور
علی ہذا اگر مرد نے کہا کہ میرے دل مین تھا کہ مین نے اپنی قبا فروخت کی تو بھی بعضے مشائخ کے نزدیک اسکا قول قبول
نہوگا اور اسی پر فتوے ہی اور اگر فروختم کہنے کے وقت شوہر نے بکری کی سری کی طرف یا قبا کی طرف اشارہ کیا ہو تو
بربناے قول ان بعضے مشائخ کے کچھ چیز نہین ہی اور خلع صحیح ہوگا لیکن اگر اُسنے تصریح کر دی کہ مین نے اپنی قبا
فروخت کی تو ایسی صورت مین خلع صحیح نہوگا اور اگر شوہر نے گواہ قائم کیے کہ اسنے بکری کا سر فروخت کیا ہی اور
گواہون نے گواہی دی کہ اسنے کہا کہ مین نے بکری کا سر فروخت کیا تو اُسکے گواہ مقبول ہونگے اور اسی طرح اگر
گواہ قائم کیے جنھون نے گواہی دی کہ اسنے فروختم از افروختن کہا ہی تو اسکے گواہ مقبول ہونگے۔ اور اگر اسکے معارضہ
مین عورت نے گواہ قائم کیے کہ اسنے نفس عورت کو فروخت کیا یا عورت کو فروخت کیا ہی تو عورت کے گواہ اولی ہونگے
یعنے وہی مقبول ہونگے ایسا ہی بعض نے کہا ہی اور اسمین میرے نزدیک نظر ہی اور لازم یہ ہی کہ شوہر کے گواہ اولی ہون یہ
محیط مین ہی۔ اور اگر کسی مرد سے کہا کہ تو میری عورت کو خلع دیدے تو اُسکو سواے بعوض مال کے اور کسیطرح خلع دینے
کا اختیار نہوگا یہ عتابیہ مین ہی۔ ایک عورت نے ایک مرد کو وکیل کیا کہ مجھے میرے شوہر سے خلع کرا دے بعوض ہزار درم
کے پس اگر وکیل نے بدل الخلع کو مطلق رکھا مثلاً کہا کہ اپنی جورو کو ہزار درم پر خلع دیدے یا کہا کہ ان ہزار درم پر خلع
دیدے یا بدل خلع کو اپنی طرف مضاف کیا باضافت ملک یا اضافت ضمان مثلاً یون کہا کہ اپنی جورو کو خلع دیدے ہزار درم
پر میرے مال سے یا ہزار درم پر بدین شرط کہ مین ضامن ہون تو وکیل کے قبول سے خلع پورا ہو جائیگا پھر اگر بدل خلع
اُسنے مرسل رکھا ہی تو وہ عورت پر ہوگا کہ اُسی سے اسکا مطالبہ کیا جائیگا اور اگر بدل خلع مضاف بجانب وکیل ہو خواہ
باضافت ملک یا باضافت ضمان تو عورت سے مطالبہ نہوگا بلکہ وکیل ہی سے مطالبہ بدل ہوگا پھر جو کچھ وکیل نے ادا کیا ہی
از جانب عورت وہ عورت سے واپس لیگا۔ اور اگر عورت نے کسی کو وکیل کیا کہ مجھے میرے شوہر سے خلع کرا دے پھر
وکیل نے اپنے کسی اسباب پر عورت کا خلع کرا دیا اور شوہر کو سپرد کرنے سے پہلے وہ اسباب وکیل کے ہاتھ مین تلف ہو گیا تو وکیل
اسکی قیمت کا عورت کے شوہر کے واسطے ضامن ہوگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر مرد نے کسی غیر سے کہا کہ میری جورو کو طلاق
دیدے پس اسنے عورت کو مال پر خلع کر دیا یا مال پر طلاق دیدی تو صحیح یہ ہی کہ عورت اگر مدخولہ ہو تو جائز نہین
اور اگر مدخولہ نہو تو جائز ہی و علی ہذا وکیل بخلع نے اگر مطلقاً طلاق دیدی تو جائز ہونا چاہیے اور بعض نے فرمایا کہ یہی
اصح ہی اسواسطے کہ خلع بعوض و بغیر عوض متعارف ہی پس دونون کا وکیل ہوگا یہ ظہیریہ و محیط سرخسی مین ہی۔ ایک
عورت نے کسی کو خلع کے واسطے وکیل کیا پھر اس سے رجوع کر لیا پس اگر وکیل کو اسکا علم نہوا تو عورت کا رجوع کرنا

کچھ کارآمد نہوگا اور اگر خلع کے لیے اپنے شوہر کے پاس ایلچی بھیجا پھر پیغام پہونچانے سے پہلے عورت نے اُس سے رجوع کر لیا تو اسکا رجوع کرنا صحیح ہوگا اگرچہ ایلچی کو یہ بات معلوم نہوئی ہو۔ اور اگر دو مردوں سے کہا کہ تم دونوں میری جورو کو بلا بدل خلع دیدو پس ایک نے اسکو خلع دیا تو طلاق واقع نہوگی۔ اور اگر دو مردوں سے کہا کہ تم دونوں میری عورت کو ہزار درم پر خلع دیدو پس دونوں میں سے ایک نے کہا کہ میں نے اس عورت کو ہزار درم پر خلع دیا اور دوسرے نے کہا کہ میں نے اسکی اجازت دی تو امام ابو یوسف نے فرمایا کہ یہ نہیں جائز ہی اور اگر ایک نے کہا کہ میں نے اس عورت کو خلع دیا اور دوسرے نے کہا کہ میں نے اس عورت کو ہزار درم پر خلع دیا تو یہ جائز ہی یہ فتاوے قاضیخان میں ہی۔ اور اگر ایک مرد کو وکیل کیا کہ اتنے مال پر خلع دیدے پس وکیل نے کہا کہ میں نے فلانہ عورت کو اسکے شوہر سے اتنے مال پر خلع کر دیا تو جائز ہی اگرچہ وکیل مذکور اس عورت کے حضور میں نہو۔ اور اسکے بعد ذکر فرمایا کہ ایک ہی آدمی کا دونوں طرف سے وکیل ہونا نہیں جائز ہی حالانکہ یہ مسئلہ اس امر کی دلیل ہی کہ یہ جائز ہی اور حاکم ابو الفضل نے فرمایا کہ یہ روایت اصل کے موافق ہی اور یہی صحیح ہی یہ عتابیہ میں ہی۔ ایک مرد نے دوسرے کو وکیل کیا کہ میری جورو کو خلع دیدے جبکہ وہ میری قبا دیدے اور عورت نے قبا وکیل کو دی اور دونوں میں خلع جاری ہو گیا پھر جب مرد مذکور نے قبا کو دیکھا تو ظاہر ہوا کہ اسکا استر نہیں ہی تو خلع غیر صحیح ہی اور اسی طرح اگر اسکا استر ہو مگر کہا کہ استر نہیں ہی تو بھی خلع صحیح نہوا اور اگر ایک ہی آستین نہو تو خلع صحیح ہو جائیگا یہ خلاصہ میں ہی۔ اور اگر چند آدمی کسی مرد کے پاس آئے اور انہوں نے کہا کہ تیری عورت نے ہمکو تجھ سے خلع لینے کے واسطے وکیل کیا ہی پس مرد مذکور نے اسنے دو ہزار درم پر عورت مذکورہ کا خلع کر دیا پھر عورت مذکورہ نے وکیل کرنے سے انکار کیا پس اگر ان لوگوں نے شوہر کیواسطے مال کی ضمانت کر لی ہو تو طلاق عورت پر واقع ہوگی اور مال ان لوگوں پر ہوگا اور اگر ان لوگوں نے ضمانت نہ کی ہو پس اگر شوہر نے یہ دعوی نہ کیا کہ عورت مذکورہ نے انکو وکیل کیا تھا تو طلاق واقع نہوگی اور اگر شوہر نے دعوی کیا کہ عورت مذکورہ نے ان لوگوں کو وکیل کیا تھا تو طلاق واقع ہوگی ولیکن مال واجب نہوگا۔ اور یہ اسوقت ہی کہ شوہر نے خلع دیدیا ہو اور اگر اسنے ان لوگوں کے ہاتھ ایک تطلیقہ بعوض دو ہزار درم کے فروخت کی تو شیخ ابو بکر اسکاف نے فرمایا کہ یہ اور خلع دونوں یکسان ہیں اور اسی پر فتوے ہی یہ فتاوی کبرے میں ہی۔ اور اصل میں مذکور ہی کہ اگر مرد نے کسی غیر سے کہا کہ میری جورو کو خلع دیدے اور اگر وہ انکار کرے تو اسکو طلاق دیدے پھر عورت نے خلع سے انکار کیا پس وکیل نے اسکو طلاق دیدی پھر عورت نے کہا کہ میں خلع لیے لیتی ہوں پس وکیل نے اسکو خلع دیا تو خلع جائز ہوگا بشرطیکہ طلاق رجعی ہو یہ محیط میں ہی ایک مرد نے دوسرے سے کہا کہ تو اپنی جورو کو اس غلام پر یا ان ہزار درم پر یا اس دار پر خلع دیدے پس اسنے ایسا ہی کیا تو قبول کا اختیار عورت کو حاصل ہوگا پس اگر عورت نے قبول کیا تو طالقہ ہو جائیگی اور اسپر واجب ہوگا کہ جو بدل بیان ہوا ہی وہ شوہر کو سپرد کر دے اور اگر بدل مذکور استحقاق میں لے لیا گیا تو عورت ضامن ہوگی۔ اور اگر اجنبی نے شوہر سے کہا کہ اپنی جورو کو میرے اس غلام پر یا اس میرے دار پر یا میرے اس ہزار درم پر خلع دیدے اور اسنے ایسا ہی کیا تو خلع واقع ہوگا اور عورت کے قبول کی حاجت نہ ہوگی اور نیز شوہر کے خالی اس کہنے سے کہ میں نے خلع دیدیا خلع تمام ہو جائیگا اور اجنبی کے (قبول کیا میں نے) کہنے کی حاجت نہوگی۔ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ تو مجھے خلع دیدے فلاں کے گھر یا فلاں کے غلام پر پس شوہر نے ایسا کیا تو عورت کے ساتھ خلع واقع ہوگا اور مالک غلام یا مکان کے قبول کی احتیاج نہوگی اور عورت پر واجب ہوگا کہ شوہر کو یہ دار یا غلام سپرد کر دے اور اگر سپرد کرنا متعذر ہو تو عورت پر

شوہر کو اسکی قیمت دینی واجب ہوگی۔ اور اگر شوہر نے ابتدا کی اور کہا کہ مین نے تجھے طلاق دی یا خلع کر دیا فلان کے دار پر تو قبول کرنا عورت کے اختیار مین ہوگا نہ مالک دار کے اور اگر شوہر نے مالک غلام کو مخاطب کیا اور عورت مذکورہ حاضر ہو پس کہا کہ مین نے اپنی عورت کو تیرے اس غلام پر خلع دیا اور عورت نے قبول کیا تو خلع واقع نہوگا جتنے کہ مالک غلام قبول کرے اور اگر اجنبی نے ابتدا کی اور بدل الخلع اس اجنبی کا نہین ہی بلکہ کسی اور اجنبی کا ہی پس اُسنے کہا کہ اپنی عورت کو فلان کے اس غلام پر یا فلان کے اس دار پر یا فلان کے ان ہزار درم پر خلع دیدے تو قبول کا اختیار مالک دار و غلام و دراہم کو ہی نہ عورت کو۔ اور اگر اجنبی نے کہا کہ تو اپنی عورت کو ہزار درم پر خلع دیدے بدین شرط کہ فلان اسکا ضامن ہی تو قبول کرنا اسی ضامن کے اختیار مین ہی نہ مخاطب یا عورت کے اختیار مین نہوگا۔ اور اگر عورت ہی مخاطبہ ہو مثلاً عورت نے کہا کہ مجھے ہزار درم پر خلع دیدے بدین شرط کہ فلان ضامن ہی پس شوہر نے خلع دیدیا تو خلع واقع ہوگا پھر اگر فلان مذکور نے مال کی ضمانت کر لی تو شوہر کو اختیار ہوگا کہ عورت یا فلان جسکو چاہے مال کے واسطے ماخوذ کرے اور اگر فلان نے ضمانت سے انکار کیا تو عورت ہی کو مال کے واسطے ماخوذ کریگا۔ اور اگر اجنبی نے شوہر سے کہا کہ اپنی جورو کو اس غلام پر خلع دیدے پس اُسنے کہا کہ مین نے خلع دیدیا پھر یہ غلام کسی دوسرے شخص کا نکلا ولیکن اس دوسرے شخص نے قبول کیا تو اُسکے قبول کرنے پر التفات نکیا جائیگا بلکہ قبول کا اختیار عورت کو ہوگا یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہی۔ اور اگر جورو و شوہر مین سے کسی نے طفل یا معتوہ یا مملوک کو خلع دینے یا خلع لینے مین اپنے قائم مقام وکیل کیا تو یہ جائز ہی یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر شوہر نے عورت سے کہا کہ خلع دے اپنے نفس کو یا کہا کہ خلع کر لے اپنے نفس کو تو مسئلہ مین تین صورتین ہین اول آنکہ یون کہا کہ خلع کر دے اپنے نفس کو بمال اور اس مال کی کوئی مقدار نہین بیان کی پس عورت نے کہا کہ مین نے اپنے نفس کو تجھ سے ہزار درم کے عوض خلع کر دیا تو اسصورت مین جبتک شوہر یون نہ کہے کہ مین نے اجازت دی تب تک طلاق واقع نہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی اور یہی ظاہر الروایۃ ہی اور ابن سماعہ نے روایت کی کہ خلع صحیح ہوگا اور اسی کو بعضے مشائخ نے لیا ہی کذا فی الفصول العمادیہ۔ دوم آنکہ عورت سے کہا کہ اپنے نفس کو ہزار درم کے عوض خلع کر دے پس عورت نے کہا کہ مین نے خلع کر دیا تو ایک روایت مین ہی کہ خلع بعوض ہزار درم پورا ہو جائیگا اگرچہ شوہر نے یہ نہ کہا ہو کہ مین نے اجازت دی اور یہی صحیح ہی۔ سوم آنکہ یون کہا کہ اپنے نفس کو خلع کر دے اور اس سے زیادہ کچھ نہ کہا پس عورت نے کہا کہ مین نے خلع لے لیا تو منتقی مین امام ابو یوسف رح سے مروی ہی کہ یہ خلع نہوگا۔ اور ابن سماعہ نے امام محمد رحمۃ اللہ سے روایت کی کہ اگر عورت سے کہا کہ تو اپنے نفس کو خلع کر لے پس عورت نے کہا کہ مین نے خلع کر لیا تو بلا بدل ایک طلاق بائن واقع ہوگی گویا اُسنے کہا کہ اپنے نفس کو بائنہ کر دے اور اسی کو اکثر مشائخ نے لیا ہی اور اگر خطاب از جانب عورت ہو کہ اُسنے کہا کہ تو مجھے خلع کر دے یا مبارات کر دے پس شوہر نے کہا کہ مین نے ایسا کیا تو مرد کی طرف سے خطاب ہونا اور عورت کی طرف سے ایسا خطاب ہونا سب صورتون مین یکسان ہین یہ فتاوے قاضی خان مین ہی اور اگر عورت سے کہا کہ تو خلع کر دے اپنے نفس کا بغیر مال پس عورت نے کہا کہ مین نے خلع کر دیا تو عورت کے قول ہی سے خلع پورا ہو گیا۔ عورت نے کہا کہ مجھے بغیر مال خلع کر دے پس شوہر نے کہا کہ مین نے خلع کر دیا تو کہتے ہی طلاق واقع ہو جائیگی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر مرد نے کہا کہ تو اپنے نفس کا خلع بعوض اسقدر مال کے لے لے پھر عورت کو عربی زبان مین سکھلایا کہ اُسنے کہا کہ مین نے خلع لے لیا یعنی یون کہا کہ اختلعت حالانکہ عورت مذکورہ اسے جانتی نہین ہی تو صحیح یہ ہی کہ خلع پورا نہوگا جبتک کہ عورت اسکو نجانے یہ محیط سرخسی مین ہی۔ ایک مرد نے دعوی کیا کہ مین تیری جورو کی طرف سے تیرے پاس ایلچی ہون کہ

ح خلع دینا [illegible] خلع لینا [illegible] سید [illegible] ۱۲ منہ

تو اسکو طلاق دے یا اسکو رکھے پس شوہر نے کہا کہ مین اسکو نہین رکھونگا بلکہ طلاق دیدونگا پس ایلچی نے کہا کہ مین نے تجھے تمام
اس سے جو اسکا تجھپر ثابت ہی بری کردیا پس مرد نے اس عورت کو طلاق دیدی پھر عورت نے انکار کیا کہ مین نے ایلچی کو بری
کرنے کا اختیار نہین دیا تھا اور ایلچی اسکا دعوی کرتا ہی پس اگر شوہر نے دعوی کیا کہ عورت نے اس ایلچی کو ایلچی کر کے بھیجا
اور جسطرح ایلچی کہتا ہی اسکو وکیل بھی کیا تو طلاق واقع ہوگی مگر عورت کا حق ویسا ہی رہیگا۔ اور اگر شوہر نے ایسا دعوی
نہ کیا پس اگر ایلچی نے یون کہا کہ مین نے تجھے عورت کے حق سے بری کیا بدین شرط کہ تو اسکو طلاق دیدے تو طلاق
واقع نہوگی اور اگر ایلچی نے یہ نہ کہا ہو کہ بدین شرط کہ تو اسکو طلاق دیدے تو طلاق واقع ہوگی اور عورت اپنے حق پر
ہوگی یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اگر فضولی نے کہا کہ اپنی جورو کو ہزار درم پر طلاق دیدے پس شوہر نے کہا کہ مین نے
طلاق دیدی تو متوقف رہیگی چنانچہ اگر عورت نے اجازت دیدی تو طلاق واقع ہوگی ورنہ نہین یہ عتابیہ مین ہی۔ ایک مرد نے
اپنی بیٹی کا اپنے داماد سے خلع کرا لیا پس اگر دختر بالغہ ہو اور باپ نے بدل الخلع کی ضمانت کرلی تو خلع پورا ہوگیا یہ فتاوی قاضیخان
مین ہی۔ ایک مرد نے اپنی بیٹی بالغہ کا اسکے شوہر سے اسکے مہر پر جو شوہر پر باقی ہی اسکی اجازت سے خلع کرالیا تو یہ اس دختر بالغہ
پر نافذ ہوگا اور اگر دختر مذکورہ کی اجازت نہ تھی اور اسکو بھی اسنے اجازت نہ دی پس اگر باپ نے بدل الخلع کی ضمانت نہ کی
ہو سوائے عبارت مہر کے تو خلع جائز نہوگا اور طلاق واقع نہوگی اور اگر دختر مذکورہ نے اجازت دیدی تو خلع واقع ہوگا
اور طلاق پڑ گئی اور شوہر اسکے مہر سے جو اسپر آتا ہی بری ہوگیا اور اگر باپ نے بدل الخلع کی ضمانت کرلی ہو تو طلاق واقع ہوجائیگی
پھر جب عورت کو خبر پہونچیگی پس اگر اسنے اجازت دیدی تو خلع مذکور اس دختر پر نافذ ہوگا اور شوہر اسکے مہر سے بری ہوجائیگا
اور اگر اسنے اجازت نہ دی تو دختر مذکورہ اپنا مہر مذکور شوہر سے واپس لیگی اور شوہر بدل الخلع کو لڑکی کے باپ سے لے لیگا کیونکہ
وہ ضامن ہوا ہی یہ وجیز کردری مین ہی۔ اور اگر باپ نے اپنی صغیرہ کا بعوض مال دختر کے خلع کرالیا تو یہ صغیرہ پر جائز نہوگا
پس اسکا مہر اسکے شوہر کے ذمہ سے ساقط نہوگا اور شوہر لڑکی کے مال کا مستحق نہوگا اور رہا یہ امر کہ طلاق واقع ہوگی یا نہین سو
اسمین دو روایتین ہین اور اصح یہ ہی کہ واقع ہوگی یہ ہدایہ مین ہی۔ اور اگر باپ نے دختر صغیرہ کا ہزار درم پر خلع کرایا بدین
شرط کہ باپ ان ہزار درم کا ضامن ہی تو خلع جائز ہوگا اور ہزار درم باپ پر ہونگے اور اگر صغیرہ پر ہزار درم کی شرط کی ہو تو دختر
مذکورہ کے قبول پر موقوف رہیگا بشرطیکہ وہ قبول کی اہلیت رکھتی ہو یعنے واقف ہو کہ خلع سلب کنندہ ہوتا ہی اور نکاح
جلب کنندہ ہوتا ہی از روے شرع کے یون مشروع ہی پس اگر اسنے قبول کیا تو بالاتفاق طلاق واقع ہوگی ولیکن مال
واجب نہوگا اور اگر باپ نے اسکی طرف سے قبول کیا تو ایک روایت مین صحیح ہی اور ایک روایت مین نہین صحیح ہی اور یہی
اصح ہی یہ کافی مین ہی۔ اور اگر زوجہ صغیرہ کو خلع دیا اور مہر کی ضمانت نہ لی تو عورت کے قبول پر موقوف ہوگا پس اگر عورت
مذکورہ نے قبول کیا تو طالقہ ہوجائیگی اور مہر ساقط نہوگا اور اگر اسکی طرف سے اسکے باپ نے قبول کیا تو اسمین دو روایتین
ہین اور اگر باپ نے مہر کی ضمانت کی اور وہ ہزار درم ہین تو عورت مذکورہ مطلقہ ہوجائیگی اور استحساناً اسکے ذمہ پانچ سو
درم لازم ہونگے یہ ہدایہ مین ہی۔ اور یہ اسوقت ہی کہ وہ مدخولہ نہو اور اگر مدخولہ ہو تو عورت کے واسطے پورا مہر
لازم ہوگا اور شوہر کے واسطے اسکا باپ ضامن ہوگا یعنے باپ تاوان دیگا یہ فصول عمادیہ مین ہی۔ صغیرہ کے شوہر اور
صغیرہ کی ماں کے درمیان خلع کی گفتگو واقع ہوئی پس اگر زوجہ صغیرہ کی ماں نے بدل خلع کو اپنے ذاتی مال کی طرف
مضاف کیا یا اسکی ضامن ہوئی تو خلع پورا ہوجائیگا جیسے اجنبی کے ساتھ اسطرح گفتگو مین ہوتا ہی اور اگر ماں نے اپنے

مال کی طرف مضاف نہ کیا اور نہ ضامن ہوئی پس آیا طلاق واقع ہوگی جیسے باپ کے ساتھ خلع کی ایسی گفتگو مین واقع ہوتی
ہو تو اسکی کوئی روایت نہیں ہی الا صحیح یہ ہی کہ واقع نہوگی - اور اگر خلع کا عقد کرنے والا اجنبی ہوا اور وہ بدل کا ضامن نہوا
پس آیا خلع متوقف رہیگا تو بعض نے فرمایا کہ اگر زوجہ صغیرہ ہو کہ وہ خلع کو سمجھتی ہوا اور تعبیر کرسکتی ہو تو خلع اُسکے قبول کرنے پر
موقوف رہیگا اور بعض نے کہا کہ موقوف نہ رہیگا - اور اگر صغیرہ نے جو خلع کو سمجھتی اور تعبیر کرسکتی ہی اپنے شوہر سے اپنے مہر
پر خلع لیا تو طلاق بائن واقع ہوگی اور مہر ساقط نہوگا - اور اگر صغیرہ نے خلع کے واسطے کوئی وکیل کیا پس وکیل نے یہ کام کیا
تو اسمین دو روایتین ہین ایک روایت مین وکیل کرنا صحیح ہی اور وکیل کے قبول سے مثل صغیرہ کے خود قبول کرنے سے
خلع پورا ہو جائیگا اور ایک روایت مین اگر وکیل بدل خلع کا ضامن نہوا تو طلاق واقع نہوگی جیسے اجنبی کے خلع کرانے
مین ہوتا ہی - اور اگر باپ نے اپنے پسر صغیر کی طرف سے خلع دیا تو صحیح نہین ہی اور صغیر مذکور کی اجازت پر بھی موقوف نرہیگا یہ
فتاوے قاضیخان مین ہی - جو شخص نشہ مین ہی یا زبردستی مجبور کیا گیا ہی اُسکا خلع دینا ہمارے نزدیک جائز ہی اور طفل کا خلع
دینا باطل ہی اور جو شخص معتوہ یا مرض کے سبب سے اسپر اغماطاری ہوا وہ اسمین بمنزلہ طفل کے ہی یہ مبسوط مین ہی - اگر باندی
نے اپنے شوہر سے خلع لیا یا طلاق بمال لی تو طلاق واقع ہوگی مگر مالی عوض کے واسطے وہ فی الحال ماخوذ نہوگی ہان بعد آزاد
ہونے کے اس سے مواخذہ کیا جائیگا اور اگر باندی نے مولی کی اجازت سے ایسا کیا ہو تو معاوضہ کے واسطے فی الحال
ماخوذ ہوگی اور معاوضہ کے واسطے فروخت کیجائیگی الا آنکہ مولی اسکی طرف سے دیکر بچا دے - اور اگر باندی مذکورہ کسی کی
مدبرہ یا ام ولد ہو تو اس حکم مین مثل محض باندی کے ہی الا بات یہ ہی کہ وہ بیچ نہین کیجا سکتی ہی پس وہ بدل کو اپنی کمائی سے
ادا کریگی بشرطیکہ اُسنے مولی کی اجازت سے ایسا کیا ہو - اور اگر مکاتبہ باندی ہو تو وہ بدل خلع کے واسطے ماخوذ نہوگی الا بعد
آزاد ہونے کے چاہے اُسنے مولی کی اجازت سے خلع لیا ہو یا بلا اجازت - اور اگر باندی نے اپنے شوہر سے اپنے مہر کے عوض
بدون اجازت مولی کے خلع لیا تو طلاق واقع ہوگی ولیکن مہر ساقط نہوگا یہ محیط مین ہی - اور اگر باندی کے مولے نے
باندی کے رقبہ پر باندی کا خلع کرا لیا اور شوہر مرد آزاد ہی تو مفت طلاق واقع ہوگی اور اگر شوہر مکاتب یا مدبر یا غلام
ہو تو خلع جائز ہوگا اور یہ باندی اس مدبر یا غلام کے مالک کی ہو جائیگی لو... رہا مکاتب سو اُسکا اس باندی مین حق ملک ثابت ہوگا
دو باندیان ایک مرد آزاد کے تحت مین ہین اور دونوں باندیون کے مولی نے شوہر سے ان دونون کا خلع ایمن خاص ایک
کے رقبہ پر کرا لیا تو معینہ خاص کا خلع باطل اور دوسری کا خلع صحیح ہوگا اور ثمن ان دونون کے مہر پر تقسیم کیا جائیگا پس جو کچھ
اس باندی کے پرتے مین واقع ہو جسکے حق مین خلع صحیح ہوا ہی اسقدر شوہر کا حق دوسری باندی مین ثابت ہوگا - اور اگر
مولی نے ہر ایک کا دونون مین سے خلع بعوض دوسری کے رقبہ کے کرایا تو ہر ایک پر ایک ایک طلاق بائن مفت واقع
ہوگی اور اگر دونون مین سے ہر ایک کو اُسنے دوسری کے رقبہ پر طلاق دی تو طلاق رجعی واقع ہوگی یہ اختیار شرح مختار
مین ہی - ایک باندی کسی غلام کی جورو ہی پس باندی کے مولی نے ایک غلام مقبوضہ پر اس باندی کا اسکے شوہر غلام سے
خلع کرایا اور غلام نے اسکو قبول کیا تو جائز ہی خواہ غلام نے اپنے مولی کی اجازت سے ایسا کیا ہی یا بلا اجازت - اور باندی کا
قبول کرنا شرط نہین ہی پھر اگر وہ غلام جو خلع مین بدل قرار دیا گیا ہی کسی نے اپنا استحقاق ثابت کرکے لے لیا تو خلع ویسا ہی
صحیح رہیگا اور باندی کے مولی پر تاوان واجب نہوگا مگر جو غلام استحقاق مین لیا گیا ہی اُسکی قیمت باندی کے گردن پر ہوگی
کہ اگر مولی باندی پر سے یہ قیمت فدیہ دیدے تو خیر ورنہ باندی مذکورہ اسکے واسطے فروخت کیجائیگی - اور اگر مولی نے

وقت خلع کے اس غلام بدل الخلع کی بابت ضمان درک کرلی ہو تو بسبب ضمانت کر لینے کے اس سے قیمت غلام مستحق شدہ لی جاویگی اور اگر باندی پر قرضہ ہو جو خلع سے پہلے کا ہے تو باندی فروخت کیجائیگی اور پہلے قرضداروں کا قرضہ ادا کیا جائیگا پھر اُسکے ثمن میں سے کچھ باقی رہا تو اسکے شوہر کے مولی کا ہوگا اور اگر باقی بچا ہوا ثمن اس غلام کی پوری قیمت نہو جو استحقاق میں لے لیا گیا ہے تو جسقدر کمی ہے وہ باندی مذکورہ بعد اپنے آزاد ہونے کے پوری کر دیگی اور اگر باندی کے قرضخواہوں نے باندی کو بیع سے پہلے یا بعد بیع کے اپنے قرضہ سے بری کر دیا تو اس سے قیمت غلام مستحق کا مواخذہ کیا جائیگا جیسا کہ قبل بری کر دینے کے تھا اور یہ نہوگا کہ رقبہ باندی مذکورہ اسکے شوہر کے مولی کو دیدیا جاوے اور اگر باندی کے مولی نے غلام بدل الخلع کی بابت ضمان درک کرلی ہو تو باندی مذکورہ اپنے قرضہ کے واسطے فروخت ہوسکتی ہے اور غلام مستحق کی قیمت باندی کا مولی اسکے شوہر کے مولی کو بسبب ضامن ہونے کے تاوان دیگا اور باندی کی گردن پر اسکی ضمان واجب نہوگی اگرچہ آزاد کر دیجاوے اور اگر باندی کے مولی نے باندی کو اسکے رقبہ پر خلع کرا لیا اور باندی پر قرضہ نہیں ہے اور مولی ضامن نہوا تو باندی مذکورہ شوہر کے مولی کو سپرد کر دیجائیگی اور اگر باندی پر قرضہ ہو تو وہ قرضہ میں فروخت کیجائیگی پھر اگر کچھ باقی رہا تو اسکو مولائے شوہر لیگا اور باندی کے مولی پر ضمان واجب نہوگی اگر بچا ہوا ثمن اس باندی کی قیمت کاملہ نہو اور اگر بیع ہونے سے پہلے باندی کے قرضخواہوں نے باندی کو اپنے قرضہ سے بری کر دیا تو رقبہ باندی اسکے شوہر کے مولی کو دیا جائیگا اور باندی کے مولی کو کچھ نہ ملیگا اور اگر بری کرنا بعد بیع کے ہوا تو اسکا ثمن مولائے شوہر کو دیدیا جائیگا اور اگر ثمن میں بہ نسبت قیمت کے زیادتی ہو تو زیادتی مولی کی ہوگی اور اگر کچھ کمی ہو پس اگر مولائے باندی نے ضمان درک کرلی ہو تو یہ کمی مولائے باندی پر ہوگی اور اگر ضمان درک نہ کی ہو تو باندی پر ہوگی کہ بعد آزاد ہونے کے اس سے مواخذہ کیا جائیگا یہ شرح جامع کبیر حصیری میں ہے۔ اور اگر عورت نے اپنے مرض الموت میں اپنے مہر کے عوض جو اسکا شوہر پر آتا ہے خلع لے لیا پھر وہ عدت میں مرگئی تو شوہر کو اپنی عورت کی میراث کی مقدار و مہر مذکور کی مقدار دونوں میں سے کم مقدار ملیگی بشرطیکہ مہر اسکے تہائی مال سے برآمد ہوتا ہو اور اگر عورت کا کچھ مال سوائے اسکے نہو تو شوہر کو عورت کے مال کی اپنے حصۂ میراث اور تہائی سے جو کم مقدار ہو وہ ملیگی اور اگر وہ انقضائے عدت کے بعد مری تو مرد مذکور کو عورت کے تہائی مال میں سے مہر مذکور ملیگا۔ اور اگر عورت غیر مدخولہ ہو کہ اُسنے اپنے مرض میں بعوض اپنے مہر کے اس سے خلع لے لیا تو ہم کہتے ہیں کہ نصف مہر تو شوہر کے ذمہ سے بسبب طلاق قبل دخول کے ساقط ہوگیا نہ از جانب عورت اور باقی نصف مرد مذکور کو عورت کے تہائی مال سے ملیگا اور اسی طرح اگر عورت نے اپنے مہر سے زائد پر خلع لیا ہو تو نصف مہر بسبب طلاق قبل دخول کے ساقط ہوگیا اور باقی نصف مع زیادتی کے شوہر کو اُسکے تہائی مال سے ملیگا۔ اور اگر عورت کا مرض موت نہو بلکہ وہ مرض سے اچھی ہوگئی تو مرد کو تمام مہر مسمی ملیگا۔ اور اگر عورت نے اپنی صحت کی حالت میں شوہر کی بیماری کی حالت میں خلع لیا تو خلع جائز ہے جو کچھ بدل قرار پاوے خواہ قلیل ہو یا کثیر ہو اور عورت کو اس شوہر کی کچھ میراث نہ ملیگی۔ اور اگر کسی اجنبی نے تبرعاً شوہر کے مریض ہونے کی حالت میں شوہر سے اُسکی جورو کا خلع کرا لیا کسی قدر مال مسمی کے عوض جسکا وہ شوہر کے واسطے ضامن ہوگیا پس اگر شوہر اس مرض سے مرگیا تو یہ خلع اُسکے تہائی مال سے جائز ہوگا۔ اور اگر اجنبی نے یہ فعل بدون رضامندی عورت کے شوہر کے مرض کی حالت میں کیا پس اگر قبل انقضائے عدت کے شوہر مرگیا تو عورت کو اسکی میراث ملیگی یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر شوہر اس عورت کا چچازاد بھائی ہو اور عورت اسکی مدخولہ ہوچکی ہو پس اگر شوہر اس سے میراث قرابت نہ پا سکتا ہو بدین وجہ کہ مثلاً اسکا کوئی اور عصبہ موجود ہے جو

بہ نسبت شوہر کے اقرب ہی تو یہ اور درصورتیکہ شوہر محض اجنبی ہی دونوں یکسان ہین - اور اگر شوہر اس سے میراث قرابت پا سکتا ہو
اور وہ بعد انقضاے عدت کے مرگئی تو دیکھا جائیگا کہ مقدار بدل الخلع کیا ہی اور جو اسکو عورت مذکورہ کی میراث بحق قرابت
پہونچتی ہی وہ کیا ہی پس اگر بدل الخلع مقدار میراث کے مساوی یا کم ہو تو شوہر کو بدل الخلع دیا جائیگا اور اگر زیادہ ہو تو مقدار
میراث سے جسقدر زائد ہو وہ شوہر کو نہ دیا جائیگا الا باجازت باقی وارثون کے - اور اگر عورت غیر مدخولہ ہو تو نصف مہر بسبب
طلاق قبل دخول کے ساقط ہو گیا پس اس نصف کے حق مین عورت تبرع کرنے والی شمار نہوگی ہان باقی نصف کی بابت وہ
تبرع کرنیوالی شمار ہو سکتی ہی اور باوجود اسکے وہ وارث کے حق مین متبرع ہوئی تو اس نصف کی مقدار دیکھی جائیگی اور عورت
کے مال سے اسکی میراث کی مقدار پر لحاظ کیا جائیگا پس جو دونون مین سے کم ہو وہ شوہر کو دیجائیگی - اور یہ سب اسوقت ہی
کہ عورت اس مرض سے مرگئی ہو - اور اگر اچھی ہوگئی تو جو کچھ اُسنے بدل بیان کیا ہی وہ سب پورا شوہر کو دیا جائیگا گویا ایسا ہوا
کہ عورت نے اسکو کچھ ہبہ کیا پھر وہ مرض سے اچھی ہوگئی یعنی پورا ہبہ صحیح ہوا یہ محیط مین ہی - ایک عورت کے دو چچازاد بھائی ہین اور
دونون اُسکے وارث ہین پھر ایک نے اُس سے نکاح کیا اور دخول کر لیا پھر عورت مذکورہ نے اپنے مرض الموت مین اپنے
مہر پر خلع لے لیا اور اس عورت کا کچھ مال سوائے اسکے نہین ہی پھر وہ عدت مین مرگئی تو مہر مذکور ان دونون بھائیون کے درمیان
نصفا نصف ہوگا - اور اگر شوہر نے اسکے مہر پر طلاق دیدی پھر وہ عدت مین مرگئی تو یہ طلاق رجعی ہوگی پس شوہر کو نصف مہر
بسبب حق میراث زوجیت کے ملیگا اور باقی دونون بھائیون مین نصفا نصف مشترک ہوگا یہ کافی مین ہی

نوان باب ظہار کے بیان مین -

قال المترجم ظہار کی تعریف مین کہ کسکو کہتے ہین فرمایا کہ ظہار تشبیہ دینا اپنی زوجہ
کا یا اُسکے کسی جزو کا جو شائع ہی یا اسکے ساتھ کل بدن سے تعبیر کیجاتی ہی محرمات ابدیہ کی ایسی چیز کے ساتھ جسکی طرف نظر
حلال نہین ہی اگرچہ حرمت ابدی بسبب رضاعت یا رشتہ صہریت کے پیدا ہوئی ہو یہ فتح القدیر مین ہی - چاہے زوجہ حرہ ہو
یا باندی یا مکاتبہ یا مدبرہ یا ام ولد یا کتابیہ یہ سراج وہاج مین ہی - اور شرط صحت ظہار عورت مین یہ ہی کہ وہ زوجہ ہو اور مرد
مین یہ ہی کہ وہ اہل کفارہ مین سے ہو پس ذمی کا ظہار مثل طفل و مجنون کے نہین صحیح ہی یہ فتح القدیر مین ہی - پس اگر کسی ایسی
عورت سے نکاح کیا جسنے نکاح کی اجازت نہین دی ہی پھر اسکے ساتھ ظہار کیا پھر اُسنے نکاح کی اجازت دی تو ظہار باطل ہی
اور اگر غلام یا مدبر یا مکاتب نے اپنی عورت سے ظہار کیا تو اسکا ظہار صحیح ہوگا یہ سراج وہاج مین ہی - پس اگر کسی نے اپنی باندی
سے ظہار کیا خواہ وہ موطوءہ ہو یا غیر موطوءہ ہو تو نہین صحیح ہی یہ فتح القدیر مین ہی - اور اسیطرح اگر جورو کو ایسی عورت کے ساتھ
تشبیہ دی جسکی حرمت ابدی نہین ہی بلکہ موقت کسی وقت تک ہی جیسے مطلقہ ثلثہ تو ظہار صحیح نہوگا یہ ملخص المحیط مین ہی - لیکن ظہار
اپنی جورو سے یہ کہنا کہ انت علی کظہر امی تو مجھپر مثل پشت میری مان کے ہی یا جو لفظ اسکے قائم مقام یا اس طور ہو کہ اسکے
معنی اس سے حاصل ہون یہ نہایہ مین ہی - اور اگر جورو سے کہا کہ تیرا سر مجھپر مثل ظہر میری مان کے ہی یا تیرا چہرہ یا تیری گردن
یا تیری فرج تو مظاہر ہو جائیگا یعنے ظہار کرنے والا ہو جائیگا - اور اسیطرح اگر جورو سے کہا کہ تیرا بدن مجھپر مثل ظہر میری مان
کے ہی یا تیرا چوتھائی یا تیرا نصف حصہ یا اسکے مثل کوئی جزو شائع بیان کیا تو بھی یہی حکم ہی یہ بدائع مین ہی - اور اگر ایسا
جزو ذکر کیا جس سے تمام بدن سے تعبیر نہین کیجاتی ہی جیسے ہاتھ یا پانون تو ظہار ثابت نہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی - اگر کہا کہ
تیری پیٹھ مجھپر مثل میری مان کی پیٹھ کے ہی یا مثل اسکے پیٹ یا مثل اسکی فرج کے ہی تو یہ ظہار نہین ہی یہ جوہرۃ النیرہ مین ہی -
قال المترجم و فیہ نظر ظاہر فافہم اور اگر کہا کہ تو مجھپر مثل گھٹنے میری مان کے ہی تو کیا سا وہ مظاہر ہوگا اور اگر کہا کہ تیری ران مجھپر

مثل ران میری ماں کے ہی تو یہ ظہار نہیں ہی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی - اور اگر عورت کو اپنی ماں کے ایسے عضو سے تشبیہ دی جسکی طرف نظر کرنا اسکو حلال نہین ہی تو یہ مثل پشت کے ساتھ تشبیہ کے ہی اور اسی طرح اگر سوا ماں کے اور کسی عورت سے جس سے اسکو کبھی نکاح کرنا حلال نہین ہی اپنی جورو کو تشبیہ دی جیسے بہن و پھوپھی و رضاعی ماں و رضاعی بہن وغیرہ تو بھی یہی حکم ہی یہ جوہرہ نیرہ مین ہی قال المترجم الا ترے کیف صرح ہنا بان التشبیہ الی عضو من امہ لایحل لہ النظر الیہ من الظہار والفرج من تلک الاعضاء فالنظر منی لامدفع لہ فعلہ مامر فافہم - اور اگر عورت کو ایسی چیز سے تشبیہ دی جسکی طرف اسکو نظر حلال ہی جیسے بال و چہرہ و ہاتھ و پاؤن تو یہ ظہار نہین ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - اور اگر مرد نے کہا کہ تو مجھپر مثل پشت میری ماں کے ہی تو مظاہر ہو جائیگا خواہ عورت مدخولہ ہو یا نہو اور اگر کہا کہ مثل پشت تیری دختر کے ہی پس اگر مدخولہ ہو تو مظاہر ہوگا ورنہ نہین یہ سراج وہاج مین ہی - اور اگر اپنی جورو کو اپنے باپ یا بیٹے کی جورو سے تشبیہ دی تو ظہار ہی خواہ باپ یا بیٹے نے اپنی جورو سے دخول کیا ہو یا نہ کیا ہو - اور اگر اپنی جورو کو ایسی عورت سے تشبیہ دی جس سے اسکے باپ یا بیٹے نے زنا کیا ہی تو امام ابو یوسف نے فرمایا کہ یہ ظہار ہوگا اور یہی صحیح ہی قال المترجم اگر فتوے دیا جاوے کہ ظہار نہوگا تو مفتی کی فقاہت کی دلیل ہی بنظر زمانہ موجودہ واللہ اعلم - اور اگر اپنی جورو کو ایسی عورت کی ماں یا بیٹی سے تشبیہ دی جس سے زنا کیا ہی تو ظہار ہوگا یہ ظہیریہ مین ہی - اور اگر شہوت سے کسی اجنبیہ کا بوسہ لیا یا شہوت سے اسکی فرج کو دیکھا پھر اپنی جورو کو اسکی دختر سے تشبیہ دی تو امام اعظم کے نزدیک یہ شخص مظاہر نہوگا اور افعال مذکورہ وطی کے مشابہ نہین ہین یہ محیط مین ہی اور ظہار کا حکم یہ ہی کہ تا وقت ادائے کفارہ تمام وکمال وطی و اسکی دواعی حرام ہین یہ فتاوی قاضیخان مین ہی - اور اگر قبل کفارہ ادا کرنے کے اس عورت سے وطی کی تو اللہ تعالی سے استغفار کرے اور کچھ اسپر واجب نہین ہی سوا سے پہلے کفارہ کے اور معاودت نہ کرے یہانتک کہ کفارہ ادا کردے یہ سراج وہاج مین ہی - اور اگر عورت سے ظہار کیا پھر اسکو طلاق بائن دیدی پھر اس سے نکاح کر لیا تو اسکی وطی و استمتاع حلال نہوگی یہان تک کہ کفارہ ادا کرے اور اسی طرح اگر اسکی زوجہ باندی ہو اور اس سے ظہار کیا پھر اسکو خرید کیا حتی کہ بسبب ملک یمین کے نکاح باطل ہو گیا تو بھی اسکی وطی و استمتاع جبتک کہ کفارہ نہ ادا کرے حلال نہین ہی - اسی طرح اگر عورت حرہ ہو پھر وہ اسلام سے مرتد ہو گئی اور دار الحرب مین جا ملی پھر قید ہو کر دار الاسلام مین آئی پھر مرد مذکور نے اسکو خرید کیا تو بھی یہی حکم ہی اور اسیطرح اگر عورت سے ظہار کیا پھر خود اسلام سے مرتد ہو گیا تو بھی امام اعظم رح کے نزدیک یہی حکم ہی اور اسی طرح اگر عورت کو تین طلاق دیدین پھر اسنے دوسرے شوہر سے نکاح کیا پھر وہ اول شوہر کے نکاح مین آئی تو پہلے کفارہ ادا کر دینے کے بغیر اسکی وطی جائز نہین ہی یہ بدائع مین ہی - اور اگر ایک ساتھ دونون مرتد ہو گئے پھر دونون اسلام لائے تو امام ابو حنیفہ کے قول مین وہ دونون اپنے ظہار پر ہونگے یہ فتاوی قاضیخان مین ہی - اور یہ سب ظہار مطلق اور ظہار موبد مین ہی اور رہا ظہار موقت جیسے کسی قدر مدت معلومہ مثل ایک روز یا ایک مہینہ یا ایکسال کے واسطے ظہار کیا تو ایسے ظہار موقت مین اگر اسنے اس مدت کے اندر اس سے قربت کی تو اسپر کفارہ لازم آویگا اور اگر اس سے قربت نہ کی یہان تک کہ یہ مدت گذر گئی تو اسکے ذمہ سے کفارہ ساقط ہو جائیگا اور ظہار باطل ہوگا یہ جوہرہ نیرہ مین ہی اور عورت کو اختیار ہی کہ ظہار کرنیوالے سے وطی کا مطالبہ کرے اور عورت پر واجب ہی کہ اپنے ساتھ استمتاع سے اسکو منع کرے یہان تک کہ وہ کفارہ ادا کرے یہ فتح القدیر مین ہی - اور اگر ظہار کرنے والے نے کفارہ ادا نہ کیا اور یہ معاملہ قاضی کے سامنے بطور نالش پیش ہوا تو قاضی اسکو

قید کر لیگا تا کہ کفارہ ادا کرے یا عورت کو طلاق دے یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر ظہار کرنے والے نے کہا کہ مین نے کفارہ ادا کردیا ہی تو اسکی تصدیق کیجائیگی جبتک اسکا دروغ معلوم نہو یہ نہر الفائق مین ہی۔ اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ تو مجھپر مثل ظہر میری مان کے ہی تو مظاہر ہو جائیگا چاہے اُسنے ظہار کی نیت کی ہو یا اُسکی کچھ نیت اصلا نہو اور نیز اگر اُسنے کرامت یا منزلت یا طلاق یا تحریم بقسم کی نیت کی ہو تو بھی ظہار کے سواے کچھ نہوگا۔ اور اگر اُسنے کہا کہ مین نے زمانہ ماضی کے اخبار دروغ کی نیت کی تو قضاءً اسکے قول کی تصدیق نہو گی اور عورت کو بھی روا نہین ہی کہ اُسکے قول کی تصدیق کرے جیسے قاضی کو تصدیق کرنا روا نہین ہی۔ اور فیما بینہ وبین اللہ تعالی اُسکے قول کی تصدیق ہوگی۔ اور اسیطرح اگر اُسنے کہا کہ مین تجھسے مظاہر ہون یا ظاہرتک یعنی مین نے تجھسے مظاہرت کی تو وہ مظاہر ہوگا خواہ اُسنے ظہار کی نیت کی ہو یا اُسکی کچھ نیت نہو اور جو کچھ وہ نیت کریگا سواے ظہار کے اور کچھ نہوگا اور اگر اُسنے زمانہ ماضی کے خبر دروغ کی نیت کی ہو تو قضاءً تصدیق نہوگی اور دیانۃً تصدیق ہوگی اور اسی طرح اگر اُسنے کہا کہ تو مجھپر مثل پیٹ میری مان کے ہی یا مثل ران میری مان کے ہی یا مثل فرج میری مان کے ہی تو یہ قول اور تو مجھپر مثل پشت میری مان کے ہی دونون یکسان ہین یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر کہا کہ انت متی کظہر امی او عندی او معی یعنے تو مجھسے یا میرے نزدیک یا میرے ساتھ مثل ظہر میری مان کے ہی تو وہ مظاہر ہوگا یہ جوہرہ نیرہ مین ہی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو میری مان ہی تو مظاہر نہوگا مگر لائق ہی کہ مکروہ ہو۔ اور اسی طرح اگر کہا کہ اے میری دختر یا اے میری بہن یا مثل اسکے تو بھی یہی حکم ہی اور اگر کہا کہ تو مجھپر مثل میری مان کے ہی یا مانند میری مان کے ہی پس نیت کرکے کہا اور طلاق کی نیت کی تو طلاق بائن واقع ہوگی اور اگر کرامت یا ظہار کی نیت کی تو اسکی نیت کے موافق ہوگا یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اگر اسکی کچھ نیت نہو تو امام اعظم کے قول پر اسپر کچھ لازم نہوگا بسبب لفظ کو معنی کرامت پر محمول کرنے کے یہ جامع صغیر مین ہی قال المترجم اسمین اشارہ ہی کہ اس حکم مین صاحبین کا خلاف ہی لہذا غایۃ البیان مین کہا کہ صحیح قول امام اعظم ہی انتہی اور اگر تحریم کی نیت کی تو اسمین روایات مختلف ہین اور صحیح یہ ہی کہ یہ سب کے نزدیک ظہار ہوگا اور اگر اُسنے یون کہا کہ تو مثل میری مان کے ہی اور یہ نہ کہا کہ مجھپر یا میرے نزدیک اور کچھ نیت نہین کی تو بالاتفاق اسپر کچھ لازم نہ آویگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور اگر کہا کہ اگر مین نے تجھسے وطی کی تو اپنی مان سے وطی کی تو اسپر کچھ لازم نہ آویگا [illegible] یہ غایۃ السروجی مین ہی۔ اور اگر اپنی عورت سے کہا کہ تو مجھپر حرام ہی مثل میری مان کے اور طلاق یا ظہار یا ایلاء کی نیت کی تو اسکی نیت کے موافق ہوگا اور اگر کچھ نیت نہ کی تو امام محمد رح کے قول مین ظہار ہوگا اور شیخ خصاف رح نے ذکر فرمایا کہ امام ابوحنیفہ رح کے مذہب کے موافق بھی صحیح وہی ہی جو امام محمد رح نے فرمایا ہی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ اور اگر کہا کہ تو مجھپر حرام ہی مثل پشت میری مان کے اور طلاق یا ایلاء کی نیت کی تو امام اعظم رح کے نزدیک ظہار کے سواے کچھ نہوگا اور صاحبین کے نزدیک طلاق ہوگی اور اگر اُسنے تحریم کی نیت کی یا کچھ نیت نہین کی تو بالاجماع ظہار ہوگا۔ اور اگر اپنی عورت سے کہا کہ تو مجھپر مثل پشت میرے باپ کے ہی یا مثل پشت میرے قریب کے ہی یا مثل پشت کسی مرد اجنبی کے بیان کیا تو مظاہر نہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر کہا کہ کفرج ابی وکفرج ابنی مثل فرج میرے باپ یا مثل فرج میرے بیٹے کے ہی تو مظاہر ہوگا قال المترجم فرج کا لفظ عرب مین شرمگاہ مرد و عورت دونون پر اطلاق ہوتا ہی فافہم اور عورت اپنے شوہر سے مظاہرہ نہین ہوتی ہی یہ امام محمد رح کا قول ہی اور اسی پر فتوے ہی اور یہی صحیح ہی یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور ظہار کی شرط یہ ہی کہ شوہر اہل کفارہ مین سے ہو پس

ذمی کا ظہار مثل طفل و مجنون کے صحیح نہوگا۔ اور اگر ظہار کیا پھر مجنون ہوگیا پھر اسکو افاقہ ہوا تو اپنے ظہار پر برابر رہیگا یہ نہین ہے کہ افاقہ حاصل ہونے کے سبب سے ظہار نے عود کیا ہو یہ فتح القدیر مین ہے۔ اور منجملہ شرائط ظہار کے یہ ہے کہ معتوہ نہو اور مدہوش نہو اور برسام کا مریض نہو اور نہ مغمی علیہ نہو اور خواب مین سو رہا ہو تو پس ان لوگون کا ظہار صحیح نہین ہے اور یہ شرط نہین ہے کہ اسنے بجد ظہار کیا ہو حتی کہ ہزل کے ساتھ ظہار کرنے والا مظاہر ہوگا اسی طرح طوعاً و عمداً ہونا صحت ظہار کے واسطے ہمارے نزدیک شرط نہین ہے پس مکرہ کا ظہار یعنے جسنے باکراہ ظہار کیا اور خطا سے ظہار کرنے والا مظاہر ہوگا جیسے کہ اسکی طلاق صحیح ہوتی ہے ظہار بھی صحیح ہوگا۔ اسی طرح شرط خیار سے خالی ہونا بھی ہمارے نزدیک شرط نہین ہے پس جسنے شرط خیار کے ساتھ ظہار کیا اسکا ظہار صحیح ہوگا یہ بدائع مین ہے قال المترجم یعنی شرط باطل اور ظہار صحیح ہوگا فافہم۔ اور جو شخص گونگا ہے اسکا ظہار لازم ہوگا اور گونگے کا ظہار اگر بذریعہ تحریر ہو یا بذریعہ اشارہ کے سمجھ مین آوے اور اسنے نیت کی ہو تو لازم ہے جیسے طلاق مین حکم ہے یہ تاتارخانیہ مین ہے مجوسیہ کا شوہر مسلمان ہوگیا اور قبل اسکے کہ اسکی جورو پر اسلام پیش کیا جاوے اسنے مجوسیہ سے ظہار کر لیا تو صحیح ہوگا اسواسطے کہ وہ اہل کفارہ مین سے ہوگیا ہے یہ بحر الرائق مین ہے۔ اور واضح رہے کہ ظہار موجب نقصان عدد اور موجب بینونت نہین ہوتا ہے اگرچہ مدت طویل ہو جاوے یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ اور اگر جورو صغیرہ ہو یا رتقاء ہو یا ... ہو یا حائض ہو یا نفاس مین ہو یا مجنونہ ہو یا غیر مدخولہ ہو انمین سے ظہار ہر ایک سے صحیح ہے یہ غایۃ السروجی مین ہے۔ اور اگر عورت کو طلاق رجعی دیدی پھر اس سے عدت کے اندر ظہار کیا تو ظہار صحیح ہوگا یہ سراج وہاج مین ہے۔ اور جس عورت کو تین طلاق دے چکا ہے اور جسکو بائنہ کر چکا ہے اور جسکو خلع دیدیا ہے اس سے ظہار نہین صحیح ہے اگرچہ عدت مین ہو یہ بدائع مین ہے۔ اور ظہار کے ساتھ ملا کر اپنی جورو کو طلاق دیدی تو بالاجماع اسپر کفارہ لازم نہوگا کیونکہ عود منتفی ہے یہ غیاثیہ مین ہے۔ اور اگر اپنی عورت سے یون کہا کہ تو مجھپر مثل ظہر میری مان کے ہے کل کے روز یا بعد کل کے روز کے تو یہ ایک ہی ظہار ہے اور اگر یون کہا کہ تو مجھپر مثل ظہر میری مان کے ہے کل کے روز اور جب پرسون کا روز آوے تو یہ دو ظہار ہین پس اگر آج کے روز کفارہ دیدیا تو یہ پرسون کے واسطے کافی نہوگا یہ محیط مین ہے اور اگر کہا کہ تو مجھپر مثل پشت میری مان کے ہے ہر روز تو یہ ایک ہی ظہار ہوگا کہ ایک ہی کفارہ سے باطل ہو جائیگا۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو مجھپر مثل پشت میری مان کے ہے ہر دن مین تو ہر دن آنے پر ظہار جدید ہوتا جاویگا پھر جب ایک روز گذریگا تو اس روز کا ظہار باطل ہو جائیگا اور دوسرے روز مین مظاہر ہو جائیگا اور یہ جدید ظہار ہوگا اسی طرح دن ہی دن مین ہر روز ایسا ہی ہوتا رہیگا مگر اسکو اختیار ہوگا کہ رات مین عورت سے قربت کرے یہ کافی مین ہے۔ اور اگر کہا کہ تو مجھپر مثل پشت میری مان کے ہے ہر روز از روی ظہار کے تو ہر روز ظہار جدید پیدا ہوگا پس ہر روز وہ مظاہر ہوگا اور ہر روز جب نیا دن آویگا تو ظہار جدید پیدا ہوگا پھر جب یہ روز گذر جائیگا تو اس روز کا ظہار باطل ہو جائیگا اور دوسرے دن پھر وہ مظاہر ہو جائیگا بظہار جدید مگر اسکو اختیار رہیگا کہ چاہے رات مین عورت سے قربت کرے اور اگر اسنے ایک روز کفارہ دیدیا تو اسی روز کا ظہار باطل ہوگا اور دوسرے روز پھر جدید ظہار آجائیگا۔ اور اگر کہا کہ تو مجھپر مثل پشت میری مان کے ہے ہر بار جبکہ روز آوے تو جب کوئی دن آویگا تو مرد مذکور اس عورت سے مظاہر ہو جائیگا اور اس روز کا ظہار اس روز کے گذرنے سے منتفی نہو جائیگا اور اسی طرح جب دن آتا جائیگا تو وہ جدید ظہار دیگر سے بھی مظاہر ہوتا جائیگا یعنے باوجود اصل ظہار کے باقی رہنے کے اور سوائے کفارہ کے اسکو کوئی باطل نہین کر سکتا ہے یہ شرح تلخیص جامع کبیر مین ہے۔

منتقے مین لکھا ہی کہ اگر اپنی عورت سے کہا کہ تو مجھپر مثل پشت میری مان کے ہی ماہ رمضان پورا اور پورا رجب پھر اُسنے رجب
مین کفارہ دیدیا تو اُس سے رجب کا ظہار اور رمضان کا ظہار استحسانًا ساقط ہو جائیگا اور یہ ایک ہی ظہار ہوگا اور اگر اُسنے شعبان
مین کفارہ دیا تو جائز نہین ہی اور فرمایا کہ آیا تو نہین دیکھتا ہی کہ اگر عورت سے کہا کہ تو مجھپر مثل پشت میری مان کے ہی تا ہمیشہ الا
بروز جمعہ پھر کفارہ دیا پس اگر روز استثنار مین کفارہ دیا تو کافی نہوگا اور اگر ایسے روز دیا جس روز وہ مظاہر ہی تو سب ایام
کے واسطے کافی ہوگا۔ اگر کسی مرد نے اپنی جورو سے ظہار کیا پھر دوسرے مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ تو مجھپر ایسی ہی جیسے فلان
کی جورو فلان پر ہی تو وہ اپنی جورو سے مظاہر ہو جائیگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر اپنی جورو سے ظہار کیا پھر اس عورت کے ساتھ دوسری
جورو کو شریک کر دیا کہ کہا کہ تو مجھپر ایسی ہی جیسی یہ حالانکہ اسکی نیت ظہار تھی تو صحیح ہی اسی طرح اگر مظاہرہ عورت کے مرنے کے
بعد یا کفارہ دینے کے بعد کہا تو بھی بہ نیت مذکور دوسری سے مظاہر ہو جائیگا یہ عتابیہ مین ہی۔ اور اگر اُسنے تیسری جورو سے
کہا کہ مین نے تجھکو ان دونون کے ظہار مین شریک کیا تو وہ تیسری جورو سے بدو ظہار مظاہر ہو جائیگا یہ تہذیب
مین ہی۔ اور اگر کسی نے اپنی جورؤن سے کہا کہ تم مجھپر مثل ظہر میری مان کے ہو تو وہ سب سے مظاہر ہو جائیگا اور ہر ایک
ہر ایک کے واسطے ایک کفارہ واجب ہوگا یہ کافی مین ہی۔ اور اپنی عورت سے کئی بار ایک مجلس مین یا کئی مجلسون مین
ظہار کیا تو اسپر ہر ظہار کیواسطے کفارہ لازم ہوگا الا آنکہ وہ پہلے ہی ظہار کو مراد لے جیسا کہ اسبیجابی وغیرہ نے ذکر کیا ہی اور
بعض نے کہا کہ مجلس واحد اور مجالس متعددہ مین فرق ہی لیکن اعتماد قول اول پر ہی یہ بحر الرائق مین ہی۔ اور ظہار کی تعلیق
اپنی جورو کے ساتھ صحیح ہی چنانچہ اگر کہا کہ اگر تو اس دار مین داخل ہوئی یا تو نے فلان سے کلام کیا تو تو مجھپر مثل پشت میری
مان کے ہی تو بطور تعلیق کے صحیح ہی یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر کسی اجنبیہ سے کہا کہ جب مین تجھسے نکاح کرون تو تو مجھپر مثل پشت
میری مان کے ہی پھر اس سے نکاح کیا تو مظاہر ہو جائیگا اور اگر اجنبیہ عورت سے کہا کہ جب مین تجھسے نکاح کرون تو تو طالقہ
ہی اور کہا کہ جب مین تجھسے نکاح کرون تو تو مجھپر مثل پشت میری مان کے ہی پھر اس سے نکاح کیا تو طلاق و ظہار دونون
لازم آوینگے اسواسطے کہ ان دونون کا وقوع ایک ہی حالت مین ہو سکتا ہی۔ اور اسیطرح اگر کہا کہ جب مین تجھسے نکاح کرون
تو تو مجھپر مثل پشت میری مان کے ہی اور تو طالقہ ہی پھر اس سے نکاح کیا تو دونون لازم آوینگے۔ اور اگر کہا کہ جب مین
تجھسے نکاح کرون تو تو طالقہ ہی اور تو مجھپر مثل پشت میری مان کے ہی پھر اُس سے نکاح کیا تو طلاق لازم آویگی اور ظہار
لازم نہ آویگا یہ امام اعظم رح کے نزدیک ہی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ اور اگر اجنبیہ عورت سے کہا کہ تو مجھپر مثل ظہر میری مان
کے ہی اگر تو اس دار مین داخل ہوئی تو صحیح نہین ہی حتے کہ اگر اس سے نکاح کیا اور وہ اس دار مین داخل ہوئی تو بالاجماع قول
مذکور کی وجہ سے مظاہر نہوگا۔ اور اگر ظہار کو کسی شرط پر معلق کیا پھر قبل شرط پائی جانے کے عورت کو بائنہ کر دیا پھر اسکی
عدت مین یہ شرط پائی گئی تو ظہار واقع نہوگا یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر کہا کہ تو مجھپر مثل پشت میری مان کے ہی ان شاء اللہ تعالیٰ
تو ظہار نہوگا اور اگر کہا کہ تو مجھپر مثل ظہر میری مان کے ہی اگر فلان نے چاہا یا یون کہ تو مجھپر مثل پشت میری مان کے ہی اگر تو نے
چاہا تو یہ چاہنا اسی مجلس تک کے واسطے ہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہی۔ اور اگر کہا کہ اگر مین نے تجھسے قربت کی تو تو
مجھپر مثل ظہر میری مان کے ہی تو ایلاء کرنے والا ہوگا پس اگر اسکو چار مہینہ تک چھوڑ دیا تو بوجہ ایلاء کے بائنہ ہو جائیگی اور
اگر چار مہینہ کے اندر اس سے وطی کی تو ظہار لازم ہو جائیگا۔ اور جس صورت مین کہ بوجہ ایلاء کے بائنہ ہو گئی پھر
اس سے نکاح کیا پھر قربت کی تو بھی مظاہر ہوگا یہ مبسوط مین ہی۔

دسوان باب - کفارہ کے بیان مین - مظاہر پر کفارہ جبھی واجب ہوتا ہی جب بعد ظہار کے عورت سے وطی کا قصد کیا اور اگر اس امر پر راضی ہوا کہ عورت مذکورہ مظاہر پر محرمہ باقی رہے بسبب ظہار کے اور اُسکی وطی کا عزم نکیا تو اسپر کفارہ واجب نہوگا - اور جب اُسنے عورت کی وطی کا عزم کیا اور اسپر کفارہ واجب ہوا تو وہ کفارہ دینے پر مجبور کیا جائیگا پھر اگر اسکے بعد اُسنے عزم کیا کہ اس سے وطی نہ کریگا تو کفارہ اُسکے ذمہ سے ساقط ہو جائیگا اور اسی طرح اگر بعد عزم کے دونون مین سے کوئی مر گیا تو بھی ساقط ہو جائیگا یہ ینابیع مین ہی - کفارہ ظہار یہ ہی کہ ایک بردہ جو محض مملوک ہو جو اسکی ملک ہوا اور جو منافع چاہیئے ہین اسکی جنس کے موجود ہون نیت کفارہ کے ساتھ بلا عوض آزاد کرے کذا فی الجوہرۃ النیرۃ خواہ یہ بردہ کافر ہو یا مسلمان ہو خواہ مذکر ہو یا مونث ہو خواہ صغیر ہو یا کبیر ہو یہ شرح نقایہ برجندی مین ہی اور جب نصف بردہ آزاد کیا پھر قبل جماع کے باقی نصف بھی آزاد کر دیا تو اُسکے کفارہ سے جائز ہوگا اور اگر جماع کے بعد باقی نصف آزاد کیا تو امام اعظم رح کے نزدیک اسکے کفارہ سے جائز نہوگا - اور اگر ایک غلام دو آدمیون مین مشترک ہو اور انمین سے ایک نے اپنا حصہ اپنے کفارہ سے آزاد کیا تو امام اعظم رح کے نزدیک کفارہ سے روا نہوگا خواہ یہ شریک موسر ہو یا معسر ہو - اور اگر اپنا غلام آزاد کیا اور اپنے کفارہ سے آزاد کرنے کی نیت نہ کی یا بعد آزاد کرنے کے نیت کی تو کفارہ سے جائز نہوگا یہ سراج وہاج مین ہی - اور اگر دو بردون مین سے نصف آزاد کیا مثلاً اسکے اور اسکے شریک کے درمیان دو غلام مشترک ہین انمین سے نصف اپنا حصہ آزاد کیا تو نہین جائز ہی یہ مبسوط مین ہی - اور بہرا کفارہ ظہار سے جائز ہی اگر کچھ سنتا ہی اور اگر کچھ بھی نہ سنتا ہو تو نہین جائز ہی یہی مختار ہی یہ غایۃ البیان مین ہی - اور گونگے کا آزاد کرنا کفارہ ظہار سے نہین جائز ہی اسواسطے کہ ایک جنس منفعت یعنی بولنا فوت ہی یہ کافی مین ہی - اور اگر منفعت مین خلل ہو تو وہ جائز ہونے سے مانع نہین ہی جیسے کہ عوراء اور جسکا ایک ہاتھ اور دوسری طرف کا ایک پانون کٹا ہوا ہو جائز ہی بخلاف اسکے اگر ایک ہاتھ اور ایک پانون ایک ہی طرف سے کٹا ہوا ہو وہ نہین جائز ہی یہ ہدایہ مین ہی - اور جسکے دونون ہاتھ شل ہون وہ نہین روا ہی کیونکہ اس جنس کی منفعت معدوم ہی یہ مبسوط مین ہی - اور مجبوب کا آزاد کرنا جائز ہی - اور اندھے کا یا جسکے دونون ہاتھ یا دونون پانون کٹے ہوے ہون آزاد کرنا نہین جائز ہی - اور مدبر و ام ولد کا تحریر کرنا نہین جائز ہی اسواسطے کہ یہ ایک وجہ سے آزاد ہین اور ایسے مکاتب کا آزاد کرنا جسنے کچھ بدل کتابت ادا کیا ہو نہین جائز ہی اور اگر مکاتب نے کچھ بدل کتابت ہنوز ادا نہ کیا ہو آزاد کرے تو جائز ہی یہ کافی مین ہی - اور اگر مکاتب ادا سے بدل کتابت سے عاجز ہو گیا پھر اُسکو کفارہ ظہار سے آزاد کیا تو جائز ہی خواہ اُسنے کچھ بدل کتابت ادا کیا ہو یا نہ کیا ہو یہ شرح طحاوی مین ہی - اور اگر خصی ہو یا اُسکے ہر دو کان کٹے ہوئے ہون یا ذکر کٹا ہوا ہو تو ہمارے نزدیک اسکا آزاد کرنا جائز ہی اور جسکا انگوٹھا دونون ہاتھون کا کٹا ہوا ہو وہ نہین جائز ہی اسی طرح اگر ہر ہاتھ مین سے تین انگلیان کٹی ہوئی ہون تو نہین جائز ہی یہ نہایہ مین ہی - اور اگر سواے دونون انگوٹھون کے اور دو انگلیان کٹی ہون تو جائز ہی اگرچہ ہر ہاتھ مین سے سواے انگوٹھے کے دو انگلیان کٹی ہون - اور جسکے دانت گر گئے ہون کہ وہ کھانے سے عاجز ہو تو نہین جائز ہی یہ فتح القدیر مین ہی - اور عشاء و برصاء و رمداء و خنثی و لنگڑا جائز ہی یہ بحر الرائق مین ہی - اور عشاء و مخرومہ الانف جائز ہی یہ غایۃ السروجی مین ہی - اور جسکی پلکین جاتی رہی ہون اور داڑھی کے بال نابود ہون وہ جائز ہی اور بنیر ہونٹھ کٹا جائز ہی بشرطیکہ کھانے پر قادر ہو اور مجنون معتوہ نہین جائز ہی اور اگر کبھی جنون ہو جاتا ہو اور کبھی افاقہ پس حالت افاقہ مین اسکو آزاد کر دیا تو جائز ہی اور اسی طرح جو مریض کہ بحد مرض الموت پہونچا ہو

یعنے کفارہ ظہار سے ۱۲
کانی یا کانا ۱۲
آزاد کرنا ۱۲
یعنی امراض مخصوص مع پابندی ہین ۱۲

نہین جائز ہی اور اگر ایسا ہو کہ اسکی موت کا بھی خوف ہوا ور امید زندگی بھی ہو یعنی شائد اچھا ہو جاوے تو جائز ہی اور
مرتد بعضے مشائخ کے نزدیک جائز اور بعض کے نزدیک نہین جائز ہی اور مرتدہ بلا خلاف جائز ہی یہ محیط مین ہی اور ابراہیم
نے امام محمد رح سے روایت کی ہی کہ اگر ایسا غلام کفارہ ظہار سے آزاد کیا جسکا خون حلال ہی کہ اسکا حکم ہو گیا ہی پھر اس سے
خون عفو کر دیا گیا تو جائز نہو گا یہ فتح القدیر و نہایہ مین ہی۔ اور کرخی نے مختصر مین ذکر فرمایا ہی کہ اگر غلام جسکا خون حلال ہی
کفارہ ظہار سے آزاد کیا تو جائز ہی یہ شرح مبسوط سرخسی مین ہی۔ اور اگر کچھ مال پر اپنا غلام بہ نیت کفارہ آزاد کیا تو کافی
نہو گا اگرچہ مال عوض ساقط کر دیا ہو۔ اور جو غلام بھاگ گیا ہی اگر معلوم ہو کہ وہ زندہ ہی تو اسکا آزاد کرنا کفارہ سے
جائز ہی یہ محیط مین ہی اور نہایت بڈھا جو عاجز ہو گیا ہی کفارہ سے نہین جائز ہی اور جو غائب کہ اسکی خبر منقطع ہو نہین
جائز ہی یہ غایۃ السروجی مین ہی۔ اور اگر دودھ پیتے ہوئے کو اپنے کفارہ سے آزاد کر دیا تو جائز ہی اور اگر وہ جو اسکی باندی
کے پیٹ مین ہی کفارہ سے آزاد کیا تو کفارہ سے جائز نہو گا یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور مفلوج جسکا ایک طرف کا
دھڑ رہ گیا ہو کفارہ سے نہین جائز ہی اور نیز لنجا اور جسکو گٹھیا مار گئی ہو نہین جائز ہی۔ اور اگر کفارہ ظہار سے اپنا غلام
آزاد کیا درحالیکہ وہ مریض ہی اور یہ غلام اسکے تہائی مال سے برآمد نہین ہوتا ہی پھر خود مر گیا تو غلام مذکور اسکے کفارہ
سے جائز نہو گا اگرچہ وارثون نے اسکی اجازت دیدی ہو اور اگر مرض سے اچھا ہو گیا تو جائز ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اور اگر
غلام حربی کو دار الحرب مین اپنے کفارہ ظہار سے آزاد کیا تو جائز نہو گا اور اگر دار الاسلام مین اسکو آزاد کیا تو کافی
ہی یہ شرح مبسوط سرخسی مین ہی۔ اور اگر بدون اسکے فعل و دخل کے کوئی ذی رحم محرم اسکا اسکی ملک مین داخل ہوا
جیسے وہ کسی ذی رحم محرم کا وارث ہوا تو بالاجماع اسکے کفارہ ظہار سے اسکا آزاد کرنا جائز نہو گا۔ اور اگر اسکے فعل سے
اسکی ملک مین داخل ہوا پس اگر اپنے فعل کے ساتھ اُسنے یہ نیت کی ہو کہ یہ میرے کفارہ سے آزاد ہو گا تو ہمارے نزدیک
جائز ہی یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور اگر اُسنے ایسا غلام آزاد کیا جسکو کسی نے غصب کر لیا تھا تو وہ اسکے کفارہ سے
جائز ہو جائیگا جبکہ وہ اسکو وصول ہو جاوے۔ اور اگر غاصب نے دعوی کیا کہ اسنے مجھے یہ غلام ہبہ کر دیا تھا اور جھوٹے
گواہ قائم کیے اور حاکم نے اسکے واسطے غلام مذکور کا حکم دیدیا تو کفارہ سے اُسکا آزاد کرنا کافی نہو گا یہ بحر الرائق مین ہی
اور اگر غلام مقروض کو کفارہ سے آزاد کیا تو جائز ہی اگرچہ اسپر قرضہ کے واسطے سعایت واجب ہی اسی طرح اگر غلام
مرہون کو اپنے کفارہ سے آزاد کیا تو جائز ہی اگرچہ راہن مذکور تنگدست ہو اور غلام مذکور قرضہ کے واسطے سعایت
کریگا یہ شرح مبسوط سرخسی مین ہی۔ اور اگر کسی نے اپنا غلام کسی دوسرے کے کفارہ سے بدون اسکے حکم کے آزاد کیا
تو بالاتفاق نہین جائز ہی اور اس غلام کا عتق اس آزاد کرنے والے کی طرف سے واقع ہو گا اور اگر غیر نے اسکو اس
کام کا حکم کیا ہو پس اگر یون کہا کہ اپنا غلام میری طرف سے آزاد کر دے اور کچھ معاوضہ کا ذکر نہین کیا تو اسکا آزاد
ہونا آزاد کرنے والے کی طرف سے واقع ہو گا یہ امام اعظم و امام محمد رح کا قول ہی اور اگر یون کہا کہ اپنے غلام کو میری
طرف سے ہزار درم پر آزاد کر دے تو اس غیر کی طرف سے واقع ہو گا یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور اگر کسی کو وکیل
کیا کہ میرے باپ کو میرے واسطے خرید کرے پس اسکو بعد ایک ماہ کے میرے کفارہ ظہار سے آزاد کر دے پس وکیل نے
اسکو خرید لیا تو آزاد ہو جائیگا جیسے اسکے خود خریدنے کی صورت مین ہی مگر موکل کے کفارہ ظہار سے جائز ہو جائیگا یہ فتاوی
قاضیخان مین ہی۔ اور جس شخص پر دو کفارے دو ظہار کے واجب ہوئے پس اُسنے دو بردے آزاد کیے اور کسی کو

کسی خاص کفارہ کے واسطے متعین نہین کیا تو یہ اُسکے دونون کفارون سے جائز ہونگے اور اسی طرح اگر اُسنے چار ماہ کے
روزہ رکھ لیے یا ایکسو بیس مسکینون کو کھانا دیدیا تو جائز ہی اور اگر اُسنے دونون ظہارون سے ایک بردہ آزاد کیا یا دو مہینہ
کے روزہ رکھے یا ساٹھ مسکینون کو کھانا دیا تو اسکو اختیار ہوگا کہ دونون ظہارین سے جسکا کفارہ چاہے قرار دے اور
اگر اُسنے ایک ظہار سے بردہ آزاد کیا اور دوسرا قتل کیا گیا تو دونون مین سے کسی سے جائز نہوگا یہ ہدایہ مین ہی- اور یہ اُس صورت
مین ہے کہ رقبہ مومنہ ہو اور اگر کافرہ ہو تو اُسکے ظہار سے جائز ہو جائیگا یہ فتح القدیر مین ہی- اور اگر اپنی چار عورتون سے ظہار کیا
پس اُسنے ایک بردہ آزاد کیا اور اُسکی ملک مین اور نہین ہی پھر چار مہینہ کے پے در پے روزے رکھے پھر بیمار ہو گیا اور اُسنے
ساٹھ مسکینون کا کھانا دیا اور اُسنے کسی ایک کی خصوصیت کسی ظہار سے نہین کی تو سب عورتون کی طرف سے یہ تمام
کفارہ استحساناً صحیح ہو جائیگا اور اگر مظاہر سے اسکی عورت بائنہ ہو گئی پھر اُسنے اسکا کفارہ ادا کیا حالانکہ وہ دوسرے شوہر
کی نکاح مین ہی یا مرتد ہو کر دار الحرب مین چلی گئی ہی تو کفارہ اسکے ظہار سے ادا ہو جائیگا- اور اگر شوہر مرتد ہو گیا پھر اُسنے
اپنا ایک غلام اپنے کفارہ ظہار سے آزاد کیا پھر وہ مسلمان ہو گیا تو یہ عتق اسکے کفارہ سے جائز ہو جائیگا اور یہ اصح ہے یہ شرح
مبسوط مین ہی- اور اگر کسی غلام سے کہا کہ اگر مین نے تجھے خرید کیا تو تو آزاد ہی پھر اسکو بہ نیت کفارہ ظہار خرید کیا تو وہ
ظہار سے جائز نہوگا اور اگر اُسنے قسم کے وقت یون کہا کہ تو تو میرے کفارہ ظہار سے آزاد ہی تو ایسی صورت مین کفارہ
ظہار سے جائز ہوگا- اور اگر اُسنے کسی غلام سے کہا کہ اگر مین نے تجھے خریدا تو تو میرے کفارہ قسم سے آزاد ہی یا کہا کہ تطوعاً
آزاد ہی پھر اسکو بہ نیت کفارہ ظہار خریدا تو وہ ظہار سے آزاد نہوگا اور اسیطرح اگر کہا کہ اگر مین نے اسکو خریدا تو یہ تطوعاً
آزاد ہی پھر کہا کہ اگر مین نے اسکو خریدا تو یہ میرے کفارہ ظہار سے آزاد ہی پھر اسکو خرید کیا تو وہ تطوعاً آزاد ہوگا اور عتق
کے واسطے وہی جہت متعین ہوگی جو اُسنے پہلے بیان کی ہی اور وہ کسی گفتگو کے لاحق کرنے سے فسخ نہوگی اور علی ہذا
اگر یون کہا کہ اگر مین نے اسکو خریدا تو یہ میرے کفارہ ظہار سے آزاد ہی پھر کہا کہ اگر مین نے اسکو خریدا تو یہ میرے
کفارہ قسم سے آزاد ہی پھر اسکو خرید کیا تو وہ کفارہ ظہار سے آزاد ہوگا اور اسی طرح اگر کہا کہ اگر مین نے اس غلام کو
خریدا تو یہ میرے کفارہ ظہار فلانہ عورت سے آزاد ہی پھر کہا کہ اگر مین نے اسکو خریدا تو یہ میرے کفارہ ظہار فلانہ عورت دیگر
سے آزاد ہی پھر اسکو خرید کیا تو وہ پہلی عورت کے کفارہ سے آزاد ہوگا یہ محیط مین ہی- اگر زید نے گمان کیا کہ مین نے
ہندہ اپنی جورو سے ظہار کیا ہی پس اسکا کفارہ دیا پھر ظاہر ہوا کہ اُسنے سلمی سے ظہار کیا تھا تو کفارہ مذکور اسکے واسطے
کافی نہوگا یہ عتابیہ مین ہی- اگر مظاہر نے آزاد کرنے کے واسطے بردہ نہ پایا تو اُسکا کفارہ یہ ہی کہ دو مہینہ پے در پے روزہ رکھے
جنمین ماہ رمضان نہو اور روز فطر درمیان مین نہ آوے اور یوم نحر و ایام تشریق درمیان مین نہ پڑین یہ غایۃ البیان
مین ہی- اور اگر کفارہ روزے سے ادا کرتا تھا اور اُسنے دن مین اپنی اس عورت سے جس سے ظہار کیا ہی بھولے سے
جماع کر لیا یا رات مین عمداً یا بھولے سے جماع کر لیا تو امام اعظم و امام محمد رحمہ کے نزدیک ازسرنو روزے شروع کرے اور
اگر دن مین عمداً جماع کر لیا تو بالاتفاق ازسرنو روزے شروع کرے یہ شرح طحاوی مین ہی- اور اگر اس عورت سے
جس سے ظہار کیا ہی جماع نہ کیا بلکہ دوسری جورو سے جماع کیا پس اگر اس سے جماع اس طور سے واقع ہوا کہ روزے
کے پے در پے ہونے مین بسبب فساد صوم کے خلل واقع ہوا تو بالاتفاق ازسرنو شروع کرے اور اگر صوم مین فساد نہوا
کہ جس سے پے در پے ہونے مین خلل پڑے مثلاً دن مین اُسنے بھولے سے یا رات مین عمداً یا بھولے سے جماع کیا تو بالاتفاق

اسپر از سرنو شروع کرنا لازم نہوگا یہ غایۃ البیان مین ہی - اگر روزے سے کفارہ ادا کرنا شروع کیا پھر کسی روز بسبب
عذر مرض یا سفر کے افطار کیا تو از سرنو روزے شروع کرے - اور اسیطرح اگر روز عید فطر یا روز قربانی اور ایام تشریق
درمیان مین آگئے تو بھی از سرنو شروع کریگا اور اگر اُسنے ان دنون مین بھی روزہ رکھا (یعنے روزہ رکھا) اور افطار نہ کیا تو بھی
از سرنو شروع کریگا یہ جوہرہ نیرہ مین ہی - اور جب مظاہر نے دو مہینہ چاند کے حساب سے روزہ رکھ لیے (اگرچہ حرام ہی) تو کافی ہونگے
اگرچہ ہر چاند انتیس[۲۹] روز کا ہوا اور اگر اُسنے چاند کے حساب سے نہین بلکہ ایام کے حساب سے رکھے اور ایک مہینہ تیس[۳۰]
کا اور ایک انتیس[۲۹] کا قرار دیکر انسٹھ[۵۹] روز کے بعد افطار کیا تو اسپر از سرنو روزے رکھنا لازم ہوگا اور اگر اُسنے پندرہ روز
روزہ رکھکر چاند دیکھکر ایک مہینہ چاند کے حساب سے انتیس[۲۹] روزہ رکھے اور پھر پندرہ روز اور رکھے تو کافی ہین اور
یہ بربناے قول صاحبین رح ہی اور امام اعظم کے نزدیک نہین کافی ہی یہ مبسوط مین ہی - اور اگر سفر مین شعبان مع رمضان
اپنے کفارہ ظہار سے روزہ رکھا تو امام اعظم رح کے نزدیک جائز ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی - اور اگر روزہ ظہار مین بھولے سے
کھا لیا تو روزے کے واسطے کچھ مضر نہین ہی یہ نہایہ مین ہی - اور اگر دو مہینہ پے درپے روزہ رکھنے کے بعد آخر روز مین آفتاب
غروب ہونے سے پہلے وہ بردہ آزاد کرنے پر قادر ہوگیا تو اسپر آزاد کرنا واجب ہوگا اور اُسکے روزے نفل ہوجاوینگے
اور اُسکے حق مین یہ افضل ہی کہ یہ روزہ بھی پورا کر دے - اور اگر اُسنے تمام نہ کیا بلکہ افطار کر ڈالا تو ہمارے نزدیک اسپر
قضا واجب نہوگی اور اگر آخر روز آفتاب غروب ہونے کے بعد وہ بردہ آزاد کرنے پر قادر ہوا تو اُسکے روزے
اُسکے کفارہ کے واسطے کافی ہونگے یہ شرح طحاوی مین ہی - اور کفارہ دہندہ کی تنگی و خوشحالی کا تکفیر کے وقت مین
اعتبار ہی نہ وقت ظہار مین چنانچہ اگر ظہار کے وقت وہ خوشحال ہو اور کفارہ دینے کے وقت تنگدست ہوگیا ہو تو روزے
سے کفارہ اُسکے حق مین کافی ہی اور اگر اسکے برعکس ہو تو نہین کافی ہی یہ سراج وہاج مین ہی - اور اگر وہ ایک بردہ کا
مالک ہوگیا تو اسپر اعتاق لازم ہی اور اسی طرح اگر ایک بردہ کے ثمن کا درم یا دینار سے مالک ہوگیا تو بھی یہی حکم ہی اور
گھر جسمین رہتا ہی اور جو اُسکے اندر اسباب کپڑے وغیرہ ضروری ہین انکا کچھ اعتبار نہین ہی اعتبار اسی کا ہی جو زائد از
ضرورت ہی یہ محیط مین ہی - ایک تنگدست کا لوگون پر بہت قرضہ ہی پس اگر وہ لوگون سے وصول کر لینے پر قادر نہو
تو وہ عاجز ہی تو مال سے کفارہ دینے سے عاجز ہوگا پس روزے سے کفارہ جائز ہی اور اگر وہ لوگون سے وصول
کر لینے پر قادر ہو تو اسکو روزے کافی نہونگے - اور اگر اسکے پاس مال ہو اور اسپر بھی اسی قدر قرضہ ہو تو قرضہ دیدینے
کے بعد اسکو روزے سے کفارہ ادا کرنا کافی ہی یہ بحر الرائق مین ہی - اور غلام کے واسطے کچھ جائز نہین ہی سواے روزہ
کے پس وہ روزے ہی سے کفارہ ادا کرے اگرچہ وہ مکاتب ہو یا سعایت کنندہ ہو اور اگر اسکے مولی نے اسکی طرف سے
بردہ آزاد کیا یا مسکینون کو کھانا دیدیا اگرچہ اسکے حکم سے ایسا کیا ہو تو نہین جائز ہی یہ نہر الفائق مین ہی بخلاف فقیر کے
کہ اگر اسکی طرف سے دوسرے نے بردہ آزاد کیا یا مسکینون کو کھانا دیدیا تو جائز ہی یہ بدائع مین ہی - اور اگر غلام قبل کفارہ
ادا کرنے کے آزاد ہوگیا پھر وہ مال کا مالک ہوا تو اُسکا کفارہ بردہ آزاد کرنے سے (یعنے اسکے حکم سے) ادا ہوگا یہ مبسوط مین ہی - اور اگر
غلام نے کفارہ ظہار کے روزے شروع کیے تو مولی کو یہ اختیار نہین ہی کہ اسکو ان روزون سے منع کرے یہ نہر الفائق
مین ہی بخلاف نذر و کفارہ قسم کے روزون کے کہ مولی ان روزون سے اسکو منع کر سکتا ہی یہ بدائع مین ہی - اور غلام
کے واسطے بھی کفارہ ظہار کے روزے پے درپے دو مہینہ کے ہین یہ تبیین مین ہی - اور اگر ظہار کنندہ روزے رکھنے کی

استطاعت نرکھتا ہو تو ساٹھ مسکینون کو کھانا کھلاوے یہ سراج وہاج مین ہی اور فقیر و مسکین اسمین یکسان ہین یہ بحر الرائق
مین ہی۔ اور جن لوگون کو زکوۃ دینا روا نہین ہی انکو اس کفارہ سے بھی دینا روا نہین ہی الا ذمی فقیر کہ امام اعظم و امام
محمد رح کے نزدیک ذمی فقیرون کو کفارہ ظہار مین سے دیسکتا ہی مگر فقرای اسلام ہمارے نزدیک مینے کے واسطے محبوب
ہین اور یہ روا نہین ہی کہ حربی فقیرون کو اسمین سے دیوے اگرچہ وہ امان لیکر دار الاسلام مین آئے ہون یہ شرح مبسوط
مین ہی۔ اور اگر اُسنے تحری کر کے کفارہ ظہار مین سے کسی کو دیا پھر ظاہر ہوا کہ وہ مصرف نہ تھا تو امام اعظم و امام محمد رح
کے نزدیک اسکے سر سے ادا ہو جائیگا یہ بحر الرائق مین ہی۔ اور اگر کسی غیر کو حکم دیا کہ میری طرف سے میرے کفارہ ظہار سے
کھانا کھلاوے پس مامور نے ایسا ہی کیا تو جائز ہی ولیکن مامور کو یہ اختیار نہوگا کہ حکم دہندہ سے اسکو واپس لے
یہ ظاہر الروایہ مین ہی اور وجہ یہ ہی کہ اسمین احتمال قرض و ہبہ دونون کا ہی پس شک کے ساتھ واپس لینے کا استحقاق
حاصل نہوگا یہ کافی مین ہی۔ اور اگر حکم دہندہ نے یہ کہدیا ہو کہ بدین شرط کہ تو مجھ سے واپس لینا تو مامور اُس سے
واپس لے سکتا ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اور اگر مظاہر کی طرف سے غیر نے بدون اسکے حکم کے صدقہ دیدیا تو مظاہر کے
حق مین کافی نہین ہی یہ شرح مبسوط مین ہی۔ اور ہر مسکین کو نصف صاع گیہون یا ایک صاع چھوہارے یا جو آکی
قیمت دیوے۔ اور اگر کسی نے ایک صاع گیہون اور دو صاع چھوہارے یا جو دیدیے تو مقصود حاصل ہونے کی وجہ سے
جائز ہی یہ کافی مین ہی۔ اور گیہون کا آٹا اور اسکے ستو اسکے مثل معتبر ہونگے یعنی نصف صاع دینا چاہیے اور جو کا آٹا اور اسکے
ستو بھی جو کے مثل ہین یعنی ایک صاع دینا چاہیے یہ جوہرہ نیرہ مین ہی۔ اور اگر عمدہ چھوہارے نصف صاع دیے جو نصف صاع
گیہون کی قیمت کو پہنچتے ہین تو نہین جائز ہی اور اسی طرح اگر نصف صاع سے کم گیہون ایسے دیے جو قیمت مین ایک
صاع جو یا چھوہارے تک پہنچتے ہین تو نہین جائز ہی۔ اور اصل یہ ہی کہ جو جنس طعام منصوص علیہ ہی وہ دوسری جنس منصوص
علیہ کا بدل نہین ہوسکتی ہی اگرچہ قیمت مین زیادہ ہو۔ اور اگر تین سیر ذرہ یعنی چینہ دانہ وقیل باجرہ جسکی قیمت دو سیر
گیہون کے مساوی ہی دیے تو جائز ہی اور ہشام نے فرمایا کہ یہ جبھی جائز ہی کہ جب اُسنے یہ ارادہ کیا ہو کہ ذرہ کو بدل
گیہون کا قرار دے اور اگر یہ ارادہ کیا کہ گیہون کو بدل ذرہ کا قرار دے تو نہین جائز ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر کفارہ ظہار
سے ایک ہی مسکین کو ساٹھ روز ہر روز نصف صاع دیا تو جائز ہی یہ فتاوی سراجیہ مین ہی۔ اور اگر یہ سب ایک ہی مسکین
کو ایک ہی روز دیدیا تو فقط اسی روز کے سوا جائز نہوگا اور یہ حکم متفق علیہ اسی صورت مین ہی کہ اسنے ایک ہی دفعہ دیدیا
اور ایک ہی دفعہ مباح کر دیا اور اگر اُسنے ایک ہی روز مین ساٹھ دفعہ کر کے دیا تو بعض نے فرمایا کہ کافی ہو گیا اور بعض
نے فرمایا کہ اسی روز کے سوا کافی نہوگا اور یہی صحیح ہی یہ تبیین مین ہی۔ اور اگر اُسنے تیس مسکینون کو ہر مسکین کو
ایک صاع گیہون کے حساب سے دیا تو سوائے تیس مسکینون کے کافی نہوگا اور اسپر واجب ہی کہ اور تیس مسکینون کو بھی
نصف صاع گیہون ہر مسکین کو دیدے یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور اگر اُسنے ساٹھ مسکینون کو ہر مسکین کو ایک مد گیہون
کے حساب سے دیا تو کافی نہوگا اور اسپر واجب ہوگا کہ ہر مسکین کو اور ایک مد کے حساب سے دیدے اور اگر اُسنے پہلے مسکینون
کو نہ پایا اور دوسرے ساٹھ مسکینون مین سے ہر ایک کو ایک مد گیہون کے حساب سے دیدیا تو کفارہ ادا نہوا یہ محیط مین ہی
اور اگر اُسنے ساٹھ مکاتبون کو ایک ایک مد گیہون کے حساب سے دیا پھر یہ سب عاجز ہو کر رقیق کر دیے گئے اور
انکے مولی لوگ غنی ہین پھر یہ دوبارہ مکاتب کیے گئے پس کفارہ دہندہ نے دوبارہ انکو باقی ایک ایک مد کے حساب سے

دیا تو اسکا کفارہ روا نہوا اسوجہ سے کہ یہ غلامان مکاتب عاجز ہو کر ایسے ہو گئے تھے کہ انکو یہ کفارہ دینا جائز نہ تھا پس گویا دوسری جنس ہو گئے یہ بحر الرائق مین ہی۔ اور اگر کسی نے ساٹھ[۶۰] مسکینون مین سے ہر ایک مسکین کو ایک صاع گیہون اپنے دو ظہارون کے واسطے خواہ ایک ہی عورت سے تھے یا دو عورتون سے تھے دیے تو امام اعظم و امام ابو یوسف کے نزدیک دونون ظہارون سے کافی نہین ہی فقط ایک ظہار کا کفارہ ادا ہوگا یہ کافی مین ہی۔ اور اگر اُسنے ہر مسکین کو نصف صاع گیہون ایک ظہار کے واسطے دیے اور پھر نصف صاع دیگر دوسرے کفارۂ ظہار سے دیے تو بالاتفاق جائز ہی یہ غایۃ البیان مین ہی۔ اور اگر دو کفارہ دو جنس مختلف سے ہون تو ایسی صورت بالاجماع جائز ہی او۔ اگر اُسنے نصف بردہ آزاد کیا اور ایک مہینہ روزہ رکھے یا تیس[۳۰] مسکینون کو کھانا دیا تو اُسکا کفارہ ادا نہوگا یہ شرح طحاوی مین ہی۔ اور اگر اُسنے ساٹھ[۶۰] مسکینون کو صبح و شام دونون وقت پیٹ بھر کے کھانا دیا تو کفارہ ادا ہوگیا خواہ سیری مقدار مذکور سے کم مین حاصل ہوئی ہو یا زیادہ مین یہ شرح نقایہ ابو المکارم مین ہی۔ اور اگر اُسنے ساٹھ[۶۰] مسکینون کو دو دن ایک وقت صبح یا شام کا کھانا دیا یا صبح کا کھانا اور سحری کا کھانا دیا یا دو دن سحری کا کھانا دیا تو کفارہ ادا ہوگیا یہ بحر الرائق مین ہی۔ مگر اوفق و اعدل یہ ہی کہ صبح و شام ان دونون وقت کھلا دے یہ غایۃ البیان مین ہی۔ اور اگر اُسنے صبح ساٹھ مسکینون کو کھانا دیا اور شام دوسرے ساٹھ مسکینون کو انکے سوا سے کھانا دیا تو کفارہ ادا نہوگا الا آنکہ ان دونون فریقون مین سے کسی ایک فریق ساٹھ مسکین کو پھر صبح یا شام کسی وقت کھلا دے یہ تبیین مین ہی۔ اور مستحب یہ ہی کہ صبح شام دونون وقت کے کھانے کے ساتھ روکھی روٹی نہو بلکہ اسکے ساتھ کے واسطے حسب مقدور ہو یہ شرح نقایہ ابو المکارم مین ہی اور جو یا ذرہ کی روٹی کے ساتھ ادام[دال نان سالن وغیرہ ۱۲] ہونا ضرور ہی تاکہ سیر ہو کر روٹی کھا سکین بخلاف گیہون کی روٹی کے اور اگر ان ساٹھون مین کوئی دودھ چھوڑا یا ہوا بچہ ہو تو جائز نہین ہی اسی طرح اگر کھانے سے پہلے انمین سے بعضے پیٹ بھرے ہون تو بھی جائز نہین ہی یہ تبیین مین ہی۔ اور اگر اطفال ہون کہ السیلن کا مزدوری مین لینا جائز ہی تو روا ہی یہ محیط مین ہی اور اگر ایک ہی مسکین کو ساٹھ[۶۰] روز تک دو وقتہ پیٹ بھر کے کھانا دیا تو جائز ہی اور اگر اُسنے ساٹھ ساٹھ کے دو فریق یعنے ایکسو بیس مسکینون کو ایک دفعہ کھانا کھلا دیا یعنی ایک وقت تو اُسپر واجب ہوگا کہ انمین سے ایک فریق کو دوسرے وقت بھی سیر کر کے کھانا کھلا دے یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور اگر ساٹھ مسکینون کو صبح کھانا کھلایا اور شام کے واسطے شام کے کھانے کی قیمت انکو دیدی یا شام کو کھلایا اور صبح کے کھانے کی قیمت ہر ایک کو دیدی تو جائز ہی ایسا ہی اصل مین مذکور ہی اور بقالی مین لکھا ہی کہ اگر ساٹھ مسکینون کو صبح کھانا کھلا دیا اور ہر ایک کو ایک مد یعنی چہارم صاع دیدیا تو اسمین دو روایتین ہین یہ محیط مین ہی۔ اور واضح رہے کہ جس عورت سے ظہار کیا ہی اُس سے قربت کرنے سے پہلے کھانا کھلانا واجب ہی اور اگر کھانا کھلانے کے درمیان مین قربت کرلی تو از سر نو اعادہ کرنا واجب نہ ہوگا یہ فتح القدیر مین ہی۔

گیارھوان باب۔ لعان کے بیان مین

لعان ہمارے نزدیک شہادات موکدات بقسم از ہر دو جانب مقرون بلعن و غضب ہین جو مرد کے حق مین قائم مقام حد قذف ہین اور عورت کے حق مین قائم مقام حد زنا ہین یہ کافی مین ہی۔ قال المترجم اگر کسی مرد نے اپنی جورو کو زنا کی طرف منسوب کیا کہ اسنے زنا کیا ہی اور اسکے پاس گواہ نہین ہین تو موافق حکم کلام باری تعالی کے دونون سے لعان لیا جائیگا جسکی صورت آگے مذکور ہو فاحفظہ۔ اور اگر کسی نے اپنی جورو کو چند بار

زنا کی طرف منسوب کیا تو اسپر ایک ہی لعان واجب ہوگا یہ مبسوط مین ہی۔ اور اس امر پر اجماع ہی کہ جورو و مرد کے درمیان
فقط ایک ہی مرتبہ تلاعن ہوگا یہ تحریر شرح جامع کبیر حصیری مین ہی۔ اور لعان محتمل عفو و ابراء و صلح نہین ہی اور اسی طرح اگر
عورت نے قبل مرافعہ کے عفو کیا یا کسی قدر مال پر اس سے صلح کر لی تو صحیح نہین ہی اور عورت پر بدل صلح واپس کرنا
واجب ہی۔ اور اسکے بعد عورت کو اختیار ہوگا کہ اس سے لعان کا مطالبہ کرے اور اسمین نیابت نہین جاری ہو سکتی
ہی چنانچہ اگر جورو یا مرد کسی نے لعان کے واسطے کسی کو وکیل کیا تو توکیل صحیح نہین ہی اور توکیل بگواہان امام اعظم و امام
محمد رحمہ کے نزدیک جائز ہی یہ بدائع مین ہی۔ اور لعان کا سبب یہ ہی کہ مرد اپنی عورت کو ایسا قذف کرے جو اجنبیون مین
موجب حد ہوتا ہی پس جورو و مرد مین اس سے لعان واجب ہوگی یہ نہایہ مین ہی۔ اور اگر اپنی عورت سے کہا کہ اے زانیہ
یا تو نے زنا کیا ہی یا مین نے تجھے زنا کرتے دیکھا تو لعان واجب ہوگی یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور اگر مرد نے اپنی جورو کو
قذف کیا حالانکہ یہ عورت ایسی ہی کہ اسکے قذف کرنے والے پر حد واجب نہین ہوتی ہی باین طور کہ یہ عورت ایسی ہو کہ شبہہ
مین اس سے وطی کی گئی ہو یا قبل اسکے اسکا زنا کرنا لوگون مین ظاہر ہو گیا ہو یا اسکا کوئی بچہ ہو کہ اسکا باپ معروف نہو
تو ایسی جورو و مرد مین لعان جاری نہوگی یہ غایۃ البیان مین ہی۔ اور اگر جورو سے کہا کہ تو بجماع حرام جماع کی گئی یا کہا کہ
تو بحرام وطی کی گئی تو لعان و حد کچھ واجب نہوگی اور اگر عورت کو عمل قوم لوط کا قذف کیا یعنے اغلام کرانے کا قذف کیا
تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک لعان و حد کچھ واجب نہوگی یہ بدائع مین ہی۔ اور لعان جاری ہونے کی شرط یہ ہی کہ دونون
جورو و مرد ہون اور نکاح دونون کے درمیان صحیح ہو خواہ عورت مدخولہ ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو حتے کہ اگر اسکو قذف
کیا پھر اسکو تین طلاق دیدین یا ایک طلاق بائن دیدی تو حد و لعان کچھ واجب نہوگی اور اسی طرح اگر نکاح دونون مین
فاسد ہو تو بھی لعان واجب نہوگی اسواسطے کہ وہ زوج مطلق نہین ہی یہ غایۃ البیان مین ہی۔ اور اگر بعد طلاق کے
پھر اس عورت سے نکاح کیا پھر عورت نے اس سے اس قذف سابق کا مطالبہ کیا تو حد و لعان کچھ واجب نہوگی یہ سراج وہاج
مین ہی۔ اور اگر عورت کو طلاق رجعی دیدی تو لعان ساقط نہوگا یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر اپنی جورو کو طلاق بائن یا تین
طلاق دیدین پھر اسکو زنا کے ساتھ قذف کیا تو بسبب عدم زوجیت کے لعان واجب نہوگی۔ اور اگر اسکو طلاق رجعی
دیدی پھر اسکو قذف کیا تو لعان واجب ہوگی اور اگر اپنی جورو کو جورو کی موت کے بعد قذف کیا تو ہمارے نزدیک
ملاعنت نہ کیجائیگی یہ بدائع مین ہی۔ اہل لعان ہمارے نزدیک وہ لوگ ہین جو اہل شہادت ہین چنانچہ ایسے جورو و
مرد کے درمیان لعان جاری نہوگی جو دونون محدود القذف ہون یا انمین سے ایک ہو یا دونون رقیق ہون یا ایک ہو یا
دونون کافر ہون یا ایک ہو یا دونون اخرس ہون یا ایک ہو یا دونون نابالغ ہون یا ایک ہو اور انکے ماسوائے مین
جاری ہوگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر کسی مرد کو قذف کیا پس اسکو تھوڑی حد ماری گئی پھر اسنے اپنی جورو کو قذف کیا تو
اسپر لعان واجب نہوگی اور اسپر پوری حد واسطے دو مقذوف کے واجب ہوگی یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر دونون فاسق
یا دونون اندھے ہون تو لعان واجب ہوگی اسواسطے کہ یہ دونون فی الجملہ اہل شہادت مین سے ہین یہ مضمرات
مین ہی۔ اور اگر بہرے نے اپنی جورو کو قذف کیا تو لعان واجب ہوگا یہ عتابیہ مین ہی۔ اور ہرگاہ لعان بوجہ شرط
شہادت نہ پائی جانے کے ساقط ہوئی تو دیکھا جائیگا کہ اگر مرد کی جانب سے خلل واقع ہوا ہی تو اسپر حد واجب
ہوگی اور اگر عورت کی جانب سے خلل ہی تو حد و لعان کچھ واجب نہوگی یہ شرح طحاوی مین ہی۔ اور اگر مرد و عورت

دونون محدود القذف ہون تو مرد پر حد واجب ہوگی یہ ہدایہ مین ہی - اور اگر مرد غلام ہوا اور جورو محدود القذف ہو تو غلام پر اگر اُسنے قذف کیا تو حد قذف واجب ہوگی - عورت نے اگر زنا کا اقرار کر لیا تو وہ اہل لعان ہونے سے خارج ہوگی یہ مبسوط مین ہی - اور حکم لعان یہ ہی کہ جبھی دونون لعان سے فارغ ہون تو باہم وطی واستمتاع حرام ہوگیا ولیکن نفس لعان سے دونون مین فرقت واقع نہوگی حتے کہ اگر ایسی حالت مین مرد نے اسکو طلاق بائن دیدی تو واقع ہوگی اور اسیطرح اگر مرد نے اپنے نفس کی تکذیب کی تو بدون تجدید نکاح کے وطی حلال ہوجائیگی یہ نہایہ مین ہی - امام اعظم ابوحنیفہ وامام محمد رحمہ نے فرمایا کہ لعان سے جو فرقت واقع ہوتی ہی وہ بیک طلاق بائنہ ہوتی ہی پس ملک نکاح زائل ہوجاتی ہی اور جبتک اس حالت لعان پر باقی ہین دونون مین حرمت اجتماع وتزوج ثابت ہوتی ہی یہ بدائع مین ہی - اور لعان کے واسطے شرط ہی کہ عورت مطالبہ کرے پس اگر مرد نے اس سے انکار کیا تو حاکم اسکو قید کریگا یہان تک کہ وہ لعان کرے یا اپنی تکذیب کرے کذا فی الہدایہ پس اگر اُسنے اپنی تکذیب کی تو اسکو حد قذف ماریجائیگی یہ سراج وہاج مین ہی - اور اگر مرد نے لعان کیا تو عورت پر لعان کرنا واجب ہوگا اور اگر عورت نے اس سے انکار کیا تو حاکم اسکو قید کریگا یہان تک کہ لعان کرے یا مرد کی تصدیق کرے یہ ہدایہ مین ہی - اور عورت کے واسطے افضل یہ ہی کہ خصومت ومطالبہ ترک کرے اور اگر اُسنے ترک نہ کیا اور قاضی کے حضور مین مخاصمہ کیا تو قاضی اسکو فہمایش کریگا کہ تو اسکو چھوڑ دے اور اس سے اعراض کر پس اگر عورت نے اسکو ترک کیا اور اعراض کرکے چلی گئی پھر اسکی راے مین آیا کہ مرد سے مخاصمہ کرے تو اسکو یہ اختیار ہی اگرچہ مدت گذر گئی ہو اسواسطے کہ یہ اسکا حق ہی اور حق العبد بسبب زمانہ دراز گذرجانے کے ساقط نہین ہوتا ہی یہ بدائع مین ہی - صفت لعان یہ ہی کہ قاضی پہلے شوہر سے لعان کرا دے پس شوہر چار مرتبہ یون کہے کہ اشہد باللہ انی لمن الصادقین فیما رمیتہا بہ من الزنا یعنے مین گواہی دیتا ہون بقسم اللہ تعالی کی کہ مین البتہ ضرور سچا ہون اس بات مین جو مین نے اس عورت کی نسبت لگائی ہی زنا سے - اور پانچوین مرتبہ یون کہے لعنۃ اللہ علیہ ان کان من الکاذبین فیما رماہا بہ من الزنا یعنے مرد مذکور اپنے تئین کہے کہ اسپر اللہ تعالی کی لعنت ہی اگر وہ جھوٹون مین سے ہو اس امر مین جو اُسنے اس عورت کو لگایا ہی زنا سے - اور مرد ان سب پانچون مین اس عورت کی طرف اشارہ کرے - پھر یہ عورت چار مرتبہ شہادت ادا کرے اور ہر بار مین یون کہے کہ اشہد باللہ انہ لمن الکاذبین فیما رمانی بہ الزنا یعنے مین گواہی دیتی ہون بقسم اللہ تعالی کی کہ یہ مرد البتہ ضرور جھوٹون مین سے ہی اس بات مین جو اُسنے مجھپر لگائی ہی زنا سے - اور پانچوین مرتبہ عورت یون کہے کہ غضب اللہ علیہا ان کان من الصادقین فیما رمانی بہ من الزنا یعنے عورت اپنے آپ کو کہے کہ اللہ تعالی کا غضب ہی مجھپر اگر یہ مرد سچون مین سے ہو اس امر مین جو اُسنے مجھکو لگایا ہی زنا سے - کذا فی الہدایہ - اور وقت لعان کے عورت کا کھڑا ہونا شرط نہین ہی لیکن مندوب ہی یہ بدائع مین ہی - اور لعان ہمارے نزدیک لفظ شہادت پر موقوف ہی حتے کہ اگر مرد نے کہا کہ مین قسم کھاتا ہون اللہ تعالی کی کہ مین البتہ سچون مین سے ہون یا عورت نے اسطرح قسم کھا کر لعان کیا تو لعان صحیح نہوگا یہ سراج وہاج مین ہی - اور جب عورت ومرد دونون لعان کر چکے تو حاکم ان دونون مین تفریق کردیگا اور فرقت واقع نہوگی یہان تک کہ قاضی شوہر پر فرقت کا حکم دیدے پس شوہر اسکو طلاق کے ساتھ جدا کردے پھر اگر اُسنے انکار کیا تو قاضی دونون مین تفریق کردیگا اور قبل اسکے کہ حاکم تفریق کرے فرقت واقع نہوگی اور زوجیت قائم ہی شوہر کی طلاق اسپر واقع ہوگی اور اسکا ظہار وایلاء درست ہوگا اور اگر دونون مین کوئی مرگیا تو باہم دونون مین

میراث جاری ہوگی۔ اور دونون ہرگاہ لعان سے فارغ ہون دونون نے قاضی سے درخواست کی کہ دونون مین تفریق
نہ کرے تو قاضی دونون کی درخواست کو قبول نہ کریگا اور دونون مین تفریق کر دیگا یہ جوہرہ نیرہ مین ہی۔ اور اگر قاضی نے
خطا کر کے لعان پوری ہونے سے پہلے دونون مین تفریق کر دی تو دیکھا جائیگا کہ اگر دونون باہم اکثر حصہ لعان کر چکے ہین
تو تفریق مذکور نافذ ہو جائیگی اور اگر دونون نے باہم اکثر حصہ لعان نہ کیا ہو یا دونون مین سے ایک نے اکثر حصہ لعان
نہ کیا ہو تو تفریق مذکور نافذ نہوگی یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر قاضی نے بعد لعان شوہر کے قبل لعان عورت کے تفریق
کر دی تو اسکا حکم نافذ ہو جائیگا اسواسطے کہ یہ صورت مجتہد فیہا ہی یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر قاضی نے خطا کر کے پہلے عورت
سے لعان شروع کی پھر مرد سے لعان لی تو عورت سے لعان کا اعادہ کرا دے اور اگر اُسنے ایسا نہ کیا بلکہ دونون مین
تفریق کر دی تو فرقت واقع ہو جائیگی یہ فتاوی کرخی مین ہی اور قاضی نے اسمین اساءت کی یہ ینابیع مین ہی۔ اور
اگر مرد و عورت نے کسی حاکم کے پاس لعان کیا پھر اُسنے ہنوز دونون مین تفریق نہ کی تھی کہ مر گیا یا معزول ہو گیا تو دوسرا
قاضی ان دونون سے از سر نو لعان کرائیگا یہ امام ابوحنیفہ و امام ابویوسف کا قول ہی یہ فتاوی کرخی مین ہی۔ اور اگر
بعد لعان کے قبل قاضی کے تفریق کرنے کے دونون مین یا ایک مین ایسی بات پیدا ہوگئی جو مانع لعان ہی تو لعان باطل
ہو جائیگا اور اسکی صورت یہ ہی کہ بعد لعان کے فارغ ہونے کے قبل حاکم کے تفریق کر دینے کے دونون گونگے ہو گئے یا ایک
گونگا ہو گیا یا دونون مین سے ایک مرتد ہو گیا یا دونون مین سے ایک نے اپنی تکذیب کی یا دونون مین سے کسی نے
کسی کو قذف کیا یعنی زنا کی تہمت لگائی جس سے اُسکو حد قذف ماری گئی یا عورت سے حرام وطی کی گئی تو لعان باطل ہو گیا اور
حد بھی واجب نرہی اور دونون مین تفریق نہ کیجائیگی اور اگر لعان سے فارغ ہوتے ہی دونون مین سے ایک مجنون ہو گیا تو
قاضی دونون مین تفریق کر دیگا یہ سراج وہاج مین ہی۔ ایک مرد اور اسکی جورو نے باہم لعان کیا اور قاضی نے دونون مین ہنوز
تفریق نہ کی تھی کہ دونون مین ایک معتوہ ہو گیا تو قاضی ان دونون مین تفریق کر دیگا اگرچہ معتوہ ہو جانا اہلیت لعان کے واسطے مخل
ہی۔ اور اگر مرد نے لعان کیا اور عورت نے ہنوز لعان نہ کی تھی کہ وہ معتوہہ ہو گئی یا عورت لعان سے فارغ ہونے سے پہلے
معتوہہ ہو گئی یا مرد اپنی لعان سے فارغ ہو کر قبل لعان عورت کے معتوہ ہو گیا تو دونون مین تفریق نہ کریگا اور عورت کو
لعان کرنے کا حکم نہ دیا جائیگا۔ اور اگر دونون نے باہم لعان کیا پھر مرد یا عورت نے فرقت کے واسطے وکیل کیا اور موکل
خود غائب ہو گیا یعنے سفر کو چلا گیا مثلاً تو قاضی ان دونون مین تفریق کر دیگا اسواسطے کہ لعان تمام ہونے کے بعد تفریق کی
حاجت ہی اور یہ ایسی چیز ہی کہ اسمین نیابت جاری ہوتی ہی یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہی۔ اور اگر دونون نے باہم لعان کیا
پھر دونون غائب ہو گئے پھر دونون نے فرقت کے واسطے وکیل کیا تو دونون مین تفریق کر دیجائیگی یہ سراج وہاج مین ہی
زید نے بکر کی جورو کو زنا کے ساتھ قذف کیا پس بکر نے کہا کہ تو سچا ہی یہ عورت ایسی ہی ہی جیسا تو کہتا ہی تو بکر اپنی جورو کا قذف کرنیوالا
ہوگا حتے کہ باہم لعان واجب ہوگی اور اگر بکر نے صرف اسی قدر کہا کہ تو سچا ہی اس سے زیادہ کچھ نہین کہا تو قاذف نہوگا
یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ بسہ طلاق ہی اے زانیہ تو حد واجب ہوگی نہ لعان اور اگر کہا کہ اے زانیہ تو طالقہ ثلث
ہی تو حد و لعان کچھ واجب نہوگا یہ غایۃ السروجی مین ہی۔ امام ابوحنیفہ رح نے فرمایا کہ اگر اپنی عورت غیر مدخولہ سے کہا کہ تو طالقہ ہی
یا زانیہ بسہ طلاق تو تین طلاق واقع ہونگی اور حد و لعان لازم نہ آویگی یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر مرد نے جورو سے کہا کہ اے
زانیہ پس عورت نے کہا کہ تو مجھ سے زیادہ زانی ہی تو مرد پر لعان واجب ہوگی اسواسطے کہ عورت کا کلام قذف نہین ہی

اسواسطے کہ اسکے معنی یہ ہین کہ تو مجھ سے زیادہ زنا کرنے پر قادر ہے اسی واسطے اگر کسی اجنبی کو اس لفظ سے قذف کیا تو مستوجب حد
نہین ہوتا ہے اور نیز اگر اپنی جورو کو کہا کہ تو فلانہ عورت سے زیادہ زانی ہے یا تو ازنی الناس ہے یعنی سب لوگون سے زیادہ
زنا کنندہ ہے تو حد و لعان واجب نہین یہ مبسوط مین ہے - اور اگر عورت سے کہا کہ اے زانی تو یہ قذف ہے اسواسطے کہ تا کبھی
حذف ہوتی ہے بخلاف اسکے اگر عورت نے مرد کو کہا کہ اے زانیہ تو نہین صحیح ہے اور اگر عورت سے کہا کہ اے زانیہ بنت زانیہ (یعنے زانیہ نہین کہا ۱۲)
یا یون کہا کہ اے چھنال کی بچی تو یہ اسکا اور اسکی ماں دونون کا قذف ہے یہ عتابیہ مین ہے - پس اگر عورت و اسکی ماں دونون
نے حد کے مطالبہ پر اتفاق کیا تو مرد مذکور سے پہلے عورت کی ماں کے واسطے حد لیجائیگی پس لعان ساقط ہو جائیگا اور
اگر عورت کی ماں نے حد قذف کا مطالبہ نہ کیا بلکہ عورت نے فقط مطالبہ کیا تو جورو و مرد مین باہم لعان کرایا جائیگا پھر اگر
عورت کی ماں نے اسکے بعد مطالبہ کیا تو ظاہر الروایہ کے موافق اسکے واسطے حد قذف مرد مذکور پر واجب ہوگی - اور اسیطرح
اگر عورت کی ماں مر گئی ہو پس اس سے کہا کہ اے چھنال کی بچی تو اسکو مطالبہ کا استحقاق ہے پس اگر عورت نے دونون قذفون
کی بابت مطالبہ و مخاصمہ ایک ساتھ کیا تو مرد مذکور پر اس عورت کی ماں کے واسطے حد قذف ماری جائیگی حتے کہ جورو و مرد کے
درمیان لعان ساقط ہو جائیگا اور اگر اُسنے اپنی ماں کے قذف کا مطالبہ و مخاصمہ نہ کیا بلکہ فقط اپنے قذف کی نالش کی تو دونون
مین لعان واجب ہوگی یہ شرح طحاوی مین ہے - اور اگر کسی مرد نے ایک اجنبیہ عورت کو قذف کیا پھر اس سے نکاح کیا پھر
اسکو قذف کیا پس عورت نے حد و لعان کا مطالبہ کیا تو مرد مذکور کو حد ماری جائیگی اور لعان نہ کرایا جائیگا اور اگر عورت
مذکورہ نے فقط لعان کا مطالبہ کیا نہ حد کا پس دونون مین لعان کرایا گیا پھر عورت مذکورہ نے حد کا مطالبہ کیا تو حد
ماری جائیگی اسواسطے کہ حد و لعان مین جمع کرنا مشروع ہے یہ محیط سرخسی مین ہے - اور اگر کسی کی چار جورو ہون اور اُسنے ان
سب کو بہ کلام واحد قذف کیا یا ہر ایک کو زنا کے ساتھ بکلام علیحدہ قذف کیا پس اگر شوہر اور یہ عورتین اہل لعان سے
ہون تو مرد مذکور سے ہر قذف کے واسطے ہر عورت کے ساتھ علیحدہ لعان کرایا جائیگا اور اگر شوہر اہل لعان سے نہو تو اسکو
حد قذف کی سزا دیجائیگی پس ایک ہی حد سب کی طرف سے کافی ہوگی - اور اگر شوہر اہل لعان سے ہو اور ان عورتون مین سے
بعض اہل لعان سے نہو تو جو عورت انمین سے اہل لعان سے ہے اُسی کے ساتھ ملاعنت کرائی جائیگی اور پس یہ بدائع مین ہے
اور اگر مرد آزاد نے اپنی ذمیہ جورو یا باندی جورو کا قذف کیا پھر یہ ذمیہ مسلمان ہو گئی یا یہ باندی آزاد کی گئی تو مرد مذکور پر حد یا
لعان کچھ واجب نہوگی - اور اگر باندی جورو آزاد کی گئی پھر اُسکے خاوند نے اسکو قذف کیا تو مرد مذکور پر لعان واجب ہوگا کیونکہ
وقت آزاد کیے جانے باندی مذکورہ کے دونون مین نکاح قائم تھا پھر اگر اس معتقہ نے اپنے نفس کو اختیار کیا یعنی بخیار عتق تو لعان
باطل ہو گیا اور مرد مذکور پر مہر بھی واجب نہوگا بشرطیکہ اسکے ساتھ دخول نہ کیا ہو اور اگر معتقہ مذکورہ نے اپنے نفس کو اختیار نکیا
یہان تک کہ باہم لعان واقع ہوا اور دونون مین تفریق کی گئی تو مرد مذکور پر نصف مہر واجب ہوگا - اور اسیطرح اگر اس عورت
سے دخول کیا ہو پھر دونون مین بسبب لعان کے تفریق کر دی گئی تو اس عورت کو عدت کا نفقہ و سکنی ملیگا یہ مبسوط مین ہے
جورو و خاوند دونون کافر ہین انمین سے زوجہ مسلمان ہو گئی اور شوہر مسلمان نہوا اور ہنوز قاضی نے شوہر پر اسلام پیش نکیا (یعنے واجب ہوگا ۱۲)
تھا کہ اُسنے عورت کو زنا کے ساتھ قذف کیا یا اسکے بچہ کے نسب کی نفی کی یعنی کہا کہ میرا نہین ہے تو مرد مذکور پر حد واجب ہوگی اور
اگر اسپر تھوڑی حد ماری گئی تھی کہ پھر وہ مسلمان ہو گیا پھر عورت مذکورہ کو دوبارہ قذف کیا تو امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ اسپر
باقی حد پوری کرنے کے بعد دونون مین باہم لعان کرایا جائیگا یہ ینابیع مین ہے - اور اگر قذف کو کسی شرط سے معلق کیا تو حد

ولعان کچھ واجب نہوگا۔ اور اسی طرح اگر یون کہا کہ اگر مین نے تجھ سے نکاح کیا تو تو زانیہ ہی یا تو زانیہ ہی اگر فلان چاہے تو یہ سب باطل ہی۔ اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ تو نے زنا کیا قبل اسکے کہ مین تجھ سے نکاح کرون یا مین نے تجھے زنا کرتے دیکھا قبل اسکے کہ مین تجھ سے نکاح کرون تو وہ آج کے روز قذف کرنے والا ہوگا اور اسپر لعان واجب ہوگی بخلاف اسکے اگر اسنے کہا کہ مین نے تجھے زنا کے ساتھ قذف کیا قبل اسکے کہ مین تجھ سے نکاح کرون[یعنی جب یون کہا ہی۱۲] تو اسپر حد واجب ہوگی اسواسطے کہ اسکے اقرار سے ظاہر ہوا کہ اسنے نکاح کرنے سے پہلے اسکو قذف کیا ہی تو یہ ایسا ہی جیسے[یا قبل ہمیشہ تجھ سے نکاح کرنے کے۱۲] یہ امر گواہون سے ثابت ہوا۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تیری فرج زانی ہی یا تیرا جسد زانی ہی یا تیرا بدن زانی ہی تو یہ قذف ہی بخلاف ہاتھ و پانون کے۔ اور جس زبان مین عورت کو زنا کی تہمت لگا دے قذف ہی پس اگر نو برس کی لڑکی ہو تو وہ مطالبہ کریگی جب بالغ ہوا اور مرد پر حد ماری جائیگی اور اگر نو برس سے چھوٹی ہو تو قاذف کو تعزیر دیجائیگی یہ عینی مین ہی۔ اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ مین نے تجھے باکرہ نہین پایا تو کچھ حد ولعان واجب نہوگی یہ جمہور کا قول ہی اور یہی چارون اامون و اُنکے اصحاب کا قول ہی اور یہی اصح ہی یہ غایۃ السروجی مین ہی۔ اور اگر کہا کہ وجدت معہا رجلا یجامعہا یعنی پایا مین نے عورت کے ساتھ ایک مرد کہ اُسکے ساتھ مجامع تھا تو اس قول سے وہ قاذف نہوگا اور اگر کہا کہ تیرے ساتھ زبردستی زنا کیا گیا یا تیرے ساتھ طفل نے زنا کیا تو قاذف نہوگا یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو نے زنا کیا درحالیکہ تو صغیرہ تھی یا مجنونہ تھی اور حال یہ ہی کہ اسکا جنون معہود ہی تو حد ولعان کچھ واجب نہوگی اور مرد ندکور فی الحال قاذف قرار نہ دیا جائیگا یہ غایۃ السروجی مین ہی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو نے زنا کیا اور یہ حمل زنا سے ہی تو دونون مین باہم لعان واجب ہوگی بسبب قذف پائی جانے کے کیونکہ اُسنے زنا کو صریح ذکر کیا ہی مگر بعد لعان کے قاضی اس حمل کی نفی نہ کریگا یعنی یہ نہوگا کہ اس بچہ کا نسب منقطع کر کے صرف اُسکی مان کی طرف منسوب کرے یہ ہدایہ مین ہی۔ اور اگر شوہر نے کہا کہ تیرا حمل مجھ سے نہین ہی تو لعان واجب نہوگی اور یہ امام ابو حنیفہ رح و امام زفر کا قول ہی اور صاحبین نے کہا کہ اگر چھ مہینہ سے کم مین بچہ پیدا ہوا تو دونون لعان کرینگے اور اگر اس سے زیادہ مین پیدا ہوا تو لعان نہین ہی اور یہی صحیح ہی یہ مضمرات مین ہی اور ایسا ہی متون مین مذکور ہی۔ اور اگر کسی مرد نے اپنی جورو کے بچہ کے بعد ولادت کے پیدا ہوتے ہی یا جس حال مین کہ قبول مبارکباد یا سامان ولادت کی خرید کا وقت ہی نفی کی تو نفی صحیح ہی اور باہم لعان واقع ہوگا اور اگر اسکے بعد نفی کی تو لعان واقع ہوگا مگر بچہ کا نسب ثابت ہوگا۔ اور اگر مرد اپنی جورو کے پاس سے غائب تھا اور اُسکو ولادت طفل سے آگاہی نہوئی یہانتک کہ وہ سفر سے آیا[یعنی مدت سے۱۲] تو جس قدر مدت مین تہنیت قبول ہوتی ہی اس عرصہ تک اُسکو امام اعظم رح کے نزدیک بچہ کی نفی کا اختیار ہی اور صاحبین نے کہا کہ بعد آجانے کے مقدار مدت نفاس تک نفی کرسکتا ہی اسواسطے کہ نسب لازم نہین ہوتا ہی الا بعد اسکے علم کے پس آنے کی حالت بمنزلہ حالت ولادت کے ہوئی یہ کافی مین ہی۔ اور اگر صریحًا یا دلالۃً بچہ کے نسب کا اقرار کرلیا تو پھر اسکے بعد اسکی نفی صحیح نہین ہی خواہ بحضور ولادت ہو یا اسکے بعد اور صریح کی صورت یہ ہی کہ یون کہے کہ یہ میرا بچہ ہی اور دلالت کی صورت یہ ہی کہ مبارکباد دینے کے وقت ساکت ہو جاوے ولیکن اس سے لعان کرایا جائیگا یہ غایۃ البیان مین ہی۔ کسی مرد کی جورو کے بچہ پیدا ہوا پس مرد مذکور نے اسکی نفی کی اور کہا کہ یہ بچہ میرا نہین ہی یا کہا کہ یہ بچہ زنا کا ہی اور لعان کسی وجہ سے ساقط ہی تو نسب منتفی نہوگا خواہ مرد مذکور پر حد واجب ہو یا واجب نہو اسیطرح اگر مرد مذکور و اسکی جورو دونون اہل لعان سے ہون مگر دونون نے باہم لعان نہ کیا تو نسب منتفی نہوگا یہ شرح طحاوی مین ہی۔ اور اگر اپنی زوجہ حرہ کے بچہ کی نفی کی پس عورت نے اسکی تصدیق کی تو حد ولعان کچھ لازم نہوگی اور یہ بچہ ان دونون سے ثابت النسب ہوگا

اسکی نفی پران دونون کے قول کی تصدیق اس بچہ کے حق مین نہوگی یہ اختیار شرح مختار مین ہی - اور اگر اپنی زوجہ کے بچہ کی
نفی کی اور یہ دونون ایسی حالت مین ہین کہ دونون پر لعان واجب نہین ہوتی ہی تو بچہ کا نسب منتفی نہوگا اور اسیطرح
اگر بچہ کا نطفہ ایسے حال مین قرار پایا ہو کہ دونون پر لعان واجب نہوتا ہو پھر دونون ایسی حالت مین ہوگئے کہ لعان
کر سکتے ہین مثلاً عورت کسی کی باندی یا عورت کتابیہ کافرہ تھی اُسوقت بچہ کا علوق ہوا پھر باندی آزاد کی گئی یا کافرہ مسلمان
ہوگئی تو نفی کرنے کی صورت مین دونون مین لعان نہ کرایا جائیگا اور بچہ کا نسب منتفی نہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی - اور
اگر زوجہ کے بچہ پیدا ہوا پھر وہ مر گیا پھر شوہر نے اسکی نفی کی تو بچہ کا نسب اس مرد کو لازم ہوگا بعد لعان کے بھی اور دونون
سے لعان کرایا جائیگا اور اسی طرح اگر عورت کے دو بچہ پیدا ہوئے کہ انمین سے ایک مردہ ہی پس شوہر نے دونون کی
نفی کی تو باہم لعان کرایا جائیگا اور دونون بچے اس مرد کو لازم ہونگے اور اسیطرح اگر عورت کے بچہ پیدا ہوا پھر شوہر نے
اسکی نفی کی پھر قبل لعان کے بچہ مر گیا تو شوہر سے لعان کرایا جائیگا اور بچہ اسکے ساتھ لازم ہوگا یہ بدائع مین ہی - ایک عورت
ایک ہی پیٹ سے دو بچہ جنی یعنے آگے پیچھے پس شوہر نے اول بچہ کا اقرار کیا اور دوسرے بچہ کی نفی کی تو دونون بچہ اسکو لازم
ہین اور عورت سے لعان کریگا اور اگر اول کی نفی کی اور دوسرے کا اقرار کیا تو دونون بچہ اسکو لازم ہونگے اور اسپر حد قذف
واجب ہوگی اور اگر دونون کی نفی کی پھر دونون مین سے ایک قبل لعان کے مر گیا تو زندہ بچہ کی بابت لعان کریگا اور یہ دونون
اُسی کے بچہ قرار دیے جاوینگے - اور اسیطرح اگر عورت دو بچہ جنی جنمین سے ایک مردہ ہی پس شوہر نے دونون کی نفی کی تو دونون اسکو لازم
ہونگے اور زندہ بچہ کی بابت لعان کریگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہی - اور اگر عورت ایک بچہ جنی پس شوہر نے اسکی نفی کی
اور اسکی بابت لعان کیا پھر دوسرے روز عورت دوسرا بچہ جنی تو دونون بچہ اس مرد کو لازم ہونگے اور لعان ہو چکا پس اگر
اُسنے کہا کہ یہ دونون میری اولاد مین تو سچا ہوگا اور اسپر حد واجب نہوگی اور اگر کہا کہ یہ دونون میری اولاد نہین ہین
تو اسکی اولاد ہونگے اور اسپر حد واجب نہوگی اور اگر مرد مذکور نے کہا کہ مین نے دروغ لعان کی اور جو کچھ مین نے عورت
مذکورہ کو قذف مین کہا جھوٹی تہمت لگائی تو مرد مذکور پر حد واجب ہوگی یہ مبسوط مین ہی - اور اباحت نکاح کے واسطے عورت
کی تصدیق چار مرتبہ شرط ہی اور حد و لعان ساقط ہونے کے واسطے ایک ہی مرتبہ کافی ہی یہ سراج وہاج مین ہی - اور اگر
اپنی جورو کو طلاق رجعی دیدی پھر دو برس سے ایک روز کم مین اسکے بچہ پیدا ہوا پس مرد نے اسکی نفی کی پھر دو برس سے
ایک روز بعد دوسرا بچہ پیدا ہوا کہ اُسکے نسب کا اقرار کیا تو عورت مذکورہ اس سے بائنہ ہوگئی اور حد و لعان کچھ واجب نہوگی
یہ امام اعظم و امام ابویوسف کا قول ہی اور اگر طلاق بائن ہو اور باقی مسئلہ بحالہا ہو تو مرد مذکور پر حد ماری جائیگی اور دونون بچون
کا نسب اس سے ثابت ہوگا یہ امام اعظم و امام ابویوسف کا قول ہی یہ ایضاح مین ہی - اور حسن نے ذکر کیا امام اعظم رح سے
کہ اگر ایک عورت تین بچہ ایک ہی پیٹ سے جنی پس شوہر نے اول کا اقرار کیا اور دوسرے کی نفی کی اور تیسرے کا اقرار کیا تو
لعان کرایا جائیگا اور یہ سب بچہ اسکی اولاد ہونگے اور اگر اُسنے پہلے و تیسرے کی نفی کی اور دوسرے کا اقرار کیا تو اسکو حد
ماری جائیگی اور یہ سب اُسکی اولاد ثابت النسب ہونگی اور اسیطرح اگر ایک ہی بچہ کی نسبت اُسنے پہلے اقرار کیا پھر نفی کی پھر
اقرار کیا تو باہم لعان کرایا جائیگا اور بچہ اس سے ثابت النسب اسکو لازم ہوگا اور اگر پہلے اسکی نفی کی پھر اقرار کیا تو اسکو
حد ماری جائیگی اور بچہ اسکو لازم ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر کسی مرد نے ایک عورت سے نکاح کیا اور اسکے ساتھ دخول
نہ کیا اور نہ اسکو دیکھا یہانتک کہ اسکے ایک بچہ پیدا ہوا پس مرد نے اسکی نفی کی تو وہ عورت سے لعان کریگا اور بعد

لعان کے بچہ مذکور اُسکی ماں کو لازم کیا جائیگا اور شوہر پر مہر کامل واجب ہوگا یہ تحریر شرح تلخیص جامع کبیر حصیری مین ہی- اور اگر اپنی دو عورتون سے کہا کہ تم مین ایک بسبب طلاق طالقہ ہی اور وہ دونون سے دخول کرچکا ہی اور اُسنے دونون مین سے کسی کو بیان نہ کیا یہانتک کہ دونون مین سے ایک عورت وقت طلاق سے دو برس سے زیادہ مین بچہ جنی تو دوسری عورت طلاق کے واسطے متعین ہو جائیگی اور دوسری عورت جو بچہ جنی ہی نکاح کے واسطے متعین ہو جائیگی پس اگر اسنے بچہ کی نفی کی تو قاضی ان دونون مین لعان کرادیگا کیونکہ سبب لعان موجود ہی اور بچہ کا نسب منقطع نہوگا - اور اگر عورت کے بچہ پیدا ہوا اور اسکا شوہر غائب ہی پھر اُسنے بچہ کا دودھ اپنے وقت پر چھڑایا اور قاضی سے درخواست کی کہ اسکا اور اُسکے بچہ کا نفقہ مقدر کردے اور گواہ قائم کر دیے پس قاضی نے دونون کا نفقہ مقدر کر دیا پھر شوہر آیا اور اُسنے بچہ کی نفی کی تو قاضی ان دونون مین لعان کرا کے بچہ کا نسب اس مرد سے منقطع کردیگا اور اگر نسب محکوم بہ ہو تو بحکومت قاضی دونون سے باہم لعان کرائیگا - اور اگر عورت کے ایک بچہ پیدا ہوا اور یہ بچہ دائی کے بچہ پر لوٹ کر گرا جس سے وہ دودھ پیتا بچہ مرگیا اور اسکی دیت کا حکم اس بچہ کے باپ کی مددگار برادری پر کیا گیا پھر اسکے باپ نے اسکے نسب کی نفی کی تو قاضی اس بچہ کے ماں و باپ مین لعان کرائیگا اور اس بچہ کا نسب قطع نہ کریگا یہ تنویر شرح تلخیص جامع کبیر مین ہی - ایک مرد نے ایک عورت سے نکاح کیا پس وقت نکاح سے چھ مہینے پورے ہونے کے بعد اس عورت کے بچہ پیدا ہوا تو قاضی اس بچہ کے ثبوت نسب اور عورت مذکورہ کے ساتھ دخول واقع ہونے کا حکم دیگا حتی کہ عورت کے واسطے پورے مہر و نفقہ عدت کا حکم کریگا - اور اگر مرد نے اس بچہ کی نفی کی تو ان دونون مین باہم لعان کرایا جائیگا اور بچہ کا نسب مرد سے منقطع کیا جائیگا اگرچہ وہ اس بات کا محکوم بہ ہوگیا ہی کہ اس مرد کا ہی کیونکہ پورے مہر و نفقہ عدت کا حکم دیا گیا ہی - اسی طرح اگر مطلقہ طلاق رجعی دو برس سے زیادہ مین بچہ جنی تو یہ رجعت ہوگی اور اگر مرد نے اس بچہ کی نفی کی تو قاضی دونون مین لعان کرائیگا اور بچہ کو اسکی ماں کے ساتھ لاحق کردیگا یہ تحریر شرح جامع کبیر حصیری مین ہی - اگر قذف بولد ہو تو قاضی اس ولد کا نسب منقطع کرکے اسکی ماں کے ساتھ لاحق کردیگا اور اس لعان کی صورت یہ ہی کہ حاکم اس مرد کو حکم دے کہ یون قسم کھاوے اشہد باللہ انی من الصادقین فیما رمیتہا بہ من نفی الولد یعنے شہادت دیتا ہون مین قسم اللہ تعالی کی کہ مین البتہ ضرور سچون مین سے ہون اس بات مین جو مین نے اس عورت کو لگائی ہی ولد کی نفی سے - اور اسیطرح عورت کی جانب سے بھی عورت یون کہے کہ اشہد باللہ انہ لمن الکاذبین فیما رمانی بہ من نفی الولد یعنے مین قسم اللہ تعالی کی گواہی دیتی ہون کہ اس مرد نے نفی ولد کی بات جو مجھے لگائی اسمین یہ جھوٹا ہی - اور اگر مرد نے اسکو زنا اور نفی ولد دونون سے قذف کیا ہو تو لعان مین دونون باتین ذکر کرے یعنے مرد یون کہے کہ اشہد باللہ انی لمن الصادقین فیما رمیتہا بہ من الزنا و نفی الولد اور عورت یون کہے کہ اشہد باللہ انہ لمن الکاذبین فیما رمانی بہ من الزنا و نفی الولد یہ کافی مین ہی - اور جب قاضی نے بعد لعان کے ان دونون مین تفریق کردی تو یہ بچہ اپنی ماں کو لازم ہوگا - اور بشرؒ نے امام ابو یوسفؒ سے روایت کی کہ ضرور ہی کہ قاضی یون کہے کہ مین نے تم دونون مین تفریق کردی اور اس بچہ کا نسب اس مرد سے قطع کر دیا حتی کہ اگر قاضی نے یہ بات نہ کہی تو مرد مذکور سے اسکا نسب قطع نہوگا اور یہ صحیح ہی یہ مبسوط و نہایہ مین ہی پھر قاضی اس بچہ کا نسب نفی کرکے اسکی ماں کے ساتھ لاحق کردیگا اور امام ابو یوسفؒ سے روایت ہی کہ قاضی دونون مین تفریق کریگا اور کہیگا کہ مین نے یہ بچہ اسکی ماں کے ساتھ لاحق کیا اور اس مرد کو اسکے نسب سے خارج کر دیا چنانچہ اگر قاضی نے یہ نہ کہا تو نسب قطع نہوگا یہ کافی مین ہی اور مبسوط مین لکھا ہی کہ یہی صحیح ہی یہ شرح

مجمع البحرین ابن الملک مین ہی۔ اور اگر بعد لعان کے جورو و مرد دونون سے یا ایک سے ایسی کوئی بات پائی گئی کہ اگر قبل لعان کے پائی جاتی تو لعان سے مانع ہوتی تو دونون باہم لعان کنندہ باقی نہ رہینگے پس مرد مذکور کو حلال ہوگا کہ اس عورت سے نکاح کرلے اور اسکی صورت یہ ہی کہ شلاً مرد نے اپنی تکذیب کی پس اسکو حد ماری گئی یا عورت نے اپنی تکذیب کی یا دونون مین سے کسی نے کسی آدمی کو قذف کیا جسکے سبب سے اسپر حد قذف ماری گئی یا دونون مین سے کوئی گونگا ہوگیا یا عورت مجنونہ ہوگئی یا اوطی حرام اسکے ساتھ وطی کی گئی یا دونون مین کوئی مرتد ہوکر مسلمان ہوگیا پس ان امور مذکورہ مین سے اگر کوئی بات پائی گئی تو امام اعظم و امام محمد رح کے نزدیک مرد مذکور کو اس عورت سے نکاح کرلینا حلال ہوجائیگا یہ ینابیع و سراج الوہاج مین ہی۔ اور اگر دونون مین تفریق کردی گئی پھر عورت معتوہہ ہوگئی تو مرد کو اس سے نکاح کرلینا جائز نہین ہی کیونکہ معتوہ ہونے مین اہلیت لعان باقی رہتی ہی یہ تحریر شرح جامع کبیر حصیری مین ہی۔ اور اگر مرد مجبوب یا خصی ہو تو اسکے نفی ولد کی صورت مین لعان مشروع نہین ہی یہ بحر الرائق مین ہی۔ ملاعنہ عورت کا بچہ یعنے جسکا نسب مرد ملاعن سے قطع کرکے اسکی مان کے ساتھ لاحق کیا گیا ہی بعضے احکام مین وہ نسب کے ساتھ لاحق کیا گیا ہی چنانچہ علمار نے فرمایا ہی کہ اگر ملاعنہ کے بچہ نے اپنے باپ کیواسطے گواہی دی تو قبول نہوگی اسی طرح اگر اسکے باپ نے یعنی جسنے نفی کی ہی اور لعان کیا ہی اس بچہ کے واسطے گواہی دی تو مقبول نہوگی۔ اور اسیطرح اگر مرد نے اپنے مال کی زکوۃ اپنی ملاعنہ جورو کے اس بچہ کو دی جسکی نسبت لعان کیا ہی یا اسنے اپنے مال کی زکوۃ اس مرد کو دی تو نہین جائز ہی اور اسیطرح اگر ملاعنہ کے اس بچہ کا پسر پیدا ہوا اور اس مرد ملاعن کی دختر کسی دوسری جورو سے ہی اور دونون مین نکاح ہوا یا ملاعنہ کے ولد کی دختر اور اس مرد کی دوسری جورو سے بیٹا ہوا اور اس پسر نے اس دختر سے نکاح کیا تو نکاح جائز نہین ہی اور اسی طرح اگر اس ولد ملاعنہ کا کسی شخص نے دعوی کیا یعنی اپنے نسب کا دعوی کیا تو صحیح نہین ہی گرچہ ولد نے اسکے قول کی تصدیق کی ہو۔ اور بعضے احکام مین ولد ملاعنہ اجنبیون کے ساتھ لاحق کیا جاتا ہی حتی کہ ملاعنہ کا ولد اس مرد ملاعن کا وارث نہوگا اور اسی طرح مرد ملاعن اسکا وارث نہوگا اور اسی طرح ان دونون مین سے کوئی دوسرے پر نفقہ کا مستحق نہین ہی یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر عورت نے شوہر پر نالش کی اور دعوی کیا کہ اسنے مجکو قذف کیا ہی اور شوہر نے اس سے انکار کیا تو قذف ثابت کرنے کے واسطے عورت کی طرف سے سوائے دو عادل مردون کی گواہی کے اور گواہی قبول نہوگی اور عورتون کی گواہی قبول نہوگی اور نہ شہادت علی الشہادہ قبول ہوگی یعنی گواہون نے اپنی گواہی پر اور گواہ قائم کردیے جنہون نے گواہی دی تو نامقبول ہوگی اور قاضی کا خط بجانب قاضی دیگر اس اثبات کیواسطے بھی مقبول نہوگا جیسے اجنبی پر قذف ثابت کرنے کے واسطے نامقبول ہی یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر عورت نے دو مرد گواہ قائم کیے پھر مرد نے بھی دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتین اس امر کی گواہ دین کہ عورت مدعیہ نے مرد مذکور کے قذف کرنے کی تصدیق کی تھی تو لعان ساقط ہوگیا اور مرد پر حد بھی لازم نہوگی۔ اور اگر عورت کے پاس گواہ نہون اور اسنے چاہا کہ شوہر کو اس امر پر قسم دلادے تو عورت کو قسم دلانے کا اختیار نہین ہی یہ شرح طحاوی مین ہی اور اگر شوہر نے عورت کے تصدیق کرنے کا یعنی اسنے میری تصدیق کی تھی دعوی کیا اور چاہا کہ عورت کو اس بات پر قسم دلادے تو عورت پر قسم لازم نہوگی یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر عورت پر زنا کے چار گواہ قائم ہوئے تو لعان واجب نہوگی اور عورت پر حد زنا جاری کیجائیگی۔ اور اگر چار گواہ قائم ہوئے مگر انمین سے ایک گواہ اسکا شوہر ہی پس اگر قبل اسکے مرد مذکور کی طرف سے قذف نہوا ہو تو ان گواہونکی گواہی قبول ہوگی اور ہمارے نزدیک عورت پر حد زنا جاری کیجائیگی۔ اور اگر شوہر اس سے پہلے اسکو قذف کرچکا ہو پھر اپنے سوا ے زنا کے اور تین گواہ

لایا تو یہ گواہ قذف کنندہ قرار دیے جاوینگے کہ انپر حد قذف جاری کیجائیگی اور چوتھے شوہر پر عورت کے ساتھ لعان کرنی واجب ہوگی - اور اگر شوہر اور تین گواہ اور آئے اور ان سب نے گواہی دی کہ اس عورت نے زنا کیا ہی مگر ان گواہوں کی تعدیل نہوئی تو عورت پر حد زنا واجب نہوگی اور نہ ان گواہون پر حد قذف واجب ہوگی اور نہ شوہر پر لعان واجب ہوگی یہ بدائع مین ہی - اور اگر شوہر کے ساتھ تین اندھون نے عورت پر زنا کی گواہی دی تو ان اندھون کو حد قذف ماری جائیگی اور شوہر پر لعان واجب ہوگا - اور اگر عورت کے واسطے اسکے دو لڑکون نے اسکے شوہر پر گواہی دی کہ اس مرد نے اس عورت کو قذف کیا ہی تو ان دونون کی گواہی جائز نہوگی اور اسی طرح اگر عورت کے باپ اور عورت کے پسر نے اسطرح گواہی دی تو بھی ناجائز ہی - اور اگر عورت کے دو گواہون مین سے ایک نے گواہی دی کہ اس مرد یعنے عورت کے شوہر نے اس عورت کو زنا کے ساتھ قذف کیا اور دوسرے نے گواہی دی کہ اس مرد نے اس عورت کے بچہ کو کہا کہ یہ زنا سے پیدا ہی تو یہ گواہی جائز نہوگی یعنے قذف کرنا ثابت نہوگا اور اگر ایک گواہ نے کہا کہ اس مرد نے اسکو عربی زبان مین قذف کیا اور دوسرے نے گواہی دی کہ اسنے فارسی زبان مین قذف کیا تو یہ گواہی قبول نہوگی - اور اگر ایک گواہ نے گواہی دی کہ اس مرد نے اس عورت کو کہا کہ تیرے ساتھ زید نے زنا کیا اور دوسرے گواہ نے گواہی دی کہ اسنے اس عورت سے کہا کہ تیرے ساتھ عمر نے زنا کیا ہی تو مرد مذکور پر لعان واجب ہوگا - اور اگر کسی مرد نے اپنی جورو کو زید کے ساتھ قذف کیا پھر زید آیا اور اُسنے اس مرد سے اپنے قذف کرنے کا مطالبہ کیا تو اس مرد کو حد قذف ماری جائیگی اور لعان ساقط ہوجائیگا - اور جب دو گواہون نے کسی عورت کے شوہر پر اسکے قذف کرنے کی گواہی دی تو قاضی اسکو قید کر لیگا یہانتک کہ ان گواہون کی عدالت دریافت کرے اور مرد مذکور سے کفیل بنفس قبول نکریگا اور اگر دونون گواہون نے کہا کہ ہم گواہی دیتے ہین کہ اس مرد نے اپنی جورو کو اور باندی کو ایک ہی کلمہ سے قذف کیا تو یہ گواہی جائز نہوگی - اور اگر زید کے دو بیٹون نے جو ہندہ اسکی جورو کے سوائے دوسری جورو کے پیٹ سے ہین زید پر گواہی دی کہ زید نے اس ہندہ کو قذف کیا ہی اور ان دونون کی مان زید کے پاس ہی تو ان دونون کی گواہی جائز نہوگی لیکن اگر زید غلام ہو یا محدود القذف ہو تو ضرب حد کی گواہی ان دونون کی زید پر قبول ہوگی اور اگر زید پر دو گواہون نے گواہی دی کہ اسنے اپنی جورو کو قذف کیا ہی پھر دونون گواہون کی تعدیل ہوگئی پھر قبل اسکے کہ قاضی انکی گواہی پر کچھ حکم دے یہ دونون گواہ مر گئے یا کہین چلے گئے تو قاضی لعان کا حکم دیدیگا اسواسطے کہ مر جانا یا غائب ہو جانا انکی عدالت مین قادح نہین ہی بخلاف اسکے اگر دونون اندھے ہوگئے یا مرتد یا فاسق ہوگئے تو ایسا نہین ہی یہ مبسوط مین ہی - اور اگر عورت نے چار گواہ قائم کیے جنمین سے دو گواہون نے گواہی دی کہ اسکے شوہر زید نے اسکو جمعرات کے روز قذف کیا ہی اور باقی دو گواہون نے گواہی دی کہ اسنے جمعہ کے روز قذف کیا ہی تو امام اعظم رح کے نزدیک دونون جورو و مرد مین باہم لعان کرنیکا حکم دیا جائیگا یہ تاتارخانیہ مین ہی - اور اگر شوہر نے دعوی کر دیا کہ میرے اسکو قذف کرنے کے روز یہ باندی یا ذمیہ تھی تو لعان واجب نہوگا الا آنکہ عورت مذکورہ قاضی کے نزدیک حریت یا اسلام کی راہ سے معروف ہو - اور اگر شوہر نے گواہ قائم کیے کہ بروز قذف کرنے کے یہ عورت رقیقہ یا کافرہ تھی اور عورت نے اپنے آزاد ہونے یا مسلمان ہونے کے گواہ قائم کیے تو گواہ عورت کے اولی ہونگے لیکن اگر شوہر کے گواہون سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہو کہ یہ عورت بعد اسلام کے مرتد ہوگئی تھی تو یہ حکم نہین ہی یہ عتابیہ مین ہی - اگر مرد قاذف نے دو مرد گواہ اس مضمون کے قائم کیے کہ عورت نے خود زنا کا اقرار کیا ہی تو شوہر کے ذمہ سے لعان ساقط ہو جائیگا اور عورت کے ذمہ حد زنا لازم نہ آویگی جیسے کہ اسکے ایک مرتبہ

اقرار کردینے سے لازم نہین آتی ہی۔ اور اگر ایک مرد اور دو عورتون نے عورت پر اس مضمون کی گواہی دی تو بھی استحساناً لعان ساقط ہونے کا حکم ہوگا۔ اور اگر مرد نے یہ دعوی کیا کہ یہ عورت زانیہ ہی یا بوطی حرام اس سے وطی کی گئی ہی تو مرد پر لعان واجب ہوگی پس اگر شوہر نے دعوی کیا کہ میرے پاس اس امر کے گواہ ہین کہ مین جسطرح کہتا ہون یہ عورت ایسی ہی ہی تو مجلس سے قاضی کے اُٹھنے تک اُسکو مہلت دیجائیگی پس اگر وہ گواہ لے آیا تو خیر ورنہ عورت سے لعان کریگا۔ اور اگر شوہر نے کہا کہ مین نے اسکو قذف کیا درحالیکہ یہ صغیرہ تھی اور عورت نے کہا کہ اسنے وقت بلوغ کے قذف کیا ہی تو قول شوہر کا قبول ہوگا اور گواہ اگر دونون نے قائم کیے تو عورت کے گواہ مقبول ہونگے۔ اور اگر عورت نے قذف متقادم کا دعوی کیا یعنے ایسے قذف کا جسکو زمانہ دراز گذر گیا ہی اور اسپر گواہ قائم کیے تو جائز نہی پھر اگر شوہر نے گواہ قائم کیے کہ مین نے اس عورت کو اسکے بعد طلاق رجعی دیدی اور خطبہ کرکے اسکے ساتھ نکاح کرلیا تو دونون مین لعان و حد کچھ واجب نہوگی یہ مبسوط مین ہی۔

بارھوان باب۔ عنین کے بیان مین۔ عنین اسکو کہتے ہین جو باوجود قیام آلہ کے عورتون سے وصل نہوسکے پس اگر وہ ایسا ہو کہ ثیبہ عورتون تک پہونچتا ہو اور باکرہ عورتون تک نہ پہونچتا ہو یا بعضی عورتون تک پہونچتا ہو اور بعضی تک نہ پہونچتا ہو اور یہ امر کسی مرض یا ضعف خلقت یا بڑھاپے یا سحر کی وجہ سے ہو تو جن عورتون کی طرف نہین پہونچ سکتا ہی اُنکے حق مین یہ عنین ہوگا یہ نہایہ مین ہی۔ اور اگر اُسنے حشفہ یعنے ذکر کا سر اندر کردیا تو وہ عنین نہین ہی اور اگر سر ذکر کٹا ہوا ہو تو ضرور ہی کہ باقی ذکر کو اندر کرے یہ بحر الرائق مین ہی۔ اور اگر عورت اپنے شوہر کو قاضی کے پاس لے گئی اور اسپر دعوی کیا کہ یہ عنین ہی اور فرقت کی درخواست کی تو قاضی اسکے شوہر سے دریافت کریگا کہ تو اس عورت تک پہونچا ہی یا نہین پہونچا پس اگر اُسنے اقرار کیا کہ مین نہین پہونچا تو اسکو ایکسال کی مہلت دیگا خواہ عورت باکرہ ہو یا ثیبہ ہو۔ اور اگر شوہر نے اسکے دعوی سے انکار کیا اور کہا کہ مین اس تک پہونچا ہون پس اگر یہ عورت ثیبہ ہو تو قول مرد کا معتبر ہوگا مگر قسم کے ساتھ کہ مین اس تک پہونچا ہون یہ بدائع مین ہی۔ پس اگر مرد مذکور نے قسم کھالی تو عورت کا حق باطل ہوگیا اور اگر اُسنے قسم سے انکار کیا تو قاضی اسکو ایک سال کی مہلت دیگا یہ کافی مین ہی اور اگر عورت نے کہا کہ مین ویسی ہی باکرہ موجود ہون تو عورتین اسکو دیکھین اور ایک عورت کافی ہی اور دو ہون تو احوط و اوثق ہی پس اگر عورتون نے کہا کہ یہ ثیبہ ہی تو قسم سے شوہر کا قول قبول ہوگا یہ سراج وہاج مین ہی پس اگر مرد نے قسم کھالی تو عورت کا کچھ حق نہین ہی اور اگر اُسنے قسم سے انکار کیا تو اسکو ایکسال کی مہلت دیجائیگی یہ ہدایہ مین ہی۔ اور اگر عورتون نے کہا کہ یہ باکرہ ہی تو بدون قسم کے عورت کا قول قبول ہوگا اور اگر عورتون کو اسکے معاملہ مین شک پیدا ہوا تو اس عورت کا امتحان کیا جائیگا پس بعض نے فرمایا کہ اسکو حکم دیا جائیگا کہ دیوار پر پیشاب کرے پس اگر وہ دیوار پر دھار پھینک سکے تو باکرہ ہی ورنہ ثیبہ ہی اور بعض نے فرمایا کہ مرغی کے انڈے سے اسکا امتحان کیا جاوے پس اگر مرغی کا انڈا اسکے اندام نہانی مین چلا جاوے یعنی سما جاوے اس سوراخ سے تو ثیبہ ہی اور اگر نہ سماوے تو باکرہ ہی یہ سراج وہاج مین ہی اور اگر بعضی عورتون نے کہا کہ باکرہ ہی اور بعض نے کہا کہ ثیبہ ہی تو ان عورتون کے سواے دوسری عورتون کو دکھلاوے پس جب ثابت ہو جاوے کہ مرد مذکور اس عورت تک نہین پہونچا ہی تو اسکو ایکسال کی مہلت دے خواہ پھر درخواست کرے یا نہ کرے اور مہلت مذکور دینے پر گواہ کردے اور اسکی تاریخ لکھدے یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور ابتداے مدت مذکورہ وقت

مخاصمہ سے ہوگی یہ محیط مین ہی - اور یہ مہلت سوائے قاضی مصر یا مدینہ کے اور کسی طرف سے نہوگی پس اگر عورت نے خود اسکو مہلت دی یا قاضی کے سوائے دوسرے نے مہلت دی تو اس مہلت کا اعتبار نہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - اور اس مدت مین سال قمری معتبر ہی یہی ظاہر الروایہ ہی کذا فی التبیین اور یہی صحیح ہی یہ ہدایہ مین ہی - اور حسن نے امام اعظم رح سے روایت کی ہی کہ سال شمسی معتبر ہی اور وہ سال قمری سے چند روز زیادہ ہوتا ہی اور شمس الائمہ سرخسی شرح کافی مین روایت حسن کی طرف گئے ہین کہ اسکے اختیار کرنے مین احتیاط ہی اور یہی مذہب صاحب تحفہ کا ہی اور یہی میرے نزدیک مختار ہی یہ غایۃ البیان مین ہی اور اسی کو شمس الائمہ نے اختیار کیا ہی یہ مبسوط مین ہی اور امام قاضی خان و امام ظہیر الدین نے مدت مہلت مین یہ اختیار کیا ہی کہ سال شمسی کی مہلت دیجاوے کہ اسکے اختیار کرنے مین احتیاط ہی یہ کفایہ مین ہی اور اسی پر فتوے ہی یہ خلاصہ مین ہی - شمس الائمہ حلوائی سے منقول ہی کہ سال شمسی مین تین سو پینسٹھ روز اور ایک چوتھائی روز اور ایکسو بیسوان حصہ روز کا ہوتا ہی اور سال قمری تین سو چون روز کا ہوتا ہی یہ کافی مین ہی - اور مجتبے مین لکھا ہی کہ اگر تاجیل درمیان مہینہ سے واقع ہوئی تو بالاجماع سال کا اعتبار دنون کے شمار سے ہوگا یہ بحر الرائق مین ہی اور سال ایام مین سے عورت کے ایام حیض و ماہ رمضان محسوب کر دیا جائیگا یہ شرح جامع کبیر قاضی خان مین ہی اور مرد کے مرض یا عورت کے مرض کے ایام محسوب نہ کیے جاوینگے یہ ہدایہ مین ہی - پس اگر اس سال مین مرد مذکور مریض ہوگیا تو بقدر مدت مرض کے امام محمد رح کے نزدیک اُسکو اور مہلت دیجاوگی اور اسی پر فتوی ہی یہ فتاوے کبری مین ہی - اور اگر مرد نے حج کیا یا کہین غائب ہوگیا تو یہ ایام مرد کے ذمہ محسوب ہونگے اور اگر عورت نے حج کیا یا کہین غائب ہوگئی تو یہ ایام مرد کے حساب مدت مین شمار نہونگے یہ تبیین مین ہی - اور اگر مخاصمہ کرنے کے وقت عورت احرام مین ہو تو قاضی مرد کے واسطے مدت مہلت مقرر نہ کریگا یہانتک کہ حج سے فارغ ہو جاوے یہ نہایہ مین ہی - اور امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر عورت نے مرد سے ایسے وقت مین قاضی کے یہان مخاصمہ پیش کیا کہ وہ محرم تھا تو قاضی بعد اسکے حلال ہو جانے کے مہلت ایکسال تک قرار دیگا - اور اگر ایسی حالت مین عورت نے خصومت کی کہ مرد مذکور مظاہر تھا پس اگر وہ بردہ آزاد کرنے کی قدرت رکھتا ہو تو قاضی اسکو میعاد ایک سال کی مہلت وقت خصومت سے دیگا - اور اگر وہ اعتاق پر قادر نہو تو اسکے لیے چودہ مہینہ کی مہلت مقرر کر دیگا - اور اگر قاضی نے ایک سال کی مدت مقرر کر دی حالانکہ مرد مظاہر نہ تھا پھر سال کے اندر اُسنے اس عورت سے ظہار کر لیا تو مدت مین کچھ بڑھایا نہ جائیگا یہ بدائع مین ہی - اور اگر عورت کا شوہر ایسا مریض پایا گیا کہ وہ جماع پر قادر نہین ہی تو اسکو تاجیل و مہلت ابھی سے نہ دیجائیگی بلکہ جب اچھا ہو جاوے تب سے مہلت دیجائیگی اگرچہ مرض طول پکڑے - اور اگر معتوہ کے ساتھ اسکے ولی نے کسی عورت کا نکاح کیا مگر معتوہ مذکور اس عورت تک نہ پہونچا تو معتوہ کی طرف سے کسی خصم کے مقابلہ مین قاضی معتوہ کو ایک سال کی مہلت دیگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - اور اگر شوہر قید کیا گیا اور عورت نے قید خانہ مین اُسکے پاس آنے سے انکار کیا تو یہ ایام مرد کی مہلت مین محسوب نہونگے اور اگر عورت نے انکار نکیا اور قید خانہ مین کوئی جگہ خلوت کی بھی ہی تو یہ ایام مرد کے ایام مہلت مین محسوب ہونگے اور اگر کوئی جگہ خلوت کی نہو تو محسوب نہونگے - اور اسی طرح اگر عورت کے مہر کے واسطے قید کیا گیا تو بھی اسی تفصیل سے حکم ہی یہ تبیین مین ہی - اور اگر عورت کسی حق کے واسطے قید کی گئی اور شوہر اس تک جاسکتا ہی اور خلوت مین اسکے ساتھ رہ سکتا اور رات گذار سکتا ہی تو یہ ایام شوہر کی میعاد مہلت مین محسوب ہونگے ورنہ نہین یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - اور اگر میعاد مہلت گذر جانے کے بعد عورت قاضی کے پاس آئی اور دعوے کیا کہ میرا شوہر مجھ تک نہین پہونچا ہی اور شوہر نے پہونچنے کا دعوے کیا پس اگر

عورت پہلے سے ثیبہ ہو تو قسم سے شوہر کا قول قبول ہوگا پس اگر شوہر نے قسم کھالی تو عورت کا حق باطل ہوگیا اور اگر اسنے قسم
سے نکول کیا تو قاضی اس عورت کو اختیار دیگا کہ چاہے اسکے ساتھ رہنا اختیار کرے یا تفریق کرلے۔ اور اگر عورت نے کہا
کہ میں ویسی ہی باکرہ موجود ہوں تو عورتیں اسکو دیکھیں اور ایک عورت کافی ہے اور دو ہوں تو احتیاط زیادہ ہے پس اگر ان
عورتوں نے کہا کہ یہ ثیبہ ہے تو قسم سے مرد کا قول قبول ہوگا اور اگر ان عورتوں نے کہا کہ یہ باکرہ ہے یا شوہر نے خود اقرار
کیا کہ میں اس تک نہیں پہونچا ہوں تو قاضی اس عورت کو درباب فرقت اختیار دیگا کذا فی شرح الجامع الصغیر لقاضیخان
پس اگر عورت نے شوہر کے ساتھ رہنا اختیار کیا یا مجلس سے اٹھ کھڑی ہوئی یا قاضی کے پیادوں نے اسکو اٹھادیا یا اسکے
اختیار کرنے سے پہلے قاضی اٹھ کھڑا ہوا تو اسکا اختیار باطل ہوجائیگا کذا فی المحیط اور ایسا ہی امام محمد رح سے مروی ہے اور اسی پر
فتوے ہے یہ تاتارخانیہ میں واقعات سے منقول ہے اور اگر عورت نے فرقت کو اختیار کیا تو قاضی اسکے شوہر کو حکم دیگا کہ اسکو
ایک طلاق بائنہ دیدے اور اگر شوہر نے انکار کیا تو قاضی ان دونوں میں تفریق کردیگا ایسا ہی امام محمد رح نے اصل میں
ذکر فرمایا ہے یہ تبیین میں ہے اور فرقت ایک طلاق بائنہ ہے یہ کافی میں ہے اور عورت کے واسطے مہر کامل واجب ہوگا اور
عورت پر عدت واجب ہوگی بشرطیکہ شوہر نے اسکے ساتھ خلوت کی ہو یہ بالاجماع ہے اور اگر عورت سے خلوت نکی ہو تو عورت
پر عدت واجب نہوگی اور اسکو نصف مہر ملیگا اگر مہر مسمی ہوا ہو اور اگر مہر مسمی نہو تو اُسکے واسطے متعہ واجب ہوگا یہ بدائع میں ہے اور
اگر میعاد مہلت ایکسال گذر گئی اور بعد اسکے عورت نے ایک زمانہ تک مخاصمہ نکیا تو اسکا حق باطل نہوجائیگا اگرچہ اسنے اس
درمیان میں ساتھ سونے میں مرد کی مطاوعت کی ہو یہ فتاوی قاضیخان میں ہے اور اسی پر فتوی ہے یہ فتاوے کبری میں ہے
اور اگر بعد مہلت گذرنے کے شوہر نے قاضی سے درخواست کی کہ مجھے ایکسال دیگر یا ایک مہینہ یا زیادہ کی مہلت اور دے
تو قاضی کو ایسا کرنا نہیں چاہیے الا برضامندی عورت اور اگر عورت پہلے اسپر راضی ہوئی پھر اسنے رجوع کرلیا تو اسکو
یہ اختیار ہے پس مہلت باطل ہوجائیگی اور عورت کو خیار حاصل ہوگا یہ نہایہ میں ہے۔ اور اگر مہلت کا سال گذرنے پر
قاضی مرگیا یا معزول کیا گیا قبل اسکے کہ عورت اپنے امر میں کچھ اختیار کرے اور بجاے اس قاضی کے دوسرا مقرر کیا گیا
پس عورت اپنے شوہر کو دوسرے قاضی کے پاس لائی اور گواہ قائم کیے کہ فلاں قاضی اول نے میرے اس شوہر کو ایکسال
کی مہلت میرے بارہ میں دی تھی اور وہ سال گذر گیا تو قاضی دوم اس مقدمہ کو قاضی اول کی روداد پر مبنی کریگا یہ فتاوی
قاضیخان میں ہے۔ اور اگر قاضی کے تفریق کرنے کے بعد دو گواہوں نے گواہی دی کہ اس عورت نے قبل تفریق قاضی
کے یہ اقرار کیا تھا کہ مرد مذکور اس تک پہونچا ہے تو قاضی کی تفریق باطل ہوگی اور اگر عورت نے بعد تفریق قاضی کے
اقرار کیا کہ یہ مرد مجھ تک پہونچا تھا تو اسکے قول کی تصدیق نہوگی یہ ظہیریہ میں ہے۔ اور اگر عورت کا مرد ایکبار اس تک
پہونچا ہو پھر عاجز ہوگیا تو عورت کے واسطے کچھ خیار نہوگا یہ تبیین میں ہے۔ اور اگر عورت کو وقت نکاح کے یہ معلوم ہو
کہ یہ مرد عنین ہے عورتوں تک نہیں پہونچتا ہے تو عورت کو حق خصومت حاصل نہوگا اور اگر عورت کو اُس وقت معلوم نہ تھا
پھر اسکے بعد معلوم ہوا تو اسکا حق خصومت اسکو حاصل رہیگا اور ترک خصومت سے اسکا حق باطل نہوگا اگرچہ زمانہ دراز
تک وہ خصومت نہ کرے جبتک کہ وہ اس امر پر راضی نہو جاوے یہ فتاوی قاضیخان میں ہے۔ اگر عنین اور اسکی جورو
کے درمیان قاضی نے تفریق کردی پھر اس عورت کے ساتھ اس عنین نے نکاح کیا تو عورت کو اپنا خیار حاصل نہوگا اور
اگر عنین نے کسی دوسری عورت سے نکاح کیا جو اسکے حال سے آگاہ ہے تو اصل میں مذکور ہے کہ اسکو خیار حاصل نہوگا اور

اسی پر فتوے ہی یہ محیط سرخسی مین ہی اور یہ صحیح ہی کہ دوسری عورت کو حق خصومت حاصل ہوگا اگر مرد مذکور اس تک نہ پہونچا ہو یہ فتاوے قاضی خان مین ہی اور ایسا ہی غایہ سروجی مین ہی - اور اگر عورت سے نکاح کیا اور ایک مرتبہ اس تک پہونچا پھر عنین ہوگیا پھر اس عورت کو جدا کر دیا یعنے طلاق دیدی پھر اس عورت سے نکاح کیا اور اس تک پہونچا تو اس عورت کو خیار حاصل ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی - ایک مرد نے ایک عورت سے نکاح کیا اور اس سے فرج کے سوائے مباشرت کرتا تھا یہانتک کہ انزال ہوجاتا تھا اور اس سے فرج مین وصول نہین کر سکتا تھا اور یہ عورت اسکے ساتھ یون ہی مدت تک رہی اور یہ عورت باکرہ ہی یا ثیبہ ہی پھر اسنے قاضی کے پاس نالش کی تو قاضی اس مرد کو ایکسال کی مہلت دیگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - اور اگر عورت کی دبر یعنے پاتخانہ کے سوراخ مین دخول کرے تو وہ عنین ہونے سے خارج نہوگا یہ معراج الدرایہ مین ہی - اور اگر مرد کی منی نہو اور وہ جماع کرتا ہی پس منزل نہین ہوتا ہی تو عورت کو حق خصومت حاصل نہوگا یہ نہایہ مین ہی اور اگر بالغہ عورت نے اپنے شوہر صغیر کو عنین پایا تو اُسکے بالغ ہونے تک انتظار کرے اور اگر عورت صغیرہ ہو تو اُسکا ولی بھی تفریق نہین کرا سکتا ہی اور اگر عورت نے اپنے شوہر معتوہ کو عنین پایا تو معتوہ کے ولی سے مخاصمہ کریگی اور بمخاصمت ولی اس معتوہ کو ایکسال کی مہلت دیجائیگی یہ کافی مین ہی - اور اگر باندی کا شوہر عنین نکلا تو امام اعظم رح کے قول مین خیار اسکے مولی کو ہوگا اور اسی پر فتوی ہی یہ فتاوی کبری مین ہی - اور جیسے عنین کو ایکسال کی مہلت دیجاتی ہی ویسے ہی خصی کو بھی مہلت دیجائیگی اور یہی حکم بوڑھے آدمی کا ہی اگرچہ وہ خود کہے کہ مجھے امید نہین ہی کہ مین اس عورت تک پہونچ سکونگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہی - خنثی اگر مردون کے آلہ سے پیشاب کرتا ہو یعنی جس سے مرد پیشاب کرتے ہین تو وہ مرد ہی اسکا نکاح کرنا جائز ہی پس اگر اسنے نکاح کیا اور عورت تک نہ پہونچا تو مثل عنین کے اسکو بھی مہلت دیجائیگی یہ مبسوط مین ہی اور خنثی مشکل کا حکم مثل عنین کے ہی یعنی اگر عورت نے اپنے شوہر کو خنثی مشکل پایا تو وہی حکم ہوگا جو عنین کے ساتھ ہوتا ہی یہ سراج وہاج مین ہی - اور اگر عنین کی عورت رتقا یا قرنا ہو تو وہ مہلت ندیا جائیگا یہ بدائع مین ہی - اور اگر عورت نے اپنے شوہر کو مجبوب پایا تو عورت کو قاضی فی الحال اختیار دیگا اور اس مرد کو مہلت ایکسال کی نہ دیگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہی اور جسکا ذکر بہت چھوٹا ہو جیسے گھنڈی تو وہ بھی مجبوب کے ساتھ لاحق کیا جائیگا نہ وہ شخص جسکا آلہ چھوٹا ہو کہ داخل فرج تک نہ پہونچا سکے یہ بحر الرائق مین ہی - اور اگر عورت نے کہا کہ یہ مجبوب ہی اور مرد نے کہا کہ مین مجبوب نہین ہون اور حال یہ ہی کہ مین اس تک پہونچا ہون تو قاضی اس مرد کو کسی مرد کو دکھلائیگا پس اگر چھونے اور ٹٹولنے سے کپڑے کے باہر سے معلوم کر سکے بدون بے پردہ کرنے کے تو اسکو بے پردہ نہ کریگا اور اگر بدون کشف ستر کیے ہوئے اور نظر ڈالے ہوئے معلوم نہ کر سکے تو کسی غیر کو حکم دیگا کہ اسکو دیکھے کیونکہ ضرورت ہی - اور اگر مرد اس عورت تک پہونچ گیا پھر مجبوب ہوگیا تو عورت کو خیار حاصل نہوگا یہ غایہ سروجی مین ہی - اور اگر مجبوب کی عورت وقت نکاح کے اسکو جانتی ہو تو اسکو خیار حاصل نہوگا یہ شرح طحاوی مین ہی - اور اگر شوہر مجبوب ہو اور عورت نہ جانتی ہو پھر عورت کے بچہ پیدا ہوا اور مجبوب مذکور نے اسکے نسب کا دعوی کیا اور قاضی نے اسکا نسب اس مجبوب سے ثابت کر دیا پھر عورت اسکے حال سے آگاہ ہوئی اور اسنے فرقت کی درخواست کی تو عورت کو اس امر کا اختیار ہوگا اسواسطے کہ بچہ اس شخص مجبوب کو بغیر جماع کے لازم ہوا ہی یہ محیط مین ہی - اور اگر قاضی نے مجبوب اور اسکی جورو کے درمیان بعد خلوت واقع ہونے کے تفریق کر دی پھر دو برس تک مین اس عورت کے بچہ پیدا ہوا تو اسکا نسب اس مجبوب سے ثابت ہوگا اور قاضی کا تفریق کرنا باطل نہوگا اور عنین

صورت مین نسب ثابت ہوگا اور قاضی کی تفریق باطل ہوجائیگی بشرطیکہ شوہر دعوی کرتا ہو کہ مین اس عورت تک پہونچا
ہون یہ ظہیریہ مین ہی - اور اگر عورت نے اپنے شوہر صغیر کو مجبوب پایا تو قاضی عورت کی خصومت پر فی الحال تفریق کردیگا اور شوہر
کے بلوغ تک انتظار نہ فرمائیگا اور طفل کو حکم دیگا کہ اسکو طلاق دیدے اور بعض مشائخ نے فرمایا کہ یہ فرقت بغیر طلاق
ہوگی اور اول اصح ہی لیکن قاضی دونون مین تفریق نہ کریگا جبتک کہ اس طفل کی طرف کوئی خصم قرار نہ پاوے جیسے اسکا
باپ یا باپ کا وصی اور اگر اس طفل کا کوئی ولی و وصی نہو تو اسکا دادا یا دادا کا وصی اسکی طرف سے خصم ہوگا اور اگر وہ
بھی نہو تو قاضی اسکی طرف سے کوئی خصم قرار دیدیگا اور اگر ایسے گواہ پیش ہوئے جن سے حق عورت باطل ہوتا ہی مثلاً
گواہون نے گواہی دی کہ یہ عورت اسکے حال پر راضی ہوچکی ہی یا وقت عقد کے اسکے حال سے واقف تھی تو قاضی
دونون مین تفریق نہ کریگا اور اگر گواہ نہون اور عورت کی قسم طلب کی تو عورت سے قسم لیجائیگی پس اگر عورت نے قسم سے
نکول کیا تو دونون مین تفریق نہ کیجائیگی اور اگر عورت نے قسم کھالی تو قاضی تفریق کردیگا یہ نہایہ سروجی مین ہی - اور اگر عورت
صغیرہ ہو کہ اسکے باپ نے اسکا نکاح کردیا ہو اور اسنے اپنے شوہر کو مجبوب پایا تو اس صغیرہ کے باپ کی خصومت سے قاضی
ان دونون مین تفریق نہ کریگا یہانتک کہ یہ عورت خود بالغ ہو اور اگر عورت بالغہ ہو اور باقی مسئلہ بحالہ ہو پس عورت نے
کسی کو وکیل کیا کہ اسکے شوہر سے خصومت کرے اور خود یہ عورت غائبہ ہی پس آیا وکیل کی خصومت سے قاضی ان دونون
مین تفریق کریگا یا نہین تو اس صورت کو امام محمد رح نے کتاب مین ذکر نہین فرمایا ہی اور مشائخ نے اسمین اختلاف کیا ہی
بعض نے فرمایا کہ تفریق نہین کریگا بلکہ اس عورت کے حاضر ہونے کا انتظار کریگا اور بعض نے فرمایا کہ قاضی دونون مین تفریق
کردیگا یہ محیط مین ہی - اور اگر باندی کا شوہر مجبوب ہو تو تفریق کی بابت اختیار اسکے مولے کو ہوگا یہ امام اعظم و امام
زفر رح کا قول ہی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی - اور اگر معتوہ کو جسکی صحت کی امید نہین ہی اسکے ولی نے کوئی بالغہ
عورت بیاہ دی پھر وہ مجبوب نکلا تو اسکے ولی کی حضوری مین قاضی ان دونون مین فی الحال تفریق کردیگا - اور اگر
وہ مجبوب نہو بلکہ وہ اس عورت تک نہین پہونچتا ہی پس اگر اسکا کوئی ولی نہو تو قاضی اسکی طرف سے ایک خصم مقرر
کرلیگا اور اسکو مہلت ایکسال کی دیگا پھر اگر اس مدت کے اندر وہ اس عورت تک نہ پہونچا تو قاضی ان دونون مین
تفریق کردیگا یہ ذخیرہ مین ہی - اور اگر زوجہ مین کوئی عیب ہو تو شوہر کو درباب نکاح کوئی خیار حاصل نہوگا اور اگر
شوہر کو جنون یا برص یا جذام ہو تو عورت کو کوئی اختیار نہین ہی یہ کافی مین ہی - اور امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر جنون پیدا
ہوگیا ہو تو مرض عنین ہونے کی صورت مین قاضی شوہر کو ایکسال کی مہلت دیگا پھر اگر وہ سال کے اندر اچھا ہوگیا اور سال پورا
ہوگیا تو عورت کو اختیار دیگا اور اگر جنون مطبق ہو تو وہ مثل مجبوب ہونے کے ہی اور ہم اسی کو اختیار کرتے مین
یہ حاوی قدسی مین ہی -

تیرھوان باب عدت کے بیان مین

عدت کہتے ہین انتظار مدت معلومہ تک جو عورت کو لازم ہوتا ہی بعد زوال
نکاح کے حقیقۃً ہو یا شبہۃً جو متاکد ہو بدخول یا موت یہ شرح نقایہ برجندی مین ہی - ایک مرد نے ایک عورت سے
نکاح جائز نکاح کیا پھر بعد دخول یا بعد خلوت صحیحہ کے اسکو طلاق دی تو عورت پر عدت واجب ہوگی یہ فتاوی قاضیخان
مین ہی - اور اگر نکاح فاسد ہو اور قاضی نے دونون مین تفریق کردی پس اگر قبل دخول کے تفریق کردی تو عدت
واجب نہوگی اور اسیطرح اگر بعد خلوت کے تفریق کی تو بھی یہی حکم ہی اور اگر بعد دخول واقع ہونے کے تفریق کی تو

وقت تفریق سے عورت پر عدت واجب ہوگی اور اسی طرح اگر فرقت بغیر قضا ہو واقع ہوئی تو بھی عدت لازم ہی یہ ظہیریہ مین ہی - اور فضولی کے نکاح کرنے مین وطی واقع ہونے سے عدت واجب نہین ہوتی ہی یہ محیط سرخسی مین ہی - اور زنا سے عدت واجب نہین ہوتی ہی یہ امام اعظم و امام محمد رح کا قول ہی یہ شرح طحاوی مین ہی - ایک مرد نے کہا کہ ہر عورت جس سے مین نکاح کرون تو وہ طالقہ ہی پھر جو اُسنے کہا تھا وہ بھول گیا اور ایک عورت سے نکاح کیا اور اسکے ساتھ دخول کیا تو وہ طالقہ ہوگی اور ایک مہر کامل اور نصف مہر واجب ہوگا اور اسپر عدت واجب ہوگی اور اگر بچہ پیدا ہو تو اسکا نسب اُسکے شوہر سے ثابت ہوگا یہ خلاصہ مین ہی - ایک مرد نے ایک عورت سے نکاح کیا اور اسکے ساتھ دخول کیا پھر کہا کہ مین قسم کھا چکا تھا کہ اگر مین کسی ثیبہ سے نکاح کرون تو وہ طالقہ ثلث ہی اور مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ یہ ثیبہ ہی تو طلاق بوجہ اقرار مرد مذکور کے واقع ہوگی پھر اگر عورت نے اسکی تصدیق کی تو عورت مذکورہ کو نصف مہر بوجہ طلاق قبل دخول کے ملیگا اور مہر مثل کامل بوجہ دخول کے ملیگا اور عورت پر بوجہ ایسی وطی کے عدت واجب ہوگی مگر اسکو نفقہ عدت نہ ملیگا اور اگر عورت نے اس مرد کی تکذیب کی کہ اسنے قسم نہین کھائی تھی تو عورت کو ایک ہی مہر ملیگا اور اسکو نفقہ و سکنی بھی ملیگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہی - چار عورتین ایسی ہوتی ہین کہ انپر عدت واجب نہین ہوتی ہی ایک وہ عورت جسکو قبل دخول کے طلاق دیگئی ہو - دوم حربیہ عورت جو ہماری مملکت مین امان لیکر داخل ہوئی حالانکہ وہ دار الحرب مین اپنا شوہر چھوڑ آئی ہی - سوم دو بہنین جن سے ایک ہی عقد مین نکاح کیا پس نکاح فسخ کیا گیا - چہارم چار عورتون سے زیادہ جمع کین پس انکا نکاح فسخ کر دیا گیا یہ تاتارخانیہ مین ہی - عورتون پر عدت واجب ہونا بالاجماع ثابت ہی یہ تمرتاشی مین ہی - اگر کسی مرد نے اپنی جورو کو طلاق بائن دیدی یا رجعی یا تین طلاق دین یا دونون مین بغیر طلاق فرقت واقع ہوئی اور عورت آزادہ ایسی ہی کہ اسکو حیض آتا ہی تو اسکی عدت تین حیض ہین خواہ یہ عورت آزادہ مسلمان ہو یا کتابیہ ہو یہ سراج وہاج مین ہی - اور جو عورت کہ بسبب نابالغ ہونے یا بڈھی ہونے کے حائضہ نہوئی ہو یا اسکا سن اسقدر ہوگیا ہی جو بالغہ کا ہوتا ہی مگر اسکو حیض نہ آتا ہو تو ایسی عورت کی عدت تین مہینہ ہی یہ نقایہ مین ہی - اسی طرح جس عورت نے خون دیکھا پھر نہ دیکھا تو اسکی عدت بھی مہینون کے حساب سے تین مہینہ ہوگی اور یہی صحیح ہی - اور اگر عورت نے تین روز تک خون دیکھا ہو پھر اسکا خون منقطع ہوگیا تو اسکی عدت کا حساب حیض سے ہوگا اگرچہ زمانہ دراز گذر جاوے یہان تک کہ وہ بڈھی ہوکر آئسہ ہوجاوے یہ عتابیہ مین ہی - اور جوامع الفقہ مین لکھا ہی کہ جس عورت نے تین روز سے کم خون دیکھا اسکی عدت مہینون کے شمار سے ہوگی اور یہی صحیح ہی اور جسنے تین روز دیکھا ہی اسکی عدت حیض سے شمار ہوگی یہ غایۃ السروجی مین ہی - اور اگر نابالغہ مہینون کے شمار سے اپنی عدت پوری کرتی ہو کہ اس درمیان مین اُسنے خون حیض دیکھا تو اگلا شمار باطل ہوگیا اور از سر نو حیض کے حساب سے عدت کا شمار کرے یہ سراج وہاج مین ہی - اور جب طلاق یا وفات کی عدت مہینون کے شمار سے واجب ہوئی پس اگر اتفاقاً غرہ ماہ مین ایسا واقع ہوا تو مہینون کا شمار چاند سے ہوگا اگرچہ تیس (۳۰) یوم سے کم مین چاند نکل آوے اور اگر یہ واقعہ درمیان ماہ مین ہوا تو امام اعظم رح کے نزدیک اور دو روایتون سے ایک روایت کے موافق امام ابو یوسف کے نزدیک مہینون کا پورا کرنا دنون کے شمار سے ہوگا چنانچہ طلاق کی عدت نوے (۹۰) روز مین اور وفات کی عدت ایکسو تیس (۱۳۰) روز مین پوری ہوگی یہ محیط مین ہی اور اگر چاند کی اول تاریخ مین عصر کے وقت اپنی عورت کو طلاق دی اور یہ عورت ایسی ہی کہ مہینون سے اسکی عدت کا شمار ہوتا ہی تو اسکی عدت کا حساب چاند سے لگایا جائیگا اور ایک روز مین سے کچھ حصہ گذر جانا اس امر کا موجب نہوگا کہ دنون سے اسکی عدت کا حساب لگایا جاوے بخلاف اسکے اگر دوسری یا تیسری تاریخ کو طلاق دی تو یہ حکم نہین ہی یہ فتاوی صغری مین ہی

اور اگر اپنی جورو کو حالت حیض مین طلاق دیدی تو اسپر عدت کے تین حیض کامل واجب ہونگے اور یہ حیض جسمین طلاق دی ہی عدت مین حساب نہ کیا جائیگا یہ ظہیریہ مین ہی۔ باندی و مدبرہ وام ولد و مکاتبہ کی طلاق و فسخ کی عدت دو حیض ہین اور اگر ایسی عورت ہو کہ اسکو حیض نہین آتا ہی تو طلاق و فسخ مین اسکی عدت ڈیڑھ مہینہ ہی یہ کافی مین ہی۔ جو مملوکہ آزاد ہوگئی ہو مگر اسپر سعایت واجب ہو اسوجہ سے وہ مستسعاۃ ہو تو امام اعظم رح کے نزدیک وہ مثل مکاتبہ کے ہی اور صاحبین رح کے نزدیک وہ مثل حرہ کے ہی یہ سراج وہاج مین ہی۔ اگر کسی مرد نے کسی عورت سے بطور شبہہ یا نکاح فاسد کے دخول کیا تو اس مرد پر اسکا مہر واجب ہوگا اور عورت پر عدت واجب ہوگی اگر حرہ ہو تو تین حیض اور اگر باندی ہو تو دو حیض خواہ یہ مرد اس عورت کو چھوڑکر مرگیا ہو یا دونون مین تفریق کردی گئی ہو اور عورت زندہ ہو اور اگر یہ عورت بسبب صغر یا کبر کے حائضہ نہوتی ہو تو حرہ کی عدت تین مہینہ اور باندی کی عدت ڈیڑھ مہینہ ہی یہ غایۃ البیان مین ہی۔ اور اگر کسی مرد نے اپنی جورو کو جو غیر کی باندی ہی خرید لیا حالانکہ اسکے ساتھ دخول کرچکا ہی تو نکاح فاسد ہوگیا اور اس مرد کے حق مین اس عورت پر عدت واجب نہوگی حتے کہ اس سے وطی کرنا اس مرد کو حرام نہین ہی مگر غیر مرد کے حق مین یہ باندی مثل معتدۃ الغیر کے ہوگی حتی کہ اس مرد کو یہ اختیار نہین ہی کہ کسی دوسرے مرد سے اس باندی کا نکاح کردے تاوقتیکہ اسکو دو حیض نہ آجادین یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر زید نے اپنی جورو کو خریدا اور اس عورت کا زید سے ایک لڑکا ہی پس زید نے اسکو آزاد کردیا تو اسپر تین حیض واجب ہونگے جنمین سے دو حیض مین جن امور کا منکوحہ سے اجتناب ہوتا ہی اجتناب ہوگا اور ایک حیض عتق ہی کہ اسمین جن امور کا منکوحہ سے اجتناب ہوتا ہی نہوگا یہ ظہیریہ مین ہی اور اگر اپنی جورو کو خریدا اور اسکو ایک حیض آگیا پھر اسکو آزاد کردیا تو بعد عتق کے وہ دو حیض دیگر سے اپنی عدت پوری کریگی اور انھین امور سے اجتناب کیا جائیگا جن سے حرہ سے اجتناب کیا جاتا ہی اور اگر اسکو ایک طلاق بائنہ بائن کرکے خرید کیا تو ملک یمین اس سے وطی کرسکتا ہی بخلاف اسکے اگر دو طلاق دیکر اسکو بائن کردیا ہو پھر خرید لیا تو اسپر حلال نہوگی یہانتک کہ وہ غیر شوہر سے حلالہ کراوے اور اگر اسکو دو حیض آگئے پھر اسکو آزاد کردیا تو اسپر عدت نکاح واجب نہوگی ولیکن اسپر عدت عتق واجب ہوگی کہ اسمین ایک گونہ سختی ہی بشرطیکہ اس مرد سے اسکے کوئی اولاد ہو یہ عتابیہ مین ہی مکاتب نے اپنی منکوحہ کو خرید کیا تو نکاح فاسد نہوگا پھر اگر مکاتب مذکور ادائے کتابت سے عاجز ہوگیا تو دونون اپنے نکاح پر بدستور باقی رہینگے اور اگر ادا کرکے آزاد ہوگیا تو نکاح فاسد ہوجائیگا اور اس عورت پر عدت واجب نہوگی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی اور اگر مکاتب نے اپنی زوجہ کو خریدا پھر مرگیا اور بقدر مال چھوڑا جو ادائے کتابت کے واسطے کافی ہی پس مال کتابت ادا کردیا گیا تو حکم دیا جائیگا کہ مکاتب کے آخر جزو اجزائے حیات مین یعنی دم واپسین نکاح فاسد ہوگیا اور اس عورت پر فساد نکاح کی عدت واجب ہوگی اور وہ دو حیض ہین بشرطیکہ مکاتب مذکور سے اسکی اولاد نہوئی ہو اگرچہ اسنے اسکے ساتھ دخول کیا ہو اور اگر اولاد ہوئی ہو تو عورت مذکورہ پر پورے تین حیض عدت واجب ہونگے اور اگر مکاتب مذکور نے ادائے کتابت کیواسطے مال کافی نہ چھوڑا ہو اور اس عورت کے اس مکاتب سے کوئی اولاد نہین ہوئی تو اسپر دو مہینہ پانچ روز کی عدت واجب ہوگی خواہ مکاتب نے اس سے دخول کیا ہو یا نہ کیا ہو پس اگر عورت مذکورہ مکاتب سے کوئی اولاد جنی ہو تو یہ عورت اور اسکا بچہ مکاتب کیطرف سے اسکے اقساط کے موافق سعایت کرینگے اور اگر دونون سعایت سے عاجز ہوئے یعنی ادا نہ کرسکے تو اسکی عدت دو مہینہ و پانچ روز ہوگی اور اگر دونون نے مال کتابت ادا کردیا تو آزاد ہوجاوینگے اور مکاتب بھی آزاد ہوجائیگا یعنی حکم دیا جائیگا کہ وہ آخر جزو اجزائے حیات مین آزاد ہوکر مرا ہی پس اگر ادائے مال کتابت اثنائی عدت مین واقع ہوا تو اس عورت پر تین حیض از سر نو اسکے آزاد ہونے کے روز سے واجب

ہوسنگے کہ اسمین دو مہینہ پانچ روز مکاتب کے مرنیکے روز سے پورے کریگی یہ بدائع مین ہے - اور اگر مکاتب نے اپنے مولی کی دختر سے اسکی اجازت سے نکاح کیا پھر مکاتب بعد وفات مولی کے بقدر ادا ے بدل کتابت کے کافی مال چھوڑ کر مر گیا تو اس عورت کی عدت چار مہینہ دس دن ہوگی خواہ مکاتب نے اس سے دخول کیا ہو یا نہ کیا ہو اور اس عورت کو مہر اور میراث ملیگی اسواسطے کہ مکاتب مذکور آزاد مرا ہی اور اگر مکاتب مذکور بدون مال کافی چھوڑے مر گیا تو اسکا نکاح فاسد ہو گیا اسواسطے کہ عورت مذکورہ اسکی زندگی کے آخر جزو مین اسکی مالک ہو گئی ہے پس اگر مکاتب نے اسکے ساتھ دخول کر لیا ہو تو مہر مین سے اسقدر کہ جتنی اسکی مالک ہوئی ہی ساقط ہو جائیگا اور وہ عورت تین حیض سے عدت پوری کریگی اور اگر مکاتب نے دخول نہ کیا ہو تو مہر و عدت کچھ نہوگی یہ محیط سرخسی مین ہی - اور جو عورت کہ حائضہ ہوتی ہی وہ اپنی عدت حیض سے پوری کریگی اگر اسکا حیض دس روز کا ہو تو اسکے غسل کرنے مین جو وقت صرف ہوگا وہ اسکے حیض مین داخل نہوگا اور اگر دس روز سے کم اسکو حیض آتا ہو تو غسل کرنے کا وقت ایام حیض مین داخل ہوگا اور اگر عورت کافرہ ہو تو یہ وقت دونون صورتون مین سے کسی صورت مین حیض مین داخل نہوگا اور شوہر کو اس سے وطی کرنا حلال ہوگا اور اسکو دوسرے شوہر سے نکاح کر لینا حلال ہوگا جبکہ یہ غسل آخری عدت کا ہو یہ سراج وہاج مین ہی - حاملہ کی عدت یہ ہی کہ وضع حمل کرے یہ کافی مین ہی - اور جو عورت حیض سے اپنی عدت گذارتی ہی اگر اسکے حیض کے ایام پورے دس روز ہون تو اسکے غسل کا وقت حیض مین داخل نہین ہی پس تیسرے حیض مین خون منقطع ہوتے ہی رجعت کا حکم باطل ہوگا اور اگر شوہر نے اسکو طلاق نہ دی ہو تو اس سے قربت کر سکتا ہی اور اگر طلاق دیدی ہو تو عورت کو دوسرے شوہر سے نکاح کر لینے کا اختیار حاصل ہوگا - اور اگر اسکے ایام حیض دس روز سے کم ہون پس اسنے غسل نہ کیا یا ایک نماز کا وقت کامل گذر گیا تو رجعت باطل نہوگی اور عورت کے واسطے یہ جائز نہوگا کہ دوسرے شوہر سے نکاح کر لے - اور یہ حکم اسوقت ہی کہ عورت مسلمان ہو اور اگر عورت کتابیہ ہو تو خون منقطع ہوتے ہی رجعت کا حکم باطل ہو جائیگا اور اسکے شوہر کو اس سے وطی کرنا حلال ہوگا اور عورت کو دوسرے شوہر سے نکاح کر لینا جائز ہوگا خواہ اسکے ایام حیض دس روز کے ہون یا کم ہون یہ سراج وہاج مین ہی - حاملہ کی عدت وضع حمل ہی کذا فی الکافی خواہ وجوب عدت کے وقت حاملہ ہو یا بعد وجوب کے حاملہ ہو گئی ہو کذا فی فتاوے قاضیخان اور خواہ عورت حرہ ہو یا مملوکہ کسی طور کی ہو قنہ یا مدبرہ یا مکاتبہ یا ام ولد یا مستسعاۃ خواہ مسلمہ ہو یا کتابیہ ہو کذا فی البدائع خواہ عدت از طلاق ہو یا وفات یا متارکت یا وطی بشبہہ کذا فی النہر الفائق اور خواہ حمل ثابت النسب ہو یا نہو اور نہونے کی صورت یہ ہی کہ کسی نے زنا سے حاملہ کے ساتھ نکاح کیا یہ سراج وہاج مین ہی - اور اگر شوہر کی موت کے بعد عدت مین حمل پیدا ہو گیا تو شیخ کرخی نے ذکر کیا ہی کہ انقضای عدت بوضع حمل ہوگی اور صحیح یہ ہی کہ ایسی صورت مین انقضاے عدت وضع حمل پر نہوگی اور تاویل مسئلہ یہ ہی کہ قرار نطفہ مضاف ہوتا ہی قبل موت کے وقت کی طرف اور اسی وجہ سے میت سے نسب ثابت ہوتا ہی اور جب یہ فرض مسئلہ ہی کہ علوق نطفہ بعد موت کے حادث ہوا تو انقضای عدت ایسے حمل کے وضع پر بالاخلاف نہوگی یہ عتابیہ مین ہی - معتدہ حمل کے واسطے کوئی مدت مقرر نہین ہی چاہے طلاق یا موت سے ایک روز یا اس سے کم کے بعد وضع حمل ہو تو عدت تمام ہو جائیگی یہ جوہرہ نیرہ مین ہی - اور اصل مین مذکور ہی کہ اگر شوہر مر گیا اور ہنوز وہ تختہ پر نہلایا جاتا ہی یا کفنایا جاتا ہی اور اسکی عورت نے وضع حمل کیا تو عدت پوری ہو گئی اور ایسی عدت کی انقضا کی شرط یہ ہی کہ جو وضع ہوا ہی اسکی خلقت ظاہر ہو گئی ہوا اور اگر بالکل ظاہر نہوئی ہو مثلاً خون کا ٹکڑا یا گوشت کا لوتھڑا گر گیا تو اس سے عدت پوری نہوگی یہ بدائع مین ہی - اور اگر معتدہ عورت حاملہ ہو اور اسکے دو بچہ پیدا ہوئے

تو آخری بچہ کی پیدائش پر عدت منقضی ہوگی یہ محیط مین ہی - اور اگر عورت کے پیٹ سے بچہ کا اکثر حصہ نکل آیا تو علماء کا قول ہی کہ اسی وقت سے رجعت منقطع ہوجائیگی اگر طلاق رجعی ہو ولیکن عورت کو دوسرے شوہر سے اسی وقت نکاح کرلینا احتیاطاً حلال نہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہی - ہشام نے امام محمد رح سے روایت کی ہی کہ اگر اپنی عورت کو طلاق دی حالانکہ وہ حاملہ ہی تو جب بچہ اسکے پیٹ سے سر کے بل یا پانون کے بل آدھا بدن اسکا سوا سے سر یا ٹانگون کے نکل آیا تو عدت پوری ہوگئی اور امام محمد رح نے فرمایا کہ اسکا بدن چوتڑ ون سے لیکر کندھون تک ہی یہ ذخیرہ مین ہی اور اگر آئسہ عورت ہوا ور وہ حرہ ہی تو اسکی عدت تین مہینہ ہی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی - اور اگر عورت آئسہ ہوا ور اُسنے مہینون کے شمار سے عدت شروع کی پھر اُسنے خون دیکھا تو جسقدر ایام اسکی عدت مین سے گذر چکے ہین وہ سب باطل ہوگئے اور اسپر واجب ہوا کہ از سر نو حیض سے اپنی عدت پوری کرے اور اسکے معنے یہ ہین کہ اُسنے اپنی عادت کے موافق خون دیکھا کیونکہ عادت کے موافق خون دیکھنے سے اسکا آئسہ ہونا باطل ہوگیا اور یہی صحیح ہی کذا فی الہدایہ اور صدر شہید رح نے ذکر فرمایا ہی کہ حکم بایاس کے بعد جو خون اسکو دکھلائی دیا ہی اگر وہ خون خالص ہو تو وہ حیض ہی اور حکم بایاس باطل ہوجائیگا لیکن آیندہ زمانہ کے واسطے نہ زمانہ ماضی کے احکام کے حق مین - اور اگر دیکھا ہوا خون خالص نہو بلکہ مکدر یا سبز ہو تو یہ حیض نہوگا اور فساد بنبت پر محمول کیا جائیگا اور یہی قول مختار ہی اور اسی پر فتوی ہی اور جب عورت مدت ایاس تک پہونچ ہوگئی اور وہ خون نہین دیکھتی ہی پس آیا اسکے گذشتہ وقت عدت کے نہ باطل ہونے کے واسطے حکم حاکم بایاس شرط ہی یا نہین شرط ہی تو اسمین مشائخ نے اختلاف کیا ہی اور اولے یہ کہ شرط ہی کہ حاکم علم دیدے کہ یہ آئسہ ہی (اور اُسنے مہینون سے عدت گذارنی شروع کی ۱۲) یہ سراج وہاج مین ہی - مجموع النوازل مین لکھا ہی آئسہ عورت نے اگر مہینون سے اپنی عدت پوری کرکے کسی مرد سے نکاح کیا پھر اُسنے خون دیکھا تو بعض کے نزدیک نکاح فاسد ہوگا اور اگر قاضی نے جواز نکاح کا حکم دیدیا ہو پھر اُسنے خون دیکھا تو نکاح فاسد نہوگا اور اصح یہ ہی کہ نکاح جائز ہی اور قضاء قاضی شرط نہین ہی ہان آیندہ عدت بحیض ہوگی یہ خلاصہ مین ہی - آئسہ نے اگر کچھ مدت مہینون کے شمار سے گذاری تھی کہ اتنے مین وہ حاملہ ہوگئی تو وضع حمل سے عدت کی تکمیل کریگی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی - حرہ کی عدت وفات چار مہینہ دس روز ہی مدخولہ ہو یا غیر مدخولہ مسلمان ہو یا مسلمان مرد کے تحت مین کتابیہ ہو خواہ صغیرہ ہو یا بالغہ یا آئسہ ہو خواہ اُسکا شوہر آزاد ہو یا غلام خواہ اس مدت مین اسکو حیض آوے یا نہ آوے مگر حمل ظاہر نہو یہ فتح القدیر مین ہی - یہ عدت فقط نکاح صحیح مین واجب ہوتی ہی یہ سراج وہاج مین ہی - اور جمہور کے نزدیک دس روز مع دس راتون کے معتبر ہین یہ معراج الدرایہ مین ہی - اور اگر منکوحہ باندی ہو پس اُسکا شوہر اسکو چھوڑکر مرگیا تو اسکی عدت دو مہینہ پانچ روز ہی اور مدبرہ و مکاتبہ و ام ولد و مستسعاۃ کا بھی امام اعظم رح کے قول پر یہی حکم ہی یہ غایۃ البیان مین ہی - ایک مرد سفر مین دور ہی اسکی جورو کو ایک مرد نے خبر دی کہ وہ مرگیا ہی اور دو مردون نے خبر دی کہ وہ زندہ ہی پس جسنے اسکے موت کی خبر دی ہی اگر عورت کو یون خبر دے کہ مین نے اسکی موت کو یا جنازہ کو اپنی آنکھ سے معاینہ کیا اور یہ شخص عادل ہی تو اس عورت کو گنجایش ہی کہ عدت پوری کرکے دوسرا نکاح کرلے - اور یہ حکم اُسوقت ہی کہ خبر دینے والون نے تاریخ بیان نہین کی اور اگر تاریخ بیان کی مگر جن لوگون نے اسکے زندہ ہونے کی تاریخ بیان کی ہی انکی تاریخ بہ نسبت موت کے خبر دہندہ کے پیچھے ہی تو انھین دونون کی شہادت اولی ہوگی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی - شیخ رح سے دریافت کیا گیا کہ ایک عورت کا شوہر سفر مین غائب ہی پس ایک مرد اس عورت پاس آیا اور اسکے شوہر کے مرنے کی خبر دی پس اس عورت اور اسکے

ہلہمانہ نے مثل اہل مصیبت کے تعزیت کی اور عدت پوری کر کے دوسرے شوہر سے نکاح کر لیا اور اُسنے اسکے ساتھ دخول کیا پھر ایک شخص دوسرا آیا اور اُسنے اس عورت کو خبر دی کہ اسکا شوہر زندہ ہی اور کہا کہ مین نے اسکو فلان شہر مین دیکھا پس اسکے نکاح ثانی کی کیا کیفیت ہی اور آیا اسکو دوسرے شوہر کے ساتھ قیام کرنا حلال ہی یا نہین اور یہ اور شوہر ثانی کیا کرے تو شیخ نے فرمایا کہ اگر اُسنے اول مخبر کی تصدیق کی تھی تو اس سے یہ ممکن نہین ہی کہ دوسرے مخبر کی تصدیق کرے اور ان دونون مین دوسرا نکاح باطل نہوگا اور ان دونون کو اختیار ہی کہ اس نکاح پر برقرار رہین یہ تاتارخانیہ و بحر الرائق مین حنیفہ سے منقول ہی۔ اور اگر کسی مرد نے اپنی دو جورو دون مین سے ایک معین کو بعد ان دونون کے ساتھ دخول کرنے کے طلاق دیدی اور یہ دونون حائضہ ہوتی ہین پھر مرگیا اور یہ معلوم نہین ہوتا ہی کہ مطلقہ کون ہی تو ان مین سے ہر ایک پر عدت وفات واجب ہوگی کہ اس عدت مین تین حیض کی تکمیل کریگی۔ اسی طرح اگر اُسنے ہر دو جورو مین سے ایک غیر معین کو تین طلاق دیدین اور یہ اپنی صحت کی حالت مین کیا پھر قبل بیان کے مرگیا تو انمین سے ہر ایک پر عدت وفات واجب ہوگی جنمین وہ تین حیض کی تکمیل کریگی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ اگر اپنی جورو سے کہا کہ اگر مین اس دار مین داخل نہوا آج کے روز تو تو طالقہ ثلث ہی پھر یہ دن گذرنے کے بعد مرگیا اور یہ معلوم نہین ہوتا ہی کہ وہ داخل ہوا تھا یا نہین تو اس عورت پر عدت وفات واجب ہوگی اور عدت بحیض اسپر لازم نہین ہی یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر طفل اپنی جورو کو چھوڑ کر مرگیا پھر طفل کی موت کے بعد اسکے حمل ظاہر ہوا تو مہینون کے شمار سے عدت پوری کریگی اور اگر حاملہ ہونے کی حالت مین طفل مذکور مرگیا تو استحساناً وضع حمل سے عدت پوری کریگی کذا فی محیط السرخسی اور ہر دو صورت مین بچہ کا نسب اس طفل سے ثابت نہوگا یہ ہدایہ مین ہی۔ اور بروز موت حمل موجود ہونیکا علم اسطرح ہو سکتا ہی کہ عورت مذکورہ طفل کی موت سے چھ مہینے سے کم مین بچہ جنے اور بعد موت کے حادث ہونے کے شناخت اسطرح ہو سکتی ہی کہ روز موت سے چھ مہینہ یا زیادہ مین بچہ جنے یہ جامع صغیر مین ہی۔ اور اگر خصی اپنی جورو کو چھوڑ کر مرگیا درحالیکہ وہ حاملہ تھی یا بعد موت کے حمل پیدا ہوا تو اسکی عدت وضع حمل ہی اور مجبوب اگر جورو کو حاملہ چھوڑ کر مرگیا یا اسکی موت کے بعد حمل حادث ہوا تو دو روایتون مین سے ایک روایت مین ہی کہ اسکا حکم مثل فحل کے ہی کہ بچہ کا نسب اس مجبوب سے ثابت ہوگا اور انقضاے عدت بوضع حمل ہوگی اور دوسری روایت مین یہ ہی کہ وہ مثل طفل کے ہی یہ جوہرہ نیرہ مین ہی۔ اور اگر مجنون اپنی جورو کو چھوڑ مرا تو نسب ولد و عدت مین اسکا حکم مثل مرد تندرست کے ہی یہ بحر الرائق مین ہی۔ اگر اپنی جورو کو طلاق دیدی پھر مرگیا پس اگر طلاق رجعی ہو تو اسکی عدت منتقل بعدت وفات ہو جائیگی خواہ مرد مذکور نے اسکو حالت مرض مین طلاق دی ہو یا صحت مین اور عدت طلاق منہدم ہو جائیگی اور اگر طلاق بائنہ یا تین طلاق ہون پس اگر وہ وارث نہو سکتی ہو بایں طور کہ اسکو حالت صحت مین طلاق دی ہو تو اسکی عدت طلاق منتقل بعدت وفات نہوگی اور اگر وہ وارث ہوتی ہو بایں طور کہ اسکو حالت مرض مین طلاق دی ہو پھر عدت گذرنے سے پہلے مرگیا پس عورت وارث ٹھہری تو چار مہینہ دس روز عدت وفات پوری کریگی جنمین تین حیض کی تکمیل کا لحاظ رکھیگی حتے کہ اگر چار مہینہ و دس روز مین اسکو تین حیض نہ آئے تو اُسکے بعد تک پورے کریگی اور یہ امام اعظم و امام محمد رح کا قول ہی یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر مرد مرتد اپنی ردت پر قتل کیا گیا حتے کہ اسکی جورو اسکی وارث ٹھہری تو اسکی عدت ہر دو مدت مین سے دراز ہوگی یہ امام اعظم و امام محمد رح کا قول ہی۔ اور اگر ام ولد کا مولی اسکو چھوڑ کر مرگیا یا اسکو آزاد کر دیا تو اُسکی عدت تین حیض ہوگی۔ اور یہ اسوقت ہی کہ ام ولد مذکورہ عدت کے اندر نہو اور نہ کسی شوہر کے تحت مین ہو۔ اور

ام ولد مذکورہ کو نفقہ عدت نہ ملیگا - اور اگر وہ حائضہ نہوتی ہو تو اُسکی عدت تین مہینہ ہین - اور اگر ایسی باندی کو چھوڑ مرا جس سے وطی کیا کرتا تھا یا ایسی مدبرہ کو چھوڑ مرا جس سے وطی کیا کرتا تھا یا ایسی باندی یا مدبرہ کو آزاد کر دیا تو اسپر کچھ واجب نہین ہی یہ سراج وہاج مین ہی - اور اگر اپنی ام ولد کا کسی سے نکاح کر دیا پھر خود مر گیا در حالیکہ ام ولد مذکورہ اپنے شوہر کے تحت مین تھی یا کسی شوہر کی عدت مین تھی تو مولے کے موت کی عدت اسپر واجب نہوگی - اور اگر مولی نے اُسکو آزاد کر دیا پھر شوہر نے اسکو طلاق دیدی تو اسپر آزادہ عورتون کی عدت واجب ہوگی اور اگر شوہر نے اسکو پہلے طلاق دی پھر مولی نے اسکو آزاد کر دیا پس اگر طلاق رجعی ہو تو اُسکی عدت منقلب بعدت حرائر ہو جائیگی اور اگر طلاق بائن ہو تو عدت منقلب نہوگی پھر اگر اسکی عدت منقضی ہوگئی پھر مولے مر گیا تو اسپر موت مولی سے تین حیض کی عدت واجب ہوگی - اور اگر مولی و شوہر دونون مر گئے پس اگر یہ معلوم ہو کہ شوہر پہلے مرا ہی اور یہ معلوم ہو کہ دونون کی موت کے درمیان دو مہینہ پانچ روز کا یا زیادہ کا تفاوت ہی تو اسپر دو مہینہ پانچ روز کی عدت واجب ہوگی جیسے باندیون پر اپنے شوہر کے مرنے مین واجب ہوتی ہی پھر موت کے مرنے کی اسپر تین حیض کی عدت ہوگی اور اگر دونون کی موت مین دو مہینہ پانچ روز سے کم فرق ہو تو بھی اسپر شوہر کی وفات کی دو مہینہ پانچ روز کی عدت واجب ہوگی پھر مولی کی موت کی اسپر کچھ عدت لازم نہوگی یہ بدائع مین ہی - اور اگر ام ولد کا شوہر و مولی دونون اسکو چھوڑ کر مر گئے اور یہ معلوم نہین ہوتا ہی کہ دونون مین سے کون پہلے مرا ہی اور دونون کی موت مین دو مہینہ پانچ روز سے کم فرق ہی تو اسپر چار مہینہ دس روز کی عدت احتیاطاً دونون مین سے آخر کی موت سے واجب ہوگی اور اسمین حیض کا اعتبار نہین ہی اور اگر معلوم ہو کہ دونون کی موت مین دو مہینہ پانچ روز یا زیادہ ہین تو اسپر چار مہینہ دس روز کی عدت واجب ہوگی جسمین تین حیض کی بھی تکمیل کریگی اور اگر یہ معلوم نہو کہ دونون کی موت مین کتنے دنون کا فرق ہی اور نیز معلوم نہو کہ دونون مین سے کون پہلے مرا ہی تو امام اعظم رح کے نزدیک عدت چار مہینہ دس روز ہوگی جسمین حیضون کی تکمیل معتبر نہین ہی اور صاحبین کے نزدیک اسمین تین حیض کی تکمیل بھی کریگی اور اسی طرح اگر شوہر نے اسکو طلاق رجعی دیدی ہو تو بھی ان صورتون مین یہی حکم ہی اور اس عورت کو اپنے شوہر سے کچھ میراث نہ ملیگی یہ مبسوط مین ہی - اگر صغیرہ کو جو حائضہ نہین ہوتی ہی طلاق دیگئی اور شوہر نے اُس سے دخول کر لیا ہی اور یہ صغیرہ ایسی ہی کہ اسکی مثل سے جماع کیا جاتا ہی تو اُسکی عدت تین مہینہ ہوگی - اور شیخ ابو علی نسفی نے فرمایا کہ یہ حکم اُسوقت ہی کہ یہ صغیرہ ایسی ہو کہ مراہقہ یعنے قریب بہ بلوغ نہوا اور اگر قریب بہ بلوغ ہو تو شیخ ابو الفضل نے فرمایا کہ اُسکی عدت مہینون کے شمار سے منقضی نہوگی بلکہ توقف کیا جائیگا یہان تک کہ کھلجاوے کہ اسکو اس وطی سے حمل رہا ہی یا نہین رہا ہی یہ تمرتاشی مین ہی - صغیرہ کو اُسکے شوہر نے طلاق دیدی پھر اسپر ایک روز کم تین مہینہ گذرے پھر اسکو حیض آیا تو جبتک اسکو تین حیض نہ آجاوین تب تک اسکی عدت منقضی نہوگی - ایک مرد نے اپنی جورو کو طلاق رجعی دیدی پس اُسنے تین حیض سے عدت پوری کی مگر ایک روز کم رہا تھا پس شوہر مر گیا تو اسکے اوپر چار مہینہ دس روز کی عدت واجب ہوگی یہ غایۃ البیان مین ہی - اور اگر مطلقہ نے اپنی عدت حیض سے پوری کرنی شروع کی اور ایک حیض یا دو حیض آچکے تھے کہ پھر اسکا حیض مرتفع ہو کر بند ہو گیا تو وہ عدت سے خارج نہوگی یہان تک کہ آئسہ ہو جاوے پھر اگر بند رہا یہان تک کہ وہ آئسہ ہوگئی تو از سر نو مہینون سے عدت پوری کریگی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی - منکوحہ باندی کو اگر اُسکے شوہر نے طلاق رجعی دیدی پھر اُسکی عدت مین مولی نے اُسکو آزاد کر دیا تو وقت طلاق سے اسکی عدت منتقل بعدت حرائر ہو جائیگی پس اسپر تین حیض کی عدت پوری کرنی واجب ہوگی اگر اسکو حیض آتا ہو یا تین مہینہ سے پوری کرنی لازم ہوگی

اگر حیض نہ آتا ہو۔ اور اگر اسکے شوہر نے ایک طلاق بائن یا تین طلاق دیدی یا اسکو چھوڑ کر مر گیا پھر وہ عدت مین آزاد
کر دیگئی تو اسکی عدت منتقل بعدت حرائر نہوگی پس اسپر واجب ہوگا کہ دو حیض سے عدت پوری کرے یا ایک مہینہ ونصف
مہینہ سے پوری کرے یا دو مہینہ یا پانچ روز سے عدت پوری کریگی بحسب اختلاف احوال عورت کذا فی غایۃ البیان یعنی ڈیڑھ مہینہ ۱۲ صغیرہ باندی
کو بعد دخول کے طلاق دیگئی تو اسکی عدت ڈیڑھ مہینہ ہوگئی اور اگر عدت منقضی ہونے کے قریب پہونچکر اسکو حیض آگیا تو اسکی
عدت منتقل بحیض ہوجائیگی پس دو حیض سے عدت پوری کریگی یعنی ایک دو روز باقی رہے ۱۲ پھر جب حیض کی عدت پوری ہونے کے قریب ہوئی تو آزاد
کر دیگئی تو اسکی عدت تین حیض ہوجائیگی پھر جب اسکی عدت گذرنے کے قریب پہونچی تو اسکا شوہر مر گیا تو اسپر چار مہینہ
دس روز کی عدت لازم ہوگی یہ عتابیہ مین ہی۔ طلاق کی صورت مین ابتدای عدت بعد طلاق سے ہوگی اور وفات مین
بعد وفات سے۔ اور اگر عورت کو طلاق یا وفات کا حال معلوم نہوا یہانتک کہ مدت عدت گذر گئی تو اسکی عدت پوری ہوگئی
یہ ہدایہ مین ہی۔ اور اگر عورت کو شوہر کی موت مین شک ہوا تو جسوقت سے اسکو یقین ہوجاوے اسوقت سے عدت شروع
کریگی یہ عتابیہ مین ہی سلو نکاح فاسد مین ابتدای عدت وقت تفریق سے ہوگی یا جسوقت سے وطی کنندہ نے اس عورت
سے وطی ترک کرنے پر عزم کر لیا ہو یہ ہدایہ مین ہی۔ اور اگر مرد نے اقرار کیا کہ مین نے اپنی اس جورو کو فلان وقت سے طلاق
دی ہی تو عدت اسی وقت اقرار سے ہوگی چاہے عورت نے اس مرد کے قول کی تصدیق کی یا تکذیب کی یا کہا کہ مجھے معلوم نہین ہی
مگر اس اسناد مین شوہر کے قول کی تصدیق نہوگی اور یہی مختار ہی اور امام محمد رح نے کتاب مین یون جواب دیا ہی کہ درصورتیکہ عورت
نے اسکے قول کی تصدیق کی تو عدت اسی وقت سے ہوگی جسوقت سے طلاق دی ہی اگرچہ عورت تصدیق کرتی ہو ۱۲ مگر متاخرین مشائخ نے وجوب عدت کو
وقت اقرار سے اختیار کیا ہی حتے کہ اس مرد کو یہ حلال نہوگا کہ اس عورت کی بہن سے نکاح کرے یا اسکے سوائے چار عورتونکو
نکاح مین لاوے اور یہ مرد مذکور کی زجر ہی کہ اسنے عورت مذکورہ کی طلاق کو پوشیدہ رکھا ولیکن عورت کے واسطے نفقہ و سکنی واجب
نہوگا اور شوہر پر دوبارہ مہر دیگر واجب ہوگا اگر اسنے دخول کیا ہو کیونکہ اسنے خود اقرار کیا اور عورت نے اسکی تصدیق کی
ہی یہ غایۃ البیان مین نقلا عن التتمہ والفتاوی الصغری ہی۔ اور اگر عورت کو تین طلاق دیدین حالانکہ وہ اس عورت کے ساتھ
رہتا ہی پس اگر وہ مقر طلاق ہو تو عدت گذر جائیگی اور اگر منکر طلاق ہو تو ان دونون کی زجر کی غرض سے اسوقت اقرار سے
عدت واجب ہوگی اور یہی مختار ہی یہ عتابیہ مین ہی۔ ایک مرد نے اپنی جورو کو تین طلاق دیدین اور اسکی طلاق لوگون سے
چھپائی پھر جب اسکو دو حیض آچکے تو اس سے وطی کی پس عورت مذکورہ کو حمل رہگیا پھر مرد مذکور نے اسکے طلاق دینے کا اقرار
کیا تو جبتک عورت مذکورہ کو وضع حمل نہو اسکے لیے نفقہ واجب ہوگا اسواسطے کہ اسکی عدت جبھی منقضی ہوگی جب وضع حمل ہو
یہ فتاوی کبری مین ہی۔ ایک مرد نے اپنی مدخولہ جورو سے کہا کہ ہربار کہ تجھے حیض آوے اور تو طاہر ہوجاوے تو تو طالقہ ہی پس
عورت مذکورہ کو تین مرتبہ حیض آئے تو عدت کا شمار طلاق اول واقع ہونے کے وقت سے ہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہی۔ اگر مرد
نے اپنی جورو کو طلاق دی پھر طلاق سے انکار کر گیا پس اسپر گواہ قائم کیے گئے اور قاضی نے دونون مین تفریق کرنیکا حکم دیا یعنی ہنوز عدت تمام نہین ہوئی ۱۲
تو عدت وقت طلاق سے ہوگی نہ وقت قضاء قاضی سے۔ یہ خلاصہ مین ہی۔ دو عدتین ہمارے نزدیک مدت واحد مین منقضی ہوتی
ہین خواہ جنس واحد سے ہون یا دو جنس سے ہون چنانچہ اول کی صورت یہ ہی کہ مطلقہ کو ایک حیض آیا پھر اسنے دوسرے
شوہر سے نکاح کر لیا اور دوسرے شوہر نے اس سے وطی کی اور دونون مین تفریق کر دیگئی اور پھر اسکو دو حیض آئے تو اب
اس دوسرے شوہر کو اختیار ہوگا چاہے اس سے نکاح کرے کیونکہ شوہر اول کی عدت اب گذر گئی مگر دوسرے کسی شخص کو بعد تفریق کے ۱۲

یہ اختیار نہین ہی کہ اس عورت سے نکاح کرسکے جبتک کہ وقت تفریق سے اسکے تین حیض پورے نہو جاوین کیونکہ غیر کے حق مین مدخولہ شوہر کی عدت ابھی باقی ہی اور اگر شوہر اول نے اسکو طلاق رجعی دی ہو تو جبتک کہ بعد تفریق از نکاح ثانی کے عورت کو دو حیض نہین آئے ہین تب تک شوہر اول کو اختیار ہوگا کہ اس عورت سے مراجعت کرلے - اور اگر نکاح ثانی کی تفریق کے بعد سے اس عورت کو تین حیض آگئے تو دونون عدتین گذر جاوینگی - اور دوم کی صورت یعنی دونون عدتین دو جنس کی ہون یہ صورت ہی کہ ایک عورت کا شوہر اسکو چھوڑ کر مرگیا پھر اس عورت سے بشبہہ وطی کی گئی تو پہلی عدت وفات چار مہینہ دس روز گذرنے پر تمام ہو جائیگی اور دوسری عدت وطی بشبہہ بھی اگر ان مہینون مین اسکو تین بار حیض آیا ہو تو منقضی ہو جائیگی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی - اور اگر عورت کو بیک طلاق بائنہ یا بدو طلاق بائنہ طلاق دی پھر اس عورت سے عدت مین باوجود اقرار بحرمت کے وطی کی تو عورت پر واجب ہوگا کہ ہر وطی کے واسطے وہ از سرنو عدت گذارے اور یہ عدت پہلی عدت کے ساتھ متداخل ہو جائیگی یہان تک کہ پہلی منقضی ہو جاوے تو متداخل نہ رہیگی پھر جب پہلی عدت گذر گئی اور دوسری و تیسری باقی رہین تو دوسری و تیسری عدتین وطی کی عدت ہونگی چنانچہ اگر عورت کو اس حالت مین طلاق دی تو دوسری طلاق واقع نہوگی پس اصل یہ ہی کہ جو عورت کہ طلاق کی عدت مین ہوا سکو طلاق دیگر لاحق ہوتی ہی اور جو معتدہ بعدت وطی ہوا سکو طلاق دیگر لاحق نہین ہوتی ہی - اور مطلقہ ثلثہ کے ساتھ اگر اسکے شوہر نے اسکی عدت مین وطی کی باوجود علم اس امر کے کہ یہ مجھپر حرام ہی اور باوجود اقرار بحرمت کے تو یہ عدت جدیدہ گذاریگی ولیکن شوہر و عورت دونون رجم کیے جاوینگے اور اسی طرح اگر عورت نے کہا کہ مین حرمت سے آگاہ تھی اور جو شرائط احصان ہے وہ پائے گئے تو بھی یہی حکم ہی اور اگر مرد نے شبہہ کا دعوی کیا باین طور کہ یون کہا کہ مجھے گمان تھا کہ یہ میرے واسطے حلال ہی تو عورت مذکورہ ہر وطی کے واسطے عدت جدید پوری کریگی اور پہلی عدت مین متداخل ہو جائیگی الا اسوقت مین متداخل نرہیگی کہ عدت اول گذر جاوے اور جب عدت اول گذر گئی اور دوسری و تیسری باقی رہی تو یہ وطی کی عدت ہوگی کہ ایسی حالت مین عورت نفقہ کی مستحق نہوگی - اور یہ جو ہمنے بیان کیا ہی اسوقت ہی کہ عورت سے اسکو طلاق دینے کے اقرار کے باوجود وطی کی ہو اور اگر عورت سے درحالیکہ اسکی طلاق دینے سے منکر تھا وطی کی تو عورت جدید عدت پوری کریگی یہ ذخیرہ مین ہی - ایک شخص نے اپنی عورت کو تین طلاق دیدین پس عورت نے اسی دم ایک مرد سے نکاح کیا اور اسنے اس عورت سے دخول کیا پھر دونون مین تفریق کر دیگئی تو عورت مذکورہ پر ان دونون کی ... سے تین حیض کی عدت گذارنی واجب ہوگی اور اس عورت کا نفقہ و سکنی شوہر اول پر واجب ہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہی - اور اگر عورت نے عدت وفات مین دوسرے مرد سے نکاح کرلیا اور اسنے اس سے دخول کیا پھر دونون مین تفریق کر دی گئی تو عورت پر شوہر متوفی کی باقی عدت چار مہینہ دس روز تک پوری کرنی ہوگی اور دوسرے شوہر کی عدت وطی کے تین حیض واجب ہونگے اور انمین وہ حیض بھی محسوب ہوگا جو عورت کو بقیہ عدت وفات کے اندر آیا ہو یہ معراج الدرایہ مین ہی - عورت کو بعوض مال کے یا بغیر مال کے خلع کر دیا پھر عدت مین اس عورت سے باوجود اسکی حرمت کے آگاہی کے اس سے وطی کرلی تو ہر وطی کے واسطے وہ جدید عدت پوری کریگی اور عدت خلع اور عدت وطی متداخل ہوگی یہان تک کہ عدت اول منقضی ہو جاوے پھر اسکے بعد دوسری و تیسری عدت وطی ہوگی نہ عدت طلاق حتے کہ اس عورت پر طلاق دیگر واقع نہین ہو سکتی ہی اور عورت کیواسطے نفقہ بھی واجب نہوگا یہ وجیز کردری مین ہی - اور اگر عورت کتابیہ کسی مسلمان کے تحت مین ہو تو اسپر وہی واجب ہوگا

جو مسلمان عورت پر واجب ہوتا ہی پس اگر یہ کتابیہ عورت آزادہ ہو تو مثل مسلمہ آزادہ کے اور اگر باندی ہو تو مثل مسلمان باندی کے احکام کا برتاؤ لازم ہوگا اور اگر کتابیہ کسی کافر ذمی کے تحت مین ہو تو موت و فرقت کسی صورت مین اسپر عدت نہوگی بشرطیکہ اُنکے مذہب مین ایسا ہی ہو یہ امام اعظم رح کا قول ہی اور صاحبین کے نزدیک عورت پر عدت واجب ہوگی یہ سراج وہاج مین ہی۔

چودھوان باب حداد کے بیان مین

سوگ رکھنا

عورت مبتوتہ یا جسکا شوہر چھوڑ کر مرگیا ہو اگر وہ بالغہ مسلمہ ہو تو اسپر ایام عدت مین سوگ واجب ہی یہ کافی مین ہی اور سوگ سے یہ مراد ہی کہ خوشبو و تیل و سرمہ و حنا و خضاب و خوشبو دادہ کپڑے کے پہنے اور کسم کے رنگے و سرخ کپڑے کے پہنے سے اجتناب کرے اور نیز جو زعفران سے رنگا ہوا ہو اسکے پہنے سے اجتناب کرے لیکن اگر وہ دھویا گیا ہو کہ اسکی خوشبو نہ اُڑتی ہو تو مضائقہ نہین ہی اور قصب و خز و حریر کے پہنے سے اجتناب کرے اور زیور پہنے سے اجتناب کرے اور اپنی زینت کرنے اور کنگھی سے سر کے بال سنوارنے سے اجتناب کرے یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اور شمس الائمہ نے فرمایا کہ ان کپڑون سے مراد یہ ہی کہ نئے ایسے کپڑے جن سے زینت حاصل ہو نہ پہنے اور اگر پرانے ہون کہ اسنے زینت نہین ہوتی ہی تو پہنے مین کچھ مضائقہ نہین ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر عورت نے اپنے سر مین کنگھی ایسی طرف سے کرلی جسطرف دندانہ موٹے کھلے ہوئے ہوتے ہین تو کچھ مضائقہ نہین ہی اور کنگھی کرنا دوسری طرف سے مکروہ ہی جدھر کے دندانہ باریک ہوتے ہین کیونکہ اسطرف سے زینت کے واسطے ہوتی ہی یہ فتاوی قاضی خان مین ہی اور عورت پر اجتناب کرنا اسکی حالت اختیاری تک واجب ہی اور حالت اضطرار مین کچھ مضائقہ نہین ہی مثلاً اسکے سر مین درد وغیرہ کوئی بیماری ہوئی کہ جسکی وجہ سے اُسنے سر مین تیل ڈالا یا آنکھ مین کوئی بیماری ہوئی کہ اُسنے سرمہ لگایا بغرض معالجہ کے تو کچھ مضائقہ نہین ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر سر مین تیل ڈالنے کی عورت کی عادت پڑ گئی ہو کہ اسکو نہ ڈالنے کی صورت مین کسی بیماری درد وغیرہ کے بیٹھ جانے کا خوف ہو تو تیل ڈالنے مین کچھ مضائقہ نہین ہی بشرطیکہ اس بیماری کے بیٹھ جانے کا غالب گمان ہو یہ کافی مین ہی۔ اور حریر کا لباس نہ پہنے کیونکہ اسمین زینت ہی الا بضرورت مثلاً اسکے بدن مین خارشت ہو یا جوئین پڑ گئی ہون اور مشق کا رنگا ہوا کپڑا پہننا اسکو حلال نہین ہی اور سیاہ رنگا ہوا پہنے مین کچھ مضائقہ نہین ہی یہ تبیین مین ہی۔ اور اگر عورت ایسی فقیر ہو کہ اسکے پاس سوائے ایک رنگین کپڑے کے نہو تو کچھ مضائقہ نہین ہی کہ اسکو بغیر ارادہ زینت کے پہنے یہ شرح طحاوی مین ہی۔ اور صغیرہ پر اور مجنونہ پر اگرچہ بالغہ ہو اور کتابیہ پر اور جو عورت نکاح فاسد کی عدت مین ہو اسپر اور مطلقہ بطلاق رجعی پر عدت دینے سوگ واجب نہین ہی اور یہ ہمارے نزدیک ہی کذا فی البدائع۔ اور اگر کافرہ عورت عدت مین مسلمان ہوگئی تو اسپر باقی عدت تک سوگ کرنا لازم ہوگا یہ جوہرہ نیرہ مین ہی اور باندی پر جبکہ منکوحہ ہو تو شوہر کی وفات یا طلاق بائن دینے کی عدت مین سوگ لازم ہی اور یہی حکم مدبرہ و ام ولد و مکاتبہ و مستسعاۃ کا ہی اور اگر ام ولد کو اسکے مولی نے آزاد کردیا یا چھوڑ کر مرگیا تو اسپر سوگ نہین ہی اور یہی حکم ایسی عورت کا ہی جس سے شبہہ سے وطی کیگئی ہو یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اجنبی کو روا نہین ہی کہ معتدہ غیر کو صریح خطبہ کرے خواہ وہ طلاق کی عدت مین ہو یا شوہر کی وفات کی عدت مین ہو یہ بدائع مین ہی۔ اور رہا تعریض کرنا سو اسپر اجماع ہی کہ رجعی مطلقہ سے تعریض ممنوع ہی اور ایسے ہی ہمارے نزدیک جسکو طلاق بائن دی گئی ہو اور تعریض اسی عورت سے جائز ہی جو شوہر کی وفات کی عدت مین ہو یہ غایۃ سروجی مین ہی۔ اور تعریض کی صورت یہ ہی کہ اُس سے یون کہے کہ مین بھی نکاح کرنا چاہتا ہون یا کہے کہ مین ایسی عورت پسند کرتا ہون جسمین یہ صفت ہو پھر ایسی صفتین بیان کرے جو اس عورت مین ہین یون کہے کہ مجھ سے

یا یون کہے کہ تو ما شاء اللہ حسینہ یا جمیلہ ہی یا تو مجھے خوش معلوم ہوتی ہی یا میرے پاس تجھ ایسی کوئی نہین ہی یا امید ہی کہ اللہ تعالے مجھے تجھے یکجا کردے یا اگر اللہ تعالی نے میرے حق مین ایک امر مقدر کیا ہوگا (یعنی اچھی لگتی ہی) تو ہوگا یہ سراج وہاج مین ہی - اگر عورت معتدہ از نکاح صحیح ہو اور یہ عورت مطلق حرہ بالغہ عاقلہ مسلمہ ہی اور بحالت اختیاری ہی تو یہ عورت نہ رات مین نہ دن مین باہر نہ نکلیگی خواہ طلاق تین دیگئی ہون یا ایک بائنہ (یعنی ہر وجہ سے) یا رجعی یہ بدائع مین ہی - اور جس عورت کو اسکا شوہر چھوڑکر مرگیا وہ دن مین نکل سکتی ہی اور کچھ رات تک مگر اپنی منزل کے سواے دوسری جگہ رات بسر نہ کریگی یہ ہدایہ مین ہی - اور جو عورت نکاح فاسد کی عدت مین ہو وہ نکل سکتی ہی الا اُس صورت مین نہین نکل سکتی ہی کہ اُسکے شوہر نے اُسکو ممانعت کردی ہو یہ بدائع مین ہی - اور اگر معتدہ باندی ہو تو وہ اپنے مولی کی خدمت کیواسطے نکل سکتی ہی خواہ عدت وفات ہو یا عدت خلع یا طلاق خواہ طلاق رجعی ہو یا بائن اور اگر وہ عدت کے اندر آزاد کردی گئی تو باقی عدت مین اُسپر وہی امور واجب ہونگے جو حرہ بائن کردہ شدہ پر واجب ہوتے ہین اور سغدری مین لکھا ہی کہ اگر مولی نے باندی کو اُسکے شوہر کے ساتھ رہنے کے واسطے کوئی جگہ دیدی ہو تو جبتک وہ اس حال پر ہی یہان سے خارج نہوگی الا آنکہ مولی اسکو یہان سے نکال لے - اور مدبرہ باندی و ام ولد و مکاتبہ کا حکم باہر نکلنا مباح ہونیکے حق مین مثل باندی کے ہی یہ محیط مین ہی - اور جو مستسعاۃ ہی یعنی سعایت کرتی ہی وہ امام اعظم رح کے نزدیک مثل مکاتبہ کے ہی اور کتابیہ عورت کو عدت مین باجازت شوہر کے باہر نکلنا حلال ہی اور بدون اجازت شوہر کے حلال نہین ہی خواہ طلاق رجعی ہو یا بائنہ ہو یا تین طلاق ہون اور اسی طرح عدت وفات مین اسکو اختیار ہی کہ منزل شوہر کے سواے دوسری منزل مین رات گذارے یہ مبسوط مین ہی - اور اگر کتابیہ عدت کے اندر مسلمان ہوگئی تو باقی مدت عدت مین اُسپر وہی احکام لازم ہونگے جو مسلمہ عورت پر واجب ہوتے ہین - اور حرہ مسلمہ نہین نکل سکتی ہی نہ باجازت شوہر کے اور نہ بغیر اجازت شوہر کے اور رہی لڑکی نابالغہ پس اگر طلاق رجعی ہو تو باجازت شوہر کے نکل سکتی ہی اور اسکو یہ اختیار نہین ہی کہ بغیر اجازت شوہر کے نکلے جیسے قبل طلاق کے حکم تھا - اور اگر طلاق بائنہ ہو تو اُسکو بغیر اجازت شوہر کے اور باجازت شوہر کے دونون طرح نکلنے کا اختیار ہی الا آنکہ یہ لڑکی قریب بہ بلوغ ہو تو بدون اجازت شوہر کے نہین نکل سکتی ہی ایسا ہی مشائخ نے اختیار کیا ہی یہ محیط مین ہی - اور اگر مولی نے اپنی ام ولد کو آزاد کردیا تو اسکو اختیار ہی کہ عدت مین نکلے یہ ظہیریہ مین ہی اور مجنونہ و معتوہہ کا حکم مثل کتابیہ کے ہی کہ نکل سکتی ہی یہ غایۃ السروجی مین ہی - اور مجوسیہ عورت کا شوہر اگر مسلمان ہوگیا اور اس عورت نے اسلام سے انکار کیا یہان تک کہ دونون مین تفریق ہوگئی اور عورت پر عدت واجب ہوئی باین طور کہ شوہر نے اُس سے دخول کیا تھا تو اُسکو نکلنے کا اختیار ہی لیکن اگر شوہر نے اپنے نطفہ کی حفاظت کی غرض سے (یعنی تا کہ نطفہ رہا ہو الخ) اس عورت سے چاہا کہ نہ نکلے اور اُس سے مطالبہ کیا تو اسپر لازم ہوگا کہ نہ نکلے - اور اگر مسلمان عورت نے اپنے شوہر کے پسر کا شہوت سے بوسہ لیا یہانتک کہ دونون مین تفریق واقع ہوئی اور چونکہ بعد مدخولہ ہونے کے ایسا ہوا ہی عورت پر عدت واجب ہوئی تو اُسکو اپنی منزل سے نکلنے کا اختیار نہین ہی یہ بدائع مین ہی - ایک عورت نے اپنے نفقہ عدت پر اپنے شوہر سے خلع لیا پس اس عورت کو اپنے نفقہ کیواسطے ضرورت ہوئی کہ باہر نکلے تو مشائخ نے اسمین اختلاف کیا ہی بعض نے کہا کہ وہ نکل سکتی ہی جیسے وہ عورت جسکو شوہر چھوڑکر مرا ہی اور بعض نے کہا کہ نہین نکل سکتی ہی اور یہی مختار ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - اور یہی اصح ہی یہ محیط سرخسی مین ہی معتدہ پر واجب ہی کہ اسی مکان مین عدت گذارے جو حالت وقوع فرقت یا وقوع وفات شوہر مین اُسکے رہنے کا مکان کہلاتا تھا یہ کافی مین ہی اور اگر وہ اپنے کنبے والون کو دیکھنے گئی یا کسی دوسرے گھر مین کسی سبب سے تھی کہ اُسوقت اسپر طلاق واقع ہوئی تو اسی وقت

بلا تاخیر اپنے رہنے کے مکان کو چلی جاوے اور یہی حکم عدت وفات مین ہی یہ غایۃ البیان مین لکھا ہی۔ اور اگر اپنے رہنے کے مکان سے نکلنے پر مضطر ہوئی یعنی مجبور ہوئی باین طور کہ اس مکان کے گر پڑنے کا خوف ہوا یا عورت کو اپنے مال کا خوف ہوا یا یہ مکان کرایہ پر تھا اور عورت ایسا کچھ نہین پاتی ہو کہ عدت وفات اگر یہان پوری کرے تو اسکا کرایہ اس سے دیدے تو ایسی حالت مین اسکو مکان منتقل کر لینے مین کچھ مضائقہ نہین ہی اور اگر وہ کرایہ دیسکتی ہو تو منتقل نہ کریگی۔ اور اگر حویلی اُسکے شوہر کی ہو اور وہ اسکو چھوڑ کر مر گیا تو عورت اپنے حصہ مین رہے اگر اُسکا حصہ اسمین سے اسقدر ہو کہ اسکے رہنے کے لائق کافی ہو۔ اور باقی وارثون سے جو اُسکے محرم نہون اُنسے پردہ کریگی یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر شوہر متوفی کے گھر مین سے جو اُسکا حصہ ہی وہ اُسکے رہنے بھر کو کافی نہو اور باقی وارثون نے اپنے حصہ سے اسکو نکال دیا تو مکان منتقل کر دے یہ ہدایہ مین ہی اور اگر وارثون نے اپنے حصہ مین اُسکو اجرت پر رہنے دیا اور یہ کرایہ دیسکتی ہی تو مکان منتقل نہ کریگی یہ شرح مجمع البحرین ابن الملک مین ہی۔ اور جب عورت عذر کے ساتھ دوسری جگہ منتقل کر لے تو جسمین منتقل کر کے عدت گذارے وہ شوہر کی حرمت باقی رکھنے مین ایسا ہی گویا اُسنے وہین عدت گذاری ہی جہان سے منتقل ہو آئی ہی یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر عورت سواد شہر مین ہو اور اسکو سلطان وغیرہ کی طرف سے خوف پیدا ہوا تو اسکو شہر مین منتقل ہو جانے کے واسطے گنجائش ہی یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر عورت معتدہ ایسے گھر مین ہو کہ وہان اُسکے ساتھ کوئی بھی نہین ہی اور اسکو چورون یا پڑوسیون کسی سے خوف نہین ہی ولیکن اسکو مردہ کی طرف سے دل مین ڈر بیٹھ گیا ہی پس اگر خوف شدید نہین ہی تو مکان منتقل نہین کر سکتی ہی اور اگر خوف شدید ہو تو مکان منتقل کر سکتی ہی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ اور اگر کوٹھری جسمین عدت بیٹھی ہی منہدم ہو گئی تو دوسرے گھر کی تدبیر کرنا عدت وفات کی صورت مین اور طلاق بائن کی صورتمین درحالیکہ شوہر غائب ہو اُسکے اختیار مین ہی اور طلاق بائن یا رجعی مین درصورتیکہ شوہر حاضر ہو تدبیر کا اختیار شوہر کو ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر عورت کو تین طلاق یا ایک طلاق بائن دیدی اور اس مرد کے سوائے ایک کوٹھری کے اور مکان نہین ہی تو چاہیے کہ اُسکے اور اپنے درمیان ایک پردہ ڈال دے تاکہ اُسکے اور اجنبیہ کے درمیان خلوت واقع نہو اور اگر مرد فاسق ہو کہ اسکی طرف سے عورت کے حق مین خوف ہو تو عورت وہان سے نکل کر دوسری جگہ رہنا اختیار کرے اور اگر شوہر وہان سے نکل گیا اور عورت وہین رہی تو یہ بہتر ہی اور اگر قاضی نے اس عورت کے ساتھ کوئی ثقہ عورت کر دی کہ وہ ان دونون کے درمیان حائل ہونے کی قدرت رکھتی ہی تو یہ اچھا ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر جنگل مین اپنی عورت کو طلاق دی حالانکہ جنگل ہی مین اُسکا خیمہ ہی اور عورت اُسکے ساتھ اسکے خیمہ مین ہی اور مرد کو جہان گھاس و پانی دیکھتا ہی وہان اسکو ضرور منتقل ہونا پڑتا ہی پس آیا اسکو روا ہی کہ اس عورت کو بھی وہان منتقل کر لیجاوے تو دیکھنا چاہیے کہ اگر اس جگہ رہنے مین عورت کے جان و مال کے حق مین ضرر ظاہر ہوتا ہی تو تحویل روا ہی ورنہ نہین یہ ظہیریہ مین ہی۔ معتدہ عورت سفر نہ کریگی نہ حج کے لیے اور نہ کسی اور کام سے اور اُسکا شوہر بھی اسکو لیکر سفر نہ کرے یہ ہمارے نزدیک ہی اور اگر اسکو سفر مین ساتھ لے گیا حالانکہ اُسکی نیت رجعت کی نہین ہی تو اس سے وہ رجعت کرنے والا نہو جائیگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہی۔ معتدہ کو روا ہی کہ بڑے گھر کے صحن مین نکلے اور اس گھر کی جس منزل مین چاہے رات کو رہے لیکن اگر اس دار مین غیرون کی حویلیان ہون تو اپنی کوٹھری سے ان حویلیون کی طرف نہ نکلیگی۔ اور اگر عورت کو ساتھ سفر مین لے گیا [دار الحرب کو مثلاً سفر حج وغیرہ ۱۲] پھر اسکو طلاق بائن یا تین طلاق دیدین یا اسکو چھوڑ کر مر گیا حالانکہ اس عورت اور اسکے شہر کے اور منزل مقصود کے درمیان سفر کی مقدار سے کم ہی تو عورت کو اختیار ہی کہ چاہے چلی جاوے اور چاہے واپس چلی آوے خواہ کسی شہر مین نزول ہو یا غیر شہر مین

اور خواہ اسکے ساتھ کوئی محرم ہو یا نہو و لیکن واپس آنا بہتر ہی تاکہ عدت گذارنا شوہر کے گھر مین واقع ہو اور اگر اس مقام سے جہان طلاق یا وفات واقع ہوئی ہی منزل مقصود یا اسکا شہر ان دونون مین سے ایک بقدر سفر کے ہو اور دوسرا کم تو جو کم ہی اسی کو اختیار کرے اور اگر دونون طرف مقدار سفر ہو پس اگر یہ عورت جنگل مین ہو تو چاہیے آگے چلی جاوے جہان مقصود تھا یا کسی محرم کے ساتھ واپس آوے و لیکن واپس آنا بہتر ہی اور اگر کسی شہر مین نزول ہو تو بغیر محرم وہان سے خارج نہو اور اسکے ساتھ محرم ہو تو بھی امام اعظم رح کے نزدیک خارج نہو اور صاحبین نے فرمایا کہ نکل سکتی ہی اور یہ امام اعظم رح کا پہلا قول ہی اور انکا دوسرا قول اظہر ہی اور اگر شوہر نے اسکو طلاق رجعی دیدی ہو تو شوہر کے ساتھ رہیگی خواہ وہ آگے جاوے یا واپس آوے اور اس سے جدا نہو گی یہ کافی مین ہی*

پندرھوان باب۔ ثبوت نسب کے بیان مین۔ ہمارے اصحاب نے فرمایا کہ ثبوت نسب کے واسطے تین مراتب ہین۔ اول نکاح صحیح اور جو اسکے معنے مین ہی یعنی نکاح فاسد۔ اور اسکا حکم یہ ہی کہ نسب بغیر دعوۃ کے ثابت ہو جاتا ہی اور مجرد نفی کرنے سے نسب منتفی نہین ہوتا ہی ہان لعان سے منتفی ہوتا ہی پس اگر جورو و مرد مین ایسی بات ہو کہ انمین لعان واجب نہین ہوتا ہی تو نسب ولد منتفی نہو گا یہ محیط مین ہی۔ دوم ام ولد اور اسکے ولد کا حکم یہ ہی کہ بدون دعوی مولے کے نسب ثابت ہوتا ہی اور مجرد نفی کرنے سے منتفی ہو جاتا ہی یہ ظہیریہ مین ہی اور نہایہ مین بحوالہ مبسوط نقل کیا کہ مولی کو نفی کا اختیار جبھی تک ہی کہ قاضی نے اسکے نسب کے ثبوت کا حکم نہ دیا ہو اور نیز زمانہ دراز نہ گذرا ہو اور اگر قاضی نے اسکا حکم دیدیا تو نسب مولی کی طرف لازم ہو گا کہ پھر وہ اسکو باطل نہین کر سکتا ہی اور اسی طرح اگر زمانہ دراز گذر گیا ہو تو بھی یہی حکم ہی یہ تبیین مین ہی۔ اور مشائخ نے فرمایا کہ ام ولد کے بچہ کا نسب مولی سے بدون دعوت کے جبھی ثابت ہو گا کہ جب مولی کو اس سے وطی کرنی حلال ہو اور اگر حلال نہو تو نسب بدون دعوی کے ثابت نہو گا جیسے مولی نے اپنی ام ولد کو مکاتبہ کر دیا یا دو شریکون کی باندی سے ایک شریک نے وطی سے استیلاد کیا پھر اسکے بعد اسکے بچہ ہوا تو بدون دعوے کے نسب ثابت نہو گا یہ ظہیریہ مین ہی۔ اسی طرح اگر اسپر اسکی وطی کرنی حرام ہو گئی بسبب اسکے کہ اسکے باپ نے یا بیٹے نے اس سے وطی کر لی یا اسنے اس باندی ام ولد کی مان یا بیٹی سے وطی کر لی تو پھر اسکے بعد اگر اسکے بچہ پیدا ہوا تو بدون دعوی کے اسکا نسب ثابت نہو گا یہ اختیار شرح مختار مین ہی۔ سوم قسم باندی کہ اگر اسکے بچہ پیدا ہوا تو ہمارے نزدیک بدون دعوی کے اسکا نسب ثابت نہو گا یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور مدبرہ باندی کا حکم مثل باندی کے ہی کہ مدبرہ کے بچہ کا نسب بھی بدون دعوی مولی کے ثابت نہین ہوتا ہی یہ نہایہ مین ہی۔ اور اگر باندی سے وطی کرتا ہو اور اس سے عزل نہ کرتا ہو یعنی وقت انزال کے جدا نہو جاتا ہو تو فیما بینہ و بین اللہ تعالی اسکو حلال نہین ہی کہ اسکے بچہ کی نفی کرے اسپر لازم ہی کہ اعتراف کرے کہ میرا ہی اور اگر اس سے عزل کرتا ہو اور اسکی تحصین نکی ہو تو اسکو نفی کرنا روا ہی بوجہ اسکے کہ دو امر ظاہری متعارض ہین یہ اختیار شرح مختار مین ہی اور اگر اپنی باندی کا نکاح ایک رضیع سے کر دیا پھر اسکے بچہ پیدا ہوا اور مولی نے دعوی کیا کہ یہ میرے نسب سے ہی تو ثابت ہو گا اسواسطے کہ وہ مولی کا غلام ہی اور اسکا کچھ نسب نہین ہی۔ اور اگر شوہر مجبوب ہو تو مولے کے دعوی پر مولی سے نسب ثابت نہو گا اسواسطے کہ اگرچہ وہ مولی کا غلام ہی مگر اسکا نسب معلوم ہی یہ فتاوے کبری مین ہی۔ اگر کسی نے ایک عورت سے نکاح کیا اور روز نکاح سے چھ مہینہ سے کم مین اسکے بچہ پیدا ہوا تو اسکا نسب اس مرد سے ثابت نہو گا اور اگر چھ مہینہ پورے یا زیادہ مین پیدا ہوا تو اسکا نسب اس مرد سے ثابت ہو گا خواہ اس مرد نے اقرار کیا ہو یا ساکت رہا اور اگر اسنے ولادت سے انکار کیا

تو ایک عورت کی گواہی سے جو ولادت مین شہادت دے ولادت ثابت ہوجائیگی یہ ہدایہ مین ہی - اور اگر وقت نکاح سے
ایک روز کم چھ مہینہ مین ایک بچہ جنی اور چھ مہینے سے ایک روز بعد دوسرا بچہ جنی تو دونون مین سے کسی کا نسب ثابت
نہوگا یہ عتابیہ مین ہی - اور اصل یہ ہی کہ ہر عورت جسپر عدت واجب نہین ہوئی تو اُسکے بچہ کا نسب شوہر سے ثابت نہوگا
الا اسصورت مین کہ یقیناً معلوم ہوجاوے کہ یہ بچہ اُس شوہر کا ہی اور اُسکی یہ صورت ہی کہ چھ مہینہ سے کم مین پیدا ہو - اور ہر عورت
جسپر عدت واجب ہوئی (یعنی شوہر کی) اسکے بچہ کا نسب شوہر سے ثابت ہوگا الا اسصورت مین کہ یقیناً معلوم ہوجاوے (یعنی وقت فرقت سے ۱۲) کہ یہ اسکا نہین ہی
اور اسکی یہ صورت ہی کہ دو برس بعد پیدا ہوا اور جب یہ اصل معلوم ہوگئی تو ہم کہتے ہین کہ ایک مرد نے قبل دخول کے اپنی جورو
کو طلاق دیدی پھر وقت طلاق سے چھ مہینہ سے کم مین بچہ پیدا ہوا تو شوہر سے اُسکا نسب ثابت ہوگا اور اگر چھ مہینہ کے
بعد یا پورے چھ مہینے پر پیدا ہوا تو نسب ثابت نہوگا - اور اگر ایک اجنبی عورت سے کہا کہ جب مین تجھے نکاح مین لاؤن تو
تو طالقہ ہی پھر اُس سے نکاح کیا تو طلاق واقع ہوجائیگی پھر اگر وقت نکاح سے پورے چھ مہینہ پر بچہ پیدا ہوا تو اسکا نسب
ثابت ہوگا - اور اگر وقت نکاح سے چھ مہینہ سے کم مین پیدا ہوا تو نسب ثابت نہوگا - اور اگر بعد دخول کے اُسکو طلاق دی
پھر اُسکے بچہ پیدا ہوا تو دو برس تک پیدا ہونے مین نسب ثابت ہوگا اور اُسکے پیدا ہونے پر عدت پوری ہوجائیگی یعنے
اب عدت پوری ہونے کا حکم ثابت ہوگا - اور اگر دو برس کے بعد بچہ پیدا ہوا پس اگر طلاق رجعی ہو تو نسب ثابت اور
مرد کو اُس عورت سے مراجعت کرنیوالا (کیونکہ بعد مراجعت کے ایسا ہوسکتا ہے ۱۲) اقرار دیا جائیگا اور اگر طلاق بائن ہو تو نسب ثابت نہوگا جبتک کہ شوہر دعوی
نہ کرے اور جب دعوی کیا تو اُس سے نسب ثابت ہوجائیگا اور آیا عورت کی تصدیق کی بھی ضرورت ہی یا نہین تو اسمین دو روایتین
ہین ایک مین ہی کہ حاجت ہی اور دوسری مین ہی کہ نہین ہی - اور یہ اسوقت ہی کہ مرد نے اسکو طلاق دی ہو اور اگر قبل
دخول کے یا بعد دخول کے اسکو چھوڑکر مر گیا پھر وقت وفات سے دو برس تک مین عورت کے بچہ پیدا ہوا تو نسب اس
متوفی سے ثابت ہوگا اور اگر وقت وفات سے دو برس بعد ہوا تو نسب ثابت نہوگا - اور یہ سب اُسوقت ہی کہ عورت نے
قبل اسکے انقضاے عدت کا اقرار نہ کیا ہو - اور اگر عورت نے انقضاے عدت کا اقرار کیا خواہ طلاق کی عدت ہو یا وفات کی اور
اتنی مدت گذرنے پر اقرار کیا ہی کہ ایسی مدت مین یہ عدت گذر سکتی ہی پھر وقت اقرار سے چھ مہینہ سے کم مین بچہ جنی تو ثابت النسب
ہوگا ورنہ نہین - اور یہ سب اُسوقت ہی کہ یہ عورت کبیرہ ہو خواہ اُسکو حیض آتا ہو یا نہ آتا ہو - اور اگر صغیرہ ہو کہ اسکے شوہر
نے اسکو طلاق دیدی ہو پس اگر قبل دخول طلاق دیدی اور وقت طلاق سے چھ مہینہ سے کم مین بچہ جنی تو نسب ثابت ہوگا
اور اگر چھ مہینہ سے زیادہ مین جنی تو نسب ثابت نہوگا - اور اگر بعد دخول کے اسکو طلاق دی پس اگر اُسنے حمل کا دعوی کیا
تو طلاق رجعی کی صورت مین ستائیس مہینہ تک بچہ ہونے مین نسب ثابت ہوگا اور طلاق بائن کی صورت مین دو برس تک
ثابت ہوگا - اور اگر اُسنے انقضای عدت کا اقرار کیا پھر وقت اقرار سے چھ مہینہ سے کم مین بچہ جنی تو نسب ثابت ہوگا
اور اگر چھ مہینہ سے زیادہ مین بچہ جنی تو نسب ثابت نہوگا - اور اگر اُسنے دعوی سے سکوت کیا ہو تو امام اعظم رح و امام محمد رح
کے نزدیک سکوت بمنزلۂ اقرار کے ہی اور امام ابو یوسف کے نزدیک سکوت بمنزلہ دعوی حمل (یعنے دعوی حمل سے ۱۲) کے ہی یہ شرح طحاوی مین ہی - ایک
عورت نے عدت وفات مین کہا کہ مین حاملہ نہین ہون پھر اُسنے دوسرے روز کہا کہ مین حاملہ ہون تو قول اُسی کا قبول ہوگا - اور
اگر اُسنے چار مہینہ دس روز گذر جانے کے بعد کہا کہ مین حاملہ نہین ہون پھر (یعنے اسکے بعد ۱۲) کہا کہ مین حاملہ ہون تو اسکا قول قبول نہوگا الا اس
صورت مین یہی سمجھی جائیگی کہ شوہر کی موت کے وقت سے چھ مہینہ سے کم مین اُسکے بچہ پیدا ہوا پس اُسکا اقرار انقضای مدت باطل ہوگا
(یعنے اسکا اقرار قبول ہوگا ۱۲)

یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اگر صغیرہ کو چھوڑکر اُسکا خاوند مر گیا پس اگر اُسنے حمل کا اقرار کیا تو وہ مثل کبیرہ کے ہی کہ دو برس تک اُسکے بچہ کا نسب ثابت ہوگا کیونکہ اس بارہ مین قول اسی کا مقبول ہی اور اگر چار مہینہ دس روز گذرنے کے بعد انقضاے عدت کا اقرار کیا پھر چھ مہینہ یا زیادہ گذرنے پر اُسکے بچہ پیدا ہوا تو اُسکے شوہر متوفی سے نسب ثابت نہوگا اور اگر اُسنے حمل کا دعوی نکیا اور نہ انقضاے عدت کا اقرار کیا تو امام اعظم و امام محمد رحمہ کے نزدیک اگر دس مہینہ دس روز سے کم مین بچہ جنی تو نسب ثابت ہوگا ورنہ ثابت نہوگا یہ تبیین مین ہی۔ مبتوتہ کے اگر دو بچہ پیدا ہوئے ایک دو برس سے کم مین اور دوسرا دو برس سے زیادہ مین اور ہر دو ولادت مین ایک روز کا فرق ہو تو امام ابو حنیفہ و امام ابو یوسف نے فرمایا کہ دونون کا نسب ثابت ہوگا یہ ظہیریہ مین ہی اور اگر بچہ کا بعض بدن دو برس سے کم مین خارج ہوا یعنی پیٹ سے نکلا پھر تمام متولد نہوا یہان تک کہ باقی بچہ دو برس بعد نکلا تو اُسکے شوہر کو لازم نہوگا جبتک کہ دو برس کے اندر سانٹہ کا آدھا بدن نہ نکلا ہو یا ٹانگون کی جانب سے زیادہ بدن دو برس سے کم مین نکل آیا ہو اور باقی دو برس بعد نکلا ہو اسکو امام محمد رحمہ نے ذکر کیا ہی یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اگر طلاق بائنہ یا وفات کی عدت مین ہو اور دو برس تک مین اُسکے بچہ پیدا ہوا پس شوہر نے ولادت سے انکار کیا یا شوہر کے وارثون نے بعد وفات شوہر کے اس سے انکار کیا اور اس عورت نے دعوی کیا پس اگر اُسکے شوہر نے حمل کا اقرار کیا ہو اور نہ حمل ظاہر ہو تو نسب ثابت نہوگا الا بگواہی دو مردون یا ایک مرد و دو عورتون کے یہ امام اعظم رح کا قول ہی اور اگر شوہر حمل کا اقرار کر چکا ہی یا حمل ظاہر ہو تو ولادت کے ثبوت مین عورت کا قول قبول ہوگا اگرچہ اُسکے ثبوت مین کوئی قابلہ گواہی نہ دے یہ امام اعظم رح کا قول ہی اور اگر وہ طلاق رجعی کی عدت مین ہو تو بھی یہی حکم ہی یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر شوہر نے کہا کہ جو تو جنی ہی وہ اسکے سواے دوسرا ہی تو اسکا قول قبول نہ کیا جائیگا یہ امام اعظم کا قول ہی یہ غایۃ السروجی مین ہی۔ اور اگر وفات کی عدت مین ہو اور وارثون نے (پہلے شوہر کے) ولادت مین اُسکے قول کی تصدیق کی اور ولادت پر کسی نے گواہی نہ دی تو یہ بچہ اسکے شوہر متوفی کا بیٹا ہوگا اور اسپر اتفاق ہی اور یہ بیٹا اسکا وارث ہوگا اور یہ حق میراث مین ظاہر ہو اسواسطے کہ ارث ان وارثون کا خالص حق ہی۔ اور رہا حق نسب پس اگر یہ وارث لوگ اہل شہادت سے ہون پس اگر ان مین سے دو مرد یا ایک مرد و دو عورتون نے (ولادت کی) گواہی دی تو اس بچہ کے اثبات نسب کا حکم واجب ہوا حتے کہ یہ بچہ تصدیق کرنے والون اور تکذیب کرنے والون سب کے ساتھ شریک ہوگا اور بعض کے نزدیک مجلس حکم مین لفظ شہادت سے گواہی دینا شرط ہی اور صحیح یہ ہی کہ لفظ شہادت شرط نہین ہی یہ کافی مین ہی۔ اور اگر معتدہ نے دوسرے شوہر سے نکاح کر لیا پھر اسکے بچہ پیدا ہوا پس اگر اول شوہر کی وفات یا طلاق دینے کے وقت سے دو برس سے کم مین اور دوسرے شوہر کے نکاح سے چھ مہینہ سے کم مین بچہ پیدا ہوا ہی تو بچہ اول شوہر کا ہوگا اور اگر اول کی وفات یا طلاق دینے سے دو برس سے زیادہ مین اور دوسرے شوہر کے نکاح سے چھ مہینہ سے کم مین پیدا ہوا ہی تو یہ بچہ نہ اول شوہر کا ہوگا اور نہ دوسرے کا۔ اور آیا دوسرا نکاح جائز ہوا تو امام اعظم و امام محمد رحمہ کے قول مین جائز ہی اور یہ اسوقت ہی کہ مرد کو وقت نکاح کے یہ معلوم نہو کہ عورت نے عدت مین نکاح کیا ہی اور اگر شوہر دوم کو وقت نکاح کے یہ بات معلوم تھی حتی کہ یہ نکاح فاسد واقع ہوا پھر اس عورت کے بچہ پیدا ہوا تو نسب شوہر اول سے ثابت کیا جائیگا اگر اثبات ممکن ہو باین طور کہ اول کے طلاق دینے یا مرنے سے دو برس سے کم مین پیدا ہوا اگرچہ دوسرے شوہر کے نکاح کرنے سے چھ مہینہ یا زیادہ کے بعد پیدا ہوا ہو اسواسطے کہ دوسرا نکاح

فاسد واقع ہوا ہی تو جبتک لنسب کا احالہ فراش صحیح کی طرف ممکن ہو اولی ہی - اور اگر شوہر اول سے اسکا اثبات النسب ممکن
نہوا اور ثانی سے ممکن ہوا تو ثانی سے نسب ثابت کیا جائیگا مثلاً اول کے طلاق دینے یا مرنے سے دو برس بعد بچہ جنی
اور دوسرے کے نکاح سے چھ مہینہ یا زیادہ کے بعد جنی تو نسب دوسرے سے ثابت رکھا جائیگا اسواسطے کہ دوسرا نکاح
اگرچہ فاسد واقع ہوا ہی لیکن ہرگاہ نکاح صحیح سے اسکا نسب ثابت کرنا متعذر ہو تو زنا پر محمول کرنے سے یہ بہتر ہی کہ نکاح
فاسد سے اسکا النسب ثابت کیا جاوے یہ بدائع میں ہی - ایک مرد نے ایک عورت سے نکاح کیا پس اُسکا پیٹ گرا
جسکی خلقت ظاہر ہو گئی پس اگر نکاح سے چار مہینہ پر ایسا پیٹ گرا ہی تو نکاح مذکور جائز ہوا اور اُسکا النسب شوہر نکاح کنندہ
سے ثابت ہوگا اور اگر ایک دن کم چار مہینہ پر ایسا پیٹ گرا ہی تو نکاح جائز نہوا یہ بحر الرائق میں ہی - ایک مرد نے
ایک عورت سے نکاح کیا اور اسکے ایک بچہ پیدا ہوا پھر دونوں میں اختلاف ہوا چنانچہ شوہر نے دعوی کیا کہ میں نے
تجھے ایک مہینہ سے اپنے نکاح میں لیا ہی اور عورت نے کہا کہ نہیں بلکہ ایک سال سے تو یہ بچہ اس شوہر سے ثابت النسب
ہوگا یہ ظہیریہ میں ہی - اور صاحبین کے نزدیک واجب ہی کہ شوہر سے قسم لیجاوے بخلاف قول امام اعظم رح کے یہ کافی میں ہی
اور اگر دونوں نے اتفاق کیا کہ ہاں شوہر نے ایک مہینہ سے اپنے نکاح میں لیا ہی تو اس بچہ کا النسب اُس شوہر سے
ثابت نہوگا پھر اگر بعد باہمی اتفاق کے گواہ قائم ہوے کہ اس مرد نے اس عورت کو ایک سال سے اپنے نکاح میں لیا ہی تو
یہ گواہ قبول ہونگے - اور یہ جواب صحیح مستقیم ہی بصورتیکہ اس بچہ نے بعد بڑے ہونے کے ایسے گواہ قائم کیے ہوں - اور اگر
گواہوں کا قائم ہونا اس بچہ کی صغر سنی میں ہو تو اسمیں مشائخ نے اختلاف کیا ہی بعضوں نے کہا کہ گواہ قبول نہونگے تاوقتیکہ
قاضی اس صغیر کی طرف سے کوئی خصم مقرر نہ کرے اور بعضوں نے کہا کہ اس تکلف کی کچھ حاجت نہیں ہی بلکہ بدون خصم مقرر
کرنے کے قاضی ایسی گواہی کی سماعت کریگا یہ ظہیریہ میں ہی - ایک مرد نے ایک عورت سے نکاح کیا اور پانچ مہینہ گذرنے
پر اُسکے بچہ پیدا ہوا پس شوہر نے کہا کہ یہ بچہ میرا بیٹا ہی ایسے سبب سے کہ وہ اسکا موجب ہی کہ یہ بچہ میرا ہوا اور عورت
نے کہا کہ نہیں بلکہ زنا کا ہی تو ایک روایت میں قول شوہر کا قبول ہوگا اور دوسری روایت میں ہی کہ
جو کچھ عورت کہتی ہی وہی قبول کیا جائیگا اور اگر نکاح سے دو برس کے بعد بچہ پیدا ہوا اور باقی مسئلہ بحالہا ہی
تو شوہر کا قول قبول ہوگا یہ تاتارخانیہ میں ہی - اور اگر ایک باندی سے نکاح کیا پھر اُسکو طلاق دیدی پھر
اُسکو خرید لیا پھر وقت خرید سے چھ مہینے سے کم میں بچہ جنی تو اُسکو لازم ہوگا ورنہ لازم نہوگا الا بدعوے
نسب اور یہ اسوقت ہی کہ بعد دخول کے ایسا واقع ہوا اور اسمیں کچھ فرق نہیں ہی کہ طلاق کیسی ہو خواہ طلاق بائن ہو یا
رجعی ہو ہرحال یہی حکم ہی - اور اگر قبل دخول کے ایسا ہو پس اگر وقت طلاق سے چھ مہینہ سے زیادہ میں بچہ جنی تو اسکو
لازم نہوگا اور اگر اس سے کم مدت میں جنی ہو تو بچہ اس مرد کو لازم ہوگا بشرطیکہ وقت نکاح سے چھ مہینہ یا زیادہ میں جنی
ہو اور اگر وقت نکاح سے اُس سے کم مدت میں جنی ہو تو لازم نہوگا - اور اسی طرح اگر اُسنے طلاق دینے سے پہلے
اپنی زوجہ کو خریدا ہو تو بھی احکام مذکورہ بالا میں یہی حکم ہی یہ تبیین میں ہی - اور اگر اپنی زوجہ باندی کو دو طلاق دیدیں
جسکے سبب سے حرمت غلیظہ حرام ہو گئی تو وقت طلاق سے دو برس تک اسکے بچہ کا نسب اس مرد سے ثابت ہوگا - اور اگر
اپنی مدخولہ زوجہ کو خریدا پھر اسکو آزاد کر دیا پھر خریدنے کے وقت سے چھ مہینہ سے زیادہ میں بچہ جنی تو نسب ثابت نہوگا
الا آنکہ شوہر اسکا دعوی کرے اور امام محمد رح کے نزدیک وقت خرید سے دو برس تک بدون دعوی کے اسکا نسب ثابت

ہوگا - اور اسی طرح اگر اسکو آزاد نہین کیا بلکہ اسکو فروخت کر دیا پھر وقت فروخت سے چھ مہینے سے زیادہ مین بچہ جنی تو
امام ابو یوسف کے نزدیک بچہ کا نسب اُس سے ثابت نہوگا اگرچہ اسکا دعوی کرے الا بتصدیق مشتری - اور امام محمد رح کے
نزدیک بدون تصدیق مشتری کے نسب ثابت ہوگا یہ کافی مین ہی - اگر ام ولد کو اسکا مولی چھوڑ کر مرگیا یا آزاد کر دیا تو
آزاد کرنے یا مرنے کے وقت سے دو برس تک اُسکے بچہ کا نسب مولی سے ثابت ہوگا یہ عتابیہ مین ہی - اگر ایک شخص نے
اپنی باندی سے کہا کہ اگر تیرے پیٹ مین بچہ ہو تو وہ میرا ہی پھر ایک عورت نے ولادت پر گواہی دی تو یہ باندی اسکی ام ولد
ہو جائیگی اور مشائخ نے فرمایا کہ یہ حکم اسوقت ہی کہ وقت اقرار سے چھ مہینہ سے کم مین جنی ہو اور اگر چھ مہینہ یا زیادہ مین جنی
تو مولی کے ذمہ لازم نہوگا ولیکن تجھے معلوم کر لینا چاہیے کہ یہ حکم اُسی صورت مین ہی کہ جب مولی نے بلفظ شرط و تعلیق کہا کہ اگر
تیرے پیٹ مین بچہ ہو یا اگر تجھے حمل ہو تو وہ میرا ہی اور اگر مولی نے یون کہا کہ یہ مجھ سے حاملہ ہی تو اسکا بچہ مولے کو لازم ہوگا
اگرچہ چھ مہینہ سے زیادہ دو برس تک مین پیدا ہو ولیکن اگر مولی نے اسکی نفی کر دی تو لازم نہوگا چنانچہ کتاب الاجناس
کی کتاب الاعتاق مین اسکی تصریح ہی یہ غایۃ البیان مین ہی - ایک مرد نے غلام کو کہا کہ یہ میرا بیٹا ہی پھر مرگیا پھر غلام کی مان
آئی اور وہ آزادہ ہی اور کہا کہ مین اس مرد میت کی جورو ہون تو یہ اسکی جورو ہوگی اور یہ دونون اسکے وارث ہونگے - اور نوادر
مین ذکر کیا ہی کہ یہ استحسان ہی - اور یہ اسوقت ہی کہ یہ معلوم ہو کہ یہ عورت حرہ ہی اور اگر یہ معلوم نہوا اور میت کے وارثون
نے دعوی کیا کہ یہ میت کی ام ولد ہی اور یہ عورت نکاح کا دعوی کرتی ہی تو یہ عورت وارث نہوگی یہ شرح جامع صغیر قاضیخان مین
ہی - اور اگر مرد نے عورت کو تین طلاق دیدین پھر قبل اسکے کہ وہ دوسرے شوہر سے نکاح کرکے حلالہ کرا دے دوبارہ
اُس سے نکاح کر لیا اور اسکے اس مرد سے بچہ پیدا ہوا اور حال یہ ہی کہ یہ دونون اس نکاح کے فاسد ہونے کو نہین
جانتے تھے تو نسب ثابت ہوگا اور اگر دونون فساد نکاح کو جانتے ہون تو بھی امام اعظم رح کے نزدیک نسب ثابت ہوگا یہ
تاتارخانیہ مین تجنیس ناصری سے نقل ہی - ایک مرد کی تحت مین ایک عورت ہی اور اسکے پاس ایک بچہ ہی اور یہ بچہ اس مرد
کے قابو مین نہین ہی پس عورت نے کہا کہ تو نے مجھ سے جب نکاح کیا ہی کہ جب میرے یہ بچہ تجھ سے پہلے ایک شوہر سے پیدا
ہو چکا ہی اور شوہر نے کہا کہ نہین بلکہ تو میرے تحت مین اُسکو جنی ہی تو وہ اس شوہر کا بیٹا ہوگا - اور اگر بچہ شوہر کے پاس ہو
نہ عورت کے پاس پس شوہر نے کہا کہ یہ میرا بیٹا تجھ سے نہین بلکہ دوسری عورت سے ہی اور عورت نے کہا کہ نہین
بلکہ مجھ سے ہی تو قول شوہر کا قبول ہوگا اور عورت کے قول کی تصدیق نہوگی یہ ظہیریہ مین ہی - اور اگر بچہ جورو و مرد دونون کے ہاتھ
مین ہو پس شوہر نے کہا کہ یہ بچہ تیرا تیرے پہلے شوہر سے ہی جو مجھ سے پہلے تھا اور عورت نے کہا کہ نہین بلکہ تجھ سے پیدا ہی تو یہ
اسی مرد سے قرار دیا جائیگا یہ محیط مین ہی - اور اگر کسی عورت سے زنا کیا پس وہ حاملہ ہوگئی پھر اُس نے نکاح کر لیا پھر اُسکے
بچہ پیدا ہوا پس اگر وقت نکاح سے چھ مہینہ یا زیادہ مین پیدا ہوا تو اسکا نسب اس مرد سے ثابت ہوگا اور اگر چھ مہینہ سے کم
مین جنی تو اُسکا نسب اس مرد سے ثابت نہوگا الا آنکہ شوہر اسکا دعوی کرے اور اُسنے یہ نہ کہا ہو کہ یہ زنا سے ہی اور اگر اُسنے
کہا کہ یہ مجھ سے زنا سے ہی تو اسکا نسب اس سے ثابت نہوگا اور اسکا وارث بھی نہوگا یہ ینابیع مین ہی - ایک مرد نے ایک باندی
خریدی پس اس سے بچہ جنی پھر ایک مرد نے دعوی کیا کہ یہ میری جورو ہی اسکو میرے ساتھ اسکے مولی نے بیاہ دیا تھا اور
اسپر گواہ قائم کیے تو یہ اسکی جورو قرار دیجائیگی اور یہ بچہ اُسکے شوہر کا بچہ قرار دیا جائیگا اور چونکہ مولی نے اُسکا دعوی کیا تھا
اسوجہ سے وہ آزاد ہوگا - ایک طفل ایک عورت کے پاس ہی پس ایک مرد نے اس عورت سے کہا کہ یہ میرا بیٹا تجھ سے

نکاح سے پیدا ہوا ہی اور عورت نے کہا کہ یہ تیرا بچہ مجھ سے زنا سے پیدا ہوا ہی تو بچہ کا نسب اس مرد سے ثابت نہوگا اور اگر عورت
نے اسکے بعد کہا کہ یہ تیرا بیٹا نکاح سے ہی تو اسکا نسب ان دونون سے ثابت ہو جائیگا - ایک مرد مسلمان نے ایسی عورتون
سے جو اسپر دائمی حرام ہین نکاح کیا پس اُسنے اولاد پیدا ہوئی تو اولاد کا نسب اس مرد سے امام اعظم رح کے نزدیک ثابت ہوگا
اور صاحبین کے نزدیک نہین ثابت ہوگا اور یہ اختلاف اس بنا پر ہی کہ ایسا نکاح امام اعظم رح کے نزدیک فاسد ہی اور صاحبین
کے نزدیک باطل ہی یہ ظہیریہ مین ہی - اور اگر اپنی جورو کے ساتھ خلوت صحیحہ کی پھر اسکو صریح طلاق دیدی اور کہا کہ مین نے
اس سے جماع نہین کیا ہی پس عورت نے اسکی تصدیق کی یا تکذیب کی تو عورت پر عدت واجب ہوگی اور عورت کو پورا مہر ملیگا
پھر اگر مرد مذکور نے عورت سے کہا کہ مین نے تجھسے مراجعت کر لی تو مراجعت صحیح نہوگی اور اگر دو برس سے کم مین یہ عورت بچہ
جنی اور ہنوز اُسنے انقضاے عدت کا اقرار نہین کیا ہی تو اس بچہ کا نسب اس مرد سے ثابت ہوگا اور مراجعت مذکورہ صحیح
ہوگی اور قبل طلاق کے اُس سے وطی کرنے والا قرار دیا جائیگا یہ سراج وہاج مین ہی - ام ولد نے اگر کسی سے نکاح فاسد کیا
اور شوہر نے اس سے دخول کیا اور اُسکے بچہ پیدا ہوا تو اُسکا نسب شوہر سے ثابت ہوگا اگرچہ مولی اسکا دعوی کرے یہ خزانۃ المفتین
مین ہی نسب باشارہ ثابت ہو جاتا ہی باوجودیکہ زبان سے بولنے کی قدرت حاصل ہو یہ نہایہ مین ہی - ایک مرد نے ایک عورت
اپنے صغیر بیٹے کو بیاہ دی جو جماع کرنے کے لائق نہین ہی اور نہ ایسا ہی کہ اُس سے حمل رہجاوے یعنی جماع نہین کر سکتا ہی
پھر اس عورت کے بچہ پیدا ہوا تو یہ اس صغیر کو لازم نہوگا ولیکن جو کچھ شوہر کے باپ نے اس عورت کو اپنے پسر کی طرف سے
دیا ہی وہ واپس نہ دیگی اور اگر اس عورت نے اقرار کیا کہ مین نے خود نکاح کیا ہی تو چھ مہینہ مقدار مدت حمل کا نفقہ شوہر کو واپس
دیگی یہ ظہیریہ مین ہی - طفل قریب بلوغ کی عورت کے اگر بچہ پیدا ہوا تو اُسکا نسب اُسی طفل سے ثابت ہوگا یہ سراجیہ مین ہی
اگر دار الحرب سے کوئی عورت حاملہ دار الحرب مین شوہر چھوڑ کر ہجرت کر کے دار الاسلام مین چلی آئی اور یہان بچہ جنی تو امام اعظم رح
کے نزدیک اسکا بچہ حربی شوہر کو لازم نہوگا یہ تمرتاشی مین ہی - حمل کی مدت کم سے کم چھ مہینہ اور زیادہ سے زیادہ دو برس ہین یہ
کافی مین ہی - اور اس بات پر اجماع ہی کہ مدت کا اعتبار نکاح صحیح مین وقت نکاح سے ہی اور بعض نے فرمایا کہ نکاح صحیح
مین دخول شرط نہین ہی ولیکن خلوت ہونا ضرور ہی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی

سولھوان باب حضانت کے بیان مین

چھوٹے بچہ کی حضانت کے واسطے سب سے زیادہ مستحق اُسکی مان ہی
خواہ حالت قیام نکاح ہو یا فرقت واقع ہو گئی ہو لیکن اگر اسکی مان مرتدہ یا فاجرہ غیر مامونہ ہو تو ایسا نہین ہی یہ کافی مین ہی
خواہ وہ مرتد ہو کر دار الحرب مین چلی گئی ہو یا دار الاسلام مین موجود ہو پھر اگر اُسنے مرتد ہونے سے توبہ کر لی یا مجبور سے توبہ کر لی
تو پھر سب سے زیادہ مستحق ہو گئی یہ بحر الرائق مین ہی - اسیطرح اگر مان چوٹی یا گانے والی یا نائحہ ہو تو اسکا کچھ حق نہین ہی یہ
نہر الفائق مین ہی - مگر مان حضانت سے اگر انکار کرے تو صحیح یہ ہی کہ اسپر جبر نہ کیا جائیگا بسبب احتمال اسکے عجز کے ولیکن
اگر اس بچہ کا کوئی ذی رحم محرم سواے اسکے نہو سے تو اسپر پرورش کے واسطے جبر کیا جائیگا تاکہ وہ بچہ ضائع نہو جاوے
بخلاف باپ کے کہ جب بچہ مان سے مستغنی ہو اور باپ نے اُسکے لینے سے انکار کیا تو باپ پر جبر کیا جائیگا یہ عینی شرح کنز
مین ہی اور اگر بچہ کی مان مستحق حضانت نہو مثلاً بسبب امور مذکورہ کے وہ اہلیت حضانت کی نرکھتی ہو یا غیر محرم سے تزوج
کر لیا ہو یا مر گئی ہو تو مان کی مان اولے ہی بہ نسبت اور سب کے اگرچہ اونچے درجہ مین ہو یعنی پرنانی وغیرہ ہو - اور اگر مان
کی مان یا مان کی مان علی ہذا القیاس کوئی نہو تو باپ کی مان اگرچہ اونچے درجہ کی ہو بہ نسبت اورون کے اولی ہی

یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور خصاف نے نفقات مین ذکر کیا ہی کہ اگر صغیرہ کی جدہ اُسکے باپ کی جانب سے ہو یعنی اسکے مان کے
باپ کی مان تو یہ بمنزلہ اس جدہ کے نہین ہی جو اسکی مان کی جانب سے ہو یعنی ان کی مان کی مان یہ بحر الرائق مین ہی پس
اگر یہ مرگئی یا اُسنے نکاح کرلیا تو ایک مان باپ کی سگی بہن بھی اولی ہی پس اگر اُسنے بھی نکاح کرلیا یا مرگئی تو اخیافی
یعنے مان کی طرف کی بہن اولی ہی اور اگر اُسنے نکاح کرلیا یا مرگئی تو سگی بہن کی دختر پھر اگر وہ بھی مرگئی یا نکاح کرلیا تو اخیافی
بہن کی دختر اولی ہی پس یہان تک ان سب کی ترتیب مین اختلاف روایت نہین ہی اور اُسکے بعد پھر روایات
مختلف ہین چنانچہ خالہ و پدری بہن مین اختلاف ہی کہ کتاب النکاح کی روایت مین علاقی بہن یعنی باپ کے طرف کی بہن
خالہ سے اولی ہی اور کتاب الطلاق کی روایت مین خالہ اولی ہی۔ اور سگی بہنون و مان کی طرف کی اخیافی بہنون کی بیٹیان
بالاتفاق خالاؤن سے اولی ہین اور علاقی بہن کی بیٹی اور خالہ کی صورت مین اختلاف روایات ہی اور صحیح یہ ہی کہ
خالہ اولی ہی پھر خالاؤن مین وہ خالہ اولی ہی جو ایک مان و باپ کی طرف سے سگی خالہ ہو پھر مان کی طرف سے خالہ پھر باپ
کی طرف سے خالہ۔ اور بہن بھائیون کی بیٹیان پھوپھیون سے اولی ہین اور پھوپھیون مین وہی ترتیب ہی جو ہم نے خالاؤن مین
بیان کی ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ پھر بعد اسکے بعد مان کی خالہ جو ایک مان و باپ سے ہو اولی ہی پھر مان کی خالہ جو
نقط مان کی طرف سے ہو پھر جو نقط باپ کی طرف سے ہو۔ پھر مان کی پھوپھیان اسی ترتیب سے اولے ہین اور ہمارے نزدیک
باپ کی خالہ سے مان کی خالہ اولی ہی پھر اگر یہ نہون تو باپ کی خالہ و پھوپھیان اسی ترتیب مذکورہ سے اولی ہونگی یہ فتح القدیر
مین ہی۔ اور اس باب مین اصل یہ ہی کہ یہ ولایت از جانب مادر مستفاد ہوتی ہی پس اسمین جانب مادری کو جانب پدری
پر تقدیم ہوگی یہ اختیار شرح مختار مین ہی۔ اور چچا و ماموں و پھوپھی و خالہ کی دخترون کو حضانت مین کچھ استحقاق نہین ہی
یہ بدائع مین ہی۔ اور نکاح کر لینے سے ان عورتون کا حق حضانت جبھی باطل ہو جاتا ہی جب کسی اجنبی سے نکاح کرین
اور اگر ایسے مرد سے نکاح کیا جو اس بچہ کا ذی رحم محرم ہی مثلاً نانی نے ایسے مرد سے نکاح کیا جو اس بچہ کا دادا ہی یا
مان نے اس بچہ کے چچا سے نکاح کیا تو اس عورت کا حق حضانت باطل نہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ اور جس عورت
کا حق بسبب نکاح کر لینے کے باطل ہو گیا تھا تو جب زوجیت مرتفع ہو جائیگی تو اُسکا حق حضانت عود کریگا یہ ہدایہ مین
ہی۔ اور اگر طلاق رجعی ہو تو جبتک عدت نہ گذر جاوے تب تک حق حضانت عود نہ کریگا اسواسطے کہ زوجیت ہنوز باقی ہی یہ
عینی شرح کنز مین ہی اور اگر بچہ کی مان نے دوسرے شوہر سے نکاح کرلیا اور اس عورت کی مان یعنی بچہ کی نانی اس بچہ کو
اسکی مان کے شوہر کے گھر مین لیکر رہتی ہی تو بچہ کے باپ کو اختیار ہوگا کہ اس سے لے لے۔ ایک صغیرہ اپنی نانی کے پاس
ہی کہ وہ اسکے حق مین خیانت کرتی ہی تو اُسکی پھوپھیون کو اختیار ہوگا کہ اس صغیرہ کو اس سے لے لین جبکہ اسکی خیانت
ظاہر ہو یہ قنیہ مین ہی۔ اور اگر بچہ کے باپ نے دعوی کیا کہ اسکی مان نے دوسرا نکاح کیا ہی اور مان نے اس سے
انکار کیا تو قول اسکی مان کا قبول ہوگا اور اگر اُسکی مان نے اقرار کیا کہ ہان اسنے دوسرے شوہر سے نکاح کیا تھا مگر
اسنے طلاق دیدی پس میرا حق عود کر آیا ہی پس اگر عورت نے کسی شوہر کو معین نہ کیا ہو تو قول عورت ہی کا قبول ہوگا
اور اگر کسی مرد کو معین کیا ہو تو دعوی طلاق مین اسکا قول قبول نہوگا یہان تک کہ یہ شوہر اسکا اقرار کرے۔ اور اگر ان
عورتون سے جو بچہ کی پرورش کی حقدار ہوتی ہین کسی سبب سے بچہ کا لے لینا واجب ہوا یا بچہ کی پرورش کی کوئی عورت
مستحق نہین ہی تو بچہ ایسی عصبہ کو دیا جائیگا پس مقدم باپ ہوگا پھر باپ کا باپ علی ہذا اگرچہ کتنے ہی اونچے درجہ پر ہو

پھر ایک مان باپ سے سگا بھائی پھر باپ کی طرف کا بھائی پھر سگے بھائی کا بیٹا پھر علاتی بھائی کا بیٹا اور یہی ترتیب انکے پوتون پر وتون مین ملحوظ ہوگی - پھر سگا چچا - پھر علاتی چچا - اور رہی چچون کی اولاد سو بچہ انکو دیا جائیگا پس مقدم سگے چچا کا بیٹا ہی پھر علاتی چچا کا بیٹا مگر صغیر پسر انکو دیا جائیگا کہ پرورش کرین اور صغیرہ دختر نہ دیجائیگی - اور اگر صغیر کے چند بھائی یا چچا ہون تو جو انمین سے زیادہ صالح ہو وہ پرورش کے واسطے اولی ہوگا اور اگر پرہیزگاری مین سب یکسان ہون تو جو سب سے مسن ہو وہ اولی ہی یہ کافی مین ہی - اور تحفۃ الفقہاء مین مذکور ہی کہ اگر صغیرہ دختر کا کوئی عصبہ نہو سوا چچا کے پسر کے تو قاضی کو اختیار ہی اگر اسکو دیکھے کہ وہ اصلح ہی تو اسکو پرورش کے واسطے دیدے ورنہ کسی ایسے امین کے یہان رکھے یہ غایۃ البیان مین ہی - اور اگر صغیرہ کا کوئی عصبہ نہو تو مان کی طرف کے بھائی کو دیجاوے پھر اسکے پسر کو پھر مان کی طرف کے چچا کو پھر سگے ماموں کو پھر علاتی ماموں کو پھر اخیافی ماموں کو یہ کافی مین ہی - مان کا باپ بہ نسبت ماموں کے اولی ہی اور بہ نسبت اخیافی بھائی کے بھی اولی ہی یہ سراج وہاج مین ہی - اور صغیر بیٹا پرورش کے واسطے مولی العتاقہ کو دیا جائیگا اور صغیرہ دختر نہ دیجائیگی یہ کافی مین ہی - اور باندی اور ام ولد کو حضانت مین کچھ حق نہین ہی جبتک کہ دونون آزاد نہون پس حضانت کا اختیار انکے مولی کو ہوگا بشرطیکہ یہ بچہ رقیق ہو مگر اسکو یہ اختیار نہین ہی کہ اس بچہ اور اسکی مان کے درمیان تفریق کرے یعنی جدا کردے بشرطیکہ دونون اُسکے ملک مین ہون اور اگر بچہ آزاد ہو تو حضانت کا استحقاق اُسکے آزاد اقرباؤن کو ہی اور جب باندی و ام ولد آزاد ہوجاوین تو انکو اپنی آزاد اولاد کی پرورش و حضانت کا حق حاصل ہوگا - اور مکاتبہ کا جو بچہ حالت کتابت مین پیدا ہوا ہی اُسکی حضانت کی وہی مستحق ہی بخلاف اُس بچہ کے جو کتابت سے پہلے پیدا ہوا ہو یہ عینی شرح کنز مین ہی - اور مدبرہ باندی مثل قنہ باندی کے ہی یہ تبیین مین ہی - اور غیر ذی رحم محرم کو صغیرہ دختر کی حضانت مین کچھ حق نہین ہی اور نیز عصبہ فاسق کو بھی صغیرہ کی پرورش مین کچھ حق نہین ہی یہ کفایہ مین لکھی ہی - اور جو شخص ہر وقت گھر سے باہر چلا جاتا ہی اور دختر کو ضائع چھوڑ جاتا ہی اسکی حضانت کچھ نہین ہی یہ بحر الرائق مین ہی - مان و نانی پسر کی مستحق ہی یہان تک کہ وہ حضانت سے مستغنی ہوجاوے اور اسکی مدت سات برس مقرر کی گئی ہی اور قدوری نے فرمایا کہ اسوقت تک مستحق ہین کہ تنہا کھالے اور تنہا پہنے اور تنہا استنجا کر لے اور شیخ ابوبکر رازی نے نو برس مقدار بیان کی ہی اور فتوی قول اول پر ہی - اور لڑکی کی صورت مین مان و نانی اسوقت تک مستحق ہین کہ اسکو حیض آوے - اور نوادر ہشام مین امام محمد رح سے روایت ہی کہ جب دختر حد شہوت تک پہونچ جاوے تو اسکی پرورش کا باپ مستحق ہوگا اور یہ صحیح ہی یہ تبیین مین ہی - اور صغیرہ اگر مشتہاۃ نہو یعنی قابل شہوت نہو حالانکہ اسکا شوہر ہی تو مان کا حق اسکی حضانت مین ساقط نہوگا یہان تک کہ وہ مردون کے لائق ہوجاوے یہ قنیہ مین ہی - اور جب پسر حضانت سے مستغنی ہوگیا اور دختر بالغہ ہوگئی یعنے حد تک پہونچ گئی تو اُنکے عصبات انکی پرورش کے واسطے اولی ہونگے پس بترتیب جو اقرب ہو مقدم کیا جائیگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہی - اور پسر کو یہ لوگ اپنے پاس رکھینگے یہان تک کہ وہ بالغ ہوجاوے پھر اسکے بعد دیکھا جائیگا کہ اگر اسکی رائے ٹھیک اور اپنے نفس پر مامون ہی تو اسکی راہ کھولدیجاویگی جہان چاہے جاوے اور اگر اپنے نفس پر مامون نہو تو باپ اپنے ساتھ ملالیگا اور اسکا ولی رہیگا مگر باپ پر اسکا نفقہ واجب نہین ہی اسکا جی چاہے بطور تطوع دے یہ شرح طحاوی مین ہی - اور لڑکی اگر ثیبہ ہو اور اپنے نفس پر غیر مامون ہو تو اسکی راہ بند رکھی جاویگی اور باپ اسکو اپنے ساتھ میل مین کرلیگا اور اگر وہ اپنے نفس پر مامون ہو تو عصبہ کو

اسپر کوئی حق ایسا نہیں ہے اور اُسکی راہ طول دیجائیگی جہان چاہے رہے یہ بدائع مین ہے- اور اگر بالغہ باکرہ ہو تو اسکے
ولیون کو اختیار ہوگا کہ اپنے میل مین رکھین اگرچہ اسپر فساد کا خوف نہو بوجہ اُسکی کم سنی کے اور جب وہ سن تمیز کو پہونچ جاوے
اور باسارے و ہوش ہو کہ عفیفہ ہو تو اولیا رکو اپنے میل مین رکھنے کا ضروری اختیار نہین ہے بلکہ اُسکو اختیار ہے کہ جہان
چاہے رہے بشرطیکہ وہان اُسکے حق مین خوف نہو یہ محیط مین ہے- اور اگر عورت کا باپ و دادا و دیگر عصبات مین کوئی
نہو یا اُسکا کوئی عصبہ ہو مگر وہ مفسد ہو تو قاضی اُسکے حال پر نظر کرے پس اگر وہ مامونہ ہو تو اسکی راہ چھوڑ دے
کہ تنہا سکونت اختیار کرے خواہ وہ باکرہ ہو یا ثیبہ ہو ورنہ اُسکو کسی عورت امینہ ثقہ کے پاس جو اُسکی حفاظت پر قادر ہو
سکے اسواسطے کہ قاضی تمام مسلمانون کے حق مین لِلّٰہ خیر خواہ مقرر ہوتا ہے یہ عینی شرح کنز مین ہے- اور اگر ایک عورت
ایک طفل کو لائی اور ایک مرد سے نفقہ طلب کیا اور کہا کہ تجھ سے اور میری دختر سے یہ بیٹا ہے اور اسکی مان مرگئی ہے پس
مجھے اُسکا نفقہ دے پس اس مرد نے کہا کہ تو سچی ہے یہ تیری دختر سے میرا بیٹا ہے مگر اُسکی مان نہین مری ہے بلکہ وہ میرے
گھر مین موجود ہے اور چاہا کہ اس عورت سے یہ لڑکا لے لے تو اسکو یہ اختیار خود نہوگا یہان تک کہ قاضی اس بچہ کی مان
کو خبردار کرے کہ وہ حاضر ہو کر اس بچہ کو لے لے پس اگر مرد مذکور ایک عورت کو حاضر لایا اور کہا کہ یہ تیری دختر ہے اور اسی
عورت سے میرا یہ بیٹا ہے اور بچہ کی نانی نے کہا کہ یہ میری بیٹی نہین ہے بلکہ میری بیٹی اس پسر کی مان مرگئی ہے پس قول
اس مقدمہ مین اسی مرد کا اور جو اسکے ساتھ عورت آئی ہے دونون کا قبول ہوگا اور طفل مذکور اسکو دیدیا جائیگا اسیطرح
اگر نانی ایک مرد کو حاضر لائی اور ایک طفل کی نسبت کہا کہ یہ بیٹا میری دختر کا اس مرد سے ہے اور اسکی مان مرگئی ہے اور
مرد مذکور نے کہا کہ یہ میرا بیٹا تیری دختر سے نہین بلکہ دوسری میری جورو سے ہے تو قول مرد کا قبول ہوگا اور طفل مذکور
کو اُس سے لے لیگا- اور اگر یہ مرد ایک عورت کو لایا اور کہا کہ یہ میرا بیٹا اس عورت سے ہے نہ تیری دختر سے اور طفل کی نانی
نے کہا کہ یہ عورت اس طفل کی مان نہین ہے بلکہ اسکی مان میری دختر تھی اور جس عورت کو مرد مذکور لایا ہے اُسنے کہا کہ تو
سچی ہے مین اسکی مان نہین ہون اور یہ مرد جھوٹ بولا ہے مگر مین اسکی جورو ہون تو مرد مذکور یعنے اس طفل کا باپ اسکے لینے کا
اولی ہوگا کہ اسکو لے لیگا یہ ظہیریہ مین ہے- اور سراجیہ مین مذکور ہے کہ اگر بچہ کی مان اُسکے باپ کے نکاح مین نہو اور نہ
عدت مین ہو تو وہ حضانت کی اجرت لے لیگی اور یہ اجرت علاوہ اجرت دودھ پلانے کے ہوگی یہ بحر الرائق مین ہے- اور
اگر بچہ کا باپ تنگدست ہو اور مان نے بدون اجرت کے پرورش کرنے سے انکار کیا اور اس بچہ کی پھوپھی نے کہا کہ
مین بغیر اجرت کے پرورش کرونگی تو پھوپھی اُسکی پرورش کے واسطے اولی ہوگی یہی صحیح ہے یہ فتح القدیر مین ہے- اور
بچہ جب مان و باپ مین سے ایک کے پاس ہو تو دوسرا اسکی جانب نظر کرنے اور اسکی تعاہد و پرداخت کرنے سے
منع نہ کیا جائیگا یہ تاتارخانیہ مین حاوی سے منقول ہے- **فصل** حضانت کا مکان زوجین کا مکان ہے جبکہ دونون
مین زوجیت قائم ہو حتے کہ اگر شوہر نے اس شہر سے باہر جانا چاہا اور چاہا کہ اپنے صغیر فرزند کو اس عورت سے جسکو
حق حضانت حاصل ہے لے لے تو اسکو یہ اختیار نہوگا یہان تک کہ بچہ مذکور اسکی حضانت سے بے پروا ہو جاوے- اور اگر
عورت نے چاہا کہ جس شہر مین ہے وہان سے نکل کر دوسرے شہر مین چلی جاوے تو شوہر کو اختیار ہوگا کہ اسکو جانے سے
منع کرے خواہ اسکے ساتھ فرزند ہو یا نہو اور اسیطرح اگر عورت معتدہ ہو تو اسکو مع ولد کے اور بدون اسکے خروج روا
نہین ہے اور شوہر کو اسکا نکال دینا روا نہین ہے یہ بدائع مین ہے- اور اگر مرد اور اسکی جورو کے درمیان فرقت واقع ہوئی

پس اُسنے عدت پوری ہونے کے وقت چاہا کہ بچہ کو اپنے ساتھ لیکر اپنے شہر کو چلی جاوے پس اگر نکاح اُسی کے شہر مین بندھا ہو تو اسکو یہ اختیار رہوگا اور اگر اُسکے شہر کے سواے دوسری جگہ واقع ہوا تو اسکو یہ اختیار نہین ہی الا اُس صورت مین کہ اس مقام فرقت اور اُسکے شہر مین ایسی قربت ہو کہ اگر بچہ کا باپ اس بچہ کو دیکھنے کے واسطے نکلکر جاوے تو رات سے پہلے اپنے مکان کو واپس آسکے پس ایسی صورت مین بمنزلہ ایک شہر کے محلات مختلفہ کے ہو جائیگا اور عورت کو یہ اختیار ہی کہ ایک محلہ سے دوسرے محلہ مین چلی جاوے - اور اگر عورت نے اپنے شہر کے سواے دوسرے شہر مین منتقل کرنا چاہا اور اس شہر مین نکاح واقع نہین ہوا ہی تو عورت کو یہ اختیار نہین ہی الا اس صورت مین کہ دونون مقامون مین ایسی ہی قربت ہو جیسی ہم نے اوپر بیان کی ہی یہ محیط مین ہی - اور اگر عورت نے ایسے شہر مین منتقل کرنا چاہا جو اسطرح قریب نہین ہی اور نہ وہ اُسکا شہر ہی ولیکن اصل عقد نکاح وہین واقع ہوا تھا تو مبسوط کی روایت پر اسکو یہ اختیار نہین ہی اور یہی صحیح ہی یہ فتاوے کبری مین ہی - اور اگر جورو و مرد دونون سواد شہر کے ہون اور عورت نے چاہا کہ بچہ کو اپنے ساتھ گانون مین لیجاوے اور وہین رکھے اور نکاح اسی گانون مین واقع ہوا تھا جہان لیے جاتی ہی تو عورت کو یہ اختیار ہی اور اگر نکاح دوسرے گانون مین واقع ہوا ہو تو عورت کو اپنے گانون مین منتقل کرکے لیجانے کا اختیار نہین ہی اور نہ اُس گانون مین جہان نکاح واقع ہوا ہی درصورتیکہ یہ گانون دور ہو اور اگر دونون گانون قریب ہون ایسے کہ باپ لڑکے کو دیکھکر غور پرداخت کے بعد رات سے پہلے اپنے گانون مین واپس آسکے تو عورت کو وہان منتقل کرلینے کا اختیار رہی یہ سراج وہاج مین ہی - اور اگر بچہ کا باپ شہر مین متوطن ہو اور عورت نے بچہ کو گانون مین منتقل کرلیجانے کا ارادہ کیا پس اگر یہ گانون عورت کا ہو اور اسی مین عورت سے نکاح کیا ہو تو عورت کو یہ اختیار ہی اگرچہ وہ شہر سے دور ہو اور اگر یہ عورت کا گانون نہو پس اگر قریب ہو اور اصل نکاح اسی مین واقع ہوا ہو تو عورت کو یہ اختیار رہی جیسے شہر کی صورت مین مذکور ہوا ہی اور اگر اسمین نکاح واقع نہوا ہو تو اسکو یہ اختیار نہین ہی اگرچہ وہ شہر سے قریب ہو یہ بدائع مین ہی - اور اگر عورت نے بچہ کو گانون سے شہر جامع مین منتقل کرکے لیجانا چاہا حالانکہ یہ شہر اس عورت کا نہین ہی اور نہ اسمین نکاح واقع ہوا ہی تو عورت کو یہ اختیار نہین ہی الا اس صورت مین کہ شہر مذکور گانون سے ایسا ہی قریب ہو جیسا ہمنے بیان کیا ہی یہ محیط مین ہی - اور عورت کو یہ اختیار نہین ہی کہ بچہ کو دارالحرب مین منتقل کرلیجاوے اگرچہ اصل نکاح وہان واقع ہوا ہو اور یہ عورت حربیہ ہی اور شوہر مسلمان ہی یا ذمی ہی اور اگر دونون حربی ہون تو عورت کو یہ اختیار حاصل ہی یہ بدائع مین ہی - اور اگر مان مرگئی یہان تک کہ حق حضانت بچہ کی نانی یعنی مان کی مان کو حاصل ہوا تو اسکو یہ اختیار نہین ہی کہ اسکو اپنے شہر کو منتقل کرلیجاوے اگرچہ اصل عقد اسی مین واقع ہوا ہو - اسی طرح ام ولد جب آزاد کردی گئی تو وہ بچہ کو اس شہر سے جسمین اسکا باپ ہی باہر نہین لیجا سکتی ہی یہ غایۃ البیان مین ہی اور جب نانی کو یہ اختیار نہین ہی تو نانی کے سواے اور عورتون کا حکم بھی مثل نانی کے ہی یہ بحرالرائق مین ہی - منتقے مین ابن سماعہ کی روایت سے امام ابو یوسف سے مروی ہی کہ ایک مرد نے بصرہ مین ایک عورت سے نکاح کیا اور اُسکے ایک بچہ پیدا ہوا پھر یہ مرد اس بچہ صغیر کو کوفہ مین لے گیا اور اس عورت کو طلاق دیدی پس عورت نے اپنے بچہ کے بارہ مین مخاصمہ کیا اور چاہا کہ مجھے واپس دیا جاوے تو امام ابو یوسف نے فرمایا کہ اگر مرد مذکور اس بچہ کو اس عورت کی اجازت سے کوفہ مین لے آیا ہی تو مرد پر واجب نہین ہی کہ اُسکو واپس لاوے اور عورت سے کہا جائیگا کہ تو خود وہان

جاکر اس بچہ کو لے لے اور فرمایا کہ اگر بدون عورت مذکورہ کی اجازت کے مرد مذکور اسکو لے آیا ہی تو مرد پر واجب ہوگا کہ اس بچہ کو اس عورت کے پاس لے آوے ساہن سماعہ نے امام ابو یوسف سے روایت کی ہی کہ ایک مرد اپنی جورو کو مع فرزند کے جو اس عورت کے پیٹ سے ہی بصرہ سے کوفہ مین لے آیا پھر عورت کو بصرہ واپس بھیجدیا اور اُسکو طلاق دیدی تو مرد مذکور پر واجب ہوگا کہ اس بچہ کو بھی اس عورت کے پاس واپس بھیجدے پس عورت کیواسطے اس مرد سے اسکا مواخذہ کیا جاوے گا یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر طلاق دہندہ نے اپنے بچہ کو اُسکی ماں سے جسکو طلاق دی ہی اسوجہ سے لے لیا کہ اس عورت نے نکاح کر لیا ہی تو مرد مذکور کو اختیار ہی کہ اس بچہ کو لیکر سفر کو جاوے یہان تک کہ پھر اس بچہ کی ماں کا حق عود کرے یہ بحر الرائق مین سراجیہ سے منقول ہی۔

سترھوان باب نفقات کے بیان مین اور اسمین چھ فصلین ہین فصل اول نفقہ زوجہ کے بیان مین

واضح ہے کہ مرد پر اپنی جورو کا نفقہ واجب ہے خواہ جورو مسلمان ہو یا ذمیہ ہو یا فقیرہ ہو یا غنیہ ہو خواہ اس سے دخول کیا ہو یا نکیا ہو خواہ کبیرہ ہو یا ایسی صغیرہ ہو کہ اُس سے جماع کیا جاسکتا ہی کذا فی فتاوی قاضیخان خواہ حرہ ہو یا مکاتبہ ہو یہ جوہرہ نیرہ مین ہی۔ اور مشایخ نے اسمین کلام کیا ہی کہ جماع کے لائق کب تک ہوتی ہی اور مختار قول یہ ہی کہ جبتک نو برس کی نہووے تب تک قابل جماع نہین ہوتی ہی اور اسی پر فتوی ہی کذا فی التاتارخانیہ اور صحیح یہ ہی کہ سن کا کچھ اعتبار نہین ہی بلکہ اعتبار اسی کا ہی کہ دشقت جماع کو برداشت کر سکے اور اسکی قدرت اُسکو حاصل ہو جاوے یہ کافی مین ہی۔ اور اگر عورت ایسی صغیرہ ہو کہ اُسکے فعل سے وطی نہین کی جاتی ہی اور وہ جماع کے لائق نہین ہی تو ہمارے نزدیک اُسکے واسطے نفقہ نہوگا یہان تک کہ اُسکی حالت ایسی ہو جاوے کہ وہ جماع کو برداشت کر لے خواہ وہ اپنے باپ کے گھر ہو یا شوہر کے گھر ہو یہ محیط مین ہی۔ اور کبیرہ نے اگر نفقہ طلب کیا اور وہ ہنوز اپنے شوہر کے گھر نہین بھیجی گئی تو اُسکو یہ اختیار ہی جبکہ شوہر نے اُسکے اپنے گھر بھیجے جانے کا مطالبہ نہ کیا ہو اور بعضے مشایخ بلخ نے کہا کہ جب وہ اپنے شوہر کے گھر نہین بھیجی گئی ہی تو مستحق نفقہ نہوگی مگر فتوی قول اول پر ہی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی پس اگر شوہر نے اسکے گھر اپنے بھیجے جانے کا مطالبہ کیا اور اُسنے شوہر کے گھر جانے سے انکار نہ کیا تو اُسکو نفقہ ملیگا اور اگر اُسنے وہان منتقل ہونے سے انکار کیا پس اگر انکار بحق ہو مثلاً اُسنے اسوجہ سے انکار کیا کہ اپنا مہر معجل وصول کر لے تو بھی اُسکو نفقہ ملیگا اور اگر انکار بغیر حق ہو مثلاً شوہر نے اُسکا مہر اسکو دیدیا ہی یا مہر میعادی ہی کہ جسکی مدت ابھی دور ہی یا اُسنے اپنا مہر شوہر کو ہبہ کر دیا ہی پھر اُسنے انکار کیا تو اسکو کچھ نفقہ نہ ملیگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر عورت نے نشوز کیا تو عورت کے واسطے کچھ نفقہ نہوگا یہان تک کہ شوہر کے گھر مین آجاوے اور نشوز کرنے والی وہ عورت ہوتی ہی جو شوہر کے گھر سے نکلجاوے اور اپنے نفس کو شوہر سے روکے بخلاف اسکے اگر وہ شوہر کے گھر مین ہو اور شوہر کو اپنے اوپر قابو دینے سے روکے تو وہ ناشزہ نہوگی اسواسطے کہ ہنوز وہ محتبس موجود ہی اور اگر گھر عورت کی ملک ہو اور اُسنے شوہر کو اپنے پاس داخل ہونے سے منع کیا تو اسکے واسطے نفقہ نہوگا لیکن اگر اُسنے شوہر سے درخواست کی ہو کہ مجھے اس میرے مکان سے اپنے گھر لیجاوے یا میرے واسطے کوئی مکان کرایہ لے لے تو ایسی صورت مین حکم ایسا نہین ہی۔ اور جب عورت نے نشوز چھوڑ دیا تو اسکو نفقہ ملیگا اور اگر شوہر زمین غصب مین رہتا ہو یعنی غیر کی ملک غصب کرکے اوسمین رہتا ہو پس عورت نے وہان رہنے سے انکار کیا تو عورت کو نفقہ ملیگا یہ کافی مین ہی۔ اور اگر عورت نے اپنے نفس کو شوہر کو سپرد کر دیا ہو پھر مہر وصول پانے کے واسطے قابو دینے سے انکار کیا تو امام اعظم رح کے نزدیک ناشزہ نہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی

ایک مرد سلطان کی زمین مین رہتا ہی اور سلطان سے مال لیتا ہی پس عورت نے کہا کہ مین سلطانی زمین مین تیرے ساتھ نہ رہونگی اور نہ تیرے مال سے کھاؤنگی تو مشائخ نے فرمایا کہ اسکو یہ اختیار نہین ہی اور اُس سے انکار کرنے سے گنہگار ہوگی ورنا شزہ ہو جائیگی - اور بعضے علما سے سوال کیا گیا کہ ایک عورت کا مرد نماز نہین پڑھتا ہی اور عورت نے اسکے ساتھ رہنے سے انکار کیا تو فرمایا کہ اسکو یہ اختیار نہین ہی یہ ظہیریہ مین ہی - ایک عورت اپنے شوہر سے روپوش ہوگئی یا اُسکے ساتھ جانے سے جس شہر مین وہ جانا چاہتا ہی انکار کیا اور یہ مرد اس عورت کو اسکا پورا مہر دے چکا ہی تو اس عورت کے واسطے اس شوہر پر کچھ نفقہ نہوگا - اور اگر مرد مذکور نے اسکو اسکا مہر نہ دیا ہو اور باقی مسئلہ بحالہ ہو تو عورت کے واسطے نفقہ لازم ہوگا اور یہ اُسوقت ہی کہ اس عورت سے دخول نہ کیا ہو - اور اگر اس عورت سے دخول کیا ہی تو امام اعظم رح کے نزدیک اسصورت مین بھی یہی حکم ہی اور صاحبین کے نزدیک عورت کے واسطے کچھ نفقہ نہوگا خواہ شوہر نے اسکو اسکا مہر دیدیا ہو یا نہ دیا ہو شیخ امام ابو القاسم صفار نے فرمایا کہ یہ ان اماموں کے زمانہ مین تھا - اور ہمارے زمانہ مین شوہر اُسکو لیکر سفر مین نہین جا سکتا ہی اگرچہ اسکا مہر ادا کر دیا ہو یہ محیط مین ہی - اور اگر عورت اپنے قرضہ کی وجہ سے قید کی گئی تو اُسکے واسطے شوہر پر نفقہ واجب نہوگا - اور شیخ کرخی نے فرمایا کہ اگر عورت ایسے قرضہ کی وجہ سے قید کی گئی جسکے ادا کی اسکو قدرت نہین ہی تو اسکے واسطے نفقہ لازم ہوگا اور اگر اُسکے ادا کرنے پر قادر ہو تو اُسکے واسطے نفقہ لازم نہوگا اور فتوے اسپر ہی کہ عورت کے واسطے دونون صورتون مین نفقہ نہوگا یہ جوہرہ نیرہ مین ہی - اور یہ حکم اسوقت ہی کہ شوہر اس عورت تک قید خانہ مین نہ پہونچ سکتا ہو اور اگر قید خانہ مین کوئی ایسی جگہ ہو کہ وہان وہ اس تک پہونچ سکتا ہو تو مشائخ نے فرمایا کہ عورت کے واسطے نفقہ واجب ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - اور اگر عورت کو کوئی غاصب لیکر بھاگ گیا یا وہ ظلم سے قید کی گئی تو خصاف رح نے ذکر فرمایا کہ وہ مستحق نفقہ نہوگی اور صدر شہید حسام الدین نے ذکر فرمایا کہ اسی پر فتوی ہی یہ عتابیہ مین ہی - اور اگر شوہر قید کیا گیا اور وہ ادا سے قرضہ پر قادر ہی یا نہین قادر ہی یا شوہر بھاگ گیا تو عورت کے واسطے نفقہ لازم ہوگا یہ غایہ سروجی مین ہی - اور اگر شوہر قید خانہ سلطانی مین ظلم سے قید کیا گیا تو اسمین اختلاف مشائخ ہی اور صحیح یہ ہی کہ عورت نفقہ کی مستحق ہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - اور اگر شوہر کسی دوسرے شہر مین ہو اور عورت سے اور اُس سے بقدر مسافت سفر کے دوری ہو اور شوہر نے وہان راہ خرچ اور سواری بھیجی تاکہ اُسکے پاس چلی آوے مگر عورت نے اپنے ساتھ کوئی ذی رحم محرم نپایا پس نہ آئی تو وہ نفقہ کی مستحق ہوگی یہ ذخیرہ کبری مین ہی - اور اس جنس کے مسائل مین اصل یہ ہی کہ عورت کو دیکھا جاوے اگر وہ جماع کی صلاحیت نہین رکھتی ہی تو اُسکے واسطے نفقہ لازم نہوگا خواہ شوہر جماع کی صلاحیت رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو - اور اگر عورت جماع کی صلاحیت رکھتی ہو تو اُسکے واسطے نفقہ لازم ہوگا خواہ مرد جماع کی صلاحیت رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو یہ محیط مین ہی - اور اگر شوہر صغیر ہو اور جورو کبیرہ ہو تو اسکے واسطے نفقہ لازم ہوگا کیونکہ اپنے تن کا سپرد کرنا عورت کی طرف سے پایا گیا - اور اسیطرح جبکہ عورت کی طرف سے اپنے آپ کا سپرد کرنا پایا گیا مگر شوہر مجبوب ہی یا عنین ہی یا مریض ہی کہ جماع کرنے پر قادر نہین ہی یا حج کے واسطے نکلا ہی کہ احرام مین ہی تو بھی عورت کے واسطے نفقہ واجب ہوگا یہ بدائع مین ہی اور اگر جورو و مرد دونون صغیر ہون کہ جماع کرنے کی قدرت نرکھتے ہون تو عورت کے واسطے نفقہ واجب نہوگا اسواسطے کہ عجز اسکی جانب سے بھی ہی پس گویا کہ مجبوب یا عنین کے تحت مین صغیرہ عورت ہی یہ تبیین مین ہی - اور اگر عورت قبل شوہر کے پاس جانے کے ایسی مریضہ ہو کہ جماع سے ممنوع ہو پھر وہ شوہر کے گھر بھیجی گئی اور اس حال مین بھی مریضہ تھی

تو بعد شوہر کے یہان پہونچنے کے اُسکے واسطے نفقہ لازم ہوگا اور قبل وہان کے جانے کے بھی لازم ہوگا بشرطیکہ اُسنے نفقہ کا مطالبہ کیا ہوا ور شوہر اُسکو نہلے گیا حالانکہ وہ جانے سے انکار نہین کرتی تھی اگر شوہر اُس سے چلنے کے واسطے کہتا اور اگر وہ جانے سے انکار کرتی تھی تو اُسکے واسطے نفقہ لازم نہوگا جیسے تندرست عورت کا حکم ہے ایسا ہی ظاہر الروایہ مین مذکور ہے۔ اور اگر عورت کو اُسکا شوہر تندرستی کی حالت مین لے گیا پھر وہ شوہر کے گھر مین ایسی بیمار ہوگئی کہ جماع کرنے کے لائق نہ رہی تو بلا خلاف اُسکا نفقہ باطل نہوگا یہ بدائع مین ہے۔ اور اگر دخول واقع ہونے کے بعد شوہر ہی کے گھر مین عورت بیمار پڑی اور وہان سے اپنے باپ کے گھر چلی آئی تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر وہ ایسی تھی کہ محفہ وغیرہ مین بیٹھکر اپنے شوہر کے یہان جا سکتی تھی مگر نہ گئی تو اُسکے واسطے نفقہ لازم نہوگا اور اگر وہ شوہر کے گھر نہ جا سکتی ہو تو اُسکے واسطے نفقہ لازم ہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہے۔ اگر عورت رتقا یا قرنا ہو یا مجنونہ ہوگئی یا اسکو کوئی بلا لاحق ہوگئی کہ اُسکی وجہ سے جماع کے قابل نہ رہی یا ایسی بڑھیا ہوگئی کہ بسبب بڑھاپے کے وطی کے قابل نہ رہی تو اُسکا نفقہ لازم ہوگا چاہے شوہر کے یہان جانے کے بعد اسکو یہ عارض لاحق ہوگئے ہون یا قبل اسکے لاحق ہوئے ہون بشرطیکہ وہ بغیر حق اپنے نفس کو روکنے والی اور مانع نہو یہ محیط مین ہے۔ اور اگر عورت نے حج فریضہ ادا کیا پس اگر شوہر کے یہان جانے سے پہلے اُسنے ایسا کیا پس اگر بلا محرم کے اُسنے ایسا کیا اور اُسکے ساتھ شوہر بھی نہین ہے تو وہ ناشزہ ہوگی اور اگر اُسنے ہمارے شوہر کے کسی محرم کے ساتھ حج کیا تو اُسکے واسطے نفقہ لازم نہوگا اسمین سب امامون کا اتفاق ہے اور اگر اُسنے شوہر کے یہان جانے کے بعد ایسا کیا تو امام ابو یوسف نے فرمایا کہ اُسکے واسطے نفقہ لازم ہوگا اور امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ اُسکے واسطے نفقہ نہوگا کذا فی البدائع اور یہی اظہر ہے یہ سراج وہاج مین ہے اور اگر شوہر نے اُسکے ساتھ حج کیا ہو تو بالاجماع اُسکے واسطے نفقہ لازم ہوگا مگر شوہر پر نفقہ حضر واجب ہوگا نہ نفقہ سفر اور شوہر پر کرایہ بھی واجب نہوگا۔ اور اگر عورت نے حج نفل ادا کیا تو بالاجماع اُسکے واسطے نفقہ لازم نہوگا درصورتیکہ اسکے ساتھ شوہر نہو یہ جوہرہ نیرہ مین ہے۔ اور اگر اُسنے شوہر کے ساتھ حج نفل ادا کیا تو عورت کے واسطے نفقہ حضر واجب ہوگا نہ نفقہ سفر یہ فتاوی قاضیخان مین ہے۔ اور اس امر پر اجماع ہے کہ نماز و روزہ نفقہ کو ساقط نہین کرتا ہے یہ نہایہ سروجی مین ہے۔ ایک مرد ایک عورت سے متہم کیا گیا جسکو حمل ہے پس اس عورت کے باپ نے اسی مرد سے اسکا نکاح کر دیا اور یہ مرد منکر ہے کہ یہ حمل میرا نہین ہے تو نکاح جائز ہوگا اور شوہر پر نفقہ واجب نہوگا اسواسطے کہ عورت کی طرف سے ایک امر کی وجہ سے شوہر اس سے استمتاع سے ممنوع ہے یہ محیط سرخسی مین ہے اور اگر شوہر نے اقرار کیا کہ یہ حمل میرا ہے تو نکاح بالاتفاق صحیح ہوگا اور اُسکے ساتھ وطی بھی کر سکتا ہے پس بالاتفاق عورت مستحق نفقہ ہوگی یہ محیط مین ہے۔ اگر کسی مرد کی چند عورتین ہون کہ بعض انمین سے مسلمان آزادہ ہون اور بعضی باندیان ہون یا ذمی نصرانیہ یا یہودیہ ہون تو یہ سب نفقہ مین یکسان ہونگی یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ اور جس عورت سے شبہہ سے وطی کیگئی ہے اُسکے واسطے نفقہ لازم نہوگا یہ خلاصہ مین ہے۔ فرمایا کہ نکاح فاسد کی صورت مین نفقہ نہین ہے اور نہ نکاح فاسد کی وجہ سے تفریق ہونے کی عدت مین نفقہ ہے۔ اور اگر نکاح من حیث الظاہر صحیح ہوا اور قاضی نے عورت کیواسطے نفقہ مقرر کیا جسکو اُسنے ایک مہینہ لیا پھر فساد نکاح ظاہر ہوا بایطور کہ گواہون نے گواہی دی کہ یہ عورت اس مرد کی رضاعی بہن ہے اور قاضی نے دونون مین تفریق کردی تو عورت نے جو کچھ لیا ہے وہ شوہر اس سے واپس لیگا۔ اور اگر شوہر نے خود ہی بدون فرض قاضی کے عورت کو نفقہ دیا ہو تو عورت مذکورہ سے کچھ واپس نہین لے سکتا ہے یہ صدر الشہید نے شرح ادب القاضی مین ذکر فرمایا ہے کذا فی الذخیرہ۔ اور اگر نکاح بغیر گواہون کے واقع ہوا تو بالاجماع ایسے نکاح مین عورت نفقہ کی مستحق ہوگی یہ خلاصہ مین ہے۔ اور اگر عورت سے ایلا کیا یا ظہار کیا تو عورت کیواسطے نفقہ واجب ہوگا اور اگر اپنی بردکی

بہن یا خالہ یا پھوپھی سے نکاح کیا اور جبتک اس سے دخول کیا تب تک اسکو نجانا پھر دونون مین تفریق کردی گئی اور مرد پر واجب ہوا کہ جبتک اسکی جورو کی بہن عدت مین رہے تب تک اپنی جورو سے الگ رہے تو اُسکی جورو کیواسطے نفقہ واجب ہوگا اور اسکی جورو کی بہن کیواسطے لازم نہوگا اگرچہ اُسپر عدت واجب ہوئی ہی یہ بدائع مین ہی — اور اگر کسی مرد کی جورو کے ساتھ ایک خادمہ یعنی باندی بھی ہو اور مرد خوشحال ہی تو اسپر اس عورت کے نفقہ کے ساتھ اسکی خادمہ کا نفقہ بھی مقدر کیا جائیگا اور یہ حکم اسوقت ہی کہ یہ عورت آزادہ ہو اور اگر باندی ہو تو وہ خادمہ کے نفقہ کی مستحق نہو گی — اور اگر جورو کے ساتھ دو یا زیادہ خادمہ ہون تو امام اعظم و امام محمد رح کے نزدیک ایک خادمہ سے زیادہ کا نفقہ مقدر نہ کیا جائیگا اور مشائخ نے فرمایا ہی کہ خادمہ کے نفقہ مین شوہر خوشحال پر اسی قدر واجب ہوگا جو تنگدست پر اپنی زوجہ کے واسطے واجب ہوتا ہی یعنی ادنے مقدار کفایت جس سے بسر ہو جاوے یہ کافی مین ہی — اور اس خادمہ مین اختلاف ہی بعض نے فرمایا کہ خادمہ یعنی عورت کی مملوکہ باندی ہو پس اگر غیر مملوکہ ہوگی تو عورت اسکے نفقہ کی مستحق نہو گی یہی ظاہر الروایۃ ہی — اور اگر شوہر تنگدست ہو تو اسپر جورو کی خادمہ کا نفقہ واجب نہوگا اگرچہ عورت کے پاس خادمہ ہو اور یہ شیخ حسن نے امام اعظم رح سے روایت کی ہی اور یہی اصح ہی یہ تبیین مین ہی — اور اگر شوہر نے اپنی جورو سے کہا کہ تیری خادمہ مین سے کسی کو نفقہ نہین دونگا ولیکن اپنی خادمہ باندیون مین سے تیری خدمت کے واسطے دونگا اور عورت نے اسکو قبول نہ کیا تو شوہر کو یہ اختیار نہین ہی اور وہ مجبور کیا جائیگا کہ عورت کی ایک خادمہ کا نفقہ دے — ایک عورت کے غلام و باندیان ہین پس اُسنے اپنے شوہر سے کہا کہ تو میرے مہر مین سے انکو نفقہ دے پس اُسنے ان ممالیک کو نفقہ دیا پھر عورت نے کہا کہ مین اس نفقہ کو محسوب نہ کرونگی اسوجہ سے کہ تونے انسے خدمت لی ہی تو شوہر نے جو کچھ بطور معروف انکو نفقہ دیا ہی وہ عورت ہی کے حساب مین محسوب ہوگا یہ فتاوے کبرے مین ہی — اگر ایک عورت نے قاضی سے درخواست کی کہ اسکے واسطے اسکے شوہر پر نفقہ مقرر کردے پس اگر شوہر یہین حاضر ہو اور صاحب دسترخوان ہو تو قاضی اس عورت کے واسطے نفقہ نہین مقرر کریگا اگرچہ عورت درخواست کرے الا اس صورت مین مقرر کردیگا کہ جب قاضی کو یہ بات ظاہر ہو جاوے کہ شوہر اسکو مارتا ہی اور اسکو نفقہ نہین دیتا ہی — اور اگر شوہر صاحب دسترخوان نہو تو قاضی عورت کے واسطے ماہواری نفقہ مقرر کردیگا کہ شوہر اسکو دیا کرے یہ محیط مین ہی — اور عورت کا نفقہ درمون یا دینارون سے جس بھاؤ پر ہون مقرر نہین کریگا بلکہ اُسی قدر درم جو اُسوقت کے بھاؤ سے ہین برحسب اختلاف ارزانی و گرانی ونرخ کے مقرر کریگا کہ اسمین دونون جانب کی رعایت ہی یہ بدائع مین ہی — اور اگر قاضی نے عورت کے واسطے ماہواری نفقہ مقرر کردیا تو شوہر اسکو ماہواری دیا کریگا اور اگر ماہواری نہ دیا اور عورت نے روزانہ طلب کیا تو شام کے وقت عورت کو مطالبہ کا اختیار ہوگا یہ فتاوے کبری مین ہی — اور جب قاضی نے نفقہ مقرر کرنے کا ارادہ کیا تو حالت یہ دیکھے کہ شوہر آسودہ حال ہی میدہ کی روٹیان اور بھنا گوشت کھاتا ہی اور عورت تنگدست ہی یا اسکے برعکس حال دیکھا تو اسمین اختلاف ہی اور صحیح یہ ہی کہ دونون کے حال کا اعتبار کرے کذا فی الغیاثیہ اور اسی پر فتوی ہی چنانچہ عورت کو آسودہ حالی کا نفقہ ملیگا اگر دونون آسودہ حال ہون اور تنگدستی کا نفقہ ملیگا اگر دونون تنگدست ہون اور اگر عورت خوشحال اور مرد تنگدست ہو تو بفرض تنگدستی عورت کے جو اُسکے واسطے مقرر کیا جاتا اُس سے کچھ زیادہ مقرر کیا جائیگا پس مرد سے کہا جائیگا کہ اسکو گیہون کی روٹی اور ایک طرح کا یا دو طرح کا کھانے کو دے — اور اگر شوہر نہایت مالدار ہو کہ مثل حلوا و گوشت برہ وغیرہ کھاتا ہو اور عورت تنگدست ہو کہ اپنے گھر مین جو وغیرہ کی روٹی کھاتی ہو تو مرد پر یہ واجب نہوگا کہ اُسکو وہ کھلاوے

یعنے ملک ہین ۱۲

درحالیکہ وہ خوشحال ہی ۱۲

سان وغیرہ ۱۲

ع کیونکہ ارزانی کے وقت عورت کا خسارہ ہوگا اور گرانی مین شوہر کا خسارہ ہوگا ۱۲ منہ

ع یعنی ارزانی کے وقت جسقدر زیادہ ہوجاوین یا گرانی کے وقت جسقدر کم ہوجاوین ۱۲ منہ

جو خود کھاتا ہی اور یہ بھی نہین ہی کہ جو وہ اپنے گھر مین کھاتی تھی وہ کھلاوے ولیکن یہ لازم ہی کہ اُسکو گیہون کی روٹی اور ایک
دو طرح کا سالن کھلاوے - اور ظاہر الروایہ کے موافق تنگدستی و خوشحالی مین مرد کے حال کا اعتبار ہی کذا فی الکافی اور
اسی کو مشائخ کی جماعت کثیر نے اختیار کیا ہی اور تحفہ مین لکھا ہی کہ یہی صحیح ہی یہ فتح القدیر مین ہی - اور ہمارے مشائخ نے
فرمایا کہ اگر شوہر نہایت آسودہ حال ہوا اور عورت فقیرہ ہو تو شوہر کے حق مین مستحب ہی کہ اپنے کھانے کے ساتھ عورت کو شریک
کرے - اور کتاب مین فرمایا کہ جو حکم نفقہ کی تقدیر مین مذکور ہوا باعتبار حال شوہر فقط یا باعتبار حال شوہر و عورت دونون کے
ویسا ہی حکم لباس مین ہی یہ ذخیرہ مین ہی - اور اگر شوہر تنگدست ہوا اور عورت خوشحال ہو تو فی الحال عورت کو اسقدر دیدے جو تنگدست
عورتون کا نفقہ ہوتا ہی اور جو باقی رہا وہ شوہر کے ذمہ قرضہ ہوگا یہ تبیین مین ہی - اور اگر شوہر نے کہا کہ مین تنگدست ہون اور
مجھ پر تنگدستون کے مانند نفقہ واجب ہوگا تو قول شوہر کا قبول ہوگا الا آنکہ عورت گواہ قایم کرے - پس اگر عورت نے
گواہ قایم کیے کہ یہ مرد خوشحال ہی تو اُسپر خوشحالون کے مثل نفقہ فرض کیا جائیگا - اور اگر دونون نے گواہ قایم کیے تو گواہ عورت
کے مقبول ہونگے - اور اگر دونون کے پاس گواہ نہون اور عورت نے قاضی سے درخواست کی کہ اس مرد کا حال دریافت کراوے
تو قاضی پر دریافت کرانا واجب نہین ہی لیکن اگر قاضی نے دریافت کرایا تو بہتر ہی پس اگر قاضی کو ایک مرد عادل نے
خبر دی کہ یہ خوشحال ہی تو قاضی اُسکو قبول نہ کریگا اور اگر دو مرد عادلون نے قاضی کو اُسکے خوشحال ہونے کی خبر دی تو قاضی
اس مرد پر خوشحالون کا نفقہ مقرر کریگا اگرچہ ان عادلون نے بلفظ شہادت خبر نہ دی ہو - اور ایسی خبر مین عدالت شرط
ہی مگر اسمین لفظ شہادت شرط نہین ہی - اور اگر ان دونون عادلون نے کہا کہ ہم نے سنا ہی کہ وہ خوشحال ہی یا ہم کو خبر
پہونچی ہی کہ یہ خوشحال ہی تو قاضی اسکو قبول نہ کریگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - اور اگر قاضی نے شوہر پر تنگدستی
کا نفقہ مقرر کر دیا پھر مرد مذکور مالدار ہو گیا پس عورت نے نالش کی تو قاضی اُسکے واسطے خوشحالی کا نفقہ پورا کرا دیگا یہ کافی
مین ہی اور اگر عورت نے کہا کہ مین روٹی سالن نہین پکاؤنگی تو کتاب مین لکھا ہی کہ وہ روٹی و سالن وغیرہ پکانے پر مجبور
نہ کیجائیگی اور شوہر پر واجب ہوگا کہ پکا پکایا کھانا اُسکے واسطے لاوے یا اُسکے پاس کوئی ایسی خادمہ دیدے کہ اُسکی
روٹی سالن پکانے کے کام کے واسطے کفایت کرے - اور فقیہ ابو اللیث نے فرمایا کہ اگر عورت نے روٹی سالن پکانے سے
انکار کیا تو شوہر پر اس عورت کے واسطے پکا پکایا کھانا تیار دینا اسی صورت مین واجب ہی کہ یہ عورت اشراف کی لڑکی ہو
کہ اپنے ماں باپ وغیرہ مین خود اپنی ذات سے ایسے کام نہ کرتی ہو یا اشراف کی لڑکی نہو مگر عورت کو کوئی ایسی علت لاحق ہو
کہ جسکی وجہ سے وہ روٹی سالن نہ پکا سکتی ہو اور اگر یہ بات نہو تو شوہر پر یہ واجب نہوگا کہ عورت کے واسطے کھانا طیار کر لاوے
یہ ظہیریہ مین ہی اور مشائخ نے فرمایا ہی کہ ایسے کام عورت پر دیانت کی راہ سے واجب ہین اگرچہ قضاءً قاضی اسکو ان کامون
کے واسطے مجبور نہین کریگا یہ بحر الرائق مین ہی - اور اگر عورت کو کھانا پکانے کے واسطے اجرت پر مقرر کیا تو نہین جائز ہی اور
عورت کو اُسکی اجرت لینی بھی جائز نہین ہی یہ بدائع مین ہی - اور شوہر پر واجب ہی کہ پیسنے کا آلہ یعنی چکی لاوے اور کھانے
کے اور پینے کے برتن لاوے مثل کوزہ و گھڑا و ہانڈی و پتیلی وغیرہ و چمچا و ڈویا اور اسکے مثل آلات یہ جوہرہ نیرہ
مین ہی - پھر بنا بر ظاہر الروایۃ کے عورت اور اسکی خادمہ کے نفقہ مین فرق ہی چنانچہ اگر اُسکی خادمہ نے ایسے کامون سے
انکار کیا تو اپنی مولاۃ کے شوہر سے نفقہ کی مستحق نہوگی یہ ذخیرہ مین ہی - اور نفقہ واجبہ ماکول ہی اور ملبوس ہی اور سکنی ہی
پس ماکول آٹا ہی اور پانی اور نمک اور لکڑی و روغن یہ تاتارخانیہ مین ہی اور جیسے عورت کیواسطے قدر کفایت روٹی مقرر

لیجائیگی ویسے ہی اسکے ساتھ کے واسطے قدر کفایت اُولٰم بھی مقرر کیا جائیگا یہ فتح القدیر مین ہی اور نیز عورت کے واسطے واجب ہوگی وہ چیز جس سے تنظیف کرے اور جس سے وسخ یعنی چرک زائل کرے جیسے کنگھی و تیل اور نیز مسلد و خطمی وغیرہ جس سے سر دہووے اور نیز وہ بھی واجب ہی جس سے بدن سے میل چھوٹا وے جیسے اشنان و صابون وغیرہ سے موافق عادت شہر کے - اور جن چیزون سے تلذذ و استمتاع مقصود ہوتا ہی جیسے خضاب و سرمہ وغیرہ تو وہ شوہر پر واجب نہین ہین بلکہ شوہر مختار ہی اسکا جی چاہے لاوے اور چاہے نہ لاوے - مگر جب شوہر اس غرض سے لایا تو عورت پر اسکا استعمال لازم ہی - اور رہی وہ چیز جس سے خوشبو مقصود ہوتی ہی تو وہ شوہر پر واجب نہین ہی الا اتنی ہی کہ جس سے سہوکت دور ہو جاوے اور بس - اور جس سے بوئی بغل دور کرے وہ مرد پر واجب ہی - اور مرض کے واسطے دوا اور طبیب کی اجرت اور نیز فصد و پچھنے لگانے کی اجرت و خرچہ بھی مرد پر واجب نہین ہی یہ سراج وہاج مین ہی - اور مرد پر اسقدر پانی واجب ہی جس سے اپنے کپڑے اور بدن کا میل دھوڈالے یہ جوہرہ نیرہ مین ہی - فتاوی شیخ ابو اللیث مین ہی - کہ عورت کے غسل اور وضو کے پانی کا ثمن شوہر پر واجب ہی خواہ عورت غنیہ ہو یا فقیرہ ہو اور صیرفیہ مین لکھا ہی کہ اسی پر مشائخ بلخ کا فتوی ہی اور اسی پر صدر شہید نے فتوی دیا ہی اور اسی کو امام قاضی خان نے اختیار کیا ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی - اور قابلہ کو اگر عورت نے اجارہ پر لیا تو اُسکی اجرت عورت پر ہوگی اور اگر شوہر نے اجارہ پر رکھا تو شوہر پر ہوگی - اور اگر قابلہ خود ہی حاضر ہوگئی تو کہنے والا یہ بھی کہہ سکتا ہی کہ شوہر پر واجب ہوگی اسواسطے کہ وہ وطی کی مونت ہی اور یہ بھی کہا جا سکتا ہی کہ مثل اجرت طبیب کے عورت پر واجب ہوگی یہ غرر کرری مین ہی - ایک شخص اپنی عورت کو خود چھوڑ کر گانون مین چلا گیا تو قاضی کو روا ہی کہ اس عورت کے واسطے نفقہ مقرر کر دے باوجودیکہ شوہر غائب ہوا اور یہ شرط نہین ہی کہ غیبت بمقدار سفر ہو یہ قاضیخان و صاحب محیط سے قنیہ مین ہی - ایک عورت قاضی کے پاس آئی اور کہا کہ مین فلانہ بنت فلان بن فلان ہون اور میرا شوہر فلان بن فلان بن فلان مجھے چھوڑ کر غائب ہوگیا اور میرے واسطے کچھ نفقہ نہین چھوڑا ہی اور قاضی سے درخواست کی کہ اسکے واسطے نفقہ مقرر کر دے پس اگر غائب مذکور کا کچھ مال از جنس نفقہ مثل درم و دینار و اناج اور نیز کپڑے جیسے لباس واجب مین چاہیے ہین اُسکے مکان مین موجود ہو اور قاضی جانتا ہو کہ یہ اسکی منکوحہ ہی تو قاضی اُس سے یون قسم لیگا کہ واللہ اسنے اپنا نفقہ نہین بھر پایا ہی اور نہ اسکے اور اسکے شوہر کے درمیان کوئی سبب مثل نشوز وغیرہ کے مانع از نفقہ ہی پھر اسکے بعد اسکو حکم دیگا کہ اس مال مین سے اپنی ذات پر بغیر اسراف و تقتیر کے خرچ کرے اور اس سے کفیل لے لیگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہی اور یہی صحیح ہی یہ محیط مین ہی - اور اگر غائب مذکور کا کچھ مال موجود نہو تو ہمارے اصحاب ثلثہ کے نزدیک یہ حکم نہ دیگا کہ تو اسقدر نفقہ شوہر پر قرض لے - اور اگر غائب مذکور کا مال موجود ہو مگر قاضی ان دونون مین نکاح کو نہ جانتا ہو اور عورت نے اپنے نکاح پر گواہ قایم کیے تو امام اعظم رح کے نزدیک قبول نہونگے اور امام ابو یوسف کے نزدیک قبول ہونگے اور قاضی نفقہ مقرر کر دیگا اگرچہ قاضی اس غائب کے حق مین نکاح واقعی کا حکم جاری نہ کریگا چنانچہ اگر غائب مذکور نے حاضر ہو کر انکار کیا تو قاضی اس عورت کو تکلیف دیگا کہ دوبارہ گواہ پیش کرے پس اگر اسنے دوبارہ گواہ پیش نہ کیے تو غائب مذکور اُس سے نفقہ واپس لیگا یہ خلاصہ مین ہی - اس زمانہ مین قاضی لوگ امام زفر و امام ابو یوسف کے مذہب کے موافق بسبب لوگون کی حاجت کے نفقہ مقرر کرتے ہین یہ وجیز کردری مین ہی - اور اگر ایک مرد غائب ہو گیا اور اسکی عورت نے نفقہ کی

درخواست کی اور مرد غائب کا مال ایک شخص کے پاس ہو کہ وہ اسکا اقرار کرتا ہو اور اسکا بھی مقر ہو کہ ان دونون مین زوجیت قائم ہو تو قاضی اس مال مین سے غائب کی زوجہ کے واسطے نفقہ مقرر کر دیگا اور اسی طرح اگر مرد مذکور نے اعتراف نہ کیا مگر قاضی کو یہ بات معلوم ہو تو بھی قاضی حکم دیگا خواہ یہ مال اسکے پاس امانت ہو یا قرضہ ہو یا بطور مضاربت ہو اور عورت سے اسکا کفیل لے لیگا اور نیز عورت سے قسم لے لیگا کہ واللہ مرد غائب نے اسکو نفقہ مدعویہ نہین دیا ہو اور نہ ان دونون مین کوئی سبب سقوط نفقہ کا نشوز وغیرہ سے ثابت ہوا ہو یہ جوہرہ نیرہ مین ہو- اور اگر قاضی کو مال یا زوجیت ان دونون مین سے ایک ہی بات معلوم ہو تو دوسری بات جو اسکے علم مین نہین ہو اُسکے اقرار کی احتیاج ہوگی اور یہی صحیح ہو- اور جسکے پاس غائب کا مال ہو اُسنے اقرار نہ کیا اور قاضی کو معلوم بھی نہین ہو پس عورت نے چاہا کہ مال کو یا زوجیت کو یا دونون کو بذریعہ گواہون کے ثابت کرا دے تاکہ قاضی اس غائب کے مال مین سے اسکا نفقہ مقرر کر دے یا عورت کو حکم دے کہ غائب مذکور پر قرضہ لے تو قاضی اسکا حکم نہ کریگا اسواسطے کہ یہ قضاء علی الغائب ہو اور امام زفرؒ نے فرمایا کہ قاضی اسکے گواہون کی سماعت کریگا مگر نکاح کا حکم نہ دیگا اور مال شوہر سے اسکا نفقہ دلاویگا بشرطیکہ اسکا مال ہو ورنہ عورت کو حکم دیگا کہ قرضہ لیوے اور یہی قول ائمہ ثلثہ کا ہو اور اسی پر اس زمانہ مین قاضیون کا عمل درآمد ہو اور اسی پر فتوی ہو یہ عینی شرح کنز مین ہو- پھر جب شوہر واپس ہو کر آیا تو دیکھا جائیگا اگر اُسنے پیشگی نفقہ نہین دیا تھا تو جو ہوا ہو وہ ٹھیک ہوا اور اگر وہ پیشگی دیگیا ہو اور اُسنے اس امر کے گواہ قائم کیے یا گواہ قائم نہ کیے مگر عورت سے قسم لی اور اُسنے قسم سے نکول کیا تو مرد مذکور کو اختیار ہوگا چاہے عورت سے یہ نفقہ واپس لے یا کفیل سے مطالبہ کر کے وصول کر لے- اور اگر عورت نے اقرار کر دیا کہ مین نے پیشگی نفقہ پا لیا تھا تو وہ عورت ہی سے واپس لیگا اور کفیل سے نہین لے سکتا ہو یہ بدائع مین ہو اور اگر غائب مذکور نے واپس آکر نکاح سے انکار کیا تو قسم سے اُسی کا قول قبول ہوگا پس اگر وہ قسم کھا گیا اور مال جسمین سے نفقہ دیا گیا ہو وہ ودیعت تھا تو اسکو اختیار ہوگا چاہے عورت سے لے لے یا مستودع سے لے لے اور اگر مال مذکور قرضہ تھا تو اپنا مال وہ قرضدار سے لیگا پھر قرضدار اس عورت سے واپس لیگا یہ تاتارخانیہ مین ہو اور اگر شوہر نے واپس ہو کر گواہ دیے کہ مین اسکو طلاق دیچکا تھا اور اسکی عدت گذر چکی تھی تو عورت لینے والی ضامن ہوگی دینے والا ضامن نہوگا الا اُس صورت مین کہ مرد غائب کے گواہون نے بیان کیا ہو کہ یہ دینے والا یہ جانتا تھا کہ اسپر طلاق پڑی اور عدت گذر گئی ہو یہ عتابیہ مین ہو اور اگر دینے والے نے کہا کہ مین ان دونون مین زوجیت قائم ہونے کو جانتا تھا اور طلاق سے آگاہ نہ تھا تو وہ ضامن نہوگا مگر اس سے قسم لیجائیگی کہ وہ طلاق سے آگاہ نہ تھا یہ غایۃ السروجی مین ہو- اور اگر ودیعت و قرضہ دونون ہون تو پہلے ودیعت مین سے عورت کو نفقہ دینا شروع کرنا بہ نسبت قرضہ سے شروع کرنے کے بہتر ہو- اور جب قاضی نے مدیون یا مستودع کو حکم دیا کہ مال غائب سے اسکی عورت کو نفقہ دے پھر مستودع نے کہا کہ مال ودیعت غائب سے مین نے اسکو نفقہ دیدیا ہو تو اُسکا قول قبول ہوگا اور اگر قرضدار نے ایسا دعوے کیا تو بدون گواہون کے اُسکا قول قبول نہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہو- اور اگر مال ودیعت یا وہ مال جو شوہر کے گھر مین موجود ہو وہ عورت کے حق کی جنس سے نہو بلکہ خلاف جنس ہو تو عورت کو یہ اختیار نہین ہو کہ اسمین سے کوئی چیز اپنے ذاتی نفقہ کے واسطے فروخت کرے اور اسی طرح قاضی بھی اسمین سے کوئی چیز اُسکے

یعنی شافعی و احمد و مالک رحمہم اللہ

نفقہ کے واسطے فروخت نہ کرائیگا اور یہ حکم سب کے نزدیک بالاتفاق ہی اور فرمایا کہ غائب کے غلام یا مکان کی مزدوری و کرایہ مین سے
اس عورت کو نفقہ دیا جاسکتا ہی یہ محیط مین ہی - اور مرد مفقود بمنزلہ غائب کے ہی یہ فتاوےٰ قاضیخان مین ہی - اور جس صورت مین
قاضی کے واسطے روا ہی کہ عورت کے واسطے مال شوہر سے نفقہ کا حکم دیدے ایسی صورت مین خود عورت کے واسطے بھی
روا ہی کہ بدون حکم قاضی کے مال شوہر سے بقدر کفایت بطور معروف کے لے - اور اگر عورت نے قاضی سے اپنے نفقہ
مقرر کرنے کی درخواست کی اور شوہر کا مال عورت پر قرضہ ہی پس اُسنے کہا کہ اس مال مین سے اس عورت کا نفقہ محسوب
کیا جاوے تو شوہر کو ایسا اختیار ہی یہ محیط مین ہی - اور اگر قاضی نے نفقہ کا حکم دیدیا پھر اناج گران ہوگیا یا ارزان ہوگیا
تو قاضی اپنے حکم کو بدل دیگا یہ ظہیریہ مین ہی - اور اگر شوہر نفقہ سے عاجز ہوا تو اسکے باعث سے دونون مین تفریق نکیجائیگی
بلکہ عورت کو حکم دیا جائیگا کہ اسپر قرضہ لیوے یہ کنز مین ہی - اور نفقہ دینے سے عاجز ہونا جبھی ظاہر ہوگا کہ جب شوہر حاضر ہو اور
اگر شوہر عورت کو چھوڑ کر بغیبت منقطعہ غائب ہوگیا اور اس عورت کے واسطے کچھ نفقہ نہ چھوڑ گیا پس عورت نے یہ معاملہ قاضی
کے حضور مین پیش کیا پس اُسنے ایسے عالم سے فتوے طلب کیا جو نفقہ سے عاجز ہونے کے سبب سے تفریق کو جائز جانتا ہی
پس اسکی تحریر پر قاضی نے دونون مین تفریق کردی تو صحیح یہ ہی کہ اسکا حکم قضاءً ٹھیک نہوگا اور اگر یہ حکم دوسرے قاضی کے
سامنے پیش کیا گیا اور اُسنے اسکی اجازت دیدی تو اسکا حکم قضاءً بھی نافذ نہوگا یہی صحیح ہی اسواسطے کہ یہ حکم قضاءً مسئلہ مجتہد فیہ
مین نہین ہی اسواسطے کہ ہمنے بیان کردیا ہی کہ عاجز ہونا ہی ثابت نہین ہوا ہی یہ نہایہ مین ہی - اور اگر عورت نے اپنے
شوہر سے زمانہ گذشتہ کے نفقہ کی بابت مخاصمہ کیا قبل ازین کہ قاضی نے اسکے واسطے کچھ مقدر کردیا ہو یا کسی قدر پر باہم
دونون راضی ہوئے ہون تو ہمارے نزدیک قاضی اسکے واسطے گذشتہ زمانہ کے نفقہ کا حکم نہ دیگا یہ محیط مین ہی - ایک
عورت نے قبل اسکے کہ قاضی اُسکے واسطے کچھ مفروض کرے یا دونون باہم کسی قدر پر راضی ہون اپنے شوہر پر قرضہ لیا
اور اُس سے کچھ اپنے نفقہ مین خرچ کیا تو وہ اسکو اپنے شوہر سے نہین لے سکتی ہی بلکہ خرچ کرنے مین متطوعہ ہوگی خواہ شوہر
غائب ہو یا حاضر ہو - اور اگر اُسنے قاضی کے مفروض کرنے یا باہمی رضامندی کے بعد اپنے مال سے خرچ کیا تو اپنے شوہر
سے واپس لے سکتی ہی اور نیز اگر شوہر پر قرض لیا خواہ بحکم قاضی لیا یا خود ہی لیا تو بھی شوہر سے لیگا ہان فرق اسقدر
ہوگا کہ اگر اُسنے بغیر حکم قاضی قرضہ لیا ہی تو قرضخواہ کا مطالبہ خاصۃً اسی عورت سے ہوگا اور قرضخواہ کو یہ اختیار نہوگا کہ
جو کچھ اُسنے قرضہ لیا ہی اُسکو اسکے شوہر سے طلب کرے اور اگر اُسنے قاضی کے حکم سے لیا ہی تو عورت کو اختیار ہوگا کہ
قرضخواہ کو شوہر پر اُترا دے پس وہ شوہر سے اپنے قرضہ کا مطالبہ کریگا یہ بدائع مین ہی - اور اگر قاضی نے عورت
کے واسطے شوہر پر کچھ ماہواری مقرر کیا یا دونون خود کسی قدر مقدار معلوم پر ماہواری کے حساب سے راضی ہوگئے
پھر چند مہینے گذر گئے اور شوہر نے اسکو کچھ نفقہ نہ دیا اور عورت نے قرضہ لیکر خرچ کیا یا اپنے مال سے خرچ کیا پھر شوہر
مرگیا یا عورت مرگئی تو ہمارے نزدیک یہ سب نفقہ ساقط ہوگیا اور اسی طرح اگر اس صورت مین اسکو طلاق دیدی تو بھی
جو کچھ نفقات شوہر پر مجتمع ہوئے ہین بعد فرض قاضی کے سب ساقط ہوجاوینگے اور یہ سب اسوقت ہی کہ قاضی نے عورت
کے واسطے نفقہ فرض کیا ہو اور اسکے ساتھ عورت کو قرضہ لینے کی اجازت نہ دی ہو اور اگر عورت کو شوہر پر قرضہ لینے
کی اجازت دی اور اُسنے قرضہ لیا پھر دونون مین سے ایک مرگیا تو یہ باطل نہوگا ایسا ہی حاکم شہید نے اپنے مختصر مین ذکر
فرمایا ہی اور یہی صحیح ہی - اور اسی طرح مسئلہ طلاق مین ایسا ہی جواب ہونا چاہیے ہی یہ محیط مین ہی - اور اگر شوہر نے

عورت کو پیشگی نفقہ دیا پھر یہ خرچ ہونے سے پہلے دونون مین سے ایک مر گیا یا شوہر نے طلاق دیدی توامام اعظم رحہ و
امام ابو یوسف کے نزدیک یہ واپس نہوگا اگرچہ ویساہی قایم ہو اور اسی پر فتوی ہی یہ نہر الفائق مین ہی اور یہی حکم
لباس مین ہی یہ سراج وہاج مین ہی- اور اگر عورت کو تین طلاق دیدین پھر اُسنے دوسرے شوہر سے نکاح لیا اور
دوسرے شوہر نے طلاق دی اور وہ عدت مین ہی پس شوہر اول نے اسکو اس عدت مین نفقہ دیا تاکہ بعد انقضاے
عدت کے اُسکے ساتھ نکاح کرے مگر اُسنے بعد عدت کے اس مرد سے نکاح نہ کیا تو شیخ ابو بکر محمد بن الفضل نے فرمایا کہ اگر
اسکو درم دیے ہین تو واپس لے سکتا ہی الا اگر بطور صلہ دیے ہین تو نہین واپس لے سکتا ہی اور انکے سواے اور مشائخ
نے فرمایا کہ اگر اسکو نفقہ دیا اور یہ شرط کرلی کہ تجھے نفقہ دیتا ہون اس شرط پر کہ تو مجھسے بعد عدت کے نکاح کرے پھر
اُسنے عدت کے بعد اس سے نکاح کیا یا نکیا بہر حال اسکو اختیار ہی کہ اپنا نفقہ اس سے واپس کرلے اور اگر یہ شرط
ذکر نہ کی ولیکن از روے دلالت یہ بات معلوم ہوتی ہی کہ اُسنے اسی غرض سے دیا ہی تو بعض نے کہا کہ واپس نہین
لے سکتا ہی اور شیخ امام ظہیر الدین نے فرمایا کہ ہر حال مین اسکو واپس لیگا اسواسطے کہ یہ رشوت ہی یہ فتاوی قاضیخان
مین ہی- اور اگر قاضی کو کسی عورت مدعیہ کے شوہر کی تنگی کا حال معلوم ہو تو قاضی اُسکو قید نہین کریگا یہ محیط مین ہی اور اگر
قاضی کو اُسکی تنگی کا حال معلوم نہوا اور عورت نے درخواست کی کہ نفقہ کے واسطے یہ قید کیا جاوے تو پہلی مرتبہ قاضی
اُسکو قید نہ کریگا بلکہ اسکو حکم دیگا کہ اس عورت کو نفقہ دیا کرے اور اسکو آگاہ کر دیگا کہ اگر تونے اسکو نفقہ نہ دیا تو مین تجھے قید
کرونگا پھر اگر عورت دوسری بار یا تیسری بار نالشی ہوئی تو قاضی اُسکے شوہر کو قید کریگا- اور اسی طرح نفقہ کے سواے اور قرضہ
مین بھی یہی حکم ہی- اور جب قاضی نے اسکو دو یا تین مہینہ قید کیا تو اسکا حال دریافت کرائیگا اور بعض جگہ چار مہینے
لکھے ہین اور صحیح یہ ہی کہ کوئی مدت مقرر نہین ہی بلکہ قاضی کی راے پر ہی اگر اُسکی راے مین آیا کہ اگر اسکا کچھ مال ہوتا تو
ضرور تنگ ہوکر قرضہ ادا کر دیتا پس اسکی راہ چھوڑ دیگا مگر طالب قرضہ کو اس امر سے ممانعت نہ کریگا کہ چاہے اسکے ساتھ
رہے بلکہ قرضخواہ کو اختیار ہی کہ جہان وہ جاوے اُسکے ساتھ جاوے مگر یہ اختیار نہین ہی کہ اسکو کسی جگہ بٹھلا رکھے اور نیز
اسکو تصرفات سے منع نہین کرسکتا ہی- اور اگر قرضدار محبوس غنی ہو تو اسکو رہا نہ کریگا یہان تک کہ وہ قرضہ ادا کرے یا نفقہ
ادا کرے الا برضامندی طالب کہ اگر طالب رضامند ہوجاوے کہ یہ رہا کیا جاوے تو اُسکو رہا کر دیگا یہ فتاوے قاضیخان
مین ہی- اور اگر حاکم نے شوہر پر نفقہ مقرر کر دیا پھر اُسنے دینے سے انکار کیا حالانکہ وہ آسودہ حال ہی اور عورت نے اُسکے
قید کیے جانے کی درخواست کی تو قاضی اُسکو قید کرسکتا ہی ولیکن اُسکو اول ہی مرتبہ مین قید نہ کریگا بلکہ دو بار یا تین بار
تک تاخیر دیگا اور ہر بار جب اُسکے حضور مین پیش ہوگا تو اسکو ملامت کریگا اور دھمکا دیگا پھر اگر اُسنے نہ دیا تو مثل اور
قرضون کے اب اُسکو قید کریگا یہ بدائع مین ہی- اور جب شوہر قید کیا گیا تو نفقہ اُسکے ذمہ سے ساقط نہوگا بلکہ عورت کو
حکم دیا جائیگا کہ اپنے قرضے حق کا اسکا مال ظاہر ہونے پر یہ مال مقروضہ اس سے لیا جائیگا- اور اگر شوہر نے قاضی سے
کہا کہ اس عورت کو بھی میرے ساتھ قید کر کہ میرے قیدخانہ مین ایک جگہ خلوت کی ہی تو قاضی اس عورت کو قید نہ کریگا
ولیکن عورت مذکورہ اپنے شوہر کے گھر مین کر دیجائیگی اور شوہر اُسکے واسطے قید کیا جائیگا یہ محیط مین ہی- اور جب
شوہر نفقہ کے واسطے قید کیا گیا تو جو مال اسکا از جنس نفقہ ہو وہ قاضی اس عورت کو بدون رضامندی اُسکے شوہر کے
دیدیگا یہ بالاتفاق ہی اور جو مال خلاف جنس نفقہ سے ہی اُسکو شوہر کی طرف سے فروخت نہ کرائیگا بلکہ شوہر کو حکم دیگا کہ

خود فروخت کرے اور یہی حکم باقی قرضوں میں ہی یہ امام اعظم رحہ کا قول ہی اور صاحبین نے فرمایا کہ قاضی اسکی طرف سے فروخت کر دیگا اور یہ بیع اسپر نافذ ہوگی یہ بدائع میں ہی۔ اور بنا بر قول صاحبین کے جبکہ قاضی کو اس محبوس شوہر کے مال کی بیع کا اختیار حاصل ہوا تو قاضی پہلے عروض سے شروع کریگا پس اگر عروض کا ثمن اداے نفقہ و قرضوں کے واسطے کافی نہوا تو پھر بیع عقار[1] شروع کریگا یہ ذخیرہ میں ہی۔ ایک مرد کا ایک ہی عمامہ ہی تو وہ نفقہ کیواسطے اسکے فروخت پر مجبور نکیا جائیگا اسواسطے کہ قرضدار[2] جیسے اور قرضوں میں اپنے تن کے کپڑے فروخت کرنے پر مجبور نہیں کیا جاتا ہی ایسے ہی دین نفقہ کے واسطے بھی مجبور نکیا جائیگا یہ فتاوے قاضیخان میں ہی۔ اور اگر دونوں نے قاضی کے نفقہ مقرر کر دینے کے وقت سے جسقدر مدت گذری ہی اسکی مقدار میں اختلاف کیا تو قول شوہر کا قبول ہوگا اور گواہ عورت کے اولے ہونگے یہ وجیز کردری میں ہی۔ اور اگر عورت کے واسطے نفقہ مقرر کر دیا گیا اور عورت کا کچھ مہر بھی شوہر پر باقی ہی پھر شوہر نے اسکو کچھ دیا پھر دونوں نے اختلاف کیا شوہر نے کہا کہ یہ مہر میں میں نے دیا ہی اور عورت نے کہا کہ نہیں بلکہ یہ نفقہ میں تھا تو قول شوہر کا قبول ہوگا۔ اور شیخ الاسلام خواہر زادہ نے فرمایا کہ یہ حکم اسوقت ہی کہ دی ہوئی چیز ایسی ہو کہ عادت کے موافق مہر میں دیجاتی ہو اور اگر ایسی چیز ہو کہ عادت کے موافق مہر میں نہیں دیجاتی ہی جیسے ایک پیالہ کھیر و گرده روٹی اور ایک طباق نوالہ[3] وغیرہ ایسی چیزیں تو شوہر کا قول قبول نہوگا یہ محیط میں ہی۔ اور اگر دونوں نے اس چیز کی مقدار و جنس میں اختلاف کیا جسپر صلح واقع ہوئی یا جسکا حکم دیا گیا ہی نفقہ میں تو قول شوہر کا اور گواہ عورت کے قبول ہونگے۔ اور اگر عورت کو ایک کپڑا بھیجا پس عورت کہتی ہی کہ وہ ہدیہ تھا اور مرد کہتا ہی کہ وہ کپڑا اسمیں سے ہی جو مجھپر عورت کے واسطے واجب ہی تو قسم سے شوہر کا قول قبول ہوگا اور اگر عورت نے گواہ قایم کیے کہ اسنے ہدیہ بھیجا ہی تو گواہ قبول ہونگے۔ اور اگر دونوں نے گواہ قایم کیے تو مرد کے گواہ قبول ہونگے۔ اور اگر ہر ایک نے اپنے دعوی کے دوسرے کے اقرار کرنے کے گواہ قایم کیے تو بھی شوہر کے گواہ مقبول ہونگے۔ اور اسی طرح اگر مرد نے درم بھیجے ہوں پس مرد نے کہا کہ یہ نفقہ تھا اور عورت نے کہا کہ یہ ہدیہ تھا تو قول شوہر کا قبول ہوگا یہ مبسوط میں ہی۔ اور اگر شوہر نے دعوی کیا کہ میں نے اسکو نفقہ دیا ہی اور عورت نے انکار کیا تو قسم سے عورت کا قول قبول ہوگا یہ محیط میں ہی۔ ایک عورت نے دعوی کیا کہ میرا شوہر مجھسے غائب ہونا چاہتا ہی اور درخواست کی کہ نفقہ کا کفیل دلایا جاوے تو امام ابو حنیفہ رحہ نے فرمایا ہی کہ اسکو یہ اختیار نہیں ہی۔ اور امام ابو یوسف نے کہا کہ ایک مہینہ کے نفقہ کے لیے استحسانا کفیل لیا جاوے اور اسی پر فتوے ہی۔ اور اگر یہ معلوم ہو کہ وہ سفر میں ایک مہینہ سے زیادہ رہیگا تو ایک مہینہ سے زیادہ کے واسطے کفیل لیا جائیگا یہ امام ابو یوسف کے نزدیک ہی یہ خلاصہ میں لکھا ہی۔ ایک مرد نے دوسرے کی جورو کے واسطے دوسرے کی طرف سے نفقہ و مہر کی ضمانت کر لی تو فرمایا کہ نفقہ کی ضمانت باطل ہی الا آنکہ ماہواری کوئی مقدار معلوم بیان کی ہو اور اسکے معنے یہ ہیں کہ شوہر و جورو دونوں کسی قدر نفقہ ماہواری پر باہم رضامند ہوئے پھر ضامن نے ضمانت کی تو روا ہی یہ ذخیرہ میں ہی۔ اور اگر عورت کے واسطے کوئی شخص ہر مہینہ کے نفقہ کا کفیل ہو گیا تو فقط ایک ہی مہینہ کے واسطے کفیل ہوگا اور اگر کفیل نے کہا کہ میں نے تیرے شوہر کی طرف سے تیرے واسطے سال بھر کے نفقہ کی کفالت کی تو سال بھر کے نفقہ کے واسطے کفیل ہوگا اور اسی طرح اگر کہا کہ میں نے تیرے واسطے ہمیشہ کے واسطے یا جبتک میں زندہ ہوں نفقہ کی کفالت کی تو وہ

[1] اسباب و مال منقولہ کو ۱۲
[2] مال غیر منقولہ ۱۲
[3] لہ یعنی دو دو لان [illegible] ۱۲

اسوقت تک کے واسطے کفیل ہوگا جبتک یہ عورت اس مرد کے نکاح مین ہی جسکی طرف سے کفالت کی ہی - اور اگر کفیل نے ایک مہینہ یا ایکسال کے نفقہ کی کفالت کی پھر عورت کو اسکے شوہر نے طلاق بائن یا رجعی دیدی تو نفقہ عدت کے واسطے کفیل ماخوذ نہوگا - ایک مرد کو اسکی جورو قاضی کے پاس نفقہ کی نالش مین لیگئی پس شوہر کے باپ نے کہا کہ مین تجھے نفقہ دیتا ہون پس باپ نے سو درم اُسکو دیے پھر شوہر نے اسکو طلاق دیدی تو شوہر کے باپ کو یہ اختیار نہوگا کہ جو کچھ عورت کو نفقہ مین دیا ہی وہ اُس سے واپس لے یہ فتاوی قاضیخان مین ہی - اور اگر عورت نے اپنے شوہر کو اپنے نفقہ سے بری کر دیا بایں طور کہ کہا کہ تو میرے نفقہ سے ہمیشہ کے واسطے بری ہی جبتک مین تیری جورو ہون پس اگر قاضی نے اس عورت کے واسطے کچھ نفقہ مقدر و مفروض نہ کیا ہو تو یہ برارت باطل ہی اور اگر قاضی نے اسکے واسطے ماہواری نفقہ مثلاً دس درم مقرر کر دیے ہون تو ماہ اول کے نفقہ سے برارت صحیح ہوگی اور اس مہینہ کے سوائے اور مہینون کے نفقہ کی برارت درست نہوگی - اور اگر فرض قاضی کے بعد ایک مہینہ ٹھہر کر عورت نے کہا کہ مین نے تجھے پچھلے اور اگلے زمانہ کے نفقہ سے بری کیا تو گذشتہ ایام کے نفقہ سے اور اگلے ایک مہینہ کے نفقہ سے بری ہوگا اور اس سے زیادہ سے بری نہوگا یہ فتاوی کبری مین ہی - اور ایسا ہی تجنیس و مزید مین ہی - اور اگر عورت نے کہا کہ مین نے تجھے ایکسال کے نفقہ سے بری کیا تو فقط ایک مہینہ کے نفقہ سے بری ہوگا لیکن اگر اسکے واسطے سالانہ نفقہ مقرر کیا گیا ہو تو ایکسال بھر کے نفقہ سے بری ہوجائیگا یہ فتح القدیر مین ہی - اور اگر عورت نے اپنے نفقہ سے ماہواری تین درم پر صلح کر لی تو جائز ہی اور نفقہ سے صلح کے جنس مسائل مین اصل یہ ہی کہ جب جورو و مرد کے درمیان نفقہ سے صلح ایسی چیز پر واقع ہوئی کہ قاضی کو کسی حال مین اس چیز پر نفقہ مقرر و مفروض کرنا روا ہی تو یہ صلح ان دونون مین یون اعتبار کیجائیگی کہ گویا تقدیر و فرض نفقہ ہی اور معاوضہ اعتبار نہ کیجائیگی خواہ یہ صلح ایسے وقت واقع ہوئی ہو کہ ہنوز قاضی نے اسکے واسطے کوئی نفقہ مفروض و مقدر نہین کیا ہی یا خود دونون کسی قدر ماہواری پر راضی نہین ہوئے ہین اور خواہ ایسے وقت واقع ہوئی ہو کہ قاضی اسکے واسطے کچھ نفقہ مفروض و مقدر کر چکا ہی یا خود دونون کسی قدر ماہواری پر راضی ہو چکے ہین - اور اگر صلح ایسی چیز پر واقع ہوئی کہ قاضی کو کسی حال مین اس چیز کے ساتھ شوہر پر نفقہ مقدر و مفروض کرنا روا نہین ہی جیسے صلح ایک غلام پر یا ایک کپڑے پر واقع ہوئی تو دیکھا جائیگا کہ اگر قاضی کی عورت کے واسطے ماہواری نفقہ مقدر و مفروض کرنے اور نیز دونون کے کسی چیز ماہواری پر راضی ہونے سے پہلے یہ صلح واقع ہوئی تو بھی یہ تقدیر و فرض نفقہ اعتبار کیجائیگی - اور اگر یہ صلح بعد قاضی کے عورت کیواسطے نفقہ مقدر کر دینے یا بعد دونون کے باہمی ماہواری کسی قدر نفقہ پر راضی ہونے کے واقع ہوئی ہی تو یہ صلح دونون مین معاوضہ قرار دیجائیگی - اور تقدیر نفقہ اعتبار کرنے کا فائدہ یہ ہی کہ اسپر زیادتی یا اُس سے کمی جائز ہی - پس اسی اصل پر اس جنس کے مسائل سب برآمد ہوتے ہین - اگر عورت نے تین درم ماہواری پر شوہر سے صلح کر لی پھر عورت نے کہا کہ اسقدر مجھے کافی نہین ہوتے ہین تو عورت کو اختیار ہی کہ شوہر سے مخاصمہ کرے یہانتک کہ شوہر اسکی ماہواری مین اُسکی کفایت کے لائق بڑھا دے بشرطیکہ شوہر آسودہ حال ہو - اور اگر عورت نے شوہر سے تین درم ماہواری پر اپنے نفقہ سے صلح کر لی پھر شوہر نے کہا کہ مجھے اسقدر دینے کی طاقت نہین ہی تو اُسکے قول کی تصدیق نہ کیجائیگی اور اسکو یہ سب پورے دینے پڑینگے اور کتاب مین فرمایا کہ الا اسصورت مین کہ قاضی اسکو اس سے بری کرے - اور اسکے معنے یہ ہین کہ لیکن اگر

قاضی کو اسکا حال لوگون سے دریافت کرنے سے معلوم ہو جاوے کہ یہ اسقدر دینے کی طاقت نہین رکھتا ہی اور قاضی اُسمین سے کم کر دے تو قاضی کم کر سکتا ہی اور کم کر کے اسپر اسی قدر لازم کر دیگا جسقدر وہ اُٹھا سکے — اور اگر مہینہ مین کچھ نہین گذرا ہے کہ کسنے عورت سے اس تین درم نفقہ سے ایسی چیز پر صلح کر لی کہ قاضی کو کسی حال مین جائز ہی کہ عورت کے نفقہ مین اسکو مقرر کرے مثلاً اس تین درمون سے تین مختوم گندم پر جو معین ہین یا غیر معین ہین صلح کی تو یہ صلح تقدیر نفقہ اعتبار کیجائیگی اور اگر ایسی چیز پر صلح کی کہ قاضی کو کسی حال مین روا نہین ہی کہ اُسکو عورت کے نفقہ مین مقرر کرے تو یہ دوسری صلح معاوضہ قرار دیجائیگی — اور جو جواب ہم نے صلح از نفقہ مین ذکر کیا ہی اگر کپڑے سے صلح کی تو بھی اسی تفصیل سے حکم ہی — اور اگر اپنی عورت کے لباس واجبہ سے درع یہودی یا چادر زطی یا شامی اور اوڑھنی پر صلح کر لی تو جائز ہی یہ ذخیرہ مین ہی — اور اگر اپنی عورت کے ایکسال کے نفقہ سے ایک کپڑے پر صلح کر لی اور کپڑا اسکو دیدیا تو جائز ہی پھر اگر اسکے بعد وہ کپڑا کسی نے اپنا استحقاق ثابت کر کے لے لیا تو دیکھا جائیگا کہ اگر یہ صلح قاضی کی اُسکے واسطے ماہواری نفقہ فرض کر دینے یا باہمی قرارداد ماہواری نفقہ کے بعد اس نفقہ مفروضہ سے اس کپڑے پر صلح واقع ہوئی ہی تو عورت اپنے شوہر سے اس حساب سے نفقہ لے لیگی جو قاضی نے اسکے واسطے مقدر کر دیا تھا یا خود دونون اسپر راضی ہوئے تھے — اور اگر ابتدا صلح و قرارداد اسی کپڑے پر واقع ہوئی ہو تو عورت اس سے اس کپڑے کی قیمت لے لیگی — اور یہ مسئلہ نظیر اس مسئلہ کے ہی کہ جب عورت کے نفقہ سے ایک خادم وسط پر صلح واقع ہوئی اور اُسکے واسطے کوئی میعاد نہین لگائی گئی یا کوئی میعاد مقرر کی گئی پس اگر یہ صلح قبل قاضی کے نفقہ مقدر کر دینے کے یا قبل باہمی رضامندی کے ہو تو جائز ہی اور اگر یہ صلح بعد فرض قاضی یا باہمی رضامندی کے ہو تو نہین جائز ہی یہ محیط مین ہی — اور اگر کسی مرد کی دو عورتین ہون کہ ایک اُنمین سے آزاد اور دوسری باندی ہو مگر باندی کے واسطے اُسکے مولی نے ایک جگہ علیحدہ رہنے کو دی ہی پھر مرد مذکور نے دونون سے دونون کے نفقہ سے صلح کر لی حالانکہ باندی کے واسطے آزادہ سے زیادہ اس صلح مین قبول کیا تو یہ جائز ہی اور اگر اس باندی کے مولی نے اسکے واسطے کوئی جگہ رہنے کو نہدی ہو اور اُسنے اپنے شوہر سے اپنے نفقہ سے صلح کر لی تو یہ صلح جائز نہین ہی اور مرد مذکور کو اختیار ہوگا کہ یہ نفقہ یعنے مال صلح اس سے واپس کر لے اور اسی طرح اگر مرد نے اپنی جورو سے اسکے نفقہ سے صلح کر لی حالانکہ دونون کا نکاح فاسد ہی تو بھی نہین جائز ہی یہ ذخیرہ مین ہی — اور اگر عورت نے شوہر سے خرچ کھانے و کپڑے سے زیادہ مقدار پر صلح کی پس اگر زیادتی صرف اسی قدر ہی کہ لوگ اپنے اندازہ کرنے مین اتنا خسارہ اُٹھاتے ہین تو صلح جائز ہوگی اور اگر خسارہ اسقدر ہی کہ اندازہ کرنے والون کے اندازہ سے زائد ہی یعنی لوگ اپنے اندازہ مین اتنا خسارہ نہین اُٹھاتے ہین تو زیادتی باطل ہوگی اور شوہر پر نفقہ مثل واجب ہوگا یہ خلاصہ مین ہی — اگر غلام نے اپنے مولی کی اجازت سے کسی عورت سے نکاح کیا تو اسکا نفقہ اس غلام پر واجب ہوگا کہ در صورت نہ ادا ہونے کے وہ بار بار فروخت کیا جائیگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہی — مگر مولی کو یہ اختیار ہی کہ اسکے فدیہ مین خود مال دیدے اور اسکو فروخت سے بچا لے اور اگر غلام مذکور مر گیا تو نفقہ بھی ساقط ہو گیا اور اسیطرح اگر قتل کیا گیا تو بھی صحیح قول کے موافق نفقہ ساقط ہو جائیگا یہ جوہرہ نیرہ مین لکھا ہی — اور اگر کسی مدبر نے اپنے آقا کی اجازت سے نکاح کیا تو عورت کا نفقہ اس مدبر کی کمائی سے متعلق ہوگا اور یہی حکم مکاتب کا ہی جبتک وہ کتابت سے عاجز ہو جاوے اور اگر عاجز ہو گیا تو نفقہ کے واسطے فروخت کیا جائیگا اور اگر ایسے غلامون نے بغیر اجازت اپنے مولی کے نکاح کر لیا تو اُنپر نفقہ و مہر کچھ واجب

نہوگا یہ کافی مین ہی - اور اگر انمین سے کوئی آزاد ہوگیا تو جسوقت سے آزاد ہوا ہی اسوقت سے اُسکا نکاح جائز ہوگیا اور
اُسپر مہر واجب ہوگا اور آئندہ سے نفقہ بھی واجب ہوگا اور جس غلام مین سے کچھ ٹکڑا آزاد ہوگیا ہو وہ امام اعظم رحمہ کے
نزدیک بمنزلہ مکاتب کے ہی یہ محیط مین ہی - اور اگر کسی نے اپنے غلام کو اپنی باندی سے بیاہ دیا تو اس باندی کا نفقہ مولی
پر ہوگا خواہ اسکے واسطے علیحدہ مکان مقرر کر دیا ہو یا نہین یہ کافی مین ہی - اور اگر مولی نے کہا کہ مین اس باندی کو
نفقہ نہ دونگا تو وہ اُسکے نفقہ دینے پر مجبور کیا جائیگا یہ تاتارخانیہ مین ہی - اور اگر اپنی دختر کو اپنے غلام کے ساتھ
بیاہ دیا تو دختر کا نفقہ غلام پر واجب ہوگا یہ بدائع مین ہی - منکوحہ عورت اگر باندی ہو پس اگر باندی کے مولی نے
اُسکے واسطے کوئی مکان رہنے کا مقرر کر دیا ہو تو اُسکے واسطے نفقہ واجب ہوگا ورنہ نہین اور یہی حکم مدبرہ و ام ولد
کا ہی - اور رہنے کو جگہ دینے "یعنی تبویہ" کے یہ معنے ہین کہ مولی نے اس باندی سے خدمت لینا چھوڑ دیا اور اسکو اسکے شوہر کے
ساتھ کر دیا - اور اگر مولی نے باندی کے واسطے رہنے کا مکان دیدیا پھر مولی کی راے مین آیا اور مصلحت وقت معلوم
ہوئی کہ اس باندی سے خدمت لیا کرے تو مولی کو اختیار ہی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی - اور جبتک مولی اس سے
خدمت لے تب تک کی مدت کا نفقہ شوہر پر واجب نہوگا "اور اسی وقت سے نفقہ ساقط ہو جائیگا" - اور اگر مولے نے اسکو اسکے شوہر کے گھر رہنے دیا مگر وہ خود
بدون مطالبہ مولی کے کسی کسی وقت آکر مولی کی خدمت کرتی ہی تو مشائخ نے فرمایا کہ اسکا نفقہ ساقط نہوگا یہ بدائع
مین ہی - اور اگر وہ کسی وقت مولی کے یہان آئی اور مولی گھر مین نہین ہی پھر مولی کی اہلخانہ نے اس سے خدمت کی اور
اسکو اپنے شوہر کے یہان واپس جانے سے روکا تو اسکے واسطے نفقہ نہوگا یہ محیط مین ہی - اور مکاتبہ باندی نے اگر
مولی کی اجازت سے نکاح کر لیا تو وہ مثل حرہ کے ہی کہ اسکے حق مین نفقہ واجب ہونے کے لیے مولے کے رہنے کی جگہ دینے
کی ضرورت نہین ہی یہ فتاوی قاضی خان مین ہی - میرے والد رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی باندی
کا نکاح کر دیا اور وہ تمام دن اپنے مولی کے کار خدمت مین رہتی ہی اور رات کو اپنے شوہر کی خدمت کرتی ہی تو فرمایا
کہ دن کا نفقہ مولی پر اور رات کا نفقہ اُسکے شوہر پر واجب ہوگا یہ تاتارخانیہ مین یتیمہ سے منقول ہی - اور اگر غلام یا
مکاتب یا مدبر نے اپنے مولے کی اجازت سے کسی عورت سے نکاح کیا اور اس عورت سے اولاد ہوئی تو شوہر اس اولاد
کے نفقہ دینے پر مجبور نہ کیا جائیگا خواہ عورت یعنے اولاد کی مان آزادہ ہو یا باندی یا مدبرہ یا ام ولد یا مکاتبہ
پھر اگر یہ عورت مکاتبہ ہو تو اولاد کا نفقہ اسی مکاتبہ پر لازم ہوگا اور اگر عورت مدبرہ یا ام ولد ہو تو اُسکی اولاد مثل اسکے
ہوگی کہ اولاد کا نفقہ بھی اُنکے مولی پر واجب ہوگا اور اگر عورت کسی دوسرے شخص کی باندی ہو تو اولاد کا نفقہ اسکے
مولے پر لازم ہوگا - اور اگر عورت آزادہ ہو تو اولاد کا نفقہ اسی عورت پر واجب ہوگا اگر اسکے پاس مال ہو اور اگر اسکا
مال نہو تو نفقہ اولاد کا ان لوگون پر ہوگا جو اس اولاد کے وارث ہون پس جو سب سے زیادہ قریب ہو پہلے اسپر پھر
دوسرون پر علی الترتیب لازم ہوگا - اسی طرح آزاد مرد نے اگر کسی باندی یا مکاتبہ یا مدبرہ یا ام ولد سے نکاح کیا
تو ایسی صورت مین اولاد کا وہی حکم ہی جو غلام و مدبر و مکاتب کی صورت مین بیان ہوا ہی یہ ذخیرہ مین ہی - اور اگر باندی
یا ام ولد یا مدبرہ کا مولی فقیر ہو کہ اولاد کو نفقہ نہ دے سکے اور اس اولاد کا باپ غنی ہی پس آیا باپ کو حکم دیا جائیگا کہ
اولاد کو نفقہ دے تو اسمین تفصیل ہی کہ اگر باندی سے اولاد ہو تو باپ کو نفقہ دینے کا حکم نہ دیا جائیگا اور اگر مدبرہ یا ام ولد
سے اولاد ہو تو باپ کو حکم دیا جائیگا کہ اولاد کو نفقہ دے یہ محیط مین ہی - پھر اس اولاد کا باپ جو کچھ اُنکے نفقہ مین خرچ کیا

کریگا وہ عورت کے مولی سے واپس لیگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہی-ایک شخص نے اپنی باندی اور اپنے غلام کو مکاتب
کیا پھر اس عورت کو اسی مکاتب سے بیاہ دیا پھر اسکے بعد بچہ پیدا ہوا تو اس ولد کا نفقہ اسکی مان پر ہوگا باپ پر نہوگا
بخلاف اسکے اگر مکاتب نے اپنی باندی سے وطی کی اور اس سے بچہ پیدا ہوا تو اسکا نفقہ مکاتب پر ہوگا-اور اگر مکاتب
نے کسی کی باندی سے نکاح کیا پھر اس سے اولاد ہوئی یا نہوئی یہان تک کہ مکاتب نے اس باندی کو خود خرید لیا
پھر اس سے بچہ پیدا ہوا تو اولاد کا نفقہ مکاتب کے ذمہ لازم ہوگا یہ محیط مین ہی-اور خاوند پر اپنی زوجہ کے واسطے لباس
موافق عرف کے اسقدر واجب ہوتا ہی کہ جو اسکے لیے جاڑے و گرمی مین لائق ہی یہ تاتارخانیہ مین ینابیع سے منقول ہی
اور سال مین دو ہی دفعہ کپڑا مفروض کیا جائیگا یعنی ہر ششماہی مین ایک مرتبہ موافق مفروض کے دیدے یہ مبسوط مین
ہی-اور اگر عورت کے واسطے چھ مہینہ کی مدت کے لیے کپڑا مفروض کر دیا گیا تو اب اسکے سوائے اسکے لیے نہوگا یہانتک
کہ یہ مدت گذر جاوے اور اگر اس مدت کے گذرنے سے پہلے یہ کپڑے پھٹ گئے پس اگر ایسی حالت ہو کہ اگر وہ بطور
معتادہ پہنتی تو نہ پھٹتے تو شوہر پر کچھ واجب نہوگا ورنہ اور واجب ہونگے-اور اگر چھ مہینہ کی مدت کے بعد بھی کپڑے
باقی رہے پس اگر اسوجہ سے باقی رہے کہ عورت نے دوسرون کے کپڑے پہنے یا ایک روز پہنے دوسرے روز نہ پہنے
یا بالکل نہین پہنے تو اسصورت مین عورت کے واسطے دوسرے کپڑے مفروض کیے جاوینگے ورنہ نہین یہ جوہرہ نیرہ مین
ہی-اور اگر نفقہ و لباس ضائع ہوا یا چوری گیا تو بدون فصل گذرنے کے جدید نفقہ و لباس مفروض نہ کیا جائیگا بخلاف
ایسی قرابت دار عورتون کے جنکا کھانا کپڑا امرد پر واجب ہوتا ہی کہ انکے کھانے کپڑے مین ایسی صورت مین یہ حکم
نہین ہی یہ غایۃ السروجی مین ہی-اور نیز شوہر پر واجب ہی کہ اپنی استطاعت کے موافق عورت کے بیٹھنے کو فرش دے
چنانچہ اگر شوہر مالدار ہی تو اسپر جاڑون مین طنفسہ اور گرمیون مین نطع واجب ہی مگر یہ دونون بدون بوریا بچھائے
نہین بچھائے جاوینگے اور اگر فقیر ہی تو گرمیون مین بوریا اور جاڑون مین نمدا دیوے یہ سراج وہاج مین ہی-اور
کتاب مین فرمایا کہ جس صورت مین قاضی شوہر پر عورت کی خادمہ کا نفقہ مفروض کریگا اسصورت مین خادمہ کا لباس بھی
مفروض کریگا پس خادمہ کا لباس تنگدست آدمی پر جاڑون مین سستی کرباس کی قمیص اور ازار اور چادر ہی اور
گرمیون مین ایسے ہی قمیص و ازار ہی اور خوشحال آدمیون پر جاڑون مین زطی قمیص اور کرباس کی ازار اور سستی
سی چادر ہی اور گرمیون مین اسکے مثل ہی پس جاڑون مین اسکے واسطے لباس بہ نسبت گرمیون کے زیادہ مفروض
کریگا پھر واضح ہو کہ عورت کی خادمہ کے واسطے اوڑھنی مفروض نہین کی-اور کتاب مین فرمایا کہ عورت کی
خادمہ کے واسطے مکعب یا موزہ جو اسکو کافی ہو لازم ہی-ہمارے مشایخ نے فرمایا کہ امام محمد رح نے خادمہ کیواسطے
جسطرح لباس وغیرہ بیان فرمایا ہی یہ اپنے ملک کے عرف و زمانہ کے موافق ذکر فرمایا ہی اور چونکہ بعضے ملک مین بہ نسبت
دوسرے ملک کے جاڑے و گرمی مین زیادتی و کمی کی راہ سے فرق ہوتا ہی اور نیز عادت ہر ملک و زمانہ کی مختلف
ہوتی ہی لہذا اسمین بوجہ مذکورہ اختلاف ہوگا پس قاضی پر لازم ہی کہ خادمہ کے نفقہ و لباس مین ہر ملک و زمانہ
کے اعتبار سے اسقدر مفروض کرے جو اسکو کافی ہو مگر یہ ضرور ہی کہ خادمہ کا لباس عورت کے لباس کے برابر نہوگا
یہ محیط مین ہی **فصل دوم** سکنی کے بیان مین-قال المترجم سکنی سے مراد یہ ہی کہ عورت کے رہنے کا
ٹھکانا اپنی استطاعت کے لائق موافق شرع کے معین کرنے اور اسکی تفصیل کتاب مین ہی کما قال المترجم لیب

عورت کے واسطے سکنی ایسے امکان مین جو شوہر کے اہل و عورت کے اہل سے خالی ہو واجب ہی لیکن اگر عورت ان لوگون
مین رہنا پسند کرے تو ہو سکتا ہی یہ عینی شرح کنز مین ہی۔ اور اگر عورت کو ایسے مکان مین رکھا کہ اسکے ساتھ کوئی نہین
ہی پس عورت نے قاضی سے شکایت کی کہ میرا شوہر مجھے مارتا اور ایذا دیتا ہی اور قاضی سے درخواست کی کہ اسکو حکم
کرے کہ مجھے صالح نیکوکار لوگون کے بیچ مین لیکر رہے کہ جو اُسکی نیکی و بدی کو پہچانین پس اگر قاضی کو یہ بات معلوم ہو
کہ بات یہی ہی جو یہ عورت کہتی ہی تو اُسکے شوہر کو زجر کریگا اور اس تعدی سے اسکو منع کر دیگا۔ اور اگر اسکو یہ بات
معلوم نہو تو دیکھے کہ اگر اُس گھر کے پڑوسی لوگ پرہیزگار رہین تو اُسکو وہین رکھیگا مگر پڑوسیون سے دریافت کریگا
کہ اس مرد کی کیا حرکتین ہین پس اگر ان لوگون نے وہی بیان کیا جو عورت نے کہا ہی تو اس مرد کو زجر کریگا اور اسکو عورت
کے حق مین تعدی کرنے سے منع کریگا اور اگر ان لوگون نے بیان کیا کہ وہ اسکو ایذا نہین دیتا ہی تو اسکو وہین چھوڑ
دیگا اور اگر اسکے پڑوسیون مین کوئی ایسا نہو جسکا اعتبار کیا جاوے یعنی ثقہ نہو یا ایسے لوگ ہون کہ وہ شوہر کی جانبداری
کرتے ہین تو قاضی اس مرد کو حکم دیگا کہ پرہیزگار لوگون مین اس عورت کو لیکر بود و باش اختیار کرے اور لوگون سے دریافت
کریگا اور انکی خبر پر اس کام کا عمل درآمد کریگا یہ محیط مین ہی۔ ایک عورت نے اپنی سوت کے ساتھ رہنے سے انکار کیا یا
شوہر کے حمائیون مثل شوہر کی مان وغیرہ کے ساتھ رہنے سے انکار کیا پس اگر اس دار مین بیوت ہون اور شوہر نے اس
عورت کے واسطے ایک بیت خالی کر دیا ہو اور اسکا دروازہ علیحدہ کر دیا ہو تو عورت کو یہ اختیار نہین ہی کہ شوہر سے دوسرے
بیت کا مطالبہ کرے اور اگر اس دار مین فقط ایک ہی بیت ہو تو عورت کو یہ اختیار ہے۔ اور اگر عورت نے کہا کہ مین تیری
باندی کے ساتھ نرہونگی تو اسکو یہ اختیار نہین ہی اسی طرح اگر اُسنے کہا کہ مین تیری ام ولد کے ساتھ نرہونگی تو بھی اسکو یہ اختیار
نہین ہی یہ ظہیریہ مین ہے۔ اور برہان الائمہ نے اسی پر فتوی دیا ہی یہ وجیز کردری مین ہی۔ اور اگر شوہر نے چاہا کہ اپنے
گھر مین عورت کے پاس اسکے باپ کو یا مان کو یا کسی اسکے ذی رحم محرم قرابت دار کو نہ آنے دے تو علما نے اسمین اختلاف
کیا ہی بعض نے فرمایا کہ ہر جمعہ کو اسکے والدین کو اسکے دیکھنے کو آنے دینے سے منع نہین کر سکتا ہی ہان اسکے پاس رہنے
سے منع کر سکتا ہی اور اسی کو ہمارے مشائخ نے اختیار کیا ہی اور اسی پر فتوی ہی کذا فی فتاوے قاضیخان اور بعض نے فرمایا
کہ ہر جمعہ کو اسکو ایک مرتبہ اپنے والدین کی زیارت کے واسطے جانے سے منع نہین کر سکتا ہی اور اسی پر فتوی ہی یہ
غایۃ السروجی مین ہی۔ اور آیا سوائے والدین کے اور دن کی زیارت سے منع کر سکتا ہی تو بعض نے فرمایا کہ ذی رحم محرم کو
ہر مہینہ ایکبار زیارت سے منع نہین کر سکتا ہی اور مشائخ بلخ نے کہا کہ ہر سال ایک مرتبہ زیارت سے منع نہین کر سکتا ہی اور
اسی پر فتوے ہی اور اسیطرح اگر عورت نے چاہا کہ اپنی محارم مثل خالہ و پھوپھی و بہن کی زیارت کے واسطے جاوے
تو اسمین بھی ایسے ہی اقوال ہین یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ اور شوہر کو یہ اختیار نہین ہی کہ اسکے والدین کو اور اسکے
فرزند کو جو دوسرے شوہر سے ہی اور اُسکے اہل کو اسکی طرف دیکھنے اور اُس سے کلام کرنے سے جب وہ لوگ چاہین منع کرے
یہ ہدایہ مین ہی۔ مجموع النوازل مین ہی کہ اگر عورت قابلہ ہو یا غسالہ ہو یا اُس عورت کا دوسرے پر کچھ حق آتا ہو یا اسپر دوسرے
کا کچھ حق آتا ہو تو باجازت و بغیر اجازت نکل سکتی ہی اور حج کا بھی یہی حکم ہی اور سوائے اسکے اجنبیون کی زیارت یا انکی عیادت یا ولیمہ
کیواسطے نہ شوہر اسکو اجازت نہ دے اور نہ وہ نکلے۔ اور اگر شوہر نے اسکو اجازت دی اور وہ نکلی تو دونون گنہگار ہونگے۔
اور عورت کو حمام مین داخل ہونے سے ممانعت کرے یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اگر عورت کو مجلس وعظ مین جو بدعت سے

خالی ہی جانے کی اجازت دی تو کچھ مضائقہ نہین ہی - اور عورت اپنے غلام کے ساتھ سفر نہ کرے اگرچہ وہ خصی ہو اور نہ اپنے مجوسی پسر کے ساتھ اور نہ اپنے رضاعی بھائی کے ساتھ ہمارے زمانہ مین اور نہ دوسری عورت کے اور نہ ایسی لڑکے محرم کے ساتھ جو بالغ نہین ہی الا آنکہ یہ لڑکا قریب بہ بلوغ یعنی بارہ تیرہ برس کا ہو - اور صغیرہ لڑکی جو غیر مشتہاۃ ہی وہ بلا محرم سفر کر سکتی ہی - اور عورت اپنی دختر کے خاوند کے ساتھ اور اپنے شوہر کے پسر کے ساتھ اور اپنی ماں کے خاوند کے ساتھ سفر کر سکتی ہی یہ وجیز کردری مین ہی - اور عورت کو یہ اختیار نہین ہی کہ شوہر کے گھر سے کوئی چیز بدون اسکی اجازت کے دیدے اور نہ سوائے فرلیضہ روزون کے روزے رکھ سکتی ہی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی -

تیسری فصل نفقہ عدت کے بیان مین

جو عورت طلاق کی عدت مین ہو وہ نفقہ و سکنی کی مستحق ہی خواہ طلاق رجعی ہو یا بائنہ یا تین طلاق ہون خواہ عورت حاملہ ہو یا نہو یہ فتاوے قاضیخان مین ہی - اصل یہ ہی کہ فرقت ہرگاہ از جانب شوہر ہو تو عورت کو نفقہ ملیگا اور اگر از جانب عورت ہو پس اگر برحق ہو تو بھی نفقہ ملیگا اور اگر بمعصیت ہو تو اسکو نفقہ نملیگا اور اگر عورت کے سوائے غیر کی جہت سے کوئی بات پیدا ہونے سے فرقت واقع ہوئی تو عورت کو نفقہ ملیگا پس ملاعنہ عورت کو نفقہ و سکنی ملیگا اور جو عورت بسبب خلع کے بائنہ ہوئی یا بسبب شوہر کے مرتد ہو جانے کے یا اس سبب سے کہ شوہر نے اسکی ماں سے جماع کر لیا اور وہ بائنہ ہوگئی تو وہ نفقہ کی مستحق ہوگی اور اسیطرح عنین کی عورت نے اگر فرقت کو اختیار کیا تو مستحق نفقہ ہی - اور اسی طرح مدبرہ و ام ولد اگر کسی کے نکاح مین ہون اور وہ آزاد کی گئین اور فرقت کو اختیار کیا حالانکہ مولے نے انکے واسطے شوہر کے ساتھ رہنے کو جگہ دیدی تھی اور اپنی خدمت لینے سے الگ کر دیا تھا تو یہ بھی مستحق نفقہ ہونگی اور نیز صغیرہ نے بعد بلوغ کے اسنے فرقت کو اختیار کیا یا بسبب غیر کفو ہونے کے بعد دخول کے فرقت واقع ہوئی تو وہ بھی مستحق نفقہ ہوگی یہ خلاصہ مین ہی اور اگر عورت مرتد ہوگئی یا اسنے اپنے شوہر کے بیٹے یا باپ کی مطاوعت کی یا شہوت سے اسکو چھوا تو استحسانا اسکو نفقہ نملیگا مگر سکنی کی مستحق ہوگی اور اگر زبردستی اسکے ساتھ ایسا کیا گیا تو نفقہ و سکنی کی مستحق ہوگی یہ بدائع مین ہی - پھر اگر مرتدہ مسلمان ہوگئی اور ہنوز عدت باقی ہی تو اسکے واسطے نفقہ نہوگا بخلاف اسکے اگر عورت نے نشوز کیا پس مرد نے اسکو طلاق دیدی پھر اسنے نشوز کو ترک کیا تو اسکو نفقہ ملیگا یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اصل اس باب مین یہ ہی کہ ہر عورت جسکا نفقہ فرقت کے ساتھ باطل نہین ہوا پھر عدت مین عورت کی طرف سے کسی عارضہ کی وجہ سے ساقط ہوا پھر عدت مین وہ عارض برطرف ہو گیا تو اسکا نفقہ عود کریگا اور جس عورت کا نفقہ فرقت کے ساتھ باطل ہوا ہی تو پھر عدت مین اسکا نفقہ عود نہین کریگا اگرچہ سبب فرقت زائل ہو جاوے یہ بدائع مین ہی - اور اگر عورت کو تین طلاق دیدین پھر وہ مرتد ہوگئی نعوذ باللہ منہا تو اسکا نفقہ ساقط ہو جاویگا مگر نفس ردت کی وجہ سے نہین بلکہ اسوجہ سے کہ وہ قید کیجائیگی یہانتک کہ توبہ کرے پس وہ شوہر کے گھر مین نہوگی پس نفقہ نملیگا چنانچہ اگر وہ مرتد ہوئی اور ہنوز قید نہین کی گئی بلکہ شوہر کے گھر مین ہی تو اسکو نفقہ ملیگا - اور اگر قید خانہ مین توبہ کر کے اپنے شوہر کے گھر مین آگئی تو اسکو عدت کا نفقہ ملیگا کیونکہ عارض زائل ہوگیا یعنی قید جاتی رہی اور یہ اسوقت ہی کہ تین طلاق یا ایک طلاق بائنہ ہو - اور اگر طلاق رجعی کی عدت مین ہو اور وہ مرتد ہوگئی خواہ قید کی گئی یا نہین تو اسکو نفقہ نہ ملیگا یہ کافی مین ہی - اور اگر عورت نے عدت مین اپنے شوہر کے بیٹے یا باپ کی مطاوعت کی یا شہوت سے اسکو چھوا پس اگر وہ طلاق رجعی کی عدت مین ہو تو اسکا نفقہ ساقط ہوگیا اور اگر طلاق بائنہ کی عدت مین ہو یا بغیر طلاق کے فرقت واقع ہونے کی عدت مین ہو تو اسکو

نفقہ و سکنیٰ ملیگا بخلاف اسکے اگر عدت مین مرتد ہو کر دار الحرب مین چلی گئی پھر عود کرکے مسلمان ہوئی یا قید کرکے لائی گئی
خواہ آزاد کی گئی یا نہین تو اسکو نفقہ نہ ملیگا یہ بدائع مین ہے-اور جسکا شوہر چھوڑ کر مر گیا ہے اسکے واسطے نفقہ نہین ہے خواہ
وہ حاملہ ہو یا نہو-اور اگر ام ولد ہو اور وہ حاملہ ہے تو اسکو میت کے تمام مال سے نفقہ ملیگا یہ سراج وہاج مین ہے-اور اگر
عورت پر عدت واجب ہوئی پھر وہ اسوجہ سے قید کی گئی کہ اسپر کسی کا حق آتا ہے تو اُسکا نفقہ عدت ساقط ہو جائیگا
اور معتدہ اگر اپنے عدت کے مکان مین برابر نہین رہتی ہے بلکہ کبھی رہتی ہے اور کبھی خارج ہو جاتی ہے تو وہ نفقہ کی مستحق
نہوگی یہ ظہیریہ مین ہے-اور اگر مرد نے عورت کو طلاق دیدی درحالیکہ وہ ناشزہ تھی تو اسکو اختیار ہوگا کہ چاہے شوہر
کے گھر مین چلی آوے اور اپنا نفقہ عدت لیا کرے-اور اگر معتدہ کی عدت کو طول ہو گیا بسبب اسکے کہ حیض بند
ہو گیا ہے تو اسکو برابر نفقہ ملیگا یہانتک کہ وہ آئسہ ہو جاوے اور اسکی عدت مہینون کے شمار سے گذر جاوے-اور اگر
عورت نے حیض کے شمار سے عدت گذرنے سے انکار کیا تو قسم سے عورت ہی کا قول قبول ہوگا اور اگر شوہر
نے گواہ قایم کیے کہ اُسنے اپنی عدت گذرنے کا اقرار کیا ہے تو اُسکا نفقہ ساقط ہو جائیگا-اور اگر عورت پر عدت واجب
ہوئی پس اُسنے دعویٰ کیا کہ وہ حاملہ ہے تو اسکو وقت طلاق سے دو برس تک نفقہ ملیگا پھر اگر دو برس گذر گئے اور
وہ نہ جنی اور اُسنے کہا کہ میرا گمان تھا کہ مین حاملہ ہون اور مین اتنی مدت تک حائضہ نہین ہوئی اور اُسنے نفقہ
طلب کیا تو عورت کو نفقہ ملیگا یہانتک کہ حیض سے اسکی عدت گذر جاوے یا آئسہ ہو کر مہینون سے اُسکی عدت
گذر جاوے یہ فتاویٰ قاضی خان مین ہے-اور اگر تینون مہینہ مین حائضہ ہوئی پھر از سر نو اسپر عدت بحساب حیض لازم
ہوئی تو اسکو نفقہ عدت ملیگا-اور اسی طرح اگر قابل جماع صغیرہ کو بعد دخول کے طلاق دیدی اور (کسی سبب سے) تین مہینہ تک اسکو
نفقہ دیا مگر وہ انھین تین مہینون کے اندر آخر مین حائضہ ہوئی پس اسپر از سر نو حیض کے شمار سے عدت واجب ہوئی تو
برابر اسکو نفقہ دیگا یہانتک کہ اسکی عدت گذر جاوے یہ بدائع مین ہے-اور اگر حربی جورو و مرد دونون مین سے ایک مسلمان
ہو کر دار الاسلام مین آیا پھر دوسرا آیا تو جورو کو نفقہ نہ ملیگا-جسطرح معتدہ عورت نفقہ کی مستحق ہوتی ہے ویسے ہی لباس
کی بھی مستحق ہوتی ہے یہ فتاویٰ قاضی خان مین ہے-اور اس نفقہ مین اسقدر کا اعتبار ہے جو عورت کو کافی ہو جاوے
اور وہ درمیانی درجہ کا نفقہ کافی ہے اور وہ مقدر نہین ہے اسواسطے کہ یہ نفقہ نظیر نفقہ نکاح ہے پس جو نفقہ نکاح مین معتبر
ہے وہی اسمین بھی معتبر ہے-معتدہ نے اگر اپنے نفقہ کی بابت مخاصمہ نکیا اور قاضی نے اسکے واسطے کچھ مقرر نہ کیا یہانتک
کہ عدت گذر گئی تو اسکے واسطے کچھ نفقہ نہوگا یہ محیط مین ہے-اور اگر قاضی نے معتدہ عورت کے واسطے اسکی عدت مین
اسکا نفقہ فرض کر دیا اور اُسنے شوہر پر قرضہ لیا یا نہ لیا پھر قبل اسکے کہ وہ شوہر سے کچھ وصول کرے اُسکی عدت گذر گئی پس
اگر بحکم قاضی قرضہ لیا ہو تو اسقدر شوہر سے لے سکتی ہے اور اگر اُسنے بغیر حکم قاضی قرضہ لیا یا بالکل نہین لیا تو بعض
نے فرمایا کہ نفقہ ساقط ہو گیا اور یہی صحیح ہے یہ جواہر اخلاطی مین ہے-ایک مرد اپنی جورو سے غائب ہو گیا پس اُسکی
جورو نے ایک دوسرے مرد سے نکاح کیا اور دوسرے مرد نے اس سے دخول کر لیا پھر شوہر اول واپس آیا تو
قاضی شوہر ثانی اور اس عورت مین تفریق کر دیگا اور اس عورت پر عدت واجب ہوگی مگر ایام عدت مین اُسکے واسطے
کچھ نفقہ نہ شوہر اول پر اور نہ شوہر ثانی پر کسی پر واجب نہوگا-ایک مرد نے بعد دخول کے اپنی جورو کو تین طلاق
دیدین اور اُسنے قبل عدت گذرنے کے دوسرے شوہر سے نکاح کر لیا اور دوسرے شوہر نے اُس سے دخول کر لیا

پھر قاضی نے ان دونون مین تفریق کر دی تو امام اعظم رح کے قول مین اسکے واسطے نفقہ و سکنی شوہر اول پر واجب ہوگا - اگر کسی مرد کی منکوحہ نے دوسرے شوہر سے نکاح کر لیا اور اُسنے اُس سے دخول کیا پھر قاضی کو یہ بات معلوم ہوئی اور اُسنے دونون مین تفریق کر دی پھر شوہر اول کو معلوم ہوا اور اسنے عورت کو تین طلاق دیدین تو اس عورت پر ان دونون کی جہت سے عدت واجب ہوگی اور اسکے واسطے ان دونون مین سے کسی پر نفقہ لازم نہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہے - اور اگر اپنی جورو کو جو باندی ہے طلاق بائن دیدی اور حال یہ ہے کہ اُسکیا مولی اسکو اسکے شوہر کے ساتھ جگہ دیچکا ہے کہ برابر اسکے ساتھ رہا کرے اور خدمت مولی نہ کرے یہان تک کہ اس باندی کے واسطے اپنے شوہر پر نفقہ واجب تھا پھر اس باندی کو اسکے مولی نے اپنی خدمت کے واسطے اس مکان سے نکال لیا تھا یہان تک کہ شوہر کے ذمہ سے نفقہ ساقط ہو گیا تھا پھر چاہا کہ اسکو اپنے شوہر کے پاس بھیجدے تاکہ وہ نفقہ لے تو مولے کو ایسا اختیار ہے - اور اگر ہنوز مولی نے اسکو اسکے شوہر کے ساتھ کسی مکان مین رہنے کی اجازت نہین دی تھی کہ شوہر نے اسکو طلاق دی پھر مولی نے چاہا کہ عدت مین اسکو اپنے شوہر کے پاس کر دے تاکہ وہ نفقہ کی مستحق ہو تو نفقہ واجب نہوگا اور اصل اسمین یہ ہے کہ ہر عورت جسکے واسطے بروز طلاق نفقہ واجب تھا پھر ایسی حالت ہوگئی کہ اسکے واسطے نفقہ نرہا تو عورت کو اختیار ہوگا کہ جس حالت پر بروز طلاق تھی اسی حالت پر عود کر جاوے اور نفقہ لے - اور ہر عورت جسکے واسطے بروز طلاق نفقہ نہ تھا تو اُسکے واسطے پھر نفقہ نہوگا سوائے ناشزہ کے یہ بدائع مین ہے - ایک مرد نے ایک باندی سے نکاح کیا اور ہنوز اُسکے مولی نے اُسکو شوہر کے ساتھ مکان مین جگہ نہ دی تھی یعنے شوہر کے ساتھ رہنے کی اجازت نہ دی تھی کہ مرد مذکور نے اسکو طلاق رجعی دیدی تو مولی کو اختیار ہوگا کہ اسکے شوہر سے کہے کہ تو کسی مکان کو لیکر اسکو اپنے ساتھ رکھ اور اُسکو نفقہ دے - اور اگر طلاق بائن ہو تو مولے کو اُسکے اور اُسکے شوہر کے درمیان تخلیہ کر دینے کا اختیار نہین ہے اور باندی اپنے شوہر سے نفقہ کا مطالبہ نہین کر سکتی ہے اور یہی صحیح ہے اسواسطے کہ وہ قبل طلاق بائن کے قبل شوہر کے ساتھ جگہ دیے جانے کے مستحق نفقہ نہ تھی پس بعد طلاق بائن کے مستحق نفقہ نہوگی یہ فتاوی قاضیخان مین ہے - اور اگر شوہر نے اسکو طلاق رجعی دیدی پھر مولی نے اسکو آزاد کر دیا تو اس باندی کو اختیار ہوگا کہ اپنے شوہر سے مطالبہ کرے کہ اسکو کسی مکان مین رکھے اور اسکو نفقہ دے اسواسطے کہ اب وہ اپنے نفس کی مالک ہوگئی ہے اور اگر طلاق بائن ہو تو شوہر اُسکے ساتھ ایک گھر مین تخلیہ مین نہین رہ سکتا ہے اور وہ شوہر کو سکنی کے واسطے ماخوذ نہین کر سکتی ہے اور آیا نفقہ کے واسطے ماخوذ کر سکتی ہے تو صحیح یہ ہے کہ نفقہ کے واسطے بھی مواخذہ نہین کر سکتی ہے - اور اگر مولی نے اپنی ام ولد کو جو دوسرے کے نکاح مین ہے آزاد کر دیا تو اسکو عدت کا نفقہ نہ ملیگا اور اسیطرح اگر مولی مر گیا کہ وہ آزاد ہوگئی بسبب موت مولی کے تو میت کے ترکہ سے اسکے واسطے نفقہ لازم نہوگا اور اُسکے پیٹ سے مولی کا کوئی لڑکا ہو تو ام ولد کا نفقہ اس پسر کے حصہ سے ہوگا یہ محیط مین ہے - امام خصاف رح نے اپنی کتاب النفقات مین فرمایا ہے کہ اگر کسی مرد کو اُسکی عورت قاضی کے پاس لائی اور نفقہ کا مطالبہ کیا اور مرد نے قاضی سے کہا کہ مین اسکو ایک سال سے طلاق دیچکا ہون اور اسکی عدت اس مدت مین گذر گئی اور عورت نے طلاق سے انکار کیا تو قاضی اس مرد کا قول قبول نہ کریگا اور اگر اس مرد کے واسطے دو گواہون نے گواہی دی کہ جنکی عدالت کو قاضی نہین جانتا ہے تو اس مرد کو حکم دیگا کہ اس عورت کو نفقہ دے پھر اگر گواہون کی تعدیل ہوگئی یا عورت نے اقرار کیا کہ اسکو تین حیض اسی سال مین

یعنے مدت کا ۱۲

آگئے ہین تو عورت کیواسطے اس مرد پر کچھ نفقہ نہوگا پس اگر عورت نے اس سے کچھ نفقہ مین لیا ہی تو اسکو واپس دیگی
یہ ذخیرہ مین ہی اور اگر عورت نے کہا کہ مین اس سال مین حائضہ نہین ہوئی تو نفقہ کے واسطے قول عورت ہی کا
قبول ہوگا پس اگر شوہر نے کہا کہ یہ مجھے خبر دے چکی ہی کہ میری عدت گذر گئی تو شوہر کا قول اُسکے نفقہ باطل کرنے
کے حق مین قبول نہوگا یہ بدائع مین ہی - اور اگر دو گواہون نے ایک مرد پر گواہی دی کہ اُسنے اپنی جورو کو تین طلاق
دیدی ہین اور عورت طلاق کا دعوی کرتی ہی یا انکار کرتی ہی تو جبتک قاضی ان گواہون کی عدالت دریافت کرنے
مین مشغول رہے تب تک مرد کو حکم دیگا کہ اس عورت کے پاس نجاوے اور اسکے ساتھ خلوت نہ کرے مگر اسصورت
مین قاضی اس عورت کو اُسکے شوہر کے گھر سے باہر نہ کریگا اسکو جامع مین صریح بیان فرمایا ہی ولیکن یہ کریگا کہ اس
عورت کے ساتھ ایک عورت امینہ رکھ دیگا تا کہ شوہر کو اسکے پاس نہ آنے دے اگرچہ اسکا شوہر مرد عادل ہو اور اس
صورت مین امینہ عورت کا نفقہ بیت المال سے ہوگا - اور اگر عورت نے قاضی سے نفقہ طلب کیا حالانکہ یہ عورت
کہتی ہی کہ سب مجھے اسنے طلاق دی ہی یا کہتی ہی کہ نہین دی ہی یا کہتی ہی کہ مین نہین جانتی ہون کہ مجھے طلاق دی ہی یا نہین تو
اسمین دو صورتین ہین اگر شوہر نے اُسکے ساتھ دخول نہ کیا ہو تو قاضی اُسکے واسطے نفقہ کا حکم نہ دیگا اور اگر شوہر نے
اُس سے دخول کیا ہی تو قاضی اُسکے واسطے بمقدار نفقہ عدت کے حکم دیدیگا یہان تک کہ گواہون کا حال دریافت کرے
پھر اگر گواہون کا حال دریافت ہونے مین دیر ہوئی یہان تک کہ عدت گذر گئی تو قاضی اس عورت کے واسطے نفقہ مدت
سے زیادہ کچھ نہ دلا دیگا پھر بعد اسکے اگر گواہون کی تعدیل ہوگئی اور دونون مین تفریق کردیگئی تو جو کچھ اُسنے نفقہ مین
لیا ہی وہ اُسکے واسطے مسلم رہا اور اگر گواہون کی تعدیل نہوئی تو عورت نے جو کچھ نفقہ لیا ہی اسکو واپس کردینا واجب ہوگا
یہ محیط مین ہی اور اگر شوہر نے اسکو بطریق اباحت دیا ہو تو اس سے کچھ واپس نہین لے سکتا ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی
ایک عورت نے ایک مرد پر نکاح کے گواہ قائم کیے تو جبتک گواہون کا حال دریافت کیا جاوے تب تک اسکے واسطے
کچھ نفقہ نہ دلایا جائیگا اور اگر قاضی نے کوئی مصلحت دیکھکر عورت کے واسطے نفقہ مقرر کرنا چاہا تو یون کہنا چاہیے کہ اگر
تو اسکی جورو ہی تو مین نے تیرے واسطے اس مرد پر ماہواری اس اس قدر مقرر کردیا اور اسپر گواہ کرلے پھر اگر ایک مہینہ
گذرا حالانکہ عورت نے قرضہ لیکر خرچ کیا ہی اور گواہون کی تعدیل ہوگئی تو عورت اس سے اپنا نفقہ سب لے لیگی جب سے
اسکے واسطے فرض کیا گیا ہی - اور اگر شوہر نکاح کا مدعی ہوا اور عورت انکار کرتی ہو پس شوہر نے اسپر گواہ قائم کیے تو بعد
ثبوت نکاح کے اس عورت کے واسطے کچھ نفقہ اس مدت متقدمہ تک کا نہوگا - دو بہنون مین سے ہر ایک دعوی کرتی ہی
کہ اس مرد نے مجھ سے نکاح کیا ہی اور وہ انکار کرتا ہی پھر دونون نے نکاح و دخول کے گواہ قائم کیے تو جبتک گواہون کا حال
دریافت کیا جاوے تب تک کے واسطے دونون کو ایک عورت کا نفقہ ملیگا امام خصاف رحمہ نے اسکی تصریح کردی ہی - ایک عورت
نے اپنے شوہر سے ایک مہینہ تک نفقہ لیا پھر دو گواہون نے گواہی دی کہ یہ عورت اس مرد کی رضاعی بہن ہی تو دونون
مین تفریق کردیجائیگی اور جو کچھ عورت نے لیا ہی وہ شوہر کو واپس کردیگی یعنی شوہر اس سے لے لیگا یہ ظہیریہ مین ہی -

فصل چہارم نفقہ اولاد کے بیان مین

- صغیر اولاد کا نفقہ اُنکے باپ پر ہی کہ اسمین کوئی اسکے ساتھ شریک نہ کیا جائیگا
یہ جوہرہ نیرہ مین ہی - اگر صغیر بچہ دودھ پیتا ہوا ہو پس اگر اسکی ماں اُسکے باپ کے نکاح مین ہو اور یہ بچہ دوسری
عورت کا دودھ لیتا ہی تو اسکی ماں اسکے دودھ پلانے پر مجبور نہ کیجائیگی - اور اگر بچہ مذکور دوسری عورت کا دودھ

نہین لیتا ہی تو شمس الائمہ حلوائی نے فرمایا کہ ظاہر الروایہ کے موافق اس صورت مین بھی ماں دودھ پلانے پر مجبور نہ کیجائیگی اور شمس الائمہ سرخسی نے فرمایا کہ مجبور کیجائیگی اور اسمین کچھ اختلاف ذکر نہین فرمایا اور اسی پر فتوی ہی۔ اور اگر باپ کا یا بچہ کا کچھ مال نہو تو اسکی ماں اُسکے دودھ پلانے پر بالاجماع مجبور کیجائیگی کذا فی فتاوی قاضیخان اور یہی صحیح ہی۔ اور درحالیکہ صغیر کی دودھ پلانے والی سواے اسکی ماں کے دوسری عورت ممکن ہو تو باپ پر اُسکا دودھ پلوانا یعنی باجرت جبھی واجب ہی کہ جب صغیر کا کچھ مال نہوا اور اگر ہوگا تو دودھ پلوائی کا خرچہ اسی صغیر کے مال سے دیا جائیگا یہ محیط مین ہی۔ اور صغیر کا باپ ایسی عورت دودھ پلائی کو تلاش کریگا جو صغیر کی ماں کے پاس دودھ پلایا کرے اور یہ اسوقت ہی کہ جب اسکی دودھ پلانے والی پائی جاوے یعنی ممکن ہوا اور اگر ممکن نہو تو اسکی ماں دودھ پلانے پر مجبور کیجائیگی اور بعض نے فرمایا کہ ظاہر الروایہ کے موافق اُسکی ماں دودھ پلانے پر مجبور نہ کیجائیگی مگر اول قول کی طرف امام قدوری اور شمس الائمہ سرخسی نے میل کیا ہی یہ کافی مین ہی۔ اور دودھ پلائی سے اگر شرط نہ کرلی گئی ہو تو اسپر واجب نہین ہوگا کہ وہ بچہ کے ساتھ اسکی ماں کے گھر مین رہے درحالیکہ بچہ اُسوقت اُس سے مستغنی ہی۔ اور اگر دودھ پلائی نے اس امر سے انکار کیا کہ اسکی ماں کے پاس دودھ پلاوے اور عقد اجارہ مین یہ شرط نہین قرار پائی تھی کہ بچہ کی ماں کے پاس دودھ پلاویگی تو دودھ پلائی کو اختیار ہوگا کہ بچہ کو اپنے گھر لیجاوے اور وہین دودھ پلاوے یا کہے کہ بچہ کو اُسکی ماں کے گھر کے دروازے لاؤ کہ وہاں دودھ پلادے پھر اُسکی ماں کے پاس کردیا جاوے۔ اور اگر باہم شرط کرلی ہو کہ دودھ پلائی اُسکو اُسکی ماں کے پاس دودھ پلاویگی تو اس دودھ پلائی پر واجب ہوگا کہ جو اُسنے شرط کی ہی اسکو وفا کرے یہ شرح جامع صغیر قاضی خان مین ہی۔ اور اگر کسی کی باندی یا ام ولد اس سے بچہ جنی تو اسکو اختیار ہوگا کہ بچہ کے دودھ پلانے کے واسطے اسپر جبر کرے اسواسطے کہ اسکا دودھ اور اُسکے منافع اسی مولے کے ہین اور اگر مولی نے چاہا کہ بچہ کسی دوسری دودھ پلائی کو دے اور اُسکی ماں نے چاہا کہ خود دودھ پلادے تو اختیار مولی کو ہی یہ سراج وہاج مین ہی۔ امام محمد رح سے روایت ہی کہ اگر ایک شخص نے بچہ کے لیے ایک مہینہ کے واسطے دودھ پلائی اُجرت پر رکھی پھر جب مدت گذر گئی تو اُسنے دودھ پلائی کی نوکری سے انکار کیا حالانکہ یہ بچہ اسکے سواے دوسری کا دودھ نہین لیتا ہی تو یہ عورت اجارہ باقی رکھنے اور نوکری کرنے پر مجبور کیجائیگی یہ وجیز کردری مین ہی۔ اور اگر اپنی زوجہ یا اپنی معتدہ طلاق رجعی کو اُسکے فرزند کے دودھ پلانے کے واسطے اجارہ پر مقرر کیا تو نہین جائز ہی یہ کافی مین ہی۔ اور اگر اُسنے اپنی جورو کو طلاق بائن دیدی یا تین طلاق دیدین پھر عدت مین اسکو اُسی کے فرزند کے دودھ پلانے پر اجارہ لیا تو وہ اجرت کی مستحق ہوگی یہ ابن زیاد رح کی روایت ہی اور اسی پر فتوے ہی یہ جواہر اخلاطی مین ہی۔ اور اگر مطلقہ رجعی کی عدت گذر گئی پھر اُسکو اُسی کے فرزند کے دودھ پلانے کے واسطے اجارہ پر لیا تو جائز ہی۔ اور اگر بچہ کے باپ نے کہا کہ مین اس عورت کو اجارہ پر نہین مقرر کرتا ہون بلکہ دوسری دودھ پلائی لایا اور اس بچہ کی ماں اسی قدر اجرت پر راضی ہوئی جتنے پر یہ اجنبیہ راضی ہی یا بغیر اجرت راضی ہوئی تو بچہ کی ماں ہی دودھ پلانے کی مستحق ہوگی۔ اور اگر اسکی ماں نے زیادہ اجرت مانگی تو باپ اُسی سے دودھ پلوانے پر مجبور نکیا جائیگا یہ کافی مین ہی۔ اور اگر اپنی منکوحہ یا معتدہ کو اپنے طفل کے دودھ پلانے کے واسطے جو دوسری جورو کے پیٹ سے ہی اجارہ پر مقرر کیا تو جائز ہی یہ ہدایہ مین ہی۔ اور اگر جورو نے اپنے شوہر سے دودھ پلائی کی اجرت سے کسی چیز پر صلح کرلی پس اگر صلح حالت قیام نکاح یا طلاق رجعی کی عدت مین ہو تو

جائز نہین ہی اور اگر طلاق بائن یا تین طلاق کی عدت مین ہو تو دو روایتون مین سے ایک روایت کے موافق جائز
ہی پھر اگر اُسنے کسی چیز معین پر صلح کی تو صلح جائز ہوگی اور اگر غیر معین چیز پر صلح کی تو جائز نہین ہی الا آنکہ اسی
مجلس مین یہ چیز اس عورت کو دیدے - اور ہر جس صورت مین کہ اجارہ نہین جائز ہوا اور نفقہ واجب ہوا ہی تو شوہر
کے مرجانے سے یہ اجرت ساقط نہو گی اسواسطے کہ یہ نفقہ نہین ہی اجرت ہی یہ ذخیرہ مین ہی - اور دودھ چھوڑانے
کے بعد صغیر اولاد کا نفقہ قاضی انکے باپ پر بقدر اُسکی طاقت کے مقرر کریگا اور نفقہ اس اولاد کی ماں کو دیا جائیگا
تاکہ اولاد پر خرچ کرے (خواہ ایک ہو یا کئی ہون ۱۲) اور اگر ماں عورت ثقہ نہو تو دوسری کسی عورت کو دیا جائیگا کہ وہ انپر خرچ کرے - ایک
عورت کو اُسکے شوہر نے طلاق دیدی اور اُسکے پیٹ سے صغیر اولاد ہین پس اس عورت نے کہا کہ مین نے
ان اولاد کا پانچ مہینہ کا نفقہ وصول پایا ہی پھر اِسکے بعد اس عورت نے کہا کہ مین نے بیس درم فقط وصول پائے
تھے حالانکہ ان اولاد کا نفقہ مثل پانچ ماہ کا سو درم ہین تو منتقے مین مذکور ہی کہ یہ اُنکے نفقہ مثل پھر قرار دیا جائیگا
اور عورت کے اس قول کی کہ مین نے انکا نفقہ مثل نہین بلکہ فقط بیس درم وصول پائے ہین (یعنے اقرار عورت ۱۲) تصدیق نہ کیجائیگی
اور اگر عورت نے بعد اقرار وصول پانی نفقہ کے دعوی کیا کہ یہ نفقہ ضائع ہو گیا تو اُنکے باپ سے انکا نفقہ مثل
پھر لے لیگی - ایک مرد تنگدست کا ایک لڑکا صغیر ہی پس اگر مرد مذکور کمائی کرنے پر قادر ہو تو اسپر واجب ہوگا کہ کمائی
کرکے اپنے بچہ کو کھلادے یہ فتاوی قاضی خان مین ہی - اور اگر مرد مذکور نے کمائی کرنے سے انکار کیا کہ کمائی
کرے اور انکو کھلادے تو وہ اس امر کے واسطے مجبور کیا جائیگا اور قید کیا جائیگا یہ محیط مین ہی - اور اگر مرد مذکور
کمائی کرنے پر قادر نہو تو قاضی انکا نفقہ مفروض کرکے انکی ماں کو حکم دیگا کہ بمقدار مفروضہ ومقدرہ قرض لیکر انپر
خرچ کرے پھر جب انکا باپ آسودہ حال ہو تو اُس سے واپس لے اور اسیطرح اگر باپ کو اس قدر ملتا ہی کہ فرزند
کا نفقہ دے سکتا ہی مگر وہ نفقہ دینے سے انکار کرتا ہی تو قاضی اس مرد پر نفقہ مقرر کردیگا پھر اولاد کی ماں اس سے
اسقدر وصول کرلیگی - اور اسی طرح اگر قاضی نے اولاد کے باپ پر نفقہ مقرر کردیا مگر اس مرد نے اولاد کو بلا نفقہ چھوڑ دیا
اور قاضی کے حکم سے اولاد کی ماں نے قرضہ لے کر انپر خرچ کیا تو عورت مذکورہ اسقدر مال کو اولاد کے باپ سے لیگی
اور باپ اپنی اولاد کے نفقہ کے واسطے اگر نہ دے تو قید کیا جائیگا اگرچہ باقی قرضون کے واسطے قید نہ کیا جائے
اور اگر قاضی نے اولاد کا نفقہ انکے باپ پر مقرر کردیا مگر ماں نے انکے واسطے قرضہ نہ لیا اور بچون نے (یعنے اولاد صغیرون نے ۱۲) لوگون سے
بھیک مانگ کر اپنی اوقات بسر کی تو عورت مذکورہ انکے باپ سے کچھ نہین لے سکتی ہی اور اگر اولاد کو بھیک مانگنے
سے قدر کفایت سے آدھا ملگیا تو نصف نفقہ انکے باپ کے ذمہ سے ساقط ہوگا اور باقی نصف کے واسطے قرضہ
لینا صحیح ہوگا - اور اسی طرح اگر سوائے اولاد کے اور محارم کا نفقہ کسی شخص پر فرض کیا گیا اور انھون نے لوگون
سے بھیک مانگ کر اپنی گذر کی تو جسپر انکا نفقہ فرض کیا گیا ہی اس سے کچھ نہین لے سکتے ہین یہ فتاوی قاضیخان
مین ہی - اور اگر قاضی نے نفقہ اولاد انکے باپ پر فرض کیا اور انکی ماں کو قرضہ لے کر انپر خرچ کرنے کا حکم
دیدیا پس عورت مذکورہ نے قرضہ لیکر انپر خرچ کیا حتے کہ اسکے واسطے یہ استحقاق حاصل ہوا کہ انکے باپ سے
واپس لے پھر باپ قبل ادا کرنے کے مرگیا پس آیا اس عورت کو یہ اختیار ہی کہ اُسکے ترکہ مین سے اگر مال
اُسنے چھوڑا ہو لے لیوے یا نہین تو اصل مین مذکور ہی کہ ترکہ مین سے لے سکتی ہی اور یہی صحیح ہی اور اگر قاضی نے

عورت کو قرضہ لینے کا حکم نہ دیا ہو مگر عورت نے قرضہ لے کر اسپر خرچ کیا پھر انکا باپ قبل اسکے کہ عورت کو ادا کردے مر گیا تو بالاتفاق اگر اس مرد نے ترکہ مین مال چھوڑا ہو تو عورت مذکورہ اسمین سے مال مقروضہ کچھ نہین لے سکتی ہی یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور دودھ چھوڑانے کے بعد بچہ کا نفقہ اگر اسکا کچھ مال ہو تو اسکے مال سے ہوگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر مال صغیر ہو مگر غائب ہو تو باپ کو حکم دیا جائیگا کہ اسکو نفقہ دے پھر اسکے مال سے واپس لے اور اگر باپ نے بدون حکم قاضی اسکو نفقہ دیا تو اسکے مال سے واپس نہین لے سکتا ہی الا اسصورت مین کہ باپ نے نفقہ دینے پر گواہ کر لیے ہون کہ مین اسکو نفقہ دیتا ہون بشرطیکہ اسکے مال سے واپس لونگا اور فیمابینہ و بین اللہ تعالی باپ کو واپس کر لینے کی گنجائش ہی اگرچہ اسنے گواہ نہ کر لیے ہون بشرطیکہ دینے کے روز اسکی نیت یہ ہو کہ مین واپس لونگا مگر قضاءً بدون اسصورت کے کہ گواہ کر لیے ہون واپس نہین لے سکتا ہی یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور اگر صغیر کا مال عقار یا چادرین یا کپڑے ہون اور اسکے نفقہ مین اُنکے فروخت کی ضرورت پڑی تو باپ کو اختیار ہی کہ یہ سب جو ہو فروخت کرے اور اسکے نفقہ مین خرچ کرے یہ ذخیرہ مین ہی۔ ایک صغیر کا باپ تنگدست ہی اور دادا مالدار ہی اور صغیر کا مال ہی مگر غائب ہی تو دادا کو حکم دیا جائیگا کہ اسکو نفقہ دے اور مال اسکے باپ پر قرضہ ہوگا پھر باپ اس قرضہ کو مال صغیر سے واپس لیگا اور اگر صغیر کا کچھ مال نہو تو یہ اسکے باپ پر قرضہ ہوگا کذا فی فتاوی قاضیخان۔ کذا فی القدوری اور صحیح مذہب یہ ہی کہ فقیر باپ میت مین شمار ہی یعنی ایسی صورت مین نفقہ اسکے دادا پر واجب ہوگا اور دادا پر نفقہ واجب ہونے کے حق مین باپ فقیر میت مین شمار ہوگا یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر باپ لنجا ہو اور صغیر کا کچھ مال نہین ہی تو نفقہ کا حکم دادا پر دیا جائیگا اور دادا اسکو کسی سے واپس نہین لے سکتا ہی اور اسیطرح اگر صغیر کی مان خوشحال ہو یا نانی خوشحال ہو اور باپ تنگدست ہو تو اس عورت کو حکم دیا جائیگا کہ اس صغیر کو نفقہ دے اور یہ اسکے باپ پر قرضہ ہوگا بشرطیکہ باپ لنجا نہو اور اگر لنجا ہوگا تو اسپر کچھ واجب نہوگا۔ اور کافر باپ پر اپنے ولد صغیر مسلمان کے نفقہ دینے کے واسطے جبر کیا جائیگا اور اسیطرح مسلمان پر اپنے فرزند کافر بچے کے نفقہ دینے کے واسطے جبر کیا جائیگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہی۔ اور صغیر کی مان بہ نسبت اور اقارب کے تحمل نفقہ کے واسطے مقدم ہی چنانچہ اگر باپ تنگدست ہوا اور مان مالدار ہوا اور صغیر کا دادا بھی مالدار ہی تو مان کو حکم دیا جائیگا کہ اپنے مال سے اسکے نفقہ مین خرچ کرے پھر اسکے باپ سے واپس لیگی اور دادا کو یہ حکم نہ دیا جائیگا یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر مان نے اولاد کو بقدر نصف کفایت کے دیا تو باپ سے اسی قدر واپس لیگی یہ خلاصہ مین ہی۔ اور اگر اولاد کے باپ تنگدست ہو اور بھائی مالدار ہو تو بھائی کو حکم دیا جائیگا کہ اپنے بھائی کی اولاد کو نفقہ دے پھر اولاد کے باپ سے واپس لیگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اولاد نرینہ جب اس حدتک پہونچ جاوے کہ کمائی کر سکے حالانکہ فی ذاتہ وہ لائق نہو تو باپ کو اختیار ہوگا کہ انکو کسی کام مین دیدے تاکہ وہ کماوین یا انکو اجارہ پر دیدے پھر انکی اجرت و کمائی سے انکو نفقہ دے۔ اور اولاد اناث یعنی مونث کے حق مین باپ کو اختیار نہین ہی کہ انکو کسی کار یا خدمت کے واسطے مزدوری پر دیدے یہ خلاصہ مین ہی۔ پھر نرینہ اولاد کو اگر کسی کار مین سپرد کر دیا اور انھون نے مال کمایا تو باپ انکی کمائی لے کر انکی ذات پر اسمین سے خرچ کریگا اور جو انکے خرچہ سے باقی رہیگا وہ انکے لیے حفاظت سے رکھ چھوڑیگا یہانتک کہ وہ بالغ ہون جیسے اور املاک

کی بابت حکم ہی اور اگر باپ مبذر و مسرف یعنے بیجا خرچ کنندہ ہو کہ وہ امانت داری کے لائق نہ سمجھا جاوے تو قاضی یہ مال اسکے ہاتھ سے لیکر اپنے امین کے پاس رکھیگا کہ جب وہ بالغ ہوجاوین توانکو سپرد کردیگا یہ محیط مین ہی۔ اور امام حلوائی نے فرمایا کہ اگر پسر بزرگون کی اولاد سے ہو اور اسکو لوگ مزدوری پر نہ لیتے ہون تو وہ عاجز ہی اور ایسے ہی طالب علم لوگ اگر کمائی سے عاجز ہون کہ اُسکی طرف راہ نہ پاتے ہون تو انکے باپون کے ذمہ سے انکا نفقہ ساقط نہوگا بشرطیکہ وہ علوم شرعیہ حاصل کرتے ہون نہ یہ کہ خلافیات رکیکہ و ہذیانات فلاسفہ کی تحصیل مین مشغول ہون حالانکہ ایسے ہین کہ کمائی کرسکتے ہین بس باپ کے ذمہ سے انکا نفقہ ساقط ہی اور اگر ایسا نہو تو باپ کے ذمہ نفقہ واجب نہوگا یہ وجیز کردری مین ہی۔ اور اناث یعنی لڑکیون کا نفقہ انکے باپون پر مطلقاً واجب ہی جبتک انکا نکاح نہو جاوے بشرطیکہ انکا خود کچھ مال نہو یہ خلاصہ مین ہی۔ اور نرینہ اولاد بالغ کا نفقہ باپ پر واجب نہین ہی الا اسصورت مین کہ پسر بسبب لنجے ہونے یا کسی مرض کے کمائی سے عاجز ہو اور جو کام کرسکتا ہی مگر اچھا نہین کرتا خراب کرتا ہی وہ بمنزلہ عاجز کے ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور پسر کی جورو کا نفقہ بھی باپ پر لازم ہی بشرط آنکہ پسر فقیر ہو یا لنجا ہو اسوجہ سے کہ یہ بھی کفایت صغیر مین داخل ہی اور مبسوط مین مذکور ہی کہ پسر کی زوجہ کو نفقہ دینے کے واسطے باپ پر جبر نہین کیا جاسکتا ہی یہ اختیار شرح مختار مین ہی۔ مرد بالغ اگر لنجا ہو یا اسکو گٹھیا ہو یا دونون ہاتھ شل ہون کہ اُنسے کام نہین کرسکتا ہی یا معتوہ ہو یا مفلوج ہو پس اگر اسکا کچھ مال ہو تو نفقہ اسکے مال سے واجب ہوگا اور اگر نہو اور اسکا باپ مالدار اور ماں مالدار ہو تو اُسکا نفقہ باپ پر واجب ہوگا اور جب اُسنے قاضی سے درخواست کی کہ میرے واسطے میرے باپ پر نفقہ فرض کردے تو قاضی اُسکی درخواست کو قبول کرکے فرض کردیگا اور جو کچھ وہ باپ پر فرض کریگا باپ اسی پسر بالغ کو دیدیگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر شوہر سے اُسکی عورت نے اولاد صغیر کے نفقہ سے صلح کرلی تو صحیح ہی خواہ اولاد کا باپ تنگدست ہو یا خوشحال ہو پھر اسکے بعد دیکھا جائیگا کہ جسپر صلح واقع ہوئی اگر وہ اُنکے نفقہ سے زائد ہو تو اسمین دو صورتین ہین اگر اسقدر زائد ہو کہ لوگ اپنے انداز کرنے مین ایسا خسارہ اُٹھا جاتے ہین باین طور کہ وہ اندازہ کرنیوالون کی انداز کے اندر داخل ہو کہ جو بقدر کفایت نفقہ کا اندازہ کرین تو ایسی زیادتی عفو ہی اور اگر زیادتی ایسی زائد ہو کہ اندازہ کرنے والون کے اندازہ مین داخل نہو بلکہ زائد ہو تو ایسی زیادتی شوہر کے ذمہ سے طرح دیدیجائیگی اور اگر صلح کم مقدار پر ہوا اور کمی ایسی ہو کہ انکے نفقات مین کافی نہو سکے تو مقدار مین بقدر تکمیل کفایت کے بڑھادیا جائیگا یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر کوئی مرد غائب ہوا اور اسکا مال موجود حاضر ہو تو قاضی اُسمین سے کسی کو خرچ کرلینے کا حکم نہ دیگا الا چند لوگون کو اور وہ یہ ہین ماں و باپ اور اولاد صغیر فقیر خواہ مذکر ہون یا مونث ہون اور اولاد کبیر مین سے ایسے مذکرون کو جو فقیر ہین اور کسب سے عاجز ہین اور اولاد کبیر مونثون کو اور زوجہ کو۔ پھر اگر مال ان لوگون کے پاس حاضر ہو اور نسب معروف ہو یا قاضی کو معلوم ہو تو قاضی انکو اس مال سے خرچ کرلینے کا حکم دیدیگا اور اگر قاضی کو نسب معلوم نہوا اور بعض نے انمین سے چاہا کہ قاضی کے حضور مین بذریعہ گواہون کے ثابت کرے تو اسکی طرف سے گواہ مقبول نہونگے۔ اور نیز اگر مال ان لوگون کے پاس حاضر نہو بلکہ کسی کے پاس ودیعت ہوا اور وہ اقرار کرتا ہی تو بھی ان لوگون کو قاضی

حکم دیگا کہ اسمین سے خرچ کرین - اسی طرح اگر اسکا مال کسی پر قرضہ ہو اور وہ اقرار کرتا ہو تو بھی یہی حکم ہی - اور اگر ودیعت والا یا قرضدار منکر ہو اور ان لوگون نے چاہا کہ ہم بذریعہ گواہون کے ثابت کرین تو قاضی گواہون کی سماعت نہ کریگا - اور یہ سب اسوقت ہی کہ مال مذکور از جنس نفقہ ہو یعنی درم و دینار و اناج وغیرہ یہ بدائع مین ہی - اور اگر غائب کا مال اسکے والدین یا فرزند یا زوجہ کے پاس ہو اور وہ از جنس نفقہ ہو جسکے یہ لوگ مستحق ہین پس انھون نے اسمین سے خرچ کر لیا تو جائز ہی اور ضامن نہونگے - اور اگر انکے سوائے دوسرے کے پاس ہو اور اسنے قاضی کے حکم سے ان لوگون کو دیا کہ انھون نے اپنے نفقہ مین خرچ کیا تو دینے والا ضامن نہوگا اور اگر اسنے بغیر حکم قاضی دیدیا تو ضامن ہوگا - اور یہ اسوقت ہی کہ جو غائب چھوڑ گیا ہی وہ انکے حق کی جنس سے ہو اور اگر انکے حق کی جنس سے نہو اور انھون نے چاہا کہ اپنے نفقات کے واسطے اسمین سے کوئی چیز فروخت کرین تو بالاجماع سوائے فرزند محتاج کے اور کوئی اہل غائب کے عقار یا عروض کو نفقہ کے لیے فروخت نہین کر سکتا ہی مگر محتاج باپ کو استحساناً اختیار ہی کہ اسکا مال منقولہ کو اپنے نفقہ کے واسطے فروخت کرے لیکن عقار کو فروخت نہین کر سکتا ہی الا اسصورت مین کہ ولد غائب صغیر ہو یہ قول امام ابوحنیفہ کا کتاب المفقود مین مذکور ہی - اور اسپر اجماع ہی کہ باپ پر نفقہ واجب ہی جب وہ حاضر ہو تو کسی کو اسکے عقار یا عروض کے بیچنے کا اختیار نہین ہی یہ محیط مین ہی - اور اگر باپ مرگیا اور بہت قسم کا مال چھوڑا اور اولاد صغیر چھوڑی تو اولاد کا نفقہ انکے حصون مین سے ہوگا اور اسیطرح ہر مستحق نفقہ جو وارث ہو اسکا نفقہ اسکے حصہ میراث مین سے ہوگا اور اسی طرح میت کی جورو کا نفقہ بھی اسکے حصہ میراث سے ہوگا خواہ وہ حاملہ ہو یا نہو اور بعد اسکے دیکھا جائیگا کہ اگر میت نے کسی شخص کو وصی مقرر کیا ہی تو وصی ان اولاد صغار کو انکے حصون سے نفقہ دیگا اور اگر کسی کو وصی نہین کیا ہی تو قاضی بلحاظ وسعت و تنگی مال کے ان اولاد صغار مین سے ہر ایک کے واسطے اسکی حاجت کے قدر نفقہ مقرر کر دیگا اور صغیر کے واسطے خادم خرید دیگا اگر اسکی ضرورت ہو اسواسطے کہ یہ بھی منجملہ اسکے مصالح کے ہی اور ایسے ہی ہر چیز کا حکم جو اسکے مصالح سے ہو یہی ہی کہ قاضی ابن صغیر کے واسطے اسکے حصہ سے خرید دیگا - اور اگر میت نے کسی کو وصی نہین کیا اور اسکی اولاد صغار و کبار دونون میں وارثین سے ہر ایک کا نفقہ اسکے حصہ میراث سے ہوگا جیسا کہ ہمنے بیان کیا ہی اور قاضی اسکے مال مین ایک وصی مقرر کر دیگا اور اگر شہر مین کوئی قاضی نہو اور کبیر اولاد نے صغیر اولاد کو انکے حصون مین سے نفقہ دیا تو اس نفقہ کے دو لوگ ضامن ہونگے اور یہ حکم قضاءً ہی ورنہ فیما بینہم و بین اللہ تعالیٰ ضامن نہونگے یہ ذخیرہ مین ہی - اور ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ دو شخص سفر مین تھے پس ایک پر بیہوشی طاری ہوئی اور دوسرے نے اس بیہوش کے مال سے اسی کی حاجت مین صرف کیا تو استحساناً ضامن نہوگا اور اسی طرح اگر ایک مرگیا اور دوسرے نے اسی کے مال سے اسکی تجہیز و تکفین کر دی تو بھی استحساناً ضامن نہوگا اسی طرح ماذون غلامون کا حکم ہی کہ اگر اور شہرون مین ہون اور انکا مولی مرگیا پس انھون نے راہ مین خرچ کیا تو ضامن نہونگے مگر قضاءً ضامن ہونگے یہ خلاصہ مین ہی - اور اگر اولاد کبیر نے اولاد صغیر کو نفقہ دیا پھر اسکا اقرار نہ کیا اور جسقدر ان صغیر کا حصہ باقی ہی اسی کا اقرار کیا تو امید ہی کہ ان اولاد کبار پر کچھ لازم نہ آوے - اور اسی طرح اگر کوئی مرگیا اور کسی کو وصی نہین کیا اور اسکی اولاد صغار موجود ہی اور اسکا کچھ مال دوسرے کے پاس ودیعت ہی تو قضاءً اسکو یہ اختیار

نہین ہی

نہین ہی کہ مودع کی اولاد مذکور کو اسمین سے نفقہ دے اور مال میت سے منسوب کرے اور اگر اُسنے مال میت سب انکو نفقہ مین دیا پھر قسم کھائی کہ مجھپر میت کا کچھ مال نہین ہی تو مجھے امید ہی کہ آخرت مین اس سے مواخذہ نہوگا یہ جیز کردری مین ہی۔ فصل پنجم نفقہ ذوی الارحام کے بیان مین ہی۔ فرمایا کہ مالدار بیٹا اپنے محتاج والدین کو نفقہ دینے کے واسطے مجبور کیا جائیگا خواہ دونون مسلمان ہون یا ذمی ہون خواہ دونون کمائی کرنے پر قادر ہون یا قادر نہون بخلاف اسکے اگر اُسکے والدین حربی ہون کہ امان لے کر دار الاسلام مین آئے ہون تو یہ حکم نہین ہی اور مالدار بیٹے کے ساتھ والدین کو نفقہ دینے مین کوئی شریک نہ کیا جائیگا یہ عتابیہ مین ہی۔ اور امام ابو یوسف رح سے جو روایت ہی اسمین مذکور ہی کہ مالدار ہونا یہ ہی کہ مالک نصاب ہو اور اسی پر فتوی ہی اور نصاب سے وہ نصاب مراد ہی جسکے ہوتے پر صدقہ سے محروم ہوتا ہی یہ ہدایہ مین ہی۔ اور اگر ذکور و اناث مختلط ہون یعنی اولاد مین ذکور مالدار و اناث مالدار ہون تو والدین کا نفقہ دونون فریق پر برابر ہوگا یہ ظاہر الروایۃ یہ مین ہی اور اسی کو فقیہ ابو اللیث نے لیا ہی اور اسی پر فتوے دیا جاوے یہ وجیز کردری مین ہی۔ اور اگر فقیر کے دو پسر ہون ایک بہ نسبت دوسرے کے زیادہ مالدار ہو اور دوسرا فقط نصاب کا مالک ہو تو اسکا نفقہ ان دونون پر یکسان واجب ہوگا اور اگر دونون مین سے ایک مسلمان ہو اور دوسرا ذمی ہو تو بھی نفقہ دونون پر مساوی ہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہی شمس الائمہ نے کہا کہ ہمارے مشائخ کا قول ہی کہ دونون پر نفقہ جبھی برابر ہوگا کہ جب دونون کی مالداری مین خفیف تفاوت ہو اور اگر دونون مین بہت تفاوت کھلا ہوا ہو تو واجب ہی کہ دونون پر جسقدر نفقہ مفروض کیا جاوے اسمین بھی تفاوت ہو یہ ذخیرہ مین ہی۔ پھر جب قاضی نے دونون پر نفقہ مقدر کر دیا پھر دونون مین سے ایک نے باپ کو نفقہ دینے سے انکار کیا تو قاضی دوسرے کو حکم دیگا کہ پورا نفقہ اپنے باپ کو دے اور پھر بقدر حصہ دوسرے کے جسنے نہین دیا ہی اس سے واپس لے۔ اور اگر کسی مرد کی جو تنگدست و محتاج ہی زوجہ ہو اور یہ اسکے پسر بالغ مالدار کی مان نہین ہی تو پسر مذکور اپنے باپ کی جورو کو نفقہ دینے پر مجبور نہ کیا جائیگا اسی طرح اگر باپ کی ام ولد ہو یا باندی ہو تو بھی انکو نفقہ دینے پر وہ مجبور نہ کیا جائیگا الا اسصورت مین کہ باپ مریض یا ایسا ضعیف ہو کہ اپنی ذاتی خدمت مین کسی خادمہ کا محتاج ہو جو اسکے کار ضروری کو سرانجام دے اور اسکی خدمت کرے تو ایسی صورت مین پسر مذکور اسکی خادمہ کے نفقہ دینے پر مجبور کیا جائیگا خواہ یہ خادمہ اسکی منکوحہ ہو یا باندی ہو یہ محیط مین ہی۔ اگر باپ محتاج فقیر ہو اور اسکی اولاد صغیر محتاج ہون اور پسر کبیر مالدار ہو تو یہ بیٹا اپنے باپ اور اسکی اولاد صغار کے نفقہ دینے پر مجبور کیا جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور مان اگر فقیرہ ہو تو پسر پر اسکا نفقہ لازم ہی اگرچہ خود تنگدست ہو اور مان لنجی نہو۔ اور اگر پسر کو صرف اسقدر استطاعت ہو کہ والدین مین سے ایک کو نفقہ دے سکتا ہی دونون کو نہین دے سکتا ہی تو مان اس نفقہ کی زیادہ مستحق ہی یعنے اُسی کو دیا جائیگا۔ اور اگر کسی مرد کا باپ و صغیر بیٹا ہو اور وہ فقط ایک کے نفقہ دینے کی استطاعت رکھتا ہی تو بیٹے ہی کو دیگا۔ اور اگر اسکے والدین ہون اور وہ انمین سے کسی کے نفقہ دینے کی استطاعت نہین رکھتا ہی تو جو کچھ وہ کھاوے اسکے ساتھ یہی کھاوینگے۔ اور اگر بیٹا مالدار ہی اور باپ کو زوجہ کی ضرورت ہی تو اسپر واجب ہی کہ اُسکا نکاح کر دے یا اسکے واسطے باندی خرید دے۔ اور اگر باپ کی دو زوجہ یا زیادہ ہون تو پسر مالدار پر فقط ایک زوجہ کا نفقہ واجب ہوگا کہ جسکو

وہ باپ کو دیدیگا پھر باپ اسقدر نفقہ کو ان سب پر تقسیم کر دیگا یہ جوہرہ نیرہ مین ہی۔ امام ابو یوسف رحنے فرمایا
کہ اگر پسر فقیر کماتا ہوا ہو اور باپ لنجا ہو تو وہ بیٹے کے رکزینہ مین بطور معروف شریک ہو جائیگا اسواسطے کہ اگر
وہ مشارک نہوا تو باپ کے حق مین تلف کا خوف ہی اور امام خصاف نے ادب القاضی مین ذکر فرمایا ہی کہ اگر
باپ فقیر ہو اور کماؤ نہو اور بیٹا فقیر کماؤ ہو پس باپنے قاضی سے کہا کہ میرا بیٹا اسقدر کماتا ہی کہ مجھے اسمین سے
نفقہ دے سکتا ہی تو قاضی اُسکے بیٹے کی کمائی کو دیکھیگا پس اگر اسکی کمائی مین اُسکے روزینہ سے زیادتی ہو
تو بیٹا اسمین سے باپ کو نفقہ دینے پر مجبور کیا جائیگا اور اگر اسکے روزینہ سے زیادتی نہو تو پسر پر کچھ واجب نہین
ہی۔ اور یہ حکم قضاءً ہی اور براہ دیانت پسر کو حکم دیا جائیگا کہ کھلاوے۔ اور یہ حکم اُسوقت ہی کہ بیٹا تنہا ہو اور اگر
جورو اور چھوٹے بچے ہون تو پسر پر جبر کیا جائیگا کہ باپ کو بھی انمین داخل کرے اور مثل اپنے ایک عیال کے
قرار دے مگر اس امر پر مجبور نہ کیا جائیگا کہ باپ کو علیحدہ کچھ دیا کرے اور اگر باپ کماؤ ہو تو آیا پسر کو کمانے و
نفقہ دینے کا حکم کیا جائیگا یا نہین تو اسمین اختلاف کیا گیا ہی اور بعض نے فرمایا ہی کہ جبر کیا جائیگا یہ محیط سرخسی
مین ہی۔ اور دادا کے حق مین استحقاق نفقہ کے واسطے بنابر ظاہر الروایہ کے فقط فقر کا اعتبار ہی اور کچھ نہین
جیسا کہ باپ کے حق مین ہی اور نانا مثل دادا کے ہی اور ایسے ہی دادیان و نانیان مستحق نفقہ ہین اور دادی
و نانی کے حق مین بھی استحقاق نفقہ کے لیے وہی معتبر ہی جو دادا و نانا کے حق مین ہی یہ محیط مین ہی اور نفقہ
ہر ذی رحم محرم کے واسطے ثابت و واجب ہی بدین شرط کہ وہ صغیر فقیر ہو یا عورت بالغہ فقیرہ ہو یا مرد فقیر لنجا ہو
یا اندھا ہو پس یہ نفقہ بحساب قدر میراث کے واجب ہوگا اور اسپر اس نفقہ دینے کے واسطے جبر کیا جائیگا یہ ہدایہ
مین ہی اور میراث کا درحقیقت ہونا معتبر نہین ہی بلکہ اہلیت ارث معتبر ہی یہ نقایہ مین ہی۔ اور اگر ذوی الارحام
غنی ہون تو انمین سے کسی کو نفقہ دینے کا حکم نہ کیا جائیگا اور مردان ذوی الارحام جو بالغ ہون اور تندرست ہون
انکے نفقہ کے واسطے کسی پر حکم نہ دیا جائیگا اگرچہ سردست فقیر ہون اور عورتین ذوی الارحام حالانکہ بالغہ ہون
انکے واسطے نفقہ واجب ہی اگرچہ تندرست ہون درصورتیکہ وہ نفقہ کی محتاج ہون یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور شوہر
کے ساتھ اپنی زوجہ کو نفقہ دینے مین کوئی شریک نہ کیا جائیگا اور اگر عورت کا شوہر تنگدست ہو اور بیٹا جو دوسرے
شوہر سے ہی مالدار ہو یا باپ یا بھائی مالدار ہون تو اس عورت کا نفقہ اسکے شوہر پر ہوگا باپ و بیٹے و بھائی
پر نہوگا و لیکن اسکے باپ یا بیٹے یا بھائی کو حکم دیا جائیگا کہ اس عورت کو نفقہ دے پھر جب اُسکا شوہر آسودہ حال
ہوجاوے تو اس سے واپس لے یہ بدائع مین ہی۔ اور مرد فقیر کا والد و اسکا بیٹا دونون مالدار ہون تو اُسکا نفقہ اُ
والد پر واجب ہوگا اور اگر مرد فقیر کی دختر و پوتا دونون مالدار ہون تو اسکا نفقہ خاصۃً سگی دختر پر ہوگا اگرچہ میراث
ان دونون مین مساوی پہونچتی ہی اور اگر مرد فقیر کی دختر کی دختر یا دختر کا بیٹا اور سگا بھائی ایک مان و باپ سے
مالدار ہون تو اسکا نفقہ اسکی اولاد پر ہوگا خواہ لڑکی ہو یا لڑکا ہو اگرچہ مستحق میراث بھائی ہی نہ دختر کی اولاد۔ اور
اگر مرد فقیر کا والد و فرزند ہو اور دونون مالدار ہون تو اسکا نفقہ اسکے ولد پر واجب ہوگا اگرچہ دونون قربت
مین یکسان ہین لیکن پسر کی جانب ترجیح ہی بایں معنی کہ ثابت ہوا ہی کہ بیٹے کا مال باپ کا ہی اگرچہ اسکے معنی ظاہر
مراد نہون مگر ترجیح کے واسطے کافی ہی۔ اور اگر مرد فقیر کا دادا و پوتا موجود ہو اور دونون مالدار ہون تو اسکا

نفقہ ان دونون پر بقدر انکی میراث کے واجب ہوگا یعنی دادا پر چھٹا حصہ اور باقی پوتے پر ہوگا اور اگر مرد فقیر کی دختر وسگی بہن
دونون مالدار ہون تو اسکا نفقہ اُسکی دختر پر ہوگا اگرچہ میراث مین دونون مساوی ہین۔ اور اسیطرح اگر مرد فقیر کا بیٹا نصرانی
اور بھائی مسلمان ہو اور دونون مالدار ہون تو نفقہ پسر پر واجب ہوگا اگرچہ میراث بھائی پر پہونچتی ہی۔ اسیطرح اگر مرد فقیر کی
دختر و مولی العتاقہ دونون مالدار موجود ہون تو نفقہ اُسکی دختر پر واجب ہوگا اگرچہ میراث مین دونون مساوی ہین۔ اسی طرح
اگر فقیرہ عورت کی دختر وسگی بہن دونون مالدار ہون تو اسکا نفقہ اسکی دختر پر واجب ہی اگرچہ میراث مین دونون مساوی
ہین یہ محیط مین ہی۔ اور اگر مرد فقیر کی مان و دادا دونون مالدار ہون تو اسکا نفقہ ان دونون پر بقدر حصہ میراث کے واجب ہوگا
یعنے ایک تہائی مان پر اور دو تہائی دادا پر واجب ہوگا اور اسیطرح اگر مان وسگا بھائی دونون مالدار ہون تو بھی یہی حکم ہی
اور اسیطرح اگر مان وسگے بھائی کا بیٹا یا سگا چچا یا کوئی عصبہ دیگر مالدار ہون تو دونون پر بقدر انکے حصہ میراث کے تین تہائی
واجب ہوگا۔ اور اگر مرد فقیر کی نانی و دادا ہو تو نفقہ ان دونون پر چھ حصہ ہوکر ایک حصہ نانی پر اور پانچ حصے دادا پر واجب
ہوگا۔ اور اگر اسکا چچا سگا اور پھوپھی سگی مالدار ہون تو نفقہ چچا پر ہوگا نہ پھوپھی پر۔ اور اسیطرح اگر اسکا سگا چچا اور سگا ماموں ہو تو نفقہ
چچا پر ہوگا نہ ماموں پر۔ اور اگر مرد فقیر کی سگی پھوپھی اور اسکا ماموں موجود ہو تو نفقہ ان دونون پر تین تہائی واجب
ہوگا یعنی دو تہائی پھوپھی پر اور ایک تہائی ماموں پر۔ اور اسیطرح اگر اسکا ماموں و خالہ سگی موجود ہون تو بھی نفقہ
ان دونون پر تین تہائی واجب ہوگا۔ اور اگر اسکا ماموں سگا اور سگے چچا کا بیٹا ہو تو نفقہ ماموں پر واجب ہوگا
اگرچہ میراث اسکے چچا زاد بھائی کو ملیگی اور وجہ یہ ہی کہ نفقہ واجب ہونے کی شرط یہ ہی کہ اسپر واجب ہوتا ہی کہ
جو ذی رحم محرم اہل میراث سے ہو اور اگر ذی رحم غیر محرم مثل اولاد چچا کے موجود ہو یا محرم ہو مگر ذی رحم نہو جیسے
رضاعی بھائی بہن یا ذی رحم محرم ہو مگر محرم ہونا اسکا از راہ قرابت نہو جیسے چچا کی اولاد اسکی دودھ شریکی ہوکر
محرم ہوگئے تو ایسی صورت مین اسپر نفقہ واجب نہوگا یہ شرح طحاوی مین ہی۔ اور اگر شخص فقیر کے تین بھائی
متفرق ہون یعنے ایک بھائی عینی سگا مان باپ سے دوسرا علاتی فقط باپ کی جانب سے تیسرا اخیافی فقط مان کی جانب
سے تو اسکا نفقہ اسکے عینی بھائی اور اخیافی بھائی پر واجب ہوگا اسطرح کہ بحساب میراث کے ایک چھٹا حصہ
اخیافی بھائی پر اور باقی اُسکے عینی بھائی پر ہوگا اور اگر مرد فقیر کی پھوپھی و خالہ و چچا موجود ہون تو اسکا نفقہ اسکے
چچا پر ہوگا اور اگر چچا خود تنگدست ہو تو اسکا نفقہ اُسکی پھوپھی و خالہ پر مساوی واجب ہوگا۔ اور اصل اس
باب مین یہ ہی کہ جو شخص اہل میراث مین سے کل میراث بسبب عصبہ ہونے کے لینے والا تھا جب وہ تنگدست ہو تو ایسا
قرار دیا جائیگا کہ گویا وہ مر گیا ہی اور جب وہ مرا ہوا قرار دیا گیا تو باقیون کا جو استحقاق اسکے مرجانے کی صورت مین میراث
کا پیدا ہوا ہی اسی حساب سے انپر نفقہ واجب ہوگا۔ اور جو شخص تمام میراث نہین بلکہ بعض میراث کا لینے والا ہی وہ
تنگدستی کی صورت مین مثل مردہ کے قرار نہ دیا جائیگا پس باقیون پر اسی قدر حساب سے نفقہ واجب ہوگا جسطرح
وہ اس مفلس وارث کے ساتھ میراث کے مستحق ہین۔ اور اس اصل کا بیان مثال مین اسطرح ہی کہ ایک مرد
تنگدست کمائی سے عاجز ہی اور اُسکا ایک بیٹا بھی تنگدست کمائی سے عاجز ہی یا صغیر ہی اور اسکے تین بھائی متفرق
مالدار ہین تو اس فقیر کا نفقہ اسکے عینی و اخیافی بھائی پر چھ حصے ہوکر واجب ہوگا کہ چھٹا اسکے اخیافی بھائی پر اور
باقی اسکے سگے بھائی پر واجب ہوگا اور اسکے بیٹے کا نفقہ اسکے سگے بھائی پر خاصتہ واجب ہوگا۔ اور اگر اسکی

(حاشیہ) ؎ یعنی باپ الفرائض مین ... نصف دختر کا ... قال المترجم یعنی دو تہائی ماموں پر اور ... ۱۲

تین بہنین متفرقہ ہون تو اسکا نفقہ ان بہنون پر پانچ حصے ہوکر واجب ہوگا جمنین سے تین حصے سگی بہن پر اور ایک حصہ علاتی اور ایک حصہ اخیافی بہن پر واجب ہوگا جیسے کہ انکی میراثون کی مقدار ہی اور اُسکے پسر مذکور کا نفقہ اسکی سگی بہن پر خاصتہً واجب ہوگا - اور اگر مسئلہ مذکورہ مین بجاے پسر کے دختر فرض کیجاوے اور باقی صورت بحالہ رہے تو متفرق بھائیون کی صورت مین اس مرد فقیر کا نفقہ اُسکے سگے بھائی پر اور متفرق بہنون کی صورت مین سگی بہن پر واجب ہوگا اور اسی طرح دختر مفروضہ کا نفقہ اس دختر کے سگے چچا یا سگی پھوپھی پر واجب ہوگا یہ بدائع مین ہی - اور اگر باپ و بیٹے مین اختلاف ہوا باپ نے کہا کہ مین تنگدست ہون اور بیٹا کہتا ہی کہ یہ غنی ہی اسکا نفقہ مجھپر واجب نہین ہی تو منتقے مین مذکور ہی کہ قول بیٹے کا قبول ہوگا اور گواہ باپ کے مقبول ہونگے اور باپ کا یہ قول کہ مین تنگدست ہون قبول ہوگا اگرچہ ظاہر حال اسکے واسطے شاہد ہو - اور اگر پسر نے اقرار کیا کہ وہ غلام تھا پھر آزاد کیا گیا تو اسپر نفقہ واجب ہوگا - اور اگر بیٹے کے مال سے اپنی ذات پر خرچ کیا پھر بیٹے نے مخاصمہ کیا اور کہا کہ تونے درحالت اپنے مالدار ہونے کے میرا مال خرچ کیا ہی اور باپ کہتا ہی کہ مین نے اپنی تنگدستی کی حالت مین خرچ کر لیا ہی تو فرمایا کہ خصومت کے روز جو حالت باپ کی ہی اسکو دیکھا جاوے پس اگر وہ تنگدست ہو تو اُسکے نفقہ مثل تک کی بابت استحساناً اسی کا قول قبول ہوگا اور اگر خوشحال ہو تو بیٹے کا قول قبول ہوگا اور اگر دونون نے گواہ قائم کیے تو گواہ بیٹے کے قبول ہونگے کذا فی اطلاق المنتقے یہ خلاصہ مین ہی - اگر پسر نے اُسکے باپ کے واسطے روٹی کپڑا اوغیرہ کیا گیا پس اُسنے ایک مہینہ کا کھانا اور سال بھر کا کپڑا دیدیا پھر باپ نے کہا کہ وہ ضائع ہوگیا پس اگر معلوم ہو کہ وہ سچا ہی تو دوبارہ دینے پر جبر کیا جائیگا اور یہی حکم باقی محارم کے نفقہ مین ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی - اور اگر باپ محتاج ہو اور بیٹے نے اسکو نفقہ دینے سے انکار کیا اور وہان کوئی قاضی نہین ہی تو اسکو اپنے بیٹے کا مال چرا لینے کا اختیار ہی اور اگر وہان قاضی موجود ہو تو چرا لینے سے گنہگار ہوگا اور اگر بیٹے نے اسقدر دیا کہ اسکو کافی نہین ہی تو بقدر کفایت چرا سکتا ہی اور اگر کفایت سے زائد چرایا تو گنہگار ہوگا اور اسیطرح اگر محتاج ہو اور بیٹے پر اسکا نفقہ ہو تو بھی اسکا مال چرا سکتا ہی یہ بحر الرائق مین ہی - اور اگر باپ کیواسطے مکان و جانور سواری ہو یعنی ملک مین ہو تو ہمارے مذہب مین بیٹے پر نفقہ فرض کیا جائیگا لیکن اگر گھر اسکی سکونت سے زائد ہو مثلاً وہ اس گھر کے ایک گوشہ مین رہ سکتا ہو تو باپ کو حکم کیا جائیگا کہ زائد فروخت کرکے اپنی ذات پر خرچ کرے پھر جب وہ خرچ ہو چکا اور ہنوز مفلس ہی کوئی آمدنی کی صورت نہین تو اب اسکے بیٹے پر اسکا نفقہ فرض کیا جائیگا اسیطرح اگر باپ کے پاس سواری نفیس ہو تو حکم دیا جائیگا کہ اسکو فروخت کرکے کم قیمت سواری خریدلے اور باقی کو اپنی ذات پر خرچ کرے پھر جب ادنی قیمت پر نوبت پہونچ گئی تو اسوقت اسکے بیٹے پر نفقہ فرض کیا جائیگا اور اسمین والدین اور اولاد اور سب محارم یکسان ہین اور یہی صحیح مذہب ہی یہ ذخیرہ مین ہی - اور باوجود اختلاف دین کے نفقہ واجب نہین ہوتا ہی سوا اسکے زوجہ و والدین و اجداد و جدات کے اور ولد و ولد کی ولد کے - اور نصرانی پر اپنے بھائی مسلمان کا نفقہ واجب نہوگا اور اسیطرح مسلمان پر نصرانی بھائی کا نفقہ واجب نہوگا یہ ہدایہ مین ہی - اور مسلمان یا ذمی اپنے والدین حربی کے نفقہ کے واسطے مجبور نہ کیا جائیگا اگرچہ اسکے والدین دارالاسلام مین امان لے کر آئے ہون - اسی طرح اگر حربی دارالاسلام مین امان لے کر آیا تو وہ اپنے والدین مسلمان یا ذمی کے نفقہ کے واسطے مجبور نہ کیا جائیگا یہ محیط مین ہی - اور ذمی لوگ اپنے درمیان نفقہ کی بابت وہی التزام رکھینگے جو اہل اسلام مین ہی اگرچہ

باہم انمین ملتین مختلف ہون یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر ذمی مرد مسلمان ہو گیا اور اسکی جورو اہل کتاب سے نہین ہی اور اسنے
اسلام سے انکار کیا اور دونون مین تفریق کر دیگئی تو اسکو نفقہ عدت نہ ملیگا اور اگر عورت ہی مسلمان ہوئی اور اسکے شوہر
نے اسلام سے انکار کیا اور دونون مین تفریق کر دیگئی تو شوہر پر نفقہ و سکنی عدت تک لازم ہوگا یہ مبسوط مین ہی۔ اور
اگر حربی و اسکی جورو امان لیکر دار الاسلام مین داخل ہوئی اور عورت نے قاضی سے نفقہ طلب کیا تو قاضی
اسکے واسطے شوہر پر نفقہ مقدر نہ کریگا۔ اور سیر کبیر مین فرمایا کہ اگر قاضی نے زوجہ و والدین و ولد کا نفقہ ایسے
مسلمان کے مال مین فرض کر دیا جو دار الحرب مین اسیر ہی پھر گواہ قائم ہوئے کہ یہ اسیر مرتد ہو گیا اور قاضی کے نفقہ مذکورہ
فرض کرنے سے پہلے سے مرتد ہوا ہی۔ تو جورو نے جو کچھ نفقہ لیا ہی وہ اسکی ضامن ہوگی اور اگر اسنے کہا کہ میرے نفقہ عدت
مین محسوب کر لیا جاوے تو حکم ہوگا کہ تیرے واسطے نفقہ لازم نہین آیا یہ محیط مین ہی۔ ذمی نے اگر محارم مین سے کسی
عورت سے نکاح کر لیا اور یہ نکاح اسکے دین مین جائز ہی پس عورت نے اس مرد سے اپنے نفقہ کا مطالبہ پیش کیا
تو بقیاس قول امام اعظم رح کے قاضی اسکے واسطے نفقہ فرض کریگا اور اگر نکاح بغیر گواہون کے واقع ہوا تو بالاجماع
عورت نفقہ کی مستحق ہوگی یہ ذخیرہ مین ہی۔

فصل ششم ممالیک کے نفقہ کے بیان مین

مولے پر واجب ہی کہ اپنے غلام
و باندی کو نفقہ دے خواہ باندی و غلام قن ہون یا مدبر یا ام ولد خواہ صغیر ہو یا کبیر خواہ ہاتھ پاؤن سے بیکار یا تندرست
ہو خواہ اندھا ہو یا آنکھون والا خواہ کسی کے پاس رہن ہو یا اجارہ پر ہو یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور اگر مولی نے
نفقہ دینے سے انکار کیا تو جو مملوک اجارہ پر دیے جانے کے لائق ہی وہ اجارہ پر دیا جائیگا اور مال اجارہ سے اسکو
نفقہ دیا جائیگا اور جو بسبب صغر سنی وغیرہ کے اجارہ دیے جانے کے لائق نہو تو غلام و باندی کی صورت مین مولے کو
حکم دیا جائیگا کہ انکو نفقہ دے یا فروخت کرے اور مدبر و ام ولد کی صورت مین مولے پر جبر کیا جائیگا کہ انکو نفقہ دے
اور کبس یہ محیط مین ہی۔ اور اگر باندی ایسی ہو کہ وہ کسی سبب سے اجارہ پر نہین دیجا سکتی ہی مثلاً خوبصورت ہی کہ
اسکی وجہ سے فتنہ پیدا ہونے کا خوف ہی تو مولے پر جبر کیا جائیگا کہ اسکو نفقہ دے یا فروخت کرے یہ فتح القدیر مین ہی۔
اور اگر انکی کمائی انکے خرچ کو کافی نہو تو باقی مولے پر واجب ہوگا اور اگر انکے خرچ سے بچتی ہو تو بچی ہوئی کمائی مولے
کی ہوگی یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور رقیق کا نفقہ اسطرح مفروض و مقدر کیا جائیگا کہ اس شہر کا جو غالب کھانا ہو اس سے
بقدر کفایت جسقدر روٹی و اسکے ساتھ کی چیز انداز کیجاوے وہ واجب کیجائیگی اور یہی لحاظ کپڑے
مین ہی اور کپڑے مین یہ جائز نہین کہ فقط اسی قدر دے کہ اس سے ستر عورت ہو اور اگر مولی نے اپنے خرچ مین
فراخی کے ساتھ اٹھایا کہ طرح طرح کے کھانے اور عمدہ عمدہ استعمال مین لایا تو اسپر واجب نہین ہی کہ رقیق کو بھی ایساہی
دے ہان مگر مستحب ہی اور اگر مولی بسبب بخل یا ریاضت کے معتاد سے بھی کم کھاتا پہنتا ہی تو اصح قول کے موافق اسپر
رقیق کی رعایت بحسب الغالب لازم ہی۔ اور اگر مولے کے چند غلام ہون تو اسپر واجب ہی کہ انمین کھانے و کپڑے
مین مساوات رکھے اور بعض نے کہا کہ اسکو بیش قیمت نفیس غلام کو تفضیل دینے کا اختیار ہی کہ خسیس و کم قیمت سے
اسکو زیادہ دے مگر قول اول اصح ہی اور یہی حکم باندیون مین ہی۔ اور اگر غلام کو اپنے کھانے پکانے کے واسطے
مامور کیا اور وہ پکا لایا تو چاہیے کہ اپنے ساتھ کھانے کے واسطے اسکو بٹھلاوے اور اگر غلام نے بنظر ادب ساتھ
کھانے سے انکار کیا تو مولے کو چاہیے کہ اس کھانے مین سے اسکو بھی دیدے مگر ساتھ بٹھلانا افضل ہی و اقرب بتواضع

ومکارم اخلاق ہی یہ سراج وہاج مین ہی - اور جو باندی اسنے استمتاع کے واسطے پسند کرلی ہو اُسکے کپڑے مین بسبب
رواج کے زیادتی کرسکتا ہی یہ غایہ سروجی مین ہی - اور رقیقہ کے واسطے مولے پر اسکی طہارت کا پانی خرید دینا واجب
ہی یہ جوہرہ نیرہ مین ہی - اور مولے پر اپنے مکاتب کا نفقہ واجب نہین ہی اور معتق البعض کا جسکا کچھ حصہ آزاد ہوگیا ہو
یہی حکم ہی یہ بدائع مین ہی - ایک مرد کا ایک غلام ہی کہ اُسکو نفقہ نہین دیتا ہی پس اگر یہ غلام کمائی کرنے پر قادر ہو تو
اسکو روا نہین ہی کہ بدون رضامندی مولی کے مولے کا مال کھاوے اور اگر عاجز ہو تو اسکو کھانا روا ہی - اور اگر
غلام کمائی کرسکتا ہو مگر مولے نے اسکو منع کردیا تو غلام اس سے کہے کہ یا مجھے اجازت دے کہ کمائی کرون یا مجھے
نفقہ دے پھر اگر اُسنے اجازت نہ دی تو اپنے مولی کے مال سے جسطرح پاوے کھاوے یہ تاتارخانیہ مین ہی - اور
فروخت شدہ غلام کا نفقہ جبتک مشتری نے قبضہ نہین کیا ہی بائع پر واجب ہی جبتک بائع کے قبضہ مین ہی اور یہی صحیح
ہی اور اگر بیع بخیار ہو تو انجام کار مین جسکی ملک ہو جاوے اسپر واجب ہوگا اور بعض نے کہا کہ بائع پر واجب ہی
اور بعض نے کہا کہ قرضہ سے اسکا نفقہ دیا جاوے پھر جسکی ملک ہو جاوے وہی ادا کرے یہ شرح نقایہ برجندی
مین ہی - غلام ودیعت کا نفقہ اسپر ہی جسنے ودیعت رکھا ہی اور عاریت غلام کا نفقہ عاریت لینے والے پر ہی یہ بدائع
مین ہی - اور اگر کسی نے غلام غصب کرلیا تو جبتک اسکے مولی کو واپس نہ دے تب تک اُسکا نفقہ اسی غاصب پر
ہی پس اگر غلام نے قاضی سے درخواست کی کہ اسکو نفقہ دینے کا حکم دے یا بیع کردینے کا تو قاضی اس درخواست کو
منظور نہ کریگا لیکن اگر غاصب کی طرف سے غلام کے حق مین خوف ہو تو قاضی اس غلام کو لیکر فروخت کرکے اُسکا ثمن
اپنے پاس رکھ چھوڑیگا - اور اگر زید نے ایک غلام عمرو کے پاس ودیعت رکھا پھر خود غائب ہوگیا کہ سفر کو چلا گیا پھر غلام
قاضی کے پاس آیا اور درخواست کی کہ عمرو کو نفقہ دینے کا حکم دے یا بیع کردینے کا تو قاضی کو اختیار ہی کہ عمرو کو
حکم کرے کہ اسکو اجارہ پر دے اور اسکی مزدوری سے اُسکو نفقہ دے اور اگر قاضی نے اسکا بیچنا مصلحت دیکھا
تو فروخت کردے - اور غلام مرہون کا اگر رہن ہونا ثابت ہوگیا تو اسکے ساتھ وہی برتاؤ کیا جائیگا جو غلام ودیعت
کے ساتھ مذکور ہوا ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - غلام صغیر ایک مرد کے قبضہ مین ہی اُسنے دوسرے سے کہا کہ یہ
تیرا غلام میرے پاس ودیعت ہی اُسنے انکار کیا تو اُس سے قسم لیجائیگی کہ واللہ مین نے اسکو ودیعت نہین رکھا ہی
پس قاضی پر اُسکے نفقہ کا حکم دیا جائیگا اور اگر غلام کبیر ہو تو قابض سے قسم لیجائیگی اور نفقہ اسپر واجب ہوگا جسکے واسطے
اُسکی منفعت ہی خواہ مالک ہو یا غیر مالک ہو یہ غایہ سروجی مین ہی - اور اگر زید نے وصیت کی کہ میرا غلام عمرو کو دیا جاوے
مگر ایک سال تک وہ بکر کی خدمت کرے اور وصیت تمام ہوگئی تو ایسے غلام کا نفقہ اسی پر واجب ہوگا جسکے واسطے اُسکی
منفعت خدمت ہی اور اگر وہ صغیر ہو کہ ہنوز لائق خدمت نہین ہوا ہی تو اُسکا نفقہ اسپر واجب ہی جو اسکے رقبہ کا مالک ہی
یہان تک کہ وہ خدمت کے لائق ہو جاوے پھر اسکے بعد اسکے مخدوم پر نفقہ واجب ہوگا اسواسطے کہ وہ بغیر عوض کے
اسکی منفعت کا مالک ہوا ہی - اور اگر وہ بکر کے پاس مریض ہوگیا تو دیکھا جائیگا کہ اگر مرض مثل لنجے پن وغیرہ کے ایسا ہی
کہ وہ خدمت نہین کرسکتا ہی تو اُسکا نفقہ مالک رقبہ پر واجب ہوگا اور اگر ایسا مرض ہی کہ وہ خدمت کرسکتا ہی تو
مستحق خدمت پر واجب رہیگا - اور اگر مرض نے طول پکڑا اور قاضی نے مصلحت دیکھی کہ اسکو فروخت کا حکم دے
تو اسکو فروخت کرکے اُسکے ثمن سے دوسرا غلام خریدے کہ وہ خدمت کرنے مین اسکا قائم مقام ہو پس اسکا رقبہ بھی

اسی کی ملک ہوگا جسکی ملک پہلے غلام کا رقبہ تھا - اور اگر زید نے اپنی باندی کی عمرو کے واسطے وصیت کی اور جو اسکے پیٹ مین ہی اُسکی بکر کے واسطے وصیت کی تو اس باندی کا نفقہ عمرو پر واجب ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر مملوک دو شریکون مین مشترک ہو تو اُسکا نفقہ ان دونون پر بقدر دونون کی ملکیت کے واجب ہوگا - اسیطرح اگر مملوک دو شخصون کے قبضہ مین ہو کہ ہر ایک دعوے کرتا ہو کہ یہ میرا ہی اور کسی کے پاس گواہ نہون تو اُسکا نفقہ ان دونون پر واجب ہوگا اور مشائخ نے فرمایا کہ ایک باندی دو مردون مین مشترک ہی اُسکے ایک بچہ پیدا ہوا اور دونون مولاؤن نے دعوی کیا کہ یہ میرا نطفہ ہی تو اس ولد کا نفقہ ان دونون پر واجب ہوگا - اور اگر لڑکا بڑا ہو گیا اور یہ دونون مفلس ہوئے تو اسپران (یعنے الگ الگ تین ساتھ ۱۲) دونون کا نفقہ واجب ہوگا (جیسے کہ دونون سے نسب ثابت ہوگا ۱۲) یہ بدائع مین ہی - اور اگر ایک غلام دو شریکون مین مشترک ہی پھر ایک غائب ہوگیا اور دوسرے نے بغیر حکم قاضی اور بغیر اجازت اپنے شریک کے اُسکو نفقہ دیا تو وہ احسان کرنے والا ہوا یہ فتح القدیر مین ہی - ایک غلام دو شریکون مین مشترک ہی انمین سے ایک غائب ہوگیا اور اسکو اپنے شریک کے پاس چھوڑ گیا اور شریک نے یہ مقدمہ قاضی کے حضور مین پیش کیا اور اسپر گواہ قائم کردیے تو قاضی کو اختیار ہی چاہے اس گواہی کو قبول کرے اور چاہے قبول نہ کرے اور اگر قبول کی تو اسکو نفقہ دینے کا حکم دیگا اور حکم وہی ہوگا جو ودیعت کی صورت مین مذکور ہوا ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - ایک شخص نے غلام صغیر یا باندی صغیر آزاد کردی تو آزاد کنندہ پر اُسکا نفقہ واجب نہ رہیگا اور اسکا نفقہ بیت المال سے دیا جائیگا اگر اسکا کچھ مال نہو - اور علی ہذا اگر بہت بوڑھا ہو یا اپاہج ہو یا مریض ہو اور اُسکی قرابت مین کوئی نہین ہی تو اسکا نفقہ بیت المال سے دیا جائیگا یہ مضمرات مین ہی - اور اگر اپنے غلام کو آزاد کیا حالانکہ وہ بالغ تندرست ہی تو اسکا نفقہ اُسکی کمائی سے ہوگا یہ بدائع مین ہی - ایک شخص نے ایک بھاگا ہوا غلام پایا اور اسکو اُسکے مولی کو واپس دینے کے واسطے پکڑا اور بغیر حکم قاضی اسکو نفقہ دیا تو احسان کنندہ ہوگا کہ اُسکے مولے سے واپس نہین لے سکتا ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی ایک شخص نے ایک بھاگا ہوا غلام پکڑا اور اسکے مولی کو تلاش کیا مگر نہ پایا (یعنے کسی سے واپس نہین لے سکتا ہی ۱۲) پھر قاضی کے پاس حاضر ہو کر اس قصہ سے آگاہ کیا اور درخواست کی کہ مجھے اسکے نفقہ دینے کا حکم دیدے تو بدون گواہ قایم کیے قاضی التفات نہ کریگا اور بعد گواہ قایم کرنے کے قاضی کو اختیار ہی چاہے گواہی قبول کرلے اور چاہے قبول نہ کرے جیسے لقیط و لقطہ مین حکم ہی اور اگر قاضی نے گواہی قبول کرلی پس اگر اس شخص کا نفقہ دینا مالک غلام کے حق مین بہتر نظر آوے تو اسکو نفقہ دینے کا حکم کرے اور اگر اسکا نفقہ نہ دینا بہتر معلوم ہو مثلاً یہ خوف ہو کہ نفقہ اس غلام کو کھا جائیگا یعنے نفقہ کی تعداد اسقدر ہو جائیگی کہ جتنے کا غلام ہی تو اسکو حکم دیگا کہ اسکو فروخت کرکے اسکا ثمن رکھ چھوڑے یہ ذخیرہ مین ہی - اگر ایک شخص کے قبضہ مین ایک باندی ہی اور گواہون نے گواہی دی کہ یہ حرہ ہی تو گواہ قبول ہونگے اگرچہ قاضی انکی عدالت سے واقف نہو پھر انکی عدالت کا حال دریافت کریگا مگر تا مدت دریافت حال گواہان اس قابض کو حکم دیگا کہ اسقدر نفقہ مفروضہ اسکو دیا کرے اور اسکو نفقہ دینے پر مجبور کریگا اور اس باندی کو ایک ثقہ عورت کے پاس رکھیگا اور اس ثقہ عورت کی حفاظت کرنے کی اجرت بیت المال پر ہوگی پھر اگر گواہون کا حال دریافت کرنے مین درمیان مولی اور مدعا علیہ نے نفقہ دیا پھر گواہون کی تعدیل ہوئی اور اُسکی آزادی کا حکم دیا گیا تو مدعا علیہ اس عورت سے اپنا دیا ہوا نفقہ واپس لیگا خواہ اس عورت نے دعوی کیا ہو کہ مین اصلی حرہ ہون یا یہ دعوے کیا ہو کہ مولی نے

مجھے آزاد کر دیا ہے یا بالکل حریت کا دعویٰ کیا ہو اور وجہ یہ ہے کہ یہ بات ظاہر ہوگئی کہ اسنے بغیر حق کے نفقہ لیا ہے اور اسی طرح اگر اس عورت نے اس مرد کے مال سے کوئی چیز بلا اجازت کھائی ہو تو ضامنہ ہوگی اور اگر یہ گواہ مردود ہوئے تو یہ باندی اپنے مولے کو واپس دیجائیگی اور مولے اس سے نفقہ کے حساب مین کچھ واپس نہین لے سکتا ہے اور نیز جو اسنے بلا اجازت لے لیا ہے وہ نہین لے سکتا ہے - اسی طرح اگر ایک شخص کے قبضہ مین ایک باندی ہو اور اسنے قاضی سے شکایت کی کہ یہ مجھکو نفقہ نہین دیتا ہے تو قاضی اس مرد کو حکم کریگا کہ اسکو نفقہ دے یا فروخت کر دے پس اگر قاضی نے اسکو نفقہ دینے پر مجبور کیا اور اسنے نفقہ دیا پھر اگر گواہ قائم ہوے کہ یہ عورت اصلی حرہ ہے اور قاضی نے اسکی حریت کا حکم دیدیا تو مولے اس سے اسقدر نفقہ کو واپس لیگا اور نیز جو کچھ اسکا مال بدون اسکی اجازت کے لیا ہو واپس لے سکتا ہے اور جو بلا اجازت کھا لیا ہو اسکو واپس نہین لے سکتا ہے - زید نے عمرو کی مقبوضہ باندی پر دعویٰ کیا کہ یہ میری ملک ہے اور عمرو نے انکار کیا اور زید نے اپنے دعوی کے گواہ قائم کیے تو قاضی اس باندی کو کسی عادل کے پاس رکھکر گواہوں کا حال دریافت کریگا اور چونکہ ظاہر عمرو کی ملک قائم ہے اسکو حکم دیگا کہ اس باندی کو نفقہ دے پس اگر عمرو نے اسکو نفقہ دیا پھر گواہ مذکور رد کر دیے گئے تو باندی مذکور عمرو کی ملک رہیگی اور باندی پر کچھ واجب نہوگا اور اگر گواہوں کی تعدیل ہوئی اور قاضی نے زید کی ڈگری کردی تو عمرو اس مال نفقہ کو زید سے نہین لے سکتا ہے اسواسطے کہ یہ ظاہر ہوا کہ یہ باندی مغصوبہ تھی کہ اسنے غاصب کا مال کھایا ہے اور یہ قاعدہ ہے کہ مغصوب اگر غاصب کے حق مین خیانت کرے تو وہ ہدر ہے یہ فتاوی قاضیخان مین ہے - اور اگر بجاے باندی کے غلام ہو اور باقی مسئلہ بحالہ ہو تو قاضی اس غلام کو اپنے عادل کے پاس نہ رکھیگا الا اسصورت مین کہ مدعا علیہ اپنے نفس کا کفیل اور غلام کا کفیل نہ دے اور مدعی اسکے ساتھ رہنے پر قادر نہو اور اگر مدعا علیہ سے خوف ہو کہ غلام مقبوضہ کو تلف کر دیگا تو ایسی صورت مین قاضی اسکو عادل کے پاس رکھیگا بخلاف باندی کے - اسی طرح اگر مدعا علیہ مرد فاسق ہو کہ لونڈون سے اغلام کرنے مین معروف ہو تو قاضی اسکے قبضہ سے نکال کر مرد ثقہ کے پاس رکھیگا اور یہ امر مختص بدعوی وگواہی نہین ہے بلکہ جہان کہین غلام کا مالک لونڈے بازی مین معروف فاجر ہو وہان غلام کو اسکے قبضہ سے نکال کر عادل کے پاس رکھیگا بطور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے - اور جب قاضی نے غلام کو عادل کے پاس رکھا پس اگر غلام کمائی کر سکتا ہے تو اسکو حکم دیگا کہ کماوے اور اپنی کمائی سے کھاوے بخلاف باندی کے کہ وہ کمائی سے عاجز ہے حتیٰ کہ اگر باندی کو کوئی ہنر آتا ہو کہ اسکے ذریعہ سے وہ کمائی کرنے مین معروف ہو مثلاً باورچن یا غسالہ ہو تو اسکو بھی یہی حکم دیا جائیگا اور شیخ ابو بکر بلخی اور فقیہ ابو اسحق حافظ نے فرمایا کہ اگر غلام کمائی سے بسبب مرض یا صغرسنی وغیرہ کے عاجز ہو تو مدعا علیہ کو اسکے نفقہ دینے کا حکم دیا جائیگا - اور اگر بجاے غلام کے چوپایہ ہو اور مدعا علیہ کو کفیل نہین ملتا ہے اور اسکی ذات سے تلف کر دینے کا خوف ہے اور مدعی اسکی ملازمت پر قادر نہین ہے تو قاضی مدعی سے کہیگا کہ مین مدعا علیہ کو اسکے نفقہ دینے پر مجبور نہین کرتا ہون پس تیرا جی چاہے تو اسکو مین عادل کے پاس رکھون اور تو اسکا نفقہ دے ورنہ مین عادل کے پاس نہ رکھونگا اور یہ بخلاف باندی و غلام کے ہے یہ محیط مین ہے - اور جو شخص کسی چوپایہ کا مالک ہوا تو اسپر اسکا چارہ پانی واجب ہے اور اگر اسنے اس سے انکار کیا تو اسپر اسکے واسطے جبر نہ کیا جائیگا اور نہ اسکی فروخت کے واسطے جبر کیا جائیگا ولیکن فیما بینہ وبین اللہ تعالیٰ دیانۃً اسکو حکم دیا جائیگا کہ اسکو فروخت کرے یا اسکو نفقہ دے اور یہ بطریق امر بالمعروف ونہی عن المنکر ہے اور یہی اصح ہے

اور دودھ والے جانور کا بالکل بیاغہ دودھ دوھ لینا مکروہ ہی درصورتیکہ اسکے حق مین یہ امر بسبب قلت چارہ کے مضر ہو اور بالکل دودھنا چھوڑ دینا بھی مکروہ ہی اور مستحب ہی کہ دودھنے والا اپنے ناخن کٹوا دے کہ اسکو ایذا نہو اور مستحب ہی کہ جبتک اُسکا بچہ دودھ پیتا ہی اور کچھ نہین کھاتا ہی تب تک اُسکا دودھ نہ لے الا اسی قدر کہ بچہ سے بچ رہے اور نیز جانور کو ایسی تکلیف دینا جسکی وہ طاقت نہین رکھتا ہی مثلاً بہت بوجھ لادنا اور برابر اسکو چلانا وغیرہ مکروہ ہی یہ جوہرہ نیرہ مین ہی۔ ایک چوپایہ دو شخصون کی شرکت مین ہی کہ ایک نے اسکو چارہ دینے سے انکار کیا اور دوسرے نے قاضی سے درخواست کی کہ مجھے حکم دے کہ چارہ دون تاکہ متطوع نہو اور واپس لے سکے تو قاضی اس انکار کرنیوالے سے کہیگا کہ تو اپنا حصہ فروخت کر یا چارہ دے ایسا ہی امام خصاف نے اپنی نفقات مین ذکر فرمایا ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر کسی کی ملک مین شہد کی مکھیون کا چھتا ہو تو اسپر مستحب ہی کہ مکھیون کے واسطے کچھ شہد اُنکے چھتون مین باقی چھوڑ دے اور مستحب ہی کہ جاڑون مین بہ نسبت گرمیون کے زیادہ چھوڑے اور اگر انکی غذا کے واسطے بجاے شہد کے اور چیز موجود ہو تو اُسپر شہد چھوڑ دینا متعین نہین ہی یہ جوہرہ نیرہ مین ہی واللہ تعالے اعلم بالصواب

کتاب العتاق

اسمین سات باب ہین

باب اول عتاق کی تفسیر شرعی اور اُسکے رکن و حکم و انواع و شرط و سبب و الفاظ کے بیان مین۔ اور ملک وغیرہ کے سبب سے عتق واقع ہونے کے بیان مین۔ عتق کی تفسیر شرعی یہ ہی کہ عتق ایسی قوت حکمیہ ہی کہ جس موقع پر واقع ہوتی ہی اسمین لیاقت مالک ہونے کی اور اہلیت ولایات و شہادات کی پیدا کر دیتی ہی کذا فی محیط السرخسی حتے کہ وہ اس عتق کی وجہ سے غیرون پر تصرف کرنے اور غیرون کا تصرف اپنی ذات سے دور کرنے پر قادر ہو جاتا ہی یہ تبیین مین لکھا ہی۔ اور اعتاق کا رکن ہر ایسا لفظ ہی جو عتق پر فی الجملہ دلالت کرے یا اُسکے قائم مقام ہو یہ بدائع مین لکھا ہی۔ اور اعتاق کا حکم یہ ہی کہ رقیق کی گردن سے دنیا مین مالک کی ملکیت اور رقیت زائل ہو جاتی ہی اور اگر مالک نے اُسکو خالص اللہ تعالے کے واسطے آزاد کیا ہو تو عاقبت مین بڑا ثواب پاتا ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اعتاق کی چار قسمین ہین واجب و مستحب و مباح اور حرام۔ پس واجب وہ اعتاق ہی جو کفارہ قتل و ظہار و قسم و افطار مین ہوتا ہی مگر فرق یہ ہی کہ قتل و ظہار و افطار کی صورت مین اگر بردہ آزاد کرنے کی قدرت ہو تو اُسپر یہی واجب ہوگا اور قسم کی صورت مین باوجود قدرت کے تخییر کے ساتھ واجب ہی چاہے بردہ آزاد کرے یا دوسرے طور پر کفارہ ادا کرے۔ اور مستحب وہ اعتاق ہی جو بدون اسپر واجب ہونے کے اُسنے اللہ تعالی کے واسطے آزاد کیا ہو اور مباح وہ اعتاق ہی جو اُسنے بدون نیت کے آزاد کیا ہو۔ اور حرام وہ اعتاق ہی جو اُسنے شیطان کی راہ پر آزاد کیا ہو کذا فی البحر الرائق پس اگر کسی نے شیطان یا بت کے واسطے اپنا غلام آزاد کیا تو وہ آزاد ہو جائیگا مگر یہ شخص کافر کہلائیگا یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور اعتاق کی شرط یہ ہی کہ آزاد کرنیوالا خود آزاد و بالغ عاقل مالک ہو جو اپنی ملک سے اُسکا مالک ہو یہ نہایہ مین ہی۔ پس نابالغ اور مجنون آزاد کرنے کی لیاقت نہین رکھتے ہین اور اسی وجہ

اگر ان دونون سنے ایسی حالت کی طرف عتق کی اضافت کی مثلاً یون کہا کہ مین نے اُسکو نابالغی کی حالت مین آزاد کیا ہی یا جنون کی حالت مین آزاد کیا ہی حالانکہ اسکا جنون معہود ہی تو غلام آزاد نہوگا اسیطرح اگر نابالغی یا جنون کی حالت مین کہا کہ جسوقت مین بالغ ہون یا مجھے افاقہ ہو تو یہ غلام آزاد ہی تو عتق منعقد نہوگا یہ تبیین مین ہی- اور اصل یہ ہی کہ اگر اعتاق کو ایسی حالت کی جانب مضاف کیا جسکا واقع ہوجانا معلوم ہی حالانکہ وہ ایسی حالت مین آزاد کرنے کی لیاقت نہین رکھتا تھا تو اُسکے قول کی تصدیق ہوگی اور اگر اُسنے کہا کہ مین نے اپنے جنون کی حالت مین اس غلام کو آزاد کیا ہی حالانکہ اسکا جنون معلوم نہین ہوا تو اُسکے قول کی تصدیق نہین ہوگی یہ بدائع مین ہی- اور جو شخص کبھی مجنون ہوجاتا ہی اور کبھی اسکو افاقہ ہوجاتا ہی تو وہ افاقہ کی حالت مین عاقل قرار دیا جائیگا اور جنون کی حالت مین مجنون یہ بحر الرائق مین ہی- اور جو شخص باکراہ آزاد کرنے پر مجبور کیا گیا اور اُسنے آزاد کیا یا نشہ کے مست نے آزاد کیا تو آزاد ہوجائیگا یہ بدائع مین ہی- اور عتق کی شرطون مین سے یہ ہی کہ آزاد کرنیوالا معتوہ نہو اور مدہوش نہو اور اسکو برسام کی بیماری نہو اور نہ ایسا شخص ہو جسپر بدون نشہ کے بیہوشی طاری ہوئی ہو اور سویا ہوا نہو چنانچہ ان لوگون مین سے کسی کا آزاد کرنا صحیح نہین ہی اور اگر کسی شخص نے کہا مین نے اپنے غلام کو سونے کی حالت مین آزاد کیا ہی تو قول اسی کا مقبول ہوگا اور اگر کہا کہ مین نے اپنی پیدائش سے پہلے یا غلام کی پیدائش سے پہلے غلام کو آزاد کیا ہی تو وہ آزاد نہوگا اور آزاد کرنے والے کا بلوغ خود آزاد کرنا ہمارے نزدیک آزاد ہونے کی شرط نہین ہی اور نیز اسکا قصد کرنے والا ہونا بھی بالاجماع شرط نہین ہی حتے کہ اگر اُسنے ہزل و دلگی سے بدون قصد آزاد کیا تو صحیح ہوگا اور اسی طرح عمداً ہونا بھی شرط نہین ہی حتے کہ بھولے سے آزاد کرنیوالے کا اعتاق صحیح ہوگا اور اسیطرح اعتاق مین شرط خیار نہونا بھی شرط نہین ہی خواہ اعتاق بعوض یا بغیر عوض ہو بشرطیکہ خیار مولے کے واسطے ہو حتے کہ عتق واقع ہوگا اور شرط باطل ہوگی اور اگر خیار غلام کے واسطے ہو تو اسکے خیار شرط سے خالی ہونا اعتاق صحیح ہونے کی شرط ہی حتی کہ اگر غلام نے ایسی حالت مین عقد رد کردیا تو فسخ ہوجاویگا اور اسی طرح آزاد کرنے والے کا مسلمان ہونا بھی شرط نہین ہی پس کافر کی طرف سے آزاد کرنا صحیح ہی لیکن اگر مرتد نے آزاد کیا ہو تو امام اعظم رح کے نزدیک فی الحال نافذ نہوگا بلکہ موقوف رہیگا اور اگر مرتدہ عورت نے آزاد کیا تو بالاتفاق نافذ ہوگا اور اسی طرح آزاد کرنے والے کا تندرست ہونا شرط نہین ہی پس اگر ایسے مریض نے آزاد کیا جو اُسی مرض مین مرگیا تو عتق صحیح ہی ولیکن مریض کا آزاد کرنا اُسکے ایک تہائی ترکہ سے اعتبار کیا جاویگا اور اسیطرح زبان سے کلام کرنا بھی شرط نہین ہی پس اگر اعتاق اسطرح تحریر کردیا جو ثبت ہی یا اسطرح اشارہ کیا جس سے اعتاق سمجھا جاتا ہی تو آزاد ہوجائیگا یہ بدائع مین ہی- اور اگر غلام نے اپنے مولی سے کہا کہ کیا مین آزاد ہون حالانکہ مولے بیمار پڑا ہی پس مولی نے اپنا سر ہلایا یعنے ہان تو غلام آزاد نہوگا یہ سراج الوہاج مین ہی- ایک شخص کے قبضہ مین اُسکا ایک غلام ہی اس شخص سے کسی نے کہا کہ تونے اپنا یہ غلام آزاد کیا ہی پس اُسنے اپنے سر سے اشارہ کیا کہ ہان تو یہ غلام آزاد نہوگا اسواسطے کہ یہ شخص زبان سے کہنے پر قادر ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی- اور یہ شرط نہین ہی کہ آزاد کرنے والا یہ جانتا ہو کہ یہ میرا مملوک ہی چنانچہ اگر غاصب نے مالک سے کہا کہ تو یہ غلام آزاد کردے پس اُسنے آزاد کردیا حالانکہ وہ یہ

نہین جانتا ہی کہ میرا یہ غلام تھا تو غلام آزاد ہوجائیگا اور مالک اس غاصب سے کچھ نہین لے سکتا ہی اسی طرح
بائع نے مشتری سے کہا کہ تو یہ غلام آزاد کر دے اور مبیع کی طرف اشارہ کیا پس مشتری نے اُسکو آزاد کر دیا
اور یہ سمجھا کہ میرا غلام ہی تو اُسکا آزاد کرنا صحیح ہوگا اور یہ امر مشتری کے قبضہ کرنے مین شمار ہوگا اور مشتری
کے ذمہ ثمن لازم ہوگا یہ کشف کبیر مین ہی کذا فی البحر الرائق اور شیخ ابوبکر نے فرمایا کہ اگر کسی شخص نے دوسرے
سے کہا کہ تو کہہ کل عبیدی احرار پس اُسنے یہ لفظ کہا حالانکہ وہ عربی نہین سمجھتا ہی تو اُسکے سب غلام آزاد ہوجاوینگے
اور میرے نزدیک یہ ہی کہ اُسکے غلام آزاد نہونگے۔ اگر اس سے کہا کہ تو کہہ انت حر پس اسنے کہا حالانکہ وہ
یہ نہین جانتا ہی کہ اس لفظ سے آزاد ہوجاتا ہی تو وہ محاکمہ قضا مین آزاد ہوجاویگا ولیکن فیما بینہ وبین اللہ تعالی
آزاد نہوگا یہ ینابیع مین ہی۔ اور اعتاق کی شرطون مین سے ایک نیت ہی مگر یہ اعتاق کی دو قسمون یعنے
صریح و کنایہ مین سے فقط کنایہ مین شرط ہی یہ بدائع مین ہی۔ اور عتق کا سبب جو اُسکا ثابت کرنے والا ہی
وہ کبھی نسب کا دعوی ہوتا ہی اور کبھی نسبی ناتے وار مین نفس ملکیت ہوتی ہی اور کبھی یہ ہوتا ہی کہ کسی آدمی کے
سامنے ایک شخص کی حریت کا اقرار کیا تو یہ عتق کا سبب ہو سکتا ہی چنانچہ اس شخص غلام کو اگر کبھی اس شخص نے
خریدا یا کسی طور سے اُسکا مالک ہوا تو آزاد ہوجائیگا اور کبھی دار الحرب مین داخل ہونا سبب ہوتا ہی چنانچہ اگر حربی
نے ایک مسلمان غلام خریدا اور اُسکو دار الحرب مین لے گیا اور یہ حال معلوم نہوا تو امام اعظم رح کے نزدیک
یہ غلام آزاد ہوجائیگا اور اسی طرح اگر اُسکا قبضہ غلام سے زائل ہوگیا بایں طور کہ غلام اپنے حربی مالک کے پاس
سے دار الاسلام مین بھاگ آیا تو وہ آزاد ہوگا یہ فتح القدیر مین ہی اور اگر حربی کا غلام مسلمان ہوگیا مگر
دار الاسلام مین نکل نہ آیا تو وہ آزاد نہوگا اگر اسکا مالک بھی مسلمان ہوگیا ہو پھر اہل اسلام نے اس ملک کو
فتح کر لیا تو اُسکا غلام اسکا غلام رہیگا اور اگر حربی کا غلام مسلمان ہوگیا پھر اسکے مولی نے دار الحرب مین اُسکو
کسی مسلمان کے ہاتھ فروخت کیا تو امام اعظم رح کے نزدیک مشتری کے قبضہ سے پہلے وہ غلام آزاد ہوگا اور
اسی طرح اگر کسی ذمی کے ہاتھ فروخت کیا تو بھی یہی حکم ہی اور اگر حربی دار الحرب کو لوٹ گیا اور دار الاسلام
مین اپنی ام ولد چھوڑ گیا یا ایسا غلام مدبر چھوڑا جسکو اُسنے دار الاسلام مین مدبر کیا ہی تو ان دونون کے
آزاد ہوجانے کا حکم دیا جائیگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی اور عتق کے الفاظ تین قسم کے ہوتے ہین ایک
صریح دوم جو صریح کے ساتھ ملحق ہین سوم کنایہ پھر جاننا چاہیے کہ صریح مثل حریت و عتق و ولا وغیرہ الفاظ کے ہین
اور جو اسنے مشتق ہون وہ بھی صریح ہین اور ایسے الفاظ سے جو عتق ہوا اسمین نیت کی حاجت نہین ہی پس اگر
ایسے لفظ سے اپنے مملوک کا وصف کیا یا خبر دی یا پکارا مثلاً اپنے غلام یا باندی سے کہا کہ تو حر ہی یا معتق ہی یا محرر
ہی یا عتیق ہی یا کہا کہ قد حررتک یعنے مین نے تجھے آزاد کیا ہی یا قد اعتقتک یعنی مین نے تجھے آزاد کیا ہی یا
یون کہا کہ ای حر یا ای عتیق یا ای مولے یا کہا کہ یہ میرا مولے ہی تو سب صورتون مین آزاد ہوجائیگا اور اگر اُسنے ان
الفاظ مین دعوی کیا کہ میری مراد عتق نہ تھی تو محکمہ قضا مین اُسکے قول کی تصدیق نہوگی یہ حاوی قدسی مین ہی اگر اُسنے
دعوے کیا کہ میری یہ مراد تھی کہ یہ شخص پہلے حر تھا پس اگر یہ غلام جہاد مین قید ہوکر آیا ہی تو از روے دیانت اسکے
قول کی تصدیق ہوگی مگر محکمہ قضا مین تصدیق نہوگی اور اگر اس غلام کی پیدایش یہین کی ہو تو کسی طرح تصدیق نہوگی

اور اگر غلام سے کہا کہ تو اس کام سے حر ہی یا کہا کہ تو آج کے دن اس کام سے حر ہی تو قضاءً آزاد ہوجائیگا یہ محیط سرخسی مین ہی- اور اگر کسی شخص نے غلام سے کہا کہ انت حر البتہ یعنے تو البتہ آزاد ہی- ولیکن یہ شخص ہنوز البتہ کا لفظ نکہنے پایا تھا کہ غلام مذکور مر گیا تو وہ غلام مر لیگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی- ایک شخص نے گواہ کر لیے کہ میرے غلام کا نام حر ہی پھر اُسکو ای حر کہکر پکارا تو آزاد نہوگا یہ فتاوی کبری مین ہی- اور اگر اس لفظ سے اسکی مراد انشاے عتق ہو تو آزاد ہوجائیگا یہ اختیار شرح مختار مین ہی- اور اگر اسکو فارسی مین پکارا کہ ای آزاد تو آزاد ہوجائیگا اور اگر آزاد اسکا نام رکھا پھر آزاد کہکر پکارا تو آزاد نہوگا ولیکن اگر عربی مین یا حر کہکر پکارا تو آزاد ہوجائیگا یہ فتاوے کبری مین ہی- ایک شخص نے اپنا غلام کسی شہر کو بھیجا اور اُس سے کہا کہ جب کوئی آدمی تیرے ساتھ پڑے اور تیرا قصد کرے تو کہنا کہ مین حر ہون پھر ایک شخص اُس سے متعرض ہوا اور غلام نے کہا کہ مین حُر ہون پس اگر مولی نے بھیجنے کے وقت اُس سے کہا ہو کہ مین نے تیرا نام حر رکھا ہی اگر کوئی تیرا قصد کرے تو اُس سے کہنا کہ مین حر ہون تو غلام مذکور آزاد نہوگا اور اگر مولی نے اس سے یہ نہ کہا کہ مین نے تیرا نام حر رکھا ہی بلکہ یہی کہا کہ جب کوئی تیری طرف قصد کرے تو تو کہنا کہ مین حر ہون پھر غلام نے اپنی طرف قصد کرنے والے سے کہا کہ مین حر ہون تو قضاءً آزاد ہوجائیگا اور جبتک غلام نے یہ نہین کہا ہی کہ مین آزاد ہون تب تک آزاد نہوگا جیسے کہ اگر اپنے غلام سے کہا کہ تو کہہ کہ مین آزاد ہون تو جبتک یہ نہ کہے کہ مین آزاد ہون تب تک آزاد نہوگا اور اگر کسی شخص سے کہا کہ تو میرے غلام سے کہہ کہ تو آزاد شدہ ہی یا کہا کہ وہ آزاد ہی تو فی الحال آزاد ہوجائیگا اور اگر ایک شخص کو حکم کیا کہ میرے غلام سے کہہ کہ تو آزاد ہی تو آزاد نہوگا جبتک کہ یہ مامور اس سے اسطرح نہ کہے یہ فتاوی قاضیخان مین ہی- اور اگر اپنے غلام سالم نام کو پکارا کہ ای سالم پس مرزوق نے جواب دیا کہ جی پس مولی نے کہا کہ تو آزاد ہی حالانکہ اسکی نیت نہ تھی تو وہی آزاد ہوجائیگا جسنے جواب دیا ہی اور اگر مولی نے اسصورت مین کہا کہ مین نے سالم کی نیت کی تھی تو حکم قضا مین دونون آزاد ہوجائینگے مگر فیما بینہ وبین اللہ تعالے تنا لتہ وہی آزاد ہوگا جسکی نیت کی تھی اور اگر ایک آدمی سے کہا کہ ای سالم تو آزاد ہی پھر یہ آدمی اُسکا دوسرا غلام نکلا یا کسی غیر کا غلام نکلا تو سالم آزاد ہوگا یہ بدائع مین ہی- ایک مرد نے دوسرے شخص سے کہا کہ کیا یہ آزاد نہین ہی اور اپنے غلام کی طرف اشارہ کیا تو قضاءً وہ آزاد ہوجائیگا یہ ظہیریہ مین ہی- فتاوی ابو اللیث رح مین ہی کہ اگر اپنے غلام سے کہا کہ انت حرۃ {انت ضمیر مونث مخاطبہ کی ہی اور حرۃ صیغہ مونث ہی} یا باندی سے کہا کہ انت حر {انت ضمیر مذکر خطاب اور حر صیغہ مذکر ہی} تو غلام مذکور یا باندی مذکورہ آزاد ہوجائیگی یہ محیط و فتاوے کبری مین ہی- اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ العتاق علیک یعنے تجھپر عتاق وارد ہوا ہی تو وہ آزاد ہوجائیگا یہ فتاوے کبری مین ہی اور اگر کہا کہ تیرا آزاد کرنا مجھپر واجب ہی تو آزاد نہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہی- اور اگر غلام سے کہا کہ تیرا آزاد کرنا واجب ہی تو آزاد نہوگا یہ فتاوے کبری مین ہی- اور اگر کہا کہ انت عتق یعنے تو عتق ہی تو آزاد ہوجائیگا اگرچہ نیت نکی ہو یہ محیط سرخسی مین ہی- اور اگر غلام سے کہا کہ انت حر اولا یعنے تو آزاد ہی یا نہین ہی تو بالاجماع آزاد نہوگا- یہ سراج الوہاج مین ہی- اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ انت اعتق من فلان اور فلان کے لفظ سے اپنا دوسرا غلام مراد لیا اور اس کلام سے اسکی مراد یہ ہی کہ تو فلان مذکور سے پہلے سے میری ملک مین ہی یعنی اعتق سے پرانے ہونے کے

معنے مراد لیے تو حکم قضا مین اُسکے قول کی تصدیق نہوگی بلکہ غلام مذکور آزاد ہوجائیگا ولیکن فیما بینہ و بین اللہ تعالے
اگر اُسکی یہی مراد تھی تو سچا ہوگا اور اگر کہا کہ انت اعتق من ہذا فی ملکی او قال من ذلک اس یعنی تو میری ملک مین بہ نسبت اس غلام
کے پرانا ہی یا سن مین اُس سے پرانا ہی تو کسیطرح آزاد نہوگا اور اسی طرح اگر کہا کہ تو عتیق السن ہی تو بھی یہی حکم
ہی یہ محیط مین ہی - اور اگر کہا کہ انت حر یعنے حسن مین یکتا ہی تو قضاءً اُسکے قول کی تصدیق نہوگی اور اگر کہا کہ انت
عتیق اور دعوی کیا کہ میری مراد یہ تھی کہ تو میری ملک مین پرانا ہی تو قضاءً تصدیق نہوگی - اور اگر ایک شخص نے
غلام سے کہا کہ تجھے اللہ تعالی نے آزاد کیا تو وہ آزاد ہوجائیگا اگرچہ اُسنے آزادی کی نیت نہ کی ہو اور یہی مختار
ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - اور اگر کہا کہ تو حر السن ہی یا حر الحسن ہی یا جمال و حسن مین حر الوجہ ہی تو وہ آزاد
نہوگا اور اگر کہا کہ تو اپنے اخلاق مین حر النفس ہی تو آزاد نہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اجناس مین مذکور ہی کہ
اگر غلام سے کہا کہ اے حر النفس تو قضاءً آزاد ہوجائیگا یہ غایۃ البیان مین ہی - منتقے مین ہی کہ ایک شخص کا غلام ہی
جسپر قصاص لازم آنے کی وجہ سے مولی کو اُسکا خون حلال ہوگیا ہی پس مولی نے اُس سے کہا کہ مین نے تجھے
آزاد کیا پھر دعوے کیا کہ میری مراد یہ تھی کہ مین نے تجھے خون کے مواخذہ سے آزاد کیا تو حکم قضا مین یہ کلام
رقیت سے آزاد کرنے پر محمول ہوگا اور باوجود اسکے اسپر عفو کرنا بھی لازم ہوگا کیونکہ اُسنے اقرار کیا ہی اسلیے کہ یہ
اُسکی نیت تھی اور اگر یہ کہا ہو کہ مین نے تجھے قتل سے آزاد کرنے کی نیت کی تھی تو عفو کرنا اسپر لازم نہوگا اور اگر کہا کہ مین
خون کے قصاص سے اسکو خالصہ لوجہ اللہ تعالے آزاد کیا ہی تو جو اسنے کہا ہی اُسی پر محمول کیا جائیگا یہ محیط مین
ہی ایک شخص نے اپنے غلام سے کہا کہ تیرا النسب حر ہی یا کہا کہ تیری اصل حر ہی پس اگر یہ معلوم ہو کہ وہ حبشی ہی تو آزاد
نہوگا اور اگر یہ معلوم نہو کہ وہ گرفتار شدہ ہی تو آزاد ہوجائیگا اور اگر کہا کہ تیرے ماں و باپ آزاد ہین تو یہ آزاد
نہوگا اسواسطے کہ احتمال ہی کہ وہ دونون اسکی پیدائش کے بعد آزاد کیے گیے ہون - ایک شخص کا ایک غلام
ہی اور اس غلام کا ایک بیٹا ہی پس مولی نے کہا کہ تیرا بیٹا آزاد بیٹا ہی تو بیٹا آزاد ہوگا اور باپ آزاد نہوگا اور اگر
کہا کہ تیرا بیٹا آزاد کا بیٹا ہی تو باپ آزاد ہوگا اور بیٹا آزاد نہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - قال المترجم اب
ایسے مسائل کا بیان ہوتا ہی جو ایک گونہ عربیت سے متعلق ہین پس انکو اصل زبان عربی کے ساتھ ملحوظ رکھنا
چاہیے قال اور اگر عتق کو ایسے جزو بدن کی طرف مضاف کیا جس سے تمام بدن سے تعبیر کیجاتی ہی مثلاً کہا کہ تیرا
سر یا تیری گردن یا تیری زبان آزاد ہی تو آزاد ہوجائیگا اور اگر ایسے جزو بدن کی طرف مضاف کیا جس سے
تمام بدن سے تعبیر نہین کیجاتی ہی تو آزاد نہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی قال المترجم فرج عرب کی زبان مین وہ جسم کہ
جسکو شرمگاہ خواہ مرد کا ہو یا عورت کا ہو اور ذکر خاص مرد کا آلہ تناسل اور قبل خاص عورت کا جسم اگلا پس اب
سننا چاہیے کہ کتاب مین فرمایا کہ اگر باندی یا غلام سے کہا کہ تیری فرج آزاد ہی تو وہ آزاد ہوجائیگا بخلاف لفظ
ذکر کے اور یہ ظاہر الروایہ کا حکم ہی اور اگر باندی سے کہا کہ تیری فرج جماع سے آزاد ہی تو امام ابو یوسف رح سے
مروی ہی کہ قضاءً آزاد ہوجائیگی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی - اور دبر یا است کی طرف اگر مضاف کیا تو اصح یہ ہی کہ
آزاد ہوجائیگا کذا فی النہر الفائق اور بعض نے فرمایا کہ آزاد نہوگا اور یہی اصح ہی اور اگر کہا کہ تیری عنق آزاد ہی تو
بعض نے فرمایا کہ جیسے رقبہ کہنے سے آزاد ہوتا ہی اسیطرح عنق کہنے سے بھی آزاد ہوگا اور بعض نے فرمایا کہ عنق

اگرچہ بمعنی گردن ہی لیکن آزاد نہوگا اسواسطے کہ رقبہ بولکر تمام بدن کی تعبیر کرنا مستعمل ہی اور عنق سے تمام بدن کی تعبیر کا استعمال نہین ہی جیسے دبر کا ایسا استعمال نہین ہی یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر کہا کہ تیرا سر آزاد کا سر ہی یا تیرا منہ آزاد کا منہ ہی یا تیرا بدن آزاد کا بدن ہی تو وہ آزاد نہوگا اسی طرح اگر کہا کہ تیرا سر مثل آزاد کے سر کے ہی یا تیرا منہ مثل آزاد کے منہ کے ہی یا تیرا بدن مثل آزاد کے بدن کے ہی تو آزاد نہوگا اور اگر یون کہا کہ تیرا سر آزاد سر ہی یا تیرا چہرہ آزاد چہرہ ہی یا تیرا بدن آزاد بدن ہی تو آزاد ہو جائیگا اسی طرح اگر کہا کہ تیری فرج آزاد فرج ہی تو باندی آزاد ہو جائیگی کذا فی سراج الوہاج قلت اور اگر غلام سے کہا تو وہ بھی آزاد ہوگا فتامل فیہ ہی اور اگر کہا کہ تو مثل آزاد کے ہی تو بدون نیت کے آزاد نہوگا یہ مجمع و کافی مین ہی - اور اگر کہا کہ اہل بلخ کے غلام آزاد ہین یا کہا کہ اہل بغداد کے غلام آزاد ہین مگر اُسنے اپنے غلامون کی نیت نہ کی حالانکہ وہ بھی بغداد کا رہنے والا ہی یا کہا کہ اہل بغداد کا ہر غلام آزاد ہی یا کہا کہ ہر غلام جو زمین پر ہی یا ہر غلام جو دنیا مین ہی آزاد ہی تو امام ابو یوسف نے فرمایا کہ اُسکے غلام آزاد نہ ہونگے اور امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ آزاد ہو جائینگے مگر فتوے امام ابو یوسف کے قول پر ہی اور اگر ایسی صورت مین یون کہا کہ ہر غلام جو اس کوچہ مین ہی آزاد ہی حالانکہ اُسکا غلام بھی اس کوچہ مین ہی یا کہا کہ ہر غلام جو جامع مسجد مین ہی تو اسمین بھی ایسا ہی اختلاف ہی - اور اگر کہا کہ ہر غلام جو اس دار مین ہی آزاد ہی حالانکہ اُسکے غلام بھی اس دار مین ہین تو بالاتفاق اُسکے غلام آزاد ہو جاوینگے اور اگر کہا کہ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد سب آزاد ہین تو بالاتفاق اُسکے غلام آزاد نہونگے یہ فتاوی قاضیخان مین ہی - اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ تو نہین ہی مگر آزاد تو وہ آزاد ہو جائیگا یہ ہدایہ مین ہی - اور اگر ایک آزاد عورت سے کہا کہ تو ایسی ہی آزاد ہی اور ایسے کے لفظ سے اپنی باندی کی طرف اشارہ کیا اور مراد لیا تو اُسکی باندی آزاد ہو جائیگی اور اگر اُسنے پھر دعوی کیا کہ میری مراد اعتاق نہ تھی تو قضاءً اُسکے قول کی تصدیق نہوگی اور اگر اپنی باندی سے کہا کہ تو آزاد ہی جیسے یہ عورت حالانکہ یہ عورت کسی دوسرے شخص کی باندی ہی تو اُسکی باندی آزاد ہو جائیگی یہ جامع الجوامع سے تاتارخانیہ مین نقل ہی اور اگر اپنی باندی سے کہا کہ تو ایسی ہی جیسی یہ عورت حالانکہ یہ عورت ایک آزاد عورت ہی تو اسکی باندی آزاد نہوگی الا جبکہ اُسنے عتق کی نیت کی ہو اور اسی طرح اگر کسی آزاد عورت سے کہا کہ تو ایسی ہی جیسی یہ عورت اور یہ عورت اسکی باندی ہی تو اسکی باندی آزاد نہو جائیگی الا اُس صورت مین کہ اُسکے عتق کی نیت کی ہو یہ فتاوے قاضیخان مین ہی - امام ابو یوسف رحمہ نے فرمایا کہ اگر ایک شخص نے اپنے مملوک کے سیئے ہوے کپڑے کو کہا کہ یہ آزاد کی سلائی ہی یا مملوک کے چوپایہ کو کہا کہ یہ آزاد کا چوپایہ ہی یا مملوک کی چال کو کہا کہ یہ آزاد کی چال ہی یا مملوک کی باتون کو کہا کہ یہ آزاد کی باتین ہین تو بدون نیت کے آزاد نہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی - قال المترجم ہماری زبان مین قولہ یہ آزاد کا چوپایہ ہی آزاد نہونا ظاہر ہی فافہم - ایک شخص نے کہا کہ آزاد ہی پس اُس سے پوچھا گیا کہ تیری کیا مراد تھی اُسنے کہا کہ یہ غلام تو اسکا غلام آزاد ہو جائیگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہی - اور جو الفاظ کہ ملحق بصریح ہین وہ اسطرح ہین جیسے مالک نے کہا کہ مین نے تیرا نفس تیرے واسطے ہبہ کیا یا تیرا نفس تجھے ہبہ کیا یا تیرے نفس کو تیرے ہاتھ فروخت کیا تو مملوک اس کلام سے آزاد ہو جائیگا خواہ غلام قبول کرے یا نہ کرے خواہ مولی نے نیت کی ہو یا نہ کی ہو یہ حاوی قدسی مین ہی - اور اسی طرح اگر کہا کہ مین نے تیری گردن تیرے واسطے ہبہ کر دی پس غلام نے کہا کہ مین نہین چاہتا ہون

له قوله بلا خلاف [illegible]

تو آزاد ہو جائیگا کذا فی المحیط اور یہی اصح ہی یہ ابو المکارم کی شرح نقایہ مین ہی اور اگر غلام سے کہا کہ مین نے تیرا نفس
تیرے ہاتھ اتنے کو بیچا تو یہ غلام کے قبول پر موقوف ہوگا یہ فتح القدیر مین ہی اور اگر کہا کہ مین نے تیرا نفس تجھے
صدقہ دیدیا تو آزاد ہو جائیگا خواہ عتق کی نیت ہو یا نہو خواہ غلام نے قبول کیا یا نہ کیا ہو اور اگر کہا کہ مین نے تیرا
عتق تجھے ہبہ کیا اور دعوے کیا کہ میری مراد عتق سے اعراض تھی تو امام اعظم رح سے دو روایتین ہین چنانچہ
ایک روایت مین یہ ہی کہ وہ آزاد نہوگا اور اگر کہا کہ تو مولے فلان کا ہی یا کہا کہ فلان عتیق ہی تو قضاءً آزاد ہو جائیگا
اور اگر کہا کہ تجھے فلان نے آزاد کیا تو امام ابو یوسف سے روایت ہی کہ وہ آزاد نہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین (یعنے اپنا نام نہ لیا ۱۲)
ہی - اور **کنایات عتق** اسطرح ہین کہ مثلاً غلام سے کہا کہ لا ملک لی علیک یعنی میری تجھپر ملک نہین ہی قال المترجم
ہماری زبان مین آزاد ہونا اظہر ہی اور کنایہ نہوگا بخلاف زبان عرب کے کہ قابو نہین چلتا ہی تو بھی ایسا کہتے ہین
یا کہا کہ لا سبیل لی علیک میرے واسطے تجھپر کوئی راہ نہین ہی یا کہا کہ قد خرجت عن ملکی تو میری ملک سے باہر ہو گیا
یا خلیت سبیلک مین نے تیری راہ خالی کردی پس اگر اس سے حریت کی نیت کی تو آزاد ہو جائیگا اور اگر یہ
نیت نہ کی تو آزاد نہوگا یہ حاوی قدسی مین ہی (یعنے خود مختار کردیا ۱۲) - اور اگر غلام سے کہا کہ میرے واسطے تجھپر کوئی راہ نہین ہی سواے
ولاء کے تو قضاءً آزاد ہو جائیگا اور اگر اُسنے دعوی کیا کہ میری مراد عتق نہ تھی تو تصدیق نہو گی اور اگر کہا کہ میرے واسطے
تجھپر کوئی راہ نہین ہی سواے راہ موالات کے تو قضاءً اُسکے قول کی تصدیق ہو گی یہ بدائع مین ہی ایک شخص نے
اپنے غلام سے کہا کہ میرا رق تجھپر نہین ہی پس اگر عتق کی نیت کی تو آزاد ہو جائیگا ورنہ نہین یہ فتاوی قاضیخان
مین ہی - ایک شخص نے اپنے غلام سے کہا کہ تو اللہ تعالی کے واسطے ہی تو امام رحمہ اللہ کے قول کے موافق
آزاد نہوگا اگرچہ عتق کی نیت کی ہو اور یہی مختار ہی یہ جواہر اخلاطی مین ہی - اور اگر کہا کہ مین نے تجھکو خالص اللہ تعالی
کے واسطے کر دیا تو امام اعظم رح سے مروی ہی کہ وہ آزاد نہوگا اگرچہ اُسنے عتق کی نیت کی ہو اور صاحبین رح
سے مروی ہی کہ وہ آزاد ہوگا یہ فتح القدیر مین ہی - ایک شخص نے اپنے مرض مین اپنے غلام سے کہا کہ تو اوجہ
اللہ تعالی ہی تو یہ باطل ہی اور اگر کہا کہ مین نے تجھکو لوجہ اللہ تعالے کر دیا خواہ صحت مین کہا یا مرض مین یا وصیت
مین اور کہا کہ مین نے عتق کی نیت نہین کی یا کچھ بیان نہ کیا یہانتک کہ مر گیا تو یہ غلام فروخت کیا جائیگا اور اگر عتق
کی نیت کی تو آزاد ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - اور اگر کہا کہ تو اللہ تعالے کا غلام ہی تو بلا خلاف وہ آزاد
نہوگا یہ غیاثیہ مین ہی - اور اگر اپنے غلام یا باندی سے کہا کہ مین تیرا غلام ہون پس اگر آزادی کی نیت کی تو آزاد
ہو جائیگا یہ وجیز کردری مین ہی - اور امام ابو یوسف رح سے مروی ہی کہ اگر اپنی باندی سے کہا کہ مین تجھے طلاق
دیتا ہون اور مراد عتق تھی تو وہ آزاد ہو جائیگی اور اگر کہا کہ مین نے تجھے طلاق دی ہی اور مراد عتق ہی تو ہمارے
نزدیک آزاد نہوگی یہ بدائع مین ہی - اور اگر باندی سے کہا کہ تیری فرج مجھپر حرام ہی اور عتق کی نیت کی تو آزاد
نہوگی اور اگر اپنے غلام سے بطور بیچاریون کہا کہ تو حر ہی پس اگر عتق کی نیت ہو تو آزاد ہوگا ورنہ نہین اور اگر
اپنے غلام سے کہا کہ لا سلطان لی علیک یعنی مجھے تجھپر (یعنے تجھپر ۱۲) غلبہ حاصل نہین ہی یا کہا کہ جہان چاہے چلا جا یا کہا کہ جدھر
جی چاہے توجہ کر تو وہ آزاد نہوگا اگرچہ نیت کی ہو اور اگر اپنی باندی سے کہا کہ تو طالقہ ہی یا تو بائنہ ہی یا تو مجھسے
بائنہ ہو گئی یا مین نے تجھے حرام کیا یا تو خلیہ ہی یا بریۃ ہی یا کہا کہ تو اختیار کر پس باندی نے کہا کہ مین نے اختیار

کیا یا کہا کہ تو نکل یا استبرا کر پس اسنے ایسا ہی کیا تو ہمارے نزدیک آزاد نہوگی اگرچہ مالک نے عتق کی نیت کی ہو اور
اسیطرح اگر کہا کہ تو میری باندی نہین ہی یا کہا کہ میرا تجھپر کچھ حق نہین ہی تو آزاد نہوگی اگرچہ عتق کی نیت کی ہو یہ
فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور طلاق کی لفظ خواہ صریح لفظ ہو یا کنایہ ہو باندی آزاد نہوگی اگرچہ عتق کی
نیت کرے یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر غلام سے کہا کہ تیرا کام تیرے ہاتھ مین ہی یا کہا کہ تو اختیار کر تو یہ نیت پر
موقوف ہی اور اگر غلام سے کہا کہ تیرا امر آزادی تیرے ہاتھ مین ہی یا کہا کہ مین نے تیرا عتق تیرے ہاتھ مین کر دیا
یا کہا کہ تو عتق مین اختیار کر یا کہا کہ مین نے عتق کے مقدمہ مین تجھے اختیار دیا یا تیرے عتق مین تجھے مختار کیا تو
ان سب مین نیت کی کچھ حاجت نہین ہی اسواسطے کہ یہ صریح ہی ولیکن یہ ضرور ہی کہ غلام عتق اختیار کرے مگر
یہ اختیار مولی کی طرف سے اُسی مجلس تک کے واسطے ہوگا کہ اگر غلام نے اُسی مجلس مین عتق اختیار کیا تو آزاد
ہوگا ورنہ نہین یہ بدائع مین ہی۔ ایک مرد کے پاس ایک باندی اُسکی ملک مین ہی پس اُسکی جورو نے اُس باندی
کے معاملہ مین شوہر کو کچھ ملامت کی پس شوہر نے جورو سے کہا کہ اسکے کام کا اختیار تیرے ہاتھ ہی پس جورو نے
اُسکو آزاد کر دیا پس اگر شوہر نے اس کلام سے اُسکے عتق کے کام مین نیت کی ہو تو باندی مذکورہ آزاد ہوجائیگی
ورنہ نہین اسواسطے کہ یہ اختیار معاملۂ بیع کے واسطے ہوگا یعنے بیع کر دے لیکن اگر اسطرح کہا کہ اس باندی
کے حق مین جو تو کرے وہ جائز ہی تو یہ آزاد کرنے وغیرہ سب کے واسطے ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین
ہی اور اگر اپنی باندی سے کہا کہ تو اپنے نفس کو آزاد کر دے پس باندی نے کہا کہ مین نے اپنے نفس کو اختیار
کیا تو یہ باطل ہی یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر غلام سے کہا کہ اپنے نفس کے معاملہ مین جو تو چاہے وہ کر پس اگر غلام
نے مجلس سے اُٹھنے سے پہلے اپنے نفس کو آزاد کر دیا تو آزاد ہوجائیگا اور اگر اپنے نفس کو آزاد کرنے سے
پہلے اُٹھ کھڑا ہوا تو بعد مجلس سے کھڑے ہوجانے کے اپنے نفس کو آزاد نہین کر سکتا ہی اور اسکو اختیار ہوگا کہ
ایسی صورت مین جسکو چاہے اپنے نفس کو ہبہ کر دے یا فروخت کر دے یا صدقہ مین دیدے یہ فتاوی قاضیخان
مین ہی۔ ایک شخص نے اپنے غلام سے کہا کہ تو غیر مملوک ہی تو اُسکی طرف سے یہ عتق نہوگا ولیکن اُسکو یہ اختیار
نہوگا کہ اُسکے ملک کا دعوے کرے اور اگر وہ غلام مر گیا تو بوجہ ولا کے اُسکا وارث بھی نہین ہو سکتا ہی اور
اگر اسکے بعد غلام مذکور نے کہا کہ مین اسکا مملوک ہون اور اُسنے غلام کے قول کی تصدیق کی تو غلام اُسکا مملوک
ہوگا یہ ابراہیم نے امام محمد رح سے روایت کی ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر ایک شخص نے اپنے غلام سے کہا کہ یہ میرا
بیٹا ہی یا باندی سے کہا کہ یہ میری بیٹی ہی پس اگر مملوک مذکور اُسکے فرزند ہونے کی صلاحیت رکھتا ہو یعنی سِن
اُسکا ایسا ہو کہ اس مدعی کا بیٹا یا بیٹی ہو سکے اور وہ مجہول النسب بھی ہو کہ یہ معلوم نہو کہ یہ کسکا نطفہ ہی تو نسب
ثابت ہوجائیگا اور غلام آزاد ہوجائیگا خواہ غلام عجمی جلیب ہو یعنے غیر ملک سے لایا گیا ہو یا وہین کی پیدائش
ہو اور اگر مملوک مذکور اُسکے فرزند ہونے کی صلاحیت رکھتا ہو لیکن اُسکا نسب معروف ہو تو بالاتفاق مملوک
مذکور آزاد ہوجائیگا مگر نسب ثابت نہوگا اسی طرح اگر مملوک مذکور اسکے فرزند ہونے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو تو بھی
نسب ثابت نہوگا مگر امام اعظم کے قول کے موافق مملوک آزاد ہوجائیگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہی اور یہی صحیح
ہی یہ زاد مین ہی اور اگر اسنے غلام سے کہا کہ یہ میرا باپ ہی یا اپنی باندی سے کہا کہ یہ میری مان ہی اور مملوک

۲۰

نے تصدیق کی تو نسب ثابت ہوگا ورنہ نہین اور ہمارے بعضے مشائخ نے فرمایا کہ فرزندی کے دعوی مین بھی بدون تصدیق مملوک کے نسب ثابت نہوگا اور صحیح یہ ہو کہ مملوک کی تصدیق شرط نہین ہی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ یہ میرا باپ ہی حالانکہ اتنی بڑی عمر کا آدمی ایسے شخص کی اولاد مین نہین ہوسکتا ہی تو امام اعظم رح کے نزدیک غلام آزاد ہو جائیگا اور صاحبین کے نزدیک آزاد نہوگا یہ جوہرہ نیرہ مین ہی۔ اور اگر طفل صغیر سے کہا کہ یہ میرا دادا ہی تو بعض نے فرمایا کہ اسمین بھی ایسا ہی اختلاف ہی اور بعض نے فرمایا کہ بالاجماع آزاد نہوگا یہ ہدایہ مین ہی۔ اور اگر غلام سے کہا کہ یہ میرا چچا ہی تو بعض روایات مین مذکور ہی کہ آزاد ہو جائیگا اور صحیح یہ ہی کہ آزاد نہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہی اور عتابیہ مین لکھا ہی کہ اگر غلام سے کہا کہ یہ میرا چچا یا ماموں ہی تو آزاد ہو جائیگا اور یہی مختار ہی انتہی اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ یہ میری بیٹی ہی یا باندی سے کہا کہ یہ میرا بیٹا ہی تو وہ آزاد نہوگا اور ہمارے بعضی مشائخ نے فرمایا کہ اس مسئلہ مین بھی اختلاف ہی اور بعض نے فرمایا کہ نہین بلکہ یہ مسئلہ اتفاقی ہی کہ آزاد نہوگا اور یہی اظہر ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر کہا کہ یہ میرا بھائی یا یہ میری بہن ہی تو ظاہر الروایہ مین آزاد نہوگا اور یہی روایت اصل ہی لیکن اگر نیت ہو تو آزاد ہو جائیگا یہ غایۃ السروجی مین ہی۔ اور اگر کہا کہ یہ میرا پدری بھائی ہی یا مادری بھائی ہی تو آزاد ہو جائیگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر غیر کے غلام سے کہا کہ یہ زنا سے میرا بیٹا ہی پھر اسکو خریدا تو آزاد ہو جائیگا ولیکن نسب ثابت نہوگا۔ یہ سراج الوہاج مین ہی۔ اور اگر اپنی باندی سے کہا کہ یہ عورت میری خالہ یا پھوپھی زنا سے ہی تو آزاد ہو جائیگی اور اسی طرح اگر کہا کہ یہ میرا بیٹا یا بھائی یا بہن زنا سے ہی تو بھی آزاد ہو جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر کہا کہ ای بیٹے یا ای بھائی تو آزاد نہوگا اور یہی صحیح ہی کذا فی الکافی اور یہی ظاہر ہی لیکن تحفہ مین مذکور ہی کہ اگر نیت کی ہو تو آزاد ہو جائیگا یہ غایۃ السروجی مین ہی اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ ای میرے بیٹے یا باندی سے کہا کہ ای میری بیٹی تو آزاد ہو جائیگی اگرچہ عتق کی نیت ہو جیسے اگر کہا کہ ای بیٹے یا ای بیٹی تو آزاد نہین ہوتی ہی یعنے فقط ای بیٹا یا ای بیٹی بدون اپنی طرف اضافت کرنے کے کہا تو نہین آزاد ہوتی ہی اگرچہ نیت عتق کی ہو یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ نوادر بن رستم مین امام محمد رح سے مروی ہی کہ اگر غلام سے کہا کہ ای میرے باپ یا ای میرے دادا یا ای میرے چچا یا ای میرے ماموں یا باندی سے کہا کہ ای میری پھوپھی یا ای میری خالہ یا ای میری بہن تو ان سب صورتون مین آزاد نہوگا اور تحفۃ الفقہاء مین اسقدر عبارت زائد کی ہی کہ لیکن اگر نیت کی ہو تو آزاد ہوگا یہ نہر الفائق مین ہی۔ اور شیخ ابو القاسم صفار سے منقول ہی کہ انسے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص کی باندی چراغ لاکر اسکے سامنے کھڑی ہوئی پس مولی نے اس سے کہا کہ ای پریچہرہ مین چراغ لے کر کیا کرون کہ تیرا چہرہ خود چراغ سے زیادہ روشن ہی ای تو ایسی کہ مین تیرا غلام ہون تو شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ سب مہربانی کے کلمات قرار دیے جاوینگے اور باندی آزاد نہوگی اور یہ اسصورت مین ہی کہ مولی نے عتق کی نیت نہ کی ہو اور اگر نیت کی تو امام محمد رح سے اسمین دو روایتین ہین یہ فتاوے قاضی مین ہی۔ اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ ای سردار یا ای میرے سردار یا اپنی باندی سے کہا کہ ای سردار یا ای میری سردار پس اگر ان صورتون مین عتق کی نیت کی ہو تو بلا خلاف عتق ثابت ہو جائیگا اور اگر عتق کی نیت نہ کی ہو تو اسمین مشائخ نے اختلاف کیا ہی اور فقیہ ابو اللیث کے نزدیک

مختار یہ ہی کہ آزاد نہوگا یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر غلام سے کہا کہ ای آزاد مرد یا باندی سے کہا کہ ای آزاد عورت یا باندی سے کہا کہ ای میری کدبانو یا ای کدبانو پس اگر عتق کی نیت کی تو آزاد ہوگا اور اسمین کچھ اختلاف نہین ہی اور اگر عتق کی نیت نہو تو اسمین مشائخ نے اختلاف کیا ہی اور فقیہ ابو اللیث کا مختار یہ ہی کہ آزاد نہوگا اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ ای زاد مرد یعنے بدون الف کے زاد فقط کہا تو فقیہ ابو بکر رحمہ اللہ سے منقول ہی کہ وہ آزاد نہوگا اگرچہ عتق کی نیت کی ہو یہ محیط مین ہی۔ اور اگر اپنی باندی سے کہا کہ ای مولی زادہ تو وہ آزاد نہوگی یہ فتاوے کبری مین ہی۔ ایک شخص نے اپنے غلام سے کہا کہ ای نیم آزاد یعنے لفنف آزاد تو یہ قول بمنزلہ اس کلام کے ہی کہ غلام سے کہا کہ تیرا النصف حصہ آزاد ہی ایک شخص نے اپنے غلام سے کہا کہ جبتک تو غلام تھا تب تک مین تیرے عذاب مین گرفتار تھا اب کہ تو نہین ہی تب بھی تیرے عذاب مین گرفتار ہون تو مشائخ نے فرمایا کہ یہ کلام اسکی طرف سے غلام کے عتق کا اقرار ہی پس قضاءً غلام آزاد ہو جائیگا۔ ایک شخص نے اپنے غلام سے کہا کہ تو مجھ سے زیادہ آزاد ہی پس اگر عتق کی نیت کی ہو تو آزاد ہو جائیگا ورنہ نہین۔ ایک غلام نے اپنے مولے سے کہا کہ میری آزادی پیدا کی پس مولی نے کہا کہ تیری آزادی مین نے پیدا کی اور نیت عتق نہ کی تو قلت قضاءً آزاد ہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ اور اگر غلام سے کہا کہ ای میرے مالک تو بلا نیت آزاد نہوگا یہ کافی مین ہی۔ ایک شخص کا ایک غلام ہی پس اسنے کہا کہ تیرے [illegible] پنا غلام آزاد کر دیا تو آزاد ہو جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اگر زید نے عمرو سے کہا کہ مین تیرے باپ کا مولی ہون کہ تیرے باپ نے میرے باپ و مان کو آزاد کیا ہی تو زید مذکور عمرو کا غلام نہوگا اور اسی طرح اگر زید نے کہا کہ مین تیرے باپ کا مولی ہون اور یہ نہ کہا کہ مجھے تیرے باپ نے آزاد کیا ہی تو بھی یہی حکم ہی اور زید حر ہوگا اور اگر زید نے کہا کہ مین تیرے باپ کا مولی ہون مجھے تیرے باپ نے آزاد کیا ہی پس اگر عمرو نے باپ کے آزاد کرنے سے انکار کیا تو زید اسکا مملوک ہوگا لیکن اگر زید گواہ لاوے کہ عمرو کے باپ نے اسکو آزاد کیا ہی تو زید کے گواہ مقبول ہونگے اور وہ آزاد ہوگا۔ اگر کسی شخص نے اپنے غلام کو آزاد کیا اور غلام کے پاس مال ہی تو یہ مال مولی کا ہوگا سوا اسے اتنے کپڑے کے جو غلام کی ستر پوشی کرے اور یہ بھی مولے کے اختیار مین ہی کہ کپڑون مین سے جونسا کپڑا چاہے دیدے یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ ایک شخص نے اپنے تین غلامون سے کہا کہ تم لوگ آزاد ہو سوائے فلان و فلان و فلان کے تو یہ سب غلام آزاد ہو جاینگے یہ فتاوی کبری مین ہی قال المترجم اسوجہ سے کہ مستثنے منہ کے ساتھ حکم حریت متعلق ہوا پس استثنا کارآمد نہوگا و قیل الاستثناء باطل فتدبر۔ ایک شخص کے پانچ غلام ہین پس اسنے کہا کہ دس میرے مملوکون مین سے آزاد ہین الا ایک تو سب آزاد ہونگے اور اگر کہا کہ میرے مملوک دسون آزاد ہین الا واحد تو چار آزاد ہونگے یہ فتاوی قاضی خان مین ہی۔ اور اگر مرد آزاد کرنا چاہے تو چاہیے کہ غلام آزاد کرے اور عورت کو چاہیے کہ باندی آزاد کرے یہ مستحب ہی تاکہ مقابلہ اعضاء ٹھیک متحقق ہو یہ ظہیریہ مین ہی قال المترجم حدیث شریف مین یہ مضمون ہی کہ جو شخص بندہ آزاد کرتا ہی اللہ تعالی اسکے ہر عضو کو بمقابلہ اعضاے بندہ کے آتش دوزخ سے آزاد فرماتا ہی پس استحباب مسئلہ مذکور بہ بناے حدیث موصوف ہی فافہم اور یہ مستحب ہی کہ جب آدمی سات برس کسی بندہ سے خدمت لے لے تو اسکو آزاد کر دے یا کسی دوسرے کے ہاتھ فروخت کر دے کہ شاید وہ آزاد کر دے یہ تاتارخانیہ مین حجہ سے منقول ہی اور مستحب ہی کہ آزاد کرنے والا بندہ کو ایک عتاق نامہ لکھکر اسپر ثقہ لوگون کی گواہی کرا دے تاکہ غلام کے حق مین مضبوطی رہے اور باہم اختلاف اور انکار سے حفاظت ہو یہ محیط سرخسی مین ہی

فصل ملک وغیرہ کی وجہ سے آزاد ہونے کے بیان مین۔ جو شخص اپنے ذی رحم محرم کا مالک ہوا وہ اسکی طرف سے فوراً آزاد ہو جائیگا خواہ یہ مالک صغیر ہو یا کبیر ہو عاقل ہو یا مجنون ہو یہ غایۃ البیان مین ہی اور ذی رحم محرم سے براپسا قرابت دار مراد ہی جس سے نکاح ہمیشہ کے واسطے حرام ہو پس رحم عبارت ہی قرابت سے اور محرم عبارت ہی حرمت مناکحت سے پس اگر محرم بلا رحم کا مالک ہوا تو وہ آزاد نہوگا مثلاً اپنے پسر کی زوجہ یا باپ کی زوجہ یا چچا کی بیٹی کا جو اسکی رضاعی بہن ہی مالک ہوا تو کوئی آزاد نہو جائیگی اسیطرح اگر رحم ہو مگر محرم نہو تو بھی یہی حکم ہی مثلاً ماموں یا چچا کی اولاد کا مالک ہوا تو وہ آزاد نہو گی یہ کافی مین ہی۔ اور اگر کوئی ایسے آدمی کا مالک ہوا جو بسبب رضاعت یا مصاہرت کے اسپر دائمی حرام ہی تو وہ آزاد نہوگا اور اگر جورو و مرد مین سے کوئی دوسری کا مالک ہوا تو اسکی طرف سے آزاد نہو جائیگا یہ مبسوط مین ہی۔ اور مالک خواہ مسلمان ہو یا کافر ہو دار الاسلام مین اس حکم کے واسطے کچھ فرق نہوگا اور اسی طرح جس ذی رحم محرم کا مالک ہوا ہی چاہے وہ مسلمان ہو یا کافر ہو کچھ فرق نہین ہی یہ غایۃ البیان مین ہی۔ اور چونکہ یہ حکم دار الاسلام مین ہی لہذا اگر دار الحرب مین کوئی حربی اپنے ذی رحم محرم کا مالک ہوا تو وہ اسکی طرف سے آزاد نہو جائیگا یہ جوہرہ نیرہ مین ہی اور اگر کوئی حربی اپنے ذی رحم محرم کا مالک ہو کر امان لیکر دار الاسلام مین آیا تو مملوک مذکور اسکی طرف سے آزاد نہو جائیگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہی۔ اور اگر مملوک نے اپنی اولاد کو خریدا تو وہ آزاد نہو جائیگی یہ جوہرہ نیرہ مین ہی۔ اور اگر غلام ماذون نے ایسا مملوک خریدا جو اسکے مالک کا ذی رحم محرم ہی اور اسپر اسقدر قرضہ نہین ہی جو بالکل محیط ہو تو مولی کی طرف سے آزاد ہو جائیگا اور اگر قرضہ محیط ہی تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک آزاد نہوگا اور اگر مکاتب نے اپنے مولی کا بیٹا خریدا تو بالاتفاق آزاد نہو جائیگا یہ تاتارخانیہ مین تتمہ سے منقول ہی اور اگر مکاتب نے ایسے لوگوں کو خریدا جنکی فروخت کا مجاز نہین ہی جیسے والدین و اولاد وغیرہ پھر مولی نے انکو آزاد کر دیا تو وہ آزاد ہو جائینگے یہ مضمرات مین ہی۔ اور جو شخص غلام خریدنے کے واسطے وکیل کیا گیا ہی اگر اسنے موکل کا ذی رحم محرم خریدا تو وہ آزاد نہو جائیگا یہ سراجیہ مین ہی۔ ایک شخص نے اپنے پسر کے واسطے اپنے مرض الموت مین ہزار درم کا اقرار کیا اور اس شخص کا سوائے اسکے کوئی وارث نہین ہی اور کچھ مال بھی نہ چھوڑا سوائے ایک مملوک کے کہ وہ اس پسر کا ماں کی طرف سے بھائی ہی اور اس مملوک کی قیمت اسی قدر ہی جسقدر قرضہ کا میت نے اپنے پسر کے واسطے اقرار کیا ہی تو محمد رحمہ نے فرمایا کہ مملوک آزاد ہو جائیگا اسواسطے کہ مرض مین جو اقرار ہو وہ گویا وصیت ہی پس جب پسر مذکور اسکا مالک ہوا تو وہ اسکی طرف سے آزاد ہو جائیگا اور اگر اقرار مذکور حالت صحت مین واقع ہوا ہو تو مملوک مذکور آزاد نہو جائیگا اسواسطے کہ وارث مذکور اسکا مالک نہین ہوا بدین وجہ کہ قرضہ مذکور میت کے ترکہ کو محیط ہی۔ اور اس بیان سے یہ فایدہ ثابت ہوا کہ جب ترکہ مین وارث کا قرضہ ہو تو وہ وارث کے ترکہ کے مالک ہونے سے مانع ہوتا ہی یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر ایسی باندی خریدی جو اسکے باپ کے نطفہ سے پیٹ سے ہی حالانکہ وہ باندی اسکے باپ کے سوائے کسی غیر کی ملک ہی تو خرید جائز ہوگی اور جو اسکے پیٹ مین ہی وہ آزاد ہوگا اور باندی آزاد نہوگی اور جبتک وضع حمل نہو تب تک اسکو فروخت نہین کر سکتا ہی کہ اسکی بیع جائز نہوگی اور بعد وضع حمل کے اسکو فروخت کر سکتا ہی یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر حاملہ باندی کو آزاد کیا تو اسکا حمل بھی آزاد ہو جائیگا اور اگر فقط حمل کو آزاد کیا تو بدون باندی کے فقط حمل آزاد ہوگا اور اگر کسیقدر مال پر حمل کو آزاد کیا تو حمل آزاد ہوگا اور مال واجب نہوگا اور عتق کے وقت حمل موجود ہونا اسی طرح دریافت

ہو سکتا ہی کہ وقت عتق سے چھ مہینے سے کم مین بچہ پیدا ہو یہ ہدایہ مین ہی - اور اگر وقت عتق سے چھ مہینہ یا زیادہ مین
بچہ جنی تو آزاد نہوگا الا اُس صورت مین کہ حمل مین جوڑیا دو بچہ ہون کہ پہلا بچہ چھ مہینے سے کم مین پیدا ہوا پھر دوسرا
چھ مہینہ یا زیادہ مین پیدا ہوا یا یہ باندی طلاق یا وفات کی عدت مین ہو پس وقت فراق سے دو برس سے کم مین
بچہ جنی پس اگرچہ وقت اعتاق سے چھ مہینہ سے زیادہ مین جنی ہو بہر حال اس صورت مین حمل آزاد ہوگا یہ فتح القدیر
مین ہی - باندی کا بچہ جو اُسکے مولی سے ہو آزاد ہی اور جو اسکے شوہر سے پیدا ہو وہ اُسکے مولے کا مملوک ہی -
بخلاف مغرور کے بچہ کے کہ اسکو فریب دیا گیا ہو اسکا یہ حکم نہین ہی کہ مان کا تابع ہو اور آزاد عورت کا بچہ ہر حال
مین آزاد ہوتا ہی اسواسطے کہ عورت کا پلہ بھاری ہی پس حریت کے وصف مین عورت کا تابع ہوگا جیسے کہ مملوکیت
و مرقوقیت و تدبیر و امومیۃ الولد و کتابت مین یہ وصف بچہ کو مان کا ملتا ہی یہ ہدایہ مین ہی - اور اگر بچہ جننے کے وقت
اپنی باندی سے کہا کہ تو حرہ ہی اور حالت یہ ہی کہ تھوڑا بچہ باہر نکل چکا ہی پس اگر نصف سے کم نکلا ہو تو بچہ بھی آزاد
ہوگا اور اگر زیادہ ہو تو آزاد نہوگا اور ہشام رح اور معلی رح نے امام ابو یوسف رح سے روایت کی ہی کہ اگر ایک شخص
نے اپنی حاملہ باندی سے درحالیکہ اُسکا بچہ کچھ نکل چکا ہی کہا کہ تو آزاد ہی تو امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ اگر سوائے سر کے
نصف بدن خارج ہوا ہی تو وہ مملوک ہوگا اور اگر سر کی جانب سے نصف بدن خارج ہوا ہی تو وہ آزاد ہوگا اور
اُسکے معنی یہ ہین کہ مع سر کے نصف خارج ہوا ہی تو آزاد ہی یہ محیط مین ہی منتقے مین ہی کہ اگر باندی سے کہا کہ بڑا بچہ جو تیرے
پیٹ مین ہی وہ آزاد ہی پس اُسکے جوڑیا دو بچہ پیدا ہوئے تو جو پہلے نکلا وہ بڑا ہی وہی آزاد ہوگا اور اگر اپنی باندی
سے کہا کہ علقہ یا مضغہ جو تیرے پیٹ مین ہی آزاد ہی تو جو اسکے پیٹ مین ہی وہ آزاد ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی - ایک شخص
نے غیر کی باندی کو آزاد کیا پھر مولی نے بعد باندی کے بچہ پیدا ہونے کے عتق کی اجازت دی تو بچہ آزاد نہوگا اور اگر
اپنی باندی سے کہا کہ میرا ہر مملوک سوائے تیرے آزاد ہی تو باندی کا حمل آزاد نہوگا - ایک شخص نے اپنی حاملہ باندی سے
حالت صحت مین کہا کہ تو یا جو تیرے پیٹ مین ہی آزاد ہی پس دوسرے دن باندی مذکور کے ایک مردہ بچہ پیدا ہوا جسکی
خلقت ظاہر ہو گئی تھی تو بقیاس قول امام اعظم رح کے باندی آزاد ہوگی - اور اگر خود بچہ پیدا نہوا بلکہ کسی آدمی نے دوسرے
روز اسکے پیٹ مین صدمہ پہونچایا جس سے جنین پیٹ سے گر گیا جسکی خلقت ظاہر ہو گئی تھی تو مولے کو اختیار ہوگا پس
اگر اسنے مان کو آزاد کیا تو اُسکے آزاد ہونے سے بچہ بھی آزاد ہوگا اور اگر باندی مذکورہ حاملہ نہو تو خود آزاد ہو جائیگی
یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - اور اگر اپنی حاملہ باندی سے کہا کہ تو یا جو تیرے پیٹ مین ہی آزاد ہی پھر قبل اسکے کہ
مولے بیان کرے یعنی کسی کو معین کرے کہ دونون مین سے کون آزاد ہی مر گیا پھر کسی آدمی نے باندی کے
پیٹ مین ایسا صدمہ پہونچایا کہ جس سے جنین مردہ جسکی خلقت ظاہر ہو گئی تھی گر گیا تو فرمایا کہ مجرم پر اس جنین کے واسطے
غرہ آزاد کا جرمانہ واجب ہوگا اور نصف باندی آزاد ہوگی اور نصف کے واسطے سعایت کریگی اور جنین پر کچھ
سعایت نہوگی یہ محیط سرخسی مین ہی - اگر حربی نے اپنے غلام حربی کو دار الحرب مین آزاد کیا تو امام اعظم رح کے نزدیک اُسکا
اعتاق نافذ نہوگا اور اسمین صاحبین رح کا خلاف ہی اور اگر حربی نے اپنے مسلمان غلام کو دار الحرب مین آزاد کیا تو بالاتفاق
اعتاق نافذ ہوگا اور اسکی ولا اس حربی کو ملیگی - اور اگر حربی مر گیا یا قتل کیا گیا یا مسلمانون کے ہاتھ مین قید ہو گیا تو اُسکا
مکاتب آزاد نہوگا اور بدل کتابت اُسکے وارثون کو ملیگا جبکہ خود مر گیا ہو - ایک شخص ہندوستان مین گیا یعنی دار الحرب مین

گیا پھر وہ دارالاسلام مین آیا اور اُسکے ساتھ ایک ہندو آیا جو کہتا تھا کہ مین اِسکا غلام ہون پھر یہ ہندو مسلمان ہو گیا تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر ہندو سے مذکور دارالحرب سے مسلمان کے ساتھ بدون اکراہ و زبردستی کے دارالاسلام مین چلا آیا ہی تو وہ آزاد ہوگا اور اُسکا یہ قول کہ مین اِسکا غلام ہون باطل ہوگا اور اگر مسلمان اسکو زبردستی با کراہ نکال لایا ہی تو وہ مسلمان کا غلام ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ حربی نے اگر اپنا مسلمان غلام بیع کے واسطے پیش کیا تو وہ آزاد ہوگا اگرچہ اسکو فروخت نہ کیا ہو اور ہمارے بعضے مشائخ نے فرمایا کہ یہی صحیح ہی یہ شرح مجمع مین لکھا ہی

دوسرا باب معتق البعض کے بیان مین جسکا کچھ حصہ آزاد کیا گیا ہی۔ اور اگر اپنے غلام مین سے کچھ آزاد کیا خواہ یہ حصہ معین ہو یعنی معلوم ہو مثلاً چوتھائی وغیرہ یا ایسا نہو جیسے غلام سے کہا کہ تجھ مین سے کچھ یا بعض وغیرہ یا تیرا کوئی جزو یا پارہ آزاد ہی گو فرق دونون صورتون مین یہ ہی کہ غیر معلوم کی صورت مین مولی کو بیان کرنے کا حکم دیا جائیگا کہ کسقدر مراد ہی بہرحال امام اعظم رح کے نزدیک تھوڑا آزاد کرنے سے سب آزاد نہوگا اور صاحبین نے فرمایا کہ سب آزاد ہو جائیگا پھر امام رح کے نزدیک ایسا غلام اپنی باقی قیمت کے واسطے اپنے مولی کو دینے کے لیے سعایت کریگا یہ نہر الفائق مین ہی اور مضمرات مین لکھا ہی کہ امام اعظم رح کا قول صحیح ہی انتہی اور اگر کہا کہ تیرا ایک سہم آزاد ہی تو امام اعظم کے نزدیک چھٹا حصہ آزاد ہوگا اسیطرح اگر سہم کی جگہ شئی کا لفظ کہا تو بھی یہی حکم ہی یہ عتابیہ مین ہی اور معتق البعض مثل مکاتب کے ہوتا ہی کہ جب تک وہ معاوضہ جو اُسپر ادا کرنا چاہیے ہی ادا نہ کرے تب تک اُسکی آزادی موقوف رہتی ہی ولیکن جو کچھ کماوے اُسکا وہی مستحق ہوتا ہی اور مولے کا اُسپر قبضہ نہین رہتا ہی اور نہ خدمت لینے کا استحقاق ہی اور رقیت کامل رہتی ہی کذا فی النہر الفائق اور خود وارث نہین ہو سکتا ہی اور نہ اِسکا کوئی وارث ہو سکتا ہی اور اُسکی گواہی بھی جائز نہین ہی اور دو عورتون سے زیادہ کے ساتھ نکاح کرکے انکو جمع نہین کر سکتا ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اور بدون اجازت مولی کے نکاح نہین کر سکتا ہی اور نہ کچھ ہبہ یا صدقہ دے سکتا ہی الا ہبت خفیف چیز اور کسی کی طرف سے کفالت نہین کر سکتا ہی اور کسی کو قرض نہین دے سکتا ہی مگر اسمین اور مکاتب مین اتنا فرق ہی کہ اگر معتق البعض اپنے معاوضہ ادا کرنے سے عاجز ہوا تو وہ رقیق نہین کیا جائیگا یہ غایۃ البیان مین ہی۔ الا جسقدر آزاد ہونے کو باقی ہی اسکو سعایت کرکے ادا کرکے آزاد ہونا چاہیے یا مولی باقی بھی آزاد کر دے اور جب کل ملک زائل ہو جائیگی تب وہ سب آزاد ہو جائیگا یہ کافی مین ہی۔ اور اگر ایک غلام دو شریکون مین مشترک ہو اور ایک نے اپنا حصہ آزاد کر دیا تو وہ آزاد ہو جائیگا پس اگر شریک خوشحال ہو تو دوسرے شریک کو جس نے نہین آزاد کیا ہی اختیار ہی کہ چاہے خود بھی آزاد کر دے اور چاہے شریک سے اپنے حصہ کا تاوان لے اور چاہے غلام مذکور سے اپنے حصہ کی سعایت کرا دے یہ ہدایہ مین ہی۔ اور جب دو شریکون مین سے ایک نے اپنا حصہ غلام آزاد کر دیا تو دوسرے شریک کو یہ اختیار نہوگا کہ اپنے حصہ غلام کو فروخت کرے یا ہبہ کرے یا مہر قرار دے اسواسطے کہ یہ غلام بمنزلہ مکاتب کے ہی یہ مبسوط امام سرخسی مین ہی اور تحفہ مین لکھا ہی کہ دوسرے شریک کو جسنے آزاد نہین کیا ہی پانچ طرح کا اختیار ہوگا جبکہ آزاد کرنے والا شریک خوشحال ہو پس چاہے اپنا حصہ آزاد کر دے اور چاہے مکاتب کر دے اور چاہے اُس سے سعایت کرا دے اور چاہے آزاد کنندہ شریک سے تاوان لے اور چاہے اپنا حصہ مدبر کر دے لیکن اگر مدبر کر دیا تو اسکا حصہ مدبر ہو جائیگا مگر غلام پر فی الحال

اُسکے واسطے سعایت واجب ہوگی پس آزاد ہوجائیگا اور یہ اختیار نہین ہی کہ اسکو مدبر کرکے یہ قید لگا وے کہ
اُسکے مرنے کے بعد آزاد ہوجائیگا کذا فی نہایۃ السروجی اور اگر شریک آزاد کنندہ تنگدست ہو تو بھی یہی حکم
ہی مگر یہ اختیار نہوگا کہ شریک سے تاوان لے یہ خزانۃ المفتین مین ہی - اور جس شریک نے آزاد نہین کیا ہی اسکو
یہ اختیار نہین ہی کہ اسی حال پر چھوڑ دے اور کچھ نہ کرے یہ بدائع مین ہی - اور جس شریک نے آزاد نہین کیا ہی
اُسکے اختیار کرنے کی یہ صورت ہی کہ مثلاً شریک سے کہے کہ مین نے یہ اختیار کیا کہ تجھسے تاوان لون یا یون
کہے کہ مجھے میرا حق دیدے بالجملہ زبان سے جسطرح شعر ہوا ختیار کرے اور اگر فقط دل سے کوئی امر اختیار
کیا تو یہ کچھ چیز نہین ہی یہ نہایہ مین ہی - اور اگر شریک نے اپنا حصہ بھی آزاد کر دیا یا مکاتب یا مدبر کر دیا یا غلام
سے اپنے حصہ کی سعایت کرائی تو غلام کی ولا ان دونون مین مشترک ہوگی اور اگر اُسنے آزاد کنندہ شریک
سے تاوان لے لیا تو غلام کی ولا فقط اُسی شریک کی ہوگی جسنے آزاد کیا ہی یہ محیط سرخسی مین ہی اور سعایت
لینے والا آزاد کنندہ سے جو غلام نے ادا کیا ہی بالاجماع واپس نہین لے سکتا ہی یہ جوہرہ نیرہ مین ہی - اور جب
آزاد کرنے والے نے شریک کو تاوان دیدیا تو اُسکو اختیار ہی چاہے باقی غلام کو آزاد کرے یا مدبر کرے یا مکاتب
کرے یا اُس سے سعایت کراوے یہ بدائع مین ہی - اور اگر شریک نے آزاد کرنے والے کو تاوان سے بری کر دیا
تو اُسکو اختیار ہوگا چاہے غلام کی جانب رجوع کرے اور اُسکی ولا اسی آزاد کنندہ کے واسطے ہوگی اور جو
شریک کہ ساکت رہا ہی اُسکا غلام سے سعایت کرانے کا استحقاق باطل ہوگیا یہ غیاثیہ مین ہی - اور اگر شریک نے
جسنے آزاد نہین کیا ہی آزاد کرنے والے کے ہاتھ اپنا حصہ فروخت کیا یا بعوض ہبہ کیا تو قیاساً مثل تضمین کے
جائز ہوگا مگر استحساناً نہین جائز ہی یہ نہایہ مین ہی - اور جب ساکت نے شریک آزاد کنندہ سے تاوان لینا
اختیار کیا در حالیکہ شریک مذکور خوشحال ہی پھر چاہا کہ اُس سے رجوع کرکے غلام سے سعایت کراوے تو جبتک
شریک مذکور نے تاوان دینا قبول نہین کیا ہی یا قاضی حاکم نے اسکا حکم نہین دیا ہی تب تک رجوع کر سکتا ہی اور یہ
ابن سماعہ نے امام محمد رح سے روایت کی ہی اور اصل مین مذکور ہی کہ جب شریک ساکت نے تاوان لینا اختیار کیا تو
پھر اسکو سعایت کرانے کو اختیار کرنا جائز نہوگا اور اسمین کچھ تفصیل نہین فرمائی - اور اگر غلام سے سعایت کرانا
اختیار کیا تو پھر اسکو یہ اختیار نہوگا کہ شریک تو انگر سے تاوان لینا اختیار کرے خواہ غلام اس سعایت پر راضی
ہوا ہو یا نہوا ہو اور یہ حکم سب روایتون کے موافق ہی کذا فی المحیط لیکن اگر غلام مرجاوے تو حکم اختیار بدل سکتا ہی
یہ غیاثیہ مین ہی اور واضح رہے کہ اختیار کرنا خواہ سلطان کے روبرو ہو یا کسی دوسرے کے روبرو ہو ہر حال
یکسان ہی یہ مبسوط شمس الائمہ سرخسی مین ہی - پھر اگر آزاد کنندہ نے غلام سے وہ مال جو اُسپر تاوان لازم آیا تھا واپس
لیا پھر ساکت کو اسپر حوالہ کر دیا اور وکیل کیا کہ اس سے سعایت باقتضار حق وصول کرے تو یہ جائز ہی اور پوری
ولاء معتق یعنے آزاد کنندہ کی ہوگی اور اگر اُسنے کچھ اختیار نکیا یہان تک کہ اُسکو مجروح کر دیا تو غلام کے واسطے
اسپر ارش واجب ہوگا اور اُسکا جنایت کر دینا اسکی طرف سے سعایت کا اختیار کرنا نہوگا اور اسی طرح اگر اُس سے
کچھ مال غصب کر لیا جس سے غلام کی نصف قیمت ادا ہو سکتی ہی یا غلام سے اسکو قرض دیا یا اُسکے ہاتھ بیع کی تو
یہ مال غلام کا اُسپر ہوگا یہ مبسوط شمس الائمہ سرخسی مین ہی - اور یسار یعنی آسودہ حال ہونے مین اس امر کا اعتبار ہی

کہ شریک کے حصہ کی مقدار قیمت کا مالک ہو یہ امام محمدرح کا قول ہی اور یہی صحیح ہی یہ جواہر اخلاطی مین ہی- اور عیون مین مذکور ہی کہ مختار یہ ہی کہ آسودہ حال وہ ہی جو وقت عتق کے ایسی چیز کا مالک ہو جو آزاد شدہ کے نصف کے ساوی ہو سوا ے منزل و خادم و متاع بیت و تن کے کپڑون کے یہ کافی مین ہی- اور اگر زید و عمرو دو آدمیون کے درمیان دو غلام مشترک ہون کہ ایک کی قیمت ہزار درم اور دوسرے کی قیمت دو ہزار درم ہون پھر ایک شریک نے مثلاً زید نے دونون مین سے اپنا حصہ آزاد کیا اور زید کے پاس ہزار درم ہین تو وہ معسر یعنی تنگدست قرار دیا جائیگا یہ ابن رستم نے امام محمدرح سے روایت کیا ہی- اور اگر اسکے پاس ہزار سے کم ہون تو ان دونون مین سے جسکی قیمت کم تھی اسکا ضامن ہوگا- اور اگر زید و عمرو کے درمیان ایک غلام ہزار درم قیمت کا مشترک ہی اور زید و خالد کے درمیان ایک غلام پانچ سو درم قیمت کا مشترک ہی پھر زید نے دونون مین سے اپنا حصہ آزاد کر دیا اور زید کے پاس پانچ سو درم ہین تو وہ معسر قرار دیا جائیگا اور اگر زید کے پاس پانچ سو درم سے کم ہون تو وہ پانچ سو درم والے غلام کے شریک کے حق مین موسر قرار دیا جائیگا یہ ظہیریہ مین ہی- اور ضمانت و سعایت کے واسطے غلام کی وہ قیمت معتبر ہوگی جو روز اعتاق تھی چنانچہ اگر روز اعتاق کی قیمت معلوم ہو پھر اسکی قیمت بڑھ گئی یا گھٹ گئی یا باندی تھی کہ اسکے بچہ پیدا ہوا تو ان امور کی طرف التفات نہ کیا جائیگا یہ بدائع مین ہی- اور اگر وہ بروز اعتاق صحیح ہو پھر وہ اندھا ہو گیا تو اسکی نصف قیمت صحیح کی واجب ہوگی- اور اگر بروز عتق اسکی آنکھ مین سپیدی ہو پھر اسکی آنکھ کی سپیدی کھل گئی اور آنکھ روشن ہوگئی تو اسکی نصف قیمت اعمی ہونے کی حالت کی واجب ہوگی یہ فتح القدیر مین ہی- اسی طرح آزاد کنندہ کا یسار و عسار بھی اسی روز کا معتبر ہی جس روز اسنے آزاد کیا ہی حتے کہ اگر موسر ہونے کی حالت مین آزاد کیا پھر وہ معسر ہو گیا تو تاوان دینے کا حق باطل نہوگا- اور اگر اسنے اعسار کی حالت مین آزاد کیا پھر وہ موسر ہوگیا تو شریک ساکت کو تاوان لینے کا حق ثابت نہوگا- اور اگر روز عتق کے غلام کی قیمت مین دونون نے اختلاف کیا پس اگر غلام قائم ہو تو فی الحال اسکی قیمت اندازہ کیجائیگی اور اگر تلف ہوچکا ہی تو آزاد کنندہ کا قول قبول ہوگا- اور اگر دونون نے اتفاق کیا کہ اعتاق اس اختلاف پر سابق ہی تو آزاد کنندہ کا قول قبول ہوگا خواہ غلام قائم ہو یا تلف ہو گیا ہو- اور اگر دونون نے وقت قیمت مین اختلاف کیا چنانچہ آزاد کنندہ نے کہا کہ مین نے اسکو فلان روز آزاد کیا اور اسکی قیمت یہ تھی- اور شریک ساکت نے کہا کہ تو نے اسکو فی الحال آزاد کیا ہی اور اسکی قیمت دو سو درم ہی تو فی الحال آزاد دینے جانے کا حکم دیا جائیگا اور اسیطرح اگر شریک ساکت اور خود غلام نے قیمت غلام مین اختلاف کیا تو بھی اسی تفصیل سے حکم ہی یہ محیط سرخسی مین ہی اور اگر شریک ساکت و شریک آزاد کنندہ کے وارثون مین غلام کی قیمت مین اختلاف واقع ہوا تو ویسا ہی حکم ہوگا جیسا خود شریک ساکت و آزاد کنندہ کے درمیان قیمت غلام مین اختلاف کرنے کی صورت مین مذکور ہوا ہی یہ محیط مین ہی- اور اگر دونون نے یسار و عسار مین اختلاف کیا تو نظر کرین کہ اگر دونون کا اختلاف درحال اعتاق ہو تو قول آزاد کنندہ کا اور گواہ دوسرے کے مقبول ہونگے یہ بدائع مین ہی- اور اگر عتق مقدم ہو جانے کے بعد دونون نے یسار و عسار مین اختلاف کیا پس اگر ایسی مدت گذری ہو کہ جسمین یسار و عسار بدل جاسکتا ہی تو آزاد کنندہ کا قول قبول ہوگا اور اگر ایسی مدت ہو کہ بدل نہین سکتا ہی تو فی الحال کا اعتبار کیا جائیگا پس اگر آزاد کنندہ کا فی الحال موسر ہونا معلوم ہوا تو اختلاف کے کچھ معنی نہین ہین اور اگر نہ معلوم ہوا تو آزاد کنندہ کا قول قبول ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی

ع
اور تیعال شریک
ساکت کو تاوان
لینے کا حق باطل
نہیں ہوگا

متق البعض اگر مکاتب کیا گیا پس اگر اسکو درمون یا دنیارون پر مکاتب کیا پس اگر مکاتبت بقدر اسکی قیمت کے ہو تو جائز ہی اور اگر اُسکی قیمت سے کم پر مکاتب کیا تو بھی جائز ہی۔ اور اگر اُسکی قیمت سے زیادہ پر مکاتب کیا پس اگر زیادتی اسی قدر ہو کہ لوگ اپنی اندازمین اسقدر خسارہ اُٹھالیتے ہین تو بھی جائز ہی اور اگر اسقدر زیادتی ہو کہ ایسے معاملہ مین لوگون کی اندازہ سے بڑھ گئی ہی تو اسمین سے زیادتی طرح دیدیجائیگی۔ اور اگر کتابت عروض پر ہو تو قلیل وکثیر سب طرح جائز ہی اور اگر حیوان پر ہو تو بھی جائز ہی یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر غلام کو عروض پر مکاتب کیا اور وہ ادا اسے کتابت سے عاجز ہو گیا تو جن عروض کے ادا کرنے کا اُسنے التزام کیا تھا وہ اسکے ذمہ سے ساقط ہو جائینگے اور وہ اپنی نصف قیمت کے واسطے سعایت کرنے پر مجبور کیا جائیگا جیساکہ قبل کتابت کے تھا اور اُس شریک ساکت کو یہ اختیار حاصل نہوگا کہ شریک آزاد کنندہ سے کچھ ضمان لے سکے یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر غلام آزاد کرنیوالے کا شریک طفل یا مجنون ہو جسکا باپ یا دادا یا وصی موجود ہی تو اسکے ولی یا وصی کو اختیار ہوگا چاہے آزاد کنندہ سے اسکے حصہ کا تاوان لے اور چاہے غلام سے سعایت کرانا اختیار کرے اور چاہے اسکو مکاتب کرے مگر اسکو یہ اختیار نہوگا کہ غلام مذکور کو آزاد کرے یا مدبر کرے اور اسیطرح اگر شریک مکاتب ہو یا ایسا ماذون التجارۃ ہو کہ اُسپر قرضہ ہو تو انمین سے ہر ایک کو بھی تضمین وسعایت ومکاتب کرنے کا اختیار ہوگا اور یہ اختیار نہوگا کہ اپنا حصہ آزاد کردے اور اگر غلام ماذون پر قرضہ نہو تو اختیار اسکے مولے کو حاصل ہوگا پس اگر شریک ساکت نے غلام سے سعایت کمانی اختیار کی تو درصورتیکہ شریک طفل یا مجنون ہو تو ولا انھین دونون کو حاصل ہوگی اور درصورتیکہ مکاتب یا ماذون ہو تو ولا اسکے مولے کو ملیگی یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر طفل کا باپ نہو اور نہ باپ کا وصی ہو مگر مان کا وصی ہو اور یہ غلام ایسا ہی کہ صغیر مذکور نے اُسکو مان کی میراث مین پایا ہی تو امام محمد رح نے یہ صورت کتاب مین ذکر نہین فرمائی ہی اور حاکم ابو محمد سے منقول ہی کہ اُنھون نے فرمایا کہ مین نے اپنے اُستاد فقیہ ابو بکر بلخی رح سے یہ مسئلہ دریافت کیا تو اُنھون نے فرمایا کہ اگر اُسکی مان کا وصی ہو اور کوئی اُسکا وصی نہو تو اس وصی کو اختیار ہوگا کہ آزاد کنندہ سے تاوان لے اور چاہے غلام سے سعایت کراوے اگرچہ سعایت کرانا کتابت کے معنی مین ہی مگر وصی مادر کو یہ اختیار نہین ہی کہ اسکو مکاتب کرے یہ محیط مین ہی۔ اور اگر صغیر ومجنون کا کوئی ولی ووصی نہو پس اگر وہان کوئی حاکم شرعی ہو تو حاکم ایسے شخص کو مقرر کریگا جو انکے واسطے ان امور تضمین واستسعاء ومکاتبت مین سے جو بہتر ہی اختیار کرے اور اگر وہان کوئی حاکم نہو تو امر موقوف رہیگا یہانتک کہ طفل بالغ ہو اور مجنون کو افاقہ حاصل ہو پھر یہ دونون خود ہی پانچون اختیارات مین سے جو چاہینگے اختیار کرینگے یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر شریک ساکت کے کوئی امر اختیار کرنے سے پہلے غلام مر گیا اور شریک آزاد کنندہ موسر ہی پس شریک ساکت نے اس سے ضمان لینا اختیار کیا تو امام اعظم رح سے مشہور روایت کے موافق اسکو یہ اختیار حاصل ہی اور شیخ الاسلام نے اپنی شرح مین ذکر فرمایا کہ اگر غلام مر گیا اور بعد آزاد ہونے کے جو اُسنے کمائی کی ہی وہ چھوڑی تو شریک ساکت کو بلا خلاف یہ اختیار ہی کہ شریک آزاد کنندہ سے تاوان لے لیکن غلام کی کمائی مین سے سعایت لے سکتا ہی یا نہین اسمین مشائخ کا اختلاف ہی اور عامہ مشائخ کے نزدیک اسکو یہ اختیار نہین ہی اور اسی طرف امام محمد رح نے اصل مین اشارہ فرمایا ہی۔ اور یہ اسوقت ہی کہ شریک ساکت کے کوئی امر اختیار کرنے سے پہلے غلام مر گیا اور شریک آزاد کنندہ موسر ہی اور اگر شریک آزاد کنندہ معسر ہو اور باقی مسئلہ بحالہ ہو تو اگر غلام کے بعد آزاد ہونے کی کمائی موجود ہو تو بلا خلاف شریک ساکت کو اسمین سے سعایت لینے کا

اختیار ہوگا۔ اور اگر ایسا کچھ مال نہو جسکو غلام مذکور نے بعد آزادی کے کمایا ہی تو مال سعایت غلام کی گردن پر قرضہ باقی رہیگا یہان تک کہ غلام کا کچھ مال ظاہر ہو یا کوئی شخص احسان کرکے غلام پر جو قرضہ ہی ادا کردے یا خود ساکت اسکو بری کردے یہ محیط مین ہی۔ اور اگر شریک آزاد کنندہ نے تاوان دیا تو جسقدر اُسنے تاوان دیا ہی وہ غلام کے ترکہ مین سے لیگا اگر اسکا کچھ ترکہ ہو اور اگر نہو تو وہ غلام پر قرضہ ہوگا یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر غلام نے ایسا مال چھوڑا جسمین اُسنے قبل آزادی کے کمایا اور کچھ بعد آزادی کے پس جو اُسنے قبل آزاد ہونے کے کمایا ہی وہ دونون مولاؤن کے درمیان نصف نصف تقسیم ہوگا اور جو اُسنے بعد آزاد ہونے کے کمایا ہی وہ غلام کا ترکہ ہوگا وہ ساکت لے لیگا یا اگر آزاد کنندہ نے تاوان دیدیا ہو تو آزاد کنندہ لے لیگا اور بعد حق بھر لے لینے کے اگر کچھ باقی رہا تو وہ آزاد کنندہ کو میراث ملیگا۔ اور اگر دونون شریکون نے اسمین اختلاف کیا چنانچہ ایک نے کہا کہ یہ وہ مال ہی جو اُسنے قبل عتق کے کمایا ہی اور یہ سب ہمارے درمیان مین مشترک ہی اور دوسرے نے کہا کہ بعد عتق کے کمایا ہی تو وہ بمنزلہ بعد عتق کے کمائے ہوئے کے قرار دیا جائیگا اور جو شخص دونون مین سے تاریخ سابق کا مدعی ہوگا اسکا قول قبول نہوگا الا بحجت یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر شریک ساکت مرگیا تو اُسکے وارثون کو اختیار رہوگا کہ چاہین اعتاق اختیار کرین یا تضمین یا سعایت یہ محیط سرخسی مین ہی پس اگر وارثون نے آزاد کنندہ سے ضمان لے لی تو پوری ولاء آزاد کنندہ کو ملیگی اور اگر وارثون نے اپنا حصہ آزاد کردیا یا غلام سے سعایت کرانا اختیار کیا تو اُنکے حصہ کی میراث میت کے وارثون مین سے مذکرون کو ملیگی نہ مونثون کو اور اگر بعضون نے سعایت کو اختیار کیا اور بعضون نے ضمان لینا تو ہر ایک کو انمین سے وہی ملیگا جو اُسنے اختیار کیا ہی اور حسن نے امام اعظم رح سے روایت کی ہی کہ وارثون کو ایسے تفرق کا اختیار نہین ہی ہان یہ ہو سکتا ہی کہ چاہین ضمان لینے پر اتفاق کرین یا سعایت کرانے پر اتفاق کرین اور یہی اصح ہی یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر آزاد کنندہ مرگیا پس اگر اُسنے اپنی صحت مین آزاد کیا ہو تو بلا خلاف اُسکے ترکہ مین سے غلام کی نصف قیمت لے لیجائیگی اور اگر حالت مرض مین آزاد کیا ہو تو وہ ضامن نہوگا تا کہ اُسکے ترکہ سے کچھ لیا جاوے اور یہ امام اعظم رح کا قول ہی یہ بدائع مین ہی۔ اور غلام مذکور اپنے مولی کے واسطے امام اعظم رح کے نزدیک سعایت کریگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر ایک غلام دو آدمیون مین مشترک ہو جنمین سے ایک نے اپنا حصہ غلام آزاد کیا پھر شریک ساکت نے چاہا کہ اپنے حصہ مین سے نصف کی ضمان آزاد کنندہ سے لے اور نصف کے واسطے غلام سے سعایت کرادے تو آیا یہ اختیار اسکو ہی یا نہین تو فقیہ ابو اللیث رح نے فرمایا کہ اس مسئلہ کی کوئی روایت نہین ہی اور کہنے والا یہ کہ سکتا ہی کہ اسکو یہ اختیار ہی اور کوئی کہنے والا یہ بھی کہ سکتا ہی کہ اسکو یہ اختیار نہین ہی ایسا ہی زیادات کی کتاب الغصب مین ذکر فرمایا ہی یہ ظہیریہ مین ہی منتقی مین امام ابو یوسف رح سے مروی ہی کہ ایک غلام دو آدمیون مین مشترک ہی اسکو ایک نے آزاد کیا حالانکہ وہ معسر ہی یہان تک کہ غلام پر سعایت واجب ہوئی پھر اُسنے سعایت کرنے سے انکار کیا تو وہ غلام معتق بمنزلہ ایسے آزاد کے ہی جسپر قرضہ ہو یہان تک کہ قرضہ کو ادا کرے اور اسکے حق مین حکم یہ دیا جائیگا کہ اگر وہ سمجھدار ہو اور اپنے ہاتھ سے کام کر سکتا ہی یا اُسکا کوئی کام معروف ہی جیسے نجاری وغیرہ تو وہ کسی کو اجرت پر دیا جائیگا اور اسکی اجرت لیکر اجرت سے اسکا قرضہ دیا جائیگا۔ اور نیز منتقی مین مذکور ہی کہ ایک غلام صغیر دو آدمیون مین مشترک ہی اسکو ایک شریک نے آزاد کیا درحالیکہ وہ معسر ہی پس دوسرے نے اسکو اجرت پر دینا چاہا پس اگر غلام سمجھدار ہی اور وہ اسپر راضی ہوا

ع قال المترجم ... یہ احکام دنیا مین ہین ... صحیح ہی آخرت مین ... جسکے ذمہ قرض ...

تو یہ مواجرہ غلام پر جاری ہوگا اور یہ اجرت اُس شریک کو ملیگی جسنے آزاد نہین کیا ہی اور یہ اُسکے حق مین محسوب ہوگی یہ ذخیرہ
مین ہی۔ اور اگر دو شریکون مین سے ایک نے اپنا حصہ اپنے شریک کی اجازت سے آزاد کیا تو اسپر تاوان واجب
نہوگا ہان ظاہر الروایہ کے موافق اسکو غلام سے سعایت کرانے کا اختیار حاصل ہوگا یہ بحر الرائق مین ہی۔ نصف کے
مضارب نے اگر ہزار درم سے جو راس المال ہو دو غلام خریدے جنمین سے ہر ایک کی قیمت ہزار درم ہی پس ان
دونون کو رب المال نے آزاد کر دیا تو دونون آزاد ہو جاوینگے اور مضارب کے حصہ کا ضامن ہوگا خواہ موسر ہو یا
یا معسر ہو یہ کافی مین ہی۔ اور امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ دو غلام دو شخصون مین مشترک ہین اور ایک نے کہا کہ انمین
سے ایک غلام آزاد ہی حالانکہ کہنے والا شریک فقیر ہی پھر وہ غنی ہوگیا پھر اُسنے عتق کے واسطے ایک کو معین کر دیا تو
بعد عتق کے اُسکی نصف قیمت کا ضامن ہوگا اور اسی طرح اگر وہ کسی کو عتق کے واسطے معین کرنے سے پہلے مر گیا
حالانکہ وہ قبل موت کے غنی ہوگیا تھا تو دونون مین سے ہر ایک کی قیمت کی چوتھائی کا ضامن ہوگا اور امام محمد رح نے
(جو اُسکے بیلیکے سے وصول ہوئی ۱۲)
فرمایا کہ قیمت وہ معتبر ہوگی جو اُسکے کلام عتق کہنے کے روز تھی کذا فی الایضاح۔ اور اگر ایک غلام ایک جماعت کے درمیان
مشترک ہو کہ انمین سے ایک نے اپنا حصہ غلام آزاد کیا اور باقی شریکون مین سے بعض نے اپنے حصہ کی سعایت
کرانی اختیار کی اور بعض نے آزاد کرنا اختیار کیا اور بعض نے آزاد کنندہ سے ضمان لینی پسند کی تو امام اعظم رح کے
نزدیک ہر ایک کو وہ ملیگا جو اُسنے اپنے حصہ کی بابت اختیار کیا ہی یہ محیط مین ہی۔ اور امام ابو حنیفہ رح نے فرمایا کہ ایک
غلام تین آدمیون مین مشترک ہی کہ ایک نے اپنا حصہ آزاد کیا پھر اسکے بعد دوسرے نے اپنا حصہ آزاد کیا تو تیسرے
کو یہ اختیار ہوگا کہ چاہے اول آزاد کنندہ سے اپنے حصہ کی ضمانت لے اگر وہ موسر ہو یا چاہے آزاد کر دے یا مدبر
یا مکاتب کر دے یا سعایت کراوے اور یہ اختیار نہوگا کہ دوسرے آزاد کنندہ سے تاوان لے اگرچہ وہ موسر ہو پس
اگر اُسنے اول آزاد کنندہ سے تاوان لینا اختیار کیا تو اول کو اختیار ہوگا چاہے آزاد کر دے یا مدبر یا مکاتب کرے
اور چاہے سعایت کرا دے اور یہ اختیار اسکو حاصل نہوگا کہ دوسرے آزاد کنندہ سے تاوان لے یہ بدائع مین ہی۔
اور اگر ایک شریک نے آزاد کیا اور ساتھ ہی دوسرے نے اُسکو مکاتب اور تیسرے نے اُسی وقت مدبر کیا تو انمین
سے کسی شریک کو دوسرے سے رجوع کا اختیار نہوگا۔ اور اگر ایک نے پہلے اُسکو مدبر کیا پھر دوسرے نے اُسکو
آزاد کیا پھر تیسرے نے اُسکو مکاتب کیا تو مدبر کرنے والے کو آزاد کنندہ سے اپنے حصہ کی قیمت لینے کے لیے رجوع
کرنے کا اختیار حاصل ہوگا اور مکاتب کرنے والا کسی سے رجوع نہین کر سکتا ہی۔ اور اگر پہلے نے مدبر پھر دوسرے
نے مکاتب اور پھر تیسرے نے آزاد کیا تو مدبر کرنیوالے و آزاد کرنیوالے کا حکم وہی ہی جو مذکور ہوا ہی اور رہا مکاتب کرنے والا
پس اگر غلام مذکور ادائے کتابت سے عاجز ہو جاوے تو آزاد کنندہ سے اپنے حصہ کی قیمت لے لیگا۔ اور اگر پہلے
نے مکاتب کیا اور پھر دوسرے نے اسکو مدبر کیا اور پھر تیسرے نے آزاد کیا پس اگر غلام ادائے کتابت سے عاجز
نہوا تو مکاتب کنندہ کی طرف سے آزاد ہو جائیگا اور اسپر کچھ ضمان واجب نہوگی اور اگر عاجز ہوا تو مدبر کرنے والا
تہائی قیمت آزاد کنندہ سے لیگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر ایک غلام تین آدمیون مین مشترک ہو پس ایک
نے مدبر کیا پھر دوسرے نے اسکو آزاد کیا اور یہ دونون موسر ہین تو امام اعظم رح کے نزدیک مدبر کنندہ کی تدبیر
اُسکے حصہ ہی تک رہیگی اور دوسرے کا آزاد کرنا صحیح ہی پھر ساکت کو اختیار ہوگا کہ مدبر کنندہ سے تہائی قیمت

غلام کی ضمانت سے اور آزاد کنندہ سے تاوان نہین لے سکتا ہی اور اگر چاہے تو غلام سے اُسکی تہائی قیمت کے واسطے
سعایت کراوے اور اگر چاہے اُسکو آزاد کردے - اور جب مدبر کنندہ نے تاوان دیدیا تو اُسکو اختیار ہوگا کہ غلام
سے یہ مال تاوان لے لے پس غلام مذکور اسقدر مال کے لیے اُسکے واسطے سعایت کریگا یہ مبسوط شمس الائمہ سرخسی مین ہی
اور اگر مدبر کنندہ معسر ہو تو تیسرے ساکت کو غلام سے سعایت کرانے کا اختیار ہوگا نہ تاوان لینے کا - پھر جب ساکت نے
مدبر کنندہ سے تاوان لینا اختیار کیا اور لے لیا تو غلام کی دو تہائی ولاء مدبر کنندہ کی ہوگی اور ایک تہائی آزاد کنندہ
کی ہوگی اور اگر اُسنے غلام سے سعایت کرانی اختیار کی تو اُسکی ولاء ان تینون مین تین تہائی ہوگی یہ غایۃ البیان مین ہی
اور مدبر کنندہ کو بھی اختیار ہی کہ جسنے آزاد کیا ہی اس سے غلام کی تہائی قیمت لے باین صفت کہ ایسے غلام کی درصورتیکہ
مدبر ہو کیا قیمت ہی جو ہو اُسکی تہائی قیمت لے اور یہ اختیار نہین ہی کہ جسقدر اُسنے ساکت کو اُسکے حصہ کی قیمت تاوان
دی ہی وہ آزاد کنندہ سے تاوان لے اور اس غلام کی ولاء مدبر کنندہ اور آزاد کنندہ کے درمیان تین تہائی اسطرح
ہوگی کہ دو تہائی مدبر کنندہ کی اور تہائی آزاد کنندہ کی ہوگی یہ مبسوط شمس الائمہ سرخسی مین ہی - اور مدبر کنندہ کو اختیار
ہی چاہے اپنے حصہ کو جسکو مدبر کیا ہی آزاد کردے اور چاہے غلام سے سعایت کراوے اور اگر اُسنے اپنے اختیار
سے یہ امر اختیار کیا کہ آزاد کنندہ سے تاوان لے تو آزاد کنندہ کو یہ اختیار حاصل ہوگا کہ وہ غلام سے اس حصہ کی
بابت سعایت کراوے یہ بدائع مین ہی - اور اگر آزاد کنندہ معسر ہو تو مدبر کنندہ کو تضمین کا اختیار نہو گا ہان غلام سے
سعایت کرانے کا اختیار ہوگا یہ غایۃ البیان مین ہی - اور اگر ساکت نے مدبر کنندہ سے اپنے حصہ کا تاوان لیا پھر
تیسرے شریک نے اُسکو آزاد کر دیا تو مدبر کنندہ کو اختیار ہوگا کہ آزاد کنندہ سے غلام کی دو تہائی قیمت تاوان
لے جسمین سے ایک تہائی قیمت غلام کی مدبر ہونے کے ساتھ جو قیمت ہی اُسمین سے ہوگی اور ایک تہائی محض غلام ہونے کے ساتھ جو قیمت
ہی اُسمین سے ہوگی یہ نہایہ مین تمرتاشی سے منقول ہی - اور واضح رہے کہ محض غلام کی جو قیمت ہی اُسکی تہائی غلام مدبر کی قیمت
ہوتی ہی اور بعض نے فرمایا کہ محض غلام کی نصف قیمت ہوتی ہی اور اسی طرف صدر الشہید رح نے میل کیا ہی اور اسی پر فتوی ہی یہ کافی مین
ہی - اور اگر ایک غلام تین ربط مین مشترک ہو پھر ایک ربط نے اپنا حصہ آزاد کیا ہی اور دوسرے نے مدبر کیا اور تیسرے
نے مکاتب کیا اور یہ معلوم نہین ہوتا ہی کہ اول کون ہی تو ہم کہتے ہین کہ بنا بر قول امام اعظم رح کے آزاد کنندہ کا آزاد کرنا
نافذ ہوگا اور کسی پر اُسکی ضمان نہین ہو سکتی ہی اور مدبر کنندہ کا مدبر کرنا بھی اپنے حصہ مین نافذ ہوگا اور اسکو خیار حاصل ہوگا
چاہے غلام سے تہائی قیمت غلام مدبر کے واسطے سعایت کراوے یا استحساناً آزاد کنندہ سے ششم حصہ قیمت غلام تاوان لے
اور ششم حصہ قیمت کے واسطے غلام سے سعایت کراوے - اور رہا مکاتب کرنے والا پس اگر غلام اپنی کتابت پر رہا اور
مال کتابت اُسنے ادا کیا تو خیر اور اُسکی ولاء ان سب مین تین تہائی مشترک ہوگی اور اگر غلام ادائے کتابت سے عاجز
ہوگیا تو مکاتب کنندہ کو اختیار ہوگا کہ آزاد کنندہ و مدبر کنندہ ہر دو فریق سے اپنے حصہ کی بابت نصف نصف قیمت لے لیگا
بشرطیکہ دونون موسر ہون اور یہ دونون جو کچھ تاوان دین وہ غلام سے واپس لے سکتے ہین اور اس غلام کی ولاء انھین دونون
مین نصفا نصف مشترک ہوگی یہ مبسوط مین ہی - اور مکاتب کنندہ درصورت عجز غلام چاہے تو اپنا حصہ بھی آزاد کردے
اور چاہے غلام سے سعایت کرادے یہ ینابیع مین ہی - اور اگر غلام پانچ ربط مین مشترک ہو پس ایک نے اپنا حصہ آزاد
کیا اور دوسرے نے اسکو مدبر کیا اور تیسرے نے اپنا حصہ مکاتب کیا اور چہارم نے اپنا حصہ فروخت کیا اور ثمن وصول

کرلیا اور پانچوین نے اپنے حصہ پر کسی عورت سے نکاح کیا اور یہ معلوم نہین ہوتا ہی کہ اول کون ہی تو ہم کہتے ہین کہ بقول امام اعظم رحمہ اللہ کے عتق و تدبیر کا حکم وہی ہی جو ہم نے اول صورت مین بیان کیا ہی فقط فرق یہ ہی کہ تضمین یا سعایت کرانا اول صورت مین تہائی کی بابت ہوگا اور یہان پانچوین حصہ مین ہوگا اور رہی بیع پس اگر باہم اتفاق کیا کہ یہ بیع بعد عتق و تدبیر کے واقع ہوئی یا بائع نے کہا کہ قبل عتق کے تھی اور غلام اُسکے قبضہ مین ہی اور مشتری نے کہا کہ بعد عتق کے واقع ہوئی ہی تو بیع باطل ہوگی اور اگر دونون نے اتفاق کیا کہ قبل عتق و تدبیر کے واقع ہوئی ہی تو مشتری کو اختیار ہوگا چاہے بیع توڑ دے اور چاہے عقد بیع کو پورا کرے اور اپنا حصہ خواہ آزاد کر دے یا اُس سے سعایت کرالے پس اُسکی ولا اس مشتری کی ہوگی اور چاہے آزاد کنندہ و مدبر کنندہ سے اپنے حصہ کی قیمت تاوان لے بشرطیکہ دونون موسر ہون پھر دونون اُس مال تاوان کو غلام سے واپس لینگے اور رہی عورت پس اگر دونون نے باہم اتفاق کیا کہ تزوج بعد عتق و تدبیر کے واقع ہوا ہی تو نکاح صحیح ہوگا اور عورت کے واسطے اُسکے شوہر پر غلام کے پانچوین حصہ کی قیمت واجب ہوگی اور اگر دونون نے اس امر پر اتفاق کیا کہ تزوج قبل عتق و تدبیر کے واقع ہوا ہی تو عورت کو اختیار ہوگا چاہے مسمی یعنے غلام مذکور کا حصہ ترک کر کے شوہر سے اُسکے پانچوین حصہ کی قیمت تاوان لے اور چاہے اجازت دیکر اپنا حصہ آزاد کر دے یا غلام سے اپنے پانچوین حصہ کی قیمت کے واسطے سعایت کراوے اور پانچوین حصہ غلام کی ولا عورت کی ہوگی اور چاہے تو آزاد کنندہ و مدبر کنندہ دونون سے پانچوین حصہ غلام کی قیمت نصفا نصف تاوان لے پھر اگر کچھ زیادتی ہو تو عورت مذکورہ دربارہ زیادت کے مثل مشتری کے سمجھی جائیگی بخلاف مشتری کے اور رہا حصہ مکاتب کنندہ تو اُسکی وہی حالت ہی جو ہم نے ذکر کی ہی کہ اگر غلام نے بدل کتابت اُسکو ادا کر دیا تو اُسکی جانب سے آزاد ہو جائیگا اور اگر عاجز رہا تو اُسکو اختیار ہوگا کہ آزاد کنندہ و مدبر کنندہ سے اپنے حصہ کی قیمت نصفا نصف تاوان لے بشرطیکہ دونون موسر ہون اور اگر غلام مین کوئی چھٹا حصہ کا شریک ایسا ہو کہ جسنے اپنا حصہ صغیر فرزند کو ہبہ کر دیا اور یہ معلوم نہین ہوتا کہ اُسنے قبل عتق کے ایسا کیا یا بعد عتق کے تو اسمین اس فرزند کے باپ کا قول قبول ہوگا پس اگر اُسنے کہا کہ بعد عتق کے ہبہ واقع ہوا تو باطل ہی اور اگر اُسنے کہا کہ قبل عتق کے واقع ہوا تو ہبہ جائز ہی پھر اس طفل صغیر کا باپ اپنے فرزند کے قائم مقام اس حصہ مین قرار دیا جائیگا کہ وہ تصرف کر سکتا ہی جیسے فرزند اپنے بالغ ہونے پر تصرف کرتا چنانچہ باپ کو ضمان لینے یا غلام سے سعایت کرانیکا اختیار ہوگا ولیکن یہ اختیار نہوگا کہ حصہ مذکور آزاد کر دے پس اگر آزاد کنندہ و مدبر کنندہ دونون موسر ہون تو پدر فرزند ہر ایک سے ششم حصہ کی قیمت نصف نصف لے لیگا اور چاہے تو غلام سے ششم حصہ قیمت کے واسطے اپنے فرزند کے لیے سعایت کرالے یہ مبسوط شمس الائمہ سرخسی مین ہی۔ ہشام نے امام محمد رح سے روایت کی ہی کہ اگر مملوک تین آدمیون مین مشترک ہو کہ انمین سے ایک کا نصف اور دوسرے کا تہائی اور تیسرے کا ششم حصہ ہی پس آدھے و تہائی کے شریکون نے اپنا اپنا حصہ آزاد کر دیا تو ششم حصہ والے کے حصہ کے نصف نصف دونون ضامن ہونگے اور نصف حصہ والے کی نصف ولا بسبب اپنے حصہ کے اور چھٹے حصہ کی نصف بسبب تاوان دینے کے ہوگی اور تہائی والے کی تہائی ولا بسبب اسکے حصہ کے اور ششم حصہ کی نصف ولا بسبب تاوان دینے کے ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر کوئی شخص اپنے فرزند کا مع دوسرے کے بوجہ خرید یا صدقہ یا ہبہ یا میراث کے مالک ہوا تو باپ کا حصہ آزاد ہو جائیگا خواہ دوسرا شریک یہ جانتا ہو کہ وہ میرے شریک کا بیٹا ہی یا نجانتا ہو اور باپ اپنے غیر شریک کے حصہ کا ضامن بھی نہوگا یہ عینی شرح کنز مین ہی۔ خواہ باپ

موسر ہو یا معسر ہو یہ تاتارخانیہ مین ینابیع سے منقول ہی اور باپ کے شریک کو اختیار ہوگا چاہے اپنا حصہ آزاد کر دے یا غلام سے اپنے حصہ کی بابت سعایت کرادے اور اسکے سوائے اسکو کچھ اختیار نہین ہی اور یہ امام اعظم رح کے نزدیک ہی اور صاحبین نے فرمایا کہ سوائے صورت میراث کے اور وجوہ ملک مین باپ شریک کے حصہ کی قیمت کا ضامن ہوگا بشرطیکہ موسر ہو اور اگر معسر ہوگا تو ابن مذکور شریک مذکور کے حصہ کے واسطے سعایت کریگا یہ عینی شرح کنز مین ہی اور اس امر پر اجماع ہی کہ اگر باپ اور اجنبی دونون نے میراث مین پایا ہو تو باپ ضامن نہوگا اور یہی حکم ہر ایسے قریب مین ہی جو بسبب قرابت رحم کے خود آزاد ہو جاتا ہی یہ فتح القدیر مین ہی — اور اگر ابتدا مین اجنبی نے نصف پسر کو خریدا پھر اسکے باپ نے نصف باقی کو خریدا اور باپ موسر ہی تو اجنبی کو اختیار حاصل ہوگا چاہے باپ سے تاوان لے اور چاہے پسر سے اسکی نصف قیمت کے واسطے سعایت کرادے اور یہ امام اعظم رح کے نزدیک ہی کذا فی الہدایہ — اور چاہے اپنا حصہ آزاد کر دے یہ غایۃ البیان مین ہی — اور اگر کسی شخص نے اپنا نصف غلام فروخت کیا یا ہبہ کیا اور یہ فروخت و ہبہ اس غلام کی کسی ذی رحم محرم کے ساتھ ہی تو جس شخص کی طرف سے یہ غلام خود بخود بسبب ذی رحم قرابت ہونے کے آزاد ہو گیا ہی وہ اپنے شریک کیواسطے کچھ ضامن نہوگا خواہ شریک کو یہ امر معلوم ہو یا نہو ہان غلام اس شریک کے حصہ کے واسطے سعایت کریگا یہ امام اعظم کا قول ہی یہ محیط سرخسی مین ہی — اور ہمارے اصحاب نے اجماع کیا ہی کہ اگر دو شریکون مین سے ایک نے اپنا حصہ غلام کسی قریب ذی رحم کے ہاتھ فروخت کیا تو شریک دیگر کو یہ اختیار ہوگا کہ اس مشتری سے اپنے حصہ کی بابت تاوان لے بشرطیکہ وہ موسر ہو اور اسکو بائع سے تاوان لینے کا اختیار نہوگا یہ غایۃ السروجی مین ہی — اور غلام مذکور سعایت کریگا اگر وہ معسر ہو اسپر اجماع ہی یہ ینابیع مین ہی — دو بھائیون نے اپنے باپ کی میراث مین ایک غلام پایا پھر ایک نے ان دونون مین سے کہا کہ یہ میرا بھائی از جانب پدر ہی اور دوسرے نے انکار کیا تو اقرار کنندہ دوسرے کے واسطے کچھ ضامن نہوگا ہان غلام مذکور اسکے حصہ کے واسطے سعایت کریگا — اور اگر اُسنے کہا کہ یہ میرا بھائی از جانب مادر ہی حالانکہ اسکا کوئی بھائی معروف از جانب مادر نہین ہی تو دوسرے کے حصہ کا ضامن ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی — اور اگر ایک باندی جو زید اور دوسرے کے درمیان مشترک ہی زید نے آزاد کر دی پھر وہ بچہ جنی تو شریک کو اختیار ہوگا کہ زید سے اپنے حصہ کی وہ قیمت لے جو آزاد کرنے کے روز تھی اور بچہ کی قیمت مین سے کچھ تاوان نہین لے سکتا ہی یہ مبسوط مین ہی — اور اگر دو شریک باندی مین سے ایک نے باندی کے پیٹ مین جو ہی آزاد کیا پھر وہ جوڑیا دو بچے جنی مگر دونون مردے تو اُسپر ضمان واجب نہوگی اور اگر زندہ توام جنی تو ضامن ہوگا یہ بحر الرائق مین ہی — اور اگر دو شریک باندی مین سے ایک نے باندی کو آزاد کیا حالانکہ وہ حاملہ تھی پھر دوسرے نے جو اسکے پیٹ مین ہی وہ آزاد کر دیا پھر چاہا کہ اپنے شریک سے جسنے باندی کو آزاد کیا ہی باندی کی نصف قیمت تاوان لے تو اُسکو یہ اختیار نہوگا اور جو فعل اُسنے کیا ہی وہ اسکی طرف سے اختیار سعایت ہو جائیگا — اور اگر دونون نے جو باندی کے پیٹ مین ہی آزاد کیا پھر دونون مین سے ایک نے باندی کو آزاد کیا اور وہ موسر ہی تو دوسرے شریک کو اختیار ہوگا کہ شریک آزاد کنندہ سے باندی کی نصف قیمت تاوان لے اگر چاہے — اور حمل بنی آدم مین نقصان شمار کیا جاتا ہی پس جسنے باندی کو آزاد کیا ہی وہ حاملہ باندی کی نصف قیمت تاوان دیگا یہ مبسوط مین ہی — اور اگر غلام کے دو شریکون مین سے ایک نے غلام کی آزادی کو دوسرے یا غلان کے کسی فعل پر معلق کیا مثلاً یون کہا کہ اگر کل کے روز زید دار مین داخل ہوا تو تو آزاد ہی اور دوسرے شریک نے اسکے برعکس کیا یعنے

اگر کل کے روز زید دار مین داخل نہوا تو تو آزاد ہی پھر کل کا روز گذر گیا اور یہ معلوم نہوا کہ زید دار مین گیا تھا یا نہین گیا تھا
تو نصف غلام آزاد ہو جائیگا اور اپنی نصف قیمت کے واسطے ان دونون شریکون کے لیے سعایت کریگا جسکو
دونون نصفا نصف تقسیم کر لینگے اور یہ امام اعظم رح کے نزدیک ہی خواہ دونون موسر ہون یا معسر ہون یا ایک موسر اور دوسرا
معسر ہو اور یہی امام ابو یوسف رح کے نزدیک ہی بشرطیکہ دونون معسر ہون یہ عینی شرح کنز مین ہی - دو غلام دو شخصون
کے درمیان مشترک ہین مثلاً زید و بکر کے درمیان دو غلام مشترک ہین پس زید نے ایک غلام سے کہا کہ تو آزاد ہی اگر
فلان اس دار مین آج کے روز داخل نہوا - اور بکر نے دوسرے غلام سے کہا کہ فلان اس دار مین آج کے روز داخل
ہوا تو تو آزاد ہی پھر وہ دن گذر گیا اور دونون نے اتفاق کیا کہ ہمکو نہین معلوم کہ فلان مذکور داخل ہوا تھا یا نہین تو
ان دونون غلامون مین سے ہر ایک کا چوتھائی حصہ آزاد ہو جائیگا اور ہر ایک اپنی تین چوتھائی قیمت کے واسطے
سعایت کریگا جو دونون مولاؤن کے درمیان نصفا نصف مشترک ہوگی - اور امام محمد رح نے فرمایا کہ امام ابو حنیفہ رح کے
قیاس قول پر یہ ہی کہ دونون مین سے ہر ایک اپنی پوری قیمت کے واسطے سعایت کرے جو دونون مولاؤن مین نصفا نصف
ہوگی یہ بدائع مین ہی - اور اگر دو شریکون مین سے ایک نے غلام سے کہا کہ اگر تو اس دار مین امروز داخل ہوا تو تو آزاد
ہی اور دوسرے شریک نے کہا کہ اگر تو اس دار مین امروز داخل نہوا تو تو آزاد ہی پھر یہ دن گذر گیا اور یہ معلوم نہین ہوتا کہ
وہ داخل ہوا یا نہین داخل ہوا تو اسکا نصف آزاد ہو جائیگا اور نصف کے واسطے سعایت کریگا جو دونون کے درمیان
نصفا نصف مشترک ہوگی یہ امام اعظم رح کے نزدیک ہی خواہ دونون شریک موسر ہون یا معسر ہون یہ محیط سرخسی مین ہی - اور
اگر غلام دو شریکون مین مشترک ہی کہ ایک نے اسکے عتق کی قسم کھائی کہ وہ دار مین داخل ہوا اور دوسرے نے اسکے عتق کی
قسم کھائی کہ وہ نہین داخل ہوا تو نصف غلام آزاد ہو گیا اور اپنی نصف قیمت کیواسطے سعایت کریگا جو دونون مین مشترک
ہوگی خواہ دونون موسر ہون یا معسر ہون یہ امام اعظم رح کا قول ہی یہ ایضاح مین لکھا ہی - ایک غلام دو شخصون مین مشترک ہی کہ ایک نے
دوسرے سے کہا کہ اگر مین نے تجھسے کل کے روز گذشتہ کو تیرا حصہ خریدا ہو تو یہ غلام آزاد ہی اور دوسرے نے کہا کہ اگر مین نے گذشتہ
کل کے روز اپنا حصہ تیرے ہاتھ نہین فروخت کیا ہی تو یہ آزاد ہی تو غلام آزاد ہو جائیگا اسواسطے کہ ان دونون مین سے ہر ایک گمان کرتا ہی
کہ دوسرا حانث ہی پس مدعی بیع سے کہا جائیگا کہ تو اپنے گواہ قائم کر پس اگر اُسنے گواہ قائم کیے تو بیع ہونے اور ثمن کی
ڈگری کر دیجائیگی اور مشتری کی طرف سے غلام بغیر سعایت آزاد ہو جائیگا اور اگر اسکے پاس گواہ نہون اور اُسنے مشتری
سے قسم لینی چاہی تو اسکو یہ اختیار ہوگا پس اگر مشتری نے قسم کھانے سے نکول کیا تو بھی یہی حکم ہی اور اگر اُسنے قسم کھالی
تو غلام مذکور مملوک رقیق نچھوڑا جائیگا مگر امام اعظم رح کے نزدیک بعد اسکے منکر کے واسطے اپنی نصف قیمت کے لیے سعی کریگا
خواہ دونون موسر ہون یا معسر ہون یا مدعی بیع موسر ہو یا معسر ہو اور صاحبین کے نزدیک اگر دونون معسر ہون یا مدعی بیع
معسر ہو تو ایسا ہی حکم ہی اور اگر دونون موسر ہون یا مدعی بیع موسر ہو تو غلام سعایت نہ کریگا چنانچہ روایت ابو حفص مین مذکور
ہی کہ مدعی بیع کے واسطے غلام سعایت نہ کریگا خواہ دونون موسر ہون یا معسر ہون یا ایک موسر ہو اور دوسرا معسر ہو
اور یہ بالاجماع ہی اور یہی صحیح ہی پھر جب منکر خرید نے قسم کھالی تو اسکو اختیار ہوگا کہ بائع سے قسم لے اگر وہ موسر ہی پس
اگر بائع نے قسم سے انکار کیا تو اسکے ذمہ موجب نکول لازم ہوگا اور اگر وہ قسم کھا گیا تو سعایت کا حکم وہی ہوگا جو ہم نے
بیان کر دیا ہی اور قاضی کو بعد دن درخواست منکر خرید کے بائع سے قسم لینے کا اختیار نہوگا - اور اگر بائع نے کہا کہ اگر مین

اپنا حصہ اس غلام مین سے تیرے ہاتھ فروخت کر چکا ہون تو یہ آزاد ہی اور مشتری نے کہا کہ اگر تو نے مین سے اپنا حصہ میرے ہاتھ نہین فروخت کر چکا ہی تو یہ آزاد ہی تو مدعی خرید کو حکم دیا جائیگا کہ اپنے گواہ قائم کرے پس اگر اُسنے گواہ قائم کیے تو غلام رقیق قرار دیا جائیگا اور اگر اُسکے پاس گواہ نہون تو فقیہ ابو اسحٰق سے روایت ہی کہ وہ قسم کہانے پر مجبور نہ کیا جائیگا اور اگر مدعا علیہ نے قسم کہالی تو بیع ثابت نہوگی پس غلام مذکور امام اعظم رح کے نزدیک اپنی پوری قیمت کے واسطے سعایت کریگا جو دونون مین مشترک ہوگی خواہ دونون موسر ہون یا معسر ہون اور صاحبین کے نزدیک اگر دونون معسر ہون تو دونون کے واسطے سعایت کریگا اور اگر دونون موسر ہون یا مدعی خرید موسر ہو تو مدعی خرید کے واسطے اپنی نصف قیمت کے لیے سعایت کریگا۔ اور اگر دونون شریکون مین سے ایک نے کہا کہ مین نے تیرا حصہ خریدا ہی اگر مین نے نہ خریدا ہو تو یہ آزاد ہی اور دوسرے نے کہا کہ مین نے اپنا حصہ فروخت نہین کیا بلکہ مین نے تیرا حصہ تجھ سے خریدا ہی اگر مین نے اسکو فروخت کیا ہو تو یہ آزاد ہی تو دونون کو قاضی حکم دیگا کہ اپنے اپنے گواہ لاوین پس اگر دونون نے گواہ قائم کیے تو ظاہر ہوا کہ دونون مین سے ہر ایک اپنی قسم مین سچا ہی اور غلام مذکور دونون کے درمیان مشترک رقیق باقی رہیگا اور اگر فقط ایک نے گواہ قائم کیے تو پورا غلام اُسکا رقیق ہوگا۔ اور اگر دونون مین سے کسی نے گواہ قائم نہ کیے تو قاضی دونون سے قسم نہ لیگا لیکن اگر قسم لی تو جائز ہی پس اگر دونون نے قسم سے نکول کیا تو غلام مذکور دونون کے درمیان مشترک رقیق رہجائیگا جیسا کہ دونون کے گواہ قائم کرنے کی صورت مین ہوا تھا اور دونون مین سے جو نکول کریگا اُسکے ذمہ دوسرے کا دعوی ثابت ہوگا پس جو قسم کھا گیا ہی غلام اُسکی ملک ہونے کا حکم دیا جائیگا اور اگر دونون نے قسم کھالی تو غلام مذکور سعایت سے خارج ہو کر آزاد ہو جائیگا یہ مبسوط جامع کبیر حصیری مین ہی۔ اور جامع کبیر مین لکھا ہی کہ دو شریکون مین سے اگر ایک نے دوسرے سے کہا کہ اگر تو نے اس غلام کو مارا جو میرے تیرے درمیان مشترک ہی تو وہ آزاد ہی پھر اُسکو مارا حتے کہ اُسکا حصہ آزاد ہو گیا تو مارنے والے کے حصہ کا قسم کھانے والا ضامن ہوگا بشرطیکہ موسر ہو یہ غایۃ البیان مین ہی۔ دو شریکون مین سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ اگر تو نے اس غلام کو مارا تو وہ آزاد ہی اور دوسرے نے کہا کہ اگر مین نے اسکو آج نہ مارا تو وہ آزاد ہی پھر اُسنے غلام کو مارا تو پہلا قسم کھانیوالا مارنیوالے کے حصہ کا ضامن ہوگا یہ تمرتاشی مین ہی۔ اور اگر کسی نے کہا کہ ہر مملوک جسکا مین آیندہ مالک ہون تو وہ آزاد ہی پھر وہ دوسرے کے ساتھ مشترک کسی مملوک کا مالک ہوا تو آزاد نہوگا پھر اگر اُسنے اپنے شریک کا حصہ بھی خرید لیا تو اب آزاد ہو جائیگا اور اگر اُسنے اپنا حصہ پہلے کسی کے ہاتھ فروخت کر دیا پھر شریک کا حصہ خود خریدا تو آزاد نہوگا۔ اور اگر کسی مملوک معین سے کہا کہ جب مین تیرا مالک ہون تو تو آزاد ہی پھر اُسکا نصف خریدا پھر فروخت کیا پھر باقی نصف خریدا تو آزاد ہو جائیگا یہ مبسوط مین ہی۔ ابن سماعہ نے امام ابو یوسف رح سے روایت کی ہی کہ ایک غلام دو شخصون مین مشترک ہی پس ایک نے کہا کہ میرے شریک نے اسکو سال بھر ہوا کہ آزاد کر دیا ہی اور خود مین نے اسکو آج کے روز آزاد کیا ہی اور اسکے شریک نے کہا کہ مین نے اسکو آزاد نہین کیا ہان آج تو نے اسکو آزاد کیا ہی پس تو مجھے میرے حصہ نصف کی ضمان دے تو جسنے زعم کیا کہ شریک نے سال بھر سے آزاد کیا ہی اُسپر ضمان واجب نہوگی۔ اور اسیطرح اگر کہا کہ مین نے اسکو کل کے روز گذشتہ مین آزاد کیا ہی اور میرے شریک نے سال بھر سے اسکو آزاد کیا ہی تو بھی یہی حکم ہی اور اگر اُسنے اپنے آزاد کرنے کا اقرار نہ کیا ولیکن گواہ قائم کیے کہ اُسنے کل کے روز گذشتہ مین آزاد کیا ہی تو وہ اپنے شریک کے واسطے ضامن ہوگا یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر اُسنے کہا کہ میرے شریک نے اس غلام کو ایک مہینہ

آزاد کیا ہی اور یہ مین نے دونون سے تو وہ ضامن نہوگا اسواسطے کہ اُسنے اپنے اوپر ضمان کا اقرار نہین کیا ہی یہ ظہیریہ مین ہی - ایک باندی دو شخصون مین مشترک ہی کہ ایک نے کہا کہ یہ میرے شریک کی ام ولد ہی اور اُسکے شریک نے اُس سے انکار کیا تو وہ ایک روز تک موقوف رہیگی یعنی (یعنے دونون مین سے ہر ایک کی) خدمت نہ کریگی اور ایک روز منکر کے واسطے خدمت کریگی اور منکر کے واسطے اسپر سعایت کرنی واجب نہوگی اور جو شریک مقر ہوا ہی اُسکے واسطے باندی مذکور پر کوئی راہ نہین ہی یہ کافی مین ہی - اور اُسکی نصف ولا اور نصف کمائی منکر کے واسطے ہوگی اور باقی نصف موقوف رہیگی اور اُسکا نفقہ خود اُسکی کمائی سے ہوگا اور اگر کمائی نہو تو نصف نفقہ منکر پر ہوگا اور وہ مقر کے واسطے ضامن نہوگا اور اگر منکر مر گیا تو امام اعظم رح کے نزدیک بوجہ اقرار مقر کے وہ آزاد ہوجائیگی اور منکر کے حصہ کے لیے اسکے وارثون کے واسطے سعایت کریگی - اور اگر دونون شریکون مین سے ہر ایک نے اقرار کیا کہ یہ دوسرے شریک کی ام ولد ہی اور دوسرے نے اُس سے انکار کیا تو یہ باندی موقوف رہیگی اور کسی شریک کے واسطے دوسرے شریک پر کوئی راہ نہوگی اور نیز باندی پر بھی کوئی راہ نہوگی پھر اگر کوئی ایک مر گیا تو وہ آزاد ہوجائیگی اور اُسکی ولاء موقوف رہیگی یہ تمرتاشی مین ہی - اور اگر ایک شریک نے کہا کہ آزاد کیا مین نے (یعنے تاوان لینے کی غرض سے) اس غلام کو اور تو نے یا اسکے برعکس کیا یا کہا کہ ہم دونون نے اس غلام کو آزاد کیا پس اگر دوسرے شریک نے اُسکی تصدیق کی تو وہ دونون کی طرف سے (یعنے تصدیق مین نے کہا) آزاد ہوگا اور اگر تکذیب کی تو وہ اول کی طرف سے آزاد ہوگا یہ تاتارخانیہ مین ہی - اور اگر دو شریکون مین سے ایک نے دوسرے پر اعتاق کی شہادت دی مثلاً غلام دو شریکون مین مشترک تھا پس ایک نے دوسرے پر شہادت دی تو اُسکا اقرار اپنی ذات پر جائز ہوگا دوسرے پر جائز نہوگا اور شہادت دینے والے کا حصہ آزاد نہوگا اور وہ اپنے شریک کے واسطے ضامن نہوگا اور غلام اپنی قیمت کے واسطے سعی کریگا جو دونون شریکون کے درمیان مشترک ہوگی خواہ دونون خوشحال ہون یا دونون تنگدست ہون یہ امام اعظم رح کا قول ہی - پھر اگر اسکے بعد دونون مین سے ہر ایک نے غلام کی سعایت کرنے سے پہلے اپنا حصہ آزاد کیا تو امام اعظم رح کے نزدیک جائز ہی اسواسطے کہ نصیب منکر اپنی ملک پر ہی اور ایسا ہی شہادت دینے والے کا بھی حصہ امام اعظم رح کے نزدیک اُسکی ملک مین ہی اسواسطے کہ اعتاق اُنکے نزدیک متجزی ہوتا ہی پس جب دونون نے اُسکو آزاد کیا تو دونون کا آزاد کرنا جائز ہوگیا اور اُسکی ولاء ان دونون مین مشترک ہوگی - اور اسیطرح اگر غلام نے سعایت کرکے اپنی قیمت ادا کردی تو بھی ولاء دونون مین مشترک ہوگی یہ بدائع مین ہی - اور جب دونون کے واسطے سعایت واجب ہوئی اگر دونون مین سے ایک نے دوسرے پر شہادت دی کہ اُسنے غلام سے سعایت پوری بھرپائی ہی تو اُسکی گواہی قبول نہوگی - اور اسی طرح اگر ایک نے اپنا حصہ سعایت وصول پانے کے بعد دوسرے پر گواہی دی کہ اسنے اپنا حصہ سعایت وصول پایا ہی تو شہادت قبول نہوگی یہ محیط مین ہی - اور اگر دو شریکون مین سے ایک نے کسی دوسرے گواہ کے ساتھ اپنے شریک پر گواہی دی کہ اسنے سعایت وصول پائی ہی تو امام اعظم رح کے نزدیک اُسکی گواہی جائز نہوگی اور اسی طرح اگر غلام کے واسطے شریک پر غصب مال یا جراحت بدن یا کسی اور ایسی چیز کی جسکی وجہ سے اسپر مال واجب ہووے گواہی دی تو اُسکی گواہی رد کردی جائیگی یہ مبسوط مین ہی - اور اگر دونون مین سے ہر ایک نے دوسرے پر شہادت دی اور دوسرے نے انکار کیا تو ہر ایک سے دوسرے کے دعوی پر قسم لیجائیگی اور جب دونون نے قسم کھالی تو امام اعظم رح کے نزدیک غلام مذکور ہر ایک کے واسطے اپنی نصف قیمت کے لیے سعایت کریگا اور امام اعظم رح کے نزدیک حالت تنگی و خوشحالی مین کوئی فرق نہوگا کذا فی البدائع اور یہی صحیح ہی کذا فی المضمرات

اور اسکی ولاء ان دونون کے واسطے ہوگی یہ ہدایہ مین ہی اور اگر دونون نے اعتراف کیا کہ ہم نے اسکو ایک ساتھ آزاد کیا ہی
یا آگے پیچھے آزاد کیا ہی تو واجب ہی کہ دونون مین سے کوئی دوسرے کے واسطے ضامن نہو بشرطیکہ دونون موسر ہون اور
غلام بھی سعایت نکریگا اور اگر دونون مین سے ایک نے اعتراف کیا اور دوسرے نے انکار کیا تو واجب ہی کہ منکر سے قسم لیجاے
یہ فتح القدیر مین ہی - اور اگر ایک غلام تین نفر کے درمیان مشترک ہو جنمین سے دو نفر نے تیسرے پر یہ گواہی دی کہ اسنے
اپنا حصہ آزاد کر دیا ہی اور اس تیسرے نے جسپر گواہی دی گئی ہی انکار کیا تو غلام مذکور ان تینون کے واسطے سعایت کریگا
جو باہم انمین تہائی تہائی مشترک ہوگی اور اگر کسی نے غلام کی سعایت مین سے کچھ وصول کیا تو باقی دو کو اختیار ہوگا کہ اسمین
سے اپنا دو تہائی حصہ اس سے واپس کر لین جو باہم نصفا نصف تقسیم کر لینگے (بلکہ سب مساوی تینون شریکون ہون) یہ محیط مین ہی - اور اگر شریک تین ہون پس ہر دو
نے تیسرے پر گواہی دی کہ اسنے اپنا حصہ آزاد کیا ہی تو گواہی نامقبول ہوگی یہ فتح القدیر مین ہی - اور اگر تین شریکون مین
سے ایک نے باقی دونون مین سے ایک پر گواہی دی کہ اسنے اپنا حصہ آزاد کیا ہی اور شریک دیگر نے شاہد اول پر گواہی
دی کہ اسنے اپنا حصہ آزاد کیا ہی تو قاضی دونون مین سے کسی پر آزاد کرنے کا حکم نہ دیگا یہ محیط مین ہی - اور اگر شریکون مین سے
دو شریکون نے تیسرے پر یہ گواہی دی کہ اسنے اپنا حصہ سعایت غلام سے وصول پایا ہی تو دونون کی گواہی جائز نہوگی
اور اسی طرح اگر یہ گواہی دی کہ اسنے سب مال ہم دونون کو وکیل کرکے غلام سے وصول کیا ہی تو دونون کی
گواہی اسپر جائز نہوگی ولیکن غلام ان دونون کے حصہ سعایت سے بری ہو جائیگا اور جس شریک پر گواہی دی ہی وہ اپنا
حصہ غلام سے وصول کریگا اور اسمین باقی دونون شریک جنھون نے گواہی دی تھی تہائی کی شرکت نہین کر سکتے ہین یہ مبسوط
مین ہی زید و عمرو کے درمیان ایک باندی مشترک ہی پھر دو گواہون نے ان دونون مین سے خاص ایک پر زید یا عمرو پر
یہ گواہی دی کہ اسنے باندی کو آزاد کیا ہی اور باندی نے اسکی تکذیب کی مگر باندی نے دوسرے شریک پر دعوی کیا کہ
اسنے آزاد کیا ہی مگر اسنے انکار کیا اور قاضی کے سامنے قسم کھا گیا کہ مین نے اسکو آزاد نہین کیا ہی تو باندی مذکورہ گواہان
مذکور کی گواہی سے آزاد ہو جائیگی اگرچہ باندی کی طرف سے دعوی نہین پایا گیا یہ ذخیرہ مین ہی - اور اگر زید و عمرو کے درمیان
باندی مشترک ہو پھر ان دونون مین سے ایک کے دو بیٹون نے دوسرے شریک پر گواہی دی کہ اسنے اس باندی کو
آزاد کیا ہی تو دونون کی گواہی باطل ہوگی اور اگر دونون نے اپنے باپ پر گواہی دی کہ اسنے آزاد کیا ہی تو گواہی جائز ہوگی
پس اگر ان گواہون کا باپ موسر یعنی خوشحال ہو پھر باندی مذکورہ مر گئی اور اسنے کچھ مال چھوڑا اور حال یہ ہی کہ بعد عتق کے
اسکے ایک بچہ بھی ہوا ہی پھر شریک نے چاہا کہ اس بچہ سے سعایت کراوے تو اسکو یہ اختیار نہین ہی جیسے اس بچہ کی مان کی
زندگی مین تھا کہ اسکو اس بچہ سے سعایت کرانے کی کوئی راہ نہ تھی ایسے ہی بعد موت اسکی مان کے بھی یہی رہیگا درصورتیکہ اسکی
مان نے مال چھوڑا ہی ولیکن اسکو یہ اختیار ہوگا کہ اپنے شریک موسر سے تاوان لے جیسے کہ باندی کی زندگی مین یہ اختیار
تھا پھر شریک ضامن جو کچھ تاوان دیگا وہ اس باندی کے ترکہ مین سے لیگا جیسے اسکی زندگی کی صورت مین بھی واپس
لے سکتا تھا پھر جو کچھ مال اسکے ترکہ مین سے باقی رہیگا وہ اسکے پسر کی میراث ہوگا اور اگر باندی مذکورہ نے کچھ مال نہ چھوڑا ہو
تو شریک ضامن مال تاوان کو اسکے پسر سے لیگا - اور اگر باندی مذکورہ مری نہو اور شریک نے یہ اختیار کیا کہ باندی مذکورہ
سے سعایت کراوے تو اس سعایت مین یہ باندی بمنزلہ مکاتبہ کے ہوگی یہ مبسوط مین ہی - اور اگر غلام دو مردون مین مشترک
ہو پھر دو گواہون نے انمین سے ایک معین شریک پر گواہی دی کہ اسنے اقرار کیا ہی کہ مین نے اس غلام کو آزاد کیا ہی

م یعنی تینون شریکون ۱۲ مترجم

اور یہ شریک موسر ہی تو قاضی اس غلام کے آزاد ہونے کا حکم دیگا اور اسکے شریک کو یہ اختیار ہوگا کہ اپنے حصہ کی بابت اُس سے تاوان لے یہ محیط مین ہی - مگر شریک ضامن اصل مال تاوان کو غلام سے واپس لیگا اور غلام کی پوری ولا اُسی کی ہوگی اگرچہ وہ اپنا حصہ آزاد کرنے سے منکر ہوا ہو یہ مبسوط مین ہی - اور اگر گواہون نے شریک معین پر یون گواہی دی ہو کہ اسنے یہ اقرار کیا ہی کہ یہ غلام حر الاصل ہی تو قاضی اُسکی آزادی کا حکم دیگا مگر مذکور کی ولا اس آزاد شدہ پر ثابت نہوگی اور شریک دیگر کو اس مقر سے تاوان لینے کا اختیار حاصل نہوگا - اور اگر گواہون نے یہ گواہی دی کہ اسنے یہ اقرار کیا ہی کہ جسنے اسکو فروخت کیا تھا اسنے قبل فروخت کے اُسکو آزاد کیا تھا تو یہ غلام اس مشہود علیہ شریک کے مال سے آزاد ہو جائیگا یہ محیط مین ہی اور اُسکی ولا موقوف رہیگی اسواسطے کہ دونون مین سے ہر ایک اسکو اپنی ذات سے دور کرتا ہی اسلیے کہ بائع کہتا ہی کہ مین نے اسکو آزاد نہین کیا تھا بلکہ مشتری کے اقرار سے آزاد ہوا ہی پس اُسکی ولا مشتری کی ہوگی اور مشتری کہتا ہی کہ نہین بلکہ بائع نے اسکو آزاد کیا پس ولا اسکی ہوگی لہذا اُسکی ولا توقف مین رہیگی یہان تک کہ دونون مین سے کوئی دوسرے کی تصدیق کی طرف رجوع کرے پس ولا اسی کی ہو جائیگی - اور اگر گواہون نے شریک پر یون گواہی دی کہ اسنے یون اقرار کیا ہی کہ بائع اس غلام کو مدبر کر چکا ہی یا باندی تھی کہ اُسکی نسبت یون اقرار کیا ہی کہ بائع اسکو قبل بیع کے ام ولد بنا چکا ہی تو خواہ غلام ہو یا باندی ہو اسکی ملک سے خارج ہو جائیگا اور وہ بائع سے اپنا ثمن واپس نہین لے سکتا ہی اور ان دونون مملوکون مین سے کوئی آزاد نہوگا یہان تک کہ بائع مر جاوے پھر جب بائع مر گیا تو دونون آزاد ہو جاوینگے بشرطیکہ مدبر اُسکے تہائی مال سے بر آمد ہوتا ہو اور اگر ان دونون پر کسی نے جنایت کی تو ایسی ہی جیسے مملوک پر جنایت کی یہ اُسوقت تک ہی کہ جبتک بائع زندہ رہے اور امام اعظم رح کے نزدیک ان دونون کی جنایت موقوف رہیگی یہ مبسوط مین ہی - اور اگر دو شریکون مین سے ایک نے اقرار کیا کہ میرے شریک نے عتق نافذ کا اقرار کیا ہی تو اسپر حرام ہوگا کہ پھر غلام سے خدمات غلامی لے یہ سرخسی مین ہی - اور اگر غلام تین آدمیون مین مشترک ہو جنمین سے ایک غائب ہو گیا پھر دو حاضرون نے اس غائب پر یہ گواہی دی کہ اسنے اس غلام مین سے اپنا حصہ آزاد کر دیا ہی تو ان دونون حاضرون اور غلام کے درمیان روک کر دیجائیگی پھر جب غائب مذکور آ جائیگا تو غلام سے کہا جائیگا کہ اپنے گواہون کا اعادہ کرے پھر جب اُسنے اپنے گواہ بمقابلہ غائب مذکور کے اسپر قائم کیے تو غائب کے حصہ کے آزاد ہونے کا حکم دیا جائیگا یہ محیط مین ہی - اور اگر دو گواہون نے دو شریکون مین سے ایک شریک پر یہ گواہی دی کہ اُسکے شریک غائب نے اس غلام مین سے اپنا حصہ آزاد کیا ہی تو امام اعظم رح کے نزدیک ایسی گواہی قبول نہوگی کذا فی الظہیریہ لیکن غلام اور اس شریک کے درمیان روک کر دیجائیگی تاکہ اس سے خدمات غلامی نہ لے سکے یہان تک کہ شریک غائب حاضر آوے اور یہ استحسان ہی پھر جب غائب مذکور حاضر ہوگا تو اسپر گواہی کا اعادہ کرنا ضرور ہی تاکہ حکم آزادی ثابت ہو اور اگر دونون شریک غائب ہون پھر دونون مین سے ایک معین شریک پر گواہ قائم ہوے کہ اسنے اپنا حصہ اس غلام مین سے آزاد کیا ہی تو بدون اسکے کہ کوئی خصومت از قبیل قذف و جنایت وغیرہ کسی وجہ سے ہووے ایسی گواہی مقبول نہوگی اور اگر اس قبیل سے کوئی خصومت پائی گئی تو ایسی گواہی مقبول ہوگی جبکہ گواہون نے یہ گواہی دی کہ اسکے ہر دو مولاؤن نے اسکو آزاد کر دیا ہی یا دونون مین سے ایک نے اسکو آزاد کیا اور دوسرے نے اس سے اپنا حصہ سعایت وصول کر لیا ہی یہ مبسوط مین ہی - اور اگر ایک غلام تین شریکون مین مشترک ہو کہ انمین سے ایک نے

دعوی کیا کہ مین نے اپنا حصہ ہزار درم پر آزاد کیا ہی اور غلام نے کہا کہ اسنے مفت آزاد کیا ہی اور باقی دو شریکون نے گواہی دی کہ اسنے ہزار درم پر آزاد کیا ہی تو انکی گواہی جائز ہوگی اور اسی طرح اگر ہر دو شریک کے باپون یا بیٹون نے ایسی گواہی دی تو بھی جائز ہی - اور اگر ان شریکون مین سے بعض نے غلام مشترک کو آزاد کیا اور اس غلام کے قبضہ مین بہت مال ہی جسکو اسنے خود کمایا ہی مگر یہ معلوم نہین ہوتا ہی کہ اسنے کب کمایا ہی اور اس مال کی بابت شریکون اور غلام مین جھگڑا ہوا چنانچہ شریکون نے کہا کہ اسنے یہ مال قبل عتق کے کمایا ہی اور غلام نے کہا کہ مین نے بعد عتق کے کمایا ہی تو قول غلام کا قبول ہوگا یہ محیط مین ہی -

تیسرا باب - دو غلامون مین سے ایک کے عتق کے بیان مین - قال المترجم یعنے اسطرح کہ ان دون مین سے ایک آزاد ہی بدون تعیین کے فافہم - جب مجہول کی طرف عتق مضاف کیا جاوے تو صحیح ہی اور مولی کے واسطے خیار تعیین حاصل ہوگا جسکو چاہے معین کرے خواہ اسنے یون کہا ہو کہ تم دونون مین کا ایک آزاد ہی یا یون کہا ہو کہ یہ آزاد یا وہ آزاد ہی یا اسنے نام لیا ہو کہ سالم آزاد ہی یا غانم یہ الفصاح مین ہی - اور اگر یون کہا کہ یہ آزاد ہی در ندوہ - تو یہ کہنا مثل اس قول کے ہی کہ تم دونون مین سے ایک آزاد ہی یہ خزانۃ المفتین مین ہی - اور اگر دونون غلامون نے حاکم کے پاس نالش کی تو مولی کو حاکم مذکور بیان کرنے پر مجبور کریگا یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر دونون نے حاکم کے پاس مخاصمہ نہ کیا اور مولی نے دونون مین سے ایک کا عتق بطور تعیین اختیار کر دیا (یعنے تعیین کرنے کے ۱۲) تو اختیار کرتے ہی اسپر عتق واقع ہوگا اور قبل اسطرح اختیار کرنے کے جبتک خیار مولی باقی رہیگا تب تک وہ مثل دو غلامون کے ہونگے اور یہ بنابر اصل امام اعظم و امام ابو یوسف کے ہی یہ سراج وہاج مین ہی اور قبل اختیار کرنے کے مولی کو روا ہی کہ ان دونون سے (یعنے احکام مین ۱۲) خدمت لے اور نیز روا ہی کہ دونون کو کرایہ پر دے یا انسے کمائی کراوے اور کرایہ و کمائی مولی کی ہوگی - اور اگر قبل اختیار مولے کے ان دونون پر جنایت کی گئی پس اگر جنایت از جانب مولی ہو پس اگر قتل نفس سے کم ہو مثلاً اسنے غلامون کے ہاتھ کو قطع کیا تو مولے پر کچھ واجب نہوگا خواہ دونون کا ہاتھ ایک ساتھ کاٹا ہو یا آگے پیچھے - اور اگر جنایت قتل نفس ہو پس اگر مولی نے آگے پیچھے دونون کو قتل کیا تو پہلا غلام ہوگا یعنے اسنے غلام کو قتل کیا اور دوسرا آزاد ہونے کے واسطے متعین ہوگیا پھر جب اسکو قتل کیا تو آزاد کو قتل کیا پس مولے پر دیت واجب ہوگی اور مولے کو بھی اسمین سے کچھ ملیگا اور اگر دونون کو ایک ساتھ ایک ضرب واحد سے قتل کیا تو مولے پر واجب ہوگا کہ انمین سے ہر ایک کے وارثون کو اسکی نصف دیت دیدے - اور اگر جنایت از جانب اجنبی ہو پس اگر قتل نفس سے کم ہو مثلاً کسی اجنبی نے ہر ایک غلام کا ہاتھ کاٹ ڈالا تو اس اجنبی پر غلام کے ہاتھ کا ارش واجب ہوگا یعنے دونون مین سے ہر ایک کی نصف قیمت اور یہ ارش انکے مولے کا ہوگا خواہ اجنبی مذکور نے آگے پیچھے قطع کیا ہو یا ایک ساتھ ڈالا ہو - اور اگر جنایت قتل نفس ہو تو قاتل یا ایک ہوگا یا دو ہونگے پس اگر قاتل ایک ہو تو اگر اسنے معاً دونون کو قتل کیا تو قاتل پر دونون مین سے ہر ایک کی نصف قیمت واجب ہوگی اور یہ (یعنی زیادہ ۱۲) مولے کی ہوگی اور نیز قاتل پر ہر ایک کی نصف دیت واجب ہوگی اور یہ دونون کے وارثون کی ہوگی اور اگر قاتل نے دونون کو آگے پیچھے قتل کیا تو قاتل پر اول مقتول کی قیمت اسکے مولی کیواسطے واجب ہوگی اور دوسرے مقتول کی دیت اسکے وارثون کے واسطے واجب ہوگی - اور اگر قاتل دو ہون اور ہر ایک نے ایک ایک کو قتل کیا پس اگر ہر ایک کا قتل کرنا ایک ساتھ واقع ہوا تو ہر ایک قاتل پر قیمت کامل واجب ہوگی

له یعنی قبل عتق کے ۱۲ منہ

له یعنی بعد عتق کے ۱۲ منہ

ع قال المترجم ... سے مراد ... یہ ہو کہ اسکو الزام ... تعریف ... ہو

جسمین سے نصف وارثان مقتولان کو اور نصف مولاے مقتولان کی ہوگی اور اگر قاتلون کا قتل کرنا آگے پیچھے واقع ہوا تو قاتل اول پر اپنے مقتول کی قیمت کامل اُسکے مولی کے واسطے واجب ہوگی اور قاتل دوم پر اپنے مقتول کی دیت اُسکے وارثون کے واسطے واجب ہوگی یہ بدائع مین ہے- اور اگر اُسنے اپنی دو باندیون سے کہا کہ تم دونون مین سے ایک حرہ ہے پھر دونون مین سے ہر ایک کے ایک بچہ پیدا ہوا یا دونون مین سے ایک کے ایک بچہ پیدا ہوا تو جس باندی کا عتق مولے اختیار کریگا اُسکا بچہ آزاد ہوگا اور اگر دونون باندیان ایک ساتھ مرگئین یا دونون ایک ساتھ قتل کی گئین تو مولی کو اختیار ہوگا کہ ان بچون مین سے جسکے حق مین چاہے عتق اختیار کرکے واقع کرے مگر جس بچہ کو عتق کے واسطے متعین کریگا اسکو اپنی مادر مقتول کے جرم قتل کے معاوضہ مین سے کچھ ارش نہ ملیگا یہ ظہیریہ مین ہے اور اگر دونون باندیون کی زندگی مین ایک کا بچہ مرگیا تو اسپر التفات نہ کیا جائیگا بخلاف اسکے اگر دونون باندیون کی موت کے بعد کسی کا بچہ مرگیا تو التفات ہوگا یہ محیط مین ہے- اور اگر مولی کے اختیار کرنے سے پہلے دونون باندیون سے شبہہ مین وطی کی گئی تو دونون باندیون کا عقر واجب ہوگا اور یہ دونون عقر مولی کو ملینگے یہ بدائع مین ہے- اور اگر مولی کے اختیار کرنے سے پہلے انمین سے ایک باندی نے کوئی جنایت کی پھر مولی نے جنایت کا حال معلوم کرنے کے بعد اسی باندی پر عتق واقع کرنا اختیار کیا تو مولے اس جنایت کا اختیار کرنے والا ہو گیا- اور اگر قبل بیان کے مولی مرگیا تو ہر ایک باندی مین سے اُسکا نصف آزاد ہو جائیگا اور ہر ایک اپنی نصف قیمت کے لیے مولی کے وارثون کے واسطے سعایت کریگی اور جس باندی نے جنایت کی ہے مولی پر اپنے مال سے اُسکی قیمت واجب ہوگی جیسے کہ اگر اُسنے جنایت کا حال معلوم ہونے سے پہلے اسی کو آزاد کر دیا جسنے جنایت کی ہے تو یہی حکم ہے یہ مبسوط مین ہے- اور اگر دونون کو اُسنے ایک ہی صفقہ مین بیع کر دیا تو یہ بیع دونون کی باطل ہوگی یہ ایضاح مین ہے- اور اگر دونون کو ایک ہی صفقہ مین بیع کر دیا اور دونون کو مشتری کے سپرد کر دیا پھر دونون کو مشتری نے آزاد کیا تو بائع بیان پر مجبور کیا جائیگا کہ کسکو اُسنے مراد لیا ہے پھر جب بائع نے دونون مین سے کسی ایک مین عتق کو معین کیا تو ملک فاسد دوسرے کے حق مین متعین ہوگی اور دوسرا مشتری کی طرف سے بقیمت آزاد ہوگا- اور اگر بائع مذکور قبل بیان کرنے کے مرگیا تو اُسکے وارثون سے کہا جائیگا کہ تم لوگ بیان کرو جب اُنھون نے کسی ایک کو عتق کے واسطے متعین کیا تو دوسرا مشتری کی طرف سے بقیمت آزاد ہو جائیگا اور دونون غلامون مین عتق شایع نہوگا یہ محیط مین ہے- اور اگر مشتری نے آزاد نکیا یہانتک کہ بائع مرگیا تو عتق دونون مین منقسم نہوگا یہانتک کہ قاضی بیع فسخ کر دے پھر جب بیع کو فسخ کر دیا تو عتق منقسم ہوگا اور دونون مین سے نصف نصف آزاد ہو جائیگا- اور اگر مالک نے قبل اختیار کرنے کے کہ کون دونون مین سے آزاد ہونے کے واسطے متعین ہوا ہے اسنے دونون کو ہبہ کیا یا صدقہ مین دیدیا یا دونون پر کسی عورت سے نکاح کیا تو مجبور کیا جائیگا کہ کسی ایک مین عتق اختیار کرے پس دوسرے کا ہبہ و صدقہ و مہر قرار دینا جائز ہوگا اور اگر مولی کسی ایک مین عتق معین کرنے سے پہلے مرگیا تو دونون کا ہبہ و صدقہ باطل ہو جائیگا اور مہر مقرر کرنا بھی باطل ہوگا یہ بدائع مین ہے- اور اگر دونون کو اہل حرب یعنی کافر جو مسلمانون سے لڑائی کرتے ہین گرفتار کر لیگئے تو مولے کو اختیار ہوگا کہ دونون مین سے کسی ایک مین عتق کو متعین کرے پس دوسرا اہل حرب کی ملک ہوگا اور اگر مولی نے کسی ایک مین عتق معین نہ کیا یہانتک کہ خود مرگیا تو اہل حرب کی ملکیت دونون مین سے باطل ہوگی اسواسطے کہ حریت دونون مین شایع ہوگئی ہے

اور اگر دونون کو کسی نے حربی سے خرید کیا تو مولے کو اختیار ہوگا کہ دونون مین سے جسمین چاہے عتق کو معین کرے لیکن دوسرے کو مشتری مذکور اُسکے حصہ ثمن کے عوض لے لیگا - اور اگر اہل حرب سے کسی نے ایک کو خرید کیا اور مولے نے اُسی کا عتق اختیار کیا تو آزاد ہوجائیگا اور خرید باطل ہو جائیگی اور اگر مولی نے اسکو جسکو خرید کیا ہی ثمن کے عوض خرید لیا تو دوسرا آزاد ہوجائیگا - اور اگر اہل حرب نے ایک کو قید کیا تو آزاد نہوگا یہ ظہیریہ مین ہی - اور اگر مولی نے ایک کو کافر سے خرید کیا تو دوسرا آزاد ہوگا یہ خزانۃ المفتین مین ہی - ایک شخص نے اپنی صحت مین دو مملوک سے کہا کہ تم دونون مین سے ایک آزاد ہی پھر وہ مرض موت مین گرفتار ہوا پھر اُسنے عتق کو انمین سے ایک کی طرف راجع کیا تو یہی غلام مولے کے تمام مال سے آزاد ہوجائیگا اگرچہ اُسکی قیمت تہائی مال مولی سے زائد ہو یہ شرح طحاوی مین ہی - **بیان** تین طرح کا ہوتا ہی نص و دلالت و ضرورت - نص کی مثال یہ ہی کہ مولی نے ایک معین سے کہا کہ مین نے تجھے مراد لیا یا نیت کی یا ارادہ کیا تھا اس لفظ سے جو مین نے ذکر کیا تھا یا مین نے اختیار کیا یا کہا کہ تو حر ہی اس لفظ سے جو مین نے کہا تھا یا اس لفظ سے جو مین نے ذکر کیا تھا یا اس اعتاق سے یا مین نے عتق سابق سے تجھے آزاد کیا ہی اور مثل اِسکے اور الفاظ جو اس معنے مین ہون - اور اگر یون کہا کہ تو حر ہی یا مین نے تجھے آزاد کیا اور یہ نہ کہا کہ بلفظ مذکور یا بعتق سابق پس اگر اُس سے عتق جدید مراد لیا ہی تو دونون آزاد ہوجاوینگے یہ غلام بسبب عتق جدید کے اور وہ بسبب لفظ سابق کے - اور اگر اُسنے کہا کہ مین نے جدید عتق مراد نہین لیا بلکہ وہی مراد لیا جو مجھپر بسبب میرے قول (تم مین سے ایک حر ہی) کے لازم آیا ہی تو قضاءً بھی اُسکی تصدیق ہوگی اور اسکا قول کہ مین نے تجھے آزاد کیا اسپر محمول ہوگا کہ اُسنے عتق کو اختیار کیا یعنے گویا یون کہا کہ مین نے تیرا عتق اختیار کیا - اور دلالت کی صورت یہ ہی کہ مولی دونون مین سے ایک کو اپنی ملک سے نکال دے بسبب بیع کے یا باین طور کہ دونون مین سے ایک کو رہن کر دے یا ایک کو اجارہ دیدے یا مکاتب کر دے یا مدبر کرے یا باندی ہو اور اُسکو ام ولد بنا دے یہ بدائع مین ہی - اور اگر دونون مین سے ایک کو فروخت کیا بطور قطعی یا اپنے واسطے خیار کی شرط کرکے فروخت کیا یا مشتری کے واسطے خیار کی شرط کرکے فروخت کیا یا بطور بیع فاسد فروخت کیا خواہ سپرد نہین کیا یا سپرد کردیا یا ہبہ کیا یا ایک کے دینے کی وصیت کردی یا ایک سے نکاح کر دیا یا ایک عتق کی آزادی پر قسم کھائی تو یہ سب دوسرے کے حق مین عتق کا اختیار کرنا ہی بطور دلالت یہ محیط مین ہی - اور اگر اپنی دو باندیون سے کہا کہ تم دونون مین سے ایک حرہ ہی پھر اُسنے ان دونون مین سے ایک سے وطی کی اور وہ حاملہ نہوئی تو امام اعظم رح کے نزدیک دوسری آزاد نہوجائیگی اور اگر وہ حاملہ ہوگئی تو دوسری بالاتفاق آزاد ہوجائیگی یہ فتح القدیر مین ہی - اور ان دونون سے اُسکو وطی کرنا امام علیہ الرحمہ کے مذہب کے موافق حلال ہی مگر اسکا فتوے نہ دیا جائیگا یہ ہدایہ مین ہی - اور اگر کسی نے اپنی دو باندیون سے کہا کہ تم دونون مین سے ایک آزادہ ہی پھر اُسنے ایک سے خدمت لی تو یہ امر بالاتفاق سب کے نزدیک اختیار نہین ہی یہ ظہیریہ مین ہی - اور بیان بضرورت کی یہ صورت ہی کہ مثلاً قبل اختیار کرنے کے دونون مین سے ایک مرگیا تو بضرورت دوسرا آزاد ہوجائیگا اور اسی طرح اگر دونون مین سے ایک قتل کیا گیا خواہ اسکو مولی نے قتل کیا یا کسی دوسرے نے اسکو قتل کیا یہی حکم ہی فرق اسقدر ہی کہ اگر مولی نے قتل کیا ہو تو اسپر کچھ واجب نہوگا اور اگر اجنبی نے قتل کیا تو اسپر غلام مقتول کی قیمت مولی کے واسطے واجب ہوگی اور اگر ایسی صورت مین مولی نے مقتول کا عتق اختیار کیا تو زندہ سے عتق مرتفع نہوگا بلکہ وہ ضرور آزاد ہوگا ولیکن مقتول کی قیمت اسصورت مین مقتول کے وارثون کو ملیگی - اور اگر دونون مین سے ایک کا ہاتھ کاٹا گیا تو دوسرا آزاد نہوگا خواہ مولی نے اسکا ہاتھ کاٹا ہو

یا کسی اجنبی نے قطع کیا ہو۔ اور اگر اجنبی نے انمین سے ایک کا ہاتھ کاٹ ڈالا پھر مولے نے عتق کو بیان کیا پس اگر جسپر جنایت
واقع ہوئی ہی اسکے سواے دوسرے کے حق مین عتق اختیار کیا تو بلاشبہہ ارش جنایت مولے کو ملیگا اور اگر اُسنے اس غلام
کا عتق اختیار کیا جسپر جنایت واقع ہوئی ہی تو قدوری رحمہ نے اپنی شرح مین ذکر کیا کہ اس صورت مین بھی ارش جنایت
مولی کا ہوگا اور جسپر جنایت واقع ہوئی ہی اُسکو کچھ ارش نہ ملیگا اور قاضی نے شرح مختصر الطحاوی مین ذکر کیا ہی کہ
ارش اس غلام کا ہوگا جسپر جنایت واقع ہوئی ہی اور ایسا ہی قاضی نے درصورتیکہ مولی نے خود ہاتھ کاٹا ہی اور عتق
یعنے جسکا عتق مولی نے اختیار کیا ہی ۱۲
اسی غلام کا جسپر جنایت واقع ہوئی اختیار کیا ہی بیان فرمایا کہ آزاد آدمیون کے ہاتھ کاٹنے کا ارش جسقدر ہوتا ہی وہ
واجب ہوگا اور وہ سب غلام کو ملیگا اور اگر غیر مجنی علیہ یعنی دوسرے غلام کا عتق اختیار کیا تو مولی پر کچھ واجب نہوگا
یہ بدائع مین ہی۔ ابن سماعہ نے امام محمد رح سے روایت کی کہ اگر دو غلامون کی نسبت مولی نے کہا کہ ان دونون مین سے
ایک میرا بیٹا ہی یا دو باندیون کی نسبت کہا کہ ان دونون مین سے ایک میری ام ولد ہی پھر دونون مین سے ایک آدمی مرگیا
تو جو باقی ہی وہ حریت یا استیلاد کے واسطے متعین نہین ہو جائیگا یہ ایضاح مین ہی۔ اور اگر مولی نے کہا کہ میرا غلام آزاد ہی
حالانکہ ایک غلام کے سواے اسکا کوئی غلام نہین ہی تو وہ آزاد ہو جائیگا پھر اگر مولے نے کہا کہ میرا ایک اور غلام ہی اور
مین نے اسی کو مراد لیا تھا تو قضاءً اُسکے قول کی تصدیق نہوگی الا اسصورت مین کہ وہ گواہ قائم کرے کہ میرا دوسرا غلام
بھی ہی اور مابینہ وبین اللہ تعالے عز وجل اسکی تصدیق ہوگی یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر مولی نے کہا کہ میرے غلام مین کا
ایک آزاد ہی یا میرے غلامون مین کا ایک آزاد ہی حالانکہ ایک غلام کے سواے اسکا کوئی غلام نہین ہی تو یہی غلام
آزاد ہو جائیگا یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر مولی نے اپنے دو غلامون سے کہا کہ تم مین سے ایک آزاد ہی پس اُس سے کہا گیا
کہ تونے انمین سے کسکو مراد لیا ہی پس اُسنے کہا کہ مین نے اس غلام کو مراد نہین لیا ہی تو دوسرا غلام آزاد ہو جائیگا پھر
اگر اسکے بعد اُسنے اس دوسرے کی نسبت بھی کہا کہ مین نے اسکو مراد نہین لیا تھا تو پہلا بھی آزاد ہو جائیگا یہ اختیار
شرح مختار مین ہی۔ اور اگر کسی شخص کے تین غلام ہون پس اُسنے کہا کہ یہ غلام آزاد ہی یا یہ اور یہ تو تیسرا آزاد
ہو جائیگا اور اول و دونون کی نسبت اسکو بیان کرنے کا حکم دیا جائیگا کہ انمین سے کسی کی نسبت عتق اختیار کرے
اور اگر یون کہا کہ یہ آزاد ہی اور یہ یا یہ تو اول آزاد ہو جائیگا اور پچھلے دونون کی نسبت اسکو بیان کرنے کا حکم
دیا جائیگا۔ اور اگر ایک غلام ایک آزاد کے ساتھ مختلط ہو گیا مثلاً ایک شخص کا ایک غلام تھا کہ وہ ایک آزاد کے ساتھ
مختلط ہو گیا پھر دونون مین سے ہر ایک کہتا ہی کہ مین آزاد ہون اور مولی کہتا ہی کہ تم مین سے ایک میرا غلام ہی تو ان
دونون مین سے ہر ایک کو اختیار ہوگا کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی قسم لے تا وقتیکہ یہ معلوم نہو کہ یہ آزاد ہی پس اگر مولی نے
ایک کی نسبت قسم کھالی اور دوسرے کی نسبت قسم سے انکار کیا تو جسکی نسبت قسم سے انکار کیا وہ آزاد ہوگا نہ دوسرا
اور اگر اُسنے ان دونون کی نسبت قسم سے انکار کیا تو دونون حر ہین اور اگر دونون کی نسبت قسم کھالی تو امر مختلف
ہو گیا پس قاضی باحتیاط حکم کریگا کہ دونون مین سے ہر ایک کا نصف مفت آزاد کریگا اور نصف بعوض نصف قیمت کے
یعنے حکم دیگا ۱۲
آزاد کریگا۔ اور اسیطرح اگر تین غلام ہون تو ان تینون مین سے ہر ایک مین سے تہائی آزاد ہوگا اور ہر ایک اپنی
دو تہائی قیمت کے واسطے سعایت کریگا اور اسیطرح اگر دس ہون تو انمین بھی یہی اعتبار ہوگا یہ بدائع مین ہی۔ اور
اگر اپنے غلام کے ساتھ ایسی چیز جمع کی جسپر عتق ہی واقع نہین ہوتا ہی جیسے چوپایہ و دیوار وغیرہ اور کہا کہ میرا غلام آزاد ہی

یا یہ چیز یا کہا کہ ان دونون مین سے ایک آزاد ہی تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک اسکا غلام آزاد ہو جائیگا یہ محیط مین ہی - خواہ آزادی کی
نیت کی ہو یا نہ کی ہو یہ بدائع مین ہی - اور اگر اپنے غلام اور غیر کے غلام دونون سے کہا کہ تم مین سے ایک آزاد ہی تو بالاجماع
اسکا غلام آزاد نہو جائیگا الا اسصورت مین کہ اسکی نیت مین اپنے غلام کا عتق ہو - اور اسی طرح اگر باندی زندہ و باندی
مردہ مین جمع کر کے یون کہا کہ تو آزادہ ہی یا یہ - یا یون کہا کہ تم دونون مین سے ایک آزادہ ہی تو اُسکی باندی آزاد نہوگی
اور اگر اپنے غلام و آزاد کے درمیان جمع کر کے یون کہا کہ تم دونون مین سے ایک آزاد ہی تو اُسکا غلام آزاد نہو جائیگا
الا اسصورت مین کہ نیت ہو یہ سراج وہاج مین ہی - فتاوی اہل سمرقند مین لکھا ہی کہ اگر کہا کہ میرے مملوکون مین سے
ایک باندی اور ایک غلام آزاد ہی اور اُسنے بیان نہ کیا یہان تک کہ مر گیا اور اُسکے دو غلام اور ایک باندی ہی تو باندی
آزاد ہو جائیگی اور ہر دو غلام مین سے ہر ایک کا نصف حصہ آزاد ہو جائیگا اور ہر ایک اپنے باقی نصف کے واسطے سعایت
کریگا اور اگر اسکے تین غلام اور ایک باندی ہو تو باندی آزاد ہو جائیگی اور غلامون مین سے ہر ایک مین سے ایک تہائی
آزاد ہوگی اور ہر ایک اپنی دو تہائی قیمت کے واسطے سعایت کریگا - اور اگر اسکے تین غلام اور تین باندیان ہون تو
ہر ایک باندی اور ہر ایک غلام مین سے اُسکا تہائی حصہ آزاد ہو جائیگا اور ہر ایک اپنے باقی کے واسطے سعایت کریگا
اور اگر اسکے تین غلام اور دو باندیان ہون تو ہر باندی مین سے نصف آزاد ہوگی اور باقی نصف کے واسطے ہر ایک
سعایت کریگی اور ہر غلام مین سے ایک تہائی آزاد ہو جائیگا اور باقی دو تہائی کے واسطے ہر ایک سعایت کریگا اور
اسی قیاس پر اس جنس کے مسائل کو بھی استخراج کرنا چاہیے یہ محیط مین ہی - اور اگر اُسنے اپنے دو غلامون سے کہا کہ تم مین سے
ایک آزاد ہی حالانکہ اسکی نیت مین کوئی معین نہین ہی پھر قبل بیان کے مر گیا تو ہر ایک مین سے نصف آزاد ہو جائیگا
اور ہر ایک اپنی نصف قیمت کے واسطے سعایت کریگا یہ بدائع مین ہی اور مولی کا وارث بیان کے حق مین قائم مقام مولے کا
نہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی - ایک مرد کے تین غلام ہین انمین سے دو غلام اسکے روبرو گئے پس اُسنے کہا کہ تم مین سے
ایک آزاد ہی پھر ان دونون مین سے ایک باہر نکل آیا اور تیسرا غلام داخل ہوا پس اُسنے کہا کہ تم دونون مین سے ایک
آزاد ہی تو جبتک مولی زندہ ہی اُسکو بیان کرنے کا حکم دیا جائیگا پس اگر بیان کیا اور کہا کہ مین نے کلام اول سے
وہ غلام مراد لیا تھا جو اندر رہ گیا تھا تو وہی آزاد ہو جائیگا اور دوسرا کلام باطل ہو گیا اور اگر اُسنے کہا کہ مین نے کلام
اول سے اسکا عتق مراد لیا تھا جو باہر نکل آیا تھا تو کلام اول سے وہ غلام آزاد ہو جائیگا جو باہر نکل آیا تھا پھر مولی کو حکم
دیا جائیگا کہ دوسرے کلام کی مراد بیان کرے - اور یہ اسوقت ہی کہ اسنے پہلے کلام کی مراد بیان کرنے سے شروع کیا ہو اور
اگر دوسرے کلام کی مراد بیان کرنی شروع کی اور کہا کہ مین نے دوسرے کلام سے اس غلام کا عتق مراد لیا تھا جو
اندر رہ گیا تھا تو کلام اول سے وہ غلام آزاد ہو جائیگا جو باہر نکل آیا تھا اور ایجاب اول باطل نہوگا - اور اگر اُسنے کہا
کہ مین نے دوسرے کلام سے وہ غلام مراد لیا ہی جو اندر داخل ہوا ہی تو جو داخل ہوا ہی وہ آزاد ہو جائیگا اور کلام
اول کے بیان کے واسطے حکم دیا جائیگا اور اگر مولے نے کچھ بیان نہ کیا اور انمین سے ایک مر گیا تو موت بھی بیان ہی
پس اگر باہر نکل آنے والا مرا ہو تو جو اندر رہ گیا ہی وہ بایجاب اول آزاد ہو جائیگا اور دوسرا ایجاب باطل ہو جائیگا اور اگر
وہ غلام مر گیا جو اندر رہ گیا ہی تو باہر نکلنے والا بایجاب اول آزاد ہو جائیگا اور داخل ہونے والا بایجاب دوم آزاد
ہو جائیگا اور اگر وہ غلام مر گیا جو پیچھے داخل ہوا ہی تو ایجاب اول کے حق مین وہ مختار کیا جائیگا پس اگر اُسنے باہر

نکلنے والے کو مراد لیا تو جو اندر رہگیا ہی وہ با یجاب دوم آزاد ہو جائیگا اور اگر وہ مراد لیا جو اندر رہگیا تو ایجاب دوم باطل ہو جائیگا اور اگر اِنمین سے کوئی نہین مرا بلکہ مولی قبل بیان کے مرگیا تو عتق ان سب مین باعتبار احوال کے شائع ہو جائیگا پس باہر نکلنے والے سے نصف اور جو اندر داخل ہوا ہی اسمین سے نصف اور جو موجود رہا ہی اسمین سے تین چوتھائی آزاد ہو جائیگا اور اگر مولی سے یہ فعل اُسکے مرض الموت مین صادر ہوا پس اگر مولی کی ملک مین مال اسقدر ہو کہ اُسکی تہائی سے قدر آزاد شدہ برآمد ہو یعنی ایک رقبہ کامل اور تین چوتھائی حصہ رقبہ بربنائے قول امام اعظم و امام ابو یوسف کے یا اُسکی تہائی سے برآمد نہو لیکن اسکے وارثون نے اجازت دیدی تو حکم یہی ہی جو ہم نے بیان کیا ہی اور اگر سوائے کا کچھ مال سوائے ان غلامون کے نہو اور وارثون نے اجازت بھی نہ دی تو بقدر تہائی کے ان سب مین بطریق مذکورہ بالا تقسیم کر دیا جائیگا اور اسکی توضیح یون ہی کہ باہر نکلنے والے کا حق بقدر نصف کے اور داخل ہونے والے کا حق بھی اسی قدر اور جو اندر رہگیا ہی اسکا حق بقدر تین چوتھائی کے ہی پس ایسا عدد چاہیے کہ اسکا نصف و ربع برآمد ہوا اور یہ کم سے کم چار ہی پس حق خارج شوندہ دو سہم اور حق ثابت شوندہ تین سہم اور حق داخل شوندہ دو سہم پس جملہ سہام عتق سات تک پہونچے پس مولی کے تہائی مال کے سات حصے کیے جاوینگے اور جب تہائی مال کے سات حصے ہوئے تو دو تہائی مال کے چودہ حصے ہوئے اور یہی سہام سعایت ہین اور پورے مال کے اکیس حصہ ہوئے اور یہ مفروض ہی کہ اُسکا مال یہی تین غلام ہین پس ہر غلام کے سات حصے ہوئے پس جو غلام باہر نکل آیا تھا اُسکے سات حصون مین سے دو حصہ آزاد ہونگے اور اپنے پانچ سہام کے واسطے سعایت کریگا اور نیز داخل شوندہ بھی دو سہام کے آزاد ہونے کے بعد اپنے پانچ سہام کے واسطے سعایت کریگا اور جو غلام اندر ہی رہا تھا اُسمین سے تین حصے آزاد ہوکر چار حصون کے واسطے سعایت کریگا پس سہام وصایا کا مجموعہ سات ہوا اور سہام سعایت کا مجموعہ چودہ ہوا پس تہائی و دو تہائی ظاہر ہوا کہ ٹھیک ہی یہ کافی مین ہی۔ ایک شخص کے تین غلام سالم و غانم و مبارک ہین پس اُسنے اپنی صحت مین کہا کہ سالم حر ہی یا سالم و غانم دونون حر ہین یا سالم و غانم و مبارک سب آزاد ہین پس اگر اُسنے اپنے بیان مین خالی سالم پر عتق واقع کیا تو سالم تنہا آزاد ہو جائیگا اور اگر اُسنے غانم پر عتق واقع کیا تو سالم بھی اُسکے ساتھ آزاد ہوگا اور اگر مبارک پر عتق واقع کیا تو یہ سب آزاد ہو جائینگے۔ اور اسی طرح اگر اُسنے کہا ہو کہ اور نصف غانم اور تہائی مبارک آزاد ہی اسواسطے کہ اصابت کے واسطے ایک ہی حالت ہی اور محروم ہونے کے واسطے کئی احوال ہین۔ اور اگر اُسنے مرض مین ایسا کہا پس اگر اُسکا کچھ مال سوائے اِنکے ہووے حتے کہ ایک رقبہ کامل اور پانچ چھٹے حصے ایک رقبہ کے اُسکے تہائی مال سے برآمد ہو وین تو حکم ایسا ہی ہی اور اگر اُسکا کچھ مال سوائے اِنکے نہووے اور وارثون نے اجازت دیدی تو بھی ایسا ہی حکم ہی اور اگر وارثون نے اجازت نہ دی تو یہ غلام اُسکے تہائی مال مین بقدر اپنے اپنے حقوق کے شریک کیے جاوینگے اور اسکا طریقہ یہ ہی کہ میت کے تہائی مال کے چھ حصے کیے جاوین کیونکہ ہم کو نصف و تہائی کی حاجت ہی پس سالم پورے چھ کا اور غانم اُسکے نصف یعنی تین کا اور مبارک اُسکے تہائی یعنی دو کا شریک کیا جائیگا جسکا مجموعہ گیارہ ہوئے پس تہائی مال کے گیارہ حصہ کیے جاوینگے اور باقی دو تہائی مال کے اُسکے دو چند بائیس حصہ ہونگے پس تمام مال کے (۳۳) حصہ ہوئے اور کل مال (۳) غلام ہین پس ہر غلام کے (۱۱) حصے ہونگے پس سالم مین سے ۶ حصہ آزاد ہونگے اور (۵) حصے کے واسطے سعایت کریگا اور غانم مین سے تین حصے آزاد ہونگے اور آٹھ حصون کے واسطے سعایت کریگا اور مبارک مین سے دو حصہ آزاد ہونگے اور (۹) حصون کے واسطے سعایت کریگا پس سہام وصایا کا مجموعہ (۱۱) ہوا اور سہام سعایت کا مجموعہ اسکا دو چند ۲۲ ہوا پس تہائی

و دو تہائی ٹھیک بر آمد ہوتی۔ اور اگر اُسنے کہا کہ سالم آزاد ہی یا غانم و سالم دونون آزاد ہین یا مبارک و سالم آزاد ہین تو اسکو
اختیار ہوگا اور اُس سے کہا جائیگا کہ عتق ان تینون مین سے جسپر چاہے واقع کرے تو اُسنے جسپر عتق واقع کیا اس ایجاب
مین جو جو شامل ہوگا وہ آزاد ہو جائیگا۔ اور اگر وہ قبل بیان کے مرگیا تو پورا سالم آزاد ہوگا اور باقی دونون مین سے
ہر ایک مین سے ایک تہائی آزاد ہوگا۔ اور اگر اُسنے مرض مین ایسا کہا اور حال یہ ہو کہ اسکا مال اسقدر ہی کہ ایک رقبہ اور
دو تہائی رقبہ اُسکے تہائی مال سے بر آمد ہوتا ہی یا نہین نکلتا ہو مگر وارثون نے اس عتق کی اجازت دیدی تو بھی یہی حکم
ہی اور اگر وارثون نے اجازت نہ دی تو کل مال کی تہائی مین یہ سب غلام بقدر اپنے اپنے حقوق کے مشترک ہونگے
پس سالم کا حق پورے رقبہ کا ہی اور غانم و مبارک ہر ایک کا حق تہائی رقبہ کا ہی اور کم سے کم ایسا عدد جسکی تہائی بر آمد
ہو ۳ ہی پس حق سالم ۳ ہوا اور باقی ہر ایک کا حق ایک ایک ہوا پس مجموعہ سہام عتق ۵ ہوا پس یہ تہائی مال کے حصص
ہوے پس پورے مال کے ۱۵ حصے ہوے پس ہر رقبہ کے ۵ حصہ ہوے ازانجملہ سالم مین سے ۳ آزاد اور دو کے واسطے
سعایت کریگا اور غانم و مبارک ہر ایک مین سے ایک حصہ آزاد اور چار حصون کے واسطے سعایت کریگا پس سہام عتق
کا مجموعہ ۵ ہوا اور سہام سعایت کا مجموعہ ۱۰ ہوا یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہی۔ اور اگر کہا کہ سالم آزاد ہی یا غانم و سالم
یا مبارک و سالم تو یا کے بعد ہر جگہ خبر مقدر ہوگی اور یہ سب ایجابات مختلفہ ہونگے اور ایجابات مختلفہ مین کلمہ یا موجب تخییر
ہوتا ہی پس سالم ہر حال مین آزاد ہو جائیگا اور مبارک و غانم مین سے ہر ایک ایک حال مین آزاد اور دو حال مین غیر آزاد
ہونگے پس سالم اور باقی دونون مین سے ایک تہائی حصے آزاد ہونگے اور بعض نے کہا کہ سالم ثانیاً ابتداءً اخبار المعطوف
علیہ ہی پس وہ اس سے آزاد ہوگا اور باقی دونون تعیین ولیکن قبل عطف کے جواز عتق مانع عتق ہی۔ اور اگر یون کہا کہ
سالم آزاد ہی یا سالم و غانم یا سالم و مبارک تو سب آزاد ہو جاوینگے اسواسطے کہ یا لغو ہوگیا بسبب اتحاد اسم و خبر کے
لیکن وہ مثل سکوت کے ہی کہ مانع عطف نہین ہی اور بعض مشائخ نے فرمایا کہ جو حکم یہان مذکور ہی وہ صاحبین کا قول
ہی اور امام اعظم رح کے نزدیک غانم و مبارک آزاد نہونگے ولیکن اول اصح ہی۔ اور اگر اُسنے سالم و غانم سے کہا کہ
تم مین سے ایک آزاد ہی یا سالم تو سالم مین سے تین چوتہائی آزاد ہوگا اور غانم سے ایک چوتہائی۔ اور اگر کہا کہ سالم آزاد
ہی یا غانم یا سالم تو ہر ایک مین سے نصف نصف آزاد ہوگا اسواسطے کہ سوم مین اول ہی پس اسکا ذکر لغو ہوا یہ شرح
تلخیص جامع کبیر مین ہی۔ ایک شخص کے چار غلام ہین سالم۔ غانم۔ فرقد۔ مبارک۔ ان سب کی قیمت برابر ہی پس
اُسنے اپنی صحت مین کہا کہ سالم و غانم آزاد ہین یا غانم و فرقد آزاد ہین یا فرقد و مبارک آزاد ہین تو تینون ایجابات
صحیح ہین پس مولی کو اختیار دیا جائیگا چنانچہ جس ایجاب کو اُسنے اختیار کیا اس ایجاب مین جتنے شامل ہین سب
آزاد ہونگے اور باقی باطل ہوے۔ اور اگر مولے قبل بیان کے مرگیا تو سالم مین سے ایک تہائی حصہ آزاد ہوگا
اور دو تہائی کے واسطے سعایت کریگا اور یہی حال مبارک کا ہی اور رہا غانم پس وہ دو حال مین آزاد ہوگا اسواسطے
کہ وہ دو ایجابون اول و دوم مین داخل ہو پس اسمین سے دو تہائی حصہ آزاد ہونگے اور ایک تہائی کے واسطے
سعایت کریگا اور یہی حال فرقد کا ہی اسواسطے کہ وہ ایجاب دوم و سوم دونون مین داخل ہی اور احوال اصابت بنابر روایت اس کتاب
کے احوال متفرقہ قرار دیے جاتے ہین پس اصابت ایجاب دوم علیحدہ ہی اور اصابت ایجاب سوم علیحدہ معتبر ہی
اگر یہ قول مرض مین اُسنے کہا اور یہ غلام اُسکے تہائی مال سے بر آمد ہوتے ہین یا بر آمد نہین ہوتے ہین کہ وارثون نے

اجازت دیدی تو حکم ایسا ہی ہی اور اگر برآمد نہوے اور وارثون نے اجازت بھی نہ دی تو تہائی مال ان سب پر بقدر انکے
استحقاق کے تقسیم ہوگا پس سالم و مبارک مین سے ہر ایک کا حق ایک ایک سہم ہی اور غانم و فرقد مین سے ہر ایک کا حق
دو سہم ہی اور اگر ایک شخص نے اپنے تین غلامون کو جنکی قیمت برابر ہی کہا کہ سالم آزاد ہی یا غانم آزاد ہی یا غانم و مبارک
آزاد ہین تو وہ مختار ہوگا جس ایجاب کو اُسنے اختیار کیا جو غلام اس ایجاب مین شامل ہی وہ آزاد ہوگا اور اگر
وہ بیان سے پہلے مرگیا تو سالم مین سے ایک تہائی اور مبارک مین سے ایک تہائی اور غانم مین سے دو تہائی آزاد
ہوگی۔ اور اگر اس میت کا کچھ مال سوا ان غلامون کے نہو اور وارثون نے اجازت نہ دی تو اسکا تہائی مال ان سب
غلامون پر بقدر انکے حقوق کے تقسیم ہوگا۔ اور اگر اُسنے دو غلامون کو کہا کہ سالم آزاد ہی یا مبارک آزاد ہی یا دونون
آزاد ہین اور قبل بیان کے مرگیا تو ہر ایک مین سے تین چوتھائی آزاد ہوجائیگا اور اگر سوا انکے اُسکا کچھ مال
نہو تو میت کا تہائی مال ان دونون مین نصفا نصف ہوگا یعنی ہر ایک مین سے تہائی حصہ آزاد ہوگا۔ اور اگر اُسنے
تین غلامون سے کہا کہ سالم آزاد ہی یا غانم آزاد ہی یا مبارک و غانم و سالم آزاد ہین تو اُسکو اختیار ہوگا جس ایجاب کو
اُسنے اختیار کیا جس غلام کو یہ ایجاب شامل ہی وہ آزاد ہوگا۔ اور وہ قبل بیان کے مرگیا تو مبارک سے ایک تہائی
حصہ آزاد ہوجائیگا اور سالم و غانم ہر ایک مین سے دو تہائی حصہ آزاد ہوگا۔ اور اگر اسکا کچھ مال سوائے انکے نہو
اور وارثون نے اجازت نہ دی تو تہائی مال ان سب مین بقدر انکے حقوق کے تقسیم ہوگا یہ شرح زیادات عتابی
مین ہی۔ اور اگر اسکے دو غلام ہون پس اُسنے کہا کہ سالم آزاد ہی یا سالم و غانم آزاد ہین پھر بدون بیان کے مرگیا تو
پورا سالم و نصف غانم آزاد ہوجائیگا۔ اگر یہ قول اُسنے مرض مین کہا اور ان دونون کے سوائے اسکا کچھ مال نہین ہی
تو اُسکے تہائی مال مین دونون بقدر اپنے اپنے حقوق کے شریک کیے جاوینگے پس سالم کا حق پورے رقبہ کا ہی
اور حق غانم اُسکے نصف مین ہی پس حق سالم دو سہام ہوے اور حق غانم ایک سہم ہی پس کل تین سہام ہوئے اور یہی
تہائی مال ہی پس کل مال کے نو حصص ہوے کہ ہر رقبہ کے مقابلہ مین ساڑھے چار حصہ ہوئے پس سالم مین سے دو حصے
آزاد ہوئے اور ڈھائی حصون کے واسطے وہ سعایت کریگا اور غانم مین سے ایک سہم آزاد ہوگا اور وہ ساڑھے تین سہام
کے واسطے سعایت کریگا یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہی۔ اور اگر اُسنے تین غلامون سے کہا کہ تو آزاد ہی یا تم دونون مین سے
ایک آزاد ہی یا تم سب مین سے ایک آزاد ہی اور بیان سے پہلے مرگیا تو اول سے چار نوین حصے آزاد ہونگے اور باقی
دونون مین سے ہر ایک سے ڈھائی نوین حصے آزاد ہونگے۔ اور اگر کہا کہ تو آزاد ہی اور اسی ایک اور دوسرے سے
کہا کہ یا تم دونون مین سے ایک آزاد ہی اور پھر سب سے کہا کہ یا تم سب مین سے ایک آزاد ہی تو اول مین سے ساڑھے پانچ
نوین حصے آزاد ہونگے اور ڈھائی نوین حصے دوسرے مین سے آزاد ہونگے اور تیسرے مین سے ایک نوان حصہ آزاد
ہوگا۔ اور اگر کہا کہ تو آزاد ہی یا تو آزاد ہی ایک دوسرے غلام سے کہا یا تم سب مین سے ایک آزاد ہی تو اول و دوم مین
سے ہر ایک مین سے چار نوین حصے اور تیسرے مین سے ایک نوان حصہ آزاد ہوگا یہ کافی مین ہی۔ اور اگر کہا کہ تو اے سالم
آزاد ہی یا تو اے غانم آزاد ہی یا تو اے مبارک آزاد ہی تو وہ مختار ہوگا۔ اور اگر اُسنے غانم و سالم کو جمع کرکے کہا کہ تم مین سے
ایک ہی تو دونون مین سے ایک درمیان سے نکل گیا اور عتق درمیان مبارک اور درمیان ان دونون مین سے ایک کے
دائر رہا کہ انمین سے جسکے حق مین چاہے بیان کرے اور اگر قبل بیان کے مرگیا تو نصف مبارک مین سے آزاد ہوگا اور باقی نصف درمیان

سالم وغانم کے مشترک ہوگا کہ ہر ایک مین سے چہارم آزاد ہوگا کیونکہ دونون مساوی ہین - اور جامع مین مذکور ہی کہ اسکا یہ کہنا
کہ تم دونون مین سے ایک غلام ہی لغو ہی اور اگر اُسنے یہ نہ کہا کہ تم مین سے ایک غلام ہی بلکہ یون کہا کہ تم دونون مین سے ایک
مدبر ہی تو ان دونون مین سے ایک مدبر ہو جائیگا اور قطعی عتق اِن دونون مین سے ایک اور مبارک کے درمیان دائر رہیگا
پس اگر وہ قبل بیان کے مرگیا تو نصف مبارک آزاد ہو جائیگا اور اپنے نصف کے واسطے سعایت کریگا اور سالم وغانم
ہر ایک مین سے چوتھائی آزاد ہو جائیگا بایجاب قطع اور ہر ایک مین سے نصف مدبر ہو جائیگا اور اسکا اعتبار میت کے
تہائی مال سے ہوگا اور اگر مولاے میت کا کچھ اور مال ہو کہ تہائی سے برآمد ہون تو ہر ایک مین سے تین چوتھائی آزاد ہوگا کہ جسمین
سے ایک چوتھائی بسبب قطعی کے اور نصف بسبب تدبیر کے اور ایک چہارم کے واسطے ہر ایک سعایت کریگا اور اگر اسکا کچھ مال
نہو تو ایک تہائی مال اِن دونون مین نصفا نصف ہوگا اور چونکہ مال میت وقت موت کے دو رقبہ ہین پس اسمین سے تہائی
مال دو تہائی رقبہ ہوا جو اِن دونون مین مشترک ہوا پس ہر ایک کے واسطے ایک تہائی رقبہ ہوگا پس حساب مین ضرورت
ایسے عدد کی ہی کہ اُسکی تہائی و چوتھائی نکلتی ہو اور کمتر ایسا عدد ۱۲ ہی پس ہم نے ہر غلام کے بارہ حصے کیے جسمین مبارک
مین سے نصف یعنے چھ حصہ آزاد ہوئے بسبب ایجاب قطعی عتق کے اور وہ اپنے چھ حصون یعنی نصف کے واسطے سعایت
کریگا اور سالم وغانم ہر ایک مین سے ایک چہارم بسبب ایجاب قطعی کے آزاد ہوا یعنی تین تین سہام اور ایک تہائی بسبب
مدبر ہونے کے اور وہ چار سہام ہوئے اور ہر ایک اپنے پانچ سہام کے واسطے سعایت کریگا پس سہام وصایا آٹھ ہوئے
اور سہام سعایت ۱۶ ہوئے پس تخریج مستقیم ہوئی - اور اگر اُسنے سالم وغانم کو جمع کیا اور کہا کہ مین نے اختیار کیا کہ تم مین سے
ایک غلام رہے پھر غانم ومبارک کو جمع کرکے کہا کہ مین نے اختیار کیا کہ تم مین سے ایک غلام رہے پھر مرگیا تو اُسکا اختیار
اول باطل ہوگیا تو آزاد کرنا درمیان سالم و دونون مین سے ایک کے دائر ہوگا تو سالم کے حصہ مین نصف عتق آیا اور باقی
نصف باقی دونون مین نصفا نصف ہوگا یہ شرح زیادات عتابی مین ہی - اور اگر اُسنے چار غلامون سے کہا کہ تم مین سے
ایک آزاد ہی پھر اُسنے سالم وغانم سے کہا کہ تم مین سے ایک غلام ہی پھر غانم وفرقد سے کہا کہ تم مین سے ایک غلام ہی پھر
فرقد ومبارک سے کہا کہ تم مین سے ایک غلام ہی پھر قبل بیان کے مرگیا تو اخیر کا اختیار کرنا پہلے اختیارات کا ناسخ ہی
اور فرقد ومبارک دونون مین سے ایک اس درمیان سے خارج ہوگیا اور عتق درمیان سالم وغانم و باقی دونون مین
سے ایک کے دائر ہوا پس تہائی سالم اور تہائی غانم اور چھٹا حصہ مبارک کا آزاد ہوا اور ہر غلام کے چھ حصہ ہوئے - اور
اگر اپنی صحت مین اپنی جورو اور اپنے غلام سے کہا کہ تو طالقہ ہی یا وہ آزاد ہی اور یہ عورت غیر مدخولہ ہی اور وہ بلا بیان کے
مرگیا تو غلام مین سے نصف آزاد ہوگیا اور اپنے نصف کے واسطے سعایت کریگا اور عورت کو پورا مہر اور میراث ملیگی اور
اور یہ امام اعظم رح کے نزدیک ہی یہ کافی مین ہی - اور اگر اسنے سالم وغانم سے کہا کہ تم دونون مین سے ایک آزاد ہی یا سالم
آزاد ہی تو اُس سے کہا جائیگا کہ کسی پر واقع کرنا اختیار کر پس اگر اُسنے ایجاب اول کو اختیار کیا تو دوبارہ اُسکو بیان
کرنے کا حکم دیا جائیگا پس اگر قبل بیان کے مرگیا تو سالم مین سے تین چوتھائی حصہ آزاد ہو جائیگا اور غانم سے ایک چوتھائی
حصہ آزاد ہوگا اور اگر قبل بیان کے مرگیا اور اسکا کچھ مال سواے ان غلامون کے نہین ہی تو انمین سے ہر ایک اپنے اپنے
حق کے حساب سے اُسکے تہائی مال مین شریک کیے جاوینگے اور انمین سے ایک حق کا تین چوتھائی کا ہی اور دوسرے کا ایک
چوتھائی کا پس ہمنے ہر چوتھائی کا ایک سہم مقرر کیا پس ایک کے حق کے ۳ سہام اور دوسرے کے حق کا ایک سہم ہوا پس

جملہ ۱۲ سہام ہوئے اور یہ تہائی مال ہی پس کل مال کے بارہ۳۶ سہام ہوئے پس ہر رقبہ کے ۱۲ سہام ہوئے پس سالم میں سے ۹ آزاد ہونگے اور تین سہام کے واسطے سعایت کریگا اور غانم میں سے ایک سہم آزاد ہوگا اور پانچ سہام کیواسطے سعایت کریگا یہ شرح جامع کبیر حصیری میں ہی۔ اور اگر مولی نے صیغۂ عتاق کو دو غلامون مین سے ایک معین کی طرف مضاف کیا پھر بھول گیا تو اسمین کچھ اختلاف نہین ہی کہ ان دونون مین سے ایک قبل بیان کے آزاد ہی۔ اور اسکے متعلق احکام دو طرح کے ہین ایک طرح کے وہ جو حیات مولی مین متعلق ہین اور دوم وہ کہ اسکی موت کے بعد متعلق ہین پس ہم اول کا بیان کرتے ہین کہ اگر ایک مرد نے اپنی دو باندیون مین سے ایک معین کو آزاد کردیا پھر اسکو بھول گیا یا دس باندیون مین سے ایک معین کو آزاد کرکے اسکو بھول گیا تو مولے کو منع کردیا جائیگا کہ انمین سے کسی سے وطی نہ کرے اور نہ انمین سے کسی سے خدمت لے۔ اور تحری دل و گمان غالب سے ایک کو نکال کر باقی کسی سے وطی کرنا حلال نہین ہی اور اسکا حیلہ یہ ہی کہ ان سب سے عقد نکاح باندھ لے تو انمین سے جو آزادہ ہی وہ بسبب عقد نکاح کے اسپر حلال ہوجائیگی اور جو مملوکہ ہین وہ مملوکہ ہونے کی وجہ سے حلال رہینگی (کہ سب کی وطی حلال ہو جاوے ۱۲)۔ اور اگر کسی نے مبہم طور پر دو غلامون سے ایک کو آزاد کیا اور یہ دونون غلام مولی کو قاضی کے پاس لیگئے اور اس سے بیان کی درخواست کی تو قاضی اسکو حکم دیگا کہ بیان کرے اور اگر اسنے بیان سے انکار کیا تو قاضی اسکو بیان کرنے کے واسطے قید کریگا ایسا ہی شیخ کرخی نے ذکر فرمایا ہی۔ اور اگر ان دونون مین سے ہر ایک نے دعوی کیا کہ مین ہی آزاد ہون حالانکہ اسکے پاس گواہ نہین ہین اور مولے نے اس سے انکار کیا اور دونون نے اسکی قسم طلب کی تو قاضی ان دونون مین سے ہر ایک کے واسطے مولی سے قسم لیگا کہ باللہ عز و جل مین نے اسکو آزاد نہین کیا ہی پھر اگر مولی نے ان دونون کی قسم سے انکار کیا تو دونون آزاد ہوجاوینگے اور اگر دونون کے واسطے قسم کھا گیا تو مولی کو بیان کرنے کا حکم دیا جائیگا۔ اور قاضی نے شرح مختصر الطحاوی مین ذکر کیا ہی کہ جب بعد آزاد کرنے کے جہالت پیدا ہو گئی ہو اور مولی کو یاد نہ آوے تو مولی بیان کرنے پر مجبور نہ کیا جائیگا پھر واضح ہو کہ ایسی حالت مین بیان دو طرح کا ہوتا ہی نص یا دلالت یا ضرورت پس نص کی یہ صورت ہی کہ مولی ان دونون مین سے ایک معین سے کہدے کہ یہی ہی جسکو مین نے آزاد کیا تھا اور بھول گیا تھا اور دلالت و ضرورت کی صورت یہ ہی کہ فعل یا قول اس سے ایسا صادر ہو کہ جو بیان پر دلالت کرے مثلاً دونون مین سے ایک کے ساتھ کوئی ایسا تصرف کرے کہ بدون ملک کے اسکی صحت نہین ہوسکتی جیسے بیع و ہبہ و صدقہ و وصیت و اعتاق و اجارہ و رہن و کتابت و تدبیر و استیلاد جبکہ دونون باندیان ہون اور اگر دس باندیون مین سے مبہم آزاد ہو پھر مولی نے انمین سے ایک سے وطی کی تو جس سے وطی کی ہی یہ تو رقیت کیواسطے متعین ہو جاویگی اور یہ بھی بدلالت یا ضرورت متعین ہو جائیگا کہ آزاد شدہ ان باقیون مین ہی پس بیان صریح یا دلالت سے متعین ہوسکتی ہی اور اسی طرح اگر اسنے دوسری و تیسری سے وطی شروع کی یہان تک کہ نو تک نوبت پہونچی تو جو باقی رہی ہی یعنی دسوین وہ عتق کے واسطے متعین ہوجائیگی۔ اور احسن یہ ہی کہ انمین سے کسی سے وطی نکرے اور اگر وطی کی تو حکم وہی ہوگا جو ہمنے ذکر کردیا ہی۔ اور اگر قبل بیان کے انمین سے کوئی ایک مرگئی تو احسن یہ ہی کہ قبل بیان کے ان باقیون سے وطی نہ کرے اور اگر قبل بیان کے وطی کی تو جائز ہی۔ اور اگر دو ہون پھر ایک مرگئی تو جو باقی رہی ہی وہ عتق کے واسطے متعین نہوجائیگی ہان اسکا عتق بیان پر موقوف رہیگا خواہ بیان صریح ہو یا بدلالت۔ اور اگر مولے نے کہا کہ مری مملوکہ ہی اور ان دونون مین سے ایک کی طرف اشارہ کیا تو دوسری باندی بدلالت یا بضرورت عتق کے واسطے متعین ہوجائیگی

اور اگر دس غلام ہون اور سب کو ایک صفقہ مین فروخت کیا تو سب کی بیع فسخ ہو جائیگی اور اگر تنہا تنہا فروخت کیا
تو نو تک کی بیع جائز ہوتی جائیگی اور دسوان واسطے عتق کے متعین ہو گا - دس آدمیون مین سے ہر ایک کی ایک باندی ہی
پس انمین سے ایک نے ایک باندی اپنی آزاد کردی اور بطور معین وہ معلوم نہین ہوتی ہی تو انمین سے ہر ایک کو اختیار
ہی کہ اپنی اپنی باندی سے وطی کرے اور مالکون کے مانند اسمین تصرف کرے - اور اگر یہ سب باندیان انمین سے
ایک کی ملک مین آگئین تو ایسا ہوگا کہ گویا یہ سب اسی کی ملک مین تھین جنمین سے اسنے ایک کو آزاد کیا پھر اسکو بھول
گیا - اور دوم آنکہ اگر مولی قبل بیان کے مرگیا تو دونون مین سے ہر ایک مین سے اسکا نصف حصہ آزاد ہو جائیگا اور
اپنے نصف کے واسطے سعایت کریگا یعنی اپنی نصف قیمت کے واسطے مولا سے میت کے وارثون کے لیے سعایت کریگا
یہ بدائع مین ہی - ایک مرد نے کہا کہ مین نے اپنا غلام قدیم الصحبت آزاد کیا تو اسمین مشائخ نے تکلم کیا ہی اور مختار یہ ہی
کہ قدیم الصحبۃ وہ ہی جسکی صحبت کو ایک سال گذر گیا ہو یہ تجنیس و مزید مین ہی - اور اگر باندی سے کہا کہ تو آزاد ہی یا تیرا
حمل - پھر ولادت کے بعد مولے مرگیا تو بچہ آزاد ہوگا اور باندی مذکورہ مین سے نصف حصہ آزاد ہوگا یہ خزانۃ المفتین
مین ہی - اور اگر اپنی باندی سے کہا کہ اول بچہ جو تو جنیگی اگر لڑکا ہو تو تو آزاد ہی پس وہ باندی ایک لڑکا اور ایک
لڑکی جنی اور یہ معلوم نہین ہوتا ہی کہ اول کون جنی ہی باوجودیکہ باندی اور اسکا مولی دونون ان دونون بچون کی
ولادت پر اتفاق کرتے ہین تو نصف باندی اور نصف لڑکی آزاد ہوگی اور لڑکا غلام رہیگا - اور اگر باندی نے دعوی کیا کہ
اول لڑکا ہی پیدا ہوا ہی اور یہ لڑکی صغیرہ ہی پس مولے نے اس سے انکار کیا اور کہا کہ نہین بلکہ لڑکی اول ہوئی ہی تو قسم
سے مولے کا قول قبول ہوگا اور مولی سے اسکے علم پر قسم لیجائیگی پس اگر مولے قسم کھا گیا تو انمین سے کوئی آزاد نہوگا لیکن اگر
باندی اسکے بعد گواہ قائم کرے کہ وہ پہلے لڑکا ہی جنی ہی تو حکم آزادی دیا جائیگا - اور اگر مولی نے قسم کہانے سے نکول کیا
تو باندی اور لڑکی دونون آزاد ہوجاوینگی - اور اگر دونون نے اتفاق کیا کہ اول لڑکا ہی ہوا ہی تو باندی و لڑکی آزاد ہونگی
اور لڑکا رقیق رہیگا - اور اگر دونون نے اتفاق کیا کہ اول لڑکی پیدا ہوئی ہی تو کوئی آزاد نہوگی - اور اگر باندی نے دعوی
کیا کہ اول غلام ہی پیدا ہوا اور لڑکی نے باوجودیکہ وہ کبیرہ ہوگئی ہی کچھ دعوے نہ کیا تو مولے سے قسم لیجائیگی پس اگر
اسنے قسم کھالی تو کچھ ثابت نہوگا اور اگر اسنے نکول کیا تو باندی آزاد ہوجائیگی نہ دختر - اور اگر لڑکی نے دعوے کیا
درحالیکہ وہ کبیرہ ہی کہ اول لڑکا پیدا ہوا ہی باندی نے دعوی نہ کیا ہو تو ایسی صورت مین لڑکی ہی آزاد ہوگی نہ اسکی
ماں یہ کافی مین ہی - اور اگر باندی سے کہا کہ پہلا بچہ جسکو تو جنیگی اور وہ لڑکا ہوگا تو وہ آزاد ہی اور اگر لڑکی ہو تو تو آزاد ہی پس
وہ دو لڑکے اور دو لڑکیان جنی پس اگر یہ معلوم ہوجاوے کہ پہلا بچہ لڑکا ہوا ہی تو وہ آزاد ہوگا اور باقی سب مملوک رہینگے اور اگر
یہ معلوم ہو کہ اول وہ لڑکی جنی ہی تو یہ لڑکی رقیقہ رہیگی اور باقی سب کے سب آزاد ہوجاوینگے - اور اگر یہ معلوم نہوا کہ انمین سے اول کون پیدا
ہوا ہی تو باندی مین سے نصف حصہ آزاد ہوگا اور دونون لڑکون مین سے ہر ایک کا تین چوتھائی حصہ آزاد ہوجائیگا
اور ایک چوتھائی کے واسطے سعایت کریگا اور دونون لڑکیون مین سے ہر ایک کا چوتھائی حصہ آزاد ہوگا اور ہر ایک
اپنی تین چوتھائی قیمت کے واسطے سعایت کریگی - اور اگر باندی و مولی نے اتفاق کیا کہ یہ لڑکا پہلے ہوا ہی تو یہی آزاد
ہو جائیگا جسپر دونون نے اتفاق کیا ہی اور باقی سب رقیق رہینگے - اور اگر دونون نے کسی پسر کے حق مین اختلاف کیا
تو قسم سے مولی کا قول قبول ہوگا مگر مولی سے اسکے علم پر بھی قسم لیجائیگی کہ واللہ مین جانتا ہون کہ باندی اسکو پہلے جنی ہی

اور اگر باندی سے کہا کہ اگر تیرا حمل لڑکا ہوا تو تو حرہ ہے اور اگر لڑکی ہوئی تو وہ حرہ ہے پھر اسکا حمل ایک لڑکا اور ایک لڑکی نکلی تو کوئی آزاد نہو گا - اور اسیطرح اگر اُسنے کہا کہ جو کچھ تیرے پیٹ مین ہے اگر وہ الی آخرہ تو بھی یہی حکم ہوگا - اور اگر اُسنے یون کہا کہ اگر تیرے پیٹ مین لڑکا ہو تو تو حرہ ہے اور اگر لڑکی ہو تو وہ حرہ ہے تو صورت مذکورہ مین لڑکی و لڑکا آزاد ہو جائیگا - اور اگر باندی سے کہا کہ اگر اول بچہ کہ تو اسکو جنیگی لڑکا ہو تو تو آزادہ ہے اور اگر لڑکی ہو تو وہ آزاد ہے پھر ان دونون کو جنی پس اگر معلوم ہو جاوے کہ اول وہ لڑکا جنی ہے تو باندی مع لڑکی کے آزاد ہو جاویگی اور لڑکا رقیق ہوگا - اور اگر یہ معلوم ہو جاوے کہ پہلے وہ لڑکی جنی تو یہ لڑکی آزاد ہو جائیگی اور باندی مع لڑکا کے دونون رقیق رہینگے - اور اگر کچھ معلوم نہو مگر باندی و مولے نے کسی امر پر اتفاق کیا تو اُسی کے موافق حکم ہوگا - اور اگر دونون نے کہا کہ ہم نہین جانتے ہین تو لڑکا رقیق رہیگا اور لڑکی آزادہ ہوگی اور نصف باندی آزادہ ہوگی یہ مبسوط مین ہے - اور اگر باندی نے غلام پہلے پیدا ہونے کا دعوی کیا تو قسم سے مولی کا قول قبول ہوگا یہ تمرتاشی مین ہے - اور اگر کسی نے اپنی باندی سے کہا کہ اگر تو جنی ایک لڑکا پھر ایک لڑکی تو تو آزادہ ہے اور اگر تو جنی ایک لڑکی پھر ایک لڑکا تو لڑکا آزاد ہے پھر ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوئی پس اگر پہلے لڑکا جنی تو باندی آزاد ہو جائیگی اور لڑکا و لڑکی دونون رقیق رہینگے - اور اگر پہلے لڑکی جنی تو لڑکا آزاد ہو جائیگا اور باندی و لڑکی دونون رقیق رہینگی - اور اگر یہ معلوم نہو کہ کون پہلے پیدا ہوا ہے اور دونون نے اتفاق کیا کہ ہم اسکو نہین جانتے ہین تو لڑکی رقیقہ ہوگی اور لڑکا و باندی ہر ایک مین سے نصف حصہ آزاد ہو جائیگا اور باقی نصف قیمت کے واسطے ہر ایک سعایت کریگا - اور اگر دونون نے اختلاف کیا تو مولی سے اُسکے علم پر قسم کے ساتھ مولی کا قول قبول ہوگا - اور یہ اسوقت ہے کہ وہ لڑکا و لڑکی ایک ایک جنی ہو اور اگر وہ دو لڑکے اور دو لڑکیان جنی اور باقی مسئلہ بحالہ ہو پس اگر پہلے دو لڑکے جنی پھر دو لڑکیان تو باندی آزاد ہو جائیگی اور اُسکی آزادی سے دوسری لڑکی بھی آزاد ہوگی اور دونون لڑکے اور پہلی لڑکی سب رقیق باقی رہینگے - اور اگر وہ پہلے ایک لڑکا جنی پھر دو لڑکیان پھر ایک لڑکا تو باندی اور دوسری لڑکی دونون آزاد ہو جاوینگی اور دوسرا لڑکا اپنی مان کے آزاد ہونے سے آزاد ہوگا - اور اگر ایک لڑکا پہلے جنی پھر لڑکی جنی پھر ایک لڑکا جنی پھر ایک لڑکی جنی تو باندی اور دوسرا لڑکا اور دوسری لڑکی بسبب آزادی اپنی مان کے آزاد ہو جاوینگے اور پہلا لڑکا اور پہلی لڑکی رقیق رہجاوینگے - اور اگر وہ پہلے دو لڑکیان جنی پھر دو لڑکے جنی تو پہلا لڑکا فقط آزاد ہوگا اور باقی سب رقیق رہینگے اور اسی طرح اگر وہ پہلے ایک لڑکی جنی پھر دو لڑکے پھر ایک لڑکی تو بھی فقط پہلا لڑکا آزاد ہوگا اور اسی طرح اگر وہ پہلے ایک لڑکی جنی پھر ایک لڑکا پھر ایک لڑکی پھر ایک لڑکا تو فقط پہلا لڑکا آزاد ہوگا - اور اگر تقدیم و تاخیر کچھ معلوم نہو پس اگر سب نے اتفاق کیا کہ یہ معلوم نہین کہ اول کون پیدا ہوا ہے تو ہر واحد اولاد مین سے چوتھائی حصہ آزاد ہوگا اور باندی یعنے اُنکی مان سے نصف حصہ آزاد ہوگا اور باقی نصف قیمت کے واسطے سعایت کریگی - اور اگر سب نے اختلاف کیا تو مولی سے اسکے علم پر قسم لیکر اسی کا قول قبول کیا جائیگا یہ بدائع مین ہے - اور اگر باندی سے کہا کہ اول بچہ کہ جسکو تو جنیگی وہ آزاد ہے پس وہ پہلے ایک مردہ بچہ جنی پھر ایک زندہ جنی تو زندہ آزاد ہوگا - اور اگر باوجود اسکے یون کہا کہ تو آزادہ ہے تو وہ مردہ بچہ کے ساتھ آزاد ہوگی یہ خزانۃ المفتین مین ہے - اور اگر ایک شخص نے اپنی دو باندیون سے کہا کہ جو تم دونون مین سے ایک کے پیٹ مین ہے آزاد ہے تو اُسکو اختیار ہوگا کہ دونون مین سے جسپر چاہے عتق واقع کرے پس اگر کسی

مرد نے ان دونون مین سے ایک کے پیٹ مین ایسا مارا کہ وہ مردہ بچہ وقت تکلم عتق سے چھ مہینے سے کم مین ڈال گئی
تو وہ رقیق ہوگا اور دوسرا واسطے عتق کے متعین ہوگا۔ اور اگر ہر ایک باندی کے پیٹ مین ایک ایک مرد نے ایسا مارا
کہ وقت تکلم عتق سے چھ مہینے سے کم مین ہر ایک مردہ بچہ ڈال گئی تو ہر ایک کے بچہ کے واسطے اس جنایت کنندہ پر
وہ واجب ہوگا جو باندی کے جنین کے واسطے واجب ہوتا ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر اُسنے تین باندیون سے کہا کہ جو کچھ اس
باندی کے پیٹ مین ہی وہ حر ہی اور جو کچھ اس باندی کے پیٹ مین ہی یا جو کچھ اس باندی کے پیٹ مین ہی تو جو کچھ پہلی باندی کے
پیٹ مین ہی وہ آزاد ہوگا اور دونون باقیون کے حق مین بولنے کو اختیار ہوگا کہ جس ایک پر چاہے عتق واقع کرے یہ ظہیریہ
مین ہی۔ اور اگر کسی نے کہا کہ اگر میری باندی کے پیٹ مین جو ہی وہ لڑکا ہو تو اس طفل کو آزاد کرو اور اگر لڑکی ہو تو اُسکو
آزاد کرو پھر وہ مر گیا پھر وہ باندی ایک لڑکا و ایک لڑکی دونون جنی تو وصی پر واجب ہی کہ ان دونون کو آزاد کرے
مگر اسکے تہائی مال سے آزاد کرے۔ اور اگر اپنی باندی سے کہا کہ اگر اول بچہ جو تو جنیگی وہ لڑکا ہو تو تو آزاد ہی اور اگر لڑکی پھر
لڑکا ہو تو وہ دونون آزاد ہین پھر وہ ایک لڑکا اور دو لڑکیان جنی اور یہ معلوم نہین ہوتا ہی کہ انمین سے اول کون ہی تو باندی اور
اسکے پسر ہر ایک کا نصف حصہ آزاد ہوگا۔ اور دونون لڑکیون مین سے ہر ایک کا چوتھائی حصہ آزاد ہوگا اور باقی تین چوتھائی قیمت
کے واسطے ہر ایک سعایت کریگی اور شیخ ابو عصمہ نے فرمایا کہ یہ غلط ہی اور صحیح یہ ہی کہ دونون لڑکیون مین سے ہر ایک کا
تین چوتھائی حصہ آزاد ہوگا اور ہر ایک اپنی ایک چوتھائی قیمت کے واسطے سعایت کریگی۔ قال المترجم بعض نسخون مین
یہ عبارت بھی زائد موجود ہی کہ ہمارے اصحاب مین سے بعض نے جواب کتاب کی تصحیح مین تکلف کیا اور کہا کہ دونون
لڑکیون مین سے ایک مقصود بعتق ہی ایک حالت مین پس باوجود اس امر کے جانب تبعیت ان دونون مین اعتبار کیجائیگی
اور جبکہ تبعیت کا اعتبار ساقط ہوا تو دونون مین ایک لڑکی فی حال دون حال آزاد ہوگی پس اسمین سے نصف حصہ
آزاد ہوگا لہذا یہی نصف حصہ ان دونون مین مشترک رہا پس ہر ایک مین سے چوتھائی حصہ آزاد ہوا۔ مگر اس صورت
مین یہ مسئلہ مسائل متقدمہ سے تخریج مین مخالف ہوگا پس اصح وہی ہی جو شیخ ابو عصمہ نے فرمایا ہی یہ مبسوط مین ہی۔
اور اگر دو مردون نے ایک شخص پر گواہی دی کہ اُسنے اپنے دو غلامون مین سے ایک کو آزاد کیا ہی تو امام اعظم رح
کے نزدیک ایسی گواہی باطل ہی اور اگر دونون نے اسپر گواہی دی کہ اِسنے اپنی دو باندیون مین سے ایک آزاد کی ہی
تو امام اعظم رح کے نزدیک مقبول نہین ہی اگرچہ اسمین دعوی شرط نہین ہی۔ اور یہ سب اسوقت ہی کہ دونون گواہون
نے گواہی دی ہو کہ اِسنے اپنی صحت مین اپنے دو غلامون مین سے ایک غلام کو آزاد کیا ہی۔ اور اگر دونون نے
گواہی دی کہ اِسنے اپنے مرض موت مین دو غلامون مین سے ایک آزاد کیا ہی یا اپنی صحت یا مرض مین دو مین سے
ایک کو مدبر کیا ہی اور یہ گواہی اس شخص کی حالت مرض مین یا بعد وفات کے ادا کی ہی تو استحسانًا مقبول ہوگی اور اگر
دونون نے اسکے مرنے کے بعد گواہی دی کہ اِسنے اپنی صحت مین کہا تھا کہ دونون مین سے ایک آزاد ہی تو بعض نے
کہا کہ گواہی قبول نہوگی اور بعض نے کہا کہ قبول ہوگی کذا فی الہدایہ اور اصح یہ ہی کہ گواہی قبول ہوگی یہ کافی مین
ہی۔ اور اگر دونون نے گواہی دی کہ اُسنے ان دونون مین سے ایک معین کو آزاد کیا تھا مگر ہم اسکو بھول گئے ہین
تو دونون کی گواہی مقبول نہوگی۔ اور اگر دو گواہون نے گواہی دی کہ ان دونون آدمیون مین سے ایک نے
اپنے غلام کو آزاد کیا ہی تو گواہی مقبول نہوگی یہ تمرتاشی مین ہی۔ اور اگر دو گواہون نے گواہی دی کہ اسنے

غلام سالم کو آزاد کیا ہی اور سالم کو وہ پہچانتے ہین اور اس مشہود علیہ کا ایک ہی غلام سالم نام ہی تو وہ آزاد ہو جائیگا
اور اگر اسکے دو غلام سالم نام کے ہون اور مولی اس عتق سے منکر ہی تو امام اعظم رح کے نزدیک ان دونون مین سے
کوئی آزاد نہوگا یہ فتح القدیر مین ہی - اور اگر دو گواہون نے ایک غلام کے عتق کی گواہی دی اور انکی گواہی پر اسکے
آزاد ہونے کا حکم ہوگیا پھر دونون نے اپنی اس گواہی سے رجوع کیا پس دونون نے اُسکی قیمت اسکے مولی کو
تاوان دی پھر ان دونون کی گواہی کے بعد اور دو گواہون نے گواہی دی کہ اسکے مولی نے اسکو آزاد کیا تھا تو
بالاتفاق ہر دو گواہان سابق سے تاوان ساقط نہوگا اور اگر پچھلے دونون گواہون نے صریح کہا کہ پہلے دونون گواہون
کی گواہی سے پہلے غلام کے مولی نے اسکو آزاد کیا تھا تو بھی امام اعظم رح کے نزدیک مقبول نہوگی اور جو کچھ پہلے گواہون
نے تاوان دیا ہی اسکو واپس نہلے سکینگے یہ کافی مین ہی - اور جامع مین ہی کہ اگر ایک مرد نے اپنے دو غلامون سے
کہا کہ جب کل کا روز آجاوے تو تم مین سے ایک آزاد ہی پھر دونون مین سے ایک آج ہی کے روز مرگیا یا مولے نے اسکو
آزاد کر دیا یا فروخت کر دیا یا کسی کو ہبہ بقبضہ کرا دیا پھر کل کا روز ہوا تو دوسرا غلام آزاد ہوگا - اور اگر مولی نے
کل کا روز آنے سے پہلے کہا کہ مین نے اختیار کیا کہ جب کل کا روز آوے تو خاص اس غلام پر عتق واقع ہو تو یہ باطل ہی -
اور نیز جامع مین مذکور ہی کہ اگر کسی نے اپنے دو غلامون سے کہا کہ جب کل کا روز آوے تو تم مین سے ایک آزاد ہی
پھر انمین سے ایک کو فروخت کر دیا پھر کل کا روز آنے سے پہلے اسکو خرید لیا پھر کل کا روز ہوا تو انمین سے ایک آزاد ہوگیا
مگر بیان کا اختیار مولے کو ہوگا اور اگر اسنے ایک کو فروخت کر کے پھر کل کا روز ہونے سے پہلے خرید لیا پھر دوسرے کو
فروخت کر دیا مگر اسکو خریدا نہین تھا یہانتک کہ کل کا روز آگیا تو جو غلام کل کا روز ہونے پر اسکی ملک مین ہی وہ آزاد
ہو جائیگا اور بیع کرنے سے اسکی قسم باطل نہوگی - اور اگر ایک مین سے نصف فروخت کر دیا پھر کل کا روز ہوا تو جو غلام
پورا اسکی ملک مین ہی وہ آزاد ہو جائیگا - اور اگر اسنے دونون مین نصف نصف فروخت کر دیا پھر کل کا روز ہوا تو دونون
مین سے ایک آزاد ہوگیا مگر بیان کا اختیار مولی کو ہی یہ محیط مین ہی - ایک شخص کے چار غلام ہین دو گورے ہین اور دو
کالے ہین پس مولے نے کہا کہ یہ دونون گورے آزاد ہین یا یہ دونون کالے یا عتق کی اضافت وقت کی جانب کر کے (جسکے حق مین بیان کریگا اُسکا بیع کرنا باطل ہو جائیگا ۱۲)
کہا کہ یہ دونون گورے آزاد ہین یا یہ دونون کالے جب کل کا روز آوے پھر کل کا روز ہونے سے پہلے دونون گورے
غلامون مین سے ایک مرگیا یا مولے نے اسکو فروخت کر دیا پھر کل کا روز ہوا تو دونون کالے غلام آزاد ہو جاوینگے
اور مولے کو کوئی خیار حاصل نہوگا - اور اگر گورون مین سے ایک اور کالون مین سے ایک مرگیا تو کل کا روز آنے پر
مولے کو خیار حاصل ہوگا اور اگر دونون گورے مر گئے تو دونون کالے آزاد ہو جاوینگے یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہی
اور اگر یون کہا کہ ہذا حر ہذا تو دونون غلام آزاد ہو جاوینگے اور اگر کہا کہ ہذا او ہذا حر تو دوسرا غلام آزاد ہو جائیگا اور
اگر کہا کہ او ہذا ان دخل الدار تو پہلا فی الحال آزاد ہو جائیگا اور دوسرا وقت شرط پائی جانے کے آزاد ہوگا یہ ظہیریہ مین
ہی - اور اگر کہا کہ تم دونون مین سے ایک آزاد ہی جبکہ کل کا روز ہو تم دونون مین سے ایک آزاد ہی - پھر کل کا روز
ہوا تو دونون آزاد ہو جاوینگے - اور اگر دونون مین سے ایک مرگیا یا مولے نے اُسکو فروخت کر دیا تو باقی آزاد ہو جائیگا
اور اسی طرح اگر دونون مین سے ایک مین سے کوئی حصہ فروخت کر دیا تو بھی یہی حکم ہی یہ خزانۃ المفتین مین ہی ایک
نے دو غلام اور ایک آزاد ان تینون کے مجموعہ کو کہا کہ تم مین سے دو آزاد ہین تو دو کے لفظ مین سے ایک بجانب

آزاد راجع کیا جائیگا اور ایک بجانب غلام پس دونون غلامون مین سے فقط ایک آزاد ہوگا گویا اُسنے یون کہا کہ دونون غلامون مین سے ایک آزاد ہی پس اُسکو حکم دیا جائیگا کہ بیان کرے کہ ان دونون مین سے کون مراد ہی پس اگر مولے قبل بیان کے مرگیا تو دونون مین سے ہر ایک کا نصف حصہ آزاد ہو جائیگا یہ شرح طحاوی مین ہی۔

چوتھا باب - عتق کے ساتھ قسم کھانے کے بیان مین - ایک شخص نے کہا کہ جب مین اس دار مین داخل ہون تو ہر مملوک میرا جس روز ایسا ہو وہ آزاد ہی حالانکہ اس روز اُسکا کوئی مملوک نہین ہی پس اُسنے ایک مملوک خرید لیا پھر وہ داخل ہوا تو آزاد ہو جائیگا - اور اگر قسم کھانے کے روز اُسکی ملک مین کوئی غلام ہو اور وہ برابر اسکی ملک مین باقی رہا یہان تک کہ وہ دار مذکور مین داخل ہوا تو آزاد ہو جائیگا خواہ رات مین داخل ہوا ہو یا دن مین - اور اگر اُسنے جس روز ایسا ہو اکا لفظ نہ کہا ہو تو جس غلام کا وہ بعد قسم کے مالک ہوا ہی آزاد نہوگا یہ کافی مین ہی - اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ اگر مین اس دار مین داخل ہوا تو تو آزاد ہی پھر اس غلام کو دار مین داخل ہونے سے پہلے فروخت کر دیا تو قسم بیکار ہو جائیگی - اور اگر وہ دار مین داخل نہوا یہان تک کہ اسکو دوبارہ خرید لیا پھر دار مین داخل ہوا تو وہ آزاد ہو جائیگا اسواسطے کہ زوال ملک کی وجہ سے قسم منحل نہین ہوتی ہی یہ بدائع مین ہی - اور خالد بن صبیح نے امام ابو یوسف سے روایت کی ہی کہ اگر ایک مرد نے کہا کہ ہر بار جبکہ مین اس دار مین داخل ہوا تو میرا غلام آزاد ہی حالانکہ اسکے چند غلام ہین پس وہ شخص اس دار مین چار مرتبہ داخل ہوا تو اُسپر ہر بار کے داخل ہونے کیلیے ایک غلام آزاد کرنا واجب ہوا کہ یہ عتق جس غلام پر چاہے واقع کرے ایک بعد دوسرے کے چار آزاد کرے یہ محیط مین ہی - اور اگر اپنی باندی سے کہا کہ اگر تو اس دار مین داخل ہوئی تو تو آزاد ہی پھر اُسکو آزاد کر دیا پھر وہ مرتد ہو کر دار الحرب مین چلی گئی پھر وہان سے قید کر کے لائی گئی اور یہی شخص اسکا مالک ہوا پھر یہ باندی اس دار مین داخل ہوئی تو ہمارے نزدیک وہ آزاد نہوگی یہ ینابیع مین ہی - اپنے غلام سے کہا کہ اگر تو اس دار مین آج کے روز داخل ہوا تو تو آزاد ہی پھر دن گذر جانے کے بعد اس غلام نے دعوی کیا کہ مین اس دار مین داخل ہوا تھا پس مولی نے انکار کیا تو قول مولی کا قبول ہوگا اور اگر غلام سے کہا کہ اس دار مین داخل ہو تو تو آزاد ہی تو یہ بمنزلہ اس کلام کے ہی کہ جب تو اس دار مین داخل ہو تو تو آزاد ہی یہ سراجیہ مین ہی - اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ اگر تو ان دونون گھرون مین داخل ہوا تو تو آزاد ہی پھر ان گھرون مین داخل ہونے سے پہلے اسکو فروخت کر دیا پھر وہ ان گھرون مین سے ایک مین داخل ہوا پھر اسکو خرید کیا پھر وہ دوسرے گھر مین بھی داخل ہوا تو ہمارے نزدیک آزاد ہو جائیگا - اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ اگر تو اس دار مین داخل ہوا تو تو آزاد ہی اگر تو نے فلان سے کلام کیا - تو دار مین داخل ہونے کے وقت بھی اعتبار قیام ملک کا ہوگا یہ بدائع مین ہی - امام محمد نے اصل مین فرمایا کہ اگر مولے نے کہا کہ اول غلام جو میرے پاس آوے وہ آزاد ہی پس اول اسکے پاس ایک غلام مردہ داخل کیا گیا پھر زندہ تو زندہ آزاد ہوگا اور اسمین کوئی خلاف ذکر نہین فرمایا پس بعضے مشائخ نے کہا کہ یہ امام اعظم رح کا قول ہی اور بعضون نے کہا کہ یہ سب کا قول ہی اور یہی صحیح ہی یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہی - اور اگر دو غلام ایک ساتھ اسکے پاس داخل کیے گئے تو ان مین سے کوئی آزاد نہوگا پھر اگر انکے بعد کوئی غلام تنہا اسکے پاس داخل کیا گیا تو وہ آزاد نہوگا یہ مبسوط مین ہی - اور اگر اپنے غلام سالم سے کہا کہ تو آزاد ہی اگر تو اس دار مین داخل ہوا نہین بلکہ غانم یعنے اپنے دوسرے غلام کا نام لیا تو دوسرا بدون دخول دار کے

آزاد نہوگا یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہی- اور اگر کہا کہ ہر عورت میری کہ جو اس دار مین داخل ہو تو وہ طالقہ ہی اور میرے
غلامون مین سے ایک غلام آزاد ہی پھر اسکی دو عورتین داخل ہوئین تو دونون طالقہ ہوجاوینگی اور غلام ایک ہی آزاد
ہوگا اور اُسکو اختیار ہوگا کہ جس غلام کو چاہے معین کرے - اور اگر اُسنے کہا کہ ہر بار کہ داخل ہوئی میری کوئی عورت
اس دار مین تو وہ طالقہ ہی اور ایک غلام میرے غلامون مین سے آزاد ہی پس دو عورتین داخل ہوئین یا ایک ہی عورت
دومرتبہ داخل ہوئی تو دونون عورتین طالقہ ہوجاوینگی اور دو غلام آزاد ہونگے - ایک شخص کی باندیان ہین اور اُنکے
اولاد ہی اور اُسکے غلام بھی ہین پس اُسنے کہا کہ ہر باندی میری کہ جو اس دار مین داخل ہو تو وہ آزاد ہی اور اُسکا
بیٹا اور ایک غلام میرے غلامون مین سے آزاد ہی پس سب باندیان داخل ہوئین تو سب آزاد ہوجاوینگی اور
اُنکی اولاد بھی آزاد ہوگی اور ایک غلام آزاد ہوگا مگر واضح رہے کہ ہر باندی کا فقط ایک بیٹا آزاد ہوگا - اور اگر
یہ غلام ان باندیون کے شوہر ہون پس اُسنے کہا کہ ہر باندی میری جو اس دار مین داخل ہو تو وہ آزاد ہی اور اُسکا
شوہر اور اُسکا بچہ پھر سب باندیان داخل ہوئین تو سب آزاد ہوجاوینگی اور اُنکے شوہر اور اُنکی اولاد بھی آزاد ہوگی
اور اگر کہا کہ ہر بار کہ میری کوئی باندی اس دار مین داخل ہوئی تو یہ اور اُسکا شوہر اور اُسکا بچہ اور ایک غلام میرے
غلامون مین سے آزاد ہی پھر سب باندیان داخل ہوئین تو سب آزاد ہونگی اور اُنکے شوہر و اولاد بھی آزاد ہوگی
اور ہر باندی کے مقابلہ مین ایک ایک غلام آزاد ہوگا - اور شرح کرخی مین لکھا ہی کہ اگر مولی نے کہا کہ ہر بار کہ داخل
ہوا مین اس دار مین اور مین نے فلان سے کلام کیا یا فلان کے ساتھ کلام کیا تو میرے غلامون مین سے ایک غلام
آزاد ہی پھر وہ کئی بار دار مین داخل ہوا اور فلان سے اُسنے ایک ہی بار کلام کیا تو فقط ایک ہی غلام آزاد ہوگا یہ شرح
جامع کبیر حصیری مین ہی- اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ تو آزاد ہی اگر تو اس دار مین داخل ہوا یا اُس دار مین تو جس دار
مین داخل ہوگا آزاد ہوجائیگا اور اگر کہا کہ اس دار مین داخل ہوا اور اس دار مین تو جبتک دونون مین داخل نہو
آزاد نہوگا - اور اگر کہا کہ تو آج کے روز آزاد ہی اگر تو اس دار مین داخل ہوا تو جبتک آج اس دار مین داخل نہو آزاد نہوگا
یہ حاوی قدسی مین ہی - اور اگر کہا کہ ہر مملوک کہ اسکو مین نے خرید کیا جب مین اس دار مین داخل ہوگیا تو وہ آزاد ہی تو یہ
قسم انھین غلامون کے حق مین ہوگی جنکو بعد دار مذکور مین داخل ہونے کے خرید کرے یہ ایضاح مین ہی - ایک غلام
نے کہا کہ اگر مین اس دار مین داخل ہوا تو میرا غلام آزاد ہی یا اگر مین نے فلان سے کلام کیا تو میری جورو طالقہ ہی پس
اگر وہ پہلے دار مین داخل ہوا تو اُسکا غلام آزاد ہوگا اور فلان سے کلام کرنے کا انتظار نہ کیا جائیگا - اور اگر پہلے
فلان سے کلام کیا تو جورو طالقہ ہوجائیگی اور دار مین داخل ہونے کا انتظار نہ کیا جائیگا پس جب ان دونون شرطون
مین سے کوئی پائی گئی اور اُسکا حکم مترتب ہوگیا تو دوسری باطل ہوگی اور اگر دونون شرطین ایک ساتھ پائی گئین تو
دونون جزاؤن مین سے ایک نازل ہوگی مگر تعیین کا اختیار اُسکو حاصل ہوگا یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہی - ایک مرد
کی دو باندیان ہین پس اُسنے کہا کہ اگر تم مین سے کوئی اس دار مین داخل ہوئی تو وہ آزاد ہی پھر اُسنے ایک کو فروخت
کردیا پھر وہ دار مین داخل ہوئی پھر جو اُسکے پاس باقی ہی وہ داخل ہوئی تو یہ آزاد نہوگی اور اگر مبیعہ کے داخل ہونے
سے پہلے جو اُسکے پاس ہی وہ داخل ہوئی تو وہ آزاد ہوجائیگی یہ ظہیریہ مین ہی - ایک مرد نے کہا کہ اگر مین دار مین داخل
ہوا تو میری جورو طالقہ ہی اور میرا غلام آزاد ہی اگر مین نے فلان سے کلام کیا تو یہ دو قسمین قرار دیجاوینگی پس جس

قسم کی شرط پائی جاویگی اسکی جزا نازل ہوگی - اور اگر اُسنے اُسکے آخر مین انشاء اللہ تعالی کہدیا تو یہ استثناء ان دونون قسمون کی طرف راجع ہوگا اور اسی طرح اگر فلان کی مشیت پر معلق کیا تو بھی فلان کی مشیت ان دونون قسمون کیطرف (یعنے دونون باطل ہونگی ۱۲) راجع ہوگی پس اگر فلان نے کہا کہ مین نہین چاہتا ہون (یعنے اگر فلان چاہے ۱۲) تو دونون قسمین باطل ہو جاوینگی اور اسی طرح اگر ان دونون مین سے ایک کو اُسنے نہ چاہا تو بھی دونون باطل ہو جاوینگے - اور اگر فلان نے مجلس مین چاہا تو دونون قسمین صحیح ہو جاوینگی پھر اسکے بعد دیکھا جائیگا کہ اگر اُسنے فلان سے کلام کیا تو غلام آزاد ہو جاویگا اور اگر دار مذکور مین داخل ہوا تو جورو طالقہ ہو جائیگی - ایک مرد نے کہا کہ اگر مین اس دار مین داخل ہوا تو میری جورو طالقہ ہے اور میرا غلام آزاد ہے تو بدون دخول دار کے کچھ جزا واقع نہوگی اور اگر دار مین داخل ہوا تو دونون جزائین واقع ہونگی - اور اسیطرح اگر اُسنے جزا کو مقدم کیا باین طور کہ میری جورو طالقہ ہے اور میرا غلام آزاد ہے اگر مین دار مین داخل ہوا یا شرط کو وسط مین بیان کیا باین طور کہ میری جورو طالقہ ہے اگر مین دار مین داخل ہوا اور میرا غلام آزاد ہے تو بھی یہی حکم ہے - اور اگر کہا کہ اگر مین دار مین داخل ہوا تو میری جورو طالقہ ہے اور مجھپر پیدل حج کرنا واجب ہے اور میرا غلام آزاد ہے اگر مین نے فلان سے کلام کیا اور اس شخص کی کچھ نیت نہین ہے تو پیدل حج کرنا اور جورو پر طلاق معلق بدخول دار ہوگی اور غلام کا عتق معلق بکلام فلان ہوگا - اور اگر کہا کہ میری جورو طالقہ ہے اگر مین دار مین داخل ہوا اور میرا غلام آزاد ہے ان شاء اللہ تعالی تو یہ ایک ہی قسم ہوگی اور استثناء مذکور پوری قسم سے متعلق ہوگا اور اسی طرح اگر کہا کہ ان شاء فلان یعنے اگر فلان نے چاہا تو بھی یہی حکم ہے - ایک مرد نے کہا کہ ان دخلت الدار ان کلمت فلانا انت حر اذا کلمت او نیتی کلمت او اذا قدم فلان فعبدی حر اور اس شخص کی کچھ نیت نہین ہے تو قسم یون ہوگی کہ (اگر مین دار مین داخل ہوا اگر مین نے فلان سے کلام کیا ۱۲) بعد فلان سے کلام کرنے یا بعد فلان کے آجانے کے دار مذکور مین داخل ہو (یعنے جس وقت آیا یا کلام کیا ۱۲) چنانچہ اگر پہلے داخل ہوکر پھر فلان سے کلام کیا تو (تو میرا غلام آزاد ہے ۱۲) غلام آزاد نہوگا اور اگر کلام کرکے پھر داخل ہوا تو آزاد ہو جائیگا اور اگر جزا کو دونون شرطون پر مقدم کیا یعنے کہا کہ میرا غلام آزاد ہے اگر مین دار مین داخل ہوا اگر مین نے فلان سے کلام کیا تو شرط ہے کہ بعد کلام کے دار مذکور مین داخل ہونا پایا جاوے یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہے - اور اگر اُسنے اپنے اس قول سے کہ اگر مین اس دار مین داخل ہوا اگر مین نے فلان سے کلام کیا تو تو آزاد ہے یہ نیت کی کہ دخول دار مقدم ہو اور وہی شرط انعقاد ہو اور کلام بفلان موخر ہو تو اُسکی نیت صحیح ہوگی - اور اسی طرح تقدیم جزا کی صورت مین اگر اُسنے ایسی نیت کی یعنے کلام متاخر ہو تو اُسکی نیت صحیح ہوگی لیکن اگر اس نیت مین اُسکے حق مین کوئی نفع ہو باین طور کہ مثلاً اس نیت سے اُسکے حق مین تخفیف ہو تو بسبب تہمت کے قضاءً اُسکی نیت رد کر دیجائیگی (یعنے تصدیق نہوگی ۱۲) اور اگر اُسنے دو گھر دن کے واسطے کہا کہ اگر مین اس دار مین داخل ہوا اگر مین اس دار دیگر مین داخل ہوا تو تو آزاد ہے تو حانث ہونے کی شرط دوسرے دار مین پہلے داخل ہونا ہوگی پس اگر وہ پہلے دار مین اولاً داخل ہوا تو حانث نہوگا اور اگر دوسرے مین داخل ہونے کے بعد داخل ہوا تو حانث ہوگا - اور اگر اُسنے ایک ہی دار کے حق مین کہا کہ اگر مین اس دار مین داخل ہوا اگر مین اس دار مین داخل ہوا تو تو آزاد ہے پھر اسمین ایکبار داخل ہوا تو حانث ہو جائیگا خواہ جزا مقدم ہو یا موخر ہو یہ شرح تلخیص جامع کبیر مین ہے - اور اگر اُسنے جزا کو وسط مین بیان کیا باین طور کہ اگر مین اس دار مین داخل ہوا تو میرا غلام آزاد ہے اگر مین نے فلان سے کلام کیا - یا کہا کہ اگر مین نے فلان سے یا کہا کہ تو میرا غلام آزاد ہے اگر فلان شخص آیا تو قسم کا انعقاد اس

امسر پر ہوگا کہ فعل اول واقع ہو پھر فعل ثانی پایا جاوے یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہی - اور اگر کہا کہ میرا ہر مملوک
مذکر آزاد ہی اور اُسکی ایک باندی حاملہ ہی پھر اسکے نرینہ بچہ پیدا ہوا تو آزاد نہوگا اگرچہ وقت قسم سے چھ مہینہ سے
کم مین جنی ہو یہ شرح جامع صغیر قاضی خان مین ہی - ایک مرد نے کہا کہ ہر میرا مملوک کہ جسکا مین مالک ہون آئندہ زمانہ مین
وہ آزاد ہی الا ان مملوکون کا اوسط - پھر اُسنے کوئی خرید اتو اسی وقت آزاد ہو جائیگا پھر اگر اُسنے دوسرا خرید اتو آزاد
نہوگا پھر اُسنے نخرید ا یہان تک کہ مرگیا تو وہ آزاد ہو جائیگا پھر اگر تیسرا خرید اتو ان دونون مین سے کوئی آزاد
نہوگا یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہی - پھر اگر وہ چوتھے غلام کا مالک ہوگا تو دوسرا غلام آزاد ہوگا اسی طرح جب
آٹھوین غلام کا مالک ہوگا تو چوتھا آزاد ہو جائیگا اور علی ہذا القیاس کذا فی شرح تلخیص الجامع الکبیر - وحاصل آنکہ جب
وہ عدد غلام جفت خریدیگا تو جو غلام نصف اول مین واقع ہوگا وہ فی الحال آزاد ہو جائیگا اسواسطے کہ اُسکا اوسط ہونا متصور نہین ہی
اور جو غلام نصف ثانی مین واقع ہوگا اسکا حکم موقوف رہیگا حتی کہ اگر اُسنے چھ غلام خریدے ایک بعد دوسرے کے
تو اول کے تین غلام آزاد ہو جاوینگے اور باقیون کا حکم موقوف رہیگا پھر اگر اُسنے چوتھا خرید ا تو چوتھا آزاد نہوگا اسواسطے
کہ جو اس سے متاخر ہی وہ مثل مقدم کے ہی پس مستثنی ہوگا - اور اگر وہ مرگیا حالانکہ چھ غلام کا مالک ہوا تھا تو سب
آزاد ہو جاوینگے - اور اگر طاق عدد کا مالک ہوا ہو تو سوائے درمیانی کے سب آزاد ہو جاوینگے - اور یہ ذکر نہین
فرمایا کہ وقت خرید سے آزاد ہونگے یا وقت موت کے کچھ پہلے سے اور فقیہ ابو جعفر نے شیخ ابو بکر بن ابو سعید سے
ذکر کیا کہ بر قیاس قول امام ابو یوسف و امام محمد رح کے موت سے بلا فصل پہلے سے آزاد ہونگے اور امام اعظم رح کے قول
پر وقت خرید سے آزاد ہونگے اور بعض نے فرمایا کہ اصح یہ ہی کہ بالاتفاق عتق انھین غلامون پر مقصور رہیگا اسواسطے
کہ استثناء سے خارج ہونے کی شرط یہ تھی کہ صفت وسطیت منتفی ہووے اور یہ جب منتفی ہوگی کہ اسکے بعد کوئی غلام
خریدے پس حکم اسی پر مقصور رہا - اور اگر ایک غلام کا مالک ہوا پھر دوسرے غلام کا مالک ہوا پھر دو غلامون کا ایکبارگی
مالک ہوا تو ثابت آزاد ہو جاوینگے - اور اگر کہا کہ ہر غلام جسکو مین خریدون وہ آزاد ہی الا اثنین کا اول - پھر اُسنے ایک
ایک غلام خرید اتو وہ آزاد نہوگا اور اسکے ماسوائے سب آزاد ہو جاوینگے چاہے جسطرح انکو خریدے اور اگر اول
دو خریدے تو دونون آزاد ہو جاوینگے - اور اگر اُسنے یون کہا ہو کہ الا اثنین کا آخر - پھر اُسنے ایک غلام خرید ا تو آزاد
ہو جائیگا اور اگر دوسرا خرید ا تو آزاد نہوگا پھر اگر تیسرا خرید ا تو دوسرا آزاد ہو جائیگا علی ہذا القیاس اور اگر ایک غلام
خرید ا پھر دو غلام خریدے تو سب آزاد ہو جاوینگے یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہی - اور اگر کہا کہ ہر مملوک جسکا مین
مالک ہون تو وہ آزاد ہی اور اُسکا ایک مملوک موجود ہی پھر اُسنے ایک مملوک خرید ا تو آزاد وہی ہوگا جو اسکی ملک
مین تھا اور جو بعد قسم کے خرید اہی وہ آزاد نہوگا لیکن اگر اُسنے اسکی بھی نیت کی ہو تو یہ بھی آزاد ہو جائیگا اور اگر
اُسنے دعوے کیا کہ جو میری ملک مین تھا اُسکے عتق کی مین نے نیت نہین کی تھی تو اُسکے قول کی تصدیق نہوگی یہ
شرح جامع صغیر قاضی خان مین ہی - اور اگر کہا کہ ہر مملوک جسکا مین اس ساعت مالک ہون وہ آزاد ہی تو یہ قسم انھین
مملوک کے حق مین ہوگی جو پہلے سے اس ملک مین موجود ہین اور جسکا وہ اس ساعت بطور جدید مالک ہوگا وہ آزاد
نہونگے - اور اگر اُسنے لفظ ساعت سے وہ معنے مراد لیے جو منجم مراد لیتے ہین تو ساعت تک جو مملوک اسکے ملک
مین آوین انکو بھی آزادون مین داخل کر سکتا ہی - اور یہ یمین ہو سکتا ہی کہ جو سابق سے اُسکے ملک مین ہین اُنسے عتق کو

پھیر دے یہ فتاوےٰ قاضی خان مین ہی۔ اور اگر کہا کہ ہر مملوک کہ مین اسکا سر راہ مالک ہون وہ آزاد ہو تو اُسکے جس مملوک پر سر راہ آجاوے اور وہ چاند رات اور اُس دن مین اُسکا مالک ہو تو امام محمد رح کے نزدیک وہ آزاد ہو جائیگا اور امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ یہ قسم اس جدید مملوک کے حق مین ہوگی جسکا وہ چاند رات اور اُسکے دن مین مالک ہو جاوے یہ محیط مین ہی۔ اور اگر کہا کہ ہر مملوک جسکا مین کل کے روز مالک ہون وہ آزاد ہی اور کچھ نیت نہین کی تو امام محمد رح نے فرمایا کہ جو اسکی ملک مین فی الحال ہین اور جنکا کل تک مالک ہوا اور جنکا کل مالک ہو سب آزاد ہو جاوینگے۔ اور امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ فقط وہی آزاد ہونگے جنکا وہ بسبب جدید کل کے روز مالک ہو جاوے اور اگر کہا کہ ہر مملوک جسکا مین جمعہ کے روز مالک ہون وہ آزاد ہی تو امام ابو یوسف رح کے نزدیک وہی آزاد ہونگے جو جمعہ کے روز جدید اُسکی ملک مین آوین۔ اور اگر کہا کہ میرا ہر مملوک جمعہ کے روز آزاد ہی تو اسمین وہ مملوک بھی داخل ہونگے جو اسکی ملک مین فے الحال موجود ہین کہ وہ جمعہ کے روز آزاد ہو جاوینگے۔ اور اگر کہا کہ ہر مملوک کہ مین اسکا مالک ہون پس وہ آزاد ہی جبکہ کل کا روز آوے تو یہ قسم بالاجماع انھین مملوکون پر واقع ہوگی جو فی الحال اسکی ملک مین ہین۔ اور اگر کہا ہر مملوک کہ مین اسکا مالک ہون تا تیس سال پس وہ آزاد ہی تو اسمین وہ شامل ہونگے جنکا وقت قسم سے تیس سال تک جدید مالک ہو جاوے اور وہ شامل نہونگے جنکا وہ پہلے سے وقت قسم سے مالک ہووے اور علی ہذا اگر کہا کہ ایکسال تک یا ہمیشہ تک یا موت تک تو بھی یہی حکم ہی کہ وقت قسم سے آیندہ اس مدت تک جنکا مالک ہو وہ آزاد ہونگے نہ وہ جنکا اول سے وقت قسم کے مالک تھا۔ اور اگر اسنے کہا کہ سال تک کہنے سے میری مراد یہ تھی کہ جو میری ملک مین ایکسال تک باقی رہے تو قضاءً اُسکے قول کی تصدیق نہوگی مگر فیما بینہ وبین اللہ تعالیٰ اُسکے قول کی تصدیق ہوگی یہ فتاوےٰ قاضیخان مین ہی۔ اور اگر اُسنے کہا کہ ہر مملوک کہ مین اسکا مالک ہون وہ بعد کل کے روز کے آزاد ہی یا کہا کہ میرا مملوک بعد کل کے روز کے آزاد ہی اور اسکا ایک مملوک ہی پھر دوسرا اُسکی ملک مین آیا پھر کل کے روز بعد کا وقت آیا تو وہی آزاد ہوگا جو وقت قسم کے اسکی ملک مین تھا نہ وہ جسکا وہ بعد قسم کے مالک ہوا ہی یہ کافی مین ہی اور اگر کہا کہ ہر مملوک کہ جسکا مین مالک ہون یا کہا کہ ہر میرا مملوک پس وہ بعد میری موت کے آزاد ہی اور اسکا ایک مملوک ہی پھر اُسنے ایک غلام خرید کیا تو جو وقت قسم کے اُسکی ملک مین تھا وہ مدبر ہو گیا اور دوسرا جو بعد قسم کے اسکی ملک مین آیا ہی وہ مدبر نہوگا اور اگر وہ مرگیا تو دونون اُسکے تہائی مال سے آزاد ہو جاوینگے یہ ہدایہ مین ہی۔ اور یہ حکم اسوقت ہی کہ اُسکی کچھ نیت نہو اور اگر اسنے نیت شمول تمام کی تو یہ سب قسم سب کو شامل ہوگی کیونکہ اُسنے ایسی نیت بیان کی جس سے اسکے نفس پر سختی بڑھتی ہی پس اسکے قول کی تصدیق ہوگی یہ تبیین مین ہی۔ اور اگر کہا کہ ہر غلام جسکو مین خرید ون تو وہ آزاد ہی تا سال پھر اُسنے ایک غلام خریدا تو وہ آزاد نہوگا یہان تک کہ وقت خرید سے اُسپر ایکسال گذر جاوے یہ فتاوےٰ قاضی خان مین ہی۔ اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ تو آزاد ہی آج یا کل تو آزاد نہوگا جبتک کل کا روز نہ آوے الا اسصورت مین کہ اُسکے مولی نے آج یا کل کہنے سے آج کے روز آزاد ہونے کی نیت کی ہو پس آج ہی آزاد ہو جائیگا اور اگر کہا کہ تو آزاد ہی آج کل تو آج ہی آزاد ہو جائیگا اور اگر کہا کہ تو آزاد ہی کل آج تو کل کے روز آزاد ہوگا یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اور اگر کہا کہ تصبح غدا حرا کل کے روز تو صبح کریگا درحالیکہ آزاد ہوگا۔ یا تصبح غدا تشرب حرا تو صبح کریگا کل کے روز درحالیکہ پانی پیئے گا آزاد تو کل کے روز آزاد ہو جائیگا اگرچہ اُسنے پانی نہ پیا اسی طرح

اگر کہا کہ کھڑا ہوگا یا بیٹھیگا آزاد تو بھی فی الحال آزاد ہوجائیگا- اور اگر کہا کہ تو آزاد ہی گذشتہ کل سکے روز حالانکہ وہ اس مملوک کا آج ہی مالک ہوا ہی تو آزاد ہوجائیگا اور اسی طرح اگر کہا کہ تو آزاد ہی قبل اسکے کہ مین نے تجھے خریدا کیا تو آزاد ہو جائیگا- اور اگر کہا کہ ہر بار کہ جب کوئی دن گذرے تو تم دونون مین سے ایک آزاد ہی پھر دو دن گذر گئے تو دونون آزاد ہوجاوینگے یہ عتابیہ مین ہی- اور اگر اُسنے کہا کہ میرا غلام آزاد ہی اگر فلان اس دار مین کل کے روز داخل نہوا ہو اور میری جورو طالقہ ہی اگر وہ داخل ہوا ہو- اور معلوم نہین ہوتا ہی کہ آیا وہ داخل ہوا تھا یا نہین تو عتق و طلاق دونون واقع ہونگی اسواسطے کہ اُسنے اول قسم مین دخول دار کا اقرار کیا اور اسکو قسم سے موکد کیا پس اسکی طرف سے طلاق کا اقرار ہوگا اور دوسری قسم مین دخول سے انکار کیا اور اُسکو قسم سے موکد کیا پس اُسکی طرف سے اقرار بعتق ہوگا یہ شرح تلخیص جامع کبیر مین ہی- اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ تو آزاد ہی ایک مہینہ پہلے موت فلان و فلان سے پھر ان دونون مین سے ایک شخص اس گفتگو سے ایک مہینہ پر مر گیا تو غلام آزاد ہوجائیگا یہ محیط مین ہی- ایک نے اپنے غلام سے کہا کہ تو آزاد ہی قبل فطر و اضحی کے ایک مہینہ تو اول رمضان مین آزاد ہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہی- جامع مین مذکور ہی کہ اگر غلام ماذون یا مکاتب نے کہا کہ ہر مملوک جسکا مین مالک ہون آیندہ زمانہ مین تو وہ آزاد ہی پھر وہ خود آزاد ہونے کے بعد ایک مملوک کا مالک ہوا تو آزاد نہوگا یہ امام اعظم رح کے نزدیک ہی اور صاحبین کے نزدیک آزاد ہوجائیگا اور ایسا ہی اختلاف ہی اگر کہا کہ ہر مملوک جسکو مین خریدکرون تو وہ آزاد ہی پھر بعد اپنے آزاد ہونے کے خرید کیا تو امام اعظم رح کے نزدیک وہ آزاد نہوگا اور صاحبین کے نزدیک آزاد ہوجائیگا- اور اگر اُسنے یون کہا کہ جب مین آزاد ہوجاؤن پھر جس مملوک کا مین مالک ہون وہ آزاد ہی یا جب مین آزاد ہوجاؤن پھر جس مملوک کو مین خریدکرون وہ آزاد ہی پھر بعد آزاد ہونے کے وہ ایک مملوک کا مالک ہوا یا بعد آزادی کے خرید کیا تو بالاجماع وہ آزاد ہوجائیگا یہ محیط مین ہی- اور اگر حربی نے کہا کہ ہر مملوک جسکا مین آیندہ زمانہ مین مالک ہون وہ آزاد ہی پھر دار الاسلام مین آکر مسلمان ہوگیا اور ایک غلام خریدا تو امام اعظم رح کے نزدیک آزاد نہوگا- اور اگر کہا کہ اگر مین مسلمان ہوجاؤن تو ہر مملوک جسکا مین مالک ہون وہ آزاد ہی پھر مسلمان ہوا اور اُسنے ایک غلام خریدا تو بالاجماع آزاد ہوجائیگا یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہی- اور اگر ایک شخص نے ایک حرہ سے کہا کہ جب مین تیرا مالک ہون تو تو آزاد ہی پھر یہ عورت مرتد ہوکر دار الحرب مین چلی گئی اور وہان سے جہاد مین قید ہوکر آئی جسکو اس شخص نے خرید کیا تو امام اعظم رح کے نزدیک آزاد نہوگی اور اگر کہا کہ جب تو مرتد ہوکر پھر قید ہوکر دار الحرب سے آوے اور مین تجھے خریدکرون تو تو آزاد ہی پھر ایسا ہی واقع ہوا تو وہ بالاجماع آزاد ہوجائیگی یہ سراج وہاج مین ہی- اور اگر غلام سے کہا کہ تو آزاد ہی اگر تو چاہے تو مجلس ہی مین اُسکے چاہنے سے آزاد ہوگا اور اگر کہا کہ اگر فلان چاہے تو فلان کی مجلس ہی مین چاہنے سے آزاد ہوگا اگر فلان مذکور اس مجلس مین موجود ہو ورنہ فلان کی مجلس علم مین چاہنے سے آزاد ہوگا یہ ینابیع مین ہی- اور اگر کہا کہ تو آزاد ہی اگر فلان نے نہ چاہا پس اگر فلان نے اپنی مجلس علم مین کہا کہ مین نے چاہا تو یہ غلام آزاد نہوگا اور اگر کہا کہ مین نہین چاہتا ہون تو آزاد ہوجائیگا لیکن مین نہین چاہتا ہون اس کہنے سے نہ آزاد ہوگا کیونکہ اُسکو اس مجلس مین چاہنے کا اختیار باقی ہی بلکہ اسطرح پر نہ چاہے کہ اس سے اعراض کرکے دوسرے کام مین مشغول ہوکر اس مجلس کو باطل کردے یہ بدائع مین ہی- اور اگر مولی نے کہا کہ تو آزاد ہی اگر مین چاہون پس اگر اُسنے آخر عمر تک نہ چاہا تو آزاد نہوگا

ف یعنی مجلس علم مین فلان کو جب خبر پہونچی اپنی مجلس مین بعد اس سے اور کسی کام مین مشغول ہونے سے پہلے کہا ہو کہ مین چاہتا ہون تو آزاد ہو جائیگا ۱۲

اور یہ نہ چاہنا اسی مجلس تک مقصور نہوگا۔ اور اگر کہا کہ اگر مین نہ چاہون تو دو صورتین ہین اگر اُسنے کہا کہ مین نے چاہا تو آزاد نہوگا اور اگر اُسنے کہا کہ مین نہین چاہتا ہون تو بھی واقع نہوگا اسواسطے کہ موت تک اُسکو اُسکے چاہنے کا اختیار رہا۔ یہ سراج وہاج مین ہی پھر جب مرگیا تو نہ چاہنا متحقق ہوجائیگا تو اُسکی موت سے پہلے بلافصل آزاد ہوگا مگر تہائی مال سے اعتبار کیا جائیگا یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر اپنی باندیون مین سے ایک سے کہا کہ تو آزاد ہی اور فلانہ اگر تو چاہے پس اُسنے کہا کہ مین نے اپنی آزادی چاہی تو آزاد نہوگی۔ امام محمد رحمہ نے جامع مین فرمایا کہ اگر کسی مرد نے دوسرے سے کہا کہ میرے غلامون مین سے تو جسکی آزادی چاہے اُسکو آزاد کردے پھر مخاطب نے ایک ساتھ سب کی آزادی چاہی تو سوائے ایک کے سب آزاد ہوجاوینگے یہ امام اعظم رحمہ کا قول ہی اور ایک کے نکال لینے کا اختیار مولی کو ہی اور صاحبین کے نزدیک سب آزاد ہوجاوینگے یہ مسئلہ ایسا ہی روایت ابو سلیمان مین مذکور ہی اور روایت ابو حفص مین مذکور ہی کہ پھر مامور نے ان سب کو ایک ساتھ آزاد کردیا تو سوائے ایک کے سب آزاد ہوجاوینگے امام اعظم رحمہ کے نزدیک اور یہی روایت صحیح ہی اسواسطے کہ مامور کی مشیت پر اعتاق معلق ہی نہ عتق۔ اور اگر کہا کہ میرے غلامون مین سے جسکا عتق تو چاہے وہ آزاد ہی پس اُسنے ان سب کا عتق ایکبارگی چاہا تو بھی مثل مذکورہ بلا اختلاف ہی کہ امام اعظم رحمہ کے نزدیک سوائے ایک کے سب آزاد ہونگے اور صاحبین کے سب آزاد ہونگے۔ اور اگر کہا کہ میرے غلامون مین سے جو اپنا عتق چاہے اسکو آزاد کردے پس اُسنے سب کو ایکبارگی آزاد کردیا تو بالاجماع آزاد ہوجاوینگے۔ اور اگر اُسنے اپنی دو باندیون سے کہا کہ تم دونون آزاد ہو اگر تم چاہو پھر ایک نے انمین سے چاہا تو یہ باطل ہی۔ اور اگر اُسنے کہا کہ تم مین سے جو عتق کو چاہے وہ آزاد ہی پس دونون نے چاہا تو دونون آزاد ہوجاوینگی اور اگر ایک نے چاہا تو وہی آزاد ہوجائیگی۔ اور اگر دونون نے چاہا پھر مولے نے کہا کہ مین نے تم مین سے ایک کے چاہنے کو مراد لیا ہی تو براہ دیانت اُسکی تصدیق ہوگی قضاءً تصدیق نہوگی یہ محیط مین ہی۔ ایک مرد نے دوسرے سے کہا کہ مین نے اپنے غلام کے عتق کا اختیار تجھے دیا تو وہ پھر اُسکو منع نہین کرسکتا ہی۔ پس اس دوسرے کو اس مجلس تک اختیار رہیگا اور اسی طرح اگر کہا کہ ان دو غلامون مین سے جسکو تو چاہے آزاد کردے تو بھی یہی حکم ہی۔ اور اسیطرح اگر اعتاق بجعل ہو۔ اور اگر کسی سے اپنی صحت یا مرض مین کہا کہ جب مین مرون تو میرا یہ غلام تو آزاد کردے اگر چاہے یا کہا کہ جب مین مرون تو میرے اس غلام کے عتق کا اختیار تیرے ہاتھ مین ہی یا کہا کہ مین نے اس غلام کے عتق کا اپنی موت کے بعد اختیار تیرے ہاتھ مین دیا پس اُسنے اس امر کو اُس سے قبول نہ کیا یہان تک کہ اس مجلس سے اُٹھ کھڑا ہوا تو اس شخص کو اختیار رہوگا کہ اسکے بعد مولی کے تہائی مال سے اسکو آزاد کردے۔ اور اگر کہا کہ یہ میرا غلام بعد میری موت کے آزاد ہی اگر تو چاہے پس اگر اسکی موت کے بعد اُسنے چاہا تو یہ غلام آزاد ہوگا پھر اگر بعد موت مولے کے مجلس سے یہ شخص بدون کچھ کہنے کے کھڑا ہوگیا پھر اسکے بعد کہا کہ مین نے چاہا تو وصیت واجب ہوگی اور غلام مذکور آزاد نہوگا جبتک کہ اُسکو وارث لوگ یا وصی یا قاضی آزاد نہ کرے اور مولی مذکور نے اپنی حیات مین جسکے چاہنے پر رکھا تھا اُسکو منع کردیا تو ممانعت جائز ہوگی یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر کہا کہ جب کل کا روز آوے تو تو آزاد ہی اگر تو چاہے تو چاہنے کا اختیار کل کی صبح طلوع ہونے کے بعد سے ہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہی پس اگر اُسنے فی الحال چاہا تو آزاد نہوگا جبتک کہ کل کے روز نہ چاہے

اور اگر کہا کہ اگر تو چاہے تو تو آزاد ہی کل کے روز تو اُسکو فی الحال مشیت کا اختیار ہی پس اگر اُسنے فی الحال چاہا تو کل کے روز آزاد ہو جائیگا یہ بدائع مین ہی - اصل مین مذکور ہی کہ اگر اپنے غلام سے کہا کہ انت حر متی ماشئت یا اذا ما شئت او کلما شئت پھر غلام نے کہا کہ مین نہین چاہتا ہون پھر مولی نے اُسکو فروخت کر دیا پھر اُسکو خرید کیا پھر غلام نے عتق کو چاہا تو آزاد ہو گا - اور اگر کہا کہ انت حر حیث شئت پھر غلام مجلس سے کھڑا ہو گیا تو عتق باطل ہو گیا اور اگر کہا کہ انت حر کیف شئت تو امام اعظم رح کے نزدیک بدون چاہنے کے آزاد ہو جائیگا یہ محیط مین ہی -

باب پانچوان عتق بجعل کے بیان مین

یعنی عتق پر اجرت وعوض مقرر کیا بمقابلہ فعل کے فافہم - ایک شخص نے اپنا غلام مال پر آزاد کیا اور اُسنے قبول کیا تو آزاد ہو جائیگا مثلاً کہا کہ تو آزاد ہی ہزار درم پر یا ہزار درم پر بایں طور کہ تو مجھے ہزار درم دے یا برینکہ تو مجھے ہزار درم ادا کر یا برانیکہ تو مجھے ہزار درم عطا کر دے یا برانیکہ تجھپر میرے ہزار درم ہین یا ہزار درم پر کہ انکو تو مجھے ادا کرے یا کہا کہ مین نے تیرا نفس تیرے ہاتھ اتنے پر فروخت کیا یا مین نے تیرا نفس تجھے ہبہ کیا برانیکہ تو مجھے اسقدر معاوضہ دے تو یہ سب صحیح ہی اور جو کچھ غلام کے ذمہ شرط کیا ہی وہ اسپر قرضہ رہیگا حتے کہ غلام کی طرف سے مولی کے لیے اسکی کفالت صحیح ہی - اور جیسے اس مال کی کفالت صحیح ہی ویسے ہی یہ بھی روا ہی کہ مولے اسکے عوض جو چاہے ہاتھون ہاتھ بدل لے مگر اسکے اُدھار مین خیر نہین ہی - اور غلام کا قبول کرنا ضرور ہی پس اگر وہ مجلس ایجاب مین حاضر ہو تو اسی مجلس تک اسکے قبول کا اعتبار ہی اور اگر غائب ہو تو اسکی مجلس علم کا اعتبار ہی اور یہ بھی ضرور ہی کہ کل مین غلام قبول کرے چنانچہ اگر اپنے غلام سے کہا کہ تو آزاد ہی بعوض ہزار درم کے پس غلام نے کہا کہ مین نے نصف مین قبول کیا یعنے اپنے نفس کی آزادی کو نصف کے عوض قبول کیا تو یہ امام اعظم رح کے نزدیک نہین جائز ہی بلکہ پورا غلام بعوض پورے مال کے آزاد ہو جائیگا یہ بحر الرائق مین ہی اور اُسکی ولا اسکے مولی کی ہو گی یہ بدائع مین ہی - اور اگر حیوان یا کپڑا اُنکی جنس مثل فرس و حمار و ہروی و مروی وغیرہ بیان کرنے کے بعد انکو عوض قرار دیا ہو تو غلام کے ذمہ انمین سے اوسط درجہ کا اسی جنس کا لازم آویگا اور اگر غلام اس اوسط کی قیمت لایا تو بنا بر مشہور کے مولی اُسکے قبول کرنے پر مجبور کیا جائیگا - اور اگر جنس کا بیان نہ کیا گیا ہو مثلاً غلام سے کہا کہ تجھپر ایک حیوان یا کپڑا یا چوپایہ ہی اور غلام نے اُسکو قبول کیا تو آزاد ہو جائیگا مگر غلام پر اپنی قیمت واجب ہو گی - اور اگر غلام نے جو چیز قرار پائی تھی وہ ادا کر دی یعنے حیوان یا کپڑا وغیرہ پھر وہ استحقاق مین لے لیا گیا پس اگر عقد مین وہ غیر معین تھا یعنے خاص کوئی حیوان یا کپڑا نہ تھا بلکہ جنس بیان کر کے اسی جنس کا اوسط درجہ کا دیا تھا تو غلام پر اُسکے مثل دینا لازم ہو گا اور اگر معین ٹھہرا ہو مثلاً کہا کہ مین نے تجکو اس غلام یا اس کپڑے پر آزاد کیا یا مین نے تجھے تیرے ہاتھ اس باندی پر فروخت کیا اور غلام اسکو قبول کر کے آزاد ہو گیا اور عوض کو مولی کے سپرد کیا پھر وہ استحقاق مین لے لیا گیا تو امام ابو حنیفہ و امام ابو یوسف رح کے نزدیک غلام سے اسکی ذات کی قیمت لے لیگا اور اگر مال عوض کی جنس یا مقدار مین اختلاف واقع ہوا کہ مولی نے کہا کہ مین نے تجھے غلام پر آزاد کیا ہی اور غلام نے کہا کہ ایک کر گیہون پر یا ہزار درم پر آزاد کیا ہی یا مولے نے کہا کہ ہزار درم پر اور غلام نے کہا کہ سو درم پر تو قسم سے غلام کا قول قبول ہو گا اور اسی طرح اگر غلام نے اصل مال سے انکار کیا یعنی سرے سے کچھ مال نہین ٹھہرا ہی تو بھی قسم سے قول اسکا اور گواہ مولی کے قبول ہونگے یہ فتح القدیر مین ہی - اور اگر مولے نے کہا کہ مین نے تجھے کل کے روز ہزار درم

آزاد کیا تھا اگر تو نے قبول نہین کیا اور غلام نے کہا کہ مین نے قبول کیا تھا تو قسم سے مولے کا قول قبول ہوگا یہ بدائع
مین ہی۔ اور اگر اپنے مولی سے کہا کہ مجھے ہزار درم پر آزاد کر دے پس مولی نے اسکا نصف حصہ آزاد کر دیا تو
نصف مفت مین آزاد ہو جائیگا اور اگر کہا کہ مجھے ہزار درم کے عوض آزاد کر دے پس مولی نے نصف آزاد کیا تو امام
اعظم رحہ کے نزدیک[1] نصف بعوض پانچ سو درم کے آزاد ہوگا۔ ایک غلام دو شخصون مین مشترک ہی انمین سے ایک نے
کہا کہ تو آزاد ہی بعوض ہزار درم کے اور اُسنے قبول کیا تو اسکا نصف حصہ بعوض پانچ سو درم کے آزاد ہوگا لیکن
اگر دوسرے نے اجازت دیدی تو ہزار درم دونون مین مشترک ہونگے یہ امام اعظم رحہ کا قول ہی۔ اور اگر کہا کہ مین نے (بشرطیکہ دونون شریک مساوی ہون ۱۲)
اپنا حصہ بعوض ہزار کے آزاد کیا اور غلام نے قبول کیا تو غلام پر ہزار درم آزاد کنندہ کے واسطے لازم آوینگے اور اسمین
اسکا شریک مشارک نہوگا۔ اور اگر ایک نے کہا کہ جب تو نے مجھے ہزار درم ادا کر دیے تو تو آزاد ہی پھر غلام نے کمائی
کر کے اُسکو ہزار درم ادا کیے تو اسکا حصہ آزاد ہوگا اور دوسرے کو اس مال مین شریک کرنے کا اختیار ہی اسواسطے
کہ اُسنے یہ مال حالت رقیت مین کمایا ہی پس اگر شریک نے نصف بانٹ لیا تو آزاد کنندہ غلام سے واپس نہین لے سکتا ہی
اسواسطے کہ غلام نے جو شرط کی تھی اُسکو ادا کر دیا اور اگر اُسنے یون کہا کہ جب تو مجھے ہزار درم ادا کر دے تو میرا حصہ آزاد
ہی تو شریک سے جو دوسرے شریک نے لے لیا ہی اسقدر غلام سے واپس لیگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر اپنے غلام سے
کہا کہ تو ہزار درم پر آزاد ہی پھر قبل اسکے کہ غلام قبول کرے کہا کہ تو سو دینار پر آزاد ہی پس غلام نے کہا کہ مین نے دونون
مالون کے عوض قبول کیا تو آزاد ہو جائیگا اور دونون مال اسپر لازم آوینگے اور یہ اسوقت ہی کہ غلام نے کہا ہو کہ مین نے
دونون مالون کے عوض قبول کیا یا آنکہ اُسنے فقط یون کہا کہ مین نے قبول کیا۔ اور اگر کہا کہ مین نے دونون مین سے ایک
مال درم یا دینار کو قبول کیا تو آزاد نہوگا یہ شرح طحاوی مین ہی۔ اور اگر غلام سے کہا کہ تو آزاد ہی اور مجھے ہزار درم ادا کر دے
تو غلام مفت آزاد ہو جائیگا یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ ادا کر دے مجھے ہزار درم و تو آزاد ہی تو جبتک
ہزار درم ادا نہ کرے تب تک آزاد نہوگا اور اگر کہا کہ مجھے ہزار درم ادا کر دے پس تو آزاد ہی تو فی الحال آزاد ہو جائیگا یہ
ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر کہا کہ مجھے ہزار درم ادا کر دے تو آزاد ہی تو فی الحال آزاد ہو جائیگا خواہ ادا کیے یا نہ کیے ہون یہ
بدائع مین ہی۔ اور اگر کہا کہ تو آزاد ہی اور تجھپر ہزار درم ہین تو فی الحال آزاد ہو جائیگا اور ہزار درم اسپر واجب نہونگے
خواہ اُسنے قبول کیا یا نہ کیا یہ امام اعظم رحہ کے نزدیک ہی اور صاحبین نے فرمایا کہ اگر اُسنے قبول کیا تو آزاد ہو جائیگا
اور ہزار درم لازم آوینگے اور نہ قبول کیا تو آزاد نہوگا یہ ینابیع مین ہی۔ اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ میری طرف سے ایک غلام
آزاد کر دے اور تو آزاد ہی یا میری طرف سے یہ لفظ نہ کہا یا یون کہا کہ جب تو نے میری طرف سے ایک غلام آزاد کیا تو تو
آزاد ہی تو صحیح ہی اور غلام کا لفظ راجع بوسط ہوگا یعنے اوسط درجہ کا غلام آزاد کر دے اور یہ غلام ماذون التجارہ ہو جائیگا
پھر اگر اُسنے ادنی درجہ یا اعلے درجہ کا غلام آزاد کیا تو نہین جائز ہی۔ پس اگر اُسنے اوسط درجہ کا غلام آزاد کیا تو دونون
بلا سعایت آزاد ہو جائینگے بشرطیکہ اُسنے حالت صحت مین کہا ہو اور اگر حالت مرض مین کہا ہو اور ان دونون کے سوائے
اسکا کچھ مال نہو تو ایک تہائی ان دونون کے درمیان موافق انکے سہام کے تقسیم ہوگی (یعنے مرض الموت ۱۲) پس اگر مامور کی قیمت ساٹھ دینار
ہون اور دوسرے کی قیمت چالیس دینار ہون تو مامور کا دو تہائی حصہ بلا سعایت آزاد ہو جائیگا اسواسطے کہ وہ معوض
ہی پس وہ وصیت نہوگی اور ایک تہائی بلا عوض ہی پس مال میت تہائی حصہ اس مامور کا اور پورا غلام وسط ہی کہ مجموعہ

ساٹھ دینار ہوے وہ ان دونون مین دونون تکے حقوق کے موافق تقسیم ہوگا جسمین سے تہائی مامور کا حصہ یعنے چھ درم
و دو تہائی حصہ درم ہوا پس اسقدر بلاسعایت آزاد ہوجائیگا اور باقی ۱۳ درم و ایک تہائی حصہ درم کے واسطے سعایت کریگا
اور غلام اوسط سے تیرہ ۱۳ درم و ایک تہائی حصہ درم بلاسعایت آزاد ہوگا اور باقی چھبیس ۲۶ و دو تہائی حصہ درم کے واسطے
سعایت کریگا پس سہام وصیت بیس ہوئے اور سہام سعایت چالیس ہوئے پس تہائی و دو تہائی ٹھیک برآمد
ہوئی۔ اور اگر غلام وسطی کی قیمت مثل سہام مامور کے یا زیادہ ہو تو پورا غلام مامور بلاسعایت آزاد ہوجائیگا اور
بدل مذکور یعنے غلام وسط تہائی سے آزاد ہوگا۔ اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ میری طرف سے میری موت کے بعد
ایک غلام آزاد کر دے اور تو آزاد ہی تو یہ و صورت سابق دونون یکسان ہین فرق یہ ہی کہ اگر اسصورت مین
درمیانی درجہ کا غلام آزاد کیا تو مامور آزاد نہوگا الا باعتاق وارث یا وصی اور صورت سابق مین جب مامور نے
اوسط درجہ کا غلام آزاد کر دیا تو بدون کسی کے آزاد کرنے کے خود آزاد ہوجائیگا۔ اور اگر مولی کی موت کے بعد
وارثون نے غلام مامور سے کہا کہ تو غلام آزاد کر ورنہ ہم تجکو فروخت کرینگے تو انکو یہ اختیار حاصل نہوگا لیکن قاضی
اس غلام مامور کو تین روز یا زیادہ کی مہلت موافق اپنی راے کے دیگا یہ کافی مین ہی۔ پھر جس مدت تک قاضی
نے اسکو مہلت دی ہی اگر اس مدت مین اسنے ایک غلام وسط آزاد کیا تو قاضی مامور کو آزاد کر دیگا ورنہ اسکو
وارثون کو دیدیگا اور اسکی بیع کی انکو اجازت دیدیگا اور ابطال وصیت کا حکم دیدیگا۔ اور اگر مولی نے اپنے
وارثون سے کہا ہو کہ جب میری موت کے بعد یہ ایک غلام آزاد کر دے تو اسکو آزاد کر دو تو یہ صورت اور جبکہ یون
کہا کہ جب تو میری موت کے بعد ایک غلام آزاد کر دے تو تو آزاد ہی دونون یکسان ہین یہ محیط مین ہی۔ ابن سماعہ نے
امام محمد رح سے روایت کی ہی کہ اگر اپنے غلام سے کہا کہ مین نے فروخت کیا تیرا نفس تیرے ہاتھ اور یہ ہزار درم جو تیرے
ہاتھ مین بعوض ہزار درم کے تو فرمایا کہ وہ آزاد ہی اور جو غلام کے ہاتھ مین ہی وہ مولے لے لیگا و اسپر کچھ اور واجب نہوگا
اور اسی طرح اگر اسکے غلام نے اس سے کہا کہ فروخت کر دے میرے ہاتھ میرا نفس اور یہ ہزار درم بعوض سو درم
کے تو مولی پورے ہزار درم لے لیگا اور غلام مفت آزاد ہوجائیگا۔ اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ فروخت کیا مین نے
تیرا نفس تیرے ہاتھ اور یہ سو دینار بعوض ہزار درم کے اور غلام نے اسکو قبول کیا اور غلام کی قیمت سو دینار کے
برابر ہی تو ہزار درم مین سے پانچ سو درم بمقابلہ غلام کے اور پانچ سو بمقابلہ دیناروں کے ہونگے پس اگر قبل
افتراق کے غلام نے ہزار درم دیدیے تو یہ دینار غلام کے ہونگے اور غلام آزاد ہوجائیگا اور اگر قبل ادا کرنے کے
(یعنے اداے نقد کرنے کے ۱۲)
دونون جدا ہوگئے تو ہزار مین سے دیناروں کا حصہ باطل ہوگیا یعنے بیع صرف باطل ہوئی پس دینار مولے کے
ہوئے اور پانچ سو درم جسکے عوض غلام آزاد ہوگیا وہ غلام پر قرضہ رہے۔ ہشام نے امام محمد رح سے روایت کی ہی
کہ اگر غلام نے اپنے مولے سے کہا کہ فروخت کر دے میرے ہاتھ میرا نفس اور مولے نے کہا کہ مین نے ایسا کیا تو غلام
آزاد ہوجائیگا اور اپنی قیمت کے واسطے سعایت کریگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اپنے غلام کو آزاد کیا بعوض ایسے مال کے
کہ اسکو کسی اجنبی پر رکھا اور اجنبی نے اسکو قبول کیا تو مال اسکے ذمہ لازم نہوگا یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر کسی مرد نے
دوسرے سے کہا کہ تو اپنے غلام کو اپنی طرف سے بعوض ایسے ہزار درم کے آزاد کر دے کہ وہ مجھپر ہین پس اسنے آزاد
کر دیا تو اس مرد پر مال لازم نہ آویگا اور اگر ادا کر دیا تو بھی اسکو واپس کر لینے کا استحقاق ہوگا یہ ذخیرہ مین ہی۔ کسی

ذمی نے اپنے غلام کو شراب یا سور پر آزاد کر دیا تو قبول کرنے سے آزاد ہو جائیگا اور مسمی کی قیمت لازم ہوگی اور اگر قبل وصول خمر کے دونون مین سے کوئی مسلمان ہوگیا تو شیخین کے نزدیک غلام پر اپنی قیمت واجب ہوگی اور امام محمد رح کے نزدیک شراب کی قیمت واجب ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر کہا کہ جب تونے مجھے ہزار درم ادا کیے تو تو آزاد ہی یا ہر گاہ کہ تونے ادا کیے تو یہ صحیح ہی اور اسی مجلس تک مقصور نہوگا اور اگر کہا کہ اگر تونے مجھے ہزار درم ادا کیے تو تو آزاد ہی تو یہ مجلس ہی تک مقصور ہی اور ان سب صورتون مین غلام ماذون التجارۃ ہو جائیگا اور جب اُسنے مال ادا کیا تو آزاد ہو جائیگا پھر دیکھا جائیگا کہ اگر اسنے یہ مال قبل اس کلام مولی کے کمایا ہی تو غلام آزاد ہوا اور مال سب مولی کا ہوگا اور غلام کے ذمہ دوسرے ہزار درم واجب ہونگے اور اگر ایسا مال ہی کہ اُسنے بعد اس کلام کے کمایا ہی تو غلام آزاد ہوگا اور وقت آزاد ہونے تک جو کچھ کمائی ہی وہ مولی کی ہوگی اور ہزار درم معاوضہ مین سے غلام پر کچھ نہوگا یہ ینابیع مین ہی اور قبل ادا کرنے کے مولی کو اُسکے فروخت کا اختیار ہی اور اُسنے بدل مین سے کچھ ادا کرنا چاہا تو مولے اُسکے قبول پر مجبور کیا جائیگا لیکن غلام آزاد نہوگا جبتک کہ کل ادا نہ کرے اور اگر مولی نے اُسکو کل سے یا بعض سے بری کیا تو بری نہوگا اور آزاد نہوگا یہ سراج وہاج مین ہی - اور غلام نے اگر مال حاضر کیا بایں طور کہ میرے اور مال کے درمیان سے روک اُٹھا دی کہ مولی اُسکے قبضہ پر قادر ہی تو حاکم مولی کو مجبور کریگا اور اُسکو بمنزلہ قابض کے قرار دیگا - اور غلام کے آزاد ہونے کا حکم دیدیگا خواہ مولی نے قبضہ کیا ہو یا نہ کیا ہو یہ تبیین مین ہی - اور اگر مولے نے اجنبی سے کہا کہ جب تو مجھے ہزار درم ادا کردے تو میرا یہ غلام آزاد ہی پھر وہ اجنبی ہزار درم لایا اور مولی کے سامنے رکھے تو مولے اُسکے قبول کرنے پر مجبور نہ کیا جائیگا اور غلام آزاد نہوگا اور اگر مولی نے قسم کھائی ہو کہ ہزار مذکور قبض کرلیگا تو حانث نہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی اور اگر مولی نے غلام سے کہا کہ جب تو مجھے ہزار درم ادا کردے تو تو آزاد ہی پھر غلام نے مولی سے کہا کہ تو بجائے اُسکے مجھ سے سو دینار لے لے پس مولی نے لے لیے تو غلام آزاد نہوگا الا آنکہ مولی نے اُسکی درخواست مذکور کے وقت کہا ہو کہ اگر تونے مجھے یہ ادا کیے تو تو آزاد ہی تو بسبب اس دوسری قسم کے آزاد ہو جائیگا جیسے کہ اگر مولی نے کہا کہ جب تو مجھے ہزار درم ادا کردے تو تو آزاد ہی پھر کہا کہ اگر تو مجھے پانچ سو درم ادا کردے تو تو آزاد ہی پس اُسنے پانچ سو درم ادا کردیے تو بسبب دوسری قسم کے آزاد ہوگا یہ محیط مین ہی - اور اگر مولی مر گیا تو غلام مذکور رقیق ہوگا کہ غلام مع اُسکی کمائی کے مولی کی میراث ہوگا اسواسطے کہ غلام اور جو کچھ اُسنے کمایا ہو مولی کی ملک ہی - اور اس کمائی مین سے غلام کی طرف سے ادا نہ کیا جائیگا یہ نہر الفائق مین ہی - اور اگر مولی نے کہا کہ اگر تونے مجھے ہزار درم ادا کردیے تو تو آزاد ہی پھر اس غلام کو فروخت کیا پھر مولی نے اُسکو خرید کیا یا بسبب عیب یا خیار رویت یا خیار شرط کے مولی کو واپس دیا گیا پھر غلام مذکور ہزار درم لایا تو مولے اُسکے قبول کرنے پر مجبور نہ کیا جائیگا اور اگر اُسنے قبول کرلیے تو غلام آزاد ہو جائیگا یہ شرح زیادات عتابی مین ہی - اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ جب تو مجھے ہزار درم ادا کردے تو تو آزاد ہی پس غلام نے کسی سے ہزار درم قرض لیکر مولی کو دیدیے تو غلام آزاد ہوگیا اور قرضخواہ مذکور مولی سے رجوع کرکے اپنے ہزار درم وصول کرلیگا یہ ذخیرہ مین ہی - اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ جب تو مجھے فلان چیز اسباب مین سے دیدے تو تو آزاد ہی پس غلام نے یہ چیز دیدی تو آزاد ہو جائیگا لیکن جاننا چاہیے کہ اگر یہ چیز ایسی ہو کہ صورت کتابت مین بدل کتابت ہوسکتی ہی تو مولے اُسکے قبول کرنے پر مجبور کیا جائیگا اور اگر

مجھے ہزار درم مین ۱۲

صورت کتابت مین بدل کتابت ہونے کی صلاحیت نہ رکھتی ہو تو مولے اُسکے قبول کرنے پر مجبور نہ کیا جائیگا لیکن اگر
اُسنے قبول کرلیا تو غلام آزاد ہو جائیگا یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر غلام سے کہا کہ اگر تو نے مجھے ایک کپڑا ادا کر دیا یا کہا کہ
اگر تو نے مجھے دراہم ادا کر دیے تو تو آزاد ہی پس غلام نے ایک کپڑا لاکر دیدیا یا تین درم یا زیادہ لاکر دیدیے تو مولے
اسکے قبول کرنے پر مجبور نہ کیا جائیگا اور باوجود اسکے اگر اُسنے اسکو قبول کرلیا تو شرط پائی جانے کی وجہ سے آزاد
ہو جائیگا یہ کافی مین ہی۔ اور اگر کہا کہ جب فلان آوے پس تو مجھے ہزار درم ادا کردے تو تو آزاد ہی پس فلان
آیا اور اُسنے ہزار درم ادا کیے تو مولے اُسکے قبول کرنے پر مجبور کیا جائیگا پھر دیکھا جائیگا کہ اگر یہ ہزار درم ایسے ہون کہ غلام نے
فلان کے آنے سے پہلے کمائے ہین تو غلام مذکور آزاد تو ہو جائیگا مگر مولی اس سے دوسرے ہزار درم لے لیگا یہ
شرح زیادات عتابی مین ہی۔ اور اگر غلام سے کہا کہ جب تو نے مجھے ایک غلام دیدیا تو تو آزاد ہوا اور یہ نہ تبلایا
کہ کس قیمت کا غلام یا کس جنس کا غلام تو یہ جائز ہی اور جب غلام کی طرف سے قبول پایا گیا تو اُسکے ذمہ ایک غلام
ثابت ہوگا پھر اگر وہ اوسط درجہ کا ایک غلام لایا تو مولے اسکے قبول کرنے پر مجبور کیا جائیگا اور اسی طرح اگر اعلی درجہ
کا لایا تو بھی یہی حکم ہی اور اگر ادنے درجہ کا لایا تو مجبور نہ کیا جائیگا ولیکن اگر مولے نے قبول کرلیا تو غلام آزاد ہو جائیگا
اور اگر غلام ایک اوسط درجہ کے غلام کی قیمت لایا تو مولے اُسکے قبول پر مجبور نہ کیا جائیگا اور اگر مولے نے اسکو پسند
کرکے قبول کرلیا تو غلام آزاد نہوگا۔ اور اگر کہا کہ جب تو نے مجھے ایک اوسط درجہ کا غلام دیدیا یا کہا کہ اوسط درجہ
کا ایک کر گیہون دیا تو تو آزاد ہی پھر غلام اعلی درجہ کا غلام یا کر گیہون لایا تو مولے اُسکے قبول کرنے پر مجبور کیا جائیگا
اور اگر قبول کیا تو غلام آزاد نہوگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر کہا کہ اگر تو نے مجھے سپید تھیلی مین ادا کیے تو تو آزاد ہی پس
غلام نے سوائے سپید کے دوسری تھیلی مین ادا کیے تو آزاد نہوگا یہ سراجیہ مین ہی۔ اور اگر اپنی باندی سے کہا کہ
جب تو نے مجھے ہزار درم ماہواری سو درم کرکے ادا کر دیے تو تو آزاد ہی اور باندی نے قبول کیا تو یہ مکاتبت نہین
ہی اور جبتک اُسنے ادا نہیں کیے ہین تب تک مولی کو اسکے فروخت کر دینے کا اختیار ہی اور اگر باندی نے ایک مہینہ
خالی دیا کہ کچھ ادا نہین کیا پھر ادا کیا تو آزاد نہوگی۔ اور یہ ابوحفص کی روایت مین مذکور ہی اور یہی صحیح ہی اور اسکی
صحت کی دلیل یہ ہی کہ اگر باندی سے کہا کہ جب تو نے مجھے اس مہینہ مین ہزار درم ادا کر دیے تو تو آزاد ہی پھر اُسنے
اس مہینہ مین ادا نہ کیے اور دوسرے مہینے مین ادا کیے تو آزاد نہوگی یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر مولی نے کہا کہ مین نے
تجھے اس چیز پر جو اس صندوق مین ہی درمون سے آزاد کیا تو غلام آزاد ہو جائیگا اور اسپر اپنی قیمت واجب
ہوگی یہ سراجیہ مین ہی۔ اور اگر غلام سے کہا کہ میری و میرے پسر کی ایکسال تک خدمت کردے تو تو آزاد ہی یا
کہا کہ جب تو نے میری اور میرے پسر کی ایکسال خدمت کردی تو تو آزاد ہی پھر مولے سال گذرنے سے پہلے مرگیا تو
غلام آزاد نہوگا اور اسی طرح اگر پسر مرگیا تو بھی اُسکے مرنے سے شرط عتق کی جاتی ہی پھر اُسکے بعد وہ آزاد نہوگا یہ مبسوط
مین ہی۔ اور اگر غلام سے کہا کہ تو آزاد ہی اس شرط پر کہ تو چار برس میری خدمت کردے پس غلام نے قبول کرلیا تو
آزاد ہو گیا مگر اسپر چار برس اسکی خدمت کرنی واجب ہوگی اور اگر قبل خدمت کے مولی مرگیا تو خدمت باطل ہو گئی
اور امام اعظم و امام ابویوسف رح کے نزدیک غلام پر اپنی قیمت واجب ہوگی۔ اور اگر ایکسال خدمت کے بعد
مولی مرا تو شیخین کے نزدیک غلام پر اسکی تین چوتھائی واجب ہوگی۔ اور اسی طرح اگر غلام مرگیا اور مال چھوڑا تو

شیخین کے نزدیک اسمین سے غلام کی قیمت مولی کو ادا کیجائیگی یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور اگر کہا کہ اگر تو نے ایکسال میری خدمت کر دی تو تو آزاد ہی پس غلام نے ایکسال سے کم خدمت کی یا خدمت کے عوض کوئی مال دیدیا تو آزاد نہوگا اور اگر کہا کہ اگر تو نے میری دو برس اولاد کی سال بھر خدمت کر دی تو تو آزاد ہی پھر سال مین اُسکی اولاد مین سے بعض مر گیا تو آزاد نہوگا یہ غایۃ السروجی مین ہی۔ اور اگر وصیت کے وقت اپنی باندی سے کہا کہ اگر تو نے میرے بیٹے و دختر کی اسوقت تک خدمت کر دی کہ وہ بلے بڑے ہوجاوین تو تو آزاد ہی پس اگر دونون صغیر ہون تو مراد یہ ہوگی کہ اسوقت تک خدمت کر دے کہ وہ دونون اوراک کو پہونچ جاوین اور اگر کبیر ہون تو اُسپر محمول ہوگا کہ دختر کی اسوقت تک خدمت کرے کہ اُسکا نکاح ہوجاوے اور پسر کی اسوقت تک کہ اسکو ایک باندی کا ثمن حاصل ہوجاوے یعنے بالغ ہوجاوین و اللہ اعلم ۱۲ اور اگر دختر کا نکاح ہوگیا اور پسر باقی رہا تو دونون کی خدمت کرے اور اگر دونون مین سے ایک مر گیا خواہ دونون صغیر تھے یا کبیر تھے تو وصیت باطل ہوگئی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر اپنی باندی سے کہا کہ جب تو نے مجھے ہزار درم ادا کر دیے تو تو آزاد ہی پھر اُسکے ایک بچہ پیدا ہوا پھر اُسنے ہزار درم ادا کیے تو اسکا بچہ اِسکے ساتھ آزاد نہوگا۔ اور اگر اُسنے ہزار درم مال مولی سے ادا کیے تو بسبب وجود شرط کے آزاد ہوجائیگی اور مولی کو اختیار ہوگا کہ اسکے مثل اُس سے لے لے۔ اور اگر مولی اس قول کے کہنے کے وقت کہ جب تو ہزار درم ادا کرے تو تو آزاد ہی بیمار ہو پس باندی نے کمائی کر کے مال مذکور ادا کیا پھر مولی اُسی مرض سے مر گیا تو قیاساً مولی کے تہائی مال سے آزاد ہوگی اور استحساناً اُسکے پورے مال سے آزاد ہوگی اور اگر مولی نے کہا کہ ہر گاہ تو مجھے ہزار درم ادا کر دے تو تو آزاد ہی پھر قبل ادا کرنے کے مولی مر گیا تو یہ قول باطل ہوگیا یہ مبسوط مین ہی۔ ایک مرد نے دوسرے سے کہا کہ اپنی اس باندی کو آزاد کر دے ہزار درم پر بدین شرط کہ مجھ سے اسکا نکاح کر دے پس مولی نے اُسکو آزاد کر دیا پھر باندی آزاد شدہ نے اس مرد سے نکاح کرنے سے انکار کیا تو عتق از جانب مولی واقع ہوگا اور مرد مذکور پر کچھ واجب نہوگا۔ اور اگر مرد مذکور نے یون کہا کہ اپنی باندی کو میری طرف سے ہزار درم پر آزاد کر دے اور باقی مسئلہ بحالہ ہو تو ہزار درم اُسکی قیمت اور اُسکے مہر مثل پر تقسیم ہونگے پس جو کچھ اُسکی قیمت کے حصہ مین پڑین وہ جس سے کہا تھا ۱۲ مرد مذکور پر واجب ہونگے اور جسقدر مہر مثل کے پڑتے مین پڑین وہ اول صورت مین ساقط ہونگے اور اگر باندی مذکورہ نے اسکے ساتھ نکاح کر لیا تو ہزار مین سے جو کچھ اُسکی قیمت کے پڑتے مین پڑین وہ اول صورت مین ساقط ہونگے اور دوسری صورت مین مولی کے ہونگے اور جسقدر مہر مثل کے پڑتے مین پڑین وہ دونون صورتون مین باندی کا مہر ہونگے یہ کافی مین ہی۔ اور اگر اپنی ام ولد کو بدین شرط آزاد کیا کہ اسکے ساتھ اپنا نکاح کر لے پس ام ولد نے قبول کیا تو آزاد ہوجائیگی پھر اگر مولی سے اپنا نکاح کرنے سے انکار کیا تو اُسپر سعایت واجب نہوگی۔ اور اگر باندی کو اس شرط پر آزاد کیا کہ اُسکے ساتھ نکاح کر دے پھر اُسنے اسکے ساتھ نکاح کرنے سے انکار کیا تو باندی پر اپنی قیمت کے واسطے سعایت واجب ہوگی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ ایک عورت نے اپنے غلام سے کہا کہ مین نے تجھے ہزار درم پر آزاد کیا بدین شرط کہ تو دس درم کے مجھے اپنے نکاح مین لے لے پس اُسنے قبول کیا پھر اُس سے نکاح کرنے سے انکار کیا تو اُسپر ہزار درم واجب ہونگے اور اگر اُسکی قیمت ہزار سے زیادہ ہون تو پوری قیمت کے واسطے سعایت کریگا۔ اور اگر عورت نے کہا کہ مین نے تجھے آزاد کیا بدین شرط کہ تو مجھے اپنے نکاح مین لے اور ہزار درم میرا مہر دے پس اُسنے قبول کیا پھر نکاح کر لینے سے انکار کیا تو آزاد ہوجائیگا اور اسپر اپنی قیمت کے واسطے سعایت واجب ہوگی اور اگر عورت نے سو درم پر

نکاح کرلیا اور وہ راضی ہوگئی تو غلام مذکور پر سعایت واجب نہوگی اور اگر غلام نے اُس سے ہزار درم پر نکاح کرنے کو کہا مگر عورت نے انکار کیا تو بھی غلام پر سعایت لازم نہوگی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر اپنے دو غلامون سے کہا کہ جب تم دونون ہزار درم ادا کردو تو تم آزاد ہو۔ تو دونون کے ادا کرنے کا اعتبار ہی۔ اور اگر ایک نے سب مال اپنے پاس سے ادا کیا باین طور کہ کہا کہ پانچ سو درم میری طرف سے اور پانچ درم مین بطور احسان کے اپنے ساتھی کی طرف سے دیتا ہون تو آزاد نہونگے لیکن اگر اُسنے کہا کہ پانچ سو درم میری طرف سے اور پانچ درم میرے ساتھی نے بھیجے ہین تو اسوقت دونون آزاد ہوجاوینگے۔ اور اگر کسی اجنبی نے ہزار درم ادا کیے تو یہ دونون آزاد نہونگے الا آنکہ یون کہے کہ مین ان دونون کی آزادی کے واسطے ہزار درم دیتا ہون یا کہا کہ بدین شرط کہ وہ دونون آزاد ہین تو مولی کے قبول کرلینے سے وہ دونون آزاد ہوجاوینگے اور اس ادا کرنیوالے کو یہ اختیار ہوگا کہ مولی سے یہ مال لے لے یہ محیط مین ہی۔ اور اگر کسی نے اپنے دو غلامون سے کہا کہ تم مین سے ایک بعوض ہزار درم کے آزاد ہی تو جبتک دونون اس مجلس مین قبول نہ کرین تب تک کوئی آزاد نہوگا پس اگر دونون نے قبول نہ کیا یہان تک کہ کھڑے ہوگئے تو ایجاب مذکور باطل ہوگیا اور اگر دونون مین سے ایک نے قبول کیا اور دوسرے نے قبول نہ کیا تو آزاد نہوگا اور اگر دونون نے قبول کیا مگر اسطرح کہ ہر ایک نے کہا کہ بعوض پانچ سو درم کے مین نے قبول کیا تو دونون مین سے کوئی آزاد نہوگا۔ اور اگر دونون مین سے ہر ایک نے کہا کہ مین نے بعوض ہزار درم کے قبول کیا یا ہزار درم کا لفظ نہ کہا یا ایک نے کہا کہ مین نے ہزار درم کے عوض قبول کیا تو مولی سے کہا جائیگا کہ تو بیان کر پس جب اُسنے ان دونون مین سے ایک کا عتق بیان کیا تو وہ آزاد ہوگا اور اسپر ہزار درم لازم آوینگے اور اگر قبل بیان کے مرگیا تو یہ رقبہ ان دونون مین برابر تقسیم ہوگا پس ہر ایک مین سے نصف آزاد ہوگا بعوض پانچ سو درم کے اور باقی نصف کے واسطے ہر ایک سعایت کریگا یہ شرح طحاوی مین ہی۔ ایک مرد نے اپنے دو غلامون سے کہا کہ تم مین سے ایک بعوض ہزار درم کے آزاد ہی پس دونون نے کہا کہ ہمنے قبول کیا پھر کہا کہ تم دونون مین سے ایک بعوض پانچ سو کے آزاد ہی پس دونون نے کہا کہ ہمنے قبول کیا تو پہلا ایجاب صحیح ہوا اور دوسرا باطل ہی اور جب کلام اول صحیح ہوا تو جبتک مولی زندہ ہی بیان کے واسطے اسکی طرف رجوع کیا جائیگا اور جب وہ قبل بیان کے مرگیا تو عتق ان دونون مین شائع ہوگیا اور مال بھی عتق کی تبعیت مین شائع ہوجائیگا پس ہر ایک کا نصف حصہ بعوض پانچ سو درم کے آزاد ہوگا اور ہر ایک اپنی نصف قیمت کے واسطے سعایت کریگا۔ اور اگر کہا کہ تم دونون مین سے ایک بعوض ہزار درم کے آزاد ہی پس ہنوز ان دونون نے قبول نہ کیا تھا کہ اُسنے کہا کہ تم دونون مین سے ایک بعوض سو دینار کے آزاد ہی پھر دونون نے قبول کیا تو دونون ایجاب صحیح ہونگے۔ اور جب دونون صحیح ہوئے اور دونون نے قبول کیا تو انکا قبول ان دونون کلامون کی طرف راجع کیا جائیگا اور مولی کو اختیار دیا جائیگا چاہے دونون پر بعوض ہر دو مال کے عتق واقع کرے اور چاہے دونون مین سے ایک پر بعوض دونون مالون کے عتق واقع کرے اور بیان مولی کے [یعنی ہزار درم و سو دینار ۱۲] اوپر ہی جسکو چاہے بیان کرے۔ اور اگر قبل بیان کے مرگیا تو ہر ایک کا تین چوتھائی حصہ بعوض نصف دونون مالون کے آزاد ہوگا اور ہر ایک اپنی چوتھائی قیمت کے واسطے سعایت کریگا یہ کافی مین ہی۔ اور اگر اپنے غلام معین سے کہا کہ تو ہزار درم پر

آزاد ہی پھر قبل اسکے کہ وہ قبول کرے اسکو اور ایک دوسرے اپنے غلام کو جمع کرکے کہا کہ تم مین ایک بعوض سو دینار کے آزاد ہی پس دونون نے کہا کہ ہمنے قبول کیا تو مولی کو اختیار ہی چاہے ہر دو کلام کو اول غلام معین کی طرف راجع کرے اور وہ بعوض ہر دو مال کے آزاد ہوگا اور چاہے ہر دو کلام مین سے ایک کلام کو دوسرے غلام کی طرف راجع کرے اور معین مذکور بعوض ہزار درم کے اور غیر معین بعوض سو دینار کے آزاد ہوگا اور اگر قبل بیان کے مولی مر گیا تو معین مذکور پورا آزاد ہوگا اور غیر معین مین سے نصف حصہ بعوض پچاس دینار کے آزاد ہوگا۔ اور یہ حکم اسوقت ہی کہ معین و غیر معین کی شناخت ہو اور اگر معلوم نہون اور ہر ایک نے دونون مین سے دعوے کیا کہ مین ہی اول معین ہون تو ہر ایک مین سے تین چوتھائی حصہ بعوض ہر دو مال کے نصف کے آزاد ہوگا یعنی ہزار درم کا نصف و سو دینار کا نصف ہر ایک پر واجب ہوگا اور ہر ایک اپنی چوتھائی قیمت کے واسطے سعایت کریگا۔ اور اگر اپنے دو غلامون سے کہا کہ تم مین سے ایک بعوض ہزار درم کے اور دوسرا بعوض پانچ سو درم کے آزاد ہی پس اگر دونون نے ساتھ کہا کہ ہمنے قبول کیا یا ہر ایک نے کہا کہ مین نے دونون مالون کے عوض قبول کیا یا ہر ایک نے کہا کہ مین نے ہر دو مال مین سے زیادہ کے عوض قبول کیا تو دونون آزاد ہوجاوینگے پس دونون مین سے ہر ایک کے ذمہ پانچ سو درم لازم آوینگے اور اگر دونون مین سے ایک نے زیادہ مال اور دوسرے نے کم مال کے عوض قبول کیا تو وہی آزاد ہوگا جس نے دونون مالون مین سے زیادہ کے عوض قبول کیا ہی پس اُسپر پانچ سو درم لازم آوینگے کذا فی البدائع اور اگر دونون نے ہر دو مال مین سے کم کے عوض قبول کیا تو کوئی آزاد نہوگا یہ شرح طحاوی مین ہی۔[یعنی موسی مذکورہ کے موافق ۱۲] اور اگر دو غلامون سے کہا کہ تم مین سے ایک بعوض ہزار درم کے اور دوسرا بعوض ہزار درم کے آزاد ہو پس ایک نے کہا کہ مین نے قبول کیا یعنی مطلقاً کہا یا یون کہا کہ مین نے دو ہزار درم کے عوض قبول کیا تو وہ آزاد ہوجائیگا اور اگر کہا کہ بعوض ہزار درم کے قبول کیا تو آزاد نہوگا اور اگر ہر دو مال از روی جنس کے مختلف ہون مثلاً کہا کہ تم مین سے ایک بعوض ہزار درم کے اور دوسرا بعوض سو دینار کے آزاد ہی پس ایک نے قبول کیا اسطرح کہ مین نے بعوض ہزار درم کے قبول کیا تو آزاد نہوگا اور اگر اُسنے مطلقاً کہا کہ مین نے قبول کیا یا کہا کہ مین نے دونون مالون کے عوض قبول کیا تو آزاد ہوجائیگا اور غلام کو اختیار ہوگا کہ دونون مین سے جسکو چاہے اپنے ذمہ لازم کرے یہ شرح زیادات عتابی مین ہی۔ اور اگر کہا کہ تم مین سے ایک بعوض ہزار درم کے آزاد ہی اور دوسرا مفت آزاد ہی پس دونون نے ایک ساتھ قبول کیا تو دونون مفت آزاد ہوجاوینگے اور اگر ایک نے بعوض ہزار درم کے قبول کیا تو مولے سے کہا جائیگا کہ تو نے جو ایجاب بغیر بدل کیا ہی اسکو انمین سے ایک کی طرف راجع کر پس اگر اُسنے قبول کرنے والے کے سوائے دوسرے کی طرف راجع کیا تو وہ مفت آزاد ہوگیا اور قبول کنندہ بعوض ہزار درم کے آزاد ہوا اور اگر اُسنے قبول کرنیوالے کی طرف راجع کیا تو وہ مفت آزاد ہوگیا اور دوسرا بعوض بدل ہزار درم کے آزاد ہوگا بشرطیکہ وہ اسی مجلس مین قبول کرے۔ اور اسی طرح اگر دونون مین سے کسی نے قبول نہ کیا یہان تک کہ مولی نے جو ایجاب مفت ہی انمین سے ایک کی طرف راجع کیا تو وہ مفت آزاد ہوجائیگا اور دوسرا معاوضہ سے آزاد ہوگا بشرطیکہ اسنے مجلس مین قبول کیا ہو ورنہ آزاد نہین ہوسکتا ہی اور اگر مولی قبل بیان کے مر گیا تو جسنے قبول کیا ہی وہ سب

آزاد ہو جائیگا اور اُسپر پانچ سو درم لازم ہونگے اور دوسرے کا نصف حصہ آزاد ہوگا اور اپنی نصف قیمت کیواسطے
سعایت کریگا یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر دونون سے کہا کہ تم مین سے ایک بعوض ہزار درم کے آزاد ہی اور دوسرا
بعوض سو دینار کے پس دونون نے ساتھ ہی قبول کیا تو دونون آزاد ہو جاوینگے اور انپر کچھ لازم نہوگا۔ اور
اگر کہا کہ تم مین سے ایک مفت آزاد ہی تم مین سے ایک بعوض سو دینار کے آزاد ہی پس دونون نے قبول کیا تو
دونون مین سے ایک مفت آزاد ہو جائیگا اور مولی کو اختیار ہوگا کہ جسکو چاہے معین کرے اور دوسرا ایجاب
باطل ہو گیا۔ اور اسی طرح اگر کہا کہ تم مین سے ایک بعوض ہزار درم کے آزاد ہی پس دونون نے قبول کیا پھر
کہا کہ تم مین سے ایک مفت آزاد ہی تو ایجاب اول صحیح ہوا اور مولی مختار ہوگا کہ جسکو چاہے معین کرے اور دوسرا
ایجاب باطل ہی۔ اور اگر کہا کہ تم مین سے ایک بعوض ہزار کے آزاد ہی تم مین سے ایک مفت آزاد ہی پس دونون
نے قبول کیا تو مفت آزاد ہو جاوینگے اور کسی پر کچھ واجب نہوگا اسواسطے کہ جسپر بدل واجب ہوا وہ مجہول ہی یہ
کافی مین ہی۔ اور اگر اپنے دو غلام سے کہا کہ ای میمون تو آزاد ہی ای مبارک ہزار درم پر تو یہ مال اخیر پر واجب ہوگا
اور اگر کہا کہ ای مبارک مین نے تجھے مکاتب کیا ہزار درم پر ای میمون تو یہ کتابت اول پر ہوگی اسواسطے کہ
دوسرے کی ندا کرنے سے پہلے جملہ تمام ہوگیا ہی۔ ایک شخص کے تین غلام ہین پس اُسنے کہا کہ تم مین سے ایک آزاد
ہی سو درم پر اور دوسرا دو سو درم پر اور تیسرا تین سو درم پر پھر ان سب نے تین سو مین قبول کیا اور مولی قبل
بیان کے مر گیا اور یہ امر اسکی صحت مین واقع ہوا تھا تو سب آزاد ہو جاوینگے مگر ہر ایک اپنی دو تہائی قیمت اور
سو کی تہائی کے واسطے سعایت کریگا۔ اور اگر سب نے دو سو مین قبول کیا تو ہر ایک اپنی دو تہائی قیمت اور دو سو کی
تہائی کے واسطے سعایت کریگا اور اگر انھون نے فقط تین سو مین قبول کیا تو ہر ایک کا تہائی حصہ آزاد ہوگا اور اپنی
دو تہائی قیمت اور سو درم کے واسطے سعایت کریگا۔ اور اگر دو غلامون مین سے ایک سے کہا کہ تو آزاد ہی ہزار مین سے
اپنے حصہ پر کہ جب ہزار تجھپر اور دوسرے کی قیمت پر تقسیم کیے جاوین پس اُسنے قبول کیا تو آزاد ہوگا اور شیخین کے
نزدیک اُسپر اسکی قیمت واجب ہوگی اور امام محمد رح کے نزدیک ہزار سے زیادہ نہ ملیگی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور
اگر کہا کہ تو آزاد ہی بعد میری موت کے ہزار درم کے عوض تو قبول کرنا اسکی موت کے بعد ہوگا اور جب اُسنے بعد
موت مولی کے قبول کیا تو آزاد نہو جائیگا جبتک وارث یا وصی آزاد نہ کرے یا وارث کے انکار پر قاضی آزاد کر
اور یہی اصح ہی اور اسکی ولا میت کی ہوگی اور اگر وارث نے اُسکو کفارہ میت سے آزاد کیا تو کفارہ سے آزاد
نہوگا بلکہ میت کی طرف سے آزاد ہوگا یہ نہر الفائق مین ہی۔ پھر جاننا چاہیے کہ وصی کا اس غلام کا آزاد کرنا تحقیقاً
صحیح ہی یعنے خالص بلا تعلیق آزاد کر دے اور تعلیقاً نہین صحیح ہی چنانچہ اگر یون کہا کہ جب تو اس دار مین داخل ہو تو تو
آزاد ہی تو وہ آزاد نہوگا اور وارث اسکو تحقیقاً و تعلیقاً دونون طرح آزاد کر سکتا ہی چنانچہ اگر کہا کہ جب تو اس دار
مین داخل ہو تو آزاد ہی تو صحیح ہی اور دار مین داخل ہونے پر آزاد ہو جائیگا یہ غایۃ البیان مین ہی۔ اور اگر مولی
نے کہا کہ جب مین مرا تو تو ہزار پر آزاد ہی یا کہا کہ جب تو نے بعد میری موت کے ہزار درم مجھے ادا کیے تو تو آزاد ہی
پس اُسنے مولی کی موت کے بعد ہزار درم اُسکے وارث کو دیے تو وہ اعتاق کا مستحق ہوگا یہ تمرتاشی مین ہی۔ اور اگر
اپنے غلام سے کہا کہ میری موت کے بعد ایک حج میری طرف سے کر اور تو آزاد ہی اور اسکے سوا اُسکا کچھ مال

نہین ہی تو مولی کی طرف سے ایک حج وسط ادا کرے پھر وارث اُسکو آزاد کر دیگا اور وہ اپنی دو تہائی قیمت کے واسطے سعایت کریگا۔ اور اگر باوجود اسکے میت نے کسی کے واسطے اپنے تہائی مال کی وصیت کی ہو تو یہ تہائی اس موصی لہ اور غلام کے درمیان چار حصے ہوگی جسمین سے تین حصہ غلام کے اور آزاد ہونگے اور باقی ایک حصہ کے واسطے موصی لہ کے لیے سعایت کریگا اور کل کی دو تہائی کے واسطے وارثون کے لیے سعایت کریگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ میری موت کے بعد میرے وصی کو ایک حج کی قیمت دے کہ وہ میری طرف سے اُس سے حج ادا کر دے اور تو آزاد ہی تو درمیانی درجہ کے حج کی قیمت رکھی جائیگی یعنے اس کلام سے مراد یہ ہوگی اور جب اُسنے درمیانی درجہ کی قیمت ادا کر دی تو اُسکا اعتاق واجب ہوا اور عتق کا نافذ کرنا حج ادا ہونے تک موقوف نہ رہیگا اور جب وہ آزاد ہوگیا تو دیکھا جائیگا کہ اگر درمیانی حج کی قیمت اُسکی قیمت کے برابر یا زیادہ ہو تو اُسپر سعایت واجب نہوگی۔ پھر وصی مذکور میت کی طرف سے اس قیمت سے تہائی سے حج کرا دیگا جہان سے ہو سکے۔ اور اگر باوجود اسکے اُسنے کسی کے واسطے تہائی مال کی وصیت بھی کی ہو تو دو تہائی قیمت حج وارثون کی اور تہائی درمیان موصی لہ اور حج کے چار حصے ہوگی جسمین سے تین حصے حج کے واسطے اور ایک حصہ موصی لہ کو دیا جائیگا۔ اور اگر حج کی قیمت غلام کی دو تہائی قیمت ہو تو تہائی غلام خود غلام کے واسطے وصیت بھی ہوگیا پس یہ تہائی اس غلام اور موصی لہ و حج کے درمیان چار حصے ہوگی جسمین سے ایک حصہ غلام کو وصیت مین ملیگا کہ جو آزاد ہو جائیگا اور ایک حصہ موصی لہ کو ملیگا اور دو حصے حج کے واسطے ہونگے جہان سے پہونچ سکے یعنی غلام موصی لہ و حج کے حصص کے واسطے سعایت کر کے ادا کریگا یہ شرح زیادات عتابی مین ہی اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ میرے وصی کو ایک حج کی قیمت دے پھر جب تو نے دی اور میری طرف سے حج ادا کر دیا گیا تو تو آزاد ہی تو ایسی صورت مین حج ہو جانے تک اُسکی تنفیذ عتق موقوف رہیگی اور اگر غلام حج وسط کی قیمت لایا تو وصی اسکے قبول کرنے پر مجبور نہین کیا جائیگا اور جب اُسنے ادا کر دی اور حج ہوگیا تو عتق کا نافذ کرنا واجب ہوا اور جب وہ آزاد ہوگیا تو وارثون کے واسطے اپنی دو تہائی قیمت کے لیے سعایت کریگا خواہ حج کی قیمت کم ہو یا زیادہ ہو اور جو کچھ غلام نے وصی کو دیا ہی اُسمین سے وارث لوگ کچھ نہین لے سکتے ہین اور قبل حج کے اُس سے سعایت نہین کرا سکتے ہین اور اگر باوجود اسکے میت نے کسی کے واسطے اپنے تہائی مال کی وصیت کی ہو تو جو کچھ غلام نے ادا کیا ہی وصی اُس سے حج کرا دیگا پھر غلام کو آزاد کر دیگا پھر غلام اپنی دو تہائی قیمت کے واسطے وارثون کے لیے اور تہائی کی چوتھائی قیمت کے واسطے موصی لہ کے لیے سعایت کریگا یہ کافی مین ہی۔ اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ بعد میری موت کے میری طرف سے ایک حج کر اور تو آزاد ہی پھر مولی شوال مین مر گیا پس غلام نے حج کے واسطے جانا چاہا تو وارثون کو اختیار ہی کہ اس سال اُسکو منع کرین بلکہ آیندہ سال تک تاخیر کرے پس غلام مذکور دو تہائی خدمت سے اُسکا حق پورا کر دیگا پھر اپنی ایک تہائی سے حج ادا کر دیگا چنانچہ اگر مولی حج کو جانے کے وقت چار مہینے پہلے مر گیا اور حج کی آمد و رفت کی مسافت دو مہینہ ہی تو چار مہینہ وارثون کی خدمت کریگا اور دو مہینہ حج کے واسطے صرف کریگا تاکہ تہائی و دو تہائی ٹھیک ہو جاوے اور اگر مولے شوال مین مرا اور وارثون نے غلام سے کہا کہ تو حج کو جا ورنہ ہم تجکو فروخت کرتے ہین پس وہ نہ گیا تو وصیت بدون اسکی رضامندی کے باطل نہوگی۔ اور اگر مولے نے کہا کہ تو اسی سال میری طرف سے حج کر دے اور تو آزاد ہی پھر مولی شوال مین مر گیا تو وارثون کو اختیار ہی

کہ بسبب اپنے دو تہائی حق خدمت کے اسکو اس سال جانے سے منع کرین پھر جب اُنھون نے اسکو روکا اور وقت گذر گیا تو اُسکی وصیت باطل ہوگئی بسبب شرط عتق جاتے رہنے کے یعنی اسی سال حج کردینا۔ اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ میری موت کے بعد پانچوین برس حج کردے اور تو آزاد ہی تو وہ برابر وارثون کی خدمت کرتا رہیگا یہانتک کہ یہ سال آوے پھر جب یہ سال آیا تو جاکر حج کرے اور بعد فراغ کے اسکا اعتاق واجب ہوا پس بعد آزادی کے وہ وارثون کے لیے اپنی دو تہائی قیمت کے واسطے سعایت کریگا۔ اور اگر غلام سے کہا کہ مجھے ہزار درم ادا کردے مین اُس سے حج کرونگا پس تو آزاد ہی تو آزاد ہونا ادا ے ہزار درم پر موقوف ہوگا نہ ادا ے حج پر بخلاف اسکے اگر کہا کہ جب تو نے مجھے ہزار درم ادا کیے جس سے مین نے حج کرلیا تو تو آزاد ہی تو جبتک حج نہ کرلیگا تب تک آزاد نہوگا یہ شرح زیادات عتابی مین ہی۔ فقیہ ابوجعفر رحمہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنے غلام سے کہا کہ تو میری طرف سے ایک روزہ رکھ اور تو آزاد ہی یا کہا کہ میری طرف سے دو رکعت نماز پڑھ اور تو آزاد ہی تو فرمایا کہ غلام آزاد ہوگیا خواہ اُسنے روزہ رکھا ہو یا نہ رکھا ہو نماز پڑھی ہو یا نہ پڑھی ہو یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر اپنے وارثون سے کہا کہ جب تمکو میرے فلان غلام نے میری موت کے بعد ایک کر گیہون ادا کردیے تو وہ آزاد ہی یا کہا کہ تو اسکو آزاد کرو پھر غلام مذکور پردی ایک کر گیہون لایا اور وارث نے قبول کرلیے تو آزاد نہوگا اور اگر دریانی درجہ کے لایا تو بھی آزاد نہوگا جبتک وارث یا وصی یا قاضی آزاد نہ کرے یہ کافی مین ہی۔

چھٹا باب تدبیر کے بیان مین۔ قال المترجم مراد تدبیر سے یہ ہی کہ غلام کی آزادی کو اپنی موت کے بعد پر معلق کرنا یعنے بعد مرنے کے آزاد ہی ویرجع الی المقدمۃ۔ تدبیر دو نوع پر ہی مطلق و مقید **تدبیر مطلق** یہ ہی کہ غلام کا عتق فقط اپنی موت پر معلق کیا بدون انضمام کسی دوسری چیز کے کذا فی الینابیع مثلاً کہا کہ تو مدبر ہی اور اسکے واسطے چند الفاظ ہین کہ کبھی بصریح لفظ ہوتا ہی مثلاً کہا کہ تو مدبر ہی یا مین نے تجھے مدبر کیا اور کبھی بلفظ تحریر و اعتاق ہوتا ہی جیسے کہا کہ تو حر ہی بعد میری موت کے یا مین نے تجھے محرر کیا بعد اپنی موت کے یا تو معتق یا عتیق ہی بعد میری موت کے اور کبھی بلفظ یمین ہوتا ہی مثلاً کہا کہ اگر مین مرگیا تو تو آزاد ہی یا کہا کہ جب مین مرگیا یا ہرگاہ کہ مین مرگیا یا کہا کہ اگر میرے واسطے حادثہ واقع ہوا یا ہرگاہ میرے واسطے حادثہ واقع ہوا تو تو آزاد ہی اور اسیطرح اگر ان الفاظ مین بجاے موت کے لفظ وفات یا ہلاک ذکر کیا تو بھی یہی حال ہی اور کبھی بلفظ وصیت ہوتی ہی اور اسکی یہ صورت ہی کہ غلام کے واسطے اُسکے نفس کی وصیت کرے یا اُسکے رقبہ کی یا اسکی عنق یعنی گردن کی یا ایسی وصیت کی کہ منجملہ اسکے وہ اپنے رقبہ کل کا یا بعض کا مستحق ہوا مثلاً کہا کہ مین نے تیرے واسطے وصیت کی تیرے نفس کی یا تیرے رقبہ کی یا تیری گردن کی یا اور ایسا لفظ کہا کہ جس سے تمام بدن سے تعبیر کیجاتی ہو اور اسی طرح اگر اُس سے کہا کہ مین نے تیرے واسطے اپنے تہائی مال کی وصیت کی تو یہ بھی تدبیر ہی یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر اپنے غلام کے واسطے اپنے مال سے ایک سہم کی وصیت کی تو آزاد ہوگا اور اگر ایک جزو کی وصیت کی تو نہین یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ تو مدبر ہی بعد میری موت کے تو فی الحال سے مدبر ہوجائیگا اور اسی طرح اگر کہا کہ مین نے تجھے آزاد کیا پس تو بعد میری موت کے حر ہی یا میری موت کے پیچھے حر ہی یا میری موت مین یا میری موت کے ساتھ حر ہی تو بھی یہی حکم ہی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور مدبر مطلق کا حکم یہ ہی کہ جبتک مولی زندہ ہی اسکا بیع و ہبہ نہین جائز تا آنکہ اسکو مہر قرار دے [illegible]

نکاح جائز ہی اور نہ اُسکا صدقہ دینا اور نہ رہن کرنا جائز ہی اور اُسکا آزاد کردینا یا مکاتب کردینا جائز ہی یہ سراج وہاج
مین ہی۔ اور اگر مدبر مطلق کو فروخت کیا اور قاضی نے جواز بیع کا حکم دیدیا تو اُسکی قضا نافذ ہو جائیگی اور یہ حکم قضاءً
مدبر کرنے کا فسخ کرنا قرار دیا جائیگا حتے کہ اگر بعد بیع کے کسی وجہ سے وہ کبھی اسکی ملک مین آگیا تو بعد اُسکی موت اسکے
آزاد نہوگا یہ ظہیریہ مین ہی اور مولی کو اُس سے خدمت لینے اور اسکو مزدوری پر دینے کا اختیار ہی اور اگر باندی کو
مدبرہ مطلقہ کیا تو اس سے وطی کرسکتا ہی اور اُسکا جس مرد سے چاہے نکاح کر دے سکتا ہی یہ کافی مین ہی۔ اور غلام
کی کمائیان اور مدبرہ کا مہر اور ارش سب مولی کا ہوگا یہ نیابیع مین ہی۔ اور جب مولی مرگیا تو مدبر اسکے تہائی مال سے
آزاد ہوگا حتے کہ اگر مولی کا کچھ مال سوائے اس مدبر کے نہو تو اپنی دو تہائی قیمت کے واسطے سعایت کریگا یہ کافی
مین ہی۔ اور اگر مولی پر اسقدر قرضہ ہو کہ اُسکے تمام مال کو مع رقبہ اس مدبر کے محیط ہو تو قرضخواہان مولی کے واسطے
مدبر کو اپنی تمام قیمت کے لیے سعی کریگا یہ غایۃ البیان مین ہی۔ اور مدبر کی ولا اسی کی ہوگی جسنے اُسکو مدبر کیا ہی
اور اُس سے منتقل نہوگی اگرچہ یہ غلام دوسرے کی طرف سے آزاد ہو گیا ہو اور اُسکی صورت یہ کہ مدبرہ باندی دو شریکون
مین مشترک ہی پھر اُسکے ایک بچہ پیدا ہوا اور اُسکے نسب کا ایک شریک نے دعوی کیا چنانچہ اس سے اس بچہ کا
نسب ثابت ہو گیا اور اُسنے اپنے شریک کو تاوان دیدیا پھر یہ ام ولد اسکے شریک کی موت کے بعد آزاد ہو گئی
تو اسکی ولا ان دونون شریکون کی ہوگی۔ اور اسی طرح اگر ایک غلام مدبر دو شریکون مین مشترک تھا پس اُسکو
ایک نے آزاد کردیا اور وہ مالدار ہی پس اُسنے شریک کو تاوان دیا تو اُسکی ولا نہ بدلیگی بلکہ دونون کی ہوگی یہ
الفیلح مین ہی۔ تدبیر مقید اسطرح ہی کہ اپنے غلام کا عتق اپنی موت پر معلق کرے مگر موت موصوف بصفتے یا موت اور کسی
اور شرط پر معلق کرے مثلاً یون کہا کہ اگر مین اپنے اس مرض مین مرجاؤن یا اپنے اس سفر مین مرجاؤن تو تو آزاد ہی
یا مثل اسکے کوئی صفت بیان کی جسمین احتمال ہی کہ اُسکی موت اس صفت کے ساتھ ہوگی یا نہوگی یا موت کے ساتھ کوئی
ایسی شرط ذکر کی جسکے واقع ہونے اور نہونے کا احتمال ہی تو ایسی تدبیر سے وہ مدبر مقید ہوگا یہ بدائع مین ہی۔ مدبر مقید
کا یہ حکم ہی کہ اگر وہ اس صفت یا شرط کے ساتھ مرا تو مثل معلق کے آزاد ہو جائیگا۔ اور مولی کو اپنی زندگی مین اختیار ہی
کہ ایسے مدبر کے ساتھ تمام طرح تصرفات بیع و تملیک وغیرہ عمل مین لادے یہ سراج وہاج مین ہی۔ حسن نے امام اعظم
رح سے روایت کی ہی کہ اگر مولی نے کہا کہ اگر مین مرگیا اور دفن کیا گیا یا غسل دیا گیا یا کفن دیا گیا تو تو آزاد ہی تو یہ
مدبر نہین ہی اور اگر وہ مرگیا درحالیکہ یہ اُسکی ملک مین تھا تو اُسکے حق مین مستحب ہی کہ تہائی مال سے آزاد کیا جاوے
یہ نیابیع مین ہی۔ اور منجلہ تدبیر مقید کے یہ ہی کہ اگر مین ایک سال ختم ہونے پر مرگیا یا اس سال تک مرگیا تو تو آزاد ہی
یہ ہدایہ مین ہی۔ اور اگر اتنی مدت کی قید لگائی کہ ایسے شخص کے اتنی مدت تک جینے کا احتمال نہین ہی مثلاً ساٹھ برس کے
مولی نے کہا کہ اگر مین سو برس کے بعد مرا تو تو آزاد ہی تو حسن بن زیاد کے نزدیک یہ مدبر مطلق ہی اور یہی مختار ہی
یہ تبیین مین ہی۔ اور اگر غلام سے کہا کہ تو آزاد ہی جس دن مین مرون اور اُسنے دن ہی دن مین مرنے کی نیت نہین
کی تو مدبر مطلق ہوگا اور اگر یہ نیت کی کہ دن مین مرون نہ رات مین تو مدبر مقید ہوگا یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر کہا کہ تو
آزاد ہی قبل میری موت کے ایک مہینہ پھر مہینہ گذرا پس وہ مرگیا تو بالاجماع آزاد ہو جائیگا ولیکن شیخ ابوبکر اسکاف
کے نزدیک تہائی سے آزاد ہوگا اور فقیہ ابوالقاسم نے کہا کہ تمام مال سے آزاد ہوگا اور یہی امام اعظم رح کا قول ہی

اور فقیہ ابو اللیث رحمہ نے فرمایا کہ یہی صحیح ہی یہ غیاثیہ مین ہی - اور اگر مہینہ گذرنے سے پہلے مرگیا تو آزاد نہوگا یہ شرح طحاوی مین ہی - اور اگر کہا کہ تو آزاد ہی میری موت سے ایک روز بعد تو یہ مدبر نہوگا اور مولے کو اسکے فروخت کرنے کا اختیار ہی اور اگر مولی ایسی حالت مین مرا کہ یہ غلام اُسکی ملک مین تھا تو ایک روز کے بعد اُسکے تہائی مال سے آزاد ہوگا اور بدون وارث کے آزاد کرنے کے آزاد نہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - اور استحساناً وارثون کو اسکے آزاد کردینے کا حکم کیا جائیگا یہ تہذیب مین ہی - اور اگر کہا کہ تو میری موت اور فلان کی موت کے بعد آزاد ہی یا کہا کہ بعد موت فلان و میری موت کے تو آزاد ہی تو یہ فی الحال مدبر مطلق نہوگا پس اگر فلان پہلے مرگیا اور ہنوز وہ غلام اُس مولی کی ملک مین ہی تو اب مطلق مدبر ہوجائیگا اور اگر مولی قبل موت فلان کے مرگیا تو وہ مدبر نہوگا اور وارثون کو اسکے فروخت کرنے کا اختیار ہوگا یہ محیط مین ہی - اور اگر کہا کہ انت حر الساعۃ بعد موتی تو بعد موت کے آزاد ہوگا یہ ظہیریہ مین ہی اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ کسی کو بعد میری موت کے تجھ کوئی راہ نہوگی (تو آزاد ہر اسیم بعد موت میری کے ۱۲) تو مشائخ نے فرمایا کہ وہ مدبر ہوجائیگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہی - حسن رح نے امام ابو یوسف رح سے روایت کی ہی کہ اگر کہا کہ تو فلان کی طرف سے مدبر ہی تو وہ اس مولے کی طرف سے مدبر ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر کہا کہ مین نے تیرے رقبہ کی تیرے واسطے وصیت کردی پس غلام نے کہا کہ مین نہین قبول کرتا ہون تو وہ مدبر ہوگیا اور اسکا رد کردینا کچھ نہین ہی یہ خزانۃ المفتین مین ہی - ایک شخص نے اپنے دو غلامون سے کہا کہ تم مین سے بعد میری موت کے آزاد ہی اور اسکے واسطے (اسواسطے کہ حقیقۃً وصیت نہین ہی ۱۲) سو درم کی وصیت ہی پھر وہ مرگیا تو دونون آزاد ہوجاوینگے اور سو درم کی وصیت دونون کے واسطے نصفا نصف ہوگی اور اگر کہا کہ تم دونون مین سے ہر ایک کے واسطے سو درم کی وصیت ہی تو صورت مذکورہ مین سو درم کی وصیت باطل ہوگی اسواسطے کہ دونون مین سے ایک غلام ہی پس اُسکے حق مین وصیت صحیح نہوگی یہ ظہیریہ مین ہی - اور اگر کہا کہ اگر مین تیرا مالک ہوا تو تو مدبر ہی پھر اُسکے حصہ کا مالک ہوا تو مدبر نہوجائیگا یہ عتابیہ مین ہی - اور اگر کسی باندی سے کہا کہ اگر مین نے تجھے خریدا تو تو میری موت کے بعد آزاد ہی یا کہا کہ اگر مین نے تجھے خریدا پھر مین مرگیا تو تو آزاد ہی پھر اُسکو خریدا تو وہ مدبرہ ہوجائیگی پھر اگر اسکو آزاد کردیا پھر وہ مرتد ہوکر دار الحرب مین چلی گئی پھر جہاد مین قید ہوکر آئی اور اس شخص نے اُسکو خریدا تو اب مدبرہ نہوگی چنانچہ اگر مولی مرگیا تو آزاد نہوجائیگی یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہی - اور اگر کسی باندی سے کہا کہ اگر مین تیرا مالک ہوا تو تو میری موت کے بعد آزاد ہی پھر اُسکے بچہ پیدا ہوا پھر اُس شخص نے اُسکو خریدا تو باندی مدبرہ ہوجائیگی نہ اُسکا بچہ - اور اگر مولے نے کہا کہ تو قبل مدبر ہونے کے بچہ جنی ہی اور باندی نے کہا کہ نہین بلکہ اُسکے بعد تو مولی کا قول اُسکے علم پر قسم لیکر مقبول ہوگا اور گواہ باندی کے قبول ہونگے - اور اگر دو باندیون سے کہا کہ اگر مین تم دونون کا مالک ہوا تو تم میری موت کے مہینہ بھر بعد آزاد ہو پھر ایک کا مالک ہوا اور وہ اُسکے پاس بچہ جنی پھر دوسری کا مالک ہوا تو اُسکی موت کے بعد دونون آزاد ہوجائینگی اور پہلی باندی کا بچہ رقیق رہیگا یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر غلام سے کہا کہ تو بعد میرے فلان سے کلام کرنے کے اور بعد میری موت کے آزاد ہی پس اُسنے فلان سے کلام کرلیا تو مدبر ہوجائیگا اور اسی طرح اگر کہا کہ جب تو نے فلان سے کلام کیا تو تو میری موت کے بعد آزاد ہی پس اُسنے فلان سے کلام کیا تو مدبر ہوجائیگا یہ بدائع مین ہی - ایک شخص نے غلام سے کہا کہ تو آزاد ہی میری موت کے بعد اگر تو نے شراب نہ پی پھر مولی کی موت کے بعد چھ مہینہ تک اُسنے شراب نہ پی پھر شراب پی لی اور ہنوز آزاد نہین ہوا تھا تو عتق باطل ہوگیا اور اگر مولی کی موت کے بعد شراب پینے سے پہلے

ف
وحرض علیہ بان الوتفہ
بنظرا مدبرنا بالبانہ
تنقضی ترتیبا علیہ
لا بحال العتق واحد
منہا بالتدبیر ثم
فانتقا بالوصیۃ منی
ہو عبر علیہ بتقید بلفہ
الماتہ الذکرنہ والجا
ان العتق بحضیہ بہا
بتقدیر تعدد الفروۃ
مدلا بصورۃ بہا
مع تبعیضی ضمانہ
نفصلہا لمانہ

قاضی کے یہان مرافعہ کیا گیا اور قاضی نے اُسکے آزاد ہونے کا حکم نافذ کر دیا پھر اُسنے غیر اسبابی تو پھر وہ رقیق نہین کیا جائیگا یہ ظہیریہ مین ہی۔ امام محمد رحمہ اللہ نے اصل مین فرمایا کہ اگر اپنے غلام سے کہا کہ تو آزاد ہی بعد میری موت کے اگر تو نے اسدم چاہا پس غلام نے اُسی دم چاہا تو مولی کی موت کے بعد وہ تہائی سے آزاد ہوگا اور اگر مرد مذکور نے یہ مراد لی ہی کہ اسدم یعنی موت کے بعد تو غلام کو چاہنے کا اختیار نہوگا یہان تک کہ مولی مرجاوے پھر جب مولی مرا اور اُسکے مرنے کے وقت غلام نے چاہا تو بدون مدبر ہونے کے وہ تہائی مال سے آزاد ہوگا یہ ینابیع مین ہی۔ اور شیخ ابو بکر رازی نے فرمایا کہ صحیح یہ ہی کہ وہ بدون وارث کے یا وصی کے آزاد کرنے کے آزاد نہوگا اور حاکم رحمہ اللہ نے بھی اپنے مختصر مین اسی پر جزم کیا ہی یہ نہر الفائق مین ہی۔ پھر بنا بر ظاہر جواب کے مولی کی موت کے بعد غلام کا چاہنا اُسی مجلس مین معتبر ہوگا یہ غایۃ السروجی مین ہی۔ اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ تو آزاد ہی اگر تو نے چاہا بعد میری موت کے پھر مولی مرگیا اور جس مجلس مین غلام کو مولی کی موت کا علم ہوا ہی اُس سے اُٹھ کھڑا ہوا یا دوسرے کام کو شروع کر دیا تو اُس سے کوئی بات جو غلام کے اختیار مین دیگئی ہی باطل نہوگی یعنی ہنوز اسکو چاہنے کا اختیار رہیگا باطل نہوگا یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر کسی دوسرے سے کہا کہ میرے غلام کو مدبر کر دے پس مامور نے اسکو آزاد کر دیا تو نہین صحیح ہی۔ اور اگر کسی نے ایک طفل سے کہا کہ تیرا جی چاہے میرے غلام کو مدبر کر دے پس اُسنے مدبر کر دیا تو جائز ہی خواہ طفل سمجھدار ہو یا نہو یعنے جانتا ہو کہ مدبر کرنے سے ایسا حکم ہو جاتا ہی یا نہین یہ محیط مین ہی۔ اور اگر دو شخصون سے کہا کہ تم میرا غلام مدبر کر دو پس ایک نے اسکو مدبر کر دیا تو جائز ہی اور اگر کہا کہ میرے غلام کے مدبر کرنے کا کام تم دونون کے حوالہ ہی پس ایک نے اسکو مدبر کیا تو نہین جائز ہی یہ فتح القدیر مین ہی۔ ایک مرد نے کہا کہ تم آزاد کرو بعد میری موت کے میرے غلام کو انشاء اللہ تعالی تو استثنا نہین صحیح ہی اور اگر کہا کہ وہ بعد میری موت کے آزاد ہی انشاء اللہ تعالے تو استحساناً استثناء صحیح ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور زیادات مین مذکور ہی کہ اگر کسی نے اپنے غلام کو ہزار درم پر مدبر کیا اور اُسنے قبول کیا تو وہ مدبر ہو جائیگا اور اُسپر کچھ واجب نہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ ایک غلام دو شخصون مین مشترک ہی کہ انمین سے ایک نے اسکو مدبر کیا اور دوسرا ساکت رہا تو بنا بر قول امام اعظم رح کے فقط مدبر کنندہ کا حصہ مدبر ہوگا اور شریک ساکت کو اپنے حصہ کی بابت پانچ طرح کا خیار ہوگا بشرطیکہ مدبر کنندہ مالدار ہو اور وہ اختیارات یہ ہین کہ چاہے اپنا حصہ وہ بھی مدبر کر دے پس وہ مدبر دونون مین مشترک ہوگا پس اگر دونون مین سے ایک مرگیا تو اسکا حصہ اُسکے تہائی مال سے آزاد ہو جائیگا اور غلام مذکور دوسرے کیواسطے اپنی نصف قیمت کے لیے سعایت کریگا لیکن اگر دوسرا ابھی قبل وصول سعایت کے مرگیا تو سعایت باطل ہو جائیگی۔ اور چاہے آزاد کر دے پس اگر اُسنے آزاد کر دیا تو عتق صحیح ہوگا اور مدبر کنندہ کو اختیار ہوگا کہ آزاد کنندہ سے اپنے حصہ کی قیمت غلام مدبر کے حساب سے لے لے اور اُسکی ولاء دونون مین مشترک ہوگی اور آزاد کنندہ کو اختیار ہوگا کہ جو اُسنے تاوان دیا ہی وہ غلام سے لے لے اور خواہ مدبر کنندہ آزاد کر دے اور خواہ غلام سے سعایت کرا لے۔ اور چاہے شریک ساکت غلام سے سعایت کرا دے پس جب وہ سعایت کر کے نصف قیمت ادا کر دیگا تو آزاد ہو جائیگا پھر مدبر کنندہ کو اختیار ہوگا کہ غلام سے سعایت کرا دے پس جب اُسکی سعایت بھی ادا کر دی تو پورا آزاد ہوگا اور اگر مدبر کنندہ مال سعایت لینے سے پہلے مرگیا تو سعایت باطل ہوگئی اور اسکا حصہ غلام اُسکے تہائی مال سے آزاد ہو جائیگا اور چاہے اُسکو یون ہی

چھوڑ دے پھر جب وہ مرگیا تو اُسکا حصہ میراث ہوگا کہ اُسکے وارثون کو ملیگا پس اُسکے وارثون کو اس حصہ کی بابت
عتق و سعایت وغیرہ کا خیار حاصل ہوگا اور اگر مدبر کنندہ مرگیا تو اُسکا نصف حصہ اُسکے تہائی مال سے آزاد ہوجائیگا اور
شریک ساکت کو اختیار ہوگا کہ غلام سے اپنے حصہ کی نصف قیمت غلام کی سعایت کرادے اور جب وہ ادا کرکے پورا
آزاد ہوگیا تو اُسکی ولاء ان دونون مین مشترک ہوگی۔ اور چاہے شریک ساکت دوسرے مدبر کنندہ سے اپنے حصہ کی
قیمت تاوان لے بشرطیکہ وہ مالدار ہو تو اُسکی پوری ولاء مدبر کنندہ کی ہوگی اور مدبر کنندہ کو اختیار ہوگا کہ جو کچھ اُسنے
تاوان دیا ہے وہ غلام مذکور سے لے لے اور اگر اُسنے نہ لیا یہانتک کہ مرگیا تو اُسکا نصف اُسکے تہائی مال سے
آزاد ہوجائیگا اور وارثون کے واسطے غلام مذکور اپنی نصف قیمت کامل کی بمقابلہ حصہ دیگر کے سعایت کریگا۔ اور اگر
مدبر کنندہ تنگدست ہو تو شریک ساکت کو اس مدبر کنندہ سے اپنے حصہ کا تاوان لینے کا اختیار نہوگا اور باقی چار طرح
کا خیار حاصل رہیگا یعنی چاہے اپنا حصہ آزاد کرے چاہے مدبر کرے چاہے غلام سے سعایت کرادے چاہے
یون ہی چھوڑ دے یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ ایک غلام دو شریکون مین مشترک ہے دونون نے ساتھ ہی اسکو مدبر کردیا
چنانچہ ہر ایک نے کہا کہ مین نے تجھکو مدبر کیا یا تجھ مین سے میرا حصہ مدبر ہے یا جب مین مرون تو تو آزاد ہے یا جب مین
مرون تو تو میری موت کے بعد آزاد ہے یا کہا کہ تو میری موت کے بعد آزاد ہے اور دونون کے کلام ایک ساتھ ہی زبان
سے نکلے تو یہ غلام دونون کا مدبر ہوگیا یہ شرح طحاوی مین ہے پھر جب ایک مرگیا تو اسکا حصہ اُسکے تہائی سے آزاد ہوگا اور دوسرے
کو اختیار حاصل ہوا چاہے اپنا حصہ آزاد کردے چاہے مکاتب کردے اور چاہے سعایت کرادے اور یہ اختیار نہین ہے کہ اسکو
اسی حال پر چھوڑ دے اور اگر دوسرا ابھی قبل وصول سعایت کے مرگیا تو سعایت باطل ہوگئی اور اسکا حصہ بھی آزاد
ہوگیا بشرطیکہ اُسکے تہائی مال سے برآمد ہوتا ہو اور اگر دونون نے کہا کہ جب ہم دونون مرین تو تو آزاد ہے یا تو ہم دونون
کی موت کے بعد آزاد ہے اور دونون کے کلام ساتھ ہی زبان سے نکلے تو وہ مدبر نہوگا الا آنکہ دونون مین سے
ایک پہلے مرجاوے تو جو زندہ رہا ہے اسکا حصہ مدبر ہوجائیگا اور جو مرگیا اسکا حصہ اُسکے وارثون کی میراث ہوگا
پس وارثون کو اختیارات حاصل ہونگے چاہین اپنا حصہ آزاد کردین اور چاہین مدبر اور چاہین مکاتب کرین
اور چاہین سعایت کرادین اور چاہین شریک مدبر کنندہ سے تاوان لین اگر وہ مالدار ہو اور جب دوسرا بھی مرگیا
تو اسکا حصہ اُسکے تہائی مال سے آزاد ہوجائیگا۔ ایک مدبرہ باندی دو شخصون مین مشترک ہے اُسکے ایک بچہ پیدا
ہوا اور دونون مین سے کسی نے اس بچہ کا دعوی نہ کیا تو وہ بھی مثل اپنی ماں کے دونون کا مدبر ہوگا اور اگر
دونون مین سے کسی نے اسکا دعوی کیا تو استحسانًا اُسی سے اُسکا نسب ثابت ہوجائیگا اور نصف باندی اسکی
ام ولد ہوجائیگی اور باقی نصف اپنے حال پر دوسرے شریک کی مدبرہ رہیگی اور مدعی اسکا نصف عقر دوسرے
شریک کو تاوان دیگا اور بچہ کی مدبر ہونے کے حساب سے نصف قیمت دیگا اور باقی کی نصف نہ دیگا پھر اگر مدعی پہلے
مرگیا تو اسکا نصف حصہ مفت آزاد ہوگیا اور شریک کے واسطے وہ کچھ ضامن نہوگا اور باندی مذکورہ اس شریک
کے نصف حصہ کے لیے اپنی نصف قیمت کی سعایت کریگی مگر بحساب مدبرہ ہونے کے اور اس حکم مین اتفاق ہے
پھر اگر وصول سعایت سے پہلے دوسرا بھی مرگیا تو سعایت باطل ہوئی اور باندی پوری آزاد ہوجائیگی بشرطیکہ اُسکے
مال کی تہائی سے اسکا حصہ نصف برآمد ہوتا ہو یہ امام اعظم رح کا قیاس ہے اور اگر شریک غیر مدعی پہلے مرا تو اُسکے

تہائی مال سے اُسکا حصہ آزاد ہوگا اور امام اعظم رح کے قول مین شریک مدعی کے واسطے وہ سعایت نہ کریگی کذا
فی البدائع ۔ اور اگر دونون مین سے کوئی نہین مرا یہانتک کہ اُسکے دوسرا بچہ پیدا ہوا اور اُسکے نسب کا دعوے
دوسرے شریک نے کیا تو استحساناً نسب ثابت ہوگا اور وہ بچہ کی قیمت اپنے شریک کو تاوان نہ دیگا یہ قول امام
اعظم رح کا ہی اسوجہ سے کہ یہ شریک کی ام ولد کا بچہ ہی اور امام اعظم رح کے نزدیک ام ولد کے بچہ کی کچھ قیمت نہین
ہوتی ہی مگر باندی کے نصف عقر کا ضامن ہوگا اور اگر شریک اول ہی نے اس بچہ کے نسب کا بھی دعوی کیا تو
اُسکی نصف قیمت کا بحساب مدبر ہونے کے ضامن ہوگا اور اسپر دوسری وطی کی بابت نصف عقر دیگر واجب
ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی ۔ ایک مدبرہ دو شخصون مین مشترک ہی اُسکے بچہ پیدا ہوا اور دونون نے اُسکے نسب
کا ساتھ ہی دعوی کیا تو دونون سے اُسکا نسب ثابت ہوگا اور یہ باندی دونون کی ام ولد ہو جائیگی اور مدبرہ ہونا
باطل ہو جائیگا یہ بدائع مین ہی ۔ ایک مرد نے اپنے وصیت نامہ مین تحریر کیا کہ میرا فلان غلام بعد میری موت کے
آزاد ہی اور اُس سے کسی نے اسکو نہین سُنا پھر وہ مر گیا پھر جو وصیت نامہ مین پایا گیا ہی اُس سے وارثون نے
انکار کیا تو غلام مذکور مملوک رہیگا اسواسطے کہ وارثون نے اُسکے آزاد کرنے سے انکار کیا ۔ اور اگر غلام نے دعوی
کیا کہ یہ وارث لوگ جانتے ہین تو وارثون سے اُنکے علم پر قسم لیکر انھین کا قول قبول کیا جائیگا یہ فتاوے
کبری مین ہی ۔ اور اگر کسی نے جو اُسکی باندی کے پیٹ مین ہی مدبر کیا تو جائز ہی پس اگر اسکے بعد وہ چھ مہینہ سے کم مین
بچہ جنی تو بچہ مدبر ہوگا اور اگر اُس سے زیادہ مین جنی تو مدبر نہوگا یہ ینابیع مین ہی ۔ اور اگر وہ جو اُسکی باندی کے پیٹ مین
ہی مدبر کیا تو جبتک وضع حمل نہو اُسکو فروخت نہ کریگا اور ہبہ نہ کریگا اور مہر قرار نہین دیگا یہ محیط سرخسی مین ہی ۔ اگر
ایسی باندی دو بچہ جنی ایک چھ مہینے سے کم مین اور دوسرا چھ مہینے سے ایک روز زائد مین تو یہ دونون مدبر ہونگے یہ ینابیع مین
ہی ۔ اور اگر کسی نے جو اُسکی باندی کے پیٹ مین ہی مدبر کیا پھر اس باندی کو مکاتب کر دیا تو جائز ہی پس اگر اسکے
بعد چھ مہینہ سے کم مین بچہ جنی تو وہ مدبر ہوگا کہ مولی کی طرف سے بالقصد مدبر کیا ہوا ہی اور اپنی مان کی طرف سے
بالتبع وہ بھی داخل کتابت ہوگا پس اگر اُسکی مان نے بدل کتابت مولے کو ادا کر دیا تو دونون بحکم کتابت آزاد
ہو جاوینگے اور اگر مان نے بدل کتابت ادا نہ کیا یہانتک کہ مولی مر گیا تو بچہ بسبب مدبر ہونے کے آزاد ہو جائیگا
اور اسکی مان اپنے حال پر مکاتبہ رہیگی اور اگر مولی نہین مرا بلکہ اسکی مان مر گئی تو بچہ اپنی مان کی قسطون پر بدل سعایت
ادا کرتا رہیگا اور اگر اسکے بعد مولی مر گیا اور یہ بچہ اُسکے تہائی مال سے برآمد ہوتا ہی تو مدبر ہونے کی وجہ سے آزاد
ہو جائیگا اور بدل کتابت سے بری ہو جائیگا اور اگر اُسکے تہائی مال سے برآمد نہوتا ہو تو جسقدر اُسکے تہائی مال
سے نکلتا ہو اسقدر بوجہ مدبر ہونے کے آزاد ہو جائیگا اور اپنے باقی رقبہ کے واسطے اُسپر سعایت لازم ہوگی بجہت
مدبر ہونے کے پھر اسکے بعد اُسکو اختیار دیا جائیگا چاہے کتابت کو اختیار کرے اور اسکو پورا کرے اور چاہے
مدبر ہونے کی جہت سے سعایت کو پورا کرے اگرچہ بدل کتابت زیادہ ہو اور یہ امام اعظم رح کا قول ہی ۔ اور اگر ایک
باندی دو شخصون مین مشترک ہو اور جو اُسکے پیٹ مین ہی اُسکو ایک نے مدبر کیا تو جائز ہی پس اگر اسکے بعد چھ مہینہ سے
کم مین وہ بچہ جنی تو اس مدبر کنندہ کا حصہ مدبر ہوگا یہ امام اعظم رح کے نزدیک ہی یعنی مدبر کنندہ ہی کا فقط حصہ مدبر ہوتا
ہی امام اعظم رح کا قول ہی اور شریک ساکت کو اپنے حصہ کی بابت پانچ اختیارات حاصل ہونگے بشرطیکہ مدبر کنندہ

مالدار ہو۔ اور اگر چھ مہینہ یا زیادہ مین بچہ ہوا تو اسکا حصہ مدبر نہو گا۔ ایک باندی دو شخصون مین مشترک ہی ایکنے کہا کہ جو تیرے پیٹ مین ہی وہ میری موت کے بعد آزاد ہی اور دوسرے نے باندی سے کہا کہ تو میری موت کے بعد آزاد ہی پھر اس گفتگو کے بعد چھ مہینہ سے کم مین بچہ جنی تو پورا بچہ ان دونون مین مشترک مدبر ہو جائیگا اور اُسکی بابت دونون مین سے کوئی دوسرے کے لیے ضامن نہین ہو سکتا ہی اور رہی باندی تو جسنے باندی کو مدبر نہین کیا ہی اسکو امام اعظم رح کے نزدیک باندی کی بابت پانچ قسم کے اختیارات حاصل ہونگے بشرطیکہ مدبر کنندہ مالدار ہو۔ اور اگر اس گفتگو سے چھ مہینے سے زیادہ مین جنی تو امام اعظم رح کے نزدیک جسنے باندی کو مدبر کیا ہی اُسکا نصف حصہ باندی مدبر ہو گیا اور اُسکی تبعیت مین نصف بچہ بھی مدبر ہو گیا۔ اور دوسرے شریک کو اختیارات حاصل ہوئے پھر اگر دوسرے شریک ساکت نے اسکے بعد مدبر کنندہ سے اپنے حصہ باندی کا تاوان لینا اختیار کیا تو مدبر کنندہ پر بچہ کی طرف سے کچھ تاوان دینا لازم نہوگا۔ اور اگر دوسرے شریک ساکت نے باندی سے اپنے حصہ کی بابت سعایت لینی چاہی تو پھر وہ بچہ سے سعایت نہین کرا سکتا ہی اگرچہ نصف بچہ بھی مدبر ہو گیا ہی اور وجہ یہ ہی کہ بچہ تبعاً مدبر ہو گیا ہی پس جیسے تدبیر مین تابع ہوا ہی ویسے ہی سعایت مین بھی اپنی ماں کے تابع ہوگا یعنی ماں کی سعایت وہی اُسکی سعایت ہوگی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر ایک باندی حاملہ دو شریکون مین مشترک ہو پس ایک نے جو اسکے پیٹ مین ہی مدبر کیا اور دوسرے نے باندی کو آزاد کر دیا تو مدبر کنندہ کو آزاد کنندہ سے باندی کی نصف قیمت تاوان لینے کا اختیار ہی مگر مدبر کنندہ کو حمل کی بابت تاوان لینے کا اختیار نہین ہی یہ ینابیع مین ہی۔ اور نابالغ آدمی کا اپنے غلام کو مدبر کرنا نہین صحیح ہی خواہ فی الحال مدبر کر دے خواہ معلق بہ بلوغ خود چنانچہ اگر نابالغ نے کہا کہ جب مین بالغ ہون تو تو میری موت کے بعد آزاد ہی تو نہین صحیح ہی اور اسی طرح مجنون و معتوہ غالب کہ انکی تدبیر بھی نہین صحیح ہی اور جو شخص نشہ مین ہو اُسکا مدبر کرنا صحیح ہی اور اسی طرح جو شخص مجبور کیا گیا اور اُسنے مدبر کیا تو صحیح ہی اور مکاتب نے اگر اپنی کمائی کے مملوک کو مدبر کیا تو نہین صحیح ہی اور اسی طرح غلام ماذون التجارۃ نے اگر مدبر کیا تو نہین صحیح ہی یہ محیط مین ہی۔ اگر کسی نے اپنے غلام کو مدبر کیا پھر اُسکی عقل جاتی رہی تو تدبیر اپنے حال پر صحیح رہیگی بخلاف اسکے اگر غلام کے رقبہ کی کسی کے واسطے وصیت کر دی پھر مجنون ہو گیا پھر مر گیا تو وصیت باطل ہو گی یہ خزانۃ المفتیین مین ہی۔ ذمی نے اپنے غلام کو مدبر کیا پھر غلام مسلمان ہو گیا تو بسعایت آزاد ہو جائیگا اور اگر سعایت سے فارغ ہونے سے پہلے مولی مر گیا تو وہ آزاد ہو جائیگا اور سعایت باطل ہو گی۔ اور اگر مولی نے اُس سے اُسکی قیمت سے زیادہ مال پر بدون حکم قاضی صلح کر لی اور غلام عاجز آیا تو بقدر زیادتی کے صلح ٹوٹ جائیگی اور بقدر اپنی قیمت کے سعایت کریگا۔ حربی ہمارے ملک مین امان لیکر داخل ہوا پس اُسنے غلام کو مدبر کیا پھر حربی دار الحرب سے قید کر کے لایا گیا تو مدبر مذکور آزاد کیا جائیگا اور اگر دار الحرب مین مدبر کیا اور ہمارے یہان امان لیکر داخل ہوا پھر غلام یہان مسلمان ہو گیا تو حربی مذکور اُسکے بیع کرنے پر مجبور کیا جائیگا۔ غلام مدبر مرتد ہو کر دار الحرب مین چلا گیا یا کافران حربی اسکو قید کر لیگئے پھر مسلمانون نے اسکو پکڑا اور لے آئے اور وہ مسلمان ہو گیا تو وہ اپنے مولاے سابق کو دیا جائیگا اور مدبر ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ ایک نے اپنے غلام سے کہا کہ تو آزاد ہی یا مدبر ہی تو اُسکو حکم دیا جائیگا کہ بیان کرے پس اگر اُسنے کہا کہ مین نے آزاد ہونا مراد لیا ہی تو غلام آزاد ہو جائیگا اور اگر کہا کہ مدبر ہونا مراد لیا ہی تو مدبر ہو جائیگا اور اگر قبل بیان کے مر گیا اور صحت مین اُسنے یہ قول کہا تھا

تو نصف غلام اُسکے تمام مال سے مفت آزاد ہو جائیگا اور نصف بوجہ مدبر ہونے کے آزاد ہوگا اگر اُسکے تہائی مال سے
برآمد ہو۔ اور اگر اسکے سوا اسکا کچھ اور مال نہو تو نصف مفت آزاد ہوگا اور باقی نصف کی دو تہائی کے واسطے سعایت
کریگا یعنی کل کی ایک تہائی کے واسطے سعایت کریگا۔ اور اگر دو غلام ہون اور اُسنے کہا کہ تم دونون مین سے ایک
آزاد یا مدبر ہی اور قبل بیان کے مرگیا اور سوا ان دونون کے سوا اسکا کچھ مال نہین ہی اور یہ قول حالت صحت
مین کہا ہی تو ہر ایک غلام کا چہارم حصہ مفت تمام مال سے آزاد ہوگا اور ایک چہارم بوجہ تدبیر کے تہائی مال سے
آزاد ہوگا اور ہر ایک اپنی نصف قیمت کے واسطے ہر حال مین سعایت کریگا۔ اور اگر اُسنے دونون سے کہا کہ تم دونون
آزاد ہو یا مدبر ہو اور باقی صورت وہی ہوئی جو مذکور ہوئی ہی تو ہر ایک کا نصف حصہ بوجہ عتق قطعی کے اور نصف بوجہ
تدبیر کے آزاد ہوگا اور یہ سب اسوقت ہی کہ قول مذکور اُسنے صحت مین کہا ہو اور اگر مرض مین کہا تو فقط تہائی مال سے
اُسکا اعتبار کیا جائیگا یہ شرح طحاوی مین ہی۔ اور اگر اپنی صحت مین اپنے ایک غلام اور ایک مدبر سے کہا کہ تم مین سے
ایک مدبر اور دوسرا آزاد ہی اور ان دونون کے سوا اُسکا کچھ مال نہین ہی اور قبل بیان کے مرگیا تو جو محض
غلام ہی وہ کل مال سے اور مدبر تہائی مال سے آزاد ہونگے اور اگر اسکے برعکس یون کہا کہ تم مین سے ایک آزاد
اور دوسرا مدبر ہی تو بھی امام اعظم رح کے نزدیک یہی حکم ہی اسواسطے کہ یہ خبر دینا ہی مقدم و موخر بیان مین ہوتا یکسان ہی
اور امام محمد رح کے نزدیک ہر ایک کا نصف حصہ کل مال سے اور باقی نصف حصہ بوجہ تدبیر کے تہائی مال سے آزاد
ہوگا۔ اور اگر کہا کہ تم مین سے ایک آزاد ہی اور دیگر تو مدبر ہی یعنے یون کہا کہ والآخر المدبر تو قن آزاد ہوگا اور مدبر بحال
خود مدبر رہیگا اور یہ بالاتفاق ہی یہ کافی مین ہی۔ اور اگر اپنے دو مدبر غلامون سے کہا کہ تم مین سے ایک آزاد ہی پھر ان
دونون مدبرون مین سے ایک باہر نکل گیا اور ایک موجود رہا اور اُسکا ایک تیسرا غلام آیا پس اُسنے اس مدبر موجود
اور اس غلام سے کہا کہ تم دونون مین سے ایک مدبر ہی تو جو مدبر باہر نکل گیا ہی وہ اُسی وقت سے آزاد ہوگیا جسوقت
اُسنے یہ کہا تھا کہ تم مین سے ایک آزاد ہی اور جو اُسکے پاس رہگیا تھا وہ ویسا ہی مدبر رہا اور جو غلام داخل ہوا تھا
وہ غلام رہا اسمین سے کچھ آزاد نہوگا۔ اور اگر اپنی صحت مین اپنے دو مدبرون اور ایک قن سے کہا کہ تم مین سے ایک
مدبر ہی اور دونون باقی مین سے ایک آزاد ہی اور قبل بیان کے مرگیا تو قن مین سے نصف بطور عتق قطعی آزاد ہوگا
اور باقی نصف کے واسطے سعایت کریگا اور نصف عتق دونون مدبرین مین مشترک ہوگا پس ہر مدبر مین سے چہارم حصہ
بسبب عتق قطعی کے کل مال سے آزاد ہوگا اور تین چوتھائی بوجہ تدبیر کے تہائی مال سے آزاد ہوگا اور اسی طرح
اگر برعکس یون کہا کہ تم مین سے ایک آزاد ہی اور باقی دونون مین سے ایک مدبر ہی تو نصف عتق قطعی کا مستحق قن ہوگا
اور نصف عتق دونون مدبرون کے درمیان ہر ایک کے واسطے چہارم چہارم ہوگا اور یہ زیادات کی روایت ہی اور
اور امام قاضی خان نے فرمایا کہ جو زیادات مین مذکور ہی وہی صحیح ہی یہ شرح تلخیص جامع کبیر مین ہی۔ اور اگر تینون سے
کہا کہ تم مین سے ایک مدبر ہی اور دونون باقی آزاد ہین تو قن کل آزاد ہو جائیگا اور ہر دو مدبرین سے نصف نصف بعتق
قطعی آزاد ہوگا۔ اور اگر عتق کو مقدم کرکے یون کہا کہ تم مین سے ایک آزاد اور دونون باقی مدبر ہین تو ہر ایک کا تہائی اسی
اعتاق سے آزاد ہوگا۔ اور اگر اُسنے ایک مدبر اور دو قن سے کہا کہ تم مین سے ایک مدبر ہی اور دونون باقی آزاد ہین تو
دونون کل مال سے آزاد ہونگے اور پہلا جملہ خبر قرار دیا جائیگا۔ اور اگر کہا کہ تم مین ایک آزاد ہی اور باقی دونون مدبر ہین تو

تم تینون سے ایک مدبر اور حال انشاء ... ۱۲

ہر ایک کی تہائی بسبب اعتاق کے آزاد ہوجاویگی۔ اور ہر ایک کی دو تہائی بسبب تدبیر کے تہائی مال سے آزاد ہوگی لہذا اسیطرح
اگر سب محض غلام ہون اور اُسنے کہا کہ تم مین سے ایک آزاد ہے اور دونون باقی مدبر ہین تو بھی ہر ایک کا تہائی حصہ کل مال
سے بسبب اعتاق کے آزاد ہوجائیگا اور باقی دو تہائی حصہ تہائی مال سے بسبب تدبیر کے آزاد ہوگا۔ اور اگر برعکس
یون کہا کہ تم مین سے ایک مدبر ہے اور باقی دونون آزاد ہین تو ہر ایک کی دو تہائی کل مال سے آزاد ہوگی اور باقی تہائی
مال سے بسبب تدبیر کے آزاد ہوگی یہ کافی مین ہے۔ اور اگر اُسنے تین غلامون سے جنمین سے ایک مدبر ہے کہا کہ تم مین سے
دو آزاد ہین یا دو مدبر ہین اور قبل بیان کے مرگیا اور یہ قول اُسنے حالت صحت مین کہا ہے تو ہر ایک مین سے ایک تہائی حصہ
بسبب ایجاب قطعی کے آزاد ہوگا اور مدبرین سے دو تہائی حصہ جیسا مدبر تھا ویسا ہی رہیگا اور ہر دو غلام مین سے
چہارم حصہ مدبر ہوجائیگا پس اگر اسکا کچھ مال ہو جسکی تہائی مین سے ایک رقبہ اور چھٹا حصہ رقبہ برآمد ہو تو مدبر معروف پورا
آزاد ہوجائیگا اور ہر دو غلام مین سے ہر ایک کے تین چھٹے حصے اور نصف چھٹا حصہ آزاد ہوگا یعنے ایک تہائی بسبب عتق قطعی
کے اور ایک چہارم بسبب مدبر ہونے کے قال المترجم یعنی بارہ۱۲ حصون مین سے سات حصے آزاد ہونگے۔ اور اگر اُسکا کچھ
اور مال نہو تو اُسکا تہائی مال ان غلامون پر بحساب انکے سہام کے تقسیم ہوگا اور مدبر معروف کا حق دو تہائی ہے اور ہر دو غلام
کا حق نصف ہے اور کم سے کم ایسا عدد جسکا نصف و ثلث نکلتا ہے ۶ ہے اور مدبر معروف کا حق ۴ ہے اور ہر دو غلام کا حق ۳-۳ ہے پس
سہام وصیت کا مبلغ سات۷ ہوا یہ تہائی مال رکھا گیا پس کل مال کے ۲۱ سہام ہوئے پس ہر غلام کی دو تہائی ۷ ہوئے اسواسطے
کہ عتق قطعی کی تہائی کے بعد ہر غلام مین سے دو تہائی رہی ہے اور جب دو تہائی سات ہوئی تو کل غلام کے ساڑھے دس
ہوئے پس کسر واقع ہوئی لہذا ہمنے دوچند کر دیا تو ہر غلام کے ۲۱ سہام ہوئے۔ اب ہم کہتے ہین کہ مدبر معروف مین
سے بسبب عتق قطعی کے ایک تہائی یعنے سات سہام آزاد ہوئے اور بسبب تدبیر کے بعد دوچند کرنے کے اسمین سے
۸ سہام آزاد ہوئے پس وہ ۶ سہام کے واسطے سعایت کریگا یعنے ۱۵ سہام مجموعہ آزاد ہوئے اور باقی ۲۱ مین سے ۶
رہے جنکے واسطے سعایت کریگا۔ اور ہر ایک غلام مین سے بسبب عتق قطعی کے تہائی یعنے سات سہام آزاد ہوئے
اور بسبب تدبیر کے بعد نصف کے ہر ایک سے ۳ سہام آزاد ہوئے پس جملہ ۱۰ سہام نکال کر باقی ۱۱ سہام کے واسطے
ہر ایک سعایت کریگا پس جملہ سہام وصیت ۱۴ ہوئے اور سہام سعایت ۲۸ ہوئے پس تخریج ٹھیک ہوئی۔ اور اگر
مولی قبل بیان کے مرگیا پھر غلامون مین سے ایک مرگیا تو دیکھا جاوے کہ اگر مدبر معروف مرگیا تو وہ اپنی وصیت
کے آٹھوین حصہ کا پورا لے لینے والا ہوگیا اور چھ حصے جو اُسپر سعایت کے تھے وہ تلف ہوگئے اور یہ ڈوب جانا
وارثون کی حق تلفی اور جو موصی لہ ہین اُنکی حق تلفی مشترک ہوئی اور یہ اسطرح ہوگا کہ باقی ان سہامون پر تقسیم ہو جو
ڈوب جانے سے پہلے تھے چنانچہ ہم کہتے ہین کہ وارثون کا حق ۲۸ سہام تھا اور ہر دو غلام باقی کا حق ۶ سہام کہ جملہ
۳۴ سہام ہوئے پس ہر دو غلام باقی مین سے ہر ایک کی دو تہائی ۱۷ ہوئے جنمین سے ہر ایک مین سے بسبب تدبیر
کے ۳ سہام آزاد ہوئے اور باقی ۱۴ سہام کے واسطے سعایت کریگا اور مدبر معروف اپنا حق پورا لے چکا ہے یعنے
سہام وصیت کے ۸ سہام پس جملہ سہام وصیت ۱۴ ہوئے اور سہام سعایت ۲۸ ہوئے اور تہائی و دو تہائی ٹھیک
ہوگئی پس تخریج مستقیم ہے۔ اور اگر مدبر معروف نہین مرا بلکہ ہر دو غلام مین سے کوئی مرگیا تو وہ اپنی وصیت کے ۳
سہام پورے لے گیا اور جو اُسپر سعایت تھی وہ ڈوب گئی اور یہ نقصان وارثون و دونون باقیون پر مشترک ہوگا چنانچہ ہم

باقی حق وارثان ۲۸ اور حق مدبر معروف ۸ اور حق غلام باقی ۱۳ پر تقسیم ہوگا پس جملہ سہام ۲۹ ہوئے پس دو ثلث ہر ایک
غلام باقی اور مدبر وفن ساڑھے انیس ½۱۹ ہوئے ازانجملہ مدبر کے ۸ سہام نکل گئے اور باقی ساڑھے گیارہ سہام کیواسطے
سعایت کریگا اور غلام زندہ کے ۳ سہام نکل گئے اور باقی ساڑھے سولہ سہام کے لیے سعایت کریگا اور غلام میت اپنے
۳ سہام وصیت لے گیا ہی لہذا مبلغ سہام وصیت ۱۴ ہوئے اور مبلغ سہام سعایت ۲۸ ہوئے پس تخریج مستقیم ہوئی۔ اور
اگر ہر دو غلام مرگئے اور مدبر رہگیا تو دونون اپنے سہام وصیت پورے ۶ سہام لیگئے اور دونون پر جو سہام سعایت تھے
ڈوب گئے پس یہ حق تلفی کل پر ہوگی پس باقی سہام وارثان ۲۸ اور حق مدبر ۸ پر تقسیم ہونگے پس جملہ سہام ۳۶ ہوئے
پس دو ثلث رقبہ مدبر ۲۴ رہے ازانجملہ ۸ سہام وصیت مدبر آزاد ہوئے اور باقی ۱۶ سہام کے واسطے سعایت کریگا
اور چونکہ ہر دو غلام مردہ اپنا حصہ لے چکے ہین یعنی ۶ سہام لہذا جملہ سہام وصیت (۱۴) ہوئے اور سہام سعایت ۲۸ ہین
پس تہائی و دو تہائی ٹھیک نکلی و تخریج مستقیم ہوئی۔ اور اگر مولی نہ مرا بلکہ غلامون مین سے ایک مرگیا پھر اسکے بعد
مولی مرا تو ہم کہتے ہین کہ اگر مدبر قبل موت مولی کے مرگیا تو عتق قطعی مین اسکی مزاحمت باطل ہوئی اور عتق قطعی ہر دو
باقی مین رہگیا اور جب مولی مرگیا تو وہ ان دونون مین شائع ہوگیا کہ جس سے نصف ہر ایک کا بایجاب قطعی آزاد ہوگیا
اور ہر ایک کا چوتہائی حصہ بسبب تدبیر کے مدبر ہوگیا پس اگر مولی کا کچھ مال زائد ہو کہ اسکی تہائی سے نصف رقبہ برآمد
ہوتا ہو تو ہر ایک مین سے تین چوتہائی حصہ آزاد ہو جائیگا ازانجملہ نصف بسبب عتق قطعی کے اور چہارم بسبب تدبیر
کے اور ہر ایک اپنی چوتہائی قیمت کے واسطے سعایت کریگا۔ اور اگر اُسکا کچھ اور مال نہو تو ایک تہائی ان دونون مین
نصفا نصف تقسیم ہوگی اور اسکا مال وقت موت کے رقبہ واحدہ ہی پس تہائی مال تہائی رقبہ ہوگا جو دونون مین
نصفا نصف ہوگا چنانچہ ہر ایک مین سے دو تہائی حصہ آزاد ہوگا (کیونکہ ایک آزاد کر دیا ہی ۱۲) جسمین سے نصف رقبہ بسبب عتق قطعی کے اور
چھٹا حصہ بسبب مدبر ہونے کے اور ہر ایک اپنی تہائی قیمت کے واسطے سعایت کریگا۔ اور اگر مدبر نہین مرا بلکہ ہر دو غلام
مین سے ایک مرگیا پھر مولی مرگیا تو غلام میت کی مزاحمت دور ہوگئی اور عتق قطعی اس غلام باقی اور مدبر معروف کے
درمیان رہا کہ ہر ایک کا نصف حصہ بسبب عتق قطعی کے آزاد ہو جائیگا اور ہر ایک کا نصف باقی مدبر ہوا چنانچہ اگر مولی کا
مال کچھ زائد ہو کہ اسمین سے تہائی ایک رقبہ ہوتا ہو تو دونون آزاد ہو جاوینگے اور اگر نہو تو تہائی حق میت ان دونون مین نصفا نصف
تقسیم ہوگی چنانچہ ہر ایک مین سے دو تہائی حصہ آزاد ہوگا اور ایک تہائی کے واسطے سعایت کریگا جیسا کہ اوپر بیان
ہوا ہی۔ اور اگر مولی نے کہا کہ تم مین سے دو آزاد ہین یا مدبر ہین اور یہ قول اُسنے مرض مین کہا تو اسکا کلام ان دونون
کے حق مین تہائی سے معتبر ہوگا پس تہائی ان سب پر بقدر انکے سہام کے تقسیم ہوگی پس مدبر معروف کا حق تمام رقبہ کا
ہی جسکے ۶ سہام مفروضہ ہین اور حق ہر دو غلام بحکم تدبیر کے نصف یعنی ۳ تین اور بحکم عتق قطعی دو تہائی یعنے ۴ مین ہی
پس سہام وصیت ہر دو غلام سات ہوئے اور سہام وصیت مدبر ۶ ہوئے جنکا مجموعہ کل ۱۳ سہام وصیت ہوئے اور یہ
تہائی مال ہوا پس کل مال کے ۳۹ سہام ہوئے پس ہر غلام کے ۱۳ سہام ہوئے جنمین سے مدبر مین سے ۶ سہام آزاد
ہوئے اور ۷ سہام کے واسطے سعایت کریگا اور ہر دو غلام مین سے سات سہام یعنی ہر ایک سے ساڑھے تین سہام آزاد
ہوئے تو ہر ایک ساڑھے نو سہام کے لیے سعایت کریگا پس جملہ سہام وصیت ۱۳ اور سہام سعایت ۲۶ ہوئے پس تخریج تہائی
و دو تہائی مستقیم ہی۔ اور اگر مدبر بعد موت مولی کے مرگیا تو اُسپر سعایت باطل ہوگئی اور خسارہ کل پر ہوا ہی اور اسکی صورت

یہ ہوگی کہ باقی ہر دو غلام کی مقدار سہام ۷ ہے اور مقدار سہام وارثان ۲۶ پر تقسیم ہوگی پس جملہ ۳۲ ہوئے کہ ہر غلام کے جملہ ۱۶½ ساڑھے سولہ سہام ہوئے پس ہر ایک میں سے ساڑھے تین آزاد اور باقی ۱۳ کے واسطے سعایت کریگا اور مدبر میت اپنے سہام وصیت لے چکا ہی لہذا جملہ سہام وصیت ۱۳ اور سہام سعایت ۲۶ ہوئے پس تخریج مستقیم ہی۔ اور اگر ہر دو غلام میں سے ایک مرگیا تو اسکی سعایت ڈوب گئی اور کو دونا سب پر رہا باین طور کہ باقی مقدار حق سہام وارثان ۲۶ ہیں اور مقدار حق سہام غلام باقی ساڑھے تین اور مقدار حق سہام مدبر ۶ پر تقسیم ہو پس جملہ ساڑھے پینتیس ۳۵½ سہام ہوئے پس ہر ایک کے مقابلہ میں ۱۷ سہام اور تین چوتھائی حصہ سہام ہوا جس میں سے مدبر سے ۶ سہام آزاد ہوئے اور باقی گیارہ سہام اور تین چوتھائی سہم کے واسطے سعایت کریگا اور غلام میں سے ساڑھے تین سہام آزاد ہوئے اور باقی ۱۴ سہام اور چوتھائی سہم کے واسطے سعایت کریگا اور چونکہ غلام مردہ اپنا حق وصیت لے چکا ہی لہذا مبلغ سہام وصیت ۱۳ ہوا اور مبلغ سعایت ۲۶ ہوئے پس تخریج مستقیم ہوئی۔ اور اگر دونوں غلام مرگئے اور مدبر رہگیا تو سعایت جو دونوں پر تھی ڈوب گئی پس باقی حق سہام وارثان ۲۶ ہے اور سہام مدبر چھ ۶ پر تقسیم ہوگی کہ جسکے جملہ ۳۲ سہام ہوئے جنمیں سے مدبر کے ۶ سہام آزاد ہونگے اور باقی ۲۶ سہام کے واسطے سعایت کریگا اور چونکہ ہر دو غلام میت اپنے سہام وصیت پاچکے ہیں لہذا مبلغ سہام وصیت ۱۳۔ اور مبلغ سہام سعایت ۲۶ ہوئے پس تخریج مستقیم ہوئی۔ اور اگر مدبر مع ایک غلام کے مرگیا تو اسپر جو کچھ سعایت تھی وہ ڈوب گئی تو باقی حق وارثان ۲۶ اور حق غلام باقی ۳½ مجموعہ ۲۹½ پر تقسیم ہوگی از انجملہ ساڑھے تین سہام غلام میں سے آزاد ہونگے اور باقی ۲۶ کے واسطے سعایت کریگا اور چونکہ مدبر اور غلام میت نے اپنا اپنا حصہ لیا ہی یعنے ساڑھے نو سہام پس جملہ سہام وصیت ۱۳ ہوئے اور سہام سعایت ۲۶ ہین پس تخریج مستقیم ہوئی۔ اور اگر مدبر قبل موت مولی کے مرگیا تو عتق قطعی میں اسکی مزاحمت جاتی رہی اور ایک رقبہ کامل اور نصف رقبہ باقی دونوں غلاموں میں رہا پس اگر مولی کا اسقدر مال ہو کہ اسکی تہائی سے ڈیڑھ رقبہ برآمد ہوتا ہو تو ہر غلام میں سے تین چوتھائی بوجہ عتق قطعی کے آزاد ہو جائیگا اور اپنی چوتھائی کے واسطے ہر ایک سعایت کریگا اور اگر اسکا کچھ اور مال نہو تو اسکا تہائی مال یعنے دو تہائی رقبہ ان دونوں میں مشترک ہوگا پس ہر ایک میں سے تہائی رقبہ آزاد ہو جائیگا اور اپنی دو تہائی قیمت کے واسطے سعایت کریگا۔ اور اگر مولی سے پہلے ایک غلام مرگیا تو اسکی مزاحمت عتق قطعی میں باطل ہوگئی اور ایجاب قطعی درمیان غلام اور مدبر کے رہا کہ ہر ایک کے واسطے نصف رقبہ پہونچا اور نصف غلام باقی بھی مدبر ہو گیا پس اگر مولی کا اسقدر مال ہو کہ اسکی تہائی سے یہ دونوں بقدر مملوکیت برآمد ہوتے ہوں تو دونوں مفت بلا سعایت آزاد ہو جاوینگے اور اگر اسکا کچھ اور مال نہو تو اسکا تہائی مال یعنی دو تہائی رقبہ ان دونوں کو مشترک پہونچیگا جسطرح کہ ہمنے بیان کیا ہو۔ اور اگر اسنے اپنی صحت میں کہا کہ تم سب آزاد ہو یا مدبر ہو اور قبل بیان کے مرگیا تو اسکا یہ قول کہ تم سب آزاد ہو [illegible] سب کے حق میں صحیح ہی اور اسکا یہ قول کہ یا تم سب مدبر ہو اسکے مدبر معروف کے حق میں لغو ہوا اور ہر دو غلام کے حق میں صحیح ہی گویا اسنے کہا کہ یا یہ دونوں غلام مدبر ہین پس بسبب ایجاب قطعی کے ڈیڑھ رقبہ آزاد ہوا جو ان سب میں مشترک ہوگا کہ ہر ایک میں سے نصف رقبہ آزاد ہوگا اور بسبب ایجاب ثانی کے ایک رقبہ مدبر ہوا جو ہر دو غلام میں مشترک ہوگا کہ ہر ایک میں سے نصف مدبر ہو جائیگا اور مدبر معروف کا نصف مدبر ہوا اور اگر مولی کا اور مال ہو کہ جسکی تہائی سے نصف رقبہ و ایک رقبہ کامل برآمد ہوتا ہو تو سب آزاد ہو جاوینگے

اور اگر کچھ اور مال نہو تو اُسکا تہائی مال تقسیم کیا جائیگا اور وقت موت کے اُسکا تہائی مال ڈیڑھ رقبہ ہی پس اُسکی تہائی نصف رقبہ ہوا جوان سب مین مساوی تقسیم ہوگا پس ہر ایک کے حصہ مین چھٹا حصہ رقبہ کا پہونچا پس جملہ دو تہائی رقبہ ہر ایک مین سے آزاد ہوگا اسطرح کہ نصف بایجاب قطعی اور چھٹا حصہ بسبب تدبیر کے آزاد ہوگا اور باقی ایک تہائی کے واسطے ہر ایک سعایت کریگا اور اگر ایجاب مذکور حالت مرض مین واقع ہوا ہو تو تہائی مال سے سب اسی طرح آزاد ہونگے جیسے ہمنے بیان کر دیا ہی۔ اور اسی طرح اگر کہا کہ تم مین سے ہر ایک آزاد ہی یا تم سب مدبر ہو تو یہ بمنزلہ اس قول کے ہی کہ تم سب آزاد ہو یا تم سب مدبر ہو اور اسیطرح اگر کہا کہ تم سب آزاد ہو یا یہ و یہ و یہ سب مدبر ہین تو بھی یہی حکم ہی کہ یہ بمنزلہ اس قول کے ہی کہ یا تم سب مدبر ہو۔ اور اگر انمین سے کوئی مدبر نہو اور اُسنے کہا کہ تم سب آزاد ہو یا یہ و یہ مدبر ہین تو دونون ایجاب صحیح ہین پس ہر دو کلام مین سے ہر ایک کے مقتضی کا نصف ثابت ہوگا چنانچہ ہر ایک مین سے نصف بایجاب قطعی آزاد ہو جائیگا اور باقی نصف ہر ایک کا مدبر بھی ہوگا اور تدبیر کا اعتبار تہائی مین سے ہوگا۔ اور اگر ایجاب بحالت مرض واقع ہوا ہو تو سب تہائی مال سے آزاد ہونگے جسقدر آزاد ہو سکین جیسے ہمنے بیان کیا ہی۔ اور اگر انمین سے ایک مدبر ہو اور اُسنے کہا کہ تم سب آزاد ہو یا تم مین ایک مدبر ہی تو یہ سب کلام باطل ہی اسواسطے کہ قولہ تم مین سے ایک مدبر ہی لغو ہی اور رہا ایجاب اول وہ ایجاب فی حال دون حال ہی پس شک کے ساتھ ایجاب نہوگا اور اگر کہا کہ ہر ایک تم مین سے آزاد ہی یا مدبر ہی تو ہر دو کلام حق مدبر مین باطل ہین[یعنی تدبیر باطل ہی ۱۲] اور ہر دو غلام کے حق مین صحیح ہین[یعنی اتفاق ۱۲] اسواسطے کہ اُسنے ہر فرد کے حق مین علیحدہ ایجاب کیا ہی گویا اُسنے ہر ایک کیواسطے کہا کہ تو آزاد ہی یا مدبر ہی پس مدبر کے حق مین باطل ہوگا اور ہر ایک غلام کے حق مین صحیح ہوگا پس ہر کلام کے مقتضا کا نصف ثابت ہوگا پس ہر ایک غلام مین سے نصف بایجاب قطعی ثابت ہوگا اور نصف ہر ایک کا مدبر ہو جائیگا اور تدبیر کا اعتبار تہائی سے ہوگا اور اگر قول مذکور مرض مین صادر ہوا تو تہائی سے سب آزاد ہونگے اور اسیطرح حساب لگایا جائیگا جسطرح ہمنے بیان کیا ہی اور اگر اُسنے یون کہا کہ تم سب آزاد ہو یا یہ مدبر ہی اور مدبر اسی کو کہا کہ جو معروف مدبر ہی یا یہ ہی یا یہ ہی اور قبل بیان کے مر گیا تو سب مدبر ہو جاوینگے اسواسطے کہ ہر دو ایجاب مین سے ایک کا التزام ہی اور دلالت سے یہ بات ثابت ہوئی کہ اُسنے تدبیر کو اختیار کیا ہی اور دلالت اسطرح ہی کہ اُسنے ثانی و ثالث کو اول تدبیر پر عطف کیا ہی پس اختیار ثابت ہوا اسواسطے کہ عطف مقتضی مشارکت ہی درمیان معطوف و معطوف علیہ کے ایسے وصف مین جو بیان ہوا ہی اور صفت تدبیر مین مشارکت ثابت نہوگی الا ایسی صورت مین کہ معطوف علیہ مین ایجاب مین اسکا تدبیر کا اختیار کرنا اعتبار کیا جاوے۔ اور اگر ان غلامان مین کوئی مدبر نہو پس اُسنے کہا کہ تم سب آزاد ہو یا یہ مدبر ہی یا یہ ہی یا یہ ہی تو سب مدبر ہو جاوینگے اور اگر کہا کہ تم سب آزاد ہو یا یہ مدبر ہی اور یہ تو ایجاب اول باطل ہو گیا اور جس غلام کو تدبیر شامل ہی اور دوسرا جو اسپر عطف ہی دونون مدبر ہو جاوینگے اور تیسرا قن باقی رہیگا اور وجہ یہ ہی جو ہمنے بیان کر دی ہی اور اگر اُسنے کہا کہ تم سب آزاد ہو اور یہ دونون مدبر ہین حالانکہ انمین کوئی غلام پہلا مدبر نہتھا تو دونون ایجاب ثابت ہونگے پس ایجاب اول سے ڈیڑھ رقبہ آزاد ہوگا جو ان سب مین مشترک ہوگا اور دوسرے ایجاب سے ایک رقبہ کا مدبر ہونا ثابت ہوگا مگر خاص انہین دونون کے حق مین جنکی طرف تدبیر کی نسبت کی ہی اور اس تدبیر کا اعتبار تہائی مال سے ہوگا یہ شرح زیادات عتابی مین ہی اور اگر اپنے تین غلامون سے کہا کہ تم آزاد ہو یا یہ اور یہ دونون مدبر ہین تو ہر ایجاب کی تہائی ثابت ہوگی اور یہ عامہ مشائخ کا

[حاشیہ: یعنی تہائی مین سے ... یعنی ہر ایک کے ... حصہ ... یعنی تہائی مین ... جسقدر آزاد ... اور باقی ... ۱۲ منہ]

[حاشیہ زیرین: وہر قبل بیان کے مر گیا ہو یعنی مقتضای ہر ایجاب مین سے تہائی ثابت ہوگا ۱۲]

قول ہی پس کلام اول سے ایک رقبہ کا عتق ثابت ہوگا جوان سب مین مشترک ہوگا اور دوسرے کلام سے تہائی عتق ثابت ہوگا جو فقط اُسی کے واسطے ہوگا جسکی طرف اشارہ کیا ہی پس اسکے واسطے دو تہائی رقبہ کا عتق ثابت ہوگا اور تیسرے کلام سے دو تہائی رقبہ کی تدبیر انھین دونون کے واسطے جنکی طرف اشارہ کیا ہی ثابت ہوگی پس انمین سے ہر ایک کا تہائی حصہ مدبر بھی ہو جائیگا یہ کافی مین ہی پس اگر اسکا کچھ اور مال ہو کہ جسکی تہائی سے دو تہائی رقبہ نکلتا ہو تو ہر ایک مین سے دو تہائی آزاد ہو جائیگی اور اپنی ایک تہائی قیمت کے واسطے سعایت کریگا اور اگر کچھ اور مال نہو تو وقت موت کے جسقدر مال اسکا تھا اُسکی ایک تہائی دونون کے درمیان نصفا نصف ہوگی اور موت کے وقت اُسکا مال ایک رقبہ کامل اور ایک رقبہ کی دو تہائی تھا پس آسکی تہائی یعنے پانچ ساتوین حصے ان دونون مین تقسیم ہونگے کہ ہر ایک کو دو ساتوین حصے اور نصف ساتوان حصہ پہونچیگا اور ہر ایک اپنے تین ساتوین حصے اور نصف ساتوین حصے کے واسطے سعایت کریگا اور مفرد اپنے تہائی کے واسطے سعایت کریگا پس مجموعہ سہام وصیت پانچ ہوئے اور جملہ سہام سعایت دس ہوئے کہ تہائی و دو تہائی ٹھیک ہی پس تخریج مستقیم ہی یہ شرح زیادات عتابی مین ہی۔

ساتوان باب استیلاد کے بیان مین۔ استیلاد یہ ہی کہ باندی مملوکہ تامہ اپنے مولی سے بچہ جنے خواہ ملک وقت علوق تحقیقی ہو یا تقدیری ہکذا قیل واللہ تعالی اعلم بالصواب جب باندی اپنے مولی سے بچہ جنی تو وہ اُسکی ام ولد ہوگئی خواہ بچہ زندہ جنی یا مردہ یا ساقط ہوگیا ایسا کہ جسکی پوری خلقت ظاہر ہوگئی تھی یا کچھ خلقت جبکہ اقرار کیا کہ یہ میرا نطفہ ہی تو باندی کے ام ولد ہو جانے کے واسطے یہ بچہ بمنزلہ زندہ کامل الخلقت جنے کے ہی اور اگر ایسا پیٹ ساقط ہوا کہ اُسکی خلقت مین سے کچھ ظاہر نہین ہوا ہی مثلاً لوتھڑا یا تھکا خون کا یا ٹکڑا ساقط ہوا اور مولی نے دعوی کیا کہ یہ میرے نطفہ سے ہی تو اس سے باندی اُسکی ام ولد نہوگی یہ سراج وہاج مین ہی۔ ام ولد کی بیع جائز نہین ہی اور اسی طرح ہر ایسا تصرف روا نہین ہی جس سے حق حریت جو بسبب استیلاد کے باندی کے واسطے ثابت ہوا ہی باطل ہوتا ہی جیسے ہبہ و صدقہ و وصیت و رہن کوئی جائز نہین ہی اور جو تصرف کہ موجب بطلان حق مذکور نہو وہ جائز ہی جیسے اجارہ پر دینا اور خدمت لینا اور کمائی کرانا اور کرایہ پر چلانا اور خود اُس سے وطی کرنا یا استمتاع کرنا روا ہی اور اجرت و کمائی و کرایہ مولی کا ہوگا اور اگر کسی نے اُس سے شبہہ سے وطی کی تو اُسکا عقر مولے کا ہوگا اور اگر مولے نے کسی سے اُسکا نکاح کر دیا تو مہر مولے کا ہوگا یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر ایک قاضی نے ام ولد کی بیع کے جواز کا حکم دیدیا تو قضاء نافذ نہوگی بلکہ دوسرے قاضی پر موقوف رہیگی اگر دوسرے قاضی نے اُسکی قضا کو بحال رکھا تو نافذ ہوگی اور اگر باطل کر دیا تو باطل ہوگی یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور مولی کو اختیار ہی کہ کسی سے اُسکا نکاح کر دے مگر جبتک اُس سے ایک حیض سے استبراء نہ کرالے تب تک نکاح کر دینا نہین چاہئیے ہی یہ بدائع مین ہی اور اگر بدون استبراء کے اُسکا نکاح کر دیا پھر وہ چھ مہینہ سے کم مین بچہ جنی تو یہ بچہ مولے کا ہوگا اور نکاح فاسد ہی اور اگر چھ مہینہ سے زیادہ مین جنی تو بچہ کا نسب شوہر سے ثابت ہوا اور اگر مولی نے اُسکے نسب کا دعوی کیا تو نسب شوہر ہی سے ثابت رہیگا مگر مولے کے دعوی کی وجہ سے وہ آزاد ہوگیا یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر مولی نے اسکا نکاح کر دیا اور نکاح سے اُسکے بچہ ہوا تو بچہ بھی اپنی ماں کے حکم مین ہوگا کہ مولی کو اُسکی بیع و ہبہ و رہن وغیرہ جائز نہین ہی اور وہ کسی کے واسطے سعایت نہ کریگا اور مولے کے مرنے پر اُسکے کل مال سے آزاد ہو جائیگا ہان مولی کو اُس سے خدمت لینا و اسکا اجارہ پر دینا وغیرہ جائز ہی لیکن اگر بچہ لڑکی ہو تو مولے کو اُس سے استمتاع جائز نہین ہی

اور یہ مسئلہ اجماعی ہے اور اگر نکاح فاسد واقع ہوا ہو تو حق احکام مین یہ نکاح فاسد ملحق بہ نکاح صحیح کیا جائیگا یہ فتح القدیر
مین ہے۔ اپنی باندی کا نکاح اپنے غلام سے کر دیا پھر اسکے بچہ پیدا ہوا پھر مولی نے اسکے نسب کا دعوے کیا (دونون مین کسی کو نسب ہوگا ۱۲) تو نسب
ثابت نہوگا بلکہ نسب غلام ہی سے ثابت ہوگا ولیکن مولی کے اقرار کی وجہ سے یہ بچہ آزاد ہوگا اور باندی اسکی
ام ولد ہو جائیگی اور جب ام ولد کا مولی مرا تو وہ آزاد ہو جائیگی خواہ مولی نے اسکو کسی مرد سے بیاہ دیا ہو یا نہ بیاہا ہو اور
نیز اسکا عتق تمام مال سے معتبر ہوگا پس آزاد ہو جائیگی خواہ تہائی مال سے برآمد ہوتی ہو یا نہ ہوتی ہو اور اسپر سعایت
(اگرچہ تمام مال یہی باندی ہو آزاد ہوجائیگی ۱۲) مولی کے وارثوں یا مولی کے قرضخواہ کسی کے واسطے کسی طرح واجب نہوگی یہ غایۃ البیان مین ہے۔ اور یہ احکام ام ولد
کے واسطے بہرحال ثابت ہونگے خواہ مولی حقیقۃً مر گیا یا حکماً مر گیا باین طور کہ مرتد ہوا اور دارالحرب مین چلا گیا اسی طرح
اگر حربی امان لیکر دارالاسلام مین آیا اور یہان کوئی باندی خریدی اور اسکو ام ولد بنایا پھر دارالحرب کو چلا گیا پھر جہاد
مین قید ہوا تو یہ باندی آزاد ہو جائیگی یہ بدائع مین ہے۔ اور جب ام ولد مولی کے مرنے سے آزاد ہوئی تو اسوقت جو کچھ
مال اسکے پاس ہے وہ مولے کا ہوگا الا آنکہ مولے نے اسکے واسطے اس مال کی وصیت کر دی ہو یہ بحر الرائق مین
قاضیخان سے منقول ہے۔ اور ام ولد کا عتق تکرار تک متکرر ہوگا جیسے عتق محارم اور اسکی تفصیل یہ ہے کہ اگر ام ولد
کو اسکے مولی نے آزاد کر دیا پھر وہ مرتد ہو کر دارالحرب مین چلی گئی پھر قید ہو کر آئی اور مولے نے اسکو خریدا تو پھر
ام ولد ہوگی یعنی اسکا ام ولد ہونا عود کریگا اور اسی طرح اگر ذی رحم محرم کا کسی طور سے مالک ہوا اور وہ اسکی طرف
سے آزاد ہو گیا پھر وہ مرتد ہو کر دارالحرب مین چلا گیا پھر قید ہو کر آیا پھر اسنے (خواہ مذکر ہو یا مونث ۱۲) خریدا تو آزاد ہو جائیگا اور اسی طرح دوبارہ
سہ بارہ جتنی دفعہ واقع ہووے یہی حکم ہے اور یہی حکم ام ولد مین ہے یہ فتاوے قاضی خان مین ہے۔ اور اگر نصرانی کی
ام ولد مسلمان ہو گئی تو اسکے مولی پر اسلام پیش کیا جائیگا پس اگر اسنے انکار کیا تو قاضی اس باندی کو اسکی ولایت
سے نکال دیگا باین طور کہ اسکی قیمت اندازہ کر کے اس باندی پر اقساط مقرر کر دیگا اور یہ مکاتبہ ہو جائیگی مگر فرق
اسقدر ہے کہ یہ عورت دوبارہ رقیق نکیجائیگی اگرچہ اپنے آپ کو عاجز کر دے۔ اور اگر اسلام پیش کرنے کے وقت
نصرانی مذکور مسلمان ہو گیا ہو تو یہ عورت اپنے حال پر اسکی ام ولد رہیگی بخلاف اسکے کہ اگر اسوقت کے بعد مسلمان
ہو گیا تو ایسا نہوگا۔ اور اگر اسکا مولاے نصرانی مر گیا تو آزاد ہو جائیگی اور اسکے ذمہ سے سعایت ساقط ہو جائیگی یہ
فتح القدیر مین ہے۔ اور اگر قاضی نے اسپر قیمت دینے کا حکم دیا ہو پھر وہ مر گئی اور اسکا ایک بچہ ہے جسکو وہ حالت سعایت
مین جنی ہے تو جو کچھ اسپر واجب ہے وہ اسکا بچہ سعایت کر کے ادا کریگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر زید کی باندی کے
عمرو سے ایک بچہ پیدا ہوا بنکاح یا بوطی شبہہ پھر عمرو اس باندی کا مالک ہوا تو بچہ کا عمرو سے نسب ثابت ہوگا اور یہ
باندی اسکی ام ولد ہو جائیگی یہ فتاوے قاضیخان مین ہے مگر واضح رہے کہ ہمارے نزدیک اسکی ام ولد اسی وقت
سے ہو جائیگی جب سے اسکا مالک ہوا ہے نہ اسوقت سے کہ جب سے بچہ کا نطفہ قرار پایا ہے یہ نہر الفائق مین ہے۔
اور اگر زنا سے کسی باندی سے استیلاد کیا پھر اسکا مالک ہو گیا تو استحساناً اسکی ام ولد نہو جائیگی اور یہ ہمارے علماے
ثلثہ کا قول ہے یہ ذخیرہ مین ہے۔ مگر بچہ آزاد ہو جائیگا اور اسکی ماں کے فروخت کا اسکو اختیار ہے یہ اختیار شرح مختار مین
ہے۔ اور اگر زید نے کہا کہ مین نے اس باندی سے نکاح کیا اور یہ (بسبب جزئیت کے ۱۲) مجھ سے (یعنے حمل قرار پاتے کا ۱۲) بچہ جنی ہے اور یہ بات صرف اسکے قول سے
معلوم ہوتی ہے اور مولی جسکی وہ باندی ہے اس سے انکار کرتا ہے تو یہ بات ثابت نہوگی پھر جب زید اس باندی کا مالک

ہوجائیگا تو باندی اُسکی ام ولد ہوجائیگی اور یہ ہمارے علماے ثلثہ کا قول ہی - اور اگر اپنی صحت مین اقرار کیا کہ میری اس باندی کی مجھ سے اولاد ہوئی ہی تو ہمارے علماے ثلثہ کے نزدیک اُسکی ام ولد ہوجائیگی اور تمام مال سے آزاد ہوگی خواہ اُسکے ساتھ بچہ موجود ہو یا نہو یہ ذخیرہ مین ہی - اور اگر اپنے مرض مین اپنی باندی سے کہا کہ تو مجھ سے جنی ہی پس اگر اُسوقت اُسکو حمل ہو یا اُسکے ساتھ بچہ موجود ہو تو یہ باندی اُسکے کل مال سے آزاد ہوگی ورنہ تہائی مال سے آزاد ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہی - اگر حاملہ باندی کی نسبت مولی نے اقرار کیا کہ اسکا حمل مجھ سے ہی تو وہ اسکی ام ولد ہوجائیگی اسی طرح اگر کہا کہ اگر یہ حاملہ ہو تو اُسکا حمل مجھ سے ہی پھر اُسکے بچہ پیدا ہوا یا وہ پیٹ ڈال گئی جسکی پوری خلقت یا بعض خلقت ظاہر ہوگئی تھی اور مولی نے اسکا اقرار کیا تو باندی اُسکی ام ولد ہوجائیگی بشرطیکہ چھ مہینہ سے کم مین پیدا ہوا ہو - اور اگر مولی نے ولادت سے انکار کیا پھر ولادت پر ایک قابلہ نے گواہی دی تو جائز ہی اور مولی سے بچہ کا نسب ثابت ہوگا اور باندی اُسکی ام ولد ہوجائیگی یہ ظہیریہ مین ہی - اور اگر باندی چھ مہینے یا زیادہ مین جنی تو بچہ مولی کو لازم نہوگا اور نہ باندی اُسکی ام ولد ہوجائیگی یہ بدائع مین ہی - اور اگر کہا کہ اس باندی کا حمل مجھ سے ہی یا کہا کہ جو اُسکے پیٹ مین ہی بچہ وہ میرا ہی پھر اُسکے بعد دعوی کیا کہ یہ ریاح تھی بچہ نہ تھا پس باندی نے اسکی تصدیق کی یا تکذیب کی تو اُسکی ام ولد ہوجائیگی اور اگر کہا کہ جو اُسکے پیٹ مین ہی وہ میرا ہی اور حمل و ولد کا نام نہ لیا پھر کہا کہ اسکے پیٹ مین ریاح تھی پس باندی نے اُسکی تصدیق کی تو اُسکی ام ولد نہوجائیگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - اور اگر باندی نے تکذیب کی اور کہا کہ نہین بلکہ بچہ تھا اور وہ ساقط ہوگیا اور اُسکی خلقت ظاہر ہوگئی تھی تو قول باندی کا قبول ہوگا اور وہ مولی کی ام ولد ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہی - ایک مرد نے اقرار کیا کہ میری یہ باندی مجھ سے حاملہ ہی پھر دو برس سے زیادہ مین اُسکے بچہ پیدا ہوا اور ایک عورت نے ولادت پر گواہی دی اور باندی نے دعوی کیا کہ یہ بچہ وہی حمل ہی اور مولی نے وہی حمل ہونے سے انکار کیا تو باندی اُسکی ام ولد ہوگی اور بچہ کا نسب اُس سے ثابت نہوگا اور اگر مولی نے اقرار کیا کہ یہ وہی حمل ہی اور یہ میرا ہی حالانکہ اقرار سے دس برس بعد جنی ہی تو یہ بچہ مولی کی اولاد سے ہوگا اور مولی کا یہ قول کہ یہ وہی حمل ہی لغو و باطل قرار دیا جائیگا - اور اگر ایک مرد پر دو گواہون مین سے ایک نے گواہی دی کہ اُسنے اپنی اس باندی کی نسبت کہا کہ یہ مجھ سے جنی ہی اور دوسرے نے گواہی دی کہ اُسنے اس باندی کی نسبت کہا کہ یہ مجھ سے حاملہ ہی تو وہ اُسکی ام ولد ہوگی کہ البتہ دونون نے اسپر اتفاق کیا ہی اور اسیطرح اگر ایک نے کہا کہ اُسنے اقرار کیا ہی کہ یہ مجھ سے پسر جنی ہی اور دوسرے نے کہا کہ اُسنے اقرار کیا ہی کہ یہ مجھ سے دختر جنی ہی تو بھی یہی حکم ہی کیونکہ دونون گواہون کی گواہی مین اس امر پر اتفاق ہی کہ یہ باندی اُسکی ام ولد ہی یہ محیط مین ہی - ایک مرد نے اپنی باندی سے کہا کہ اگر تیرے پیٹ مین لڑکا ہو تو وہ میرے نطفہ سے ہی اور اگر لڑکی ہو تو مجھ سے نہین ہی تو بچہ کا نسب اُس سے بہرحال ثابت ہوگا خواہ لڑکی جنی یا لڑکا اور اگر کہا کہ اگر تیرے پیٹ مین بچہ ہو تو مجھ سے ہی تا دو سال پھر وہ چھ مہینے سے کم مین جنی تو بچہ کا نسب اُس سے ثابت ہوگا اور اگر چھ مہینہ سے زیادہ مین جنی تو نسب اُس سے ثابت نہوگا اور توقیت متعدد کرنا باطل ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - اور اگر ایک باندی خریدی جسکے تین اولاد ہین پھر انہین سے ایک کے نسب کا دعوی کیا پس اگر یہ سب ایک ہی بطن سے پیدا ہوئے ہون تو سب کا نسب اُس سے ثابت ہوگا اور اگر مختلف بطنون سے پیدا ہوئے ہون تو فقط اُسی کا نسب اس سے ثابت

ہوگا جسکا دعوے کیا ہی اور باقی دونون رقیق رہینگے کہ چاہے انکو فروخت کردے ۔ اور اگر اُسکی ملک مین یہ اولاد
پیدا ہوئی ہو مثلاً ایک شخص کی باندی تین اولاد مختلف بطنون سے جنی پس اگر مولی نے سب سے چھوٹے کے نسب
کا دعوی کیا تو اسی کا نسب مولی سے ثابت ہوگا اور باقی دونون رقیق ہین چاہے انکو فروخت کردے اور یہ بالاتفاق
ہی اور اگر اُسنے سب سے بڑے کے نسب کا دعوی کیا تو اُسکا نسب مولی سے ثابت ہوگا اور باقی دونون اپنی مان
کے تابع بمنزلہ اپنی مان کے ہونگے کہ انکو فروخت نہین کرسکتا ہی مگر مولی سے انکا نسب ثابت نہوگا یہ مبسوط مین ہی ۔
ایک مرد کی ایک باندی ہی کہ اُس سے وطی کرتا ہی اور ہر بار عزل کرلیتا ہی پھر یہ باندی کہین غائب ہوئی یعنے ایک زمانہ
تک اُسکے حضور سے غائب رہی پھر لوٹ آئی اور وقت غائب ہونے سے چھ مہینے پر بچہ جنی ہی تو مشائخ نے فرمایا کہ
اگر ایسے شخص کی طرف گئی تھی جو اُس سے متہم تھا اور مولی کا غالب گمان یہ ہی کہ اس باندی نے فجور کیا ہی تو مولے کو
اُسکے بچہ کی نفی کردینے کی گنجائش ہی کہ یہ میرا نہین ہی ۔ اور اگر اسکا فجور ظاہر نہوا اور مولی کی غالب رائے یہ ہی کہ عفیفہ
ہی تو مولی کو اُسکے بچہ کا نفی کرنا نہ چاہیے ۔ اور چاہیے کہ گواہ کردے کہ یہ میری ام ولد ہی تاکہ ایسا نہو کہ اسکی موت کے
بعد اُسکا بچہ رقیق بنایا جاوے یہ فتاوے قاضی خان مین ہی ۔ اور اگر اپنی باندی سے وطی کرتا ہی اور عزل نہین کرتا ہی اور
اُسکو محفوظ کرلیا ہی پھر اُسکے بچہ پیدا ہوا تو دیانت کی راہ سے فیما بینہ وبین اللہ تعالی مولی کو روا نہین ہی کہ اس بچہ کو فروخت
کرے اور اسپر واجب ہی کہ اعتراف کرے کہ یہ میرا ہی اور اگر اُس سے عزل کرتا ہو اور اسکو محفوظ نہ کیا ہو تو امام اعظم رح
کے نزدیک مولی کو روا ہی کہ اُسکے بچہ کی نفی کرے یہ سراج وہاج مین ہی ۔ اور اگر کسی کی ام ولد اُسپر ہمیشہ کیواسطے
حرام ہوگئی باین طور کہ مولی کے پسر نے اس ام ولد سے وطی کرلی یا باپ نے وطی کرلی یا مولی نے اُسکی دختر یا مان سے
وطی کرلی پھر چھ مہینے سے زیادہ کے بعد اُسکے بچہ پیدا ہوا تو بعد تحریم کے جو بچہ اُسکا ہوا ہی بدون مولی کے دعوے کے اُسکا
نسب مولی سے ثابت نہوگا اور اگر مولی نے دعوی کیا تو نسب ثابت ہوجائیگا اسواسطے کہ حرام ہوجانے سے ملک زائل
نہین ہوتی ہی یہ بدائع مین ہی ۔ اور اگر کسی باندی نے کسی مرد کو دھوکا دیا اور کہا کہ مین حرہ ہون پس اُسنے نکاح کیا
اور اُس سے اولاد ہوئی پھر باندی کے مولی نے اپنا استحقاق ثابت کیا تو مولی کے واسطے اس باندی کے ملنے اور اولاد
کی قیمت ملنے اور وطی کنندہ سے عقر ملنے کا حکم دیا جائیگا پھر جب وہ آزاد ہوجائیگی تو اولاد کا باپ اس سے اولاد کی
قیمت واپس لیگا اور اگر اولاد کے باپ نے نصف باندی اُسکے مولی سے خریدی تو اسکی ام ولد ہوجائیگی اور اُسکی
نصف قیمت اُسکے مولی کو تاوان بھی دیدیگا یہ مبسوط مین ہی ۔ زید نے بکر کی ام ولد کو عمرو سے خریدا اور زید کو اُسکا علم
نہین ہی پھر زید سے اُسکے ایک بچہ پیدا ہوا پھر بکر نے اُسکا دعوی کیا اور اُسکے واسطے حکم ہوگیا تو زید پر بکر کے واسطے بچہ کی
قیمت بسبب دھوکے کے واجب ہوگی یہ ظہیریہ مین ہی ۔ اور اگر اپنے ایسے غلام کی نسبت کہا کہ یہ میرا لڑکا ہی
کہ ایسی عمر کا بیٹا ایسے شخص سے نہین ہوسکتا ہی تو امام اعظم رح کے نزدیک اُسکی طرف سے آزاد ہوگیا (اور بچہ آزاد ہوگا ۱۲) اور آیا اُسکی مان
اسکی ام ولد ہوگی یا نہین تو اصح یہ ہی کہ یہ اقرار اُسکی مان کے ام ولد ہونے کا اقرار ہی یہ سراج وہاج مین ہی ۔ اگر اپنے
باپ کے تصرف وطی مین آئی ہوئی باندی سے استیلاد کیا تو بچہ کا نسب اُس سے ثابت ہوگا یہ قنیہ مین ہی ۔ اگر باپ
نے اپنے بیٹے کی باندی سے وطی کی اور اُسکے بچہ پیدا ہوا اور باپ نے اسکا دعوی کیا تو باپ سے اُسکا نسب
ثابت ہوگا اور یہ باندی اسکی ام ولد ہوجائیگی خواہ بیٹے نے اسکی تصدیق کی ہو یا تکذیب کی ہو خواہ باپ نے شبہہ کا دعوی

کیا ہو یا نہ کیا ہو یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور باپ پر اس باندی کی قیمت واجب ہوگی مگر عقر اور بچہ کی قیمت نہین واجب ہوگی یہ کافی مین ہی اور اس استیلاد کے صحیح ہونے کی شرط یہ ہی کہ باندی وقت علوق سے تا وقت دعوے نسب پسر کی ملک مین ہو اور باپ اسوقت سے اہلیت دعوی بھی رکھتا ہو۔ چنانچہ اگر بیٹے نے باندی کو فروخت کر دیا پھر خریدا یا اُسکو واپس دی گئی اور وقت بیع سے چھ مہینے سے کم مین جنی پس باپ نے دعوی کیا تو صحیح نہوگا الا اسصورت مین کہ بیٹا اُسکے دعوے کی تصدیق کرے جیسے کوئی اجنبی دعوی کرے اور بیٹا تصدیق کرے تو بھی یہی حکم ہی اور نیز اگر باپ کافر ہو پھر مسلمان ہوگیا یا غلام ہو پھر آزاد ہوگیا یا مجنون ہو پھر اسکو افاقہ ہوگیا پھر وقت اسلام یا عتق یا افاقہ سے چھ مہینہ سے کم مین تا وقت دعوی وہ جنی پس اُسنے دعوی کیا تو صحیح نہین ہی کیونکہ باپ کو اہلیت دعوی حاصل نہ تھی لیکن اگر بیٹا تصدیق کرے تو نسب ثابت ہوگا یہ فتح القدیر مین ہی۔ پس اگر بیٹے نے تصدیق کر لی تو بچہ کا نسب اُسکے باپ سے ثابت ہوگا مگر باپ اس باندی کا مالک نہوگا اور یہ بچہ اُسکے پسر یعنی باندی کے مولی کی طرف سے آزاد ہو جائیگا اسواسطے کہ اسکے زعم کے موافق وہ اپنے بھائی کا مالک ہوا یہ تبیین مین ہی۔ اور اگر معتوہ نے اپنے افاقہ کے وقت دعوی کیا حالانکہ وہ وقت افاقہ سے چھ مہینے سے کم مین جنی ہی تو قیاساً نہین صحیح ہی اسواسطے علوق کے وقت وہ اہلیت نہین رکھتا تھا اور استحساناً صحیح ہی اسواسطے کہ عتہ مبطل حق و ولایت نہین ہی بلکہ مجوز ازعمل ہی یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اگر پسر نے اپنی باندی اپنے باپ کے نکاح مین دیدی اور اُس سے بچہ پیدا ہوا تو باندی اُسکی ام ولد نہوجائیگی اور باپ پر اس بچہ کی قیمت کچھ نہوگی ہان اُسپر مہر واجب ہوگا اور بچہ آزاد ہوگا یہ اختیار شرح مختار مین ہی۔ اور اگر باندی مذکورہ پسر کی مدبرہ یا ام ولد ہو کہ نسبت سے باپ کی ملک مین منتقل نہوسکتی ہو تو باپ کا دعوی کرنا باطل ہوگا یہ کفایہ مین ہی۔ اور دادا نے اگر سکے پوتے کی باندی سے وطی کی پھر اُسکے بچہ کے نسب کا دعوی کیا تو نسب ثابت نہوگا اگر باپ موجود ہو اسواسطے کہ باپ کے ہوتے ہوئے دادا کی ولایت منقطع ہی پھر جب باپ مرگیا اور اُسکے بعد دادا نے دعوی کیا تو اُس سے نسب ثابت ہوگا اور اسی طرح اگر باپ موجود ہو مگر ایسا ہو کہ اُسکی ولایت کچھ نہین ہی جیسے غلام یا کافر و مجنون وغیرہ ہو تو ولایت دادا کی ثابت ہی پس اُسکا دعوے نسب صحیح ہوگا اور اگر باپ کی ولایت نے عود کیا مثلاً دادا کے دعوے سے پہلے وہ مسلمان ہوگیا یا آزاد کر دیا گیا یا افاقہ ہوگیا تو پھر دادا کا دعوی قبول نہوگا اور اگر باپ مرتد ہو تو امام اعظم رح کے نزدیک اسکا دعوی نسب موقوف رہیگا پس اگر باپ مسلمان ہوگیا تو دادا کا دعوی صحیح نہوا اور اگر حالت ردت پر مرا یا دار الحرب مین چلا گیا اور اُسکے دار الحرب مین جاملنے کا حکم دیدیا گیا تو دادا کا دعوے صحیح ہوجائیگا اور اگر مولی نے باندی کو فروخت کیا اور وہ حاملہ ہی پھر دوبارہ خرید لینے سے اُسکی ملک مین واپس آئی یا بسبب عیب یا خیار شرط یا فساد بیع کے اُسکو واپس دیگئی اور وقت بیع سے چھ مہینہ سے کم مین بچہ جنی تو دادا کا یا باپ کا دعوے صحیح نہوگا الا آنکہ بیٹا یا پوتا تصدیق کرے تو اُس سے نسب ثابت ہوجائیگا اور باندی بقیمت اُسکی ام ولد ہوگی مگر بچہ مفت آزاد ہوگا یہ غایۃ البیان مین ہی۔ اور اگر اپنی جورو یا باپ یا دادا کی باندی سے وطی کی اور وہ بچہ جنی اور بچہ کے نسب کا دعوی کیا تو نسب ثابت نہوگا مگر اُسکے ذمہ سے حد زنا بشبہہ ساقط کیجائیگی اور اگر اُسنے دعوی کیا کہ میرے واسطے اُسکے مولی نے حلال کر دی تو نسب ثابت نہوگا الا آنکہ حلال کر دینے کے دعوی مین مولی تصدیق کرے اور اس امر کی تصدیق کرے کہ بچہ اسی کا ہی پس اگر دونون باتون کی تصدیق کی تو نسب ثابت ہوگا ورنہ نہین اور اگر مولی نے تکذیب کی پھر کبھی کسی وقت اس باندی کا مالک ہوا تو نسب

ثابت ہوجائیگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ اور اگر مولی نے اپنے مکاتب کی باندی سے وطی کی اور اُس سے
بچہ پیدا ہوا اور اُسکا دعوی کیا پس اگر مکاتب نے تصدیق کی تو نسب مولی سے ثابت ہوگا اور مولی پر اس باندی
کا عقر اور اس بچہ کی قیمت واجب ہوگی اور باندی اُسکی ام ولد نہوجائیگی اور اگر مکاتب نے تکذیب کی تو نسب ثابت
نہوگا یہ ہدایہ مین ہی۔ اور یہ بچہ جسکے نسب کا مولی نے دعوی کیا ہی اور بسبب انکار مکاتب کے مولی سے اُسکا نسب
ثابت نہین ہوا ہی اگر کبھی مولی اس بچہ کا مالک ہوا تو ملک کے وقت مولی سے اُسکا نسب ثابت ہوگا اور مبسوط مین
مذکور ہی کہ درصورت تصدیق مکاتب کے اگر مولی اس باندی کا کبھی مالک ہوا تو یہ اُسکی ام ولد ہوجائیگی یہ نہایہ مین ہی۔ اور
اگر کسی مرد نے اپنی باندی کو مکاتب کیا اور اُسکے بچہ پیدا ہوا جسکا نسب معروف نہین ہی پس مولی نے اُسکے نسب کا
دعوی کیا تو مولی سے اُسکا نسب ثابت ہوگا خواہ مکاتبہ اُسکی تصدیق کرے یا تکذیب اور خواہ وقت کتابت سے
چھ مہینہ پر جنی ہو یا کم مین یا زیادہ مین بہر حال نسب مولی سے ثابت ہوگا جبکہ وہ دعوے کرے اور بچہ آزاد ہوگا اور
مولی پر اُسکی بابت کچھ ضمان بھی واجب نہوگی پھر اگر مکاتبہ مذکورہ وقت کتابت سے چھ مہینہ پر جنی ہو تو مولے پر اُسکا
عقر واجب ہوگا پھر مکاتبہ کو اختیار ہی چاہے اپنی کتابت پر رہے اور چاہے عاجز ہو کر ام ولد ہوجاوے یہ بدائع مین
ہی۔ اور ماذون مین مذکور ہی کہ غلام ماذون نے اگر ایک باندی خریدی اور اُسکے بچہ ہوا پس ماذون نے اُسکے نسب
کا دعوی کیا تو نسب اُس سے ثابت ہوگا اور اگر محجور ہو تو ثابت نہوگا الا اسصورت مین کہ شبہہ کا دعوے کرے
یہ عتابیہ مین ہی۔ اور اگر ایسی باندی خریدی جو اُس سے ایک بچہ جنی ہی مع اس بچہ کے اور مع باندی کی ایک دختر کے
جو کسی دوسرے مرد سے پیدا ہوئی ہی خریدی تو باندی اُسکی ام ولد ہوجائیگی اور اُسکو اس باندی کے فروخت کا اختیار
نہ رہیگا ہاں اُسکی دختر کو جو دوسرے مرد سے ہوئی تھی فروخت کرسکتا ہی۔ اور اگر اس ام ولد کو کسی دوسرے کے
نکاح مین دیدیا اور اُس سے ایک بچہ جنی تو اُسکو اس بچہ کے فروخت کا بھی اختیار نہین ہی اور اگر اُسنے ان سب کو آزاد
کردیا اور پھر بعد انکے مرتد ہوجانے اور قید کرکے لائے جانے کے انکو خرید کیا تو امام ابو یوسف کے نزدیک جیسے تھین ویسے
ہی عود کرینگی کہ باندی اور اُسکی دوسری دختر اخیرہ کے فروخت کا مختار نہوگا اور پہلی دختر کو فروخت کرسکتا ہی اور امام محمد رح
نے فرمایا کہ باندی کو نہین فروخت کرسکتا ہی اور ہر دو دختر کو فروخت کرسکتا ہی یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر ایک باندی
دو مردون مین مشترک ہو پس دونون کی ملک مین وہ حاملہ ہوئی پھر اُسکے بچہ پیدا ہوا اور ایک نے اُسکا دعوے کیا تو
اُس سے نسب ثابت ہوگا اور پوری باندی اُسکی ام ولد ہوجائیگی یعنی نصف قیمت شریک کو تاوان دیدیگا خواہ یہ
مدعی تنگ حال ہو یا مالدار ہو اور نصف عقر کا بھی ضامن ہوگا اور قیمت ولد مین کچھ ضامن نہوگا۔ اور اگر دونون نے
ساتھ ہی اُسکا دعوی کیا تو وہ دونون کا ولد قرار دیا جائیگا اور باندی دونون کی ام ولد ہوگی ایک روز ایک کی خدمت
کریگی اور دوسرے روز دوسرے کی اور کوئی شریک دوسرے کے واسطے اس باندی کی قیمت مین سے کچھ ضامن نہوگا
ہاں ہر ایک دوسرے کے واسطے نصف عقر کا ضامن ہوگا تو وہ قصاص ہوجائیگا یہ بدائع مین ہی۔ اور یہ بچہ ان دونون
مین سے ہر ایک سے پسری کی کامل میراث پاویگا مگر یہ دونون اُس سے ایک باپ کی کامل میراث پاوینگے یہ ہدایہ مین ہی
اور اگر اس باندی کو ایک نے آزاد کردیا یا مرگیا تو بالاتفاق کل باندی آزاد ہوجاویگی اور اسپر سعایت بھی لازم
نہ آویگی اور آزاد کنندہ پر امام اعظم رح کے نزدیک ضمان بھی لازم نہوگی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ ایک باندی دو

شخصون مین مشترک ہی جسمین سے ایک کا نوان حصہ ہی اور دوسرے کا نو دسوان حصہ ہی پھر وہ ایک بچہ جنی اور دونون نے ساتھ ہی اُسکا دعوی کیا تو وہ دونون کا پسر ہوگا اور ہر ایک کا پورا پسر ہوگا پھر اگر وہ مر گیا تو دونون اُسکے وارث ہونگے اسطرح کہ ہر ایک کو نصف میراث پدر ملیگی اور اگر اُسنے کوئی جنایت کی تو دونون کی مددگار برادری اُسکے جرم کے جرمانہ کو نصفا نصف ادا کریگی اور اگر باندی نے جنایت کی تو دسوین حصہ کے مالک پر دسوان حصہ جرمانہ او باقی والے پر باقی جرمانہ واجب ہوگا اور اسی طرح اس باندی کی ولا بھی اسی حساب سے دونون کی ہوگی یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر ایک باندی تین یا چار یا پانچ مین مشترک ہو اور اُسکے بچہ کا اِن سب نے ساتھ ہی دعوی کیا تو اُسکا نسب ان سب سے ثابت ہوگا اور باندی ان سب کی ام ولد ہوجائیگی یہ امام اعظم رح کا قول ہی اگرچہ ان سب کے حصص مختلف ہون مثلاً ایک کا چھٹا حصہ اور دوسرے کا چہارم اور تیسرے کا تہائی اور باقی چوتھے کا ہو بہر حال اُسکے بچہ کا نسب ان سب سے برابر ثابت ہوگا یعنی ہر ایک کا پورا بیٹا ہوگا اور باندی ہر ایک کے حصہ کے قدر باندی اُسکی ام ولد ہوگی او متعدی بحصہ شریک ہونگی سے کہ اُسکی خدمت و کمائی و حاصلات ان سب مین بقدر انکے حصص کے ہر ایک کو ملیگی یہ بدائع مین ہی ایک باندی دو مردون مین مشترک ہی اُسکے دو بچہ ایک ہی پیٹ سے ہوئے پس دونون مین سے ایک نے بڑے کا یعنی جو پہلے پیدا ہوا ہی دعوی کیا اور دوسرے نے چھوٹے کا (یعنی جو بعد پیدا ہوا ہے اسکے نسب کا) دعوے کیا تو دونون بڑے کے مدعی ہونگے اور اگر دونون دو بطن سے پیدا ہوئے تو بڑا اُسکے مدعی کا ہوگا اور باندی اُسی کی ام ولد ہوجائیگی اور اُسکا مدعی باندی کی نصف قیمت اور نصف عقر شریک کو تاوان دیگا اور بچہ کی قیمت مین کچھ تاوان نہ دیگا اسواسطے کہ اسکا علوق آزادی کے ساتھ ہوا ہی اور چھوٹے بچہ کا نسب اُسکے مدعی سے استحسانا ثابت ہوگا مگر وہ بچہ کی تمام قیمت کا شریک اول کے واسطے ضامن ہوگا یہ فتاویٰ مین ہی اور اگر ایک باندی دو مردون مین مشترک ہو پس ایک نے کہا کہ جو تیرے پیٹ مین ہی اگر لڑکا ہو تو وہ مجھ سے ہی اور اگر لڑکی ہو تو مجھ سے نہین ہی اور دوسرے نے کہا کہ جو تیرے پیٹ مین ہی اگر لڑکی ہو تو وہ میرا نطفہ ہی اور اگر لڑکا ہو تو وہ مجھ سے نہین ہی تو اس مسئلہ مین دو صورتین ہین اول آنکہ یہ دونون کلام ان دونون سے ساتھ ہی صادر ہوئے اور اسصورت مین اس بطن سے جو پیدا ہوا وہ ان دونون کا ہوگا خواہ لڑکی ہو یا لڑکا ہو اور اگر کسی سے ان دونون سے پہلے کلام صادر ہوا تو جو پیدا ہوا وہ اُسی کا ہوگا خواہ لڑکی ہو یا لڑکا ہو بشرطیکہ ان دونون کلامون سے چھ مہینہ سے کم مین پیدا ہوا اور اگر کلام اول سے چھ مہینہ پر اور کلام ثانی سے چھ مہینہ سے کم مین پیدا ہوا تو وہ دوسرے کا ہوگا خواہ لڑکی ہو یا لڑکا ہو اور اگر دونون کلامون سے چھ مہینہ پر پیدا ہوا تو اُسکا نسب ان دونون مین سے کسی سے ثابت نہوگا الا آنکہ دعوے از سر نو پایا جاوے یہ محیط مین ہی۔ اگر دو شریکون کی مملوکہ مشترک باندی دونون کے مالک ہونے کے وقت سے چھ مہینہ پر بچہ جنی پس ایک شریک نے باندی کا دعوے کیا کہ یہ میری دختر ہی اور دوسرے شریک نے اس بچہ کے نسب کا دعوے کیا اور حال یہ ہی کہ ہر ایک نے جسکے نسب کا دعوی کیا ہی ایسا بچہ اُسکے پیدا ہو سکتا ہی اور دونون کلام ساتھ ہی خارج ہوئے تو بچہ کی دعوت اولی ہوگی اسواسطے کہ وہ باندی کی دعوت سے (یعنی جس نے کہا کہ یہ بیٹی میری ہے) اسبق ہی از راہ تقدیر بدین وجہ کہ بچہ کے نسب کی دعوت استیلادی ہی اور باندی کے نسب کا دعوی دعوت تحریر ہی اور دعوت استیلاد مستند ہی اور دعوی تحریر مقتصر بقدر ضرورت ہوتا ہی کیا بچہ کے نسب کا دعوے مستند ہوگا پس اُسکے مدعی پر باندی کی (جو میری دختر ہے کہا ہے) نصف قیمت اور نصف عقر دوسرے کے واسطے

واجب ہوگا اور یہ نہوگا کہ چونکہ مدعی نسب یکزنے اسکی تحریر کا دعوی کیا ہی کہ یہ میری دختر ہی لہذا بچہ کا مدعی تاوان سے بری ہو جاوے اور اگر باندی دونون کی مملوکہ ہونے کے وقت سے چھ مہینہ سے کم میں بچہ جنی تو ہر ایک شریک کا دعوی صحیح ہوگا کیونکہ کسی کے دعوی کا کوئی مرجح نہین ہی اسواسطے کہ دونون کی دعوت اس صورت مین دعوت تحریر ہی پس کسی کو دوسرے پر سبقت نہوگی پس بچہ کا نسب اُسکے مدعی سے اور باندی کا نسب اسکے مدعی سے ثابت ہوگا پھر مدعی ولد اپنے شریک کو بابت ولد کے کچھ تاوان نہ دیگا اور یہ بالاتفاق ہی اور باندی کے مدعی پر باندی کی بابت بھی امام اعظم رح کے نزدیک کچھ تاوان نہوگا اسواسطے کہ وہ اس دعوی مین ایسا ہوا کہ گویا اُسنے شریک کی ام ولد کو آزاد کر دیا اور ام ولد کی رقیت امام اعظم رح کے نزدیک کچھ متقوم نہین ہوتی ہی یعنی قیمت دار ہونے مین داخل نہین ہی اور مدعی ولد پر کچھ عقر واجب نہوگا اور اگر باندی دونون کی ملک مین آنے کے وقت سے چھ مہینہ پر ایک لڑکی جنی پھر یہ لڑکی اپنے وقت پر ایک لڑکی جنی پھر دونون مین سے ہر ایک نے ایک ایک لڑکی کا دعوی کیا تو ہر دو دعوی صحیح ہونگے اور دختر اول کے مدعی پر باندی کی نصف قیمت اپنے شریک کیواسطے واجب ہوگی لیکن اگر یہ باندی قبل ایسے دعوی کے واقع ہونے کے قتل کیگئی تو ایسی صورت مین اول دختر کا مدعی اپنے شریک کے واسطے اصل باندی یعنی دختر اول کی مان کی کچھ قیمت کا ضامن نہوگا اور نیز اُسپر دختر اول کی کچھ قیمت جسکے نسب کا دعوی کرتا ہی واجب نہوگی یہ امام اعظم رح کا قول ہی اور دوسری دختر کے مدعی پر دختر اول کیواسطے تمام عقر واجب ہوگا۔ اور اگر ہر دو کی مملوکہ ہونے سے چھ مہینہ سے کم مین لڑکی جنی پھر یہ لڑکی اپنے وقت پر ایک لڑکی جنی اور باقی مسئلہ بحالہ ہی تو معتبر دوسری ہی دختر کے نسب کا دعوی ہوگا اور پہلی دختر کا دعوی نسب صحیح نہوگا اسواسطے کہ دختر دوم کا دعوی نسب بدعوی استیلاد ہی پس بسبب استناد کے مقدم ہی اور دعوی دختر اول دعوی تحریر ہی اسواسطے کہ اسکا علوق ان دونون کی ملک مین نہتھا اور دوسری دختر کا مدعی اپنے شریک کے واسطے دختر اول کی نصف قیمت اور نصف عقر کا ضامن ہوگا اور دختر اول کے مدعی پر اپنے شریک کے واسطے اسکی مان کی بابت کچھ تاوان واجب نہوگا جیساکہ پہلی صورت مذکورۂ بالا مین واجب ہوا تھا یہ شرح تلخیص جامع کبیر مین ہی۔ زید وعمرو کے درمیان ایک باندی مشترک ہی پس خالد سے اُسکے بچہ پیدا ہوا اور خالد نے کہا کہ تم دونون نے میرے ساتھ اسکا نکاح کر دیا تھا پس ہر دو شریک مین سے ایک نے مثلاً زید نے اُسکی تصدیق کی اور عمرو نے کہا کہ نہین بلکہ ہم نے اسکو تیرے ہاتھ فروخت کیا تھا تو نصف باندی ام ولد موقوفہ رہیگی اور وہ کسی کی خدمت نہ کریگی اور باقی نصف اُسکی رقیق ہوگی جو تزویج کا مقر ہی یعنی زید کی مگر خالد کو اس باندی سے وطی حلال نہوگی اسواسطے کہ زید وخالد نے باہم نصف باندی کی بابت نکاح مین اتفاق کیا ہی اور اسقدر مفید حلت نہین ہی اور نصف بچہ حصہ مقر بیع یعنی عمرو کا نصف حصہ ولد آزاد ہوگا اور باقی نصف کے واسطے سعایت کریگا اور جو مقر نکاح ہی اُسکو خالد سے تاوان لینے کا اختیار نہوگا اور نہ وہ مقر بیع سے تاوان لے سکتا ہی اور خالد پر اسکا عقر کامل واجب ہوگا جو زید وعمرو دونون مین مشترک ہوگا پس مقر بیع یعنی عمرو اسمین سے نصف عقر بطریق ثمن لے لیگا اور مقر نکاح یعنی زید باقی نصف کو بطریق مہر لے لیگا اور مقر بیع سے کہا جائیگا کہ تو اسکو اسی جہت سے لے لے جسکا تو مدعی ہی۔ اور اگر خالد مرگیا تو باندی مقر نکاح یعنی زید کے واسطے اپنی نصف قیمت کے لیے سعایت کریگی یعنی بطور ثمن ایسا ہی یہ اگر زید وعمرو دونون نے کہا کہ ہم نے تیرے ہاتھ اسکو فروخت کیا ہی تو خالد ان دونون کے واسطے اُسکی قیمت کا ضامن نہوگا ہان اُسکے عقر کا دونون کے لیے ضامن ہی۔ اور اگر باندی مجہولہ ہو کہ اُسکا مولے

تو معلوم ہوتا ہو پس خالد نے کہا کہ تم دونون نے اسکو میرے نکاح مین دیا ہو اور ان دونون نے کہا کہ ہم نے تیرے ہاتھ اسکو فروخت کیا ہی تو باندی اُسکی ام ولد ہوگی اور بچہ آزاد ہوگا اور خالد پر اُسکی قیمت واجب ہوگی اور بچہ کی قیمت کا ضامن نہوگا اور آیا عقر کا ضامن ہوگا یا نہین سو کتاب مین اسکو ذکر نہین فرمایا اور مشائخ نے اسمین اختلاف کیا ہی بعض نے کہا کہ ضامن ہوگا اور بعض نے کہا کہ نہین حق مین ہوگا اور اگر خالد نے ہبہ کا دعوی کیا اور زید و عمرو نے بیع کا دعوی کیا اور باندی مجہولہ ہو یا زید و عمرو نے کہا کہ تو نے اسکو غصب کر لیا ہی پس خالد نے کہا کہ تم دونون سچے ہو تو باندی اُسکی ام ولد ہوگی اور اُسپر باندی و بچہ دونون کی قیمت واجب ہوگی اور اگر باندی نے ان سب کے قول کی تصدیق کی تو اُسکے قول کی اُسکے حق مین تصدیق کیجائیگی چنانچہ وہ رد کرکے زید و عمرو کی رقیق کر دیجائیگی اور اگر خالد نے خرید کا دعوی کیا اور جو باندی کا مولی ہو اُسنے نکاح کر دینے کا دعوی کیا تو نسب ثابت ہوگا مگر بچہ آزاد نہوگا اور یہ حکم اسوقت ہی کہ یہ معلوم ہو کہ باندی اسی مقر کی ہو اور اگر یہ معلوم نہو تو بچہ آزاد بھی ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی ایک باندی دو مردون مین مشترک ہی اُسکے ایک ہی بطن سے دو بچہ پیدا ہوئے ایک زندہ اور دوسرا مردہ پس دونون مین سے ایک نے مردہ کے نسب کا دعوی کیا اور زندہ کی نفی کی تو زندہ بھی اُسکے ساتھ لازم ہوگا اور ربلا اسکے اسکی نفی نہین کر سکتا ہی اور اسی طرح اگر ہر ایک نے مردہ کے نسب کا دعوی کیا یا ہر ایک نے ہر دو بچہ کا دعوی کیا تو دونون کا نسب ان دونون سے ثابت ہوگا یہ مبسوط مین ہی - اگر باندی زید و اُسکے پسر و اُسکے پدر ان سب کے درمیان مشترک ہو پھر اُسکے بچہ پیدا ہوا اور ان سب نے اُسکے نسب کا دعوی کیا تو زید کا باپ اولی ہی یعنی اسی سے نسب ثابت رکھا جائیگا یہ ظہیریہ مین ہی - اور اگر باندی زید اور اُسکے پسر کے درمیان مشترک ہو اور اُسکے بچہ کا ان دونون نے دعوی کیا تو استحسانًا زید اولی ہی اور زید اُسکی نصف قیمت کا ضامن ہوگا اور ر ہا نصف عقر سو زید اُسکے نصف عقر کا اپنے پسر کے واسطے اور پسر اُسکے نصف عقر کا زید کے واسطے ضامن ہوگا پس باہم قصاص کر لینگے یہ سراج وہاج مین ہی - اور اگر دو شریکون مین سے ایک مسلمان ہو اور دوسرا ذمی ہو پس مشترکہ باندی کے بچہ کا دونون نے ساتھ ہی دعوی کیا تو مسلمان اولی ہی اور یہ اسوقت ہی کہ ذمی دعوی نسب سے پہلے مسلمان نہوگیا ہو اور اگر ذمی مسلمان ہوگیا پھر باندی کے بچہ ہوا پھر دونون نے اُسکے نسب کا دعوی کیا تو دونون سے اُسکا نسب ثابت ہوگا اسواسطے کہ حالت مین دونون یکسان ہین - اور اگر دعوی نسب درمیان مرتد و ذمی کے ہو تو بچہ مرتد کا ہوگا اور ہر ایک دونون مین سے دوسرے کے لیے نصف عقر باندی کا ضامن ہوگا یہ غایۃ البیان مین ہی - اور اگر ایسا جھگڑا درمیان کتابی اور مجوسی کے ہو تو کتابی اولی ہی اور اگر غلام و مکاتب کے درمیان ہو تو مکاتب اولی ہی اور اگر غلام مسلمان اور آزاد کافر کے درمیان ہو تو کافر آزاد اولی ہی اور اگر دونون مین سے کسی کا دعوی نسب مقدم ہوا ہو تو جس نے پہلے دعوی کیا ہی وہی اولی ہوگا چاہے کوئی ہو یہ سراج وہاج مین ہی - امام محمد رح سے روایت ہی کہ دو مردون نے ایک کی زوجہ خریدی یعنی زید و عمرو دونون نے زید کی زوجہ کو جو خالد کی باندی ہی خالد سے خرید کیا پھر ایک مہینہ کے بعد اُسکے بچہ پیدا ہوا تو شوہر سے اُسکا نسب ثابت ہوگا اور وہ بچہ کی کچھ قیمت کا ضامن نہوگا - اور اگر دو بھائیون نے ایک حاملہ باندی خریدی پس اُسکے بچہ پیدا ہوا پھر ایک نے اُسکا دعوی نسب کیا تو اُسپر بچہ کی نصف قیمت تاوان لازم ہوگی اور یہ بچہ بسبب قرابت کے اپنے چچا کی طرف سے آزاد نہو جائیگا اسواسطے کہ دعوے نسب مقدم ہو چکا ہی پس حکم مضاف بجانب دعوی ہوگا نہ بجانب قرابت

ف اگر زید و عمرو ... [illegible]

کذا فی الظہیریہ - اور اگر زید سے کوئی باندی بچہ جنی پھر زید نے اور عمرو نے ملکر اسکو خرید کیا تو وہ زید کی ام ولد ہوجائیگی اور زید اسکی نصف قیمت کا عمرو کے واسطے ضامن ہوگا خواہ خوشحال ہو یا تنگدست ہو - اسی طرح اگر زید و عمرو دونون نے اسکو میراث مین پایا تو بھی یہی حکم ہی اور اگر باندی کے ساتھ اسکا بچہ بھی میراث مین پایا یعنی زید کا پسر ہی اور دوسرا شریک عمرو اس بچہ کا ذی رحم محرم ہوتا ہی تو یہ بچہ ان دونون سے آزاد ہوجائیگا اور اگر شریک عمرو اسکا ذی رحم محرم نہو بلکہ اجنبی ہو تو حصہ زید اس ولدمین سے آزاد ہوجائیگا اور حصہ عمرو کے واسطے سعایت کریگا - اور اسی طرح اگر دونون نے اس بچہ کو خریدا یا دہ انکو ہبہ کیا گیا تو بھی امام اعظم رح کے نزدیک یہی حکم ہی خواہ شریک اجنبی کو خرید سے پہلے یہ بات معلوم ہو کہ میرا شریک اسکا باپ ہی یا نہ معلوم ہو - زید و عمرو کی مشترکہ باندی خالد سے بچہ جنی پس خالد نے زید سے اسکا حصہ باندی و بچہ خرید کیا حالانکہ زید مالدار ہی تو زید اپنے شریک عمرو کے حصہ باندی کا ضامن ہوگا اور عمرو کو بچہ کی بابت اپنے حصہ مین اختیار ہی چاہے زید سے تاوان لے اور چاہے اس سے سعایت کراوے اور چاہے آزاد کر دے یہ بربناے قول امام اعظم رحمہ اللہ ہی یہ مبسوط مین لکھا ہی - ایک باندی دو مردون مین مشترک ہی دونون نے اپنی صحت مین کہا کہ یہ باندی ہم مین سے ایک کی ام ولد ہی پھر دونون مین سے ایک مرگیا تو زندہ کو حکم دیا جائیگا کہ تو بیان کر اور مردہ کے وارثون کو یہ حکم نہ دیا جائیگا پس اگر اسنے کہا کہ یہ میری ام ولد ہی تو وہ اسی کی ام ولد کر دیجائیگی اور اسکی نصف قیمت کا ضامن ہوگا اور کچھ عقر کا ضامن نہوگا اسواسطے کہ بعد ملک کے اسکے ساتھ وطی کا اسنے اقرار نہین کیا ہی پس احتمال ہی کہ شاید قبل ملک کے بذریعہ نکاح کے اس سے اولاد ہوئی ہو اور اگر اسنے کہا کہ یہ میت کی ام ولد ہی تو آزاد ہوجائیگی خواہ وارثان میت اسکے قول کی تصدیق کرین یا نہ کرین اور اسپر زندہ کے واسطے سعایت لازم نہوگی اور نہ وارثان میت کے واسطے سعایت کریگی - اور اگر یہ کلام دونون سے حالت مرض مین صادر ہوا اور وارثان میت نے کہا کہ ہمارے مورث نے تجکو مراد لیا تھا تو اسکی سعایت نہوگی اور اگر میت کے وارثون نے کہا کہ ہمارے مورث نے اپنے آپ کو مراد لیا تھا مگر ہم اسکی تصدیق نہین کرتے ہین تو شریک زندہ کے واسطے اس باندی کی نصف قیمت ترکہ میت مین واجب ہوگی اور باندی اسکے تہائی مال سے آزاد ہوجائیگی یہ کافی مین ہی - اور اگر دو شریکون کی ملک مین باندی مشترکہ بچہ جنی اور ہر ایک نے اقرار کیا کہ ہم مین سے ایک کا یہ بچہ ہی یعنی ایک کا نطفہ ہی پھر دونون مین سے ایک مرگیا تو بچہ آزاد ہوگا اور بیان کرنا زندہ شریک پر ہی پس اگر اسنے کہا کہ یہ میرا بچہ ہی تو اس سے نسب ثابت ہوگا اور باندی اسکی ام ولد ہوجائیگی اور باندی کی نصف قیمت و نصف عقر کا شریک کے واسطے ضامن ہوگا اور اسمین صحت و مرض یکسان ہی پس اگر اسنے صحت مین کہا کہ یہ میرے شریک [جو مر گیا ہے] کا ولد ہی تو اس بچہ کا نسب ان دونون مین سے کسی سے ثابت نہوگا اور بچہ مفت آزاد ہوجائیگا اور اسی طرح باندی بھی مفت آزاد ہوجائیگی - اور اگر یہ قول ان دونون کی طرف سے شریک میت کے مرض مین واقع ہوا ہو پس وارثون نے کہا کہ یہ زندہ شریک کی ام ولد ہی تو باندی و بچہ دونون آزاد ہوجاوینگے اور ضمان و سعایت کچھ نہوگی اور اگر وارثون نے کہا کہ ہمارے مورث نے اقرار کیا کہ یہ میرا ولد ہی مگر ہم اسکی تصدیق نہین کرتے ہین تو باندی اور بچہ دونون آزاد ہونگے اور وارثون پر واجب ہوگا کہ میت کے ترکہ سے باندی کی نصف قیمت و نصف عقر شریک زندہ کو تاوان دین اور باندی مذکورہ بوجہ ام ولد میت ہوکر آزاد ہوگی ہی کسی کے واسطے سعایت واجب نہوگی اور بچہ کا نسب شریک میت سے استحساناً ثابت ہوگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتاب الایمان

اسمین بارہ باب ہین۔

باب اول یمین کی تفسیر شرعی و اسکے رکن و شرط و حکم کے بیان مین۔ قال المترجم اور بعض نسخ مین یہ بھی مذکور ہے کہ قالمون کے قسم دلانے اور مستحلف کی نیت کے سواے حالف کے قسم کھا جانے کے بیان مین۔ قال المترجم یمین قسم ایمان جمع یمین حلف قسم۔ حالف قسم کھانے والا مستحلف قسم لینے والا استحلاف قسم دلانا محلوف جسکو قسم دلائی ہے تعلیق قسم یہ کہ اگر ایسا ہو تو تو آزاد ہے اور تنجیز یہ کہ واللہ مین تجھے مارونگا کہ وہ کسی امر پر معلق نہین ہے۔ جزا جو قسم پر قرار دی ہے درصورتیکہ جھوٹی ہو جاوے۔ حنث قسم مین جھوٹا ہو جانا مثلاً کہا کہ واللہ مین گوشت نہین کھاؤنگا پھر کھایا تو حانث ہو گیا۔ بر قسم کو پورا کرنا مثلاً مثال مذکور مین گوشت تا موت نہ کھایا تو بار رہا فاحفظ الجملہ ولترجع اسکے ترجمۃ الکتاب۔ شرع مین یمین ایسے عقد سے عبارت ہے کہ اسکے ساتھ حالف کا عزم کسی فعل کے کرنے یا نہ کرنے پر قوی ہو جاوے یہ کفایہ مین ہے۔ اسکی دو قسمین ہین ایک قسم اللہ تعالے یا اسکی صفات کے ساتھ دوم قسم بغیر اللہ تعالے و بغیر صفات اللہ تعالی اور وہ اسطور پر ہے کہ جزا کو کسی شرط پر معلق کرے یہ کافی مین ہے پھر واضح ہو کہ جو قسم بغیر اللہ تعالی ہو ایمین دو قسمین ہین ایک یہ کہ اپنے باپ دادا وغیرہ یا انبیاء علیہم السلام یا ملائکہ علیہم السلام یا نماز و روزہ یا دیگر شرائع اسلام یا کعبہ و حرم و زمزم وغیرہ ایسی چیزون کے ساتھ ہو تو انمین سے کسی کی قسم کھانا جائز نہین ہے دوم آنکہ شرط و جزا کے طور پر ہو اور یہ قسم منقسم بدو نوع ہے ایک یمین بقرب دوم یمین بغیر قرب۔ پس یمین بقرب اسطرح ہے کہ مثلاً کہا کہ اگر مین ایسا کرون تو مجھ پر روزہ یا نماز واجب ہے یا حج یا عمرہ یا ہدی یا عتق رقبہ یا صدقہ یا مثل اسکے واجب ہے۔ اور یمین بغیر قرب اسطرح ہے کہ مثلاً کہا کہ اگر ایسا کرون تو میری جورو پر طلاق یا میرا غلام آزاد ہے یہ بدائع مین ہے۔ قسم باللہ تعالے کا رکن یہ ہے کہ اللہ تعالے کا نام پاک ذکر کرے یا جس صفت سے قسم کھائی ہے وہ صفت قسم مین ذکر کرے۔ اور قسم بغیر اللہ تعالی کا رکن یہ ہے کہ شرط صالح و جزاے صالح بیان کرے یہ کافی مین ہے اور شرط صالح سے یہ مراد ہے کہ بالفعل معدوم ہو مگر اسکے وجود کا احتمال و خطر ہو اور جزاے صالح سے یہ مراد ہے کہ شرط پائی جانے پر اسکا پایا جانا یقینی ہو یا بگمان غالب پائی جاوے اور اسکی صورت یہ ہے کہ جزا مضاف بملک ہو یا سبب ملک ہوا ور یہ شرط ہے کہ جزا ایسی چیز ہو کہ اسکے ساتھ قسم کھائی جاتی ہو حتے کہ اگر ایسی نہوگی تو یہ قسم نہوگی چنانچہ اگر کہا کہ اگر مین ایسا کرون تو زید میرا وکیل ہے یا میرا غلام ماذون التجارت ہے تو وکالت یا اذن تجارت کو جزا قرار دیکر قسم کھانے سے قسم نہوگی ایسا ہی امام خواہرزادہ نے ذکر فرمایا ہے یہ شرح تلخیص جامع کبیر مین ہے۔ اور قسم باللہ تعالی کی شرط کئی ہین از انجملہ قسم کھانے والا عاقل و بالغ ہو پس مجنون کی قسم نہین صحیح ہے اور طفل کی قسم بھی نہین صحیح ہے اگرچہ عاقل ہو۔ از انجملہ یہ کہ مسلمان ہو پس کافر کی قسم نہین صحیح ہے چنانچہ اگر کافر نے قسم کھائی پھر وہ مسلمان ہو گیا اور حانث ہوا تو ہمارے نزدیک اسپر کفارہ واجب نہوگا یہ بدائع مین ہے اور مرتد ہونے سے قسم باطل ہو جاتی ہے پھر اسکے بعد وہ مسلمان ہوا تو قسم کا حکم اسکو لازم نہوگا یہ اختیار شرح مختار مین ہے۔ اور آزاد ہونا شرط نہین ہے پس مملوک کی

قسم صحیح ہی مگر حانث ہونے سے اُسپر فی الحال کفارہ بمال لازم نہوگا اسواسطے کہ اُسکی کچھ ملک نہین ہی ہان اسپر روزوں
سے کفارہ واجب ہوگا مگر مولی کو اختیار ہی کہ اُسکو روزہ رکھنے سے منع کرے اور اسی طرح ہر ایسے روزہ سے
منع کرسکتا ہی جسکے سبب وجوب کا مباشر غلام ہو جیسے نذر کے روزے اور اگر مولے نے اس غلام کو قبل اسکے کہ وہ
روزے سے کفارہ ادا کرے آزاد کر دیا تو اسپر مال سے کفارہ دینا واجب ہوگا - اور نیز ہمارے نزدیک بلوغ خود ہونا قسم
کے واسطے شرط نہین ہی پس جسپر قسم کھانے کے واسطے اکراہ و زبردستی کی گئی ہو اُسکی قسم صحیح ہی اور اسی طرح جد و عمد بھی ہمارے
نزدیک شرط نہین ہی پس جسنے ہزل سے قسم کھائی یا خطا سے اُسکی قسم صحیح ہو جائیگی - اور جس بات پر قسم کھائی ہی اسکے شرائط
مین سے یہ ہی کہ وقت قسم کے اُسکا وجود متصور ہو سکتا ہو اور یہ انعقاد قسم کی شرط ہی پس جو حقیقۃً مستحیل الوجود ہو اُسپر
قسم منعقد نہوگی اور اگر متصور الوجود ہونے کے بعد ایسی حالت ہو گئی کہ وہ مستحیل الوجود ہو گیا تو قسم باقی نہ رہیگی اور یہ امام اعظم
و امام محمد رح کا قول ہی - اور جو امر کہ حقیقۃً مستحیل الوجود نہین ہی مگر عادت کی راہ سے مستحیل الوجود ہی تو ہمارے اصحاب
ثلثہ نے فرمایا کہ یہ شرط نہین ہی چنانچہ جو امر عادت کی راہ سے مستحیل الوجود ہی مگر حقیقت مین مستحیل الوجود نہین ہی اُسپر
قسم منعقد ہو جائیگی - اور نفس رکن مین یہ شرط ہی کہ استثنا سے خالی ہو مثلاً ایسے الفاظ نہون کہ ان شاء اللہ تعالی
اور الا ان شاء اللہ تعالی اور ما شاء اللہ تعالی اور الا آنکہ مجھے اسکے سوا اور امر ظاہر ہو کہ قریب بمصلحت ہو اور
الا آنکہ میری راے مین اسکے سوا دوسرا امر آوے یا اسکے سوا دوسرا امر مجھے پسند آوے یا یون کہا کہ اگر مجھے
اللہ تعالی مدد دے یا اللہ تعالی مجھپر آسان کرے یا کہا کہ بمعونت الہی یا بتیسیر الہی یا مثل اسکے چنانچہ اگر انمین سے کوئی
لفظ اُسنے قسم سے ملا کر کہا تو قسم منعقد نہوگی اور اگر جدا کر کے کہا تو قسم منعقد ہوگی - اور قسم بغیر اللہ کی صورت مین یعنے
جملہ شرطیہ کی صورت مین قسم کھانے والے مین جو شرط جواز طلاق و عتاق کی ہی وہی سب ان دونون کے ساتھ قسم منعقد
ہونے کی شرط ہی اور جو نہین ہی وہ نہین ہی اور محلوف علیہ یعنی جسپر قسم کھائی ہی اسمین یہ شرط ہی کہ ایسا امر ہو کہ زمانہ
آئندہ مین ہووے پس جو امر موجود ہی اُسکی اُسپر قسم کھانے سے قسم نہوگی بلکہ تنجیز ہوگی چنانچہ اگر اپنی جورو سے
کہا کہ تو طالقہ ہی اگر آسمان ہمارے اوپر ہو تو طلاق فی الحال واقع ہو جائیگی - اور جسکی طلاق یا عتاق کی قسم
کھائی ہی اسمین یہ شرط ہی کہ ملک قائم ہو یا اضافت بجانب ملک یا بسبب ملک ہو - اور نفس رکن مین وہی شرط ہی جو
اللہ تعالی کے ساتھ قسم کھانے مین مذکور ہوئی ہی [مثلاً کلمہ موجبہ بہو ۱۲] - اور اگر یہ لفظ بھی زیادہ کیا کہ اگر اللہ تعالی میری مدد فرما دے یا
بمعونت الہی پس اگر اس لفظ سے استثناء کی نیت ہو تو فیما بینہ و بین اللہ تعالی استثنا کنندہ ہوگا مگر قضاءً اسکے
قول کی تصدیق نہوگی - اور از انجملہ یہ ہی کہ شرط و جزا کے درمیان کوئی حائل ذکر نہ کرے اور اگر داخل ہو گیا تو قسم
یعنی تعلیق نہوگی بلکہ تنجیز ہو جائیگی یہ بدائع مین ہی - اللہ تعالی کے ساتھ جو قسم ہوتی ہی وہ تین نوع کی ہی غموس و لغو و منعقدہ
پس یمین غموس ایسی قسم ہی کہ کسی چیز کی اثبات یا نفی بزمانہ حال یا ماضی پر عمداً جھوٹ کے ساتھ ہووے اور ایسی
قسم کھانے والا آدمی سخت گنہگار ہوتا ہی اسکو چاہیے کہ توبہ و استغفار کرے اور اسپر کفارہ نہین ہوتا ہی - اور قسم لغو یہ ہی
کہ کسی چیز پر زمانہ ماضی یا حال مین قسم کھاوے درحالیکہ اُسکا گمان ہو کہ یہ بات یون ہی ہی جیسے کہتا ہی حالانکہ امر
اُسکے برخلاف ہو مثلاً کہے کہ واللہ مین نے ایسا کیا ہی حالانکہ اُسنے درواقع نہین کیا ہی اُسکی یادین یون ہی ہی کہ
اُسنے ایسا کیا ہی یا کہا کہ واللہ مین نے ایسا نہین کیا ہی حالانکہ اُسنے ایسا کیا ہی مگر اُسکا گمان یون ہی ہی کہ مین نے

نہین کیا ہی یا دور سے ایک شخص کو دیکھکر گمان کیا کہ وہ زید ہی ہی پس کہا کہ واللہ وہ زید ہی حالانکہ وہ عمرو تھا یا کسی پرند
کو دیکھکر کہا کہ واللہ وہ کوا ہی درحالیکہ اُسکے گمان مین وہ کوا ہی لیکن در واقع وہ چیل تھی تو ایسی قسم مین امید ہی کہ
قسم کھانے والا ماخوذ نہو - اور قسم زمانۂ ماضی مین اگر بدون قصد ہو تو ہمارے نزدیک دنیا و آخرت مین اسکا کچھ حکم
نہین ہی یعنے لغو ہی - اور قسم منعقدہ یہ ہی کہ زمانۂ مستقبل مین کسی فعل کے کرنے یا نہ کرنے پر قسم کھاوے اور اُسکا حکم یہ ہی
کہ اگر حانث ہوا تو اُسپر کفارہ لازم ہوگا یہ کافی مین ہی - پھر قسم منعقدہ باعتبار وجوب حفظ کے چار طرح کی ہوتی ہی یعنی واجب
ہی کہ حفاظت کرے اور ٹوٹنے نہ پاوے یا توڑ دینا مستحب یا واجب ہو پس انمین سے ایک قسم یہ ہی کہ اسمین پورا کرنا واجب ہی
اور اُسکی یہ صورت ہی کہ جب قسم منعقدہ ایسے فعل کے کرنے پر ہو جو طاعت الٰہی ہی کہ اسکے ساتھ مامور ہی یا ایسے فعل
کے نہ کرنے پر جو معصیت ہی کہ جسکے نہ کرنے پر مامور ہی تو حفاظت قسم واجب ہی کہ یہ امر اسپر قبل قسم کے فرض تھا اور قسم
سے زیادہ تاکید ہوگئی - دوم آنکہ اُسکی حفاظت جائز نہین ہی اور اُسکی یہ صورت ہی کہ ترک طاعت یا فعل معصیت پر
قسم کھائی یعنی طاعت نہ کریگا اور معصیت کریگا تو اُسکو توڑ دے اور کفارہ ادا کرے - اور تیسری قسم یہ کہ اُسکی حفاظت
کرنے و نہ کرنے دونون مین مختار ہی مگر قسم کا توڑ دینا حفاظت کرنے سے اچھا ہی تو اسمین توڑ دینا مستحب ہی اور چہارم
آنکہ اسمین پورا کرنا یا توڑ دینا مساوی ہی پس دونون باتون مین مختار ہوگا اور ایسی قسم مین قسم کی حفاظت اولے ہی
یہ مبسوط شمس الائمہ سرخسی مین ہی - اور رہی قسم بطلاق و عتاق اور اُسکے مانند چیزون کے ساتھ سوا انمین سے جو قسم ایسے
امر پر ہو کہ مستقبل مین اُسکا وجود ہووے یا نہووے تو وہ مثل قسم منعقدہ کے ہی اور جو امر متعلق زمانہ ماضی پر ہی پس
اسمین لغو یا غموس نہ متحقق نہوگا ولیکن جب اُسکے برخلاف ہونا معلوم ہو یا کچھ معلوم نہو تو جزا مثلاً طلاق واقع ہوگی اور
اسی طرح اگر نذر کے ساتھ قسم کھائی تو بھی یہی حکم ہی اسواسطے کہ یہ تحقیق و تنجیز ہی یہ ایضاح مین ہی چنانچہ اگر کہا کہ اگر یہ
زید نہو تو مجھپر حج واجب ہی اور وہ زید نہ نکلا حالانکہ اسکو وقت کلام کے زید ہونے مین شک نہ تھا تو اُسپر حج واجب
ہوگا یہ خلاصہ مین ہی اور جس امر پر قسم کھائی تھی اسکو عمداً کیا یا نسیان سے کیا یا باکراہ کیا تو یہ سب یکسان ہین اور وہ حانث
ہو جائیگا اور اسی طرح اگر اُسپر بیہوشی طاری ہوئی یا مجنون ہوا پھر اُسنے کیا تو بھی حانث ہو جائیگا یہ سراج وہاج مین ہی
اور جو شخص سوتا ہو خواب مین اُسکی قسم صحیح نہین ہی یہ اختیار شرح مختار مین ہی - اور اللہ تعالیٰ کی قسم کھانا مکروہ تو نہین ہی
ولیکن زیادہ قسم کھانے سے کم کھانا بہتر ہی اور قسم بغیر اللہ تعالیٰ بعض کے نزدیک مکروہ ہی اور عامہ علما کے نزدیک مکروہ نہین ہی
اسواسطے کہ اُس سے وثیقہ بعہود حاصل نہین ہوتا ہی خصوصاً ہمارے زمانہ مین یہ کافی مین ہی -

دوسرا باب اُن صورتون کے بیان مین جو قسم ہوتی ہین اور جو نہین ہوتی ہین - قسم ہوتی ہی بنام اللہ تعالیٰ یا اللہ تعالیٰ
کے دوسرے نامہاے پاک مین سے کسی نام کے ساتھ جیسے رحمن یا رحیم اور اللہ تعالیٰ کے سب نام پاک اس امر مین
برابر ہین خواہ لوگون مین اس نام سے قسم کا رواج ہو یا نہو اور یہی ہمارے اصحاب کا ظاہر مذہب ہی اور یہی صحیح ہی یا اللہ تعالیٰ
کی صفتون مین سے کسی صفت سے جسکے ساتھ قسم کھانے کا لوگون مین رواج ہو جیسے عزۃ اللہ و جلال اللہ و کبریاء اللہ
اور یہ مشائخ ماوراء النہر کا مختار ہی کذا فی الکافی اور اصح یہ ہی کہ ذکر صفات مین اعتبار رواج کا ہی یہ شرح نقایہ برجندی
مین ہی - اور اگر کہا کہ قسم میرے رب کی یا کہا کہ قسم رب العرش کی یا قسم رب العالمین کی تو حالف ہو جائیگا یہ بدائع مین ہی
اور اگر کہا کہ قسم حق کی مین ایسا نہ کرونگا تو بلا خلاف یہ قسم ہی اور اگر کہا کہ بالحق مین ایسا نہ کرونگا تو یہ قسم ہوگی اور اگر کہا

یہ حقاً لا افعل کذا تو صحیح یہ ہی کہ اگر اُسنے حق کی لفظ سے اللہ تعالی کو مراد لیا تو قسم ہوگی اور اگر کہا کہ بحق اللہ مین ایسا نکرونگا تو قسم ہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - اور اگر کہا کہ وحق اللہ لا افعل کذا تو امام اعظم و امام محمد رح کے نزدیک قسم نہوگی قال المترجم اگر ہماری زبان مین اسکا ترجمہ یون کیا کہ قسم حق اللہ تعالی کی مین ایسا نکرونگا تو قسم ہوگی واللہ تعالی اعلم اور امام ابو یوسف رح سے دو روایتون مین سے ایک روایت موافق قول طرفین رحمہما اللہ کے ہی اور یہی صحیح ہی اور اگر کہا کہ وحرمۃ اللہ تو شمس الائمہ حلوائی نے کہا کہ یہ بمنزلہ وحق اللہ کے ہی یہ خلاصہ مین ہی قال المترجم وحق اللہ مین واو قسم جارہ ہی لہذا اگر اُسکا ترجمہ بصریح لفظ قسم ہو تو قسم ہو جائیگی فظہر ان الفاظ الباب اکثرہا تتعلق بالعربیۃ اور اگر کہا کہ وعظمۃ اللہ تعالی یا کہا وملکوتہ وقدرتہ تو یہ قسم ہوگی خواہ نیت قسم ہو یا نہو یہ فتاوے قاضیخان مین ہی - اور اگر کہا وجبروت اللہ تو یہ قسم ہی یہ سراج وہاج مین ہی - اور اگر کہا کہ وقوۃ اللہ وارادتہ ومشیتہ ومحبتہ وکلامہ تو حالف ہوگا یہ بدائع مین ہی - اور اگر کہا کہ وامانۃ اللہ تو قسم ہوگی اور طحاوی نے ذکر کیا کہ یہ قسم نہوگی اور یہ امام ابو یوسف سے بھی ایک روایت ہی اور اگر کہا کہ وعہد اللہ یا ذاتہ اللہ تو قسم ہوگی اور اگر کہا کہ گواہی دیتا ہون کہ ایسا نہ کرونگا یا کہا کہ گواہی دیتا ہون ساتھ اللہ کے کہ ایسا نکرونگا یا کہ قسم کھاتا ہوان یا کہا کہ قسم اللہ کی کھاتا ہون یا کہا کہ حلف کرتا ہون یا حلف اللہ تعالے کی کرتا ہون یا عزم کرتا ہون یا ساتھ اللہ کے عزم کرتا ہون یا کہا کہ مجھپر عہد ہی یا مجھپر عہد اللہ ہی کہ ایسا نکرونگا یا کہا کہ مجھپر ذمۃ اللہ ہی کہ ایسا نکرونگا تو یہ قسم ہوگی - اور اگر کہا کہ مجھپر یمین ہی یا مجھپر یمین اللہ ہی یا کہا کہ لعمر اللہ یا کہا کہ مجھپر نذر ہی یا کہا کہ مجھپر نذر اللہ ہی کہ ایسا نکرونگا تو یہ قسم ہوگی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی - اور اگر کہا کہ بسم اللہ مین ایسا نکرونگا تو قول مختار مین یہ قسم نہوگی الا اسصورت مین کہ اُسنے قسم کی نیت کی ہو یہ فتاوے غیاثیہ مین ہی - اور اگر کہا کہ وبسم اللہ تو قسم ہوگی یہ خلاصہ مین ہی - اور اگر کہا کہ وایم اللہ مین ایسا نکرونگا تو قسم ہوگی و اسی طرح وایمن اللہ وایم اللہ بکسر ہمزہ ومن اللہ ومُن اللہ ومُنُ بمیم یا عدہ بہرسہ حرکات و اعرابات ثلث یہی حکم رکھتے ہین یہ ظہیریہ مین ہی - اور اگر کہا کہ ومیثاق اللہ تو قسم ہوگی یہ کافی مین ہی - اور اسی طرح اگر کہا کہ مجھپر یمین اللہ ہی یا کہا کہ مجھپر میثاق اللہ ہی تو بھی قسم ہوگی یہ ایضاح مین ہی - اور اگر کہا کہ الطالب والغالب لا افعل کذا تو یہ قسم ہی مگر یہ رواج اہل بغداد کا ہی یہ محیط مین ہی - اور اگر عربی زبان مین کہا کہ باللہ لا افعل کذا یعنی لفظ اللہ کے آخر ہای ہوز کو ساکن کیا یا نصب دیا یا رفع دیا تو قسم ہوگی حالانکہ اعراب بکسرہ بوجہ جر کے چاہیے تھا - اور اگر کہا کہ اللہ افعلن کذا اور ہائے ہوز کو ساکن کیا یا نصب دیا تو یمین نہوگی کیونکہ حرف قسم کوئی نہین ہی لیکن اگر اعراب جری دیوے تو قسم ہوگی اسواسطے کہ کسرہ مقتضی ہی کہ سابق مین کوئی حرف جار ہی اور وہ حرف قسم ہی اور اگر کہا کہ لہٖ لا افعل کذا تو مشائخ نے فرمایا کہ قسم نہوگی اسواسطے کہ اُسنے نام خدا ذکر نہین کیا ہی لیکن اگر اسکو کسرہ کا اعراب دیا اور قسم کا قصد کیا تو قسم ہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی اور اگر کہا کہ اللہ تو قسم ہی یہ عتابیہ مین ہی اور اگر کہا کہ للہ تو قسم ہوگی اور طحاوی نے لکھا ہی کہ اگر کہا کہ واللہ ان دخلت الدار یعنی واللہ اگر مین دار مین داخل ہوا تو قسم ہوگی یہ محیط مین ہی - اور اگر کہا کہ مین مجوس سے بدتر ہون اگر ایسا کرون تو یہ قسم ہی اور اسی طرح اگر کہا کہ مین شریک یہود یا شریک کفار ہون اگر ایسا کرون تو بھی قسم ہوگی یہ خلاصہ مین ہی - امام محمد رح سے مروی ہی کہ اگر کہا کہ مین نے ایلاء کیا یا مین نے عزم کیا کہ ایسا نہ کرونگا تو یہ قسم ہی یہ ایضاح مین ہی تجریر مین ہی کہ امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر شرطیہ ایسی بات کہی جسکے ساتھ قسم نہین کھائی جاتی ہی مثلاً کہا کہ اگر مین کھڑا ہوا یا مین بیٹھا

تو قسم طالقہ ہی تو قسم ہوگی یہ خلاصہ مین ہی جسنے سواے خداے تعالی کے دوسرے کی قسم کھائی وہ حالف نہوگا چنانچہ اگر
نبی علیہ السلام یا کعبہ کی قسم کھائی تو قسم کھانے والا نہوگا یہ ہدایہ مین ہی لیکن اگر اِنسے برارت کی قسم کھائی یعنی کہا
کہ مین کعبہ سے بری ہون اگر مین ایسا کرون تو قسم ہوگی یہ اختیار شرح مختار مین ہی۔ امام محمدرح نے اصل مین فرمایا
کہ اگر کہا کہ والقرآن یا بحق القرآن تو قسم نہوگی اسکو امام محمدرح نے مطلقاً ذکر کیا ہی اور اِسکے معنے یہ ہین کہ قرآن کی قسم کھانا
متعارف نہین ہی پس ایسا ہوگیا کہ وعلم اللہ اور بعض مشائخ نے فرمایا ہی کہ یہ اُنکے زمانہ کا عرف ہی اور ہمارے
زمانہ مین یہ قسم ہوگی اور ہم اسی کو لیتے ہین اور ایسا ہی حکم کرتے ہین اور یہی اعتقاد کرتے ہین اور اسی پر ہمارا
اعتماد ہی اور محمد بن مقاتل رازی نے فرمایا کہ اگر قرآن کی قسم کھائی تو قسم ہوگی اور اسی کو ہمارے اور مشائخ نے لیا ہی
یہ مضمرات مین ہی۔ اور اگر یون کہا کہ مین بری از نبی یا قرآن ہون تو یہ قسم ہوگی یہ کافی مین ہی۔ شیخ عبد الکریم بن
محمد سے دریافت کیا گیا کہ ایک نے کہا کہ مین شفاعت سے بری ہون اگر ایسا کرون تو فرمایا کہ یہ قسم ہوگی
اور اِنکے سواے دوسرون نے کہا کہ یہ قسم نہوگی اور یہی صحیح ہی یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر کہا کہ اگر مین نے ایسا کیا تو مین
بری ہون قرآن یا قبلہ یا نماز یا روزہ رمضان سے تو یہ سب قسم ہونگی اور یہی مختار ہی۔ اور ایسے ہی توریت و انجیل و
زبور سے بریت مین بھی یہی حکم ہی[فریضہ ۱۲] اور ایسا ہی ہر امر شرعی جسکی برارت کفر ہو یہی حکم ہی یہ خلاصہ مین ہی۔ اور اگر کہا کہ مین
مصحف سے بری ہون تو یہ قسم نہوگی اور اگر کہا کہ مین بری ہون اُس چیز سے جو مصحف مین ہی تو قسم ہوگی یہ کافی
مین ہی۔ اور اگر کتاب فقہ یا دفتر حساب جسمین بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھی ہی اٹھائی اور کہا کہ مین بری اس سے جو
اسمین ہی اگر مین ایسا کرون پس یہی فعل کیا تو اسپر کفارہ لازم ہوگا جیسے کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم سے بری ہونے کی
قسم کھانے اور حانث ہونے کی صورت مین حکم ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور اگر کہا کہ مین بری ہون
اس خریطہ سے یا جو خریطہ مین ہی تو قسم نہین ہی الا اُس صورت مین کہ معلوم ہو جاوے کہ اسمین بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھی ہی اور
اُس سے برارت کی نیت کی تو قسم ہو جائیگی یہ خلاصہ مین ہی۔ اور اگر کہا کہ مین بری ہون مومنین سے تو مشائخ نے فرمایا
کہ قسم ہو جائیگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور اگر کہا کہ مین ان تیس دنون یعنی رمضان سے بری ہون اگر ایسا
کرون پس اگر فرضیت اس رمضان سے برارت کی نیت کی ہو تو قسم ہوگی جیسے کہا کہ مین بری ہون ایمان سے اگر
ایسا کرون اور اگر اُسکے اجر و ثواب سے بریت کی تو قسم نہوگی اسواسطے کہ یہ امر غیب ہی اور اگر اُسکی کچھ نیت نہو تو بوجہ
شک کے حکماً قسم نہوگی مگر احتیاطاً کفارہ دیوے اور اگر کہا کہ اگر مین ایسا کرون تو مین بری ہون اس حج سے جو مین نے
کیا ہی تو یہ قسم نہوگی بخلاف اسکے اگر کہا کہ اگر مین ایسا کرون تو مین بری ہون اُس قرآن سے جسکو مین نے پڑھا ہی[اگر ملتے ہو ملتے ۱۲]
تو یہ قسم ہوگی اور اگر کہا کہ مین بری ہون حج سے اور نماز سے تو قسم ہوگی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر کہا کہ مین بری ہون
روزہ و نماز سے یا جو مین نے نماز پڑھی ہی اور جو روزے رکھے ہین تو قسم نہوگی یہ عتابیہ مین ہی۔ اور اگر کہا کہ اگر
مین نے ایسا کیا تو مین یہودی یا نصرانی یا مجوسی یا اسلام سے بیزار یا کافر یا غیر اللہ کا پرستش کرنے والا یا بندگان
صلیب سے یا مثل اِسکے جسکا اعتقاد کفر ہی ہون تو استحساناً یہ قسم ہوگی یہ بدائع مین ہی۔ چنانچہ اگر اُسنے یہ فعل کیا تو اُسپر
کفارہ لازم ہوگا اور آیا وہ کافر ہو جائیگا یا نہین تو اِسمین مشائخ نے اختلاف کیا ہی اور شمس الائمہ سرخسی نے فرمایا
کہ فتوے کے واسطے مختار یہ ہی کہ اگر اس قسم کھانے والے کے نزدیک یہ بات ہو کہ اگر مین ایسا کرونگا تو کافر ہو جاونگا

پھر اُسنے غیر مذکور کو کیا تو کافر ہو جائیگا اسوجہ سے کہ وہ کفر پر راضی ہوا اور اُسکا کفارہ یہ ہوگا کہ کہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اور اگر اُسکے نزدیک یہ بات ہو کہ وہ ایسا کرنے سے کافر ہو جائیگا تو کافر نہوگا۔ اور یہ اسوقت ہے کہ جب اُسنے ان الفاظ سے ایسے امر پر قسم کھائی جو زمانہ آیندہ میں ہوگا اور اگر ایسے امر پر جو زمانہ ماضی میں ہوا ہے قسم کھائی مثلاً کہا کہ وہ یہودی یا نصرانی یا مجوسی ہے اگر اُسنے کل گذرے ہوئے میں ایسا کیا حالانکہ وہ جانتا ہے کہ میں ایسا کر چکا ہوں تو بلاشک ہمارے نزدیک اُسپر کفارہ لازم نہوگا اسواسطے کہ یہ یمین غموس ہے اور آیا کافر ہو جائیگا یا نہیں سو اسمین مشائخ نے اختلاف کیا ہے اور شمس الائمہ سرخسی نے فرمایا کہ فتوے کے واسطے مختار یہ ہے کہ اگر اُسکے نزدیک یہ بات ہو کہ یہ قسم ہے اُسکے حانث ہونے سے کافر نہوگا تو کافر نہوگا اور اگر اُسکے نزدیک یہ بات ہو کہ اسطرح قسم کھانے سے کافر ہو جائیگا تو بسبب کفر پر راضی ہونے کے کافر ہو جائیگا۔ اور اگر کہا کہ اللہ تعالی جانتا ہے کہ میں نے ایسا کیا حالانکہ خود جانتا ہے کہ میں نے ایسا نہیں کیا ہے یا کہا کہ اللہ تعالی جانتا ہے کہ میں نے ایسا نہیں کیا حالانکہ خود جانتا ہے کہ میں نے ایسا کیا ہے تو اسمین مشائخ نے اختلاف کیا ہے عامہ مشائخ کے نزدیک کافر ہو جائیگا یہ ذخیرہ میں ہے اور اگر کہا کہ لصفۃ اللہ لا افعل کذا تو یہ قسم نہوگی اور اگر کہا کہ وعلم اللہ لا افعل کذا تو ہمارے نزدیک قسم نہوگی۔ اور اگر کہا و رحمۃ اللہ لا افعل کذا تو امام اعظم و امام محمد رح کے نزدیک قسم نہوگی۔ اور اگر کہا کہ وعذاب اللہ وسخط اللہ وغضب اللہ یا کہا و رضاء اللہ و ثواب اللہ یا کہا و عبادۃ اللہ تو قسم نہوگی یہ فتاوے قاضی خان میں ہے۔ اور اگر کہا کہ شہد اللہ انہ لا الہ الا ہو اللہ تو یہ قسم نہوگی یہ خلاصہ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ ووجہ اللہ تو بر قول امام اعظم و امام محمد رح کے قسم نہوگی۔ شیخ ابو شجاع نے امام اعظم رح سے ایک حکایت نقل کی اسمین یہ بھی مذکور ہے کہ یہ اُن جاہلوں کی قسم ہے کہ جو اللہ تعالے کے واسطے جوارح ذکر کرتے ہیں اور یہ اس امر کی دلیل ہے کہ امام رحمہ اللہ نے اسکو قسم نہیں قرار دیا یہ مبسوط میں ہے اور اگر کسی قائل نے کہا کہ اسپر اللہ تعالی کی لعنت ہے اگر ایسا کرے یا کہا کہ اسپر عذاب اللہ ہے یا اسپر اہانۃ اللہ ہے اگر ایسا کرے تو یہ قسم نہوگی یہ فتاوے قاضی خان میں ہے۔ اور اگر کہا کہ اگر ایسا کروں تو مجھپر غضب اللہ یا سخط اللہ ہے تو حالف نہوگا یہ ہدایہ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ وسلطان اللہ لا افعل کذا تو اسصورت مسئلہ میں صحیح جواب یہ ہے کہ اگر اُسنے سلطان سے قدرت مراد لی ہے تو یہ قسم ہے جیسے قولہ وقدرت اللہ کذا فی المبسوط اور اگر کہا کہ ودین اللہ تو قسم نہوگی و اسیطرح قولہ وطاعۃ اللہ وشریعۃ اللہ بھی قسم نہیں ہے و نیز اگر عرش اللہ و حدود اُسکے کی قسم کھائی تو حالف نہوگا اور اسیطرح اگر کہا کہ وبیت اللہ یا بحجر اسود یا مشعر حرام یا بالصفا یا بمروہ یا بمنبر یا بالقبر یا بروضہ یا بالصلوۃ یا بالصیام یا بحج تو ان سب صورتون میں حالف نہوگا اور اسی طرح اگر کہا وحمد اللہ وعبادۃ اللہ تو قسم نہین ہے اور اسی طرح اگر آسمانون یا زمین یا قمر یا ستارون یا سورج کی قسم کھائی تو حالف نہوگا یہ سراج وہاج میں ہے۔ اور اگر بحق الرسول یا بحق القرآن یا بحق الایمان یا بحق المساجد یا بحق الصوم یا بحق الصلوۃ قسم کھائی تو قسم نہوگی یہ فتاوے قاضی خان میں ہے۔ اور اگر کہا بحق محمد علیہ السلام تو قسم نہوگی ولیکن حق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بہت ہی بڑا ہے یہ خلاصہ میں ہے اور اگر کہا کہ اگر ایسا کروں تو اللہ مجھے عذاب دوزخ میں گرفتار کرے یا جنت سے محروم کرے تو یہ قسم نہوگی یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر کہا کہ لا الہ الا اللہ البتہ میں ایسا کرونگا تو یہ قسم نہیں ہے الا آنکہ اُسنے قسم کی نیت کی ہو اور اسی طرح سبحان اللہ واللہ اکبر ضرور میں ایسا کرونگا تو بھی یہی حکم ہے یہ سراج وہاج میں ہے اور اگر کہا کہ میں نے اللہ تعالی کی نافرمانی کی اگر ایسا کیا یا جو کہ مجھپر فرض

کیا ہی اُسمین اللہ تعالی کی نافرمانی کی اگر ایسا کیا تو یہ قسم نہین ہی یہ ایضاح مین ہی۔ اور اگر کہا کہ اگر ایسا کرون تو مین زانی یا چور یا شراب خوار یا سود خوار ہون تو یہ قسم نہین ہی یہ کافی مین ہی۔ اور ابن سلام رحمہ اللہ سے روایت ہی کہ اگر کسی نے کہا کہ اگر مین ایسا کرون تو مین نے اپنے اوپر زنار باندہی جیسی زنار نصاری باندھتے ہین تو فرمایا کہ یہ قسم ہوگی یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر کہا کہ میرا غلام آزاد ہی اگر مین اپنی جورو کی طلاق کی قسم کھاؤن پھر اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ ہی اگر تو چاہے تو اُسکا غلام آزاد نہوگا اور یہ جو اُسنے اپنی جورو سے کہا ہی قسم نہین ہی اور اسی طرح اگر کہا کہ جب تجھے کوئی حیض آجاوے تو بھی اُسکا غلام آزاد نہوگا یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر کہا کہ اگر مین ایسا کرون تو کوئی پروردگار آسمان مین نہین ہی تو یہ قسم ہی اور کافر نہوگا یہ عتابیہ مین ہی۔ اور اگر کسی نے کہا کہ اگر مین ایسا کرون تو جو اللہ تعالی نے فرمایا ہی وہ کذب ہی تو یہ قسم ہوگی اور اگر کہا کہ اللہ تعالی کذب ہی اگر مین ایسا کرون تو بھی قسم ہوگی اور اگر اُسنے کہا کہ اگر مین ایسا کرون تو مجھ پر نصرانیت کی گواہی دو تو قسم ہوگی اور اسی طرح اگر کہا کہ جو مین نے روزہ و نماز کیا وہ حق نہ تھا اگر مین ایسا کرون تو یہ قسم ہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور اگر کہا کہ ای میرے پروردگار مین تیرا بندہ ہون تجھے گواہ کرتا ہون اور تیرے ملائکہ کو گواہ کرتا ہون کہ ایسا نہ کرونگا پھر اُسنے یہی فعل کیا تو اُسپر کفارہ نہین ہی مگر اللہ تعالی سے استغفار و توبہ کرے یہ خلاصہ مین ہی ایک نے دوسرے سے کہا کہ واللہ مین تیری ضیافت مین نہ آؤنگا پھر ایک تیسرے نے اس حالف سے کہا کہ اور میری ضیافت مین بھی نہ آویگا اُسنے کہا کہ ہان تو اُسکے حق مین بھی ہان کہنے سے حالف ہو جائیگا چنانچہ اگر اول یا دوم کی ضیافت مین گیا تو حانث ہو جائیگا۔ اور بقالی مین ہی کہ اگر طعام یا اُسکے مثل اپنے اوپر حرام کر لیا تو یہ قسم اُسی قدر پر ہوگی جسکو عادت کے موافق کھانے کی چیزون مین کھاتا ہی اور پہننے کی چیزون مین پہنتا ہی الا آنکہ اُسکی نیت مین اس مضمون کے سوائے کچھ اور ہو اور فرمایا کہ اسی طرح اور اشیاء کے تصرفات مین بھی اسی طرح اعتبار ہی اور فرمایا کہ طعام کا استیعاب کھانے کے ساتھ معتبر نہین ہی۔ اور اگر کہا کہ مجھے حلال نہین ہی کہ ایسا کرون پس اگر اپنے اوپر اُسکے حرام کر لینے کی نیت کی تو یہ قسم ہوگی۔ اور اگر کہا کہ یہ کپڑا مجھپر حرام ہی اگر مین اسکو پہنون پھر اسکو پہنا اور اُتارا نہین تو قسم مین حانث ہوا۔ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ تو مجھپر حرام ہی یا کہا کہ مین نے تجھے اپنے اوپر حرام کیا تو یہ قسم ہی چنانچہ اگر عورت مذکورہ جماع مین اُسکی مطاوعت کریگی تو اُسپر کفارہ لازم ہوگا اور نیز اگر مرد نے بالاکراہ اُس سے جماع کر لیا تو عورت پر کفارہ لازم ہوگا اور اگر کسی مرد نے کہا کہ وہ مردار کھاتا ہی اگر ایسا کرے تو یہ قسم نہوگی اور اسی طرح اگر کہا کہ وہ مردار کو حلال جانتا ہی یا شراب یا سود کو حلال جانتا ہی اگر اُسنے ایسا کیا تو بھی قسم نہوگی۔ حالانکہ معلوم ہوتا ہی کہ یہ قسم ہو جاوے کیونکہ استحلال حرام کفر ہی ولیکن درواقع یمین نہین ہی اور حاصل یہ ہی کہ جو شی حرام بحرمت ابدی ہی کہ اُسکی حرمت کسی حال مین ساقط نہین ہوتی ہی جیسے کفر وغیرہ تو اُنکا استحلال معلق بشرط قسم ہو جائیگا اور جو شی اسطرح حرام ہی کہ کسی حال مین اُسکی حرمت بھی ساقط ہو جاتی ہی جیسے مردار و شراب وغیرہ تو انکا استحلال معلق بشرط قسم نہوگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر کہا کہ ہر حلال مجھپر حرام ہی تو یہ قسم کھانے و پینے کی چیزون پر قرار دیجائیگی الا آنکہ اُسنے اسکے سوائے نیت کی ہو اور قیاس یہ چاہتا ہی کہ وہ فارغ ہوتے ہی حانث ہو جاوے۔ اور یہ قسم عورت کو شامل نہوگی الا آنکہ اُسنے نیت کی ہو پس اگر اُسنے عورت کی بھی نیت کی ہو تو اُس سے ایلاء ہو جائیگا اور قسم سے کھانا پینا خارج نہوگا اور یہ سب ظاہر الروایۃ کے موافق جواب ہی اور فتوے اسی امر پر ہی کہ ایسی قسم سے طلاق بلانیت واقع ہو جائیگی کیونکہ غالب استعمال اُسکا

ارادہ طلاق مین ہو گیا ہی اور اسی طرح اگر اسنے فارسی مین کہا کہ حلال بروے حرام یا حلال خدا یا حلال اللہ یا حلال المسلمین بروے حرام تو بھی یہی حکم ہی اور اگر اسنے کہا کہ مین نے طلاق کی نیت نہین کی تھی تو قضاءً اُسکی تصدیق نہو گی - اور اگر فارسی مین کہا کہ ہرچہ بدست راست گیرم برمن حرام یعنی جو اپنے داہنے ہاتھ سے لون وہ مجھپر حرام ہی تو بعض نے کہا کہ بانیت طلاق قرار دیا جائیگا اور یہی مشائخ سمرقند نے اختیار کیا ہی اور بعض مشائخ نے فرمایا کہ مجھے اب تک لوگون مین اُسکا رواج ظاہر نہین ہوا ہی پس صحیح یہ ہی کہ جواب مین تفصیل کیجاوے کہ اگر اُسنے طلاق کی نیت کی ہو تو طلاق ہو گی اور بدون دلالت کے احتیاط یہ ہی کہ آدمی اسمین توقف کرے اور خلاف متقدمین کے نہ کرے - اور اگر کہا کہ ہرچہ بدست چپ گیرم برمن حرام یعنی جو بائین ہاتھ مین لون مجھپر حرام ہی تو یہ طلاق نہو گی الا نیت کے ساتھ (یعنے نزدیک یہ طلاق ہے ۱۲) اور اگر کہا ہرچہ بدست گیرم برمن حرام تو بعض نے فرمایا کہ بدون نیت کے طلاق نہو گی اور بعض نے کہا کہ بلا نیت طلاق ہو گی نیت شرط نہین ہی - اور اگر کہا کہ حلال خدا مجھپر حرام ہی حالانکہ اُسکی دو جورو ہین تو اظہر قول کے موافق انمین سے ایک پر طلاق واقع ہو گی اور تعین کرنے کا اختیار اسکو ہو گا جسکو چاہے معین کرے یہ کافی مین ہی - شیخ ابو بکر رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک نے کہا کہ یہ شراب مجھپر حرام ہی پھر اُسکو پی لیا تو فرمایا کہ اسمین امام اعظم و امام ابو یوسف کے درمیان اختلاف ہی چنانچہ ایک امام نے فرمایا ہی کہ حانث ہو گا اور دوسرے نے فرمایا کہ حانث نہو گا اور فتوے کے واسطے مختار یہ ہی کہ اگر اُسنے اسکی حرمت کا ارادہ کیا ہی تو حانث ہو گا اور اسپر کفارہ لازم آویگا اور اگر اسکی کچھ نیت نہو یا اُسنے شراب کے حرام ہونے کی خبر بیان کرنے کی نیت کی ہو تو کفارہ لازم نہو گا اور اسی کو صدر شہید رح نے اختیار فرمایا ہی یہ ظہیریہ مین ہی - اللہ تعالی کے ساتھ قسم کھانی محتمل تعلیق ہی جیسے کہا کہ جب کل کا روز آوے تو واللہ مین اس دار مین داخل نہونگا اور محتمل ناقیت بھی ہی جیسے قسم بغیر اللہ ہی جیسے کہا کہ واللہ مین اس دار مین داخل نہونگا ایکسال تک پس سال بھر گذرنے پر قسم کی بھی انتہا ہو جائیگی - ایک نے دوسرے سے کہا کہ واللہ مین تجھ سے کلام نہ کرونگا ایک روز اور ایک روز تو مثل اسکے ہی کہ کہا کہ واللہ تجھ سے دو روز کلام نکرونگا یعنی دو روز گذرنے پر قسم منتہی ہو جائیگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی اور ان دونون دنون مین بیچ کی رات بھی داخل ہو گی یہ محیط مین ہی - اور اگر کہا کہ واللہ تجھسے کلام نہ کرونگا ایک روز اور دو روز تو مثل اُسکے ہی کہ کہا کہ واللہ تجھسے مین تین روز تک کلام نکرونگا (یعنے اگر رات مین کلام کیا تو حانث ہو جائیگا ۱۲) - اور اگر کہا کہ واللہ مین فلان سے کلام نہ کرونگا آج اور نہ کل اور نہ پرسون تو اسکو رات مین اُس سے کلام کرنا جائز ہی اسواسطے کہ یہ تین قسمین ہین اور اگر کہا کہ واللہ کلام نہ کرونگا فلان سے آج اور کل اور پرسون تو یہ ایک ہی قسم ہی گویا اُسنے کہا کہ اُس سے تین روز تک کلام نہ کرونگا پس بیچ کی راتین قسم مین داخل ہونگی یہ مبسوط مین ہی - اور اگر کسی شخص نے کہا کہ واللہ والرحمن مین ایسا نہ کرونگا تو یہ دو قسمین ہین چنانچہ اگر ایسا فعل کرنے سے وہ حانث ہوا تو اسپر دو کفارے لازم ہونگے یہ ظاہر الروایہ کا حکم ہی اور اس جنس کے مسائل مین اصل یہ ہی کہ اللہ تعالی کی قسم کھانے والے نے اگر دو نام ذکر کیے اور دونون پر بنیاد قسم رکھی پس اگر دوسرا نام صفت اسم اول ہو اور دونون کے درمیان حرف عطف ذکر نکیا ہو تو باتفاق جملہ روایات پر ایک ہی قسم ہو گی جیسے واللہ الرحمن مین ایسا نہ کرونگا اور اگر دوسرا اسم پہلے اسم کی نعت ہونے کی صلاحیت رکھتا ہو مگر اُسنے بیچ مین حرف عطف بیان کر دیا ہی تو ظاہر الروایتہ کے موافق دو قسمین ہو جائینگی جیسے کہا کہ واللہ والرحمن ایسا نہ کرونگا کذا فی المحیط اور اکثر مشائخ اسی کو ظاہر الروایتہ پر ہین (یعنے یہی مختار ہے انکے نزدیک) یہ فتاوے قاضیخان مین ہی اور اگر دوسرا اسم پہلے نام کی نعت ہونے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو پس

اگر دونون کے درمیان حرف عطف بیان کیا جیسے واللہ والرحمن مین ایسا نہ کرونگا تو ظاہر الروایۃ کے موافق دو قسمین ہونگی اور یہی صحیح ہی اور اگر دونون کے بیچ مین حرف عطف بیان نہ کیا تو بالاتفاق جملہ روایات یہ ایک ہی قسم ہوگی ایسا ہی شیخ الاسلام نے ذکر کیا ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر اُسنے اُس سے دو قسمون کی نیت کی ہو تو دو قسم ہونگی پس اُسکا قول اللہ بحذف حرف قسم ابتدائی ہوگی اور ایسی قسم صحیح ہی یہ بدائع مین مین ہی۔ اور اگر کہا کہ واللہ والرحمن ایسا نہ کرونگا پھر کیا تو اسپر بالاتفاق سب کے نزدیک دو کفارے لازم آوینگے یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور اگر کسی نے ایک امر پر قسم کھائی کہ اسکو کبھی نہ کرونگا پھر اُسنے اسی امر پر اسی مجلس مین قسم کھائی کہ اسکو کبھی نہ کرونگا پھر کیا تو اسپر دو کفارے دو قسمون کے واجب ہونگے اور یہ حکم اسوقت ہی کہ اُسنے دوسری قسم کی نیت کی ہو یا تغلیظ کی نیت کی ہو یا کچھ نیت نہ کی ہو اور اگر دوسرے کلام سے وہی پہلی قسم کی نیت کی ہو تو اُسپر ایک ہی کفارہ واجب ہوگا۔ اور امام ابو یوسف رحنے امام ابوحنیفہ سے روایت کی ہی کہ یہ حکم اسوقت ہی کہ اُسنے حج یا عمرہ یا نماز یا روزہ یا صدقہ کی قسم کھائی ہو اور اگر اُسنے اللہ تعالے کی قسم کھائی ہو تو اُسکی نیت کچھ صحیح نہوگی اور اسپر دو کفارہ لازم ہونگے اور امام ابو یوسف رحنے فرمایا کہ یہ احسن الحکام ہی جو ہمنے امام رحمہ اللہ سے سنا ہی اور اگر اُسنے ایک قسم بحج اور دوسری بنام اللہ تعالی کھائی تو حانث ہونے پر اسپر ایک حج و ایک کفارہ لازم ہوگا یہ مبسوط مین ہی۔ نوازل مین لکھا ہی کہ ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ واللہ مین تجھسے ایک روز کلام نہ کرونگا واللہ مین تجھسے ایک مہینہ کلام نہ کرونگا واللہ مین تجھسے ایک سال کلام نہ کرونگا پھر بعد ساعت کے اُس سے کلام کیا تو اُسپر تین قسمون کی جزا لازم ہوگی اور اگر ایک روز کے بعد کلام کیا تو اسپر دو قسمون کا کفارہ لازم ہوگا اور اگر ایک مہینہ کے بعد کلام کیا تو اسپر ایک ہی قسم ہوگی اور اگر ایک سال کے بعد کلام کیا تو اسپر کچھ نہوگا یہ خلاصہ مین ہی۔ اور اگر کہا کہ مین اللہ تعالی سے بیزار ہون اگر مین نے کل ایسا کیا ہووے حالانکہ اُسنے ایسا کیا تھا اور جانتا تھا تو اسمین مشائخ نے اختلاف کیا ہی اور مختار ہمارے فتوی یہ ہی کہ اگر اُسکے زعم مین ہو کہ یہ کفر ہی تو کافر ہوگا۔ اور اگر کہا کہ مین نے کل ایسا کیا ہو تو مین قرآن سے بری ہون حالانکہ ایسا کر چکا اور جانتا ہی تو جواب مختار اسمین بھی وہی ہی جو اللہ تعالی سے بیزاری کی صورت مین مذکور ہوا ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر کہا کہ اگر ایسا کرون تو اللہ و اُسکے رسول سے بری ہون پھر حانث ہوا تو یہ ایک ہی قسم ہی کہ اُسپر ایک ہی کفارہ لازم ہوگا اور اگر کہا کہ اگر ایسا کرون تو اللہ تعالی سے بری ہون اور رسول اللہ سے بری ہون تو یہ دو قسمین ہین کہ حانث ہونے پر اسپر دو کفارہ لازم آوینگے۔ اور اگر کہا کہ اگر ایسا کرون تو اللہ و تم سے بری ہون اور رسول اللہ سے بری ہون اور اللہ و رسول تجھ سے بری ہون پھر حانث ہوا تو اسپر چار قسم کے کفارے لازم آوینگے اور امام محمد رح سے روایت ہی کہ اگر کہا کہ مین یہودی ہون اگر ایسا کرون اور مین نصرانی ہون اگر ایسا کرون تو یہ دو قسمین ہین اور اگر کہا کہ مین یہودی مین نصرانی ہون اگر ایسا کرون تو یہ ایک ہی قسم ہی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ اور اگر کہا کہ اگر ایسا کرون تو مین چارون کتابون سے بیزار ہون تو یہ ایک ہی قسم ہی اور اسیطرح اگر کہا کہ اگر ایسا کرون تو مین قرآن و انجیل اور توریت و زبور سے بری ہون تو حانث ہونے پر ایک ہی کفارہ لازم آویگا اسلیے کہ یہ ایک ہی قسم ہی۔ اور اگر کہا کہ اگر ایسا کرون تو مین قرآن سے بیزار ہون اور مین انجیل سے بیزار ہون اور مین توریت سے بیزار ہون اور مین زبور سے بیزار ہون تو یہ چار قسمین ہین کہ اگر حانث ہوگا تو اسپر چار کفارے لازم آوینگے یہ محیط مین ہی۔ اور اگر کہا کہ مین بری ہون اُس چیز سے جو صحیفون مین اُتری تو یہ ایک ہی قسم ہی اور اسی طرح اگر کہا کہ

مین بری ہون ہر آیت سے جو مصحف مین ہو تو بھی ایک ہی قسم ہے یہ فتاوی قاضیخان مین ہے شمس الاسلام سے دریافت کیا گیا کہ اگر کسی نے کہا کہ واللہ اگر این کار کنم یعنے واللہ اگر یہ کام کرون تو ایسا تو شیخ نے فرمایا کہ میرے استاد نے یہ اختیار کیا تھا کہ قسم نہوگی پھر رجوع کیا اور فرمایا کہ قسم ہوگی یہ خلاصہ مین ہے۔ ایک نے کہا کہ سوگند خورم کہ این کار نکنم یعنی قسم کھاؤن یا کھاتا ہون کہ یہ کام نہ کرونگا تو بعض نے فرمایا کہ یہ قسم ہوگی اور بعض نے کہا کہ نہوگی اور اگر کہا کہ سوگند میخورم کہ این کار نکنم یعنے قسم کھاتا ہون کہ یہ کام نکرونگا تو قسم ہوگی اسواسطے کہ ایسا کلام تحقیق کے واسطے ذکر کیا جاتا ہے نہ وعدہ کے طور پر جیسے کہا جاتا ہے کہ گواہی میدہم یعنے گواہی دیتا ہون اور اگر کہا کہ سوگند خورم بطلاق کہ این کار نکنم تو قسم نہوگی اسواسطے کہ یہ وعدہ دیتخویف ہے اور اگر کہا کہ سوگند خوردمی تو قسم ہوگی بمنزلہ سوگند میخورم کے یہ فتاوی قاضیخان مین ہے۔ اور اگر کہا کہ مرا سوگند بطلاق ست کہ شراب نخورم یعنی مجھے قسم بطلاق ہے کہ شراب نہ پیونگا پھر شراب پی تو اسکی جورو طالقہ ہو جائیگی اور اگر کہا کہ مین نے قسم نہین کھائی تھی بلکہ یہ جو مین نے کہدیا تھا کہ مجھکو قسم بطلاق ہے اسواسطے کہدیا تھا کہ لوگ مجھ سے تعرض نکرین تو قضاءً اسکے قول کی تصدیق نکیجائیگی یہ کافی مین ہے۔ اور اگر اُسنے کہا کہ سوگند خوردہ ام یعنی مین نے قسم کھائی ہے اگر سچا ہے تو قسم ہوگی اور اگر جھوٹا ہے تو اسپر کچھ نہین ہے یہ محیط مین ہے۔ اور اگر اُسنے کہا کہ برمن سوگند است کہ این کار نکنم پس اگر اسی قدر کہا تو یہ خبر دینا ہے پس اسکی قسم کھانے کا اقرار قرار دیا جائیگا اور اگر اس سے کچھ زیادہ کہا کہ لیوان ... مجھپر قسم بطلاق ہے تو اسپر طلاق لازم آویگی اور اگر اُسنے دعوی کیا کہ مین نے یہ کلام دروغ کہدیا تھا کہ ہم جلیس تعرض نکرین یا شل اسکے کوئی غرض بیان کی تو قضاءً اُسکی تصدیق نہوگی اور اگر کہا کہ کہ باللہ العظیم کہ بزرگ تر اللہ العظیم سے نہین ہے کہ مین یہ کار نہ کرونگا تو قسم ہوگی جیسے باللہ العظیم الاعظم کہنے مین ہوتا ہے اور ایسی زیادات واسطے تاکید کے ہوتی ہین پس فاصل قرار نہ دیجاوینگی یہ فتاوی قاضیخان مین ہے اور فتاوی مین لکھا ہے کہ اگر کسی نے کہا کہ سوگند میخورم بطلاق تو تطلیقہ نہین ہے اسواسطے کہ لوگون مین قسم بطلاق کا اسطرح رواج نہین ہے اور تجرید مین لکھا ہے کہ اگر کسی نے کہا کہ مرا سوگند خانہ است یعنی مجھے گھر کی قسم ہے تو اسکی جورو طالقہ ہو جائیگی اور یہ شرط نہین ہے کہ خانہ سے اُسنے جورو کی نیت کی ہو اور یہی اصح ہے قال المترجم ہمارے عرف مین قسم نہوگی اور یہی اصح ہے۔ اور فتاوے مین لکھا ہے کہ اگر کہا کہ باللہ کہ بزرگتر اس سے کوئی نام نہین ہے بزرگ تر اُس سے قسم نہین ہے یا جو بزرگترین نام ہے کہ مین ایسا کرونگا یا نہ کرونگا تو یہ قسم ہے اور قولہ بزرگ تر یہ فاصل قرار دیا جائیگا اور مجموع النوازل مین لکھا ہے کہ شیخ الاسلام سے دریافت کیا گیا کہ اگر کسی نے اسصورت مین دعوے کیا کہ مین نے کرنے یا نہ کرنے کی قسم نہین کھائی بلکہ میری مراد یہ تھی کہ باللہ یہ سب قسمون سے بڑی قسم ہے یا میرے نزدیک اس سے بڑھکر قسم نہین ہے تو فرمایا کہ اسکی تصدیق نہ کیجائیگی سواسطے کہ اُسنے فعل کا کرنا یا نکرنا اس سے ملا دیا ہے اور یہ جو اُسنے دعوے کیا کہ کلام مذکور اول پر مقصود ہے یہ خلاف ظاہر ہے کذافی الخلاصہ اور اگر کہا کہ مصحف خدا بدستم سوختہ اگر این کار کنم یعنے مصحف خدا میرے ہاتھ مین سوختہ اگر یہ کام کرون تو قسم نہوگی اور اگر کہا کہ ہر امیدے بخدا دارم نا امید م اگر این کار کنم تو یہ قسم ہوگی قال المترجم ضرور ہے کہ یون ہو کہ ہر امیدے کہ بخدا دارم الی آخرہ ورنہ ہمارے عرف مین قسم نہوگی واللہ اعلم۔ اور اگر کہا کہ مسلمانی نہ کردہ ام خدائے را اگر این کار کنم یعنے مین نے خدا کے واسطے اپنے کام مین مسلمانی نہین کی اگر یہ کام کرون پھر کیا تو فقیہ ابو اللیث رح نے فرمایا کہ اگر اُسنے اس سے یہ مراد لی ہے کہ اُسنے عبادات کی ہین وہ حق نہین ہین تو یہ قسم ہوگی ورنہ نہین اور اگر کہا کہ ہر چہ مسلمانی کردہ ام بہ کافران دادم اگر این کار کنم پھر کیا

تو کافر ہوگا اور اُسپر کفارہ لازم ہوگا اور اگر کہا کہ واللہ کہ بفلان سخن نگویم نہ یک روز و نہ دو روز تو یہ ایک ہی قسم ہی کہ دو روز گذرنے پر منتہی ہوجائیگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - اور اگر کہا کہ حرام است با تو سخن گفتن یعنے تجھ سے بات کرنی حرام ہی تو قسم ہوگی یہ ظہیریہ مین ہی قال المترجم ہمارے عرف مین جب ہی کہ اُسنے انشاء کی نیت کی ہو اور اگر نہین تو نہین فافہم واللہ اعلم - اور قاضی علی بن حسین سغدی رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا کہ پذیرفتم کہ چنین نہ کنم اور کچھ نیت نہین لی ہی تو فرمایا کہ قسم ہوگی یہ خلاصہ مین ہی - کسی نے کہا کہ پذیرفتم خدا اے را کہ فلان کار نہ کنم تو یہ قسم ہوگی جیسے کہا کہ مین نے نذر کرلی ہی کہ ایسا نہ کرونگا - اور اگر کہا کہ خدا اے را و پیغمبر را پذیرفتم کہ فلان کار نہ کنم تو یہ قسم نہوگی اسواسطے کہ قولہ پیغمبر را پذیرفتم یہ قسم نہین ہی تو جب ذکر اللہ تعالی اور شرط کے درمیان ایسی چیز متخلل ہوگئی جو قسم نہین ہی تو فاصل ہوگئی پس قسم نہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی شیخ نجم الدین سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے کہا کہ اگر فلان کام کرون تو آتش پرست سے بدتر ہون تو فرمایا کہ یہ قسم ہی کہ حانث ہونے پر اسکا کفارہ واجب ہوگا اور اگر کہا کہ تین سو ساٹھ آیات قرآن سے بیزار ہی اگر یہ کام کرے تو یہ ایک ہی قسم ہی اور اگر یون کہا کہ اگر من این کار کنم مرا منغ خوانید و جہود خوانید و سنگسار کنید پھر کیا تو اسکے ذمہ کچھ لازم نہین ہی - اور اگر کہا کہ ہر چہ مغان مغی کردہ اند و جہودان جہودی کردہ اند در گردن من کہ این کار نہ کردہ ام یعنے جو کچھ آتش پرستون نے آتش پرستی کی ہی اور یہودیون نے یہودگی کی ہی وہ میری گردن پر کہ مین نے یہ کام نہین کیا ہی حالانکہ اُسنے یہ کام کیا ہی تو اُسپر کچھ لازم نہین ہی اور اگر کہا کہ اگر مین یہ کام کرون تو کافر مجھپر شرف رکھتا ہی تو قسم نہوگی یہ ظہیریہ مین ہی - اور اگر کہا کہ ہزار آتش پرست و بت پرست سے بدتر ہون اگر ایسا کرون تو یہ قسم ہی یہ محیط مین ہی - ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ تو شطرنج کھیلنا چھوڑ دے اُسنے کہا کہ اچھا پس عورت نے کہا کہ مین تجھ سے طالقہ ہون اگر تو شطرنج کھیلا کرے پس شوہر نے کہا کہ اگر مین شطرنج کھیلا کرون پس عورت نے کہا کہ پھر یہ کیا پس شوہر نے کہا وہی جو تو کہتی ہی پھر اسکے بعد اُسنے شطرنج کھیلی تو طلاق واقع نہوگی یہ خلاصہ مین ہی شیخ نجم الدین عمر نسفی سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے کہا کہ ہر چہ بدست راست گرفتم بر من حرام کہ فلان کار نہ کنم یعنے جو مین نے داہنے ہاتھ سے لیا مجھپر حرام ہی کہ فلان کار نہ کرون پھر یہ کام کیا تو فرمایا کہ حانث ہوگا اسواسطے کہ اگر عرف طلاق ہی تو اس قول مین ہی کہ ہر چہ بدست راست گیرم اور اسمین نہین ہی کہ ہر چہ بدست راست گرفتم یہ ظہیریہ مین ہی قال المترجم اوپر بیان کردیا گیا کہ ہمارے یہان بالکل یہ عرف نہین ہی و قد املنا الاصل الی ہذا فافہم - اور اگر کہا کہ پذیرفتم با خدا کہ از خریدہ تو کہ بیاری نخورم یعنی مین نے خدا سے نذر کرلی ہی کہ تیری خریدی ہوئی چیز سے کہ تو لاوے نکھاؤنگا تو بعض نے فرمایا ہی کہ اگر نیت کریگا تو قسم ہوگی اور صحیح یہ ہی کہ بدون نیت کے قسم ہی یہ ذخیرہ مین ہی - **فصل** ظالمون کے قسم دلانے مین اور حالف کی غیر نیت مستحلف پر قسم کھانے کے بیان مین فتاوے اہل سمرقند مین مذکور ہی کہ سلطان نے ایک شخص کو پکڑا پس اُس سے قسم دلائی کہ بایزد یعنی قسم ایزد کی پس اُس شخص نے مثل اسکے کہا یعنے اُسنے بھی کہہ لیا کہ قسم بایزد پھر سلطان نے کہا کہ روز آدینہ بیائی یعنے خدا کی قسم روز جمعہ تو آوے پس اُس شخص نے مثل اسکے کہہ لیا (یعنی ظاہرا کہا کہ روز آدینہ بیایم) پھر وہ جمعہ کے روز نہ آیا تو اُسپر کچھ لازم نہ ہوگا کیونکہ جب اُسنے کہا کہ بایزد اور سکوت کیا اور یہ نہ کہا کہ بایزد کہ اگر ایسا نکردن تو یہ ہو تو قسم منعقد نہوئی - اور ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے منقول ہی کہ اُنھون نے فرمایا کہ شخص مظلوم کی قسم اُسکی نیت پر ہوتی ہی اور اگر ظالم ہو تو قسم دلانیوالے

کی نیت پر ہوتی ہی اور اسی کو ہمارے اصحاب نے لیا ہی مثال اول آنکہ ایک شخص ایک چیز معین کی بیع پر جو اسکے ہاتھ مین ہی مجبور کیا گیا پس اُسنے قسم کھائی کہ مین نے یہ چیز فلان کو دیدی ہی اور مراد یہ لی کہ اس سے مبایعت کی ہی تاکہ مجبور کرنیوالے کے خیال مین آوے کہ جو اُسکے ہاتھ مین ہی وہ دوسرے کی ملک مین ہی تاکہ پھر اُسکو اُسکے بیع کرنے پر مجبور نہ کرے تو قسم اسکی نیت پر ہوگی اور جو اُسنے قسم کھائی ہی یہ یمین غموس ہی نہوگی نہ حقیقۃً اور نہ معنیً ۔ اور مثال دوم آنکہ زید کے مقبوضہ مال معین پر عمرو نے دعوی کیا کہ یہ چیز مین نے تجھ سے سو درم کو خریدی ہی اور زید نے اُسکے فروخت سے انکار کیا اور عمرو نے اُس سے قسم لی کہ تو قسم کھا کہ واللہ مجھپر یہ چیز عمرو کو سپرد کرنا واجب نہین ہی پس زید اسیطرح قسم کھا گیا اور سپرد کرنے سے یہ نیت کی کہ بطور ہبہ یا صدقہ سپرد کرنا واجب نہین ہی اور یہ نیت نہ کی کہ بطور بیع سپرد کرنا واجب نہین ہی تو اگرچہ وہ اپنی نیت کی قسم مین سچا ہی اور حقیقت مین یہ یمین غموس نہوگی اسلیے کہ اُسنے اپنے لفظ سے وہ بات مراد لی جو اُسکی لفظ کے محتملات مین سے ہی ولیکن معنیً یہ یمین غموس ہی اسواسطے کہ اُسنے اس قسم سے مرد مسلمان کا حق کاٹ دیا پس اُسکی نیت معتبر نہوگی اور شیخ امام زادہ معروف بخواہر زادہ نے فرمایا کہ یہ جو ہمنے ذکر کیا ہی یہ اللہ تعالی کی قسم مین ہی اور اگر اُسنے طلاق یا عتاق کی قسم لی اور قسم کھانے والا ظالم یا مظلوم ہی پس اُسنے خلاف ظاہر نیت کی مثلاً قید سے طلاق یعنی رہائی کی یا فلان کام سے عتاق یعنے چھٹکارے یا آزادی کی نیت کی یا دروغ خبر دینے کی طلاق یا عتاق کے بارہ مین نیت کی تو فیما بینہ وبین اللہ تعالی سچا ہوگا کہ فیما بینہ وبین اللہ تعالے طلاق وعتاق واقع نہوگا لیکن درصورتیکہ وہ مظلوم ہوگا تو اُسپر یمین غموس کا گناہ بھی نہوگا اور درصورتیکہ ظالم ہوگا تو اسپر ایسی قسم سے وہ گناہ ہوگا جو یمین غموس مین ہوتا ہی اگرچہ حقیقت مین جو اُسنے نیت کی ہی اسمین سچا ہی ۔ امام قدوری نے اپنی کتاب مین فرمایا کہ یہ جو ابراہیم نخعی رح سے منقول ہی کہ اگر حالف ظالم ہو تو قسم مستحلف کی نیت پر ہوتی ہی یہ امر واقع شدہ قاضی کے حق مین صحیح ہی اسواسطے کہ واجب ہی کہ قاضی کا فرمانا ہی دہر گاہ وہ ظالم ہی تو وہ اپنی قسم مین گنہگار ہوا اگرچہ اُسنے اپنے لفظ کے محتملات مین سے ایک معنی مراد لیے ہین بدین وجہ کہ اُسنے اس قسم سے غیر پر ظلم کرنے کا مقصود حاصل کیا ہی اور یہ بات امر مستقبل کی قسم مین مقصود ہی پس اسمین بہرحال حالف کی نیت معتبر ہوگی یہ محیط مین ہی ۔ فتاوے مین لکھا ہی کہ ایک شخص دوسرے شخص کی طرف گذرا پس اُسنے اسکی تعظیم کے واسطے اُٹھنا چاہا پس اُسنے کہا کہ واللہ کہ تجھ پر یعنے واللہ آپ نہ اُٹھینگے مگر وہ اُٹھ کھڑا ہوا تو گذرنے والے پر کچھ لازم نہوگا ۔ نوادر ابن سماعہ مین امام ابو یوسف رح سے روایت ہی کہ ایک نے دوسرے سے کہا کہ تو کل فلان کے گھر گیا تھا اُسنے کہا کہ ہان پس پوچھنے والے نے کہا کہ واللہ تو گیا تھا پھر اُسنے کہا کہ ہان تو یہ قسم ہی وہ قسم کھانیوالا ہوگیا اسی طرح اگر نجانیکا ذکر کیا ہو پھر کہا کہ واللہ تو نہین گیا تھا اُسنے کہا کہ ہان تو بھی یہی حکم ہی ۔ اور بشر رح نے امام ابو یوسف رح سے روایت کی ہی کہ زید نے عمرو سے کہا کہ اگر تو نے خالد سے کلام کیا تو تیرا غلام آزاد ہی پس عمرو نے کہا الا تیری اجازت سے تو یہ مجیب قرار دیا جائیگا چنانچہ اگر بغیر اجازت زید کے خالد سے کلام کریگا تو حانث ہو جائیگا یہ خلاصہ مین ہی ۔ ایک مرد نے دوسرے سے کہا کہ واللہ تو ایسا ایسا ضرور کرے اور مخاطب سے قسم لینے کی نیت نہ کی اور نہ اپنے اوپر قسم قرار دینیکی تو دونون مین سے کسی پر کچھ لازم نہوگا درصورتیکہ مخاطب نے ایسا ایسا نہ کیا اور اگر کہنے والے نے اپنی قسم کی نیت کی ہو تو حالف ہو جائیگا اسیطرح اگر کہا کہ باللہ تو ضرور ایسا وایسا کرے اور اگر کہا کہ واللہ تو ضرور ایسا وایسا کریگا اور مخاطب سے قسم لینے کی نیت کی

تو یہ استحلاف ہی اور دونون مین سے کسی پر کچھ لازم نہوگا ورنہ اگر کچھ نیت نہوگی تو خود حالف ہو جائیگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ ایک نے دوسرے سے کہا کہ مثلاً زید نے عمرو سے کہا کہ واللہ تو ضرور ایسا کریگا یا کہا کہ اللہ تو ضرور ایسا کریگا (اگر کا نے سے اللہ ارادہ کیا تو حانث ہوگا ۱۲) پس عمرو نے کہا کہ ہان پس اگر زید نے قسم کی نیت کی اور عمرو نے بھی قسم کی نیت کی تو دونون مین سے ہر ایک حالف ہو جائیگا اور اگر زید نے قسم لینے کی اور عمرو نے حلف کی نیت کی تو عمرو حالف ہوگا اور اگر دونون مین سے کسی نے کچھ نیت نہ کی تو درصورتیکہ اللہ تو ضرور ایسا کریگا کہا ہی عمرو حالف ہوگا اور درصورتیکہ واللہ لوا قسم کہا ہی خود زید حالف ہوگا اور اگر زید نے قسم لینے کی نیت کی اور عمرو نے یہ نیت کی کہ اسپر قسم نہین ہی اور ہان کہنا باین معنے ہی کہ ایسا ایسا کرنے کا وعدہ کیا بدون قسم کے تو اپنی اپنی نیت پر ہوگا اور دونون مین سے کسی پر قسم نہوگی یہ خلاصہ و وجیز کردری و محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر زید نے عمرو سے کہا کہ مین نے قسم رکھی کہ تو ضرور ایسا کریگا یا کہا کہ مین نے اللہ کی قسم رکھی ہی یا کہا کہ مین نے شاہد کیا اللہ کو یا کہا کہ حلف رکھی مین نے اللہ کی کہ تو ضرور ایسا کریگا خواہ ان سب صورتون مین یہ کہا کہ تجھپر یا نہ کہا تو ان سب صورتون مین قسم کھانے والا زید ہوگا اور عمرو پر قسم نہوگی اور اگر دونون نے نیت کی ہو تو جواب دینے والا بھی حالف ہوگا یعنے عمرو الا آنکہ زید نے اپنے قول سے فقط استفہام کی نیت کی یعنی کیا تو قسم کھاتا ہی پس اگر زید کی یہ نیت ہو تو زید پر قسم نہوگی۔ زید نے عمرو سے کہا کہ تجھپر اللہ کا عہد ہی اگر تو ایسا کرے پس عمرو نے کہا کہ ہان تو زید پر کچھ نہوگا اگرچہ اُسنے قسم کی نیت کی ہو اور یہ قول زید کا عمرو سے قسم لینے پر ہو۔ ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ تو نے ایسا و ایسا کیا ہی اُسنے کہا کہ مین نے نہین کیا ہی پس مرد نے کہا کہ اگر تو نے کیا ہو تو تو طالقہ ہی پس عورت نے کہا کہ اگر مین نے کیا ہو تو مین طالقہ ہون تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر مرد نے اس قول سے اگر تو نے کیا ہی تو تو طالقہ ہی عورت کی قسم کی نیت کی ہو یعنے یہ مراد ہو کہ بھلا کیا اگر تو نے ایسا کیا ہو تو تو طالقہ تو عورت پر طلاق واقع نہوگی۔ چند فاسق لوگ باہم جمع ہوئے کہ بعض انمین سے بعض کے ساتھ صفع[1] کرتے تھے پس ایک نے انمین سے کہا کہ اب پھر جو کوئی کسی سے صفع کرے تو اُسکی جورو کو تین طلاق ہین پس ایک نے انمین سے فارسی مین کہا کہ ہلا یعنی بھلا پھر اسکے بعد انمین سے ایک نے دوسرے کو صفع کیا اور اُسنے بھی اسکو صفع کیا تو مشائخ نے فرمایا کہ جسنے ہلا کہا ہی اُسکی جورو طالقہ نہوگی اسواسطے کہ یہ کلام فاسد ہی قسم نہین ہی۔ ایک مرد نے کہا کہ مجھپر پاپیادہ حج واجب ہی اور میرا ہر مملوک آزاد ہی اور میری ہر عورت طالقہ ہی اگر مین اس دار مین داخل ہون پس دوسرے نے کہا کہ مجھپر مثل اسکے ہی جو تو نے اپنے اوپر قرار دیا ہی اگر مین اس دار مین داخل ہون پھر دوسرا اس دار مین داخل ہوا تو اسپر پاپیادہ حج واجب ہوگا اور طلاق و عتاق کچھ واقع نہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ ایک شخص کو سرہنگان سلطان نے قسم دلائی کہ کل کوئی کام نہ کرے جبتک فلان نہ آجاوے پھر اس قسم کھانے والے نے دوسرے روز اپنے موزے پہنے پھر ایک میت کے پاس گیا اور فلان کے آنے سے پہلے اُسکا سر اُسکی جگہ سے ہٹا دیا تو شیخ محمد بن سلمہ نے فرمایا کہ مجھے امید ہی کہ وہ حانث نہوگا پس اُسکی قسم اس کام سے سوائے پر ہوگی۔ ایک شخص اپنے امیر کے ساتھ سفر کو نکلا پس امیر نے اس سے قسم لی کہ بدون میری اجازت کے واپس نہو پھر اُسکا کپڑا یا تھیلی گر گئی جسکے لینے کے واسطے وہ واپس ہوا تو حانث نہوگا اسواسطے کہ ایسی واپسی پر اُسکی قسم نہین واقع ہوئی تھی۔ ایک مرد چغلخور ہی کہ سلطان سے لگائی بجھائی کر کے لوگون کو ضرر پہونچاتا ہی کہ سلطان سے چغلیان کھاتا ہی اور ناحق کی نیابات

[1] لہ گدی کی دھول بازی ۱۲ ملہ [illegible] ۱۲ منہ

انسنے لیجاتی ہی پس اسنے قسم کھائی کہ اگر مین نے دس درم سے زیادہ کی بابت کسی کی لگائی بجھائی کی تو میری جورو طالقہ
ہی پھر اسکی جورو نے دس درم سے زیادہ کی بابت لگائی بجھائی کی تو شیخ الاسلام نجم الدین رح نے ذکر فرمایا ہی کہ اسکی
جورو طالقہ نہوگی یہ ظہیریہ مین ہی - سلطان نے ایک مرد سے کہا کہ تیرے پاس فلان امیر کا مال ہی اُسنے انکار کیا
پس سلطان نے اُس سے اُسکی جورو کی طلاق کی قسم لی کہ تیرے پاس فلان امیر کا مال نہین ہی پس اسنے قسم کھائی
(یعنے اگر تیرے پاس فلان امیر کا مال ہو تو میری جورو طالقہ ہی ۱۲)
حالانکہ اس مرد حالف کے پاس بہت سا مال تھا جسکو امیر مذکور کی جورو نے اُسکے پاس بھیجا تھا اور یہ جو اس مال کو لایا تھا
اُسنے یہی کہا تھا کہ یہ فلان امیر کی جورو کا مال ہی اور حالت یہ تھی کہ اس عورت کا بھی اسقدر مال ہو سکتا تھا - پھر عورت
(یعنے متمول تھی ۱۲)
مذکورہ نے اقرار کیا کہ یہ مال اُسکے شوہر کا ہی تو اس سے حالف کی جورو طالقہ نہوگی تاوقتیکہ حالف اسکی تصدیق کرے
یا بعد دعوی صحیحہ کے قاضی بگواہی گواہان عادل اسکا حکم نہ دیوے تب البتہ حالف مذکور حانث ہو جائیگا - ایک شخص
بکریان ایک شہر سے دوسرے شہر کو فروخت کے واسطے لے گیا اور سب بکریان دوسرے شہر کے اندر داخل کردین لیکن
انمین سے دس بکریان اپنی دوکان پر ظاہر کین پس حظیرہ کے سردار نے اُس سے قسم لی کہ وہ فقط دس بکریان لایا ہی اور
شہر کے باہر کچھ نہین چھوڑ آیا ہی پس اُسنے قسم کھائی اور نیت یہ کی کہ فقط دس ہی بکریان لایا ہون یعنی بازار مین فقط دس ہی
لایا ہون اور باہر کچھ نہین چھوڑ آیا ہی یعنی بازار سے باہر تو مشائخ نے فرمایا ہی کہ یہ شخص حانث نہوگا اسواسطے کہ اُسنے
ایسی بات مراد لی ہی جو اسکے لفظ سے نکلتی ہی مگر قضاءً اُسکے قول کی تصدیق نہوگی - ایک شخص مر گیا اور اُسنے ایک
وارث اور کسی پر اپنا قرضہ چھوڑا پس وارث نے قرضدار سے قرضہ کی بابت مخاصمہ کیا پس قرضدار نے قسم کھائی کہ
مدعی کا مجھپر کچھ نہین ہی تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر قرضدار کو موت مورث کی خبر نہ تھی تو امید ہی کہ وہ حانث نہوگا اور اگر
اُسکو موت مورث سے آگاہی تھی تو صحیح یہ ہی کہ وہ حانث ہو جائیگا - ایک نے دوسرے سے کہا کہ تو نے میرے کتنے
پھل کھائے ہین اُسنے کہا کہ مین نے پانچ پھل کھائے ہین اور قسم کھا گیا حالانکہ اُسنے دس پھل کھائے تھے تو جھوٹا و
حانث نہوگا اور اگر قسم بطلاق وعتاق ہوگی تو طلاق وعتاق واقع نہوگا - اسی طرح اگر کسی سے کہا گیا کہ تو نے یہ
(یعنے پانچ بھی دس مین داخل ہین ۱۲)
غلام کتنے کو خریدا ہی اُسنے کہا کہ سو درم کو حالانکہ اُسنے دو سو درم کو خریدا ہی تو جھوٹا نہوگا اور اگر اسپر طلاق وعتاق
کے ساتھ قسم کھائی ہو تو کچھ حنث لازم نہوگی - اور یہ نظیر اسکی ہی جو جامع مین فرمایا ہی کہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ اس کپڑے کو
دس درم کو نخرید ونگا پھر اُسکو بارہ درم کو خریدا تو قسم مین حانث ہو جائیگا - ایک مرد بھاگ کر دوسرے کے مکان
مین چھپا پس مالک مکان نے قسم کھائی کہ مین نہین جانتا ہون کہ وہ کہان ہی اور مراد یہ لی کہ مجھے نہین معلوم کہ میرے
مکان مین وہ کس جگہ ہی تو حانث نہوگا - ایک نے سلطان کے قسم دلانے سے قسم کھائی کہ مجھے یہ بات نہین معلوم ہی
پھر اُسکو یاد آئی کہ اُسکو معلوم تھی لیکن وقت قسم کے اُسکو فراموش تھی تو مشائخ نے فرمایا کہ امید ہی کہ وہ حانث
نہوگا اسلیے کہ وقت قسم کے وہ نہین جانتا تھا - ایک نے اپنی جورو کی طلاق کی قسم کھائی کہ اس رات مین میرے گھر
مین شوربا نہین ہی حالانکہ اُسکے گھر مین شوربا تھا تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر شوربا اسقدر کم تھا کہ اگر اسکو معلوم ہوتا تو وہ
یہ نہ کہتا کہ میرے گھر مین شوربا ہی تو قسم مین حانث نہوگا اور اگر شوربا زیادہ تھا مگر وہ خراب ہو گیا تھا ایسا کہ اُسکو
کوئی کھا نہین سکتا تھا تو بھی حانث نہوگا اسواسطے کہ قسم مین ایسا شوربا مراد نہین ہو سکتا ہی اور اگر ایسا بگڑا تھا کہ بعض
اُسکو نہین کھا سکتے تھے اور بعض کھا سکتے تھے تو وہ اپنی قسم مین حانث ہو جائیگا - ایک شخص نے اپنی جورو کی زمین قبل

یعنے فقیر محتاج وغیرہ ۱۲

سعدی بوئی پھر قسم کھائی کہ اگراس زمین کی پیداوار میرے گھر مین داخل ہو تو حلال مجھپر حرام ہی پھر اُسکی عورت یہ روئی اپنے سر پر رکھکر کاتنے کو دینے کے واسطے لے چلی اور راہ مین اپنے سر پر رکھے ہوئے اپنے شوہر کے گھر مین داخل ہوئی پھر نکلکر دُھنے کے یہان لیگئی تو مرد مذکور اپنی قسم مین حانث ہو جائیگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ ایک شخص کو سلطان نے طلب کیا تاکہ اسکو تہمت مین گرفتار کرے پھر ایک شخص کو پکڑکر اس سے کہا کہ تو اُسکے قرضدارون یا اقربا ون کو تبلا تاکہ اُسکے قرضدارون سے یا اقرباون سے مال لے لے پس اُسنے جاننے سے انکار کیا پس اُس سے قسم لی کہ تو اُسکے قرضدارون یا اقرباون کو نہین جانتا ہی حالانکہ اگر وہ تبلا دے تو اسمین مسلمانون پر ضرر کثیر ہی پس اگر وہ جانتا ہی تو اُسکو قسم کھا لینے کی گنجائش نہین ہی ولیکن حیلہ یہ ہی کہ اس مرد کا نام بیان کرے جسکو سلطان نے طلب کیا ہی مگر اس نام کا دوسرا آدمی ارادہ کرکے قسم کھا لیوے اور ایسی قسم وحیلہ خصاف رحمہ اللہ کے نزدیک صحیح ہی اگرچہ ظاہر الروایات کے موافق نہین صحیح ہی پس اگر حالف مذکور مظلوم ہوگا تو امام خصاف کے قول پر فتوی دیا جائیگا۔ طلاق الفتاوی مین مذکور ہی کہ زید نے عمرو پر مال کا دعوے کیا اور عمرو نے انکار کیا پس قاضی نے عمرو سے قسم لی کہ تجھپر اسکا اسقدر ایسا مال نہین ہی پس عمرو نے اپنی آستین کے اندر سے انگلی سے ایک دوسرے شخص کی طرف اشارہ کرکے قسم کھالی کہ اسکا تجھپر کچھ نہین ہی تو دیانۃً اسکی تصدیق ہو گی نہ قضاءً یہ خلاصہ مین ہی

فصل کفارہ کے بیان مین۔ حانث ہونے پر قسم کا کفارہ واجب ہوتا ہی اور کفارہ تین چیزون مین سے ایک یہ ہی کہ اگر قدرت رکھتا ہو تو ایک بردہ آزاد کردے اور جو بردہ کفارہ ظہار مین جائز ہی وہ یہان بھی روا ہی یا دس مسکینون کو لباس دیدے کہ ہر ایک کو ایک کپڑا یا زیادہ دے اور ادنی لباس اسقدر ہی کہ جسمین نماز جائز ہو جاتی ہی یا دس مسکینون کو کھانا دے اور کفارہ قسم مین کھانا دینا ویسا ہی ہی جیسے کفارہ ظہار مین دیا جاتا ہی یہ فتاوی حاوی قدسی مین ہی۔ اور امام ابو حنیفہ اور امام محمد رح سے روایت ہی کہ ادنی لباس اسقدر ہی کہ اُسکے اکثر بدن کو چھپا وے حتے کہ خالی ایک پاسجامہ دیدینا کافی نہین ہی اور یہی قول صحیح ہی یہ ہدایہ مین ہی۔ اور اگر ان تین چیزون مین سے کسی کے دینے کی اُسکو قدرت نہوئی تو پے درپے تین روز روزہ رکھے اور یہ تنگدست کا کفارہ ہی اور اوسکے کفارہ سیاہ ہی اور اس کفارہ کے واسطے خوشحالی اسی قدر معتبر ہی کہ اُسکی کفایت سے اسقدر بچتا ہو کہ جس سے کفارہ قسم ادا کردے اور یہ حکم اسوقت ہی کہ جو منصوص علیہ ہی وہ اُسکی ملک مین نہو اور اگر عین منصوص علیہ اُسکی ملک مین ہو یعنی اسکی ملک مین کوئی غلام ہو یا دس مسکینون کا لباس یا کھانا موجود ہو تو اُسکو روزے سے کفارہ دینا کافی نہوگا خواہ اسپر قرضہ ہو یا نہو۔ اور اگر اسکی ملک مین عین منصوص علیہ موجود نہو تو اُسوقت تنگی وخوشحالی کا اعتبار ہوگا یہ سراج وہاج مین ہی پھر واضح ہو کہ تنگی وخوشحالی کا اعتبار ہمارے نزدیک اُسوقت ہوگا جب کفارہ دینے کا قصد کرتا ہو چنانچہ اگر قسم سے حانث ہونے کے وقت وہ خوشحال تھا پھر جب کفارہ دینے کا قصد کیا اسوقت تنگدست ہوگیا تو ہمارے نزدیک روزے اُسکے حق مین کافی ہونگے اور اگر اسکے برعکس ہو تو کافی نہونگے یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور یہ جو فرمایا ہی کہ خوشحالی سے یہان یہ مراد ہی کہ اُسکے کفاف سے کچھ زائد بچتا ہو تو کفاف کی مقدار یہ ہی کہ رہنے کے مکان سے اور ستر عورت کے قدر کپڑے سے اور روزینہ کھانے سے فاضل رہتا ہووے یہ فتاوی قاضی خان مین ہی۔ اور اگر اسکا مال غائب ہو یا لوگون پر اسکا قرضہ ہو اور سردست وہ اسقدر نہین پاتا ہی کہ اس سے بردہ آزاد کرے یا مسکینون کو لباس دے

یا کھانا دے تو اسکو روزے رکھنے کافی ہونگے ایسا ہی امام محمد رح نے ذکر فرمایا ہی - اور مشائخ نے فرمایا کہ لوگون پر
قرضہ ہونے کی صورت مین بھی روزے سے جواز کا حکم جو امام محمد رح نے دیا ہی اُسکی تاویل یہ ہی کہ اُسکا قرضہ تنگدست
لوگون پر ہو جو ادا کرنے پر قادر نہین ہین اور اگر اُسکا قرضہ مالدارون پر ہو کہ آسکے ادا کرنے پر قادر ہین کہ اگر
اُسنے تقاضا کر کے وصول کرے تو کفارہ لیسار ادا کرنے پر قادر ہو جاوے تو اسکو روزے کافی نہونگے ایسا ہی
امام محمد رح سے ابن سماعہ نے روایت کی ہی اور ایسا ہی مشائخ نے عورت کے حق مین کہا ہی کہ جب اسپر کفارہ
لازم آیا اور اُسکے ہاتھ مین اسکا کچھ مال نہین ہی حالانکہ اُسکا مہر اسکے شوہر پر ہی کہ اگر تقاضا کرے تو وہ ادا
کرنے تو عورت کو روزے سے کفارہ دینا روا نہوگا - اور اگر ایک شخص کے پاس مال ہو حالانکہ اسپر لوگون کا
قرضہ بھی اُسی قدر ہی کہ جتنا مال ہی یا اس سے بھی زیادہ ہی تو اُسکو یہ قرضہ اس مال سے ادا کرنے کے بعد روزے
سے کفارہ روا ہی ایسا ہی امام محمد رح نے اصل مین ذکر کیا ہی اور یہ ظاہر ہی اور قبل قضاے قرضہ مذکور کے آیا
(یعنے ادا ے قرضہ ۱۲)
اُسکو روزے سے کفارہ دینا روا ہی یا نہین سو اسمین مشائخ نے اختلاف کیا ہی کذا فی المحیط اور اصح یہ ہی کہ روزے
سے کفارہ دینا اسصورت مین بھی روا ہی یہ مبسوط مین ہی - اور اگر ہر مسکین کو نصف کپڑا دیا یا ایک کپڑا دس مسکینون
کو دیا بہ نیت کفارہ قسم تو لباس سے کفارہ ادا نہوگا اور جب لباس سے کفارہ ادا نہوا پس اگر اُسکی قیمت اسقدر ہو
کہ جس سے دس مسکینون کا کھانا دیا جاتا ہی تو کیا کھانے سے اعتبار کر کے کفارہ ادا ہو جائیگا یا نہین تو شیخ الاسلام
خواہر زادہ نے ذکر فرمایا ہی کہ ہمارے اصحاب سے ظاہر الروایت کے موافق کافی ہو جائیگا خواہ اُسنے نیت
کی ہو کہ یہ کپڑا طعام کے بدلے مین ہی یا یہ نیت نہ کی ہو یہ ظہیریہ مین ہی - اور ٹوپی اور موزہ لباس سے کفارہ دینے
مین کافی نہین ہی اور کھانے سے کافی ہی - اور کپڑے مین قابض کا حال معتبر ہی کہ اگر وہ قابض کے واسطے صالح
ہو تو جائز ہی ورنہ نہین - اور ہمارے بعضے مشائخ نے فرمایا کہ اوسط درجہ کے لوگون کے سواسطے ہو تو جائز ہی اور شمس الائمہ سرخسی
(اگرچہ مقدار طعام کو پہونچے ۱۲)
نے فرمایا کہ یہ قول اشبہ بالصواب ہی یہ خلاصہ مین ہی - اور اگر ہر مسکین کو ایک عمامہ دیدیا پس اگر اسقدر کپڑا ہی کہ وہ
ایک قمیص یا چادر تک پہونچتا ہی تو لباس سے کفارہ ادا ہو جائیگا ورنہ لباس سے کفارہ ادا نہین ہوگا مگر طعام
سے کفارہ ہو جائیگا بشرطیکہ اُسکی قیمت اتنی ہو کہ طعام سے کفارہ کے مثل ہو یہ مبسوط مین ہی - اور اگر دس مسکینون
(یعنے قیمت طعام کے برابر ہو ۱۲)
کو ایک کپڑا بھاری قیمت کا سب مین مشترک ایسا دیا کہ آنکی اوسط لباس واجبی کی قیمت کے مثل یا زیادہ اسمین سے
ہر ایک کے حصہ مین پہونچتا ہی تو یہ کپڑا انکے کفارہ لباس سے کافی نہوگا اسواسطے کہ لباس منصوص علیہ ہی پس وہ
اپنے نفس کا بدل نہوگا ہان غیر کا بدل ہو سکتا ہی چنانچہ اگر اس کپڑے مین سے ہر ایک کے حصہ مین طعام کی قیمت
کے مثل قیمت کا حصہ پہونچتا ہو تو طعام سے کفارہ ادا ہو جائیگا اور جیسے اسکے برعکس کہ اگر ہر مسکین کو چہارم صاع
گیہون دیدیے جو ایک صاع چھوہارے کے برابر ہین تو طعام سے کفارہ ادا نہوگا ہان اگر اس چہارم صاع گیہون کی
قیمت انکے لباس کی قیمت کے مثل ہو تو لباس سے کفارہ ادا ہو جائیگا یہ بدائع مین ہی - جبکہ کفارہ قسم واجب ہی
اگر آسنے ایک پرانا کپڑا اسکین کو دیا تو مشائخ نے فرمایا کہ قیمت کے عوض جائز نہین ہی ولیکن یہ دیکھا جائیگا کہ
اگر ایسا ہو کہ اُس سے نئے کپڑے کی نصف مدت تک انتفاع حاصل کیا جاوے تو نہین جائز ہی اور جدید کپڑے
سے چھ مہینے انتفاع ہو سکتا ہی اور اُس سے چار مہینے یعنی نصف سے زائد مدت تک تو جائز ہی یہ فتاوی قاضیخان

مین ہو۔ اور اگر ایک ہی مسکین کو دس کپڑے ایک ہی دفعہ دیدیے تو اُسکے کفارہ کی طرف سے کافی نہونگے جیسے طعام
مین ہوتا ہی اور اگر اُسکو ہر روز کرکے ایک ایک کپڑا دیا یہانتک کہ دس کپڑے دس روز مین پورے کر دیے
تو کفارہ ادا ہوگیا جیسے طعام مین ہی۔ اور اگر مسکینون کو ایک غلام یا چوپایہ جسکی قیمت دس مسکینون کے کپڑے
کے برابر ہو دیدیا تو باعتبار قیمت کے اُسکا کفارہ لباس سے ادا ہوگیا جیسے درم دینے مین ہوتا ہی اور اگر غلام
یا چوپایہ کی قیمت دس مسکینون کے لباس کے برابر نہ پہونچی مگر دس مسکینون کے طعام کے برابر پہونچی تو کفارہ طعام
سے ادا ہوگیا۔ اور اگر کسی مرد نے گواہ قائم کیے کہ یہ کپڑا میرا ہی یا یہ چوپایہ میرا ہی پس بعد ثبوت و حکم قاضی کے
اسکو لے لیا تو اُسپر واجب ہوگا کہ ازسر نو کفارۂ قسم ادا کرے۔ اور اگر زید کی طرف سے عمرو نے زید کے حکم
سے دس مسکینون کو لباس دیدیا تو زید سے کفارہ ادا ہوگیا اگرچہ عمرو نے زید سے اُسکا ثمن نہ پایا ہو۔ اور
اگر عمرو نے بدون حکم زید کے اور بدون رضاے زید کے ایسا کیا تو زید کی طرف سے جائز نہوگا۔ اور اگر کسی
نے اپنی قسم کے کفارات مین سے میتون کے کفنون مین یا مسجد کی عمارت مین یا میت کے اداے قرضہ مین
یا عتق رقبہ مین دیا تو جائز نہین ہی اور اگر اسمین سے کسی ابن سبیل کو جسکا توشہ سفر مین نہین رہا ہی دیدیا تو
جائز ہی۔ اور اگر ایک شخص نے جسپر دو قسمون کا کفارہ واجب ہی دو دو کپڑے دس مسکینون کو دونون
قسمون کی طرف سے دیدیے تو امام اعظم و امام ابو یوسف کے قول مین اُسکی ایک ہی قسم کی طرف سے ادا
ہونگے۔ اور اگر کسی نے ایک مسکین کو اپنے کفارۂ قسم مین لباس دیا تھا پھر یہ مسکین مر گیا پس اُسکا ورثہ اُسکو
ملا اور اُسنے وہی کپڑا میراث مین پایا یا مسکین کی زندگی مین اُس سے خرید لیا یا مسکین نے اُسکو ہبہ کر دیا
تو اُسکا کفارہ مذکور فاسد نہوگا یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر کسی نے کفارۂ قسم مین کھانا دینا اختیار کیا تو وہ دو
نوع پر ہی ایک طعام تملیک اور دوم طعام اباحت پس طعام تملیک اسطرح ہی کہ دس مسکینون مین سے
ہر ایک کو نصف صاع گیہون یا آٹا یا ستو دے یا ایک صاع جو دے جیسے صدقۂ فطر مین مذکور ہوا اور اگر اُس
صورت مین اُسنے دس مسکینون مین سے ہر ایک کو چہارم چہارم صاع دیا پس اگر دوبارہ انھین کو چہارم
چہارم صاع دیدیا تو جائز ہوگیا اور اگر دوبارہ اُنکو نہ دیا تو ازسر نو طعام دیوے۔ اور اسی طرح اگر کسی نے وصیت
کر دی کہ میرے کفارۂ قسم مین میری طرف سے دس مسکینون کو طعام دیا جاوے پس وصی نے دس مساکین کو
صبح کا کھانا کھلایا پھر یہ مساکین مر گئے قبل اسکے کہ اُنکو شام کا کھانا کھلاوے تو اُسپر لازم آویگا کہ ازسر نو کھانا دیوے
مگر وصی ضامن نہوگا۔ ایک شخص نے ایک ہی مسکین کو اپنے کفارۂ قسم مین پانچ صاع گیہون دیدیے تو کفارہ
ادا نہوگا الا آنکہ ایک ہی مسکین کو دس روز مین دے پس تعداد ایام مقام تعداد مساکین قائم ہوگی اور اگر ایک
مسکین کو گیہون دیے یعنی نصف صاع اور دوسرے کو جو دیے یعنی ایک صاع تو ظاہر الروایۃ کے موافق جائز
ہی۔ اور اگر کسی نے پانچ مسکینون کو طعام دیا اور پانچ کو لباس دیا پس اگر اُسنے بطور تملیک دیا تو کفارہ ادا
ہوگا اور طعام و لباس دونون مین سے جو بیش قیمت ہوگا وہ دوسرے کم قیمت کا بدل قرار دیا جاویگا چاہے
کوئی ہو۔ اور اگر اُسنے طعام بطور اباحت دیا ہی پس اگر طعام کم قیمت ہوگا بہ نسبت لباس کے تو کفارہ ادا ہو جائیگا
اور اگر یہ طعام بیش قیمت ہوگا تو جائز نہوگا اسواسطے کہ لباس مین تملیک ہی اور طعام بطور اباحت دیا ہی نہ بطور تملیک

اور اباحت مین تملیک نہین ہی پس جبکہ طعام کم قیمت ہوگا تو لباس کو طعام کا بدل قرار دینا جائز ہوگا اور اگر اسکا برعکس ہوگا تو نہین ہوسکیگا - اور اگر کسی نے کفارۂ طعام بطور اباحت اختیار کیا تو ہمارے نزدیک روا ہی اور طعام اباحت اسطرح ہی کہ دو وقت صبح و شام یا دو دن صبح کو یا دو دن شام کو یا شام و سحری کو پیٹ بھر کے کھلاوے یعنی کہدے کہ پیٹ بھر کے کھالو اور مستحب یہ ہی کہ صبح و شام دونون وقت روٹی کے ساتھ سالن ہو یعنی جو چیز روٹی کے ساتھ کھائی جاوے اور اسصورت مین انکا پیٹ بھر جانا معتبر ہی مقدار طعام معتبر نہین ہی چنانچہ اگر تین روٹیان دس مسکینون کے سامنے رکھین اور انھون نے کھایا کہ سیر ہوگئے تو جائز ہی یہ امام ابوحنیفہ رح سے روایت کیا گیا ہی - اور اگر دس مسکینون مین سے ایک کا پیٹ بھرا ہوا ہو تو اسمین اختلاف ہی بعض نے کہا کہ اگر پیٹ بھرنے سے بھی اسکے طعام مین سے اسقدر جتنا اورون نے کھایا ہی کھالیا تو جائز ہوگیا اور بعضون نے کہا کہ نہین جائز ہی اسواسطے کہ دس مسکینون کا سیر کردینا واجب تھا اور یہ نہین پایا گیا - اور اگر دس مسکینون کو صبح و شام کھانا سیر ہوکر کھلا دیا مگر انمین ایک دودھ چھوڑایا ہوا بچہ ہی تو جائز نہوا اور اسپر واجب ہی کہ بجائے اسکے ایک دوسرے مسکین کو کھلا دے یہ فتاوی قاضیخان مین ہی - اور اگر دس مسکینون کو روکھا بغیر سالن کے کھانا دیا پس اگر روٹی گیہون کی دی تو جائز ہی اور اگر دوسری طرح کی چیز ہو تو سالن ضرور ہی اور اگر انکو روٹی و کھجور یا ستو و کھجور یا خالی ستو کھلائے تو کفارہ ادا ہوگیا بشرطیکہ یہی اسکے اہل و عیال کا کھانا ہو - اور اگر اسنے ایک مسکین کو دس روز تک صبح و شام کھلایا تو کفارہ ادا ہوگیا اگرچہ اسنے ہر روز کے کھانے مین ایک ہی روٹی کھائی ہو - اور اگر اسنے صبح کو دس مسکینون کو کھانا دیا پھر شام کو دوسرے دس مسکینون کو انکے سوائے کھانا کھلایا تو جائز نہین ہی اور اسیطرح اگر اسنے دس روز تک صبح کو ایک مسکین کو اور شام کو دوسرے مسکین کو کھلایا تو بھی نہین جائز ہی - اور اگر اسنے حصہ ایک مسکین کا دو مسکینون پر بانٹ دیا تو بھی نہین جائز ہی - اور اگر صبح کو ایک مسکین کو کھانا کھلایا اور شام کے کھانے کے اسکو دام دیے پیسے یا درم تو کافی ہی اور اسی طرح اگر دس مسکینون کی صورت مین اسنے ایسا ہی کیا کہ انکو صبح کا کھانا کھلا دیا اور انکے شام کے کھانے کے انکو پیسے یا درم دیدیے تو جائز ہی اور اگر دس مسکینون کو اسنے ایک وقت کھانا کھلایا اور پھر انمین کو چہارم چہارم صاع گیہون دیدیے تو کفارہ ادا ہوگیا - اور ہشام نے بروایت امام محمد رح فرمایا کہ اگر ایک مسکین کو بیس روز تک صبح کو کھانا کھلایا یا رمضان مین بیس رات اسکو کھانا کھلا دیا تو کفارہ ادا ہوگیا - اور اگر کسی نے کفارۂ قسم مین روزے رکھے حالانکہ اسکی ملک مین غلام یا طعام تھا جسکو وہ بھول گیا تھا پھر بعد روزے پورے ہونے کے اسکو یاد آیا تو بالاجماع اسکے کفارہ کے واسطے یہ روزے کافی نہونگے یہ سراج وہاج مین ہی - اور اگر کسی نے پانچ مسکینون کو کھانا دیا پھر وہ فقیر ہوگیا تو اسپر واجب ہوگا کہ اگر روزے سے کفارہ ادا کرنا چاہے تو ازسرنو روزے سے کفارہ ادا کرے یہ مبسوط مین ہی - اور اگر کسی نے دس مسکینون مین سے ہر ایک کو چہارم چہارم صاع گیہون اپنے کفارۂ قسم مین دیے پھر یہ لوگ غنی ہوگئے پھر فقیر ہوگئے پھر اسنے انکو چہارم چہارم صاع دیا تو امام ابو یوسف رح سے روایت ہی کہ یہ کفارہ جائز نہوا جیسے مکاتب کو چہارم صاع دیا پھر وہ عاجز ہوکر رقیق کر دیا گیا پھر دوبارہ مکاتب کیا گیا پھر اسنے اسکو چہارم صاع دیا تو یہ کفارہ ادا ہونے کے واسطے نہین کافی ہی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی - اور اگر کسی شخص نے

انہی قسمون کے کفارات مین دس مسکینون مین سے ہرایک کو ہزار ہزار من گیہون ایکبارگی دیدیئے تو امام ابوحنیفہ وامام ابویوسف کے نزدیک یہ ایک ہی قسم کے کفارہ سے جائز ہونگے یعنی ایک ہی کفارہ ادا ہوگا یہ خلاصہ مین ہی جسپر کفارۂ قسم ہی اگر اُسنے پانچ صاع گیہون دس مسکینون کے سامنے رکھے پس اُنھون نے چھینا جھپٹی کرکے لوٹ لیا تو فقط ایک ہی مسکین کی طرف سے کافی ہوگا یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور جن لوگون کو زکوۃ دینی جائز نہین ہی انکو کفارہ بھی دینا جائز نہین ہی جیسے والدین و اولاد وغیرہ مگر کفارہ ذمی فقیرون کو دینا جائز ہی بخلاف زکوۃ کے اور یہ امام ابوحنیفہ رح و امام محمد رح کے نزدیک ہی اور حربی فقیرون کو دینا بالاجماع نہین جائز ہی یہ سراج وہاج مین ہی اور روزہ کفارہ ایام تشریق مین نہین ادا ہی یہ مبسوط مین ہی۔ اگر تنگدست نے روزہ سے کفارہ دینا چاہا پس دو روزے رکھکر تیسرے روز بیمار ہوا کہ اسکو افطار کرنا پڑا تو ازسرنو روزے رکھے اسی طرح اگر عورت ایام کے اندر حائض ہوگئی تو ازسرنو ادا کرے یہ ظہیریہ مین ہی۔ اگر متفرق قسمون کے کفارات لازم آئے پس اُسنے کفارون کی گنتی پر بردے آزاد کیے کہ ہر قسم کے مقابلہ کوئی رقبہ معین نہین کیا یا ہر رقبہ کو ان سب کی طرف سے کفارے کی نیت سے آزاد کیا تو استحسانًا کفارات ادا ہوجاوینگے اور اسی طرح اگر ایک کفارہ کی طرف سے بردہ آزاد کیا اور دوسرے سے کھانا دیا اور تیسرے سے کپڑا دیا تو جائز ہی اسواسطے کہ ان انواع مین سے ہر نوع سے کفارہ مطلقًا ادا ہوجاتا ہی پس ان سب مین حکم یکسان ہوگا۔ مملوک جبتک آزاد نہو اُسکا کفارہ روزے سے ہی اور اگر اُسکے مولی نے اُسکی طرف سے کھانا دیا یا بردہ آزاد کیا یا کپڑا دیا تو کافی نہین ہی یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر مملوک نے باجازت ولی مال سے کفارہ ادا کردیا تو جائز نہوا یہ سراجیہ مین ہی۔ اور اسی حکم مین مکاتب ومدبر وام ولد شل قن کے ہین اور جو سعایت کرتا ہو وہ بھی امام اعظم رح کے نزدیک اسی حکم مین شامل ہی اسواسطے کہ وہ مثل مکاتب کے ہی اور اگر کسی نے کفارے مین دو روزے رکھے پھر تیسرے روز اُسکو اسقدر ملگیا کہ طعام یا لباس سے کفارہ ادا کرسکتا ہی تو روزہ جائز نہوگا اور اُسپر طعام یا لباس سے کفارہ دینا واجب ہوجائیگا۔ اور اگر تنگدست نے دو روزہ رکھکر تیسرے روز اسقدر پالیا کہ رقبہ آزاد کرسکتا ہی تو اسپر مال سے کفارہ دینا لازم ہوگا اور اس روزہ کا روزہ بہتر ہی کہ تمام کرلے اور اگر اُسنے توڑدیا تو اسپر قضا لازم نہوگی یہ مبسوط شمس الائمہ سرخسی مین ہی۔ عورت اگر تنگدست ہو اور اُسنے روزہ سے کفارہ دینے کا قصد کیا تو اُسکے شوہر کو اختیار ہی کہ اسکو روزے سے منع کرے یہ جوہرہ نیرہ مین ہی۔ اور اگر غلام نے کفارہ قسم کے روزے رکھے پھر قبل اس سے فارغ ہونے کے آزاد کردیا گیا اور اُسنے مال پایا تو روزے اُسکو کافی نہونگے۔ اور اگر فقیر نے چھ روزے دو قسمون کے کفارہ مین رکھے تو اسکو کافی ہین اگرچہ اُسنے تین دن کی ہرایک کے واسطے نیت نکی ہو۔ اور اگر اُسکے پاس ایک کفارہ کا کھانا ہو پس اُسنے ایک کفارے سے روزے رکھ لیے پھر دوسرے کفارہ مین یہ کھانا دیا تو جائز نہوگا اور بعد کفارہ طعام دینے کے اسکو دوبارہ دوسرے کفارہ کے روزے رکھنے لازم آوینگے۔ اور کسی کا دوسرے کی طرف سے روزہ رکھنا خواہ زندہ ہو یا مردہ خواہ کفارہ مین ہو یا غیر کفارہ مین جائز نہین ہی یہ مبسوط شمس الائمہ سرخسی مین ہی۔ اور اگر کسی پر کفارہ قسم واجب ہوا اور اُسنے اسقدر نہ پایا کہ بردہ آزاد کرے یا دس مسکینون کو کھانا یا کپڑا دیدے اور وہ ایسا بڈھا ہی کہ روزہ نہین رکھ سکتا ہی اور نہ اُس سے اُسکی کچھ امید ہی پس لوگون نے چاہا کہ اُسکی طرف سے روزہ کے عوض ایک

یعنی دس مسکین کا ... دینا ... ۱۲ منہ

فی الاصل لا یجزی

یعنی مکاتب ... الاصل ... منہ

مسکین کو کھانا دیدین یا وہ مرگیا اور وصیت کر گیا کہ میری طرف سے اسطرح ادا کردیا جاوے تو جائز نہین ہی کہ اسکی طرف
سے کھانا دیوین اور نہ اسکو کافی ہوگا الا آنکہ وہ خود دس مسکینون کو کھانا دیوے یا اسکی طرف سے دیا جاوے
بشرط وصیت ۔ اور اگر اسنے وصیت نہ کی اور لوگون نے خود چاہا کہ اسکی طرف سے کفارہ دیدین (یعنی ہر روزہ کے بدلے ایک مسکین کو آدھا)
تو دس مسکینون کے کھانے یا کپڑے سے کم کافی نہو گا اور یہ روا نہین ہی کہ دوسرے لوگ اسکی طرف سے بردہ
آزاد کرین یہ سراج وہاج مین ہی ۔ ایک مرد نے ایک بردہ اپنے کفارۂ قسم مین آزاد کردیا اور نیت فقط اپنے
دل مین کی اور زبان سے کچھ نہ کہا اور زبان سے آزاد کر دینے کو کہا تو کافی ہی یہ مبسوط مین ہی ۔ ایک شخص نے
قسم کھائی کہ ایسا نہ کرونگا پھر بھول گیا کہ مین نے اللہ تعالی کی قسم کھائی تھی یا طلاق کی یا روزہ کی تو مشائخ نے
فرمایا کہ اسپر کچھ نہین ہی یہانتک کہ اسکو یاد آوے یہ فتاوے قاضی خان مین ہی ۔ شیخ محمد بن شجاع سے دریافت
کیا گیا کہ ایک شخص نے قسم کھائی بطلاق اور یہ اسکو یاد ہی مگر وہ کہتا ہی کہ مجھے یہ معلوم نہین کہ مین اسوقت بالغ تھا
یا نہ تھا تو فرمایا کہ اسپر حانث ہونے کی جزا کچھ نہوگی جبتک یہ نہ جانے کہ اسوقت وہ بالغ تھا جب قسم کھائی تھی ۔
زید نے عمرو کی جورو کو زنا کی تہمت دی پس عمرو نے کہا کہ وہ بسہ طلاق طالقہ ہی اگر آج کے روز اسکا زنا ظاہر نہوا
پھر دن گذر گیا اور اسکا زنا ظاہر نہوا تو طلاق واقع ہوگی اور ظاہر ہونے کی یہی صورت ہی کہ چار مرد گواہی دین یا وہ
عورت خود اقرار کرے ۔ ایک مرد اپنی جورو کا کپڑا ایک رنگریز کے پاس گیا تاکہ وہ رنگ کردے پس اسکی جورو
نے کہا کہ تو اسواسطے لے گیا کہ اسکو فروخت کردے پس شوہر کو غصہ آیا اور کہا کہ اگر مین نے اسکو رنگا ہی تو تو طالقہ
ہی پھر رنگریز نے اسکے بعد اسکو رنگا تو وہ حانث نہوگا یہ ظہیریہ مین ہی ۔ اور اگر ایک شخص پر کفارۂ قسم ہی اور وہ اس
حالت مین مرگیا یا قتل کیا گیا تو کفارہ مذکور ساقط نہوگا اور کفارۂ ظہار کا بھی یہی حکم ہی ایسا ہی فقیہ ابو بکر بلخی سے منقول
ہی اور فقیہ ابو اللیث نے کہا کہ کفارۂ ظہار ساقط ہو جائیگا بخلاف کفارۂ یمین کے کہ ساقط نہوگا یہ محیط مین ہی ۔ اور اگر حانث
ہونے سے پہلے کفارہ ادا کردیا تو کافی نہوا مگر اسکو مسکین سے واپس نہین لے سکتا ہی اسواسطے کہ یہ صدقہ ہوا ہی یہ
ہدایہ مین ہی ۔ اور اسکے متصلات مین مسائل نذر مین ۔ جس کسی نے نذر مطلق کی اسپر اسکا وفا کرنا واجب ہی کذا فی الہدایہ
اور اگر کسی نے کہا کہ اگر مین ایسا کرون تو مجھپر حج یا عمرہ یا نماز یا روزہ یا صدقہ وغیرہ کوئی امر طاعت واجب ہی پھر وہ
فعل کیا تو یہ چیز جو اپنے اوپر واجب کرلی ہی ادا کرنی واجب ہوگی اور اسصورت مین ہمارے نزدیک موافق
ظاہر الروایۃ کے اسپر کفارۂ قسم نہین واجب ہوگا اور امام محمد رح سے مروی ہی کہ جسنے نذر ایسی شرط پر معلق کی
جسکا ہونا چاہتا ہی جیسے کہا کہ اگر اللہ تعالی میرے مریض کو شفا دیدے یا میرے غائب کو واپس بھیجدے تو دس
فقیر کھلاؤن تو ایسی صورت مین کفارہ دیکر اس سے خارج نہین ہوسکتا ہی کذا فی المبسوط بلکہ بعینہ جو بیان کیا ہی
اسپر واجب ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی ۔ اور اگر نذر ایسی شرط پر معلق کی جسکا ہونا نہین چاہتا ہی جیسے
دار مین داخل ہونا وغیرہ تو ایسی صورت مین اسکو اختیار ہوگا کہ چاہے کفارۂ قسم دیدے یا جو بعینہ التزام کیا ہی وہ دیدے
اور مروی ہی کہ امام اعظم رح نے بھی اسی قول کی طرف رجوع کیا ہی کہ اسکو اسی طرح کا اختیار حاصل ہوگا اور شیخ
اسمعیل زاہد اسی پر فتوی دیتے تھے اور شیخ مولف رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ میرے نزدیک بھی یہی مختار ہی کذا فی المبسوط
اور یہ تفصیل ہی صحیح ہی یہ ہدایہ مین ہی ۔ اور اگر کہا کہ اللہ کے واسطے مجھپر نماز واجب ہی تو اسپر دو رکعت واجب ہونگی

اور اسی طرح اگر کہا کہ اللہ کے واسطے مجھپر واجب ہی کہ مین نماز پڑھون یا کہا کہ نصف رکعت تو بھی یہی حکم ہی کہ دو رکعت واجب ہونگی اور اگر کہا کہ تین رکعت تو چار رکعتین واجب ہونگی یہ فتاوی حاوی قدسی مین ہی۔ اور اگر نماز بغیر وضو کے نذر کی تو اسپر کچھ واجب نہین ہی اور اگر نذر کی کہ نماز بغیر قراءت کے یا ننگے پڑھیگا تو اسپر نماز واجب ہوگی۔ اور اگر نذر کی کہ فریضہ ظہر آٹھ رکعتین پڑھون یا کہا کہ اگر خدائے تعالی مجھے دو سو درم عطا فرماوے تو دس درم زکوۃ مجھپر واجب ہی تو اسپر فقط چار رکعتین ظہر کی اور فقط پانچ درم زکوۃ کے واجب ہونگے یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر کسی نے کسی خاص جگہ روزہ رکھنے یا نماز پڑھنے کی نذر کی تو ہمارے اصحاب نے اختلاف کیا ہی اور امام اعظم و امام محمد رح نے فرمایا کہ اسکو اختیار ہی کہ جہان چاہے نماز پڑھ دے یا روزہ رکھ لے یہ سراج وہاج مین ہی اور اگر وقت کی خصوصیت کی چنانچہ کل کے روز نماز پڑھنے کی نذر کی پھر اسنے آج ہی پڑھ دی تو امام اعظم و امام ابو یوسف کے نزدیک ادا ہو گئی اور اگر نذر کی کہ کل کے روز دراہم صدقہ کریگا اور آج کے روز ہی انکو صدقہ کر دیا تو بالاتفاق کافی ہی یہ حاوی قدسی مین ہی۔ ایک نے اپنے اوپر اسقدر سے زائد نذر مین واجب کر لیے جتنے اسکی ملک مین ہین تو بقول مختار اسقدر واجب ہونگے جو اسکی ملک مین ہین چنانچہ کسی نے کہا کہ اگر مین نے ایسا کیا تو مجھپر ہزار درم صدقہ کرنے واجب ہین حالانکہ اسکی ملک مین فقط سو درم ہین تو سو درم صدقہ کرنے واجب ہونگے یہ ذخیرہ کردری مین ہی۔ اور اگر اسکے پاس مال و اسباب سو درم کا ہو تو فروخت کر کے انکو صدقہ کر دے اور اگر فقط دس درم کا ہو تو دس درم صدقہ کر دے اور اگر اسکے پاس کچھ نہو تو اسپر کچھ نہین ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور اگر کہا کہ اللہ کے واسطے مجھپر واجب ہی کہ یہ بکری ہدی بھیجون حالانکہ یہ بکری دوسرے کی ملک ہی تو نذر صحیح نہین ہی اور اسپر کچھ لازم نہوگا ہان اگر اسنے قسم کی نیت کی ہو تو قسم منعقد ہو جائیگی اور درصورت حانث ہونے کے اسپر کفارۂ قسم لازم آویگا اور اگر کہا کہ واللہ ضرور یہ بکری ہدی بھیجونگا تو ضرور قسم ہو جائیگی یہ محیط مین ہی۔ اور اسی طرح اگر عربی مین کہا لاہدین ہذہ الشاۃ یعنی بلام قسم و نون تاکید بیان کیا تو قسم منعقد ہو جائیگی یہ ذخیرہ کردری مین ہی۔ اور اگر ایسی چیز کی نذر کی جو معصیت ہی تو نہین صحیح ہی اور اگر اسکو کہا تو اسپر کفارہ لازم آویگا۔ اور اگر اپنے فرزند کے ذبح کی نذر کی تو اسپر بکری ذبح کرنی استحسانا لازم ہوگی اور اگر فرزند قتل کرنے کی نذر کی تو صحیح نہین ہی اور اگر غلام ذبح کرنے کی نذر کی تو امام محمد رح کے نزدیک نذر صحیح ہی اور شیخین رحمہا اللہ کے نزدیک نہین صحیح ہی اور اگر والد یا والدہ کے ذبح کی نذر کی تو آئین امام ابو حنیفہ رح سے دو روایتین ہین جنمین سے صحیح یہ ہی کہ ایسی نذر نہین صحیح ہی یہ محیط سرخسی مین ہی اور اگر اپنے پوتے کے ذبح کی نذر کی تو امام اعظم رح سے دو روایتین ہین جنمین سے ایک روایت مین مذکور ہی کہ اسپر کچھ لازم نہوگا اور یہی اظہر ہی۔ اور اگر نذر کے ساتھ قسم کھائی پس اگر حج یا عمرہ وغیرہ کی نیت کی تو جو اسنے نیت کی ہی اسپر واجب ہوگا اور اگر اسکی کچھ نیت نہو تو اسپر کفارۂ قسم واجب ہوگا۔ اور اگر نذر کے ساتھ کسی معصیت پر قسم کھائی تو اسپر کفارۂ قسم واجب ہوگا۔ اور اگر نذر کے ساتھ قسم کھائی اور اسکی نیت مین روزے ہین اور کسی عدد کی نیت نہین کی تو حانث ہونے پر اسپر تین روز کے روزے واجب ہونگے۔ اور اسی طرح اگر صدقہ کی نیت کی اور عدد کی نیت نہین کی تو اسپر دس مسکینون کا کھانا ہر مسکین کیواسطے نصف صاع گیہون واجب ہونگے یہ مبسوط مین ہی۔ ایک شخص نے کہا کہ ہزار درم از مال من بدرویشان دادہ۔ اور اسکے آگے کہنا چاہتا تھا کہ

اگر ایسا کرون مگر کسی نے اُسکا مُنھ بند کر لیا تو مشائخ نے فرمایا کہ احتیاطاً صدقہ کر دے اور اگر اسصورت مین طلاق
یا عتاق کی نذر و قسم ہو تو واقع نہو گی - ایک شخص نے کہا کہ اگر مین کفالت مالی یا جانی کرون تو اللہ تعالی کے واسطے
مجھپر ایک پیسہ صدقہ کرنا واجب ہی پھر اُسنے مال یا جان کی کفالت کی تو اُسپر ایک پیسہ صدقہ دینا واجب ہوگا - ایک نے
کہا کہ میرا مال فقرا سے مکہ پر صدقہ ہی اگر ایسا کرون پھر حانث ہوا اور اُسنے فقرا سے بلخ یا کسی اور شہر کے فقیرون پر
صدقہ کر دیا تو جائز ہی اور نذر سے نکلگیا - ایک نے کہا کہ اگر مین نے اس غم سے جسمین ہون نجات پائی تو مجھپر واجب
ہی کہ دس درم نکال کر روٹی صدقہ کرون پس اُسنے دس درم کی روٹیان صدقہ کر دین یا الکا ثمن دس درم صدقہ
کر دیے ہر طور جائز ہی - ایک نے کہا کہ اگر مین نے اپنی دختر کا نکاح کر دیا تو ہزار درم میرے مال سے صدقہ
مین ہر مسکین کو ایک درم پھر اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا اور ہزار درم ایکبار گی ایک مسکین کو دیدیے تو جائز ہی
ایک نے کہا کہ اگر مین اپنے اس مرض سے اچھا ہو گیا تو ایک بکری ذبح کرونگا پھر اچھا ہو گیا تو اُسپر کچھ لازم
نہو گا الا آنکہ اسطور سے کہے کہ اگر مین اس مرض سے اچھا ہو گیا تو مجھپر اللہ کے واسطے ایک بکری ذبح کرنی واجب
ہی تو ذبح کرنی واجب ہو گی - ایک نے کہا کہ اگر مین نے اپنے راس المال سے تجارت کی اور وہ ہزار درم ہین
پھر اللہ تعالی نے مجھے اسمین نفع دیا تو مین اللہ تعالی کے واسطے حج کرنے کے لیے جاؤنگا پھر اُسنے تجارت کی اور
اسکو کچھ بہت نہین بڑھا تو مشائخ نے فرمایا کہ اس نذر سے اُسپر کچھ لازم نہوگا - ایک نے کہا کہ اگر مین نے ایسا کیا
تو اللہ کے واسطے مجھپر واجب ہی کہ اپنے قرابت دارون کی ضیافت کرون پھر حانث ہوا تو اُسپر کچھ واجب نہوگا
اور اگر یون کہا کہ اللہ تعالی کے واسطے مجھپر کذا و کذا کھانا دینا واجب ہی تو اسپر یہ لازم آجاویگا - ایک نے کہا کہ میرا
مال مساکین کو ہبہ ہی تو یہ نہین صحیح ہی الا آنکہ صدقہ کی نیت کرے یہ فتاوے قاضیخان مین ہی - اگر کہا اگر اللہ تعالی
نے مجھے جورو موافق نصیب کی تو مجھپر ہر جمعرات کا روزہ اللہ تعالی کے واسطے واجب ہی تو مشائخ نے فرمایا کہ
موافق جورو وہ ہی کہ یہ جو اسکو نفقہ دے اس نفقہ پر راضی و قانع ہو اور جو تمتع اُس سے چاہے اسمین اُسکو
دریغ نہو یہ وجیز کردری مین ہی - ایک شخص نے نذر کی کہ ایک دینار کو غنی لوگون پر صدقہ کرے تو صحیح
نہونی چاہیے اور بعض نے فرمایا کہ اگر ابن السبیل کی نیت کی ہو تو صحیح ہی یہ جواہر اخلاطی مین ہی - ایک نے
نذر کی کہ اللہ کے واسطے مجھپر مسکینون کا کھانا ہی تو جتنے مسکین اور جسقدر کھانا اُسکی نیت ہو اُسی قدر واجب ہوگا
اور اگر کچھ نیت نہو تو دس مسکینون کا ہر مسکین کے واسطے نصف صاع گیہون واجب ہونگے یہ مبسوط مین ہی -
اور اگر کہا کہ اللہ کے واسطے مجھپر مسکین کا کھانا ہی تو استحسانًا اُسپر نصف صاع گیہون یا ایک صاع چھوارے یا جو واجب
ہوگا - اور اگر کہا کہ اللہ کے واسطے مجھپر دس مسکینون کا کھانا ہی اور مقدار طعام بیان نہ کی پھر اُسنے پانچ مسکینون
کو کھلا دیا تو نہین جائز ہی - اور اگر کہا کہ اللہ کے واسطے مجھپر اس مسکین کو یہ طعام دینا واجب ہی پھر دوسرے
مسکین کو یہ طعام دیا تو نذر ادا ہو گئی - اور اگر کہا کہ اللہ کے واسطے مجھپر اس مسکین کو کچھ چیز کھلانا واجب ہی یعنی کا چیز
معین نہ کی تو ضرور ہی کہ اسی مسکین کو کھلاوے - اور اگر کہا کہ اللہ کے واسطے مجھپر دس مسکین کا طعام واجب ہی
حالانکہ اسکی نیت یہ نہین ہی کہ تعداد دس فقیرون کو کھلاؤن بلکہ یہ نیت ہی کہ ایک کو اسقدر دون کہ جو دس کو کافی
ہوتا ہی تو ایک کو دینا کافی ہی - اور اگر کہا کہ اللہ کے واسطے مجھپر کھانا دینا دس کو واجب ہی تو جائز نہوگا جبتک کہ

دس کو نہ کھلا دے یہ سب منتقی میں مذکور ہی یہ محیط میں ہی۔ ایک نے ہزار مسکین پر صدقہ کرنے کی نذر کی پھر اسنے جو
مقدار ہزار کو دینی اپنے اوپر واجب کر لی تھی وہ ایک ہی کو دیدی تو عہدہ سے نکل جائیگا (یعنے کافی ہوگیا ۱۲) یہ تاتارخانیہ میں حجہ سے
منقول ہی۔ اور اگر درم معین صدقہ دینے کی نذر کی پھر دوسرا درم نذر میں صدقہ دیا تو ادا ہو گئی یہ فتح القدیر میں
ہی۔ اور اگر کہا کہ اللہ کے واسطے مجھپر واجب ہی کہ میں اسکے رقبہ کو آزاد کروں اور وہ اسکی ملک میں ہی تو اسپر واجب
ہی کہ نذر اسی طرح وفا کرے اور اگر وفا نہ کی تو گنہگار ہوگا مگر قاضی کو یہ اختیار نہیں ہی کہ اسپر جبر کرے یہ خلاصہ
میں ہی۔ منتقی میں ہی کہ اگر کہا کہ اللہ کے واسطے مجھپر ایک نسمہ (مسلم) آزاد کرنا ہی پس ایک اندھا بردہ آزاد کیا تو نہیں جائز
ہی اور اگر کہا کہ واللہ میں ایک نسمہ آزاد کرونگا پس اندھا آزاد کیا تو قسم پوری ہو گئی یہ محیط میں ہی۔ اور اگر کہا کہ
اللہ کے واسطے مجھپر واجب ہی کہ ایک جزور (اونٹ یا مادہ ۱۲) ذبح کروں اور اسکا گوشت صدقہ کر دوں پس بجائے اسکے سات بکریاں
ذبح کر دیں تو جائز ہی یہ خلاصہ میں ہی۔ شیخ عبد العزیز بن احمد حلوائی سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے کہا کہ اگر میں نے
ایک رکعت نماز پڑھی تو مجھپر اللہ کے واسطے واجب ہوا کہ ایک درم صدقہ کروں اور اگر میں نے دو رکعت نماز پڑھی
تو اللہ کے واسطے مجھپر واجب ہی کہ دو درم صدقہ کروں اور اگر میں نے تین رکعت نماز پڑھی تو اللہ کے واسطے
مجھپر تین درم صدقہ کرنا واجب ہی اور اگر چار رکعتیں پڑھیں تو اللہ کے واسطے مجھپر چار درم صدقہ کرنے واجب ہیں
پھر اسنے چار رکعتیں پڑھیں تو فرمایا کہ اسپر دس درم صدقہ کرنے واجب ہیں یہ تتمہ میں ہی۔ اور عیسی بن ابان نے
اپنے نوادر میں اور ابن سماعہ نے وصایا میں امام محمد رح سے روایت ذکر کی ہی کہ ایک نے اپنے غلام معین کے
آزاد کرنے کی نذر کی اور اسکو فروخت کیا پس اگر اسکے خرید لینے پر قادر ہو تو اسپر واجب ہوگا کہ اسکو خرید کرکے
آزاد کر دے اور اگر اسکے خریدنے پر قادر نہو اور اس سے اس معین کا آزاد کرنا ممکن نہو تو اسپر کچھ نہیں واجب
ہی مگر اللہ تعالی سے استغفار کرے اور اگر اسکی قیمت یا ثمن صدقہ کر دیا تو کافی نہوا۔ اور امام محمد رح نے جامع میں فرمایا
کہ اگر کسی نے عربی زبان میں کہا کہ ان کان مافی یدی دراہم الا ثلثۃ فجمیع مافی یدی صدقۃ فی المساکین یعنی جو کچھ میرے
ہاتھ میں ہی اگر دراہم ہوں الا تین تو سب جو کچھ میرے ہاتھ میں ہی وہ مسکینوں کو صدقہ ہی یعنے سوائے تین کے
اگر دراہم ہیں تو سب صدقہ ہیں پھر دیکھا گیا تو اسکے ہاتھ میں کل پانچ درم یا چار درم ہیں تو اسپر کچھ صدقہ کرنا لازم
نہ آویگا اور اگر چھ درم یا زیادہ ہوں تو اسپر سب کا صدقہ کرنا لازم ہوگا اور اگر کہا کہ ان کان فی یدی من الدراہم
الا ثلثۃ فجمیع مافی یدی صدقۃ فی المساکین۔ یعنی اگر میرے ہاتھ میں درموں سے ہوں الا تین تو سب جو کچھ میرے
ہاتھ میں ہی مسکینوں پر صدقہ ہی پھر اسکے ہاتھ میں پانچ یا چار درم نکلے تو اسپر سب کا صدقہ کرنا لازم ہوگا۔ اور اگر
کہا کہ ان کان مافی یدی من الدراہم الا ثلثۃ فجمیع مافی یدی صدقۃ فی المساکین یعنے جو کچھ میرے ہاتھ میں اگر درموں سے
ہوں الا تین وہ سب مسکینوں پر صدقہ ہیں پھر اسکے ہاتھ میں پانچ یا چار نکلے تو اسپر کچھ صدقہ کرنا واجب نہیں ہی
اور اگر کہا کہ اگر میرے ہاتھ میں اکثر تین درم سے ہوں تو یہ مسکینوں کو صدقہ ہیں پس اسکے ہاتھ میں پانچ یا چار
درہم نکلے تو سب صدقہ کرنے واجب ہونگے یہ محیط میں ہی۔ اور اگر کہا کہ ہر دانہ کہ تخم ریزی کی میں نے یا دریا
میں پھینکا یا وہ صدقہ ہی پس جو بویا ہی اگر بونے کے روز وہ اسکی ملک تھا تو نذر صحیح ہوگی اور اسکے مثل دانہ یا اسکی
قیمت صدقہ کر دیگا بخلاف اسکے اگر کہا کہ ہر کپڑا جسکو میں نے جلایا وہ صدقہ ہی کہ ایسا حکم نہوگا اسواسطے کہ جلانے سے

وہ باقی نہین رہا ہی۔ اور اگر کہا کہ اگر مین نے یہ غلام اپنا اجرت پر دیا تو اسکی اجرت صدقہ ہی پھر اسکی اجرت خود کھالی تو اسکے مثل صدقہ کر دے اور اسمین حیلہ یہ ہی کہ اس غلام کو فروخت کر دے پھر بحکم مشتری اسکو اجرت پر دیدے پس قسم منحل ہو جائیگی پھر اسکو خرید لے پھر اپنے آپ اجرت پر دے تو اسپر کچھ لازم نہوگا اور اسی طرح اگر کہا کہ اگر مین کنے تیرے گھر مین یہ کپڑا پہنا یا کہا کہ جبتک تیرے پاس ہون یہ کپڑا پہنا یا یہ زیور پہنا تو یہ ہدیہ ہی تو اسمین حیلہ یہ ہی کہ اسکو ہبہ کر دے پھر پہنے پس قسم منحل ہو جائیگی پھر اپنے ہبہ سے رجوع کر لے یہ عتابیہ مین ہی امام ابو یوسف نے فرمایا کہ اگر ایک شخص نے کہا کہ اگر مین نے اپنا یہ غلام فروخت کیا تو اسکی قیمت مسکینون پر صدقہ ہی پھر اسکو فروخت کیا اور مشتری نے غلام مین کوئی عیب پاکر بائع کو واپس کر دیا اور یہ امر قبل باہمی قبضہ کے واقع ہوا تو بائع پر اسکا صدقہ کرنا واجب نہین ہی۔ اور اگر دونون نے باہم قبضہ کر لیا ہو پھر مشتری نے غلام کو بسبب عیب کے واپس کر دیا اور ثمن درم یا دینار ہین تو بائع پر اسکے مثل صدقہ کرنے واجب ہونگے۔ اور اگر ثمن کوئی اسباب ہو پس اگر مشتری نے بحکم قاضی واپس کیا ہو تو بائع پر کچھ صدقہ واجب نہوگا اور اگر بغیر حکم قاضی واپس کیا ہو تو اسکی قیمت صدقہ کریگا اور اگر مشتری نے غلام پر قبضہ کر لیا مگر ثمن اسکو نہین دیا یہانتک کہ غلام مذکور بسبب عیب کے بحکم قاضی واپس کیا تو بائع پر کچھ صدقہ کرنا واجب نہین ہی خواہ ثمن درم و دینار و عروض کسی جنس سے ہو۔ اور اگر رد کرد ینا بغیر حکم قاضی واقع ہوا ہی تو اسکے مثل صدقہ کر دے۔ اور اگر بائع نے ثمن پر قبضہ کر لیا اور ثمن اسباب ہی اور مشتری کو غلام نہین سپرد کیا یہانتک کہ غلام اسکے پاس ہلاک ہو گیا تو ثمن مشتری کو واپس کر دے اور کچھ صدقہ کرنا اسپر واجب نہین ہی اور اگر ثمن اسصورت مین درم یا دینار ہون تو اسکے مثل صدقہ کر دے۔ اور اگر غلام مذکور قبل قبضہ کے یا بعد قبضہ کے استحقاق مین لے لیا گیا یعنی کسی نے اپنا استحقاق ثابت کرکے لے لیا تو بعینہ ثمن کو واپس کر دے خواہ کسی جنس سے ہو اور اسپر واجب نہین ہی کہ کچھ صدقہ کرے۔ اور اگر غلام معین کفارہ سے آزاد کرنے کی نذر کی پھر کفارہ کھانا دیکر ادا کر دیا تو نذر باطل ہو گئی۔ اور اسی طرح اگر نذر کی کہ یہ بدنہ بعوض جنایت احرام کے جو اسپر واجب ہی ہدی بھیجونگا پھر روزے رکھ لیے یا کھانا دیدیا تو نذر باطل ہو گئی اور اسی طرح اگر نذر کی کہ یہ کپڑے کفارہ مین دونگا پھر کھانا دیدیا تو نذر باطل ہو گئی اور اگر آنا ج کفارہ مین دیا مگر آنا ج اسکی قیمت کو نہین پہونچتا ہی تو بقدر زیادتی کے صدقہ کر دے یہ محیط مین ہی۔ اور اگر کہا کہ اگر مین نے ان درمون کے عوض تیرے ہاتھ کچھ فروخت کیا یا اس گر کے عوض کچھ فروخت کیا تو یہ دونون صدقہ ہین پھر انکے عوض کچھ فروخت کیا تو گر کو صدقہ کر دے جبکہ قبضہ کر لے اور درمون کا صدقہ کرنا اسپر واجب نہین ہی اسواسطے کہ ان درمون کا سبب ملک بیع نہین ہی الا اس صورت مین کہ یہ درم بائع کے ہاتھ مین ہون کہ بلفظ بیع انکا مالک ہو گیا تو انکا صدقہ کرنا بھی واجب ہوگا۔ اور اگر کہا کہ اگر مین نے ان درمون کے عوض کچھ خرید لیا یا مین نے تجھے یہ درم ہبہ کیے تو صدقہ ہین پھر ان درمون کے عوض کچھ خرید لیا یا ہبہ کیے درحالیکہ اسکے ہاتھ مین تھے تو اسپر انکا صدقہ کرنا واجب ہوگا اور اگر سپرد کر دیے ہون تو انکے مثل صدقہ کرنا واجب ہوگا اسواسطے کہ وقت حانث ہونے کے اسکے قبضہ ملک مین تھے حتی اگر وقت خرید بائع کے ہاتھ مین ہون یا وقت ہبہ کے موہوب لہ کے ہاتھ مین ہون تو اسپر کچھ لازم نہوگا یہ ذخیرہ مین ہی اور اگر کسی نے کہا کہ اگر مین نے یہ غلام بعوض اس کر گیہون کے یا بعوض ان ہزار درم کے خرید کیا تو یہ دونون مساکین پر صدقہ

پھر ان دونوں کے عوض غلام خرید اتو اسپر ہزار درم کا صدقہ کرنا واجب ہوگا - اور منتقی میں اسا ہی کہ اگر کسی نے چاہا کہ ایک غلام کسی شخص سے ہزار درم کو خریدے پس ہزار درم مالک غلام کو دیدیے پھر اسطرح قسم کھائی کہ اگر مین نے یہ غلام ان ہزار درمون کے عوض خرید ا اور انھین ہزار درم دیے ہوے کی طرف اشارہ کیا تو یہ ہزار درم مسکینون پر صدقہ ہین اور مالک غلام نے کہا کہ اگر مین نے یہ غلام ان درمون کے عوض فروخت کیا تو یہ درم مسکینون پر صدقہ ہین اور اسنے بھی انھین درمون کی طرف اشارہ کیا پھر مالک غلام نے انھین درمون کے عوض غلام مذکور فروخت کیا تو بائع پر واجب ہی کہ ان درمون کو صدقہ کرے نہ مشتری پر یہ محیط میں ہی -

باب دخول وسکنی وغیرہ پر قسم کھانے کے بیان مین - اصل یہ ہی کہ قسمون مین جو الفاظ مستعمل ہوں ہمارے نزدیک انکا مدار عرف پر ہی کافی مین ہی - اگر کسی نے قسم کھائی کہ بیت مین داخل نہو نگا قال المترجم بیت وہ ہی جہان شب باشی کی عادت ہو پھر وہ شخص مسجد یا بیعہ یا کنیسہ یا آتشخانہ یا کعبہ یا حمام یا دہلیز یا طاق دروازہ مین داخل ہوا تو حانث نہوگا - اور بعض نے کہا کہ دہلیز مین جو حکم مذکور ہوا وہ ایسی دہلیز کے حق مین ہی جو دروازہ سے خارج ہو اور اگر داخل دروازہ ہوا اور وہان شب باشی ہو سکتی ہو تو حانث ہو جائیگا اور صحیح وہی ہی جو کتاب مین مطلقاً مذکور ہی اسواسطے کہ دہلیز مین سونے کی عادت نہین ہی اگرچہ ممکن ہو خواہ وہ خارج در ہو یا داخل ہو یہ بدائع مین ہی - اور اگر صفہ مین داخل ہوا تو حانث ہو جائیگا اور بعض نے کہا کہ یہ اسوقت ہی کہ صفہ چہار دیواری کا ہو جیسے اماموں رحمہم اللہ کے وقت مین صفہ ہوتے تھے اور بعض نے کہا کہ یہ جواب علی الاطلاق ہی اور یہی صحیح ہی یہ ہدایہ مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ اس مسجد مین داخل نہو نگا پھر وہ مسجد منہدم ہو گئی اور وہان گھر بنایا گیا پھر گھر توڑ کر مسجد بنائی گئی پھر وہ داخل ہوا تو حانث نہوگا بخلاف اسکے اگر قسم کھائی کہ اس مسجد مین داخل نہو نگا پھر بعد اسکے منہدم ہو جانے یا بعد وہان دوسری مسجد بنائی جانے کے داخل ہوا تو حانث ہو جائیگا یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ پڑوسی کے گھر مین اس دار مین داخل نہو نگا پھر اس دار مین اور بڑھایا گیا یعنی دوسرے دار کی زمین بڑھائی گئی اور وہ بڑھی ہوئی زمین مین داخل ہوا تو حانث ہو جائیگا اور بعض نے فرمایا کہ نہین حانث نہوگا اور اگر اسنے کہا کہ پڑوسی کے گھر مین داخل نہو نگا تو ایسی صورت مین بالاجماع حانث ہو جائیگا اور اگر قسم کھائی کہ مسجد مین داخل نہو نگا پھر اس مسجد مین اور بڑھائی گئی اور وہ بڑھائی ہوئی مین داخل ہوا تو حانث ہو جائیگا یہ عتابیہ مین ہی - ایک نے قسم کھائی کہ اس مسجد مین داخل نہو نگا پھر اسمین پڑوس کے گھر سے ایک ٹکڑا بڑھایا گیا پس وہ اس بڑھائی ہوئی زمین مین داخل ہوا تو حانث نہوگا اور اگر قسم کھائی کہ فلان قوم کی مسجد مین داخل نہو نگا پھر ایسی صورت مذکورہ مین بڑھائے ہوے ٹکڑے مین داخل ہوا تو حانث ہو جائیگا اور اسی طرح اگر کہا کہ اس دار مین داخل نہو نگا پھر اسمین زمین بڑھائی گئی اور وہ بڑھتی مین داخل ہوا تو حانث نہوگا اور اگر کہا کہ دار فلان مین داخل نہو نگا پھر زمین بڑھائی گئی اور وہ بڑھتی مین داخل ہوا تو حانث ہو جائیگا یہ فتاوے قاضی خان و ظہیریہ مین ہی - ایک نے قسم کھائی کہ مسجد مین داخل نہو نگا پھر اسکی چھت پر کھڑا ہوا تو مختار یہ ہی کہ اسپر کھڑے ہونے سے حانث نہوگا بشرطیکہ قسم کھانے والا عجمی ہووے اور اسی پر فتوی ہی یہ جواہر اخلاطی مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ مین اس دار مین داخل نہو نگا پھر اسکے منہدم اور میدان ہو جانے کے بعد داخل ہوا تو حانث ہو جائیگا

۲ ف لما ہو المراد [illegible] ... بیس مراد عرف سے ... بالفاظ ہو عرف متعارف ... علی تعریف الکتاب فتامل ۱۲م

اور اگر قسم کھائی کہ اس دار مین داخل نہو نگا پھر وہ خراب ہو گیا اور وہان دوسرا دار بنایا لیا پھر اسمین داخل ہوا تو حانث ہو جائیگا اور اگر وہ مسجد یا بستان یا حمام گردانا گیا یا بیت کر دیا گیا پھر داخل ہوا تو حانث نہوگا اور اسیطرح بعد حمام وغیرہ کے منہدم ہو جانے کے داخل ہوا تو بھی یہی حکم ہی یہ ہدایہ مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ دار مین داخل نہو نگا پھر ایک منہدم شدہ دار مین داخل ہوا تو حانث ہوگا اور اگر دار کا مسجد یا حمام یا بستان بنایا گیا پھر اسمین داخل ہوا تو بھی حانث نہوگا اور اگر دار صغیر تھا کہ اُسکو بیت کیا یا راستہ اسکا شارع عام کی طرف نکال دیا یا کسی دوسرے دار کی طرف نکال دیا یا بعد بستان کرنے کے اُسکو دار دیگر بنایا یا وہ بحر یا نہر ہو گیا پھر داخل ہوا تو بھی حانث نہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ اس بیت مین داخل نہو نگا یا بیت مین داخل نہو نگا پھر ایک بیت یا بیت معین کے منہدم ہو جانے کے بعد جب کہ اسمین کوئی عمارت نہ تھی داخل ہوا تو حانث نہوگا اور اگر وہ دوسرا بیت کر دیا گیا پھر وہ داخل ہوا تو بیت معین مین داخل نہ ہونے کی قسم کی صورت مین حانث نہوگا اور غیر معین کی صورت مین حانث ہو جائیگا - اور اگر چھت گر گئی اور دیوارین قائم ہین پھر داخل ہوا تو معین کی صورت مین حانث ہوگا اور غیر معین کی صورت مین حانث نہوگا یہ بدائع مین ہی - ایک شخص نے قسم کھائی کہ اس دار مین داخل نہو نگا پھر سوار ہو کر یا پیادہ اسمین داخل ہوا یا اُسنے کسی کو حکم دیا کہ وہ لاد کر اُسکو اس دار مین لے گیا تو حانث ہو جائیگا یہ ظہیریہ مین ہی - اور اگر وہ جانور جسپر سوار تھا بدک گیا اور اسکے روکنے سے نہ رکا حتے کہ اس دار مین داخل ہو گیا تو یہ حانث نہوگا یہ محیط مین ہی اور اگر بدون اسکے حکم کے کوئی اسکو لاد کر اندر لے گیا تو حانث نہوگا خواہ اس امر سے دل سے راضی ہو یا نہ راضی ہو اور خواہ اُسکی امتناع پر قادر ہو یا نہو یہ عامہ مشائخ کے نزدیک ہی اور یہی صحیح ہی اور خواہ اسکو اس دار کے دروازہ سے لے گیا ہو یا اور طرف سے یہ بدائع مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ اس دار مین داخل نہوگا پھر اسکی دیوارون مین سے کسی دیوار پر کھڑا ہوا تو اپنی قسم مین حانث ہو جائیگا اور اسی طرح اگر اسکی چھت پر کھڑا ہوا تو بھی یہی حکم ہی - اور بعضے مشائخ نے فرمایا کہ یہ حکم ائمون رحمہم اللہ کے عرف کے موافق ہی اور ہمارے عرف مین چھت پر چڑھنے یا دیوار پر چڑھنے کو دخول دار نہین کہتے ہین پس حانث نہوگا مگر صحیح وہی ہی جو کتاب مین مذکور ہوا ہی یہ شرح جامع صغیر قاضیخان مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ اس دار مین داخل نہوگا پھر اسکی چھت پر سے اُترا یا ایسے درخت پر چڑھا کہ اسکی شاخین اس دار مین ہین پس ایسی شاخ پر کھڑا ہوا کہ اگر وہان سے گرے تو اس دار مین گرے تو حانث ہو جائیگا اور اسی طرح اگر اسکی دیوار پر کھڑا ہوا تو بھی یہی حکم ہی - شیخ ابوبکر محمد بن الفضل نے فرمایا کہ اگر یہ دیوار اس دار اور پڑوسی کے مکان مین مشترک ہو تو حانث نہوگا - اور یہ حکم اسوقت ہی کہ قسم عربی زبان مین ہو اور اگر فارسی (یا اُردو) مین قسم کھائی پھر ایسے درخت پر چڑھا کہ اسکی شاخین اس دار مین ہین یا اسکی دیوار پر کھڑا ہوا یا چھت پر چڑھا تو اپنی قسم مین حانث نہوگا اور یہی مختار ہی اسواسطے کہ عجم مین اسکو دخول نہین شمار کرتے ہین یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - بالاخانہ کا راستہ اگر اپنے نیچے کے مکان سے نہو بلکہ اسکا راستہ دوسرے دار مین سے ہو تو یہ بالاخانہ باعتبار راستہ کے دوسرے دار مین سے شمار ہوگا جسمین سے اُسکا راستہ ہی یہ محیط مین ہی - قال المترجم یہ الکا عرف ہی اور ہماری زبان مین دم جس دار مین سے حقیقۃً ہی اسمین شمار ہوگا فافہم واللہ اعلم - اگر طاق دروازہ مین بیٹھا یا کھڑا ہوا یا مین حالت کہ

اگر دروازہ بند کرلیا جاوے تو یہ دار سے باہر رہجاوے تو حانث نہوگا یہ کافی مین ہے۔ اور اگر اس دار کے پاخانہ سر راہ یا طلہ سر راہ مین گیا حالانکہ پاخانہ و چھجے کا راستہ اسی دار سے ہے تو حانث ہوجائیگا اور اگر طاق دروازہ کے نیچے دروازہ کی چوکھٹ پر کھڑا ہوا پس اگر چوکھٹ ایسی ہو کہ اگر دروازہ بند کرلیا جاوے تو باہر رہجاوے تو حانث نہوگا اور اگر دروازہ بند کرنے سے اندر داخل رہے تو حانث ہوجائیگا۔ اور اگر اپنے دونون پانون مین سے ایک اندر داخل کیا تو حانث نہوگا۔ اور بعض نے فرمایا کہ یہ اسوقت ہے کہ دار کا داخل و خارج برابر سطح ہو اور اگر داخل کی طرف نیچا ہو اور اسنے اپنا ایک پانون اندر داخل کیا تو حانث ہوجائیگا اسواسطے کہ ایسی صورت مین اکثر جزو اسکا اندر داخل شدہ ہوجائیگا اور شیخ امام شمس الائمہ سرخسی نے فرمایا کہ صحیح یہ ہے کہ وہ حانث نہین ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہے۔ اور یہ حکم اسوقت ہے کہ وہ کھڑے کھڑے داخل ہوا اور اگر وہ لیٹ کر داخل ہوا خواہ چت یا پٹ یا کروٹ اور ڈھنگ کر کچھ اندر داخل ہوا پس اگر اسکا اکثر بدن دار مین داخل ہوگیا ہے تو وہ داخل ہونے والا ہوگیا اگرچہ اسکی پنڈلیان باہر ہون ایسا ہی امام محمد رح سے مروی ہے۔ اور اگر اپنا سر داخل کردیا اور دونون پانون داخل نہ کیے تو حانث نہوگا اور اسی طرح اگر خالی ہاتھ بڑھا کر کوئی چیز لے لی تو بھی یہی حکم ہے یہ محیط مین ہے۔ اور اگر اپنا سر اور ایک قدم داخل کیا تو حانث ہوجائیگا اور اگر اس دار کے دروازہ کی طرف دوڑتا ہوا چلا آیا اور ٹھوکر کھا کر پھسل کر اس دار مین داخل ہوگیا تو اسمین اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ وہ حانث نہوگا اور اگر ہوا کے جھکور نے اسکو پھینکا کہ وہ اس دار مین جا پڑا تو اسمین بھی اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ وہ حانث نہوگا بشرطیکہ رک نہ سکا ہو اور اگر کسی آدمی نے اسکو زبردستی مکان مذکور مین داخل کردیا پس وہ اسمین سے نکل آیا پھر خود اپنی خوشی سے اسمین داخل ہوا تو اسمین بھی اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ وہ حانث ہوجائیگا یہ ظہیریہ مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ مین اس دار مین داخل نہونگا الا راہ گذر کے طور پر۔ تو ابن سماعہ نے کہا کہ امام ابو یوسف رح سے مروی ہے کہ اگر وہ اسمین داخل ہوا درحالیکہ اسکا ارادہ یہ (یعنے اس سے) نہین ہے کہ وہان بیٹھے پھر بعد اسطرح داخل ہونے کے اسکی رائے مین ایسا امر ظاہر ہوا کہ وہان بیٹھنا چاہیے پس بیٹھ گیا تو حانث نہوگا۔ اور اگر اس دار مین کسی مریض کی عیادت کے واسطے داخل ہوا اور حالت ایسی ہے کہ اس عیادت مین اسکو بیٹھنا چاہیے ہے تو حانث ہوجائیگا اور اگر اس ارادہ سے داخل ہوا کہ بیٹھونگا نہین پھر اسکی رائے مین یہ مصلحت ظاہر ہوئی کہ بیٹھے پس بیٹھ گیا (اگر بیٹھ گیا) تو حانث نہوگا اور اصل مین مذکور ہے کہ اگر قسم کھائی کہ اس دار مین داخل نہونگا الا بطور رہگذر کے پھر اسمین بیٹھنے کی نیت سے یا اسمین کسی مریض کی عیادت کی نیت سے یا اسمین کھانا کھانے کی نیت سے داخل ہوا اور وقت قسم کھانے کے اسکی کچھ نیت نہ تھی تو حانث ہوجائیگا لیکن اگر اسمین راہ روی کے طور پر داخل ہوا اور بعد داخل ہونے کے اسکی رائے مین کسی طور سے بیٹھنا مصلحت معلوم ہوا تو بیٹھنے سے حانث نہوگا اسواسطے کہ راہ رو وہ ہے کہ وہان سے گذر جانے کی نیت سے داخل ہو پس بہ نیت مذکورہ داخل ہونے سے حانث نہوگا ہان بغیر اس نیت کے اگر داخل ہو تو حانث ہوجائیگا۔ پھر فرمایا کہ اگر وقت قسم کھانے کے داخل ہونے سے اسکی نیت یہ ہو کہ اسمین نہ رہونگا یعنی سکونت و نزول نکرونگا تو ایسی صورت مین اسکو ان سب امور مذکورہ بالا کی گنجائش ہے اور حانث نہوگا یہ بدائع مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس دار کے دروازہ سے

داخل نہونگا پس غیر دروازہ سے اسمین داخل ہوا تو حانث نہوگا اور اگر دوسرا دروازہ پھوڑ کر اسمین سے داخل ہوا تو حانث ہو جائیگا اور اگر قسم مین اسی دروازہ کی تعیین کردی ہو تو دوسرے دروازہ سے داخل ہونے سے بھی حانث نہوگا اور یہ ظاہر ہی اور اگر لفظ مین اُسکی تعیین نہ کی ہو ولیکن دل مین نیت یہی ہو تو قضاءً اُسکے قول کی تصدیق نہوگی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ مین اس دار مین یا دار فلان مین داخل نہونگا پھر اس دار کے نیچے سرداب کھودا اور اسمین داخل ہوا یا نیچے کاریز ہی جسمین داخل ہوا تو حانث نہوگا اور اگر کاریز مین سے کوئی جگہ دار مین کھلی ہوئی ہو پس اگر زیادہ کھلی ہو یعنی اسقدر رہو کہ اہل دار اس کاریز سے اسقدر کشادگی سے انتفاع حاصل کرتے ہون یعنی پانی لیتے ہون تو جب اس مقام پر پہونچیگا تو حانث ہو جائیگا اور اگر کم ہو خفیف کہ اہل دار کو اُس سے کچھ انتفاع حاصل نہ ہوتا ہو یہ فقط کاریز کی روشنی کے واسطے ہو تو حانث نہوگا یہ خلاصہ مین ہی۔ اور اگر کسی مرد نے کہا کہ اگر مین اس دار مین داخل ہون الا آنکہ مین بھول جاؤن تو میرا غلام آزاد ہی پس بھولے سے اس دار مین داخل ہوا پھر یاد کے ساتھ اسمین داخل ہوا تو حانث نہوگا اور اگر کہا کہ اگر مین اس دار مین داخل ہون الا بھولے سے تو میرا غلام آزاد ہو تو یاد کے ساتھ داخل ہونے پر حانث ہو جائیگا یہ بدائع مین ہی اور اگر قسم کھائی کہ اس دار مین داخل نہ ہونگا حالانکہ وہ اسمین موجود ہی پھر کئی روز اسمین رہا تو استحساناً حانث نہوگا یہان تک کہ اسمین سے نکل کر پھر داخل ہووے یہ کافی مین ہی۔ ابن سماعہ نے امام محمد رح سے روایت کی ہی کہ ایک شخص نے کہا کہ میرا غلام آزاد ہی اگر مین اس دار مین کوئی بار داخل ہون الا آنکہ مجھے فلان حکم کرے پس فلان نے اُسکو ایکبار حکم کر دیا پس اگر وہ اس بار کے حکم سے داخل ہوا تو حانث نہوگا اور نیز بعد اسکے اگر بلا حکم بھی داخل ہوا تو حانث نہوگا اور اُسکی قسم ساقط ہو گئی۔ اور اگر کہا کہ اگر مین اس دار مین کوئی بار داخل ہوا الا بحکم فلان تو میرا غلام آزاد ہی پھر فلان نے اسکو ایکبار داخل ہونے کا حکم دیدیا پھر دوسری بار بغیر حکم فلان داخل ہوا تو حانث ہو جائیگا اور اسصورت مین ہر بار اجازت ضروری ہی یہ بدائع مین ہی۔ اور شرح کرخی مین مذکور ہی کہ ابن سماعہ نے امام ابو یوسف رح سے روایت کی ہی کہ اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ واللہ تیرے اس دار مین آج کوئی داخل نہوگا تو یہ قسم سوائے مالک مکان کے اورون پر ہوگی چنانچہ اگر مالک مکان خود داخل ہوا تو قسم کھانے والا حانث نہوگا اور اگر سوائے اسکے دوسرا گیا تو حانث ہو جائیگا اور اگر خود قسم کھانے والا گیا تو بھی حانث ہو جائیگا یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس دار کو اپنے قدمون سے طی نہ کرونگا پھر سوار ہوکر اسمین گیا تو حانث ہو جائیگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس دار مین اپنا قدم نرکھونگا پھر اسمین سوار ہوکر داخل ہوا تو حانث ہو جائیگا اور اگر اُسنے یہ نیت کی کہ حقیقت مین قدم نرکھونگا یعنی پیدل تو اُسکی نیت پر ہوگا اور اسی طرح اگر اسمین جوتا پہنکر گیا یا بغیر جوتا پہنے تو بھی یہی حکم ہی یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ اگر مین دار فلان مین قدم رکھون تو میرا غلام آزاد ہی پس اُسنے اپنے ایک پانون کو اسمین داخل کیا تو ظاہر الروایۃ کے موافق حانث نہوگا یہ محیط مین ہی قال المترجم ہمارے عرف مین حانث ہونا چاہیے واللہ اعلم الا آنکہ روایت کتاب مین یون ہو کہ اگر مین اپنے دونون قدم اسمین رکھون الی آخرہ تو ایسا نہوگا فافہم۔ ایک شخص نے قسم کھائی کہ محلہ فلان مین داخل نہونگا پھر وہ ایسے دار مین داخل ہوا کہ اُسکے دو دروازہ ہین جسمین سے ایک اس محلہ مین ہی اور دوسرا

دوسرے محلہ مین ہی تو اپنی قسم مین حانث ہو گا ایک شخص نے قسم کھائی کہ بلخ مین نہ جاؤنگا تو یہ قسم خاص شہر پر قرار دیجائیگی نہ اُسکے گانون پر۔ اور اگر قسم کھائی کہ مدینہ بلخ مین داخل نہو نگا تو قسم شہر بلخ اور اُسکے ربض پر ہوگی اسواسطے کہ ربض بھی مدینہ مین شمار ہوتا ہی اور اگر قسم کھانے والے نے خاصةً شہر کی نیت کی ہو تو اسکی نیت پر رکھا جائیگا۔ اگر قسم کھائی کہ فلان گانون مین نہ جاؤنگا پھر اُس گانون کی زمین مین گیا تو حانث نہو گا اور قسم مذکور اس گانون کی آبادی پر قرار دیجائیگی۔ اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ فلان بلد مین نجاؤنگا تو یہ قسم خاص اسکی آبادی پر قرار دیجائیگی اسواسطے کہ بلد اسی قدر کا نام ہی جو ربض کے اندر ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ بغداد مین داخل نہو نگا تو اسکے ہر دو جانب مین سے جس جانب سے داخل ہو گا حانث ہو جائیگا اور اگر قسم کھائی کہ مدینة السلام مین داخل نہو گا تو حانث نہو گا جبتک کہ ناحیہ کوفہ سے داخل نہو اسواسطے کہ نام بغداد شامل ہی ہر دو جانب کو اور مدینة السلام ایسا نہین ہی اور اگر قسم کھائی کہ ری مین داخل نہو نگا تو شمس الائمہ سرخسی نے شرح اجارات مین ذکر کیا ہی کہ ری بنا بر ظاہر الروایت کے شہر و اسکے نواح سب کو شامل ہی امام محمد رح نے فرمایا کہ سمرقند و اوزجند خاص مدینہ کے نام مین اور سغد و فرغانہ و فارس یہ شہرون مع نواح کے دیہات سب کو شامل ہین۔ اور اگر کسی نے قسم کھائی کہ فرات مین داخل نہو گا پس کشتی مین سوار ہو کر فرات سے گذرا یا فرات کے پل سے گذرا تو حانث نہو گا جبتک کہ خاص پانی کے اندر داخل نہووے یہ فتاوی قاضی خان مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ بصرہ مین داخل نہو گا پھر اُسکے کسی گانون مین گیا تو حانث ہو جائیگا۔ اور اگر کسی نے قسم کھائی کہ بغداد مین داخل نہو گا پھر کشتی مین سوار ہو کر بغداد سے گذرا تو امام محمد رح نے فرمایا کہ حانث ہو جائیگا اور امام ابو یوسف نے کہا کہ حانث نہو گا اور اسی پر فتوی ہی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان پرگنہ یا فلان دیہ مین داخل نہو گا تو اسکی زمین مین جانے سے حانث ہو گا اور بعضون نے کہا کہ اگر فقط کورہ کہا یعنی کورہ مین داخل نہو گا تو کورہ بھی خالی آباد کا نام ہی پس اُسکی زمین مین داخل ہونے سے حانث نہو گا اور یہی اظہر ہی اور مشائخ نے اختلاف کیا ہی کہ نجارا آیا آبادی کا نام ہی یا شامل نواح ہی اور فتوی اسپر ہی کہ وہ فقط آبادی کا نام ہی اور شام سو وہ ایک ولایت کا نام ہی اور ایسے ہی خراسان اور ایسا ہی ارمینیہ چنانچہ اگر انمین سے کسی مین داخل نہونے کی قسم کھائی تو انمین سے کسی کے گانون مین داخل ہونے سے حانث ہو جائیگا اور اسی طرح ترکستان بھی ولایت کا نام ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس کوچہ مین داخل نہو گا پھر اس کوچہ کے کسی دار مین چھتون کی راہ سے داخل ہو گیا اور کوچہ مین قدم نرکھا تو فقیہ ابو بکر اسکاف نے فرمایا کہ یہ حانث نہونے سے اقرب ہی اور فقیہ ابو اللیث رح نے فرمایا کہ یہ حانث ہو جانے سے قریب تر ہی اور دلجوالجیہ مین کہا کہ اسی پر فتوی ہی اور ظہیریہ مین لکھا کہ صحیح یہ ہی کہ وہ حانث نہو گا جبکہ وہ کوچہ مین نہین نکلا ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے کوچہ مین نجاؤنگا پھر وہ اس کوچہ کی مسجد مین داخل ہو گیا بدون اسکے کہ اس کوچہ مین داخل ہو تو حانث نہو گا اور یہی مختار ہی یہ خلاصہ مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے دار مین داخل نہو گا اور کچھ نیت نہین کی ہی پھر ایسے دار مین داخل ہوا جسمین فلان مذکور کرایہ پر یا عاریتہ رہتا ہی تو ناطفی نے ذکر کیا ہی کہ وہ حانث ہو جائیگا اور اگر فلان مذکور کے مملوکہ دار مین داخل ہوا حالانکہ فلان اسمین نہین رہتا ہی تو بھی حانث ہو جائیگا اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے بیت مین داخل نہو گا پھر ایسے بیت مین داخل ہوا جسمین فلان مذکور کرایہ پر یا عاریتہ

رہتا ہی تو حانث ہوجائیگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے دار مملوکہ مین داخل نہونگا پھر ایسے
گھر مین داخل ہوا جسکو اُسنے دوسرے کو کرایہ پر دیدیا ہی تو امام محمد رح نے فرمایا کہ وہ حانث ہوجائیگا - اور اگر قسم
سے کہا کہ فلان کی دوکان مین نہ جاؤنگا پھر اُسکی ایسی دوکان مین داخل ہوا جسکو اُسنے دوسرے کو کرایہ پر دیا ہی
پس اگر فلان کی کوئی اور دوکان ہو جسمین وہ خود رہتا ہو تو وہ جس دوکان مین داخل ہوا ہی اسکے داخل
ہونے سے حانث نہوگا اور اگر فلان مذکور دوکان مین رہنے مین معروف نہو تو حانث ہوجائیگا اسواسطے
کہ ہم جانتے ہین کہ ایسی صورت مین حالف نے فلان کی دوکان کہنے سے سکونت مراد نہین لی ہی بلکہ ملکیت مراد
لی ہی - اگر قسم کھائی کہ مین فلان کے دار مین نہ جاؤنگا پھر ایسے گھر مین گیا جو فلان کے اور دوسرے کے درمیان
مشترک ہی پس اگر فلان مذکور اسمین رہتا ہو تو حانث ہوجائیگا اور اگر نہ رہتا ہو تو حانث نہوگا یہ بدائع مین ہی
اور اگر قسم کھائی کہ بیت فلان مین داخل نہونگا اور اُسکی کچھ نیت نہین ہی پھر اُسکے دار کے صحن مین گیا تو حانث
نہوگا جبتک کہ بیت مین داخل نہو اور مشائخ نے فرمایا کہ یہ عرف حضرات ائمہ رحمہم اللہ کے دیار کا ہی اور
ہمارے عرف مین دار و بیت ایک ہی ہی پس جب صحن دار مین داخل ہوگا تو حانث ہوجائیگا اور اسی پر فتوی
ہی - قال المترجم اگر بیت کی تفسیر موافق اسکی تعریف کے ہماری زبان مین کوٹھری ہو اور دار گھر ہو تو ہمارا عرف
بھی موافق عرف ائمہ رحمہم اللہ تعالی ہوگا والحمد للہ علی ذلک وہذا ہو الاقرب عندی واللہ اعلم - ایک شخص ایک
منزل کے کسی بیت مین بیٹھا ہی پس اُسنے قسم کھائی کہ مین اس بیت مین داخل نہونگا تو اُسکی قسم اسی بیت پر
واقع ہوگی جسمین بیٹھا ہی اسواسطے کہ اسکے باورا کو دار و منزل کے نام سے بولتے ہین قال المترجم ہذا اذا لم
یکن فی المنزل بیت آخر والا فلا یتیمض ہذا الاستدلال فافہم - اور یہ حکم اسوقت ہی کہ قسم بزبان عربی ہو اور اگر قسم
بزبان فارسی ہو تو قسم اس منزل اور اس دار پر واقع ہوگی قال المترجم اور ہمارے عرف مین بنابر تفسیر مذکورہ بالا حکم
موافق زبان عربی ہی واللہ اعلم اور اگر اُسنے کہا کہ مین نے یہی بیت جسمین بیٹھا تھا مراد لیا تھا یعنی فارسی زبان مین
قسم کھا کر یہ دعوی کیا تو دیانۃ اُسکی تصدیق کیجائیگی نہ قضاءً اسواسطے کہ فارسی مین لفظ خانہ نام کل کا ہی اور بیت
کے واسطے اسم خاص ہوتا ہی جیسے تابخانہ وکاشانہ وزمستانی وغیرہ - قال المترجم وفیہ نظر فان تابخانہ ونحو ذلک
مما من شانہ البیتوتۃ ینبغی ان یکون بیتا لا بخصوص اسمہ بل بالمعنے الذی ذکرنا وان کان لکل من ذلک اسم
خاصہا ایضا وذلک لا یوجب عدم صدق العام علیہ فلیتامل - اور یہ سب اسوقت ہی کہ اُسنے کسی بیت معین کی طرف
اشارہ نہ کیا ہو اور اگر کسی بیت معین کی طرف اشارہ کیا ہو تو اعتبار اُسکے اشارہ کا ہوگا - ایک شخص نے قسم
کھائی کہ ایسے دار مین نہ جاؤنگا جسکو فلان خرید لے پھر فلان نے ایک دار خریدا اور حالف کے ہاتھ اُسکو
فروخت کر دیا پھر حالف اُسمین گیا تو حانث نہوگا - اور اگر فلان نے دار خرید کرکے حالف کو ہبہ کر دیا پھر
حالف اسمین گیا تو حانث ہوجائیگا اسواسطے کہ خرید اول کا حکم دوسری خرید سے مرتفع ہوگیا اور ہبہ سے
مرتفع نہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی قال المترجم فاذا کانت الہبۃ بعوض ینبغی ان لا یحنث فانہا فی معنی البیع
وفیہ مسامحۃ فافہم - قسم کھائی کہ دار فلان مین داخل نہوونگا اور فلان کا ایک دار ایسا ہی کہ اسمین رہا کرتا ہی اور
دوسرا دار کرایہ پر چلتا ہی تو کرایہ والے گھر مین داخل ہونے سے حانث نہوگا بشرطیکہ کوئی دلیل ایسی اس مقام پر نہو

کہ اسکی قسم کے عام یعنی دونون کو شامل ہونے پر دلالت کرتی ہو یہ محیط سرخسی مین ہی- اور اگر یون کہا کہ واللہ مین اس دار فلان
مین داخل نہونگا پھر فلان مذکور نے یہ دار کسی کے ہاتھ فروخت کر دیا پھر حالف اسمین داخل ہوا تو امام اعظم
و امام ابو یوسف رح کے نزدیک حانث نہوگا یہ خلاصہ مین ہی- ایک عورت نے قسم کھائی کہ اسکا شوہر اسکے دار
مین داخل نہوگا پس اُسنے اپنے دار کو فروخت کر دیا پھر اُسکا شوہر اس دار مین آیا پس اگر اُسنے یہ نیت کی تھی
کہ ایسے دار مین داخل نہوگا جسمین وہ رہتی ہو تو بیع کرنے سے قسم باطل نہوگی اور اگر اسکی کچھ نیت نہو تو قسم
اُسکے دار مملوکہ پر وارد ہوگی پھر جب اُسنے بیع کر دیا تو قسم باقی نہ رہیگی یہ امام اعظم و امام ابو یوسف کا قول ہی-
اور اگر قسم کھائی کہ زید کے دار مین داخل نہونگا پھر زید نے اپنا نصف دار فروخت کیا لیکن زید اسمین رہتا ہی پس
حالف داخل ہوا تو حانث ہو جائیگا اور اگر اس مکان کو بدل دیا ہو تو شیخین رحمہم اللہ کے نزدیک داخل ہونے
سے حانث نہوگا اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ فلان کے دار مین داخل نہونگا پھر فلان نے اپنا دار فروخت
کر دیا اور خود اُس مکان کو چھوڑ کر دوسرے مکان مین چلا گیا پھر حالف مکان مذکور مین داخل ہوا تو حانث
نہوگا اور یہ شیخین رح کا قول ہی- اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ اپنی جورو کے گھر مین داخل نہوگا پس عورت نے
اپنا گھر کسی کے ہاتھ فروخت کر دیا پھر حالف نے اُسکو مشتری سے کرایہ پر لے لیا پس اگر قسم کھالینا عورت کی
طرف سے کسی بات پر ہو تو حانث نہوگا اور اگر قسم بسبب کراہت اُسی دار کے ہو تو حانث ہو جائیگا- ایک شخص
نے فارسی مین قسم کھائی کہ در دار فلان داخل نشود الا چیزی شگفت بود پھر اہل دار پر قتل یا ہدم یا آگ لگنے یا موت
وغیرہ کی کوئی بلا نازل ہوئی پس حالف داخل ہوا تو حانث نہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی- اور اگر قسم کھائی
کہ دار زید مین داخل نہونگا پس زید نے عمرو سے ایک دار مستعار لیا بدین غرض کہ اسمین طعام ولیمہ کر دے
پھر حالف اسمین داخل ہوا تو حانث نہوگا لیکن اگر عمرو اس دار کو خالی کر کے دوسرے مکان مین چلا گیا اور
زید کے سپرد کر دیا کہ وہ اپنا اسباب اسمین لے آیا تو پھر حالف کے داخل ہونے سے حالف حانث ہو جائیگا یہ محیط
مین ہی- ابن رستم کہتے ہین کہ امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر کسی شخص نے ایک شخص معین کے مشہور دار مین داخل نہونے
کی قسم کھائی مثلاً قسم کھائی کہ عمرو بن حریث کے دار مین داخل نہونگا یا اور کسی دار مین جو ایسا ہی اپنے مالک کے نام
سے مشہور ہی جیسے دار حسن بن الصباح وغیر ذلک پھر عمرو بن حریث نے یا حسن بن الصباح وغیرہ نے اس دار کو
جو اُسکے نام سے منسوب معروف ہی فروخت کر دیا پھر حالف اس دار مین داخل ہوا تو حانث ہو جائیگا قال المترجم
توضیح آنکہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ فقیر محمد خان کے احاطہ مین یا کنوان محل مین داخل نہونگا پھر فقیر محمد خان نے
اپنا احاطہ فروخت کر دیا یا کنوان نے یہ محل بیچ ڈالا پھر اسمین قسم کھانے والا داخل ہوا تو بھی حانث ہو جائیگا اسواسطے
کہ ایسے مواضع مین فقیر محمد خان و کنوان وغیرہ کا ذکر فقط شناخت کے واسطے ہی اور مقصود وہ جگہ ہی کہ وہان داخل
نہوگا پس جب وہان داخل ہوگا خواہ وہ فقیر محمد خان یا کنوان کے قبضہ و ملک مین ہو یا نہو بہر حال حانث ہو جائیگا فافہم-
اور اگر ان دارون مین سے کسی ایسے دار پر قسم کھائی جو کسی نسبت سے معروف نہین ہی یعنی فقط فقیر محمد خان کا احاطہ
کر کے معروف نہین ہی اگرچہ وہ مکان جسکے اندر داخل نہونے کی قسم کھائی ہی وہ فقیر محمد خان کی ملک ہو پھر فقیر محمد خان
کی ملک سے نکل جانے کے بعد اسمین داخل ہوا تو حانث نہوگا یہ بدائع مین ہی- اور اگر ایک شخص نے قسم کھائی کہ

مین دار فلان مین داخل نہونگا اور فلان مذکور اپنے باپ کے ساتھ ایک کرایہ کے مکان مین رہتا ہی جسکو اسکے باپ نے کرایہ پر لیا ہی تو حالف اُسی مکان مین داخل ہونے سے حانث ہو جائیگا قیاساً برینکہ اگر قسم کھائی کہ فلان کے دار مین داخل نہونگا پھر اس فلان مذکور کی جورو کے گھر مین جسمین یہ فلان مذکور بھی رہتا ہی داخل ہوا پس اگر اُس شخص کا کوئی اور دار سواے اُس دار کے ایسا نہو کہ جو اُسکی طرف منسوب ہو یعنی رہنے و ملک وغیرہ کی اضافت سے منسوب ہو تو حانث ہو جائیگا اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ فلانہ عورت کے دار مین داخل نہونگا پھر ایسے دار مین داخل ہوا کہ وہ اس عورت کے شوہر کا ہی اور یہ عورت بھی اسمین رہتی ہی پس اگر اس عورت کا اور کوئی مکان نہو تو حانث ہوگا اور اگر دوسرا مکان ہو تو حانث نہوگا یہ خلاصہ مین ہی - نوادر مین امام ابو یوسف سے روایت ہی کہ اگر قسم کھائی کہ دار فلان مین داخل نہونگا پھر اس فلان کے دار کی ایک دوکان مین جسکا دروازہ شارع عام پر ہی داخل ہوا حالانکہ اس دوکان کا کوئی دروازہ اس دار مین نہین ہی تو اپنی قسم مین حانث ہوگا - ایک نے قسم کھائی کہ حمام مین سر دھونے کے واسطے داخل نہونگا پھر حمام مین اس غرض سے نہین بلکہ حمامی وغیرہ کو سلام کرنے کے واسطے داخل ہوا پھر وہان اُسنے سر بھی دھو لیا تو حانث نہوگا اور بعضے مشائخ سے روایت ہی کہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ حمام مین داخل نہونگا پھر بیت السلخ مین داخل ہوا تو قسم مین حانث نہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہی - ایک مرد کا ایک دار ہی اسمین بستان ہی پس زید نے قسم کھائی کہ مین اس دار مین داخل نہونگا پھر اس دار کے بستان مین داخل ہوا اور اُس بستان کا دروازہ اسی دار کے گھرون کی طرف ہی اور کوئی دروازہ نہین ہی اور ایک ہی چہار دیواری اس دار و بستان کو محیط ہی تو امام محمد رح نے فرمایا کہ بستان مین داخل ہونے سے زید حانث نہوگا خواہ بستان اس دار سے بڑا ہو یا چھوٹا ہو اور اگر یہ بستان وسط دار مین واقع ہوا اور اسکے گرد اگرد اس دار کے بیوت ہون تو بستان مین داخل ہونے سے حانث ہو جائیگا اور امام ابو یوسف رح سے اس مسئلہ مین دو روایتین ہین ایک روایت مین وہی حکم ہی جو امام محمد رح کا قول ہی اور دوسری روایت مین ہی کہ بستان مین داخل ہونے سے حانث ہو جائیگا اگرچہ بستان وسط دار مین واقع نہو یہ ظہیریہ مین ہی - اور اگر کسی نے کہا کہ اگر مین نے فلان کو اپنے بیت مین داخل کیا تو میری جورو طالقہ ہی تو یہ قسم اسپر ہوگی کہ فلان مذکور اسکی اجازت سے داخل ہو - اور اگر قسم کھائی کہ اگر مین نے فلان کو چھوڑ دیا کہ میرے بیت مین داخل ہو تو میری جورو طالقہ ہی تو یہ قسم اُسکے علم پر ہوگی یعنے ہرگاہ جانا اور منع نہ کیا تو اُسنے چھوڑ دیا کہ داخل ہو جاوے پس حانث ہو جائیگا - اور اگر کہا کہ اگر فلان میرے بیت مین داخل ہووے تو میری جورو طالقہ ہی تو یہ فلان مذکور کے داخل ہونے پر ہوگی خواہ حالف اُسکو اجازت دیوے یا نہ دیوے یا جانے یا نہ جانے یعنی اگر وہ کسی حال مین داخل ہوا تو یہ قسم کھانے والا حانث ہو جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہی اور اگر کہا کہ اگر میرے اس دار مین کوئی داخل ہوا تو میرا غلام آزاد ہی اور یہ دار اسی کا ہی یا دوسرے کا ہی پھر خود آپ داخل ہوا تو حانث نہوگا - اور اگر یون کہا کہ اگر اس دار مین کوئی داخل ہوا تو میرا غلام آزاد ہی تو اپنے داخل ہونے سے بھی حانث ہو جائیگا خواہ دار مذکور اسی کا ہو یا دوسرے کا ہو - اور اگر کسی نے کہا کہ انقسم مین فلان کو اپنے دار مین داخل ہونے سے منع کرونگا پس اگر اُسکو ایک مرتبہ بھی منع کر دیا تو قسم مین سچا ہو گیا پھر اگر دوسری دفعہ اُسکو جاتے دیکھا اور منع نہ کیا تو اُسپر کچھ نہین ہی یہ بحر الرائق مین ہی - ایک شخص نے قسم کھائی کہ مین اس دار مین داخل نہونگا

پھر مالک دار نے اس دار کے پہلو مین ایک بیت خریدا اور بیت کا دروازہ اس دار مین چھوڑ دیا اور اس بیت کا
راستہ اسی دار سے کر دیا اور وہ دروازہ جو پہلے اس بیت کا تھا بند کر دیا پھر قسم کھانے والا اس بیت مین بار
دار کے اندر داخل ہونے کے داخل ہوا تو امام محمد رح نے فرمایا کہ حانث ہو جائیگا اسواسطے کہ بیت مذکور بھی دار
مین سے ہو گیا - زید نے خالد بن عبد اللہ سے کہا کہ اگر خالد بن عبد اللہ اس دار مین داخل ہوا تو خالد بن عبد اللہ کی جورو طالقہ
ہی پس خالد بن عبد اللہ نے کہا کہ تم لوگ مجھ پر اس امر کے گواہ رہو پھر خالد بن عبد اللہ اس دار مین داخل ہوا تو اسپر اپنی جورو کی
طلاق لازم ہو گی - ایک شخص نے کہا کہ مین اس دار مین اور اس حجرہ مین داخل نہو نگا پھر دار سے باہر نکلا پھر دار
مین داخل ہوا اور حجرہ مین داخل نہوا تو جتبک حجرہ مین داخل نہو تب تک حانث نہوگا اور یہ قسم ان دونون مین
داخل ہونے پر واقع ہو گی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ زید کے دار مین نہ داخل ہونگا اور
یہ دونون شخص سفر مین ہین تو فرمایا کہ یہ قسم چھولداری وخیمہ وقبہ پر اور ہر منزل پر جسمین اترنا واقع ہووے واقع
ہوگی لیکن اگر اُسنے ان تینون چیزون مین سے کوئی خاص چیز مراد لی ہو تو دیانت کی راہ سے اسکی تصدیق ہوگی
مگر قضاءً نہو گی یہ محیط سرخسی مین ہی - قال المترجم ہمارے عرف کے موافق زید کے حضر کے گھر پر قسم واقع ہو گی الا
آنکہ یہ لوگ صحرائی ہون فافہم واللہ اعلم - اور اگر قسم کھائی کہ اس فسطاط مین داخل نہو نگا حالانکہ یہ فسطاط ایک مقام
پر گڑا ہوا ہی پھر وہان سے اُٹھا کر دوسرے مقام پر گاڑا گیا پھر اسمین داخل ہوا تو حانث ہو جائیگا اور یہی حکم
چوبین قبہ کی صورت مین ہی - اور اسی طرح اگر لکڑی کی سیڑھی یا منبر ہو تو اسمین بھی یہی حکم ہی اسواسطے کہ ان چیزون
کے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے سے اُنکے نام مین تغیر و زوال نہین آتا ہی یہ بدائع مین ہی - قال خبار
بدوان کا خیمہ بالون کا ہوتا ہی فاحفظ - اگر قسم کھائی کہ اس خباء مین داخل نہ ہونگا تو اعتبار اسکی چوبون ونمدے
دونون کا ہی اور بعض نے فرمایا کہ اعتبار فقط چوبون کا ہی اور بعض نے فرمایا کہ اعتبار فقط نمدے کا ہی پس
بنابر قول ثانی کے اگر نمدا بدل دیا گیا اور چوبین وہی باقی ہین پھر اسمین داخل ہوا تو حانث ہو جائیگا اور اسکے
برعکس کیا گیا تو حانث نہوگا اور بنابر تیسرے قول کے اگر نمدا بدل دیا گیا اور چوبین وہی ہین تو اسمین داخل ہونے
سے حانث نہوگا اور اگر اسکے برعکس کیا گیا تو حانث ہو جائیگا اور اصح وہی قول اول ہی یہ محیط مین ہی - اور
اگر قسم کھائی کہ فلان کے پاس بیت مین نہ جاؤنگا پھر ایک بیت مین داخل ہوا جسمین فلان مذکور موجود تھا مگر
اُسنے داخل ہونے مین اُسکے پاس جانے کی نیت نہین کی تھی تو حانث نہوگا - دو شخصون مین سے ہر ایک نے
قسم کھائی کہ مین اس دوسرے کے پاس نہ جاؤنگا پھر دونون ساتھ ہی ایک منزل مین داخل ہوے تو دونون
حانث نہونگے یہ فتاوی قاضیخان مین ہی - اگر قسم کھائی کہ فلان کے پاس نہ جاؤنگا تو شیخ الاسلام نے شرح مین
ذکر فرمایا ہی کہ فلان کے پاس جانے سے عرف مین درصورت مطلق یہ لفظ ہونے کے یہ مراد ہوتی ہی کہ فلان کے
پاس اسکی زیارت وتعظیم کے واسطے ایسے مکان مین جہان وہ اپنے ملاقاتی وزیارت کنندہ لوگون کے واسطے
بیٹھا کرتا ہی نہ جاؤنگا - اور امام قدوری نے بھی اپنی کتاب مین اسی طرف اشارہ فرمایا ہی کیونکہ امام قدوری نے
ذکر فرمایا کہ اگر وہ اسکے پاس کسی مسجد یا چھتے یا دہلیز مین گیا تو حانث نہوگا اور اسی طرح اگر فسطاط یا خیمہ مین اسکے
پاس گیا تو بھی حانث نہوگا لیکن اگر وہ بدوی ہو تو اسکے نشست کی جگہ یہی خباء وخیمہ ہوگی پس حانث ہو جائیگا اگر نیت

لہ خباء خیمہ جب تک بن ... زمین ... تو حانث ہوگا ... فی الخیمة ۱۲ منہ

زیارت گیا - اور حاصل یہ ہی کہ اسمین عادت کا اعتبار ہی - اور ہمارے عرف مین اگر وہ مسجد مین اُسکے پاس گیا تو حانث ہوجائیگا ہان اگر وہ مسجد مین داخل ہوا اور اُسکے پاس جانے کی نیت نہین کی یا یہ نہین جانتا ہی کہ وہ اسمین ہی تو حانث نہوگا - اور قدوری مین لکھا ہی کہ اگر ایک قوم کے پاس گیا جنمین فلان مذکور بھی ہی مگر اُسنے اُسکے پاس جانے کا قصد نہین کیا تو فیما بینہ وبین اللہ تعالیٰ حانث نہوگا مگر قضاءً اسکی تصدیق نہ کیجائیگی اور نیز قدوری مین فرمایا کہ فلان کے پاس جانے کے یہ معنی ہین کہ جاتے وقت اُسکے پاس جانے کا قصد ہو خواہ وہ اپنے بیت مین ہو یا کسی دوسرے کے بیت مین ہو - اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے پاس اس دار مین داخل نہونگا پھر وہ دار مین داخل ہوا اور فلان اُس دار کے کسی بیت مین ہی تو حانث نہوگا اور اگر صحن دار مین ہوگا تو حانث ہوجائیگا اسواسطے کہ وہ فلان کے پاس داخل ہونے والا جبھی ہوگا کہ جب اُسکو مشاہدہ کرے وقال المترجم ہمارے عرف مین حانث ہونا چاہیے واللہ اعلم اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ فلان کے پاس اس گانون مین داخل نہونگا تو گانون مین داخل ہونے سے حانث نہوگا الا آنکہ گانون مذکور مین اُسکے پاس اُسکے گھر مین داخل ہوجاوے یہ محیط مین ہی - ایک شخص نے قسم کھائی کہ فلان کے پاس داخل نہونگا پس اسکی موت کے پیچھے اُسکے پاس گیا تو حانث نہوگا - یہ سراجیہ مین ہی - اور اگر کہا کہ ہر بار کہ داخل ہوا مین ان دونون دارون مین سے کسی ایک دار مین تو واللہ مین تجھے نہین مارونگا پھر دونون مین داخل ہوا پھر عورت کو مارا تو ایک ہی مرتبہ حانث ہوگا اور اگر جدا جدا مین یون کہا کہ تو مجھپر قسم ہی اگر مین نے تجھے مارا پھر دونون مین داخل ہوا یا ایک مین داخل ہوا پھر عورت کو مارا تو ہر بار کے داخلہ کا کفارہ قسم اُسپر واجب ہوگا - ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ ہر بار کہ مین اس دار مین داخل ہوا تو واللہ مین تجھ سے قربت نہ کرونگا پھر دار مذکور مین داخل ہوا تو ایلاء کرنے والا ہوجائیگا پس اگر بعد داخل ہونے کے عورت سے جماع کیا تو حانث ہوجائیگا اور قسم باطل ہوجائیگی چنانچہ اگر دوسری بار داخل ہوا تو ایلاء کنندہ نہوگا کہ دوسری بار جماع کرنے سے اسپر دوسرا کفارہ لازم نہ آویگا - اور اگر دوسری بار کے داخل ہونے کے بعد چار مہینے بدون جماع کے گذر گئے تو عورت اُس سے بائنہ نہوگی اور اگر پہلی بار داخل ہونے کے بعد عورت سے جماع نہ کیا یہانتک کہ دوسری بار داخل ہوا تو وہ ایلاء کنندہ رہیگا پس جب اول بار کے داخلہ سے چار مہینہ بدون جماع کے گذر جاوینگے تو عورت مذکورہ بائنہ ہوجائیگی اور پھر جب دوسری بار کے داخلہ سے چار مہینے پورے ہونگے تو بعد کو بائنہ بطلاق دیگر ہوجائیگی بشرطیکہ وہ پہلی طلاق بائنہ کی عدت مین ہو - اور اگر یون کہا کہ تو مجھپر قسم ہی اگر مین تجھ سے قربت کرون پھر دار مذکور مین دوبار داخل ہوا تو دو ایلاء سے مولی ہوجائیگا - اور اگر بعد ہر داخلہ کے اُس سے جماع کر لیا ہو تو اُسپر دو کفارے لازم آوینگے - اور اگر جماع نہ کیا ویسے ہی چھوڑ دی تو پہلے داخلہ سے چار مہینہ گذرنے پر بیک طلاق بائنہ بائن ہوجائیگی اور جب دوسرے داخلہ سے چار مہینے پورے گذر جاوینگے اور ہنوز وہ پہلی طلاق کی عدت مین ہی تو دوسری طلاق بائنہ بھی اسپر واقع ہوگی - اور اگر کہا کہ ہر بار کہ مین اس دار مین داخل ہوا تو تو طالقہ ثلث ہی اگر مین نے تجھ سے قربت کی - پھر دار مذکور مین دوبار داخل ہوا تو قسم سچی ہونے کے حق مین ہر بار کے داخلہ مین وہ مولی ہوگا چنانچہ اگر مدت کے اندر اُس سے قربت کی تو وہ بسبب طلاق طالقہ ہوجائیگی اور اگر قربت نہ کی تو چار مہینہ گذرنے پر وہ بیک طلاق بائنہ ہوگی اور جب دوسرے داخلہ سے بھی چار مہینہ

گذر ینگے تو دوسری طلاق سے طالقہ ہوگی ولیکن تین سے زیادہ اسپر لازم نہین ہونگی - اور اسی طرح اگر کہا کہ ہر بار کہ مین اس دار مین داخل ہوا تو واسطے اللہ کے مجھپر اس غلام کا آزاد کرنا ہی اگر مین نے تجھ سے قربت کی یا کہا کہ تو یہ غلام آزاد ہی اگر مین نے تجھ سے قربت کی پھر دوبار داخل ہوا تو ہر بار کے داخلہ پر وہ ایلاء کنندہ ہوگا پس اگر عورت سے قربت کرلی تو ایک قسم مین حانث ہوجائیگا اسی طرح اگر اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ ثلث ہی اگر مین نے تجھ سے قربت کی پھر عورت سے بعد ایک روز کے کہا کہ تو طالقہ ثلث ہی اگر مین نے تجھ سے قربت کی تو قسم سچی ہونے کے حق مین یہ دو ایلاء ہین اور اگر قربت کی تو ایک قسم مین حانث ہوگا پس مین طلاق واقع ہونگی - اور اگر کہا کہ ہر بار کہ مین اس دار مین داخل ہوا پس اگر مین نے تجھ سے قربت کی تو مجھپر ایک حج لازم ہی یا کہا کہ تو مجھپر قسم نذر ہی پھر اس دار مین دوبار داخل ہوا اور ہر داخلہ کے بعد عورت سے قربت کی تو اسپر دو حج یا جزاء دو قسم واجب ہوگی اور اسی طرح اگر لزوم حج کے پیچھے شرط قربت بیان کی ہو تو بھی یہی حکم ہی - اور اگر کہا کہ ہر بار کہ مین اس دار مین داخل ہوا پس مین نے تجھ سے قربت کی تو مجھپر ایک حج واجب ہی پھر دار مین داخل ہوا پھر عورت سے قربت کی تو اسپر دو حج لازم ہونگے اور اگر دار مین داخل ہوا یا عورت سے قربت کی ایکبار تو اُسکے ذمہ لازم نہین ہی الا ایک ایلاء - اور اگر کہا کہ ہر بار کہ داخل ہوا مین اس دار مین تو واللہ مین نے تجھ سے قربت نہ کی تو یہ کہنا یا یہ کہنا کہ مین تجھ سے قربت نکرونگا دونون برابر ہین کہ ایک ہی بار حانث ہوگا قال المترجم یہ زبان عربی مین مستقیم ہی کہ کلما دخلت ہذہ الدار فلم اقربک واللہ اور ہماری زبان مین اس صورت مین تامل ہی واللہ اعلم - اور اگر کہا کہ واللہ مین تجھ سے قربت نکرونگا ہر بار کہ مین داخل ہوا اس دار مین تو یہ قول اور قولہ ہر بار کہ مین داخل ہوا اس دار مین تو واللہ مین تجھ سے قربت نہ کرونگا دونون یکسان ہین - اور اگر کہا کہ اگر مین نے تجھ سے قربت کی تو تو طالقہ ہی ہر بار کہ مین داخل ہوا اس دار مین تو وہ ایلاء کرنے والا نہ ہوجائیگا اور اگر عورت سے قربت کرنے کے بعد دار مذکور مین داخل ہوا تو بیک طلاق طالقہ ہوجائیگی یہ شرح جامع کبیر مین ہی - اور اگر دو نفیون کے درمیان کلمہ یا داخل کیا مثلاً کہا کہ واللہ مین اس دار مین نہ داخل ہونگا یا اس دار دیگر مین نہ داخل ہونگا پھر ان دونون مین سے کسی ایک مین داخل ہوا تو حانث ہوجائیگا اور اگر دونون مین سے کسی مین داخل نہوا یہان تک کہ مرگیا تو حانث نہوگا - اور اگر کلمہ یا درمیان دو اثباتون کے داخل کیا مثلاً کہا کہ واللہ مین اس دار مین داخل ہونگا یا اس دار دیگر مین داخل ہونگا پھر وہ انمین سے ایک مین داخل ہوا تو قسم مین سچا ہوگیا اور اگر دونون مین سے کسی مین داخل نہوا یہان تک کہ مرگیا تو حانث ہوگیا - اور اگر کلمہ یا درمیان النفی اور اثبات کے داخل کیا مثلاً کہا کہ واللہ مین اس دار مین داخل نہونگا یا اس دار دیگر مین آج ضرور داخل ہونگا پس اگر دوسرے دار مین داخل ہوگیا تو قسم مین سچا ہوگیا اور قسم نفی ساقط ہوگئی اور اگر دونون دارون مین داخل ہونا اُسکے ہاتھ سے فوت ہوگیا تو قسم اثبات مین حانث ہوگیا اور قسم نفی ساقط ہوگئی اور اگر دار اول مین داخل ہوا تو حانث ہوگیا اور یمین اثبات ساقط ہوگئی - اور ایسے مسائل مین ایک دفعہ اسکے حانث ہونے سے قسم منحل ہوجاتی ہی چنانچہ اگر دوبارہ جس شرط سے حانث ہوگیا ہی اسکو بجالایا تو مکرر حانث نہوگا اور اسی طرح جب قسم مین اثبات سے ابتدا کی ہو یہی حکم ہی مثلاً کہا کہ واللہ مین اس دار مین آج ضرور داخل ہونگا یا اس دار دیگر مین کبھی داخل نہونگا لیکن بات اتنی ہی کہ قسم اثبات مین اگر آج ہی اس دار مین داخل ہوگیا

توقسم مین سچا ہوگا اور قسم نفی مین دوسرے دار مین داخل ہونے پر حانث ہوگا یہ شرح تلخیص جامع کبیر مین ہی اور
اگر کہا کہ واللہ مین اس دار مین داخل نہونگا یا اس دار دیگر مین داخل ہونگا پس اگر دوسرے دار مین داخل
ہونے سے پہلے دار اول مین داخل ہوا تو حانث ہوجائیگا۔ اور اگر پہلے دار دیگر مین داخل ہوا توقسم ساقط
ہوگئی۔ اور اگر اُسنے تخییر کی نیت کی ہو تو اصل مین مذکور ہی کہ قسم اُسکی نیت پر ہوگی پس قسم کا انعقاد ان دونون
مین سے ایک پر ہوگا یعنی یا تو اول پر داخل ہونے کے ساتھ یا دوسرے پر داخل ہونے کے ساتھ اور یہی تمام
مشایخ کا قول ہی اور یہی مذہب شیخ ابوعبداللہ زعفرانی کا ہی اور یہی اصح ہی۔ اور اگر کہا کہ واللہ مین اس دار مین
داخل نہونگا یا دو دار ہاے دیگر مین سے ایک مین داخل ہونگا اور اسکی کچھ نیت نہین ہی پس اگر پہلے وہ دار ہاے
دیگر مین سے کسی مین داخل ہوا تو اپنی قسم مین سچا ہوگیا اور قسم ساقط ہوگئی اور اگر دونون دار ہاے دیگر
مین سے کسی مین داخل ہونے سے پہلے وہ دار اول مین داخل ہوا تو اپنی قسم مین حانث ہوگیا یہ شرح
جامع کبیر حصیری مین ہی۔ اور اگر کہا کہ واللہ اس دار کا داخل ہونا آج ترک کرونگا یا کل کے روز اس دار دیگر
مین داخل ہونگا پھر آج کے روز اُسنے اس دار کا داخل ہونا ترک کیا تو اپنی قسم مین سچا ہوگیا اور قسم ساقط ہوگئی
اور اگر قسم کھائی کہ مین اس دار مین داخل نہونگا پس اگر مین اس دار مین داخل نہوا تو مین اس دار دیگر مین
داخل ہونگا تو یہ استثنا باطل ہی یہ عتابیہ مین ہی۔ ایک نے قسم کھائی کہ مین اس دار مین داخل نہونگا مادامیکہ زید اسمین
ہی پھر زید اسمین سے مع اپنے اہل وعیال کے نکل گیا پھر زید نے دوبارہ اسی مکان مین عود کیا پھر حالف اسمین داخل
ہوا تو حانث نہوگا اور اسی طرح اگر کہا کہ مادامیکہ میرے تن پر یہ کپڑا ہی یا جبتک مجھپر یہ کپڑا ہی تو بھی یہی حکم ہی اور اگر
یون کہا کہ واللہ مین اس دار مین داخل نہونگا درحالیکہ تو اسمین ساکن ہو یا درحالیکہ میرے تن پر یہ کپڑا ہو پھر
مخاطب اسمین سے نکلگیا یعنے اُٹھ گیا پھر عود کر کے آگیا یا حالف نے یہ کپڑا اُتار دیا پھر پہن لیا پھر داخل ہوا
تو حانث ہوجائیگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اگر قسم کھائی کہ مین اس دار مین سکونت نہ کرونگا پس اگر اسمین ساکن
نہوا تو اُسکے سکونت کرنے کے یہ معنی ہین کہ خود اسمین رہے اور اثاث البیت اور اسباب ضرورت اسمین لاکر رکھے
پس جب ایسا کریگا تو اسوقت حانث ہوجائیگا یہ بدائع مین ہی۔ ایک شخص نے قسم کھائی کہ اس دار مین
سکونت نہ رکھونگا پھر خود نکل گیا اور اپنے اہل ومتاع کو اسمین چھوڑ دیا پس اگر قسم کھانے والا کسی دوسرے
کے عیال مین ہو مثل پسر بالغ کے کہ باپ کے عیال مین ہووے یا جورو کے کہ خاوند کے ساتھ ہووے تو حالف
حانث نہوگا اور اگر حالف کسی کے عیال مین نہو تو اپنی قسم مین سچا نہوگا الا آنکہ اسی وقت سے منتقل کرنے
مین مشغول ہوجاوے اسواسطے کہ برابر اسطرح سے رہنا سکونت ہوگی پھر امام اعظم رح کے نزدیک قسم سچی ہونے
کی شرط یہ ہی کہ اپنے اہل وعیال اور سب متاع کو اُٹھا لیجاوے حتے کہ اگر اسمین ایک کھونٹی یا جھاڑو رہگئی تو
حانث ہوگا اور بنابر قول امام ابویوسف کے اگر اپنے اہل وعیال اور اکثر اسباب کو لے گیا تو قسم مین سچا ہوگیا
اور اسی قول پر فتوے ہی اور امام محمد رح کے قول پر اگر اہل وعیال کو اور اسقدر اسباب کو کہ خانہ داری اس سے
ہوسکتی ہی لے گیا تو قسم مین سچا ہوگیا یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ اور مشایخ نے فرمایا ہی کہ یہ احسن ہی اور
لوگون کے حق مین سہل زیادہ آسانی ہی اور اسی پر فتوے ہی یہ نہر الفائق مین ہی۔ اور اسمین اتفاق ہی

اگر قسم مین سچے ہونے کے واسطے اہل وعیال وخادمون کا اُٹھا لیجانا شرط ہی اور اگر سب کو کوچہ یا مسجد مین منتقل کرکے
لے گیا اور دار مذکور کو سپرد نہ کیا تو اسمین اختلاف ہی اور صحیح یہ ہی کہ وہ حانث ہوگا جبتک کہ دوسرا مسکن نہ کرے
اور اگر دار دوسرے کو باین طور سپرد کردیا کہ اپنا دار مملوکہ تھا اسکو کسی دوسرے کو کرایہ پر دیدیا یا اسمین کرایہ
یا اعارت پر رہتا تھا پس خالی کرکے اُسکے مالک کو سپرد کردیا اور اپنے واسطے مسکن نہین کرلیا تو حانث
نہوگا۔ ایک مرد نے قسم کھائی کہ مین اس دار مین نہ رہونگا پس اسنے اپنے اہل ومتاع کو اٹھا لیجانا چاہا پس
اسکی جورو نے اسمین سے نکلنے سے انکار کیا تو مرد پر واجب ہی کہ اُسکے نکالنے مین کوشش کرے پھر اگر وہی
غالب آئی اور مرد عاجز ہوگیا اور نکلکر دوسرے دار مین جا رہا تو اپنی قسم مین حانث نہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین
ہی۔ ایک مرد نے قسم کھائی کہ مین اس دار مین نرہونگا پس جب نکلنا چاہا تو دروازہ اسطرح بند پایا کہ اس سے کھل نہین
سکتا ہی یا بیڑیان ڈال کر نکلنے سے روکا گیا تو بعضے مشائخ نے فرمایا کہ صورت اول مین حانث ہوگا اور دوسری
مین نہین اور صحیح یہ ہی کہ دونون صورتون مین حانث نہوگا یہ غیاثیہ مین ہی۔ اور اگر دیوار گرا کر نکلنے پر قادر ہو
تو اسپر یہ نہین واجب ہی حانث نہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ اور اگر کسی نے کہا کہ اگر مین اس رات اس
شہر مین رہون تو ایسا ہی یعنے طلاق وعتاق کی قسم کھائی پھر اُسکو بخار آکر ایسا حال ہوگیا کہ خود نہین نکل سکتا ہی
یہانتک کہ صبح ہوگئی تو حانث ہوجائیگا اسواسطے کہ یہ ممکن تھا کہ وہ کسی کو اجارہ پر مقرر کرلیتا جو اسکو شہر سے
باہر کردیتا اور جو شخص مقید ہی اسکے ساتھ یہ حکم نہین ہی اسواسطے کہ جسنے اسکو قید کیا ہی وہ اسکو نکل جانے سے
روکیگا حتے کہ اگر اسکو نروکتا ہو تو مقید بھی مثل مریض کے ہوگا اور یہی صحیح ہی یہ محیط مین ہی۔ ایک مرد نے اپنی
جورو سے کہا کہ اگر تو اسی دار مین ساکن رہی تو تو طالقہ ہی اور حال یہ ہی کہ مکان کی چہار دیواری ہی اور دروازہ
بند مقفل ہی تو یہ عورت معذور ہی یہان تک کہ دروازہ کھولا جاوے اور عورت پر یہ واجب نہین ہی کہ وہ دیوار پھاند
جاوے اور فقیہ نے فرمایا کہ ہم اسی کو لیتے ہین یہ غیاثیہ مین ہی۔ اور اگر اس گھر مین اپنا اسباب چھوڑکر دوسرے
گھر کی تلاش مین گیا تو صحیح قول کے موافق حانث نہوگا اسواسطے کہ دوسرے گھر کی تلاش بھی اُٹھ جانے
کے کامون مین سے ایک کام ہی اور جبتک تلاش کرے تب تک کی مدت بحکم عرف اسمین سے مستثنی ہوگی
بشرطیکہ تلاش کی مدت مین افراط نہ کردے یہ شرح مجمع البحرین مین ہی۔ ایک شخص نے قسم کھائی کہ اس دار مین
نرہونگا پھر خود نکل کر دوسرے گھر کی تلاش مین گیا تاکہ اسمین اہل وعیال واسباب کو منتقل کرلیجاوے پھر
دوسرا مکان اُسکو چند روز تک نہ ملا اور اسکو یہ ممکن ہی کہ اپنا اسباب اسمین سے نکال کر باہر رکھے تو حانث
نہوگا۔ اور اسی طرح اگر کوئی لادنے کا جانور تلاش کرنے مین مشغول ہوا کہ اُسپر لادکر لیجاوے یا آدھی رات
مین ایسی قسم کھائی کہ صبح ہونے تک اسکو اُٹھ جانا ممکن نہین ہی یا اسباب بہت ہی اور خود نکل گیا اور آپ ہی
اسباب منتقل کرتا ہی حالانکہ یہ ممکن ہی کہ وہ کرایہ پر منتقل کرالے مگر ایسا نہین کرتا ہی تو ان سب صورتون مین وہ
حانث نہوگا۔ اور یہ اسوقت ہی کہ وہ خود اسباب کو اسطرح منتقل کرتا ہو جیسے لوگ منتقل کرلیا کرتے ہین اور اگر وہ
ایسے منتقل نہ کرتا ہو جیسے لوگ منتقل کرلیتے ہین تو حانث ہوگا اور مشائخ نے فرمایا کہ یہ حکم اسوقت ہی کہ عربی
زبان مین قسم کھائی ہو اور اگر فارسی مین قسم کھائی کہ واللہ من بدین خانہ اندر نباشم پھر خود اس قصد سے نکلگیا کہ

عود نہ کریگا تو اپنی قسم مین حانث نہوگا اور اگر اس قصد سے نکل گیا کہ عود کریگا تو حانث ہوجائیگا یہ فتاوے قاضیخان
مین ہی - اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو اس دار مین ساکن رہی تو تو طالقہ ہی اور یہ قسم آدھی رات کو کھائی تو عورت معذور
ہوگی اور اگر اُسنے اسطرح کی قسم اپنے حق مین کھائی ہو تو وہ معذور نہوگا اسواسطے کہ وہ رات مین نہین ڈرتا ہی
حتے کہ اگر اسکے حق مین بھی خوف چورون وغیرہ کی طرف سے ثابت ہو تو وہ بھی معذور ہوگا یہ ذخیرہ مین ہی - اور
اگر قسم کھائی کہ اس دار مین ساکن نہوگا حالانکہ اسمین رہتا ہی پھر اسپر (یا کسی سلطان کی طرف سے مخالفت ہو ۱۲) متاع مذکور منتقل کر لیجانا گران معلوم ہوا تو
اُسکا حیلہ یہ ہی کہ متاع مذکور ایسے شخص کے ہاتھ فروخت کر دے جسپر اسکو اعتماد (بسبب کثرت دھوم کے) ہو وے اور خود نکل کر دوسرے
مکان مین چلا جاوے پھر جب اسکو آسانی معلوم ہو اُسوقت اُس سے خرید لے یہ فتاوی سراجیہ مین ہی - اگر ایک
شخص دوسرے شخص کے ساتھ ایک دار مین رہتا ہو پھر انمین سے ایک نے قسم کھائی کہ اس دوسرے کے ساتھ
نہ رہونگا پس اگر اُسنے منتقل کرنا شروع کر دیا حالانکہ فی الحال ممکن بھی ہو تو خیر ورنہ حانث ہوجائیگا اور اگر حالف
نے اپنا اسباب اس دوسرے کو ہبہ کر دیا یا اُسکے پاس ودیعت رکھا یا عاریت دیا پھر مکان کی تلاش مین نکلا
اور چند روز تک کوئی مکان نہ ملا ولیکن اس دار مین جسمین دوسرا رہتا ہی نہ آیا تو امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر اُسنے
اپنا اسباب دوسرے کو ہبہ کیا اور اُسنے قبضہ کر لیا ہی یا اسکو ودیعت دیا یا عاریت دیا اور اسی وقت باہر نکل گیا
باین ارادہ کہ پھر عود نہ کریگا تو اسکے ساتھ رہنے والا شمار نہوگا یہ سراج وہاج مین ہی - ایک نے قسم کھائی کہ
اس شہر مین نہ رہونگا پھر خود چلا گیا اور اپنے اہل و اسباب کو اسمین چھوڑ گیا تو حانث نہوگا اور اگر کسی گانون کی
نسبت اسطرح کی قسم کھائی کہ اسمین نہ رہونگا تو وہ بمنزلہ شہر کے ہی اور یہی صحیح ہی اور کوچہ و محلہ اس حکم مین بمنزلہ
دار کے ہی اور اگر قسم کھائی کہ اندرین دیہ نباشم پھر اپنے اہل و عیال و اسباب لیکر وہان سے نکل گیا پھر واپس
ہوکر اسمین سکونت اختیار کی تو حانث ہوجائیگا اور اسی طرح جو فعل ممتد ہوتا ہی اسمین ایک وقت مین سچا ہونے
سے قسم باطل نہین ہوجاتی ہی یہ خزانۃ المفتین مین ہی - اور مشائخ نے فرمایا کہ یہ حکم اسوقت ہی کہ شخص مذکور
بغرض رہنے و سکونت کرنے کے واپس آیا ہو اور اگر کسی کے دیکھنے کو آیا یا اپنے اسباب کو منتقل کرنے کے واسطے
آیا اور چند روز رہا اور اسکی نیت بیان سکونت کرنے کی نہین ہی تو اپنی قسم مین حانث نہوگا اور اگر رہنے کیواسطے
آیا ہو تو ایک دم کا رہنا حانث ہونے کے واسطے کافی ہی دوام شرط نہین ہی یہ محیط مین ہی - اور اگر کہا کہ اگر مین ایک
سال یا امسال اس دیہ مین رہون تو میری جورو طالقہ ہی پس ایک روز بقیہ سال سے کم رہا یا یون قسم کھائی کہ اس
دار مین مہینہ بھر نہین رہونگا پھر ایک ساعت رہا تو حانث نہوگا جبتک کہ مہینہ بھر نہ رہے یہ خزانۃ المفتین مین ہی
اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے ساتھ ساکن نہونگا پھر حالف اپنے سفر مین فلان کے گھر اُترا اور ایک یا دو روز تک
رہا تو حانث نہوگا اور فلان کے ساتھ ساکن نہوگا جبتک کہ اسکے ساتھ کم سے کم پندرہ روز تک نہ رہے یہ فتاوی
قاضیخان مین ہی - ایک شخص نے قسم کھائی کہ کوفہ مین نہ رہونگا پس مسافرت مین وہان گذرا اور وہان چودہ روز
رہنے کی نیت کی تو حانث نہوگا اور اگر پندرہ روز کی نیت کی تو حانث ہوجائیگا - اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے ساتھ سکونت
نہ کرونگا پھر فلان مذکور اس حالف کے دار مین غصب کی راہ سے داخل ہوا اور رہنے لگا پس حالف اسکے
ساتھ رہا تو حانث ہوجائیگا خواہ حالف کو یہ بات معلوم ہوئی ہو یا نہین اور اگر غاصب کے اُترتے ہی حالف نے

اپنے اٹھ جانے کا بند وبست کیا اور منتقل کرنا شروع کیا تو حانث نہوگا یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔ اور اگر حالف نے سفر کیا پھر فلان مذکور اس حالف کے اہل وعیال کے ساتھ ساکن رہا تو امام ابوحنیفہ رح نے فرمایا کہ حالف حانث ہوجائیگا اور امام ابویوسف رح نے فرمایا کہ نہین حانث ہوگا اور اسی پر فتوی ہی۔ اور منتقی مین لکھا ہی کہ اگر محلوف علیہ یعنی جسکے ساتھ نہ رہنے پر قسم کھائی ہی تین روز یا زیادہ کی راہ پر سفر کر گیا پھر قسم کھانے والا اسکے اہل کے ساتھ آ میں رہا تو امام ابویوسف رح کے قول پر حانث نہوگا اور اگر اس سے کم دوری پر گیا ہو تو حانث ہوگا یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے ساتھ کوفہ مین ساکن نہونگا تو یہ قسم کوفہ کے دار واحد مین ساتھ رہنے پر واقع ہوگی چنانچہ اگر حالف ایک گھر مین رہے اور محلوف علیہ دوسرے گھر مین رہے تو حانث نہوگا لیکن اگر اُسنے یہ نیت کی ہو کہ مین اور محلوف علیہ کوفہ مین نرہونگا یعنی ایک گھر مین ہو یا دو گھرون مین تو اس صورت مین اسکی نیت پر قسم ہوگی اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ فلان کے ساتھ اس گانون مین نرہونگا تو یہ قسم ایک گھر مین اُسکے ساتھ رہنے پر واقع ہوگی اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ فلان کے ساتھ خراسان مین نرہونگا تو بھی یہی حکم ہی اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ فلان کے ساتھ دنیا مین نرہونگا تو بھی ایک گھر مین اُسکے ساتھ رہنے پر قسم واقع ہوگی اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے ساتھ نرہونگا پھر کشتی مین اُسکے ساتھ رہنا ہوا کہ ہر ایک کے ساتھ اسکے اہل ومتاع ہی اور اسکو اپنی منزل بنایا تو اپنی قسم مین حانث نہوگا اور یہ ملاحون کے حق مین بسا کنت ہی اور یہی حکم جنگلی لوگون کا ہی کہ جب وہ ایک ہی خیمہ مین مجتمع ہوکر رہین تو حانث ہوگا اور اگر خیمہ متفرق ہون تو حانث نہوگا اگرچہ باہم نزدیک نزدیک ہون یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے ساتھ نرہونگا پھر اُسکے ساتھ کسی دار کے یا بیت کے غرفہ کے میدان مین ساکن رہا تو حانث ہوجائیگا یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے ساتھ سکونت نہ کرونگا اور کچھ نیت یعنے میلان نہین کی پھر احاطہ مین دونون اسطرح رہے کہ ہر ایک علیحدہ علیحدہ قصر مین رہا تو حانث نہوگا اور ساتھ رہنا جب متحقق ہوگا کہ دونون ایک ہی بیت مین رہین یا دونون ایک ہی دار کے علیحدہ علیحدہ بیت مین رہین اور اگر اہل وعیال ہون تو اہل وعیال ومال واسباب اسمین رکھین اور جب ایک دار مین علیحدہ علیحدہ قصر ہین تو ہر قصر علیحدہ مسکن ہی لہذا حانث نہوگا اور اگر اُسنے اپنی قسم مین یہ نیت کی ہو کہ اسطرح علیحدہ علیحدہ قصر مین بھی نہ رہونگا تو حانث ہوجائیگا اور امام ابویوسف رح سے مروی ہی کہ یہ حکم اسوقت ہی کہ احاطہ بہت بڑا ہو جیسے کوفہ مین دار ولید ہی یا بخارا مین دار نوح ہی کہ یہ بمنزلہ ایک محلہ کے ہی اور اگر دار ایسا نہو تو بدون نیت مذکور کے بھی حانث ہوجائیگا خواہ اس دار مین بیوت ہون یا قصر ہون۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے ساتھ سکونت نہ کرونگا پھر ایک ہی بیت یا ایک ہی قصر مین اُسکے ساتھ بدون اہل ومتاع کے ساکن رہا تو ہمارے نزدیک حانث نہوگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے ساتھ ایک دار مین نہ رہونگا اور دار معین کا نام لیا پھر دونون نے اُسکو بانٹ لیا اور بیچ مین دیوار کھڑی کردی اور ہر ایک نے اپنا دروازہ علیحدہ پھوڑ لیا پھر قسم کھانے والا ایک حصہ مین رہا اور دوسرا دوسرے حصہ مین رہا تو قسم کھانے والا حانث ہوجائیگا اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے ساتھ ساکن نہونگا اور کسی دار معین کا نام نہین لیا اور نہ نیت کی پھر اسی طرح ایک دار کے دو حصہ کرکے انکے درمیان دیوار کردی گئی پھر قسم کھانے والا ایک ٹکڑے مین اور دوسرا دوسرے ٹکڑے مین رہا تو حانث نہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ ایک شخص نے

قسم کھائی کہ فلان کے ساتھ ساکن نہونگا اور کوئی دار معین نہین بیان کیا تو امام ابو یوسف رحنے فرمایا کہ اگر اُسکے ساتھ بازار کی دوکان مین رہا جسمین دونون کوئی صنعت کا کام کرتے ہین یا تجارت کرتے ہین تو حانث نہوگا اور یہ قسم انھین مکانون پر واقع ہوگی کہ جنکو اُنھون نے گھر بنایا ہی کہ اسمین اہل و عیال کے ساتھ رہتے ہین لیکن اگر اُسنے اسطرح دوکان مین رہنے کی نیت بھی کی ہو یا باہم قبل اس قسم کے دونون مین ایسی گفتگو ہو جو اسپر دلالت کرے تو اسصورت مین حانث ہوگا کہ قسم اُسکے کلام سابق و معنے پر ہوگی اور اگر اُسنے دوکان کو اپنا گھر بنا لیا چنانچہ کہا جاتا ہی کہ فلان شخص بازار مین رہتا ہی پس اگر قسم ہکور کے ساتھ کوئی امر اسپر دلالت کرتا ہو کہ اسنے قسم سے یہ مراد لی ہی کہ بازار مین فلان کے ساتھ رہنا ترک کریگا تو قسم اسی پر محمول ہوگی اور اگر ایسا قرینہ نہو مگر اُسنے کہا کہ مین نے بازار کی مساکنت کی نیت کی تھی تو اُسکا قول قبول ہوگا کہ اسنے اپنے نفس پر سختی کی ہی یہ بدائع مین ہی اور اگر قسم کھائی کہ فلان دار مین اُسکے ساتھ ساکن نہونگا پھر وہ منہدم کیا گیا اور وہان دوسرا دار بنایا گیا پھر اسمین ساکن ہوا تو حانث ہوگا اور یہ بخلاف اسکے ہی کہ بیت معین مین اُسکے ساتھ نرہنے کی قسم کھائی پھر وہ منہدم کرکے میدان چھوڑ دیا گیا پھر اسی مقام پر دوسرا بیت بنایا گیا پھر اسمین اُسکے ساتھ رہا تو حانث نہوگا اور اگر قسم کھائی کہ اس دار مین یعنی معین مین اُسکے ساتھ نہ رہونگا پھر وہ بستان کر دیا گیا تو اُسمین ساتھ رہنے سے حانث نہوگا اور اگر قسم کھائی کہ دار زید مین یا کسی دار زید مین نہ رہونگا اور کوئی دار معین بیان نہین کیا اور نہ نیت کی پھر زید کے ایسے دار مین رہا جسکو اُسنے بعد قسم کے فروخت کر دیا ہی تو اُسمین رہنے سے حانث نہوگا اور اگر زید کے ایسے دار مین رہا جو وقت قسم سے وقت سکونت تک اُسکی ملک ہی تو بالاتفاق حانث ہوجائیگا اور اگر ایسے دار مین رہا جسکو زید نے بعد اسکی قسم کے خرید کیا ہی تو امام اعظم رح و امام محمد رحکے نزدیک حانث ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ زید کے کسی دار مین ساکن نہونگا پھر ایسے دار مین رہا جو زید کے اور دوسرے کے درمیان مشترک ہی تو حانث نہوگا خواہ دوسرے کا اسمین حصہ کم ہو یا زیادہ ہو یہ مبسوط مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ زید کے اس دار مین ساکن نہونگا پھر زید نے اسکو فروخت کر دیا پھر حالف اسمین رہا تو اسمین دو صورتین ہین اگر اُسنے اس دار مین بالخصوص رہنے کی نیت کی ہو تو حانث ہوگا اور اگر یہ نیت کی ہو کہ زید کی ملکیت مین جب تک ہی نرہونگا تو حانث نہ ہوگا اور اگر اسکی کچھ نیت نہو تو امام ابو حنیفہ و امام ابو یوسف رحنے فرمایا کہ حانث نہوگا یہ ذخیرہ مین ہی اور اگر کسی نے قسم کھائی کہ ایسے دار مین نرہونگا جسکو فلان خریدے پھر فلان نے کسی دوسرے کے واسطے ایک دار خریدا جسمین یہ حالف ساکن ہوا تو حانث ہوگا اور اگر اُسنے دعوی کیا کہ میری یہ نیت تھی کہ فلان اپنے واسطے خریدے پس اگر قسم اللہ تعکی ہو تو اُسکی تصدیق کیجائیگی اور اگر قسم بطلاق یا عتاق ہو تو قضاءً اُسکی تصدیق نہوگی یہ محیط مین ہی - اور اگر کسی نے قسم کھائی کہ بیت مین نرہونگا اور اسکی کچھ نیت نہین ہی پھر وہ بالون کی بیت یا فسطاط یا خیمہ مین رہا تو حانث نہوگا بشرطیکہ آبادی کے رہنے والون مین سے ہو اور اگر بدوی ہی تو حانث ہوگا یہ مبسوط مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ لا ابیت مع فلان یا لا ابیت فی مکان کذا یعنی فلان کے ساتھ رات نہ گذارونگا تو رات بھر اُسکے ساتھ رہنے پر قسم ہوگی پس اگر آدھی رات سے زیادہ اُسکے ساتھ یکجا رہا تو حانث ہوگا اور اگر اس سے کم رہا تو حانث نہوگا خواہ وہ سویا ہو یا نہ سویا ہو یہ بدائع مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ اس منزل مین رات

نہ گزارونگا پھر خود اسمین سے نکل کر باہر سویا اور اپنے اہل و عیال و اسباب کو وہین چھوڑا تو حانث نہوگا اور ایسی قسم اُسکی ذات پر ہوگی اہل و اسباب پر نہوگی۔ اور اگر قسم کھائی کہ یہ رات اِس بیت کی چھت پر نہ گزارونگا اور اس چھت پر ایک غرفہ ہی کہ اُسکے زمین اور چھت ایک ہی تو وہان رات گزارنے سے حانث ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ کسی چھت پر رات نہ گزارونگا پھر اس غرفہ کی زمین پر سویا تو حانث نہوگا۔ اور اگر کہا کہ واللہ مین منزل فلان مین رات نہ گزارونگا کل کے روز تو یہ باطل ہی الا آنکہ اُسنے دوسری آنیوالی رات مراد لی ہو۔ اور اگر کہا کہ واللہ مین کل کے روز فلان کی منزل مین نہ ہونگا تو وہ کل کی کسی ساعت ہونے پر ہوگی یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ لا یاوی مع فلان او لا یاوی فی مکان او دار او بیت یعنی اقامت نہ کرونگا فلان کے ساتھ یا فلان مکان یا دار یا بیت مین تو اقامت یہ ہی کہ ٹھہر رہے کسی مقام مین فلان کے ساتھ خواہ تھوڑی دیر یا بہت دیر خواہ رات مین یا دن مین اور یہ امام ابو یوسف کا دوسرا قول ہی اور یہی امام محمد رح کا قول ہی لیکن اگر اُسنے اس سے زیادہ ایک دو روز کی نیت کی ہو تو اسکی نیت پر ہوگی۔ اور ابن رستم نے امام محمد رح سے روایت کی کہ اگر کسی نے کہا کہ لا یاوانی و ایاک بیت ابدا یعنے کوئی بیت کبھی مجھے اور تجھے ساتھ جگہ نہ دیگا تو امام ابو یوسف کے دوسرے قول اور میرے قول مین قسم طرفۃ العین پر واقع ہوگی الا آنکہ اُسنے اس سے زیادہ ایک دو روز کی نیت کی ہو تو اُسکی نیت پر ہوگی۔ اور ابن سماعہ نے امام ابو یوسف رح سے روایت کی ہی کہ اگر زید نے کہا کہ عمرو کو جگہ نہ دونگا حالانکہ عمرو مذکور زید کے عیال مین اسکے مکان مین موجود ہی تو زید حانث ہوگا الا آنکہ زید کی نیت عمرو کو ڈرانے کی ہو کہ جن حرکتون مین گرفتار ہی انکو چھوڑ دے تو ایسا نہین ہی۔ اور اگر عمرو اسکے عیال مین نہو اور اُسکے مکان مین نہو تو یہ زید کی نیت پر ہی اگر یہ نیت کی ہو کہ عمرو کو اپنے عیال یعنی پرورش مین نہ رکھیگا تو قسم اُسکی نیت پر ہوگی۔ اور اگر نیت کی کہ اُسکو اپنے گھر مین داخل نکریگا پھر اگر عمرو بدون اسکی اجازت کے داخل ہوا اور زید اسکو دیکھکر چپ ہو رہا تو حانث نہوگا یہ بدائع مین ہی۔ ایک مرد سفر کو نکلا اور اُسکے ساتھ دوسرا ہی اور اسکا ارادہ ایسے مقام پر جانے کا ہی کہ اسکو بیان کر دیا ہی پس قسم کھائی کہ اس شخص سے سواے اس سفر کے ساتھ نرکھونگا پھر جب تھوڑی راہ قطع کی تو دونون کی راے مین دوسرے مقام کو جانا مصلحت معلوم ہوا پس دونون دوسرے مقام کی طرف لوٹ پڑے جو سواے اس مقام کے ہی جسکا پہلے نام لیا تھا تو امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ یہ اسی پہلے سفر مین ہی پس حانث نہوگا۔ ایک شخص نے قسم کھائی کہ مین آج پیدل نہ چلونگا الا ایک میل پھر اپنے گھر سے نکل کر ایک میل تک پیدل جاکر اپنے مکان کو پیدل واپس آیا تو امام محمد رح نے فرمایا کہ اپنی قسم مین حانث ہوگا اسواسطے کہ وہ دو میل پیدل چلا ہی۔ زید نے کہا کہ واللہ عمرو کی مصاحبت نہ کرونگا پس اگر زید ایک قطار مین چلتا ہو اور عمرو دوسری قطار مین تو امام محمد رح نے فرمایا کہ اسکا مصاحب نہوگا اور اگر دونون ایک ہی قطار مین ہون تو وہ مصاحب ہوگا اگرچہ ایک اس قطار کے اول مین ہو اور دوسرا آخر مین ہو۔ اور اسی طرح اگر دونون ایک کشتی مین ہون اسطرح کہ ایک ایک درجہ مین اور دوسرا دوسرے درجہ مین ہو اور ہر ایک کا کھانا الگ الگ ہو تو بھی یہی حکم ہی اسواسطے کہ اُنکا آنا جانا ایک ہی راستہ سے ہوگا اور اگر کہا کہ واللہ مین فلان کی مرافقت نکرونگا تو امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ اگر دونون کا طعام ایک ہی ہو ایک مکان مین حالانکہ وہ دونون ایک جماعت کے ساتھ سفر مین چلتے ہین تو ان دونون مین مرافقت ثابت ہوگی یعنے حانث ہوگا

قال المترجم اسمین تفصیل نیت کی ہونا ضرور ہی واللہ اعلم ۱۲

اور اگر دونون ایک کشتی مین ہون اور دونون کا طعام یکجا نہو کہ ایک دسترخوان پر نہ کھاتے ہون تو مرافقت ثابت نہوگی - اور امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر قسم کھائی کہ فلان کے ساتھ مرافقت نہ کرونگا پھر دونون سفر مین نکلے پس اگر دونون ایک محمل مین ہون یا دونون کا کرایہ ایک ہو یا قطار ایک ہو تو مرافقت ثابت ہوگی اور اگر کرایہ مختلف ہو تو مرافق نہوگا اگرچہ دونون کی سیر واحدہ ہو یہ فتاوے قاضیخان مین ہی

چوتھا باب - نکلنے اور آنے و سوار ہونے وغیرہ کی قسم کھانے کے بیان مین - اگر کسی نے قسم کھائی کہ مسجد یا دار یا بیت وغیرہ سے نہ نکلونگا پھر کسی کو حکم کیا کہ اسکو لادکر باہر لے گیا تو حانث ہوجائیگا جیسے جانور پر سوار ہوا جو اسکو لیکر باہر نکل گیا تو حانث ہوگا یہ فتح القدیر مین ہی - ایک نے قسم کھائی کہ باہر نہ نکلونگا پھر کوئی زبردستی اسکو لادکر باہر لے گیا تو حانث نہوگا اور ایسا ہی داخل ہونے کی قسم مین بھی یہی حکم ہی یہ تمرتاشی مین ہی - اور جب زبردستی کوئی لادکر نکال لے گیا پس آیا قسم منحل ہوجائیگی کہ اگر اسکے بعد خود نکلے تو حانث نہو تو اسمین اختلاف ہی اور صحیح یہ ہی کہ قسم منحل نہوگی چنانچہ اگر اسکے بعد خود نکلا تو حانث ہوگا - اور اگر کسی نے بغیر حالف کے حکم کے اسکو لادکر نکالا حالانکہ حالف اُسکے منع کرنے پر قادر ہی مگر اُسنے منع نہ کیا بلکہ اپنے دل سے اسپر راضی ہی تو اسمین اختلاف ہی اور صحیح یہ ہی کہ حانث نہوگا یہ شرح جامع صغیر قاضی خان مین ہی - اور اگر کسی پر اکراہ و جبر کیا گیا کہ اپنے پیرون باہر نکلے یا اندر داخل ہو پس اُسنے ایسا کیا تو حانث ہوگا یہ تمرتاشی مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ باہر نہ نکلونگا تو جبتک کوچہ مین نہ نکلے حانث نہوگا یہ خلاصہ مین ہی - ایک نے قسم کھائی کہ اپنے دار سے نہ نکلونگا پھر اپنے دروازہ دار سے نکلا پھر واپس ہوگیا تو حانث ہوجائیگا اور اگر دار کی کسی منزل مین بیٹھکر قسم کھائی پھر اس منزل سے نکلکر دار سے باہر نکلنے سے پہلے واپس ہوگیا تو حانث نہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ اپنے دار سے باہر نہ نکلونگا الا جنازہ کی طرف پھر جنازہ کے ارادے سے نکلا اور وہان کوئی اور ضرورت بھی پوری کرتا آیا تو حانث نہوگا یہ کافی مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ رے سے کوفہ کی جانب نہ نکلونگا پھر رے سے مکہ کا قصد کرکے نکلا اور اُسکا راستہ کوفہ ہوکر ہی تو امام محمد رح نے فرمایا کہ رے سے نکلنے کے وقت اگر اُسنے نیت کی کہ کوفہ ہوکر جاویگا تو حانث ہوگا اور اگر نیت کی کہ کوفہ مین نہ گذرونگا پھر نکلنے کے بعد اسکی راے مین آیا اور چلکر ایسی جگہ آیا کہ وہ نماز قصر کرتا ہی پھر کوفہ مین سے گزرا تو حانث نہوگا - اور اگر وقت قسم کے اسکی نیت یہ ہو کہ خاص کوفہ کے قصد سے کوفہ کو نجاؤنگا پھر اُسنے حج کا قصد کیا اور رے سے نکلکر نیت کی کہ کوفہ ہوکر جاؤن تو فیما بینہ و بین اللہ تعالی حانث نہوگا - اور اگر قسم کھائی کہ دار سے نہ نکلونگا الا بجانب مسجد پھر مسجد کے ارادہ سے نکلا پھر وہان سے غیر مسجد کی طرف بھی اسکی راے ہوئی اور گیا تو حانث نہوگا یہ محیط مین ہی - امام قدوری نے فرمایا کہ دار سے گھر سے نکلنے کے یہ معنے ہین کہ خود مع اپنے متاع و عیال کے نکلے اور شہر و گانون سے نکلنے مین یہ اعتبار ہی کہ خود اپنے تن سے خاصۃً نکل جاوے اور منتقے مین زیادہ کیا کہ اگر اپنے بدن سے نکلگیا تو قسم مین سچا ہوگیا خواہ سفر کا قصد کیا ہو یا نہ کیا ہو یہ ذخیرہ مین ہی - اور اگر کہا کہ واللہ مین نہ نکلونگا حالانکہ وہ دار کے کسی بیت مین بیٹھا ہی پھر وہان سے نکلکر صحن دار مین آیا تو حانث نہوگا الا آنکہ وہان نہ نکلنا بھی اسکی نیت ہوا ور اگر اُسنے یہ نیت کی ہو کہ نکلکر مکہ کو نجاؤنگا یا شہر سے نہ نکلونگا تو قضاءً و دیانۃً کسیطرح اسکی تصدیق نہوگی - یہ بحر الرائق مین ہی - اور اگر

قسم کھائی کہ اپنی بیت سے نہ نکلونگا یعنی جس بیت مین موجود ہی پھر صحن دار مین نکلا تو حانث ہوجائیگا اور ہمارے متاخرین مشائخ نے فرمایا کہ یہ اُنکے عرف کے موافق اور ہمارے عرف مین صحن دار بھی بیت ہی پس جبتک کوچہ مین نہ نکلے حانث نہوگا اور اسی پر فتوے ہی - اور اگر قسم کھائی کہ اس دار سے نہ نکلونگا پھر اپنا ایک پانون اس دار سے نکالا تو اپنی قسم مین حانث نہوگا ایسا ہی امام محمد رحمہ نے ذکر فرمایا ہی - اور ہمارے بعضے مشائخ نے فرمایا کہ اگر دار مذکور کا باہر نیچا ہو تو اپنی قسم مین حانث ہوگا اور بعضون نے کہا کہ اسکا سہارا نکلے ہوئے پانون پر ہو تو حانث ہوگا اگرچہ دار کا باہر نیچا نہو والیکن ہمارے اصحاب سے ظاہر الروایۃ کے موافق کسی حال مین حانث نہوگا اور اسی کو شمس الائمہ سرخسی و حلوائی نے اختیار کیا ہی - اور یہ اسوقت ہی کہ کھڑے کھڑے قدمون کے بل نکلا ہو اور اگر بیٹھکر اُسنے اپنے دونون قدم باہر نکالے اور اسکا بدن اندر رہی تو اپنی قسم مین حانث نہوگا پھر اگر کھڑا ہوگیا تو حانث ہوجائیگا - اور اگر چیت یا پیٹ یا کروٹ لیٹا ہو پھر نکلا یہان تک کہ اسکا بعض بدن باہر ہوگیا پس اگر زیادہ بدن باہر ہوگیا تو حانث ہوجائیگا اگرچہ اسکی ساقین اندر رہی ہون - اور اگر قسم کھائی کہ اس دار سے خارج نہونگا اور اس دار مین ایک بڑا درخت ہی جسکی شاخین دار سے باہر ہین پھر اُس درخت پر چڑھکر ان شاخون پر آیا یہان تک کہ دار سے باہر بیچ راستہ پر ہوگیا کہ اگر گرے تو راستہ مین گرے تو حانث نہوگا خواہ قسم کھانے والا بلاد عرب کا ہو یا بلاد عجم کا ہو یہ محیط مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ میری جورو اس دار سے نہ نکلیگی پھر وہ عورت دار کے دروازہ سے یا دیوار کے اوپر سے یا کوئی سوراخ کرکے نکلی بہر حال حانث ہوگیا اور اگر قسم کھائی کہ اس دار کے دروازہ سے باہر نہونگا تو کسی دروازہ سے نکلے خواہ دروازہ قدیم سے یا نیا دروازہ بناکر بہر حال حانث ہوگا اور اگر دیوار کے اوپر سے یا سوراخ کرکے نکلے تو حانث نہوگا ایسا ہی بعضے مشائخ نے شرح ایمان الاصل مین ذکر کیا ہی اور حیل مین ذکر فرمایا کہ اگر قسم کھائی کہ اس دار کے دروازہ سے نہ نکلونگا پھر چھت پر چڑھکر کسی پڑوسی کے یہان اُترکر نکلا یا اس دار کا کوئی دوسرا دروازہ نکال کر اس سے نکلا تو حانث نہوگا اور شیخ ابو نصر دبوسی نے فرمایا کہ صحیح یہ ہی کہ حانث ہوجائیگا اسواسطے کہ سب اسی دار کے دروازہ ہین - اور اگر قسم کھائی کہ اس دار سے اس دروازہ سے نہ نکلونگا پھر دوسرے دروازہ سے سوائے دروازہ معین مذکور کے نکلا تو ایمان الاصل مین مذکور ہی کہ حانث نہوگا قال المترجم ظاہرا مسئلہ مین تصحیف ہوئی ہی اور صحیح یون ہی کہ قسم کھائی کہ اس دار کے اس دروازہ سے نہ نکلونگا فافہم - فتاوائے اہل سمرقند مین لکھا ہی کہ ایک نے قسم کھائی کہ اس دار کے دروازہ سے نہ نکلونگا اور اسکی نیت لکڑی کا در رہی پھر یہ دروازہ گر گیا پھر اس مقام سے وہ شخص نکلا تو حانث نہوگا اور اگر لکڑی کا دروازہ مراد نہ تھا تو حانث ہوگا یہ ذخیرہ مین ہی - اور اگر اپنی جورو کے حق مین قسم کھائی کہ نہ خارج ہوگی منزل سے الا برائے زیارت پھر ایکبار وہ عورت اسی واسطے نکلی پھر دوسری بار اور کام کے واسطے نکلی تو حانث ہوگیا اور اگر یہ نیت کی ہو کہ اس مرتبہ نہ نکلیگی الا برائے زیارت پھر وہ زیارت کے واسطے نکلی پھر دوسری بار اور کام کے واسطے نکلی تو حانث نہوگا - اور اگر عورت پر قسم کھائی کہ فلان کے ساتھ منزل سے نہ نکلیگی پس وہ عورت کسی دوسرے کے ساتھ نکلی یا تنہا نکلی پھر فلان مذکور جاکر اسکے ساتھ ہوگیا تو حانث نہوگا - اور اگر عورت پر قسم کھائی کہ وہ اس دار سے خارج نہوگی پھر وہ اس دار کے بالاخانہ مین یا کوٹھے پر کے پاخانہ مین جسکا راستہ طریق اعظم

کی طرف ہی گئی تو یہ دار سے نکلنا نہوا یہ مبسوط میں ہی - اور اگر قسم کھائی کہ مکہ کی جانب خارج نہوگا یا مکہ کی طرف
نہ جاؤنگا پھر مکہ جانے کے ارادہ سے نکلا پھر واپس ہو آیا تو حانث ہو جائیگا اور حانث ہونے کے واسطے شرط یہی
کہ اپنے شہر کی آبادی سے مکہ کو جانے کی نیت سے خارج ہو جاوے اور اگر آبادی سے تجاوز کرنے سے پہلے
لوٹ آیا تو حانث نہوگا اگرچہ وہ اسی نیت پر ہو یہ کافی میں ہی - اور اگر قسم کھائی کہ مکہ کی جانب پیدل نہ نکلونگا پھر
اپنے شہر کی آبادی سے پیدل نکل گیا پھر سوار ہو لیا تو حانث ہوگا اور اگر سوار ہو کر آبادی سے نکلا پھر پیدل
ہو لیا تو حانث نہوگا یہ خلاصہ میں ہی اور اگر کسی نے قسم کھائی کہ مکہ میں داخل ہونگا پھر داخل نہوا یہانتک کہ مر گیا
تو آخر جزو اجزاے حیات میں حانث ہوگا - اور اگر قسم کھائی کہ اُسکے پاس کل کے روز آؤنگا اگر استطاعت ہوئی[له]
پھر اسکو مرض یا سلطان وغیرہ کوئی مانع و عارض پیش نہ آیا مگر وہ نہ آیا تو حانث ہوگا یہ کافی میں ہی - اور اگر قسم
کھائی کہ بغداد میں پیدل نہ آؤنگا پھر سوار ہو کر بغداد تک آیا پھر پیدل ہو کر بغداد میں داخل ہوا تو حانث ہوگا یہ
خلاصہ میں ہی - اور منتقے میں لکھا ہی کہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ میری جورو فلان کی شادی نکاح میں نہ آویگی پھر
اُسکی عورت قبل شادی نکاح کے گئی اور وہین رہی یہانتک کہ شادی نکاح ہو گئی تو حانث نہوگا - اور اگر کسی
نے قسم کھائی کہ فلان کے پاس نہ آؤنگا تو یہ قسم اسپر ہی کہ اُسکے مکان یا دوکان پر نہ آوے خواہ اُس سے ملاقات
ہوئی یا نہوا اور اگر اسکی مسجد میں آیا تو حانث نہوگا - اور منتقے میں لکھا ہی کہ ایک نے دوسرے کا ساتھ لازم پکڑا اپنے
اپنے حق کی طلب کے واسطے ہر وقت اُسکے ساتھ رہنے لگا پس جسکا ساتھ پکڑا ہی اُسنے قسم کھائی کہ کل اُسکے پاس
آؤنگا پھر جہان اُسکا ساتھ پکڑا تھا وہان آیا تو قسم میں سچا نہوگا یہانتک کہ اُسکے مکان پر آوے اور اگر اسکے
مکان پر اسکا ساتھ پکڑا ہی اور قسم کھائی کہ کل اُسکے پاس ضرور آؤنگا پھر طالب [یعنے طالب حق] اس مکان سے دوسری جگہ اُٹھ گیا
پھر قسم کھانے والا اسی مکان پر آیا جہان اسکا ساتھ پکڑا تھا اور اسکو نہ پایا تو قسم میں سچا نہوگا یہانتک کہ جس مکان
میں اُٹھ گیا ہی وہان جاوے - اور اگر قسم کھائی کہ اگر میں تیرے پاس فلان مقام پر کل کے روز نہ آؤن تو میرا
غلام آزاد ہی پھر وہین آیا مگر اسکو نہ پایا تو قسم میں سچا رہا بخلاف اسکے اگر یون کہا کہ اگر میں تجھ سے فلان مقام پر
کل نہ ملون تو میرا غلام آزاد ہی پھر حالف اُس مقام پر آیا اور اسکو نہ پایا تو حانث ہو جائیگا - اور نیز منتقے میں مذکور
ہی کہ اگر قسم کھائی کہ فلان کی عیادت کرونگا یا فلان کی زیارت کرونگا پس اُسکے دروازہ پر گیا مگر اُسکو اندر آنے
کی اجازت نہ دیگئی پس بدون اُسکی ملاقات کے واپس گیا تو حانث نہوگا اور اگر اُسکے دروازہ پر آیا مگر اجازت
نہ مانگی تو فرمایا کہ حانث ہو جائیگا جبتک کہ وہ طریقہ بجا نہ لاوے جو عیادت کرنے والا یا زیارت کرنے والا کرتا ہی یہ محیط
میں ہی اور اگر قسم کھائی کہ فلان کی زیارت اسکی زندگی اور مرے پر کرونگا پھر اُسکے جنازہ کی مشایعت کی تو حانث ہو جائیگا
اور اگر اُسکی قبر پر آیا تو حانث نہوگا الا انکہ اُسنے یہ بھی نیت کی ہو تو حانث ہوگا - اور اگر قسم کھائی کہ رات تک یہان سے
نہ جاؤنگا یہانتک کہ اس سے ملاقات کرون پھر وہ روپوش ہو گیا یہانتک کہ رات ہو گئی پھر حالف نے اُسکے
دروازہ پر رات گزاری تو حانث نہوگا - اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ اگر میں اسکو فلان کی طرف نہ اُٹھا لیجاؤن
تو میرا غلام آزاد ہی پھر اُٹھا لے گیا مگر اسکو نہ پایا تو حانث نہوگا یہ غیاثیہ میں ہی - اور اگر قسم کھائی کہ کسی دابہ
پر سوار نہونگا پھر گھوڑے یا گدھے یا خچر پر سوار ہوا تو حانث ہو جائیگا اور اگر اونٹ پر سوار ہوا تو حانث نہوگا

[له] قال المترجم اسپر اسکی مراد استطاعت حقیقیہ ہے جو فعل کے ساتھ ہو فعل سے پہلے بیماری وغیرہ نہیں کما مر فی الطلاق ۱۲ م

اور یہ استحسان ہی اور اگر اُسنے اِسکی بھی نیت کی ہو یعنے اونٹ پر بھی سوار نہونگا تو یہ قسم اُسکی نیت پر ہوگی یعنی حانث ہوگا اور اگر اُسنے کسی نوع خاص کی نیت کی ہو مثلاً گھوڑا یا گدھا وغیرہ تو دیانۃً اُسکی تصدیق ہوگی اور قضائ تصدیق نہوگی اسواسطے کہ اُسنے عام لفظ سے خاص کی نیت کی ہی - اور اگر قسم کھائی کہ سوار نہونگا تو اسکی قسم ان جانورون پر ہوگی جن پر لوگ سوار ہوتے ہین جیسے گھوڑا و خچر وغیرہ اور اگر بعد قسم کے وہ کسی آدمی کی پیٹھ پر سوار ہوا تو حانث نہوگا اور فتاوے ابو اللیث مین لکھا ہی کہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ سوار نہونگا اور گھوڑے یا گدھے کی نیت کی کہ اسپر سوار نہونگا تو دیانت کی راہ سے فیما بینہ وبین اللہ تعالی بھی اُسکی تصدیق نہوگی یہ محیط مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ فرس پر سوار نہونگا پھر برذون پر سوار ہوا تو حانث نہوگا اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ برذون پر سوار نہونگا پھر فرس پر سوار ہوا تو حانث نہوگا اسواسطے کہ فرس عربی گھوڑے کو کہتے ہین اور برذون عجمی گھوڑے کا نام ہی قال المترجم[1] مشائخ نے فرمایا کہ یہ حکم اسوقت ہی کہ عربی زبان مین اُسنے قسم کھائی ہو اور اگر فارسی مین قسم کھائی کہ براسپ نہ نشیند یا اردو مین قسم کھائی کہ گھوڑے پر سوار نہونگا تو کسی گھوڑے پر سوار ہو بہرحال حانث ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی اور اگر عربی زبان مین قسم کھائی کہ خیل پر سوار نہونگا تو فرس یا برذون کسی پر سوار ہو حانث ہوگا یہ بدائع مین ہی اور اگر قسم کھائی کہ دابہ پر سوار نہونگا پھر زبردستی کسی دابہ پر لاد دیا گیا تو حانث نہوگا یہ غایۃ البیان مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ دابہ پر سوار نہونگا پھر گھوڑے وخچر وغیرہ پر زین پوش ڈال کر سوار ہوا یا اونٹ و گدھے پر اکاف ڈال کر سوار ہوا یا ننگی پیٹھ پر سوار ہوا بہرحال حانث ہوجائیگا یہ محیط مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ مرکب پر سوار نہونگا پھر کشتی مین سوار ہوا تو فتاوے مین بروایت ہشام مذکور ہی کہ حانث ہوگا اور حسن رح نے مجرد مین فرمایا کہ نہین حانث ہوگا اور اسی پر فتوی ہی یہ عتابیہ مین ہی - اور لفظ ستور کا اونٹ کو شامل نہین ہی الا ایسے مقام پر جہان اونٹ پر بھی سوار ہوتے ہین یہ وجیز کردری مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ اس زین پر سوار نہونگا پھر اسمین کچھ کمی یا زیادتی کر کے اسپر سوار ہوا تو حانث ہوجائیگا اور اگر چار زین کو بدل دیا ہو تو حانث نہوگا کہ زین مین معتبر وہی چار ہی یہ خلاصہ مین ہی اور اگر قسم کھائی کہ آج ضرور اس دابہ پر سوار ہونگا پھر اسکو مضبوط باندھا اور جکڑا اگر اُسکے سوار ہونے پر قادر نہوا تو آج کا دن گذر جانے پر حانث ہوجائیگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہی - ایک نے قسم کھائی کہ اس دابہ پر سوار نہونگا حالانکہ اسپر سوار ہی پس برابر اسپر سوار رہا تو حانث ہوگا - اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے اس دابہ پر سوار نہونگا پس فلان نے اپنا یہ دابہ فروخت کر دیا پھر حالف اسپر سوار ہوا تو حانث نہوگا - اور اگر قسم کھائی کہ دابۂ فلان پر سوار نہونگا پھر ایسے دابہ پر سوار ہوا جو فلان وغیرہ کے درمیان مشترک ہی تو حانث نہوگا اور اگر قسم کھائی کہ دواب فلان پر سوار نہونگا پھر اسکے دواب مین سے تین جانورون پر سوار ہوا تو حانث ہوگا یہ سراجیہ مین ہی - اگر قسم کھائی کہ دابہ فلان پر سوار نہونگا پھر اسکے غلام ماذون کے دابہ پر سوار ہوا خواہ وہ غلام مقروض ہی یا غیر مقروض ہی تو حانث نہوگا یہ امام اعظم رح کا قول ہی مگر فرق دونون صورتون مین اتنا ہی کہ اگر غلام مذکور پر اسقدر قرضہ ہو کہ اُسکے تمام رقبہ کو محیط ہو تو اُسکے جانور پر سوار ہونے سے حانث نہوگا اگرچہ اسکی نیت ہو کہ فلان کے غلام کے جانور پر بھی سوار نہونگا اور اگر غلام مذکور پر اسقدر قرضہ نہو کہ اسکی گردن کو بھی مستغرق ہو یا بالکل قرضہ نہو تو جبتک نیت نہ کی ہو حانث نہوگا یعنی نیت کرنے کی
یعنے باوجود استغراق دل کے

[1] قال المترجم ینبغی ان یکون فی ذلک العرف التفصیل علی نحو ما فی الدار فافہم ١٢ منہ

صورت مین حانث ہوگا یہ ہدایہ مین ہی- اور اگر قسم کھائی کہ تا بعد اد کشتی پر سوار نہوںگا پھر چند فرسخ یعنی چند کوس
کشتی پر سوار ہوکر روانہ ہوا پھر اُتر پڑا تو حانث نہوگا یہ حاوی مین ہی- مجموع النوازل مین ہی کہ ایک نے
کہا کہ ہر بار کہ مین کسی دابہ پر سوار ہون تو اللہ کے واسطے مجھپر واجب ہی کہ اسکو صدقہ کردون پھر ایک دابہ پر سوار
ہوا تو اسپر لازم آیا کہ اسکو صدقہ کردے پھر اگر صدقہ کرکے اُسکو خرید لیا پھر اسپر سوار ہوا تو پھر اُسکا صدقہ کردینا
لازم آیا اسی طرح تیسری چوتھی بار جتنی بار ایسا کرے اسپر یہی لازم آویگا یہ خلاصہ مین ہی- اور اگر کہا کہ اگر مین
فلان قریہ مین گیا تو میرا غلام آزاد ہی پھر اس گانون کی زمین مین گیا تو حانث نہوگا یہ عتابیہ مین ہی- ایک
نے دوسرے سے کہا کہ بیٹھ کہ چاشت کا کھانا میرے یہان کھالے پس اُسنے کہا کہ اگر مین نے چاشت کا کھانا
کھایا تو میرا غلام آزاد ہی پھر وہان سے اپنے گھر آکر چاشت کا کھانا کھایا تو حانث نہوگا بخلاف اسکے اگر کہا کہ اگر
مین نے آج چاشت کا کھانا کھایا تو میرا غلام آزاد ہی تو ایسی صورت مذکورہ مین حانث ہوگا یہ ہدایہ مین ہی- اور
اگر قسم کھائی کہ زمین پر نہ چلونگا پھر زمین پر جوتا یا موزہ پہنکر چلا تو حانث ہوگا اور اگر بچھونے پر چلا تو حانث
نہوگا اور اگر اجار پر جوتا پہنکر یا ننگے پانون چلا تو حانث ہوگا یہ خلاصہ مین ہی

پانچوان باب- کھانے پینے وغیرہ پر قسم کھانے کے بیان مین- کھانے کے یہ معنی ہین کہ جو چیز چبانے کا
احتمال رکھتی ہی اپنے مُنہ سے اپنے پیٹ مین پہونچانا خواہ اسکو شکستہ کرلیا ہو یا نہ کیا ہو خواہ چبایا ہو یا نہ چبایا
ہو- جیسے روٹی و گوشت و فواکہ وغیرہ- اور پینے سے یہ مراد ہی کہ جو چیز چبانے کی محتمل نہین ہی سائل چیزون
سے اسکو اپنے پیٹ مین پہونچانا جیسے پانی و نبیذ و دودھ و دہی و شہد و ستو تھے ہوئے وغیر ذلک پس
اگر یہ بات پائی جاوے تو پینا محقق ہوگا اور وہ حانث ہوگا ورنہ نہین الا آنکہ اسکو بھی عرف و عادت مین پینا بولتے
ہون تو یون بھی حانث ہوجائیگا یہ بدائع مین ہی- اور ذوق کسی شی کا اپنے مُنہ سے پہچاننا بدون اس عین شی کے
اپنی حلق مین داخل کرنے کے یہ کافی مین ہی- اگر قسم کھائی کہ یہ اخروٹ یا یہ انڈا نہ کھاؤنگا پھر اسکو نگل گیا تو
حانث ہوگا یہ سراج وہاج مین ہی- اور اگر کسی ایسی چیز کے نہ کھانے کی قسم کھائی جسمین چبانا نہین ہوسکتا ہی
پھر اسکو دوسری چیز کے ساتھ کھایا پس اگر دوسری چیز ایسی ہی کہ اسطرح کھائی جاتی ہی تو قسم مین حانث ہوجائیگا
مثلاً قسم کھائی کہ یہ دودھ نہ کھاؤنگا یا یہ شہد نہ کھاؤنگا پھر اسکو روٹی یا چھوارے کے ساتھ کھایا تو حانث
ہوگیا اور اگر دودھ کو یون ہی اور شہد مین پانی ڈال کر پی گیا تو حانث نہوگا یہ محیط مین ہی- ایک شخص نے قسم
کھائی کہ یہ دودھ نہ کھاؤنگا پس اُسکو پی گیا تو حانث نہوگا اور اگر قسم کھائی کہ اسکو نہ پیونگا پھر اُسکی کھیر بنائی یا
اسمین روٹی ملکر کھائی تو حانث نہوگا اور یہ حکم ستوؤن وغیرہ مین ہی کہ جو کھائے جاسکتے ہین اور پیئے بھی جاسکتے
ہین اور مشایخ نے فرمایا کہ یہ حکم اسوقت ہی کہ قسم بزبان عربی ہو اور اگر فارسی مین ہو پھر اسکو کھایا یا پیا
بہرحال حانث ہوگا اور اسی پر فتوے ہی یہ فتاوی قاضی خان مین ہی- اور اگر قسم کھائی کہ یہ روٹی نکھاؤنگا
پھر اُسکو خشک کرکے کوٹ ڈالا اور پانی ڈال کر اسکو پی لیا تو حانث نہوگا اور اگر اسکو بھگویا ہوا کھالیا تو حانث
ہوگا یہ خلاصہ مین ہی- قال المترجم ہمارے عرف مین کھانے پینے مین وہی اعتبار ہی جو عرف زبان عرب کا ہی
بخلاف زبان فارسی کے چنانچہ شرب الخمر عربی ہی اور اردو شراب پینا بخلاف فارسی کے کہ شراب خوردن بولتے ہین انتہا

مترجم نے احکام مین تفریق و تنبیہ کا قصد نہین کیا ہی فافہم واللہ تعالی اعلم - اور اگر قسم کھائی کہ دودھ نہ کھاؤنگا پھر دودھ
کی کھیر پکا کر کھائی تو شیخ ابو بکر بلخی نے فرمایا کہ حانث نہوگا اگرچہ اسمین پانی نہ ڈالا ہو اور اگرچہ دودھ کا جرم اسمین
دکھلائی دیتا ہو یہ حاوی مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ مسکہ نہ کھاؤنگا پھر ایسے ستو کھائے جو مسکہ مین لتھوے گئے تھے
اور قسم کھانے والے کی کچھ نیت نہین ہی تو امام محمد رح نے اصل مین فرمایا کہ اگر اجزاے مسکہ ظاہر ہوتے ہون اور
اسکا مزہ آتا ہو تو حانث ہوگا اور ظاہر نہوتے ہون اور مزہ نہ آتا ہو تو حانث نہوگا یہ بدائع مین ہی - ایک شخص نے
قسم کھائی کہ رُبّ نہ کھاؤنگا پھر ایسا عصیدہ بنایا ہوا کھایا جسمین رب ملایا گیا ہی تو مشائخ نے فرمایا کہ اپنی قسم مین حانث
نہوگا الا آنکہ عصیدہ پر رب بعینہ قائم ہو یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ زعفران نہ کھاؤنگا پھر
ایسی کیک کھائی جنپر زعفران لگائی گئی ہی یعنی مثل تل وغیرہ کے چھڑکائی گئی ہی تو حانث ہوگا یہ فتح القدیر مین ہی - اور
اگر قسم کھائی کہ سکر نہ کھاؤنگا پھر سکر منھ مین لی اور جو سا یہان تک کہ پگھل گئی پھر اسکو نگل گیا تو حانث نہوگا یہ
خلاصہ مین ہی قال المترجم اگر سکر بسین مہملہ سے مراد شکر بشین معجمہ ہی تو ہمارے عرف مین حانث ہوگا ولیکن
ظاہرا سکر بسین مہملہ ستہ نبیذ ہی جو عرب مین معروف ہی واللہ اعلم - اور اگر قسم کھائی کہ سرکہ نہ کھاؤنگا پھر سکباج
کھایا تو حانث نہوگا اسواسطے کہ اسکو سرکہ نہین کہتے ہین یہ فتاوے قاضیخان مین ہی - اور اگر قسم ایسی
چیز پر معقود کی جو بعینہ کھائی جاتی ہی تو اس چیز بعینہ کھانے کی طرف راجع ہوگی اور اگر ایسی چیز پر معقود کی جو بعینہ نہین
کھائی جاتی ہی یا ایسی چیز ہی کہ بعینہ کھائی جا سکتی ہی ولیکن از راہ عادت وہ اسی طرح نہین کھائی جاتی ہی تو جو چیز اس سے
بنائی جاوے یا لیجاوے اسکی طرف قسم راجع ہوگی یہ وجیز کردری مین لکھا ہی اور مترجم کہتا ہی کہ اسکی توضیح امثلہ
ذیل سے ذہن نشین ہوگی چنانچہ فرمایا کہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ اس درخت خرما سے یا اس درخت انگور سے
نہ کھاؤنگا پھر اسکے گدر چھوارے یا تر پختہ یا خشک یا اسکا جمار یا شگوفہ یا کیریان یا دبس جو اسکے پھل سے حاصل
ہوا یا انگور یا شیرہ انگور کھائے تو حانث ہو جائیگا ولیکن شرط یہ ہی کہ وہ اپنی حالت سے کسی صنعت جدید
سے متغیر نہ کیا گیا ہو اور ایسا ہو مثلاً نبیذ یا ناطف یا سرکہ یا پکائے ہوئے دبس کو کھایا تو حانث نہوگا یہ کافی مین ہی - اور
اگر اسنے عین درخت خرما مین سے کچھ کھایا یعنی چھال و پتے وغیرہ تو حانث نہوگا اور یہی صحیح ہی یہ نہر الفائق مین
لکھا ہی - اور اگر قسم کھائی کہ مین اس ہانڈی سے کچھ نہ کھاؤنگا تو یہ قسم اس چیز پر ہوگی جو اسمین پکائی جاوے
یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ مین اس ہانڈی سے کچھ نہ کھاؤنگا حالانکہ قسم سے پہلے اسنے پیالے مین اس
ہانڈی سے بھر کر نکال لیا ہی پھر جو پیالہ مین تھا وہ کھایا تو حانث نہوگا یہ خلاصہ مین ہی قال المترجم احوط یہ ہی کہ
نہ کھاوے واللہ اعلم - ایک نے قسم کھائی کہ خربوزہ نہ کھاؤنگا پھر اسکی کچی چھوٹی تبیان کھائین تو مشائخ نے
فرمایا کہ حانث نہوگا اور انھین مشائخ مین سے شیخ محمد بن الفضل ہین اور یہ حکم اسوقت ہی کہ یہ تبیان ایسی ہون
کہ خربوزہ نہ کہلاتی ہون قال المترجم ہماری زبان مین حانث ہوگا واللہ اعلم ہان عربی زبان مین بطیخ خربوزہ اور حدجہ
تبیان ہین پس امید ہی کہ حانث نہو - اور اگر قسم کھائی کہ یہ حدجہ نہ کھاؤنگا پھر اسی کو پورا خربوزہ ہو جانے کے بعد
یعنی بطیخ ہو جانے کے بعد کھایا تو اسمین اختلاف ہی اور صحیح یہ ہی کہ حانث نہوگا اور اگر قسم کھائی کہ مین اس مبطحہ
یعنی فالیز خربوزہ سے نہ کھاؤنگا پھر اس فالیز کی تبیان یا خربوزہ کھایا تو حانث ہوگا جیسے قسم کھائی کہ اس درخت

سے نہ کھاؤنگا پھر جو چیز اُسکی پیداوار سے حاصل ہوئی اور اُسنے کھائی تو حانث ہوجاتا ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ اس درخت سے نہ کھاؤنگا اور یہ درخت بے ثمر ہی جیسے سرو وغیرہ تو قسم اسکے ثمن کیطرف راجع ہوگی یعنی اسکے فروخت سے جو دام آوین اُمین سے نہ کھاؤنگا یہ تبیین مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ اس درخت سے نہ کھاؤنگا پھر اسکی شاخ لیکر دوسرے درخت مین پیوند لگائی جیسے قلم لگاتے ہین پھر یہ شاخ پھلی اور اُسکے پھل اُسنے کھائے تو اسمین مشائخ نے اختلاف کیا ہی بعض نے فرمایا کہ حانث نہوگا اور بعض نے فرمایا کہ حانث ہوگا اور یہ مسئلہ سیر کبیر مین مذکور ہی قال المترجم الاول اصح والثانی احوط - اور اگر قسم کھائی کہ اس درخت سے نہ کھاؤنگا پھر اسمین دوسرے درخت کی شاخ لگائی یعنی پیوند کی جیسے قلم لگاتے ہین مثلاً سیب کے درخت کی قسم کھائی اور اسمین امرود کی شاخ پیوند کی تو دیکھا جائیگا کہ اگر اُسنے قسم مین اس درخت کا نام اسکے پھل کے نام سے لیا اور ساتھ ہی اسکی طرف اشارہ کیا ہی مثلاً کہا کہ مین اس درخت سیب سے نہ کھاؤنگا تو امرود کی شاخ کا امرود کھانے سے حانث نہوگا اور اگر فقط اشارہ و نام درخت پر اقتصار کیا یعنے پھل کا نام نہ لیا مثلاً کہا کہ مین اس درخت سے نہ کھاؤنگا اور باقی مسئلہ بحالہ ہی تو حانث ہوگا اور بر قیاس مسئلہ سابقہ اسمین بھی اختلاف مشائخ ہونا چاہیے یہ ظہیریہ مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ یہ شگوفہ خرما نہ کھاؤنگا پھر وہ کیریان ہوگیا یا یہ کیریان نکھاؤنگا پھر وہ رطب یعنی پختہ تر خرما ہوگئے یا یہ رطب نہ کھاؤنگا پھر وہ تمر یعنے خشک چھوارے ہوگئے یا یہ عنب نہ کھاؤنگا یعنے تر و تازہ پختہ انگور نہ کھاؤنگا پھر وہ زبیب یعنے خشک ہوگئے یا دودھ کی نسبت کہا کہ یہ دودھ نہ کھاؤنگا پھر وہ دہی یا مسکہ یا مکھن یا اقط یا مصل ہوگیا پھر اسکو کھایا تو حانث نہوگا یہ تمرتاشی مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ اس حمل کا گوشت نہ کھاؤنگا پھر وہ کبش ہوگیا پھر اُسکو کھایا تو حانث ہوگا یہ جوہرہ نیرہ مین ہی ایک شخص نے قسم کھائی کہ یہ دودھ نہ کھاؤنگا پھر اسکو جبن بنا کر کھایا تو حانث نہوگا الا اسصورت مین کہ اسکی نیت یہ ہو کہ جو اُس سے بنایا جاوے وہ بھی نہ کھاونگا تو حانث ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی اور اس جنس کے مسائل مین اصل یہ ہی کہ اگر اُسنے کسی چیز معین موصوف بصفت پر قسم معقود کی پس اگر یہ صفت ایسی ہو کہ قسم کی جانب داعی ہو تو قسم اس صفت کے باقی رہنے کے ساتھ مقدر کیجائیگی ورنہ نہین یہ شرح جامع صغیر قاضی خان مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ اس درخت کے شگوفہ سے نہ کھاؤنگا پھر لوز یا مشمش ہوجانے کے بعد اُسکو کھایا تو حانث نہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ جوز نہ کھاؤنگا پھر اسمین سے تر یا خشک کھایا تو حانث ہوگا اور یہی حکم بادام و پستہ و انجیر وغیرہ مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ خبیص نہ کھاؤنگا پھر خشک یا تر خبیص کھایا تو حانث ہوگا یہ مبسوط مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ نہ کھاؤنگا رطب اور نہ بسر - یا نہ کھاؤنگا رطب یا بسر پھر مذنب کھایا تو اپنی قسم مین حانث ہوگا اور اس مسئلہ مین چار صورتین ہین قسم کھائی کہ نہ کھاؤنگا بسر پھر بسر مذنب کھایا جسمین اکثر تو بسر ہوتا ہی اور کچھ رطب ہوجاتا ہی یعنے گدر ہوجاتا ہی مگر کچا زیادہ ہوتا ہی تو بالاتفاق اپنی قسم مین حانث ہوگا اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ رطب نہ کھاؤنگا پھر رطب مذنب کھایا جسمین اکثر رطب ہوتا ہی اور کچھ بسر بھی رہتا ہی یعنے گدر ہوتا ہی جسمین پکا زیادہ ہوتا ہی تو بھی بالاتفاق حانث ہوگا - اور اگر قسم کھائی کہ بسر نہ کھاؤنگا پھر ایسا رطب کھایا جسمین کچھ ذرا سا بسر ہی یعنے کچا ہی تو امام اعظم و امام محمد رح کے نزدیک حانث ہوگا

اور امام ابو یوسف کے نزدیک حانث نہوگا - اور اگر قسم کھائی کہ رطب نہ کھاؤنگا پھر بسر کھایا جسمین کچھ ذرا سا رطب ہوگیا ہی تو امام اعظم و امام محمد رح کے نزدیک حانث ہوجائیگا اور حاصل یہ ہی کہ جسپر قسم کھائی ہی اگر وہ غالب ہو تو بالاتفاق تینون اماموں کے نزدیک حانث ہوگا اور اگر غیر معقود علیہ غالب ہو تو امام اعظم و امام محمد رح کے نزدیک حانث ہوگا یہ شرح جامع صغیر قاضی خان مین ہی - اور اگر بسر مذنب یا رطب مذنب کھایا اور اسطرح کھایا کہ اُسکے ٹکڑے علیحدہ علیحدہ کرڈالے یعنی خام ٹکڑا الگ کردیا اور پختہ الگ کردیا پھر اُسکے سب ٹکڑے ایک ایک کرکے کھالیے تو بالاتفاق حانث ہوجائیگا یہ تاتارخانیہ مین ہی اور اگر قسم کھائی کہ عسل نہ کھاؤنگا یعنی شہد صاف کیا ہوا جسمین موم کا میل نہو پھر اُسنے شہد کھایا یعنی موم ملا ہوا تو حانث ہوجائیگا اور اگر قسم کھائی کہ شہد نہ کھاؤنگا یعنی موم ملا ہوا بدون صاف کیا ہوا پھر اُسنے عسل کھایا تو حانث نہوگا یہ محیط مین ہی اور اگر قسم کھائی کہ بقل نکھاؤنگا تو یہ سب سبزیون پر جو ساگ سبز و تازہ ہوتے ہین واقع ہوگی اور اگر انمین سے کوئی خشک کیا ہوا کھایا تو حانث نہوگا اور اگر پیاز کھایا تو حانث نہوگا الا آنکہ اُسنے اُسکی نیت بھی کی ہو یہ تاتارخانیہ مین حجہ سے منقول ہی - اور شیخ الاسلام ابو بکر محمد بن الفضل سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے قسم کھائی کہ مین عنب یعنی انگور نہ کھاؤنگا پس اُسنے حصرم کھایا تو شیخ نے فرمایا کہ حانث ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ حصرم نہ کھاؤنگا پھر عنب کھایا تو حانث نہوگا اور حصرم بمعنے حصرم ہی کذا فی الظہیریہ اور اگر قسم کھائی کہ اس بکری سے نہ کھاؤنگا تو یہ قسم اُسکے گوشت کیطرف راجع ہوگی نہ اُسکی اس چیز کی طرف جو اس سے حاصل ہوا اور یہی حکم ماکول مین ہی یہ خلاصہ مین ہی اور اگر کہا کہ جو اس بکری سے برآمد ہو یا اُسکے نزل سے نہ کھاؤنگا تو اُسکے دودھ و مخیض و مکھن کھانے سے حانث ہوگا نہ گھی و شیراز سے یہ عتابیہ مین ہی - اور اسی طرح اگر کہا کہ اس گاے کے نزل سے نہ کھاؤنگا پھر اُسکا مخیض کھایا جسکو فارسی مین دوغ زدہ کہتے ہین تو حانث ہوگا اسواسطے کہ یہ بھی اُسکا نزل ہی اور اگر وہ شوربا کھایا جو اُسکے مخیض سے بنایا گیا ہی جسکو فارسی مین دوغ آبہ کہتے ہین تو حانث نہوگا اسواسطے کہ وہ دوسری چیز ہوگئی یہ خلاصہ مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ دہن نہ کھاؤنگا تو دہن الکرع کے کھانے سے حانث ہوگا - اور اگر قسم کھائی کہ اس درخت انگور کے کھٹے و میٹھے نہ کھاؤنگا پھر اُسکے گدر و پختہ انگور جیسے کھائے ہین حانث ہوگا - اور اگر قسم کھائی کہ اس سلوخ سے نہ کھاؤنگا پھر اس مسلوخ یعنی کھال کھچے ہوئے کا دنبہ یعنی چکتی گلائی گئی یہانتک کہ تیل ہوگئی یعنی گل کر چربی مثل تیل کے ہوگئی اور اُسکو کھایا تو حانث نہوگا یہ خلاصہ مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ اس سمسم یعنی تل سے نہ کھاؤنگا پھر اُسکا تیل کھایا تو حانث نہوگا قال المترجم ہمارے عرف مین حانث ہونا چاہیے یہ زبان عربی کی قسم یہ ہی کہ لا آکل من ہذا السمسم کہ اُسکے تیل کے واسطے علیحدہ نام ہی اور اگر قسم کھائی کہ اس مرغی سے نہ کھاؤنگا پھر اُسکے انڈے یا چوچے کھائے تو حانث نہوگا اور اسیطرح اگر قسم کھائی کہ اس انڈے سے نہ کھاؤنگا پھر اُسکا بچہ کھایا تو حانث نہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ لحم نہ کھاؤنگا یعنی گوشت تو جس حیوان کا گوشت کھاویگا حانث ہوجائیگا سوائے مچھلی کے اور گوشت خواہ پکایا ہوا کھا دے یا بھونا ہوا یا خشک کیا ہوا اور خواہ حلال ہو یا حرام ہو جیسے مرے ہوئے جانور کا گوشت یا ایسے جانور کا جسپر عمداً بسم اللہ اللہ اکبر کہنا ترک کرکے چھری پھیر دی ہی یا مجوسی نے اسکو ذبح کیا یا محرم کا شکار کیا ہوا ہی

اور مچھلی اور ان جانوروں کے گوشت سے جو پانی میں جیتے ہیں حانث نہوگا ہان اگر اسنے مچھلی کی بھی نیت کی ہو
تو حانث ہوگا یہ اختیار شرح مختار میں ہی اور مشائخ نے فرمایا کہ اگر ایسی قسم کھانے والا مثلاً خوارزمی ہو اور اسنے
مچھلی کھائی تو حانث ہوگا اسواسطے کہ وہ لوگ اسکو بھی لحم بولتے ہین یہ محیط سرخسی میں ہی ۔ اور اگر اسنے سور یا آدمی
کا گوشت کھایا تو بھی حانث ہوگا اور صحیح یہ ہی کہ سور و آدمی کے گوشت کھانے سے حانث نہوگا اسواسطے کہ اسکا کھانا
متعارف نہین ہی اور قسمون کا مدار رواج پر ہی اور شیخ عتابی نے ذکر کیا ہی کہ وہ حانث نہوگا اور اسی پر فتوے ہی یہ کافی
مین ہی ۔ اور کچے گوشت کھانے سے حانث نہوگا اور یہی شیخ ابوبکر اسکاف کا قول ہی اور یہی اظہر ہی اور اسی پر فتوی
ہی یہ وجیز کردری میں ہی ۔ اور اگر حشو یعنے اوجھ و جگر و تلی کھائی تو حانث ہو جائیگا اور یہ حکم بر بنائے عرف اہل کوفہ ہی
کیونکہ یہ چیزین اُنکے رواج مین گوشت کے ساتھ فروخت ہوتی تھین اور مثل استعمال گوشت کے مستعمل ہوتی تھین اور ہمارے
عرف مین اُنکے کھانے سے حانث نہوگا یہ محیط مین ہی ۔ اور اسی پر فتوے ہی یہ جواہر اخلاطی مین ہی قال المترجم ہمارے
رواج مین مثل اہل کوفہ کے حکم ہوگا اور یہ اظہر ہی واللہ تعالے اعلم ۔ اور اگر اُسنے سری یا پائے کھائے تو حانث ہوگا
اور چربی و دُنبہ یعنی چکتی کے کھانے سے حانث نہوگا الا آنکہ اُسنے گوشت کی قسم مین انکی بھی نیت کی ہو بخلاف پیٹھ کی
چربی کے کہ اُسکے کھانے مین بلانیت حانث ہوگا یہ فتح القدیر مین ہی ۔ اور اگر وہ گمرہ جو چکتی کے بیچ مین ہوتا ہی
کھایا تو حانث ہوگا یہ خلاصہ مین ہی ۔ اور اگر قسم کھائی کہ لحم شاۃ نہ کھاؤنگا پھر اُسنے لحم عنز کھایا تو حانث ہوگا اور فقیہ
ابو اللیث نے فرمایا کہ حانث نہوگا خواہ قسم کھانے والا شہری ہو یا دیہاتی ہو اور اسی پر فتوے ہی یہ فتح القدیر مین ہی قلت
بنا بر اختلاف اطلاق شاۃ و غنز و معز و ضان بعموم و خصوص چنانچہ مقدمہ مین مذکور ہی فلتراجعہا ۔ امام محمد رح نے جامع مین
ذکر فرمایا کہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ مرغی کا گوشت نہ کھاؤنگا جسکو دجاجہ کہتے ہین پھر اُسنے دیگ کا گوشت کھایا یعنے مرغ
کا تو اپنی قسم مین حانث نہوگا اور اصل اس جنس کے مسائل مین یہ ہی کہ جب قسم کسی جنس کی طرف مضاف کی گئی تو اس
قسم مین اس جنس کے نر و مادہ دونون داخل ہونگے ۔ اور اگر قسم کی اضافت خاص نر کے نام کی طرف ہو تو اسکے تحت
مین مادہ داخل نہونگی اور اسی طرح اگر اضافت خاص مادہ کے نام کی طرف ہو تو نر داخل نہونگے اور عربی زبان کی
موافق علامت تا ہونے سے لامحالہ مادہ کا نام خاصۃ ہونے کی شناخت نہین ہوسکتی ہی یعنے اگر نام کے
آخر مین حرف تا موجود ہو تو اس سے یہ شناخت نہین ہوسکتی ہی کہ لامحالہ مادہ کی خصوصیت ہی اسواسطے کہ یہ حرف
مشترک ہی کہ کبھی نر کے ساتھ بھی بولتے ہین بعرض افراد کے یعنی حرف تا کبھی تانیث کے واسطے آتا ہی اور کبھی
افراد کے واسطے پس اسمین اعتبار فقط وضع کا ہی کہ یہ لفظ کس کے واسطے موضوع ہی اور یہ بات بذریعہ نقل کے
معلوم ہوجائیگی پس اگر قسم کھائی کہ دجاجہ کا گوشت نہ کھاؤنگا پھر اُسنے دیگ کا گوشت کھایا تو حانث نہوگا اور اسیطرح
اگر قسم کھائی کہ دیک کا گوشت نہ کھاؤنگا تو دجاجہ کے گوشت کھانے سے حانث نہوگا اور فرمایا کہ اگر کسی نے قسم
کھائی کہ جمل کا گوشت نہ کھاؤنگا یا قسم کھائی کہ بعیر کا گوشت نہ کھاؤنگا یا لحم ابل نہ کھاؤنگا یا لحم جزور نہ کھاؤنگا تو قسم مین نر و
مادہ دونون داخل ہونگی اور اسیطرح اس قسم مین بختی و عربی دونون داخل ہونگے اور اگر قسم مین تخصیص کی کہ بختی کا
گوشت نہ کھاؤنگا پس عربی اونٹ کا گوشت کھایا یا عربی کا گوشت نکھاؤنگا پھر بختی کا گوشت کھایا تو قسم مین حانث نہوگا
اور اگر قسم کھائی کہ ناقہ کا گوشت نہ کھاؤنگا یعنی اونٹنی کا پھر نر اونٹ کا گوشت کھایا خواہ بختی ہو یا عربی ہو تو حانث

نہوگا اور اگر قسم کھائی کہ لحم بقرہ کھاؤنگا پھر گائے کا گوشت کھایا یا بیل کا گوشت کھایا تو حانث ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ لحم بقرہ نہ کھاؤنگا پھر بیل کا گوشت کھایا تو حانث ہوگا اسواسطے کہ بقرہ اسم جنس ہے اور تا اسمین افراد جنسی کی ہے اور اگر قسم کھائی کہ ثور یعنی بیل کا گوشت نہ کھاؤنگا پھر گائے کا گوشت کھایا تو حانث نہوگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ لحم بقر نہ کھاؤنگا پھر بھینس کا کھایا تو اپنی قسم مین حانث نہوگا ایسا ہی امام محمد رح نے جامع مین ذکر فرمایا ہے اور حاوی مین مذکور ہے کہ وہ حانث ہوگا بخلاف اسکے اگر قسم کھائی کہ لحم جاموس نہ کھاؤنگا پھر لحم بقر کھایا تو حانث نہوگا اسواسطے کہ جاموس اسم نوع ہے اور صحیح وہی ہے جو جامع مین مذکور ہے یہ محیط مین ہے اور مولف رحمہ اللہ نے فرمایا کہ دونون صورتون مین حانث نہونا چاہیے کیونکہ لوگ ان دونون مین فرق کرتے ہین یہ فتاوے قاضیخان مین ہے وقال المترجم ہمارے عرف مین اگر قسم کھائی کہ گائے کا گوشت نکھاؤنگا تو گائے یا بیل سب کے گوشت کھانے سے حانث ہوگا الا آنکہ اُسکی نیت تخصیص کی ہو تو دیانۃً تصدیق ہوگی نہ قضاءً وہذا علی خلاف العربیۃ اور اسم جنس مین اتفاق ہے واللہ تعالی اعلم۔ اور اگر قسم کھا کہ اس گوشت سے کچھ نہ کھاؤنگا پھر اُسکا شوربا کھایا تو حانث نہوگا بشرطیکہ اُسکی نیت نہو یہ خلاصہ مین ہے۔ ایک شخص نے قسم کھائی کہ جو گوشت فلان شخص لاویگا مین اس سے نہ کھاؤنگا پھر یہ شخص گوشت لایا اور اسکو بھونا اور اسکو روٹیون پر رکھکر جوذاب کرکے لایا پھر حالف نے جوذابہ جسمین گوشت کی دسومت پہونچی ہے کھایا تو حانث ہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہے[یعنی یہ کہا اسکا شوربا بھی قسم کھاؤنگا ۱۲]۔ اور اگر کہا کہ ہر بار کہ مین نے گوشت کھایا تو ایک غلام میرے غلامون مین سے آزاد ہے پھر اُسنے گوشت کھایا تو ہر لقمہ پر ایک غلام کا عتق لازم آویگا یہ ظہیریہ مین ہے۔ اگر قسم کھائی کہ چربی نکھاؤنگا پھر پیٹ کی چربی کھائی تو حانث ہوگا اور اگر پیٹھ کی چربی جسمین گوشت ملا ہوا ہوتا ہے کھائی تو امام اعظم رح کے نزدیک حانث نہوگا اور یہی صحیح ہے یہ کافی مین ہے۔ اور اگر پیٹھ کی چربی الگ کردی اور اسکو کھایا تو امام اعظم رح سے اسکی کوئی روایت نہین ہے اور کہنے والا کہ سکتا ہے کہ امام اعظم رح کے نزدیک حانث نہوگا اور خلاصۃ النہایۃ مین لکھا ہے کہ یہ حکم اسوقت ہے کہ عربی زبان مین قسم کھائی ہو اور اگر فارسی زبان مین لفظ پیہ کے ساتھ قسم کھائی تو مشایخ نے فرمایا کہ حانث نہوگا اسواسطے کہ لفظ پیہ پیٹھ کی چربی کو شامل نہین ہے یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ چربی نا کھاؤنگا یعنی شحم پھر اُسنے الیہ یعنی چکتی کھائی تو حانث نہوگا۔ اسواسطے کہ از راہ لفظ و معنی و عرف کے الیہ غیر لحم و شحم ہے یعنی چکتی غیر گوشت و چربی ہے یہ کافی مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ طعام نہ کھاؤنگا تو یہ قسم تمام اُن چیزون پر واقع ہوگی جو بطریق سالن روٹی کے کھائی جاتی ہین اور مثل ہلیلہ و سقمونیا وغیرہ پر واقع نہوگی یہ بدائع مین ہے اور اگر قسم کھائی کہ مین یہ طعام کھاؤنگا پس اگر اُسکے ساتھ کوئی وقت بیان نہین کیا ہے پھر یہ طعام نیست ہوگیا یا کوئی دوسرا کھا گیا یا حالف خود مرگیا تو اپنی قسم مین حانث ہوا اور اگر اُسکے ساتھ کوئی وقت بیان کیا ہو مثلاً قسم کھائی کہ آج مین اس طعام کو کھاؤنگا پھر دن گذرنے سے پہلے حالف مرگیا تو بالاجماع حانث نہوگا اور اگر یہ روز گذرنے سے پہلے یہ طعام نیست ہوگیا تو دن گذرنے سے پہلے بالاجماع وہ حانث نہوگا حتے کہ کفارہ اُسکے ذمہ لازم نہو جائیگا اور نیز اگر دن گذرنے سے پہلے اُسنے کفارہ ادا کر دیا تو جائز نہوگا اور جب یہ دن گذر گیا تو اختلاف ہے چنانچہ امام ابوحنیفہ و امام محمد رح نے فرمایا کہ اسپر کفارہ لازم نہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ طعام نہ کھاؤنگا حالانکہ اُسنے کسی خاص طعام معین کی نیت کی ہے یا قسم کھائی کہ گوشت نہ کھاؤنگا اور نیت کسی خاص گوشت یعنی معین کی ہے پھر اسکے سوائے دوسرا کھایا تو حانث نہوگا یہ مبسوط مین ہے قال المترجم یعنی ان لا یصدق فی القضاء واللہ اعلم اور امام ابویوسف رح سے مروی ہے کہ ایک نے

قسم کھائی کہ طعام نہ کھاؤنگا پھر اسپر اتنے فاقہ گذرے کہ مردار اسکو حلال ہوگیا اور وہ مردار کھانے پر مضطر ہوا پس اُسنے مردار کھایا تو حانث نہوگا اور شیخ کرخی نے فرمایا کہ میرے نزدیک یہ قول امام محمد رح کا ہی اور ابن رستم نے امام محمد رح سے روایت کی ہی کہ وہ حانث ہوگا یہ بدائع مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ طعام نہ کھاؤنگا پھر خفیف کوئی چیز طعام مین سے کھائی تو بھی حانث ہوگا اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ پانی نہ پیونگا تو بھی خفیف پانی پینے سے حانث ہوگا اور اگر اُسنے کل پانی یا کل طعام کی نیت کی ہو تو ایسی صورت مین حانث نہوگا یہ مبسوط مین ہی - اصل یہ ہی کہ ہر چیز کہ اسکو آدمی ایک بیٹھک مین کھا سکتا ہی یا ایکبار پینے مین پی سکتا ہی تو اُس چیز پر قسم اُسکے کل پر ہوگی اور اسمین سے تھوڑے کے کھانے سے حانث نہوگا اسواسطے کہ مقصود یہ ہی کہ اُسکے کل سے باز رہونگا اور یہ حاصل ہی اور ہر چیز کہ اسکو آدمی ایک بیٹھک مین نہین کھا سکتا ہی یا ایک دفعہ پینے مین نہین پی سکتا ہی تو اُسمین سے تھوڑے کے کھانے پینے سے بھی حانث ہوگا اسواسطے کہ قسم سے مقصود یہ ہوگا کہ اس چیز ہی سے باز رہونگا یہ مقصود نہوگا کہ اُسکے کل سے باز رہونگا اسواسطے کہ یہ خود ممکن نہین ہی پس جو فعل غالباً ممتنع ہو وہ قسم سے مقصود نہین ہوتا ہی اور اگر قسم کھائی کہ اس باغ کا پھل نہ کھاؤنگا یا ان درختون کے پھل نہ کھاؤنگا یا اِن دونون زاویون مین سے نکھاؤنگا یا ان دونون بکریون کے دودھ مین سے نہ کھاؤنگا یا اس بکری سے نہ کھاؤنگا پھر اسمین سے تھوڑا کھایا تو حانث ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ اس مٹکے کا گھی نہ کھاؤنگا پھر اسمین سے کچھ کھایا تو حانث ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ یہ انڈا نہ کھاؤنگا تو حانث نہوگا جبتک کہ پورا انڈا نہ کھاوے اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ یہ طعام نہ کھاؤنگا پس اگر اس سب کو ایک دفعہ مین کھا سکتا ہی تو جبتک سب نہ کھاوے حانث نہوگا اور اگر سب کو اسطرح نہین کھا سکتا ہی تو اسمین سے تھوڑا کھانے سے بھی حانث ہوگا - اور ایک روایت مین قاعدہ یون مروی ہی کہ اگر یہ چیز ایسی ہو کہ اُسکو اپنی تمام عمر مین کھا سکتا ہی تو جبتک کل نہ کھاوے حانث نہوگا مگر روایت اول اصح ہی اور وہی ہمارے مشائخ کے نزدیک مختار ہی اور امام محمد رح سے مروی ہی کہ اگر قسم کھائی کہ اس اونٹ کا گوشت نہ کھاؤنگا تو یہ قسم اُسکے تھوڑے پر بھی ہوگی اسواسطے کہ ایک دفعہ مین اس سب کو وہ نہین کھا سکتا ہی یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ یہ کل انار نکھاؤنگا پھر اسکے دو ایک دانہ چھوڑ کر باقی سب کھا گیا تو یہ چھوڑنا کچھ نہین ہی استحساناً وہ حانث ہو جائیگا اور اگر اس سے زیادہ چھوڑے تو دیکھا جائیگا کہ اگر اتنے دانے چھوڑے کہ عرف و عادت کے موافق کھانے والا اتنے چھوڑ دیا کرتا ہی اور کہا جاتا ہی کہ اُسنے انار مذکور کھالیا تو بھی حانث ہوگا اور اگر اتنے چھوڑے ہین کہ عرف و رواج مین کھانے والا اتنے دانہ چھوڑتا نہین ہی بلکہ یہ کہا جاتا ہی کہ اُسنے سب نہین کھایا ہی تھوڑا چھوڑ دیا ہی تو وہ حانث نہوگا - اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ یہ جو نہ کھاؤنگا یعنی پاؤ یا ڈیڑھ پاؤ کے قریب تھے پھر سب کھا گیا سوا اسے دو ایک دانون کے کہ انکو چھوڑ دیا جیسے چھوڑ دیا کرتے ہین تو وہ اپنی قسم مین حانث ہوگا یہ محیط مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ یہ گردہ روٹی نہ کھاؤنگا پھر کچھ قلیل چھوڑ کر سب کھا گیا تو حانث ہوگا الا آنکہ اُسنے کل نہ کھانے کی نیت کی ہو تو حانث نہوگا مگر آیا قضاءً اسکی اس نیت کی تصدیق ہوگی یا نہین تو اسمین دو روایتین ہین یہ وجیز کردری مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ اگر مین اس گردہ روٹی کو کھاؤن تو میری جورو طالقہ ہی پھر کہا کہ اگر مین اسکو نہ کھاؤن تو میرا غلام آزاد ہی تو ایسا حیلہ کہ جس سے جورو طالقہ نہو اور غلام آزاد نہو یہ ہی کہ اسمین سے نصف کھالیوے اور نصف چھوڑ دے یہ محیط مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ ضرس

یہ گردہ روٹی کھاجاویگا پھر اسکو کھا گیا مگر ایک کور رہ گیا تو قسم مین سچا ہوگا الا آنکہ اسکی نیت یہ ہو کہ اسمین سے کچھ نچھوڑونگا
یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور اگر کسی نے قسم کھائی کہ یہ روٹی مجھپر حرام ہی تو صحیح یہ ہی کہ اسمین سے بعض حصہ
روٹی کھانے سے حانث نہوگا۔ اور اگر دوسرے سے کہا کہ واللہ مین تیرے طعام مین سے نہ کھاؤنگا پس اگر
مین نے اسمین سے کھایا تو وہ مجھپر حرام ہی پھر اُسمین سے ایک لقمہ کھایا تو اول قسم مین حانث ہوا پھر اگر اُسنے
دوبارہ کھایا تو دوسری قسم مین بھی حانث ہوگیا اور اسپر دو کفارے لازم آوینگے یہ وجیز کردری مین ہی۔ اور اگر اُسنے
اپنے دو غلامون سے کہا کہ جو غلام تم مین سے آج اس گردہ روٹی کو کھالے وہ آزاد ہی پھر دونون نے اسکو کھا لیا تو
کوئی آزاد نہوگا اور اگر وہ ایک روٹی اتنی بڑی ہو کہ اسمین سے اکیلا کوئی اسکو نہین کھاسکتا تھا پھر دونون نے اُسکو
کھالیا تو بلا تامل دونون آزاد ہوجاوینگے یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہی۔ اور اگر اُسنے اپنی دو عورتون سے کہا
(اور ظاہر اً یہ حکم قضاءً ہی در صورتیکہ اسکی نیت انفراد کی ہو ۱۲)
کہ اگر تم نے ان دو روٹیون کو کھالیا تو میرا غلام آزاد ہی پھر ہر ایک نے ایک ایک روٹی کھائی تو اُسکا غلام آزاد ہوگیا اور
(یعنی دونون کی تفہیم)
اسی طرح اگر ایک نے تھوڑی سی چھوڑکر دونون روٹیان کھالین پھر بچی ہوئی دوسری نے کھائی تو بھی غلام
آزاد ہوگیا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اصل مین مذکور ہی کہ اگر اپنی عورتون سے کہا کہ تم مین سے جسنے اس طعام مین سے
کھایا وہ طالقہ ہی پھر سبھون نے اُسمین سے کھایا تو سب مطلقات ہوگئین اور اگر یون کہا کہ تم مین سے جسنے یہ طعام
کھالیا وہ طالقہ ہی تو دیکھا جائیگا کہ اگر یہ طعام اسقدر زائد ہی کہ ایک عورت اُسکو تنہا نہین کھاسکتی ہی تو صورت
مذکورہ مین سب مطلقات ہوجاوینگی اور اگر طعام قلیل تھا کہ ایک عورت اسکو کھاسکتی تھی تو صورت مذکورہ مین جبکہ سبھون
(یعنے سبھون نے اسمین سے تھوڑا تھوڑا)
نے اسکو کھایا تو کوئی طالقہ نہوگی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر کسی نے بطوع خود یا باکراہ کسی چیز کے نہ کھانے پر قسم کھائی اور اس
چیز کا نام لے لیا ہی یعنی بیان کردی ہی پھر اسپر اکراہ کیا گیا کہ اسکو کھاوے پس مجبوری اُسنے کھائی تو حانث ہوگیا
اسی طرح اگر حالت بیہوشی یا جنون مین اسکو کھایا تو بھی حانث ہوگیا اور اگر زبردستی اسکی حلق مین ٹھونس دیگئی یا اسکی حلق مین ٹپکا کر
پلائی گئی حالانکہ اسکے نہ پینے کی قسم کھاچکا تھا تو حانث نہوگا لیکن اسکے بعد اگر اُسنے بطوع خود پی لی تو حانث ہوگا یہ مبسوط مین
ہی۔ قسم کھائی کہ نمک نہ کھاؤنگا پھر اُسنے طعام کھایا پس اگر یہ طعام نمکین نہ تھا تو حانث نہوگا اور یہی مختار ہی اور اگر نمکین تھا تو
حانث ہوگا جیسے قسم کھائی کہ مرچ نہ کھاؤنگا پھر مرچ پڑا ہوا طعام کھایا پس اگر مرچ کا ذائقہ معلوم ہی تو حانث ہوگا ورنہ
نہین اور فقیہ ابو اللیث نے فرمایا کہ جبتک خالی نمک کو روٹی وغیرہ کسی چیز کے ساتھ نکھاوے تبتک حانث نہوگا اور اسی پر
فتوی ہی۔ قال المترجم یہ نہایت آسانی بحق عوام ہی ولیکن نہایت افسوس ہی کہ ہمارے عرف کے خلاف ہی فلیتامل فیہ۔
اور اگر اسکی قسم مین کوئی ایسا امر موجود ہو دلالت کرے کہ اُسنے نمکدار طعام مراد لیا ہی تو اسکی قسم اسی پر واقع ہوگی یہ فتاوے
قاضیخان مین ہی۔ شیخ الاسلام زاہد رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے قسم کھائی کہ گوشت نہ کھاؤنگا اور دوسرے نے
(یعنی خراسانی بادنگا ۱۲)
قسم کھائی کہ پیاز نہ کھاؤنگا اور تیسرے نے قسم کھائی کہ مرچ نہ کھاؤنگا پھر محشو بنایا گیا جسمین یہ سب چیزین ڈالی گئین اور اسکو
ان سب قسم کھانے والون نے کھایا تو فرمایا کہ سوائے مرچ کے قسم کھانیوالے کے کوئی حانث نہوگا اسواسطے کہ مرچ اسی طرح
کھائی جاتی ہی پس اسکی قسم اسی طرف راجع ہوگی۔ اور اگر قسم کھائی کہ اپنی جورو کے کھانے سے نکھاؤنگا پھر یہ عورت اُسکے پاس
اپنی ملک کا کھانا لائی اور اس سے کہا کہ دار بخور یعنی رکھو کھا پس شوہر نے اسکو لے لیا اور اُسمین سے کھایا تو حانث نہوگا اسواسطے کہ یہ خود
شوہر کی ملک ہوگیا اور اگر عورت مذکورہ نے دار بخور نکہا ہو اور باقی مسئلہ بحالہ ہو تو حانث ہوگا۔ زید کی نالیز ہی اُسنے عمر کو اسکے بچانے کیواسطے

مقرر کیا اور عمرو کو مباح کر دیا کہ اسمین سے جو چاہے کھاوے پس عمرو نے قسم کھائی کہ اگر اپنے فالیزین سے کچھ کھاؤن
تو میری جورو کو طلاق ہی حالانکہ خود عمرو کی کوئی فالیز نہین ہی نہ بطور ملک نہ اجارہ پر نہ مستعار پھر اُسنے اس فالیز
مین سے جسکے بچانے کے واسطے مقرر کیا گیا ہی کھایا تو اُسکی جورو طالقہ نہوگی الا جبکہ یہ فالیز عرف مین اُسکی طرف
مضاف ہو یعنی اُسکی فالیز کہلائی جاوے اور بدون اِسکے وہ حانث نہوگا یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ
تمر یعنے چھوہارہ نہ کھاؤنگا تو چھوہارے کی قسمون مین سے جس قسم مین سے کھائیگا حانث ہو جائیگا اور
اگر حیس کھایا تو بھی حانث ہو جائیگا اسواسطے کہ حیس اُن چھوہارون کو کہتے ہین کہ دودھ مین ڈالدیے
جاوین تاکہ جب پھول جاوین تو کھائے جاوین اور اسی طرح اگر چھوہارون کا عصیدہ کھایا تو بھی حانث ہوگا یہ ذخیرہ
مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ یہ چھوہارا نہ کھاؤنگا پھر یہ چھوہارا اور چھوہارون مین رل مل گیا پھر وہ شخص یہ سب
چھوہارے کھا گیا تو حانث ہو گیا یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ مین تمر نہ کھاؤنگا اور اُسکی کچھ نیت نہین ہی پھر
اُسنے قسب کھایا تو حانث نہوگا اور اسی طرح اگر بسر جو آگ سے پکائے گئے ہین یا رطب کھالے تو حانث نہوگا
اسواسطے کہ عرف مین انکو تمر نہین کہتے ہین الا آنکہ قسم کھانیکے وقت اُسکی نیت مین یہ بھی ہون تو حانث ہوگا یہ البدائع
مین ہی۔ ایک نے قسم کھائی کہ اس آٹے سے نہ کھاؤنگا پھر اُسکی روٹی کھائی یا خبیص بنایا گیا وہ کھایا یا اطریہ کھائیں
تو حانث ہوگا یہ الجواہر الاخلاطی مین ہی۔ اور اگر حالف مذکور نے بعینہ یہ آٹا پھانک لیا یا گوندھا ہوا کھالیا
تو یہ کتاب مین مذکور نہین ہی۔ اور صحیح یہ ہی کہ اس صورت مین وہ حانث نہوگا یہ شرح جامع صغیر قاضیخان مین
ہی۔ اور اگر اُسنے قسم کے وقت بعینہ اُس آٹے کے کھانے کی نیت کی ہو یعنی بعینہ یہ آٹا جیسا آٹا ہی نہ کھاؤنگا
تو اُسکی روٹیان کھانے سے حانث نہوگا یہ کافی مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس گیہون سے نہ کھاؤنگا اور
اسکی نیت یہ ہی کہ بعینہ اُسکے دانہ نکھاؤنگا تو اُسکی نیت صحیح ہی چنانچہ اگر اُسکی روٹیان کھائین تو حانث نہوگا
اور اگر یہ نیت ہو کہ جو اس سے تیار کیجائیگی اُس سے نہ کھاؤنگا تو بھی اسکی نیت صحیح ہی کہ اگر اُسنے بعینہ یہ دانے
کھائے تو حانث نہوگا۔ اور اگر اُسکی کچھ نیت نہو یعنی یہ الفاظ قسم بطور مذکور اُسکے زبان سے نکلے اور اُسکی کچھ نیت
نہین ہی پھر اُسنے ان گیہون کی روٹی کھائی تو امام اعظم رح کے نزدیک حانث نہوگا اور صاحبین رح کے نزدیک
حانث ہوگا اور اگر بعینہ یہ دانے کھائے تو امام اعظم رح کے نزدیک حانث ہوگا یہ ذخیرہ مین ہی اور اگر انکے ستو
کھائے تو امام اعظم رح و امام ابو یوسف رح کے نزدیک حانث نہوگا اور امام محمد رح کے قول سے بھی یہی ظاہر ہی یہ
فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ ان گیہوؤن سے نہ کھاؤنگا پھر انکو بویا اور انکی پیداوار مین
سے کھایا تو حانث نہوگا یہ جوہرہ نیرہ مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ روٹی نہ کھاؤنگا اور اسکی کچھ نیت نہین ہی تو یہ قسم
جو گیہوؤن کی روٹی پر ہوگی اور کل اس آناج پر ہوگی جس سے اس شہر کے لوگ بطور متعارف روٹی پکاتے
ہین حتے کہ اگر ایسی جگہ کوئی ہو کہ وہان کے لوگ جو کی روٹی نہین پکاتے ہین یعنی انمین متعارف و رائج نہین ہی
تو وہان جو کی روٹی کھانے سے حانث نہوگا اور اگر جوار کی روٹی پکائی پس اگر حالف ایسے شہر والون مین سے
ہو جنمین جوار کی روٹی متعارف ہی تو اُسکی قسم اس روٹی کی طرف بھی راجع ہوگی ورنہ نہین یہ محیط مین ہی۔ اور اگر
قسم کھائی کہ روٹی نہ کھاؤنگا پھر کلیچہ کھایا یا جوزینج کھایا تو شیخ محمد بن سلمہ نے فرمایا کہ تینون صورتون مین حانث نہوگا

اور مختار وہ ہی جو فقیہ ابو اللیث رح نے فرمایا ہی کہ جوزنیج یعنے لوزینہ کی صورت مین حانث نہوگا اسواسطے کہ اسکو مطلقاً
چیز نہین کہتے ہین اور ایسا ہوگیا جیسے فارسی مین نان زردآلو کہا کرتے ہین اور کلیچہ ومیسر یعنی میوہ پڑی ٹکیون
کی صورت مین اسواسطے کہ کلیچہ تو مطلق روٹی ہی اور میسر روٹی کے ساتھ کچھ اور زیادہ کیا ہی یہ فتاوے کبرے مین ہی
اور اگر خبز القطائف کھائی تو حانث نہوگا الا آنکہ اُسکی نیت کی ہو یہ ہدایہ مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ فلانہ عورت
کی روٹی نہ کھاؤن یعنے اُسکی لیکائی ہوئی تو خابزہ یعنے روٹی پکانے والی وہ عورت ہوگی جسنے تنور مین لیکائی ہی نہ
وہ جسنے آٹا گوندھا اور روٹی کو لگانے کے لائق کردیا پس اگر اسکے ہاتھ کی روٹی لگائی ہوئی کھائی تو حانث ہوگا
ورنہ نہین یہ ظہیریہ مین ہی - اگر کسی نے قسم کھائی کہ خبز نکھاؤنگا پھر اُسنے ثرید کھالیا تو اپنی قسم مین حانث نہوگا
اوراسی طرح اگر لاکشہ کھایا تو حانث نہوگا اور اگر قسم کھائی کہ شوربا نہ کھاؤنگا پس اُسنے سبوس آب یا لطہ کھایا تو
حانث نہوگا اور اگر قسم کھائی کہ یہ خبز نہ کھاؤنگا پھر چور چار کر کے ڈالی جانے کے بعد اُسکو کھایا تو حانث نہوگا یہ فتاوے
قاضی خان مین ہی اور اگر عصیدہ یا تتماج کھایا تو حانث نہوگا اور اگر قسم کھائی کہ خبز نہ کھاؤنگا پھر سنبوسہ کھایا تو امام
رح نے فرمایا کہ حانث ہونا چاہیئے ہی یہ خلاصہ مین ہی - شیخ نجندی رح سے دریافت کیا گیا کہ ایک نے قسم کھائی
کہ روٹی و خرما نہ کھاؤنگا پھر اُسنے انمین سے ایک چیز کھائی تو فرمایا کہ جبتک دونون نہ کھاوے حانث نہوگا یہ یتیمیہ
مین ہی - اور قسم کھائی کہ بھونا ہوا نہ کھاؤنگا تو یہ قسم خاصتہً گوشت پر واقع ہوگی اور بیگن وگاجر وغیرہ بھونی ہوئی پر واقع
نہوگی الا آنکہ اسکی نیت عام ہو کہ جو بھونی جاتی ہی مثل انڈے وغیرہ کے تو اُسکی نیت پر عمل درآمد ہوگا اور نیت صحیح
ہوگی یہ کافی مین ہی - اور اگر کسی نے قسم کھائی کہ سر نہ کھاؤنگا پس اگر اُسنے نیت کر لی کہ مچھلی و بکری وغیرہ کسی کا
سر ہو نہ کھاؤنگا تو جسکا سر کھاویگا حانث ہو جائیگا اور اگر اُسکی کچھ نیت نہو تو فقط بکری وگاے کی سری پر واقع ہوگی
یہ امام اعظم رح کا قول ہی اور صاحبین نے فرمایا کہ اس زمانہ مین فقط بکری کی سری پر واقع ہوگی کذا فی البدائع اور یہ
اختلاف باعتبار عصر و زمانہ کے ہی اسواسطے کہ امام اعظم رح کے وقت مین عرف دونون کی سری پر تھا اور صاحبین
کے زمانہ مین فقط بکری کی سری پر تھا اور ہمارے زمانہ مین بحسب عادت فتوے دیا جائیگا کذا فی الہدایہ قال المترجم
ہمارے زمانہ مین بھی یہی حکم ہی اور اقرب بقول صاحبین ہی واللہ اعلم اور سری کی قسم مین جبکہ بدون نیت ہو تو تیتری
و مچھلی و گرگ و ترن کا سر بالاجماع داخل نہین ہین اور اسی طرح اونٹ کی سری بھی بالاجماع نہین داخل ہی - اور اگر
قسم کھائی کہ انڈا نہ کھاؤنگا تو یہ پرندون کے انڈے پر واقع ہوئی خواہ بط کا ہو یا مرغی یا کوئی اور پرند کا اور
مچھلی کے انڈے کھانے سے حانث نہوگا الا آنکہ اُسنے اُسکی نیت کر لی ہو یہ سراج وہاج مین ہی - اور اگر قسم
کھائی کہ طبیخ نہ کھاؤنگا پس اگر اُسنے تمام مطبوخات کی نیت کی ہو تو اسکی نیت پر قسم واقع ہوگی اور اگر کچھ نیت نہ کی ہو
تو استحساناً مطبوخ گوشت پر واقع ہوگی قال المترجم یہ ہمارے رواج مین مستقیم نہین ہو سکتا ہی واللہ اعلم - مشائخ
نے فرمایا کہ یہ جب ہی کہ گوشت پانی مین پکایا گیا ہو اور اگر خشک قلیہ ہو تو اسکو طبیخ نہین کہتے ہین - اور اگر گوشت
پانی مین پختہ کیا گیا پس اُسنے شوربا روٹی کے ساتھ کھایا اور گوشت نہ کھایا تو بھی حانث ہوگا یہ فتاوے قاضیخان
مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ فلانہ عورت کا طبیخ نہ کھاؤنگا یعنے اُسکے ہاتھ کا پکایا ہوا پس اس عورت نے اُسکے واسطے
ہانڈی گرم کر دی مگر گوشت کسی دوسری عورت نے پکایا تو اُسکے کھانے سے حانث نہوگا اور اگر فارسی مین کہا

کہ اگر از دیگ گرم کردہ تو بخورم پس چنین وخیان است پس اگر عورت نے دیگ گرم کی مگر پکایا کسی دوسری عورت نے تو اُسکے کھانے سے حانث نہوگا اسواسطے کہ قولہ دیگ گرم کردہ تو سے عرف کے موافق پختہ تو مراد ہوتا ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ حلوا نہ کھاؤنگا تو اسمین اصل یہ ہی کہ فقہا کے نزدیک حلوا ہر ایسی شیرین چیز ہی جسکی جنس سے ترش نہو اور جسکی جنس سے ترش بھی ہو وہ حلو نہین ہی پس اسکا مرجع عرف پر ہی پس خبیص وشہد صاف وسکر و ناطف ورب وتمر واُسکے مانند چیزوں سے کھانے سے حانث ہوگا اور ابن معلی نے امام محمد رح سے انجیر تر وخشک کے کھانے سے حانث ہوتا بھی روایت کیا ہی اسواسطے کہ انجیر کی جنس مین ترش نہین ہوتا ہی پس اسمین خالص معنے حلاوت متحقق ہوئے اور اگر اُسنے انگور شیرین یا خربوزہ شیرین یا انار شیرین یا آلو شیرین کھایا تو حانث نہوگا اسلیے کہ اُسکی جنس سے بعض شیرین نہین ہوتا ہی پس اسمین خالص معنی حلاوت متحقق نہوئے [جسکو آلو بخارا بولتے ہین ۱۲] اور ایسے ہی کشمش بھی حلو نہین ہی کہ اُسکی جنس مین ترش بھی ہوتی ہی اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ حلاوت نہ کھاؤنگا تو اسکا حکم مثل حلوا کے ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ دانہ نکھاؤنگا یعنے نہ چباؤنگا تو تل وغیرہ اجو دانہ چباویگا اور کھاویگا حانث ہوگا یعنے جسکو لوگ عادت کے موافق چباتے ہون اور رواج ہو پس اُسکے چبانے سے حانث ہوگا اور اگر اُسنے اپنی قسم مین کوئی خاص دانہ معین کی نیت کی ہو تو اُسکے چبانے سے حانث ہوگا اور دوسرے کے چبانے سے حانث نہوگا اور اگر موتی نگل گیا تو حانث نہوگا یہ بدائع مین ہی۔ فتاوے مین لکھا ہی ایک مرد نے قسم کھائی کہ حرام نہ کھاؤنگا پھر غصب کیے ہوئے درم سے [خواہ چبا کر یا ویسے ہی ۱۲] طعام خرید کر کھایا تو حانث نہوگا اور وہ گنہگار ہوا اور اگر غصب کیا ہوا گوشت یا روٹی کھائی تو حانث ہوگا۔ اور اگر روٹی یا گوشت بعوض زینت کے فروخت کیا پھر اسکو کھایا تو حانث نہوگا اور اگر کتے یا بندر یا چیل کا گوشت کھایا تو اسد بن عمرو نے کہا کہ حانث نہوگا اور شیخ نصیر نے کہا کہ حانث ہوگا اور ہم اسی کو اختیار کرتے ہین اور حسن نے فرمایا کہ سب حرام ہی اور فقیہ ابو اللیث نے فرمایا کہ جسمین علماء کا اختلاف ہو وہ حرام مطلق نہوگی پھر صاحب کتاب نے فرمایا کہ قول فقیہ ابو اللیث کا بہت اچھا ہی۔ اور اگر اُسنے مضطر ہو کر حرام یا مردار کھایا تو اسمین مشائخ نے اختلاف کیا ہی اور مختار یہ ہی کہ وہ حانث ہوگا اسواسطے کہ حرمت باقی ہی لیکن اتنا ہی کہ گنہگاری دور کر دیجاتی ہی اور فوائد شمس الائمہ حلوائی مین مذکور ہی کہ اگر ایسے باغ انگور سے کھایا جسکو اُسنے معاملہ پر دیدیا ہی یعنی بٹائی پر حالانکہ وہ قسم کھا چکا ہی کہ مین حرام نہ کھاؤنگا تو حانث نہوگا یہ خلاصہ مین ہی اور گیہون غصب کر کے انکو پکایا پس اُسکے مالک کو اُسکے مثل گیہون دیدیے قبل اسکے کہ غصب کیے ہوئے گیہون کو کھاوے تو اپنی قسم مین حانث نہوگا اور اگر تاوان ادا کرنے سے پہلے کھایا حالانکہ ہنوز اُسپر قاضی نے تاوان کا حکم نہین دیا ہی تو حانث ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ یہ انگور نہ کھاؤنگا یا یہ انار نہ کھاؤنگا پھر اُسکو چبایا کہ اُسکا رس چوسا اور پھوک پھینکنا شروع کیا تو حانث نہوگا اسواسطے کہ یہ اسکا کھانا نہین بلکہ چوسنا ہی۔ اور اگر انگور یا انار کا پانی نچوڑا اور اسکو نہین پیا بلکہ اُسکا پوست وگودا وغیرہ کھا لیا تو قسم مین حانث ہو جائیگا اور اگر اسکو چبا کر سب نگل گیا تو پوست وگودے وغیرہ کے نگلنے سے حانث ہوگا اُسکے عرق کے نگلنے سے حانث نہوگا قال المترجم ہمارے عرف مین ہر طرح حانث ہوگا بلکہ پوست وغیرہ مین تامل ہی واللہ تعالی اعلم اور عیون مین لکھا ہی کہ اگر قسم کھائی کہ یہ انگور نہ کھاؤنگا پھر اُسکو چبا کر

اسکا پوست وغیرہ پھینکدیا اور اسکا عرق پی گیا تو حانث نہوگا اور اگر اسکا چھلکا پھینکدیا اور عرق و بیج نگل گیا تو
حانث ہوگا اور صدر شہید رح نے واقعات مین اسکی تعلیل یون فرمائی ہی کہ بدین وجہ کہ انگور تین چیزون کا نام
ہی پس اول صورت مین اسنے اقل کو کھایا پس اسپر انگور کھاجانے والے کا اطلاق نہوگا اور دوسری صورت
مین اسنے اکثر کھایا اور اکثر کے واسطے حکم کل ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ فاکہ نہ کھاؤنگا پھر اسنے انگور یا انار
یا خرماے تر کھایا تو امام اعظم رح کے نزدیک حانث نہوگا اور صاحبین کے نزدیک حانث ہوگا یہ ہدایہ مین ہی اور
فقیہ ابو اللیث رح نے فرمایا کہ ہم فتوے کے واسطے صاحبین کے قول کو لیتے ہین اسواسطے کہ انکا قول اظہر ہی
پھر یہ اختلاف ایسی صورت مین ہی کہ اسنے کچھ نیت نکی ہو اور اگر ان چیزون کی بھی نیت کی ہو تو بالاتفاق حانث
ہوگا یہ شرح نقایہ ابو المکارم مین ہی۔ اور انجیر و مشمش و سیب و اخروٹ و پستہ و آلو بخارا و عناب و امرود
بھی یہ بالاجماع فواکہ ہین خواہ تر و تازہ ہون یا خشک ہون خواہ خام ہون یا پختہ ہون اور کھیرا و لکڑی و گاجر
بالاجماع فواکہ مین سے نہین ہین اور شہتوت فواکہ مین سے ہی اور امام قدوری نے خربوزہ کو فواکہ مین سے
شمار کیا ہی اور شمس الائمہ حلوائی نے نہین شمار کیا قال المترجم ہمارے یہان کے خربوزہ کو شاید امام قدوری
بھی شمار نہ کرینگے اور امام نے فرمایا کہ تل اور باقلا پھلون مین سے نہین ہین اور حاصل یہ ہی کہ جو عرف مین فاکہ
شمار ہوتا ہو اور تفکہاً کھایا جاتا ہو وہ فاکہ ہی اور جو ایسا نہو وہ نہین ہی یہ وجیز کردری مین ہی اور بادام و اخروٹ فواکہ
مین سے ہی کہ اصل مین انکو خشک فواکہ مین شمار کیا ہی اور مشائخ نے فرمایا کہ یہ انکے عرف کے موافق ہی اور ہمارے
عرف مین اسکو فواکہ یابسہ یعنی میوہ شمار نہین کرتے ہین اور امام محمد رح نے فرمایا کہ بسر سکر و بسر احمر فاکہ ہی یہ محیط سرخسی مین
ہی۔ اور زبیب یعنی کشمش اور چھوہارے جیسے ہمارے یہان ملتے ہین اور خشک دانہ انار فاکہ نہین ہین کذا
فی فتاوے قاضی خان مین ہی اور یہ بالاجماع ہی یہ بدائع مین ہی۔ اور امام محمد رح سے روایت ہی کہ اگر قسم کھائی
کہ مین امسال کسی فاکہ سے نہ کھاؤنگا پس اگر ان دنون فواکہ تازہ و تر ہون تو قسم انھین پر واقع ہوگی پس
خشک کے کھانے سے حانث نہوگا اور اگر ان دنون تر و تازہ نہون تو خشک پر واقع ہوگی اور یہ استحسان ہی
اور اسی کو شیخ ابو بکر محمد بن الفضل نے لیا ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی اور اگر کسی نے قسم کھائی کہ لایاتدم
یعنے ادام سے نہ کھاؤنگا قال المترجم روکھی روٹی کا مقابل یعنی جس سے روکھی روٹی نہ کھلاوے فافہم تو جو چیز
روٹی کے ساتھ اسطرح کھائی جاوے کہ روٹی اسکے ساتھ صبغ کیجاوے وہ ادام ہی جیسے سرکہ و زیت و
عسل و دودھ و مکھن و گھی و شوربا و نمک وغیرہ اور جو روٹی کو صبغ نہ کرے (یعنے ڈبو کر روٹی جاوے ۱۲) ان چیزون سے جنکا جرم مثل
روٹی کے جرم کے ہی اور وہ ایسی ہی کہ اکیلی کھائی جاسکتی ہی تو وہ ادام نہین ہی جیسے گوشت و انڈا و چھوہارا
و کشمش وغیرہ اور یہ تفصیل امام اعظم رح و امام ابو یوسف کے نزدیک ہی اور امام محمد رح نے فرمایا کہ جو چیز روٹی کے
ساتھ غالباً کھائی جاتی ہو وہ ادام ہی اور یہی امام ابو یوسف رح سے بھی مروی ہی کذا فی فتح القدیر اور امام محمد رح کے
قول کو فقیہ ابو اللیث رح نے لیا ہی اور اختیار مین فرمایا کہ یہی مختار ہی بدلیل عرف اور محیط مین لکھا ہی کہ یہی اظہر ہی
اور قلانسی نے اپنی تہذیب مین فرمایا کہ اسی پر فتوے ہی یہ نہر الفائق مین ہی۔ اور حاصل یہ ہی کہ جس سے روٹی
صبغ کیجاتی ہی جیسے سرکہ وغیرہ جو ہم نے ذکر کی ہین وہ بالاجماع ادام ہیں اور جو غالباً اکیلی کھائی جاتی ہین جیسے

[illegible]

خربوزہ وانگور وچھوہارا وکشمش وغیرہ تو یہ بالاجماع ادام نہین ہین بنا برقول صحیح کے انگور وخربوزہ روٹی مین اور رہے بقولات
سو وہ بالاتفاق ادام نہین ہین یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور یہ اختلاف ایسی صورت مین ہی کہ اُسکی کچھ نیت نہو اور اگر
اُسنے نیت کی ہو تو بالاجماع اسکی نیت پر قسم ہوگی یہ تبیین مین ہی اور نمک بالاجماع ادام نہین ہی یہ سراج وہاج
مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ زید کی کمائی سے نہ کھاؤنگا پھر زید کو میراث مین کچھ ملا اور اُسکو حالف نے کھایا تو
حانث نہوگا اور اگر زید نے کوئی چیز خریدی یا اسکو ہبہ کی گئی یا اسکو صدقہ دی گئی اور اُسنے قبول کرلیا پھر
حالف نے اسکو کھایا تو حانث ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ زید کی کمائی سے نہ کھاؤنگا پھر زید نے اسکو کوئی چیز
ہبہ کردی یا حالف نے اُس سے خرید لی حالانکہ یہ چیز اُسکی کمائی کی ہی پھر حالف نے اسکو کھایا تو حانث نہوگا
اور اگر قسم کھائی کہ زید کی کمائی سے نہ کھاؤنگا پھر زید نے بہت کچھ کمایا اور مرگیا اور عمرو اُسکا وارث ہوا پس
حالف نے عمرو کے یہان اس میراث مین سے کچھ کھایا تو حانث ہوگا اور اسی طرح اگر حالف خود اسکا وارث
ہوا پس اسمین سے کچھ کھایا تو حانث ہوگا بخلاف اُسکے اگر کسی دوسرے کے پاس سوائے میراث کے بطور
خرید یا وصیت کے یہ مال منتقل ہوگیا پھر وہان سے حالف نے کھایا تو حانث نہوگا یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر قسم
کھائی کہ زید کی میراث سے کچھ نہ کھاؤنگا پس زید مرگیا اور اُسکی میراث سے اُسنے کھایا تو حانث ہوگا اور اگر زید
کی میراث عمرو کو ملی اور عمرو مرگیا اور اُسکی میراث خالد کو ملی پھر اسمین سے حالف نے کھایا تو حانث نہوگا یہ
بدائع مین ہی اور اگر قسم کھائی کہ زید کی کمائی سے نہ کھاؤنگا پھر عمرو نے مرتے وقت زید کے واسطے کسی چیز
کی وصیت کی اور پھر اُس چیز مین سے حالف نے کھایا تو حانث ہوگا اور اگر زید نے حالف کو طعام ہبہ کیا اور
حالف نے بعد قبضہ کرنے کے اسمین سے کھایا تو حانث نہوگا اور اسی طرح اگر زید نے حالف کے واسطے وصیت کردیا
ہو تو بعد قبول کے اسمین سے کھانے سے حانث نہوگا اور واضح رہے کہ مال مہر عورت کی کمائی مین داخل ہی اور
اسی طرح جراحتون کا ارش مجروح کی کمائی مین داخل ہی یہ خلاصہ مین ہی۔ ایک شخص کے پاس درم ہین پس
اُسنے قسم کھائی کہ انکو نہ کھاؤنگا پھر ان درمون کے عوض دینار یا پیسے بدل لیے پھر اُسکے بعد ان دینارون
یا پیسون سے کوئی چیز خرید کر کھائی تو امام محمد رح نے فرمایا کہ حانث ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ یہ درم یا دینار نہ کھاؤنگا
پھر انکے عوض کوئی اسباب خریدا پھر اسباب کے عوض طعام خریدا اور اسکو کھایا تو حانث نہوگا اور اسی طرح
اگر ان درمون یا دینارون کے عوض جو خریدے پھر جو کے عوض طعام خرید کر کھایا تو حانث نہوگا اور فرمایا کہ
اگر ایسی چیز پر جو کھائی نہین جاتی ہی قسم کھائی کہ مین اسکو نہ کھاؤنگا پھر اُسکے عوض طعام وغیرہ کھانے کی چیز خرید کرکے
اسکو کھایا تو حانث ہوگا اور اگر ایسی چیز پر قسم کھائی جو کھائی جاتی ہی یہ کہ اسکو نہ کھاؤنگا پھر اسکے عوض کھانے
کی چیز خرید کر اُسکو کھایا تو حانث نہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان کو اپنے والد کی
میراث سے طعام نہ کھلاؤنگا پھر اپنے والد کی میراث مین طعام پایا اور وہ فلان کو کھلایا یا درم پائے اور انکے
عوض طعام خرید کرکے کھلایا تو حانث ہوگا اور اگر طعام میراث کے عوض دوسرا طعام بدل کرکے اسمین سے
اسکو کھلایا تو حانث نہوگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ اپنے والد کی میراث سے کچھ نہ کھاؤنگا پھر اسکا باپ مرگیا اور
یہ اُسکے مال کا وارث ہوا پس اس مال کے عوض طعام خریدا اور اسکو کھایا تو قیاساً حانث نہوگا اور استحساناً

حانث ہوگا اسواسطے کہ بحسب عادت میراث کھانے کی یہی صورتین ہین اور اگر مال میراث کے عوض کوئی چیز
خرید کر اس چیز کے عوض طعام خرید کر کے کھایا تو حانث نہوگا - اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے کھیتون سے نہ کھاؤنگا
پھر اسکی پیداوار مین سے جو کاشتکار کے پاس ہے یا فلان کے مشتری کے پاس ہے خرید کر کھایا تو حانث ہوگا اور
اگر فلان سے کسی شخص نے خرید کیا اور اسکو بویا پھر اسکی پیداوار مین سے حالف نے کھایا تو حانث نہوگا
یہ وجیز کردری مین ہے - اور اگر قسم کھائی کہ ملک فلان سے یا جسکا فلان مالک ہوا ہے کچھ نہ کھاؤنگا پھر فلان کی
ملک سے کوئی چیز نکلکر دوسرے کی ملک مین داخل ہوگئی اور اسکو حالف نے کھایا تو حانث نہوگا یہ محیط مین
ہے - اور اگر قسم کھائی کہ جو فلان نے خریدا یا جو فلان خریدے اُسمین سے نہ کھاؤنگا پھر فلان نے اپنے واسطے
یا غیر کے واسطے کوئی چیز خریدی اور اسمین سے حالف نے کھایا تو حانث ہوگا اور اگر فلان نے خریدی ہوئی کو
جسکے واسطے خریدی تھی اُسکے حکم سے کسی دوسرے کے ہاتھ فروخت کر دی اور پھر اسمین سے حالف نے
کھایا تو حانث نہوگا یہ بدائع مین ہے - اور اگر قسم کھائی کہ ایسا گوشت نہ کھاؤنگا کہ اُسکو فلان نے خریدا پھر فلان
نے ایک بکری کا بچہ حلوان خرید کیا اور اُسکو ذبح کیا پھر اسمین سے حالف نے کھایا تو حانث نہوگا یہ محیط مین ہے
اور اگر کسی نے قسم کھائی کہ اس فلان کا یہ طعام نہ کھاؤنگا پھر فلان نے یہ طعام فروخت کر دیا پھر حالف نے
اسکو کھایا تو حانث نہوگا اور یہ شیخین رحمہ اللہ کے نزدیک ہے اور امام محمد رح کے نزدیک حانث ہوگا یہ شرح زیادات
عتابی مین ہے - اور اگر قسم کھائی کہ مین ایسے طعام سے نہ کھاؤنگا جسکو فلان تیار کرے یا ایسی روٹی نہ کھاؤنگا
جسکو فلان پکاوے پس فلان نے اُسکو تیار کر کے فروخت کر دیا پھر حالف نے مشتری کے پاس اسکو کھایا تو
حانث ہوگا - اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے طعام سے نہ کھاؤنگا اور یہ فلان طعام فروش ہے پس حالف نے
اُس سے خرید کر کے کھایا تو حانث ہوگا - اور اگر قسم کھائی کہ تیرا یہ طعام نہ کھاؤنگا پھر فلان نے اسکو یہ طعام
ہدیہ دیدیا تو بقیاس قول امام اعظم و امام ابو یوسف رح کے حانث نہوگا اور اگر قسم کھائی کہ فلان کی زمین کی پیداوار
سے نہ کھاؤنگا پھر اس پیداوار کے ثمن سے کھایا تو حانث ہوگا اور اگر اُسنے نفس پیداوار کی نیت کی ہو تو
فیما بینہ و بین اللہ تعالیٰ یعنے دیانۃً تصدیق ہوگی اور قضاءً تصدیق نہوگی کذا فی الذخیرہ و قال المترجم بطور عربیت
یعنی زبان عرب صحیح ہے کہ بجائے پیداوار کے غلہ کا لفظ کہا اور ہمارے عرف مین از بسکہ پیداوار خود اُسکے
اناج وغیرہ پر اطلاق ہوتا ہے نہ اس پیداوار کے دامون پر لہذا حکم برعکس ہوگا واللہ تعالیٰ اعلم اور اگر قسم کھائی
کہ طعام فلان سے نہ کھاؤنگا اور اسکی کچھ نیت نہین ہے پھر حالف نے اس طعام سے خریدا یا فلان نے کسی کو
طعام ہبہ کیا اور اُس سے حالف نے خرید لیا تو اسکے کھانے سے حانث نہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہے
اصل مین مذکور ہے کہ اگر قسم کھائی کہ ایسا طعام نہ کھاؤنگا کہ اسکو فلان خریدے پھر ایسا طعام کھایا کہ اُسکو حالف
کے واسطے فلان اور ایک شخص دوسرے نے خرید دیا ہے تو حانث ہوگا الا آنکہ اُسنے یہ نیت کی ہو کہ وہ نہ کھاؤنگا
جسکو فلان اکیلا خریدے یہ خلاصہ مین ہے - اور اگر قسم کھائی کہ طعام فلان سے نہ کھاؤنگا پھر ایسا طعام کھایا جو
فلان و دوسرے کے درمیان مشترک ہے تو حانث ہوگا اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ فلان کی روٹی نہ کھاؤنگا
پھر اُسکے و دوسرے کے درمیان مشترک روٹی کھائی تو بھی حانث ہوگا بخلاف اسکے اگر قسم کھائی کہ فلان کی

رغیف نہ کھاؤنگا پھر اسکے اور دوسرے کے درمیان مشترک رغیف کھائی تو حانث نہوگا اسواسطے کہ رغیف کا
ٹکڑا رغیف نہین کہلاتا ہی اور روٹی کا ٹکڑا روٹی کہلاتا ہی اور اگر قسم کھائی کہ اپنے بیٹے کے مال سے نہ کھاؤنگا
پھر سرکہ ایسے مٹکہ (یعنے سرکہ کا مٹکا بھرا ہوا) سے جو اُسکے اور اسکے بیٹے کے درمیان مشترک ہی کھایا تو حانث ہوگا اسواسطے کہ اُسنے
بیٹے کا مال کھایا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ طعام فلان نہ کھاؤنگا پھر ایسے طعام سے کھایا جو اُسکے و
فلان کے درمیان مشترک ہی تو حانث نہوگا یہ ظہیریہ مین ہی۔ قال المترجم اگر سیر بھر طعام مساوی مشترک ہی مثلاً
اور اُسنے تین پاؤ کھالیا تو ظاہر ہی کہ ضرور فلان کا طعام کھایا لہذا تاویل مسئلہ مذکور ملحوظ رہی کہ اسطرح وقوع نہین
ہوا ہی فافہم۔ ایک شخص نے قسم کھائی کہ اپنے والد کی چیزون مین سے کوئی چیز نہ کھاؤنگا پھر اپنے والد کے
بیت سے ایک کرچ روٹی کی اتناول کی جو زمین پر پھینکی ہوئی تھی تو شیخ ابو بکر محمد بن الفضل نے فرمایا کہ حانث
نہین ہوا اور شیخ ابو علی النسفی نے فرمایا کہ حانث ہوگیا اور فقیہ ابو بکر بلخی نے فرمایا کہ اگر یہ ٹکڑا ایسا تھا کہ اسکو کسی
فقیر کو صدقہ مین دیسکتے ہین یعنی از راہ عادت ایسا ٹکڑا دیا جاتا ہی تو حانث ہوا ورنہ نہین یہ فتاوے قاضیخان
مین ہی۔ قال الاحوط قول النسفی رحمہ اللہ تعالی۔ اور اگر قسم کھائی کہ طعام فلان نہ کھاؤنگا تو یہ فلان کے طعام
موجودہ پر اور جو آیندہ اُسکی ملک مین آوے دونون پر واقع ہوگی یہ سراجیہ مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ ان انار
مین سے جو فلان خریدے نہ کھاؤنگا پھر فلان اور ایک دوسرے نے خرید کیا اور اسمین سے اُسنے کھایا تو حانث
ہوگا اور اگر یون کہا کہ ایک انار سے جسکو فلان خریدے نہ کھاؤنگا تو حانث نہوگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلانہ عورت
کے سوت کے ثمن سے نہ کھاؤنگا پھر فلانہ کا کاتا سوت خرید لیا یا فلانہ نے اسکو ہبہ کر دیا پھر اُسکو فروخت کر کے اُسکے
ثمن سے کھایا تو حانث نہوگا اور اگر فلانہ نے خود فروخت کیا اور اُسکا ثمن اس حالف کو دیا اور اُسنے اسمین سے
کھایا تو حانث ہوگا اور اگر فلانہ نے یہ ثمن اپنے بیٹے یا کسی اجنبی کو ہبہ کیا پھر اُسنے حالف کو ہبہ کیا پھر اُس سے
کوئی چیز خریدکر کھائی تو حانث نہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ طبیخ (پختنی) فلان سے نہ کھاؤنگا پھر فلان اور دوسرے
نے ملکر پکایا اور حالف نے اسکو کھایا تو حانث ہوگا اسواسطے کہ اُسکا ہر جزو طبیخ کہلاویگا اسیطرح اگر کہا کہ خبز فلان
یعنی فلان کی روٹی سے پس فلان اور ایک دوسرے نے روٹی پکائی تو بھی یہی حکم ہی اور اگر کہا کہ ہانڈی سے جسکو
فلان پکادے پھر دونون کی پکائی ہانڈی سے کھایا تو حانث نہوگا اسواسطے کہ ہر جزو ہانڈی کا ہانڈی نہین
کہلاتا ہی یہ اختیار شرح مختار مین ہی۔ فارسی مین قسم کھائی کہ از چیز فلان نخورم پس اُسکی مد کا پانی تناول کیا تو
حانث نہوگا اسواسطے کہ اوہام لوگون کے اسطرف نہین پہونچتے ہین آیا تو نہین دیکھتا ہی کہ اگر اُسکے خربوزہ کا
چھلکا یا ریزہ نان اُسکے دروازہ پہ پایا اور کھالیا تو حانث نہین ہوتا ہی یہ فتاوی کبری مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ
ایسی کوئی چیز نہ کھاویگا جسکو فلان اُٹھالاوے اور مراد یہ ہی کہ آوردہ فلان یعنی فلان کی لائی ہوئی نہ کھاویگا
پھر ایسی برف سے کھایا جسکو فلان اُٹھالایا ہی تو مشایخ نے فرمایا کہ حانث ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی
اور اگر قسم کھائی کہ اپنے داماد کے مال سے کچھ نہ کھاؤنگا پھر اُسکو خمیر دیا گیا جو اُسکے داماد کے خمیر مین سے
ہی پس اُسنے دوسرے خمیر مین ملاکر اُسکو پکوایا اور کھایا تو حانث نہوگا اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ اسکا پانی
نہ پیونگا یا اسکا نمک نہ کھاؤنگا پھر اُسکا پانی یا نمک لیکر اُسکو خمیر مین ملا دیا اور کھایا تو حانث نہوگا یہ خلاصہ مین ہی

قسم کھائی کہ اپنے داماد کی روٹی سے نہ کھاؤنگا پھر اُسکا داماد سفر کو چلا گیا اور اپنی جورو کے واسطے نفقہ چھوڑ گیا جسمین سے اُسنے کھایا پس اگر داماد اس عورت کے واسطے نفقہ الگ کر گیا ہو تو حانث نہوگا اور اگر الگ نہ کر گیا ہو بلکہ یہ کہہ گیا ہو کہ میرے طعام مین بقدر کفایت تو کھا پس حالف نے بھی کھایا تو حانث ہوگا یہ وجیز کردری مین ہی اور اگر قسم کھائی کہ اپنے باپ کے مال سے نہ کھاؤنگا پھر باپ مر گیا اور حالف وارث ہوا اور اُسنے کھایا تو حانث نہوگا اور یہی صحیح ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی اور اگر قسم مین یہ لفظ بھی کہا ہو کہ باپ کے مال سے بعد اسکے مرنے کے نہ کھاؤنگا تو اس صورت مین حانث ہوگا یہ وجیز کردری مین لکھا ہی اور اگر کسی عورت نے قسم کھائی کہ اپنے پسر کے اطعمہ سے نہ کھاؤنگی حالانکہ قسم سے پہلے اُسکا بیٹا اسکو چند قسم کے اطعمہ بھیج چکا ہی پس انکو اُسنے کھایا تو حانث نہوگی اور بعض نے فرمایا کہ یہ حکم اُسوقت ہی کہ عورت نے کچھ نیت نکی ہو اور اگر اُسنے قسم مین اس طعام کی بھی نیت کی ہو تو حانث ہوگی اور اضافت باعتبار مجاز صحیح ہوگی یعنے جو پہلے پسر کا تھا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے ساتھ کھانا نکھاؤنگا پس فلان نے ایک برتن سے اور حالف نے دوسرے برتن سے کھانا کھایا تو حانث نہوگا جبتک کہ دونون ایک ہی برتن سے نہ کھاوین یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ مال فلان سے نہ کھاؤنگا پھر دونون نے روپیہ ڈال کر (یعنی بھی ڈال کر ۱۲) کوئی چیز خریدی اور دونون نے کھائی تو قسم مین حانث نہوگا اسواسطے کہ عرف مین یہ اپنا مال کھانا کہلاتا ہی ایسا ہی فتاوے ابواللیث مین مذکور ہی یہ کافی مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان کی چیز سے نہ کھاؤنگا پھر فلان کی مرچ اسکی جورو نے اپنی ہانڈی مین ڈالی جسکو حالف نے کھایا تو شیخ ابوبکر محمد بن الفضل نے فرمایا کہ حانث ہوگا الا آنکہ فلان وحالف کے درمیان کوئی سبب قسم ایسا ہو کہ جو اس امر پر دلالت کرے کہ ایسی مرچ وغیرہ مراد نہین ہی اگر قسم کھائی کہ فلان کے باغ انگور سے اس سال کوئی چیز نہ کھاؤنگا تو مشائخ نے فرمایا کہ اُسکی قسم بارہ (۱۲) مہینہ پر واقع ہوگی اور ہمارے مولانا نے فرمایا کہ چاہیے یون ہی کہ اُس سال کے جسقدر ایام باقی رہے ہین انھین پر واقع ہو یہ فتاوے قاضی خان مین ہی ایک نے کہا کہ واللہ جو فلان لاویگا (جیسے قسم کھالی کہ ۱۲) اُسکو نہ کھاؤنگا یعنی ایسی کھانے کی چیز جیسے گوشت و طعام وغیرہ پھر حالف نے اس فلان کو گوشت دیا کہ اُسکو پکا دے پس اُسنے پکانا شروع کیا اور اسمین گاے کی اوجھ کا ایک ٹکڑا ڈال دیا جو ہانڈی کے جوش مین نکل گیا پھر حالف نے ہانڈی کا شوربا کھایا تو امام محمد رح نے فرمایا کہ میری دانست مین وہ حانث نہوگا جبکہ اُسنے اسمین ایسا گوشت ڈال دیا جو تنہا پکا کر اس سے شوربا لینے کے لائق نہین ہی بسبب اسکے کہ قلیل ہی۔ اور اگر اسقدر ہو کہ تنہا پکا کر اس سے شوربا لیا جا سکتا ہی تو اسصورت مین حانث ہوگا حالانکہ امام محمد رح نے فرمایا ہی کہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ جو فلان لاویگا مین اسکو نہ کھاؤنگا پھر فلان مذکور گوشت لایا اور اسکو بھونا اور بعد تیار ہونے کے اُسکے نیچے حالف کے چانول رکھے چنانچہ اُسکی تری چانولون مین آئی جنکو حالف نے کھایا تو حانث ہوگا۔ اسیطرح اگر فلان مذکور چنے لایا (یعنی ۱۲) اور اُنکو پکایا پس حالف نے اُسکا شوربا کھایا اور اسمین چنے کا مزہ آتا ہی تو حانث ہوگا اور اسی طرح اگر تازہ چھوہارے جنکو رطب کہتے ہین لایا جسمین سے رب بہا اور اسکو حالف نے کھایا یا زیتون لایا اور وہ پیلا گیا جسکا تیل حالف نے کھایا تو حانث ہوگا یہ بدایع مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے طعام سے کوئی طعام نہ کھاؤنگا

پھر اُسکا سرکہ یا روغن زیتون یا نمک کھایا یا انمین سے کوئی چیز لے کر اپنے کھانے کے ساتھ کھائی تو حانث ہوگا اور
اُسکا پانی یا نبیذ لیکر اُسکے ساتھ اپنی روٹی کھائی تو حانث نہوگا یہ جوہرہ نیرہ مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ یہ گیہون
نہ کھاؤنگا پھر انکو دوسرے اناج کے ساتھ ملاکر کھایا یا قسم کھائی کہ یہ جو نہ کھاؤنگا پھر انکو دوسرے اناج
مین ملاکر کھایا پس اگر گیہون سے کھایا یعنی پھنکی مارکر کھایا پس اگر یہ گیہون یا جو غالب ہون تو حانث ہوگا اور
اگر دوسرے اناج کو غلبہ ہو تو حانث نہوگا اور اگر مساوی ہون تو قیاس یہ ہی کہ حانث ہوگا اور استحساناً حانث
نہوگا اور اگر ایک ایک دانہ کرکے کھایا ہی تو بہر حال حانث ہوگا یہ ذخیرہ مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ طعام نہ کھاؤنگا
یا کہا کہ نہ پیونگا الا باجازت فلان پھر فلان نے اُسکو اجازت دی تو یہ اجازت ایک لقمہ اور ایک گھونٹ پر
ہوگی یہ محیط مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ کوئی طعام نہ کھاؤنگا اور نہ پیونگا پھر کھانے پینے کی کوئی چیز چکھی اور
اسکو حلق مین داخل نہونے دیا تو حانث نہوگا - اور اگر اپنی قسم کسی فعل پر منعقد کی پھر اس سے گھٹ کر کیا تو
حانث نہوگا اور اگر اس سے بڑھ کر کیا تو حانث ہوگا یہ مبسوط مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ کھانا پینا کچھ نہ چکھونگا
پھر اُسکو اپنے منہ مین داخل کیا تو حانث ہوگا پھر اگر اُسنے دعوی کیا کہ میری مراد نہ چکھنے سے یہ تھی کہ نہ کھاؤنگا
یا نہ پیونگا تو دیانةً فیما بینہ وبین اللہ تعالیٰ اُسکی تصدیق ہوگی اور قضاءً تصدیق نہوگی یہ بدائع مین ہی - اور اگر کہا
کہ نہ چکھونگا کھانا اور نہ پینا پھر ایک چکھا تو حانث ہوگا اور اسی طرح اگر کہا کہ نہ کھاؤنگا کھانا اور نہ پینا اور اسی طرح
اگر حرف یا دونون کے بیچ مین لایا تو بھی یہی حکم ہی یہ مبسوط مین ہی - اور اگر کہا کہ واللہ طعام و شراب نہ چکھونگا پھر
اُسنے ایک کو چکھا تو حانث نہوگا اور شیخ ابو القاسم الصفار رح نے فرمایا کہ حانث ہوگا اور شیخ ابو بکر محمد بن الفضل
نے فرمایا کہ اُسکی نیت پر ہی اور اگر اُسنے کچھ نیت نہ کی ہوگی تو ایک کے چکھنے سے حانث نہوگا اور اسی پر فتوی
ہی - کسی نے قسم کھائی کہ خمر نہ چکھونگا پھر ایسی روٹی کھائی جسکا خمیر شراب سے کیا گیا ہی تو شداد رح نے فرمایا کہ
اپنی قسم مین حانث نہوگا جیسے قسم کھائی کہ زیت نہ چکھونگا پھر روٹی کھائی جسکا آٹا زیت مین گوندھا گیا ہی تو
حانث نہین ہوتا ہی - اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے گھر مین طعام نہ چکھونگا اور نہ شراب یعنی پینے کی چیز پھر اسکے گھر
مین کوئی چیز چکھی اور اُسکو اپنے منہ مین داخل کیا مگر اُسکے پیٹ مین نہین پہونچی تو حانث ہوگا اور یہ قسم
فقط نہ چکھنے پر ہوگی - اور اگر اُس سے کسی نے کہا کہ میرے پاس آج کے روز کھانا کھا پس اُسنے قسم کھائی کہ
تیرے گھر نہ چکھونگا طعام و نہ شراب تو یہ قسم کھانے پر ہوگی نہ چکھنے پر یہ فتاوی قاضی خان مین ہی - اور اگر قسم
کھائی کہ پانی نہ چکھونگا پس اُسنے نماز کے واسطے کلی کی تو حانث نہوگا یہ خلاصہ مین ہی اور اگر قسم کھائی کہ یہ خمر
نہ چکھونگا پھر وہ شراب سرکہ ہوگئی پس اسکو پیا تو حانث نہوگا اور اگر یہ بھی نیت ہو کہ جو اس سے ہوگا وہ بھی
نہ چکھونگا تو حانث ہوگا یہ جوہرہ نیرہ مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ تغدی نہ کرونگا تو غدا وہ کھانا ہی جو طلوع فجر سے
وقت ظہر تک ہو اور عشاء وہ کھانا ہی کہ نماز ظہر سے آدھی رات تک ہو یہ ہدایہ مین ہی پس اگر قسم کھائی کہ آج تغدی
نہ کرونگا پھر نصف نہار کے بعد کھایا تو حانث نہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہی - اور شیخ فجندی رح نے فرمایا کہ یہ
امام رح کا عرف تھا اور ہمارے عرف مین عشاء کا وقت بعد نماز عصر کے ہی - پھر واضح رہے کہ غدا اور عشاء دونون عبارت
ایسے کھانے سے ہی جس سے عادت کے موافق پیٹ بھر کے کھانا لوگون کی غالب عادات کا مقصود ہوتا ہی پس قسم کھائی

یعنی کھانا جو عادت کے موافق پیٹ بھر کے کھانا ۱۲ یعنی انکی غالب عادت مین جو کھانا ہی ۱۲

ؐ یعنی کہ ... مستثنی ... یعنی اگر ایک لقمہ یا ایک گھونٹ سے زیادہ کیا تو حانث ہوگا
ؑ یعنی کھانے پینے کی ... شد

کے شہر مین جو غداء ہو اسپر قسم منعقد ہوگی پس اگر وہ چیز غداء ہوگی تو اُسکے کھانے سے حانث ہوگا ورنہ نہین اور
اسی واسطے مشائخ نے کہا ہی کہ اگر شہر کے لوگون نے غداء ترک کرنے پر قسم کھائی پس اُنھون نے دودھ پی لیا
تو چونکہ غالب عادت لوگون کی اس سے تغدی نہین ہی اسوجہ سے حانث نہونگے اور اگر بدوی نے ایسی قسم
کھائی اور پھر دودھ پی لیا تو چونکہ غالباً انکا ایک وقت اول کا کھانا یہی ہی لہذا حانث ہوگا - اور شیخ ابوالحسن
نے فرمایا کہ اگر قسم کھائی کہ تغدی نہ کرونگا پھر سوا روٹی کے چھوہارا و چانول و فواکہ وغیرہ کوئی چیز کھائی
یہان تک کہ سیر ہو گیا تو حانث نہوگا اور یہ غدا کھانا نہ ہوگا اور اسی طرح اگر گوشت بغیر روٹی کے کھایا تو بھی
یہی حکم ہی اور غداء ہر شہر کی وہ ہی جو انمین متعارف ہو قال المترجم ہمارے یہان دیار مین ایسا عرف ظاہر نہین ہی
لہذا قسم اپنے اصلی معنی پر ہوگی پس شیخ ابوالحسن کا قول اقرب ہی سوا چانول و دیگر اناج و گوشت کے کہ
اسلئے ہمارے عرف غیر ظاہر کی وجہ سے اقرب الی الحنث ہوگا واللہ تعالی اعلم اور نیز سیر ہو جانے مین تامل ہی پس
اولی یہ ہی کہ احتیاط ملحوظ رکھے فافہم - قال اور غداء مین شرط یہ ہی کہ آدھی سیری سے زائد ہو حتے کہ اگر اپنی
باندی سے کہا کہ اگر تو نے آج کی رات تعشی نہ کی یعنے عشاء کا کھانا نہ کھایا تو میرا غلام آزاد ہی پس اُسنے ایک لقمہ
یا دو لقمہ کھا لیے تو یہ عشاء نہین ہوئی اور حالف اپنی قسم مین سچا نہوگا یہان تک کہ باندی مذکورہ اپنی نصف سیری
سے زیادہ کھا لیوے یہ سراج وہاج مین ہی - رمضان مین قسم کھائی کہ آج کی رات عشاء نہ کھاؤنگا پھر دوپہر
رات جانے کے بعد کھایا تو حانث نہوگا یہ وجیز کردری مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ سحری نہ کھاؤنگا تو نصف رات
سے فجر تک کھانے سے حانث ہوگا یہ شرح مجمع البحرین مین ہی - مساء اطلاق عرب مین دو ہین ایک بعد زوال
سے اور دوسری بعد غروب شمس سے پس ان دونون مین سے قسم مین[شام ۱۲] جسکی نیت کرے صحیح ہوگی اور علے ہذا
اگر بعد زوال کے قسم کھائی کہ یہ کام نکرونگا یہان تک کہ مسا کر دون اور اسکی کچھ نیت نہین ہی تو یہ سورج ڈوبنے
کی شام پر ہوگی اسواسطے کہ معنی اول پر حمل کرنا ممکن نہین ہی پس دوسری مسا یعنے دوسرے معنی شام پر
محمول ہوگی یعنی مابعد غروب یہ فتح القدیر مین ہی - اور معلے نے امام محمد رح سے روایت کی ہی کہ اگر قسم کھائی کہ
لیاتینہ ضحوۃ یعنی وقت ضحوہ کے اسکے پاس آویگا تو ضحوہ بعد طلوع آفتاب کے جدم سے کہ نماز پڑھنی جائز ہو جاتی
ہی تا نصف النہار ہی یہ محیط سرخسی مین ہی - امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر قسم کھائی کہ لا یصبح[لہ] ای صبح کو نہ آؤنگا تو تصبیح میرے
نزدیک ضحی اکبر اور ارتفاع آفتاب کے درمیان ہی اور جب ضحی اکبر ہوگئی تو تصبیح کا وقت جاتا رہا یہ بدائع مین ہی
اور اگر یون کہا کہ لیغدینہ الیوم بالف[چاشت کا کھانا یعنی قریب ڈیڑھ پہر دن چڑھے کے ۱۲] یعنی اسکو آج غداء ہزار درم کی کھلاؤنگا یا اگر مین آزاد نہ کردون ایسے غلام کو کہ
اسکو ہزار کو خریدون یا اگر آج تو روٹی ہزار کی نکھالے تو ایسا ایسا پس اُسنے کوئی ایک درم کی چیز ہزار درم کو خریدی
اور وہ اسکو غداء مین کھلائی یا اسی طرح غلام خرید کر آزاد کیا یا اسطرح روٹی خریدی جسکو عورت نے کات دیا تو اپنے
قسم مین سچا ہو گیا یہ وجیز کردری مین ہی - اور اگر کہا کہ اگر مین نے تغدی دو رغیفون سے کر لی تو میرا غلام آزاد ہی پھر
آج صبح کو ایک رغیف کھائی اور کل صبح کو دوسری رغیف کھائی تو قیاساً حانث ہوگا کیونکہ لفظ مطلق ہی خواہ آج
ایک روز مین یا دو روز مین جیسے تعیین کی صورت مین ہی کہ اگر کہا کہ اگر مین نے ان دو رغیفون سے تغدی کر لی
تو میرا غلام آزاد ہی پس ایک سے اُسنے آج تغدی کی اور دوسری سے دوسرے روز تغدی کی تو حانث ہوگا

پس ایسا ہی بیان ہے اور استحساناً حانث نہوگا۔ اور اگر اُسنے اس صورت مین متفرق تغدی کرنے کی نیت کی ہو تو
اُسکی نیت پر ہوگی۔ اور اگر اُسنے یون کہا کہ اگر مین نے دو رغیف کھالین یا مین نے یہ دو رغیفین کھالین تو میرا
غلام آزاد ہے پھر ان دونون کو ایکبارگی یا متفرق کھالیا تو قیاساً و استحساناً حانث ہوگیا یہ محیط مین ہے۔ اور اگر قسم
غدا پر معقود کی اور اسمین سے روٹی کو استثنا کر لیا تو جو چیز کہ روٹی کی تبعیت مین کھائی جاتی ہے وہ بھی روٹی کی
استثنا کے ساتھ مستثنی ہوگی چنانچہ اگر کہا کہ تغدی نہ کرونگا سوائے روٹی کے تو روٹی کے ساتھ سالن و سرکہ
و زیتون وغیرہ جو بالمقصود نہین کھائے جاتے ہین مستثنی ہونگے اور روٹی کے ساتھ انکے کھانے سے حانث
نہوگا اور جو چیز بمقصود کھائی جاتی ہے اور عادت کے موافق تبعاً نہین کھائی جاتی ہے جیسے خبیص چانول وغیرہ اُنسے حانث
ہوگا اور وہ مستثنے نہوگی اور اگر ایسی چیز ہو کہ اُسمین بمقصود کھانے کی بھی عادت ہو یعنے کھانا اُنکا خود ہوتا ہے اور روٹی
کے ساتھ اسکی تبعیت مین بھی کھانے کی عادت ہوتی ہے جیسے گوشت و مچھلی و دودھ وغیرہ تو امام ابو یوسف نے فرمایا
کہ روٹی کے استثناء کرنے مین اسکی تبعیت مین یہ بھی مستثنے ہونگی اور انکے کھانے سے حانث نہوگا اور امام محمد
رح نے فرمایا کہ مستثنے نہونگی اور حانث ہوگا۔ پس جب امر معلوم ہوگیا تو ہم کہتے ہین کہ امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر
کسی شخص نے کہا کہ اگر مین نے کھایا آج کے روز الا رغیف تو میرا غلام آزاد ہے پھر اُسنے رغیف کھائی اور پھر
اسکے بعد فاکہہ یا چھوہارا یا خبیص یا چانول کھائے تو حانث ہوگا ہان اگر اُسنے دعوے کیا کہ مین نے روٹی
سے استثناء کا قصد کیا تھا یعنے روٹی مین اگر سوائے رغیف کے کھاؤن تو ایسا ہی تو اسصورت مین اسکے
قول کی دیانۃً تصدیق ہوگی مگر قضاءً تصدیق نہوگی۔ پھر واضح رہے کہ اگر مسئلہ مذکورہ مین بعد رغیف کے کھانے
کے فواکہ یا چھوہارے کھائے ہون یا رغیف کے ساتھ ہی کھائے ہون بہرحال حانث ہوگا اور اسی طرح اگر
کہا کہ اگر مین نے تغدی کی الا برغیف تو میرا غلام آزاد ہے پھر رغیف سے تغدی کی پھر فواکہ یا چھوہارے کھائے
تو حانث ہوگا اور اسی طرح اگر خبیص کھایا تو بھی حانث ہوگا اور ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ تغدی کی صورت
مین ان چیزون کے کھانے سے جبھی حانث ہوگا کہ بفور رغیف کے کھانے کے اُسنے یہ چیزین کھائی ہون
اور اگر رغیف سے تغدی کرنے کے بعد جبکہ تغدی برغیف ہو چکی اور تغدی منقطع ہوگئی اور پھر انکو تنہا کھایا
تو حانث نہوگا اسواسطے کہ انکے ساتھ تغدی کرنے والا نہین کہلائیگا اور تغدی کے طور پر انکے کھانے کا رواج
نہین ہے اور اگر اسصورت مین بھی اُسنے خاصۃً خبز یعنی روٹی سے استثناء کی نیت کی ہو تو دیانۃً تصدیق کیجائیگی
نہ قضاءً یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہے۔ اور اگر قسم سے پہلے کوئی ایسا کلام واقع ہوا کہ اس سے اس امر پر
استدلال کیا جاوے کہ اسنے روٹی سے استثناء مراد لیا ہے مثلاً کہا گیا ہو کہ تو آج دو رغیف کھائیگا پس اُسنے
کہا کہ اگر مین آج کے روز کھاؤن الا ایک رغیف تو میرا غلام آزاد ہے تو اسصورت مین اسکی قسم خاصۃً رغیف پر ہوگی
چنانچہ اگر اُسنے رغیف کھانے کے بعد ہی چھوہارے وغیرہ کھائے تو حانث نہوگا اور اُسکی قسم رغیفون کے
ساتھ مقید ہوگی اور اگر کہا کہ اگر مین آج کے روز ایک رغیف سے زیادہ کھاؤن تو میرا غلام آزاد ہے تو قسم
خاصۃً روٹی پر ہوگی چنانچہ اگر بعد ایک رغیف کے اُسنے چھوہارے و فواکہ کھائے تو حانث نہوگا اور تقدیر کلام
اس صورت مین یہ ہوگی کہ اگر مین آج کے روز جنس رغیف سے ایک رغیف سے زیادہ کھاؤن تو میرا غلام

آزاد ہی پس چونکہ اسطرح کہنے مین اُسکی قسم خاص روٹیون کے ساتھ مختص ہوتی ہی اسی طرح صورت مذکورہ مین بھی
رغیفون کے ساتھ مخصوص ہوگی اور جو ہم نے الا رغیف کہنے کی صورت مین بیان کیا ہی وہی غیر رغیف سوا سے
رغیف کہنے کی صورت مین بھی ہی یہ محیط مین مذکور ہی ایک مرد نے کہا کہ اگر مین نے کپڑا پہنایا مین نے کھایا یا
مین نے پیا تو میری جورو طالقہ ہی اور پھر دعوے کیا کہ مین نے اپنی قسم مین خاصۃً فلان طعام مراد لیا تھا اور فلانا
طعام مراد نہین لیا تھا تو قضاءً و دیانۃً کسی طرح اسکے قول کی تصدیق نہوگی اور یہی صحیح اور یہی ظاہر الروایۃ ہی
اور اگر کہا کہ ان لبست ثوبا او اکلت طعاماً یعنے اگر پہنا مین نے کپڑا یا کھایا مین نے کھانا تو میرا غلام آزاد ہی پھر
دعوے کیا کہ مین نے فلان کپڑا یا فلان کھانا خاصۃً مراد لیا تھا تو دیانۃً اُسکی تصدیق ہوگی مگر قضاءً تصدیق نہوگی
یہ شرح جامع صغیر قاضیخان مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ دار فلان سے نہ پیونگا پھر اسمین سے کوئی چیز کھائی تو
صدر شہید رح نے اپنے واقعات مین فرمایا کہ مختار میرے نزدیک یہ ہی کہ وہ حانث نہوگا الا آنکہ تمام ماکولات و
مشروبات کی نیت کی ہو کذا فی المحیط قال المترجم ہمارے عرف کے موافق بالقطع وہ حانث نہوگا اور اگر اسنے تمام
ماکولات کی نیت کی ہو تو خلاف محاورہ ہی پس جو لازم آوے اسکی نیت کا پھل ہوگا اسواسطے کہ کھانا و پینا ہمارے
اطلاق مین جدا جدا ہین واللہ تعالیٰ اعلم - فارسی مین کہا کہ از خانہ فلان ہیچ چیز نہ خورم یعنے فلان کے گھر سے کچھ
نہ کھاؤنگا تو یہ کھانے و پینے دونون کو شامل ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی اور یہ نوع استعمال ہی و ایسا ہی
ہمارا عرف ہی واللہ اعلم - اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے ساتھ مشروب نہ پیونگا پھر دونون نے ایک ہی مجلس مین
ایک ہی مشروب سے پیا تو حانث ہوگا اگرچہ دونون کے پینے کے برتن مختلف ہون اور اسی طرح اگر ایک مجلس ہو
اور دونون کے مشروب مختلف ہون تو بھی حانث ہوگا اور اگر اُسنے مشروب واحد یا ظرف واحد مین ساتھ
نہ پینے کی نیت کی ہو تو قضاءً اُسکے قول کی تصدیق ہوگی یہ بدائع مین ہی - ایک نے قسم کھائی کہ فلان کی ضیافت
مین ایکبار سے زیادہ نہ پیونگا پس اُسنے ایکبار اُسکے مکان مین پیا اور دوسری بار اُسکے بستان مین پیا
تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر ضیافت ایک ہی ہو تو حانث ہوگا - ایک نے قسم کھائی کہ پانی نہ پیونگا پھر اُسنے آب قلیل
پیا تو حانث نہوگا یہ فتاوے قاضی خاں مین ہی - ایک نے قسم کھائی کہ فلان کی گاے کا دودھ نہ پیونگا پھر
اسکی گاے مرگئی اور اسکی ایک بچھیا ہی جو بڑی ہوئی پھر اُسکا دودھ اُسنے پیا تو حانث نہوگا یہ خلاصہ مین ہی ایک
نے قسم کھائی کہ لا اشرب الماء یعنے پانی نہ پیونگا اور اُسکی کچھ نیت نہین ہی تو جا ہے کسی قدر پیئے حانث ہوگا اور اگر اُسنے
الماء سے کل الماء یعنی تمام پانی مراد لیا ہو تو کبھی حانث نہوگا اور نیت صحیح ہی یہ محیط مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ لا اشرب
شرابا یعنے کوئی پینے کی چیز نہ پیونگا اور اسکی کچھ نیت نہین ہی تو پانی وغیرہ کوئی پینے کی چیز پیئے حانث ہوگا ایسا ہی
ایمان الاصل مین مذکور ہی اور بھی اصل مین مذکور ہی کہ اگر قسم کھائی کہ لا اشرب الشراب یعنی شراب نہ پیونگا اور
اُسکی کچھ نیت نہین ہی تو یہ قسم خمر پر واقع ہوگی یہ ذخیرہ مین ہی - اور امام سرخسی نے فرمایا کہ یہ زبان عربی مین قسم
کھانے کی صورت مین ہی اور اگر فارسی مین قسم کھائی تو بہر حال خمر پر واقع ہوگی مولف رحمہ اللہ نے فرمایا
کہ فتوے کے واسطے مختار یہ وہی ہی جو جیل الاصل مین فرمایا ہی یہ خلاصہ مین ہی اور اگر قسم کھائی کہ آج نہ پیونگا تو جو چیز پیئے
حانث ہوگا حتے کہ سرکہ اور گھی پینے سے بھی حانث ہوگا یہ وجیز کردری مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ دودھ نہ پیونگا

پھر دودھ مین پانی ڈال کر اُسکو پیا تو اصل اس مسئلہ اور اسکے جنس کے مسائل مین یہ ہی کہ جب حالف نے اپنی قسم کسی سیال چیز پر معقود کی اور پھر اس چیز مین دوسری جنس کی سیال چیز خلط کر دی پس اگر وہ سیال چیز جسپر قسم کھائی ہی غالب ہو تو حانث ہوگا اور اگر دوسری جنس کی سیال چیز غالب ہو تو حانث نہوگا اور اگر دونون برابر ہون تو قیاساً حانث ہوگا مگر استحسان یہ ہی کہ حانث نہوگا اور غالب ہونے کے معنے امام ابو یوسف نے یون بیان کیے ہین کہ جسپر قسم کھائی ہی اگر اسکا رنگ ظاہر ہوتا ہو اور اُسکا مزہ پایا جاتا ہو تو وہ غالب ہی اور امام رح نے فرمایا کہ غلبہ من حیث الاجزا ہی قال المترجم ہذا ہو الاظہر لیکون الحکم الی الاکثر امیل وخروج المخلوط الی الاکثر احکم فلیتامل اور یہ اسوقت ہی کہ جسپر قسم کھائی تھی اُسکو غیر جنس مین ملا دیا اور اگر اسی جنس مین ملایا مثلاً دودھکو دوسرے دودھ مین ملا دیا تو امام ابو یوسف رح کے نزدیک یہ اور اول یکسان ہین یعنی اعتبار غالب کا ہوگا پس براہ رنگ ومزہ کے یہان اعتبار ممکن نہین ہی اسواسطے بلحاظ مقدار کے غلبہ اعتبار کیا جائیگا اور امام محمد رح کے نزدیک ایسی صورت مین ہر حال مین حانث ہوگا۔ اور مشائخ نے فرمایا کہ یہ اختلاف اِن چیزون مین ہی جو مختلط و ممتزج ہو جاتی ہین اور جو چیزین مختلط و ممتزج نہین ہوتی ہین جیسے تیل کہ دودھ مین ملایا جاوے مثلاً اور تیل نہ پینے کی قسم ہو تو بالاتفاق حانث ہوگا اور قدوری مین لکھا ہی کہ اگر کسیقدر آب زمزم پر قسم کھائی کہ اسمین سے کچھ نہ پیونگا پھر اسکو دوسرے پانی مین ڈال دیا یہان تک کہ وہ مغلوب ہوگیا پھر اسمین سے پیا تو امام محمد رح کے نزدیک حانث ہوگا اور اگر اسکو کنوئین یا حوض مین ڈال دیا پھر اُسکا پانی پیا تو حانث نہوگا یہ ظہیریہ مین ہی اور اگر قسم کھائی کہ اس آب شیرین مین سے نہ پیونگا پھر اسکو کھاری پانی مین ڈال دیا کہ کھاری اسپر غالب ہوگیا پھر اُسکو پیا تو حانث نہوگا اور اسیطرح اگر کھاری پر قسم کھائی اور اُسکو شیرین مین ملا دیا تو بھی صورت مذکورہ مین یعنے شیرین غالب ہو جانے مین یہی حکم ہی کہ حانث نہوگا یہ فتاوے خان مین ہی۔ ایک نے قسم کھائی کہ خمر نہ پیونگا پھر اُسکو غیر جنس مین ممتزج کر دیا جیسے کہ پانی واخسمہ مین ملا دیا اور پھر اسمین سے پیا تو غالب کا اعتبار کیا جاویگا یہ خلاصہ مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ نبیذ نہ پیونگا تو مختار یہ ہی کہ قسم آب انگور مسکر پر واقع ہوگی خواہ وہ خام ہو یا مطبوخ ہو یہ وجیز کردری مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ سیکی نخورم تو صحیح یہ ہی کہ سیکی کا لفظ فقط آب انگور مسکر پر واقع ہوتا ہی خواہ خام ہو یا مطبوخ ہو یہ محیط مین ہی۔ اور خزانہ مین لکھا ہی کہ اسی پر فتوے ہی یہ تلما خانیہ مین ہی۔ اور اگر فارسی مین قسم کھائی کہ می نخورم وبدست نگیرم پھر اُسکو اپنے ہاتھ مین لیکر ایک جگہ سے دوسری جگہ لے گیا پس اگر قسم کے وقت اپنے کلام سے یہ نیت نہ کی تھی کہ نہین پیونگا یعنی قسم سے مراد یہی تھی کہ اسکو نہ پیونگا تو صحیح یہ ہی کہ حانث ہوگا یہ وجیز کردری مین ہی۔ اور اسم خمر جسکی فارسی می ہی صحیح یہ ہی کہ یہ فقط آب انگور خام پر واقع ہوتا ہی اور اگر فارسی مین کہا کہ مستکرہ نخورم یعنے قسم کھائی تو بعض نے فرمایا ہی کہ جو حبوب سے بنائی جاتی ہی اسپر اُسکی قسم نہ واقع ہوگی اور صحیح یہ ہی کہ اسمین عرف کا اعتبار ہی کہ اگر عرف مین ان چیزون سے بنائی ہوئی شراب کو مستکرہ کہتے ہین تو حانث ہوگا ورنہ جسکو نہین کہتے ہین اس سے حانث نہوگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ نبیذ نہ پیونگا پھر نبیذ کشمش پی تو اپنی قسم مین حانث ہوگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ ایسی شراب نہ پیونگا کہ اس سے سکر ہوتا ہی پھر شراب مسکر کو دوسری شراب غیر مسکر مین ملا کر پی لیا تو فتاوے اہل سمرقند مین مذکور ہی کہ اگر یہ

ایسی ہو کہ اسمین سے بہت پینے سے نشہ ہو جاوے تو حانث ہو گا- اور گر اپنی قسم ایسی چیز کے پینے پر عقد کی جو پی نہین جاتی ہی اور جو چیز اُس سے نکلتی ہی وہ پی جاتی ہی تو اُسکی قسم جو اس سے نکلتی ہی اسکے پینے پر واقع ہو گی اسکی مثال یہ ہی کہ منتقے مین مذکور ہی کہ اگر قسم کھائی کہ اس تمر یعنے چھوہارے سے نہ پیونگا پھر اسکی نبیذ پی تو اپنی قسم مین حانث ہو گا اور اس جنس کے مسائل کی تخریج مین یہی اصل ہی یہ محیط مین لکھا ہی- ایک نے اپنی جورو کی طلاق کی قسم اس امر پر کھائی کہ مسکر نہ پیونگا پھر کوئی چیز مسکر اسکے حلق مین ڈالی گئی جو اسکے پیٹ مین چلی گئی تو مشایخ نے فرمایا کہ اگر بدون اُسکے فعل کے اندر چلی گئی تو حانث نہو گا ہان اگر اسکے بعد اُسنے خود پی لی تو حانث ہو گا اور اگر اُسکے منھ مین ڈالی گئی پس اُسنے روک رکھی پھر اسکو پی گیا تو حانث ہو گیا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی- ایک نے قسم کھائی کہ فلان کے پیالے سے نہ پیونگا پھر حالف نے اسکے پیالے سے اپنے ہاتھ پر پانی ڈالکر اپنے ہاتھ سے پی لیا تو حانث نہو گا یہ ذخیرہ مین ہی- ایک نے قسم کھائی کہ فلان کے پانی سے نہ پیونگا اور حالف اس فلان کی دوکان مین بیٹھتا ہی پھر حالف نے ایک کوزہ خرید کر رات کو فلان مذکور کی دوکان مین رکھا، یا پھر فلان کے اجیر نے اس کوزہ مین نہر سے پانی بھر کر رات مین دوکان مین رکھدیا پھر جب صبح کو حالف اس دوکان مین آیا تو پانی کا کوزہ مذکور مانگ کر اسمین سے پی لیا پس اگر حالف نے یہ کوزہ اسی حیلہ کے واسطے خریدا ہو تاکہ حانث نہو تو مجھے امید ہی کہ وہ حانث نہو گا اسواسطے کہ اجیر مذکور اسصورت مین حالف کا عامل ہو جائیگا پس وہ اپنا پانی پینے والا ہوا یہ خلاصہ مین ہی- ایک نے قسم کھائی کہ اس قریہ مین خمر نہ پیونگا پھر اس قریہ کے باغہای انگور یا کھیتون مین شراب پی تو مشایخ نے فرمایا کہ اگر گانون کی آبادی مین یا ان باغہاے انگور مین جو آبادی سے ملے ہوئے ہین شراب پی تو حانث ہو گا ورنہ نہین یہ ظہیریہ مین ہی- اگر کہا کہ اگر مین نے شراب پی یا جوا کھیلا تو میرا غلام آزاد ہی تو ان دونون مین سے ایک کام کرنے سے حانث ہو جائیگا اور قسم منتہی ہو جائیگی اور اگر کہا کہ واللہ اگر شراب بخورم وقمار بکنم تو ان مین سے ایک فعل کرنے سے حانث ہو گا اور اگر کہا کہ "تا گل سرخ نہ بینم شراب نخورم" تو یہ قسم راجع ہو گی گل سرخ کے بہار پر یعنے گویا یون کہا کہ جبتک گلاب نہ پھولیگا مین شراب نہ پیونگا بشرطیکہ اُسنے حقیقۃً گل سرخ دیکھنا مراد نہ لیا ہو- اور اگر قسم کھائی کہ ان دونون بکریون سے نہ پیونگا پھر ایک کا دودھ پیا تو حانث ہو گا یہ سراجیہ مین ہی- ایک نے اپنی جورو کی طلاق کی قسم کھائی اسپر کہ مادام کہ بخارا مین ہون شراب نہ پیونگا پھر قصر المجوس کی طرف چلا گیا پھر وہان سے واپس آیا اور شراب پی تو شیخ ابوبکر محمد بن الفضل نے فرمایا کہ اگر اُسنے مادام کہ بخارا مین ہون اس قول سے بخارا کی سکونت مراد لی اور حال یہ کہ وہ قسم کے وقت بخارا کا ساکن تھا تو حانث ہو گا اور اگر قول مذکور سے اُسنے اپنے بدن کا بخارا مین ہونا مراد لیا پھر قصر المجوس مین جاکر واپس آکر شراب پی تو قسم باقی نرہیگی اور اگر اُسکی کچھ نیت نہو پھر وہان جاکر واپس آیا تو کافی ہی حانث نہو گا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی- ایک نے کہا کہ اگر مین نے شراب پی تو میری عورت مطلقہ ہو جائیگی اور میرا غلام آزاد ہو جائیگا پھر اُسنے شراب پی تو اُسکی جورو طالقہ اور غلام آزاد ہو جائیگا اور اگر اُسنے دعوے کیا کہ مین نے اس سے طلاق وعتاق کی نیت نہین کی تھی بلکہ میری غرض یہ تھی کہ میرے اصحاب میرا پیچھا چھوڑ دین تو تصدیق نہوگی- ایک نے قسم کھائی کہ تین مہینہ مسکر نہ پیونگا

ف قصر بمعنی محل ... قریب بخارا کے ایک گاؤن ... بخارا کہ اسمین ... شامل ہی کہ وہ بخارا مین داخل ہی ... خارج تو اس مسئلہ سے ثابت ہوا کہ ... ۱۲ منہ

پس اُسکی جورو نے کہا کہ چار مہینہ پس شوہر نے کہا کہ چار ماہ گیر تو بعض نے فرمایا کہ مدت چار مہینہ ہوجائیگی اور بعض
نے کہا کہ چار مہینہ نہو گی - اور یہ بربنا سے آنکہ اگر حالف نے بعد سکوت کے اپنی قسم پر ایسی بات کو عطف کیا
جس سے اُسکے نفس پر سختی زیادہ ہوئی جاتی ہی تو وہ امام ابو یوسف رح کے نزدیک اُسکی قسم مین لاحق[1] ہوجائیگی
اور اگر بعد سکوت کے ایسی بات عطف کی جس سے اسکے نفس پر آسانی ہوتی ہی تو اُسکی قسم مین ملتحق نہوگی پھر مشائخ
نے اختلاف کیا ہی کہ صورت مذکورہ مین اُسکے نفس پر سختی ہوتی ہی یا آسانی پس بعض نے کہا کہ سختی ہی اس جہت
سے کہ طلاق چوتھے مہینہ کے پینے پر واقع ہوگی اور یہی اصح ہی یہ محیط و ذخیرہ مین ہی - امام محمد رح نے جامع کبیر مین
فرمایا کہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ فرات سے کبھی نہ پیونگا پھر اُس سے چلوؤن مین بھر کر پیا یا برتن مین لے کر پیا
تو امام اعظم رح کے نزدیک حانث نہوگا جبتک کہ منھ لگا کر نہ پیئے اور صاحبین کے نزدیک حانث ہوگا قال المترجم امام
کے نزدیک حقیقت جو ہوسکتی ہو اوسے ہی یعنی فرات مین سے منھ سے پی سکتا ہی اور صاحبین کے نزدیک مجاز متعارف
اولے ہی کہ عرف مین اس سے برتن وغیرہ سے پینا مراد ہوتا ہی پھر اگر اُسنے مُنھ سے پیا تو صاحبین کے نزدیک
کیا حکم ہی پس یہ مسئلہ کتاب مین مذکور نہین ہی اور مشائخ نے اسمین اختلاف کیا ہی بعض نے کہا کہ نہین حانث ہوگا
اور بعض نے کہا کہ حانث ہوگا - اور یہ اسوقت ہی کہ اسکی کچھ نیت نہو اور اگر اُسنے یہ نیت کی ہو کہ منھ لگا کر نہ پیونگا
تو صاحبین کے نزدیک اسکی نیت قضاءً و دیانۃً صحیح ہوگی اور اگر اُسنے چلوؤن و برتن سے پینے کی نیت کی تو امام اعظم
رح کے نزدیک دیانۃً اسکی تصدیق ہوگی مگر قضاءً تصدیق نہوگی اور یہ سب اسوقت ہی کہ اُسنے فرات سے چلو سے
یا منھ لگا کر پیا ہو اور اگر اُسنے کسی دوسری نہر سے جو فرات سے پانی لیتی ہی چلو سے یا مُنھ لگا کر پیا تو انکی قسم مین
سب کے نزدیک بالاتفاق موافق ظاہر الروایۃ کے حانث نہوگا یہ ذخیرہ مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ آب فرات
سے نہ پیونگا پھر اُسنے کسی نہر سے جو فرات سے پانی لیتی ہی چلو سے یا مُنھ لگا کر پیا یا خود فرات سے
چلو سے یا منھ لگا کر پیا تو بالاتفاق سب اماموں کے نزدیک حانث ہوگا یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہی
اور اگر قسم کھائی کہ دجلہ سے پانی نہ پیونگا اور اُسکی کچھ نیت نہین ہی پھر برتن مین لیکر پانی پیا تو حانث نہوگا
یہان تک کہ منھ لگا کر پیئے اور اگر قسم کھائی کہ بارش کے پانی سے نہ پیونگا پھر دجلہ مین بارش کا پانی جاری
ہوا تو اُسکے پینے سے حانث نہوگا اور اگر اُسنے کسی وادی سے جسمین آب باران روان ہی حالانکہ اسمین
اور پانی نہ تھا پیا یا کسی میدان مین آب باران جمع ہوا اسمین سے[2] پیا تو حانث ہوگیا یہ سراج وہاج مین ہی - اور
اگر کسی نہر سے پانی نہ پینے کی قسم کھائی کہ یہ نہر دجلہ کی طرف جاری ہی یعنی اسمین ملتی ہی پھر دجلہ مین سے یہ پانی
لیکر پیا تو حانث نہوگا یہ بحر الرائق مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ آب[3] فرات نہ پیونگا ترکیب صفت موصوف یا آب
فرات مین سے نہ پیونگا یعنی ترکیب صفت موصوف پھر اُسنے دجلہ وغیرہ مین سے[4] شیرین پانی لیکر پیا تو
حانث ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - اور اگر اپنے غلامون سے کہا کہ جس نے تم مین سے اس نہر
کا پانی پیا وہ آزاد ہی پھر سب نے پیا تو سب آزاد ہوجاوینگے اور اگر کہا کہ جو تم مین سے اس کوزہ کا پانی
پی جاوے وہ آزاد ہی اور کوزہ مین اسقدر پانی تھا کہ اسکو انمین سے ایک دفعہ یا دو دفعہ مین پی سکتا ہی پھر
سبھون نے اسکو پیا تو کوئی آزاد نہوگا یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ اس کوزہ سے

[1] ملتحق
[2] جنگل ۱۲
[3] آب موصوف فرات صفت
[4] صفت ۱۲

نہ پیونگا پھر اسمین جو پانی تھا اُسنے دوسرے کوزہ مین کر دیا اور اُس سے پیا تو بالاجماع حانث نہوگا اور اگر کہا ہو کہ اس کوزہ کے پانی سے نہ پیونگا پھر دوسرے کوزہ مین ڈال کر پیا تو بالاجماع حانث ہوگا اور اسی طرح اگر کہا کہ اس مٹکے سے یا اس مٹکے کے پانی سے پھر دوسرے مٹکے مین انڈیل لیا تو یون ہی حکم ہی اور اگر کہا کہ اُس مٹکے کے پانی سے نہ پیونگا پھر کسی برتن مین لیکر پیا تو بالاجماع حانث ہوگا یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس برتن سے نہ پیونگا تو یہ بعینہ پینے پر ہی یہ اختیار شرح مختار مین ہی۔ اگر کسی نے کہا کہ مین نے آج کے روز یہ پانی جو اس کوزہ مین ہی نہ پی لیا تو میری جورو طالقہ ہی حالانکہ اس کوزہ مین کچھ پانی نہین ہی تو حانث نہوگا اور اگر اسمین پانی ہو مگر رات ہونے سے پہلے وہ بہا دیا گیا ہو تو حانث نہوگا اور یہ امام اعظم وامام محمد رح کے نزدیک ہی خواہ وقت قسم کے اسکو معلوم ہو کہ اسمین پانی ہی یا نہ معلوم ہو اور امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ ان سب مین حانث ہوگا جبکہ یہ دن گذر جاوے اور اگر قسم باللہ تعالیٰ ہو تو بھی ایسا ہی اختلاف ہی کذا فی فتح القدیر اور وقت مین کوئی خصوصیت امروز کی نہین ہی خواہ ایک روز معین بیان کرے یا ایک مہینہ معین یا ایک ہفتہ معین یہ بحر الرائق مین ہی۔ اور اگر قسم مطلق ہو یعنی بلا بیان وقت تو اول صورت مین امام اعظم وامام محمد رح کے نزدیک حانث نہوگا اور امام ابو یوسف کے نزدیک فی الحال حانث ہو جائیگا اور دوسری صورت مین (یعنے بالکل اسمین پانی ہی نہ تھا) بالاتفاق سب کے نزدیک حانث ہو جائیگا یہ ہدایہ مین ہی۔ اور اگر کہا کہ اگر مین نے آج کے روز جو اس کوزہ مین پانی ہی یا جو اس دوسرے کوزہ مین پانی ہی نہ پیا تو میری جورو طالقہ ہی پھر دونون مین سے ایک کا پانی بہا دیا گیا تو اسکی قسم دوسرے پر باقی رہیگی اور یہ تینون امامون کے نزدیک ہی اور جب سب کے نزدیک دوسرے پر قسم باقی رہی پس اگر اُسنے رات سے پہلے اُسکا پانی پی لیا تو بالاتفاق قسم مین سچا ہو گیا اور اگر نہ پیا تو بالاتفاق حانث ہو گیا۔ اور اگر ان دونون مین سے ایک کوزہ مین پانی نہو تو امام اعظم وامام محمد رح کے نزدیک اسکی قسم فقط اس کوزہ کے حق مین ہوگی جسمین پانی ہی اور امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ اسکی قسم دونون پر ہی یعنے دونون مین سے ایک کے پانی پی لینے پر ہی پھر اگر اُسنے پانی والے کوزہ کا پانی پی لیا تو قسم مین بالاتفاق سچا رہا اور اگر نہ پیا تو بالاتفاق حانث ہو گیا یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہی۔ غایہ مین ہی کہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ اس مٹکے سے پانی نہ پیونگا پس اگر وہ بھرا ہوا لبریز ہو تو امام اعظم رح کے نزدیک منہ لگا کر اُس سے پانی پی لینے پر واقع ہوگی اور بس اور امام ابو یوسف وامام محمد رح کے نزدیک منہ لگا کر پینے یا برتن وغیرہ سے نکال کر پینے دونون طور پر قسم واقع ہوگی اور اگر وہ بھرا ہوا نہو تو چلو وغیرہ سے نکال کر پینے پر بالاتفاق واقع ہوگی اور اگر قسم کھائی کہ اس کنوئین سے نہ پیونگا یا اس کنوئین کے پانی سے نہ پیونگا تو یہ بالاتفاق نکال کر پانی پینے پر ہی چنانچہ اگر اسمین سے پانی نکال کر پیا تو حانث ہوگا کذا فی السراج الوہاج اور اگر اسصورت مین اُسنے تکلف کر کے کنوئین مین اُتر کر منہ لگا کر پانی پیا یا مٹکے کے اندر منہ ڈال کر پانی پیا تو صحیح یہ ہی کہ وہ حانث نہوگا قال المترجم توضیح المقام من حیث الاصل ان الحقیقۃ بہما امکن اولے عندہ وعندہما المجاز ثم اذا اتی بالحقیقۃ فیما تعین المجاز فیہ عندہما ہل یحنث قال بعض المشائخ نعم وبعضہم لا علی التفصیل والتفصیل عند ہولاء ان الحقیقۃ اذا کانت بحیث یتکلف فیہا لم یحنث واذا اتی من غیر تکلف حنث و معنے التکلف ان یکون بحالۃ لا یأتیہا ولیا العرف علے العموم الا بخصوص النیۃ وتعمق وانت خبیر بان ہذا التخصیص بہا عند الامام

ایضاً لک فمعنی کلامہ مہما امکن ان یمکن من غیر تکلف فتامل فیہ - ایک نے قسم کھائی کہ وسط دجلہ سے پیونگا پھر اسنے ایسی جگہ سے پانی پیا جو ٹھیک دھار نہین ہی مثلاً کنارہ سے تہائی یا چوتھائی ہی حالانکہ دھار بیچون بیچ مین ہی تو اپنی قسم مین سچا ہوگیا - اور دریافت کیا گیا کہ ایک نے قسم کھائی کہ نہ پیونگا خمر و نہ مثلث و نہ فلان و نہ فلان یعنے شرابون کے نام لیے پھر انمین سے ایک پی تو فرمایا کہ حانث ہوا یہ تاتارخانیہ مین ہی - اور اگر کہا کہ اس پانی سے نہ پیونگا پھر وہ پانی جم گیا جسمین سے اُسنے کھایا تو حانث نہوگا اور اگر پھر پگھل گیا کہ اُسنے اسکو پیا تو حانث ہوگا یہ خلاصہ مین ہی - ایک نے قسم کھائی کہ پلاؤن فلان کے نہ پیونگا پس فلان نے اپنے ہاتھ سے اُسکے ہاتھ مین دیدیا اور اسکو زبان سے اجازت نہ دی اور وہ پی گیا تو چاہیے کہ حانث ہو جاوے اسواسطے کہ اُسنے اجازت نہین دی ہی - ایک نے کہا کہ اگر مین تجھے آج کی رات فلان کے گھر نہ لیجاؤن اور تجھے شراب نہ پلاؤن تو میری جورو طالقہ ہی پس اُسکو فلان کے گھر لے گیا مگر اسکو شراب نہ پلائی تو حانث ہوا اور شیخ الاسلام نجم الدین سے دریافت کیا گیا کہ ایک نے کہا کہ مین اس خریف مین اس باغ کے انگورون کی شراب بناؤنگا اور اپنے یارون کے ساتھ پیونگا اور اُسکو اپنے گھر نہین لیجاؤنگا اور اگر وہ میرے گھر پہونچائی گئی تو میری جورو طالقہ ہی پس اُسنے سب انگورون کے باغ مین شراب بنائی جسمین سے تھوڑی اپنے یارون کے ساتھ وہین پی اور باقی بدون اُسکی اجازت کے اُسکے گھر اُٹھا لائی گئی یعنے کوئی اور اُٹھا لایا تو فرمایا کہ اگر اسکی مراد یہ تھی کہ سب آپ اپنے گھر نہ لیجاؤنگا تو تھوڑی لیجانے سے خواہ خود اُٹھا لادے یا کوئی دوسرا پہونچا دے بدون اسکے حکم کے وہ حانث نہوگا اور اگر اسکی مراد یہ تھی کہ سب وہین پیونگا اپنے گھر اُٹھا لانے کے واسطے کچھ نچھوڑونگا خواہ اسکے جگہ سے ۱۲ تو حانث ہوگا اور اگر اُسکی کچھ نیت نہو تو بھی حانث ہوگا - ایک شخص پر شراب خواری کا عتاب کیا گیا پس اُسنے قسم کھائی کہ جو اس انگور کے درختون سے نکلتی ہی وہ نہ پیونگا تو یہ قسم شراب پینے پر ہوگی بدین وجہ کہ لوگون کے معانی کلام پر اعتبار کیا جائیگا یہ ظہیریہ مین ہی - اور اگر کسی نے قسم کھائی کہ عصیر نہ پیونگا پھر دانہ انگور یا خوشہ انگور اپنی حلق مین نچوڑ دیا تو حانث نہوگا اور اگر اپنی ہتھیلی وغیرہ پر نچوڑ کر پی گیا تو حانث ہوگا اور اگر اُسنے یون کہا ہو کہ عصیر میرے حلق مین نہ داخل ہوگا تو دونون صورتون مین حانث ہوگا قال مولانا رحمہ اللہ یہ اُنکے عرف ہی اور ہمارے عرف کے موافق وہ بہرحال حانث نہوگا اسواسطے کہ آب انگور اول نچوڑ مین عصیر نہین کہلاتا ہی قال المترجم ہماری زبان کے موافق بہرحال حانث ہوگا خواہ حلق مین نچوڑے یا برتن مین نچوڑ کر پیے وہذا عندی واللہ تعالیٰ اعلم - ایک شخص کی جورو کے ہاتھ مین قدح پانی کا بھرا ہوا ہی اُسنے اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو نے یہ پانی پی لیا یا تو نے اسکو رکھ لیا یا بہا دیا یا کسی کو دیدیا تو تو طالقہ ہی تو مشائخ نے فرمایا کہ اسمین کوئی کپڑا یا روئی ڈال دے کہ وہ پانی کو چوس جاوے ہمارے مولانا رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ اسوقت ہی کہ اُسنے یہ بھی کہا ہو تو نے یہ پانی یا اسمین سے کچھ پی لیا الی آخرہ اور اگر اُسنے اسمین سے کچھ کو نہ کہا ہو پس عورت نے تھوڑی پی لیا اور کچھ پھینک دیا تو وہ حانث نہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہی - اگر کسی نے اپنی قسم کسی مشروب بعینہ کے پینے پر قرار دی اور حال یہ ہی کہ وہ اس مشروب کو ایک دفعہ مین پی سکتا ہی تو اسمین سے تھوڑی کسی کے پینے سے حانث نہوگا اور اگر ایک دفعہ مین اسکو نہین پی سکتا ہی تو اسمین سے تھوڑی

پینے پر قسم واقع ہوگی یہ محیط مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ دوا نہ پیونگا پھر اُسنے دودھ یا شہد پیا تو حانث نہوگا یہ سیرا جیہ
مین ہی اور منتقے مین فرمایا کہ حاصل کلام یہ ہی کہ اسمین لوگون کے عرف اور نام رکھنے کو دیکھا جائیگا پس ہر ایسی
چیز کہ جسکو لوگ دیکھکر کہتے ہون کہ یہ دوا ہی اسپر اُسکی قسم واقع ہوگی اور جسکا لوگ دوا نام نرکھتے ہون اسپر واقع
نہوگی اگرچہ حالف نے اس سے دوا کی ہو یہ مبسوط مین ہی - ایک نے اللہ تعالیٰ کی قسم کھائی کہ ضرور مین آسمان کو چھوؤنگا
یا ضرور مین ہوا مین اُڑونگا یا ضرور مین اس پتھر کو سونا کر دونگا (یعنے بطور دعوے کیا کہا یا ہو ۱۲) تو قسم سے فارغ ہوتے ہی حانث ہوجائیگا اور
وہ گنہگار بھی ہوگا اسواسطے کہ اُسنے ایسے فعل کی قسم کھائی کہ غالباً اسکو نہین کر سکتا ہی پس اُسنے قسم کی ہتک حرمت
کی جان بوجھ کر پس گنہگار ہوا یہ تمرتاشی مین ہی - اور اگر ایسی قسم مین وقت بیان کیا ہو مثلاً کہا کہ کل کے روز آسمان
پر چڑھ جاؤنگا تو جبتک یہ وقت گذر نہ جاوے تب تک حانث نہوگا حتے کہ اگر اس سے پہلے مر گیا تو اسپر کفارہ
نہین ہوا اسواسطے کہ ہنوز وہ حانث نہین ہوا ہی یہ فتح القدیر مین ہی

چھٹا باب - کلام پر قسم کھانے کے بیان مین - اگر کسی نے کہا کہ فلان سے کلام نہ کرونگا تو اسکے اس
کلام قسم کے بعد سے کلام کرنے پر ہوگی جو کہ اسکے اس کلام قسم سے جدا ہو چنانچہ اگر کسی نے دوسرے سے کہا
کہ اگر مین نے تجھ سے کلام کیا تو میرا غلام آزاد ہی پس تو میرے پاس سے چلا جا یا کہا پس او فلانے میرے پاس
سے چلا جا ولیکن یہ اپنے کلام قسم سے ملا کر کہا تو حانث نہوگا یہ عتابیہ مین ہی اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ اگر مین نے
تجھ سے کلام کیا تو تو طالقہ ہی پس تو چلی جا یا تو یہان سے اُٹھ جا تو تو چلی جا یا تو یہان سے اُٹھ جا کہنے سے
حانث نہوگا اسواسطے کہ یہ اُسکی قسم سے متصل ہی اسواسطے کہ اُسنے جو قسم کھائی ہی کہ اُس سے کلام نکرونگا
یا اگر تجھ سے کلام کرون تو یہ اس کلام پر واقع ہوگی جو قسم سے مقصود ہی اور وہ ایسا کلام ہی جو کلام اول
کے بعد از سر نو جدید ہو اور اسکا یہ کہنا کہ پس یہان سے چلی جا یا یہان سے اُٹھ جا یہ اگرچہ حقیقۃً کلام ہی ولیکن
قسم سے مقصود نہین ہی پس وہ اس سے حانث نہوگا اور اسیطرح اگر اُسنے یہ کہا کہ اور تو یہان سے چلی جا
یا اور تو یہان سے اُٹھ جا تو بھی حانث نہوگا - اور اگر اُسنے اس کلام سے کلام جدید از سر نو مراد لیا تو اُسکے
قول کی تصدیق کیجائیگی اور اگر اُسنے اپنے اس قول سے کہ چلی جا طلاق مراد لی تو چلی جا سے ایک طلاق واقع
ہوگی اور ایک طلاق دیگر بسبب کلام کرنے کے قسم کی وجہ سے واقع ہوگی اسواسطے کہ جب اُسنے اس
کلام سے طلاق کی نیت کی تو یہ کلام مبتدا ہوگیا یعنے از سر نو پس وہ حانث ہوگا یہ بدائع مین ہی - اور اگر فلان
مذکور سے بعد قسم کے کہا کہ تو چلا جا تو حانث ہوگیا یعنے باوجودیکہ قسم سے ملا کر کہا ہی مگر چونکہ بلا حرف اتصال
کہا ہی پس کلام مفصول ہوگیا اور اگر بعد قسم کے کہا کہ اور تو طالقہ ہی تو وہ حانث ہوگیا اور اگر لکھ دیا یا ایلچی بھیجدیا
یا اشارہ کر دیا تو حانث نہوگا اور اسی طرح اگر اُسنے نماز سے سلام پھیرا اور فلان مذکور اُسکے داہنے یا بائین
بیٹھا ہی تو بھی حانث نہوگا یہ عتابیہ مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ فلان سے کلام نہ کرونگا الا اسکی اجازت سے
پھر فلان نے اجازت دیدی مگر اسکو معلوم نہوا یہانتک کہ اُسنے فلان سے کلام کیا تو حانث ہوگیا یہ کافی
مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ کلام نہ کرونگا اور اسکی کچھ نیت نہین ہی پھر اُسنے نماز پڑھی اور اسمین قرارت کی
یا تسبیح یا تہلیل کی یعنی (یعنے عربی زبان مین ۱۲) سبحان اللہ یا لا الہ الا اللہ کہا تو استحساناً حانث نہوگا اور اگر اُسنے نماز سے باہر قرارت کی

یا تسبیح یا تہلیل کی تو ہمارے علماء کے نزدیک حانث ہوگیا یہ محیط مین ہی۔ فقیہ ابو اللیث رحمتہ فرمایا کہ اگر فارسی مین قسم کھائی یعنے کلام نہ کرنے کی تو خارج نماز مین بھی قرارت و تسبیح و تہلیل سے حانث نہوگا اسواسطے کہ وہ قاری یا مسبح کہلائیگا نہ متکلم اور اسی پر فتوے ہی کذا فی الکافی قال المترجم ہماری زبان مین بھی یہی حکم ہی واللہ اعلم۔ اور اگر قسم کھائی کہ کلام نہ کرونگا پھر نماز مین تکبیر کہی یا دعا کی تو حانث نہوگا اور اگر نماز سے باہر تکبیر کہی یا دعا کی تو حانث ہوگیا بشرطیکہ قسم عربی زبان مین ہو اور اگر فارسی مین ہو تو اس سے نماز مین یا غیر نماز مین کسی حال مین حانث نہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان سے کلام نہ کرونگا پھر حالف نے نماز مین فلان مذکور کی اقتدا کی پھر فلان مذکور نماز مین بھول گیا پس حالف نے اسکے جتانے کے واسطے سبحان اللہ کہا تو حانث نہوگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر حالف نے چند لوگون کی امامت کی جنمین محلوف علیہ یعنی جس سے کلام نہ کرنے کی قسم کھائی ہی شامل ہی پس اُسنے نماز ختم ہونے پر سلام پھیرا تو پہلے سلام سے حانث نہوگا اور نہ دوسرے سلام سے اور یہی مختار ہی اور یہ اسوقت ہی کہ حالف امام ہو اور اگر حالف مقتدی ہو تو مشائخ نے فرمایا کہ بنابر قول امام ابو حنیفہ و امام ابو یوسف رحمہ کے حانث نہوگا اور اگر محلوف علیہ امام ہو اور حالف مقتدی ہو پس اُسنے امام کو لقمہ دیا تو اپنی قسم مین حانث نہوگا اور اگر نماز سے باہر اسکو قرآن پڑھایا تو اماموں کے عرف کے موافق حانث ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان سے کلام نہ کرونگا پس اسکو کوئی کتاب پڑھ سنائی پس فلان نے اسکو لکھا تو فرمایا کہ اگر اسکو لکھوانے کا قصد کیا تو مجھے خوف ہی کہ وہ حانث ہوگا یہ حاوی مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان سے کلام نہ کرونگا پھر حالف نے اسکو دور سے پکارا پس اگر اتنی دور ہو کہ وہ نہین سنتا ہی تو حانث نہوگا اور اگر دوری اسقدر رہو کہ وہ اسکی آواز سنتا ہی تو حانث ہوگا اور اسی طرح اگر محلوف علیہ سوتا ہو پھر حالف نے اسکو پکارا پس اگر اُسکو جگا دیا تو حانث ہوا اور اگر نہ جگایا تو شیخ شمس الائمہ سرخسی نے ذکر کیا کہ صحیح یہ ہی کہ وہ حانث نہوگا یہ شرح جامع صغیر قاضی خان مین ہی۔ اور اسی پر ہمارے مشائخ ہین اور یہی مختار ہی یہ نہر الفائق مین ہی۔ اور اگر حالف ایسی جماعت پر گذرا جسمین محلوف علیہ بھی ہی پس اُسنے اس جماعت پر سلام کہا تو حانث ہوگیا اگرچہ محلوف علیہ نے نہ سنا ہو یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور اگر اُسنے سوائے محلوف علیہ کے باقیون کو مراد لیا ہو تو فیما بینہ و بین اللہ تعالیٰ حانث نہوگا مگر قضاءً تصدیق نہ کیجائیگی یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر ایک قوم پر جسمین محلوف علیہ بھی ہی سلام کیا تو حانث ہوا اگرچہ جانتا نہو کہ فلان انمین ہی اور اگر اُسنے استثنا کر لیا یعنے کہا کہ السلام علیکم الا علی فلان تو حانث نہوگا اور اگر کہا کہ الا علی واحد اور اس سے فلان مذکور کی نیت کی تو اسکی تصدیق کیجائیگی یہ عتابیہ مین ہی۔ قسم کھائی کہ فلان سے کلام نہ کرونگا پھر فلان نے دروازہ بجایا پس حالف نے کہا کہ کون ہی یا کہا کہ یہ کون ہی یا کہا کہ وہ کون ہی تو بعض نے کہا کہ حانث نہوگا الا آنکہ یون کہے کہ تو کون ہی اور یہی مختار ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان سے کلام نہ کرونگا پھر محلوف علیہ نے اسکو پکارا پس اُسنے جواب دیا کہ لبیک یعنی جی حاضر ہون یا کہا کہ لبی [1] یعنے مین حاضر ہون تو قسم مین حانث ہوگا یہ محیط مین ہی۔ تجرید مین لکھا ہی کہ اگر محلوف علیہ کے دروازہ کھٹکھٹانے کے بعد اُسنے کہا کہ من ہذا یعنے کون ہی یہ آدمی تو حانث ہوگا اور اگر اس سے کہا کہ تو تھک گیا ہی یا سست ہوگیا ہی پس اُسنے کہا خوب است یعنے

سلہ یعنی دیا وغیرہ و غیر ہو کے لکھنے سے بدون کلام کے مطلب کے نہیں ۱۲

اچھا ہی یا کہا کہ ہان یا کہا کہ آرسکے تو حانث ہوگا یہ خلاصہ مین ہی۔ فتاوے مین لکھا ہی کہ قسم کھائی کہ فلان سے کلام نہ کرونگا پھر فلان نے کسی دوسرے کو پکارا پس حالف نے کہا کہ مین حاضر ہون تو حانث ہوگا اور اسی طرح اگر فارسی مین کہا کہ بلی تو بھی یہی حکم ہی یہ عتابیہ مین ہی۔ مجموع النوازل مین لکھا ہی کہ اگر قسم کھائی کہ کلام نکرونگا پھر اُسکی جورو آئی اور وہ کھانا کھاتا تھا پس جورو سے کہا کہ ہا یعنے تو بھی کھا تو حانث ہوگیا یہ محیط مین ہی قسم کھائی کہ اپنی جورو سے کلام نہ کرونگا پھر گھر کے اندر گیا اور اسمین سوائے جورو کے کوئی نہ تھا پس کہا کہ یہ چیز کس نے رکھی یا یہ چیز کہان ہی تو حانث ہوگا اور اگر اس دار مین سوائے اس عورت کے کوئی دوسرا بھی ہو تو حانث نہوگا اور اگر یون کہا کہ مجھے نہین معلوم ہوتا کہ یہ کسنے کیا ہی تو حانث نہوگا اگرچہ گھر مین سوائے عورت کے کوئی نہو یہ خلاصہ مین ہی۔ اگر کسی نے قسم کھائی کہ فلان سے کلام نہ کرونگا پھر اس سے ایسی عبارت مین بات کی کہ فلان اسکو نہ سمجھا تو بھی حانث ہوگا یہ محیط مین ہی۔ قسم کھائی کہ فلان سے کلام نہ کرونگا پھر فلان مذکور نے کسی کو گالی دی اور حالف نے اسکو منع کرنا چاہا پھر ایک ہی کہنے پایا تھا کہ اسکو قسم یاد آگئی کہ خاموش ہوگیا تو حانث نہوگا اسواسطے کہ اسقدر غیر مفہوم ہی پس کلام نہوگا۔ فلان مذکور نے حالف کے باپ کو گالی دی پس حالف نے کہا کہ نہین بلکہ تو ہی ہی تو حانث ہوگیا یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ اور مشائخ نے فرمایا کہ جسنے قسم کھائی ہی کہ فلان سے کلام نہ کرونگا اُسنے کسی دوسرے سے کلام کیا اور غرض یہ ہی کہ فلان مذکور کو سناوے تو حانث نہوگا یہ خزانۃ المفتیین مین ہی۔ ایک نے قسم کھائی کہ فلان سے کلام نہ کرونگا پھر دیوار سے کلام کیا اور کہا کہ اے دیوار ایسا و ایسا ہی تو حانث نہوگا اگرچہ غرض اسکی یہ ہو کہ فلان سن لے اور اسی پر فتوے ہی یہ فتاوی صغری مین ہی۔ امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ ایک نے کہا کہ امرأتہ طالق ان تزوجت النسا او اشتریت العبید او کلمت الرجال او الناس میری جورو طالقہ ہی اگر مین نے عورتون سے نکاح کیا یا غلامون کو خرید کیا یا مردون سے کلام کیا یا لوگون سے کلام کیا پھر ایک عورت سے نکاح کیا یا ایک مرد سے کلام کیا یا ایک غلام خریدا تو حانث ہوگا اور اگر کہا کہ مسکینون یا فقیرون سے کلام نہ کرونگا پھر انمین سے ایک سے کلام کیا تو حانث ہوگا اور اُسنے تمام مردون یا تمام عورتون کی نیت کی ہو تو اسکی تصدیق کیجائیگی اور کبھی حانث نہوگا اور اگر کہا کہ ان تزوجت نساء او اشتریت عبیدا او کلمت رجالا فکذا اگر مین نے عورتون کو نکاح مین لیا یا غلامون کو خریدا یا مردون سے کلام کیا تو چنین و چنان ہی پس جبتک تین غلام نہ خریدے یا تین عورتون سے نکاح نہ کرے یا تین مردون سے کلام نہ کرے تب تک حانث نہوگا اور اگر اُسنے جنس مراد لی یعنی جنس عورت سے نکاح نکرونگا تو ایک عورت سے نکاح کرنے اور ایک غلام خریدنے سے حانث ہوگا یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہی۔ اور تین سے زیادہ کی نیت کی ہو تو ہوسکتا ہی اور اگر دو کی نیت کی تو نہین صحیح ہی یہ شرح تلخیص جامع کبیر مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ بنی آدم سے کلام نہ کرونگا پھر کسی ایک آدمی سے کلام کیا تو حانث ہوگا اور اگر اُسنے اس سے کل آدمیون کی نیت کی ہو تو کبھی حانث نہوگا اور دیانۃً و قضاءً اسکی تصدیق ہوگی یہ بدائع مین ہی اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے اس غلام سے کلام نہ کرونگا پھر فلان نے اپنا غلام فروخت کردیا پھر حالف نے اُس سے کلام کیا تو امام اعظم و امام ابو یوسف کے نزدیک حانث نہوگا یہ شرح جامع صغیر قاضیخان

یمین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے غلام سے کلام نہ کرونگا پس اگر کوئی غلام معین مراد لیا ہی تو یہ کلام اور قولہ فلان کے اس غلام سے دونون یکسان ہین اور اگر اُسکی کچھ نیت نہو پس اگر فلان کے ایسے غلام سے کلام کیا جو وقت قسم کے موجود تھا اور وقت حانث ہونے کے بھی موجود ہی تو بالاجماع حانث ہوگا اور اگر ایسے غلام سے کلام کیا کہ وہ وقت قسم کے موجود تھا اور وقت کلام کرنے کے اسکا غلام نہ تھا تو بالاتفاق حانث نہوگا اور اگر وقت قسم کے اُسکا غلام نہ تھا اور وقت کلام کرنے کے اسکا غلام تھا تو امام ابوحنیفہ و امام محمد رہ کے نزدیک حانث ہوگا یہ شرح طحاوی مین ہی - شیخ ابوبکر نے فرمایا کہ ایک نے قسم کھائی کہ فلان کے غلام سے کلام نہ کرونگا پھر اُسکی مضاربت کے غلام سے جسمین اسکا نفع شریک ہی یا نہین کلام کیا تو بالاجماع حانث نہوگا یہ حاوی مین ہی - ایک نے قسم کھائی کہ فلان کے دوست یا فلان کی زوجہ یا فلان کے بیٹے یا مثل انکے سے جنکی اضافت فلان کی طرف بحکم الملک نہین ہی کلام نہ کرونگا پھر فلان مذکور نے بعد اس قسم کے نکاح کیا یا بعد قسم کے اسکا بیٹا پیدا ہوا پھر حالف نے اُس سے کلام کیا تو حانث نہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - اور جامع صغیر مین مذکور ہی کہ ایک نے قسم کھائی کہ فلان کی جورو سے کلام نہ کرونگا حالانکہ فلان کی کوئی جورو نہین ہی پھر اُسنے ایک نکاح کیا اور اُس عورت سے حالف نے کلام کیا تو امام اعظمؒ و امام ابو یوسف رہ کے نزدیک حانث ہوگا اور امام محمد رہ اسکے خلاف فرماتے ہین کہ حانث نہوگا اور حجہ مین لکھا ہی کہ فتوے شیخین کے قول پر ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی - اور اگر حالف نے ایسی عورت سے کلام کیا جسکو فلان مذکور نے بعد اُسکی قسم کے بائن کر دیا یا ایسے شخص سے جس سے فلان مذکور نے بعد اُسکی قسم کے دشمنی کرلی ہی تو امام اعظم و امام ابو یوسف رہ کے نزدیک حانث نہوگا اور اگر حالف نے اپنی قسم مین یون کہا ہو کہ فلان کی زوجہ یہ عورت یا فلان کا دوست یہ شخص پھر حالف نے زوجیت یا دوستی دور ہو جانے کے بعد اُس سے کلام کیا تو بالاتفاق حانث ہوگا - اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے غلامون سے کلام نکرونگا تو موافق ظاہر الروایت کے یہ قسم کم سے کم ادنے مرتبہ جمع پر ہوگی یعنے عربی زبان کی قسم مین تین پر اور فارسی و اردو مین دو پر ہوگی پس عربی زبان کی قسم مین اگر اُسکے تین غلامون سے منجملہ دس غلامون کے کلام کیا تو حانث ہوگا اور اگر دو سے کلام کیا تو حانث نہوگا کہ جمع کا ہونا ضرور ہی جیسے فارسی و اردو مین کم سے کم دو ہونا ضرور ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی بزیادۃ من المترجم - اور اگر کہ اسنے فلان کے کل غلام مراد لیے ہون تو اسکی تصدیق کیجائیگی اور یہی صحیح ہی یہ عتابیہ مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ فلان کی زوجات سے کلام نہ کرونگا یا فلان کے اصدقا سے کلام نہ کرونگا تو جبتک سب سے کلام نہ کرے حانث نہوگا یہ محیط مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے بھائیون سے کلام نہ کرونگا حالانکہ اسکا ایک ہی بھائی ہی پس اگر وہ جانتا تھا تو اس ایک سے کلام کرنے سے حانث ہوگا اور نہین جانتا تھا تو نہین حانث ہوگا یہ فتاوے کبرے مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ اس چادر والے سے کلام نکرونگا پھر اُس سے اسوقت کلام کیا کہ وہ اس چادر کو فروخت کرچکا ہی تو بالاجماع حانث ہوگا اور اگر چادر مذکور خریدنے والے سے کلام کیا تو حانث نہوگا یہ شرح جامع صغیر قاضیخان مین ہی - قسم کھائی کہ اگر مین نے فلان سے کلام کیا تو مجھپر قسمون سے اسقدر ہین کہ جسقدر کہ فلان چاہے پس اُس سے کلام کیا اور فلان نے چاہا کہ اسپر تین قسمین ہون یا کم یا زیادہ تو اسپر اسطرح نہین لازم آوینگی یعنے وہی ایک کفارہ شرعی

جو شرع سے واجب ہوا لازم آویگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ لا یؤم حوم فلان یعنے بگردوے نگردم یعنی اسکے پاس پاس بھی نجاؤنگا تو یہ بمنزلہ اس قول کے ہی کہ فلان سے کلام نہ کرونگا یہ خلاصہ مین ہی اور امام محمد رح سے روایت ہی کہ ایک نے قسم کھائی کہ اگر مین نے فلان سے کلام کیا تو وہ آزاد ہی یا یہ پھر فلان سے کلام کیا تو امام محمد رح نے فرمایا ہی کہ مولے کو اختیار ہی دونون مین سے جسپر چاہے عتاق واقع کرے۔ اور اگر کہا کہ اگر مین نے فلان سے کلام کیا تو ہر غلام جسکا مین مالک ہون یا ہر باندی جسکا مین مالک ہون آزاد ہی پھر فلان سے کلام کیا تو فرمایا کہ یہ دونون کے عتق ہر واقع ہوگی چنانچہ ہر غلام کہ اسکا مالک ہووے اور ہر باندی کہ اسکا مالک ہووے آزاد ہوگا اور اگر کہا کہ اگر مین نے فلان سے کلام کیا تو مجھپر حج ہی یا عمرہ تو اسکو دونون مین سے اختیار ہی جو چاہے ادا کرے یہ محیط مین ہی۔ ایک نے قسم کھائی کہ اپنی ساس سے کلام نہ کرونگا پھر وہ اپنی جورو کے پاس اسکے میکے گیا اور اس سے جھگڑے کی باتین باہم واقع ہوئین پس اسکی ساس نے اس سے کہا کہ تجھے کیا ہوا ہی تو ایسا ایسا نہین کرتا ہی پس اسنے کہا کہ اسکو کھانا دیتا ہون اسکے واسطے کپڑا لاتا ہون پھر دعوے کیا کہ مین نے ساس کو جواب دینے کی نیت نہین کی تھی تو فرمایا کہ اس قول کی تصدیق ہوگی اور صحیح یہ ہی کہ قضاءً اسکی تصدیق نہ کیجائیگی یہ ظہیریہ مین ہی۔ اگر قسم کھائی کہ اگر مین نے اپنے باپ سے کلام کیا تو سب جو کچھ میری ملک مین ہی صدقہ ہی تو اسکا حیلہ یہ ہی کہ اپنی سب املاک کسی معتمد کے ہاتھ بعوض کپڑے مین لپٹی ہوئی چیز کے فروخت کردے پھر اپنے باپ سے کلام کرے کہ اسپر کچھ لازم نہ آویگا پھر بیع کو بحکم خیار رویت کے رد کردے یعنے کپڑے مین لپٹی ہوئی چیز جو ثمن ہی دیکھکر ناپسند کرکے بیع رد کردے یہ خلاصہ مین ہی بشر رح نے امام ابو یوسف رح سے روایت کی ہی کہ ایک نے دوسرے سے کہا کہ اگر تو نے فلان سے کلام کیا تو میرا غلام آزاد ہی پھر دوسرے نے کہا کہ الا تیری اجازت سے تو اسی طور سے حانث ہوگا کہ بدون اسکی اجازت کے فلان سے کلام کرے یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان سے کلام نہ کرونگا پھر فلان مذکور گوشت بیچتا ہوا نکلا پس حالف نے اسکو پکارا کہ ای گوشت والے تو حانث ہوگیا اور اگر فلان مذکور نے چھینکا پس حالف نے کہا کہ یرحمک اللہ یعنے اللہ تعالے تجھپر رحم کرے تو حانث ہوگا یہ خلاصہ مین ہی۔ اور اگر حالف بازار مین گذرا پس کہا کہ پوشت اور فلان مذکور وہان ہی تو حانث نہوگا یہ وجیز کردری مین ہی۔ اگر کہا کہ ہر بار کہ کلام کیا مین نے ان دونون مردون مین سے کسی ایک سے تو میری جوروؤن مین سے ایک جورو طالقہ ہی پھر دونون سے ایک ہی کلام کیا تو دو طلاق واقع ہونگی کہ انکو چاہے دو عورتون پر ڈالے یا ایک ہی پر ڈالے یہ کافی مین ہی۔ ایک نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر مین نے تیری طلاق کے ساتھ کلام کیا تو میرا غلام آزاد ہی پھر جورو سے کہا کہ اگر تو چاہے تو تو طالقہ ہی پس جورو نے کہا کہ مین نہین چاہتی ہون تو بعض نے فرمایا ہی کہ اسکا غلام آزاد ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور اسی طرح اگر کہا کہ اگر مین نے تکلم بشرک کیا تو میرا غلام آزاد ہی پھر کہا کہ ان الشرک لظلم عظیم تو بھی یہی حکم ہی قال المترجم متبادر ہمارے عرف مین اصل سے یہ ہی کہ بات ایسی کہے جو شرک ہی یا کلام ایسا کرے جو طلاق ہی وفیما ذکرہ مع بعدہ فالظاہر البعد من الاول اور حسن رح نے فرمایا کہ ان سب مین نیت اسکی درست ہی پس جو اسکی نیت ہوگی اسکے موافق حکم ہوگا اور اگر اسنے کہا کہ میری کچھ

ع اور اگر سکے ساتھ ... مثل النزاع ... ولاسیما ... ع یعنی ان مردون ... ۱۲ شہ

نیت نہ تھی تو میرے نزدیک وہ حانث نہین ہوگا اور فقیہ ابو اللیث نے فرمایا کہ قول اول احب ہی اور بعض نے قول الحسن رح کو اختیار کیا ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی و قال المترجم قول حسن بنظر عرف ہمارے نزدیک ماخوذ ہی واللہ تعالی اعلم - شیخ اسد بن عمرو سے دریافت کیا گیا کہ ایک نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر مین نے تیرے قذف کا کلام کیا تو میرا غلام آزاد ہی پھر اس عورت سے کہا کہ تو زانیہ ہی انشاء اللہ تعالی تو حانث ہوگا یہ خلاصہ مین ہی - اور اگر نکاح کرکے قبل وطی کے اپنی جورو سے تین مرتبہ کہا کہ اگر مین نے تجھ سے کلام کیا تو تو طالقہ ہی تو دوسری بار یہ کلام قسم کہنے پر پہلی قسم مین حانث ہوا اور دوسری قسم امام کے نزدیک منعقد ہوگی اور تیسری بار اسطرح قسم کھانے سے دوسری قسم منعقدہ بلا جزا منحل ہوگی اور تیسری منعقد ہوگی اور اگر اُسنے تیسری قسم نہ کھائی یہان تک کہ اس عورت سے دوبارہ نکاح کیا پھر اس سے کلام کیا تو دوسری قسم کی وجہ سے ہمارے نزدیک طالقہ ہو جائیگی یہ کافی مین ہی - اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو نے فلان و فلان سے کلام کیا تو تو طالقہ ہی پس اس عورت نے ایک سے کلام کیا نہ دوسرے سے پس اگر اسکی نیت یہ ہو کہ جبتک دونون سے کلام نہ کرے حانث نہو تو اسکی نیت پر ہوگی کہ وہ حانث نہوگا یا کچھ نیت نہ کی ہو تو بھی حانث نہوگا اور اگر یہ نیت ہو کہ ایک سے بھی کلام کرے تو حانث ہو تو حانث ہوگا اور اگر کسی مقام مین ایسے کلام مین یہ عرف ہو کہ انفراد مقصود ہوتا ہی یعنے ایک کسی سے کلام نہ کرے اجتماع نہین مقصود ہوتا ہی کہ حانث جب ہو جب دونون سے کلام کرے تو اس مقام کے عرف کے موافق حالف کی یہی نیت قرار دیجائیگی - قسم کھائی کہ فلان و فلان سے کلام نہ کرونگا پس اگر اسکی کچھ نیت نہو یا یہ نیت ہو کہ حانث نہو سوا دونون سے کلام کرنے کے تو دونین سے ایک سے کلام کرنے سے حانث نہوگا اور اگر یہ نیت ہو کہ ایک سے کلام کرنے سے حانث ہو تو اسکی نیت پر حکم ہوگا اور شیخ ابو القاسم صفار نے فرمایا کہ اگر کچھ نیت نہو تو بھی ایک سے کلام کرنے سے حانث ہوگا لیکن مختار یہ ہی کہ نہین حانث ہوگا یہ فتاوے کبرے مین ہی - قال المترجم شیخ ابو القاسم رحمہ اللہ کے دیار مین عرف ہوگا کہ تنہا ایک سے کلام نہ کرنا مقصود ہوتا ہوگا جیسے ہمارے عرف مین ہی لہذا یہ حکم بنظر عرف صحیح اور وہان کے عرف کے موافق مختار ہوگا جیسے ہمارے یہان ہی واللہ اعلم اور اگر کہا کہ ان دونون آدمیون سے کلام نہ کرونگا یا فارسی مین کہا کہ باین دو تن سخن نہ گویم تو انمین سے ایک سے کلام کرنے سے حانث نہوگا اور اگر اسنے ایک سے کلام نہ کرنے کی بھی نیت کی ہو تو اسکی نیت صحیح نہوگی یہ مشائخ کا قول ہی اور مؤلف رحمہ اللہ نے فرمایا کہ نیت صحیح ہوگی کیا اسواسطے کہ تثنیہ ذکر کرکے ایک مراد لیا جاتا ہی پس جبکہ وہ کہتا ہی کہ میری نیت ایسی تھی اور حال یہ ہی کہ اس سے اسکے نفس پر سختی ہوتی ہی تو تصدیق کیجائیگی یہ فتاوے قاضیخان و خلاصہ مین ہی قال المترجم یصح عندنا مطلقاً - اگر کہا کہ اس قوم کے لوگون سے یا اہل بغداد سے کلام کرنا مجھ پر حرام ہی پھر انمین سے ایک آدمی سے کلام کیا تو حانث ہوگا اور یہ برخلاف اسکے ہی کہ جو ہم نے بیان کیا اسصورت مین کہ اُسنے کہا کہ واللہ مین ان دو آدمیون سے کلام نہ کرونگا یا فارسی مین کہا کہ واللہ باین دو تن سخن نہ گویم بدین وجہ کہ ہم نے اسصورت مین بیان کیا کہ بلا نیت ایک سے کلام کرنے سے حانث نہوگا اور فتوے کے واسطے یہی مختار ہی پس ایسا ہی اس مقام پر ہی یہ فتاوی کبرے مین ہی قال ہمارے نزدیک دونون صورتون مین حانث ہوگا کما قد ذکرنا ہناک ایضاً فافہم - اور اگر کہا کہ کلام فلان و فلان مجھ پر حرام ہی پھر دونون مین سے ایک سے کلام کیا تو حانث ہوگا اور بعض نے کہا حانث نہوگا الا آنکہ

اُسنے ہر ایک سے کلام نکرنے کی نیت کی ہو اور یہی مختار ہے یہ جوہر اخلاطی مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ لا اکلم فلانا او فلانا یعنے فلان یا فلان سے کلام نہ کرونگا پھر ایک سے کلام کیا تو حانث ہوگا قال المترجم ہمارے عرف کے موافق یہ مفہوم مردود ہے کہ اسکی مراد یہ ہوگی کہ ان دونون مین سے ایک سے کلام نہ کرونگا پس جب کسی ایک سے کلام کر لیا تو دوسرا کلام نہ کرنے کے واسطے متعین ہوگیا کہ جب اُس سے کلام کریگا حانث ہوگا واللہ اعلم۔ اور اسی طرح اگر کہا کہ مین کلام نہ کرونگا فلانے سے اور نہ فلان سے تو ایک سے کلام کرنے سے حانث ہوگا یہ خلاصہ مین ہے قال المترجم یہ ہمارے عرف کے بھی موافق ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ واللہ کلام نہ کرونگا فلانے یا فلانے و فلانے سے تو پہلے سے کلام کرنے سے اور باقی دونون سے کلام کرنے سے حانث ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ واللہ کلام نہ کرونگا فلانے و فلانے یا فلانے سے تو پہلے دونون سے یا پچھلے ایک سے کلام کرنے سے حانث ہوگا اور اگر اکیلے اول سے یا دوسرے سے کلام کیا تو حانث نہوگا یہ کافی مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ ان خرجت من ہذہ الدار حتے اکلم الذی ہو فیہا فامراتہ طالق یعنی اگر مین نے اس شخص سے جو دار مین ہے کلام نہ کیا یہان تک کہ مین اس دار سے نکل گیا تو میری جورو طالقہ ہے بعدہٗ اس دار مین کوئی آدمی نہین ہے پس وہ باہر نکل گیا تو امام اعظم رح کے نزدیک حانث نہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہے۔ اور اگر اپنی باندیون سے کہا کہ ہر بار کہ مین نے کلام کیا تم مین سے کسی ایک سے تو تم مین سے ایک سوا اسکے آزاد ہے پھر اُسنے اپنی صحت مین چار سے کلام کیا اور قبل بیان کے مرگیا تو سب آزاد ہونگی یہ کافی مین ہے قال المترجم میرے نزدیک یہ مراد نہین ہے کہ اگر سب دس ہون مثلاً تو سب کی سب مفت آزاد ہوجاوینگی بلکہ مراد یہ ہے کہ آزاد تو سب ہونگی مگر سعایت لازم آویگی یعنے جسپر جسقدر مال سعایت کرکے ادا کرنا واجب ہو بعد منہائی اسقدر حصہ کے جو آزاد ہوا ہے ادا کریگی فافہم۔ اپنی جورو سے کہا کہ اگر تونے یہ بات فلان سے کہی تو تو طالقہ ہے پھر عورت نے وہ بات فلان مذکور سے کہی ولیکن ایسی عبارت مین کہی کہ فلان مذکور نہ سمجھا تو عورت مذکورہ طالقہ ہوگی جیسے کسی نے قسم کھائی کہ فلان سے کلام نکرونگا پھر ایسی عبارت مین کلام کیا کہ فلان اسکو نہ سمجھا تو حانث ہوتا ہے پس ایسا ہی یہان ہے یہ محیط مین ہے مجموع مین لکھا ہے کہ قسم کھائی کہ کسی چیز سے کلام نہ کرونگا پھر کسی جماد سے یا ایسے حیوان سے جو ناطق نہین ہے کلام کیا تو حانث نہوگا اور اگر گونگے یا بہرے سے کلام کیا تو حانث ہوگا اور اگر اطفال سے کلام پس اگر سمجھتے ہون تو حانث ہوا اور اگر نہ سمجھتے ہون تو حانث نہوگا یہ تاتارخانیہ مین ہے شمس الاسلام اوزجندی سے دریافت کیا گیا کہ ایک نے قسم کھائی کہ کسی سے کلام نہ کرونگا پھر ایک کافر اسکے پاس اسلام لانے کے واسطے آیا تو شیخ نے فرمایا کہ صفت اسلام بیان کردے اور نہ سب بیان کردے جس سے کافر مسلمان ہوجاتا ہے اور اُس سے بات نہ کرے پس حانث نہوگا یہ محیط مین ہے مترجم کہتا ہے کہ اگر ایسی صورت مین یہ دیکھے کہ میرے کلام نکرنے سے اسکے اسلام مین تاخیر ہوگی بدینوجہ کہ اسکی خاطر کو انقباض ہوتا ہے تو لازم ہے کہ قسم توڑ دے اور کفارہ ادا کرے اور اسکو خوشی خاطر سے مسلمان کرے واللہ تعالیٰ اعلم ایک نے اپنی جورو کو دیکھا کہ کسی اجنبی مرد سے باتین کرتی ہے پس اسکو غصہ آیا اور عورت سے کہا کہ اگر تونے اسکے بعد کسی مرد اجنبی سے بات کی تو تو طالقہ ہے پھر اسکے بعد اسکی عورت نے شوہر کے شاگرد پیشہ سے بات کی جو اس عورت کا ایسا ناتے دار نہین ہے جس سے

نکاح حرام ہو یا کسی ایسے مرد سے جو اُسکی دار مین رہتا ہی جس سے شناسائی ہی مگر وہ اس عورت کا ذی رحم محرم نہین ہی یا عورت نے اپنے کسی ذوی الارحام یعنی ناستے دار سے بات کی حالانکہ وہ بھی ایسا نہین ہی کہ اس سے نکاح حرام ہووے تو وہ عورت طالقہ ہو جائیگی یہ ظہیریہ مین ہی۔ اگر قسم کھائی کہ لایکلم رجلا ایک مرد سے بات نہ کرونگا پھر اُسنے ایک مرد سے بات کی اور کہا کہ مین نے اسکے سوائے دوسرے کو مراد لیا ہی تو حانث نہوگا بخلاف اسکے اگر کہا کہ لایکلم الرجل یعنی مرد سے بات نہ کرونگا تو جنس مرد پر قسم ہوگی کہ کسی مرد سے بات کرنے سے حانث ہوگا یہ محیط مین ہی۔ اگر قسم کھائی کہ اس جوان سے بات نہ کرونگا پھر اسکے بوڑھے ہوجانے کے بعد اس سے بات کی تو حانث ہوگا یہ حاوی مین ہی۔ اگر قسم کھائی کہ طفل سے بات نہ کرونگا پھر کسی بوڑھے سے بات کی تو حانث نہوگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ مرد سے بات نہ کرونگا پھر طفل سے بات کی تو حانث ہوگا یہ ظہیریہ مین ہی۔ اگر قسم کھائی کہ اگر مین نے عورت سے بات کی تو میرا غلام آزاد ہی پھر لڑکی سے بات کی تو حانث نہوگا اور اگر کہا کہ اگر مین نے عورت سے نکاح کیا تو میرا غلام آزاد ہی پھر لڑکی یعنی جوان نہ تھی ۱۲ سے نکاح کیا تو حانث ہوگا اسواسطے کہ بچپن کلام کرنے سے مانع ہی پس عورت کے حق مین جو قسم معقود ہوا اسمین لڑکی کا مراد لینا عادت کی راہ سے نہوگا اور نکاح کرنا ایسا نہین ہی یہ بحر الرائق مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ کلام نہ کرونگا مرد سے یا طفل سے یا غلام سے یا شاب سے یا کہل سے یعنی انہین سے کسی سے کلام نہ کرنے کی قسم کھائی تو ہم کہتے ہین کہ شرع مین غلام نام ایسی عمر کے مرد کا ہی جو بالغ نہوا ہو پھر جب بالغ ہوا تو شاب ہو گیا اور اُسکو فتی بھی کہتے ہین اور امام ابو یوسف رح سے روایت ہی کہ شاب پندرہ برس سے تیس برس تک ہی جبتک اسپر شمط غالب نہوا ور کہل تیس برس سے پچاس برس تک ہی اور پچاس برس سے زیادہ کا شیخ کہلاتا ہی اور پندرہ برس سے کم کا شاب یعنی بالغ جوان نہین ہی اور تیس برس سے کم کا کہل نہین کہلاتا ہی اور پچاس برس سے کم کا شیخ نہین کہلاتا ہی اور اُسکے درمیان مین جو عمر ہی اسمین شمط معتبر ہی اور قدوری مین امام ابو یوسف سے روایت ہی کہ شاب پندرہ برس سے پچاس برس تک ہی الا آنکہ شمط اُسپر اس سے پہلے غالب ہوجاوے اور کہل تیس برس سے آخر عمر تک ہی اور شیخ پچاس برس سے زیادہ عمر کا ہوتا ہی پس بنابر اس روایت کے پچاس برس سے زیادہ عمر والے کو امام ابو یوسف نے شیخ بھی قرار دیا اور کہل بھی۔ اور وصایا النوازل مین امام ابو یوسف رح سے مروی ہی کہ تیس برس کا کہل ہی اور نیز امام ابو یوسف رح سے مروی ہی کہ جو تینتیس برس کا یا اس سے زیادہ کا ہووے وہ کہل ہی پھر جب پچاس برس کا ہوگیا تو وہ شیخ ہی اور نوادر ابن سماعہ مین لکھا ہی کہ کہل تیس برس سے چالیس برس تک ہی اور شیخ وہ ہی کہ پچاس سے اسکی عمر زیادہ ہو اگرچہ اسکے بال سفید نہوے ہون اور اگر چالیس برس سے عمر زیادہ ہوئی اور اُسکے سفید بال بہت ہوگئے تو وہ شیخ ہی اور اگر سیاہ زیادہ ہون تو شیخ نہین ہی اور امام محمد رح سے مروی ہی کہ غلام وہ ہی کہ پندرہ برس سے عمر مین کم ہوا اور شاب و فتی وہ ہی کہ پندرہ برس یا زیادہ کا ہوا اور جب چالیس برس کا ہوا تو اسوقت سے ساٹھ برس تک کہل ہی الا آنکہ بالون کی سفیدی اُسپر غالب ہوجاوے تو وقت غلبہ سے شیخ ہوگا اگرچہ پچاس برس تک کی عمر نہوئی ہو مگر کہل جب تک چالیس برس کا نہو نہوگا اور جبتک چالیس سے تجاوز نہ کرے تب تک شیخ نہوگا۔ قال المترجم یہی ہمارے عرف کے موافق ہی ولکن لا دخل لہ فی الشرع فی مثل ذلک فافہمنا

لما افتوا رحمہم اللہ تعہ ۔ اگر قسم کھائی کہ یتامی بنی فلان یا قسم کھائی کہ ارامل بنی فلان سے یا قسم کھائی کہ ثیب بنی فلان یا قسم کھائی کہ ایامی بنی فلان سے کلام نکرونگا تو ہم کہتے ہین کہ یتیم وہ کہلاتا ہی کہ اسکا باپ مرگیا اور ہنوز وہ صغیر ہی کہ بالغ نہین ہوا ہی تو جب بالغ ہوگیا تو ہم اسکو یتیم نہین کہتے ہین ایسا ہی امام محمد رحہ نے کتاب مین ذکر فرمایا ہی اور امام محمد رحہ کا قول لغات مین حجت ہی اور ارامل جمع ارملہ ہی وہ ہر ایسی عورت بالغہ فقیرہ محتاجہ ہی کہ اسکو اسکے شوہر نے جدا کردیا ہو خواہ اسکے ساتھ دخول کیا ہو یا نہ کیا ہو پس یہ نام مخصوص عورت کے ساتھ ہی اور اسی بالغہ پر بولا جاتا ہی جسکو اسکے شوہر نے جدا کردیا ہو اور اسی پر بولا جاتا ہی جو فقیرہ محتاجہ ہو ایسا ہی امام محمد رحہ نے کتاب مین ذکر فرمایا ہی اور انکا قول لغات مین حجت ہی اور ایم ہر ایسی عورت کو بولتے ہین جس سے جماع کیا گیا ہو خواہ نکاح جائز یا فاسد یا بطور زنا اور حال یہ ہو کہ اسکو اسکے شوہر نے جدا کردیا ہو خواہ وہ فقیرہ ہو یا غنیہ ہو یا صغیرہ ہو یا کبیرہ ہو ایسا ہی امام محمد رحہ نے کتاب مین ذکر کیا ہی اور ثیب ہر ایسی عورت ہی کہ اس سے حلال یا حرام طور پر جماع کرلیا گیا ہو خواہ اسکا شوہر ہو یا نہو صغیرہ ہو یا بالغہ ہو غنیہ ہو یا فقیرہ ہو ایسا ہی امام محمد رحہ نے ذکر فرمایا ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی ۔ اور اگر کہا کہ ان کلمتک الا ان تکلمنی او الی ان تکلمنی او حتے تکلمنی فکذا یعنی اگر مین نے تجھ سے کلام کیا الا آنکہ تو مجھ سے کلام کرے یا تا آنکہ تو مجھ سے کلام کرے یا یہان تک کہ تو مجھ سے کلام کرے تو چنین و چنان پھر دونون نے ایکدوسرے کو ساتھ ہی سلام کیا تو امام محمد رحہ کے قول مین حالف حانث ہوگا اور امام ابو یوسف کے قول مین حانث نہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی اور اگر دونون مکہ کو جانے کو نکلے پھر ایک نے قسم کھائی کہ مین اس سے کلام نہ کرونگا یہان تک کہ مکہ سے لوٹون پھر دونون راستہ سے لوٹ آئے پھر حالف نے اس سے کلام کیا تو حانث ہوگا اور یہ قسم مکہ مین جاکر لوٹ آنے پر ہوگی الا آنکہ دونون مین مرافقت یا کوئی اور بات ہو یہ عتابیہ مین ہی ۔ اور اگر ایک نے دوسرے سے کہا کہ میرا غلام آزاد ہی اگر مین نے تجھ سے ابتدائی کلام مین یا تزوج مین پھر دونون مین ملاقات ہوئی پھر دونون نے ایک دوسرے پر ساتھ ہی سلام کیا یا دونون نے ساتھ ہی نکاح کیا تو حانث نہوگا یہ کافی مین ہی اور حالف سے بعد اس واقعہ کے قسم ساقط ہوجائیگی حتے کہ اس قسم سے اب کبھی حانث نہوگا اسواسطے کہ ابتداے کلام اسکی طرف سے واقع ہونے سے یاس ہوگئی اسواسطے کہ جو کلام اسکے بعد حالف سے پایا جائیگا وہ ایسا ہی ہوگا کہ بعد کلام محلوف علیہ کے ہی ۔ اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ اگر مین نے تجھ سے کلام کرنے مین پہل کی تو تو طالقہ ہی اور عورت نے کہا کہ اگر مین نے تجھ سے کلام کرنے مین پہل کی تو میری باندی آزاد ہی پھر شوہر نے اس عورت سے کلام کیا تو مرد اپنی قسم مین حانث نہوگا اور جورو بھی اپنی قسم مین حانث نہوگی کیونکہ اُسنے پہل نہین کی ہی اور اگر دونون نے ساتھ ہی ایسے ہی قسم کھائی ہو تو چاہیے کہ دونون مین سے ہر ایک دوسرے سے ساتھ ہی کلام کرے کہ دونون مین سے کوئی حانث نہوگا اور اسی طرح اگر کسی دوسرے سے کہا کہ اگر مین تجھے کلام کرون قبل اسکے تو مجھ سے کلام کرے تو میرا غلام آزاد ہی پھر دونون سے ملاقات ہوئی پس ہر ایک نے دوسرے کو ایک ساتھ ہی سلام کیا حالف اپنی قسم مین حانث نہوگا یہ محیط مین ہی ۔ چند لوگ ایک مجلس مین بیٹھے باتین کرتے تھے پھر انہین سے ایک نے کہا کہ جسنے اسکے بعد کلام کیا اسکی جورو طالقہ ہی پھر اسی کہنے والے نے کلام کیا تو اسکی جورو طالقہ ہوگی

ف یتیمان فرزندان فلان یعنی فلان کی اولاد مین جو یتیم ہین ۱۲ منہ

یہ فتاوے قاضی خان مین ہی خزانہ مین لکھا ہی کہ ایک نے کہا کہ جسنے غلام عبد اللہ سے کلام کیا اسکی جورو طالقہ ہی اور عبد اللہ ہی قسم کھانے والا ہی اور اسی کا غلام یہ غلام ہی پس اُسنے خود اپنے غلام سے کلام کیا تو حانث ہوگیا یہ خلاصہ مین ہی - ایک نے کہا کہ واللہ مین فلان سے کلام نہ کرونگا استغفر اللہ انشاء اللہ تعالیٰ تو امام ابو یوسف نے فرمایا کہ استثناء صحیح ہی اور حانث نہوگا اور یہ حکم از راہ دیانت ہی یہ فتاوے قاضی خان میں ہی - امام محمد رح نے فرمایا کہ ایک نے کہا کہ واللہ کلام نہ کرونگا کسی سے الا فلان یا فلان سے تو اسکو اختیار ہی چاہے دونون سے کلام کرے یا ایک سے یعنی ان دونون سے کلام کرنے مین منفردًا یا مجموعًا حانث نہوگا یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہی - اور اگر کہا کہ کسی سے کلام نہ کرونگا الا شخص بصری یا کوفی سے پھر اُسنے بصرہ کے رہنے والے سے یا کوفہ کے رہنے والے سے کلام کیا یا دونون سے کلام کیا تو حانث نہوگا اور اسی طرح اگر کوفہ کے تمام آدمیون سے یا بصرہ کے تمام آدمیون سے یا کوفہ و بصرہ کے تمام آدمیون سے کلام کیا تو بھی حانث نہوگا اور اگر کہا کہ واللہ کسی آدمی سے کلام نہ کرونگا الا ان دو آدمیون مین سے ایک آدمی سے تو اس صورت مین مستثنیٰ ان دونون مین سے ایک آدمی ہی پس اگر ان مین سے ایک سے کلام کیا تو حانث نہوگا اور اگر دونون سے کلام کیا تو حانث ہوگا - اور اگر کہا کہ کلام نہ کرونگا کسی سے کبھی الا دو مردون مین کے ایک سے کوفی ہو یا بصری ہو یا کہا کہ کسی سے کلام نہ کرونگا الا ان دو مین سے ایک سے کوفی ہو یا بصری ہو پھر اُسنے ایک کوفی یا بصری سے کلام کیا یا دونون سے کلام کیا تو اپنی قسم مین حانث نہوگا یہ محیط مین ہی قال المترجم ہماری زبان کے موافق اسمین تامل ہی واللہ اعلم - اور اگر قسم کھائی کہ واللہ کسی سے کلام نہ کرونگا الا مرد واحد از اہل کوفہ سے پھر اُسنے کوفہ کے دو مردون سے کلام کیا تو حانث ہوگیا اور اگر کہا کہ الا مرد کوفی سے تو کوفہ کے تمام مردون سے کلام کرنے سے حانث نہوگا یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہی - زید و عمرو نے اپنے درمیان مشترک باندی کے بچہ کے نسب کا دعوے کیا اور قاضی نے دونون سے اُسکے نسب کا حکم دیا پھر خالد نے کہا کہ اگر مین نے زید کے بچہ سے کلام کیا تو میرا غلام آزاد ہی اور بکر نے کہا کہ اگر مین نے عمرو کے بچہ سے کلام کیا تو میرا غلام آزاد ہی پھر دونون نے اسی بچہ مذکور سے کلام کیا تو دونون حانث ہو گئے یہ فتاوے قاضی خان مین ہی شیخ نجم الدین سے دریافت کیا گیا کہ زید نے کہا کہ اگر مین نے عمرو سے کلام کیا تو مین کفار کا شریک ہون ان باتون مین جو وے اللہ تعالے پر بہتان باندھتے ہون جو اسکے لائق نہین ہین پھر اُسنے عمرو سے کلام کیا تو کیا واجب ہوگا فرمایا کہ اسپر کفارہ قسم واجب ہوگا یہ ظہیریہ مین ہی قال المترجم مشایخ کے نزدیک ایسی قسم عربی زبان مین قسم ہوتی ہی اور اگر دوا فارسی مین واللہ اعلم کیا حکم ہی انکان فلیکن کذلک فافہم - زید نے قسم کھائی کہ عمرو سے کلام نہ کرونگا پھر عمرو نے اسکو خوشخبری دی تو اُسنے کہا کہ الحمد للہ یا بری خبر سنائی تو اُسنے کہا کہ انا للہ و انا الیہ راجعون تو اس سے حانث نہوگا یہ تاتارخانیہ مین ہی - اور اگر بدخبر کی صورت مین زید نے عمرو سے کہا کہ اللہ تعالے مجھے و تجھے دونون کو محفوظ رکھے تو حانث ہوگا یہ خلاصہ مین ہی - اور اگر زید نے عمرو سے کہا کہ اگر مین نے تجھ سے کلام کیا تو گھر جانا مجھپر حرام ہی اور کلام کیا پھر دار مین داخل ہوا اور بکر سے کلام کیا تو اُسپر ایک کفارہ قسم واجب ہوگا اور اگر یون کہا ہو کہ اور کلام بکر حرام ہی تو ایسی صورت مین اسپر دو قسمون کے دو کفارے واجب ہونگے یہ

تاتارخانیہ مین ہی قال المترجم ان سالنک ائت یمین جزاؤہ یمین اوائت یمین منشت لزمک یمین اوائت یمین وعنشت لا یلزمک الکفارۃ الا یمین فاحبب بماذکرنا من قولہ اگر زید نے عمرو سے کہا کہ اگر مین نے تجھسے کلام کیا الی آخر فقدبر۔ اگر اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو نے فلانہ عورت سے کلام کیا تو تو طالقہ ہی پھر اسکی جورو نے ایک دن کپڑے دہوئے پھر اتنے مین فلانہ مذکورہ آئی اور اس سے کہا کہ تو تھک گئی ہی اسنے یہ جانکر کہ یہ فلانہ ہی یا نہ جانے جواب دیا کہ نہین اچھی ہون یا کہا کہ ہان تو یہ سب کلام ہی پس وہ طالقہ ہو جائیگی یہ ظہیریہ مین ہی اصل یہ ہی کہ کلام و حدیث یعنی بات وخطاب یہ جبھی ہوتے ہین جب بالمشافہہ ہون یہ غیاثیہ مین ہی۔ اگر زید نے عمرو سے کہا کہ اگر تو نے مجھے خبر دی کہ فلان آگیا ہی تو میری جورو طالقہ ہی یا میرا غلام آزاد ہی پس عمرو نے اسکو فلان کے آجانے کی جھوٹ خبر دی تو زید حانث ہو گیا یعنے اسکی جورو طالقہ ہو گئی اور غلام آزاد ہو گیا بخلاف اسکے اگر کہا کہ اگر تو نے مجھے فلان کی آمد کی خبر دی تو میرا غلام آزاد ہی پس عمرو نے اسکی جھوٹ خبر دی تو اسکا غلام آزاد نہوگا اور اگر کہا کہ اگر تو نے مجھے خبر دی کہ میری جورو گھر مین ہی تو میرا غلام آزاد ہی پس عمرو نے اسکو جھوٹ خبر دی کہ تیری جورو گھر مین ہی تو حانث ہوا اور اسکا غلام آزاد ہو گیا اور اگر کہا کہ اگر تو نے میری جورو کے گھر مین ہونے کی خبر دی تو میرا غلام آزاد ہی پس عمرو نے اسکو جھوٹ خبر دی تو آزاد نہوگا۔ اور اگر کہا کہ اگر تو نے مجھے بشارت دی کہ فلان آیا ہی یا کہا کہ اگر تو نے مجھے فلان کے آنے کی بشارت دی پس مخاطب نے اسکو جھوٹ اسکی خوشخبری دی تو حالف اپنی قسم مین حانث نہوگا اور اگر کہا کہ اگر تو نے مجھے آگاہ کیا کہ فلان آیا ہی یا تو نے مجھے فلان کے آنے کی آگاہی دی پس مخاطب نے اسکو جھوٹ اسکی آگاہی دی تو حانث نہوگا اور اگر حالف کے آگاہ ہو جانے کے بعد فلان نے اسکو اس امر کی سچی خبر دی یا آگاہ کیا تو بھی حانث نہوگا بخلاف اسکے اگر اسنے یون قسم کھائی ہو کہ اگر تو نے مجھے خبر دی پھر اسنے حالف کے آگاہ ہونے کے بعد اسکو خبر دی تو اپنی قسم مین حانث ہو جائیگا اور اگر حالف نے اسصورت مین اپنے اس قول سے کہ تو نے مجھے آگاہی دی یہ نیت کی ہو کہ خبر دی تو بعد آگاہ ہونے کے مخاطب کے آگاہ کرنے سے بھی حانث ہو جائیگا اور چاہیے کہ حالف کی نیت دیانۃ و قضاءً دونون طرح صحیح ہووے۔ اور اگر قسم کھائی کہ اگر تو نے مجھے لکھا کہ فلان آیا ہی تو میرا غلام آزاد ہی پس مخاطب نے اسکو دروغ ایسا لکھا تو وہ حانث ہو گیا خواہ اسکا خط پہونچا ہو یا نہ پہونچا ہو اور اگر کہا کہ اگر تو نے مجھے فلان کے آنے کو لکھا تو میرا غلام آزاد ہی پس اسنے جھوٹ لکھا تو حانث نہوگا اور اگر اسصورت مین مخاطب نے اسکو لکھا کہ فلان آیا ہی اور حال یہ ہی کہ واقعی فلان مذکور اسکے لکھنے سے پہلے آگیا تھا مگر مخاطب کو معلوم نہ تھا تو حالف حانث ہو جائیگا۔ زیادات مین امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر زید نے قسم کھائی کہ عمرو کا سر کبھی اظہار نکرونگا پس زید نے عمرو کے ایک خط کی جو اسنے زید کو لکھا تھا خبر دی یا اسکے کسی کلام کی خبر دی یا کسی نے پوچھا کہ آیا عمرو کا بھید یہ ہی پس زید نے سر ہلایا یعنی ہان تو اپنی قسم مین حانث ہو گیا اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ فلان کے بھید کا افشا نکرونگا یا فلان سے افشا نکرونگا یا قسم کھائی کہ فلان کے بھید سے فلان کو آگاہ نہ کرونگا یا فلان کے ہونے کی جگہ سے فلان کو آگاہ نہ کرونگا یا قسم کھائی کہ فلان کا بھید ضرور پوشیدہ کرونگا یا خفیہ رکھونگا یا چھپا رکھونگا یا فلان کو اسکی راہ نہ بتلاؤنگا پھر ان مین سے کوئی بات کی

ع یعنی فلان شخص کہان ہی وغیرہ
بھید کا اظہار کیا یا سر ہلایا
سر یعنی بھید پیچھے
اسکی پیٹھ پیچھے ظاہر کرنا
سر یعنی راز اور بھید یعنی
شین میرا غلام
بات کہی کہ زید
یعنی کہا کہ جو جملہ
یعنی فلان مذکور نہیں
مخاطب نے
اسصورت مین
خلاف کے
وغیرہ نہیں
ع یعنی جسکے
بھید جسکی حفاظت

تو اپنی قسم مین حانث ہوگا اور اگر اُسنے ان سب صورتون مین یہ نیت کی ہو کہ کلام یا تحریر یا ایلچی سے آگاہ نہ کرونگا اور اشارہ کی نیت نہو تو کتاب مین مذکور ہی کہ انہ یدین یعنے متدین رکھا جائیگا اور اس سے زیادہ کچھ نہین مذکور ہی اور اسمین شک نہین ہی کہ فیما بینہ وبین اللہ تعالیٰ اُسکے قول کی تصدیق ہوگی اور رہا یہ کہ اُسکے قول کی قضاءً تصدیق ہوگی یا نہین سو عامہ مشائخ کے نزدیک قضاءً تصدیق نہوگی - پھر واضح ہو کہ اگر اُسنے ایسی چیزون کی قسم کھائی پھر اُسنے اسکا حیلہ اور اس سے نکلنے کی راہ تلاش کی تو اُسکا حیلہ یہ ہی کہ اُس سے یون کہا جاوے کہ ہم جگہون کے نام لیتے ہین یا بھیدون کو بیان کرتے ہین پس جو جگہ یا بھید فلان کا نہوا ہو تو انکار کرتا جانا اور جب ہم فلان کی جگہ یا بھید دل کو بیان کرین تو تو خاموش ہو جانا پس جب اُسنے ایسا کیا اور وہ لوگ فلان کی جگہ یا بھید سے واقف ہوگئے تو یہ اپنی قسم مین حانث نہوگا - اور اگر قسم کھائی کہ فلانہ عورت سے اپنی خدمت نہ چاہونگا پھر اسکو اپنی خدمت کے واسطے اشارہ کیا تو اُس سے خدمت چاہی یعنے حانث ہوا اسواسطے کہ اشارہ سے خدمت چاہنا متعارف ہی خصوصاً بادشاہون مین اور بڑے لوگون مین پس وہ حانث ہوگیا خواہ فلانہ مذکورہ نے اسکی خدمت کردی ہو یا نہ کی ہو - اور اگر قسم کھائی کہ فلان کو فلان کے بھید سے خبر نہ کرونگا یا فلان کو فلان کے موجود ہونے کی جگہ سے خبر نہ کرونگا پھر خط یا ایلچی کے ذریعہ سے ایسا کیا تو حانث ہوگیا اگر قسم کھائی کہ فلان کو ایسی بشارت نہ دونگا پھر خط یا ایلچی کے ذریعہ سے ایسا کیا تو اپنی قسم مین حانث ہوگیا اور اگر اِس سے کہا گیا کہ آیا یہ بات ایسی ہی یا فلان شخص فلان جگہ ہی پس اُسنے اپنے سر سے اشارہ کیا یعنے ہان تو یہ فعل خبر دینا یا بشارت دینا نہین ہی پس اپنی قسم مین حانث نہوگا ولیکن اگر اُسنے خبر دینے یا بشارت دینے سے اعم مراد لی ہو کہ خواہ سر کے اشارہ سے ہو یا اور طور پر تو دیانۃً وقضاءً اسکی تصدیق کیجائیگی - اور اگر زید نے قسم کھائی کہ عمرو کے واسطے مال کا اقرار نہ کرونگا پس زید سے کہا گیا کہ آیا تجھپر عمرو کا اسقدر ہی پس اُسنے سر کے اشارہ سے کہا کہ ہان تو اپنی قسم مین حانث نہوگا - اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے بھید کی بات نہ کرونگا تو خط لکھنے و ایلچی بھیجنے اور سر سے اشارہ کرنے سے حانث نہوگا اور اگر اس سے پوچھا گیا کہ آیا فلان کا بھید چنین و چنان ہی یا فلان شخص فلان جگہ ہی پس اُسنے کہا کہ ہان تو قسم مین حانث ہوگیا اور مثل بات نہ کرنا کہنے کے تحدیث نہ کرنا یا گفتگو نہ کرنا بھی ہی اور اگر کسی نے ایسی سب قسمین کھائین یعنے مع سب مذکورہ بالا قسمون کے کلام کرنے اور زبان سے نہ نکالنے کی پھر حالف گونگا ہوگیا کہ وہ زبان سے کلام کرنے پر قادر نہین ہی تو اسکی قسم اشارہ و تحریر پر ہو جائیگی الا ایک بات مین اور وہ یہ ہی کہ اگر قسم کھائی کہ فلان کے بھید کی بات نہ کرونگا یا فلان کے بھید کی تحدیث نہ کرونگا تو اس قسم کی صورت مین وہ اشارہ کرنے و تحریر کرنے سے حانث نہوگا اگرچہ اُسنے بعد گونگے ہو جانے کے اشارہ یا تحریر کی ہو اور باقی سب صورتون مین حانث ہوگا - اور پھر جس صورت مین کہ ہمنے اشارہ سے حانث ہو جانے کو بیان کیا ہی اگر اُسنے دعوی کیا کہ مین نے اشارہ کیا ولیکن اس حال مین میرے اس امر کی نیت نہ تھی جسمین سے قسم کھائی ہی تو دیکھا جاوے اگر یہ جواب ایسی بات کا ہو جوائس سے دریافت کی گئی ہی تو قضاءً اسکی تصدیق نہوگی اور دیانۃً تصدیق کیجائیگی - اور اگر کسی نے کہا کہ لا اقول لفلان کذا یعنے فلان سے ایسا نہین

لکھونگا اور نیز یہ صیغہ مشترک ہی واسطے حال کے یعنی فلان سے ایسا نہین کہتا ہون اور مراد اول ہی سویہ مسئلہ امام محمد رح نے جامع و زیادات مین ذکر نہین فرمایا اور نوادر مین امام محمد رح سے مروی ہی کہ یہ بھی مثل خبر نہ دونگا و بشارت نہ دونگا کے ہی حتے کہ تحریر کرنے اور ایلچی بھیجنے سے حانث ہوگا اور اشارہ کرنے سے حانث نہوگا - اور اگر قسم کھائی کہ لا ادعو فلانا یعنے فلان کو نہ بلاؤنگا پھر اسکو خط یا ایلچی کے ذریعہ سے بلایا تو ظاہر الروایہ مین حانث ہوگا اور امام محمد رح سے نوادر مین مذکور ہی کہ اگر لفظ تبلیغ کہا کہ فلان کو تبلیغ نہ کرونگا تو یہ بمنزلہ اخبار کے ہی کہ بذریعہ خط و ایلچی کے حاصل ہوسکتی ہی پس خط و ایلچی سے تبلیغ کرنے سے حانث ہوگا اور اسی طرح لفظ ذکر ہی بعبارت عربی کہ وہ بھی بذریعہ ایلچی و خط حاصل ہوجاتا ہی اور اگر کہا کہ ای عبیدی بشرنی بکذا فہو حر یعنے میرے غلامون مین سے جس کسی نے مجھے اسکی بشارت دی وہ آزاد ہی پس سب نے ایک ساتھ اسکو بشارت دی تو سب آزاد ہوجاوینگے اور اگر ایک بعد دوسرے کے بشارت دی تو خاصۃً پہلا ہی ہوگا اور اگر غلامون مین سے ایک نے اسکے پاس ایلچی بھیجا پس اگر ایلچی نے جواب بشارت مذکورہ کی بیان کی ہی وہ اپنے بھیجنے والے کی طرف سے پیغام دیا تو بھیجنے والا غلام آزاد ہوگیا اور اگر ایلچی نے اسکو خود خبر دی اور بھیجنے والے کی طرف اضافت نہ کی تو وہ آزاد نہوگا یہ محیط مین ہی - اور اگر کسی نے کہا کہ اگر تونے مجھے خبر دی کہ یہ پتھر سونا ہی یا یہ مرد عورت ہی تو ایسا پس مخاطب نے اسکو ایسی خبر دی تو وہ حانث ہوگیا کیونکہ شرط پائی گئی اور اگر کہا ہو کہ اگر تو نے آگاہ کیا یا بشارت دی تو حانث نہوگا یہ تاتارخانیہ مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ فلان کو نہ لکھونگا پس دوسرے کو حکم کیا کہ اسنے لکھا تو ہشام نے امام محمد رح سے بروایت کی ہی کہ امام محمد رح کہتے تھے کہ ہارون الرشید نے مجھ سے یہ مسئلہ پوچھا پس مین نے جواب دیا کہ اگر یہ قسم کھانے والا سلطان ہو یعنی ایسا ہو کہ وہ خود موافق رواج نہین لکھا کرتا ہی تو وہ حانث ہوگا یہ بدائع مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ قرآن سے سورہ نہ پڑھونگا پھر اسنے نگاہ سے اسکو اول سے آخر تک دیکھا تو بالاتفاق حانث نہوگا یہ فتاوے کبری مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ فلان کا خط نہ پڑھونگا یا فلان کی کتاب نہ پڑھونگا پھر اسکی کتاب کو اول سے آخر تک دیکھا اور جو اسمین ہی سمجھ لیا تو امام ابو یوسف کے قول مین حانث نہوگا کیونکہ پڑھنا نہین پایا گیا اور اسی پر فتوے ہی قال المترجم یہ بزبان عربی ٹھیک ہی اور ہمارے زبان مین تامل ہی بسبب عرف عام کے الا آنکہ بنابر اصل امام اعظم رح کلام کیا جاوے واللہ تعالی اعلم - اور اگر قسم کھائی کہ کتاب فلان کو نہ پڑھونگا پھر کتاب فلان سے ایک سطر پڑھی تو حانث ہوا اور آدھی سطر لیکن حانث نہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ سورہ نہ پڑھونگا پھر اس سورہ مین سے ایک حرف چھوڑ دیا تو حانث ہوگیا اور اگر بڑی آیت چھوڑ دی تو حانث نہوگا یہ بدائع مین ہی و فیہ نظر واللہ اعلم اور اگر قسم کھائی کہ یہ شعر نہ پڑھونگا پس اسنے نصف بیت پڑھی تو حانث نہوگا اگرچہ یہ نصف بیت کسی دوسرے شعر کی ایک بیت ہو - امام محمد رح سے مروی ہی کہ فارسی آدمی نے قسم کھائی کہ سورۂ الحمد بعربیہ نہ پڑھونگا پھر اسنے لحن سے پڑھی تو حانث نہوگا اور اگر وہ فصیح ہو تو حانث ہوگا - اور منتقی مین لکھا ہی کہ اگر قسم کھائی کہ کتاب نہ پڑھونگا تو یہ قسم ہر ایسی تحریر پر ہوگی جو سپیدی مین لیسا ہی ظاہر ہو یا اور طور پر ہو اور اگر اسنے کاغذ مین تحریر مراد لی جیسے لوگون مین ہوتی ہی تو دیانۃً اسکی تصدیق ہوگی اور قضاءً تصدیق نہ ہوگی یہ محیط مین ہی

حتی قسم مرادین بہ تحریر تیرنی فرضی حانث نخواہد شد ہر علی رسالی ذکر شد رضیفہ حرام سوخت تالار بعضی کہ در تصدیق بود

اور اگر کسی نے قسم کھائی کہ آج کے روز قرآن نہ پڑھونگا پس اسنے نماز وغیرہ مین پڑھا تو حانث ہوا اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ رکوع نہ کرونگا یا سجدہ نہ کرونگا پس اسنے نماز وغیرہ مین ایسا کیا تو حانث ہوا اور اگر اسنے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھی پس اگر وہ پڑھی جو سورہ نمل مین ہی تو حانث ہوا اور اگر وہ نہیت نہ کی جو سورۂ نمل مین ہی یا غیر اسکے نیت کی تو حانث نہوگا اسواسطے کہ لوگ بسم اللہ الرحمن الرحیم تبرک کے واسطے پڑھا کرتے ہین نہ بطریق قرارت کے اور اسکا پڑھنا نہ بطریق قرارت کے جائز ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی — اور اگر اس طور سے کسی نے قسم کھائی تو اسکا حیلہ یہ ہی کہ فرائض نماز مین جماعت سے پڑھے اور اپنی قسم مین حانث نہوگا اور اگر کوئی رکعت اس سے جاتی رہی کہ جسکو اسنے تنہا پڑھا تو حانث ہوگا اور اگر عورت نے ایسی قسم کھائی تو وہ اپنے شوہر کے پیچھے نماز پڑھ لے یا ورا اپنے کسی محرم کے پیچھے رہے یہ محیط مین ہی — اور اگر سوائے رمضان کے وتر ادا کرنے چاہے تو چاہیے کہ جو وتر پڑھتا ہو اسکی اقتدا کرلے تاکہ حانث نہو یہ فتاوے قاضی خان مین ہی — اور اگر اسنے قسم کھائی کہ قرارت قرآن نکرونگا پھر اسنے سورہ فاتحہ بطور دعا و ثنا کے پڑھی تو حانث نہوگا یہ ظہیریہ مین ہی — اور اگر اسنے قسم کھائی کہ اگر مین نے ہر سورہ قرآن کی پڑھی تو مجھے ایک درم صدقہ کرنا واجب ہی تو امام محمد رح نے فرمایا کہ یہ پورے قرآن پر ہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی اگر کسی نے کہا کہ مجھپر قسم ہی اگر تو چاہے پس اسنے کہا کہ مین نے چاہی تو قسم لازم آویگی اور یہ مثل اس قول کے ہی کہ مجھپر قسم ہی اگر مین نے فلان سے کلام کیا یہ محیط مین ہی — شیخ نجم الدین رح سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص سے اسکی جورو کے ناتے دارون نے اسکی جورو کی طلاق کی قسم لی کہ عورت پر جرم نہ رکھے اور اسپر کسی چیز کی تہمت نہ رکھے پس اسنے یہ قسم کھالی پھر عورت سے کہا کہ خدا جانتا ہی کہ تو نے کیا کیا ہی پس آیا اس سے اسکی جورو پہ طلاق ہوجائیگی فرمایا کہ نہین یہ ظہیریہ مین ہی — ایک نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر فلان کے گھر جاؤن اور اس سے کلام کرون تو تو طالقہ ہی پھر اسکے گھر نہین گیا مگر کہین اور اُس سے باتین کین تو اپنی قسم مین حانث نہوگا اور اگر کہا کہ اگر فلان کے گھر نجاؤن اور اس سے کلام نکرون تو تو طالقہ ہی اور باقی صورت مسئلہ بطور مذکورہ بالا واقع ہوئی تو حانث ہوجائیگا اور اسکی جورو طالقہ ہوجائیگی ایسا ہی فتوے شمس الائمہ حلوائی اور فتوے رکن الاسلام علی سغدی منقول ہی یہ محیط مین ہی — ایک نے قسم کھائی کہ اپنے بھائی کو کسی کام کا حکم نہ دونگا اور اگر اسکو کبھی کام کا حکم دون تو ایسا پھر کسی آدمی کے ہاتھ اپنے بھائی کے پاس کوئی مال کہین بھیجا اور اس سے کہا کہ تو میرے بھائی سے کہنا تاکہ وہ اسکو فروخت کردے تو دیکھا جائیگا کہ اگر اس آدمی نے اسکے بھائی سے جاکر کہا کہ تیرا بھائی کہتا ہی کہ تو اسکو فروخت کردے یا تجھے اسکے فروخت کرنے کا حکم دیتا ہی تو حانث ہوجائیگا — ایک نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر آج تو نہ کہیگی کہ فلان نے تجھ سے کیا کیا ہی تو تو طالقہ ہی پس عورت نے ایسے طور پر کہا کہ سنائی نہین دیتا ہی یا مرد نے نہین سنا تو عورت مذکورہ طالقہ نہوگی اور اگر یون کہا ہو کہ اگر تو نے آج کے روز مجھ سے نہ کہا تو صورت مذکورہ مین طالقہ ہوجائیگی یہ خلاصہ مین ہی — زید نے عمرو کے سامنے گفتگو مین اپنی جورو کی طلاق کی قسم کھائی کہ مین نے تیرا عیب کسی سے نہین کہا ہی حالانکہ اپنی جورو سے کہ چکا ہی کہ عمرو

شراب پیتا تھا اور اُسکو فروخت کرتا تھا اور ایسے بیہودہ کام کرتا تھا کہ اُنکا ذکر فضول ہی مگر اب اُسنے توبہ کر کے خداوند تعالی کی طرف رجوع کر لی ہی تو اسکی جورو طالقہ ہوجائیگی یہ ظہیریہ مین ہی قال المترجم مسائل الذیل تتعلق معظمہا باسلوب العربیۃ ایک نے قسم کھائی کہ ایک مہینہ کلام نہ کرونگا تو قسم تیس روز دن رات پر واقع ہوگی اور اگر قسم کھائی کہ لا یکلم الشہر اس مہینہ فلان سے کلام نکرونگا تو جسقدر یہ مہینہ باقی ہو اسی قدر پر واقع ہوگی یہ سراج وہاج مین ہی اور اگر قسم کھائی کہ لا یکلمہ السنۃ اس سال فلان سے کلام نہ کرونگا تو باقی سال پر واقع ہوگی یہ بدائع مین ہی۔ قسم کھائی کہ ایک مہینہ کلام نہ کرونگا تو جب سے قسم کھائی ہی اُسی وقت سے کلام نکرنے پر قسم واقع ہوگی اور اسیطرح اگر قسم کھائی کہ اگر مین اس سے ایک مہینہ ترک کلام کرون تو میری جورو طالقہ ہی تو مہینہ کا شمار اسی وقت سے ہوگا کہ جب سے قسم کھائی ہی یہ کافی مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ لا یکلم اشہرا مہینوں کلام نہ کرونگا تو امام اعظم رح کے نزدیک تین مہینہ پر قسم واقع ہوگی یہ شرح طحاوی مین ہی۔ قال المترجم ہماری زبان مین چونکہ اقل جمع دو ہی لہذا القیاس قول امام رحمہ اللہ دو مہینہ پر واقع ہوگی وہکذا فی المجموع کلہا اور اگر قسم کھائی کہ لا یکلم الشہور یعنے فلان سے کلام نہ کرونگا تا شہور تو امام اعظم رح کے نزدیک دس مہینہ پر واقع ہوگی اور اسی طرح لا یکلمہ الجمع والسنین یعنے جمعون و سالون کی صورت مین بھی امام کے نزدیک دس جمعہ و دس سال مین کذا فی الہدایہ یعنے اوزان جمع قلت باللام مین یہ حکم ہی اور اگر بدون الف و لام کے یون کہا کہ لا اکلمہ سنین تو بالاتفاق تین سال پر واقع ہوگی یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر کسی نے قسم کھائی کہ لا یکلمہ حینا او زمانا او الحین او الزمان تو قسم بہ نفی کھانے کی صورت مین چھ مہینہ پر واقع ہوگی اور اثبات کی صورت مین بھی یہی حکم ہی مثلاً کہا کہ لاصومن حینا او زمانا او الحین او الزمان۔ اور یہ سب اسوقت ہی کہ اُسنے زمانہ کی کوئی مقدار معین کی نیت نہ کی ہو اور اگر اُسنے کسی مقدار معین کی نیت کی ہو تو اُسکے قول کی تصدیق کیجائیگی اور یہی حکم امام ابو یوسف و امام محمد رح کے نزدیک لفظ دہر کا ہی یعنے اگر دہر کو بطور نکرہ لایا تو اُسکی قسم چھ مہینہ پر واقع ہوگی بشرطیکہ اُسنے کسی قدر مقدار معین زمانہ کی نیت نہ کی ہو اور اگر زمانہ معین کی نیت کی ہو تو بالاتفاق اُسکی نیت پر قسم ہوگی اور امام اعظم رح نے فرمایا کہ مین دہر کو نہین جانتا ہون کہ کیا ہی اور واضح ہو کہ یہ اختلاف اسی صورت مین ہی کہ اُسنے لفظ دہر کو نکرہ بیان کیا ہو یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اگر دہر کو معرف باللام لایا تو بالاجماع اس سے ابد مراد ہوگا یعنے ہمیشہ یہ تبیین مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ لا یکلمہ الاحایین او الازمنۃ تو امام اعظم رح کے نزدیک دس بار چھ مہینہ پر واقع ہوگی جسکے ساٹھ مہینے ہوئے یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور اگر کہا کہ لا یکلمہ دہورا تو بنا بر قول امام ابو یوسف و امام محمد رح کے تین بار چھ مہینہ پر واقع ہوگی یہ شرح طحاوی مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ لا یکلمہ العمر یعنے عمر بھر اس سے کلام نکرونگا تو عدم نیت کی صورت مین تمام عمر پر قسم واقع ہوگی اور اگر کہا کہ لا یکلمہ عمرا تو امام ابو یوسف سے ایک روایت مین ہی کہ مثل حین کے چھ مہینے پر واقع ہوگی اور یہی اظہر ہی اور اگر قسم کھائی کہ لا یکلمہ حقبا تو اسی برس پر قسم واقع ہوگی یہ سراج وہاج مین ہی۔ اصل مین مذکور ہی کہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ اول ماہ کلام نہ کرونگا تو مہینہ کا اول قبل نصف گذر جانے کے ہی اور امام ابو یوسف رح سے مروی ہی کہ اگر کسی نے کہا کہ فلان سے اول ماہ کے آخر یوم مین اور آخر ماہ کے روز اول مین کلام نہ کرونگا تو یہ پندرھوین و سولھوین کو

[illegible]

شامل ہی یہ خلاصہ مین ہی ابن مقاتل سے مروی ہی کہ ایک نے قسم کھائی کہ اپنی مان سے تین برس کلام نکرونگا یعنے اگر
کلام کرون تو میری جورو طالقہ ہی تو فرمایا کہ اُسکو چاہیے کہ مان کے پاس کسی کو بھیجکر درخواست کرے کہ وہ راضی
ہو جاوے اور اسکو اجازت دیدے کہ خیر کلام نکرے کہ یہ شخص حلت مین ہو جاوے یہ حاوی مین ہی۔ فتاوی نسفے
مین لکھا ہی کہ اگر فارسی مین کہا کہ اگر با فلان گویم خدای را برمن یکسالہ روزہ تو اُس سے کلام کرنے سے کچھ نہین لازم
آویگا اور اگر کہا کہ یکسال روزہ تو کلام کرنے سے ایکسال کے روزے اسپر لازم آوینگے یہ خلاصہ مین ہی۔ تجرید مین
امام محمد رح سے روایت ہی کہ ایک نے کہا کہ لا اکلم الیوم سنتہ او شہرا یعنی اس روز سال بھر یا مہینہ بھر کلام نہ کرونگا تو
اسپر واجب ہوگا کہ سال یا ماہ مین جتنی دفعہ یہ دن آوے اسمین کلام ترک کرے یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اور اگر کسی نے
قسم کھائی کہ مین فلان سے اپنے اس سال کلام نکرونگا تو وقت قسم سے تا غرۂ محرم کلام نہ کرنے پر قسم ہوگی اور وقت
قسم سے ایکسال کامل پر نہوگی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی اور مجموع النوازل مین لکھا ہی کہ ایک نے اپنی جورو سے
کہا کہ ان کلمتک الی سنتہ فانت طالق او ہی یا عدوۃ العبد یعنے اگر مین نے تجھ سے ایک سال تک کلام کیا تو تو طالقہ
ہی چلی جا اے دشمن خدا کی تو وہ طالقہ ہو جائیگی یہ محیط مین ہی۔ منتقے مین لکھا ہی کہ اگر کہا کہ واللہ لا اکلمک شہرا بعد شہر یعنی
تجھ سے مہینہ بھر بعد مہینہ کے کلام نہ کرونگا تو یہ بمنزلہ اس قول کے ہی کہ دو مہینہ کلام نہ کرونگا اور اسی طرح اگر کہا کہ سال بعد
سال کے کلام نہ کرونگا تو یہ بمنزلہ اسکے ہی کہ دو برس تجھ سے کلام نہ کرونگا اور اگر کہا کہ واللہ تجھ سے کلام نکرونگا
ایک مہینہ بعد اس مہینہ کے تو اسکو اختیار ہوگا کہ اس مہینہ کلام کرے یہ ذخیرہ مین ہی۔ جامع مین ہی اگر قسم
کھائی کہ تجھ سے اس روز کلام نہ کرونگا جس دن مین کہ فلان آویگا پھر اُس روز کے اول مین اس سے
کلام کیا اور فلان مذکور اُس روز کے آخر مین آیا تو اپنی قسم مین حانث ہو گیا اور اگر فلان مذکور اول روز مین
آگیا پھر اس روز کے آخر مین حالف نے اس سے کلام کیا تو عامہ مشائخ کے نزدیک حانث نہوگا کذا فی المحیط
اور یہی صحیح ہی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی اور اگر کہا کہ اس مہینہ مین جو فلان کے قدوم سے پہلے ہی تجھ سے
کلام نہ کرونگا پھر حالف نے اُس سے ایک مہینہ کے شروع مین کلام کیا اور فلان مذکور اس مہینہ کے آخر مین
آیا تو اپنی قسم مین حانث ہو گیا اور اگر کہا کہ واللہ لا اکلمک شہرا قبل قدوم فلان یعنے واللہ قدوم فلان سے مہینہ قبل
تجھ سے کلام نہ کرونگا پھر اس سے کلام کیا جسکے پانچ روز بعد فلان مذکور آگیا تو اپنی قسم مین حانث نہوگا یہ محیط
مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ واللہ تجھ سے ایک مہینہ کلام نہ کرونگا الا ایک روز یا سواے ایک روز کے تو یہ اُسکی
نیت پر ہی اور اگر اُسکی کچھ نیت نہو تو اسکو اختیار ہوگا کہ جس ایک روز چاہے کلام کرنے کے واسطے اختیار
کرے اسواسطے کہ اُسنے ایک روز نکرہ مستثنے کیا ہی اور اگر اُسنے یون استثنا کیا کہ الا نقصان ایک روز تو
اسکی قسم (۲۹) روز پر واقع ہوگی اسواسطے کہ کسی شی کا نقصان نہین ہوتا ہی الا اُسکے آخر سے یہ شرح جامع کبیر
حصیری مین ہی اور آخر ایمان القدوری مین ہی کہ اگر قسم کھائی کہ فلان و فلان سے اس سال کلام نہ کرونگا الا
ایک روز پس اگر اُسنے ان دونون سے ایک ہی روز کلام کیا تو حانث نہوگا اور اگر ایک سے ایک روز اور دوسرے
سے کسی دوسرے روز کلام کیا تو حانث ہوا اور اگر اُسنے ایک ہی روز پہلے ایک سے کلام کیا پھر دونون سے
کلام کیا تو حانث نہوگا اور اگر اُسنے ایک روز معرفہ استثنا کیا یعنے الا الیوم کہا پس اسمین اُسکو ایک سے کلام کیا

اور دوسرے سے دوسرے روز کلام کیا تو حانث نہوگا اور اگر قسم کھائی کہ نہ کلام کرونگا دونون سے ایک مہینہ الا
ایک روز پس اگر اُسنے کسی روز معین کی نیت کی ہو تو اُسکی نیت پر ہوگی اور اگر اُسکی کچھ نیت نہو تو جس روز کو
چاہے اختیار کرلے یہ محیط مین ہے۔ اور اگر کہا کہ جس روز کہ کلام کرون مین فلان سے تو تو طالقہ ہے تو یہ قسم رات
و دن دونون پر واقع ہوگی ستے اگر رات مین کلام کریگا یا دن مین تو حانث ہوگا اور اگر اُسنے خاصۃً دن کی
نیت کی ہو تو اُسکے قول کی قضاءً بھی تصدیق ہوگی یہ کافی مین ہے۔ اور اگر کہا کہ جس رات فلان سے مین کلام
کرون یا جس رات کہ فلان آوے تو تو طالقہ ہے پس اُسنے دن مین فلان سے کلام کیا یا دن کو فلان آیا تو اُسکی
جورو طالقہ نہوگی اسواسطے رات لغت مین سیاہی شب کا نام ہے اور اسمین کوئی ایسا عرف نہین ہے کہ لفظ کو اُسکی مقتضاے
لغوی سے پھیرے ستے کہ اگر اُسنے بجاے رات کے راتون کا لفظ ذکر کیا تو مطلق وقت پر یہ کلام محمول ہوگا اسواسطے
کہ انکے عرف مین اسکا استعمال مطلق وقت مین ہے یہ بدائع مین ہے۔ قال المترجم یعنے یون کہا کہ جن راتون مین کہ
زید آویگا پس تو طالقہ ہے واقول یہ عربی زبان کی قسم مین مستقیم ہے یعنے قولہ لیالی یقدم فلان اور ہماری زبان مین
تامل ہے واللہ اعلم۔ اور اگر کہا کہ اگر کیا مین نے فلان سے کلام تو تو طالقہ ہے الا آنکہ فلان آجاوے یا ستے کہ فلان
آجاوے یا الا آنکہ فلان اجازت دے پھر اُسنے قبل فلان کے آجانے یا اجازت دینے کے کلام کیا تو حانث ہوگیا
اگر بعد فلان کے آجانے یا اجازت دینے کے کلام کیا تو حانث نہوگا اور اسی طرح اگر کہا کہ تو طالقہ ہے اگر مین نے
فلان سے کلام کیا الا آنکہ فلان آجاوے تو بھی یہی حکم ہے اور اگر فلان مر گیا تو امام اعظم و امام محمد رح کے نزدیک
یہ قسم ساقط ہوجائیگی یہ کافی مین ہے۔ اور اگر کسی شخص سے کسی روز معین مین کلام نہ کرنے پر قسم کھائی تو اسکی قسم
خاصۃً اُس روز کے دن ہی دن پر واقع ہوگی اسکے ساتھ رات داخل نہوگی یہ شرح طحاوی مین ہے۔ اور اگر قسم
کھائی کہ لا یکلمہ الایام تو امام اعظم رح کے نزدیک دس روز پر واقع ہوگی کذا فی الہدایہ قال المترجم اگر ہماری زبان
مین کہا کہ اس سے روزون کلام نکرونگا تو دس روز پر واقع ہوگی واللہ اعلم۔ اور اگر قسم کھائی کہ لا یکلمہ ایاما تو جامع مین
مذکور ہے کہ تین روز پر قسم واقع ہوگی اور اسمین اختلاف ذکر نہین فرمایا اور یہی صحیح ہے اور اگر قسم کھائی کہ لا یکلمہ ایاما
کثیرۃ یعنے بہت دنون اس سے کلام نہ کرونگا تو بر قیاس قول امام اعظم دس روز پر قسم واقع ہوگی یہ بدائع مین
ہے۔ اور اگر کہا کہ ہر روز کہ مین تجھ سے کلام کرون پس مجھپر ایک درم صدقہ واجب ہے پس اُس سے دو روز کلام کیا
تو دو مرتبہ حانث ہوا اور اگر کہا ہو کہ ہر دو روز کہ مین تجھ سے کلام کرون تو ایک ہی مرتبہ حانث ہوگا یہ تاتارخانیہ
مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ لا اکلم فلانا ایاما متعددۃ تو امام ابو یوسف نے فرمایا کہ تین روز پر واقع ہوگی اور اگر
قسم کھائی کہ لا اکلم ایامہ تو یہ قسم تمام عمر پر واقع ہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ تجھ سے
اس دن دس روز مین کلام نہ کرونگا اور یہ روز سنیچر کا ہے جس دن اُسنے قسم کھائی ہے تو یہ قسم دس سنیچرون پر واقع
ہوگی اسواسطے کہ دس روز مین پس ایک ہی سنیچر آتا ہے دس نہین ہو سکتے ہین اور اسی طرح اگر کہا کہ مین تجھ سے
بروز سنیچر دو روز کلام نکرونگا تو یہ قسم دو سنیچرون پر واقع ہوگی اسواسطے کہ سنیچر دو روز نہین ہوتا ہے اور دو روز مین دو سنیچر
کا دورہ بھی نہین ہو سکتا ہے پس معلوم ہوا کہ مراد یہ ہے کہ دو مرتبہ دو سنیچرون مین کلام نکرونگا اور اسی طرح اگر کہا کہ
تجھ سے بروز سنیچر تین روز کلام کرونگا تو یہ قسم تین سنیچرون مین کلام کرنے پر واقع ہوگی جیسے کہ ہمنے بیان کردیا

یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہی- اور اگر قسم کھائی کہ نہ کلام کرونگا اس سے ایک روز سال بھر یا سال بھر ایک روز پس اگر اُسنے کوئی روز خاص مراد لیا ہی تو تمام سال مین اُسی روز کلام نہ کرنے پر قسم واقع ہوگی یعنے جب یہ روز آوے کلام نہ کرے اور اگر کچھ نیت نہو تو ہر جمعہ مین سے ایک روز کلام نہ کرے حتی کہ اگر پورے کوئی جمعہ کے ہر روز کلام کریگا حانث ہوگا یہ عتابیہ مین ہی- اور اگر قسم کھائی کہ لا اکلمک یوما یالا اکلمک السبت یوما تو اسکو اختیار ہی کہ جو روز چاہے قرار دے یہ بدائع مین ہی- اور اگر قسم کھائی کہ فلان سے دس روز تک کلام نہ کرونگا تو دسوان روز قسم مین داخل ہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہی- اور اگر یون قسم کھائی کہ تجھ سے آج یا کل کلام نہ کرونگا پھر اُس سے آج یا کل کلام کیا تو حانث ہوا اور اگر کہا کہ اُس سے کلام کرنا آج یا کل ترک کرونگا پس آج اُس سے کلام ترک کیا تو قسم مین سچا ہو جائیگا اور قسم ساقط ہو جائیگی کہ کل کلام ترک کرنا اُسپر لازم نہوگا- یہ عتابیہ مین ہی- اور اگر کہا کہ واللہ نہ کلام کرونگا اِس سے آج اور نہ کل تو قسم آج باقی دن اور کل پر واقع ہوگی اور جو رات ان دونون کے درمیان ہی وہ قسم مین داخل نہوگی یہ بدائع مین ہی- اور اگر قسم کھائی کہ نہ کلام کرونگا اِس سے آج وکل وپرسون تو یہ ایک ہی کلام ہی کہ تین روز تک کسی وقت اس سے کلام نہ کرے خواہ رات ہو یا دن ہو اور اگر کہا کہ آج کے دن مین اور کل کے دن مین اور پرسون کے دن مین تو حانث نہوگا یہان تک کہ اُس سے ہر روز جسکو بیان کیا ہی کلام کرے اور اگر اُس سے رات مین کلام کیا تو حانث نہوگا یہ وجیز کردری مین ہی- ایک نے کہا کہ کلام نہ کرونگا فلان سے ایک روز درمیان دو روز کے اور اُسکی کچھ نیت نہین ہی تو امام محمد رح سے مروی ہی کہ یہ بمنزلہ اس قول کے ہی کہ واللہ فلان سے ایک روز کلام نہ کرونگا یہ محیط مین ہی- اور اگر رات مین کہا کہ نہ کلام کرونگا اُس سے ایک روز تو اسوقت سے تا غروب آفتاب ہوگی یہ عتابیہ مین ہی- اور بعد اس قسم کے قبل طلوع فجر کے اس سے کلام کیا تو صحیح یہ ہی کہ حانث ہوگا یہ محیط مین ہی- اور اگر دن مین کہا کہ اس سے ایک رات کلام نہ کرونگا تو قسم کے وقت سے طلوع فجر تک ہوگی یہ عتابیہ مین ہی- اور اگر تھوڑا دن گذرے قسم کھائی کہ فلان سے ایک روز کلام نہ کرونگا تو یہ باقی دن اور پوری رات اور دوسرے روز اسی ساعت تک جسوقت قسم کھائی ہی کلام نہ کرے اور اسی طرح اگر رات مین قسم کھائی کہ اس سے ایک رات کلام نکرونگا تو باقی یہ رات اور دوسرا دن اور دوسری رات کی اسی ساعت تک کلام نکرنے پر قسم واقع ہوگی پس جو دن بیچ مین آگیا ہی وہ بھی قسم مین داخل ہو جائیگا یہ بدائع مین ہی- اور اگر کہا کہ واللہ مین تجھ سے ایک روز اور ایک روز کلام نہ کرونگا تو یہ قسم اور واللہ مین تجھ سے دو روز کلام نہ کرونگا دونون یکسان ہین پس جو رات ان دونون کے درمیان ہی قسم مین داخل ہوگی اور اگر قسم کھائی کہ تجھ سے ایک روز اور دو روز کلام نہ کرونگا تو تیسرا روز گذرنے پر قسم پوری ہوگی اور اگر قسم کھائی کہ نہ کلام کرونگا تجھ سے ایک روز اور نہ دو روز تو یہ قسم دو روز پر ہوگی حتی کہ اگر تیسرے روز اُس سے کلام کیا تو حانث نہوگا- اور منتقے مین لکھا ہی کہ اگر کسی نے آدھی رات یا دوپہر دن کو قسم کھائی کہ واللہ تجھ سے دو رات کلام نہ کرونگا تو اُس سے پرسون اسی وقت تک کلام ترک کرے اور اگر کسی نے قسم کھائی کہ فلان سے تیس روز کلام نہ کرونگا اور رات مین قسم کھائی کہ تو اُس ساعت سے تیسوین روز کے آفتاب غروب ہونے تک کلام ترک کرے یہ محیط مین ہی- اور اگر درمیان دن کے کسی وقت قسم کھائی کہ

کہ واللہ آج مین اس سے کلام نہ کرونگا تو اُس دن باقی مین تا غروب کلام نہ کرے اور اگر رات مین قسم کھائی کہ
اس روز اُس سے کلام نکرونگا تو باقی یہ رات اور دوسرے روز غروب آفتاب تک کسی وقت کلام کرنے سے
حانث ہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ اور اگر دن مین قسم کھائی کہ اس رات کلام نکرونگا تو باقی روز اس قسم مین
داخل نہوگا اور اُسکی قسم خاصۃ اس رات پر واقع ہوگی اور اگر اول رات مین قسم کھائی کہ آج کے روز اس سے کلام
نہ کرونگا اور اسکی کچھ نیت نہین ہو تو یہ باطل ہی اور اگر آخر رات مین ایسی قسم کھائی تو اگلے دن پر واقع ہوگی یہ ملتقط
مین مذکور ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ واللہ لا اکلم احد یومی یا کہا کہ واللہ لاخرجن احد یومی او احد الیومین او احد ایامی
یعنی واللہ ضرور کلام کرونگا فلان سے اپنے دو روز کے ایک مین یا سفر کو جاؤنگا اپنے دو روز کے ایک مین
یا دو روز کے ایک مین یا ایام کے ایک روز مین تو یہ دس روز سے کم پر ہوگی اور اسمین دن و رات دونون داخل
ہین حتے کہ اگر دس روز گذرنے سے پہلے رات یا دن مین کلام کیا یا سفر کو چلا گیا تو اپنی قسم مین سچا رہا اور اگر کلام
نہ کیا یا سفر کو نہ گیا یہان تک کہ دس روز گذر گئے تو حانث ہو گیا اور اگر کہا کہ اپنے ان دونون مین سے ایک مین تو یہ
قسم اسی روز اور اُسکے دوسرے روز پر واقع ہوگی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس سے کلام نہ کرونگا
تین روز الا اُس روز اور ما خلا اُس روز کے تو یہ قسم اس روز کے بعد کی دو دنون پر واقع ہوگی اور اگر کہا کہ غیر اس
یوم کے یا سوائے اس یوم کے تو یہ قسم اس روز کے بعد تین روز پر واقع ہوگی یہ عتابیہ مین ہی۔ عیون مین
لکھا ہی کہ اگر قسم کھائی کہ فلان سے کلام نہ کرونگا مادامیکہ وہ اس دار مین ہی پھر اپنے اسباب و اثاثہ سمیت
اس دار سے نکل گیا پھر دوبارہ اس دار مین آکر رہا پھر حالف نے اس سے کلام کیا تو حانث نہوگا یہ محیط مین ہی
اور اسی طرح اگر یون کہا کہ مادام فلان فیہا یعنے جبتک کہ وہ اسمین ہی یہ ایضاح مین ہی۔ اور اگر کہا کہ مین تجھ سے کلام
نہ کرونگا مادامیکہ بغداد مین ہون پھر خود تنہا بغداد سے نکل گیا تو قسم باقی نہ رہیگی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی
قدوری مین لکھا ہی کہ اگر قسم کھائی کہ واللہ کلام نہ کرونگا اُس شخص سے جبتک اُسپر یہ کپڑا ہی یا مادامیکہ اُسپر یہ کپڑا ہی
یا برابر تا وقتیکہ اسپر یہ کپڑا ہی پھر مرد مذکور نے اُسکو اُتار کر پھر پہنا اور حالف نے اس سے کلام کیا تو حانث نہوگا
اور اگر قسم کھائی کہ اُس سے کلام نہ کرونگا درحالیکہ اسپر یہ کپڑا ہی پھر مرد مذکور نے اُسکو اُتار کر پہنا اور حالف
نے اُس سے کلام کیا تو حانث ہو گیا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ واللہ مین تجھ سے کلام نکرونگا
مادامیکہ تیرے مان و باپ دونون زندہ ہین پھر ان دونون مین سے ایک کے مرجانے کے بعد عورت سے
کلام کیا تو حانث نہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ امام ابو یوسف رح سے روایت ہی کہ زید نے عمرو سے
جو کھڑا ہی کہا کہ واللہ مین اس شخص سے کلام نہ کرونگا اور اُسکی نیت یہ ہی کہ جبتک کھڑا ہی ولیکن لفظ مین
کھڑے ہونے کو ذکر نہین کیا ہی تو اُسکی نیت باطل ہوگی اور اگر قسم کھائی کہ واللہ اس قائم سے کلام نکرونگا
یعنے مادامیکہ قائم ہی تو اس نیت کی دیانۃً تصدیق ہوگی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس سے ہمیشہ کلام
کرونگا تو یہ قسم اسپر ہوگی کہ جب اُس سے ملاقات ہو تو اُسکے ساتھ کلام کرنے سے باز نہ رہے اور اگر قسم
کھائی کہ اس سے ہمیشہ کو کلام نہ کرونگا پس اگر اس سے کبھی کلام کیا تو حانث ہوگا اور اگر دعوے کیا کہ میری
یہ نیت تھی کہ اس سے لفظ ہمیشہ کو نہ کہونگا تو قضاءً اُسکی تصدیق نہوگی یہ ایضاح مین ہی قال المترجم تلفظ

ف قال المترجم یعنی بہ ایام ایک روز مین دو ایک روز مین اور دو ایک روز مین یعنی دونون مین ایک روز یا دیگر ایک یعنی ہر ایک کی تفصیل مین ملحوظ والد اعلم

عربیت زیادہ واضح ہی یعنے واللہ لا یکلمہ الابد فافہم - فتاوے ابو اللیث مین مذکور ہی کہ اگر کسی نے کہا کہ واللہ فلان
سے کلام نہ کرونگا تا قدوم حاجیان پھر حاجیون مین سے ایک آگیا تو اُسکی قسم منتہی ہو گئی اور اسی طرح اگر کہا کہ واللہ
اس سے کلام نہ کرونگا تا درو زراعت (کھیتی کاٹی جانے تک ۱۲) پھر اُسکے شہر والون مین سے ایک نے اپنی کھیتی کاٹ لی تو قسم منتہی
ہو گئی اور اگر قسم کھائی کہ واللہ فلان سے کلام نہ کرونگا جبتک برف نہ گرے پس اگر اُسنے حقیقۃ برف گرنے
کی نیت کی ہی تو اُس سے کلام نہ کرے جبتک کہ حقیقۃً برف زمین پر نہ گرے اور شرط یہ ہی کہ اس شہر مین گرے
جہان حالف ہی نہ دوسرے شہر مین حتے کہ اگر حالف ایسے شہر مین ہی کہ وہان حقیقۃً برف نہین گرتا ہی تو یہ قسم
ہمیشہ باقی رہیگی اور حقیقۃ برف زمین پر گرنے کی یہ صورت ہی کہ اُسکے جھاڑنے پھاٹنے کی ضرورت پیش آوے
اور اُسکا اعتبار نہین ہی جو ہوا مین اُڑتا ہی اور جو زمین پر ہوتا ہی مگر ظاہر نہین ہوتا ہی الا کسی دیوار کی چوٹی یا گھاس
پر - اور اگر اُسنے برف گرنے کا وقت اپنی نیت مین لیا ہی تو جبتک برف گرنے کا مہینہ نہ آوے تب تک کلام
نہ کرے اور وہ اول ماہ آذر ہی - اور اگر اُسکی کچھ نیت نہو تو یہ صورت اس مسئلہ مین ذکر نہین فرمائی (باعتبار ان ملکون کے اور ہمارے یہان نہین گرتا ہی ۱۲) ہان دوسرے
مسئلہ مین ذکر فرمائی ہی کہ اسکی قسم برف گرنے کے وقت پر ہوگی - اور اگر قسم کھائی کہ لا یکلم فلانا الی الموسم یعنے تا موسم (یعنی حج ۱۲)
اس سے کلام نہ کرونگا تو امام محمد رح نے فرمایا کہ ذی الحجہ کی دسوین تاریخ روز قربانی کے صبح کو اس سے کلام کرسکتا
ہی اور امام ابو یوسف نے فرمایا کہ بروز عرفہ دوپہر ڈھلے سے کلام کرسکتا ہی یہ محیط مین ہی - ایمان الواقعات مین
مذکور ہی کہ فلان سے کلام نہ کرونگا تا گرمی یا تا جاڑا تو جاڑا و گرمی پہچاننے مین مشائخ نے کلام کیا ہی اور مختار
یہ ہی کہ اگر حالف ایسے شہر مین ہو کہ وہان کے لوگون مین گرمی و جاڑے کا حساب ہی کہ برابر اس سے
پہچانتے ہین اور معروف ہی تو قسم اسی طرف منصرف ہوگی ورنہ اول جاڑا وہ ہی کہ لوگون کو حشودار پوستین پہننے
کی حاجت ہو اور آخر جاڑا وہ ہی کہ لوگ اس سے بے پروا ہون اور جاڑے و گرمی کے درمیان فاصل وہ وقت
ہی کہ لوگون پر جاڑون کے کپڑے بوجھ ہو جاوین اور گرمی کے ہلکے کپڑے خفیف ہون پس موسم ربیع آخر جاڑون
سے اول گرمیون تک ہی اور خریف آخر گرمیون سے اول جاڑون تک ہی اسواسطے کہ اُنکا پہچاننا لوگون پر
آسان ہی اور اگر اُسنے فارسی مین نوروز کا لفظ ذکر کیا تو وہ مسلمانون کے نوروز پر قرار دیجائیگی یہ فتاوے
کبرے مین ہی - اور لیلۃ القدر کی قسم ستائیسوین ماہ رمضان پر واقع ہوتی ہی بشرطیکہ قسم کھانے والا عامی ہو
یعنے مذاہب اامون سے واقف نہو اور اگر امامون کے اختلاف سے واقف ہو کہ امام رح کے نزدیک متقدم
و متاخر ہوتی ہی اور صاحبین کے نزدیک نہین تو ایسا حکم نہین ہی اور اس اختلاف کا ثمرہ ایسی صورت مین
ظاہر ہوتا ہی کہ ایک دانستہ نے قسم کھائی کہ فلان سے کلام نہ کرونگا یہان تک کہ لیلۃ القدر گذر جاوے اور حال یہ ہی کہ
ایک روز رمضان کا گذر گیا ہی تو اس سے کلام نہ کرے یہان تک کہ دوسرے سال کا پورا رمضان گذر جاوے
اور صاحبین کے نزدیک جب دوسرے رمضان کا ایک روز گذرے تو اُس سے کلام کرسکتا ہی اور اگر اُسنے
رمضان سے قبل قسم کھائی تو اسی رمضان کے گذرنے پر کلام کرسکتا ہی اور فتوے امام اعظم رح کے قول پر ہی
یہ وجیز کردری مین ہی - اگر قسم کھائی کہ اگر مین نے فلان سے کلام کیا تو ہر مملوک کہ مین اُسکا مالک ہون بروز جمعہ
یا بروز جمعرات وہ آزاد ہی تو یہ قسم ہر مملوک پر جسکا وہ ان دونون دنون مین مالک ہو واقع ہوگی یہ محیط مین ہی

اور اگر کہا کہ لایکلمہ جمعۃ یعنے اس سے ایک جمعہ کلام نہ کرونگا اور اسکی کچھ نیت نہین ہی تو یہ ایام جمعہ پر واقع ہوگی اور اگر کہا کہ دو جمعہ تو دو جمعون کے ایام پر واقع ہوگی اور اگر کہا کہ تین جمعہ تو اسپر واجب ہی کہ روز قسم سے اکیس دن پورے کرے اور اگر اسنے فقط روز جمعہ کی نیت کی ہو تو قضاءً اسکے قول کی تصدیق نہ کیجائیگی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی - اور اگر کہا کہ واللہ مین تجھ سے جمعون مین کلام نہ کرونگا تو اسکو روا ہی کہ سوا اسے روز جمعہ کے اور دنون مین اس سے کلام کرے جیسے کہا کہ واللہ لا اکلمک الاخمسۃ او الاحاد او الاثانین یعنے واللہ تجھ سے جمعراتون یا سنیچر دن یا اتوار دن کو کلام نہ کرونگا تو یہی حکم ہی اور یہ اسوقت ہی کہ اسکی کچھ نیت نہو اور اگر اسنے ایام جمعہ مراد لیے ہون یعنے ہفتے تو اسکی نیت پر ہوگی یہ محیط مین ہی - جامع مین ذکر کیا ہی کہ اگر کہا کہ واللہ لا اکلمک الجمعۃ واللہ مین تجھ سے روز جمعہ کلام نہ کرونگا تو اسکو اختیار ہی کہ غیر روز جمعہ مین اس سے کلام کرے اسواسطے کہ الجمعہ نام ایک روز مخصوص کا ہی پس ایسا ہوگیا کہ گویا اسنے یون کہا کہ لا اکلمک یوم الجمعۃ اور اسی طرح اگر کہا کہ جمعاً تو اسکو غیر جمعہ مین کلام کرنے کا اختیار ہی پس جبکہ اسنے کہا کہ واللہ لا اکلمک جمعاً تو یہ تین روز جمعہ پر قسم واقع ہوگی یہ بدائع مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ لایکلم فلاناً الے کذا پس اگر لفظ کذا سے ایک سے دس تک ساعات یا ایام یا مہینے یا سالون کسی کی نیت کی ہو تو اسکی نیت پر ہوگی اور اگر کچھ نیت نہ کی ہو تو ایک روز پر قرار دیجائیگی اور اگر کہا کہ لا اکلمہ الے کذا کذا پس لفظ کذا سے یا مہینون وغیرہ کسی وقت کی نیت کی ہو تو یہ اسکی نیت والی چیز کے گیارہ پر واقع ہوگی اور اگر کچھ نیت نہ کی ہو تو ایک دن ورات پر واقع ہوگی اور اگر کہا کہ لایکلمہ الے کذا وکذا پس اگر نیت ہو تو نیت والے وقت کے اکیس پر واقع ہوگی اور اگر نیت نہو تو ایک دن ورات پر واقع ہوگی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی - اگر قسم کھائی کہ فلان سے تا ابد کلام نہ کرونگا یا لفظ ابد نہ کہا تو یہ قسم ابد پر واقع ہوگی کہ جب کبھی اس سے کلام کریگا حانث ہوگا اور اگر اسنے نیت مین خصوصیت کی ہو مثلاً ایک روز یا دو روز کی یا کسی شہر یا مکان کی یا اسکے اشباہ کی نیت کی ہو تو قضاءً اسکے قول کی تصدیق نہ کیجائیگی اور نیز دیانۃً فیما بینہ وبین اللہ تعالیٰ بھی تصدیق نہ کیجائیگی یہ ذخیرہ مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ فلان سے ابداً کلام نہ کرونگا پھر اسکے مرجانے کے بعد اس سے کلام کیا تو قسم مین حانث نہوگا یہ محیط مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ لا اکلمہ ملیا او طویلا پس اگر کسی وقت کی نیت کی ہو تو اسکی نیت پر ہوگی اور اگر کچھ نیت نہ کی ہو تو ایک مہینہ ایک روز پر واقع ہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - اور اگر کہا کہ لا اکلمک قریباً تو یہ ایک مہینہ سے ایک دن کم پر ہوگی یہ امام اعظم رح کا قول ہی اور اسمین اختلاف کسی دوسرے کا ذکر نہین فرمایا اور اگر اسنے اسصورت مین ایک مہینہ سے زیادہ کی نیت کی ہو تو ایمان الاصل مین امام اعظم رح سے روایت مذکور ہی کہ قضاءً اسکی تصدیق ہوگی اور اگر کہا کہ لا اکلمہ الے بعید تو امام اعظم رح کے قول مین یہ ایک مہینہ سے زیادہ پر ہوگی اور امام ابو یوسف سے نوادر معلے مین مذکور ہی کہ اگر کہا کہ سریعاً یعنے جلد او لایکلمہ سریعاً تو یہ ایک دن ایک مہینہ پر ہوگی جبکہ اسکی کچھ نیت نہو اور اگر نیت ہو تو اسکی نیت پر ہوگی اور اگر کہا کہ عاجلاً تو مہینہ بھر سے کم پر ہوگی اور اگر کہا کہ اجلاً تو ایک مہینہ یا زیادہ پر ہوگی یعنے ایک مہینہ سے کم پر نہوگی ہان پورا ایک مہینہ ہوجاوے یا اس سے زیادہ گذر جاوے پھر جسطرح قسم کھائی ہی اسکے خلاف کرسکتا ہی اور حانث نہوگا اور اگر کہا

عہ یعنے جمعہ کے سات دن جیسے ایک ہفتہ وغیرہ ایسے تین

عہ یعنی جمعہ کا روز تین مرتبہ ۱۲

عہ آوے اور کلام نہ کرے ۱۲

عہ یعنے دس تک جمعہ ہو اس سے ساعات کو سمجھے

عہ قال فی الاصل ای فی التعداد والمنسوب الی الاصل کان فیہ اشارۃ الی عدم تحقیق تلک النسبۃ واللہ اعلم منہ

عہ مثلاً دن تو ایک مہینہ اور دن ہو ۱۲

بضعۃ عشر پر ہاتو یہ تیرہ روز پر ہوگی اور جامع الجوامع مین مذکور ہی کہ اگر اُسنے اسصورت مین (۱۹) روز سے زیادہ
کی نیت کی ہو تو اسکی تصدیق کیجائیگی یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اور اگر کہا کہ لااکلم مولاک یعنے جس سے تو نے موالات
کی ہی اُس سے کلام نہ کرونگا حالانکہ اُسکے دو مولی الموالات ہین ایک اعلی ہی اور دوسرا اسفل ہی اور اُسکی کچھ
نیت نہین ہی تو انمین سے جس سے کلام کریگا حانث ہوگا قال المترجم اسکی توضیح کتاب الولاء سے معلوم کرنی چاہیے
فافہم۔ اور اسی طرح اگر کہا کہ مین تیرے جد سے کلام نہ کرونگا اور اسکے جد دو ہین ایک باپ کی طرف سے
اور دوسرا ماں کی طرف سے تو بھی اسصورت مین یہی حکم ہی یہ مبسوط مین ہی۔ منتقے مین مذکور ہی کہ اگر کہا کہ تجھ سے
قریب سال بھر کے کلام نہ کرونگا تو اُس سے چھ مہینہ و ایک روز کلام نہ کرے یہ خلاصہ مین ہی۔ اور اگر ایک
نے دوسرے سے کہا کہ او فلانے تجھ سے دس روز کلام نہ کرونگا واللہ تجھ سے نو روز کلام نہ کرونگا واللہ تجھ سے
(۸) روز کلام نہ کرونگا تو وہ دو بار حانث ہوا یعنی دو قسمون مین حانث ہو چکا اور تیسری قسم اسپر رہی پس اگر
آٹھ روز کے اندر اُس سے کلام کرلیا تو اسمین بھی حانث ہوا اور اگر کہا کہ واللہ تجھ سے آٹھ روز کلام نہ کرونگا واللہ
تجھ سے نو روز کلام نہ کرونگا واللہ تجھ سے دس روز کلام نہ کرونگا تو دو قسمون مین ابھی دو مرتبہ حانث ہوا اور
اسپر تیسری قسم رہی پس اگر دس روز کے اندر اُس سے کلام کرلیا تو اسمین بھی حانث ہوگیا یہ مبسوط مین ہی۔
امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر ایک نے کہا کہ ہر بار کہ مین نے فلان سے ایک روز کلام کیا پس اللہ تعالی کے واسطے
مجھپر واجب ہی کہ ایک درم صدقہ کرون ہر بار کہ مین نے فلان سے دو روز کلام کیا پس واسطے اللہ کے
مجھپر واجب ہی کہ دو درم صدقہ کرون ہر بار کہ مین نے فلان سے تین روز کلام کیا تو واسطے اللہ کے مجھپر
واجب ہی کہ تین درم صدقہ کرون ہر بار کہ مین نے فلان سے چار روز کلام کیا تو اللہ کے واسطے مجھپر واجب
ہی کہ چار درم صدقہ کرون ہر بار کہ مین نے فلان سے پانچ روز کلام کیا تو اللہ کے واسطے مجھپر واجب ہی کہ
پانچ درم صدقہ کرون پھر اُسنے چوتھے و پانچوین روز کلام کیا تو اسپر تیس درم صدقہ کرنے واجب ہین اور
اور اگر اُسنے اول روز مین یا اور کسی ایام مین دو بار کلام کیا تو اسپر تیس درم صدقہ کرنے واجب ہونگے۔ اور
اگر کہا کہ ہر دن مین کہ مین اسمین فلان سے کلام کرون تو واسطے اللہ کے مجھپر واجب ہی کہ ایک درم صدقہ کرون
ہر دو دن کہ مین انمین فلان سے کلام کرون تو اللہ کے واسطے مجھپر واجب ہی کہ دو درم صدقہ کرون اسیطرح
پانچ قسم تک پہونچایا پھر اُس سے چوتھے و پانچوین روز کلام کیا تو اسپر بائیس درم واجب ہونگے اسواسطے کہ
اُسنے پانچ قسمین کھائی ہین اور پہلی قسم کی جزا ایک درم صدقہ مقرر کی اور دوسری کی دو درم اور ہر قسم
کے واسطے مدت قرار دی ہی اور فقہا نے ہر مدت کا نام دور رکھا ہی پس اول قسم کی مدت ایک روز ہی اور
اسکا دور و تجدد ہر روز ہوتا ہی اور دوسرے کی مدت دو روز ہی کہ اُسکا دور و تجدد ہر دو روز مین ہوتا ہی اور
تیسری کا دور تین روز ہی اور چوتھی کا دور چار روز ہی اور پانچوین کا پانچ روز ہی اور ہر دور مین وہ ایک
ہی مرتبہ حانث ہوگا کیونکہ اُسنے بلفظ ہر قسم قرار دی ہی اور یہ لفظ موجب تکرار نہین ہی اسلیے کہ تکرار بقضیہ عموم الفعل
ہی نہ بقضیہ عموم الوقت پس جو دن کہ بعد قسم کے پایا گیا وہ پوری مدت اول قسم کی ہوگی اور تھوڑی مدت دیگر قسمون
کی ہوگی یعنے پوری مدت دیگر قسمون کی ہوگی پس جبکہ اُسنے چوتھے روز کلام کیا تو چوتھا روز پہلی قسم کا

چوتھا دورہ ہی اور وہ بعینہ دوسری قسم کا تمتہ دور ثانی ہی اور وہ بعینہ تیسری قسم کے دوسرے دور کا پہلا روز ہی اور وہ بعینہ چوتھی قسم کا تمتہ دور اول ہی اور وہ بعینہ پانچوین قسم کے دور اول کا چوتھا روز ہی اور ان دورون مین وہ بالکل حانث نہین ہوا ہی اور ایک ہی شرط کئی قسمون کے واسطے شرط ہونے کی صلاحیت رکھتی ہی پس وہ سب قسمون مین حانث ہوا پس اسکے ذمہ بوجہ قسم اول کے ایک درم اور بوجہ دوسری کے دو درم اور بوجہ تیسری کے تین درم اور بوجہ چوتھی کے چار درم اور بوجہ پانچوین کے پانچ درم واجب ہوئے کہ انکا مجموعہ پندرہ درم ہوے پھر جب پانچوین روز اس سے کلام کیا تو اول و دوم و چہارم مین حانث ہوا اور تیسری و پانچوین قسم مین حانث نہوا اسواسطے کہ پانچوان روز پہلی قسم کا پانچوان دورہ ہی اور اس دور مین وہ حانث نہین ہوا ہی پس اب حانث ہوگا اور دوسری قسم کے تیسرے دور کا اول روز ہی اور اسمین بھی وہ حانث نہین ہوچکا اور چوتھی قسم کے دور دوم کا پہلا روز ہی اور اسمین بھی وہ حانث نہین ہوچکا ہی پس حانث ہوگا پس اور سات درم اسپر لازم آوینگے کہ مجموعہ کل بائیس درم ہوئے اور تیسری و پانچوین قسم مین اسوجہ سے حانث نہوگا کہ تیسری قسم کے دوسرے دور کا دوسرا روز ہی کہ جسمین وہ حانث ہوچکا ہی اور پانچوین قسم کے اول دور کا تمتہ ہی اور پانچوین کے اول ہی دور مین وہ پہلے حانث ہوچکا ہی لہذا اب دوبارہ حانث نہوگا پس حاصل یہ ہی کہ تجدد دور و عدم تجدد دور کا کچھ اثر کلام کرنے مین بار اول مین نہین ہوسکتا کہ اگر اسنے بعد ان قسمون کے فلان مذکور سے کلام کیا چاہے جس روز اپنی عمر مین کلام کرے اسپر پندرہ درم لازم آوینگے ان اسکا اثر کلام کرنے مین دوسری بار مین ہی ہوسکتا کہ اگر اس سے روز اول و روز دوم کلام کیا تو اول روز کے عوض اسپر پندرہ درم لازم آوینگے اور دوسری بار کے عوض فقط ایک ہی درم لازم آویگا اسواسطے کہ اسصورت مین پہلی قسم کے سوائے کسی قسم کا دور جدید نہین ہوا ہی اور اگر اس سے روز اول اور روز ثالث مین کلام کیا اور دوسرے روز کلام نہین کیا یا دوسرے اور تیسرے روز اس سے کلام کیا تو اول کے واسطے اسپر پندرہ درم لازم آوینگے اور دوسری بار کے عوض فقط تین ہی درم لازم آوینگے اسواسطے کہ تجدد فقط قسم اول و دوم کا ہوا ہی۔ اور یہ سب اسوقت ہی کہ فلان مذکور کو مخاطب نہ کیا ہو۔ اور اگر فلان مذکور کو مخاطب کرکے کہا کہ ہر بار کہ مین نے تجھ سے کلام کیا تو واسطے اللہ کے مجھپر واجب ہی کہ ایک درم صدقہ کرون۔ ہر بار کہ مین نے تجھ سے کلام کیا تو اللہ کے واسطے مجھپر واجب ہی کہ دو درم صدقہ کرون اسی طرح پانچ قسمین کھائین تو اسپر بیس درم واجب ہونگے اسواسطے کہ اول قسم کی جزا ایک درم ہی اور اسکی شرط یہ ہی کہ فلان کے ساتھ کلام کرے پس جب دوسری قسم سے اسکے ساتھ کلام کیا تو حانث ہوگیا اور اسکی جزا کا ایک درم لازم آیا اور نیز قسم بھی ویسی ہی باقی رہی اسواسطے کہ لفظ ہر بار کے ساتھ ہی اور دوسری قسم منعقد ہوئی پھر جب تیسری قسم مین اسکو مخاطب کیا تو شرط یعنے کلام کرنا اسکے ساتھ پایا گیا پس قسم اول کی جزا کا ایک درم اور دوسری کے جزا کے دو درم اسپر واجب ہوئے اور نیز دونون قسمین بھی ویسی ہی باقی رہین اور تیسری قسم منعقد ہوئی پھر جب چوتھی قسم مین اسکو مخاطب کیا تو پہلی و دوسری و تیسری مین حانث ہوا پس جزا اول کا ایک درم اور جزا دوم کے دو درم اور جزا سوم کے تین درم اسپر واجب ہوئے اور یہ سب قسمین بھی ویسی ہی باقی رہین اور چوتھی قسم منعقد ہوئی پھر جب پانچوین قسم مین اسکو

مخاطب کیا تو اگلی سب قسمین منحل ہوئین پس اول کی جزا کا ایک درم اور جزا دوم کے دو درم اور جزاء سوم کے تین درم اور جزاء چہارم کے چار درم اسپر واجب ہوئے اور قسمین بھی ویسی ہی رہین اور پانچوین قسم منعقد ہوئی پس ان سب کا مجموعہ بیس ۲۰ درم ہوئے اور پانچوین مین ہنوز حانث نہین ہوا ہی کیونکہ شرط یعنے کلام کرنا ابھی نہین پایا گیا ہی حتی کہ اگر بعد پانچوین قسم کے بھی اُسنے کلام کیا تو ان سب مین حانث ہوگا پس مجموعہ (۳۵) درم اسپر واجب ہونگے اور اگر یون کہا کہ ہر روز کہ مین نے تجھسے کلام کیا تو اللہ کے واسطے مجھپر واجب ہی کہ ایک درم صدقہ کرون اسطرح پانچ قسمین کھائین پھر سکوت کیا تو اُسپر دس درم واجب ہونگے پھر اگر دوسرے روز اُس سے کلام کیا تو اور چھ درم واجب ہونگے اور اگر فقط تیسرے روز کلام کیا ہو تو فقط تین درم واجب ہونگے اور اگر فقط چوتھے روز کلام کیا تو اسپر چار درم واجب ہونگے اور اگر پانچوین روز کلام کیا ہو تو سات درم اسپر واجب ہونگے اور اگر بعد قسمون کے اول روز کلام کیا تو اُسپر فقط پانچ درم بوجہ پانچوین قسم کے واجب ہونگے یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہی۔

ساتوان باب۔ طلاق و عتاق کی قسم کے بیان مین۔ اگر کہا کہ اول غلام کہ مین اسکو خریدون تو وہ آزاد ہی تو اول وہ ہوگا جو اکیلا تنہا خریدے کہ اُس سے پہلے کوئی دوسرا نہو پس اگر اُسنے بعد اپنی قسم کے ایک غلام خرید اتو وہ آزاد ہوگا اور اگر ایک غلام پورا اور نصف غلام خریدا تو پورا غلام آزاد ہوگا اور اگر دو غلام خریدے تو کوئی آزاد نہوگا پھر انکے بعد بھی جو کوئی خریدیگا وہ بھی آزاد نہوگا اور اگر کہا کہ آخر غلام جسکو مین خریدون وہ آزاد ہی تو آخر وہ ہی جو اکیلا ہو کہ دوسرے سے باعتبار زمانہ کے پیچھے ہوا اور اُسکا ثبوت جبھی ہوگا کہ جب حالف مرجاوے پس اگر اُسنے کئی غلام خریدے پھر مرگیا تو جسکو سب سے اخیر مین خریدا ہی وہ آزاد ہوگا پھر اسمین اختلاف ہی کہ یہ اخیر کا غلام کس وقت سے آزاد قرار دیا جائیگا سو امام اعظم رحمہ نے فرمایا کہ اُسی وقت سے کہ جب خریدا ہی حتے کہ اُسکا آزاد ہونا اُسکے ترکہ کے تمام مال سے اعتبار ہوگا یعنے ضرور کل بلا سعایت آزاد ہوجائیگا بشرطیکہ اُسنے حالت صحت مین خریدا ہو اور اگر کہا کہ درمیانی غلام جسکو مین خریدون وہ آزاد ہی تو درمیانی وہ ہی جو ایسا تنہا ہو کہ اُسکے دونون طرف عدد مساوی ہون اور یہ بھی بدون حالف کے مرنے کے معلوم نہین ہوسکتا ہی پس ہم کہتے ہین کہ جب حالف مرا تو دیکھا جاوے کہ اگر اُسنے جفت عدد کے غلام چھوڑے تو انمین کوئی درمیانی نہوگا اور اگر پانچ یا سات وغیرہ طاق عدد چھوڑے تو دونون طرف مساوی عدد حقیقت کے درمیان جو ایک تنہا ہوگا وہی اوسط ہی اور جو انمین سے نصف اول مین آگیا وہ درمیانی ہونے سے خارج ہوگیا یہ ایضاح مین ہی قال المترجم یعنے باوجودیکہ سات مین چوتھا درمیانی ہی ولیکن اگر اسکو مولےٰ نے تنہا نہ خریدا ہو بلکہ تیسرے کے ساتھ خریدا ہو تو یہ نصف اول مین چلا گیا پس درمیانی نہ رہا پس حاصل یہ رہا کہ حالف کے مرنے پر طاق عدد کے باوجود ترتیب خرید مین بھی جو درمیانی پڑتا ہی وہ تنہا خریدا گیا ہو فافہم فانہ توضیح اجمال الایضاح بما لا مزید علیہ ان شاء اللہ تعالیٰ غیر منصرف عن باب لطف القریحہ مخزنا تندبرا اور اگر کہا کہ اول غلام کہ مین اسکا مالک ہون درحالیکہ وہ منفرد ہو یا کہا کہ اول غلام کہ مین اُسکو خریدون درحالیکہ وہ منفرد ہو تو وہ آزاد ہی پھر وہ دو غلام کا مالک ہوا پھر اکیلے ایک غلام کا مالک ہوا تو تیسرا آزاد ہوگا اور اگر اُسنے کہا کہ اول غلام کہ اسکا مالک ہون درحالیکہ وہ اکیلا ہو تو تیسرا آزاد نہوگا الا اسصورت مین کہ اُسنے اکیلے سے منفرد در ملک مراد لیا ہو یہ کافی مین ہی۔ اور اگر کہا کہ اول غلام کہ اسکو بعوض دیناروں کے خریدون تو وہ آزاد ہی پس اُسنے ایک غلام بعوض دینارون

یا کسی اسباب کے خریدا پھر ایک غلام بعوض دیناروں کے خریدا تو یہ آزاد ہوگا اور اسی طرح اگر کہا کہ اول غلام کہ اسکو
خریدون درحالیکہ حبشی ہو تو وہ آزاد ہی پھر اُسنے چند غلام گورے رنگ کے خریدے پھر ایک حبشی خریدا تو وہ آزاد
ہوگا یہ بحر الرائق مین ہی - اور اگر کہا کہ ہر غلام کہ جسنے مجھے فلانہ عورت کے جننے کی بشارت دی وہ آزاد ہی پس اسکو
آگے پیچھے تین غلامون نے اُسکے جننے کی بشارت دی تو اول آزاد ہوگا بخلاف اسکے اگر سب نے ساتھ ہی
اُسکو یہ خوشخبری سنائی تو سب آزاد ہونگے حاکم شہید رحنے فرمایا کہ اگر اُسنے کہا کہ مین نے ایک کو مراد لیا تھا تو قضاءً
اُسکے قول کی تصدیق نہ کیجائیگی اور فیما بینہ وبین اللہ تعالیٰ اُسکو گنجائش ہی کہ انمین سے ایک جسکو چاہے آزاد ہونے کیواسطے
اختیار کرے اور باقیون کو اپنی ملک مین رکھے یہ غایۃ البیان مین ہی - اگر زید نے قسم کھائی کہ اگر اس دار مین داخل
ہون تو میری جورو طالقہ ہی اور میرا غلام آزاد ہی پھر قسم کھائی کہ طلاق نہ دونگا اور آزاد نہ کرونگا پھر وہ دار مین
داخل ہوا تو اُسکی جورو طالقہ ہوگی اور غلام آزاد ہوگا اور وہ دوسری قسم مین حانث نہوگا - اور اگر قسم کھائی
کہ طلاق نہ دونگا اور آزاد نہ کرونگا پھر قسم کھائی کہ اگر دار مین داخل ہون تو میری جورو طالقہ اور غلام آزاد ہی پھر
وہ دار مذکور مین داخل ہوا تو دونون قسمون مین حانث ہوا - اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ تو اپنے نفس کو طلاق دے یا غلام
سے کہا کہ تو اپنے نفس کو آزاد کر دے یا کسی آدمی کو اس کام کے واسطے وکیل کیا پھر قسم کھائی کہ طلاق نہ دونگا یا آزاد
نہ کرونگا پھر جورو وغلام و وکیل نے وہ کام کیا تو یہ شخص حانث ہوا - اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہی اگر تو چاہے یا تو آزاد ہی اگر
تو چاہے پھر قسم کھائی کہ مین آزاد نہ کرونگا یا طلاق نہ دونگا پھر اُسکی جورو اور اُسکے غلام نے طلاق وعتق چاہی تو یہ
حانث نہوگا یہ کافی مین ہی - ایک نے قسم کھائی کہ تزوج نہ کرونگا یا طلاق نہ دونگا یا آزاد نہ کرونگا پھر اس کام
کے واسطے کسی کو وکیل کر دیا تو وکیل کے کرنے سے یہ حانث ہوگا اور اگر اُسنے کہا کہ میری مراد یہ تھی کہ اپنی زبان سے
ایسا نہ کرونگا تو فقط قضاءً اُسکی تصدیق نہوگی یہ ہدایہ مین ہی - اور اگر کہا کہ میرا غلام آزاد ہی اگر مین اس دار مین داخل
ہوا پس دوسرے نے بھی کہا کہ مجھپر اُسکے مثل ہی اگر مین اس دار مین داخل ہون پھر دوسرا اس دار مین داخل ہوا تو
اُسکا غلام آزاد نہوگا اور اگر اول نے یون کہا کہ اللہ کے واسطے مجھپر ایک غلام آزاد کرنا واجب ہی اگر مین اس دار مین
داخل ہون پھر دوسرے نے کہا کہ پس مجھپر اُسکے مثل ہی اگر مین اسمین داخل ہون تو یہ قسم اول ودوم دونون پہ لازم آویگی
یہ ایضاح مین ہی - اور اگر کہا کہ میرا غلام آزاد ہی اگر اس بیت مین ہوالا ایک مرد پھر دیکھا تو بیت مذکور مین ایک مرد اور
ایک لڑکا نکلا یا ایک مرد اور ایک عورت تھی تو قسم کھانے والا حانث ہوگیا اور اگر بیت مذکور مین ایک مرد اور ایک
جانور چوپایہ ہو یا اسباب ہو تو حانث نہوگا - اور اگر کہا کہ میرا غلام آزاد ہی اگر بیت مین ہو الا ایک بکری پھر دیکھا تو اسمین
کوئی اور چوپایہ نکلا بکری نہ تھی تو حانث ہوگیا اور اگر کہا کہ اگر بیت مین ہو الا ایک کپڑا پھر اسمین کوئی آدمی یا چوپایہ
یا ظروف نکلے تو حانث ہوگا یہ کافی مین ہی - اگر کہا کہ کل مملوک میرے آزاد ہین تو اُسکی ام ولدین ومدبر باندیان
وغلام ومحض غلام وباندیان سب آزاد ہوجائینگی یعنے باندیان وغلام سب کو شامل ہوگا لیکن اگر اُسنے خالی مذکرون
کی نیت کی ہو تو دیانۃً اُسکی تصدیق ہوگی مگر قضاءً تصدیق نہوگی اور اگر خالی حبشیون کی نیت کی ہو تو قضاءً ودیانۃً
کسیطرح تصدیق نہوگی اور اگر خالی مونثون کی نیت کی ہو تو بھی قضاءً ودیانۃً کسی طرح تصدیق نہوگی اور اگر اُسنے
کہا کہ مین نے مدبرون کی نیت نہین کی تھی تو ایک روایت مین دیانۃً تصدیق ہوگی نہ قضاءً اور دوسری روایت مین
یعنی عورتون کی ۱۲

کسیطرح

کسی طرح تصدیق نہوگی یہ فتح القدیر مین ہی - اور اس قسم کے تحت مین اُسکے ایسے مملوک بھی داخل ہونگے جو رہن
ہون یا کسی کے پاس ودیعت ہون یا بھاگ گئے ہون یا جنکو کسی نے غصب کرلیا ہو خواہ ایک ہو یا کئی ہون خواہ مسلمان
ہون یا کافر ہون ولیکن اس قسم مین مکاتب داخل نہونگے الا آنکہ اُسنے انکی نیت کی ہو پس اگر مکاتبون کی نیت کی ہو
تو وہ بھی آزاد ہوجاوینگے اور اسیطرح اس قسم مین وہ مملوک بھی داخل نہوگا جسمین سے کچھ آزاد ہوا ہی اور جس غلام
کو اُسنے تجارت کی اجازت دی ہو وہ داخل ہوگا خواہ اُسپر قرضہ ہو یا نہو اور رہے اسکے غلام ماذون کے غلام
درصورتیکہ اُسکے غلام ماذون پر قرضہ نہو آیا داخل ہونگے یا نہین سو امام اعظم و امام ابو یوسف نے فرمایا کہ اگر انکی نیت
کی ہو تو داخل ہونگے اور آزاد ہوجاوینگے اور جو مملوک مشترک ہو یعنی اسکے اور دوسرے کے درمیان مشترک ہو وہ
داخل نہوگا ایسا ہی امام ابو یوسف نے فرمایا ہی اسواسطے کہ جس مملوک مین سے تھوڑے حصہ کا مالک ہی وہ حقیقۃً اُسکا
مملوک نہین کہلاتا ہی اور اگر اُسکی بھی نیت کی ہو تو استحساناً آزاد ہوگا اور رہا یہ کہ آیا اُسمین حمل داخل ہوگا یا نہین پس اگر حمل
کی مان اسکی ملک مین ہو تو داخل ہوگا اور اپنی مان کے آزاد ہونے کے ساتھ وہ بھی آزاد ہوجائیگا اور اگر اُسکی
ملک مین خالی حمل ہو اُسکی مان نہو مثلاً کسی نے اپنے مرنے کے وقت اُسکے واسطے اپنی باندی کے حمل کی وصیت کی ہو تو
ایسا حمل آزاد نہوگا یہ بدائع مین ہی - ایک نے قسم کھائی کہ اپنے غلام کو مکاتب نہ کرونگا پھر کسی اجنبی نے اسکے غلام
کو بدون اسکے حکم کے مکاتب کردیا پھر اُسنے اُسکے مکاتب کرنے کو جائز رکھا اور اجازت دیدی تو حانث ہوگیا
جیسے وکیل کرنے مین ہوتا ہی - ایک نے قسم کھائی کہ اپنے غلام کو آزاد نہ کرونگا پھر اُسکے غلام نے مال کتابت ادا
کیا اور آزاد ہوگیا پس اگر مرد مذکور نے بعد قسم کھانے کے اُسکو مکاتب کیا ہو تو حانث ہوا اور اگر قبل قسم کے
مکاتب کیا تھا تو حانث نہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہی - اگر قسم کھائی کہ اگر مین کسی جاریہ کو اپنے تصرف وطی
مین لایا تو وہ آزاد ہی پھر ایسی باندی کو اپنے تصرف وطی مین لایا جو اسکی ملک مین موجود تھی تو وہ آزاد ہوگی اور
اگر کسی باندی کو خرید کر اُسکو اسطرح تصرف مین لایا تو آزاد نہ ہوگی یہ ہدایہ مین ہی - اور اگر کہا کہ اگر مین آمہ یعنی کسی
باندی کو اپنے تصرف مین لایا تو تو طالقہ ہی یا میرا غلام آزاد ہی پھر کسی باندی کو جو اسکی ملک مین ہو یا جسکو بعد قسم کے
خریدا ہی اپنے تصرف وطی مین لایا تو عورت یعنے اُسکی جورو پر طلاق پڑجائیگی اور اسکا غلام آزاد ہوجائیگا - اور اگر
کسی باندی سے کہا کہ اگر مین نے تجھے اپنے تصرف وطی مین کرلیا تو میرا غلام آزاد ہی پھر اُسکو خرید کر تصرف وطی مین
کرلیا تو اُسکا وہ غلام آزاد ہوگا جو قسم کے وقت اُسکی ملک تھا اور جسکو بعد قسم کے خریدا ہی وہ آزاد نہوگا یہ بحر الرائق
مین ہی - اور اگر اپنی باندی سے کہا کہ جب تجکو فلان نے فروخت کیا تو تو آزاد ہی پھر اُسکو فلان مذکور کے ہاتھ
فروخت کیا پھر فلان سے خرید کیا تو آزاد نہوگی اسواسطے کہ شرط یہ ہی کہ فلان اسکو فروخت کرے اور فلان
کا اسکو فروخت کردینا اسکی زوال ملک کا سبب ہی اور حالف کی ملک حاصل ہونا اپنے خریدنے سے ہی نہ فلان
کی بیع سے - اور اگر کہا کہ اگر تجکو فلان نے مجھے ہبہ کیا تو تو آزاد ہی پھر فلان نے اپنے قبضہ کی حالت مین اُسکو
ہبہ کردی اور اُسنے قبضہ کیا تو آزاد ہوگی اسی طرح اگر کہا کہ جب فلان نے تجکو میرے ہاتھ فروخت کیا تو تو آزاد ہی
تو اسصورت مین یہی حکم ہی یہ مبسوط مین ہی - زید نے عمرو سے کہا کہ اگر مین نے تیرے پاس بلانے کو بھیجا پس
تو نہ آیا تو میرا غلام آزاد ہی پھر زید نے عمرو کو آدمی بھیج کر بلایا اور وہ خود چلا آیا پھر دوسرے روز آدمی بھیج کر

بلایا اور وہ نہ آیا تو زید کا غلام آزاد ہوگا اور ایک دفعہ قسم پوری ہونے سے یہ قسم باطل نہو جائیگی باقی رہیگی یہان تک کہ وہ ایک بار حانث ہو جاوے پس جب ایکبار حانث ہو گیا تو اب قسم مذکور باطل ہو گئی - اسی طرح اگر یون کہا کہ اگر تو نے مجھے آدمی بلانے کو بھیجا اور مین تیرے پاس نہ آیا تو بھی یہی حکم ہے - اگر یون کہا کہ اگر تو میرے پاس آیا پس مین تیرے پاس نہ آیا یا اگر تو نے میری زیارت کی اور مین تیری زیارت کو نہ آیا تو میرا غلام آزاد ہے تو یہ قسم ایک دفعہ حانث ہو جانے سے باطل نہو گی بلکہ ہمیشہ کے واسطے باقی رہیگی - ایک نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو نے اپنے نفس کو طلاق نہ دی تو میرا غلام آزاد ہے تو امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ یہ اُسی مجلس پر ہے اور یہ عورت کو اختیار دینا ہے پس اگر عورت نے اسی مجلس مین اپنے آپ کو طلاق دی تو اسپر واقع ہوگی اور اسکا غلام آزاد نہوگا - اور اگر اس مجلس مین اُسنے طلاق نہ دی تو یہ حانث ہو گیا چاہے اور مجلس مین وہ اپنے آپ کو طلاق دے یا نہ دے اور دوسری مجلس مین اگر وہ اپنے آپ کو طلاق دیگی تو طالقہ نہوگی - اور کسی نے اگر دوسرے سے کہا کہ اگر تو نے میرا یہ غلام نہ فروخت کیا تو وہ میرا غلام دیگر آزاد ہے تو یہ اُسکو اجازت بیع ہے اور یہ قسم و اجازت ہمیشہ کیواسطے ہے یعنے اگر اُس مجلس مین اُسنے فروخت نہ کیا تو کہنے والا حانث نہوگا - اور اگر زید نے کہا کہ اگر مین کوفہ مین داخل ہوا اور مین نے نکاح نہین کیا ہے تو میرا غلام آزاد ہے تو یہ قسم اسطرح پر واقع ہوگی کہ کوفہ مین داخل ہونے سے پہلے نکاح کر لے اور اگر یون کہا ہو کہ پس مین نے نکاح نہ کیا تو اسطرح پر واقع ہوگی کہ داخل ہونے کے وقت نکاح کر لے یعنی داخل ہونے پر نکاح کر لے اور اگر کہا کہ پھر مین نے نکاح نہ کیا تو یہ داخل ہونے کے بعد نکاح کرنے پر واقع ہوگی ایک سے کہا گیا کہ فلانہ عورت سے نکاح کر لے پس اُسنے کہا کہ اگر مین نے کبھی نکاح کیا تو میرا غلام آزاد ہے پھر اُسنے اس عورت کے سوائے دوسری سے نکاح کیا تو حانث ہوگا - ایک نے کہا کہ اگر مین نے ترک کیا یہ کہ آسمان کو چھوؤن تو میرا غلام آزاد ہے تو وہ کبھی حانث نہوگا - ایک نے کہا کہ میرا غلام آزاد ہے اگر مین نے آسمان کو نہ چھوا تو اسی وقت حانث ہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہے -

آٹھوان باب - خرید و فروخت و نکاح وغیرہ مین قسم کھانے کے بیان مین - اگر قسم کھائی کہ نہ خریدونگا یا نہ بیع کرونگا یا نہ اجارہ دونگا پھر اُسنے کسی شخص کو وکیل کیا جسنے یہ فعل کیا تو حانث نہوگا الا آنکہ اُسنے یہ نیت کی ہو کہ دوسرے کو بھی اس کام کے کرنے کا حکم نہ دونگا تو ایسی نیت بیان کرنے کی صورت مین اُسکے قول کی تصدیق کیجائیگی کیونکہ اس نیت سے اُسنے اپنے اوپر سختی زیادہ کر لی ہے یا یہ صورت ہو کہ قسم کھانے والا ایسا شخص معزز ہو کہ وہ خود یہ کام نہ کرتا ہو تو وکیل کرنے و تفویض کرنے سے بھی حانث ہوگا اور اگر ایسا شخص ہو کہ خود کبھی کرتا ہو اور کبھی دوسرے سے کرا لیتا ہو تو دیکھا جائیگا کہ اکثر کیونکر کرتا ہے پس اُسی کا اعتبار ہوگا یہ کافی مین ہے - اور اگر قسم کھائی کہ نہ خریدونگا یا بیع نہ کرونگا تو خرید فاسد مین حانث ہو جائیگا اگرچہ قبضہ نہوا اور ایسی بیع سے بھی جسمین بائع یا مشتری کے واسطے خیار ہو اور ایسی بیع سے بھی جو بطریق فضولی کے ہو اور ایسی ہبہ سے بھی جو بشرط عوض مگر یہ بشرط عوض مین وقت دونون کے باہمی قبضہ کے حانث ہوگا اور جو بیع باطل ہوتی ہے اس سے حانث نہوگا اور مدبر و ام ولد و مکاتب کی خرید و فروخت کرنے سے حانث نہوگا اور بعد بیع واقع ہونے کے اگر ایسی قسم کے بعد اُسنے بیع کا اقالہ کر لیا تو بھی حانث نہوگا لیکن اگر ابتدا سے بیع بلفظ اقالہ کی تو حانث ہوگا اور اگر باہمی رضامندی سے

بسبب عیب کے مبیع کو واپس کیا یا لیا تو بھی حانث نہوگا اور اگر اُسنے بیع کرنے کا ایجاب کیا تو بدون مشتری کے
قبول کرنے کے حانث نہوگا یہ عتابیہ مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ بیع نہ کرونگا پھر کسی فضولی نے اسکا مال فروخت
کیا اور اُسنے اجازت دیدی تو حانث نہوگا الا اسصورت مین کہ یہ شخص ایسا ہو کہ خود بیع نہین کیا کرتا ہی یہ فتاوی
صغرے مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ خرید نہ کرونگا پھر فضولی سے کوئی چیز خریدی یا شراب خمر خریدی تو حانث ہوگا
یہ شرح تلخیص جامع کبیر مین ہی - شیخ ابوبکر رح سے دریافت کیا گیا کہ ایک نے قسم کھائی کہ اپنا غلام فروخت کرونگا
پھر وہ اُسکے پاس سے چرا لیا گیا تو فرمایا کہ حانث نہوگا جبتک اسکو غلام مذکور کے مرنے کا یقین حاصل نہوجاوے
یہ خلاصہ مین ہی - امام محمد رح نے جامع صغیر مین فرمایا کہ اگر کسی نے کہا کہ اگر مین نے یہ غلام فروخت نہ کیا تو ایسا ہی پھر
اُسنے یہ غلام آزاد دیا مدبر کر دیا تو اپنی قسم مین حانث ہوگیا اور اگر ایسی گفتگو باندی کے حق مین کی اور باقی مسئلہ
بحالہا ہی تو صحیح یہ ہی کہ وہ حانث ہوا یہ تاتارخانیہ مین ہی - اپنی باندی سے کہا کہ اگر مین نے تجھے فروخت نہ کیا تو
تو آزاد ہی پھر اس سے وطی کی کہ اُسکے بچہ پیدا ہوا تو امام اعظم رح کے نزدیک وہ آزاد ہوگئی یہ خلاصہ مین ہی ایک
نے قسم کھائی کہ یہ غلام فروخت نہ کرونگا اور نہ اُسکو ہبہ کرونگا تو شیخ نصیر رح نے فرمایا کہ اگر اسکا نصف فروخت یا ہبہ
کیا تو حانث نہوگا اور شیخ رازی سے دریافت کیا گیا کہ ایک نے قسم کھائی کہ اپنی باندی ضرور فروخت کرونگا اور اُسکا
کوئی وقت نہین بیان کیا پھر وہ باندی اُس سے بچہ جنی تو فرمایا کہ استحساناً مولی حانث نہوگا اور شیخ ابونصر الدبوسی
سے دریافت کیا گیا کہ ایک نے اپنی باندی سے کہا کہ اگر مین نے تجھے ایک مہینہ تک فروخت نہ کیا تو تو آزادہ ہی پھر
اس باندی کو اُس سے حمل ظاہر ہوا تو فرمایا کہ مولی کو حلال ہی کہ اس باندی سے بعد ایک مہینہ کے وطی کرے جبکہ
چھ مہینے سے کم مین بچہ پیدا ہوا اور بنا بر قول امام ابویوسف کے مولی حانث ہوگیا اور اُسکو حلال نہین ہی کہ بعد مہینہ
کے اُس سے وطی کرے اور اگر چھ مہینہ سے زیادہ مین بچہ جنی تو بالاجماع مولے کو حلال نہین ہی کہ بعد مہینہ کے
اُس سے وطی کرے یہ حاوی مین ہی - زید نے قسم کھائی کہ واللہ مین عمرو کی ام ولد کو ضرور فروخت کرونگا یا کہا کہ
واللہ مین اس عمرو کو فروخت کرونگا حالانکہ عمرو آزاد ہی تو امام اعظم رح نے فرمایا کہ یہ قسم بیع فاسد پر واقع ہوگی چنانچہ
اگر ان دونون کو بطور بیع فاسد کے فروخت کر دیا تو اپنی قسم مین سچا ہوگیا یہ فتاوے قاضیخان مین ہی - اور اگر
کسی نے کہا کہ اگر مین نے اپنا یہ مملوک زید کے ہاتھ فروخت کیا تو وہ آزاد ہی پس زید نے کہا کہ مین نے اُسکی
اجازت دیدی یا مین راضی مین ہوا پھر زید نے اُسکو خریدا تو وہ آزاد نہوگا اور اگر کہا کہ اگر زید نے مجھ سے یہ غلام
خریدا تو وہ آزاد ہی پھر زید نے کہا کہ ہان پھر اُسکو خرید کیا تو زید کی طرف سے وہ غلام آزاد ہوگیا یہ ایضاح مین ہی
ہشام نے امام ابویوسف سے روایت کی ہی کہ ایک نے کہا کہ واللہ نہ فروخت کرونگا مین تیرے ہاتھ یہ کپڑا بعوض
دس درم کے یہان تک کہ تو مجھے زیادہ دے پھر اُسکے ہاتھ نو درم کو فروخت کر دیا تو قیاساً حانث نہوگا اور
استحساناً حانث ہوگا اور ہم قیاس ہی کو لیتے ہین یہ بدائع مین ہی قال المترجم ہمارے عرف کے موافق استحسان ظاہر
ہی واللہ اعلم اور اگر قسم کھائی کہ اسکو دس درم کو فروخت نہ کرونگا الا بعوض اس سے زیادہ کے یا بعوض زیادہ
کے پھر اُسکے ہاتھ گیارہ درم کو فروخت کیا تو حانث نہوگا اور اگر دس کو فروخت کیا تو حانث ہوا اور اسی طرح اگر
نو درم کو فروخت کیا تو بھی یہی حکم ہی - اور اگر نو درم اور ایک دینار کو فروخت کیا تو قیاساً حانث ہوگا اور استحساناً

حانث نہوگا اور اگر مشتری نے بھی قسم کھائی کہ میرا غلام آزاد ہی اگر مین بعوض دس درم کے اسکو خرید ون حتے کہ اسکو کم کرے
پس اگر مشتری نے اسکو دس درم کو خریدا تو حانث ہوا اور اگر گیارہ کو خریدا تو بھی حانث ہوا اور اگر نو درم کو خریدا
تو حانث نہوگا اور اگر نو درم اور ایک دینار کو خریدا تو حانث نہوا پس بعض نے فرمایا ہی کہ یہ حکم بدلیل قیاس ہی اور
بحکم استحسان حانث ہوا اور اگر مشتری نے کہا کہ میرا غلام آزاد ہی اگر مین نے اسکو خریدا بعوض دس درم کے
الا باقل یا بانقص پھر اسکو دس درم یا زیادہ کو خریدا تو حانث ہوگا اور اگر اسکو نو درم اور ایک دینار کو خریدا یا نو درم
و ایک کپڑے کے عوض خریدا تو قیاساً حانث نہوگا اور استحساناً حانث ہوگا اور اگر بائع نے کہا کہ مین تیرے یعنے قسم کھائی
ہاتھ دس درم کو فروخت نہ کرونگا یہان تک کہ تو مجھے زیادہ کردے پھر اسکے ہاتھ نو درم و ایک دینار کو
جسکی قیمت پانچ درم ہین فروخت کیا تو حانث نہوگا یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہی - ایک نے قسم کھائی کہ اپنا
دار فروخت نہ کرونگا پھر اپنی جورو کو اسکے مہر مین دیدیا تو حانث ہوگیا - شیخ صدر الشہید رح نے فرمایا کہ یہ اسوقت
ہی کہ عورت سے درمون پر نکاح کیا پھر ان درمون کے عوض اسکو یہ دار دیدیا اور اگر عورت سے اسی دار پر نکاح
کیا تو حانث نہوگا یہ خلاصہ مین ہی - ایک نے قسم کھائی کہ یہ گھوڑا نہ بیچونگا پھر کسی نے یہ گھوڑا اسے لیا اور اسکا بدل
دیدیا اور گھوڑے کا مالک اسپر راضی ہوگیا تو حانث نہوگا اور اسی پر فتوے ہی یہ جواہر اخلاطی مین ہی - ایک نے
دوسرے سے کوئی چیز بطور تعاطی کے لے لی پھر قسم کھائی کہ مین نے یہ چیز نہین خریدی ہی تو شیخ امام الہدے
ماتریدی نے جواب دیا کہ وہ حانث ہوگا اور اسی کو شیخ ظہیر الدین نے اختیار کیا ہی اور اسی طرح اگر بطور تعاطی
فروخت کی پھر قسم کھائی کہ مین نے اسکو فروخت نہین کیا ہی تو بھی یہی حکم ہی اور یہی امام ابو یوسف رح سے بھی
مروی ہی اور شیخ فضلی نے فرمایا کہ جو شخص جانتا ہو کہ وہ بتعاطی تھی تو اسکو حلال نہین ہی کہ بیع پر گواہی دے
بلکہ تعاطی ہونے پر گواہی دیوے یہ وجیز کردری مین ہی الاصل جس شخص نے اپنی قسم کو کسی محل مین کسی فعل
پر منعقد کیا اور حرف لام کو جو بمعنی واسطے و ملک کے عربی مین آتا ہی ذکر کیا تو دیکھنا چاہیے کہ اگر اسنے لام
کو محل الفعل سے مقرون ذکر کیا تو اسکی قسم جسپر کھائی ہی اسکے محلوف علیہ کی ملک مین ہونے کی حالت مین فعل
صادر کرنے پر ہوگی چنانچہ اگر حالف نے یہ فعل ملک محلوف علیہ مین کیا تو حانث ہوگا خواہ اسکے حکم سے کیا ہو
یا بغیر اسکے حکم کے کیا ہو اور خواہ یہ فعل ایسا ہو کہ اسمین وکالت جاری ہوتی ہی یا جاری نہوتی ہو اور اگر لام کو
مقرون بہ فعل ذکر کیا پس اگر فعل ایسا ہو کہ اسمین وکالت جاری ہوتی ہی اور اسکے حقوق ہین کہ اسکے عہدہ کی وجہ
سے جو وکیل کو لاحق ہوا اسکے واسطے موکل کی طرف وکیل رجوع کرسکتا ہی جیسے بیع وغیرہ تو اسکی قسم وکالت
و حکم پر ہوگی چنانچہ اگر یہ فعل اسکے محل مین بحکم محلوف علیہ کیا تو حانث ہوگا خواہ محل الفعل محلوف علیہ کی ملک ہو
یا دوسرے کی ملک ہو اور اگر ایسا فعل ہو کہ اسمین وکالت بالکل جاری نہین ہوتی ہی جیسے کھانا پینا وغیرہ یا اسمین
وکالت جاری تو ہوتی ہی مگر اسمین ایسے حقوق نہین ہین کہ انکے واسطے وکیل اپنے موکل کی طرف رجوع کرے
جیسے مارنا وغیرہ تو اسکی قسم جسپر قسم کھائی ہی ملک محلوف علیہ مین اپنے فعل کے صادر کرنے پر ہوگی چنانچہ اگر یہ فعل
محلوف علیہ کی ملک مین کیا تو حانث ہوگا خواہ اسکے حکم سے کیا ہو یا بغیر اسکے حکم کے کیا ہو - اور اگر یہ فعل
غیر محلوف علیہ کی ملک مین کیا تو حانث نہوگا اگرچہ یہ فعل محلوف علیہ کے حکم سے کیا ہو قال المترجم توضیح اسکی

اصل شریف کی انہی زبان مین ہمکو منظور ہی پس ہم کہتے ہین کہ اگر کسی نے کسی محل مین مثل کپڑے وغیرہ کے اپنا فعل بیع وغیرہ کرنے پر قسم کھائی ہی اور کپڑا کسی دوسرے کا ہی پس اگر ایسا لفظ جو ملک پر دال ہی یا واسطے کے معنی مین ہی مثلاً تیرا کپڑا یا فروخت واسطے تیرے وغیرہ ولک محل فعل سے مقرون کر کے ذکر کیا اور محل فعل مثلاً بیع فعل کا محل کپڑا ہی پس یون کہا کہ مین نے فروخت کیا یہ کپڑا تیرا یا تیری ملک کا یا جو تیری ملک ہی تو اُسکی قسم کپڑے کے فروخت کی اس حالت تک ہوگی کہ یہ کپڑا اُس مخاطب کی ملک مین ہی علی العموم والاطلاق چنانچہ اوپر مذکور ہوا۔ اور اگر ایسا لفظ موصوفہ بالامقرون بہ فعل ذکر کیا نہ بمحل فعل مثلاً یون کہا کہ فروخت کیا مین نے تیرے واسطے یہ کپڑا یعنے یہ فعل تیرے واسطے کیا تو اسمین فعل کو دیکھنا چاہیے کہ کیسا فعل ہی پس اگر فعل ایسا ہو کہ اسمین وکالت جاری ہوتی ہی الی آخرہ اور جب اصل مذکور کی توضیح ہوگئی تو ہم پھر کتاب کی طرف رجوع کرتے ہین - امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر ایک نے دوسرے سے کہا کہ اگر مین نے تیرے واسطے فروخت کیا کوئی کپڑا تو میرا غلام آزاد ہی اور اُسکی کچھ نیت نہین ہی پس محلوف علیہ یعنی مخاطب نے اپنا کپڑا کسی کو دیا تاکہ اسکو حالف کو دے تاکہ حالف اُسکو فروخت کر دے پس درمیانی آدمی یہ کپڑا حالف کے پاس لایا اور کہا کہ یہ کپڑا واسطے فلان کے فروخت کر دے یعنے محلوف علیہ کے واسطے فروخت کر دے یا کہا کہ یہ کپڑا فروخت کر دے اور یہ نہ کہا کہ فلان کے واسطے ولیکن حالف جانتا ہی کہ یہ محلوف علیہ کا ایلچی ہی پس حالف نے اُسکو فروخت کیا تو اپنی قسم مین حانث ہوا اور اگر درمیانی آدمی نے کہا کہ یہ کپڑا میرے واسطے فروخت کر دے یا کہا کہ اسکو فروخت کر دے اور حالف کو یہ معلوم نہوا کہ یہ محلوف علیہ کا ایلچی ہی پس حالف نے اُسکو فروخت کیا تو حانث نہوگا اور اگر حالف نے یون قسم کھائی کہ اگر مین نے تیرا کپڑا فروخت کیا یا جو تیری ملک ہی فروخت کیا یا فروخت کیا ایسا کپڑا جو تیرا ہی یا تیری ملک ہی اور باقی مسئلہ بدستور ہی تو ہر حال مین حانث ہوگا خواہ درمیانی نے اُس سے کہا ہو کہ فلان کے واسطے فروخت کر دے یا کہا ہو کہ میرے واسطے فروخت کر دے یا کہا ہو کہ اسکو فروخت کر دے اور اس سے زیادہ کچھ نہ کہا ہو ہر صورت مین حانث ہوگا بشرطیکہ اسکا فروخت کرنا ایسی حالت مین واقع ہوا ہو کہ یہ کپڑا محلوف علیہ کی ملک مین ہو اور اگر حالف نے اول صورت مین یہ نیت کی کہ ایسا کپڑا فروخت کرون جو محلوف علیہ کی ملک ہی اور دوسری صورت مین اسطرح قسم کھا کر کہ اگر مین نے فروخت کیا کپڑا واسطے تیرے یہ نیت کی کہ محلوف کے حکم سے فروخت کیا تو فیما بینہ وبین اللہ تعالیٰ اُسکی قسم نیت پر ہوگی لیکن اول صورت مین قاضی بھی اُسکی نیت کی تصدیق کریگا اور دوسری صورت مین جبکہ موافق ہمارے ذکر کے بدون تصریح ملک کے اُسنے اپنی نیت ظاہر کی تو قاضی اُسکی تصدیق نہ کریگا اور جس صورت مین کہ ملک کی تصریح کر دی اُس صورت مین کسی طور پر تصدیق نہ کیجائیگی کذا فی الذخیرہ مع زیادۃ من المترجم عصمہ اللہ تعالیٰ منتقے مین ابن سماعہ کی روایت سے امام محمد رح سے مروی ہی کہ ایک نے قسم کھائی کہ نہ فروخت کرونگا واسطے فلان کے کوئی کپڑا پس حالف نے محلوف علیہ کا کوئی کپڑا فروخت کر دیا پس محلوف علیہ نے اس بیع کی اجازت دیدی تو حالف حانث ہوگیا اور اگر حالف نے اُسکو اپنے واسطے فروخت کیا تو حانث نہوگا یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ مین کوئی چیز تیرے اسباب مین سے تیرے واسطے فروخت نہ کرونگا پھر ایک تکیہ فروخت کیا جسمین محلوف علیہ کا صوف بھرا ہوا ہی تو حانث نہوگا یہ عتابیہ مین ہی - زید نے عمرو سے ایک غلام چکایا اور بائع نے اُسکے دام ہزار درم مانگے اور مشتری نے پانچ سو کہے

پس بائع نے کہا کہ یہ آزاد ہے اگر مین نے تجھ سے ہزار درم سے کچھ حط[1] کیے پھر اسکے بعد کہا کہ مین نے تیرے ہاتھ اسکو پانچ سو درم کو فروخت کیا پس مشتری نے بیع قبول کر لی یا نہین قبول کی تو بائع حانث ہوگیا اور غلام آزاد ہوگیا۔ اور اگر بائع نے چکانے کے وقت کہا ہو کہ اگر مین نے اسکے ثمن سے کچھ حط کیا تو یہ آزاد ہے اور باقی مسئلہ بدستور واقع ہوا تو غلام آزاد نہوگا اور اگر اسکے ثمن سے اسکے بعد کچھ حط بھی کر دیا تو قسم منحل ہوئی ولیکن غلام آزاد نہوگا اسواسطے کہ وہ بائع کی ملک سے باہر ہو چکا ہے[یعنے پانچ سو درم سے ۱۲] اور اگر اس صورت مین بائع نے جزاء قسم اپنی جورو کی طلاق یا کسی دوسرے غلام کی آزادی قرار دی ہو تو اسکی جورو پر طلاق پڑجائیگی اور دوسرا غلام آزاد ہوجائیگا[بائع حانث نہوگا ۱۲] اور اسی طرح اگر ان صورتون مین تھوڑا ثمن مشتری کو ہبہ کر دیا خواہ پورا ثمن وصول کرنے کے بعد یا اس سے پہلے تو بھی اپنی قسم مین حانث ہوگیا اور اگر تمام ثمن مشتری کے ذمہ سے حط کر دیا یا اسکو تمام ثمن ہبہ کر دیا تو حانث نہوگا اور اگر مشتری کو بعض ثمن سے بری کر دیا پس اگر ثمن پر قبضہ کرنے سے پہلے ایسا کیا تو اپنی قسم مین حانث ہوگا اسواسطے کہ یہ حط قرار دیا جائیگا اور اگر بعد قبضۂ ثمن کے ایسا کیا تو اپنی قسم مین حانث نہوگا یہ محیط مین ہے۔ امام محمد رح نے فرمایا کہ ایک نے دوسرے سے ایک کپڑا چکایا اور بائع نے بارہ[2] سے کم کو دینے سے انکار کیا پس مشتری نے کہا کہ میرا غلام آزاد ہے اگر مین اسکو بارہ کو خریدون پھر اسکو تیرہ کو یا بارہ دینار کو یا بارہ اور ایک کپڑے کے عوض خریدا تو اپنی قسم مین حانث ہوگا اور اگر اسکو گیارہ اور ایک دینار کے عوض یا گیارہ اور ایک کپڑے کے عوض خریدا تو حانث نہوگا اور اگر بائع نے کہا کہ میرا غلام آزاد ہے اگر مین نے اسکو دس کو فروخت کیا پھر اسکو گیارہ کے عوض یا دس و ایک دینار کے عوض یا نو اور ایک دینار کے عوض فروخت کیا تو حانث نہوگا یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہے۔ زید نے کوئی چیز بعوض درمون کے فروخت کی پھر قسم کھائی کہ اسکا ثمن نہ لونگا پھر ان درمون کے عوض گیہون لیے تو حانث ہوگیا یہ وجیز کردری مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ یہ چیز کسی کے ہاتھ فروخت نہ کرونگا پھر اسکو دو آدمیون کے ہاتھ فروخت کیا تو حانث ہوا یہ عتابیہ مین ہے قسم کھائی کہ کپڑا نہ خریدونگا اور اسکی کچھ نیت نہین ہے پھر اسنے ریشمی چادر یا طیلسان یا پوستین یا قبا خریدی تو حانث ہوا اور اگر اسنے سیج یا بچھونا یا ٹوپی یا نہالی خریدی تو حانث نہوگا یہ وجیز کردری مین ہے قال المترجم ہمارے عرف کے موافق امید ہے کہ کپڑے سے جو تہبند رہتا ہے اسی پر محمول ہو واللہ تعالیٰ اعلم قال فی الوجیز و اسی طرح اگر کوئی ٹکڑا خریدا جو نصف کپڑے کے برابر نہین ہے تو بھی حانث نہوگا اور اگر نصف کپڑے کے برابر یا زیادہ ہو تو حانث ہوگا اور اگر اسقدر خریدا جس سے نماز جائز ہوجاتی ہے تو حانث ہوگا انتہی قلت ہذا ظاہر ایک نے قسم کھائی کہ اس عورت کے واسطے ثوب نہ خریدونگا پھر اسکے واسطے اوڑھنی خریدی تو حانث نہوگا یہ جواہر اخلاطی مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ کتان نہ خریدونگا تو ہمارے عرف مین یہ قسم کتان کے کپڑے پر[3] واقع ہوگی یہ فتاوی قاضیخان مین ہے۔ زید نے قسم کھائی کہ عمرو سے کچھ نہ خریدونگا پھر اس سے ایک کپڑے کی بیع سلم ٹھہرائی تو حانث ہوا کذا فی الظہیریہ قسم کھائی کہ اپنی باندی کے لیے نیا کپڑا نہ خریدونگا تو عرف مین نیا وہ کپڑا ہے جو دھلا نہو یہ فتاوی قاضیخان مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ لا اشتری طعاما طعام نہ خریدونگا پھر اسنے گیہون خریدے تو ہمارے علما کے قول مین حانث ہوگا یہ حاوی مین ہے قال المترجم یہ عرف اماموں کا ہے اور ہمارے عرف کے موافق طعام فی الحال کھانے قابل پر واقع ہوگا کما صرحناہ فی کتاب البیوع اور اگر قسم کھائی کہ ان درمون کی روٹی نہ خریدونگا تو جبتک یہ درم پہلے نانوائی کو دیکر پھر اس سے نہ کہے کہ مجھے ان درمون کی روٹی

[1] حط: کمی کرنا
[2] بارہ درم
[3] حماً ۱۲

ویدے تب تک حانث نہوگا چنانچہ اگر نانوائی کو یہ درم دینے سے پہلے روٹی خریدنے کو اسطرح کہا تو حانث نہوگا اور
جامع مین فرمایا کہ اگر اُسنے عقد بیع کو انھین درمون کی طرف مضاف کیا تو حانث ہوگا خواہ یہ درم دیے ہون یا نہو
نہ دئیے ہون یہ وجیز کردری مین ہی اور مترجم کہتا ہی کہ یہی اصح ہی واللہ تعالی اعلم اور اگر قسم کھائی کہ جو نہ خرید ونگا پھر
اُسنے گیہون خریدے جنمین جو کے دانہ موجود ہین تو حانث نہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - اور اگر قسم
کھائی کہ لکھوری اینٹ یا لکڑی یا نرکل نہ خرید ونگا پھر اُسنے کوئی پختہ مکان خریدا تو حانث نہوگا اور اگر قسم کھائی کہ خرما کے
پھل نہ خرید ونگا پھر اُسنے ایک زمین خریدی جسمین خرما کے درخت ہین اور درختون پر پھل موجود ہین اور مشتری نے
شرط کرلی کہ یہ پھل میرے ہونگے تو حانث ہوگا اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ بقل نہ خرید ونگا پھر ایسی زمین خریدی
جسمین بقل موجود ہی اور مشتری نے شرط کرلی کہ یہ بقل میری ہوگی تو بھی حانث ہوگا اسواسطے کہ اسصورت مین بقل
مبیع مین بالمقصود داخل ہوئی نہ بالتبع - اور اگر قسم کھائی کہ گوشت نہ خرید ونگا پھر زندہ بکری خریدی تو حانث نہوگا اور
اسی طرح اگر قسم کھائی کہ کڑوا تیل نہ خرید ونگا پھر سرسون خریدی تو حانث نہوگا اور علے ہذا اگر کسی نے قسم کھائی کہ نمک
نہ خرید ونگا اور نہ خرما کے پتے پھر ایک بوریا خریدا یا خرما کے پتون کی زنبیل خریدی تو مشائخ نے فرمایا کہ حانث
نہوگا اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ بکری کا بچہ نہ خرید ونگا پھر گابھن بکری خریدی یا قسم کھائی کہ صغیر مملوک نہ خرید ونگا
پھر حاملہ باندی خریدی تو حانث نہوگا یہ بدائع مین ہی [یعنی حلوان ١٢] - اور اگر قسم کھائی کہ کوئی درخت نہ خرید ونگا پھر ایک زمین خریدی جسمین درخت
ہین تو حانث نہوگا یہ ظہیریہ مین ہی - قال المترجم اس جنس کے مسائل مین اصل یہ ہی کہ اگر کسی چیز کے نہ خریدنے کی
قسم کھائی تو اسمین تین صورتین ہین کہ اگر یہ چیز دوسری چیز کے خریدنے مین آئی اور ایسی چیز ہی کہ اُسکی تبعیت مین
بدون ذکر و شرط کے داخل ہو جاتی ہی تو حانث نہوگا اور اگر بدون شرط کے داخل نہین ہوتی ہی اور شرط کرنے سے
داخل ہوسکتی ہی پس شرط کی تو حانث ہوگا اور اگر مستقل بعد ذکر کے بیع مین آتی ہی تو بھی حانث ہوگا اگر خریدا کیا ہو فلیتامل -
اور اگر قسم کھائی کہ دیوار نہ خرید ونگا پھر ایک دار خریدا جسکی چہار دیواری قائم ہی تو استحسانا حانث ہوگا - ایک نے
قسم کھائی کہ درخت خرما نہ خرید ونگا پھر ایک باغ چہار دیواری کا خریدا جسکے اندر درختان خرما ہین تو حانث ہوا
اور اگر قسم کھائی کہ صوف نہ خرید ونگا پھر ایک بکری خریدی جسکی پشت پر صوف موجود ہی تو حانث نہوگا اور اسی طرح
اگر بکری کو بعوض صوف تراشیدہ خریدا تو بھی یہی حکم ہی یہ ظاہر الروایہ ہی کذا فی فتاوے قاضی خان اور صوف
نہ خریدنے کی قسم مین اگر کھال خریدی جسپر صوف موجود ہی تو حانث نہوگا اور امام محمد رح سے مروی ہی کہ ایسی کھال
خریدنے سے حانث ہوگا یہ عتابیہ مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ دودھ نہ خرید ونگا پھر ایک بکری خریدی جسکے تھنون
مین دودھ ہی تو حانث نہوگا اور اسی طرح اگر بکری کو اسکی جنس کے دودھ کے عوض خریدا تو بھی حانث نہوگا یہ
ظاہر الروایہ کے موافق ہی اور یہ صورت اور بکری کو بعوض گوشت کے خریدنا امام ابو حنیفہ اور ابو یوسف کے
نزدیک یکسان ہین کہ ہر حال مین بیع جائز ہی اور اگر دودھ نہ خریدنے کی قسم کھائی ہوگی تو اسصورت مین حانث
نہوگا اور اگر قسم کھائی کہ چکتی نہ خرید ونگا پھر ایک دنبہ ذبح کیا ہوا خرید کیا تو حانث نہوگا یہ فتاوے قاضی خان
مین ہی - اور اصل یہ ہی کہ جسپر قسم کھائی ہی اگر وہ [یعنی پورا ١٢] دوسری چیز کی تبعیت مین بیع مین داخل ہوگئی ہو تو اُس سے
حانث نہوگا اور اگر مقصوداً داخل ہوئی ہو تو حانث ہوگا یہ ذخیرہ مین ہی - قال المترجم انما عثرت علیہ بعد

ما ذکرت الاصل قبیل ہذا فاذا ہما تیوا نقان فالحمد للہ علے ذلک حمدا کثیرا طیبا مبارکا وصلی اللہ علی سیدنا الصادق الامین محمد وآلہ اجمعین۔ اور اگر قسم کھائی کہ گوشت نہ خرید ونگا پھر سری خریدی تو حانث نہوگا یہ خلاصہ مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ سری نہ خرید ونگا تو امام اعظم رح کے نزدیک یہ قسم بکری و دنبہ و گاے کی سری پر واقع ہوگی۔ اور صاحبین کے نزدیک فقط بکری و دنبہ کی سری پر واقع ہوگی اور یہ اختلاف عصر و زمانہ ہی یعنے باعتبار رواج کے ہی قال المترجم ہمارے عرف کے موافق بھی صاحبین کے قول پر فتوے ہونا چاہیے ہی واللہ اعلم۔ اور اگر قسم کھائی کہ شحم نہ خرید ونگا یعنی چربی پھر اُسنے پیٹ کی چربی خریدی تو حانث ہوگا اور اگر پیٹھ کی چربی جسمین گوشت کا میل ہوتا ہی خریدی تو یہ مسئلہ امام محمد رح نے اصل مین نہین ذکر فرمایا ہی اور شمس الائمہ سرخسی نے ذکر کیا ہی کہ حانث نہوگا یہ محیط مین ہی۔ ایک نے کہا کہ واللہ نہ خرید ونگا ان درمون کے عوض الا گوشت پھر اُسنے ان درمون مین سے تھوڑے کے عوض گوشت خریدا اور باقی کے عوض کوئی اور چیز سواے گوشت کے خریدی تو حانث نہوگا جبتک کہ ان سب کے عوض دوسری چیز سواے گوشت کے نہ خریدے۔ اور اگر قسم کھائی کہ ان درمون کے عوض سواے گوشت کے نہ خرید ونگا پھر اُسنے تھوڑے ان درمون کے عوض کوئی اور چیز سواے گوشت کے خریدی تو قیاسا حانث نہوگا اور استحسانا حانث ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ اُون یا بال نہ خرید ونگا تو یہ قسم سادے اون و بال پر واقع ہوگی اور اُن چیزون پر واقع نہوگی جو اُون و بال سے بنائی گئی ہون چنانچہ کمل اور بالون کی تھیلی خریدنے سے حانث نہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ دہن نہ خرید ونگا تو ایسے دہن پر واقع ہوگی جس سے تدہین کرنے کا لوگون مین رواج و عادت ہی اور جس سے تدہین کی عادت نہین ہی جیسے روغن زیتون و السی و انڈی وغیرہ تو ان سے حانث نہوگا قال المترجم اگر ہماری زبان مین کہا کہ تیل نہ خرید ونگا تو سواے پانے کے سب تیلون پر واقع ہوگی اور اگر یون کہا کہ لگانے کا تیل نہ خرید ونگا تو حکم موافق مذکورہ کتاب ہی واللہ اعلم اور اگر اُسنے زیت مطبوخ خریدا اور قسم کے وقت اسکی کچھ نیت نہین ہی تو حانث ہوگا یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ بنفشہ یا خطمی نہ خرید ونگا تو کتاب مین مذکور ہی کہ یہ قسم روغن بنفشہ پر واقع ہوگی پتے پر واقع نہوگی اور مشایخ نے فرمایا کہ ہمارے عرف مین روغن بنفشہ خریدنے سے حانث نہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ قال المترجم ہمارے عرف مین عام لوگون کے اطلاق مین بنفشہ وخطمی اسکے گل و تخم یعنے گل بنفشہ اور تخم یعنے تخم خطمی پر ہی اور خواص فرق کرتے ہین پس حکم مین تامل ہی اور ضرورت اجتہاد فافہم۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے واسطے نہ خرید ونگا پھر فلان کے پسر صغیر یا اسکے غلام ماذون کے واسطے اسکی اجازت سے خریدکیا تو حانث نہوگا یہ عتابیہ مین ہی۔ ایک نے قسم کھائی کہ فلان کے واسطے یہ چیز ضرور خرید کرونگا پھر اسکے واسطے خریدی پھر اُسنے یہ چیز بائع کو دیدی تو اپنی قسم مین سچا رہا یہ وجیز کردری مین ہی۔ اگر زید نے کہا کہ اگر مین نے فلان غلام کو خریدا تو وہ آزاد ہی پھر عمرو کے واسطے اس غلام کو خریدا تو اسکو امام محمد رح نے کسی کتاب مین ذکر نہین فرمایا ہی اور فقیہ ابو بکر بلخی سے منقول ہی کہ اُنھون نے فرمایا کہ کہنے والا کہہ سکتا ہی کہ قسم منحل نہوگی اور یہی اشبہ ہی یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان کا غلام نہ خرید ونگا پھر اپنا مکان فلان کو بعوض اُس غلام کے کرایہ پر دیا تو حانث نہوگا یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ یہ غلام نہ خرید ونگا اور نہ کسی کو حکم دونگا کہ میرے واسطے اسکو خریدے پس اسکو منظور ہوا کہ اسکو کسی طرح خرید دن تو اسکی صورت یہ ہی کہ کوئی دوسرا غلام

خرید کر کے اُسکو تجارت کی اجازت دیدے پھر وہ ماذون اس غلام کو خرید کرے پھر اپنے غلام ماذون کو مجبور کر دے پھر یہ غلام اُسکا ہو جائیگا اور حانث بھی نہوگا اسواسطے کہ شرط حانث ہونے کی نہین پائی گئی یہ خلاصہ مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ امراۃ نہ خرید ونگا یعنے عورت نہ خرید ونگا پھر ایک جاریہ صغیرہ خریدی یعنی چھوٹی لڑکی خریدی تو حانث نہوگا یہ ظہیریہ مین ہی - ایک شخص نے دس باندیون کو دیکھکر کہا کہ اگر مین نے کوئی باندی ان باندیون مین سے خریدی تو وہ آزاد ہی پھر کسی دوسرے کے واسطے انمین سے کوئی باندی خریدی پھر اپنے واسطے خرید لی تو وہ آزاد نہوگی اور اگر انمین سے دو باندیان ایک اپنے واسطے اور دوسری دوسرے کے واسطے ایک ہی صفقہ مین خریدین تو انمین سے کوئی آزاد نہوگی یہ ظہیریہ مین ہی - اور منتقے مین لکھا ہی کہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ جاریہ نہ خرید ونگا پھر بوڑھی باندی یا دودھ پیتی لڑکی خریدی تو حانث ہوگا اور اگر کہا کہ لا یشترے غلاما من السند یعنی نہ خرید ونگا کوئی غلام از سندھ تو سندھی غلام نہ خریدنے پر واقع ہوگی اور اگر کہا کہ نہ خرید ونگا غلام از خراسان پھر خراسانی غلام کو سوا خراسان کے دوسرے مقام پر خرید کیا تو حانث نہوگا جبتک اسکو خراسان مین نہ خریدے یہ خلاصہ مین ہی - ایک نے تین گھوڑے ایک سو پانچ درم کو خریدے پھر قسم کھائی کہ مین نے انمین سے ایک پینتیس درم کو خریدا ہی تو حانث ہوگا - دو آدمیون کے درمیان اسی بکریان مشترک ہین پھر جو شخص کہ زکوۃ وصول کرنے کے واسطے مقرر ہی اُسنے زکوۃ کا مطالبہ کیا پس انمین سے ایک نے قسم کھائی کہ مین چالیس بکریون کا مالک نہین ہون تو حانث ہوگا اور اسپر زکوۃ واجب ہوگی - اور اگر ایک غلام خرید ا پھر قسم کھائی کہ مین چالیس کا مالک نہین ہون تو حانث نہوگا اور زکوۃ لازم نہ آویگی یہ وجیز کردری مین ہی - منتقے مین لکھا ہی کہ اگر زید نے عمرو سے ایک غلام خریدنا چاہا اور ہزار درم اسکے دام ٹھہرائے پس زید نے ہزار درم عمرو کو دیے پھر قسم کھائی کہ اگر مین نے ان ہزار درم کے عوض یہ غلام خریدا تو یہ ہزار درم مسکینون پر صدقہ ہین اور انھین دیے ہوئے ہزار درم کی طرف اشارہ کیا اور عمرو نے کہا کہ اگر مین نے یہ غلام ان ہزار درمون کے عوض فروخت کیا تو یہ ہزار درم مسکینون پر صدقہ ہین اور انھین دیے ہوئے ہزار درمون کی طرف بائع نے بھی اشارہ کیا پھر عمرو نے انھین درمون کے عوض یہ غلام زید کے ہاتھ فروخت کیا تو عمرو پر لازم آویگا کہ یہ ہزار درم صدقہ کرے زید پر لازم نہ آویگا یہ تاتارخانیہ مین ہی قال المترجم اور اگر جزا یہ قرار دی ہو کہ تو یہ غلام آزاد ہی تو مشتری کی طرف سے غلام آزاد ہوگا نہ بائع کی طرف سے فلیتامل - اور اگر کہا کہ اگر مین کسی غلام کا مالک ہوا تو وہ آزاد ہی پھر نصف غلام خریدا اور اسکو فروخت کر دیا پھر باقی نصف خریدا تو یہ نصف اُسکی طرف سے آزاد نہوجائیگا اور اگر یون کہا کہ اگر مین نے کوئی غلام خریدا تو وہ آزاد ہی اور باقی مسئلہ بحالہ ہی تو یہ نصف آزاد ہو جائیگا - اور یہ غیر معین غلام کی صورت مین ہی اور معین غلام کی صورت مین یون کہا کہ اگر مین اس غلام کا مالک ہوا تو وہ آزاد ہی تو اُسکا حکم مثل اس صورت کے ہی کہ اگر مین نے یہ غلام خریدا تو آزاد ہی یعنے یہ نصف اُسکی طرف سے آزاد ہوجائیگا - اور یہی حکم درمون کی صورت مین ہی یعنے اگر یون کہا کہ اگر مین دو سو درم کا مالک ہوا تو مجھپر اللہ تعالی کے واسطے انکا صدقہ کر دینا واجب ہی پھر سو درم کا مالک ہوا پھر اور سو درم کا مالک ہوا تو اُسپر انکا صدقہ کر دینا واجب نہوگا اور اگر درم معین ہون یعنے اشارہ کر کے کہا ہو کہ اگر ان دو سو درم کا مالک ہوا تو مجھپر انکا صدقہ کرنا واجب ہی تو اسطرح مالک ہونے سے اسپر صدقہ کرنا واجب ہوگا - اور خرید کی صورت مین اگر اُسنے یہ دعوی کیا کہ میری نیت یہ تھی کہ اگر پورے کو

مین سے خریدا تو آزاد ہی تو قضاءً اسکے قول کی تصدیق نہ کیجائیگی اور دیانۃً تصدیق ہوگی یہ خلاصہ مین ہی۔ زید نے عمرو و بکر سے کہا کہ اگر تم نے کسی غلام کو خریدا یا تم کسی غلام کے مالک ہوئے تو میرے غلامون مین سے ایک آزاد ہی پھر دونون ایک غلام کے مالک ہوئے جو دونون مین مساوی مشترک ہی یا ایک نے خرید کر دوسرے کے ہاتھ فروخت کر دیا تو زید حانث ہوا۔ اور اگر کسی نے کہا کہ مین نہین مالک ہوا الا پچاس و دس درم کا یعنی زکوۃ مجھپر لین نہین ہی کہ مین دو سو درم کا مالک نہین رہا ہون حالانکہ وہ فقط دس ہی درم کا مالک ہوا ہی تو حانث نہوگا اور اگر وہ پچاس درم کے ساتھ دس دینار کا یا سوائم کا یا اور کسی تجارتی چیز کا مالک ہوا تو حانث ہوگا اور اگر پچاس درم کے ساتھ غیر تجارتی اسباب کا یا خدمت کے واسطے غلامون کا یا رہنے کے دار وغیرہ کا مالک ہوا ہو تو حانث نہوگا اسواسطے کہ عرف کے موافق اسکی مراد یہ ہی کہ وہ کسی مال کا مالک نہین ہوا ہی الا پچاس درم کا اور مطلق لفظ مال راجع بجانب مال زکوۃ ہوتا ہی یہ وجیز کردری مین ہی۔ ایک نے قسم کھائی کہ سونا یا چاندی نہ خریدونگا تو اسمین سونے و چاندی کے پتر اور ڈھلی ہوئی چیزین برتن و زیور وغیرہ و درم و دینار سب داخل ہین یہ امام ابو یوسف کا قول ہی اور امام محمد رح نے فرمایا کہ اسمین درم و دینار داخل نہونگے اور اگر چاندی کی انگوٹھی خریدی تو حانث ہوگا اور اسی طرح اگر تلوار جسپر چاندی کا حلیہ ہی خریدی تو بھی حانث ہوگا اور مشابہ سونے و چاندی کے ماسوائے ان دونون کے نہین ہی جبکہ سونا و چاندی تلوار یا پیٹی مین ہو تو اسکو تلوار کے ساتھ خریدا ہی اگر اسکا ثمن سونا یا چاندی ہوا اور اگر اسکا ثمن گیہون وغیرہ ہون تو حانث نہوگا۔ ایک نے قسم کھائی کہ لوہا نہ خریدونگا تو امام ابو یوسف کے قول کے موافق اسمین لوہا اور لوہے کی بنائی ہوئی چیز و ہتھیار سب داخل ہونگے اور امام محمد رح نے فرمایا کہ اسمین وہ چیزین داخل ہونگی جنکا فروخت کرنے والا حداد کہلاتا ہی (یعنے جنکو لوہار فروخت کرتا ہی ۱۲) اور اسمین ہتھیار داخل نہونگے جیسے تلوار اور چھرا اور خود و زرہ وغیرہ اور نیز اسمین سوئی اور سوجا بھی داخل ہوگا اور مشائخ نے فرمایا کہ ہمارے دیار کے عرف کے موافق کیلین و قفل بھی داخل نہونگے قال المترجم ہمارے عرف کے موافق حانث ہوگا واللہ اعلم۔ اور پیتل و کانسہ بمنزلہ لوہے کے ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ پیتل یا تانبا نہ خریدونگا تو اسمین خود یہ چیز اور اُس سے بنائی ہوئی چیزین اور پیسے (یعنے وہی قسم ہی جو لوہے کا ہی ۱۲) امام ابو یوسف کے قول کے موافق داخل ہونگے اور امام محمد رح نے فرمایا کہ پیسے داخل نہونگے۔ اور اگر قسم کھائی کہ لوہے کے عوض نہ خریدونگا پھر ایک دروازہ خریدا بعوض اسقدر لوہے کے کہ جو مقدار مین اس لوہے سے کم ہی جو دروازہ مین ہی تو نوادر مین مذکور ہی کہ یہ جائز نہین ہی (پس حانث نہوگا ۱۲) اور اگر بعوض اسقدر لوہے کے خریدا جو اس لوہے سے جو دروازہ مین ہی زیادہ ہی تو بیع جائز ہوگی اور وہ اپنی قسم مین حانث ہوگا۔ ایک نے قسم کھائی کہ نگینہ نہ خریدونگا پھر ایک انگوٹھی جسمین نگینہ ہی خریدی تو حانث ہوجائیگا اگرچہ نگینہ کی قیمت حلقہ سے کم ہو۔ ایک نے قسم کھائی کہ یاقوت نہ خریدونگا پھر ایک انگوٹھی خریدی جسکا نگینہ یاقوت کا ہی تو حانث ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ آبگینہ نہ خریدونگا پھر چاندی کی انگوٹھی خریدی جسکا نگینہ آبگینہ کا ہی پس اگر نگینہ کے دام اسکے حلقہ کے دام سے زائد نہون (یعنے کانچ کا شیشہ ۱۲) تو حانث نہوگا اور اگر زائد ہون تو حانث ہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ ساکھو کا دروازہ نہ خریدونگا پھر ایک دار خریدا (اسلیے کہ بیع جائز نہین ہوئی ۱۲) یعنے جسمین چہار دیواری موجود ہی اور اسکا دروازہ ساکھو کا ہی تو حانث ہوگا یہ خلاصہ مین ہی۔

فصل اگر قسم کھائی کہ اس عورت کو اپنے نکاح مین نہ لونگا پھر بطور فاسد اُس سے نکاح کیا اور فساد نکاح خواہ اسوجہ سے تھا کہ بغیر گواہون کے تھا یا عورت کسی

دوسرے کی طلاق یا موت کی عدت مین تھی یا مثل اسکے اور کوئی وجہ تھی تو حالف حانث نہوگا یہ سراج وہاج مین ہی - ایک نے قسم کھائی کہ میرا غلام آزاد ہی اگر مین نے کسی عورت سے نکاح کیا ہو حالانکہ اسنے ایسا کیا ہی خواہ نکاح جائز یا نکاح فاسد تو حانث ہوگا اور یہ استحسان ہی اور اگر اسنے یہ نیت کی کہ نکاح صحیح زمانہ ماضی مین کسی عورت سے نکاح نہین کیا ہی تو قضاءً و دیانۃً دونون طرح اسکے قول کی تصدیق ہوگی اگرچہ اسصورت مین حالف کے حق مین تخفیف ہی اور اگر نکاح فاسد کی زمانہ مستقبل مین نیت کی ہو تو قضاءً اسکے قول کی تصدیق ہوگی اگرچہ یہ امر جو اسنے نیت کیا ہی اسکی عبارت کا مدلول مجازی ہی ولیکن چونکہ اسکے حق مین تغلیظ ہی لہذا اسکا قول قبول ہوگا اور نکاح جائز سے بھی حانث ہوگا یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہی - اور اگر حالف کا نکاح کسی فضولی نے کر دیا پس اگر قسم سے پہلے فضولی کا عقد قرار پایا پھر حالف نے بعد قسم کے اجازت دیدی خواہ بقول اجازت دی یا بفعل تو وہ حانث نہوگا اور اگر فضولی نے بعد اسکی قسم کے عقد قرار دیا تو حالف حانث نہوگا جبتک کہ اجازت نہ دے اور جب اجازت دیدی تو دیکھا جائیگا کہ اگر اسنے بقول اجازت دی مثلاً کہا کہ مین نے اس نکاح کی اجازت دی تو حانث ہوا اور یہی مختار ہی اور اگر بفعل اجازت دی مثلاً مہر بھیجدیا یا مثل اسکے کوئی امر کیا تو ابن سماعہ نے امام محمد رح سے روایت کی ہی کہ وہ حانث نہوگا اور اکثر مشائخ اسی پر ہین اور اسی پر فتوے ہی اور اگر حالف کا نکاح بعد قسم کے فضولی نے بطور فاسد کر دیا پھر حالف نے بقول یا بفعل اسکی اجازت دیدی تو حانث نہوگا اور قسم منحل نہوگی حتی کہ اگر اسکے بعد بطور جائز نکاح کیا تو اپنی قسم مین حانث ہوگا - اور اسی طرح اگر حالف نے کسی کو وکیل کیا کہ نکاح کرا دے[یعنی بابت اسکی ۱۲] پس وکیل نے بطور فاسد کسی عورت سے نکاح کرا دیا تو موکل حانث نہوگا اور اگر قسم کھائی کہ کسی عورت سے نکاح نکرونگا پھر حالف پر نکاح کرنے کے واسطے اکراہ کیا گیا پس اسنے نکاح کیا تو اپنی قسم مین حانث نہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہی - نوادر ہشام مین امام محمد رح سے مروی ہی کہ ایک نے قسم کھائی کہ اپنی جورو پر تین طلاق کی اس شرط پر کہ اس دختر صغیرہ کا نکاح کر دے پھر حالف کی موجودگی مین کسی فضولی نے اسکا نکاح کر دیا اور حالف خاموش ہی اور شوہر نے قبول کر لیا پھر حالف نے یعنی دختر کے باپ نے اجازت دیدی تو حانث نہوگا اور اسی طرح اگر اپنی باندی کے نکاح کی بابت اسطرح قسم کھائی تو اسصورت مین یہی حکم ہی - اور تجرید مین امام محمد رح سے روایت ہی کہ ایک شخص نے ایک عورت سے بواسطہ فضولی کے بدون اجازت عورت مذکورہ کے نکاح کیا پھر قسم کھائی کہ اس عورت سے نکاح نہ کرونگا پھر عورت مذکورہ راضی ہوئی یعنے نکاح فضولی کی اجازت دی تو وہ حانث نہوگا - اور اگر عورت نے قسم کھائی کہ اپنے نفس کو کسی کے نکاح مین نہ دونگی پھر کسی فضولی نے بدون اسکی اجازت کے یا وکیل نے اسکی اجازت سے اسکو کسی مرد کے نکاح مین دیدیا پھر اسنے اجازت دیدی یا باکرہ تھی کہ اسکے ولی نے اسکا نکاح کر دیا پس یہ خاموش رہی [یعنے نکاح فضولی کی ۱۲] تو حانث ہوگی اور یہ روایت مخالف روایت متقدمہ ہی یہ خلاصہ مین ہی - اور اگر باکرہ عورت نے قسم کھائی کہ کسی کو اجازت نہ دونگی کہ وہ میرا نکاح کر دے پھر ایک مرد نے اسکا نکاح کر دیا اور اسکو خبر پہونچی پس وہ خاموش رہی تو اسکی کوئی روایت امام محمد رح سے نہین ہی ہان مرد کے حق مین روایت موجود ہی کہ اگر کسی مرد نے قسم کھائی کہ اپنے غلام کو تجارت کی اجازت نہ دونگا پھر غلام کو خرید و فروخت کرتے دیکھکر سکوت کیا تو حانث ہوگا اور امام ابو یوسف سے دونون مسئلون مین روایت ہی کہ وہ حانث ہوگا یہ محیط مین ہی مجمع النوازل

مین لکھا ہی کہ اگر عورت نے قسم کھائی کہ اپنے تزویج کے بارہ مین اجازت نہ دونگی حالانکہ یہ عورت باکرہ ہی پھر اُسکے باپ نے اُسکا نکاح کر دیا اور یہ خاموش رہی تو نکاح پورا ہو گیا اور یہ حانث نہوگی یہ خلاصہ مین ہی - اور اگر اپنی رضاعی بہن سے یا اور کسی ایسی عورت سے جسکے ساتھ اُسکا نکاح کبھی حلال نہین ہی اور یہ شخص اُسکو جانتا ہی یون کہا کہ اگر مین نے تجھ سے نکاح کیا تو میرا غلام آزاد ہی پھر اس عورت سے نکاح کیا تو حانث ہو گیا یہ جامع کبیر مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ نکاح نہ کرونگا پھر مجنون ہو گیا پھر اُسکے باپ نے اُسکا نکاح کر دیا تو حانث نہوگا - اور تجرید مین امام محمد رح سے روایت ہی کہ اگر قسم کھائی کہ نکاح نکرونگا پھر معتوہ ہو گیا پھر اُسکے باپ نے اُسکا نکاح کر دیا تو حانث ہوا یہ خلاصہ مین ہی - ایک نے قسم کھائی کہ عورتون سے نکاح نہ کرونگا پھر ایک عورت سے نکاح کیا تو حانث ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی قال المترجم ہمارے عرف مین تو یہ صورت ایسی ظاہر ہی کہ بزبان عربی قولہ لا اتزوج النساء اور نساء جمع ہی اسپر الف لام محتمل استغراق ہی جیسے لفظ عورتون سے استغراق مراد ہو سکتا ہی لہذا ذکر کر دیا کہ یہان جنس مراد ہی فتامل - ایک نے قسم کھائی کہ ایسی عورت سے نکاح نہ کرونگا جسکا شوہر تھا پھر اپنی جورو کو طلاق بائن دیدی پھر اُس سے نکاح کر لیا تو امام محمد رح نے فرمایا کہ اپنی قسم مین حانث نہوگا اسواسطے کہ اُسکی قسم اس عورت کے سوا اور عورتون کی طرف منصرف ہوگی یہ ظہیریہ مین ہی - ایک نے قسم کھائی کہ نکاح نہ کرونگا الا چار درم پر پھر اُسنے چارہی درم پر ایک عورت سے نکاح کیا پھر قاضی نے عورت کا مہر پورے دس درم کر دیے تو وہ حانث نہوگا اور اسی طرح اگر بعد عقد کے خود اُسکا مہر بڑھا دیا تو بھی حانث نہوگا یہ وجیز کردری مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ ایک دینار سے زیادہ پر نکاح نکرونگا پھر چاندی کے عوض نکاح کیا جو از راہ قیمت ایک دینار سے زیادہ ہی مثلاً سو درم نقرہ پر نکاح کیا تو حانث نہوگا یہ خلاصہ مین ہی قال المترجم ینبغی ان یکون الجواب علی قول الامام واما علے قولہما ففی عرفنا ینبغی ان یحنث واللہ اعلم - ایک نے قسم کھائی کہ بنت فلان سے نکاح نہ کرونگا پھر فلان مذکور کے ایک دوسری دختر پیدا ہوئی پھر اس سے نکاح کر لیا تو حانث نہوگا اور اگر قسم کھائی کہ فلان کی دخترون مین سے کسی دختر سے نکاح نہ کرونگا یا فلان کی کسی دختر سے نکاح نہ کرونگا تو امام اعظم رح کے نزدیک اس صورت مین حانث ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی - فتاوے مین لکھا ہی کہ زید نے کہا کہ واللہ اس دار کے رہنے والون مین سے کسی عورت سے نکاح نہ کرونگا یا عمرو کی دخترون مین سے نکاح نہ کرونگا حالانکہ دار مذکور مین کوئی نہین رہتا ہی پھر اسمین کوئی لوگ آکر رہے یا عمرو کی ایک دختر پیدا ہوئی پھر دار مذکور کی کسی عورت سے یا عمرو کی اس دختر سے نکاح کیا تو حانث نہوگا ولیکن یہ امام محمد رح کا قول ہی اور مختار یہ ہی کہ حانث ہوگا اور یہ شیخین رح کا قول ہی - اور اگر قسم کھائی کہ اہل کوفہ مین سے کسی عورت سے نکاح نہ کرونگا پھر ایک کوفی عورت سے نکاح کیا جو اسکی قسم کے روز پیدا نہین ہوئی تھی بلکہ بعد پیدا ہوئی ہی تو بالاتفاق حانث ہوگا - اور اگر قسم کھائی کہ نژاد فلان سے کوئی عورات اپنے نکاح مین نہ لونگا پھر اسکی دختر کی دختر سے نکاح کیا تو حانث ہوا اور اگر اس صورت مین یہ لفظ کہا ہو کہ اہل بیت فلان سے یعنی فلان کے گھر سے لڑکی کو نکاح مین لانے سے حانث نہوگا الا آنکہ اسکے پسر کی دختر سے نکاح کرے یہ خلاصہ مین ہی قال المترجم اگر اسکا مدار عرف پر ہو تو حکم باعتبار عرف کے مختلف ہوگا والظاہر انہ لیس کک فافہم - اور اگر قسم کھائی کہ زنان اہل کوفہ یا البصرہ سے نکاح مین نہ لاؤنگا پھر ایسی عورت سے نکاح کیا جو بصرہ مین پیدا ہوئی اور اُسنے کوفہ مین نشو و نما پایا

اور وہین توطن اختیار کیا ہی تو امام اعظم رح کے قول مین حانث ہوگا اسواسطے کہ ایسا قول مولود پر کہا جاتا ہی یعنے
ایسے مقام پر کہتے ہین کہ جہان یہ مراد ہوتی ہی کہ فلان جگہ کی پیدائش ہو اور یہی مختار ہی اسواسطے کہ معتبر اسمین پیدائش
ہی یہ محیط سرخسی مین ہی ایک نے قسم کھائی کہ لا تیزوج امرأۃ بالکوفۃ یعنی کوفہ مین کسی عورت سے نکاح نہ کرونگا
پھر اسنے کوفہ مین ایک عورت سے نکاح کیا بدون اجازت اس عورت کے یعنی کسی فضولی نے اسکے ساتھ اس
عورت کا نکاح کر دیا اور یہ عورت بصرہ مین ہی پس اسنے خبر پہونچنے پر بصرہ مین اس نکاح کی اجازت دیدی
تو یہ شخص اپنی قسم مین حانث ہوا اگرچہ نکاح کا پورا ہونا اجازت پر ہی اور اجازت بصرہ مین پائی گئی ہی یہ محیط مین
ہی - اور اگر قسم کھائی کہ روی زمین پر عورت سے نکاح نہ کرونگا اور اسنے ایک خاص عورت کی نیت کی ہی تو
فیما بینہ وبین اللہ تعالی اسکی تصدیق ہوگی مگر قضاءً تصدیق نہوگی اور اگر اسنے کوفیہ یا بصریہ عورت کی نیت کی ہو تو
دیانۃً یا قضاءً کسی طرح اسکی تصدیق نہوگی اور اسی طرح اگر کانی یا اندھی کی نیت کا دعوے کیا تو بھی یہی حکم ہی کہ بالکل
تصدیق نہوگی اور اگر اسنے عربیہ یا حبشیہ عورت کی نیت کا دعوی کیا تو دیانۃً اسکے قول کی تصدیق ہوگی یہ ظہیریہ
مین ہی - ایک غلام نے قسم کھائی کہ کسی عورت سے نکاح نہ کرونگا پھر مولی نے کسی عورت سے اسکا نکاح کر دیا درحالیکہ
غلام اس سے ناخوش تھا تو حانث نہوگا اور اگر مولی نے غلام پر اکراہ کیا کہ غلام نے مجبوری کسی عورت سے
نکاح کر لیا تو حانث ہوگا اور یہ ظاہر الروایہ ہی اور یہی صحیح ہی یہ جواہر اخلاطی مین ہی - اور اگر کسی نے قسم کھائی کہ اپنے
غلام کا نکاح نہ کرونگا پھر اسکے سوائے کسی اور نے اس غلام کا نکاح کر دیا پھر مولے نے زبان سے اجازت
دیدی تو حانث ہوگیا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - ایک نے قسم کھائی کہ پوشیدہ نکاح کرونگا پس اگر اسنے دو
گواہون کو گواہ کیا تو یہ پوشیدہ ہی اور اگر تین گواہون کو گواہ کیا تو یہ علانیہ ہوگیا یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر قسم
کھائی کہ یہ مکان کرایہ پر نہ دونگا حالانکہ قبل قسم کے اسکو کرایہ پر دیچکا ہی پس اسکو اسی حال پر چھوڑ دیا اور ہر ماہ (یعنے حانث ہوگا ۱۲)
اسکا کرایہ وصول کرتا رہا تو حانث ہوگا اور اگر اسنے متاجر سے مہینہ کا کرایہ مانگا اور ہنوز وہ اسمین نہین رہا ہی
تو جب متاجر اسکو دیدیگا تو وہ حانث ہوجائیگا اور اگر وہ کرایہ پر چلانے کے واسطے رکھا گیا ہو پس اسکو اسی حال پر
چھوڑ دیا تو حانث نہوگا - شیخ نجم الدین رح سے دریافت کیا گیا کہ ایک نے قسم کھائی کہ لا تیجر مع فلان یعنے فلان کے
ساتھ اتجار نہ کرونگا پھر فلان مذکور اسکے پاس اپنا غلام لایا اور اسکو اجارہ پر مقرر کیا تا کہ غلام مذکور کو فلان پیشہ
سکھلاوے اور اسنے قبول کیا تو فرمایا کہ حانث نہوگا یہ خلاصہ مین ہی - زید نے قسم کھائی کہ عمرو سے فلان
حق سے جسکا عمرو اسپر دعوی کرتا ہی صلح نہ کرونگا پھر زید نے خالد کو وکیل کیا پس خالد نے عمرو سے صلح کی تو امام محمد
رح کے نزدیک زید حانث ہوگا اسواسطے کہ صلح مین کچھ عہدہ نہین ہوتا ہی اور امام ابو یوسف سے دو روایتین ہین
اور عمداً خون کی صلح مین وکیل کی صلح سے موکل حانث ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ فلان سے خصومت نہ کرونگا پھر
فلان کے ساتھ خصومت کرنے کے واسطے ایک وکیل مقرر کیا تو حانث نہوگا (یعنے ناقل مقدمہ ۱۲) یہ فتاوے قاضیخان مین ہی - شمس الاسلام
اوزجندی سے دریافت کیا گیا کہ زید نے نشہ کی حالت مین کوئی چیز عمرو کو ہبہ کردی اور قسم کھائی کہ اپنی ہبہ سے
رجوع نہ کرونگا اور نہ اس سے واپس لونگا پھر عمرو نے یہ چیز خالد کو ہبہ کردی پھر زید نے خالد سے یہ چیز لے لی تو
شیخ نے فرمایا کہ زید حانث نہوگا یہ محیط مین ہی - اگر قسم کھائی کہ فلان کو کچھ چیز ہبہ نکرونگا پھر اگر اسکو ہبہ کی اور اسنے

قبول ہو کی یا قبول کی مگر اسپر قبضہ نہ کیا تو ہمارے نزدیک قسم کھانے والا حانث ہوگا اور اسی طرح اگر ہبہ غیر مقسومہ کیا تو بھی ہمارے نزدیک حانث ہوگا اور اسی طرح اگر عمریٰ دیا یا نحلہ دیا یا ایلچی کے ہاتھ اُسکے پاس بھیجدیا یا کسی دوسرے کو حکم کیا کہ اسنے فلان مذکور کو ہبہ کردیا تو بھی حانث ہوگا اور ہبہ نہ کرنے کی قسم مین صدقہ دینے سے ہمارے نزدیک حانث نہوگا اور اگر قسم کھائی کہ ہبہ نہ کرونگا پھر عاریت دی تو حانث نہوگا اور اگر قسم کھائی کہ صدقہ ندونگا یا قرض نہ دونگا پھر فلان مذکور کو صدقہ دیا یا قرض دیا مگر اُسنے قبول نہ کیا تو یہ شخص اپنی قسم مین حانث ہوگیا اور اگر قسم کھائی کہ قرض نہ مانگونگا پھر قرض مانگا مگر فلان نے اسکو قرض نہ دیا تو اپنی قسم مین حانث ہوا اور اگر قسم کھائی کہ فلان کو اپنا غلام ہبہ نہ دونگا پھر اس غلام کو دوسرے نے بغیر اسکی اجازت کے ہبہ کردیا پھر اُسنے اجازت دیدی تو حانث ہوگیا جیسے غیر کو ہبہ کرنے کا وکیل کرنے مین حانث ہوتا ہی اور اگر قسم کھائی کہ فلان کو ہبہ نہ دونگا پھر اسکو عوض پر ہبہ دیا تو اپنی قسم مین حانث ہوگا - ایک نے قسم کھائی کہ اپنے غلام کو مکاتب نہ کرونگا پھر کسی اور نے اسکے غلام کو بدون اسکی اجازت کے مکاتب کیا پھر اُسنے اسکی کتابت کی اجازت دیدی تو حانث ہوا جیسے مکاتب کرنے کے لیے وکیل کرنے مین حانث ہوتا ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی فتاوے مین ہی کہ اگر قسم کھائی کہ فلان سے کچھ مستعار نہ لونگا پھر فلان مذکور نے اسکو اپنے گھوڑے پر اپنی ردیف مین سوار کرلیا تو حانث نہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے ساتھ کندی کرنے مین کام نہ کرونگا پھر فلان کے اس کام مین شریک کے ساتھ کندی کا کام کیا تو حانث ہوا اور اگر فلان کے غلام ماذون کے ساتھ کام کیا تو حانث نہوگا اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے ساتھ اس شہر مین شرکت نہ کرونگا پھر دونون اس شہر سے نکلے اور باہر دونون نے شرکت کا عقد قرار دیا پھر دونون داخل ہوئے اور شرکت مین کام کیا پس اگر قسم کھانے والے نے یہ نیت کی ہو کہ اس شہر کے اندر شرکت کا عقد اسکے ساتھ قرار نہ دونگا تو حانث نہوگا اور اگر یہ نیت ہو کہ فلان کی شرکت مین کام نہ کرونگا تو حانث ہوگا اور اگر ان دونون مین سے ایک نے دوسرے کو مضاربت کا مال دیا کہ اس سے مضاربت کرے تو یہ اور اول دونون یکسان ہین یعنی قسم مین اُسکی نیت جیسی ہوگی اسی تفصیل سے حکم ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے ساتھ مشارکت نکرونگا پھر اسکو اپنے پسر صغیر کے مال مین شریک کیا تو حانث نہوگا - اور اگر زید نے قسم کھائی کہ عمرو سے مشارکت نہ کرونگا پھر زید نے خالد کو مال بضاعت دیا اور حکم کیا کہ اسمین اپنی رائے سے کام کرے پھر خالد نے اس مال مین عمرو کو شریک کرلیا تو زید حانث ہوگا - ایک نے اپنے بھائی سے کہا کہ اگر مین نے تجھے شریک کیا تو حلال اللہ تعالیٰ مجھپر حرام ہی پھر دونون کی راے مین آیا کہ باہم شرکت کرین تو مشائخ نے فرمایا کہ اسکے واسطے یہ صورت نکلتی ہی کہ اگر قسم کھانے والے کا کوئی بیٹا بالغ ہو تو قسم کھانے والا مال کو اپنے اس بیٹے کو مضاربت پر دے اور اس بیٹے کے واسطے نفع مین سے بہت خفیف حصہ قرار دے اور باپ بیٹے کو اجازت دیدے کہ اس تجارت مین اپنی راے سے عمل کرے پھر یہ پسر اپنے چچا سے مشارکت کرلے پھر جب اُسنے ایسا کیا تو پسر کے واسطے جسقدر شرط کیا گیا ہی وہ ہوگا اور جو کچھ بچیگا وہ آدھون آدھ اُسکے باپ و چچا کے درمیان مشترک ہوگا اور وہ حانث نہوگا اور اگر بجاے پسر کے کوئی اجنبی ہو تو بھی یہی حکم ہی یہ ظہیریہ مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ فلان سے ہروی کپڑا نہ لونگا پھر اس سے ایک ہروی تھیلی لی جسمین ایک ہروی کپڑا ہی جسکو

اُسنے تھیلی کے اندر ٹھونس دیا ہی اور یہ شخص اس سے واقف نہ تھا تو قضاءً حانث ہوگا اور اسی طرح اگر قسم کھائی
کہ فلان سے درم نہ لونگا پھر اُسنے حالف کو پیسے ایک تھیلی مین بھر کر دیے اور اُنکے درمیان ایک درم ڈالدیا ہی
پس حالف نے اُن پیسون پر قبضہ کرلیا حالانکہ وہ درم ہونے کو نہین جانتا تھا تو قضاءً حانث ہوگا یہ خلاصہ مین ہی
اور اگر حالف نے اس سے ایک قفیز آٹا لیا جسمین درم بھی ہو اور یہ آگاہ نہو تو حانث نہوگا اور اسیطرح اگر اُس سے کوئی کپڑا ہبہ
لیا جسمین درم بندھے ہوئے ہین اور اسکو معلوم نہوا تو بھی حانث نہوگا اور اگر اُسنے یہ قسم کھائی ہو کہ فلان سے
درم بطور ہبہ نہ لونگا تو ان سب صورتون مین حانث نہوگا خواہ اسکو معلوم ہوا ہو کہ اسمین درم ہی یا نہ معلوم ہوا ہو اور اگر
قسم کھائی ہو کہ فلان سے درم بطور ودیعت کے نہ لونگا اور ان صورتون مین جو ہم نے بیان کی ہین کوئی درم لیا تو
یہ بمنزلہ ہبہ کے ہی اور اسی طرح اگر صدقہ کا لفظ کہا ہو تو بھی یہی حکم ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور اگر قسم
کھائی کہ کوئی کفالت نہ کرونگا پھر اُسنے آزاد یا غلام کی کفالت نفس یا کپڑے یا چوپایہ کی کفالت یا درک بیع کی کفالت
کی تو وہ حانث ہوگا یہ مبسوط سرخسی مین ہی۔ اور اگر کہا کہ کسی آدمی کی طرف سے کسی چیز کی کفالت نہ کرونگا پھر
کسی شخص کی نفس کی کفالت کی یعنے جب تو مانگے گا مین ضامن ہون کہ مین اسکو حاضر کرونگا تو حانث نہوگا قال المترجم
یہ حکم زبان عربی مین اسطرح قسم کھانے مین ظاہر ہی یعنے کہا کہ لا اکفل عن انسان بشئ اور وجہ یہ ہی کہ کفالت بعلی عن
کفالت مالی مین مستعمل ہوتا ہی چنانچہ ظہیریہ مین مذکور ہی اور ہماری زبان مین بھی باعتبار متبادر کے ایسا ہی کہ یہی
حکم ہو واللہ تعالی اعلم فلیتامل فیہ۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے واسطے کفالت نہ کرونگا پھر سواے فلان کے دوسرے
کے واسطے کفالت کی اور جن درمون کی ضمانت کی ہی وہ اصل مین اُسی فلان کے ہین تو حانث نہوگا اور اسی طرح
اگر فلان مذکور کے غلام کے واسطے کفالت کرلی تو بھی یہی حکم ہی اور اگر فلان کے واسطے کفالت کرلی حالانکہ یہ دام
اصل مین کسی اور کے ہین فلان کے نہین ہین تو حانث ہوگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان کی طرف سے کفالت نکرونگا
پھر اسکی طرف سے ضمانت کرلی تو حانث ہوا اور اگر لفظ کفالت سے یہ نیت کی ہو کہ کفالت نہ کرونگا یعنے مین
کفیل ہون یہ نکرونگا ولیکن ضمانت کرونگا تو فیما بینہ و بین اللہ تعالی اُسکی تصدیق ہوگی اسواسطے کہ اُسنے اپنے
منہ سے جو لفظ نکالا ہی اسکے حقیقی معنے کی نیت کی ہی ولیکن اُسنے ضمانت و کفالت مین فرق کی نیت کی ہی اور
یہ خلاف ظاہر ہی پس قضاءً اُسکے قول کی تصدیق نہوگی اور اگر قسم کھائی کہ فلان کی طرف سے کفالت نکرونگا
پس فلان نے اس حالت پر کسی کو اپنے مال کی جو فلان کا اس حالف پر آتا ہی اُترائی کردی یعنے حوالہ کردیا تو یہ
حانث نہوگا بشرطیکہ محتال لہ کا محیل پر کچھ قرضہ نہو اور اگر محتال لہ کا محیل پر قرضہ ہو تو حالف اس حوالہ کے قبول (یعنے قبول کرنے سے)
کرنے سے کفیل ہو جائیگا پس حانث ہوگا اور اسی طرح اگر اُسکے واسطے قرضہ مذکور کا ضامن ہوگیا تو بھی یہی
حکم ہی اور اگر محتال لہ کا محیل پر مال ہو اور محیل کا محتال علیہ پر کچھ مال نہو تو حانث ہوگا یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر
قسم کھائی کہ فلان کے واسطے کچھ ضامن نہوگا پھر اُسکے واسطے نفس یا مال کی ضمانت کرلی تو حانث ہوگا اور
اسی طرح اگر فلان کے واسطے کفالت کرلی یا حوالہ قبول کرلیا تو بھی یہی حکم ہی اور اگر فلان کے حکم سے اُسکے لیے
کوئی چیز خریدی تو یہ ضمانت نہین ہی اور اگر اسکے غلام یا وکیل یا مضارب یا شریک مفاوض یا شریک عنان کیواسطے
ضمانت کرلی تو حانث نہوگا۔ اور اگر فلان کے واسطے ضمانت نہ کی مگر کسی دوسرے کے واسطے ضمانت کرلی پھر

دوسرا مر گیا اور فلان مذکور اُسکا وارث ہوا تو قسم کھانے والا حانث نہو جائیگا - اور اگر قسم کھائی کہ کسی کے واسطے کسی چیز کا ضامن نہونگا پھر ایک شخص کے واسطے ایک دار کے درک کا یا ایک غلام کے درک کا جسکو اُسنے خریدا ہی ضامن ہوا تو حانث ہوگا اور اگر کسی غائب کے واسطے ضامن ہوا اگر اسکی طرف سے کسی نے خطاب نہ کیا یعنے رضامندی اسکی ضمانت پر اور قبول کا کسی نے جواب نہ دیا تو امام اعظم و امام محمد رح کے نزدیک حانث نہوا اور اسمین امام ابو یوسف نے خلاف کیا ہی اور اگر اس غائب کی طرف سے کسی نے خطاب کیا اور قبول کیا تو بالاتفاق حانث ہوگا - اور اسی طرح اگر غلام مجبور نے قسم کھائی کہ کسی کی ضمانت نہ کرونگا پھر بدون اجازت اپنے مولے کے ضمانت کی تو حانث ہوا یہ ظہیریہ مین ہی

نوان باب - حج وروزہ مین قسم کھانے کے بیان مین - اگر قسم کھائی کہ حج نہ کرونگا تو یہ قسم حج صحیح پر ہوگی نہ حج فاسد پر - اور اگر قسم کھائی کہ حج نہ کرونگا یا عربی مین کہا کہ لا یحج حجۃ پھر اُسنے حج کا احرام باندھا تو حانث نہوگا یہانتک کہ وقوف عرفہ ادا کرے اسکو ابن سماعہ نے امام محمد رح سے روایت کیا ہی اور بشر نے امام ابو یوسف سے روایت کی ہی کہ حانث نہوگا یہان تک کہ طواف زیارت مین سے زیادہ ادا کر دے یعنی سات پھیرون مین سے تین سے زیادہ پھیرے تب حانث ہوگا - اور اگر قسم کھائی کہ عمرہ نہ کرونگا یا لا یعتمر عمرۃ پھر احرام عمرہ باندھا تو حانث نہوگا یہان تک کہ کم سے کم طواف کے چار پھیرے پھیرے اسکو بشر نے امام ابو یوسف سے روایت کیا ہی یہ محیط مین ہی - منتقے مین ابن سماعہ کی روایت سے امام محمد رح سے مروی ہی کہ ایک نے کہا کہ واللہ حج نہ کرونگا یہان تک کہ عمرہ ادا کرون پھر اُسنے عمرہ و حج کا احرام باندھا اور دونون کے افعال پورے ادا کیے تو وہ حانث نہوگا اسواسطے کہ اُسنے حج سے پہلے عمرہ ادا کر دیا پس قسم مین سچے ہونے کی شرط پائی گئی یہ محیط سرخسی مین ہی - ایک نے اپنے غلام سے کہا کہ اگر مین نے امسال حج نہ کیا تو تو آزاد ہی پھر اُس شخص نے کہا کہ مین نے حج ادا کیا اور دو گواہون نے گواہی دی کہ اسنے امسال کوفہ مین قربانی کی ہی تو گواہی قبول نہوگی اور غلام مذکور آزاد نہوگا یہ تبیین مین ہی - اور اگر اُسنے کہا کہ مجھپر واجب ہی پیدل جانا طرف مدینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یا طرف مسجد اقصے کے تو اُسپر کچھ لازم نہ آویگا اور اگر اُسنے کہا کہ مجھپر واجب پیدل جانا طرف بیت اللہ کے حالانکہ اسکی نیت مین بیت المقدس یا کوئی دوسری مسجد ہی تو اسپر کچھ لازم نہ آویگا اور اگر کہا کہ مجھپر احرام واجب ہی اگر مین نے ایسا فعل کیا پھر اُسنے ایسا فعل کیا کہ وہ حانث ہوا تو اُسپر حج یا عمرہ واجب ہوگا اور اسپر ائمہ کا اتفاق ہی - اور اگر کہا کہ مین احرام باندھونگا یا مین محرم ہون یا ہدیے بھیجونگا یا پیدل بجانب بیت اللہ جاؤنگا اگر مین نے ایسا کیا تو اسمین تین صورتین مین ایجاب و وعدہ و عدم نیت پس اگر اسکی نیت یہ ہو کہ ایسا فعل کرنے کی صورت مین مجھپر یہ واجب ہی یا کچھ نیت نہو تو ان دونون صورتون مین جو اُسنے کہا ہو وہ اسپر واجب ہوگا اور اگر اسکی نیت فقط وعدہ ہی یعنے اگر ایسا کرون تو مین وعدہ کرتا ہون کہ احرام باندھونگا مثلا تو اُسپر کچھ لازم نہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ نماز نہ پڑھونگا پھر نماز فاسد پڑھی مثلا بغیر طہارت کے نماز پڑھی تو استحسانا حانث نہوگا اور اگر اُسنے یہ نیت کی ہو کہ نماز فاسد بھی نہ پڑھونگا تو دیانۃ و قضاءً دونون طرح اُسکے قول کی تصدیق ہوگی - اور اگر اُسنے اپنی قسم زمانہ ماضی پر معقود کی باین طور کہ کہا کہ اگر مین نے نماز پڑھی ہو تو میرا غلام آزاد ہی تو یہ نماز فاسد و جائز دونون پر ہوگی اور اگر اُسنے زمانہ ماضی مین خاصۃً صحیح نماز کی نیت کی تو دیانۃً و قضاءً اسکی نیت کی تصدیق ہوگی

پس صورت مذکورہ مین حانث ہوگا ۱۲

[illegible]

یہ ذخیرہ میں ہے- اور اگر قسم کھائی کہ نماز نہ پڑھونگا پھر کھڑا ہوا اور قرارت کی اور رکوع کیا تو یہاں تک حانث نہوگا اور
اگر اُسکے ساتھ سجدہ کیا پھر قطع کی تو حانث ہوگیا یہ ہدایہ میں ہے- پھر امام محمد رح نے یہ نہیں ذکر فرمایا کہ وہ کب
حانث ہوگا اور مشائخ نے اسمین اختلاف کیا ہے بعض نے فرمایا کہ رکعت میں سجدہ سے سر اُٹھانے کے بعد ہی حانث
ہوگا یہ تبیین میں ہے- اور اگر قسم کھائی کہ کوئی ایک نماز نہ پڑھونگا تو حانث نہوگا یہاں تک دو رکعت پوری پڑھے
یہ بدائع میں ہے- اور اگر قسم کھائی کہ میں ایک نماز نہ پڑھونگا پھر دو رکعتیں پڑھیں اور بقدر تشہد کے نہ بیٹھا
پس اگر اُسنے اپنی قسم نفل پر معقود کی ہو تو حانث نہوگا اور اگر اپنی قسم فرض پر معقود کی اور وہ نماز دو رکعتی ہے تو بھی یہی حکم ہے
اور اگر یہ فرض چار رکعتی ہے تو اپنی قسم میں حانث ہوگا اور یہی اظہر و اشبہ ہے اور اگر قسم کھائی کہ نماز نہ پڑھونگا پھر کھڑا ہوا اور
رکوع اور سجدہ کیا مگر قرارت نہ کی تو بعض نے کہا ہے کہ حانث نہوگا اور بعض نے کہا ہے کہ حانث ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ ظہر کی
نماز نہ پڑھونگا تو حانث نہوگا یہانتک کہ بعد چار رکعت کے تشہد پڑھے اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ فجر کی نماز نہ پڑھونگا
تو حانث نہوگا یہانتک کہ بعد دو رکعت کے تشہد پڑھے اور اسیطرح اگر قسم کھائی کہ نماز مغرب نہ پڑھونگا تو حانث نہوگا یہانتک
کہ بعد تین رکعتوں کے تشہد پڑھے یہ محیط میں ہے- اور اگر کہا کہ میرا غلام آزاد ہے اگر میں نے ظہر کو امام کے ساتھ پایا پھر امام کو تشہد میں
پایا اور اُسکے پیچھے نیت کرکے داخل ہوگیا تو حانث ہوگیا- اور اگر قسم کھائی کہ جمعہ کو امام کے ساتھ نہ پڑھونگا پھر اُسنے
ایک رکعت امام کے ساتھ پائی اور وہ پڑھی پھر امام نے سلام پھیرا اور اُسنے اپنی دوسری رکعت پڑھ کر تمام کی تو حانث
ہوگا اور اگر اُسنے امام کے ساتھ شروع تکبیر کہی پھر سو گیا یا اسکو حدث ہوگیا پس وہ وضو کرنے چلا گیا پھر وضو
کرکے آیا اور حال یہ ہے کہ امام سلام پھیر چکا ہے پس اُسنے جہاں سے نماز چھوڑی تھی اُسی پر امام کی تبعیت میں
بنا کی تو حانث ہوگا اگرچہ ادائے نماز میں مقارنت نہیں پائی گئی اسواسطے کہ لفظ ساتھ سے یہاں حقیقۃً قران
مراد نہیں ہوتا ہے بلکہ اسکا امام کا تابع و مقتدی ہونا مراد ہوتا ہے اور اگر اُسنے حقیقۃً قران کی نیت کی ہو تو دیانۃً
فیما بینہ و بین اللہ تعالیٰ اسکی تصدیق ہوگی اور قضاءً بھی تصدیق ہوگی یہ بدائع میں ہے اور اگر اُسنے اس صورت میں
یہ نیت کی ہو کہ بدون مقارنت کے بطور متابعت کے نہ پڑھونگا تو قضاءً اُسکے قول کی تصدیق نہوگی یہ محیط میں ہے-
نوازل میں لکھا ہے کہ اگر قسم کھائی کہ سجدہ نہ کرونگا یا قسم کھائی کہ رکوع نہ کرونگا پھر نماز یا غیر نماز میں ایسا کیا تو حانث
ہوگا اور فتاوے آہو میں لکھا ہے کہ اگر قسم کھائی کہ آج کے روز جماعت سے نہ پڑھونگا پھر اُسنے ایک کے پیچھے
اقتدا کی یا ایک کا امام ہوا تو حانث ہوگا اگرچہ اُسکا مقتدی طفل ہو یہ تاتارخانیہ میں ہے- ایک نے قسم کھائی کہ کسی
کی امامت نہ کرونگا پھر اُسنے تنہا اپنی نماز شروع کی اور نیت کی کہ کسی کی امامت نہ کرونگا پھر چند لوگ آگئے اور
اُنھوں نے اُسکے پیچھے اقتدا کی تو قضاءً حانث ہوگا نہ دیانۃً جبکہ وہ رکوع و سجدہ کرلے اور اسی طرح اگر حالف نے
بروز جمعہ لوگوں کے ساتھ نماز پڑھی اور نیت یہ ہے کہ خود جمعہ پڑھتا ہوں تو حالف کا اور ان لوگوں کا جمعہ استحساناً جائز
اور حالف قضاءً حانث ہوگا نہ دیانۃً اور اگر اُسنے سوائے جمعہ کے اور نماز میں نماز شروع کرنے سے پہلے ایسے
گواہ کر لیے ہوں کہ میں تنہا اپنے واسطے نماز پڑھتا ہوں اور باقی مسئلہ بحالہ ہے تو دیانۃً و قضاءً دونوں طرح
حانث نہوگا اور اگر اُسنے نماز شروع کرلی پھر اسکو حدث ہوا پس اُسنے ایک شخص کو آگے کر دیا تو حانث ہوا یہ خلاصہ
میں ہے- اور اگر نماز جنازہ یا سجدہ تلاوت میں لوگوں کی امامت کی تو حانث نہوگا اسواسطے کہ اسکی قسم منصرف بجانب

مطلق نماز ہوگی اور وہ فریضہ و نافلہ ہو اور جنازے کی نماز مطلق نماز مین نہین داخل ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان کی امامت نہ کرونگا یعنی ایک شخص معین کو کہا پس اُسنے نماز پڑھی اور لوگون کی امامت کی نیت کی پس فلان مذکور نے بھی اُسکے پیچھے نماز پڑھی تو حالف مذکور حانث ہوگیا اگرچہ اسکو یہ معلوم نہوا ہو یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ قسم کھائی کہ فلان کے پیچھے نماز نہ پڑھونگا پھر اُسکے پہلو مین کھڑے ہوکر نماز پڑھی تو حانث ہوگا اور اگر اُسنے یہ نیت کی کہ حقیقۃً پیچھے کھڑے ہوکر نہ پڑھونگا تو قضاءً اسکی تصدیق نہوگی اور اگر قسم کھائی کہ واللہ تیرے ساتھ نماز نہ پڑھونگا پھر دونون نے ایک امام کے پیچھے نماز پڑھی تو حانث ہوا الا آنکہ اُسنے یہ نیت کی ہو کہ تیرے ساتھ اس طور سے کہ ہم دونون کے ساتھ تیسرا نہووے تو ایسی صورت مین حانث نہوگا یہ وجیز کردری مین ہی۔ ایک نے قسم کھائی کہ ضرور آج کے روز پانچون نمازین بجماعت پڑھونگا اور اپنی عورت سے جماع کرونگا دن مین اور غسل نہ کرونگا پس اگر اُسنے یون کیا کہ فجر و ظہر و عصر جماعت سے پڑھکر اپنی عورت سے جماع کیا پھر بعد غروب آفتاب کے نہا کر مغرب و عشا کو جماعت سے پڑھ لیا تو حانث نہوگا اسواسطے کہ اسکا غسل رات مین واقع ہوا نہ دن مین یہ فتاوے کبری مین ہی۔ اور مجموع النوازل مین مذکور ہی کہ ایک نے قسم کھائی کہ مین اس مسجد والون کے ساتھ نماز نہ پڑھونگا مادام کہ فلان زندہ ہی اسمین نماز پڑھتا ہی پھر فلان مذکور بیمار رہا کہ تین روز تک اسمین نماز نہ پڑھی یا تندرست تھا اور اسمین تین روز تک نماز نہ پڑھی پس اگر حالف نے ان لوگون کے ساتھ نماز پڑھی تو حانث نہوگا یہ خلاصہ مین ہی۔ ایک نے قسم کھائی کہ اس مسجد مین نماز نہ پڑھونگا پھر یہ مسجد بڑھائی گئی اور حالف نے بڑھے ہوے مقام پر نماز پڑھی تو حانث نہوگا اور اگر قسم کھائی کہ بنی فلان کی مسجد مین نماز نہ پڑھونگا پھر اسمین جگہ بڑھائی گئی اور اُسنے بڑھی ہوئی جگہ پر نماز پڑھی تو حانث ہوگا یہ ذخیرہ مین ہی۔ اگر قسم کھائی کہ مین نے کسی نماز کو اُسکے وقت سے تاخیر نہین کیا ہی حالانکہ ایک دفعہ وہ سو گیا تھا یہان تک کہ نماز کا وقت نکل گیا پھر اسکو قضا کیا تو صحیح یہ ہی کہ اگر وقت آنے سے پہلے سو یا تھا اور بعد وقت نکل جانے کے جاگا تو حانث نہوگا اور اگر وقت آجانے کے بعد سویا تھا تو حانث ہوگا یہ وجیز کردری مین ہی۔ ایک نے قسم کھائی کہ نہ سوؤنگا یہان تک کہ اتنی رکعتین پڑھ لون پھر بیٹھے بیٹھے سو گیا تو حانث نہوگا یہ سراجیہ مین ہی۔ اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ اگر تو نے نماز پڑھی تو تو آزاد ہی پس غلام نے کہا کہ مین نے نماز پڑھی اور مولی نے انکار کیا تو وہ آزاد نہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ ایک نے قسم کھائی کہ نکسیر سے وضو نہ کرونگا پھر نکسیر پھوٹی پھر اُسنے پیشاب کیا پھر وضو کیا یا پیشاب کیا پھر نکسیر پھوٹی پھر اُسنے وضو کیا تو وضو ان دونون سے ہوگا اور وہ اپنی قسم مین حانث ہوگا یہ محیط مین ہی۔ منتقے مین ہی کہ کہا کہ واللہ نہ غسل کرونگا اپنی اس عورت سے جنابت سے پھر اس عورت سے جماع کیا پھر دوسری عورت سے جماع کیا یا اسکے برعکس واقع ہوا تو قسم مین حانث ہوا [یعنے جماع نکرونگا اپنی اس عورت سے ۱۲] اسواسطے کہ اسکی قسم جماع پر واقع ہوئی تھی اور اگر اُسنے حقیقۃً غسل ہی کی نیت کی ہو تو بھی اسصورت مین یہی حکم ہی اسواسطے کہ غسل اس عورت سے بھی واقع ہوا یہ فتاوے کبرے مین ہی۔ عورت نے اگر قسم کھائی کہ جنابت سے غسل نہ کرونگی یا حیض سے غسل نہ کرونگی پھر اُسکے شوہر نے اس سے جماع کیا اور وہ حائضہ ہوئی پھر اُسنے غسل کیا تو یہ غسل دونون سے ہوگا اور وہ اپنی قسم مین حانث ہوگی یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان کو غسل نہ دونگا یا فلان کے سر کو نہ دھوؤنگا پھر بعد

موت کے اُسکو غسل دیا تو حانث ہوگا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ حرام سے غسل نہ کرونگا تو یہ جماع پر واقع ہوگی چنانچہ اگر اُسنے اجنبیہ عورت سے بطور حرام جماع کیا اور غسل نہ کیا یا کیا تو حانث ہوگا اور اگر اجنبیہ عورت سے معانقہ کیا کہ اسکو انزال ہوگیا پس اُسنے غسل کیا تو حانث نہوگا یہ خلاصہ میں ہے۔ قال المترجم یہ عرف پر مبنی ہے فافہم۔ اور اگر قسم کھائی کہ اپنی عورت سے قربت نہ کرونگا پھر چیت لیٹ گیا اور عورت نے اُسپر آکر اپنی حاجت روائی کی تو حدود النوادر میں مذکور ہے کہ وہ حانث ہوگا حتےٰ کہ اگر دونوں اجنبی ہوں تو دونوں پر حد زنا واجب ہوگی اور اسی پر فتوےٰ ہے ہاں اگر وہ سوتا ہو پس عورت نے ایسا کیا تو حانث نہوگا یہ محیط سرخسی میں ہے۔ ایک نے قسم کھائی کہ فلانہ عورت سے جماع نہ کرونگا یا اسکا بوسہ نہ لونگا تو یہ قسم زندگی بھر پر واقع ہوگی نہ موت کے بعد یہ سراجیہ میں ہے۔ اور اگر عربی میں کہا کہ ان باضعتک او جامعتک فعبدی حر یعنے اگر میں نے تجھ سے مباضعت کی یا مجامعت کی تو میرا غلام آزاد ہے تو یہ قسم فرج میں جماع کرنے پر واقع ہوگی اور اگر کہا کہ ان اتیتک یعنی اگر میں تیرے پاس آیا تو یہ جماع پر واقع ہوگی بشرطیکہ اسکی نیت ہو پس اگر اُسنے جماع کی نیت کی تو صحیح ہے اور اگر زیارت کی نیت کی تو صحیح ہے پس اگر اُسنے زیارت کی نیت کی ہو پھر عورت سے وطی کی تو حانث ہوگا بخلاف اسکے اگر جماع کی نیت کی ہو پھر زیارت کی تو حانث نہوگا اور اگر اسکی کچھ نیت نہو تو حاکم بن نصیر بن مہرویہ سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ اگر عورت کے پاس اُسکے دیکھنے کو آیا اور اس سے جماع نہ کیا تو حانث نہوگا اور اگر باوجود اسکے جماع بھی کیا تو حانث ہوگا اور اگر کہا کہ ان اصبتک یعنی میں تجھ تک پہونچا تو بدون نیت کے یہ قسم جماع پر واقع نہوگی اور اگر اسکی کچھ نیت نہو تو اُسکا حکم اُسی پر ہوگا جیسے حاکم سے منقول ہوا ہے یہ شرح تلخیص جامع کبیر میں ہے۔ اگر قسم کھائی کہ میں آج کے روز یا ایک روز ایک روزہ نہ رکھونگا پھر صبح کو روزہ دار اُٹھا پھر اسکو توڑ ڈالا تو حانث نہ ہوگا اور اگر کہا کہ لا اصوم روزہ نہ رہونگا پھر اُسنے ایسا کیا تو حانث ہوگا یہ جامع کبیر میں ہے۔ قال المترجم ہمارے عرف میں متبادر اس سے یہی ہے کہ تمام دن صائم نہ رہونگا پس امید ہے کہ تھوڑی دیر صائم رہنے سے حانث نہو واللہ اعلم۔ امام محمدؒ نے فرمایا کہ ایک شخص نے کہا کہ واسطے اللہ کے مجھپر لازم ہے کہ میں اس روز روزہ رکھوں جسمیں کہ فلاں سفر سے آوے پھر فلاں مذکور ایسے روز آیا کہ جس دن یہ شخص کچھ کھا چکا تھا یا بعد زوال کے آیا تو حالف پر کچھ واجب نہیں ہے اور اگر یوں قسم کھائی کہ البتہ روزہ رہونگا میں جس روز کہ فلاں سفر سے آویگا پھر فلاں ایسے روز آیا کہ حالف اس سے پہلے کھا چکا تھا یا زوال کا وقت گذر گیا تھا پس اگر اُسنے اس روز روزہ رکھا تو اسپر کفارہ لازم نہ آویگا اور اگر اس روز صائم نہ رہا تو کفارۂ قسم لازم آویگا اور درصورتیکہ فلاں ایسے وقت آیا کہ یہ کھا چکا تھا تو بہر حال اسپر کفارۂ قسم لازم آجائیگا یہ شرح جامع کبیر حصیری میں ہے۔ اور اگر کسی روز بعد کھانے کے یا بعد زوال شمس کے کہا کہ واللہ میں آج کے روز روزہ رہونگا تو باقی روز کھانے و پینے و جماع کرنے سے باز رہنے سے قسم میں سچا ہو جائیگا اور اسی طرح اگر قسم کو رات کی طرف مضاف کیا اور کہا کہ واللہ اس رات روزہ رہونگا تو اس رات محض اسی طور سے باز رہنے سے قسم میں سچا ہو جائیگا یہ شرح تلخیص جامع کبیر میں ہے۔ اور اگر کسی نے قسم کھائی کہ لا اصومن حینا یعنے واللہ تا حین روزہ رکھونگا پس اگر اُسنے حین سے کسی قدر مدت معلومہ کی نیت کی ہو تو قسم اسکی نیت پر واقع ہوگی اور اگر اسکی کچھ نیت نہو تو چھ مہینے پر واقع ہوگی اور تقدیر مسئلہ یہ ہوگی کہ واللہ چھ مہینے

روزہ رکھونگا اسی طرح اگر اُسنے لیصومن الحین یعنے حین کو بالف ولام ذکر کیا ہو تو بھی یہی حکم ہی اور اسی طرح اگر یون کہا کہ ان صمت حینا فکذا یعنے اگر روزہ رکھا مین نے تا حین تو چنین و چنان یا ان صمت الحین بالف ولام پس اگر کوئی نیت کی ہو تو اسکی نیت پر ہوگی ورنہ چھ مہینہ پر واقع ہوگی پس جبتک چھ مہینے روزے نرکھیگا تب تک حانث نہوگا جیسے اسطرح کہنے مین ہوتا ہی کہ اگر مین چھ مہینے روزے رکھون تو ایسا ہی اور واضح رہے کہ یہ ضرور نہین ہی کہ انھین چھ مہینے پر ہو جو متصل قسم ہین بلکہ جب کبھی چھ مہینے روزے رکھیگا حانث ہوگا۔ اور اگر کہا کہ ان صمت زمانًا او الزمان اگر روزے رکھے مین نے تا زمانہ پس اگر اُسنے کچھ نیت کی ہو تو اسکی نیت پر ہوگی اور اگر نیت نہو تو حین اور زمان کا ایک ہی حکم ہی ایسا ہی جامع صغیر مین مذکور ہی کہ حین وزمان کا حکم یکسان ہی اور جامع کبیر مین لکھا ہی کہ اگر اُسنے دو مہینہ یا اس سے زیادہ چھ مہینے تک نیت کی تو قسم اُسکی نیت پر ہوگی اور جو جامع کبیر مین ذکر فرمایا ہی وہی صحیح ہی کیونکہ اہل لغت نے اجماع کیا ہی کہ زمانہ دو مہینے سے چھ مہینہ تک ہوتا ہی اور اگر اُسکی کچھ نیت نہو تو قسم چھ مہینے پر واقع ہوگی اور اگر کہا کہ عمرًا یعنے تا عمر تو یہ مثل حین وزمان کے ہی اسکو قدوری نے ذکر فرمایا ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر کہا کہ للہ علے صوم العمر یعنے اللہ کے واسطے مجھپر عمر بھر کا روزہ واجب ہی تو ہمیشہ عمر بھر روزہ رکھنے پر قسم ہوگی یہ غایۃ البیان مین ہی۔ اور اگر اُسنے کہا کہ ان صمت الابد او ان صمت الدہر فکذا یعنے اگر روزہ رکھا مین نے ہمیشہ یا روزہ رکھا مین نے دہر بھر تو ایسا ہی تو اسطرح حانث ہوگا کہ اپنی تمام عمر روزہ رکھے باین طور کہ کسی روز افطار نہ کرے اور اگر کسی روز افطار کر لیا تو اپنی قسم مین بار ہوا اور اگر کسی روز بھی افطار نہ کیا یہان تک کہ مر گیا تو اپنی حیات کے آخر جزو مین حانث ہوگا پس اگر جزاے قسم مذکور کسی غلام کی آزادی ہو تو اُسکے تہائی مال سے اسکی آزادی معتبر ہوگی اور اگر کہا کہ ان صمت ابدًا بدون الف ولام کے تو ایک ساعت کے صوم سے حانث ہوگا یہ شرح تلخیص جامع کبیر مین ہی۔ اور اگر کہا کہ ان صمت دہرا فعبدہ حر پس اگر کسیقدر وقت معلوم کی نیت کی ہو تو قسم اسکی نیت پر واقع ہوگی اور اگر کچھ نیت نہ کی ہو تو امام اعظم نے فرمایا کہ مین نہین جانتا ہون کہ دہر کیا ہی اور صاحبین کے نزدیک اگر اُسنے اپنی عمر مین چھ مہینے مجتمع یا متفرق روزے رکھے تو اپنی قسم مین حانث ہوگا اور اگر تا موت اسنے چھ مہینہ روزے نہ رکھے ہون تو حانث نہین ہوا اور اگر اُسنے یون کہا کہ ان صمت ازمنۃ او دہورًا او احیانًا فکذا یعنے اگر مین نے روزے رکھے تا زمانہا یا دہرہا یا حینہا تو انمین سے ہر ایک سے تین پر واقع ہوگی یعنے جملہ اٹھارہ مہینہ پر لیکن روزے مین استیعاب شرط ہی یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہی۔ اور اگر کہا کہ ان صمت الشہر یعنے اس مہینہ روزہ رکھے تو جبتک پورا مہینہ روزہ نہ رکھے تب تک حانث نہوگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر کہا کہ اگر مین نے ایک مہینہ روزے نرکھے تو میرا غلام آزاد ہی تو قسم ایک مہینہ روزے پر ہوگی خواہ متفرق رکھے یا پے در پے اور وہی مہینہ متعین نہوگا جو قسم سے متصل ہی پس اگر ایک مہینہ روزے رکھنے سے پہلے مر گیا تو حانث ہوا۔ اور اگر کہا کہ ان ترکت الصوم شہرًا یعنے اگر مین نے ایک مہینہ روزہ ترک کیا تو یہ قسم اس مہینہ کی طرف راجع ہوگی جو اسکی قسم سے متصل ہی اور اگر قبل اس مہینہ کے گذرنے کے اُسنے ایک روز یا ایک ساعت روزہ رکھ لیا تو حانث نہوگا جبتک کہ پورا مہینہ روزہ ترک نہ کرے یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہی۔ اور اگر کہا کہ ان ترکت صوم شہر باضافت یا اس نے یون کہا کہ ان

صمت شہر گیعنے اگر ترک کیا مین نے روزہ ایک ماہ کا یا روزہ رکھا مین نے ایک مہینہ تو یہ قسم اسکے تمام پر واقع
ہوگی کہ اپنی تمام عمر مین ایک مہینہ روزہ ترک کرے یا مہینہ بھر روزہ رکھے یہ بحر الرائق مین لکھا ہی۔ ایک
نے اپنے غلام سے کہا کہ روزہ رکھ میری طرف سے ایک روزا ور تو آزاد ہی یا نماز پڑھ میری طرف سے دو رکعت
اور تو آزاد ہی تو غلام آزاد ہوگیا خواہ روزہ رکھے یا نہ رکھے نماز پڑھے یا نہ پڑھے اور اگر کہا کہ حج کر میری
طرف سے ایک حج اور تو آزاد ہی تو جبتک اسکی طرف سے حج نکرے آزاد نہو گا اور دونون مین فرق یہ ہی کہ حج مین
نیابت جاری ہوتی ہی اور نماز و روزہ مین نیابت نہین جاری ہوتی ہی یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ روزے
ماہ رمضان کے کوفہ مین نہ رکھونگا تو اسکی قسم ماہ رمضان کے پورے روزے کوفہ مین رکھنے پر واقع ہوگی
چنانچہ اگر اسنے ایک روزہ کوفہ مین رکھا پھر وہان سے باہر چلا گیا یا کوفہ مین بیمار پڑا رہا کوئی روزہ نہ رکھا
تو حانث نہوگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ کوفہ مین افطار نہ کرونگا تو اسکی قسم کوفہ مین بروز فطر آسکے ہونے پر واقع
ہوگی پس اگر بروز فطر کوفہ مین ہوگا تو حانث ہوگا اگرچہ اسنے کچھ کھایا و پیا نہو یہ شرح تلخیص جامع مین ہی۔ اور
کتاب مین یہ مذکور نہین ہی کہ اگر اسنے رات سے یوم فطر کے روزے کی نیت کی ہو اور کچھ نہ کھایا پس آیا حانث
ہوگا تو اسمین مشائخ نے اختلاف کیا ہی اور صحیح یہ ہی کہ وہ حانث ہوگا اسواسطے کہ ہر گاہ مراد افطار سے دخول
در یوم الفطر تھا اور وہ پا یا گیا تو واجب ہی کہ وہ حانث ہو جاوے یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہی۔ اور اگر قسم
کھائی کہ فلان کے پاس افطار نہ کرونگا تو حقیقۃً اُسکے پاس افطار کرنے پر واقع ہوگی چنانچہ اگر اسنے اپنے گھر
افطار کر لیا پھر فلان کے پاس عشا کا کھانا کھایا تو حانث نہوگا اور اگر قسم کھائی کہ رمضان کا چاند کوفہ مین نہ دیکھونگا تو اسکی
قسم رویت ہلال کے وقت کوفہ مین ہونے پر واقع ہوگی چنانچہ اگر اسوقت کوفہ مین ہوا تو حانث ہوگا اگرچہ اسنے
اپنی آنکھ سے چاند نہ دیکھا ہو الا آنکہ وہ مسئلہ افطار و رویتہ ہلال مین اپنے لفظ کو مطلق رکھے باین طور کہ افطار نکرونگا
یا ہلال رمضان نہ دیکھونگا یعنے بدون اضافت کے تو ایسی صورت مین اُسکی قسم حقیقۃً افطار اور حقیقۃً چاند دیکھنے پر
واقع ہوگی اور نیز اگر اُسنے مطلق لفظ نہونے کی صورت مین باوجود اضافت کے اپنی نیت یہ کی ہو کہ کوفہ مین کسی
چیز سے کھانے و پینے کی افطار نہ کرونگا حقیقۃً یا کوفہ مین اپنی آنکھ سے چاند نہ دیکھونگا تو دونون مسئلون مین اُسکی
اس نیت کی تصدیق ہوگی لیکن فرق یہ ہی کہ اگر چاند دیکھنے کے مسئلہ مین اُسنے حقیقۃً آنکھ سے چاند دیکھنے کی
نیت کی تو قضاءً و دیانۃً دونون طرح سے اُسکی نیت کی تصدیق کیجائیگی بخلاف فطر کے کہ اگر اُسنے حقیقۃً افطار
کی نیت کی تو دیانۃً اسکی تصدیق کیجائیگی مگر قاضی اُسکی تصدیق نہ کریگا یہ شرح تلخیص جامع کبیر مین ہی۔ اور اگر وہ چاند
نکلنے کے وقت کوفہ مین تھا لیکن اسکو معلوم نہ تھا پس آیا حانث ہوگا یا نہو گا تو بعض نے کہا ہان و بعض نے نہین۔ اگر کہا
کہ میرا غلام آزاد ہی اگر مین نے امسال کوفہ مین قربانی کی پھر دسوین ذی الحجہ کو وہ کوفہ مین تھا مگر اُسنے قربانی
نہین کی تو حانث نہوگا اور اگر اُسکی یہ نیت ہو کہ اسوقت یعنے بروز قربانی کوفہ مین موجود ہو تو میرا غلام آزاد ہی تو یہ قسم
اسکی نیت پر ہوگی یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہی۔ عورت نے اپنے شوہر کو لونڈے بازی کی ملامت کی پس شوہر
نے قسم کھائی کہ لا یا تی حراما یعنی حرام نہ کرونگا تو بوسہ لینے و چھونے سے اگرچہ بشہوت ہو حانث نہوگا اور فرج کے سوائے
دوسری جگہ جماع کرنے سے حانث ہوگا اور اگر لونڈون یا عورت سے لواطت کی تو فتوے اسپر ہی کہ وہ حانث

ہوگا - ایک نے قسم کھائی کہ زنا نہ کرونگا پھر لواطت کی تو حانث ہوگا یہ وجیز کردری مین ہی - ایمان القند وری مین لکھا ہی کہ اگر قسم کھائی کہ کسی عورت سے وطی حرام نہ کرونگا پھر اپنی عورت سے حالت حیض مین یا ایسی حالت مین کہ اس سے ظہار کیا تھا وطی کر لی تو حانث نہوگا الا آنکہ اُسنے اسکی بھی نیت کی ہو اور اگر عورت نے قسم کھائی کہ واللہ زنا حرام نکرونگی اور مراد یہ لی کہ مین نے زنا کو حرام نہین کیا ہی بلکہ زنا کو حرام کرنے والا وہی اللہ عز وجل ہی کہ اُسی نے زنا کو حرام کر دیا ہی حالانکہ عورت مذکورہ نے زنا کیا ہی تو وہ حانثہ نہ ہوگی اور اگر کوئی مرد ایسی قسم کھانے والا ہو اور اُسنے اللہ تعالیٰ کی ایسی قسم کھائی تو اسمین بھی یہی حکم ہی اور اگر اُسنے طلاق یا عتاق کے ساتھ ایسی قسم کھائی تو دیانۃً اسکی تصدیق ہوگی مگر قضاءً تصدیق نہوگی - اور اگر قسم کھائی کہ مرتکب حرام نہ ہونگا تو یہ زنا پر ہوگی اور اگر قسم کھانے والا خصی یا مجبوب ہو تو یہ قسم حرام بوسہ یا اسکے مثل پر ہوگی یہ ظہیریہ مین ہی -

دسوان باب - کپڑے پہنے پوشش و زیور وغیرہ کی قسم کھانے کے بیان مین - اگر اپنی جورو سے کہا کہ اگر مین نے تیرے کاتے سوت سے پہنا تو وہ ہدی ہی پھر عورت نے اس مرد کی مملوکہ روئی سے جو وقت قسم کے اسکی ملک تھی سوت کاتا جسکا کپڑا وغیرہ اُسنے پہنا تو یہ بالاتفاق ہدی ہوگا اور اگر اس مرد کی ملک روئی یا کتان نہو یا ہو مگر عورت نے اُس سے نہ کاتا بلکہ ایسی روئی سے کاتا جسکو مرد مذکور نے بعد قسم کے خریدا ہی تو امام اعظم رح کے نزدیک وہ ہدی ہوگا یہ فتح القدیر مین ہی اور ہدی کے معنے یہ ہین کہ وہ مکہ مین صدقہ کر دیا جاوے یہ ہدایہ مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ غزل فلانہ سے نہ پہنونگا اور اُسکی کچھ نیت نہین ہی پھر ایک کپڑا پہنا جو فلانہ مذکورہ کے کاتے سوت سے بنا گیا ہی تو اپنی قسم مین حانث ہوگا اور اگر اُسنے عین سوت کی نیت کی ہو تو کپڑا پہننے سے حانث نہوگا اور درصورتیکہ کچھ نیت نہین ہی اگر خالی سوت پہن لیا تو حانث نہوگا الا آنکہ اُسنے نیت کی ہو یہ محیط مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ غزل فلانہ سے کوئی کپڑا نہ پہنونگا پھر ایسا کپڑا پہنا جو فلانہ مذکورہ اور دوسری عورت کے سوت سے بنا گیا ہی تو حانث نہوگا اگرچہ دوسری عورت کا سوت اسمین سوان حصہ ہووے خواہ ان دونون کا سوت مختلط ہو یا ہر ایک کا سوت الگ الگ ایک ایک طرف ہو اور یہ ایسا ہی جیسے قسم کھائی کہ فلان کا کپڑا نہ پہنونگا پھر ایسا کپڑا پہنا جو فلان مذکور و دوسرے کے درمیان مشترک ہی تو حانث نہوگا - اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے بنے ہوئے سے نہ پہنونگا پھر ایسا کپڑا پہنا جسکو فلان نے کسی دوسرے کے ساتھ بنا ہی تو حانث ہوگا اور اگر کہا کہ کپڑا فلان کی بنائی کا نہ پہنونگا پھر ایسا کپڑا پہنا جسکو فلان نے دوسرے کے ساتھ بنا ہی پس اگر ایسا کپڑا ہو کہ اسکو ایک ہی بنتا ہی مگر اسکو دو نے بنا تو حانث نہوگا اور اگر ایسا ہی کہ اسکو دو ہی بنتے ہین تو حانث ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ غزل فلانہ سے نہ پہنونگا پھر فلانہ کے سوت کا کپڑا پہنا اور اسمین دوسری عورت کا کاتا ہوا سوت ملا ہوا ہی تو حانث ہوگا اگر فلانہ کا سوت کاتا ہوا اسمین مثلاً ایک ہی تار ہو یہ فتاوی قاضی خان مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ نسج فلان سے کوئی کپڑا نہ پہنونگا پھر اُسکے غلامون کی بنائی کا کپڑا پہنا پس اگر فلان مذکور اپنے ہاتھ سے بننے کا کام کرتا ہو تو حانث نہوگا اور اگر نہ کرتا ہو تو حانث ہوگا یہ ایضاح مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ کوئی کپڑا غزل فلان سے نہ پہنونگا پھر ایک کپڑا جو فلان کے سوت و روئی سے بنا ہوا جو وقت قسم کے اسکی ملک مین تھی پہنا تو حانث ہوگا اور اسی طرح اگر اسوقت اسکی ملک مین نہ تھی جسکا کپڑا پہنا تو بھی امام اعظم رح کے نزدیک حانث ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ غزل فلانہ سے نہ پہنونگا پھر ایسا کپڑا

پہنا جو فلانہ کے سوت کاتے ہوئے سے سیا گیا ہی تو حانث نہوگا اور اسی طرح اگر ایسا کپڑا پہنا جسمین فلانہ کے سوت
کا سلکہ ہی تو بھی حانث نہوگا اور اگر اُسکے سوت کا ازار بند ہوا تو امام ابو یوسف کے قول مین حانث ہوگا اور امام محمد رح کے
قول مین حانث نہوگا اور اسی پر فتوے ہی۔ اور اگر تکمہ یا گھنڈی اُسکے سوت سے ہو تو پہننے کی قسم مین حانث
نہوگا اور اگر لبنہ[1] اسکے سوت کا ہو تو حانث نہوگا اور یہی حکم زرق کا بھی بعض کے نزدیک ہی اور نیز رقعہ کا جسکو فارسی
مین سیان تین کہتے ہین بعض کے نزدیک یہی حکم ہی جبکہ اس عورت کے سوت سے ہو اور امام محمد رح سے مروی ہی کہ حانث
ہوگا اور جبکہ رقعہ مین حانث ہوگا تو لبنہ و زرق مین بھی حانث ہوگا اور یہی حکم اس رقعہ کا ہوگا جو جیب پر ہوتا ہی
اور اگر اُسنے ایک پارہ اُسکے سوت سے بقدر دو بالشت کے لیکر اپنی ستر عورت پر رکھا تو حانث نہوگا اور اگر اس
عورت کے سوت سے بنی ہوئی ٹوپی یا شبکہ جسکو فارسی مین کلوتہ کہتے ہین پہنی تو حانث ہوگا اور یہی حکم جورب کا ہی یہ
یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ غزل فلانہ سے بنا ہوا کوئی کپڑا نہ پہنونگا پھر اسمین سے تھوڑا قطع
کیا پھر اسکو پہنا پس اگر یہ اسقدر ہو کہ ازار یا چادر کے برابر ہو تو حانث ہوگا ورنہ نہین اور اُسکو قطع کرکے سراویل
بنا کر پہنا تو حانث ہوگا اور اسی طرح اگر عورت نے قسم کھائی کہ کپڑا نہ پہنونگی پھر اُسنے خمار یا مقنعہ پہنا تو حانث
نہوگی جبکہ یہ بقدر ازار کے نہ پہونچتا ہو اور اگر اسقدر رہتا ہو تو حانث ہوگی اگرچہ اس سے ستر عورت نہ ہوسکتا ہو
اور اسی طرح اگر حالف نے عمامہ پہنا تو حانث نہوگا الا آنکہ اسکے پیچ لپیٹے کہ وہ قدر ازار یا ردا کے ہو جاوے یا اسقدر
ہو جاوے کہ اس سے قمیص یا سراویل قطع کیا جا سکتا ہی تو حانث ہوگا یہ ایضاح مین ہی۔ اور اگر اُسنے کپڑا نہین
کہا تھا پھر عورت مذکورہ کے سوت سے عمامہ باندھا تو حانث ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ فلانہ عورت کے سوت سے
نہ پہنونگا پھر کپڑا ناف کے نیچے تک پہونچایا اور ہنوز اپنے دونون ہاتھ آستینون مین داخل نہ کیے اور اسکے پانون
ہنوز اُسکے لفافہ کے نیچے ہین تو حانث ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ پائجامہ یا موزے نہ پہنونگا پھر اپنی
ایک ٹانگ سراویل مین داخل کی یا ایک پانون موزے مین داخل کیا تو حانث نہوگا اور اگر قسم کھائی کہ یہ کپڑا نہ پہنونگا
پھر سوتے مین اُسکے اوپر ڈالدیا گیا اور سوتے ہی مین اُسکے اوپر سے اُتار لیا گیا تو فقیہ بلخی رح نے فرمایا کہ وہ
حانث نہوگا اور فقیہ ابو اللیث رح نے فرمایا کہ یہ قیاس ہی اور ہم اسی کو لیتے ہین اور اگر سوتے مین اُسکے اوپر ڈالدیا گیا
پھر جب وہ سوتے سے ہوشیار ہوا تو اُسنے اُتار پھینکا تو بھی حانث نہوگا اور اگر چھوڑدیا کہ وہ اسکے اوپر پڑا رہا
تو حانث ہوگا اور اگر نیند سے ہوشیاری کے بعد اُسکے اوپر ڈالدیا گیا تو حانث ہوگا خواہ وہ جانتا ہو یا نہ جانتا
ہو ایسا ہی شیخ ابو نصر رح نے فرمایا ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ غزل فلانہ سے کوئی کپڑا
نہ پہنونگا پھر فلانہ مذکورہ اور دوسری عورت دونون کے سوت سے ایک کپڑا بنا گیا لیکن دوسری عورت کا سوت
اس تھان کے اول مین ہی یا آخر مین ہی پس اُسی مقام سے اُسکا سوت کاٹ کر الگ کردیا گیا یعنے کپڑا الگ ہوگیا
پھر اُسنے باقی کپڑا جو خالص فلانہ کے سوت کا ہی پہنا پس اگر وہ اسقدر ہو کہ مقدار ازار یا چادر کو پہونچتا ہو تو حانث ہوگا
اور اگر اسقدر نہ پہونچتا ہو تو حانث نہوگا اور اگر اسکی سراویل قطع کرکے پہنی تو حانث ہوگا اور اگر یہی کپڑا قبل
اسکے کہ اسمین سے دوسری عورت کا کپڑا قطع کردیا جاوے پہنا تو حانث نہوگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی
کہ فلانہ کے غزل کا کپڑا نہ پہنونگا پھر اس عورت کے غزل سے بُنی ہوئی کملی اوڑھی تو حانث ہوگا اگرچہ صوف

کی ہی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ کپڑا نہ پہنونگا تو اسکی قسم ہر ایسے کپڑے پر واقع ہوگی کہ ستر عورت کو چھپاتا ہی اور اس سے نماز جائز ہوتی ہی حتے کہ اگر طنافس یا بساط یا طنفسہ اوڑھ لیا تو حانث نہوگا اور اگر کساء خز یا طیلسان اوڑھی تو حانث ہوگا اسواسطے یہ بھی انمین سے ہی کہ پہنی جاتی ہین اور اسی طرح اگر پوستین پہنی تو بھی حانث ہوگا اور اگر ٹوپی اوڑھی تو حانث نہوگا کذا فے المحیط اور یہی حکم کھال و بوریا و موزے و جورب کا ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اور اگر بعینہ کسی کپڑے کی نہ پہننے کی قسم کھائی پھر اسمین سے نصف سے زائد پہنا تو حانث ہوا یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ سراویل نہ پہنونگا پھر کسی دراز قد آدمی کا لباس پہنا جو اسپر سراویل ہوگیا اور یہ کپڑا سراویل کی تراش پر ہی تو حانث ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ ثیاب نہ پہنونگا پھر سراویل پست قد آدمی کی پہنی جو اسپر ثیاب ہوگئی تو حانث نہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی اور خلاصہ مین لکھا ہی کہ جو کپڑا ستر عورت کے لائق نہین ہوتا ہی وہ ثوب[لباس ۱۲] نہین کہلاتا ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ قمیص نہ پہنونگا پھر بے آستینون کی قمیص پہنی اور وقت قسم کے اسکی کچھ نیت نہین ہی تو حانث ہوگا یہ محیط مین ہی۔ ملتقط مین لکھا ہی کہ اگر قسم کھائی کہ نہ پہنونگا پھر زبردستی وہ پہنایا گیا تو حانث نہوگا اور اگر اُسکے اُتارنے پر قادر رہا مگر نہ اُتارا تو حانث ہوگا یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ قمیص نہ پہنونگا تو قسم اسطور پر واقع ہوگی جیسے عادت کے موافق پہنتا ہی اور گریبان سے سر نکلنے کے بعد اکثر کا اعتبار کیا جائیگا یہ عتابیہ مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ نہ پہنونگا سراویل یا قمیص یا چادر پھر اُسنے سراویل یا قمیص یا چادر کی لنگی باندھی تو حانث نہوگا اور اسی طرح اگر انمین سے کسی چیز کا عمامہ باندھا تو بھی حانث نہوگا اور اگر قسم کھائی کہ یہ قمیص یا یہ سراویل یا یہ چادر نہ پہنونگا تو چاہے جس طور سے پہنے حانث ہوگا اگرچہ چادر کی لنگی باندھی یا قمیص کو چادر بنایا یا غسل کرنے مین قمیص کو سر سے باندھا[مثلاً ۱۲] اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ یہ عمامہ نہ پہنونگا پھر اسکو اپنے کندھے پر ڈالا تو بھی حانث ہوگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ دو قمیص نہ پہنونگا پھر ایک قمیص پہن کر اتار ڈالی پھر دوسری پہنی تو حانث نہوگا یہان تک کہ وہ دونون کو ساتھ ہی پہنے۔ اور اگر کہا کہ واللہ ان دونون قمیصون کو نہ پہنونگا پھر ایک کو پہنکر اتار کر دوسری پہنی تو حانث ہوگا اسواسطے کہ اس صورت مین قسم اسکے عین پر واقع ہوئی پس اسمین اعتبار اسم کا کیا گیا نہ موافق عادت کے پہننے کا یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلانے کو نہ پہناؤنگا پھر اسکو کوئی کپڑا عاریت دیا یا اُسکی موت کے بعد اسکو کفن دیا تو حانث نہوگا الا اسصورت مین کہ پہنانے سے اُسنے ستر پوشی کی نیت کی ہو نہ مالک کر دینے کی۔ قسم کھائی کہ یہ کپڑا نہ پہنونگا یہان تک کہ مجکو فلان اجازت دے پھر فلان مر گیا تو قسم ساقط ہوگئی۔ اور اگر کہا کہ الا آنکہ فلان مجکو اجازت دے پھر فلان نے اسکو ایک مرتبہ اجازت دیدی تو یہ قسم منتہی ہوگئی یہ سراجیہ مین ہی۔ ایک نے قسم کھائی کہ اپنی جورو کے غزل سے نہ پہنونگا پھر ایسی قبا پہنی جسکا ابرہ اسکی جورو کے غزل کا ہی اور استر دوسری عورت کے کاتے سوت کا ہی تو حانث ہوا یہ فتاوی قاضی خان مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان کو کپڑا نہ پہناؤنگا پھر فلان کو درم دئے اور اُسنے کپڑا خرید کر پہن لیا تو حانث نہوگا اور اگر اسکو پہننے کا کپڑا بھیجا تو حانث ہوگا اور اگر یہ نیت کی ہو کہ اپنے ہاتھ سے نہ دونگا تو حانث نہوگا یہ مبسوط مین ہی۔ امام ابو یوسف رحمہ سے مروی ہی کہ ایک نے قسم کھائی کہ سیاہ نہ پہنونگا تو یہ قسم خالص کپڑون

۴۵ پہنونگا قمیص یعنی ... سراویل ... باندھ لینا ... گریبان سے ... اگر گریبان ... اگر ... قمیص ... اُسکے اتار دی تو حانث نہوگا ۱۲ منہ

ثیاب پر واقع ہوگی اور اگر اُسنے سیاہ ٹوپی یا موزے یا جوتے پہنے یا پوستین سیاہ پہنی تو حانث نہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی
اور اگر کہا کہ سیاہ سے کچھ نہ پہنونگا تو ٹوپی سیاہ و موزے سیاہ و سیاہ پوستین وغیرہ سے حانث ہوگا یہ خزانۃ المفتین
مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ حریر نہ پہنونگا پھر مصمت پہنا تو تانے کا اعتبار ہی نہ تانے کا۔ اور اگر قسم کھائی کہ روئی نہ پہنونگا
تو روئی کا کپڑا پہنے سے حانث ہوگا اور اگر قبا پہنی جسکا بانا سوت روئی کا نہین ہی اور اندر روئی بھری ہی تو حانث
ہوگا الا آنکہ اسکی نیت ہو کذا فی الایضاح قال المترجم ہمارے نزدیک مین روئی پر واقع ہونا اور روئی کی بھری
ہوئی قبا پہنے سے حانث ہونا اظہر ہی واللہ اعلم اور اگر قسم کھائی کہ ابریشم نہ پہنونگا پھر ایسا کپڑا پہنا کہ اسکا بانا خز ہی
اور تانا ابریشم ہی تو حانث نہوگا اور اگر قسم کھائی کہ کتان کا کپڑا نہ پہنونگا پھر کتان و روئی کا ملا ہوا کپڑا پہنا تو حانث
نہوگا خواہ کتان کا تانا ہو یا بانا ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ ابریشم کا کپڑا نہ پہنونگا پھر روئی اور ابریشم کا بنا پس اگر
ابریشم پود ہو یعنے بانا تو حانث ہوگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ خز نہ پہنونگا پھر خالص خز کا کپڑا پہنا یا ایسا
کپڑا کہ اسکا تار ابریشم یا روئی کا تھا اور پود خز کا تھا تو حانث ہوگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ خز کا کپڑا جسکا سوت فلانہ
عورت کا کاتا ہو نہ پہنونگا پھر ایسا کپڑا پہنا جسکا تانا ابریشم کا اور پود خز کا فلانہ مذکورہ کا کاتا ہوا تھا تو حانث ہوگا اور
اگر قسم کھائی کہ طیلسان صوف نہ پہنونگا پھر ایسی طیلسان اوڑھی جسکا لحمہ یعنے بانا صوف کا اور تانا ابریشم یا روئی کا
تھا تو اپنی قسم مین حانث نہوگا او طیلسان مشابہ اور کپڑون کے نہین ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ منتقی
مین بروایت ہشام کے امام محمد رح سے مروی ہی کہ اگر قسم کھائی کہ اس کپڑے کی دو قمیص قطع کراؤنگا پھر اسکی ایک ہی
قمیص قطع کرائی اور سلائی پھر اُدھیڑ کر دوبارہ سلائی تو فرمایا کہ حانث ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ دو قمیص سلاؤنگا تو
اسصورت مین حانث نہوگا اور اگر قسم کھائی کہ اس سے دو قمیصین قطع کراؤنگا پھر ایک ہی قطع کرا کر سلائی پھر اُدھیڑ کر
اُسکی دوسری تراش کی قمیص قطع کرائی تو فرمایا کہ حانث نہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر ایک قمیص پر قسم کھائی
کہ اس سے قباء و سراویل قطع کراؤنگا پھر اس سے قباء قطع کرائی اور اسکو بنایا یا نہ پہنا پھر اُس قبا کی سراویل قطع کرائی
تو وہ اپنی قسم مین اُسی وقت حانث ہوگیا جب اُسنے فقط قمیص ہی قطع کرائی تھی اور زیادات مین لکھا ہی کہ قسم کھائی
کہ میرا غلام آزاد ہی اگر مین نے اس کپڑے کی قبا و سراویل نہ بنائی اور اُسکی کچھ نیت نہین ہی پھر اس سب کی فقط
قبا ہی بنا کر سلائی پھر قبا کو نقض کر کے اُسکی سراویل سلوائی تو حانث نہوگا الا آنکہ اسکی مراد یہ ہو کہ یہ جیسا موجود ہی
اسمین سے بعض کی قبا بعض کی سراویل بناؤنگا تو حانث ہوگا یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس قمیص کو
نہ پہنونگا پھر اسکو اُدھیڑ کر دوبارہ قمیص سلوا کر پہنی تو قدوری نے ذکر کیا کہ حانث ہوگا اور ایسا ہی نوادر مین
مذکور ہی اور یہی قباء وجبہ کا حکم ہی اسواسطے کہ سلائی اُدھیڑ دینے سے قبا وجبہ کا نام نہین مٹتا ہی بلکہ کہا جاتا ہی کہ
اُدھیڑی ہوئی قمیص ہی۔ اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ اس کشتی مین سوار نہونگا پھر وہ توڑ دیگئی اور تختے الگ
کردیے گیے پھر ان تختون سے کشتی بنائی گئی اور اسمین وہ سوار ہوا تو نوادر مین مذکور ہی کہ وہ حانث ہوگا اور جامع
مین مذکور ہی کہ حانث نہوگا اسواسطے کہ وہ بعینہ وہی قبا و قمیص و کشتی نہو جائیگی الا نئی ساخت سے۔ اور اگر قسم
کھائی کہ یہ جبہ نہ پہنونگا اور اسمین حشو بھرا ہوا ہی پھر اُسنے یہ حشو نکلوا کر اسمین دوسرا حشو بھروایا اور اسکو پہنا تو حانث
ہوگا اور اسی طرح اگر جبہ استر دار ہی پس اُسنے استر نکلوا ڈالا اور دوسرا استر لگایا پھر پہنا تو حانث ہوگا اسواسطے

کہ حشو واستر دور کرنے اور بدلنے سے جبہ کا نام نہ مٹیگا- اور اگر قسم کھائی کہ اس بچھونے پر نہ سوؤنگا پھر اسمین جو بھرا تھا
وہ نکال ڈالا اور پھر اسپر سویا تو مشائخ نے فرمایا کہ وہ حانث نہوگا اسواسطے کہ جس فراش پر سویا جاتا ہی وہ بدون
حشو کے نہین ہوتا ہی قال المترجم ہذا فی عرفہم واما فی عرفنا یکون حانثاً اور اگر اُسکا بھراؤ نکال کر خواہ صوف ہو یا روئی
وغیرہ اس بھراؤ پر سویا تو حانث نہوگا اسواسطے کہ خالی بھراؤ کو فراش نہین کہتے ہین یہ فتاوے قاضی خان مین ہی
ایک عورت نے قسم کھائی کہ یہ مقنعہ نہ پہنونگی پھر اس سے غازیون کا نشان بنایا گیا پھر نشان سے الگ کر کے
اسی عورت کو واپس دیا گیا پھر اُسنے اُس سے مقنعہ بنایا تو وہ حانث ہوگی یہ خزانۃ المفتین مین ہی جامع مین مذکور
ہی کہ اگر عورت نے قسم کھائی کہ یہ ملحفہ نہ پہنونگی پھر اسکے دونون جانب سی دیئے گئے اور درع کر دیگئی اور اُسکے گریبان
اور آستینین کر دی گئین پھر اُسکو عورت نے پہنا تو حانث نہوگی اور اگر اسکی دونون جانب جو ملا کر سی گئی تھی سیون
توڑ دی گئی اور ہر دو آستینین اور گریبان اس سے نکال ڈالا گیا پھر اُسنے اُسکو پہنا تو حانث ہوگی اسواسطے کہ اسم ملحفہ
کسی دوسرے سبب جدید سے نہین بلکہ اول ہی سے قائم بعین تھا پھر عود کر آیا اور یہ بخلاف اسکے ہی کہ ملحفہ قطع
کر کے اسکی قمیص سلائی گئی پھر سلائی اور ترکیب وغیرہ توڑ دی گئی اور ٹکڑے اسطرح جوڑ دئے گئے کہ پھر وہ ملحفہ
ہوگئی اور اسکو عورت نے پہنا تو حانث نہوگی- قدوری مین ہی کہ اگر معین ایک شقہ خز پر قسم کھائی کہ اسکو نہ پہنونگا
پھر وہ نوپیٹ دی گئی اور کاتی گئی اور دوسرا شقہ کر دی گئی پھر اسکو پہنا تو حانث نہوگا- اور اگر قسم کھائی کہ اس بساط
پر نہ بیٹھونگا پھر اُسکی دونون جانب ملا کر سلائی گئی اور خرج بنائے گئے پھر اسپر بیٹھا تو حانث نہوگا پھر اگر سیون توڑ کر بساط کر دیا گیا
تو اسپر بیٹھنے سے حانث ہوگا اور اگر بیچ سے قطع کر کے دو خرج کر دیے گئے پھر انکی سیون توڑ کر جہان قطع کیا
سیا گیا اور بساط کر دیا گیا اور اسپر بیٹھا تو حانث نہوگا اگرچہ اسم بساط اسپر بولا جاتا ہی اور اس نام نے عود کیا ہی-
اور ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ یہ حکم اسوقت ہی کہ ہر دو خرج ایسے ہون کہ اگر دونون الگ کر دیے جاوین تو
ہر ایک کو تنہا بساط کہہ سکتے ہون اور اگر ہر ایک ایسا نہین ہے کہ بساط کہا جا سکتا ہو تو جب دونون کو آدھے ملا کر ایک کو
دوسرے مین سی دیا اور اسپر بیٹھا تو حانث ہوگا یہ محیط مین ہی- اور اگر قسم کھائی کہ زمین پر نہ بیٹھونگا تو جب ہی حانث
ہوگا کہ خالی زمین پر بیٹھے کہ اسکے اور زمین کے درمیان سوائے اسکے کپڑون کے کچھ نہو اور اگر اسکے اور
زمین کے درمیان چٹائی یا بوریا یا کرسی یا فرش وغیرہ ہوگا تو حانث نہوگا اور اگر قسم کھائی کہ اس چٹائی یا اس بچھونے
یا اس فرش پر نہ بیٹھونگا پھر اسکے اوپر اسکے مثل دوسرا بچھایا گیا اور اسپر بیٹھا تو حانث نہوگا یہ بدائع مین ہی- اور
اگر قسم کھائی کہ اس بچھونے پر نہ سوؤنگا پھر اُسکے اوپر اسکے مثل دوسرا بچھایا گیا اور اسپر سویا تو حانث ہوگا یہ
بحر الرائق مین ہی- اور اگر قسم کھائی کہ اس بچھونے پر نہ سوؤنگا پھر اسپر چادر یا پلنگ پوش بچھا دیا گیا تو سونے
سے حانث ہوگا اور یہ بالاجماع ہی- اور اگر قسم کھائی کہ اس تخت پر یا اس دکان پر نہ بیٹھونگا یا اس چھت پر نہ سوؤنگا پھر
اسکے اوپر ایک مصلی یا بچھونا یا فرش بچھا دیا گیا پھر اسپر بیٹھا تو حانث ہوگا اور اگر تخت پر دوسرا تخت بچھا دیا گیا یا دوکان
پر دوسری دوکان یا چھت پر دوسری چھت بنا دی گئی اور اسپر بیٹھا یا سویا تو حانث نہوگا یہ بدائع مین ہی- اور اگر
کسی نے قسم کھائی کہ زیور نہ پہنونگا پھر سونے کی انگوٹھی پہنی تو حانث ہوگا اور اگر موتی کی لڑی غیر مرصع پہنی
تو صاحبین کے نزدیک حانث ہوگا اور امام اعظم رح- کے نزدیک حانث نہوگا اور اگر وہ مرصع ہو تو بالاتفاق

حانث ہوگا اور زبرجد و زمرد کی لڑی غیر مرصع مین بھی ایسا ہی اختلاف ہی اور صاحبین کا قول ہمارے عرف و دیار سے اقرب ہی پس صاحبین ہی کے قول پر فتوے دیا جائیگا اسواسطے کہ بدون مرصع کرنے کے ان سے زیور پہننا ہمارے دیار مین عادت ہی اور اگر خلخال یا دملوج یا کنگن پہنے تو حانث ہوگا خواہ سونے کے ہون یا چاندی کے یہ کافی مین ہی - اور اگر عورت نے قسم کھائی کہ زیور نہ پہنونگی پھر چاندی کی انگوٹھی پہنی تو حانث نہوگی اور یہ ظاہر الروایہ ہی اور مشائخ نے فرمایا کہ یہ حکم جب ہی کہ یہ انگوٹھی مردون کی انگوٹھیون کی ساخت پر بنی ہوئی ہو اور اگر عورتون کی انگوٹھیون کی ساخت پر ہو کہ اسکا نگینہ ہو تو حانث ہوگی اور یہی اصح ہی یہ محیط مین ہی - اور بادشاہون کا تاج زیور نہین ہی اور عورتون کا تاج زیور ہی اور کنگن اور کنٹھا زیور ہی یہ تمرتاشی مین ہی عورت نے قسم کھائی کہ کعب نہ پہنونگی پھر اسنے لالک پہنا تو کہا گیا ہی کہ اگر لالک کو عرف و عادت مین کعب بولتے ہین تو حانث ہونا اسکے ذمہ لازم ہوگا ورنہ نہین یہ محیط مین ہی - ایک نے قسم کھائی کہ زیور نہ پہنونگا پھر اسنے تلوار محلی یا مفضض پٹکا باندھا تو حانث نہوگا اور یہ قسم عورتون کے زیور پر ہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ درع نہ پہنونگا اور اسکی کچھ نیت نہین ہی پھر اسنے لوہے کی درع[12] یا عورت کی درع[12] پہنی تو حانث ہوگا اور اگر اسنے ان دونون مین سے ایک کی نیت کی ہو تو دوسری سے حانث نہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ ہتھیار نہ پہنونگا پھر تلوار لٹکائی یا بازو پر کمان یا ڈھال لٹکائی تو حانث نہوگا اور مشائخ نے فرمایا کہ اگر فارسی مین قسم کھائی کہ سلاح نہ پوشم تو ان چیزون سے حانث ہوگا اور اگر لوہے کی زرہ پہنی تو حانث ہوگا یہ محیط مین ہی - لباس مین اصل یہ ہی کہ ثوب کا لفظ ازار سے کم کو شامل نہین ہی و سلاح کا لفظ زرہ و تلوار و کمان کو شامل ہی نہ چھری اور سلے بنے ہوئے لوہے کو یہ عتابیہ مین ہی واللہ تعالے اعلم مترجم کہتا ہی کہ اس فصل مین اس زبان اردو کی رعایت سے بہت بڑا اختلاف ہوگا یہ سب عربی زبان کے موافق قسم کھانے مین حکم ہی جو اوپر مذکور ہوا ہی ہان اکثر مقام پر ہماری زبان کے بھی موافق ہوگا اور اسکا اصل حکم اس ضعیف کے جزو مفرد در باب قسم سے واضح ہوگا انشاء اللہ تعالے وہو حسبی و نعم الوکیل ومنہ الاستعانۃ والتوفیق -

گیارھوان باب - ضرب و قتل وغیرہ کی قسم کے بیان مین

قال المترجم ضرب جان سے مار ڈالنے سے کم جسکو مارنا کہتے ہین اور قتل مار ڈالنا فاحفظہ - اگر قسم کھائی کہ فلان مرد کو نہ مارونگا پھر اسکے مرجانے کے بعد اسکو مارا تو حانث نہوگا یہ شرح طحاوی مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ اپنے غلام کو نہ مارونگا پھر دوسرے کو حکم کیا کہ اسنے اس غلام کو مارا تو حانث ہوگا اور اگر حالف نے کہا کہ میری یہ نیت تھی کہ خود اپنے ہاتھ سے ایسا نہ کرونگا تو قضاً اسکے قول کی تصدیق کیجائیگی اور حانث نہوگا اور اگر کسی آزاد کے نہ مارنے پر قسم کھائی پھر ایک شخص دیگر کو حکم کیا جسنے اسکو مارا تو حانث نہوگا الا آنکہ قسم کھانے والا سلطان یا قاضی ہو یعنے جو خود اپنے ہاتھ سے نہین مار اکرتا ہی یہ ظہیریہ مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ اپنے فرزند کو نہ مارونگا پھر دوسرے کو حکم کیا جسنے اسکو مارا تو باپ حانث نہوگا[12] یہ محیط مین ہی - اور اگر زید نے قسم کھائی کہ اپنے غلام کو کوڑے مارونگا اور اسکی کچھ نیت نہین ہی پھر اسکو سو کوڑے ہلکے ہلکے مارے تو قسم مین سچا ہوگیا اور مشائخ نے فرمایا کہ یہ حکم اسوقت ہی کہ اسکو ایسی مار سے مارا ہو کہ اس سے کچھ الم اسکو ہوا ہو اور اگر ایسی مار ماری کہ اسکو کچھ الم نہ ہوا تو سچا نہوگا اور اگر

دوشاخہ کوڑے سے پچاس کوڑے اسکو مارے اور ہر بار کی مار مین دونون شاخین اُسکے بدن پر پڑتی تھین تو قسم مین سچا ہوگیا اور اگر ان سب کوڑون کو یکجا جمع کر کے سب سے ایک چوٹ یا چوٹین انکے عرض سے مار دین تو قسم مین سچا نہو جائیگا اور اگر انکے سرون سے مارا ہو تو دیکھا جائیگا کہ اگر اُسنے مارنے سے پہلے انکے سرے برابر کر دیئے ہون کہ چوٹ مارنے سے ہر ایک کوڑے کا سرا اسکے بدن پر پہونچتا ہو تو وہ اپنی قسم مین سچا ہو جائیگا اور اگر بعض کوڑا دوسرے کے درمیان گھس گیا ہو تو اُسی قدر مین سچا ہوگا جتنے اُسکے بدن پر پہونچے اور جتنے ایک دوسرے کے اندر گھس رہے ہین انکی بابت سچا نہوگا اور عامہ مشائخ اسی پر ہین اور اسی پر فتوے ہی یہ ذخیرہ مین ہی۔ ایک نے اللہ تعالیٰ کی قسم کھائی کہ اپنی دختر صغیرہ کو بیس سوٹا مارونگا تو یہ کرے کہ اس صغیرہ کو بیس قمچیان مار دے یہ ظہیریہ مین ہی۔ ایک نے کہا کہ واللہ اگر مین نے فلان کو پکڑا تو اُسکو سو کوڑے مارونگا پھر اسکو پکڑا اور ایک کوڑا یا دو کوڑے مارے تو فرمایا کہ فی الحال حانث نہوگا یہ قسم ہمیشہ کیواسطے ہی کہ اگر تا آخر موت سب سو مارے تو حانث ہوگا یہ ذخیرہ مین ہی۔ ایک نے قسم کھائی کہ اپنی جورو کو نہ مارونگا پھر اسکے چٹکی کاٹی یا دانت سے کاٹا یا گلا گھونٹ دیا یا بال پکڑ کر کھینچے کہ جس سے کہ اُسکو اذیت ہوئی تو اپنی قسم مین حانث ہوگا اور مشائخ نے فرمایا کہ یہ اسوقت ہی کہ ایسی حرکتین اُسنے ملاعبت مین نہ کی ہون اور اگر ملاعبت مین ایسا کیا تو حانث نہوگا اور یہی صحیح ہی اور اسی طرح اگر اُسکے سر مین اپنے سر سے ٹکر ماری کہ اُسکے خون نکل آیا مگر ملاعبت مین ایسا کیا تو حانث نہوگا اور بعض نے فرمایا کہ یہ اسوقت ہی کہ قسم عربی زبان مین ہوا ور اگر فارسی مین ہو تو ان سب صورتون مین حانث نہوگا اور صحیح یہ ہی کہ اگر بطور غضب کے ایسا کیا تو حانث ہوگا اور اگر اسکے بال اُکھاڑ لیے تو اسمین اختلاف ہی اور صحیح یہ ہی کہ اگر غصہ مین ایسا کیا تو حانث ہوگا اور اگر اُسکو دفع کیا یعنے دھکا دیا بایں طور کہ اُسکے تن کو کچھ تکلیف نہ پہونچی تو حانث نہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ اور اگر عربی نے فارسی مین قسم کھائی کہ اپنی عورت کو نہ مارونگا تو اُس سے پوچھا جائیگا کہ تو نے اس سے کیا مراد لی ہی پس اگر اُسنے ضرب مراد لی ہو گویا ضرب کی جگہ زدن کہدیا ہی تو ایسا ہی ہی جیسے عربی مین قسم کھانے کا حکم ہی اور اگر وہ مراد لی جو فارسی مراد لیتا ہی تو ایسا ہی جیسے فارسی مین قسم کھانے کا حکم ہی اور اگر معلوم نہ ہوا تو اسوقت جس زبان مین قسم کھائی ہی اُسکے موافق حکم دیا جائیگا اور اسی طرح اگر فارسی نے عربی مین قسم کھائی تو بھی اسی تفصیل سے حکم ہی یہ ذخیرہ مین ہی قال المترجم اردو زبان کا حکم موافق فارسی کے ہی نہ عربی کے واللہ تعالیٰ اعلم۔ اور اگر عورت سے کہا کہ اگر مین نے تجھے مارا تو تو طالقہ ہی پھر اس عورت کی باندی کو مارا جسمین اُسکے چوٹ لگ گئی تو مجموع النوازل مین مذکور ہی کہ وہ حانث ہوگیا اور ایسا ہی شیخ ظہیر الدین مرغینانی فتوے دیا کرتے تھے اور بعض نے فرمایا کہ وہ حانث نہوگا اور ایسا ہی بقالی نے اپنے فتاوے مین ذکر کیا ہی اور یہی اظہر واشبہ ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ اپنی جورو کو نہ مارونگا پھر اُسنے اپنا کپڑا جھاڑا کہ وہ عورت کی آنکھ مین لگا جس سے اسکے درد ہوا تو فتاوے ابو اللیث مین مذکور ہی کہ وہ حانث نہوگا یہ محیط مین ہی۔ ایک نے اپنی عورت سے کہا کہ ان لم اضربک حتے اترکک لا حیۃ ولا میتۃ فعبدی حر یعنے عورت سے کہا کہ اگر مین نے تجھے یہانتک نہ مارون کہ تجھے ڈال دون نہ زندہ نہ مردہ تو میرا غلام آزاد ہی تو امام ابو یوسف رح سے مروی ہی کہ یہ قسم اُس پر ہوگی کہ اسکو سخت دردناک مار نہ مارے پس اگر ایسا کیا تو اپنی قسم مین سچا رہا۔ ایک نے قسم کھائی کہ اپنے غلام کو

کوڑون سے یہان تک مارونگا کہ مرجاوے یا قتل ہوجاوے تو یہ مارنے کا مبالغہ ہی یعنی بہت مارونگا یہ فتاوے
قاضی خان مین ہی - اور اگر قسم کہائی کہ یہانتک اسکو مارونگا کہ بیہوش ہوجاوے یا موت مارے یا رووے
یا دُہائی دے تو جبتک یہ امور حقیقۃً نہ پائے جاوین تب تک قسم مین سچا نہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر قسم
کہائی کہ اسکو تلوار سے یہان تک مارونگا کہ مرجاوے تو جبتک مر نہ جاوے تب تک قسم مین سچا نہوگا یہ خلاصہ
مین ہی - قال المترجم پس قسم مین جہوٹا ہوجاوے ورنہ سخت گنہگار رہوگا الا آنکہ جہاد مین کفار کو اسطرح مارنے
کی قسم کہائی ہو فافہم - اور اگر قسم کہائی کہ واللہ مین ضرور تجہے تلوار سے مارونگا اور اسکی کچھ نیت نہین ہی پہر اسکو
تلوار کے عرض سے مارا تو اپنی قسم مین سچا ہوگیا اور اگر اسکی نیت دہار سے مارنے کی ہو تو دہار سے مارنے پر قسم
ہوگی اور اگر اسکو نیام سے مارا تو اپنی قسم مین سچا نہوا اور اگر نیام تلوار اسکی دہار سے کٹ گیا ہو کہ دہار نکل آئی
اور اسکو جسکے مارنے کی قسم کہائی ہی زخمی کیا تو اپنی قسم مین سچا ہوگیا اور اگر قسم کہائی کہ فلان کو تیر سے نہ مارونگا
پہر اسکو تیر کے بینٹ سے مارا تو حانث نہوگا یہ ذخیرہ مین ہی - اور اگر قسم کہائی کہ مین تجہے کوڑے یا تلوار سے
نہ مارونگا پہر اسکو کوڑے یا تلوار سے مارا پہر دعوی کیا کہ مین نے اس کوڑے و تلوار کے سوائے دوسرے کوڑے
کی نیت کی تہی تو قضاءً اُسکے قول کی تصدیق ہوگی اسواسطے کہ اُسنے وہ معنی مراد لیے ہین جو اسکے کلام سے
نکلتے ہین اور حقیقت حال اسکی اللہ عز وجل کے درمیان ہی کہ وہی عالم الغیب ہی یہ محیط سرخسی مین ہی - منتقی مین
امام محمد رہ سے روایت ہی کہ اگر اپنے غلام سے کہا کہ اگر مین نے تجہے سَو کوڑے نہ مارے تو تو آزاد ہی پہر
قبل اسکے کہ اسقدر کوڑے اسکو مارے غلام مرگیا تو آزاد مرا اور نیز امام محمد رہ سے مروی ہی کہ البتہ فلان کو آج
پچاس مارونگا اور اسکی نیت مین ایک معین کوڑا ہی پہر اس کوڑے کے سوائے دوسرے کوڑے سے پچاس
اسکو مار دیے اور وقت گذر گیا تو فرمایا کہ جس کوڑے سے مارے اپنی قسم سے نکلگیا اور اسکی نیت باطل ہی یہ محیط
مین ہی - اور اگر کوڑے سے مارنے کی قسم کہائی پہر اسکو کپڑے مین لپیٹا [یعنے درنا ١٢] اس سے مارا تو قسم مین سچا نہوگا -
قسم کہائی کہ اِس چُہری کے پہل سے یا اس نیزہ کے پہل سے اُسکو نہ مارونگا پہر یہ پہل نکال کر دوسرا پہل
اُسپر چڑہایا اور اُس سے مارا تو حانث نہوگا - اور اگر قسم کہائی کہ فلان کے بال نہ چہوؤنگا پہر اُسنے سر مُنڈایا
اور دوسرے بال نکلے اور انکو چہوا تو حانث ہوگا اور اگر قسم کہائی کہ اسکے دانت نہ چہوؤنگا پہر دوسرے
دانت جمے جنکو اُسنے چہوا تو حانث ہوا یہ وجیز کردری مین ہی - اور اگر کہا کہ اِن ضربتک الابد او الدہر پہر
ایک ساعت ایسا لیا تو حانث ہوا - اور اگر کہا کہ ان لم اضرب شہرا یعنی حر یعنے اگر مین نے تجہے ایک مہینہ
نہ مارا تو میرا غلام آزاد ہی تو جب حانث ہوگا کہ قسم کے وقت سے برابر ایک مہینہ گذرنے تک کبہی اسکو نہ مارے
اور اگر اتنی مدت مین کسی ساعت اسکو مارا تو حانث نہوا یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہی - اور اگر اپنی جورو
سے کہا کہ اگر مین نے تجہے آج نہ مارا تو تو طالقہ ہی اور چاہا کہ اسکو مارے پس عورت نے کہا کہ اگر تیرا عضو میرے
عضو سے چہوا تو میرا غلام آزاد ہی پس مرد نے اسکو ایک لکڑی سے مارا بدون اسکے کہ اپنا ہاتھ عورت کے
بدن پر پہونچا دے تو دونون مین کوئی حانث نہوا اور اگر عورت نے یون کہا کہ اگر تو نے مجہے مارا تو میرا
غلام آزاد ہی تو اسکا حیلہ یہ ہی کہ عورت مذکورہ اپنا غلام کسی کے ہاتھ جسپر اسکو اعتماد ہو فروخت کر دے پہر شوہر

اسکو اسی روز مارے ہلکی مار پس شوہر حانث نہوگا اور عورت کی قسم منحل ہوجائیگی مگر بدون اجزار کے پھر جسکے ہاتھ
غلام بیچا ہی اُس سے مول لیوے یہ ظہیریہ مین ہی اور اگر کہا کہ اگر نہ مارا مین نے آج کے روز تیرے فرزند کو
زمین پر حتے کہ دو ٹکڑے ہوجاوے تو ایسا پھر اسکو بمبالغہ مار ماری تو اصح یہ ہی کہ وہ حانث نہوگا یہ ینابیع مین
ہی - ایک نے دوسرے سے کہا کہ اگر مین مرگیا پس نہ مارا مین نے تجھے تو میرا ہر مملوک آزاد ہی پھر مرگیا اور
اسکو نہ مارا تو غلام و مملوک آزاد نہونگے اور اگر کہا کہ اگر مین نے تجھے نہ مارا تو ایسا پھر مارنے سے پہلے مرگیا تو
آخر جزو اجزاے حیات مین حانث ہوا اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ اگر مین نے تجھے نہ مارا حتے کہ مین مرجاؤن
یا مدمیان اپنے اور درمیان اُسکے کہ مین مرون تو تو آزاد ہی پھر اسکو نہ مارا حتے کہ مرگیا تو غلام آزاد نہوگا -
ایک نے چاہا کہ اپنے فرزند کو مارے پس قسم کھائی کہ مجکو اُسکے مارنے سے کوئی مانع نہو پھر اسکو ایک دو چھڑیان
مارین حتے کہ کسی نے اسکو منع کیا حالانکہ وہ اس سے زیادہ مارنا چاہتا تھا تو مشایخ نے فرمایا کہ وہ حانث ہوا
اسواسطے کہ اسکی مراد یہ ہی کہ دل بھر کے اسکو مارنے تک کوئی مانع نہو پس جب بیچ مین کسی نے منع کیا تو حانث
ہوگیا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - اور حاصل یہ ہی کہ حتے واسطے انتہاے غایۃ کے ہوتا ہی پس جہان تک
ممکن ہو اسی معنی پر محمول ہوگا باین طور کہ جو اُسکے ماقبل ہی وہ قابل امتداد ہو اور اُسکا مدخول مقصود اور
موثر در انتہاء محلوف علیہ ہو اور اگر یہ متعذر ہو تو حتے محمول بلام سبب ہوگا بشرطیکہ ممکن ہو باین طور کہ انعقاد
قسم ایسے دو فعلون پر ہو کہ اینین سے ایک اسکی طرف سے اور دوسرا دوسرے کی طرف سے ہو تاکہ ایک فعل
صالح جزاے دیگر ہو اور اگر یہ بھی متعذر ہو تو عطف پر حمل کیا جائیگا - اور غایت کے حکم مین سے یہ ہی کہ قسم مین
سچا ہونے کے واسطے اس غایت کا وجود شرط ہی پس اگر قبل غایت کے فعل سے باز رہا تو حانث ہوا - اور
لام سبب کے حکم سے یہ ہی کہ جو صالح سبب ہو اسکا وجود شرط ہی نہ وجود مسبب - اور حکم عطف سے یہ ہی
کہ سچے ہونے کے واسطے معطوف و معطوف علیہ دونون کا وجود شرط ہی یہ محیط مین ہی قال المترجم یہ مخصوص
بزبان عربی ہی ولم اجد لی سلکا الی التوفیق الا السنۃ فی ذلک الا ان یوفقنی اللہ عز وجل فانہ نعم خیر موفق ومعین
ایک نے دوسرے سے کہا کہ اگر مین نے فلان کو خبر نہ دی اسکی جو تو نے کیا ہی حتے کہ تجکو مارے تو میرا غلام
آزاد ہی پھر اسکو خبر دی مگر اُسنے نہ مارا تو یہ اپنی قسم مین سچا ہوگیا اور اسی طرح اگر کہا کہ اگر مین تیرے پاس
نہ آیا حتے کہ تو طعام چاشت مجھے کھلاوے یا کہا کہ اگر مین نے تجھے نہ مارا حتے کہ تو مجھے مارے تو میرا غلام آزاد
ہی پھر اُسکے پاس آیا مگر اُسنے طعام چاشت نہ کھلایا یا اسکو مارا مگر اُسنے اسکو نہ مارا تو یہ حانث نہوا بلکہ قسم مین سچا
رہا اور اگر کہا کہ اگر مین نے اُسکے ساتھ ساتھ ملازمت نہ کی یہانتک کہ وہ میرا قرضہ ادا کردے یا اگر مین نے
اسکو نہ مارا حتے کہ رات داخل ہوجاوے یا حتے کہ صبح ہوجاوے یا حتے کہ زید دوگانہ ادا کرلے یا حتے کہ مجھے
منع کرے یا حتے کہ میرا ہاتھ تھک جاوے تو ایسا تو ایسی قسم مین سچے ہونے کی شرط یہ ہی کہ ملازمت و مارنا
اسوقت تک پایا جاوے کہ جب غایۃ کا وجود متحقق ہو اور اگر غایۃ پائی جانے سے پہلے وہ اس فعل سے باز
رہا مثلاً اداے قرضہ سے پہلے اُسنے ملازمت یعنی ساتھ ساتھ رہنا چھوڑ دیا یا امور مذکورہ کے پائے جانے
سے پہلے مارنا چھوڑ دیا تو حانث ہوگا اسواسطے کہ حتے اس مقام پر غایۃ کے واسطے ہی کیونکہ ملازمت

امر ممتد ہی اور اسی طرح مار بطریق تکرار کے ممتد ہوتی ہی اور اگر اُسنے جزا کی نیت کی ہو تو دیانۃً اسکے قول کی تصدیق ہوگی
مگر قضاءً تصدیق نہوگی اسواسطے کہ اُسنے مجازی معنے مراد لیے ہین اور اگر دونون فعل ایک ہی شخص کی طرف سے
ہون باین طور کہ کہا کہ اگر مین نہ آیا آج تیرے پاس حتے کہ طعام چاشت تیرے پاس کھاؤن یا حتے کہ تجھے مارون
یا کہا کہ اگر تو آج میرے پاس نہ آیا حتے کہ تو میرے پاس طعام چاشت کھاوے تو میرا غلام آزاد ہو تو قسم مین سچے
ہونے کے واسطے دونون فعلون کا پایا جانا شرط ہی یعنے حتی عاطفہ ہوگا حتے کہ اگر اُسکے پاس آیا اور طعام چاشت
نہ کھایا پھر اسکے بعد بلاتراخی طعام چاشت کھایا تو وہ اپنی قسم مین سچا ہوگیا اور اگر بالکل طعام چاشت نہ کھایا تو وہ
حانث ہوا اسواسطے کہ کسی غایت پر حمل کرنا متعذر ہی یہ کافی مین ہی - اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ ہر بار کہ مین نے
تجھے مارا نو تو طالقہ ہی پھر اسکو تھیلی سے مارا کہ عورت پر اُسکی انگلیان متفرق واقع ہوئی ہین تو وہ عورت ایک ہی بار
طالقہ ہوگی اور اگر اُسکے دونون ہاتھون سے مارا تو دو بار طالقہ ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر کسی نے اپنے
غلام سے کہا کہ اگر مین تجھ سے ملاقی ہوا پس مین نے تجھے نہ مارا تو میری جورو طالقہ ہی پھر غلام کو ایک میل سے
دیکھا یا چھت پر دیکھا کہ اُس تک پہونچ نہین سکتا ہی تو حانث نہوگا یہ فتاوے کبرے مین ہی - اگر مین نے فلان کو
دیکھا تو قسم ہی کہ اسکو مارونگا تو دیکھنا نزدیک و دور دونون پر ہی اور مارنا جسوقت چاہے الا آنکہ اُسنے یہ مراد
لی ہو کہ بفور دیکھنے کے مارونگا یہ محیط مین ہی - اور اگر کہا کہ اگر مین نے تجھے دیکھا پس مین نے تجھے نہ مارا تو
میرا غلام آزاد ہی پھر اسکو دیکھا مگر ایسی حالت مین ہی کہ بیماری کی وجہ سے اُٹھنے کی طاقت و مارنے کی قوت
نہین رکھتا ہی تو حانث ہوا یہ ظہیریہ مین ہی - اور اگر زید کی جورو نے ایک باندی کی بابت اُس سے جھگڑا کیا یعنی
تو اُس سے وطی کرتا ہی پس زید نے قسم کھائی کہ اگر مین نے اپنا ہاتھ اُسکے سر پر رکھا تو میرا غلام آزاد ہی پھر غصہ
کی حالت مین اُسکے سر پر چپت ماری تو حانث نہوگا یہ عتابیہ مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ اپنے غلام کو بحق و باطل پر مارونگا
اور اُسکی کچھ نیت نہین ہی تو اُسکے معنے یہ ہین کہ جب وہ اس سے حق یا باطل کی شکایت کرے تو اسکو مارے اور
اسصورت مین وجود شکایت کی حالت مین مارنا نہین لیا جائیگا اور اگر اُسنے یہ نیت کی ہو تو اسکی نیت پر ہوگی اور اگر اُسنے
شکایت کی پس اسکو مارا پھر اُسنے اسی بات مین دوبارہ اُس سے شکایت کی تو دوبارہ اسپر واجب نہین ہی کہ اسکو
مارے یہ محیط مین ہی - ایک نے قسم کھائی کہ فلان کو ہزار بار مارونگا تو یہ قسم بہت بار مارنے پر واقع ہوگی اور اگر قسم
کھائی کہ فلان کو ہزار بار قتل کرونگا تو یہ قسم شدت قتل پر ہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ فلان
کو مارونگا یا فلان سے کلام کرونگا حالانکہ فلان مرچکا ہی پس اگر اُسکی موت سے آگاہ نہوا ہو تو امام اعظم و امام محمد رح
کے نزدیک حانث نہوگا اور اگر اُسکی موت سے آگاہ ہوا تھا تو اُسکی قسم منعقد ہوگی اور اسی وقت حانث ہوگا
اور یہ بالاجماع ہی یہ محیط مین ہی - ایک نے دوسرے سے کہا کہ اگر تو نے مجھے مارا اور مین نے تجھے نہین مارا
تو میرا غلام آزاد ہی تو یہ قسم اسپر ہوگی کہ قسم کھانے والا محلوف علیہ سے پہلے مارے اور اگر اسکے بعد مارنے کی
نیت کی ہو تو دوسرے کے مارتے ہی اسکو مارنے پر قسم ہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - قال المترجم ہمارے نزدیک دوم
اظہر ہی - اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ میرے جس غلام کو تو نے مارا ہی فلان وہ آزاد ہی پھر اُسنے ان سب کو
مارا تو سب مین سے سوائے ایک کے اور کوئی آزاد نہوگا اور اگر کہا کہ میرے جس غلام نے تجھے مارا ہی فلان

تو وہ آزاد ہی پھر سبھون نے اسکو مارا تو سب آزاد ہونگے - پھر مسئلہ اولی مین جب ان سب مین ایک آزاد ہوا تو انمین
سے کسی ایک کو عتق کے واسطے پسند کرنے کا اختیار مولی کو ہی کہ جسکو چاہے معین کرے - اور اگر کہا کہ کل عبیدی
ضربتہ فہو حر پھر اُسنے سب کو مارا تو سب آزاد ہو جاوینگے اور اگر اُسنے بعض کو مارا تو بعض ہی آزاد ہونگے یہ محیط مین
ہی - اور اگر کہا کہ جسکو کہ مارا تو نے میرے غلامون مین سے پس وہ آزاد ہی پھر اُسنے سب کو مارا تو صاحبین رح
کے نزدیک سب آزاد ہو جاوینگے اور امام اعظم رح کے نزدیک سواے ایک کے سب آزاد ہونگے یہ شرح تلخیص
جامع کبیر مین ہی قال المترجم یہ قسم زبان عربی کی صورت مین ہی کہ من ضربتہ من عبیدی فہو حر و ہمارے نزدیک یہ اور
اول یکسان ہی فافہم - اور اگر کہا کہ اگر مارا اس غلام کو کسی نے تو اسکی جورو طالقہ ہی یعنی کہنے والے کی تو یہ قسم سب پر
واقع ہوگی یعنے اگر خود حالف نے مارا تو اُسکی جورو طالقہ ہوگی اور اگر کسی نے اسکو مارا تو بھی اُسکی جورو طالقہ
ہوگی - اور اگر کہا کہ اگر میرے اس سر کو کسی نے مارا تو میری جورو طالقہ ہی تو سواے اسکے اور کسی آدمی کے
مارنے پر قسم ہوگی - زید نے عمرو کو مارنے کا قصد کیا پس خالد نے اُس سے کہا کہ اگر تو نے اسکو مارا تو میرا غلام
آزاد ہی پھر اُسکے مارنے سے باز رہا پھر اسکے بعد اسکو مارا تو خالد حانث نہوگا اور یہ قسم فے الفور مارنے پر واقع
ہوگی یہ سراجیہ مین ہی - امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر زید نے اپنے دو غلامون سے کہا کہ اگر مارا مین نے تم دونون کو
الا ایک روز یا الا ایک دن مین یا الا ایک روز کہ اسمین مین تم کو مارونگا یا الا روزے یا الا بروزے تو میرا غلام
آزاد ہی تو اُسکو اختیار ہوگا کہ انکو جس روز چاہے مارے خواہ دونون کو اکٹھا مارے یا متفرق پھر اگر انمین سے
ایک کو بروز جمعرات مارا اور دوسرے کو بروز جمعہ تو حانث نہوگا یہان تک کہ بروز جمعہ آفتاب غروب ہو جاوے
اسواسطے کہ اُسنے دونون کو بروز استثنا مارا اسواسطے کہ روز استثنا وہ ہی کہ اُسدن دونون کا مارنا مجتمع ہوگیا
اور اگر آفتاب غروب نہوا یہان تک کہ اُسنے عود کرکے پھر اول کو مارا تو حانث نہوگا پھر اگر اسکے بعد ان دونون
کو ایک روز مین مارا یا دو روز مین مارا یا اسی کو مارا جسکو بروز جمعہ مارا ہی تو جسوقت مارے اُسی وقت حانث ہوگا
اسواسطے کہ اُسنے ان دونون کو روز استثنا کے سواے دوسرے روز مارا کیونکہ اُسنے اول کو بروز جمعرات
اور دوسرے کو بروز سنیچر مارا ہی پس دونون کی مار غیر یوم الاستثناء مین پائی گئی اور اگر دونون کو ایک ہی روز
مارا تو اسوجہ سے کہ مستثنے روز واحد ہی کہ اسمین دونون کو مارے اور اُسنے دونون کو ایک ہی روز مارا پس
مستثنے گذر گیا پس اب جو اسکے سواے ایام ہین وہ غیر مستثنے ہین اور اگر اسکے بعد نہ مارا مگر اسی کو جسکو بروز جمعرات
مارا ہی تو حانث نہوگا اسواسطے کہ یہ تکرار نصف شرط کی ہی - اور اگر کہا کہ اگر مارا مین نے تم دونون کو الا روزیکہ
اسمین مین تم دونون کو مارونگا یا الا روزیکہ اسمین تم دونون کو مارونگا یا الا الیوم اضربکما فیہ پس جس دن دونون
کا مارا جانا مجتمع ہو وہی دن مستثنے ہی اور وہ حانث نہوگا اور اگر دونون کو دو متفرق دنون مین مارا تو وہ
حانث ہوگا جبکہ دوسرے روز آفتاب غروب ہو جاوے اور اگر اُسنے آفتاب غروب ہونے سے پہلے اول کو
پھر دوسرے کو مارا تو حانث نہوگا اسواسطے کہ یہی روز مستثنے ہوگیا اور اگر اسی کو مارا جسکو اخیر مین مارا ہی تو آفتاب
غروب ہونے پر حانث ہوگا یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہی اور اگر کہا کہ اگر مین نے فلان کو قتل نہ کیا تو میری
جورو طالقہ ہی حالانکہ فلان مذکور مرچکا ہی اور وہ اسکو جانتا ہی تو اسکی قسم منعقد ہوگی کیونکہ یہ متصور ہی پھر فے الحال

حانث ہوگا اسواسطے کہ عادت کے موافق عجز متحقق ہی جیسے مسئلہ صعود السماء - اور اگر وہ اسکی موت سے آگاہ نہ تھا توامام اعظم وامام محمد رح کے نزدیک حانث نہوگا جیسے مسئلہ مذکورہ مین ہی مگر فرق اسقدر رہی کہ مسئلہ مذکورہ مین دونون طرح ایک ہی حکم ہی چاہے جانتا ہو کہ کوزہ مین پانی نہین ہی یا نجانتا ہو اور یہی صحیح ہی یہ کافی مین ہی - ایک نے قسم کھائی کہ فلان کو کل قتل کرونگا پھر وہ آج ہی مرگیا تو حانث نہوگا یہ تبیین مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ اگر مین نے فلان کو قتل کیا یا اسکو چھوا تو میرا غلام آزاد ہی پھر کسی دوسرے کی طرف قصد کیا لیکن ہاتھ خطا کر گیا کہ فلان مذکور قتل ہوگیا یا اسکو چھو لیا تو حانث ہوگیا یہ محیط سرخسی مین ہی - اگر دوسرے سے کہا کہ اگر مین نے تجکو بروز جمعہ قتل کیا تو میرا غلام آزاد ہی پھر بعد قسم کے اسکو بروز پنجشنبہ اسطرح مارا کہ بروز جمعہ وہ مرگیا تو یہ اپنی قسم مین حانث ہوا اور اگر اسکو بروز جمعہ ایسا مارا کہ وہ سنیچر کے روز مرگیا تو حانث نہوا - اور اگر اسکو مارنا قبل قسم کے واقع ہوا شلاً اسکو چہارشنبہ کے روز مارا پھر پنجشنبہ کے روز قسم کھائی کہ اگر مین نے تجکو بروز جمعہ قتل کیا تو میرا غلام آزاد ہی پھر وہ بروز جمعہ مرگیا تو اپنی قسم مین حانث نہوگا یہ محیط مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ قتل نہ کرونگا فلان کو کوفہ مین - پھر اسکو سواد کوفہ مین مارا اور وہ کوفہ مین مرا تو حانث ہوگا اور اسمین موت کی جگہ و زمانہ کا اعتبار ہی مجروح کرنے کی جگہ و زمانہ کا اعتبار نہین ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - اگر دوسرے سے کہا کہ اگر مین نے تجکو مسجد مین شتم کیا تو میرا غلام آزاد ہی پھر حالف نے درحالیکہ خود مسجد مین تھا اور دوسرا محلوف علیہ مسجد سے باہر تھا اسکو شتم کیا تو حانث ہوگا اور اگر اسکے برعکس ہو تو حانث نہوگا یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہی - اور اگر دوسرے سے کہا کہ اگر مین نے تجکو قتل کیا مسجد مین یا مین نے تیرے سر کو زخمی کیا مسجد مین یا مین نے تجھے مارا مسجد مین تو میرا غلام آزاد ہی پھر اسکو قتل کیا یا سر زخمی کیا یا مارا درحالیکہ حالف خود مسجد کے اندر ہی اور محلوف علیہ مقتول و مشجوج و مضروب مسجد سے باہر ہی تو حانث نہوگا اور اگر اسکے برعکس واقع ہوا تو حانث ہوا - اور اگر دوسرے سے کہا کہ اگر تو اس زخم سر سے مرگیا تو میرا غلام آزاد ہی پھر وہ اس زخم اور دوسری کسی علت سے مرگیا تو حانث ہوا یہ محیط مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ فلان کو پتھر نہ مارونگا پھر اسنے کسی اور کو پتھر مارا مگر وہ اس سے ہٹکر فلان مذکور کے لگا تو وہ حانث نہوگا اور اگر اسنے فلان کو پھینک مارا مگر وہ فلان کے نہین لگا تو حانث ہوگا الا آنکہ اسنے یہ لگجانے کی نیت کی ہو یہ عتابیہ مین ہی - اور اگر دوسرے سے کہا کہ اگر مین نے تیری طرف پتھر یا تیر پھینکا مسجد مین تو میرا غلام آزاد ہی تو مسجد مین ہونا حالف کے حق مین معتبر ہوگا اور اگر یون کہا کہ اگر مین نے پھینک مارا مسجد مین تو میرا غلام آزاد ہی تو مسجد مین ہونا محلوف علیہ کا معتبر ہی یہ ذخیرہ مین ہی - اگر قسم کھائی کہ اگر مین نے کل فلان کو ننگا بھوکھا نہ قید رکھا تو میرا غلام آزاد ہی پھر کل کے روز اسکو ننگا بھوکھا قید کیا پھر کسی اور نے آکر اسکو کھانا کھلایا تو یہ حانث ہوگیا یہ فتاوے کبرے و خلاصہ مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ فلان کی تعذیب نہ کرونگا پھر اسکو زندان مین رکھا تو حانث نہوگا الا آنکہ اسنے یہ بھی نیت کی ہو ایسا ہی فتاوے مین مذکور ہی اور اسکی وجہ یہ ہی کہ قید خانہ مین رکھنا تعذیب قاصر ہی پس وہ قسم کے تحت مین داخل نہوگی اور نیز فتاوے مین مذکور ہی کہ اگر اپنی جورو کو بستر پہ بلایا پس اسنے انکار کیا اور کہا کہ تو مجھے عذاب دیتا ہی پس شوہر نے کہا کہ اگر مین نے تجھے عذاب دیا تو تو طالقہ ہی پھر وہ عورت بستر پر آئی اور شوہر نے اس سے جماع کیا پس اگر ایسی حالت مین جماع کیا کہ عورت اس امر کو گران رکھتی تھی تو شوہر نے

اسکو عذاب دیا پس وہ طالقہ ہوگئی اور اگر عورت طالقہ بخوشی خاطر تھی تو طالقہ نہوگی یہ ذخیرہ مین ہی - ایک مرد نے اپنی
جورو سے کہا کہ اگر مین نے تجھے ضرر نہ دیا یا کہا کہ اگر مین نے تجھے رنج نہ دیا تو تو طالقہ ثلث ہی پھر اُسکے پاس سے
کئی مہینہ غائب رہا کہ اُسکو کچھ نفقہ نہ دیا اور اُسکے اوپر دوسری عورت سے نکاح کر لیا پس عورت سے
اسکے لوگون نے کہا کہ تیرے شوہر نے ضرر دیا یا تجھے رنج دیا پس عورت نے کہا کہ مجھے ضرر نہین دیا اور مجھے رنج
نہین دیا تو قول عورت کا قبول ہوگا اور شوہر حانث نہوگا اور اگر شوہر نے کہا کہ اگر مین نے تجھے ضرر نہ پہونچایا یا تجھے رنج نہ پہونچایا
تو تو طالقہ ثلث ہی پھر ایسا فعل بقصد اُسکی ضرر رسانی کے کیا تو حانث ہوگیا یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر کہا کہ اگر مرا سرزنش
کنی نکذا تو روبرو ملامت کرنے سے حانث ہوگا اور اگر کہا کہ اگر مرا بر سر زنی تو ملامت کی طرف راجع کیجائیگی بشرطیکہ کوئی
قرینہ محتمل ہو ورنہ سر پر مارنے پر محمول ہوگی - قسم کھائی کہ اپنی جورو کو ایذا نہ دونگا پھر اُسکے کپڑے مین نجاست بھر گئی پس
عورت سے کہا کہ اسکو دھو دے پس اُسنے انکار کیا پس اُس سے کہا کہ زہرہ دران بشوی تو بعض نے کہا کہ حانث نہوگا اور
قاضی نے فرمایا کہ حانث ہوگا اور اسی پر فتوے دیا جاوے یہ وجیز کردری مین ہی - قدوری مین امام ابو یوسف رح
[unclear: امام ابو یوسف رح سے] سے مروی ہی کہ اگر اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ ہی یا واللہ مین آج خادم کو مارونگا پھر خادم کو اسی روز مارا تو اپنی قسم مین سچا
رہا اور طلاق واقع نہوگی اور اگر یہ دن گذر گیا اور اُسنے خادم کو نہ مارا تو حانث ہوگا پس وہ مختار کیا جائیگا چاہے
عورت پر طلاق واقع کرے یا چاہے اپنے اوپر قسم لازم کرے اور اگر اُسنے اسی روز یہ کہدیا کہ مین نے اپنی
جورو پر طلاق واقع کرنی اختیار کی تو مین اُسکے ذمہ یہ لازم کرونگا اور قسم باطل ہوگئی اور اگر اُسنے اُس روز یون
کہا کہ مین نے قسم کو اپنے اوپر لازم کیا اور طلاق کو باطل کیا تو طلاق باطل نہ ہوگی اور اگر خادم قبل اسکے کہ اسکو
مارے مر گیا تو اسکو اختیار ہوگا چاہے طلاق دے اور چاہے قسم کا کفارہ ادا کرے اور اگر قسم کھانے والا
خود مر گیا تو حانث ہونا یا طلاق ایک چیز واقع ہوگی ولیکن چونکہ قبل بیان کے مر گیا ہی لہذا طلاق واقع نہوگی
اور عورت کو میراث ملیگی - اور درصورتیکہ خادم مر گیا ہی اسصورت مین فرمایا کہ یہ تخییر از راہ تدین ہی اور قاضی اُسپر
اُسکے واسطے جبر نہ کریگا اسواسطے کہ جب وہ کفارہ و طلاق کے درمیان مخیر کیا گیا اور ایک انمین سے
داخل حکم نہین ہی تو قاضی اسپر یہ لازم نہ کریگا حتی کہ اگر بجاے کفارہ کے کسی دوسری عورت کی طلاق ہو تو قاضی اسپر
جبر کریگا کہ بیان کرے اسواسطے کہ جو وہ اختیار کریگا وہ خواہ مخواہ طلاق واقع ہوگی اور وہ داخل حکم ہی یہ محیط
مین ہی - ایک نے کہا کہ اگر مین نے تجھے شتم کیا تو میرا غلام آزاد ہی پھر اس سے کہا کہ اللہ تجھ مین برکت نہ دے
تو اُسکا غلام آزاد نہوگا اور اگر کہا کہ نہ تو اور نہ تیرے اہل اور نہ تیرا مال تو اُسکا غلام آزاد ہو جائیگا اسواسطے کہ
یہ شتم ہی یہ ظہیریہ مین ہی - ایک نے قسم کھائی کہ اپنی جورو کو کسی بات مین متہم نہ کرونگا پھر اُس سے کہا کہ خدا جانے
تو نے کیا کیا ہی تو حانث نہوگا یہ خلاصہ مین ہی - ایک نے قسم کھائی کہ فلان کو قذف نہ کرونگا پھر اس سے کہا کہ
او چھنال کے بچہ تو اپنی قسم مین حانث ہوگا اور یہی فتوے کے واسطے مختار ہی اسواسطے کہ ہمارے دیار و زمانہ
مین اسکو قذف شمار کرتے ہین اور اگر قسم کھائی کہ نہ قذف کرونگا یا نہ شتم کرونگا کسی کو پھر مردے کو قذف کیا یا
مردہ کو شتم کیا تو حانث ہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہی - اگر زید نے قسم کھائی کہ مین عمرو سے بہتر ہون حالانکہ
زید چور یا شراب خوار ہی اور عمرو لوگون کے نزدیک پرہیزگار و اہل علم سے ہی تو قضاءً وہ حانث ہوگا یہ

یہ عتابیہ مین ہی ایک نے اپنا مال اپنے گھر مین دفن کیا پھر اسکو ڈھونڈھا تو نپایا پس قسم کھا گیا کہ میرا مال جاتا رہا پھر اسکے بعد اسکو پایا پس اگر اس مال کو کسی آدمی نے نہ لیا ہو کہ دوبارہ وہین رکھدیا تو حانث ہوگا الا آنکہ اسنے اپنے قول سے یہ مراد لی ہو کہ مین نے اسکو تلاش کیا اور نہ پایا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - اور اگر کسی چیز کا نام بیان کرکے یون قسم کھائی کہ مین نے فلان چیز نہین چرائی اور نہ دیکھی ہی حالانکہ اس سے پہلے اس چیز کو دیکھ چکا ہی تو مختار یہ ہی کہ اگر وہ سچا ہی تو حانث نہوگا یہ فتاوے کبرے مین ہی - کاشتکار یا وکیل نے قسم کھائی کہ نہ چراؤنگا اور حال یہ ہی کہ وہ مالک باغ انگور کے اور کاشتکار کے درمیان مشترک انگورون دفواکہ کو اپنے گھر لاتا ہی تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر کاشتکار یا وکیل جو کچھ لاتا ہی وہ کھانے کے واسطے لاتا ہی تو یہ چوری نہین ہی ولیکن جو جوب ہوتے ہین اگر انمین سے کچھ بدین غرض لیا کہ مین اسکو تنہا لے لون نہ بغرض حفاظت کے رکھا تو یہ چوری ہی اور سوا کاشتکار و وکیل کے اگر کسی اور نے کچھ بطور خفیہ لے لیا تو یہ چوری ہی - اور اگر کاشتکار و وکیل نے ایسی چیز لے لی کہ اگر مالک اسکو دیکھتا تو اسکا تاوان نہ لیتا بلکہ راضی ہوتا تو بھی یہی حکم ہی کہ سرقہ نہین ہی حانث نہوگا اور اگر ایسا نہ ہو تو حانث ہونا چاہیے ہی یہ ظہیریہ مین ہی - ایک شخص کا گھوڑا سرا سے غائب ہوگیا پس اسنے کہا کہ اگر یہ گھوڑا میرا لیگئے ہون تو واللہ مین یہان نہین رہونگا تو مشائخ نے فرمایا کہ قسم کھانے والے سے دریافت کیا جائیگا کہ تیری کیا مراد ہی پس اگر اسنے سرا سے یا حجرہ یا شہر مین نہ رہنے کی نیت کی ہو تو قسم اسکی نیت پر ہوگی اور اگر اسنے کچھ نیت نہ کی ہو تو اسکے اس سرا سے مین نہ رہنے پر قسم ہوگی - ایک عورت کا ایک پسر ہی کہ وہ کسی اجنبی کے ساتھ رہتا ہی پس اس عورت سے اسکے شوہر نے کہا کہ اگر تیرا پسر فلان نامحرم یہان اگر ہمارے میل مین نہ رہا تو ہرگاہ تو اسکو کوئی چیز میرے مال سے قلیل بھی دیگی تو تو طالقہ ہی پھر اسکا بیٹا آکر دونون کے ساتھ ایک سال تک رہا پھر غائب ہوگیا پھر عورت نے کہا کہ مین نے اپنے پسر کو تیرے مال سے کچھ دیا ہی اور تو حانث ہوگیا پس اگر شوہر نے اسکے قول کی تکذیب کی تو قول شوہر کا قبول ہوگا اور اگر شوہر نے اسکی تصدیق کی پس اگر عورت نے اس پسر کے آکر انکے میل مین رہنے سے پہلے کوئی چیز دی ہی یعنے بعد قسم شوہر کے تو طالقہ ہو جائیگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - زید نے عمرو پر دعوے کیا کہ اسنے میرا کپڑا چرا لیا ہی پھر عمرو نے زید کا کپڑا لیکر کہا کہ میری جورو طالقہ ہی کہ مین نے تیرا کپڑا نہین اٹھایا ہی تو بعض نے فرمایا کہ اگر عمرو نے اسکا کپڑا نہین چرایا ہی تو اسکی جورو طالقہ نہ ہوگی اور بعض نے کہا کہ قضاءً اسکی جورو طالقہ نہ ہوگی اور یہ قول باعتبار ظاہر صورت کے ہی اور اول اظہر ہی - زید نے عمرو کا کپڑا چرا لیا پھر زید نے عمرو کو درا ہم دیئے پھر عمرو اسکا انکار کر گیا اور قسم کھالی تو فقیہ ابو القاسم صفار نے فرمایا کہ اگر کپڑا زید کے ہاتھ سے جاتا رہا تو بیشک عمرو حانث نہوگا اور اگر قائم ہو تو مین نہین کہتا ہون کہ وہ حانث ہوگا اور مشائخ نے فرمایا کہ اگر کپڑا اسکے پاس موجود ہو تو بے شک عمرو حانث ہوگا اور اگر اسکے ہاتھ سے جاتا رہا ہو تو فقیہ نے جو جواب دیا ہی اسمین ایک نوع کا اشکال ہی - زید نے قسم کھائی کہ عمرو نے میرے کپڑے مجھ سے لیے ہین یا کہا کہ عمرو نے میرے کپڑے پھاڑ ڈالے ہین حالانکہ عمرو نے فقط ایک کپڑا اسکا چھینا یا ایک ہی کپڑا پھاڑا ہی تو فرمایا کہ وہ حانث نہوگا اور بعض نے فرمایا کہ حانث ہوگا اور اول اظہر ہی یہ محیط مین ہی - ایک شخص نشہ مین تھا اسکو ہوش آیا پس

اُسنے اپنے ساتھیون سے کہا کہ میری جیب مین (۴۵) درم تھے کہ تم نے مجھسے لیے ہین پس انھون نے انکار کیا پس وہ قسم کھا گیا اور کہا کہ اگر آج میری جیب مین چالیس و پانچ درم نہ رہے ہون چالیس غطریفیہ و پانچ عدالی تو میری جورو طالقہ ہی حالانکہ اس روز اسکی جیب مین چالیس عدالی اور پانچ غطریفیہ تھے پس اُسنے مجمل تو ٹھیک کہے مگر تفصیل مین خطا کی تو مشائخ نے فرمایا ہی کہ اگر اُسنے تفصیل کو قسم مین ملا کر کہا تو حانث ہوگا والا تفصیل کو جدا کر کہا ہی تو حانث نہوگا - اور اگر اسکی جیب مین عدالی و غطارفہ ہون کہ اگر عدالی کی قیمت غطارفہ مین ملائی جاوے تو چالیس غطارفہ ہون پس اُسنے جمع کرکے کہا کہ اگر میری جیب مین چالیس غطریفی نہ رہے ہون اتنے غطریفی اور اتنے عدالی یعنے جملہ تعداد ٹھیک بیان کی اور تفصیل مین خطا کی تو میری جورو طالقہ ہی تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر اُسنے بعینہٖ غطارفہ مراد لیے تو حانث ہوگا خواہ تفصیل ٹھیک بیان کی ہو یا خطا کی ہو خواہ ملا کر بیان کی ہو یا جدا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - اور اگر زید نے قسم کھائی کہ عمرو سے کچھ غصب نہ کرونگا پھر زید رات مین عمرو کے پاس داخل ہوا اور اُسکا مال چورا لیا اور محلوف علیہ یعنی عمرو کو معلوم نہوا یا جنگل مین عمرو کے پاس آیا اور اُسکے سر کے نیچے سے اسکی چادر نکال لی اور عمرو کو معلوم نہ ہوا یا اُسکی آستین کے اندر سے درہون کی تھیلی کاٹ لی یا رات مین عمرو کے پاس داخل ہوا اور اُس سے مکابرہ کیا اندر مارا اور اُسکی متاع نکال لایا اور لے گیا تو وہ غاصب نہوگا بلکہ چور ہوا کہ اُسکی وجہ سے اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا یہ خزانۃ المفتین مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ عمرو سے چوری نہ کرونگا پھر اس سے مکابرہ کرکے رات مین اُسکے مکان مین گھسکر اُسکے مال سے لے لیا تو حانث ہوا اور اگر قسم کھائی کہ عمرو سے غصب نہ کرونگا یا اُس سے چوری نہ کرونگا پھر راہ مین اُس سے رہزنی کرکے لے لیا تو غصب کی قسم مین حانث ہوگا سرقہ کی قسم مین حانث نہوگا یہ محیط مین ہی - ایک نے دوسرے سے کہا کہ مین نے تیرے مال مین خیانت نہین کی ہی حالانکہ اُسکی جورو اُسکی اجازت یا رضامندی سے خیانت کرچکی ہی تو حانث نہوگا - ایک ساعی نے یعنی بادشاہون کے حضور مین لوگون کے مال لٹوانے کے واسطے سعایت کرنے والے نے قسم کھائی کہ اگر اِن سے آگے کسی کا دس درم سے زیادہ زیان کرون تو میری جورو طالقہ ہی پھر اپنی جورو کا اس سے زیادہ زیان کیا تو صحیح یہ ہی کہ اُسکی جورو طالقہ نہوگی یہ وجیز کردری مین ہی -

بارھوان باب - تقاضاے دراہم مین قسم کھانے کے بیان مین - اگر کسی نے قسم کھائی کہ فلان سے اپنا حق لے لونگا یا فلان سے اپنا حق قبض کرلونگا پھر خود لے لیا یا اُسکے وکیل نے لے لیا تو اپنی قسم مین سچا ہوگیا اور اگر اُسنے یہ مراد لی ہو کہ خود اپنے آپ ہی ایسا کرونگا تو قضاءً و دیانۃً اُسکی تصدیق ہوگی اور اسی طرح اگر فلان مذکور کے وکیل سے اپنا حق لے لیا تو بھی قسم مین سچا رہا اور اسی طرح اگر ایسے شخص سے لے لیا جسنے مدیون کے حکم سے اس مال کی کفالت کرلی تھی یا ایسے شخص سے لے لیا جسنے مدیون کے حوالہ کرنے سے اُترائی قبول کرلی تھی تو بھی قسم مین سچا رہا یہ ذخیرہ مین ہی اور اگر کسی شخص سے بغیر حکم مطلوب وصول کیا یا بکفالت یا حوالہ بغیر حکم مطلوب تھا تو وہ اپنی قسم مین حانث ہوگا اور مشائخ نے فرمایا کہ اگر اپنے قرضہ کے عوض مطلوب سے ایک غلام بطور بیع فاسد کے خرید کر اُسکے اوپر قرضہ کرلیا پس اگر اُسکی قیمت اسی قدر ہو جسقدر حق ہی تو وہ اپنے قرضہ کا وصول پانے والا ہوگا اور حانث نہوگا اور اگر پورا نہو تو حانث ہوگا اور اگر حالف نے اپنے حق کے مثل اُسکا مال

غصب کرلیا تو بھی قسم مین سچا ہوگیا اور اسی طرح اگر اسکے دنانیر یا متاع عروض تلف کردیے تو بھی یہی حکم ہی یہ بدائع
مین ہی - اور اگر طالب نے قسم کھائی کہ ضرور وصول کرونگا اور کوئی وقت نہین مقرر کیا پھر مطلوب کو اپنے حق
سے بری کردیا یا ہبہ کردیا (قرضخواہ وغیرہ ۱۲) (یعنی اپنا حق) تو اپنی قسم مین حانث ہوگیا اور اگر اسکے واسطے کوئی وقت (کہ فلان روز یا ماہ یا سال ۱۲) مقرر کردیا ہو پھر قبل وقت
کے مطلوب کو مال سے بری کردیا تو قسم ساقط ہوگئی اور حانث نہوگا اور یہ امام اعظم و امام محمد رحمہ اللہ کا قول ہی اور اگر
اپنا قرضہ وصول کرلیا پھر اسکو زیوف یا نبہرہ پایا تو اس سے قبضہ کرنا متحقق ہوا اور وہ اپنی قسم مین سچا ہوگیا
خواہ لینے والے نے اپنے لینے کی قسم کھائی ہو یا دینے والے نے دینے کی قسم کھائی ہو - اور اگر یہ دراہم ستوقہ
ہون تو یہ اپنے حق کا وصول پانا نہوگا اور اگر بجاے اپنے حق کے کوئی کپڑا اسے لیا پھر اسمین عیب پاکر
اسکو واپس کردیا یا کسی نے اسپر اپنا استحقاق ثابت کرکے لے لیا تو بھی وہ اپنے وصول کرلینے کی قسم مین سچا
ہوچکا ہی یہ ایضاح مین ہی - اور اگر زید نے قسم کھائی کہ جو میرا عمرو پر آتا ہی اسکو قبض نہ کرونگا پھر زید نے خالد
کو جسکا زید پر کچھ نہین آتا ہی عمرو پر حوالہ کردیا اور خالد نے عمرو سے وصول کیا تو زید حانث ہوگیا اسواسطے کہ
خالد اسکا وکیل القبض ہی اور اگر حوالہ قبل قسم کے ہوا ہو پھر خالد نے عمرو سے بعد زید کی قسم کے وصول کرلیا تو
زید حانث نہوگا اور علے ہذا اگر کسی نے مدیون سے وصول کرنے کا وکیل کردیا پھر قسم کھائی کہ مدیون پر جو کچھ
میرا ہی وصول نہ کرونگا پھر بعد قسم کے وکیل نے وصول کیا تو حانث نہوگا اور بعض نے فرمایا ہی کہ چاہیے کہ حانث
ہوجاوے یہ محیط مین ہی - اصل مین فرمایا ہی کہ اگر قسم کھائی کہ اپنے قرضدار سے جدا نہونگا یہانتک کہ جو کچھ میرا
اسپر ہی اس سے وصول کرلون پھر قرضدار اسکے ساتھ سے بھاگ گیا حالانکہ یہ اسکے ساتھ سے جدا نہین ہوا تھا تو وہ
حانث نہوگا اور اگر قسم کھائی ہو کہ اپنے قرضدار سے جدا نہونگا اور باقی مسئلہ بحالہ رہے تو حانث ہوگا اور اگر قسم کھائی
کہ اپنے قرضدار سے جدا نہونگا یہان تک کہ جو کچھ میرا اسپر ہی اس سے وصول کرلون پھر ایسی جگہ او نیچے بیٹھا
بیٹھا کہ اسکو دیکھتا رہا تاکہ اسکے ہاتھ سے گم نہوجاوے اور اسکی نگہبانی کرتا رہا تو اس سے جدا ہونے والا نہوگا
و اگر انکے درمیان مین کوئی سترہ یا مسجد کا کوئی عمود حائل ہوگیا تو بھی اس سے جدا ہونے والا نہ ہوگا اور
اسی طرح اگر دونون مین سے ایک مسجد کے اندر بیٹھا اور دوسرا مسجد سے باہر اور دروازہ مسجد کا کھلا ہوا ہی کہ
اسکو دیکھتا ہی تو اس سے جدا ہونے والا نہوا اور اگر بیچ مین دیوار مسجد حائل ہو اور ایک اندر اور دوسرا باہر ہو
تو جدا ہونے والا ہوگا اور اسی طرح اگر دونون کے درمیان دروازہ بند ہو اور کنجی حالف کے ہاتھ مین ہو
اور حالف باہر ہو کہ دروازہ پر بیٹھا ہو تو بھی یہی حکم ہی یہ سب منتقے سے منقول ہی اور حیل مین مذکور ہی کہ اگر طالب
سوگیا یا مطلوب سے غافل ہوگیا یا کسی نے اسکو باتون مین لگا لیا کہ مطلوب بھاگ گیا تو اپنی قسم مین حانث نہوگا
اور اگر نہ سویا اور نہ غافل ہوا پھر وہ چلا اور طالب اسکے ساتھ نہ گیا اور باوجود امکان کے اسکو منع نہ کیا تو
اپنی قسم مین حانث ہوگا اور نیز حیل مین مذکور ہی کہ اگر ملازمت سے اسکو مانع ہوا حتے کہ مطلوب بھاگ گیا تو
اپنی قسم مین حانث نہوگا اور اگر قسم کھائی کہ اپنے قرضدار سے جدا نہونگا یہان تک کہ اس سے اپنا کل حق
وصول کرلون پھر اس سے رہن یا کفیل لے لیا اور جدا ہوگیا تو حانث ہوا الا آنکہ رہن قبل جدا ہونے
کے تلف ہوگیا اور اسکی قیمت مثل قرضہ کے یا زیادہ ہی تو ایسی صورت مین حانث نہوگا یہ ذخیرہ مین ہی - ایک شخص

اپنے مدیون کے دروازہ پر آیا اور قسم کھائی کہ یہان سے نہ جاؤنگا یہان تک کہ اُس سے اپنا حق لے لون پھر
مدیون نے آکر اسکو اس مقام سے دور کر دیا پھر اپنا حق لینے سے پہلے خود چلا گیا تو بعض نے فرمایا کہ حانث ہوگا
اور بعض فرمایا کہ اگر اسکو دور کر دیا باین طور کہ وہ اپنے قدم سے نہین چلا اور دوسری جگہ جا پڑا پھر خود چلا گیا
تو حانث نہوگا یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر قرضدار نے قسم کھائی کہ قرضخواہ کو اُسکا حق دیدونگا پھر دوسرے کو ادا
کر دینے کا حکم دیا یا قرضخواہ کو اُترائی کر دی اور اُسنے وصول کر لیا تو یہ اپنی قسم مین سچا ہوگیا اور اگر مدیون کی طرف
سے کسی نے براہ احسان ادا کر دیا تو وہ اپنی قسم مین سچا نہوگا اور اگر اُسنے یہ نیت کی ہو کہ یہ امر خود اپنے ہاتھ سے
کرونگا تو دیانۃً وقضاءً اُسکے قول کی تصدیق ہوگی اور اگر مطلوب نے قسم کھائی ہو کہ اسکو اُسکا حق نہ دونگا پھر
ان صورتون مین سے کسی صورت سے اسکو دیا تو حانث ہوا اور اگر اُسنے یہ نیت کی ہو کہ اپنے ہاتھون ندونگا
تو قضاءً اُسکی تصدیق نہوگی یہ ذخیرہ مین ہی۔ زید نے عمرو سے کہا کہ واللہ تیرا مال تجھے نہ دونگا یہان تک کہ مجھپر
کوئی قاضی حکم کرے پھر ایک وکیل کیا جسنے عمرو سے خصومت بحضور قاضی کی اور قاضی نے وکیل پر ادائی کا
حکم دیدیا تو یہ حکم زید پر ہوگا حتے کہ بعد اسکے ادا کرنے سے حانث نہوگا۔ ایک شخص نے اپنے قرضدار سے
کہا کہ واللہ تجھ سے جدا نہ ہونگا یہان تک کہ تجھ سے اپنا حق وصول کر لون پھر اُسنے اپنے قرضدار سے
بعوض اس قرضہ کے قبل جدا ہونے کے ایک غلام خریدا اور اسپر قبضہ نہ کیا یہان تک کہ اس سے جدا
ہوگیا تو امام محمد رح نے فرمایا کہ جو عالم اسکو ایسی صورت مین حانث نہین قرار دیتا ہی کہ جب قبل جدا ہونے
کے اُسکو قرضہ ہبہ کیا اور مدیون نے قبول کیا پھر اُس سے جدا ہوگیا ہی تو وہ اسصورت مین بھی اسکو
حانث نہین قرار دیگا اور یہی امام اعظم رح کا قول ہی اور جو اسکو صورت ہبہ مذکورہ مین حانث قرار دیتا ہی
اسکے نزدیک اسصورت مین بھی حانث ہوگا اور یہ امام ابو یوسف کا قول ہی اور یہ اسوقت ہی کہ مبیع پر قبضہ
کرنے سے پہلے اس سے جدا ہوگیا اور اگر جدا نہوا یہان تک کہ غلام بائع کے پاس مرگیا پھر اس سے جدا ہوگیا
تو حانث ہوگیا اور اگر مدیون نے کسی دوسرے کا غلام اُسکے ہاتھ بعوض اُسکے قرضہ کے فروخت کیا اور
اُسنے غلام پر قبضہ کر لیا پھر جدا ہوگیا پھر غلام مذکور کے مولی نے اپنا استحقاق ثابت کرکے لے لیا اور بیع کی
اجازت نہ دی تو حانث نہوگا۔ اور اگر مدیون نے اُسکے ہاتھ اپنا غلام فروخت کیا بدین شرط کہ بائع کو اس
بیع مین خیار ہی اور حالف نے مبیع پر قبضہ کر لیا پھر جدا ہوگیا تو حانث ہوگیا۔ اور اگر قرضہ کسی عورت پر ہو پس
قسم کھائی کہ اس سے جدا نہونگا یہان تک کہ اس سے اپنا قرضہ بھر پاؤن پھر حالف نے اس عورت سے اس
قرضہ پر جو اُسکا عورت مذکورہ پر آتا ہی نکاح کر لیا تو اپنا قرضہ بھر پایا۔ اور اگر مدیون نے جو قرضہ اسپر آتا ہی اُسکے
عوض طالب کے ہاتھ غلام یا باندی فروخت کی پھر مبیع مذکور ام ولد یا مکاتب یا مدبر نکلی یا کسی دوسرے کی ام ولد
یا مدبر نکلی پھر طالب نے اسپر قبضہ کرنے کے بعد مدیون کا ساتھ چھوڑا تو حالف یعنی طالب مذکور حانث نہوگا
اور اگر طالب نے ہزار درم یعنے سب جو کچھ قرضہ تھا مطلوب کو ہبہ کر دیے پس مطلوب نے اسکو قبول کر لیا
یا طالب نے اپنے کسی قرضخواہ کو اسپر اُترائی کرا دی کہ جو کچھ اسپر ہی وہ سب اس قرضخواہ کو دیدے یا مطلوب نے
طالب کو کسی اور پر اُترا دیا اور طالب نے مطلوب اول کو بری کر دیا پھر طالب اُس سے جدا ہوگیا تو ان

سب صورتون مین حالف حانث ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہے۔ اگر قسم کھائی کہ زید کے حق سے نہ دبار کھونگا
اور اُسکی کچھ نیت نہین ہے تو چاہیے کہ جسوقت قسم کھائی ہے اُسی وقت اسکو ادا کر دے اور مراد یہ ہے کہ اسی وقت
سے دینے مین مشغول ہو جاوے حتی کہ اگر قسم سے فارغ ہوتے ہی اس کام مین مشغول نہ ہوا تو حانث ہو جائیگا
خواہ طالب نے اُس سے مانگا ہو یا نہ مانگا ہو اور اگر یہ نیت کی ہو کہ فلان کے طلب کرنے کے بعد یا فلان مدت
تک نہ دبار کھونگا تو اُسکی نیت کے موافق ہوگا اور اگر مطلوب نے طالب سے حساب کر کے جو کچھ اُسکا اُسکے پاس
تھا سب ادا کر دیا اور طالب نے سب وصول پانے کا اقرار کیا پھر چند روز بعد اُس سے ملا اور کہا کہ میرا تیرے
پاس اتنا اتنا فلان جہت سے اور باقی رہا ہے پس مطلوب کو بھی یاد ہوا حالانکہ حساب کے وقت دونون بھول گئے
تھے پس اگر اسی دم ادا کر دیا تو حانث نہوگا یہ ظہیریہ مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ لاحبس اذا حل الاجل یعنے جب وقت
آجائیگا تو اُسکا کچھ رکھ نہ چھوڑونگا تو میعاد آنے پر تاخیر نہ کرے اور اگر آگے سے اپنی عمر مراد لی تو اُسکی نیت پر قسم ہوگی
یہ عتابیہ مین ہے۔ قسم کھائی کہ اسکو اول ماہ مین ادا کر دونگا پھر چاند کے پہلے آدھے کے اندر ادا کر دیا تو بچا رہا ورنہ
حانث ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ اسکو سر ماہ ادا کر دونگا یا جب چاند نکلیگا تو وہ چاند رات اور اُسکے تمام دن مین ادا
کر دے پس حانث نہوگا اور اگر قسم کھائی کہ البتہ اسکا قرضہ اول ماہ و آخر ماہ مین ادا کر دونگا تو پندرھوین اور سولھوین
ان دونون تاریخون مین ادا کر دے۔ اور اگر قسم کھائی کہ اسکا حق وقت صلوٰۃ ظہر مین ادا کر دونگا تو معتبر ظہر کا تمام وقت
ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ اسکا حق جب ظہر کی نماز پڑھونگا ادا کر دونگا تو پورا وقت ظہر لیا جائیگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ
اسکا قرضہ سر ماہ ادا کر دونگا پھر اس سے پہلے دیدیا یا طالب نے اسکو بری کر دیا یا طالب مرگیا تو امام اعظم و امام محمد
رح کے نزدیک قسم ساقط ہوگئی اور اگر مطلوب مرگیا تو بالاجماع حانث نہوگا اور اسی طرح اگر کہا کہ فلان کو اسکا مال
ادا کر دونگا حالانکہ فلان اس سے پہلے مرگیا ہے مگر اسکو معلوم نہ تھا تو حانث نہوگا اور اگر جانتا ہو تو حانث ہوگا اور
امام ابو یوسف کے نزدیک جانتا ہو یا نہ جانتا ہو دونون صورتون مین حانث ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر قسم
کھائی کہ اسکا قرضہ ادا کر دونگا جب نماز پیشین پڑھون تو اسکو ظہر کے آخر وقت تک ادا کرنے کا اختیار ہے یہ فتاوے
قاضی خان مین ہے۔ اور اگر کہا کہ عند طلوع الشمس او حین تطلع الشمس تو وقت طلوع سے تا تبیض آفتاب ادا کر سکتا
ہے اور اگر کہا کہ وقت الضحوۃ تو تبیض آفتاب سے زوال آفتاب تک ادا کر دے یہ محیط مین ہے۔ قرضدار نے قسم
کھائی کہ شہر سے نہ جاؤنگا حتے کہ تیرا قرضہ تجھے ادا کر دون یا تیرا مال تجھے دیدون پھر قبل ادائے قرضہ کے چلا گیا
تو حانث ہوگا جیسے قسم کھائی کہ اسکا قرضہ یا مال ادا نہ کرونگا پھر اسمین سے اقل دیدیا تو حانث نہین ہوتا ہے یہ
وجیز کردری مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ واللہ جو کچھ میرا تجھپر ہے آج قبض نہ کرونگا پھر حالف نے مطلوب کی باندی
سے اسی مال پر اُسی روز قبضہ کیا اور اُس سے دخول کیا تو حانث نہوگا اور اسی طرح اگر مطلوب کے سر مین زخم
شجہ موضحہ کر دیا جسمین قصاص واجب ہے اور اُس سے اسی مال پر صلح کر لی تو یہ قصاص ہو جائیگا اور وہ حانث
نہوگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر اپنے قرضدار سے جسپر سو درم آتے ہین کہا کہ اگر مین آج
تجھ سے یہ قرضہ درم دون درم کر کے لیا تو میرا غلام آزاد ہے پھر اُس سے پچاس درم لے لیے اور باقی نہ لیا یہانتک
کہ آفتاب غروب ہوگیا تو حانث نہوگا جیسے پورے سو درم ایکبارگی لینے مین حانث نہوگا روزا گر اول اور اُس سے

یعنے زخم کے بدلے زخم ۱۲
یعنے ادلا بدلا ۱۲

یعنے تیز کردہ آفتاب
صاف سپید ہو جاوے
یعنی جسوقت نماز
بلا کراہت جائز ہوتی
ہے ۱۲ یعنے
غیر الاعلانی کی مراد
ہوتا ہے ۱۲ منہ
قرار دو درم دون درم
یعنے کچھ درم پیچھے
اسوقت یہ لیے یعنے
تھوڑا تھوڑا کر کے
لیا و وجہ ایراد للفظہ
فی محلہ

پچاس درم دے لیے اور باقی پچاس آخر روز لیے تو حانث ہوگا - اور اگر اُسنے دراہم مقبوضہ مین زیوف یا نبہرہ پائے ہون
تو حانث ہونا بحالہ باقی رہیگا دور نہوگا خواہ اُسنے واپس کرکے بدل لیے ہون یا نہ واپس کیے اور بدل لیے
ہون یا واپس کیے اور بدلے مین نہ لیے ہون - اور اسی طرح اگر ان درمون کو ستحقہ پایا یعنی کسی اور نے اپنا
استحقاق ثابت کیا تو بھی یہی حکم ہے اور اگر یہ درم ستوقہ یا رصاص ہون اور اُسنے اُسی روز واپس کرکے بدل لیے تو
بدل لینے کے وقت حانث ہوگا اور اگر اُسنے بدل نہ لیے ہون تو حانث نہوگا - اور اگر قسم کھائی کہ میرا غلام آزاد ہے
اگر مین نے تجھ سے آج کے روز ان سو درمون مین سے کوئی درم لیا پھر اس روز اُس سے پچاس درم لیے تو
لینے کے وقت حانث ہوگا اور یہ استحسان ہے اور اگر اُسنے اس روز کچھ نہ لیا تو حانث نہوگا اور اگر کوئی وقت قسم مین بیان
نہ کیا یعنے قسم کو مطلق رکھا باین طور کہ میرا غلام آزاد ہے اگر مین نے سو درمون قرضہ مین سے تجھ سے درم دو درم
کرکے لیا پھر اُس سے پچاس درم وصول کر لیے تو لیتے ہی حانث ہوگا اور اگر کہا کہ اگر مین نے قبضہ کیا درم دو درم
کرکے تو میرا غلام آزاد ہے پس قرضدار نے اسکے واسطے پچاس درم وزن کر دیے اور اسکو دیے پھر اسی مجلس مین
اُسکے واسطے اور پچاس درم وزن کرکے دیے تو استحسانًا حانث نہوگا تاوقتیکہ وزن کرنے کے کام مین مشغول ہے اور اگر
باقی وزن کرنے سے پہلے وہ کسی اور کام مین مشغول ہوگیا تو حانث ہوگا اور یہی استحسان ہمارے علمائے ثلثہ رحمہم اللہ تعالیٰ
کا قول ہے اور اگر کہا کہ واللہ جو میرا تجھپر ہے نہ لونگا الا ایک بار مین یا الا ایک دفعہ مین پھر اسکے واسطے ایک ایک درم
کرکے وزن کیا اور ہر ایک درم کے وزن سے فارغ ہوکر اسکو دیتا گیا تو حانث نہوگا اور اگر وہ اس مجلس مین
سوائے وزن کے اور کام مین درمیان مین مشغول ہوگیا ہو تو حانث ہوگا یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہے - اور اگر کہا کہ اگر
مین نے اپنے اس مال پر جو میرا فلان پر ہے کچھ کچھ کرکے قبضہ کیا تو وہ مساکین پر صدقہ ہے یعنی تمام وہ مال جو فلان پر ہے پھر اسنے دس درم
مین سے نو درم پر قبضہ کرکے اسکو کسی کو ہبہ کر دیا پھر اُسنے باقی درم پر قبضہ کیا تو باقی درم کا صدقہ کر دینا اُسپر
واجب ہوگا اور اسی طرح اگر کہا کہ اگر مین نے قبض نہ کیا جو میرا مال تجھپر ہے تو بھی اس صورت مین یہی حکم ہے - اور
اگر یون کہا کہ اگر مین نے قبض نہ کیے وہ دراہم جو میرے تجھپر ہین تو وہ مسکینون پر صدقہ ہین پھر اُسکے عوض درم یا کوئی
اسباب پر قبضہ کیا یعنے بطور وصول حق کے تو حانث نہوگا - اور جو اُسنے ہبہ کیا ہے اُسکے مثل کا ضامن ہوگا پس
مال ضمان کو صدقہ کریگا یہ ظہیریہ مین ہے اور اگر کہا کہ اگر مین نے قبض نہ کیے تجھ سے دراہم بطریق ادا کے اس مال کے
جو میرا تجھپر ہے تو میرا غلام آزاد ہے پھر اُس سے ان دراہم کے عوض اسباب یا دینار قبض کیے تو اپنی قسم مین حانث
ہوا یہ محیط مین ہے اور اگر کہا کہ ان لم اتزن مالی علیک فکذا یعنی اگر اپنا مال جو تجھپر ہے وزن کرکے نہ لے لون تو میرا غلام
آزاد ہے پھر اُسنے کوئی چیز اپنی جنس حق کے خلاف قبض کی خواہ ایسی چیزون مین سے ہے کہ وزن کیجاتی ہے یا نہین تو
وہ اپنی قسم مین سچا نہوگا اسواسطے کہ جب اُسنے فلان کی قید لگائی تو عموم لفظ کا اعتبار ساقط ہوا پس راجع بجانب
اخص الخصوص ہوا کہ وہ قبض عین حق ہے اور اسی طرح اگر کہا کہ اگر قبض کیا مین نے اپنا مال جو تجھپر ہے تھیلی مین تو میرا
غلام آزاد ہے پھر مدیون نے اسکو بجائے درم کے دینار یا اسباب ادا کیا تو حالف حانث ہوگا کیونکہ جب عموم لفظ باطل
ہوا تو راجع بجانب قبض عین الحق ہوا جیسا کہ ہم نے ذکر کر دیا ہے اور اگر اُسنے وزن سے اپنا بھر پور قرضہ وصول
کر لینا مراد لیا ہو تو فیما بینہ و بین اللہ تعالیٰ اسکی تصدیق ہوگی مگر قضاءً تصدیق نہوگی یہ شرح جامع صغیر قاضیخان

مین ہی - اگر کہا کہ اگر مین نے تجھ سے قبض نہ کیے دراہم بطریق ادا سے اس مال کے جو میرا تجھپر ہی تو میرا غلام آزاد ہی پھر
مطلوب نے طالب سے ایک درم قرض لیا اور اسکو قرضہ مین ادا کیا پھر دوبارہ اُس سے قرض لیا اور ادا کیا اسی طرح
برابر ایک ہی درم کو قرض لے کر ادا کرتا گیا یہان تک کہ اُسکے کل درم اسی ایک درم کے قرضہ لیکر دینے سے پورے
ادا کر دیے تو طالب حانث ہوا اور اگر اُسنے تین درم قرض لیکر وہ طالب کو اُسکے قرضہ سابق مین ادا کیے پھر دوبارہ
سہ بارہ اسی طرح انھین تین درمون کو قرض لے کر ادا کرتا گیا یہان تک کہ اُسکا سب قرضہ سابق ادا کر دیا تو
طالب اپنی قسم مین سچا رہا - اور اگر قسم کھائی کہ زید پر جو میرا مال ہی وزن کر کے لونگا پھر زید نے اسکو بغیر وزن
کیے ہوے دیدیا اور اُس سے لے لیا تو حانث ہوا اور اگر وکیل قرضخواہ نے وزن کر کے لیا تو قرضخواہ سچا رہا اور
اسیطرح اگر قرضدار نے قسم کھائی کہ مجھپر جو اسکا ہی وزن کر کے دیدونگا (یعنے اسنے وزن کرکے نہ لیا ۱۲) پھر قرضدار کے وکیل نے وزن کر کے
دیدیا تو وہ اپنی قسم مین سچا رہا اور اسی طرح اگر طالب و مطلوب دونون نے اسی طرح قسم کھائی جیسے ہمنے بیان
کیا ہی پھر ہر ایک نے اس کام کے واسطے جسپر قسم کھائی ہی وکیل کیا تو وکیل کا فعل مثل انکے خود فعل کے ہوگا اور
اسی طرح اگر ہر ایک نے قبل قسم کے وکیل کیا ہو پھر ہر ایک کے وکیل نے بعد اپنے موکلون کی قسم کے موافق قسم
کے کیا تو ہر ایک کی قسم پوری ہوگی اسواسطے کہ توکیل ہر ایک کی طرف فعل مستدام ہی پس بعد قسم کے اسکی استدامت
ہر ایک سے بمنزلہ اسکے ہی کہ بعد قسم کے از سر نو وکیل کیا یہ سب آخر جامع مین مذکور ہی - اور یہ مسئلہ بعض کے قول کا
موید ہی اور قول بعض یہ ہی کہ اگر قرضخواہ نے کسی کو وکیل کیا کہ زید سے میرا قرضہ قبض کرے پھر قسم کھائی کہ اس
قرضہ کو قبض نہ کرونگا (یعنے قبضہ نہ کرونگا ۱۲) پھر اُسکی قسم کے بعد وکیل نے اسپر قبضہ کیا تو چاہیے کہ حالف اپنی قسم مین حانث ہوجاوے اور
وجہ تائید یہ ہی کہ توکیل فعل مستدام ہی پس بعد قسم کے گویا جدید توکیل بقبضہ ہوئی اور فعل وکیل مثل اسکے فعل کے
ہی پس گویا اُسنے قبضہ کیا اور حانث ہوا کذا فی المحیط و وجہ التائید من المترجم - قرضدار نے اپنے قرضخواہ سے
کہا کہ واللہ تیرا قرضہ پنجشنبہ تک ادا کر دونگا پھر ادا نہ کیا یہان تک کہ روز پنجشنبہ کی فجر طلوع ہوگئی تو اپنی قسم مین حانث
ہوا اسواسطے کہ اُسنے پنجشنبہ کو غایت قرار دیا ہی اور غایت اسمین داخل نہین ہوتی ہی جسکی غایت قرار دی گئی ہی
جبکہ غایت اخراج نہو اور اگر کہا کہ واللہ تیرا قرضہ پانچ روز تک ادا کر دونگا تو جبتک پانچوین روز کا آفتاب غروب
نہو جاوے تب تک حانث نہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - اور اگر قرضخواہ نے (ادا کرنے مین ۱۲) قسم کھائی کہ اپنے قرضدار سے
آج اپنا قرضہ قبض نہ کرونگا پھر طالب نے قرضدار مذکور سے اسی روز کوئی چیز اس قرضہ کے عوض خریدی اور
اسی روز مبیع پر قبضہ کیا تو حانث ہوگا اور اگر مبیع پر کل کے روز قبضہ کیا تو حانث نہوگا اور اگر بعد قسم کے اسی روز
قرضدار سے کوئی چیز بطور بیع فاسد کے خریدی اور اُسپر اسی روز قبضہ کر لیا پس اگر اُسکی قیمت مثل قرضہ یا زیادہ ہو
تو حانث ورنہ حانث نہوگا اور اگر اس روز قرضدار کی کوئی چیز تلف کر دی پس اگر تلف کی ہوئی چیز مثلی ہو یعنی
اُسکا تاوان اُسکے مثل دینا ہوتا ہی نہ اُسکی قیمت تو حانث نہوگا اور اگر قیمتی ہو پس اگر اُسکی قیمت مثل قرضہ کے یا زیادہ
ہو تو حانث ہوگا ولیکن یہ شرط ہی کہ پہلے غصب کر کے پھر تلف کی ہو اور اگر بدون غصب کیے ہوے تلف کی ہو مثلاً
جلا دیا تو حانث نہوگا یہ ظہیریہ مین ہی - قرضدار نے اپنے قرضخواہ سے کہا کہ مین نے تیرا مال کل کے روز ادا نکیا تو میرا غلام آزاد ہی
پھر قرضخواہ غائب ہوگیا تو مشائخ نے فرمایا کہ اسکا قرضہ قاضی کو دیدے پس اگر دیدیا تو حانث نہوگا اور قرضہ سے بھی بری ہوگیا

اور یہی مختار ہی اور اگر وہ ایسی جگہ ہو کہ جہان قاضی نہین ہی تو حانث ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی اور اگر قرضخواہ غائب نہوا بلکہ موجود ہی ولیکن وہ مال قرضہ کو قبول نہین کرتا ہی پس اگر اسکے سامنے اس حیثیت سے رکھدیا کہ اگر قبضہ کرنا چاہے تو اسکا ہاتھ اس مال تک پہونچ سکتا ہی تو حانث نہوگا اور قرضہ سے بھی بری ہوگا اور اسیطرح اگر غاصب نے اسطرح مال مغصوب واپس کرنے کی قسم کھائی اور جس سے غصب کیا ہی وہ اسکو قبض نہین کرتا ہی پس غاصب نے اسیطرح کیا تو بری ہوگیا اور حانث نہوگا یہ خلاصہ مین ہی - اور منتقے مین ہی کہ ابن سماعہ نے فرمایا کہ مین نے امام ابو یوسف کو فرماتے سنا کہ ایک شخص نے اپنے قرضدار سے کہا کہ واللہ مین تجھ سے جدا نہونگا حتی کہ تو میرا حق دیدے آج کے روز اور اسکی نیت یہ ہی کہ مین تیرا ساتھ نہ چھوڑونگا یہان تک کہ تو مجھے میرا حق دیدے پھر وہ دن گذر گیا اور اسنے ساتھ نہ چھوڑا اور قرضدار نے قرضہ یعنی حق نہ دیا[1] تو حانث نہوگا اور اگر یہ دن گذر جانے کے بعد اس سے جدا ہوگیا تو حانث ہوگا - اور اسی طرح اگر کہا کہ تجھ سے جدا نہونگا یہان تک کہ تجھے سلطان کے پاس پہونچاؤنگا آج کے روز یا یہان تک کہ تجکو مجھ سے سلطان چھوڑا وے پھر یہ دن گذر گیا اور اسکا ساتھ نچھوڑا اور اسکو سلطان کے پاس نہ لے گیا اور نہ سلطان نے اسکو حالف سے چھوڑایا تو بھی یہی حکم ہی کہ جبھی حانث ہوگا کہ اسکا ساتھ بعد اسکے ترک کرے ورنہ حانث نہین ہوا - اور اگر اسنے دن کو مقدم کیا بایں طور کہ کہا کہ آج تجھے نہ چھوڑونگا یہان تک کہ تو مجھے میرا حق دیدے پھر یہ دن گذر گیا اور اسکا ساتھ نہ چھوڑا اور نہ اسنے قرضہ دیا تو حانث نہوا اور اگر اس دن کے بعد اسکا ساتھ چھوڑدیا تو حانث نہوگا یہ محیط مین ہی - اور اگر زید نے قسم کھائی کہ عمرو سے تقاضا نہ کرونگا پھر عمرو کا ہاتھ پکڑ لیا اور اس سے تقاضا نہ کیا تو حانث نہوگا یہ ظہیریہ مین ہی - اور اگر قرضخواہ نے قسم کھائی کہ اگر نہ لیا مین نے تجھ سے اپنا مال جو میرا تجھپر آتا ہی کل کے روز تو میری جورو طالقہ ہی اور قرضدار نے بھی قسم کھائی کہ کل کے روز اسکو نہ دونگا پس قرضخواہ نے اس سے جبراً لے لیا تو دونون حانث نہ ہونگے اور اگر اس سے یہ ممکن نہوا تو اسکو قاضی کے پاس کھینچ لیجاوے پس جب اس سے مخاصمہ کیا تو اپنی قسم مین سچا ہوگیا - ایک نے اپنے قرضدار سے قسم لی کہ واللہ تیرا حق فلان روز ضرور ادا کرونگا اور تیرے ہاتھ مین ہاتھ دیدونگا[2] اور بغیر تیری اجازت کے نہ جاؤنگا پھر روز موعود پر حالف آیا اور اسی روز قرضہ سب ادا کردیا - لیکن اسنے ہاتھ نہین پکڑا اور بدون اسکی اجازت کے چلا گیا تو یہ حالف قرضدار حانث نہوگا - اگر قسم کھائی کہ اپنا مال تجھپر نہ چھوڑونگا اور اسکو قاضی کے پاس لے گیا پس قاضی نے اسکو قید کیا یا اس سے قسم لے لی تو حالف اپنی قسم مین سچا ہوگیا یہ خلاصہ مین ہی - اور اسی طرح اگر اسکو قاضی کے پاس نہ لے گیا اور رات ہونے تک اسکو ساتھ سے نہ چھوڑا تو بھی سچا ہوگیا یہ محیط سرخسی مین ہی قال المترجم عبارۃ المسئلہ ہکذا لاادع مالی علیک وحلف علیہ آہ فتدبر اور اگر عربی مین قسم کھائی کہ لیعطینہ مع حل المال او عند حلہ او حین یحل المال او حیث یحل اور اسکی کچھ نیت نہین ہی تو جسوقت مال دینے کا وقت آوے[3] اسی ساعت مین دیدے اور اگر اس ساعت سے زیادہ تاخیر ہوگئے تو حانث ہوگا یہ مبسوط مین ہی قال المترجم قولہ دیدے یعنی دینے مین مشغول ہوجاوے فافہم - اگر قرضدار نے قسم کھائی کہ فلان روز اسکو قرضہ ادا کردونگا پھر روز مذکور سے پہلے ادا کردیا - یا قرضخواہ نے اسکو ہبہ کردیا یا بری کردیا پھر وہ دن آیا حالانکہ اسپر قرضہ کچھ نہین ہی

[1] یعنے مجھکو
[2] یعنے دیکر
[3] یعنے قرضدار نے یا مطلوب نے اپنے مال دینے کا وقت

توامام اعظم وامام محمد رحمہ کے نزدیک حانث نہوگا اور اگر قرضخواہ مرگیا اور قرضدار نے اسکو میت کے وارث یا وصی کو ادا کردیا تو قسم مین سچا رہا ورنہ حانث ہوگا یہ وجیز کردری مین ہی - ایک شخص نے اپنی جورو کے حق مین قسم کھائی کہ اگر مین ہر روز اسکو ایک درم نہ دون تو اسکو طلاق ہی پس کبھی اسکو غروب کے وقت دیتا ہی اور کبھی عشا کے وقت دیتا ہی[یعنے نفقہ کی بابت] تو فرمایا کہ اگر درمیان مین ایک رات و دن خالی نہ گذر جاوے کہ اسمین درم نہ دے تو اپنی قسم مین سچا رہیگا یہ بحر الرائق مین ہی - زید نے قسم کھائی کہ نہ تاخیر کرونگا عمرو سے اپنے مال کی جو زید کا اسپر آتا ہی پھر اسکے تقاضے سے خاموش رہا یہانتک کہ مہینہ گذر گیا تو حانث نہوگا اسواسطے کہ اسنے تاخیر نہین دی یہ فتاوے کبرے مین ہی - فتاوے نسفے مین لکھا ہی کہ اپنے قرضدار سے قسم لی کہ مجھ سے منہ نہ چھپاوے اور اسکا کوئی وقت مقرر نہین کیا پس جب اسنے اسکو طلب کیا اور اسکو طلب کرنا معلوم ہوا اور ظاہر نہ ہوا تو حانث ہوجائیگا اور اگر وہ پوشیدہ[یعنے تا ادائے قرض نیا بہ عرف] بازار مین گیا تو حانث نہوگا اور اگر قرضخواہ نے طلب کیا اور اسکو معلوم نہوا پس ظاہر نہوا تو حانث نہوگا اور اگر قرضخواہ دو آدمی ہون اور دونون نے قرضدار سے اسطرح قسم لی پھر اسنے انمین سے ایک کا قرضہ ادا کردیا تو اسکے حق مین قسم باقی نہ رہیگی یہ خلاصہ مین ہی - اور شیخ اوزجندی سے دریافت کیا گیا کہ قرضدار نے اپنے قرضخواہ سے کہا کہ اگر مین نے تیرا قرضہ بروز عید ادا نہ کیا تو میرا غلام آزاد ہی پھر عید کا روز آیا ولیکن اس شہر کے قاضی نے کسی دلیل سے جو اسکے پاس ہی اس دن کو عید نہین قرار دیا ہی اور اسمین نماز عید نہین پڑھی اور دوسرے شہر کے قاضی نے اسکو عید قرار دیا ہی اور اسمین نماز پڑھی ہی تو فرمایا کہ اگر کسی شہر کے قاضی نے اس روز کے عید کا روز ہونے کا حکم دیا تو یہ دوسرے شہر والونکے واسطے بھی لازم ہوگا جبکہ مطالع مختلف نہون جیسے رمضان کا روزہ ہونے مین حکم ہی یہ محیط مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ ہر ماہ اسکو ایک درم دونگا اور اسکی کچھ نیت نہین ہی اور اسنے اول ماہ مین قسم کھائی ہی تو یہ مہینہ بھی اسکی قسم مین داخل ہوگا اور چاہیے کہ اس مہینہ نکلجانے سے پہلے اسکو ایک درم دیدے اور اسی طرح اگر آخر ماہ مین قسم کھائی ہو تو بھی یہی حکم ہی اور اسی طرح اگر یون کہا ہو کہ ہر مہینہ مین تو بھی یہی حکم ہی اور اسی طرح اگر قسم کھانیوالے پر مال قسطوار ہو کہ ہر مہینہ کے انسلاخ پر اسپر ایک قسط کا ادا کرنا آتا ہو پس اسنے قسم کھائی کہ اسکو ہر مہینہ مین قسط ادا کرونگا تو اسی مہینہ مین اسپر قسط لازم ہوگئی کہ اسکی میعاد آچکی ہی پس اگر اسنے اس مہینہ کے آخر ہوتے تک ادا کردی یعنے اس مہینہ کی قسط کو تو اپنی قسم مین سچا رہا یہ مبسوط مین ہی - ایک نے قسم کھائی کہ جو مجھپر ہی ضرور اسکے ادا کرنے مین کوشش بلیغ کرونگا تو وہ اس مال کو بھی فروخت کرے جو درصورت قاضی کے یہان نالش ہونے کے قاضی اسکو اسکی طرف سے فروخت کرتا یہ ظہیریہ مین ہی -

مسائل متفرقہ - ایک نے اسطرح قسم کھائی کہ میرا غلام آزاد ہی اگر مین مالک ہون الا سو درم کا حالانکہ وہ اس سے کم کا مالک تھا تو حانث نہوگا اور اسی طرح اگر وہ فقط سو درم ہی کا مالک ہو تو بھی حانث نہوگا اور اسکا غلام آزاد نہوگا اور اگر وہ سو درم سے زیادہ کا مالک ہو تو حانث ہوگا اور اگر اسکی ملک مین سو درم[۵] نہون مگر اسکی ملک مین دینار ہون جو سو درم سے زائد ہین تو حانث ہوگا اور اسیطرح اگر اسکے پاس تجارت کے غلام ہون یا اسباب تجارت یا ایسے سوائم جنمین زکوۃ واجب ہوتی ہی تو حانث ہوگا خواہ پورا نصاب ہو یا نہو اور اگر اسکی ملک مین غلام خدمت ہون یا ایسا مال جو جنس زکوۃ سے نہین ہی مثل دور و عقار و اسباب جو واسطے تجارت کے

[4] یعنے بعد منتہی گذشتہ کے جب جھگڑا ہوا سکا اور آئندہ مہینہ کا او ر جب از روئی حلف واجب ہی اور نیز یہ مہینہ جبین قسم کھائی ہی واجب الادا ہی[۱۲]

[5] لا سوا ہون مگر اگر اسکی صحیح ہی کہ ملک مین درم ایک ہی سو ہون مگر آ وہ واللہ اعلم[۱۲]

نہین ہی تو حانث نہوگا یہ سراج وہاج مین ہی - ایک شخص مرگیا اور اُسنے وارث چھوڑا اور میت کا ایک شخص پر قرضہ ہی پس وارث مذکور اس قرضدار کے پاس آیا اور اُس سے مخاصمہ کیا پس قرضدار نے قسم کھائی کہ اس شخص کا مجھپر کچھ نہین ہی پس اگر وہ اُسکے مورث کی موت سے آگاہ نہ تھا تو مجھے امید ہی کہ حانث نہ ہوگا اور اگر آگاہ تھا تو حانث ہوگا اور یہی مختار ہی یہ خلاصہ مین ہی - اور اصل مین لکھا ہی کہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ میرے لیے کچھ مال نہین ہی حالانکہ اُسکا قرضہ کسی مفلس یا تونگر پر ہو تو حانث نہوگا اور اسی طرح اگر کسی نے اسکا مال غصب کر لیا ہو اور اسکو تلف کر ڈالا اور اُسکا اقرار کرتا ہو یا وہ مال معینہ موجود ہو مگر وہ انکار کرتا ہو تو بھی یہی حکم ہی اور اگر مال مغصوب بعینہ موجود ہو اور غاصب اقرار کرتا ہو کہ مین نے فلان سے غصب کر لیا ہی تو اسمین مشائخ نے اختلاف کیا ہی - اور اگر کسی کے پاس اُسکی ودیعت ہو اور مستودع مقر ہو تو حانث ہوگا اور اگر اُسکے پاس قلیل یا کثیر سونا یا چاندی ہوگی تو حانث ہوگا اور اسی طرح اگر اُسکے پاس مال تجارت یا مال سوائم ہو تو بھی یہی حکم ہی اور اگر اُسکے پاس اسباب و حیوان غیر سائمہ ہون تو استحساناً حانث نہوگا یہ محیط مین ہی اور اگر قسم کھائی کہ زید سے جس حق کا دعوے کرتا ہی اُس سے صلح نہ کرونگا پھر کسی کو وکیل کیا جسنے زید سے اُسکی بابت صلح کر لی تو حانث نہوگا اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ زید سے خصومت نہ کرونگا پھر کسی کو اُسکے ساتھ خصومت کیواسطے وکیل کیا تو حانث نہوگا اور اگر قسم کھائی کہ زید سے مصالحہ نہ کرونگا یعنے نالش باجا بری۱۲ پھر اُس سے صلح کرنے کے واسطے وکیل کیا کہ اُسنے صلح کر لی تو قضاءً حانث ہوگا اسواسطے کہ صلح مین عہدہ بذمہ وکیل نہین ہی یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ یہ ہزار درم خرچ نہ کرونگا پھر اُن سے اپنا قرضہ ادا کیا تو حانث نہوگا اسواسطے کہ عرف مین یہ خرچ کرنا نہین ہی اور بعض نے کہا کہ حانث ہوگا اور اگر اسطرح یعنی نہ دینے کی نیت کی ہو تو بالاتفاق حانث ہوگا اسواسطے کہ اُسنے اپنے اوپر سختی کی نیت بیان کی ہی ولیکن صرف مین اسکی تصدیق نہوگی یہ وجیز کردری مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ قرضہ اپنے ذمہ نہ لونگا پھر کسی عورت سے نکاح کیا تو بلحاظ دین مہر کے حانث نہوگا اور اگر بیع سلم مین درم لیے تو حانث ہوا یہ خلاصہ مین ہی اور اگر قسم کھائی کہ ایسا فعل نہ کرونگا تو اُسکو ہمیشہ کے واسطے ترک کرے یہ ہدایہ مین ہی یا دنیا وغیرہ۱۲ - اور اگر قسم کھائی کہ ضرور ایسا کرونگا تو ایکبار کرنے سے قسم پوری ہو جائیگی خواہ اُسنے باکراہ اسکو کیا ہو یا خوشی سے خواہ یاد سے یا بھولے سے خواہ خود اپنے واسطے یا غیر کی طرف سے وکیل ہوکر - اور اگر اُسنے اس فعل کو نہ کیا تو اُسکے حانث ہونے کا حکم نہ دیا جائیگا یہان تک کہ اُسکے طرف سے اس فعل سے یاس ہو جاوے اور اسکی یہ صورت ہی کہ وہ بدون اس فعل کے کرنے کے مرجاوے پس اسپر واجب ہی کہ کفارہ ادا کرنے کی وصیت کر جاوے یا یہ صورت ہی کہ محل فعل فوت ہو جاوے جیسے قسم کھائی کہ زید کو مارونگا یا یہ کہ روٹی کھاؤنگا پھر زید اسکے فعل سے پہلے مرگیا یا روٹی کسی نے کھالی تو حانث ہوگا - اور یہ اسوقت ہی کہ قسم مطلق ہو اور اگر مقید ہو مثلاً قسم کھائی کہ اس روٹی کو آج کے روز کھاجاؤنگا تو قبل وقت گذرجانے کے فوت محل فعل سے امام اعظم و امام محمد رح کے نزدیک قسم ساقط ہوگی اور امام ابو یوسف نے اسمین خلاف کیا ہی یہ فتح القدیر مین ہی - ایک نے قسم کھائی کہ حرام نہ کرونگا تو نکاح فاسد سے حانث نہوگا اور اسی طرح چوپایہ بہائم کے ساتھ وطی کرنے سے بھی حانث نہوگا الا آنکہ کوئی بات ایسی ہو کہ وہ اس امر پر دلالت کرے کہ یہ بھی مراد تھی

جیسے مثلاً قسم کھانے والا گانون کے جاہل گنوارون مین سے ہو جو بہائم وچوپایون کے پیچھے چلتے ہین یہ سراجیہ مین ہی
ایک نے قسم کھائی کہ کچھ وصیت نہ کرونگا پھر اُسنے مرض الموت مین ہبہ کیا تو حانث نہوگا اور اسی طرح اگر اپنے
مرض الموت مین اپنے باپ کو خریدا کہ وہ اسکی طرف سے آزاد ہو گیا تو بھی یہی حکم ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ آج اسکو
سو درم ہبہ کرونگا پھر اسکو ایسے سو درم ہبہ کیے جو واہب کے کسی دوسرے پر قرضہ ہین اور اُسکو اُنکے
وصول کر لینے کا وکیل کر دیا تو اپنی قسم مین سچا ہو گیا اور اگر ہبہ کرنے والا قبل موہوب لہ کے قبضہ کرنے کے مر گیا
تو موہوب لہ اسپر قبضہ نہ کر سکیگا اسواسطے کہ وہ وارثون کی ملک ہو گئی یہ فتح القدیر مین ہے۔ ایک نے قسم کھائی
کہ زید جس امر کا حکم کریگا اور جس سے منع کریگا اسمین اُس کی اطاعت کرونگا پھر اسکے بعد زید نے اُسکو اسکی
جورو سے جماع کرنے سے منع کیا پھر اُسنے اپنی جورو سے جماع کیا تو حانث نہوگا بشرطیکہ یہان کوئی ایسی
بات نہو جو اسپر دلالت کرے کہ ایسے امور بھی مراد تھے۔ قسم کھائی کہ فلان کی خدمت نہ کرونگا پھر اجرت
پر اُسکی قمیص سی دی تو حانث ہوگا اور اگر بلا اجرت سی دی تو حانث ہونے کا خوف ہے یہ فتاوے کبرے
میں ہے۔ اور اگر کہا کہ کل مال جو میری ملک ہے ہدی ہے پس دوسرے نے کہا کہ اور مجھپر اسکے مثل ہے تو دوسرے
پر لازم ہوگا کہ اپنا تمام مال خواہ مال اول سے کم ہو یا زیادہ ہو یا برابر ہو ہدی کر دے لیکن اگر اسکی یہ نیت ہو کہ
کہ اول کے مال کے برابر ہدی ہے تو قسم اُسی قدر پر ہوگی قال المترجم ہدی سے مراد مال کہ فقراے مکہ معظمہ کو صدقہ
دیا جاوے۔ اور اگر کہا کہ کل مال کہ مین اسکا مالک ہون سال بھر تک پس وہ ہدی ہے پس دوسرے نے کہا مثل
اسکے تو دوسرے پر کچھ لازم نہوگا یہ ایضاح مین ہے۔ اور اگر ایک نے قسم کھائی کہ مین اس آدمی کو نہین پہچانتا
ہون حالانکہ وہ اسکو صورت سے پہچانتا ہے مگر نام سے نہین پہچانتا ہے یعنے نام نہین جانتا ہے تو حانث نہوگا۔
اسی طرح یہ مسئلہ اصل مین مذکور ہے اور فرمایا کہ لیکن اگر اُسنے صورت سے بھی نہ پہچاننے کی نیت کی ہو تو حانث
ہوگا پس اگر اُسنے ایسی نیت کی تو اُسنے اپنے اوپر سختی کر لی اور لفظ اس مراد کو محتمل ہے۔ اور یہ اسوقت ہے کہ محلوف علیہ
کا کچھ نام ہو اور اگر اسکا کچھ نام نہو مثلاً ایک شخص کے یہان فرزند پیدا ہوا اور پڑوسی نے دیکھکر قسم کھائی کہ مین اس فرزند
کو نہین پہچانتا ہون حالانکہ ہنوز اسکا نام نہین رکھا گیا ہے تو وہ حانث ہوگا اسواسطے کہ وہ اُسکو صورت سے
پہچانتا ہے اور نام اُسکا کوئی خاص نہین ہے تاکہ اسکی شناخت شرط کیجاوے یہ محیط و ظہیریہ مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی
کہ یہ فعل نہ کرونگا مادامیکہ فلان اس شہر مین ہے پھر فلان مذکور یہان سے چلا گیا پس (وفیہ نظر ۱۲) اُسنے یہ کام کیا پھر وہ
لوٹ آیا پھر اُسنے دوبارہ یہ فعل کیا تو حانث نہوگا یہ فتح القدیر مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ بروز جمعہ کوئی عمل نکرونگا
یعنی کوئی کام نہ بناؤنگا اور اس شخص کے پاس کپڑا تھا جسکی قمیص تیار کرانی منظور تھی پس اسکو درزی کے پاس
لے گیا اور اسکو امر کیا کہ اسکی قمیص سی دے تو حانث نہوگا یہ فتاوے کبرے مین ہے۔ مجموع النوازل مین لکھا ہے کہ
(اقول اگر خود قطع کی ہاس تو حانث ہونا چاہیے واللہ اعلم ۱۲ منہ)
زید نے عمرو کے پاس کوئی چیز ہدیہ بھیجی پس عمرو نے کہا کہ اگر مین نے تجھے اس ہدیہ کے عوض یہ قبا نہ دی تو میرا غلام
آزاد ہے پھر کچھ زمانہ گذرا پھر عمرو نے اسکو دس درم دیے اور اس سے باہم صلح کر لی تو حانث ہو گیا اور امام ابو یوسف
نے فرمایا کہ جب تک قبا باقی ہے اور وہ زندہ ہے تب تک حانث نہین ہوگا چنانچہ اگر اسکے بعد قبا دیدی (یعنے قبا دینے سے ۱۲) تو اپنی قسم
مین سچا ہو گیا یہ خلاصہ مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس قلم سے نہ لکھونگا پھر اسکو توڑ ڈالا پھر دوبارہ اسکو درست کر کے

اُس سے لکھا تو حانث نہوگا اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ اس چُھری سے نہ کاٹونگا پھر اُسکو توڑکر دوبارہ بنوا کر اُس سے
تراشنے کا کام لیا تو حانث نہوگا یہ حاوی مین ہی۔ قسم کھائی کہ فلانہ عورت کی صورت نہ دیکھونگا پھر نقاب کے ساتھ
اُسکی صورت پر نظر کی تو حانث نہوگا جبتک کہ آدھے سے زیادہ چہرہ کھلا نہو یہ امام محمد رح نے فرمایا ہی۔ قسم
کھائی کہ فلان کی صورت نہ دیکھونگا پھر اسکی صورت باریک پردہ یا شیشہ کے پیچھے سے دیکھی جسکے پیچھے سے
اسکی صورت ظاہر ہوتی تھی تو حانث ہوا بخلاف اسکے اگر آئینہ پر نظر ڈالی اور اُسمین اُسکا چہرہ نظر آیا تو
حانث نہوگا یہ فتاوے کبرے مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ اگر مین نے فلان کو دیکھا پس مین نے اسکو نہ مارا
تو میرا غلام آزاد ہی پھر اسکو بقدر ایک میل یا زیادہ دوری سے دیکھا تو امام محمد رح نے فرمایا کہ حانث
نہوگا اسواسطے کہ اُسنے اُسکو نہین دیکھا ہی۔ ایک نے دوسرے سے کہا کہ اگر تجھ سے ملاقی ہوا پس مین نے تجھپر
سلام نہ کیا تو میرا غلام آزاد ہی تو چاہیے کہ ملاقات ہونے کی ساعت مین سلام کرے اور اگر ایسا نہ کیا تو حانث
ہو جائیگا۔ اور اسی طرح اگر کہا کہ اگر مین نے تیرا گھوڑا تجھ سے عاریت مانگا پس تو نے مجھے نہ دیا تو میرا غلام
آزاد ہی تو اسصورت مین بھی چاہیے کہ دینے سے انکار کرنا اسکے فعل یعنے مانگنے کے ساتھ پایا جاوے اور اگر
اُسکے سواے اور نیت کی ہو تو قضاءً اُسکی تصدیق نہ ہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ منتقے مین لکھا ہی
کہ اگر قسم کھائی کہ فلان کی جانب نہ دیکھونگا پھر اُسکے پانون یا ہاتھ یا سر کی طرف نظر کی تو امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر
پانون یا ہاتھ کیطرف دیکھا تو اُسکو نہ دیکھا اور اُسکا دیکھنا یہی ہی کہ اُسکے منھ یا سر یا بدن کی طرف نظر ڈالے اور اگر اُسکے
سر کے اوپر کی طرف نظر ڈالی تو بھی اسکو نہ دیکھا اور امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر اسکو دیکھا درحالیکہ اسکو نہین پہچانتا ہی
تو اُسکا دیکھنا متحقق ہوا اور اگر اسکو سر سے پانون تک مثل کفن کے کپڑے مین لپٹا ہوا دیکھا اور اسکا سر و بدن
الگ الگ ظاہر ہوتا ہی مگر کپڑا ایسا ہی کہ اسکی سب صورت ظاہر کرتا ہی یعنے مثلاً ایسا باریک کپڑا ہی کہ جسکے اندر سے
اُسکے سراپا بدن کی شکل و ہیات کھلتی ہی تو اسکو دیکھنا ثابت ہوا اور اگر اس کپڑے مین سے اسکا بدن معلوم نہ
ہوتا ہو تو اسکو نہین دیکھا اور اگر اسکی پیٹھ کو دیکھا تو اسکو دیکھا اور اگر اُسکے سینہ و پیٹ کو دیکھا تو اسکو دیکھا اور
اگر اُسکے سینہ و پیٹ مین سے اکثر حصہ دیکھا تو اسکو دیکھا اور اگر تھوڑا النصف سے کم دیکھا تو اسکو نہ دیکھا۔ اور
کسی عورت کی نسبت قسم کھائی کہ اسکو نہ دیکھونگا پھر عورت مذکورہ کو نقاب ڈالے ہونے کی حالت مین بیٹھے ہوئے
یا کھڑے ہوئے دیکھا تو اسکو دیکھا الا آنکہ اسکی نیت یہ ہو کہ اُسکے چہرہ کو نہ دیکھونگا تو دیانۃً فیما بینہ و بین اللہ تعالیٰ
اُسکے قول کی تصدیق ہوگی مگر قضاءً تصدیق نہوگی لیکن اگر قسم مذکور سے پہلے ایسی گفتگو ہو کہ جو اس مراد پر
دلالت کرے تو قضاءً بھی تصدیق ہوگی اور اگر اُسنے کہا کہ اگر مین نے فلان کو دیکھا تو میرا غلام آزاد ہی
پھر اسکو مردہ یا کفن پہنایا ہوا دیکھا حالانکہ اُسکا منھ ڈھانک دیا گیا ہی تو امام محمد رح نے فرمایا کہ حانث ہوگا کیونکہ
دیکھنا زندگی و مرگ دونون پر ہی یعنے خواہ زندہ دیکھا تو اُسکا دیکھنا کہلاویگا خواہ مردہ دیکھا تو بھی ایسا ہی ہی کہ
بعد موت کے دیکھ لینا ایسا ہی جیسے زندگی مین دیکھنا یہ محیط مین ہی۔ زید نے عمرو سے کہا کہ اگر مین نے
خالد کو دیکھا پس تجکو آگاہ نہ کیا تو میرا غلام آزاد ہی پھر خالد کو عمرو کے ساتھ دیکھا تو امام اعظم و امام محمد رح کے
نزدیک زید حانث نہوگا اور اُسکا غلام آزاد نہوگا اور اگر زید نے کہا ہو کہ اگر مین خالد کو دیکھون پس اسکو تیرے

پاس نہ لاؤن تو میرا غلام آزاد ہی اور باقی مسئلہ مثل مذکورۂ بالا واقع ہوا تو بھی اسکا غلام آزاد نہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی ہشام نے امام محمد رح سے روایت کی ہی اگر کسی نے کہا کہ واللہ فلانے کی موت و زندگی مین حاضر نہونگا تو امام محمد رح نے فرمایا کہ زندگی مین حاضر ہونا یہ ہوگا کہ اُسکے غم و شادی مین حاضر نہوا اور موت مین حاضر ہونا یہ ہی کہ اُسکے مرگ و جنازے پر حاضر نہو - اگر زید نے کہا کہ اگر مین نے عمرو کو حرام پر نہ دیکھا تو میری جورو طالقہ ہی پھر عمرو کو دیکھا کہ وہ اجنبیہ عورت کے ساتھ خلوت مین ہی تو امام ابو یوسف نے فرمایا کہ وہ حانث ہوگا اسواسطے کہ یہ حرام نہین ہی مکروہ ہی یہ ظہیریہ مین ہی - ایک نے فارسی مین کہا کہ ہزار درم از مال من بدرویشان دادہ اور وہ اتنا ہی کہنے پایا تھا کہ کسی نے اُسکا منہ بند کر لیا حالانکہ وہ چاہتا تھا کہ آگے یون کہے کہ اگر چنین کنم تو مشائخ نے فرمایا ہی کہ احتیاطاً ہزار درم صدقہ کر دے اور اگر طلاق یا عتاق کے ساتھ قسم منعقد کرنے کا قصد تھا اور ایسا واقع ہوا تو طلاق و عتاق کچھ واقع نہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - اور فوائد شمس الاسلام مین ہی کہ ایک نے اپنا کپڑا دھوبی کو دیا پھر دھوبی انکار کر گیا پھر اُس شخص نے قسم کھائی کہ اگر مین نے تجھے نہ دیا ہو تو میرا غلام آزاد ہی حالانکہ اصل مین اس شخص نے اُسکے پسر یا شاگرد پیشہ کو دیا تھا تو فرمایا کہ اگر پسر یا شاگرد پیشہ مذکور اُسکے عیال مین سے ہو تو یہ شخص حانث نہوگا الا اُسی صورت مین کہ اُسکی یہ نیت ہو کہ دھوبی ہی کو دیا تھا یہ خلاصہ مین ہی - ایک نے عربی مین اپنی جورو کی طلاق کی قسم اس امر پر کھائی کہ لا یدع فلانا یمر علی ہذہ القنطرۃ یعنے نہ چھوڑونگا فلان کو کہ اس پل پر سے گذرے پھر اُسکو فقط زبان سے منع کیا تو قسم مین سچا ہو جائیگا - ایک نے اپنے پسر سے کہا کہ اگر مین نے تجھے چھوڑ دیا کہ تو فلان کے ساتھ کام کرے تو میری جورو طالقہ ہی پس اگر پسر مذکور بالغ ہو کہ بقول اسکے روکنے کی اسکو قدرت حاصل نہو پس اسکو زبان سے منع کر دیا تو قسم مین سچا ہو گیا اور اگر پسر صغیر ہو تو قسم مین سچے ہونے کے واسطے شرط ہی کہ قول و فعل دونون سے منع کرے - ایک نے اپنے صہر کی مقبوضہ زمین کا دعوے کیا اور قسم کھائی کہ اگر مین نے یہ دعوے چھوڑ دیا یہان تک کہ اس زمین کو لے لون تو میری جورو طالقہ ہی تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر ہر ماہ مین اُس سے ایک بار مخاصمہ کیا اور پورا مہینہ کبھی خصومت کو ترک نہ کیا تو حانث نہوویگا - اور اگر قسم کھائی کہ واللہ نہ چھوڑونگا اسکو کہ اس قصبہ سے نکلجاوے پھر وہ نکل گیا اور حالف کو نہ معلوم ہوا تو وہ حانث نہوگا اور اگر اسکو نکلتے دیکھا اور چھوڑ دیا منع نہ کیا تو حانث ہوگا اور اگر اُسکے ساتھ ہو لیا مگر اُسپر قدرت نہ پائی یہان تک کہ وہ چلا گیا تو حانث نہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ اگر یہ جملہ گیہون ہون تو میری جورو طالقہ ہی پھر دیکھا تو وہ گیہون اور بھوبار سے تھے تو حانث نہوگا اور یہ صاحبین کا قول ہی اور اگر کہا کہ ان کانت ہذہ الجملۃ الا حنطۃ یعنے اگر ہو یہ تمام الا گیہون تو میری جورو طالقہ ہی پھر وہ گیہون و بھوبار سے نکلے تو وہ حانث ہوا اور اگر وہ سب گیہون ہون تو امام ابو یوسف کے قول مین حانث نہوگا اور امام محمد رح نے فرمایا کہ دونون صورتون مین حانث نہوگا یہ ایضاح مین ہی اسی طرح اگر کہا کہ اگر ہووے یہ جملہ سواے گندم یا غیر گندم کے تو یہ مثل الا گندم کہنے کے ہی یعنے حکم مین صاحبین مین باہم اختلاف مثل اختلاف مذکورہ ہی یہ بدائع مین ہی اور منتقے مین بروایت ابراہیم مذکور ہی کہ امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر کسی نے کہا کہ اگر مین نے سفر دراز نہ کیا تو فلانہ باندی آزاد ہی تو فرمایا کہ اگر اسکی نیت تین روز یا زیادہ دور کے سفر کی ہو تو قسم اُسکی نیت پر ہوگی

ورنہ اگر کچھ نیت نکی تو یہ قسم ایک مہینہ کے سفر پر ہوگی یہ محیط مین ہی - اور فتاوے ماوراء النہر مین مذکور ہی کہ شیخ ابونصر دبوسی سے دریافت کیا گیا کہ اگر کسی نے قسم کھائی مگر یہ بھول گیا کہ مین نے اللہ تعالی کی یا روزے رکھنے کی یا جورو کے طلاق کی انہین سے کس کی قسم کھائی تھی تو فرمایا کہ اسکی قسم طلاق پر ہوگی الا آنکہ اسکو یاد ہو جاوے یہ تاتارخانیہ مین ہی قال المترجم اس سے ظاہر ہوا کہ ان تین مین طلاق کو ترجیح ہوگی نظر برفقہ وحفظ دین اللہ تعالے فافہم - اگر کسی نے ایک خادم کی نسبت جو اسکی خدمت کرتا تھا قسم کھائی کہ اس سے خدمت نہ چاہونگا تو اس مسئلہ مین دو وجہین ہین اول آنکہ خادم مذکور اسکا مملوک ہو اور اسمین چار صورتین ہین ایک یہ کہ بعد قسم کے اس سے ظاہر وصریح خدمت چاہی مثلا کہا کہ میری خدمت کردے تو وہ حانث ہوگا اور یہ ظاہر ہی دوسری صورت یہ کہ قسم کے بعد اُسنے بدون حکم مولے کے مولے کی خدمت کی اور مولی نے اسکو خدمت کرنے دی حالانکہ وہ قسم سے پہلے خدمت مولے کے حکم سے کیا کرتا تھا تو اس صورت مین بھی حانث ہوگا اور تیسری صورت یہ ہی کہ اُسنے بغیر حکم مولے کے اسکی خدمت کی اور پہلے بھی بغیر حکم مولے کے خدمت کیا کرتا تھا تو اس صورت مین بھی حانث ہوگا اور چوتھی صورت یہ ہی کہ بعد قسم کے اُسنے مولی کی خدمت بدون اسکے حکم کے کی اور قسم سے پہلے اسکی خدمت بالکل نہین کرتا تھا تو اسصورت مین بھی حانث ہوگا - اور رہی وجہ دوم وہ یہ ہی کہ خادم مذکور کسی دوسرے کا مملوک ہو اور اسمین بھی وہی چار صورتین ہین جو ہمنے اوپر بیان کی ہین مگر اسوجہ مین پہلی دونون صورتون کے وقوع سے حانث ہوگا اور پچھلی دونون صورتون کے وقوع سے حانث ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ خادم مملوک زید سے خدمت نہ چاہونگا پھر خادم مذکور سے صریح نہین بلکہ اشارہ سے وضو کا پانی یا پینے کے واسطے پانی مانگا اور قسم کھانے کے وقت اسکی کچھ نیت نہ تھی کہ کیونکر یا کیسی خدمت چاہونگا تو یہ شخص حانث ہوگا خواہ خادم فلان اسکو بجالاوے یا نہ لاوے اور اگر اُسنے قسم مین یہ نیت کی ہو کہ اسطرح خدمت نہ چاہونگا کہ مین اس سے خدمت کو کہون تب وہ خدمت کردے تو دیانۃً فیما بینہ وبین اللہ تعالے اُسکے قول کی تصدیق ہوگی مگر قضاءً تصدیق نہ ہوگی - اور اگر قسم کھائی کہ زید کا خادم میری خدمت نہ کریگا پھر قسم کھانے والا اور زید مذکور ساتھ دسترخوان پر کھانے کو بیٹھے اور یہی خادم ان لوگون کے کھانے و پانی کی خبرگیری کرتا ہی تو حالف مذکور حانث ہوگا - اور واضح ہو کہ اندر گھر کے ہر کام کاج کو خدمت بولتے ہین اور باہر کے کام کاج مثل خرید و فروخت وغیرہ کو تجارت بولتے ہین اور وہ خدمت مین شمار نہین ہی - اور واضح ہو کہ خادم کا اطلاق غلام و باندی دونون پر ہی خواہ بڑا ہو یا اتنا چھوٹا کہ خدمت کرسکتا ہی یہ ظہیریہ مین ہی - قال المترجم ہمارے عرف مین گھر کے کام کاج کے ساتھ بازار کے ضروری خرید و فروخت بھی خدمت مین داخل ہی اور یہی اُنکے عرف مین بھی بنابر صحیح مراد ہی اور رہا لفظ خادم سو ہمارے عرف مین غلام پر بولا جاتا ہی اور نیز نوکر ماہواری و سالانہ پر بھی اور باندی پر خادم نہین بلکہ خادمہ کا اطلاق ہوتا ہی اور اسی طرح ماہانہ یا سالانہ پر جو عورت نوکر ہو خادمہ کہلاتی ہی بنابرین مسائل کی تخریج مین فرق ملحوظ رکھنا چاہیے ہی فافہم - واللہ تعالے الملہم للصدق والصواب - واضح ہو کہ مزارعت مین کاشتکار و مالک زمین جہان مذکور ہوتے ہین اُسنے یوتہ دار مالک زمین مراد نہین ہین بلکہ بٹائی پر جوتنے بونے والے کاشتکار ہین اور نیز بٹائی پر باغ بچانے والے عامل ہین و مالک باغ و زمین سے انکا عقد مزارعت و مخابرت وغیرہ ہوتا ہی جو بجمیع اقسامہا

کتاب المزارعۃ سے مع تفصیل و اختلاف دریافت ہوگا وہان سے معلوم کرنا چاہیے جب یہ معلوم ہوا تو ہم کہتے ہین کہ کتاب مین مذکور ہی کہ ایک نے قسم کھائی کہ مین فلان کا شتکارون مین سے نہونگا حالانکہ اسوقت وہ فلان کا کاشتکار ہی یا کہا کہ مین فلان کا جوتا نہونگا حالانکہ اُسکی زمین اُسکے پاس ہی اور فلان مذکور غائب ہی کہ اُسی ساعت وہ اس عقد کو جو دونون کے درمیان ہی نہین توڑ سکتا ہی تو حانث ہو جائیگا اسواسطے کہ حانث ہونے کی شرط یہی ہی کہ وہ فلان کے کاشتکارون مین سے ہو اور یہ بات پائی گئی اور وہ اسمین معذور بعذر شرعی نہین ہوا اور اگر وہ مالک زمین کے پاس عقد مزارعت توڑنے کے واسطے چلا تو حانث نہوگا اگرچہ مالک زمین شہر مین نہو لیکن باہر ہوا سوجہ سے کہ اتنی دیر ی قسم سے مستثنے ہوتی ہی پس ایسا ہوا کہ جیسے کسی نے قسم کھائی کہ اس گھر مین نہ رہونگا اور نکلنا چاہا مگر اُسنے کنجی نہ پائی الابعد ساعت کے تو جبتک وہ کنجی کی تلاش مین ہی حانث نہین ہوتا ہی پس ایسا ہی یہان بھی ہی اور اگر وہ بعد قسم کے مالک زمین کے پاس جاکر اُسکو اسکی زمین واپس کر دینے کے کام کیواسطے سواے اور کام مین مشغول ہوا تو حانث ہوگا جیسے کہ مسئلہ مکان مین سواے کنجی کی جستجو کے اور کام مین مشغول ہونے سے حانث ہوتا ہی اسواسطے کہ یہ کام قسم سے مستثنے نہین ہی اور اگر مالک زمین کے پاس باہر جانے سے اسکو کسی آدمی نے روکا یا مالک زمین شہر مین موجود ہی مگر اُسکے پاس پہونچنے سے کسی نے اسکو روکا تو حانث نہوگا اسواسطے کہ فلان کا کاشتکار رہونا ہی اُسکے حانث ہونے کی شرط ہی اور باوجود منع کے اسکا تحقق نہوگا چنانچہ اسکا بیان اوپر گذرا ہی حتے کہ اگر اُسنے یون کہا کہ اگر مین نے فلان کی کاشتکاری نہ چھوڑی تو ایسا تو واجب ہی کہ مسئلہ دو تولون پر ہو جیسے مکان کی سکونت کے مسئلہ مین ہم نے بیان کیا ہی یہ فتاوی کبرے مین ہی شیخ نجم الدین سے دریافت کیا گیا کہ اہل حرفہ مین سے ایک نے اپنے کارکے اوزارون سے کام نہ بنانے پر یون قسم کھائی کہ اگر دست برآنہا نہم فکذا یعنے اگر انکو ہاتھ سے چھوؤن تو میرا غلام آزاد ہی مثلاً پھر اُسنے انکو ہاتھ سے چھوا مگر کام بنانے کے واسطے نہین یون ہی چھوا پس آیا حانث ہوگا یا نہین تو شیخ نے فرمایا کہ نہین یہ خلاصہ مین ہی - ایک نے فارسی مین کہا کہ اگر من ہرگز کشت کنم درین دہ زن من طالقہ است یعنے اگر مین اس گانون مین کھیتی کرون تو میری جورو طالقہ ہی پس اگر اُسنے خربوزہ یا کپاس کی کھیتی کی تو حانث ہوگا اور اگر کسی دوسرے کی بوئی ہوئی کھیتی کو پانی دیا یا زمین گوڑی و ہل چلائی کی یا کھیتی کاٹی تو حانث نہوگا اور اگر دوسرے کو مزارعت پر دیدی یا زراعت کے واسطے کوئی شخص اجرت پر مقرر کیا جسنے زراعت کی تو بھی حانث نہوگا بشرطیکہ یہ شخص ایسا ہو کہ خود اپنے آپ اس کام کو کرتا ہو کیونکہ اُسنے اپنے آپ کھیتی نہین کی اور اگر اُسنے یہی نیت کی ہو کہ دوسرے کو حکم نہ کرونگا تو اسکی تصدیق ہوگی کہ وہ حانث ہوگا اسواسطے کہ اسکے لفظ سے یہ معنے بھی نکل سکتے ہین اور اسمین اُسکے اوپر سختی زائد ہوتی ہی نہ آسانی - اور اگر اُسکے غلام یا مزدور نے اُسکے واسطے کھیتی کی حالانکہ قبل قسم کے اسکو حکم دیتا تھا تو وہ حانث ہوگا الا آنکہ اُسنے خاصۃً اپنے ہاتھ سے کھیتی نہ کرنے کی نیت کی ہو یہ فتاوے کبرے مین ہی - اور اگر مالک زمین یا کاشتکار نے کہا کہ اگر این کشت مرابکار آمد زن من طالقہ یعنی اگر یہ کھیتی میرے کام آوے تو میری جورو طالقہ ہی پھر اپنا حصہ پیداوار فروخت کر دیا یا کسی کو قرضہ مین دیدیا یا ہبہ کر دیا تو حانث ہوگا اور اگر اسکو کسی نے تلف کر دیا پس مالک نے اُس سے تاوان لیا اور لیکر اپنے

(حاشیہ: یعنے کہ ہمیشہ مین ضمیمہ تو ہین ملاحظہ ... حانث نہوگا ... اسمین ... حانث ہوگا اسواسطے)

نفقہ مین خرچ کیا تو حانث نہوگا یہ خلاصہ مین ہی - اور اگر کہا کہ اگر مین نے فلان کے لیے ایک عدلیہ یا الفف عدلیہ کی ضمانت کرلی تو میری جورو طالقہ ہی پھر اُسکے واسطے کسی کی طرف سے دس درم عظریفیہ کی ضمانت قبول کرلی تو حانث نہوگا اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے واسطے کام نہ بناؤنگا اور وہ موزہ دوز ہی پس اُسنے دوکاندار سے موزہ دوزی کے اوزار خریدے اور موزہ بنایا پھر فلان مذکور کے ہاتھ فروخت کردیا تو حانث نہوگا یہ خزانۃ المفتین مین ہی شیخ الاسلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک مرد کے پاس کرایہ بھاڑے پر چلانے کی چیزین ہین اُسنے قسم کھائی کہ اگر چیزون کو کرایہ پر دون تو میری جورو پر طلاق ہی پھر اُسکی جورو نے ان چیزون کو اجارہ پر دیا اور اُنکی اجرت خود وصول کی خواہ خود خرچ کی یا اپنے شوہر کو دیدی تو شوہر مذکور حانث نہوگا - اور اگر مرد مذکور نے متاجرون سے کہا ہو کہ تم ان مکانون مین رہو تو شیخ الاسلام سے یہ صورت منقول نہین ہی اور بعض نے فرمایا ہی کہ چاہیے کہ یہ صورت بھی اجارہ پر ہوا اور وہ اپنی قسم مین حانث ہوجاوے اور اسی طرح اگر اُسنے متاجرون سے ایسے مہینہ کی اجرت کا تقاضا کیا جسمین وہ لوگ مکانون مین نہین رہے ہین تو بھی یہ امر اُسکی طرف سے اجارہ ہی اور وہ اپنی قسم مین حانث ہوگا اور اگر اُسنے ایسے مہینہ کی اجرت کا تقاضا کیا جسمین وہ رہ چکے ہین یعنے چڑھا ہوا پچھلا کرایہ مانگا تو یہ اجارہ نہین ہی اور وہ اپنی قسم مین حانث نہوگا یہ محیط مین ہی اور اگر قسم کھائی کہ سونا یا چاندی نہ چھوؤنگا پھر اسمین سے مضروب یعنے سکہ زدہ چھوا تو حانث ہوگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی - اور اگر قسم کھائی کہ لکڑی نہ چھوؤنگا پھر کسی درخت کی یا لو چھوئی تو حانث نہوگا بخلاف اسکے اگر کہا کہ جذع یا عود نہ چھوؤنگا تو ایسی صورت مین حانث ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ بال نہ چھوؤنگا پھر کل چھوا تو حانث نہوگا اور اگر قسم کھائی کہ صوف نہ چھوؤنگا پھر نمدہ چھوا تو حانث نہوگا یہ خزانۃ المفتین مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ وتد نہ چھوؤنگا پھر رسی چھوئی تو حانث نہوگا یہ مبسوط مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ زمین پر نہ چلونگا پھر موزہ یا جوتہ پہنکر زمین پر چلا تو حانث ہوگا اور اگر زمین پر فرش وبچھونا بچھا ہوا ہوا سپر چلا تو حانث نہوگا یہ ظہیریہ مین ہی - اور اگر کسی نعل کی نسبت قسم کھائی کہ اسکو نہ پہنونگا پھر اسکا تسمہ الگ اپنے تسمہ کاٹ کر اسمین دوسرا تسمہ لگا کر اسکو پہنا تو حانث ہوا یہ خزانۃ المفتین مین ہی - اور اگر اپنے سر کی طرف اشارہ کرکے اس طرح کہا کہ اگر میرے اس سر کو کسی نے چھوا یا اپنی طرف اضافت نہ کی یون ہی کہا کہ اگر اس سر کو کسی نے چھوا تو میری باندی آزاد ہی پھر قسم کھانے والے نے خود چھوا تو حانث نہوگا - امام محمد رح نے رقیات مین بیان فرمایا کہ اگر قسم کھائی کہ آج کے روز بال نہ چھوؤنگا پھر اُسنے اپنا سر چھوا تو حانث نہوگا اور اگر دوسرے کا سر چھوا تو حانث ہوگا یہ خلاصہ مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ قماربازی نہ کرونگا پھر اُسنے یہ کہا کہ دست عاریت داد تو حانث ہوگا اور اگر ظاہری کی تو بنابر قول مختار کے حانث نہوگا یہ خزانۃ المفتین مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ شفعہ سپرد نہ کرونگا یعنے نہ دیدونگا پھر خاموش رہا اور مخاصمہ نہ کیا یہان تک کہ شفعہ باطل ہوگیا تو حانث نہوگا اور اگر شفعہ سپرد کرنے کے واسطے کسی کو وکیل کیا تو حانث ہوگا یہ ظہیریہ مین ہی - ایک شخص مزدورون کو مزدوری پر لیتا ہی کہ وہ اُسکے واسطے کام بناتے ہین پھر کسی نے قسم کھائی کہ اُسکے ساتھ کام نہ بناؤنگا پھر اُسکی راے مین آیا کہ اچھا اسکا کام بناؤن تو فرمایا کہ اسکو چاہیے کہ جس چیز مین اسکا کام بنایا کرتا تھا وہ چیز

اس سے خریدے اور اسکو تیار کرکے پھر اُسی کے ہاتھ فروخت کردے اور اسی طرح اگر جولاہے نے قسم کھائی کہ اگر ایکسال تک کسی کا سوت لون اور اسکو اُسکا کپڑا بُن کر دون تو میری جورو طالقہ ہی تو اگر وہ اس سے سوت خرید کرکے بعد بننے کے اُسی کے ہاتھ فروخت کردے تو حانث نہوگا اور اگر خمار بدون سوت خریدنے کے بن دی تو حانث نہوگا اسواسطے کہ خمار مختص باسم علیحدہ ہی اور فتاوے نسفیہ مین لکھا ہی کہ ایک نے قسم کھائی کہ من پیش کدخدائی فلان نکنم و وکیلی وے نہ کنم اگر کارے فرماید بکنم پس اسپر قسم کھالی پھر موکل نے کسی اور کو جسپر حالف نے قسم کھا کر معین کیا ہی مقرر کیا پھر موکل نے اسکو حکم کیا کہ اُسکے واسطے یہ کام کردے پس اگر یہ کام اُسکے واسطے کریگا تو بھی حانث ہوگا یہ خلاصہ مین ہی ۔ اور اگر قسم کھائی کہ اگر مین نے اس بیت مین کوئی عمارت تعمیر کی تو میری جورو طالقہ ہی پھر اُسکی دیوار جو اُسکے اور پڑوسی کے درمیان مشترک ہی خراب ہوگئی پھر اُسنے یہ دیوار بنوائی اور اُس سے قصد یہ کیا کہ پڑوسی کے بیت کی تعمیر کرتا ہون تو اپنی قسم مین حانث ہوگا یہ خزانۃ المفتین مین ہی ۔ شیخ الاسلام اوزجندی سے پوچھا گیا کہ کسی نے کہا کہ اگر مین نے کل کے روز فلان کے گھر کو خراب نہ کیا تو میرا غلام آزاد ہی پھر وہ قید کیا گیا اور روکا گیا حتے کہ اُسنے فلان کا گھر کل کے روز خراب نہ کیا تو فرمایا کہ اسمین مشائخ کا اختلاف ہی اور فتوے کیواسطے مختار یہ ہی کہ وہ حانث ہوجائیگا یہ ذخیرہ مین لکھا ہی واللہ اعلم بالصواب

کتاب الحدود

اور اسمین چھ باب ہین ۔

باب اول حد کی تفسیر شرعی و اسکے رکن و شرط و حکم کے بیان مین

شریعت مین حد ایسی عقوبت مقدرہ ہی جو اللہ تعالے کے حق کے واسطے ہو ۔ پس قصاص کو حد نہ کہینگے کہ وہ حق العبد ہی اور تعزیر کو حد نہ کہینگے اسواسطے کہ وہ مقدر نہین ہی یہ ہدایہ مین ہی ۔ اور اُسکا رکن یہ ہی کہ امام المسلمین اُسکو قائم کرے یا جو قائم کرنے مین امام کا نائب ہو اور شرط یہ ہی کہ جسپر حد قائم کیجاوے وہ صحیح العقل سلیم البدن ہو اور ایسا ہو کہ عبرت پکڑے اور ڈرے پس مجنون و جو نشہ مین ہو و مریض و ضعیف الخلقہ پر حد قائم نہ کیجائیگی الا بعد صحت و افاقہ کے یہ محیط سرخسی مین ہی اور اُسکا اصلی حکم یہ ہی کہ جس سے بندگان خدا کو ضرر پہونچتا ہی اس سے انزجار ہوا ور دار الاسلام فساد سے مصئون رہے ۔ اور رہا گناہون سے پاک ہوجانا سو اسکا اصلی حکم نہین ہی اسواسطے کہ گناہون سے پاک ہونا توبہ سے حاصل ہوتا ہی نہ حد قائم کرنے سے اور اسی واسطے کافر پر حد قائم کیجاتی ہی حالانکہ اُسکے واسطے گناہون سے طہارت نہین ہوتی ہی یہ تبیین مین ہی

دوسرا باب ۔ زنا کے بیان مین ۔ اور زنا اسکو کہتے ہین کہ پوری کرے مرد اپنی شہوت بصفت محرم ہونے کے ایسی عورت کے قبل مین جو دونون طرح کی ملک اور دونون کے شبہہ اور شبہہ اشتباہ سے خالی ہو یا عورت اپنے اوپر ایسے ہی فعل کا قابو دے یہ نہایہ مین ہی ۔ پس مجنون و طفل عاقل کی وطی زنا نہوگی اسواسطے کہ ان دونون کا فعل بصفت حرمت موصوف نہین ہوتا ہی یہ محیط سرخسی مین ہی ۔ اور اسی طرح اگر مرد نے اپنے پسر یا مکاتب کی باندی

یا اپنے غلام ماذون مدیون کی باندی سے وطی کی یا جہاد مین لوٹ کے باندی سے بعد دارالاسلام مین احراز کرنے کے غازی نے وطی کی تو زنا نہوگا کیونکہ شبہہ ملک یمین ہی اسی طرح اگر ایسی عورت سے وطی کی جس سے بغیر گواہون کے نکاح کیا ہی یا ایسی باندی سے وطی کی جس سے بدون اجازت اُسکے مولی کے نکاح کیا ہی یعنی باندی نے اپنے مولی سے اجازت نہین لی تھی یا غلام نے ایسی عورت سے وطی کی جس سے بدون اجازت اپنے مولے کی نکاح کیا ہی یا مرد نے ایسی باندی سے وطی کی جسکو اپنی آزادہ عورت کے اوپر بیاہ لایا ہی تو یہ زنا نہین ہی بسبب شبہہ ملک نکاح کے۔ اسی طرح اگر پسر نے اپنے باپ کی باندی سے اس شبہہ پر وطی کی کہ میرے واسطے حلال ہی تو زنا نہین ہی۔ کیونکہ شبہہ اشتباہ ہی یہ نہایہ مین ہی۔ اور رکن زنا یہ ہی کہ التقائے ختانین ومواراۃ حشفہ پایا جاوے اسواسطے کہ اسی قدر سے ایلاج و وطی متحقق ہو جائیگی۔ اور اُسکی شرط یہ ہی کہ تحریم سے واقف ہو حتے کہ اگر اُسنے تحریم کو نہ جانا تو بسبب شبہہ واقع ہونے کے حد قائم نہ کیجائیگی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور زنا حاکم کے نزدیک بطور ظاہر اسطرح ثابت ہوگا کہ چار گواہ اسکی بلفظ زنا گواہی دین نہ بلفظ وطی و جماع یہ تبیین مین ہی۔ اور جب چار گواہون نے ایک مرد پر زنا کی مجلس واحد مین گواہی دی تو قاضی اُنسے دریافت کریگا کہ زنا کیا چیز ہی اور اُسنے کہان زنا کیا پس جب اُنھون نے بیان کیا جو حقیقۃً زنا ہی اور کہا کہ اسنے اسطرح داخل کردیا جیسے سرمہ دانی کے اندر سلائی تو اب اُنسے دریافت کریگا کہ کیفیت زنا کیا ہی پھر جب اُنھون نے کیفیت زنا بیان کردی تو اُنسے وقت دریافت کریگا پھر جب اُنھون نے ایسا وقت بیان کیا کہ اسکو زمانہ دراز نہین گذرا ہی یعنے ایسا وقت بیان کیا کہ یہ لازم نہین آتا ہی کہ زمانہ دراز گذرنے پر گواہی ادا ہوئی ہی تو پھر جس عورت سے زنا کیا ہی اُسکو پوچھیگا پھر اُنسے مکان دریافت کریگا پھر جب اُنھون نے مکان بیان کیا اور قاضی انکی عدالت کو جانتا ہی تو مشہود علیہ سے اُسکا احصان دریافت کریگا پس اگر اُسنے کہا کہ مین محصن ہون یا اسکے انکار احصان پر گواہون نے اُسکی محصن ہونے کی گواہی دی تو حاکم اس سے احصان کی تعریف دریافت کریگا کہ کسکو کہتے ہین پس اگر اُسنے ٹھیک ٹھیک بیان کردیا تو اسکو رجم کریگا۔ اور اگر اُسنے ٹھیک ٹھیک نہ بیان کیا مگر گواہون سے اسکا محصن ہونا ثابت ہوا تو گواہون سے احصان کو دریافت کریگا پس اگر اُنھون نے ٹھیک ٹھیک بیان کردیا تو اسکا رجم کرنا واجب ہوگا۔ اور اگر مشہود علیہ نے کہا کہ مین محصن نہین ہون اور گواہون نے اُسکے محصن ہونے پر گواہی نہ دی تو اُسکو دُرّے مارے جاوینگے۔ اور اگر قاضی ان گواہون کی عدالت نہ جانتا ہو تو مشہود علیہ کو انکی عدالت ظاہر ہونے تک قید رکھیگا یہ محیط مین ہی۔ اگر چار گواہون نے کسی مرد پر زنا کی گواہی دی پس اُنسے زنا کی کیفیت و ماہیت دریافت کی گئی تو اُنھون نے کہا کہ ہم اس سے زیادہ تجھ سے نہین بیان کرینگے تو انکی گواہی قبول نہوگی مگر انپر حد بھی واجب نہوگی کیونکہ جتنے عدد اسکی گواہی مین چاہیے ہین اتنی تعداد انکی ہی کیونکہ گواہون کی تعداد کامل ہونا وجوب حد سے مانع ہی یعنے حد قذف[12] جیسے کہ مشہود علیہ پر چار عورتون نے گواہی دی تو انپر حد قذف نہین ماری جائیگی اور اسی طرح اگر بعضے گواہون نے یعنے حد قذف سے[12] کیفیت و ماہیت بیان کی اور بعض نے بیان نہ کی تو مرد مشہود علیہ پر حد قائم نہ کیجائیگی اور نیز گواہون پر بھی حد قذف لازم نہ آویگی یہ مبسوط مین ہی اور زنا کا ثبوت مرد کے اقرار سے بھی ہوتا ہی یہ بحر الرائق مین ہی اور اگر اُسنے سوائے قاضی کے کسی دوسرے کے سامنے جسکو اقامت حدود کا اختیار نہین حاصل ہی اقرار کیا تو اُسکا کچھ اعتبار نہین ہی اگرچہ چار مرتبہ اقرار کیا ہو پس اُسکے ایسے اقرار پر گواہی مقبول نہوگی یہ تبیین مین ہی

اور ضرور ہی کہ اقرار صحیح ہوا اور اسکا کذب ظاہر نہو پس گونگے کو اقرار پر حد نہ ماری جائیگی اگرچہ اپنی تحریر کے ذریعہ سے یا اشارہ سے اقرار کیا اسی طرح اسپر گواہی بھی مقبول نہوگی اسواسطے کہ شاید وہ شبہہ کا مدعی ہو یہ نہر الفائق میں ہی ۔ اور اگر مرد نے اقرار کیا کہ مین نے گونگی عورت سے (یعنی معاینہ کی گواہی ۱۲) زنا کیا یا عورت نے اقرار کیا کہ مین نے گونگے مرد سے (یعنی گونگے زبان سے اظہار نہین کر سکتا ہی ۱۲) زنا کیا تو دونون مین سے کسی پر حد واجب نہ ہوگی یہ فتح القدیر مین ہی ۔ اور اسی طرح اگر مرد نے زنا کا اقرار کیا پھر ظاہر کیا کہ وہ مجبوب ہی یا عورت نے اقرار کیا پھر ظاہر ہوا کہ وہ رتقاء ہی باین طور کہ عورتون نے اُسکے رتقاء ہونے کی گواہی دی قبل اسکے کہ حد ماری جاوے تو حد واجب نہ ہوگی اور یہ بھی ضرور ہی کہ دونون مین سے ایک دوسرے کی تکذیب نہ کرے چنانچہ اگر مرد نے زنا کا اقرار کیا اور عورت نے جسکے ساتھ اس فعل کا اقرار کرتا ہی انکار کیا یا عورت نے اقرار کیا اور مرد نے انکار کیا تو امام رحمہ اللہ کے نزدیک دونون مین سے کسی پر حد واجب نہ ہوگی یہ نہر الفائق مین ہی ۔ اور ضرور ہی کہ اقرار حالت ہوش مین ہو حتی کہ اگر اُسنے نشہ مین اقرار کیا تو اسکو حد نہ ماری جائیگی یہ بحر الرائق مین ہی ۔ اور اکراہ مانع صحت اقرار ہی اور موجب شبہہ ہی عورت کے حق مین یہ خزانۃ المفتین مین ہی ۔ اور اقرار کی یہ صورت ہی کہ اقرار کنندہ عاقل بالغ اپنی ذات پر چار مرتبہ اپنی چار مجلسون مین زنا کرنے کا اقرار کرے یہ ہدایہ مین ہی ۔ اور بعضون نے کہا کہ مجالس قاضی کا اعتبار ہی اور اول اصح ہی کذا فی السراج الوہاج اور یہی صحیح ہی یہ شرح طحاوی مین ہی اور زنا کے اقرار کنندہ کی مجلسون (یعنی قاضی کی یا مجلسون ۱۲) کا مختلف ہونا ہمارے نزدیک شرط ہی کذا فی التمرتاشی پس اگر اُسنے مجلس واحد مین چار مرتبہ اقرار کیا تو یہ بمنزلہ ایک دفعہ اقرار کے ہی یہ جوہرہ نیرہ مین ہی ۔ اور اگر اُسنے ہر روز ایک مرتبہ یا ہر مہینہ ایک مرتبہ اقرار کیا یہان تک کہ چار مرتبہ اقرار ہو گیا تو اسکو حد کی سزا دیجائیگی یہ ظہیریہ مین ہی ۔ اور مجالس اقرار کے اختلاف کی یہ صورت ہی کہ ہر بار کہ وہ اقرار کرے قاضی اسکو رد کردے (حد مقررہ ۱۲) پس چلا جاوے یہانتک کہ قاضی کی نظر سے غائب ہو جاوے پھر آوے اور آکر اقرار کرے یہ کافی مین ہی ۔ اور امام المسلمین کو چاہیے کہ اقرار کنندہ کو اقرار سے زجر کرے اور کراہت ظاہر کرے اور اُسکے ایک طرف دور کرنے کا حکم کرے یہ محیط مین ہی پس جب اُسنے چار مرتبہ اقرار کیا تو اُسکی حالت پر نظر کرے پس اگر معلوم ہو کہ یہ صحیح العقل ہی اور یہ ایسا ہی کہ اُسکا اقرار جائز ہی تو اس سے دریافت کریگا کہ زنا کیا ہی اور کیونکر ہوتا ہی اور کسکے ساتھ زنا کیا ہی اور کہان زنا کیا ہی کیونکہ اسمین شبہہ کا احتمال ہی یہ محیط سرخسی مین ہی ۔ اور رہا یہ سوال کہ کب زنا کیا ہی تو بعض نے فرمایا کہ زمانہ زنا دریافت نہ کریگا اسواسطے کہ زمانہ دراز ہو جانا گواہی سے مانع ہی نہ اقرار سے اور اصح یہ ہی کہ زمانہ بھی دریافت کریگا اسواسطے کہ احتمال ہی کہ شاید اُسنے ایام نابالغی مین زنا کیا ہو پس جب اسکو بھی دریافت کرلیا اور ظاہر ہوا کہ اُسنے زنا کیا ہی تو اس سے دریافت کریگا کہ وہ محصن ہی پس اگر اُسنے کہا کہ وہ محصن ہی تو دریافت کریگا کہ احصان کیا ہی پس اگر اُسنے احصان کو بھی ٹھیک ٹھیک اُسکے شرائط سے بیان کیا تو اُسکے رجم کا حکم دیگا یہ تبیین مین ہی ۔ اور اگر اقرار کنندہ نے کہا کہ مین محصن نہین ہون اور گواہون نے اُسکے محصن ہونے کی گواہی دی تو امام اسکو رجم کر دیگا یہ محیط مین ہی ۔ اور اُسکو تلقین کرنا مندوب ہی یعنی یون کہے کہ شاید تو نے بوسہ لیا ہو گا یا شاید تو نے چھوا ہو گا یا شاید تو نے شبہہ سے وطی کی اور اصل مین فرمایا کہ شاید تو نے اس سے نکاح کر لیا ہی یا شبہہ سے (یعنی عورت کا ۱۲) وطی کرلی ہی بالجملہ مقصود یہ ہی کہ اسکو ایسی بات تلقین کرے جس سے حد دور ہو جاوے کوئی لفظ کیون نہو یہ بحر الرائق مین ہی ۔ اور اگر چار گواہون نے ایک شخص پر زنا کرنے کی گواہی دی پس اُسنے ایکمرتبہ اقرار کر لیا تو امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک اسکو حد ماری جائیگی اور امام ابو یوسف کے نزدیک حد نہ ماری جائیگی اور یہی اصح ہی

ملہ [illegible] ہوجاوین ۱۲

یہ کافی مین ہی۔ اور یہ اسوقت ہی کہ اُسنے بعد قضا کے اقرار کیا ہو اور اگر قبل قضا کے اقرار کیا تو بالاتفاق حد ساقط ہو جائیگی یہ فتح القدیر مین ہی۔ چار گواہون نے ایک شخص پر زنا کی گواہی دی پھر اس شخص نے بعد انکی گواہی کے اقرار کیا پھر انکار کر گیا اور چار مرتبہ اُسنے اقرار نہین کیا ہی تو اُسپر حد واجب نہ ہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور اگر ایک شخص پر چار آدمیون نے زنا کی گواہی دی اور اُسکے ثبوت کا اسپر حکم دیا گیا پھر اُسنے چار مرتبہ اقرار کیا تو اسپر حد قائم کیجائیگی یہ حاوی قدسی مین ہی۔ اور اگر اُسنے رجوع کر لیا تو اُسکا رجوع کرنا صحیح ہوگا اور اسی کو امام طحاوے نے اختیار کیا ہی یہ غیاثیہ مین ہی۔ اور اگر گواہون کی گواہی کے بعد اُسنے زنا کا اقرار کیا تو یہ گواہ حد قذف کی سزا نہ دیے جاوینگے اگرچہ چار سے کم ہون یہ عتابیہ مین ہی۔ اگر اقرار کنندہ نے حد قائم کیے جانے سے پہلے یا حد قائم کیے جانے کے بیچ مین اپنے اقرار سے رجوع کر لیا تو اُسکا رجوع کرنا قبول کیا جائیگا اور اسکی راہ چھوڑ دیجائیگی یہ ہدایہ مین ہی اور رجوع کرنا خواہ مرد کی طرف سے یا عورت کی طرف سے ہو دونون یکسان ہین دونون سے قبول کیا جائیگا یہ سراج الوہاج مین ہی اور ایسا ہی اگر قاضی کے نزدیک گواہی و اقرار سے زنا ظاہر ہوا تو بھی یہی حکم ہی یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اگر ایک شخص بھاگا اور رجوع نہ کیا تو اُس سے تعرض نہ کیا جائیگا اور اگر زنا پر ثابت رہا مگر محصن ہونے سے رجوع کیا تو اُس سے قبول کیا جائیگا اور سنگسار نہ کیا جائیگا بلکہ دُرّے مارے جاوینگے یہ ایضاح مین ہی۔ اور اگر کسی شخص پر حد زنا ثابت ہوئی بگواہی گواہان حالانکہ وہ محصن ہی یا محصن نہین ہی پھر جب اسپر حد قائم کی گئی تو تھوڑی حد جاری ہونے کے بعد وہ بھاگ گیا اور داروغہ و عامل نے اسکو تلاش کرایا پس وہ اسیوقت پکڑا گیا تو اسپر باقی حد بھی قائم کیجائیگی یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر بعد چند روز کے ہاتھ آیا تو حد ساقط ہوگئی یہ عتابیہ مین ہی۔ اور اقرار زنا مین ذمی و غلام مثل مسلمان آزاد کے ہین خواہ غلام ماذون ہو یا محجور ہو یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر غلام نے خود زنا کا اقرار کیا تو اقرار مین اُسکے مولی کا حاضر ہونا شرط نہین ہی اور اگر لوگون نے غلام پر زنا کی گواہی دی تو مولے کا حاضر ہونا شرط ہی کیونکہ مولی کو گواہون مین طعن کا اختیار ہی یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔ اور اگر خصی نے زنا کا خود اقرار کیا یا گواہون نے اسپر گواہی دی تو اسپر حد جاری کیجائیگی اور یہی حکم عنین کا ہی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ اندھے نے اگر زنا کا اقرار کیا تو اسپر حد جاری کیجائیگی۔ اور اگر مرد نے اقرار کیا کہ مین نے مجنونہ یا ایسی عورت نابالغہ سے جو قابل جماع ہے زنا کیا تو اسپر حد جاری کیجائیگی اور اگر عورت نے اقرار کیا کہ مین نے مجنون یا طفل سے جماع کیا تو اسپر حد واجب نہ ہوگی یہ ایضاح مین ہی۔ اور اگر مرد نے اقرار کیا کہ اُسنے ایسی عورت سے زنا کیا ہی کہ اسکو پہچانتا نہین ہی تو اسپر حد جاری کیجائیگی اور اسیطرح اگر اُسنے اقرار کیا کہ مین نے فلانہ عورت سے زنا کیا حالانکہ یہ عورت غائب ہی تو استحسانًا اسپر حد جاری کیجائیگی یہ فتح القدیر مین ہی۔ امام محمد رح نے جامع صغیر مین فرمایا کہ ایک مرد نے چار مرتبہ اقرار کیا کہ مین نے فلانہ عورت سے زنا کیا اور فلانہ کہتی ہی کہ مجھسے اُسنے نکاح کیا ہی یا عورت نے چار مرتبہ اقرار کیا کہ مین نے فلان مرد سے زنا کیا اور فلان کہتا ہی کہ مین نے اس سے نکاح کیا تو دونون مین سے کسی پر حد واجب نہوگی اور مرد پر اسکا مہر لازم آویگا یہ محیط مین ہی اور قاضی کا علم حدود مین حجت نہین ہوتا ہی اسپر صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع ہی اگرچہ قیاس اُسکے اعتبار کا مقتضی ہی یہ کافی مین ہے

فصل حدود و انکی اقامت کی کیفیت کے بیان مین

جب حد واجب ہوئی اور مرد زانی محصن ہی

حاشیہ: پیچھے گواہون کی ... یعنی نصاب گواہی کامل ... ہونے سے ثبوت ... گواہون کے ... حد قذف ... سی ... کی ... بیچ مین قاضی ... مین قاضی ... ضرور ... خصی نے ... سر ... اقرار ... گواہی کے ... ہوا

تو اُسکو پتھرون سے رجم کیا جاوے یہان تک کہ وہ مر جاوے اور یہ شہر سے باہر میدان مین لیجاکر کیا جاوے یہ ہدایہ مین ہی ۔ اور واضح رہے کہ رجم کے واسطے جو احصان معتبر ہی وہ یہ ہی کہ آزاد عاقل بالغ مسلمان ہوکر جسنے کسی عورت آزادہ سے نبکاح صحیح نکاح کیا اور اُس سے دخول کرلیا ہو اور وہ دونون صفت احصان پر موجود ہون یہ کافی مین ہی ۔ پس بہ لحاظ قیود مذکورہ اگر مرد نے اپنی جورو سے ایسی خلوت کی جس سے مہر واجب ہوتا ہی اور عدت لازم ہوتی ہی تو محصن نہ ہوجائیگا اور جماع سے بھی محصن نہ ہوگا اگر نکاح فاسد ہوا اور بغیر جماع سے نکاح صحیح مین بھی محصن نہوگا اگر اس عورت سے قبل نکاح کے یہ کہدیا ہو کہ اگر مین تجھ سے نکاح کرون تو تو طالقہ ہی اسوجہ سے کہ وہ نفس عقد سے طالقہ ہوجائیگی پس اسکے بعد اس سے جماع کرنا زنا ہوگا ولیکن اس سے حد واجب نہ ہوگی کیونکہ بسبب اختلاف علماء کے اسمین شبہہ واقع ہوگیا ہی اور اسیطرح اگر مرد مسلمان نے مسلمان عورت سے بغیر گواہون کے نکاح کیا اور اس سے دخول کرلیا تو محصن نہ ہوجائیگا پس اسمین بھی یہی حکم ہی یہ مبسوط مین ہی ۔ اور دخول مین ایسا ایلاج معتبر ہی جو قُبُل کے اندر ہوا اور ایسا ہو کہ اس سے غسل واجب ہوجاوے اور شرط آنکہ صفت احصان دونون مین دخول کے وقت ہو چنانچہ اگر دو مملوکون کے درمیان وطی بنکاح صحیح حالت رقیت مین واقع ہوئی پھر دونون آزاد ہوگئے تو وطی مذکورہ کی وجہ سے محصن نہونگے اور یہی حکم دو کافرون کا ہی اور اسی طرح اگر مرد آزاد نے کسی باندی یا صغیرہ یا مجنونہ سے نکاح کرکے اُس سے وطی کرلی تو وہ محصن نہ ہوگا اور اسیطرح اگر مسلمان نے کتابیہ عورت سے نکاح کرکے وطی کی تو بھی یہی حکم ہی اور اسی طرح اگر مرد مین ان باتون مین سے کوئی بات ہو حالانکہ عورت آزادہ عاقلہ بالغہ مسلمہ ہو تو بھی یہی حکم ہی چنانچہ اگر شوہر کافر کے وطی کرنے سے پہلے عورت مسلمان ہوگئی پھر دونون مین تفریق کیے جانے سے پہلے کافر نے اس سے وطی کرلی تو عورت اس دخول کی وجہ سے محصنہ نہوجائیگی یہ کافی مین ہی ۔ اور اگر مرد نے بعد اسلام یا عتق یا افاقہ کے اپنی عورت سے دخول کرلیا تو وہ محصن ہوجائیگا اور اس احصان مین زنا سے عفت شرط نہین ہی یہ مبسوط مین ہی ۔ اور اگر مرد مسلمان کے تحت مین حرہ مسلمہ ہوا اور دونون محصن ہون پھر دونون ساتھ مرتد ہوگئے نعوذ باللہ منہا تو دونون کا احصان باطل ہوگیا پھر اگر دونون مسلمان ہوگئے تو انکا احصان عود نہ کریگا یہانتک کہ بعد اسلام کے اس عورت سے دخول کرے یہ فتح القدیر مین ہی ۔ اور اگر بعد وجوب حد کے مرتد ہوگیا پھر مسلمان ہوگیا تو اسکو درے مارے جاوینگے اور رجم نہین کیا جائیگا اور اگر درے ہی واجب ہون تو اسکو درے نہ مارے جاوینگے یہ عتابیہ مین ہی ۔ اور اگر احصان ثابت ہونے کے بعد بسبب معتوہ یا مجنون ہونے کے احصان زائل ہوگیا تو جب افاقہ حاصل ہوگا تب طرفین کے نزدیک احصان عود کریگا کہ وہ محصن ہوجائیگا اور امام ابو یوسف کے نزدیک عود نہ کریگا جبتک کہ بعد افاقہ کے اپنی جورو سے دخول نہ کرے یہ بحر الرائق مین ہی ۔ اور احصان کا ثبوت باقرار ہوتا ہی یا دو مردون کی گواہی سے یا ایک مرد و دو عورتون کی گواہی سے یہ خزانۃ المفتین مین ہی ۔ اور اگر اُسنے باوجود شرائط موجود ہونے کے دخول واقع ہونے سے انکار کیا پھر اگر اُسکی جورو کے ایسی مدت مین بچہ پیدا ہوا کہ اسکا ہونا متصور ہوسکتا ہی تو شرعاً وہ وطی کنندہ قرار دیا جائیگا یہ تبیین مین ہی اور احصان پر گواہی مثل مال پر گواہی کے ہی کہ شہادت علی الشہادت سے ثابت ہوسکتا ہی یہ ایضاح مین ہی ۔ اگر زنا کنندہ کسی ذمی کا مسلمان غلام ہو پھر دو ذمیون نے گواہی دی کہ اسنے اس غلام کو قبل زنا کے آزاد کیا ہی حالانکہ اسنے انی مین

[illegible]

سب شرائط احصان موجود ہین توان دونون کی گواہی مقبول نہوگی یہ کافی مین ہی- اگر کسی مرد کی جورو نے اقرار کیا کہ مین اسکی باندی ہون پھر مرد نے زنا کیا تو رجم کیا جائیگا اور اگر اُسنے قبل اسکے ساتھ دخول کرنے کے رقیت کا اقرار کیا پھر مرد نے زنا کیا تو استحساناً وہ رجم نہ کیا جائیگا- ایک مرد نے ایک عورت سے بغیر ولی کے نکاح کیا اور اس سے دخول کیا تو امام ابو یوسف نے فرمایا کہ اُس سے یہ دونون محصن نہو جاوینگے اسواسطے کہ یہ نکاح غیر صحیح ہی قطعاً بسبب اختلاف علماء کے وان اخبار کے جو اس مسئلہ مین وارد ہوئے ہین یہ محیط سرخسی مین ہی- اور قاضی کو چاہیے کہ گواہون سے دریافت کرے کہ احصان کیا ہی پس اگر اُنھون نے اپنے بیان مین کہا کہ اسنے آزادہ عورت سے نکاح کیا اور اس سے دخول کیا ہی تو امام اعظم ثانی رح کے قول پر گواہون کے اس کہنے پر کہ اس سے دخول کیا ہی اکتفا کیا جائیگا اور اسمین امام محمد رح نے خلاف کیا ہی اور اگر گواہون نے کہا کہ اسکو مس کیا یا لمس کیا ہی تو بالاجماع اس قول پر اکتفا نہ کیا جائیگا اور اگر کہا کہ اس سے جماع کیا یا مباضعہ کیا تو بالاجماع اسپر اکتفا کیا جائیگا یعنے کافی ہی اور بقالی مین لکھا ہی کہ اگر اُنھون نے کہا کہ اغتسل منہا یعنے اس سے غسل کیا جیسے بولتے ہین کہ اسنے اپنی جورو سے نہان کر لیا تو اسپر اکتفا کیا جائیگا یہ محیط مین ہی- اور اگر گواہون نے کہا کہ اپنی جورو سے لقا کیا یا قربت کی ہی تو اسپر اکتفا نہ کیا جائیگا یہ مبسوط مین ہی- منتقی مین امام محمد رح سے بروایت ابراہیم مذکور ہی کہ اگر کسی مرد نے اپنی جورو سے خلوت کر لی پھر اسکو طلاق دیدی پھر شوہر نے کہا کہ مین نے اس سے وطی کی ہی اور عورت نے کہا کہ اُسنے مجھ سے وطی نہین کی ہی تو شوہر اپنے اقرار سے محصن ہو جائیگا اور عورت بسبب اپنے انکار کے محصنہ نہ ہوگی اور اسی طرح اگر اس سے دخول کیا اور طلاق دیدی اور کہا کہ یہ حرہ مسلمہ تھی اور عورت نے کہا کہ مین اسوقت نصرانیہ تھی تو بھی یہی حکم ہی یہ محیط مین ہی- اور اگر اپنی جورو سے دبر مین وطی کر لی تو اس سے وہ محصن نہوگا یہ مضمرات مین ہی- اور امام المسلمین کے واسطے مستحب ہی کہ جماعت مسلمانون کو حکم دے کہ اقامت رجم کے واسطے حاضر ہون یہ تمرتاشی مین ہی اور لوگون کو چاہیے کہ رجم کے وقت مثل نماز کے صفت بستہ ہو جاوین ہرگاہ کوئی قوم رجم کر دے تو وہ پیچھے چلی جاوے اور انکے سوائے دوسرے آگے بڑھین اور رجم کرین یہ بحر الرائق و سراج وہاج مین ہی- اور مضائقہ نہین ہی کہ زناکار کو جو شخص پتھر مارے وہ عمداً اسکے قتل کا قصد کرے لیکن اگر مرجوم اسکا ذی رحم محرم ہو تو اُسکے حق مین عمداً قتل کرنے کی نیت سے مارنا مستحب نہین ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی- اور جب رجم کرنا گواہون کی گواہی سے ثابت ہو تو واجب ہی کہ پہلے گواہ رجم کرین پھر امام پھر اور لوگ حتے کہ اگر گواہون نے ابتدا کرنے سے انکار کیا تو مشہود علیہ کے ذمہ سے حد ساقط ہو جائیگی مگر گواہون پر حد واجب نہ ہوگی اسواسطے کہ انکار رجم شروع کرنے سے انکار کرنا صریح رجوع از شہادت نہین ہی یہ فتح القدیر مین ہی- اور اسی طرح اگر گواہون مین سے ایک نے انکار کیا تو بھی یہی حکم ہی یہ تبیین مین ہی- اور اگر گواہ لوگ سب مر گئے یا ایک تو حد ساقط ہو جائیگی اور اسیطرح اگر سب یا ایک غائب ہو گیا تو بھی ظاہر الروایہ کے موافق یہی حکم ہی- اسی طرح اگر گواہون مین یا ایک مین ایسی بات ہو گئی جس سے وہ اہلیت شہادت سے خارج ہو گیا مثلاً کوئی مرتد ہو گیا یا اندھا یا گونگا یا فاسق ہو گیا یا کسی کا قذف کیا اور حد ماری گئی تو بھی حد ساقط ہو جائیگی- اور اسمین کچھ فرق نہین ہی کہ یہ امر گواہون مین

یا ایک مین قبل قضا کے پیدا ہوا یا بعد قضا کے قبل حد قائم کرنے کے پیدا ہوا بہر حال یہی حکم ہی کہ حد ساقط ہو جائیگی- اور اگر ان گواہون مین سے بعض کے دونون ہاتھ کٹے ہوئے ہون یا ایسا مریض ہو کہ پتھر نہ مار سکتا ہو اور سب گواہ حاضر ہوئے تو قاضی پتھر ماریگا اور اگر بعد ادائے گواہی کے اُسکے ہاتھ کاٹ ڈالے گئے تو اقامت حد ممتنع ہو جائیگی یہ فتح القدیر مین ہی- اور امام ابو یوسف نے فرمایا کہ گواہون کی موت و غیبت (غائب ہونا ۱۲) سے حد ساقط و باطل نہوگی اور ہم اسی کو اختیار کرتے ہین یہ حاوی قدسی مین ہی- اور اگر مشہود علیہ محصن نہو تو حاکم شہید نے کافی مین فرمایا کہ موت و غیبت کی صورت مین اسپر حد قائم کیجائیگی اور سوا ی ان دونون صورتون کے باطل ہوگی یہ غایۃ البیان مین ہی- اور اسپر اجماع ہی کہ سوای رجم کے باقی حدود مین گواہون اور امام المسلمین کسی پر ابتدا کرنی واجب نہین ہی یہ ذخیرہ مین ہی- قاضی نے اگر لوگون کو رجم کا حکم دیا تو انکو رجم کرنے کی گنجائش ہی اگرچہ اُنھون نے ادائے شہادت کو معائنہ نہ کیا ہو- اور ابن سماعہ نے امام محمد رح سے روایت کی ہی کہ امام محمد رح نے فرمایا کہ یہ اسوقت ہی کہ قاضی فقیہ عادل ہو اور اگر فقیہ غیر عادل ہو یا عادل غیر فقیہ ہو تو لوگون کو رجم کرنا روا نہین ہی جبتک ادائے شہادت کو خود معائنہ نہ کرین یہ ظہیریہ مین ہی اور اگر اس شخص نے خود اقرار کیا ہو تو امام المسلمین ابتدا کرے پھر عام مسلمان رجم کرین اور مرجوم کو غسل دیا جائیگا اور کفن پہنایا جائیگا اور اسپر نماز پڑھی جاویگی اور اگر غیر محصن ہو تو اسکی حد سو کوڑے ہین بشرطیکہ آزاد ہو اور اگر غلام ہو تو پچاس کوڑے ہین کہ حکم امام ایسے درے سے اسکو ماریگا جسپر گھنڈی نہو اور چوٹ ایسی لگائی جاوے کہ درمیانی درجہ کی ہو نہ ایسی کہ زخم سخت پہونچاوے اور نہ ایسی کہ الم نہو- اور جو حد شارع نے مقدر فرمائی ہی اس سے زیادتی نہین جائز ہی یہ کافی مین ہی- اور چاہیے کہ حدود قائم کرے جو عقل رکھتا ہو اور دیکھتا ہو یہ ایضاح مین ہی- اور اسمین مرد و عورت یکسان ہین پس اگر دونون محصن ہون (یعنی مجنون و معتوہ وغیرہ نہو ۱۲) تو دونون رجم کیئے جاوینگے یا دونون محصن نہون تو ہر ایک پر سو درے مارے جاوینگے اور اگر ایک محصن اور دوسرا غیر محصن ہو تو محصن پر رجم اور دوسرے پر درے لازم ہونگے اور اسی طرح اگر قاضی کے نزدیک گواہون یا اقرار سے زنا ظاہر ہو جاوے تو یہی حکم ہی یہ فتح القدیر مین ہی- اور حد و تعزیر کی سزا مین مرد ننگا کر دیا جاویگا فقط ایک ازار اسپر رہیگی اور اسی حالت مین اُسکو سزا دیجاویگی و شراب خواری کی سزا مین بھی ظاہر الروایۃ کے موافق یہی حکم ہی اور حد قذف کی سزا مین ننگا نہ کیا جائیگا ولیکن حشو و فروہ اُتار لیا جائیگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی اور عورت کسی صورت مین ننگی نہ کیجاویگی مگر حشو و فروہ (پوستین یا روئی کا بھرا ہوا کپڑا ۱۲) اسپر سے بھی اُتار لیا جائیگا کذا فی الاختیار شرح المختار اور اگر عورت کے بدن پر سوائے حشو و فروہ کے اور کچھ نہو تو یہ نہ اُتارے جاوینگے یہ عتابیہ مین ہی- اور عورت کو بٹھلا کر حد ماری جاویگی اور اگر رجم کی صورت مین اُسکے واسطے گڈھا کھودا گیا تو بھی روا ہی اور اگر نہ کھودا گیا تو کچھ مضر نہین ہی یہ اختیار شرح مختار مین ہی لیکن گڈھا کھود دینا احسن ہی اور سینہ تک گڈھا کھودا جائیگا اور مرد کے واسطے گڈھا نہ کھودا جاوے اور یہی ظاہر الروایہ ہی یہ غایۃ البیان مین ہی- اور مرد کو تمام حدود مین کھڑے ہونے کی حالت مین سزا دیجاویگی یہ اختیار شرح مختار مین ہی- اور کسی حد مین ممدود نہ کیا جائیگا اور نہ پکڑا اور نہ باندھا جائیگا بلکہ کھڑا چھوڑ دیا جائیگا الا آنکہ وہ لوگون کو عاجز کرے تو باندھ دیا جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہی اور ممدود کی یہ صورت

بیان کی گئی ہی کہ زمین پر ڈالدیا جاوے اور کھینچا جاوے جیسا ہمارے زمانہ مین کیا جاتا ہی اور بعض نے کہا کہ مدکی یہ صورت ہی کہ مارنے والا کوڑے کو کھینچے اور اپنے سر پر بلند کرے اور بعض نے کہا کہ مد یہ ہی کہ بعد مارنے کے کھینچے اور یہ سب اسواسطے نہ کیا جاوے کہ یہ مستحق سے زیادہ ہی یہ ہدایہ مین ہی۔ اور کوڑے سوائے چہرہ اور فرج و آلہ تناسل اور سر کے اور تمام بدن پر متفرق مارے جاوینگے یہ عتابیہ مین ہی۔ اور محصن کے حق مین کوڑے مارنا و سنگسار کرنا دونون نہ کیا جائیگا اور نہ باکرہ کے حق مین یہ کیا جاوے کہ کوڑے مارے جاوین اور اسکے ساتھ وہ ایک سال کے واسطے تغریب یعنی شہر بدر بھی کیجاوے وہان اگر امام المسلمین کی راے مین تغریب یعنی شہر بدر کرنے مین مصلحت معلوم ہو تو اپنی راے سے جسقدر مدت کے واسطے چاہے ازراہ سیاست و تعزیر شہر بدر کردے نہ ازراہ حد اور یہ کچھ زنا کی صورت سے مختص نہین ہی بلکہ ہر جرم مین جائز ہی اور یہ امام المسلمین کی راے پر ہی یہ کافی مین ہی۔ اور نہایہ مین تغریب کے یہ معنی بیان کیے ہین کہ قید کیجاوے اور یہ تفسیر احسن ہی کہ دوسرے اقلیم مین نکال دینے کی بہ نسبت قید کرنے مین زیادہ فتنہ دور ہوتا ہی یہ بحر الرائق و تبیین مین ہی۔ اور اگر مریض پر حد واجب ہوئی پس اگر رجم کی حد واجب ہوئی تو فی الحال قائم کردیجاویگی اور اگر دُرے واجب ہوئے ہون تو فی الحال نہ مارے جاوینگے یہان تک کہ وہ اچھا چنگا ہوجاوے لیکن اگر ایسا مریض ہو کہ اسکی زندگی سے مایوسی ہوگئی ہو تو حد قائم کردیجاویگی یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر ایسا مرض ہو کہ اُسکے زوال کی امید نہو جیسے سل وغیرہ یا یہ شخص نا تمام ضعیف الخلقت ہو تو اسکو ایک عثکال مارا جاوے جسمین سو تسمے ہون یعنی سو تسمہ کا ایک مٹھا بندھا ہوا ایک بار دیا جاوے اور ضرور ہی کہ ہر تسمہ اُسکے بدن پر پہونچ جاوے اور اسی واسطے کہا گیا ہی کہ ایسی صورت مین تسمون کا کشادہ ہونا چاہیے یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور جو عورت نفاس مین ہو وہ حد قائم کرنے مین بمنزلہ مریضہ کے ہی اور جو عورت حیض مین ہو وہ بمنزلہ صحیحہ کے ہی کہ فوراً اسپر حد قائم کیجا سکتی ہی اور حیض سے خارج ہونے کا انتظار نہ کیا جائیگا یہ ظہیریہ مین ہی۔ حاملہ نے اگر زنا کیا تو حالت حمل مین اسکو حد نہ ماریجائیگی خواہ اسکی حد کوڑے ہون یا رجم ہو لیکن اگر اسکا زنا بذریعہ گواہون کے ثابت ہوگیا ہو تو قید کیجاویگی یہان تک کہ وہ بچہ جنے پھر جب بچہ پیدا ہوگیا تو دیکھا جاوے کہ اگر محصنہ تھی تو وضع حمل کے بعد اسکو رجم کیا جائیگا یہ ظاہر الروایہ ہی اور اگر غیر محصنہ تھی تو چھوڑ رکھی جاویگی یہان تک کہ وہ نفاس سے خارج ہو پھر اسپر حد قائم کیجاویگی یہ غایۃ البیان مین ہی اور اگر اُسکے اقرار سے حد ثابت ہوئی ہو تو قید نہ کیجاویگی لیکن اس سے کہا جائیگا کہ جب وضع حمل کرے تو حاضر ہو پس اگر بعد وضع حمل کے وہ آئی تو وہ رجم کردیجاویگی بشرطیکہ ایسا کوئی ہو کہ اُسکے بچہ کی پرورش دودھ پلائی کرے اور اگر ایسا کوئی نہو تو انتظار کیا جائیگا یہان تک کہ وہ بچہ کا دودھ چھڑاوے یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگرچہ اُسنے تاخیر مین طول دیا اور کہے جاتی ہی کہ مین ابھی نہین جنی ہون۔ گواہون نے ایک عورت پر زنا کی گواہی دی پس اُسنے کہا کہ مین حاملہ ہون تو اسکا قول قبول نہ ہوگا بلکہ عورتون کو دکھلائی جاویگی پس اگر عورتون نے کہا کہ یہ حاملہ ہی تو اسکو دو سال کی مہلت دیگا پس اگر وہ نہ جنی تو اسکو رجم کردیگا یہ فتح القدیر مین ہی اگر گواہون نے ایک عورت پر زنا کی گواہی دی پس اُسنے دعوی کیا کہ مین عذراء یا رتقاء ہون تو عورتون کو دکھلائی جاویگی اگر اُنھون نے کہا کہ یہ ایسی ہی ہی تو اسکے ذمہ سے حد دور کیجائیگی اور گواہون پر بھی حد قذف نہ

نہوگی اور اسیطرح اگر مرد کی صورت مین اُسنے مجبوب ہونے کا دعوی کیا تو بھی یہی حکم ہی اور رضاع اور رتقا وغیرہ جن چیزون کے ثبوت مین عورتون کے قول پر عمل ہوتا ہی انکے ثبوت مین ایک عورت کا قول قبول ہوگا کذا فی الولوالجیہ اور اگر دو عورتین ہون تو احوط ہی یہ غایۃ البیان مین ہی۔ اور مولے اپنے غلام پر خود حد نہین قائم کر سکتا ہی الا باجازت امام المسلمین یہ ہدایہ مین ہی۔ اور سخت گرمی یا سخت جاڑے مین حد نہین قائم کیجائیگی یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اسی طرح شدت گرمی یا شدت جاڑے مین ہاتھ نہین کاٹا جائیگا یہ سراج وہاج مین ہی۔ ایک مرد سے فعل فاحشہ[یعنی زنا ۱۲] سرزد ہوا پھر اُسنے توبہ کرکے اللہ تعالے کی طرف رجوع کیا تو وہ قاضی کو اپنے اس فعل منکر سے خبردار نہ کرے یہ ظہیریہ مین ہی۔

تیسرا باب جو وطی موجب حد ہی اور جو نہین ہی اُسکے بیان مین

جو وطی کہ موجب حد ہوتی ہی وہ زنا ہی کذا فی الکافی پس اگر محض حرام ہو تو حد واجب ہوگی اور اگر اسمین کوئی شبہہ بیٹھ گیا تو حد واجب نہ ہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور شبہہ یہ ہی کہ مشابہ ثابت کے ہو حالانکہ ثابت نہین ہی اور وہ چند انواع ہین ایک شبہہ در فعل اور اسکو شبہہ اشتباہ کہتے ہین اور اُسکی یہ صورت ہی کہ غیر دلیل اُحل کو دلیل گمان کرے اور اسکا تحقق ایسے شخص کے حق مین ہوگا کہ جسپر یہ مشتبہ ہو جاوے نہ ایسے شخص کے حق مین جسپر مشتبہ نہوا اور گمان ہونا ضرور ہی تاکہ اشتباہ متحقق ہو پس اگر اُسنے دعوی کیا کہ میرا گمان تھا کہ یہ میرے واسطے حلال ہی تو حد نہ ماری جاویگی اور اگر یہ دعوے نہ کیا تو حد ماریجاویگی دوم شبہہ در محل اور اسکو شبہہ حکمیہ کہتے ہین اور اُسکی یہ صورت ہی کہ محل مین کوئی دلیل حلیت کی قائم ہی مگر اسکا عمل بسبب کسی مانع کے ممتنع ہوگیا پس یہ سب کے حق مین شبہہ اعتبار کیا جائیگا اور مجرم کے گمان پر اور اُسکے دعوی حل پر اسکا ثبوت موقوف نہوگا پس حد دونون طرح مین ساقط ہوگی مگر بچہ کا نسب دوسری طرح مین ثابت ہوگا اگر دعوی کرے اور اول صورت مین ثابت نہوگا اگرچہ دعوی کرے اور نوع اول مین مہر مثل واجب ہوگا۔ سوم شبہہ در عقد کہ جب عقد پایا گیا خواہ حلال ہو یا حرام ہو خواہ ایسا حرام ہو کہ اُسکی تحریم پر اتفاق ہی یا اسمین اختلاف ہی خواہ وطی کنندہ حرام ہونے کو جانتا ہو یا نہ جانتا ہو بہر حال امام اعظم رح کے نزدیک اسکو حد نہ ماری جائیگی اور صاحبین رح کے نزدیک اگر اُسنے ایسا نکاح کیا جسکی حرمت پر اجماع و اتفاق ہی تو یہ کچھ شبہہ نہین ہی پس اگر وہ تحریم کو جانتا تھا تو اسکو حد ماری جاویگی ورنہ حد نہین ماری جاویگی یہ کافی مین ہی۔ اور امام اسبیجابی نے فرمایا کہ اصل یہ ہی کہ ہر گاہ اُسنے شبہہ کا دعوے کیا اور اسپر گواہ قائم کیے تو حد ساقط ہوگی پس بمجرد دعوی بھی حد ساقط ہوگی مگر دعوی اکراہ مسقط حد نہین ہی جبتک کہ اکراہ واقع ہونے پر گواہ قائم نہ کرے یہ بحر الرائق مین ہی۔ اگر تین طلاق دی ہوئی عورت سے عدت مین وطی کی تو یہ شبہہ در فعل ہی۔ اور اگر تین طلاق دیدین پھر عدت گذر جانے کے بعد اس سے وطی کی تو بالاجماع اسکو حد ماری جاویگی۔ اور اگر مولی نے اپنی ام ولد کو آزاد کر دیا یا مرد نے اپنی جورو کو خلع دیا یا جورو کو مال پر طلاق دی اور اس سے عدت مین وطی کرنا بمنزلہ تین طلاق دی ہوئی سے عدت مین وطی کرنے کے ہی کیونکہ حرمت بالاجماع ثابت ہوگئی ہی اور اگر اپنے باپ یا ماں کی باندی سے وطی کی کذا فی الکافی یا اپنی جد یا جدہ کتنے ہی اُونچے درجے کی ہو اسکی باندی سے وطی کی تو بھی یہی حکم ہی یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اگر اپنی زوجہ کی باندی سے یا اپنے مولی کی باندی سے وطی کی تو بھی یہی حکم ہی اور اگر مرتہن نے مرہونہ باندی سے وطی کی تو بھی بروایت کتاب الحدود یہی حکم ہی کذا فی الکافی اور یہی مختار ہی یہ تبیین مین ہی اور مستعیر رہن[یعنی عاریت مرہونہ کو رہن کیا ۱۲] ہی اگر اُسنے ایسا کیا تو وہ بھی اس بات مین بمنزلہ مرتہن کے ہی یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اگر دونون مین سے [یعنی زانی و زانیہ ۱۲]

ایک نے گمان کا دعوی کیا اور دوسرے نے دعوی نہ کیا تو دونون کو حد نہ ماری جائیگی جبتک کہ دونون اسکا اقرار نکرین کہ ہم حرمت سے واقف تھے یہ کافی مین ہے ۔ اور اگر دونون مین سے ایک غائب ہو پس حاضر نے کہا کہ مین نے جانا کہ وہ مجھپر حرام ہی تو حاضر کو حد ماری جائیگی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی ۔ اور اگر اپنے بھائی یا چچا کی لونڈی سے زنا کیا اور کہا کہ میرا گمان تھا کہ وہ مجھپر حلال ہی تو اسکو حد ماری جاویگی اور یہی حکم باقی محارم مین ہی سواے اولاد کے یہ کافی مین ہی ۔ اسی طرح اگر اپنی جورو کے کسی محرم کی باندی سے وطی کی تو بھی یہی حکم ہی یہ سراج وہاج مین ہی ۔ اور اگر مستعار باندی سے وطی کی تو اسپر حد لازم آویگی اگرچہ دعوی کرے کہ میرا گمان تھا کہ یہ مجھپر حلال ہی کذا فی محیط السرخسی اسیطرح اگر مستاجرہ باندی سے جو خدمت کے لیے نوکر رکھی ہی یا ودیعت کی باندی سے وطی کی تو بھی حد لازم آویگی یہ سراج الوہاج مین ہی ۔ شبہہ در محل کی یہ صورتین ہین کہ اپنے ولد کی باندی یا ولد الولد کی باندی سے وطی کی کذا فی الکافی خواہ اُسکا ولد زندہ ہو یا مرگیا ہو یہ عتابیہ مین ہی ۔ پھر اگر وہ حاملہ ہوگئی اور بچہ پیدا ہوا تو باپ سے اُسکا نسب ثابت ہوگا اور عقر واجب نہوگا اور اگر حاملہ نہوئی تو باپ پر عقر واجب ہوگا اور باپ کی ملک اس باندی مین ثابت نہ ہوگی اور دادا مثل باپ کے ہی لیکن باپ کے ہوتے دادا کا نسب ثابت نہ ہوگا ۔ یا ایسی جورو سے عدت مین وطی کی جسپر کنایہ طلاق واقع ہوئی ہی یا بائع نے قبل سپرد کرنے کے مبیعہ باندی سے وطی کی یہ کافی مین ہی ۔ یا اپنے مکاتب کی باندی سے وطی کی یا ایسے غلام ماذون کی باندی سے وطی کی جسپر اسقدر قرضہ ہی کہ اُسکے رقبہ و مال کو محیط ہی یا شوہر نے ایسی باندی سے قبل زوجہ کے سپرد کرنے کے وطی کر لی جسکو مہر مین دیا ہی یا ایسی باندی سے وطی کی جو اسکے اور دوسرے کے درمیان مشترک ہی یہ تبیین مین ہی ۔ اور اگر دو شریکون مین سے ایک نے باندی کو آزاد کر دیا پس اگر شریک کو تاوان دیدیا پھر اس سے وطی کی تو حد نہ ماری جائیگی اور اگر شریک نے اُس سے وطی کی تو حد ماری جائیگی ۔ اور اگر وہ باندی سعایت کرتی ہو پس اگر آزاد کنندہ نے اُس سے وطی کی تو اسکو حد ماری جائیگی اور اگر دوسرے شریک نے اُس سے وطی کی تو اسکو حد نہ ماری جائیگی یہ خزانۃ المفتین مین ہی ۔ اور اسی طرح اگر پوری باندی ایک شخص کی ہو اور اُسمین سے نصف آزاد کر دیا پھر اس سے وطی کی تو بالاتفاق اسپر حد لازم نہوگی کذا فی المحیط ۔ اور اگر اپنی باندی کو جس سے وطی کر رہا تھا اسی حالت مین آزاد کر دیا پھر اُس سے جدا ہو گیا پھر اُسی مجلس مین اُس سے وطی کر لی تو اسکو حد نہ ماری جائیگی یہ خزانۃ المفتین مین ہی ۔ اور اگر جورو مرتد ہوگئی نعوذ باللہ منہا اور شوہر پر حرام ہوگئی یا بدین وجہ حرام ہوگئی کہ شوہر نے اُسکی ماں یا بیٹی سے وطی کر لی یا بدین وجہ کہ عورت نے شوہر کے پسر کی مطاوعت کی پھر شوہر نے اُس سے جماع کیا اور کہا کہ مین جانتا تھا کہ وہ مجھپر حرام ہوگئی ہی تو اسپر حد واجب ہوگی اور اسیطرح اگر پانچ عورتون سے ایک عقد مین نکاح کیا یا چار کے نکاح مین پانچوین کا نکاح کیا یا اپنی جورو کی بہن یا ماں سے نکاح کیا پس اُس سے جماع کیا اور کہا کہ مین جانتا تھا کہ مجھپر حرام ہی یا عورت سے بطور متعہ تزویج کیا تو ان صورتون مین وطی کنندہ پر حد واجب نہوگی اگرچہ اُسنے کہا کہ مین جانتا تھا کہ وہ مجھپر حرام ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی ۔ اور اگر غنائم جہاد دار الحرب سے دار الاسلام مین آگئے پھر قبل تقسیم کے کسی غازی نے لوٹ کی باندیون مین سے کسی سے وطی کی تو اسپر حد واجب نہوگی اگرچہ وہ کہے کہ مین جانتا تھا کہ وہ مجھپر حرام ہی اور اسی طرح اگر دار الحرب مین بھی اُسنے ایسا کر لیا تو بھی یہی حکم ہی یہ سراج وہاج مین ہی ۔ شبہہ در عقد کی صورت یہ ہی کہ اپنی کسی محرمہ سے نکاح کر کے وطی کرے تو امام اعظم رح کے نزدیک اسپر حد واجب نہوگی ولیکن اگر وہ جانتا ہو کہ یہ حرام ہی تو اسکو کوئی سزا دردناک دیجائیگی اور صاحبین رح کے نزدیک اگر وہ حرمت کو جانتا ہو تو اسکو حد ماری جائیگی اور اگر نہ جانتا ہو تو اسپر حد نہوگی کذا فی الکافی اور اسی کو فقیہ ابو اللیث نے اختیار کیا اور اسی پر فتوے ہی یہ مضمرات مین ہی اور اسبیجابی نے کہا کہ صحیح

قول امام اعظم رح کا ہی یہ نہر الفائق مین ہی - اور اگر غیر کی منکوحہ سے یا اُسکی معتدہ سے یا اپنی مطلقہ ثلث سے نکاح کر لیا تو بعد تزوج کے وہ مثل محرمہ کے ہی - اور اگر نکاح مختلف فیہ ہو مثلاً بلا گواہون کے کسی عورت سے نکاح کیا یا بلا ولی کے عورت سے نکاح کیا تو بالاتفاق اسپر حد واجب نہ ہوگی کیونکہ اسمین شبہہ کل کے نزدیک متمکن ہی - اسی طرح اگر آزاد جورو پر ایک باندی سے نکاح کر کے وطی کی یا مجوسیہ سے نکاح کیا یا باندی سے بدون اجازت اسکے مولی کے نکاح کیا یا غلام نے کسی باندی سے بدون اجازت اپنے مولی کے نکاح کیا تو بالاتفاق اس وطی کنندہ پر حد واجب نہ ہوگی یہ کافی مین ہی - اور اگر وطی بملک نکاح یا بملک یمین ہوا اور حرمت کسی امر کے عارض ہونے سے ہوگئی تو اس سے وطی کرنا موجب حد نہین ہی جیسے جورو حائضہ یا نفسا ریا صائمہ ہو یا احرام باندھے ہوئے ہو یا بشبہہ اُس سے کسی نے وطی کی ہو یا جورو سے ظہار کیا ہو یا ایلا رکیا ہو - اور اسی طرح اگر اسکی مملوکہ باندی اسپر بسبب رضاعت یا صہریت کے حرام ہو یا یہ وجہ ہو کہ اس باندی کی ایسی ذی رحم محرم اُسکے نکاح مین ہو کہ جس سے یہ باندی اسپر حرام ہو یا یہ باندی مجوسیہ یا مرتدہ ہو تو اُسکے وطی کرنے سے مولے پر حد واجب نہ ہوگی اگرچہ حرمت سے آگاہ ہونے کا اقرار کرے یہ محیط مین ہی - اگر ایک عورت کو اجارہ پر لیا تاکہ اس سے زنا کرے یا اس سے وطی کرے یا کہا کہ تو یہ دراہم لے تاکہ مین تجھسے وطی کرون یا کہا کہ تو مجھے اپنے اوپر اسقدر درمون کے عوض قابو دے پس عورت نے منظور کیا اور ایسا واقع ہوا تو اُسکو حد نہ ماری جائیگی اور نظم مین اس بیان پر اسقدر زیادہ فرمایا کہ اس عورت کو اسکا مہر مثل ملیگا اور دونون کو سزا دیجائیگی اور قید کیے جاوینگے یہان تک کہ دونون توبہ کرین - اور صاحبین رح نے فرمایا کہ دونون کو حد ماری جائیگی جیسے کہ اگر مرد نے عورت کو بلا شرط مال دیا اور ایسا کیا تو بھی یہی حکم ہی بخلاف اسکے اگر یون کہا کہ تو یہ دراہم لے تاکہ مین تجھسے تمتع حاصل کرون تو یہ حکم نہین ہی اسواسطے کہ متعہ ابتدائے اسلام مین سبب اباحت تھا پس شبہہ باقی رہا یہ غیر تاشی مین ہی - اور اگر کہا کہ مین نے تجھے اسقدر مہر دیا تاکہ تجھسے زنا کرون تو حد واجب نہ ہوگی یہ کافی مین ہی - زید کی باندی نے اگر کوئی جنایت عمداً کی پھر ولی جنایت نے اس عورت سے زنا کیا تو ولی جنایت پر بالاتفاق حد زنا واجب نہ ہوگی - اور اگر جنایت براہ خطا ہو اور ولی جنایت نے اس باندی سے زنا کیا تو امام ابوحنیفہ رح نے فرمایا کہ ولی جنایت پر حد واجب ہوگی خواہ مولے اس باندی کا دینا اختیار کرے یا اسکا فدیہ دینا اختیار کرے - اور صاحبین رح نے فرمایا کہ اگر مولے نے ولی جنایت کو یہ باندی اس جرم مین دینی اختیار کی تو اسکو حد نہ ماری جائیگی اور اگر فدیہ دینا اختیار کیا تو اسپر حد واجب ہوگی - اور اگر کسی مرد نے ایک اجنبیہ کا شہوت سے بوسہ لیا یا شہوت سے اسکی فرج کو دیکھا پھر اسکی ماں یا بیٹی سے نکاح کر کے دخول کیا تو اسپر حد واجب نہ ہوگی اگرچہ اُسنے کہا کہ مین جانتا تھا کہ یہ مجھپر حرام ہی اور یہ امام اعظم رح کا قول ہی اور ایسی وطی سے اسکا احصان باطل نہ ہوگا حتی کہ اسکا قذف کرنے والا حد قذف مارا جائیگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - اگر کسی مرد نے اپنی جورو کی ماں یا بیٹی کا بوسہ لیا یا جورو نے شوہر کے پسر یا باپ کا بوسہ لیا حتی کہ اپنے شوہر پر حرام ہوگئی پھر شوہر نے اس سے وطی کر لی تو اسپر حد واجب نہ ہوگی اگرچہ شوہر کہے کہ مین جانتا تھا کہ وہ مجھپر حرام ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی - اور اصل مین مذکور ہی کہ گونگا حد زنا یا کسی حد کے واسطے حدود مین ماخوذ نہ ہوگا اگرچہ وہ باشارت یا بکتابت اقرار کرے یا اسپر گواہ گواہی دین - اور جو شخص کبھی مجنون ہو جاتا ہو اور کبھی اُسکو افاقہ ہوتا ہو پس اگر اُسنے حالت افاقہ مین زنا کیا تو حد زنا کے واسطے ماخوذ ہوگا اور اگر اُسنے کہا کہ مین نے

اپنے جنون کی حالت مین زنا کیا ہی تو اسپر حد جاری نہ ہوگی جیسے بالغ نے اگر کہا کہ مین نے حالت نابالغی مین زنا کیا ہی تو ماخوذ نہین ہوتا ہی یہ محیط مین ہی۔ اور جسنے دار الحرب یا دار البغی مین زنا کیا پھر وہ ہمارے یہان آگیا تو اسپر حد جاری نہ کیجائیگی یہ ہدایہ مین ہی۔ اور اگر کوئی لشکر[1] دار الحرب مین داخل ہوا اور انمین سے کسی مرد نے وہان زنا کیا تو اسپر حد جاری نہ ہوگی اور اسی طرح امیر لشکر حدود و قصاص کو قائم نہ کریگا یہ کافی مین ہی۔ اور اگر خلیفہ نے بذات خود جہاد کیا یا امیر شہر نے خود جہاد کیا جو اپنی ولایت کے لوگون پر حدود قائم کرتا تھا تو وہ دار الحرب مین بھی حدود و قصاص (یعنی عقوبہ کا) قائم کریگا اور یہ اسوقت ہی کہ اسنے لشکر مین ہوکر زنا کیا اور اگر وہ اہل حرب سے جاملا اور زنا کیا تو اسپر حد قائم نہ کیجائیگی اور مشائخ نے فرمایا کہ یہ امیر اپنے لشکر مین حد اسی صورت مین قائم کریگا کہ جسپر حد قائم کرنا چاہتا ہی اسکی طرف سے مرتد ہوجانے اور اہل حرب سے مل جانے سے بیخوف ہوا اور اگر مرتد ہوجانے اور اہل حرب سے ملجانے کا خوف ہو تو حد قائم نکریگا یہان تک کہ دار الحرب سے جدا ہوکر دار الاسلام مین آجاوے یہ ظہیریہ مین ہی۔ اگر ذمی نے ایسی عورت حربیہ سے جو امان لیکر دار الاسلام مین آئی ہی زنا کیا تو بالاجماع ذمی پر حد واجب ہوگی یہ عتابیہ مین ہی۔ اور اسی طرح اگر ایسی عورت سے مسلمان نے زنا کیا تو اسپر حد جاری کیجائیگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور جو عورت یا مرد اہل حرب مین سے امان لیکر یہان داخل ہوا ہی اسپر امام اعظم و امام محمد رح کے نزدیک حد نہین ہی سواے حد قذف کے[2] اور اگر مسلمان عورت یا ذمیہ عورت نے حربی مستامن کو اپنے اوپر قابو دیا (یعنی کسی کو تہمت زنا لگائی ۱۲) تو امام اعظم رح کے نزدیک مسلمہ اور ذمیہ کو حد ماری جائیگی اور امام محمد رح کے نزدیک دونون مین سے کسی پر حد نہ ہوگی اور امام ابو یوسف کے نزدیک دونون پر حد جاری کیجائیگی یہ عتابیہ مین ہی۔ ذمی نے اگر زنا کیا پھر مسلمان ہوا پس اگر یہ امر اسپر اسکے اقرار سے یا مسلمان گواہون کی گواہی سے ثابت ہوا ہو تو اسکے سر سے حد دور نہ کیجائیگی اور اگر ذمی گواہون کی گواہی سے اسپر ثابت ہوا پھر وہ مسلمان ہوگیا تو اسپر حد قائم نہ کیجائیگی یہ بحر الرائق مین ہی۔ اور اگر مرد تندرست نے مجنونہ عورت یا ایسی صغیرہ سے جو جماع کے قابل ہی زنا کیا تو بالاجماع خاصۃً مرد پر حد قایم کیجائیگی یہ ہدایہ مین ہی اور اگر سوتی ہوئی عورت سے زنا کیا تو مرد پر حد واجب ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر نابالغ یا مجنون نے عورت بالغہ عاقلہ سے زنا کیا اور عورت مذکورہ نے بخوشی قابو دیا تو بلا اختلاف طفل و مجنون پر حد واجب نہ ہوگی اور رہی عورت سو ہمارے علماء کے قول پر اسکو حد کی سزا نہ دیجائیگی اور اگر صغیرہ نابالغہ سے (جو قابل جماع ہی ۱۲) زنا کیا تو دونون پر حد نہوگی اور زانی پر اسکا مہر واجب ہوگا اور اگر طفل نے اس امر کا اقرار کیا تو اسکے اقرار سے اسپر کچھ لازم نہ ہوگا۔ اور اگر طفل نے بالغہ عورت سے زنا کیا اور اسکا پردہ بکارت زائل کر دیا اور یہ عورت باکراہ و مجبوری اس فعل مین مبتلا ہوئی ہی تو طفل مذکور اسکے مہر کا ضامن ہوگا بخلاف اسکے اگر عورت مذکورہ خوشی سے اس بات پر راضی ہوئی ہو تو ایسا نہین ہی۔ اور اگر نابالغہ لڑکی نے طفل کو اپنی طرف بلایا جسنے زنا کیا اور اسکا پردہ جاتا رہا تو طفل مذکور پر مہر واجب ہوگا اور باندی نے اگر طفل سے زنا کرایا تو وہ اسکے مہر کا ضامن ہوگا یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر سوتے ہوئے مرد سے عورت نے خود وطی کی اور اپنے نفس پر قابو دیدیا تو دونون پر حد واجب نہ ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور جس مرد کو سلطان نے مجبور کیا حتی کہ اسنے زنا کیا تو اسپر حد نہین ہی اور امام ابو حنیفہ رح پہلے فرماتے تھے کہ حد ہی پھر رجوع کیا اور فرمایا کہ اسپر حد نہین اور اگر سواے سلطان کے دوسرے نے اکراہ کیا تو امام ابو یوسف و امام محمد رح نے فرمایا کہ اسپر حد نہین ہی کذا فی فتح القدیر اور اسی پر فتوے ہی یہ سراجیہ مین ہی۔ اور اگر عورت پر اکراہ کیا گیا یہان تک کہ اسنے

[1] [illegible]

[2] [illegible]

اپنے اوپر قابو دیا تو بالاجماع اسکو حد کی سزا نہ ہوگی اور اکراہ کردہ شدہ کے یہ معنے ہین کہ ایلاج کے وقت تک یعنی داخل
کیے جانے کے وقت تک مجبور کی گئی ہو اور اگر اکراہ کی گئی ہو یہان تک کہ وہ لیٹ پھر قبل ایلاج کے اُسنے خود
قابو دیدیا تو مطاوعہ ہوگی یہ خزانۃ الفتاوے مین ہی - اور اگر مرد مکرہ ہو پس اُسنے عورت سے جو مطاوعہ ہی زنا کیا
تو مطاوعہ عورت ہی پر حد جاری کیجائیگی یہ امام اعظم رح کا قول ہی یہ فتح القدیر مین ہی پھر اصل یہ ہی کہ ہر دو زانیین مین سے
جب ایک سے حد بسبب شبہہ کے ساقط ہوئی تو دوسرے سے بھی بسبب شرکت کے ساقط ہوگی چنانچہ اگر ایک
نے نکاح کا دعوی کیا اور دوسرے نے نکاح سے انکار کیا تو دونون سے حد ساقط ہوگی - اور جب بسبب قصور فعل
کے ساقط ہوئی پس اگر قصور از جانب عورت ہو تو اُسی سے حد ساقط ہوگی اور مرد سے ساقط نہ ہوگی جیسے ایسی صغیرہ
جو قابل جماع ہی یا مجنونہ یا مکرہہ یا نائمہ سے زنا کیا تو عورت سے ساقط اور مرد محدود ہوگا اور اگر قصور از جانب مرد ہو تو
حد دونون سے ساقط ہوگی یہ سراج وہاج مین ہی - اگر مرد نے اپنے پسر کی ام ولد سے وطی کی اور کہا کہ مین جانتا تھا
کہ وہ مجھپر حرام ہی تو اُسپر حد نہ ہوگی - اور اگر مرد نے اپنے باپ کی جورو سے بعد اپنے باپ کی موت کے نکاح کر لیا پس
اس سے اولاد ہوئی تو فقیہ ابو بکر بلخی نے فرمایا کہ اگر اُسنے چار مرتبہ مجالس مختلفہ مین وطی کا اقرار کیا تو دونون پر حد جاری
کیجائیگی اور اولاد کا نسب ثابت نہ ہوگا - اور فقیہ ابو اللیث نے فرمایا کہ یہ صاحبین کا قول ہی اور ہم اسی کو لیتے ہین ایک مرد
نے مردہ عورت سے زنا کیا تو اسمین اختلاف ہی اہل مدینہ نے فرمایا کہ اسپر حد جاری کیجائیگی اور اہل بصرہ نے فرمایا کہ حد نہوگی
بلکہ تعزیر دیجائیگی اور فقیہ ابو اللیث رح نے فرمایا کہ ہم اسی کو لیتے ہین - ایک مرد نے مملوکہ لڑکی سے جماع کیا اور بسبب جماع
کے وہ مر گئی تو اصل مین مذکور ہی کہ مرد مذکور پر اُسکی قیمت واجب ہوگی اور اسمین کچھ اختلاف ذکر نہین فرمایا اور امام ابو یوسف
نے امالی مین امام اعظم رح سے ذکر فرمایا کہ اسپر قیمت واجب ہی اور حد بھی لازم ہوگی اور امام ابو یوسف نے فرمایا کہ اسپر
قیمت واجب ہی اور حد لازم نہین ہی اور یہی صحیح ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - اور اگر آزادہ عورت سے زنا کیا اور
جماع سے اسکو مار ڈالا تو بالاجماع دیت کے ساتھ حد بھی واجب ہوگی یہ تبیین مین ہی - اور اگر کسی مرد نے آزادہ
عورت سے زنا کیا پھر غلطی سے اسکو قتل کیا حتی کہ دیت واجب ہوئی تو حد بھی واجب ہوگی اسواسطے کہ یہ دونون دو سبب
مختلف سے واجب ہوئی ہین یہ ظہیریہ مین ہی - اور اگر اجنبیہ عورت سے فرج کے سواے وطی کی تو حد جاری نہ ہوگی اسواسطے
کہ یہ زنا نہین ہی مگر اسکو تعزیر دیجائیگی - اور اگر کسی عورت سے اُسکے دبر مین وطی کی یا طفل سے لواطت کی تو امام اعظم رح کے
نزدیک حد نہ ہوگی مگر اُسکو تعزیر دیجائیگی اور قید مین ڈالا جائیگا یہانتک کہ توبہ کرے اور صاحبین کے نزدیک اُسپر
زنا کی حد جاری کیجائیگی کہ اگر محصن ہی تو رجم کیا جائیگا اور اگر محصن نہین ہی تو درے مارے جاوینگے اور اگر ایسا امر اپنے
غلام یا باندی یا جورو کے ساتھ کیا خواہ جورو سے نکاح صحیح ہو یا فاسد ہو تو بالاجماع اسپر حد واجب نہ ہوگی یہ کافی مین
ہی - اور اگر لواطت کسی کی عادت ہوگئی تو امام المسلمین اُسکو قتل کر دیگا خواہ محصن ہو یا غیر محصن ہو یہ فتح القدیر
مین ہی بہیمہ سے وطی کرنے والے پر ہمارے نزدیک حد واجب نہین ہی یہ کافی مین ہی - اگر شب زفاف مین اُسکے
پاس اسکی جورو کے سواے دوسری بھیجدی گئی اور عورتون نے کہا کہ یہ تیری جورو ہی پس اس سے وطی کر لی تو
اسپر حد نہ ہوگی مگر اسپر مہر واجب ہوگا اسواسطے کہ آدمی اپنی جورو وغیر جورو مین اول باری مین تمیز نہین کر سکتا ہی
الا باخبار اور خبر واحد امور دین و معاملات مین کافی ہی اسی واسطے اگر کوئی باندی آئی اور کہا کہ مجھے میرے مولی نے

تیرے پاس ہدیہ بھیجا ہی تو اُسکے قول پر اعتماد کرکے اس سے وطی کرلینی حلال ہو۔ پھر جو عورت شب زفاف مین بھیجی گئی
تھی اگر اسکے بچہ پیدا ہوا تو اُسکا نسب اس مرد سے ثابت ہوگا اور اس عورت پر عدت واجب ہوگی مگر اس عورت کی تہمت
لگانے والے کو حد قذف کی سزا نہ دیجائیگی یہ غایۃ البیان مین ہو۔ ایک مرد نے اندھیری رات مین اپنے بچھونے پر ایک عورت
کو پایا اور حال یہ ہو کہ اُسکی ایک جورو پرانی ہی پس جسکو بستر پر پایا ہو اس سے وطی کرلی اور کہا کہ مین نے گمان کیا کہ وہ میری
جورو ہی تو مشائخ نے فرمایا کہ اُسکا قول قبول نہوگا اور اسپر حد واجب ہوگی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا کہ اگر کسی مرد
نے اپنی کوٹھری مین کسی عورت کو پایا اور اس سے وطی کرلی اور کہا کہ مین نے اسکو اپنی جورو گمان کیا تھا تو اس مرد پر
حد واجب ہوگی اگرچہ وہ اندھا ہو یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور اگر اندھے نے اپنی عورت کو بستر پر بلایا پس غیر عورت نے
جواب دیا اور آگئی پس اُس سے جماع کرلیا تو امام محمدؒ نے فرمایا کہ اسپر حد واجب ہوگی اور اگر غیر عورت نے جواب مین
یون کہا کہ مین فلانہ ہون یعنی اُسکی جورو کا نام لیا پس اندھے نے اس سے جماع کرلیا تو اسکو حد نہ ماری جاویگی اور اگر
آنکھون والا ہو تو ایسی صورت مین اُسکی تصدیق نہ ہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ ایک مرد نے اپنی باندی کسی
دوسرے کے واسطے حلال کردی پس دوسرے نے اس باندی سے وطی کی تو اسپر حد نہ ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور جو
شخص نشہ مین ہو اگر اُسنے زنا کیا تو اسکو حد ماری جائیگی جب وہ ہوش مین آجاوے یہ سراجیہ مین ہی۔ اور اگر بیع فاسد ہو
اور مشتری نے مبیعہ باندی سے قبل قبضہ کے یا بعد قبضہ کے وطی کی تو اسپر حد واجب نہ ہوگی۔ اور اگر بائع نے اپنے واسطے
خیار کی شرط کرکے باندی فروخت کردی پس مشتری نے اُس سے وطی کی یا خیار مشتری کا تھا اور بائع نے اُس سے وطی کی تو اسپر حد جاری
نہ کیجائیگی خواہ وہ حرام ہونے کو جانتا ہو یا نہ جانتا ہو یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ امام محمدؒ نے اصل مین فرمایا کہ اگر کوئی باندی غصب
کرکے اُس سے زنا کیا پھر اُسکی قیمت تاوان دیدی تو بالاتفاق اسپر حد نہ ہوگی اور اگر اُس سے زنا کرکے پھر اُسکو غصب کیا اور اسکی
قیمت تاوان دیدی تو امام ابوحنیفہؒ و امام محمدؒ کے نزدیک حد ساقط نہ ہوگی یہ محیط مین ہی۔ ایک شخص مرد چت لیٹا پھر ایک عورت
اجنبیہ آئی اور مرد کے اوپر بیٹھی یہانتک کہ اپنی حاجت پوری کرلی تو دونون پر حد واجب ہوگی یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر باندی سے
زنا کیا پھر اسکو خریدا تو ظاہر الروایہ مین مذکور ہی کہ بالاتفاق اسکو حد کی سزا دیجائیگی۔ اور اسیطرح اگر کسی آزادہ عورت سے زنا کیا پھر اُس سے
نکاح کرلیا تو بھی یہی حکم ہی ایسا ہی شیخ الاسلام نے شرح کتاب الحدود مین ذکر کیا ہی۔ اور اگر ایک عورت سے زنا کیا پھر کہا کہ مین
اسکو خرید کرچکا تھا تو اسپر حد واجب نہ ہوگی خواہ یہ عورت آزادہ ہو یا باندی ہو۔ اور اگر باندی سے زنا کیا پھر دعوی کیا کہ مین نے
اسکو خریدا بدین شرط کہ اُسکے مولی کو خیار حاصل ہی اور اسکے مولی نے کہا کہ یہ جھوٹا ہی مین نے اس باندی کو فروخت نہین کیا تو فرمایا
کہ واطی پر حد واجب نہوگی اور اسیطرح اگر دعوی کیا کہ مین نے اسکو بوصف الی اجل خریدا یعنی کسی مدت کے وعدہ پر جسکو بیان
کرتا ہی تو بھی یہی حکم ہی یہ محیط مین ہی۔ آزادہ عورت نے اگر ایک غلام سے زنا کیا پھر اُسکو خرید لیا تو ان دونون کو حد کی سزا دیجائیگی یہ
فتاوی قاضیخان مین ہی۔ ایک مرد نے ایک باندی سے زنا کیا پھر دعوی کیا کہ مین نے اسکو بطور فاسد خرید لیا تھا یا مولے نے اسکو مجھے
ہبہ کردیا تھا حالانکہ مولی نے اُسکی تکذیب کی یا گواہون نے گواہی دی کہ اسنے زنا کرنے کا اقرار کیا اور اُسنے قاضی کے سامنے خرید یا ہبہ کا دعوی
کیا تو حد اسکے ذمہ سے دور کیجائیگی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر کبیرہ عورت سے زنا کیا پس اسکا پاخانہ و پیشاب کا سوراخ
ایک کردیا پس اگر اس عورت نے اسکی مطاوعت بدون دعوی شبہہ کے کرلی تھی تو دونون پر حد واجب ہوگی اور زانی پر
اس افضا یعنی ہر دو سوراخ ایک کردینے کے جرم مین کچھ لازم نہ ہوگا اسواسطے کہ عورت مذکورہ خود راضی ہوئی تھی اور

چونکہ حد واجب ہوئی ہی اسوجہ سے اسکے واسطے کچھ مہر بھی ثابت نہ ہوگا۔ اور اگر شبہہ کا دعوی پایا گیا تو زانی پر حد نہ ہوگی اور
نیز اس جرم افضا کی بابت بھی کچھ لازم نہ ہوگا مگر اسپر عقر واجب ہوگا۔ اور اگر عورت سے زبردستی ایسا کیا گیا بدون
دعوی شبہہ کے تو مرد پر حد واجب ہوگی نہ عورت پر اور عورت کے واسطے مہر ثابت نہ ہوگا پھر افضا کو دیکھا جائیگا
کہ اگر اسطرح سوراخ ایک ہوگیا کہ عورت اپنا پیشاب نہین تھام سکتی ہی تو زانی مذکور پر عورت کی پوری دیت واجب
ہوگی اور اگر پیشاب تھام سکتی ہو تو زانی کو حد ماری جائیگی اور اُسپر تہائی دیت واجب ہوگی اور اگر باوجود اسکے
دعوی شبہہ بھی ہو تو دونون پر حد واجب نہ ہوگی پھر اگر عورت اپنا پیشاب تھام سکتی ہو تو اس مرد پر تہائی دیت واجب
ہوگی اور پورا مہر لازم ہوگا یہ ظاہر الروایۃ ہی اور اگر وہ پیشاب نہ تھام سکتی ہو تو مرد پر تمام دیت واجب ہوگی اور امام
ابو حنیفہ و امام ابو یوسف کے نزدیک مہر واجب نہ ہوگا۔ اور اگر عورت ایسی صغیرہ ہو کہ لائق جماع کے ہی تو وہ سب احکام مذکورہ مین
مثل کبیرہ کے ہی سوائے ایک بات کے کہ اسکی رضامندی سے ارش جنایت ساقط نہ ہوگا۔ اور اگر ایسی صغیرہ ہو کہ لائق
یعنی ہر دو سوراخ ایک کرنے کا جرمانہ ۱۲
جماع نہین ہی پس اگر زخم ایسا ہو کہ وہ اپنا پیشاب روک سکتی ہو تو اس مرد پر اسکی تہائی دیت اور پورا مہر واجب ہوگا اور
اور حد واجب نہ ہوگی اور اگر نہ روک سکتی ہو تو پوری دیت کا ضامن ہوگا اور امام اعظم و امام ابو یوسف کے نزدیک مہر کا
ضامن نہ ہوگا یہ تبیین مین ہی۔ اور اگر زانی نے کسی باندی سے وطی کی کہ وطی سے اسکی آنکھون کی بینائی جاتی رہی تو زانی
باندی کی
پر بلا خلاف حد نہ ہوگی اور اگر وطی سے اسکی ران توڑ دی تو حد اور نصف قیمت واجب ہوگی۔ اور اگر عورت آزادہ ہو تو
بلا خلاف زانی پر حد و دیت واجب ہوگی یہ عتابیہ مین ہی۔ ایسے امام المسلمین نے جسکے اوپر امام نہین ہی اگر ایسی بات کی
جس سے حد واجب ہوتی ہی جیسے زنا و سرقہ و شراب خواری و قذف تو اس سے مواخذہ نہ کیا جائیگا سوائے قصاص و
جرم مالی کے چنانچہ اگر اُسنے کسی آدمی کو قتل کیا یا کسی کا مال تلف کیا تو اسکے واسطے ماخوذ ہوگا اور اگر منعت کی ضرورت پڑے
تو تمام اہل ایمان مظلوم کے واسطے منعت ہونگے پس وہ اپنا حق بھر پانے پر قادر ہوگا اور یہ مفید وجوب ہی یہ کافی مین ہی

چوتھا باب - زنا پر گواہی دینے اور اُس سے رجوع کرنے کے بیان مین۔ زنا پر گواہی نہین قبول ہوتی ہی الا
چار مسلمان آزاد مردون کی۔ یہ شرح طحاوی مین ہی۔ اور اگر زنا پر چار سے کم ایک یا دو یا تین مرد عاقل آزاد نے گواہی دی
تو گواہی مردود اور گواہ کو حد قذف ماری جائیگی یہ ہمارے علما کا مذہب ہی اور اگر قاضی کی مجلس مین چار گواہ حاضر ہوے تاکہ ایک
مرد پر زنا کی گواہی دین پھر ایک یا دو یا تین نے گواہی دی اور باقی نے انکار کیا تو ہمارے علماء کے نزدیک جسنے گواہی دی
ہی اسکو حد قذف ماری جائیگی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر چارون مین سے تین نے اسکے زنا پر گواہی دی اور چوتھے نے کہا کہ
مین نے ان دونون کو ایک لحاف مین دیکھا تو مشہود علیہ کو حد نہ ماری جائیگی اور تینون گواہون کو حد قذف ماری جائیگی
اور چوتھے گواہ پر حد نہ ہوگی الا اگر اُسنے اول یون کہا ہو کہ مین گواہی دیتا ہون کہ اسنے زنا کیا پھر زنا کرنے کی تفسیر اسطرح
بیان کی جیسے ذکر ہوا تو اب اُسکو بھی حد ماری جائیگی یہ شرح طحاوی مین ہی۔ اور ہمارے نزدیک شہادت کے صحیح ہونے
کی شرط یہ ہی کہ مجلس شہادت متحد ہو حتے کہ اگر گواہون نے مختلف مجلسون مین گواہی دی تو انکی گواہی مقبول نہ ہوگی اور
سب کو حد قذف کی سزا دیجائیگی یہ کافی مین ہی۔ اور امام محمد رح سے روایت ہی کہ اگر گواہ لوگ گواہون کی جگہ کھڑے ہون
پس ایک بعد دوسرے کے اُٹھا اور گواہی دی تو گواہی جائز ہی اور اگر سب مسجد سے باہر ہون پھر ایک داخل ہوا اور
اُسنے گواہی دی پھر باہر چلا گیا پھر دوسرا آیا اور گواہی دیکر باہر چلا گیا اسی طرح ایک بعد دوسرے کے ادا کی گواہی

دی تو انکی گواہی مقبول نہ ہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اگر دو گواہون نے ایک مرد کے زنا کرنے پر گواہی دی اور دو گواہون نے اُسکے اقرار زنا پر گواہی دی تو مشہود علیہ پر حد نہ ہوگی اور گواہون پر بھی حد قذف واجب نہ ہوگی اور اگر تین گواہون نے اُسکے زنا کرنے پر اور چوتھے نے اُسکے اقرار زنا پر گواہی دی تو تین گواہان اول پر حد قذف واجب ہوگی یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر گواہون نے کہا کہ اُسنے ایسی عورت سے زنا کیا کہ جسکو ہم نہین پہچانتے ہین تو مشہود علیہ کو سزاے حد نہ دیجائیگی یہ ہدایہ مین ہی۔ اور اگر مشہود علیہ نے کہا کہ جس عورت کو تم نے میرے ساتھ دیکھا تھا وہ میری جورو یا باندی نہ تھی تو بھی حد نہ ماری جائیگی اسواسطے کہ گواہی ایسی واقع ہوئی کہ وہ موجب حد نہین ہی اور یہ کلام مذکور اسکی طرف سے اقرار نہین ہی یہ فتح القدیر مین ہی۔ چار گواہون نے ایک آدمی [مرد ۱۲] پر گواہی دی کہ اسنے ایک عورت سے زنا کیا جسکو ہم نہین پہچانتے ہین پھر کہا کہ وہ عورت فلانہ ہی تو [مردون نے ۱۲] مشہود علیہ کو سزاے حد نہ دیجائیگی اور گواہون پر بھی حد قذف لازم نہ ہوگی۔ چار مردون نے ایک مرد پر گواہی دی کہ اسنے اس عورت سے زنا کیا ہی مگر انمین دو گواہون نے اسطرح گواہی دی کہ اسنے اس عورت سے بصرہ مین زنا کیا ہی اور دو نے اسطرح کہ اس عورت سے اُسنے کوفہ مین زنا کیا ہی تو بالاتفاق سب کے قول کے موافق مرد پر یا عورت کسی پر حد واجب نہ ہوگی اور ہمارے نزدیک گواہون پر بھی استحساناً حد لازم نہ ہوگی۔ اور اگر چار مردون نے ایک مرد پر گواہی دی کہ اسنے اس عورت سے زنا کیا مگر دو نے گواہی دی کہ اسنے اس عورت سے دار کے اس بیت مین زنا کیا اور دو نے اسطرح کہ اسنے اس عورت سے اس بیت دیگر مین زنا کیا ہی تو انکی گواہی مقبول نہ ہوگی۔ اور اگر چار مردون نے ایک مرد پر زنا کی گواہی دی باین طور کہ دو نے کہا کہ اسنے اس عورت سے بروز جمعہ زنا کیا اور دو نے گواہی دی کہ اسنے اس عورت سے بروز شنبہ زنا کیا یا دو نے اسطرح گواہی دی کہ اسنے اس عورت سے اس دار کے بالاخانہ پر زنا کیا اور دو نے گواہی دی کہ اسنے اس دار کے سفل مین زنا کیا ہی یا دو نے گواہی کہ اسنے اس عورت سے اس فلان کے دار مین زنا کیا اور دو نے گواہی دی کہ اسنے اس عورت سے اس فلان دیگر کے دار مین زنا کیا تو ان مسائل مین مشہود علیہ پر حد نہین ہی اور گواہون پر بھی ہمارے نزدیک حد قذف لازم نہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور اگر چار گواہون نے گواہی دی کہ اس مرد نے اس عورت سے بصرہ مین وقت طلوع شمس کے بروز فلان از ماہ فلان از سنہ فلان زنا کیا اور چار گواہون نے اُسی پر گواہی دی کہ اسنے اس عورت سے کوفہ مین بعینہ اس وقت مذکور مین زنا کیا تو دونون مین سے کسی پر حد واجب نہ ہوگی یہ نہر الفائق مین ہی۔ اور اگر چار گواہون مین سے دو مردون نے کہا کہ اسنے اس عورت سے اس بیت کے اس گوشہ مین زنا کیا اور دوسرے دو مردون نے گواہی مین کہا کہ اسنے اس عورت سے اس بیت کے اس گوشۂ دیگر مین زنا کیا ہی تو مرد مشہود علیہ اور عورت مشہود علیہا کو استحساناً سزاے حد دیجائیگی اسواسطے کہ احتمال ہی کہ ابتداے زنا ایک گوشہ مین ہوا اور انتہاے زنا دوسرے گوشہ مین ہو۔ اور یہ حکم اسوقت ہی کہ بیت چھوٹا ہو کہ اسمین اس امر کا جو ہم نے بیان کیا ہی احتمال ہو اور اگر بڑا ہوگا تو یہ حکم نہ ہوگا اور اگر چار مردون نے ایک مرد پر زنا کی گواہی دی کہ ہر ایک نے اینمین سے گواہی دی کہ اس نے اس فلانہ عورت سے زنا کیا ہی تو انکی گواہی مقبول ہوگی اور ہر ایک کی گواہی اسی زنا پر محمول ہوگی جسکی نسبت دوسرے ساتھی نے گواہی دی ہی یہ کافی مین ہی۔ اور اگر چار گواہون مین سے دو گواہون نے ایک مرد پر گواہی دی کہ اس مرد نے فلانہ عورت سے فلان ساعت روز مین زنا کیا اور دوسرے دو گواہون نے گواہی دی کہ اسنے

فلانہ عورت سے دن کی فلان ساعت دیگر مین زنا کیا ہی تو ایسی گواہی مقبول نہوگی اور مشائخ نے فرمایا کہ یہ حکم اسوقت ہی کہ جب دوسرے دو گواہون نے ایسی ساعت بیان کی ہو کہ ساعت اول و ثانی مین توفیق نہ ہو سکے مثلا دو گواہون نے گواہی دی کہ اسنے اس عورت سے روز جمعرات کی ساعت مین زنا کیا اور دوسرے دو گواہون نے اس سے روز جمعہ کی ساعت مین زنا کرنے کی گواہی دی یا دوسرے دو گواہون نے روز جمعرات ہی کی ایسی ساعت بیان کی کہ اس ساعت تک زنا ممتد نہین ہو سکتا ہی تو گواہی مقبول نہین ہی اور اگر دوسرے گواہون نے ایسی ساعت بیان کی ہو کہ اسوقت تک زنا ممتد ہو سکتا ہی تو مقبول ہوگی- امام محمد رح نے اصل مین فرمایا کہ چار مردون نے ایک شخص پر زنا کی گواہی دی جمین سے دو گواہون نے کہا کہ اس مرد نے اس عورت کو باکراہ مجبور کر کے زنا کیا ہی اور دوسرے دو گواہون نے کہا کہ اس عورت نے خود اسکی مطاوعت کی ہی تو امام ابو حنیفہ رح نے فرمایا کہ حد ان سب سے دور کر دیجائیگی یعنے مرد و عورت و گواہون سب سے دفع کیجائیگی یہ حاوی مین ہی اور اگر چار مردون نے ایک مرد پر گواہی دی کہ اسنے اس عورت سے زنا کیا ہی مگر انمین سے تین مردون نے گواہی مین کہا کہ اس عورت نے اسکی مطاوعت کی اور چوتھے نے گواہی مین کہا کہ اس مرد نے اس سے باکراہ مجبور کر کے ایسا کیا ہی تو بنا بر قول امام اعظم رح کے انمین سے کسی پر حد قائم نہ کیجائیگی یہ محیط مین ہی- اور اگر تین گواہون نے باکراہ مجبور کرنے پر اور ایک نے عورت کی مطاوعت پر گواہی دی تو امام اعظم رح کے نزدیک انمین سے کسی پر حد نہ ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہی- اور اگر چار مردون نے ایک مرد پر زنا کی گواہی دی مگر جس عورت سے زنا کیا ہی اسمین اختلاف کیا یا زنا کی جگہ مین اختلاف کیا یا زنا کے وقت مین اختلاف کیا تو انکی گواہی باطل ہوگئی لیکن ہمارے نزدیک گواہون پر حد واجب نہ ہوگی یہ مبسوط مین ہی- اور اگر گواہون نے اس لباس مین اختلاف کیا جو زنا کے وقت مرد پر یا عورت پر تھا یا اُسکے رنگ مین اختلاف کیا یا جس عورت سے زنا کیا ہی اُسکے طول و قصر مین یا انکی موٹائی و دبلائی مین اختلاف کیا تو کچھ مضر نہین ہی اسواسطے کہ انکا اختلاف ایسے امر مین ہی جسکے ذکر کے وے محتاج نہ تھے[1] - اور اسیطرح اگر دو گواہون نے کہا کہ اسنے سپید رنگ عورت سے زنا کیا اور دو گواہون نے کہا کہ اسنے گندم گون عورت سے زنا کیا ہی تو بھی کچھ مضر نہین ہی اسواسطے کہ ہر دو رنگ باہم متشابہ ہین پس یہ اختلاف درمیان اصل شہادت کے نہوگا جیسے کالی و گوری مین اختلاف ہی اور اگر دو نے کہا کہ حبشیہ سے اور دو نے کہا کہ خراسانیہ سے یا دو نے کہا کہ کوفیہ سے اور دو نے کہا کہ بصریہ سے یا دو نے کہا کہ آزادہ عورت سے اور دو نے کہا کہ باندی سے یا دو نے کہا کہ بالغہ سے اور دو نے کہا کہ ایسی تھی کہ ہنوز بالغہ نہ تھی تو گواہی مقبول نہ ہوگی یہ تمرتاشی مین ہی- اگر چار گواہون نے گواہی دی کہ اس مرد نے یوم النحر کو مکہ مین فلانہ عورت سے زنا کیا اور چار گواہون نے گواہی دی کہ اسنے یوم النحر کو کوفہ مین فلان کو قتل کیا تو ہر دو فریق گواہون مین سے کوئی قبول نہ ہوگا اور گواہان زنا پر حد بھی واجب نہ ہوگی- اور اگر ہر دو فریق مین سے ایک فریق حاضر ہوا اور اُسنے گواہی دی اور اسکی گواہی پر حاکم نے حکم دیدیا پھر دوسرے فریق کے گواہون نے گواہی دی تو دوسرے فریق کی گواہی باطل ہی اور گواہان زنا پر حد قائم نہ کیجائیگی اگرچہ فریق ثانی کے گواہ وہی ہون یہ مبسوط مین ہی- اگر گواہون نے ایک مرد پر گواہی دی کہ اسنے فلانہ عورت سے زنا کیا ہی حالانکہ یہ عورت غائبہ ہی تو مرد مذکور کو حد کی سزا دیجائیگی یہ فتح القدیر مین ہی- اور اگر چار مردون نے ایک عورت پر زنا کی گواہی دی پھر اسکو عورتون نے دیکھکر کہا کہ یہ باکرہ ہی تو دونون پر حد نہوگی اور گواہون پر بھی حد قذف نہ ہوگی یہ کافی مین ہی اور اسیطرح اگر انھون نے کہا کہ یہ رتقا یا قرناء ہی تو بھی یہی حکم ہی یہ فتح القدیر مین ہی- اگر گواہون نے ایک مرد پر زنا کی گواہی دی حالانکہ وہ مجبوب ہی تو اسکو سزائے حد نہ دیجائیگی اور گواہون کو بھی حد نہ ماری جائیگی یہ تبیین مین ہی چار گواہون نے

[1] یعنے انکو کچھ حاجت نہی ۱۲

ایک مرد پر زنا کی گواہی دی پھر بعد رجم کیے جانے کے معلوم ہوا کہ یہ مجبوب تھا تو اُسکی دیت گواہون پر ہوگی اور حد نہوگی اور اگر عورت پر اسطرح گواہی دی ہو پھر بعد رجم کے عورتون نے اسکو دیکھکر کہا کہ یہ باکرہ یا رتقاء ہی تو گواہون پر ضمان نہ ہوگی اور نہ اُنپر حد واجب ہوگی - اگر چار مردون نے ایک مرد پر ایک عورت سے زنا کرنے کی گواہی دی پھر چار مردون نے ان گواہون پر گواہی دی کہ انھین نے اس عورت سے زنا کیا ہی تو انمین سے کسی کی گواہی قبول نہ ہوگی اور کسی پر حد قائم نہ ہوگی کیونکہ شبہہ پیدا ہوگیا یہ امام اعظم رح کا قول ہی اور صاحبینؒ کے نزدیک پہلے گواہون پر حد قائم کیجایگی بسبب اسکے کہ انکا زنا کرنا حجت سے ثابت ہوا اور حجت چار گواہون کی گواہی ہی پس وہ لوگ فاسق ٹھہرے - اور اگر فریق ثانی نے کہا کہ ان لوگون نے اس عورت سے زنا کیا ہی اور بس خاموش رہے تو ان لوگون پر حد واجب ہوگی اسواسطے کہ انھون نے دوسرے زنا کی گواہی دی ہی نہ اُس زنا کی جسکی فریق اول نے گواہی دی ہی یہ محیط سرخسی مین ہی - اگر چار مردون نے ایک مرد پر ایک عورت سے زنا کرنے کی گواہی دی اور دوسرے چار گواہون نے فریق اول گواہون پر گواہی دی کہ انھین نے اس عورت سے زنا کیا ہی اور تیسرے فریق چار مردون نے دوسرے فریق گواہون پر گواہی دی کہ انھین نے اس عورت سے زنا کیا ہی تو امام اعظم رح کے نزدیک سب پر حد نہ ہوگی اور صاحبین کے نزدیک مرد و عورت و درمیانی فریق گواہون پر حد زنا واجب ہوگی یہ تبیین مین ہی - اور اگر گواہون مین سے بعض فریق نے بعض پر زنا کرنے کی گواہی نہ دی بلکہ بعض پر[یعنے دوم ۱۲] محدود القذف ہونے کی گواہی دی اور باقی مسئلہ بحالہ ہی تو مرد و عورت پر بسبب اول گواہی کے حد زنا واجب ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر زنا کرنے پر گواہی دی حالانکہ گواہ غلام یا کافر یا محدود القذف ہین یا اندھے ہین تو مشہود علیہ پر حد واجب نہ ہوگی مگر گواہون پر حد قذف واجب ہوگی یہ شرح طحاوی مین ہی - اور اگر چار مردون نے کسی پر زنا کی گواہی دی حالانکہ ایک انمین سے غلام ہی یا محدود القذف ہی تو مشہود علیہ پر حد واجب نہ ہوگی مگر گواہون پر حد قذف واجب ہوگی یہ ہدایہ مین ہی - اور اگر غلام آزاد کیا گیا پھر ان لوگون نے گواہی کا اعادہ کیا تو دوبارہ انکو حد قذف کی سزا دیجائیگی اور اسی طرح اگر سب گواہ غلام ہون اور انھون نے گواہی دی اور انکو حد قذف کی سزا دی گئی پھر وہ آزاد کیے گئے پھر انھون نے گواہی کا اعادہ کیا تو انکو دوبارہ حد قذف کی سزا دیجائیگی بخلاف کافرون کے کہ اگر انھون نے کسی مسلمان پر زنا کی گواہی دی پھر بعد محدود القذف ہونے کے مسلمان ہو کر انھون نے گواہی کا اعادہ کیا تو یہ حکم نہ ہوگا اور امام محمد رح سے روایت ہی کہ اگر تھوڑی حد ماری گئی پھر انمین سے ایک گواہ غلام نکلا پس دوسرے چار گواہون نے گواہی دی[کہ دوبارہ حد قذف ماری جاوے ۱۲] تو مشہود علیہ کو حد نہ ماری جائیگی اسواسطے کہ یہ حد باطل ہوچکی یہ عتابیہ مین ہی اور اگر چارون گواہون مین سے ایک گواہ مکاتب یا طفل یا اندھا ہو تو سوائے طفل کے سب گواہون کو حد قذف ماری جائیگی اور اگر یہ امر بعد مشہود علیہ کے رجم کیے جانے کے معلوم ہوا تو گواہون کو حد نہ ماری جائیگی اور مرجوم کی دیت بیت المال سے دیجائیگی اور اگر مشہود علیہ کو حد مین درے مارے گئے ہون تو گواہون کو درے مارے جاوینگے بشرطیکہ مشہود علیہ اسکی درخواست کرے اور رہا ارش ضرب سو وہ ہدر ہوگا یہ امام اعظم رح کا قول ہی یہ ایضاح مین ہی - اور معتق البعض امام اعظم کے نزدیک مثل مکاتب کے ہی اور مکاتب[یعنے حرمت کا تاوان ۱۲] اہل شہادت مین سے نہین ہی یہ مبسوط مین ہی - اور اگر چار گواہون نے گواہی دی حالانکہ وہ فاسق ہین یا ظاہر ہوا کہ وہ فاسق ہین تو انکو حد قذف نہ ماری جائیگی یہ کافی مین ہی - اور اگر مشہود علیہ نے دعوی کیا کہ انمین سے ایک گواہ غلام ہی تو قول اسی کا قبول ہوگا یہان تک کہ ثابت کیا جاوے

قولہ اتفاقاً یعنی مشہود علیہ دونون پر حد ہوگی نہ بعض گواہون سے ۱۲

کہ وہ آزاد ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی - ایک مرد نے دوسرے کو زنا کی تہمت لگائی پھر اس قاذف نے اور تین مردون کے ساتھ گواہی دی کہ یہ زانی ہی تو دیکھا جائیگا کہ اگر مقذوف اس قاذف کو قاضی کے یہان لایا پھر قاذف نے ان گواہون کے ساتھ اسکے زانی ہونے کی گواہی دی تو قبول نہ ہوگی اور اگر ہنوز اُسکو قاضی کے پاس نہین لایا تھا تو گواہی مقبول ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہی - امام محمد رح نے جامع صغیر مین فرمایا کہ چار گواہون نے ایک مرد پر زنا کی گواہی دی حالانکہ یہ مرد غیر محصن ہی اور امام نے اسکو حد مین مارا پھر ظاہر ہوا کہ یہ گواہ غلام یا کفار یا محدود القذف تھے حالانکہ مشہود علیہ ان درون کی سزا سے مر گیا ہی یا درون سے اسکا بدن مجروح ہو گیا ہی تو امام ابو حنیفہ رح نے فرمایا کہ قاضی پر یا بیت المال پر اسکا تاوان لازم نہوگا یہ محیط مین ہی - اگر کوئی شخص گواہون کی گواہی پر حد زنا مین درے مارا گیا پس درون کی چوٹ سے وہ مر گیا یا مجروح ہو گیا پھر ظاہر ہوا کہ بعض گواہ غلام یا محدود القذف یا کافر ہین تو ان گواہون کو بالاتفاق حد قذف کی سزا دیجائیگی اور امام اعظم رح نے فرمایا کہ ان گواہون پر اور نیز بیت المال پر کچھ تاوان واجب نہوگا یہ فتح القدیر مین ہی - چار گواہون نے ایک مرد پر زنا کی گواہی دی اور وہ محصن ہی یا گواہون نے اُسپر زنا و احصان دونون کی گواہی دی پس امام المسلمین نے اسکو رجم کیا پھر ایک گواہ غلام یا مکاتب یا محدود القذف پایا گیا تو مرجوم کی دیت قاضی پر واجب ہوگی اور قاضی اُسکو بیت المال سے نہیں لے سکتا ہی اسپر اجماع ہی اور اگر یہ ظاہر ہو کہ یہ گواہ فاسق تھے تو قاضی پر ضمان واجب نہ ہوگی - چار مردون نے ایک مرد پر زنا کی گواہی دی اور ان گواہون کا چند نفر نے تزکیہ کیا اور کہا کہ یہ لوگ آزاد مسلمان عادل ہین ولیکن پیچھے ظاہر ہوا کہ یہ غلام یا کفار یا محدود القذف ہین پس اگر تزکیہ کرنیوالے اپنے تزکیہ پر جمے رہے اور اُس سے رجوع نہ کیا ولیکن یہ کہا کہ ہم سے خطا ہوئی تو بالاتفاق انپر ضمان واجب نہ ہوگی اور ضمان بیت المال سے بالاتفاق واجب ہوگی اور اگر اُنھون نے تزکیہ سے رجوع کیا اور کہا کہ ہم انکو غلام یا کافر یا محدود القذف جانتے تھے مگر ہم نے باوجود اسکے عمداً تزکیہ و تعدیل کی تو اسمین اختلاف ہی امام اعظم رح کے نزدیک ضمان ان تزکیہ کرنے والون پر واجب ہوگی اور بیت المال سے واجب نہ ہوگی اور صاحبین نے فرمایا کہ تزکیہ کرنیوالون پر ضمان نہ ہوگی اور بیت المال سے واجب ہوگی اور یہ حکم اسوقت ہی کہ گواہون کا غلام یا کفار یا محدود القذف ہونا ظاہر ہوا اور اگر یہ ظاہر ہوا کہ یہ گواہ فاسق ہین اور تزکیہ کرنیوالون نے اپنی تعدیل سے رجوع کیا یعنی کہا کہ ہم نے جان بوجھ کر عمداً تعدیل کی تو وہی ضامن ہونگے اور یہ اسوقت ہی کہ مزکین نے یون کہا کہ یہ لوگ آزاد مسلمان عدول ہین اور اگر مزکین نے فقط اتنا کہا کہ یہ عدول ہین پھر ظاہر ہوا کہ گواہ لوگ غلام ہین تو مزکین پر ضمان واجب نہوگی یہ محیط مین ہی - اور اگر معدلین نے بلفظ شہادت کہا کہ ہم گواہی دیتے ہین کہ یہ احرار ہین یا بلفظ خبر کہا کہ یہ لوگ احرار ہین تو ان دونون مین فرق نہین ہی یہ نہایہ مین ہی اور گواہون پر ضمان واجب نہ ہوگی اور نہ انکو حد قذف کی سزا دیجائیگی یہ کافی مین ہی - چار مردون نے ایک مرد پر زنا کی گواہی دی پھر گواہون نے قاضی کے حضور مین اقرار کیا کہ ہم نے باطل کی گواہی دی ہی تو انپر حد واجب ہوگی اور اگر قاضی نے انکو حد نہ ماری یہان تک کہ دوسرے چار گواہون نے اُسی مشہود علیہ پر زنا کی گواہی دی تو انکی گواہی جائز ہوگی اور مشہود علیہ پر حد کی سزا واجب ہوگی اور فریق اول سے حد قذف دور کیجائیگی یہ مبسوط مین ہی - اور اگر گواہون نے مشہود علیہ کے کوڑون سے مجروح ہو جانے کے بعد رجوع کیا تو امام اعظم رح کے نزدیک کچھ ضامن نہونگے نہ تاوان ارش و نہ تاوان نفس کے اور صاحبین کے نزدیک اگر وہ کوڑون سے نہین مرا ہی تو ارش جراحت کے ضامن ہونگے اور اگر مر گیا تو دیت کے ضامن ہونگے یہ غایۃ البیان مین ہی - چار مردون نے غیر محصن پر زنا کی گواہی دی پس قاضی نے اُسکو کوڑے مارے کہ درون نے اسکو مجروح کر دیا پھر گواہون مین سے ایک نے رجوع کیا تو وہ ارش جراحت کا

ضامن نہ ہوگا - اور اسی طرح اگر وہ درون سے مر گیا ہو تو بھی ضامن نہ ہوگا نہ گواہ رجوع کنندہ اور نہ بیت المال کسی پر دیت نہ ہوگی اور یہ امام اعظم رح کا قول ہے اور صاحبین رح کے نزدیک جسنے رجوع کیا ہے وہ ضامن ہوگا یہ سراج وہاج مین ہے - اور اگر اسکی حد جلد یعنی درہ ہو پس گواہون کی گواہی سے اسکو حد ماری گئی پھر گواہون مین سے ایک نے رجوع کیا تو بالاجماع اُسی اکیلے کو حد قذف ماری جائیگی یہ تبیین مین ہے - اور اگر مشہود علیہ کو حد ماری گئی اور ہنوز ایک درہ باقی رہا ہے کہ گواہون مین سے ایک نے رجوع کیا تو سب گواہون کو حد قذف ماری جائیگی اور مشہود علیہ سے باقی حد ساقط کیجائیگی اور اگر لوگون نے اور گواہون نے مشہود علیہ کو رجم کیا اور ہنوز وہ مرا نہ تھا کہ بعضے گواہون نے رجوع کیا تو گواہون کو حد قذف ماری جائیگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہے - اگر فرع چار مردون گواہون نے اصل چار گواہون کی گواہی پر ایک مرد پر زنا کی گواہی دی تو اسکو حد نہ ماری جائیگی پھر اگر اصل گواہ بھی آئے اور اُنھون نے اس مرد پر بعینہ اسی زنا کی بابت گواہی دی تو بھی اسکو حد کی سزا نہ دیجائیگی اور گواہان فروع واصول کو بھی حد قذف کی سزا نہ دیجائیگی کذا فی الکافی اور اسی طرح سوائے اسنکے اورون کی گواہی بھی مقبول نہ ہوگی یہ خزانۃ المفتین مین ہے - اگر چار مردون نے ایک مرد پر فلانہ عورت سے زنا کرنے کی گواہی دی اور دوسرے چار گواہون نے اس امر کے دوسری عورت سے زنا کرنے کی گواہی دی پس مشہود علیہ سنگسار کیا گیا پھر دونون فریق گواہون نے رجوع کیا تو بالاجماع اسکی دیت کے ضامن ہونگے اور امام ابوحنیفہ و امام ابو یوسف کے نزدیک انکو حد قذف کی سزا بھی دیجائیگی یہ کافی مین ہے - اگر چار گواہون نے ایک مرد پر زنا کی اور اسکے محصن ہونے کی گواہی دی پھر قبل حکم قضا کے ایک نے یا بعض نے رجوع کیا تو بالاتفاق رجوع کرنے والے کو حد قذف ماریجائیگی اور باقیون کو ہمارے نزدیک حد قذف ماری جائیگی - اور اگر بعض نے بعد حکم قضا ہونے کے قبل حد جاری کیے جانے کے رجوع کیا تو بالاتفاق رجوع کرنے والے کو حد قذف کی سزا دیجائیگی اور باقیون کو امام اعظم رح کے نزدیک اور موافق دوسرے قول کے امام ابو یوسف رح کے نزدیک حد قذف کی سزا دیجائیگی - اور اگر بعد حکم قضا اور حد جاری ہونے کے بعض نے رجوع کیا تو بالاجماع رجوع کرنیوالے پر حد قذف واجب ہوگی اور باقیون پر نہ ہوگی اور نیز بالاتفاق اس رجوع کرنے والے پر چہارم دیت خاص اُسکے مال سے ایک سال مین ادا کرنی واجب ہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہے اور اسی طرح ہر بار جب کوئی رجوع کریگا تو اسکو حد قذف ماری جائیگی اور چہارم دیت کا ضامن ہوگا یہ کافی مین ہے - اور اگر بعد قضا کے سب گواہون نے رجوع کیا تو ہمارے نزدیک سب کو حد قذف ماری جائیگی اور اُسکی دیت ان سب کے مال سے واجب ہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہے - اور اگر ایسے مرجوم کو جسکے گواہ نے رجوع کیا ہے کسی نے قذف کیا تو قذف کرنے والے کو حد قذف نہ ماری جائیگی اور وجہ یہ ہے کہ ہم نے بیان کر دیا ہے کہ بعد حکم قضا ہو جانے کے گواہ کا رجوع کرنا دوسرے کے حق مین کارآمد نہین اور موثر نہین ہے یہ محیط مین ہے - گواہون نے ایک مرد پر اسکے آزاد ہو جانے اور زنا کرنے کی گواہی دی پس اسکو رجم کیا گیا پھر گواہون نے رجوع کیا تو گواہون کو حد قذف ماری جائیگی اور اسکی قیمت اُسکے مولے کو تاوان دینگے اور اُسکی دیت اُسکے وارثون کو تاوان دینگے یہ تاتارخانیہ مین ہے - اور اگر گواہون نے اُسکے عتق کی گواہی سے رجوع کیا تو کچھ ضامن نہ ہونگے اسواسطے کہ احصان کے گواہ اگر رجوع کرتے ہین تو وہ ضامن نہین ہوتے ہین یہ خزانۃ المفتین مین ہے - اگر گواہان زنا پانچ ہون پس ایک نے رجوع کر لیا تو باقیون کی گواہی پر مشہود علیہ پر حد جاری کیجائیگی یہ ایضاح مین ہے - اگر پانچ گواہون نے ایک مرد پر زنا کرنے اور اُسکے محصن ہونے کی گواہی دی پس وہ رجم کیا گیا پھر انمین سے

ایک نے رجوع کیا تو اسپر کچھ نہین ہی پھر اگر اور ایک نے رجوع کیا تو دونون چہارم دیت کے ضامن ہونگے اور دونون کو حد قذف کی سزا دیجائیگی یہ مبسوط مین ہی- اور نیز بعد ان دونون کے جو کوئی جب رجوع کریگا چہارم دیت کا ضامن ہوگا اور اگر پانچون گواہون نے ایکبارگی رجوع کرلیا تو سب کے سب پوری دیت کے پانچ حصے کرکے ضامن ہونگے کہ ہر ایک پانچوین حصے کا ضامن ہوگا یہ حاوی قدسی مین ہی- اور منتقے مین لکھا ہی کہ پانچ گواہون نے ایک مرد پر زنا کی گواہی دی اور وہ غیر محصن ہی پس قاضی نے اسکو درہ مارے پھر ان پانچ گواہون مین سے ایک گواہ محدود القذف یا غلام نکلا پھر ان باقی چارون گواہون نے رجوع کیا تو انھین چارون کو حد قذف کی سزا دیجائیگی اور جو محدود القذف یا غلام نکلا ہی اسکو حد قذف کی سزا نہ دیجائیگی اسواسطے کہ وہ ایسی حالت مین قاذف ہوا کہ جسکو تہمت دیتا ہی اسپر چار مردون نے زنا کی گواہی دی ہی اور اسکو حد ماری گئی ہی- اور نیز منتقے مین مذکور ہی کہ ایک مرد پر چار مردون اور چار عورتون نے زنا کرنے کی گواہی دی حالانکہ وہ غیر محصن ہی پس اسکو حد مین درے مارے گئے پھر ان سب گواہون نے رجوع کیا تو مردون کو حد قذف ماری جائیگی نہ عورتون کو اور اگر ان گواہون نے قبل مشہود علیہ کے حد مارے جانے کے رجوع کیا ہو تو مردون و عورتون سب کو حد ماری جائیگی یہ محیط مین ہی- اور اگر چھ گواہون کی گواہی سے کسی کو رجم کیا گیا پھر دو گواہون نے انمین سے رجوع کرلیا تو انپر کچھ نہ ہوگا اور اگر تیسرے نے بھی رجوع کیا تو یہ تینون چہارم دیت کے ضامن ہونگے اور امام اعظم و امام ابو یوسف کے نزدیک ان سب کو حد قذف بھی ماری جائیگی اور اگر ان رجوع کرنے والون نے باقیون مین سے ایک کے رقیق ہونے کی گواہی دی تو اور چہارم دیت بیت المال پر واجب ہوگی اور اگر چھ مین سے دو نے رجوع کیا اور باقیون مین سے دو کے رقیق ہونے کی گواہی دی تو جائز ہی اور چہارم دیت ان دونون رجوع کرنے والون پر ہوگی اور چہارم دیت بیت المال پر ہوگی اور اگر ان دونون نے تین باقی کے رقیق ہونے گواہی دی تو جائز نہوگی - اور اگر آٹھ گواہون نے ایک مرد محصن پر زنا کی گواہی دی خواہ سبھون نے ایک ہی زنا پر یا ہر چہار گواہون نے علیحدہ علیحدہ زنا پر گواہی دی اور اسکو رجم کیا گیا پس اگر چار گواہون نے انمین سے رجوع کیا تو انپر ضمان و حد کچھ واجب نہوگی پھر اگر پانچوین نے بھی رجوع کیا تو چہارم دیت یہ سب باہم حصہ رسد تاوان دینگے اور امام ابو حنیفہ و امام ابو یوسف کے نزدیک ان سب کو حد قذف ماری جائیگی یہ خزانۃ المفتین و عتابیہ مین ہی- اور اگر قاضی نے تین گواہون کی گواہی پر یا ایک مرد و دو عورتون کی گواہی پر مشہود علیہ کو رجم کیا پس اگر قاضی نے کہا کہ مجھے گمان ہوا کہ یہ جائز ہی تو اسکی دیت بیت المال پر واجب ہوگی اور اگر قاضی نے کہا کہ مجھے معلوم تھا کہ یہ نہین جائز ہی تو دیت اسپر واجب ہوگی اور اگر قاضی نے اسکے ایک مرتبہ کے اقرار پر اسکو رجم کردیا تو بہر حال ضامن نہوگا یہ عتابیہ مین ہی- اور اگر گواہون نے مرد و عورت سے غیر مجلس قاضی مین کہا کہ ہم گواہی دیتے ہین کہ تم دونون زانی ہوا اور پھر دونون کو مجلس قاضی مین لائے اور انپر اس امر کی گواہی دی اور ان دونون نے کہا کہ ان گواہون نے ہم سے یہ بات پہلے اس سے کہ آپ کے حضور مین لاوین کہی ہی اور ہمارے پاس اسکے گواہ موجود ہین تو اس امر پر ان دونون کی گواہی مقبول نہ ہوگی اور اس سے گواہون کی گواہی ساقط نہ ہوگی اور بعد ثبوت کے مرد و عورت مذکورہ کو حد کی سزا دیجائیگی یہ مبسوط مین ہی- امام محمد رح نے جامع صغیر مین فرمایا کہ ایک مرد پر اسکی اولاد مین سے چار مردون نے یا اسکے چار بھائیون نے یا اسکے چچا کی اولاد مین سے چار مردون نے زنا کی گواہی دی اور یہ مرد محصن ہی اور یہ گواہ عادل ہین پس قاضی نے اسپر رجم کا حکم دیدیا پس جب رجم کا ارادہ کرے تو گواہون کو حکم کریگا کہ پہلے تم ابتدا

کرو پس اگر ان اولاد نے اپنے باپ کو رجم کیا مگر ایسا پتھر نہ پڑا کہ وہ مرجاوے اور بعد انکے لوگون نے رجم کیا کہ وہ مرگیا پھر ان گواہون مین سے ایک نے رجوع کیا تو رجوع کرنے والا چہارم دیت کا ضامن ہوگا اور خاص اپنے مال سے دیگا اور یہ تین برس مین ادا کریگا اور یہ مال اُس مرجوم کے وارثون اور اِس رجوع کرنے والے کے درمیان میراث مشترک ہوگا پس اس مال مین سے بقدر حصہ اس رجوع کنندہ کے اسکے ذمہ سے ساقط کیا جائیگا اور باقی کا وہ ضامن رہیگا کہ جسکو تین سال مین ادا کریگا بشرطیکہ اُسکا حصہ چہارم دیت کو وافی نہو اور مشائخ نے فرمایا کہ یہ رجوع کرنے والا چہارم دیت کا سیوت ضامن ہوگا کہ جنھون نے رجوع نہین کیا ہی اُنھون نے اُس سے کہا کہ ہمارے باپ نے ضرور زنا کیا ہی جیسے ہم نے گواہی دی ہی ہم نے اسکو دیکھا ہی اور تو نے نہین دیکھا پس تو نے باطل گواہی دی پس اس صورت مین تاوان سب اماموں کے نزدیک واجب ہی اور اگر باقیون نے اُس سے کہا کہ تو نے ہمارے ساتھ ہمارے باپ کو زنا کرتے دیکھا اور تو رجوع کرنے مین جھوٹا ہی تو رجوع کرنے والا ضامن نہ ہوگا اور ہمارے علمای ثلثہ کے نزدیک اس رجوع کرنے والے پر حد قذف واجب ہوگی الا آنکہ جن لوگون نے اُسکے ساتھ گواہی دی ہی وہ اسپر حد قذف واجب ہونے سے منکر ہون پس انکو یہ اختیار نہ ہوگا کہ اس سے دربارہ امر قذف کے مخاصمہ کرین ہان یہ دیکھا جائیگا کہ اس مرجوم کا باپ یا دادا یا کوئی اور بیٹا جسنے اسپر گواہی نہین دی ہی موجود ہی یا نہین پس اگر ہوگا تو اُسکو اختیار ہوگا کہ اس رجوع کنندہ سے دربارہ امر قذف مخاصمہ کرے اور اگر مرجوم کا کوئی بیٹا یا باپ یا دادا نہو مگر ان گواہون مین سے بعض کی اولاد ہو تو دیکھا جاے کہ اگر وہ اسی رجوع کرنے والے کا بیٹا ہی تو اسکو اختیار نہوگا کہ اپنے باپ سے دربارہ قذف اپنے دادا کے مخاصمہ کرے اور اگر بیٹا انمین سے کسی کا ہو جنھون نے رجوع نہین کیا ہی تو اُسکو اختیار ہوگا کہ اس رجوع کرنے والے سے حد قذف کا دعوی کرکے حد لے اور یہ سب اسوقت ہی کہ جب ان گواہون نے مشہود علیہ کو سنگسار کیا اور وہ انکی ضرب سے مرا ہنین - اور اگر انھون نے پتھر مارے کہ وہ مرگیا پھر ان گواہون مین سے ایک نے اپنی گواہی سے رجوع کیا اور سواے ان گواہون کے میت کا کوئی وارث نہین ہی تو اس مسئلہ مین تین صورتین ہین ایک یہ کہ باقیون نے اس رجوع کرنے والے سے کہا کہ تو اپنے رجوع کرنے مین جھوٹا ہی اور گواہی دینے مین سچا ہی - دوم آنکہ اُنھون نے کہا کہ ہمارا پدر زانی تھا ولیکن تو نے اسکا زنا کرنا نہین دیکھا یا کہا کہ ہمین معلوم کہ تو نے اسکا زنا کرنا دیکھا یا نہین اور تو نے باطل کے ساتھ گواہی دی سوم آنکہ انھون نے کہا کہ ہمارے باپ نے کبھی زنا نہین کیا اور تو نے جو کہا کہ وہ زانی ہی تو تو نے جھوٹ کہا - پس وجہ اول مین رجوع کرنیوالا کچھ ضامن نہوگا اور میراث سے بھی محروم نہوگا اور دوسری صورت مین رجوع کرنے والا چہارم دیت کا ضامن ہوگا اور میراث سے محروم ہوگا اور اسپر حد قذف واجب نہوگی اگرچہ اُسنے اپنے اوپر حد قذف کا اقرار کیا ہی لیکن چونکہ باقیون نے قذف مین اُسکی تصدیق کی اور حق حد قذف انھین کا ہی اِسلیے تجاوز نہین کرتا ہی پس اسپر حد نہوگی حتے کہ اگر انکے سواے کوئی اور وارث مستحق حد موجود ہو انمین سے کہ جنکو ہم نے اوپر ذکر کیا ہی تو وہ اُس سے حد نہ کورے لیگا اور باقی گواہون پر بھی دیت مین سے کچھ ضمان نہوگی اور باقی تینون گواہ ایسی گواہی کی وجہ سے مستحق حد قذف نہ ہونگے - اور تیسری صورت مین سب کے سب ضامن ہونگے اور سب میراث سے محروم ہونگے اور مقتول مذکور کی دیت ان لوگون کے سواے پھر جو شخص کہ مقتول سے سب سے زیادہ قریب ہوا سکو ملیگی اور ان لوگون کو حد قذف کی سزا دیجائیگی - ایک شخص کی دو عورتین ہین اور انمین سے ایک سے اسکے پانچ بیٹے ہین پھر انمین سے چار بیٹون نے اپنے بھائی پر جو پانچوان بیٹا ہی گواہی دی کہ اِسنے ہمارے باپ کی جورو سے زنا کیا ہی تو یہ امر خالی نہین ہی کہ لنکے

سوتیلی مان ۱۲

باپ نے اس عورت سے وطی کی ہوگی یا نہین - اور نیز ان گواہون کی مان زندہ ہوگی یا مرگئی ہوگی - اور نیز انکے باپ نے
انکی تصدیق کی ہوگی یا تکذیب کی ہوگی اور نیز اُنھون نے گواہی مین یا کہا ہوگا کہ اس عورت نے اس مرد کی مطاوعت کی زنا
کرنے مین یا یون گواہی دی ہوگی کہ ہمارے مشہود علیہ کی طرف سے زنا مین اُسکے اوپر زبردستی واقع ہوئی - پس اگر اُنھون
نے گواہی دی کہ ہمارے بھائی نے اس عورت سے زنا کیا اور اس عورت نے بھی اسکی مطاوعت کی ہی اور حال یہ ہو کہ
اس عورت سے انکے باپ نے دخول نہین کیا ہی پس اگر ان گواہون کی مان زندہ موجود ہو تو انکی گواہی مقبول نہ ہوگی خواہ انکا باپ
انکی تصدیق کرتا ہو یا تکذیب اور انکی مان خواہ منکرہ ہو یا مدعیہ ہو اور اگر انکی مان مرگئی ہو پس اگر انکا باپ اُسکا مدعی
ہو تو بھی انکی گواہی مقبول نہ ہوگی اور اگر باپ اس سے منکر ہو تو گواہی مقبول ہوگی - اور اگر اس عورت
سے انکے باپ نے دخول کر لیا ہو پس اگر اس عورت نے اس مشہود علیہ کی زنا کرنے مین مطاوعت کی ہو اور گواہون
کی مان زندہ ہو تو انکی گواہی مقبول نہ ہوگی خواہ اُنکا باپ انکی تصدیق کرتا ہو یا تکذیب اور خواہ انکی مان اسکی مدعیہ ہو
یا منکرہ ہو اور اگر انکی مان مرگئی ہو پس اگر باپ اسکا مدعی ہو تو گواہی قبول نہ ہوگی اور اگر منکر ہو تو مقبول ہوگی - اور
یہ سب اس صورت مین ہی کہ گواہون نے گواہی دی کہ اس مرد نے اس عورت سے زنا کیا درحالیکہ وہ مطاوعہ تھی - اور
اگر یہ گواہی دی کہ اس مشہود علیہ نے اس سے زبردستی زنا کیا ہی پس اگر انکی مان مرگئی ہو تو انکی گواہی ہر حال مین مقبول
ہوگی خواہ باپ مدعی ہو یا منکر ہو - خواہ باپ نے اس سے دخول کیا ہو یا نہ کیا ہو - اور اگر انکی مان زندہ ہو پس اگر باپ
انکا اس امر کا مدعی ہو تو انکی گواہی مقبول ہوگی - اور اگر منکر ہو تو مقبول نہ ہوگی خواہ انکی مان اسکی مدعیہ ہو یا منکرہ ہو - اور
ہر جس صورت مین انکی گواہی مقبول ہوئی ہی تو حد زنا انکے بھائی پر قائم کیجائیگی اور عورت پر بھی اگر اُسنے راضی سے زنا
کیا ہی قائم کیجاویگی یہ محیط مین ہی - اور اگر چار نصرانیون نے ایک نصرانی پر زنا کرنے کی گواہی دی اور قاضی نے انکی گواہی پر
حکم دیدیا پھر مرد یا عورت مسلمان ہوگئی تو فرمایا کہ دونون سے حد ساقط ہوجائیگی اور پھر اگر اسکے بعد گواہ لوگ بھی مسلمان
ہوگئے تو کچھ نہ ہوگا خواہ وے گواہی کو اعادہ کرین یا نہ کرین - اور اگر اُنھون نے دو مردون اور دو عورتون پر زنا کی
گواہی دی پھر جب حاکم نے انکے اوپر حد کا حکم دیدیا تو دونون مردون یا دونون عورتون مین سے ایک مسلمان ہوگیا
تو جو مسلمان ہوا ہی اس سے اور اُسکے ساتھی سے حد ساقط ہوگی اور جو نہین مسلمان ہوا ہی اسپر اسی طرح حد رہیگی
ساقط نہ ہوگی یہ مبسوط مین ہی - اور امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر مشہود علیہ بزنا یعنی جسپر زنا کی گواہی دی گئی ہی دو گواہ لایا
کہ جنھون نے ان گواہون مین سے ایک گواہ پر جسنے اسپر زنا کی گواہی دی ہی یہ گواہی دی کہ یہ گواہ محدود القذف ہی تو
قاضی ان دونون گواہون سے دریافت کریگا کہ اس گواہ پر حد قذف کیونکر قائم ہوئی ہی یعنے کسنے قائم کی ہی اور اسکی وجہ
یہ ہی کہ اگر حد قذف از جانب سلطان یا نائب السلطان قائم ہوئی ہو تو ایسے گواہ کی گواہی باطل ہوگی اور اگر رعایا مین سے
کسی نے بغیر اجازت امام المسلمین کے اسپر حد قذف قائم کردی ہو تو اسکی گواہی اسطرح محدود ہونے سے باطل نہ ہوگی
لہذا ضرور ہوا کہ یہ دریافت کیا جاوے کہ کسنے اسپر حد قائم کی ہی - اور اگر اُسکے دونون گواہون نے کہا کہ اس گواہ کو قاضی
پرگنہ فلان نے حد قذف کی سزا دی ہی اور اس قاضی کا نام بیان کردیا پس اس گواہ نے جسپر محدود القذف ہونے کی
گواہی دیگئی ہی کہا کہ مین گواہ پیش کرتا ہون اس قاضی کے اقرار کے کہ اسنے مجھے حد نہین ماری ہی اور دونون فریق
گواہون نے اسکی کوئی تاریخ و وقت نہین بیان کیا تو قاضی اسکے محدود القذف ہونے کا حکم دیدیگا اور بسبب

یعنے گواہون نے کہا کہ عورت بھی راضی تھی ۱۲

(مطاوعہ تھی) راضی تھی ۱۲

گواہی گواہان اقرار مذکور کے محدود القذف ہونے کا حکم دینے سے باز رہیگا۔ اور اگر گواہون نے اسکی حد ماری جانے کا کوئی وقت
بھی بیان کیا ہو مثلاً کہا کہ قاضی کورہ فلان نے اسکو حد قذف سنہ چار سوستاون[۱۲] مین ماری ہی پھر مشہود علیہ نے گواہ قائم
کیے کہ یہ قاضی سنہ چار سو چھپن مین مرگیا ہی یا اس امر پر گواہ قائم کیے کہ یہ قاضی سنہ چار سوستاون مین فلان ملک دیگر کو گیا تھا
تو قاضی اسکے محدود القذف ہونے کا حکم دیدیگا اور اسکے گواہون کی طرف التفات نہ کریگا الا آنکہ انمین سے کوئی بات مشہور
ہو مثلاً قاضی مذکور کا مرنا اسوقت سے جو گواہان مشہود علیہ نے شاہد کے محدود ہونے کا بیان کیا ہی پہلے واقع ہونا تمام
مین عام مشہور ہو گیا ہو کہ ہر صغیر و کبیر و عالم و جاہل اسکو جانتا ہو یا مثلاً جس سال مین (مثلاً چار سوستاون[۱۲]) گواہون نے اسپر حد قذف قائم
کی جانی بیان کی ہی اس سال قاضی مذکور کا دوسرے ملک مین ہونا مشہور معروف ہو کہ اسکو ہر صغیر و کبیر و عالم و جاہل جانتا ہو تو
ایسی صورت مین قاضی اسکے محدود القذف ہونے کا حکم نہ دیگا اور مشہود علیہ پر حد زنا کا حکم دیگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر مشہود علیہ
نے یعنے جسپر زنا کی گواہی دی گئی ہی دعوے کیا کہ یہ گواہ محدود القذف ہی اور میرے پاس اسکے گواہ ہین تو اسکے اور مجلس سے
اٹھنے کے درمیان مہلت دیجائیگی بدون اسکے کہ وہ مخلی بالطبع کیا جاوے پس اگر وہ گواہ لایا تو خیر ورنہ اسپر حد قائم کیجائیگی
پس اگر اسنے اقرار کیا کہ میرے گواہ شہر مین موجود نہین ہین اور درخواست کی کہ چند روز مجھے مہلت دیجاوے تو قاضی
اسکو مہلت نہ دیگا۔ اور اگر مشہود علیہ نے کچھ دعوے نہ کیا۔ بلکہ کسی شخص دیگر نے گواہون مین سے کسی پر دعوی کیا کہ اسنے
مجھے قذف کیا ہی تو مشہود علیہ قید رکھا جائیگا اور قذف کے گواہون کا حال دریافت کیا جائیگا پس اگر انکی تعدیل
کی گئی تو حد قذف پہلے ماری جائیگی پس مشہود علیہ سے حد زنا ساقط کیجائیگی۔ اسی طرح اگر گواہان زنا مین سے کسی نے
قاضی کے سامنے کسی کو قذف کیا پس اگر مقذوف یعنی جسکو تہمت لگائی ہی آیا اور اسنے حد قذف کا مطالبہ کیا تو اسپر حد قذف
قائم کیجائیگی اور حد زنا ساقط ہو جائیگی اور اگر مقذوف نہ آیا تاکہ اپنے حد قذف کا مطالبہ کرے تو حد زنا قائم کردیجائیگی
اور اگر حد زنا قائم کی جانے کے بعد مقذوف نے آکر حد قذف کا مطالبہ کیا تو اسکے واسطے حد قذف بھی ماری جائیگی۔ اور
اسی طرح اگر بجائے قاذف کے چور ہو یا گواہی اور کسی حق کی حقوق العباد مین سے ہو (یعنے گواہ کو[۱۲]) تو بھی یہی حکم ہی یہ مبسوط مین ہی۔
اور اگر چار مردون نے ایک مرد پر زنا کی گواہی دی اور ہنوز تعدیل گواہون کی نہ ہوئی تھی کہ مشہود علیہ کو کسی نے قتل کر ڈالا
تو عمداً قتل کرنے مین قصاص اور خطاءً قتل کرنے مین دیت قاتل کی مددگار برادری پر واجب ہوگی اور اسی طرح اگر بعد تعدیل گواہون
کے اسکو قتل کیا اور ہنوز حکم رجم نہین ہوا ہی تو بھی یہی حکم ہی یہ کافی مین ہی۔ اور جیسے ان دونون صورتون مین اسکی ضمان
نفس واجب ہوتی ہی یعنے بالکل قتل کر دیا تو دیت یا قصاص واجب ہوتا ہی اسی طرح اگر اسکے اطراف مین سے کوئی
عضو کاٹ ڈالا یا ضائع کیا تو اسکی ضمان بھی واجب ہوگی جیسے اسکا ہاتھ کاٹ ڈالا یا آنکھ پھوڑدی تو ضامن ہوگا یہ
محیط مین ہی اور اگر اسکے رجم کا حکم دیا گیا ہو پھر اسکو کسی نے عمداً یا خطاءً قتل کیا تو اسپر کچھ نہین ہی یہ کافی مین ہی اور
جسطرح اسصورت مین اسکے نفس کی ضمان واجب نہین ہوتی ہی ویسے ہی اسصورت مین اسکے اطراف کی ضمان
بھی واجب نہ ہوگی اور اگر قاتل کے قتل کرنے کے بعد اسصورت مین گواہون نے رجوع کیا تو قاتل پر کچھ واجب نہوگا
یہ محیط مین ہی۔ اور اگر بعد حکم ہو جانے کے (یعنے بعد رجم کا حکم ہونے کے[۱۲]) اسکو عمداً قتل کر دیا پھر گواہ غلام یا کفار پائے گیے یا محدود القذف نکلے تو قیاس
چاہتا ہی کہ قصاص واجب ہو اور استحساناً مقتول کی دیت قاتل کے مال سے تین سال مین واجب ہوگی۔ اور اگر قاتل
نے اسکو بطریق رجم قتل کیا ہو پھر گواہان مذکور غلام نکلے تو اسکی دیت بیت المال سے (یعنے تین سال مین سب ادا کرے[۱۲]) واجب ہوگی اسواسطے کہ قاتل نے

جو کچھ کیا وہ بامر امام المسلمین کیا ہی بخلاف اسکے اگر اسکو تلوار سے قتل کیا تو حکم امام کی فرمان برداری نہین کی پس یہ حکم نہوگا یہ کافی مین ہی - اور اگر گواہون نے ایک مرد پر گواہی دی کہ ہم گواہی دیتے ہین کہ اسنے اس عورت سے وطی کی اور یہ نہ کہا کہ اسنے زنا کیا تو انکی گواہی باطل ہی اور اسی طرح اگر کہا کہ ہم گواہی دیتے ہین کہ اسنے اس عورت سے جماع کیا یا مباضعت کی تو بھی یہی حکم ہو اور گواہون پر حد نہ واجب ہوگی یہ مبسوط مین ہی - اور اگر گواہون نے ایک مرد پر زنا کی گواہی دی اور کہا کہ ہم نے عمداً نظر ڈالکر دیکھا ہی تو انکی گواہی مقبول ہوگی یہ ہدایہ مین ہی - اور اگر گواہون نے کہا کہ ہم نے تلذذ کیواسطے عمداً نظر ڈالی تو بالاجماع قبول نہ ہوگی یہ فتح القدیر مین ہی - چار گواہون نے ایک مرد پر زنا کی گواہی دی پس امام نے اسکو حد مارنی چاہی پھر ان گواہون مین سے ایک نے دوسرے کو تہمت لگائی یعنے قذف کیا پس مقذوف اس امر سے ڈرا کہ اگر مین حد قذف کا مطالبہ کرتا ہون تو گواہی باطل ہو جائیگی پس اسنے مطالبہ نہ کیا تو فرمایا کہ انکی گواہی جائز رہی اور مشہود علیہ کو سزا اسے حد دیجاویگی یہ مبسوط مین ہی - چار گواہون نے ایک مرد پر زنا کی گواہی دی اور دو گواہون نے اسپر محصن ہونے کی گواہی دی پس قاضی نے رجم کا حکم دیدیا اور وہ سنگسار کیا گیا کہ اسی درمیان مین گواہان احصان نے رجوع کر لیا یا وہ غلام نکلے اور مرد مذکور کو پتھرون نے زخمی کیا ہی مگر ہنوز وہ مرا نہین ہی تو قیاس چاہتا ہی کہ اسپر سو کوڑے کی حد قائم کیجاوے اور یہ امام اعظم و امام محمد رح کا قول ہی اور استحساناً اس سے سزاے جلد اور باقی رجم سب دور کیے جاوینگے اور ہر دو گواہ لوگ بھی جراحت کی بابت کچھ ضامن نہونگے اور نہ تاوان بیت المال پر ہوگا چار گواہون نے ایک مرد پر زنا کی گواہی دی اور اسکے احصان پر کسی نے گواہی نہ دی پس قاضی نے اسکے درے مارنے کا حکم دیدیا پھر دو گواہون نے اسپر بعد پورے سو درے مارے جانے کے محصن ہونے کی گواہی دی تو بر قیاس اول اس صورت مین بھی یہ حکم ہوگا کہ رجم کیا جاوے اور استحسان یہ ہی کہ رجم نہ کیا جائیگا اور اس مسئلہ مین ہمارے علماء نے استحسان ہی کو لیا ہی اور صورت اولی مین قیاس کو اختیار کیا ہی - اور یہ حکم جو ہم نے بیان کیا اس صورت مین ہی کہ اسپر پورے درے مارے گئے ہون اور اگر ہنوز پورے درے نہین مارے گئے کہ دو گواہون نے اسپر محصن ہونے کی گواہی دی تو رجم جاری کرنے سے مانع نہ ہوگی یہ محیط مین ہی - اور اگر چار مردون نے ایک مرد پر زنا کی گواہی دی پس اسنے شبہہ کا دعوے کیا کہ مین نے اسکو اپنی جورو یا باندی گمان کیا تھا تو اسکے ذمہ سے حد ساقط نہ ہوگی اور اگر کہا کہ یہ میری جورو یا باندی ہی تو اسپر حد نہ ہوگی اور گواہون پر بھی نہ ہوگی یہ سراج وہاج مین ہی - اور اگر گواہون نے گواہی دی کہ اسنے اس باندی سے زنا کیا پس اسنے کہا کہ مین اسکو خرید کر چکا تھا بخرید فاسد یا بشرط خیار البائع یا صدقہ یا ہبہ کا دعوے کیا یا کہا کہ مین نے اس سے نکاح کر لیا تھا اور گواہون نے کہا کہ اسنے اقرار کیا ہی کہ اسمین میری کوئی ملک نہین تو حد اسکے ذمہ سے دفع کیجائیگی اسواسطے کہ شبہہ موجود ہی اور اسی طرح حرہ کی صورت مین بھی روایت ہی کہ اگر مشہود علیہ نے کہا کہ مین اسکو خرید چکا تھا تو اس سے حد دور کیجائیگی - اور اسی طرح اگر گواہون نے کہا کہ یا اسکو آزاد کر چکا تھا پھر اس سے زنا کیا ہی اور وہ آزاد کرنے سے انکار کرتا ہی تو بھی یہی حکم ہی یہ عتابیہ مین ہی - اور اگر گواہون نے ایک مرد اور ایک عورت پر گواہی دی پس عورت نے دعوی کیا کہ اسنے مجھ سے زبردستی ایسا کیا ہو اور گواہون نے اسکی گواہی نہین دی بلکہ یہ کہا کہ اس عورت نے اسکی مطاوعت کی تو عورت پر بھی حد واجب ہوگی یہ مبسوط مین ہی - اور اگر گواہون نے ایسی حد کی گواہی دی جسکا عہد متقادم ہو گیا ہی یعنے زمانہ زیادہ گذر گیا ہی تو حد کی سزا نہ دیجائیگی سوا اسکے

حد قذف کے یہ کنز مین ہی - اور اگر زنا متقادم کی گواہی دی تو اسمین اختلاف ہی بعض نے کہا کہ گواہون کو حد قذف ماری جائیگی اور بعض نے کہا کہ انکو بھی حد نہ ماری جائیگی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی اور تقادم مین یہ ضرور ہی کہ بغیر عذر دیر کی گئی ہو اور اگر بعذر ہو جیسے مرض یا دوری مسافت یا خوف راہ وغیرہ تو گواہی مقبول ہوگی اور مشہود علیہ کو حد ماری جائیگی یہ نہر الفائق مین ہی - اور تقادم جیسے ابتدائً قبول شہادت سے مانع ہی ویسے ہی بعد قضاء کے اقامت سے مانع ہی اور یہ حکم ہمارے نزدیک ہی چنانچہ اگر تھوڑی حد قائم کیے جانے کے بعد وہ بھاگ گیا پھر تقادم عہد کے بعد گرفتار ہوکر آیا تو اسپر باقی حد قائم نہ کیجائیگی - اور تقادم مین اختلاف ہی کہ کسقدر مدت مین تقادم ہوتا ہی تو امام محمد رح سے مروی ہی کہ انھون نے تقادم کی مدت ایک مہینہ مقرر کیا ہی اور یہی روایت امام اعظم و امام ابویوسف سے ہی اور یہی اصح ہی یہ ہدایہ مین ہی - اور شراب خواری کے سوا ے حدود مین تقادم کی تقدیر ایک مہینہ ہی بالاتفاق - اور رہی شراب خواری سو امام محمد رح کے نزدیک اسمین بھی یہی تقدیر ہی اور شیخین کے نزدیک اسمین بدبو شراب کی زائل ہو جانے تک کی تقدیر ہی یہ فتح القدیر مین ہی - اور اگر اُسنے حد متقادم کا اقرار کرلیا تو اسکو حد کی سزا دیجائیگی سوا ے شراب خواری کے یہ شرح وقایہ مین ہی - جسنے کسی عورت معین یا غیر معین سے زنا کرنے کا اقرار چار مرتبہ کیا پھر عورت حاضر ہوئی تو دو حال سے خالی نہین یا تو مرد پر حد قائم کیے جانے سے پہلے حاضر ہوئی یا بعد مرد پر حد قائم کیے جانے کے حاضر ہوئی پس اگر مرد پر حد قائم کیے جانے کے بعد حاضر ہوئی اور اُسنے بھی مثل مرد کے اقرار کیا تو اسپر بھی حد قائم کی جائیگی اور اگر اُسنے انکار کیا اور مرد مذکور پر قذف کرنے کا دعوی کیا تو مرد مذکور کو حد قذف نہ ماری جائیگی کیونکہ ہم جانتے ہین کہ مرد پر دو حدین واجب نہ ہونگی ایک حد تو ہم اسپر قائم کر چکے ہین پس دوسری اسپر قائم نہ ہوگی - اور اگر مرد پر حد قائم کیے جانے سے پہلے حاضر ہوئی پس اگر اُسنے زنا سے انکار کیا اور نکاح کا دعوے کیا تو حد دونون سے ساقط ہوگی اور مرد پر عقر واجب ہوگا اور اگر اُسنے نکاح کا دعوے نہ کیا اور زنا سے انکار کیا اور مرد پر حد قذف کا دعوے کیا تو امام اعظم رح کے نزدیک مرد سے حد زنا ساقط ہوگی اور اسی طرح اگر عورت مقر ہوئی اور مرد غائب ہوا تو مرد کا حکم بھی اس باب مین مثل حکم عورت کے ہی یہ شرح طحاوی مین ہی اور اگر مرد مذکور پر حد قائم کیے جانے کے بعد عورت حاضر ہوئی اور اُسنے نکاح کا دعوے کرکے اپنے مہر کا مطالبہ کیا تو اسکے واسطے کچھ مہر نہوگا یہ مبسوط مین ہی - منتقے مین لکھا ہی کہ ایک مرد نے زنا کا اقرار کیا اور وہ محصن ہی پس قاضی نے اسکے رجم کا حکم دیا پس لوگ اسکو رجم کرنے کو لے گئے پس اُسنے اپنے اقرار سے رجوع کیا پس اسکو ایک شخص نے قتل کر ڈالا یعنی بطور رجم کے تو قاتل پر کچھ نہوگا جبتک کہ قاضی اُس سے رجم کو باطل نکرے اور اگر قاضی نے اُس سے حکم رجم باطل کیا پھر اُسکو کسی نے قتل کیا تو اُسکے قصاص مین قتل کیا جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہی - اصل مین امام ابوحنیفہ رح سے مذکور ہی کہ ایک شخص نے زنا کا اقرار کیا اور عورت نے اکراہ کا دعوے کیا کہ اُسنے مجھ سے زبردستی ایسا کیا ہی تو امام نے فرمایا کہ مرد کو حد کی سزا دیجائیگی اور عورت پر حد نہین قائم کیجائیگی یہ الیضاح مین ہی جو شخص کہ دار الحرب مین مسلمان ہوا ہی اگر اُسنے اقرار کیا کہ مین نے دار الحرب مین زنا کیا قبل مسلمان ہونے کے تو اسپر حد نہین ہی یہ محیط مین ہی - اور اگر مرد مسلمان دار الحرب مین امان لیکر داخل ہوا اور وہان کسی مسلمان عورت یا ذمیہ عورت سے زنا کیا پھر وہان سے دار الاسلام مین آیا اور زنا کرنے کا اقرار کیا تو ہمارے نزدیک اسکو حد نہ ماری جائیگی یہ مبسوط مین ہی - اور اگر غلام نے بعد آزاد ہونے کے اقرار کیا کہ مین نے غلام ہونے کی حالت مین زنا

کیا تھا تو اُسپر غلامون کی حد قایم کیجائیگی اور غلام پر حد اُسکے اقرار سے اور سوائے اقرار کے اور امور جو موجب حد ہوتے ہین پائے جانے سے بھی قائم ہوتی ہی اگرچہ اُسکا مولے غائب ہو اور چوری کے ہاتھ کاٹے جانے اور قصاص کا بھی یہی حکم ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر دو مرتبہ زنا کا اقرار کیا اور دو گواہون نے زنا پر گواہی دی تو اسکو حد نہ ماری جائیگی یہ تمرتاشی مین ہی

پانچوان باب

شرابخواری کی حد مین۔ ایک شخص نے شراب پی اور پکڑا گیا اور ہنوز اُسکی بدبو موجود ہی یا اُسکو پکڑ لائے درحالیکہ وہ نشہ مین مست تھا پس گواہون نے اسپر شراب خواری کی گواہی دی تو اسپر حد واجب ہوگی قال المترجم یعنے اسّی درّے۔ اسی طرح اگر اُسنے خود اقرار کیا اور بدبو موجود ہی تو بھی یہی حکم ہی خواہ اُسنے تھوڑی شراب پی ہو یا بہت۔ اور اگر اُسنے بدبو جاتی رہنے کے بعد اقرار کیا تو امام اعظم و امام ابو یوسف کے نزدیک اسکو حد نہ ماریجائیگی اور اسی طرح اگر بدبو جاتی رہنے کے بعد اور نشہ زائل ہونے کے بعد اسپر گواہون نے گواہی دی تو بھی شیخین رحمہما اللہ کے نزدیک اسکو حد نہ ماری جائیگی۔ اور اگر گواہون نے اسکو ایسی حالت مین پکڑا کہ اُسکے منہ سے بدبو آتی ہی یا نشہ مین ہی پس اسکو یہان سے اس شہر کو لے چلے جہان امام موجود ہی پس اسکے پاس پہونچنے سے پہلے بدبو و نشہ جاتا رہا تو مردُ ذکور کو بالاجماع حد ماری جائیگی یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور اگر نشہ کے بیہوش نے اپنے اوپر شراب خواری کا اقرار کیا تو اُسکے اقرار پر اسکو حد نہین ماری جائیگی یہ ہدایہ مین ہی۔ اور مست شراب کے پہچاننے مین اختلاف ہی چنانچہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ نشہ شراب کا مست وہ ہی کہ زمین کو آسمان سے نہ پہچانتا ہو اور مرد کو عورت سے نہ شناخت کرتا ہو اور صاحبین نے کہا کہ سکران وہ ہی کہ اسکا کلام مختلط ہو کہ غالب کلام اسکا ہذیان ہو جاوے تو وہ سکران یعنی نشہ شراب کا مست ہی اور صاحبین ہی کے قول پر فتوی ہی۔ اور اگر قاضی کے پاس گواہون نے ایک مرد پر شراب خواری کی گواہی دی تو قاضی اُنسے دریافت کریگا کہ شراب کیا چیز ہی پھر دریافت کریگا کہ اسنے کیونکر پی اسواسطے کہ احتمال ہی کہ اسنے مجبوری زبردستی پی ہو پھر دریافت کریگا کہ کب پی ہی کیونکہ احتمال تقادم ہی پھر دریافت کریگا کہ کہان پی ہی اسواسطے کہ احتمال ہی کہ اسنے دار الحرب مین پی ہو یہ فتاوی قاضیخان مین ہی پس اگر گواہون نے ان سب کو ٹھیک بیان کیا تو قاضی اس مشہود علیہ کو قید کریگا تاکہ گواہون کی عدالت دریافت کرے اور بظاہر عدالت پر حکم نہ کریگا اور جسپر شرابخواری کی گواہی دی ہی ضرور ہی کہ وہ عاقل بالغ مسلمان اور ناطق ہو پس طفل پر ایسی حد نہین ہی اور نہ مجنون اور نہ کافر پر۔ اور خانیہ مین لکھا ہی کہ گونگے کو بھی حد شراب خواری نہ ماری جائیگی خواہ گواہون نے اسپر گواہی دی ہو یا اُسنے خود ایسے اشارہ سے بتلایا کہ جو اسکی طرف سے معاملات مین اقرار شمار کیا جاتا ہی۔ اور اندھے کو ایسی حد ماری جائیگی یہ بحر الرائق مین ہی۔ اور اگر دار الاسلام مین مسلمان نے شراب پی اور کہا کہ مین نے اُسکے حرام ہونے کو نہین جانا تھا تو اسکو حد ماری جائیگی یہ سراجیہ مین ہی۔ اور اگر ایک شخص پر شراب خواری کی گواہی دیگئی اور اُسنے دعوے کیا کہ مین دودھ سمجھ کر پی گیا تھا یا کہا کہ مین اسکو شراب نہین جانتا تھا تو یہ قول اسکا مقبول نہوگا اور اگر کہا کہ مینے اسکو نبیذ سمجھا تھا تو یہ قول اسکا قبول ہوگا یہ بحر الرائق مین ہی۔ شراب کا پینا دو مردون کی گواہی سے یا خود ایک مرتبہ اقرار کرنے سے ثابت ہو جاتا ہی اور اسمین مردون کے ساتھ عورتون کی گواہی نہین قبول ہوتی ہی یہ ہدایہ مین ہی۔ اور جو شخص حالت نشہ مین ہی اور گواہون نے اسپر شراب خواری کی گواہی دی تو اسپر حد نہین قائم کیجائیگی یہان تک کہ اسکو ہوش ہو جاوے اور نشہ اُتر جاوے پھر جب افاقہ ہو گیا تو اسپر حد قائم کیجائیگی خواہ شراب کی بدبو اس سے جاتی رہی ہو یا نہ گئی ہو۔ مسلمان نے اگر شراب قے کی تو اسکو حد نہین ماری جائیگی

کیونکہ جائز ہی کہ زبردستی اسکو پلائی گئی ہو اور مسلمان کے منہ سے شراب کی بدبو پائی جانے سے اسکو حد نہ ماری جائیگی تاوقتیکہ گواہ اسکی شراب خواری کی گواہی نہ دین باوجودیکہ ایک مرتبہ اقرار نہ کرے۔ اور اگر دو گواہون مین سے ایک نے گواہی دی کہ اسنے شراب پی ہی اور دوسرے نے کہا کہ اسنے شراب قے کی ہی تو اسکو حد نہ ماری جائیگی۔ اور اسی طرح اگر دونون نے اسکے شراب پینے پر گواہی دی اور بدبو اس سے پائی جاتی ہی ولیکن دونون گواہون نے وقت مین اختلاف کیا تو بھی حد نہ ماری جائیگی اور اسیطرح اگر ایک نے اسکے شراب پینے کی اور دوسرے نے اسکے اقرار شراب خواری کی گواہی دی تو بھی حد نہ ماری جائیگی اور اسی طرح اگر ایک نے گواہی دی کہ یہ خمر سے نشہ مین ہوا ہی اور دوسرے نے کہا کہ سکر سے نشہ مین ہوا ہی تو بھی اسکو حد نہ ماری جائیگی یہ ظہیریہ مین ہی۔ اگر بنج سے نشہ مین ہو گیا تو اسپر حد واجب ہونے مین اختلاف[1] ہی اور صحیح یہ ہی کہ اسکو حد نہ ماری جائیگی اور سوائے خمر کے چھوہارے و انگور تر و خشک وغیرہ سے جو شرابین بنائی جاتی ہین اگر اُسنے[2] بیہوش[3] ہو تو اسکو حد نہ ماری جائیگی۔ انگور کا آب خام اگر اسمین غلیان و اشتداد ہوا مگر جھاگ نہین نکلے اور اسکو کوئی پی گیا اور نشہ مین ہو گیا تو امام اعظم رح کے نزدیک اسپر[4] حد نہین ہی اور وہ انکے نزدیک مثل شیرۂ انگور کے ہی۔ اور جو اشربہ کہ حبوب و فواکہ مثل گیہون و جو و جوار و آلو بخارا وغیرہ سے بنائی جاتی ہین جبتک کہ وہ شیرین ہون تو انکا پینا حلال ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور جو شخص کہ نبیذ سے نشہ مین ہوا اسکو حد ماری جائیگی مگر بیہوش کو اسوقت تک ماری نجائیگی جبتک یہ معلوم نہ ہو جاوے کہ یہ نبیذ سے نشہ مین ہوا اور اسنے بلا جبر کے بطوع خود پی ہی یہ ہدایہ مین ہی۔ اور جسنے دردی خمر پی تو اسکو حد نہ ماری جائیگی جبتک کہ وہ نشہ مین نہ ہو جاوے یعنی اگر نشہ ہو جاوے تو حد ماری جائیگی ورنہ نہین اور جو شخص کہ منصف یا مثلث پی کر نشہ مین ہو گیا تو اسکو حد ماری جائیگی۔ اور اگر بنبیذ شہد یا مزر یا جعہ یا شیر مادہ خر سے نشہ مین ہو گیا تو اسکو حد نہ ماری جائیگی یہ سراجیہ مین ہی۔ اور اگر خمر کو پانی یا دودھ یا تیل وغیرہ مائعات مین سے کسی کے ساتھ مخلوط کر دیا پس اگر خمر غالب ہی اور اسمین سے کوئی قطرہ پی لیا تو اسکو حد ماری جائیگی اور اگر خمر مغلوب ہوگی تو اسکا پینا حلال نہین ہی مگر جبتک نشہ نہ ہو جاوے (یعنے مخلوط مین سے ۱۲) تب تک حد واجب نہ ہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور سُکر[5] و خمر کی حد اگرچہ ایک ہی قطرہ پیا ہو اسّی (۸۰) کوڑے ہین یہ کنز مین ہی۔ اور مثل زنا کے کوڑون کے اسکے بدن پر متفرق جگہ مارے جاوینگے اور چہرہ و سر مثل حد زنا کے بچایا جائیگا اور مشہور روایت کے موافق جسکو یہ حد ماری جاویگی وہ سوائے ستر کے ننگا کر دیا جائیگا۔ اور اگر غلام ہوگا تو اسپر چالیس ہی کوڑے ہین اور جسنے خمر و سُکر پینے کا اقرار کیا پھر رجوع کیا تو اسکو حد نہ ماری جائیگی یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور ذمی پر کسی شراب پینے مین حد نہین ہی اور امام المسلمین کے پاس اگر ایک شخص[6] (مسلمان) لایا گیا جسنے شراب پی ہی اور دو گواہون نے اسپر اس امر کی گواہی دی پس اُسنے کہا کہ مین خمر خواری پر مجبور کیا گیا تھا تو عذر نا مقبول ہو کر اسپر حد قائم کیجائیگی اور اسمین اور جسپر زنا کی گواہی دی گئی اور اُسنے یون دعوے کیا کہ مین نے نکاح کر لیا تھا ان دونون مین فرق ہی اسوجہ سے کہ جسپر زنا کی گواہی دیگئی ہی وہ اس سب کے پائے جانے سے تو موجب حد ہی انکار کرتا ہی اسواسطے کہ یہی فعل وطی بسبب نکاح کے زنا ہونے سے خارج ہوگا اور جسپر شراب خواری کی گواہی دیگئی ہی اُسکے اکراہ کے عذر سے سبب حد منعدم نہین ہوتا ہی یعنے شراب کا پینا درحقیقت منعدم نہین ہوتا ہی ہان یہ ایک عذر ہی کہ جس سے حد ساقط ہو سکتی ہی بشرطیکہ ثابت ہو جاوے لہذا بدون اکراہ پر گواہ قائم کئے اسکا عذر مذکور ثابت نہوگا یہ ظہیریہ مین ہی۔

[1] قوله یعنی [illegible]
[2] [illegible]
[3] [illegible]
[4] [illegible]
[5] [illegible]
[6] [illegible]

چھٹا باب حد القذف اور تعزیر کے بیان مین۔ واضح ہو کہ شرع مین قذف کرنا زنا کر نا کسی شخص کے ذمہ لگانے کو کہتے ہین۔ اور اگر کسی مرد نے دوسرے مرد محصن یا عورت محصنہ کو صریح زنا کے ساتھ قذف کیا یعنی مثلاً کہا کہ تو نے زنا کیا یا اے زانی پس اس مقذوف نے نالش کر کے مطالبہ کیا تو قاذف کو حاکم اسّی کوڑے ماریگا اگر آزاد ہوا اور اگر غلام ہوگا تو چالیس کوڑے ماریگا یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور سوا پوستین و حشو کے اسکے کپڑے اسکے بدن سے نہ اتارے جاوینگے اور کوڑے اسکے بدن پر متفرق جگہون پر مارے جاوینگے جیسے زنا کی حد مین ہی یہ شرح نقایہ ابو المکارم مین ہی۔ اور قذف کا ثبوت قاذف کے خود ایک مرتبہ اقرار کرنے سے یا دو مردون کی گواہی سے ہو جاتا ہی جیسے اور سب حقوق مین حکم ہی یہ اختیار شرح مختار مین ہی۔ اور مردون کے ساتھ عورتون کے گواہ ہونے سے نہین ثابت ہوتا ہی اور گواہی پر گواہی ہونے سے نہین ثابت ہوتا اور اگر ایک قاضی کا خط بنام دوسرے قاضی کے درمقدمہ ثبوت قذف ہو تو دوسرے قاضی کے نزدیک ثبوت نہ ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین۔ اور اگر اسنے قذف کا اقرار کیا پھر رجوع کر لیا تو رجوع مقبول نہ ہوگا یہ کافی مین ہی۔ اور قاذف پر حد قذف جبھی واجب ہوتی ہی کہ مقذوف محصن ہو اور محصن ہونے کی پانچ شرطین ہین یعنے آزاد عاقل بالغ مسلمان عفیف ہو کہ اسنے تمام عمر مین کسی عورت سے زنا یا وطی بشبہہ یا بنکاح فاسد نہ کی ہو یہ شرح طحاوی مین ہی۔ پس اسکا احصان ہر وطی حرام سے جو غیر ملک مین واقع ہو باطل ہو جائیگا خواہ عورت صغیرہ ہو یا کبیرہ ہو خواہ ایسی باندی ہو جو استحقاق مین لے لیگئی یا کسی مرد کی تین طلاق دی ہوئی معتدہ ہو یا بائنہ ہو یا کسی باندی سے وطی کی پھر اسکی خرید کا دعوے کیا یا اس سے نکاح کا دعوے کیا یا اپنے و دوسرے کے درمیان مشترکہ باندی سے وطی کی یا ایسی عورت سے وطی کی جو وطی کرانے پر مجبور کی گئی یا ایسی عورت سے وطی کر لی جو شب زفاف مین اسکی جورو کی جگہ بھیجی گئی یا اسنے اپنے کفر کی حالت مین یا دار الحرب مین یا حالت جنون مین وطی کی یا اپنی ایسی باندی سے وطی کی جو ہمیشہ کے واسطے اسپر بسبب رضاعت کے حرام ہوگئی یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔ اور یہی صحیح ہی یہ تبیین مین ہی۔ اور اگر ایسی باندی خریدی جس سے اسکا باپ وطی کر چکا ہی یا خود اسکی ماں سے وطی کر چکا ہی پھر اس سے وطی کی پھر اسکو کسی نے قذف کیا تو بالاجماع قاذف پر حد نہ ہوگی۔ اور اگر ایسی باندی خریدی جسکی ماں کو یا بیٹی کو شہوت سے چھوا ہی یا اسکی ماں یا بیٹی کی فرج کو بنظر شہوت دیکھا ہی یا اسکے باپ یا بیٹے نے اسکی فرج کو شہوت سے دیکھا ہی پھر اس سے وطی کر لی تو امام ابو حنیفہ رح نے فرمایا کہ اسکا احصان زائل نہ ہوگا اور اسکے قاذف کو حد ماری جائیگی اور صاحبین نے فرمایا کہ اسکا احصان زائل ہو گا اور اسکے قاذف کو حد نہ ماری جائیگی اور اسی طرح اگر ایسی صفت کی عورت سے نکاح کر کے اس سے وطی کی تو اسمین بھی ایسا ہی اختلاف ہی یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر ایسے مرد کو قذف کیا جسنے اپنی ماں سے وطی کی درحالیکہ اسکی ماں مجوسیہ ہی یا نکاح کی ہوئی ہی یا باندی بطور خرید فاسد کے خریدی ہوئی ہی یا اسکی جورو ہی جس سے حالت حیض مین وطی کی یا اس سے ظہار کیا تھا یا فرض روزے سے تھی حالانکہ یہ اسکے روزہ دار ہونے کو جانتا تھا یا باندی حالت کتابت مین تھی تو اسکے قاذف کو حد قذف کی سزا دیجائیگی یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور منتقے مین لکھا ہی کہ چار جورو منکوحہ موجود ہین پھر پانچوین سے نکاح کر کے اس سے بھی وطی کر لی تو اسکے قاذف کو حد قذف نہ ماری جائیگی۔ اور اگر مسلمان نے اپنی مرتدہ باندی سے وطی کی تو اسکا احصان زائل نہ ہوگا اور اسکے قاذف کو حد ماری جائیگی اور نیز منتقے مین لکھا ہی کہ اگر اپنی ایسی باندی سے وطی کی جو اپنے کسی شوہر کی عدت مین ہی تو بیسرے نزدیک اسکا احصان

زائل نہ ہوگا اور بین اُسکے قاذف کو حد مارونگا یہ محیط مین ہی - اور اگر آزاد ہ جورو پر ایک باندی سے نکاح کیا یا دو بہنون سے
ایک عقد مین نکاح کیا یا ایک عورت اور اس عورت کی پھوپھی سے ایک عقد مین نکاح کیا تو ایسے عقود فاسدہ سے
جو وطی واقع ہو وہ احصان کو زائل کردیتی ہی اور اسی طرح اگر ایک عورت سے نکاح کرکے اس سے وطی کرلی پھر
معلوم ہوا کہ یہ عورت اسپر بسبب مصاہرت کے حرام تھی تو بھی یہی حکم ہی یہ امام اعظم و امام محمد رح کا قول ہی یہ مبسوط مین لکھا ہی
ایک شخص نے اپنے پسر کی باندی سے وطی کی کہ جس سے وہ حاملہ ہوگئی یا نہ ہوئی تو اسکا احصان ساقط نہ ہوگا چنانچہ
اُسکے قاذف کو حد قذف ماری جائیگی اور امام ابو یوسف نے فرمایا کہ ہر وطی کرنے والا جسکے ذمہ سے حد دور کیجاتی ہی اور
اسپر مہر قرار دیا جاتا ہی اور بچہ کا نسب اس سے ثابت کیا جاتا ہی تو ایسے وطی کرنے والے کا احصان ساقط نہین ہوتا ہی
چنانچہ مین اُسکے قاذف کو حد مارونگا اور اسی طرح اگر کسی کی باندی سے بغیر اجازت اُسکے مولے کے نکاح کیا اور اس سے
دخول کیا تو مین ایسے شخص کے قاذف کو حد مارونگا یہ ظہیریہ مین ہی - اور اگر کسی عورت سے بغیر گواہون کے نکاح کرلیا
یعنے مولے نے اپنی باندی کو اجازت نہین دی تھی ۱۲
یا ایسی عورت سے نکاح کیا کہ جسکو جانتا ہی کہ اسکا شوہر موجود ہی یا یہ کسی دوسرے کی عدت مین ہی یا کسی اپنے ذی
رحم محرم سے جان بوجھ کر نکاح کیا پھر اُس سے وطی کی تو ایسے شخص کے قاذف پر کچھ حد واجب نہ ہوگی اور
اگر ان دونون مین سے کوئی صورت بغیر علم کے کی تو امام ابو یوسف نے فرمایا کہ اسکے قاذف کو حد ماری جائیگی یہ جوہرہ نیرہ
مین ہی - ذمی نے اگر ایسی عورت سے نکاح کیا جس سے اسکے دین مین نکاح کرنا حلال جیسے اپنی ذی رحم محرم
سے نکاح کیا پھر مسلمان ہوگیا پھر اسکو کسی نے قذف کیا پس اگر اُسنے بعد مسلمان ہونے کے اس عورت سے وطی
کی ہی تو اُسکے قاذف پر حد نہ ہوگی اور اگر حالت کفر مین دخول کرچکا ہی تو بھی صاحبین کے قول پر یہی حکم ہی اور امام اعظم
کے نزدیک اُسکے قاذف پر حد واجب ہوگی یہ شرح طحاوی مین ہی - اور اگر کوئی شخص ایسی دو باندیون کا مالک ہوا
جو آپس مین سگی بہنین ہین پس ان دونون سے وطی کرلی تو اُسکے قاذف کو حد قذف کی سزا دیجائیگی یہ مبسوط مین ہی
اور اگر ایسی عورت کو قذف کیا جسکو زنا کی وجہ سے پہلے حد ماری گئی ہی تو اُسکے قاذف پر حد نہ ہوگی اور اگر ایسی عورت
ہو کہ اُسکے ساتھ علامت زنا کی ہو اور وہ یہ ہی کہ قاضی نے اسکے اور اُسکے شوہر کے درمیان لعان کرا کے اسکے
بچہ کا نسب اسکے شوہر سے قطع کرکے اسکے ساتھ لاحق کیا ہو یا ایسی عورت ہو کہ اُسکے ساتھ ایک بچہ ہی کہ اُسکا پدر معلوم
نہین ہوتا ہی تو ایسی عورت کے قاذف پر حد نہین ہی اور اگر اُسکے بچہ کو قذف کیا تو اسکے قاذف پر حد واجب ہوگی
اور اگر جورو و مرد کے درمیان بغیر ولد کے لعان ہوا ہو یا لعان بولد ہو مگر ولد کا نسب اُسکے شوہر سے قطع نہین کیا گیا
یا قطع بھی کیا گیا مگر شوہر نے پھر اپنی تکذیب کی اور بچہ کا نسب اسکے ساتھ لاحق کیا گیا پھر کسی مرد نے ایسی عورت
کو قذف کیا تو اُسکے قاذف پر حد واجب ہوگی یہ شرح طحاوی مین ہی - اگر اپنی جورو سے کہا کہ اے زانیہ پس
عورت نے کہا کہ نہین بلکہ تو ہی تو عورت کو حد قذف ماری جائیگی اور دونون مین لعان نہ کرایا جائیگا اور اگر اجنبیہ
سے کہا کہ اے زانیہ پس اُسنے کہا کہ مین نے تجھ سے زنا کیا تو مرد کو حد نہ ماری جائیگی اور عورت کو حد ماری جائیگی -
اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ او زانیہ پس اُسنے کہا کہ مین نے تجھ سے زنا کیا تو مرد پر حد نہین ہی اور نہ لعان - اور نیز
عورت پر بھی حد نہین ہی - اور اسی طرح اگر عورت نے ابتداءً کہا کہ مین نے تجھ سے زنا کیا پس مرد نے اُسکو قذف
کیا تو بھی ان دونون مین سے کسی پر حد نہ ہوگی یہ محیط مین ہی - اور اگر اجنبیہ عورت سے کہا کہ تیرے ساتھ تیرے

شوہر نے تجھ سے نکاح کرنے سے پہلے زنا کیا تو وہ قاذف ہوگا اور اگر کہا کہ تجھ سے اپنی اُنگلی سے زنا کیا تو اُسپر حد قذف نہ ہوگی یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ اور اگر زید نے عمرو سے کہا کہ مین گواہی دیتا ہون کہ تو زانی ہی اور خالد نے کہا کہ مین بھی گواہ ہون تو خالد پر حد نہ ہوگی الا آنکہ یون کہے کہ مین بھی گواہی دیتا ہون جسکی تو نے گواہی دی یہ عتابیہ مین ہی۔ زید نے عمرو و خالد سے کہا کہ تم مین سے ایک زانی ہی پس زید سے کہا گیا کہ یہ یعنی عمرو یا خالد کسی خاص کو دریافت کیا گیا کہ یہ ہی تو زید نے کہا کہ نہین تو زید پر حد نہ ہوگی۔ اور اگر زید نے عمرو سے کہا کہ او زانی پس خالد نے کہا کہ تو نے سچ کہا تو زید پر حد ہوگی جسنے پہلے کہا ہی اور خالد جسنے تصدیق کی ہی اسپر نہ ہوگی اور اگر خالد نے یون کہا کہ تو نے سچ کہا وہ ایسا ہی ہی جیسا تو نے کہا تو خالد بھی قاذف ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی اور اسی طرح اگر خالد نے فقط یون کہا کہ وہ ایسا ہی ہی جیسا تو نے کہا تو خالد کو بھی حد قذف ماری جائیگی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر کسی مرد سے کہا کہ اے قحبہ کے نیچے یا عورت سے کہا کہ اے فلان کی آشنا یا کہا کہ اے دعی یا اے دعیہ کے بچہ تو حد واجب نہ ہوگی اور اسیطرح اگر کہا کہ بطور حرام تیرے ساتھ فلان نے مجامعت کی یا تجھ سے فلان نے فجوری کیا یا کہا کہ فلان کہتا ہی کہ تو زانی ہی یا تو زنا کرتی ہی یا کہا کہ مین نے تجھ سے اچھا زنا کرنے والا نہین دیکھا یا تو لوگون سے بڑھ کر زنا کرنے والا ہی یا تو مجھ سے بڑھ کر زانی ہی یا تو زانیون سے بڑھ کر زانی ہی یا تو نے ماسواے فرج کے زنا کیا یا تیری ران یا پانون نے زنا کیا یا کہا کہ اے لوطی یا تو نے کار قوم لوط کیا یا فلانہ تجھ سے زبردستی یا سونے مین یا جنون کی حالت مین زنا کیا گیا تو حد قذف واجب نہ ہوگی اور اسی طرح تعریض کرنے سے بھی حد قذف واجب نہوگی اور اسی طرح قذف اخرس اور رتقاء عورتون کے قذف سے اور دار الحرب مین زنا کرنے کے ساتھ یا غیوبن کے لشکر مین زنا کرنے کے ساتھ قذف کرنے سے بھی حد قذف واجب نہین ہوتی ہی۔ اور طفل کو یا ایسے مجنون کو جسکا جنون مطبق ہی قذف کرنے سے حد قذف واجب نہین ہوتی ہی اور اگر مجنون کبھی حالت جنون مین ہوتا ہو اور کبھی افاقہ مین تو حد قذف واجب ہوگی اور اسی طرح مجبوب کی قذف سے بھی حد نہین واجب ہوتی اور خصی و عنین کی قذف سے حد نہین واجب ہوتی ہی یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔ اور اگر کہا کہ اے ولد الزنا یا ابن الزنا حالانکہ اسکی مان محصنہ ہی تو کہنے والے کو حد ماری جائیگی اسواسطے کہ اُسکی مان کو قذف بزنا کیا ہی یہ تمرتاشی مین ہی۔ اور اگر طفل مراہق یعنے قریب بہ بلوغ کو قذف کیا پس طفل مذکور نے بلوغ بسن کا یا احتلام کا دعوے کیا تو اسکے قول سے قاذف کو حد قذف نہ ماری جائیگی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر کسی مرد کو کہا کہ اے زانیہ تو اسپر حد واجب نہ ہوگی اور یہ امام اعظم و امام ابو یوسف کا قول ہی کذا فی شرح الطحاوی اور یہ استحسان ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر کسی عورت سے کہا کہ اے زانی بدون یاے تانیث کے تو بالاجماع قاذف پر حد واجب ہوگی۔ اور اگر کسی مرد سے کہا کہ زنات تو قاذف پر حد واجب ہوگی یہ شرح طحاوی مین ہی اور اگر کسی نے دوسرے مرد سے کہا کہ زنات فی الجبل اور کہا کہ میری مراد صعود جبل تھی اور جس حالت مین کہا ہی وہ حالت غضب تھی تو اسکی تصدیق نکیجائیگی اور امام اعظم و امام ابو یوسف کے نزدیک قاذف کو حد ماری جائیگی یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اگر اُسنے لفظ زنات فی الجبل سے پہاڑ پر چڑھنا مراد نہ لیا ہو تو بالاجماع حد واجب ہوگی یہ تبیین مین ہی۔ اور اگر کہا کہ زنات علی الجبل تو بالاجماع حد واجب نہ ہوگی یہ مضمرات مین ہی اور اگر زنات علے الجبل حالت غضب مین کہا ہو تو بعض نے کہا کہ حد واجب نہ ہوگی اور بعض نے کہا کہ واجب ہوگی اور یہی اوجہ ہی یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اگر کہا کہ زنیت فی الجبل تو بالاتفاق اسکو حد ماری جائیگی یہ شرح طحاوی مین ہی۔ اور اگر کہا کہ یا زانیٔ بہمزہ تو ۱۲؎ مین مذکور ہی کہ اگر اسنے دعوے کیا کہ مین نے

کسی[1] پر چڑھ جانے والا مراد لیا ہی تو اسکی تصدیق نہ ہوگی اور اسکو حد ماری جائیگی اور اسمین کوئی اختلاف ذکر نہین کیا ہی یہ محیط مین ہی۔ ابراہیم نے امام محمد رحسے روایت کی ہی کہ ایک مرد نے اپنی باندی کو پکارا پس اسکو ایک آزاد عورت نے جواب دیا پس مرد مذکور نے کہا کہ او چھنال حالانکہ اسکو دیکھتا نہین ہی پھر ظاہر کیا کہ مین نے اپنی باندی گمان کیا تھا تو فرمایا کہ مین اسکے قول کی تصدیق نہ کرونگا اور اسکو حد قذف مارونگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر کہا کہ زنیت و فلان معک یعنے تونے زنا کیا اور فلان تیرے ساتھ تو دونون کا قذف کرنے والا ہو جائیگا اور اگر کہا کہ میری مراد یہ تھی کہ اور فلان تیرے ساتھ شاہد تھا تو اسکے قول کی تصدیق نہ ہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور اگر کہا کہ او پسر زانیہ اور یہ مرد ساتھ اس عورت کے تھا تو وہ دوسری کا قذف کرنے والا ہوگا اور اسی طرح اگر دوسرے سے کہا کہ او رتو ساتھ اس عورت کے تھا تو بھی یہی حکم ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر کہا کہ او پسر زانیہ و فلان ساتھ اس عورت کے تھا تو یہ اسکی مان و فلان مرد دونون کا قذف ہی اور اگر کہا کہ فلان تیرے ساتھ تھا تو یہ قذف نہ ہوگا اور اگر کہا کہ زنیت وہذا معک یعنی تونے زنا کیا اور یہ تیرے ساتھ تھا یا تیرے ساتھ کا لفظ نہ کہا تو یہ دونون کا قذف ہی قال المترجم یہ عربی زبان مین ہی ہماری زبان مین امید ہی کہ دوسرے کا قذف نہ ہو واللہ اعلم یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔ ابن سماعہ نے امام ابو یوسف رحسے روایت کی ہی کہ اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ یا ابن الزانیہ وہذا معک ای ابن الزانیہ اور یہ تیرے ساتھ۔ اور یہ کلام ایک ہی دفعہ لگاتار کہا تو وہ دوسرے کا قذف کرنے والا نہ ہوگا۔ اور اگر کسی مرد سے کہا کہ یا زانی وہذا معک یعنے ای زانی و یہ تیرے ساتھ تو دوسرے کا قذف کرنے والا بھی ہوگا۔ اور امام ابو یوسف سے مروی ہی کہ اگر دوسرے سے کہا کہ یا ابن الزانیہ وہذا اور لفظ معک نہ کہا تو وہ دوسرے کا قذف کرنے والا بھی ہوگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر کسی نے زانی کو زنا کے ساتھ قذف کیا تو اسپر حد نہین ہی خواہ بعینہ اسی زنا کے ساتھ قذف کرے یا دوسرے زنا سے یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر کہا کہ تونے ایک کے ساتھ ان دونون عورتون یا ان دونون عورتون سے زنا کیا تو قاذف کو حد ماری جائیگی یہ عتابیہ مین ہی۔ ایک مرد نے دوسرے سے کہا کہ تو فلان سے کہہ کہ ای زانی پس اگر ایلچی نے اس شخص کو جسکے پاس بھیجا گیا ہی یہ کہا کہ فلان تجکو کہتا ہی کہ ای زانی تو کسی پر حد نہ ہوگی نہ ایلچی پر اور نہ بھیجنے والے پر اور اگر ایلچی نے یون نہ کہا بلکہ جسکے پاس بھیجا گیا تھا اس سے جاکر کہا کہ ای زانی تو ایلچی کو حد ماری جائیگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور اگر دوسرے سے کہا کہ یا ابن ماء السماء یعنی ای بر ساتی پانی کے بچہ تو اسکو حد نہ ماری جائیگی اور اگر عربی آدمی سے کہا کہ او نبطی یا تو عربی نہین ہی تو اسکو حد قذف نہ ماری جائیگی یہ کافی مین ہی۔ اگر ایک نے دوسرے سے کہا کہ تو بنی فلان مین سے نہین ہی یعنے ایسے قبیلہ کا نام لیا جسمین سے وہ مشہور ہی تو اسپر حد نہ ہوگی۔ ایک نے ایک مسلمان سے جسکے مان باپ دونون کافر ہین کہا کہ لست لابیک تو اپنے باپ کے واسطے نہین ہی تو اسکو حد نہین ماری جائیگی۔ ایک نے اپنے غلام سے جسکے مان باپ مسلمان ہین کہا کہ تو اپنے باپ کے واسطے نہین ہین حالانکہ اسکے والدین آزاد ہوگئے ہین تو مولے پر حد نہ ہوگی اگرچہ غلام اسکے بعد آزاد ہو جاوے یہ فتاوی قاضی خان مین ہی۔ اور اگر کسی سے کہا کہ تو اپنی مان کے واسطے نہین ہی تو وہ قاذف نہین ہی اسیطرح اگر کہا کہ تو اپنے والدین کے واسطے نہین ہی تو بھی قاذف نہ ہوگا اور اگر کہا کہ تو اپنے باپ کا نہین ہی حالانکہ اسکی مان آزادہ ہی اور باپ کسی کا غلام ہی تو کہنے والے پر حد واجب ہوگی یعنی اسکی مان کے واسطے اور اگر اسکا باپ آزاد ہو اور مان باندی ہو تو حد نہ ماری جائیگی ولیکن تعزیر دیجائیگی اور اگر کسی دوسرے سے کہا کہ تو اپنے باپ کا نہین ہی یا تو ابن فلان نہین ہی اور یہ حالت

[1] یعنی اسنے کوئی چیز بیان کی کہ اسپر چڑھ جانا مراد لیا تھا ۱۲ منہ

غضب

غضب مین کہا تو کہنے والے کو حد قذف ماری جائیگی یہ کنز مین ہی اور اگر کسی سے کہا کہ تو ابن فلان نہین ہی اور فلان سے
اسکے دادا کا نام لیا تو اسکو حد نہ ماری جائیگی یہ کافی مین ہی۔ ایک شخص کو اسکے باپ کے سوای دوسرے کی طرف منسوب کیا
بدون غضب کے تو حد نہ ماری جائیگی اور اگر حالت غصہ مین ایسا کیا ہو تو حد ماری جائیگی اور اگر اسکو اُسکے دادا کی طرف منسوب
کیا تو اسکو حد نہ ماری جائیگی [حالت غصہ] اسواسطے کہ دادا بھی باپ ہی اور اسی طرح اگر اسکو اُسکے چچا یا ماموں کی طرف منسوب کیا یا اُسکی ماں
کے شوہر یعنی سوتیلے باپ کی طرف منسوب کیا تو بھی یہی حکم ہی اسواسطے کہ یہ لوگ بھی مجازاً باپ کہلاتے ہین یہ تمرتاشی مین ہی۔
اور اگر کہا کہ تو ولادت فلان سے نہین ہی تو یہ قذف نہین ہی اور اگر کہا کہ تو اپنے باپ کا نہین ہی یا تجھے تیرے باپ نے نہین
پیدا کیا ہی تو یہ اُسکی ماں کا قذف ہی اور اسیطرح اگر کہا کہ تو رشدت کا نہین ہی تو بھی یہی حکم ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی۔ اور اگر کسی
دوسرے سے کہا کہ تیرا جد زانی ہی تو قاذف پر حد نہ ہوگی یہ ایضاح مین ہی۔ [یعنی حلال کا نہین ہوا] اور اگر کہا کہ ای زانی کے بھائی تو اُسکے بھائی کے حق مین
قذف ہی پس اگر اُسکا بھائی ایک ہی ہو تو حق خصومت اسکو حاصل ہوگا۔ اور اگر زید نے عمرو سے کہا کہ ای زانی کے بھائی پس
عمرو نے کہا کہ نہین بلکہ تو ہی تو عمرو کو حد ماری جائیگی اور زید کے ساتھ عمرو کے بھائی کی بابت قذف کی خصومت ہوگی یہ عتابیہ مین ہی
اور اگر کسی سے کہا کہ ای ابن الزانیتین یعنے دو زانیہ عورتون کے بیٹے اور حال یہ ہی کہ اسکی سگی حقیقی ماں مسلمان ہی تو قاذف پر حد
واجب ہوگی خواہ اسکی دوسری ماں یعنے جدہ مسلمان ہو یا نہو اور اگر زانی مسلمان ہو اور ماں کافرہ ہو تو قاذف پر حد نہین ہی
اسواسطے کہ ولادت کی طرف جو اضافت ہو وہ سب سے نزدیک سے شامل ہونا شروع ہوتی ہی اور اگر کسی سے کہا کہ ای ابن
ہزار زانیہ تو قاذف کو حد ماری جائیگی یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور اگر کسی سے کہا کہ ای ابن الزانی والزانیہ یعنی او زانی و زانیہ کے
بیٹے تو یہ اُسکی ماں و باپ دونون کا قذف ہی پس اگر وہ دونون زندہ ہون تو حد قذف کے مطالبہ کا اختیار انکو ہی اور اگر مر گئے
ہون تو مطالبہ حد کا اختیار اسکو ہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ ایک مرد نے ایک اجنبیہ عورت سے کہا کہ تو نے اونٹ یا بیل یا گدھے
کے ساتھ زنا کیا تو اسپر حد نہوگی اور اگر کہا کہ تو نے زنا کیا بناقہ یا ببقرہ یا بحمار یا بدرہم تو قاذف پر حد واجب ہوگی اور اگر کسی مرد سے کہا کہ تو نے
زنا کیا ببقرہ یا بناقہ یا اسکے مانند تو اسپر حد نہین ہی اور اگر کہا کہ بکنیز یا بجامہ یا بدار تو اسپر حد واجب ہوگی یہ ظہیریہ مین ہی۔ امام محمدؒ نے فرمایا کہ
اگر دوسرے سے کہا کہ انت تزنی [تو زنا کریگا] تو کہنے والے پر حد نہین ہی اسواسطے کہ یہ استقبال کے واسطے ہی اور اگر کہا کہ انت تزنی
واضرب اما تو کہنے والے پر حد نہین ہی اسواسطے کہ یہ بطریق استفہام و تعبیر ذکر کیا جاتا ہی اور اسکے معنی یہ ہین کہ فاعل کے
سوای دوسرے کا سزایاب ہونا کیونکر جائز ہی یہ ایضاح مین لکھا ہی۔ اور اگر کسی آزاد عورت سے کہا کہ تو نے زنا کیا قبل
اسکے کہ تو مخلوق ہووے یا قبل اسکے کہ تو پیدا ہووے تو اسپر حد نہین ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر کسی ایسی عورت یا مرد کو قذف کیا
جسنے حالت نصرانیت مین زنا کیا ہی تو قاذف کو حد نہ ماری جائیگی اور مراد یہ ہی کہ بعد اسلام کے ایسے زنا سے قذف کیا جو اُس سے
حالت نصرانیت مین واقع ہوا ہی مثلاً یون کہا کہ تو نے زنا کیا درحالیکہ تو کافرہ تھی اور اسی طرح اگر کسی آزاد شدہ سے کہا کہ
تو نے غلام ہونے کی حالت مین زنا کیا تو قاذف پر حد نہ ہوگی جیسے قاذف نے اقرار کیا کہ مین نے زنا کے ساتھ قذف کیا
درحالیکہ تو کتابیہ یا باندی تھی تو قاذف پر حد نہین ہی یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اگر کسی شخص سے کہا کہ ای منڈے یا لنجے یا حجام
کے بیٹے حالانکہ اسکا باپ ایسا نہین ہی تو کہنے والے پر حد نہین ہی اور اگر کسی سے کہا کہ ای کرنجے یا اشقر یا اسود کے بیٹے حالانکہ
اُسکا باپ ایسا نہین ہی تو بھی حد نہ ہوگی اور اگر کہا کہ او سندھی یا حبشی کے بچہ تو یہ اسکے حق مین قذف نہ ہوگا اور کہنے والا
قاذف نہ ہوگا اور اگر عربی آدمی سے کہا کہ ای عبد یا ای موالے تو کہنے والے پر حد نہین ہی۔ اور اسی طرح اگر عربی سے کہا کہ او

دہقان تو اسپر حد نہین ہی اور اگر کسی سے کہا کہ ای میرے بیٹے تو اسپر حد نہین ہی- اور اسیطرح اگر کسی سے کہا کہ تو میرا غلام یا میرا آزاد کردہ ہی تو بہ اُسپر رقیت کا یا ولار کا دعوی ہی اور قذف بالکل نہین ہی اور اگر کسی سے کہا کہ او یہودی یا او نصرانی یا او مجوسی یا او بچہ یہودی تو اسپر حد نہین ہی مگر اُسکو تعزیر دیجائیگی یہ مبسوط مین ہی- اور اگر کسی سے کہا کہ ای جولاہہ کے بچے تو کہنے والے پر حد نہ ہوگی یہ فتح القدیر مین ہی- اور اگر کسی سے کہا کہ تو عربی نہین ہی یا ای درزی کے بیٹے یا ای کانے کے بیٹے حالانکہ اسکا باپ ایسا نہین ہی تو یہ قذف نہین ہی اور اگر کہا کہ تو آدم کا بیٹا نہین ہی یا تو انسان نہین ہی یا تو مرد نہین ہی یا تو آدمی نہین ہی تو یہ قذف نہین ہی اور اگر کہا کہ تو حلال نہین ہی تو یہ قذف ہی یہ جوہرہ نیرہ مین ہی- اور اگر کسی سے کہا کہ ای ابن الاصفر حالانکہ اسکا باپ ایسا نہین ہی تو کہنے والے پر حد نہ ہوگی یہ شرح طحاوی مین ہی- ذکر آیا کہ فلان سیت مرد صالح تھا کہ اُسنے نہ پی اور نہ زنا کیا پس دوسرے نے کہا کہ کیا سب یا کہا کہ کیا اُسنے سب تو یہ قذف نہین ہی- اور اگر کہا کہ اُسنے یہ سب کیا تو یہ قذف ہی یہ وجیز کردری مین ہی- اور آثار مین امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہی کہ اگر دوسرے سے کہا کہ یا نبطی تو اُسپر حد ہوگی اسواسطے کہ یہ لغت عمان مین یا زانی ہی اور مختصر جصاص میں حضرت ابراہیم نخعی سے مروی ہی کہ اگر کسی نے اپنی جورو سے کہا کہ ای روسپی تو حد واجب ہوگی اور اسی طرح اگر کہا کہ ای سیاہہ یا کہا کہ ای غربا یا کہا کہ ای جلبب یا اور اُسکے مثل کوئی لفظ کہا تو حد واجب ہوگی اسواسطے کہ یہ سب الفاظ عرفاً اُسکے زانیہ ہونے سے مخبر ہین ایسا ہی اصل مین مذکور ہی یہ ذخیرہ مین ہی- اور اگر کسی کو قذف کیا اور کہا کہ ای زانیہ کے بیٹے پھر قاذف نے دعوی کیا کہ اسکی مان باندی یا نصرانیہ ہی اور مقذوف کہتا ہی کہ میری مان آزادہ مسلمان ہی تو قول قاذف کا قبول ہوگا اور مقذوف پر واجب ہی کہ گواہ لاوے اور اسی طرح اگر اُسکی ذات کو قذف کیا ہو اور دعوی کیا کہ مقذوف غلام ہی تو قول قاذف کا قبول ہوگا اور مقذوف پر واجب ہی کہ اپنے گواہ پیش کرے اور ظاہر اصل حریت کافی نہین ہی- اور اسیطرح اگر قاذف نے کہا کہ مین غلام ہون اور مجھپر غلامون کی حد واجب ہی اور مقذوف نے کہا کہ تو آزاد ہی تو قول قاذف کا قبول ہوگا یہ ایضاح مین ہی- اور اگر اپنے پسر یا مان یا باپ یا ابن ابن سے کسی کی باندی سے وطی کی پھر دعوی کیا کہ اسکے مالک نے اسکو میرے ہاتھ فروخت کیا تھا حالانکہ اُسکے پاس بیع کے گواہ نہین ہین تو اسکے قاذف پر یعنی اگر ایسے شخص کو کسی نے قذف کیا تو قاذف پر حد نہ ہوگی اور اسی طرح اگر خرید پر ایک ہی گواہ قائم کیا ہو تو بھی یہی حکم ہی یہ مبسوط مین ہی- اور اگر زید نے عمرو کو قذف کیا حالانکہ عمرو کے پاس اس امر کے گواہ نہین ہین کہ زید نے اسکو قذف کیا ہی اور عمرو نے چاہا کہ زید سے قسم لے کہ واللہ مین نے اسکو قذف نہین کیا ہی تو ہمارے نزدیک حاکم اس سے قسم لیگا یہ جوہرہ نیرہ مین ہی- اور اگر کسی نے دوسرے پر قذف کا دعوی کیا پس اگر قاذف نے اسکا اقرار کیا یا اسپر اس امر کے گواہ قائم ہوئے تو قاذف سے کہا جائیگا کہ جو امر تو نے کیا ہی اسکو ثابت کر کہ یہ صحیح ہی پس اگر اُسنے ثابت کیا تو خیر ورنہ اُسپر حد قائم کیجائیگی یعنی حد قذف- اور فرمایا کہ اگر اُسکو تھوڑی حد ماری گئی پھر قاذف نے اپنے سچے ہونے پر گواہ قائم کیے تو اُسکے گواہون کی سماعت نہ ہوگی اور جب گواہون کی سماعت ہوئی تو تھوڑے کوڑے جو باقی رہے ہین اسکی ضرب سے ساقط کیے جاوینگے پھر اس شخص کی شہادت ساقط نہ ہوگی یعنی وہ اہل شہادت مین سے رہیگا اور کوئی نشان فسق اسکے ساتھ لازم نہوگا یہ ایضاح مین ہی- امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر ایک مرد نے دوسرے مرد پر دعوی کیا کہ اسنے مجکو قذف کیا ہی پھر دو گواہ لایا کہ یہ گواہی دین کہ اسنے اسکو قذف کیا ہی تو قاضی ان گواہون سے دریافت کریگا کہ قذف کیا چیز ہی اور کیونکر ہوتی ہی پس اگر گواہون نے کہا کہ ہم گواہی دیتے ہین کہ اسنے اس مرد کو کہا کہ ای زانی تو دونون کی گواہی مقبول ہوگی اور قاذف کو حد قذف ماریجائیگی بشرطیکہ ہر دو گواہ عادل

ہون - اور اگر قاضی ان گواہون کی عدالت نہ جانتا ہو تو قاذف کو قید کریگا یہان تک کہ گواہون کی عدالت دریافت کرے
اور عدالت یہ ہی کہ ایسے امور کے کام مین لانے سے باز رہے جسکو آدمی اپنے دین مین بدبوم و حرام جانتا ہی پس اگر
ایک نے کہا کہ اِسنے اسکو کہا کہ ای زانی اور یہ دن جمعہ کے کہا اور دوسرے نے کہا کہ اسنے اسکو جمعرات کے روز کہا کہ ای زانی
تو امام ابو حنیفہ رح نے فرمایا کہ ایسی گواہی قبول ہوگی اور قاذف کو حد ماری جائیگی اور صاحبین نے کہا کہ قبول نہ ہوگی یہ ظہیریہ
مین ہی اور قول امام اعظم رح کا اولے ہی یہ محیط مین ہی - اور اگر دو گواہون نے کسی پر دوسرے کو قذف کرنے کی گواہی دی مگر جس
جگہ قذف کیا ہی اسمین اختلاف کیا تو امام اعظم رح نے فرمایا کہ حد واجب ہوگی اور صاحبین نے فرمایا کہ حد نہین واجب
ہوگی - اور اگر ایک گواہ نے گواہی دی کہ اسنے اسکو جمعرات کے روز قذف کیا اور دوسرے نے گواہی دی کہ اس قاذف
نے اقرار کیا کہ مین نے اسکو جمعرات کے روز قذف کیا ہی تو بالاتفاق سب کے نزدیک قاذف پر حد نہ ہوگی یہ فتاوی
کرخی مین ہی - اور اگر گواہون نے جس زبان مین قذف واقع ہوا ہی اختلاف کیا یعنی مثلاً کسی نے کہا کہ عربی مین قذف کیا
اور دوسرے نے کہا کہ فارسی مین یا اردو مین تو انکی گواہی باطل ہوگی یہ فتح القدیر مین ہی - اور اگر ایک جماعت نے کہا کہ
ہم نے زید کو دیکھا کہ وہ فلانہ عورت سے ماسوائے فرج کے زنا کرتا تھا تو انمین سے کسی پر حد واجب نہ ہوگی نہ زید پر اور
نہ جماعت مذکورہ پر - اور اگر جماعت نے کہا کہ ہم نے زید کو دیکھا کہ وہ فلانہ سے زنا کرتا تھا پھر اتنا کہکر خاموش رہی پھر
کہا کہ ماسوائے فرج کے تو ان لوگون پر حد قذف واجب ہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی اور اگر کسی پر قذف کا دعوے
کیا اور اسپر ایک گواہ قائم کیا تو قاذف کو قاضی حد نہ ماریگا اور رہا یہ کہ قید کریگا یا نہین سو اگر گواہ مذکور فاسق ہو تو قید نہین
کریگا اور اگر عادل ہو اور مدعی نے کہا کہ میرا دوسرا گواہ بھی شہر مین ہی تو قیاس یہ ہی کہ اسکو قید نہ کریگا اور استحساناً اسکو دو
یا تین روز تک قید کریگا اور اگر اُسنے دعوی کیا کہ شہر سے باہر میرا گواہ ہی تو اسکو قید نہ رکھیگا اور یہ حکم اسوقت ہی کہ جس
مقام پر دوسرے گواہ کے ہونے کو کہتا ہی وہ شہر سے اتنا دور ہو کہ تین روز مین اسکو حاضر نہ لاسکتا ہو اور اگر اتنا فاصلہ
ہو کہ تین روز مین اسکو حاضر لاسکتا ہی تو قاذف کو قید رکھیگا یہ ظہیریہ مین ہی - اور تجنیس الناصری مین لکھا ہی اگر قاذف
نے دعوی کیا کہ جسکو مین نے قذف کیا ہی یہ زانی ہی - اور میرے پاس اِسکے گواہ ہین تو اُسکو گواہ قائم کرنے کے واسطے
مہلت دیجائیگی پس اگر اُسنے گواہ قائم کیے تو خیر ورنہ اسکو حد قذف ماری جائیگی اور اگر اُسنے کوئی ایسا نہ پایا جسکو گواہون
کے پاس بھیجے تو وہ خود کوتوال کے ساتھ روانہ کیا جائیگا کہ جو اسکی حفاظت کرینگے پس اگر اُسنے گواہ نہ پائے تو اسکو
حد ماری جائیگی اور اگر اسکے بعد اُسنے گواہ قائم کیے تو انکی گواہی قبول ہوگی یہ تاتارخانیہ مین ہی - اور اگر کسی کو قذف
کیا پھر قاذف چار گواہ فاسق لایا کہ یہ مقذوف ایسا ہی ہی جیسا مین نے کہا تو اسکے سر سے حد دور ہوجائیگی اور مقذوف
اور گواہون سے بھی دور ہوگی یہ ظہیریہ مین ہی - جسکو قذف کیا ہی اگر وہ زندہ ہو تو حق خصومت اسکے سوای کسی کو
نہین ہی خواہ وہ حاضر ہو یا غائب ہو اور اگر مرد مقذوف قبل مطالبہ کے یا بعد مطالبہ کے یا قاذف پر تھوڑی حد قائم
کیے جانے کے بعد مر گیا تو قاذف سے حد باطل ہوگی اور بعض حد باقی رہی ہوئی بھی باطل ہوگی اگرچہ ایک ہی کوڑا رہا ہو یہ
فتاوے کرخی مین ہی - اور اگر مرد مقذوف جو غائب تھا حاضر آیا اور قاذف کو قاضی کے پاس لایا پھر قاذف کو تھوڑی حد
ماری گئی تھی کہ پھر وہ غائب ہوگیا تو حد پوری نہ کیجائیگی الا اسی صورت مین کہ پورے ہونے تک حاضر رہے اسواسطے کہ
پوری حد مین مطالبہ شرط ہی یہ غایۃ البیان مین ہی - اور اگر میت محصن کو قذف کیا تو اُسکے والدین کو اگرچہ اونچے درجہ کے

ہون یا دادا پردادا وغیرہ اور اُسکی اولاد کو اگرچہ نیچے درجہ کے ہون پوتے پروتے وغیرہ اسکی حد قذف کے مطالبہ کا اختیار ہی اور اس مطالبہ مین خصوصیت وارث کی نہین ہی خواہ وہ وارث ہو یا نہو مثلاً کافر ہو یا مورث کا قاتل ہو یا خود رقیق ہو کہ اس صورت مین وارث نہوگا مگر مطالبہ حد قذف کا مستحق ہی اور نیز اقرب و ابعد دونون یکسان ہین اور اگر بعض نے مطالبہ ترک کیا تو باقیون کو مطالبہ کا اختیار رہی یہ تمرتاشی مین ہی - قال المترجم وہذا اذا ثبت لہ الاختیار والاستحقاق اور حد قذف میت کا مطالبہ نہین کرسکتا ہی الا اسی صورت مین کہ اس قذف سے اسکی نسبت مین قدح واقع ہوتا ہو یہ ہدایہ مین ہی اور اس مطالبہ مین پسر کا بیٹا اور دختر کا بیٹا ظاہر الروایہ کے موافق یکسان ہین یہ فتاوے قاضیخان مین ہی اور وہان کے باپ یا مان کو اس مطالبہ کا اختیار نہین ہی - یہ محیط مین ہی - اور بھائیون و بہنون و چچاؤن و پھوپھیون و ماموون و خالاؤن کو مطالبہ حد قذف کا اختیار نہین ہی یہ شرح طحاوی مین ہی - اور اولاد کو مطالبہ حد قذف کا اختیار اسوقت نہین حاصل ہوتا ہی کہ قاذف اُسکا باپ یا دادا وغیرہ کتنے ہی اونچے درجہ کا ہو یا مان و نانی وغیرہ ہو یہ ایضاح مین ہی - اور اگر اپنے باپ یا مان یا بھائی یا چچا کو قذف کیا تو قاذف کو حد ماری جائیگی - ایک نے اپنے بیٹے کو کہا کہ او ابن الزانیہ اور اُسکی مان مرچکی ہی اور اس عورت کا ایک اور بیٹا کسی دوسرے خاوند سے ہی پس اُسنے حد قذف کا مطالبہ کیا تو قاذف کو حد ماری جائیگی اور اسی طرح اگر میت مقذوف کے دو بیٹے ہون پس ایک نے قاذف کے قول کی تصدیق کی تو دوسرے کو اختیار ہوگا کہ حد قذف کا مطالبہ کرے اور اگر مقذوف کا ایک ہی بیٹا ہو اور اُسنے قذف مین قاذف کی تصدیق کی پھر چاہا کہ حد قذف کا مطالبہ کرے تو اسکو یہ اختیار نہ ہوگا یہ مبسوط مین ہی - امام محمد رحمہ نے جامع صغیر مین فرمایا کہ ایک مرد کا ایک غلام ہی اور اس غلام کی مان آزادہ مسلمان تھی اور وہ مرچکی تھی پھر مولےٰ نے اس غلام کی مان کو قذف کیا تو غلام کو اپنے مولی سے اسکے حد قذف کے مواخذہ کا اختیار نہین ہی - یہ محیط مین ہی - اور اگر دو مردون نے باہم گالی گلوج کی پس ایک نے کہا کہ مین تو زانی نہین ہون اور نہ میری مان زانیہ ہی تو فرمایا کہ ایسے واقعہ مین حد نہین ہی اور اگر کہا کہ جسنے ایسا ایسا کہا وہ زانیہ کا بیٹا ہی پس ایک نے کہا کہ یہ مین نے کہا ہی تو ابتدا کرنے والے پر حد نہین ہی یہ فتاوے کرخی مین ہی - اور اگر کسی غلام سے کہا کہ اے زانی پس اُسنے کہا کہ نہین بلکہ تو ہی تو غلام کو حد ماری جائیگی نہ آزاد کو اور اگر دونون آزاد ہون تو اس صورت مین دونون کو حد ماری جائیگی یہ خزانۃ المفتین مین ہی - اگر اجنبی نے کسی اجنبیہ کو قذف کیا جو محصنہ ہی پس قاذف پر حد قائم کی گئی پھر اس عورت کو دوسرے نے قذف کیا تو دوسرے پر بھی حد قائم کیجائیگی یہ محیط مین ہی - ابن سماعہ نے امام محمد رحمہ سے رقیات مین روایت کیا ہی کہ چار مردون نے ایک مرد پر گواہی دی کہ اُسنے فلانہ بنت فلان مخزومیہ سے زنا کیا اور یہ عورت جسکا نام لیا ہی عورت معروفہ ہی اور اسکا نام و نسب ٹھیک بیان کیا اور زنا کو بھی بیان کر دیا کہ زنا اسکو کہتے ہین[1] اور اسکو ثابت کیا اور یہ عورت غائبہ ہی پس مرد مذکور کو رجم کیا گیا پھر ایک مرد نے اس عورت غائبہ کو قذف کیا پس عورت نے اپنے حد قذف کا مطالبہ ایسے قاضی[2] کے یہان کیا جسنے مرد مذکور پر رجم کا حکم دیا ہی تو امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ قیاس یہ ہی کہ اُسکے قاذف کو حد ماری جاوے مگر مین استحساناً حکم دیتا ہون کہ اس عورت کے قاذف کو حد نہ ماری جاوے یہ ظہیریہ مین ہی - اور جمع الجوامع مین لکھا ہی کہ اگر عورت مذکورہ نے اپنی حد قذف کا مطالبہ کسی دوسرے قاضی کے یہان کیا تو وہ قاذف کو حد ماریگا الا آنکہ وہ[3] قاضی اول کے حکم قضا پر گواہ قائم کرے یہ تاتارخانیہ مین ہی - اور اگر کسی نے چند بار قذف کیا یا چند بار زنا کیا یا چند بار شراب پی پھر وہ ایکبار حد سے محدود ہوا تو وہ ان[4] سب کے لیے

ہوجائیگی یہ کافی مین ہی- اور اگر ایک جماعت کو کلام واحد سے قذف کیا یا ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ کلام سے قذف کیا یا ایام متفرقہ
مین قذف کیا پھر ان سب نے اسپر حد قذف کا دعوے کیا تو ان سب کے واسطے اسکو حد واحد ماری جائیگی اور اسی طرح
اگر انمین سے بعض نے دعوی کیا اور بعض نے نہ کیا پس اسکو حد ماری گئی تو یہ حد ان سب کے واسطے ہوجائیگی اور اسی طرح
اگر انمین سے ایک حاضر ہوا تو قاذف پر الکہ ہی حد ہوگی اور بس پھر اگر اسکے بعد جسنے مطالبہ نہین کیا ہی وہ آیا تو اسکے حق
کی حد قذف باطل ہوگی کہ اسکے واسطے دوسری بار اسکو حد نہ ماری جائیگی - اور اگر قاذف کو سزا ے حد دیگئی پھر بعد فارغ
ہونے کے اُسنے دوسرے کو قذف کیا تو دوسرے کے واسطے اسکو دوسری حد ماری جائیگی اور جو حد قذف جاری کردیجاتی
ہی وہ اپنے ماقبل کے حدود قذف کو باطل کردیتی ہی اور جو اسکے مابعد لازم آوین انکو ساقط نہین کرتی ہی یہ سراج وہاج
مین ہی- اور اگر زنا یا شراب خواری کی وجہ سے اسکو تھوڑی حد ماری گئی پھر وہ بھاگ گیا پھر اُسنے دوبارہ زنا کیا یا شراب
پی تو اسکو ازسرنو حد ماری جائیگی اور اگر قذف مین ایسا ہوا تو دیکھا جائیگا کہ اگر اول مقذوف حاضر ہوا تو اُسکے واسطے
حد پوری کردی جائیگی اور دوسرے مقذوف کے واسطے کچھ سزا نہ دیجائیگی اور اگر فقط دوسرا حاضر ہوا تو قاذف کو دوسرے
قذف کے واسطے ازسرنو حد ماری جائیگی اور اول کی باقی حد باطل ہوگی - اور اگر ایک شخص پر اجناس مختلفہ کی حدود مجتمع ہوئین
مثلاً اُسنے قذف کیا و زنا کیا و چوری کی اور شراب پی تو اسپر کل یہ حدود قائم کیے جاوینگے ولیکن پے در پے قائم نہ کیے جاوینگے
اسوجہ سے کہ اسکے ہلاک ہوجانے کا خوف ہی بلکہ انتظار کیا جائیگا یہانتک کہ اول سے اچھا ہوجاوے - پس پہلے پہل
اُسپر حد قذف جاری کیجاویگی اسواسطے کہ اسمین حق العبد ہی پھر اسکے بعد امام المسلمین کو اختیار ہی چاہے پہلے حد زنا جاری
کرے اور چاہے پہلے ہاتھ کاٹے اور شراب خواری کی حد موخر کیجائیگی اور اگر با وجود اسکے اُسنے کسی کو مجروح کیا ہو جسکا بدلا
بھی اسپر واجب ہو- تو پہلے جراحت کا بدلا لیگا پھر حد قذف جاری کریگا پھر جو باقیون مین سے اقوی ہو علی الترتیب پوری
کیجائیگی یہ تبیین مین ہی- اور اگر کہا کہ تم سب زانی ہو الا ایک تو اسکو حد ماری جائیگی اسواسطے کہ اسکا کلام مستثنیٰ منہ یعنے
اصل قذف موجب حد صادر ہوا پس ہر ایک کو حد قذف کے دعوے کا اختیار ہی تاوقتیکہ وہ مستثنے کو معین نہ کرے یہ فتاوی
کبرے مین ہی- ایک غلام نے ایک آزاد کو قذف کیا پھر آزاد کیا گیا پھر دوسرے کو قذف کیا پھر دونون نے باجماع دعوی
کیا تو اسکو اسّی درے مارے جاوینگے اور اگر پہلے اول مقذوف آیا اور اُسکے واسطے چالیس درے مارے گئے پھر دوسرے
نے دعوی کیا تو اُسکے واسطے اسّی پورے کردیے جاوینگے یعنی فقط چالیس اور مارے جاوینگے اور اگر قبل اسکے کہ دوسرا
مقذوف اسکو لاوے اُسنے ایک اور آزاد کو قذف کیا تو اسّی ان دونون کے واسطے ہونگے مگر ازسرنو اُسکے تہین مارے جاوینگے
اسواسطے کہ جسقدر باقی ہی وہ تتمہ حد الاحرار ہی پس اسمین آزاد مدعی کئی داخل ہوسکتے ہین یہ فتح القدیر مین ہی- اور اگر مسلمان
حد قذف مین سزایاب ہوا تو ہمارے نزدیک اسکی گواہی ہمیشہ کے واسطے ساقط ہوگئی یعنے کبھی کسی معاملہ مین اُسکی گواہی قبول
نہ ہوگی اگرچہ وہ توبہ کرلے الا دیانات مین قبول ہوسکتی ہی یہ شرح طحاوی مین ہی- اور اگر کوئی کافر حد قذف مین سزایاب
ہوا تو اسکی گواہی دیگر اہل ذمہ پر جائز نہ ہوگی - پھر اگر مسلمان ہوگیا تو اسکی گواہی ذمی کافرون و مسلمانون سب پر مقبول
ہوگی اور اگر قذف مین اسکو ایک کوڑا مارا گیا پھر باقی حد ماری گئی تو اسکی گواہی جائز ہوگی اور امام ابو یوسف رح سے
مروی ہی کہ اسکی گواہی رد کردیجائیگی اور اقل تابع اکثر ہی ولیکن اول اصح ہی یہ ہدایہ مین ہی اور اگر کسی نے حالت کفر مین قذف
کیا اور حالت اسلام مین اسکو حد ماری گئی تو ہمیشہ کے واسطے اسکی گواہی باطل ہوجائیگی اور اگر غلام کو حد قذف ماری گئی

ذلک لا تزاد مین
فی الحد الا یسقط
عن الباقین
یکون علی کل حال
نکون الکلام تام الفیض ١٢

پھر وہ آزاد کیا گیا اور اُسنے توبہ کی تو بھی اُسکی گواہی ہمیشہ کے واسطے مقبول نہ ہوگی - اور اگر اُسنے حالت رقیت مین قذف
کیا پھر آزاد کیا گیا پھر اُسپر حد جاری کی گئی تو غلامون کی حد جاری کیجائیگی یہ شرح طحاوی مین ہی - اور اگر مسلمان کو تھوڑی سی
حد قذف ماری گئی یعنے قبل اسّی کوڑے پورے ہونے کے وہ بھاگ گیا تو ظاہر الروایۃ کے موافق اسکی گواہی مقبول ہوگی
جبتک اسکو پوری حد نہ ماری جاوے یہ سراج وہاج مین ہی اور مبسوط مین لکھا ہی کہ ہمارے نزدیک صحیح مذہب یہ ہی کہ جبپر
پوری حد قذف جاری کی گئی پھر چار گواہ قائم ہوے کہ اُسنے قذف مین سچ کہا ہی تو اسکی گواہی مقبول ہوگی یہ فتح القدیر
مین ہی - اور اگر مقذوف نے قبل اسکے کہ اسکے قاذف پر حد قائم کیجاوے زنا کیا یا کوئی وطی حرام غیر مملوک کی تو اسکے قاذف
سے حد ساقط ہوگئی اور اسی طرح اگر مقذوف مرتد ہوگیا تو بھی اُسکے قاذف سے حد ساقط ہوگئی پھر اسکے بعد اگر مسلمان
ہوگیا تو اسکے قاذف پر حد عود نکریگی اور اسیطرح اگر معتدہ ہو کہ اسکی عقل جاتی رہی ہو تو بھی یہی حکم ہی یہ مبسوط مین ہی - اور قاذف
کے ذمہ سے اسطرح حد ساقط ہو جاتی ہی کہ مقذوف اسکے قول کی تصدیق کرے یا قاذف اُسکے زنا کرنے پر چار گواہ قائم
کرے خواہ اپنے محدود ہونے سے پہلے قائم کرے یا مارے جانے کے درمیان مین قائم کرے اور یہ بنا بر ایک روایت
کے روایات مین سے ہی یہ سراج وہاج مین ہی - اور چار گواہون سے کم مقذوف کے زنا کرنے پر اسکی طرف سے مقبول
نہ ہونگی پھر اگر وہ چار گواہ لایا جنھون نے مقذوف کے زنا متقادم کی گواہی دی تو قاذف کے ذمہ سے استحساناً حد دور
کیجائیگی اور اگر وہ تین گواہ لایا جنھون نے مقذوف کے زنا پر گواہی دی اور قاذف نے کہا کہ مین چوتھا ہون تو اسکے
کلام پر التفات نہ کیا جائیگا اور اسکے ساتھ ہی باقی تینون گواہون پر بھی حد قذف جاری کیجائیگی اور اگر دو مردون نے
یا دو عورتون اور ایک مرد نے گواہی ادا کر دی کہ اس مقذوف نے اپنے زنا کا اقرار کیا ہی تو قاذف اور تینون گواہون
سب کے ذمہ سے حد دور کر دیجائیگی یہ مبسوط مین ہی - اور اگر مکاتب اسقدر مال چھوڑ کر مر گیا کہ اسکے ادائے کتابت
کے واسطے کافی ہی پس اسکا مال کتابت ادا کر کے آخر جزء واجزاء حیات مین اسکی آزادی کا حکم دیا گیا اور اسکا باقی
ترکہ وارثان احرار کے درمیان تقسیم کیا گیا پھر اس مکاتب میت کو کسی نے قذف کیا تو اسپر حد جاری نہ کیجائیگی یہ محیط مین
ہی - اور اگر حربیون مین سے کوئی امان لیکر ہمارے یہان آیا اور اُسنے کسی مرد مسلمان کو قذف کیا تو اسپر حد واجب
ہوگی اور یہ اخیر قول امام اعظم رح کا ہی اور یہی قول صاحبین کا ہی یہ شرح طحاوی مین ہی - حد قذف اور حد زنا مین
فرق ہی کہ حد قذف بسبب تقادم کے ساقط نہین ہوتی ہی اور حد زنا و شراب خواری بسبب تقادم کے ساقط ہوجاتی
ہی اور حد قذف بدون مطالبہ مقذوف کے قائم نہین کیجاتی ہی اور حد قذف پر گواہی بھی جبھی مقبول ہوتی ہی کہ جب
پہلے دعوے ثابت ہو جاوے اور حد قذف ثابت ہو جانے کے بعد عفو کرلے اور بری کرنے سے ساقط نہین
ہوتی ہی اور اسیطرح اگر قاضی کے حضور مین مرافعہ ہونے سے پہلے عفو کیا تو بھی ساقط نہ ہوگی - اور اسی طرح اگر قذف
سے کسیقدر مال پر صلح کرلی تو باطل ہی مال صلح واپس کر دے اور مقذوف کو اختیار رہیگا کہ اسکے بعد حد قذف
کا مطالبہ کرے اور یہ ہمارے نزدیک ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - اور ایسی حد تو قاضی اپنے علم پر قائم کرسکتا
ہی جبکہ اپنے ایام قضا مین آگاہ ہوا ہو اور اسی طرح اگر قاضی کے سامنے قذف کیا تو اسکو حد ماریگا اور اگر قاضی
مقرر ہونے سے پہلے قاضی نے اسکو جانا پھر قاضی مقرر ہوا تو قاضی کو اختیار نہین ہی کہ اپنے علم پر اس حد کو جاری کرے
جبتک اُسکے پاس اُسکی گواہی نہ گذرے یہ فتح القدیر مین ہی - اور اگر مقذوف نے مطالبہ چھوڑ دیا تو یہ بہتر ہی اور اسیطرح

حاکم کے واسطے مستحسن ہو کہ جب اسکے پاس اسکا مرافعہ ہو تو اسکے اثبات سے پہلے مدعی سے کہے کہ تو اس سے درگذر کر یہ ایضاح میں ہی - اور امام اعظم و امام محمد رحمہ کے قول میں غائب کی طرف سے حد و ثابت کرانے کے لیے وکیل مقرر کرنا جائز ہی اور رہا حد بھرپانے کے لیے جاری کر لینے اور پورا کرا لینے کے واسطے بالاجماع وکیل مقرر کر دینا نہیں جائز ہی یہ فتح القدیر میں ہی

فصل در بیان تعزیر - واضح ہو کہ تعزیر ایسی تادیب ہی جو حد نہیں ہوتی ہی اور ایسے جرم میں واجب ہوتی ہی جو موجب حد نہیں ہی یہ نہایہ میں ہی - اور اسکی دو قسمیں ہیں ایک بوجہ حق اللہ اور دوم بوجہ حق العباد اور اول یعنے تعزیر بحق اللہ تعالی کا جاری کرنا امام المسلمین پر واجب ہی اور اسکا ترک کرنا امام کو جائز نہیں ہی الا اسی صورت میں کہ امام کو معلوم ہو جاوے کہ فاعل جرم قبل تعزیر کے منزجر ہو گیا ہی - اور اسپر متفرع ہوتا ہی کہ اسکا ثابت کرنا ایسے مدعی سے جائز ہی جسنے اسکی گواہی دی یعنے اگر ایک شخص نے دعوے کیا کہ زید نے مثلاً ایسا جرم کیا جو حق اللہ تعزیر ہی اور اسکے ساتھ ایک شخص گواہ ہی پس ممکن ہی کہ امام المسلمین مدعی ہو جاوے اور جو مدعی تھا وہ گواہ ہو جاوے پس دوسرے گواہ کے ساتھ ان دونوں گواہوں سے جرم مذکور ثابت کرنا جائز ہی یہ نہر الفائق میں ہی - اور مشائخ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص ارتکاب جرم کرتا ہو تو ہر مسلمان کو ایسی حالت میں تعزیر جاری کرنا جائز ہی اور اگر وہ اس گناہ کے کرنے سے فارغ ہو گیا تو بعد اسکے حاکم کے سوائے دوسرے کو اسپر تعزیر جاری کرنا نہیں روا ہی اور قنیہ میں مذکور ہی کہ اگر ایک نے دوسرے کو کوئی گناہ موجب تعزیر کرتے دیکھا پھر بدون اجازت محتسب کے اسکو تعزیر دی تو محتسب کو اختیار ہوگا کہ ایسی تعزیر دینے والے کو تعزیر دے بشرطیکہ مجرم کے گناہ سے فارغ ہونے کے بعد اسنے تعزیر دی ہو یہ بحر الرائق میں ہی - اور شیخ ابو جعفر ہندوانی سے دریافت کیا گیا کہ ایک مرد نے اپنی جورو کے ساتھ دوسرے مرد کو دیکھا پس آیا اسکا قتل کر دینا اسکو روا ہی فرمایا کہ اگر وہ جانتا ہو کہ یہ چیخنے یا ہتھیار کے سوائے دوسری چیز سے مارنے سے زنا سے منزجر ہوگا اور باز رہیگا تو اسکا قتل کرنا حلال نہیں ہی اور جانتا ہو کہ سوائے قتل کے وہ منزجر نہ ہوگا تو اسکو اسکا قتل کر دینا حلال ہی اور اسکی جورو نے اسکی مطاوعت کی ہو تو جورو کا قتل کر دینا بھی روا ہی یہ نہایہ میں ہی - اور جو شخص ظلم کے ساتھ مکابرہ کرتا ہو یا ڈاکو ہو یا مکس والا ہو اور نیز سب ظالموں اور انکے مددگاروں اور ساعیوں کا قتل کرنا حلال ہی کہ انکے قاتل کو ثواب حاصل ہوگا یہ نہر الفائق میں ہی اور تمرتاشی و مجتبے میں ہی - اور مولے کو اختیار ہی کہ اپنی باندی و غلام کو وقت بے ادبی کرنے اور ضرورت کے تعزیر دے یہ محیط سرخسی میں ہی - اور جو تعزیر بوجہ حق العبد کے مثل قذف وغیرہ کے واجب ہوتی ہی تو چونکہ دعوے پر موقوف ہوتی ہی یعنے جب مدعی ہوگا تو البتہ تعزیر دیجائیگی لہذا اسکو سوائے حاکم کے کوئی قایم نہیں کر سکتا ہی الا آنکہ دونوں حکم کر لیں یہ فتح القدیر میں ہی - اور اسمیں بری کرنا و عفو کرنا اور گواہی پر گواہی اور قسم جاری ہوتی ہی جیسے اور حقوق العباد میں ہوتا ہی یہ فتاوے قاضی خان میں ہی - اور تعزیر کا ثبوت دو مردوں یا ایک مرد دو عورتوں کی گواہی سے ہوتا ہی کیونکہ یہ جنس حقوق العباد سے ہی یہ تبیین و کافی و محیطین میں ہی - ایک شخص نے دوسرے پر شتیمہ فاحشہ کا دعوے کیا یا یہ دعوے کیا کہ اسنے مجھے مارا ہی اور کہا کہ میرے گواہ شہر میں موجود ہیں اور مدعا علیہ سے کفیل لنفس مانگا تو مدعا علیہ سے تین روز کے واسطے کفیل بالنفس لیا جائیگا پس اگر اسنے اپنے دعوے پر دو مرد یا ایک مرد و دو عورتیں یا دو گواہوں کی گواہی پر دو گواہ قائم کیے تو مدعا علیہ سے کفیل بالنفس اسوقت تک کے واسطے لیا جائیگا کہ ان گواہوں کا حال دریافت ہو پس اگر گواہوں کی تعدیل کی گئی تو اسکو تعزیر دیجائیگی یہ فتاوے قاضی خان میں ہی - اور تعزیر کبھی حبس کرنے کے ساتھ

ہوتی ہی اور کبھی صفع و گوشمالی کے ساتھ ہوتی ہی اور کبھی سخت کلامی سے اور کبھی مارنے سے اور کبھی باین طور کہ قاضی اسکی طرف نظر ترش سے دیکھے یہ نہایہ مین ہی۔ اور امام ابو یوسف کے نزدیک تعزیراً سلطان کو روا ہی کہ اسکا مال لے لے اور امام اعظم و امام محمد رح اور باقی تینون اماموں کے نزدیک یہ ہرگز نہین جائز ہی یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور بر قول امام ابو یوسف کے مال لے لینے کے ساتھ تعزیر دینے کے معنے یہ ہین کہ اُسکے مال مین سے کچھ مال لیکر اپنے پاس کسی مدت تک رکھ چھوڑے تاکہ وہ منزجر ہو پھر حاکم اسکو واپس کر دے اور یہ معنی نہین ہین کہ حاکم اس مال کو اپنے واسطے یا بیت المال کے واسطے بالکل لے لے جیسے ظالم لوگون کا وہم ہی اسواسطے کہ کسی مسلمان کو نہین روا ہی کہ کسی کا مال بغیر سبب شرعی کے لے لے یہ بحر الرائق مین ہی۔ اور شافی مین لکھا ہی کہ تعزیر کے چند مراتب ہین تعزیر اشرف الاشراف کہ علماء اور سادات علویہ ہین با علام ہوتی ہی یعنے قاضی اُس سے کہے کہ مجھے خبر پہونچی ہی کہ تم ایسا کرتے ہو پس وہ اسی سے منزجر ہو جائیگا دیگر تعزیر اشراف کہ امرا و زمیندار ہین باین طور کافی ہی کہ اعلام کرے اور اسکو دروازہ قاضی پر کھینچ لایا جاوے اور اسکے ساتھ اسمین خصومت واقع ہو پس وہ منزجر ہو جائیگا۔ دیگر تعزیر اوساط کہ بازاری ہین باین طور کافی ہی کہ اعلام و در قاضی پر کھینچ لائے جانے کے ساتھ محبوس کر دیا جاوے دیگر تعزیر اخسہ و کمینگان کہ ان سب باتون کے ساتھ اسکو مار بھی دیجاوے (یعنے اگر ضرورت دیکھی جاوے ۱۲) یہ نہایہ مین ہی۔ اور زیادہ سے زیادہ تعزیراً انتالیس ۳۹ کوڑے ہین اور کم سے کم تین کوڑے ہین اور ہمارے مشائخ نے ذکر فرمایا کہ ادنی مقدار بر راے امام ہی کہ جسقدر سے وہ منزجر ہوتا نظر آوے اسیقدر مقدر کرے یہ ہدایہ مین ہی۔ اور قاضی کو چاہیے کہ اُسکے سبب پر نظر کرے پس اگر اُس جنس سے ہو کہ اسمین حد واجب ہوتی ہی حالانکہ اس صورت مین کسی عارض کی وجہ سے واجب نہین ہوئی تو ایسی صورت مین انتہا درجہ کی تعزیر جاری کرے (یعنے اسکے بعض افراد مین ۱۲) اور اُسکی مثال یہ ہی کہ مثلاً کسی غیر کی باندی یا ام ولد کو کہا کہ او زانیہ تو اسپر انتہا درجہ کی تعزیر جاری کرے اسواسطے کہ حد قذف اسصورت مین اسوجہ سے واجب نہ ہوئی کہ مقذوف مین احصان نہین ہی حالانکہ یہ کلام اس جنس سے ہی کہ اسمین حد واجب ہوتی ہی یعنے قذف ہی اور اگر ایسی جنس سے ہو کہ اسمین حد نہین واجب ہوتی ہی مثلاً کسی دوسرے سے کہا کہ او خبیث اور اسمین تعزیر واجب ہوئی تو مقدار تعزیر امام کی راے پر ہی یہ محیط مین ہی اور بعد ضرب تعزیر کے محبوس کرنا بھی جائز ہی اگر اسمین کوئی مصلحت ہو یہ عینی شرح کنز مین ہی اور حبس کی مدت امام کی راے کے سپرد ہی یہ بحر الرائق مین ہی۔ اور جن صورتون مین کہ درے مارے جاتے ہین انمین سے تعزیر کے درے سب سے سختی و زور سے مارے جاوینگے پھر اُس سے کم حد زنا کے درے پھر شراب خواری کے پھر حد قذف کے یعنے حد قذف کے درے سب سے ہلکے آسانی سے مارے جاوین اور جس شخص کو حد ماری گئی یا تعزیر پھر وہ اس سبب سے مر گیا تو اُسکا خون ہدر رہی بخلاف اسکے اگر شوہر نے اپنی زوجہ کو بسبب ترک زینت و سنگار کے یا بسبب ترک اجابت کے یعنے شوہر نے اسکو اپنے بستر پر بلایا اور وہ نہ آئی یا بسبب ترک نماز کے یا بسبب بے مرضی شوہر کے گھر سے باہر نکلنے کے تعزیر دی پس وہ عورت اس تعزیر سے مر گئی تو شوہر اسکا ضامن (یعنے دیت کا ۱۲) ہوگا یہ نہر الفائق مین ہی۔ اور تعزیر مارنے مین کھڑا کر کے کپڑے پہنے ہوے اسکو درے مارے جاوینگے مگر اسپر سے پوستین و حشو اتار لیے جاوینگے اور تعزیر دینے کی حالت مین وہ محدود نہ کیا جائیگا اور ضرب درہ اسکے سب اعضا پر متفرق لگائی جاویگی سواے سر اور فرج کے اور یہ امام ابو حنیفہ و امام محمد رح کا قول ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی اور ایسا ہی حدود الاصل مین مذکور ہی اور اشربۃ الاصل

مین لکھا ہی کہ تعزیر ایک ہی جگہ ماری جاویگی پس جاننا چاہیے کہ اس مسئلہ مین اختلاف روایات نہین ہی بلکہ اختلاف جواب بسبب اختلاف موضوع کے ہی یعنے متفرق سب اعضا پر مارنے کا حکم اسصورت مین ہی کہ تعزیر انتہا درجہ کی ہو یعنے (۳۹) کوڑے اور ایک ہی جگہ مارنے کا حکم ایسی صورت مین ہی کہ تعزیر انتہا درجہ تک نہ پہونچی ہو یہ تبیین مین لکھا ہی اور وجوب تعزیر مین اصل یہ ہی کہ جو شخص کسی منکر کا مرتکب ہوا یا کسی مسلمان کو ناحق اپنے قول یا فعل سے ایذا دی تو تعزیر واجب ہوگی الا اسکہ دروغ گوئی اسکے قول سے خود ظاہر ہو جیسے کسی آدمی کو کہا کہ او کتے او سور وغیرہ تو تعزیر واجب نہوگی یہ شرح طحاوی مین ہی اور یہی صحیح ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور بعض نے فرمایا کہ اگر ایسا لفظ بد کسی اشراف کو کہا جیسے فقہا مین سے کوئی فقیہ ہو یا کوئی علوی ہو تو کہنے والے کو تعزیر دیجائیگی اور اگر عوام مین سے ہو تو تعزیر نہ دیجائیگی اور یہ قول احسن ہی یہ ہدایہ مین ہی۔ اگر کسی نے کسی مسلمان کو کہا کہ او فاسق حالانکہ وہ فاسق نہین ہی یا کہا کہ او فاسق کے بچہ یا کافر یا یہودی یا نصرانی یا نصرانی کے بچہ یا خبیث یا چور حالانکہ وہ چور نہین ہی یا او فاجر یا منافق یا لوطی یا قوم لوط کا کام کرنیوالے یا لونڈے باز یا سود خوار یا شراب خوار یا دیوث یا مخنث یا خائن یا قحبہ کے بچہ یا زندیق یا قرطبان یا ماوی الزوانی یا ماوی اللصوص تو کہنے والے کو تعزیر دیجائیگی اور اگر کہا کہ او کوک او سانپ او بھیڑیے او حجام ای لغا ای مواجر ای ولد الحرام ای عیار ای ناکس ای منکوس ای سخرہ ای کشخان ای ضحکہ ای موسوس ای ابن موسوس ہای ابن اسود حالانکہ اسکا باپ ایسا نہین ہی ای دیہاتی حالانکہ ایسا نہین ہی ای تجے تو کہنے والے کو تعزیر نہ دیجائیگی یہ کافی مین ہی۔ اور اگر کہا کہ ای ابن الفاجرہ یا او ابن الفاسقہ تو اسپر تعزیر واجب ہوگی اسواسطے کہ اُسنے اسکو ایک طرح کا عیب لگایا یہ غایۃ البیان مین ہی۔ اور اگر فاسق سے کہا کہ ای فاسق یا شراب خوار سے کہا کہ ای شراب خوار یا ظالم سے کہا کہ ای ظالم تو اسمین کچھ واجب نہ ہوگا یہ عتابیہ مین ہی اور اگر کسی مرد صالح ذی مروت سے کہا کہ ای چور ای مشرک ای کافر تو اسکو تعزیر دیجائیگی یہ غایۃ البیان مین ہی۔ اور اگر کہا کہ ای پلید تو اسکو تعزیر دیجائیگی یہ واقعات مین ہی۔ اور اگر کہا کہ اے سفلہ تو تعزیر دیجائیگی یہ جوہرہ نیرہ مین ہی قال المترجم اما الاطلاق فی عرفنا فیتہ تامل۔ اور اگر کہا کہ او بے نماز تو تعزیر دیجائیگی یہ سراجیہ مین ہی۔ اور اگر کسی مرد صالح سے کہا کہ او سفیہ تو تعزیر دیجائیگی یہ تمرتاشی مین ہی۔ اور اگر مرد صالح سے کہا کہ ای مفوج ای ابن قرطبان تو ناطفی نے ذکر فرمایا کہ اسپر تعزیر واجب ہوگی اور اگر کہا کہ ای نبدرای جلاد ای جواری تو اسمین تعزیر واجب نہ ہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور صدر الشہید نے فرمایا کہ جواری کہنے مین تعزیر واجب ہوگی یہ خلاصہ مین ہی۔ اور اگر کہا کہ ای مفوج تو تعزیر دیجائیگی اور حد واجب نہ ہوگی یہ امام ابو یوسف و امام محمد رح کا قول ہی اور اگر کہا کہ یا مفوج السبیل تو حد واجب ہوگی اور امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک کسی صورت مین تاذف نہ ہوگا ولیکن اسپر تعزیر واجب ہوگی اسواسطے کہ اُسنے اسکو ایک نوع کا عیب لگایا اور قولہ مفوج بمعنی مضروب الدبر یعنی جسکو گانڈو کہتے ہین یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر کہا کہ ای ابلہ یا ای ستور تو اسپر کچھ لازم نہ آویگا اور اگر کہا کہ ای قدیری تو اسمین تعزیر واجب ہوگی یہ فتاوے کبری مین ہی۔ اور اگر کسی مرد نے کسی حادثہ مین علما کا فتوے لیکر اپنے خصم کے سامنے پیش کیا پس خصم نے کہا کہ مین اسپر نہین عمل کرتا ہون یا کہا کہ جو انھون نے فتوے دیا ہی ایسا نہین ہی حالانکہ یہ شخص جاہل ہی اور اُسنے اہل علم کو تحقیر کے ساتھ یاد کیا ہی تو اسپر تعزیر واجب ہی۔ اور اگر کسی کو تعریض کے ساتھ قذف کیا یعنی اسکو زناکاری کے ساتھ تعریض کی تو تعزیر واجب ہی یہ حاوی قدسی مین ہی۔ آدمی کے واسطے اولے یہ ہی کہ جب

اُس سے ایسی بات کہی جاوے جو موجب حد و تعزیر ہی تو اسکو جواب نہ دیوے اور مشائخ نے فرمایا کہ اگر کہا کہ ای خبیث تو احسن
یہ ہی کہ اُس سے باز رہے اور اگر باز نہ رہا اور قاضی کے حضور مین مرافعہ کیا تاکہ کہنے والے کو تادیب دے تو جائز ہی اور
اگر باوجود اسکے کہنے والے کو جواب دیا کہ نہین بلکہ تو ہی تو کچھ مضائقہ نہین ہی یہ بحر الرائق مین ہی - ہمارے اصحاب سے
مروی ہی کہ اگر کسی نے طرح طرح کے گناہ و فساد کرنے کی عادت پکڑلی تو اسپر اسکا گھر گرا دیا جائیگا یہ سراجیہ مین ہی - اور
فخر الاسلام نے فرمایا کہ اگر کسی نے مسجدون کے دروازے چُرانے کی عادت کرلی تو واجب ہی کہ اسکو تعزیر دیجاوے
اور مبالغہ کیا جاوے یعنی بڑھ کر تعزیر دیجاوے اور قید کیا جاوے یہان تک کہ توبہ کرے یہ بحر الرائق مین ہی اور دروغ
و فریب کے قبالے و خطوط لکھنا موجب تعزیر ہی اور نیز موجب تعزیر یہ بھی ہی کہ احکام شریعت کے ساتھ ممازحت کرے یعنے
ٹھٹول - اور منجملہ موجبات تعزیر کے وہ ہی جو ابن رستم نے ذکر کیا ہی کہ اگر برذون کی دم کاٹ ڈالی یعنے جڑ سے کاٹ ڈالی یا
باندی کے بال سر کے مونڈ ڈالے تو تعزیر واجب ہوگی - از انجملہ اگر سلطان نے کسی کو کسی مسلمان کے قتل پر باکراہ مجبور کیا یعنی
اسطرح اکراہ کیا کہ تجکو قتل کر دونگا اگر تو اسکو قتل نہ کریگا پس اُسنے اسکو قتل کیا تو مقتول کا قصاص سلطان پر ہوگا اور تعزیر قاتل
پر ہوگی یہ امام اعظم و امام محمد رح کا قول ہی اور از انجملہ یہ ہی کہ اگر کسی نے دوسرے کو زنا کرنے پر اکراہ کیا پس اُسنے زنا کیا
تو جسنے اکراہ کیا ہی اسپر تعزیر واجب ہوگی اور منجملہ موجبات تعزیر کے رہبانیت ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی - اور اگر بہیمہ سے وطی کی یا شبہہ مین
وطی کی یا کسی مسلمان کو تھپڑ مارا یا بازار مین اپنے سر سے مندیل اُتار ڈالی یعنے ننگے سر ہو گیا تو اسکو تعزیر دیجائیگی یہ سراجیہ مین ہی
اور اگر گواہان تعزیر بعد مشہود علیہ کے تعزیر دیئے جانے کے معلوم ہوا کہ غلام ہین یا کافر ہین حالانکہ مشہود علیہ تعزیر دئے جانے
سے مرگیا ہی یا دُرّون سے مجروح ہی یا گواہون نے بعد گواہی کے رجوع کیا تو امام اعظم رح کے نزدیک انپر ضمان نہین ہی -
اور صاحبین نے اسمین اختلاف کیا ہی یہ محیط سرخسی مین ہی - قنیہ مین لکھا ہی کہ اگر کسی نے کسی مسلمان پر دعوی کیا کہ یہ فاسق ہی پھر چاہا کہ گواہون سے اسکا
فسق ثابت کرے تاکہ اپنی ذات سے تعزیر دفع کرے تو اسکے گواہون کی سماعت نہ ہوگی اور اگر اُسکے فسق کا اثبات ضمناً چاہا
تو اسمین خصومت نہین ہی صحیح ہی مثل جب گواہون کے کہا کہ مین نے اسکو اتنی رشوت دی ہی کہ اسپر رشوت کا مال واپس کردینا
واجب ہوگا اور گواہی قبول ہوگی ایسا ہی اس مقام پر ہی اور یہ اسوقت ہی کہ گواہون نے اسکے فسق کی گواہی دی اور کچھ تفصیل
نہ بیان کی اور اگر فسق کی تفصیل کرنے مین ایسی بات بیان کی جو متضمن حق اللہ تعالی یا حق العباد ہی تو ایسی گواہی قبول ہوگی مثال
اسکی یہ ہی کہ زید نے مثلاً کسی سے کہا کہ او فاسق پھر جب وہ زید کو قاضی کے حضور مین لے گیا تو زید نے دعوے کیا کہ مین نے
اسکو دیکھا کہ اُسنے اجنبیہ عورت کا بوسہ لیا یا اسکو چپٹا لیا یا اُس سے خلوت کی یا مثل اسکے کوئی امر فسق بیان کیا پھر دو گواہ قائم
کیے کہ جنھون نے گواہی دی کہ ہم نے اسکو ایسا کرتے دیکھا ہی تو شک نہین کہ ایسی گواہی قبول ہوگی اور زید کی ذات سے
تعزیر دور ہوجائیگی یہ بحر الرائق مین ہی - اگر ایک نے دوسرے پر ایسا دعوی کیا جو موجب تکفیر ہی اور مدعی اپنے دعوے کے اثبات
سے عاجز رہا تو اسپر کچھ واجب نہ ہوگا بشرطیکہ یہ کلام اسکی طرف سے بطریق دعوی نزد حکم شرع صادر ہوا ہو اور اگر اُسکا
صدور بطریق بدگوئی یا انتقاص کے صادر ہوا ہو تو اپنے لائق سزا دیا جائیگا یہ نہر الفائق مین سراجیہ سے منقول ہی - ایک
شخص حنفی مذہب کا شافعی المذہب ہوگیا تو اسکو تعزیر دیجائیگی یہ جواہر اخلاطی مین ہی - زید نے عمرو کو ناحق مارا پھر عمرو نے زید کو
بھی ناحق مارا تو دونون کو تعزیر دیجائیگی اور تعزیر جاری کرنے مین پہل اس سے کیجائیگی جسنے مارنے مین پہل کی ہی یہ بحر الرائق
مین ہی - اور جو شراب خوارون کے مجمع مین بیٹھا یا جو لوگ شراب خوارون کی ہیئت پر جمع ہوئے کہ شبیہ شراب خوارون کا

پڑھتا ہی اگرچہ شراب نہ پی ہو تو ہر ایک کو تعزیر دیجائیگی اور جسکے ساتھ رکوہ خمر ہی اسکو تعزیر دیجائیگی اور محبوس کیا جائیگا اور جو مسلمان شراب بیچتا ہو یا سود کھاتا ہو اسکو تعزیر دیجائیگی اور قید کیا جائیگا یہان تک کہ توبہ کرے اور ایسا ہی مغنی و مخنث و نائحہ ان سب کو تعزیر دیجائیگی اور قید کیے جاوینگے یہان تک کہ توبہ کرین یہ نہر الفائق مین ہی۔ خانیہ مین لکھا ہی کہ مسلمان مقیم نے عمداً اگر رمضان مین افطار کیا تو اسکو تعزیر دیجائیگی اور بعد اسکے قید کیا جائیگا اگر اسکی طرف سے دوبارہ افطار کر ڈالنے کا خوف ہو یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ ایک مرد نے اجنبیہ عورت آزادہ یا باندی کا بوسہ لیا یا اُس سے معانقہ کیا یا چھوا اور یہ شہوت سے کیا تو اُسکو تعزیر دیجائیگی اور اسی طرح اگر فرج کے سوائے مین اس سے جماع کیا تو اُسکو تعزیر دیجائیگی یہ فتاوے قاضی مین ہی۔ اگر کسی عورت نے بندر کو اپنے اوپر قابو دیدیا یعنی جماع کرنے دیا تو اسکا حکم وہی ہی کہ مرد نے چوپایہ جانور مادہ سے وطی کی یہ جوہرہ نیرہ مین ہی اور جو شخص قتل کرنے یا چوری کرنے یا لوگون کے مارنے مین متہم ہوا ہو وہ قید کیا جائیگا اور ہمیشہ برابر قید رہیگا یہانتک کہ اپنی توبہ ظاہر کرے یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ شیخ علی بن احمد رح سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص کا دوسرے پر دعوی تھا مگر جسپر دعوی ہی وہ اسکو نہ ملا آخر اُسنے یہ کیا کہ اسکے اہل و عیال وغیرہ کو ظالمون کے ہاتھ مین ڈال دیا اور ناحق ایسا کیا اور بدون کفالت کے یہ فعل کیا پس ظالمون نے انکو قید کیا اور بیڑیان ڈالین اور انکو خوب مارا اور بہت سا مال غبن انکا ناحق غصب کر لیا پس اگر ان لوگون نے یہ امور قاضی کے حضور مین ثابت کیے تو اسطرح بلا مین ڈالنے والے پر آیا تعزیر واجب ہوگی تو فرمایا کہ ہان وہ تعزیر دیا جائیگا یہ تاتارخانیہ مین تتمہ سے منقول ہی کسی شخص نے ایک مرد کی جورو یا دختر کو فریب سے نکال کر کسی مرد کے ساتھ بیاہ دیا تو امام محمد رح نے فرمایا کہ مین ایسا کرنے والے کو برابر ہمیشہ قید رکھونگا۔ یہانتک کہ وہ اس عورت کو واپس کرے یا خود مر جاوے یہ فتاوی کبری مین ہی۔ ایک نے اپنے بچہ صغیر کو خمر پلائی یعنی شراب تو اسکو تعزیر دیجائیگی یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ ہاتھ سے جلق لگانا حرام ہی اور اس مین تعزیر لازم آتی ہی اور اگر اپنی جورو یا باندی کو اپنے ذکر سے عبث کرنے کا قابو دیا حتے کہ اُسکو انزال ہوا تو یہ مکروہ ہی اور ایسے مرد پر کچھ واجب نہین ہی یہ سراج وہاج مین ہی۔ شیخ ابو نصر الدبوسی رح نے فرمایا کہ اگر کسی مرد نے اپنے غلام کا ہاتھ کاٹ ڈالا یا اُسکو قتل کیا تو اُسپر تعزیر واجب ہوگی یہ حاوے مین ہی۔ ایک غلام اپنے مولی سے اپنے ذات کی بیع اپنے ہاتھ طلب کرتا ہی حالانکہ مولے مقر ہی کہ یہ میری صحبت و ساتھ مین اچھی طرح رہا مگر اسکی درخواست قبول نہین کرتا ہی تو اسکو تعزیر دیجائیگی کیونکہ وہ متعنت ہی یہ فتاوی کبری مین ہی۔

کتاب السرقہ

اسمین چار باب ہین۔

باب اول۔ سرقہ اور اسکے ظہور کی صور کے بیان مین۔ شرع مین سرقہ کی یہ تعریف ہی کہ آدمی عاقل بالغ کا لنصاب محرز کو یا جسکی قیمت لنصاب تک پہونچتی ہو درحالیکہ وہ بلاشبہہ غیر کی ملک ہو بطور خفیہ لے لینا سرقہ ہی یہ اختیار شرح مختار مین ہی اور خفیہ لیا جانا آیا ابتدا مین معتبر ہی یا ابتدا اور انتہا دونون مین معتبر ہی پس فرمایا کہ اگر سرقہ دن مین ہو تو خفیہ کا اعتبار ابتدا مین ہی اور انتہا مین بھی ہی اور اگر سرقہ رات مین واقع ہوا تو خفیہ کا اعتبار فقط ابتدا مین ہی یہ نہر الفائق مین ہی حتے کہ اگر رات مین خفیہ مکان مین سیند لگائی پھر مال بطریق مغالبہ و مکابرہ جہاراً اسکے مالک سے لیا بایں طور کہ مالک جاگ گیا او پھر ہتھیار لیکر اندر داخل ہوا اور جب مالک نے اسکو اپنے مال کے لینے سے روکا تو اُسنے مالک سے قتال کیا

تو ایسی صورت مین بھی چور کا ہاتھ ہی کاٹا جائیگا اور اگر دن مین اُسنے مالک سے مقاتلہ کیا مثلاً مکان مین پوشیدہ سیند لگائی اور بیت
مین داخل ہوگیا پھر مال کو مالک سے بطور مقاتلہ و مغالبہ لیا تو اسکا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہی - سرقہ کا کم سے کم نصاب
دس درم مضروبہ بوزن سبعہ کہ کھرے ہون یہ عتابیہ مین ہی - اور اگر اُسنے تبر جسکا وزن دس درم غیر مضروبہ ہی چرالیا یا ایسی متاع
جسکی قیمت دس درم غیر مضروبہ ہی چرائی تو بقول صحیح اسمین ہاتھ کاٹنا نہین لازم آتا ہی اور اگر نصف دینار جسکی قیمت نصاب
ہی چرایا تو ہمارے نزدیک ہاتھ کاٹنا لازم آتا ہی اور اگر ایسا دینار چرایا جسکی قیمت نصاب سے کم ہی تو قطع نہین ہی - یہ
بحر الرائق مین ہی - اور اگر دس درم کھوٹے جنکی چاندی مغالب ہی چرائی تو ظاہر الروایہ کے موافق اسمین قطع نہین ہی اور یہی
[بہ نسبت تانبے یا پیتل وغیرہ کے جو میل ہی ۱۲] [یا کھوٹا ہو تو ۱۲]
اصح ہی یہ عتابیہ مین ہی - اور اگر زیوف یا نبہرہ یا ستوقہ دس درم چرا لیے تو اسمین حد قطع نہین آتی ہی الا آنکہ ایسے درم بہت
ہون کہ جنکی قیمت کھرے دس درم یا زیادہ ہو تو البتہ ہاتھ کاٹا جائیگا یہ بحر الرائق مین ہی - اور جب مال مسروق کی تقویم
واجب آئی پس آیا ایسے نقد سے قیمت اندازہ کیجاویگی جو عزیز الوجود ہی یعنے بہت کم ہی یا ایسے نقد سے جو شہر مین لوگون کے
درمیان بہت رائج ہی تو امام ابو یوسف نے امام اعظم رح سے روایت کی کہ ایسے دس درم سے اندازہ کیا جائیگا جو شہر مین
لوگون مین زیادہ رائج ہی اور حسن نے امام اعظم رح سے روایت کی کہ وہ اعز الوجود دس درمون سے اندازہ کیجاوے حتی کہ
شک کے ساتھ کاٹنا نہ واجب ہوگا یہ محیط مین ہی اور یہی بعض کے نزدیک مختار ہی یہ خزانۃ المفتین مین ہی - اور ایک کے
اندازہ کرنے پر نہ کاٹا جائیگا اور نہ اندازہ کرنے والون کے اختلاف کرنے کی صورت مین یعنے اگر اندازہ کرنے والا ایک ہو
یا اندازہ کرنے والے اگرچہ زیادہ ہون مگر باہم اختلاف کرین اسطرح کہ کوئی اسکی قیمت نصاب اندازے اور کوئی نصاب سے
کم تو بھی ہاتھ نہ کاٹا جائیگا یہ محیط مین ہی - اور قیمت ایسے دو مرد عادل کی کہنے سے ثابت ہوگی جنکو معرفت قیمت مین
مہارت ہی یہ تبیین مین ہی - اور نصاب کا پورا ہونا چور کے حق مین ہی معتبر ہی یعنے اُسی کی طرف اعتبار کیا جائیگا کہ اُسنے
چوری کسقدر کی ہی نہ مالکون کی طرف اور اسی وجہ سے اگر چور نے دس آدمیون کے مال سے ایک بیت سے دس درم ہر ایک
سے ایک ایک درم چرایا تو اُسکا ہاتھ کاٹا جائیگا یہ محیط مین ہی - مگر یہ شرط ہی کہ حرز ایک ہی ہو چنانچہ اگر دو منزل مختلف سے
ملا کر ایک شخص نے پورا نصاب چرایا یعنے مثلاً ہر ایک منزل سے پانچ پانچ درم کھرے چرائے تو اسمین قطع نہین ہی اور
ایک دار کے بیوت بمنزلہ بیت واحد کے ہین چنانچہ اگر ایک دار مین دس بیت ہون اور ہر بیت مین ایک ایک آدمی رہتا ہو
پس چور نے ہر بیت سے ہر رہنے والے کا ایک ایک درم کھرا چرایا تو اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا بخلاف اسکے اگر دار بڑا ہو اور اسمین
حجرے مختلف متعدد ہون تو ایسا حکم نہین ہی یہ بحر الرائق مین ہی - اور یہ بھی شرط ہی کہ اس سب کو ایک ہی بار نکال لاوے
اور اگر بعض کو نکال لایا پھر داخل ہو کر باقی کو نکال لایا تو ہاتھ نہ کاٹا جائیگا یہ نہر الفائق مین ہی اور یہ بھی ضرور ہی کہ اسکو ظاہر انکال لاوے چنانچہ
اگر حرز مین ایک دینار نگل گیا اور باقی کو نکال لیا تو اُسکا ہاتھ قطع نہ کیا جائیگا اور اُسکا انتظار نہ کیا جائیگا کہ چور اُسکو پاخانہ
مین پھیرے بلکہ اُسکے مثل کا ضامن ہوگا یہ بحر الرائق مین ہی - اور جو شخص کہ مباشر فعل چوری کے ساتھ اسکا ردء ہو ظاہر الروایہ
مین اسکا بھی ہاتھ کاٹا جائیگا یہ ظہیریہ مین ہی - اور اگر ایک جماعت ہو اور چوری کرنے کا مباشر اسمین فقط بعض ہی تو ان
سب کا ہاتھ کاٹا جائیگا بشرطیکہ ہر ایک کے حصہ مین بقدر نصاب آوے اور یہ استحسان ہی خواہ مکان حرز سے سب اُس
چوری کے مباشر کے ساتھ نکلے ہون یا اسکے بعد فی الفور نکلے ہون یا وہ انکے بعد فی الفور نکلا ہو - اگر ان چورون مین کوئی
صغیر یا مجنون یا معتوہ ہو یا جسکا مال چرایا ہی اسکا ذی رحم محرم ہو تو کسی کا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا یہ نہر الفائق مین ہی - اور اگر ایک

شخص نے دوسرے کے دس درم چرائے پھر جسکا مال چرایا ہی وہ مرگیا پھر اس میت کے وارث دس آدمی ہوئے تو انکو اختیار
ہوگا کہ چوری مذکور کی بابت چور کا ہاتھ کٹوا دین اور اگر انمین سے بعض غائب ہون تو چور کا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا یہان تک کہ
سب حاضر ہون - اگر زید نے عمرو کو وکیل کیا کہ تو میرے ہر حق کے مطالبہ کا وکیل ہی پس عمرو نے خالد کو پکڑا جسنے زید کے دس
دس درم چرانے کا اقرار کیا ہی تو عمرو کو یہ اختیار ہوگا کہ وہ دس درم مال کا جسکی نسبت خالد نے اقرار کیا ہی مطالبہ کرے
مگر مین اسکا ہاتھ نہ کاٹونگا اور اگر وکیل کے واسطے خالد پر دس درم کی ڈگری کر دی گئی پھر موکل خود حاضر ہوا تو بھی مین
خالد کا ہاتھ نہ کاٹونگا یہ محیط سرخسی مین ہی - سرقہ کی علت مین ہاتھ کاٹے جانے مین غلام و آزاد برابر ہین یہ ہدایہ مین
ہی - سرقہ کا ظہور دو باتون مین سے ایک بات پائی جانے پر ہوتا ہی یعنے گواہ گواہی دین یا مجرم خود اقرار کرے - پس اگر
سرقہ کا ظہور اقرار کے ساتھ ہوا تو قاضی اُس سے دریافت کریگا کہ سرقہ کیا ہی پس اگر اُسنے سرقہ کی ماہیت بیان
کر دی تو قاضی اُس سے دریافت کریگا کہ کیا چیز چرائی ہی کیونکہ اگر مسروق مال نہو گا تو اُسکے واسطے ہاتھ کاٹنا لازم
نہ آویگا پس اگر اُسنے جنس مال بیان کی تو اُس سے مقدار مال دریافت کریگا اور یہ اسوقت ہی کہ جو چیز اُسنے چرائی
ہی وہ مجلس قضا مین حاضر نہ ہو بلکہ غائب ہو اور اگر مجلس قضا مین حاضر ہو اور جسکی یہ چیز چرائی ہی وہ اسکا مدعی ہو
پس چور نے چوری کا اقرار کیا تو قاضی کو مسروق و اسکے مقدار کے دریافت کرنے کی کچھ حاجت نہین ہی بلکہ اسی مسروق
کو دیکھیگا کہ اگر اسکے چرانے سے ہاتھ کاٹا جا سکتا ہو تو ہاتھ کاٹنے کا حکم دیدیگا ورنہ نہین - پھر اس سے دریافت کریگا
کہ تونے کیونکر چرائی پھر اُس سے مکان و جگہ دریافت کریگا مگر وقت دریافت نہ کریگا اگرچہ اسمین تقادم عہد کا احتمال ہو
پھر اُس سے دریافت کریگا کہ کسکا مال چرایا ہی پھر جب اُسنے اس سب کو ٹھیک بیان کیا تو اب اسپر قاضی ہاتھ کاٹے جانے
کا حکم دیدیگا اور امام اعظم و امام محمد رح کے نزدیک ایک مرتبہ اقرار کرنا کافی ہی یہ محیط مین ہی - اور امام المسلمین کے واسطے مستحب
ہی کہ اسکو تلقین کرے تاکہ وہ چوری کا مقر نہو یہ ظہیریہ مین ہی - اور نیز چاہیے کہ مقر کو اقرار سے پھر جانے کی تلقین کرے کہ
حیلہ اُسپر سے حد دور ہو جانے کا حاصل ہو پس اگر وہ اقرار سے پھر گیا تو ہاتھ کاٹے جانے کے حق مین صحیح ہی یعنے ہاتھ نہ کاٹا جائیگا
مگر مال تاوان نہ واجب ہونے کے حق مین نہین صحیح ہی یہ اختیار شرح مختار مین ہی - اور اگر اقرار کیا کہ مین نے اس سے
سو درم اسکے چرائے پھر کہا کہ مجھے وہم ہوا ہی بلکہ مین نے فلان شخص کے سو درم چرائے ہین تو ان دونون مین سے
کسی کے واسطے ہاتھ نہین کاٹا جائیگا مگر اول مقر لہ کو مال واپس دے اور اسی کے مثل دوسرے کو واپس دے یہ
محیط سرخسی مین ہی - اور اگر اُسنے چوری کا اقرار کیا پھر رجوع کیا پھر بعض مال کا اقرار کیا تو اسکا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا یہ قنیہ
مین ہی - اور قدوری مین لکھا ہی کہ اگر کسی نے اقرار کیا کہ مین نے یہ دراہم چرائے ہین اور یہ مین نہین جانتا ہون کہ
کسکے ہین یا کہا کہ مین اسکے مالک کو نہین پہچانتا ہون تو اسکا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا یہ ذخیرہ مین ہی - امام محمد رح نے جامع صغیر
مین فرمایا کہ دو مردون نے اقرار کیا کہ ہم نے یہ سو درم چرائے ہین پھر انمین سے ایک نے کہا کہ یہ میرا مال ہی تو انمین سے
کسی کا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا خواہ انمین سے ایک نے یہ مقولہ حکم قضا ہونے سے پہلے کہا ہو یا بعد حکم قضا ہونے کے قبل ہاتھ
کاٹے جانے کے کہا ہو اسی کی امام محمد رح نے اصل مین تصریح کر دی ہی اسواسطے کہ باب حدود مین استیفاء کے لیے شبہہ لقضا
ثابت ہی - اور اگر دونون مین سے ایک نے اقرار کیا کہ مین نے و فلان نے فلان شخص سے یہ کپڑا جو دونون کے ہاتھ مین
ہی چرایا ہی تو امام محمد رح نے یہ مسئلہ کتاب الاصل مین ذکر فرمایا اور اسکی دو صورتین قرار دین ایک یہ کہ دوسرے نے اسکے اقرار

کی تصدیق کی پس اسصورت مین بالاجماع دونون کا ہاتھ کاٹا جائیگا دوم آنکہ دوسرے نے اسکی تکذیب کی تو اسکی دو صورتین ہین اول آنکہ دوسرا یہ کہے کہ مین نے چورایا نہین ہی یہ کپڑا میرا کپڑا ہی پس ایسی صورت مین بالاجماع ان دونون مین سے کسی پر قطع واجب نہ ہوگا دوم آنکہ دوسرے نے کہا کہ مین نے نہین چرایا اور مین نہین پہچانتا کیسا کپڑا اور اسصورت مین اختلاف ہی کہ امام ابوحنیفہ وامام محمد رح نے فرمایا کہ اقرار کرنے والے کا ہاتھ کاٹا جائیگا اور رہا انکار کرنے والا سو بالاجماع اُسکا ہاتھ نہین کاٹا جائیگا یہ محیط مین ہی - اور اگر دوسرے نے اُسکی تصدیق کی پھر اُس سے پھر گیا تو بالاتفاق اقرار کرنیوالے سے قطع ساقط ہو جائیگا یہ عتابیہ مین ہی - اور اگر دونون مین سے ایک نے کہا کہ ہم نے یہ کپڑا فلان سے چرایا پس دوسرے نے کہا کہ تو جھوٹ بولا ہم نے نہین چرایا ہی ولیکن یہ کپڑا فلان کا ہی تو امام اعظم رح کے نزدیک مقر کا ہاتھ کاٹا جائیگا اور منکر کا ہاتھ نہین کاٹا جائیگا - اور ایک شخص نے دوسرے پر سرقہ کا دعوے کیا اور اُسنے انکار کیا تو اُس سے قسم لیجائیگی پس اگر اُسنے قسم سے انکار کیا تو اُسکا ہاتھ نہین کاٹا جائیگا ولیکن مال کا ضامن ہوگا اور اگر اُسنے اقرار کرلیا پھر اپنے اقرار سے پھر گیا اور انکار کیا تو ہاتھ نہ کاٹا جائیگا ولیکن مال کا ضامن ہوگا یہ سراج وہاج مین ہی - اور اگر زید نے سرقہ کا اقرار کیا پس عمرو نے کہا کہ نہین بلکہ مین نے چرایا ہی نہ اُسنے تو جسکا مال چرایا ہی وہ جسکی تصدیق کرے اُسکا ہاتھ کاٹا جائیگا پس اگر اُسنے اول کی تصدیق کی پھر دوسرے کی تو ہاتھ کاٹا جاویگا و مال کی ضمانت کچھ واجب نہ ہوگی اسواسطے کہ دوسرے کی تصدیق کرنا اسکی تکذیب ہی یہ عتابیہ مین ہی - اور اگر مسروق منہ نے اول کی تصدیق کرنے کے بعد کہا کہ اسکو اول نے نہین چرایا اور اُسکو دوسرے نے چرایا ہی تو دونون مین سے کسی کا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا اور اول پر مال بھی واجب نہ ہوگا اور دوسرا مال کا ضامن ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر اول کی تصدیق کی پھر دوسرے نے اقرار کیا پس اسکی بھی تصدیق کی تو دوسرا مقر مال کا ضامن ہوگا اور اگر سرقہ کا اقرار کیا پھر مالک نے غصب کا دعوے کیا یا اسکے برعکس واقع ہوا تو ہاتھ نہ کاٹا جائیگا مگر مال کا ضامن ہوگا یہ عتابیہ مین ہی - اور اگر کہا کہ نہین اور سکوت کیا پھر کہا کہ بلکہ تو نے مجھ سے غصب کرکے لے لیا ہی تو مال کا حکم نہ دیا جائیگا اور اگر اقرار کیا کہ مین نے اس طفل کے ساتھ چرایا ہی یا اس گونگے کے ساتھ چرایا ہی تو اسکا ہاتھ نہین کاٹا جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر چار نے سرقہ کا اقرار کیا پھر دو نے رجوع کیا تو ہاتھ کاٹا نہین جائیگا اور اسی طرح اگر دو نے اقرار کیا پھر ایک نے رجوع کیا تو بھی یہی حکم ہی یہ عتابیہ مین ہی - اور اگر زید نے اقرار کیا کہ مین نے یہ کپڑا عمرو کا چرایا ہی اور عمرو نے اقرار کیا کہ اسمین سے نصف کپڑا زید کا ہی یعنے کہا کہ اسمین سے نصف کپڑا میرا ہی اور زید نے اس سے انکار کیا تو اُسکا ہاتھ نہین کاٹا جائیگا یہ محیط مین ہی - اور اگر چور نے کہا کہ مین نے اُسکو فلان سے چرایا اور اسکو اس شخص کے پاس جسکے ہاتھ مین ہی ودیعت رکھا یا اسکو ہبہ کردیا یا اُسنے مجھ سے غصب کرلیا ہی اور قابض نے اُس سے انکار کیا تو اُسکا ہاتھ کاٹا جائیگا مگر قابض پر اسکے قول کی تصدیق نہ ہوگی یہ عتابیہ مین ہی اور اگر زید نے اقرار کیا کہ مین نے اور عمرو نے خالد سے ہزار درم چرائے تو آخر قول مین امام اعظم رح کے مقر کا ہاتھ کاٹا جائیگا اور یہی صاحبین کا قول ہی اور اُسکے شریک کا انتظار نہ کیا جائیگا یہ ظہیریہ مین ہی - در نوادر بشر رح ملتی امام ابویوسف سے روایت ہی کہ اگر اُسنے اقرار کیا کہ مین نے چرائے تو دو درم نہین بلکہ دس درم تو امام اعظم رح کے قیاس قول پر اسکا ہاتھ کاٹنا لازم نہین آتا ہی یہ محیط مین ہی - منتقی مین لکھا ہی کہ ایک نے کہا کہ مین نے مال فلان سے سو درم چرائے نہین بلکہ دس دینار تو دس دینار کی وجہ سے اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا اور سو درم کا وہ ضامن ہوگا اور مراد اُس سے یہ ہی کہ یہ اسصورت مین ہی

لے یعنی دو ساکنان کپڑا ضرور یا فقط ۱۲ منہ

کہ مسروق منہ نے دونون مالون کا دعوے کیا ہو پس یہ امام اعظم رح کا قول ہی اور اگر اُسنے کہا کہ مین نے چرائے سو درم نہین بلکہ دو سو درم تو اُسکا ہاتھ کاٹا جائیگا اور وہ ضامن نہ ہوگا اور مراد اس سے یہ ہی کہ یہ اسصورت مین ہی کہ جب مسروق منہ نے فقط دو سو درم کا دعوے کیا ہو یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر اُسنے کہا کہ مین نے چُرائے دو سو درم نہین بلکہ سو درم تو اُسکا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا اور دو سو درم کا ضامن ہوگا اسواسطے کہ اُسنے دو سو درم چُرانے کا اقرار کیا پھر اُس سے پھر گیا پس ضمان واجب ہوئی اور ہاتھ کاٹنا واجب نہ ہوا اور سو درم کا اقرار صحیح نہ ہوگا اسواسطے کہ مسروق منہ اسکا دعوے نہین کرتا ہی اور اگر سو درم پر رجوع کرنے مین مسروق منہ نے اسکی تصدیق کی تو ضمان بھی واجب نہ ہوگی یہ فتح القدیر مین ہی - اور اگر کہا کہ مین نے اس سے دس درم چُرائے نہین بلکہ اُس سے تو امام ابو حنیفہ رح نے فرمایا کہ مین اول کے واسطے دس درم کی ضمان دلواؤنگا اور دوسرے کے واسطے ہاتھ کاٹنے کا حکم دونگا - اور امام ابو یوسف فرماتے تھے کہ دوسرے کے واسطے اُسکا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا یہانتک کہ دوسرے کے واسطے ایکبار اور اقرار کرے (یعنے اُسکے واسطے جو اقرار کیا ہی اسکی اعادہ کرے ۱۲ مترجم) پھر انھون نے امام اعظم رح کے قول کی طرف رجوع کیا یہ محیط سرخسی مین ہی - اور منتقی مین لکھا ہی کہ اگر اقرار کیا کہ مین نے اس سے دس درم چُرائے نہین بلکہ مین نے انکو اس سے چُرائے تو فرمایا کہ مین ان دونون کے واسطے دس درم کا ضامن کرونگا اور ہاتھ نہین کاٹونگا (یعنے ہاتھ کاٹنے کا حکم نہ دونگا ۱۲) یہ ظہیریہ مین ہی اور اگر کہا کہ مین نے چُرایا یہ کپڑا اُس سے اور وہ سو درم قیمت کا ہی پھر کہا کہ نہین بلکہ مین نے اس دوسرے کو چُرایا ہی تو امام اعظم رح کے نزدیک اول کی بابت ہاتھ نہین کاٹا جائیگا اور دوسرے کی بابت ہاتھ کاٹا جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہی اور لڑکا یا لڑکی اقرار سرقہ کرے تو صحیح نہین ہی اور اگر لڑکا محتلم ہوا یا اُسکے جماع کرنے سے حمل رہا یا لڑکی حائضہ یا حاملہ ہوئی پھر اُسنے اقرار کیا تو اقرار صحیح ہی یہ محیط مین ہی - اور اگر کسی نے سرقہ کا بطوع خود اقرار کیا پھر کہا کہ یہ متاع میری متاع ہی یا کہا کہ مین نے اسکو ودیعت دی تھی یا کہا کہ مین نے اسکو اس سے بطور رہن کے بعوض اس دین کے جو میرا اسپر ہی لیا ہی تو اس مرد کے ذمہ سے ہاتھ کاٹنا دور کیا جائیگا جیسے اگر گواہون سے سرقہ ثابت ہوا ہو پھر اُسنے ایسا کہا تو یہی حکم ہی - اور اگر قاضی نے کسی چور پر ہاتھ کاٹنے کا حکم بہ گواہی یا با قرار دیدیا پھر جسکی چیز چرائی تھی اُسنے کہا کہ یہ میری متاع نہین ہی اسکی متاع ہی اُسنے مجھ سے چرائی نہین ہی یہ میرے پاس ودیعت تھی یا کہا کہ میرے گواہون نے جھوٹ گواہی دی یا اُسنے جھوٹ اقرار کیا یا مثل اسکے تو اسکے ذمہ سے ہاتھ کاٹنا ساقط ہوجائیگا یہ محیط مین ہی - اور اگر کسی نے باکراہ چوری کا اقرار کیا تو اُسکا اقرار باطل ہی اور بعضے متاخرین نے اُسکے صحیح ہونے کا فتوے دیا ہی یہ ظہیریہ مین ہی جسپر سرقہ کا دعوے کیا گیا ہی اگر اُسنے سرقہ کا انکار کیا تو فقیہ ابو بکر الاعمش سے مروی ہی کہ اس صورت مین امام المسلمین اپنی غالب رائے پر عمل کریگا پس اگر اسکی غالب رائے مین آوے کہ یہ چور ہی اور مال اُسکے پاس ہی تو اسکو تعذیب دے اور امام المسلمین کو ایسا کرنا جائز ہی اور عامہ مشائخ کے نزدیک امام المسلمین کو اسکے تعزیر دینے کا اختیار ہی (یعنے تعزیر ۱۲) جیسے کہ اسکو چورون کے ساتھ جاتے دیکھے تو ایسا کرسکتا ہی یہ ذخیرہ مین ہی - زید نے عمرو پر سرقہ کا دعوے کیا تو مدعی پر گواہ لانے لازم ہین اور مدعا علیہ پر قسم عائد ہوگی اور مارنا خلاف شرع ہی اسکا فتوے نہ دیا جائیگا اسواسطے کہ مفتی کا فتوے مطابق شرع ہونا چاہیے ہی - زید نے عمرو پر چوری کا دعوی کرکے عمرو کو سلطان کے حضور مین پیش کیا اور درخواست کی کہ سلطان اسکو سزا دے تاکہ یہ اقرار کرے پھر اسکو سلطان نے ایک یا دو مرتبہ پٹوا کر قید خانہ مین واپس بھیجدیا پس عمرو کو پھر اپنے سزا پانے کا خوف ہوا اور وہ قید خانہ پر چڑھا پس وہان سے گرا اور مر گیا اور اسکو اس قید مین ناحق مال دینے کا خسارہ بھی اُٹھانا پڑا ہی پھر چوری مذکور عمرو کے سواے حالہ

کے ہاتھ سے ظاہر ہوئی تو وارثان عمرو کو اختیار ہوگا کہ زید سے اپنے مورث کی دیت اور جو کچھ اسکو مالی خسارہ لاحق ہوا ہی سب لے لیوین اسواسطے کہ یہ سب اسی زید کے سبب سے پہونچا ہی اور زید اس سبب کے برانگیختہ کرنے مین ظالم ہی یہ فتاوی کبرے مین ہی - اور اگر چوری کا اقرار کیا پھر بھاگا تو کبھی اسکا پیچھا نہ کیا جائیگا نہ فی الفور نہ بعد بخلاف اسکے اگر گواہوں کی گواہی سے اسپر چوری ثابت ہوئی پھر بھاگا تو فی الفور اسکا پیچھا کیا جائیگا اور ہاتھ کاٹا جائیگا یہ محیط مین ہی - اگر کسی نے کہا کہ انا سارقٌ ہذا الثوبَ یعنے قاف کو تنوین دی اور باء موحدہ کو زبر دیا تو اسکا ہاتھ نہین کاٹا جائیگا اور اگر اسنے سارق ہذا الثوب کہا یعنے باضافت تو اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا یہ ظہیریہ مین ہی - امام محمد رح نے فرمایا کہ زید کے غلام کے ہاتھ مین دس درم ہین اسنے اقرار کیا کہ مین نے یہ درم عمرو کے چرائے ہین پس اگر ایسا غلام ہو کہ اسکو تجارت کرنے کی اجازت ہی یا مکاتب ہو اور اسنے ایسے مال کے سرقہ کا جسکو وہ تلف کر چکا ہی یا موجود ہی اقرار کیا تو اسکا اقرار ہاتھ کاٹنے اور ضمان مال دونون کے حق مین صحیح ہی - پس اسکا ہاتھ کاٹ دیا جائیگا اور مال مسروقہ اگر موجود ہو تو واپس دیا جائیگا - اور اگر غلام محجور ہو یعنے تصرفات سے ممنوع ہو پس اگر اسنے ایسے سرقہ کا اقرار کیا جسکو وہ تلف کر چکا ہی تو اسکا اقرار ہاتھ کاٹے جانے کے حق مین صحیح ہی اور اگر اسنے ایسے مال کے سرقہ کا جو بعینہٖ اسکے ہاتھ مین موجود ہی اقرار کیا پس اگر مولے نے اسکی تصدیق کی تو اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا اور مال مسروقہ اسکے مالک کو واپس دیا جائیگا اور اگر مولی نے مال کے حق مین اسکی تکذیب کی کہ یہ مال میرا ہی تو بنا بر قول امام اعظم رح کے اس صورت مین بھی اسکا اقرار حق قطع و مال دونون مین صحیح ہی پس غلام کا ہاتھ کاٹا جائیگا اور مال مذکور اسکے مالک کو واپس دیا جائیگا یہ ذخیرہ مین ہی - اور اگر سرقہ کا ظہور گواہی سے ہو تو شرط ہی کہ دو مرد عادل گواہ ہون - اور خالی عورتون کی گواہی آمین مقبول نہوگی نہ حق مال مین اور نہ حق قطع مین اور مردون کے ساتھ عورتون کی گواہی حق مال مین ہمارے نزدیک مقبول ہی اور حق قطع مین نہین مقبول ہوگی - اور ایسا ہی اگر گواہی پر گواہی ہو تو وہ بھی ہمارے نزدیک حق مال مین مقبول ہی اور ہاتھ کاٹے جانے کے حق مین نہین مقبول ہی جب دو مرد عادل نے سرقہ کی گواہی دی تو قاضی مال و قطع دونون کے حق مین یہ گواہی قبول کریگا پھر دونون گواہون سے دریافت کریگا کہ سرقہ کیا چیز ہی پھر مال مسروق کی جنس و مقدار دریافت کریگا بشرطیکہ مال مسروق کچہری قاضی مین حاضر نہو اور اگر مجلس قضا مین حاضر ہو تو ان سے مال مسروق کی جنس و مقدار دریافت نکریگا ولیکن سرقہ پر نظر کریگا جیسے ہم نے فصل اقرار مین بیان کیا ہی - پھر دونون سے دریافت کریگا کہ کیونکر چوری کی اور گواہون سے مکان و وقت و مسروق منہ کو بھی دریافت کریگا پس جب انھون نے اس سب کو ٹھیک بیان کیا اور قاضی ان گواہون کی عدالت سے آگاہ ہی تو سارق پر ہاتھ کاٹے جانے کا حکم دیدیگا اور اگر وہ گواہون کی عدالت سے واقف نہو تو اسپر ہاتھ کاٹے جانے کا حکم نہ دیگا جبتک کہ گواہون کا حال دریافت نہ کر لے اور عدالت ظاہر ہونے تک سارق کو قید رکھیگا پھر اس حالت مین کہ وہ قید ہی اگر گواہون کی عدالت ظاہر ہو گئی پس اگر مسروق منہ حاضر ہو تو قاضی چور پر ہاتھ کاٹے جانے کا حکم دیگا اور اگر وہ غائب ہو تو سارق کے ہاتھ کاٹے جانے کا حکم نہ دیگا - اور اگر مسروق منہ حاضر ہوا اور قاضی نے چور پر ہاتھ کاٹے جانے کا حکم دیدیا پھر استیفاء قطع سے پہلے مسروق منہ غائب ہو گیا تو امام محمد رح نے اس صورت کو کتاب مین ذکر نہین کیا ہی اور مشائخ نے اسمین اختلاف کیا ہی بعض نے کہا کہ واجب ہی کہ اسمین امام اعظم کے دو قول ہون کہ بر قول اول ہاتھ کاٹ دیا جائیگا اور بر قول دوم نہین کاٹا جائیگا اور انمین سے بعض نے فرمایا کہ استیفاء قطع امام اعظم کے اول و آخر

دونون قولون کے موافق ممنوع ہی۔ اور اگر دو گواہون نے چوری پر گواہی دی پھر ان دونون کی عدالت ظاہر ہونے کے بعد
دونون غائب ہو گئے یا مر گئے اور ہنوز قاضی نے حکم نہین دیا یا جاری نہین ہوا ہی تو ان دونون صورتون مین امام اعظم رح
کے اول قول کے موافق قاضی کچھ حکم نہ دیگا اور نہ نافذ کریگا اور دوسرے قول کے موافق حکم دیکر نافذ کردیگا۔ اور اگر
دونون گواہ فاسق یا مرتد یا اندھے ہوگئے یا دونون کی عقل جاتی رہی پس اگر ایسا امر قبل حکم قضا کے واقع ہوا تو حکم
قضا ہونے سے مانع ہی اور اگر یہ امور بعد حکم ہونے کے قبل جاری ہونے کے پیش آئے تو جاری ہونے سے مانع ہونگے
اور اگر دو گواہون نے دو مردون پر گواہی دی کہ فلان وفلان دونون نے فلان شخص کی چوری کی اور دونون گواہون نے
سرقہ بیان کیا اور جن دونون پر گواہی دی ہی انمین سے ایک غائب ہی نہین ملا اور ہاتھ نہین آیا تو بنا بر آخر قول امام ابوحنیفہ
کے اور یہی صاحبین رح کا قول ہی یہ حکم ہی کہ جو حاضر ہی اُسکا ہاتھ کاٹ دیا جائیگا پھر جو غائب ہی جب حاضر ہوا اور مالک
مال اسکو قاضی کے حضور مین لیگیا تو قاضی اُسکو حکم دیگا کہ دوبارہ گواہ پیش کرے یہ محیط مین ہی۔ اور اگر امام المسلمین نے
کسی چور کے ہاتھ کاٹے جانے کا حکم دیدیا پھر مسروق منہ نے اسکو عفو کردیا تو اُسکا عفو کرنا باطل ہی یہ ایضاح مین لکھا ہی اگر دو
کافرون نے ایک کافر و ایک مسلمان پر سرقہ کی گواہی دی تو کافر کا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا جیسے مسلمان کا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا۔ اگر
دو گواہون نے ایک آدمی پر گواہی دی کہ اسنے گائے چرائی ہی اور دونون نے اسکے رنگ مین اختلاف کیا کہ دونون
مین سے ایک نے کہا کہ وہ سپید تھی اور دوسرے نے کہا کہ سیاہ تھی تو امام اعظم رح کے نزدیک گواہی مقبول ہوگی
اور صاحبین نے اسمین خلاف کیا ہی۔ اور کرخی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ اختلاف ایسے دو رنگون مین ہی کہ جو باہم متشابہ ہون
جیسے سرخی و زردی اور جو باہم متشابہ نہین ہین جیسے سپیدی و سیاہی تو یہ گواہی بالاجماع مقبول نہ ہوگی اور صحیح یہ ہی
کہ سب مین اختلاف ہی اور اگر دونون مین سے ایک نے گواہی دی کہ اسنے بیل چرایا اور دوسرے نے گواہی دی کہ
اسنے گائے چرائی تو بالاجماع گواہی قبول نہ ہوگی۔ اور اگر دونون نے گواہی دی کہ اسنے کپڑا چرایا ہی مگر ایک نے کہا کہ
کپڑا ہروی تھا اور دوسرے نے کہا کہ وہ مروی تھا تو نسخ ابی سلیمان مین مذکور ہی کہ اسمین بھی اختلاف ہی اور نسخ ابوحفص
مین مذکور ہی کہ بالاجماع ایسی گواہی قبول نہ ہوگی۔ جسپر سرقہ کی گواہی دی گئی ہی اگر اسنے کہا کہ یہ میرا اسباب ہی کہ مین نے
اسکے پاس رکھوایا تھا اور یہ منکر ہوگیا تھا یا مین نے اس سے خریدا تھا یا کہا کہ اسنے اقرار کیا تھا کہ یہ میرا ہی تو ان سب صورتون
مین چور کے ذمہ سے حد ساقط کیجائیگی یہ محیط مین ہی۔ اگر دو گواہون نے گواہی دی کہ یہ مال اس زید نے چرایا ہی اور
دوسرے دو گواہون نے گواہی دی کہ یہ مال اس عمرو نے چرایا اور مسروق منہ یعنی جسکا مال چرایا ہی دعوے کرتا ہی کہ زید نے
چرایا ہی تو زید کا ہاتھ نہین کاٹا جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر گواہون نے ایک غلام ماذون پر دس درم یا زیادہ
کے سرقہ کی گواہی دی اور غلام منکر ہی پس اگر اُسکا مولے حاضر ہو تو بالاتفاق سب اماموں کے نزدیک غلام کا ہاتھ
کاٹا جائیگا اور مال مسروق کی نسبت یہ حکم ہی کہ اگر غلام نے اسکو تلف کردیا ہو تو ضامن نہ ہوگا اور اگر بعینہ قائم ہو تو مسروق
منہ کو واپس کردیگا اور اگر مولے غائب ہو تو امام اعظم وامام محمد رح کے نزدیک غلام کا ہاتھ کاٹا جائیگا اور مال مسروق کا ضامن ہوگا
اور اگر گواہون نے دس درم سے کم چرانے کی گواہی دی تو قاضی مال مذکور دینے کا حکم کریگا اور ہاتھ کاٹنے کا حکم نہ کریگا خواہ
مولی حاضر ہو یا غائب ہو۔ اور اگر گواہون نے غلام ماذون کے دس درم چرانے کے اقرار کی گواہی دی تو امام اعظم وامام
محمد رح کے نزدیک قاضی اسپر مال کا حکم دیدیگا اور ہاتھ کاٹنے کا حکم نہ دیگا۔ اور اگر کسی غلام محجور پر دس درم یا زیادہ چرانے

کی گواہی دی تو امام اعظم و امام محمد رح کے نزدیک قاضی اُسپر کچھ حکم نہ دیگا نہ ہاتھ کاٹنے کا اور نہ مال کا - اور اگر گواہوں نے غلام مجور کے اقرار سرقہ کی گواہی دی تو قاضی ایسی گواہی کو کسی طرح قبول نہ کریگا خواہ مولے حاضر ہو یا غائب ہو حتے کہ غلام کا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا اور نہ مال کے واسطے مولے اُسکے فروخت کرنے کے لیے ماخوذ ہوگا مگر غلام بعد اپنے آزاد ہونے کے مال کے واسطے ماخوذ ہوگا یہ ذخیرہ مین ہی - بعض اگر کسی کے گھر مین داخل ہوا جہان متاع محفوظ ہی اور اُسنے متاع کو لے لیا اور اسکو باہر نکالا تو مالک کو اختیار ہی کہ اُسکو قتل کر دے اور نوادر ابن سماعہ مین ہی کہ امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر چور سیندھ دیتا ہو کوٹھری مین اور مالک نے اسکو دیکھکر چلانا شروع کیا پس اگر وہ بھاگ گیا تو خیر ورنہ اسکو روا ہی کہ چور کو قتل کر دے اور نوادر ابن رستم مین قول امام محمد اسطرح مذکور ہی کہ امام محمد نے کہا کہ اگر چور مکان مین سیندھ دیتا ہو اور مالک نے اسکو قتل کر دیا تو کیا اسکی دیت کا ضامن ہوگا پس امام اعظم رح نے فرمایا کہ اُسکو قتل کرنا روا ہی اور دیت کا ضامن نہ ہوگا اور مجرد اور نوادر ابن سماعہ مین امام محمد رح سے مروی ہی کہ اگر چور کسی کے دار مین داخل ہوا اور مالک مکان کو معلوم ہوا اور یہ بھی جانا کہ مین اسکو پکڑ نہین سکتا ہون تو اُسکو روا ہی کہ قتل کر دے خواہ وہ مکابرہ سے داخل ہوا یا غیر مکابرہ سے مگر حال یہ ہو کہ اُسکے مال چرا لیجانے کا ارادہ رکھتا ہو پس اگر اسکو قتل کر دیا تو قاتل پر قصاص و دیت کچھ لازم نہ ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہی - فتاوے اہل سمرقند مین لکھا ہی کہ چور نے ایک شخص کی دیوار مین سیندھ لگانی شروع کی اور ہنوز سوراخ نہونے پایا تھا کہ مالک نے اُسکو دیکھکر اوپر سے ایک پتھر ڈال دیا کہ وہ مرگیا تو مالک کی مددگار برادری پر اسکی دیت واجب ہوگی اور مالک مذکور پر کفارہ قتل لازم آویگا یہ ذخیرہ مین ہی - فتاوے ابو اللیث مین مذکور ہی کہ ایک شخص دوسرے کی دیوار پر چڑھا بغرض چوری کے اور دیوار پر چادر پڑی ہی پس مالک دیوار کو خوف ہوا کہ اگر مین چلایا تو یہ چادر لیکر چل دیگا پس آیا مالک کو حلال ہی کہ اسکو پھینک مارے تو فرمایا کہ ہان اسکو روا ہی بشرطیکہ چادر دس درم یا زیادہ کی ہو اور فقیہ ابو اللیث نے فرمایا کہ ہمارے اصحاب نے اس مقدار کی شرط نہین لگائی ہی بلکہ مطلقاً فرمایا ہی کہ اسکو تیر وغیرہ مار دینے کا اختیار ہی - جنایات الجامع الصغیر مین مذکور ہی کہ ایک شخص دوسرے کے یہان رات کو داخل ہوا اور مال چرا کر اسکو دار سے باہر نکال لایا پھر مالک مال اُسکے پیچھے دوڑا اور اُسکو قتل کر ڈالا تو مالک پر کچھ نہین ہی اور مشائخ نے فرمایا کہ اس سے مراد یہ ہی کہ یہ ایسی صورت مین ہی کہ سوائے قتل کرنے کے اور کسی طرح اس سے مال واپس نہ لے سکتا ہو پس جبکہ ایسی صورت ہو تو اُسکو قتل کرنا روا ہی اور قاتل پر ضمان واجب نہ ہوگی اور منتقے مین لکھا ہی کہ اگر کسی کے پاس ایک گرده روٹی ہو اور دوسرے لے اس سے چھین لینی چاہی تو مالک کو روا ہی کہ اس سے تلوار سے مقاتلہ کرے جبکہ اپنے نفس پر بھوک سے خائف ہو اور اسیطرح اگر اسکے پینے کا پانی ہو تو اسمین بھی یہی حکم ہی یہ محیط مین ہی - قال المترجم جب اپنے نفس پر خائف ہو بھوک یا پیاس سے یہ عام ہی خواہ ملک ایسا ہو جہان کثرت سے پانی ملتا ہی یا مثل عرب وغیرہ کے ہو فافہم - ایک چور معروف ہی یعنی مشہور چور ہی اسکو کسی نے ایسی حالت مین پایا کہ وہ چوری مین نہین مشغول تھا بلکہ اپنی اور ضرورت مین مشغول تھا تو اُسکو قتل کرنا روا نہین ہی ہان اسکو پکڑ کر امام المسلمین کے پاس لاوے تاکہ امام اُسکو قید کر کے توبہ کراوے یہ ظہیریہ مین ہی - اگر مالک مال چور پر چلایا کہ وہ بھاگ گیا تو مالک کو پیچھا کر کے اسکو مارنا روا نہین ہی الا آنکہ اُسکا کچھ مال لے بھاگا ہو تو حلال ہی کہ اسکا پیچھا کر کے اسکو ہتھیار سے مارے یہان تک کہ اسکا مال ڈال دے یہ محیط مین ہی - مدعی کے حق مین مستحب ہی کہ جب چور پر دعوے کرے تو بایں لفظ دعوے کرے کہ اسنے لے لیا نہ بلفظ سرقہ

اسی طرح گواہون کے حق مین مستحب ہی کہ چرانے کی لفظ سے گواہی نہ دین بلکہ لے لینے کی گواہی دین یا یون کہین کہ یہ مال اس طالب کا ہی تاکہ ہاتھ کاٹنے کی حد چور کے ذمہ سے ساقط ہو جاوے۔ ایک نے دوسرے پر دعوے کیا کہ اسنے مجھ سے یہ مال چرالیا ہی پس چور نے کہا کہ ہان مین نے لیا ہی تو وہ مال کا ضامن ہوگا اور اسکا ہاتھ نہین کاٹا جائیگا اگرچہ اسکے بعد وہ چرالینے کا بھی اقرار کرے یہ سراجیہ مین ہی۔ ایک نے دوسرے پر سرقہ کا دعوی کیا اور مدعا علیہ نے اس سے انکار کیا تو امام اعظم رح نے فرمایا کہ اس سے قسم لیجائیگی پس اگر اسنے قسم سے انکار کیا تو اسپر مال کا حکم دیا جائیگا اور ہاتھ کاٹنے کا حکم نہین دیا جائیگا کذا فی الظہیریہ اور اسی طرح اگر اسنے اقرار سے رجوع کر لیا تو بھی یہی حکم ہی اور اسی طرح گواہی کی صورت مین اگر ایسا ہوا تو یہی حکم ہی کہ مال کا ضامن ہوگا اور ہاتھ نہین کاٹا جائیگا یہ عتابیہ مین ہی۔ دو گواہون نے ایک پر چوری کی گواہی دی اور اسکا ہاتھ کاٹ دیا گیا پھر گواہون نے رجوع کیا کہ یہ نہین بلکہ فلان دوسرا ہی تو اسکا ہاتھ نہین کاٹا جائیگا اور اول کی دیت کے دونون گواہ ضامن ہونگے اور اگر دوسرے دو گواہون نے اول گواہون کے رجوع کر لینے پر گواہی دی تو مقبول نہ ہوگی اور اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا۔ دو گواہون نے چور کے اقرار سرقہ پر گواہی دی اور وہ منکر ہی یا خاموش ہی تو اسکا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا۔ اور اگر چار نے گواہی دی پھر دو نے رجوع کیا اور دوسرے شخص پر چوری کی گواہی دی تو ان دونون مشہود علیہما مین سے کسی کا ہاتھ نہین کاٹا جائیگا اور مال کا حکم اول پر دیا جائیگا یہ تاتارخانیہ مین ہی۔

دوسرا باب اُن صورتون کے بیان مین جنمین ہاتھ کاٹا جائیگا اور جنمین ہاتھ نہ کاٹا جائیگا اور اسمین تین فصلین ہین۔

فصل اول۔ جنمین ہاتھ کاٹا جائیگا۔ جو چیز تافہ مباح دار الاسلام مین پائی جاتی ہی اسکی چوری مین ہاتھ کاٹنا نہین آتا ہی جیسے جلانے کی لکڑیان و گھاس و نرکل و مچھلیان و زرنیخ و مغرہ و نورہ وغیرہ اور مچھلی مین نمک دی ہوئی اور تازی دونون داخل ہین یہ ہدایہ مین ہی۔ اور ساکھو و قنا و آبنوس و صندل و سبز نگینے و یاقوت و زبرجد مین ہاتھ کاٹا جائیگا کذا فی الکافی حاصل آنکہ جملہ جواہر مین ہاتھ کاٹا جائیگا یہ غیاثیہ مین ہی۔ اور سونا و چاندی و موتی و فیروزہ ان چیزون مین ہشام نے امام محمد رح سے روایت کی ہی کہ اگر اسنے ان چیزون کو ایسی صورت پر چرایا کہ جیسی مباح پائی جاتی ہین یعنے مٹی مین ملی ہوئی اور پتھر مین مخلوط تو ہاتھ کاٹنا واجب نہ ہوگا اور ظاہر الروایت کے موافق بہر حال ہاتھ کاٹنا واجب ہوگا۔ اور جس لکڑی سے ہاتھ نہین کاٹا جاتا ہی اگر اسکا تخت یا کرسی یا دروازہ بنایا پھر اسکو کسی نے چرایا تو ہاتھ کاٹا جائیگا اور گھاس و نرکل و تیر مین جیسے قبل عمل کے ہاتھ نہین کاٹا جاتا تھا ویسے ہی اگر اسکی چٹائی وغیرہ بنائی تو بھی ہاتھ نہ کاٹا جائیگا یعنے مثلاً اسکا بوریا بنایا جسکو کسی نے چرا لیا تو اسکا ہاتھ نہین کاٹا جائیگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر بوریے کے اصل مال پر دستکاری غالب ہو جیسے بغدادی و جرجانی چٹائیان ہوتی ہین کہ انکی بناوٹ ہی کی قیمت کہلاتی ہی تو مشائخ نے فرمایا کہ اسمین بھی ہاتھ کاٹا جائیگا یہ کافی مین ہی۔ اور دروازون کے سرقہ مین بھی ہاتھ کاٹا جائیگا کہ جب وہ حرز مین ہون اور خفیف ہون کہ ایک آدمی پر انکا اُٹھا لیجانا بھاری نہو اسواسطے کہ بھاری دروازون کی چوری پر رغبت نہین کیجاتی ہی اور اگر در سے مرکب ہون تو انکے سرقہ مین ہاتھ نہین کاٹا جائیگا یہ تبیین مین ہی۔ اور جو چیزین جلد فاسد و بگڑ جاتی ہین جیسے دودھ و گوشت و فواکہ تر انکی چوری سے ہاتھ نہین کاٹا جائیگا یہ ہدایہ مین ہی۔ اور فواکہ خشک جو لوگون کے پاس رہتے ہین جیسے اخروٹ و بادام تو انکے چرانے مین ہاتھ کاٹا جائیگا

بشرطیکہ وہ خرمن میں ہون اور جو فواکہ درخت پر ہون اور جو کھیتی ہنوز کاٹی نہ گئی ہو تو اُسکی چوری مین ہاتھ نہین کاٹا جائیگا
اور اگر فواکہ بعد اُسکے کام کے توڑا گیا اور کھیتی کاٹ کر کسی احاطہ مین جسکا دروازہ مقفل ہی رکھی گئی تو اُسکی چوری سے
ہاتھ کاٹا جائیگا یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور گوشت سے جو ہاتھ نہین کاٹا جاتا ہی تو یہ عام ہی خواہ گوشت نمک دیا ہوا
ہو یا غیر اسکا ہو یہ فتح القدیر مین ہی۔ اگر ایک شے دوسرے سے طعام چرایا حالانکہ ایسے سال مین چرایا کہ قحط ہی تو اُسکی
چوری سے ہاتھ نہین کاٹا جائیگا خواہ ایسا طعام ہو کہ جلد بگڑ جاتا ہی یا جلد نہ بگڑتا ہو خواہ محرز ہو یا نہو اور اگر سال
فراخی ہو پس اگر طعام ایسا ہو کہ جلد بگڑ جاتا ہی تو بھی یہی حکم ہی اور اگر طعام ایسا ہو کہ جلد نہین بگڑتا ہی اور وہ محرز ہو تو چور
کا ہاتھ کاٹا جائیگا اور ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ پھلون مین بھی اسی تفصیل سے یہی حکم ہی یعنے اگر سال قحط ہو تو پھلون کی
چوری مین ہاتھ نہین کاٹا جائیگا خواہ ایسے پھل ہون کہ جلد بگڑ جاتے ہون یا جلد نہ بگڑتے ہون خواہ پھل درخت پر
سے چرائے ہون یا محرز ہون۔ اور اگر سال آسودگی ہو تو جلد بگڑنے والے پھلون کی چوری سے ہاتھ نہین کاٹا جائیگا خواہ
درخت پر سے لیے ہون یا اور جگہ محرز ہون اور اگر پھل ایسے ہون کہ جلد نہ بگڑتے ہون اور محرز ہون تو انکی چوری سے
ہاتھ کاٹا جائیگا یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور تمام حبوب مین اور روغنون مین اور طیب و عود و مشک ان سب کی چوری مین ہاتھ
کاٹا جائیگا اور اسیطرح اگر روئی یا کتان یا صوف کو چرایا تو بھی ہاتھ کاٹا جائیگا اور اسیطرح اگر گیہون یا جو یا آٹا یا ستو یا گھی یا
چھوہارے یا منقے یا روغن زیتون کو چرایا تو ہاتھ کاٹا جائیگا اور اسی طرح پہننے کی چیزون اور فرش اور نیز لوہے و پیتل و جست
کے برتنون اور لکڑی اور چمڑے کمائے ہوئے اور کاغذ و چھریان و قینچیان و ترازوئین اور رسیان چرانے مین بھی ہاتھ
کاٹا جائیگا اور پتھرون کے چرانے مین ہاتھ کاٹنا نہین آتا ہی یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور رخام کی چوری مین ہاتھ نہین کاٹا جاتا
ہی اور نیز پتھرون کی ہانڈیان چرانے سے بھی ہاتھ نہین کاٹا جاتا ہی اور نمک چرانے سے بھی ہاتھ نہین کاٹا جاتا ہی یہ تبیین
مین ہی۔ اور امام اعظم رح نے فرمایا کہ سینگون کی چوری مین ہاتھ کاٹنا نہین ہی خواہ معمولہ ہون یا غیر معمولہ ہون یعنی بنائے ہوئے
ہون یا کمائے ہوئے نہون۔ اور اگر کوئی درخت جڑ سمیت باغ سے چرایا حالانکہ وہ دس درم کا ہی تو اسمین ہاتھ کاٹنا
نہین آتا ہی یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور سرکہ و شہد کی چوری مین بالاتفاق ہاتھ کاٹا جاتا ہی یہ شرح مجمع البحرین مین ہی۔
تاجر اہل عدل سے کسی باغی نے کچھ چرایا درحالیکہ وہ انکے درمیان تھا تو اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اور شکر
چرانے سے بالاجماع کاٹا جائیگا یہ ہدایہ مین ہی۔ امام محمد رح سے مروی ہی ہاتھی دانت چرانے مین جبتک اُس سے کوئی چیز
نہین بنائی گئی ہی ہاتھ نہین کاٹا جائیگا اور ہمارے اصحاب نے فرمایا کہ ہاتھی دانت خواہ معمولہ ہو یا غیر معمولہ واجب ہی کہ اسمین
ہاتھ نہ کاٹا جاوے اسواسطے کہ اُسکے مال ہونے مین اختلاف ہی اور مشائخ نے فرمایا کہ یہ حکم جو امام محمد رح نے ذکر فرمایا
ہی واجب ہی کہ ایسے ہاتھی دانت مین ہو جو یا تنخواہ نہاے جمال ہی اور ہاتھی دانت غیر معمولہ مین اسواسطے ہاتھ نہ کاٹا جائیگا کہ
وہ مباح مین سے ہی اور معمولہ مین اسواسطے ہاتھ کاٹا جاتا ہی کہ اسمین صنعت غالب ہی پس ایسا ہو گیا جیسے معمولہ لکڑی
کذا فی الایضاح یعنی جیسے لکڑی مباح ہوتی ہی مگر جب اسکے تخت وغیرہ بنائے گئے تو اُنکے چرانے سے ہاتھ کاٹا جاتا ہی ویسا ہی
یہان ہی فافہم۔ اور ظاہر الروایہ کے موافق آبگینہ کی چوری سے ہاتھ نہین کاٹا جائیگا یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور صید کے چرانے
مین ہاتھ کاٹنا نہین آتا ہی خواہ صید وحشی ہو یا غیر وحشی ہو خواہ خشکی کی ہو یا تری کی یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اور خربز کی چوری مین
ہاتھ کاٹنا نہین آتا ہی اور نہ بقول کی چوری مین اور نہ ریحان رطب یعنی تر و تازہ مین اور نیز انجیر و بانی و خرما کی گٹھلیان

چرانے سے ہاتھ کاٹنا نہین آتا ہی اور اگر درندہ جانوروں کو ذبح کیا گیا ہو اور اُنکی کھال کسی نے چورائی تو ہاتھ کاٹنا نہین آتا ہی الا
اس صورت کہ اس کھال کا بچھونا یا مصلے بنایا گیا ہو اور نیز ایسے برتن وہانڈی کے چرانے مین جسمین طعام ہی
ہاتھ کاٹنا نہین آتا ہی یہ عتابیہ مین ہی اور اگر ذمی سے شراب یا سور چرائی تو اسمین ہاتھ کاٹنا نہین آتا ہی اور باز یا صقر وغیرہ
تمام پرندون کے چرانے مین ہاتھ کاٹنا نہین آتا ہی اور نیز وحوش کے چرانے مین ہاتھ کاٹنا نہین آتا ہی اور کتے اور
چیتے کے چرانے سے ہاتھ کاٹنا نہین آتا ہی اور مرغی اور بط اور کبوتر کے چرانے مین ہاتھ کاٹنا نہین آتا ہی یہ تمرتاشی مین
ہی۔ اور مشروبات تین درجہ کے ہوتے ہین اول حلال جیسے فقاع کے مانند چیزین پس انکی چوری سے ہاتھ کاٹنا
لازم آتا ہی اور دوم شراب نقیع التمر والزبیب چھوہارے و منقے کو بھگو کر انکا آب زلال لیتے ہین اور صحیح یہ ہی کہ اُسکے
چرانے مین ہاتھ کاٹا جائیگا اور سوم خمر وغیرہ مسکرات پس انکے چورانے مین ہاتھ کاٹنا نہین آتا ہی جیسے دوشاب انگور
وغیرہ مین حکم ہی اور تنبور و دف و مزمار اور ہر شی ملاہی کے چرانے مین قطع نہین ہی یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور طبل و
بربط مین قطع نہین ہی اور یہ حکم اسوقت ہی کہ اسنے طبل لہو چرایا ہو اور اگر غازیون کا طبل چرایا تو اسمین مشائخ نے اختلاف
کیا ہی جبکہ اسکی قیمت دس درم ہو اور صدر شہید نے اختیار کیا ہی کہ ہاتھ کاٹنا نہین واجب ہوتا ہی یہ محیط مین ہی اور یہی اصح
ہی اور ولوالجیہ مین ہی کہ یہی مختار ہی یہ نہر الفائق مین ہی اور خریدہ دروٹی کے چرانے مین ہاتھ کاٹنا نہین آتا ہی یہ سراج وہاج
مین ہی۔ اور نوادر ابو یوسف مین ہی کہ رب و جلاب ... ہاتھ نہین کاٹا جاتا ہی یہ عینی شرح کنز مین ہی۔ اور اگر ذمی نے ذمی
کی خمر یعنے شراب چرائی تو چور کا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا یہ ینابیع مین ہی۔ اور شطرنج چرانے مین ہاتھ نہ کاٹا جائیگا اگرچہ سونے
کی ہو اور نرد کا بھی یہی حکم ہی یہ محیط مین ہی۔ اور مصحف مجید کے چرانے مین ہاتھ کاٹنا نہین آتا ہی اگرچہ اسپر ہزار درم
کا حلیہ چڑھا ہو اور اسی طرح کتب فقہ و لغت و نحو و شعر کی کتابون کے چرانے مین بھی ہاتھ نہ کاٹا جائیگا یہ سراج وہاج
مین ہی۔ اور اگر کسی نے سادے مجلد اوراق کو قبل اسکے کہ انمین کچھ لکھا جاوے چرایا تو چور کا ہاتھ کاٹا جائیگا جبکہ نصاب
پورا ہو یہ محیط سرخسی مین ہی اور دفترہاے حساب کے چرانے مین چور کا ہاتھ کاٹا جاتا ہی یہ محیط مین ہی۔ اور دفترہای حساب
سے وہ دفتر مراد ہین جنکا حساب کتاب ہو چکا ہی اور اگر وہ ہنوز حساب مین ہون انکا حساب نہ گذرا گیا ہو تو ہاتھ نہ کاٹا جائیگا
اور دفترہای تجار کے چرانے مین ہاتھ کاٹا جاتا ہی اسواسطے کہ اسلئے مقصود ورق ہین یہ سراج وہاج مین ہی اور تیرون
کی ڈنڈیان چرانے مین ہاتھ نہین کاٹا جائیگا اور اگر اسکو خدنگ یعنی تیر بنالیا پھر چور نے چرایا تو ہاتھ کاٹا جائیگا یہ ذخیرہ
مین ہی۔ اور سونے یا چاندی کی صلیب یا سونے و چاندی کے بت چرانے سے ہاتھ کاٹنا نہین لازم آتا ہی اور جن درمون
پر نقش و پر ہین اُنکے چرانے سے قطع لازم آویگا اسواسطے کہ وہ عبادت کے واسطے نہین رکھے گیے ہین یہ جوہرہ نیرہ
مین ہی۔ اور زعفران و عنبر و ورس و وسمہ و کتم کی چوری سے قطع دست ہوگا یہ عتابیہ مین ہی۔ اور اگر غلام اتنا بڑا ہو کہ
ممیز اپنے نفس کا معبر ہو تو اسکے چرانے سے ہاتھ نہین کاٹا جائیگا اگرچہ وہ سوتا ہوا یا مجنون یا اعجمی ہو اسواسطے کہ چوری
نہین ہی بلکہ غصب ہی یا فریب دہی و بہکانا ہی یہ نہر الفائق مین ہی اور اگر غلام غیر ممیز ہو کہ اپنے نفس سے تعبیر نہ کرسکے
تو بالاجماع اُسکے چرانے سے ہاتھ کاٹا جائیگا یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور منتقی مین لکھا ہی کہ اگر غلام صغیر پانچ درم قیمت کا
جسکے کان مین پانچ درم کا موتی ہی کسی نے چرالیا تو مین اسکے ہاتھ کاٹنے کا حکم دونگا یہ محیط مین ہی۔ اگر زید کے عمرو پر
دس درم قرضہ ہو پس زید نے عمرو کے بیت سے اُسکے مثل چرالیے پس اگر اسکا قرضہ ایسا ہو کہ فی الحال ادا کرنا چاہیے؟

تو اسصورت مین اسکا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا اور اگر قرضہ میعادی ہو تو قیاس یہ ہی کہ ہاتھ کاٹا جاوے اور استحساناً تو نہ کاٹا جائیگا۔
خواہ جو کچھ اسنے لیا ہی وہ بقدر اسکے مال کے ہو یا زیادہ ہو یا کم ہو اور اگر زید نے اسکا عروض مساوی دس درم کے چرایا ہو تو ہاتھ
کاٹا جائیگا ولیکن اگر زید نے کہا کہ مین نے اسکو اپنے حق کے عوض رہن لیا ہی یا اپنے حق کی ادائی مین لیا ہی اور اسکی تصریح
کردی تو بالاجماع اسکے ذمہ سے حد دور کیجائیگی اور اگر اسنے اپنے حق سے جید قسم کے دراہم لیے یا اس سے کھوٹے لیے
تو ہاتھ نہین کاٹا جائیگا یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور اگر اپنے حق کی جنس کے خلاف جنس کا نقد لیا ہو تو صحیح یہ ہی کہ ہاتھ
نہین کاٹا جائیگا یہ تبیین مین ہی۔ اور اگر چاندی کا زیور چرا لیا حالانکہ قرضدار پر درم قرضہ ہین یا سونے کا زیور چرا لیا حالانکہ
قرضدار پر دینار ہین تو ہاتھ کاٹا جائیگا اور اگر متاع یا زیور کو چور نے تلف کر دیا اور اسپر اسکی قیمت واجب ہوئی اور وہ
مثل اسی کے ہی جو قرضدار پر قرضہ آتا ہی تو بھی ہاتھ کاٹا جائیگا یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور اگر مکاتب یا غلام نے مولی
کے قرضدار سے کچھ چرا لیا تو ہاتھ کاٹا جائیگا الا آنکہ انکے مولے نے انکو اپنا مال وصول کرنے کا وکیل کیا ہو تو ایسی صورت
مین ہاتھ کاٹنا واجب نہو گا اور اگر کسی نے اپنے باپ کے قرضدار یا بالغ بیٹا اپنے مکاتب کے قرضدار سے چرایا تو ہاتھ
کاٹا جائیگا اور اگر اپنے صغیر پسر کے قرضدار سے چرایا تو ہاتھ نہین کاٹا جائیگا یہ غایۃ البیان مین ہی۔ اور اگر اپنے غلام ماذون
مدیون کے قرضدار سے کچھ چرایا تو ہاتھ کاٹا جائیگا اور اگر غلام مذکور مدیون نہ ہو یعنے قرضدار نہو تو اسکا قرضہ خود مولے کا
مال ہو گا پس چوری سے ہاتھ نہ کاٹا جائیگا بشرطیکہ چوری کا مال اسکی جنس حق سے ہو یہ ایضاح مین ہی۔ اور اگر چوری
ایسی دو چیزون کی واقع ہوئی جنمین سے ایک ایسی ہی کہ اسکے چرانے سے ہاتھ کاٹا جاتا ہی اور دوسری ایسی ہی کہ اسکے
چرانے سے ہاتھ نہین کاٹا جاتا ہی تو اصل یہ ہی کہ جو چیز مقصود بدزدی ہی اگر ایسی ہو کہ اسکے چرانے مین ہاتھ کاٹا جاتا ہی
اور وہ نصاب کو پہونچی ہو تو بالاجماع ہاتھ کاٹا جائیگا اور اگر مقصود بدزدی دوسری چیز ہو کہ جسکے چرانے سے ہاتھ نہین
کاٹا جاتا ہی تو ہاتھ نہین کاٹا جائیگا اگرچہ اسکے ساتھ ایسی چیز بھی ہو جسکے سبب سے ہاتھ کاٹا جاتا ہی اور وہ پورے نصاب
تک پہونچی ہو یہ امام اعظم و امام محمد رح کا قول ہی کذا فی المحیط قال المترجم حاصل اصل یہ ہی کہ چوری کا مقصود ملحوظ ہو گا کہ چوری
کرنے سے کیا چیز مقصود تھی اسی پر حکم کا مدار ہو گا فتامل۔ اور اگر چاندی کا برتن چرایا جسکی قیمت سو درم ہی اور اسمین نبیذ یا طعام
ہی جو باقی نہین رہ سکتا ہی یا دودھ ہی تو ہاتھ نہین کاٹا جائیگا اور اسصورت مین اس چیز کو مقصود قرار دیا جائیگا جو برتن کے
اندر ہی۔ اور اگر طفل آزاد کو چرایا تو ہاتھ کاٹنا نہین آتا ہی اگرچہ طفل مذکور پر زیور ہو اور یہ امام اعظم و امام محمد رح کا قول ہی اور
امام ابو یوسف نے کہا کہ ہاتھ کاٹا جائیگا جبکہ طفل پر زیور ہو اور وہ نصاب کو پہونچ گیا ہو اور یہ بخلاف ایسے طفل مین ہی
جو چلتا اور بولتا نہین ہی کہ وہ خود اپنے قابو مین نہین ہی اور اگر بولتا و چلتا ہو تو بالاجماع اسکے چرانے والے پر ہاتھ کاٹنا
نہین آتا ہی اگرچہ اسپر کثرت سے زیور ہو یہ سراج وہاج مین ہی۔ منتقے مین لکھا ہی کہ اگر ایک کتا چرایا جسکی گردن مین سو درم
کا طوق ہی تو مین چور کا ہاتھ نہین کاٹونگا اور اگر گدھا چرایا جسکی قیمت نو درم ہی اور اسپر اکاف ایک درم قیمت کا ہی تو چور
کا ہاتھ کاٹا جائیگا اور اگر کورہ بمین شہد ہی چرایا جسمین سے شہد کی قیمت ایک درم اور کورے کی قیمت نو درم ہی تو ہاتھ کاٹا جائیگا
اور اصل مین مذکور ہی کہ اگر خم شراب چرایا جسمین سے خم کی قیمت دس درم ہی تو ہاتھ کاٹنا نہین آتا ہی اور شمس الائمہ سرخسی
نے اپنی شرح مین لکھا ہی کہ اگر حرز مین شراب کو پی لیا اور برتن باہر نکالا اور ظرف ایسا ہی کہ اسکی چوری سے ہاتھ
کاٹا جاتا ہی تو چور کا ہاتھ کاٹا جائیگا یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر قمقمہ چرایا جسمین پانی بھرا ہوا ہی اور وہ دس درم کا ہی

تو ہاتھ نہین کاٹا جائیگا اور اگر قمقمہ کا پانی اُسنے دار کے اندر ہی پی لیا ہو پھر خالی قمقمہ باہر نکال لایا تو ہاتھ کاٹا جائیگا یہ عتابیہ مین ہی قدوری مین فرمایا کہ اگر ایسی منڈیل چرائی جسمین درمون کی تھیلی ہی تو اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا اور منڈیل سے وہ منڈیل مراد ہی کہ عادت کے موافق اسمین درم باندھتے ہین یہ محیط مین ہی - اور اگر ایسا کپڑا چرایا جسکی قیمت دس درم نہین ہی اور اُسکی جیب مین دس درم سکہ زدہ پائے گئے حالانکہ چور انکو نہین جانتا تھا تو مین اُسکا ہاتھ نہین کاٹونگا اور اگر وہ انکو جان کر کپڑا چرا لایا ہو تو اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا اور اگر جراب چرائی جسمین مال ہی یا جوال جسمین مال ہی یا کیسہ جسمین مال ہی تو اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا یہ مبسوط مین ہی - اور اگر کسی نے فسطاط چرایا پس اگر وہ کھڑا تھا اُس حالت مین اسکو چرایا ہی تو ہاتھ نہ کاٹا جائیگا اور اگر کسین لپیٹا رکھا ہوا تھا اس حالت مین چرایا تو ہاتھ کاٹا جائیگا یہ سراج وہاج مین ہی - اور اگر کسی مرد یا عورت سے دغل بازی کر کے مال لے لیا ہو یا لوٹ لیا یا اُچک لے بھاگا تو اسپر ہاتھ کاٹنا نہین آتا ہی اور کفن چور پر ہاتھ کاٹنا نہین آتا ہی یہ امام اعظم و امام محمد رح کے نزدیک ہی یہ ہدایہ مین ہی - اور اگر کسی نے قبر مین سے درم یا دینار یا اور کوئی چیز سواے کفن کے چرائی تو بالاجماع اسپر ہاتھ کاٹنا نہین آتا ہی یہ سراج وہاج مین ہی - اور اگر قبر کسی بیت مقفل مین ہو تو ہمارے مشایخ نے اختلاف کیا ہی اور اصح یہ ہی کہ ہاتھ نہین کاٹا جائیگا خواہ اُسنے کفن کھود کر قبر سے چرایا ہو یا کوئی دوسرا مال اس بیت سے چرایا ہو اور اسیطرح اگر تابوت سے جو قافلہ مین ہی کفن چورایا تو اصح یہ ہی کہ ہاتھ نہین کاٹا جائیگا یہ کافی مین ہی - اور اگر مشتری نے جو چیز بائع سے بشرط خیار بائع خریدی ہی مدت خیار کے اندر بائع سے چرالی تو اسپر ہاتھ کاٹنا نہین آتا ہی اور اگر کسی نے دوسرے کے واسطے کسی چیز کی وصیت کی پھر موصی کی موت سے پہلے اُسنے موصی کے پاس سے چرالی تو اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا اور اگر موصی کی موت کے بعد قبل اپنے قبول کے چرائی تو ہاتھ نہین کاٹا جائیگا یہ سراج وہاج مین ہی - اور اگر کسی نے مال غنائم مین سے یا بیت المال مین سے چرایا تو قطع نہین آتا ہی خواہ آزاد ہو یا غلام ہو یہ نہایہ مین ہی - اور ایسے مال کے چرانے مین بھی ہاتھ نہین کاٹا جائیگا جسمین چور کی شرکت ہی یہ تبیین مین ہی - اور اگر چور کا ہاتھ کسی متاع کی چوری مین کاٹا گیا اور یہ متاع اسکے مالک کو واپس دی گئی پھر چور نے دوبارہ اسکو چورالیا تو استحساناً ہمارے نزدیک ہاتھ نہین کاٹا جائیگا یہ مبسوط مین ہی - اور اسیطرح اگر چور کے پاس سے کسی دوسرے نے متاع سرقہ کو چرالیا تو چور اول کو اور مالک کو دونون مین سے کسی کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ دوسرے چور کا ہاتھ کاٹے یہ محیط سرخسی مین ہی - اصل ہمارے نزدیک یہ ہی کہ جبتک مال عین سرقہ مین کچھ تبدل نہین آیا ہی اور بحالہ اسکو دوبارہ چور نے چرایا تو ہمارے نزدیک دوبارہ اسکا ہاتھ نہین کاٹا جائیگا اور اگر اسکی عینیت مین دوبارہ تبدل ہو گیا ہو تو اُسکا ہاتھ کاٹا جائیگا مثلاً پہلے روئی چرائی کہ چور کا ہاتھ کاٹ کر مالک کو واپس دیگئی پھر جب اسکا سوت کات لیا گیا تو سوت کو دوبارہ چور نے چرایا یا سوت تھا کہ وہ بنکر کپڑا ہو گیا تو بالاجماع اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا یہ شرح طحاوی مین ہی - اور اگر سو درم چرا لئے پس اسکی وجہ سے چور کا ہاتھ کاٹا گیا اور دراہم مذکور اسکے مالک کو واپس دئے گئے پھر دوبارہ انھین درمون کو اُسنے چرایا تو اسکا ہاتھ نہین کاٹا جائیگا اور اگر انکو مع اور سو درم کے چرایا ہو تو اُسکا پاؤن کاٹا جائیگا خواہ یہ دونون بیکر ملے درمون کے باہم مخلوط ہون یا جدا جدا تمیز ہون یہ ظہیریہ مین ہی - اور اگر سونا یا چاندی چرائی اور چور کا ہاتھ اسکی وجہ سے کاٹا گیا اور مال مذکور اسکے مالک کو واپس کیا گیا پھر مالک نے اسکا برتن بنوایا یا برتن تھا کہ اسکے درم سکہ دار بنوائے پھر چور نے اسکو دوبارہ چرایا تو امام اعظم رح کے نزدیک ہاتھ نہین کاٹا جائیگا اور صاحبین نے فرمایا کہ ہاتھ کاٹا جائیگا یہ شرح طحاوی مین ہی - کفایۃ البیہقی مین مذکور ہی

کہ ایک کپڑا چرایا اور اسکو سلایا پھر اسکو رد کر دیا پھر اسمین نقصان آگیا پھر اسنے ناقص کو چرایا تو ہاتھ نہین کاٹا جائیگا یہ نہر الفائق مین ہی۔ اور اگر گاے چرائی کہ جسکے جرم مین (یعنے واپس دیے گئے[۱۲]) اسکا ہاتھ کاٹا گیا اور گاے (دوبارہ[۱۲]) مذکور اسکے مالک کو واپس دی گئی پھر مالک کے پاس وہ بچہ جنی پھر چور نے اسکا بچہ چرایا تو اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا اور اگر کسی مال عین کی چوری مین اسکا ہاتھ کاٹا گیا اور عین مذکور اسکے مالک کو واپس دیگئی اور مالک نے کسی کے ہاتھ فروخت کر دی پھر اسکو خرید لیا پھر دوبارہ چور نے اسکو چرایا تو امام محمد رح نے یہ مسئلہ کسی کتاب مین ذکر نہین فرمایا ہی اور مشائخ نے اسمین اختلاف کیا ہی چنانچہ ہمارے عراقی مشائخ فرماتے ہین کہ اسکا ہاتھ نہین کاٹا جائیگا اور مشائخ ماوراء النہر فرماتے ہین کہ ہاتھ کاٹا جائیگا یہ ظہیریہ مین ہی اور اسی طرح اگر مالک نے وہ چیز چور کے ہاتھ فروخت کر دی پھر اس سے خرید لی پھر دوبارہ چور نے اسکو چرایا تو بھی ایسا ہی حکم ہی یہ نہر الفائق مین ہی۔ ایک نے اپنے مال کی زکوۃ نکالی اور الگ کر کے رکھی تا کہ فقیرون کو بانٹ دے پھر اسکو کسی غنی یا فقیر (یعنے اجنبی[۱۲]) نے چرا لیا تو اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا اسواسطے کہ ہنوز وہ اسکی ملک مین باقی تھی اور یہی مختار ہی یہ غیاثیہ مین ہی۔ اور اگر کسی چور نے حربی مستامن کا مال چرا لیا تو اسکا ہاتھ نہین کاٹا جائیگا اور یہ ہمارے نزدیک بدلیل استحسان ہی اہل عدل کے کسی آدمی نے اہل بغی کے لشکر مین رات کے وقت غارت کی اور انمین سے کسی آدمی کا کچھ مال چرا لیا اور اسکو امام اہل عدل کے پاس لایا تو فرمایا کہ مین اسکا ہاتھ نہین کاٹونگا اسواسطے کہ اہل عدل کو روا ہی کہ جس طور سے انکو قدرت حاصل ہو اہل بغاوت کا مال لے لین اور اسکو رکھ چھوڑین یہان تک کہ باغی لوگ توبہ کرین یا مر جاوین پھر یہ مال انکے وارثون کو دیدیا جائیگا پس اسطرح چوری کرنے مین شبہہ ہوگیا کہ اسنے اسی طریق سے لے لیا ہو اور اسی طرح اگر باغیون مین سے کسی آدمی نے اہل حق و عدل کے لشکر مین غارت کر کے مال لے لیا تو اسکا ہاتھ بھی نہین کاٹا جائیگا اسواسطے کہ اہل بغاوت مال اہل عدل کا حلال جانتے ہین اور انکی تاویل اگرچہ فاسد ہی لیکن جب اسکے ساتھ منعہ کا انضمام کیا گیا تو وہ بمنزلہ تاویل صحیح کے ہوگئی اور اگر اہل عدل کے ملک مین سے کسی آدمی نے دوسرے کا مال چرا لیا حالانکہ چور اسکو کافر کہتا ہی اور اسکا مال لینا و خون بہانا روا رکھتا ہی تو مین اسکا ہاتھ کاٹونگا اسواسطے کہ تاویل یہان منعہ سے خالی ہی اور بدون منعہ کے تاویل کا کچھ اعتبار نہین ہی اسی واسطے اسکی ضمان ساقط نہین ہوتی ہی پس ایسا ہی ہاتھ کاٹنا بھی ساقط نہ ہوگا اور اسکی وجہ یہ ہی کہ وہ اہل عدل کے تحت مین ہی پس امام اہل عدل کو اسپر دسترس ہی کہ ہاتھ کاٹنے کی حد اسپر پوری جاری کر دے بخلاف اس شخص کے کہ جو اہل بغاوت کے لشکر مین ہی کہ اسپر امام اہل عدل کا ہاتھ نہین پہونچتا ہی یہ مبسوط مین ہی۔

فصل دوم

حرز اور حرز سے لینے کے بیان مین۔ حرز دو طرح کا ہوتا ہی ایک حرز کہ جسمین کوئی بات حفاظت کی خود موجود ہی جیسے بیوت و دور اور ایسے حرز کو حرز بمکان کہتے ہین اور یہی فسطاط و دو مکان و خیمون کا حکم ہی کہ یہ سب چیزین حرز ہوتی ہین اگرچہ انمین کوئی شخص حافظ نہ ہووے خواہ انمین سے چور نے ایسی حالت مین چرایا کہ اسکا دروازہ کھلا ہوا تھا یا دروازہ ہی نہ تھا اسواسطے کہ عمارت سے غرض احراز ہوتی ہی ولیکن واضح رہے کہ ہاتھ اسوقت تک نہین کاٹا جائیگا جبتک کہ باہر نہ نکال لاوے بخلاف احراز بحافظ کے کہ اگر حافظ ہو اور چور نے لے لی تو اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا خواہ وہ باہر لایا ہو یا نہ لایا ہو دوم حرز بحافظ جیسے کوئی شخص راستہ پر یا جنگل مین یا مسجد مین بیٹھا اور اپنے پاس اپنی متاع رکھ لی تو وہ اس متاع کا محرز ہی۔ اور یہ حکم اسوقت ہی کہ حافظ مذکور اس متاع سے قریب ہو اور اگر اس سے دور ہو تو وہ اسکا حفاظت کرنیوالا نہین ہی اور قریب اسکو کہتے ہین کہ اتنے فاصلہ پر ہو کہ اسکو دیکھتا اور حفاظت کر سکتا ہو اور اسمین کچھ فرق نہین ہی کہ

حافظ سوتا ہو یا جاگتا ہو اور متاع اُسکے نیچے ہو یا پاس رکھی ہو اور یہی صحیح ہے یہ سراج وہاج میں ہے۔ اور اگر اپنے متاع کو صحرا میں جمع کیا اور اپنے متاع پر نہیں سویا بلکہ قریب اُسکے سویا اور وہ چوری گئی تو چور کا ہاتھ کاٹا جائیگا بشرطیکہ ایسی جگہ سویا ہو کہ اُسکو دیکھتا اور اسکی حفاظت کر سکتا ہے یہ محیط سرخسی میں ہے۔ ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ ہر نوع کا حرز علیحدہ ہے پس جو حرز جسکے واسطے معتبر ہے اگر اسمین سے یہ چیز چرائی تو ہاتھ کاٹا جائیگا جیسے مثلاً دابہ کو اصطبل سے یا بکری کو حظیرہ سے چرا لیا تو چور کا ہاتھ کاٹا جائیگا اور اگر ان مقامون سے اُسنے درم یا دینار چرائے تو ہاتھ نہین کاٹا جائیگا اور فتاوے کرخی میں ہے کہ جو چیز ایک نوع کے واسطے حرز ہے وہ ہر نوع کے واسطے حرز ہے حتے کہ علماء نے خوشچہ بقال اور توصرہ بامی خرما کو درم و دینار و موتی کے واسطے حرز قرار دیا ہے اور فرمایا کہ یہی صحیح ہے یہ سراج وہاج میں ہے اور شمس الائمہ سرخسی نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہی مذہب ہے یہ ظہیریہ میں ہے۔ اور حرز بمکان میں احراز بحافظ کا اعتبار نہین ہے اور یہی صحیح ہے یہ ہدایہ میں ہے۔ اور اگر حمام میں سے رات کو چرایا تو ہاتھ کاٹا جائیگا اور اگر دن کو چرایا تو نہین اور یہ جو لوگون کی عادت حمام مین تھوڑی رات گئے تک جانے کی ہے اسقدر بمنزلہ دن کے ہے یہ اختیار شرح مختار مین ہے اور امام ابوحنیفہ رح سے روایت ہے کہ اگر حمام مین کسی کے نیچے سے کسی نے کپڑا چرا لیا تو اُسکا ہاتھ کاٹا جائیگا جیسے مسجد مین سے کسی کی متاع چرائی حالانکہ اُسکا مالک اسکے پاس موجود ہے تو ہاتھ کاٹا جاتا ہے اور صاحبین کے نزدیک ہاتھ نہین کاٹا جائیگا اور یہی ظاہر المذہب ہے اور اسی پر فتوے ہے یہ کافی مین ہے۔ اور اگر محرز بمکان ہے اور اُسکو اندر آنے کی اجازت دی گئی پھر اُسنے اجازت سے داخل ہو کر کوئی چیز چرائی تو اُسکا ہاتھ نہین کاٹا جائیگا اور اسکے حق مین یہ حرز نہ ہوگا اگرچہ وہان کوئی نگہبان ہو اور اگرچہ مالک متاع اُسپر سوتا ہو اور ان عمارات مین جو ایسی ہو کہ اسمین بلا اجازت جب چاہے داخل ہو سکتا ہو اور منع نہ کیا جاتا ہو تو یہ اور جنگل کا میدان یکسان ہے کہ نگہبان بٹھانے سے وہ محرز ہو جائیگا جیسے مسجد و راستہ کا حکم ہے یہ ایضاح مین ہے۔ اور اگر کسی نے گون کو پھاڑ کر اسمین سے کچھ چرا لیا یا صندوق مین ہاتھ ڈال کر مال لے لیا تو اُسکا ہاتھ کاٹا جائیگا یہ تبیین مین ہے اور اگر اونٹ کو راستہ سے مع اسکے بوجھ کے چرا لیا تو ہاتھ نہین کاٹا جائیگا خواہ اُسکا مالک اُسپر سوتا ہو یا نہو اسواسطے کہ یہ مال ظاہر غیر محرز ہے اور اسی طرح اگر جوال بعینہ چرا لی تو ہاتھ نہین کاٹا جائیگا اور اگر جوال کو چاک کر کے اسمین سے مال نکال لیا پس اگر اُسکا مالک وہان ہو تو ہاتھ کاٹا جائیگا ورنہ نہین اور اگر جوال زمین پر پڑی ہو ان پس جوال مع متاع کے چرا لین پس اگر اُسکا مالک وہان ہو اسطرح کہ اسکی حفاظت کر سکتا ہو تو اُسکا ہاتھ کاٹا جائیگا خواہ سوتا ہو یا جاگتا ہو یہ سراج وہاج مین ہے اور اگر کسی نے قطار مین سے اونٹ چرا لیا تو اُسکا ہاتھ نہین کاٹا جائیگا خواہ اسکے ساتھ قائد یا سائق ہو جو اسکو کھینچتا یا ہانکتا ہو یا نہو پس امام رح نے قطار کو سائق و قائد سے محرز نہین رکھا اگرچہ دونون اسکے حافظ ہون اسواسطے کہ مال بھی نگہبان سے محرز ہوتا ہے کہ جب اُسکا قصد حفظ کا ہو اور جب اُسکا قصد کوئی اور امر ہو اور حفاظت کرنا اسکی تبعیت مین حاصل ہوتا ہو تو ایسا نہین ہے حتے کہ اگر قطار کے ساتھ کوئی ایسا شخص بھی ہو جو محض نگہبانی کرتا ہو تو چور کا ہاتھ کاٹا جائیگا یہ ذخیرہ مین ہے۔ اور اگر چور نے حرز مین اُسکو لے لیا اور بنوز باہر نہیں لایا خواہ اسکو لاد لیا ہو یا نہین تو اُسکا ہاتھ نہین کاٹا جائیگا اور اگر اُسنے حرز مین سے باہر پھینک دیا جہان اُسکا ایک ساتھی ہے پس ساتھی نے اُسکو لے لیا تو دونون مین سے کسی پر ہاتھ کاٹنا نہین آتا ہے اور اگر اُسنے دیوار کے پیچھے سے اپنے ساتھی کو دیدی اور خود اس چیز کے ساتھ نہین نکلا تو امام اعظم رح نے فرمایا کہ ان دونون مین سے کسی پر ہاتھ کاٹنا نہین آتا ہے اور صاحبین نے فرمایا کہ جو اندر رہا ہے اُسکا ہاتھ کاٹا جائیگا اور باہر والے کا

ہاتھ نہین کاٹا جائیگا بشرطیکہ اُسنے اندر ہاتھ نہ ڈالا ہو۔اور اگر باہر والے نے اپنا ہاتھ حرزمین داخل کرکے اندر والے سے یہ چیز لے لی تو امام اعظم رح کے قول مین ان (حرزمین) دونون مین سے کسی پر ہاتھ کاٹنا نہین آتا ہی اور امام ابو یوسف نے فرمایا کہ دونون کا ہاتھ کاٹا جائیگا یہ فتاوے کرخی مین ہی۔اور اگر اندر والے نے مال کو سیند کے منہ پر رکھدیا پھر باہر نکل کر اسکو لے لیا تو اسکو امام محمد رح نے ذکر نہین فرمایا اور صحیح یہ ہی کہ ہاتھ نہین کاٹا جائیگا اور اگر دار مین کوئی نہر جاری ہو اور چور نے متاع کو لیکر نہر مین ڈال دیا پھر وہان سے نکلکر اسکو لے لیا پس اگر متاع مذکور خود پانی کے زور سے باہر نکل آئی تو اسکا ہاتھ نہین کاٹا جائیگا اور اگر اُسنے پانی کو حرکت دی جس سے وہ متاع باہر آگئی تو اُسکا ہاتھ کاٹا جائیگا اسکو امام تمرتاشی نے ذکر کیا ہی ولیکن مبسوط مین ہی کہ اگر خود پانی کے زور سے بھی نکل آئی ہو تو اصح یہ ہی کہ اُسکا ہاتھ کاٹا جائیگا یہ نہایہ مین ہی۔اور اگر چور نے اندر سے اُسکو راستہ مین پھینکدیا پھر نکل کر اسکو لے لیا تو اسمین دو صورتین ہین ایک یہ کہ اُسکو ایسی جگہ پھینکا کہ اسکو دیکھتا ہی پھر نکل کر اسکو لے لیا تو ہاتھ کاٹا جائیگا اور اگر ایسی جگہ پھینکدیا کہ اسکو دیکھتا نہین ہی تو اسپر ہاتھ کاٹا جانا نہین لازم (یعنے وہ بیشک سکتا ہو) آتا ہی اگرچہ نکل کر اُسکو لے لیا ہو اور اگر اسکو گدھے پر لاد کر ہانک کر باہر نکال لایا تو ہاتھ کاٹا جائیگا یہ سراج وہاج مین ہی۔اور اگر مال چرایا اور اسکو دار سے باہر نہین نکالا ہی تو اُسکا ہاتھ نہین کاٹا جائیگا اور یہ حکم اسوقت ہی کہ دار چھوٹا ہو کہ اہل بیوت اُسکے صحن سے بے پروا نہ ہون یعنی صحن سے انتفاع کے حاجتمند ہون۔اور اگر دار کبیر ہو کہ اسمین مقاصیر ہون یعنی حجرے و منازل ہون اور ہر مقصورہ مین رہنے والے ہون اور اہل منازل اس دار کبیر کے صحن سے بے پروا ہون کہ اس سے انتفاع حاصل نہ کرتے ہون ہان اسی قدر انتفاع حاصل کرتے ہون جیسے کوچہ سے نفع اُٹھاتے ہین پھر مقصورہ مین سے چرا کر صحن دار مین لایا تو اُسکا ہاتھ کاٹا جائیگا اور اگر بعض مقصورہ کے رہنے والے نے دوسرے مقصورہ کی کوئی چیز چرائی تو اُسکا ہاتھ کاٹا جائیگا یہ کافی مین ہی۔اور اگر بیت مین نقب لگایا پھر نکلا اور کوئی چیز نہین لی پھر دوسری رات مین آیا اور داخل ہوکر کوئی چیز چرا لایا پس اگر مالک بیت کو نقب کا علم ہو گیا مگر اُسنے اسکو بند نہین کیا یا نقب مذکور ظاہر ہو کر رات کو چوکیدار و راہرو اُسکو دیکھتے ہون پھر وہ ایسی ہی پڑی رہی تو اس چور پر ہاتھ کاٹا جانا نہین لازم آتا ہی ورنہ اُسکا ہاتھ کاٹا جائیگا یہ سراج وہاج مین ہی۔چور ایک گدھے کو لیکر ایک مکان مین داخل ہوا اور کپڑے جمع کرکے گدھے پر لاد کر منزل سے باہر آیا اور اپنے گھر چلا گیا پھر اسکے بعد گدھا وہان سے نکل کر اُسکے گھر کو آیا تو اُسکا ہاتھ نہین کاٹا جائیگا اور اسی طرح اگر کسی کبوتر وغیرہ کے پانون وغیرہ مین کوئی چیز باندھدی اور چھوڑدیا پس طائر مذکور اسکے گھر مین چلا آیا اور اُسنے اس طایر سے وہ چیز کھول لی تو بھی یہی حکم ہی یہ سراجیہ مین ہی اور اگر چور نے حرزمین سے مال چرا لیا پھر دوسرا اس حرزمین داخل ہوا اور چور کو مع مال کے اپنے اوپر لاد کر باہر نکال لایا تو خاصتہً جسکو لاد لایا ہی اُسی کا ہاتھ کاٹا جائیگا اور اگر چور نے نصاب دو دفعہ یا زیادہ مین نکالا پس اگر ان دفعات کے درمیان مین مالک کو اطلاع ہوگئی کہ اسنے نقب کو درست کردیا اور دروازہ بند کردیا تو دوسری بار نکالنا دوسری چوری ہی اور ہاتھ نہین کاٹا جائیگا درصورتیکہ ہر بار جو کچھ نکالا ہی وہ مقدار نصاب سے کم ہو اور اگر بیچ مین اطلاع مالک وغیرہ واقع نہ ہوئی ہو تو ہاتھ کاٹا جائیگا یہ سراج وہاج مین ہی۔ایک نے چھت پر سے بقدر نصاب کے چرایا تو اُسکا ہاتھ کاٹا جائیگا۔ایک نے (یعنے اطلاع واصلاح النقب) بدون اجازت مالک کے دیوار کو پھوڑا پھر وہ غائب ہو گیا پھر ایک چور اس راہ سے بیت مین داخل ہوا اور کچھ چرایا تو مختار یہ ہی کہ جو کچھ چور نے چرایا ہی نقب لگانے والا اُسکا ضامن نہ ہوگا۔

یہ خلاصہ میں ہے۔ اور اگر ایسا کپڑا چرا لیا جو کوچہ میں بچھایا گیا ہے تو اُسکا ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا اور اگر خص میں بچھا ہوا جو کہ
کوچہ کی جانب ہے چرا لیا تو بھی یہی حکم ہے اور اگر دیوار بجانب [یعنے دری وغیرہ۱۲] دار یا خص بجانب سطح پر بچھایا ہوا چرا لیا تو ہاتھ کاٹا
جائیگا یہ ظہیریہ میں ہے۔ اور چور نے بیت کو نقب لگا کر اسمین ہاتھ ڈال کر کوئی چیز لے لی تو ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا اور
یہ امام اعظم و امام محمد رحمہ کے نزدیک ہے اور بعضے ہمارے اصحاب نے فرمایا کہ یہ مسئلہ ایسے بیت کبیر پر محمول ہے جسمین نقب سے
داخل ہونا ممکن ہے اور اگر بیت اسقدر چھوٹا ہو کہ نقب سے اسمین داخل نہ ہوسکے پس اسمین ہاتھ ڈالکر مال لے لیا تو
بالاجماع ہاتھ کاٹا جائیگا اور اگر صراف کے صندوق میں یا دوسرے کی آستین میں ہاتھ ڈال کر مال لے لیا تو اُسکا ہاتھ
کاٹا جائیگا یہ سراج وہاج میں ہے۔ چند لوگ ایک سرای میں یا ایک بیت میں اُترے پھر انمین کسی نے دوسرے کا مال
چرا لیا اور مالک مال اُسکی حفاظت کرتا تھا یا اُسکے سر کے نیچے تھی تو اُسکا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا یہ سراجیہ میں ہے۔ اور اگر آستین کے
باہر درمون کی تھیلی لٹکتی ہوئی کو کاٹ کر درم لے لیے تو اسکا ہاتھ کاٹا نہ جائیگا اور اگر آستین میں ہاتھ ڈال کر تھیلی کو
چاک کرکے درم لے لیے تو ہاتھ کاٹا جائیگا اور اگر بندش کو کھول کر لیے تو اول صورت میں ہاتھ کاٹا جائیگا اور دوسری
صورت میں نہیں کاٹا جائیگا یہ کافی میں ہے۔ منتقے [یعنے بند جانی۱۲] میں حسن کی روایت سے امام اعظم رحمہ سے مذکور ہے کہ امام رحمہ نے
نشاش کے حق میں فرمایا اور نشاش اس شخص کو کہتے ہیں جو دروازہ کی غلق کے واسطے ایسی چیزیں اپنے پاس
رکھتا ہے کہ جس سے اُسکو کھول لے کہ اگر نشاش نے دن میں دروازہ بند کھول لیا اور دار و بیت میں کوئی نہیں
ہے اور متاع لے لی تو اُسکا ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا اور اگر دار یا بیت میں کوئی اہل دار و بیت میں سے ہو اور نشاش
نے متاع اسمین سے لے لی حالانکہ وہ نہیں جانتا ہے تو ہاتھ کاٹا جائیگا اور اسیطرح اگر نشاش نے بازار کا کوئی
دروازہ کھولا تو بھی اُسکا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا اور نقاف کا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا اور نقاف وہ ہے جسکو درم پرکھنے کو
دیے جاتے ہیں پس وہ اسمین سے لے لیتا ہے اور مالک کو علم نہیں ہوتا ہے اور حاوی میں لکھا ہے کہ اگر دار کا دروازہ
بھڑا ہوا ہو اور مغلق نہو یعنے تالا نہ دیا ہو پھر چور اسمین خفیہ داخل ہوا اور خفیہ اسباب لے لیا تو اُسکا ہاتھ کاٹا جائیگا اور اگر
دروازۂ دار کھلا ہوا ہو پس وہ دن میں داخل ہوا اور چرا لیا تو ہاتھ نہ کاٹا جائیگا اور اگر رات میں دروازۂ دار
سے داخل ہوا اور دروازہ مقفل نہ تھا بھڑا ہوا تھا اور اُسوقت داخل ہوا کہ لوگ عشا کی نماز پڑھ چکے تھے اور
خفیہ یا مکابرہ کے ساتھ مال لے لیا اور اُسکے ساتھ ہتھیار ہے یا نہیں ہے اور مالک مکان اُس سے آگاہ ہوا یا آگاہ
نہوا تو اُسکا ہاتھ کاٹا جائیگا۔ اور اگر کوئی لص کسی کے دار میں شام و عشا کے درمیان داخل ہوا اور لوگ ہنوز آتے
آتے جاتے ہیں تو یہ وقت بمنزلہ دن کے ہے۔ اور اگر مالک دار کو چور [چور۱۲] کا آنا معلوم ہوا اور چور نہیں جانتا ہے کہ مالک مکان
اسمین ہے یا چور جانتا ہے کہ مالک مکان ہے اور مالک مکان اُسکے آنے سے آگاہ نہوا تو چور کا ہاتھ کاٹا جائیگا اور اگر
دونوں کو علم ہے تو ہاتھ نہ کاٹا جائیگا اور اگر دونوں نہ جانتے ہوں تو بھی ہاتھ کاٹا جائیگا اور اگر رات میں کسی سے
مکابرہ کیا حتے کہ اُسکا مال لے لیا تو اُسکا ہاتھ کاٹا جائیگا اور اگر دن میں اُس سے مکابرہ کیا اور خفیہ اسکے گھر میں
سیندھ لگا کر اسکی متاع کو زبردستی سے لیا تو ہاتھ نہ کاٹا جائیگا اور قیاس چاہتا ہے کہ دونوں صورتوں میں نہ کاٹا جاوے
لیکن ہمنے اول صورت میں استحسان کو لیا اور کہا کہ ہاتھ کاٹنا واجب ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر حرز میں سے ایک بکری
نکال لایا اور دوسری اُسکے پیچھے چلی آئی اور پہلی بکری نصاب نہ تھی تو چور پر ہاتھ کاٹنا نہیں آویگا یہ سراج وہاج

مین ہی۔ اور اگر چراگاہ سے کوئی بکری یا گائے یا اونٹ چرالیا تو اُسکا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا ایسا ہی امام محمد رح نے ذکر فرمایا ہی اور شیخ الاسلام نے فرمایا کہ الا اسصورت مین ہاتھ کاٹا جائیگا کہ انکے ساتھ کوئی چرواہا نگاہبان ہوا ور بقالی مین مذکور ہی کہ چراگاہ سے مویشی چرانے مین ہاتھ کاٹنا نہین آتا ہی اگرچہ اُنکے ساتھ چرواہا ہوا سواسطے کہ چرواہا چرانے کے واسطے مقرر ہوتا ہی نہ حفاظت کے واسطے پس وہ چرواہے کے ہونے سے حرز مین نہ ہونگے اور اگر سوائے چرواہے کے انکے ساتھ کوئی اور نگہبان ہو تو ہاتھ کاٹنا واجب ہوگا اور اسی پر فتوے ہی اور اگر بکریان کسی گھر مین رات کو آکر رہا کرتی ہون جو انھین کے واسطے بنایا گیا ہی اور اِس گھر کا دروازہ مقفل ہوتا ہی پس چور نے دربند کو توڑکر داخل ہوکر کوئی بکری چرالی تو اُسکا ہاتھ کاٹا جائیگا اور بقالی مین لکھا ہی کہ اگر دروازہ بھڑا ہو تو غلق کا اعتبار ضروری نہین ہی الا آنکہ یہ گھر جنگل مین اکیلا ہو یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر پتھرون یا کانٹون کا حظیرہ بنالیا اور اسمین بکریان جمع کین اور وہ خود انھین کے پاس سوتا ہی تو انکے چور کا ہاتھ کاٹا جائیگا امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر بکریون کو غیر حظیرہ مین جمع کیا اور نیز کوئی نگہبان ہی یا نہین ہی حالانکہ وہ انکو ایک مقام پر جمع کر چکا ہی تو پھر انکے چرانے والے کو سزاے حد یعنی ہاتھ کاٹنے کی دیجائیگی یہ حاوی مین ہی۔ اور عامہ مشائخ کے نزدیک اگر اُسنے بکریون کو ایسے مقام پر جمع کیا جو اُسنے انکی حفاظت کے واسطے مقرر و مہیا کیا ہی پھر انمین سے چور نے چرایا تو اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا خواہ انکے ساتھ نگہبان ہو یا نہو یہ محیط مین ہی۔ اور یہی صحیح ہی یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر کسی نے اپنے ماں و باپ سے اگرچہ کتنے ہی اونچے درجے کے ہون یا فرزند سے اگرچہ کتنے ہی نیچے درجے کے ہون یا ذی رحم محرم سے مثل بھائی و بہن و چچا و ماموں و پھوپھی و خالہ کے کوئی چیز چرالی تو اُسکا نہ کاٹا جائیگا اور اگر اُسنے اپنے ذی رحم محرم کے گھر سے غیر کی متاع چرالی تو ہاتھ نہین کاٹا جائیگا اور اگر غیر کے گھر سے اپنے ذی رحم محرم کا مال چرایا تو ہاتھ کاٹا جائیگا یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اگر رضاعی ماں یا بہن کی کوئی چیز اسکے پاس سے چرائی تو ہاتھ کاٹا جائیگا یہ کافی مین ہی۔ اور اگر جورو و مرد مین سے کسی نے دوسرے کا مال چرالیا تو اُسکا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا اور اسیطرح اگر جورو و مرد مین سے ایک نے دوسرے کی حرز خاص سے جسمین دونون رہتے نہین ہین کوئی چیز چرائی تو بھی یہی حکم ہی یہ غایۃ البیان مین ہی۔ اور اگر جورو نے اپنے شوہر سے یا شوہر نے اپنی جورو سے مال چرالیا پھر اس جورو کو طلاق دیدی اور ہنوز اُس سے دخول نہین کیا تھا پس وہ بغیر عدت کے بائنہ ہوگئی تو بھی دونون مین سے کسی کا ہاتھ نہین کاٹا جائیگا۔ اور اگر اپنی مبتوتہ یا مختلعہ سے یعنے جسکو طلاق قطعی بائنہ دیچکا ہی یا جسکو خلع دیچکا ہی کوئی مال چرالیا پس اگر وہ عدت مین ہو تو اسکا ہاتھ نہین کاٹا جائیگا خواہ ایک طلاق دی ہو یا دو طلاق یا تین طلاق اور اسیطرح اگر عورت نے طلاق دینے والے شوہر کے گھر سے چرایا اور یہ عدت مین ہی تو عورت کا بھی ہاتھ نہین کاٹا جائیگا یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور اگر چوری کر لینے کے بعد جورو کو طلاق بائن دیدی اور اُسکی عدت گذر گئی پھر چوری کا مقدمہ قاضی کے حضور مین پیش ہوا تو اُسکا ہاتھ نہین کاٹا جائیگا یہ تبیین مین ہی۔ اور اگر مرد نے کسی اجنبیہ عورت سے اُسکا مال چرالیا یا عورت نے کسی اجنبی مرد سے اُسکا مال چرالیا پھر ہنوز قاضی کے حضور مین یا امام المسلمین کے حضور مین مرافعہ نہین ہوا تھا کہ دونون نے باہم نکاح کرلیا پھر اس مقدمہ کا مرافعہ ہوا اور چور نے اقرار کیا تو قاضی اُسکا ہاتھ نہین کاٹیگا یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر قاضی نے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیدیا مگر ہنوز جاری نہوا تھا کہ دونون نے یعنی مرد و عورت نے باہم نکاح کرلیا تو امام اعظم و امام محمد رح کے نزدیک چور کا ہاتھ نہین کاٹا جائیگا یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور اگر ایسی جورو سے چرایا جو اسپر اسوجہ سے حرام ہوگئی ہی کہ اُسنے

اسکی مان یا بیٹی کا بوسہ لے لیا تو اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر صہر یا ختن کے یہان سے چرایا تو امام اعظمؒ کے نزدیک ہاتھ نہین کاٹا جائیگا۔ اور صاحبین کے نزدیک ہاتھ کاٹا جائیگا۔ اور یہ اختلاف ایسی صورت مین ہی کہ گھر داماد کا ہوا اور اگر گھر اسکی دختر کا ہو تو بالاتفاق ہاتھ نہین کاٹا جائیگا اسی طرح اگر صہر کا مال چرایا مگر اپنی زوجہ کے یہان سے چرایا تو بالاتفاق ہاتھ نہین کاٹا جائیگا یہ جوہرہ نیرہ مین ہی۔ ختن وہ مرد رشتہ دار ہی جو اسکی ذات رحم محرم عورت کا شوہر ہو جیسے دختر کا شوہر یا سگی بہن کا شوہر وغیرہ اور ختن کے ہر ذات رحم محرم کا۔ اور صہر وہ ہی جو اسپر بمصاہرہ حرام ہو جیسے جورو کی مان و اسکی بیٹی یا جیسے باپ کی جورو اور انکی اولاد سے ہر ذی رحم محرم بھی صہر ہین یہ محیط مین ہی۔ اور اگر غلام نے اپنے مالک کا مال چرایا تو اسکا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا اور اسیطرح اگر مولے کے باپ یا مان[یعنے سوتیلی مان ۱۲] یا کسی ذی رحم محرم کا مال چرایا تو بھی یہی حکم ہی اور نیز اگر مولی کی جورو کا مال چرایا تو بھی ہاتھ نہ کاٹا جائیگا اور جن لوگون کا مال چرانے سے مولے کا ہاتھ نہین کاٹا جاتا ہی مولے کے غلام کا ہاتھ بھی انکے مال چرانے سے نہ کاٹا جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور غلام خواہ محض غلام ہو یا مدبر یا مکاتب یا ماذون یا ام ولد ہو کہ اُسنے اپنے مولے کا مال چرایا سب کا حکم یکسان ہی یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور اسی طرح اگر مولے نے اپنے مکاتب یا غلام ماذون سے مال چرایا تو اسکا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا اور محض غلام سے چرانے مین مولے کا ہاتھ کاٹا جانا اسواسطے کہ وہ بمنزلہ مستودع کے ہی یعنے اُسکے پاس امانت رکھی ہوئی ہی اور جو شخص ودیعت رکھنے والے کے پاس سے چراتا ہی اسکا ہاتھ کاٹا جاتا ہی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر مہمان نے میزبان کے یہان سے کچھ چرایا تو اسپر ہاتھ کاٹا جانا نہین آتا ہی یہ ہدایہ مین ہی۔ اور اگر ایک قوم کا ایک خادم ہوا اور اُسنے اُنکی متاع چرالی تو اسپر ہاتھ کاٹنا نہین آتا ہی اور اگر اجیر نے کسی ایسی جگہ سے جہان جانے کی اسکو اجازت دیگئی تھی کوئی چیز چرالی تو اُسپر بھی ہاتھ کاٹنا نہین آتا ہی اور اگر کسی نے اپنا گھر دوسرے کو اجارہ پر دیا پھر دینے والے اور لینے والے دونون مین سے کسی نے دوسرے کا کچھ مال چرالیا اور ہر ایک علیحدہ منزل مین ہی تو امام اعظمؒ کے نزدیک ایمین سے چور کا ہاتھ کاٹا جائیگا اور صاحبینؒ کے نزدیک[یعنے نفاذ سے کم نہین ۱۲] اگر موجر نے مستاجر سے چرالیا تو ہاتھ نہ کاٹا جائیگا اور اگر مستاجر نے موجر سے چرالیا اور حال یہ ہی کہ بیت منفرد مین ہین تو بالاجماع مستاجر[کرایہ لینے والا ۱۲] کا ہاتھ کاٹا جائیگا یہ سراج وہاج مین ہی۔

فصل سوم کیفیت قطع و اُسکے اثبات کے بیان مین - قال المترجم یعنی اس فصل مین اول یہ بیان ہی کہ ہاتھ کیونکر کاٹا جاتا ہی چنانچہ فرمایا کہ چور کا داہنا ہاتھ گٹے کے جوڑ سے کاٹ کر الگ کردیا جاوے اور تیل مین تل دیا جاوے اور تیل کے دام اور حسم کرانا یعنے تیل تل کر خون بند کرنا یہ ہمارے نزدیک چور پر لازم ہی یہ بحر الرائق مین ہی۔ اور اگر اُسنے دوبارہ چرایا تو اسکا بایان پانون کاٹا جائیگا اور اگر اُسنے تیسری بار چرایا تو باقی ہاتھ پانون کوئی نہین کاٹا جائیگا مگر وہ برابر قید خانہ مین رکھا جائیگا یہان تک کہ توبہ کرے اور یہ استحسان ہی اور اسکو تعزیر بھی دیجائیگی اسکو مشائخ نے ذکر فرمایا ہی یہ ہدایہ مین ہی۔ اور امام المسلمین کو روا ہی کہ براہ سیاست اسکو قتل کر دے اسواسطے کہ وہ زمین مین فساد کرتا پھرتا ہی یہ سراجیہ مین ہی۔ اور اگر چور کا بایان ہاتھ شل ہو یا کٹا ہوا ہو یا داہنا پانون کٹا ہوا ہو تو سزا اسے چوری مین داہنا ہاتھ یا بایان پانون نہ کاٹا جائیگا اور اگر اسکا بایان پانون شل ہو تو بھی یہی حکم ہی اور اسی طرح اگر اسکا انگوٹھا کٹا ہوا یا شل ہو اور اسمین کی دو انگلیان سوائے انگوٹھے کے ایسی ہون تو بھی یہی حکم ہی اور اگر انگوٹھے کے سوائے ایک ہی انگلی ایسی ہو تو ہاتھ کاٹا جائیگا یہ ہدایہ مین ہی۔ اور اگر اسکا داہنا ہاتھ شل ہو یا اسمین انگلیان کم و ناقص ہون تو ظاہر الروایۃ کے موافق ہاتھ کاٹا جائیگا یہ تبیین مین ہی۔ اور اگر چور کے ایک ہی معصم مین دو ہتھیلیان ہون تو بعض نے

فرمایا کہ دونون کاٹی جاوینگی اور بعض نے کہا کہ اگر اصلی ہتھیلی متمیز ہو اور اُسی کے کاٹنے پر اقتصار ممکن ہو تو زائدہ نہ کاٹی جاوے اور اگر یہ ممکن نہو تو دونون کاٹی جاوینگی اور یہی مختار ہی اور اگر وہ ان دونون مین سے ایک ہی سے گرفت کرتا ہو تو جس سے گرفت کرتا ہی وہی کاٹی جاویگی یہ جوہرہ نیرہ مین ہی۔ اور اگر اُسکا داہنا پانون ایسا ہو کہ اسکی انگلیان کٹی ہوئی ہون پس اگر اس پانون پر کھڑا ہو سکتا ہو اور چل سکتا ہو تو اُسکا ہاتھ کاٹا جائیگا اور اگر اس پانون کے بل چل نہین سکتا ہی تو ہاتھ نہ کاٹا جائیگا یہ مبسوط مین ہی جسپر چوری کی وجہ سے قطع واجب ہوا اور ہنوز اُسکا ہاتھ نہین کاٹا گیا تھا کہ کسی شخص نے اُسکا داہنا ہاتھ کاٹ ڈالا پس اگر قبل خصومت کے ایسا ہوا تو اُسکے ہاتھ کاٹنے والے پر عمداً کاٹنے کی صورت مین قصاص ہی اور خطا کی صورت مین ارش واجب ہی اور چور کا چوری مین بایان پانون کاٹا جائیگا اور اگر بعد خصومت کے قبل حکم قضا کے ایسا ہوا تو بھی یہی حکم ہی لیکن اتنا فرق ہوگا کہ چوری مین چور کا بایان پانون نہ کاٹا جائیگا اور اگر بعد حکم قضا کے ایسا ہوا تو کاٹنے والے پر ضمان واجب نہ ہوگی اور اُسکا کاٹنا چوری مین کاٹے جانے کا نائب ہو جائیگا حتے کہ چور نے جو مال سرقہ مین سے تلف کر دیا ہو اسپر اُسکی ضمان واجب نہ ہوگی یہ شرح طحاوی مین ہی۔ اور اگر کسی اجنبی نے داہنا ہاتھ نہین بلکہ بایان ہاتھ کاٹا تو چوری کی وجہ سے اُسکا داہنا ہاتھ نہین کاٹا جائیگا تا کہ جنس منفعت گرفت کا بالکل فوت کر دینا لازم نہ آوے اور اگر اُسکا بایان ہاتھ بھی نہ کاٹا گیا بلکہ داہنا پانون کاٹا گیا تو چوری کی وجہ سے جو قطع اسپر واجب تھا وہ ساقط ہو گیا اور اگر اُسکا داہنا پانون بھی نہ کاٹا گیا بلکہ بایان پانون کاٹا گیا ہو تو چوری کی وجہ سے اُسکا داہنا ہاتھ کاٹا جائیگا یہ محیط مین ہی۔ اگر حاکم نے جلاد سے کہا کہ اس مرد کا داہنا ہاتھ کاٹ دے بجرم سرقہ جسکا یہ مرتکب ہوا ہی پس جلاد نے عمداً اُسکا بایان ہاتھ کاٹ دیا تو امام اعظم رح کے نزدیک جلاد پر کچھ واجب نہوگا ولیکن اسکو بطور تادیب کچھ سزا دیجائیگی یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اسمین اشارہ ہی کہ اسصورت مین اختلاف ہی اور یہ اختلاف ایسی صورت مین ہی کہ جلاد نے عمداً اسکا بایان ہاتھ کاٹا ہو اور اگر خطا سے اُسنے ایسا کیا تو بالاجماع وہ ضامن نہ ہوگا خواہ جلاد نے اپنے اجتہاد مین خطا کی باین طور کہ اُسنے اجتہاد کیا کہ نص قرآنی مین مطلق ہاتھ مذکور ہی خواہ داہنا ہو یا بایان ہو پس اُسنے بایان ہاتھ کاٹ دیا خواہ اُس سے شناخت مین خطا ہوئی کہ اسنے بایان ہاتھ کاٹ دیا (دایان بایان کی شناخت مین ۱۲) اور یہی صحیح ہی یہ مصفے مین ہی۔ اور اگر حاکم نے یون کہا کہ اسکا ہاتھ کاٹ دے پس اُسنے بایان ہاتھ کاٹ دیا تو بالاتفاق ضامن نہ ہوگا اور اگر چور نے اپنا بایان ہاتھ پیش کیا اور کہا کہ یہ میرا داہنا ہاتھ ہی پس جلاد نے اسکو کاٹ دیا تو ضامن نہ ہوگا اگرچہ جانتا ہو کہ یہ اسکا بایان ہاتھ ہی اور یہ حکم بالاتفاق ہی کذا فی فتح القدیر اور اگر جلاد کے سوائے دوسرے نے اسکا بایان ہاتھ کاٹ دیا تو بھی ضامن نہ ہوگا اور یہی اصح ہی یہ ہدایہ مین ہی۔ اور اگر چور کا ہاتھ کاٹے جانے کا حکم ہو گیا پھر کسی نے اُسکا داہنا ہاتھ بدون اجازت امام المسلمین کے کاٹ دیا تو اسپر کچھ نہین ہی ولیکن امام اسکو اس فعل پر تادیب کریگا یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر جلاد نے اُسکا داہنا پانون کاٹ دیا تو جلاد اس پانون کی دیت کا ضامن ہوگا اور چور مال سرقہ کا ضامن ہوگا اور اگر جلاد نے چور کا بایان پانون کاٹا تو جلاد اس پانون کی دیت کا ضامن ہوگا اور چور کا داہنا ہاتھ کاٹا جائیگا اور اگر جلاد نے اُسکے دونون ہاتھ کاٹے تو اُسکا داہنا ہاتھ چوری کے سبب سے کٹا ہوا قرار دیا جائیگا اور بائین ہاتھ کا جلاد ضامن ہوگا کہ اسکی دیت چور کو ادا کریگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر جلاد نے دونون ہاتھ اور دونون پانون کاٹ دیے تو چور کے واسطے جلاد اسکے بائین ہاتھ اور دونون پانون کا ضامن ہوگا اور اگر چور کا

داہنا ہاتھ معدوم ہو تو اُسکا بایان پانون کاٹا جائیگا یہ فتاوے عتابیہ مین ہی اور اگر چوری کے گواہون سے چور پر سزای قطع کا
حکم دیدیا گیا پھر چھوٹ بھاگا یا ہنوز حکم نہین دیا گیا تھا کہ وہ چھوٹ بھاگا پھر زمانہ کے بعد پکڑا گیا تو اُسکا ہاتھ نہین کاٹا
جائیگا اور اگر کوتوال وغیرہ اُسکے پیچھے دوڑ کر اُسی وقت اُسکو پکڑ لائے تو اُسکا ہاتھ کاٹا جائیگا یہ مبسوط مین ہی-
اور اگر چور نے دو شخصون سے چرایا ہو تو ایک کی غیبت مین چور کا ہاتھ کاٹا جائیگا یہ عتابیہ مین ہی- اگر کسی چور نے
جوزجانیات سے چرایا اور مرافعہ قاضی بلخ کے حضور مین ہوا تو قاضی مذکور کو بعد ثبوت کے اسکے ہاتھ کاٹنے کا اختیار
ہی اور اگر جوزجانیات پر باغیون مین سے کوئی شخص براہ بغاوت بدون تقلید از جانب والی خراسان کے غالب ہوا
تو قاضی بلخ کو جوزجانیات کے چور پر حد سرقہ قائم کرنے کا اختیار نہ ہوگا اور یہ نظیر اُسکی ہی کہ خوارزم مین سے کسی نے
چرایا اور قاضی بخارا کے پاس مرافعہ کیا گیا یہ محیط مین ہی- اور اگر سرقہ سخت سردی مین ثابت ہوا کہ اس حالت مین
اُسکے ہاتھ کاٹنے سے اسکی موت کا خوف ہی تو قید رکھا جاوے یہان تک کہ سختی سردی یا گرمی کی فرو ہو جاوے اور
اگر اسقدر شدت نہو کہ کاٹے جانے سے چور کی موت کا خوف ہو تو تاخیر نہ کیجائیگی بلکہ قطع کر دیا جائیگا اور اگر سردی یا
گرمی مین کمی آنے تک قید رکھا گیا پھر وہ قیدخانہ مین مرگیا تو مال مسروقہ کی ضمانت اس چور کے ترکہ مین واجب
ہوگی یہ مبسوط مین ہی- اور چور کا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا تا آنکہ جس سے چرایا ہی وہ حاضر ہو اور سرقہ کا مطالبہ کرے اور
امام ابو یوسف فرماتے ہین کہ مین حد مین کاٹ دونگا اور صحیح وہی ہی جو ظاہر الروایہ ہی یہ زاد الفقہاء مین ہی- اور ہمارے
نزدیک چوری کا گواہی سے ثابت ہونا یا خود چور کے اقرار سے ثابت ہونا دونون یکسان ہین کچھ فرق نہین ہی اور
اسی طرح اگر وقت قطع کے غائب ہو گیا تو بھی ہمارے نزدیک یہی حکم ہی یہ ہدایہ مین ہی- اور مستودع یعنی ودیعت
رکھنے والے سے اگر مال ودیعت چرا لیا یا غاصب سے (یعنے جسکا مال چرایا ہی ۱۲) مال مغصوب چرا لیا یا صاحب ربو سے (کہ اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا) مال ربو یا مستعیر سے مال مستعار
یا متاجر سے مال اجارہ یا مضارب سے مال مضاربت یا مستبضع سے مال بضاعت یا جسنے خریدنے کے واسطے کسی چیز
پر قبضہ کر لیا اس سے یہ چیز یا مرتہن سے مال مرہون چرا لیا تو ان مین سے ہر ایک کو اختیار ہی کہ چور کا ہاتھ کٹوا دے
اور نیز ہر ایسا شخص جسکے ہاتھ مین دوسرے کی چیز حفاظت کے واسطے ہی جیسے باپ یا وصی وغیرہ اسکو اختیار ہی کہ
چور اگر اس سے چرا وے تو چور کا ہاتھ کٹوا دے اور نیز حد سرقہ جب بھی جاری کیجاویگی کہ جب ان لوگون سے چرا لینے
(یعنے جو حکم شرع لازم آوے وہ حاکم جاری کرا دے ۱۲)
کی صورت مین مال مسروقہ کے اصل مالک نے نالش کی لیکن راہن کی خصومت سے جبھی حد سرقہ چور پر جاری کیجائیگی
جب بعد ادا ے قرضہ کے مال مرہون قائم ہو یہ کافی مین ہی- اور اگر کسی مال مسروقہ کے سرقہ مین چور کا ہاتھ کاٹا گیا پھر
دوسرے چور نے اس چور سے یہ چیز چرا لی تو اول چور کو یا اصل مالک کو کسی کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ دوسرے چور کا ہاتھ کٹوا دے
اور ایک روایت کے موافق اول چور کو یہ اختیار ہی کہ اس سے واپس لیوے اور اگر دوسرے چور نے قبل اول چور
کے ہاتھ کاٹے جانے کے یا کسی شبہہ کی وجہ سے اسکے ذمہ سے حد سرقہ دور کیے جانے کے بعد چرایا تو اول چور کی خصومت
کرنے سے دوسرے چور کا ہاتھ کاٹا جائیگا یہ ہدایہ مین ہی- نوادر ہشام مین ہی کہ مین نے امام محمد رح سے دریافت کیا کہ ایک
(یعنے اسکو حد سرقہ کی سزا دیجائیگی ۱۲)
نے دوسرے سے ہزار درم چرائے پھر ایک اور شخص نے جسکے ہزار درم اس مسروق منہ پر آتے ہین یہ ہزار درم مسروقہ اس
چور سے غصب کر لیے تو امام محمد رح نے فرمایا کہ مین چور اول سے سزاے قطع دور کرونگا یہ محیط مین ہی- اگر کسی چور نے مال چرایا اور
قبل اسکے کہ مقدمہ حاکم کے پاس جاوے مال مسروقہ اسکے مالک کو واپس دیا تو چور کو سزاے قطع نہ دیجائیگی اور اگر گواہ

سنے جانے اور حکم ہو جانے کے بعد واپس کیا تو قطع کیا جائیگا اور قبل حکم قضا ہونے کے واپس کرنے مین استحساناً سزای قطع جاری کیجائیگی - اور اگر چور نے مالک مال کے فرزند یا کسی ذی رحم کو واپس دیا پس اگر وہ مالک مال کے عیال مین نہو تو چور کو سزاے قطع دیجائیگی اور اگر اسکے عیال مین ہو تو نہ دیجائیگی - اور اسی طرح اگر اسکی جورو یا غلام یا جیر کو جو ماہواری یا سالانہ پر نوکر ہی واپس کیا تو بھی حکم اسی تفصیل سے ہی - اور اگر اسکے والد یا والدہ یا جد یا جدہ کو واپس دیا حالانکہ یہ لوگ اسکے عیال مین نہین ہین تو سزاے قطع نہ دیجائیگی اور اگر انکے عیال مین جو شخص ہی اسکو دیا تو سزاے قطع دیجائیگی اور اگر اسکے مکاتب کو واپس دیا تو سزاے قطع نہ دیجائیگی کیونکہ مکاتب اسکا غلام ہی - اور اگر کسی مکاتب کا مال چرایا اور اسکے مولی کو واپس دیا تو سزاے قطع نہ دیجائیگی اور اگر عیال مین سے کسی سے چرایا اور ایسے شخص کو واپس دیا جسکے عیال مین یہ عیال ہی تو سزاے قطع دیجائیگی یہ کافی مین ہی - اور اگر کسی چور پر مال چوری کی بابت سزاے قطع کا حکم ہو گیا پھر مالک نے یہ مال اسکو ہبہ کر کے سپرد کر دیا یا اسکے ہاتھ فروخت کر دیا تو ہاتھ نہ کاٹا جائیگا یہ فتح القدیر مین ہی - اور اگر چور سے کسی نے یہ مال غصب کر لیا اور مالک نے غاصب سے ضمان اختیار کی[1] تو چور سے سزاے قطع ساقط ہوگئی[2] یہ عنایہ مین ہی - اور سرقہ دس درم کا ہونے مین یہ معتبر ہی کہ مال مسروقہ کی قیمت اور سرقہ دس درم ہو اور نیز بروز سزاے قطع دس درم ہو - چنانچہ اگر روز سرقہ اسکی قیمت دس درم ہو اور اسکے بعد اسمین نقصان آگیا پس اگر نقصان بدین وجہ آیا کہ اس مال کے عین مین سے کچھ کمی ہو گئی ہی تو سزاے قطع دیجائیگی اور اگر بوجہ نقصان نرخ کے قیمت مین نقصان آیا ہو تو سزاے قطع نہ دیجائیگی یہ ظاہر الروایۃ کا حکم ہی کذا فی المحیط اور اگر کسی غلام نے دس درم کی چوری کا اقرار کیا پس اگر یہ غلام ماذون ہو تو اسکا اقرار صحیح ہی اور اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا اور یہ مال مسروق منہ کو یعنی جس سے چرایا ہی واپس دیا جائیگا اگر قائم ہو اور اگر تلف ہو گیا ہو تو غلام مذکور پر ضمان واجب نہ ہوگی خواہ اسکے مولے نے اسکے اقرار کی تصدیق کی ہو یا تکذیب کی ہو یہ سراج وہاج مین ہی - اور اگر یہ غلام محجور ہو اور مال ویسا ہی موجود ہی پس اگر اسکے مولے نے اسکے اقرار کی تصدیق کی تو اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا اور مسروق منہ کو مال سرقہ واپس دیا جائیگا اور اگر مولے نے اسکی تکذیب کی اور کہا کہ یہ مال میرا ہی تو امام اعظم رح کے نزدیک ہاتھ کاٹا جائیگا اور مال مذکور مسروق منہ کو واپس دیا جائیگا اور اگر مال مذکور تلف ہو گیا ہو تو ہمارے سب اصحاب کے نزدیک غلام مذکور کا اقرار بابت حد شرعی یعنی سزاے قطع کے صحیح ہوگا اور غلام مذکور پر ضمان واجب نہ ہوگی خواہ اسکے مولی نے اسکی تکذیب کی ہو یا تصدیق کی ہو - اور یہ سب اسی وقت ہی کہ غلام وقت اقرار کے کبیر ہو اور اگر وقت اقرار کے صغیر ہو تو اسپر سزاے قطع بالکل لازم نہین آتی ہی ولیکن مال کی نسبت یہ حکم ہی کہ اگر یہ صغیر ماذون ہو تو مال مسروقہ مسروق منہ کو واپس دیا جائیگا بشرطیکہ ویسا ہی قائم ہو اور اگر تلف ہو گیا ہو تو وہ ضامن ہوگا - اور اگر غلام محجور ہو پس اگر مولے نے اسکے اقرار کی تصدیق کی ہو تو مال مسروقہ مسروق منہ کو واپس دیا جائیگا اگر ویسا ہی قائم ہو اور اگر تلف ہو گیا ہو تو اسپر ضمان نہ ہوگی نہ فی الحال اور نہ بعد آزاد ہونے کے یہ غایۃ البیان مین ہی اور اگر غلام نے دس سے کم کی چوری کا اقرار کیا تو اسپر سزاے قطع نہ ہوگی پھر مال کی بابت دیکھا جائیگا کہ اگر یہ غلام ماذون ہو تو اسکا اقرار صحیح ہوگا اور مال مذکور مسروق منہ کو واپس دیا جائیگا اور اگر تلف ہو گیا ہو تو ضامن ہوگا خواہ غلام مذکور کبیر ہو یا صغیر ہو - اور اگر غلام مذکور محجور ہو پس اگر اسکے مولے نے اسکے اقرار کی تصدیق کی تو یہی حکم ہی اور اگر تکذیب کی تو یہ مال مولے کا ہوگا اور غلام کو دیکھا جائیگا کہ اگر وقت اقرار کے کبیر ہی تو بعد عتق کے مال اقراری کا ضامن ہوگا اور اگر صغیر ہی تو ضامن نہ ہوگا یہ سراج وہاج مین ہی -

[1] یعنی تاوان لینا غاصب سے پسند کیا ۱۲
[2] یعنی سزاے قطع نہ دیجائیگی ۱۲

[margin note, partly illegible:] له یعنی اگر ... [illegible] ... ۱۲

اور اگر چور کو سزاے قطع دیگئی اور مال مسروقہ بعینہ اسکے پاس موجود ہی تو وہ مال اسکے مالک کو واپس دیا جائیگا کیونکہ مال مذکور اپنے مالک کی ملک مین باقی ہی یہ ہدایہ مین ہی - اور اگر تلف ہوگیا ہو تو سارق مذکور اسکا ضامن نہ ہوگا اور اسی طرح اگر اسنے تلف کر ڈالا ہو تو بھی بنابر مشہور کے یہی حکم ہی کہ ضامن نہ ہوگا اسواسطے کہ ہمارے نزدیک سزاے قطع و ضمان مال کے درمیان جمع نہین کیجاتی ہی یہ سراج وہاج مین ہی - اور یہ اسوقت ہی کہ سزاے قطع واقع ہوگئی ہو اور اگر اسنے سزاے قطع دیے جانے سے پہلے تلف کر دیا یا تلف ہوگیا پس اگر مالک نے کہا کہ مین اس سے اپنے مال کی ضمان لونگا تو پھر ہمارے نزدیک اسکا ہاتھ نہین کاٹا جائیگا اور اگر مالک نے کہا کہ مین سزاے قطع کو اختیار کرتا ہون تو چور کو سزاے قطع دیدیجائیگی اور اسپر ضمان نہ ہوگی یہ ہمارے نزدیک ہی یہ محیط مین ہی - اور اگر چور کا داہنا ہاتھ کاٹ دیا گیا پھر چور کے سواے کسی دوسرے نے مال مسروقہ کو جو بعینہ موجود ہی تلف کر دیا تو مالک کو اختیار ہوگا کہ تلف کرنے والے سے اسکی قیمت تاوان لے اور اگر چور نے وہ مال کسی دوسرے کے پاس ودیعت رکھا ہوا ور وہ اسکے پاس تلف ہوگیا تو مستودع ضامن نہ ہوگا یہ سراج وہاج مین ہی - اور اگر چور نے مال مسروق کسی دوسرے کو اپنی طرف سے بذریعہ بیع یا ہبہ یا اسکے مانند وجہ کے مالک کر دیا اور یہ امر قبل چور کے ہاتھ کاٹے جانے کے واقع ہوا یا اسکے بعد واقع ہوا تو یہ تملیک باطل ہی اور مال مسروق مسروق منہ کو واپس دیا جائیگا اور مشتری اپنا ثمن چور سے واپس لیگا - اور اگر وہ مال مشتری یا موہوب لہ کے پاس تلف ہوگیا ہو تو مشتری یا چور کسی پر ضمان نہ ہوگی ایسا ہی امام ابو یوسف سے مروی ہی اور اگر مشتری یا موہوب لہ نے اسکو تلف کر دیا تو مالک کو اختیار ہوگا کہ اس سے تاوان (یعنے قیمت مال مذکور تاوان) لیوے پھر مشتری اپنا ثمن جو ادا کیا ہی چور سے واپس لیگا اور چور سے اس مال کی قیمت واپس نہین لے سکتا ہی یہ محیط مین ہی - اور اگر کسی آدمی نے چور سے غصب کر لی اور چور کا ہاتھ کاٹے جانے کے بعد وہ غاصب کے پاس تلف ہوگئی تو چور کے واسطے اسپر ضمان نہ ہوگی اور مالک کے واسطے بھی ضمان نہ ہوگی یہ ایضاح مین ہی - امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر ایک شخص نے کئی بار چوری کی اور پھر اسکو ایک ہی حد کی سزا دیگئی تو یہ سزا اس سب کے واسطے ہوگی اسواسطے کہ جو حدود خالص اللہ تعالیٰ کیواسطے ہوتے ہین جب وہ کئی مجتمع ہو جاتے ہین تو متداخل ہو جاتے ہین بشرطیکہ سب ایک ہی جنس کے ہون اسلیے کہ مقصود اقامت حد سے یہ ہوتا ہی کہ سبب جرم کے ارتکاب سے منزجر ہو بخلاف اسکے اگر اسنے ایک بار چوری کی اور اسپر حد قائم کی گئی پھر اسنے دوسری بار چوری کی تو ایسا نہین ہی بلکہ دوسری حد قائم کیجاویگی کیونکہ ہمکو یقین معلوم ہوا کہ وہ حد اول سے منزجر نہین ہوا ہی اور اس امر پر اجماع ہی کہ اگر چوری کے مالون کے مالک حاضر ہوے اور انھون نے مخاصمہ کرکے چور پر سرقہ ثابت کیا پس اگر مالہاے سرقہ چور کے پاس تلف ہوگئے ہون یا اسنے تلف کر دیے ہون تو وہ انکے واسطے کچھ ضامن نہ ہوگا اور اگر انمین سے ایک یا دو حاضر ہوے اور انھون نے مخاصمہ کیا اور باقی لوگ غائب ہون پس جو حاضر ہوا اسکے واسطے قاضی نے چور کا ہاتھ کاٹا پھر باقی لوگ حاضر ہوے پس اگر چور کے پاس مالہاے سرقہ تلف ہوگئے ہون یا اسنے تلف کر دیے ہون بہرحال امام اعظم رح کے نزدیک وہ باقیون کے واسطے انکے اموال کا ضامن نہ ہوگا اور صاحبین نے فرمایا کہ غائبون کے سرقات کی قیمت کا ضامن ہوگا اور جو شخص وقت خصومت کے حاضر تھا اسکے سرقہ کا بالاجماع ضامن نہ ہوگا اور اگر مالہاے مسروقہ قائم ہون تو امام انکو انکے مالکون کو واپس کر دیگا اور یہ واپس کرنا سزاے قطع سے مانع نہین ہی یہ محیط مین ہی - اور اگر ایک ہی شخص نے کئی بار ہر بار سرقہ کا نصاب کامل چرایا اور بعض سرقہ نصاب کامل مین اس سے

مخاصمہ کیا گیا تھا کہ بعد ثبوت کے اسکا ہاتھ کاٹا گیا تو باقی نصابون کا امام اعظم کے نزدیک ضامن نہ ہوگا اور اسمین صاحبین کا
خلاف ہی یہ غایۃ البیان مین ہی۔ اور اگر چوری کا اقرار کیا اور جس سے چرایا ہی وہ غائب ہی پس حاکم نے اپنا اجتہاد کیا پس اپنے
اجتہاد سے اسکا ہاتھ کٹوا دیا تو مسروق منہ کے واسطے چور مذکور کچھ ضامن نہ ہوگا اگرچہ مسروق منہ بعد حاضر آنے کے اسکے
اقرار کی تصدیق کرے یہ مبسوط مین ہی۔

تیسرا باب۔ سارق مال سرقہ مین جو شی پیدا کر دے اسکے بیان مین۔ اگر کسی دار مین کوئی کپڑا چرایا اور دار مذکور کے
اندر ہی اُسکو پھاڑ کر دو ٹکڑے کر دیے پھر اسکو باہر نکالا پس اگر یہ کپڑا (یعنی اسکے دو ٹکڑے کرنے مین ۱۲) بعد چاک کر ڈالنے کے مساوی دس درم کے ہو
تو بالاتفاق اُسکا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا بخلاف اسکے اگر باہر نکال لانے کے بعد اسنے پھاڑا کہ جس سے اسکی قیمت نصاب سرقہ
سے کم ہو گئی۔ اور اگر اسنے حرز کے اندر چاک کر دیا پھر اسکو باہر نکالا حالانکہ وہ مساوی دس درم کے ہی پس اگر اسطرح عیبدار
کر دینے سے نقصان یسیر آگیا ہو تو بالاتفاق چور پر سزاے قطع ہوگی اور اگر نقصان فاحش ہو پس اگر کپڑے کے مالک نے
یہ اختیار کیا کہ کپڑا اسکا پھٹا ہوا لیکر اس سے اپنے نقصان کا تاوان لے لے تو چور پر سزاے قطع ہوگی اور اگر یہ اختیار کیا
کہ یہ کپڑا چور کو دیدے اور اس سے اپنے صحیح سالم کپڑے کی قیمت لے لے تو چور پر سزاے قطع نہ ہوگی اور امام ابو یوسف نے
فرمایا کہ ہر دو صورت مین اُسپر سزاے قطع نہین ہی یہ مبسوط مین ہی اور علماء نے فاحش و یسیر کے فرق مین اختلاف کیا
ہی اور صحیح یہ ہی کہ نقصان فاحش اسقدر نقصان ہی کہ جس سے عین مال و کچھ منفعت فوت ہو جاوے اور یسیر وہ ہی کہ اس سے
کچھ منفعت زائل نہ ہو بلکہ فقط عیب آگیا ہو یہ بحر الرائق مین ہی۔ اور اگر کپڑا پھاڑ دینے سے اسکا اتلاف ہو یعنی وہ کپڑا بیکار
ہو گیا ہو تو مالک کو اختیار ہوگا کہ اس کپڑے کی پوری قیمت اس چور سے تاوان لے اور اس سے زیادہ کچھ اختیار نہین ہی
اور چور اس پھٹے ہوے کپڑے کا مالک ہو جائیگا اور اُسکو سزاے قطع نہ دیجائیگی اور اتلاف یعنی بیکار کر ڈالنے کی یہ تعریف ہی
کہ اس کپڑے کی قیمت نصف سے زیادہ گھٹ جاوے یعنی اگر نصف قیمت کا بھی نہ رہے تو یہ اتلاف ہی کذا فی التبیین۔ اور
اگر بکری چرائی پس اسکو ذبح کر ڈالا پھر اسکو حرز سے باہر نکال لایا تو چور کو سزاے قطع نہ دیجائیگی اگرچہ بعد ذبح کے وہ مساوی
دس درم یا زیادہ کی ہو لیکن مسروق منہ کے واسطے اُسکی قیمت کا ضامن ہوگا یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اگر ایسی چاندی یا
سونا چرایا جسمین قطع واجب ہی پھر اُسکے درم یا دینار بنا لیے تو اُسکو سزاے قطع دیجائیگی اور امام اعظم رح کے نزدیک
یہ درم یا دینار مسروق منہ کو واپس دیگا اور صاحبین نے فرمایا کہ مسروق منہ کو ان درمون یا دینار لینے کی کوئی راہ نہین ہی
کذا فی الہدایہ اور اسی طرح اگر اس چاندی یا سونے کے برتن یا زیور بنا لیا تو بھی ایسا ہی اختلاف ہی یہ تبیین مین ہی۔ اور
اگر اسنے لوہا یا تانبا یا پیتل یا مشابہ اسکے کوئی چیز چرائی پھر اُسکے برتن بنائے پس اگر بنائے جانے کے بعد وہ وزن سے
فروخت ہوتے ہون تو بھی ایسا ہی اختلاف ہی اور اگر بعد اسکے وہ عدد و گنتی سے فروخت ہوتے ہون تو وہ بالاجماع
چور کے ہو جاوینگے اور اگر کوئی کپڑا چرا کر قطع کر کے سلایا تو سزاے قطع دیجانے کے بعد بالاجماع وہ چور کا ہوگا کذا فی الغیاثیہ لیکن
چور کو اس سے کسی طرح انتفاع حاصل کرنا حلال نہین ہی اور فیما بینہ و بین اللہ تعالی چور اُسکا ضامن ہی یہ تمرتاشی مین ہی۔
اور اگر چور نے سرقہ کپڑے کی قمیص قطع کرا کر ہنوز نہین سی ہی کہ اسکو ہاتھ کاٹے جانے کی سزا دیگئی تو یہ کپڑا قطع کیا ہوا مسروق منہ
کو واپس دیگا یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر کپڑا چرا کر اسکو سرخ رنگا پس چور کا ہاتھ کاٹا گیا تو امام اعظم و امام ابو یوسف کے
نزدیک یہ کپڑا اس سے نہ لیا جائیگا اور نہ وہ ضامن ہوگا کذا فی الکافی اور اگر بعد ہاتھ کاٹے جانے کے اسنے رنگا ہو

تو واپس دیگا یہ بحر الرائق و اختیار شرح مختار مین ہی۔ اور اگر چور نے سوسیاہ رنگا پھر اُسکا ہاتھ کاٹا گیا یا ہاتھ کاٹے جانے کے بعد اُسنے سیاہ رنگا تو امام اعظم و امام محمد رح کے نزدیک اُس سے لے لیا جائیگا اور امام ابو یوسف کے نزدیک اول صورت اور یہ دونون یکسان ہین یہ فتح القدیر مین ہی۔ نوادر بن سماعہ مین امام محمد رح سے مروی ہی کہ اگر چور کا ہاتھ کاٹا گیا حالانکہ وہ چوری کا کپڑا رنگ چکا تھا یا کتر کر قمیص سی چکا تھا حتے کہ مالک کو اسکے واپس لینے کا اختیار نہین رہا تو مین چور کے حق مین یہ فتوے دونگا کہ اسکو فروخت کر کے جو کچھ اُسنے رنگنے و سینے مین بڑھایا ہی بقدر اسکے ثمن سے لے لے اور باقی کو صدقہ کر دے اور اسی طرح قمیص کو فروخت کر کے اسکے ثمن سے سلائی بھر لیکر باقی کو صدقہ کر دے اور اسی طرح اگر گیہون چرا کر اسمین ستو یا آٹے بنانے کا تصرف کیا تو اسمین بھی یہی حکم ہی کہ اسکے ثمن سے بقدر اپنے خرچہ کے لیکر باقی کو صدقہ کر دے یہ ینابیع مین ہی۔ اور اگر اُسنے درم چرا کر انکو گداختہ کیا یا کنگن ڈھال لیا تو مسروق منہ کو اختیار ہی کہ انکو واپس لے لے اور اگر مال مسروقہ پیتل ہو کہ اُسکے قمقمہ بنا لئے یا لوہا ہو کہ اُسکی زرہ بنالی تو مسروق منہ اسکو نہین لے سکتا ہی اور اسی طرح سوائے انکے عروض مین سے اگر کوئی چیز چرائی اور اسکو اُسکی حالت سے متغیر کر دیا پس اگر تغیر نقصان ہو تو مسروق منہ اسکو لے سکتا ہی۔ اور اگر مال مسروقہ بکری ہو جو بچہ جنی تو مسروق ان دونون کو واپس لیگا یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر گیہون چرا کر انکو پیسا تو سزائے قطع دیجانے کے بعد وہ آٹا چور کا ہوگا اور اگر ستو چرا کر انکو شہد یا روغن مین کیا تو اسمین ویسا ہی اختلاف ہی جیسا رنگنے مین ہی یہ شرح طحاوی مین ہی۔ اور ایک شخص نے کسی ایسے کا مال چرایا جس سے اسکا ہاتھ کاٹا جانا واجب ہوا اور اُسنے عمداً کسی ایسے کا ہاتھ کاٹا کہ قصاص مین اُسکا ہاتھ کاٹا جانا واجب ہوا اور اسکے ہاتھ پر چوری و قصاص دونون طرح سے ہاتھ کاٹا جانا مجتمع ہوا تو قصاص مقدم رکھا جائیگا یعنے پہلے قصاص مین اُسکا ہاتھ کاٹا جائیگا پس وہ مال مسروقہ کا ضامن ہوگا یعنے تاوان دیدیگا اور اگر قصاص کا حکم دیے جانے کے بعد ہی صاحب قصاص نے اسکو عفو کر دیا یا اُس سے صلح کر لی تو چوری مین اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا اور اگر صلح نہ کی یہان تک کہ زمانہ گذر گیا حالانکہ وہ دونون اس قصاص سے صلح باہمی کی رضامندی ظاہر کرتے ہین پھر بعد زمانہ گذرنے کے دونون نے صلح کر لی تو بسبب تقادم عہد کے سرقہ کی وجہ سے اُسکا ہاتھ نہین کاٹا جائیگا۔ اور اگر چوری کی وجہ سے ہاتھ کاٹا جانا اور قصاص مین پانون کاٹا جانا دونون مجتمع ہوے تو پہلے اُس سے قصاص لیا جائیگا پھر قید خانہ مین رکھا جائیگا یہان تک کہ اچھا ہو جاوے پھر چوری کی بابت اُسکا ہاتھ کاٹا جائیگا اور اسی طرح اگر قصاص اسکے سر مین زخم کا ہوا (یعنے کسی کا سر پھاڑ ڈالا کہ قصاص واجب ہوا ۱۲) اور چوری کی بابت ہاتھ کاٹنا تو بھی یہی حکم ہی یہ مبسوط مین ہی۔

چوتھا باب۔ قطاع الطریق یعنی رہزنون کے بیان مین۔ جاننا چاہیے کہ راہزنون کیواسطے چند احکام خاص ہین مثل سولی دیے جانے وغیرہ کے لیکن ایسے راہزن جنکے واسطے احکام مخصوصہ ہین شرطین بھی ہین ایک یہ کہ ایسے لوگ ہون کہ انکے واسطے شوکت و منعت ایسی حاصل ہو کہ راہ سے گذرنے والے انکا مقابلہ نہ کر سکین اور سامنے نہ ٹھہر سکین اور راہگیرون پر انھون نے رہزنی کی ہو خواہ ہتھیار سے یا لٹھ سے یا پتھر وغیرہ سے دوم آنکہ رہزنی شہر سے باہر شہر سے دور ہوا ور ینابیع مین لکھا ہی کہ دو مصر یا دو مصر اور دو مدینہ کے درمیان (قصبہ ۱۲ شہر ۱۲) رہزنی نہین ہوتی ہی اور اگر ان لوگون اور قصبہ کے درمیان مین رات دن کی راہ ہو تو وہان رہزنی ہوگی (گالونکا ۱۲) ایسا ہی ظاہر الروایہ مین ہی۔ اور امام ابو یوسف ... ہی کہ اگر ان لوگون اور قصبہ کے درمیان راہ سفر سے کم بھی ہو یا قصبہ مین انھون نے رات کو رہزنی کی ہو تو انپر احکام راہزنون کے جاری کیے جاوینگے اور اسی پر فتوے ہی سوم آنکہ یہ امر دار الاسلام مین اُنسے صادر ہوا ہو چہارم آنکہ تمام وہ عشر لط جو چھوٹی

چوری مین مذکور ہوئے ہین پائے جاوین اور یہ شرط ہی کہ راہزن سب کے سب اجنبی ہون صاحبان مال کے حق مین اہل وجوب قطع ہون ۔ تیجم آنکہ ان راہزنون کے توبہ کر لینے اور مالکون کو مال واپس کر دینے سے پہلے امام المسلمین نے انپر قابو پایا ہووے یہ تاتارخانیہ مین ہی ۔ اور اگر ایک جماعت روک ٹوک کی قدرت رکھنے والی یا ایک ہی شخص ایسا کہ روکنے اور باز رکھنے پر قادر ہی نکلے پھر انھون نے راہزنی کا قصد کیا مگر ہنوز نہ کچھ مال لیا تھا نہ کسی جان کو قتل کیا تھا کہ گرفتار ہووے تو امام انکو قید خانہ مین قید کریگا یہان تک کہ وہ توبہ کرین مگر پہلے انکو تعزیر دیدیجائیگی ۔ اور اگر انھون نے مال معصوم لے لیا یعنی کسی مسلمان یا ذمی کا مال لیا اور اسقدر مال ہی کہ درصورت اس جماعت پر تقسیم کیے جانے کے ہر ایک کو دس درم یا زیادہ پہونچتے ہین یا ایسی چیز پہونچتی ہی جسکی قیمت اسقدر ہوتی ہی تو امام ان لوگون کے داہنے ہاتھ اور بائین طرف کے پانون قطع کریگا اور اگر حربی مستامنون کی راہزنی کی ہو تو راہزنون پر حد جاری نہ کیجائیگی ۔ اور اگر راہزنون نے قتل کیا اور مال نہ لیا ہو تو امام المسلمین انکو بسزائے حد شرعی قتل کریگا حتے کہ اگر اولیائے مقتول نے انکو عفو کر دیا تو انکی عفو کی طرف التفات نہ فرماویگا ۔ اور اگر راہزنون نے مال بھی لیا اور قتل بھی کیا تو انکے سزا دینے مین امام کو اختیار ہی چاہے انکے داہنے ہاتھ اور بائین پانون قطع کرکے پھر انکو قتل کرے اور سولی دے اور چاہے بدون قطع انکو قتل کرے اور چاہے انکو سولی دیدے اور جب سولی دینا چاہا تو ظاہر الروایہ کے موافق زندہ سولی دیکر نیزہ سے انکا پیٹ پھوڑ دے تاکہ مر جاوین اور امام طحاوی سے مروی ہی کہ زندہ سولی نہ دیگا بلکہ قتل کرکے پھر سولی دیگا اور اول اصح ہی اور یہی امام کرخی کا قول ہی پھر صحیح یہ ہی کہ تین روز تک انکو سولی دیا ہوا چھوڑ رکھیگا پھر روک دور کر دیگا تاکہ ان لوگون کے جو کوئی وارث وغیرہ ہون وہ انکو اُتار کر دفن کرین یہ کافی مین ہی ۔ اور جب راہزن قتل کیا گیا یا قطع کیا گیا تو پھر اُسپر مال کی ضمان نہین ہوتی ہی کذا فی المحیط اور نیز جو اُسنے قتل یا مجروح کیا ہی اسکا بھی ضامن نہین ہوتا ہی یہ تبیین مین ہی ۔ اور اگر مباشر قتل اُنمین سے ایک ہی ہوا ہو تاہم حد شرعی ان سب پر جاری کیجاویگی یہ اختیار شرح مختار مین ہی ۔ اور اگر راہزن نے قتل نہ کیا اور نہ مال لیا مگر مجروح کیا ہی تو جسکے مجروح کرنے مین قصاص آتا ہی اُسکی بابت اُس سے قصاص لیا جاسکتا ہی اور جسمین ارش ہی اُسکا ارش لیا جاسکتا ہی اور لینے کا اختیار والیان قصاص کو ہی یہ ہدایہ مین ہی اور اگر راہزنون نے مال لیا اور مجروح کیا تو داہنے طرف کے ہاتھ اور بائین طرف کے پانون قطع کیے جاوینگے اور جراحات کا حکم باطل ہو جائیگا خواہ عمداً مجروح کیا ہو یا خطا سے یہ سراج وہاج مین ہی ۔ اور اگر راہزن نے توبہ کر لی پھر پکڑا گیا حالانکہ اُسنے راہگیر کو عمداً قتل کیا ہی تو اولیائے مقتول کو اختیار ہی چاہین اسکو قتل کرین اور چاہین اسکو عفو کرین اور جو مال لے لیا ہی اگر اسکے پاس تلف ہو گیا یا اُسنے تلف کر دیا اسکی ضمان اسپر واجب ہوگی یہ ہدایہ مین ہی ۔ اور اگر گروہ رہزنان قبل توبہ کرنے کے گرفتار ہوا اور اُنھون نے عمداً مقتول و مجروح کیا ہی ولیکن جو کچھ مال اُنھون نے لیا ہی وہ پوچ چیز ہی اور ہر ایک کے حصہ مین قدر نصاب نہین پہونچتی ہی تو امر قصاص مین خواہ قصاص نفس ہو یا قصاص جرح اولیائے قصاص کو اختیار ہی چاہے قصاص لے لین اور چاہین عفو کر دین یہ نہایہ مین ہی ۔ اور اگر اُسنے فقط مال لے لیا اور کچھ نہین کیا پس اگر توبہ کرکے حاضر ہوا قبل اسکے کہ گرفتار کیا جاوے تو اسپر واجب ہی کہ جو کچھ اُسنے لیا ہی واپس کر دے اور اگر تلف ہو گیا ہو تو اُسکی ضمان دے یہ سراجیہ مین ہی ۔ اور اگر رہزنی کرکے مال لے لیا پھر اس فعل کو ترک کرکے اپنے اہل و عیال مین زمانہ تک مقیم رہا تو امام المسلمین استحساناً اُسپر حد جاری نہ کریگا یہ مبسوط مین ہی ۔

اور اگر رہزنون مین کوئی طفل ہو یا مجنون ہو یا جس آدمی کی رہزنی کی ہی اسکا کوئی ذو رحم محرم ہو تو باقیون کے ذمہ سے حد ساقط ہوجائیگی یہ کافی مین ہی۔ اور اسیطرح اگر انمین کوئی گونگا ہو تو بھی یہی حکم ہی یہ محیط مین ہی۔ (یعنے ان آدمیون مین سے یا ایک آدمی کا ۱۲) اور اگر رہزنون نے ایک بڑے قافلہ کی جسمین مسلمان اور حربی مستامن بھی ہین رہزنی کی تو ان رہزنون پر حد جاری کیجاویگی الا آنکہ قتل کرنا اور مال لے لینا خاصتہ حربیون کے ساتھ واقع ہوا ہو تو ایسی صورت مین اسپر حد واجب نہ ہوگی جیسے کہ جب خالی حربی ہون انکے ساتھ مسلمان وذمی کوئی نہ ہون تو رہزنی سے حد واجب نہین ہوتی ہی یہ نہایہ مین ہی۔ اور اگر قافلہ والون مین سے بعض نے بعض کی رہزنی کی تو حد واجب نہین ہوتی ہی یہ ہدایہ مین ہی۔ اور ابراہیم نے امام محمد رح سے روایت کی ہی کہ رہزنون نے ایک قافلہ کی رہزنی کی اور ایک آدمی کو قتل کیا پھر پیٹھ پھیر کر چل دیے تو امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر ان لوگون مین ولی مقتول موجود ہوا اور اُسنے ان رہزنون کا پیچھا کیا تو قافلہ والون کو بھی انکا پیچھا کرنا روا ہی ورنہ نہین اور اگر ان رہزنون نے کسی شخص کا مال لے لیا تو قافلہ والون کو انکا پیچھا کرنا روا ہی اگرچہ مالک مال نے انکا پیچھا نہ کیا ہو اور اگر یہ مال تلف کر دیا گیا ہو تو قافلہ والون کو پیچھا کرنا روا نہین ہی اسواسطے کہ وہ مال ان تلف کرنے والون کے ذمہ قرضہ ہو گیا ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر انمین کوئی غلام ہو تو وہ مثل مردان آزاد کے ہی اور عورت کا بھی یہی حکم ہی یہ ظاہر الروایہ ہی یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر راہزنی کرنے مین مرد و عورتین مشترک ہوئی ہون تو ظاہر الروایہ کے موافق انپر سزاے قطع کی حد نہین واجب ہوگی۔ اور اگر رہزنون مین عورت ہو جسنے قتل کیا اور مال لے لیا اور مردون نے یہ نہین کیا تو عورت قتل نہ کیجائیگی بلکہ مرد قتل کیے جاوینگے اور یہی مختار ہی۔ دس عورتون نے راہزنی کی اور اُنھون نے قتل کر کے مال لے لیا تو سب قتل کیجاوینگی اور سب مال کی ضامنہ ہونگی یہ سراجیہ مین ہی۔ اور اگر رہزنون نے اقرار کیا تو رہزن کے ایکبار اقرار کرنے سے قطع طریق ثابت ہو جاتا ہی ولیکن سرقہ صغری کے مثل اسمین بھی اقرار کنندہ کا پھر جانا مقبول ہی یعنے اگر اقرار سے رجوع کیا تو قبول ہوگا پس حد ساقط ہو جائیگی (چوری کا ۱۲) اور مال کا اُس سے مواخذہ کیا جائیگا بشرطیکہ اسنے اقرار مذکور کے ساتھ مال لینے کا اقرار کیا ہو۔ اور نیز قطع طریق کا ثبوت دو گواہون کی گواہی سے ہوتا ہی بشرطیکہ دونون رہزنی معائنہ کرنے کی یا رہزنون کے اقرار کرنے کی گواہی دین اور اگر ایک نے رہزنی کے معائنہ کی اور دوسرے نے رہزنون کے اقرار رہزنی کی گواہی دی تو قبول نہ ہوگی۔ اور اگر گواہ نے اپنے باپ پر رہزنی کی گواہی دی تو خواہ باپ ہو یا دادا ہو یا پردادا وغیرہ کتنے ہی اونچے درجہ کا ہو گواہی قبول نہ ہوگی اور اسیطرح اگر اپنے بیٹے یا پوتے یا پرپوتے وغیرہ کتنے ہی نیچے درجہ کے فرزند پر رہزنی کی گواہی دی تو قبول نہ ہوگی۔ اور اگر دونون گواہون نے کہا کہ قطعوا علینا وعلی اصحابنا واخذوا اموالنا تو گواہی قبول نہ ہوگی۔ اور اگر گواہون نے رہزنون پر عام لوگون مین سے کسی کے رہزنی کرنے کی گواہی دی اور اس شخص کا کوئی ولی معلوم ہوتا ہی یا نہین معلوم ہوتا ہی تو بدون کسی خصم کے حاضر ہونے کے انپر حد نہین قائم کیجائیگی۔ اور اگر رہزنون نے امان لیکر داخل ہونے والے تاجرون کی رہزنی دار الحرب مین کی یا دار الاسلام مین ایسے مقام پر کی جہان باغی لوگ غالب ہین پھر یہ لوگ گرفتار کر کے امام المسلمین کے پاس لائے گئے تو انپر حد نافذ نہ کریگا اور اگر راہزن لوگ ایسے قاضی کے پاس پہونچائے گئے جسکا یہ مذہب ہی کہ انسے مال کی ضمان لے (یعنے امام عدل ۱۲) پس اُسنے مال کی ضمان لیکر اولیاے مقتولین کے سپرد کر دیا یعنے ان رہزنون کو اولیاے مقتولین کے سپرد کر دیا پس ان لوگون نے اولیاے مقتولین سے دیت ادا کرنے پر صلح کر لی پھر ایک زمانہ کے بعد یہ لوگ کسی دوسرے قاضی کے سامنے پیش کیے گئے تو وہ انپر حد قائم نہ کریگا۔ اور جبکہ رہزنون کی نسبت قاضی نے

جسکے نزدیک عفو کرنا کچھ موثر نہین ہی بلکہ حد شرعی مین انکو سزاے قتل و سولی دیجاویگی جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہو ۱۲

(حاشیہ) یعنے انھون نے ہمارے اوپر اور ہمارے ساتھیون کی راہ ماری اور ہمارا مال لے لیا یعنی ان لوگون نے ہمارے اور ہمارے ساتھیون کی رہزنی کی اور ہمارا مال لے لیا ۱۲

قتل کا حکم دیدیا اور اس غرض سے انکو قیدخانہ مین بند کیا پھر کسی اجنبی نے جاکر انکو قتل کر ڈالا تو قاتل پر کچھ نہین ہی اور اسی طرح اگر انکا ہاتھ کاٹ ڈالا تو بھی کچھ نہین لازم آویگا یہ فتح القدیر مین ہی- اور اگر امام نے رہزنون کو قیدخانہ مین بند کیا اور ہنوز انپر ہنوز ثبوت نہین ہوا ہی کہ کسی رہزن کو کسی آدمی نے جاکر قتل کر دیا پھر رہزن کی رہزنی کے گواہ قائم ہوئے تو اُسکے قاتل پر بھی قصاص لازم آویگا لیکن اگر یہ قاتل اُس مقتول کا ولی ہو جسکو رہزن نے رہزنی مین قتل کیا ہی تو اسصورت مین اس قاتل پر کچھ لازم نہین ہوگا یہ مبسوط مین ہی- اور اگر لصوص نے کسی قوم کا مال لے لیا پس ان لوگون نے کسی اور قوم سے فریاد چاہی پس دوسری قوم کے لوگون نے ان لصوص کا پیچھا کیا پس اگر مالکان مال انکے ساتھ ہون تو انکو لصوص سے قتال کرنا روا ہی اور اسی طرح اگر لصوص غائب ہوگئے ہون اور فریادرسی کے واسطے نکلنے والے لوگ ان لصوص کی جگہ پہچانتے ہون اور ان سے مال واپس کرا دینے پر قادر ہون تو بھی یہی حکم ہی اور اگر یہ لوگ ان لصوص کا ٹھکانا نہ پہچانتے ہون اور انسے مال واپس کرا دینے کی قدرت نہ رکھتے ہون تو انکو لصوص سے مقاتلہ کرنا روا نہین ہی- اور اگر مالکان مال نے رہزن سے مقابلہ کرکے اسکو قتل کیا تو انپر کچھ واجب نہین ہی اسواسطے کہ انھون نے اپنے مال کے واسطے اسکو قتل کیا ہی- اور اگر رہزن انکے سامنے سے بھاگ کر ایسی جگہ چلا گیا کہ اگر اسکو یہ لوگ اسی جگہ چھوڑ دیتے تو وہ انکی رہزنی پر قادر نہ ہوتا مگر اُنھون نے اسکو قتل کر ڈالا تو انپر اسکی دیت واجب ہوگی اسواسطے کہ اُنھون نے قتل کر ڈالا نہ بعوض اپنے مال کے- اور اگر رہزنون مین سے کوئی شخص بھاگا اور اُسنے اپنے آپ کو ایسی جگہ مین ڈالا کہ اس حالت مین وہ قطع طریق پر قادر نہین ہو سکتا ہی پھر یہ لوگ پیچھا کرکے اس تک پہونچے اور انھون نے اسکو قتل کر ڈالا تو انپر اُسکی دیت واجب ہوگی اسواسطے کہ اُسکو قتل کرنا اپنے مال کے خوف سے نہین واقع ہوا ہی- اور واضح ہو کہ آدمی کو اپنے مال کے واسطے قتال کرنا روا ہی اگرچہ مال مذکور بقدر نصاب بھی نہو اور اس مال لینے کو جو شخص اُس سے مقابلہ کرے اسکو قتل کر سکتا ہی یہ فتح القدیر مین ہی- اور اگر کسی نے دوسرے کا گلا گھونٹ کر اُسکو مار ڈالا تو امام اعظم رح کے نزدیک اسکی دیت اس قاتل کی مددگار برادری پر ہوگی اور اگر اُسنے شہر مین ایک بار سے زیادہ گلا گھونٹ کر مار ڈالنے کی حرکت کی ہو تو براہ سیاست یہ شخص قتل کر دیا جاییگا کذا فی الکافی

کتاب السیر

اسمین دس باب ہین-

باب اول- اسکی تفصیل شرعی و شرط و حکم کے بیان مین- واضح ہو کہ اسکی تفسیر شرعی اسطرح کی گئی ہی کہ جہاد بلانا ہی طرف دین حق کے اور قتال کرنا ہر ایسے شخص کے ساتھ جو انکار کرتا ہی اور قبول کرنے سے تمرد کرتا ہی خواہ یہ فعل اپنی جان سے کرے یا مال سے- اور شرط اباحت جہاد دو باتین ہین ایک یہ کہ دشمن جس دین حق کی طرف بلایا جاتا ہی اُسکے قبول سے انکار کرے اور دشمن کو ہماری طرف سے امان نہ دیگئی ہو اور نہ ہمارے انکے درمیان عہد ہو- دوم آنکہ جہاد کنندہ اپنے علم و اجتہاد سے یا جسکی رائے و اجتہاد کا معتقد ہی اُسکے اجتہاد سے یہ امید کرتا ہو کہ اس جہاد سے اہل اسلام کو قوت و شوکت حاصل ہوگی لہذا اگر اسکو جہاد و قتال کرنے مین مسلمانون کے واسطے قوت و شوکت حاصل ہونے کی امید نہو تو اُسکو قتال کرنا حلال نہین ہی کیونکہ اسمین اپنے نفس کو تہلکہ مین ڈالنا ہی- اور حکم جہاد یہ ہی کہ دنیا مین اس جہاد کرنے والے کے ذمہ سے واجب ساقط ہو جاتا ہی

اور آخرت مین سعادت و ثواب عظیم حاصل ہوتا ہی جیسے اور عبادات مین ہی یہ محیط سرخسی مین ہی - بعض نے فرمایا کہ جہاد قبل نفیر
کے نفل ہی اور بعد نفیر کے فرض عین یعنی ہر فرد پر فرض ہو جاتا ہی اور عامہ مشائخ رحمہم اللہ تعالی کے نزدیک جہاد ہر حال مین فرض ہی مگر بات
اتنی ہی کہ قبل نفیر کے فرض کفایہ ہی اور بعد نفیر کے فرض عین ہی اور یہی قول صحیح ہی - اور نفیر کے معنے یہ ہین کہ کسی شہر کے
لوگون کو خبر دیجاوے کہ دشمن آگیا تمھاری جان و مال و اہل و اولاد کا قصد رکھتا ہی پس جب اس طور پر انکو خبر دی گئی تو
اس شہر مین سے جو شخص جہاد پر قادر ہی اسپر واجب ہوگا کہ جہاد کے واسطے نکلے اور قبل اس خبر کے انکو جہاد کیواسطے
نہ نکلنے کی گنجائش تھی - پھر نفیر عام آجانے کے بعد (یعنے فرض عین ہوگا) تمام اہل اسلام پر شرقاً و غرباً جہاد فرض عین نہین ہو جاتا ہی
اگرچہ انکو نفیر عام پہونچ گئی ہو اور فرض عین انھین پر ہوگا جو دشمن سے قریب ہین اور وہ جہاد کرنے پر قادر ہین اور انکے
سواے اورون پر جو دشمن سے دور ہین تو انپر بالفرض کفایہ فرض ہوتا ہی نہ بفرض عین حتے کہ انکو ترک جہاد کی گنجائش
ہی پھر جب انکی طرف حاجت پیش آوے (یعنے انکی بہ نسبت) بایں طور کہ جو دشمن سے قریب ہین وہ دشمن سے مقابلہ کرنے سے عاجز ہون یا تکاسل
کرکے جہاد نہ کرین کو ان عاجزون یا کسلمندون سے جو قریب ہین انپر فرض عین ہو جائیگا کہ وہ نکلین اور اگر وہ بھی عاجز
یا کسلمند ہو جاوین تو جو انسے قریب ہین انپر فرض عین ہوگا علی ہذا القیاس تمام اہل زمین پر شرقاً و غرباً اسی ترتیب سے
فرض عین ہوگا - پھر واضح ہو کہ نفیر دینے والا خواہ عادل ہو یا فاسق ہو اس معاملہ مین اسکی خبر مقبول ہوگی اور یہی حکم
سلطانی منادی کا ہی کہ اسکی خبر بھی مقبول ہوگی خواہ عادل ہو یا فاسق ہو - اور شیخ ابو الحسن کرخی نے اپنی مختصر مین فرمایا
کہ نہ چاہیے کہ ثغور مسلمین سے کوئی ثغر ایسے لوگون سے جو دشمنون کا مقابلہ لڑائی مین کرین خالی چھوڑا جاوے اور اگر کسی
ثغر کے لوگ دشمن کے مقابلہ سے ضعیف ہوئے اور انپر خوف ہوا تو انسے ادھر والے مسلمانون پر واجب ہوگا کہ گروہا
گروہ انکی طرف جاوین اور پہلے انپر جو سب سے قریب ہین پھر جو انسے قریب ہین اسی ترتیب سے واجب ہوتا
جاویگا اور نیز واجب ہی کہ ہتھیارون و سواری سے انکی مددگاری کرین تاکہ جہاد ہمیشہ قائم رہے یہ محیط مین ہی - قال المترجم
واضح رہے کہ مشرکان عرب سے سوائے اسلام کے جزیہ قبول نہین کیا جائیگا اور سوائے عرب کے اور ملک کے کفار سے اگر
یہ اسلام نہ لاوین بلکہ جزیہ دینا قبول کرین تو قبول کیا جائیگا قال نے الکتاب اور مشرکان عرب سے جو اسلام نہین لائے
ہین اور غیر عرب سے جو مسلمان نہین ہوئے اور نہ انھون نے جزیہ دینا قبول کیا ہی قتال کرنا واجب ہی اگرچہ وہ لوگ ہمپر
پہل نہ کرین یہ فتح القدیر مین ہی - اور ہر مرد آزاد عاقل تندرست پر جو جہاد پر قادر ہی جہاد کرنا واجب ہی یہ اختیار شرح
مختار مین ہی - اور طفل پر جہاد واجب نہین ہی اور نہ غلام پر اور نہ عورت پر اور نہ اندھے پر اور نہ لنجے پر اور نہ اقطع پر
یہ ہدایہ مین ہی - اور جب کسی مرد نے جہاد کے واسطے نکلنا چاہا حالانکہ اسکا باپ یا مان زندہ موجود ہی تو بدون اسکی اجازت
کے اسکو نکلنا نہ چاہیے الا نفیر عام کے وقت یعنی جب جہاد فرض عین ہو جاتا ہی اور اگر اسکے مان و باپ دونون ہون اور
ایک نے اجازت دی اور دوسرے نے جانے کی اجازت نہ دی تو اسکو دوسرے کے حق کی وجہ سے نکلنا روا نہین ہی پس
جب ہر دو مادر و پدر نے یا دونون مین سے ایک نے نکلنا مکروہ رکھا تو اسکو نکلنا مباح نہین ہی خواہ یہ حالت ہو کہ انکے
ضائع ہو جانے کا خوف ہو مثلاً دونون تنگدست ہون کہ انکا نفقہ اسی کے ذمہ ہی یا انکے ضائع ہونے کا خوف نہو - اور یہ جو ہمنے
ذکر کیا ہی اسوقت ہی کہ اسکے والدین مسلمان ہون اور اگر اسکے والدین کافر ہون یا دونون مین سے ایک کافر ہوا اور دونون
نے اسکے جہاد کو جانا مکروہ رکھا یا کافر نے مکروہ رکھا تو اسپر لازم ہی کہ اسمین اپنے قلب سے تحری کرے پس اگر اسکی تحری یہ ہین

یہ بات آوے کہ اُنھون نے میرا نکلنا اسی وجہ سے مکروہ رکھا ہی کہ میرے قتل ہو جانے کے خوف سے انکے دل پر گھبراہٹ وصدمہ ہی تو نہ نکلے اور اگر اُسکی تحری مین یہ بات آوے کہ اُنھون نے میرا جہاد کا جانا اسی وجہ سے مکروہ رکھا کہ ہمارے دین وملت والون سے قتال کریگا تو اُسکو اختیار ہوگا کہ بدون انکی رضامندی کے چلا جاوے الا آنکہ اُنکے ضائع ہو جانے کا خوف ہو تو ایسی صورت مین نہ نکلیگا اور اگر اُسنے تحری کی اور اُسکی تحری انمین سے کسی بات پر واقع نہ ہوئی بلکہ اسکو شک رہا اور کوئی جانب گمان دوسرے پر مرجح نہوئی تو یہ کتاب مین مذکور نہین ہی اور مشائخ نے فرمایا کہ چاہیے کہ نہ نکلے اور اگر دونون کو اُسکا نکلنا اسوجہ سے گوارا نہ ہوا کہ ہمارے اہل دین سے قتال کریگا اور نیز اُسکے قتل کے خوف سے بھی انکو بےصبری اور صدمہ ہی تو جہاد کو نہ جاوے۔ اور اگر اسکے مادر و پدر زندہ ہین اُنھون نے اُسکو جہاد کو جانے کے واسطے اجازت دیدی اور اُسکے جدین[1] و جدتین بھی زندہ ہین اُنھون نے اُسکا جانا مکروہ رکھا تو جد و جدہ کے اکراہ کی طرف التفات نہ کرے جہاد کے واسطے جاوے اور اگر اُسکے والدین مرگئے ہون مگر دادا اور نانی زندہ ہون یعنی باپ کا باپ اور مان کی مان تو بدون ان دونون کی اجازت کے نہین جاسکتا ہی اور اگر اُسکا سگا دادا اور سگا نانا اور سگی دادی اور اسکی نانی موجود ہون تو اجازت کا اختیار سگی نانی اور سگے دادا کو ہی۔ اور یہ اسوقت ہی کہ اسنے جہاد کے واسطے نکلنا چاہا اور اگر یہ چاہا کہ تجارت کے واسطے دشمن کی ملک مین امان لیکر جاوے پس والدین نے اُسکے نکلنے کو مکروہ رکھا پس اگر دشمنون کے ملک کا امیر ایسا ہو کہ اُسکی طرف سے اسکو اپنے اوپر خوف نہ ہو اور یہ لوگ ایسی قوم ہون کہ اپنے عہد کو وفا کرنے مین معروف ہون اور اسکو وہان تجارت کیلیے جانے مین منفعت ہو تو مضائقہ نہین ہی کہ یہ اُنکی نافرمانی کرکے چلا جاوے اور اگر دشمنون کے ملک کے تاجرون مین مسلمانون کے لشکرون مین سے کسی لشکر کے ساتھ جاتا ہی پس اُسکے والدین نے یا ایک نے اسکو مکروہ رکھا پس اگر یہ لشکر بڑا ہو کہ غالب رائے سے دشمنون کی طرف سے اسپر خوف نہو تو بھی نکلنے مین کچھ مضائقہ نہین ہی اور اگر غالب رائے کے موافق اس لشکر کے حق مین دشمنون کی طرف سے خوف ہو تو نہ نکلے اور اسیطرح اگر سریہ یا جریدۃ الخیل ہو تو بھی بدون والدین کی اجازت کے نہ نکلے ہو اسطے کہ غالب اس صورت مین ہلاکت ہی ہی۔ اور یہ جو ہمنے ذکر کیا یہ والدین اور اجداد[2] و جدات کی صورت مین تھا اور رہا اسکے سواے اور ذوی الرحم مثل بیٹے و بیٹیان و بھائی و بہن و پھوپھیان و مامون و خالائین وغیرہ ہر ذی رحم محرم کہ اُسنے اسکا جہاد کے واسطے نکلنا مکروہ رکھا اور یہ امر اسپر شاق ہی پس اگر انکے ضائع ہو جانے کا خوف ہی مثلاً انکے ملک مین کچھ مال نہین ہی اور وہ صغیر یا صغیرہ ہین یا کبیرہ عورتین ہین مگر انکے ازواج نہین ہین یا کبیر مرد ہین مگر اپاہج ہین کہ کسی حرفہ کے لائق نہین ہین اور انکا نفقہ اسی پر ہی تو بدون انکی اجازت کے نجاوے اور اگر انکے حق مین ضائع ہونے کا خوف نہین ہی بایں طور کہ انکا نفقہ اسپر نہین ہی مثلاً انکا مال ہی یا مال نہین ہی مگر وہ لوگ بالغ تندرست ہین یا عورتین بالغہ ہین کہ جنکے شوہر موجود ہین تو بدون انکی اجازت کے جاسکتا ہی اور رہی اُسکی جورو پس اگر اُسکے ضائع ہو جانے کا خوف ہو تو بدون اسکی اجازت کے نہ جاوے اور اگر اُسکے ضائع ہونے کا خوف نہو تو بدون اُسکی اجازت کے چلا جاوے اگرچہ یہ امر اُسپر شاق گذرے یہ ذخیرہ مین ہی۔ عورت نے اگر اپنے پسر کو جہاد سے منع کیا پس اگر اس عورت کا قلب اُسکے صدمہ فراق کا تحمل نہین ہی اور چھوڑنے سے اُسکو ضرر پہونچتا ہی تو اُسکو منع کرنے کا اختیار ہی اور گنہگار نہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ مجھے اچھا نہین معلوم ہوتا ہی کہ مسلمان عورتین مردون کے ساتھ ہو کر قتال کرین الا اسصورت مین کہ مسلمان لوگ مضطر ہون اور مدد کی جانب محتاج ہو جاوین پس

[1] دادا و نانا مراد ہین نہ دادی و نانی واللہ اعلم ۱۲ منہ

[2] سواروں کا رسالہ

اگر مسلمان اسکی طرف مضطر ہون باین طور کہ خبر نفیر آئی اور عورتون کے نکلنے کی حاجت و ضرورت تھی تو قتال کے واسطے عورتون
کے نکلنے مین کچھ مضائقہ نہین ہی اور عورتون کو ایسی حالت مین روا ہی کہ بدون اجازت اپنے ابا اور شوہرون کے نکلین اور ابا
و شوہرون کو ایسی حالت مین انکی ممانعت کا اختیار نہین ہی اور اگر نکلنے سے منع کرینگے تو گنہگار ہونگے اور اسی طرح اگر مسلمان
لوگ انکی مدد کی طرف مضطر ہون ولیکن ان عورتون کو دور سے تیراندازی کرکے قتال کرنا ممکن ہو تو بھی اسطرح قتال
کرنے مین کچھ مضائقہ نہین ہی اور غازیون کے واسطے روٹی و کھانا پکانے و پانی پلانے اور مجروحون کی دوا کرنے کے واسطے
جوان عورتین نہ جاوین اور رہن عجوزہ یعنے بڑھیان عورتین جنکا سن اسقدر دراز ہوگیا ہی تو مضائقہ نہین ہی کہ وہ صوف
وغیرہ کے کپڑے پہنکر بڑے لشکر کے ساتھ نکلین اور مریضون و مجروحون کی مدارات کرین اور پانی پلاوین و روٹی کھانا پکاوین
ولیکن قتال نہ کرین۔ اور حکم طفل کا اور اس مرد کا جو مراہق ہی یعنے قریب بہ بلوغ ہی اگر قتال کی طاقت رکھتا ہو تو مثل
حکم بالغ کے ہی جبتک کہ نفیر عام نہ پہونچی ہو یعنے یہ حکم ہی کہ بدون اجازت والدین کے نہ نکلے اور باپ اسکو اجازت دینے
سے گنہگار نہ ہوگا جیسے بالغ کو اجازت دینے سے گنہگار نہین ہوتا ہی اگرچہ جانتا ہو کہ اکثر اسمین قتل ہو جاتا ہی یہ محیط مین
ہی۔ اور اگر مدیون نے جہاد کرنا چاہا حالانکہ قرضخواہ غائب ہی پس اگر مدیون کا مال اسقدر ہو کہ جو کچھ اسپر قرضہ ہی اُسکے ادا
کے واسطے وافی ہو تو اسکے جہاد کے لیے جانے مین کچھ مضائقہ نہین ہی اور کسی کو وصی کردے کہ اگر مجھپر حادثہ موت پیش آوے
تو میرے ترکہ مین سے میرا قرضہ ادا کردے اور اگر اسکے پاس وفاے قرضہ کے لائق نہ ہو تو اولے یہ ہی کہ ٹھہرا رہے
یہانتک کہ بمحل اُسکا قرضہ ادا کردے اور اگر باوجود اسکے بدون اجازت قرضخواہ کے اسنے جہاد کیا تو یہ مکروہ ہی اور اگر
قرضخواہ نے اسکو جہاد کرنے کی اجازت دیدی مگر قرضہ سے بری نہ کیا تو بھی مستحب یہی ہی کہ اداے قرضہ کے واسطے تحمل
کرے اور اگر ایسی حالت مین اُسنے جہاد کیا تو بھی مضائقہ نہین ہی۔ اور اسیطرح اگر قرضہ میعادی ہو اور قرضدار بطریق ظاہر جانتا
ہو کہ مین میعاد آنے سے پہلے واپس آجاؤنگا تو بھی یہی حکم ہی کذا فی الذخیرہ۔ اور اگر زید نے اپنے قرضخواہ کو عمرو پر اترائی کرا کے
جہاد کا قصد کیا پس اگر زید کا عمرو پر مثل اس قرضہ کے قرض ہو تو اُسکے جہاد مین جانے مین کچھ مضائقہ نہین ہی اور اگر
زید کا عمرو پر مثل اسکے مال نہو تو مستحب یہ ہی کہ نہ نکلے اور اگر عمرو نے زید کو جہاد مین جانے کی اجازت دی اور قرضخواہ نے
نہ دی تو جانے مین کچھ مضائقہ نہین ہی جبکہ حوالہ تمام ہوگیا ہی۔ اور اگر اُسنے قرضخواہ کے لیے کسی پر اترائی نہین کرائی ولیکن
اُسکی طرف سے بدون اُسکی اجازت کے کسی شخص نے اُسکے قرضخواہ کے واسطے بدین طور کفالت کرلی کہ وہ قرضدار کو بری
کردے اور اُسنے قبول کیا تو ایسی صورت مین قرضدار کو روا ہی کہ جہاد کو چلا جاوے اور ان دونون مین سے کسی سے اجازت
لینے کی حاجت نہین ہی۔ اور اگر اسکی طرف سے کسی کفیل نے اُسکے حکم سے کفالت کرلی ہو اور مدیون کی براءت کی شرط
نہین کی تو اُسکو اختیار نہین ہی کہ جہاد کو جاوے جبتک کہ قرضخواہ و کفیل سے اجازت حاصل نہ کرے اور اگر کفالت بغیر
اُسکے حکم کے کرلی ہی تو اسپر یہی واجب ہی کہ فقط طالب سے اجازت حاصل کرے اور کفیل سے اجازت لینے کی ضرورت نہین
ہی اور یہی حال کفالت بالنفس مین ہی کہ اگر کفیل نے اسکے حکم سے اسکے نفس کی کفالت کی ہی یعنے باین طور کہ جب قرضخواہ اسکو
طلب کریگا تو مین اسکو حاضر کرونگا اسطرح کفالت بالنفس کرلی مگر اُسکے حکم سے تو اسکو بدون اجازت کفیل کے جانے کا اختیار
نہین ہی اور اگر بدون اُسکے حکم کے کفالت بالنفس کرلی ہو تو بدون اجازت لینے کفیل کے اسکے چلے جانے مین کچھ مضائقہ نہین
ہی۔ اور اگر قرضدار مفلس ہو اور اسکو اداے قرضہ کے لیے کوئی حیلہ نہین ہی سواے اسکے کہ غازیون کے ساتھ دار الحرب مین

تجارت کے واسطے جاوے تو مضائقہ نہیں ہے کہ چلا جاوے اور قرضخواہ سے اجازت نہ لے اور اگر اسنے کہا کہ جہاد کے واسطے جاتا ہون
شاید مجھے نفل یا سہام مین سے ایسا کچھ ملجاوے کہ مین اس سے اپنا قرضہ ادا کر دون تو مجھے پسند نہیں ہے کہ بدون اجازت قرضخواہ
کے جاوے - اور یہ سب جو مذکور ہوا اسوقت ہے کہ نفیر عام نہ ہو اور جب نفیر عام ہو تو مضائقہ نہیں ہے کہ بحر ضدار چلا جاوے
خواہ اسکے پاس وفائے قرضہ کے لائق مال ہو یا نہ ہو خواہ قرضخواہ نے اسکو جانے کی اجازت دی ہو یا منع کیا ہو پھر جب اس
مقام پر پہونچا جہان مسلمانون نے قرار پکڑا ہے پس اگر ایسا امر نظر آوے جس سے مسلمانون کے حق مین خوف ہے تو ضرور قتال کرے
اور اگر ایسا امر ہو کہ اس سے مسلمانون کے حق مین خوف نظر نہ آوے تو اسکو روا نہیں ہے کہ مقابلہ کرے الا باجازت اپنے قرضخواہ
کے یہ محیط مین ہے - ایک شہر مین ایک عالم ہے کہ اس سے بڑھکر کوئی فقیہ وہان نہیں ہے تو اسکو جہاد نہ کرنا چاہیے کہ وہان کے
لوگون کو اسکے ضائع ہونے سے نقصان پہونچیگا یہ سراجیہ مین ہے - قال المترجم یہ روایت فتاوے ہے اور کچھ نہیں ہے اور نہ
مین نے کسی فقیہ متعمد کے قول کو دیکھا جسنے اسکی تصریح کی ہو بلکہ بعض نے تشنیع کی ہے اور اصح یہی ہے کہ جہاد بحفظ الدین ہے و قد غزا النبی
صلی اللہ علیہ وسلم ولیس یمکن وجود احد مثلہ فی العلمین من الاولین والاخرین من الملائکۃ والرسل والجن والانس کلہم اجمعین
واللہ تعالی اعلم - اور اگر کسی شخص کے پاس ودیعتین ہون جنکے مالک غائب ہون پس اگر اسنے کسی کو وصی کر دیا کہ یہ
ودیعتین انکے مالکون کو واپس کر دے تو اسکو اختیار رہوگا کہ جہاد کے واسطے چلا جاوے یہ فتاوی قاضیخان مین ہے - اور
غلام کو نہ چاہیے کہ بدون اجازت اپنے مولے کے جہاد کے واسطے نکلے جبتک کہ نفیر عام نہ ہو یہ محیط سرخسی مین ہے - اور اگر جب
نفیر اہل روم کی جانب سے واقع ہو تو ہر شخص پر جو قتال کر سکتا ہے واجب ہے کہ جہاد کے واسطے نکلے اگر زاد و راحلہ کا مالک ہو
اور پیچھے رہنا نہیں جائز ہے الا آنکہ کوئی عذر رکھتا ہو (یعنی زاد و راحلہ رکھتا ہو ۱۲) یہ فتاوے قاضی خان مین ہے - اور اگر مشرک لوگ مسلمانون کی
زمین مین داخل ہوے اور مال لیکر و اولاد و عورتین گرفتار کرکے لیگئے پھر مسلمانون کو اسکا علم ہوا اور انکو ان مشرکون
پر قوت حاصل ہے تو انپر واجب ہوگا کہ ان کافرون کا پیچھا کرین یہانتک کہ ان سب چیزون کو انکے ہاتھ سے چھوڑا لاوین
جبتک کہ کافر لوگ دار الاسلام مین ہین اور جب وہ زمین حرب مین داخل ہوگئے تو بھی بچون و عورتون کے حق مین یہی حکم
ہے کہ پیچھا کرکے انکو چھوڑا لاوین جبتک کہ وہ انکو لیکر اپنے قلعون (یعنے اپنے ملک مین ۱۲) و حفاظت گاہ مین نہیں داخل ہوئے ہین - اور
اگر کافرون نے فقط مال ہی لے لیا ہے اور دار الحرب مین پہونچگئے تو مسلمانون کو گنجائش ہے کہ انکا پیچھا نہ کرین - اور جب کافر لوگ
ان چیزون کو لیکر اپنے دار الحرب کے قلعون و حفاظت گاہ مین پہونچگئے پس مسلمان لوگ انکے پیچھے وہان پہونچے تاکہ انکے
ساتھ مقاتلہ کرین (یعنے اولاد بچہ و عورتین ۱۲) تو یہ افضل ہے اور اچھا کام انھون نے اختیار کیا اور اگر انھون نے پیچھا نہ کیا چھوڑ دیا تو مجھے امید ہے کہ
انکی گنجائش شرعا ہو - اور ایسی صورت مین ذمیون کے بچے و عورتین و مال اس حکم مین بمنزلہ مسلمانون کے بچے و
عورتون و مال کے ہین - پھر واضح رہے کہ ہر ایک مسلمان پر انکا پیچھا کرنا جبھی فرض ہے کہ جب انکو امید ہو کہ کافرون کے
اپنے قلعون مین گھس جانے سے پہلے ان تک پہونچ جاوینگے اور اگر انکی غالب راے مین یہ امر ہو کہ نہ پہونچینگے تو انکو گنجائش
ہوگی کہ اپنے مقام پر ٹھہرے رہین انکا پیچھا نہ کرین یہ محیط مین ہے - امام محمد رح کہتے ہین کہ امام اعظم ابو حنیفہ رح نے فرمایا کہ جبتک
مسلمانون کے واسطے قوت ہو تب تک جعائل مکروہ ہے اور جب نہو تو مضائقہ نہیں ہے کہ بعضے بعضون کو تقویت دین پس جب
تجہیز لشکر کی حاجت پڑے تو اسوقت دیکھا جاوے کہ اگر مسلمانون کے واسطے قتال کی قوت ہو یعنی بیت المال مین مال ہو
تو امام کو سزاوار نہیں ہے کہ مالدارون پر ایسا حکم جاری کرے کہ جس سے بدون انکی خوشی خاطر کے انکا کچھ مال لے لے ہان

اگر صاحبان مال نے خود اپنی خوشی خاطر سے جعل دینا چاہا تو یہ مکروہ نہین ہی بلکہ یہ طریقہ بہتر و مرغوب فیہ ہی خواہ بیت المال مین مال ہو یا نہو۔ اور اگر مسلمانون کو قوت قتال حاصل نہو باین طور کہ بیت المال مین مال نہ ہو تو مضایقہ نہین ہی کہ امام المسلمین مالدارون پر اسقدر مال دینے کا جو جہاد کے واسطے جانے والون کے لیے کافی ہو حکم کرے۔ پھر جو شخص اپنی جان و مال سے جہاد کرنے پر قادر ہو اُسپر اپنی جان و مال سے جہاد کرنا واجب ہی۔ اور جو شخص اپنی ذات سے جانے سے عاجز ہی اور اُسکے پاس مال ہی تو اسپر واجب ہی کہ اپنے مال سے بجاے اپنے کسی دوسرے کو جہاد کے واسطے روانہ کرے پس ان دونون مین سے ایک اپنی جان سے اور دوسرا اپنے مال سے جہاد کرنے والا ہو جائیگا۔ اور جو شخص اپنی ذات سے جانے پر قادر ہو ولیکن اُسکے پاس مال نہین ہی پس اگر بیت المال مین مال ہو تو امام المسلمین اسکو بقدر کفایت کے بیت المال سے دیدیگا اور جب امام نے اسکو بیت المال سے قدر کفایت دیدیا تو پھر اسکو روا نہین ہی کہ کسی دوسرے سے بھی جعل لے۔ اور اگر بیت المال مین مال نہ ہو یا ہو مگر امام نے اُسکو نہین دیا تو اسکو روا ہی کہ دوسرے سے جعل لیکر جہاد کو جاوے یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر زید نے عمرو کو جعل دیا کہ میری طرف سے جہاد کرے پس اگر زید نے جعل دینے کے وقت یہ لفظ کہا ہو کہ اس مال سے میری طرف سے جہاد کر تو عمرو کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ سوائے جہاد کے اور جگہ اس مال کو صرف کرے حتی کہ اسکو یہ اختیار حاصل نہ ہوگا کہ اس سے اپنا ذاتی قرضہ ادا کرکے جہاد کو جاوے اور اپنے بال بچون کا نفقہ اُسمین سے چھوڑ جاوے اور اگر زید نے اس سے یون کہا ہو کہ تیرے واسطے ہی تو اس سے جہاد کر تو عمرو کو روا ہوگا کہ اس مال کو غیر جہاد مین بھی صرف کرے جیسے اسکو جہاد مین صرف کر سکتا ہی یہ حکم شیخ الاسلام نے شرح سیر کبیر مین اور شمس الائمہ سرخسی نے شرح سیر صغیر مین ذکر فرمایا ہی اور شیخ الاسلام نے شرح سیر صغیر مین ذکر فرمایا کہ عمرو کو دونون صورتون مین اختیار ہی کہ اس مال مین سے کچھ اپنے بال بچون کے نفقہ کے واسطے چھوڑ جاوے اسواسطے کہ اسکا جہاد کو جانا بدون اسکے بن نہین پڑیگا پھر یہ بھی معنًی جہاد کے اعمال مین سے ہی۔ اگر زید نے عمرو کو اپنی طرف سے جہاد کے واسطے جعل دیا پھر عمرو کو از قسم مرض وغیرہ کوئی ایسا عذر پیش آیا جس سے وہ خود نہ جاسکا اور اُسنے چاہا کہ بجاے اپنے کسی دوسرے کو جسقدر مال لیا ہی اُس سے کم دیکر جہاد کرنے کے لیے روانہ کرے تو اسمین کچھ مضایقہ نہین ولیکن جو کچھ مال بچا لیا ہی اسکی نسبت اگر اسکی یہ مراد ہی کہ اسکو اپنی ذات کے واسطے نہین بچاے رکھتا ہون بلکہ بیت المال مین داخل کر دونگا تو بچا لینے مین کچھ مضایقہ نہین ہی اور اگر اسکی مراد یہ ہی کہ اسکو اپنی ذات کے واسطے بچالون تو دیکھنا چاہیے کہ اگر زید نے جعل دینے کے وقت عمرو سے یون کہا تھا کہ اس مال سے میری طرف سے جہاد کر تو عمرو کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ بچے ہوئے مال کو اپنی ذات کے واسطے رکھ لے اور اگر یون کہا ہو کہ یہ مال تیرا ہی تو اُس سے جہاد کر تو عمرو کو اختیار ہوگا کہ بچے ہوئے کو اپنی ذات کے واسطے رکھ لے اور یہ ظاہر ہی کیا تو نہین دیکھتا ہی کہ اسصورت مین تو اُسکے واسطے یہ جائز ہی کہ سب مال اپنی ذات کے واسطے رکھ لے جہاد نہ کرے۔ اگر کسی مسلمان نے دوسرے مسلمان کے واسطے کسی قدر جعل کی شرط کی باینکہ کسی کافر حربی کو قتل کر دے پس اُسنے قتل کر دیا تو اسمین کچھ مضایقہ نہین ہی اور امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ شرط کر دینے والے کو لازم ہی کہ اُسنے جو شرط کر دی ہی یعنی دینے مال کی وہ پوری کر دے ولیکن حکم قضا مین اسپر اسکے واسطے جبر نہ کیا جائیگا۔ اور بعض مشائخ نے فرمایا کہ یہ جو کتاب مین مذکور ہی یہ خاصۃ امام محمد رح کا قول ہی اور امام اعظم و امام ابو یوسف کے نزدیک یہ شرط جائز نہین ہی اور بعض مشائخ نے فرمایا کہ یہ بالاجماع جائز ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر امیر لشکر نے

کسی مزدور کو اسکے اجر المثل سے اسقدر زائد پر کہ لوگ اپنے اندازے مین اتنا نقصان نہین اُٹھاتے ہین مقرر کیا پس اجیر نے کام کیا اور مدت پوری ہو گئی تو اجر المثل سے جسقدر مزدوری زیادہ قرار دی ہی وہ زیادتی باطل ہی اور اگر امیر لشکر یا قاضی نے کہا کہ مین نے اسکو اسطرح مقرر کیا حالانکہ مین جانتا تھا کہ نہین چاہیے تو پوری اجرت اس مقرر کرنے والے کے مال مین سے ہوگی اور اگر امیر لشکر نے کسی مسلمان یا ذمی سے کہا کہ اگر تو نے اس سوار کو قتل کیا تو تیرے واسطے سو درم ہین پس اُسنے قتل کیا تو اُسکو کچھ نہ ملیگا اور اگر حربی کفار مقتول پڑے ہون پس امیر لشکر نے کہا کہ جو انکے سر کاٹے اُسکے واسطے دس درم اجرت ہی تو یہ جائز ہی۔ کافرون کے سرون کا دار الاسلام مین لادلانا مکروہ ہی یہ مضمرات مین ہی امام المسلمین پر واجب ہی کہ ثغور مسلمین کو قلعہ بند کرے اور دروازہ ہای ثغور پر لشکر متعین کرے تاکہ کفار کو بلاد مسلمین مین وقوف سے مانع ہون اور انکو مقہور کرین یہ خزانۃ المفتیین مین ہی۔ اور اگر امام کوئی لشکر روانہ کرے تو چاہیے کہ انپر کوئی شخص امیر مقرر کر دے اور ایسے ہی آدمی کو انپر امیر مقرر کرے جو اسکے واسطے صالح و لائق ہو یعنی لڑائی کے کام مین خوش تدبیر ہو اور پرہیزگار ہو اور لشکریون پر شفقت کرنے والا ہو اور سخی ہو اور شجاع ہو اور جب اسطور پر انپر کوئی امیر مقرر کیا تو چاہیے کہ ان مجاہدین کے واسطے اسکو وصیت کر دے یہ مبسوط مین ہی۔ اور جب شرائط سرداری کے آدمی مین جمع ہون تو امام المسلمین کو چاہیے کہ اسکو امیر مقرر کر دے خواہ وہ قریشی ہو یا ور قبیلہ عرب سے ہو یا نبطی از موالی ہو یہ محیط مین ہی۔ اور یہ روا ہی کہ اگر امام کسی فاسق کو تدبیر لڑائی مین زیادہ لائق پاوے تو اسکو امیر مقرر کر دے یہ عتابیہ مین ہی۔ امام محمد رح نے فرمایا کہ جب امیر لشکر نے لشکر کو کسی بات کا حکم دیا تو لشکر پر واجب ہی کہ اس بات مین اُسکی اطاعت کرین الا آنکہ بالیقین یہ بات گناہ ہو۔ اور واضح ہو کہ اس مسئلہ کی تین صورتین ہین ایک یہ کہ اہل لشکر بیقین یہ جانتے ہون کہ امیر نے جس بات کا حکم کیا ہی اُسمین ہمکو نفع پہونچیگا مثلاً امیر لشکر نے انکو حکم کیا کہ ابھی قتال شروع نہ کرو اور انکو بیقین معلوم ہوا کہ ابھی قتال شروع نہ کرنے مین ہمارا نفع ہی باین طور کہ بیقین معلوم ہی کہ فی الحال ہم اہل حرب سے مقابلہ کی طاقت نہین رکھتے ہین اور جانتے ہین کہ ہمارے پیچھے دوسرا لشکر ہی کہ وہ ثانی الحال مین ہمارے ساتھ ملجائیگا اور قوت بڑھ جائیگی پس جب ایسی صورت ہی تو بالیقین فی الحال قتال کا ترک کرنا اہل لشکر کے حق مین نافع ہی تو اسصورت مین امیر لشکر کی اطاعت کرین۔ دوم آنکہ انکو بیقین معلوم ہو کہ جس امر کا حکم دیتا ہی اس سے ہمارا ضرر ہی مثلاً مثال مذکورہ مین دیکھتے ہون کہ اہل حرب ہمسے فی الحال نہین لڑسکتے ہین اور تاخیر قتال مین عنقریب انکی مدد آجائیگی جس سے ہمارا انسے مقابلہ کرنا دشوار ہو جائیگا اور ہمکو ضرر پہونچیگا اور یہ یقین ہو تو امیر لشکر کی اطاعت نہ کرین۔ اور سوم آنکہ اہل لشکر کو شک ہو کہ جس امر کا حکم دیتا ہی کہ اسمین ضرر ہوگا یا نفع ہوگا دونون طرف احتمال یکسان ہو کسی امر کا انکو یقین نہو تو اہل لشکر پر اُسکے قول کی اطاعت واجب ہی۔ اور اسی طرح اگر امیر لشکر نے انکو قتال کرنے کا حکم دیا اور وہ جانتے ہین کہ بیقین ہمکو نفع پہونچیگا یا اسمین انکو شک ہی کہ نفع ہوگا یا ضرر ہوگا دونون طرف احتمال برابر ہو تو امیر کے حکم کی اطاعت کرین اور اگر بیقین جانتے ہون کہ ہمکو نفع حاصل نہوگا بلکہ ضرر پہونچیگا تو اسمین اسکے قول کی اطاعت نہ کرین۔ اور اگر اہل لشکر باہم مختلف ہون بعضے کہتے ہون کہ اسمین ہلاکت ہی اور بعضے کہتے ہون کہ اسمین نجات ہی اور کسی گمان کو دونون گمانون مین سے دوسرے پر ترجیح نہ ہوئی بلکہ شک رہا تو اہل لشکر پر امیر کی اطاعت واجب ہی یہ محیط مین ہی۔ اگر امیر لشکر نے لشکر کو کسی بات کا حکم دیا اور لشکر مین سے ایک نے نافرمانی کی تو امیر مذکور

اسکو اول باری مین تادیب نہ کریگا یعنے سزا نہ دیگا بلکہ اُسکو نصیحت و فہمائش کر دیگا تاکہ پھر ایسا نہ کرے پھر اگر اسکے بعد اُسنے دوبارہ ایسی حرکت کی تو اسکو تادیب کریگا الا آنکہ وہ کوئی عذر بیان کرے تو البتہ اسکو چھوڑ دیگا ولیکن اُس سے خدا کی قسم لے لیگا کہ مین نے ایسی حرکت بعذر کی ہی اسواسطے کہ وہ ایسی بات کا دعوی کرتا ہی جو اسپر وجوب تعزیر سے مانع ہی اور اُسکا ثبوت اُسی کے قول سے ہوتا ہی پس وہ اپنے قول مین بدون قسم کے سچا نہین قرار دیا جائیگا - اور اگر امیر لشکر نے لشکر کی ترتیب صف بندی مین یون کیا کہ ساقہ مین اقوام معین کی خصوصیت کر دی اور میمنہ اور میسرہ مین بھی یون ہی کیا کہ میمنہ چند اقوام خاص کیواسطے اور میسرہ چند اقوام خاص دیگر اُنکے واسطے معین کر دی پھر دشمن نے ساقہ پر حملہ کیا اور بہت سختی سے مقاتلہ کیا اور میمنہ و میسرہ والون کو اہل ساقہ کے حق مین سختی و شکست کا خوف لاحق ہوا تو مضائقہ نہین ہی کہ وہ لوگ ساقہ کی مدد کے واسطے ساقہ مین چلے جاوین - اور یہ اُسوقت ہی کہ اُس سے اُنکے مراکز مین خلل نہ پڑتا ہو اور اگر اُس سے انکے مراکز مین خلل پڑتا ہو تو اہل ساقہ کو مدد دینا نہ چاہیے اور اگر امیر لشکر نے انکو حکم دیا ہو کہ اپنے مرکزون سے جنبش کرکے نہ جاوین اور منع کر دیا کہ کوئی دوسرے کو مدد نہ دین تو انکو نہ چاہیے کہ اہل ساقہ کو مدد دین اگرچہ وہ اپنی جانب سے بےخوف ہون اور اہل ساقہ کے حق مین خوف کرتے ہون - اور اگر امام نے اہل لشکر کو منع کر دیا کہ جانورون کے چارہ کے واسطے نہ نکلین تو انکو نکلنا نہ چاہیے خواہ اہل منعت ہون یا نہ ہون یعنے اتنے لوگ کہ اگر دشمن کو دور کر سکتے و روک سکتے ہون یا ایسے نہ ہون تو دونون یکسان ہین ولیکن امام نے جب انکو چارہ کے واسطے جانے سے منع کیا تو امام کو چاہیے کہ لشکر مین سے ایک قوم کو چارہ کے واسطے روانہ کرے اور انپر ایک شخص امیر مقرر کر دے کہ وہ تمام لشکر کے واسطے چارہ لاوین اور اگر امام نے کسی کو نہ بھیجا اور لشکر کو چارہ کی ضرورت لاحق ہوئی اور انکو اپنی جانون اور اپنی سواریون کے حق مین خوف لاحق ہوا اور انکے پاس اسقدر نہین ہی کہ جس سے چارہ خریدین تو مضائقہ نہین ہی کہ وہ چارہ کے واسطے جاوین اگرچہ اسمین امیر لشکر کی نافرمانی ہی اور اگر امیر لشکر نے حکم دیدیا کہ کوئی شخص چارہ کے واسطے نہ جاوے الا فلان شخص کے جھنڈے کے نیچے ہو کر تو اہل لشکر کو چاہیے کہ اُسکی شرط کا لحاظ رکھین کہ اُسی کے جھنڈے کے نیچے جاوین اور اسیطرح اگر امیر لشکر نے باین عبارت کہا کہ جو شخص چارہ کے واسطے جانا چاہے تو اسکو چاہیے کہ فلان کے جھنڈے کے نیچے ہو کر جاوے تو بھی چاہیے کہ اُسی کے جھنڈے کے نیچے جاوین یہ محیط مین ہی - ماہہاے حرام مین قتال کرنا روا ہی اور ان مہینون مین قتال سے جو ممانعت کی گئی تھی منسوخ ہو گئی ہی - اور اگر مسلمانون کی تعداد کافرون کی تعداد سے نصف ہو تو مسلمانون کو انکی لڑائی سے بھاگ جانا حلال نہین ہی - اور یہ حکم اسوقت ہی کہ ان لوگون کے ساتھ ہتھیار ہون اور اگر ہتھیار نہ ہون تو جسکے پاس ہتھیار نہون اسکو مضائقہ نہین ہی کہ وہ ایسے کافر کے روبرو سے جسکے پاس ہتھیار ہین دور بھاگ جاوے اور اسی طرح اگر اسکے پاس تیراندازی کا آلہ نہ ہو یعنی تیراندازی سے لڑائی نہین کر سکتا ہی تو مضائقہ نہین ہی کہ جو کافر تیراندازی کرتا ہی اُسکے سامنے سے فرار کر جاوے اور علے ہذا مضائقہ نہین ہی کہ ایک آدمی تین کافرون کے مقابلہ سے فرار کرے یہ محیط سرخسی مین ہی - اور جب مسلمانون کی تعداد بارہ ہزار یا زیادہ ہو تو انکو کافرون کے مقابلہ سے بھاگنا حلال نہین ہی اگرچہ تعداد کافرون کی کئی گونہ ہوا ور یہ حکم اسوقت ہی کہ ان سب کا کلمہ ایک ہی ہو اور اگر انکا کلمہ متفرق ہو تو ایک کے مقابلہ مین دو کا اعتبار کیا جائیگا اور ہمارے زمانہ مین طاقت کا اعتبار ہی - اور جو شخص ایسے مقام سے فرار کر گیا جہان اہل قلعہ منجنیق وغیرہ مار کر ضرر رسانی کر سکتے ہین یا ایسی جگہ سے جہان تیرون یا پتھرون سے صدمہ پہونچاتے ہین تو کچھ مضائقہ نہین ہی یہ محیط مین ہی - امام محمد رح نے فرمایا

کہ مضائقہ نہین ہی کہ امام المسلمین ایک مرد کو یا دو کو یا تین کو سریہ بنا کر روانہ کرے بشرطیکہ اکیلا یا دو یا تین اسکی طاقت رکھتا ہو یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور جہاد کے توابع سے رباط ہی یعنے ایسے مقام پر اقامت کرنا جہان ہجوم دشمن کا کھٹکا ہی باین غرض کہ اگر دشمن ناگاہ ہجوم کرے تو اسکو دفع کرین اور اسمین اختلاف ہی کہ وہ کون جگہ ہی اسواسطے کہ یہ ہر جگہ متحقق نہین ہوتا ہی اور مختار یہ ہی کہ وہ ایسی جگہ ہی کہ اسکے ورے اسلام نہ ہوا اور تجنیس مین اسی قول پر جزم کیا ہی یہ بحر الرائق مین ہی۔

دوسرا باب۔ قتال کی کیفیت کے بیان مین۔ جب امام المسلمین دار الحرب مین جانے کا قصد کرے تو اسکو چاہیے کہ لشکر کا معائنہ کرے تاکہ انکی تعداد اور سوارون اور پیدلون کو معلوم کرے پس انکے نام لکھ لے یہ شرح طحاوی مین ہی اور جب مسلمان لوگ دار الحرب مین داخل ہوکر کسی شہر یا قلعہ کا محاصرہ کرین تو پہلے انکو اسلام کی طرف بلاوین پس اگر وہ قبول کرین یعنی اسلام لاوین تو انکے ساتھ قتال سے باز رہین اور اگر انکار کرین تو انکو ادای جزیہ کی طرف بلاوین یعنے کہین کہ تم لوگ اپنے دین پر رہو مگر پست ہوکر جزیہ دیا کرو کذا فی الہدایہ پس اگر قبول کرین تو جو نفع ہمارے واسطے ہی وہ انکے واسطے اور جو ہمپر پڑیگا وہ انپر بھی پڑیگا کذا فی الکنز ولیکن جزیہ کے واسطے کفار انھین کے حق مین ہی جن سے جزیہ قبول کیا جا سکتا ہی اور جن سے جزیہ نہ قبول کیا جائیگا انکو جزیہ دینے کی طرف نہ بلاوین[کافرون ۱۲] یہ تبیین مین ہی۔ واضح ہو کہ کفار چند صنف کے ہین۔ ایک صنف یہ ہی کہ انسے جزیہ لینا نہین جائز ہی اور نہ انکو ذمی بنانا جائز ہی اور وہ عرب کے ایسے مشرک ہین جو کسی کتاب آسمانی کے قائل نہین ہین پس جب اہل اسلام انپر غالب ہون تو انکے مرد یا تو اسلام لاوین ورنہ قتل کر دئے جاوین اور انکی عورتین و بچے سب فئی ہونگے اور دوسری صنف وہ کہ بالاجماع انسے جزیہ لینا جائز ہی اور وہ یہود و نصاری ہین خواہ عرب کے ہون یا کہین اور کے ہون اور اسی طرح مجوس سے بھی بالاجماع جزیہ لینا جائز ہی خواہ عرب کے ہون یا کہین اور کے ہون۔ اور تیسری صنف وہ مشرکین ہین کہ انسے جزیہ لینے کے جواز مین اختلاف ہی اور وہ سوائے عرب اور سوای اہل کتاب اور سوای مجوس کے قوم مشرک ہین پس ہمارے نزدیک انسے جزیہ لینا روا ہی یہ محیط مین ہی۔ اور جسکو دعوت اسلام نہین پہونچائی گئی ہی اس سے قتال کرنا نہین جائز ہی الا بعد اسکے کہ اسکو اسلام کی دعوت کرے کذا فی الہدایہ اور اگر انسے بغیر دعوت اسلام کے قتال کیا تو سب گناہگار ہونگے ولیکن جو کچھ انھون نے انکی جان و مال تلف کیے ہین اسکے ضامن نہ ہونگے جیسے انکی عورتون و بچون کے تلف کرنے مین ضامن نہین ہوتے ہین یہ مبسوط مین ہی اور جسکو دعوت اسلام پہونچ گئی ہی اسکو بغرض مبالغہ انذار کے دعوت اسلام کر دینا مستحب ہی ولیکن واجب نہین ہی یہ ہدایہ مین ہی۔ اور واضح ہو کہ تاکید کے واسطے دوبارہ دعوت اسلام کرنا دو شرطون سے مستحب ہی ایک یہ کہ پہلے دوبارہ دعوت اسلام پہونچانے مین مسلمانون کے حق مین ضرر نہو اور اگر تقدیم دعوت اسلام مین مسلمانون کے حق مین ضرر ہو مثلاً معلوم ہو کہ اگر تقدیم دعوت کیجائیگی تو وہ قتال کے واسطے سامان تیار کر کے مستعد ہو رہینگے یا کوئی حیلہ برپا کر لینگے یا اپنے قلعون کی درستی و مضبوطی کر لینگے تو تقدیم دعوت اسلام دوبارہ مستحب نہین ہی اور دوسری شرط یہ کہ اس دعوت سے طمع و امید ہو کہ شاید وہ لوگ قبول کر لین اور اگر انکو اس سے ناامیدی ہو تو دوبارہ دعوت مین بیکار مشغول نہ ہون یہ محیط مین ہی۔ اور مضائقہ نہین ہی کہ رات یا دن مین کافرون پر ایکبارگی تاخت کرین بدون دعوت اسلام کے اور یہ ایسی زمین کے واسطے کہ انکو دعوت اسلام پہونچ گئی ہی یہ محیط سرخسی مین ہی پس جب کافرون نے اسلام اور ادای جزیہ سے انکار کیا تو اللہ تعالی عز و جل سے مدد و استعانت کی دعا کر کے

کافرون سے جہاد و قتال کرین کذا فی الاختیار شرح المختار اور روا ہی کہ انکے قلعون کے نیچے منجنیقین نصب کرین اور انکو جلا دین اور انپر پانی سے سیل بہا دین اور انکے درخت کاٹ ڈالین اور انکی کھیتی خراب کر دین یہ ہدایہ مین ہی۔ اور مضائقہ نہین ہی کہ انکے قلعہ خراب کر کے خاک مین ملا دین اور پانی مین اسکو غرق کر دین اور عمارتین ڈھا دین اور شیخ حسن بن زیاد کہتے تھے کہ یہ حکم اسوقت ہی کہ جب یہ معلوم ہو کہ اس قلعہ مین کوئی مسلمان قیدی نہین ہی اور جب یہ بات معلوم نہو تو جلانا و غرق کرنا روا نہین ہی ولیکن ہم کہتے ہین کہ اگر ہم نے اس امر سے انکو منع کیا تو مشرکین کے ساتھ انکو قتال کرنا و غالب ہونا متعذر ہو جائیگا اور قلعے تو بہت کم کسی قیدی سے خالی ہوتے ہین ولیکن یہ لوگ اس جلانے و غرق کرنے مین کافرون کا قصد کرینگے یہ مبسوط مین ہی اور مشرکون کو تیر مارنے مین کچھ مضائقہ نہین ہی اگرچہ انمین مسلمان قیدی یا مسلمان تاجر ہون اور اگر انھون نے مسلمانون کے بچے یا قیدیون کو ڈھال بنایا تو انکو تیر مارنے سے اہل اسلام باز نہ رہین مگر تیر سے کفارون کے قتل کا قصد رکھین پھر اسطرح لڑائی مین جو مسلمان قیدی یا تاجر یا بچہ مسلمان تلف ہوا اسکی دیت ان مجاہدون پر نہ ہوگی اور نہ انپر کفارہ قتل لازم آویگا۔ اور جب لشکر بہت بڑا ہو جسپر بےخوفی و امن کے ساتھ اطمینان ہو تو اسکے ساتھ عورتون اور قرآن مجید لیجانے مین مضائقہ نہین ہی اور سریہ یعنے چھوٹے لشکر کے ساتھ جسپر اطمینان مذکور نہین ہی اسکے ساتھ عورتون و مصاحف کا لیجانا مکروہ ہی۔ اور اگر کوئی مسلمان امان لیکر دار الحرب مین گیا تو مضائقہ نہین ہی کہ وہ اپنے ساتھ قرآن مجید لیجاوے بشرطیکہ یہ قوم کفار ایسی ہون کہ اپنا عہد وفا کرتے ہون یہ ہدایہ مین ہی۔ اور جب لشکر بڑا ہو تو خدمت کے واسطے بوڑھی عورتون کو ساتھ لیجانے مین مضائقہ نہین ہی اور جوان عورتون کا اپنے گھر مین رہنا اسلم ہی اور اولے یہ ہی کہ بخوف فتنہ عورتین بالکل نہ جاوین اور اگر بغرض مجامعت عورتون کا لیجانا ضروری ہو تو باندیون کو لیجاوین نہ آزادون کو یہ تبیین مین ہی۔ ایک قوم پرہیزگار لوگون کی جہاد کے واسطے جانا چاہتے ہین اور اگر انکے ساتھ فاسقون کی ایک قوم بھی جہاد کو جاتی ہی جنکے ساتھ مزامیر ہین پس اگر پرہیزگارون سے یہ ممکن ہو کہ بدون ان فاسقون کے چلے جاوین یعنی جہاد مین اسقدر کافی ہون تو ان فاسقون کے ساتھ نہ جاوین اور اگر بدون ان فاسقون کے جانا ممکن نہ ہو تو انکے ساتھ جاوین یہ فتاوی قاضی خان مین ہی۔ اور مسلمانون کو چاہیے کہ غدر نکرین اور غلول یعنی خیانت نکرین اور مثلہ نکرین کذا فی الہدایہ اور عورتون کو قتل نکرین اور نہ بچون کو اور نہ مجنون کو اور نہ شیخ فانی کو اور نہ اندھے کو اور نہ لنجے کو الا اسصورت مین کہ انمین سے کسی کو تدبیر جنگ مین مداخلت ہو یا عورت ملکہ ہو یعنی انکی بادشاہ ہو تو اسکو قتل کر دین اور اسی طرح اگر انکا بادشاہ کوئی طفل صغیر ہو اور اسکو میدان حرب مین اپنے ساتھ لائے ہون اور اسکے قتل کرنے مین انکی جماعت پریشان ہوئی جاتی ہو تو اسکے قتل کر لینے مین مضائقہ نہین ہی یہ جوہرہ نیرہ مین ہی۔ اور اگر عورت مال والی ہو کہ لوگون کو لڑائی پر اپنے مال سے برانگیختہ کرتی ہو تو وہ قتل کر دیجائیگی یہ محیط مین ہی۔ اور اسی طرح ان لوگون مین سے جو مقابلہ کرتا ہو وہ بھی قتل کیا جاوے مگر اتنی بات ہی کہ طفل و مجنون اسی وقت تک قتل کیے جا سکتے ہین جبتک لڑائی کرتے ہین اور ان دونون کے سوا باقیون کو قید کیے جانے کے بعد بھی قتل کر دینے مین مضائقہ نہین ہی اور اگر مجنون کبھی اچھا ہو جاتا ہو اور کبھی پھر مجنون ہو جاتا ہو تو وہ افاقہ کی حالت مین مثل صحیح کے ہی کذا فی الہدایہ اور جسکا ایک ہاتھ ایک طرف سے اور دوسری طرف سے دوسرا پاؤن کٹا ہوا یا جسکا خاصۃً داہنا ہاتھ کٹا ہوا ہو وہ قتل نہ کیا جائیگا بشرطیکہ ایسے لوگ اپنے مال سے یا

اپنی راے سے لڑائی مین شریک نہ ہون یہ محیط مین ہی۔ اور جسکا ایک طرف کا بدن خشک ہوگیا ہو وہ قتل نہ کیا جائیگا اور اگر باوجود اسکے وہ قتال مین شریک ہی تو اسکے قتل کرنے مین مضائقہ نہین ہی اور اسی طرح اندھا و لنجا و بوڑھا پھوس اگر ایسے لوگ قتال مین حاضر ہون اور کافرون کو لڑائی مین برانگیختہ کرین تو انکے قتل مین مضائقہ نہین ہی۔ اور اگر کسی نے ایسے لوگون مین سے کسی کو قتل کردیا تو اُسپر کچھ لازم نہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ اور جسکا بایان ہاتھ کٹا ہوا ہو یا دونون پانون مین سے ایک پانون کٹا ہو تو وہ لڑائی کرنے والون مین سے ہی پس وہ قتل کردیا جائیگا اور اسی طرح گونگا و بہرا بھی قتل کیا جائیگا یہ محیط مین ہی۔ اور طفل و معتوہ جبتک لڑائی پر انگیختہ کرتے ہون تب تک انکے قتل کرڈالنے مین مضائقہ نہین اور جب وہ مسلمانون کے ہاتھ مین آگئے تو پھر مسلمانون کو انکا قتل کرنا نہین چاہیے اگرچہ انھون نے کئی آدمیون کو قتل کیا ہو یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور مضائقہ نہین ہی کہ مرد مسلمان اپنے ہر ذی رحم محرم کو جو مشرک ہی پہل کرکے اسکو قتل کرے سواے والد و والدہ کے اور اپنے اجداد و جدات کے خواہ باپ دادا وغیرہ مردون کی طرف سے ہون یا مان و نانی وغیرہ عورتون کی طرف سے ہون۔ اور یہ حکم اسوقت ہی کہ اُسکے والد نے اسکو اس کام کے کرنے پر مضطر نہ کیا ہو اور اگر باپ نے بیٹے کو اپنے قتل کرنے پر مضطر کیا مثلاً بیٹا اس سے بھاگ نہین سکتا ہی تو مضائقہ نہین ہی کہ اسکو قتل کردے اور اگر صف ہنگام مین بیٹے نے اپنے باپ پر قابو پایا تو نہ چاہیے کہ قصد کرکے اسکو قتل کردے اور یہ بھی نہ چاہیے کہ اسکو لوٹ جانے کا قابو دے تاکہ وہ جرأت حاصل کرکے مسلمانون پر لوٹ کر آوے بلکہ اسکو کسی گوشہ مین یا کسی مقام پر جگہ تنگ کرکے لیجاوے اور مضبوطی سے رکھے تاکہ کوئی دوسرا مسلمان آکر اسکو قتل کردے یہ محیط مین ہی۔ اور جبتک راہب صومعہ مین منزوی ہی تب تک قتل نہ کیا جائیگا الا آنکہ لوگون مین مخالط ہوجاوے یہ فتاوے قاضی مین ہی پس اگر مسلمانون کو ایسے لوگون کے جو قتل نہین کیے جاتے ہین لا دلانے اور دار الاسلام مین نکال لانے کی قوت حاصل ہو تو انکو دار الحرب مین چھوڑ آنا نہ چاہیے نہ عورت کو اور نہ طفل کو اور نہ معتوہ کو اور نہ اندھے کو اور نہ لنجے کو اور نہ داہنی و بائین جانب سے ایک ہاتھ و ایک پانون کٹے ہوئے کو اور نہ داہنے ہاتھ کٹے ہوئے کو اسواسطے کہ اسنے اولاد پیدا ہوگی پس انکے وہان چھوڑ آنے مین مسلمانون پر سختی و مدد ہوجائیگی اور رہا بڈھا پھوس جس سے نطفہ نہین قرار پا سکتا ہی تو چاہین اسکو وہان چھوڑ آوین اور چاہین نکال لاوین اور یہی حکم راہبون اور صومعہ والون کا ہی بشرطیکہ وہ سب ایسے ہون کہ عورتون سے جماع نہین کرسکتے ہین اور یہی حکم ایسی بڈھی عورتون کا ہی جن سے اولاد ہونے کی امید نہین ہی یہ ہدایہ سے بحر الرائق مین منقول ہی۔ امام قدوری نے اپنی کتاب مین فرمایا کہ کفار دو قسم کے ہین بعضے انمین سے وہ ہین جو اللہ عز و جل کے منکر ہین اور بعضے وہ ہین جو اللہ عز و جل کا اقرار کرتے ہین مگر اُسکی وحدانیت کے منکر ہین جیسے بت پرست پس جو منکر اللہ عز و جل ہو جب اسکا اقرار کرلے تو اسکے اسلام کا حکم دیا جائیگا اور جو شخص مقر اللہ عز و جل ہی اور منکر اسکی وحدانیت کا ہی جب اسکی وحدانیت کا مقر ہوجاوے باین طور کہ کہے لا الہ الا اللہ تو اُسکے اسلام کا حکم دیا جائیگا اور جو مقر وحدانیت اللہ عز و جل ہو اور اسنے رسالت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انکار کیا ہی جب وہ رسالت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اقرار کرلے تو اُسکے اسلام کا حکم دیا جائیگا یہ محیط مین ہی۔ بت پرست یا ذمی جو اللہ تعالی کی وحدانیت کا اقرار نہین کرتا ہی اگر اسنے کہا اللہ تو وہ مسلمان نہوگا اور اگر کہا کہ مین مسلم ہون تو وہ مسلمان ہوجائیگا پھر اگر اُسنے کہا کہ میری یہ مراد تھی کہ مین حق پر ہون تو مسلمان نہوگا۔ اور

یہودی یا نصرانی نے اگر کہا کہ لا الہ الا اللہ تو وہ مسلمان نہ ہوگا جبتک یہ نہ کہے و محمد رسول اللہ۔ اور مشایخ نے فرمایا کہ جو یہود و نصاری آج کل مسلمانون کے روبرو موجود ہین اگر انمین سے کسی نے کہا کہ اشہد ان لا الہ الا اللہ وان محمداً رسول اللہ تو اسکے اسلام کا حکم نہ دیا جائیگا یہانتک کہ اپنے دین سے بیزاری کا اقرار کرے چنانچہ اگر نصرانی ہی تو کہے کہ مین نصرانیت سے بیزار ہون اور اگر یہودی ہو تو کہے کہ مین یہودیت سے بیزار ہون اور باوجود اسکے یون کہے کہ مین دین اسلام مین داخل ہوا۔ اور اگر یہودی یا نصرانی نے کہا کہ انا مسلم یعنے مین مسلم ہون یا کہا کہ اسلام لایا مین تو اسکے اسلام کا حکم نہ دیا جائیگا اسواسطے کہ یہ لوگ کہتے ہین کہ مسلم وہ ہی جو تابع حق و گردن جھکائے ہوے ہو اور ہم حق پر ہین پس اگر اُسنے کہا کہ مین مسلم ہون تو اس سے دریافت کیا جائیگا اگر اُسنے کہا کہ اس سے میری یہ مراد ہی کہ مین نے دین نصرانیت یا یہودیت کو چھوڑا اور مین دین اسلام مین داخل ہوا تو اسکے اسلام کا حکم دیا جائیگا حتے کہ اگر اسکے بعد اُسنے رجوع کیا یعنی اسلام سے پھر گیا تو قتل کیا جائیگا اور اگر اُسنے کہا کہ میری مراد یہ ہی کہ مین حق کے واسطے گردن جھکائے ہون اور مین حق پر ہون تو مسلمان نہ ہوگا۔ اور اگر اس سے دریافت نہ کیا گیا یہانتک کہ اُسنے مسلمانون کے ساتھ جماعت کی نماز پڑھی تو مسلمان ہوگا اور اگر وہ قبل دریافت کیے جانے یا قبل مسلمانون کے ساتھ جماعت مین نماز پڑھنے کے مر گیا تو مسلمان ہونے کی حالت مین مرنے کا حکم نہ دیا جائیگا۔ اور اگر نصرانی یا یہودی نے کہا کہ لا الہ الا اللہ مین یہودیت یا نصرانیت سے بیزار ہوا اور اسکے ساتھ یون نہ کہا کہ مین اسلام مین داخل ہوا تو اسکے اسلام کا حکم نہ دیا جائیگا حتے کہ اگر مر گیا تو اسپر نماز نہ پڑھی جائیگی اور اگر اُسنے اسکے ساتھ یہ کہا ہو کہ مین اسلام مین داخل ہوا تو اسکے اسلام کا حکم دیا جائیگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ امام ابو یوسف نے فرمایا کہ اگر یہودی یا نصرانی نے کسی شخص کے جواب مین جسنے اُس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو دریافت کیا تھا یون کہا کہ مین گواہی دیتا ہون کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالے کے رسول ہین تو اسکے اسلام کا حکم دیا جائیگا۔ اور بعض مشائخ سے مروی ہی کہ اگر نصرانی سے کہا گیا کہ محمد اللہ کے رسول برحق ہین اُسنے کہا کہ ہان تو مسلمان نہ ہوگا۔ ہمارے زمانہ مین یہ واقعہ ہوا کہ ایک نصرانی سے کہا گیا کہ کیا دین اسلام حق ہی پس اُسنے کہا کہ ہان پھر اس سے کہا گیا کہ کیا دین نصرانیت باطل ہی پس اُسنے کہا کہ ہان بس بعض مفتیون نے فتوے دیا کہ وہ مسلمان نہ ہوا اور بعض نے فتوی دیا کہ مسلمان ہو گیا۔ اور اسی طرح اگر نصرانی یا یہودی نے کہا کہ مین دین حنیفیہ پر ہون تو وہ مسلمان نہ ہو جائیگا یہ محیط مین ہی۔ اور بعض مشائخ سے مروی ہی کہ اگر یہودی نے کہا کہ مین اسلام مین داخل ہوا تو اسکے اسلام کا حکم دیا جائیگا اگرچہ اُسنے یہ نکہا ہو کہ مین یہودیت سے بیزار ہوا۔ اور مجوسی نے اگر کہا کہ مین اسلام لایا یا کہا کہ مین مسلم ہون تو اسکے اسلام کا حکم دیا جائیگا اسواسطے کہ یہ لوگ اپنی ذات کے واسطے وصف اسلام کا دعوے نہین کرتے ہین بلکہ ایک گونہ بدگوئی شمار کرتے ہین یہ فتاوے قاضی خان مین ہی اگر اہل کتاب مین سے یا کسی اہل شرک نے ہماری جماعت کے ساتھ نماز پڑھی تو ہمارے نزدیک اسکے اسلام کا حکم دیدیا جائیگا اور اگر اُسنے اکیلے نماز پڑھی تو امام اعظم کے قول پر اسکے اسلام کا حکم نہ دیا جائیگا اور بربنای قول صاحبین رحمہما اللہ کے اسکے اسلام کا حکم دیا جائیگا۔ اور ہمارے بعضی مشائخ نے کہا کہ حقیقت مین کچھ اختلاف نہین ہی کیونکہ امام اعظم رحمہ اللہ سے جو منقول ہی اسکی یہ تاویل ہی کہ اُسنے بدون اذان و اقامت کے تنہا نماز پڑھی پس ایسی صورت مین اسکے اسلام کا حکم نہ دیا جائیگا اور صاحبین سے جو منقول ہی اسکی تاویل یہ ہی کہ اُسنے اذان و اقامت کے ساتھ تنہا نماز پڑھی پس ایسی صورت مین اسکے اسلام کا حکم دیا جائیگا اور جسطرح ہمنے ذکر کیا ہی اسپر اتفاق ہی کچھ اختلاف نہین ہی۔ اور اجناس مین لکھا ہی کہ اگر گواہون نے کہا کہ رانیاہ یصلی سنتہ یعنے ہم نے اسکو دیکھا کہ ایک سنت نماز پڑھتا تھا اور یہ نہ کہا کہ بجماعت نماز پڑھتا تھا پس اُسنے کہا کہ

یا ایک سال تک ۱۲ منہ

مین نے اپنی نماز پڑھی ہی تو یہ اسلام نہوگا یہان تک کہ وہ کہین کہ اسنے ہماری سی نماز پڑھی اور ہمارے قبلہ کا استقبال کیا
یہ محیط مین ہی۔ اور اگر گواہون نے گواہی دی کہ یہ اذان دیتا اور اقامت کرتا تھا تو مسلمان ہوگا خواہ اذان سفر مین ہو یا حضر
مین اور اگر گواہون نے کہا کہ ہمنے اسکو سنا کہ مسجد مین اذان دیتا تھا تو یہ کچھ نہین ہی جبتک یہ نکہین کہ یہ موذن ہی چنانچہ جب
انھون نے یہ کہا کہ یہ موذن ہی تو وہ مسلمان ہوگا اسواسطے کہ جب انھون نے اسکو موذن کہا تو یہ عادۃ ہوگا پس وہ مسلمان
ہوگا یہ بزازیہ سے بحرالرائق مین منقول ہی۔ اور اگر اسنے روزہ رکھا یا حج کیا یا زکوۃ ادا کی تو ظاہر الروایہ کے موافق اسکے
اسلام کا حکم نہ دیا جائیگا۔ اور داؤد بن رشید نے امام محمد رح سے روایت کی ہی کہ اگر اسنے اس طور پر حج کیا جیسے مسلمان کرتے
ہین بایں طور کہ لوگون نے اسکو دیکھا کہ اسنے احرام کیواسطے تیہ کیا اور لبیبہ کہا اور مسلمانون کے ساتھ مناسک حج مین حاضر رہا
تو مسلمان ہوگا اور اگر وہ مناسک مین حاضر نہوا یا مناسک مین حاضر ہوا مگر حج نہ کیا تو مسلمان نہ ہوگا۔ اور اگر ایک گواہ نے
کہا کہ مین نے اسکو دیکھا کہ بڑی مسجد مین جماعت کے ساتھ نماز پڑھتا تھا اور دوسرے گواہ نے کہا کہ مین نے اسکو دیکھا کہ فلان
مسجد مین نماز پڑھتا تھا تو دونون کی گواہی قبول کیجائیگی اور وہ اسلام کے واسطے مجبور کیا جائیگا کذا فی فتاوے قاضی خان ولیکن
وہ قتل نہ کیا جائیگا یہ محیط مین ہی۔ اور حسن بن زیاد سے مروی ہی کہ اگر کسی نے ذمی سے کہا کہ اسلام لا پس اسنے کہا کہ مین
اسلام لایا تو اسلام رہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ امام محمد رح نے سیر کبیر فرمایا کہ اگر مسلمان نے کسی مشرک پر حملہ کیا
تا کہ اسکو قتل کردے پس جب اسکو تنگ دبا ؤمین کر لیا تو اسنے کہا کہ اشہد ان لا الہ الا اللہ پس اگر کافر ایسی قوم مین سے ہو
کہ وہ لوگ اس کلمہ کو نہین کہتے ہین تو مسلمان پر واجب ہی کہ اس سے باز رہے اور اگر اسکو پکڑ کر امام المسلمین کے پاس لایا تو
وہ آزاد مسلمان ہی بشرطیکہ اسنے یہ کلمہ توحید قبل مرد مسلمان کے اسکو مقہور کرنے کے کہا ہو اور گر مسلمان نے اسکو مقہور کر لیا پھر
اسنے یہ کلمہ کہا تو وہ فئی ہوگا ولیکن قتل نہ کیا جائیگا پس اگر اسنے کہا کہ مین نے جو کہا تھا اس سے اسلام کی نیت نہین کی
تھی بلکہ یہودیت مین داخل ہونے کی نیت کی تھی یا مین نے چاہا تھا کہ مجھے پناہ ملے تا کہ تو مجھے قتل نہ کرے تو اسکے قول پر
التفات نہ کیا جائیگا۔ اور اگر ایسا ہوا کہ جب اسنے لا الہ الا اللہ کہا اور مسلمان نے اسکے قتل سے ہاتھ روک لیا پس وہ بھاگ
گیا اور مشرکون مین جا ملا پھر لڑتا ہوا آیا پھر اسپر مرد مسلمان نے حملہ کیا پھر جب اسکو تنگ جا دبایا تو اسنے کہا کہ لا الہ الا اللہ پس
اگر اسکا گروہ ہو کہ وہان وہ پناہ مین جا سکتا ہو تو اسکے قتل کر ڈالنے مین مضائقہ نہین ہی اور اگر اسکا گروہ پریشان و متفرق
ہو گیا ہو تو مسلمان کو اسکا قتل کر دینا روا نہین ہی ولیکن اسکو تادیب کرے اس فعل پر جو اس سے صادر ہوا ہی۔ اور اگر
یہ مشرک ایسے لوگون مین سے ہو جو لا الہ الا اللہ کہتے ہین ولیکن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے کے مقر نہین ہین اور باقی
مسئلہ بحالہ ہی تو اسکے قتل کر دینے مین مضائقہ نہین ہی اگرچہ اسنے یہ کلمہ کہا ہی۔ اور اگر اسنے یون کہا کہ اشہد ان لا الہ الا اللہ وان
محمدا عبدہ ورسولہ تو مسلمان پر واجب ہی کہ اسکے قتل سے ہاتھ روک لے اور جب کوئی کافر اسلام پر مجبور کیا گیا اور وہ اسلام
لایا تو استحسانا اسکا اسلام صحیح ہوگا اور نوادر ابن رستم مین مذکور ہی کہ جو شخص نشہ مین اسلام لایا تو اسکا اسلام قبول کیا جائیگا یہ
محیط مین ہی۔ اور اگر بت پرست نے کہا کہ مین گواہی دیتا ہون کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالی کے رسول ہین تو وہ مسلمان
ہوگا اور اسی طرح اگر کہا کہ مین دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ہون یا مین حنیفیہ پر ہون یا اسلام پر ہون تو اسکے اسلام کا
حکم دیا جائیگا اور اگر وہ مر گیا تو اسپر نماز پڑھی جائیگی۔ اور اگر کسی کافر نے دوسرے کافر کو اسلام تلقین کیا تو وہ مسلمان نہوا
اور اسیطرح اگر اسکو قرآن سکھلایا یا قرآن پڑھایا تو وہ مسلمان نہوا یہ فتاوی قاضیخان مین ہی

تیسرا باب مصالحہ اور امان کے بیان اور اس بیان مین کہ کسکی امان روا ہی۔ اگر امام المسلمین کی راے مین آیا کہ اہل حرب سے مصالحہ کرے یا بعوض فریق اہل حرب سے مصالحہ کرلے اور اسمین مسلمانون کے حق مین بھلائی ہو تو کچھ مضایقہ نہین ہی اور اگر امام المسلمین کی راے مین آیا کہ اہل حرب سے موادعہ کرے اور اسپر کچھ مال اُنسے لے لے یعنی کچھ مال لے کر اُنسے موادعہ کرلے تو مضائقہ نہین ہی ولیکن یہ حکم اسوقت ہی کہ مسلمانون کو مال کی حاجت ہو اور اگر حاجت نہو تو اسطرح موادعت جائز نہین ہی اور جسقدر مال اس موادعت سے لیا ہی وہ جزیہ کے مصارف کے طور پر صرف کیا جائیگا بشرطیکہ مسلمانان مجاہدین نے انکے ملک مین جاکر نزول کرکے اسطرح موادعت سے مال نہ لیا ہو بلکہ اہل حرب نے اپنا ایلچی بھیجکر اسطرح صلح کی درخواست کی ہو اور اگر مسلمانون کے لشکر نے انکو گھیر لیا پس اُنہون نے مال دیکر صلح کرلی تو یہ مال غنیمت ہی کہ اُسکا خمس یعنے پانچوان حصہ نکال کر باقی کو باہم مسلمانون مین تقسیم کردے یہ ہدایہ مین ہی۔ اور اگر اہل حرب سے کسی ایک فریق مسلمانون نے موادعت کرلی بدون اجازت امام کے تو موادعت جائز ہی اور یہ سب مسلمانون پر جائز ہوگی یعنے کوئی اسکو توڑ نہین سکتا ہی اسواسطے کہ یہ امان ہی اور ایک کا امان دینا مثل سب کے امان دینے کے ہی یعنی سب کی طرف سے امان ہوگی یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور اگر کسی مسلمان نے اہل حرب سے ہزار دینار پر ایک سال کی شرط پر صلح کرلی تو اُسکی صلح جائز ہی پس اگر امام کو یہ بات معلوم نہ ہوئی یہانتک کہ سال گذر گیا تو وہ مال لیکر اسکو بیت المال مین داخل کردے اور اگر امام کو اُسکی صلح کا حال معلوم ہوا اور سال نہین گذرا ہی تو امام غور فرمائیگا پس اگر اسکے باقی رکھنے مین مصلحت ہو تو اس صلح کو باقی رکھیگا اور مال لے لیگا اور اگر اسکے توڑ دینے مین مصلحت معلوم ہو تو مال انکو واپس دیگا پھر انکی صلح انکی طرف پھینکدیگا اور انکے ساتھ قتال کریگا اور اگر نصف سال گذر گیا ہو تو بھی کل مال استحساناً واپس کردیگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر مسلمان نے اہل حرب سے کہا کہ وادعتکم بالف دینار یعنی مین نے تم سے بعوض ہزار دینار کے بمقابلہ ایک سال کے صلح کی پھر سال مین سے تھوڑا گذر گیا اور تھوڑا باقی ہی کہ امام نے انکی صلح انکو رد کردی یعنے رد صلح کی اطلاع کردی تو امام کو مال مین سے بقدر گذری ہوئی مقدار سال کے حساب سے مال مین سے لیگا یعنی اسقدر لے لے اور مابقی کے مقابلہ مین جسقدر مال رہا وہ واپس کردے مثلاً نصف سال گذرا ہی تو نصف مال کا استحقاق ہی اور نصف مال واپس کردے یہ محیط مین ہی۔ اور اگر اہل حرب سے تین سال کے واسطے ہر سال کی بعوض ہزار درم کے صلح کی ہو اور کل مال وصول کرلیا پھر امام نے موادعہ مذکورہ کو رد کردینے کا قصد کیا حالانکہ ایکسال گذرا ہی تو انکو دو تہائی مال واپس کردے اسواسطے کہ تسمیہ متفرق ہونے سے عقود متفرق ہوگئے بخلاف صورت اول کے کہ اسمین مال مذکور بشرط موادعت ایک سال کامل ہی اور عقد ایک ہی ہی اور مال بحرف شرط یعنی لفظ پر مذکور ہی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور موادعت دس برس سے زیادہ تک کے واسطے روا ہی بشرطیکہ امام المسلمین کو اس موادعت مین مسلمانون کے حق مین بہتری نظر آوے یہ اختیار شرح مختار مین ہی۔ اور اگر دشمن نے مسلمانون کا محاصرہ کیا اور کہا کہ اگر مال دیکر صلح کرلو تو ہمکو منظور ہی تو امام المسلمین اسکو نامنظور فرمائیگا الا ایسی صورت مین کہ خوف ہلاکت ہو تو روا ہی یہ ہدایہ مین ہی۔ اور اگر اہل حرب نے امام المسلمین سے چند سال معلومہ کے واسطے بدین شرط صلح کی درخواست کی کہ ہم ہر سال مسلمانون کو اسقدر مال معلوم بدین شرط ادا کرینگے کہ ہمارے ملک مین ہمپر احکام اسلام جاری نہ ہون تو امام اسکو منظور نہ فرماویگا الا ایسی صورت مین کہ مسلمانون کیواسطے اسمین بہتری ہو پس اگر یہ امر مسلمانون کے واسطے بہتر ہوا اور صلح اس امر پر واقع ہوئی کہ ہر سال مسلمانون کو سو راس النفس مثلاً دینگے تو اسمین دو صورتین ہین ایک یہ کہ

انھون نے سوراس غیر معین پر صلح کی دویم آنکہ سوراس معین پر صلح کی پس اگر سوراس غیر معین پر صلح ہو تو دیکھا جائیگا کہ اگر یہ سوراس جو شرط کئے ہین خود اہل حرب اور انکی اولاد مین سے ہون تو یہ صلح جائز نہ ہوگی اور اگر یہ سوراس مشروطہ انکے غلامون ومملوکون مین سے ہون تو صلح جائز ہوگی اور اگر صلح سوراس معین پر جو انکے خود نفوس واولاد نہین ہین واقع ہوئی مثلاً اُنھون نے شروع سال مین کہا کہ ہمکو امن دو بدین شرط کہ یہ لوگ تمھارے واسطے ملک ہونگے اور ہم تم سے تین سال کے واسطے جواب سے آوینگے اس شرط سے صلح کرتے ہین کہ ہر سال ہم تمکو سوراس اپنے مملوکون سے دینگے تو یہ جائز ہی یہ محیط مین ہی- اور اگر کافرون نے موادعت مین یہ شرط کی کہ امام انکو وہ شخص واپس کردے جو انمین سے مسلمان ہوکر ہمارے پاس آجاوے تو موادعت جائز اور شرط باطل ہی کہ اُسکا وفا کرنا واجب نہین ہی یہ کافی مین ہی- اور اگر امام نے اُن سے صلح کرلی پھر صلح کا توڑ دینا مصلحت معلوم ہوا تو انکی صلح انپر پھینکدے پھر اُنسے قتال کرے- اور نبذ یعنے صلح کا رد کرنا بھی اسی طور سے ہوگا جسطور سے امان دینا واقع ہوا تھا یعنے اگر امان دینا منتشر وشہرت کے ساتھ تھا تو رد صلح بھی اعلان وانتشار کے ساتھ ہونی واجب ہی اور اگر امان دینا منتشر نہ تھا مثلاً ایک مسلمان نے انکو پوشیدہ امان دیدی تھی تو اُسی ایک شخص کا رد صلح کردینا کافی ہی- پھر بعد رد صلح کے اُنسے قتال کرنا اتنی مدت تک روا نہین ہی کہ انکا بادشاہ اس مدت مین اپنے اطراف مملکت مین خبر پہونچا سکے یعنی اتنے عرصہ تک اسکو مہلت دے کہ اس مدت مین وہ اپنے اطراف مملکت مین خبر پہونچا سکے خواہ پہونچاوے یا نہ پہونچاوے- اور اگر وہ لوگ اپنے قلعون سے نکلکر شہرون مین منتشر ہوگئے ہون اور مسلمانون کے لشکر مین بھی آگئے ہون یا اپنے قلعہ اُنھون نے بے مرمت کر ڈالے ہون بسبب امان وصلح ہونے کے تو انکو مہلت دے یہانتک کہ سب لوگ اپنے اپنے مامن مین واپس جاوین اور اپنے قلعون کو اسطرح بنالین جیسے وہ تھے اور یہ مہلت اسواسطے ہی کہ غدر کرنا ثابت نہ ہو اور یہ حکم نقض صلح کی اطلاع دہی اور مہلت دہی وغیرہ کا اسوقت ہی کہ امام نے کسی قدر مدت کیواسطے اُنسے صلح کی ہو پھر قبل اس مدت کے گذرنے کے صلح توڑدی ہو اور اگر مدت مذکور گذر گئی تو اُسکے گذرنے پر خود ہی صلح ٹوٹ جائیگی پس انکو اطلاع دہی نہ کریگا یہ تبیین مین ہی- اور مسلمانون کو ہرگز نہ چاہیے کہ اہل حرب پر یا انکے اطراف ملک پر جبتک صلح باقی ہی لوٹ مار کرین یہ سراج وہاج مین ہی- اور اگر اُنھون نے عہد مین خیانت کی اور پہل کی تو انکو نقض صلح کی اطلاع نہ دے اور اُنسے قتال کرے بشرطیکہ یہ امر انکے اتفاق کے ساتھ ہو یہ ہدایہ مین ہی- اور اگر اہل حرب مین سے جنکے ساتھ موادعت وصلح ہی ایک جماعت ایسی جنکے واسطے منعت وقوت حاصل نہین ہی دار الحرب سے نکلکر انھون نے دار الاسلام مین رہزنی کی تو یہ امر انکی طرف سے نقض عہد نہین ہی اور اگر ایسی قوم نکلی جنکو منعت وقوت حاصل ہی مگر بدون اجازت اپنے بادشاہ یا اپنے اہل مملکت کے نکلی ہی تو انکا بادشاہ وانکے اہل مملکت اپنی موادعت پر باقی رہینگے اور یہ لوگ جنھون نے رہزنی کی ہی اُنکے قتل کرنے اور مملوک بنانے مین کچھ مضائقہ نہین ہی اور اگر یہ لوگ اپنے بادشاہ یا اپنے اہل مملکت کی اجازت سے نکلے ہین تو یہ امر سب کے حق مین نقض عہد ہوگا یہ فتاوے کرخی مین ہی- اور اگر اہل اسلام اور کسی اہل حرب سے صلح قائم ہو پھر انمین سے ایک شخص ایسے کافرون کے ملک مین داخل ہوا جن سے مسلمانون سے صلح نہین ہی پھر مسلمانون نے اس ملک پر جہاد کیا اور اس شخص کو گرفتار کیا تو وہ امن مین ہی اسپر کوئی راہ نہین ہی اور نہ اسکے مال پر اور نہ اسکے رقیق وغیرہ پر کسی پر کوئی راہ نہین ہی اور جن کافرون سے ہم نے صلح کرلی ہی وہ جہان چاہین جاوین اور جس ملک مین چاہین داخل ہون بہر حال وہ مامون ہین کہ ہماری طرف سے انکو امان ہی اور اگر مسلمانون نے کسی ملک

جہان اہل حرب مین جہاد کیا جن سے ہم سے مصالحہ نہین ہی اور وہان کسی ایسے شخص کو گرفتار کیا جو ایسے ملک کا رہنے والا ہی جن سے ہم سے مصالحہ ہی مگر وہ اس ملک کے کافرون کے پنجہ مین جنپر مسلمانون نے جہاد کیا ہی اسیر تھا تو اس صورت مین وہ ہماری لوٹ کا مال ہوگا یہ سراج وہاج مین ہی۔ واضح ہو کہ ذمی اسکو کہتے ہین کہ اُسنے عہد کیا کہ ہم مسلمانون سے مقابلہ نہ کرینگے جزیہ ادا کرینگے اور اپنے دین پر مسلمانون کے تابع ہو کر رہینگے قال فی الکتاب اور اگر ذمیون نے اپنا عہد توڑا تو وہ مثل اُن مشرکون کے ہین جنھون نے اپنی صلح کا عہد توڑا اور انکا مال لے لینا جائز ہی اسواسطے کہ جزیہ کے ساتھ انکا باقی رکھنا روا ہی یہ اختیار شرح مختار مین ہی۔ اور جو لوگ اسلام سے مرتد ہو گئے اور اُنھون نے غلبہ کیا اور جس ملک مین رہتے ہین وہ دار الحرب ہو گیا تو خوف کی حالت مین اُنسے بلا مال لیے صلح کر لینا روا ہی بشرطیکہ اسمین مسلمانون کے حق مین بہتری ہو اور اگر اُنسے مال لیکر صلح کی تو جب انپر فتحیاب ہون یہ مال اُنکو واپس نہ دیا جاوے اسواسطے کہ یہ مال مسلمانون کے واسطے غنیمت ہی بخلاف باغیون کے یعنے وہ گروہ مسلمان جو امام برحق کی اطاعت سے سرکشی کرکے باغی ہو جاوین تو جب لڑائی ختم ہو جاوے اور باغی لوگ تابع ہون تو انکا مال جو ہاتھ آیا ہی وہ ان لوگون کو واپس کر دینا واجب ہی اسواسطے کہ وہ مال غنیمت نہ ہوگا ہان قبل لڑائی ختم ہونے کے انکا مال انکو واپس نہ کریگا اسواسطے کہ اسمین اُنکے حق مین اعانت ہی یہ نہر الفائق و فتح القدیر مین ہی۔ اور عرب کے بت پرست لوگ مثل مرتدون کے ہین حکم موادعت مین اسواسطے کہ عرب کے بت پرستون سے مثل مرتدون کے سوای اسلام کے اور کچھ قبول نہ کیا جاویگا پس وہ اسلام لاوین یا تلوار حکم ہی اور سردار لشکر اسلام کو یا اور کوئی قائد ہو اسکو یہ مکروہ ہی کہ اہل حرب کا ہدیہ قبول کرکے مخصوص اپنے واسطے کرلے بلکہ یون کرنا چاہیے کہ اسکو مسلمانون کے واسطے مال غنیمت قرار دے۔ اور اہل حرب کے ہاتھ ہتھیارون و کراع کا فروخت کرنا مکروہ ہی خواہ اُنسے صلح ہو گئی ہو یا نہ ہوئی ہو اور تیز اُنکے پاس یہ سامان بھیجنا بھی مکروہ ہی اور اسی طرح لوہا وغیرہ جو چیز اصل آلات حرب ہی اُنکے یہان بھیجنا یا اُنکے ہاتھ فروخت کرنا مکروہ ہی اور ذمیون کے یہان ان چیزون کا بھیجنا مکروہ نہین ہی یہ اختیار شرح مختار مین ہی۔ اور اگر حربی ایک تلوار لایا اور بجاے اُسکے کمان یا نیزہ یا ڈھال خریدی تو دار الاسلام سے باہر نہ لیجانے پاوے یہ مبسوط مین ہی اور اگر اسکو درمون کے عوض فروخت کرکے پھر دوسری خریدی تو مطلقاً منع کیا جاویگا یہ تبیین مین ہی۔ اور اگر اہل حرب کے کسی بادشاہ نے درخواست کی کہ مین تمھارا ذمی ہوتا ہون بدین شرط کہ جزیہ ادا کرونگا اور اپنی مملکت مین جسطرح چاہونگا قتل و ظلم وغیرہ سے حکم کرونگا تو اسلام مین یہ امر روا نہین ہی اور اسکی درخواست قبول نہ کیجاویگی۔ اور اگر کوئی قطعہ زمین اسکا ہو جسمین اُسکے اہل مملکت سے ایک قوم ساکن ہو جو اسکے غلام ہون کہ جسکو انمین سے چاہتا ہی فروخت کرتا ہی پھر اُسنے مسلمانون سے ذمی ہو کر صلح کر لی تو بعد صلح کے بھی وہ لوگ اُسکے غلام ہونگے جیسے پہلے تھے کہ جسکو چاہے فروخت کر دے یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اگر اُسپر اُسکا دشمن غالب آیا پھر مسلمانون نے اپنے ذمی ہونے کی وجہ سے اس دشمن کو زیر کرکے ان غلامون کو اُس سے چھین لیا تو قبل تقسیم غنیمت کے یہ سب مملوک اس ذمی بادشاہ کو مفت واپس دیے جاوینگے اور اگر تقسیم غنیمت ہو چکی ہو تو بعوض قیمت واپس دیے جاوینگے جیسے دیگر اموال اہل ذمہ کا حکم ہی اور علے ہذا اگر بادشاہ مذکور مسلمان ہو گیا اور جو لوگ اسکی مملوکہ زمین مین اُسکے غلام ہین وہ بھی مسلمان ہو گئے یا اسکی زمین والے مسلمان ہو گئے اور بادشاہ مسلمان نہ ہوا تو یہ لوگ جو اُسکی زمین مین ہین اُسکے غلام رہینگے۔ جیسے پہلے تھے یہ مبسوط مین ہی۔ فصل امان کے بیان مین۔ اگر کسی مرد مسلمان

آزاد مرد یا عورت مسلمہ آزادہ نے کسی کافر کو یا ایک جماعت کفار کو یا اہل قلعہ کو یا ایک شہر والون کو امان دی تو اُسکا ان لوگون کو امان دینا صحیح ہی اور مسلمانون مین سے کسی کو یہ روا نہوگا کہ پھر ان لوگون سے قتال کرے لیکن اگر اسکا اسطرح امان دینا خلاف مصلحت ہو کہ اسمین مفسدہ نظر آوے تو امام المسلمین انکی امان توڑنے سے انکو اطلاع دیدیگا جیسے کہ اگر خود امام نے امان دی پھر مصلحت اس امان کے توڑ دینے مین ظاہر ہوئی تو انکو امان توڑ دینے کی اطلاع کریگا - اور اگر امام نے کسی قلعہ کا محاصرہ کیا اور لشکر اسلام مین سے کسی آدمی نے انکو امان دیدی حالانکہ اسمین خرابی ہی تو امام ان لوگون کو امان توڑ دینے سے مطلع کر دیگا اور اس شخص کو جسنے امان دیدی تھی تادیب کریگا یہ ہدایہ مین ہی - اور ذمی کا امان دینا باطل ہی لیکن اگر امام نے ذمی کو حکم کیا کہ ان حربیون کو امان دیدے پس اُسنے دیدی تو جائز ہی یہ تبیین مین ہی - اور مکاتب کا امان دینا روا ہی اور جو مسلمان کہ اہل حرب کے ملک مین تاجر ہی یا جو مسلمان کہ انکے ہاتھ مین قیدی ہی اسکا امان دینا روا نہین ہی اور جو شخص دار الحرب مین مسلمان ہوا ہی اور وہان موجود ہی اور اُسنے اہل حرب کو امان دیدی تو اُسکی امان روا نہین ہی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی - اور اگر غلام نے امان دی پس اگر وہ جہاد و قتال کرنے مین اپنے مولے کی طرف سے اجازت یافتہ ہی تو بلا خلاف اس غلام کا امان دینا روا ہی اور اگر وہ قتال سے ممنوع ہو تو امام اعظم رح کے نزدیک اُسکا امان دینا نہین صحیح ہی اور امام محمد رح کے نزدیک صحیح ہی اور امام ابو یوسف کا قول اس مسئلہ مین مضطرب ہی - اور ہمارے بعض مشائخ نے فرمایا کہ غلام محجور کی امان مین یہ اختلاف مذکور اُس صورت مین ہی کہ یہ جہاد بدون نفیر عام پہونچنے کے واقع ہوا ہو اور اگر جہاد کے واسطے نفیر عام پہونچی ہو کہ جس سے ہر فرد بشر پر جہاد کرنا فرض عین ہو جاتا ہی تو ایسی صورت مین اس غلام کی امان بلا خلاف صحیح ہوگی اور بعضے مشائخ نے فرمایا کہ نہین بلکہ ہر صورت مین اختلاف ہی یہ محیط مین ہی اور باندی کے امان دینے مین بھی وہی تفصیل ہی جو غلام مین مذکور ہوئی یعنے اگر باندی اپنے مولے کی اجازت سے قتال کرتی ہو تو اسکا امان دینا صحیح ہی اور اگر وہ قتال نہ کرتی ہو تو امام اعظم کے نزدیک اسکی امان نہین صحیح ہی یہ ذخیرہ مین ہی - اور اگر کسی طفل نے امان دی حالانکہ غیر عاقل ہی یعنے اُسکے نفع و ضرر کو نہین سمجھتا ہی تو اُسکی امان نہین صحیح ہی جیسے مجنون کا حکم ہی اور اگر وہ اسلام کو سمجھتا ہو اور وصف اسلام بیان کرتا ہو یعنی اسلام کسکو کہتے ہین پس وہ ٹھیک ٹھیک بیان کرتا ہو حالانکہ وہ قتال سے ممنوع ہی تو امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک اسکی امان نہین صحیح ہی اور امام محمد رح کے نزدیک صحیح ہی اور اگر وہ قتال کے واسطے اجازت یافتہ ہو تو اصح یہ ہی کہ ہمارے اصحاب کے نزدیک بالاتفاق صحیح ہی یہ فتح القدیر مین ہی - اور جو شخص مختلط العقل ہو مگر وہ اسلام کو جانتا ہو اور اسکا وصف بیان کرتا ہو تو وہ بمنزلہ طفل عاقل کے ہی یہ تبیین مین ہی - اور اگر طفل بالغ ہوا مگر وہ اسلام کے ارکان و اوصاف نہین بیان کر سکتا ہی بسبب نجاننے کے اور امر معیشت کو نہین سمجھتا ہی تو اسکی امان نہین صحیح ہی اسلیے کہ وہ بمنزلہ مرتد کے ہی اور یہی حکم لڑکی کا ہی خواہ لڑکی آزادہ ہو یا باندی ہو یہ محیط مین ہی - اور اگر مسلمانون مین سے کسی مرد نے ایک گروہ مشرکون کو امان دیدی پھر دوسرے گروہ مسلمانون نے ان پر تاخت کی اور مردون کو قتل کیا اور عورتون اور اموال کو لوٹ لیا اور اُسکو آپسمین تقسیم کر لیا اور ان عورتون سے انکی اولاد ہوئی پھر اس گروہ مسلمانون کو جنھون نے تاخت کی ہی امان دیے جانے کا حال معلوم ہوا تو قتل کرنے والون پر جسکو انھون نے قتل کیا ہی اسکی دیت واجب ہوگی اور عورتین اور مال انکے اہل کو واپس دیے جاوینگے اور ان عورتون سے چونکہ انھون نے وطی کی ہی انکا مہر تاوان دینگے اور انسے جو اولاد پیدا ہوئی ہی وہ بغیر قیمت آزاد

ہونگے اور اپنے والد کے مسلمان ہونے کی وجہ سے انکی تبعیت مین مسلمان ہونگے کہ انکے واپس دیے جانے کی کوئی راہ
نہین ہی اور واضح ہو کہ عورتین تین حیض گذر جانے کے بعد واپس دیجاوینگی اور اس عدت کے زمانہ مین یہ عورتین کسی عادل
کے پاس چھوڑی جاوینگی اور عادل اس معاملہ مین بوڑھی پرہیزگار عورت ہوگی نہ مرد یہ محیط مین ہی۔ اور امام محمد رحنے فرمایا
کہ اگر مسلمانون نے اہل حرب کو امان کی ندا پکار دی تو سب اہل حرب انکی امان دہی کی آواز سنکر امن مین ہوجاوینگے چاہے
کسی زبان مین انکو ندا دی ہو خواہ انھون نے اس کلام کو سمجھکر امان معلوم کرلی ہو یا اس زبان کو نہ سمجھے اور اس سے
امان کو نہ معلوم کیا ہو صرف آواز سنی ہو جیسے مثلاً عربی زبان مین انکو امان دینے کی منادی کردی حالانکہ وہ لوگ رومی
ہین کہ عربی نہین سمجھتے ہین یا نبطی زبان مین انکو ندائے امان دی حالانکہ یہ لوگ ایسی قوم ہین کہ نبطی نہین سمجھتے ہین اور
مثل اسکے تو ایسی صورت مین آواز سنکر وہ مامون ہوجاوینگے اور اگر کافرون نے مسلمانون کے امان دہی کی آواز نہین
سنی تو انکے واسطے امان حاصل نہ ہوگی پس انکا قتل کرنا اور گرفتار کرنا روا ہی۔ اور اگر مسلمانون نے ایسے مقام سے انکو
منادی کی کہ وہان سے آواز سن سکتے ہین مگر دیگر قرائن سے ہر جہت سے یہ معلوم ہوا کہ ان لوگون نے آواز نہین سنی ہی
مثلاً یہ لوگ خواب مین تھے یا قتال مین مشغول تھے تو یہ امان ہوگئی اور معلوم ہونے سے یہان یہ مراد ہی کہ غالب راے
سے یہ امر معلوم ہوا نہ بعلم حقیقی۔ اور واضح رہے کہ سبکو امان حاصل ہونے کے واسطے یہ شرط نہین ہی کہ آواز امان کو سب
لوگ سنین بلکہ اکثرون کا سن لینا کافی ہی اور یہ سب کے سن لینے کے قائم مقام رکھا جائیگا۔ اور اگر مسلمانون نے کسی حربی
سے کہا کہ لا تخف مت خوف کر یا اس سے کہا کہ تو امان یافتہ ہی یا اس سے کہا کہ لا بأس علیک تو اندیشہ سختی مت کر تو
یہ سب امان ہی اور اگر اس سے کہا کہ لک امان اللہ تو امان ہوگی اور اسی طرح اگر کہا کہ لک عہد اللہ یا لک ذمۃ اللہ یا اس سے
(تیرے واسطے امان اللہ ہی ۱۲)
کہا کہ بڑھ آ اور اللہ تعالے کا کلام سن یا اس سے کہا کہ اجرناک ہم نے بچا دیا تو بھی اسکو امان حاصل ہوگئی۔ اور اگر سردار
لشکر اسلام نے کسی جماعت معین سے جو قلعہ مین محصور ہین کہا کہ تم نکل کر ہماری طرف آؤ ہم تم سے صلح کی بابت گفتگو کرین اور تم امان یافتہ ہو یا یہ لفظ نہ کہا کہ تم امان یافتہ ہو پس وہ لوگ نکلکر آئے تو وہ سب امان یافتہ ہونگے۔ اور اگر اسنے
کہا کہ تم ہماری طرف نکلو اور اس سے زیادہ کچھ نہ کہا تو وہ امان یافتہ نہ ہونگے اور اگر اسنے کہا کہ ہمارے پاس اُتر آؤ
تو یہ امان ہی اور اگر اسنے کہا کہ ہماری طرف نکلو اور ہم سے خرید فروخت کرو تو یہ امان ہی۔ اور اگر اہل حرب کسی قلعہ مین یا کسی
مضبوط جگہ مین جہان انکو پناہ و قوت حاصل ہی موجود ہون پس کسی مسلمان نے کسی حربی کو اشارہ سے کہا کہ ہمارے پاس
چلا آ یا اہل قلعہ کو اشارہ سے کہا کہ تم دروازہ کھول دو اور آسمان کی طرف اشارہ کیا پس انھون نے دروازہ کھول دیا
اور گمان کیا کہ یہ امان ہی اور جو فعل اس مرد مسلمان نے کیا ہی وہ مسلمانون اور ان حربیون کے درمیان معروف ہو
کہ جب ایسا کیا جاتا ہی تو امان ہوتی ہی یا یہ امر اسطرح انمین معروف نہ ہو بہرحال ان مشرکون کو امان ہوگی۔ اور اگر
دشمن کی طرف اپنی انگلی سے اسطرح اشارہ کیا کہ جس سے یہ سمجھا جاتا ہی کہ میرے پاس آؤ حالانکہ یہ اشارہ کرنے والا
اپنی زبان سے کہہ رہا ہی کہ اگر تو آویگا تو مین تجھے قتل کرونگا پس دشمن مذکور چلا آیا تو وہ امان یافتہ ہی اسکا قتل کرنا
روا نہین ہی۔ اور یہ حکم اسوقت ہی کہ مشرک نے اسکے اشارہ کو سمجھا اور اسکو امان خیال کیا اور اشارہ کرنے والے
کے اس قول کو کہ اگر آویگا تو تجھے قتل کرونگا نہین سنا یا سنا مگر نہ سمجھا ہو۔ اور اگر اشارہ کرنے والے کا یہ قول سنکر سمجھ
لیا ہو پھر بھی چلا آیا تو یہ امان نہ ہوگی۔ اور علے ہذا اگر مسلمان نے کافر سے کہا کہ چلا آ تاکہ مین تجھے قتل کردون پس کافر نے

اول کلام سنا اور سمجھ لیا اور آخر کلام نہین سنا یا سنا مگر نہین سمجھا پس چلا آیا تو اسکو امان ہی اور اگر اُسنے آخر کلام سنکر سمجھ لیا ہی تو امان نہ ہوگی اور علے ہذا اگر مسلمان نے مشرک سے کہا کہ چلا آ اگر قتال کرنا چاہتا ہی اگر تو مرد ہی پس اُسنے اول کلام کو سنکر سمجھ لیا اور آخر کلام کو نہین سنا یا آخر کلام کو سنا اور اُسکو نہین سمجھا پس چلا آیا تو اسکو امان ہوگی اور اگر اُسنے اول و آخر کلام سب سنا اور سمجھ لیا ہی پھر چلا آیا تو اسکو امان نہ ہوگی اور علے ہذا اگر حربی سے کہا کہ یہان آ دیکھ تو مین تیرے ساتھ کیا کرتا ہون تو بھی ایسا ہی حکم ہی یہ ذخیرہ ومحیط مین ہی۔ اور اگر ایک جماعت کفار نے مسلمانون سے کہا کہ امنونا علی ذرارینا یعنی ہمکو امان دو بشرط آنکہ ہمارے ساتھ ہماری ذریات بھی امن مین ہو پس مسلمانون نے انکو اسطرح پر امان دی تو وہ لوگ اور انکی اولاد اور انکی اولاد کی اولاد اگرچہ کتنے ہی نیچے درجہ کی ہو سب امن مین داخل ہوگی ولیکن اولاد پسران اس امن مین داخل ہوگی اولاد دختران اسمین داخل نہوگی یہ سیر کبیر مین ہی کذا فی الظہیریہ اور اگر حربی نے کہا کہ آمنونی علی اولادی یعنی امان دو مجکو بشرط آنکہ اسمین میری اولاد بھی داخل ہو پس مسلمانون نے اسکو اسطرح امان دی تو وہ اور اسکی اولاد صلبیہ سب اور اولاد مین سے مردون کی اولاد (یعنے اولاد پسران ۱۲) سب داخل ہونگی اور عورتون کی طرف سے جو اسکی اولاد ہو وہ داخل نہ ہوگی۔ اور اگر اُسنے کہا کہ امنونی علی اولاد اولادی یعنے مجھے امان دو بشرط آنکہ میری اولاد کی اولاد (دختران کی اولاد ۱۲) اسمین داخل ہو تو شیخ الاسلام اور قاضی رکن الاسلام علی سغدی نے ذکر کیا کہ اس مسئلہ مین دو روایتین ہین اور شمس الائمہ سرخسی نے ذکر کیا کہ اس صورت مین دخترون کی اولاد از روے حکم روایت (یعنے روایت آگئی ہو) داخل ہونگی۔ اور اگر اُسنے کہا کہ امنونی علی ابائی یعنے مجھے امان دو بشرط آنکہ میرے ابا اسمین داخل ہون اور اُسکے مادر وپدر دونون موجود ہین تو امان مین داخل ہوجاوینگے اور اگر اُسکے مادر وپدر نہون بلکہ جد وجدہ موجود ہون تو ان دونون کے واسطے امان حاصل نہ ہوگی اور امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر انکی زبان مین جسمین وہ باتین کرتے ہین جد کو بھی باپ بولتے ہون جیسے پسر کے پسر کو بیٹا بولتے ہین تو جد بھی بمنزلہ پسر کے پسر کی امان مین داخل ہوگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر حربیون نے کہا کہ امنونا علی ابنائنا یعنے ہمکو امان دو باین شرط کہ ہمارے ابنا اسمین داخل ہون حالانکہ انکے بیٹے وبیٹیان موجود ہین تو سب امان مین داخل ہونگے۔ اور اگر انکی اولاد نرینہ نہ ہون بلکہ خاصۃً لڑکیان ہون تو وہ کوئی امن مین داخل نہونگی بلکہ سب مال غنیمت ہونگی۔ اور اگر اُنھون نے کہا کہ امنونا علی بنیاتنا واخواتنا یعنے ہمکو امان دو بشرطیکہ ہماری بیٹیان وبہنین امان مین داخل ہونگی تو یہ امان خاصۃً مونثون کے واسطے ہوگی اسمین کوئی مذکر انکی اولاد وغیرہ مین سے داخل نہ ہوگا یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر کہا کہ امنونی علی اخوتی حالانکہ اسکی اخوات موجود ہین تو سب کی سب امان مین داخل ہونگی اور اگر اسکی بہنین ہون اور انکے ساتھ کوئی مذکر نہو تو بھی سب کی سب امان (بہنین ۱۲) مین داخل ہونگی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر حربیون نے کہا کہ امنونا علی ابنائنا حالانکہ انکے صلبی فرزند وپسرون کے پسر (یعنے بھائی و بھتیجا وغیرہ ۱۲) موجود ہین تو ہر دو فریق امان مین داخل ہونگے اور اگر انکے صلبی پسر نہون بلکہ پسرون کے پسر ہون تو وہ بھی امان مین ہونگے۔ اور اگر حربیون نے کہا کہ آمنونا علی آبائنا حالانکہ انکے باپ نہین ہین بلکہ اجداد موجود ہین تو اجداد اس امان مین داخل نہ ہونگے اور اسی طرح اگر اُنھون نے کہا کہ ہمکو امان دو بشرط آنکہ ہماری مائین اسمین داخل ہون حالانکہ انکی مائین جنھون نے انکو جنا ہی نہین موجود ہین بلکہ انکے جدات موجود ہین تو یہ عورتین اس امان مین داخل نہ ہونگی۔ اور اگر حربی نے کہا کہ مجھے امان دو بدین شرط کہ میرے موالی اسمین داخل ہون حالانکہ اسکے موالی یعنے غلام کوئی نہین ہی فقط باندیان ہین تو استحساناً یہ باندیان اُسکے ساتھ امان مین داخل ہونگی یہ ظہیریہ مین ہی اور اگر کسی حربی نے قلعہ کے اندر سے امیر لشکر اسلام سے کہا کہ آمنونی علی متاعی مجھے امان دو بشرط آنکہ میری متاع

اسمین داخل ہو پس اسطرح اسکو امان دی تو وہ امن مین ہوگا اور اسکی متاع اسکے ساتھ امن مین ہوگی کہ اسکو سپرد کیجائیگی۔ ولیکن متاع مین درہم و دینار و سونا و چاندی و زیور و جواہر و جانوران سواری و ہتھیار داخل نہ ہونگے اور انکے سواے باقی چیزین کپڑے و فروش و تمام متاع بیت یہ سب چیزین متاع مین داخل ہونگی اور استحسانًا متاع کے تحت مین ہوتا بھی داخل ہونگے یہ محیط مین ہی۔ اور اگر حربی نے کہا کہ مجھے امان دو مع دس نفر کے تو یہ دس سواے اسکی ذات کے قرار دیے جاوینگے اور ان دس کی تعیین کا خیار امام کو ہوگا۔ اور اگر اسنے کہا کہ آمنونی عشر من اہل بیتی او فی عشرۃ من اہل حصنی یعنے میرے اہل بیت کے دس آدمیون مین یا میرے قلعہ کے دس آدمیون کے ساتھ مین مجھے امان دو تو اسکو اور اسکے سواے اور نو نفر کو امان حاصل ہوگی۔ اور اگر اسنے کہا کہ مجھے امان دو میرے دس بھائیون کے ساتھ مین تو اسکو اور اسکے سواے اسکے دس بھائیون کو امان حاصل ہوگی اور اسی طرح اگر کہا کہ فی عشرۃ من ولدی یعنے میری دس اولاد کے ساتھ مین تو بھی یہی حکم ہی۔ اور اگر کہا کہ امان دو مجھے میرے دس بھائیون کے ساتھ مین جنمین مین بھی ہون یا میری دس اولاد کے ساتھ مین جنمین مین بھی ہون تو اسکے سواے بھی دس نفر کو امان ملیگی۔ اور اگر کہا کہ میرے دس اہل بیت کو جنمین مین بھی ہون یا میرے دس اہل قلعہ کو جنمین مین بھی ہون تو دس نفر کو امان ملیگی جنمین سے ایک یہ ہوگا۔ اور اگر اسنے کہا کہ امان دو مجھے میرے موالی کے ساتھ مین حالانکہ اسکے موالی ایسے ہین کہ انھون نے اسکو آزاد کیا ہی اور موالی ایسے ہین کہ جنکو اسنے آزاد کیا ہی تو یہ امان ان دونون فریق کو شامل نہ ہوگی بلکہ ایک ہی فریق کو انمین سے شامل ہوگی اور جسکو اس مستامن نے مراد لیا ہی اسی فریق کو شامل ہوگی یعنے بیان تعیین اس مستامن کو ہوگا اور اگر اسنے کہا کہ مین نے کسی کی تعیین کی نیت نہین کی تھی تو ہر دو فریق استحسانًا اس امان مین شامل ہونگے۔ اور اگر مسلمانون نے کسی قلعہ کا محاصرہ کیا اور سردار قلعہ نے قلعہ پر سے ظاہر ہو کر کہا کہ مجھے مع میرے دس اہل قلعہ کے امان دو بدین شرط کہ مین قلعہ کو تمھارے واسطے کھولے دیتا ہون پس مسلمانون نے کہا کہ تیرے واسطے ایسا ہی ہی پس اسنے کھول دیا تو وہ مع دس اہل قلعہ کے امن مین ہوگا پھر دس آدمیون کے معین کرنے کا اختیار اسی سردار قلعہ کو ہوگا اور اگر اسنے کہا کہ میرے واسطے مع میرے اہل قلعہ کے امان کا عقد کرو بدین شرط کہ تم اس قلعہ مین داخل ہو پس اسمین نماز پڑھو پس اسی پر اسکے ساتھ عقد امان قرار دیا تو مسلمانون کے لیے اس قلعہ مین سے نفوس و اموال مین سے قلیل و کثیر کچھ نہین ہی یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔ اور اگر اہل حرب مین سے کسی مرد نے اہل اسلام سے امان طلب کی اور اسکو امان دیگئی پھر اپنے ساتھ ایک عورت کو لایا اور کہا کہ یہ میری جورو ہی اور اپنے ساتھ چھوٹے چھوٹے اطفال لایا اور کہا کہ یہ میری اولاد ہی حالانکہ انکو اپنی امان مین ذکر نہین کیا تھا بلکہ یہی کہا تھا کہ مجھے امان دو تاکہ مین تمھارے پاس آؤن یا دار الاسلام مین آؤن یا تمھارے لشکر مین آؤن جو دار الحرب مین موجود ہی تو ایسی صورت مین قیاس یہ ہی کہ سواے اسکے باقی جتنے ہین سب مال غنیمت ہون ولیکن یہ امر قبیح ہی پس اسکے ساتھ ہم انکو بھی استحسانًا امان مین داخل کرتے ہین اور اسی طرح اگر اسکے بہت سے مرد و عورت ہون پس اسنے کہا کہ یہ میرے رفیق ہین اور انھون نے اسکے قول کی تصدیق کی یا وہ لوگ صغیر ہین کہ اپنے حال سے تعبیر نہین کر سکتے ہین حتے کہ اسمین انکے تصدیق کرنے کی احتیاج نہین ہی تو اسمین بھی ایسا ہی قیاس و استحسان جاری ہی چنانچہ بحکم استحسان ہم اس سے قسم لیکر اسکے قول کی تصدیق کرینگے اور اسکے ساتھ انکو بھی مامون قرار دینگے حالانکہ قیاس یہ ہو کہ یہ سب سواے اسکی ذات کے فی ہون۔ اسی طرح سواری کے جانورون اور اجیر مزدور جو اسکے ساتھ آدے ہین انمین بھی ایسا ہی حکم بقیاس و باستحسان ہوگا اور اگر اسکے ساتھ چند مرد ہون جنکی نسبت وہ کہتا ہی کہ یہ لوگ میری

اولاد ہین اور انھون نے اسکی تصدیق کی تو یہ لوگ قیاساً و استحساناً دونون طرح سے فیِٔ ہونگے۔ اور اگر اطفال صغیر اسکے ساتھ ہوان اور
وہ ایسے ہین کہ اپنے نفس سے تعبیر کر سکتے ہین یعنی بیان کر سکتے ہین کہ کون ہین پس اس حربی نے کہا کہ یہ میری اولاد ہین اور انھون نے
اسکی تصدیق کی تو بحکم قیاس وہ فیِٔ ہونگے اور استحساناً وہ فیِٔ نہ ہونگے اور اگر ان اطفال نے اسکی تکذیب کی تو وہ مسلمانون کے لیے فیِٔ
ہونگے۔ اور اگر اسکے ساتھ بالغہ عورتین ہون اور اُسنے دعوے کیا کہ یہ میری بیٹیان ہین اور ان عورتون نے تصدیق کی تو قیاساً فیِٔ
ہونگی اور استحساناً مامون ہونگی بالجملہ اس جنس کے مسائل مین اصل یہ قرار پائی کہ جو شخص اپنے نفس کے واسطے اپنے آپ امان طلب کر سکتا
ہی بلحاظ غالب و اکثر کے تو وہ امان مین دوسرے کا تابع نہین قرار دیا جائیگا اور جو شخص بلحاظ غالب و اکثر کے لینے واسطے امان اپنے
آپ نہین لیتا ہی تو وہ امان مین دوسرے کا تابع کیا جائیگا پس علی ہذا اگر حربی نے اپنے واسطے امان لی تو اُسکی مان و جدہ و بہنین
و پھوپھیان و خالائین و ہر عورت جو اُسکی ذات رحم محرم ہو امان مین اسکے تابع کیجاوینگی اور اس حربی کا باپ و جد و بھائی وغیرہ جو خود
امان لیتا ہی ایسے لوگ اس حربی کے ساتھ اسکی تبعیت مین داخل امان نہ ہونگے۔ اور جو شخص کہ مستامن کے امان کی تبعیت مین داخل امان
ہوتا ہی اگر مستامن کے ساتھ دار الاسلام مین داخل ہوا پس معلوم ہوا کہ یہ ایسا ہی ہی جیسا کہ اُسنے کہا یعنی مستامن کے ساتھ داخل امان
ہونے والے لوگون مین سے ہی یا مستامن نے دعوی کیا کہ یہ ایسا ہی اور جو ساتھ آیا ہی اُسنے اسکے قول کی تصدیق کی تو بہرحال دونون صورتون
کا حکم یکسان ہی اور وہ اس مستامن کی امان کی تبعیت مین داخل امان ہوگا اور اگر اُسنے اس مستامن کی تکذیب کی تو
وہ فیِٔ ہوگا اور اگر پہلے تکذیب کی پھر تصدیق کی تو بھی فیِٔ ہوگا۔ اور اگر پہلے اسکی تصدیق کی پھر تکذیب کی تو اسمین تفصیل
ہی کہ اس مستامن حربی کے مملوک رقیق اور اُسکی اولاد صغار جو اپنے نفس سے تعبیر کر سکتے ہین امن مین رہینگے اور اُسکا اجیر
و عورت بالغہ اگر انھون نے اول مرتبہ اسکی تصدیق کی تو اپنی ذات پر اُسکے رقیق ہونے کا اقرار نہ کیا کیونکہ مستامن نے خود
ہی اپنی رقیت کا دعوی نہین کیا ہی پس وے آزاد باقی رہتے پھر جب اسکے بعد انھون نے اسکی تکذیب کی تو انھون نے
اپنی ذاتون پر رقیت کا اقرار کر لیا اور حربی اگر اپنی ذات پر رقیت کا اقرار کرے تو اُسکا اقرار رقیت صحیح ہوتا ہی اور مسئلہ
محصورین مین بیان فرمایا کہ اگر محصورین نے مسلمانون سے امان طلب کر لی بدین شرط کہ مین مسلمانون کے پاس حاضر ہونگا تو امان مین اُسکا
لباس اور جو ہتھیار پہنے ہوے ہی اور جانور سواری اور جو کچھ روپیہ و اشرفی وغیرہ اپنے ساتھ نکال لایا ہی داخل ہوگا یہ استحسان
ہی اور ماسوائے اسکے جو کچھ ہی وہ فیِٔ ہوگا پھر واضح ہو کہ اسکے ہتھیار و کپڑون مین سے اسی قدر داخل امان ہونگے
جتنے ہتھیار اُسکے مثل آدمی باندھ سکتا ہی یا جتنے کپڑے اسکے مثل آدمی پہنتا ہی حتے کہ اگر اُسنے چند کمانین اپنے مونڈھے پر
لگا لین یا چند تلوارین لٹکائین یا چند قبائین پہنین یا چند عمامہ اپنے سر پر باندھ لیے جیسے کوئی بوجھ لادے ہوتے تو
تو بقدر زیادہ کے اُسکے نہ ہونگے[بلکہ فیِٔ ہونگے ۱۲] یہ محیط مین ہی۔ اور اگر سردار لشکر اسلام نے امیر قلعہ کے پاس کسی ضرورت سے کوئی ایلچی بھیجا
پھر ایلچی وہان گیا اور وہ مسلمان ہی پھر جب اُسنے پیغام پہونچایا تو کہا کہ امیر لشکر اسلام نے میری زبانی تجھے اور تیرے اہل
مملکت کے واسطے امان بھیجی ہی پس تو دروازہ کھول دے یا امیر قلعہ کے پاس دروغ بنایا ہوا سردار لشکر اسلام کی طرف سے
خط لے گیا زبانی یہ امر بیان کیا اور اس بیان کے وقت چند آدمی مسلمان بھی حاضر تھے پس جب امیر قلعہ نے دروازہ قلعہ
کھول دیا اور مسلمان اسمین گھس پڑے اور انھون نے لوٹنا و گرفتار کرنا شروع کیا تو امیر قلعہ نے کہا کہ تمھارے ایلچی نے ہم سے
بیان کیا کہ تمھارے سردار لشکر نے ہمکو امان دی ہی اور ان مسلمانون نے جو وقت بیان کے حاضر تھے گواہی دی تو یہ سب
لوگ امان مین ہونگے کہ جو کچھ اُنسے لیا گیا ہی وہ سب انکو واپس دیا جائیگا۔ اور اگر یون واقع ہوا کہ جو شخص امیر قلعہ کے

پاس گیا ہو وہ سردار لشکر اسلام کا ایلچی نہین ہو بلکہ اُسنے اپنی طرف سے ایک خط جعلی بنایا اور اسکو لیکر سردار قلعہ کے
پاس گیا اور زبانی اُنسے یہ بات بیان کی اور کہا کہ مین سردار لشکر اسلام کا ایلچی اور مسلمانون کا ایلچی ہون پھر ایسا واقع ہوا تو
یہ سب لوگ مسلمانون کے واسطے فیء ہونگے ولیکن امام کو جائز ہی کہ ان لوگون کا قول قبول کرے یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور
اگر سردار لشکر اسلام کے ایلچی نے بعد سردار کا پیغام پہونچانے کے کہا کہ فلان قائد لشکر نے تمکو امان دی ہی اور مجھے اس امر
کے واسطے بھیجا ہی اور مسلمانون نے تا دروازہ امیر لشکر تمکو امان دی ہی اور مین نے بھی تمکو قبل اپنے تمھارے پاس داخل
ہونے کے تمکو امان دی تھی اور تمکو آواز و ندا کر دی تھی اور اسکی اس گفتگو پر قوم حاضرین مسلمان گواہ ہوئی تو اس
صورت مین یہ سب فیء ہونگے بشرطیکہ جو کچھ اُسنے بیان کیا ہی وہ دروغ خبر دی ہو۔ اور اگر کسی مسلمان نے اسکو کسی
حاجت کے واسطے بھیجا ہو پس ایلچی نے اُسکی ضرورت پوری کر کے کہا کہ جسنے مجھے تمھارے پاس بھیجا ہی اُسنے تمکو امن دی
ہی تو یہ باطل ہی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر امام نے یا کسی مسلمان نے کسی ذمی کو حکم کیا کہ تو ان حربیون کو امان دیدے
پس اگر ذمی نے یون کہا کہ انکو امان دیدے پس ذمی نے حربیون سے کہا کہ مین نے تمکو امان دی یا کہا کہ فلان نے تمکو امان دی تو
دونون یکسان ہین اور وہ سب امان یافتہ ہوجاوینگے اور اگر ذمی سے کہا کہ تو کہہ کہ فلان نے تمکو امان دی پس ذمی نے اُنسے کہا کہ فلان
نے تمکو امان دی تو بھی وہ سب امان یافتہ ہوجاوینگے اور اگر ذمی نے کہا کہ مین نے تمکو امان دی تو یہ باطل ہی یہ ذخیرہ مین
ہی۔ اور اگر مسلمانون نے کسی قلعہ کا محاصرہ کیا پس امیر لشکر نے اہل قلعہ سے کہا کہ اگر کبھی کسی وقت مین تمکو امان دون تو
میری امان باطل ہی یا تو تمھارے واسطے امان حاصل نہ ہوگی یا تو مین نے وہ امان تمھارے سر ماری یعنی رد کر دی
پھر اُسی امیر لشکر نے انکو امان دی تو اُسکی امان باطل ہوگی اور اگر امیر لشکر نے کسی منادی کو حکم کیا کہ لشکر مین پکار
دے کہ جسنے تم مین سے اہل قلعہ کو امان دی تو اسکی امان باطل ہی پھر کسی مسلمان نے اہل قلعہ کو امان دی تو اسکی امان
جائز ہوگی اور اگر منادی کو حکم دیا کہ اہل قلعہ کو پکار کر مطلع کر دے یا خط لکھ بھیجا یا ایلچی بھیجدیا کہ اگر کسی مسلمان نے تمکو
امن دیا تو اسکی امان پر اعتماد نہ کرنا کہ اسکی امان باطل ہی پھر کسی مسلمان نے انکو امان دی اور اہل قلعہ اسکی امان پر قلعہ
سے اُتر آئے تو وہ لوگ فیء ہونگے اور اگر امیر لشکر نے اہل قلعہ سے کہا کہ اگر تمکو کوئی مسلمان امان دے تو تمکو امان حاصل
نہ ہوگی یہان تک کہ مین تمکو امان دون پھر انکے پاس کوئی مسلمان آیا اور کہا کہ مین سردار لشکر کی طرف سے تمھارے پاس
ایلچی آیا ہون کہ تمکو سردار لشکر نے امان دی پس اہل قلعہ اس خبر پر قلعہ سے اُتر کر حاضر ہوئے تو وہ سب امان یافتہ ہونگے
اگرچہ مرد مذکور اس خبر مین کاذب ہو۔ اور اگر اہل قلعہ سے امیر لشکر نے کہدیا ہو کہ تمکو امان حاصل نہ ہوگی اگر کسی مسلمان
نے تمکو امان دی یا میری طرف سے ایلچی بنکر آیا یہان تک کہ مین خود تمکو امان دون اور باقی مسئلہ بحالہ واقع ہوا تو
سب لوگ فیء ہونگے اور اگر امیر نے انکے پاس ایلچی بھیجا ہو اور اُسنے انکو پیغام امان امیر کا پہونچایا ہو تو وہ لوگ امان یافتہ
ہونگے۔ اور اگر اُسنے کہا کہ جب تک مین تمکو امان دون تو میری امان باطل ہی پھر انکو امان دی تو یہ امان صحیح ہوگی یہ محیط سرخسی
مین ہی۔ اگر مسلمانون نے اہل حرب کے کسی قلعہ یا شہر کا محاصرہ کیا پس اُنھون نے مسلمانون سے درخواست کی کہ تم
ہمکو اللہ تعالی کے حکم پر اتار دو یعنی ہم تمھارے پاس آتے ہین جو اللہ تعالی ہمپر حکم کرے اس شرط پر ہمکو اتارو تو مسلمانون کو
اسطرح پر اتارنا نہین چاہیے یہ محیط مین ہی اور اگر مسلمانون نے انکو حکم اللہ تعالی پر اُتار لیا باوجودیکہ انکو ایسا نہ چاہیے تو امام
کو چاہیے کہ انپر اسلام پیش کرے پس اگر وہ لوگ مسلمان ہوگئے تو سب کے سب آزاد ہونگے نہ انکو انکا مال نہ عورتین

و اولاد سب سپرد کر دیے جاوینگے اور انکا ملک دار الاسلام ہو جائیگا اور انکی اراضی مین سے فقط عشر لیا جائیگا اور اگر انھون نے اسلام سے انکار کیا تو امام انکو ذمی بناویگا اور انپر جزیہ مقرر کریگا اور انکی زمین پر خراج باندھیگا اور یہ لوگ رقیق نہین بنائے جائینگے اور نہ قتل کیے جاوینگے اور نہ وہ لوگ اپنی محفوظ جگہ مین واپس کیے جاوینگے - اور اگر مسلمانون مین سے کسی ایک معین کے حکم پر اترے تو یہ جائز ہی پس اگر اس مسلمان نے انپر قتل کا یا رقیق بنائے جانے کا یا ذمی بنائے جانے کا حکم دیا تو یہ حکم جائز ہوگا اور اگر اُسنے یہ حکم دیا کہ اپنی جگہ پر واپس کر دیے جاوین تو یہ حکم نہین جائز ہی - اور اگر فلان مذکور قبل اسکے کہ انکے حق مین کچھ حکم کرے مر گیا یا قتل کیا گیا تو وہ لوگ ایسے ہو جاوینگے جیسے اللہ تعالی کے حکم پر اترے یعنی انکے ساتھ وہی معاملہ کیا جائیگا جو حکم اللہ تعالی پر اترنے کی صورت مین مذکور ہوا ہی - اور اگر اس مسلمان نے اپنے آپ کو حکومت سے خارج کیا یعنے کہا کہ مین انکے حق مین حکم ہونے سے خارج ہوتا ہون تو وہ خارج ہو جائیگا اور اگر اُسنے پہلے یہ حکم کیا کہ واپس کر دیے جاوین پھر انکے قتل کیے جانے کا حکم کیا تو استحساناً نہین صحیح ہی یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر انھون نے کسی مسلمان کو بطور مذکور حکم قرار دیا ولیکن یہ مسلمان بسبب اپنے فسق کے یا بسبب محدود القذف ہونے کے ایسا ہی کہ اسکی گواہی روا نہین ہی تو انکے حق مین اسکا حکم جائز ہوگا خواہ انکے قتل کیے جانے کا یا رقیق بنائے جانے کا یا سواے اسکے اور حکم کرے یہ محیط مین ہی - اور نوازل مین لکھا ہی کہ اگر اہل حرب کسی ایسے شخص کے حکم پر اترے جو محدود ہی یا اندھا ہی تو یہ جائز نہین ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی - اور اگر انھون نے کسی غلام یا طفل آزاد کو جو عاقل ہو گیا ہی حکم بنایا تو اُسکا حکم جائز نہ ہوگا - اور اگر باوجود اسکے وہ اسکے حکم پر اترے تو ذمی بنائے جاوینگے جیسے حکم اللہ تعالی پر اترنے کی صورت مین ہی - اور اگر وہ کسی ذمی کے حکم پر اترے پس اُس ذمی نے قتل کیے جانے و انکی عورتین و بچہ رقیق بنائے جانے کا یا اسکے سواے اور حکم کیا تو جائز ہی ایسا ہی امام محمد رح نے سیر کبیر مین ذکر کیا ہی اور اگر قبل اسکے کہ ذمی انمین کچھ حکم کرے وہ لوگ مسلمان ہو گئے تو پھر انکے حق مین ذمی کا کوئی حکم مثل قتل کیے جانے یا رقیق بنائے جانے وغیرہ کا جائز نہوگا بلکہ اس صورت مین امام المسلمین انکو آزاد مسلمان قرار دیگا کہ انکے اوپر کوئی راہ نہ ہوگی - اور اگر انھون نے کسی عورت کو حکم قرار دیا تو اس عورت کا حکم انمین سب طرح کا روا ہی سواے حکم قتل کے کہ اگر عورت مذکورہ انکے حق مین قتل کیے جانے کا حکم کرے تو قبول نہ ہوگا ایسا ہی زیادات مین مذکور ہی - اور جو مسلمان انکے ہاتھ مین مقید ہی وہ حکم ہونے کی صلاحیت نہین رکھتا ہی اور اسی طرح جو مسلمان انکے ملک مین تاجر ہی وہ بھی حکم نہین ہو سکتا ہی اور اسیطرح اگر انمین سے کوئی شخص مسلمان ہو کر وہین رہا ہی وہ بھی حکم نہین ہو سکتا ہی - اسی طرح انمین کا جو شخص لشکر اسلام مین ہی وہ بھی حکم نہین ہو سکتا ہی - اور سیر کبیر مین لکھا ہی کہ اگر اہل حرب نے یہ شرط کی کہ ہم لوگ فلان کے حکم پر اترتے ہین بدین شرط کہ اگر اُسنے ہمارے حق مین کچھ حکم کیا تو یہ حکم پورا ہوگا اور اگر اُسنے کچھ حکم نہ کیا تو ہمکو ہمارے مقام حفاظت مین واپس کر دو یا یہ شرط کی کہ ہم فلان کے حکم پر بدین شرط اترتے ہین کہ اگر اُسنے ہمارے حق مین یہ حکم کیا کہ یہ لوگ اپنے مقام محفوظ مین واپس پہونچا دیے جاوین تو تم لوگ اسکو پورا کرو تو مسلمانون کو نچاہیے کہ انکو اس شرط پر اتارین اور اگر انھون نے اس شرط پر انکو اتارا تو حکم کو نہ چاہیے کہ انکے حق مین یہ حکم کرے کہ اپنے مقام محفوظ مین واپس کر دیے جاوین اور اگر مسلمانون نے انکو اس شرط پر اتارا اور حکم نے انکے حق مین یہی حکم کیا کہ اپنے مقام محفوظ مین واپس کر دیے جاوین تو ہم اُسکے حکم کو پورا کرینگے اور اہل حرب کو انکے مقام

محفوظ مین واپس کر دینگے - نوادر ابن سماعہ مین امام محمد رح سے مروی ہی کہ اگر امیر لشکر نے اہل قلعہ مین سے کسی قوم کو امان
دی بدین شرط کہ وہ فلان کے غلام ہون اور وے اس امر پر راضی ہوئے اور فلان کی طرف اتر کر گئے تو مسلمانون مین سے
جو انکو لوٹ لے اُسی کے واسطے فیئ ہونگے اور فلان کے بخصوص غلام نہ ہونگے - اور اگر کافرون نے امان کی درخواست
کی بدین شرط کہ ہمپر ایمان پیش کیا جاوے پس اگر ہم قبول کرلین تو خیر ورنہ ہم اپنی جائے محفوظ مین واپس کر دیے جاوین
تو امام المسلمین پر اُسکا قبول کرنا واجب ہی اور اگر اس شرط پر کہ انپر اسلام پیش کیا جاوے وہ لوگ اترے پس انپر اسلام
پیش کیا گیا مگر اُنھون نے قبول نہ کیا تو انکو اختیار ہوگا کہ وہ اپنے قلعہ مین چلے جاوین اور مسلمانون کو روا نہین
ہی کہ انکو قتل کرین اور انکی عورتون و بال بچون کو گرفتار کرلین - اور اگر ان لوگون نے بعد انکار اسلام کے ادائے
خراج پر رضامندی ظاہر کی تو یہ امر انکے ذمہ لازم ہو جائیگا اور اسکے بعد پھر وہ لوگ رہا نہ کیے جاوینگے کہ اپنے مقام محفوظ
مین جاکر جنگ کرین اور اگر بعضے اہل قلعہ اس شرط پر اتر آئے کہ فلان جو کچھ ہمارے حق مین حکم کرے ہمکو منظور ہی
پھر ان لوگون کے قلعہ سے جدا ہونے کے بعد قلعہ مذکورہ فتح کیا گیا اور جو شخص مقاتل قلعہ مین تھا قتل کیا گیا تو یہ لوگ
جو اس شرط سے نکل آئے تھے اپنی شرط مذکور پر ہونگے - اور اگر ان لوگون نے یہ بھی شرط کی ہو کہ بشرط عدم رضامندی
کے ہم لوگ اپنے قلعہ کو واپس کیے جاوین اور حال یہ گذرا ہو کہ قلعہ منہدم کیا گیا ہی تو یہان سے جو اقرب مقام ایسا ہو کہ
اسمین محفوظ ہو سکین وہان بھیجدیے جاوینگے - اور اگر تمام اہل قلعہ کے اتفاق سے اتنے لوگ اسطرح صلح کے واسطے
نکلے ہون تو مسلمان لوگ اہل قلعہ کو قتل نہین کرینگے اور اگر اُنھون نے قتل کیا تو انپر کچھ کفارہ وغیرہ لازم نہ آویگا
ولیکن اُنھون نے اسارت کی - اور اگر وہ لوگ اس شرط سے نکلے کہ ہمارے حق مین والی بذات خود حکم کرے تو والی مثل
لشکر کے ایک سپاہی مسلمان کے ہی پس ویسا ہی اسکا حکم بھی ہوگا - اور اگر وہ لوگ علی حکم اللہ تعالی و حکم فلان اتر آئے تو یہ
مثل اسکے ہی کہ علی حکم اللہ تعالی اُترے اور اگر وہ لوگ علی حکم فلان و فلان اتر آئے پھر ان دونون[یعنی ہر دو حکم ۱۲] مین سے ایک مر گیا تو
اسکے بعد اکیلے دوسرے کا حکم انکے حق مین روا نہ ہوگا اور منتقی مین فرمایا کہ ہان اسوقت روا ہوگا کہ ہر دو فریق یعنے
کفار و مسلمان اسکے حکم تنہا پر رضامند ہو جاوین - اور نیز اُسی مقام پر فرمایا کہ اور اسی طرح اگر ہر دو زندہ ہین مگر دونون
نے حکم مین اختلاف کیا تو بھی یہی حکم ہی کہ کسی کا حکم تنہا روا نہ ہوگا الا آنکہ ہر دو فریق کسی ایک کے حکم پر رضامند ہو جاوین
اور اگر ہر دو حکم مین سے ایک نے حکم کیا کہ انمین سے لڑنے والے قتل کیے جاوین اور انکے بال بچے رقیق بنائے جاوین
اور دوسرے نے یہ حکم کیا کہ نہین سب کے سب رقیق بنائے جاوین تو انمین سے کوئی قتل نہ کیا جائیگا اور سب کے
سب مرد و عورت و بچے مسلمانون کیواسطے فیئ ہونگے - اور اگر دونون نے حکم کیا کہ انمین سے لڑنے والے قتل کیے جاوین
اور انکے بال بچے رقیق بنائے جاوین تو امام المسلمین کو انکے حق مین اختیار ہی چاہے یہی کرے کہ لڑنے والون کو قتل
اور انکی عورتون و بچون کو رقیق کرے اور چاہے سب کو فیئ قرار دے - اور اگر اہل حرب کسی مسلمان کے حکم پر اُترآئے
اور کسی کو معین نہین کیا تو معین کرنا امام المسلمین کے اختیار مین ہوگا کہ مسلمانون مین سے جو شخص افضل ہوگا اسکو مختار
کریگا اور اگر بعد حکم قرار دینے کے قبل حکم جاری ہونے کے وہ لوگ مسلمان ہوگئے تو وہ آزاد مسلمان ہونگے اور اگر حکم نے
انکے ذمی ہونے کا حکم قبل انکے مسلمان ہونے کے دیدیا تو اراضی انکے واسطے خراجی رہیگی اور اگر حکم نے انکے حق مین یہ
حکم دیا کہ انمین سے جتنے سرگروہ ہین کہ انکے غدر کا خوف ہی قتل کیے جاوین اور باقی مرد و عورتین رقیق بنائی جاوین

تو ایسا حکم جائز ہوگا - اور اگر حاکم نے انکے حق مین یہ حکم دیا کہ انکے مرد قتل کیے جاوین اور عورتین و بچے رقیق بنائے جاوین پس انہین سے مرد قتل کیے گئے اور عورتین و بچے رقیق بنائے گئے تو یہ زمین فئی ہوگی چاہے امام المسلمین اُسکو پانچ حصے کر کے ایک حصہ رکھکر چار حصے مجاہدین کے درمیان تقسیم کر دے اور چاہے اسکو اپنے حال پر والی کے قبضہ مین چھوڑ دے اور اس زمین کی آبادانی کے واسطے ایسے لوگون کو بلا دے جو اسکو تعمیر کرین اور اسکا خراج ادا کرین جیسے ذمیون کی زمین بیکار افتادہ کی نسبت حکم ہی - اور اگر اہل حرب کے اُتر آنے کے بعد قبل حاکم کے حکم کے حاکم مر گیا تو یہ لوگ اپنے مقام محفوظ مین واپس کر دیے جاوین ماسوائے مسلمانون کے یعنی جو مسلمان ہو گئے ہین کہ انہین سے جو آزاد ہین وہ مفت الگ کر دیے جاوینگے اور ساتھ لے لیے جاوینگے اور جو لوگ مملوک ہین وہ قیمت دیکر انہین سے نکال لیے جاوینگے اسی طرح ہمارے اہل ذمہ کا انکے نزدیک حکم ہی - پھر واضح رہے کہ جس صورت مین بموجب شرائط وغیرہ کے یہ واجب ہوا کہ وہ اپنے مقام مین واپس کر دیے جاوین تو اسی مقام پر واپس کر دیے جاوینگے جہان سے نکل کر ہمارے پاس آئے تھے اور جو مقام اس سے زیادہ مضبوط ہو یا جہان لشکر زیادہ موجود ہی وہان واپس نہ کیے جاوینگے یہ محیط مین ہی - امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر مسلمانون نے اہل قلعہ مین سے کسی شخص سے کہا کہ اگر تو نے ہمکو چنین و چنان رہنمائی کی تو تو امن دادہ شدہ ہی یا کہا کہ تو تجکو ہم نے امان دی پھر اُسنے اسطرح رہنمائی نہ کی تو امام کو اختیار ہی چاہے اسکو قتل کر دے اور چاہے اُسکو رقیق بنا دے - اور اگر اس سے یون کہا کہ ہم نے تجکو امان دی بدین شرط کہ تو ہمکو چنین و چنان رہنمائی کرے اور اس سے زیادہ کچھ نہ کہا پس اُسنے رہنمائی نہ کی تو امام محمد رح نے اسصورت کو کتاب مین ذکر نہین فرمایا اور اسمین یہ حکم ہی کہ وہ اپنی امان پر ہو گا کہ امام کو اُسکا قتل کرنا یا رقیق بنانا روا نہین ہی اور اگر مسلمانون مین سے کوئی لشکر دار الحرب مین داخل ہوا اور اہل حرب کے کسی ایسے قلعہ یا شہر کے نزدیک انکا گذر ہوا کہ ان مسلمانون کو اُنسے لڑنے کی طاقت نہین ہی اور مسلمانون نے چاہا کہ ان لوگون کے سوائے دوسرون کی طرف جاوین پس اہل شہر نے اُنسے کہا کہ تم ہمکو اس بات کا عہد دو کہ ہماری اس نہر سے پانی نہ پیو یہان تک کہ ہمارے یہان سے کوچ کر جاؤ بدین شرط کہ ہم تم سے قتال نہ کرینگے اور نہ تمھارا پیچھا کرینگے جسوقت تم کوچ کر جاؤگے پس اگر ایسا عہد دینے مین مسلمانون کے واسطے منفعت ہو تو اُنسے یہ معاہدہ کرلین اور جب اُنسے یہ معاہدہ کر لیا تو انکو نہ چاہیے کہ اس نہر سے خود پانی پیئین یا اپنے جانورون کو پلاوین بشرطیکہ بالیقین معلوم ہو کہ یہ ان لوگون کے پانی کے واسطے مضر ہوگا یا ضرر و عدم ضرر کچھ نہ معلوم ہو - اور اگر مسلمان اس پانی کی طرف محتاج ہون تو انکو چاہیے کہ یہ معاہدہ انکے سر پھینکدین یعنے توڑ دین اور انکو مطلع کر دین - اور اگر بالیقین انکے پانی مین اسوجہ سے ضرر نہ پہونچتا ہو مثلاً پانی بہت کثرت سے ہو تو بدون رد معاہدہ کے مسلمانون کو روا ہی کہ خود پیئین اور اپنے جانورون کو پلاوین - اور جیسا حکم پانی کے حق مین مذکور ہوا ہی ویسا ہی گھاس و چارہ کے حق مین بھی ہی - اور اگر ان لوگون نے مسلمانون سے یہ معاہدہ لیا ہو کہ ہمارے کھیتون و درختون و پھلون سے کچھ متعرض نہ ہون اور مسلمانون نے اُنسے یہ عہد کر لیا پھر مسلمانون کو اسکی حاجت لاحق ہوئی تو مسلمانون کو روا نہین ہی کہ انمین سے کسی چیز سے کچھ متعرض ہون جبتک کہ انکو عہد رد کر دینے کے بعد اسکی اطلاع نہ دیدین خواہ یہ امر ان کفارون کے حق مین مضر ہو یا نہو - اور اگر کفارون نے عہد لیا کہ ہمارے کھیتون و گھاس کو نہ جلاؤ پس مسلمانون نے اُنسے یہ عہد کر لیا تو مسلمانون کو واجب ہی کہ اسکو وفا کرین پس انکے کھیتون و گھاس مین سے کچھ نہ جلاوین اور اسکا

مضائقہ نہین ہی کہ اسمین سے اپنے کھانے کی چیز کھاوین اور جانورون کو چارہ دین - اور اگر اُنھون نے یہ عہد لیا کہ ہمارے کھیتون مین سے نہ کھاؤ اور نہ ہماری گھاس سے چارہ دو اور مسلمانون نے انسے یہ عہد کر لیا تو مسلمانون کو نہ چاہیے کہ اسمین سے کچھ کھاوین یا جلاوین یا اپنے جانورون کو چارہ دین - اور اس جنس کے مسائل مین اصل یہ ہی کہ جس چیز سے امان واقع ہو تو اس چیز کے مثل منضر اور اس سے زیادہ مضر دونون سے امان ہوگی اور جو بات اس سے کم مضر ہی اس سے امان نہ ہوگی - اور اسی وجہ سے اگر کافرون نے معاہدہ لیا کہ ہماری کھیتیان نہ جلاؤ اور مسلمانون نے یہ عہد دیا تو مسلمانون کو روا نہین ہی کہ ان کھیتون کو غرق کر دین یہ ذخیرہ مین ہی - اور اگر کفار شہر نے معاہدہ لیا کہ اس راہ سے نہ گذرو بدین شرط کہ تم مین سے کسی کو قتل نہ کرینگے اور نہ قید کرینگے پس اگر یہ عہد دینا مسلمانون کے حق مین بہتر ہو تو عہد دینے مین مضائقہ نہین ہی پس مسلمان لوگ دوسری راہ اختیار کرین اگرچہ دوسری راہ مسلمانون پر دور و پر مشقت ہو - اور اگر اسکے بعد مسلمانون نے اسی راہ سے گذرنا چاہا دوسری راہ سے نہین جاتے ہین تو مسلمانون کو یہ اختیار نہین ہی جبتک کہ معاہدہ توڑ کر انکو اطلاع نہ دیدین - اور مسلمان بھی انمین کسی کو قتل یا قید نہ کرینگے اور اس راہ سے گذرنے سے امان ہونا قتل اور قید سے بھی امان ہوگی - اور اگر کافرون نے ہم سے عہد لیا کہ ہم انکے دیہات کو خراب نہ کرین یعنی انکی عمارت برباد نہ کرین تو مضائقہ نہین ہی کہ انکے دیہات مین جو متاع وغیرہ از قسم عمارت نہین ہی ہم باوین اور لے لین - اور تخریب کرنے سے امان دینا متاع و اناج وغیرہ سے امان نہ ہوگی - اور اگر انھون نے یہ شرط کی کہ جو شخص ہم انکا قید کرین اسکو قتل نہ کرین تو انکو اسیر کر لینے مین مضائقہ نہین ہی اور اگر انھون نے شرط لی کہ ہم انمین سے کوئی قید نہ کرین تو ہم کو نہ چاہیے کہ انکو قتل کرین یا قید کرین یعنے دونون باتین ہمکو نہین کرنی چاہیے ہین یہ محیط مین ہی - اور اگر اہل حرب نے کہا کہ ہمکو امان دو حتے کہ ہم تمھارے لیے دروازۂ قلعہ کھول دین اور تم داخل ہو بدین شرط کہ تم ہمپر اسلام پیش کرو پھر ہم مسلمان ہو جاوین - پھر اُنھون نے اسلام قبول کرنے سے انکار کیا تو وہ لوگ امن مین ہونگے اور مسلمانون پر واجب ہی کہ انکے قلعہ سے نکل آوین پھر انکا عہد انکو رد کر کے اطلاع دیدینگے - اور اگر مسلمانون نے بھی انپر شرط کر لیا ہو کہ اگر تم لوگ اسلام سے انکار کر جاؤگے تو ہمارے تمھارے درمیان امان نہین ہی اور وہ لوگ اسپر راضی ہو گئے اور باقی مسئلہ بحالہ ہی تو اگر اُنھون نے اسلام سے انکار کیا تو مضائقہ نہین ہی کہ انمین سے لڑنے والے قتل کیے جاوین اور وہ رقیق بنائے جاوین اور اگر انمین سے بعض نے اسلام قبول کیا اور بعض نے انکار کیا تو جو مسلمان ہوا وہ آزاد ہی اور جسنے انکار کیا وہ فیٔ ہی اور اگر امام المسلمین نے اسپر اسلام پیش کیا اور اُسنے انکار کیا اور وہ فیٔ قرار دیا گیا پھر وہ مسلمان ہو گیا تو اسکو قتل نہین کر سکتا ہی ولیکن وہ فیٔ رہیگا - اور اگر امام نے اسپر اسلام پیش کیا اور اُسنے انکار کیا اور ہنوز اسکے فیٔ ہونے کا حکم نہین دیا ہی کہ وہ مسلمان ہو گیا تو استحساناً آزاد ہوگا - اور اگر حربی نے حاضر ہونے کے ارادہ پر یہ شرط کی ہو کہ مجھے تم امان دو بدین شرط کہ تم مجھ پر اسلام پیش کرو پس اگر مین تین روز تک مین مسلمان ہو گیا تو خیر ورنہ میرے واسطے امان نہ ہوگی پس مسلمانون نے اسپر اسلام پیش کیا تو اسکو اسوقت سے تین رات دن تک مہلت ہوگی پس اگر مدت گذری اور وہ مسلمان نہ ہوا تو بدون حکم حاکم کے وہ فیٔ ہوگا اور اگر اُسنے اکیلے یہ شرط کی ہو کہ اگر مین تین روز تک مسلمان ہو گیا تو خیر ورنہ مین تمھارا غلام ہونگا یا تمام اہل قلعہ نے یہی شرط کی تو وہ لوگ جیسے اُنھون نے شرط کے ساتھ التزام کیا ہی سب مسلمانون کے اہل ذمہ ہونگے - اور اگر مسلمان نے کافر سے کہا کہ تو امان یافتہ ہی بشرطیکہ تو اُترآوے پس

ف مثلاً کھیتی وغیرہ کے دیکھنے یا پیمانہ جو اسپر امان ہوتی ہے [illegible]

تو ایمان لاوے تو وہ بعد چلے آنے کے قبل اسلام لانے کے امان یافتہ ہوگا پس اسکو اسکی حفاظت گاہ مین پہونچا دینا واجب ہوگا اگر مسلمان نہ ہو جاوے۔ اور اسی طرح اگر کہا کہ تو امان یافتہ ہے برینکہ تو اُتر آوے پس تو ہمکو سو دینار دے پس اُسنے قبول کیا اور چلا آیا پھر اُسنے دینار دینے سے انکار کیا تو بھی اسکا اسکے مامن مین پہونچا دینا واجب ہے اسواسطے کہ اول صورت مین یہ امان معلق بشرط قبول اسلام اور دوم مین معلق بادای دینار ہے پس جب وہ چلا آیا اور قبول کیا تو وہ امان یافتہ ہوگا اور دینار اُسکے ذمہ ہونگے پس جب اُسنے دینار دینے سے انکار کیا تو قیدخانہ مین رکھا جائیگا تاکہ انکو ادا کرے مگر وہ فئی نہین ہوسکتا ہے کیونکہ اسکے حق مین امان ثابت ہوگئی ہے پس جب اُسنے کسی وقت دینار ادا کر دئے تو اُسکی راہ چھوڑ دینی واجب ہوگی تاکہ وہ اپنے مامن مین پہونچ جاوے اور یہ دینار اُسکے ذمہ سے ساقط نہ ہونگے الا اسلام لانے سے یا ذمی بن جانے سے۔ اور اسی طرح اگر اُسنے صلح کی ہو بدین شرط کہ تمکو ایک راس دینگے تو اُسپر واجب ہوگا کہ اوسط درجہ کا ادا کرے یا اُسکی قیمت ادا کرے۔ اور اگر حربی نے مسلمانون سے کہا کہ مجھے امان دو بدین شرط کہ مین تمھارے پاس آؤن پس مین تمکو سو دینار دونگا اور اگر تم کو نہ دون تو میرے واسطے امان نہین ہے یا یون کہا کہ اگر مین قلعہ سے اتر کر تمھارے پاس آیا اور مین نے تمکو سو دینار دیدیے تو مین امان یافتہ ہون پھر وہ اُتر کر چلا آیا اور مسلمانون نے اس سے دینار طلب کیے پس اُسنے دینے سے انکار کیا تو قیاساً وہ فئی ہوگا مگر استحساناً فئی نہ ہوگا یہانتک کہ وہ امام المسلمین کے حضور مین پیش کیا جاوے پس امام اسکو حکم کریگا کہ یہ مال ادا کرے پس اگر اُسنے ادا کیا تو خیر ورنہ اسکو فئی قرار دیگا۔ اور اگر محصور لوگون مین سے کسی شخص نے کہا کہ تم مجھے امان دو حتے کہ مین تمھارے پاس اُتر آؤن بدین شرط کہ مین تمکو سو نفر قیدیون کی طرف کسی مقام پر رہنمائی کرونگا پس مسلمانون نے اسی شرط پر اسکو امان دی پھر جب وہ اُتر آیا تو انکو اس مقام پر لے آیا مگر دیکھا تو وہان کوئی قیدی نہین ہے پس اُسنے کہا کہ قیدی یہان تھے مگر کہین چلے گئے مگر مین یہ نہین جانتا ہون کہ کہان چلے گئے تو یہ شخص اپنے قلعہ مین یا جہان سے وہ لایا ہے وہین پہونچا دیا جائیگا اور جو شخص حربی ہمارے قبضہ مین اسیر ہے اگر اُسنے کہا کہ مجھے امان دو بدین شرط کہ مین تمھین سو راس نفر کی طرف رہنمائی کرون اور باقی مسئلہ بحال خود ہے پھر اُسنے مسلمانون کو رہنمائی نہ کی تو امام کو اختیار ہوگا کہ اسکو قتل کر دے یعنے وہ امان یافتہ نہو جائیگا۔ اور اگر محصور نے کہا کہ مجھے امان دو کہ مین تمھارے پاس آؤن بدین شرط کہ مین تمکو سو راس نفر قیدیون کی طرف کسی مقام پر رہنمائی کرونگا بدین شرط کہ اگر مین سو نفر کی طرف رہنمائی نہ کرون تو مین تمھارے واسطے فئی یا رقیق ہونگا پھر اُسنے شرط وفا نہ کی تو وہ مسلمانون کے واسطے فئی ہوگا مگر مسلمانون کو اسکا قتل کرنا روا نہ ہوگا۔ اور اگر اُسنے کہا کہ تم مجھے امان دو بدین شرط کہ مین تمھارے پاس آؤن پس تمکو ایسے گانون کی رہنمائی کرون جسمین سو راس بردے ہین اور حال یہ ہے کہ انکو مسلمان پہلے پا چکے تھے یا اسکی رہنمائی سے پہلے وہ جانتے تھے اگرچہ پائے نہ تھے تو اُسکی رہنمائی کچھ نہ ہوگی اور وہ فئی ہوگا۔ اور اگر وہ مسلمانون کو راہ سے لے گیا اور مسلمان اس راہ چلے پھر قبل وہان تک پہونچنے کے مسلمان پہچان گئے یا مرد مذکور نے مسلمانون کو اس جگہ کا پتا بتا دیا اور خود انکے ساتھ نہ گیا پس مسلمان اسکے پتے پر گئے یہان تک کہ انھون نے یہ قیدی پائے تو یہ اسکی رہنمائی مین داخل ہے۔ اور اگر اُسنے کہا کہ مجھے امان دو بدین شرط کہ مین تمھین ایسی راہ کی رہنمائی کرون کہ تم اسکے عیال و اولاد تک پہنچ جاؤ اور اگر ایسا نہ کرون تو میرے واسطے امان نہین ہے پھر جب وہ اُتر آیا تو دیکھا کہ مسلمانون نے ایک راستہ پا لیا ہے پس

کہا کہ یہی راستہ ہے جسکے بتلانے کا مین نے قصد کیا تھا تو کچھ نہین ہے۔ اور اگر اُسنے کہا کہ بدین شرط کہ مجکو اس قلعہ کے راستہ کی رہنمائی کر دون اور وہ قلعہ سے رہنمائی کرتا ہوا اُترآیا یہان آکر دیکھا کہ مسلمان لوگ اس راستہ کو پاگئے تھے تو وہ امن پایتہ ہوگا اور اسی طرح اگر اُسنے کسی قلعہ یا شہر کی یا اس قلعہ یا اس شہر کی رہنمائی کا التزام کر لیا ہو تو ایسی صورت مین یہی حکم ہے یہ محیط سرخسی مین ہے۔

باب چہارم غنائم اور اسکی تقسیم کے بیان مین۔ اور اسمین تین فصلین ہین۔ فصل اول غنائم کے بیان مین

واضح ہو کہ غنیمت اس مال کا نام ہے جو کہ کافرون سے بقہر و غلبہ لیا گیا درحالیکہ لڑائی قائم ہے۔ اور فیٔ اس مال کو کہتے ہین جو کافرون سے بغیر قتال کے لیا گیا جیسے خراج و جزیہ وغیرہ۔ اور غنیمت سے پانچوان حصہ لیا جاتا ہے اور فیٔ مین سے نہین لیا جاتا ہے یہ غایۃ البیان مین ہے۔ اور جو مال کافرون سے بطور ہدیہ یا سرقہ یا اُچک لینے یا ہبہ کے حاصل ہوتا ہے وہ غنیمت نہین ہے بلکہ وہ حاصل کر لینے والے کا ہوتا ہے یہ خزانۃ المفتیین مین ہے۔ امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر کافران اہل حرب کے شہرون مین سے کسی شہر کے لوگ مسلمان ہوگئے قبل اسکے کہ مسلمان لوگ انپر لڑائی مین غالب آوین تو وہ بہت آزاد مسلمان ہونگے کہ انپر یا انکی اولاد و عورتون پر یا انکے اموال پر کوئی راہ نہین ہے اور انکی اراضی پر مثل اراضی اسلام کے عشر مقرر کیا جائیگا نہ خراج یعنی پیداوار زمین سے دسوان حصہ لیا جائیگا اور اسی طرح اگر قبل مسلمانون کے غالب ہونے کے وہ لوگ ذمی ہوگئے تو بھی یہی حکم ہے ولیکن اسقدر فرق ہے کہ اسصورت مین انکی اراضی پر خراج مقرر کیا جائیگا اور نیز انپر ہر نفر پر جزیہ موافق قاعدہ کے مقرر کیا جائیگا۔ اور اگر مسلمان انپر غالب ہوگئے اور بعد مسلمانون کے غالب ہو جانے کے وہ اسلام لائے تو امام المسلمین کو انکے حق مین اختیار ہے چاہے انکو اور انکے مالون کو مجاہدین کے درمیان تقسیم کر دے اور اسصورت مین پہلے پانچوان حصہ انمین سے نکال لیگا اور وہ واسطے یتیمون اور مسکینون اور ابناء السبیل وغیرہ کے رکھیگا اور چار پانچوین حصے ان مجاہدین مین تقسیم کر دیگا جیسے مال غنیمت تقسیم ہوتا ہے اور اس اراضی پر عشر مقرر کریگا اور اگر چاہے انپر احسان کرے کہ انکی گردنین اور بال بچے اور اموال سب انکو واپس کر دے اور انکی اراضی پر عشر مقرر کرے (اسواسطے کہ وہ لوگ مسلمان ہوگئے) اور اگر چاہے خراج مقرر کرے۔ اور اگر ان لوگون پر مسلمان غالب آئے پس وہ مسلمان نہ ہوئے تو امام کو اختیار ہے چاہے انکو رقیق بنا دے پس انکو اور انکے اموال کو مجاہدین کے درمیان تقسیم کر دے پس اگر اُسنے تقسیم کا قصد کیا تو اس کل غنیمت مین سے پانچوان حصہ نکال کر جہان اسکو رکھنا و صرف کرنا چاہیے رکھیگا اور باقی کو ان مجاہدون کے درمیان تقسیم کر دیگا اور اس اراضی پر عشر مقرر کریگا اور چاہے انمین سے مردون کو قتل کر کے عورتون و بچون و مالون کو جسطرح ہم نے بیان کیا ہے تقسیم کر دے اور چاہے انکی جانون و انکے بال بچون کے ساتھ احسان کرے پس انکو اور انکے مالون کو انھین کے سپرد کر دے اور موافق دستور شرعی انپر جزیہ مقرر کرے اور انکی اراضی پر خراج باندھے کذا فی المحیط خواہ اس زمین کا پانی عشری ہو جیسے بارش کا پانی و چشمون و تالابون و کنوون کا اور چاہے خراجی ہو جیسے ان نہرون کا پانی جنکو اہل عجم نے کھودا ہے یہ غایۃ البیان مین ہے۔ اور اگر کفار اہل حرب پر جو مغلوب ہوئے ہین اسطرح احسان کیا کہ انکی جانین اور اراضی انکو سپرد کر دی اور عورتین و بچے و باقی اموال مسلمانون کے درمیان تقسیم کیے تو یہ جائز مگر مکروہ ہے الا اسصورت مین کہ انکے پاس اتنا مال چھوڑ دیا ہو جس سے زراعت کر سکین۔ اسی طرح اگر یون احسان کیا کہ انکی جانین و اراضی و عورتین و بچے انکے سپرد کیے اور باقی تمام

اموال مجاہدین مین تقسیم کردیے تو یہ جائز ہی ولیکن مکروہ ہی الا آنکہ انکے قبضہ مین اسقدر مال بھی چھوڑدیا جس سے وہ زراعت کرسکتے
ہین تو بغیر کراہت جائز ہی اور اگر فقط ان حربیون کی جانین انکو بخشدین اور باقی اراضی مع سب اموال دیگر کے غانمین کے درمیان
تقسیم کردین تو یہ نہین جائز ہی۔ اور اسی طرح اگر ان لوگون کی اراضی ہنوز اور امام نے چاہا کہ انپر انکو بخشش دینے کے ساتھ احسان کرے
تو نہین جائز ہی یہ محیط مین ہی۔ اور چاہے ان سب کو تقسیم کردے فقط اراضی رہنے دے اور اراضی کو بمنزلہ مجاہدین پر وقف کی ہوئی
کے رکھے اور اگر چاہے اراضی مین اہل ذمہ مین سے دیگر اقوام کو لاکر بسادے اور اسکو خراجی قراردے خواہ خراج مقاسمہ مقرر کرے یا
خراج مقاطعہ اور یہ سب خراج انھین مجاہدین کو حاصل ہوگا یہ شرح طحاوی سے تاتارخانیہ مین نقل ہی۔ اور اگر کسی اہل ذمہ نے اپنا عہد
توڑکر غدر کیا اور اپنی اراضی پر غالب ہوگئے یا مسلمانون کے ملکون سے کسی شہر وغیرہ پر قابض ہوئے اور یہ دار بالاتفاق دارالحرب
ہوگیا پھر مسلمانون نے انکو مغلوب کیا اور امام المسلمین کو ان لوگون کے حق مین اختیار حاصل ہوا تو امام چاہے انپر احسان کرے کہ
انکی جانین اور اموال و بال وبچے و اراضی انکو تسلیم کردے اور انکی اراضی پر خراج مقرر کردے اور چاہے عشر مقرر کرے اور یہ نام
کے واسطے عشر ہی درحقیقت یہ خراج ہی ہی اور اسی وجہ سے ایسا عشر مصارف خراج کی جگہ صرف ہوتا ہی اور چاہے دوچند عشر مقرر کرے
جیسے حضرت امام عادل عمر رضی اللہ عنہ نے بنی تغلب کے اوپر مقرر کیا تھا اور اگر امام نے انمین سے مردون کو قتل اور عورتون وبچون کو تقسیم
کردیا اور اراضی بلا مالکان رہگئی پس اسمین کوئی قوم مسلمان لاکر بسائی کہ وہ مسلمانان غانمین کی مددگاری کرین اور یہ اراضی انکے واسطے
کردی تاکہ اس سے مؤنت ادا کرین تو جائز ہی ولیکن یہ فعل برضامندی انھین لوگون کے کریگا کہ جنکو اس اراضی مین منتقل کرکے لانا چاہتا
ہی۔ اور جب اس اراضی مین کسی قوم مسلمان کو منتقل کرکے لایا اور یہ اراضی انکی مملوکہ ہوگئی تو چاہے اس اراضی پر عشر مقرر کرے اور چاہے
خراج مقرر کرے۔ اور اگر مسلمانون مین سے کوئی قوم مرتد ہوگئی اور وہ اپنے دیار پر یا مسلمانون کے دیار مین سے کسی دار پر غالب ہوئی اور یہ دار
بالاتفاق دارالحرب ہوگیا پھر مسلمان لوگ انپر غالب ہوئے تو انکے مردون سے سوای تلوار یا اسلام کے کچھ قبول نہ کیا جائیگا چنانچہ اگر انھون
نے اسلام سے انکار کیا تو وہ قتل کردیے جاوینگے اور انکی عورتین وبچے غانمین مین تقسیم کردیے جاوینگے اور انپر اسلام لانے کیواسطے جبر کیا جائیگا
اور انکی اراضی و اموال بھی درمیان غانمین کے تقسیم کردیے جاوینگے اور اس اراضی پر عشر مقرر کیا جائیگا۔ اور اگر امام المسلمین کی رای مین
یہ بہتر معلوم ہوا کہ مرد سب قتل کردیے جاوین اور عورتین وبچے ان مجاہدون کے درمیان تقسیم کردیے جاوین اور اراضی تقسیم کیجاوے
اور اسنے یہ امر مسلمانون کے حق مین بہتر دیکھا تو ایسا کرسکتا ہی پھر اسکے بعد اگر اسکی راے مین بہتر معلوم ہو کہ اس زمین مین کوئی ذمی
قوم لاکر بسائے کہ وہ اپنی ذات اور اس اراضی کا خراج ادا کیا کرین تو ایسا کرسکتا ہی پھر جب اسنے ایسا کردیا تو یہ اراضی ان ذمیون
کی ملک ہوجائیگی کہ انکی ذریات نسلاً بعد نسلاً انکے وارث ہونگے اور اس اراضی کا خراج ادا کرتے رہینگے پس جاننا چاہیے کہ اس مقام
پر ذمیون کا منتقل کرکے لانا ذکر فرمایا بخلاف مسئلہ ماتقدم کے اسوجہ سے کہ ذمیون کو مرتدون کے قتل کیے جانے سے کچھ غیظ و غضب لاحق
نہوگا اور ماتقدم مین ایسا نہین ہی۔ اور اگر امام المسلمین کے غالب ہوجانے کے بعد مرتد لوگ مسلمان ہوگئے تو وہ آزاد ہونگے انپر کوئی راہ نہوگی
ولیکن انکی عورتین وبچے و اموال کے حق مین امام کو اختیار ہی چاہے انکو غانمین کے درمیان تقسیم کردے اور اراضی پر عشر مقرر کرے
اور چاہے انھین مرتدین مسلمان شدہ کو انکی عورتین وبچے و اراضی بطور احسان دیدے اور اراضی پر چاہے عشر مقرر کرے
اور چاہے خراج باندھے۔ اور اگر امام نے چاہا کہ انکی جو اراضی عشری تھی اسکو عشری رہنے دے اور جو خراجی تھی اسکو خراجی اپنے
حال سابق پر رکھے تو اسکو یہ بھی اختیار ہی۔ اور اگر ایسے ذمیون پر جنھون نے اپنا عہد توڑدیا تھا یا اہل حرب پر امام غالب
آیا اور امام نے چاہا کہ انکو ذمی بنادے کہ خراج ادا کیا کرین اور حال یہ ہی کہ قبل انپر غالب ہونے کے برطائی کی حالت مین

انکا مال حاصل ہوا ہی تو یہ مال ان لوگون کو واپس نہ دیا جائیگا الا بسبب عذر کے اور عذر فقط یہ ہی کہ یہ لوگ تعمیر اراضی و اسکی زراعت پر بدون اس مال کے قادر نہ ہون۔ اور رہا وہ مال جو ان لوگون کے قبضہ مین موجود رہا ہی۔ اگر عمارت اراضی و اسکی زراعت کیواسطے اس مال کی طرف محتاج ہون تو امام اُسکو اُنسے نہ لیگا اور اگر اسکے محتاج نہ ہون تو امام کو اختیار ہی چاہے اسکو اُنسے لیکر غانمین کے درمیان تقسیم کردے اور چاہے نہ لے مگر اولی یہ ہی کہ یہ مال انھین کے قبضہ مین چھوڑ دے بغرض انکی تالیف قلوب کے تاکہ اسلام کی بھلائیون پر واقف ہوکر مسلمان ہو جاوین۔ اور اسی طرح انپر غالب آنے سے پہلے انکی عورتین یا بچون مین سے جو کوئی گرفتار کرلیا ہو وہ بھی واپس نہ کیا جائیگا اور بعد انپر غالب آنے کے جو انکے پاس ہین انمین سے کوئی اُنسے نہ لیگا۔ اور جب امام نے بلاد اہل حرب سے کوئی بلد فتح کرلیا اور اس بلد کو اور آسکے لوگون کو مجاہدین فتح کرنیوالون کے درمیان تقسیم کردیا پھر چاہا کہ ان لوگون پر انکی گردنون و اراضی کے ساتھ احسان کرے یعنی انکی جانین انکے سپرد کرے کہ ذمی رہین اور انکی اراضی انکے ملک مین دیدے باداے خراج تو امام کو یہ اختیار نہین ہی اور اسی طرح اگر انپر اسطرح احسان کردیا پھر چاہا کہ تقسیم کرے تو یہ اختیار ہوگا یہ محیط مین ہی۔ اور جو لوگ اسیر ہون انکے حق مین امام کو اختیار ہوتا ہی چاہے انکو قتل کردے اور چاہے رقیق بنادے سواے ایسے اسیرون کے جو مشرکان عرب ہے یا مرتدان اسلام سے ہون کہ اُنسے سواے اسلام یا تلوار کے اور کچھ قبول نہین کیا جائیگا اور چاہے انکو مسلمانون کا ذمی بناکر آزاد چھوڑ دے مگر سواے مشرکان عرب و مرتدان اسلام کے کہ یہ لوگ ذمی بھی نہین ہوسکتے ہین اور جو شخص ان اسیرون مین سے مسلمان ہوگیا اُسکے حق مین اور کوئی اختیار نہین ہی سواے استرقاق کے کہ اسکو رقیق قرار دے سکتا ہی یہ تبیین مین ہی۔ اور یہ جائز نہین ہی کہ انکو دار الحرب مین واپس کردے اور واضح ہو کہ اگر مسلمانون مین سے اہل حرب کے ہاتھ مین اسیر ہون تو اہل حرب کے اسیرون سے مفادات کرلینا یعنی ان اسیرون کو اہل حرب کو دیکر اپنے اسیرون کو اُنسے لے لینا امام اعظم رح کے نزدیک نہین جائز ہی کذا فے الکافی والمتون ولیکن اسمین اختلاف ہی بنابرین زاد مین مذکور ہی کہ صحیح قول امام اعظم رح کا ہی انتہی اور امام محمد رح نے سیر کبیر مین فرمایا کہ کافرون کی قیدی عورتین یا مرد جو مسلمانون کے قبضہ مین ہین دیگر مسلمان قیدی سے جو کافرون کے پنجے مین ہین مفادات کرلینے مین کچھ مضائقہ نہین ہی اور یہ امام ابو یوسف و امام محمد رح کا قول ہی اور امام اعظم رح سے اس مسئلہ مین دو روایتین ہین انمین سے اظہر روایت یہی ہی کذا فی المحیط اور یہی عامہ مشائخ کا قول ہی یہ نہر الفائق مین ہی۔ پھر واضح ہو کہ مفادات کرنے مین اہل لشکر کی رضامندی شرط ہی اسواسطے کہ اسمین مال عین سے انکے حق کا ابطال ہی اور اگر ماسواے مردون کے اس مفادات سے اہل لشکر نے انکار کیا تو امیر لشکر کو یہ اختیار نہین ہی کہ دیگر مفادات کرلے اور رہے رجال یعنی قیدی مردان کفار پس اگر ہنوز تقسیم واقع نہ ہوئی ہو تو امیر کو اختیار ہی کہ ان مردون کو دیکر مسلمان قیدیون کو چھڑاوے اور اگر تقسیم واقع ہو چکی ہو تو امام کو یہ اختیار نہین ہی الا برضامندی لشکر۔ اور اگر بادشاہ کفار کا ایلچی آیا کہ وہ کسی مقام پر اسیرون سے مفادات کرنا چاہتا ہی اور آنھون نے مسلمانون سے عہد لیا کہ تم ہمکو امان دو ان قیدیون کے لانے پر یہان تک کہ فدیہ کرنے سے فارغ ہون اور اگر فدیہ کرلینے پر اتفاق نہو تو ہم ان مسلمان قیدیون سمیت جو ہمارے ساتھ ہین واپس آوین تو مسلمانون کو چاہیے کہ اپنا عہد وفا کرین اور جیسے اُنسے مفادات شرط کی ہی مفادات کرین خواہ مفادات مین مال و نیا شرط کیا ہو یا اور قیدی وغیرہ لیکن اگر مفادات پر باہم رضامندی نٹھہری اور کافرون نے مسلمان قیدیون کو لیکر واپس جانا چاہا

حالانکہ مسلمانون کو انپر قوت حاصل ہی تو مسلمانون کو روا نہین ہی کہ ان کافرون کو چھوڑ دین کہ وہ مسلمان قیدیون
کو اپنے ملک مین واپس لیجاوین اور انپر لازم ہی کہ معاہدہ کی اس شرط کا وفا ترک کرین اور قیدیون کو انکے ہاتھون سے چھڑا لین
مگر سوائے اس چھڑا لینے کے اور کسی چیز کا انسے تعرض نہ کرین یہ محیط مین ہی۔ اور کافرون سے اسطرح مال کے عوض مفادات
کرنا کہ کافرون سے مال لیکر انکے قیدی رہا کرین تو یہ امر مذاہب مشہورہ مین سے کسی مذہب کے موافق نہین جائز ہی۔ اور اگر
کافرون کا قیدی جو ہمارے پاس ہی مسلمان ہوگیا تو روا نہین ہی کہ جو مسلمان انکے قید مین ہین اُنکے عوض اس سے
مفادات کر لیجاوے الا اُسصورت مین کہ اُسکا دل اس امر سے خوش ہو اور یہ اپنے اسلام پر مامون ہو۔ اور اسیرون پر
احسان کرنا یعنے انکو مفت چھوڑ دینا روا نہین ہی یہ کافی مین ہی۔ امام محمد رح نے فرمایا کہ جب مشرکون کے لڑکے اسیر کیے گئے
اور انکے ساتھ انکی مائین اور باپ بھی اسیر ہین تو ان اطفال سے مفادات کر لینے مین مضائقہ نہین ہی اور اگر اکیلا
طفل اسیر کر کے دار الاسلام مین نکال لایا گیا تو بعد اسکے اسکے ساتھ مفادات کر لینا نہین جائز ہی اور اسی طرح اگر دار الحرب
غنیمت تقسیم کر دی گئی کہ طفل کسی مسلمان غازی کے حصہ مین آیا یا اموال غنیمت فروخت کر دیے گیے یعنے کسی مسلمان نے یہ
مال غنیمت خرید لیا تو بھی اُس سے مفادات نہین روا ہی کہ یہ طفل اس شخص کی تبعیت مین جسکے ملک مین بوجہ تقسیم کے یا خرید
کے آیا ہی محکوم باسلام ہو گیا ہی یہ محیط مین ہی۔ امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر مسلمانون نے گھوڑے و ہتھیار کفار سے لیے پھر
کافرون نے انکے عوض مفادات کی درخواست کی بایں طور کہ مال لیکر یہ چیزین ہمکو دیدیجاوین تو ایسا کرنا نہین جائز ہی
(یعنے اسیر مسلمان ہونے کا حکم بالتبع ہو گیا)
اور اگر اُنھون نے درخواست کی کہ ہمارا قیدی ہمکو دیدو اور اسکی مفادات مین یہ مرد مشرک لے لو یا دو مشرک لے لو تو
مسلمانون کو ایسا کرنا نہین جائز ہی۔ اور جو مسلمان دار الحرب مین اسیر ہون انکی مفادات کرا لینا بعوض درم یا دینار وغیرہ کے
یا ایسی چیزون کے جن سے امر جنگ مین تقویت نہین لیجاتی ہی جیسے کپڑے وغیرہ سے جائز ہی مگر ہتھیار یا گھوڑے دیکر
چھڑانا نہین جائز ہی یہ سراج وہاج مین ہی امام محمد رح نے سیر کبیر مین فرمایا کہ اگر آزاد مسلمان یا ذمی آدمی نے جو حربی
کافرون کے پنجہ مین دار الحرب مین قید ہی کسی مسلمان یا ذمی سے جو امان لیکر دار الحرب مین گیا ہی کہا کہ مجھے فدیہ دیکر انسے
چھڑا لے یا مجھے اُنسے خرید لے پس اُسنے ایسا ہی کیا اور اسکو دار الاسلام مین نکال لایا تو وہ یہان آزاد ہوگا اسپر ملک
کی کوئی راہ نہین ہی ولیکن جسقدر مال اس قیدی کے فدیہ مین اُسنے دیا ہی وہ اس اسیر رہا شدہ کے ذمہ قرضہ ہوگا پس
تمام جو کچھ اُسنے فدیہ مین دیا ہی اُس سے واپس لیگا بشرطیکہ مقدار دیت سے زائد نہ ہو اور اگر اُسنے مقدار دیت سے
زائد مال اسکے فدیہ مین دیا ہی تو اسیر رہا شدہ سے فقط بقدر دیت کے واپس لے سکتا ہی اور جو کچھ اس سے زیادہ ہی
وہ نہین لے سکتا ہی۔ قال المترجم یعنی جب اسیر مسلمان یا ذمی نے اپنے خرید لینے کا حکم دیا تو یہ حقیقت مین خرید نہین بلکہ تفدیہ ہی پس ملک
نہ ہوگی ہان جو کچھ فدیہ دیا ہی واپس لیگا مگر جو مقدار دیت یعنی دس ہزار درم سے زائد ہو وہ نہین لے سکتا کیونکہ خرید کا حکم ہی پس زائد
دیت سے غبن فاحش ناجائز ہوگا بخلاف حکم تفدیہ کے فافہم۔ اور بعض مشائخ نے فرمایا کہ بقیاس قول امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ چاہیے کہ جسقدر اُسنے اسکے
فدیہ مین دیا ہی سب واپس لیوے خواہ مقدار دیت سے کم ہو یا زیادہ ہو اور اصح یہ ہی کہ امام اعظم و امام ابو یوسف و امام محمد رح سب کے نزدیک وہی حکم ہی جو اوپر
مذکور ہوا ہی اور علے ہذا اگر اسیر مذکور نے اس سے کہا ہو کہ ہزار درم فدیہ دیکر مجھے انسے چھوڑا لے اور مامور کو
اتنے کے عوض چھڑا لینا ممکن نہوا تھے کہ اُسنے زیادہ دیکر چھڑا لیا تو مامور مذکور اُس سے فقط ہزار درم واپس لے سکتا
ہی یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر اسیر نے مامور سے یعنی جس سے اپنے چھڑا لینے کیواسطے کہا ہی یون کہا کہ مجھے ان لوگون سے

یعنی مسلمان قیدی کے عوض درہم [illegible] دینار یا کپڑا [illegible] دینا اور لینا جائز ہے [illegible] اور مسلمان قیدی کے [illegible] دینا نہین جائز ہی [illegible]

فدیہ کرالے بعوض اُس چیز کے جو تیری رائے مین آوے یا جسکے عوض تو چاہے یا یون کہا کہ مجھے تو انسے فدیہ کرالے اور میرے فدیہ کرا لینے مین جو تو کریگا جائز ہوگا تو اسصورت مین جو کچھ وہ اُسکے فدیہ مین دے خواہ قلیل ہو یا کثیر ہو سب واپس لیگا اور اگر یہ قیدی غلام ہو یا باندی ہو اور اُسنے کسی مسلمان یا ذمی مستامن سے کہا کہ مجھے انسے خریدلے یا فدیہ کرالے پس اُسنے اُسکی قیمت کے مثل یا کم یا زیادہ پر ایسا کر لیا تو یہ جائز ہی اور وہ اس مشتری کا غلام ہوگا - اور اگر غلام نے کہا کہ مجھے میرے واسطے خرید دے پس اگر اسکو اسکے مثل قیمت یا لغبن یسیر خرید دیا اور انکو خبر کر دی کہ مین اسکو اسکی ذات کے واسطے خریدتا ہون تو یہ غلام آزاد ہوگا کہ اسپر ملک کی کوئی راہ نہ ہوگی پھر مامور کو اختیار ہوگا کہ جو کچھ اسنے اس غلام کے فدیہ مین دیا ہی اُس سے واپس لے یہ محیط مین ہی - اور اگر مکاتب نے کسی شخص کو حکم دیا کہ مجھے فدیہ کرا دے پس اُسنے فدیہ کرا دیا تو جسقدر اُسنے فدیہ مین دیا ہی مکاتب سے واپس لیگا اور اگر مکاتب مذکور اسکے کتابت سے عاجز ہو گیا تو مال مذکور اسکی گردن پر قرضہ ہوگا یعنے اُسکے عوض وہ مولی کے پاس سے فروخت کرایا جاسکتا ہی - اور اگر مکاتب نے اسکو حکم دیا کہ مجھے پانچ ہزار درم کے عوض فدیہ کرا دے حالانکہ اُسکی قیمت ہزار درم ہی تو امام اعظم کے نزدیک جائز ہی اور صاحبین کے قول کے موافق نہین جائز ہی الا بقدر ہزار درم کے لیکن یہ اسوقت تک ہی کہ وہ آزاد نہین ہوا ہی - اور اگر غلام ماذون نے کسی کو حکم کیا کہ مجھے فدیہ کرا دے تو یہ اس ماذون کے مولی پر جائز نہوگا یعنی اگر اُسنے فدیہ کرا دیا تو جو مال دیا ہی وہ اس ماذون کے مولی سے نہین لے سکتا ہی اور نہ اس ماذون کے رقبہ سے وصول پا سکتا ہی جبتک وہ مملوک ہی ہان جب وہ آزاد ہو جاوے تو یہ مال اسپر ادا کرنا لازم ہوگا - اور اگر کسی اجنبی نے دوسرے کو حکم کیا کہ جو دار الحرب مین اسیر ہی اُسکو خرید دے پس اگر مامور سے یون کہا کہ اسکو میرے واسطے خرید لے یا کہا کہ اسکو میرے مال سے خرید لے تو مامور اس مال کو جسکے عوض خریدا ہی اس حکم دینے والے سے لے لیگا اور اگر اُسنے یہ لفظ کہ میرے واسطے یا میرے مال سے نہ کہا ہو تو وہ اس حکم دہندہ سے واپس نہین لے سکتا ہی الا اُسصورت مین کہ اسکا خلیط ہو یہ ظہیریہ مین ہی - اور فتاوی مین مذکور ہی کہ اگر قیدی نے کسی شخص کو وکیل کیا کہ مجھے فدیہ کرا دے پھر وکیل نے کسی دوسرے سے کہا کہ اسکو میرے واسطے خرید دے تو جائز ہی اور اسی طرح اگر وکیل نے اس سے کہا کہ اسکو میرے واسطے میرے مال سے خرید دے تو بھی جائز ہی اور وکیل کو اختیار ہوگا کہ اس اسیر موکل سے یہ مال واپس لے - اور اگر وکیل نے دوسرے وکیل سے یون کہا کہ اسکو خریدا اور یہ نہ کہا کہ میرے واسطے یا میرے مال سے پھر دوسرے وکیل نے خریدا تو وہ متطوع یعنے احسان کنندہ ہو جائیگا حتے کہ وکیل دوم کسی سے یہ مال نہین لے سکتا ہی اور وکیل اول بھی اپنے موکل سے کچھ نہین لے سکتا ہی یہ محیط مین ہی - اور اگر ایک گروہ مسلمانون نے اپنے چندہ سے مال جمع کیا اور ایک شخص کو دیا کہ وہ دار الحرب مین جاکر حربیون سے مسلمان قیدیون کو خریدے تو یہ شخص اس ملک کے تاجرون سے دریافت کریگا پس جسکی نسبت اسکو خبر دیجاوے کہ یہ آزاد ہی اور ان لوگون کے پنجہ مین اسیر ہی تو شخص مذکور اسکو خرید لیگا مگر اسی قدر قیمت دیگا کہ اگر یہ واقع مین غلام ہوتا تو اس مقام پر اُسکی کیا قیمت ہوتی پس اسی قدر قیمت سے تجاوز نہ کریگا یعنے بعوض اسکی مثل قیمت کے یا خفیف زیادتی کے ساتھ خرید سکتا ہی اور اگر شخص مامور نے کسی اسیر کو خریدنا چاہا پس اسیر نے اس سے کہا کہ میرے واسطے مجھے خرید لے پس مامور نے اُسی مال سے جو اسکو دیا گیا ہی خرید دیا تو مامور اس مال کا ضامن ہوگا اور اسیر مذکور سے جسکو خرید دیا ہی یہ مال واپس لیگا اور اگر شخص مامور مذکور نے اس اسیر سے جسنے اُس سے وقت ارادہ خرید کے یہ کہا تھا کہ مجھے میرے واسطے خرید سے یون کہا کہ مین تجھے بعوض اس مال کے جو مجھے دیا گیا ہی بغرض حصول ثواب خریدونگا پھر اسکو

[1] یعنے شریک خلیط

خریدا تو مالکان مال کیواسطے خریدنیوالا ہوگا یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اور اگر زید نے عمرو کو حکم کیا کہ دارالحرب مین سے ایک اسیر معین آزاد یعنی مثلاً خالد کو بعوض مال مسمی کے یعنی مثلاً العوض ہزار درم کے خریدے پس عمرو نے خالد کو خریدا تو خالد پر عمرو کے واسطے اس مال سے کچھ واجب نہ ہوگا۔ ہان عمرو کو یہ اختیار رہوگا کہ زید سے یہ مال واپس لے بشرطیکہ زید نے اسکے واسطے اس مال کی ضمانت کرلی ہو یا یہ کہا ہو کہ اسکو میرے واسطے خرید دے۔ اور اگر زید نے عمرو سے کہا ہو کہ تو خالد کو خالد کی ذات کے واسطے خرید اور اُسکے ثواب کی اللہ تعالیٰ سے امید رکھ تو عمرو زید سے کچھ نہین لے سکتا ہی یہ محیط مین ہی۔ ایک شخص دارالحرب مین داخل ہوا اور اُسکے پاس اسقدر مال ہی کہ اُس سے فقط ایک قیدی خرید سکتا ہی تو عالم اسیر کے خریدنے سے جاہل قیدی کا خریدنا افضل ہی یہ سراجیہ مین ہی۔ اور جب امام المسلمین نے دارالحرب سے دارالاسلام کی طرف عود کرنا چاہا اور حال یہ ہی کہ اسکے ساتھ اس کثرت سے مویشی ہین کہ انکو دارالاسلام مین لانے پر قدرت نہین ہی تو یہ نہ کرے کہ انکی کونچین کاٹ کر وہان چھوڑ دے بلکہ انکو ذبح کر کے جلادے اور ہتھیارون کو بھی جلادے اور جو ہتھیار ایسے ہون کہ سوختہ نہو سکین مثلاً لوہے کے ہین تو انکو ایسی جگہ دفن کر دے جہان کفار واقف نہون یہ کافی مین ہی اور کفار کے ظروف و اثاث مین سے ہر چیز کو اسطرح توڑ دے کہ بعد شکستہ ہونے کے وہ نفع لینے کے لائق نہ رہین اور روغنون اور تمام سیال چیزون کو اسطرح بہا دے کہ پھر اہل کفر اُس سے انتفاع حاصل نہ کر سکین اور یہ سب امور اسواسطے کرے کہ اہل کفر گھٹ کر جلین۔ اور رہے قیدی پس جب ایسے ہون کہ اِنکو دارالاسلام مین منتقل کرنا متعذر ہو تو انمین سے مردون کو قتل کر دے اگر وہ اسلام نہ لاوین اور عورتون و بچون کو اور بوڑھون کو ایسی زمین مین چھوڑ دے کہ وہان بھوک و پیاس سے مر جاوین اسواسطے کہ اِنکا قتل کرنا تو متعذر ہی کیونکہ ممانعت ہی اور انکا باقی رکھنا غیر موجہ ہی اور اسی واسطے جب مسلمان لوگ دارالحرب مین سانپ یا بچھو پاوین تو یہ کرینگے کہ بچھو کی دم کاٹ دینگے اور سانپ کے دانت توڑ دینگے اور انکو بالکل قتل نہ کرینگے تاکہ جبتک مسلمان وہان ہین تب تک مسلمانون سے انکا ضرر دفع ہو اور پیچھے انکی نسل باقی رہے تاکہ موجب ایذائے کفار ہو یہ سراج وہاج مین ہی۔ واضح ہو کہ اصل یہ ہی کہ جب تک غنائم دارالاسلام مین نہ آجاوین کہ جس سے محرز ہو جاتے ہین تب تک وہ مملوک نہین ہو جاتے ہین کذا فی محیط السرخسی اور اس اصل پر چند مسائل مبنی ہین ازانجملہ یہ ہی کہ اگر مجاہدین غانمین سے کسی شخص نے غنیمت کی باندیون مین سے کسی باندی سے وطی کی پس اسکے بچہ پیدا ہوا اور وطی کرنے والے نے اسکے نسب کا دعوی کیا تو نسب ثابت نہ ہوگا اور عقر واجب ہوگا اور یہ باندی اور بچہ اور یہ عقر ان سب غانمین کے درمیان تقسیم کیا جائیگا اور ازانجملہ یہ ہی کہ اگر مال غنیمت امام نے دارالحرب مین تقسیم کر دیا پھر کوئی مجاہد جسکو غنیمت کا حصہ ملا ہی دارالحرب ہی مین مر گیا قبل اسکے کہ اسکا حصہ غنیمت دارالاسلام مین آجاوے تو اس مال کی اسکے ورثہ میراث نہ پاوینگے۔ اور ازانجملہ یہ ہی کہ اگر غنیمت مین سے کوئی چیز کسی غازی نے تلف کر دی تو ہمارے نزدیک وہ ضامن نہوگا۔ اور ازانجملہ یہ ہی کہ اگر امام نے بدون اپنے اجتہاد کے اور بدون حاجت غازیون کے مال غنیمت تقسیم کر دیا تو ہمارے نزدیک نہین صحیح ہی یہ تبیین مین ہی۔ اور یہ حکم اسوقت ہی کہ متصل بدارالاسلام نہوا اور جس صورت مین کہ متصل بدارالاسلام ہوا اور امام نے اسکو فتح کر لیا اور اسپر احکام اسلام جاری کیے تو تقسیم کرنے مین مضائقہ نہین ہی یہ شرح طحاوی مین ہی۔ اور اگر امام نے غنیمت کو دارالحرب مین اپنے اجتہاد سے یا بسبب حاجت غازیون کے تقسیم کر دیا تو قسمت صحیح ہی اور بدارالاسلام مین غنیمت نکال لائے جانے کے بعد جو غازی مرا ہی اُسکا حصہ اُسکے وارثون

کیواسطے میراث ہوگا یہ ہدایہ مین ہے۔ اور جو مدد مسلمانون کی دارالحرب مین جا ملی ہے یہ لشکر مددی بھی اس غنیمت مین انکا شریک ہوگا۔ اور انکی شرکت جبھی منقطع ہوگی کہ جب یہ غنیمت دارالاسلام مین محرز ہو چکی ہو یا دارالحرب مین تقسیم ہوگئی ہو یا امام نے غنیمت کو فروخت کر دیا ہو۔ اور اگر لشکر نے دارالحرب مین سے کوئی شہر فتح کیا اور انپر غالب ہوگئے پھر ان لوگون سے مددی لشکر جا ملا تو مدد والے ان لوگون کے ساتھ غنیمت مین شریک نہ ہونگے اسواسطے کہ یہ شہر بلاد اسلام مین سے ہوگیا۔ اور بازاری آدمیون کے واسطے سہم نہین ہوتا ہے الا اسصورت مین کہ وہ قتال کرین پس اگر وہ قتال کرین تو انکو حصہ غنیمت ملیگا اور سوار و پیادہ کی حالت اسوقت کی معتبر ہے جسوقت اسنے قتال کیا ہے یعنے اگر سواری کی حالت مین قتال کیا ہے تو اسکو حصہ سوار ملیگا اور اگر پیادہ قتال کیا ہے تو حصہ پیادہ ملیگا یہ اختیار شرح مختار مین ہے۔ اور اسیطرح جو شخص دارالحرب مین مسلمان ہوا تھا اور لشکر اسلام داخل ہونے پر وہ لشکر مین آگیا اور جو مرتد ہوکر دارالحرب مین چلا گیا تھا توبہ کرکے لشکر مین آگیا اور جو امان لیکر دارالحرب مین تجارت کے واسطے گیا تھا اور لشکر اسلام مین ملحق ہوگیا تو انکا بھی وہی حکم ہے کہ اگر انھون نے شامل ہوکر قتال کیا تو مستحق حصہ غنیمت ہونگے ورنہ انکو کچھ نہ ملیگا یہ فتح القدیر مین ہے۔ اور واضح رہے کہ ردہ اور مقاتل دونون یکسان ہین یہ ہدایہ مین ہے۔ اور اگر لشکر اسلام کے ساتھ اجیر ہون یعنی مسلمان مزدور ہون کہ انکو کسی نے خدمت کے واسطے مزدور کر لیا ہو تو امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر اسنے خدمت ترک کرکے کفار سے قتال کیا تو وہ مستحق سہم ہوا اور اگر اسنے خدمت ترک نہین کی ہے تو اسکے واسطے کوئی استحقاق نہین ہے اصل یہ ہے کہ جو شخص قتال کے واسطے داخل ہوا وہ مستحق سہم ہے خواہ اسنے قتال کیا ہو یا نہ کیا ہو اور جو شخص غیر قتال کے واسطے داخل ہوا وہ مستحق نہوگا الا اسصورت مین کہ وہ قتال کرے اور قتال کی اہلیت بھی رکھتا ہو اور جو شخص لشکر کے ساتھ قتال کیواسطے داخل ہوا پھر اسنے قتال کیا یا مرض وغیرہ کی وجہ سے قتال نہ کیا تو اسکے واسطے اسکا سہم غنیمت ہوگا اگر پیادہ ہے تو پیادہ کا حصہ اور اگر سوار ہے تو سوار کا حصہ۔ اور جو شخص قتال کے واسطے داخل ہوا پھر کفار کے ہاتھ مین اسیر ہوگیا پھر قبل اسکے کہ غنیمت دارالاسلام مین نکال لائی جاوے وہ رہا ہوگیا تو اسکے واسطے اسکا سہم غنیمت ہوگا یہ سراج وہاج مین ہے۔ اور اگر امام کو ضرورت ہوئی کہ غنیمت بار کرکے دارالاسلام مین منتقل کیجاوے اور مال غنیمت مین جانوران باربرداری ہین تو امام اس مال غنیمت کو انپر لاد کر دارالاسلام مین منتقل کرائیگا۔ اور اگر مال غنیمت مین جانوران باربرداری نہون ولیکن امام کے ساتھ بیت المال مین سے جانور وغیرہ باربرداری فاضل ہین تو انپر لادکر منتقل کرادے اور اگر امام کے ساتھ فاضل باربرداری نہون ولیکن غنیمت حاصل کرنے والون مین سے ہر ایک کے ساتھ فاضل باربرداری ہے پس اگر انکی خوشی ہو تو اجرت پر انکی باربرداری پر مال غنیمت لادلادے اور اگر انکی خوشی نہو تو اجرت سے انپر لادلانے کیواسطے ان مالکون پر جبر و اکراہ نہین کریگا یہ سیر صغیر مین ہے اور سیر کبیر مین لکھا ہے کہ امام ان لوگون کو انکی باربرداریون پر اجر المثل کے عوض اس مال کے لادلانے پر مجبور کریگا اور اگر غانمین مین سے ہر ایک کیواسطے فاضل باربرداری نہو بلکہ بعض کے ساتھ فاضل باربرداری ہو پس اگر مالک خوشی سے راضی ہوا کہ اجرت پر مال غنیمت اسکی باربرداری پر لادلایا جاوے تو جائز ہے اور اگر وہ خوشی نہو تو بنابر روایت سیر صغیر کے اسکو مجبور نہین کرسکتا اور بنابر روایت سیر کبیر کے اسکو اس کام پر مجبور کریگا یہ محیط مین ہے۔ اور مضائقہ نہین ہے کہ دارالحرب مین لشکر کو علوفہ دے اور جو طعام اہل لشکر پاوین وہ کھاوین اور یہ مثل روٹی و گوشت اور اس چیز کے جو طعام مین مستعمل ہوتی ہے جیسے گھی اور شہد و روغن زیتون و شکر

اور نیز مضائقہ نہین ہی کہ تدہین کرین ایسے دہن سے جو کھایا جاتا ہی مثل گھی و روغن زیتون و سرکہ کے اور مضائقہ نہین ہی کہ خود اس سے تدہین کرے اور اپنے جانور کی۔ اور جو دہان کہ نہین کھائے جاتے ہین مثل روغن بنفشہ وخیری اور روغن ورد اور اسکے مانند کے تو اسکو روا نہین ہی کہ اس سے تدہین کرے۔ اور جو شی کہ نہ کھائی جاتی ہی اور نہ پی جاتی ہی تو اہل لشکر مین سے کسی کو روا نہین ہی کہ اس سے کچھ انتفاع حاصل کرے خواہ وہ قلیل ہو یا کثیر ہو۔ اور اگر لشکر کے ساتھ تاجر لوگ دار الحرب مین داخل ہوئے جنکا ارادہ قتال کا نہین ہی تو انکو روا نہین ہی کہ طعام مین سے کوئی چیز کھاوین یا اپنے جانورون کو کھلاوین الا اسصورت مین کہ خرید کرکے دام دیدین اور اگر ایسے تاجر نے اسمین سے کوئی چیز خود کھائی یا اپنے جانور کو کھلائی تو اسپر ضمان واجب نہ ہوگی اور اگر اسکے پاس اسمین سے کوئی چیز باقی ہو تو اس سے وہ لے لیجائیگی اور رہا لشکر مجاہدین کا تو انکو مضائقہ نہین ہی کہ اپنے غلامون کو جو انکے ساتھ داخل ہوئے ہین بدین غرض کہ سفر مین انکے کامون مین اعانت کرین ایسے کھانے پینے کی چیزون سے انکو کھلاوین اور یہی حکم ان مجاہدون کی عورتون اور بچون کا ہی ہان جو شخص ان مجاہدون کے ساتھ مزدور خدمت کرنے کے واسطے مقرر ہوکر گیا ہی وہ نہین کھا سکتا ہی۔ اور جب ایسی عورتین بدین غرض لشکر کے ساتھ داخل ہوئین کہ لشکر کے بیمارون اور زخمیون کا علاج کرین تو یہ عورتین خود کھاوینگی اور اپنے جانورون کو کھلاوین اور اپنے رقیقون کو کھلاوین یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور کچھ فرق نہین ہی ایسے طعام مین کہ جو کھانے کے واسطے مہیا ہو اور ایسے طعام مین جو کھانے کے واسطے مہیا نہو یعنی دونون طرح کا طعام کھا سکتے ہین حتی کہ اہل لشکر کو روا ہی کہ گائے بکریان اونٹ وغیرہ مویشی کو ذبح کرکے کھاوین اور انکی کھالین مال غنیمت مین داخل کردین اور اسی طرح حبوب وشکر و فواکہ تر و خشک اور ہر شی جو عادت کے موافق کھائی جاتی ہی کھاوین اور یہ اطلاق ایسے شخص کے حق مین ہی جسکے واسطے سہم غنیمت ہو[۱۲] یا وہ رضخ کے طور پر غنیمت سے پانے کی لیاقت رکھتا ہو خواہ وہ غنی ہو یا فقیر ہو اور تاجر و مزدور خدمت کو ایسا کھانا نہ دیا جائیگا الا آنکہ گیہون کی روٹی یا پکا ہوا گوشت ہو تو ایسی صورت مین تاجر و مزدور کو بھی کھلا دینے مین مضائقہ نہین ہی یہ تبیین مین ہی۔ اور اگر لشکر نے چارہ اپنے جانورون کیواسطے اور طعام اپنے کھانے کے واسطے اور لکڑیان استعمال کے واسطے اور روغن استعمال کے لیے اور ہتھیار لڑائی کے واسطے دار الحرب سے لیے تو انکو یہ روا نہین ہی کہ انمین سے کوئی چیز فروخت کرین اور نہ ان چیزون سے تمول حاصل کرنا روا ہی یعنی انکو ذخیرہ کرکے اپنے وقت حاجت کے واسطے نگاہ رکھین اور اگر انھون نے اسمین سے کوئی چیز فروخت کی تو اسکا ثمن مال غنیمت مین داخل کردین یہ غایۃ البیان مین ہی۔ اور اگر انھون نے تل یا پیاز یا ساگ یا مرچ وغیرہ ایسی چیزین پائین جو عادت کے موافق بطور تعیش کھائی جاتی ہین تو انمین سے تناول کرنے مین مضائقہ نہین ہی اور دواؤن و خوشبوؤن سے کچھ استعمال کرنا روا نہین ہی۔ اور واضح ہو کہ یہ حکم جواز اسی وقت ہی کہ امام المسلمین نے انکو کھانے پینے کی چیزون سے انتفاع حاصل کرنے سے منع نہ کیا ہو اور اگر امام نے انکو اس سے منع کردیا ہو تو انکو ایسی چیزون سے انتفاع حاصل کرنا مباح نہین ہی اور اگر اہل لشکر کو آگ روشن کرنے کی حاجت ہوئی خواہ پکانے کیواسطے یا صدمہ سردی دفع کرنے کی غرض سے تو مضائقہ نہین ہی کہ اہل حرب کی لکڑیان و نرکل وغیرہ جو پاوین وہ جلاوین بشرطیکہ یہ جلانے کیواسطے رکھی گئی ہون اور اگر اسکے سوای اور کام کیواسطے رکھی گئی ہون یعنی عادت کے موافق ظاہر ہو کہ ایسی چیز جلانے کی نہین ہی مثلاً لکڑی کے کٹھوتے اور کٹھوتیان بنانے کیواسطے رکھی گئی ہون اور حال یہ کہ اسکی قیمت ہی تو اسکا استعمال کرنا روا نہین ہی اور اگر گھوڑون کے واسطے جو نہ ملین تو مضائقہ نہین ہی کہ گیہون دے

اور اگر اُسنے دارالحرب مین صابون یا حرض جو احراز مین کی ہوئی ہی پائی تو اُس سے انتفاع حاصل نہین کر سکتا ہی الا بوقت ضرورت اور اگر دارالحرب کی زمین مین حرض لگی ہوا ور اُسنے اسمین سے کچھ کاٹ لی پس اگر اس کاٹ لی ہوئی کی کچھ قیمت ہو تو اُس سے انتفاع نہین جائز ہی الا بوقت ضرورت اور اگر اُسکی کچھ قیمت نہو تو اسکو بدون ضرورت لاحق ہونے کے بھی استعمال کر سکتا ہی - اور اگر اہل لشکر مین سے ایک شخص نے کسی آدمی کو اپنے لیے چارہ لانے کے واسطے مزدور مقرر کیا اور وہ کسی مطمورہ کو گیا اور وہان سے چارہ لایا پھر کہا کہ میری راے مین یون آیا ہی کہ مین یہ چارہ تجھے نہ دون اور اپنے واسطے رکھون اور تجکو تیری اجرت واپس کر دون اور مستاجر نے ہٹ کی کہ نہین مین یہ چارہ ہی لونگا پس اگر اجیر نے یہ اقرار کیا کہ مین یہ چارہ بربناے اجارہ لایا ہون تو اُسپر جبر کیا جائیگا کہ مستاجر کو دیدے درصورتیکہ دونون اس چارہ کے حاجتمند ہون یا دونون اُس سے بےپروا ہون اور اگر اجیر کو اُسکی حاجت ہو اور مستاجر اس سے بےپروا ہو تو اجیر کو اختیار ہی کہ اسکو نہ دے ولیکن اجیر کے واسطے اجرت بھی نہ ہوگی اور اگر اسکو اسواسطے اجارہ پر مقرر کیا ہو کہ میرے واسطے خشک گھاس کاٹ لاوے اور باقی مسئلہ بحالہ ہو تو مستاجر کو اختیار ہوگا کہ اس سے لے لے اگرچہ مستاجر اس گھاس سے بےپروا ہو اور اجیر کو اسکی ضرورت ہو مگر یہ حکم اسصورت مین ہی کہ اجیر نے اقرار کیا کہ مین اسی کے واسطے کاٹ لایا ہون یہ ظہیریہ مین ہی - اور اگر دارالحرب مین کوئی درخت پایا اور اسمین سے لکڑی لی پس اگر اس جگہ اسکی کچھ قیمت ہو تو اُس سے انتفاع حاصل کرنا نہین روا ہی الا اسصورت مین کہ کھانا پکانے یا صدمہ سردی دفع کرنے کے واسطے جلاوین اور اگر اس جگہ اس لکڑی کی کچھ قیمت نہ ہو ولیکن اہل حرب نے اسمین کوئی ایسی دستکاری کی ہی جس سے اُسکی قیمت ہوگئی ہی تو اُس سے انتفاع حاصل کرنے مین مضائقہ نہین ہی - اور اگر اسکو دارالاسلام مین نکال لائے اور امام نے تقسیم مال غنیمت کا قصد کیا پس اگر اس مقام پر جہان امام نے تقسیم غنائم کا قصد کیا ہی اس لکڑی مین سے بے بنی ہوئی کی کچھ قیمت ہو تو امام کو اس ساختہ کے حق مین اختیار ہی چاہے اُسنے ساختہ کو لیکر انکو اسقدر قیمت جو بسبب دستکاری کے اسمین بڑھ گئی ہی دیکر اس ساختہ کو غنائم مین داخل کرے اور چاہے اس ساختہ کو فروخت کرکے اُسکا ثمن اسکے ساختہ و غیر ساختہ دونون قیمتون پر تقسیم کرے پس جسقدر ساختہ کے حصہ مین بہ نسبت غیر ساختہ کے حصہ ثمن کی زیادتی ہو اسقدر حصہ دستکاری ہوگا وہ اس دستکار کو دیدے جسنے اس لکڑی مین دستکاری کی ہی اور جو باقی رہا وہ غنیمت مین داخل کردے پس غنیمت پانے والون کا حق دستکاری منقطع نہ ہوگا - اور اگر اس لکڑی کی دارالحرب مین کچھ قیمت نہ ہو اور دارالاسلام مین بھی جہان امام نے تقسیم غنائم کا قصد کیا ہی کچھ قیمت نہ ہو تو وہ لکڑی اسی کو مسلم رہیگی جو اپنے ساتھ لے آیا ہی یہ محیط مین ہی - اور اگر اہل لشکر مین سے کسی آدمی نے کسی مقام پر طعام کثیر پایا جسمین سے تھوڑا اُسکی حاجت سے بچا اور اُسنے چاہا کہ اسکو دوسرے مقام پر لادلیجاؤن مگر دیگر حاجتمندان لشکر مین سے کسی نے اُس سے اس طعام کو طلب کیا پس اگر وہ جانتا ہی کہ مجھے اس دوسرے مقام پر طعام نہ ملیگا تو مضائقہ نہین ہی کہ اس طلب کرنے والے کو دینے سے انکار کرے اور اپنے ساتھ اسکو دوسرے مقام پر لیجاوے اور اگر ایسا نہ ہو تو اسکو انکار کرنا حلال نہین ہی - اور اگر باوجود شخص اول کی حاجت کے دوسرے طالب نے اُس سے یہ طعام لے لیا اور ہنوز اسمین سے کھایا نہین ہی کہ شخص اول نے امام سے نالش کی اور امام کو شخص اول کی حاجت بجانب اس طعام کے معلوم ہوئی تو امام اسکو واپس کرا دیگا اور اگر اول اُسکا محتاج نہین اور دوسرا اُسکا محتاج معلوم ہوا تو امام اسکو دوسرے سے واپس نہ لیگا اور اگر امام کے نزدیک ثابت ہوا

کہ دونون اس سے بری پر- واہین تو کسی خصومت مین امام اسکو دوسرے سے لیگا مگر اول کو واپس نہ دیگا بلکہ ان
دونون کے سواے کسی دوسرے کو دیگا- اور یہ حکم جو ہم نے بیان کیا ہی ہر ایسی چیز مین جاری ہی جسمین مسلمان لوگ
بحق شرعی یکسان ہین جیسے رباطات مین اترنا کسی مقام پر یا مسجدون مین انتظار نماز کے واسطے بیٹھنا یا منے مین
یا عرفات مین حج کے واسطے کسی جگہ اُترنا چنانچہ اگر مسجد مین کسی جگہ کوئی بیٹھا تو وہ اس مقام کا بہ نسبت دوسرے شخص
کے مستحق ہی- اور اگر کسی نے بوریا بچھایا اگر اسکو کسی دوسرے کے حکم سے بچھا دیا ہی تو بچھوانے والے کے خود بچھانے
کے مانند ہی یعنے اس جگہ کا مستحق وہی ہی جسنے بچھوایا ہی اور اگر بچھانے والے نے خود بدون حکم دوسرے کے بچھایا ہی تو
بچھانے والا اُسکا مستحق ہی اسکو اختیار ہی کہ یہ جگہ جسکو چاہے دیدے- اور اسی طرح اگر کسی نے منیٰ یا عرفات مین
سے کسی مقام پر اپنا خیمہ کھڑا کر لیا حالانکہ اس سے پہلے اس مقام پر ایک شخص دیگر اُترا کرتا تھا اور یہ امر معروف ہی
تو جو شخص ایکی مرتبہ اس مقام پر پہلے آن کر اُترا ہی وہی اسکا مستحق ہی اور دوسرا جسکا اس مقام پر اُترنا معروف ہی
اسکو یہ اختیار نہ ہوگا کہ اسکو اس مقام سے اُٹھاوے- اور اگر اُسنے اس مقام مین سے بہت جگہ وسیع اپنی حاجت سے زیادہ
لی تو غیر کو اختیار ہی کہ اُس سے اُسکی جگہ کا وہ گوشہ جسکی اسکو حاجت نہین ہی لیکر وہان اسکے برابر آپ اُترے اور اگر اتنی جگہ کو
اُس سے ایسے دو آدمیون نے طلب کیا کہ ہر ایک کو انمین سے اس جگہ کی ضرورت ہی اور جو شخص پہل کر کے وہان اتر چکا ہی
اُسنے چاہا کہ مین انمین سے ایک کو دون دوسرے کو نہ دون تو اسکو یہ اختیار ہوگا اگر ان دونون مین سے ایک پیشقدمی
کر کے وہان اُتر بیٹھا پھر اس شخص نے جو پہل کر کے اس مقام وسیع مین اُتر چکا ہی یہ چاہا کہ اسکو وہان سے ہانک کر کے دوسرے
ایسے شخص کو جو اس جگہ کا محتاج ہو وہان اُتارے تو اسکو یہ اختیار نہ ہوگا اور اگر اس شخص نے جو وہان پہل کر کے اُترا تھا یہ
کہا کہ مین نے اسقدر زائد گوشہ مقام کو فلان کے واسطے اسکے حکم سے لے لیا تھا کہ اسکو یہان اُتارونگا اپنے واسطے نہین
لیا تھا تو اس سے اس امر پر قسم لیجائیگی اور بعد قسم کھانے کے اسکو یہ اختیار ہوگا کہ جو یہان اُترا ہی اسکو اُٹھاوے اور
یہی حکم طعام و چارہ کا ہی کہ اگر اُسنے کہا کہ مین نے اسکو فلان کے حکم سے اسکے واسطے لیا تو قسم لیکر اُسکا قول مسلم ہوگا- اور
اگر اہل لشکر مین سے دو آدمیون نے ایک نے جو پائے اور دوسرے نے نرکل- پھر دونون نے باہم اسکا مبادلہ کیا اور جسنے
جو چیز خرید لی ہی اُسکا حاجتمند ہی تو دونون مین سے ہر ایک کو اختیار ہی کہ جو کچھ اُسنے دوسرے سے خریدا ہی اُسکو استعمال مین لاوے
اور یہ دونون کے درمیان مین بیع نہ ہوگی اسواسطے کہ ان دونون چیزون مین سے ہر ایک کو یہ اختیار تھا کہ بقدر اپنی حاجت
کے لے لے ولیکن چونکہ لانے والے کی حاجت مقدم مانع تھی کہ بغیر اسکے رضامندی کے نہین لے سکتا تھا پس باین مبائعہ
ہر ایک نے دوسرے کو راضی کر لیا پھر جو استعمال کیا تو اصلی مباح ہونے پر نہ باین مبائعۂ مذکورہ اور یہ صورت بمنزلہ اسکے
ہی کہ چند مہمان ایک دسترخوان پر مجتمع ہوئے کہ ہر مہمان اس امر سے منع کیا گیا کہ اپنا ہاتھ اُس طعام کی طرف دراز کرے جو
دوسرے کے سامنے ہی بغیر رضامندی دوسرے کے اور اگر دوسرے کی طرف سے رضامندی پائی گئی تو ہر ایک کو دونون
مین سے اختیار ہوگا کہ جو طعام چاہے کھاوے مگر باین کہ مہمانی کرنیوالے کی ملک ہی جو اُسنے مباح کر دی ہی نہ آنکہ دوسرے
مہمان نے مباح کر دی- اور اگر یہ صورت ہو کہ دونون مین سے ہر ایک نے جو کچھ دوسرے کو مبادلہ مین دیا ہی جیسے دوسرے
سے لی ہوئی چیز کا حاجتمند تھا ویسے ہی اپنی دی ہوئی چیز کا حاجتمند ہی پس ان دونون مین سے ایک نے چاہا کہ جو دونون
نے باہم مبادلہ کیا ہی اُسکو توڑ دے تو اسکو یہ اختیار نہ ہوگا اور اگر یہ صورت ہو کہ جو کچھ بائع نے دیا ہی بائع اُسکا حاجتمند ہی

اور مشتری اس سے بے پروا ہو تو بائع کو اختیار ہی کہ جو دیا ہی وہ لے لے اور جو لیا ہی واپس کر دے اور اگر یہ ہوا کہ جب بائع
نے واپس کر لینے کا قصد کیا تو مشتری نے وہ چیز جو خریدی ہی کسی دوسرے شخص کو جو اس چیز کا حاجتمند ہی دیدی
تو بائع کو اس سے واپس لینے کا اختیار نہ ہوگا یہ ظہیریہ مین ہی - اور اگر دونون نے باہم مبایعت کر لی حالانکہ دونون اس سے
بے پروا ہین یا دونون کو اسکی حاجت ہی یا ایک بے پروا اور دوسرا حاجتمند ہی اور ہنوز دونون مین باہمی قبضہ نہ ہوا تھا کہ
ایک کی راے مین آیا کہ اس مبایعت کو توڑ دے تو اسکو اختیار ہوگا کہ ترک کر دے - اور اگر ایک نے دوسرے کو کوئی
چیز قرض دی بدین شرط کہ لینے والا اُسکے مثل ہوا کو دیگا پس اگر دونون مین سے ہر ایک اس چیز سے بے پروا ہو یا ہر ایک
(اس مال سے جو دار الحرب مین ہے ۱۲)
اسکا حاجتمند ہو تو قرض لینے والے پر کچھ بھی واجب نہ ہوگا اگر اُسنے اس چیز کو تلف کر دیا ہو - اور اگر ہنوز تلف نہین کیا ہی موجود
ہی تو قرض دینے والا اُسکا مستحق ہی اگر اُسنے چاہا کہ مین واپس کر لون تو واپس لے سکتا ہی اور اگر لینے والا حاجتمند ہو اور اسکا
دینے والا اُس سے بے پروا ہو تو دینے والا اس سے واپس نہین لے سکتا ہی - اور اگر یہ صورت ہو کہ قرض کے دین لین
کے وقت دونون اُس سے بے پروا ہون پھر قبل اسکے کہ لینے والا اسکو تلف کر دے دونون اسکے حاجتمند ہوگئے تو دینے والا
اسکا مستحق ہی اور اگر لینے والا پہلے حاجتمند ہوا پھر دینے والا حاجتمند ہوا یا نہوا بہر حال لینے والے پر دینے والے کو کوئی راہ نہین
ہی - اور اگر ایسے گیہون مین سے جو داخل غنیمت ہین کسی کے پاس سے دوسرے نے اپنے ذاتی درمون کے عوض خرید ے
اور درم دیدیے اور گیہون پر قبضہ کر لیا تو بھی مشتری ان گیہوؤن کا مستحق ہوا بشرطیکہ انکا حاجتمند ہو - اور اگر دونون مین سے
ایک نے بیع توڑ دینے کا قصد کیا اور گیہون ہنوز بعینہٖ قائم ہین تو اسکو یہ اختیار ہی پس مشتری گیہوؤن کو واپس کر دیگا اور
اپنے درم لے لیگا اور یہ اسصورت مین ہی کہ دونون ان گیہوؤن سے بے پروا ہون یا مشتری بے پروا ہو اور بائع انکا
حاجتمند ہو اور اگر مشتری ہی اسکا حاجتمند ہو تو بائع پر واجب ہوگا کہ مشتری کو اُسکے درم واپس کر دے اور گیہون مشتری
کو مسلم رہینگے - اور اگر مشتری نے وہ گیہون تلف کر دیے ہون تو بائع پر واجب ہوگا کہ مشتری کا ثمن واپس کر دے
اور جو کچھ مشتری نے تلف کر دیا ہی وہ بہر حال اسکو مسلم رہا - اور اگر مشتری چلا گیا اور بائع کو یہ قدرت حاصل نہ ہوئی کہ اسکو
اسکا ثمن واپس کر دے تو یہ درم اُسکے پاس بمنزلہ لقطہ کے ہونگے مگر فرق یہ ہی کہ یہ درم اسکے پاس مضمون ہین - اور اگر
اُسنے غنائم کے جمع و تقسیم کرنیوالے کے حضور مین یہ امر پیش کیا پس اُسنے کہا کہ مین نے تیری بیع کی اجازت دی اور ثمن داخل کر
تو اسکو جائز ہوگا کہ ثمن مذکور صاحب غنائم کے حضور مین پیش کر دے یعنی دیدے - پھر اگر اسکے بعد مالک دراہم آیا تو دیکھا جائیگا
کہ اگر اُسنے گیہون قبل اسکے کہ صاحب غنائم بیع کی اجازت دے تلف کر دئے ہون تو دراہم مذکورہ اُسکو واپس دیے جاوینگے
اور اگر اُسنے بعد اجازت بیع کے تلف کیے ہون قبل اسکے تلف نہ کیے ہون تو دراہم مذکورہ مال غنیمت مین داخل ہونگے
اور اگر مشتری نے کہا کہ قبل تیری اس بیع کی اجازت دینے کے مین نے گیہون کھالیے تھے پس مجھے درم واپس کر دے اور
اسنے اس امر پر قسم کھائی تو اُسکی تصدیق نہ کیجائیگی اور اسکو درم واپس نہ کیے جاوینگے یہان تک کہ اُسکے گواہ قائم کرے کہ
مین نے اجازت بیع سے پہلے گیہون کھالیے تھے - اور اگر دو آدمیون مین سے ایک نے گیہون پائے اور دوسرے نے
کپڑا پھر دونون نے باہم مبایعت کا قصد کیا تو دونون کو یہ اختیار نہین - اور اگر دونون نے ایسا کیا اور ہر ایک نے
جو کچھ دوسرے سے لیا تھا وہ دار الحرب مین تلف کر دیا تو دونون مین سے کسی پر ضمان واجب نہ ہوگی مگر اتنی بات ہی کہ کپڑے
کا فروخت کرنے والا بیع کرنے مین گنہگار ہوا اور اسیطرح اُسکا مشتری بھی - اور اگر دونون نے تلف نہ کیا یہانتک کہ دار الاسلام مین

داخل ہوئے تو ہر ایک پر یہ واجب ہوا کہ جو چیز اسکے پاس ہی وہ واپس کردے اور اگر اسکو تلف کریگا تو ضامن ہوگا اور اگر یہ دونون دارالحرب مین ہون اور دونون نے تلف نہین کیا ہی تو جسنے کپڑے پر قبضہ کیا ہی اسپر واجب ہی کہ کپڑے کو غنیمت مین داخل کردے[یعنے غنیمت مین داخل کردے ۱۲] جیسے کہ اگر اُسی نے ابتداءً مین پایا ہوتا تو اسپر غنیمت مین داخل کردینا واجب تھا۔ اور جسنے گیہون پر قبضہ کیا ہی اُسکے حق مین اس صورت مین بھی اسی تفصیل سے حکم ہی جو صورت اول مین گذرا باعتبار حاجتمندی ہر دو یا بے پروائی ہر دو یا حاجت گیرندہ نہ دہندہ یا حاجت دہندہ نہ گیرندہ۔ اور اگر گیہون کا خریدنے والا چلا گیا کہ اُسکا نشان وپتا نہین چلتا ہی تو صاحب مغانم اس کپڑے کو اس شخص سے جسکے پاس ہی لے لیگا جیسے اگر وہی ابتداءً پاتا تو لے لیتا اور اگر کپڑے کا خریدنے والا چلا گیا اسطرح کہ اسکا نشان وپتہ نہین چلتا ہی اور دوسرا موجود ہی تو صاحب مغانم گیہون کے خریدار سے جبتک دارالحرب مین ہین کچھ متعرض نہ ہوگا جیسے کہ اگر اُسنے ابتداءً پائے ہوتے تو بھی یہی حکم تھا پھر اگر خریدنے والا ان گیہوون کو قبل اسکے کہ کھاجاوے دارالاسلام مین نکال لایا تو صاحب مغانم ان گیہوون کو اس سے لیکر مال غنیمت مین داخل کردیگا یہ محیط مین ہی۔ اگر مال غنیمت مین سے کوئی شخص گھوڑے پر سوار ہوا یا کوئی کپڑا پہن لیا یا کوئی ہتھیار اُٹھالیا اور ہنوز تقسیم واقع نہین ہوئی ہی تو اسمین کچھ مضائقہ نہین ہی جبکہ اسکو اس چیز کی حاجت پڑی ہو۔ پھر جب لڑائی سے فارغ ہو تو اسکو غنیمت مین واپس کردے اور اگر اُسنے رد کرنے سے پہلے تلف کردیا تو اسپر ضمان واجب نہ ہوگی۔ اور اگر اسکو کچھ حاجت نہو مگر وہ غنیمت کے گھوڑے پر سوار ہولیا تاکہ اپنے گھوڑے کو محفوظ رکھے یا کپڑا پہن لیا تاکہ اپنے کپڑے محفوظ رکھے تو یہ مکروہ ہی لیکن اگر تلف ہوگیا تو وہ ضامن نہ ہوگا یہ شرح طحاوی مین ہی۔ اور قبل تقسیم واقع ہونے کے بدون حاجت پیش آنے کے کپڑے ومتاعہای غنیمت سے انتفاع حاصل کرنا مکروہ ہی کیونکہ اسمین ایک جماعت کا اشتراک ہی لیکن جب یہ لوگ کپڑے اور گھوڑون وغیرہ چارپایون وہتھیار ومتاع کے حاجتمند ہون تو امام المسلمین دارالحرب مین انکے درمیان اموال غنیمت تقسیم کردیگا۔ پس حاصل یہ ہی کہ اگر ایک[۱۲] کو حاجت ہوئی تو اسکو اموال غنیمت سے انتفاع مباح ہی اور اگر سب کو حاجت ہوئی تو امام المسلمین تقسیم کردیگا اور ان چیزون کا حکم بخلاف مردمان اسیر شدہ کے ہی کہ اسیرون کو امام وہان تقسیم نہ کریگا اسواسطے کہ ان اسیرون کی طرف حاجت دو طرح سے ہی یا وطی کیواسطے یا خدمت کے واسطے اور یہ فضول حاجت ہی یہ کافی مین ہی۔ اور اگر مجاہدین نے اجماع کیا اور دارالحرب مین امام سے تقسیم کی درخواست کی تو امام انکو عطیہ دیگا پھر اگر انھون نے عطیہ قبول نہ کیا تو بخوف فتنہ امام انکے درمیان تقسیم کردیگا۔ اور اسی طرح اگر امام کے پاس باربردار نہو جسپر مال غنیمت لادا دے تو بھی دارالحرب مین امام انکے درمیان تقسیم کردیگا تاکہ ہر ایک اپنے حصہ کو لاد لانے کی کلفت برداشت کرے یہ محیط مین ہی۔ اور جب مسلمان لوگ دارالحرب سے نکل آئے تو پھر انکو روا نہین ہی کہ اموال غنیمت سے اپنے چارپایون کو چارہ دین اور نہ یہ جائز ہی کہ خود اسمین سے کھاوین اور جسکے پاس چارہ وطعام بچ رہا ہو وہ غنیمت مین داخل کردے اگر وہ تقسیم نہ ہوئی ہو اور اگر تقسیم ہوگئی ہو تو اگر خود غنی ہو تو بچے ہوئے کو صدقہ کردے اور اگر فقیر ہو تو اُس سے انتفاع حاصل کرے اور اگر دارالاسلام مین آجانے کے بعد اس سے انتفاع حاصل کرلیا تو اُسکی قیمت مال غنیمت مین داخل کردے اگر غنیمت ہنوز تقسیم نہین ہوئی ہی اور اگر تقسیم ہوگئی ہو تو اسکی قیمت صدقہ کردے بشرطیکہ تونگر ہو اور اگر فقیر ہو تو اسپر کچھ نہین ہی یہ کافی مین ہی۔ اور جو حربی دارالحرب مین مسلمان ہوگیا تو اُسنے اپنے اسلام سے اپنی جان واپنی اولاد خردسال کو جو بالغ نہین ہوئی ہین محفوظ کرلیا اور یہ حکم اسوقت ہی کہ مسلمانون کے ہاتھ مین گرفتار ہونے سے

ف — [illegible] سے مراد [illegible] کہ [illegible] ہین [illegible] حاصل [illegible] انتفاع حاصل کرین اور اگر سب [illegible] متاع کی حاجت ہو تو امام تقسیم کردے ۱۲ منہ

پہلے مسلمان ہوگیا اور اگر بعد گرفتار ہونے کے مسلمان ہوا تو وہ غلام ہی اور اسی طرح اگر اسکا مال و اولاد دیار لیے گئے اور وہ نہین پکڑا گیا پھر وہ مسلمان ہوگیا تو مسلمان ہونے سے اُسنے فقط اپنے نفس کو محفوظ کیا اور نیز جو مال اسکے پاس ہی یا اسکی ودیعت کسی مسلمان یا ذمی کے پاس ہی اُسکے ساتھ محفوظ ہوئی اور اسکی اولاد کبیر یعنے بالغہ اور اُسکی زوجہ و زوجہ کا حمل اور اسکے اموال غیر منقولہ اور اُسکا غلام جو حربیون کی طرف سے قتال کرتا ہی اور جو اُسکا مال کسی حربی کے پاس غصب یا ودیعت ہوا اُنمین سے کوئی محفوظ نہ ہونگے بلکہ یہ سب فئی ہونگے۔ اور اسی طرح جو چیز اُسکی کسی مسلمان یا ذمی کے پاس غصب ہو وہ بھی امام اعظم رح کے نزدیک فئی ہوگی۔ اور اگر کوئی مسلمان یا ذمی دار الحرب مین امان لیکر داخل ہوا اور وہان اُسنے مال پایا پھر مسلمان لوگ اس دار الحرب پر غالب ہوئے تو اس مال کا حکم بھی ویسا ہی ہی جیسا کہ اس شخص کا ہی جو دار الحرب مین مسلمان ہوا چنانچہ سب صورتون مین وہی حکم ہی سوائے ایسے مال کے جو اُسکا کسی حربی کے پاس ہو کہ روایت ابو سلیمان کے موافق یہ مال اسی مسلمان یا ذمی مستامن کا ہوگا اور روایت ابو حفص کے موافق اسمین بھی وہی حکم ہی کہ فئی ہوگا اور مشائخ نے فرمایا کہ روایت ابو سلیمان اصح ہی۔ اور یہ سب اسوقت ہی کہ مسلمان لوگ اس دار الحرب پر غالب آئے ہون اور اگر مسلمانون نے اس دار الحرب پر غارت کی اور غالب نہین ہوئے تو بھی امام محمد رح کے نزدیک یہی حکم ہی مگر امام اعظم کے نزدیک اسکا تمام مال فئی ہوجائیگا سوائے اسکی جان اور اسکی اولاد صغار کے۔ اور جو شخص کہ دار الحرب مین مسلمان ہوکر دار الاسلام مین چلا آیا تو اُسکا حکم بھی اسی تفصیل سے ہی جیسا محیط مین ذکر فرمایا ہی یہ تبیین مین ہی۔

فصل دوم - در کیفیت قسمت۔ امام المسلمین غنیمت کو تقسیم کریگا پس پانچوان حصہ نکال کر باقی چار پانچوین حصے غانمین کے درمیان تقسیم کریگا پھر امام اعظم رح کے نزدیک سوار کے واسطے دو سہام اور پیدل کے واسطے ایک سہم ہی اور صاحبین نے فرمایا کہ سوار کے واسطے تین سہام ہین یہ ہدایہ مین ہی۔ اور جو شخص لشکر پر امیر مقرر کیا گیا ہی وہ اس حکم مین بمنزلہ ایک لشکری کے ہی یہ سراجیہ مین ہی۔ اور اسبیجابی نے شرح طحاوی مین فرمایا کہ اگر سوار کے پاس کئی گھوڑے ہون تو ظاہر الروایہ کے موافق فقط ایک ہی گھوڑے کا حصہ لگایا جائیگا اور گھوڑون مین کچھ فرق نہین ہی چنانچہ عربی و نجیب و برذون و ہجین وغیرہ جنپر گھوڑے کا اطلاق ہوتا ہی سب یکسان ہین مگر جسکے پاس سواری مین اونٹ یا خچر یا گدھا ہو تو وہ اور پیدل یکسان ہی یہ غایۃ البیان مین ہی۔ اور جو شخص دار الحرب مین سوار داخل ہوا پھر اُسکا گھوڑا مر گیا تو وہ سوار کے حصہ کا مستحق ہی اور اگر کسی سے گھوڑا مستعار لیا یا اجارہ پر لیا اور قتال کے واسطے لیا ہی پس وقت تقسیم غنیمت کے اسکو لیکر حاضر ہوا تو اسکے واسطے سوار کا حصہ لگایا جائیگا یعنے اس گھوڑے کا حصہ اسکو دیا جائیگا اور اگر اُسنے گھوڑا جسپر قتال کیا ہی غصب کر کے لیا ہی اور اسکو حاضر لایا تو بطریق حرام اُسکے حصہ کا مستحق ہوا پس چاہیے کہ اس گھوڑے کا حصہ صدقہ کر دے۔ واضح رہے کہ اگر اسکا گھوڑا اسکے ساتھ رہا یہان تک کہ غنیمت حاصل ہوئی یا جب وہ داخل ہوا اسکا گھوڑا مر گیا یا دشمن اسکو پکڑ لے گیا یا ٹانگ توڑ دی یا لنگڑا ہوگیا خواہ قبل حصول غنیمت کے یا بعد حصول غنیمت کے تو اسمین کچھ فرق نہ ہوگا بلکہ وہ سوار کے حصہ کا مستحق ہوگا خواہ وہ شخص دفتر مین سوارون مین لکھا ہو یا پیدلون مین مرقوم ہو یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور اگر دار الحرب مین پیدل داخل ہوا پھر اُسنے گھوڑا خریدا یا مستعار لیا یا اسکے واسطے استحقاق واجب ہوا اور اُسنے سوار ہوکر قتال کیا تو اسکو پیدل کا حصہ ملیگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہی۔ اصل یہ قرار پائی ہی کہ معتبر ہمارے نزدیک وہ حالت ہی کہ جب اُسنے دار الاسلام سے مجاوزت بدار الحرب کی ہی یعنے جس حال سے

وہ دارالاسلام سے پار ہوا ہو۔ اور اگر اُسنے سوار ہیان سے تجاوز کیا اور دارالحرب مین سوار داخل ہوا پھر اُسنے اپنا گھوڑا فروخت کر دیا یا رہن کر دیا یا اجارہ پر دیا یا ہبہ کیا یا عاریت دیا تو ظاہر الروایہ کے موافق گھوڑے کا حصہ باطل ہو جائیگا اور پیدل کا حصہ پاویگا یہ سراج وہاج مین ہے۔ اور اگر اُسنے قتال سے فراغت کے بعد گھوڑا فروخت کر دیا تو اُسکا سوار کا حصہ ساقط نہ ہوگا اور اسمین اتفاق ہے کچھ اختلاف نہین ہے یہ فتح القدیر مین ہے۔ اور اگر اُسنے حالت قتال مین اسکو فروخت کر دیا تو اصح قول کے موافق اُسکا حصہ سوار ساقط ہو جائیگا یہ کافی مین ہے۔ اور اگر کسی غاصب نے اُسکا گھوڑا غصب کر لیا اور اسکو قیمت تا وان دیدی تو وہ پیادہ رہگیا یہ فتاوے قاضی خان مین ہے۔ اور اگر دارالحرب مین سوار داخل ہوا مگر قتال کی حالت مین اُسنے بسبب زلق مقام یا جھاڑ درختون کے پیادہ قتال کیا تو ایسے لوگون کو سوارون کا حصہ چاہیے ہے اور اگر وہ دارالحرب مین ایسے گھوڑے پر سوار ہوکر داخل ہوا جسپر قتال کرنے کی استطاعت نہین رکھتا ہے خواہ بسبب اسکے کہ یہ گھوڑا بہت بوڑھا ہے یا بسبب اسکے کہ یہ بہت بچہ ہے کہ سواری لینے کے لائق نہین ہے تو وہ سوار کے حصہ کا مستحق نہ ہوگا۔ اور اگر یہ گھوڑا ایسا مریض ہو کہ اُسپر سوار ہوکر قتال نہین کر سکتا ہے مثلاً پتھر وغیرہ سے اُسکا سم گھس گیا یا اسکو صلع کی بیماری پیدا ہوگئی پس اگر اسی حال سے اسپر وہ حد دارالاسلام سے تجاوز کرکے دارالحرب مین داخل ہوا پھر اسکی بیماری زائل ہوگئی اور ایسا ہوگیا کہ اُسپر قتال کر سکتا ہے اور یہ غنائم حاصل ہونے سے پہلے واقع ہوا تو استحساناً اُسکا سوارون کا حصہ لگایا جائیگا۔ اور اگر اُسنے غصب کیے ہوئے یا مستعار یا اجارہ لیے ہوئے گھوڑے پر درب سے تجاوز کیا پھر مالک نے اس سے واپس کر لیا پس وہ جنگ مین پیدل حاضر ہوا تو اسکے حق مین دو روایتین ہین یہ فتح القدیر مین ہے اور جو شخص بحر مین کسی پر سوار ہوکر قتال کرتا ہے وہ دو سہام کا مستحق ہے اگرچہ کشتی مین گھوڑے پر سوار ہوکر قتال نہین کر سکتا ہے یہ بحر الرائق مین ہے۔ اور اگر اُسنے اپنا گھوڑا کسی شخص کو ہبہ کر دیا اور اسکے سپرد کر دیا اور جسکو ہبہ کیا ہے وہ اس گھوڑے پر سوار ہوکر دارالحرب مین بقصد قتال داخل ہوا اور اس لشکر کے ساتھ اس گھوڑے کا ہبہ کرنے والا بھی گیا پھر اُسنے اپنی ہبہ سے رجوع کرکے اپنا گھوڑا لے لیا تو جسقدر غنائم قبل اسکے اپنی ہبہ سے رجوع کرنے کے حاصل ہوئے ہین ان مین موہوب لہ کا حصہ سوار کا لگا دیا جائیگا اور جسقدر غنائم اسکے رجوع کر لینے کے بعد حاصل ہوئے ہین انمین اُسکا پیدل کا حصہ لگایا جائیگا اور ہبہ کرنیوالا جسنے ہبہ سے رجوع کر لیا ہے جملہ غنائم مین اُسکا حصہ پیدل کا لگایا جائیگا۔ اور اگر اپنا گھوڑا دارالاسلام مین بطور بیع فاسد کے فروخت کیا اور اسکو مشتری کے سپرد کر دیا جسکو مشتری لشکر کے ساتھ دارالحرب مین لے گیا اور گھوڑا بیچنے والا بھی انکے ساتھ داخل ہوا ہے پھر اُسنے بوجہ بیع فاسد ہونے کے اپنا گھوڑا واپس کر لیا تو جو کچھ غنائم حاصل ہون اسمین بائع کا حصہ پیدل کا لگایا جائیگا خواہ واپس کر لینے سے پہلے حاصل ہوئے ہون یا اسکے بعد اور مشتری ان غنائم کے حصہ مین جو واپس کر لینے سے پہلے حاصل ہوئے ہین سوار قرار دیا جائیگا اور جو اسکے بعد حاصل ہوئے ہین انمین پیدل قرار دیا جائیگا۔ ایک شخص اپنا گھوڑا دارالحرب مین لے گیا تاکہ اسپر سوار ہوکر قتال کرے پھر کسی نے گواہ قائم کرکے اپنا استحقاق ثابت کرکے اسکے ہاتھ سے یہ گھوڑا لے لیا تو استحقاق ثابت کرکے لینے والا جملہ غنائم مین پیدل قرار دیا جائیگا اور جسپر استحقاق ثابت کرکے لیا ہے وہ ان غنائم مین جو قبل واپس لینے کے حاصل ہوئی ہین سوار قرار دیا جائیگا اور جو اسکے بعد حاصل ہوئی ہین انمین پیدل ٹھہرایا جائیگا۔ دو مردون مین سے ایک کے پاس گھوڑا ہے اور دوسرے کے پاس خچر ہے پس دونون نے باہم بیع کر لی اور دونون انکو لیکر دارالحرب مین داخل ہوئے پھر ایک نے اپنے خریدے ہوئے مین عیب پاکر واپس کرکے جو دیا تھا وہ واپس کر لیا تو خچر خریدنے والا جملہ غنائم مین

پیدل ہوگا اور گھوڑا خریدنیوالا ان غنائم مین جو قبل باہمی رد بیع کے حاصل ہوئی ہین سوار قرار دیا جائیگا اور جو بعد اسکے حاصل ہوئی ہین انمین پیدل قرار دیا جائیگا - اور اگر اپنا گھوڑا دارالاسلام مین ایک شخص کے پاس جسکا اسپر قرضہ آتا ہی بعوض اس قرضہ کے رہن کر دیا پھر راہن و مرتہن دونون دارالحرب مین داخل ہوئے اور مرتہن یہ گھوڑا بھی اپنے ساتھ لے گیا تاکہ اسپر قتال کرے پھر راہن نے مرتہن کو اسکا قرضہ دارالحرب مین ادا کرکے اس سے اپنا گھوڑا لے لیا تو رہن کرنے والا جملہ غنائم مین جو فک رہن سے پہلے یا بعد حاصل ہوئی ہین پیدل قرار دیا جائیگا اور اسی طرح مرتہن بھی جملہ غنائم مین پیدل ہوگا اور اگر اسنے اپنا گھوڑا دارالحرب مین فروخت کر دیا پھر دوسرا گھوڑا خرید لیا تو وہ استحساناً جیسا سوار تھا ویسا ہی رہیگا - اور اگر کسی مسلمان نے کسی مسلمان دیگر کا گھوڑا قتل کر دیا اور مالک فرس کو قیمت دیدی اور اسنے لے لی اور اسکے عوض دوسرا گھوڑا نہ خریدا تو جو غنائم حاصل ہوئی ہین انمین اسکے واسطے سوارون کا حصہ لگایا جائیگا - اور جسنے اپنا گھوڑا دارالحرب مین باکراہ فروخت کیا تو اسکے گھوڑے کا حصہ ساقط نہ ہوگا - اور اگر غازی نے اپنا گھوڑا دارالحرب مین درمون کے عوض فروخت کر دیا حالانکہ اس سے پہلے غنائم حاصل ہوچکین ہین پھر اسنے دوسرا گھوڑا استعار لیا یا اجارہ پر لیا پھر اور غنائم حاصل ہوئین تو جو غنائم بعد بیع کے حاصل ہوئی ہین وہ انمین پیدل قرار دیا جائیگا اور اجارہ لینے یا عاریت لینے والا بجاے مشتری کے قرار نہ دیا جائیگا بخلاف اسکے اگر اسنے دوسرا گھوڑا خرید لیا تو بنابر حکم استحسان کے وہ سوار ہی قرار پاویگا - اور اگر کسی نے اپنا گھوڑا فروخت کر دیا پھر اسکو دوسرا گھوڑا ہبہ کیا گیا اور اسکو سپرد کر دیا گیا تو وہ سوار قرار پاویگا اسواسطے کہ جو چیز ہبہ کر دی گئی ہی وہ اپنی ذات سے اسکی ملک مین آگئی پس وہ مثل مشتری کے ہوا - اور اگر پہلا گھوڑا اسکے پاس باجارہ یا بعاریت ہو پس اسکے ہاتھ سے لے لیا گیا پھر اسنے دوسرا خریدا تو دوسرا بجاے اول کے قائم ہوگا اور اگر پہلا باجارہ ہو اور دوسرا بھی باجارہ ہو یا پہلا بعاریت ہوا اور دوسرا بھی بعاریت ہو تو دوسرا بجاے اول کے قائم ہوگا اور اگر اول باجارہ ہو اور دوسرا بعاریت ہو تو دوسرا بجاے اول کے نہوگا اور اگر اول عاریت ہو اور دوسرا باجارہ ہو تو دوسرا بجاے اول کے قائم ہوگا پھر دارالحرب مین عاریت لینے والے نے اگر پہلا گھوڑا اسکے ہاتھ سے واپس لے جانیکے بعد دوسرا گھوڑا استعار لیا تو بعد اسکے جو غنائم ہون انمین وہ سوار قرار دیے جانے اور سوارون کے حصہ پانے کا بسبب قیام دوم کے مقام اول مین جبھی مستحق ہوگا کہ جب دوسری عاریت دینے والے کا کوئی اور گھوڑا سواے اُس گھوڑے کے ہو جو اسنے عاریت دیا ہی اور اگر عاریت دہندہ کا دوسرا گھوڑا سواے اسکے نہو تو جو غنائم اسکے بعد حاصل ہون انمین عاریت لینے والا سوارون کے حصہ کا مستحق نہوگا پس عاریت دینے والا بسبب اپنے اس گھوڑے کے سوارون کے حصہ کا مستحق ہوگا پھر اگر عاریت لینے والا بھی حصہ سوار کا مستحق ہو تو لازم آوے کہ دونون مین سے ہر ایک بسبب ایک ہی گھوڑے کے ایک ہی غنیمت مین سے حصہ کامل کا مستحق ہوا اور یہ جائز نہین ہی - اور اگر دارالاسلام مین اسنے ایک گھوڑا خریدا اور ہنوز باہمی قبضہ واقع نہ ہوا یہانتک کہ وہ دارالحرب مین داخل ہوا پھر مشتری نے اس گھوڑے پر قبضہ کیا اور ثمن ادا کر دیا تو بائع و مشتری دونون پیدل قرار پاوینگے اور اگر ثمن میعادی ہو یا فی الحال ادا کرنا ٹھہرا ہو کہ مشتری نے دارالحرب مین داخل ہونے سے پہلے اسکو ادا کر دیا پھر دونون دارالحرب مین داخل ہوئے اور مشتری نے گھوڑے پر قبضہ کیا تو استحساناً مشتری سوار قرار دیا جائیگا - اور اگر دو آدمی ایک گھوڑے کو جو اُنکے درمیان شرکت مین ہی لیکر دارالحرب مین بدین قصد داخل ہوے کہ کبھی اسپر سوار ہو کر یہ قتال کرے اور کبھی وہ تو یہ دونون پیدلون مین شمار ہونگے اور اسیطرح اگر دو گھوڑے لیکر داخل ہوئے اور دونون مین سے ہر ایک گھوڑا دونون کے درمیان نصفا نصف مشترک ہی تو بھی وہ دونون پیدلون مین شمار ہین لیکن اگر دونون مین سے ایک نے دوسرے کو اپنا حصہ اجارہ پر دیدیا یا قبل اسکے

کہ وہ دار الحرب مین داخل ہون تو اسصورت مین اجارہ لینے والا سوار ہوگا - اور اگر دونون نے باہم بخوشی خاطر یہ قرار دیا کہ ہر ایک دونون گھوڑون مین سے جس گھوڑے پر چاہے سوار ہو تو دیکھا جاوے کہ اگر دار الحرب مین داخل ہونے سے پہلے دونون مین ایسی رضامندی باہمی ہوگئی ہے تو دونون سوار ہونگے اور اگر دار الحرب مین داخل ہونے کے بعد ایسا کیا ہے تو دونون پیدل ہونگے - اور بقصد قتال اسطرح سواری لینے کے بٹوارے پر دونون مین سے کسی پر جبر نہ کیا جائیگا ہان اگر یہ بٹوارہ نہ بقصد قتال ہو تو بنابر قول امام محمد رح کے اور یہی قول امام ابو یوسف کا ہے دونون اسپر مجبور کیے جائینگے اور بنابر قول امام اعظم رح کے مجبور نہین کیے جاوینگے ولیکن اگر دونون اپنی خوشی خاطر سے اسپر راضی ہوے تو قاضی اسکو نافذ کردیگا یہ محیط مین ہے - مملوک کے واسطے حصہ نہ لگایا جائیگا اور نہ عورت کے واسطے اور نہ طفل کے واسطے اور نہ ذمی کے واسطے ولیکن برراے امام المسلمین انکو رضخ کے طور پر دیا جاسکتا ہے اور مکاتب بمنزلہ غلام کے ہے اور غلام کو رضخ جبھی دیا جائیگا کہ جب اُسنے قتال کیا ہو اور عورت اگر مریضون کی پرداخت کرتی ہو اور مجروحون کی مداوات کرتی ہو تو اسکو رضخ دیا جائیگا اور ذمی کو جبھی رضخ دیا جائیگا کہ جب اُسنے قتال کیا یا راہ بتائی و قتال نہ کیا ولیکن واضح رہے کہ جب اُسنے قتال کیا تو اسکو رضخ اسقدر نہ دیا جائیگا کہ سہم کے برابر پہونچ جاوے ولیکن اگر راہ بتائی کہ جسمین منفعت عظیم ہے تو اسکو سہم سے زیادہ بھی دیا جاسکتا ہے یہ ہدایہ مین ہے اور طفل مراہق جو قریب بہ بلوغ پہونچا ہے اور بالغ نہین ہوا ہے اور معتوہ اگر اُنھون نے قتال کیا تو انکو رضخ دیا جائیگا یہ غایۃ البیان مین ہے - پھر واضح رہے کہ ہمارے نزدیک رضخ غنیمت مین سے پانچوان حصہ نکال لینے سے پہلے دیا جاتا ہے - یہ فتح القدیر مین ہے - اور پانچوان حصہ جو امام المسلمین نے غنائم مین سے نکال لیا ہے وہ تین سہام پر تقسیم کیا جائیگا جسمین سے ایک حصہ یتیمون کے واسطے ہوگا اور ایک حصہ مسکینون کے واسطے اور ایک حصہ ابن السبیل کے لیے کہ فقراے ذوی القربے انھین مین داخل ہونگے اور وہ لوگ مقدم رکھے جاوینگے اور ذوی القربی مین سے تونگرون کو نہ دیا جائیگا - اور قرآن مجید کی آیت مین خمس کے بیان مین جو اللہ تعالیٰ نے اپنے واسطے بھی ذکر کیا ہے تو اُسنے اپنا نام پاک بھی ذکر فرمایا سو یہ بدین فائدہ کہ تبرکاً افتتاح کلام بنام پاک او تعالیٰ عزاسمہ ہووے اور اسی آیت مین بعد اپنے نام پاک کے نام شریف اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر فرمایا ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ بسبب انکی وفات کے ساقط ہوگیا جیسے کہ صفی ساقط ہوگیا اور صفی وہ شی ہے کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غنیمت مین سے مثل زرہ یا تلوار یا باندی وغیرہ کے اپنے واسطے چن لیتے تھے یہ ہدایہ مین ہے - اور اگر پانچوان حصہ ان تینون اصناف مذکورہ مین سے ایک ہی صنف کے صرف مین کردیا تو بھی ہمارے نزدیک روا ہے یہ فتاوے قاضی خان مین ہے - اور اگر امام نے غنائم کو مسلمان کے درمیان تقسیم کردیا اور غنائم رقیق و متاع وغیرہ تھی پس امام نے بعضون کو رقیق بانٹ دیے اور بعضون کو چوپائے جانور بانٹ مین دیے اور بعضون کو درم یا دینار دیے اور بعضون کو گھوڑے یا ہتھیار دیے مگر سوار و پیادہ مین سے ہر ایک کو اسکا حصہ جو شرعی مقرر ہے دیا تو یہ جائز ہے خواہ برضامندی غانمین ہو یا بغیر رضامندی غانمین اور خواہ اسطرح تقسیم دار الحرب مین کی ہو یا دار الاسلام مین - اور اگر امام نے غنائم کو تقسیم کیا اور ہر حقدار نے اپنا حق لے لیا اور مسلمانون مین کسی کے حصہ مین ایک باندی آئی اور اہل لشکر اپنے اپنے گھرون مین متفرق ہوکر چلے گئے پھر جو باندی اُس شخص کے حصہ مین آئی ہے اُسنے دعوی کیا کہ مین آزادہ باندی اہل ذمہ مین سے ہون مجکو مشرک لوگ قید کرکے لے گئے تھے اور اُسنے اس دعوے پر دو گواہ عادل مسلمان قائم کیے تو امام اُسکے آزاد ہونے کا حکم دیدیگا اور جب امام نے

اُسکے آزاد ہونے کا حکم دیدیا تو آیا تقسیم ٹوٹ جائیگی یا نہین پس بنا بر قیاس کے ٹوٹ جائیگی اور استحسانًا جب وہ چیز جو استحقاق مین جاتی رہی ہو قلیل ہو مثلًا ایک باندی یا دو باندیان یا تین باندیان ہون اور اہل لشکر اپنے اپنے گھرون مین متفرق ہوگئے ہون تو تقسیم نہ ٹوٹیگی - اور اگر اہل لشکر اپنے اپنے گھرون مین متفرق نہ ہوئے ہون یا متفرق ہوئے ہون مگر جو چیز استحقاق مین جاتی رہی ہی وہ کثیر ہو پس اگر تین سے زیادہ باندی ہون مثلًا تو قیاسًا و استحسانًا تقسیم ٹوٹ جاویگی - اور علے ہذا اگر امام نے غنائم کو لشکریون کے درمیان تقسیم کردیا اور ہر ایک نے اپنے اپنے حصہ پر قبضہ کرلیا اور اپنے گھرون مین متفرق ہوگئے پھر ایک شخص آیا اور اُسنے دعوی کیا کہ مین بھی واقعہ قتال مین ان لوگون مین موجود تھا اور اسپر دو گواہ قائم کیے اور اسکے واسطے اس امر کا حکم دیدیا گیا تو قیاسًا تقسیم ٹوٹ جائیگی اور استحسانًا نہ ٹوٹیگی اور اسکو بیت المال سے اسکے حصہ کی قیمت دیدیجائیگی - اور درصورتیکہ وہ چیز استحقاق مین جاتی رہی ہو کثیر ہو اور تقسیم ٹوٹنے کا حکم دیا گیا تو پھر اسکے بعد روایات مختلف ہین بعض مین مذکور ہی کہ جسکے حصہ مین ایسا استحقاق ثابت ہوا ہی امام اُس سے کہیگا کہ اہل لشکر مین سے جسپر تجھکو قدرت حاصل ہو اسکو یہان لے آ اور بعض مین مذکور ہی کہ امام خود انکے جمع کرنے کا متولی ہوگا اور امام نے دونون باتون مین سے جو اختیار کی وہ جائز ہی پھر اسکے بعد غنیمت کو دیکھیگا پس اگر مال غنیمت عروض یا کیلی یا وزنی اصناف مختلفہ مین سے ہو تو امام اس شخص کو جسکے حصہ مین استحقاق پیدا ہوا ہی حکم دیگا کہ جن لشکریون پر تجھکو قدرت حاصل ہوئی ہی یعنے تجھے ملگئے ہین اُنسے جو انکے پاس حصہ ہی اسمین سے جتنا تیرا مخصوص حصہ پہونچتا ہی وہ لے لے بدین حساب کہ اگر تمام لشکر پر جو کچھ اسکے پاس اسکا حصہ ہی تقسیم کیا جاوے تو ہر ایک کو جو کچھ پہونچے وہی تیرا حق اسمین سے ہی اسقدر اُنمین سے ہر ایک کے حصہ سے لے لے گویا جو اسکے ہاتھ مین موجود ہی اسکے ساتھ مال غنیمت کچھ اور تھا ہی نہین اور اگر تمام مال غنیمت کیلی یا وزنی چیز ہون اور ایک ہی صنف کی ہون تو جس شخص پر وہ قادر ہوا ہی جو کچھ اسکے ہاتھ مین ہی اس سے نصف لے لیگا - امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر مسلمانون نے غنائم حاصل کیے اور ان غنائم مین ایک مصحف ہی جسمین یہود یا نصاری کی کتابون مین سے کچھ ہی کہ یہ نہین معلوم ہوتا ہی کہ یہ توریت ہی یا زبور ہی یا انجیل ہی یا کوئی کفر کی چیز ہی تو امام کو نچاہیے کہ اسکو مسلمانون پر تقسیم کرے اور یہ بھی نہ چاہیے کہ اسکو آگ سے جلاوے اور جبکہ اُسکا جلانا مکروہ ٹھہرا تو اسکے بعد دیکھے کہ اگر اسکے ورق کے واسطے کچھ قیمت ہو اور بعد محو کرنے کے اور دھوڈالنے کے اس سے انتفاع حاصل کیا جاسکتا ہی مثلًا دباغت کی ہوئی کھال پر لکھا ہوا ہو یا اسکے مثل ہو تو امام اس تحریر کو محو کرکے ان اوراق کو غنیمت مین داخل کردے اور اگر اسکے ورق کی کچھ قیمت نہ ہو اور بعد محو کرنے کے اس سے انتفاع حاصل نہین کیا جاسکتا ہی مثلًا کاغذ پر لکھا ہوا ہو تو اسکو دھوڈالے - اور آیا یہ کرسکتا ہی کہ بدون محو کیے اسی طرح اسکو دفن کردے پس اگر ایسا مقام ہو کہ وہان اُس تک کافرون کا ہاتھ پہونچنے کا وہم نہو تو دفن کردے - اور اگر ایسا مقام ہو کہ وہان اُس تک کافرون کا ہاتھ پہونچنے کا وہم ہو تو دفن نہ کرے - اور اگر امام نے کسی مسلمان کے ہاتھ اسکے فروخت کرنے کا ارادہ کیا پس اگر وہ شخص جو خریدنا چاہتا ہی بلحاظ اسکے حال کے اسکی طرف سے یہ خوف ہو کہ مال کے لالچ سے وہ اس کتاب کو مشرکون کے ہاتھ فروخت کردیگا تو اسکے ہاتھ فروخت کرنا مکروہ ہی اور اگر یہ شخص معتمد علیہ ہو اور معلوم ہو کہ وہ مشرکون کے ہاتھ نہین فروخت کریگا تو اسکے ہاتھ فروخت کرنے مین مضائقہ نہین ہی اور ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ کلام کی کتابون کے فروخت کرنے مین بھی اسی تفصیل سے حکم ہی کہ جو شخص اسکو خریدنا چاہتا ہی اگر اسکے حال سے یہ خوف ہو کہ یہ گمراہی مین ڈالیگا اور فتنہ ظاہر ہوگا تو امام کو اسکے ہاتھ فروخت کرنا مکروہ ہی اور اگر وہ معتمد علیہ ہو کہ اسپر گمراہ کرنے

یعنی اُنمین سے ہر ایک کے ہاتھ مین ۱۲

دوسرون کو ۱۲

اسکی اشاعت نہ ... دوسرون کو ۱۲

اور فتنہ کا خوف نہو تو اسکے ہاتھ فروخت کرنے مین مضائقہ نہین ہی۔ اور اگر مسلمانون نے مال غنیمت مین سونے یا چاندی کی
کنٹھی جسمین صلیب و تماثیل پڑے ہین پائی تو قبل تقسیم غنائم کے انکا شکستہ کر دینا مستحب ہی۔ اور اگر کسی مسلمان کے ہاتھ
اسکو فروخت کرنا چاہا اگر یہ خریدار مرد معتمد ہی کہ اُس سے یہ خوف نہین ہی کہ مشرکون کے ہاتھ فروخت کر دیگا تو اسکے ہاتھ بیچ ڈالنے
مین مضائقہ نہین ہی اور اگر اسپر اعتماد نہو بلکہ خوف ہو کہ شاید مشرکون کے ہاتھ لالچ سے بیچ ڈالے تو اسکے ہاتھ فروخت کرنا
مکروہ ہی اور اگر سکہ دار درم و دینار پر صلیب یا تماثیل ہون اور شکستہ کرنے سے پہلے اُنکا تقسیم کرنا یا کسی کے ہاتھ بیع کرنا چاہا
تو کچھ مضائقہ نہین ہی اور جو ایسی چیزین غنیمت مین آئی ہین جنکی قیمت ہی جیسے شکاری کتا و دیگر جانور و پرندے تعلیم یافتہ
مثل باز و شکرہ وغیرہ کے تو مثل اور اموال کے یہ مال بھی غنیمت ہین کہ غانمین کے درمیان تقسیم کیے جاوینگے۔ اور اسکی طرح
خشکی کے شکار و سونے چاندی وغیرہ کی کانین اور گڑے ہوے خزانہ جو کچھ حاصل ہوے یا انکے سمندر سے غوطہ تو مسلمانون
نے جو کچھ نکالا ہی وہ سب فی ہی کہ اسمین سے پانچوان حصہ نکال کر باقی غانمین کے درمیان تقسیم کر دیا جائیگا اور مچھلیان اور
باقی سب جانور شکار جو کھائے جاتے ہین اور شکار کر کے بکڑے جاتے ہین انکا حکم مثل دیگر ماکولات کے یعنی کھانے کی
چیزون کے ہی۔ اور غنیمت کے شکاری کتے و باز وغیرہ سے شکار کرنا مکروہ ہی اور انکا تقسیم کر دینا جائز ہی۔ اور اگر
مسلمانون نے ایسا گھوڑا پایا جسپر یہ لکھا ہی کہ یہ اللہ تعالی کی راہ مین وقف ہی تو یہا اور جسپر کچھ نہین لکھا ہی دونون یکسان
ہین رہا یہ امر کہ ایسا گھوڑا مسلمانون کا قرار دیا جائیگا یا حربیون کا یعنی کس نے اسکو اسطرح وقف کیا ہی تو جس مقام پر
وہ پایا گیا ہی اس سے استدلال کیا جائیگا پس اگر ایسی جگہ پایا گیا کہ بیشتر اسمین مسلمان ہین یا مسلمانون کے قریب ہی تو وہ مسلمانون
کا قرار دیا جائیگا اور لقطہ ہوگا پس اسکے ساتھ وہی کیا جائیگا جو اور لقطون کے ساتھ کیا جاتا ہی اور اگر ایسی جگہ پایا گیا کہ
غالب وہان مشرک ہین یا قریب مشرکین کے ہی تو وہ اہل حرب کا قرار دیا جائیگا اور غنیمت مین شمار ہوگا پس اسکے ساتھ وہی
برتاو ہوگا جو اور غنائم کے ساتھ ہوتا ہی۔ اور اگر مسلمانون نے اسکو مشرکون سے لیا اور مسلمانون کی ایک قوم نے گواہی
دی کہ یہ لشکر اسلام کے گھوڑون مین سے ہی اور امام غنائم کو تقسیم کر چکا ہی یا اس گھوڑے کو فروخت کر چکا ہی یا ہنوز نہین
تقسیم کر چکا اور نہین فروخت کیا ہی اور یہ گھوڑا جسکے قبضہ مین تھا وہ حاضر ہوا تو وہ اس گھوڑے کو مفت لے لیگا خواہ قبل
تقسیم کے پاوے یا بعد تقسیم کے اور اسکا حکم وہی ہوگا جو مدبر و ام ولد کے حق مین ہی۔ اور یہ امام ابو یوسف و امام محمد رح
کا قول ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر مسلمانون نے غنیمت حاصل کی اور اسکو احراز نہین کیا ہی یہان تک کہ دشمن انپر غالب آیا
اور انھون نے مسلمانون سے یہ اموال غنیمت لے لیے پھر دوسرا لشکر مسلمانون کا آیا اور اسنے غالب ہوکر دشمنون سے
یہ غنیمت لے لی تو یہ غنیمت ان دوسرون کے واسطے ہوگی پہلون کے واسطے نہ ہوگی اور اگر پہلون نے اسکو دار الاسلام
مین لاکر احراز کر لیا ہو پھر ایسا واقع ہوا تو دوسرون پر واجب ہوگا کہ یہ اموال غنیمت پہلون کو واپس کر دین۔ اور جب
امام نے پانچوان حصہ نکال کر باقی چار پانچوین حصے لشکر کو دیدیے اور پانچوان حصہ اسکے پاس تلف ہوگیا تو اہل لشکر
کے ہاتھ مین جو کچھ ہی وہ انکو مسلم رہیگا اور اسیطرح اگر اُسنے پانچوان حصہ نکال کر اسکے مستحقین کو دیا اور باقی چار پانچوین
حصے اُسکے ہاتھ مین تلف ہوگئے تو پانچوان حصہ اپنے مستحقین کو مسلم رہیگا۔ اور اگر امام نے کچھ غنیمت لشکریون مین سے
بعض کے پاس ودیعت رکھی قبل اسکے کہ اموال غنائم تقسیم ہون اور اُسنے بیان نہ کیا جو کچھ اُسنے کیا ہی یہان تک کہ مر گیا
تو وہ کچھ ضامن نہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ امام محمد رح نے سیر کبیر مین فرمایا کہ اگر ایک یا دو تین مسلمان یا اسقدر

مسلمان یا ذمی جنکو قوت منعت حاصل نہین ہی بدون اجازت امام کے دارالحرب مین داخل ہوے اور وہان گرفتاری سے غنائم حاصل کیے اور اسکو دارالاسلام مین نکال لائے تو یہ سب انھین کے واسطے ہوگا اسمین سے پانچوان حصہ لینا نہین کہ اور اگر امام نے ایسے داخل ہونے والے کو اجازت دی ہو تو جو کچھ حاصل کرین اسمین سے پانچوان حصہ نکال لیا جائیگا اور جو باقی رہے وہ مثل سہام غنائم کے انمین تقسیم ہوگا یہ غایۃ البیان مین ہی - اور اگر ایسی جماعت نے جنکو قوت و منعت حاصل ہی دارالحرب مین داخل ہوکر غنیمت حاصل کی تو اسمین پانچوان حصہ ہی کہ امام لے لیگا اگرچہ امام نے انکو اجازت نہ دی ہو یہ ہدایہ مین ہی - امام ابو الحسن کرخی نے فرمایا کہ اگر دارالحرب مین دو فریق آپسمین متفق ہوے ایک وہ فریق ہی کہ امام کی اجازت سے داخل ہوا ہی اور دوسرا بغیر اجازت گیا ہی حالانکہ باوجود انکے اجتماع کے بھی انکو قوت منعت حاصل نہین ہی پھر انھون نے کچھ غنیمت حاصل کی تو جو کچھ ایسے لوگون کو ملا ہی جنکو امام نے اجازت دی ہی اسمین سے پانچوان حصہ نکال کر باقی انھین کے درمیان تقسیم ہوگا کہ اسمین دوسرے فریق والے شرکت نہین کر سکتے ہین اور جو کچھ ایسے لوگون نے پایا ہی جنکو اجازت حاصل نہ تھی تو انمین سے ہر ایک نے جو کچھ پایا ہی وہ اسیکا ہی کہ اسمین اسکے ساتھیون مین سے کوئی اور دوسرے فریق مین سے کوئی شرکت نہین کر سکتا ہی - اور اگر فریق اجازت یافتہ و غیر اجازت یافتہ دونون ایک چیز کے لینے مین شریک ہوئے تو وہ انمین لینے والون کی تعداد پر تقسیم ہوگی پھر جسقدر اجازت یافتہ لینے والون کے حصہ مین آئی ہی اسمین سے پانچوان حصہ لیکر باقی انھین مین بحساب سہام غنیمت کے تقسیم کردیجائیگی چنانچہ اس فریق کے سب لوگ لینے والے اور غیر لینے والے اسمین سے حصہ رسد پاوینگے اور جو کچھ اس فریق کے حصہ مین ہی جو اجازت یافتہ نہین ہین وہ انکے لینے والون کے درمیان انھین کی تعداد پر تقسیم ہوگی اور اس فریق مین سے جو شخص لینے مین شریک نہ تھا اسکو کچھ نہ ملیگا اور اسمین سے پانچوان حصہ بھی نہین ہی - اور اگر فریق اجازت یافتہ و غیر اجازت یافتہ دونون مجتمع ہوگئے کہ انکے اجتماع سے انکو قوت منعت حاصل ہوگئی تو ایک جماعت نے جو کچھ غنیمت حاصل کی وہ ان سب کے درمیان بعد پانچوان حصہ نکالنے کے بحساب سہام غنیمت کے تقسیم ہوگی اور اسی طرح ہر گروہ نے قبل اکٹھا ہونے کے یا بعد اکٹھا ہونے کے جو کچھ حاصل کیا ہی دونون کا حکم یکسان ہی چنانچہ اسمین سے پانچوان حصہ نکال لیا جائیگا اور باقی ان سب کے درمیان بحساب سہام غنیمت کے تقسیم ہوگا - اور اگر وہ جماعت جو باجازت امام داخل ہوئی ہی اسکو قوت منعت حاصل ہی اور انھون نے غنائم حاصل کیے پھر ایسے ایک یا دو آدمی جنکو منعت نہین حاصل ہی بغیر اجازت امام کے دارالحرب مین چورون کی طرح داخل ہوئے اور لشکر مذکور کے غنائم حاصل کرنے کے بعد انسے ملگئے پھر اسکے بعد انھون نے غنائم حاصل کیے اور ایک دو جو بطور چورون کے داخل ہوے ہین انھون نے بھی لشکر سے ملنے سے پہلے غنیمت حاصل کی اور اسکے بعد بھی حاصل کی تو ان سب نے جو کچھ حاصل کیا ہی اسمین سے پانچوان حصہ نکالا جائیگا اور باقی انکے درمیان بحساب سہام غنیمت کے تقسیم ہوگا ولیکن جو غنیمت ان ایک دو کے ملنے سے پہلے اہل لشکر نے حاصل کی ہی اسمین اہل لشکر کے ساتھ یہ ایک دو آدمی جو بطور چورون کے داخل ہوئے ہین شریک نہ ہونگے مگر یہ ایک دو جو بطور چور کے داخل ہوئے ہین انھون نے جو کچھ حاصل کیا ہی اسمین اہل لشکر شریک ہونگے یہ سراج وہاج مین ہی - اور اگر امام نے غنائم کو تقسیم کردیا اور ہر حقدار کو اسکا حق دیدیا اور غنیمت مین سے کچھ خفیف باقی رہا کہ بسبب کثرت لشکر اور قلت اس چیز کے تقسیم نہین بن پڑتی ہی تو امام المسلمین اسکو مساکین پر صدقہ کردے اور اگر صدقہ نہ کی بلکہ مسلمانون کے لیے کسی وقت حاجت

وسختی کے واسطے بیت المال مین داخل کیا تو اسکو یہ بھی اختیار ہی - اور اگر اہل لشکر مین سے ایک قوم امیر لشکر کے پاس آئی
اور اُنھون نے کہا کہ ہمارے گھر دور ہین ہم یہان زیادہ نہین ٹھہر سکتے پس غنائم مین سے ہمارے حق ہمکو تخمینہ و انداز
سے دیدیجئے اور تمپر کوئی گناہ نہین ہی تم ہماری طرف سے حلت مین ہو پس امیر لشکر نے انکو اسی انداز سے دیدیا اور وہ چلے گئے
پھر جب باقیون کو اسی انداز سے انکا حصہ دیا تو جو لوگ چلے گئے تھے انکے حصے سے باقیون کا حصہ زیادہ پڑا تو امیر المسلمین
اسکو صدقہ نہ کریگا بلکہ ایکسال اسکو رکھ چھوڑیگا اور ان مسلمانون کو خبر کریگا اور یہ بقیہ مال بسبب انکے قول کے کہ تم حلت مین
ہو اس امیر کا نہین ہوجائیگا - اور اگر امیر نے یہ مال صدقہ کردیا پھر اُسکے حقدار آئے تو انکو اختیار ہوگا کہ اسکے مال سے اپنا
حق تاوان لین اور امیر اس تاوان کو بیت المال سے نہ لے سکیگا اور نہ خمس مین سے لے سکیگا - اور یہی حکم امام المسلمین کے
حق مین ہی کہ اگر امام المسلمین نے یعنی جو سب سے بڑا سردار مسلمانون کا ہی اُسنے بذات خود جہاد کیا اور اسطرح تقسیم غنیمت واقع ہوئی
اور اُسنے بقیہ کو صدقہ کردیا پھر اُسکے حقدار آئے تو اُنکو اختیار ہوگا کہ امام سے اس حق کا تاوان لین اور یہ تاوان اس امام
کے مال سے ہوگا کہ اسکو کہین سے اور کسی سے واپس نہین لے سکتا ہی جیسے امیر لشکر کی صورت مین مذکور ہوا ہی لیکن اگر امام
نے یہ مصلحت دیکھی کہ یہ مال مسکینون کو قرضہ دے اور قرضہ کے طور پر انمین تقسیم کردیا بسبب انکی حاجت کے پھر جب اسکے
حقدار آئے اور اُنھون نے صدقہ کی اجازت نہ دی تو امام انکو مالہای فقرا و مساکین مین سے اسیقدر دیدیگا - اور مشائخ
نے ذکر کیا کہ اس مقام پر تین نفر سردار ہین اول امام اکبر دوم امیر لشکر سوم صاحب مقاسم یعنی وہ شخص کہ جسکو تقسیم غنائم
کا کام سپرد کردیا گیا ہی پس صاحب مقاسم کو یہ اختیار ہی نہین ہی کہ زیادتی کو صدقہ کردے - اور امیر لشکر کو یہ اختیار ہی کہ زیادتی
کو صدقہ کردے مگر یہ اختیار نہین ہی کہ بیت المال فقرا و مساکین پر فقیر و مسکینون کو قرضہ دیدے اور امام اکبر کو یہ اختیار ہی کہ
زیادتی کو صدقہ کرے اور چاہے بیت المال مساکین پر مسکینون کو قرضہ دیدے - اور اگر ایک لشکر عظیم نے غنائم حاصل
کیے اور اسکو دار الاسلام مین نکال لائے اور وہ تقسیم نہین کیے گئے یہان تک کہ لوگ متفرق ہوکر اپنے اپنے گھر چلے گئے
اور انکے گھرون کا پتہ معلوم نہین ہی مگر بعضے اس لشکر مین سے رہگئے تو امام المسلمین ان باقیون کو انکے حصے دیدیگا اور
اور غائبون کے حصے رکھ چھوڑیگا پھر اگر ایک سال گذر گیا اور کوئی طالب حاضر نہ ہوا تو انکو صدقہ کردیگا - اور اگر غنائم
مین سے کسی شخص نے کوئی چیز بطور غلول لے لی اور اسکو نہ لایا یہان تک کہ غنائم تقسیم کردی گئین اور مستحقان غنائم
متفرق ہوگئے پھر اسکو لایا تو امام کو روا ہی کہ اسکے قول کی تصدیق کرے اور اس سے لیکر اسمین سے پانچوان حصہ نکال کر
فقیرون و مسکینون کو دیدے اور باقی کو رکھ چھوڑے یہان تک کہ اسکے مستحقین حاضر آوین اور جب اسکے مستحقون کے
آنے سے نا امید ہوجاوے تو اُسکو صدقہ کردے اور یہ بھی روا ہی کہ اُسکے قول کی تکذیب کرے اور جو کچھ لایا ہی اسمین سے پانچوان
حصہ اس سے لے اور باقی چار پانچوین حصے اسکے پاس چھوڑ دے کہ اسکا مواخذہ اسی پر رہے - اور اگر غلول کرنے والا
اُسکو امام کے پاس نہ لایا بلکہ اُسنے خود اس فعل سے توبہ کی تو اسکو رکھ چھوڑے اسوقت تک کہ اُسکے مستحق کے آنے کی امید رکھتا ہو
اور جب اسکی یہ امید منقطع ہوجاوے تو اسکو اختیار ہی چاہے صدقہ کردے مگر یہ بشرط ضمان ہوگا کہ اگر مستحق نے اسکے صدقہ کی
اجازت نہ دی تو یہ ضامن ہوگا ولیکن احسن وہی ہی کہ امام کو دیدے کذا فی المحیط **تیسری فصل تنفیل کے بیان مین** امام
اور امیر لشکر کو مستحب ہی کہ تنفیل کرے - اگر امام یا امیر لشکر نے تنفیل کی اور کسی کے واسطے غنیمت مین سے جو غازیوں کے ہاتھ
آگئی ہی کچھ قرار دیا تو ایسی تنفیل نہین جائز ہی اور تنفیل اسی مال کی جائز ہی جو ہنوز ہاتھ نہین آیا چنانچہ اگر امام نے کہا کہ جو

مگر ضامن رہیگا

شخص جو کچھ پاوے وہ اُسکی ہی پھر اُنمین سے کسی ایک سنے دار الحرب مین کوئی چیز پائی تو وہ خاصتہً اُسی کی ہوگی کہ اُسمین خمس یعنی پانچوان حصہ نہ ہوگا اور نہ اس مین کوئی دوسرا شارک ہوگا اور اگر وہ دار الحرب مین مر گیا تو جو کچھ اُسنے پایا ہی وہ اُسکی میراث ہوگا یعنی اُسکے وارثون کو جو دار الاسلام مین ہین ملیگا یہ فتاوی قاضی مین ہی۔ اور امام کو یہ نہ چاہیے کہ کل ماخوذ کی تنفیل کرے باین طور کہ لشکر سے کہے کہ جو کچھ تم حاصل کرو وہ تمھارا ہی۔ اور اگر امام دار الحرب مین لشکر کے ساتھ داخل ہوا اور کسی ٹکڑے لشکر پر کوئی امیر کر کے سریہ روانہ کیا اور اُسنے کہدیا کہ جو کچھ تم حاصل کرو وہ تمھارا ہی تو یہ جائز ہی اور اگر دار الاسلام سے اسطرح سریہ روانہ کیا اور اُنکے لیے کل غنیمت کی جو حاصل کرین تنفیل کر دی تو یہ نہین چاہیے اور دار الاسلام مین غنیمت احراز کر لینے کے بعد غنیمت مین سے تنفیل نہین کر سکتا ہی الا خمس یعنے پانچوین حصہ مین سے تنفیل ہوگی یہ کافی مین ہی اور بعد غنیمت حاصل ہونے سے قبل تقسیم کے بعض ایسے مجاہدین کے واسطے جنکو سختی و محنت زیادہ پہونچی تھی اپنے اجتہاد سے تنفیل کی پھر ایسے امام کے پاس مقدمہ پیش ہوا جو بعد حصول غنیمت کے تنفیل روا نہین جانتا ہی تو دوسرے امام کو یہ اختیار نہین ہی کہ جو اول نے کیا اُسکو توڑ دے۔ اور امام محمد رح نے فرمایا کہ قاتل اسباب مقتول کا بنفس القتل مستحق نہین ہوتا ہی تا وقتیکہ امام پہلے قتل کرنے سے اسکے واسطے تنفیل نہ کر دے یعنی یون کہدے کہ جس مجاہد نے کسی کافر کو قتل کیا تو اُسکا اسباب اسی قاتل کا ہی اور یہ ہمارے سب علماء کا مذہب ہی۔ اور اگر پانچوان حصہ نکال لینے کے بعد تنفیل کی باین طور کہ امام نے سریہ روانہ کیا اور اُسنے کہا کہ جو کچھ تم حاصل کرو اسمین سے بعد پانچوان حصہ نکال لینے کے تمھارے واسطے تہائی یا چوتھائی ہی پھر باقی مین تم لوگ لشکر کے شریک ہو تو یہ مطلقاً جائز ہی اسی طرح یہ بھی جائز ہی کہ امام نے کوئی سریہ روانہ کیا اور اُسنے کہا کہ جو کچھ تم حاصل کرو اسمین سے تمھارے واسطے تہائی ہی یا کہا کہ تمھارے واسطے چوتھائی ہی پھر باقی مین تم لوگ لشکر والون کے ساتھ شریک ہو پس یہ روا ہی اگرچہ اسمین خمس مین جو فقراء کا حق ہی انکے حق کا ابطال لازم آتا ہی کہ بعد خمس لینے کے تنفیل مابقی مین سے نہین کی ہی۔ پھر بعد اسکے دیکھا جائیگا کہ اگر انکے واسطے تہائی یا چوتھائی مطلقاً نفل کی ہو تو انکو تہائی یا چوتھائی تمام غنیمت مین سے پہلے دیدیگا پھر باقی مین سے پانچوان حصہ نکال کر باقی کو تمام لشکر پر تقسیم کریگا اسی طریقہ سے کہ جو تقسیم غنیمت مین مشروع ہی اور سریہ والے جنکو نفل مل چکی ان لوگون مین شامل ہونگے اور اگر اہل سریہ کے واسطے تہائی یا چوتھائی کی نفل بعد پانچوان حصہ نکال لینے کے دی ہو تو پہلے تمام غنیمت مین سے پانچوان حصہ نکال کر باقی مین سے اہل سریہ کو انکا حصہ نفل دیدیگا پھر باقی کو تمام لشکر پر مع اہل سریہ کے بحساب سہام غنیمت تقسیم کر دیگا۔ اور امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر امام نے اہل لشکر سے کہا کہ جو کچھ تم حاصل کرو اسمین سے پانچوان حصہ نکال لینے کے بعد باقی تم سب پر مساوی نفل ہی تو یہ باطل ہی یہ محیط مین ہی۔ اور جبکہ اسباب مقتول کا قاتل کے واسطے نفل نہ قرار دیا گیا تو وہ منجملہ غنیمت کے ہوگا کہ اسمین قاتل و غیر قاتل سب برابر ہونگے اور اسباب مقتول اُسکا گھوڑا ہی یا جو سواری ہو اور جو اسپر کپڑے و ہتھیار رہون اور جو مرکب پر کاٹھی و زین وغیرہ آلات ہون اور جو اسکا مال اسکے ساتھ گھوڑے پر اسکے حقیبہ یا کمر مین ہو مگر اُسکا غلام اور جو کچھ غلام کے ساتھ ہو اور غلام کی سواری کا جانور اور جو کچھ اس جانور پر ہی اور جو کچھ مقتول کے گھر مین ہی وہ اسباب مقتول مین داخل نہین ہی یہ کافی مین ہی۔ اور اگر امیر لشکر نے کہا کہ جس کسی نے کافر کو قتل کیا تو مقتول کا گھوڑا اُسی کا ہی پھر ایک نے ایک کافر کو پاپیادہ قتل کیا حالانکہ اس کافر کے ساتھ اسکا غلام اُسکا گھوڑا لیے اسکے پہلو مین ایک جانب دونون صفون کے درمیان کھڑا ہی تو یہ گھوڑا اس قاتل کا ہوگا اسواسطے کہ مقصود امام یہ ہی کہ ایسے کافر کو قتل کرے جو سوار ہو کر لڑنے پر قادر ہو اور

اس مقتول پر صادق ہی کہ وہ سوار ہوکر لڑنے پر قادر تھا بخلاف اسکے اگر اسکا غلام اسکا گھوڑا اُسکے پہلو مین ایک جانب لیے ہوئے نہ کھڑا ہوتا تو ایسا نہ ہوتا یہ تبیین مین ہی۔ پھر جاننا چاہیے کہ تنفیل سے صرف اسقدر ہوتا ہی کہ باقی مجاہدین کا حق اس مال نفل سے منقطع ہوجاتا ہی اور رہا یہ امر کہ جسکے واسطے نفل کردیا ہی اسکی ملک مین آجانا سو یہ جبھی ہوتا ہی کہ جب یہ مال دار الاسلام مین آجانے سے احراز مین ہوجاوے جیسے اور غنائم مین حکم ہی پس اگر امام نے لشکر سے کہا کہ جسنے کوئی باندی پائی وہ اُسی کی ہی پھر کسی مسلمان نے ایک باندی پائی اور اُسکا استبرا کر لیا اور ہنوز وہ دار الحرب مین ہی تو امام اعظم و امام ابو یوسف کے نزدیک اس باندی سے اُسکو وطی کرنا یا اسکو فروخت کر دینا روا نہین ہی یہ کافی مین ہی۔ اور امام کو نہ چاہیے کہ کافرون کی ہزیمت و اسلام کی فتح کے روز تنفیل کرے اور اسیطرح یہ بھی نہ چاہیے کہ قبل ہزیمت و فتح کے تنفیل مطلقاً کرے بدون استثنا روز ہزیمت و فتح کے یعنی یون کہے کہ جسنے جس کافر کو قتل کیا اسکا اسباب اسی کا ہی یا جسنے کوئی قیدی گرفتار کیا وہ اُسی کا ہی بلکہ یون کہنا چاہیے کہ جسنے جو کافر قتل کیا قبل ہزیمت کفار و فتح اسلام کے تو اُسکا اسباب قاتل ہی کا ہی۔ اور باوجود اسکے کہ یہ چاہیے نہین اگر امام نے اسطرح مطلقاً تنفیل کی کہ روز فتح کو استثنا نہ کیا تو تنفیل مذکور بروز فتح و ہزیمت بھی باقی رہیگی چنانچہ بروز فتح و ہزیمت جو غازی جس کافر کو قتل کریگا اسکا اسباب اسی غازی کا ہوگا یہ محیط مین ہی۔ امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر امام نے کہا کہ جس نے جس کافر کو قتل کیا اسکا اسباب اسی قاتل کا ہی پھر ایک غازی نے ایک کافر کو مجروح کیا اور دوسرے غازی نے اُسکو قتل کردیا پس اگر اول نے اس کافر کو ایسا مجروح کیا ہو کہ ایسے زخم سے زندہ نہین رہ سکتا ہی اور مجروح کو اتنی قوت نہین رہی ہی کہ قتل مین مدد کر سکے یا ہاتھ سے یا کلام مشورہ سے اہل کفر کو مدد دے سکے تو اُسکا اسباب پہلے غازی کا ہوگا اور اگر اول کے زخم سے یہ زندہ رہ سکتا ہو یا باوجود اس زخم کے اسمین ہاتھ یا کلام مشورہ سے مدد دینے کی قوت ہو تو اسکا اسباب دوسرے غازی کا ہوگا۔ پھر جاننا چاہیے کہ اگر امام نے تنفیل بعد خمس کی یعنی مثلاً یون کہا کہ جسنے کسی کافر کو قتل کیا تو پانچوان حصہ لینے کے بعد اسکا اسباب اسی قاتل کا ہی تو پانچوان حصہ اس اسباب مین سے لیا جائیگا اور اگر مطلقاً اسکے اسباب کو نفل کر دیا یعنی یون کہا کہ جسنے جس کافر کو قتل کیا اسکا اسباب اسی قاتل کا ہی تو اسصورت مین اسباب مین سے پانچوان حصہ نہ لیا جائیگا اور یہی ہمارے علما کا مذہب ہی یہ محیط مین ہی۔ اگر امیر نے لشکر سے دار الحرب مین جبکہ وہ بمقابلہ دشمن صف آراستھے کہا کہ جس نے جس دشمن کو قتل کیا اُسکا اسباب اسی قاتل کا ہی پھر امیر لشکر نے خود کسی کافر کو قتل کیا تو استحساناً مقتول کا اسباب امیر لشکر کا ہوگا اور اگر یون کہا کہ جس کافر کو مین نے قتل کیا تو اُسکا اسباب میرا ہی ہوگا تو اسطرح وہ اس اسباب کا مستحق نہوگا اور اگر امیر نے یون کہا کہ جسنے تم مین سے کسی کافر کو قتل کیا تو اسکا اسباب قاتل ہی کا ہی پھر امیر لشکر نے کسی کافر کو قتل کیا تو امیر کو کچھ نہ ملیگا اور اگر امیر نے کہا کہ جسکو مین نے قتل اُسکا اسباب میرا ہی ہی پھر کسی کو قتل نہ کیا یہان تک کہ کہا کہ تم مین سے جسنے کسی کو قتل کیا تو اسکا اسباب اسی قاتل کا ہی پھر امیر نے خود کسی کافر کو قتل کیا تو امیر کو اسکا اسباب ملیگا۔ اور اگر امیر نے لشکر سے کہا کہ اگر تم مین سے کسی مرد نے کسی کافر کو قتل کیا تو مقتول کا اسباب اسی کا ہی پھر دو آدمیون نے ایک کافر کو قتل کیا تو استحساناً اسکا اسباب ان دونون کا ہوگا اور اسیطرح اگر یون کہا کہ جسنے قتل کیا کسی کافر کو تو مقتول کا اسباب اُسی کا ہی تو بھی صورت مذکورہ مین مقتول کا اسباب ان دونون کا ہوگا اور اگر تین آدمیون نے ایک کو قتل کیا تو استحساناً انکے واسطے کچھ نہوگا قال المترجم یہ باسلوب عربیت ہی فی قولہ ان قتل رجل منکم تو او من قتل قتیلا اور ہماری زبان مین پس میرا گمان ہی کہ ہر صورت مین سوای ایک کے قاتل ہونے کے اس استحسان کے موافق اسباب کا استحقاق نہوگا واللہ تعالیٰ اعلم ۔ اور اگر امام نے کہا کہ جسنے جس کافر کو قتل کیا تو اسکا اسباب اسی کا ہی پھر ایک مسلمان نے ایک کافر کو تیر یا نیزہ مار کر اسکو گھوڑے سے گرا دیا اور

اپنے لشکر مین کھینچ لایا اور کافر مذکور یہان چند روز رہکر اس زخم سے مر گیا اور ہنوز مال غنیمت تقسیم نہین ہوا ہی تو اس مقتول کا اسباب اسکے
قاتل ہی کو ملیگا اور اگر کافر مذکور دارالاسلام مین اگر غنیمت تقسیم ہونے کے بعد مرگیا تو قاتل کو اس اسباب مین اپنی خصوصیت کچھ نہ ملیگا
اور اگر غازی نے اوسکو مجروح کیا اور مشرکون نے اس مجروح کو چھین لیا اور اپنے لشکر مین لے بھاگے اور غازی نے
اسکا اسباب لے لیا پھر اس غازی اور باقی غانمین مین اختلاف ہوا چنانچہ غازی نے کہا کہ مجروح مذکور قبل تقسیم غنیمت کے
مرگیا اور غانمین نے کہا کہ نہین بعد تقسیم غنیمت مرا ہی تو قول غانمین کا قبول ہوگا اور غازی کے گواہ ان لوگون پر قبول
نہ ہونگے الا آنکہ گواہ مسلمان ہون۔ اور اگر کوئی مرد غازی کسی کافر کو اسکے گھوڑے کی زین سے اٹھا لایا اور صف یا
لشکر کی طرف لاکر اسکو ذبح کر ڈالا تو اسکے اسباب مین سے اس غازی کے واسطے کچھ نہ ہوگا اور ایسا کرنا مکروہ ہی اور اگر
اسکو صف مین اٹھا لانے کے بعد اس سے قتال کرکے اسکو قتل کیا تو وہ مستحق اسباب ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر
امیر لشکر نے کہا کہ جسنے اکیلے تم مین سے کسی کافر کو قتل کیا وہ اسکے اسباب کا مستحق ہی پھر دو غازیون نے کسی کو قتل کیا تو اسکے
اسباب کے مستحق نہ ہونگے۔ اور نوادر ابن سماعہ مین امام ابو یوسف سے روایت ہی کہ اگر امیر نے کسی مسلمان سے کہا کہ اگر
تو نے اس کافر کو قتل کیا تو اسکا اسباب تیرے ہی واسطے ہی پس اس مسلمان اور ایک دوسرے مسلمان دونون نے اسکو قتل
کیا تو پورا سامان اسی مسلمان کو ملیگا اور دوسرے کے واسطے اسمین سے کچھ نہ ہوگا۔ اور منتقے مین مذکور ہی کہ اگر امام نے
دس مسلمانون سے کہا کہ اگر تم نے قتل کیا ان دس کو خاصۃً یا دس مسلمانون سے کہا کہ اگر تم نے فلان قریہ کے لوگون کو اسیر کیا
یا قتل کیا تو تمھارے واسطے چنین وچنان ہی یعنے کوئی غیر معین چیز کی تنفیل کی پھر ان لوگون کے ساتھ سوائے انکے اور
لوگ بھی شریک ہوگئے بدون اجازت امام المسلمین کے تو یہ سب کے سب مال غنیمت مین شریک ہونگے اور فرمایا کہ یہ صورت
مشابہ تنفیل شی معین کے نہین ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر امیر نے ایک غازی سے کہا کہ اگر تو نے ایک کافر کو قتل کیا تو تیرے واسطے
اسکا اسباب ہوگا پس اسنے دو کافرون کو قتل کیا تو اسکے واسطے خاصۃً اول مقتول کا اسباب ہوگا اور اگر امیر نے تمام
اہل لشکر سے کہا کہ اگر تم مین سے کسی مرد نے کسی کافر کو قتل کیا تو اسکے واسطے اسکا اسباب ہوگا پھر انمین سے ایک نے
دس کافرون کو قتل کیا تو ان سب کے اسباب کا مستحق ہوگا اور یہ استحسان ہی۔ اور اگر کسی مرد معین سے کہا کہ اگر تو نے کافر کو
قتل کیا تو تیرے واسطے اسکا اسباب ہی پس اسنے دو کافرون کو ساتھ ہی قتل کیا تو اسکے واسطے انمین سے ایک کا اسباب
ہی پس دونون مین سے ایک اسباب جسکو چاہے اختیار کرے اور اختیار کرنے کا کام اس قاتل کو سپرد ہوگا نہ امام کو کذا فی الظہیریہ
اور اسیطرح اگر امیر نے کہا کہ اگر تو نے کوئی قیدی حاصل کیا تو وہ تیرا ہوگا پس اسنے آگے پیچھے دو قیدی پکڑے تو
پہلا قیدی اسی کا ہوگا اور اگر اسنے ساتھ ہی دو قیدی پکڑے تو انمین سے ایک چھانٹ لینے کا اختیار اسی کو ہوگا۔ اور
اگر مشرکون کی صف مین سے دس مشرک نکلکر میدان مین قتال کرنے کو آئے اور مبارز طلب کیے پس امیر نے دس
مسلمانون سے کہا کہ انکی جانب نکلکر جاؤ اگر تم نے انکو قتل کیا تو انکے سامان تمھارے واسطے ہونگے پس یہ مسلمان نکلے
اور ہر مسلمان نے اپنے مقابل کو قتل کیا تو استحساناً ہر قاتل کے واسطے اپنے مقتول کا اسباب ہوگا۔ اور اگر انھون نے نو
مشرکون کو قتل کیا اور دسوان بھاگ گیا تو استحساناً انکے اسباب کے مستحق ہونگے یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر امیر نے کہا کہ جسنے
کافر کو قتل کیا تو اسکے واسطے اسباب ہی پھر ایک ذمی نے جو مسلمانون کے ساتھ ہوکر قتال کرتا تھا کسی کافر کو قتل کیا تو اسکے اسباب کا
مستحق ہوگا اور اسی طرح اگر کسی تاجر نے کسی کافر کو قتل کیا تو وہ بھی اسکے اسباب کا مستحق ہوگا خواہ قبل اسکے وہ قتال کرتا ہو

ف [illegible]

یا نہ کرتا ہو اور اسیطرح اگر مسلمان عورت یا ذمیہ عورت نے قتل کیا تو وہ بھی اپنے مقتول کے اسباب کی مستحق ہوگی۔ اور اسیطرح اگر غلام نے کسی کافر کو قتل کیا تو اسکے اسباب کا مستحق ہوگا خواہ وہ اسوقت تک مسلمانون کے ساتھ ہوکر قتال کرتا ہو یا نہ کرتا ہو بہر حال یہ لوگ اپنے مقتول کے اسباب کے مستحق ہونگے۔ اور اگر امیر نے کہا کہ جسنے کسی کافر کو قتل کیا اسکے واسطے اسکا اسباب ہے پس اس کلام کو بعضون نے سنا اور بعض دیگر نے نہ سنا پھر کسی نے ایک کافر کو قتل کیا تو مقتول کا اسباب اسکو ملیگا اگرچہ اسنے کلام امام کو نہ سنا ہو۔ اور اگر امام نے کوئی سریہ روانہ کیا اور اپنے اہل لشکر مین کہا کہ مین نے اس سریہ کیواسطے چہارم غنیمت نفل کردی حالانکہ اہل سریہ مین سے اسکو کسی نے نہ سنا تو استحساناً اہل سریہ کو نفل ملیگی اور اگر امیر نے کہا کہ جسنے قیدی پکڑا وہ اسی کا ہے پھر ایک نے دو یا تین قیدی پکڑے تو سب اسی کے ہونگے۔ اور اگر امیر نے کہا کہ جو شخص تم مین سے کچھ چیز لایا اسکے واسطے اس چیز مین سے تھوڑا ہوگا پھر ایک شخص کپڑے یا بردہ لایا تو حسبقدر اسمین سے امیر کی رای مین آوے اسکو دیدے کہ یہ اختیار امیر کے ہاتھ ہے۔ اور اگر امیر نے کہا کہ جسنے کوئی کافر قتل کیا اسکے واسطے اسکا اسباب ہوگا پس اسنے کسی اجیر کو جو مشرکون کا مزدور تھا اور انکے ساتھ ہوکر لڑتا نہ تھا قتل کیا یا انکے ساتھ کے تاجر کو یا غلام کو جو اپنے مولی کے ساتھ خدمت گذار تھا یا ایسے شخص کو جو نعوذ باللہ مرتد ہوکر دار الحرب مین چلا گیا تھا یا ایسے ذمی کو جو عہد توڑکر مشرکون حربیون کے ساتھ ملگیا تھا قتل کیا تو قاتل کو انکا اسباب ملیگا اور اگر اسنے کسی عورت مشرکہ کو قتل کیا پس اگر وہ قتال کرتی تھی تو اسکے اسباب کا مستحق ہوگا اور اگر قتال نہ کرتی تھی تو اسکا اسباب قاتل کو نہ ملیگا اور اگر ایسے طفل کو جو ہنوز بالغ نہین ہوا ہے قتل کیا تو اسباب نہ پاویگا اور اگر حربیون مین سے کسی مریض یا مجروح کو قتل کیا تو اسکے اسباب کا مستحق ہوگا خواہ اس مریض یا مجروح کو استطاعت قتال ہو یا نہ ہو۔ اور اگر بڈھے پھوس کو قتل کیا جس سے خود قتال کرنے یا رای دینے کا وہم نہین ہوتا ہے اور نہ اس سے نسل کی امید ہے تو اسکے اسباب کا مستحق نہوگا یہ ظہیریہ مین ہے۔ اور اگر امیر نے کہا کہ جسنے کسی بطریق[ل] کو قتل کیا تو اسکا اسباب اسی قاتل کا ہے پھر بطریقون مین سے نہین بلکہ اور کافرون مین سے ایک کو قتل کیا تو اسکے اسباب کا مستحق نہوگا اور اگر کہا کہ جسنے ادھیڑ کو قتل کیا اسکا اسباب اسکے قاتل کا ہے پس اسنے جوان کو قتل کیا تو اسکے اسباب کا مستحق ہوگا اور اگر امیر نے کہا کہ جو جوان قتل کرے پھر اسنے بوڑھے کو قتل کیا تو اسباب کا مستحق نہوگا۔ اور اگر امیر نے کہا کہ جو اسیر کو لایا اسکے واسطے اسقدر نفل ہے پھر ایک شخص وصیف کو پکڑ لایا تو اسکے واسطے کچھ نہ ہوگا اسواسطے کہ اسیر اسم بالغ مذکر کا ہے اور وصیف اسم صغیر کا ہے پس اسنے جنس مین اختلاف کیا اور اسی طرح اگر اسنے کہا کہ جو وصیف لاوے اسکے واسطے اسقدر ہے پھر ایک شخص اسیر یعنے بالغ مذکر کو یا دو دو بیٹے ہوئے کو گرفتار کرکے لایا تو کچھ مستحق نہ ہوگا اسواسطے کہ اسنے جنس مین خلاف کیا۔ اور اگر امیر نے کہا کہ جسنے مشرکین کے صعلوکون مین سے کسی صعلوک[ل] کو قتل کیا تو اسکے واسطے اسکا اسباب ہوگا پھر کسی غازی نے ایک بطریق کو قتل کیا تو اسکے اسباب کا مستحق نہ ہوگا اسواسطے کہ بطریق کے اسباب کی قیمت بنسبت اسباب صعلوک کے زیادہ ہوتی ہے اور اگر کہا کہ جو شخص ہزار درم غنیمت لایا اسکے واسطے اسقدر ہے پھر ایک شخص ہزار دینار لایا تو کچھ مستحق نہ ہوگا اسواسطے کہ خلاف جنس لایا ہے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر لشکر اسلام دار الحرب مین داخل ہوا اور قبل ازانکہ قتال کی نوبت پہونچے امیر لشکر نے کہا کہ جسنے کسی کافر کو قتل کیا اسکے واسطے اسکا اسباب ہوگا تو یہ حکم تنفیل کا ہر قتیل کے حق مین جسکو دار الحرب مین رہتے اسی جہاد مین قتل کرین برابر جاری رہیگا یہانتک کہ یہ لوگ دار الاسلام مین واپس آوین اور اگر اسی روز باہم مسلمانون و مشرکون کے درمیان لڑائی ہوئی اور کوئی فریق دوسرے سے منہزم نہوا حتی کہ پھر دوسرے روز لڑائی ہوئی اور کسی مسلمان نے کسی کافر کو قتل کیا تو اسکے اسباب کا مستحق ہوگا اسواسطے کہ جنگ اول باقی ہے تو تنفیل بھی باقی رہیگی اور

[ل] بطریق یعنی سردار لشکر ... ۱۲

[ل] صعلوک درویش و فقیر ۱۲

اگر کافرون نے شکست کھائی اور مسلمانون نے انکا پیچھا کیا تو حکم تنفیل مذکور باقی رہیگا اور اسی طرح اگر کافران حربی شکست کھاکر بھاگے اور اپنے قلعون مین داخل ہوئے اور مسلمان انکے تعاقب مین ہین ہنوز واپس نہین ہوئے ہے کہ کافرون نے اپنے قلعون مین قرار پکڑا اور مسلمانون نے انکا محاصرہ کرلیا اور برابر لڑائی جاری ہی تو تنفیل مذکور کا حکم برابر باقی رہیگا اور اگر کافران حربی نے شکست کھاکر اپنے شہرون و قلعون مین پناہ لی اور مسلمانون نے انکا پیچھا نہ کیا پھر مسلمان لوگ ان شہرون و قلعون مین سے کسی شہر یا قلعہ کی طرف گذرے اور انکا محاصرہ کیا پھر کسی مسلمان نے کسی ایسے کافر کو قتل کیا جو شکست کھاکر یہان پناہ گزین ہوا ہی تو اسکے اسباب کا مستحق نہ ہوگا اور اسی طرح اگر مسلمانون نے منہزم شدہ کافرون کا پیچھا کیا اور راہ مین ایک قلعہ کی طرف گذر ہوا جسمین سوائے ان منہزم شدہ کافرون کے جنکا تعاقب کیا ہی ایک جماعت کفار با قوت منعت ہی پھر انمین سے کسی کافر کو کسی مسلمان نے قتل کیا تو اسکے اسباب کا مستحق نہ ہوگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر کوئی بطریق قتل کیا گیا پس امیر نے کہا کہ جو شخص اسکا سر لاوے اسکے واسطے اسقدر نفل ہی پس اگر یہ بطریق مقتول و اسکا سر ایسے مقام پر ہو کہ اسپر قدرت نہین ہوسکتی ہی الا بقتال و خوف تو سر لانے والا مستحق نفل ہوگا اور اگر ایسے مقام پر ہو کہ بغیر قتال و خوف کے اسکا سر حاصل ہوسکتا ہی تو لانے والا کچھ مستحق نہ ہوگا اور اگر امیر نے معین چند لوگون سے کہا ہو کہ جو شخص تم مین سے اسکا سر لاوے اسکے واسطے اسقدر ہی تو یہ تنفیل نہین بلکہ اجارہ فاسدہ ہی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر مسلمانون و کافرون نے قتال کے واسطے صف بندی کی اور اسوقت مین امیر لشکر نے مسلمانون سے کہا کہ جو شخص کسی کافر کا سر لایا اسکے واسطے غنیمت مین سے پانچ سو درم ہین تو یہ مردون کے سرون پر ہوگی نہ لڑکون کے سرون پر چنانچہ جو شخص کسی مرد کافر کا سر لایا وہ مستحق پانچ سو درم کا ہوگا ورنہ نہین اور بخلاف اسکے اگر ایسی حالت مین کہ کفار شکست کھاکر بھاگ گئے اور لڑائی تھم گئی ہی امیر لشکر نے کسی سے زبان عربی مین کہا کہ من جاء برأس فلہ کذا یعنی جو کوئی راس لایا یعنی سر لایا اسکے واسطے پانچ سو درم ہین تو یہ قیدیون پر ہوگی نہ مردون کے سر کاٹ لانے پر۔ اور اگر زید ایک مرد کافر کا سر لایا اور کہا کہ مین نے اسکو قتل کیا ہی اور اسکا سر لایا ہون اور عمرو نے کہا کہ مین نے اسکو قتل کیا مگر اسکا سر اس زید نے لے لیا تو جو شخص اس مقتول کا سر لایا ہی وہی پانچ سو درم کا مستحق ہوگا اور اسی کا قول قسم سے کہ مین نے اسکو قتل کیا ہی قبول ہوگا اور دوسرے پر اپنے دعوی کے گواہ لانا لازم ہین چنانچہ اگر اسنے مسلمان گواہ پیش کیے کہ اسی نے اسکو قتل کیا ہی تو اسی کے واسطے پانچ سو درم کا حکم دیا جائیگا اور اگر ایک شخص ایک سر لایا اور مسلمانون مین سے ایک نے کہا کہ یہ سر دشمنون مین سے ایک شخص کا ہی جو مر گیا تھا اور اسنے اسکا سر کاٹ لیا اور جو شخص سر لایا ہی وہ کہتا ہی کہ مین نے اسکو قتل کیا ہی تو قول اسی کا قبول ہوگا جو سر لایا ہی ولیکن اس سے قسم لیجائیگی۔ اور یہ اسوقت ہی کہ یہ معلوم ہو کہ یہ سر کسی مشرک کا سر ہی اور اگر شک پیدا ہوگیا کہ یہ مسلمان کا سر ہی یا مشرک کا سر ہی اور معلوم نہین ہوتا ہی تو علامت سے شناخت کیجاوے پس اگر اسپر علامت مشرکان ہو مثلاً اسکے بال کترے ہوے ہون تو وہ مستحق نفل ہوگا اور اگر اسپر علامت اسلام ہو مثلاً داڑھی مین خضاب سرخ ہو تو وہ مستحق نفل نہوگا اور اگر اسطرح بھی شناخت نہین ہوسکتی اور اشتباہ موجود رہا یہ نہ کھلا کہ مسلمان کا سر ہی یا کافر کا تو لانے والا مستحق نفل نہ ہوگا اور اگر زید ایک سر لایا کہتا ہی کہ مین نے اسکو قتل کیا ہی اور اسکے ساتھ عمرو ہی وہ کہتا ہی کہ اسکو مین نے ہی قتل کیا ہی اور زید سے قسم طلب کی پس زید نے قسم سے نکول کیا تو قیاساً دونون مین سے کوئی مستحق نفل نہ ہوگا اور استحساناً عمرو کو مال نفل دیا جائیگا۔ اور اگر دو آدمی ایک سر لائے کہتے ہین کہ ہم دونون نے اسکو قتل کیا ہی اور سر مذکور دونون کے قبضہ مین ہی

تو مال نفل ان دونون کے درمیان تقسیم کیا جائیگا اور اسی طرح اگر تین آدمی یا زیادہ ہون تو بھی یہی حکم ہی یہ محیط مین ہی - اور اگر امیر لشکر نے کہا کہ جو اس شہر کے دروازہ سے یا اس قلعہ کے دروازہ سے یا اس مطمورہ کے دروازہ کسے داخل ہو اسکے واسطے ہزار درم ہین پھر مسلمانون مین سے ایک قوم ہجوم کر کے ایکبارگی اسمین داخل ہو گئی پھر آگے اُسکا ایک دوسرا دروازہ نہ نظر آیا تو ان لوگون کے واسطے نفل کا استحقاق ہوگا اور انمین سے ہر ایک ہزار درم کا مستحق ہوگا بخلاف اسکے اگر امیر نے کہا کہ جو اسمین داخل ہوا اُسکے واسطے چہارم غنیمت ہی پھر دس آدمی ایکبارگی داخل ہوے تو انکے واسطے فقط ایک چوتھائی غنیمت ملیگی جسمین سب شریک ہونگے اور اگر ایک داخل ہوا پھر دوسرا داخل ہوا تو برابر ایسے سب داخل ہونے والے اس مقدار نفل مین شریک ہوتے جاوینگے یہان تک کہ دشمن ملتجی ہووے - اور اگر امیر لشکر نے کہا کہ جو دروازہ مطمورہ مین داخل ہوا اُسکے واسطے اس مطمورہ کا بطریق ہی یعنی بطریق مذکور اسکو دیا جائیگا پھر ایک جماعت داخل ہوئی تو انکے واسطے فقط یہی بطریق ہوگا بخلاف اسکے اگر امیر نے مطلقاً کہا کہ اسکے واسطے بطریق ہی پھر چند لوگ داخل ہوئے تو ہر ایک کو ایک ایک بطریق علیحدہ علیحدہ ملیگا اور اگر قلعہ کے اندر فقط تین بطریق پائے گئے تو ان لوگون کے واسطے یہی تین بطریق ہونگے اور کچھ نہ ملیگا بخلاف اسکے اگر کہا کہ جو شخص اسمین داخل ہوا پس واسطے اسکے ایک باندی ہی پھر لوگ داخل ہوے اور قلعہ فتح ہونے پر دیکھا گیا کہ اسمین فقط دو یا تین باندیان تھین تو ہر ایک داخل ہونے والے کے واسطے اوسط درجہ کی باندی کی قیمت ہوگی اسواسطے کہ یہ کہنا کہ اسکے واسطے ایک باندی ہی اسکے یہ معنی ہین کہ اسکے واسطے اوسط درجہ کی باندی کی قیمت ہوگی اور اگر یون کہا کہ تو اسکے واسطے انکی باندیون مین سے ایک باندی ہوگی پھر دیکھا گیا تو اسمین فقط دو یا تین باندیان تھین تو مثل مذکورۂ سابق ان سب داخل ہونے والون کو یہی باندیان ملینگی اور کچھ نہ ملیگا - اور اگر امام نے کہا کہ جو اسمین داخل ہوا اسکے واسطے ہزار درم ہین پس کچھ لوگ جانب دروازہ سے داخل ہوئے اور کچھ لوگ چھت کی طرف سے اسطرح اُترے کہ اورون نے انکو انکی اجازت سے لٹکا کر اُتار دیا پس ان سب نے قلعہ مذکور فتح کر لیا تو یہ لوگ مال کے مستحق ہونگے یعنی ہر ایک ہزار درم کا مستحق ہوگا مگر یہ حکم اسوقت ہی کہ لٹک کر ایسی جگہ پہونچگئے ہون کہ اہل قلعہ سے مقابلہ کر سکتے ہون اور اگر ایسی جگہ ہون کہ مقابلہ نہین کر سکتے مثلاً دیوار سے ایک ہاتھ یا دو ہاتھ لٹکے ہوئے ہون تو یہ لوگ نفل کے مستحق نہ ہونگے اور اگر لٹکانے والون نے انکو لٹکایا تھا کہ جب بیچ تک پہونچے تو رسی ٹوٹ گئی اور یہ لوگ قلعہ مین گر پڑے تو ایسی صورت مین بھی مستحق نفل ہونگے - اور اگر امیر نے کہا کہ جو اول داخل ہو اسکے واسطے تین راس بردے ہین اور جو دوم داخل ہو اُسکے واسطے دو راس اور جو سوم داخل ہو اسکے واسطے ایک راس ہی پس ایک داخل ہوا پھر ایک اور داخل ہوا تو ہر ایک اُسی قدر کا مستحق ہوگا جو اسکے واسطے بیان کر دیا ہی اور اسیطرح اگر کہا کہ تم مین جو داخل ہو اسکے واسطے تین راس بردے ہین اور دوم کے واسطے دو راس اور سوم کے واسطے ایک راس ہی تو بھی یہی حکم ہی اور اگر تینون ساتھ ہی داخل ہوے تو اول و ثانی کی نفل باطل ہو گئی اور ثالث کی نفل مین یہ لوگ سب مشترک ہونگے اور اگر اول مرتبہ دو ایک ساتھ داخل ہوئے تو اول کی نفل باطل ہوئی اور دوم کی نفل مین یہ دونون شریک ہونگے - اور اگر کسی مرد سے کہا کہ اگر تو اولاً داخل ہوا تو مین تجھے کچھ یا نہ دونگا اور اگر تو دوبارہ داخل ہوا تو تیرے واسطے دو راس بردے ہین پھر وہ اولاً داخل ہوا تو قیاساً اُسکے واسطے کچھ نہین ہی مگر استحساناً وہ نفل مشروط یعنی دو بردے کا مستحق ہوگا "یعنے مین تجھکو کچھ نفل نہ دونگا" اور اگر اس سے پہلے ایسی گفتگو نہ ہوئی ہو تو وہ کچھ مستحق نہ ہوگا - اور اگر امیر نے تین شخصون معین سے کہا کہ جو تم مین سے اس قلعہ کے دروازہ سے اولاً داخل ہوا اسکے واسطے تین راس بردے ہین اور دوم کے واسطے دو راس اور سوم کے واسطے ایک راس ہی پھر ان تینون مین سے

ایک مرد اس قلعہ کے دروازہ سے داخل ہوا حالانکہ اسکے ساتھ مسلمانون مین سے ایک جماعت ہی تو تین بردے اسی کے واسطے ہونگے اسواسطے کہ امیر نے ان تین کی طرف اس تنفیل مین اضافت کردی ہی چنانچہ یہ کہدیا کہ تم مین سے پس مراد اسکی اول سے یہ ہوئی کہ تم مین سے جو اول داخل ہو خواہ تنہا یا عام کے ساتھ۔ آیا تو نہین دیکھتا ہی کہ اگر امیر نے یون کہا کہ آدمیون مین سے جو اول داخل ہو پھر ایک مرد داخل ہوا اور اسکے ساتھ چند بہائم گھس گئے یا کہا کہ مردون مین سے جو اول داخل ہو پھر ایک مرد داخل ہوا اور اسکے ساتھ چند عورتین گھس گئین تو یہ اول داخل ہونے والا مستحق نفل مشروط ہوتا ہی پس ایسا ہی صورت مذکورہ مین بھی ہی۔ اور اگر امیر نے تینون سے یون کہا کہ تم مین سے جو شخص کہ لوگون سے قبل اولا داخل ہوا تو اسکے واسطے اسقدر نفل ہی پھر انمین ایک داخل ہوا اور اسکے ساتھ دوسرا شخص بھی انھین تین مین سے یا اور لوگون مسلمان یا کافرون مین سے داخل ہوا تو اسکے واسطے کچھ استحقاق نہ ہوگا۔ اور اگر امیر نے کہا کہ مسلمانون مین سے جو شخص اولا اس قلعہ مین داخل ہوا اسکے واسطے تین بردے ہین پھر اس قلعہ مین سب پہلے ایک ذمی داخل ہوا پھر ایک مسلمان داخل ہوا تو وہ نفل مذکور کا مستحق ہوگا بخلاف اسکے اگر کہا کہ لوگون مین جو شخص اولا اسمین داخل ہوا اسکے واسطے تین بردے ہین پھر ایک ذمی پہلے داخل ہوا پھر ایک مسلمان داخل ہوا تو مسلمان مذکور مستحق نفل نہوگا۔ اور اگر امیر نے کہا کہ کل جو شخص کہ تم مین سے اولا اس قلعہ مین داخل ہوا اسکے واسطے ایک بردہ ہی پھر پانچ آدمی ایک ساتھ داخل ہوئے تو ہر ایک داخل ہونے والا ایک راس کا مستحق ہوگا بخلاف اسکے اگر یون کہا کہ جو داخل ہوا یا کوئی مرد کہ داخل ہوا تو یہ حکم نہین ہی اسواسطے کہ یہ کلمہ ایک فرد کے واسطے ہی۔ اور اگر امیر نے کہا کہ جو شخص تم مین پانچوان داخل ہوا اسکے واسطے ایک راس ہی پھر پانچ آدمی ایک ساتھ داخل ہوئے تو انمین ہر ایک داخل ہونے والا پانچوین کی نفل کا مستحق ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر امیر نے کہا کہ جسنے سونا پایا وہ اسکا ہی یا کہا کہ جسنے چاندی پائی وہ اسکی ہی پھر ایک شخص نے تلوار جسمین چاندی یا سونے کا حلیہ ہی پائی تو یہ حلیہ اسکا ہوگا اور تلوار غنیمت مین ہوگی پس دیکھا جائیگا کہ اگر حلیہ الگ کرنے مین ضرر فاحش نہ ہو تو تلوار مین سے الگ کرکے اس شخص کو دیا جائیگا اور اگر حلیہ الگ کرنے مین ضرر فاحش ہو تو قیمت حلیہ اور قیمت شمشیر پر نظر کیجائیگی پس اگر حلیہ کی قیمت زیادہ ہو تو اس شخص کو اختیار دیا جائیگا کہ چاہے تلوار کی قیمت دیکر تلوار مع حلیہ یعنی اسی طرح محلی لے لے اور اگر تلوار کی قیمت زیادہ ہو تو امام کو اختیار ہوگا چاہے اس شخص کو حلیہ کی قیمت جنس حلیہ کے خلاف نقد سے جو ساختہ ہو دیدے یعنی اگر حلیہ چاندی کا ہی تو دیناردن سے اسکی قیمت یا سونے کا ہی تو درمون سے اسکی قیمت دیدے اور تلوار مع حلیہ کے غنیمت مین داخل کردے اور چاہے حلیہ اسکے پاس چھوڑ دے اور اگر دونون مین سے کسی نے نہ لی تو تلوار فروخت کردیجائیگی اور اسکا ثمن اس تلوار کے پھل اور حلیہ کی قیمت پر تقسیم کیا جائیگا پس ثمن مین سے جو حصہ قیمت حلیہ کے پڑتے مین پڑے وہ اس شخص کا ہوگا جسکے واسطے نفل کی گئی تھی اور باقی داخل غنیمت ہوگا۔ اور کتاب مین یہ مذکور نہین ہی کہ اگر تلوار کی اور حلیہ کی قیمت مساوی ہو تو کیا حکم ہی اور مشائخ نے فرمایا کہ اس صورت مین امام کو اختیار حاصل ہونا چاہیے یہ محیط مین ہی۔ اور اگر سرج مفضض یا لگام مفضض یا جلد بندھی ہوئی مفضض جسمین وہ اپنی کتابین لکھتے تھے ایسے شخص نے پائی جسکی نسبت امام نے سونا و چاندی نفل کردی ہی تو اسکو فقط چاندی ملیگی اور اصل شی داخل غنیمت ہوگی اور اسی طرح اگر سونے یا چاندی کا زیور جسمین نگینے جڑے ہین یا انگوٹھی جسپر نگینہ ہی پائی تو زیور اسکا ہوگا اور اسمین سے سب نگینہ نکال کر غنیمت مین داخل کیے جاوینگے۔ اور اگر ایسے کواڑ پائے جسمین چاندی کی کیلین اسطرح جڑی ہین کہ اگر انسے جدا کیجاوین تو دروازہ تباہ ہوجاوے حتے کہ دروازہ نہ باقی رہے تو ایسی حالت مین اسکو کچھ نہ ملیگا اور اسی طرح اگر زین مین اسطرح کی کیلین جڑی ہون یا اسپر ایک یا دو ٹکیان

اسطرح ہون کہ اُکھاڑ لینے کی صورت مین زین نہین رہتی ہی تباہ ہوئی جاتی ہی توبھی اسکو کچھ نہ ملیگا- اور اگر اسنے مشرکون مین سے کوئی شخص گرفتار کیا جسنے اپنے دانت سونے سے باندھے تھے تو اسکو یہ سونا نہ ملیگا بخلاف اسکے اگر اسنے اپنی ناک سونے کی بنوا کر لگائی ہو تو اسکو یہ ناک ملیگی- اور اگر امیر نے کہا کہ جسنے زیور پایا وہ اُسی کا ہی پھر ایک نے کافرون کے بادشاہ کا تاج پایا تو یہ اُسکا نہوگا بخلاف اسکے اگر تاج ایسا ہی زنانہ زیور مین سے ہو تو اسکا ہوگا اور اگر اسنے موتی یا یاقوت یا زمرد پایا جسمین کچھ سونا نہین ہی تو امام اعظم کے نزدیک اُسکو کچھ نہ ملیگا اور صاحبین کے نزدیک یہ اُسی کے ہونگے- اور اگر امیر نے کہا کہ جسنے لوہا پایا وہ اُسی کا ہی اور جسنے سوای اسکے اور کچھ پایا تو اسکو اُسکا نصف ہی تو لوہا سب اسی کو ملیگا خواہ تیر ہو یا برتن یا ہتھیار وغیرہ اور رہا جفن تلوار و چھری سو اسمین سے نصف اُسکا ہوگا کیونکہ وہ غیر حدید ہی اور اگر کہا کہ جسنے سونا یا چاندی پائی وہ اُسی کی ہی پھر ایک نے سونے کی بافت کا کپڑا پایا پس اگر سونا اُسکا تار ہو تو اسکو کچھ نہ ملیگا یہ محیط سرخسی مین ہی- اور اگر امیر نے اہل لشکر سے کہا کہ جسنے تم مین سے سونا پایا تو اسمین سے اُسکے واسطے اسقدر ہی تو اس تنفیل کی تحت مین دراہم مضروبہ سونے کا زیور و تبر سب داخل ہونگے اور اسی طرح اگر کہا کہ جسنے چاندی پائی تو تنفیل کے تحت مین دراہم مضروبہ و چاندی کا زیور و چاندی کا تبر سب داخل ہونگے یہ محیط مین ہی- اور اگر کہا کہ جسنے قز پائی وہ اسی کی ہی پھر ایک شخص نے قبا یا جبہ پایا جسکی تہ مین قز بھری ہی تو اسکے واسطے کچھ نہ ہوگا اور اگر کہا کہ جسنے قز کا کپڑا پایا وہ اُسی کا ہی پھر ایک شخص نے ایک جبہ پایا جسکا استر قز کا اور ابرہ اور کپڑا ہی تو اُسکو قز کا کپڑا ملیگا اور دوسرا کپڑا داخل غنیمت ہوگا پس یہ جبہ فروخت کر دیا جائیگا اور اسکا ثمن اسکے استر کی قیمت اور باقی کی قیمت پر تقسیم کیا جائیگا چنانچہ جسقدر بمقابلہ قیمت استر ہو وہ اُس شخص کو دیدیا جائیگا اور باقی داخل غنیمت ہوگا اور اگر کہا کہ جسنے جبہ حریر پایا وہ اُسی کا ہی پھر ایک نے جبہ پایا جسکا ابرہ یا استر حریر ہی پس اگر اسکا ابرہ حریر ہو تو پورا جبہ اُسی کا ہوگا اور اگر استر حریر ہو تو اسکے واسطے اسمین سے کچھ نہ ہوگا اور اگر کہا کہ جسنے جبہ خز پایا وہ اُسی کا ہی پھر ایک نے ایک جبہ پایا جسکا ابرہ خز ہی اور استر سمور یا قز تو کچھ نہ ملیگا اسواسطے کہ جبہ کی نسبت سمور یا فنک کی طرف ہوتی ہی نہ خز کی طرف یعنی سمور کا جبہ کہلائیگا خز کا نہ کہلائیگا اور اگر کہا کہ جسنے خز کا کپڑا پایا وہ اسی کا ہی پھر ایک نے جبہ خز پایا کہ اسکا استر سمور یا فنک ہی تو اسمین فقط ابرہ اُسکا ہوگا اور اگر کہا کہ جسنے فنک پایا وہ اُسی کا ہی پھر ایک نے جبہ خز پایا جسکا استر فنک ہی تو استر اُسی کا ہوگا اسواسطے کہ استر کپڑا کہلاتا ہی- اور اگر معین کر کے کہا کہ جسنے یہ جبہ خز پایا وہ اسی کا ہی پھر ایک نے اسکو پایا پھر دیکھا گیا تو اُسکا استر فنک وغیرہ کسی دوسرے کپڑے کا ہی تو پورا جبہ اُسی کا ہوگا- اور اگر کہا کہ جسنے تم مین سے قباے خز یا قباے سمور پائی وہ اُسی کی ہی پھر ایک نے اس صنف کی قبا دہری پائی جسکا استر خز نہین ہی یا سموری نہین ہی تو اسکو فقط ابرہ ملیگا- اور اگر کہا کہ جو جزرہ لایا وہ اُسی کے واسطے ہی پھر ایک جزور گای یا بیل لایا تو اسکو کچھ نہ ملیگا اور اگر کہا کہ جو جزور لایا وہ اُسی کے واسطے ہی پھر ایک شخص ناقہ یا اونٹ لایا تو اُسی کے واسطے ہوگا اور اگر کہا کہ جو شخص بقرہ لایا وہ اسی کیواسطے ہی پھر ایک شخص بھینس لایا تو اسکے واسطے کچھ نہ ہوگا اور اگر کہا کہ جو شخص کبش لایا وہ اُسی کے واسطے ہی پھر ایک شخص نعجہ یا معز لایا تو اسکو کچھ نہ ملیگا یہ محیط سرخسی مین ہی- اور اگر کہا کہ جسنے بز حاصل کیا تو یہ لفظ روئی کے اور کتان کے کپڑون پر ہوگا ایسا ہی امام محمد رحمہ نے سیر کبیر مین ذکر فرمایا ہی- اور مشائخ نے کہا کہ یہ اہل کوفہ کے عرف پر ہی کیونکہ اہل کوفہ کے عرف مین بز کا لفظ روئی و کتان کے کپڑے پر واقع ہوتا ہی اور انکا بیچنے والا بزاز کہلاتا ہی اور ہمارے دیار کے عرف مین بز کا لفظ روئی و کتان پر واقع نہین ہوتا ہی اور انکا بائع بزاز نہین کہلاتا ہی بلکہ کرباسی کہلاتا ہی اور ہمارے عرف مین

بز کا لفظ ریشمی کپڑون پر واقع ہوتا ہی اور اسی کے بلخ کو بناز بولتے ہین قال المترجم ہمارے عرف مین بزاز ہر قسم کے کپڑے
فروخت کرنے والے کو کہتے ہین کچھ خصوصیت ریشمی و روئی و کتان کی نہین ہی اور لفظ بز کا استعمال بطور عرف نہین ہی اور
ثوب کا اطلاق شامل ہی دیباج کو و برسون کو یعنی سندس و قز و کساء اور اسکے مانند کو اور نہین شامل ہی فرش و ٹاٹ و پردہ
وغیرہ کے مانند کو اور اس لفظ کے تحت مین ٹوپی و عمامہ داخل نہین ہی۔ اور لفظ متاع کا اطلاق کپڑون و قمیص و فرش
و پردون پر ہوتا ہی پس اگر ثوب کی نفل کر دی اور اسنے امین سے کوئی چیز پائی تو اسکا مستحق ہوگا اور اگر ظروف و
چھاگلین و قمقمے و پتیلیان تانبے یا پیتل کے پائین تو اسکو کچھ نہ ملیگا۔ اور اگر امیر لشکر اسلام نے دار الحرب مین داخل ہونے کا قصد
کیا اور اسنے دیکھا کہ مسلمانون کے پاس زرہین کم ہین حالانکہ انکو اپنے قتال مین اسکی ضرورت ہی پس اسنے کہا کہ جو شخص زرہ
کے ساتھ داخل ہوا اُسکے واسطے غنیمت مین سے اسقدر نفل ہی یا کہا کہ اسکے واسطے مثل حصہ غنیمت کے حصہ ہی تو اسمین کچھ
مضائقہ نہین ہی اور اسی طرح اگر کہا کہ جو شخص دو زرہ کے ساتھ داخل ہوا اُسکے واسطے اسقدر ہی تو اسمین بھی کچھ مضائقہ نہین
ہی۔ اور اگر کہا کہ جو شخص تین زرہون کے ساتھ داخل ہوا اسکے واسطے تین سو ہین اور جو چار زرہون کے ساتھ داخل ہوا اسکے
واسطے چار سو ہین تو امین سے دو زرہون کی نفل جائز ہی اور اس سے زیادہ جو کچھ ہی اسکی نفل نہین روا ہی یعنی ابتدا سے
منعقد ہی نہ ہوگی اور امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر تین زرہون کا پہننا ممکن ہی اور انکو پہنکر قتال کر سکتا ہی اور اسمین مسلمانون کے
حق مین کچھ زیادہ نفع ہی تو تین کے ساتھ بھی نفل جائز ہوگی۔ اور اگر امیر نے کہا کہ جو شخص گھوڑے کے ساتھ داخل ہوا اسکے
واسطے اسقدر ہی تو ایسی تنفیل نہین روا ہی بخلاف اسکے اگر کہا کہ جو شخص زرہون کے ساتھ داخل ہوا اسکے واسطے اسقدر ہی
کہ یہ جائز ہی۔ اور تلوارین نیزون و ڈھالون کے ساتھ داخل ہونے کی صورت ذکر کرکے جواب دیا کہ اسکی تنفیل بھی جائز ہی اور
اسی طرح اگر امیر نے گھوڑے سوارون سے کہا کہ جو شخص تم مین سے داخل ہوا درحالیکہ اسکے گھوڑے پر ایک تجفاف
ہی تو اسکے واسطے اسقدر ہی اور جو اسطرح داخل ہوا کہ اُسکے گھوڑے پر دو تجفاف ہین تو اسکے واسطے اسقدر نفل ہی تو جاننا چاہیے
کہ یہ مسئلہ بعض نسخون مین مذکور ہی اور اسکی صورت مین ذکر کیا کہ ایک شخص دو تجفاف کے ساتھ داخل ہوا اور اسکے ساتھ دو
گھوڑے ہین تو دونون کے واسطے جو نفل قرار دی ہی وہ جائز ہی اور بعضے نسخون مین ہی کہ ایک شخص دو تجفاف کے ساتھ داخل ہوا لیکن
اسمین دو گھوڑون کے ساتھ ہونے کا ذکر نہین ہی اور جواب وہی مذکور ہی کہ دونون کی تنفیل جائز ہی اور حکم دونون حال
مین صحیح ہی۔ اور اگر امیر نے کہا کہ جو شخص تم مین سے تین تجفاف کے ساتھ داخل ہوا تو اسکے واسطے اسقدر ہی تو دو تجفاف کی
نفل جائز ہوگی اور اس سے زیادہ کی جائز نہ ہوگی اور شیخ الاسلام نے کہا کہ اس صورت مین دو سے زیادہ کی بھی جائز ہوگی
کہ تین تجفاف مین اسکے حق مین اور مسلمانون کے حق مین منفعت ہو جیسے تین زرہون کی صورت مین مذکور ہوا ہی یہ محیط مین
ہی اور اگر امیر نے کسی کو دیوار قلعہ پر دیکھا جو مسلمانون سے قتال کرتا ہی پس کہا کہ جو شخص چھت پر چڑھکر اسکو پکڑ لاوے
تو وہ اسی کیواسطے او پانچ سو درم ہین پھر ایک شخص چڑھ کر پکڑ لایا تو بھی پوری نفل پاویگا اور اگر یہ شخص دیوار قلعہ سے باہر کی طرف
گر پڑا حالانکہ امیر نے اسکی گرفتاری کیواسطے نفل مذکور مقرر کر دی تھی پھر اسکو کسی مسلمان نے گرفتار کرکے قتل کر دیا تو اسکو کچھ نفل
نہ ملیگی اور اگر دیوار قلعہ سے اسکو کسی مسلمان نے تیر مارکر گرا دیا تو وہ نفل کا مستحق ہوگا۔ اور اگر کوئی شخص دیوار پر چڑھ گیا اور اسکا قصد کیا
حالانکہ وہ دیوار سے اندر قلعہ کی جانب گر پڑا ہی پس اسکو قتل کر دیا تو نفل کا مستحق ہوگا۔ اور اگر امیر نے دیوار قلعہ
پر کسی کو دیکھکر کہا کہ جسنے اسکو گرفتار کیا اسی کا ہی پھر وہ مذکور دیوار پر سے باہر کی جانب گر پڑا اور کسی نے اسکو پکڑا تو دیکھا جائیگا

کہ اگر ایسے مقام پر گرا ہو کہ مسلمانوں کی گرفتاری سے روکا جاتا ہو تو گرفتار کرنیوالیکا ہوگا اور اگر ایسے مقام پر گرا ہو کہ مسلمانوں کے
گرفتار کرنے سے روکا نہیں جاتا ہو تو اسکا نہ ہوگا۔ اور اگر امیر نے کہا کہ جو قلعہ پر چڑھکر اہل قلعہ پر اترا اسکے واسطے اسقدر ہے پھر ایک شخص
دیوار قلعہ پر چڑھ گیا مگر اندر نہیں اتر سکا ہو تو اسکے واسطے کچھ نہ ہوگا۔ اور اگر امیر نے ایک ثلمہ دیکھکر کہا کہ جو ثلمہ سے داخل ہوا اسکے واسطے اسقدر
ہے پھر ایک شخص دوسرے ثلمہ سے داخل ہوا تو دیکھا جائیگا کہ اگر دوسرا ثلمہ سختی و تکلیف مشقت میں مثل اول کے ہو تو وہ نفل کا مستحق
ہوگا اور اگر اس سے کم ہو تو کچھ مستحق نہ ہوگا۔ اور اگر امیر نے کہا کہ جو شخص ہمکو راہ بتاوے دس نفر رقیق پر اسکے واسطے ایک نفر ہے
پھر ایک نے بتائی اور اسکے راہ بتانے کے پتہ و نشان پر مسلمان لوگ گئے اور یہ راہ بتانیوالا انکے ساتھ نہ گیا اور انھوں نے
رقیق پائے تو راہ بتانیوالے کے لیے کچھ نہ ہوگا بخلاف اسکے اگر امیر نے حربی قیدیوں سے کہا کہ تم میں سے جسنے دس نفر پر رہنمائی کی
وہ آزاد ہے پھر انمیں سے ایک نے دس نفر پر راہ بتائی اور خود ساتھ نگیا اور مسلمان لوگ پتہ و نشان بتائے ہوئے پر گئے اور وہاں انھوں
نے دس نفر اسیر کیے تو راہ بتانیوالا آزاد ہوگا ولیکن چھوڑ نہ دیا جائیگا کہ دار الحرب میں واپس جاوے لیکن اگر قیدی مذکور نے یہ
شرط کر لی ہو کہ جب میں تمکو راہ بتادوں اور پہونچا دوں تو میں آزاد ہوں تم مجھے چھوڑ دو کہ میں اپنے شہر کو چلا جاؤں تو اسصورت میں کہ اسنے
راہ بتائی اور مسلمان اسطرح پہونچ گئے تو اسکی راہ چھوڑ دیجائیگی۔ اور اگر اسیر نے کہا کہ میں تمکو دس لڑنیوالوں پر راہ بتا دونگا اور میں
آزاد ہوں پس امام نے کہا کہ ہاں پھر وہ گیا اور رستہ راہ بتائی یعنی دس ملگئے تو وہ آزاد نہوگا۔ اور اگر امام نے اہل حرب سے کہا کہ ہمکو سو نفر
دیدو بدین شرط کہ تم لوگ اپنے قلعوں میں امن سے رہو پس انھوں نے نوے نفر دیے تو امام کو روا ہے کہ انسے مقاتلہ کرے ولیکن جسقدر
انسے لیے ہیں انکو واپس کر دیگا اور اگر یہ لوگ سب مسلمان ہو گئے یا بعض مسلمان ہو گئے تو انکی قیمت واپس کر دیگا۔ اور اگر امام نے
سردار اہل قلعہ سے کہا کہ تمھارے پاس جو سو نفر مسلمان قیدی ہیں ہمکو دیدو بدینکہ تم امن میں ہو پھر اسنے نوے نفر دیے تو انسے مقاتلہ کرے
اور انمیں سے کوئی بھی واپس نہ دیگا اور نہ کچھ معاوضہ میں واپس دیگا۔ اور اگر امیر نے کسی قیدی سے کہا کہ جسنے ہمیں دلالت کی دس
قتال کرنیوالوں پر یعنی ایسے دس آدمیوں حربیوں پر جو قتال کرنے کی قدرت رکھتے ہیں تو وہ آزاد ہے پھر ایک قیدی نے انکو لیجا کر ایسے
دس حربیوں پر دلالت کی جو ایک قلعہ کے اندر ہیں کہ ان پر دسترس نہیں ہے تو وہ آزاد نہوگا اور اگر اسنے ایسے دس حربیوں پر دلالت کی جن پر
دسترس بوجہ فاقہ وغیرہ کے ممتنع نہیں ہے ولیکن وہ مسلمانوں سے بھاگ گئے تو دیکھا جائیگا کہ اگر وہ مسلمانوں کے قریب ہوجانے سے
پہلے بھاگ گئے تو مقہور کر لینے و غالب ہو جانے کی دلالت اسکے طرف سے نہ پائی گئی پس وہ آزاد نہوگا اور اگر مسلمانوں کے
قریب ہوجانے کے بعد وہ بھاگ گئے تو وہ آزاد ہوگا اور اگر امیر لشکر نے قیدیوں سے کہا کہ جسنے ہمکو فلاں قلعہ یا ایسے جنگل
یا لشکرگاہ شاہی کی دلالت کی تو وہ آزاد ہے پھر انمیں سے ایک نے انکو اسطرح رہنمائی کی مگر اہل اسلام ظفریاب نہ ہوے
تو قیدی مذکور آزاد ہوگا اور اگر امیر نے دار الحرب میں غنائم حاصل کیے اور دار الاسلام کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ جو شخص ہمکو
دار الاسلام کے سیدھے راستہ پر دلالت کرے اسکے واسطے ایک نفر ہے پھر ایک مسلمان نے اسکو پتہ و نشان بنا کر راہ دار الاسلام
کی رہنمائی کی اور خود ساتھ نہ گیا تو وہ کچھ مستحق نہوگا اور اگر انکے ساتھ گیا اور راستہ کی دلالت کی تو اسکو اسکا اجر المثل ملیگا
کہ مسمی سے متجاوز نہ ہوگا یعنے اگر ایسے رہنمائی کرنے والے کی اجرت ایک نفر بردہ ہو تو اسکو بردہ ملیگا اور اگر کم ہو تو کم ملیگی اور
اگر زیادہ ہو تو بردہ سے زیادہ نہ ملیگی۔ اور اگر کہا کہ جسنے ہمکو راہ کی دلالت کی تو اسکے واسطے اسکی اہل و اولاد ہوگی پھر ایک قیدی
نے اسکو راہ تبلائی تو یہ لوگ یعنی قیدی و اسکے اہل و اولاد اپنے قیدی ہونے میں مثل سابق اسیر ہونگے اور اگر کہا کہ تو اسکے
واسطے اسکی جان اور اسکے اہل و اولاد و سو درم از غنیمت ہونگے پھر اسنے رہنمائی کی تو اسکے واسطے یہ سب ہونگے۔ اور

اگر کہا کہ اگر کسی نے ہمکو فلان حصن کے راہ کی رہنمائی کی تو وہ آزاد ہی پھر ایک قیدی نے انکو اس قلعہ کی کئی راہون مین ایسے جو سب سے دور کی راہ تھی وہ تبلائی تو وہ آزاد ہو جائیگا بشرطیکہ لوگ یہ راہ چلتے ہون اور اگر لوگ اس راہ سے وہان نجات ہون تو وہ آزاد نہوگا - اور اگر امیر نے کہا کہ جسنے ہمکو فلان قلعہ کی فلان راہ تبلائی تو وہ آزاد ہی پھر ایک قیدی نے اسکو سوائے اس راہ کے دوسری راہ کی دلالت کی تو دیکھا جائیگا کہ جس راہ کو امیر نے بیان کیا ہی یہ دوسری راہ فراخی اور نزاہیت مین اُسکے مثل ہو تو وہ آزاد ہوگا اور اگر اس دوسری راہ مین بہ نسبت راہ مذکورۂ امیر کے مشقت زیادہ ہو تو آزاد نہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی - امیر لشکر نے اگر دار الحرب مین اہل لشکر کو تنفیل کی اور کہا کہ جسنے کرزع و سلاح و متاع وغیرہ ایسی چیزون سے کچھ حاصل کیا تو اُسکے واسطے اسمین سے چہارم ہی تو اس تنفیل کے تحت مین ہر وہ آدمی داخل ہوگا جسکو مال غنیمت مین سے بطور سہم یا بطور رضخ کے کچھ ملتا ہی اور جسکو سہم یا رضخ کسی طرح کچھ غنیمت سے نصیب نہین ملتا ہی وہ اس تنفیل مین داخل نہوگا پس عورتین و لڑکے و غلام و اہل ذمہ کہ جنکو غنیمت مین سے بطور رضخ ملتا ہی وہ اس نفل کے مستحق ہونگے یہ محیط مین لکھا ہی ولیکن اگر امام نے آزاد بالغ مسلمانون کی تخصیص کردی ہو تو ایسی صورت مین عورتون و لڑکون و غلامون و اہل ذمہ کو اس تنفیل مین کچھ استحقاق نہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی - اور تاجر لوگ اہل استحقاق غنیمت سے ہین پس وہ مستحق نفل بھی ہونگے اور جو حربی کہ اُسنے ہم سے امان کرلی ہی اگر بدون اجازت امام کے انسنے قتال کیا تو اسکے واسطے غنیمت سے کچھ نہین ہی پس وہ مستحق نفل بھی نہوگا اور اگر اُسنے باجازت امام قتال کیا ہو تو بطور رضخ کے وہ مستحق غنیمت ہی پس وہ مستحق نفل بھی ہوگا یہ محیط مین ہی - اور اگر امام نے کہا کہ جسنے تم مین سے کسی کو قتل کیا تو اسکا اسباب اسی کے واسطے ہی پھر اہل حرب مین سے کوئی قوم مسلمان ہوگئی اور اینمین سے کسی نے کسی مشرک کو قتل کیا یا لشکر کے بازاریون مین سے کسی نے کسی مشرک کو قتل کیا تو قیاساً وہ مستحق اسباب مقتول نہوگا اور استحساناً اُسکے اسباب کا مستحق ہوگا - اور اگر کہا کہ جسنے کسی کو قتل کیا تو اُسکا اسباب اسی کے واسطے ہی پھر اس لشکر کی مدد کے واسطے دوسرا لشکر دار الاسلام سے داخل ہوا اور اینمین سے کسی نے کسی مشرک کو قتل کیا تو اسکے واسطے اسکا اسباب ہوگا بشرطیکہ سردار اول ہی دونون لشکرون کا سردار ہو - اور اصل یہ ہی کہ جسکا قتل فی الجملہ مباح ہو تنفیل مین اسکے قتل کرڈالنے سے اسکے اسباب کا مستحق ہوتا ہی - اور رہا اسباب کہ اگر اسمین تنفیل نہو تو بذریعہ غنیمت کے اسکا استحقاق ثابت ہو تو اُسکی تنفیل صحیح ہی اور جس اسباب کا استحقاق بذریعہ غنیمت نہین ہوتا ہی اُسکی تنفیل بھی صحیح نہین ہی - پس اگر امیر نے کہا کہ جسنے تم مین سے کسی کافر کو قتل کیا اُسکا اسباب اُسی کا ہی پھر ایک غازی نے کسی اجیر اہل حرب کو جسنے مسلمانون سے قتال نہین کیا ہی یا کسی تاجر حربی کو جو اسکے لشکر مین ہی یا کسی ذمی کو جو عہد توڑکر حربیون کی طرف چلا گیا ہی یا کسی حربی مریض کو جو قتال کرنے پر قادر نہین ہی قتل کردیا تو اسکے اسباب کا مستحق ہوگا اسواسطے کہ ان لوگون کا قتل مباح ہی اور اگر کسی عورت یا طفل کو قتل کیا تو اسکے اسباب کا مستحق نہوگا الا اسصورت مین کہ یہ دونون مقاتل ہون اور اگر کسی بڈھے پھوس کو قتل کیا تو اُسکے اسباب کا مستحق نہوگا اور اگر کسی مسلمان نے کفارون کے ساتھ ہوکر مسلمانون سے قتال کیا اور اس مسلمان کو کسی غازی نے قتل کردیا تو نفل مین اسکے اسباب کا مستحق نہوگا اسواسطے کہ مسلمان اور جو اُسکے ساتھ ہی وہ غنیمت نہین ہوسکتا ہی اور اگر یہ اسباب جو اُسکے پاس ہی مشرکون نے اسکو عاریت دیا ہو پس مسلمانون نے اُسکو قتل کیا تو اس اسباب کا مستحق ہوگا اور اگر حربیون کی عورت یا طفل نے کسی مشرک کو اپنا اسباب عاریت دیا ہو جو اسکے پاس ہی پس کسی غازی نے اس مشرک کو قتل کیا تو یہ اسباب ایسا ہی ہی کہ جیسے اہل حرب مین سے بالغ کا اسباب اسکے

پاس عاریت ہو یعنی یہ اسباب نفل و غنیمت ہوگا - اور اگر مسلمان یا ذمی نے اپنے ہتھیار کسی حربی کو عاریت دیئے اور اُسنے مسلمانون
سے قتال کیا اور کسی غازی نے اس حربی کو قتل کیا تو دیکھا جائیگا کہ اگر یہ مسلمان وہین دار الحرب مین مسلمان ہوا اور ہنوز ہمارے
یہان ہجرت کرکے نہین آیا ہی تو اس حربی مقتول کا اسباب اُسکے قاتل کا ہوگا اور یہ امام اعظم رح کا قول ہی اور صاحبین نے
اسمین خلاف کیا ہی اور یہ اختلاف اس بنا پر ہی کہ ایسے مسلمان کا مال امام اعظم رح کے نزدیک غنیمت ہوتا ہی اور صاحبین کے
نزدیک نہین ہوتا ہی اور اگر یہ عاریت دینے والا مسلمان دار الاسلام کا ہی تو حربی مذکور مقتول کا ایسا اسباب نفل نہوگا
کیونکہ ایسے مسلمان کا مال بالاتفاق غنیمت نہین ہوتا ہی - اور اگر کوئی مسلمان دار الحرب مین مسلمان ہوا اور دار الاسلام
مین ہجرت کرکے نہین آیا ہی پھر کسی حربی نے براہ غصب اسکے ہتھیار لیکر اُسنے قتال کیا اور کسی مسلمان نے اُسکو قتل
کیا تو قاتل اسکے اسباب کا مستحق نہ ہوگا - اور اگر کوئی مسلمان امان لیکر دار الحرب مین داخل ہوا اور کسی مشرک نے اسکے
ہتھیار غصب کر لیے اور انھین ہتھیار ون سے لشکر اسلام سے قتال کیا اور کسی غازی نے اُسکو قتل کیا تو اسکے اسباب کا
مستحق ہوگا - اور اگر کسی مسلمان نے کسی مشرک کو درحالیکہ وہ اپنی صف مین ہی تیر مار کر قتل کیا اور مشرکون نے اس مقتول
کا اسباب اُتار لیا پھر کافرون نے شکست کھائی اور یہ اسباب مال غنیمت مین پایا گیا تو وہ غنیمت ہی ہوگا اور قاتل کو نہ ملیگا اور
اگر کافرون نے شکست کھائی اور بھاگے اور یہ معلوم نہین کہ انھون نے اُسکا اسباب اُتار لیا ہی یا نہین اُتارا ہی تو دیکھا جائیگا
کہ اگر اُنھون نے اسکے تن سے اسباب اُتارا ہی اور پایا گیا تو وہ فئی ہوگا اور اگر مقتول کے تن سے کچھ نہین اُتارا ہی تو وہ سب
قاتل کا ہوگا - اور اسی طرح اگر اسکے مقتول ہونے پر مشرک لوگ اُسکو کھینچ لیگئے اور ہنوز اُسکا اسباب اسکے تن پر ہی
اسمین سے کچھ نہین اُتارا گیا ہی کہ کافرون نے شکست کھائی اور بھاگے تو اُسکا اسباب قاتل کا ہوگا - اور اگر لشکر ایک مرحلہ یا
دو مرحلہ چلا تھا کہ لوگون نے اس اسباب کو کسی جانور پر لدا ہوا پایا اور یہ معلوم نہین کہ یہ کسی شخص کے ہاتھ مین تھا یا نہین تو
قیاساً یہ اسباب قاتل کا ہوگا اور استحساناً نہ ہوگا - اور اگر مشرکین نے اسکا جانور پکڑ لیا اور اسپر مقتول کو لاد لیا حالانکہ اسباب
مقتول اُسکے تن پر موجود ہی پھر مسلمانون نے اُسکو پکڑا تو اسباب مذکور قاتل کا ہوگا اور اگر کافرون نے مقتول کے جانور
پر مقتول کو اور اُسکے ہتھیار ون اور اپنے ہتھیار ون اور متاع کو لاد لیا پھر یہ گرفتار کیا گیا تو یہ فئی ہوگا الا اسصورت مین
کہ اسباب دیگر بہت خفیف مثل لوٹے وغیرہ کے ہو تو اسباب مذکور قاتل کا ہوگا - اور اگر وارثان مقتول نے اُسکا جانور پکڑ لیا
اور اسپر مقتول اور اسکے ہتھیار ون کو لاد لیا تو یہ فئی ہوگا اور اسی طرح اگر وصی ہو تو بمنزلہ وارث کے ہی - اور اگر امیر نے
کہا کہ جسنے کسی مشرک کو قتل کیا تو اسکے واسطے اُسکا فرس ہی پھر ایک نے ایسے مشرک کو جو برذون پر سوار ہی قتل کیا تو قاتل
اسکے اسباب کا مستحق ہوگا - اور اگر گدھے یا خچر یا اونٹ پر سوار ہو تو اسکے سلب کا مستحق نہ ہوگا اور اگر کہا کہ جسنے کسی مشرک
کو قتل کیا تو قاتل کے واسطے اُسکا برذون ہی پھر کسی مشرک کو جو فرس پر سوار ہی قتل کیا تو اُسکے فرس کا مستحق نہ ہوگا اسواسطے
کہ گھٹیا چیز کی تنفیل سے وہ بڑھیا چیز کا مستحق نہ ہوگا اور اگر کہا کہ جسنے کسی کافر کو قتل کیا تو مقتول کا دابہ یعنے جانور سواری قاتل
کے واسطے ہی پھر کسی کافر کو جو گدھے یا خچر یا فرس پر سوار تھا قتل کیا تو اس جانور کا مستحق ہوگا اور اگر اونٹ پر سوار تھا تو اونٹ
کا مستحق نہ ہوگا اور اگر کہا کہ جسنے کسی مشرک کو خر مادہ پر قتل کیا وہ اسی کے واسطے ہی پھر نر گدھے پر کسی کافر کو قتل کیا تو قاتل
نر گدھے کا مستحق نہ ہوگا اسواسطے کہ جو لفظ مادہ کے واسطے ہی وہ نر کو شامل نہین ہی اور اسیطرح اونٹنی و اونٹ مین ہی
بخلاف بغل و بغلہ کے کہ یہ دونون اسم جنس ہین کہ خچر و خچری دونون پر بولتے ہین پس نر و مادہ دونون کو شامل ہین

یہ محیط سرخسی مین ہی۔

پانچوان باب استیلاء کفار کے بیان مین۔ کفار ترک اگر کفار روم پر غالب ہوئے اور انکو قید کر کے لیگئے اور انکے اموال لوٹ لیے تو انکے مالک ہوجاوینگے پھر اگر ہم لوگ ترک پر غالب آئے تو جو کچھ وہ روم سے لیگئے ہین اسمین سے بھی جو کچھ ہمکو ملیگا وہ ہمارے واسطے حلال ہوگا اگرچہ ہمارے اور روم کے درمیان موادعت ہو اور ہم سے اوران ہر دو گروہین سے ہر ایک سے موادعت ہو اور اگر ہر دو فریق باہم لڑے اور ایک فریق غالب ہوا تو ہمکو روا ہی کہ فریق غالب سے دوسرے فریق کا مال جو انھون نے لوٹا ہی خرید کرین اور خلاصہ مین مذکور ہی کہ دارالحرب مین احراز کر لینا شرط ہی اور یہ شرط نہین ہی کہ وہ لوگ اپنے دیار مین اس مال غنیمت کو احراز کر لین اور اگر ہم سے ہر دو فریق سے موادعت ہو اور دونون فریق ہمارے دیار مین باہم لڑے تو ہمکو فرقہ غالب سے کچھ خرید لینا روا نہین ہی اور اگر ہر دو فریق اپنے دیار مین لڑے جو مسلمان امان لیکر وہان گیا ہی اسکو فریق غالب سے فریق مغلوب کا لوٹا ہوا مال خرید لینا جائز ہی خواہ آدمی ہو یا اور مال ہو یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اگر حربی لوگ ہمارے اموال پر غالب ہوئے اور اسکو اپنے دیار مین لیجا کر احراز مین کر لیا تو ہمارے مذہب کے موافق اسکے مالک ہو جاوینگے پھر اسکے بعد اگر مسلمان لوگ انپر غالب ہوئے اور لوٹ کے مال مین مالک قدیم نے اپنی چیز جسکو کافر لوٹ لائے تھے پائی اور ہنوز غنیمت تقسیم نہین ہوئی ہی تو اسکو مفت لے لیگا اور اگر بعد تقسیم غنیمت کے ایسے شخص کے پاس پائی جسکے حصہ مین آئی ہی پس اگر قیمتی چیزون مین سے ہو تو بقیمت اسکو لے لیگا اگر چاہے اور اگر مثلی چیزون مین سے ہو تو بعد تقسیم ہو جانے کے اسکو نہین لے سکتا ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ ابن مالک نے بواسطہ امام ابو یوسف کے امام اعظم رحؒ سے روایت کی کہ اگر غنیمت کے مال مین ایسی لونڈی یا غلام آیا جسکو کفار مسلمانون کے یہان سے قید کر لیگئے تھے اور وہ تقسیم غنیمت سے کسی شخص کے حصہ مین آیا پھر اسکا مولاے قدیم آیا تو اس شخص سے جسکے حصہ مین پڑا ہی اسکے لینے کے روز کی قیمت دیکر لے سکتا ہی اور جس روز خود لینا چاہتا ہی اُس روز کی قیمت دینے سے نہین لے سکتا ہی یہ محیط مین ہی۔ یہ سب اسصورت مین ہی کہ کافر لوگ مسلمانون کے مالون پر غالب ہو کر اسکو دارالحرب مین اپنے احراز مین لیگئے ہون اور اگر انھون نے ان اموال کا احراز نہ کیا ہو یہان تک کہ مسلمان لوگ انپر غالب ہوگئے اور اموال مذکورہ اُنسے چھین لیے پھر کسی مال کا مالک آیا تو اسکو مفت لے لیگا اسواسطے کہ بسبب عدم احراز کے کافر لوگ اسکے مالک نہین ہوئے تھے اور اسی طرح اگر کافرون نے اُن اموال کو دارالاسلام مین تقسیم کر لیا تو انکی تقسیم نہین جائز ہی تو جب مسلمان لوگ انپر غالب ہوگئے اور یہ اموال اُنسے لے لیے تو ہر مال کا مالک اسکو مفت لے لیگا۔ اور اگر کسی مسلمان نے ایک غلام جسکو حربی قید کر کے لیگئے تھے دارالحرب مین اُنسے خرید کر کے لایا اور اسکا مولاے قدیم آیا تو اسکو اختیار ہی کہ چاہے ثمن دیکر اس سے لے یا چھوڑ دے۔ اور اگر مولاے مذکور اسکو لینے سے پہلے مر گیا پھر اسکا وارث اس غلام کے لینے کا مطالبہ کرتا ہوا آیا تو امام ابو یوسف سے روایت ہی کہ وارث مذکور نہین لے سکتا ہی اور امام محمد رحؒ نے فرمایا کہ اسکو بھی لینے کا اختیار ہی یہ سراج وہاج مین ہی۔ ابن سماعہ نے امام ابو یوسف سے روایت کی کہ اگر ایک مسلمان نے ایک غلام فروخت کیا اور ہنوز مشتری کو سپرد نہ کیا تھا کہ دشمن اسکو قید کر کے لیگیا پھر بائع مر گیا پھر کوئی مسلمان اسکو خرید لایا تو بائع کے وارث کو اختیار ہوگا کہ اسکو اس مسلمان سے ثمن دیکر لے لے اور مشتری اول کو یہ اختیار ہوگا کہ چاہے ہر دو ثمن دیکر اسکو وارث بائع سے لے لے ولیکن اگر مشتری اول کا حق اسمین نہ ہوتا تو وارث بائع کو خرید لانے والے مسلمان سے لے لینے کا اختیار نہوتا یہ محیط مین ہی۔ اور جسکو دشمن

گرفتار کر کے لیگیا ہی اُس سے کسی تاجر نے خریدا اور دار الحرب سے یہان لایا تو مالک قدیم اُسکو تاجر مذکور سے بعوض اس ثمن کے لے سکتا ہی جسکے عوض تاجر مذکور نے اُس سے خریدا ہی اور اگر تاجر نے اسکو کسی اسباب کے عوض خریدا ہو تو اس اسباب کی قیمت کے عوض لے سکتا ہی اور اگر تاجر نے اسکو حربی سے بہ بیع فاسد خریدا ہو تو اس غلام کی قیمت کے عوض لے سکتا ہی اور اگر حربی نے کسی مسلمان کو یہ غلام ہبہ کر دیا ہو تو بھی مالک قدیم اُسکو اسکی قیمت کے عوض لے سکتا ہی کذا فی التبیین یہی حکم مثلی چیز کا ہی کہ اگر مثلی چیز کو دشمن نے کسی مسلمان کو ہبہ کیا اور وہ لایا تو اسکے مثل دیکر مالک قدیم اسکو نہ لیگا اسواسطے کہ اسمین کچھ فائدہ نہین ہی اور نیز اگر ایسی چیز کو حربی سے کسی مسلمان نے قدر و وصف مین اسکے مثل دیکر خریدا ہو تو بھی مالک قدیم اسکو نہ لیگا کیونکہ بیفائدہ ہی لیکن اگر مشتری نے کم مقدار یا کھوٹی چیز دیکر خریدا ہو تو ایسی صورت مین مالک قدیم کو اختیار ہی کہ جو کچھ اُسنے دیکر لی ہی اسی کے مثل دیکر لے لے کیونکہ اسمین فائدہ ہی یہ غایۃ البیان مین ہی۔ ایک مسلمان نے اپنی دو عورتون سے کہا کہ تم مین سے ایک آزاد ہی اور بیان نہ کیا یہان تک کہ اِن دونون کو دشمن قید کر کے لیگیا پھر مسلمان لوگ انپر غالب ہوئے اور یہ دونون غلام ہاتھ آئے اور انکو دار الاسلام مین نکال لائے تو دونون اپنے مولی کو دیے جاوینگے اور اگر ان دونون کے قید ہو کر دار الحرب مین محرز ہو جانے کے بعد مالک مذکور نے ان دونون مین سے ایک کے حق مین معین کر کے عتق بیان کر دیا ہو تو اسکا بیان صحیح ہوگا اور اہل کفر دوسرے غلام کے مالک ہو جاوینگے اور اگر اہل کفران دونون مین سے ایک ہی کو اپنے احراز دار الحرب مین لیگئے ہون تو دوسرا جو باقی رہا ہی وہی عتق کے واسطے متعین ہو جائیگا یہ کافی مین ہی۔ اور اگر حربی کوئی غلام گرفتار کر کے لیگئے اور اُسکو کوئی شخص خرید کر کے دار الاسلام مین نکال لایا پھر اُسکی آنکھ پھوڑ دی گئی اور اُسکا ارش اس آنکھ پھوڑنیوالے سے لیا گیا تو غلام کا مولاے قدیم اسکو اس ثمن کے عوض لے سکتا ہی جسکے عوض خریدنیوالے نے دشمن سے خریدا ہی اور ارش مذکور اُس سے نہین لے سکتا ہی اور ثمن مین سے بھی کچھ گھٹایا نہ جائیگا۔ اور اگر اہل حرب کسی غلام کو گرفتار کر کے لیگئے اور ایک شخص نے اُنسے ہزار درم کو خریدا پھر دوبارہ اہل حرب اسکو گرفتار کر کے دار الحرب مین لیگئے پھر اُسکو دوسرے شخص نے اُنسے ہزار درم کو خریدا تو مولاے اول کو یہ اختیار نہین ہی کہ دوسرے مشتری سے اسکو لے مگر مشتری اول کو اختیار ہی کہ چاہے دوسرے مشتری سے اُسکا ثمن دیکر لے لے پھر مولاے اول اس مشتری سے چاہے تو دو ہزار درم دیکر لے لے اور اسی طرح اگر وہ شخص جسکے پاس سے دوبارہ قید کر لیا تھا غائب ہو تو مولای اول کو اسکے لینے کا اختیار نہوگا جیسے اُسکی حالت حضور مین ہی کذا فی الہدایہ اور اگر مشتری اول نے اسکے لینے سے انکار کیا تو مولاے اول اسکو دوسرے مشتری سے نہین لے سکتا ہی یہ کافی مین ہی۔ اور اگر مشتری اول نے اُسکو دوسرے مشتری سے خرید لیا تو مالک قدیم کو اُس سے لینے کا اختیار نہ رہیگا اسواسطے کہ مشتری اول کی ملک عود کرنے کے ضمن مین مالک قدیم کے لینے کا حق ثابت ہوا تھا اور اس صورت مین اُسکی ملک سابق نے عود نہ کیا تھا بلکہ بخرید جدید ملک جدید حاصل ہوئی ہی یہ تبیین مین ہی۔ اور اگر کسی شخص نے دشمن سے گرفتار کردہ شدہ غلام خرید کیا اور اُسکو دار الاسلام مین نکال لایا پھر اُسکا مالک قدیم حاضر نہوا یہان تک کہ اس مشتری نے اسکو کسی دوسرے کے ہاتھ فروخت کر دیا پھر مالک قدیم حاضر ہوا تو اُسکو اختیار ہوگا کہ دوسرے مشتری سے ثمن دیکر لے لے اور اول سے مطالبہ کی اسکو کوئی راہ نہین ہی اول مشتری سے جبھی لے سکتا ہی کہ جبتک غلام مذکور اسکی ملک مین باقی ہو اور اسمین کوئی ایسی بات نہ پیدا ہوئی ہو کہ جسکی وجہ سے وہ مولاے قدیم کی ملک مین کر دینے سے ممنوع ہو اور اگر مالک قدیم نے چاہا کہ بیع ثانی کو توڑ دے پھر مشتری اول سے اس ثمن کو دیکر لے لے جو اُسنے دشمن کو دیا ہی تو امام اعظم و امام ابو یوسف کے نزدیک

اسکو یہ اختیار نہین ہی یہ سراج وہاج مین ہی۔ امام محمد رح نے سیر صغیر مین فرمایا کہ اگر حربی سے خرید لانے والے نے اسکو اجارہ پر دیا یا رہن کیا اور مولای قدیم نے لینا چاہا تو مولاے قدیم کو اختیار ہی کہ اسکا عقد اجارہ توڑ دے اور یہ اختیار نہین ہی کہ عقد رہن توڑ دے یہ محیط مین ہی۔ اور اگر مشتری اول نے یہ غلام کسی کو ہبہ کر دیا ہو تو مولاے قدیم اس عقد ہبہ کو توڑ نہین سکتا ہی مگر موہوب لہ سے اس غلام کی قیمت اسکو دیکر لے سکتا ہی۔ اور اسی طرح اگر غلام مذکور نے جنایت کی اور مشتری اول نے اولیاے جنایت کو یہ غلام دیدیا تو ولی جنایت سے بھی مولاے قدیم اُسکی قیمت دیکر لے سکتا ہی۔ اور اسی طرح اگر مشتری اول نے عمداً جنایت کی پھر ولی جنایت سے اس غلام کے دینے پر صلح کر لی تو بھی مولاے قدیم اس صلح کو توڑ نہین سکتا بلکہ اُسکی قیمت دیکر ولی جنایت سے لے سکتا ہی اور اگر جنایت عمداً نہو بلکہ بخطا ہو تو مولاے قدیم اس جنایت کے ارش کو دیکر ولی جنایت سے لے سکتا ہی۔ اور اگر حربی نے کسی مسلمان کو ایسا غلام ہبہ کر دیا پھر کسی شخص نے اسکی آنکھ پھوڑ دی اور اس مسلمان نے یہ غلام اُسی کے ذمہ ڈال کر اُس سے اسکی قیمت لے لی تو مالک قدیم کو اختیار ہی کہ اس آنکھ پھوڑنے والے سے اس غلام کو قیمت دیکر لے جو کانے کے حساب سے ہی یہ امام اعظم رح کا قول ہی اور صاحبین نے فرمایا کہ سلامت دونون آنکھون کی صورت مین جو قیمت تھی وہ دیکر لے سکتا ہی اور یہ وہ قیمت ہی جو اُسنے موہوب لہ کو دی ہی۔ اور اگر بجاے غلام کے باندی ہو اور باندی کے بچہ پیدا ہوا اور اس بچہ کو کسی نے قتل کیا حتے کہ موہوب لہ نے قاتل سے اسکی قیمت لے لی پھر مالک قدیم حاضر آیا تو اسکو بچہ کی قیمت لینے کی کوئی راہ نہین ہی ولیکن باندی کو چاہے وہ قیمت دیکر جو موہوب لہ کے قبضہ کے روز تھی لے لے یا چھوڑ دے اور اگر مان مر گئی یا قتل کی گئی اور بچہ موجود ہو تو مالک قدیم اس بچہ کو بعوض اسکے حصہ کے لے سکتا ہی یعنے قیمت کو بچہ اور اسکی مان پر اسطرح تقسیم کیا جاوے کہ مان کی وہ قیمت اعتبار کیجاوے جو بروز ہبہ و قبضہ تھی اور بچہ کی وہ قیمت جو اُس روز ہو یعنی جسدن مالک لینا چاہتا ہی پس اس تقسیم مین جو حصہ قیمت بمقابلہ قیمت ولد آوے اُسی کے عوض بچہ کو لے سکتا ہی۔ اور اگر دار الاسلام مین ایک نے دوسرے سے ایک غلام بعوض ہزار درم کے جو فی الحال ادا کرنا قرار پاے مین خرید کیا اور ہنوز اسپر قبضہ نکیا تھا کہ دشمن اسکو گرفتار کر کے لیگیا پھر کوئی شخص اسکو پانچ سو درم کو خرید لایا تو بائع اسکو پانچ سو درم دیکر لے سکتا ہی پھر جب بائع نے اسکو لے لیا تو مشتری بائع سے دونون ثمن ایکہزار پانچ سو درم کے عوض لے سکتا ہی اور اگر بائع نے اسکے لینے سے انکار کر دیا تو مشتری کو اختیار ہوگا کہ چاہے خریدنیوالے سے پانچ سو درم دیکر لے لے۔ اور اگر بائع نے اُسکو ہزار درم اُدھار کو فروخت کیا ہو تو مشتری اسکے واپس لینے کا مستحق ہوگا بہ نسبت بائع کے اور اگر اُسنے انکار کیا تو بائع سے کہا جائیگا کہ پانچ سو درم کے عوض لے لے کہ تیرے ہی سپرد کیا جائیگا اور اگر دشمن کسی غلام کو گرفتار کر کے لیگیا اور کسی نے اُس سے ہزار درم کو خرید کیا اور دار الاسلام مین لایا پھر دوبارہ اسکو دشمن قید کر کے لیگیا پھر دوسرے نے دشمن سے پانچ سو درم کو خریدا پھر مالک قدیم اور مشتری اول دونون محکمہ قاضی مین حاضر ہوے اور قاضی کو اول مشتری کی خرید کا حال معلوم ہی یا نہین معلوم ہی۔ پس قاضی نے مالک قدیم کیواسطے مشتری سے لینے کا حکم دیا تو یہ حکم نافذ نہ ہوگا پس غلام مذکور دوسرے مشتری کو واپس دیا جائیگا تاکہ مشتری اول اس سے لے لے پھر مشتری اول سے مالک قدیم ہر دو ثمن دیکر لے سکتا ہی۔ اور اگر مالک قدیم نے مشتری دوم سے بدون حکم قضا کے لے لیا یا اُس سے خرید لیا پھر مشتری اول حاضر ہوا تو اسکو مالک قدیم سے ہزار درم دیکر لے سکتا ہی پھر مالک قدیم اُس سے ہر دو ثمن دیکر لے سکتا ہی۔ اور اسی طرح اگر مشتری دوم نے غلام مذکور اسکے مالک قدیم کو ہبہ کر دیا

تو مشتری اول اس سے لے سکتا ہی مگر اسکی قیمت دیکر لے سکتا ہی اسواسطے کہ وہ اس صورت مین مثل اجنبی کے ہوا پھر مالک قدیم اس سے یعنی مشتری اول سے ثمن اور یہ قیمت دونون دیکر لے سکتا ہی۔ اور اگر مرتہن کے پاس سے غلام مرہون گرفتار کر لیا گیا اور اسکو کوئی شخص ہزار درم کو خرید لایا اور راہن و مرتہن دونون حاضر ہوئے تو لینے کا استحقاق مرتہن کو ہی پس اگر اسنے یہ ثمن دیکر لے لیا تو احسان کرنے والا ہوا یعنی یہ ثمن محسوب بحساب راہن نہین کر سکتا اور اس سے نہین لے سکتا ہی جیسے کہ غلام نے اسکے پاس جنایت کی اور اسنے فدیہ دیکر بچا لیا تو اس فدیہ مین وہ متطوع ہوتا ہی۔ اور اگر مرتہن نے اسکے لینے سے انکار کر دیا تو راہن اسکو ثمن دیکر لے سکتا ہی اور جب راہن نے اسکو لے لیا تو قرضہ مرتہن ساقط ہو گیا اور فدیہ ان دونون پر آدھا آدھا ہوگا اگر مرہون کی قیمت دو ہزار اور قرضہ ایک ہزار ہو اور جسطرح وہ رہن تھا ویسا ہی رہیگا اور اگر مرتہن نے اسکا فدیہ دینے سے انکار کیا پس راہن نے اسکا فدیہ دیدیا تو مرتہن اسکو لے لیگا اور اسکے پاس بعوض نصف قرضہ کے رہن رہیگا۔ اور اگر راہن نے اسکا فدیہ دینے سے انکار کیا اور مرتہن نے فدیہ دیکر اسکو لے لیا تو مثل سابق کے اسکے پاس رہن رہیگا اور مرتہن مذکور فدیہ کے حصہ راہن مین یعنی نصف فدیہ حصہ راہن دینے مین احسان کنندہ ہوگا اور اگر راہن غائب ہوا اور مرتہن نے اسکا فدیہ دیدیا تو امام اعظم کے نزدیک نصف فدیہ کو راہن سے لے لیگا احسان کنندہ قرار نہ دیا جائیگا اور صاحبین کے نزدیک اس صورت مین بھی احسان کنندہ ہوگا اور اگر مال مرہون کوئی مثلی چیز ہوا اور مرتہن نے فدیہ نہ دیا تو راہن کے فدیہ دیکر لینے کے بعد مرتہن اسکو راہن سے نہین لے سکتا ہی یہ کافی مین ہی۔ اور اگر کسی غلام نے جنایت کی پھر کافر لوگ غالب ہوئے اور اس غلام کو بھی قید کر کے دار الحرب مین لے گئے[بطور رہن کے ۱۲] پھر لشکر اسلام انپر غالب آیا اور غلام مذکور کو دار الاسلام مین نکال لائے اور مالک قدیم نے اسکو نہ لیا چھوڑ دیا اور ولی جنایت نے اسکو جرم جنایت سے لینا چاہا حالانکہ غنیمت تقسیم ہو چکی ہی تو اسکو یہ اختیار نہ ہوگا اسواسطے کہ ولی جنایت کیواسطے خالی حق ثابت ہی اور اس سے ملک توڑتا نہین جائز ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر ایسا غلام جسکو کفار قید کر لیگئے تھے اور بعد غلبہ لشکر اسلام کے دار الاسلام مین غنیمت تقسیم ہونے مین وہ کسی شخص کے حصہ مین آیا اور اسکا مولاے قدیم حاضر نہ ہوا یہان تک کہ اس شخص نے اسکو آزاد یا مدبر کر دیا الخ روا ہی۔ اور اگر بجاے غلام کے باندی تھی کہ اسکو اس شخص نے کسی کے ساتھ بیاہ دیا اور شوہر سے اولاد جنی تو مالک قدیم کو حاضر ہوکر اختیار ہوگا کہ باندی اور اسکی اولاد کو لے لے اور نکاح توڑنے کا اختیار نہ ہوگا اور اگر اس شخص نے جسکے حصہ مین پڑی تھی اسکا عقر لیا یا کسی نے اس باندی پر جنایت کی تھی اسکا جرمانہ لیا ہو تو مولاے قدیم کو اس باندی کے ساتھ اس عقر و جرمانہ کے لینے کی کوئی راہ نہ ہوگی یہ مبسوط مین ہی۔ امام محمد رح نے فرمایا کہ ایک شخص کی ملک مین ایک کر فارسی جید چھوہارے تھے اسکو کفار نے لیا اور دار الحرب مین لیگئے پھر کوئی مسلمان امان لیکر دار الحرب مین داخل ہوا اور انسے یہ چھوہارے بعوض دو کر فارسی ردی چھوہارے کے خریدے اور انکو دار الاسلام مین لے آیا پھر مالک قدیم حاضر ہوا تو اسکو یہ اختیار نہوگا کہ اس خریدنے والے سے لیوے ایسا ہی زیادات مین مذکور ہی اور سیر کبیر مین امام محمد رح نے ذکر فرمایا کہ دو کر ردی چھوہارے دیکر لے سکتا ہی اسواسطے کہ جسنے دشمن سے یہ کر خرید لیا ہی اسنے بعقد صحیح خریدا ہی اسواسطے کہ دار الحرب مین مسلمان و حربی کے درمیان ربوٰ جاری نہین ہوتا ہی پس جب خرید صحیح ہوئی تو جتنے کو مشتری کو پڑی ہی وہ دیکر لے لینے کا استحقاق اسکو حاصل ہوگا جیسے درمون کے عوض خریدنے کی صورت مین اسقدر درم دیکر لے سکتا ہی۔ اور زیادات مین جو حکم مذکور ہی

کہ نہین لے سکتا ہی اسکی وجہ یہ ہی کہ جسنے دشمن سے یہ کر خریدا ہی اُسنے بخرید فاسد خریدا ہی اسواسطے کہ اللہ تعالیٰ نے ربٰو کو مطلقاً
حرام کردیا ہی پس چونکہ اس بیع مین ربو واقع ہلوا بیع فاسد ہوئی اور جو چیز بہ بیع فاسد خریدی گئی ہی (بخرید صحیح نہین خریدا ہی ۱۲) وہ مشتری کے پاس مضمون
بالقیمۃ ہی یعنے اسکے تاوان مین مشتری پر قیمت واجب ہی ثمن نہین واجب ہی اور اسصورت مین اس خریدی ہوئی چیز کی قیمت
یہ ہی کہ اُسکے مثل چھوہارے دیوے اور اسکے مثل چھوہارے دیکر لینے مین کچھ فائدہ نہین ہی اور مبادلہ مین جب فائدہ نہو تو
بیع ناروا ہی اور ہمارے مشائخ مین سے محققین نے فرمایا کہ جو حکم سیر کبیر مین مذکور ہی وہ امام اعظم و امام محمد رح کا قول
ہی اور جو حکم زیادات مین مذکور ہی وہ امام ابو یوسف کا قول ہی اسواسطے امام ابو یوسف کے نزدیک مسلمان و حربی کے درمیان
دار الحرب مین ربو جاری ہوتا ہی۔ اور اگر صورت مذکورہ مین مسلمان نے حربی سے کُر مذکور کے برابر ردی چھوہارے ہاتھون ہاتھ
دیکر لیے ہون اور انکو دار الاسلام مین نکال لایا تو سب روایات کے موافق مالک قدیم کو اختیار ہوگا کہ اس سے (ایک کر ۱۲) ایک کر ردی
دیکر لے لے۔ اور اگر مشتری نے حربیون سے کُر مذکور بعوض شراب یا سور کے خریدا ہو اور دار الاسلام مین لے آیا تو مالک قدیم (یعنے جیسے اور جسقدر تاونیے دیے ہین ۱۲)
کو سب روایات کے موافق لینے کا اختیار نہوگا و لیکن اگر یہ مشتری ذمی ہو تو مالک قدیم کو اختیار ہوگا کہ اُسکو سور یا شراب کی قیمت
دیکر اس سے لے لے۔ اور اگر حربیون سے خرید لینے والے نے اسکو اسی کے مثل دیکر خرید کیا ہو اور دار الاسلام مین لے آیا
تو مالک قدیم کو سب روایات کے موافق اُس سے لینے کا اختیار نہوگا۔ اور اگر مشتری مذکور نے اُس کُر کے مثل اُدھار پر
خریدا ہو اور دار الاسلام مین لے آیا تو بھی مالک قدیم کو اس سے لینے کا اختیار (اسواسطے کہ بیکار و بیفائدہ ہی ۱۲) نہوگا۔ اور اگر کافرون نے کسی مسلمان کے ہزار درم
اُن درمون مین سے جو بیت المال مین قبول کیے جاتے ہین یعنی کھرے درم لیے اور اُنکو دار الحرب مین لیگئے پھر کوئی مسلمان وہان
داخل ہوا اور اُسنے غلہ کے ہزار درم دیکر اُنسے یہ ہزار درم خریدے اور باہمی قبضہ کے بعد دونون متفرق ہوئے پھر دار الاسلام مین
لے آیا تو مالک قدیم کو سب روایات کے موافق اختیار ہوگا جیسے درم غلہ اُسنے دیے ہین انھین کے مثل دیکر دراہم مذکورہ لے لے
اور اگر انکو دینارون کے عوض بصرف صحیح خرید کیا اور دار الاسلام مین لے آیا تو مالک قدیم کو اختیار ہوگا کہ انھین دینارون
کے مثل دیکر اس سے لے لے۔ اور اسی طرح اگر اس مسلمان نے انکے ہاتھ ہزار درم غلہ کے بعوض ہزار درم بیت المال کے نقد کے
فروخت کیے اور حربیون نے نقد بیت المال مین وہی درم دیے جنکو وہ لوگ یہان سے لوٹ لیگئے ہین اور مسلمان مذکور
انکو دار الاسلام مین لے آیا تو مالک قدیم کو اختیار ہوگا کہ مثل دراہم غلہ دیکر اس سے یہ دراہم لے لے۔ اور اگر کافر لوگ دار الاسلام
سے مسلمان کا کُر لیگئے اور اُسکو دار الحرب مین لیجا کر احراز کر لیا پھر امان لیکر کوئی مسلمان دار الحرب مین داخل ہوا اور ایک کُر گیہون
کی بیع سلم مین انکو سو درم دیے اور یہ بیع سلم صحیح قرار پائی ہی پھر جب مسلم فیہ ادا کرنے کی میعاد آئی تو انھون نے یہی کُر جو دار الاسلام
سے لیگئے ہین اُسکو ادا کیا پس اُسنے قبضہ کر لیا اور اسکو دار الاسلام مین نکال لایا تو مالک قدیم کو اختیار ہوگا کہ اس سے سو درم
دیکر لے لے اور اگر مسلمان نے حربیون کے ہاتھ کوئی اسباب ایسے ہزار درم کو فروخت کیا جو نقد بیت المال ہون پھر اُنھون نے اُسکو
وہی ہزار درم نقد بیت المال دیے جو دار الاسلام مین سے کسی مسلمان کے لیگئے ہین اور اپنے احراز مین کر لیے ہین پس اُسنے
اُنپر قبضہ کیا اور انکو دار الاسلام مین لایا تو مالک قدیم کو اختیار نہوگا کہ اس سے یہ دراہم لیوے۔ اور اگر اہل حرب کسی مسلمان کا ایک
کُر گیہون لیگئے اور دار الحرب مین لیجا کر اپنے احراز مین کر لیا پھر کوئی مسلمان امان لیکر دار الحرب مین داخل ہوا اور انکے ہاتھ
کوئی اسباب بعوض ایک کُر گیہون کے جو بعینہٖ نہین ہین بلکہ مشتری کے ذمہ قرار پائے ہین فروخت کیا پھر مشتری نے وہی کُر جسکو
دار الاسلام سے لیگئے ہین ادا کیا پس بائع نے قبضہ کر لیا اور اسکو دار الاسلام مین نکال لایا تو مالک قدیم کو یہ اختیار نہوگا کہ

اسکو دے - اور اگر حربیون نے کر مسلمان کو اپنے دار مین احراز کر لیا پھر کوئی مسلمان امان لیکر اُنکے دار مین داخل ہوا اور اُسنے ان لوگون کو ایک کر گیہون قرضہ دیے پھر اُنھون نے اسکو اُسکے قرضہ مین وہی کر ادا کیا جسکو وہ دار الاسلام سے اپنی حرز دار الحرب مین لیگئے ہین پس قبضہ کرکے اُسکو دار الاسلام مین نکال لایا تو مالک قدیم کو اس کر کے لینے کی کوئی راہ نہوگی جبکہ اُسنے قرضہ مین پایا ہی اور حربیون نے لیا ہی وہ اس کر کے جو وہ اپنی حرز مین لیگئے ہین مثل ہو یا گھٹ کے ہو یا اس سے کھرا ہو یہ محیط مین ہی - اور اگر دشمن نے مسلمان سے دس کپڑے لیے یعنی غالب ہو کر کسی مسلمان کے دس کپڑے لوٹ کر دار الاسلام سے دار الحرب مین نکال لیگیا پھر کوئی مسلمان دار الحرب مین امان لیکر داخل ہوا اور اُسنے کوئی اسباب دشمن کے ہاتھ دس کپڑون کے عوض فروخت کیا جنکا وصف اور ادا کرنے کی مدت بیان ہوگئی ہی حتے کہ بیع بہمہ وجوہ صحیح ہی پھر دشمن نے اسکو وہی دس کپڑے ادا کیے جنکو لوٹ کر اپنے احراز مین لیگیا ہی پس مسلمان مذکور ان کپڑون کو دار الاسلام مین نکال لایا تو مالک قدیم کو اختیار ہوگا کہ اسکو اسکی متاع کی قیمت دیکر یہ کپڑے لے لے - اور اگر گیہون کا کر جسکو اہل حرب یہان سے اپنے احراز مین لیگئے ہین دو مسلمانون نے اہل حرب سے خرید لیا اور باہم تقسیم کر لیا پھر ایک نے اپنا حصہ تلف کر ڈالا تو مالک قدیم کو اختیار ہی کہ نصف باقی کو نصف ثمن مذکور دیکر لے لے اور اگر بجائے کر کے اس مسئلہ مین کپڑے ہون تو باقی نصف کپڑون کو مالک قدیم اگر چاہے تو چوتھائی ثمن اور تلف شدہ کی نصف قیمت دیکر لے سکتا ہی - اور اگر اہل حرب کسی مسلمان کی چاندی کی چھاگل لیگئے ہون جسکی قیمت ہزار درم اور وزن پانچ سو مثقال ہی پھر کسی مسلمان نے دشمن سے اُسکے وزن سے زیادہ یا کم کے عوض اسکو خریدا تو مالک قدیم اسکی قیمت کے عوض اسکو لے سکتا ہی چاہے جسقدر تک پہونچے مگر یہ قیمت اسکی جنس کے خلاف سے ہوگی یعنے اگر چاندی کی چھاگل ہی تو سونے سے قیمت اور اگر سونے کی چھاگل ہی تو چاندی سے قیمت ادا کریگا یہ کافی مین ہی - اور اگر اُسکے وزن کے مثل درم ہاتھون ہاتھ دیکر خرید کرکے دار الاسلام مین لایا ہو تو مالک قدیم کو اختیار ہوگا کہ اسی قدر درم دیکر اُس سے لے لے یہ سب روایات کے موافق حکم ہی اور اگر اسکے مثل وزن کے دراہم اُدھار پر خرید کرکے دار الاسلام مین لایا تو یہ صورت اور دو صورتیکہ اُسنے اسکے وزن سے زیادہ یا کم درمون کے عوض خریدا ہی سب یکسان ہین یعنی مالک قدیم نہین لے سکتا ہی اور اگر تاجر مذکور نے ابریق کو حربیون سے بعوض شراب یا سور کے خریدا ہو تو مالک قدیم کل روایات کے موافق مختار ہی کہ چاہے اسکے خلاف جنس سے اُسکی قیمت دیکر لے لے اور اگر کوئی ذمی اُسکو شراب یا سور کے عوض خرید کرکے دار الاسلام مین لایا ہو تو مالک قدیم اس ابریق کو بعوض قیمت شراب یا سور کے جو اُسنے دیے ہین لے سکتا ہی - اور سیر کبیر مین مذکور ہی کہ کسی غلام کو اہل حرب گرفتار کر کے لے گئے اور کوئی مسلمان مستامن اُس سے اس غلام کو بعوض ہزار درم اور ایک رطل شراب کے خرید کرکے دار الاسلام مین لایا تو دیکھا جاوے کہ اگر اسکی قیمت ہزار درم یا ہزار سے کم ہی تو مولاے قدیم اسکو ہزار درم دیکر لے سکتا ہی اور اگر ہزار سے زیادہ ہی تو پوری قیمت دیکر لے سکتا ہی مگر شراب جسکا دینا مذکور ہوا ہی اسکے سبب سے ہزار سے کمی یا ہزار سے زیادتی نہ کیجائیگی - اور اگر مسلمان نے اُنسے یہ غلام بعوض ہزار درم اور مردار جانور یا خون کے خریدا ہو تو مالک قدیم اسکو ہزار درم دیکر لے سکتا ہی اور مردار و خون کی وجہ سے ہزار پر کچھ بڑھایا نہ جائیگا اگرچہ غلام کی قیمت ہزار سے زیادہ ہو - اور اگر زید نے عمرو سے ایک غلام غصب کیا اور غاصب کے ہاتھ سے حربیون نے غلبہ کرکے لیا اور اسکو اپنے حرز دار الحرب مین لیگئے پھر مسلمان نے اس دار الحرب مین فتح پا کر غنیمت حاصل کی پھر عمرو نے یہ غلام غنیمت مین دیکھا اور ہنوز غنیمت تقسیم نہین ہوئی ہی تو اسکو مفت لے سکتا ہی اور غاصب پر ضمان نہوگی اور اگر بعد تقسیم غنیمت کے جس غازی کے حصہ مین آیا ہی اُسکے پاس دیکھا تو مذکور ہی کہ عمرو کو اختیار ہی کہ چاہے اس شخص

سے جسکے حصہ مین آیا ہی اُس غلام کی اس روز کی قیمت جس روز لینا چاہتا ہی اسکو دیکر لے لے اور اگر چاہے اس سے غلام نہ لے اور غاصب سے غلام کی اس روز کی قیمت جب ان اُسنے غصب کیا تھا تاوان لے لے پھر اگر مالک قدیم نے یہ اختیار کیا کہ غازی سے لینے کے روز کی غلام کی قیمت دیکر غلام لے لیا تو غاصب سے بھی قیمت نہین لے سکتا ہی بلکہ اس قلیت اور غاصب کے غصب کرنے کے روز کی غلام کی قیمت دونون مین سے جو کم ہو وہ لے لیگا مثلاً غلام مذکور کی قیمت بروز غصب ہزار درم تھی اور جب غازی کے حصہ مین پڑا ہی اُس سے لینے کے روز کی قیمت دو ہزار درم ہی پس مالک قدیم نے دو ہزار درم دیکر اُس سے لیا تو وہ غاصب سے وہی قیمت لیگا جو بروز غصب تھی یعنی ہزار درم اور اگر روز غصب کی قیمت ہزار درم ہو پھر نرخ گھٹ جانے کی وجہ سے غازی سے لینے کے روز پانچ سو درم تھے کہ اُسنے پانچ سو درم دیکر لے لیا تو غاصب سے بھی پانچ سو درم واپس لیگا۔ یہ سب اسصورت مین کہ مالک قدیم نے غازی سے جسکے حصہ مین آیا ہی غلام لینا اختیار کیا اور اگر اُسنے غازی سے نہ لیا بلکہ غاصب سے اُسکے غصب کرنے کے روز کی قیمت تاوان لینی اختیار کی تو جب غاصب نے تاوان دیدیا تو اسکا حکم بعد تاوان دینے کے مثل مالک قدیم کے ہی یعنی جس سے غصب کر لیا تھا چنانچہ اگر اُسنے غلام کو غنیمت مین قبل اسکی تقسیم کے پایا تو بغیر کچھ دیے ہوے مفت لے لیگا اور اگر بعد تقسیم غنیمت کے کسی غازی کے پاس جسکے حصہ مین پڑا ہی پایا تو اسکی قیمت دیکر اسکو لے سکتا ہی۔ اور اسی طرح اگر مسلمانون نے جہاد مین غالب ہو کر یہ غلام غنیمت مین حاصل نہین کیا بلکہ کوئی مسلمان جو دار الحرب مین داخل ہوا ہی انسے خرید لایا پس اگر مولای قدیم نے غاصب سے ہنوز اسکی قیمت روز غصب تاوان نہ لی ہو تو اسکو دو طرح کا اختیار ہی چاہے خرید لانیوالے کو اُسکا ثمن دیکر اُس سے غلام لے لے اور چاہے اس سے نہ لے اور غاصب سے روز غصب کی قیمت غلام لے لے پس اگر اُسنے خرید لانیوالے سے اُسکا ثمن دیکر غلام لے لیا تو غاصب سے قیمت روز غصب اور ثمن مذکور جو اُسنے مشتری کو ادا کیا ہی دونون مین سے جو کم ہو وہ تاوان لے سکتا ہی اور اگر اُس نے خرید لانے والے سے غلام نہ لیا اور غاصب سے روز غصب کی قیمت تاوان لے لی تو اسکے بعد مالک قدیم کو غلام پر ہاتھ لگنے کی کوئی راہ نہ ہوگی اور غاصب مذکور بجای مالک قدیم کے قائم ہوگا پس غاصب مذکور کو اختیار ہوگا کہ چاہے خرید لانیوالے سے اُسکا ثمن دیکر غلام لے لے اور چاہے چھوڑ دے۔ پھر اگر غاصب نے خرید لانے والے کو اُسکا ثمن دیدیا یا جس غازی کے حصہ مین پڑا ہی اُسکو اسکی قیمت دیدی اور غلام اُس سے لے لیا پھر مالک قدیم نے چاہا کہ غاصب سے جو قیمت تاوان لی ہی وہ غاصب کو واپس کر کے غلام اس سے لے لے تو اسمین دو صورتین ہین ایک یہ کہ اگر مالک قدیم نے غاصب سے اپنے زعم کے موافق قیمت حاصل کی ہی باین طور کہ دونون نے روز غصب کی قیمت مین اختلاف کیا چنانچہ غاصب نے کہا کہ جس روز مین نے غصب کیا ہی اس روز غلام کی قیمت ہزار درم تھی اور مالک نے کہا کہ دو ہزار درم تھی اور مالک نے اپنے دعوی پر گواہ قائم کیے اور غاصب سے دو ہزار درم قیمت پائی یا گواہ نہ تھے پس غاصب سے قسم طلب کی اور غاصب نے قسم کھانے سے انکار کیا پس غاصب سے دو ہزار درم حاصل کیے یا دونون نے مالک کے دعوی کے موافق مقدار پر باہمی غاصب سے صلح کر لی تو ان تینون صورتون مین مالک قدیم کو یہ اختیار نہوگا کہ چاہے غاصب کو اُسکی قیمت واپس کر کے غلام لے لے یا چھوڑ دے۔ دوم یہ کہ اگر مالک نے غاصب کے زعم کے موافق قیمت پائی ہی باین طور کہ مالک کے پاس گواہ نہ تھے اُسنے غاصب سے قسم طلب کی پس غاصب نے قسم کھائی اور مالک نے اس سے ہزار درم موافق اسکے دعوی کے پائے پھر غلام مذکور غاصب کے ہاتھ کیونکر آیا جیسے کہ ہم نے بیان کیا ہی تو مالک قدیم کو اختیار دیا جائیگا کہ چاہے غاصب سے جو قیمت لی ہی اسکو واپس کر کے

غلام لے لے اور چاہے غلام اُسی کے پاس رہنے دے - پھر امام محمد رحمہ نے کتاب میں ذکر فرمایا کہ ہرگاہ مالک قدیم نے غاصب کے زعم کے موافق غلام کی قیمت اُس سے لے لی ہو پھر اُسنے غلام مذکور حربیون سے خرید لانے والے کے پاس یا اُسنے غازی کے پاس جسکے حصہ مین پڑا ہی دیکھا اور قیمت غلام وہی ہی جو مالک قدیم کہتا تھا یعنی مثلاً دو ہزار درم تو مالک قدیم کو اختیار دیا جائیگا - اور اگر غلام کی قیمت اسقدر پائی گئی جیسے غاصب کہتا تھا (یا زیادہ ہو ۱۲) یا اس سے بھی کم پائی گئی پس آیا مالک قدیم کو (جیسے کہ بکو ہوا ۱۲) اختیار حاصل ہوگا یا نہین سو امام محمد رحمہ نے اس صورت کو ذکر نہین فرمایا ہی اور فقیہ ابو جعفر ہندوانی سے منقول ہی کہ وہ فرماتے تھے کہ ایک روایت مین ہی کہ اُسکو اختیار حاصل ہوگا اور دوسری ایک روایت مین ہی کہ نہین حاصل ہوگا پھر واضح ہو کہ جس صورت مین مالک قدیم کو اختیار واپسی قیمت و اخذ غلام یا ترک غلام حاصل ہوا ہی اگر ایسی صورت مین مالک قدیم نے کہا کہ مین یہ قیمت جو مجھے ملی ہی رکھے لیتا ہون اور اس غلام ظاہر شدہ کے روز غصب کی پوری قیمت تک مین جسقدر اور مجھے زیادہ چاہیے ہی وہ غاصب سے لونگا تو اسکو یہ اختیار نہین ہی بلکہ اسی قدر وہ اختیار رکھتا ہی کہ چاہے یہ قیمت واپس کر کے غلام لے لے اور چاہے یہی قیمت رہنے دے یہ محیط مین ہی - اور اگر کوئی مال عین کسی متاجر کے اجارہ مین یا کسی کے پاس عاریت یا ودیعت ہو اور حربی کفار غالب ہو کر اسکو اپنے حرز دار الحرب مین لیگئے پھر مال مذکور دار الاسلام مین آیا پس آیا متاجر یا مستودع یا مستعیر کو مخاصمہ کر کے واپس لینے کا اختیار شرعی ہی یا نہین ہی تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر وہ مال فقین جہاد کی غنیمت مین آیا تو متاجر کو اختیار ہی کہ مطالبہ کرے پس قبل تقسیم ہونے غنیمت کے مطالبہ کرنے سے مفت بغیر کچھ دیے ہوئے لیگا اور یہی اختیار مستعیر و مستودع کو ہی پھر جب متاجر اسکو لے لیگا تو اُسکا اجارہ عود کریگا اور اجرت اس مدت گذشتہ کی کہ جسمین اُسنے کوئی انتفاع نہین پایا ہی اسکے ذمہ سے ساقط ہوگی یہ بحر الرائق مین ہی - اور اگر متاجر کے اس دعوی سے کہ یہ مال جو غنیمت مین آیا ہی اسکے پاس اجارہ مین تھا مسلمانون نے (غازیون وغیرہ کو ہم ۱۲) انکار کیا تو متاجر کو اس امر کے گواہ قائم کرنے ضرور ہونگے کہ یہ اسکے پاس اجارہ مین تھا اور جب حاکم نے گواہ قبول کر کے مال مذکور اسکو دیدیا پھر اجارہ دینے والا آیا اور اُسنے اسکے اجارہ سے انکار کیا اور بیان کیا کہ یہ مال اسکے پاس عاریت یا ودیعت تھا تو اسمین قول اس مال کے مالک مین کا مقبول ہوگا - اور اگر غنیمت تقسیم ہوگئی پھر اُسنے کسی غازی کے پاس پایا جسکے حصہ مین پڑا ہی تو بھی اُسکو مخاصمہ کا اختیار ہی پس اگر اس شخص نے جسکے حصہ مین پڑا ہی مدعی کے پاس اجارہ مین ہونے سے انکار کیا اور مدعی نے اجارہ پر گواہ قائم کیے تو اثبات اجارہ کے گواہ مقبول ہونگے اور وہ اثبات اجارہ کے واسطے خصم ہو سکتا ہی پھر اسکے بعد اسکو یہ اختیار ہوگا کہ چاہے اس غازی کو اس مال کی قیمت دیکر اُس سے لے یا اُسی کے پاس چھوڑ دے اور اگر بجائے متاجر کے مستعیر یا مستودع ہو اور بعد تقسیم غنیمت کے اُسنے کسی غازی کے پاس جسکے حصہ مین آیا ہی پایا تو وہ اس غازی کے مقابلہ مین خصم نہین ہو سکتا ہی حتے کہ اگر اُسنے گواہ قائم کیے کہ یہ مال مذکور اسکے پاس ودیعت یا عاریت تھا تو اسکے گواہون کی سماعت نہ ہوگی اور تقسیم ہو جانے کے بعد ان دونون کو یہ اختیار نہین ہی کہ جسکے حصہ مین آیا ہی اُس سے قیمت دے کر لے لین اور بعد قیمت کے یہ دونون اس مال کی بنسبت مثل اجنبی کے ہونگے یہ محیط مین ہی - اور اگر کسی یتیم کا غلام اہل حرب قید کر کے لیگئے اور اُسکو کوئی مشتری دام دیکر خرید لایا یا اس خرید لائے ہوئے غلام کا مولای قدیم مرچکا ہی جسکا وارث اسکا فرزند یتیم موجود ہی تو اس یتیم کے وصی کو اختیار ہی کہ یتیم کے واسطے مشتری کو اسکا ثمن دیکر لے لے اور اپنی ذات کیواسطے نہین لے سکتا ہی اور مشائخ نے فرمایا کہ یتیم کے واسطے بھی وصی کو مشتری کا ثمن دیکر اُس سے لینے کا جبھی اختیار ہی کہ

ثمن مذکور اس غلام کی قیمت کے برابر ہو یہ محیط سرخسی مین ہی منتقی مین ہی کہ کسی مسلمان کے غلام کو اہل حرب قید کرکے اپنے
حرز دار الحرب مین لیگئے پھر کسی مسلمان نے دار الحرب مین داخل ہوکر اُنسے یہ غلام خریدا اور دار الاسلام مین نکال لایا اور
یہان کسی عورت کو اس غلام کے ساتھ بیاہ دیا اور نکاح مین اس غلام کا رقبہ مہر قرار دیا ہی پھر اُسکا مولای قدیم حاضر
آیا تو اسکو اختیار ہوگا کہ چاہے اس غلام کو اسکی قیمت دیکر لے لے - اور اگر مشتری نے بغیر مہر کسی عورت کو اسکے نکاح
مین لیا پھر اس عورت سے اس امر پر صلح کی کہ اُسکے مہر کے عوض جو واجب ہوا ہی یہ غلام سپرد کریگا تو مولای قدیم سے
کہا جائیگا کہ چاہے اس عورت کے مہر مثل کے عوض اس غلام کو لے لے یا چھوڑ دے - اور اگر کسی شخص نے مشتری پر
کسی مال کا دعوی کیا اور دعوی بیان نہ کیا پھر مشتری نے اس سے اسکے اس دعوی سے اس غلام پر صلح کر لی تو مولای
قدیم اس سے یہ غلام اسکی قیمت دیکر لے سکتا ہی اور اگر دونون نے مقدار دعوی مین اختلاف کیا تو صلح کنندہ کا قول قبول
ہوگا - اور اگر غلام مسلمان کو دشمن اسیر کرکے لیگئے اور اپنے دار الحرب مین لیجاکر اپنے احراز مین کر لیا پھر وہ انسے چھوٹ
گیا اور انکا کچھ مال بھی لے آیا اور دار الاسلام کی طرف بھاگا پھر کسی مسلمان نے اسکو پکڑ لیا پھر اُسکا مولاے قدیم آیا تو پکڑ لینے والے
سے یون ہی لے سکتا ہی کہ اُسکی قیمت دیدے اور یہ امام محمد رح کا قول ہی اور جو کچھ مال اس غلام کے پاس تھا وہ اُسی کا ہی جسنے
اسکو گرفتار کیا چنانچہ مولای قدیم کو اسکے لینے کی کوئی راہ نہ ہوگی اور بقیاس قول امام اعظم رح کے مولای قدیم اسکو
مفت بغیر کچھ دیے ہوے لے لیگا کیونکہ جب وہ دار الاسلام مین داخل ہوا تو وہ جماعت مسلمانون کے واسطے فے ہوگیا
کہ امام المسلمین اسکو لے لیگا اور اُسکا پانچوان حصہ لیکر باقی چار پانچوین حصے تمام مسلمانون مین تقسیم کر دیگا اور امام محمد رح نے
اپنے اس قول سے رجوع کیا ہی اور کہا کہ جب اسکو پکڑ لیا تو وہ غنیمت ہوا اور اُسکے پانچ حصے مین سے ایک حصہ لے لیا جائیگا
اگر اسکا مولاے قدیم حاضر آیا اور باقی پانچوین حصے اور جو مال اسکے پاس ہی سب پکڑ لینے والے کا کر دیا جائیگا پھر اگر اسکے
بعد اسکا مولاے قدیم حاضر ہوا تو اُسکی قیمت دیکر لے سکتا ہی اور اگر پانچ حصے کیے جانے سے پہلے حاضر آیا تو اسکو مفت
لے لیگا - اور اگر کسی مسلمان کے غلام کو اہل حرب قید کرکے لیگئے اور اُسکے مولای مسلمان نے اسکو آزاد کر دیا پھر مسلمان لوگ
اپنر غالب ہوے اور یہ غلام ہاتھ آیا تو اسکا مولای قدیم اسکو مفت لے لیگا اور عتق مذکور باطل ہی اور اگر مسلمان لوگ اُسکو
دار الحرب سے نکال لائے پھر مولای قدیم نے قبل اسکے تقسیم کیے جانے کے آزاد کر دیا تو اُسکا آزاد کرنا جائز ہی - ایک حربی
دار الاسلام مین امان لیکر داخل ہوا اور یہان کسی کا کچھ طعام یا کوئی متاع چرالی اور اسکو لیکر دار الحرب مین داخل ہوا پھر
اس سے کوئی مسلمان خرید کرکے اسکو دار الاسلام مین نکال لایا تو اُسکا مالک اسکو مفت لے سکتا ہی اسواسطے کہ حربی
مذکور اس مال کا دار الاسلام سے نکال لیجاتے کسے پہلے ضامن تھا پس دار الحرب مین لیجانے سے اُسکا احراز کر لینے والا
نہ ہوگا اور اگر کسی مسلمان نے اس حربی کے پاس کچھ مال ودیعت رکھا کہ جسکو وہ دار الحرب مین لے گیا تو حربی مذکور اس مال
کا احراز کر لینے والا ہو جائیگا پھر اگر اہل حرب جب سب مسلمان ہوگئے یا ذمی ہوگئے یا یہی شخص مسلمان یا ذمی ہوگیا تو مال
مذکور اسی کا ہوگا اسواسطے کہ وہ دار الاسلام مین اس مال کا ضامن نہ تھا - کوئی حربی ہمارے یہان امان لیکر داخل ہوا
حالانکہ اسکے ساتھ کوئی ایسا غلام ہی جسکو اُسنے مسلمانون سے دار الحرب مین لیجا کر اپنے حرز مین کر لیا ہی پھر اسکو حربی مذکور
سے کسی مسلمان نے خرید لیا تو مالک قدیم کو یہ اختیار نہوگا کہ مشتری کو اُسکا ثمن دیکر اس سے یہ غلام لے لے - بشر بن الولید
نے امام ابو یوسف سے املاء مین روایت کی ہی کہ اگر اسیر کی ہوئی باندی کو اہل حرب سے کسی مسلمان نے خریدا یا اسکے حق غنیمت

مین آئی اور اُس سے اس باندی کو اسکے مولاے قدیم نے بحکم حاکم[له] لے لیا یعنی قبل گرفتار ہونے کے جو کوئی جنایت یا قرضہ اس باندی کے ذمہ ہو وہ اس باندی کے ساتھ لگیگا اور جس بائع سے مالک قدیم نے اُسکو خریدا ہی اگر اسمین سے کسی عیب قدیم ہونے سے واقف ہو تو بائع اول کو بسبب اس عیب کے واپس کرسکتا ہی اور اگر اسمین کوئی ایسا عیب پیدا ہوگیا ہو کہ جس سے واپس نہین کرسکتا ہی تو عیب قدیم کا نقصان بائع اول سے لے سکتا ہی اور مولاے مذکور ان امور کے مطالبہ کی اہل حرب سے خرید لانے والے یا جسکے حصہ مین پڑی ہی اسکی طرف کوئی راہ نہین ہی ولیکن اگر اسمین کوئی ایسا عیب نکلا جو اہل حرب کے پاس پیدا ہوگیا ہی یا اُسنے خرید لانیوالے کے پاس یا جسکے حصہ مین پڑی ہی اُسکے پاس پیدا ہوگیا ہی تو اس عیب کی وجہ سے اسکو واپس کرسکتا ہی اور اگر وہ اسکے پاس مرگئی یا اسمین کوئی عیب اسکے پاس پیدا ہوگیا تو نقصان عیب نہین لے سکتا ہی - اور اگر مالک قدیم نے اس سے باندی کو بدون حکم حاکم کے لیا ہو تو جو کچھ قرضہ اس باندی پر ہوگا وہ اسکے ساتھ آویگا اور جنایت جو اسکے گرفتاری پر ہوگی وہ اُس باندی پر ہوگی وہ اس باندی کے پیچھے ساتھ نہ لگیگا اور مالک مذکور اس باندی کو کسی عیب قدیم کے پانے سے اسکے بائع اول کو واپس نہ کرسکیگا مگر جس سے لیا ہی اُسکو بسبب عیب قدیم یا جدید کے واپس کرسکتا ہی اور اگر باندی مذکورہ اُسکے پاس مرگئی ہو یعنی واپس نہ کرسکتا ہو تو جس سے لیا ہی اُس سے اُسکے نقصان عیب قدیم یا جدید کو لے سکتا ہی اور اگر اس شخص کے پاس سے جسنے اسکو قیمت دے لیا ہی کسی نے استحقاق ثابت کرکے لیا یعنی یہ ثابت کردیا کہ یہ باندی میری ملک ہی پس اگر اس لینے والے نے اسکو حکم حاکم کے ساتھ لیا ہو تو جس سے یہ باندی لی ہی اُسی کو واپس کردے پھر یہ استحقاق ثابت کرنے والا اُس سے یہ قیمت یا ثمن لے لیگا اور اگر اُسنے بغیر حکم حاکم لی ہو تو جسنے گواہون سے اپنا استحقاق ثابت کیا ہی وہ اُسی قدر دیکر لے لیگا جسقدر دیکر لینے والے نے لی ہی اور ہر دو صورت مین اس استحقاق ثابت کرنیوالے کو اختیار ہوگا کہ اگر اسمین کوئی عیب قدیم پایا جاوے تو جس بائع سے اسکو خریدا ہو اس سے رجوع کرے اور اگر اس شخص نے جسنے باندی مذکورہ کو اول مرتبہ ثمن دیکر لے لیا ہی باندی مذکورہ کو آزاد کردیا یا باندی مذکورہ اُس سے بچہ جنی پس اگر اُسنے بحکم قاضی اسکو لیا ہی تو جب اس مستحق نے اپنا استحقاق ثابت کیا تب قاضی اُسکے آزاد کرنے کو باطل کردیگا اور رقیق ہوگا اور وہ شخص اُس بچہ کو بھی مثل اُسکی مان کے اس مستحق کی ملک مین رقیق واپس کردیگا ولیکن مین استحسانا یہ حکم دیتا ہون کہ جسنے اول مرتبہ لیا ہی وہ اپنے اس بچہ کو مستحق اُسکی قیمت دیکر آزاد اپنے پاس رکھے - اور اگر دو غلامون کو اہل حرب گرفتار کرکے لیگئے اور ان دونون کو ایک شخص ایک ہی ثمن دیکر خرید لایا تو انکے مولی کو اختیار ہوگا کہ چاہے ان دونون مین سے ایک ہی کو اُسکا حصہ ثمن مشتری کو ادا کرکے لے لے اور دوسرے کو چھوڑ دے - ابن سماعہ نے امام محمد رح سے روایت کی کہ ایک شخص کے غلام کو اہل حرب گرفتار کرکے لیگئے پھر مولی نے ایک شخص کو حکم کیا کہ غلام مذکور کو میرے واسطے بعوض ہزار درم کے اُسنے خرید کر پھر مرد مذکور نے اسکو اپنے واسطے خریدا تو غلام مذکور اُسی حکم دینے والے یعنی مولاے قدیم کا ہوگا اور اسی طرح اگر مولی نے اس شخص کو حکم کیا کہ میرے واسطے ان لوگون سے ہبہ مانگ لے پس مرد مذکور نے اپنے واسطے ہبہ مانگ لیا تو بھی وہ مولاے مذکور کا ہوگا اور اسی طرح اگر مولی نے اسکو حکم کیا کہ اہل حرب سے غلام مذکور اُسکے مولی کے واسطے مانگ لے پھر مرد مذکور نے اُسکو اہل حرب سے خرید کیا اور یہ خرید بعوض خمر اب کے واقع ہوئی تو بھی یہ غلام اپنے مولی کے واسطے ہوگا اور یہ غلام حربیون کی طرف سے مولاے مذکور کے لیے ہبہ ہوگا یہ محیط مین ہی - اور اگر مولی کو آگاہی حاصل ہوئی کہ میرا مملوک دار الحرب سے نکالا گیا ہی پھر اُسنے ایک مہینہ تک اُسکو

[له] یعنی قاضی کے حضور مین مدعی و مشتری پیش کیا اور قاضی نے [illegible]

طلب نہ کیا تو در نگی سے اُسکا حق ساقط نہو جائیگا اور امام محمد رح سے روایت کیا گیا ہی کہ ساقط ہو جائیگا۔ اور اگر غلام اسیر شدہ کا وہ مولی جسکے پاس سے غلام مذکور اسیر کیا گیا تھا مشتری کے دار الحرب سے نکال لانے کے بعد مر گیا تو امام محمد رح کے قول پر اُسکے وارثون کو اختیار ہوگا کہ مشتری مذکور سے لے لین مگر فقط بعضے وارث اگر چاہین تو نہین لے سکتے ہین اور امام ابو یوسف سے روایت ہی کہ وارثون کو لینے کا اختیار نہین ہی۔ اور اگر کافر حربی کسی مسلمان کا غلام مسلمان اسیر کر کے دار الحرب مین لیگیا اور اپنے احراز مین کر لیا پھر اسکو آزاد دیا مدبر یا مکاتب کر دیا یا بجاے غلام کے باندی تھی کہ اُس سے استیلاد کر لیا کہ اُس سے اولاد پیدا ہوئی پھر اہل اسلام نے غالب ہو کر ان اسیر شدہ مملوکون کو مع اولاد کے پایا تو یہ سب آزاد ہونگے یہ فتاوی قاضی خان مین ہی۔ ابن سماعہ نے امام ابو یوسف رح سے روایت کی کہ کسی مسلمان کے غلام کو اہل حرب گرفتار کر کے لیگئے پھر انسے کسی شخص نے یہ غلام خرید کیا اور دار الاسلام مین لایا پھر اہل حرب دوبارہ اسکو گرفتار کر کے لیگئے پھر اہل حرب نے غلام مذکور اس مشتری کو ہبہ کر دیا تو مولاے قدیم کو یہ اختیار ہوگا کہ چاہے مشتری سے مشتری کا ثمن اور غلام کی قیمت دونون دیکر لے لے۔ اور بشر نے اپنی نوادر مین امام ابو یوسف سے روایت کی ہی کہ ایک شخص نے ایک غلام غصب کیا اور غاصب سے اہل حرب گرفتار کر کے لیگئے پھر غاصب نے غلام مذکور ایک شخص کے ہاتھ مین پایا جسنے اسکو اہل حرب سے خریدا ہی تو اس غاصب کو اس غلام کی جانب کوئی راہ نہین ہی یہانتک کہ اُسکا مولی حاضر ہو۔ اور املاء مین امام محمد سے روایت ہی کہ اگر مشرکون نے کسی نابالغ کا غلام اسیر کر لیا اور دار الحرب مین لیگئے پھر مسلمانون نے اس ملک پر جہاد کیا اور غلام مذکور غنیمت مین آیا اور ایک غازی کے حصہ مین پڑا پھر اس صغیر کے باپ نے قیمت دیکر نہ لیا بلکہ غازی مذکور کے سپرد کیا پھر نابالغ مذکور بالغ ہوا تو آیا اسکا غلام لے لینے کا حق جاتا رہا تو امام محمد رح نے فرمایا کہ نہین وہ غلام کی نسبت اپنا حق رکھتا ہی چاہے لے لے یہ محیط مین ہی۔ واضح رہے کہ اگر اہل حرب ہمارے آزاد مرد و عورتین یا مدبر یا مکاتب یا ہماری ام ولد باندیان گرفتار کر کے لیجاوین تو ہمارے استحقاق کی رو سے وہ انکے مالک نہ ہوجاوینگے اور اگر ہم لوگ انکے ان مذکورین کو گرفتار کر لاوین تو ہم ان سب کے مالک ہو جاوینگے یہ کافی مین ہی۔ اور اگر اہل حرب کسی مسلمان کا مملوک مدبر یا مکاتب یا ام ولد گرفتار کر لیگئے اور مسلمانون نے جہاد کر کے غنیمت مین اسکو حاصل کیا اور تقسیم غنیمت مین وہ کسی کے حصہ مین آیا تو اسکا مولاے قدیم اُسکو بعد قیمت واقع ہونے کے بھی مفت بغیر کچھ دیے ہوے لے لیگا مگر جسکے حصہ مین پڑا تھا اسکو امام المسلمین اُسکی قیمت بیت المال سے دیدیگا یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر اسکو اہل حرب سے کوئی شخص دام دیکر خرید لایا ہو تو مولاے قدیم کو اختیار ہوگا کہ اس مشتری سے مفت لے لے اور اگر یہ شخص جسکو حربی گرفتار کر کے لیگئے ہین محض آزاد ہو پھر اسکو کوئی شخص حربیون سے خرید کر کے دار الاسلام مین نکال لایا تو آزاد مذکور ویسا ہی آزاد ہوگا مشتری کا اسیر کچھ نہین ہی الا اسصورت مین کہ اُسنے مشتری مذکور کو اسطرح حربیون سے معاملہ خرید کرنے کا حکم کیا ہووے تو ایسی صورت مین ثمن مذکور اسیر پر قرضہ ہوگا۔ اور اگر مسلمان کا غلام دار الاسلام سے حربیون کی طرف بھاگ گیا اور اُنھون نے پکڑ لیا تو امام اعظم کے نزدیک اسکے مالک نہ ہونگے۔ اور اگر غلام مذکور کی جگہ مکاتب یا مدبر یا ام ولد یا ایسا مملوک جو اپنی قیمت ادا کرنے کے واسطے سعایت مین ہی بھاگ گیا اور حربیون نے اسکو گرفتار کر لیا تو بالاتفاق اسکے مالک نہ ہونگے۔ اور جب ثابت ہوا کہ امام اعظم رح کے نزدیک بھاگے ہوئے غلام کو پکڑ لینے سے اہل حرب اسکے مالک نہین ہوتے ہین تو اگر ایسے غلام کو حربیون سے کوئی شخص خرید لایا یا انھون نے اسکو ہبہ کیا یا غنیمت مین آیا خواہ غنیمت تقسیم کر دی گئی یا نہین بھیہ

مالک قدیم نے اسکو پایا تو جہان پاوے مفت لے لیگا لیکن درصورتیکہ غنیمت تقسیم ہوگئی اور یہ غلام کسی کے حصہ مین آیا پھر اُس سے
مالک قدیم نے براستحقاق مذکور لے لیا تو اُس شخص کو جسکے حصہ مین آیا تھا اُسکا عوض بیت المال سے دیدیا جائیگا اور جسکے حصہ مین
تھا اُسکے لیے غلام مذکور واپس لانے کا جعل بھی مالک مذکور پر واجب نہ ہوگا - اور فقہاو نے فرمایا کہ اگر غلام بھاگ گیا اور اُسکے پاس
مولے کا مال ہو تو حربی لوگ اس مال کے جو اس کے پاس ہے مالک ہو جائینگے اور خود اس غلام کے مالک نہ ہونگے - اور اگر کوئی
اونٹ چھوٹ کر وحشیانہ انکے یہان بھاگ گیا اور اُنھون نے پکڑ لیا تو اسکے مالک ہو جاوینگے اور اگر کوئی آدمی خرید کر کے اُسکو
دارالاسلام مین نکال لایا تو اسکے مالک قدیم کو یہ اختیار حاصل ہوگا کہ چاہے ثمن دیکر اسکو لے لے - اور اگر کوئی غلام اپنے ساتھ
ایک گھوڑا اور متاع لیکر حربیون کی جانب بھاگ گیا اور اُنھون نے یہ سب پکڑ لیا اور کسی شخص نے انسے یہ سب خریدا اور
دارالاسلام مین نکال لایا تو مولاے قدیم کو اختیار ہے کہ غلام کو مفت اور گھوڑے و متاع کو مشتری کا ثمن دیکر لے لے اور یہ امام اعظم
کے نزدیک ہے کذا فی السراج الوہاج - اور اگر حربیون مین سے کسی کا غلام مسلمان ہوگیا پھر ہمارے یہان نکلکر چلا آیا یا اس ملک پر
مسلمان غالب ہوئے تو وہ آزاد ہے اور اسیطرح اگر حربیون کے غلام ہمارے لشکر مین نکل کر چلے آئے تو وہ آزاد ہین یہ ہدایہ مین ہے
اگر حربی ہمارے یہان امان لیکر داخل ہوا اور اُسنے کوئی مسلمان غلام خریدا اور کسی طور سے اسکو دارالحرب مین لے گیا تو امام اعظم رح
کے نزدیک غلام مذکور اُسکی ملک سے آزاد ہو جائیگا اور صاحبین کے نزدیک آزاد نہ ہوگا اور امام ابو یوسف سے ایک روایت
مثل قول امام اعظم رح کے بھی مروی ہے اور اسی طرح اگر غلام مذکور ذمی ہو تو بھی ایسا ہی اختلاف ہے - اور اگر حربی کا غلام دارالحرب
مین داخل ہوگیا تو بالاتفاق وہ اس حربی کا غلام ہوگا جیسے تھا پس اگر حربی نے اسکو کسی مسلمان یا حربی کے ہاتھ فروخت
کیا تو امام اعظم کے نزدیک آزاد ہو جائیگا اور صاحبین کے نزدیک آزاد نہ ہوگا - اور اگر کوئی حربی دارالحرب مین مسلمان
ہوگیا اور وہان اُسکے مملوک موجود ہین پھر وہ ہمارے یہان نکلکر چلا آیا پھر اُسکے پیچھے اُسکا کوئی غلام بھی مسلمان ہوکر دارالاسلام
مین چلا آیا تو وہ مثل سابق کے اپنے مولاے مذکور کا غلام ہوگا اور اسیطرح اگر وہ حالت کفر ہی مین نکل آیا تو بھی یہی حکم ہے
یہ سراج وہاج مین ہے - اور اگر اہل حرب کسی مال پر جسکو انھون نے مسلمانون سے لیا تھا مسلمان ہوئے یا سب ذمی ہوگئے
تو مال مذکور انھین کا ہوگا کہ مسلمانون کو انسے لینے کی کوئی راہ نہ ہوگی اور اسی طرح اگر کوئی حربی دارالحرب سے نکلکر ہمارے
یہان چلا آیا یعنی یہین کی سکونت اختیار کی اور اُسکے ساتھ ایسے مال مذکور مین سے کچھ ہے تو اُس سے اس مال کی نسبت تعرض نہین
ہوسکتا ہے یہ مبسوط مین ہے - اور اگر مسلمانون نے اہل حرب مین سے کچھ لوگ گرفتار کیے اور ہنوز انکو باہم تقسیم نہ کیا اور نہ انکو
دارالاسلام مین نکال لائے یہانتک کہ یہ قیدی انکے ہاتھون سے چھوٹ کر اپنے مامن مین بھاگ گئے یا اہل حرب نے غلبہ
کیا اور انکو چھوڑا کر اپنے مامن مین لیگئے پھر مسلمانون مین سے دوسری قوم غالب ہوئی اور خاص ان قیدیون کو بھی گرفتار
کر کے دارالاسلام مین نکال لائے خواہ باہم تقسیم کر لیا یا ہنوز تقسیم نہین کیا پھر اول فریق اور دوم فریق نے ان اسیرون کی بابت
قاضی کے حضور مین مخاصمہ کیا تو فریق دوم ہی ان قیدیون کا مستحق ہے اور اگر مسئلہ مذکورہ مین فریق اول نے دارالحرب مین ان
قیدیون کو باہم تقسیم کر لیا ہو مگر انکو دارالاسلام مین نکال کر نہین لائے اور باقی مسئلہ بحال خود واقع ہوا تو ایسی صورت مین فریق
اول ہی ان اسیرون کا مستحق ہوگا پس اگر فریق اول نے ان اسیرون کو دوسرے فریق کے پاس قبل تقسیم غنیمت کے
پایا تو مفت بغیر کچھ دیے ہوئے لے لینگے اور اگر تقسیم ہونے کے بعد پایا تو انکو یہ اختیار ہوگا کہ چاہین قیمت دیکر انکو لے لین
جیسے انکو اپنی اور املاک کی نسبت بھی اختیار حاصل ہے اور اسیطرح اگر فریق اول انکو دارالاسلام مین نکال لایا اور باہم تقسیم کر لیا

پھروے بھاگ گئے یا اہل حرب غالب ہوکر انکو چھوڑا لیگئے اور باقی مسئلہ بحال خود واقع ہوا تو بھی فریق اول ہی انکا مستحق ہوگا۔ اور
اگر فریق اول ان اسیرون کو دارالاسلام مین نکال لایا اور ہنوز باہم تقسیم نہ کیا تھا کہ یہ لوگ چھوٹ کر بھاگ گئے یا حربی لوگ
غالب ہوکر انکو چھوڑا لیگئے پھر باقی مسئلہ بحال خود واقع ہوا تو اس صورت مین اگر فریق دوم کے باہم تقسیم کر لینے کے بعد
فریق اول حاضر آیا تو فریق دوم ہی ان قیدیون کا مستحق ہوگا چنانچہ اسی طرح یہ مسئلہ زیادات مین مذکور ہے۔ اور اگر فریق
دوم کے باہم تقسیم کر لینے سے پہلے فریق اول حاضر ہوا تو اسمین دو روایتین ہین ایک روایت مین مذکور ہے کہ فریق اول
ہی مستحق ہوگا اور دوسری روایت مین ہے کہ فریق دوم مستحق ہوگا۔ اور اگر فریق اول انکو اپنے احراز مین دارالاسلام مین
نکال لاسکے اور باہم تقسیم نہ کیا یہان تک کہ حربیون نے غالب ہوکر انکو چھوڑا لیا اور ہنوز انکو دارالحرب مین اپنے احراز مین
نہین لیجانے پائے تھے کہ مسلمانون مین سے دوسری قوم نے دارالاسلام مین اُنپر غالب ہوکر ان اسیرون کو انسے
لے لیا تو فریق دوم ان اسیرون کو فریق اول کو واپس کر دینگے خواہ باہم تقسیم کر لیا ہو یا نکیا ہو ولیکن اگر فریق دوم کے
درمیان انکا بانٹ دینے والا ایسا امام ہو جسکے نزدیک مشرکون کا اسطرح لے لینا تملیک و احراز ہے تو ایسی صورت مین فریق
دوم ہی انکا مستحق رہیگا یہ محیط مین ہے۔ جاننا چاہیے کہ دارالحرب ایک ہی شرط سے دارالاسلام ہو جاتا ہے اور وہ شرط یہ ہے کہ اس
ملک مین احکام اسلام کا اظہار ہو۔ اور امام محمد رح نے زیادات مین بیان فرمایا کہ دارالاسلام امام اعظم رح کے نزدیک جبھی
دارالحرب ہو جاتا ہے کہ تین شرطین پائی جاوین ایک یہ کہ اسمین احکام کفار کے بر سبیل اشتہار جاری ہون اور حکم اسلام کے
موافق اسمین حکم نہ دیا جاوے دوم یہ کہ یہ ملک دارالحرب سے اسطرح متصل ہو کہ ان دونون کے درمیان بلاد اسلام مین سے
کوئی بلاد نہو اور سوم یہ کہ اسمین کوئی مسلمان اور کوئی ذمی اپنی امان اول پر جو اسکو قبل غلبہ کفار کے حاصل تھی باقی نہ رہے
یعنے جو امان مسلمان کو اپنے اسلام سے اور ذمی کو اپنے عقد ذمہ سے حاصل تھی باقی نہ رہے۔ اور صورت مسئلہ تین وجہ سے ہے
ایک یہ کہ اہل حرب ہمارے کسی دیار پر غالب ہو جاوین اور دوم یہ کہ کسی شہر کے لوگ اسلام سے مرتد ہوکر غالب ہو جاوین اور
احکام کفر وہان جاری کرین سوم یہ کہ کسی شہر کے ذمی اپنا عقد ذمہ توڑدین اور بر سبیل تغلب اس شہر پر قابض ہو جاوین تو
ان سب صورتون مین سے ہر صورت مین یہ صوبہ یا شہر یا ملک جبھی دارالحرب ہو جائیگا کہ جب تینون شرطین مذکورہ بالا
پائی جاوین اور امام ابو یوسف و امام محمد رح نے فرمایا کہ ایک ہی شرط سے دارالاسلام بھی دارالحرب ہو جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ
اسمین احکام کفر جاری و ظاہر ہون اور یہ قول موافق قیاس کے ہے پھر اگر کوئی ملک بسبب تینون شرائط مذکورہ بالا پائی جانے
کے دارالحرب ہو گیا پھر اسکو امام نے فتح کیا اور غنیمت لوٹ مین آئی پھر قبل تقسیم غنیمت کے وہان کے لوگ حاضر ہوئے
تو اسکو مفت بغیر کچھ دئے لیلینگے یعنی دیدیجائیگی اور اگر بعد تقسیم ہو جانے کے حاضر ہوئے تو ہر ایک اپنی چیز اسکی قیمت
دیکر لے سکتا ہے اور رہی زمین پس بعد فتح کر لینے امام المسلمین کے وہ اپنے حکم اول کی طرف عود کریگی یعنی اگر وہ زمین خراجی
تھی تو خراجی ہو جائیگی اور اگر عشری تھی تو عشری ہو جائیگی لیکن اگر قبل اسکے امام نے اسپر خراج باندھ دیا ہو تو وہ عود
کرنے مین عشری نہوگی یہ سراج وہاج مین ہے۔

چھٹا باب مستامن یعنی امان لیکر داخل ہونے والے کے بیان مین۔ اور اسمین تین فصلین ہین **فصل اول**
مسلمان کی امان لیکر دارالحرب مین داخل ہونے کے بیان مین۔ اگر کوئی مسلمان تاجر امان لیکر دارالحرب مین داخل
ہوا تو اسپر حرام ہے کہ حربیون کی جانون یا مالون سے کچھ تعرض کرے۔ لیکن اگر ان تاجرون کے ساتھ حربیون کے

بادشاہ نے جان بوجھکر غدر کیا باین طور کہ انکے مال لے لیے یا قید کیا یا اور کوئی ظلم کیا اور وہ اس ظلم سے باز نہ رہا اور منع نہ کیا گیا تو ایسی حالت مین ان تاجرون کو انکی جانون و مالون سے تعرض کرنا مباح ہی مانند اس شخص کے جسکو اہل حرب قید کرکے لیگئے یا بطور چورون کے وہ انکے ملک مین پوشیدہ داخل ہوا کہ اسکو یہ امور مباح ہوتے ہین پس اسی طرح ایسے تاجرون کو بھی روا ہی کہ انکا مال لے لے اور انکو قتل کرے مگر یہ نہین روا ہی کہ وہان کی کسی عورت سے حلال جانکر وطی کرے اسواسطے کہ فروج کی حلت سوای ملک کے نہین ہوتی ہی اور جبتک کہ اپنے دارالاسلام مین حربیہ عورت کو لاکر اپنے احراز مین نہ کرلے تب تک ملک متحقق نہین ہوتی ہی۔ لیکن اگر اسنے دارالاسلام مین اپنی منکوحہ عورت کو جسکو اہل حرب قید کرکے لیگئے ہین پایا یا اپنی ام ولد یا مدبرہ کو پایا اور حال یہ ہی کہ اہل حرب نے ان عورتون سے وطی نہین کی ہی تو یہ عورتین اُسکی ملک مین باقی ہین پس اُسنے وطی کرسکتا ہی مگر ان عورتون سے اگر اہل حرب نے وطی کی ہو تو ان عورتون کے حق مین شبہہ پیدا ہوگا پس ان عورتون پر عدت واجب ہوگی لہذا جبتک انکی عدت منقضی نہ ہوجاوے تب تک اُنسے وطی کرنا اسکو روا نہین ہی بخلاف اسکے اگر محض مملوکہ باندی کو اہل حرب قید کرکے لیگئے ہون اور اُسکو اُسنے وہان پایا تو اسکے ساتھ اُسکو وطی کرنا جائز نہین ہی اگرچہ اہل حرب نے اُس سے وطی نہ کی ہو اسواسطے کہ حربی ایسی باندی کے مالک ہوگئے ہین اور اسی وجہ سے اسکو جائز نہین ہی کہ اس باندی سے کسی طرح کچھ تعرض کرے بشرطیکہ انکے دیار مین امان لیکر داخل ہوا اور امان توڑی نہین گئی اور اپنی زوجہ و ام ولد و مدبرہ سے اسکو تعرض جائز ہی یہ تبیین مین ہی۔ اور اگر تاجر مذکور نے خود غدر کیا اور حربیون کی کوئی چیز لیکر دارالاسلام مین نکال لایا تو اسکا مالک تو ہوجائیگا مگر بملک خبیث یعنے حرام طور پر مالک ہوگا پس اُسکو حکم دیا جائیگا کہ یہ چیز صدقہ کردے۔ اور اگر اس تاجر کے ہاتھ کسی حربی نے کوئی چیز قرض بیچی یا اُسنے کسی حربی کے ہاتھ قرض بیچی یا اس تاجر و حربی مین سے کسی نے دوسرے سے غصب کرلی پھر تاجر مذکور دارالاسلام مین چلا آیا اور حربی مذکور بھی امان لیکر دارالاسلام مین داخل ہوا یا کسی حربی نے دوسرے حربی کے ہاتھ کوئی چیز قرض بیچی یا ایک حربی نے دوسرے حربی کی کوئی چیز غصب کرلی پھر دونون امان لیکر دارالاسلام مین داخل ہوئے اور یہان کے حاکم کے حضور مین نالش پیش کی تو ان دونون مین سے کسی کے واسطے دوسرے پر کچھ حکم کسی چیز کا نہ دیا جائیگا اور اگر دونون حربی مذکور مسلمان ہوکر دارالاسلام مین آگئے ہون تو جسکا قرضہ چاہیے ہی اسکے واسطے قرضدار پر اسکے قرضہ کا حکم دیدیا جائیگا اور رہی غصب کی صورت سو بسبب وجوہ مذکورۂ بالا مین غصب کی بابت قضاءً کچھ تعرض نہ کیا جائیگا لیکن جس صورت مین کہ مسلمان حربیون کے یہان امان لیکر داخل ہوا اور حربی کی کوئی چیز غصب کرلی ہی اور حربی مسلمان ہوکر یہان آیا اور نالش پیش کی ہی تو غاصب کو از راہ دیانت مال غصب اسکو واپس کردینے کا حکم دیا جائیگا مگر قضاءً اسپر حکم نہ دیا جائیگا۔ اور اگر دو مسلمان امان لیکر دارالحرب مین داخل ہوئے پھر انمین سے ایک نے دوسرے کو عمداً یا خطاءً قتل کیا تو قاتل پر اسکے مال سے مقتول کی دیت واجب ہوگی اور خطاءً قتل کرنے کی صورت مین اسپر کفارہ بھی واجب ہوگا اور رہا قصاص سو ظاہر الروایہ کے موافق قصاص واجب نہین ہوتا ہی۔ اگر یہ دونون قیدی ہون یعنے کفار انکو دارالاسلام سے قید کرکے لیگئے ہون پھر ایک نے دوسرے کو قتل کیا یا مسلمان تاجر نے کسی مسلمان اسیر کو قتل کیا تو امام اعظم رح کے نزدیک قاتل پر کچھ واجب نہین ہی سوا اسکے کہ خطاءً قتل کرنے کی صورت مین کفارۂ قتل ادا کرنا واجب ہی یہ کافی مین ہی۔ امام محمد رح نے فرمایا کہ مضائقہ نہین ہی کہ مسلمان تاجر اہل حرب کے یہان چاہے جو چیز لیجاوے سوای کراع و سلاح و سبی کے

اور اگر حربیون کے یہان کچھ نہ لیجاوے تو میرے نزدیک پسندیدہ تر ہی شیخ شمس الائمہ سرخسی نے شرح سیر کبیر مین فرمایا کہ کراع سے مراد ہر طرح کے گھوڑے اور خچر و گدہے و اونٹ و مال لادنے کے بیل ہین - اور سلاح سے مراد یہ ہی کہ جو قتال کے واسطے مہیا کیا ہو اور لڑائی مین استعمال کیا جاتا ہی خواہ اسکے ساتھ وہ سواے لڑائی کے اور کام مین استعمال کیا جاتا ہو یا نہ کیا جاتا ہو اور تمام جنس سلاح ہی خواہ خرد ہو یا کلان ہو چنانچہ کہ سوئی و سوجا تک انکے یہان لیجانا کراہیت مین یکسان ہین - اسی طرح جس لوہے سے ہتھیار بنائے جاتے ہین اسکا بھرتی کرکے دارالحرب مین لیجانا مکروہ ہی اور اسیطرح حریر و دیباج اور قز جو غیر معمول یعنی ساختہ ہووے تو اُسکا لیجانا بھی مکروہ ہی اور اگر حمرا بریشم یا قز کے باریک کپڑے ہون تو انکو لیجانے مین مضائقہ نہین ہی اور بتیل و کتانسہ اہل حرب کے یہان لیجانے مین مضائقہ نہین ہی اور یہی حکم قلعی کا ہی اسواسطے کہ غالباً انکا استعمال ہتھیارون مین نہین ہوتا ہی - اور اگر وہ لوگ غالب ہتھیار اپنے اس سے بناتے ہون تو انمین سے کسی چیز کا انکے یہان لیجانا حلال نہین ہی اور سنور زندہ یا مذبوحہ کا مع بازوون کے اہل حرب کے یہان لیجانا روا نہین ہی اسواسطے کہ غالباً انکے بازو کے پرون سے نشاب و نبل[۱۲ تیر] کی ڈنڈی لگائی جاتی ہی اور اگر عقاب کے بازو کے پرون سے ایسا کیا جاتا ہو تو اُسکا بھی اسطور سے داخل کرنا روا نہین ہی - اور اگر وہ شکار ہی کے واسطے اس ملک مین جاتے ہون تو انکا وہان لیجانا روا ہی اور باز و صفر کا بھی یہی حکم ہی - اور اگر مسلمان نے امان لیکر دارالحرب مین تجارت کے واسطے جانے کا قصد کیا حالانکہ اسکے ہاتھ اُسکا گھوڑا و ہتھیار ہین کہ جسکو اہل حرب کے ہاتھ فروخت کرنے کا ارادہ نہین رکھتا ہی تو اُسکے ساتھ لیجانے سے منع نہ کیا جائیگا ولیکن یہ اسوقت ہی کہ یہ معلوم ہو کہ اہل حرب اُس سے ان چیزون کیواسطے کچھ متعرض نہ ہونگے اور اسی طرح باقی جانوران سواری کا بھی یہی حکم ہی ولیکن اگر یہ تاجر ان چیزون مین سے کسی چیز کی نسبت متہم ہو کہ انکے ہاتھ بیچنے کے واسطے لیے جاتا ہی تو اُس سے اللہ تعالی کی قسم لیجائیگی کہ مین بیع کے واسطے ان چیزون کو نہین لیے جاتا ہون اور فروخت نہ کرونگا یہانتک کہ اسکو دارالحرب سے دارالاسلام مین نکال لاؤن الا بوجہ ضرورت و سختی پیش آنے کے پس اگر اُسنے اسطور پر قسم کھالی تو تہمت مذکورہ اُسکے ذمہ سے دور ہو جائیگی اور دارالحرب مین لیجانے دیا جائیگا - اور اگر اُسنے قسم نہ کھائی تو انمین سے کوئی چیز دارالحرب مین نہ لیجانے دیگا اور روکا جائیگا - اور اسی طرح اگر دریا کی راہ سے مال تجارت کشتی مین بھر کر لیجانا چاہا تو بھی یہی حکم ہی اور اگر ایک یا دو غلام لیجانے کا قصد کیا تاکہ اسکی خدمت کیا کرین تو اسکو ممانعت نہ کیجاویگی اسواسطے کہ اسکو خدمت کی حاجت ہی مگر ایسے غلامون کے لیجانے سے منع کیا جائیگا جنکی تجارت کا ارادہ رکھتا ہی پس اگر متہم ہوا کہ بیچنے کے واسطے لیے جاتا ہی تو اس سے قسم لیجائیگی - اور اگر ذمی نے تجارت کے واسطے امان لیکر جانے کا قصد کیا تو وہ گھوڑا و بردون و ہتھیار ساتھ لیجانے سے منع کیا جائیگا لیکن اگر ذمی مذکور ان اہل حرب کے ساتھ عداوت رکھنے مین معروف ہو اور مامون ہو کہ ایسا نہ کریگا تو اُسکا حال مثل مسلمان تاجر کے ہی - اور اگر اُسنے اپنی تجارت کیواسطے خچر یا گدہے یا گاڑی یا اونٹ پر سوار ہو کر یا لاد کر دارالحرب مین جانا چاہا تو منع نہ کیا جائیگا مگر اس سے قسم لیجائیگی کہ خچر و کشتی و رقیق جو وہان ساتھ لیے جاتا ہی انکے ہاتھ فروخت کرنے کا قصد نہین رکھتا ہی اور انکو فروخت نہ کریگا یہانتک کہ انکو دارالاسلام مین نکال لاویگا الا بسبب ضرورت پیش آنے کے - اور اگر حربی مستامن نے دارالاسلام سے دارالحرب کی طرف لوٹ جانے کا ارادہ کیا ہو اور ان چیزون مین سے جو ہمنے ذکر کی ہین کسی چیز کو ساتھ لیجانا چاہا تو اُسکو اس سے منع کیا جائیگا اور روکا جائیگا لیکن اگر حربی مذکور کسی مسلمان یا ذمی کو کشتی یا کوئی جانور سواری کرایہ پر دیکر سوار کر لایا تھا

اور یہان سے یہ چیز واپس لے جاتا ہو تو ایسی صورت مین وہ منع نہ کیا جائیگا - اور اگر اہل حرب ایسے لوگ ہون کہ جب کوئی تاجر مسلمان یا ذمی انکے یہان ان چیزون مین سے کوئی چیز لیجاتا ہی تو پھر واپس نہین لانے دیتے ہین مگر اسکا ثمن اسکو دیدیتے ہین تو تاجر مسلمان یا ذمی کو انکے یہان ہر قسم کے گھوڑے و ہتھیار و رقیق لیجانے سے ممانعت کیجائیگی مگر خچر و گدھے و بیل و اونٹ لیجانے سے نہ روکا جائیگا اور اسی طرح ایک کشتی لیجانے سے جسپر سوار ہوتا ہی اور اسباب لادتا ہی منع نہ کیا جائیگا اور اگر اُسنے دوسری کشتی اُسکے ساتھ لیجانے کا قصد کیا تو اس سے روک دیا جائیگا - اور یہ سب بحکم استحسان ہی - اور ایسی حالت مین وہ اپنے ساتھ کوئی خادم خواہ مسلمان ہو یا کافر ہو نہین لیجانے پاویگا - اور اگر کوئی حربی ہمارے یہان امان لیکر کراع وسلاح و رقیق کے ساتھ داخل ہوا تو جو کچھ ساتھ لایا ہی اسکو لیکر لوٹ جانے سے منع نہ کیا جائیگا - اور اگر اُسنے یہ چیزین درمون یعنے نقد کے عوض بیچ ڈالین پھر اس نقد کے عوض یہان سے بھی دوسری چیزین خریدین خواہ ویسے ہی کہ جیسی اسکی تھین یا اُنسے افضل یا اُنسے بدتر تو وہ اُن چیزون مین سے کسی کو دار الحرب مین نہ لیجانے پاویگا - اور اسیطرح اگر اُسنے وہی بعینہ خریدلین جنکو فروخت کیا ہی یا مشتری سے درخواست کی کہ مجھسے اقالہ کرلے پس مشتری نے اس بیع کا قبل قبضہ مبیع کے یا بعد قبضہ مبیع کے اقالہ کر دیا یا مشتری نے ان خریدی ہوئی چیزون کو بسبب خیار رویت کے یا بسبب خیار شرط کے جو مشتری نے اپنے واسطے مشروط کیا تھا حربی مذکور کو واپس کر دیا تو بھی یہی حکم ہی کہ حربی مذکور ان چیزون کو یہان سے نہ لیجانے پاویگا - اور اگر حربی مذکور نے بیع مین اپنے واسطے خیار شرط کر لیا ہو پھر اس خیار کی وجہ سے بیع کو توڑ دیا تو اسکو اختیار رہیگا جاہے ان چیزون کو اپنے ساتھ واپس لیجاوے یہ محیط مین ہی - اور اگر حربی کوئی تلوار لایا اور بیچ کر اسکے کمان یا نیزہ یا ڈھال خریدی تو یہان سے دار الحرب مین نہ لیجانے پاویگا اور اسی طرح اگر اپنی تلوار سے بہتر دوسری تلوار اپنی تلوار سے بدل لی تو بھی یہی حکم ہی اور اگر دوسری تلوار اسکی تلوار کے مثل یا خراب ہو تو اسکو ساتھ لیجانے سے منع نہ کیا جائیگا یہ مبسوط مین ہی - اور اس جنس کے مسائل مین اصل یہ ہی کہ ہرگاہ اُسنے اپنے ہتھیار کے عوض دوسری جنس کا ہتھیار بدل لیا تو اسکو نہ لیجانے پاویگا اور اسپر جبر کیا جائیگا کہ اسکو دار الاسلام مین فروخت کر دے خواہ یہ ہتھیار جو اُسنے بدل لیا ہی اسکے ہتھیار کی نسبت فائدہ مین بہتر ہو یا بدتر ہو اور اگر اُسنے اپنے ہتھیار کے بدل مین اُسی جنس کا ہتھیار لیا ہی تو دیکھا جائیگا کہ اگر اسکے ہتھیار کے مثل یا اس سے خراب ہی تو اسکو لیکر دار الحرب مین لوٹ جاسکتا ہی روکا نجائیگا اور اگر اس ہتھیار سے اچھا ہو تو لیجانے نہ پاویگا اور اگر اُسنے اپنے ہتھیار کے مثل بدل لیا پھر دونون نے باہم بیع کا اقالہ کر لیا ہو تو جو ہتھیار اسکو ملا ہی یعنی اُسی کا پہلا ہتھیار کہ بعد اقالہ کے ملا ہی اسکو لیکر دار الحرب مین لوٹ جاسکتا ہی اور اگر اُسنے بیع مبادلہ مین اپنے ہتھیار سے اچھا یا خراب بدل لیا ہو پھر دونون نے بیع کا اقالہ کر لیا تو بعد اقالہ کے جو ہتھیار اُسکا اُسکے ہاتھ آیا ہی اسکو دونون صورتون مین ساتھ لیکر واپس نہین جاسکتا ہی - اور کراع کا مبادلہ کرنا سب صورتون مین وہی حکم رکھتا ہی جو ہتھیار کے مبادلہ مین ہمنے بیان کیا ہی - اور اگر اُسنے اپنے نر گدھے کے عوض مادہ گدھی بدل لی یا نر گھوڑے کے عوض مادہ گھوڑی بدل لی تو اسکو دار الحرب مین لیجانے سے روکا جائیگا اگرچہ جسکو لیے جاتا ہی قیمت مین اس سے کم ہو جسکو بدل کو چھوڑے جاتا ہی - اور اگر اُسنے اپنے نر خچر کے عوض مادہ خچری بدل لی خواہ قیمت مین اُسکے مثل ہو یا کم ہو تو چھوڑ دیا جائیگا کہ اسکو لیجاوے - اور اگر اُسنے اپنی مادیان کے عوض نر بدل لیا تو نہین لیجانے پاویگا اور اگر اُسنے اپنے اصیل گھوڑے کے عوض برذون یعنی دوغلا گھوڑا یا برذون کے عوض اصیل گھوڑا بدل لیا تو اسکے ساتھ لیجانے سے روکا جائیگا اور نہ لیجانے پاویگا - اور اگر اُسنے اپنی مادہ گھوڑی کے عوض دوسری مادہ گھوڑی جو اُسکے

گھوڑی اس سے دوڑ مین کم ہی بدل لی ولیکن بدلی ہوئی گھوڑی اُسکی گھوڑی کے بہ نسبت مضبوط زیادہ ہی اور اس سے نسل
کی امید زیادہ ہی تو لیجانے سے روکا جائیگا اور اسپر جبر کیا جائیگا کہ اسکو یہان فروخت کر دے لیکن اگر یہ معلوم
ہو کہ جو گھوڑی اُسنے دیدی ہی اُسکی بہ نسبت یہ گھوڑی جسکو لیے جاتا ہی انتفاع حاصل کرنے مین سب طرح سے
کم یا برابر ہی تو لیجا سکتا ہی - اور رہی باندی و غلام یعنی رقیق سو انکو کسی طرح بعد تبدیل کر لینے کے نہین لیجا سکتا ہی اُسپر جبر
کیا جائیگا کہ فروخت کر دے خواہ جو رقیق بدلے مین لیا ہی اُسی جنس کا ہو جو اُسنے دیا ہی یا غیر جنس ہو خواہ اُس سے
گھٹ کر ہو یا بڑھکر ہو یا برابر ہو - اور اگر روم کے دو شخص حربی امان لیکر ہمارے یہان داخل ہوے اور ان دونو
مین سے ایک کے ساتھ رقیق اور دوسرے کے ساتھ ہتھیار ہین پھر دونون نے آپسمین رقیق اور ہتھیار ون کا مبادلہ
کر لیا یا ہر ایک نے اپنا مال دوسرے کے ہاتھ درمون کے عوض بیچ ڈالا پھر ہر ایک نے اس چیز کو جو اُسنے اس طرح
حاصل کی ہی دار الحرب مین لیجانا چاہا تو منع نہ کیا جائیگا - اور اگر روم کا کوئی حربی یہان امان لیکر داخل ہوا اور اپنے ساتھ
کراع یا سلاح یا رقیق لایا پھر یہان سے اُسنے چاہا کہ تاتار یا دیلم وغیرہ کسی ایسے کافرون کے ملک مین جو مسلمانون کے
دشمن ہین ان چیزون کو لیکر جاوے تاکہ انکے ہاتھ فروخت کرے تو اسکو اس سے منع کیا جائیگا اور اسی طرح اگر ان چیزون
کو ایسے دار الحرب مین داخل کرنا چاہا جس سے مسلمانون سے موادعت ہی تو بھی منع کیا جائیگا اور اگر ایسے ملک مین
لیجانا چاہا جہان کے لوگ مسلمانون کے اہل ذمہ ہین تو منع نہ کیا جائیگا اور اگر دو حربی مستامن ہمارے یہان آئے ایک
روم کا ہی اور دوسرا تاتار کا ہی اور انمین سے ایک کے ساتھ رقیق اور دوسرے کے ساتھ کراع یا سلاح ہین پھر دونون
نے باہم ان چیزون کا مبادلہ کر لیا یا ہر ایک نے دوسرے کی متاع کو درمون کے عوض خریدا تو دونون مین سے کسی کو
نہ چھوڑا جائیگا کہ وہ اپنی خریدی ہوئی اس چیز کو اپنے ملک مین لیجاوے - اور اگر دونون مین سے ہر ایک نے یکسان
صنعت کے ہتھیار بدل لیے تو ہر ایک کو اختیار دیا جائیگا کہ اپنی خریدی ہوئی چیز کو اپنے ملک مین لیجاوے - اور اگر
دونون مین سے ایک نے بہ نسبت دوسرے کے بہتر لیا ہو تو جسنے دونون مین سے خراب لیا ہی وہ اپنے خراب ہتھیار
کو اپنے ملک مین لیجا سکتا ہی اور جسنے بہتر لیا ہی وہ نہین لیجا سکتا ہی بلکہ اُسپر جبر کیا جائیگا کہ اسکو فروخت کر دے بمنزلہ
اسکے جیسے کہ حربی نے مسلمان سے ایسا مبادلہ کیا چنانچہ اسمین بھی یہی حکم ہوتا ہی اور اسی طرح اگر دونون مین سے
افضل ہتھیار کے بائع کو مشتری نے بسبب خیار رویت یا اپنے خیار شرط یا بسبب عیب کے خریدا ہوا ہتھیار واپس
کر دیا ہو تو بھی وہ اسکو دار الحرب مین واپس نہین لیجا سکتا ہی بخلاف اسکے اگر دونون نے باہم رقیق کو رقیق سے مبادلہ
کر لیا اور یہ دونون رقیق یکسان ہین یا انمین سے ایک بہ نسبت دوسرے کے افضل ہی تو اسصورت مین ان دونون
کا مبادلہ بمنزلہ مبادلہ مسلمان یا ذمی و مستامن کے قرار نہ دیا جائیگا پس درصورتیکہ ہر دو رقیق مین مساوات متحقق ہو
تو جسکی ملک مین اس بیع سے جو رقیق آگیا ہی اسکو اپنے ملک مین لیجانے سے ممانعت نہ کیجائیگی اور اگر دونون مین سے
ایک افضل ہوا اور دوسرا گھٹیا ہو تو جسنے گھٹیا لیا ہی وہ منع نہ کیا جائیگا اور جسنے افضل لیا ہی اسکو ممانعت کیجائیگی
اور اگر دونون نے باہم باندی و غلام کا مبادلہ کیا ہو تو دونون سے کسی کو اجازت نہ ہوگی کہ جو اُسنے لیا ہی اسکو اپنے
ملک مین لیجاوے اسواسطے کہ نزدیک ... کا اختلاف جنسی ہی کذا فے المحیط - فصل دوم حربی کے امان لیکر دار الاسلام
مین داخل ہونے کے بیان مین - اگر حربی امان لیکر دار الاسلام مین داخل ہوا تو اسکو یہ قدرت نہ دیجائیگی

کہ یہان سال بھر تک رہے اور امام المسلمین اُس سے فرماویگا کہ اگر تو سال بھر تک یہان رہیگا تو مین تجھپر جزیہ باندھ دونگا۔ پھر اگر امام
کے اسطرح اُس سے فرمانے کے بعد وہ سال تمام ہونےسے پہلے اپنے ملک کو واپس گیا تو اسپر کوئی راہ نہین ہی اور اگر
نہ گیا یہین رہا تو وہ ذمی ہی اور جزیہ کے واسطے سال اسوقت سے شمار ہوگا جسوقت سے امام نے اُس سے کہدیا ہی نہ اُسوقت
سے کہ جسوقت سے وہ دارالاسلام مین داخل ہوا ہی اور امام کو یہ بھی روا ہی کہ اگر مصلحت دیکھے تو اسکے واسطے اس سے کم مدت
مقرر کردے مثلاً مہینہ یا دو مہینہ چنانچہ اسکے بعد اگر وہ رہا تو ذمی ہو جائیگا پھر جو مدت مقرر کردی ہی اگر اسکے بعد گذر جانے کے وہ
ذمی ہوگیا تو از سر نو اُس سے اُسوقت کے بعد سے آیندہ سال کیواسطے جزیہ لیگا لیکن اگر اسکے واسطے یہ شرط کردی ہو کہ اگر تو سال بھر تک رہا
تو تجھسے جزیہ لونگا تو ایسی صورت مین سال تمام ہونے پر جزیہ لے لیگا کذا فی التبیین۔ پھر اسکے بعد وہ نہ چھوڑا جائیگا کہ دارالحرب
مین لوٹ جاوے یہ کفایہ مین ہی۔ اور اگر کوئی حربی ہمارے ملک مین امان لیکر آیا اور اُسنے یہان کوئی زمین خراجی خریدی
پھر جب اُسپر خراج باندھا گیا تب ہی سے وہ ذمی ہوگیا اور اسی طرح اگر اُسنے زمین عشری خریدی تو وہ زمین بنابر قول
امام محمد رح کے عشری رہیگی اور بنابر قول امام اعظم رح کے خراجی ہوجائیگی پس خراج باندھے جانے کے وقت سے اُس سے
آیندہ سال کا جزیہ لیا جائیگا اور اُسکے حق مین ذمیون کے احکام ثابت ہونگے چنانچہ دارالحرب مین جانے سے منع کیا جائیگا
اور اسکے و مسلمان کے درمیان قصاص جاری ہوگا اور اگر کسی مسلمان نے اسکی شراب یا سور کو تلف کردیا تو اُسکی قیمت
تاوان دیگا اور اگر وہ خطا سے قتل کیا گیا تو اُسکی دیت واجب ہوگی اور واجب ہوگا کہ جو چیز اُسکو تکلیف دہ ہو وہ اس سے
دور کیجاوے چنانچہ اُسکی غیبت حرام ہوگی جیسے مسلمان کی غیبت حرام ہی اور خراج باندھنے سے یہ مراد ہی کہ اسپر خراج لازم
کردیا جائیگا اور جب سے اُسنے سبب خراج کو کیا ہی اسوقت سے وقت خراج کی میعاد پوری ہوجانے پر اُس سے لیجائیگا
اور سبب خراج اس اراضی کی زراعت ہی یا اُسکو اس زمین مین زراعت کی قدرت حاصل ہو اگرچہ اُسنے بیکار چھوڑ رکھا ہو
بشرطیکہ اُسکی ملک مین ہو یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور خالی خریدنے ہی سے ظاہر الروایہ کے موافق ذمی نہین ہوجاتا ہی۔ اور
امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر اُسنے اس اراضی کو فروخت کردیا قبل اسکے کہ اُسکا خراج واجب ہووے تو اسکے خرید کی وجہ
سے ذمی نہ ہوجائیگا۔ اور اگر خراجی زمین کو اجارہ پر لیکر اُسمین زراعت کی تو ذمی نہ ہوجائیگا۔ اور اگر ایسی زمین خراجی ہو کہ
جسکا خراج موظف نہین ہی بلکہ بٹائی ہی اور حربی نے اپنے بیجون سے اُسمین زراعت کی پھر جو کچھ پیداوار ہوئی اُسمین سے
امام نے خراج لیا اور خراج کا حکم اس مزارع یعنے حربی پر جاری کیا نہ مالک زمین پر تو امام اس حربی کو ذمی قرار دیگا اور اُسپر
اُسکی جان کا خراج بھی مقرر کریگا یعنے جزیہ مقرر کریگا۔ اور اگر حربی مستامن نے ایسی اراضی کو خریدا جسکا خراج بٹائی پر ہی اور
اُسکو کسی مسلمان کو اجارہ پر دیدیا اور امام نے اُسکا خراج اس مسلمان مستاجر سے لے لیا اور اُسکا مذہب یہ ہی کہ خراج مذکور
زراعت پر ہوتا ہی تو مستامن مذکور ذمی نہ ہوجائیگا۔ اور اگر مستامن نے خریدی ہوئی زمین مین زراعت کی اور یہ زمین
خراجی ہی پھر اسکی کھیتی جمی پھر زراعت کو ایسی آفت پہونچی کہ وہ جاتی رہی تو زمین مذکور پر اس سال خراج نہ ہوگا اور
حربی مذکور ذمی نہ ہوجائیگا۔ اور اگر حربی مستامن ایک زمین کا مالک ہوا اور مالک ہونے کے وقت سے چھ مہینے سے کم مین اس
اراضی پر خراج واجب ہوا تو جسوقت اسکی زمین پر خراج واجب ہوا ہی جسکا ادا کرنا اُسپر واجب ہوا ہی اُسی وقت سے وہ
ذمی ہوجائیگا اور اسپر اسکے نفس کا جزیہ واجب ہوگا کہ جس روز سے اسکی زمین پر خراج واجب ہوا ہی اسکے بعد سے
ایک سال گذرنے پر اُس سے یہ جزیہ لیا جائیگا۔ اور اگر حربیہ عورت امان لیکر ہمارے یہان داخل ہوئی اور اُسنے

کسی ذمی یا مسلمان شخص سے نکاح کر لیا تو وہ ذمیہ ہو گئی اور اگر کوئی حربی ہمارے یہان امان لیکر داخل ہوا اور اُسنے کسی ذمیہ عورت سے
نکاح کیا تو اس عورت سے نکاح کرنے کی وجہ سے یہ مرد حربی ذمی نہ ہو جائیگا یہ سراج وہاج مین ہی - اور اگر حربی مستامن اپنے
دار الحرب مین لوٹ گیا اور کسی مسلمان یا ذمی کے پاس کچھ ودیعت چھوڑ گیا یا کچھ قرضہ چھوڑ گیا تو حربی مذکور کا خون بعد دار الحرب
مین داخل ہونے کے حلال ہو گیا ولیکن جو مال اُسکا مسلمانون یا ذمیون کے پاس دار الاسلام مین ہی وہ ویسا ہی باقی رہیگا
کہ اسکا تصرف مین لانا حرام ہی پھر اگر حربی مذکور وہان سے گرفتار کر کے لایا گیا یا لشکر اسلام اس دار الحرب پر غالب ہوا اور
حربی مذکور قتل کیا گیا تو اسکا قرضہ ساقط ہو گیا اور جو مال اُسکا ودیعت تھا وہ فئی ہو گیا اور اگر اُسکا کچھ مال یہان رہن تھا
تو امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اُسکو مرتہن اپنے قرضہ مین لے لیگا اور امام محمدؒ نے فرمایا کہ یہ مال مرہون فروخت کیا جائیگا
اور اُسکے ثمن سے مرتہن کا قرضہ پورا ادا کر کے جو کچھ باقی بچیگا وہ بیت المال کا ہی یہ تبیین مین ہی - اور اگر اہل اسلام اس
دار الحرب پر غالب نہ ہوے مگر حربی مذکور قتل کیا گیا تو اُسکا قرضہ و مال ودیعت اسکے وارثون کا حق ہی اور اسیطرح اگر
وہ اپنی موت سے مرگیا تو بھی یہی حکم ہی - اور جو مال ایسے اہل حرب کہ مسلمانون کو بغیر قتال حاصل ہوئے ہین وہ مثل خراج
کے مسلمانون کی مصلحتون مین صرف کیے جاوینگے - اور مشائخ نے فرمایا کہ مراد اس مال سے مثل اس اراضی کے ہی جس سے
وہان کے کافرون کو جلا وطن کر دیا اور مثل جزیہ کے ہی - اور جاننا چاہیے کہ ایسے مالون مین پانچوان حصہ نہین ہوتا ہی یہ ہدایہ
مین ہی - اور اگر حربی مستامن دار الاسلام مین اپنا مال چھوڑ کر مرگیا اور اُسکے وارث دار الحرب مین ہین تو اسکا مال اُسکے وارثون
کے واسطے رکھ چھوڑا جائیگا پھر جب وہ لوگ یہان آوین تو ضرور ہی کہ اپنی وراثت پر گواہ قائم کرین تاکہ مال پاوین پھر اگر انھون
نے اہل ذمہ مین سے گواہ قائم کیے تو استحساناً مقبول ہونگے پھر اگر ان گواہون نے اسطرح بیان کیا کہ حربی مذکور کا ہم
کوئی وارث سوائے انکے نہین جانتے ہین تو مال مذکور ان لوگون کو دیدیا جائیگا مگر ان لوگون سے کفیل لے لیا جائیگا بنظر
آنکہ مال مذکور کا کوئی مستحق ظاہر ہو تو کفیل مذکور ضامن رہے - اور اگر حربیون کے بادشاہ نے انکی وراثت کا خط لکھدیا تو
مقبول نہوگا اگرچہ یہ ثابت ہو جاوے کہ یہ خط انکے بادشاہ کا ہی یہ فتح القدیر مین ہی - اور اگر حربی نے اپنا غلام تاجر دار الاسلام
مین امان لیکر بھیجا پھر غلام مذکور یہان مسلمان ہو گیا تو فروخت کر دیا جائیگا اور اسکا ثمن حربی مذکور کا ہوگا یہ مبسوط مین ہی
اور اگر حربی امان لیکر ہمارے یہان داخل ہوا اور دار الحرب مین اُسکی جورو اور نابالغ اولاد اور مال ہی کہ جسمین سے کچھ کسی ذمی
کے پاس ودیعت ہی اور کچھ کسی حربی کے پاس ودیعت ہی اور کچھ کسی مسلمان کے پاس ودیعت ہی پھر حربی مذکور یہان مسلمان
ہو گیا یعنے کہ وہ آزاد مسلمان رہا پھر اس دار الحرب پر لشکر اسلام غالب آیا تو یہ سب جو مذکور ہوا ہی فئی ہوگا یعنے اُسکی جورو و اولاد
صغار و جملہ مال و ودیعت سب فئی ہوگا اور اسی طرح اگر اسکی جورو حاملہ ہو تو جو لڑکا یا لڑکی اسکے پیٹ مین ہی وہ بھی فئی ہوگا یہ
ہدایہ مین ہی - اور اگر اس مسئلہ مین اُسکی اولاد مین سے کوئی بچہ گرفتار ہو کر دار الاسلام مین آیا تو وہ اپنے باپ کی تبعیت مین مسلمان
ہوگا مگر وہ جیسا فئی یعنے مال غنیمت تھا ویسا ہی رہیگا اور اسکا مسلمان ہونا اسکے رقیق ہونے کی منافی نہین ہی یہ تبیین مین
ہی - اور اگر وہ دار الحرب ہی مین مسلمان ہو کر دار الاسلام مین چلا آیا پھر اس دار الحرب پر لشکر اسلام نے غلبہ پایا تو اُسکی اولاد
صغار جو دار الحرب مین ہین وہ اپنے باپ کی تبعیت مین آزاد مسلمان ہونگے اور جسقدر مال اُسنے کسی مسلمان یا ذمی کے
پاس وہان ودیعت رکھا تھا وہ سب اُسی کا ہوگا اور باقی جو کچھ مال سوائے اسکے ہی وہ سب فئی ہوگا یہ کافی مین ہی - اور
اگر کوئی حربی دار الحرب مین مسلمان ہوا پھر اسکو کسی مسلمان نے عمداً یا خطاءً قتل کیا اور اس مقتول کے وارث وہان مسلمان

موجود ہین تو اس قاتل پر کچھ واجب نہ ہوگا سواے کفارہ کے کہ فقط خطا سے قتل کرنے کی صورت مین کفارہ قتل واجب ہوگا یہ ہدایہ مین ہی - اور اگر کسی نے خطا سے ایسے مسلمان کو قتل کیا جسکا کوئی ولی نہین ہی یا ایسے حربی کو قتل کیا جو امان لیکر دار الاسلام مین داخل ہوکر پھر مسلمان ہوگیا تھا تو ایسے مقتول کی دیت اس قاتل کی مددگار برادری پر واجب ہوگی اور اس دیت کو امام المسلمین وصول کریگا اور اس قاتل پر کفارہ قتل واجب ہوگا - اور اگر عمداً ایسے مسلمان کو قتل کیا جسکا کوئی وارث نہین ہی یا ایسے حربی مستامن کو قتل کیا جو مسلمان ہوگیا تھا اور حال یہ ہی کہ اس مستامن مسلمان ہوجانے والے کے ساتھ مین اسکا کوئی وارث قصداً مسلمان نہین ہوا ہی اور نہ تبعاً مسلمان ہوا باین طور کہ اپنے ساتھ اپنا کوئی صغیر لڑکا لا یا ہو تو ایسی صورت مین امام المسلمین کو اختیار ہی کہ چاہے قاتل کو قصاص مین قتل کرے اور چاہے قاتل سے مقتول مذکور کی دیت بطور صلح کے نہ بطور جبر کے لے لے لیکن اگر قاتل کو عفو کردینا چاہے تو اسکو یہ اختیار نہین ہی - اور اگر مقتول لقیط ہوا اور اسکو ملتقط نے یا کسی دوسرے نے قتل کیا پس اگر خطا سے قتل کیا ہی تو کوئی شبہہ نہین ہی کہ اسکی دیت قاتل کی مددگار برادری پر واجب ہوکر بیت المال مین داخل ہوگی اور قاتل پر کفارہ قتل واجب ہوگا اور اگر عمداً قتل کیا تو امام کو اختیار ہی چاہے قاتل کو قصاص مین قتل کرے اور چاہے اس سے دیت پر صلح کرلے اور یہ امام اعظم و امام محمد رح کے نزدیک ہی یہ فتح القدیر مین ہی - اور اصل یہ ہی کہ جو شخص جس دار مین ہی اسکے اس دار کے اہل ہونے کے واسطے یہ دار دلیل ظاہری ہی یعنی جس مقام پر جو شخص پایا گیا وہ مقام اس امر کی دلیل ظاہری ہی کہ یہ شخص وہین کا ہی اور علامات بہ نسبت مکان کے اقوی ہوتے ہین اور گواہ بہ نسبت علامات وغیرہ سب کے اقوی ہین چنانچہ اگر کسی چھوٹے لشکر اسلام نے جو بماتحتی کسی سردار کے سوای امام المسلمین کے ہی جہاد کرکے کسی قوم کو اسیر کیا اور انکو لے آئے پس اس قوم نے دعوی کیا کہ ہم اہل اسلام سے ہین یا مسلمانون کے ذمیون مین سے ہین اور ان لوگون نے ہمکو دار الاسلام سے اسیر کیا ہی اور اس لشکر والون نے کہا کہ یہ لوگ اہل حرب ہین ہم نے انکو دار الحرب مین گرفتار کیا ہی تو قول ان اسیرون کا قبول ہوگا اور اگر قیدیون نے کہا کہ انھون نے ہمکو دار الحرب مین قید کیا ہی ولیکن ہم اہل اسلام یا ذمی ہین اور ہم دار الحرب مین امان لیکر تجارت کے لیے یا ملاقات کے واسطے داخل ہوئے تھے یا ہم لوگ اہل حرب کے نیچہ مین اسیر تھے تو ان لوگون کا قول قبول نہ ہوگا اور یہ لوگ رقیق قرار دیے جاوینگے لیکن اگر ان لوگون مین اسلام کی علامتین مثل ختنہ و خضاب و مونچھین کتری ہوئے و قرارت قرآن و فقہ وغیرہ کے پائی جاوین اور انھون نے اسلام کا دعوی کیا تو انسے گرفتاری و رقیق ہونا دور کیا جائیگا - اور اسی طرح اگر دار الحرب پر غالب ہوجانے کے بعد دار الحرب مین کسی قیدی مین ایسی علامات پائی گئین تو اسکا بھی یہی حکم ہی - اور اگر اس لشکر مین سے بعض نے ان قیدیون پر گواہی دی تو قبول نہ ہوگی اسواسطے کہ یہ گواہی اپنی ذات و نفع کے واسطے ہی اور اگر تاجرون نے ان قیدیون پر گواہی دی تو مقبول ہوگی اسواسطے کہ انکی ان قیدیون مین شرکت نہین ہی اور سیر کبیر مین لکھا ہی کہ اہل لشکر مین سے بعض کی گواہی انپر مقبول ہوگی - اور یہ اختلاف اس جہت سے ہی کہ وضع مسئلہ مختلف ہی یعنی سیر کبیر مین صورت مسئلہ مین یہ ہی کہ بڑا لشکر جہاد کرکے انکو اسیر کرکے لایا پس ایسی صورت مین شرکت عام ہوگی اور ایسی عام شرکت ایسی گواہی قبول ہونے سے مانع نہین ہی جیسے دو فقیرون کی گواہی بیت المال کیواسطے ہوتی ہی کہ شرکت تمام فقیرون کی علی العموم ہی اور یہان وضع مسئلہ چھوٹے لشکر مین ہی اور ایسی شرکت خاص ہی پس یہ قبول گواہی سے مانع ہوگی - اور اگر اہل ذمہ نے ان قیدیون کے نفع کی گواہی دی باین طور کہ یہ لوگ مسلمان یا ذمی ہین تو ایسی گواہی قبول نہ ہوگی اسواسطے کہ یہ ذمیون کی گواہی مسلمانون

یہ کانے مین ہی۔ **فصل سوم** ایسے ہدیہ کے بیان مین جو بادشاہ اہل حرب مسلمانون کے سردار لشکر پاس بھیجے۔ امام محمد رح نے فرمایا اگر دشمنون کا بادشاہ جو ہدیہ لشکر اسلام کے سردار کے پاس یا امام المسلمین کے پاس جو لشکر کے ہمراہ ہی بھیجے تو اسکے قبول کرنے مین کچھ مضائقہ نہین ہی اور یہ مال ہدیہ مسلمانون کے واسطے فئی ہو جائیگا۔ اور اسی طرح اگر حربیون کے بادشاہ نے مسلمانون کے قائدین مین سے کسی قائد کے پاس جنکو قوت منعت حاصل ہی ہدیہ بھیجا تو اسکا بھی یہی حکم ہی۔ اور اگر مسلمانون مین سے کسی ایک بزرگ مسلمان کے پاس جسکو قوت منعت حاصل نہین ہی ہدیہ بھیجا تو یہ ہدیہ خاص اسی کا ہوگا۔ اور منتقی مین لکھا ہی کہ اگر کوئی گروہ لشکر دار الحرب مین داخل ہوا اور اہل حرب نے اس لشکر مین سے کسی لشکری یا قائد کو ہدیہ بھیجا تو وہ غنیمت ہوگا لیکن اگر اسطرح تفصیل کر دی گئی ہو کہ جو چیز جسکو ہدیہ بھیجی جاوے وہ اسی کی ہوگی تو ایسا ہی ہوگا۔

اور امام محمد رح نے فرمایا کہ اسی طرح اگر خلیفہ کے عاملون مین سے کسی عامل کو جبکہ خلیفہ نے اسکو کسی کام کے واسطے بھیجا ہو کوئی چیز ہدیہ دی گئی تو خلیفہ کو چاہیے کہ یہ مال ہدیہ اس عامل سے لیکر مسلمانون کے بیت المال مین داخل کر دے بشرطیکہ ہدیہ دینے والے نے اپنی خوشی خاطر سے اسکو ہدیہ بھیجا ہوا اور اگر باکراہ و مجبوری بھیجا ہو تو چاہیئے کہ ہدیہ دینے والے کو واپس کر دے اگر اسپر قادر ہوا اور اگر نہ قادر ہو تو اسکو بیت المال مین رکھ دے اور اسپر یہی قصہ جو اسکی بابت گذرا ہی تحریر کر دے اور نہ سکا کہ مثل مال لقطہ کے ہوگا۔ اور اگر مسلمانون کا کوئی لشکر دار الحرب مین داخل ہو پھر اس لشکر کے سردار نے دشمن کے بادشاہ کو کچھ ہدیہ بھیجا تو اسمین کچھ مضائقہ نہین ہی پھر اگر اسکے بعد دشمنون کے بادشاہ نے بھی ہدیہ بھیجا تو دیکھا جائیگا کہ دشمنون کے بادشاہ نے جو کچھ ہدیہ بھیجا ہی اگر اسکی قیمت اس ہدیہ کی قیمت کے برابر ہو جو سردار لشکر نے دشمنون کے بادشاہ کو بھیجا تھا یا اس سے خفیف زیادہ ہو کہ لوگ اپنے اندازہ مین ایسا نقصان اٹھاتے ہین تو وہ خاصۃ سردار لشکر کے واسطے ہوگا۔ اور اگر ہدیہ بادشاہ دشمنان اسقدر زیادہ ہو کہ لوگ ایسے نقصان کو اپنے اندازہ مین نہین اٹھاتے ہین تو اسمین سے بقدر ہدیہ امیر لشکر کے امیر کا ہوگا اور جسقدر زیادہ ہی وہ غنیمت ہوگا قال المترجم قولہ لوگ اپنے اندازہ مین ایسا نقصان اٹھاتے ہین اسکے یہ معنی ہین کہ جو لوگ مبصر ہین انمین سے ایک نے مثلاً دس روپیہ قیمت اندازہ کی اور دوسرے نے ساڑھے دس روپیہ اندازکی اور باقی اندازہ کرنے والے اس دس اور ساڑھے دس مین انداز کرتے ہین تو یہ آدھا درم زیادتی ایسی زیادتی شمار کیجاتی ہی کہ جو لوگ اپنے اندازہ مین اٹھا جاتے ہین بلکہ گویا یہ زیادتی ہی نہین ہی اور اگر مثلاً ہدیہ بادشاہ حربیان بارہ یا پندرہ روپیہ یا زیادہ ہو تو ساڑھے دس روپیہ سے جسقدر زائد ہی وہ اسکی زیادتی قرار دیجائیگی کہ لوگ اپنے اندازہ مین نہین اٹھاتے ہین اور تامل سے یہ مقام سمجھ لینا چاہیے اور جہان کہین یہ عبارت مذکور ہی اسکا یہی مطلب ہی۔ اور اسی طرح اگر امیر لشکر نے حربیون کے بادشاہ کو ہدیہ بھیجا اور بادشاہ مذکور نے اس سے دوچند یا زیادہ ہدیہ بھیجا تو اسمین بھی یہی حکم ہی یعنے اسمین سے بقدر ہدیہ سردار موصوف کے سردار موصوف کا ہوگا اور باقی جسقدر زائد ہی وہ سب بیت المال مین داخل ہوگا۔ اور اگر مسلمانون نے اہل حرب کے قلعون مین سے کسی قلعہ کا یا شہرون مین سے کسی شہر کا محاصرہ کیا اور اس حالت مین امیر لشکر نے حربیون کے ہاتھ اپنا کوئی اسباب وغیرہ فروخت کیا تو اسکے ثمن کو دیکھا جائیگا کہ جو ثمن حربیون نے دیا ہی اگر اس چیز کی قیمت کے برابر ہو جو امیر نے اسکے ہاتھ فروخت کر دی ہی یا اسکی قیمت سے فقط اسقدر زیادہ ہو جسقدر لوگ اپنے اندازہ کرنے مین نقصان اٹھا جاتے ہین تو یہ پورا ثمن امیر مذکور کا ہوگا اور اگر ثمن مذکور مبیع مذکور کی قیمت سے اسقدر زائد ہو کہ لوگ اپنے اندازہ کرنے مین ایسی زیادتی دیکر خسارہ نہین

اُٹھاتے ہین تو اسمین سے قیمت اسباب سے جتنا زیادہ ہو وہ داخل غنیمت ہوگا - رہا یہ امر کہ ایسی حالت مین حربیون کے ہاتھ فروخت کرنا کیسا ہی تو امام محمد رح نے فرمایا کہ مکروہ ہی خواہ کوئی چیز ہو سب چیزون کا حکم یکسان ہی یہ محیط مین ہی -

ساتوان باب - عشر و خراج کے بیان مین - اگر زمین سے مالگذاری متقاسمہ یا موظف لیجاوے یعنی خراج تو وہ زمین خراجی ہی اور اگر دسوان حصہ لیا جاوے تو وہ زمین عشری ہی کذا قال المترجم تفہیما للناس - اراضی دو قسم کی ہوتی ہی عشری و خراجی پس زمین عرب سب عشری ہی اور یہ زمین تہامہ و حجاز و مکہ و یمن و طائف و عمان و بحرین کی ہی اور امام محمد رح نے فرمایا کہ زمین عرب کی عذیب سے تا مکہ و عدن تا اقصائے حجر اور سواد عراق کی بھی زمین ایسی ہی ہی پس جو زمین اسمین سے عجمیون[1] کی نہرون سے سینچی جاوے وہ خراجی ہوگی اور سواد عراق کی حد طول تجوم موصل سے تا زمین عبادان و حد عرض زمین حلوان کی منقطع الجبل سے تا اقصای زمین قادسیہ ہی جو متصل بعذیب از اراضی عرب ہی - اور ما سوائے اسکے ہر ملک جو بعنوت فتح کیا گیا اور وہان کے لوگ مسلمان نہ ہوئے اور امام نے ان لوگون پر احسان کیا تو یہ زمین خراجی ہوگی اگر اس زمین کو خراجی پانی پہونچتا ہو بھی سکتا ہو - اور جو ملک بصلح فتح کیا گیا اور اسکے لوگون نے خراج قبول کیا تو یہ زمین خراجی ہوگی اور جو ملک کہ بعنوت فتح کیا گیا اور امام نے اس ملک کو فتح کرنے والے مجاہدین کے درمیان تقسیم کر دیا تو وہ عشری اراضی ہوگی اور جو ملک بعنوت فتح کیا گیا اور قبل اسکے کہ امام انکے حق مین کچھ حکم کر دے وہ لوگ مسلمان ہوگئے تو امام کو اس اراضی کی بابت اختیار ہی چاہے اسکو غانمین کے درمیان تقسیم کر دے پس وہ عشری ہوگی اور چاہے وہان کے لوگون پر احسان کرکے انھین کے پاس رہنے دے پھر اسکے بعد امام کو اختیار ہوگا چاہے اس اراضی پر خراج باندھے بشرطیکہ خراجی پانی سے سینچی جاتی ہو اور چاہے عشر مقرر کرے یہ فتاوی قاضی خان مین ہی - اور جس ملک کے لوگ بطوع خود مسلمان ہوگئے وہ اراضی عشری ہوگی اور اسی طرح اراضی عرب مین سے اگر کوئی زمین قہر و غلبہ سے فتح کی گئی حالانکہ وہان کے لوگ بت پرست تھے پھر وہ لوگ بعد فتح ہوجانے کے مسلمان ہوگئے اور امام نے اراضی مذکور انکے پاس چھوڑ دی تو انکے پاس وہ اراضی عشری رہیگی - اور اسی طرح بلاد عجم مین سے جو ملک کہ امام نے قہر و غلبہ سے فتح کیا اور اسمین متردد ہوا کہ آیا ان لوگون پر انکی جانون اور اراضی کے ساتھ احسان کرے کہ انکو آزاد کرکے انکی زمین انکے پاس چھوڑے اور اراضی پر خراج باندھے یا اراضی کو غانمین کے درمیان تقسیم کرکے اسپر عشر باندھے پھر کہا کہ مین نے اس اراضی کو عشری کر دیا پھر اسکی رائے مین آیا کہ اس اراضی کے لوگون پر انکی گردنون اور اراضی کے ساتھ احسان کرے تو احسان مذکور کے بعد یہ اراضی عشری باقی رہیگی - ایسا ہی امام محمد رح نے اپنے نوادر مین اور کرخی نے اپنی کتاب مین ذکر کیا ہی - اور اسی طرح اگر زمین خراجی سے خراج کا پانی منقطع ہوگیا اور وہ عشری پانی سے سینچی جانے لگی تو وہ بھی عشری ہوجائیگی یہ محیط مین ہی - اور اگر کسی نے ارض موات[2] کو زندہ کیا پس اگر یہ زمین تحت اراضی خراجی سے ہو تو خراجی ہوگی اور اگر تحت عشری سے ہو تو عشری ہوگی اور یہ حکم اسوقت ہی کہ اس زمین کا زندہ کرنیوالا یعنے آباد و مزروع کرنے والا مسلمان ہو - اور اگر ذمی ہوگا تو اسپر خراج باندھا جائیگا اگرچہ وہ تحت عشری سے ہو - اور اراضی بصرہ ہمارے نزدیک عشری ہی بسبب اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم کے یہ سراج وہاج مین ہی - اور خراج دو قسم کا ہوتا ہی خراج مقاسمہ و خراج وظیفہ - پس خراج مقاسمہ یہ ہی کہ زمین کی پیداوار مین سے مثل پانچوان حصہ یا چھٹا حصہ وغیرہ کے باندھ دیا جاوے اور خراج وظیفہ یہ ہی کہ مالک زمین کے ذمہ کچھ واجب کر دیا جاوے کہ جب اسکو اراضی سے انتفاع کرنے پر قابو حاصل ہو تو خراج مذکور اسکے ذمہ متعلق ہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہی -

[1] یعنی عجمیون کی کھودی ہوئی نہرون سے ۱۲
[2] اراضی موات زمین مردہ کو آباد و مزروع کیا ۱۲

اور خراج مقاسمہ متعلق بہ پیداوار ہی اور زراعت پر قادر ہونے سے متعلق نہین ہے حتے کہ اگر اُسنے باوجود قدرت زراعت
کے اراضی کو معطل چھوڑ دیا تو خراج مذکور مثل عشر کے واجب نہ ہوگا یہ تاتارخانیہ مین ظہیریہ سے منقول ہی اور خراج وظیفہ اس
تفصیل سے ہی کہ امام محمد رح نے فرمایا کہ اراضی خراجی کی ہر جریب پر جو زراعت کی صلاحیت رکھتی ہی ایک قفیز و ایک درم ہی
اور جریب رطبہ پر پانچ درم ہین اور جریب کرم یعنے پھلواری انگور پر دس درم ہین کذا فی المحیط اور ماسوائے مذکور کے دیگر
اصناف مثل زعفران و روئی و بستان وغیرہ کے بحسب طاقت خراج باندھا جائیگا اور انتہائی طاقت یہ ہی کہ خراج اسکی نصف
پیداوار تک پہونچے اور بستان ہر ایسی اراضی ہی کہ دیوارون سے گھری ہو اور اُسمین درختان خرما اور درختان انگور و
دیگر اشجار ہون اور ایسی طرح ہون کہ درختون کے درمیان کشادہ مین زراعت ممکن ہو اور اگر اشجار باہم ایسے گنجان ہون
کہ اراضی مین زراعت ممکن نہو تو وہ کرم یعنی چہاردیواری کا باغ انگور ہوگا کذا فی الکافی۔ اور جریب ذراع ملک سے ساٹھ ہاتھ
مربع رقبہ کا نام ہی اور ذراع ملک سات مٹھی کا ہوتا ہی جو عام لوگون کے ذراع سے ایک مشت زیادہ ہوتا ہی یہ سب کتاب العشر
والخراج کی عبارت ہی اور شیخ الاسلام خواہرزادہ نے فرمایا کہ امام محمد رح نے کہا کہ جریب ساٹھ ہاتھ مربع زمین کا نام ہی یہ قول امام محمد
رح کا انہی اراضی کی جریبون کا بیان ہی اور یہی تقدیر تمام اراضی کے حق مین لازم نہین ہی بلکہ شہرون کے اختلاف سے
اراضی کی جریب بھی مختلف ہوتی ہی پس ہر شہر مین وہان کے لوگون کا رواج معتبر ہوگا اور قفیز سے مراد صاع ہی پس وہ
آٹھ رطل عراقی ہوتے ہین جسکے چار من شرعی ہوئے اور یہ امام اعظم و امام محمد رح کا قول ہی اور یہی پہلا قول امام ابویوسف کا
ہی۔ اور یہ قفیز گیہون سے ہوگی چنانچہ کتاب العشر والخراج کے ایک مقام پر یون ہی لکھا ہی اور دوسرے مقام پر اس کتاب
مین لکھا ہی کہ جو اس زمین مین بویا جاوے اس اناج سے یہ قفیز ہوگی اور یہی صحیح ہی اور چاہیے کہ یون کہا جاوے کہ یہ قفیز
مع دولپ اناج کے ہوگی اور دولپ کی تفسیر مین گفتگو ہی۔ بعضون نے کہا کہ دولپ زائد کے یہ معنی ہین کہ ناپنے والا ڈھیری مین
سے ناپنے کے وقت قفیز کی دونون جانب اپنے ہاتھ کشادہ رکھے اور جسقدر اناج اُسکے ہاتھ مین گرے اسکو تھامے رہے
اور قفیز مع اس اناج کے عاشر کی ہتھیلی مین ڈال دے اور بعضون نے کہا کہ اسکے یہ معنی ہین کہ ناپنے والا قفیز کو پر کرے پھر قفیز
(یعنی محصول لینے کے واسطے مقرر کیا)
کی چوٹی پر ہاتھ پھیرے حتے کہ جو دانہ اسکی چوٹی پر ہین وہ گر پڑین پھر اس قفیز کو عاشر کی ہتھیلی مین ڈال دے پھر ڈھیری
سے دو لپ بھر کے زائد اُسکی ہتھیلی مین ڈال دے۔ اب جاننا چاہیے کہ یہ مقدار مذکور جو خراج موظف قرار دی گئی
ہی سال مین فقط ایک مرتبہ واجب ہوتی ہی چاہے مالک زمین اس زمین مین ایک مرتبہ زراعت کرے یا کئی مرتبہ
زراعت کرے۔ بخلاف خراج مقاسمہ و عشر کے اسواسطے کہ خراج مقاسمہ و عشر مین پیداوار کا کوئی حصہ واجب ہوتا ہی
پس مکرر پیداوار سے مکرر واجب ہوگا۔ پھر یہ مقدار خراج جو ہم نے بیان کی ہی یہ جبھی واجب ہوگی کہ اراضی کو اسکی ادائی
کی طاقت ہو یعنی اُسکی پیداوار اسقدر ہو کہ اسپر ایسا خراج باندھا جاوے اور اگر اراضی اسکی طاقت نہ رکھتی ہو باین طور
کہ اُسکی پیداوار کم ہو تو جس مقدار تک اُسکی طاقت ہو وہان تک گھٹا دیا جائیگا پس جو وظیفہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے
مقرر کیا ہی اگر اراضی کو اسکی برداشت کی طاقت نہو تو اس سے گھٹا دینا بالاجماع جائز ہی اور رہا یہ امر کہ اس وظیفہ سے
بڑھا دینا جبکہ اراضی کو اس بڑھتی کی طاقت ہی باین طور کہ اُسکی پیداوار بکثرت سے ہی تو اسکا کیا حکم ہی سو جس
اراضی پر وظیفہ مقرر کر دینا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے صادر ہوگیا ہی اسپر زیادہ کر دینا بالاجماع نہین جائز ہی اور اسیطرح
اگر کسی اور امام سے ان اراضی پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے وظیفہ کے مثل وظیفہ مقرر کرنا صادر ہوگیا ہو تو اسپر بڑھانا بھی

بالاجماع نہین جائز ہی اگرچہ یہ اراضی اس زیادتی کی طاقت رکھتی ہون اور اگر اسی امام نے اس اراضی پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے وظیفہ کے برابر وظیفہ مقرر کر دیا پھر اس وظیفہ پر بنظر طاقت اراضی بڑھانے کا قصد کیا تو اسکو یہ روا نہین ہی اگرچہ اراضی کو زیادہ خراج موظف برداشت کرنے کی طاقت ہو۔ اور اسی طرح اگر اسی امام نے چاہا کہ اس وظیفہ سے تحویل کر کے دوسرا وظیفہ مقرر کرے یعنی مثلاً پہلے درمون سے اُسکا خراج تھا اب اُسکو تحویل کر کے خراج مقاسمہ باندھنا چاہا یا خراج مقاسمہ بندھا تھا اُسکو تحویل کر کے خراج درم باندھنا چاہا تو یہ بھی اسکو روا نہین ہی۔ اور اگر اُسنے وظیفہ مذکورہ سے بڑھا مالکان اراضی پر زیادہ باندھ دیا یا تحویل کر کے اُنپر دوسرا وظیفہ مقرر کیا اور انپر اسکا حکم دیدیا اور یہ اُسنے اپنی راے سے کیا پھر اسکے بعد دوسرا شخص والی ہوا اور دوسرے کی راے اسکے خلاف ہی تو دیکھا جاوے کہ اگر والی اول نے جو کچھ انپر کیا ہی وہ انکی خوشی خاطر سے کیا ہی تو جو کچھ اول نے کیا ہی دوسرا بھی اُسکو جاری رکھے اور اگر اول والی نے اس امر کو بغیر انکی خوشی خاطر کے کیا ہو تو اراضی کو دیکھا جاوے کہ اگر یہ اراضی قہر و غلبہ سے فتح لی گئی ہون پھر امام نے ان لوگون پر احسان کر کے انکے سپرد کی ہون تو بھی جو کچھ اول نے کیا ہی دوسرا اسکو جاری رکھے اور اگر غلبہ اسلام سے پہلے صلح ہو کر یہ اراضی فتح ہوئی ہون اور باقی مسئلہ بحالہا ہی تو دوسرا امام اس فعل کو جو اول نے کیا ہی توڑ دیگا۔ اور زمین وہ آراضی جنپر پہلے پہل امام المسلمین خراج باندھنا چاہتا ہی اور اُسنے وظیفہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے زیادہ باندھنا چاہا تو امام ابو یوسف سے دو روایتون مین سے ایک روایت کے موافق و بنا بر قول امام محمد رح کے جائز ہی اور بنا بر دیگر روایت کے امام ابو یوسف سے اور بنا بر قول امام اعظم رح کے نہین جائز ہی اور یہی صحیح ہی۔ اور رہا خراج مقاسمہ سو خراج مقاسمہ کی تقدیر امام المسلمین کی راے کے سپرد ہی لیکن نصف پیداوار سے زائد مقدار نہ ہو گی۔ جو شخص زمین خراجی کا مالک ہوا اُس سے خراج لیا جائیگا چاہے وہ کافر ہو یا مسلمان ہو صغیر ہو یا بالغ ہو آزاد ہو یا غلام ماذون یا مکاتب ہو مرد ہو یا عورت ہو یہ محیط مین ہی۔ اگر اراضی وقف ہو تو اُسپر بھی عشر یا خراج جیسی زمین ہو واجب ہوگا یہ وجیز کردری مین ہی۔ اگر کسی اراضی کو جسکا خراج موظف ہی کسی غاصب نے غصب کر لیا پس اگر غاصب مذکور منکر ہوا اور مالک کے پاس گواہ نہون تو دیکھا جائیگا کہ اگر غاصب نے اُسمین زراعت نہین کی تو اُسکا خراج کسی پر نہ ہوگا اور اگر غاصب نے اسمین زراعت کی ہی اور زراعت نے اُسکو کچھ نقصان نہین پہونچایا تو اُسکا خراج غاصب پر ہوگا۔ اور اگر غاصب مذکور غصب کر لینے کا اقرار کرتا ہو یا مالک کے پاس گواہ ہون اور زراعت نے زمین مذکور کو نقصان نہین پہونچایا تو اُسکا خراج مالک زمین پر ہوگا اور اگر زراعت نے اسکو نقصان پہونچایا تو امام اعظم رح کے نزدیک اُسکا خراج مالک زمین پر ہوگا خواہ نقصان قلیل ہو یا کثیر ہو گویا مالک نے مقدار نقصان کے عوض جسکو غاصب سے تاوان لیگا اسکو اجارہ پر دی ہی۔ اور بیع الوفا کی صورت مین اگر مشتری نے اُسپر قبضہ کر لیا تو مشتری بمنزلہ غاصب کے قرار دیا جائیگا۔ اور اگر اپنی خراجی زمین کسی کو اجارہ پر دی یا عاریت دی تو اُسکا خراج مالک زمین پر ہوگا جیسے مزارعت پر دینے کی صورت مین ہی۔ لیکن اگر اراضی مذکور چہار دیواری دار باغ انگور ہو یا رباط ہو یا اسکے درخت باہم بہت گنجان ہون کہ درمیانی زمین قابل زراعت نہو تو یہ حکم نہین ہی۔ اور اگر اپنی زمین عشری کو اجارہ پر دیا تو امام اعظم رح کے نزدیک اسکا عشر مالک پر ہوگا اور صاحبین کے نزدیک مستاجر پر ہوگا اور اگر اپنی زمین عشری کسی کو عاریت دی اور مستعیر نے اُسمین زراعت کی تو اسمین امام اعظم رح سے دو روایتین ہین یعنے ایک روایت مین عشر مالک پر اور دوسری مین عشر مستعیر پر ہوگا۔ اور اگر قابل زراعت کو اجارہ پر یا مستعار

لیا پھر مستاجر یا مستعیر نے اسمین انگور کے پیڑ لگائے یا اسکو رباط بنایا تو امام اعظم و امام محمد رح کے نزدیک اسکا خراج متاجر یا مستعیر پر ہوگا۔اور اگر عشری زمین غصب کر کے اسمین زراعت کی اور زراعت سے زمین کو نقصان نہین پہونچا یا تو مالک زمین پر اسکا عشر واجب نہ ہوگا اور اگر زراعت نے اسمین نقصان پہونچایا ہی تو مالک زمین پر اسکا عشر واجب ہوگا گویا مقدار نقصان کے عوض مالک نے غاصب کو اجارہ پر دی ہی یہ فتاوی قاضی خان مین ہی۔اگر کسی نے اپنی خراجی زمین کسی کے ہاتھ فروخت کر دی درحالیکہ وہ زمین فارغہ ہی یعنی اسمین کھیتی وغیرہ موجود نہین ہی پس اگر سال مین سے اسقدر مدت باقی ہو کہ اسمین مشتری اراضی مذکور مین زراعت کر سکتا ہو تو مشتری مذکور پر خراج واجب ہوگا خواہ زراعت کی ہو یا نہ کی ہو۔اور اگر سال مین سے اسقدر مدت کہ جسمین مشتری زراعت کر سکے باقی نہ رہی ہو تو اسکا خراج بائع کے ذمہ ہوگا۔اور اسمین گفتگو ہی کہ اس باب مین فقط گیہون و جو کی کھیتی کا اعتبار ہی یا چاہے کوئی زراعت ہو عام ہی اور نیز معتبر اسقدر مدت ہی کہ کھیتی اسمین تیار ہو کر کاٹنے کے لائق ہو جاوے یا اتنی مدت کہ کھیتی اسمین خرچ سے دوچند قیمت پر پہونچ جاوے چنانچہ ان سب مین اختلاف ہی اور فتوی اسپر ہی کہ مقدار مدت تین مہینہ ہی پس اگر تین مہینہ باقی ہون تو مشتری پر خراج واجب ہوگا ورنہ بائع پر واجب ہوگا یہ فتاوی کبری مین ہی۔اور اگر کسی نے زمین خراجی خریدی اور مشتری کو اتنا وقت نہ ملا کہ جسمین زراعت کر سکے اور سلطان نے سال تمام پر مشتری سے اسکا خراج لے لیا تو مشتری کو یہ اختیار ہوگا کہ بائع سے اسکو واپس لے یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔اور اگر مالک نے کاشتکار سے اپنی زمین نکال لی حالانکہ اسکے قبضہ مین تھی اور وہ روکنے پر قادر نہین ہی پھر سلطان نے سال تمام پر کاشتکار سے خراج لے لیا تو وہ مالک سے خراج مذکور کے مثل واپس لیگا اور ظاہر الروایۃ کے موافق واپس نہین لے سکتا ہی اور یہی صحیح ہی یہ وجیز کردری مین ہی۔اور اگر زمین مین دو فصلین ربیع و خریف پیدا ہوتی ہون اور ان دونون مین سے ایک بائع کو ملی ہی اور دوسری مشتری کو سپرد کی گئی ہی یا بائع و مشتری دونون مین سے ہر ایک اپنے واسطے ایک ایک پیداوار کو حاصل کر سکتا ہی (یعنے ہر ایک کو اتنا وقت ملا ہو ۱۲) تو اس زمین کا خراج ان دونون پر ہوگا ایسا ہی صدر الاسلام نے شرح کتاب العشر والخراج مین ذکر کیا ہی یہ محیط مین ہی۔ایک شخص نے زمین خراجی فروخت کی پھر مشتری نے ایک مہینہ کے بعد دوسرے کے ہاتھ فروخت کر دی پھر دوسرے نے تیسرے کے ہاتھ اسی طرح فروخت کی یہان تک کہ سال گذر گیا اور زمین مذکور انمین سے کسی کے ہاتھ مین تین ماہ نہین رہی تو اسکا خراج کسی پر نہ ہوگا اور مشائخ نے فرمایا کہ اس مسئلہ مین صحیح حکم یہ ہی کہ دیکھا جاوے کہ اگر اخیر مشتری کے قبضہ مین ہونے کی حالت مین تین ماہ باقی رہے ہون تو زمین مذکور کا خراج اسی پر ہوگا کسی نے ایسی زمین فروخت کی جسمین کھیتی ہی جو ہنوز تیاری پر نہین پہونچی ہی پس زمین کو مع اس کھیتی کے فروخت کیا تو بہر حال اسکا خراج مشتری پر ہوگا اور اگر کھیتی مین دانہ بستہ ہو کر کھیتی تیار ہو جانے کے بعد فروخت کی ہو تو فقیہ ابو اللیث نے ذکر فرمایا کہ یہ بمنزلہ ایسی صورت کے ہی کہ جب زمین فارغہ یعنے کھیتی وغیرہ سے خالی فروخت کی اور اسکے ساتھ کٹے ہوئے گیہون یعنی کٹی ہوئی کھیتی فروخت کی۔اور یہ سب اسوقت ہی کہ جب خراج لینے والے آخر سال پر خراج لیتے ہون اور اگر شروع سال مین خراج لے لیتے ہون بطور تعجیل کے تو یہ محض ظلم ہی کہ نہ بائع پر واجب ہوتا ہی اور نہ مشتری پر اور اگر کسی شخص کی زمین خراجی مین اسکا ایک قریہ ہی جسمین بیوت و منازل ہین جنکو وہ کرایہ پر چلاتا ہی یا نہین چلاتا ہی تو اس قریہ کی بابت کچھ واجب نہ ہوگا۔اور اگر کسی شخص کی ملک مین مسلمانون کے (کرم کلہ بان وچوبلیان ۱۲) شہرون مین سے کسی شہر مین کوئی دار خطہ ہو جسکو

اُسنے بستان بنایا یا اسمین درختان خرما لگائے اور اسکو اپنی منزل سے خارج کردیا تو اُسپر کچھ واجب نہ ہوگا اسواسطے کہ باقی زمین بھی تابع دار مذکور ہے اور اگر اُسنے کل دار کو بستان بنایا پس اگر وہ اراضی عشری مین سے ہو تو اُسپر عشر اور اگر اراضی خراجی کے تحت مین ہو تو اُسپر خراج واجب ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - ایک شخص نے زمین خراجی خریدی اور اسمین مکان بنایا تو اُسپر خراج واجب ہوگا اگرچہ اسمین زراعت کرنے پر قدرت نہین باقی رہی یہ محیط مین ہی - اور اگر سلطان نے خراج زمین کو مالک زمین کے واسطے کرکے بدون اس سے وصول کرکے اسکو دینے کے اُسی پر چھوڑ دیا تو امام ابو یوسف کے قول پر جائز ہے بخلاف قول امام محمد رح کے اور فتوی امام ابو یوسف کے قول پر ہی بشرطیکہ مالک زمین خراج سے پانے کی اہلیت رکھتا ہو - اور اسی جواز مذکور پر قاضیون اور عالمون کے واسطے بھی اسطرح جائز ہی - اور جبپر خراج واجب ہوا اگر سلطان نے اس سے طلب نہ کیا تو مالک زمین پر واجب ہی کہ اسکو صدقہ کردے اور اگر بوطلب کرنے کے بطور خود صدقہ کردیا تو اسکے عہدہ سے بری و خارج نہ ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - اور اگر عامل نے بدون علم سلطان کے کاشتکار پر خراج چھوڑ دیا تو حلال نہین ہی اگرچہ کاشتکار مذکور خراج مین سے پانے کی اہلیت رکھتا ہو یہ وجیز کردری مین ہی - امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر سلطان نے عشر کو مالک زمین کے واسطے کردیا تو یہ جائز نہین ہی اور یہ حکم بالاتفاق ہی اور شیخ الاسلام نے ذکر کیا کہ اگر سلطان نے عشر کو مالک زمین پر چھوڑ دیا تو اسمین دو صورتین ہین اول یہ کہ غفلت سے چھوڑا یا بین طور کہ بھول گیا تو ایسی صورت مین جبپر عشر واجب ہوا ہی اُسپر واجب ہی کہ بقدر عشر کے فقیر پر صدقہ کردے اور دوم یہ کہ قصداً باوجود اپنے علم کے چھوڑا اور اسمین بھی دو صورتین ہین اول آنکہ جبپر عشر واجب ہوا ہی وہ غنی ہی تو ایسی صورت مین یہ مال اُسکے واسطے سلطان کی طرف سے جائز نہ ہوگا اور سلطان اُسکے برابر مال کو بیت المال خراجی سے نکال کر بطور تاوان کے بیت المال صدقہ مین داخل کریگا اور دوم آنکہ جبپر واجب ہوا ہی وہ فقیر ہو یعنی عشر کی جانب حاجتمند ہو تو اسپر اُسکا چھوڑ دینا جائز ہی اور یہ اُسپر صدقہ ہوگا پس جائز ہوگا جیسے کہ اگر اُس سے لیکر پھر اسکو صرف خراج کے طور پر دیدیا تو جائز ہی یہ ذخیرہ مین ہی - امام محمد رح نے جامع صغیر مین ذکر فرمایا کہ اگر کسی کی ملک مین زمین خراجی ہو اور اُسنے اس زمین کو معطل رکھا تو اُسپر خراج واجب ہوگا کذا فی المحیط اور یہ حکم اسوقت ہی کہ خراج موظف ہو اور اگر خراج مقاسمہ ہو تو کچھ واجب نہ ہوگا یہ سراج وہاج مین ہی - اور مشائخ نے فرمایا کہ جس کاشتکار نے ادنی و اعلی دو کاشتون مین سے اعلی کو چھوڑ کر ادنی کی طرف بلا عذر انتقال کیا تو اُسپر اعلی کا خراج واجب ہوگا مثلاً کسی کے پاس زعفران کی کاشت کے لائق زمین ہی اُسنے زعفران چھوڑ کر کوئی اناج بویا تو اُسپر زعفران کا خراج واجب ہوگا - اور اسی طرح اگر کسی پاس چہار دیواری دار باغ انگور ہو اور اُسنے کاٹ کر صاف زمین کرکے اناج بویا تو اُسپر باغ انگور مذکور کا خراج واجب ہوگا - اور یہ مسئلہ ایسا ہی کہ خود جان لینا چاہیے اور فتوی نہ دینا چاہیے تاکہ حکام ظالم مالہای رعیت پر طمع کا ہاتھ نہ پھیلادین یہ کافی مین ہی - اور جبپر خراج بندھا ہی اگر وہ مسلمان ہوگیا تو بدستور سابق اس سے خراج لیا جائیگا اور یہ روا ہی کہ مسلمان کسی ذمی سے خراجی زمین خریدے اور مشتری سے خراج لیا جاوے یہ ہدایہ مین ہی - اور ایک ہی زمین پر عشر وخراج جمع نہ کیا جائیگا چاہے زمین عشریہ ہو یا خراجیہ ہو - اور اگر تجارت کیواسطے کوئی زمین عشری یا خراجی خریدی تو زمین مذکور کا عشر یا خراج واجب ہوگا اور زکوۃ تجارت لازم نہ ہوگی یہ محیط مین ہی اور اگر کسی ذمی کافر نے زمین عشری خریدی تو امام اعظم و امام زفر رح نے فرمایا کہ اس سے خراج لیا جائیگا یہ زاد مین ہی اور اگر ایسی قوم جبپر خراج بندھا ہی اپنی اراضی کے آباد کرنے و پیداوار کرنے و حاصلات اُٹھانے سے عاجز ہوئے اور انکے پاس استطاعت نہین ہی کہ اُس سے خراج ادا کرین تو امام کو یہ اختیار ہوگا کہ انکی اراضی انکے ہاتھ سے نکال کر دوسرے کی ملک مین دیدے

یہ ذخیرہ مین ہی - کتاب عشر و خراج مین فرمایا کہ اگر اراضی خراجیہ مین سے کسی زمین کا مالک اسکی کمائی سے عاجز ہوا اور اسکو معطل
چھوڑ دیا تو امام کو اختیار ہی کہ اسکے قبضہ سے نکال کر ایسے شخص کے قبضہ مین دیدے جو اسکی پرداخت کرے اور اسکا خراج
ادا کرے - اور شمس الائمہ حلوائی نے فرمایا کہ اس مسئلہ مین صحیح حکم یہ ہی کہ پہلے اس زمین کو اجارہ پر دیوے اور اجرت سے بقدر خراج
کے لیکر باقی کو مالک کیواسطے رکھ چھوڑے الیساہی امام محمد رح نے زیادات مین ذکر فرمایا ہی اور اگر اجارہ پر لینے والا کوئی نہ ملے
تو کسی کو تہائی یا چوتھائی وغیرہ حصہ کی بٹائی پر جیسے حصہ بٹائی پر ایسی زمین جاتی ہو دیدے پھر مالک زمین کے حصہ مین سے بقدر خراج
کے لیکر باقی کو مالک زمین کے واسطے رکھ چھوڑے اور اگر بٹائی پر لینے والا بھی کوئی نہ ملے تو ایسے شخص کو دیدے جو اسکی پرداخت کرے
اور اسکا خراج ادا کرے اور اسکے جواز کی وجہ دو باتون مین سے ایک پر ہی یا تو یہ کہ جسکو دی ہی وہ زراعت کرنے و
خراج ادا کرنے مین قائم مقام مالک کا ہی یا اسکے پاس بمقدار خراج کے عوض اجارہ مین ہی کہ جو کچھ اس سے لیا گیا وہ
امام کے حق مین خراج ہی اور جسنے دیا ہی اسکے حق مین مال اجارہ ہی یعنے اسنے گویا اجرت ادا کی ہی - پھر فرمایا کہ اگر امام کو
ایسا شخص بھی نہ ملا جو اسکو خراج پر لیوے تو امام اسکو فروخت کر کے اسکے ثمن سے بقدر خراج کے نکال کر باقی کو مالک
زمین کے واسطے رکھ چھوڑے اور بعض نے فرمایا کہ یہ جو ذکر فرمایا ہی کہ امام اس اراضی کو فروخت کرے یہ امام ابو یوسف
و امام محمد رح کا قول ہی اور بنا بر قول امام اعظم رح کے چاہیے کہ اسکو فروخت نہ کرے اسواسطے کہ اسکے مال کو فروخت کرڈالنے
مین اسپر حجر یعنے منع از تصرف لازم آتا ہی حالانکہ امام رحمہ اللہ کے نزدیک مرد آزاد پر حجر روا نہین ہی اور بعض نے فرمایا کہ
نہین یہ سب امامون کا قول ہی اور یہی صحیح ہی اسواسطے کہ امام اعظم رح ایسے موقع پر آزاد کے حق مین بھی حجر روا رکھتے ہین
جسکا نفع عائد بجانب عام ہو - اور بعض کتابون مین اس مسئلہ مین مذکور ہی کہ امام المسلمین آدوات زراعت و بیل خرید کر کے
کسی آدمی کو دیدے تاکہ وہ اس سے زراعت کرے پھر جب حاصلات آوے تو اسمین سے جو کچھ خرچ پڑا ہی اور خراج لیکر باقی
کو مالک زمین کے واسطے رکھ چھوڑے - اور امام ابو یوسف نے فرمایا کہ امام المسلمین مالک زمین کو بیت المال سے اسقدر
قرضہ دے کہ جس سے وہ بیل اور ادوات کاشتکاری خریدے اور مضبوطی کرلے اور کوئی تحریر کرالے تاکہ وہ زراعت کرے
پھر جب حاصلات ظاہر ہو تو اسمین سے خراج لے اور جو کچھ قرض دیا ہی وہ مالک زمین پر اُدھار ہوگا - اور فرمایا کہ اگر بیت المال
مین کچھ نہو تو زمین مذکور ایسے شخص کو دیدے جو اسکی پرداخت کرے اور اسکا خراج ادا کیا کرے - پھر درصورتیکہ مالک زمین
زراعت سے عاجز ہوا اور امام نے اراضی مذکورہ کے ساتھ ایسا فعل کیا جو ہم نے بیان کیا ہی پھر مالک زمین کو قدرت
زراعت و کام کی قوت حاصل ہوگئی تو جسکے قبضہ مین ہی امام اس سے لیکر مالک زمین کو واپس کردیگا سواے ایک صورت
بیع کے کہ اگر کسی کے ہاتھ فروخت کردی ہو تو اس سے واپس نہ لیگا یہ محیط مین ہی - اور اگر اہل خراج اراضی چھوڑ کر بھاگ گئے
تو حسن رح نے امام اعظم رح سے روایت ذکر کی ہی کہ امام کو اختیار ہی چاہے اس اراضی کی پرداخت بیت المال سے کرے اور جو غلہ
حاصل ہوگا وہ مسلمانون کا ہوگا اور چاہے اور لوگون کو مقاطعہ پر دیدے اور جو اُسے لیگا وہ بیت المال کا ہوگا - اور امام
ابو یوسف سے روایت ہی کہ اگر اہل خراج مر گئے تو امام المسلمین انکی اراضی مزارعت پر دیدے اور چاہے اس اراضی کو اجارہ
پر دے اور اسکی اجرت بیت المال مین داخل کرے اور اگر اہل خراج چھوڑ کر بھاگ گئے تو امام اس اراضی کو اجارہ پر دیوے
اور اجرت مین سے بقدر خراج کے لے اور باقی کو مالکان اراضی کے واسطے رکھ چھوڑے پھر جب وہ لوگ واپس آوین
تو یہ باقیات انکو دیدے اور جس سال وہ لوگ بھاگے ہین جبتک وہ سال نہ گذر جاوے تبتک اجارہ پر نہ دیگا یہ

سراج وہاج مین ہی- اور اگر اہل ذمہ اپنی اراضی سے دوسرے ملک مین منتقل کیے گیے تو بعذر صحیح ہی اور بدون عذر نہین صحیح ہی اور عذر یہ ہی کہ ان لوگون کو قوت وشوکت حاصل نہو پس اہل حرب کی طرف سے اینر خوف ہیا انکی طرف سے ہمپر خوف ہو باین طور کہ مسلمانون کے پوشیدہ حالات سے اہل حرب کو آگاہ کر دین اور ان لوگون کو انکی اراضی کی قیمت ملیگی یا اس ملک سے جہان منتقل کیے گئے ہین انکو اراضی کے مثل اراضی ملیگی اور انپر اس اراضی کا جہان منتقل کیے گئے ہین خراج واجب ہوگا اور ایک روایت مین ہی کہ جہان سے منتقل کیے گئے ہین اس اراضی کا خراج انپر واجب ہوگا مگر اول اصح ہی اور انکی اراضی سابقہ خراجیہ ہوگی اور اگر کسی مسلمان نے اسمین توطن اختیار کیا تو اسپر اس اراضی کا خراج واجب ہوگا یہ کافی مین ہی کسی گانون مین اراضی ہی جسکے مالکان مرگئے یا غائب ہوگئے اور اہل قریہ اُسکے خراج ادا کرنے سے عاجز ہوے اور چاہا کہ اسکو سلطان کے سپرد کر دین تو سلطان اس اراضی کے حق مین وہی کریگا جو ہم نے بیان کیا ہی- اور اگر سلطان نے چاہا کہ اس اراضی کو اپنی ذات کے واسطے لے تو اسطرح ہوسکتا ہی کہ کسی مشتری کے ہاتھ فروخت کرکے پھر اُس سے خود خرید لے- ایک قوم نے ایک قطعہ زمین خریدا جسمین چہار دیواری کے باغہاے انگور اور کھیت ہین تو کل کا خراج یکجائی مشترک ادا کرین اور اگر انمین سے ایک نے باغہای انگور اور دوسرے نے اراضی خریدی اور خراج کی تقسیم چاہی تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر باغہای انگور کا خراج معلوم ہوا اور نیز خراج اراضی معلوم ہو تو حکم وہی رہیگا جو قبل خرید کے تھا- اور اگر خراج باغہاے انگور معلوم نہوا اور تمام قطعہ مذکور کا خراج یکجائی ہو تو اگر یہ معلوم ہوجاوے کہ یہ باغہای انگور دراصل باغہاے انگور ہی تھے کہ سواے باغ انگور ہونے کے انکا کچھ اور ہونا ثابت ومعلوم نہین ہوتا ہی یعنے کوئی یہ نہین کہتا ہی کہ یہ دراصل اراضی تھی پھر باغ انگور ہوگئی بلکہ سب یہی کہتے ہین کہ دراصل یہ باغہاے انگور ہی تھے اور اس اراضی کا بھی یہی حال ہی تو خراج باغہاے انگور اور خراج اراضی پر نظر کیجاوے پس جب انمین سے ہر ایک کا خراج معلوم ہوجاوے تو پورے قطعہ زمین کا خراج ان دونون پر تقسیم کر دیا جاوے- پس جسقدر ہر ایک کے پرتے مین پڑے وہی اُسپر واجب ہوگا کسی گانون کی اراضی کا خراج علی التفاوت ہی یکسان نہین ہی پھر جسکی اراضی کا خراج زیادہ ہی اُسنے درخواست دی کہ میری اراضی کا خراج اورون کے برابر کر دیا جاوے تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر یہ معلوم نہو کہ خراج ابتدا مین برابر تھا یا علی التفاوت تھا تو جیسا قبل اسکے ہوتا رہا ہی اُسی حال پر چھوڑا جائیگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی- اور فتاوی مین لکھا ہی کہ اگر کسی شخص نے اپنی خراجی زمین کو مقبرہ یا بھاڑے کی کاروان سرای یا فقیرون کا مسکن بنا دیا تو خراج ساقط ہوجائیگا- اگر خراج اراضی کسی مسلمان پر متوالی دو سال کا چڑھ گیا تو امام ابو یوسف وامام محمد رح کے نزدیک اس سے تو پورے گذشتہ ایام کا خراج لیا جائیگا اور امام اعظم رح کے نزدیک نہین بلکہ اُسی سال کا لیا جائیگا جسمین وہ اب ہی ایسا ہی شیخ الاسلام نے شرح سیر صغیر مین ذکر کیا ہی- اور صدر الاسلام نے کتاب العشر والخراج مین امام اعظم سے دو روایتین ذکر کی ہین اور صدر اسلام نے فرمایا کہ صحیح یہ ہی کہ اُس سے پورا گذشتہ کا خراج لے لیا جائیگا یہ محیط مین ہی- اور اگر اسکی زمین پر پانی چڑھ آیا یعنی غرق ہوگئی یا اُس سے پانی منقطع ہوگیا یعنی ٹوٹ گیا یا وہ زراعت کرنے سے باز رکھا گیا تو اسپر خراج واجب نہوگا یہ نہر الفائق مین ہی- اور امام محمد رح نے نوادر مین ذکر کیا ہی کہ اگر زمین خراجی ڈوب گئی پھر دوسرا سال شروع ہونے سے اسقدر مدت پہلے اسکا پانی خشک ہوگیا کہ اتنی مدت مین وہ دوبارہ زراعت کرنے پر قادر ہی مگر اُسنے زراعت نہ کی تو اسپر خراج واجب ہوگا اور اگر دوسرا سال شروع ہونے سے پہلے اتنی مدت پانی خشک ہوا کہ اتنے دنون مین زراعت کر لینے

قادر نہین ہی تو اُسپر خراج واجب نہ ہوگا یہ محیط مین ہی - اور اگر کھیتی کو کوئی آفت آسمانی ایسی پہونچی کہ اس سے احتراز ناممکن ہی
مثل غرق و سوختگی و شدت پالا و اولا وغیرہ تو اُسپر خراج واجب نہ ہوگا - اور اگر غیر آسمانی آفت ایسی پہونچی کہ اس سے احتراز
ممکن ہی جیسے کھا لینا بندرون یا درندون یا چوپاؤن وغیرہ کا یا اسکے مثل کوئی آفت پہونچی تو خراج ساقط نہ ہوگا اور یہی اصح ہی
اور شیخ الاسلام نے ذکر کیا ہی کہ اگر کاٹنے سے پہلے کھیتی تلف ہوگئی تو خراج ساقط ہوگا اور اگر کاٹے جانے کے بعد تلف ہوئی
تو ساقط نہ ہوگا یہ سراج وہاج مین ہی - اور جو زمین عشری ہو اگر اسکی کھیتی قبل کاٹے جانے کے تلف ہوئی تو عشر ساقط ہوگا اور
اگر بعد کاٹے جانے کے تلف ہوئی تو جو کچھ نصیب مالک زمین تھا وہ اسکے ذمہ سے ساقط ہوگا اور جو کاشتکار کے حصہ رسدی پر
حصہ عشر تھا وہ بذمہ مالک زمین باقی رہیگا - اور خراج مقاسمہ بھی بمنزلہ عشر کے ہی اسواسطے کہ اسمین بھی اسی پیداوار مین سے
کچھ حصہ واجب ہوتا ہی جیسے عشر مین اور اسمین فقط یہی فرق ہی کہ دونون کا مصرف جدا جدا ہی - اور یہ سب اُسوقت ہی کہ کل پیداوار
تلف ہوگئی اور اگر اکثر حصہ تلف ہوگیا اور کچھ باقی رہگیا تو باقی کو دیکھا جاوے کہ اگر اتنا رہگیا ہی کہ دو قفیز و دو درم تک پہونچتا ہی
تو ایک قفیز و ایک درم خراج واجب ہوگا اور بالکل ساقط نہ ہوگا اور اگر اس سے کم باقی رہا تو نصف حاصلات واجب
ہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی اور ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ صواب اس صورت مین یہ ہی کہ پہلے دیکھا جاوے کہ اِس
شخص نے اس زمین مین کیا خرچ کیا ہی پھر حاصلات کو دیکھا جاوے پھر پہلے اس حاصلات مین سے جو کچھ اُسنے خرچ کیا ہی وہ
اُسکو محسوب دیا جاوے پھر اگر کچھ باقی رہے تو اسمین اسی طور سے کیا جاوے جیسے ہم نے بیان کیا ہی یہ سراج وہاج و محیط مین
ہی - اور حاصل پیداوار تلف ہو جانے سے خراج جبھی ساقط ہو جاتا ہی کہ سال مین سے اتنی مدت نہ باقی رہی ہو کہ اسمین وہ
دوبارہ کھیتی کر لینے پر قادر ہووے اور اگر ایسی مدت باقی رہی ہو تو خراج ساقط نہ ہوگا اور ایسا قرار دیا جائیگا کہ گویا اول تھا ہی نہین
(قال المترجم یہ خراج مؤلف مین ہی ۱۲)
اور ایسا ہی حکم کرم یعنے باغ انگور کا ہی کہ اگر اسکے پھل آسمانی آفت سے جاتے رہے پس اگر کچھ جاتے رہے اور کچھ باقی رہے
پس اگر باقی اتنے ہین کہ بیس (۲۰) درم تک پہونچ جاتے ہین یا اس سے زیادہ ہین تو اسپر دس درم واجب ہونگے اور اگر بیس (۲۰) درم
تک نہین پہونچتے ہین تو باقی مین سے نصف مقدار واجب ہوگی اور یہی حکم رطاب کا ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی لکاسرہ
یعنی شاہان قیصر جو نصرانی تھے انکے افعال پسندیدہ مین سے ایک یہ بات تھی کہ جب کاشتکار کی کھیتی کو کوئی آفت آسمانی انکے عہد مین
پہونچی تھی تو اُسکا خرچہ و بیج اپنے خزانہ سے اُسکو تاوان دیدیتے تھے اور کہتے تھے کہ کاشتکار نفع مین ہمارا شریک ہی پس نقصان
مین ہم اُسکے شریک کیونکر نہوون اور مسلمان سلطان اس خلق کے اختیار کرنے مین بدرجہ اولی لائق ہی یہ وجیز کردری مین ہی
اگر کسی نے خراجی زمین مین باغ انگور لگایا تو جبتک باغ انگور پھل نہ دیوے تب تک اُسپر زمین زراعت کا خراج واجب ہوگا
اور اسی طرح اگر دیگر پھلدار درخت لگائے تو بھی درختان مذکورہ کے پھل دینے تک اُسپر زمین زراعت کا خراج واجب ہوگا
اور جب درختان انگور پورے ہو کر پھل لائے پس اگر انگورون کی قیمت بیس درم یا زیادہ تک پہونچی تو اسپر دس درم واجب ہونگے
اور اگر بیس درم سے کم پہونچی ہو تو اسپر نصف پیداوار حاصلات واجب ہوگی اور اگر نصف حاصلات مذکور بقدر ایک قفیز و ایک
درم کے بھی نہ پہونچی ہو تو ایک قفیز و ایک درم سے کم نہ کیا جائیگا اسواسطے کہ وہ زراعت کرنے پر قادر تھا - اور اگر کسی کے
ملک مین ایسا قطعہ زمین ہی کہ وہ اجمہ ہی حالانکہ اسمین کثرت سے نیستان ہی تو اسپر خراج واجب نہین ہی - اور اگر کسی کی زمین مین
نرسل کھڑا ہی یعنی نیستان ہی یا جھاؤ کا جنگل ہی یا درختان صنوبر یا بید مجنون یا دیگر اشجار ایسے لگے ہین کہ پھل نہین دیتے ہین تو دیکھا جاوے
کہ اگر مالک زمین اسکو قطع کرکے اُسکے مزروعہ کرنے پر قادر تھا مگر اُسنے ایسا نہ کیا تو اسپر خراج واجب ہوگا اور اگر اسلئے درست کرنا

قادر نہین ہی تو اُسپر خراج بھی واجب نہ ہوگا - اور اگر زمین خراجی مین ایسی زمین ہو کہ اُسمین سے قلیل یا کثیر نمک نکلتا ہی تو اسکا حکم بھی ایسا ہی ہی کہ اگر مالک زمین اسکے اصلاح کرنے اور مزروعہ کردینے اور خراجی پانی سے پانی پہونچانے پر قادر تھا تو اُسپر خراج واجب ہوگا اور اگر وہان خراجی پانی نہین پہونچ سکتا تھا یا وہ پہاڑ پر واقع ہی کہ وہان پانی نہین پہونچ سکتا ہی تو خراج واجب نہ ہوگا - اور اگر زمین خراجی کے درمیان کوئی قطعہ زمین سبخہ واقع ہی کہ مزارعت کے لائق نہین یا اسکو پانی نہین پہونچتا ہی پس اگر مالک زمین مذکور اُسکی اصلاح کر سکتا تھا مگر نہ کی تو اُسپر اسکا خراج واجب ہوگا - اور اگر اصلاح نہین کر سکتا تھا تو اُسپر خراج بھی واجب نہ ہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہی - قال المترجم واضح ہو کہ یہان دو وقت ہین ایک وقت وجوب خراج اور دوسرا وقت ادائے خراج واجبہ فافہم - اور امام اعظم رح کے نزدیک وقت وجوب خراج کا اول سال ہی یعنے شروع سال مگر بدین شرط کہ زمین نامیہ حقیقۃً یا اعتباراً اُسکے قبضہ مین ایک سال باقی رہے یہ ذخیرہ کی کتاب العشر والخراج مین ہی - اور والی ملک کو چاہیے کہ خراج کے واسطے ایسے شایستہ آدمی کو مقرر کرے جو لوگون کے ساتھ نرمی سے پیش آوے اور اُنسے خراج لینے مین انصاف وعدل کو پیش نظر رکھے اور ہر بار جب غلہ پیدا ہو تب اُنسے بقدر اسکے خراج لے لے یہان تک کہ آخر غلہ پر پورا خراج حاصل ہوجاوے اور اس کلام سے مراد یہ ہی کہ بقدر غلہ کے خراج مقرر کرے چنانچہ اگر کسی زمین مین ربیع وخریف دو فصلین پیدا ہوتی ہون تو غلہ ربیع حاصل ہونے کے وقت شایستہ متوسط مذکور اندازہ وتخمینہ سے یہ لحاظ کرے کہ اس زمین مین غلہ خریف کتنا پیدا ہوگا پس اگر اسکی خاطر مین جم جاوے کہ مثل غلہ ربیع کے پیدا ہوگا تو خراج کے دو حصہ کر ڈالے پس غلہ ربیع مین سے نصف خراج لے لے اور باقی نصف خراج مین تاخیر کرے یہان تک کہ غلہ خریف پیدا ہووے پس نصف خراج اُسمین سے لے لے - اور ایسا ہی بقول مین کرے کہ دیکھے کہ اگر یہ ایسی چیزون مین سے ہی جو پانچ مرتبہ توڑی جاتی ہین یعنی ایک مرتبہ توڑنے کے بعد پھر ہری ہوکر دوبارہ وسہ بارہ اسی طرح پانچ مرتبہ تک نوبت پہونچتی ہی تو خراج کے پانچ ٹکڑے کرکے ہر مرتبہ سے پانچوان حصہ خراج کے لے اور اگر ایسی نباتات سے ہو کہ چار مرتبہ توڑی جاتی ہین تو ہر مرتبہ سے چہارم خراج وصول کرے اور اسی قیاس پر سمجھ لینا چاہیے یہ محیط مین ہی - اور جسپر خراج یا عشر واجب ہوگیا ہی اگر وہ مرگیا تو یہ اُسکے ترکہ سے وصول کر لیا جائیگا - اور اختلاف بلاد کے موافق غلہ کی پختگی کا وقت بھی مختلف ہی پس پیداوار غلہ کی ادراک کے وقت خراج لیا جائیگا اور مالک اراضی کو حلال نہین ہی کہ جبتک خراج ادا نہین کیا ہی تب تک اس پیداوار مین سے کھاوے ہان بعد ادا کرنے کے کھانا حلال ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی اور نیز جسمین سے عشر دینا چاہیے ہی اُسمین سے بھی کھانا حلال نہین ہی یہان تک کہ عشر ادا کردے اور اگر کھا جائیگا تو ضامن ہوگا اور سلطان کو اختیار ہی کہ زمین خراجی کی پیداوار روک رکھے یہان تک کہ خراج وصول کر لے یہ ظہیریہ مین ہی - اور امام محمد رح نے اپنی نوادر مین ذکر فرمایا ہی کہ اگر کسی نے خوشی سے اپنی زمین کا خراج سال یا دو سال کا پیشگی بطور تعجیل ادا کردیا تو یہ جائز ہی - اور منتقے مین ہی کہ اگر کسی نے اپنی زمین کا خراج پیشگی دیا پھر اسی سال زمین غرق ہوگئی تو فرمایا کہ جو کچھ خراج اُسنے ادا کیا ہی وہ اسکو واپس کردیا جاوے پھر اگر اُسکے قبضہ مین نہ دیا گیا اور اُسنے دوسرے سال اُسمین زراعت کی تو اُس سال کے خراج مین محسوب کردیا جائیگا - اور امام محمد رح سے مروی ہی کہ اگر ایک شخص نے اپنی زمین کا دو سال کا خراج ادا کردیا یعنی پیشگی پھر اس زمین پر پانی چڑھ آیا اور غرق آب ہوکر دریا ہوگئی تو فرمایا کہ جو کچھ امام نے وصول کیا ہی وہ اسکو واپس کردے بشرطیکہ بعینہ موجود ہو اور اگر امام نے اس خراج کو دیدیا ہو یعنی مجاہدین کے صرف مین لایا ہو تو اُسپر کچھ واجب نہین ہی

آٹھواں باب جزیہ کے بیان میں - جزیہ اُس مال کا نام ہے جو اہل ذمہ سے لیا جاتا ہے کذا فی النہایہ اور جزیہ فقط اُس
ذمی پر واجب ہوتا ہے کہ مرد بالغ ہو لیاقت قتال رکھتا ہو عاقل ہو محترف ہو اگرچہ اپنے حرفہ کو اچھی طرح نہ جانتا ہو یہ سراجیہ
میں ہے - اور جزیہ دو قسم کا ہوتا ہے ایک وہ کہ صلح و تراضی سے انپر مقرر کیا گیا ہو پس اُسکی مقدار وہی رہیگی جیسے باہم اتفاق
ہوا ہے اسی حساب سے ہر ایک پر مقرر ہوگا یہ کافی میں ہے پس اس مقدار سے زیادہ نہ کیا جائیگا اور کم بھی نہ کیا جائیگا یہ نہر الفائق
میں ہے - اور دوم جزیہ وہ کہ جب امام المسلمین کافروں پر غالب ہوا اور احسان کر کے انکو انکی املاک پر باقی رکھکر انپر از سر نو
جزیہ اپنی رائے سے مقرر کیا کذا فی الکافی - پس یہ جزیہ مقدار بقدر معلوم ہے خواہ چاہیں یا انکار کریں راضی ہوں یا ناراض ہوں
پس تونگر پر ہر سال میں وزن سبعہ کے اڑتالیس درم مقرر کیے جاوینگے چنانچہ ماہواری چار درم وصول کریگا اور جو شخص
متوسط الحال ہے اسپر سالانہ چوبیس درم یعنی ماہواری دو درم ہونگے اور جو شخص فقیر معتمل ہے اسپر سالانہ بارہ درم یعنے
ماہواری ایک درم مقرر ہوگا کذا فی فتح القدیر والہدایہ والکافی - اور معتمل کے معنے میں گفتگو ہے اور اسکے صحیح معنے یہ ہیں
کہ معتمل وہ ہے جو کام کرنے پر قادر رہا ہو اگرچہ اپنا حرفہ اچھی طرح نہ جانتا ہو - اور علماء نے تونگر اور متوسط الحال اور فقیر ان تینوں
کی شناخت میں گفتگو کی ہے چنانچہ شیخ امام ابو جعفر نے فرمایا کہ ہر بلاد میں وہاں کا عرف معتبر ہوگا پس جس بلاد والے اپنے
شہر میں جسکو تونگر شمار کرتے ہوں یا متوسط یا فقیر شمار کرتے ہوں وہ ایسا ہی ہوگا اور یہی اصح ہے یہ محیط میں ہے - اور امام کرخی
نے فرمایا کہ فقیر وہ ہے جو دو سو درم یا کم کا مالک ہوا اور متوسط وہ ہے جو دو سو درم سے زائد دس ہزار درم تک کا مالک ہوا اور
تونگر وہ ہے جو دس ہزار درم سے زائد کا مالک ہو اور شیخ (یعنے قاضی حسن بن منصور رحمہ اللہ) رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اعتماد اس باب میں کرخی رحمہ اللہ کے قول
پر ہے یہ فتاوی قاضیخان میں ہے - اور معتمل میں یہ ضرور ہے کہ وہ تندرست ہوا اور سال میں زیادہ مدت اسکی تندرستی ہو یہ کافی
ہے یہ ہدایہ میں ہے - اور ایضاح میں مذکور ہے کہ اگر ذمی تمام سال بیمار رہا اور اُسنے کام کرنے پر قدرت نہ پائی حالانکہ وہ
خوشحال ہے تو اسپر جزیہ واجب نہوگا اور اسی طرح اگر نصف سال یا زیادہ بیمار رہا تو بھی یہی حکم ہے اور اگر باوجود قدرت و تندرستی
کے اُسنے کام کرنا چھوڑ دیا تو وہ معتمل کے حکم میں ہوگا یہ نہایہ میں ہے - اور جزیہ ہمارے نزدیک ابتدائے سال سے واجب ہوتا ہے اور
جزیہ اہل کتاب پر ہے خواہ وہ عرب کے ہوں یا عجم کے اور مجوس و بت پرستان عجم پر ہے یہ کافی میں ہے - پھر یہ جزیہ لینے کا وقت
سال کا آخر زمانہ ہے قبل اسکے کہ دوسرا سال شروع ہو جاوے اور امام ابو یوسف سے روایت ہے کہ ہر دو مہینہ پر تقسیط کر کے
لیا جائیگا اور امام محمد رح سے روایت ہے کہ ماہواری یعنے ہر ہر مہینہ لیا جائیگا اور اصح وہی قول اول ہے یہ مبسوط میں ہے - اور
یہودیوں میں سامری داخل ہیں اور نصاریٰ میں فرنگ و ارمنی داخل ہیں - اور اگر لشکر اسلام نے اہل کتاب و مجوس
و بت پرستوں پر جو عجم کے ہوں غلبہ پایا قبل اسکے کہ انپر جزیہ مقرر کیا جاوے یعنی بغیر صلح کے تو وہ لوگ اور انکی عورتیں و بچے سب
فیئ ہونگے یہ فتح القدیر میں ہے - اور رہے صابی لوگ سو امام اعظم رح نے فرمایا کہ اُنسے جزیہ لیا جائیگا اور صاحبین نے
فرمایا کہ نہیں لیا جائیگا - اور رہے سیفیہ سو مشایخ نے فرمایا کہ دیکھا جاوے کہ اگر وہ جدید پیدا ہوئے ہیں تو وہ لوگ مرتد
ہیں کہ اُنسے جزیہ نہ لیا جائیگا بلکہ وہ لوگ قتل کیے جاوینگے - اور اگر وہ لوگ پرانے ہوں یعنی قدیمی یہ فرقہ چلا آتا ہو تو
اُنسے جزیہ لیا جائیگا - اور رہے زندیق لوگ سو اُنسے جزیہ لیا جائیگا یہ فتاوی قاضی خان میں ہے - اور عرب کے بت پرستوں
پر جزیہ نہ باندھا جائیگا اور نہ مرتد لوگوں پر جزیہ ہوگا بلکہ اسلام لاویں یا قتل کیے جاویں اور اگر ان لوگوں پر غلبہ حاصل
ہوا تو انکی عورتیں و بچے فیئ ہونگے - اور انکے مردوں میں سے جو شخص مسلمان نہ ہوا وہ قتل کیا جاوے - اور واضح ہو

کہ عورت و بچہ و اندھے پر جزیہ نہین ہی اور نیز مفلوج اور بڑھے بہوس اور فقیر غیر معتمل پر بھی جزیہ نہین ہی یہ ہدایہ مین ہی
اور نیز مجنون اور لنجے پر بھی جزیہ نہین ہی یہ اختیار شرح مختار مین ہی۔ اور معتوہ سے بھی نہ لیا جائیگا یہ محیط مین ہی۔ اور
جن لوگون کے ہاتھ و پائون کٹے ہوئے ہون انپر جزیہ واجب نہین ہوتا ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی اور مملوک و مکاتب
و مدبر و ام ولد پر جزیہ نہین باندھا جائیگا اور نہ انکے مولی انکی طرف سے ادا کرینگے اور ایسے راہبون پر بھی نہین باندھا جائیگا
جو لوگون سے الگ ہین مخالطت نہین کرتے ہین یہ ہدایہ مین ہی۔ اور ولوالجی نے اپنے فتاوے مین فرمایا کہ نصارای نجران
پر انکے رؤس و اراضی پر سالانہ ہزار حلہ کہ ہر حلہ پچاس درم کا ہووے باندھا جائیگا جسمین سے ہزار حلہ ماہ صفر مین اور ہزار حلہ
ماہ رجب مین واجب ہونگے اور یہ انکے رؤس یعنی ہر ہر نفر پر اور انکی اراضی پر تقسیم کیا جائیگا پس جو کچھ انکے رؤس کے مقابلہ
مین آوے وہ جزیہ ہوگا اور جو انکی اراضی پر پڑے وہ خراج ہوگا اور یہ جو ولوالجی نے فرمایا ہی یہی صحیح ہی بسبب اسکے کہ حدیث
کے موافق ہی مگر اسکی اتنی بات کہ ہر حلہ پچاس درم کا ہو۔ اور امام ابو یوسف نے کتاب الخراج مین فرمایا کہ یہ علماء سے
بیان کردہ شدہ دو ہزار حلہ ہین جو انکی اراضی اور انکے رؤس پر باندھے جاوینگے اور انکے مردون کی تعداد ہر ہر نفر پر
جو مسلمان نہین ہوئے ہین اور نجران کی ہر ہر زمین پر تقسیم کیے جاوینگے اگرچہ بعض نے اپنی زمین پوری یا تھوڑی کسی مسلمان کے
ہاتھ فروخت کر دی ہو یا کسی ذمی یا تغلبی کے ہاتھ فروخت کر دی ہو اور اراضی کے خراج مذکور مین عورت و بچہ سب کی آراضی مثل
مردون کی اراضی کے ہین مگر جزیہ رؤس سو وہ مردون پر ہی عورتون و بچون پر نہین ہی۔ یہ غایۃ البیان مین ہی۔ اور امام ابو یوسف
نے کتاب الخراج مین حلہ کو بیان کیا ہی چنانچہ فرمایا کہ ہر حلہ ایک اوقیہ ہی یعنے اسکی قیمت اسقدر ہی قلت و اوقیہ چالیس درم وزن
کا ہوتا ہی اور شاید اسپر پچاس درم چڑھتے ہون پس قول ولوالجی اسکے موافق ہوگا ولیکن نہر الفائق مین نقلا از فتح القدیر اسپر اعتراض
کیا کہ پس قول ولوالجی کہ ہر حلہ پچاس درم ہو صحیح نہین ہی اسواسطے کہ اوقیہ چالیس درم ہی انتہی و قد اشرت الی الجواب فافہم۔ اور
ہمارے مشایخ نے فرمایا کہ اگر انکے سب مرد مر گئے یا مسلمان ہو گئے تو دو ہزار حلہ مین سے کچھ کم نہ ہوگا اور یہ سب مقدار
یعنے دو ہزار درم انکی اراضی سے وصول کیا جائیگا یہ حاوی قدسی مین ہی اور جو مرد انمین سے مسلمان ہو گیا اسکے راس کا جزیہ
ساقط ہو جائیگا اور وہ مقدار ان لوگون پر ڈالی جائیگی جو مسلمان نہین ہوئے ہین۔ اور نجرانی کا آزاد کیا ہوا غلام جسکو
وسے کہتے ہین وہ مثل ذمی کے غلام آزاد کیے ہوے کے ہی کہ اسپر اسکی ذات کا جزیہ باندھا جائیگا یہ تاتارخانیہ مین ولوالجیہ
سے نقل ہی۔ اور واضح ہو کہ حلہ کہتے ہین تہبند و چادر کو اور یہی مختار ہی اور جبتک دو کپڑے نہ ہون تب تک حلہ نہ کہلائیگا
یہ کفایہ مین ہی۔ اور حجت مین لکھا ہی کہ اگر نصرانی کماتا ہووے مگر اسکے خرچ سے نہین بچتا ہی تو اس سے جزیہ راس نہ لیا جائیگا
یہ تاتارخانیہ مین ہی اور اگر مسلمان کا آزاد کیا ہوا غلام مرد نصرانی ہو تو اسپر جزیہ باندھا جائیگا یہ ہدایہ مین ہی۔ اور قریشی نے
اگر کافر غلام آزاد کر دیا تو اس سے جزیہ لیا جائیگا یہ کافی مین ہی۔ اور اگر ذمیون مین سے کوئی لڑکا شروع سال مین قبل
اسکے کہ ان لوگون پر جزیہ باندھا جاوے محتلم ہوا یعنے اسکو احتلام ہوا جو علامت بلوغ ہی اور حال یہ ہی کہ وہ تونگر ہی تو اسپر
جزیہ باندھا جائیگا اور اس سے اس سال کا جزیہ لے لیا جائیگا اور اگر ان لوگون یعنی ذمی مردون پر جزیہ باندھے جانے کے
بعد وہ محتلم ہوا ہی تو اسپر جزیہ نہ باندھا جائیگا یہانتک کہ یہ سال گذر جاوے۔ اور اگر شروع سال مین کوئی غلام آزاد کیا گیا
حالانکہ اسکے پاس مال اسکی ملک ہی پس اگر ان لوگون پر جزیہ باندھے جانے سے پہلے آزاد کیا گیا تو اسپر بھی جزیہ باندھا جائیگا
اور اس سال کا جزیہ اس سے لیا جائیگا اور اگر مردون پر جزیہ باندھے جانے کے بعد وہ آزاد کیا گیا تو اسپر جزیہ نہ باندھا جائیگا

یہان تک کہ سال گذر جاوے - اور اگر حربی قبل اسکے کہ ذمی مردون پر جزیہ باندھا جاوے ذمی ہوگیا تو اُسپر جزیہ باندھا جائیگا اور اس سال کا خراج یہ اُس سے لیا جائیگا اور اگر ذمی مردون پر جزیہ باندھے جانے کے بعد وہ ذمی ہوا تو اسپر جزیہ نہ باندھا جائیگا یہانتک کہ یہ سال گذر جاوے - اور جو شخص کسی ایسے مرض وغیرہ مین گرفتار ہی کہ قابل جزیہ کے نہین ہی اگر اسکو افاقہ ہوگیا تو جبتک یہ سال نہ گذر جاوے اسپر جزیہ نہ باندھا جائیگا خواہ ذمی مردون پر جزیہ باندھے جانے سے پہلے اسکو افاقہ ہوگیا ہو یا اسکے بعد ہوا ہووے اور خواہ وہ بعد وضع جزیہ کے غنی ہوگیا یا اس سے پہلے غنی ہوگیا - اور جسپر جزیہ واجب الادا ہی اگر وہ مرگیا یا مسلمان ہوگیا حالانکہ اسپر گذشتہ کا جزیہ باقی ہی تو ہمارے نزدیک یہ باقی اُس سے نہ لیجائیگی اور اسی طرح اگر وہ اندھا ہوگیا یا اپاہج یا لولا یا بڈھا پھوس ہوگیا کہ کسی کام کرنے پر قادر نہین ہی یا فقیر ہوگیا کہ اُسکو کچھ دسترس نہین ہی حالانکہ اسپر پچھلا جزیہ باقی ہی تو یہ باقی ساقط ہوجائیگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - اور خانیہ مین لکھا ہی کہ اگر ذمی سال مین کچھ دنون غنی رہا اور کچھ دنون فقیر رہا تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر زیادہ دنون غنی رہا ہو تو اُس سے تونگرون کا جزیہ لیا جائیگا اور اگر اسکے برعکس ہو تو فقیرون کا جزیہ لیا جائیگا اور اگر آدھے سال تونگر اور آدھے سال فقیر رہا تو اس سے متوسط حال والون کا جزیہ لیا جائیگا یہ تاتارخانیہ مین ہی - اور اگر امام کے جزیہ مقرر کرنے سے پہلے مریض چنگا ہوگیا تو اسپر جزیہ باندھا جائیگا اور جزیہ باندھنے کے بعد اگر وہ چنگا ہوا تو اسپر جزیہ اُس سال کا نہ باندھا جائیگا - اور جزیہ کا پیشگی دو سال یا زیادہ کے واسطے ادا کرنا جائز ہی - اور اگر ذمی نے دو سال کے واسطے پیشگی جزیہ ادا کیا پھر اسلام لایا تو اسمین سے ایک سال کا خراج واپس کردیا جائیگا مگر سال اول کا خراج واپس نہ کیا جائیگا جبکہ یہ سال شروع ہو جانے کے بعد وہ مسلمان ہوا یا مرگیا ہو یہ اختیار شرح مختار مین ہی اور یہ مسئلہ اس امام کے قول پر ہی جو شروع سال سے جزیہ واجب ہونے کو فرماتا ہی اور جامع صغیر مین اسی پر تنصیص کردی ہی اور اسی پر فتوے بھی ہی یہ فتاوی کبری مین ہی - اور اگر چند در چند سال ذمی پر چڑھ گئے اور اُس سے جزیہ نہ لیا گیا یہان تک کہ وہ مسلمان ہوگیا تو ہمارے نزدیک اُس سے جزیہ کا مطالبہ نکیا جائیگا - اور اگر ذمی مذکور مسلمان نہ ہوا بلکہ اپنے کفر پر جما رہا تو امام اعظم رحمہ نے فرمایا کہ اُس سے گذشتہ سالون کے جزیہ کا مطالبہ نہ کیا جائیگا اور نیز اس سال کے جزیہ کا جسمین وہ ہی مطالبہ نہ کیا جائیگا یہانتک کہ یہ سال پورا ہووے یہ فتاوے قاضی خان مین ہی اگر ذمی نجرانی و تغلبی کے درمیان ایک باندی ہی اور اُسکے لڑکا پیدا ہوا پس دونون نے ساتھ ہی اُسکے نسب کا دعوی کیا پھر وہ بچہ بڑا یعنی بالغ ہوا تو اُسپر نصف خراج نجرانیون کا سا اور نصف خراج تغلبیون کا سا ہوگا یہ سراجیہ مین ہی - اور اگر نجرانی و تغلبی کے درمیان مشترک باندی سے لڑکا پیدا ہوا اور دونون نے ساتھ ہی اُسکے نسب کا دعوی کیا پھر اسکے ہر دو باپ مرگئے اور یہ لڑکا بالغ ہوا تو سیر مین مذکور ہی کہ اگر پہلے تغلبی مرا تو اُس سے اہل نجران کا جزیہ لیا جائیگا اور اگر پہلے نجرانی مرگیا تو اُس سے بنی تغلب کا جزیہ لیا جائیگا اور اگر دونون ساتھ ہی مرگئے تو نصف تغلبیون کا سا اور نصف نجرانیون کا سا لیا جائیگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - اور اگر ذمی نے مال جزیہ اپنے غلام یا نائب کے ہاتھ بھیجا تو یہ قدرت اُسکو نہ دیجائیگی چنانچہ سب روایات مین سے اصح روایت یہی ہی بلکہ اُسکو تاکید کیجائیگی کہ جزیہ کو خود حاضر کرے اور کھڑا ہو کر ادا کرے اور اُس سے وصول کرنے والا بیٹھا ہوگا اور ایک روایت مین آیا ہی کہ اسکی لبیت کو پکڑ کر خوب جنبش دیگا اور کہیگا کہ اے ذمی لا اپنا جزیہ دے یہ تبیین مین ہی اور ادا کرنے والے کا ہاتھ نیچے رہیگا اور لینے والا کا ہاتھ اوپر ہوگا یہ تاتارخانیہ مین ہی - امام المسلمین کو اختیار ہی چاہے اراضی و جماجم کو جمع کرکے دونون کا خراج

ملکی ئی درمون یا دینارون یا کیلی یا وزنی یا کپڑون سے مقرر کرے اور چاہے ہر ایک کو الگ الگ کر دے یعنی ہر ایک کیواسطے علٰحدہ علٰحدہ خراج مقرر کرے - پس اگر امام نے جمع کر کے ایک ہی خراج مقرر کیا تو بقدر حال جماجم وانکی تعداد کے وبقدر اراضی کے دونون پر یہ جزیہ مجموعی عدل وانصاف سے تقسیم کیا جائیگا پس جسقدر جماجم کے حصہ مین پڑے وہ جزیہ ہے کہ رؤس ذمیون پر بترتیب مذکورہ بالا مقرر ہوگا اور جسقدر اراضی کے حصہ مین پڑے وہ خراج ہوگا کہ ہر اراضی پر بقدر اسکی پیداوار کے بترتیب مذکورہ بالا مقرر کیا جائیگا - پھر اگر جماجم مین سے بسبب موت یا اسلام لانے کے تعداد کم ہوگئی تو جماجم کے حصہ مین سے اسی قدر حصہ گھٹا کر اراضی پر منتقل کیا جائیگا بشرطیکہ اراضی اسکو برداشت کر سکے اور اسی طرح اگر کل جماجم ہلاک ہوگئے تو انکا حصہ منتقل کر کے اراضی پر بڑھا دیا جائیگا بشرطیکہ اراضی برداشت کر سکے اور اگر اراضی برداشت نہ کر سکے تو یہ مقدار مذکورہ تمام مجموعی خراج سے طرح دیجائیگی - اور اگر جماجم اسکے بعد کثرت سے ہوگئے تو جماجم کا حصہ انکی طرف رد کر دیا جائیگا اور اگر اراضی کی پیداوار مین کمی ہوگئی تو بقدر نقصان کے اسمین سے حصہ کم کر کے جماجم پر ڈالا جائیگا بشرطیکہ جماجم اسکو برداشت کر سکین پھر اگر اسکے بعد اراضی اپنے حال کمال پر ہوگئی تو حصہ مذکورہ پھر اراضی پر رد کر دیا جائیگا اور اگر اس حصہ کو جماجم نہین برداشت کر سکتے ہین تو ساقط ہو جائیگا ولیکن جب پھر اراضی مذکورہ اپنی طاقت پر آ جاوے اور برداشت کر سکے تو پھر پورا کر دیا جائیگا - اور اگر اراضی تمام تلف ہوگئین بایں طور کہ غرق ہوگئین یا نمناک ہوگئین یعنی انمین سے پانی پھوٹنے لگا اور وہ ایسی ترمٹی ہوگئی کہ قابل زراعت نہین ہے اور جماجم باقی رہے تو حصہ اراضی بجانب جماجم منتقل نہ کیا جائیگا اور اگر امام نے علٰحدہ علٰحدہ جماجم و اراضی کا خراج مقرر کیا پس جماجم پر کسیقدر حصہ معلومہ مقرر کیا اور اراضی پر بھی کسی قدر حصہ معلومہ بیان کیا تو کمی وغیرہ کی صورت مین یہ نہ ہوگا کہ ہر دو مین سے کوئی دوسرے کا حصہ برداشت کرے بلکہ وہ حصہ جو سر دست نہین اُٹھا سکتا ہے اس مقدار سے جو اُسپر مقرر کی گئی ہے طرح دیدیا جائیگا یہانتک کہ پھر اُسکی ایسی حالت ہو جاوے کہ جو طرح دیا گیا ہے اُسکو برداشت کرے پس پھر اُسپر عائد کیا جائیگا - اور اگر امام نے ان لوگون سے اسطور پر صلح کی کہ انکی اراضی سے کل مال لے لیگا اور جماجم سے کچھ نہ لیگا یا جماجم سے کل لیگا اور اراضی سے کچھ نہ لیگا تو یہ صحیح نہین ہے بلکہ کل مال جماجم و اراضی پر بترتیب مذکورہ سابق تقسیم کیا جائیگا یہ کافی مین ہے - اور اگر کسی ملک کے لوگ جن سے امام نے کسی قدر مال معلوم پر صلح کی ہے کہ جسکو وہ اپنے جماجم و اراضی سے ادا کرینگے سب مسلمان ہوگئے تو انکا خراج رؤس ساقط ہو جائیگا اور خراج اراضی ساقط نہ ہوگا یہ تاتارخانیہ مین ہے واللہ اعلم - فصل اگر ذمیون نے جدید بیعون یا کنیسون کا بنانا چاہا یا مجوس نے آتشخانہ بنانا چاہا پس اگر انھون نے مسلمانون کے شہرون مین سے کسی شہر یا قصبہ شہر مین اُسکا بنانا چاہا تو بالاتفاق سب کے نزدیک منع کیے جاوینگے اور اگر انھون نے سواد شہر اور دیہات مین اُسکا بنانا چاہا تو اسمین روایات مختلف ہین اور روایتون کے خلاف کی وجہ سے مشائخ نے اسمین بھی اختلاف کیا ہے چنانچہ مشائخ بلخ نے فرمایا کہ اس سے بھی منع کیے جاوینگے مگر ایسے گانون مین جہان کے اکثر رہنے والے ذمی ہون منع نہ کیے جاوینگے اور مشائخ بخارا نے جنمین سے امام ابوبکر محمد بن الفضل بھی ہین فرمایا کہ منع نہ کیے جاوینگے اور شمس الائمہ سرخسی نے فرمایا کہ میرے نزدیک اصح یہ ہے کہ وہ لوگ سواد شہر مین بھی بنانے سے منع کیے جاوینگے یہ فتاوے قاضی خان مین ہے - اور سرزمین عرب مین شہرون و دیہاتون سب جگہ اس سے منع کیے جاوینگے یہ ہدایہ مین ہے - اور جیسے جدید بیعہ و کنیسہ کا بنانا نہین روا ہے ایسے ہی جدید صومعہ کا بنانا بھی نہین روا ہے کہ جسمین تنہا ایک شخص انمین سے اپنے طریقہ پر عبادت کرے

بخلاف اسکے اگر کسی نے اپنے گھر مین کوئی جگہ نماز کے واسطے بنائی کہ اُسمین نماز پڑھے تو اُس سے منع نہ کیا جائیگا یہ غایۃ البیان
مین ہی- ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ سواد شہر و دیہات مین جو بیعے وکنائس قدیمی بنے ہوئے ہون وہ نہ ڈھائے جاوینگے اور
رہا شہرون مین سوا امام محمد رح نے اجارات مین ذکر کیا ہی کہ شہر مین جو ہون وہ نہ ڈھائے جاوینگے اور کتاب العشر والخراج
مین ذکر کیا کہ مسلمانون کے شہرون مین جو ہون وہ ڈھائے جاوینگے اور شمس الائمہ سرخسی نے فرمایا کہ میرے نزدیک اصح اجارات
کی روایت ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی- اور اگر انکی بیعون مین سے یا کنیسون مین سے کوئی بیعہ یا کنیسہ قدیمی منہدم ہو گیا
تو انکو اختیار ہوگا کہ اسی مقام پر جیسا تھا ویسا ہی بنا لین اور اگر انھون نے کہا کہ ہم اسکو یہان سے تحویل کر کے دوسری جگہ
بناوینگے تو انکو یہ اختیار نہوگا بلکہ اسی مقام پر اُسی قدر عمارت کا جیسا پہلے تھا بنا سکتے ہین اور پہلی عمارت سے زیادہ کرنے سے
منع کیے جاوینگے یہ فتاوے قاضی خان مین ہی اور واضح رہے کہ قدیمی سے یہ مراد ہی کہ جب امام اسلام نے انکے شہر کو فتح کیا
یا اُنسے مصالحہ کر لیا کہ جزیہ دیا کرین اور تابع اسلام ہو کر اپنے دین پر اپنے ملک پہ قایم رہین اس سے پہلے کا بنا ہوا ہوا ور
یہ شرط نہین ہی کہ لامحالا وہ زمانہ صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعین رحمہم اللہ کے زمانہ مین موجود ہو یہ غایۃ البیان مین ہی- اور
اگر انکا کوئی کنیسہ کسی گانون مین ہو پھر اس کنیسہ والون نے اسمین بہت عمارت بنالی پھر یہ گانون بھی منجملہ امصار کے ہو گیا
تو بنا بر روایت کتاب العشر کے انکو حکم دیا جائیگا کہ اسکو گرادین اور بنا بر عامہ روایات کے انکو یہ حکم نہ کیا جائیگا اور اسیطرح
اگر انکا کوئی کنیسہ کسی شہر سے قریب ہو پھر اُنھون نے اسکے گرد عمارات بنانی شروع کین اور یہان تک بڑھین کہ یہ
موضع اس شہر سے متصل ہو گیا اور ایسا ہو گیا کہ گویا شہر کے محلون مین سے ایک محلہ ہی تو بھی انکو اس کنیسہ کے ڈھادینے
کا حکم کیا جائیگا اور صحیح وہی حکم ہی جو عامہ روایات مین مذکور ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی- اور اگر اہل حرب کی کسی قوم نے
درخواست صلح اس شرط پر کی کہ ہم لوگ مسلمانون کے اہل ذمہ اس شرط سے ہوتے ہین کہ اگر مسلمانون نے ہمارے ملک مین [یعنے منہدم کرنے کا حکم نہ کیا جائیگا ۱۲]
کوئی شہر اپنے واسطے بنایا یا اختیار کیا تو ہمکو اسمین جدید بیعہ یا کنیسہ بنانے سے اور علانیہ شراب و سور فروخت کرنے سے
منع نہ کرین تو مسلمانون کو اس شرط پر اُنسے مصالحہ نہ کرنا چاہیے اور اگر اس شرط پر اُنسے صلح کر لی تو انکو اس صلح کے توڑنے
کا اختیار رہوگا یہ ذخیرہ مین ہی- اور اگر کسی قوم اہل حرب نے مسلمانون سے صلح کی بدین شرط کہ ہم اپنے جانون و اراضی
سے مسلمانون کے اہل ذمہ بدین شرط ہوتے ہین کہ ہم سے مسلمان لوگ یہ شرط کر لین کہ ہمارے ساتھ ہمارے گھرون گانون
وقصبون وشہرون مین مقاسمہ کرین حالانکہ اسمین کنیسے وبیعے وآتشخانہ ہین اور انمین شراب و سور علانیہ فروخت کیجاتی
ہی اور علانیہ ماؤن وبیٹیون وبہنون سے نکاح کیا جاتا ہی- اور مجوس کا ذبیحہ و مردار علانیہ فروخت کیا جاتا ہی تو ایسی صلح
مین جو چھوٹا یا بڑا شہر کہ وہ مسلمانون کا شہر ہو جائیگا کہ اسمین نماز جمعہ قایم کیجائیگی اور حدود شرعی جاری کیے جاوینگے
تو ایسے شہر مین ان آدمیون کو ان سب امور کے اظہار سے ممانعت کیجائیگی اور انکو یہ اختیار نہ ہوگا کہ اسمین کوئی
جدید بیعہ یا کنیسہ یا آتشخانہ بناوین جو قبل صلح کے نہ تھا اور اسمین علانیہ شراب نہ بیچنے پاوینگے اور نہ سور اور نہ مردار اور نہ
مجوسیون کا ذبح کیا ہوا جانور- اور نیز یہ بھی اختیار نہوگا کہ اسمین علانیہ ماؤن و دیگر محارم عورتون کے ساتھ نکاح ظاہر
کرین اور انکے لیے کچھ بھی روا نہ ہوگا الا خصلت واحدہ - اور کنائس وبیعے وآتشخانہ جو کہ اس مقام کے شہر اسلام ہو جانے
سے پہلے کے تھے وہ اسی حال پر چھوڑ دیے جاوینگے جسطرح شہر اسلام ہو جانے سے پہلے اہل ذمہ وہان کیا کرتے تھے
ولیکن یہ لوگ اپنی صلیبین اپنے کنائس سے باہر نہ نکالینگے اور اگر انکے ایسے کنیسون مین سے کوئی کنیسہ منہدم ہو گیا

تو اسکو ویسا ہی بنا لینگے جیسا وہ پہلے تھا اور اگر اُنھون نے کہا کہ ہم اسکو یہان سے تحویل کر کے شہر مین دوسرے مقام پر بنا دینگے تو انکو یہ اختیار نہوگا- اور اگر امام کسی قوم اہل حرب پر غالب آیا پھر اسکو مصلحت معلوم ہوا کہ انکو ذمی بنا کر انپر اور انکی اراضی پر خراج باندھے اور اس ملک کو غانمین کے درمیان تقسیم نکرے جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سواد کوفہ والون کے ساتھ کیا تھا تو یہ جائز ہی پس جب ایسا کیا تو یہ لوگ ذمی ہو جاوینگے اور منع نہ کیے جاوینگے کنیسہ بنانے سے اور نہ بیعہ بنانے سے اور نہ آتشخانہ بنانے سے اور نہ بیع خمر سے اور نہ بیع خنزیر سے اور نہ اظہار ان تمام افعال سے جو ہم نے انکی ملت کے بیان کیے ہین یہ سراج وہاج مین ہی- اور اگر امام نے بلاد اہل شرک مین سے کوئی شہر قہر و غلبہ سے فتح کیا پھر ان لوگون سے اس شرط پر صلح کی کہ انکو ذمی بناوے حالانکہ اس سرزمین مین قدیمی بیعے و کنائس و آتشخانہ ہین یا اہل شرک کے گانون مین سے کوئی گانون ایسا ہی پھر یہ گانون مسلمانون کے شہرون مین سے ایسا شہر ہوگیا کہ اسمین نماز جمعہ قائم کیجاتی ہی اور حدود شرعی جاری ہین تو امام ان اہل ذمہ کو ان کنیسون و بیعون مین اپنی ملت کی نماز پڑھنے سے ممانعت کردیگا اور انکو حکم کریگا کہ ان مکانون کو اپنے رہنے کے گھر بنا لین کہ انمین رہا کرین اور امام کو یہ نہ چاہیے کہ انکو منہدم کردے- اور اگر اہل حرب مین سے کسی قوم نے ذمی ہو جانے پر اس شرط سے صلح کی کہ اپنے ذمی ہو جانے کے بعد ہم اپنے دیہاتون یا شہر مین کنیسے و بیعے و آتشخانہ بناوینگے پھر بعد صلح کے ایسا موضع جہان اُنھون نے بنایا ہی مسلمانون کے شہرون مین سے ایک شہر ہوگیا تو مسلمانون کو روا نہین ہی کہ اسمین سے کچھ ڈھاوین اور یہ حکم بنا بر عامہ روایت کے ہی اور بنا بر روایت کتاب العشر و الخراج کے مسلمانون کو انکے ڈھا دینے کا اختیار ہی- اور اسی طرح اگر انکے شہرون مین سے کوئی شہر مسلمانون کے واسطے ایسا شہر ہوگیا کہ اسمین جمعہ قائم کیا جاتا ہی اور حدود شرعی جاری ہین پھر مسلمانون نے اس شہر کو چھوڑ دیا اور دوسرے مقام پر چلے گئے اور یہان کوئی مسلمان نہ رہا سوا ہے پانچ سات مسلمانون کے یعنی بہت کم پھر اہل ذمہ نے از سر نو اسمین کنیسے بنائے پھر مسلمانون نے اپنی مصلحت دیکھکر عود کیا اور اسی شہر مین آکر رہے اور یہ شہر ایسا ہوگیا کہ اسمین نماز جمعہ و عیدین قائم کیجاتی ہی اور حدود شرعی جاری ہین تو جو کنائس اُنھون نے جدید بنا لیے تھے وہ ہدم نہ کیے جاوینگے - اور شیخ رکن الاسلام علی سغدی نے فرمایا کہ اسی طرح اگر اس شہر کے مسلمانون کا شہر ہو جانے کے بعد اہل ذمہ نے اسمین کوئی جدید کنیسہ بنا لیا اور مسلمانون نے اسکو منہدم نہ کیا یہانتک کہ اسکو چھوڑ کر چلے گئے پھر مصلحت سمجھکر مسلمان لوگ اسمین عود کر کے چلے آئے اور وہ مسلمانون کا شہر ہوگیا تو بھی کنیسہاے مذکور ہدم نہ کیے جاوینگے اور جو شہر ایسا ہو کہ وہ مسلمانون کا شہر بنایا ہوا ہی اور قبل اسکے شہر بنانے کے اسمین بیعے و کنیسے تھے پھر مسلمانون نے چاہا کہ ذمیون کو انمین نماز پڑھنے سے منع کرین پس ذمیون نے کہا کہ ہم لوگ ایسی قوم اہل ذمہ ہین کہ ہم نے امام المسلمین سے اپنے بلاد پر صلح کر لی ہی پس تمکو یہ روا نہین ہی کہ ہمکو ان کنیسون مین نماز پڑھنے سے منع کرو اور مسلمانون نے کہا کہ نہین بلکہ ہم نے تمھارے ملک کو بزور شمشیر غلبہ کر کے فتح کیا ہی پس ہمنے تمکو اہل ذمہ کر دیا پس ہمکو روا ہی کہ ہم تمکو ان کنائس مین نماز پڑھنے سے منع کرین پس یہ مقدمہ اس امام کے حضور مین پیش کیا گیا جو اسوقت مین امام ہی اور اس ملک کے فتح کا زمانہ دراز گذرا ہی اور یہ معلوم نہین ہوتا ہی کہ ابتدا مین یہ بات کیونکر ہوئی تھی تو امام موصوف دریافت کراویگا کہ فقہا و اہل خبر کے پاس اس باب مین کوئی اثر ہی پس اگر فقیہون نے کوئی خبر بیان کی تو اسکو لیکر اسکے موافق کاربند ہوگا اور اگر فقیہون کے پاس کوئی خبر نہو یا اخبار مختلفہ ہون تو امام اس دیار کو بطریق صلح فتح کیا ہوا قرار دیگا اور قول انہین اہل ذمہ کا قبول کریگا مگر اُنسے قسم لیگا اور اگر ایک خبر مین

بیان ہوا کہ یہ صلح سے فتح ہوا ہی اور دوسری خبر مین مذکور ہی کہ یہ قہر و غلبہ سے فتح ہوا ہی تو بھی قول اہل ذمہ قبول ہوگا
اور اگر کسی قوم نے دوسری قوم کی شہادت پر شہادت یعنی گواہی دی کہ اس دیار والون سے صلح کر کے فتح کیا گیا ہی اور
دوسری قوم نے دوسری قوم کی شہادت پر شہادت دی کہ یہ دیار قہر و غلبہ سے فتح کیا گیا ہی تو قہر و غلبہ سے فتح کیے جانے
کی گواہی اولے یعنی مقبول ہو گی - اور اگر کوئی اثر کسی ثقہ سے روایت کیا ہوا ملا کہ یہ دیار صلح سے لیا گیا ہی اور شہادت پر شہادت
گذری کہ یہ دیار صلح سے فتح کیا گیا ہی تو جوامر اس گواہی مین مذکور ہی وہی احق یعنی وہی مقبول ہوگا ولیکن اس شرط سے کہ
گواہان اصل و گواہان فرع ہر دو فریق مسلمان ہون - اور اگر اثر کسی ثقہ سے روایت کیا گیا کہ یہ دیار صلح سے لیا گیا ہی
اور شہادت پر شہادت گذری کہ قہر و غلبہ سے فتح کیا گیا ہی تو بھی گواہی مذکور مقبول ہوگی بلکہ اس صورت مین عام ہی
خواہ گواہ لوگ مسلمانون مین سے ہون یا ذمیون مین سے ہون یہ ذخیرہ مین ہی - اور یہ سزاوار ہی کہ کوئی ذمی اسکے
اختیار پر نہ چھوڑ دیا جاوے کہ وہ مسلمان سے مشابہت پیدا کرے یعنی ذمی مسلمان سے مشابہت نہ کرنے پاوے نہ
لباس مین اور نہ سواری مین اور نہ وضع و ہیئات مین - اور ذمیون کو گھوڑے کی سواری سے منع کیا جاوے الا
اسوقت سوار ہونے پاوین کہ اسکی حاجت ہووے کذا فی المحیط پھر جب اہل ذمہ بسبب ضرورت کے سوار ہوئے -
مثلاً امام کو محاربہ اور مسلمانون سے برائی دور کرنے مین انکی مدد کی حاجت ہوئی پس سوار ہو کر دشمن سے لڑنے کو
گئے تو چاہیے کہ جہان مسلمانون کا مجمع ہووے وہان سواری سے اُتر پڑین پھر اگر ضرورت برابر باقی رہے تو انکو حکم کیا جاوے
کہ اکاف کی ہیئات کی زین بنواوین کذا فی الکافی قال المترجم اکاف یالان خر کذا قالوا اور خچر پر سوار ہونے سے منع کیے جاوین
اور نیز گدھے کی سواری سے بھی منع نہ کیے جاوین ولیکن اس سے ممانعت کیجاوے کہ مسلمانون کے زین کے طور کی زین بناویں
اور چاہیے کہ انکے قربوس زین پر مثل انار کے ہو اور شیخ ابو جعفر نے کہا کہ اس سے مراد یہ ہی کہ انکی قربوس زین مثل مقدم
اکاف کے جو مثل انار کے ہوتا ہی ہونی چاہیے ہی اور بعضے مشائخ نے کہا کہ مراد یہ ہی کہ انکی زین مثل مسلمانون کی زین کے ہو ولیکن
اسکے آگے کی طرف ایک چیز مثل انار کے بنی ہووے ولیکن قول اول اصح ہی اور منع کیے جاوین چادر پہنے اور عمامون اور
دراعہ پہنے سے جسکو علماے دین پہنتے ہین اور چاہیے کہ وے لوگ کلاہہاے مضربہ اوڑھیں اور اسی طرح اس سے
منع کیے جاوین کہ انکی نعلین کی شراک مثل شراک مسلمانون کی نعلین کے ہون اور ہمارے دیار مین مرد لوگ نعلین نہین
پہنتے ہین بلکہ مکاعب پہنتے ہین پس واجب ہی کہ انکے مکاعب مثل ہمارے مکاعب کے نہ ہون بلکہ اسکے خلاف ہون اور
چاہیے کہ کچھ کھر کھرے موٹے بدرنگ ہون اور زینت دار نہون - اور نیز چاہیے کہ وہ تنگ پکڑے جاوین تاکہ انمین سے
ہر شخص موٹے ڈورے کے مثل بنا کر اپنی کمر مین باندھے رہے اور چاہیے کہ یہ لبطہ یا صوف سے ہو اور ابریشم سے نہو اور یہ
چاہیے کہ گندہ غلیظ ہو ایسا رقیق نہ ہو کہ بدون نگاہ گڑونے کے اسپر نظر نہ پڑے اور شیخ الاسلام نے فرمایا کہ چاہیے کہ اسکو
اپنی کمر مین گرہ دیکر باندھے اور اسکے واسطے حلقہ نہ بناوے جیسے مسلمان پیٹی باندھتا ہی بلکہ داہنے بائین اسکے چھور
لٹکائے رہے - اور نیز موزہ ہاے زینت دار نہ پہنے پاوینگے اور چاہیے کہ انکے موزے کھرے موٹے بدرنگ ہون
اور اسی طرح وہ لوگ قباہاے زینت دار و قمیصہاے زینت دار نہ پہنے پاوین بلکہ کرباس کی موٹی قبائین جنکے تکمے
لانبے اور دامن کوتاہ ہون پہنین اور اسی طرح کرباس کی موٹی قمیص جنکے گلے کے چاک سینہ پر ہون مثل
عورتون کے ایسی قمیصین پہنے پاوینگے - اور یہ سب اسوقت ہی کہ جب مسلمانون سے اسیر ترد و شمشیر غلبہ پایا ہو و

اور اگر انکے ساتھ بعض ان چیزون پر صلح واقع ہوئی ہو تو وہ لوگ موافق صلح کے رکھے جاوینگے پھر مشائخ نے اختلاف کیا ہی کہ ایسی صورت مین ہمارے اور انکے درمیان مخالفت وضع فقط ایک علامت کے ساتھ شرط ہی یا دو علامتون یا تین علامتون سے اور حاکم امام ابو محمد فرماتے تھے کہ اگر امام نے انکے ساتھ صلح کی اور ایک علامت پر انکو ذمہ دیا ہی تو اس علامت پر اور نہ بڑھائی جاوینگی۔ اور اگر کسی ملک کو بزور شمشیر غلبہ و قہر سے فتح کیا تو امام کو اختیار ہوگا کہ انپر بہت سی علامات مذکورہ لازم کردے یہی صحیح ہی یہ محیط مین ہی۔ اور واجب ہی کہ انکی عورتون سے بھی مسلمان عورتون سے تمیز کردی جاوے راہ چلنے کی حالت اور حمامون مین داخل ہونے کی حالت مین چنانچہ اس غرض سے انکی عورتون کی گردنون مین لوہے کے طوق ڈلوائے جاوین اور مسلمان عورتون کی ازار سے انکی ازار مخالف رہے۔ اور انکے گھرون کے دروازون وغیرہ پر ایسے علامات مقرر کردیے جاوین جن سے مسلمانون کے گھرون سے تمیز ہو جاوے تاکہ یہ نہو کہ انکے دروازون پر سائل کھڑا ہو کر انکے واسطے مغفرت کی دعا کرے پس حاصل یہ ہی کہ ایسے امور سے انکی تمیز کردینی واجب ہی کہ وہان کے لوگون مین یہ امور بحسب رواج و زمانہ کے ذلت و حقارت و مقہوریت پر دلالت کرین تا انکے ذلیل و حقیر و مقہور ہونے پر اشعار ہو جاوے یہ اختیار شرح مختار مین ہی۔ اگر کسی ذمی نے کسی مسلمان سے بیعہ کا راستہ پوچھا تو مسلمان کو نچاہیے کہ اسکو بیعہ کی راہ بتاوے اسواسطے کہ یہ معصیت پر راہ تبلانی ہوگی۔ اگر کسی مسلمان کا باپ یا مان ذمی ہو تو مسلمان کو نچاہیے کہ اسکو گھر سے بیعہ کو پہونچادے اور یہ روا ہی کہ اسکو بیعہ سے ہاتھ پکڑ کر گھر پہونچادے یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ اور ذمی لوگ ہتیار نہ اٹھانے پاوینگے اور جب راستہ مین چلین تو مسلمان لوگ متفق ہو کر اسطرح چلین کہ ذمی راستہ مین دبکر چلین اور کوئی مسلمان انسے سلام کرنے مین پہل نہ کرے ہان اگر وہ لوگ پہلے سلام کرین تو جواب مین فقط علیکم کہے یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور ذمیون کے غلام اسواسطے تنگ نہ پکڑے جاوینگے کہ زنار باندھین اور یہی مختار ہی یہ فتاوی کبری مین ہی۔ اور نصرانی کو اختیار نہین ہی کہ اپنے گھر مین مسلمانون کے شہر مین ناقوس بجاوے اور اختیار نہین ہی کہ نصرانیون کو اپنے گھر مین نماز کیواسطے جمع کرے ہان اسکو یہ اختیار ہی کہ خود تنہا نماز پڑھے اور نصرانیون کو یہ اختیار نہین ہی کہ اپنے کنیسون سے صلیبین وغیرہ نکالین اور اگر انھون نے زبور یا انجیل پڑھنے مین اپنی آواز بلند کی پس اگر اسمین اظہار شرک ہو تو اس سے منع کیے جاوینگے اور اگر اس سے اظہار شرک واقع نہ ہو تو ممانعت نہ کیجائیگی اور مسلمانون کی بازارون مین اسکے پڑھنے سے منع کردیے جاوینگے اور اسی طرح اسلام کے شہر و فناے شہر مین شراب و سور کے فروخت کرنے اور شراب و سور ظاہر کرنے سے منع کیے جاوینگے اور اگر فناہای شہر سے دور ہوگئے تو وہان صلیب نکالنے و ناقوس بجانے مین مضائقہ نہین ہی۔ اور رہے وہ موضع مین جو شہر ہاے اسلام سے نہو وہان ایسے امور سے منع نہ کیے جاوینگے اگرچہ اس مقام مین گنتی کے چند مسلمان رہا کرتے ہون ایسا ہی امام محمد رحمہ نے سیر کبیر مین فرمایا ہی۔ اور بہت سے ائمہ بلخ نے فرمایا کہ یہ قول امام محمد رح نے نظر بخصوص دیہات کوفہ فرمایا ہی اسواسطے کہ وہان ان دیہات کے تمام رہنے والے ذمی و روافض ہین اور ہمارے دیار کے دیہاتون مین بھی اہل ذمہ ایسے امور سے منع کیے جاوینگے جیسے شہرون مین منع کیے جاتے ہین۔ اور ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ دیہات مین ایسے امور کے اظہار و احداث سے کسی حال مین منع نہ کیے جاوینگے یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ اور تجنیس خواہرزادہ مین فرمایا کہ اگر اہل ذمہ نے مسلمانون کے شہرون مین سے کسی شہر مین یا مسلمانون کے گانون مین سے کسی گانون مین ایسا کوئی امر کیا جسپر صلح نہین کی ہی یعنے داخل صلح نہین ہی مثل زنا و فواحش و مزامیر و طبل و راگ و لہو اور نوحہ سے رونا اور کبوتر بازی وغیرہ تو

اس سے منع کیے جاوینگے جیسے مسلمان منع کیے جاتے ہین اور تجریدین لکھا ہی کہ مسلمانون کو نہ چاہیے کہ انکے یہان انکے مکانون مین اُتریں اور نہ چاہیے کہ انکے گھرون واراضی مین سے کوئی چیز لیوین الا انکی جانب سے تملیک کے ساتھ یعنی جب وہ لوگ بخوشی اجازت دین ومالک کر دین تو لے سکتا ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اور اگر مسلمانون نے اراضی موات مین جسکا کوئی مالک نہین ہی کسی شہر کی بنیاد ڈالی اور اس اراضی کے قریب مین اہل ذمہ کے گانون ہین پھر شہر مذکور بہت بڑھ گیا یعنی آبادی بہت بڑھی یہان تک کہ ان گانون تک پہونچکے اُنسے متجاوز ہوگئی تو یہ دیہات اس شہر مین سے ہو جاوینگے کیونکہ شہر نے انکے اطراف سے انکو گھیر لیا ہی۔ پھر اگر ان ذمیون کے قدیمی بیعہ وکنائس ان دیہاتون مین ہون تو وہ اپنے حال پر چھوڑ دیے جاوینگے اور اگر مسلمانون کے شہر ہوجانے کے بعد اُنھون نے ان دیہاتون مین جو شہر مین سے ہوگئے ہین کوئی بیعہ یا کنیسہ یا آتشخانہ جدید بنانا چاہا تو اس سے منع کر دیے جاوینگے۔ شہرہای اسلام مین سے جو شہر ایسا ہو کہ اُسمین نماز جمعہ ہوتی ہو اور حدود شرعی قائم ہون وہان کسی مسلمان یا ذمی کو نہ چاہیے کہ علانیہ شراب یا سور داخل کرے۔ اور اگر کسی مسلمان نے ایسے شہر مین شراب یا سور داخل کی اور کہا کہ مین اس شہر سے ہو کر جاتا تھا اور شراب کو مین سرکہ بنانے کو لیے جاتا ہون یا کہا کہ یہ میری نہین ہی بلکہ دوسرے کی ہی اور یہ نہ بتلایا کہ کسکی ہی تو دیکھا جائیگا کہ اگر یہ شخص مرد متدین ہو کہ اسپر شراب خواری کا شبہہ واتہام نہ ہو تو اسکی راہ چھوڑ دی جائیگی اور حکم دیا جائیگا کہ اسکو سرکہ کر دے اور اگر مرد مذکور شراب خواری مین متہم ہو یعنی اُسپر شبہہ ہو تو اُسکی شراب بہا دی جائیگی اور اُسکے سور ذبح کر کے آگ سے جلا دیے جاوینگے۔ اور اگر امام نے دیکھا کہ بغیر تعزیر کے باز نہ آویگا اور قصد کیا کہ اسکو کوڑے مار کر قید کر کے تعزیر دیجاوے (یعنے قتل نہ کردیاجاوے ۱۲) یہان تک کہ اسکی توبہ ظاہر ہو تو ایسا کر سکتا ہی اور اگر اُسنے فقط کوڑے مارنے یا قید کرنے پر اقتصار کیا تو یہ بھی کر سکتا ہی مگر اسکو یہ نہ چاہیے کہ جس مشک یا کپے یا ظرف دیگر مین شراب تھی اسکو پھاڑ ڈالے یا توڑ ڈالے اور اگر اس مشک وغیرہ کو پھاڑ ڈالا یا ظرف کو توڑ ڈالا تو اسکا ضامن ہوگا۔ ہان اگر امام نے مصلحت دیکھی کہ یہ بات اس شخص کے حق مین عقوبت کے طور پر کرے پس خود کیا یا کسی دوسرے کو ایسا کرنے کا حکم دیا پس اُسنے کیا تو ضمان لازم نہ ہوگی۔ اور اگر امام نے شراب کی مشک یا برتن اور وہ جانور جسپر یہ لدے تھے پکڑ کر اس سب کو فروخت کر دیا تو بیع باطل ہی۔ اور اگر شہرہای اسلام سے کسی شہر کے اندر شراب لانیوالا کوئی ذمی ہو پس اگر یہ شخص جاہل ہو تو امام اُسکی متاع اُسکو واپس کر کے اُسکو شہر سے نکال دیگا اور اسکو آگاہ کر دیگا کہ اگر پھر ایسی حرکت کی تو تجکو سزا دونگا۔ اور جاہل ہونے سے یہ مراد ہی کہ ذمی مذکور یہ جانتا ہو کہ ایسا کرنا نہین چاہیے ہی یعنے شراب ایسے شہر کے اندر نہین لانا چاہیے ہی۔ اور اگر ذمی مذکور نے جان بوجھ کر ایسا کیا تو امام موصوف اسکی شراب نہین بہا دیگا اور نہ اسکے سوارون کو قتل کریگا لیکن اگر یہ مصلحت معلوم ہوا کہ اُسکو تادیباً سزا دے خواہ کوڑے مارنے یا قید کرنے سے تو ایسا کر سکتا ہی اور اگر کسی مسلمان نے اسکو تلف کر دیا تو وہ ضامن ہوگا ولیکن جو شخص امام ہی اگر اُسکا مذہب یہ ہو کہ ایسے اہل ذمی کے ساتھ بطریق عقوبت ایسا کرنا جائز ہی پس اُسنے خود کیا یا دوسرے کو ایسا کرنے کا حکم دیدیا تو ایسی صورت مین اُسپر ضمان نہ ہوگی۔ اور اگر ذمیون مین سے کوئی شخص کشتی مین شراب لاد کر مثل دجلہ وبغداد وغیرہ دریامین روانہ ہوا اور دریا کی راہ مین اُسکو لیے ہوئے بغداد یا مدائن یا واسط کے اندر ہو کر گذرا تو اُس سے منع نہ کیا جائیگا اور اسی طرح اگر شہر اسلام کے اندر راہ سے شراب لیکر گذرنا چاہا اور حال یہ ہی کہ سوائے اس راہ کے دوسرا راستہ نہین ہی تو بھی ممانعت نہ کیجائیگی امام کو چاہیے کہ انکے ساتھ کوئی مرد امین بھیجدے تاکہ مسلمان مین سے کوئی انسے تعرض نہ کرے اور تاکہ یہ لوگ مسلمانون کے مسکنون مین سے کسی مسکن

مین جہان کے مسلمان شراب خواری سے متہم ہین داخل نہ کرنے پاوین۔ اور اگر ذمیون نے اپنے گانوون مین سے کسی گانون
یا اپنے شہرون مین سے کسی شہر مین فسق و فجور کی ایسی باتون مین سے جسپر صلح واقع نہین ہوئی ہی کوئی بات اظہار کرنی
اور علانیہ کرنی چاہیے مثل زنا وغیرہ فواحش کے جنکو اپنے دین کے موافق حرام جانتے ہین تو وہ لوگ اُس سے منع کیے جاوینگے
جیسے مسلمان منع کیے جاتے ہین اور اسی طرح سکر سے بھی منع کیے جاوینگے اسواسطے کہ وہ اسکو حلال نہین جانتے ہین
بلکہ اصل شراب خواری کو حلال جانتے ہین اور اسی طرح علانیہ اظہار سے مزامیر و طنبورہ لہو وغیرہ فروخت کرنے سے منع
کیے جاوینگے اور جسنے انمین سے کوئی چیز توڑ ڈالی تو اُسپر ضمان نہ ہوگی جیسے مسلمان کی ایسی کوئی چیز توڑ دالنے سے
ضمان نہین ہوتی ہی اور یہ بنا بر قول صاحبین کے ہی اور بنا بر قول امام اعظم رح کے توڑنے والا اسکی قیمت کا بدین حساب
کہ یہ تراشیدہ و خراشیدہ لکڑی ہی ضامن ہوگا اور لہو کے واسطے ہونے کے حساب سے جو قیمت ہی اسکا ضامن نہ ہوگا
جیسے مسلمان کی ایسی چیز توڑ ڈالنے کی صورت مین حکم ہی یہ ذخیرہ مین ہی۔ اگر کسی مسلمان کی جورو ذمیہ عورت ہو تو اسکو
یہ اختیار نہ ہوگا کہ اُسکو شراب پینے سے منع کرے اسواسطے کہ یہ اُسکے نزدیک حلال ہی ہان اسکو یہ اختیار ہی کہ اپنے مکان
مین اسکو شراب لانے سے منع کرے اور اسکو یہ اختیار نہین ہی کہ عورت مذکورہ پر غسل جنابت کے واسطے جبر کرے اسواسطے
کہ یہ اُسپر واجب نہین ہی یہ فتاوی قاضی خان مین ہی۔ اور کتاب العشر والخراج مین فرمایا کہ انمین سے کسی کو نہ چھوڑا جائیگا کہ مسلمانون
کے شہرون مین سے کسی شہر مین کوئی گھر یا حویلی خریدے اور نیز کسی کو یہ بھی اختیار نہ دیا جائیگا کہ شہر اسلام مین بستے یا وسے
اور اسی روایت کو حسن بن زیاد نے اختیار کیا ہی اور بنا بر عامہ کتب کے روایات کے انکو دار الاسلام مین رہنے کی گنجایش
دیجائیگی سواے زمین عرب کے کہ اگر کوئی شہر یا صوبہ عرب ہو مثل حجاز وغیرہ کے تو وہان انکو رہنے کا قابو نہ دیا جائیگا کذا فی المحیط
اور شیخ شمس الائمہ حلوائی فرماتے تھے کہ بنا بر روایت عامہ کتب کے اُنکے رہنے پانے کا حکم جبھی ہی کہ جب یہ لوگ تھوڑے ہون کہ
انکے یہان رہنے کی وجہ سے تعطل لازم نہ آوے اور مسلمانون کی کوئی جماعت بمقابلہ انکے قلیل نہ سمجھی جاوے۔ اور اگر کثرت
سے ذمیون نے سکونت بشہر اسلام چاہی کہ جس سے تعطل لازم آتا ہی اور مصالح خراج مین خلل پڑتا ہی یا انکی وجہ سے
مسلمانون کی کوئی جماعت قلیل سمجھی جاتی ہی تو انکو منع کیا جائیگا کہ مسلمانون کے درمیان نہ رہین اور کہا جائیگا کہ ایسی طرف
جاکر رہو جہان مسلمانون کی کوئی جماعت نہ ہو اور یہ حکم امام ابو یوسف سے امالی مین محفوظ ہی۔ اور اگر ایسے شہرون مین سے
کسی شہر مین ان لوگون نے گھر خریدے پھر چاہا کہ ان گھرون مین سے کسی کو بیعہ یا کنیسہ یا آتشخانہ بنا دین کہ اپنی عبادت
کے واسطے وہان جمع ہوا کرین تو انکو اس سے ممانعت کیجائیگی۔ اور اگر اُنھون نے مسلمانون سے اس کام کے واسطے کوئی گھر یا
کوٹھری اجارہ پر لی تو مسلمان کے حق مین مکروہ ہی کہ انکو اجارہ پر دیوے۔ اور اگر مسلمانون نے انکو گھر یا حویلی اجارہ پر دی
تاکہ اسمین اُترین پھر اُنھون نے اس مکان مین ایسی کوئی بات ظاہر کی کہ جو ہم نے ذکر کی ہی تو مالک مکان اور غیر مالک مکان
سب کو اختیار ہی کہ انکو اس سے منع کرین اور عقد اجارہ فسخ نہ ہوگا یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر ذمیون مین سے کسی نے
ادائے جزیہ سے انکار کیا یا کسی مسلمان کو قتل کیا یا کسی مسلمان عورت سے زنا کیا یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بدگوئی سے
یاد کیا تو ایسے ذمی کا عہد ذمہ نہین ٹوٹیگا۔ اور اگر قبول جزیہ سے انکار کیا تو اُسنے اپنا عہد توڑا۔ اور ذمی کا عہد جبھی ٹوٹیگا
کہ جب وہ دار الحرب مین جا ملے۔ یا کسی گانون مین کسی مقام پر یا کسی قلعہ یا گڑھی مین یہ لوگ غلبہ کرکے مسلمانون سے قتال کرین
چنانچہ جب ایسا کرینگے تو بالکل عہد ذمہ ٹوٹ جائیگا اور جب عہد ٹوٹ گیا تو اُسکا حکم مثل مرتد کے ہی یعنی جو اسلام سے پھر گیا

اور اسکے معنی یہ ہین کہ جب وہ دارالحرب مین جا ملا تو جا ملنے کا حکم ہونے سے اُسکی موت کا حکم ہوگا یعنی گویا وہ حکماً مر گیا لیکن
اگر اُسنے توبہ کی تو اسکی توبہ قبول کیجائیگی اور اُسکا عہد ذمہ پھر عود کریگا۔ اور ذمی کے عہد توڑنے سے اسکی ذریات کی امان
باطل نہ ہوگی مگر اسکی ذمیہ جورو جسکو وہ دارالاسلام مین چھوڑ گیا ہی اُس سے وہ بائنہ ہو جائیگی اور اسپر اجماع ہی اور
اسکا مال اسکے وارثون کے درمیان تقسیم کر دیا جائیگا۔ اور نیز ذمی مذکور عہد توڑکر جو مال اپنے ساتھ دارالحرب مین لیگیا
ہی اسمین بھی اُسکا حکم مثل مرتد کے ہی اور اگر اس دارالحرب پر مسلمانون نے غلبہ پایا تو ذمی تمام مسلمانون کے واسطے فئی ہوگا
اور اگر وہ دارالحرب مین جا ملا پھر دارالاسلام مین واپس آکر یہان سے اپنا مال لیکر اُسکو دارالحرب مین لیگیا پھر اس دارالحرب
پر اسلام غالب آیا تو اس ذمی مذکور کے وارث اس مال کے جسکو ذمی مذکور لوٹ کر لے گیا ہی غنیمت تقسیم ہونے سے پہلے
مفت حقدار ہین اور بعد تقسیم کے قیمت دیکر لے سکتے ہین اور اگر ذمی مذکور قید کیا گیا تو وہ رقیق بنایا جائیگا بخلاف مرتد
کے کہ اگر اسلام سے پھر کر دارالحرب مین جا ملا پھر دار مذکور پر مسلمانون نے غلبہ پایا اور مرتد مذکور قید کیا گیا تو قتل کر دیا جائیگا
بشرطیکہ مسلمان نہ ہو جاوے اور اسی طرح اگر ذمی مذکور بعد عہد توڑنے کے واپس آیا یا قبل اسکے تو اسپر جزیہ مقرر کرنا روا
ہی بخلاف مرتد کے کہ اس سے سوائے اسلام کے کچھ قبول نہ کیا جائیگا کذا فی فتح القدیر

نوان باب۔ مرتدون کے احکام کے بیان مین۔ مرتد عرف مین اُسی کو کہتے ہین جو دین اسلام سے پھرنے والا
ہو یہ نہر الفائق مین ہی۔ اور مرتد ہونے کا حکم یہ ہی کہ بعد وجود ایمان کے کلمہ کفر اپنی زبان پر جاری کرے۔ اور ردت صحیح ہونے
کی شرطون مین سے یہ ہی کہ عقل ہو پس مجنون کا مرتد ہونا نہین صحیح ہی اور نہ ایسے طفل کا جو عقل نہین رکھتا ہی مگر جو مجنون
ایسا ہو کہ کبھی صحیح ہو جاتا ہو اور کبھی مجنون تو دیکھا جاوے کہ اگر اُسنے حالت افاقہ مین ارتداد کیا ہی تو صحیح ہی اور اگر حالت
جنون مین مرتد ہوا ہی تو نہین صحیح ہی۔ اور اسی طرح جو شخص نشہ مین ایسا چور ہی کہ اُسکی عقل جاتی رہی ہی تو اسکا ارتداد
بھی نہین صحیح ہی۔ اور بالغ ہونا صحت ارتداد کے واسطے شرط نہین ہی۔ اور نیز مذکر ہونا بھی صحت ارتداد کے واسطے
شرط نہین ہی اور طوع صحت ارتداد کے واسطے شرط ہی یعنے خوشی خاطر سے ہو پس جو شخص باکراہ مرتد ہونے پر مجبور کیا گیا
اُسکا ارتداد نہین صحیح ہی یہ بحر الرائق مین ہی۔ اور جو طفل کہ سمجھدار ہی وہ ہی ایسا لڑکا جو یہ جانتا ہو کہ اسلام سبب نجات دوزخ ہی
اور حرام و ناپاک کو پاک حلال سے تمیز کرتا ہو اور شیرین کو تلخ سے تمیز کرتا ہو یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور فتاوی قاضی
ہدایہ مین اسکی تقدیر کہ جب ایسا سمجھدار ہو جاوے یہ بیان کی ہی کہ سات برس کا ہو جاوے یہ نہر الفائق مین ہی۔ اور جسکو
مرض برسام لاحق ہوا یا ایسی کوئی چیز کھلا دی گئی کہ عقل جاتی رہی اور ہذیان بکنے لگا پس مرتد ہو گیا تو یہ ارتداد نہ ہوگا
اور اسی طرح اگر معتوہ ہو یا موسوس یا کسی وجہ سے اُسکی عقل مغلوب ہو گئی ہو تو اُسکا بھی یہی حال ہی یہ سراج وہاج مین
ہی۔ اور جب مسلمان اسلام سے پھر گیا نعوذ باللہ منہ تو اسپر اسلام پیش کیا جائیگا پس اگر اسکو کوئی شبہ پیش ہووے کہ اسکو
اُسنے ظاہر کیا تو وہ شبہہ صاف صاف کھول کر دور کیا جاوے ولیکن بنا بر قول مشائخ کے یہ جاننا چاہیے کہ اسپر اسلام پیش کرنا
واجب نہین ہی بلکہ مستحب ہی یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور وہ تین روز تک قیدخانہ مین محبوس رکھا جائیگا پس اگر اسمین
مسلمان ہو گیا تو خیر ورنہ قتل کر دیا جائیگا اور یہ بھی اسوقت ہی کہ اُسنے کچھ مہلت مانگی ہو اور اگر اُسنے مہلت طلب نہ کی
تو اُسی وقت قتل کر دیا جائیگا اور اس حکم مین غلام و آزاد کے درمیان کچھ فرق نہین ہی یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور اسکے
مسلمان ہونے کی یہ صورت ہی کہ کلمہ شہادت ادا کرے اور سوائے اسلام کے باقی تمام دینون سے بیزاری کرے اور

اگراس دین سے جسکی طرف منتقل ہوا ہی بیزاری کی تو بھی کافی ہی یہ محیط مین ہی۔ اور ناطفی نے حسن کی کتاب الارتداد سے اجناس مین نقل کیا ہی کہ اگر مرتد نے توبہ کی اور اسلام کی طرف عود کیا پھر کافر ہوگیا یہان تک کہ اُسنے تین مرتبہ ایسا ہی کیا اور ہر بار امام سے مہلت مانگی توامام اُسکو تین روز کی مہلت دیگا پھر اگر چوتھی بار اُسنے کفر کی طرف عود کیا پھر مہلت کی درخواست کی تو امام اسکو مہلت نہ دیگا چنانچہ اگر مسلمان ہوگیا تو خیر ورنہ اسکو قتل کر دیگا اور شیخ کرخی نے اپنے مختصر مین فرمایا کہ اگر تیسری بار کے بعد بھی اسلام سے پھر گیا اور امام کے پاس لایا گیا اور بھی اُس سے توبہ کرنے کو کہیگا پس اگر اُسنے توبہ نہ کی تو اسکو قتل کر دیگا اور اسکو مہلت نہ دیگا۔ اور اسکو تکلیف دہ مار ماریگا مگر اسقدر نہ ہوگی کہ حد شرعی کے درجہ تک پہونچ جاوے پھر اسکو قید کریگا اور قید خانہ سے نہین نکالیگا یہانتک کہ اسپر توبہ کی عاجزی کے آثار ظاہر ہون اور اُسکے ظاہر حال سے ایسے شخص کا سا حال ظاہر ہو کہ جو اخلاص سے کام کرتا ہی پھر جب اُسنے ایسا کیا تو اُسکی راہ چھوڑ دی جائیگی پھر جب رہا کیا گیا پھر اُسنے ارتداد اختیار کیا تو ہمیشہ اُسکے ساتھ ایسا ہی کیا جائیگا یہان تک کہ وہ اسلام کی طرف رجوع کرے اور قتل نہ کیا جائیگا الا یہ کہ اسلام لانے سے انکار کرے اور شیخ ابو الحسن کرخی نے فرمایا کہ یہ ہمارے سب اصحاب کا قول ہی کہ مرتد سے ہمیشہ توبہ کرنے کو کہا جائیگا یہ غایۃ البیان مین ہی اور اگر قبل اُسکے کہ اُسپر اسلام پیش کیا جاوے کسی نے اسکو قتل کر دیا یا اسکا کوئی عضو کاٹ ڈالا تو یہ مکروہ بکراہت تنزیہی ہی یہ فتح القدیر مین ہی اور چونکہ کراہت تنزیہی ہی پس اس سے بھی معلوم ہوتا ہی کہ قاتل یا قاطع پر ضمان واجب نہ ہوگی لیکن اگر اُسنے بغیر اجازت امام کے ایسا کیا ہی تو اُسکے اس فعل پر اُسکو تادیب دیجائیگی یہ غایۃ البیان مین ہی۔ اور اگر طفل مرتد ہوا حالانکہ وہ سمجھدار ہی تو اسکا مرتد ہونا امام اعظم رح وامام محمد رح کے نزدیک ارتداد ہی یعنی معتبر و صحیح ہی کہ اسپر اسلام لانے کے واسطے جبر کیا جائیگا مگر وہ قتل نہ کیا جائیگا۔ یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور اگر طفل قریب بہ بلوغ جسکو مراہق کہتے ہین مرتد ہوا تو اُسکا بھی یہی حکم ہی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور مرتدہ عورت قتل نہ کیجائیگی بلکہ قید خانہ مین محبوس رکھی جائیگی اور ہر تین روز مین ایکبار اسپر مار پڑیگی تاکہ اسلام لاوے لیکن اگر کسی نے اسکو قتل کر دیا تو قاتل پر کچھ نہ ہوگا اسواسطے کہ اسمین شبہہ ہی کہ قاتل پر بالیقین قصاص وغیرہ واجب ہوگا کہ نہین یا مرتدہ عدم قتل مین شبیہ ہی۔ باندی مرتدہ پر اسلام کے واسطے جبر کرنے کا کام اُسکے مولی کو دیا جائیگا کیونکہ اسمین دونون حق جمع ہوئے جاتے ہین بایں طور کہ مولے کا مکان اس مرتدہ کے واسطے قید خانہ کر دیا جاوے اور اسلام لانے کے واسطے اسکو تادیباً مار دینا اسکے مولی کو سونپ دیا جاوے اور باوجود اسکے مولائے مذکور اُس سے اپنی خدمت بھی لیا کریگا اور اصل مین ذکر فرمایا کہ باندی مرتدہ اسطرح پر اپنے مولے کو جب سپرد کیجائیگی کہ مولے کو اُسکی خدمت وغیرہ کی حاجت ہووے اور صحیح یہ ہی کہ مرتدہ مذکورہ اُسکے مولی کو سپرد کیجائیگی خواہ مولے کو حاجت ہو یا نہ ہو خواہ وہ درخواست کرے یا نہ کرے یہ تبیین مین ہی۔ مگر واضح رہے کہ اسکا مولی اس سے وطی نہ کریگا۔ اور عورت صغیرہ جو سمجھدار ہو وہ مثل بالغہ کے ہی اور خنثی مشکل مثل عورت کے ہی یہ نہر الفائق مین ہی۔ اور حرہ مرتدہ جبتک دار الاسلام مین موجود ہی تب تک گرفتار کرکے رقیقہ نہین بنائی جائیگی اور اگر وہ دار الحرب مین جا ملی پھر وہان سے گرفتار کرکے لائی گئی تو رقیقہ بنائی جاویگی۔ اور امام اعظم رح سے نوادر مین یہ روایت بھی ہی کہ وہ دار الاسلام مین بھی رقیقہ بنائی جائیگی۔ بعضے مشائخ نے کہا کہ اگر اس روایت کے موافق ایسی مرتدہ باندی کے حق مین فتوے دیدیا جاوے جبکا شوہر موجود ہی تو کچھ مضائقہ نہین ہی اور چاہیے کہ اسکا شوہر اسکو امام سے رقیق بنوا لے یا امام اس مرتدہ مذکورہ کو اسکے شوہر کو ہبہ کر دے بشرطیکہ وہ مصرف ہو یعنی ایسا ہو کہ

اسکو بیت المال سے مل سکتا ہو پس وہ اس باندی مرتدہ کا مالک ہو جائیگا اور ایسی حالت مین وہی اسکے قید کرنے اور مارنے
کا متولی ہوگا تاکہ اسلام لاوے یہ فتح القدیر مین ہی بشر بن الولید نے امام ابو یوسف سے روایت کی ہی کہ اگر مرتد نے ردت
سے یعنی مرتد ہو جانے سے انکار کیا کہ مین مرتد نہین ہوا ہون اور توحید باری عز اسمہ کا اور شناخت حضرت رسول اللہ صلعم
کی رسالت کا اور دین اسلام کی حقیقت کا اقرار کیا تو یہ امر اُسکی جانب سے توبہ قرار دیا جائیگا یہ محیط مین ہی - اور مرتد کی
ارتداد سے اُسکی ملک اسکے مال سے بزوال موقوف زائل ہو جاتی ہی یعنے اگر وہ پھر مسلمان ہو گیا تو اسکی ملکیت کا حکم عود کریگا
اور اگر مر گیا یا حالت ردت مین قتل کیا گیا تو اسکی حالت اسلام کی کمائی کا اسکا مسلمان وارث بعد ادائی اسکے قرضہ اسلام کے
میراث پاویگا اور جو کچھ اُسنے حالت ارتداد مین کمایا ہی وہ اُسکی ردت کا قرضہ دینے کے بعد فئی ہوگا اور یہ امام اعظم کے
نزدیک ہی اور صاحبین کے نزدیک مرتد کی ملک اسکے مال سے زائل نہین ہوتی ہی پھر اس شخص کے حق مین جو مرتد کا وارث
ہوگا امام اعظم رح سے روایات مختلفہ آئی ہین چنانچہ امام محمد رح نے امام اعظم سے روایت کی کہ مرتد کی موت یا قتل کیے جانے
کے وقت یا اسکے دار الحرب مین جاملنے کا حکم دیے جانے کے وقت وہ وارث ہووے یعنی اسکے وارث ہونے مین یہ
امر معتبر ہی اور یہی اصح ہی - اور اگر مرتد مر گیا یا قتل کیا گیا یا اسکے دار الحرب مین جاملنے کا حکم دیا گیا تو اسکی مسلمان جورو جو اسوقت
تک کہ عورت مذکورہ عدت مین ہووے وارث ہوگی اسواسطے کہ وہ ردت سے حکم فار مین ہو گیا اسواسطے کہ ردت بمنزلہ
مرض کے ہی اور مرتد کا وارث اُسکا شوہر نہ ہوگا الا آنکہ عورت مریضہ ہو تو وارث ہوگا اور اس عورت کے تمام اقارب حقیقیہ
اسکے تمام مال کے وارث ہونگے یہانتک کہ اسکی حالت ردت کی کمائی کے بھی وارث ہونگے یہ تبیین مین ہی - اور اگر دار الحرب مین لاحق
ہوا بحالت ارتداد یا حاکم نے اسکی لحاق کا حکم دیا تو اسکے مملوک مدبر و ام ولد سب آزاد ہو جاوینگے اور اُسکے تمام قرضے جو میعادی
تھے فی الحال واجب الادا ہو جاوینگے اور جو مال اُسنے حالت اسلام مین کمایا ہی وہ اُسکے مسلمان وارثون کو دیا جائیگا اسمین
ہمارے علماء ثلثہ کا اتفاق ہی اور حالت اسلام مین جو اُسنے وصیت کی ہی اسکی نسبت مبسوط وغیرہ مین مذکور ہی کہ ظاہر الروایۃ
کے موافق یہ وصیت مطلقاً باطل ہو جائیگی خواہ وصیت ایسی ہو کہ وصیت قربت ہی یعنے طاعت و عبادت ہی یا ایسی ہو کہ قربت نہ ہو
کچھ فرق نہین ہی اور اسمین کوئی اختلاف ذکر نہین کیا ہی یہ فتح القدیر مین ہی - اور جبتک کہ مرتد دار الاسلام مین پریشان پھرتا ہو
تب تک قاضی ان احکام مذکورہ مین سے کوئی حکم نہ دیگا یہ محیط مین ہی - اور مرتد نے حالت ردت مین اگر کچھ تصرف کیا تو اُسکے
تصرف مین چار وجہین ہین - اول وہ تصرف جو بالاتفاق اماموں کے نزدیک نافذ ہوگا جیسے قبول ہبہ و استیلاد چنانچہ اگر اسکی
باندی کے بچہ پیدا ہوا اور اُسنے بچہ کے نسب کا دعوی کیا تو بچہ کا نسب اُس سے ثابت ہوگا اور یہ بچہ بھی اُسکے وارثون کے ساتھ
میراث پاویگا اور یہ باندی اُسکی ام ولد ہو جائیگی اور اگر مرتد نے شفعہ مشتری کو سپرد کر دیا تو صحیح ہی و نافذ ہوگا اور اگر اُسنے اپنے
غلام ماذون کو مجبور کر دیا تو نافذ ہوگا - دوم آنکہ بالاتفاق وہ تصرف باطل ہی جیسے نکاح - چنانچہ مرتد کے واسطے جائز نہین
ہی کہ کسی عورت سے نکاح کرے نہ مسلمان عورت سے نہ مرتدہ عورت سے نہ ذمیہ عورت سے خواہ آزاد ہو یا مملوکہ ہو اور اگر نکاح
کیا تو باطل ہوگا اور مرتد کا ذبیحہ اور اسکا تیر یا کتے یا باز سے شکار کیا ہوا حرام ہی - سوم وہ تصرف جو سب کے نزدیک بالاتفاق
موقوف رہیگا جیسے شرکت مفاوضہ چنانچہ اگر اُسنے کسی مسلمان سے شرکت مفاوضہ کی تو بالاتفاق ابھی یہ شرکت موقوف
رہیگی پس اگر وہ مسلمان ہو گیا تو یہ شرکت مفاوضہ نافذ ہو جائیگی اور اگر مر گیا یا حالت ردت پر قتل کیا گیا یا دار الحرب مین چلا گیا
اور قاضی نے اُسکے چلے جانے کا حکم دیدیا تو شرکت مذکورہ باطل ہو جائیگی اور جڑ سے مفاوضہ باطل ہو کر شرکت عنان ہو جائیگی

یہ صاحبین رحہ کا قول ہی اور امام اعظم رحہ کے نزدیک جرتسے باطل نہوگی چہارم ایسا تصرف جسکے موقوف رہنے یا نہ رہنے مین اختلاف ہی جیسے خرید فروخت ۔ اجارہ ۔ اعتاق ۔ تدبیر ۔ کتابت ۔ وصیت ۔ قبضہ دیون ۔ چنانچہ امام اعظم رحہ کے نزدیک یہ تصرفات موقوف رہینگے کہ اگر پھر مسلمان ہوگیا تو نافذ ہوجاوینگے اور اگر مرگیا یا قتل کیا گیا یا دار الحرب مین جاملنے کا حکم دیا گیا تو باطل ہوجاوینگے (یعنی بیع و رہن و ہبہ و صدقہ و اعتاق وغیرہ ۱۲) ۔ اور اگر مکاتب نے اپنی ردت کی حالت مین تصرف کیا تو بالاتفاق اُسکا تصرف نافذ ہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہی ۔ اور اگر کسی شخص نے اپنے مرتد غلام یا مرتدہ باندی کو فروخت کیا تو بیع جائز ہی یہ مبسوط مین ہی ۔ اور اگر مرتد توبہ کرکے دار الاسلام مین عود کرکے آیا پس اگر قاضی نے ہنوز اسکے دار الحرب مین جاملنے کا حکم نہین دیا یعنے ایسا حکم دیے جانے سے پہلے وہ تائب ہوکر عود کر آیا ہی تو اُسکے مال سے حکم ردت باطل ہوجائیگا پس ایسا ہوگا کہ گویا وہ برابر مسلمان ہی رہا ہی اور اسکے مملوک مدبر و ام ولدون مین سے کوئی خود اُسکی طرف سے آزاد شدہ نہ ہوگا اور اگر قاضی کے حکم مذکور دینے کے بعد وہ تائب ہوکر واپس آیا ہی تو جو کچھ مال وہ اپنے وارثون کے ہاتھ مین پاوے اسکو لے لے اور جو کچھ وارث نے اپنی ملک سے زائل کر دیا ہو خواہ ایسے سبب سے زائل کیا ہی جو قابل فسخ ہوتا ہی جیسے بیع وہبہ وغیرہ یا ایسے سبب سے جو قابل فسخ نہین ہوتا ہی جیسے اعتاق و تدبیر و استیلاد تو اس مال کو مرتد کسیطرح نہین پاسکتا ہی اور وارث کا تصرف مذکور بجاے خود صحیح رہیگا اور وارث پر تاوان بھی لازم نہ ہوگا یہ غایۃ البیان مین ہی ۔ اور اگر مرتد نے نصرانیہ باندی سے وطی کی جو حالت اسلام مین اسکی ملک تھی پھر اسکے مرتد ہونے کے وقت سے چھ مہینے سے زیادہ کے بعد وہ بچہ جنی اور مرتد مذکور نے اسکے نسب کا دعوی کیا تو یہ باندی اُسکی ام ولد ہوجائیگی اور بچہ مذکور آزاد ہوگا اور اُسکا فرزند ہوگا یہ ہدایہ مین ہی ۔ پھر اگر مرتد مذکور مرگیا یا قتل کیا گیا تو اُسکا فرزند اُسکا وارث نہ ہوگا اور اگر مسئلہ مذکورہ مین بجاے نصرانیہ کے مسلمہ باندی ہو تو یہ فرزند اُسکا وارث ہوگا خواہ مرتد مذکور مرگیا یا قتل کیا گیا یا دار الحرب مین چلا گیا ہو ۔ اگر کوئی مرتد اپنا مال لیکر دار الحرب مین چلا گیا پھر غلبہ پاکر یہ مال لے لیا گیا تو وہ فئی ہوگا اور مرتد مذکور کے وارثون کو اس مال کی طرف کوئی راہ نہ ہوگی ۔ اور اگر مرتد دار الحرب مین جاملا پھر لوٹ کر دار الاسلام مین آکر یہان سے اپنا مال لے گیا اور اسکو دار الحرب مین داخل کر لیا پھر یہ مال غلبہ پاکر لے لیا گیا تو یہ مال اسکے وارثون کو جو دار الاسلام مین ہین واپس دیا جائیگا لیکن اسمین دو صورتین ہین کہ قبل تقسیم کے انکو مفت دیدیا جائیگا اور بعد تقسیم ہوجانے کے بقیمت واپس دیا جا سکتا ہی ۔ اور اگر مرتد دار الحرب مین ملگیا اور یہان اسکا ایک غلام ہی پس اسکے بیٹے کے واسطے اس غلام کا حکم دیا گیا پس اُسکے بیٹے نے اس غلام کو مکاتب کر لیا پھر مرتد مذکور تائب ہوکر مسلمان واپس آیا تو مکاتبت مذکورہ اپنے حال پر درست رہیگی اور مال کتابت اور ولاء اسی شخص کی ہوگی جو مسلمان ہوکر واپس آیا ہی یہ کافی مین ہی ۔ اور یہ سوقت ہی کہ ہنوز مکاتب مذکور مال ادا کرکے آزاد نہین ہوا ہی اور اگر مکاتب مذکور کے مال ادا کرکے آزاد ہوجانے کے بعد وہ واپس آیا تو اس آزاد شدہ کی ولاء اُسکے بیٹے کی ہوگی یہ نہایہ مین ہی ۔ امام محمد رحہ نے جامع صغیر مین فرمایا کہ اگر مرتد نے کسی کو خطاسے قتل کیا پھر دار الحرب مین جاملا یا مرگیا یا حالت ارتداد پر قتل کیا گیا یا وہ دار الاسلام مین زندہ موجود ہی بہر حال بالاتفاق اس مقتول کی دیت اس مرتد کے مال سے ہوگی پس اگر اسکی کمائی فقط حالت اسلام کی یا فقط حالت ردت کی ہووے تو اُسی سے پوری دیت دیدیجائیگی اور اگر حالت اسلام و ردت کی کمائیان ہون تو بقول صاحبین دیت دونون سے دیجائیگی اور دونون کی کمائیان ہون تو بنا بر قول صاحبین کے دونون کمائیون سے مقتول کی دیت پوری کیجائیگی اور بنا بر قول امام اعظم پہلے اُسکی اسلام کی کمائی سے ادا کیجائیگی

پھر اگر کچھ کمی رہی اور پوری ادا نہ ہوئی تو باقی اُسکی ردت کی کمائی سے پوری کر دی جائیگی یہ محیط مین ہی- اور یہ اسوقت ہی کہ مرتد مذکور قبل مسلمان ہو جانے کے قتل کیا گیا یا مر گیا ہو اور اگر وہ بعد مرتد ہونے کے پھر مسلمان ہو کر مرا یا نہین مرا تو بالاتفاق دیت مذکورہ اسکی دونون کمائیون سے دیجائیگی یہ تبیین مین ہی اور اگر مرتد نے کچھ مال غصب کر لیا یا کوئی چیز تلف کر دی تو بالاتفاق اُسکی ضمان اس مرتد کے مال سے دیجائیگی اور یہ حکم اسوقت ہی کہ غصب کرنا یا مال تلف کر دینا بالبینہ (یعنے گواہون سے ۱۲) ثابت ہوا ور اگر فقط مرتد کے اقرار سے ثابت ہوا تو صاحبین رح کے نزدیک یہ مال تاوان اسکی دونون حالتون کی کمائیون سے دیا جائیگا اور امام اعظم رح کے نزدیک اسکی ارتداد کی کمائی سے دیا جائیگا ایسا ہی شیخ الاسلام نے ذکر کیا ہی- اور یہ سبب یہ صورت ہی کہ خطا کار خود مرتد ہو وے اور اگر یہ صورت ہو کہ مرتد پر کسی نے جنایت کی بایں طور کہ اُسکے مرتد ہو جانے کے بعد کسی نے اسکا ہاتھ یا پانون کاٹ ڈالا تو امام محمد رح نے اصل مین بیان فرمایا ہی کہ یہ جنایت کرنیوالا کچھ ضامن نہوگا خواہ مرتد مذکور اس قطع کی وجہ سے حالت ردت پر مر گیا یا مسلمان ہو کر مرا ہو- اور یہ حکم جب ہی کہ اُسکے مرتد ہونے کی حالت مین قطع کیا ہو اور اگر اسطرح ہوا کہ اسکے مسلمان ہونے کی حالت مین کسی مسلمان نے اسکا ہاتھ کاٹا خواہ عمداً یا خطا سے پھر جسکا ہاتھ کاٹا ہی وہ مرتد ہو گیا اور اسی زخم قطع کی وجہ سے حالت ردت پر مر گیا تو کاٹنے والے پر اس عضو کی دیت واجب ہوگی خواہ خطا سے کاٹا ہو یا عمداً کاٹا ہو اور وہ جان تلف شدہ کا ضامن نہ ہوگا پس اگر کاٹنے والے نے عمداً کاٹا ہی تو ضمان مذکور اُسکے مال سے واجب ہوگی اور اگر خطا سے کاٹا ہی تو اسکی مددگار برادری پر واجب ہوگی- اور یہ حکم اسوقت ہی کہ جسکا عضو قطع کیا وہ اس قطع کی وجہ سے حالت ردت پر مرا ہو اور اگر وہ مسلمان ہو گیا پھر حالت اسلام پر اس قطع کی وجہ سے مر گیا پس اگر وہ شخص دار الحرب مین نہین گیا ہی یا جا ملا مگر حکم لحاق سے پہلے مسلمان ہو کر عود کر آیا ہی تو استحساناً اسکی جان کی دیت پوری پوری واجب ہوگی خواہ عمداً کاٹا ہو یا خطا سے قطع کیا ہو مگر فرق اسقدر رہی کہ خطا سے قطع کرنے کی صورت مین دیت مذکور اس قطع کرنے والے کی مددگار برادری پر واجب ہوگی اور عمداً کی صورت مین خاص اسی کے مال پر واجب ہوگی اور عمداً قطع کی صورت مین قطع کرنیوالے پر قصاص واجب نہ ہوگا اور یہی امام اعظم و امام ابو یوسف نے اختیار کیا ہی یہ محیط مین ہی- اور اگر وہ دار الحرب مین جا ملا اور قاضی نے اُسکے لحاق کا حکم دیدیا پھر تائب ہو کر مسلمان واپس آیا پھر بسبب قطع مذکور کے مر گیا تو قاطع پر نصف دیت واجب ہوگی یہ غایۃ البیان مین ہی- اور اگر ہاتھ کاٹنے والا مرتد ہو گیا اور جسکا ہاتھ کاٹا ہی وہ مسلمان باقی رہا اور ہاتھ کاٹنے والا اپنی ردت پر قتل کیا گیا پھر مقطوع الید یعنی جسکا ہاتھ کاٹا گیا ہی وہ بھی مر گیا تو اصل مین مذکور ہی کہ اگر اُسنے عمداً قطع کیا ہو تو اُسکے واسطے کچھ نہ ہوگا اور اگر خطا سے قطع کیا ہو پس اگر اس زخم سے اچھا ہو گیا ہو وے تو اسکی مددگار برادری پر اس مقطوع کے ہاتھ کی ضمان واجب ہوگی اور اگر مر گیا ہو تو قاطع کی مددگار برادری پر جان کی دیت کاملہ واجب ہوگی اور اگر مدبرہ باندی یا ام ولد مرتد ہو گئی اور دار الحرب مین چلی گئی پھر اُسکا مولے دار الاسلام مین مر گیا پھر وہ گرفتار ہو کر پکڑی آئی تو فئی ہوگی بخلاف اسکے اگر ایسی باندی مولے کے قبضہ سے حربیون کی رقیت مین آگئی ہو پھر وہ اسیر ہو کر آئی تو مولے کو واپس کر دی جائیگی یہ محیط مین ہی- اور اگر مکاتب مرتد ہو گیا اور دار الحرب مین جا ملا اور اُسنے کچھ مال کمایا پھر وہ مع اس مال کے گرفتار کیا گیا اور اُسنے اسلام لانے سے انکار کیا پس قتل کیا گیا تو اس مال سے اسکے مولی کو مال کتابت ادا کر دیا جائیگا اور جو باقی رہا وہ وارثان مکاتب کا ہوگا یہ ہدایہ مین ہی- اور اگر ایسا ہو کہ جو کچھ مکاتب مذکور کا مال رہا ہی وہ اسکی ادائے کتابت کے واسطے کافی نہ ہو تو جو کچھ ہی وہ اُسکے مولے کا ہوگا یہ کافی مین ہی- ایک غلام مع

اپنے مولی کے مرتد ہوکر دونون دارالحرب مین جاملے پھر مولی وہین مرگیا اور غلام مذکور اسیر ہوکر دارالحرب سے دارالاسلام مین لایا گیا تو وہ فئی ہوگا پھر اگر مسلمان نہ ہوا تو قتل کر دیا جائیگا - اور اگر غلام مرتد ہوکر مولے کا مال لیکر دارالحرب مین چلا گیا پھر مع اس مال کے گرفتار ہوکر آیا تو وہ فئی نہ ہوگا بلکہ اسکے مولی کو واپس کر دیا جائیگا - ایک قوم اسلام سے مرتد ہوکر مسلمانون سے لڑے اور اپنے شہرون مین سے کسی شہر پر غالب ہوے جو انکی سلطنت مین حرب مین ہی اور انکے ساتھ انکی عورتین و بچے ہین پھر مسلمان لوگ انپر غالب آئے تو انکے مرد قتل کیے جاوینگے اور عورتین و بچے اسیر کر کے رقیق بنائے جاوینگے یہ مبسوط مین ہی - اور اگر جورو و مرد دونو مرتد ہوکر دارالاسلام سے دارالحرب مین چلے گئے پس عورت حاملہ ہوئی اور اسکے بچہ پیدا ہوا اور یہ بچہ جب بالغ ہوا تو اسکے بھی فرزند ہوا پھر مسلمان لوگ انپر غالب ہوے تو پھر دو فرزند فئی ہونگے مگر انمین سے فرزند اول پر اسلام لانے کے واسطے جبر کیا جائیگا اور دوسرے فرزند پر اسلام کے واسطے جبر نہ کیا جائیگا - اور اگر عورت مذکورہ دارالاسلام مین حاملہ ہوگئی ہو تو بھی یہی حکم ہی یہ کافی مین ہی - اور نوادر مین مذکور ہی کہ اگر جورو و مرد دونون مرتد ہوکر مع اپنے فرزند صغیر کے دارالاسلام سے دارالحرب مین چلے گئے پھر اس فرزند کے بالغ ہونے پر اسکے بھی فرزند پیدا ہوا پھر اس دوسرے فرزند کو مسلمانون نے فتح پاکر گرفتار کیا تو امام اعظم و امام محمد رح کے نزدیک اسپر اسلام کے واسطے جبر کیا جائیگا یہ محیط مین ہی - اور جس شخص کا اسلام بتبعیت اسکے والدین کے قرار پایا ہی اگر وہ مرتد بالغ ہوا تو درصورت انکار اسلام کے قیاساً قتل کیا جائیگا اور استحساناً قتل نہین کیا جائیگا - اور اگر صغر سنی مین مسلمان ہوا اور مرتد بالغ ہوا تو قیاساً قتل کیا جائیگا اور استحساناً قتل نہ کیا جائیگا - اور جو شخص کہ باکراہ اسلام لایا ہی اگر مرتد ہوگیا تو استحساناً قتل نہ کیا جائیگا - مگر واضح رہے کہ ان تینون صورتون مین اسپر اسلام لانے کے واسطے جبر کیا جائیگا اور اگر اسلام لانے سے پہلے کسی نے اسکو قتل کیا تو قاتل پر کچھ لازم نہ ہوگا - اور جو کہ دارالاسلام مین لقیط پایا گیا ہی وہ محکوم باسلام ہوگا یعنے اسکے مسلمان ہونے کا حکم بتبعیت دارالاسلام دیا جائیگا پھر اگر وہ کافر بالغ ہوا تو اسپر اسلام لانے کیواسطے جبر کیا جائیگا اور قتل نہ کیا جائیگا یہ فتح القدیر مین ہی - موجبات کفر چند انواع ہین از انجملہ وہ ہین جو متعلق بایمان و اسلام ہین چنانچہ اگر کسی نے کہا کہ مجھے نہین معلوم کہ میرا ایمان صحیح ہی یا نہین تو یہ خطائے عظیم ہی لیکن اگر اسکی یہ مراد ہی کہ میرے دل سے شک مرتفع ہی یا نہین تو خیر - اور جسنے اپنے ایمان مین شک کیا اور کہا کہ مین ایماندار ہون انشاء اللہ تعالے تو وہ کافر ہی لیکن اگر اسنے یہ مراد بیان کی کہ مجھے یہ نہین معلوم کہ دنیا سے ایمان کے ساتھ نکلونگا تو ایسی صورت مین اسکے کافر ہونے کا حکم نہ دیا جائیگا - اور جس شخص نے قرآن یعنی کلام اللہ تعالی کی نسبت کہا کہ اللہ تعالے کا کلام مخلوق ہی تو وہ کافر ہی اور جسنے ایمان مخلوق ہونیکو کہا وہ بھی کافر ہی اور جسنے اعتقاد کیا کہ ایمان و کفر ایک ہی تو وہ کافر ہی اور جو ایمان سے راضی نہ ہوا وہ کافر ہی یہ ذخیرہ مین ہی - اور جو شخص اپنی ذات کے کفر پر راضی ہوا وہ کافر ہی اور جو دوسرے شخص کے کفر پر راضی ہوا اسکے حق مین مشائخ نے اختلاف کیا ہی اور کتاب التخییر مین کلمات کفر کے بیان مین لکھا ہی کہ جو دوسرے کے کفر پر راضی ہوا تاکہ وہ ہمیشہ عذاب دیا جا دے تو اسکے کفر کا حکم نہ دیا جائیگا اور اگر دوسرے کے کفر پر راضی ہوا تاکہ اللہ جل شانہ کے حق مین وہ بات کہے جو اسکی صفات کے لائق نہین ہی تو اسکے کافر ہونے کا حکم دیا جائیگا اور اسی پر فتوے ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی - اور جسنے کہا کہ مین صفت اسلام نہین جانتا ہون تو وہ کافر ہی اور شمس الائمہ حلوائی نے یہ مسئلہ بہت مبالغہ کے ساتھ ذکر فرمایا اور کہا کہ ایسے شخص کا نہ کچھ دین ہی اور نہ نماز اور نہ روزہ اور نہ کوئی طاعت اور نہ نکاح اور اسکی اولاد سب اولاد زنا ہوگی - اور جامع مین مذکور ہی کہ اگر کسی مسلمان نے صغیرہ نصرانیہ سے نکاح

کیا اور اس دختر کے والدین نصرانی ہین پھر وہ بالغ ہوئی در حالیکہ وہ دینون مین سے کسی دین کو نہین سمجھتی اور نہ اُسکو وصف
کرسکتی ہی کہ کیونکر ہی حالانکہ یہ عورت معتوہہ نہین ہی تو وہ اپنے شوہر سے بائنہ ہوگی - اور امام محمد رح کے اس قول کے کہ کسی دین کو
سمجھتی ہی یہ معنی ہین کہ اپنے دل سے نہین جانتی پہچانتی ہی اور اس قول کے کہ نہ اسکو وصف کرسکتی ہی یہ معنی ہین کہ زبان سے
اسکو بیان نہین کرسکتی ہی قال المترجم یعنی مثلاً اسلام کو بیان نہین کرسکتا ہی کہ کیا ہی اور نہ دل سے جانتا ہی تو وہ کافر ہی اور اگر
یون بیان کیا کہ اسلام یہ ہی کہ گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ واحد ہی اُسکا کوئی شریک نہین ہی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول
و بندے ہین اور قیامت و حشر و جزا و غیرہ وہ سب حق ہی تو یہ اسلام کے واسطے کافی ہی - فافہم اور اسی طرح اگر صغیرہ مسلمہ سے
نکاح کیا پھر جب وہ بالغ ہوئی تو وہ اسلام کو نہین سمجھتی ہی اور نہ وصف کرسکتی ہی حالانکہ وہ معتوہہ نہین ہی تو وہ بھی اپنے شوہر
سے بائنہ ہو جائیگی - اور فتاوی نسفی مین لکھا ہی کہ شیخ سے دریافت کیا گیا کہ اگر ایک عورت سے کہا گیا کہ توحید یعنی
توحید کو جانتی ہی اُسنے کہا کہ نہین - تو فرمایا کہ اگر اُسکی مراد یہ ہی کہ جس بیان سے مکتب مین لڑکے کہتے ہین وہ مجھے یاد نہین
ہی تو یہ اسکے حق مین مضر نہین ہی اور اگر اُسکی یہ مراد ہی کہ مین اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو پہچانتی ہی نہین ہون تو ایسی عورت مومنہ
نہین ہی اور اُسکا نکاح صحیح نہ ہوا اور حماد بن ابی حنیفہ رح سے روایت ہی کہ جو شخص مرگیا اور اُسنے یہ نہ جانا کہ اللہ تعالیٰ میرا خالق ہی اور اللہ عز و جل
نے کوئی اور گھر سوائے اس گھر کے رکھا ہی اور ظلم حرام ہی تو وہ مسلمان نہین مرا یہ محیط مین ہی - ایک شخص گناہ کرتا ہی اور
کہتا جاتا ہی کہ مسلمانی ظاہر کرنا چاہیے تو اسکے کفر کا حکم دیا جائیگا - ایک نے دوسرے سے کہا کہ بھائی مین مسلمان ہون اُسنے
کہا کہ تجھپر و تیری مسلمانی پر لعنت ہی تو ایسا کہنے والا کافر کہا جائیگا یہ خلاصہ مین ہی - ایک نصرانی مسلمان ہوگیا پھر اسکا والد نصرانی
مرگیا پس اُسنے کہا کہ کاش مین اسوقت تک مسلمان نہ ہوا ہوتا تاکہ اسکا مال میراث لیتا تو اُسکے کافر ہونے کا حکم دیا جائیگا یہ
فصول عمادیہ مین ہی - ایک نصرانی کسی مسلمان کے پاس آیا اور کہا کہ مجھپر اسلام پیش کر تاکہ مین تیرے پاس مسلمان ہوؤن پس
اُسنے کہا کہ تو فلان عالم کے پاس جا تاکہ وہ تجھپر اسلام پیش کرے پس تو اُسکے پاس مسلمان ہو تو اسمین مشایخ نے اختلاف کیا ہی
اور شیخ ابو جعفر نے فرمایا کہ اسطرح درنگ کرنیوالا کافر نہ ہو جائیگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہی - ایک کافر مسلمان ہوگیا پس اُس سے
ایک شخص نے کہا کہ تجھے اپنے دین کیطرف سے کیا بلا پیش آئی تھی تو یہ کہنے والا کافر ہوگا یہ خلاصہ مین ہی - یہان تک تو بیان
ایسی صورتون کا ہوا جو متعلق بایمان و اسلام ہین اور قسم دیگر وہ کلمات کفر ہین جو ذات اللہ تعالیٰ و اُسکی صفات وغیرہ سے متعلق
ہین - چنانچہ اگر کسی نے وصف کیا اللہ تعالیٰ کو ایسے وصف سے جو لائق شان الٰہی نہین ہی یا اللہ تعالیٰ کے نامون مین سے کسی نام
سے تمسخر کیا یا اُسکے اوامر مین سے کسی امر یعنی حکم سے تمسخر کیا یا اُسکے وعدۂ ثواب یا عذاب و عقاب کا انکار کیا یا اُسکا کوئی شریک یا زن یا
یا فرزند یا جورو قرار دی یا اللہ تعالیٰ کو جہالت یا عاجزی یا نقص کی طرف منسوب کیا تو وہ کافر ہوگا یعنے حکم دیا جائیگا کہ وہ
کافر ہی اور اگر کسی نے کہا کہ روا ہی کہ اللہ تعالیٰ ایسا فعل کرے جسمین کچھ حکمت نہین ہی تو کافر کہا جائیگا اور اگر یہ اعتقاد کیا
کہ اللہ تعالیٰ کفر سے راضی ہوتا ہی تو کافر ہی یہ بحر الرائق مین ہی - اور اگر کسی نے کہا کہ اگر خدا مجھے اسکا حکم کریگا یا اگر خدا بھی
اسکا حکم کریگا تو نہ کرونگا تو اُسنے کفر کیا یہ محیط مین ہی - اور تجنیس مین لکھا ہی کہ قرآن مجید مین ید و وجہ کا اطلاق اللہ تعالیٰ کیواسطے
آیا ہی حالانکہ وہان ہرگز یہ جوارح جو ظاہر مین سمجھے جاتے ہین مراد نہین ہین پس آیا فارسی مین یا اردو مین اللہ تعالیٰ شانہ
پر ان الفاظ کا اطلاق جائز ہی یا نہین پس بعض مشایخ نے فرمایا کہ جائز ہی بشرطیکہ اُسنے اس لفظ سے عضو کے معنے
نہ سمجھ لیے ہون اور اکثر مشایخ نے فرمایا کہ نہین صحیح ہی اور اسی پر اعتماد ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی - قال المترجم جن بعض مشایخ

نے یہ اطلاق جائز کیا ہی انکے قول کے یہ معنے ہین کہ ہم بالیقین جانتے ہین کہ بحکم آیہ لیس کمثلہ شئی اسکے مثل کوئی چیز
کسیطرح کبھی نہین ہی بالضرور ہاتھ و چہرہ سے ایسا عضو مراد نہین ہی پس کوئی کیفیت نہین معلوم ہی کہ وجہ الہی یا اللہ تعالیٰ
کا ہاتھ کیا اور کیونکر ہی جیسے خود ذات الٰہی جل شانہ بالکل مجہول الکیفیۃ ہی پس ہم ایمان لائے ہین کہ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ بمعنی صفت ہی جسکی
کیفیت ہمکو بالکل نہین معلوم ہی اور یقین سے معلوم ہی کہ ایسا ہاتھ جو عضو معروف ہی ہرگز نہین ہی اور یہ امام اعظم و دیگر
ائمہ و علماے متقدمین سے منقول ہی واللہ اعلم۔ اور اگر کہا کہ فلان فی عینی کالیہود فی عین اللہ تعالیٰ یعنی فلان میری
آنکھ و نگاہ مین ایسا ہی جیسے یہودی اللہ تعالیٰ کی آنکھ مین تو کافر کہا جائیگا اور اسی پر جمہور مشائخ ہین اور بعض نے کہا کہ
اگر اس سے مراد اس شخص کے فعل کو زیادہ قبیح جانتا ہو تو کافر نہوگا یہ فصول عمادیہ مین ہی۔ اور اگر کوئی آدمی مر گیا
پس ایک نے کہا کہ خدا کو وہ چاہیئے تھا تو تکفیر کیا جائیگا یہ خلاصہ مین ہی۔ اور اگر یون کہا کہ این کار بیست خدای را افتادہ است
یعنے یہ کام ہی کہ خدا کو کرنا پڑ گیا ہی تو تکفیر نہ کیجائیگی ولیکن یہ کلمہ زشت ہی یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔ اور اگر کسی نے اپنے ساتھ
جھگڑا کرنے والے سے کہا کہ مین تیرے ساتھ خدا کے حکم کے موافق کام کرتا ہون پس اسکے مخاصم نے کہا کہ مین حکم خدا کو
نہین جانتا ہون یا کہا کہ یہان حکم نہین چلتا ہی یا کہا کہ یہان نہین حکم ہی یا کہا کہ خدای حاکمی را نشاید یا کہا کہ یہان شیطان
ہی کہ حکم کرتا ہی تو یہ سب کفر ہی۔ اور شیخ حاکم عبد الرحمن سے دریافت کیا گیا کہ اگر کسی نے کہا کہ برسم کار کنم نہ بحکم یعنی رسم پر کام
کرتا ہون حکم پر نہین پس آیا یہ کفر ہی تو فرمایا کہ اگر اسکی مراد فساد حق و ترک شرع و اتباع رسم ہی نہ رد حکم تو تکفیر نہ کیجائیگی
یہ محیط مین ہی۔ ایک نے اپنے کپڑے ایک مقام پر رکھے اور کہا کہ مین نے انکو اللہ تعالیٰ کے سپرد کیا پس دوسرے نے کہا
کہ تو نے انکو ایسے کے سپرد کیا جو چور کو منع نہین کرتا ہی اگر چرا وے تو شیخ امام ابوبکر محمد بن الفضل نے فرمایا کہ اسکی تکفیر کیجائیگی
اور وہ کافر نہو جائیگا۔ ایک نے کہا کہ اگر ما دروغ می گوئیم خدا دروغ می گوید تو اسکی تکفیر نہ کیجائیگی۔ ایک نے اپنی جورو سے
غصہ مین کہا کہ آن روئی کہ ترا بود و آن لقا کہ ترا گشت و آن خدای کہ ترا آفرید تو بعض نے فرمایا کہ کفر ہوگا۔ اور شیخ ابو نصر
دبوسی سے یہ مسئلہ دریافت کیا گیا پس انھون نے چند روز اسمین غور و فکر کی اور کچھ جواب نہ دیا اور مولف رضی اللہ عنہ نے
کہا کہ ظاہر یہ ہی کہ کفر ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی اور اگر کسی شخص کی نسبت کہا کہ یہ شخص مریض نہین ہوتا ہی یہ
اللہ تعالیٰ کا بھولا ہوا ہی یا کہا کہ یہ اس چیز سے ہی کہ جسکو اللہ تعالیٰ بھول گیا ہی تو یہ بعض کے نزدیک کفر ہی اور یہی اصح ہی۔ اور اگر کہا کہ
خداے یا زبان تو بس نیاید من چگونہ بس آیم تو اسکی تکفیر کیجائیگی۔ اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ تو میرے نزدیک دوست تر ہی اللہ تعالیٰ
سے تو اسکی تکفیر کیجائیگی یہ خلاصہ مین ہی قال المترجم وفیہ نظر۔ اور اگر کہا کہ فلان کو قضای بد پہونچی تو خطاے عظیم ہی یہ محیط مین ہی
اور اگر کسی سے کہا کہ البتہ خدای تعالیٰ نے تجھپر احسان کیا ہی پس تو بھی لوگون سے احسان کر جیسے خدا نے تیرے ساتھ کیا اُسنے کہا کہ جا
خدا سے لڑائی کر کہ تو نے اسکو یہ ثروت کیون دی ہی تو اصح قول کے موافق اسکی تکفیر کیجائیگی یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔ دو مردون
کے درمیان خصومت ہی پس ایک نے انمین سے کہا کہ جا اور سیڑھی لگا اور آسمان پر جا کر خدا سے لڑائی کر تو اکثر مشائخ
نے کہا کہ یہ کفر نہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ اور صاحب جامع اصغر نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہی صحیح ہی اور خانیہ
مین لکھا ہی کہ اسی پر فتوے ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اور اگر کہا کہ شو و با خداے جنگ کن تو بعضون نے کہا کہ یہ کفر ہوگا اور
اسی طرف شیخ ابوبکر محمد بن الفضل نے میلان کیا ہی اور شیخ امام نے فرمایا کہ احوط یہ ہی کہ نکاح کی تجدید کر لے یہ فتاوی
قاضی خان مین ہی۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کے واسطے مکان ثابت کیا تو اسکی تکفیر کیجائیگی چنانچہ اگر کہا کہ خدا سے کوئی جگہ خالی

تعالی نہین ہی تو اُسکی تکفیر کیجائیگی اور اگر کہا کہ اللہ تعالی آسمان مین ہی پس اگر اس قول سے یہ قصد کیا جو ظاہر اخبار مین وارد ہوا ہی اسکی حکایت ہی تو تکفیر نہ کیجائیگی اور اگر مراد مکان ثابت کرنا ہی تو تکفیر کیجائیگی اور اگر اسکی کچھ نیت نہ ہو تو اکثر کے نزدیک تکفیر کیجائیگی اور یہی اصح ہی اور اسی پر فتوے ہی۔ اور اگر کہا کہ اللہ تعالی انصاف کیواسطے بیٹھا ہی یا انصاف کے واسطے کھڑا ہوا ہی تو اسکی تکفیر کیجائیگی کیونکہ اُسنے اللہ تعالے کو فوق و تحت سے موصوف کیا یہ بحر الرائق مین ہی۔ اور اگر کہا کہ سیر آسمان پر خدا ہی اور زمین پر فلان تو اُسکی تکفیر کیجائیگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور اگر کہا کہ خدا فرو می نگرد از آسمان یا کہا کہ می بیند یا کہا کہ از عرش تو یہ اکثر کے نزدیک کفر ہی الا آنکہ عربی مین کہے کہ یطلع تو ایسا نہین ہی۔ اور اگر کہا کہ خدا ے از بر عرش می داند تو یہ کفر نہین ہی اور اگر کہ از زیر عرش مے داند تو یہ کفر ہی اور اگر کہا کہ اری اللہ تعالی فی الجنۃ (دیکھتا ہون مین خدا کو جنت مین ۱۲) تو یہ کفر ہی اور اگر کہا کہ من الجنۃ تو یہ کفر نہین ہی یہ محیط مین ہی۔ اور شیخ ابو حفص رحمہ نے فرمایا کہ جسنے اللہ تعالی کو منسوب بجور کیا یعنی مثلاً کہا کہ ظالم ہی تو وہ البتہ کافر ہو یہ فصول عمادیہ مین ہی۔ ایک نے کہا کہ یا رب این ستم مپسند یعنے اے پروردگار یہ ظلم پسند نہ کر تو بعض نے فرمایا کہ تکفیر کیا جائیگا اور اصح یہ ہی کہ تکفیر نکیجائیگی اور اگر کہا کہ خدا ے عزوجل بر تو ستم کناد (یعنی خدا تجھ پر ظلم کرے) و دنیا نکہ تو بر من ستم کردی (جیسا کہ تو نے مجھ پر ظلم کیا) تو اصح یہ ہی کہ اسکی تکفیر نہ کیجائیگی۔ اور اگر کسی نے کہا کہ کاش اگر اللہ تعالی نے دن قیامت کے انصاف کیا تو مین تجھ سے اپنی داد پاؤنگا تو اسکی تکفیر کیجائیگی۔ اور اگر بجاے کاش اگر کے یون کہا کہ جبوقت اللہ تعالی سنے الی آخرہ تو تکفیر نہ کیجائیگی یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر کہا کہ اگر اللہ تعالی نے قیامت کے روز حق و انصاف سے فیصلہ کیا تو مین تجھے اپنے حق کے لیے ماخوذ کرونگا تو یہ کفر ہی یہ محیط مین ہی۔ شیخ سے دریافت کیا گیا کہ بولتے مین کہ یہ جگہ ایسی ہی کہ نہ یہان اللہ ہی اور نہ رسول تو فرمایا کہ اس محاورہ سے یہ مراد ہوتی ہی کہ اس جگہ حکم خدا و حکم رسول کے موافق کام نہین کیا جاتا ہی پھر پوچھا گیا کہ اگر ایسی جگہ کے واسطے یہ کہا گیا جہان کے لوگ زاہد متقی ہین تو فرمایا کہ اگر وہان بحکم خدا و رسول کار نیک ہوتے ہین تو اُسنے ان کامون کے دین ہونے سے انکار کیا مثل نماز و روزے وغیرہ کے پس اسکی تکفیر کیجائیگی یہ تتمیہ مین ہی۔ اور اگر ظالم کے ظلم کرتے وقت کہا کہ یا رب اس سے یہ ظلم پسند نہ کر اور اگر تو پسند کریگا تو مین پسند نہ کرونگا تو یہ کفر ہی گویا اُسنے یون کہا کہ اگر تو راضی ہوا تو مین راضی نہ ہونگا یہ خلاصہ مین ہی۔ اور اگر کسی نے کہا کہ اے خدا روزی مجھپر کشادہ کر دے یا میری تجارت جلتی کر دے یا مجھپر ظلم نہ کر تو شیخ ابو نصر دبوسی نے فرمایا کہ یہ شخص کافر ہو جائیگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ ایک نے دوسرے سے کہا کہ جھوٹ مت بول اُسنے کہا کہ جھوٹ ہی کسواسطے اسی واسطے کہ اسکو بولین تو فی الحال کافر ہو جائیگا اور اگر کسی سے کہا گیا کہ رضاے خدا طلب کر اُسنے کہا کہ مجھے نہین چاہیے ہی یا کہا کہ اگر خدا مجھے بہشت مین کر دیگا تو اُسکو غارت کر دونگا یا کسی سے کہا گیا کہ خدا تعالی کی نافرمانی مت کر کہ تجھے دوزخ مین ڈال دیگا پس اُسنے کہا کہ مین دوزخ سے نہین ڈرتا ہون یا اُس سے کہا گیا کہ بہت نہ کھا یا کر کہ خدا تجھے دوست نہ رکھیگا پس اُسنے کہا کہ مین تو کھاؤنگا خواہ مجھے دوست رکھے یا دشمن تو ان سب سے تکفیر کیا جائیگا۔ اور اسی طرح اگر کہا گیا کہ بہت مت ہنس یا بہت مت سو یا بہت مت کھا پس اُسنے کہا کہ اتنا کھاؤنگا اور اتنا سوؤنگا اور اتنا ہنسونگا جتنا میرا جی چاہے تو اسکی تکفیر کیجائیگی۔ ایک شخص سے کہا گیا کہ گناہ مت کر کہ خدا کا عذاب سخت ہی پس اُسنے کہا کہ مین عذاب کو ایک ہاتھ سے اُٹھا لونگا تو اُسکی تکفیر کیجائیگی۔ اور اگر اُس سے کہا گیا کہ ماں و باپ کو آزار مت دے پس اُسنے کہا کہ ان دونون کا مجھپر کچھ حق نہین ہی تو اسکی تکفیر نہ کیجائیگی ولیکن گنہگار ہوگا۔ ایک نے کہا کہ اے شیطان میرا کام کر دے تا کہ جو تو کہے کرونگا ماں و باپ کو آزار دونگا اور جو کچھ تو نہ کہیگا نہ کرونگا تو اسکی تکفیر کیجائیگی یہ تجنیس سے تاتارخانیہ مین منقول ہی۔ اگر کسی سے کہا کہ اگر تو دونون جہان کا خدا ہو جائیگا تو بھی تجھ سے اپنا حق لے لونگا

تو اُسکی تکفیر کیجائیگی یہ خلاصہ مین ہی۔ ایک نے جھوٹ بات کہی جسکو کسی نے سنکر کہا کہ میرا خدا اس تیرے جھوٹ کو سچ کردے یا کہا کہ میرا خدا تیرا
اس دروغ مین برکت کیسے تو بعض نے فرمایا کہ یہ قریب بہ کفر ہی اور مصباح مین لکھا ہی کہ ایک نے جھوٹ کہا پس دوسرے
نے کہا کہ اللہ تیرے جھوٹ مین برکت دیے تو اُسکی تکفیر کیجائیگی۔ اور شیخ نجم الدین سے دریافت کیا گیا کہ ایک نے کہا کہ فلان
تیرے ساتھ سیدھا نہین چلتا ہی پس اُسنے کہا کہ اللہ تعالی بھی اُسکے ساتھ سیدھا نچلے تو شیخ نے فرمایا کہ اسکی تکفیر کیجاویگی قال المترجم
وفیہ نظر۔ اور تخییر مین لکھا ہی کہ مین نے صدر الاسلام جمال الدین سے دریافت کیا کہ ایک نے کہا کہ خدائے تعالی زرکو دوست
رکھتا ہی کہ مجھے نہین دیا ہی تو فرمایا کہ اگر اس کلام سے اُسکا قصد یہ ہی کہ خدائے عزوجل کی نسبت بخل کی حالت کی تو تکفیر کیا جاوے
مگر مجرد اس قول سے کہ زرکو دوست رکھتا ہی تکفیر نہ کیجائیگی یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اور اگر کہا کہ انشاء اللہ تو یہ کام کریگا پس اُسنے
کہا کہ مین انشاء اللہ تعالی یہ کام کرونگا تو اُسکی تکفیر کیجائیگی یہ خزانۃ المفتیین مین ہی۔ ظالم نے کسی پر ظلم کیا پس مظلوم نے کہا کہ
یہ بتقدیر الٰہی ہی پس ظالم نے کہا کہ مین بغیر تقدیر آلہی کرتا ہون تو اُسکی تکفیر کیجائیگی یہ فصول عمادیہ مین ہی۔ اور اگر کہا کہ
اے خدا اپنی رحمت مجھسے دریغ مت کر تو یہ الفاظ کفر مین سے ہی یہ سراجیہ مین ہی۔ اور اگر جورو وخصم کے درمیان جھگڑا
طول کھینچا اور دیر تک باہم جھگڑے وسخت کلامی کے ساتھ باتین رہین پس مرد نے جورو سے کہا کہ خدا سے ڈر اور اپنے
آپ کو اسکی نافرمانی سے بچا۔ پس عورت نے اُسکو جواب دیا کہ مین نہین اس سے ڈرتی ہون تو شیخ ابوبکر محمد بن الفضل نے
فرمایا کہ اگر شوہر نے اسکو معصیت ظاہرہ پر عتاب کر کے اُسکو اللہ تعالیٰ سے خوف دلایا ہی پس اُسنے یہ جواب دیا کہ تو اس سے مرتدہ
ہوجائیگی اور اپنے شوہر سے بائنہ ہوجائیگی اور اگر شوہر نے اسکو ایسے امر پر عتاب کیا ہی جسمین خدا کی طرف سے خوف کا مقام نہین
ہی تو وہ کافرہ نہ ہوگی لیکن اگر اُسنے اپنے اس کلام سے استخفاف کیا تو اپنے شوہر سے بائنہ ہوجائیگی۔ ایک نے دوسرے کو
مارنا چاہا پس اُس سے اس بیچارہ نے کہا کہ آیا تو خدائے تعالی سے نہین ڈرتا ہی اُسنے کہا کہ نہین تو امام محمد رحمہ سے مروی ہی کہ
اُنسے یہ مسئلہ دریافت کیا گیا تھا پس جواب مین فرمایا کہ تکفیر نہ کیاجائیگا اسواسطے کہ وہ کہہ سکتا ہی کہ تقوی اسی مین ہی جو مین کرتا ہون
اور اگر کوئی آدمی گناہ کرتا ہوا دیکھا گیا پس دوسرے نے اس سے کہا کہ آیا تو خدا سے نہین ڈرتا ہی پس اُسنے کہا کہ نہین تو
کافر ہوجائیگا اسواسطے کہ اسکی تاویل ممکن نہین ہی۔ اور اسی طرح اگر کسی سے کہا گیا کہ تو خدا سے نہین ڈرتا ہی پس اُسنے
حالت غصہ مین کہا کہ نہین تو کافر ہوجائیگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور اگر کسی نے کہا کہ تا ما می شویم بدتر خدای
با ما میشود بدتر تا ما می شویم نیکوتر خدای با ما میشود نیکوتر یعنی جتنا مین بدتر ہوتا جاتا ہون خدا میرے ساتھ بدتر ہوتا جاتا ہی اور جتنا
مین نیک تر ہوتا ہون اُتنا خدا میرے ساتھ نیک تر ہوتا ہی تو اُسکی تکفیر کیجائیگی یہ خلاصہ مین ہی قال المترجم وہذا اصح۔ در عتابیہ مین لکھا ہی کہ اگر کوئی شخص
حکم خدا یا شریعت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ناپسند کرے مثلاً کسی سے کہا گیا کہ خدائے تعالی نے چار عورتین حلال
کردی ہین پس وہ کہے کہ مین اس حکم کو نہین پسند کرتا ہون تو یہ کفر ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اور اگر عورت نے اپنے پسر
سے کہا کہ تو نے ایسا کیون کیا پس پسر نے کہا کہ واللہ مین نے نہین کیا پس اس عورت نے غصہ مین کہا کہ مہ نومہ
واللہ تو مشائخ نے اس عورت کی تکفیر مین اختلاف کیا ہی یہ محیط مین ہی۔ اور جسنے کہا کہ خدا ہی عزوجل ہووے اور کوئی
چیز نہ ہووے تو اُسکی تکفیر کیجائیگی یہ ظہیریہ مین ہی وفیہ نظر۔ اور اگر کسی نے کہا کہ خدائے عزوجل نے میرے حق مین سب نیکی کی ہی
بدی میری طرف سے ہی تو اُسنے کفر کیا یہ محیط مین ہی وفیہ نظر۔ ایک شخص سے کہا گیا کہ باری با زنان بس نیامدی پس اُسنے
کہا کہ خدای با زنان بس نیامد من چگونہ بس آیم تو اُسکی تکفیر کیجائیگی یہ غیاثیہ مین ہی۔ اور اگر کسی نے کہا کہ از خدای می بیم

داد تو یا کہا کہ از خدای امید میدارم و بتو تو اسطرح کہنا قبیح ہی اور اگر یون کہتا کہ از خدا ے می بینم و بسبب تو امید انم تو یہ اچھا ہی یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔ اور اگر نالش مین اپنے خصم سے قسم طلب کی پس خصم نے شروع کیا کہ مین قسم کھاتا ہون اللہ تعالی کی پس اس طالب نے کہا کہ مین اللہ کی قسم نہین چاہتا ہون بلکہ چاہتا ہون کہ تو طلاق یا عتاق کی قسم کھاوے تو ہمارے بعضے اصحاب کے نزدیک کافر ہو گیا اور عامہ مشائخ کے نزدیک کافر نہ ہوگا اور تجنیس ناصری مین لکھا ہی کہ یہی اصح ہی۔ اور اگر کسی سے کہا کہ بخدا سوگند تو ہمان ست و نیز خرہمان یعنی ہر دو یکسان ہی تو اُسنے کفر کیا۔ اور اگر کسی سے کہا کہ میر اخدا جانتا ہی کہ مین تجھکو ہمیشہ دعا مین یاد رکھتا ہون تو مشائخ نے اُسکے کفر مین اختلاف کیا ہی قال المترجم اثبت اکثر کے نزدیک یہ ہی کہ اگر دروغ پر شاہد کیا یا دانا گردانا ہی تو کافر کہا جائیگا واللہ اعلم۔ اور اگر بطریق مزاح کے کہ من خدائیم یعنی خود آیم تو اُسنے کفر کیا یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ ایک نے اپنی جورو سے کہا کہ ترا حق ہمسایہ نمی باید یعنی تجھے حق ہمسایہ نہین چاہیے اُسنے کہا کہ نہین پس کہا کہ ترا حق شوہر نمی باید اُسنے کہا کہ نہین پس کہا کہ ترا حق خدا نمی باید پس اُسنے کہا کہ نہین تو عورت مذکورہ نے کفر کیا۔ کسی شخص نے اپنی بیماری و ضیق عیش مین کہا کہ باری بدانمی کہ خدای تعالی مرا چرا آفریدہ است چون از لذتہای دنیا مرا ہیچ نیست یعنی مجھے معلوم تو ہوتا کہ خدا تعالی نے مجھے کیون پیدا کیا ہی جبکہ دنیا کی لذتون سے میرے لیے کچھ بھی نہین ہی تو بعضے مشائخ نے فرمایا کہ اسکی تکفیر نہ کیجائیگی ولیکن ایسا کلام کرنا خطاے عظیم ہی۔ ایک نے دوسرے سے کہا کہ اللہ تعالی تجھے تیرے گناہون پر ضرور عذاب کریگا پس اُسنے کہا کہ خدا ے را نشاندہ کہ تا خدای ہمہ آن کند کہ تو مے گوئی یعنے تو نے خدا کو بٹھا دیا ہی تاکہ جو تو کہے وہی سب خدا کرے تو اُسکی تکفیر کیجائیگی یہ محیط مین ہی۔ اور تتمہ مین مذکور ہی کہ کسی نے کہا کہ خدا ے چہ تواند کرد چیزے دیگر نتواند بجز دوزخ یعنے خدا کیا کر سکتا ہی کچھ اور نہین کر سکتا سوای دوزخ کے تو اُسنے کفر کیا اور اسی کے مثل یہ ہی کہ کسی نے ایک حیوان قبیح کو دیکھکر کہا کہ بیش کار نماندہ است خدا ے کہ چنین آفریدہ یعنے ای خدا کوئی اور کام نہین رہا تھا کہ تو نے اسکو پیدا کیا تو اسکی تکفیر کیجائیگی۔ ایک فقیر نے اپنی محتاجی کی تکلیف مین کہا کہ فلان ہم بندہ است با چندین نعمت و من ہم بندہ در چنین رنج باید اینچنین عدل باشد یعنے ای خدا فلان بھی بندہ ہی کہ اسقدر نعمت کے ساتھ ہی اور مین بھی بندہ ہون کہ اتنے رنج و مشقت مین گرفتار ہون بھلا یہ بھی کچھ عدل ہی تو اُسنے کفر کیا۔ کسی نے دوسرے سے کہا کہ خدا سے ڈر اُسنے کہا کہ خدا کہان ہی تو اُسکی تکفیر کیجائیگی اور اسی طرح اگر کہا پیغمبر قبر مین نہین ہی یا کہا کہ خدا کا علم قدیم نہین ہی یا کہا کہ جو معدوم ہی وہ اللہ تعالی کو معلوم نہین ہی تو اسکی تکفیر کیجائیگی یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اور اگر عبد اللہ نامی کسی آدمی کو پکارنے مین لفظ اللہ کے آخر کاف تصغیر لاحق کیا پس اگر یہ پکارنے والا عالم ہو تو اُسکی تکفیر کیجائیگی اور اگر عمداً خالق کی تصغیر کی خواہش کیا تو بھی اگر عالم ہی تو تکفیر کیجائیگی یہ بحر الرائق مین ہی۔ اور اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ خدا تیرے دل پر رحمت کرے میرے دل پر نہین۔ پس اگر اُسنے رحمت سے بے پروائی کا قصد کیا ہی تو کافر ہوا اور اگر یہ قصد کیا کہ میرا دل اثبات الہی سے ثابت ہی اسمین کوئی اضطراب نہین ہی تو تکفیر نہ کیجائیگی۔ ایک طفل اپنے باپ کو پکار رہا ہی حالانکہ اُسکا باپ نماز پڑھ رہا ہی پس ایک شخص نے اس طفل سے کہا کہ ٹھہر بے لونڈے کہ تیرا باپ اللہ کرتا ہی تو یہ کفر نہین ہی اسلیے کہ اسکے معنے یہ ہین کہ خدمت اللہ تعالی کرتا ہی یہ محیط مین ہی۔ ایک شخص نے کسی اندھے یا مریض کو دیکھکر کہا کہ خدا نے تجھے دیکھا اور مجھے دیکھا اور مجھکو ایسا پیدا کیا پھر میرا کیا گناہ ہی تو صحیح یہ ہی کہ اُسکی تکفیر نہ کیجائیگی یہ خلاصہ مین ہی۔ اور اگر کہا کہ بخدا ے و بخاک پاے تو یعنی قسم

خدا و قسم تیرے پانون کی خاک کی کہ مین ایسا کرونگا تو یہ شخص کافر ہوا اور فارسی زبان کے محاورہ کے موافق قسم بخدا و بخاک پاے تو لوگ کہا کہ اسکی تکفیر کیجائیگی اور اگر کہا کہ بخدا و بجان و سر تو یعنی قسم خدا کی و قسم تیرے جان و سر کی تو اسمین مشائخ کا اختلاف ہی یہ ذخیرہ مین ہی قال المترجم مگر اول سے بہت قریب ہی اگرچہ استخفاف صریح نہین نکلتا ہی فافہم - اب ان الفاظ کفر کا بیان ہی جو متعلق بانبیاء علیہم الصلوۃ والسلام ہین - واضح ہو کہ جسنے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات مین سے بعض کا اقرار نہ کیا یا سنن مرسلین مین سے کسی سنت کو ناپسند کیا تو وہ کافر ہوا - اور شیخ ابن مقاتل سے دریافت کیا گیا کہ اگر کسی نے حضرت خضر علیہ السلام یا حضرت ذو الکفل علیہ السلام کی نبوت سے انکار کیا تو شیخ نے فرمایا کہ جس بزرگ کے نبی ہونے کی تمام امت بالاتفاق قائل نہین ہی اسکی نبوت سے انکار کرنیوالا کافر نہ ہوگا - اور اگر یون کہا کہ اگر فلان نبی ہوتا تو مین اسپر ایمان نہ لاتا تو اسنے کفر کیا یہ محیط مین ہی - اور شیخ جعفر سے دریافت کیا گیا کہ اگر کسی نے کہا کہ مین تمام انبیاء اللہ تعالے پر ایمان لایا اور مین یہ نہین جانتا ہون کہ آدم علیہ السلام نبی تھے یا نہ تھے تو اسکی تکفیر نہ کیجائیگی یہ عتابیہ مین ہی - اور شیخ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ جو شخص فواحش کی جانب مثل زنا کا قصد کرنے وغیرہ کی جانب انبیاء علیہم السلام کو منسوب کرتا ہی کہ جیسے حشویہ فرقہ کے لوگ حضرت یوسف علیہ السلام کی نسبت بکتے ہین تو فرمایا کہ ایسے شخص کی تکفیر کیجائیگی اسواسطے کہ ایسا قول ان حضرات علیہم السلام کی نسبت انکے حق مین شتم ہی اور استخفاف ہی - اور حضرت ابو ذر نے فرمایا کہ جو قائل ہی کہ ہر گناہ کفر ہی اور باوجودیکہ کہتا ہی کہ انبیاء علیہم السلام نے گناہ کیا ہی تو وہ کافر ہی اسلیے کہ اسنے شتم کہا - اور اگر اسنے کہا کہ انبیاء علیہم السلام نے عصیان نہین کیا ہی نہ درحالت نبوت کے اور نہ قبل اسکے تو اسکی تکفیر کیجائیگی اسواسطے کہ یہ نصوص قرآنی کا رد ہی اور مین نے بعض مشائخ سے سنا کہ اگر کوئی شخص یہ جانے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخر الانبیاء یعنی خاتم النبیین ہین کہ سب سے آخر مین انپر نبوت ختم ہوگئی ہی تو وہ مسلمان نہین ہی یہ یتیمیہ مین ہی - قال المترجم بعض مشائخ کی قید بایں معنی ہی کہ سنا انہین بعض سے ہی ورنہ بالاتفاق جو شخص اسکا قائل نہ ہو وہ کافر ہی اور جو نہ جانتا ہو اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا ہی تو وہ ناقص ہی فافہم - شیخ ابو حفص کبیر نے فرمایا کہ جس کسی نے خواہ کوئی ہو اگر اپنے دل مین کسی نبی کا بغض رکھا تو وہ کافر ہی اور اسی طرح اگر یون کہا کہ اگر فلان نبی ہوتا تو مین اسکو پسند نہ کرتا اور اس سے راضی نہوتا تو بھی کفر ہی - اور اگر کہا کہ اگر فلان پیغامبر ہوتا تو مین اسکی طرف نگردیدہ ہوتا پس اگر پیغامبر سے اسکی مراد یہ ہی کہ اللہ تعالی کا رسول ہوتا تو اس صورت مین اسکی تکفیر کیجائیگی جیسے اس کہنے مین کہ (اگر خدای تعالے مجھے کسی کام کا حکم دیتا تو مین نکرتا) تکفیر کیجاتی ہی - اور جامع صغیر مین مذکور ہی کہ اگر ایک شخص اور اسکے صہر کے درمیان جھگڑا اور گفتگو پیش آئی پس داماد نے کہا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی مجھے بشارت دینگے تو مین تیرے حکم کی پابندی نہ کرونگا تو اسکی تکفیر نہ کیجائیگی - اور اگر کسی نے کہا کہ جو انبیاء علیہم السلام نے فرمایا ہی اگر وہ راست و عدل ہو تو ہم نے نجات پائی تو یہ کافر ہوا - اور اسی طرح اگر کہا کہ انا رسول اللہ یا فارسی مین کہا کہ من پیغمبرم یا اردو مین کہ مین پیغمبر ہون اور مراد یہ ہی کہ مین پیغام لیجاتا ہون تو اسکی تکفیر کیجائیگی - اور اگر ایسا ہوا کہ جسوقت اسنے یہ کلام کیا ہی اسوقت ایک شخص دیگر نے اس سے معجزہ طلب کیا تو یہ دوسرا بھی بنا بر قول بعض کے تکفیر کیا جائیگا اور متاخرین مشائخ نے فرمایا کہ اگر دوسرے کی غرض معجزہ طلب کرنے سے اسکو عاجز و فضیحت کرتا ہی تو تکفیر نہ کیا جائیگا اور اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے موے مبارک کو بلفظ تصغیر کہا مثلاً عربی مین شُعَیر کہا تو بعضون کے نزدیک تکفیر کیا جائیگا مطلقاً اور دوسرون

کے نزدیک مطلقاً نہین بلکہ جب اُسکی نیت مین اہانت ہو۔ اور اگر کسی نے کہا کہ مجھے نہین معلوم کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسے تھے یا جیسے تو اُسکی تکفیر کیجائیگی یہ فصول عمادیہ مین ہی۔ اور اگر کہا کہ اگر فلان پیغمبر است حق خویش از و بستانم یعنے اگر فلان پیغمبر ہی تو بھی اُس سے اپنا حق لے لونگا تو یہ کفر نہ ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور اگر کہا کہ محمد درویشک بود۔ یا کہا کہ جامہ پیغمبر ریمناک بود یا کہا کہ انکے ناخون بڑے بڑے تھے تو بعض نے فرمایا کہ مطلقاً اُسکی تکفیر کیجائیگی قال المترجم موافق زبان اردو کے یہی افصح ہی اور بعض نے کہا کہ اگر اُسنے بطریق اہانت کے کہا ہو تو تکفیر کیا جائیگا اور اگر آنحضرت صلعم کی نسبت کہا کہ اس مرد نے ایسا وایسا کہا ہی تو بعض نے فرمایا کہ تکفیر کیا جائیگا قال المترجم یہی اصح ہی ہمارے نزدیک واللہ اعلم۔ اور اگر ایسے شخص کو بدزبانی سے یاد کیا جسکا نام محمد یا احمد اور اُسکی کنیت ابو القاسم ہی چنانچہ اسکو کہا ای چھنال کے بچے تو او رجوا ورکہ خدا کا اس نام یا اس کنیت کا بندہ ہی تو بعض مقام پر ذکر فرمایا کہ اگر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسوقت یاد رکھتا تھا پھر بھی اُسنے ایسا کہا تو اُسکی تکفیر کیجائیگی محیط مین ہی اور اگر کسی نے کہا کہ ہر معصیت گناہ کبیرہ ہی الا معاصی انبیا علیہم السلام کہ انکے معاصی سب صغیرہ ہین تو اُسکی تکفیر نہ کیجائیگی اور اگر کہا کہ ہر عصیان جو عمداً ہو وہ کبیرہ ہی اور اُسکا کرنیوالا فاسق ہی اور ساتھ اسکے یہ بھی کہا کہ انبیا علیہم السلام نے معاصی عمداً کئے تھے تو اُسنے کفر کیا اسواسطے کہ یہ شتم ہی اور اگر کہا کہ معاصی انبیا علیہم السلام کے عمداً نہ تھے تو یہ کفر نہ ہوگا یہ تتمیمہ مین ہی۔ ورفضی اگر حضرت ابو بکر وحضرت عمر رضی اللہ عنہما کو گالی دیتا ہو یا مثل اسکے بدزبانی سے یاد کرتا ہو اور انکو لعنت کرتا ہو نعوذ باللہ منہ تو وہ کافر ہی اور اگر فقط اتنی بات ہو کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو حضرت ابو بکر پر فضیلت دیتا ہو تو وہ کافر نہ ہوگا بلکہ مبتدع ہی اور معتزلی مبتدع ہوتا ہی لیکن اگر اُسنے دیدار الہی کا محال ہونا کہا تو اب کافر ہوگا یہ خلاصہ مین ہی۔ اور اگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو تہمت زنا لگائی تو وہ کافر ہوا اور اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی باقی بیبیون کو رضی اللہ عنہا ایسی تہمت لگائی نعوذ باللہ منہ تو کافر نہ کہا جائیگا ولیکن مستحق لعنت ہوگا اور اگر کہا کہ عمر وعثمان وعلی رضی اللہ عنہم اصحاب نہ تھے تو اُسکی تکفیر نہ کیجائیگی ولیکن مستحق لعنت ہوگا یہ خزانۃ الفقہ مین ہی۔ اور جسنے امامت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے انکار کیا تو وہ بعض کے نزدیک کافر ہی اور بعض نے کہا کہ مبتدع ہی کافر نہین ہی اور صحیح یہ ہی کہ وہ کافر ہی اور اسی طرح جسنے خلافت عمر رضی اللہ عنہ سے انکار کیا وہ بھی اصح قول کے موافق کافر ہی اگرچہ اسمین قول اختلافی کئی ہین کذا فے الظہیریہ اور جو لوگ حضرت عثمان وحضرت علی وطلحہ وزبیر وعائشہ رضی اللہ عنہم کی تکفیر کرتے ہین انکی تکفیر کرنا واجب ہی یعنے کافر کہنا واجب ہی۔ اور سب زیدیون کو کافر کہنا واجب ہی انکے اس اعتقاد پر کہ وہ عجم مین سے ایک نبی ظاہر ہونے کا انتظار کرتے ہین کہ انکے اس ناپاک اعتقاد کے موافق وہ ہمارے حضرت رسول اللہ خاتم النبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پاک کو منسوخ کریگا یہ وجیز کردری مین ہی۔ اور روافض کو کافر کہنا واجب ہی انکے اس قول پر کہ مردے لوٹ کر دنیا مین آوینگے اور ارواح مین تناسخ ہوتا ہی یعنے آواگون ہوتا ہی اور اللہ کی روح اماموں مین منتقل ہوئی اور اس قول پر کہ ائمہ اطہار مین سے ایک امام پوشیدہ ہوگئے ہین وہ آخر مین نکلینگے اور اس قول پر کہ شرعی امر ونہی جبتک امام موصوف نکلے معطل ہی اور اس قول پر کہ جبرئیل علیہ السلام نے غلطی وحی الٰہی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچائی نہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اور ایسے سب لوگ ملت اسلام سے خارج ہین اور انکے احکام وہی ہین جو مرتدون کے احکام ہین یہ ظہیریہ مین لکھا ہی۔ اور اکراہ الاصل مین مذکور ہی کہ اگر کسی پر اکراہ کیا گیا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو شتم کرے پس اُسنے کیا تو اسمین تین صورتین ہین ایک یہ کہ وہ کہتا ہی کہ میرے دل مین کچھ نہین گذرا میں نے محمد کو شتم کیا جیسے اکراہ کرنے والون نے مجھسے چاہا تھا حالانکہ مین اسپر راضی نہین ہون تو ایسی صورت مین اسکی تکفیر نہ کیجائیگی

جیسے کوئی شخص کلمہ کفر کہنے پر مجبور کیا گیا پس اُسنے کہا حالانکہ اُسکا دل ایمان سے مطمئن ہی تو وہ کافر نہ ہوا اور دوم یہ کہ وہ
کہتا ہی کہ میری نیت اسوقت ایک نصرانی محمد نام تھا پس مین نے اسکو شتم کیا تو اسصورت مین بھی اسکی تکفیر نہ کیجائیگی
اور وجہ سوم یہ کہ اُسنے کہا کہ میرے دل مین ایک شخص نصرانی محمد نام کا خیال آیا مگر مین نے اسکو شتم نہین کیا بلکہ محمد صلی اللہ
علیہ وسلم کو شتم کیا تو اسصورت مین وہ قضاءً و دیانۃً تکفیر کیا جائیگا - اور جسنے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجنون
ہو گئے تھے تو اسکی تکفیر کیجائیگی اور جسنے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بیہوشی طاری کی گئی تھی اُسکی تکفیر نہین
کیجائیگی یہ محیط مین لکھا ہی - اور اگر کسی نے کہا کہ کاش اگر آدم گیہون نہ کھاتے تو ہم لوگ شقی نہ ہوتے تو اسکی تکفیر کیجائیگی
یہ خلاصہ مین ہی - اور جسنے خبر متواترہ کا انکار کیا تو وہ کافر ہوا یعنی جو حدیث یا جو امر شرعی اسطور پر روایت کیا گیا اور چلا آتا ہی
کہ عقل مین نہین آتا کہ غلطی وسہو یا دروغ ہو تو اُسکا انکار کرنیوالا کافر ہی جیسے پنجگانہ نمازون کی تعداد رکعات مثلاً - اور جو
شخص خبر مشہور کا انکار کرے بعض کے نزدیک اُسکی بھی تکفیر کیجائیگی اور عیسی بن ابان نے فرمایا کہ کہا جائیگا کہ گمراہ ہو گیا ہی اور
تکفیر نہ کیجائیگی اور یہی صحیح ہی اور جسنے خبر واحد سے انکار کیا تو اُسکے انکار کرنے والے کی تکفیر نہ کیجائیگی مگر ایسا شخص اسکے
قبول نہ کرنے سے گنہگار ہوگا یہ ظہیریہ مین ہی - اور اگر کسی شخص نے کسی نبی کی نسبت یہ تمنا کی کہ کاش یہ نبی نہ ہوتا تو مشائخ
نے فرمایا کہ اگر یہ مراد ہی کہ اگر وہ مبعوث نہ ہوتا تو حکمت سے خارج نہ تھا تو اسکی تکفیر نہ کیجائیگی اور اگر اُسنے اس بزرگ نبی
کی نسبت استخفاف وعداوت دل مین رکھی ہی تو کافر ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - قال المترجم مین نہین
سمجھتا ہون کہ اس روایت کے ٹھیک کیا معنی ہین اور نہ اسکی وجہ معنی مفہوم ہوتی ہی بالجملہ اگر کسی نبی کے لفظ سے عام
مراد ہی یعنے ہمارے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی شامل ہی تو میرا اعتقاد ہی کہ ایسا شخص کافر ہی اور عجب کہ اگر کوئی
کہے کہ اگر خدا فلان پیغمبر کو نہ بھیجتا تو خارج از حکمت نہ تھا تو علی الاختلاف اُسکی تکفیر کیجائیگی کہ بنسبت بعثت ہی تعالی اللہ
عن ذلک علوا کبیرا فلیتامل فیہ - اور اگر کسی نے کہا کہ اگر مجھے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم مرد کہین تو مواخذہ نہ چھوڑون
تو اسکی تکفیر نہ کیجائیگی اور اگر کہا کہ مین بھی کہون تو تکفیر کیجائیگی یہ ظہیریہ مین ہی - اور اگر ایک نے دوسرے سے کہا کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس چیز کو پسند کرتے تھے مثلاً کہا کہ کدوی دراز کو پسند فرماتے تھے پس اس دوسرے نے
کہا کہ مین اسکو نہین پسند کرتا ہون تو یہ کفر ہی اور ایسا ہی امام ابو یوسف سے بھی مروی ہی اور بعضے متاخرین نے کہا
کہ اگر اُسنے یہ قول بطور اہانت کے کہا ہی تو کفر ہی اور بدون اسکے کفر نہین ہی - ایک نے دوسرے سے کہا کہ حضرت آدم
علیہ السلام نے کپڑا بنا ہی پس ہم سب جولاہہ کی اولاد ہوئے تو یہ کفر ہی - ایک نے دوسرے سے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم جب کھانا کھاتے تھے تو اپنی تین انگلیان چاٹتے تھے پس دوسرے نے کہا کہ یہ بے ادبی ہی تو یہ کفر ہی - اگر
کسی نے کہا کہ دہقانون کی کیا پاکیزہ رسم ہی کہ کھانا کھاتے ہین اور ہاتھ نہین دھوتے ہین تو شیخ نے فرمایا کہ اگر یہ قول علی طریق
سنت نبی کی اہانت کے طور پر کہا ہی تو کافر کہا جائیگا - اگر کسی نے کہا کہ یہ کیا رسم ہی کہ مونچھین کترواکر یا منڈواکر پست کردینا
اور دستار زیر گلو لانا پس اگر اُسنے قول مذکور سنت رسول اللہ صلعم مین طعن کرنے کے طور پر کہا ہی تو اُسنے کفر کیا یہ
یہ محیط مین ہی - اگر عاشورا کے روز کسی سے کہا کہ سرمہ لگا کہ سرمہ لگانا اس روز سنت ہی اُسنے کہا کہ عورتون و مخنثون کا کام
ہی تو کافر ہو جائیگا اور تجنیس مین لکھا ہی کہ ایک نے کوئی بات کہی پس دوسرے نے کہا کہ دروغ مے گوید اگر چہ پیغمبر است
یعنے جھوٹ کہتا ہی اگر بالکل پیغمبر ہی تو اسپر کفر لازم ہوگا اور اسی طرح اگر کہا کہ اُسکی بات پر گرویدہ نہونگا اگر بالکل پیغمبر ہی تو بھی

یہی حکم ہی اور اگر ایک نے دوسرے سے کہا کہ گران خوی ست اگر ہمہ پیغمبر ست یعنی بدخلق ہی اگرچہ بالکل پیغمبر ہی یا کہ اگر رسل یا ہمہ فرشتہ مقرب است یا کہا کہ اگر مرسل ست یا ہمہ فرشتہ مقرب است گران جان ست تو فی الحال کافر ہوگا - ایک نے چاہا کہ اپنے غلام کو مارے پس دوسرے نے اُس سے کہا کہ اسکو مت مار پس اُسنے جواب دیا کہ اگر محمد مصطفی فرماوے کہ مت مار تو بھی نہ چھوڑون یا کہا کہ اگر آسمان سے آواز آوے کہ مت مار تو بھی مارون تو اسپر کفر لازم ہوگا - اور شیخ رحمہ اللہ نے کہا کہ مین نے صدر الاسلام جمال الدین سے دریافت کیا کہ اگر کسی نے احادیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم مین سے کوئی حدیث پڑھی پس دوسرے نے اُس سے کہا کہ ہمہ روز خلشہا خواند تو شیخ نے فرمایا کہ اگر کہنے والے نے اسکی اضافت پڑھنے والے کی طرف کی نہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف تو دیکھا جائیگا کہ اگر ایسی حدیث ہی جو متعلق بدین واحکام شرعی ہی تو اُسکی تکفیر کیجائیگی اور اگر ایسی حدیث ہی جو اس سے متعلق نہین ہی تو اسکی تکفیر نہ کیجائیگی اور اسکی گفتگو اس امر پر محمول کیجائیگی کہ اسکی مراد یہ ہی کہ اسکے سوا دوسری چیز کا پڑھنا اولی ہی - قال المترجم ینبغی ان یغر ر بالضرب الوجع - اگر کسی نے کہا کہ بحرمت جوان عربی تو یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم تو اسکی تکفیر کیجائیگی - اور اگر کسی نے کہا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ایک وقت پیغمبر تھے اور ایک وقت ایسا تھا کہ پیغمبر نہ تھے یا کہا کہ مین نہین جانتا ہون کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم قبر مین مومن ہی یا کافر ہی تو اسکی تکفیر کیجائیگی - غرر المعانی مین مذکور ہی کہ ایک نے اپنی جورو سے کہا کہ خلاف مت کہہ اُسنے کہا کہ پیغمبران خلاف گفتند یعنے پیغمبرون نے خلاف کہا ہی تو شیخ نے فرمایا کہ یہ کلمہ کفر ہی چاہیے کہ عورت توبہ کرے اور نکاح کی تجدید کرلے یہ تاتارخانیہ مین ہی اور اگر ایک نے دوسرے سے کہا کہ مجھے تیرا دیکھنا جیسے ملک الموت کا دیکھنا ہی تو یہ خطاے عظیم ہی اور اسکی تکفیر مین مشائخ کا اختلاف ہی بعض نے کہا کہ اُسکی تکفیر کیجاوے اور اکثرون نے فرمایا کہ نہین تکفیر کیجائیگی یہ محیط مین ہی اور خانیہ مین لکھا ہی کہ بعض نے فرمایا کہ اگر اُسنے یہ قول بسبب عداوت ملک الموت کے کہا ہی تو کافر ہو جائیگا اور اگر اُسنے یہ لفظ بسبب کراہت موت کے کہا ہی تو کافر نہ ہو جائیگا - اور اگر کہا کہ روی فلان دشمن میدارم چون روی ملک الموت تو اکثر مشائخ کے نزدیک اُسکی تکفیر کیجائیگی - اور تخییر مین لکھا ہی کہ اگر کسی نے کہا کہ مین فلان کی گواہی کی سماعت نہ کرونگا اگرچہ جبرئیل ومیکائیل ہو تو اُسکی تکفیر کیجائیگی - اور اگر کسی نے فرشتون مین سے کسی کو عیب لگایا تو تکفیر کیجائیگی - ایک نے کہا کہ مجھے ہزار درم دے تاکہ مین ملک الموت کو بھیجون کہ وہ روح فلان کو رفع کرے تاکہ اُسکو قتل کرے پس آیا ایسے قائل کی تکفیر کیجاویگی یا نہین تو شیخ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ شیخ ابوذر رحمہ اللہ نے فرمایا ہی کہ فرشتون کے ساتھ استخفاف کرنا کفر ہی - ایک نے دوسرے سے کہا کہ مین تیرا فرشتہ ہون فلان مقام مین تیرے کام مین مدد کرونگا تو بعض نے فرمایا کہ اُسکی تکفیر نہ کیجائیگی اور اسی طرح اگر مطلقاً کہا کہ مین فرشتہ ہون تو بھی یہی حکم ہی بخلاف اسکے اگر کہا کہ مین نبی ہون یا پیغمبر ہون تو اُسکی تکفیر کیجائیگی یہ تاتارخانیہ مین ہی - ایک نے ایک عورت سے نکاح کیا اور گواہ حاضر نہوئے پس اُسنے کہا کہ خدا اور رسول کو مین نے گواہ کیا یا کہا کہ خدا و فرشتون کو گواہ کیا تو اسکی تکفیر کیجائیگی - اور اگر اُسنے کہا کہ داہنے ہاتھ کے فرشتہ اور بائین طرف کے فرشتہ کو گواہ کیا تو تکفیر نہ کیجائیگی یہ فصول عمادیہ مین ہی - اب اُن الفاظ کا بیان ہی جو متعلق بہ قرآن ہین - جو شخص قرآن کے مخلوق ہونے کا قائل ہی وہ کافر ہی یہ فصول عمادیہ مین ہی - اور جسنے آیت قرآن مین سے کسی آیت کا انکار کیا یا اُس سے تمسخر کیا اور خزانہ مین لکھا ہی کہ یا عیب لگایا تو کافر ہوا یہ تاتارخانیہ مین ہی - اور اگر قل اعوذ برب الفلق وقل اعوذ برب الناس کے قرآن کا جزو ہونے سے انکار کیا تو اسکی تکفیر کیجائیگی - اور

اگرچہ نکاح کا درست ہی ۱۲

بعضے متاخرین نے فرمایا کہ تکفیر کیجائیگی کیونکہ بعد صدر اول کے اس امر پر اجماع ہوگیا ہی کہ یہ دونون سورتین قرآن مین سے ہین اور صحیح وہی قول اول ہی اسواسطے کہ اجماع متاخر اختلاف متقدم کو رفع نہین کرتا ہی یہ ظہیریہ مین ہی۔ اگر دف بجانے پر یا بانسری بجانے پر قرآن کو پڑھا تو اُسنے کفر کیا۔ ایک نے قرآن پڑھا پس کسی نے کہا کہ این چہ بانگ طرفان است تو یہ کفر ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر کہا کہ قرآن تو نے بہت پڑھا مگر ہم سے جنایت کو دور نہ کیا تو اسکی تکفیر کیجائیگی یہ خلاصہ مین ہی۔ اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ قل ہو اللہ احد را پوست باز کردی یعنے تو نے قل ہو اللہ احد کی کھال کھینچی یا کہا کہ الم نشرح را گریبان گرفتہ یعنے الم نشرح کا تو نے گریبان پکڑا ہی یا جو شخص مریض کے پاس یس پڑھتا تھا اس سے کہا کہ یس مردہ کی منہ مین مت رکھ یا کسی سے کہا کہ اکوتاہ تر از انا اعطیناک یعنی او انا اعطیناک سے بھی زیادہ کوتاہ۔ یا جو شخص قران پڑھتا تھا اور کوئی کلمہ اسکو یاد نہین آتا تھا اُس سے کہا کہ والتفت الساق بالساق یا کسی کے پاس قدح بھر کے لیا اور کہا کہ کاساً دہاقاً یا کسی سے بطریق مزاح کے کہا کہ فکانت سرابا یا ناپ تولون کے وقت بطریق مزاح کے کہا کہ واذا کالوا او وزنوا ہم یخسرون یا کسی سے کہا کہ تو نے الم نشرح کی پگڑی باندھی ہی اور اُسکی مراد یہ ہی کہ تو نے علم کو ظاہر کیا ہی یا کسی موضع کے لوگون کو جمع کیا اور کہا فجمعناہم جمعا یا کہا وحشرناہم فلم نغادر منہم احدا یا کسی سے کہا کہ تو والنازعات نزعا کیونکر پڑھتا ہی نون کے پیش سے یا زیر سے اور اُسکی مراد طنز ہی[12] یا کسی شخص نے کہا کہ اقرأ اشتمک قال اللہ تعالی کلا بل ران یعنے تو پڑھ تاکہ مین تجھے بدگوئی کرون کہ اللہ تعالے نے فرمایا ہی کلا بل ران۔ تو یہ بھی سخت گستاخی و کفر ہی یا کسی نے دوسرے کو جماعت سے نماز ادا کرنے میں بلایا اُسنے کہا کہ مین تنہا نماز پڑھتا ہون کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا ان الصلوۃ تنہی یا کسی دوسرے سے کہا کہ نفشیلہ یجوز فان التفشیل یذہب بالریح قال اللہ تعالی ولا تنازعوا فتفشلوا وتذہب الحکم یعنی تفشیلہ جائز ہی کیونکہ وہ بائی دور کرتا ہی اللہ تعالی نے فرمایا ہی ولا تنازعوا فتفشلوا وتذہب الحکم تو ان سب صورتون مین اُسکی تکفیر کیجائیگی۔ اور اگر دوسرے سے کہا کہ گم تو نے ایسا پاک کیا ہی جیسے والسماء والطارق تو بعض نے فرمایا تکفیر کیا جائیگا اور شیخ ابوبکر بن اسحق نے فرمایا کہ اگر کہنے والا جاہل ہو تو تکفیر نہ کیجائیگی اور اگر عالم ہو تو تکفیر کیجائیگی اور اگر کہا کہ قاعا صفصفا شدہ است تو اسمین خطر عظیم ہی یعنے شاید تکفیر تک پہونچے اور اسی طرح اگر ہانڈی کی کھرچن یا لقیہ کی نسبت کہا کہ والباقیات الصالحات تو اسمین بھی خطر عظیم ہی۔ اور اگر کہا کہ قران اعجمی ہی تو تکفیر کیا جائیگا اور اگر کہا کہ قرآن مین کلمہ عجمی ہی تو اسکے حق مین تامل ہی ایسا ہی شیخ ابو القاسم مفسر نے ذکر کیا ہی یہ فصول عمادیہ مین ہی۔ اور خزانۃ الفقہ مین لکھا ہی کہ اگر کسی سے کہا گیا کہ تو قرآن کیون نہین پڑھتا ہی اُسنے کہا کہ قرآن سے مین بیزار ہوا تو تکفیر کیا جائیگا اور رسالہ صدر الائمہ و در رسالہ قاضی القضاۃ کمال الدین مین مذکور ہی کہ اگر کوئی شخص قرآن شریف سے کوئی سورہ یاد رکھتا ہی اور وہی سورہ بہت پڑھتا ہی پس دوسرا کہے کہ این سورہ را زبون گرفتہ یعنے اس سورہ کو تو نے کمزور دبا پایا ہی تو کافر ہو جائیگا اور تخییر مین لکھا ہی کہ اگر کسی نے قرآن کو فارسی مین نظم کیا تو قتل کیا جائیگا اسواسطے کہ وہ کافر ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اب اُن الفاظ کفر کا بیان ہی جو نماز و روزہ و زکوۃ سے متعلق ہین۔ کسی نے ایک بیمار سے کہا کہ نماز پڑھ اُسنے جواب دیا کہ کبھی نہین پڑھونگا پھر اُسنے نہ پڑھی یہانتک کہ مرگیا تو کہا جائیگا کہ وہ کافر مرا ہی اور اگر کسی نے کہا کہ مین نہین پڑھونگا تو اسمین احتمال چار صورتون کا ہی اول یہ کہ نہین پڑھونگا کیونکہ مین پڑھ چکا ہون دوم یہ کہ تیرے حکم سے نہین پڑھونگا کیونکہ ایسے بزرگ نے حکم کیا ہی جو تجھ سے بہتر ہی سوم یہ کہ نہین پڑھونگا از راہ فسق و مجانت کے[12] تو یہ تینون صورتین کفر نہین ہین اور چہارم یہ کہ نہین پڑھونگا اسواسطے کہ نماز مجھپر نہین واجب ہی اور مین اسکے کرنے کا حکم نہین دیا گیا ہون تو اسکی تکفیر کیجائیگی پس اگر کسی نے اسی قدر کہا کہ نہین پڑھونگا تو اس سے اسکی

تکفیر نہین کیجاسکتی ہی اسواسطے کہ اسمین اُنھین چارون صورتون کا احتمال ہی۔ اور اگر کسی سے کہا گیا کہ نماز پڑھ پس اُسنے کہا کہ پڑھے واسطے جو نماز پڑھے اور اپنے اوپر مفت کام بڑھا دے یا یون کہا کہ مدت ہوئی جب سے مین نے بیگار نہین کی ہی یا کہا کہ یہ کام کون آخر تک پورا کر سکتا ہی یا کہا کہ عقلمند کو ایسے کام مین نہ پڑنا چاہیے جسکو آخر تک نباہ نہ سکے یا کہا کہ اور لوگ میرے واسطے کر لیتے ہین یا کہا کہ نماز پڑھتا ہون تو کچھ سرفرازی مجھے نہین ملجاتی ہی یا کہا کہ تو نے نماز پڑھی تو کیا سرفرازی پائی یا کہا کہ نماز کسکی پڑھون میرے ماں و باپ تو مر چکے ہین یا کہا کہ نماز پڑھی و نہ پڑھی دونون یکسان ہین یا کہا کہ اتنی نماز پڑھی کہ میرا دل اُکتا گیا یا کہا کہ نماز ایسی چیز نہین ہی کہ رہیگی تو سڑ جائیگی تو یہ سب کفر ہی یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔ ایک نے دوسرے سے کہا کہ اس حاجت کے واسطے آؤ نماز پڑھین پس اُسنے کہا کہ مین نے بہت نماز پڑھی میری کوئی حاجت نہین برآئی اور یہ بطور استخفاف و طنز کے کہا تو کافر ہو جائیگا یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اور اگر نمازیون سے ایک فاسق نے کہا کہ آؤ اور مسلمانی دیکھو اور اپنی لباس فسق و فجور کی طرف اشارہ کیا تو کافر کہا جائیگا۔ اور اگر کہا کہ بے نمازی کیا اچھا کام ہی تو یہ کفر ہی۔ اور اگر کسی شخص سے کہا کہ نماز پڑھ تا طاعت کا مزہ تجکو حاصل ہو یا فارسی مین کہا کہ نماز کن تا حلاوت نماز کردن بیابی پس اس شخص نے کہا کہ تو نماز نہ پڑھ تا بے نمازی کا مزہ تجکو حاصل ہو تو تکفیر کیا جائیگا۔ اور اگر کسی غلام سے کہا گیا کہ تو نماز پڑھ اُسنے کہا کہ نہین پڑھونگا اسواسطے کہ ثواب میرے مولے کا ہوگا تو اُسکی تکفیر کیجائیگی۔ اور اگر کسی شخص سے کہا گیا کہ نماز پڑھ اُسنے کہا کہ اللہ تعالی نے میرے مال مین نقصان کر دیا ہی پس مین اُسکے حق مین نقصان کرونگا تو یہ کفر ہی۔ ایک شخص فقط رمضان بھر نماز پڑھتا ہی اور کہتا ہی کہ یہی بہت ہی یا کہتا ہی کہ اسی قدر بڑھ جاتی ہی اسواسطے کہ رمضان کی ہر نماز مساوی ستر نماز دن کے ہی تو اسکی تکفیر کیجائیگی۔ اور اگر کسی نے عمداً قبلہ رخ کے سواے دوسرے رخ ہو کر نماز پڑھی مگر اتفاقاً یہی رخ قبلہ کا نکلا تو امام اعظم رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ وہ کافر ہی اور اسی کو فقیہ ابو اللیث رح نے اختیار کیا ہی۔ اور اسی طرح اگر بغیر طہارت کے پڑھی یا نجس کپڑے سے پڑھی تو بھی یہی حکم ہی اور اگر عمداً بغیر وضو پڑھی تو اُسکی تکفیر کیجائیگی اور صدر الشہید رح نے فرمایا کہ ہم اسی کو لیتے ہین۔ اور کتاب التحری مین مذکور ہی کہ اگر کسی نے قبلہ رخ کے واسطے اپنا دلی قصد کیا پس اسکی تحری کسی جانب پر واقع ہوئی کہ یہ رخ ہی پھر اُس نے اس جہت کو چھوڑ کر دوسری طرف رخ کر کے نماز پڑھی تو امام اعظم رح سے مروی ہی کہ مین ایسے شخص کے حق مین کفر کا خوف کرتا ہون کہ اُسنے قبلہ سے روگردانی کی ہی اور مشائخ نے اسکے کفر مین اختلاف کیا ہی اور شمس الائمہ حلوائی نے فرمایا کہ اظہر یہ ہی کہ اگر اُسنے قبلہ رخ کے سواے دوسری طرف بطور استہزاء و استخفاف کے نماز پڑھی تو کافر ہو جائیگا۔ اور اگر کوئی شخص ایسی صورت مین کسی وجہ سے مبتلا ہو گیا مثلاً چند لوگون کے ساتھ نماز پڑھتا تھا اور درمیان مین اُسکو حدث ہو گیا یعنی ہوا نکل گئی یا قطرہ آگیا اور ظاہر کرنے سے اسکو شرم مانع ہوئی پس اُسنے چھپایا اور اسطرح نماز پڑھ لی یا دشمن کے نزدیک تھا پس کھڑے ہو کر اُسنے نماز پڑھی حالانکہ اُسکو طہارت نہ تھی تو ہمارے بعض مشائخ نے کہا کہ کافر نہ ہو جائیگا اسواسطے کہ اُسنے بطور استہزاء ایسا نہین کیا ہی ولیکن جو شخص بسبب ضرورت یا حیا کے اسمین مبتلا ہو اسکو چاہیے کہ قیام سے قیام نماز کا قصد نہ کرے اور قرأت مین کچھ نہ پڑھے اور جب جھکے تو رکوع کا قصد نہ کرے اور رکوع کی تسبیح نہ پڑھے تا کہ بالاجماع کسی کے نزدیک کافر نہ ہووے اور اگر نجس کپڑے پر نماز پڑھی تو بعض نے فرمایا کہ کافر نہ ہو جائیگا۔ اور اگر کسی طفل کا مقتدی بنا یعنی کسی طفل کے پیچھے نماز پڑھی یا کسی مجنون یا عورت یا جنبی یا جسکو حدث ہوا ہی اور اُسنے طہارت نہین کی ہی اُسکے پیچھے نماز پڑھی یا وقتیہ نماز پڑھی حالانکہ اسپر فائتہ یعنے قضا نماز کا ادا کرنا واجب ہی اور وہ اسکو یاد بھی ہی

تو بالاتفاق ایسا شخص کافر نہ ہوجائیگا یہ محیط مین ہے - اور اگر کسی نے کہا کہ نماز فریضہ ہے مگر اسکا رکوع و سجود نہین تو اسکی تکفیر
نہ کیجائیگی اسواسطے کہ وہ تاویل کرتا ہے اور اگر اسنے مطلقاً فرضیت رکوع و سجود سے انکار کیا تو اسکی تکفیر کیجائیگی جیسے کہ اگر اسنے
دوسرے سجدہ کی فرضیت سے بھی انکار کیا تو بھی اسکی تکفیر کیجائیگی اسواسطے کہ وہ اجماع و تواتر کو رد کرتا ہے - اور اگر کسی نے
کہا کہ اگر کعبہ قبلہ نہ ہوتا اور بیت المقدس قبلہ ہوتا تو مین نماز کعبہ کی جانب پڑھتا اور بیت المقدس کی جانب نہ پڑھتا یا جیسی
صورت تجنیس ملتقط مین مذکور ہے ویسے کہے کہ اگر فلان شخص قبلہ ہوجاوے تو مین اُسکی طرف منہ نہ کرون یا کہا کہ اگر فلان جانب قبلہ
ہوجاوے تو مین اُسکی طرف منہ نہ کرون یا جیسی صورت تخییر مین مذکور ہے ویسے کہا کہ قبلہ نماز دو ہین ایک کعبہ و دوسرا
بیت المقدس تو کہنے والے کی تکفیر کیجائیگی یہ ینابیع مین ہے - شیخ ابراہیم بن یوسف نے فرمایا کہ اگر کسی نے ریا سے یعنی لوگون
کے دکھلانے کو نماز پڑھی تو اسکے واسطے کچھ ثواب نہین ہے بلکہ اُسپر عذاب ہے اور بعضون نے فرمایا کہ اُسکی تکفیر کیجائیگی اور بعضون
نے کہا کہ نہ اسپر عذاب ہے اور نہ اُسکو کچھ ثواب ہے اور وہ ایسا ہے کہ گویا اُسنے نہین نماز پڑھی اور مصباح الدین مین مذکور ہے
کہ شیخ ابوحفص کبیر سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص مشرکون کے پاس آیا حالانکہ وہان اُسنے ایک یا دو نمازین ترک کردین پس
اگر تعظیم سے ترک کردین تو کافر ہوگا اور اسپر اس نماز کی قضا واجب نہ ہوگی اور اُسنے یہ امر بطور فسق کے کیا ہے تو تکفیر نہ کیا جائیگا
بلکہ فاسق کبیرہ ہے اور جو نماز ترک کی ہے اُسکو قضا کرے - اور یتیمہ مین مذکور ہے کہ شیخ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص مسلمان
ہوا حالانکہ وہ دار الاسلام مین ہے پھر ایک مہینہ کے بعد اُس سے نمازہای پنجگانہ کو دریافت کیا گیا تو اُسنے کہا کہ مین
یہ نہین جانتا ہون کہ وہ مجھپر فرض ہوئی ہین تو فرمایا کہ کہا جائیگا کہ ہنوز وہ کافر ہے الا آنکہ وہ نومسلمین مین کم مدت کا مسلمان
ہووے یہ تاتارخانیہ مین ہے - ایک موذن نے اذان دی پس اسوقت اُس سے ایک نے کہا کہ تو نے جھوٹ کہا تو کافر
ہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہے اور تخییر مین ہے کہ کسی موذن نے اذان دی پس ایک شخص نے کہا کہ یہ آواز غوغا ہے تو تکفیر
کیا جاوے بشرطیکہ اُسنے بطریق انکار کے کہا ہووے اور فصول مین لکھا ہے کہ اگر کسی نے اذان سنکر کہا کہ یہ جرس کی آواز ہے
تو تکفیر کیا جائیگا یہ تاتارخانیہ مین ہے - کسی شخص سے کہا گیا کہ زکوۃ ادا کر پس اُسنے کہا کہ مین نہین ادا کرونگا تو تکفیر کیا جائیگا
مگر بعض نے کہا کہ مطلقاً اور بعض نے کہا کہ اموال باطنہ جنکی زکوۃ وہ خود پوشیدہ ادا کرتا ہے اُنمین نہین تکفیر کیا جائیگا اور اموال
ظاہرہ کی زکوۃ کہ جنکو سلطان یا والی وصول کرتا ہے اُنمین ایسا کلمہ کہنے سے تکفیر کیا جائیگا اور چاہیے کہ زکوۃ کی صورت بھی
اسی تفصیل سے ہو جو نماز مین گذری ہے یہ فصول عمادیہ مین ہے - اور اگر کسی نے کہا کہ کاش رمضان کے روزے فرض
نہ ہوتے تو اسمین مشائخ نے اختلاف کیا ہے اور صحیح وہی ہے جو شیخ ابوبکر محمد بن الفضل سے نقل کیا گیا ہے کہ اُسکی نیت پر ہے
چنانچہ اگر اسکی نیت یہ تھی کہ اُسنے ایسا لفظ اسوجہ سے کہا کہ وہ حقوق رمضان ادا نہین کر سکتا ہے تو اسکی تکفیر نہ کیجائیگی - اور
اگر ماہ رمضان آنے کے وقت اُسنے کہا کہ آمد آن ماہ گران یعنے وہ بھاری مہینہ آیا یا کہا کہ آمد آن ضیف ثقیل یعنے وہ مہمان
آیا ہے جو خاطر پر گران ہوجاتا ہے تو تکفیر کیا جائیگا - اور اگر ماہ رجب آنے کے وقت اُسنے کہا کہ بعقوبہا اندر افتادیم یعنے
مین عذابون مین پڑگیا پس اگر اُسنے فضیلت دیئے ہوئے مہینون کی اہانت کے واسطے ایسا کہا تو تکفیر کیا جائیگا -
اور اگر اُسنے اپنے نفس کی مشقت کے خیال سے ایسا کہا تو تکفیر نہ کیا جائیگا اور چاہیے کہ مسئلہ اولے مین بھی جواب اسی
تفصیل سے ہوئے اور اگر کسی نے کہا کہ روزہ ماہ رمضان زود برگراید تو بعض نے کہا کہ تکفیر کیا جائیگا اور حاکم عبدالرحمن
نے فرمایا کہ تکفیر نہین کیا جائیگا - اور اگر کہا کہ ایسے روزے کب تک کہ میرا دل اُکتا گیا تو یہ کفر ہے - اور اگر کہا کہ

ایسی طاعات اللہ تعالی نے ہمپر عذاب کردی ہین پس اگر اُسنے اسکی تاویل کی تو تکفیر نہ کیا جائیگا اور اسی طرح اگر کہا کہ کاش اگر اللہ تعالی ایسی طاعات کو ہمپر فرض نہ فرماتا تو ہمارے واسطے بہتر ہوتا پس اگر اُسنے اُسکی تاویل کی تو تکفیر نہ کیا جائیگا یہ محیط مین ہی - اور اگر کہا کہ نماز مجھے موافق نہین آتی ہی یعنے راست نہین آتی ہی یا حلال نہین کرتی ہی یا نماز کسواسطے پڑھون کہ جورو نہین رکھتا و بچہ نہین رکھتا ہون یا کہا کہ نماز کو مین نے طاق پر رکھدیا ہی تو ان سب صورتون مین تکفیر کیا جائیگا یہ خزانۃ المفتین مین ہی - اب اُن الفاظ کفر کا بیان ہی جو علم و عالمون سے متعلق ہین - نصاب مین مذکور ہی کہ جو کسی عالم سے بغیر کسی سبب ظاہر کے بغض رکھے تو اسپر کفر کا خوف ہی - اور اگر کسی شخص مصلح کے حق مین کہا کہ اسکا دیکھنا میرے نزدیک ایسا ہی جیسے سور کا دیکھنا تو اُسپر کفر کا خوف ہی یہ خلاصہ مین ہی اور اگر بغیر سبب کسی عالم یا فقیہ کو شتم کیا یعنے بدگوئی سے یاد کیا تو اُسپر کفر کا خوف ہی اور اگر کسی عالم سے کہا کہ تیرے علم کی دم مین گدھے کا خایہ یا بجای دم سکے کون و مقعد وغیرہ الفاظ فحش استعمال کیے اور علم سے علم دین مراد لی تو اسکی تکفیر کیجائیگی یہ بحر الرائق مین ہی کسی جاہل نے کہا کہ جو لوگ علم سیکھتے ہین وہ داستانین ہین کہ انکو سیکھ لیتے ہین یا کہا کہ باد است انچہ می گویند یعنے جو کچھ کہتے ہین بیہودہ ہی یا کہا تزویر ست یعنے فریب دہی ہی یا کہا کہ مین علم حیلہ سے منکر ہون تو یہ سب کفر ہی یہ محیط مین ہی - ایک شخص ایک اونچی جگہ بیٹھ جاتا ہی و دیگر جلسہ والے اُس سے بطور استہزا و ٹھٹھول کے مسئلہ پوچھتے ہین پھر اسکو تکیون سے مارتے ہین اور یہ سب ہنستے ہین تو یہ سب کافر کیے جاوینگے اور اسی طرح اگر وہ مقام بلند پر نہ بیٹھا اور یہ صورت واقع ہوئی تو بھی یہی حکم ہی - ایک شخص مجلس علم سے آتا تھا اُس سے کسی نے کہا کہ تو بتخانہ سے آتا ہی تو تکفیر کیا جائیگا اور اسی طرح اگر کہا کہ مجھے مجلس علم سے کیا کام ہی یا کہا کہ جو کچھ وہ لوگ کہتے ہین اسکو کون ادا کرسکتا ہی تو تکفیر کیا جائیگا یہ خلاصہ مین ہی اور اگر کہا کہ علم کو کاسہ و کیسہ مین نہین رکھ سکتے ہین یعنے پیالۂ طعام و کیسۂ زر مین رکھنے کے قابل نہین ہی حالانکہ غرض انکی ان دونون سے ہی یا کہا کہ مجھے جیب مین روپیہ چاہیے ہی مین علم کو کیا کرون تو تکفیر کیا جائیگا یہ عتابیہ مین ہی - اور اگر کہا کہ مجھے اپنی جورو بچون مین ایسی مشغولی ہی کہ مجلس علم مین نہین پہونچتا ہون پس اگر اُسنے اس کلام سے علم کی اہانت کا قصد کیا تو مخاطرہ عظیم ہی اور مجموع النوازل مین مذکور کہ اگر کسی عالم سے کہا کہ جا اور علم کو پیالہ مین رکھکر اپنے کھانے مین لا تو تکفیر کیا جائیگا - اور اگر فقیہ علم کی کوئی بات یا کوئی حدیث صحیح بیان کرتا ہو پس دوسرے نے کہا کہ یہ کچھ نہین ہی اور اسکو رد کردیا یا کہا کہ یہ بات کس کام آویگی روپیہ چاہیے کہ آج کل لوگون کی آبرو وہی ہی علم کس کے کام آتا ہی تو یہ کفر ہی اور اگر کسی نے کہا کہ رند بننا و خلاف شرع کرنا عالم بننے سے اچھا ہی تو یہ کفر ہی - اگر کسی عورت نے اپنے خاوند عالم کی نسبت کہا کہ لعنت شوہر عالم پر ہو تو اُسکی تکفیر کیجائیگی - اور اگر کسی نے کہا کہ عالمون کے افعال جیسے کافرون کے افعال تو اسکی تکفیر کیجائیگی اور یہ اسوقت ہی کہ اُسنے تمام افعال مراد لیے ہون کہ اسصورت مین اُسکے قول سے حق و باطل مین مساوات ہوجائیگی اور یہ کفر ہی - اور اگر کسی عالم سے کسی واقعہ مین جھگڑا کیا اور عالم نے اسکو کوئی وجہ شرعی تبلائی پس اُسنے کہا کہ یہ دانشمندی یعنی عالم بنانا کرد کہ پیش نہین جائیگا تو اُسپر کفر کا خوف ہی - اور اگر کسی فقیہ سے کہا کہ اے دانشمندک یا کہا کہ اے علویک تو تکفیر نہ کیجائیگی بشرطیکہ اسکا قصد استخفاف دین نہو - حکایت کی گئی ہی کہ ایک فقیہ نے اپنی کتاب ایک شخص کی دوکان مین رکھدی اور چلا گیا پھر اُس دوکان کی طرف سے گذرا پس دوکاندار مذکور نے اس سے کہا کہ دستہ فراموش کردی یعنے دستہ اپنا بھول گئے پس فقیہ نے کہا کہ میری کتاب تمہاری دوکان مین ہی دستہ تو نہین ہی

پس دوکاندار مذکور نے کہا کہ بڑھئی دستر سے لکڑی کاٹتا ہی اور تم کتاب سے لوگون کی گردن کاٹتے ہو پس فقیہ موصوف نے اس امر کی شکایت بحضور شیخ محمد بن الفضل رحمہ اللہ کی پس شیخ موصوف نے اس دوکاندار کے قتل کا حکم دیا یہ محیط مین ہی۔ شیخ عبدالکریم و شیخ ابو علی سغدی رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص اپنی جورو پر خفا ہوا کرتا تھا اور اسکو اللہ تعالی کی فرمان برداری کرنے کو کہا کرتا تھا اور خدای تعالی کی معصیت سے منع کیا کرتا تھا پس عورت نے اس سے کہا کہ مین خدا کو کچھ نہین جانتی اور علم کو کچھ نہین سمجھتی مین نے اپنے تئین دوزخ مین رکھ دیا ہی پس ہر دو شیخ نے فرمایا کہ اس عورت نے کفر کیا یہ فصول عمادیہ مین ہی۔ ایک شخص سے کہا گیا کہ طالب علم لوگ فرشتون کے پرون پر چلتے ہین پس اُسنے کہا کہ یہ تو جھوٹ ہی تو تکفیر کیا جائیگا قال المترجم ظاہرا یہ محمول اس صورت پر ہی کہ قائل مذکور جو بعض احادیث مرویہ مین وارد ہی کہ فرشتے طالب علم دین کے واسطے بازو بچھاتے ہین سن چکا ہو اور نیز اُسنے علم دین کے طالب العلم کے واسطے ایسا کہا ورنہ اگر طالب علم فضول مثل منطق و فلاسفہ وغیرہ سیکھتا پھرتا ہی تو تکفیر نہین کیجائیگی یا قائل مذکور اس خبر سے واقف نہ تھا پس اُسنے اسطرح کہا تو امید ہی کہ وہ لائق تکفیر نہ ہوگا واللہ اعلم۔ اگر کسی نے کہا کہ قیاس امام اعظم کا حق نہین ہی تو تکفیر کیا جائیگا یہ تاتارخانیہ مین ہی قال المترجم ظاہر اُسنے مطلقاً قیاس کی نسبت کہا تو خلجان سے خالی نہین ہی ورنہ تامل ہی واللہ اعلم۔ اور اگر کسی نے کہا کہ ایک پیالہ پلاؤ کا علم سے بہتر ہی تو تکفیر کیا جائیگا۔ اور اگر کہا کہ ایک پیالہ پلاؤ کا اللہ سے بہتر ہی تو تکفیر نہ کیا جائیگا یہ فصول عمادیہ مین ہی قال المترجم ظاہرا اسکی وجہ یہ ہی کہ اللہ سے بہتر کہنے کی صورت مین یہ معنی بھی ہو سکتے ہین کہ ایک پیالہ پلاؤ کا اللہ تعالی کی طرف سے بہتر و نعمت ہی بخلاف وجاول کے کہ اسمین یہ احتمال نہین ہو سکتا اور نہ معنی تاویلی کی وجہ وجیہ ہی بخلاف صورت دوم کے کہ نظر بخیر و گمان نیک بہ مسلمین کہا جاتا ہی کہ اللہ تعالی عزوجل کی بہ نسبت بہتر تصور کرے کیونکہ کوئی احمق بھی ایسا نہین سمجھ سکتا ہی اور نیز مشائخ متاخرین نے اسکے معنی مین اور اور وجہین بیان کی ہین مگر بے تکلف درا ست یہی وجہ ہی جو فقیر نے اپنی وسعت پر بیان کی ہی اگرچہ کسی بزرگ سے نہین پائی ہی لہذا اگر میرا سہو ہی تو اللہ تعالی عفو فرماوے واللہ غفور الرحیم۔ کسی نے اپنے مخاصم سے کہا کہ اذہب معی الی الشرع یا فارسی مین کہا کہ بامن بشرع رو یعنے میرے ساتھ شرع کی طرف چل پس اسکے مخاصم نے کہا کہ کوئی پیادہ لے آ تا کہ چلون بے جبر نہین جاؤنگا تو اسکی تکفیر کیجائیگی اسواسطے کہ اُسنے شرع سے عناد کیا اور اگر اُسنے کہا کہ میرے ساتھ قاضی کے حضور مین چل پس اُسنے ایسا جواب دیا تو تکفیر نہ کیا جائیگا کیونکہ قاضی کی عناد سے تکفیر نہ ہوگی اور اگر کسی نے کہا کہ میرے ساتھ شریعت و یہ حیلے فائدہ نہ دینگے یا کہا پیش نہ جاوینگے یا کہا کہ میرے واسطے دیوس ہی شریعت کو کیا کرون تو یہ سب کفر ہی۔ اور اگر کسی نے کہا کہ جسوقت روپیہ لیا تھا اسوقت شریعت و قاضی کہان تھا تو بھی تکفیر کیا جائیگا اور بعض متاخرین نے فرمایا کہ اگر قاضی سے مراد اس شہر کا قاضی لیا ہی تو تکفیر نہ کیا جائیگا[۱] اور اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ اس واقعہ مین حکم شرع یون ہی پس دوسرے نے کہا کہ مین رسم پر چلتا ہون نہ شرع پر تو بعض مشائخ کے نزدیک تکفیر کیا جائیگا۔ اور مجموع النوازل مین مذکور ہی کہ ایک نے اپنی جورو سے کہا کہ تو کیا کہتی ہی کہ حکم شرع کیا چیز ہی پس عورت نے ایک بڑی سی ڈکار لی اور کہا کہ اینک شرع را یعنی اس شرع کو تو وہ کافرہ ہوگئی اور اپنے شوہر سے بائنہ ہوگئی یہ محیط مین ہی۔ ایک شخص کے سامنے کسی نے اماموں کا فتوے پیش کیا پس اُسنے رد کردیا اور کہا کہ یہ کیا کھڑا انبار فتوے لیا ہی تو بعض نے فرمایا کہ تکفیر کیا جائیگا اسوجہ سے کہ اُسنے حکم شرع کو رد کردیا اور اسی طرح اگر اُسنے کچھ نہ کہا فقط فتوے زمین پر ڈال دیا اور کہا کہ یہ کیا شرع ہی

[۱] یعنے فقط قاضی کہان تھا نہ کہ شریعت کی صورت مین ۱۲

تو بھی یہی حکم ہی - ایک شخص نے کسی عالم کے پاس ایک صورت پیش کی کہ اس سے میری جورو پر طلاق ہوئی یا نہین پس عالم موصوف نے فتوے دیا کہ واقع ہو گئی پس فتوے پوچھنے والے نے کہا کہ مین طلاق ولاق کیا جانون بچون کی مان میرے گھر مین رہنا چاہیے تو قاضی امام علی سغدی نے اُسکے کفر پر فتوے دیا ہی یہ فصول عمادیہ مین ہی - اور اگر مدعی و مدعا علیہ مین سے یعنی جن دونون مین باہم جھگڑا ہی انمین سے ایک شخص عالمون سے حکم شرع کا فتوے لکھا کر اپنے مخاصم کے پاس آیا اور کہا کہ یہ فتوے ہی پس اُسنے کہا کہ ایسا نہین ہی جو انھون نے فتوے دیا ہی یا کہا کہ مین اسپر عمل نہ کرونگا تو اُسپر تعزیر واجب ہوگی یہ ذخیرہ مین ہی - اب اُن کلمات کفر کا بیان ہی جو حلال و حرام فاسقون و فاجرون وغیرہ کے کلام سے متعلق ہین - اگر کسی نے حرام کو حلال یا حلال کو حرام اعتقاد کر لیا تو اُسکی تکفیر کیجائیگی لیکن اگر اُسنے کسی حرام کو بدین غرض کہ اس چیز کی ترویج ہو یعنے اچھی فروخت ہو جاوے حلال کہا یا جہالت سے اُسکو حلال کہا کہ خود جانتا تھا تو یہ کفر نہ ہوگا - اور اعتقاد کرنے کی صورت مین ہم نے جو حکم ذکر کیا ہی وہ ایسی چیزون کے ساتھ ہی جو بعینہ حرام ہون اور اُسنے اس بعینہ حرام کو حلال اعتقاد کر لیا حتے کہ کفر ہو گیا اور اگر یہ چیز حرام لغیرہ ہو تو اسکے اعتقاد حلت سے کافر نہ ہوگا اور نیز حرام بعینہ کی صورت مین بھی جبھی تکفیر کیجائیگی کہ جب اُسکا حرام ہونا قطعی دلیل سے ثابت ہو اور اگر اخبار آحاد سے ثابت ہوا تو تکفیر نہ کیجائیگی یہ خلاصہ مین ہی - قال المترجم حرام چیزین بنظر اپنی ذات کے دو طرح کی ہوتی ہین ایک وہ جو بعینہ حرام ہین جیسے سور و کتا وغیرہ اور دیگر وہ ہین کہ لغیرہ حرام ہین پھر بنظر حرمت بھی دو قسمین ہین ایک وہ جو قطعی دلیل سے انکا حرام ہونا ثابت ہی جیسے شراب انگوری وغیرہ اور دوم وہ کہ انکے حرام ہونے پر اخبار آحاد وغیرہ ظنی دلیلین ہین اور نیز حلال کو حرام یا حرام کو حلال کہنا دو طرح پر ہی ایک یہ کہ جان بوجھکر کہتا ہی دوم یہ کہ جاہل ہی نہین جانتا ہی پھر جان بوجھ کر بھی دو طرح پر ہی ایک یہ کہ اعتقاد سے کہے دوم یہ کہ دل سے اعتقاد نہین ہی منہ سے کسی اپنے مطلب کے واسطے کہتا ہی - پس اگر بعینہ حرام کو جان بوجھکر حلال اعتقاد کیا تو کافر ہی اور باقی صورتین اوپر کی عبارت مذکورہ سے سمجھ لینا چاہیے - کسی شخص سے کہا گیا کہ تیرے نزدیک ایک حلال پسند ہی یا دو حرام پس اُسنے کہا کہ دونون مین سے جو جلد حاصل ہو جاوے تو اُسپر کفر کا خوف ہی اور اسی طرح اگر کہا کہ مال چاہیے خواہ حلال خواہ حرام تو بھی یہی حکم ہی - اور اگر کہا کہ جبتک حرام پاؤن حلال کے گرد نہ پھرون تو تکفیر نہ کیا جائیگا - اور اگر کسی فقیر کو مال حرام مین سے کچھ دیکر ثواب کی امید رکھی تو اُسکی تکفیر کیجائیگی - اور اگر فقیر نے یہ بات جان لی پھر دینے والے کو دعا دی اور دینے والے نے اُسکی دعا پر آمین کہی تو کافر ہوا - ایک شخص سے کہا گیا کہ تو حلال سے کھا یا کر پس اُسنے کہا کہ میرے نزدیک حرام اُس سے پسند ہی تو تکفیر کیا جائیگا - اور اگر اُسکے جواب مین یون کہا کہ تو اس جہان مین ایک بھی حلال کھانے والا لے آ تا کہ مین اسکو سجدہ کرون تو تکفیر کیا جائیگا - اور اگر کسی سے کہا گیا کہ حلال کھا پس اُسنے کہا کہ مجھے حرام چاہیے ہی تو تکفیر کیا جائیگا یہ محیط مین ہی - کسی فاسق شرابخوار کے لڑکے نے شراب پی پس اُسکے اقارب نے آکر اُسپر درم نثار کیے تو سب کافر ہو جاوینگے اور اگر اُسکو بشارت نہ دی ولیکن کہا کہ مبارک باد تو بھی کافر ہو جاوینگے - اور اگر کسی نے کہا کہ خمر یعنی شراب حرام کی حرمت قرآن سے نہین ثابت ہوئی ہی تو اُسکی تکفیر کیجائیگی - اور اگر کسی نے کہا کہ شراب کی حرمت قرآن شریف سے ثابت ہی اور باوجود اسکے وہ شراب پیتا ہی پس اس سے کہا گیا کہ تو کیون تو یہ نہین کرتا ہی اُسنے کہا کہ مان کے دودھ سے کوئی صبر کر سکتا ہی تو تکفیر نہ کیجائیگی اسلیے کہ یہ استفہام ہی یا یہ ہی کہ اُسنے دودھ و شراب کو یکسان پسند کیا

اور کتاب الحیض مصنفہ امام سرخسی مین مذکور ہی کہ اگر کسی نے اپنی جورو سے حالت حیض مین وطی کرنے کو حلال اعتقاد کیا تو اُسکی تکفیر کیجائیگی - اور اسی طرح اگر اپنی عورت سے لواطت یعنی کون مین جماع کرنے کو حلال اعتقاد کیا تو بھی یہی حکم ہی - اور نوادر مین امام محمد رح سے روایت ہی کہ ان دونون مسئلون مین تکفیر نہ کیجائیگی اور یہی صحیح ہی - ایک نے شراب پی اور کہا کہ خوشی اُسی کو ہی جو میری خوشی کے ساتھ خوش ہی اور نقصان و ٹوٹا اُسکو ہی کہ میری خوشی کے ساتھ خوش نہین ہی تو یہ کفر ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - اور اگر کسی نے افعال خلاف شرع مثل شرابخواری و قماربازی وغیرہ شروع کرنے کے وقت اپنے دوستون سے کہا کہ آؤ تو کچھ دیر اچھی زندگی کر لین تو اسکی تکفیر کیجائیگی - اور اسی طرح اگر شراب مین مشغول ہوا اور کہا کہ مسلمانی آشکارا کرتا ہون یا کہا کہ مسلمانی آشکارا ہوئی تو تکفیر کیجائیگی - اور اگر فاسقون مین سے ایک نے کہا کہ اگر اس شراب مین سے کچھ گر پڑے تو جبرئیل علیہ السلام اپنے پرون پر اُسکو اُٹھالین تو تکفیر کیا جائیگا - اگر کسی فاسق سے کہا گیا کہ تو ہر روز صبح اُٹھتا ہی کہ اللہ تعالی و خلق خدا کو ایذا دیتا ہی پس اُسنے کہا کہ اچھا کرتا ہون تو تکفیر کیا جائیگا - اگر کسی نے خلاف شرع گناہون پر چلنے کو کہا کہ یہ بھی ایک راہ و مذہب ہی تو تکفیر کیا جائیگا محیط مین ہی - اور تجنیس ناطقی مین مذکور ہی کہ اصح یہ ہی کہ تکفیر نہ کیا جائیگا یہ تاتارخانیہ مین ہی - کوئی شخص کسی صغیرہ گناہ کا مرتکب ہوا پس اُس سے کہا گیا کہ اللہ تعالی سے توبہ کر پس اُسنے کہا کہ مین نے کیا کیا ہی جو مجھے توبہ کرنی چاہیے تو تکفیر کیا جائیگا - یہ محیط مین ہی - اور اگر طعام حرام کھانے کے وقت کہا کہ بسم اللہ تو امام خواہرزادہ نے ذکر کیا کہ تکفیر کیا جائیگا اور اگر بعد فراغت کے الحمد للہ کہا تو بعض متاخرین نے کہا کہ تکفیر کیا جائیگا - اور اگر شراب کا پیالہ ہاتھ مین لیکر بسم اللہ کہکر پی جاوے تو بالاتفاق کافر ہوجائیگا اور اسی طرح اگر زنا کرنے کے وقت یا چوسر کے وقت کعبتین ہاتھ مین لیکر بسم اللہ کہکر شروع کرے تو کافر ہوجائیگا یہ فصول عمادیہ مین ہی - اور اگر دو آدمیون مین باہم سخت کلامی ہوئی پس ایک نے انمین سے کہا کہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ پس دوسرے نے کہا کہ لاحول کچھ کارآمد نہین ہی یا کہا کہ لاحول کو کیا کرون یا کہا کہ لاحول لا یغنی من جوع یا کہا کہ لاحول کو ثرید کے پیالہ مین نہین چور سکتے ہین یا کہا کہ بجاے روٹی کے لاحول کچھ فائدہ نہین دیتی ہی تو ان سب صورتون مین اسکی تکفیر کیجائیگی یہ ظہیریہ مین ہی - اور اسی طرح اگر تسبیح و تہلیل کے وقت کسی نے ایسی باتین کہین یعنی کسی نے تہلیل یا تسبیح کہی اور دوسرے نے اُسکی نسبت ایسے کلمات کہے تو بھی یہی حکم ہی اور اسی طرح اگر کسی نے کہا سبحان اللہ پس دوسرے نے کہا کہ تو نے سبحان اللہ کی آبرو کھوئی یا کہا کہ کھال کھینچ ڈالی تو یہ کفر ہی اور اگر کسی سے کہا کہ تو کہہ لا الہ الا اللہ پس اُسنے کہا کہ مین نہین کہونگا تو بعض مشائخ نے کہا کہ یہ کفر ہی اور بعض نے کہا کہ اگر اُس سے اُسکی یہ مراد ہی کہ تیرے حکم سے نہین کہونگا تو تکفیر کیجائیگی اور بعض نے کہا کہ مطلقاً تکفیر کیجائیگی اور اگر کہا کہ اس کلمہ کے کہنے سے تو نے کیا سرفرازی پائی تاکہ مین بھی کہون تو اسکی تکفیر کیجائیگی - ایک شخص نے چند مرتبہ چھینک لی پس حاضرین مین سے ایک شخص نے ہر بار جب اُسنے چھینک لی تو یرحمک اللہ کہا پھر اُسنے ایک چھینک لی پس اُسنے کہا کہ اس یرحمک اللہ کہنے سے میرا ناک مین دم آگیا یا کہا کہ میرا جی اُکتا گیا یا کہا کہ مین ملول ہوگیا تو بعض نے کہا کہ جواب صحیح کے موافق اُسکی تکفیر نہ کیجائیگی یہ محیط مین ہی - سلطان کو چھینک آئی پس ایک نے کہا کہ یرحمک اللہ پس کسی دوسرے نے کہا کہ سلطان کو واسطے ایسا مت کہہ تو یہ دوسرا تکفیر کیا جائیگا یہ فصول عمادیہ مین ہی - اب اُن کلمات کفر کا بیان ہی جو احوال قیامت و روز قیامت سے متعلق مین - اور جسنے انکار کیا روز قیامت کا یا جنت کا یا دوزخ کا یا میزان کا یا پل صراط کا یا اُن صحیفون کا جسمین

بندون کے اعمال لکھے مین تو تکفیر کیا جائیگا اور اگر قبرون وغیرہ سے مردے اُٹھائے جانے یعنی بعث کا انکار کیا تو بھی تکفیر کیا جائیگا اور اگر کسی شخص نے بعث کا اقرار کیا مگر اُس سے انکار کیا کہ بعینہٖ وہی جو تھا نہین اُٹھایا جائیگا تو اُسکی تکفیر نہ کیجائیگی ایسا ہی شیخ زاہد ابو اسحق کلاباذی نے ذکر کیا ہی یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور ابن سلام سے مروی ہی کہ اگر کسی نے کہا کہ مین نہین جانتا ہون کہ یہود و نصاریٰ جب اُٹھائے جاوینگے تو عذاب دوزخ مین ڈالے جاوینگے تو ہمارے مشایخ و مشایخ بلخ نے فتوے دیا کہ اُسکی تکفیر کیجاوے یہ عتابیہ مین ہی۔ اور اگر جنت مین داخل ہو کر دیدار الٰہی کے ہونے سے انکار کیا تو تکفیر کیا جائیگا۔ اور اگر عذاب القبر سے انکار کیا تو تکفیر کیا جائیگا اور اگر نبی آدم کے حشر ہونے سے انکار کیا تو تکفیر کیا جائیگا اور اگر سوائے نبی آدم کے اورون کے حشر ہونے سے انکار کیا تو تکفیر نہ کیا جائیگا اور اسی طرح اگر کہا کہ ثواب و عقاب فقط روح کو دیا جائیگا تو اُس سے بھی تکفیر نہ کیجائیگی یہ بحر الرائق مین ہی۔ ایک نے دوسرے سے کہا کہ گناہ مت کر کہ دوسرا جہان بھی ہی پس اُسنے کہا کہ اُس جہان کی کسنے خبر دی تو تکفیر کیا جائیگا۔ ایک شخص کا دوسرے پر قرضہ آتا ہی پس قرضخواہ نے کہا اگر نہ دیگا تو قیامت مین لے لونگا پس اُسنے کہا کہ قیامت برمی نا بدپس اگر اُسنے روز قیامت کی اہانت کی نیت سے کہا تو تکفیر کیا جائیگا۔ ایک نے دوسرے پر ظلم کیا پس مظلوم نے کہا کہ آخر قیامت ہست پس ظالم نے کہا کہ فلان خر قیامت اندر یعنے قیامت مین گدھے کا خایہ تو اُسکی تکفیر کیجائیگی یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ ایک نے اپنے قرضدار سے کہا کہ میرے درم دنیا مین دیدے کہ قیامت مین درم نہین ہونگے پس قرضدار نے کہا کہ لا اور مجھے دیدے اور اُس جہان مین لے لینا یا کہا کہ مین دیدونگا [یعنے قیامت کی درم مین ۱۲] تو شیخ فضلی نے جواب دیا کہ اُسکی تکفیر کیجائیگی اور ہمارے اکثر مشایخ کا بھی یہی قول ہی اور یہی اصح ہی۔ اور اگر کسی نے کہا کہ مجھے محشر سے کیا کام ہی یا کہا کہ مین قیامت سے نہین ڈرتا ہون تو اُسکی تکفیر کیجائیگی یہ خلاصہ مین ہی۔ اگر کسی نے اپنے مخاصم سے کہا کہ مین تجھ سے اپنا حق قیامت مین لے لونگا پس خصم نے کہا کہ تو اس انبوہ مین مجھے کہان پاویگا تو مشایخ نے اُسکی تکفیر مین اختلاف کیا ہی اور فتاوے ابو اللیث مین مذکور ہی کہ تکفیر نہ کیا جائیگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر کسی نے کہا کہ ہمہ نیکوئی بدین جہان باید بدان جہان ہرچہ خواہی باش یعنے تمام بھلائی اس جہان مین چاہیے اور وہان اُس جہان مین جو چاہے ہو تو تکفیر کیجائیگی یہ فصول عمادیہ مین ہی۔ ایک نے کسی زاہد سے کہا کہ بنشین تا از بہشت از ان سو نغتی یعنے بیٹھ تاکہ تو بہشت سے اُسطرف نہ جا پڑے تو اکثر اہل علم نے کہا کہ تکفیر کیا جائیگا۔ اگر ایک شخص سے کہا گیا کہ دنیا کو آخرت کی غرض سے چھوڑ دے اُسنے کہا کہ مین نقد کو اُدھار کے واسطے نہین چھوڑتا تو تکفیر کیا جائیگا مجموع النوازل کے نسخہ مین موجود ہی کہ کسی نے کہا کہ ہر کہ درین جہان بخرد بود بآنجہان چون کیسہ دریدہ بود یعنی جو شخص اس جہان مین بخرد ہوگا وہ اُس جہان مین ایسا ہوگا جیسے کسی کی ہمیانی کٹ گئی ہو تو شیخ ابو بکر محمد بن الفضل نے فرمایا کہ یہ امر آخرت پر طعن اور اسکا ٹھٹھول ہی پس کہنے والے کے حق مین موجب کفر ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر کہا کہ تیرے ساتھ دوزخ کو جاؤنگا مگر اندر نہ جاؤنگا تو تکفیر کیا جائیگا یہ خلاصہ مین ہی۔ اور اگر کہا کہ قیامت مین جناب رضوان کے سامنے کچھ رشوت نہ لیجائیگا وہ بہشت کا دروازہ نہ کھولیگا تو کافر ہو جائیگا یہ عتابیہ مین ہی جو امور شرع مین کرنے چاہیے مین اگر ایسے امور کے حکم دینے والے کی نسبت کہا کہ چہ غوغا آمد پس اگر اُسنے بطریق رد و انکار کے کہا تو اُسپر کفر کا خوف ہی۔ ایک نے دوسرے سے کہا کہ تو فلان شخص کے گھر جا کر اُسکو امر معروف کر یعنے امور شرعی کرنے کا حکم کر اور منہیات سے منع کر پس اُسنے جواب دیا کہ اُسنے میرا کیا کیا ہی یا کہا کہ مجھے اس سے آزار کی کیا وجہ ہی یا کہا کہ مین نے عافیت اختیار کرلی ہی

مجھے اس فضول حرکت سے کیا کام ہی تو یہ سب الفاظ کفر ہین یہ فصول عمادیہ مین ہی- اور اگر کسی سے کہا کہ فلان کو مصیبت پہونچی
یا جسکا کوئی مر گیا ہی اُس سے کہا کہ تجھے بڑی مصیبت پہونچی تو بعض مشائخ بلخ نے فرمایا کہ کہنے والے کی تکفیر کیجائیگی اور بعض
مشائخ نے کہا کہ تکفیر نہ کیجائیگی ولیکن یہ خطای عظیم ہی اور بعضون نے فرمایا کہ نہ کفر ہی اور نہ خطا ہی اور اسی طرف حاکم عبد الرحمن
اور قاضی ابو علی سغدی نے میل کیا ہی اور اسی پر فتوے ہی قال المترجم یہی اصح ہی وقد ورد فی الصحیح الاسترجاع مافی مثل طفو السراج
فکیف فیمن مات لہ میت وقد قال تعہ وبشر الصابرین الذین اذا اصابتہم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون ثم لو لم یسترجع لم تحق
نعم الثواب من قولہ تعہ اولئک علیہم صلوات من ربہم ورحمۃ فما قالوا انما یحمل علی ما اذا قال ذلک عما منہ الظلم فیما وقع ولکن ہذا الکفر صریح لا
ینبغی ان یختلف فیہ فلیتامل- اور اگر عزادار سے کہا کہ ہر چہ از جان وی بکاست بر جان تو زیادت باد جو کچھ اُسکی جان سے گھٹا ہو تیری
جان پر بڑھ جاوے تو کہنے والے کے کفر کا خوف ہی یا کہا کہ زیادت کناد تیری جان پر زیادتی کرے تو یہ خطا و جہل ہی
اور اسی طرح اگر کہا کہ از جان فلان بکاست و بجان تو پیوست یعنی فلان کی جان سے گھٹی و تیری جان کو ملی تو بھی یہی
حکم ہی- اور اگر کہا کہ وہ مرا اور جان تجھے سپرد کر دی تو تکفیر کیا جائیگا- ایک شخص اپنے مرض سے چنگا ہو گیا پس
دوسرے نے کہا کہ فلان خر باز فرستاد تو یہ کفر ہی- اور اگر کوئی بیمار رہا اور اُسکا مرض سخت ہو گیا اور برابر بیمار دائمی ہوا
پس اُسنے خدای تعالی سے کہا کہ اگر چاہے تو مجھے مسلمان وفات دے اور چاہے تو مجھے کافر وفات دے تو اللہ تعالی
سے کافر و اپنے دین سے مرتد ہو جائیگا قال المترجم عبارت اصل یہ ہی فقال المریض ان شئت توفنی مسلما وان شئت
توفنی کافرا یصیر کافرا باللہ مرتدا عن دینہ واقول ہذا کانہ تصحیف واصل العبارۃ ہکذا کہ ای خدا تو مجھے وفات دے
چاہے مسلمان و چاہے کافر ای توفنی ان شئت مسلما وان شئت کافرا اسواسطے کہ صورت اول مین احتمال ہی کہ خاتمہ
علی مشیت اللہ تعہ ہی خواہ باسلام یا بکفر اگرچہ اللہ تعالی کی رضا بر کفر نہین ہی وہذا کما قالوا فی قولہ تعالی ولو شاء اللہ لجمعہم
علی الہدی ونحوہ واما الثانی فانہ محکوم بہذا الحکم جدا فافہم- اور اسی طرح اگر کوئی شخص طرح طرح کی مصیبتون مین مبتلا
ہوا پس اُسنے کہا کہ تونے میرا مال لیا اور میری اولاد لی اور چنین وچنان لیا پس وہ کیا ہی کہ اسکو کریگا یا وہ کیا باقی رہا ہی
کہ تونے اسکو نہین کیا یا مثل اسکے اور الفاظ کہے تو وہ کافر ہوا یہ محیط مین ہی- اب اُن الفاظ کفر کا بیان ہی جو متعلق بہ تلقین
کفر و حکم بارتداد و تعلیم کفر ہین اور متعلق بتشبہ بکفار وغیرہ از اقرار صریح وکنایہ ہین- اگر کسی نے دوسرے کو کلمہ کفر تلقین کیا
تو مرد مذکور کافر ہو جائیگا اگرچہ بطور لعب کے ہو- اور اسی طرح اگر کسی مرد نے دوسرے کی عورت کو حکم دیا کہ مرتد ہو کر
اپنے شوہر سے بائنہ ہو جا تو یہ حکم دینے والا کافر ہو جائیگا ایسا ہی امام ابو یوسف سے مروی ہی اور امام اعظم رحہ سے مروی
ہی کہ جسنے دوسرے کو کافر ہونے کا حکم کیا تو خود کافر ہو جائیگا خواہ مامور نے کفر کیا یا نہ کیا- فقیہ ابو اللیث نے کہا کہ اگر کسی
نے دوسرے کو کلمہ کفر سکھلایا تو جبکہ اسکو کلمہ کفر سکھلایا اور ارتداد کا حکم کیا تو کافر ہو جائیگا اور اسی طرح اگر کسی عورت کو
کلمہ کفر سکھلایا تو جبھی کافر ہوگا کہ جب اُسکو مرتد ہو جانے کا حکم کیا ہو یہ فتاوے قاضیخان مین ہی- امام محمد رحہ نے فرمایا
کہ اگر کسی نے دوسرے پر مانند اسکے عضو یا جان وغیرہ تلف کرنے کی تخویف کے ساتھ اکراہ کیا کہ کلمہ کفر زبان سے
کہے پس اُسنے کلمہ کفر زبان سے نکالا تو اسمین کئی صورتین ہین اول آنکہ اُسنے زبان سے کلمہ کفر کہا حالانکہ اسکا دل
ایمان سے مطمئن ہی اور اُسکی خاطر مین کوئی شی سوائے اس چیز کے جسپر اکراہ کیا ہی نہین گذری یعنے زبان سے کلمہ کفر
کہے تو اسصورت مین اُسکے کفر کا حکم نہ کیا جائیگا نہ قضاءً اور نہ فیما بینہ وبین اللہ تعالے اور وجہ دوم یہ کہ اس شخص نے

بیان کیا کہ میرے دل مین یہ خیال آیا تھا کہ مین اُسکو گذشتہ زمانہ مین اپنے کفر سے دروغ خبر دون پس مین نے اسی ارادہ سے زبان سے کلمۂ کفر نکالا اور اُسکے جواب تہدید سے بارادہ کفر مستقبل کے زبان سے کلمۂ کفر نہین نکالا تو ایسی صورت مین قاضی قضاءً اسکے کفر کا حکم دیگا حتی کہ اسکے اور اُسکی جورو کے درمیان تفریق کر دیگا اور وجہ سوم یہ کہ اُسنے کہا کہ میرے دل مین گذرا تھا کہ دروغ اسکو اپنے زمانہ گذشتہ کے کفر سے خبر دون ولیکن مین نے زبان سے نکالنے مین زمانہ ماضی کے اپنے کفر کی بطور دروغ خبر دینے کی نیت نہین کی بلکہ اُسکے جواب کلام پر کفر مستقبل کی نیت کی تو ایسی صورت مین یہ شخص قضاءً اور فیما بینہ وبین اللہ تعالی دونون طرح کافر ہو جائیگا۔ اور اگر کسی پر اکراہ کیا گیا کہ اس صلیب کی طرف نماز پڑھے پس اُسنے صلیب کے رخ نماز پڑھی تو اسمین تین صورتین ہین۔ اول آنکہ اُسنے کہا کہ میری خاطر مین کچھ نہین گذرا اگر مین نے صلیب کی طرف اکراہ کی وجہ سے مجبور ہوکر نماز پڑھی تو اس صورت مین قضاءً و فیما بینہ وبین اللہ تعالی اُسکی تکفیر نہ کیجائیگی اور اگر اُسنے کہا کہ میرے دل مین گذرا کہ مین اللہ تعالی کے واسطے نماز پڑھتا ہون اور مین نے صلیب کیواسطے نماز نہین پڑھی تو اسصورت مین بھی نہ قضاءً و نہ فیما بینہ وبین اللہ تعالی کسی صورت سے تکفیر نہ کیا جائیگا اور اگر اُسنے کہا کہ میرے دل مین گذرا کہ اللہ تعالی کے واسطے نماز پڑھون مگر مین نے اسکو ترک کیا اور صلیب کے واسطے نماز پڑھی تو اس صورت مین اُسکی تکفیر کیجائیگی قضاءً اور فیما بینہ وبین اللہ تعالی یعنی دونون طرح سے تکفیر کیجائیگی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر کسی سے کہا گیا کہ بادشاہ کو سجدہ کر ورنہ ہم تجھکو قتل کرینگے تو افضل یہ ہی کہ قتل ہو جاوے اور سجدہ نہ کرے یہ فصول عمادیہ مین ہی۔ اور اگر عمداً کوئی شخص کلمۂ کفر بولا ولیکن اُسنے کفر کا اعتقاد نہین کیا تو بعض نے فرمایا کہ تکفیر نکیا جائیگا اور بعض نے فرمایا کہ تکفیر کیا جائیگا اور میرے نزدیک یہی صحیح ہی یہ بحر الرائق مین ہی۔ اور جو شخص کلمہ کفر بولا حالانکہ وہ نہین جانتا ہی کہ یہ کلمہ کفر ہی مگر اُسنے اپنے اختیار سے یہ لفظ کہا ہی تو عامہ علماء نے کہا کہ اُسکی تکفیر کیجائیگی اور نادانستگی کا عذر مقبول نہ ہوگا مگر بعضے علما نے اسکی تکفیر کیے جانے مین اختلاف کیا ہی یہ خلاصہ مین ہی ہزل کرنے والے اور استہزاء کرنے والے نے اگر از راہ استخفاف و استہزاء و مزاح کے کلمۂ کفر کہا تو سب کے نزدیک کفر ہوگا اگرچہ اسکا اعتقاد اسکے خلاف ہو اور اگر کوئی شخص خطا سے کلمۂ کفر بولا مثلاً اسکا ارادہ تھا کہ ایسا لفظ بولے جو کفر نہین ہی پھر اسکی زبان خطا کر گئی اور اُسکی زبان سے کلمۂ کفر نکل گیا تو سب کے نزدیک یہ کفر نہ ہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ اور اگر مجوس کی ٹوپی اپنے سر پر رکھی تو صحیح قول کے موافق اُسکی تکفیر کیجائیگی الا آنکہ بضرورت بغرض گرمی یا سردی دفع کرنے کے ایسا کیا ہو تو تکفیر نہ ہوگی۔ اور اگر اپنی کمر مین زنار باندھی تو بھی تکفیر کیا جائیگا لیکن اگر لڑائی مین مسلمانون کے واسطے بھید لانے گیا اور باندہ گیا تا کہ کافر لوگ دھوکا کھاوین تو تکفیر نہ کیا جائیگا۔ واگر کسی نے کہا کہ مجوس بہتر ہین اس چیز سے جسمین ہم ہین یعنی ہمارے فعل سے فعل مجوس اچھا ہی یا کہا کہ مجوسیت سے نصرانیت بہتر ہی تو تکفیر کیا جائیگا اور اگر کہا کہ نصرانیت سے مجوسیت بدتر ہی تو تکفیر نہ کیا جائیگا۔ اور اگر کہا کہ یہودیت سے نصرانیت بہتر ہی تو تکفیر کیا جائیگا یا کسی عامل سے کہا کہ جو تو کرتا ہی اس سے کفر بہتر ہی تو بعض کے نزدیک مطلقاً تکفیر کیا جائیگا اور فقیہ ابو اللیث نے کہا کہ جبھی تکفیر کیا جائیگا کہ اُسنے تحسین کفر کا قصد کیا ہو اور اگر اس شخص کے فعل کی تقبیح بیان کرنی منظور ہو تو تکفیر نہ کیا جائیگا اور اگر مجوسیون کے نوروز مین نکلا تا کہ جو وہ لوگ اس روز کرتے ہین اسمین انکے ساتھ موافقت کرے تو تکفیر کیا جائیگا اور اگر نوروز کے دن کوئی چیز ایسی خریدی جسکو عادت کے موافق اور دنون مین نہین خریدتا تھا آج

بغرض تعظیم نوروز کے نہ بغرض کھانے پینے کے اسکو خریدا تو تکفیر کیا جائیگا اور اگر کسی نے نوروز کے دن مشرکون کو بغرض
تعظیم نوروز کے ہدیہ بھیجا اگرچہ ایک انڈا ہو تو تکفیر کیا جائیگا اور اگر ایسے مجوسی کی دعوت قبول کی جسنے اپنے لڑکے کا سر منڈایا
ہی تو تکفیر نہ کیا جائیگا اور اگر امر کفار کی تحسین کرتا ہی تو بالاتفاق تکفیر کیا جائیگا ستے کہ مشائخ نے فرمایا کہ اگر کسی نے کہا کہ کھانے
کے وقت مجوس کا خاموش رہنا کلام ترک کرنا اچھا ہی یا حالت حیض مین مجوسیون کا عورت کے ساتھ نہ لیٹنا اچھا ہی تو وہ
کافر ہی یہ بحر الرائق مین ہی - اور اگر کسی انسان کے واسطے تعظیماً بروقت خلعت جانور ذبح کیا یا حلوا وغیرہ بنایا تو
شیخ الاسلام ابوبکر رح نے فرمایا کہ یہ کفر ہی اور ذبح کیا ہوا جانور مردار ہی کہ اسکا کھانا حلال نہین ہی اور شیخ اسمعیل زاہد نے
فرمایا کہ اگر گاے یا اونٹ جو ناب مین حاجیون یا غازیون کی آمد کے واسطے ذبح کیا تو علماء کی ایک جماعت نے فرمایا
کہ یہ کفر ہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہی - اگر ایک عورت نے اپنی کمر مین ڈورا باندھا اور کہا کہ یہ زنار ہی تو تکفیر کیجایگی
یہ خلاصہ مین ہی - ایک نے دوسرے سے فارسی مین کہا کہ گبر گی بہ ازین کار کہ تو میکنی یعنے کافر ہونا اس کام سے جو تو کرتا ہی
بہتر ہی تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر اس شخص کے فعل کی تقبیح کا قصد کیا ہی تو کفر نہ ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - ایک نے
کہا کافری کردن بہ از خیانت کردن یعنے چوری کرنے سے کافری کرنا بہتر ہی تو اکثر علماء کے نزدیک اسکی تکفیر کیجائیگی کذا فی المحیط
اور شیخ ابو القاسم صفار نے بھی اسی پر فتوے دیا ہی یہ خلاصہ مین ہی - ایک نے اپنی جورو کو مارا پس جورو نے کہا کہ تو مسلمان
نہین ہی پس مرد نے کہا کہ ہب انی است مسلم یعنے مانا کہ مین مسلمان نہین ہون تو شیخ ابوبکر محمد بن الفضل نے فرمایا کہ اس سے کافر
نہو جائیگا - اور ہمارے بعض اصحاب سے منقول ہی کہ اگر کسی سے کہا گیا کہ کیا تو مسلمان نہین ہی اسنے کہا کہ نہین تو یہ کفر ہی
یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ تجھے کچھ حمیت نہین ہی اور نہ دین اسلام ہی کہ تو
اجنبیون کے ساتھ مجھے خلوت مین چھوڑنے پر راضی ہوتا ہی پس شوہر نے کہا کہ مجھے حمیت نہین ہی اور نہ دین اسلام ہی
تو بعض نے فرمایا کہ اسکی تکفیر کیجائیگی - ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ او کافرہ او یہودیہ او مجوسیہ پس عورت نے کہا کہ مین
ایسی ہی ہون یا کہا کہ مین ایسی ہی ہون مجھے طلاق دیدے یا کہا کہ اگر مین ایسی نہ ہوتی تو تیرے ساتھ کیون رہتی یا کہا کہ
اگر مین ایسی نہ ہوتی تو تیرے ساتھ صحبت نہ رکھتی یا کہا کہ تو مجھے نہ رکھتا تو اسکی تکفیر کیجائیگی اور اگر یون کہا کہ اگر مین ایسی ہون تو
تو مجھے مت رکھ تو اسکی تکفیر نہ کیجائیگی اور بعضون نے کہا کہ اس صورت مین بھی تکفیر کیجائیگی مگر اول اصح ہی اور اسی پر شیخ جمال الدین
نے فتوے دیا ہی - و علی ہذا اگر عورت نے شوہر کو کہا کہ ای کافر ای یہودی ای مجوسی پس شوہر نے کہا کہ مین ایسا ہی ہون تو
مجھ سے الگ ہو یا کہا کہ اگر مین ایسا نہ ہوتا تو تجھے نہ رکھتا تو اسکی تکفیر کیجائیگی - اور اگر یون کہا کہ اگر مین ایسا ہون تو تو میرے
ساتھ مت رہ تو اسمین اختلاف ہی اور اصح یہ ہی کہ اسکی تکفیر نہ کیجائیگی - اور اگر یون کہا کہ یک رہ کہ چنینم با من مباش تو ظاہر یہ ہی
کہ اسکی تکفیر کیجائیگی اور بعض نے فرمایا کہ نہین تکفیر کیجائیگی - اور اگر کسی اجنبی سے کہا کہ ای کافر ای یہودی پس اسنے کہا کہ ایسا ہی
ہون میرے ساتھ صحبت نہ رکھ یا کہا کہ اگر مین ایسا نہ ہوتا تو تیرے ساتھ صحبت نہ رکھتا - خلاصہ آنکہ آخر تک وہی الفاظ بیان
ہین جو ہمنے اوپر بیان کیے ہین تو انکا حکم بھی اسی طرح ہوگا جیسا ہم نے جورو و مرد کے درمیان ایسے الفاظ جاری ہونے
کی صورت مین بیان کیا ہی یہ محیط مین ہی - ایک شخص نے کسی فعل کا ارادہ کیا پس اسکی جورو نے کہا کہ تو کافر ہوا اگر
ایسا فعل کرے مگر مرد نے نہ مانا اور وہ فعل کیا تو تکفیر نہ ہوگی اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ ای کافرہ پس عورت نے کہا کہ
نہین بلکہ تو ہی یا عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ او کافر پس شوہر نے کہا کہ نہین بلکہ تو ہی تو ان دونون مین تفریق

واقع نہ ہوگی ایسا ہی فقیہ ابو اللیث نے اپنے فتاوے مین ذکر کیا ہی - ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ جون مغ ناپاک بدبخت
آگندہ شدہ پس شوہر نے کہا کہ تو اتبک اتنی مدت آتش پرست کے ساتھ رہی یا کہا کہ تو اتنی مدت آتش پرست کے ساتھ کیون رہی تو
یہ شوہر کی طرف سے کفر ہی اور اگر شوہر نے عورت سے کہا کہ دمغرانہ پس عورت نے کہا کہ پھر تو نے اتنی مدت مغرانہ کو رکھا ہی یا کہا کہ مغرانہ کو
کیون رکھا ہی تو یہ عورت کی طرف سے کفر ہی - اور اگر اجنبیہ عورت سے یا کافرہ یا اجنبی مرد سے کہا کہ او کافر اور جس سے کہا ہی اُسنے کچھ نہ کہا یا اپنی
جورو سے کہا کہ او کافرہ اور عورت نے کچھ نہ کہا یا جورو نے اپنے شوہر سے کہا کہ او کافر اور شوہر نے کچھ نہ کہا تو فقیہ ابو بکر اعمش
بلخی فرماتے تھے کہ کہنے والا تکفیر کیا جائیگا اور دیگر مشائخ نے فرمایا کہ تکفیر نہ کیا جائیگا - اور فتوے کے واسطے اس جنس کے
مسائل مین مختار یہ ہی کہ ایسے کلمات کے کہنے والے نے اگر اسکو بُرا کہنے کی نیت کی اور در واقع اسکو کافر اعتقاد نہین کیا ہی
تو اسکی تکفیر نہ کیجائیگی اور اگر در واقع اسکو کافر اعتقاد کر کے اپنے اعتقاد کے موافق اسکو ان کلمات سے مخاطب کیا تو اسکی تکفیر
کیجائیگی یہ ذخیرہ مین ہی - ایک عورت نے اپنے فرزند سے کہا کہ اے مغ بچہ یا اے کافر بچہ یا اے یہودی بچہ تو اکثر علما نے فرمایا کہ یہ کفر ہوگا
اور بعضون نے کہا کہ کفر ہوگا اور اگر مرد نے اپنے فرزند کے واسطے ایسے الفاظ کہے تو اسمین بھی اختلاف ہی اور اصح
یہ ہی کہ اگر مرد مذکور نے اپنے نفس کا ارادہ نہین کیا ہی تو تکفیر نہ کیجائیگی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی - اور اگر اپنے جانور کی
نسبت کہا کہ اے کافر خداوند تو بالاتفاق تکفیر نہ کیا جائیگا - اور اگر کسی دوسرے سے کہا کہ اے کافر اے یہودی اے مجوسی
پس اُسنے کہا کہ لبیک یعنے جی ہان تو وہ تکفیر کیا جائیگا اور اسی طرح اگر کہا کہ آرے چنین گیر یعنی ہان ایسا ہی جان لے
تو اس کی تکفیر کیجائیگی - اور اگر اس دوسرے نے کہا کہ خود تو ہی ہی یا کچھ نہ کہا بلکہ خاموش رہا تو تکفیر نہ کیا جائیگا - اور اگر
کسی سے کہا کہ مجھے اپنے کافر ہو جانے کا خوف تھا تو تکفیر نہ کیا جائیگا اور اگر یون کہا کہ تو نے مجھے یہان تک پہونچایا
کہ مین نے چاہا کہ کافر ہو جاؤن تو تکفیر کیا جائیگا - ایک نے کہا کہ یہ زمانہ مسلمانی اختیار کرنے کا نہین ہی زمانہ کافری کا ہی
تو بعض نے فرمایا کہ تکفیر کیا جائیگا اور صاحب محیط نے فرمایا کہ میرے نزدیک یہ حکم ٹھیک نہین ہی قال المترجم ہمارے زمانہ
مین اگر کسی نے ایسا کہا تو اسپر کفر کا خوف ہی جیسے ہمارے زمانہ مین جو شخص اپنے دل و اعتقاد سے راست اسلام و رضاے
حق عز و جل کے موافق زندگی بسر کر جاوے اور اللہ تعالی اُسکا خاتمہ بخیر کرے وہ امید ہی کہ مستحق ثواب جمیل و جزاے
جزیل ہوگا ثبتنا اللہ تعالی ایانا و اہل الاسلام برحمتہ و رافتہ منہ تعالی علی الصراط القویم بتوفیق الخیر و ہو علی کل شیٔ قدیر - اور واقعات ناطفی
مین لکھا ہی کہ مسلم و مجوسی دونون کسی مقام پر یکجا جمع تھے پس کسی نے مجوسی کو پکارا کہ اے مجوسی پس مسلمان نے اسکو جواب
دیا تو شیخ نے فرمایا کہ اگر اس پکارنے والے کے کسی ایک ہی کام مین دونون لگے ہوئے ہون پس مسلمان نے یہ گمان
کرکے کہ وہ اس کام کے واسطے پکارتا ہی جواب دیا ہو تو مسلمان مذکور پر کفر لازم نہ آویگا اور اگر دونون ایک ہی کام مین
لگے نہ ہون تو اسپر کفر کا خوف ہی - اگر کسی مسلمان نے کہا کہ مین ملحد ہون تو تکفیر کیا جائیگا اور اگر اُسنے عذر کیا کہ مین
یہ جانتا تھا کہ یہ کفر ہی تو اسکا یہ عذر قبول نہ ہوگا - ایک نے کوئی بات کہی کہ قوم نے یہ زعم کیا کہ یہ کفر ہی حالانکہ درحقیقت
وہ کفر نہین ہی پس اس سے کہا گیا کہ تو کافر ہوا اور تیری جورو پر طلاق واقع ہوگئی پس اُسنے کہا کہ کافر شدہ گیر یعنے
کافر ہوا ہی سمجھ لے تو کافر ہو جائیگا اور اُسکی جورو اس سے بائنہ ہو جائیگی یہ فصول عمادیہ مین ہی - تتمیہ مین ہی کہ مین نے
اپنے والد سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے کہا کہ مین فرعون ہون یا ابلیس ہون تو فرمایا کہ ایسی صورت مین کافر
کہا جائیگا یہ تاتارخانیہ مین ہی - ایک شخص نصیحت کنندہ نے کسی فاسق کو نصیحت کی اور اسکو توبہ کی طرف رجوع کرنیکو

جاتا پس اس فاسق نے کہا کہ ازپس انیمہ کلاہ مغان برسر نہم یعنی ان سب کے بعد آتش پرستون کی ٹوپی اپنے سر پر رکھونگا تو تکفیر کیا جائیگا۔ ایک نے اپنے خاوند سے کہا کہ تیرے ساتھ رہنے سے کافر ہونا بہتر ہی تو اس عورت کی تکفیر کیجائیگی اگر کسی نے کہا کہ ہرچہ مسلمانی کردہ ام ہمہ بکافران دادم یعنے جو کچھ مین نے مسلمانی کی ہے وہ سب کافرون کو دیدی بشرطیکہ فلان کام کرون پھر اس شخص نے فلان کام کیا تو اسکی تکفیر نہ کیجائیگی اور اسپر کفارہ قسم بھی لازم نہ آویگا۔ ایک عورت نے کہا کہ مین کافر ہون اگر ایسا کام کرون تو شیخ امام ابوبکر محمد بن الفضل نے فرمایا کہ فی الحال کافر ہوکر اپنے شوہر سے بائنہ ہوجائیگی اور شیخ علی سعدی نے فرمایا کہ یہ تعلیق و یمین ہے اور کفر نہین ہے قال المترجم قول شیخ علی سعدیؒ اصح ہے۔ اور اگر کسی عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ اگر تو نے اسکے بعد مجھپر جفا کی یا ایذا دی یا کہا کہ اگر تو نے میرے واسطے فلان چیز نہ خریدی تو مین کافرہ ہوجاؤنگی تو نے ... ال کافرہ ہوجائیگی یہ فصول عمادیہ مین ہے۔ ایک نے کہا کہ کنت مجوسیا الاان اسلمت اور یہ اسنے بر بیل تمثیل کہا اور اسکا اعتقاد نہین کیا تو اسکے کفر کا حکم دیدیا جائیگا۔ اور شمس الائمہ حلوائی نے فرمایا کہ اگر کسی کے واسطے تحیہ کا سجدہ کیا یعنے عبادت کا سجدہ نہین کیا تو اسکی تکفیر نہ کیجائیگی قال المترجم یعنے قریب بکفر ہے اگرچہ تکفیر نہ کیجائیگی یہ سراجیہ مین ہے اور خزانہ مین لکھا ہے اگر زید نے عمر سے کہا کہ اللہ تعالی عزوجل تجھ سے مسلمانی الگ کرے اور بکر نے کہا کہ آمین تو یہ دونون کافر ہوجاوینگے۔ ایک شخص نے دوسرے کو اذیت دی پس اسنے کہا کہ مین مسلمان ہون مجھے مت رنج دے پس اس ایذا دینے والے نے کہا کہ چاہے مسلمان رہ چاہے کافر تو تکفیر کیا جائیگا اور اسی طرح اگر کہا کہ اگر کافر ہوگا تو میرا کیا نقصان ہے تو بھی اسپر کفر لازم ہوگا یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ کوئی کافر مسلمان ہوا اور مسلمانون نے اسکو چیزین اور مال و متاع دیا پس کسی مسلمان نے کہا کہ کاش مین کافر ہوتا تاکہ مسلمان ہوجاتا اور لوگ مجھے بھی چیزین دیتے یا فقط دل سے اس امر کی تمنا کی تو وہ کافر ہوجائیگا ایسا ہی بعضے مشائخ سے منقول ہے۔ اگر کسی نے تمنا کی کہ کاش اللہ تعالی نے شراب حرام نہ کی ہوتی تو اسکی تکفیر نہ کیجائیگی اور اگر یہ تمنا کی کہ کاش اللہ تعالی نے حرام نہ کیا ہوتا ظلم یا زناکاری یا ناحق قتل کردینا تو کافر ہوجائیگا اسواسطے کہ یہ چیزین کسی وقت مین حلال نہین تھین پس اول صورت مین اسنے ایسی چیز کی تمنا کی جو مستحیل نہین ہے اور دوسری صورت مین ایسی چیز کی تمنا کی جو مستحیل ہے اور علی ہذا اگر یہ تمنا کی کہ بھائی و بہن کا نکاح حرام نہ ہوتا تو تکفیر نہ کیا جائیگا اسواسطے کہ ابتدا مین یہ حلال تھا مستحیل نہین ہے اور حاصل یہ ہے کہ جو چیز کسی وقت مین حلال تھی پھر وہ حرام ہوگئی ہے پس اسکی نسبت تمنا کی کہ کاش حرام نہ ہوتی تو تکفیر نہ کیا جائیگا۔ اگر کسی مسلمان نے کوئی نصرانیہ خوبصورت دیکھکر تمنا کی کہ کاش مین نصرانی ہوتا تاکہ اس سے نکاح کرلیتا تو اسکی تکفیر کیجائیگی یہ محیط مین ہے۔ ایک نے دوسرے سے کہا کہ حق کے ساتھ تو میری مددگاری کر پس اس دوسرے نے کہا کہ حق کے ساتھ تو ہر کوئی مددگاری کرتا ہے مین ناحق کے ساتھ تیری مددگاری کرونگا تو تکفیر کیا جائیگا یہ فصول عمادیہ مین ہے قال المترجم اصل عبارت یہ ہے مرا حق یاری دہ فقال ذلک الغیر بحق ہر کس یاری دہد من ترا بناحق یاری دہم یکفر کذا فی الفصول مگر مین اسکی وجہ نہین سمجھتا ہون الا آنکہ مراد بواسطہ حق یا باین قسم مراد ہو واللہ اعلم۔ ایک شخص نے دوسرے سے جس سے جھگڑا کر رہا ہے کہا کہ تو ہر روز اپنے مثل اور وہ مٹی کے بنائے یا مٹی کے نہ کہا پس اگر اسکی مراد مثل سے مثل من حیث الخلقۃ ہے تو تکفیر کیا جائیگا اور اگر یہ مراد ہے کہ اپنے سے کئی گونہ جمع کرے مجھے کچھ ڈر نہین ہے مثلاً تو اسکی تکفیر نہ کیجائیگی اور ہمارے زمانہ مین اسی جنس کا ایک واقعہ ہوا کہ کسی کسان یا مالی نے کہا کہ مین نے یہ درخت

پیدا کیا ہی پس بالاتفاق سب مفتیون نے جواب دیا کہ اُسکی تکفیر نہ کیجائیگی اسواسطے کہ پیدا کرنے سے اس مقام پر عادت
کے موافق پیٹ لگانا مراد ہی حتے کہ اگر اُسنے حقیقت پیدائش مراد لی ہو تو تکفیر کیا جائیگا قال یہ ہمارے عرف کے خلاف ہی
ہان اگر یہ کہا کہ میرا جمایا ہوا ہی یا اُگا یا ہوا ہی تو البتہ یہ جواب ہو سکتا ہی کیونکہ پیدا کیا ہوا بمعنی لگایا ہوا ہمارے عرف مین
نہین ہی فافہم واللہ اعلم۔ اور اگر کسی نے کہا کہ ہے وار کارکنیم و آزادوار بخوریم یعنے مسافرون کی طرح کار کرونگا
اور آزادون کی طرح کھاؤنگا تو بعض نے فرمایا کہ یہ خطای کلام ہی اور وہی ایسا کلام بولتا ہی جو اپنا رزق اپنی
کمائی سے جانتا ہی قال المترجم ہمارے نزدیک اسمین کم خوف ہی ہان اگر اسکی یہ نیت ہو کہ روزی میری کمائی سے ہی
تو تکفیر کیا جائیگا۔ اور اگر کسی نے کہا جبتک فلان بجاسے خود موجود ہی یا جبتک کہ میرا یہ روپیہ کا بازو سلامت ہی
مجھے روزی کی کچھ کمی نہین ہی تو بعض مشائخ نے فرمایا کہ تکفیر کیا جائیگا اور بعض مشائخ نے فرمایا کہ اسپر کفر کا خوف ہی۔ اور اگر کسی نے
کہا کہ درویشی بدبختی ہی تو یہ خطای عظیم ہی۔ اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ ایک سجدہ خدا کو کر اور ایک سجدہ مجھکو تو بعض نے کہا کہ اسکی
تکفیر کیجائیگی قال المترجم یعنے کمال سخت قریب بہ کفر ہی ولیکن تکفیر نہ کیجائیگی۔ اور شیخ ابو بکر رحمہ اللہ سے دریافت
کیا گیا کہ ایک شخص شطرنج کھیلتا ہی پس اسکی جورو نے کہا کہ تو شطرنج نہ کھیلا کر اسواسطے کہ مین نے عالمون سے
سنا ہی کہ انھون نے کہا کہ جو شطرنج کھیلے وہ دشمنان خدای تعالے سے ہی پس شوہر نے فارسی مین کہا کہ اید ون
کہ من دشمن خدایم نشکیبم دینارم پس شیخ نے دریافت کرنے والے سے کہا کہ یہ سخت لفظ ہی ہمارے علماء کے قول پر
چاہیے کہ اپنی جورو سے نکاح کی تجدید کرے اور اسکی جورو بائنہ ہوگئی اور دیگر مشائخ نے فرمایا کہ اُسکی تکفیر نہ کیجائیگی۔
اور شیخ عبد الکریم سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص ایک قوم سے جھگڑا کرتا تھا پس کہا کہ مین دس آتش پرستون
سے بڑھکر ستمگار ہون یا کہا کہ مین دس مجوسیون سے بڑھکر بد ہون تو فرمایا کہ اُسکی تکفیر نہ کیجائیگی اور اسپر لازم ہی کہ توبہ و استغفار
کرے۔ اور شیخ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص سے کہا گیا کہ یا ایک درم دے تاکہ مسجد کی عمارت مین صرف کیا جاوے
یا مسجد مین نماز کے واسطے حاضر ہو پس اُسنے کہا کہ مین نہ مسجد مین آؤنگا اور نہ درم دونگا مجھے مسجد سے کیا کام ہی اور وہ اسی
پر مصر ہی یعنے عمداً ایسا ہی کرتا ہی تو فرمایا کہ اُسکی تکفیر نہ کیجائیگی ولیکن اسکو تعزیر دیجاوے یہ محیط مین ہی۔ اور اگر کسی نے
چاند کے گرد ہالہ دیکھکر دعوے کیا کہ پانی برسیگا تو دعوے علم غیب سے تکفیر کیا جائیگا یہ بحر الرائق مین ہی۔ اور اگر نجومی نے
کہا کہ تیری جورو کے بیٹ رہا ہی پس اُسنے اُسکے قول کا اعتقاد کیا تو کافر ہوا یہ فصول عمادیہ مین ہی۔ اور اگر بہامہ نے
آواز کی پس کہا کہ مریض مرجاویگا یا کہا کہ بارگران ہونے والا ہی یا عقعق نے آواز کی پس سفر سے لوٹ پڑا تو مشائخ نے ایسے شخص
کے کفر مین اختلاف کیا ہی یہ خلاصہ مین ہی۔ امام فضلی سے دریافت کیا گیا کہ ایک نے دوسرے سے کہا کہ یا احمر یعنے اے
سرخ پس اُس شخص نے کہا کہ مجھے اللہ تعالی نے سیب کے گودے سے پیدا کیا ہی اور تجکو مٹی سے پیدا کیا ہی اور مٹی ایسی نہین
ہوتی ہی پس آیا تکفیر کیا جائیگا تو فرمایا کہ ہان اور نیز دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے ایسا قول کہا جو شرع مین ممنوع
ہی پس اُس سے ایک نے کہا کہ تو کیا کہتا ہی تجھپر کفر لازم آگیا اُسنے کہا کہ مین کیا کرونگا جب مجھپر کفر لازم آگیا پس آیا تکفیر
کیا جائیگا تو فرمایا کہ ہان۔ اور نیز دریافت کیا گیا کہ ایک شخص ضاد کی جگہ زا پڑھتا ہی اور اصحاب الجنۃ کی جگہ اصحاب الجنہ
پڑھتا ہی تو فرمایا کہ اُسکی امامت نہین جائز ہی اور اگر عمداً اُسنے ایسا کیا تو تکفیر کیا جائیگا۔ اور جامع اصغر مین مذکور ہی کہ شیخ
علی رازی فرماتے تھے کہ جو شخص اسطرح قسم کھایا کرتا ہی کہ مجھے اپنی زندگی کی قسم یا تیری زندگی کی قسم یا تیری جان یا سر

وغیرہ ایسے الفاظ کا استعمال کرنا ہی مین اُسکے حق مین کفر کا خوف کرتا ہون اور اگر کہا کہ رزق اللہ کی طرف سے ہی مگر بندہ کی طرف سے جنبش چاہتا ہی تو بعض نے کہا کہ یہ شرک ہی ایک نے کہا کہ مین ثواب وعذاب سے بری ہون تو بعض نے فرمایا کہ اُسکی تکفیر کیجائیگی - اور نوازل مین مذکور ہی کہ ایک نے کہا کہ جو فلان کہیگا وہی کرونگا اگرچہ سراسر کفر کہے تو اُسکی تکفیر کیجائیگی ایک نے فارسی مین کہا کہ از مسلمانی بیزارم یا مثلاً اردو مین کہا کہ مین مسلمانیت سے بیزار ہون تو بعض نے فرمایا کہ اُسکی تکفیر کیجائیگی - اور نقل ہی کہ مامون رشید بادشاہ کے وقت مین ایک فقیہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے ایک جولاہہ کو قتل کر ڈالا اسپر کیا واجب ہی اُسنے جواب دیا کہ تعزیت واجب ہی پس مامون رشید نے حکم دیا کہ اس فقیہ کو مارو چنانچہ اُسکے حکم سے یہان تک مارا گیا کہ مرگیا اور مامون نے کہا کہ یہ حکم شرع کے ساتھ استہزا ہی اور احکام شرعی سے استہزا کرنا کفر ہی یہ محیط مین ہی - اور اگر درویشی را گوید بدثر و سیاہ گلیم شدہ است تو یہ کفر ہی یہ عتابیہ مین ہی - اور اگر کسی نے ہمارے زمانہ کے سلطان کو کہا کہ عادل ہی تو اُسنے اللہ تعالیٰ سے کفر کیا[کمل پوشی و بدبختی است ۱۲] چنانچہ امام علم الہدی ابو منصور ماتریدی نے ایسا ہی فرمایا ہی اور بعض نے کہا کہ تکفیر نہ کیا جائیگا قال المترجم اگر ہمارے زمانہ کے بادشاہ کو بمعنی شرعی عادل قرار دیا تو بدرجہ اولے تکفیر کیا جاوے وہو الاصح - اور اگر جابرون مین سے کسی کو فارسی مین کہا کہ ای خدا ے تو تکفیر کیا جاوے اور اگر کہا کہ ای بار خدا تو تکفیر نہ کیا جاوے بنا بر قول اکثر مشائخ کے اور یہی مختار ہی کذا فی الخلاصہ قال المترجم ہماری زبان مین ان دونون سے تکفیر کیا جائیگا واللہ اعلم ولم اجد فیہ النص اصول الصفار مین مذکور ہی کہ شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ سے دریافت کیا گیا کہ جمعہ کے روز ممبر پر خطیب جو الفاظ بنسبت بادشاہ وقت کے پڑھا کرتے ہین مثلاً العادل الاعظم شہنشاہ اعظم مالک رقاب امم سلطان ارض اللہ مالک بلاد اللہ معین خلیفۃ اللہ پس آیا یہ الفاظ علی الاطلاق والتحقیق جائز ہین یا نہین تو فرمایا کہ نہین جائز ہین اسواسطے کہ انمین سے بعض الفاظ کفر ہین اور بعضے معصیت و دروغ ہین چنانچہ شہنشاہ کہ بدون وصف اعظم کے خصائص اسماء اللہ تعالیٰ سے ہی اور کسی بندہ کا وصف اس لفظ سے جائز نہین ہی اور مالک رقاب امم یہ محض دروغ ہی اور سلطان ارض اللہ و دیگر اسکے امثال سویہ علی الاطلاق محض دروغ ہین یہ تاتارخانیہ مین ہی - اور امام ابو منصور رح نے فرمایا کہ اگر کسی نے دوسرے کے روبرو زمین کو بوسہ دیا یا اسکے واسطے مثل رکوع کے پشت خم کرکے جھک گیا یا صرف اپنا سر آگے ڈال دیا تو اُسکی تکفیر نہ کیجائیگی - اسواسطے کہ اُسکی غرض اُسکی عبادت نہین ہی بلکہ تعظیم ہی اور دیگر مشائخ نے فرمایا کہ اگر کسی نے ان ظالمون مین سے کسی کیواسطے سجدہ کیا تو یہ کبیرہ گناہون مین ایک بڑا کبیرہ گناہ ہی اور آیا اُسکی تکفیر کیجاویگی تو بعض نے فرمایا کہ مطلقاً تکفیر کیجائیگی اور اکثرون نے فرمایا کہ اسمین چند صورتین ہین اول آنکہ اگر اُسنے عبادت کا قصد کیا تو تکفیر کیا جائیگا اور اگر تحیت کا قصد کیا تو تکفیر نکیا جائیگا بلکہ اسپر ایسا کرنا حرام ہی بشرطیکہ اُسکا ارادہ کفر کا نہو یہ اکثر عالمون کے نزدیک ہی اور رہا زمین کا بوسہ دینا تو یہ قریب سجدہ ہی فرق اتنا ہی کہ زمین کو بوسہ دینے مین اسقدر رخ وپیشانی کا زمین پر رکھنا نہین ہوتا ہی جیسے سجدہ مین ہی بلکہ کم ہی یہ ظہیریہ مین ہی - قال المترجم اصح یہ ہی کہ جو افعال کمال تعظیم کے واسطے موضوع ہین اور وہ وہی ہین جو مخصوص بعبادت الٰہی ہین اگر انکو کسی بندہ کے ساتھ برتے تو کفر کا حکم دیا جائیگا واللہ تعالیٰ اعلم - اور اگر کسی نے اعتقاد کیا کہ خراج سلطان کی ملک ہی تو کافر کہا جائیگا یہ بحر الرائق مین ہی - اور رسالہ صدر شہید مین ہی کہ اگر کسی نے دوسرے سے بدی کی پس اُسنے کہا کہ مین یہ بدی تیری طرف سے جانتا ہون نہ بحکم خدا ہی تو کافر ہوجائیگا اور نیز اس رسالہ مین مذکور ہی کہ مجموع النوازل مین لکھا ہی کہ اگر کوئی شخص شاہی خلعت پہنے و اسکی تہنیت کے وقت بغرض رضامندی بادشاہ کے اسکی قربانی کرے

تو کافر ہو جائیگا اور یہ قربانی مردار ہوگی اور اُسکا کھانا روا نہ ہوگا - اور ہمارے زمانہ مین ایک بات بہت شائع ہوگئی اور بہت مسلمانون کی عورتین اسمین مبتلا ہین اور وہ یہ ہی کہ جب بچون کے چیچک نکلتی ہی تو اس چیچک کے نام پر دیبی یا بھوانی ماتا ایک مورت مقرر کی ہی کہ اسکو پوجتے ہین اور بچون کے اچھے ہو جانے کی اس سے دعا کرتے ہین اور اعتقاد کرتے ہین کہ یہ پھر انکو اچھا کر دیتا ہی تو یہ عورتین اس فعل و اس اعتقاد سے کافر ہو جاتی ہین اور انکے شوہر جو انکے فعل سے رضامند ہین وہ بھی کافر ہو جاتے ہین قال اور جو نہین رضامند ہین انکا نکاح ٹوٹ جاتا ہی - اور دوسرے اسی جنس سے یہ ہی کہ پانی کے کنارے جاتی ہین اور اس پانی کو پوجتے ہین اور جو نیت رکھتی ہین اسکے موافق اس پانی کے کنارے بکرے کو ذبح کرتی ہین یہ پانی کے پوجنے والی اور بکرے کے ذبح کرنے والی سب کافر ہین اور یہ بکری مردار ہو جاتی ہی اسکا کھانا روا نہین ہی - اور اسیطرح جو گھرون مین ایک صورت بنا لیتی ہین جیسے بت پرستون کے پوجا کا معمول ہی کہ اسکی پرستش کرتی ہین اور بچہ پیدا ہونے کے وقت شنگرف سے نقش کرتی ہین اور روغن ڈالتی ہین اور اسکو بنام بھوانی کہتی ہین اور پوجتی ہین اور مثل اسکے جو باتین کرتی ہین ان سب سے کافر ہو جاتی ہین اور اپنے شوہرون سے بائن ہو جاتی ہین - اور اگر کوئی کہے کہ اس زمانہ مین جبتک خیانت نہ کرون اور جھوٹ نہ بولون تب تک دن نہین گذرتا ہی یلکہ جبتک تو خرید و فروخت مین جھوٹ بولے تب تک کھانے کو روٹی نہ پاویگا - یا کسی سے کہے کہ تو کیون خیانت کرتا ہی یا کیون جھوٹ بولتا ہی وہ کہے کہ بغیر اسکے چارہ نہین ہی تو ایسے تمام الفاظ سے کافر ہو جاتا ہی - اور اگر کسی سے کہین کہ جھوٹ نہ بولا کر اور وہ کہے کہ یہ بات لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ سے بھی زیادہ سچی ہی تو کافر ہو جائیگا - اور اگر کوئی غصہ مین ہو جاوے اور دوسرا کہے کہ کافر ہونا اس سے بہتر ہی تو کافر ہو جائیگا - اور اگر کوئی شخص ایسی بات کہے جو شرع مین ممنوع ہی اور دوسرا کہے کہ تو کیا کہتا ہی کہ تجھپر کفر لازم ہوتا ہی وہ کہے کہ تو کیا کریگا اگر مجھپر کفر لازم آوے تو کافر ہو جائیگا یہ تاتارخانیہ مین ہی - اور جس شخص کے دل مین ایسے امر کا خطرہ گذرا جو موجب کفر ہی پس اگر اس امر کو اُستے زبان سے کہا حالانکہ وہ اس سے بہت کراہت کرتا ہی تو یہ محض ایمان ہی - اور اگر کسی نے کفر کا مصمم ارادہ کیا اگرچہ سو برس کے بعد کفر کرنے کا ارادہ کیا ہو تو فی الحال کافر ہو جائیگا یہ خلاصہ مین ہی - اور اگر کسی نے بطوع خود اپنی زبان سے کفر کہا حالانکہ اسکا دل ایمان پر ہی تو کافر ہو جائیگا اور اللہ تعالے کے نزدیک وہ مومن نہ ہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہی - قال المترجم جن صورتون مین بالاتفاق تکفیر کیجاتی ہی وہان تو اسے ہی کہ توبہ کرکے رجوع کرے اور از سر نو نکاح کرے اور واضح ہو کہ جن صورتون مین کفر ہونے مین اختلاف ہی ان مین اُسکے مرتکب کو حکم کیا جائیگا کہ وہ تجدید نکاح کرے اور توبہ کرے اور اس سے رجوع کرے اور یہ بطریق احتیاط کے کہا جائیگا اور جن الفاظ مین یہ بیان کیا گیا ہی کہ وہ خطا ہین اور موجب کفر نہین ہی تو اسکے کہنے والے کو تجدید نکاح اور اس سے پھر جانے کا حکم نہ کیا جائیگا اگرچہ یہ کہا جائیگا کہ پھر ایسا نہ کہے کیونکہ گنہگار ہوگا یہ محیط مین ہی - اگر کوئی مسئلہ ایسا پیش آوے کہ اسمین کئی وجہین ایسی ہین کہ انکے لحاظ سے یہ حکم ہوتا ہی کہ تکفیر کیجاوے اور ایک وجہ ایسی بھی نکلتی ہی کہ تکفیر نہ کیجاوے یعنے شرعاً اسوجہ سے تکفیر سے بچ سکتا ہی تو مفتی کو لازم ہی کہ اسی وجہ کی طرف میل کرے جس سے تکفیر بچتی ہی یہ خلاصہ مین ہی - اور بزازیہ مین لکھا ہی کہ صورت تاویلی کیطرف جس سے تکفیر سے بچ سکتا ہی جبھی میل کریگا کہ جب تصریح نکی ہو اور اگر کہنے والے نے تصریح کردی اور صریح ایسا ارادہ بیان کر دیا جو موجب کفر ہی تو ایسی صورت مین تاویل کچھ فائدہ نہ دیگی یہ بحر الرائق مین ہی - پھر اگر کہنے والے کی نیت بھی وہی صورت تاویلی ہو جس سے تکفیر سے بچتا ہی تو وہ مسلمان رہا اور اگر کہنے والے کی

نیت ایسی درجہ ہو کہ وہ موجب تکفیر ہی تو اُسکو اس مفتی کا فتوے کچھ مفید نہ ہوگا بلکہ اُسکو انہی دیانت کی راہ سے لازم ہوگا کہ ایمان کی راہ ڈھونڈھے اور وہ یہ ہی کہ اسکو حکم کیا جائیگا کہ توبہ کر کے اُس سے رجوع کرے اور اپنی جورو سے ازسر نو اپنا نکاح کر لے یہ محیط مین ہی۔ مسلمان کو چاہیے کہ ہر صبح و شام اس دعا کے پڑھنے کو وظیفہ کر لے کہ یہ ایسے ورطون مین پڑنے سے بچاؤ کا سبب ہی کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وعدہ فرمایا ہی کہ جو ہر صبح و شام اسکا ورد رکھے وہ محفوظ رہیگا اور دعا یہ ہی اللھم انی اعوذ بک من ان اشرک بک شیئاً وانا اعلم واستغفرک لما لا اعلم[ف] یہ خلاصہ مین لکھا ہی

دسوان باب۔ باغیون کے بیان مین۔ اہل بغی ہر ایسے فرقہ کو کہتے ہین جو قوت منعت رکھتے ہین کہ تغلب کرین اور مجتمع ہو جاوین اور تاویل کے ساتھ اہل عدل کے ساتھ قتال کرین اور کہین کہ حق ہمارے ساتھ ہی اور اپنے والی ہونے کا دعوی کرین۔ پس اگر چورون مین سے کوئی قوم کسی شہر پر غالب ہوگئی اور انھون نے مال لے لیا تو یہ لوگ باغی نہ کہلاوینگے یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔ اور جب کوئی قوم اطاعت امام المسلمین سے منحرف ہوگئی اور وہ کسی شہر پر غلبہ کر کے قابض ہو گئی تو امام موصوف پہلے انکو جماعت مین ملجانے اور بغاوت سے باز آنے کی جانب بلاویگا اور انکا شبہ رفع کر دیگا اور اُن سے کہیگا کہ توبہ کر لو یہ کافی مین ہی مگر واضح رہے کہ اسطرح بلانا انکو واجب نہین ہی اور جب امام المسلمین کو خبر پہونچے کہ وہ لوگ ہتھیار خریدتے ہین اور قتال کے واسطے سامان کرتے ہین تو چاہیے کہ انکو گرفتار کر کے قید کرے یہانتک کہ وہ اپنے اس ارادے سے باز آوین اور ازسر نو توبہ کر کے حقوق اسلام کی رعایت کے ساتھ جماعت مین شامل رہین اور یہ بدین غرض کرے کہ بقدر امکان شر دفع ہووے یہ ہدایہ مین ہی۔ اور امام اہل عدل کو روا ہی کہ اُنسے قتال شروع کر دے اگرچہ اُنھون نے قتال مین پہل نہ کی ہووے اور یہ ہمارا مذہب ہی۔ اور جب یہ ثابت ہوا کہ ایسے گروہ باغی کا قتل کرنا جسکو منعت حاصل ہی مباح ہی اگرچہ حقیقۃً انکی جانب سے قتال نہ پایا جاوے تو ایسی شخص کا بھی قتل مباح ہوگا جو انکی قوت بازو ہونا چاہتا ہی اور انکی طرف جاتا ہی۔ اور اگر امام المسلمین نے اس گروہ کو ہزیمت دی تو پھر مسلمانون کو نہ چاہیے کہ ان بھاگے ہوے باغیون کا پیچھا کرین یعنے قتل کرتے جاوین بشرطیکہ انکے واسطے کوئی ایسا گروہ صاحب منعت نہ رہا ہو کہ اسکی طرف جا ملین اور اگر ان بھاگے ہوئے باغیون کے واسطے کوئی ایسا گروہ ہو کہ جس سے جا ملینگے تو اہل عدل کو روا ہوگا کہ ان بھاگے ہوئے باغیون کا پیچھا کرین۔ اور جو شخص ان باغیون مین سے اسیر ہو گیا ہی تو امام المسلمین کو یہ روا نہین ہی کہ اُسکو قتل کرے بشرطیکہ یہ معلوم ہو کہ اگر قتل نہ کیا جائیگا تو ایسے گروہ کو نہین ملجائیگا جنکو قوت منعت حاصل ہی اور اگر یہ معلوم ہو کہ اگر نہ قتل کیا گیا تو ایسے باغیون کے گروہ سے ملجائیگا جنکو قوت منعت حاصل ہی تو امام اُسکو قتل کر سکتا ہی کذا فی المحیط اور چاہیے اُسکو قید مین رکھے یہ ہدایہ مین ہی۔ اور جب باغیون کی کوئی جماعت باقی نہ رہی ہو اور قتال مین باغیون مین سے بعض بعض مجروح ہین تو اہل عدل کو روا نہین ہی کہ باغی مجروح کو اجہاز کرین یعنے اسکے بدن پر اور زخم ایسا لگاوین کہ وہ مر جاوے اور اگر باغیون کے واسطے کوئی اور جماعت باقی رہگئی ہو تو انکا اجہاز کر دیوے۔ اور باغیون کی عورتین و بچے گرفتار کر کے رقیق نہ بنائے جاوینگے اور انکے اموال جو ہاتھ آئے ہین وہ ملک مین نہ آوینگے۔ اور اہل عدل نے باغیون کے لشکر مین جو کراع و ہتھیار وغیرہ پائے وہ فی الحال انکو واپس نہ دیے جاوینگے ولیکن اگر اہل عدل کو اُنسے قتال کرنے مین انکے ان ہتھیارون و کراع کی حاجت ہو تو اُنسے نفع حاصل کرین پس ہتھیار اُنسے

[ف] اے میرے اللہ تعالی مین تجھ سے پناہ مانگتا ہون اس سے کہ تیرے ساتھ کسی چیز کو شریک کرون اور حالیکہ مین جانتا ہون اور تجھ سے مغفرت مانگتا ہون اس سے کہ جسکو مین نہین جانتا ہون ۱۲

موقع پر رکھے جاوینگے جیسے دیگر اموال کا حکم ہی اور کراع فروخت کیے جاوین اور انکا ثمن رکھ چھوڑا جائیگا کیونکہ کراع کو دانہ چارہ دینے کی ضرورت پڑیگی اور بیت المال سے امام انکو دانہ چارہ نہ دیگا اسوجہ سے کہ اسمین باغیون پر احسان ہی۔ اور اگر امام نے بیت المال سے انکو دانہ چارہ دیا تو جس باغی کا جانور ہی اسپر یہ مال قرضہ ہوگا۔ پھر جب لڑائی نے ہتھیار رکھ دیے اور باغیون کی منعت زائل ہوگئی تو یہ اموال اُن باغیون کو واپس کردیگا۔ اور حالت بغاوت و لڑائی مین باغیون نے جو ہمارے لوگون کی جانین ومالین تلف کی ہین توجب انکی منعت زائل ہوجاے وتوبہ کرلین تو ضامن نہ ہونگے اور اسی طرح مرتدون نے جو ہماری جانین ومال حالت لڑائی مین تلف کیے ہون اسکے ضامن نہ ہونگے جبکہ مسلمان ہوجاوین اور قبل قتال کے جو ہمارے مال وجانین اُنھون نے تلف کی ہین اُسکے ضامن نہ ہونگے جبکہ انکو قوت منعت حاصل ہو لیکن جو مال انکے پاس قائم وموجود ہوگا وہ اُسکے مالک کو واپس کردیا جائیگا جبکہ اُنھون نے توبہ کرلی اگرچہ اُن لوگون نے ان اموال کی نسبت اپنی تاویل فاسد کے موافق مالک ہوجانے کا اعتقاد کیا تھا اور اس تاویل فاسد کے ساتھ منعت بھی موجود تھی۔ اور اسی طرح اہل عدل نے بھی جو انکی جانین ومال تلف کیے ہین انکے مسلمان ہوجانے کے سبب سے انکے لیے اُسکے ضامن نہ ہونگے کذا فی الذخیرہ۔ اور جو انھون نے قبل اسکے لیا ہی وہ اُسکے ضامن ہونگے یہ نہایہ مین ہی۔ اور اگر کسی ایسی جماعت نے جو خانہ کعبہ کے رخ پر خداے تعالی کی پرستش کرتے ہین کوئی راے ظاہر کی اور لوگون کو اس راے کی جانب بلایا اور اس راے پر قتال کیا اور انکے واسطے منعت وقوت وشوکت حاصل ہوگئی پس اگر یہ امر اسوجہ سے ہو کہ سلطان نے انکے حق مین ظلم کیا ہی تو سلطان کو چاہیے کہ انپر ظلم نہ کرے اور اگر سلطان انکے حق مین ظلم کرنے سے باز نہ آیا اور اس گروہ نے سلطان سے قتال کرنا شروع کیا تو لوگون کو انکی مدد نہ کرنی چاہیے اور نہ یہ چاہیے کہ سلطان کی مدد کرین۔ اور اگر یہ امر اس سبب سے نہ ہو کہ سلطان نے انپر ظلم کیا ہی بلکہ وہ لوگ کہتے ہین کہ حق ہمارے ساتھ ہی اور اپنے واسطے ولایت کا دعوی کرتے ہین تو سلطان کو روا ہی کہ ان سے قتال کرے اور لوگون کو روا ہی کہ سلطان کی مددگاری کرین یہ سراجیہ مین ہی۔ اور انکے ساتھ قتال کرنا ہر ایسے طریقہ وہتھیار سے روا ہی جس سے اہل حرب کے ساتھ قتال کرنا روا ہی مثل تیرون سے مارنے اور منجنیق لگانے اور پانی پہونچاکر غرق کردینے یا آگ لگا دینے اور شبخون مارنے وغیرہ کے یہ نہایہ مین ہی۔ اور تجریدمین لکھا ہی کہ باغیون کے ساتھ عورتون وبچون وبوڑھون واندھون مین سے جو کوئی ہووے قتل نہ کیا جائیگا۔ اور اگر باغیون مین سے کسی کا غلام جو اپنے مولی کے ساتھ لڑتا تھا اگر فتار کیا گیا تو وہ قتل کردیا جائیگا اور اگر اسکی خدمت کیا کرتا تھا قتال نہین کرتا تھا تو قتل نہین کیا جائیگا مگر قید رکھا جائیگا یہانتک کہ بغاوت زائل ہوجاوے۔ اور اگر باغیون کی عورتین بھی قتال کرتی ہون تو وہ بھی قتل کیجاوینگی یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اور اگر معرکہ قتال مین کوئی باغی کسی اہل عدل کا قریب ایسا ہو کہ اُسکا ذمی رحم محرم ہو تو اہل عدل مین یہ شخص خود اسکے قتل کا مرتکب نہو لیکن اگر وہ اس شخص عادل کو ضرر قتل وغیرہ پہونچانا چاہتا ہو تو اپنے جان سے ضرر دور کرنے کے واسطے اُسکو قتل کرسکتا ہی ہان عادل کو یہ روا ہی کہ اس ذی رحم محرم باغی کا جانور سواری قتل کردے تاکہ باغی مذکور منزجر ہوجاوے پس کوئی دوسرا اسکو قتل کردے یہ سراجیہ مین ہی۔ اور اگر باغیون نے اہل عدل کے ساتھ لڑائی کیواسطے ذمیون کے کسی گروہ سے مدد مانگی پس ذمیون نے ان باغیون کے ساتھ ہوکر اہل عدل سے قتال کیا تو یہ امر ذمیون کی طرف سے نقض عہد نہوگا اور ذمیون نے اس قتال مین جو کچھ ہمارا مال لیکر تلف کیا یا جان لغنی کی یا زخمی کیا

یا ہمنے انکے ساتھ کیا تو کسی پر اُسکی ضمان واجب نہ ہوگی جیسے باغیون کے حق مین حکم ہی اور امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر باغی لوگ اپنے لشکر مین ہون اور وہان اُنہین سے کسی نے دوسرے کو قتل کیا تو قاتل پر قصاص لازم نہ ہوگا اور امام محمد رح نے جامع صغیر مین فرمایا کہ اگر باغی لوگ اہل عدل کے کسی شہر پر غالب ہوئے پھر باغیون مین سے کسی شخص نے اہل شہر مین سے کسی شخص کو عمداً قتل کر ڈالا پھر اہل عدل اس شہر پر غالب ہوئے تو قاتل سے قصاص لیا جائیگا اور اس مسئلہ کے معنی یہ ہین کہ باغی لوگ کسی اہل عدل کے شہر پر غالب ہوئے اور ہنوز باغیون کا حکم اس شہر مین جاری نہین ہوا تھا کہ پھر امام اہل شہر نے ان باغیون کو پس پا کر لیا تو یہ حکم مذکور رہو گا۔ اور اگر اس شہر مین باغیون کا حکم جاری ہوگیا تو اہل عدل کی ولایت و منعت وہان سے منقطع ہوگئی پس شہر والون مین سے کسی کے قتل کرنے سے قاتل پر کچھ واجب نہ ہوگا اور امام محمد رح نے جامع صغیر مین ذکر فرمایا ہی کہ اگر اہل عدل مین سے کسی نے باغی کو قتل کیا حالانکہ قاتل اُسکا وارث ہی تو وارث رہیگا اور اگر باغی نے اسکو قتل کیا حالانکہ اُسکا وارث ہی پھر باغی نے کہا کہ جب مین نے اسکو قتل کیا مین حق پر تھا اور مین اب تک حق پر ہون تو مقتول کا وارث ہوگا۔ اور اگر باغی مذکور نے کہا کہ جسوقت مین نے اسکو قتل کیا ہی مین جانتا کہ مین باطل پر ہون تو امام اعظم و امام محمد رح کے نزدیک اُسکا وارث نہ ہوگا یہ محیط مین ہی۔ اور باغیون مین سے جو شخص قتل کیا جاوے نہ اُسکو غسل دیا جائیگا اور نہ اسپر نماز پڑھی جائیگی۔ اور اہل عدل مین سے جو شخص قتل کیا گیا تو اسکے ساتھ وہی معاملہ کیا جائیگا جو شہیدون کے ساتھ کیا جاتا ہی اور اُسکا حکم بھی وہی ہی جو شہید کا ہی یہ شرح طحاوی مین ہی اگر باغیون نے عشر و خراج وصول کر لیا تو دوبارہ نہ لیا جائیگا پھر جو کچھ باغیون نے وصول کیا ہی اگر اسکو جسطرح صرف کرنا چاہیے اور جہان جہان صرف کرنا چاہیے ہی صرف کیا ہووے تو جس سے وصول کیا ہی اُسپر قضاءً اعادہ لازم نہین ہی ولیکن جس سے وصول کیا ہی یعنے مالکان اموال کو فتوی دیا جائیگا کہ دیانۃً یعنے فیما بینہ و بین اللہ تعالی اسکا اعادہ کر دین یعنے خود فقیرون کو دیدین ولیکن ہمارے بعضے مشائخ نے فرمایا کہ خراج مین اُنپر دیانت کی راہ سے بھی اعادہ لازم نہین ہی۔ اور اسی طرح عشر مین بھی اگر اہل بغاوت فقیر لوگ ہون تو اعادہ واجب نہین ہی یہ غایۃ البیان مین لکھا ہی۔ اور اہل فتنہ کے ہاتھ انکے لشکر مین ہتھیار فروخت کرنا مکروہ ہی اور اگر انکے لشکر مین نہین بلکہ مثلاً کوفہ مین کسی کے ہاتھ ہتھیار فروخت کیے پس اگر یہ معلوم نہین ہی کہ یہ اہل فتنہ مین سے ہی تو کچھ مضائقہ نہین ہی۔ اور یہ حکم نفس سلاح مین ہی یعنی جو ہتھیار بنے بنائے عرف مین ہتھیار کہلاتے ہین انکے فروخت کرنے مین یہ حکم ہی اور جو چیز ایسی ہی کہ ابھی اس سے قتال نہین کیا جا سکتا ہی الا بعد ساخت کے یعنی جو چیز ایسی ہی کہ بدون اس سے بنانے و ڈھالنے کے قتال نہین کر سکتے ہین جیسے محض لوہا وغیرہ تو اُسکے فروخت کرنے مین کچھ مضائقہ نہین ہی یہ کافی مین ہی۔ قال المترجم بظاہر یہ کلام دلالت کرتا ہی کہ محض لوہا وغیرہ مطلقاً انکے لشکر مین لیجا کر فروخت کرنا بھی مکروہ نہین ہی حالانکہ ایسا نہین ہی۔

قال المترجم [illegible]

کتاب اللقیط

لقیط[1] شرع مین ایسے زندہ بچہ کو بولتے ہین جسکو اسکے اہل نے درویشی کے خوف سے یا تہمت زنا سے بھاگ بچنے کی غرض سے پھینک دیا ہو۔ پھر اُسکا اسطرح ضائع پھینکدینے والا بڑا گنہگار ہی اور اُسکا حفاظت مین لے لینے والا بڑے ثواب سے

[1] یعنی راستہ جنگل وغیرہ مین ۱۲

الدار ہی- اور جسنے اُسکو اسطرح پڑا دیکھا اُسکو اُٹھالینا مندوب ہی ولیکن اگر اسکے غالب گمان مین یہ ہو کہ یہ ضائع ہو جائیگا جیسے
پانی مین پڑا دیکھا یا درندہ کے سامنے تو اُٹھالینا واجب ہی- اور لقیط آزاد ہوتا ہی یعنے اُٹھانے والے کا مملوک نہین ہوتا ہی
اُٹھانے والے کو ملتقط کہتے ہین اور اُسکا ولی سلطان ہی نہ ملتقط وغیرہ چنانچہ اگر ملتقط نے کسی عورت سے اُسکا نکاح کر دیا
یا لقیط لڑکی تھی کہ کسی مرد سے بیاہ دی تو روا نہین ہی یہ خزانۃ المفتین مین ہی- مگر ملتقط کے ہاتھ سے اُسکو کوئی لے نہین سکتا ہی اور
اگر ملتقط نے خود کسی کی پرورش مین دیدیا تو اُس سے واپس نہین لے سکتا ہی یہ تبیین مین ہی اور اُسکا نفقہ اور اُسکے
جرم کا جرمانہ بیت المال پر ہی یعنی گویا وہی اسکی مددگار برادری ہی یہ محیط مین ہی- اور اگر لقیط کے تن پر بندھا ہوا مال پایا گیا
تو وہ لقیط کا ہوگا اور اسی طرح اگر کسی جانور پر پایا گیا اور اُس جانور پر مال بندھا ہوا ہی تو بھی یہی حکم ہی اور اگر لقیط
کے قریب مال رکھا ہوا ملا تو لقیط کے واسطے اُسکا حکم نہ دیا جائیگا کہ یہ اسکا ہی بلکہ یہ مال لقطہ کے حکم مین ہوگا اور اگر لقیط کسی
جانور پر سوار پایا گیا تو یہ جانور اسی کا ہوگا یہ جوہرہ نیرہ مین ہی- اور لقیط کا نفقہ اس مال سے جب محسوب ہوگا کہ قاضی
نے حکم دیدیا کہ ملتقط اسمین سے اسپر خرچ کرے اور بعض نے فرمایا کہ بغیر حکم قاضی بھی خرچ کر سکتا ہی اور نفقہ مثل تک ملتقط
کے قول کی تصدیق کیجائیگی یہ محیط مین ہی- اور اُسکی ولا بیت المال کے واسطے ہوگی چنانچہ اگر وہ بدون کسی وارث
چھوڑنے کے مرگیا اور اُسکا کوئی مولی الموالات بھی نہین ہی تو اُسکا ترکہ بیت المال مین داخل ہوگا یہ خزانۃ المفتین مین ہی-
اور اگر لقیط کو ملتقط اُٹھاکر قاضی کے پاس لایا اور قاضی سے درخواست کی کہ مجھ سے اسکو لے لے تو قاضی کو اختیار ہی کہ بدون گواہی
کے اُسکی تصدیق نہ کرے اسواسطے کہ مسلمانون کے بیت المال سے اُسکے نفقہ و خرچہ دلانے کا دعوی کرتا ہی اور جب اُسنے گواہ
قائم کر دیے تو قاضی اُسکے گواہون کو بدون کسی خصم حاضر کے قبول کر لیگا اور جب قاضی نے اُسکے گواہ قبول کیے تو بعد اسکے
چاہے لقیط کو اُس سے اپنے قبضہ مین لے لے اور چاہے نہ لے ولیکن یہ ضرور کریگا کہ اُسکا کوئی متولی مقرر کر دیگا جو متولی ہونا قبول
کرے اور اس متولی سے کہدیگا کہ تو نے اسکی حفاظت اپنے پر لازم کی ہی پس تو اُسکی حفاظت مین ہر طرح سے مستعد رہ اور یہ
اسوقت ہی کہ قاضی کے علم مین ملتقط کا عاجز ہونا اُسکی حفاظت سے اور اسپر خرچ کرنے سے ثابت نہ ہوا اور اگر قاضی اسکو جانتا ہو
تو اُسے یہ ہی کہ ملتقط سے لیکر کسی ایسے کے پاس رکھے کہ اسکی حفاظت کر سکتا ہی تاکہ اسکی حفاظت کرے پھر اگر ملتقط آیا اور قاضی
سے درخواست کی کہ مجھے واپس دیا جاوے تو قاضی کو اختیار ہی چاہے اُسکو واپس دے اور چاہے نہ دے بخلاف
اسکے اگر کوئی ایک لقیط اُٹھالایا اور اُسکے ہاتھ سے دوسرے نے چھین لیا اور دونون نالش مین قاضی کے حضور مین پیش
ہوئے تو قاضی لقیط کو اول کو دیدیگا اور اگر غلام نے کوئی لقیط پایا اور یہ امر فقط اس غلام کے قول سے معلوم ہوتا ہی اور مولی
کہتا ہی تو جھوٹا ہی یہ لقیط نہین بلکہ میرا غلام ہی پس اگر یہ غلام ملتقط محجور ہو تو مولے کا قول قبول ہوگا اور اگر ماذون ہو تو قول
غلام کا قبول ہوگا یہ ظہیریہ مین ہی- اور اگر لقیط نے اقرار کیا کہ مین فلان کا غلام ہون اور فلان مذکور اسکی تکذیب کرتا ہی تو لقیط
آزاد ہی اور اگر اُسنے تصدیق کی پس اگر لقیط مذکور پر آزادون کے احکام نہ جاری ہوئے ہون جیسے اسکی گواہی قبول
نہ کیگئی ہو یا اُسکے قاذف کو حد نہ ماری گئی ہو وغیر ذلک تو اُسکا اقرار صحیح ہوگا ورنہ نہین یہ سراجیہ مین ہی- اور اگر ملتقط نے ہنوز
اُسکے نسب کا دعوی نہین کیا ہی کہ کسی نے اسکے نسب کا دعوی کیا تو مدعی سے اسکا نسب ثابت ہو جائیگا اور بعض نے
کہا کہ نسب کے حق مین دعوی صحیح ہی ولیکن ملتقط کا قبضہ باطل کرنے کے حق مین صحیح نہ ہوگا مگر قول اول اصح ہی اور اگر ملتقط اور
کسی اور دونون نے دعوی نسب کیا تو ملتقط کا دعوی نسب اولی ہوگا اگرچہ وہ ذمی ہو اور دوسرا مسلمان ہو یہ تبیین مین ہی

پس اگر ایسا ہو کہ مدعی نسب ذمی ہو تو لقیط اسکا بیٹا قرار دیا جائیگا مگر وہ مسلمان ہوگا اور اگر مسلمان و ذمی نے اُسکے نسب کا دعوی کیا تو مسلمان کے واسطے حکم دیا جائیگا اور اگر دونون مسلمان ہون تو جسکے گواہ قائم ہون اسکے واسطے حکم دیا جائیگا اور اگر دونون نے گواہ قائم کیے تو دونون کا فرزند قرار دیا جائیگا اور اگر دونون مین سے کسی نے گواہ قائم نہ کیے ولیکن ایک نے اسکے بدن کے علامات ٹھیک ٹھیک بیان کیے اور دوسرے نے نہ بیان کیے تو علامات بیان کرنے والے کے واسطے حکم دیا جائیگا یہ سراجیہ مین ہی۔ اور اگر دونون مین سے کسی نے علامات بیان نہ کیے تو دونون کا فرزند قرار دیا جائیگا یہ غایۃ البیان مین ہی۔ اور اگر ایک ہی نے علامات بیان کیے مگر بعضے ٹھیک کہے اور بعض مین خطا کی تو بھی دونون کا فرزند قرار دیا جائیگا اور اگر دونون نے علامات بیان کیے مگر ایک نے ٹھیک کہے اور دوسرے نے غلط تو ٹھیک والے کیواسطے حکم ہوگا اور اسی طرح اگر ایک نے کہا کہ لڑکا ہی اور دوسرے نے کہا کہ لڑکی ہی تو جسکا قول مطابق ہو اسی کے نام حکم ہوگا۔ اور اگر تنہا ایک ہی مدعی نسب ہوا اور اُسنے کہا کہ لڑکا ہی حالانکہ وہ لڑکی ہی یا کہا کہ وہ لڑکی ہی حالانکہ وہ لڑکا ہی تو اسکے واسطے بالکل حکم فرزندی نہوگا۔ اگر لقیط کا دو آدمیون نے دعوے کیا ایک نے کہا کہ وہ میرا بیٹا ہی اور دوسرے نے کہا کہ وہ میری بیٹی ہی پھر وہ خنثی نکلا پس اگر خنثی مشکل ہو تو دونون کے واسطے اسکے فرزند کا حکم دیا جائیگا اور اگر مشکل نہو بلکہ حکم دیا گیا کہ یہ لڑکا ہی تو اسکے نام حکم ہوگا جو اپنا لڑکا ہونے کا مدعی ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اور اگر نسب کے دعوے کرنے والے دو آدمیون سے زیادہ ہون تو امام اعظم رہ سے مروی ہی کہ اُنھون نے پانچ مدعیون تک جواز کا حکم دیا ہی یہ سراجیہ مین ہی۔ ایک عورت نے لقیط کی نسبت دعوے کیا کہ یہ میرا بیٹا ہی پس اگر اسکے شوہر نے اسکی تصدیق کی یا قابلہ نے اسکی گواہی دی یا گواہ قائم ہوے تو عورت کا دعوی صحیح ہوگا ورنہ نہین اور فقط قابلہ کی گواہی پر جبھی اکتفا کیا جائیگا جب عورت مذکورہ کا شوہر موجود ہو جو ولادت سے منکر ہوا اور اگر عورت کا شوہر ہی نہ ہو تو دو مردون کی گواہی ضرور ہی یہ بحر الرائق مین ہی۔ اور اگر عورت نے یون دعوی کیا کہ یہ زنا سے میرا بیٹا ہی تو اسکے نام حکم دیا جائیگا یہ سراجیہ مین ہی۔ اور اگر دو عورتون نے لقیط کا دعوی کیا تو بنابر قول صاحبین کے دونون مین سے کسی سے اُسکا نسب ثابت نہ ہوگا اور بنابر قول امام اعظم کے ہر دو عورت سے اُسکا نسب ثابت ہوگا ولیکن تعارض و تنازع کے وقت کسی حجت کا ہونا ضرور ہی پس بنابر روایت ابو حفص کے حجت ایک عورت کی گواہی ہی اور بنابر روایت ابو سلیمان کے دو مردون یا ایک مرد و دو عورتون کی گواہی ہی پس اگر دونون نے ایسی حجت (یعنے مثلاً قابلہ شاہد ولادت ہوا) قائم کی تو دونون سے اُسکا نسب ثابت ہوگا ورنہ نہین۔ اور خانیہ مین لکھا ہی کہ اگر ایک نے دو مرد اور دوسری نے دو عورتین گواہ دیے تو جسکے دو مرد گواہ ہین اُسکا فرزند قرار دیا جائیگا اور شرح طحاوی مین ہی کہ اگر ایک نے گواہ دیے اور دوسری نے نہین تو گواہ والی کا فرزند قرار دیا جائیگا۔ اور اگر دو عورتون نے لقیط کا دعوی کیا اور ہر ایک عورت علیحدہ علیحدہ ایک ایک مرد معین سے اسکو جننے پر گواہ لاتی ہی تو امام اعظم نے فرمایا کہ لقیط مذکور ان دونون عورتون کا و دونون مردون سے فرزند قرار دیا جائیگا اور صاحبین نے فرمایا کہ نہ دونون کا اور نہ دونون مردون کا کسی کا فرزند نہ ہوگا یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اور اگر ایک مرد نے دعوی کیا کہ یہ لقیط میرا بیٹا اس آزادہ عورت سے ہی اور دوسرے مرد نے دعوی کیا کہ یہ میرا غلام ہی اور دونون نے گواہ قائم کیے تو جو اسکے فرزندی کا مدعی ہی اسکے واسطے حکم دیا جائیگا اور اگر ایک نے دعوی کیا کہ یہ میرا بیٹا اس آزادہ عورت سے ہی اور دوسرے نے کہا کہ یہ میرا بیٹا اس باندی عورت سے ہی تو آزادہ عورت والے مدعی کے واسطے حکم ہوگا اور اگر دونون نے

[illegible]

علیحدہ علیحدہ ایک ایک آزادہ عورت معینہ سے اپنا بیٹا ہونے کا لقیط کی نسبت دعوی کیا تو دونون کا بیٹا قرار دیا جائیگا اور آیا
ہر دو عورت سے اُسکا نسب ثابت ہوگا یا نہین پس بنا بر قول امام اعظم رح کے ثابت ہوگا اور بنا بر قول صاحبین رح کے
نہین یہ محیط مین ہی - دو مردون نے ایک لقیط کے نسب کا دعوی کیا اور دونون نے گواہ قائم کیے اور ہر ایک کے فریق گواہون
نے تاریخ بیان کی ہی تو جسکی تاریخ کا لقیط کا سن شاہد ہو اسکے نام حکم دیا جائیگا اور اگر لقیط کا سن مشتبہ ہو کہ ہر دو تاریخ مین سے
کسی کے ساتھ متوافق نہ ہو تو بنا بر قول صاحبین کے موافق تمام روایتون کے تاریخ کا اعتبار ساقط اور دونون کا فرزند ہونے
کا حکم دیا جائیگا اور بنا بر قول امام اعظم کے شیخ الاسلام خواہرزادہ نے ذکر کیا کہ روایت ابوحفص مین دونون کا فرزند ہونیکا
حکم دیا جائیگا اور روایت ابوسلیمان مین جسکی تاریخ مقدم ہی اُسکے نام حکم دیا جائیگا اور تاتارخانیہ مین ہی کہ عامہ روایات کے
موافق دونون کا مشترک فرزند ہونے کا حکم دیا جائیگا اور یہی صحیح ہی یہ بحر الرائق و محیط مین ہی - اور اگر کسی شخص کے قبضہ مین
ایک طفل ہو وہ دعوی کرتا ہی کہ یہ میرا بیٹا ہی اور اسپر گواہ قائم کرتا ہی اور دوسرا شخص دعوی کرتا ہی کہ یہ میرا بیٹا ہی اور اسپر گواہ
قائم کرتا ہی تو قابض کے واسطے حکم ہوگا - ایک عورت کے ہاتھ مین ایک طفل ہی وہ دعوی کرتی ہی کہ یہ میرا بیٹا ہی اور اسپر گواہ
پیش کرتی ہی اور دوسری عورت دعوی کرتی ہی کہ یہ میرا بیٹا ہی اور اسپر گواہ لاتی ہی تو جسکے ہاتھ مین ہی اُسی کے واسطے حکم
دیا جائیگا اور اگر قابضہ کے واسطے ایک عورت نے گواہی دی اور خارجہ کے واسطے دو مردون نے گواہی دی تو خارجہ
کے واسطے حکم دیا جائیگا - ایک طفل ایک شخص کے ہاتھ مین ہی اور دوسرے مرد کے تحت مین ایک آزادہ عورت ہی اسنے دعوی
کیا کہ یہ طفل مذکور میرا بیٹا اس عورت مذکورہ سے ہی اور اسپر گواہ قائم کیے اور قابض نے گواہ قائم کیے کہ یہ میرا بیٹا ہی مگر اُسنے
کسی عورت کی طرف نسبت نہ کی تو مدعی کے نام حکم دیا جائیگا - اور اگر ذمی نے لقیط کے نسب کا دعوی کیا تو اس سے لقیط کا
نسب ثابت ہوگا اور لقیط خود مسلمان ہوگا بشرطیکہ ذمیون کے مقام مین نہ پایا گیا ہو اور یہ استحسان ہی یہ تبیین مین ہی - اور
جس لقیط کی نسبت ذمی نے اپنے پسر ہونے کا دعوی کیا جسنے کہ اس سے نسب ثابت کر دیا گیا کہ وہ لقیط اُسکا پسر ہوا تو یہ پسر
بھی مسلمان قرار دیا جائیگا کہ ذمی مذکور نے گواہ قائم کرکے اپنا نسب ثابت نہ کیا ہو اور اگر اُسنے دو مسلمان گواہ قائم
کرکے اپنا نسب ثابت کیا ہو تو لقیط کا اُسکے نام حکم ہوگا اور وہ ذمی مذکور کا دین مین تابع ہوگا ولیکن اگر اُسنے ذمی گواہ
دیے ہون تو اُسکی تبعیت مین ذمی نہ ہوگا یہ بحر الرائق مین مین ہی - اور معتبر مکان ہی ہی اور اسمین مشائخ نے اختلاف
کیا ہی کہ جسکا حاصل یہ نکلتا ہی کہ مسئلہ مین چار صورتین پیدا ہوتی ہین ایک یہ کہ اُسکو کوئی مسلمان مسلمانون کے مقام مثل
مسجد یا مسلمانون کے گانون یا مسلمانون کے شہر مین پاوے پس اس صورت مین لقیط مسلمان ہوگا اور دوم یہ کہ کافر
اُسکو اہل کفر کے مقام مثل بیعہ و کنیسہ و اہل کفر کے کسی گانون مین پاوے پس وہ کافر ہوگا وسوم آنکہ کافر اُسکو مسلمانون
کے مقام مین پاوے اور چہارم آنکہ مسلمان اسکو کافرون کے مقام مین پاوے پس ان دونون صورتون مین
اختلاف روایت ہی چنانچہ کتاب اللقیط کی روایت مین مذکور ہی کہ پانے والے کا اعتبار نہین بلکہ مقام کا اعتبار کیا جائیگا
کذا فی التبیین اور قدوری مین اسی پر اعتماد کرکے احکام کو جاری کیا اور یہی ظاہر الروایہ ہی یہ نہر الفائق مین ہی - اور اگر
لقیط کو کسی کافر نے پایا پس اگر مسلمانون کے شہرون مین سے کسی شہر مین پایا تو وہ تبعاً مسلمان قرار دیا گیا پس اگر
اُسنے اس حکم کے برخلاف کفر ظاہر کیا تو قید کیا جائیگا اور اسپر اسلام کے واسطے جبر کیا جائیگا کذا فی خزانۃ المفتین یعنے
جس لقیط کی نسبت تبعاً مسلمان ہونے کا حکم دیا گیا اگر وہ بالغ ہوکر کافر ہوا تو اسپر اسلام کے واسطے جبر کیا جائیگا جیسے

مرتد مین ہوتا ہی ولیکن لقیط مذکور استحساناً قتل نہ کیا جائیگا یہ محیط مین ہی اور اگر کسی غلام نے لقیط کے نسب کا دعوی کیا
تو اُس سے نسب ثابت ہوگا مگر لقیط مذکور آزاد قرار دیا جائیگا اور اگر غلام نے کہا کہ یہ لقیط میرا بیٹا میری جورو سے
ہی حالانکہ وہ باندی ہی پس غلام کے مولی نے اس غلام کی تصدیق کی تو لقیط کا نسب اس غلام سے ثابت ہوگا اور امام محمد
کے نزدیک لقیط آزاد ہی ہوگا۔ اور اگر مسلمان و ذمی نے لقیط کے نسب مین تنازع کیا تو مسلمان اولے ہی بشرطیکہ
آزاد ہو اور اگر غلام ہوگا تو ذمی اولے ہی۔ اور لقیط رقیق نہ قرار دیا جائیگا الا گواہون کی گواہی پر مگر شرط یہ ہی کہ گواہ مسلمان
ہون الا آنکہ ذمیون کے مقام مین پائے جانے کی وجہ سے وہ ذمی قرار دیا گیا ہو تو یہ شرط نہین ہی اور اسی طرح اگر لقیط
نے قبل بلوغ کے مدعی رقیت کی تصدیق کی تو لقیط کے قول کی تصدیق نکیجائیگی بخلاف اُسکے اگر صغیر کسی کے قبضہ مین ہو
اور اس شخص نے دعوی کیا کہ یہ میرا غلام ہی اور صغیر مذکور نے اُسکی تصدیق کی (یعنے مین اسکا رقیق ہون ۱۲) تو وہ اسکا غلام ہوگا اگرچہ[له] ہنوز بالغ نہین ہوا ہی
اور اگر اُسنے بعد بالغ ہونے کے تصدیق کی تو دیکھا جاوے کہ اگر اسپر احکام احرار مین سے کوئی حکم جاری ہوچکا ہی یعنے
بعد بلوغ کے مثلاً اسکی گواہی قبول کی گئی یا اُسکے قاذف کو حد ماری گئی پھر اُسنے رقیت کا اقرار کیا تو اُسکا ایسا اقرار صحیح
نہ ہوگا یہ تبیین مین ہی۔ اور اگر لقیط عورت ہو کہ اُسنے (یعنے لڑکی کہ بعد کو بالغ ہوگئی ۱۲) کسی شخص کی رقیقہ ہونے کا اقرار کیا اور شخص مذکور نے اسکی تصدیق کی
تو وہ اسکی باندی ہوجائیگی لیکن اگر یہ عورت کسی شوہر کے تحت مین ہو تو شخص مذکور کا قول اس شوہر کے نکاح کے ابطال مین قبول
نہوگا بخلاف اسکے اگر اس عورت لقیطہ نے اقرار کیا کہ مین شوہر کے باپ کی بیٹی ہون اور شوہر کے باپ نے (تصدیق کرنے والا ۱۲) اسکی تصدیق کی
تو اُس سے اُسکا نسب ثابت ہوگا اور نکاح باطل ہوجائیگا۔ اور اگر مقر لہ نے اسکو آزاد کردیا حالانکہ یہ کسی شوہر کے تحت مین
ہی تو جیسے کھلی باندیون کو خیار عتق حاصل ہوتا ہی ویسے اسکو خیار عتق حاصل نہ ہوگا اور اگر شوہر نے (جسکے واسطے باندی ہونے کا اقرار کرتی ہی ۱۲) اسکو ایک طلاق دیدی
پھر اُسنے اپنے رقیقہ ہونے کا اقرار کیا تو اُسکی طلاق دو ہوجائینگی جیسے باندی کی ہوتی ہین کہ اسکا شوہر اسپر فقط اور ایک
طلاق کا مالک ہوگا اور اگر وہ اُسکو دو طلاق دیچکا ہی پھر اُسنے رقیت کا اقرار کیا تو بھی شوہر اسپر ایک طلاق کا مالک ہی کہ اسکو
اختیار ہی چاہے اُس سے رجوع کرے اور ایسا ہی عدت مین حکم ہی کہ اگر دو حیض گذر جانے کے بعد اُسنے اپنے رقیقہ ہونے
کا اقرار کیا تو اسکے شوہر کو اختیار رہیگا چاہے تیسرے حیض گذرنے سے پہلے اُس سے رجوع کرے۔ اور اگر ملتقط نے دعوی
کیا کہ یہ لقیط میرا غلام ہی حالانکہ اس سے پہلے اُسکا لقیط ہونا پہچان لیا گیا ہی تو بدون حجت کے ملتقط کا قول قبول نہ ہوگا اور اگر لقیط
مر گیا خواہ اُسنے مال چھوڑا یا نہ چھوڑا پھر کسی نے دعوی کیا کہ یہ میرا بیٹا تھا تو بدون حجت پیش کرنے کے (اگرچہ لقیط تصدیق کرے ۱۲) اسکے قول کی
تصدیق نہ ہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور ذخیرہ مین لکھا ہی کہ ایک طفل لقیط ایک شخص مسمی زید کے قبضہ مین ہی کہ وہ اُسکی
نسبت دعوی نہین کرتا ہی پس ایک عورت ہندہ نے دعوی کیا اور گواہ دیے کہ مین اس طفل کو جنی ہون مگر باپ کا نام
نہین بیان کیا اور ایک مرد مسمی عمرو نے دعوی کیا اور گواہ دیے کہ یہ میری فراش سے پیدا ہوا ہی مگر اسکی ماں کا نام نہین لیا
تو لقیط مذکور اس مرد مدعی کا اس عورت مدعیہ سے بیٹا قرار دیا جائیگا گویا کہ یہ عورت اُسکو اس مرد کے فراش سے جنی ہی ایسا
قرار دیا جائیگا اور اسیطرح اگر طفل مذکور اسی مرد مدعی یا اسی عورت مدعیہ کے قبضہ مین ہو اور باقی مسئلہ بحالہا واقع ہو تو بھی یہی
حکم ہوگا اور قبضہ کی وجہ سے کچھ ترجیح نہ ہوگی۔ ایک لقیط ایک ذمی کے قبضہ مین ہی جو دعوی کرتا ہی کہ یہ میرا بیٹا ہی پس ایک
مرد مسلمان آیا اور اُسنے مسلمان گواہ قائم کیے کہ یہ میرا بیٹا ہی یا ذمی گواہ قائم کیے اور ذمی قابض نے مسلمان گواہ پیش کیے
کہ یہ اُسکا بیٹا ہی تو قبضہ کی وجہ سے ذمی کو مسلمان پر ترجیح دیجائیگی یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اور اگر لقیط نے بالغ ہو کر کسی سے

موالات کرلی تو اُسکی ولار جائز ہی اور اگر اس سے پہلے اُسنے کوئی جنایت کی ہو کہ بیت المال سے اُسکا جرمانہ ادا کیا گیا ہو تو اُسکی ولار جائز نہ ہوگی۔ اور ملتقط کو لقیط پر خواہ مذکر ہو یا مونث ہو کسی طرح کے تصرف کا مثل بیع و خرید و نکاح کر دینے وغیرہ کا اختیار نہیں ہوتا ہی اُسکو فقط اسکی حفاظت کرنے کا اختیار ہی اور ملتقط کو اُسکے ختنہ کرنے کا بھی اختیار نہیں ہی چنانچہ اگر اسکا ختنہ کر دیا اور وہ اُس سے مرگیا تو ملتقط ضامن ہوگا اور ملتقط کو یہ اختیار ہی کہ لقیط جہان چاہے لیجا دے یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ اور ملتقط کو جائز نہیں ہی کہ اُسکو اجارہ پر دے چنانچہ یہ کتاب الکراہت مین ذکر فرمایا ہی اور یہی اصح ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اور اگر لقیط کے ساتھ کچھ مال پایا گیا اور قاضی نے ملتقط کو حکم کیا کہ اس مال سے اسپر خرچ کرے پس ملتقط نے اسکے واسطے کھانا کپڑا خریدا تو یہ جائز ہی اور اگر لقیط خطا سے قتل کیا گیا تو اسکی دیت قاتل کی مددگار برادری پر واجب ہوگی اور وہ دیت بیت المال مین داخل ہوگی اور اگر وہ عمداً قتل کیا گیا پس امام المسلمین نے قاتل سے مال پر صلح کرلی تو یہ جائز ہی ولیکن اگر امام نے قاتل کو خون عفو کیا تو نہین جائز ہی اور اگر امام نے قاتل سے قصاص لینا چاہا تو اُسکو اختیار ہی یہ امام اعظم و امام محمد رح کا قول ہی۔ اور اگر ملتقط نے لقیط پر اپنا ذاتی مال خرچ کیا پس اگر بدون حکم قاضی کے خرچ کیا ہی تو وہ اس امر مین احسان کرنے والا ہوگا اور اگر اُسنے بحکم قاضی خرچ کیا پس اگر قاضی نے اُسکو یون حکم دیا کہ اسپر اس شرط سے خرچ کر کہ یہ تیرا خرچہ اسپر قرضہ ہوگا پھر اگر لقیط کا باپ ظاہر ہوا تو ملتقط مذکور کو اختیار ہوگا کہ اُس سے اپنا خرچہ واپس لے اور اگر اسکا باپ ظاہر نہ ہوا تو ملتقط کو اُسکے بالغ ہونے کے بعد اس سے واپس لینے کا اختیار حاصل ہوگا اور اگر قاضی نے ملتقط کو یہی حکم کیا کہ اسپر خرچ کرے اور یہ نہ کہا کہ تیرا خرچہ اسپر قرضہ ہوگا تو شمس الائمہ سرخسی نے ذکر کیا کہ ظاہر الروایہ کے موافق اسکو واپس لینے کا اختیار نہ ہوگا اور جو ظاہر الروایہ مین مذکور ہی یہی اصح ہی یہ محیط مین ہی۔ اور جب لقیط بالغ ہوا اور اُسنے کسی عورت سے نکاح کیا پھر اقرار کیا کہ مین فلان کا غلام ہون اور اسپر اسکی جورو کا مہر باقی ہی تو وہ اپنی جورو کے مہر باطل کرنے مین سچا نہ سمجھا جائیگا اسکی جورو کا مہر اسپر لازم رہیگا اور اسی طرح اگر کچھ قرضہ کرلیا یا کسی آدمی سے مبایعت کی یا کسی کی کفالت کی یا کسی کو ہبہ یا صدقہ دیکر سپرد کیا یا اپنے غلام کو مکاتب کیا یا مدبر یا آزاد کیا پھر اقرار کیا کہ مین فلان کا غلام ہون تو ایسی سے کسی چیز کے باطل کرنے مین اُسکے قول کی تصدیق نہ ہوگی یہ فتاوی قاضی خان مین ہی۔

کتاب اللقطہ

قال المترجم لقیط و لقطہ مین یہی فرق ہی کہ لقیط آدمی کا بچہ پڑا ہوا اُٹھایا گیا اور لقطہ مال پڑا ہوا ہی قال نے الکتاب لقطہ وہ مال ہی کہ راستہ مین بے مالک پایا جاوے کہ اُسکا مالک بعینہ معلوم نہ ہو یہ کافی مین ہی۔ لقطہ کا اُٹھا لینا دو نوع پر ہی ایک نوع مین اُٹھا لینا فرض ہی وہ یہ ہی کہ اس مال کے ضائع ہوجانے کا خوف ہو اور دیگر نوع یہ ہی کہ فرض نہین ہی وہ یہ ہی کہ اس مال کے ضائع ہونے کا خوف نہ ہو ولیکن اسپر علمار کا اجماع ہی کہ اُسکا اُٹھا لینا مباح ہی ہان باہم اختلاف اسمین ہی کہ افضل اُٹھا لینا ہی یا نہ اُٹھا لینا سو ہمارے اصحاب کا ظاہر مذہب یہ ہی کہ اُٹھا لینا افضل ہی کذا فی المحیط خواہ مال مذکور درم و دینار ہون یا اسباب یا بکری گدہا خچر گھوڑا اونٹ ہو۔ اور یہ حکم اسوقت ہی کہ یہ جنگل مین پایا جاوے اور اگر آبادی مین ہو تو چوپایہ کا ویسا ہی چھوڑ دینا نہ لینا افضل ہی۔ اور جب لقطہ کو اُٹھا لیا تو اُسکی شناخت کرا دے یعنی یون کہے کہ مین نے لقطہ اُٹھایا ہی یا گم شدہ

بھٹکا پایا ہی یا میرے پاس کچھ چیز ہی سو جسکو تم ڈھونڈھتا سنو اسکو میری طرف راہ بتا دینا کہ فلان کے پاس جاؤ۔ یہ فتاوی قاضیخان
مین ہی۔ اور ملتقط لقطہ کی شناخت بطور مذکور بازارون و راستون پر اتنی مدت تک کرا دے کہ اسکے غالب گمان مین آجاوے
کہ اسکا مالک اب اسکے بعد جستجو نہین کریگا اور یہی صحیح ہی یہ مجمع البحرین مین ہی۔ اور حل و حرم کے لقطہ کا ایک ہی حکم ہی یہ خزانۃ المفتین
مین ہی پھر اس مدت مذکورہ تک شناخت کرانے سے بعد ملتقط کو اختیار ہی چاہے اسکو حسبۃ للہ اپنی حفاظت مین رکھے
اور چاہے مسکینون کو صدقہ دیدے پھر اگر اسکے بعد اسکا مالک آیا اور اسنے صدقہ مذکورہ کو برقرار رکھا تو اسکو اسکا ثواب
رہیگا اور اگر برقرار نہ رکھا تو اسکو اختیار ہی چاہے ملتقط سے تاوان لے اور چاہے مسکین سے بشرطیکہ مسکین کے ہاتھ
وہ مال تلف ہو چکا ہو پس اگر اسنے ملتقط سے تاوان لیا تو ملتقط مال تاوان کو مسکین سے واپس نہین لے سکتا ہی اور
اگر اسنے مسکین سے تاوان لیا تو وہ اس تاوان کو ملتقط سے نہین لے سکتا ہی اور اگر مال لقطہ ملتقط یا مسکین کے ہاتھ
مین قائم ہو یعنے ویسا ہی موجود ہو تو اپنا مال جسکے پاس ہی اس سے لے لے یہ شرح مجمع البحرین مین ہی اور جس لقطہ
کی نسبت یہ معلوم ہو کہ کسی ذمی کا تھا اسکا صدقہ کر دینا نہین چاہیے بلکہ وہ بیت المال مین دیدیا جاوے تاکہ مسلمانون
کی حاجات مین صرف ہو یہ سراجیہ مین ہی۔ پھر جسکو بطور لقطہ پاوے وہ دو نوع کا ہوگا ایک نوع وہ کہ جسکی نسبت یہ
معلوم ہو کہ اسکا مالک طلب نہ کریگا جیسے جابجا چھٹکی ہوئی خرما کی گٹھلیان پائین یا انار کے چھلکے جابجا چھٹکے پائے اور
اس قسم کے لقطہ کو ملتقط کو لے لینا اور اپنی حاجت مین صرف کرنا روا ہی لیکن بعد اسکے جمع کر لینے کے اگر مالک نے اسکے ہاتھ مین
اسکو دیکھا تو اسکو اختیار ہی کہ لے لے اور وہ جمع کر لینے سے لے لینے والے کی ملک نہ ہو جائیگا ایسا ہی شیخ الاسلام خواہر زادہ
اور شمس الائمہ سرخسی نے شرح کتاب اللقطہ مین ذکر کیا ہی اور ایسا ہی قدوری نے اپنی شرح مین ذکر کیا ہی و نوع دیگر
آنکہ اسکی نسبت معلوم ہو کہ اسکا مالک اسکو طلب کریگا جیسے چاندی سونا و اسباب وغیرہ اور ایسے لقطہ کی نسبت یہ حکم ہی کہ اسکو
روا ہی کہ اٹھا لے اور اسکی حفاظت کرے اور شناخت کرا دے یہانتک کہ اسکے مالک کو پہونچا دے اور انار کے چھلکے یا خرما
کی گٹھلیان اگر یکجا جمع کی ہوئی ہون تو وہ بھی اس دوسری نوع مین سے ہونگی۔ اور غصب النوازل مین مذکور ہی کہ اگر
ایک اخروٹ پایا پھر دوسرا پایا اسی طرح پاتا گیا یہانتک کہ دس عدد ہو گئے یعنی اسکی کچھ قیمت ہو گئی پھر اگر اسنے یہ اخروٹ
ایک ہی مقام پر پائے ہون تو وہ بلا خلاف دوسری نوع مین سے ہین اور اگر اسنے مواضع متفرقہ مین پائے ہون تو
اسمین مشائخ نے اختلاف کیا ہی اور صدر شہید نے فرمایا کہ مختار یہ ہی کہ نوع ثانی مین سے ہونگے۔ اور فتاوے اہل سمرقند
مین لکھا ہی کہ جو لکڑی پانی مین پائی جاوے اسکے لے لینے اور اس سے نفع اٹھانے مین کچھ مضائقہ نہین ہی اگرچہ اسکی کچھ
قیمت ہو قال المترجم ظاہر مراد یہ ہی کہ جھکس لکڑیان جلانے کے کام کی تالاب و ندی وغیرہ مین ٹوٹ گری ہین واللہ اعلم
اسی طرح سیب و امرود اگر نہر جاری مین پاوے تو انکو لیکر اپنے کام مین لانے مین کچھ مضائقہ نہین ہی اگرچہ بہت ہون اور
اگر گرمی کے ایام مین درختون کی طرف گذرا اور درختون کے نیچے پھل گرے ہوئے پائے تو اس مسئلہ مین کئی صورتین
ہین چنانچہ اگر یہ امر شہرون مین واقع ہوا تو اسکو انمین سے تناول کرنا روا نہین ہی الا اسصورت مین کہ یہ بات معلوم
ہو کہ اسکے مالک نے اسکو مباح کر دیا ہی خواہ صریحًا یا دلالۃً بسبب عادت۔ اور اگر چہار دیواری کے باغ مین اسطرح
پایا اور پھل ایسے ہین کہ باقی رہتے ہین جیسے اخروٹ وغیرہ تو اسکو انمین سے لینا روا نہین ہی تا وقتیکہ یہ معلوم نہ ہو کہ
اسکے مالک نے مباح کر دیئے ہین اور بعض مشائخ نے کہا کہ جبتک ممانعت کرنا صریحًا یا دلالۃً معلوم نہ ہو تب تک لے لینے مین

مضائقہ نہین ہی اور یہی مختار ہی۔ اور اگر رساتیق مین جسکو فارسی مین بیراستہ کہتے ہین ایسا واقعہ ہوا اور یہ پھل باقی رہنے والون مین سے ہین تو لے لینا روا نہین ہی الا آنکہ مباح کردینا معلوم ہوا اور اگر یہ پھل ایسے ہین کہ باقی نہین رہتے ہین تو بلا خلاف اسکو لے لینا روا ہی جبتک کہ ممانعت معلوم نہو اور یہ سب جو ہمنے ذکر کیا ہی اس صورت مین ہی کہ پھل درخت کے نیچے گرے ہوئے پائے اور اگر اُسنے درختون پر لگے ہوئے پائے تو افضل یہ ہی کہ کسی مقام پر کیون نہون بدون اجازت مالک کے نہ لیوے الا آنکہ یہ معلوم ایسا ہو کہ بیان ایسی کثرت سے پھل پیدا ہوتے ہون کہ مالکون پر لے لینا شاق نہ گذرنا معلوم ہو پس ایسی صورت مین اُسکو کھا لینا روا ہو گا مگر باندھ لانا روا نہین ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر لقطہ ایسی چیز ہو کہ ایک دو روز گذرنے سے وہ خراب ہو جائیگی جیسے دانہاے انار وغیرہ پس اگر قلیل ہون تو انکو اُسیوقت کھالے خواہ فقیر ہو یا غنی ہو اور اگر بہت ہو تو قاضی کی اجازت لیکر اُسکو فروخت کرکے اُسکا ثمن رکھ چھوڑے۔ اور اگر لقطہ ایسی چیز ہو کہ اُسکے واسطے نفقہ وخرچہ کی ضرورت ہی پس اگر اسکو اجارہ پر دینا ممکن ہو تو قاضی کے حکم سے اسکو اجارہ پر دیکر اُسکی اجرت سے اُسکو نفقہ دے کذا فی فتاوی قاضیخان اور اگر وہ کسی کام کی چیز نہ ہو یا اُسنے کوئی کرایہ پر لینے والا نہ پایا اور قاضی کو خوف ہوا کہ اگر اُسکو نفقہ بطور ضمان دلایا جاتا ہی تو اُسکی قیمت کو مستغرق ہو جائیگا تو اسکو فروخت کردے اور ملتقط کو حکم دے کہ اُسکا ثمن حفاظت سے رکھے یہ فتح القدیر مین ہی پھر جب اُسکا مالک آوے اور مانگے حالانکہ اُسنے بحکم قاضی اُسکو نفقہ دیا ہی تو اُسکو اختیار ہی کہ اسکو نہ دے یہانتک کہ اپنا سب نفقہ وصول کرے یہ تبیین مین ہی۔ اور جو کچھ نفقہ لقطہ کو ملتقط نے بغیر حکم قاضی دیا ہی سمین وہ احسان کرنے والا قرار دیا جائیگا کذا فی الکافی اور اگر بحکم قاضی دیا ہی تو اس چیز پر قرضہ ہوگا اور حکم قاضی کی یہ صورت ہی کہ اُسنے ملتقط سے کہا کہ اسکو نفقہ دے بدین شرط کہ تو واپس لیوے اور اگر یہ نہ کہا کہ بدین شرط کہ تو واپس لیوے تو نفقہ اسپر قرضہ نہ ہوگا اور یہی اصح ہی یہ بحر الرائق مین ہی اور قاضی اُسکو نفقہ دینے کا حکم نہ دے جبتک کہ وہ گواہ قائم نہ کرے کہ یہ لقطہ ہی اور یہی صحیح ہی اور اگر ملتقط نے گواہ نہ پائے تو قاضی اُسکو یون حکم کرے کہ ثقہ لوگون کی جماعت کے سامنے کہے کہ یہ ملتقط یون کہتا ہی کہ یہ لقطہ ہی مگر مین نہین جانتا ہون کہ یہ سچا ہی یا جھوٹا ہی اور اُسنے مجھ سے درخواست کی کہ مین اسکو حکم دون کہ تو اُسکو بطور ضمان نفقہ دے پس تم لوگ گواہ رہو کہ مین اسکو اس شرط سے نفقہ دینے کا حکم دیتا ہون کہ یہ بات ایسی ہی ہو کہ جیسی یہ کہتا ہی اور ملتقط کو بھی دو تین روز تک لقطہ کو نفقہ دینے کا حکم کریگا جتنے روز تک کے واسطے اسکے دل مین یہ آوے کہ اگر اُسکا مالک حاضر ہو گا تو ظاہر ہو گا یہ تبیین مین ہی پھر اگر اتنے روز مین ظاہر نہ ہوا تو اسکے فروخت کرنے کا حکم دیگا اور اُسکے ثمن سے ملتقط کو دو تین روز جتنے دن تک اُسنے نفقہ دیا ہی دیدیگا یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اگر قاضی نے یا قاضی کے حکم سے ملتقط نے لقطہ کو فروخت کیا پھر اسکا مالک حاضر آیا تو اسکو بھی ثمن ملیگا اور اگر ملتقط نے بدون حکم قاضی اسکو فروخت کر ڈالا ہی پھر مالک آیا اور وہ مشتری کے ہاتھ مین موجود ہی تو اسکے مالک کو اختیار ہی چاہے بیع کی اجازت دیکر ثمن لے لے اور چاہے بیع باطل کرکے اپنی چیز واپس کر لے اور اگر وہ مشتری کے پاس تلف ہو چکی ہو تو مالک کو اختیار ہی چاہے بائع سے ضمان لے اور اس صورت مین بیع مذکور نافذ ہو جائیگی از جانب بائع بنا بر ظاہر روایت کے اور اسی کو عامہ مشائخ نے لیا ہی کذا فی المحیط ولیکن بائع یعنی ملتقط پر لازم ہو گا کہ مال تاوان یعنی اُسکی قیمت سے جسقدر زائد حصہ ثمن اسکو ملا ہو وہ صدقہ کردے کذا فی فتح القدیر اور چاہے اسکا مالک اسکے مشتری سے اپنی چیز کی قیمت تاوان لے پھر مشتری اپنا ثمن بائع سے واپس لیگا یہ محیط مین ہی ایک شخص نے ایک بکری یا اونٹ پکڑا اور قاضی نے اسکو حکم کیا کہ اسکو نفقہ دے پھر یہ چوپایہ مر گیا پھر اسکا مالک ظاہر ہوا

تو ملتقط کو اختیار ہوگا کہ جسقدر اُسنے نفقہ دیا ہی وہ مالک سے واپس لے یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ اور جب لقطہ کی شناخت
کرانے کے بعد یہ وقت آیا کہ اب وہ صدقہ کردیا جاوے پس اگر ملتقط خود محتاج ہو تو اُسکو روا ہی کہ لقطہ کو اپنی ذات پر
خرچ کر ڈالے یہ محیط مین ہی اور اگر ملتقط غنی ہو تو اپنی ذات پر صرف نہ کرے بلکہ کسی اجنبی کو یا اپنے والدین کو یا فرزند
یا زوجہ کو بشرطیکہ فقیر ہون صدقہ دیدے یہ کافی مین ہی اور بعد مدت مذکورہ کے ملتقط غنی کو بھی اپنی ذات پر مال لقطہ
امام المسلمین کی اجازت سے باین وجہ کہ اسپر قرضہ ہوگا صرف کر لینا جائز ہی یہ غایۃ البیان مین ہی۔ اگر کسی نے لقطہ اسباب
وغیرہ کے مانند پایا اور باوجود شناخت کرانے کے مالک کو نہ پایا اور وہ محتاج ہوا کہ اُس سے منتفع ہو پس اسکو فروخت
کرکے اسکا ثمن اپنی ذات پر صرف کیا پھر اُسنے کچھ مال پایا تو اُسپر یہ واجب نہ ہوگا کہ جسقدر اُسنے خرچ کیا ہی اُسکے مثل
فقیرون کو صدقہ دیدے یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور لقطہ امانت ہوتا ہی جبکہ ملتقط نے گواہ کر لیے کہ مین اسکو اسواسطے لیتا ہون
کہ حفاظت کرکے اسکے مالک کو واپس دون پس اگر بدون اُسکے فعل کے مال لقطہ تلف ہوگیا تو وہ ضامن نہ ہوگا اور
اسی طرح اگر مالک مال نے اُسکے قول کی کہ مین نے اسکو اسواسطے لیا تھا کہ مالک کو واپس کردون تصدیق کی تو بھی یہی
حکم ہی۔ اور اگر اُسنے اقرار کیا کہ مین نے اسکو اپنے واسطے لے لیا تھا تو بالاجماع ضامن ہوگا۔ اور اگر اُسنے لینے کے گواہ نہین
کر لیے تھے پھر اُسنے دعوی کیا کہ مین نے اسکو اسکے مالک کو واپس دینے کے واسطے لے لیا تھا اور مالک نے اسکے قول کی
تکذیب کی تو امام اعظم و امام محمد رح کے نزدیک ضامن ہوگا یہ فتح القدیر مین ہی اور اگر اسوجہ سے اُسنے گواہ نہین کیے تھے
کہ اُسنے اُٹھانے کے وقت کوئی گواہ نہین پایا یا اسکو خوف ہوا کہ گواہ کرانے سے اُس سے کوئی ظالم لے لیگا پس اُسنے
گواہ کرانا چھوڑ دیا تو وہ ضامن نہ ہوگا اور اگر اُسنے گواہ کو پایا پھر گواہ نہ کیا یہانتک کہ وہان سے ہٹا و گذر گیا تو ضامن
ہوگیا اسلیے کہ اُسنے باوجود قدرت کے گواہ کر لینا ترک کیا یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ اگر گواہ کر لیے کہ مین نے لقطہ اُٹھایا
ہی یا گمشدہ جانور پایا ہی یا کہا کہ میرے پاس لقطہ ہی تو جسکو تم لقطہ ڈھونڈھتا پاؤ اسکو میری طرف راہ بتلا ؤ پھر جب اُسکا
مالک اُسکے پاس آیا تو اُسنے کہا کہ تلف ہوگیا تو اُسکے قول کی تصدیق کیجائیگی اور اسپر ضمان واجب نہ ہوگی۔ اور اگر اُسنے
دو یا تین لقطہ پائے اور شناخت کرانے مین اسی قدر کہا کہ جسکو لقطہ ڈھونڈھتا دیکھو اُسکو میری طرف راہ تبلا دینا
تو یہ سب کے واسطے شناخت کرانا ہوجائیگا اور اگر سب اُسکے پاس تلف ہوگئے تو اسپر کسی کی ضمان واجب نہ ہوگی۔ اور
فتاوی اہل سمرقند مین لکھا ہی کہ اگر لقطہ کسی راستہ یا جنگل مین پایا اور لیتے وقت کسی ایسے کو نہ پایا کہ گواہ کر لے تو فرمایا کہ جب
کسی ایسے کو پاوے جو گواہ ہو تو اُسکو گواہ کر لے پس ایسا کر لینے سے ضامن نہ ہوگا یہ محیط مین ہی اور ملتقط ضامن نہ ہوگا
الا اُس صورت مین کہ بیجا اُسکو تلف کرے یعنی باقی نہ رکھا ہو یا مالک کی درخواست کے وقت نہ دے یہ فتاوی قاضیخان
مین ہی۔ اور اگر کسی نے کہا کہ مین نے لقطہ پایا تھا وہ میرے قبضہ مین تلف ہوگیا حالانکہ مین نے اسکو اسواسطے لیا تھا کہ
اُسکے مالک کو واپس کردون اور مین نے اسپر گواہ کر لیے تھے اور اُسکا مالک کہتا ہی کہ وہ لقطہ تھا مین نے خود اسکو وہان
رکھدیا تھا کہ لوٹ کر لے لونگا پس اگر وہ جگہ جہان سے پایا ہی ایسی جگہ ہو کہ اُسکے قرب مین کوئی نہ ہو یا راستہ ہو تو قول ملتقط
کا قبول ہوگا بشرطیکہ وہ قسم کھا جاوے کہ میرے پاس تلف ہوگیا ہی اور اگر معلوم نہ ہو کہ اُسکا اصل قصہ کیا ہی تو ملتقط ضامن
ہوگا۔ اور اگر ملتقط نے کہا ہو کہ مین نے اسکو راستہ پر سے لے لیا تھا اور مالک نے کہا کہ تونے اسکو میرے گھر سے لے لیا ہی
تو ملتقط ضامن ہوگا یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔ اور اگر اُسنے لقطہ کو کسی قوم کے دار مین یا انکی دہلیز مین یا خالی دار مین پایا ہو

تو ضامن ہوگا جبکہ اُسکا مالک یون کہے کہ مین نے اسکو وہان رکھ دیا تھا تاکہ لوٹ کرلے لونگا۔ اور اصل مین مذکور ہی کہ اگر مالک نے کہا کہ تونے اسکو مجھ سے غصب کرکے لیا ہی اور ملتقط نے کہا کہ وہ لقطہ تھا اور مین نے اسکو تیرے واسطے لیا ہی تو ملتقط ضامن ہی اور اسمین کوئی تفصیل نہین فرمائی ہی۔ اور اگر کسی مسلمان کے قبضہ مین لقطہ ہوا اور اسکا کسی نے دعوی کیا اور اسپر گواہ قائم کیے اور ملتقط نے اُسکا اقرار کیا یا نہین اقرار کیا ولیکن یہ کہا کہ مین سمجھے۔ اسکو واپس نہ دونگا الا قاضی کے حضور مین تو اسکو ایسا اختیار ہی اور اگر ایسی حالت مین اسکے پاس وہ تلف ہوگیا تو اسپر ضمان واجب نہ ہوگی۔ اور اگر کسی مسلمان کے قبضہ مین لقطہ ہوا اور کسی نے اُسکا دعوی کرکے دو کافر گواہ قائم کیے تو ایسی گواہی قبول نہ ہوگی اور اگر لقطہ کسی کافر کے قبضہ مین ہوا اور باقی مسئلہ بحالہا رہے تو بھی قیاساً یہی حکم ہی اور استحساناً گواہی قبول ہوگی اور اگر کافر و مسلمان کے قبضہ مین ہو تو دونون کافرون کی گواہی قیاساً انمین سے کسی پر جائز نہ ہوگی اور استحساناً کافر پر جائز ہوجائیگی اور جو کچھ کافر کے قبضہ مین ہی اُسکی نسبت مدعی کے واسطے حکم دیدیا جائیگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر زید نے لقطہ کا اقرار عمرو کے واسطے کیا پھر خالد نے گواہ قائم کیے کہ یہ میرا ہی تو اس لقطہ کی ڈگری خالد کے نام ہوجائیگی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ اور اگر کسی نے لقطہ کا دعوی کیا اور اُسکے علامات ٹھیک بیان کردیے تو ملتقط کو اختیار ہی چاہے اسکو دیکر اُس سے کفیل لے لے اور چاہے اُس سے گواہ طلب کرے یہ سراجیہ مین ہی۔ اور اگر علامات بیان کرنے پر ملتقط نے اسکو دیدیا پھر دوسرے نے آکر گواہ قائم کیے کہ وہ میرا مال ہی پس اگر وہ لقطہ شخص اول کے ہاتھ مین ویسا ہی موجود ہو تو مدعی یعنے گواہ قائم کرنے والا جو اسکا مالک ہی اول سے اُسکو لے لیگا اگر قادر ہوا اور کسی پر ضمان نہ ہوگی اور اگر وہ اول کے پاس تلف ہوگیا ہی یا مالک کو اُس سے لے لینے کی قدرت نہ ہوئی تو مالک کو اختیار ہی چاہے ملتقط سے تاوان لے یا اُس لینے والے سے ضمان لے اور کتاب مین مذکور ہی کہ اگر ملتقط نے بحکم قاضی شخص اول کو دیا ہو تو اسپر ضمان نہ ہوگی اور اگر بغیر حکم قاضی دیا ہی تو ضامن ہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہی۔ اور اگر ملتقط نے کسی کے واسطے نفقہ کا اقرار کیا اور بغیر حکم قاضی اسکو دیدیا پھر دوسرے نے گواہ قائم کیے کہ وہ میرا ہی تو اسکو اختیار ہوگا کہ دونون مین سے جس سے چاہے تاوان لے اور اگر بحکم قاضی دیا ہو تو ایک روایت کے موافق ضامن نہ ہوگا اور بعض نے کہا ہی کہ یہ امام ابو یوسف کا قول ہی اور اسی پر فتوی ہی یہ سراجیہ مین ہی۔ ایک نے شناخت کرانے کے واسطے لقطہ اُٹھا لیا پھر اسکو جہان سے اُٹھایا تھا وہین ڈال دیا تو کتاب مین مذکور ہی کہ وہ ضمان سے بری ہوجائیگا اور یہ تفصیل نہین ہی کہ وہان سے اُٹھا کر دوسری جگہ لے گیا پھر وہین لاکر ڈال دیا یا وہین اُٹھایا اور بدون اس جگہ سے تحویل کے وہین ڈال دیا اور فقیہ ابو جعفر رح نے فرمایا کہ تاوان سے بری جبھی ہوگا کہ بدون اس جگہ سے تحویل کے وہین ڈال دیا ہو اور اگر بعد اسکے جگہ سے تحویل کرنے کے وہین لاکر ڈال دیا ہو تو ضامن ہوگا اور حاکم شہید نے بھی مختصر مین اسی طرف اشارہ کیا ہی اور یہ حکم اسوقت ہی کہ اُسنے شناخت کرانے کے واسطے اُٹھایا ہو یعنے مالک کو دینے کے واسطے لیا ہو اور اگر اپنے کھا جانے کے واسطے لیا تو ضمان سے بری نہ ہوگا تا وقتیکہ اُسکے مالک کو نہ دیدے اور یہ ایسا ہی جیسے وہ لقطہ کوئی گھوڑا تھا کہ یہ سوار ہوا پھر اُس سے اتر کر اسکی جگہ اسکو چھوڑ دیا تو بنا بر قول امام ابو یوسف کے ضامن ہوگا اور اسی طرح اگر لقطہ کوئی کپڑا ہو کہ اسکو پہنا پھر اسکو اُتار کر جہان سے لیا ہی وہین رکھ دیا تو بھی ایسا ہی اختلاف ہی [یعنے اختلاف مذکور ۱۲] اور یہ اسوقت ہی کہ کپڑے کو اسطرح پہنا ہو کہ جیسے عادت کے موافق پہنا کرتے ہین اور اگر ایسا نہ کیا مثلاً قمیص تھی کہ اسکو اپنے کندھے پر ڈال دیا پھر اُسکو جہان سے لیا ہی

وہین ڈالدیا تو ضامن نہ ہوگا اور اسی طرح اگر انگوٹھی بھر ہو کہ اُسکو چھنگلیا مین خواہ دائین ہاتھ کی یا بائین ہاتھ کی چھنگلیا مین پہنا
پھر اُتار کر وہین ڈالدی تو ایسا ہی اختلاف ہی اور اگر اُسکو سوائے چھنگلیا کے کسی اور انگلی مین پہنکر اُتار کر وہین ڈالدیا
تو بالاتفاق ضامن نہ ہوگا اور اگر انبی بھر کی انگوٹھی پر یہ انگوٹھی بھر کی پہنی اور چھنگلیا ہی مین پہنی پس اگر یہ شخص
معروف ہو کہ دو خاتم سے تختم کرتا ہی اور اگر ایسا نہو درصورتیکہ بدون تحویل کے وہین اُتار کر ڈال دی ہی تو بالاتفاق
ضامن نہ ہوگا اور اسی طرح اگر پٹکے کے ساتھ گردن مین تلوار ڈالی جیسے تلوار بدن پر لگا لینے کا دستور ہی پھر اُتار کر
وہین ڈالدی تو بھی ایسا ہی اختلاف ہی اور اسی طرح اگر وہ ایک تلوار لگائے ہو پھر اُسنے یہ تلوار بھی جیسے لگائی جاتی
ہی اپنے بدن پر سج لی تو یہ بھی استعمال قرار دیا جائیگا اور وہی اختلاف مذکور جاری ہوگا اور اگر وہ دو تلوار ڈالے ہو
پھر اُسنے یہ تیسری تلوار لقطہ کی بھی سج لی پھر اُتار کر وہین ڈال دی تو بالاتفاق ضامن نہ ہوگا یہ فتاوی قاضی خان
(اسواسطے کہ تین تلوار باندھنے کا دستور نہین ہی ۱۲)
مین ہی - اور اگر مقبرہ مین جلانے کی لکڑیان پڑی ہون تو آدمی کو روا ہی کہ وہان سے اٹھالاوے اور یہ اسوقت ہی کہ
خشک ہون اور اگر گیلی ہون تو مکروہ ہی - اور جن دنون کرم پیلے سے قز تیار کیجاتی ہی اگر اُن دنون راہ مین شہتوت
(یعنی کیڑے ریشم کے ۱۲)
کے درخت کے پتے پڑے ہون تو اسکو لے لینا روا نہین ہی - اسواسطے کہ یہ چیز ملک منتفع ہی اور اگر ایسے درخت کے
پتے راہ مین گر پڑے ہون کہ اسکے پتون سے انتفاع حاصل نہین کیا جاتا ہی تو انکو لے سکتا ہی - ایک نے اپنی مردار
بکری راہ مین ڈال دی پھر کسی نے آکر اسکی پشم نوچ لی تو اسکو روا ہی کہ اُس سے انتفاع حاصل کرے ولیکن اگر اسکے بعد
اُس بکری کا مالک آیا تو اُسکو اختیار رہوگا کہ اپنی بکری کا یہ صوف جو اُسکے پاس ہی لے لے اور اگر اُسنے اس مردار بکری
کی کھال کھینچکر اُسکی دباغت کرائی ہو پھر اسکے بعد بکری کا مالک آیا تو اُسکو اختیار ہوگا کہ کھال لے لے اور جو کچھ دباغت
سے زیادتی ہوئی ہی اسقدر دیدے یہ خزانۃ المفتین مین ہی - خربوزہ کی فالیز اُجاڑ ہو چکی ہی اسمین کچھ خربوزے
چھوٹ رہگئے ہین پس انکو لوگون نے جسنے پایا لے لیا تو فقیہ ابوبکر نے فرمایا کہ اگر فالیز والون نے انکو چھوڑ دیا ہی کہ
جسکا جی چاہے لے لے تو کچھ مضائقہ نہین ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی - ایک شخص نشہ مین ایسا چور ہی کہ اُسکی عقل
جاتی رہی ہی راستہ مین سوگیا پس اُسکا کپڑا راہ مین گر پڑا پس کسی نے آکر وہ کپڑا اُٹھالیا تاکہ حفاظت کرے تو اسپر ضمان
نہوگی اسواسطے کہ یہ کپڑا بمنزلہ لقطہ کے ہی اور اگر اُسکے سر کے نیچے سے کپڑا نکال لیا یا اُسکے ہاتھ سے انگوٹھی اُتار لی
یا اُسکی کمر سے ہمیانی کھول لی یا اُسکی آستین سے درم نکال لیے حالیکہ وہ اس چیز کے ضائع ہو جانے کا گمان کرتا تھا پس
بدین خیال اُسنے اس غرض سے لے لیے کہ اُسکی حفاظت کرے تو ضامن ہوگا - اور اگر چکی گھر مین چکی کی اُڑان کا آٹا
جمع ہوگیا یعنے پیسنے مین جیسے ہوا سے در و دیوار پر مثل گرد کے جم جاتا ہی تو بعض نے فرمایا کہ یہ آٹا چکی گھر کے مالک کا ہوگا
اور بعض نے فرمایا کہ اسکو اپنے واسطے لے لینے کا اختیار نہین ہی یہ اُسکا ہوگا جسنے پیشدستی کر کے سب سے پہلے اسکو جھاڑ لیا
ہی - اور تیل والون کے یہان جو ناپ کے کپے سے قطرہ قطرہ ٹپک کر جمع ہو جاتا ہی اسمین دو صورتین ہین ایک یہ کہ ناپ
کے کپے کے اوپر سے ٹپک کر جمع ہوا ہی تو یہ تیل والے کا ہوگا اسواسطے کہ وہ بیع مین داخل نہین ہوا تھا اور دوم یہ کہ
کپے مذکور کے اندر سے یا اندر و باہر دونون سے ٹپک کر جمع ہوا ہی یا نہین معلوم کہ کیونکر جمع ہوا ہی تو اسمین یہ حکم ہی کہ اگر
تیل والے نے ہر مشتری کے لیے کچھ قدر قلیل بڑھا دیا ہو تو جو کچھ ٹپک کر جمع ہوا ہی یہ تیلی کا ہوگا اور اگر کچھ نہین بڑھایا ہی
(یعنی گھٹاتا تھا ۱۲)
تو یہ مجموعہ اس تیلی کو حلال نہ ہوگا اُسکو صدقہ کر دے اور اُس سے نفع حاصل نہ کرے الا آنکہ محتاج ہو وے - ایک قوم نے

جنگل کے راستہ مین ایک اونٹ ذبح کیا ہوا پایا پس اگر اُسکے گمان مین یہ بات آئی کہ اُسکے مالک نے اُسکو لوگون کے واسطے مباح کر دیا ہی تو اُسکے لینے اور کھانے مین کچھ مضائقہ نہین ہی - ایک شخص نے اپنا اونٹ ذبح کر کے اسکے لوٹ لینے کی اجازت دیدی تو یہ جائز ہی - ایک نے شکر لٹائی اور وہ دوسرے کی گود مین گری اور اُسکی گود سے ایک نے لے لی تو اسکو لینا روا ہی جبکہ اس شخص نے اپنی گود اسواسطے نہ پھیلائی ہو کہ اسمین شکر آکر گرے اور اگر اُسنے اپنی گود اس غرض سے پھیلائی ہو کہ اسمین شکر آکر گرے تو دوسرا اسکے لے لینے سے اُسکا مالک نہ ہوگا - ایک نے دوسرے کو درم دیے کہ عروسی شادی وغیرہ مین لٹا دے پس اُسنے لٹائے تو لٹانے والے کو روا نہین ہی کہ خود بھی لوٹے اور اگر مامور نے دوسرے کو دیدیے کہ تو لٹا دے تو مامور دوم کو نہین روا ہی کہ تیسرے کو دیوے اور نہ یہ روا ہی کہ اپنے واسطے کچھ رکھ چھوڑے اور شکر کی صورت مین مامور کو روا ہی کہ لٹانے کے واسطے دوسرے کو دیدے اور یہ بھی روا ہی کہ اپنے واسطے کچھ رکھ لے اور جب مامور دوم نے اُسکو لٹایا تو مامور اول کو روا ہی کہ خود لوٹے یہ فتاوی قاضیخان مین ہی - ایک شخص نے چھت پر ایک طشت رکھا اور اُسمین بارش کا پانی جمع ہو گیا اور دوسرے شخص نے آکر اُس پانی کو نکال لیا پھر دونون نے جھگڑا کیا پس اگر مالک طشت نے اپنا طشت اسی واسطے رکھا تھا تو پانی اُسی کا ہوگا کیونکہ اُسکے حرز مین وہ محرز ہو گیا اور اگر اُسنے طشت اسواسطے نہین رکھا تھا تو پانی اُس لے لینے والے کا ہوگا اسواسطے کہ آب مذکور مباح غیر محرز تھا - زید و عمرو ہر ایک کے پاس مثلجہ ہی پس زید نے عمرو کے مثلجہ سے برف لیکر اپنے مثلجہ مین داخل کیا پس اگر عمرو نے یہ جگہ برف جمع ہونے کے واسطے بنائی ہو یعنی اسکے کہ اسمین جمع کرنے کی حاجت ہو تو عمرو کو اختیار ہوگا کہ زید کے مثلجہ سے یہ برف واپس لے بشرطیکہ اُسنے دوسری برف سے خلط نہ کر دیا ہو یا اُسکی قیمت اُس روز کی لیوے جس روز اُسنے دوسری برف مین خلط کیا ہی اور اگر عمرو نے یہ مقام برف جمع ہونے کے واسطے نہ بنایا ہو بلکہ یہ مقام ایسا ہو کہ اسمین خود برف جمع ہو جاتا ہو پس زید نے عمرو کے اس مقام سے نہ اسکے مثلجہ سے یہ برف لے لیا تو یہ برف زید کا ہو جائیگا اور اگر اسکو عمرو کے مثلجہ سے لیا ہو تو غاصب ہوگا پس عمرو کو اُسکا برف بعینہ واپس کر دیا جائیگا بشرطیکہ زید نے اُسکو دوسری برف مین خلط نہ کیا ہو اور اگر دوسری برف مین خلط کر دیا ہو تو اُسکی قیمت کا ضامن ہوگا[1] یہ فتاوی کبری مین ہی - زید ایک قوم کی اراضی مین داخل ہوا کہ وہان سے گوبر و کھانٹے جمع کرتا ہی تو اسمین کچھ مضائقہ نہین ہی - اسی طرح اگر کسی کی زمین مین گھاس چھیل لینے کے واسطے داخل ہوا یا بالیان چننے کے واسطے جنکو صاحب اراضی چھوڑ گیا ہی اور اُسکا چھوڑ دینا مثل اباحت کے ہو گیا تو بھی یہی حکم ہی اور بعض نے فرمایا کہ اگر یہ اراضی یتیمون کی ہو اور حالت یہ ہو کہ اگر وہ اس کام کے واسطے اجرت پر مقرر کیا جاتا تو بعد ادا ے اجرت کے یتیم کے واسطے کچھ باقی رہتا ہو اور یہ ظاہر ہو تو ان بالیون کا اسطرح چھوڑ دینا روا نہین ہی اور اگر اسمین سے کچھ بچتا نہ ہو یا بہت کم بچت ہو کہ اسکے واسطے قصد نہین کیا جاتا ہی تو اُس کے چھوڑ دینے مین مضائقہ نہین ہی اور دوسرے کو انکے چن لینے مین بھی مضائقہ نہین ہی - تختۂ زمین بلا زراعت و عمارت خالی پڑا ہی جسمین اہل کوچہ مٹی و گوبر و راکھ وغیرہ ڈالتے ہین چنانچہ اُسکا ایک ڈھیر وہان جمع ہو گیا پس اگر اصحاب کوچہ نے ان چیزون کو بطور پھینک دینے کے ڈال دیا ہو اور اس زمین کے مالک نے یہ زمین اسی واسطے مقرر کر دی ہو تو یہ کھاد سب اُسی کی ہوگی اور اگر مالک زمین نے اسواسطے مقرر نہ کی ہو تو جو شخص اُسکو پہلے اُٹھا لے اُسی کی ہو جائیگی - جنگلی کبوتر ایک شخص کے دار مین رہنے لگا اور وہان اُسنے بچے دیے اور ایک شخص دیگر نے آکر یہ بچے لے لیے پس اگر مالک دار نے دروازہ

[1] یعنی روز خلط کی قیمت کا ۱۲

[2] حاشیہ: جائے برف نہادن ۱۲

بند کر دیا اور سوراخ دیوار چوب دیا ہو تو یہ بچہ مالک مکان کے ہونگے اور اگر مالک مکان نے ایسا نہ کیا ہو تو جسنے لے لیے
اُسی کے ہوگئے۔ اور اگر کسی کے پاس کبوتر ہون اور انمین ایک اور کبوتر آیا اور بچے ہوئے تو یہ بچے اسکے ہونگے جسکی مادہ
یعنی کبوتری ہی۔ اور کبوتران کا رکھنا مکروہ ہی اگر لوگون کو مضرت پہونچاتے ہون اور جسنے کسی آبادی مین برج کبوتران
بنائے یعنے خانون مین پالے ہون تو چاہیے کہ انکی حفاظت کرے اور انکو دانہ دیے جاوے اور بغیر دانہ نہ چھوڑے حتی کہ
وہ لوگون کو ضرر نہ پہونچانے پاوین۔ اور اگر انمین کسی دوسرے کے پالو کبوتر ملگئے تو اسکو نہ چاہیے کہ انکو پکڑلے اور اگر پکڑلیا
تو اسکے مالک کو تلاش کرے اور اگر اسنے نہ پکڑے ولیکن یہ اسکے یہان رہے اور بچے دیے پس اگر غیر کی کبوتری ہو تو ان
بچون سے تعرض نہ کرے اسواسطے کہ یہ غیر کے ہین اور اگر کبوتری اُسی کی ہوا اور نر غیر کا ہو تو بچہ اُسی کے ہونگے اسواسطے کہ
انڈے و بچے اُسکے ہوتے ہین جسکی کبوتری ہوا اور اگر اُسنے نہ جانا کہ میرے کبوترون کے برج مین کوئی اجنبی کبوتر ہی
تو اسپر کوئی گناہ نہین ہی یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔ اور جسنے باز یا جرہ وغیرہ کے مانند کسی پرند کو شہر یا سواد شہر مین پکڑا
اور اُسکے پاؤن مین چھلے یا گھنگرو وغیرہ ایسی چیز ہی اور وہ پہچانا جاتا ہی کہ پالو ہی تو چاہیے کہ اُسکی شناخت کراوے تاکہ
اُسکے مالک کو واپس کر دے اور اسی طرح اگر ہرن پکڑا جسکی گردن مین پٹہ پڑا ہی تو اسکا بھی یہی حکم ہی یہ محیط مین ہی۔
ایک نے ایک دار چند سال معلومہ کے واسطے مقاطعہ پر لیا اور اسمین سکونت اختیار کی اور اسمین بہت سا گوبر جمع ہوگیا
اور اسکو مقاطع نے جمع کیا ہی تو شیخ امام ابو بکر محمد بن الفضل نے فرمایا کہ گوبر اسکا ہوگا جسنے مکان مذکور اسی واسطے رکھا ہی
اور اگر اُسنے ایسا نہین کیا ہی تو جسنے پہلے اسکو لے لیا اسی کا ہوگا اور امام ابو علی سغدی نے فرمایا کہ یہ اسی کا ہوگا جسنے
پہلے اسکو لے لیا اگرچہ اُسنے یہ مقام اپنے واسطے اسلیے نہ مہیا کیا ہو حتے کہ فرمایا کہ اگر کسی نے ایک چہار دیواری بنا دی اور
ایک ایسی جگہ مقرر کر دی کہ جہان جانور جمع ہوا کرین تو اُسکا گوبر اُسی شخص کا ہوگا جو پہلے لے لے۔ ایک شخص کا ایک دار ہی
کہ اسکو اجارہ پر دیا کرتا ہی پھر کوئی آدمی آیا اور اُس دار مین اپنا اونٹ باندھ دیا اور وہان اُسکی لید کثرت سے جمع ہوئی تو
مشائخ نے فرمایا کہ اگر مالک دار نے بروجہ اباحت اُسکو چھوڑ دیا ہی اور یہ اُسکی رائے نہین تھی کہ یہان گوبر میرے واسطے
مجتمع ہو تو جسنے اسکو لے لیا ہی وہی اُسکا مستحق ہوگا اسواسطے کہ وہ مباح ہی اور اگر مالک دار کی رائے یہ تھی کہ گوبر و لید
جمع کرے تو اُسکا مستحق وہی مالک دار ہی۔ ایک عورت نے اپنی چادر ایک مقام پر رکھدی پھر دوسری عورت آئی اور اُسنے
بھی اپنی چادر وہان رکھی پھر پہلی عورت آئی اور دوسری عورت کی چادر اُٹھائے لیے چلی گئی تو دوسری عورت کو روا نہین ہی
کہ پہلی عورت کی چادر سے جو بجائے اسکی چادر کے وہان ہی انتفاع حاصل کرے اسواسطے کہ یہ انتفاع بملک غیر ہی اور اگر اُسکو
منظور ہوا کہ اُس سے انتفاع حاصل کرے تو مشائخ نے فرمایا کہ اسکا طریقہ یہ ہی کہ عورت مذکورہ اس چادر کو اپنی دختر کو
بشرطیکہ فقیرہ ہو اس نیت سے صدقہ دیدے کہ اُسکا ثواب اسکی مالکہ عورت کو ہووے بشرطیکہ وہ اس صدقہ پر راضی
ہو جاوے پھر دختر مذکورہ اس چادر کو اپنی اُس مان کو ہبہ کر دے پھر اُس سے انتفاع حاصل کرسکتی ہی اور اگر دختر مذکورہ
تونگر ہو تو اسکو انتفاع حاصل کرنا حلال نہ ہوگا اور اسی طرح اگر کسی کا جوتا اسطرح بدل گیا اور بجائے اسکے دوسرا چھوڑ گیا
تو اسمین بھی ایسا ہی حکم ہی۔ کسی شخص نے پڑی ہوئی چیز یعنے لقطہ پایا پھر وہ اسکے پاس سے بھی ضائع ہوگیا پھر اُسنے کسی دوسرے
کے پاس اسکو پایا تو اُسکو اس دوسرے کے ساتھ کسی خصومت کا اختیار نہین ہی۔ کوئی مسافر کسی شخص کے مکان مین مرگیا
اور اسکا کوئی وارث معروف نہین ہی اور مرنے پر اُسنے اپنا اسقدر مال چھوڑا کہ پانچ درم کے مساوی ہی۔ اور مالک مکان

مرد فقیر ہی تو مالک مکان کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ اس مال کو اپنی ذات پر صدقہ کر دے اسواسطے کہ یہ مال بمنزلہ لقطے کے نہین ہی ایک شخص کہین چلا گیا حالانکہ وہ اپنا مکان کسی شخص کے قبضہ مین اس غرض سے دیگیا کہ اسکی تعمیر کرے اور اسکو مال دیگیا کہ اسکو حفاظت سے رکھے پھر یہ شخص جو دیگیا ہی مفقود ہو گیا تو جسکو دیگیا ہی اسکو یہ اختیار ہی کہ اس مال کو حفاظت سے رکھے اور یہ اختیار نہین ہی کہ مکان مذکور کی تعمیر کرے الا باجازت حاکم یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ اور فقیہ ابو اللیث نے عیون مین ذکر فرمایا ہی کہ اگر کسی نے اپنا جانور بطور سانڈ کے چھوڑ دیا پس اسکو کسی شخص نے پکڑ لیا اور اسکی اچھی طرح اصلاح کی پھر چھوڑنے والا آیا اور اسکو لینا چاہا تو دیکھا جاوے کہ اگر اسنے چھوڑنے کے وقت یون کہا کہ یہ جانور مین نے اس شخص کا کر دیا جو اسکو پکڑ لے تو یہ شخص اسکو اب نہین لے سکتا ہی اور اگر اسنے یہ نہین کہا تھا یعنے ایسا لفظ نہین کہا تھا جس سے پکڑنے کی ملک اسکی طرف سے ثابت ہو جاوے تو اسکو یہ اختیار رہیگا کہ اس سے لے لے اور اسی طرح اگر کسی نے اپنا شکار چھوڑ دیا تو بھی یہی حکم ہی ایسا ہی بعضے مشائخ نے ذکر فرمایا ہی اور اگر دونون نے اختلاف کیا یعنی چھوڑنے والے نے کہا کہ مین نے کچھ نہین کہا تھا اور پکڑنے والے نے کہا کہ اسنے کہا تھا کہ جو پکڑے مین نے اسی کا کر دیا تو اسصورت مین قسم کے ساتھ قول مالک کا قبول ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔

کتاب الاباق

قال المترجم اباق غلام کا موے کے پاس سے بھاگ جانا ایسا غلام آبق کہلاتا ہی اور جو شخص اس غلام کو پکڑ لاوے بدین غرض کہ اسکے مالک کو واپس کر دے اسکا یہ فعل اچھا ہی اور نیز مولی پر لازم ہی کہ ایسے لانے والے کو مال معلوم دیدے جسکو جعل کہتے ہین اور تفصیل آگے آتی ہی فانتظر۔ جو شخص غلام آبق کو پاوے اگر اسکو پکڑ سکے تو پکڑ لینا اولے وافضل ہی کذا فی السراجیہ۔ پھر پکڑنے والے کو اختیار ہی چاہے اسکو اپنی حفاظت مین رکھے بشرطیکہ اسپر قادر ہو اور چاہے اسکو امام کو دیدے پس اگر اسنے امام کو دینا چاہا تو امام اس غلام کو اس سے قبول نہ کریگا مگر جبکہ وہ گواہ قائم کرے اور جب اسنے گواہ قائم کر دیے اور امام نے قبول کر لیا تو امام اس غلام کو بغرض تعزیر کے قیدخانہ مین رکھیگا اور بیت المال سے اسکو نفقہ دیگا یہ تبیین مین ہی۔ اور اگر پکڑنے والے نے اسکو بسبب اختیار حاصل کے موافق قول بعض مشائخ کے اپنے پاس رکھا اور سلطان کو نہ دیا اور اپنے پاس سے اسکو نفقہ دیا تو جب اسکا مالک حاضر آوے تو اس سے اپنا نفقہ واپس لیگا بشرطیکہ قاضی کے حکم سے اسکو نفقہ دیا ہو ورنہ واپس نہین لے سکتا ہی اور یہی مختار ہی یہ غیاثیہ مین ہی۔ اور بھٹکے ہوے مین یعنی جو راہ بھول گیا ہو اور بھٹکتا پھرتا ہو اسمین اختلاف ہی چنانچہ بعض نے کہا کہ اسکا پکڑ لینا بھی افضل ہی اور بعض نے کہا کہ اسکا نہ پکڑنا افضل ہی۔ اور اگر وہ امام کے پاس لایا جاوے تو امام اسکو قید نہ رکھیگا اور اگر اسکی ذات سے کوئی منفعت ہووے تو اسکو اجارہ پر دیدے اور اسکی اجرت مین سے اسکی ذات پر خرچ کرے کذا فی التبیین اور اسکو فروخت نہ کریگا یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔ اور حاکم شہید نے کافی مین فرمایا کہ اگر کوئی شخص ایک غلام آبق کو پکڑ لایا اور سلطان نے اسکو لیکر قید رکھا پھر کسی نے دعوی کیا اور گواہ قائم کیے کہ یہ غلام اس مدعی کا ہی تو فرمایا کہ سلطان اس سے یہ قسم لیگا کہ مین نے اسکو فروخت نہین کیا ہی اور نہ ہبہ کیا ہی اسکو دیدے اور مین پسند نہین کرتا ہون کہ اس سے کفیل مانگے ولیکن اگر قاضی نے اس سے کفیل لے لیا تو قاضی اس فعل سے بدکردار بھی نہ ہوگا یہ

غایۃ البیان مین ہی۔ اور یہ امر امام محمد رحنے ذکر نہین فرمایا کہ آیا قاضی اس مدعی کے مقابلہ مین کوئی خصم قائم کریگا یا نہین
اور شمس الائمہ حلوائی نے ذکر کیا ہی کہ مشائخ نے اسمین اختلاف کیا ہی بعضون نے کہا کہ قاضی اسکے مقابلہ مین ایک خصم
قائم کرکے اسکے روبرو گواہون کی سماعت کریگا اور بعضون نے کہا کہ بدون اسکے کہ قاضی اسکے مقابلہ مین خصم قائم
کرے اس گواہی کی سماعت کریگا یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اور اگر مدعی کے پاس گواہ نہون اور غلام نے خود اقرار کیا کہ مین
اسکا غلام ہون تو فرمایا کہ قاضی اس مدعی کو دیکر اس سے کفیل لے لیگا۔ اور اگر غلام مذکور کا کوئی خواستگار نہ آیا تو فرمایا
کہ اگر زمانہ دراز گذر جاوے تو امام اسکو فروخت کر دے اور اسکا ثمن رکھ چھوڑے یہانتک کہ اسکا خواستگار آوے اور
گواہ قائم کرے کہ یہ میرا غلام ہی پس امام اس ثمن کو اسکو دیدیگا اور امام نے جو بیع کر دی ہی وہ نہ ٹوٹیگی۔ اور جب تک
امام اسکو قید رکھے تو بیت المال سے اسکا نفقہ دے پھر جب اسکا مالک آوے تو اس سے لے لے یا اگر فروخت کر دے
تو اسکے ثمن سے نکال لے یہ غایۃ البیان مین ہی۔ اور بھاگنے والا غلام بسبب خوف اباق کے اجارہ پر نہ دیا جاوے
یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔ اور اگر غلام آبق بغیر حکم قاضی کے بوجہ اقرار غلام کے یا بسبب بیان علامات کے کسی خواستگار
کو دیدیا گیا پھر کوئی دوسرا اسکا مستحق ثابت ہوا تو مستحق مذکور دیدینے والے سے تاوان لیگا پھر دینے والے نے جسکو
دیا ہی اس سے واپس لیگا یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اور آبق کا پھیر لانے والا ہمارے نزدیک استحساناً جعل کا مستحق ہوتا ہی
کذا فی الکافی پس جو شخص کہ آبق غلام کو مدت سفر یعنے تین روز کی راہ سے پھیر لایا وہ چالیس درم جُعل کا مستحق ہی اگرچہ
غلام کی قیمت چالیس درم سے کم ہو اور یہ امام اعظم و امام ابو یوسف کے نزدیک ہی یہ تبیین مین ہی۔ اور اگر کوئی شخص
شہر مین یا شہر سے باہر سے مدت سفر سے کم مسافت سے آبق کو پکڑ لایا تو بقدر مشقت و مقام کے جعل کا مستحق ہوگا اور
صحیح یہ ہی کہ رضخ واجب ہوگا یہ فتاوے غیاثیہ مین ہی۔ پھر جبکہ رضخ واجب ہوا پس اگر پھیر لانے والا اور جسکے پاس
پھیر لایا ہی دونون نے کسی قدر پر باہم رضامندی سے قرارداد کر لی تو پھیر لانے والے کو اسی قدر ملیگا اور اگر دونون نے
قاضی کے پاس جھگڑا پیش کیا تو قاضی بقدر دوری مقام کے رضخ کی مقدار مقرر کریگا ایسا ہی ہمارے بعض مشائخ نے
فرمایا ہی اور اسکی تفسیر یہ ہی کہ تین روز کی راہ سے پھیر لانے والے کے واسطے چالیس درم واجب ہوتے ہین پس بمقابلہ
ہر روزہ مسافت کے تیرہ درم و ایک تہائی درم ہوا پس اگر ایک روز کی راہ سے لایا ہی تو اسی قدر واجب ہونگے
اور کتاب مین اسی طرف اشارہ کیا ہی۔ اور ینابیع مین مذکور ہی کہ ہم اسی کو لیتے ہین اور بعض نے فرمایا کہ یہ امام کی رائے
پر ہی اور یہ آسان ہی بسبب اعتبار دوایات مین مذکور ہی کہ یہی صحیح ہی اور غیاثیہ مین ہی کہ اسی پر فتوے ہی یہ تاتارخانیہ مین
ہی۔ امام محمد رحنے اصل مین فرمایا کہ غلام صغیر کے واپس لانے کا حکم مثل غلام بالغ کے واپس لانے کے ہی کہ اگر صغیر کو سفر
کی دوری سے واپس لایا تو چالیس درم واجب ہونگے اور اگر سفر سے کم دوری سے لایا تو رضخ واجب ہوگا ولیکن اگر
غلام بالغ کے لانے مین مشقت زیادہ ہو تو بالغ کا رضخ بہ نسبت صغیر کے زیادہ ہوگا۔ اور مشائخ نے فرمایا کہ جو حکم صغیر مین مذکور
ہی یہ ایسی صورت پر محمول ہی کہ جب صغیر ایسا ہو کہ اباق کو سمجھتا ہو اور اگر ایسا صغیر ہو کہ اباق کو نہین سمجھتا ہی تو راہ بھولا ہوا
ہوگا اور راہ بھولے ہوئے کا واپس لانے والا مستحق جعل نہین ہوتا ہی۔ اور اگر ایسی باندی واپس لایا جسکے ساتھ
صغیر بچہ ہی تو وہ اپنی مان کے تابع قرار دیا جائیگا پس جعل مین کچھ بڑھایا نہ جائیگا اور اگر یہ بچہ قریب بہ بلوغ ہووے
تو اسّی درم واجب ہونگے یہ تبیین مین ہی۔ اور اگر آبق دو شخصون مین مشترک ہو تو اسکا جعل ان دونون پر بقدر

ہر ایک کے حصہ کے ہوگا پس اگر دونون مالکون مین سے ایک حاضر ہوا ور دوسرا غائب ہو تو جو حاضر ہی جتبک وہ پورا جعل داخل نہ کرے تب تک غلام مذکور نہین لے سکتا ہی اور جب حاضر نے پورا جعل دیدیا تو اپنے شریک کے حصہ مین متطوع نہوگا بلکہ اُس سے واپس لیگا۔ اور اگر غلام آبق ایک ہی شخص کا ہووے مگر پھیر لانے والے دو آدمی ہون تو اُسکا جعل ان دونون مین برابر تقسیم ہوگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر مالک ایک ہوا ور غلام دو ہون تو اسپر دو جعل واجب ہونگے یہ شرح طحاوی مین ہی۔ اور اگر غلام آبق کسی شخص کے پاس رہن تھا تو جعل مرتہن پر واجب ہوگا خواہ راہن کی حیات مین واپس لایا گیا ہو یا اُسکی موت کے بعد پکڑ آیا ہو اور یہ حکم اسوقت ہی کہ غلام مذکور کی قیمت قرضہ کے برابر ہو یا اس سے کم ہو اور اگر اُسکی قیمت بہ نسبت قرضہ کے زیادہ ہو تو بقدر قرضہ کے مرتہن پر اور باقی راہن پر ہوگا یہ ہدایہ مین ہی۔ اور اگر غاصب نے جو غلام غصب کر لیا ہی اُسکے پاس سے بھاگ گیا اور کوئی اُسکو پکڑ کر واپس لایا تو اُسکا جعل غاصب پر ہوگا۔ اور اگر آبق ایسا غلام ہو کہ اُسکی خدمت کا استحقاق ایک شخص کے واسطے اور رقبہ کی ملکیت دوسرے کے واسطے ہو تو اُسکا جعل اُسی پر ہوگا جو مستحق خدمت ہی پھر جب مدت خدمت گذر جاوے تو مستحق خدمت اس جعل کو اُس شخص سے جو رقبہ غلام مذکور کا مالک ہی واپس لیگا یا غلام مذکور اس مال جعل کے واسطے فروخت کیا جائیگا۔ اور جو شخص غلام آبق کو پکڑ کر واپس لایا ہی اُسکو اختیار ہی کہ غلام مذکور کو روک رکھے یہانتک کہ تمام جعل کو وصول کر لے اور اگر غلام مذکور اس پھیر لانے والے کے پاس بعد ازانکہ قاضی نے اُسکو جعل حاصل کرنے تک روک رکھنے کا حکم دیدیا ہی یا قاضی تک مرافعہ کرنے کے قبل ہلاک ہوگیا تو اسپر ضمان واجب نہ ہوگی اور اُسکا جعل بھی واجب نہ ہوگا۔ اور اگر آبق کے پھیر لانیوالے نے مولاے غلام سے بیس درم پر جعل سے صلح کر لی تو جائز ہی اور اگر پچاس درم پر صلح کی حالانکہ وہ نہین جانتا ہی کہ جعل چالیس درم ہی تو بقدر چالیس کے جائز اور بڑھتی باطل ہوگی یہ محیط مین ہی۔ اگر کسی نے ایک غلام اپنا کسی دوسرے کو مطلقاً ہبہ کیا پھر وہ موہوب لہ کے پاس سے بھاگ گیا پھر کوئی شخص اسکو گرفتار کر کے واپس لایا تو اُسکا جعل موہوب لہ پر ہوگا اگرچہ ہبہ کرنیوالا بعد ازانکہ پھیر لانے والے نے غلام مذکور موہوب لہ کو واپس دیا ہی اپنے ہبہ سے رجوع کر لے یہ کافی مین ہی۔ اور اگر کوئی شخص مدبر یا ام ولد کو گرفتار کر کے واپس لایا تو جعل واجب ہوگا بشرطیکہ مولی کی حیات مین واپس لایا ہوا ور اگر پہونچنے سے پہلے مولی مر گیا تو واپس لانے والے کے واسطے کچھ نہ ہوگا۔ اور غلام ماذون کے واپس لانے مین بھی جعل واجب ہوگا۔ اور اگر مکاتب بھاگ گیا اور کوئی شخص اُسکو اُسکے مولی پاس واپس لایا تو اسکو کچھ نہ ملیگا یہ جوہرہ نیرہ مین ہی۔ جامع الفصولین مین مذکور ہی کہ دو شخص ایک غلام کو واپس لائے پس ایک نے گواہ قائم کیے کہ مین نے اسکو تین روز کی راہ سے گرفتار کیا ہی اور دوسرے نے گواہ دیے کہ مین نے اسکو دو روز کی راہ سے گرفتار کیا ہی تو مولی پر واجب ہوگا کہ روز اول و دوم کا جعل پورا کرے جو دونون مین مساوی تقسیم ہوگا اور ینابیع مین مذکور ہی کہ اگر ایسا غلام کوئی جنایت کر کے بھاگا ہوا ہو تو انتظار کر کے دیکھا جائیگا کہ مولی کیا اختیار کرتا ہی پس اگر مولے نے فدیہ دینا اختیار کیا تو اُسکا جعل مولے پر واجب ہوگا اور اگر مولی نے تاوان جنایت مین ہی غلام اس ولی جنایت کو دیدیا تو جعل مذکور ولی جنایت پر ہوگا۔ اور اگر غلام آبق ایسا ہو کہ مولی نے اسکو تجارت کی اجازت دی ہی حالانکہ حالت اجازت کے تجارتی قرضہ مین ڈوبا ہوا ہی تو اُسکا جعل اُسکے مولی پر واجب ہوگا دلیکن اگر مولی نے اُس سے انکار کیا تو جعل کے واسطے غلام مذکور فروخت کیا جائیگا پھر جو کچھ جعل سے بچے وہ قرضخواہون کو ملیگا۔ اور جامع مین مذکور ہی کہ اگر زید نے اپنا غلام عمرو کے پاس ودیعت رکھا اور اسکے پاس سے

بھاگ گیا پھر کوئی گرفتار کرکے لایا اور عمرو نے اسکا جعل ادا کردیا تو احسان کنندہ ہوگا یعنی زید سے واپس نہین لے سکتا ہی - اور نیز جامع مین ہی کہ ایک غلام بھاگ گیا پھر اُسنے عمداً کسی کو قتل کیا یا اسپر کچھ قرضہ چڑھ گیا پھر اُسکو کوئی شخص گرفتار کرکے لایا اور اُسی کے پاس غلام مذکور قتل کیا گیا تو وہ جعل کا مستحق نہ ہوگا - اور نیز جامع مین ہی مذکور کہ اگر آبق نے گرفتار کرنیوالے کے قبضہ مین جنایت کی یا کسی کا مال تلف کردیا پس اگر غلام مذکور قتل کیا گیا یا ولی جنایت کو دیدیا گیا یا مال تلف کرنے مین فروخت کیا گیا تو گرفتار کرنیوالا کچھ مستحق جعل نہ ہوگا - اور نیز جامع مین ہی کہ اگر گرفتار کرنیوالے کے پاس آبق نے جنایت کی مگر خطا سے یا کسی کا مال تلف کردیا پھر مولی نے گرفتار کرنے والے کو بغیر اس امر سے آگاہی کے جعل دیدیا پھر غلام مذکور کو جنایت کے عوض دیدیا پس اگر ارش جنایت اس غلام کی قیمت کے مساوی ہو تو پورا جعل واپس لیگا اور اگر ارش جنایت سے قیمت زیادہ ہو تو جعل مین سے بقدر ارش جنایت کے واپس لیگا خواہ آزاد کیا اُسکے ثمن یا دین یا جنایت [یعنی مولی جرم سے آگاہ و دکھا ۱۲]

یہ تاتارخانیہ مین ہی - اور اگر کوئی شخص اپنے باپ یا بھائی یا اور اقربا مین سے کسی کا غلام واپس لایا تو اسکے واسطے جعل واجب نہ ہوگا جبکہ وہ مولای غلام کے عیال مین سے ہووے اور اگر مولاے غلام کے عیال مین سے نہو تو جعل واجب ہوگا سواے اسکے کہ اگر بیٹا اپنے باپ کا غلام واپس لایا یا جورو و مرد مین سے کوئی دوسرے کا غلام واپس لایا تو اسکے واسطے مطلقاً جعل واجب نہ ہوگا - اور اسی طرح اگر یتیم کا غلام آبق اُسکا وصی واپس لایا تو مستحق جعل نہ ہوگا یہ تبیین مین ہی - اور سلطان نے اگر غلام آبق کو گرفتار کرکے تین روز کی راہ سے اُسکے مولے کو واپس دیا تو اُسکے واسطے جعل نہ ہوگا اور فقیہ نے فرمایا کہ ہم اسی کو اختیار کرتے ہین اور اسی طرح اگر راہدار و شحنہ دکاروان نے راہزنون سے مال چھین لیا اور مالک کو واپس کردیا تو بھی یہی حکم ہی یہ عتابیہ مین ہی - اور اگر کسی کے غلام آبق کو اُسکا وارث تین روز کی راہ سے لایا تو وارث تین حال سے خالی نہین اول آنکہ اسکا فرزند ہوگا دوم آنکہ فرزند نہین مگر اُسکے عیال مین سے ہوگا سوم آنکہ اُسکا فرزند نہ ہوگا اور نہ اُسکے عیال مین ہوگا پس اگر تیسری صورت ہو تو اجماع ہی کہ اگر ایسے وارث نے آبق کو گرفتار کرکے مورث کی حیات مین اسکو واپس پہونچا دیا تو اسکے لیے جعل واجب ہوگا اور اجماع ہی کہ اگر اُسنے بعد وفات مورث کے اُسکو گرفتار کرکے پہونچایا تو مستحق جعل نہوگا - اور اگر اُسنے مورث کی حیات مین اسکو گرفتار کیا اور اُسکے حیات ہی مین اسکو شہر مین لایا مگر مورث کی وفات کے بعد سپرد کیا تو امام اعظم و امام محمد رح نے فرمایا کہ اُسکے واسطے دیگر وارثان شریک کے حصہ مین جعل واجب ہوگا اور صورت اول و دوم مین کسی حال مین جعل کا مستحق نہ ہوگا یہ ظہیریہ مین ہی - ایک نے دوسرے سے کہا کہ میرا غلام بھاگ گیا ہی اگر تجھکو کہین ملے تو اسکو پکڑ لینا پس مامور نے کہا کہ اچھا پس مامور نے اسکو تین روز کی راہ سے گرفتار کیا اور اُسکے مولی کے پاس لایا تو جعل کا مستحق نہ ہوگا - اور اگر کسی آبق کو تین روز کی راہ سے پکڑ کر اُسکے مولی کو واپس کرنے کے واسطے لایا یہان تک کہ جب اس شہر مین پہونچا تو ہنوز اُسکے مولی تک نہین پہونچانے پایا تھا کہ غلام مذکور اُسکے پاس سے بھاگ گیا پھر کسی اور شخص نے اسکو اسی شہر مین سے گرفتار کیا اور اُسکے مولی کو واپس دیا تو اول کے واسطے کچھ جعل نہ ہوگا اور دوسرا بقدر اپنی مشقت کے رنج کا مستحق ہوگا - اور منتقی مین مذکور کہ اگر کوئی شخص ایک آبق غلام کو تین روز کی راہ سے پکڑ لایا تاکہ اُسکے مولی کو واپس کردے پھر اس سے کسی غاصب نے چھین لیا اور لا کر اسکے مولی کو واپس دیکر جعل لے لیا پھر اول گرفتار کرنے والے نے آکر گواہ قائم کیے کہ مین نے اسکو تین روز کی راہ سے گرفتار کیا ہی تو مولای غلام سے دوبارہ جعل لے لیگا پھر مولا سے مذکور غاصب سے جو کچھ اسکو دیا ہی واپس لیگا - اور نیز منتقی مین

[خواہ عیال مین ہو یا نہو ۱۲] [یعنی اسمین اختلاف ہی ۱۲] [کو توال ۱۲]

ما قال المترجم ان الرد بالقتل ... فی جعل الی الموت ... نفع صورة ... وجوب القصاص ... علیہ لسبب بہ ... فی الحکم ... تبلیہ ... نفع صورة ... وجوب الدین ... وجوب بجعل ... المولی ... الموت ... المولی ... بالدین ... الجعل ... عند ... الاخری ... والتحق الی القرابة

مذکور ہی کہ اگر کسی نے آبق کو تین روز کی راہ سے گرفتار کیا اور اُسکے مولی کو واپس کرنے کے واسطے لیکر ایک روز چلا تھا کہ غلام مذکور اُسکے پاس سے بھاگا اور اسی شہر کی راہ جسمین اُسکا مولی موجود ہی چلا مگر اُسکی نیت یہ نہین ہی کہ اپنے مولے کے پاس لوٹ جاؤن حتے کہ ایک روز تک اس راہ پر چلا آیا پھر دوبارہ اسکو پہلے گرفتار کرنے والے نے گرفتار کیا اور تیسرے روز راہ چلکر اُسکے مولی تک لاکر مولے کو سپرد کیا تو لانے والا روز اول اور روز سوم کے جعل کا مستحق ہوگا یعنی تمام جعل مین سے دو تہائی حصہ کا مستحق ہوگا - اور اگر ایسا ہوا کہ غلام مذکور گرفتار کرنیوالے کے ہاتھ سے بھاگ گیا پھر اُسکو اُسکے مولے نے گرفتار کرلیا یا غلام مذکور کی رائے مین خود ہی آیا کہ اپنے مولے کے پاس واپس آیا تو گرفتار کرنے والے کو کچھ جعل نہ ملیگا - اور اگر غلام مذکور گرفتار کرنے والے سے جدا ہوگیا اور اپنے مولی کی طرف رخ کرکے آیا کہ اسکا ارادہ اباق کا نہ تھا تو اول گرفتار کرنے والے کو ایک روز کا جعل ملیگا - اور نیز منتقے مین ہی کہ اگر کسی نے غلام آبق کو گرفتار کرکے ایک شخص کو دیا اور حکم کیا کہ اسکو لیجا کر اسکے مولے کو واپس دیکر اُس سے جعل وصول کرلینا تو یہ جعل اس گرفتار کرنے والے کا ہوگا - اور اصل مین مذکور ہی کہ اگر کوئی غلام کسی شہر کو بھاگ گیا اور کسی نے اسکو گرفتار کیا پھر اُس سے کسی شخص نے خریدا اور اُسکو اُسکے مولی کے پاس لایا تو کچھ جعل کا مستحق نہ ہوگا - ولیکن اگر اُسنے خرید کے وقت گواہ کرلیے ہون کہ مین اسکو اسواسطے خریدتا ہون کہ اُسکے مولے کو واپس دیدون تو وہ جعل کا مستحق ہوگا ولیکن جو کچھ اُسنے ثمن دیا ہی خواہ قلیل یا کثیر اسکو مولی سے واپس نہین لے سکتا ہی اور اگر گرفتار کنندہ نے اسکو ہبہ کردیا ہو یا اسکے واسطے اس غلام کی وصیت کردی ہو یا اُسنے میراث مین پایا ہو پھر اسکے مولے کے پاس واپس کرنے لایا تو اسمین وہی حکم ہی جو صورت خرید مین مذکور ہوا ہی یعنے مستحق جعل نہ ہوگا - اگر کسی نے ایک غلام آبق گرفتار کیا اور اُسکے مولی کو واپس کرنے لایا پھر جبھی مولی کی نظر اُسپر پڑی تو مولے نے اسکو آزاد کردیا پھر وہ لانے والے کے ہاتھ سے بھاگ گیا تو لانے والا اُسکے جعل کا مستحق ہوگا اور اگر اسی مسئلہ مین مولی نے اسکو مدبر کردیا ہو تو لانے والا مستحق جعل نہ ہوگا - اور اگر گرفتار کرنے والا اسکو تین روز راہ قطع کرکے لایا اور ہنوز مولے کے پاس نہ پہونچا تھا کہ غلام مذکور اُسکے پاس سے بھاگ گیا پھر مولی نے اس غلام کو آزاد کردیا تو گرفتار کرنے والے کے ہاتھ سے اپنے قبضہ مین لانے والا نہ ہوجائیگا اور اگر گرفتار کرنے والا اُسکو اُسکے مولی کے پاس لایا اور مولی نے اسپر قبضہ کرکے پھر گرفتار کرنے والے کو ہبہ کردیا تو مولے پر جعل واجب رہیگا اور اگر قبل قبضہ کرنے کے اُسکو ہبہ کردیا ہو تو گرفتار کرنیوالے کے واسطے جعل نہ ہوگا - اور اگر قبل قبضہ کرنے کے لانے والے کے ہاتھ فروخت کردیا تو مولی پر جعل واجب ہوگا شیخ شمس الائمہ حلوائی نے بیان فرمایا ہی کہ واپس لانے والا جبھی جعل کا مستحق ہوتا ہی کہ جب گرفتار کرنے کے وقت اُسنے گواہ کرلیے ہون کہ مین اُسکو اسواسطے گرفتار کرتا ہون کہ اُسکے مولی کو واپس کردون - اور اگر اُسنے اسطرح گواہ کرلینا ترک کیا ہو تو جعل کا مستحق نہ ہوگا اگرچہ اُسکے مالک کو لاکر واپس دے یہ محیط مین ہی - اگر غلام آبق گرفتار کرنے والے کے پاس قبل اسکے کہ اُسکے مولی کو واپس کرے مرگیا پس اگر گرفتار کرنے والے نے گرفتار کرنے کے وقت گواہ کرلیے ہون کہ مین اسکو اُسکے مولی کو واپس دینے کے واسطے گرفتار کرتا ہون تو گرفتار کنندہ پر ضمان نہ ہوگی اور اسی طرح اگر یون کہا ہو کہ یہ بھاگا ہوا غلام ہی مین اسکو گرفتار کرتا ہون پس جس شخص کو تم اپنا بھاگا ہوا غلام جستجو کرتا ہوا پاؤ اسکو میرے پاس راہ بتادینا تو یہ بھی گواہ کرلینا ہی اور وہ ضامن نہ ہوگا اور شمس الائمہ حلوائی نے فرمایا کہ گواہ کرلینے مین

یہ شرط نہین ہی کہ مکرر کئی بار اشتہاد کرے بلکہ ایک مرتبہ اگر ایسا کردیا تو کافی ہی اگر اسطرح ہو کہ جب دریافت کیا جاوے تو اسکے پوشیدہ کرنے پر قادر ہنو اور یہی حکم لقطہ مین ہی - اور اگر اُسنے اشہاد کیا تھا باوجودیکہ گواہ کر لینا ممکن تھا تو امام اعظم و امام محمد رح کے نزدیک اُسپر ضمان واجب ہوگی اور یہ اسوقت ہی کہ جب یہ معلوم ہو کہ یہ آبق تھا اور اگر یہ معلوم ہو اور مولے نے اپنے غلام کے آبق ہونے سے انکار کیا تو قول مولی کا قبول ہوگا اور اگر فتار کرنیوالا بالاجماع ضامن ہوگا یہ ذخیرہ مین ہی - اور اگر کسی نے غلام آبق گرفتار کیا پھر کسی نے دعوی کیا کہ یہ میرا غلام ہی اور غلام نے اسکا اقرار کیا اور گرفتار کرنے والے نے بغیر حکم قاضی کے اسکو دیدیا پس اُسکے پاس ہلاک ہو گیا پھر کوئی دوسرا شخص بذریعہ گواہون کے اسکا مستحق ثابت ہوا یعنے اُسنے دعوی کیا اور گواہ دیے اور مستحق ثابت ہوا تو اُسکو اختیار ہوگا کہ دونون مین سے جس سے چاہے تاوان لے یعنے چاہے اُس شخص سے تاوان لے جسنے گرفتار کیا تھا اور چاہے اُس شخص سے جسکو غلام کے اقرار پر دیدیا ہی پس اگر اُسنے گرفتار کرنیوالے سے تاوان لیا تو وہ لے لینے والے سے واپس لیگا اور اگر پکڑنے والے نے اول کو نہ دیا یہانتک کہ دو گواہون نے اسکے پاس گواہی دی کہ یہ اُسی کا غلام ہی پس اُسنے بغیر حکم قاضی کے طلبگار کو دیدیا پھر دوسرے نے گواہ قائم کیے کہ یہ میرا غلام ہی تو دوسرے کا غلام ہونے کا حکم دیدیا جائیگا پھر اگر اول نے اپنے گواہون کا اعادہ کیا تو حکم قضا رد نہوگا - و اگر کوئی غلام آبق گرفتار کیا اور بغیر حکم قاضی کے اسکو فروخت کر دیا حتے کہ بیع صحیح نہ ہوئی اور مشتری کے پاس غلام مذکور مرگیا پھر ایک شخص نے آکر اُسکا دعوی کیا اور گواہ قائم کرکے ثابت کیا کہ یہ میرا غلام ہی تو مستحق کو اختیار ہی چاہے مشتری سے تاوان لے پس مشتری اپنا ثمن بائع سے واپس لیگا اور چاہے بائع سے قیمت تاوان لے اور اس صورت مین بائع کی طرف سے بیع نافذ ہو جائیگی اور ثمن اُسکا ہو جائیگا ولیکن اگر ثمن مین قیمت کی بہ نسبت زیادتی ہو تو زیادتی بھر صدقہ کردے - اور اگر مولے نے انکار کیا کہ میرا غلام بھاگا نہ تھا تو واپس لانے والا مستحق جعل نہ ہوگا الا اسصورت مین کہ گواہ گواہی دین کہ اُسکا غلام بھاگا ہی یا یہ گواہی دین کہ مولے نے اقرار کیا کہ میرا یہ غلام بھاگا ہی - اور اگر کوئی غلام بھاگا اور اپنے ساتھ مولی کا مال لے گیا پھر اسکو کوئی شخص پکڑ لایا اور کہا کہ مین نے اسکے ساتھ اور کوئی چیز نہین پائی ہی تو قول اُسی کا قبول ہوگا اور اُسپر کچھ واجب نہ ہوگا - غلام آبق کا فروخت کرنا اجنبی کے ہاتھ یا اپنے فرزند صغیر کے ہاتھ نہین جائز ہی اور جسکے قبضہ مین ہی اسکے ہاتھ فروخت کرنا جائز ہی اور اجنبی کے واسطے اُسکا ہبہ کر دینا نہین جائز ہی اور اجنبی سے مراد وہ شخص ہی جسکے پاس یہ بھاگا ہوا غلام نہ ہووے وہذا من المترجم اور اگر مولے نے اپنے فرزند صغیر کو ہبہ کیا پس اگر غلام مذکور دار الاسلام ہی مین ہنوز سرگردان ہو تو جائز ہی اور اگر دار الحرب مین پہونچ گیا ہو تو اسمین مشائخ نے اختلاف کیا ہی اور قاضی الحرمین نے امام اعظم رح سے روایت کی ہی کہ نہین جائز ہی - اور اپنے کفارہ ظہار سے اُسکا آزاد کر دینا روا ہی - اور اگر مولی نے کسی کو غلام آبق کی جستجو کرکے پکڑ لینے کے واسطے وکیل کیا اور وکیل نے اُسکو پکڑ پایا پھر مولی نے اسکو کسی شخص کے ہاتھ فروخت کر دیا حالانکہ بائع و مشتری دونون مین سے کوئی یہ نہین جانتا ہی کہ وکیل نے اسکو پایا ہی تو بیع باطل ہی یہانتک کہ معلوم ہووے کہ وکیل نے اسکو پایا ہی - اور اگر غلام آبق کو کسی نے گرفتار کیا اور اسکو اجارہ پر دیدیا تو اجرت اُسی گرفتار کنندہ کی ہوگی مگر اسکو صدقہ کر دے اور اگر اُسنے رکھ چھوڑی اور غلام کے ساتھ یہ اجرت بھی اُسکے مولی کو واپس کردی اور کہا کہ یہ تیرے غلام کی کمائی ہی اور مین نے تجھے سپرد کر دی تو وہ مولے کی ہوگی مگر مولے کو

قیاساً اسکا کھانا روا نہین ہی اور استحساناً کھانا حلال ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔

کتاب المفقود

مفقود اُس شخص کو کہتے ہین جو اپنے اہل یا شہر سے غائب ہوگیا یا اُسکو دشمنون یعنے حربی کافرون نے گرفتار کرلیا پھر یہ نہین معلوم کہ وہ زندہ ہی یا مرگیا ہی اور نہ اُسکا ٹھکانا معلوم ہی اور اسپر ایک زمانہ گذر گیا پس وہ اس اعتبار سے معدوم ہی اور ایسے شخص کا حکم یہ ہی کہ اپنی ذات کے حق مین زندہ ہی اور حق غیر مین مردہ ہی چنانچہ اپنی ذات کے حق مین زندہ قرار دیے جانے کی وجہ سے اُسکی جورو کسی سے نکاح نہین کرسکتی ہی اور اُسکا مال تقسیم نہین کیا جاسکتا ہی اور اُسکا اجارہ فسخ نہ ہوگا اور حق غیر مین میت قرار دیے جانے سے جو شخص اسکے مورثون مین سے اُسکے پیچھے مرا اسکی میراث نہ پاویگا۔ یہ خزانۃ المفتیین مین ہی۔ اور قاضی اسکی طرف سے ایسا شخص مقرر کردیگا جو اسکے مال کی حفاظت کریگا اور اُسکی پرداخت کریگا اور اُسکی حاصلات وصول کریگا اور اسکے ایسے قرضہ وصول کریگا جنکا قرضدار خود اقرار کرین مگر جنکا اقرار نہ کرین اسکی بابت کسی سے مخاصمہ نہین کرسکتا ہی اور نہ اُسکے ایسے عروض یا عقار کی نسبت جو دوسرے کے قبضہ مین ہی مخاصمہ کرسکتا ہی یعنے یہ بھی نہین کرسکتا ہی اسواسطے کہ یہ شخص نہ خود مالک ہی اور نہ مالک کا نائب ہی بلکہ فقط وکیل بالقبض ازجانب قاضی مقرر ہی اور ایسا وکیل بالاتفاق نالش وخصومت کا اختیار نہین رکھتا ہی کیونکہ یہ متضمن ہی کہ غائب پر حکم ہووے پس جب غائب پر حکم ہونے کو متضمن ہی تو ہمارے نزدیک نہین جائز ہی ہان اگر کسی قاضی نے جو غائب پر حکم کو جائز رکھتا ہی ایسا حکم دیدیا تو جائز ہوجائیگا اسواسطے کہ یہ صورت مجتہد فیہ ہی پس مجتہد فیہ مین اُسکی قضا بالاتفاق نافذ ہوجائیگی۔ پھر واضح ہو کہ جس شخص کو قاضی نے وکیل مقرر کیا ہی اگر اسکے معاملہ وعقد سے کوئی قرضہ کسی پر واجب ہوا تو بلاخلاف اسکے واسطے مخاصمہ کریگا اور مفقود کے مال سے جس چیز کے خراب وفاسد ہوجانے کا خوف ہوگا اُسکو فروخت کرسکتا ہی یہ تبیین مین ہی۔ اور ہر ایسی چیز جو جلد بگڑتی نہین ہی اسکو فروخت نہ کریگا نہ نفقہ مین اور نہ غیر نفقہ مین خواہ یہ منقول مال ہو یا غیر منقول عقار ہو یہ غایۃ البیان مین ہی۔ اور اسکے مال سے اسکے ایسے لوگون کو جنکا نفقہ اسکی موجودگی مین بغیر حکم قاضی کے اسپر واجب تھا اُنکو نفقہ دیدیا جاوے جیسے اُسکی زوجہ واسکی اولاد و اُسکے والدین اور جو لوگ اُسکی موجودگی مین اُس سے اپنے نفقہ کے بغیر حکم قاضی کے مستحق نہ تھے تو انپر اسکا مال خرچ نہ کیا جائیگا جیسے بھائی وبہن وغیرہ اور مال سے ہماری مراد مال نقد ہی یہ خزانۃ المفتیین مین ہی اور تبر چاندی وسونے کے یعنے بغیر سکہ کے اس حکم مین بمنزلہ نقد درم ودینار کے ہین اور یہ حکم اسصورت مین ہی کہ مال مذکور قاضی کے قبضہ مین ہو اور اگر ودیعت یا قرضہ ہو تو ان دونون مین سے ہر ایک سے ان لوگون پر خرچ کیا جائیگا جبکہ ودیعت رکھنے والا اور قرضدار دونون ودیعت وقرضہ ونسب ونکاح کا اقرار کرین اور یہ جبھی ہی کہ یہ ہر دو امر قاضی کے نزدیک ظاہر نہون اور اگر دونون ظاہر ہون تو ان دونون کے اقرار کی ضرورت نہین ہی اور اگر دونون مین سے ایک ظاہر ہوا اور دوسرا ظاہر نہو تو صحیح قول کے موافق جو ظاہر نہین ہی (یعنے مستودع وقرضدار ۱۲) اسکے اقرار کی ضرورت ہی۔ اور اگر مستودع نے بطور خود یا قرضدار نے بطور خود بغیر حکم قاضی کے ان لوگون کو دیا تو مستودع ضامن ہوگا اور قرضدار بری نہ ہوگا اور اگر مستودع یا قرضدار نے سرے سے اپنے مستودع ومقروض ہونے سے انکار کیا یا فقط نسب ونکاح سے انکار کیا (یا نسب ونکاح دونون سے ہی انکار کیا ۱۲) تو اسکے اثبات مین کوئی جو مستحق نفقہ ہی اسکے مقابلہ مین خصم نہ قرار دیا جائیگا اور مفقود اور اُسکی جورو کے

درمیان تفریق نہ کیجائیگی - اور جب نوّے برس گذر جاوین تو اسکی موت کا حکم دیا جائیگا اور اسی پر فتوے ہی اور ظاہر الروایہ کے موافق جب اُسکے ہمجولی مرجاوین اور کوئی اسکے ہمجولیون مین سے زندہ نہ رہے تو اُسکی موت کا حکم دیا جائیگا اور واضح ہو کہ اسکے شہر کے اسکے ہمجولیون کی موت کا اعتبار ہی یہ کافی مین ہی اور مختار یہ ہی کہ یہ امر امام کی راے کے سپرد ہی یہ تبیین مین ہی - پھر جب اُسکی موت کا حکم دیا جاوے تو اسوقت سے اسکی جورو وفات کی عدت مین بیٹھے اور اسوقت مین جو لوگ اُسکے وارثون مین موجود ہون اُنکے درمیان اُسکا مال تقسیم کیا جاوے اور جو اُس سے پہلے مرگیا وہ اسکا وارث نہ ہوگا یہ ہدایہ مین ہی - پھر اگر اس مدت کے گذر جانے کے بعد اس عورت کا شوہر یعنے مفقود واپس آیا تو وہ اُس عورت کا حقدار ہی لیکن اگر اس عورت نے کسی اور سے نکاح کر لیا ہو تو اُسکو اُسکے لینے کی کوئی راہ نہ ہوگی - مدت تمام ہونے کے روز وہ اپنے مال کے حق مین مردہ قرار دیا جائیگا اور مال غیر کے حق مین وہ اُسی روز سے مردہ قرار دیا گیا جب سے مفقود ہونا قرار دیا گیا ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی - اور جو شخص مفقود کے غائب و مفقود ہونے کی حالت مین مرا ہی مفقود اُسکا وارث نہ ہوگا اور یہ جو ہمنے کہا کہ مفقود کسی کا وارث نہ ہوگا اسکے یہ معنے ہین کہ مفقود کا حصہ میراث اس مفقود کی ملک مین شامل نہ کیا جائیگا اور رہا یہ حصہ سو موقوف رکھا جائیگا پھر اگر مفقود مذکور زندہ ظاہر ہوا تو وہ اُسکا مستحق ہوگا اور اگر زندہ ظاہر نہ ہوا یہان تک کہ نوّے برس پورے ہوگئے تو جو حصہ اس مفقود کے واسطے رکھا گیا تھا وہ جس میت کی میراث مین سے تھا اُسکی موت کے روز کے وارثون کو واپس دیا جائیگا یعنی قرار دیا جائیگا کہ اسمین سے فلان کو جو اسوقت زندہ تھا اتنا اور فلان کو اتنا چاہیے اگرچہ بعض انمین سے مرچکے ہون یہ کافی مین ہی - اور اگر کسی میت نے وقت وفات کے مفقود کے واسطے کسی چیز کی وصیت کردی ہو تو یہ چیز بھی موقوف رکھی جائیگی یہان تک کہ مفقود کی موت کا حکم دیا جاوے پس جب اُسکی موت کا حکم دیا جائیگا تو یہ چیز اُس وصیت کنندہ کی اسوقت کے وارثون کو حصہ رسد دیدیجائیگی یہ تبیین مین ہی - اور اگر کوئی مرتد مفقود ہوگیا کہ یہ معلوم نہ ہوا کہ وہ دار الحرب مین پہونچ گیا ہی یا نہین تو اُسکی میراث بھی موقوف رکھی جائیگی یہان تک کہ ظاہر ہو جاوے کہ وہ دار الحرب مین پہونچ گیا اور اگر مرتد کی اولاد مین سے کوئی مرگیا تو اسکی میراث اُسکے وارثون مین تقسیم کر دیجائیگی اور مرتد کے واسطے کچھ بھی موقوف نہ رکھا جائیگا یہ ظہیریہ مین ہی - اور اگر مفقود کے ساتھ کوئی ایسا وارث ہو کہ وہ مفقود کے ہوتے ہوئے بالکل محروم تو نہین ہوتا مگر اُسکے حصہ مین نقصان ہوتا ہی تو ایسے شخص کو ہر دو حصہ مین سے کم حصہ دیا جائیگا یعنے بحیثیت حرمان جو اُسکا حصہ ہوتا ہی وہ دیا جائیگا اور بلا نقصان حصہ کی مقدار تک جسقدر را در ہی وہ موقوف رکھا جائیگا اور اگر کوئی ایسا وارث ہو جو مفقود کے ہوتے ہوئے بالکل محروم ہوتا ہو تو اسوقت اُسکو بالکل نہ دیا جائیگا - اس مسئلہ کی صورت یہ ہی کہ زید مرا دو دختر و ایک پسر مفقود و ایک پسر کا پسر و ایک پسر کی دختر وارث چھوڑے اور مال ترکہ کسی اجنبی کے پاس ہی اور سب نے باتفاق اقرار کیا کہ زید کا پسر مفقود ہو اور ہر دو دختر نے اپنا حصہ میراث طلب کیا تو در صورت پسر نہ ہونے کے اُنکا حصہ میراث دو تہائی مال ہی اور ہونے کی صورت مین ہر ایک کا چہارم چہارم یعنے نصف کل مال ہی کہ نقصان کے ساتھ ہی پس ہر دو حصہ مین سے کمتر حصہ یعنی نصف اُنکو اسوقت دیا جائیگا اور پسر کے پسر یعنے پوتے کو جو پسر کے ہوتے ہوئے محروم ہوتا ہی کچھ نہ دیا جائیگا بلکہ باقی سب مال رکھ چھوڑا جائیگا اور جسکے پاس ہی اسکے قبضہ سے بھی نہ نکالا جائیگا الا آنکہ اُس سے خیانت ظاہر ہو کہ اسکی طرف سے مامون نہ ہون تو وہ امانت دار نہ رکھا جائیگا پھر جب مدت مذکور گذر جاوے اور مفقود کی موت کا حکم دیا جاوے تو باقی مین سے ایک چھٹا حصہ کل مال کا

سبھی ہر دو دختر کو دیدیا جائیگا تا کہ انکی دو تہائی پوری ہو جاوے اور اگر وہ زندہ نہ ہوں تو انکے وارث بحسب فرائض مستحق ہونگے اور جو کچھ مال باقی رہا وہ پسر کے پسر کا ہو - اور اسکی نظیر حمل ہے یعنے مفقود کی نظیر سیت کا وہ بچہ ہے جو ہنوز پیٹ میں ہو اور پیدا نہیں ہوا ہے کہ اسکے واسطے ایک پسر کا حصہ رکھ چھوڑا جائیگا چنانچہ یہی فتوے کے واسطے مختار ہے اور اگر اسکے ساتھ ایسا دوسرا وارث ہو کہ وہ کسی حال میں ساقط نہیں ہوتا ہے اور حمل کی وجہ سے اسکا حصہ متغیر بھی نہیں ہوتا ہے تو اسکا حصہ اسکو پورا دیدیا جائیگا اور اگر ایسا وارث ہو کہ حمل کے ہوتے ہوئے اسکا حصہ متغیر ہوا جاتا ہے تو اسکو ہر دو حصہ میں سے کم حصہ دیا جائیگا یہ کافی میں ہے - اور اگر مفقود جنگل میں مرگیا تو اسکے ساتھی کو اختیار ہے کہ اسکا جانور سواری و اسباب فروخت کر دیوے اور درمون کو اسکے لوگوں کو پہونچا دے - اور اگر کسی شخص نے مفقود پر قرضہ یا ودیعت یا شرکت و رعقار یا طلاق یا عتاق یا نکاح یا رد بعیب یا مطالبہ باستحقاق میں سے کسی حق کا دعوی کیا تو اسکے دعوے پر التفات نہ کیا جائیگا اور اسکے گواہ مقبول نہ ہونگے اور جسکو قاضی نے وکیل مقرر کر دیا ہے یعنے وکیل بالقبض یا کوئی اسکے وارثون میں سے مدعی کے مقابلہ میں خصم قرار نہ دیا جائیگا ولیکن اگر قاضی کے نزدیک جائز ہو یعنی قضاء علی الغائب کو جائز جانتا ہو پس اسنے گواہوں کی سماعت کر کے حکم دیدیا تو بالاجماع اسکا حکم نافذ ہو جائیگا یہ تاتارخانیہ میں ہے -

کتاب الشرکۃ

اسمیں چھ باب ہیں -

باب اول - شرکت کے اقسام و ارکان و شرائط و احکام و متعلقات کے بیان میں - اور اسمیں چند فصلیں ہیں -

فصل اول - انواع شرکت کے بیان میں - شرکت کی دو قسمیں ہیں اول **شرکت ملک** اور وہ یہ ہے کہ دو شخص مثلاً ایک چیز کے مالک ہو جاوین بدون اسکے کہ دونوں میں عقد شرکت واقع ہوا ہو وے یہ تہذیب میں ہے دوم **شرکت عقد** اور وہ اسطرح ہے کہ مثلاً دو آدمیوں میں سے ایک نے کہا کہ مین نے تیرے ساتھ اس امر مین شراکت کی اور دوسرا کہے کہ مین نے قبول کی یہ کنز الدقائق میں ہے - پھر شرکت ملک کی دو قسمیں ہیں اول آنکہ **شرکت جبر** ہو دوم آنکہ **شرکت اختیار** ہو پس **شرکت جبر** یہ ہے کہ دو شخصوں کے دو مال بغیر اختیار مالکون کے اسطرح خلط ہو جاوین کہ حقیقۃً دونوں میں تمیز ممکن نہ ہو بایں طور کہ ہر دو مال کی جنس واحد ہو پس اختلاط سے تمیز نہ ہو سکے یا تمیز ممکن تو ہو مگر بڑی کلفت و مشقت سے جیسے گیہون اور جو مخلوط ہو جاوین یا دونوں کسی ایک مال کے حصہ رسد وارث ہون - اور شرکت اختیار یہ ہے کہ دونوں کو ایک مال ہبہ کیا جاوے یا دونوں ایک ہی مال کے باستیلاء مالک ہون یا اپنے اختیار سے ہر دو اپنا اپنا مال باہم خلط کر دین کذا فی الذخیرہ یا بطریق خرید کے یا بوجہ صدقہ کے دونوں ایک مال کے مالک ہون کذا فی فتاوی قاضی خان یا دونوں کے واسطے ایک مال کی وصیت کیجاوے پس دونوں اس وصیت کو قبول کر لین یہ اختیار شرح مختار میں ہے اور شرکت اختیار کا رکن ہر دو حصہ کا مجتمع ہوتا ہے - اور حکم شرکت اختیار یہ ہے کہ مال مشترک میں جو زیادتی ہو وہ بھی شرکت پر باندازہ ملک ہوگی یعنے جتنی جسکی ملک ہے زیادتی میں بھی اس حساب سے ہر ایک کی شرکت ہوگی اور یہ ہے کہ دونوں میں سے کسی کو روا نہیں ہے کہ دوسرے کے حصہ میں تصرف کرے الا اسکے حکم سے اور دونوں میں سے ہر ایک اپنے شریک کے حصہ میں مثل اجنبی کے ہے اور ہر ایک کے لیے اپنا حصہ اپنے شریک کے ہاتھ فروخت

تمام صورتون مین جائز ہی اور کسی اجنبی کے ہاتھ فروخت کرنا بغیر اجازت شریک کے جائز نہی باستثناء صورت خلط و اختلاط
کے یہ کافی مین ہی۔ اور شرکت عقود کی تین قسمین ہین ایک شرکت بالمال و دوم شرکت بوجوہ و سوم شرکت باعمال
اور انمین سے ہر ایک کی دو قسمین ہین شرکت مفاوضہ و شرکت عنان یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور شرکت عقد کا رکن ایجاب و
قبول ہی اور یہ اسطرح ہی کہ ایک کہے کہ مین نے تجھے مشارک کیا چنین و چنان مین اور دوسرا کہے کہ مین نے قبول کیا کذا فی الکافی
اور اسپر گواہ کر لینا مندوب ہی یہ نہر الفائق مین ہی۔ اور ان شرکتون کے جواز کی شرط یہ ہی کہ جس چیز پر عقد شرکت قرار دیا گیا ہی
وہ قابل وکالت ہو کذا فی المحیط اور یہ شرط کہ نفع کی مقدار معلوم ہو پس اگر مجہول ہوگی تو شرکت فاسد ہوگی اور یہ شرط ہی کہ
جزو نفع ایک ایسا جزو قرار دیا جاوے جو تمام مین شائع ہو ایسا نہو کہ معین ہو چنانچہ اگر مانند دس یا بیس یا سو وغیرہ کے
(مثلاً آٹھوان حصہ یا دسوان حصہ یا نوان حصہ وغیرہ ۱۲) (درم یا دینار وغیرہ ۱۲)
معین کر دیا تو شرکت فاسد ہوگی یہ بدائع مین ہی۔ اور شرکت عقد کا حکم یہ ہی کہ معقود علیہ اور جو اس معقود علیہ کے ذریعہ سے
مستفاد ہوگا وہ سب دونون مین مشترک ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ واضح ہو کہ شرکت بالمال اسطرح ہی کہ دو آدمی کسی قدر
راس المال کو ملا کر دونون یون کہین کہ ہم دونون نے اسمین باہم شرکت کر لی اس شرط پر کہ ہم دونون اس سے ایک ساتھ
یا جدا جدا خرید و فروخت کرین یا یہ شرط نہ بیان کرین مطلق چھوڑ دین کہ ہم نے باہم اسمین شرکت کر لی۔ بشرط آنکہ جو کچھ اللہ تعالیٰ
ہمکو اسمین نفع روزی کرے وہ ہم دونون کے درمیان ایسی ایسی شرط پر مشترک ہوگا۔ یا دونون مین سے ایک اسطرح
کہے اور دوسرا کہے کہ ہان کذا فی البدائع

فصل دوم اُن الفاظ کے بیان مین جن سے شرکت صحیح ہی اور جن سے
نہین صحیح ہوتی ہی۔ امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر دو آدمیون نے بغیر مال کے اس شرط سے شرکت کی کہ جو کچھ ہم دونون آج کے
روز خریدین وہ ہم دونون مین مشترک ہوگا خواہ کسی صنف یا عمل کی خصوصیت بیان کر دی یا مطلق چھوڑ دیا تو یہ جائز ہی
اور اسی طرح اگر بجائے آج کے روز کے اس مہینہ مین کہا تو بھی روا ہی اور اسی طرح اگر شرکت کے واسطے کوئی وقت نہ بیان
کیا باین طور کہ ہم دونون نے شرکت کی اس شرط سے کہ جو کچھ ہم دونون خریدین وہ ہمارے درمیان مین مشترک ہوگا تو بھی
جائز ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر شرکت کے واسطے کوئی وقت مقرر کیا تو بنا بر مذکورہ بالا جائز ہی ولیکن جاننا چاہیے کہ بشر نے
امام ابو یوسف کے واسطہ سے امام اعظم رح سے روایت کی کہ یہ جائز ہی مگر طحاوی رحمہ اللہ نے اس روایت کو ضعیف کہا اور
سوائے طحاوی کے دیگر مشائخ نے اس روایت کی تصحیح کی ہی اور یہی صحیح ہی اور اگر دونون نے لفظ شرکت کا نہ کہا ولیکن
ایسا لفظ کہا جس سے استعمال مین شرکت سمجھی جاتی ہی مثلاً ایک نے دوسرے سے کہا کہ جو کچھ مین نے آج خریدا وہ میرے
تیرے درمیان ہی اور دوسرے نے اُسکی موافقت کی مثلاً کہا کہ اچھا تو آیا شرکت ہوگی نہ ہوگی سو امام محمد رح نے اسکو اصل مین
ذکر نہین فرمایا اور ابو سلیمان نے امام محمد رح سے روایت کی ہی کہ جائز ہی اور اسقدر سے شرکت ثابت ہو جائیگی آیا تو نہین دیکھتا
ہی کہ اگر وے دونون لفظ خرید کو جانبین سے ذکر کرتے تو روا تھا اور شرکت ثابت ہوئی باعتبار ذکر حکم شرکت کے اگرچہ
لفظ شرکت نہین کہا پس یہان بھی ثابت ہوگی اور یہی صحیح ہی اور یہ شرکت فقط خرید مین جائز ہوگی پس دونون مین سے کسی کو
یہ اختیار نہ ہوگا کہ دوسرے نے جو خریدا ہی اُسکے حصہ مین سے کچھ فروخت کرے الا اُسکی اجازت سے فروخت کر سکیگا یہ غیاثیہ
مین ہی۔ اور اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ جو کوئی چیز مین نے خریدی پس وہ میرے تیرے درمیان ہی یا کہا وہ ہمارے
درمیان ہی اور دوسرے نے کہا کہ ہان اچھا پس اگر اُسکی مراد یہ ہی کہ ہم دونون یعنی ہر دو شریک تجارت ہو دین تو یہ شرکت
ہوگی سنے کہ بدون بیان جنس خرید کردہ شدہ یا نوع یا مقدار ثمن کے صحیح ہوگی جیسے صریح لفظ خرید فروخت کہنے مین ہوتا ہی

اور اگر یہ مراد لی ہی کہ خرید کردہ شدہ بعینہ خاصتہً دونون مین مشترک ہو اور اُس چیز مین دونون مانند دو شریک تجارت کے ہوویں بلکہ خریدی ہوئی چیز بعینہ دونون مین مشترک ہووے چنانچہ دونون نے میراث پائی یا دونون کو ہبہ کی گئی تو اسصورت مین وکالت ثابت ہوگی نہ شرکت پس اگر وکالت صحیح ہونے کی شرط پائی گئی تو وکالت صحیح ہوگی ورنہ نہین اور وکالت دو وجہ سے ہوتی ہی ایک وکالت خاصہ دوم عامہ پس وکالت خاصہ صحیح ہونے کی شرط یہ ہی کہ خرید کردہ شدہ چیز کی جنس بیان ہو اور اسکی نوع اور مقدار ثمن بیان ہو اور وکالت عامہ صحیح ہونے کی شرط یہ ہی کہ موکل تمام رائے وکیل کے سپرد کردے یا وقت یا مقدار ثمن یا جنس مبیع بیان کردے کذا فے البدائع - اور منتقے مین امام ابویوسف سے روایت ہی کہ اگر دو شخصون نے کہا کہ جو کچھ ہم دونون نے خریدی وہ ہم دونون کے درمیان نصفا نصف ہی تو یہ جائز ہی - اور نیز منتقے مین امام اعظم رحمہ سے بروایت حسن بن زیاد مذکور ہی کہ ایک نے دوسرے سے کہا کہ جو چیز مین نے اصناف تجارت سے خریدی وہ میرے اور تیرے درمیان ہی پس اسکو دوسرے نے قبول کیا تو یہ جائز ہی اور اسی طرح اگر کہا کہ آج کے روز خریدی تو بھی یہی حکم ہی کہ جائز ہی اور جو چیز اسنے اُس روز خریدی وہ دونون مین نصفا نصف ہوگی قال المترجم لفظ بيني وبينك على الاطلاق یعنے مشترک نصفا نصف ہوتا ہی اور مترجم نے میرے تیرے درمیان ہی اسی معنی مین لیا ہی پس محفوظ رکھنا چاہیے - اور اسی طرح اگر دونون مین سے ہر ایک نے دوسرے سے کہا اور کوئی وقت بیان نہ کیا تو بھی روا ہی - اور اسی طرح اگر کہا کہ مین نے جسقدر آٹا خریدا وہ میرے و تیرے درمیان ہی تو بھی روا ہی اور ان دونون مین سے کسی کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ دوسرے نے جو خریدا ہی اسکے حصہ سے فروخت کرے بدون اُسکی اجازت کے اسواسطے کہ دونون نے خریدنے مین شرکت کی ہی نہ فروخت کرنے مین ہان اگر دوسرے سے اجازت لیکر فروخت کیا تو جائز ہی یہ محیط مین ہی - اور اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ اگر مین نے غلام خریدا تو وہ میرے و تیرے درمیان ہی تو یہ فاسد ہی الا آنکہ نوع بیان کردے مثلاً کہے کہ غلام خراسانی یا ہروی وغیرہ کذا فے فتاوی قاضیخان [یہ جواب بحکم وکالت ہو نہ بحکم شرکت ۱۲]
اور اگر کہا کہ مین نے جو کوئی چیز خریدی وہ میرے و تیرے درمیان ہی تو امام اعظم رحہ نے فرمایا کہ نہین جائز ہی اور یہی امام ابویوسف کا قول ہی کذا فے البدائع - اور منتقی مین امام ابویوسف سے بروایت بشر بن الولید مذکور ہی کہ ایک نے کہا کہ مینے آج کے روز جو کوئی چیز خریدی وہ میرے و تیرے درمیان ہی تو یہ جائز ہی اور اسی طرح اگر ایکسال کا وقت بیان کیا تو بھی جائز ہی اور اگر وقت بیان نہ کیا ولیکن خریدی چیز کی مقدار بیان کی مثلاً کہا کہ گیہون سو من تک جسقدر خریدے وہ میرے و تیرے درمیان ہین تو یہ جائز ہی یہ ذخیرہ مین ہی - اور اگر کہا کہ جو چیز مین نے تیری جہت پر خریدی وہ میرے و تیرے درمیان ہی حالانکہ جسطرف وہ گیا ہی اسی طرف کو نکل چلا یا کہا کہ جو چیز مین نے بصرہ مین خریدی تو یہ باطل ہی جب تک ثمن یا مبیع یا ایام بیان نہ کرے جائز نہ ہوگی یہ محیط مین ہی - ایک نے دوسرے کو حکم کیا کہ فلان غلام معین میرے و اپنے درمیان مشترک خریدے پس اسنے کہا کہ اچھا پھر خریدنے کے وقت گواہ کرلیے کہ مین نے اسکو خاص اپنے ہی واسطے خریدا ہی تو غلام مذکور دونون مین مشترک ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی اور مجرد مین ہی کہ امام اعظم رحہ نے فرمایا کہ جب اسنے اسکو خریدنے کا حکم کیا تھا اسوقت اسنے اگر سکوت کیا ہان نہ کہا اور نہ نہین کہا یہان تک کہ خریدنے کے وقت گواہ کرلیے کہ مین نے اسکو خاص اپنے ہی واسطے خریدا ہی تو اُسی کا ہوگا اور اگر اُسنے کہا کہ تم لوگ گواہ رہو کہ مین نے اسکو فلان یعنی حکم دہندہ کے واسطے خریدا پھر اسکو خرید کیا تو وہ حکم دہندہ کا ہوگا یہ ذخیرہ مین ہی - اور اگر اُسنے خریدنے کے وقت سکوت کیا

پھر بعد خریدنے کے کہا کہ تم گواہ رہو کہ مین نے اسکو فلان کے واسطے خریدا ہی تو فلان حکم دہندہ کے واسطے ہوگا بشرطیکہ غلام مذکور اسوقت صحیح سالم ہو اور اگر غلام مین کوئی عیب پیدا ہو جانے یا مر جانے کے بعد اُسنے ایسا کہا تو اسکا قول قبول نہ ہوگا الا اسصورت مین کہ حکم دہندہ اسکی تصدیق کرے یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ زید نے عمرو سے کہا کہ خالد کا غلام میرے اور اپنے درمیان یعنی مشترک خرید کر پس عمرو نے کہا اچھا پھر خریدنے چلا پھر بکر نے اُس سے کہا کہ خالد کا غلام میرے واپنے درمیان خرید کر پس اُسنے کہا کہ اچھا پھر اسکو خرید کیا تو وہ زید و بکر کے درمیان مشترک ہوگا کذا فی الخلاصۃ اور مشائخ نے فرمایا کہ یہ حکم اُسوقت ہی کہ بکر کی وکالت اُسنے بغیر حضور یعنی بدون آگاہی زید کے قبول کی ہو اور اگر زید کی حضوری مین قبول کی تو یہ غلام بکر و عمرو کے درمیان نصفا نصف ہوگا کذا فی المحیط اور اگر اس درمیان مین عمرو کو شعیب ملا اور اُسنے بھی یہی کہا کہ خالد کا غلام میرے اور اپنے درمیان خرید کر پھر عمرو نے اسکو خریدا تو دیکھا جائیگا کہ اگر عمرو نے بغیر حضوری زید و بکر کے شعیب سے کہا کہ اچھا تو غلام مذکور زید و بکر کے درمیان مشترک ہوگا اور عمرو و شعیب کے واسطے کچھ نہ ہوگا اور اگر دونون کی حضوری مین اچھا کہا تو غلام مذکور عمرو و شعیب کے درمیان نصفا نصف مشترک ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور منتقے مین مذکور ہی کہ ہشام نے فرمایا کہ مین نے امام محمد رح سے دریافت کیا کہ زید نے عمرو کو حکم دیا کہ ایک کپڑا جسکا وصف بیان کر دیا ہی بیس درم کو میرے اور اپنے درمیان خرید کر بدین شرط کہ مین ہی درم نقد دونگا تو فرمایا کہ یہ جائز ہی اور یہ کپڑا دونون کے درمیان مشترک ہوگا اور شرط مذکور باطل ہی یعنی ثمن عمرو ہی ادا کریگا۔ اور نیز منتقے مین ابراہیم کی روایت سے امام محمد رح سے مذکور ہی کہ ایک نے دوسرے سے کہا کہ فلان کی باندی میرے و اپنے درمیان خرید کر بدین شرط کہ مین ہی اسکو فروخت کرونگا تو فرمایا کہ شرط فاسد ہی اور شرکت جائز ہی اور فرمایا کہ شرکت مین ہر شرط فاسد کا یہی حکم ہی یعنی شرکت جائز ہوگی اور شرط باطل وبیکار رہوگی اور اگر اُسنے کہا کہ بدین شرط کہ ہم اُسکو فروخت کرین تو یہ جائز ہی اور باندی مذکورہ دونون مین مشترک ہوگی کہ دونون اپنی تجارت مین اسکو فروخت کرینگے یہ محیط مین ہی۔ اور اگر ایک نے دوسرے سے کہا کہ ہم دونون مین سے جسنے اس غلام کو خریدا یعنی تنہا کسی نے خرید کیا تو دوسرا اسمین اُسکا شریک ہوا یا دوسرا اُسکا اسمین شریک ہی تو یہ جائز ہی پس دونون مین سے جو اسکو خریدیگا نصف اپنے واسطے اور اسمین دوسرے کے واسطے خریدنے والا ہوگا پس جب اُسپر قبضہ کریگا تو وہ مثل دونون کے قبضہ کے ہوگا حتے کہ اگر اتفاق سے وہ غلام مرگیا تو دونون کا مال گیا۔ اور اگر دونون نے اسکو ساتھ ہی خریدا یا ایک نے اسمین سے نصف پہلے خریدا پھر دوسرے نے باقی نصف خریدا تو بھی دونون مین مشترک ہوگا اور اگر اس صورت مین دونون مین سے ایک نے اگرچہ بغیر حکم دوسرے کے پورا ثمن ادا کر دیا تو نصف ثمن دوسرے سے واپس لیگا یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اگر پھر ایک نے دوسرے سے اسکی بیع مین وکالت حاصل کی پھر ایک نے اسکو کسی کے ہاتھ اس شرط سے فروخت کیا کہ اُسکا فقط نصف ہی تو وہ حصہ شریک کا بعوض نصف ثمن کے فروخت کرنے والا ہوگا اور اگر فروخت کیا یہ غلام الا النصف یعنی باستثناء نصف غلام کے تو جو کچھ ثمن حاصل ہوا ہی وہ پورا ثمن اور نصف غلام نزدیک امام اعظم رح کے دونون مین مساوی مشترک ہوگا اور صاحبین کے نزدیک یہ بیع خاصتہً حصہ بائع کی طرف راجع ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور منتقی مین ہی کہ ہشام نے فرمایا کہ مین نے امام ابو یوسف سے سنا کہ فرماتے تھے کہ اگر ایک نے دوسرے ایک شخص سے جسکی ملک مین کچھ نہین ہی یون کہا کہ آ اور میرے پاس دس ہزار درم ہین پس انکو میری اور اپنی شرکت مساوی مین لے تو فرمایا کہ یہ جائز ہی اور نفع اور نقصان دونون پر برابر ہوگا یہ محیط مین ہی۔

اسصورت مین اس غلام مین دونون برابر کے شریک ہونگے ۱۲

یعنی جو بائع اول ہو ۱۲

ایک نے ایک غلام خریدکر اسپر قبضہ کرلیا پھر دوسرے نے اس غلام مین شرکت کی درخواست کی پس مشتری نے اسکو اس غلام مین شریک کرلیا تو شریک کو نصف غلام بعوض نصف ثمن مذکور کے یعنی جتنے کو خریدا ہی ملیگا اس بنا پر کہ مطلق شرکت مساوات کو چاہتی ہی الا آنکہ آسکے برخلاف بیان کیکے ظاہر کردے تو البتہ شرکت موافق بیان ہوگی یہ فتح القدیر مین ہی - اوراسی طرح اگر ایک شخص نے دو شخصون کو شریک کرلیا تو وہ چیز ان تینون مین مساوی تین تہائی مشترک ہوگی یہ فتاوی قاضی خان مین ہی - زید نے ایک غلام خریدکر کے اسپر قبضہ کرلیا پھر عمرو نے اُس سے کہا کہ مجھے اسمین اپنا شریک کرلے پس اُسنے شریک کرلیا پھر خالد اسکو ملا اور اُسنے بھی یہی درخواست کی اور زید نے منظور کیا پس اگر خالد کو عمرو کی مشارکت کا علم ہو تو خالد کے واسطے چہارم غلام ہوگا اور چہارم زید کا اور نصف عمرو کا ہوگا اور اگر یہ علم نہو تو عمرو کے واسطے نصف اور خالد کیواسطے نصف ہوگا اور زید درمیان سے خارج ہوجائیگا کذا فی المحیط اوراسی طرح اگر ایک غلام خریدا پس عمرو نے اُس سے کہا کہ مجھے اسمین شریک کرلے پس مشتری نے اسکو شریک کیا پھر نصف غلام مذکور کسی اور نے استحقاق ثابت کرکے لیا تو عمرو کو نصف باقی ملیگا اور مشتری درمیان سے خارج ہوجائیگا یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر زید نے نصف غلام خریدکے قبضہ حاصل کیا پھر عمرو نے اُس سے کہا کہ مجھے اسمین شریک کرلے حالانکہ عمرو جانتا ہی کہ اسنے کل غلام خریدا ہی پس زید نے اسکو شریک کرلیا تو عمرو کو پورا نصف جسکو زید نے خریدا ہی ملیگا اور اگر عمرو جانتا ہو کہ زید نے نصف ہی خریدا ہی تو اسکو نصف کا نصف ملیگا یہ محیط مین ہی - قال المترجم یہ مسئلہ نوادر سے معلوم ہوتا ہی اور اگر وجہ منظور رہی تو آگے کے مسئلہ پر غور کرنا چاہیے حیث قال اور اگر کسی نے کوئی چیز خریدی پس دوسرے نے کہا کہ مجھے اسمین شریک کرلے پس اُسکو شریک کرلیا تو یہ بمنزلہ بیع کے ہی پس اگر مشتری نے اس چیز پر قبضہ کرلینے سے پہلے ایسا کیا تو شرکت صحیح نہ ہوگی اور اگر بعد قبضہ کے شریک کیا اور شریک کو سپرد نہ کیا یہانتک کہ مشتری کے قبضہ مین تلف ہوگئی تو شریک پر ثمن لازم نہ آویگا - اور جاننا چاہیے کہ خواستگار شرکت کی درخواست کے بعد جب مشتری نے کہا کہ اچھا مین نے تجھے اسمین شریک کیا تو ضرور ہی کہ پھر خواستگار شرکت قبول کرے اسواسطے کہ مین نے تجھے شریک کیا یہ لفظ ایجاب بیع ہی یہ فتح القدیر مین ہی - اور منتقے مین مذکور ہی کہ اگر مشتری نے نصف پر قبضہ کیا اور نصف پر قبضہ نہین کیا ہی پھر کسی اور کو اسمین نصف کا شریک کیا اور یہ شرکت شائع مقبوضہ وغیر مقبوضہ دونون مین واقع ہوئی تو مقبوضہ مین صحیح ہی اور شریک کو اختیار ہوگا چاہے لیوے چاہے نہ لیوے کیونکہ اسکے حق مین صفقہ متفرق ہوگیا ہی یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر کسی کے گھر مین گیہون ہون اور وہ مدعی ہو کہ یہ سب میرے ہین پھر دوسرے کو اسکے نصف کا شریک کرلیا اور شریک نے ہنوز قبضہ نہ کیا تھا کہ اسمین سے نصف جلگئے تو شریک کو اختیار ہی چاہے باقی نصف کو لے یا شرکت کو ترک کردے اور اگر بیع کردئے ہون تو ایسی صورت مین بیع مین بھی یہی حکم ہی - اور اگر کوئی شخص اسمین سے نصف گیہون کا مستحق ثابت ہوا تو بیع وشرکت دونون مین یہان مختلف حکم ہوگا چنانچہ اگر بیع واقع ہوئی ہو تو بیع مذکور باقی نصف پر رہیگی اور شریک کرنے کی صورت مین باقی نصف مین دونون شریک رہینگے مگر شریک ہونے والے کو اختیار حاصل ہوگا یہ سراج وہاج مین ہی - اور اگر زید وعمرو نے ایک غلام مساوی نصف نصف خریدا پھر دونون نے خالد کو اسمین شریک کیا تو دیکھا جاوے کہ اگر دونون نے آگے پیچھے اُسکو علیحدہ علیحدہ شریک کیا تو خالد کو اسمین سے نصف اور ان دونون کو چہارم چہارم ملیگا کذا فی محیط السرخسی اور اگر دونون نے اسکو ساتھ ہی شریک کیا باین طور کہ اکٹھا دونون نے اُس سے کہا کہ ہم دونون نے تجکو اس غلام مین شریک کیا تو استحسانا خالد کو اسمین سے

ایک تہائی لیگا کذا فی المحیط اور اگر دونون مشتریون مین سے ایک نے اسکو اپنے حصہ اور دوسرے کے حصہ مین شریک کیا پھر دوسرے نے اسکی اجازت دیدی تو خالد کو نصف ملیگا اور دونون مشتریون کو باقی نصف یعنی چہارم چہارم ملیگا کذا فی محیط السرخسی اور اگر دوسرے شریک نے اجازت نہ دی تو خالد کو شریک کرنے والے کے حصہ کا نصف یعنے چہارم غلام ملیگا کذا فی المحیط اور اگر ایک مشتری نے دوسرے مشتری کی اجازت سے خالد کو شریک کیا ہو تو غلام مذکور ان سب کے درمیان مین تہائی ہوگا کذا فی المبسوط اور اگر خالد نے درخواست کی کہ تو مجھے اس غلام مین اپنے ساتھ اور اپنے شریک کے ساتھ شریک کرلے پس اسنے ایسا کیا تو دیکھا جاوے کہ اگر شریک نے اجازت دیدی تو خالد کو تہائی غلام ملیگا اور اگر اجازت نہ دی تو اسکو چھٹا حصہ ملیگا یہ محیط سرخسی مین ہی اور اگر دونون شریکون مین سے ایک نے خالد سے کہا کہ مین نے تجھے اس غلام کے نصف مین شریک کیا تو ابن سماعہ نے امام ابو یوسف سے روایت کی ہی کہ اسصورت مین شریک کرنے والا اسکو اپنے پورے حصہ کا شریک کر دینے والا ہوگا بمنزلہ اس قول کے کہ مین نے تجھے اسکے نصف کا شریک کیا آیا تو نہین دیکھتا ہی کہ اگر مشتری ایک ہی ہوتا اور وہ کسی شخص سے کہتا کہ مین نے تجھے اسکے نصف مین شریک کیا تو شریک ہونے والے کو نصف غلام ملتا جیسے اس قول مین کہ مین نے تجھے اسکے نصف کا شریک کرلیا بخلاف اسکے اگر کہا کہ مین نے تجھے اپنے حصہ مین شریک کیا تو اس لفظ سے یہ ممکن نہین ہی کہ اپنے پورے حصہ کا دیدینے اور مالک کر دینے والا قرار دیا جاوے اسواسطے کہ اسنے بجاے اپنے حصہ کا کہنے کے اپنے حصہ مین کہا ہی اور اگر دہ یون کہتا کہ مین نے تجھے اپنے حصہ کا اپنے ساتھ شریک کرلیا تو باطل ہوتا پس اسواسطے شریک ہونے والے کو اس شریک کرنے والے کے حصہ کا نصف ملیگا یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اگر زید نے ایک غلام ہزار درم کو خرید کرکے اسپر قبضہ کرلیا پھر عمرو سے کہا کہ مین نے تجھے اسمین شریک کرلیا مگر عمرو نے کچھ جواب نہ دیا یہانتک کہ زید نے خالد سے کہا کہ مین نے تجھے اسمین شریک کیا پھر دونون نے کہا کہ ہم نے قبول کیا تو یہ غلام عمرو و خالد کے درمیان نصفا نصف ہوگا اور مشتری درمیان سے خارج ہوجائیگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر مشتری سے ایک نے کہا کہ تو مجھے اسمین شریک کرلے پس اسنے شریک کیا مگر خواستگار نے یہ نہ کہا کہ مین نے قبول کیا یہانتک کہ مشتری نے دوسرے سے کہا کہ مین نے تجھے اسمین شریک کرلیا پھر دونون نے قبول کیا تو اول خواستگار کے واسطے کچھ نہوگا اور دوسرے شخص کے واسطے جسکو ثانیاً شریک کیا ہی نصف غلام ہوگا اور اسی طرح اگر مشتری نے ایک سے کہا کہ مین نے تجھے اسمین شریک کیا پھر دوسرے سے اسی طرح کہا پھر تیسرے سے یون ہی کہا اور انمین سے کسی نے قبول نہین کیا ہی پس اگر ایک نے قبول کیا تو غلام مذکور مشتری اور اس قبول کرنے والے کے درمیان ہوگا اور اگر مشتری نے کہا کہ مین نے تم سب کو اسمین شریک کیا پھر انمین سے ایک نے قبول کیا تو اسکو چہارم ملیگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ ایک نے دوسرے سے کہا کہ میرے پاس دس دینار ہین پس مجھے تو سونا دے کہ مین سب کا کوئی سلعہ مشترک خریدون اور کوئی مقدار معین نہ کی پس دوسرے نے اسکو پانچ دینار دیے اور اسنے پندرہ دیناروں کا کوئی سلعہ خرید کیا تو یہ انمین تین تہائی مشترک ہوگا گویا اسنے کہا کہ پندرہ دینار کا ایک سلعہ شرکت مین خریدونگا اور اسطرح کہنے کی صورت مین تین تہائی ہوتا ہی پس ویسا ہی اسصورت مین ہوگا۔ اور لفظ شرکت محتمل شرکت املاک ہی پھر فرمایا کہ یہ اسوقت ہی کہ مانگنے والے نے جنس سلعہ مثل گیہون وغیرہ کے معین کردی ہو اور اگر معین نہ کی ہو تو پورا سلعہ مشتری کا ہوگا اور مشتری پر پانچ دینار اس شخص کے جسنے دیے ہین ادا کرنے واجب ہونگے اسوجہ سے کہ توکیل صحیح نہین ہوئی اسواسطے

کہ جنس مجہول ہی یہ قنیہ مین ہی - امام اعظم رح نے فرمایا کہ اگر ایک نے دوسرے سے کہا کہ تو یہ غلام خرید کر اور مجھے اسمین شریک کر پس اُسنے کہا کہ اچھا پھر اسکو خریدکیا تو وہ دونون مین مشترک ہوگا اور یہی قول امام ابو یوسف کا ہی اور یہ استحسان ہی یہ محیط مین ہی قال المترجم او قیاس یہ ہی کہ مشتری کا ہو کیونکہ شریک کر لینا بعد خرید کے ہوگا و وجہ الاستحسان العرف و ہو الظاہر - ایک شخص نے ایک گاے بعوض دس دینار کے خریدی پھر قبضہ کرنے کے بعد ایک شخص سے کہا کہ مین نے تجھے اسمین بعوض قدر دو دینار کے شریک کیا اور اُسنے قبول کیا تو اسکو پانچوان حصہ گاے کا ملیگا یہ محیط سرخسی مین ہی - پچاس دینار کو ایک فالیز فروخت کی پھر بائع نے اُس سے کہا کہ مین اسمین تیرا شریک ہونگا پس مشتری نے کہا کہ ہان پھر اتنی ہی بات پر دونون خاموش ہو رہے پھر بائع اسمین سے خربوزے لایا کرتا تھا اور مشتری انکو بازار مین بیچا کرتا تھا یہان تک کہ تمام خربوزے ہو چکے تو بائع کی محنت رائگان ہی وہ مشتری کا شریک نہ ہو جائیگا یہ قنیہ مین ہی - ایک نے گیہون خریدے اور انکی پسوائی ایک درم دیا پھر اُسکی پکوائی ایک درم دیا پھر اسمین ایک شخص کو شریک کر لیا تو شریک ہونے والا گیہون کا نصف ثمن او مشتری کا نصف خرچہ دیگا - اور اسی طرح اگر روئی لی اور اُسکی کتائی اور کپڑے بنائی مین خرچ کیا یا تل لیے اور انکے پیر دانے مین خرچ کیا تو ایسی صورت مین یہی حکم ہی اور اگر مشتری نے بذات خود پیسا و پکایا اور کاتا اور بنا ہو اور اُسکی کچھ اجرت نہ دی ہو اور باقی مسئلہ بحالہ واقع ہوا تو شریک ہونے والے پر نصف ثمن کے سواے اُسکے کام کے مقابلہ مین اور کچھ لازم نہوگا یہ محیط مین ہی - اور اگر ایک نے دوسرے سے کہا کہ جو مین نے آج کے روز خریدا وہ میرے اور تیرے درمیان ہی پس اُسنے کہا کہ ہان اچھا پھر اُس سے کسی اور شخص نے کہا کہ میرے واسطے یہ غلام میرے اور اپنے درمیان خرید کر پس اُسنے کہا کہ اچھا پھر یہ غلام خریدا تو اسمین سے نصف اس دوسرے کا ہوگا جسنے خریدنے کا حکم دیا ہی اور باقی نصف مشتری اور اول کے درمیان نصفا نصف ہوگا - اور اگر پہلے ایک نے دوسرے سے کہا کہ میرے واسطے یہ غلام میرے اور اپنے درمیان خرید کر پس اُسنے کہا کہ اچھا پھر اُسنے دوسرے سے کہا کہ جو آج مین نے خریدا وہ میرے تیرے درمیان ہوگا اور اُسنے قبول کیا پھر اُسنے غلام مذکور خریدا تو اسمین سے نصف حکم دہندہ اول کا ہوگا اور باقی نصف مین مشتری اور دیگر نصفا نصف کے شریک ہونگے یہ محیط سرخسی مین ہی -

فصل سوم جو چیز راس المال ہو سکتی ہی اور جو نہین ہو سکتی ہی اسکے بیان مین - واضح ہو کہ جب شرکت بالمال ہو تو خواہ شرکت بطریق مفاوضہ ہو یا بطریق عنان ہو تو جبھی جائز ہوگی کہ جب راس المال ایسے ثمنون مین سے ہو جو مبادلہ کے عقدون مین متعین نہین ہوتے ہین جیسے درم و دینار وغیرہ اور اگر ایسے ہون جو متعین ہوتے ہین جیسے عروض و حیوان وغیرہ تو اُنسے شرکت نہین صحیح ہی خواہ دونون کا راس المال یہی ہو یا فقط ایک کا ہو یہ محیط مین ہی - اور شرکت کے عقد کے وقت یا خرید کے وقت اُنکا حاضر و سامنے موجود ہونا شرط ہی یہ خزانۃ المفتین و فتاوے قاضی خان مین ہی - پس اگر ہزار درم ایک شخص کو دیے اور کہا کہ انکے مثل اپنے برابر تو اپنے نکال کر ان سب سے خرید و فروخت کر پس اُسنے نکالے تو شرکت صحیح ہوگی یہ فتاوے صغری مین ہی - اور اگر مال غائب ہو یا قرضہ ہو تو ہر دو حال مین ایسے مال سے شرکت صحیح نہین ہی یہ محیط سرخسی مین ہی - اور وقت عقد کے مقدار راس المال سے آگاہی ہونا ہمارے نزدیک شرط نہین ہی یہ بدائع مین ہی اور ہر دو مال کا سپرد کرنا شرط نہین ہی اور نیز دونون کا خلط کرنا بھی شرط نہین ہی یہ خزانۃ المفتین مین ہی اور اگر دونون مین سے ایک کے پاس ہزار درم و دوسرے کے پاس سو دینار ہون یا ایک کے دودھیا اور دوسرے کے سیاہ درم ہون پس دونون نے شرکت کر لی تو یہ شرکت جائز ہی یہ محیط سرخسی مین ہی - اور سونے

وچاندی کے ہیں یعنی بغیر سکہ زدہ ظاہر الروایہ کے موافق مثل عروض کے ہیں یعنی شرکت مالی کا راس المال نہین ہوسکتے ہین کذا فی فتاوی قاضیخان اور صحیح یہ ہی کہ اگر وہان کے لوگ آپسمین ان تبرون سے معاملہ کرتے ہون تو جائز ہی ورنہ نہین یہ تہذیب مین ہی اور اگر سونے وچاندی کی ڈھالی ہوئی چیز مثل زیور وغیرہ کے ہو یعنی بغیر سکہ زدہ ہو تو وہ جملہ روایات کے موافق بمنزلہ عروض کے ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - اور رہے پیسے پس اگر ایسے پیسے ہون جنکا چلن جاتا رہا ہی تو انسے شرکت ومضاربت نہین جائز ہی اسواسطے کہ یہ عروض ہین اور اگر چلن باقی ہو تو امام اعظم وامام ابو یوسف سے مشہور روایت کے موافق اسمین بھی وہی حکم ہی اور امام محمد رح کے نزدیک ایسے پیسون سے شرکت جائز ہی کذا فی البدائع اور اسی پر فتوے ہی کذا فی السراجیہ والمضمرات اور مبسوط مین لکھا ہی کہ صحیح یہ ہی کہ چلن دار پیسون سے عقد شرکت سب اماموں کے قول کے موافق جائز ہی یہ کافی مین ہی قال المترجم ہمارے دیارمین اسی پر فتوی دیا جاوے فلیتامل - اور رہی شرکت کیلی ووزنی چیزون سے سو جب ایک جنس کی ہون تو خلط کرنے سے پہلے اور جب دو جنس مختلف کی ہون تو قبل خلط کے اور بعد خلط کے بالاتفاق نہین جائز ہی کذا فی المحیط اور اگر شرکت کر لی تو فاسد ہوگی اور ہر ایک کو اپنی اپنی متاع ملیگی اور اسکا نفع اسی کو اور اسکا نقصان اسی پر ہوگا یہ کافی مین ہی اور اگر ایک ہی جنس کی ہون اور دونون نے خلط کر کے شرکت کی تو شرکت عقد فاسد ہی اور شرکت ملک ثابت ہی اور جو کچھ دونون کو نفع ہو وہ دونون کا ہوگا اور جو گھٹی ہو وہ دونون پر ہوگی کذا فی محیط السرخسی اور یہی ظاہر الروایہ ہی یہ کافی مین ہی - پھر جنس مختلف ہونے کی صورت مین جب دونون نے اس مخلوط کو فروخت کر دیا تو اسکا ثمن ان دونون کے درمیان بقدر قیمت متاع ہر ایک کے جو خلط کرنے کے روز تھی بلحاظ

مثلاً جو دونون نے ملا کر بیچی کر دی ۱۲

متاع مخلوطہ کے تھی مشترک ہوگا کذا فی المبسوط اور عامہ مشائخ نے فرمایا کہ صحیح یہ ہی کہ یون کہا جاوے کہ بیع کرنے کے روز متاع مخلوطہ کے لحاظ سے بھی مشترک ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر دونون کی متاع مین سے ایک کی متاع ایسی ہو کہ خلط سے اسمین بہتری آجاتی ہی یعنے بلحاظ مخلوطہ اسکی قیمت لگانے مین بڑھتی ہی اور بغیر خلط کے اتنی نہین پہونچتی ہی تو ثمن بانٹنے کے روز اسکی متاع غیر مخلوطہ کے اندازے سے جو قیمت ہوتی ہو اسکے حساب سے شریک کیا جائیگا یہ محیط وفتح القدیر مین ہی - اور اگر دونون نے کوئی متاع ایک من گیہون وایک من جو کے عوض خریدی پس ایک نے گیہون ناپ دیے اور دوسرے نے اپنے جو ناپ دیے پھر دونون نے اس متاع کو درمون کے عوض فروخت کیا تو اس ثمن کو جس روز تقسیم کرتے ہین اُس روز جو قیمت ایک من گیہون وایک من جو کی ہو اُس حساب سے شریک کیے جاوینگے یہ محیط سرخسی مین ہی - اور جس حصہ پر منافع شرط کیا ہی اسکے واسطے ہر ایک کے راس المال کی وہ قیمت معتبر ہوگی جو وقت شرکت کے تھی اور مشتری کی ملک واقع ہونے کے واسطے دونون کے راس المال کی وقت شرکت والی قیمت معتبر ہوگی اور دونون کے حصہ مین یا ایک کے حصہ مین نفع ظاہر ہونے کیواسطے وقت تقسیم والی قیمت معتبر ہوگی اسواسطے کہ جب تک راس المال نہ ظاہر ہوگا تب تک نفع نہین ظاہر ہوگا یہ قنیہ مین ہی اور عروض مین ہر ایسے مال مین جو تعیین سے متعین ہوجاتا ہی عقد شرکت جائز ہونے کا حیلہ یہ ہی کہ ہر ایک اپنا نصف مال دوسرے کے نصف مال کے عوض فروخت کر ڈالے حتے کہ ہر ایک کے مال مین ہر ایک کا نصف نصف ہوگا پس دونون مین شرکت ملک حاصل ہوجائیگی پھر اسکے بعد دونون عقد شرکت قرار دین پس بلاخلاف عقد شرکت جائز ہوجائیگا کذا فی البدائع اور اگر دونون کے عروض مین تفاوت ہو مثلاً ایک کے عروض کی قیمت سو درم اور دوسرے کے عروض کی چار سو درم ہون تو چاہیے کہ کم قیمت والا اپنے عروض کے چار پانچوین حصہ بعوض دوسرے کے عروض کے پانچوین حصہ کے فروخت کرے

پس پوری متاع پانچ حصہ ہوکر دونون مین مشترک ہوگی کہ کم والے کا ایک پانچوان حصہ اور دوسرے کے چار پانچوین حصہ ہونگے یہ کافی مین ہی- اور اسی طرح اگر ایک کے پاس عروض اور دوسرے کے پاس درم ہون تو چاہیے کہ عروض والا اپنے نصف عروض کو دوسرے کے نصف درمون کے عوض فروخت کردے اور باہمی قبضہ کرنے کے بعد پھر عقد شرکت قرار دین چاہین شرکت مفاوضہ وچاہین شرکت عنان یہ محیط مین ہی- اور منتقی مین ہشام کی روایت سے امام محمدرح سے مروی ہی کہ ایک غلام دوشخصون مین مشترک ہی دونون نے اسمین شرکت مفاوضہ یا شرکت عنان قراردی تو جائز ہی یہ ذخیرہ مین ہی اور منتقے مین مذکور ہی کہ دوشخصون مین سے ہر ایک کے پاس آناج ہی ایک جنس کا یا گیہون ہین پس دونون نے خلط کرکے شرکت قراردی حالانکہ ایک کے گیہون کھرے اور دوسرے کے کھوٹے ہین تو شرکت جائز ہی اور ثمن دونون کے درمیان نصفا نصف ہوگا اسواسطے کہ ہرگاہ انھون نے خلط کردیا بدین قرار داد کہ یہ ہم دونون مین مشترک ہی تو اس شرط کے لحاظ سے یہ مشابہ بیع کے ہوگیا اور دوسرے مقام پر اسی کتاب مین صریح بیان کیا کہ ثمن دونون کے درمیان فروخت کرنے کے روز کی قیمت کھرے وکھوٹے کے حساب سے تقسیم ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی اور قول ثانی جو اس کتاب منتقے مین صریح مذکور ہی بظاہر اصول الیق ہی یہ نہر الفائق مین ہی-

دوسرا باب- مفاوضہ کے بیان مین- اور اسمین آٹھ فصلین ہین **فصل اول** مفاوضہ کی تفسیر وشرائط کے بیان مین- پس شرکت مفاوضہ یہ ہی کہ دوشخص باہم شرکت کرین کہ دونون اپنے مال مین وتصرف مین ودین مین مساوی ہون اور جیسے ہر ایک دوسرے کی طرف سے وکیل ہی ویسے ہی ہر ایک دوسرے کی طرف سے ہر عہدہ کا جو اسکو خریدی چیز مین لازم آیا ہی کفیل ہووے یہ فتح القدیر مین ہی- پس مفاوضہ دو آزادون بالغون کے درمیان کہ دونون مسلمان ہون یا دونون ذمی ہون جائز ہوگا کذا فی الہدایہ اور ان دونون مین ہم ملت ہونا ضرور نہین ہی خواہ دونون ہم ملت ہون یا ایک کتابی مثلا نصرانی یا یہودی ہو اور دوسرا مجوسی ہو یہ محیط سرخسی مین ہی- اور آزاد ومملوک کے درمیان وطفل وبالغ کے درمیان نہین جائز ہی کذا فی النافع اور حر[1] ومکاتب کے درمیان نہین جائز ہی یہ جوہرہ نیرہ مین ہی اور نیز مجنون وعاقل کے درمیان نہین جائز ہی یہ عینی شرح کنز مین ہی- اور درمیان دو غلامون یا دو لڑکون یا دو مکاتبون کے درمیان نہین صحیح ہی یہ خزانۃ المفتین مین ہی- اور اگر آزاد مسلمان نے کسی مرتد مرد یا مرتد عورت سے یا کسی ذمی سے مفاوضہ کیا تو مفاوضہ نہین صحیح ہی پھر اگر مرتد کے دارالحرب مین جاملنے کا حکم دیے جانے سے پہلے مرتد مسلمان ہوگیا تو مفاوضہ صحیح ہوجائیگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہی- اور شرکت مفاوضہ کی صورت جیسے مبسوط صدر الاسلام مین مذکور ہی یہ ہی کہ دو شخص شرکت کرین اور کہین کہ ہم نے باہم شرکت مفاوضہ ہر قلیل وکثیر مین اس شرط پر کی کہ ہم یکجا اور متفرق خرید وفروخت نقد یا اُدھار کرین اور ہر ایک ہم مین سے اپنی رای سے کام کرے بدین شرط کہ جو کچھ اللہ تعالے ہم کو نفع روزی کرے وہ درمیان مساوی مشترک ہوگا اور گھٹی مال پر ہوگی یہ مضمرات مین ہی- اور اُسکے واسطے چند شرائط ہین چنانچہ محیط مین ہی انا نجملہ یہ ہی کہ مفاوضہ پر تنصیص ہووے یعنی مفاوضہ کھلا ظاہر ہو خواہ لفظاً یا معنیً چنانچہ مضمرات مین ہی کہ اگر مفاوضہ کے معنی جاننے والے نے عقد مفاوضہ بغیر بیان لفظ مفاوضہ قرار دیا اسطرح کہ معنی مفاوضت کے پورے پورے آگئے تو عقد مفاوضہ صحیح ہوگا- اور یہ شرط ہی کہ ان دونون مین سے ہر ایک کفالت کی اہلیت رکھتا ہو بایں طور کہ دونون آزاد عاقل بالغ دین مین متفق ہون یہ ذخیرہ مین ہی اور یہ شرط ہی کہ شریک عامہ عموم تجارت مین ہو یہ محیط مین ہی اور یہ شرط

[1] آزاد ۱۲

ہو کہ اگر راس المال جنس واحد و نوع واحد سے ہو تو مقدار کی راہ سے مساوی ہو اور اگر دو جنس مختلف سے مثل درم و دینار کے یا جنس واحد ہو مگر نوع مین مختلف ہو جیسے دراہم کسیر دراہم صحاح تو مساوات مقدار کے ساتھ قیمت مین برابر ہونا بھی شرط ہی یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور یہ شرط ہی کہ دونون مین سے کسی کے واسطے سوائے راس المال کے جسپر عقد قرار دیا ہی کچھ اور ایسا مال جسپر عقد مفاوضہ جائز ہو سکتا ہی ابتداءً یا انتہاءً نہ ہووے کذا فی المحیط پس اگر ہر دو مال وقت شرکت کے مساوی ہون حتی کہ مفاوضہ صحیح ہوا پھر دونون مین سے ایک مال مین قبل اسکے کہ دونون خرید کرین زیادتی ہو گئی مثلاً قبل خرید کے ہر دو نقد مین سے ایک کی قیمت نرخ بدلنے سے بڑھ گئی تو مفاوضہ ٹوٹ گیا اور شرکت عنان ہو گئی اور اسی طرح اگر ایک سے خرید کی اور ہنوز دوسرے سے خرید نہین کی ہی کہ اسمین زیادتی ہو گئی تو بھی یہی حکم ہی اور اگر دونون مالون سے خرید ہونے کے بعد زیادتی ہوئی تو مفاوضہ اپنے حال پر رہیگا یہ خزانۃ المفتین مین ہی اور اگر ہر دو شریک مین سے ایک کی ملک مین ایسا مال زیادہ ہی جسپر عقد مفاوضہ نہین صحیح ہی جیسے عروض و عقار و مکانات تو مفاوضہ جائز ہی اور اسی طرح اگر کسی کی ملک مین مال غائب زائد ہو تو بھی مفاوضہ مین فساد نہین ہو گا یہ بدائع مین ہی اور اگر دونون مین سے ایک کی ودیعت نقد کسی کے پاس رکھی ہو تو مفاوضہ صحیح نہ ہو گا اور اگر ایک کا قرضہ نقد کسی پر ہو تو جبتک اسکو وصول نہ کرلے تب تک مفاوضہ صحیح رہیگا پھر جب قبضہ کرلیا تو مفاوضہ فاسد ہو کر شرکت عنان ہو جائیگی۔ اور اسی طرح تصرف مین بھی مساوات شرط ہی پس اگر دونون مین سے ایک شریک ایسے تصرف کا مالک ہی جسکا دوسرا مالک نہین ہی تو مساوات جاتی رہیگی یہ فتح القدیر مین ہی **فصل دوم** احکام مفاوضہ کے بیان مین - ہر دو متفاوضین یعنے دو شریک مفاوضہ مین سے ہر ایک جو چیز خریدیگا وہ شرکت پر ہو گی سوائے اپنے اہل و عیال کے طعام و لباس کے یا اپنے لباس کے یا روٹی کے ساتھ کھانے کی چیز سالن وغیرہ کے اور یہ استحسان ہی یہ ہدایہ مین ہی۔ اور اسی طرح متعہ و نفقہ کا بھی یہی حکم ہی۔ یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور اسی طرح رہنے کے واسطے اجارہ پر لینا اور حاجت ذاتی مثل حج وغیرہ کے لیے سواری کرایہ لینا بھی ایسا ہی ہی یہ تبیین مین ہی پس اہل و عیال کے واسطے اناج و کپڑا وغیرہ مذکورۂ بالا چیزین خریدنے و لینے سے مخصوص مشتری کی ہونگی اور باوجود اسکے بھی اسکا شریک اسکی طرف سے کفیل ہو گا حتے کہ جو کچھ اسنے اناج و کپڑا وغیرہ اپنی ذات یا اپنے اہل و عیال کے واسطے خریدا ہی اسکے بائع کو اختیار ہو گا کہ اسکے شریک دیگر سے ثمن کا مطالبہ کرے پھر اگر شریک نے اسکی طرف سے بائع کو ثمن دیدیا تو جو کچھ ادا کیا ہی وہ مشتری سے واپس لیگا یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اگر مشتری نے ادا کیا تو اسکا شریک اس سے اسکا نصف ثمن واپس لیگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور مفاوض کو یہ اختیار نہین ہی کہ بغیر اجازت شریک کے وطی یا خدمت کے واسطے کوئی باندی خریدے اور اگر خریدی تو اسکو اختیار نہ ہو گا کہ اس سے وطی کرے اور اسکے شریک کو بھی یہ اختیار نہ ہو گا اسواسطے کہ یہ باندی دونون کی شرکت مین آئی ہی پس کسی ایک کی نہ ہو گی بلکہ دونون مین مشترک ہو گی یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر شریک کی اجازت سے کوئی باندی واسطے وطی کے خریدی تو یہ خاصۃً اسی کی ہو گی اور بائع کو اختیار ہو گا کہ ثمن کے واسطے دونون مین سے جسکو چاہے ماخوذ کرے اور صاحبین کے نزدیک شریک اس سے اسکا نصف ثمن واپس لیگا اور امام اعظم رح کے نزدیک کچھ نہین لیگا یہ جامع صغیر مین بیان کر دیا ہی کذا فی محیط السرخسی اور اگر مفاوض نے اپنے شریک کی اجازت سے وطی کے واسطے کوئی باندی خریدی اور اس سے استیلاد کیا پھر کسی نے اپنا اس باندی پر استحقاق ثابت کیا تو وطی کرنے والے پر اسکا عقر واجب ہو گا اور

مستحق مذکور اس عقد کے واسطے دونون مین سے جسکو چاہے ماخوذ کرے یہ بدائع مین ہی- اور اگر دونون مین سے کسی نے کچھ
میراث پائی یا سلطان کی طرف سے کسی نے کچھ جائزہ پایا یا ہبہ پایا یا کسی نے صدقہ دیا تو یہ خاص اُسی کا ہوگا اور دوسرا اُسمین
اسکا شریک نہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہی اور اگر کسی نے ہدیہ دیا تو بھی یہی حکم ہی یہ مبسوط مین ہی- اور اگر ہر دو شریک مین سے
ایک کی ملک کسی چیز مین ایسے سبب سے ثابت ہوئی جو شرکت سے پہلے واقع ہو چکا ہی تو دوسرا اُسمین شریک نہوگا مثلاً
کوئی غلام بائع کے واسطے خیار شرط کرکے خریدا ہی پھر مشتری نے کسی شخص کے ساتھ شرکت مفاوضہ کر لی پھر بائع نے اپنا خیار ساقط
کر دیا تو اسکے شریک کے واسطے اس غلام مین شرکت ثابت نہ ہوگی یہ کافی مین ہی- اور جو مال ودیعت کہ ان دونون مین سے
ایک کے پاس رکھا ہو وہ دونون کے پاس ودیعت قرار پائیگا چنانچہ اگر ودیعت رکھنے والے نے بدون بیان کئے انتقال
کیا تو دونون کے ذمہ لازم ہوگا پس اگر زندہ شریک نے بیان کیا کہ جس شریک نے رکھی تھی اُسکے پاس قبل موت کے ضائع
ہو گئی تھی تو اسکی تصدیق نہ کیجائیگی ہان اگر ودیعت رکھنے والا ابھی زندہ ہووے تو اسکے قول کی تصدیق کیجائیگی یہ مبسوط
مین ہی- اور اگر مستودع نے کہا کہ اپنے شریک کے مرنے سے پہلے مین اسکو کھا گیا ہون تو اسکی ضمان خاص اسی پر لازم
ہوگی لیکن اگر اُسنے اپنے قول پر گواہ قائم کر دیے تو ضمان ان دونون پر ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہی- اور اگر ہر دو شریک مین سے
ایک کے پاس مال مضاربت ہو جس سے اُسنے نفع کمایا ہی یا مال ودیعت ہو کہ خلاف اُسکے مال مذکور کو اپنے کام مین لاکر
نفع اُٹھایا ہی تو منافع ان دونون کا ہوگا کذا فے المبسوط قال المترجم ہکذا فی النسخۃ الموجودۃ واللہ اعلم تیسری فصل ان امور
کے بیان مین جو دونون مین سے ہر ایک متفاوض پر بحکم کفالت از جانب دیگر لازم آتے ہین - اگر ہر دو متفاوض مین سے
ایک نے ایسے شخص کے واسطے جسکی گواہی اُسکے حق مین جائز ہو سکتی ہی کچھ مال کا اقرار کیا تو اس مال کے واسطے دوسرا شریک
بھی ماخوذ ہوگا اور حق والے کو اختیار رہی کہ چاہے ہر ایک سے علیحدہ مطالبہ کرے یا دونون سے اکٹھا مطالبہ کرے یہ مضمرات
مین ہی- اور اگر ہر دو متفاوضین مین سے ایک نے ایسے شخص کے واسطے جسکی گواہی اسکے حق مین روا نہین ہی کچھ مال
کا اقرار کیا مثلاً اپنے باپ یا بیٹے یا مان یا انکے مانند کسی کے واسطے اپنے اوپر قرضہ کا اقرار کیا تو اُسکا اقرار اسکے شریک کے
حق مین روا نہوگا حتے کہ اُسکا شریک اس مال کے واسطے ماخوذ نہین ہو سکتا ہی یہ امام اعظم رحمہ کا قول ہی اور یہی اظہر ہی کذا
فے المحیط اور اسی طرح اگر اپنی جورو کے واسطے جو اسکی طرف سے طلاق بائنہ کی عدت مین ہی اقرار کیا تو بھی یہی حکم ہی یہ مبسوط
مین - اور اگر ایک شریک نے نکاح فاسد کرکے عورت سے دخول کیا اور اُسکے واسطے مہر کا اقرار کیا تو اُسکے شریک پر لازم
نہوگا اور اگر کسی دوسرے قرضہ کا اقرار کیا تو دونون کے ذمہ لازم ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی- اور اگر ایک شریک نے اپنی جورو
کی مان کیواسطے یا اپنی جورو کے ایسے فرزند کے واسطے جو اسکے سوای دوسرے کے نطفہ سے ہی کچھ مال کا اقرار کیا تو دونون شریکون پر لازم
ہوگا بوجہ اسکے کہ اقرار کا اعتبار گواہی کے ساتھ ہی- اور اگر شرکت مفاوضہ مین ایک شریک ایک عورت ہی پس اُسنے اپنے شوہر کے واسطے
قرضہ کا اقرار کیا تو چونکہ اس عورت کی گواہی اپنے شوہر کے حق مین نہین جائز ہی اسکا اقرار قرضہ بھی اسکے شریک مفاوض
پر روا نہوگا- اور ایسی عورت مفاوضہ کا اقرار اپنے شوہر کے والدین اور اپنے شوہر کے ایسے فرزند کے واسطے جو اس
عورت کے سوائے اُسکی دوسری جورو کے پیٹ سے ہی اس عورت پر اور اُسکے شریک پر دونون پر جائز ہی چنانچہ ان
لوگون کی گواہی اس عورت کے حق مین جائز ہی یہ مبسوط مین ہی- اور اگر کسی شریک نے اپنی ام ولد کو آزاد کیا پھر
اُسکے واسطے کچھ قرضہ کا اقرار کیا تو دونون شریکون پر لازم ہوگا اگرچہ ام ولد مذکورہ اس اقرار کنندہ کی عدت مین ہو

یہ محیط سرخسی مین ہی اور جو قرضہ کہ انھین سے ایک شریک پر بوجہ تجارت کے مثل بیع وخرید اور اجارہ وغیرہ اسکے مانند مثل غصب واستہلاک وکفالت بالمال بحکم مکفول عنہ واجارہ ورہن کے لازم آیا تو دوسرا اسکا ضامن ہوگا اور اگر مفاوض نے بغیر حکم مکفول عنہ کے اُسکی طرف سے کفالت کرلی تو شریک اُسکے واسطے سب اماموں کے نزدیک ماخوذ نہ ہوگا یہ کافی مین ہی اور یہی حکم بیوع فاسدہ مین ہی یہ محیط مین ہی۔ اور حق والے کو اختیار ہی کہ چاہے ہر ایک سے علیحدہ مطالبہ کرے اور چاہے دونون سے اکٹھا مطالبہ کرے یہ مضمرات مین ہی ولیکن یہ واضح رہے کہ یہ مال ضمان خاصۃً اُسی پر ہوگا جو اس تاوان کے فعل کا کرنیوالا ہی حتی کہ اگر دوسرے نے مال شرکت مین سے ادا کیا تو دوسرے سے نصف واپس لیگا یہ مبسوط مین ہی۔ بخلاف خرید فاسدہ کے کہ خرید فاسد کی صورت مین تاوان فقط مشتری ہی پر نہ ہیگا بلکہ دونون پر ہوگا۔ اور اگر دونین سے ایک نے کفالت بالنفس کرلی تو بالاجماع اجمعین اُسکا شریک ماخوذ نہ ہوگا اور اگر دونون مین سے ایک مفاوض نے کسی شخص کی طرف سے مہر یا ارش جنایت کی کفالت کرلی تو یہ بمنزلہ قرضہ کی کفالت کرنے کے ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر دونون مین سے ایک نے خریدی ہوئی باندی سے وطی کی پھر کسی نے اس باندی کا استحقاق ثابت کیا تو مستحق کو اختیار ہوگا کہ عقر کے واسطے دونون مین سے جسکو چاہے ماخوذ کرے یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور اگر دونون مین سے ایک کے ذمہ ایسا تاوان لاحق ہوا جو مشابہ ضمان تجارت نہین ہی تو اسکے واسطے اُسکا شریک ماخوذ نہ کیا جائیگا جیسے جنایتون کے جرمانہ اور نفقہ اور بدل خلع اور قصاص سے صلح کا معاوضہ وغیرہ اور علی ہذا اگر جنایت کنندہ شریک کے فعل سے دوسرے شریک نے انکار کیا تو ولی جنایت کو اختیار نہوگا کہ شریک منکر سے قسم لیوے بخلاف اسکے اگر مدعی نے دونون مین سے ایک پر بیع غلام کا دعوی کیا اور دوسرے نے اُس سے انکار کیا تو مدعی کو اختیار ہوگا کہ مدعا علیہ سے قطعی قسم لے اور دوسرے شریک سے اسکے علم پر قسم لے اسواسطے کہ یہان دونون مین سے ہر ایک ایسا ہی کہ اگر مدعی کے دعوی کا اقرار کرے تو دونون پر لازم آتا ہی بخلاف جنایت مذکورہ کے کہ اگر ایک اقرار کرے تو دوسرے پر لازم نہ آویگی یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اسی طرح ہر عمل جو اعمال تجارت سے ہو اگر اسکا کسی مدعی نے انمین سے ایک شریک پر دعوی کیا اور قاضی نے مدعا علیہ سے اسپر قسم لی تو مدعی کو پہونچتا ہی کہ دوسرے سے بھی قسم لے کذا فی المحیط پس اگر کسی نے اعمال تجارت مین سے کسی عمل کا ان دونون پر دعوی کیا تو مدعی کو پہونچتا ہی کہ دونون مین سے ہر ایک سے قطعی قسم لے پھر دونون مین سے جو شخص قسم سے انکار کریگا تو دعوی مدعی دونون پر لازم ہوگا۔ اور اگر یہ دعوی اُسنے انمین سے ایک پر کیا حالانکہ وہ غائب ہی تو مدعی کو اختیار ہوگا کہ دوسرے سے اُسکے علم پر قسم لے پس اگر اُسنے قسم کھالی پھر غائب مذکور آگیا تو مدعی کو اختیار ہوگا کہ اُس سے قطعی قسم لے جیسے دونون کے حاضر ہونے کی صورت مین ہوتا ہی کہ مدعے علیہ سے قطعی قسم لے سکتا ہی یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر ہر دو متفاوضین مین سے ایک نے کسی شخص پر اعمال تجارت مین سے کسی عمل کا دعوی کیا اور مدعا علیہ نے انکار کیا اور قاضی نے اُس سے اس امر پر قسم لے لی پھر دوسرے مفاوض نے چاہا کہ اُس سے اسی امر پر قسم لے تو اسکو یہ اختیار نہین ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر کسی نے ایک مفاوض پر بوجہ کفالت کے مال کا دعوی کیا اور اُس سے اسپر قسم لی تو امام اعظم رح کے نزدیک مدعی کو پہونچتا ہی کہ اسکے شریک سے بھی اُسپر قسم لے یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر ہر دو متفاوض مین سے ایک نے کوئی چیز فروخت کی یا کسی کے ہاتھ قرض کوئی چیز فروخت کی یا اسکے واسطے کسی نے دوسرے کی طرف سے مال کی کفالت کرلی یا اس سے کسی نے غصب کیا تو دوسرے شریک کو اختیار ہی کہ اُس سے مطالبہ کرے یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ اور اگر ایک متفاوض نے ایک غلام

اجارہ پر دیا تو دوسرے شریک متفاوض کو اختیار ہی کہ متاجر سے اجرت کا مطالبہ کرے اور متاجر اُس سے غلام سپرد کرنیکا مطالبہ کرسکتا ہی اور اگر مفاوض نے اپنا میراث پایا ہوا غلام یا خاصۃً اپنی کوئی چیز اجارہ پر دی تو دوسرے شریک کو اجرت کے مطالبہ کا اختیار نہین ہی اور نہ متاجر کو اُس سے غلام مذکور سپرد کرنے کا مطالبہ پہونچتا ہی یہ محیط سرخسی مین ہی اور اسی طرح اگر مفاوض نے اپنی ذاتی مخصوص کوئی چیز فروخت کی تو شریک کو مشتری سے ثمن کے مطالبہ کا اختیار نہین ہی اور نہ مشتری اُس سے بیع سپرد کرنے کا مطالبہ کرسکتا ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور اگر ہر دو متفاوض علیحدہ ہوگئے پھر ایک نے کہا کہ مین نے اس غلام کو شرکت مین مکاتب کیا تھا تو حق شریک مین اُسکے قول کی تصدیق نہ ہوگی ولیکن اپنے حق مین تصدیق کیا جائیگا اور شریک کے حق مین ایسا قرار دیا جائیگا کہ گویا فی الحال [جو بنے الحال دونون مین مشترک مملوک ہی ۱۲] اُسنے عقد کتابت قرار دیدیا ہی پس اُسکے شریک کو اختیار ہوگا کہ اس عقد کتابت کو رد کردے یہ محیط مین ہی اور اگر ہر دو متفاوض مین سے ایک نے اپنے آپ کو کسی شخص کو کوئی چیز حفاظت کرنے یا کپڑے سینے یا اور کسی کام کے واسطے اجارہ پر دیا تو جو اجرت ہوگی وہ دونون مین مشترک ہوگی اور اسی طرح جس مزدوری سے ایک نے کچھ کمایا تو اجرت دونون مین مشترک ہوگی سوائے اسکے کہ اگر ایک نے اپنے آپ کو کسی کی خدمت مین اجرت پر دیا تو اجرت خاصۃً اُسی کی ہوگی یہ تاتارخانیہ مین ہی اور اگر ایک مفاوض نے کوئی مزدور یا جانور اجرت پر لیا تو اجرت پر دینے والے کو اختیار ہوگا کہ اجرت کے واسطے دونون مین سے جس سے چاہے مطالبہ کرے ولیکن اگر مفاوض مذکور نے اپنی ذاتی ضرورت یا حج کے سفر کے واسطے اجارہ پر لیا ہی تو شریک جو کچھ ادا کریگا اسکو حصہ رسد دوسرے سے واپس لیگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔

فصل چہارم جس سے مفاوضت باطل ہوتی ہی اور جس سے نہین باطل ہوتی ہی [یعنے لغۃً ۱۲] اُسکے بیان مین - اگر ہر دو متفاوضین مین سے ایک کو ایسا مال جسپر عقد شرکت مفاوضہ جائز ہی بسبب میراث یا ہبہ یا صدقہ یا وصیت وغیرہ کے حاصل ہوا اور اُسکے قبضہ مین آگیا تو شرکت مفاوضہ باطل ہوکر شرکت عنان ہوجائیگی کذا فی السراجیہ اور اگر وہ عروض کا وارث ہوا یا دیون کا وارث ہو تو شرکت مفاوضہ باطل نہ ہوگی جبتک کہ دیون پر قبضہ نہ پاوے کذا فی محیط السرخسی قال المترجم اور عروض مین بعد قبضہ پانے کے بھی باطل نہ ہوگی اور ہدایہ مین ہی کہ عقار کا بھی یہی حکم ہی یعنے اسکے میراث پانے سے مفاوضت باطل نہین ہوتی ہی خواہ قبضہ پاوے یا نہ پاوے اور اگر دونون نے دونون مالون مین سے ایک سے کوئی چیز خریدی تو قیاساً شرکت مفاوضہ باطل ہوگی مگر استحساناً نہین باطل ہوگی۔ اور اگر بروز شرکت دونون کا مال مساوی ہو حتے کہ مفاوضت صحیح ہوگئی پھر قبل اسکے کہ دونون کچھ خریدین ایک مال مین زیادتی ہوگئی باین طور کہ جن دو نقدون پر عقد مفاوضہ قرار دیا ہی ایک کے نقد مین قبل خرید کے از راہ قیمت یعنی نرخ بازار کے زیادتی ہوگئی تو مفاوضت ٹوٹ جائیگی قال المترجم مثلاً ہزار درم ایک کے اور سو دینار دوسرے کے وقت عقد کے مساوی تھی پھر سو دینار کے بارہ سو درم ہوگئے بسبب زیادتی بھاو اشرفی کے قبل اسکے کہ اس سے خرید واقع ہووے تو مفاوضت ٹوٹ جائیگی اور امام محمد رح نے فرمایا کہ اسی طرح اگر ہر دو مال مین سے ایک سے کوئی چیز خریدی پھر دوسرے مین زیادتی ہوگئی تو بھی یہی حکم ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر ایک نے اپنے مال سے کوئی چیز خریدی پھر خریدی ہوئی چیز از راہ قیمت کے بڑھ گئی تو قیاساً مفاوضت باطل ہوجائیگی مگر استحساناً باطل نہ ہوگی یہ مضمرات مین ہی۔ اور اگر ہر دو مال سے خرید واقع ہونے کے بعد ایک مین زیادتی ہوگئی۔ تو مفاوضت اپنے حال پر رہیگی۔ اور اسی طرح اگر دونون مین سے ایک مال سے خرید واقع ہوئی اور جس سے خرید

واقع ہوئی ہی اُسمین بعد وقوع خرید کے زیادتی ہوگئی تو مفاوضت نہ ٹوٹیگی یہ ظہیریہ مین ہی - اور اگر ہر دو متفاوضین مین سے
کسی ایک نے ایک اجنبی ثالث سے کہا کہ مجھے ایک درم ہبہ کردے اُسنے ہبہ کر کے سپرد کر دیا تو مفاوضت باطل ہو جائیگی
اگرچہ اُسکا شریک غائب ہووے پس اگر ہر دو متفاوضین مین سے ایک نے اپنے شریک مفاوض کے غائب ہونے کی صورت
مین مفاوضت کا توڑنا چاہا تو اُسکا یہی حیلہ ہی یہ ذخیرہ مین ہی - اور اگر دونون مین سے ایک نے اپنا ذاتی مخصوص غلام اجارہ پر
دیا یا فروخت کر دیا تو جبتک اجرت وصول نہ پاوے یا ثمن پر قبضہ نہ پاوے تب تک مفاوضت باطل نہ ہوگی یہ محیط مین ہی -
اور جب ہر دو متفاوضین مین سے ایک نے انکار کیا تو مفاوضت فسخ ہو جائیگی اور واجب ہی کہ یہی حکم تمام شرکتون مین ہو
یہ ظہیریہ مین ہی - اور جس سے شرکت عنان فاسد ہوتی ہی اُس سے شرکت مفاوضہ بھی فاسد ہو جاتی ہی یہ بدائع مین ہی -

فصل پنجم ہر دو متفاوضین مین سے ایک کے مال مفاوضہ مین تصرف کرنے کے بیان مین - امام محمد رح نے فرمایا کہ متفاوضین
مین سے ہر ایک کو اختیار ہی کہ کیلی یا وزنی چیز بعوض اس جنس کے جو اُسکے قبضہ مین ہی خرید کرے پس اگر اُسنے اس جنس
کے عوض خریدی تو جائز ہی یعنے شرکت پر ہوگی - اور اگر ایسی جنس کے عوض خریدی جو اُسکے قبضہ مین نہین ہی مثلاً درمون
یا دینارون کے عوض خریدی حالانکہ مال شرکت مین سے اُسکے پاس درم یا دینار نہین ہین تو خریدی ہوئی چیز خاصتہً اُسی
مشتری کی ہوگی اور شرکت پر اُسکی خرید جائز نہ ہوگی - اور متفاوضین مین سے ہر ایک کو روا ہی کہ دونون کے شرکتی
تجارت کے غلام کو مکاتب کر دے اور نیز اختیار ہی کہ غلام کو تجارت کی یا اداے کمائی کی اجازت دے یہ محیط مین ہی -
اور تجارتی باندی کا بیاہ کر دے اور غلام کا نکاح نہین کر سکتا ہی اور نہ غلام کو کسی قدر مال پر آزاد کر سکتا ہی یہ محیط سرخسی
مین ہی - اور اگر متفاوضین مین سے ایک نے اپنے دونون کی تجارت کے ایک غلام کو تجارت کی ایک باندی سے بیاہ دیا
تو قیاساً جائز ہی اور استحساناً نہین جائز ہی اور یہی ہمارے علماء کا قول ہی یہ ظہیریہ مین ہی - اور متفاوضین مین سے ہر ایک کو
اختیار ہی کہ نقد و اودھار جسطرح چاہے فروخت کرے یہ خلاصہ مین ہی - اور متفاوضین مین سے ہر ایک کو اختیار ہی کہ قلیل یا
کثیر ثمن کے عوض فروخت کرے الا اسقدر کمی سے نہین فروخت کر سکتا ہی کہ لوگ اپنے اندازہ مین ایسا خسارہ فاحش نہین
اُٹھاتے ہین یہ بدائع مین ہی - اور اگر متفاوض نے شرکت مفاوضہ کی چیز ایسے شخص کے ہاتھ فروخت کر دی جسکی گواہی
اُسکے حق مین غیر مقبول ہوتی ہی تو بالاجماع یہ بیع شرکت مفاوضہ پر نافذ ہوگی (یعنے روا ہی اور صحیح ہی ۱۲) یہ ذخیرہ مین ہی - اور اگر دونون مین سے
ایک نے اُودھار اناج خریدا تو اُسکا ثمن ان دونون پر ہوگا بخلاف شرکت عنان کے کہ اگر اُسکے ایک شریک نے ایسا کیا تو
یہ حکم نہین ہی - اور اگر متفاوضین مین سے ایک نے اناج کی بیع سلم قبول کی تو یہ دوسرے شریک پر بھی جائز ہوگی یہ فتاوے
قاضیخان مین ہی - اور اگر ایک نے اناج لینے کی بیع سلم مین درم دیے تو یہ دونون پر جائز ہوگا - اور اسی طرح اگر دونون
مین سے ایک نے عینہ کر لیا تو بھی دونون پر روا ہوگا اور عینہ کی صورت یہ ہی کہ کوئی مال مین اُسکی قیمت سے زیادہ دامون
کو اُودھار بدین غرض خریدا کہ اسکو نقد اُسکی قیمت کے برابر دامون کو فروخت کر کے سردست نقد مال حاصل کرے یہ مبسوط
مین ہی - اور دونون مین سے ہر ایک کو اختیار ہی کہ مفاوضت کا مال بعوض قرضہ مفاوضت کے یا اپنے ذاتی قرضہ مین بدون
اجازت اپنے شریک کے رہن کر دے اسواسطے کہ رہن حکماً اداے قرضہ ہی اور اداے قرضہ مفاوضت کا یا اپنے ذاتی قرضہ
مثل مہر وغیرہ ادا کرنے کا دونون مین سے ہر ایک بدون اجازت اپنے شریک کے اختیار رکھتا ہی کذا فی محیط السرخسی پس اگر
اُسکے شریک نے مرتہن سے مال مرہون واپس کر لینا چاہا تو واپس نہین کر سکتا ہی یہ محیط مین ہی - پھر اگر قرضہ مذکور دونون

کی شرکت مین سے ہو تو راہن پر ضمان نہ ہوگی اور اگر خاصۃً راہن کا قرضہ ہو تو شریک اُسکے نصف کو راہن سے واپس لیگا اور اگر مال مرہون کی قیمت بہ نسبت قرضہ کے زیادہ ہو تو مقدار زیادہ مین اُسپر ضمان نہ ہوگی یہ مبسوط مین ہی اور اسیطرح اگر مفاوض نے قرضہ مفاوضت مین اپنی خاص ذاتی متاع کو رہن کیا تو تبرع کرنے والا نہ ہوگا بلکہ اپنے شریک سے نصف قرضہ واپس لے سکتا ہی اگرچہ مال مرہون مرتہن کے پاس تلف ہوگیا ہو یہ محیط مین ہی۔ اور اگر قرضہ تجارت کے عوض دونون مین سے کسی نے رہن لیا تو جائز ہی کذا فی محیط السرخسی خواہ بیع کرنے والا یہی ہو جسنے رہن لیا ہی یا دوسرا ہو یہ مبسوط مین ہی۔ اور دونون مین سے ہر ایک کو اختیار ہی کہ رہن دینے یا رہن لینے کا اقرار کرے یعنے اُسکا اقرار صحیح اور دونون پر نافذ ہوگا اور اگر ایسا اقرار اپنے شریک کے مرنے کے بعد یا شرکت مفاوضت سے دونون کے الگ ہوجانے کے بعد کیا تو اُسکا اقرار شریک کے حق مین جائز نہوگا یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور ہر مفاوض کو روا ہی کہ کسی کے پاس ودیعت رکھے اور اختیار ہی کہ حوالہ قبول کرے یہ بدائع مین ہی اور یہ اختیار ہی کہ مال مفاوضت مین سے ہدیہ بھیجے اور اُسمین سے دعوت تیار کرے اور اُسکی کوئی مقدار نہین بیان کی گئی ہی کہ کسقدر تک ہدیہ و دعوت مین صرف کر سکتا ہی اور صحیح یہ ہی کہ یہ عرف پر راجع ہوگا اور وہ اسقدر ہی کہ جسکو تاجر لوگ عرف مین اسراف نہین قرار دیتے ہین یہ غیاثیہ مین ہی۔ اور دوسرون کو روا ہی کہ مفاوض سے ہدیہ قبول کرین اور اُسکا کھانا کھاوین اور اُس سے مستعار لین اگرچہ انکی دانست مین اُسنے بغیر اجازت شریک کے ایسا کیا ہو اور جسنے کھایا یا جسکو اُسنے صدقہ دیا ہی اُسپر تاوان لازم نہوگا اور یہ استحسان ہی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ مگر واضح رہے کہ مفاوض کو ہدیہ دینے مین بھی کھانے کی چیزون کا ہدیہ مثل گوشت و روٹی و فواکہ کا اختیار ہی اور سونے و چاندی کے ہدیہ دینے کا اختیار نہین ہی یہ محیط مین ہی اور اگر مفاوض نے کسی کو کپڑا دیا یا جانور ہبہ کیا یا سونا و چاندی و متاع و اناج ہبہ کیا تو اسکے شریک کے حصہ مین روا نہوگا اور شریک کے حصہ مین جبھی روا ہوگا کہ جب ہدیہ مثل فواکہ و گوشت و روٹی کے مانند چیزون سے ہو یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ اور ہر ایک مفاوض کو اختیار ہی کہ مال کے ساتھ بدون اجازت اپنے شریک کے سفر کرے اور یہی صحیح مذہب امام اعظم و امام محمد رح کا ہی یہ ذخیرہ مین ہی۔ پھر جس امام کے قول پر مسافرت مفاوض بطریق مذکور جائز ہی اگر اُسکے شریک نے اُسکو اُسکی اجازت دیدی ہو تو اُسکو اختیار ہوگا کہ منجملہ راس المال کے اپنے کرایہ و کھانے مین صرف کرے اُسکو حسن بن زیاد نے امام اعظم رح سے روایت کیا ہی پھر اگر اُسنے نفع کمایا تو یہ خرچہ اُس نفع مین سے محسوب ہوگا ورنہ راس المال مین سے محسوب ہوگا یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور مفاوضین مین سے ہر ایک کو اختیار ہی کہ مال کو مضاربت پر دے کذا فی البدائع اور یہ اصل کی روایت ہی اور یہی اصح ہی یہ نہر الفائق وہدایہ مین ہی اور اسیطرح اسکو روا ہی کہ دوسرے سے مال کو مضاربت پر لے اور اُسمین جو نفع ہوگا وہ خاصۃً اُسی کا ہوگا یہ بدائع مین ہی۔ اور نیز ہر ایک کو اختیار ہی کہ مال کو بضاعت پر دے یہ ظہیریہ مین ہی اور اگر کچھ مال بضاعت پر دیا [یعنے جو حصہ نفع اسکو ملیگا ١٢] پھر ہر دو متفاوضین الگ ہوگئے پھر لینے والے نے بضاعت سے کوئی چیز خریدی پس اگر بضاعت لینے والے کو دونون کا الگ ہوجانا معلوم ہی تو جو چیز اُسنے خریدی ہی وہ خاصۃً اُسی کی ہوگی جسنے بضاعت دی ہی اور اگر اسکو دونون کے جدا ہونے کا حال نہین معلوم ہی پس اگر ثمن اس بضاعت قبول کرنیوالے کو دیدیا ہی تو اُسکی خرید اس حکم دینے والے اور اُسکے شریک دونون پر روا ہوگی اور اگر ثمن اُسکو نہین دیا گیا ہی تو خاصۃً حکم دینے والے کے واسطے خریدنے والا ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور اگر وہ شریک مرگیا جسنے بضاعت کے واسطے نہین کہا ہی پھر بضاعت پر کام کردینا قبول کرنے والے نے متاع خریدی تو وہ خاصۃً زندہ شریک کو لازم ہوگی پھر اگر مستبضع نے یعنے جسنے بضاعت پر کام کرنا قبول کیا ہی دیے ہوئے مال سے ثمن ادا کردیا ہو تو مفاوض میت کے وارثون کو اختیار ہی چاہین مستبضع

سے ثمن کی ضمان لیں اور چاہیں مبضع یعنے بضاعت کا حکم دینے والے سے تاوان لیں پس اگر انھوں نے مستبضع سے تاوان
لینا اختیار کیا تو وہ مبضع سے واپس لیگا اور چاہیں بائع سے اپنا ثمن بطریق ضمان وصول کریں پس اگر انھوں نے بائع سے
ضمان لیا تو وہ مستبضع سے رجوع کریگا پھر مستبضع اپنے مبضع سے رجوع کریگا۔ اور اگر متفاوضین میں سے ایک نے ہزار درم جو اسکے
اور اُسکے شریک عنان کے ہیں برضامندی شریک عنان کے کسی کو بضاعت پر دیے تاکہ مستبضع ان دونون کے واسطے کوئی متاع
خریدے پھر ان تینون میں سے ایک مرگیا پس اگر مبضع مرگیا پھر مستبضع نے متاع خریدی تو وہ متاع اس مشتری کی ہوگی اور وہ مال
کا ضامن ہوگا جسمین سے نصف مال شریک عنان کا ہوگا اور نصف دوسرے مفاوض زندہ و وارثان مفاوض میت کے درمیان
مشترک ہوگا۔ اور اگر شریک عنان مرگیا پھر مستبضع نے کوئی متاع خریدی تو خریدی ہوئی چیز پوری انھین دونون متفاوضین کی ہوگی
پھر شریک عنان میت کے وارثون کو اختیار ہوگا کہ چاہین اپنے حصہ کے واسطے ان متفاوضین سے رجوع کرین دونون مین سے
جس سے چاہین اور چاہین مستبضع سے رجوع کرین پھر مستبضع ان دونون مین سے جس سے چاہیگا لے لیگا۔ اور اگر وہ مفاوض
مرگیا جسنے بضاعت نہین قرار دی ہی پھر مستبضع نے متاع خریدی تو اُسمین سے نصف شریک عنان کی ہوگی اور نصف دوسرے
مفاوض زندہ کی جسنے حکم کیا ہی اور مفاوض زندہ مفاوض میت کے وارثون کو انکے حصہ کی ضمان دیگا اور وارثون کو اختیار ہی کہ
چاہین مستبضع سے اپنے حصہ کی ضمان لین پھر مستبضع اُسکو حکم دہندہ سے واپس لیگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور متفاوضین مین سے
کسی کو یہ اختیار نہین ہی کہ قرض دے یہ ظاہر الروایہ ہی اور یہی صحیح ہی یہ ذخیرہ مین ہی۔ ولیکن اگر اُسکا شریک اسکو تصریح اجازت
قرض دینے کے دیدے تو دے سکتا ہی ولیکن اگر اسقدر کہا کہ اپنی راے سے عمل کر تو اُسمین قرض دینے کا اختیار حاصل نہوگا
یہ سراج وہاج مین ہی اور اگر اُسنے بغیر اجازت شریک کے قرض دیا تو اُسکے نصف کا ضامن ہوگا اور مفاوضت باطل نہوگی
یہ محیط سرخسی مین ہی اور مشائخ نے فرمایا کہ جس قرض دینے مین لوگون کو خطر نہین ہی ویسا قرض دینے کا اختیار ہونا چاہیے یہ محیط
مین ہی۔ اور متفاوضین مین سے ہر ایک کو اختیار ہی کہ مال شرکت مین سے بعض مال سے کسی دوسرے کے ساتھ شرکت عنان
کرے کذا فی المبسوط خواہ عقد مفاوضت مین دونون نے شرط کی ہو کہ ہر ایک اپنی راے سے کام کرے یا ایسی شرط نہ کی ہو کذا
فی الذخیرہ۔ پس اگر کسی سے شرکت عنان کرلی تو یہ شرکت اُسپر اور اُسکے شریک مفاوض دونون پر جائز ہوگی خواہ شریک کی
اجازت سے اُسنے شرکت کی ہو یا بغیر اجازت کذا فی المحیط اور اگر اُس سے شرکت مفاوضہ کرلی اپنے شریک کی اجازت سے تو
دونون پر جائز ہوگی جیسے دونون کسی ثالث سے شرکت مفاوضہ کرلین تو روا ہی اور اگر بدون اجازت شریک کے کی ہو تو مفاوضہ
نہ ہوگی مگر شرکت عنان ہوگی اور جس سے شرکت کی ہی چاہے وہ اُسکا باپ یا بیٹا ہو یا کوئی اجنبی ہو کچھ فرق نہین ہی یہ مبسوط مین ہی
اور منتقے مین امام ابو یوسف سے روایت ہی کہ اگر متفاوضین مین سے ایک نے کسی سے بردون کی تجارت مین شرکت عنان
کرلی تو جائز ہی اور یہ شریک جو رقیق خریدیگا اُسمین سے نصف اس مشتری کے ہونگے اور باقی نصف ان دونون متفاوضین
کے درمیان نصفا نصف ہونگے اور اگر متفاوضین مین سے جسنے شرکت عنان نہین کی ہی اُسنے کوئی غلام خریدا تو اُسمین سے
بھی نصف اُسکے شریک کا ہوگا اور باقی نصف ان دونون متفاوضین کے درمیان نصفا نصف ہوگا یہ محیط مین ہی
اور ہر مفاوض کو اختیار ہی کہ وکیل مقرر کرے کہ اسکو مال شرکت سے مال دیکر حکم کرے کہ اُسکو ہماری شرکت کی چیزون مین سے
کسی مین خرچ کرے پھر اگر دوسرے شریک نے اسکو وکالت سے خارج کیا تو خارج ہو جائیگا اگر خرید یا فروخت یا اجارہ کا وکیل
ہو یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر اُسنے اُسکو اسواسطے وکیل کیا کہ جو مین نے قرضہ اُدھار فروخت کیا ہی وہ دام تقاضا کرکے وصول

کرادے تو دوسرے شریک کے خارج کرنے سے خارج نہ ہوگا یہ محیط مین ہی۔ اور مفاوض کو اختیار ہی کہ عاریت دیدے اور یہ استحسان ہی حتے کہ اگر مفاوض نے مال مفاوضت سے کوئی جانور سواری عاریت دیا اور وہ مستعیر کے پاس تلف ہوگیا تو استحساناً اپنے شریک کیواسطے ضامن نہ ہوگا یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر ایک مفاوض نے اپنے دونون کی شرکت کا جانور سواری مستعار دیا اور مستعیر اُسپر سوار ہوکر روانہ ہوا پس جانور مذکور تھک کر مرگیا پھر دونون نے اُس مقام مین اختلاف کیا جہانتک وہ سوار ہوکر گیا ہی پس دونون مین سے جس کسی نے اس مقام تک کے لیے اسکے عاریت دینے کی تصدیق کی تو مستعیر اُسکے تاوان سے بری ہوجائیگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ اور جو امر کہ ہر دو شریک عنان مین سے ہر ایک کرسکتا ہی وہی ہر دو مفاوض مین سے ہر ایک کرسکتا ہی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ **فصل ششم** متفاوضین مین سے ایک نے جو عقد کیا اور جو اُسکے عقد سے واجب ہوا اُسمین دوسرے کے تصرف کے بیان مین۔ اگر دونون مین سے ایک نے دوسرے کی فروخت کی ہوئی بیع کے بیع کا اقالہ کردیا تو وہ اقالہ دوسرے پر بھی جائز ہوگا اور اسی طرح اگر ایک نے دوسری کی بیع سلم قرار دی ہوئی کا اقالہ کردیا تو یہ اقالہ دونون پر جائز ہوگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر ہر دو متفاوضین مین سے ایک نے اپنی مشترک تجارت کی باندی کسی کے ہاتھ اودھار فروخت کی تو قبل تمام ثمن وصول پانے کے دونون مین سے کسی کو جائز نہوگا کہ اسکو مشتری سے ثمن سے کم دامون کو خریدلے یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور اگر دونون مین سے ایک نے کوئی چیز اودھار فروخت کی پھر مرگیا تو دوسرے کو یہ اختیار نہوگا کہ مشتری سے اسکے واسطے مخاصمہ کرے پھر اگر مشتری نے اُسکو یعنے کل کے واسطے[۱۲] ثمن دیدیا تو اُس سے بری ہوجائیگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر دونون مین سے ایک نے کوئی چیز فروخت کی پھر ثمن مشتری کو ہبہ کردیا یا مشتری کو بری کردیا تو امام اعظم و امام محمد رح کے نزدیک جائز ہی اور اپنے شریک کے حصہ کا ضامن ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور اگر دوسرے نے مشتری کو ثمن ہبہ کیا یا بری کردیا تو اُسکے حصہ مین جائز ہوگا اور اُسکے شریک کے حصہ مین جسنے بیع قرار دی تھی بالاجماع جائز نہ ہوگا کذا فی المحیط۔ اور اگر متفاوضین سے ایک نے ایسے قرضہ مین جو دونون کے واسطے کسی پر واجب ہوا ہی تاخیر دیدی تو بالاجماع دونون حصون مین تاخیر جائز ہوگی کذا فی الظہیریہ خواہ یہ قرضہ اُسی متفاوض کے فعل سے واجب ہوا جسنے تاخیر دیدی ہی یا دوسرے کے فعل سے یا دونون کے فعل سے یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر دونون متفاوضین پر مال میعادی اُدھار ہو یعنے قرضہ ہو جسکے ادا کرنے کی مدت مقرر ہو پھر دونون مین سے ایک نے اس میعاد کو ساقط کردیا یعنے مدت باطل کردی تو باطل ہوجائیگی اور مال فی الحال دونون پر واجب الادا ہوجائیگا اور اگر دونون مین سے ایک مرگیا تو میت پر بقدر اُسکے حصہ کے قرضہ فی الحال واجب الادا ہوجائیگا اور دوسرے کا اپنی میعاد پر رہیگا اور امام ابو یوسف سے روایت ہی کہ اگر کسی شخص کا متفاوضین پر مال ہو پس اُسنے ایک کو اُسکے حصہ سے بری کردیا تو دونون متفاوضین پورے مال سے بری ہوجائینگے یہ محیط مین ہی۔ اور جس عقد کا متولی ایک ہی ہوا ہی اُسکے حقوق دونون کی طرف راجع ہونگے حتے کہ اگر ایک نے کوئی چیز فروخت کی تو جیسے بائع سے مبیع سپرد کرنیکا مطالبہ ہوگا ویسے ہی دوسرے شریک سے بھی تسلیم مبیع کا مطالبہ ہوگا اور اگر دوسرے شریک نے جو بائع نہین ہوا ہی مشتری سے ثمن کا مطالبہ کیا تو مشتری پر اسکو ثمن دینے کے واسطے اسی طرح جبر کیا جائیگا جیسے بائع کو دینے کے واسطے جبر کیا جاتا ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اور اگر دونون مین سے ایک نے کوئی چیز خریدی تو جیسے مشتری سے ثمن کا مطالبہ ہوگا ویسے ہی اُسکے شریک سے مطالبہ ہوگا یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور دوسرے شریک کو اختیار ہوگا کہ مبیع پر قبضہ کرلے جیسے

مشتری کو اختیار ہی- اور اگر مشتری نے اس بیع مین کوئی عیب پایا تو اُسکے شریک کو واپس کر دینے کا اختیار ہی جیسے مشتری کو اختیار ہی یہ بدائع مین ہی- اور اگر دونون مین سے ایک نے اپنی تجارت کی کوئی چیز خریدی اور دوسرے نے اسمین عیب پایا تو دوسرے کو اسکے واپس کر دینے کا اختیار ہی یہ محیط مین ہی- اور اگر خریدی ہوئی چیز کسی نے استحقاق ثابت کر کے لے لی تو دونون یعنی مشتری و دوسرے شریک دونون کو اختیار ہی کہ بائع پر ثمن کے واسطے رجوع کرین یہ سراج وہاج مین ہی- اور جسنے ان دونون مین سے ایک سے انکی شرکتی تجارتی چیز کوئی خریدی اور اسمین عیب پایا تو اسکو اختیار ہوگا کہ بسبب عیب کے دونون مین سے جسکو چاہے واپس کر دے یہ ظہیریہ مین ہی- اور اگر اُسنے عیب سے انکار کیا پس اگر بائع ہی تو اُس سے قطعی قسم لے سکتا ہی اور اگر دوسرا شریک ہی تو اُس سے علم پر قسم لے سکتا ہی اور اگر دونون مین سے کسی نے عیب کا اقرار کر لیا تو اُسکا اقرار اُسپر اور اُسکے شریک پر دونون پر نافذ ہوگا- اور اگر متفاوضین مین سے ہر ایک نے نصف نصف غلام[1] اپنے شرکتی تجارت کا کسی کے ہاتھ فروخت کیا پھر مشتری نے بیع مین عیب پایا تو مشتری کو اختیار ہی کہ ہر ایک سے قسم لے اس طرح کہ جس نصف کو جسنے فروخت کیا ہی اُسکی قطعی قسم اور جسکو اُسکے شریک نے فروخت کیا ہی اُسکی علمی قسم ایک ہی قسم مین جمع کر کے اُس سے قسم لے اور یہ امام محمد رح کا قول ہی اور امام ابو یوسف نے فرمایا کہ ہر ایک سے جو نصف اُسنے فروخت کیا ہی اُسکی قطعی قسم لے اور ہر ایک کے ذمہ سے باقی نصف کی علمی قسم ساقط ہوگی یہ بدائع مین ہی- اور اگر متفاوضین مین سے ایک نے کوئی متاع شرکت مفاوضت مین سے کسی کے ہاتھ فروخت کی پھر دونون شرکت سے جدا ہو گئے مگر مشتری کو معلوم نہ ہوا کہ دونون جدا ہو گئے ہین تو مشتری کو روا ہوگا کہ ثمن دونون مین سے جسکو چاہے دیدے یہ محیط مین ہی- اور اگر مشتری کو دونون کے الگ ہو جانے کا حال معلوم تھا تو فقط اسی کو دیوے جسنے اُسکے ساتھ بیع قرار دی ہی اور اگر اُسکے شریک کو دیگا تو بیع کرنے والے کے حصہ سے بری نہ ہوگا اور اسی طرح اگر مبیع مین عیب پایا تو اُسی سے مخاصمہ کر سکتا ہی جسنے اسکے ہاتھ فروخت کی ہی یہ محیط سرخسی مین ہی- اور اگر مشتری نے قبل دونون کی جدائی کے بائع کے شریک کو مبیع بسبب عیب کے واپس کر دی اور مشتری کے واسطے ثمن کا حکم یا بسبب واپسی متعذر ہونے کے نقصان عیب کے پانے کا حکم ہو گیا پھر دونون الگ ہوئے تو مشتری کو اختیار ہوگا کہ دونون مین سے جسکو چاہے ماخوذ کرے یہ محیط مین ہی- اور اگر غلام خریدا اور قبل اسکے کہ متفاوضین الگ ہون مشتری نے سب ثمن ادا کر دیا پھر غلام مذکور استحقاق ثابت کر کے لیا گیا تو مشتری کو روا ہی کہ ثمن کے واسطے دونون مین سے جسکو چاہے ماخوذ کرے یہ ظہیریہ مین ہی- اگر دو متفاوضین جدا ہو گئے تو قرضخواہون کو اختیار ہی کہ اپنے تمام قرضہ کے واسطے دونون مین سے جسکو چاہین ماخوذ کرین اور دونون مین سے کوئی شریک دوسرے سے کچھ واپس نہین لے سکتا ہی جبتک کہ اُسنے نصف سے زائد ادا نہ کیا ہو پس اگر زائد ادا کیا تو اُس زائد کو واپس لے سکتا ہی یہ جامع صغیر مین ہی- اور اگر ہر دو متفاوضین مین سے ایک نے کسی کو وکیل کیا کہ میرے واسطے ایک باندی خواہ معین ہو یا غیر معین ہو اسقدر ثمن مسمی کے عوض خریدے پھر دوسرے شریک نے وکیل کو ممانعت کر دی تو ممانعت جائز ہوگی پھر اگر اسکے بعد وکیل نے یہ باندی خریدی تو اپنی ذات کے واسطے خریدنے والا ہوگا اور اگر دوسرے نے اسکو منع نکیا یہانتک کہ وکیل نے خریدی تو دونون کے واسطے خریدنے والا ہوگا اور ثمن کو دونون مین سے جس سے چاہے واپس لیگا یہ محیط مین ہی- ساتوین فصل متفاوضین کے اختلاف کرنے کے بیان مین اگر زید نے عمرو پر دعوے کیا کہ مین نے اس سے شرکت متفاوضہ کی تھی اور عمرو نے انکار کیا اور مال اُسی منکر کے پاس ہی تو قسم کے ساتھ قول اُسی عمرو کا قبول ہوگا اور زید پر لازم ہی کہ گواہ پیش کرے یہ فتح القدیر مین ہی- پھر اگر مدعی اپنے گواہ لایا

[1] یعنی ایک غلام مین سے نصف ایک سے اور باقی نصف دوسرے سے ۱۲

جوسکے دعوی پر گواہی دیتے ہین تو اسمین چند صورتین ہین اول آنکہ گواہون نے بیان کیا کہ یہ زید اس عمرو کا مفاوض ہی اور مال جو عمرو کے پاس ہی ان دونون کے درمیان ہی یعنے نصفا نصف ہی - دوم آنکہ گواہی دی کہ یہ اسکا مفاوض ہی اور مال جو اسکے پاس ہی وہ ان دونون کی شرکت کا ہی اور ان دونون صورتون مین مدعی کے گواہ مقبول ہونگے اور حکم دیا جائیگا کہ مال دونون کے درمیان نصفا نصف ہی - سوم آنکہ گواہون نے گواہی دی کہ یہ اسکا مفاوض ہی اور مال اسکے قبضہ مین ہی - اور اس صورت مین دونون کے درمیان مال نصفا نصف ہونے کا حکم دیا جائیگا خواہ گواہون نے مجلس دعوی مین ایسی گواہی ادا کی ہو یا مجلس دعوے سے دونون کے متفرق ہونے کے بعد ادا کی ہو - اور چہارم یہ کہ اُنھون نے یہ گواہی دی کہ یہ اسکا مفاوض ہی اور اس سے زیادہ کچھ نہ کہا اور اس صورت کی نسبت شمس الائمہ سرخسی نے اپنی شرح مین ذکر کیا ہی کہ اسکے گواہ مقبول ہونگے اور مال دونون کے درمیان نصفا نصف ہونے کا حکم دیا جائیگا اور امام محمد رح نے بھی کتاب مین بعد اس مسئلہ کے اسی طرف اشارہ کیا ہی اور شیخ الاسلام نے ذکر کیا کہ ان لوگون نے اگر مجلس دعوی مین ایسی گواہی دی تو گواہی مقبول ہوگی اور مال دونون کے درمیان مساوی ہونیکا حکم نہ دیا جائیگا جبتک گواہ یون گواہی نہ دین کہ یہ مال دونون کے درمیان نصفا نصف ہی یا گواہی دین کہ یہ دونون کی شرکت کا ہی یا منکر اس امر کا اقرار کرے کہ امر و زمال میرے پاس ہی یا گواہ لوگ اس منکر کے ایسے اقرار کی گواہی دین یہ محیط مین ہی - پھر جب قاضی نے دونون کے درمیان مال نصفا نصف ہونے کا حکم دیا پھر جسکے پاس مال ہی اُسنے اپنی مقبوضہ چیزون مین سے کسی چیز کی نسبت دعوی کیا کہ یہ میری ذاتی مخصوص ملک بوجہ میراث یا ہبہ یا صدقہ کے از جانب غیر مدعی ہی تو اس مسئلہ مین بھی چند صورتین ہین اول آنکہ اگر مدعی مفاوضہ کے گواہون نے یہ گواہی دی کہ یہ اسکا مفاوض ہی اور یہ مال دونون کے درمیان نصفا نصف ہی یا یون گواہی دی تھی کہ یہ اسکا مفاوض ہی اور یہ مال دونون کی شرکت کا ہی تو ایسی دونون صورتون مین مدعی قابض کا دعوے مذکور مسموع نہ ہوگا اور گواہ قبول نہ ہونگے - دوم آنکہ اگر مدعی مفاوضہ کے گواہون نے یون گواہی دی تھی کہ یہ اسکا مفاوض ہی اور مال اس مدعا علیہ کے پاس ہی یا یون گواہی دی کہ یہ اسکا مفاوض ہی اور اس سے زیادہ کچھ نہین کہا تو ان دونون صورتون مین مدعی قابض کا دعوی مذکور مسموع ہوگا اور گواہ قبول ہونگے یہ امام محمد رح کے نزدیک ہی اور امام ابو یوسف اسمین خلاف کرتے ہین اور اگر قابض مال نے مقبوضہ چیزون مین سے کسی چیز کا ازجانب مدعی مفاوضت اپنی ملک مین آنے کا دعوی کیا تو سب صورتون مین اسکا دعوی مسموع اور گواہ مقبول ہونگے یہ ظہیریہ مین ہی - اور اگر زید نے عمرو پر دعوی کیا کہ یہ میرا شریک بشرکت مفاوضت ہی اور عمرو نے اسکا اقرار کرلیا اور عمرو پر اسکے مقبوضہ مال کی نسبت شرکت کا حکم دیدیا گیا پھر مدعا علیہ نے اپنے مقبوضہ مال مین سے کسی چیز کی نسبت اپنی ذاتی مخصوص ملک بوجہ میراث یا ہبہ ہونے کے دعوی کیا اور گواہ قائم کیے تو مقبول ہونگے یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر مال دو شخصون کے قبضہ مین ہو اور دونون مفاوضت کا اقرار کرتے ہون پھر دونون مین سے ایک نے اس مال سے کسی چیز کا اپنی مخصوص ملک کا بوجہ اپنے باپ کی میراث پانے کے دعوی کیا اور گواہ قائم کیے تو قبول ہونگے یہ فتاوی قاضیخان مین ہی - اور اگر دونون متفاوضین مین سے ایک مرگیا اور مال باقی کے قبضہ مین ہی پھر وارثان میت نے مفاوضت کا دعوی کیا اور زندہ نے انکار کیا پھر انھون نے گواہ قائم کیے جنھون نے یہ گواہی دی کہ انکا باپ اس مدعا علیہ کے ساتھ شریک مفاوضت تھا تو مدعا علیہ کے مقبوضہ مال سے انکے واسطے کچھ حکم نہ دیا جائیگا الا اس صورت مین کہ یہ لوگ گواہ پیش کرین جو یہ گواہی دین کہ یہ مال مفاوضت انکے مورث میت کی زندگی مین اسکے پاس تھا یا یون کہین کہ یہ مال اس شرکت کا ہی جو دونون کے درمیان تھی تو ایسی صورت مین انکے واسطے نصف مال مذکور کا حکم دیا جائیگا یہ مبسوط مین ہی - اور

یعنے ہبہ و صدقہ و مدعی کی طرف سے نہین بلکہ غیر کی طرف سے ہی ۱۲

گواہ بطور ہبہ یا صدقہ وغیرہ ۱۲

اگر مدعا علیہ مذکور پر ایسا حکم ہو جانے کے بعد اُسنے گواہ پیش کیے کہ یہ اسکے باپ کی میراث سے اسکو ملا ہی تو اسمین دو صورتین ہین اول آنکہ اگر گواہان وارثان میت نے یہ گواہی دی تھی کہ یہ مال ان دونون کی شرکت کا ہی تو گواہ مدعا علیہ مقبول نہ ہونگے دوم اگر انھون نے یہ گواہی دی تھی کہ یہ مال اس مدعا علیہ کے پاس وقت شرکت کے تھا تو امام ابو یوسف کے نزدیک مثل اول کے اُسکے گواہ مقبول نہ ہونگے اور امام محمد رح کے نزدیک مقبول ہونگے یہ محیط سرخسی مین ہی ۔ اور اگر مال مذکور وارثون کے قبضہ مین ہو اور انھون نے شرکت سے انکار کیا پس مفاوض زندہ نے اسپر گواہ قائم کیے کہ مفاوضت تھی اور وارثون نے گواہ دیے کہ انکا باپ مرا اور یہ مال انکے واسطے سوائے اس شرکت کے جو انکے باپ و مدعی کے درمیان تھی اور چھوڑ گیا ہی تو وارثون کے گواہ مقبول نہ ہونگے اور شمس الائمہ نے تصحیح کی ہی کہ یہ بالاجماع سب اماموں کا قول ہی اور اگر وارثان میت نے کہا کہ ہمارا دادا مر گیا تھا اور یہ مال ہمارے باپ کے واسطے میراث چھوڑ گیا تھا اور اسپر گواہ قائم کیے تو امام ابو یوسف کے نزدیک مقبول نہونگے اور امام محمد رح کے نزدیک مقبول ہونگے یہ فتح القدیر مین ہی ۔ اگر امتعہ و اسباب دونون مین سے ایک کے قبضہ مین ہین پس اُسنے مفاوضت سے انکار کیا تو اسکے انکار سے شرکت مفاوضت ٹوٹ گئی اور دونون جدا ہو گئے پھر جب مفاوضت پر گواہ قائم ہونگے تو یہ انکار کرنے والا اس تمام مال کے نصف کا جو اُسکے قبضہ مین ہی ضامن ہوگا اسواسطے کہ وہ امین تھا پس انکار کرنے سے ضامن ہو جائیگا اور اسی طرح اگر قابض مر گیا اور اسکے بعد اسکے وارث نے اسطرح انکار کیا تو وہ بھی اسصورت مین ضامن ہوگا ۔ اور اگر دونون متفاوضین مرے اور ہر ایک نے اپنا اپنا وصی کر دیا ہی تو ہر ایک کے وصی کو اختیار ہوگا کہ جس خرید و فروخت کا انجام دینے والا خود اُسکا موصی ہوا ہی اُسکے مطالبہ کو پورا کرے پھر جب اُسنے سب وصول کر لیا تو اُسپر ضمان نہین ہی اور وارثون پر بھی کچھ ضمان نہین ہی مگر یہ اسوقت ہی کہ یہ سب مفاوضت کا اقرار کرتے ہون جیسے خود موصی کی صورت مین ہی کہ اگر اُسنے بذات خود سب وصول کیا اور وہ مفاوضت کا اقرار کرتا ہی تو اپنے شریک کے حصہ کی بابت امین ہوگا ضامن نہوگا یہ مبسوط مین ہی ۔ دو متفاوضین مین سے ایک نے دعوی کیا کہ دوسرا جو میرے ساتھ شریک ہی وہ ایک تہائی کا شریک ہی اور مدعا علیہ دعوی کرتا ہی کہ یہ میرے ساتھ ایک تہائی کا شریک ہی یعنے ہر ایک اپنے واسطے دو تہائی کا دعوی کرتا ہی اور حال یہ ہی کہ دونون مفاوضت کا اقرار کرتے ہین تو تمام مال خواہ عقار ہو یا اور ہو سب بحکم مفاوضت ان دونون کے درمیان نصفا نصف ہوگا سوائے پہننے کے کپڑون و اسباب خانہ داری و روزینہ کھانے پینے کی چیزون و ایسی باندی کے جس سے وطی کیا کرتا ہی یہ چیزین خاصۃً اُسی کی ہونگی جسکے قبضہ مین ہین اور یہ استحسان ہی اور یہ حکم اسوقت ہی کہ شرکت سے جدائی کے بعد قبل تقسیم مال کے اسطرح اختلاف واقع ہوا ہو اور اگر دونون متفرق نہوئے ولیکن دونون مین سے ایک مر گیا پھر زندہ اور وارثون نے مقدار شرکت مین اختلاف کیا تو بھی اسصورت مین ویسا ہی حکم ہی جیسا دونون کے الگ ہونے کے بعد مقدار شرکت مین اختلاف کرنے کی صورت مین مذکور ہوا ہی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی ۔ اور اگر زید نے بکر پر یہ دعوی کیا کہ مین اسکا شریک بشرکت مفاوضت ہون اور جو مال اسکے قبضہ مین ہی وہ تین تہائی ہی اسطرح کہ اسمین سے دو تہائی میرا ہی اور ایک تہائی اُسکا ہی اور مدعا علیہ سرے سے مفاوضت سے منکر ہی پھر مدعی نے ایسے گواہ قائم کیے جنھون نے ایسی ہی گواہی دی جیسے ہم نے مدعی کا دعوی بیان کیا ہی تو قیاساً ایسی گواہی قبول نہ ہوگی اور استحساناً مفاوضت پر مقبول ہوگی یہ محیط مین ہی ۔ اور اگر مدعی نے مفاوضت کا دعوی کیا اور دعوی مین شرکت نصفا نصف بیان کی اور جو گواہ پیش کیے انھون نے تین تہائی کی شرکت بیان کی تو ایسی گواہی نامقبول ہوگی ۔ مدعی نے مفاوضت کا دعوے کیا اور بس پھر اُسکے گواہون نے تین تہائی کی شرکت کی گواہی دی پھر مدعی نے کہا کہ شرکت یون ہی تھی

تو گواہی استحسانا قبول ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر ہر دو متفاوضین شرکت سے الگ ہوگئے پھر دونون مین سے ایک نے
گواہ قائم کیے کہ کل مال اُسکے شریک کے قبضہ مین تھا اور فلان شہر کے قاضی نے اُسکے شریک پر اسکا حکم دیدیا ہی اور ان گواہون
نے مال بیان کر دیا اور گواہی دی کہ قاضی مذکور نے اس مال کا دونون کے درمیان نصفا نصف ہونے کا حکم دیا ہی پھر دوسرے
نے اُسی کے مثل بعینہ اُسی قاضی کے حکم کے یا دوسرے قاضی کے گواہ قائم کیے پس اگر ایک ہی قاضی کا دونون نے حوالہ
دیا اور ہر دو احکام قضا کی تاریخ معلوم ہوگئی تو اخیر حکم کو لیا جائیگا اور اگر نہ معلوم ہوئی یا حکم قضا دو قاضیون کا ہی تو ہر ایک پر
وہ حکم قضا لازم ہوگا جو اسپر نافذ کیا گیا ہی اسواسطے کہ ظاہر مین دونون مین سے ہر ایک صحیح ہی پس ہر ایک مدعی دوسرے
سے جو اسپر ہی حساب کرکے محسوب کر دے اور جو کچھ بچے وہ باہم ایک دوسرے سے لے لے یہ فتح القدیر مین ہی - اور اگر ہر دو
متفاوض مر گئے پھر جمیع وارثون نے جو کچھ دونون نے چھوڑا تھا باہم تقسیم کر لیا پھر ان لوگون نے مال کثیر پایا پھر ہر دو
فریق مین سے ایک نے کہا کہ یہ ہمارے حصہ تقسیم مین کا ہی تو بدون گواہون کے انکے قول کی تصدیق نہ کیجائیگی اور دوسرے
فریق پر قسم عائد ہوگی پھر اگر اُنھون نے قسم کھالی تو مال مذکور دونون مین نصفا نصف کیا جائیگا اور اگر مال مذکور انھین
مدعیون کے قبضہ مین ہو پس اگر انھون نے فریق ثانی سے بعد تقسیم کے برائت کے اقرار کے گواہ کر لیے ہون تو انکے دعوی
کی تصدیق کیجائیگی اور اگر اُنھون نے برائت کے گواہ نہ کر لیے ہون تو فریق دیگر سے قسم لیجائیگی کہ واللہ یہ مال اس فریق کے
حصہ تقسیم مین نہین داخل ہوا ہی پس اگر اُنھون نے یہ قسم کھالی کہ یہ مال ان دونون مین نصفا نصف کیا جائیگا یہ مبسوط مین
ہی - اور اگر مال مذکور ایک فریق کے قبضہ مین ہو پس اُنھون نے کہا کہ یہ مال ہمارے باپ کا مفاوضت سے پہلے کا ہی اور
فریق دیگر نے تکذیب کی تو مال مذکور دونون فریق مین نصفا نصف ہوگا اگرچہ مال شرکت سے اپنا حق تمام وصول پانے کے
اقرار برارت کے گواہ کر لیے ہون اور اگر اُنھون نے شرکت وغیرہ سب سے برارت کا اقرار کیا اور اُنھون نے اُسکے
گواہ کر لیے ہون تو وہ خاصتہ انھین کا ہوگا - اور اگر مال مذکور ہر دو فریق کے سوائے کسی دوسرے کے قبضہ مین ہو تو وہ
ان دونون کے درمیان نصفا نصف ہوگا الا آنکہ کسی فریق کے واسطے گواہ قائم ہون یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر گواہون
نے دس برس سے مفاوضت کے اقرار کرنے کی گواہی دی اور قاضی نے یہ گواہی قبول کر لی تو مفاوضت دس برس سے
اور اُسکے پہلے سے ثابت ہوگی حتے کہ جو کچھ اُسکے قبضہ مین ہی دس برس سے یا پہلے سے سب کی نسبت دونون مین نصفا نصف
ہونے کا حکم دیا جائیگا - اور اگر گواہون نے دس برس کی ابتدا سے مفاوضت شروع و قرار پانے کی گواہی دی تو فقط دس
برس سے مفاوضت کا حکم دیا جائیگا اور اُس سے پہلے سے مفاوضت کا حکم نہ دیا جائیگا پس جس مال کی نسبت بیقین معلوم ہو
کہ یہ ان دونون مین سے کسی کا قبل مفاوضت کا ہی وہ اُسی کے ساتھ مختص ہوگا اور جس مال کی نسبت دونون احتمال ہون کہ
قبل کا ہی یا مفاوضت کا ہی وہ مفاوضت مین قرار دیا جائیگا یہ محیط مین ہی - اور اگر متفاوضین مین سے ایک نے دو شخصون کو
حکم دیا کہ تم دونون ہم دونون کے واسطے ایک غلام خریدو اور جنس غلام و اسکا ثمن بیان کر دیا پھر دونون نے ایسا غلام خریدا
اور حال یہ ہی کہ دونون متفاوض شرکت سے جدا ہوگئے ہین پس حکم دہندہ نے کہا کہ بعد جدا ہونے کے اُنھون نے خریدا ہی
پس یہ خاصتہ میرا ہی اور دوسرے نے کہا کہ دونون نے اسکو قبل ہمارے جدا ہونے کے خریدا ہی پس ہم دونون مین مشترک
ہی تو قسم سے حکم دہندہ کا قول قبول ہوگا اور گواہ دوسرے کے قبول ہونگے یعنی اگر دونون نے گواہ قائم کیے تو گواہ دوسرے
کے قبول ہونگے اور واضح رہے کہ اگر ہر دو وکیل نے گواہی دی تو قبول نہ ہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - اور اگر

شریک نے جو جدا ہوگئے ہین کہا کہ ہم نہین جانتے ہین کہ وکیلون نے اسکو کب خریدا ہی تو وہ حکم دہندہ کے واسطے مخصوص ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ پس اگر حکم دہندہ نے کہا کہ دونون نے اسکو قبل جدا ہونے کے خریدا ہی اور دوسرے نے کہا کہ ہمارے جدا ہونے کے بعد خریدا ہی تو قول دوسرے کا اور گواہ حکم دہندہ کے قبول ہونگے یہ محیط مین ہی۔ اور اگر متفاوضین مین سے ایک نے اپنی شرکت کا غلام آزاد کر دیا تو جیسے غیر مفاوض کا قول اسمین ویسے مفاوض کا قول ہوگا۔ اور اگر متفاوضین جدا ہوگئے پھر ایک نے کہا کہ مین نے اس غلام کو حالت شرکت مین مکاتب کیا تھا تو اسکی تصدیق نہ کیجائیگی ولیکن اسکا اقرار اسکے ذاتی حصہ کی نسبت صحیح ہی اور اسکے شریک کو اختیار ہوگا کہ اسی وقت اس کتابت کو رد کر دے ولیکن اس سے پہلے اسکے علم پر قسم لیجائیگی اور یہ اختیار اسکو اسوجہ سے ہی کہ اسکی ذات سے ضرر دفع ہو اور اسی طرح اگر ایک نے اقرار کیا کہ مین نے اس غلام کو حالت شرکت مین آزاد کر دیا ہی یعنے اسصورت مین بھی اسکا اقرار فقط اپنے ذاتی حصہ کی نسبت صحیح ہوگا اور اس صورت مین دوسرے سے قسم لینے مین مشغول نہ ہونا چاہیے بخلاف صورت کتابت کے یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر متفاوضین جدا ہوگئے اور ہر ایک نے دوسرے سے ہر شرکت سے برائت کے گواہ کر دیے ^{اسواسطے کہ بکار ہم امر} پھر ایک نے کہا کہ مین نے اس غلام کو حالت شرکت مین آزاد کیا تھا پس نصف قیمت جو مجھپر آئی وہ مین نے تجھ سے برائت کرالی پس دوسرے نے اسکے قول اعتاق مین تصدیق کی ولیکن یہ کہا کہ مین نے اسی وقت غلام سے تاوان لینا اختیار کیا تھا تو قول اسی کا مقبول ہوگا جسنے آزاد نہین کیا ہی مگر اس سے قسم لیجائیگی اور اسکو اختیار ہوگا کہ غلام سے نصف قیمت تاوان لے مگر شریک سے نہین لے سکتا ہی اور یہ امام اعظم رح کا قول ہی اور اگر شریک دیگر نے کہا کہ مین نے تجھ سے تاوان لینا اختیار کیا تھا تو آزاد کنندہ اس ضمان سے بسبب برائت واقع ہونے کے بری ہوگیا اور غلام پر بھی کچھ لازم نہ ہوگا اور اگر اسنے کہا کہ مین نے کچھ اختیار نہین کیا تھا تو اسکو اختیار ہوگا کہ غلام سے ضمان لے مگر شریک سے نہین لے سکتا ہی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر اقرار کنندہ نے گواہ قائم کیے کہ اسنے اسوقت اس مقر سے تاوان لینا اختیار کیا تھا تو گواہون سے ثابت مثل معاینہ سے ثابت قرار دیا جائیگا ^{یعنے اقرار کنندہ نے} پس مقر مذکور تاوان سے بری ہوگا اور غلام پر بھی کچھ لازم نہ ہوگا اور اگر شریک نے کہا کہ اسنے جدا ہونے کے بعد ہی آزاد کیا ہی حالت شرکت مین نہین آزاد کیا ہی تو اسمین بھی قول اسی کا قبول ہی پھر اگر آزاد کنندہ نے گواہ قائم کیے کہ اسنے حالت شرکت مین آزاد کیا تھا اور اس شریک نے آزاد کنندہ سے نصف قیمت تاوان لینی اختیار کی تھی اور شریک نے گواہ دیے کہ اسنے بعد جدا ہونے کے آزاد کیا اور شریک نے غلام سے سعایت کرانی اختیار کی تھی تو گواہ آزاد کنندہ کے مقبول ہونگے اور آزاد کنندہ اور غلام دونون نصف قیمت غلام سے بری ہونگے یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر ان دونون متفاوضون مین سے ایک نے اقرار کیا کہ مین نے اس غلام کو حالت شرکت مین ہزار درم پر مکاتب کر دیا تھا اور یہ مال کتابت اس سے وصول پایا اور غلام مرگیا پس یہ برائت مین داخل ہوگیا ہی اور دوسرے نے کہا کہ تو نے اسکو بعد جدا ہونے کے مکاتب کیا ہی تو قول اسی کا قبول ہوگا جسنے مکاتب نہین کیا تھا اور اگر غلام مذکور مرگیا اور مال چھوڑ گیا پس اسنے کہا کہ مین نے اسکو بعد جدا ہونے کے مکاتب کیا ہی اور مین ہی اسکا وارث ہون اور دوسرے نے کہا کہ تو نے بحالت مفاوضت مین مکاتب کیا پس ہم دونون اسکے وارث ہین اور حال یہ ہی کہ مکاتب مذکور نے کچھ ادا نہین کیا تھا تو بھی قول اسکا قبول ہوگا جسنے مکاتب نہین کیا ہی یہ محیط سرخسی مین ہی اور اگر مفاوضین مین سے ایک نے مال مفاوضت مین سے کچھ مال کسی کے پاس ودیعت رکھا پھر مستودع نے دعوے کیا کہ مین نے تجھے یا تیرے ساتھی کو واپس دیا ہی تو قسم سے اسی کا

قول قبول ہوگا یہ مبسوط مین ہی پھر اگر اس شخص نے جسپر ایسا دعوی کیا ہی اس امر سے انکار کیا تو وہ ودیعت کے امانت دار کے
کہنے سے ایک دوسرے شریک کے واسطے اسکے حصہ کا ضامن نہوگا ولیکن اُس سے قسم لیجائیگی کہ واللہ مین نے وصول نہین
پایا ہی یہ محیط مین ہی - اور اسی طرح اگر دونون مین سے ایک مرگیا پھر مستودع نے میت کو دیدینے کا دعوی کیا تو بھی یہی حکم ہی مگر
یہان وارثان میت سے انکے علم پر قسم لیجائیگی کہ واللہ ہم نہین جانتے ہین کہ ہمارے مورث نے یہ مال ودیعت وصول پایا ہی -
اور اگر مستودع نے وارثان میت کو دینے کا دعوی کیا اور انھون نے قسم کھالی کہ ہم نے نہین وصول پایا ہی تو مستودع مذکور
حصہ شریک زندہ کا ضامن ہوگا جو شریک زندہ و وارثان میت کے درمیان مساوی مشترک ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی اور اگر
مستودع نے کہا کہ جو مال مجھے اُسنے ودیعت دیا تھا وہ مین نے اس شریک کے مرنے کے بعد جسنے مجھے ودیعت نہین دیا تھا (یعنے نصف ودیعت کا ۱۲)
واپس کردیا ہی اور اسپر قسم کھالی تو وہ ضمان سے بری ہوگیا ولیکن زندہ شریک کے ذمہ مال مذکور لازم ہونے کے واسطے اسکی
تصدیق نہ کیجائیگی اگر شریک زندہ قسم کھالیوے کہ مین نے اس مال کو وصول نہین پایا ہی یہ مبسوط مین ہی - اور اگر مودع مرگیا پھر
جسکے پاس ودیعت تھی اُسنے کہا کہ مین نے اسمین سے نصف مال شریک زندہ کو اور نصف مال وارثان میت کو واپس دیا اور
اُسپر قسم کھالی تو وہ ضمان سے بری ہوگیا پس اگر ہر دو فریق مین سے ایک نے اقرار کیا کہ مین نے نصف وصول پایا ہی تو
دوسرا فریق اسمین شریک ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی اور اگر دونون شریک زندہ ہون پس مستودع نے کہا کہ مین نے مال ودیعت
دونون کو واپس دیا ہی پس ایک نے اسکا اقرار کیا اور دوسرے نے انکار کیا تو مستودع بری ہوگا اور اسپر قسم بھی عائد
نہوگی اور اگر دونون شریک جدا ہوگئے ہون پھر مستودع نے کہا کہ مین نے اسکو واپس دیا جسنے میرے پاس ودیعت رکھا
تھا تو وہ بری ہی اور اگر کہا کہ مین نے دوسرے کو واپس دیا ہی اور اُسنے تکذیب کی تو وہ نصف اس مال کا جو ودیعت دیا ہی
ضامن ہوگا پھر جو کچھ مودع نے وصول پایا ہی وہ دونون مین نصفا نصف ہوگا اور اگر شریک مذکور نے مستودع کی تصدیق
کی تو مودع کو اختیار ہی چاہے اپنے شریک سے ضمان لے اور چاہے مستودع سے ضمان لے یہ مبسوط مین ہی **فصل ہشتم**
متفاوضین پر ضمان واجب ہونے کے بیان مین - اگر متفاوضین مین سے ایک نے کوئی جانور سواری کسی مقام معلوم
تک جانے کے واسطے مستعار لیا پھر اسکا شریک اُسپر سوار ہوگیا اور جانور مذکور تھک کر مرگیا تو دونون اُسکے ضامن ہونگے یہ محیط
مین ہی - اور اگر ایک نے کوئی جانور اپنا مخصوص طعام لادنے کے واسطے مستعار لیا پھر اُسپر اُسکے شریک نے اپنا اُسی قدر طعام
یا اُس سے ہلکا بوجھ کا لادا تو وہ ضامن نہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی پھر واضح ہو کہ سوار ہونے کے مسئلہ مذکورہ بالا مین جب
دونون پر ضمان واجب ہوئی اور سوار ہونے والے نے مال شرکت مین سے یہ ضمان ادا کی پس آیا اسکا شریک اُسکا نصف اُس سے (اگر مرجاوے ۱۲)
واپس لے سکتا ہی یا نہین تو اسمین دو صورتین ہین اول آنکہ وہ دونون کے کام کے واسطے سوار ہوگیا تھا اور اسصورت مین
وہ واپس نہین لے سکتا ہی دوم آنکہ سوار ہونے والا صرف اپنے ذاتی کام کے واسطے سوار ہوگیا تھا تو جو شریک سوار نہین ہوا تھا
وہ اُس سے نصف مال ضمان واپس لے سکتا ہی اور جانور کے مالک کو اختیار ہی کہ دونون مین سے جس سے چاہے مال ضمان
وصول کرے یہ محیط مین ہی - اور اسی طرح اگر متفاوضین سے ایک نے کوئی جانور زطی کپڑون کی گٹھری بار کرنے کے واسطے مستعار
لیا پھر اسکے شریک نے اتنے بوجھ کی دوسری گٹھری اُسپر لادی اور مستعار لینے والے نے کچھ نہین لادا تو بھی وہ ضامن نہوگا
اور اگر شریک نے اُسپر پوستین و چادرین وغیرہ اور جنس کے کپڑے لادے تو وہ ضامن ہوگا کیونکہ جنس مختلف ہوگئی اور
اسوجہ سے کہ جانور کے حق مین ضرر متفاوت ہوگیا ہی پس اس صورت مین اگر مستعار لینے والا اسطرح مختلف الجنس و متفاوت الضرر

بار کرتا تو ضامن ہوتا پس ایسا ہی اُسکا شریک بھی ضامن ہوگا پھر اس تاوان کو دیکھا جائیگا کہ اگر مال مذکور دونون کی تجارت کا ہو تو لزوم تاوان دونون پر ہوگا اور اگر مال مذکور لانے والے کے پاس بضاعت ہو تو ضمان اگرچہ دونون پر لازم ہوگی اسوجہ سے کہ لادنے والا غاصب ہے اور دوسرا اسکی طرف سے ضامن ہے ولیکن جس شریک نے مال نہیں لادا ہے وہ دوسرے سے اُسکا نصف واپس لیگا اگر یہ مال تاوان مال شرکت سے ادا کیا ہووے یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر دونون مین سے ایک نے دس گون گیہون لادنے کے واسطے مستعار لیا پھر دوسرے نے اسپر دس گون جو لادے اور یہ مال ان دونون کی شرکت کا ہے تو ضامن نہ ہوگا۔ اور اسی طرح اگر دونون کے درمیان شرکت عنان ہووے اور دونون مین سے ایک نے مستعار لیا تھا تو اسمین بھی جواب اسی طرح ہوگا جیسے شرکت مفاوضت مین مذکور ہے یہ فتاوے قاضی خان مین ہے۔ اور اگر ہر دو شریک مین سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ تو بخارا سے آگے نہ جانا پھر شریک مذکور آگے نکل گیا اور مال تلف ہوگیا تو وہ ضامن ہوگا یہ سراجیہ مین ہے۔ اور اگر ہر دو متفاوضین مین سے ایک مر گیا حالانکہ جو مال اُسکے پاس تھا اسکا حال نہیں بیان کیا ہے تو وہ اپنے شریک کے واسطے اسکے حصہ کا ضامن نہ ہو جائیگا یہ فتح القدیر مین ہے۔

تیسرا باب۔ شرکت عنان کے بیان مین۔ اسمین تین فصلین ہین۔ **فصل اول** عنان کی تفسیر و شرائط و احکام کے بیان مین۔ شرکت عنان یہ ہے کہ دو آدمی ایک نوع تجارت مثل گیہون یا اناج مین شرکت کرین یا عموم تجارات مین شرکت کرین مگر خاصتہً کفالت کو ذکر نہ کرین اور نہ مفاوضت کو ذکر کرین کہ جو متضمن معنے وکالت ہے تاکہ یہ شرکت تمام ایسے لوگون کے درمیان جائز ہو جو تجارت کی اہلیت رکھتے ہین یہ محیط سرخسی مین ہے اور جائز ہے ایسی شرکت درمیان مردون و عورتون و بالغ و طفل ماذون و آزاد و غلام ماذون و مسلمان و کافر کے کذا فی فتاوی قاضی خان و فی التجرید اور مکاتب کے یہ تہذیب مین ہے۔ اور اگر کفالت کو ذکر کیا اور باقی شروط مفاوضت کے پورے پورے پائے جاتے ہین تو مفاوضت منعقد ہوگی اور اگر پورے نہ پائے جاتے ہون تو چاہیے کہ شرکت عنان منعقد ہووے یہ فتح القدیر مین ہے۔ اور شرکت عنان جائز ہونے کے شروط یہ ہین کہ مال عین ہو حاضر ہو یا مجلس عقد سے غائب ہو مگر مشار الیہ ہو اور اس حال مین مساوات ہونا شرط نہین ہے اور نیز باوجود راس المال مساوی ہونے کے نفع مین ایک کے واسطے بہ نسبت دوسرے کے زیادتی شرط کرنی جائز (مثلاً تہائی کہ ایک کی اور دو تہائی دوسرے کی ہے) ہے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ امام محمد رح نے اسکی تحریر کی کیفیت یون بیان فرمائی ہے ہذا ما اشترک علیہ فلان و فلان یعنے وہ چیز ہے کہ اشتراک کیا اسمین فلان و فلان نے کہ دونون نے اشتراک کیا تقوی اللہ تعالی و ادائے امانت پر (پھر ہر ایک کے راس المال کی مقدار بیان کر دے) اور تحریر کرے کہ یہ سب مال ان دونون کے قبضہ مین ہے کہ اس سے دونون خریدین و فروخت کرینگے ہر دو اکٹھا اور نیز علحدہ علحدہ اور ہر ایک دونون مین سے اپنی رائے سے کام کریگا اور نقد و اُدھار جیسا چاہیگا فروخت کریگا پھر تحریر کرے کہ پس جو کچھ نفع حاصل ہوگا وہ ان دونون کے درمیان بقدر ہر ایک کے راس المال کے دونون مین مشترک ہوگا اور جو کچھ گھٹی یا تلف ہو وہ بھی دونون پر اسی حساب سے ہوگی۔ اور اگر دونون نے نفع و نقصان مین تفاوت شرط کیا ہو تو اسیطرح لکھین جسطرح شرط کیا ہے اور آخر مین تحریر کر دے کہ دونون نے اس قرارداد پر بروز فلان ماہ فلان سنہ فلان اشتراک کیا یہ فتح القدیر مین ہے۔ اور حکم عنان یہ ہے کہ دونون مین سے ہر ایک اپنے شریک کی طرف سے عقد تجارات مین وکیل ہو جاتا ہے ولیکن جو کچھ اُسکے شریک کے عقد سے واجب ہوا ہے اسکے استیفا کے واسطے اپنے شریک کی طرف سے وکیل نہین ہوتا ہے یہ محیط مین ہے اور شرکت عنان مین ہر ایک دوسرے کی طرف سے

کفیل نہین ہوتا ہی جبکہ کفالت کو بیان نہ کیا ہو یہ فتاوے قاضی خان مین ہی **فصل دوم** نفع و نقصان مال وگھٹی کی شرط کے بیان مین - اگر دونون کی جانب سے مال شرکت عنان مین ہو اور کام کرنا ایک کے ذمہ ہو پس اگر دونون نے نفع مین اپنے اپنے راس المال کی مقدار پر شرط کی تو جائز ہی اور اسکا نفع اسی کا اور نقصان اسی پر ہوگا - اور اگر دونون نے کام کرنیوالے کے واسطے اسکے راس المال کی مقدار سے زائد نفع شرط کیا تو شرط کے موافق جائز ہی اور کام کرنیوالے کے پاس دینے والے کا مال بطور مضاربت ہوگا اور اگر دینے والے کے واسطے اسکے راس المال سے زیادہ نفع شرط کیا تو شرط نہین صحیح ہی اور کام کرنے والے کے پاس دینے والے کا مال بضاعت ہوگا اور ہر ایک کے واسطے اسکے مال کا نفع ہوگا یہ سراجیہ مین ہی - اور اگر دونون پر کام کرنے کی شرط کی گئی تو شرکت صحیح ہوگی - اور اگر ایک کا راس المال قلیل اور دوسرے کا کثیر ہو اور نفع کی شرط یہ کی کہ دونون مین مساوی ہو یا ایک کے واسطے کم اور دوسرے کے واسطے زیادہ حصہ ہو تو نفع دونون مین موافق شرط کے ہوگا اور گھٹی ہمیشہ ہر ایک پر دونون مین سے بقدر دونون کے راس المال کے ہوگی یہ سراج وہاج مین ہی - اور اگر باوجود شرط عمل دونون کے ایک نے کام کیا اور دوسرے نے بلا عذر یا بعذر کام نہ کیا تو مثل معاً دونون کے کام کرنے کے ہوگا یہ مضمرات مین ہی - اور اگر پورا نفع دونون نے ایک ہی کے واسطے شرط کیا تو یہ نہین جائز ہی یہ نہر الفائق مین ہی - دو شخصون نے شرکت کی پس ایک ہزار درم اور دوسرا دو ہزار درم لایا اور شرط یہ قرار دی کہ نفع وگھٹی دونون مین نصفا نصف ہو تو عقد جائز ہی اور شرط مذکور گھٹی کے حق مین باطل ہی پس اگر دونون نے کام کیا اور نفع اٹھایا تو دونون مین موافق شرط کے نصفا نصف ہوگا اور اگر گھٹی اٹھائی تو گھٹی دونون مین سے ہر ایک پر بقدر راس المال کے ہوگی یعنے دو حصہ دو ہزار والے پر اور ایک حصہ ایک ہزار والے پر ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہی - اور شرکت عنان مین جائز ہی کہ ہر ایک اپنے کل مال مین سے تھوڑے مال پر قرار دے اور تھوڑے پر نہ قرار دے یہ عتابیہ مین ہی - اور اگر مال شرکت یا دونون مین سے ایک مال قبل اسکے کہ دونون اس سے خرید کرین تلف ہو گیا تو شرکت باطل ہو جائیگی یہ ہدایہ مین ہی اور ہر دو مال مین سے جو مال قبل خرید واقع ہونے کے تلف ہوا وہ اپنے مالک کا مال گیا خواہ مالک کے ہاتھ مین تلف ہوا ہو یا دوسرے کے قبضہ مین سے ضائع گیا ہو یہ محیط مین ہی - اور اگر دونون مین سے ہر ایک ہزار درم لایا اور عقد شرکت عنان قرار دیکر دونون مالون کو خلط کر دیا پھر اس مال مخلوط مین سے قبل خرید کے تلف ہوا تو جس قدر تلف ہوا ہی دونون کا مال گیا اور جو باقی رہا ہی وہ دونون مین مشترک ہوگا لیکن اگر تلف شدہ مین سے یا باقی مین سے کچھ پہچانا جاوے کہ وہ ان دونون مین سے خاص اسکا ہی تو تلف شدہ مین سے یہ پہچانا ہوا اسی کا مال گیا اور باقی مین پہچانا ہوا اسی کا ہوگا یہ مبسوط مین ہی - اور اگر دونون مین سے ایک نے اپنے مال سے خریدا اور دوسرے کا مال تلف ہو گیا تو جو کچھ خریدا ہی وہ دونون مین دونون کی باہمی شرط کے موافق مشترک ہوگا یہ جوہرہ نیرہ مین ہی - اگرچہ دونون نے وقت عقد کے وکالت کی کہ ہر ایک دوسرے کی طرف سے وکیل ہی تصریح نہ کی ہو یہ مضمرات مین ہی پھر جسنے خریدا ہی وہ دوسرے سے اس خریدی چیز کے ثمن سے جسقدر حصہ اسپر پڑتا ہی اس سے واپس لیگا یہ اختیار شرح مختار مین ہی - پھر واضح ہو کہ اس خریدی ہوئی چیز مین جو دونون کی شرکت بیان کی گئی یہ امام محمد رح کے نزدیک شرکت عقد ہوگی پس دونون مین سے ہر ایک کو اسمین تصرف کرنے کا اختیار ہوگا یہ نہر الفائق مین ہی اور یہی صحیح ہی یہ محیط سرخسی مین ہی - اور یہ اسوقت ہی کہ ایک شریک کے اپنے مال سے خریدنے کے بعد دوسرے کا مال تلف ہو گیا اور اگر قبل خرید

واقع ہونے کے ایک مال تلف ہوا پھر دوسرے نے اپنے مال سے خرید کیا تو دیکھا جائیگا کہ اگر دونون نے عقد شرکت مین وکالت کی تصریح کر دی ہو تو خریدی چیز دونون مین بحکم وکالت مفردہ مشترک ہوگی اور خریدنے والا دوسرے سے اُسکا حصہ ثمن واپس لیگا اور اگر فقط عقد شرکت ہی بیان کیا ہو اور عقد شرکت مین وکالت کی تصریح نہ کی ہو تو خریدی چیز فقط مشتری کی ہوگی یہ تبیین مین ہی - نوادر مین مذکور ہی کہ زید نے عمرو کو ہزار درم اس شرط پر دیے کہ اُن سے کار تجارت کرے بدین شرط کہ نفع کام کرنے والے کا اور گھٹی بھی اُسی پر ہوگی پھر یہ درم قبل خرید واقع ہونے کے تلف ہو گئے تو عمرو اسکا ضامن ہوگا اور اگر زید نے اُس سے کہا کہ اِن سے کام کر بدین شرط کہ نفع ہم دونون مین اور گھٹی ہم دونون پر ہوگی پھر قبل اسکے کہ وہ ان درمون سے کام کرے یہ درم تلف ہو گئے تو امام محمد رح کے نزدیک عمرو نصف مال مذکور کا ضامن ہوگا اور امام ابو یوسف کے نزدیک اُسپر ضمان نہ ہوگی - اور اگر عمرو نے اُس سے کچھ خریدا مگر ہنوز ادا نہ کیا تھا کہ یہ مال تلف ہوگیا تو زید پر نصف مال کی ضمان اور عمرو پر نصف مال دیگر کی ضمان ہوگی یہ محیط مین ہی - اور اگر دونون مین سے ایک کا راس المال درم اور دوسرے کا راس المال دینار ہون اور ان دیناروں کی قیمت ان درمون کے برابر ہی پھر درمون والے نے درمون کے عوض ایک غلام خریدا اور دینارون والے نے دینارون کے عوض کوئی باندی خریدی اور ہر دو مال ادا کر دئے گئے اور یہ خرید دو صفقون مین واقع ہوئی پھر غلام و باندی ان دونون کے قبضہ مین تلف ہو گئے تو دونون مین سے ہر ایک اپنے شریک دیگر سے اپنا نصف راس المال واپس لیگا - اور اگر دونون نے دونون مبیع کو ایک ہی صفقہ مین خریدا اور باقی مسئلہ بحالہ ہو تو دونون مین سے کوئی اپنے شریک دیگر سے کچھ واپس نہین لے سکتا ہی یہ ظہیریہ مین ہی - اور اگر دونون نے درمون کے عوض ایک متاع خریدی پھر اسکے بعد دینارون سے ایک متاع خریدی پھر دونون نے ایک مین نفع کمایا اور دوسرے مین گھٹی کھائی تو خریدی چیز مین خرید کرنے کے روز جسقدر دونون مین سے ہر ایک کی ملک تھی اُسی قدر اُسکا نفع یا گھٹی ہر ایک کے حق مین ہوگی اور یہی صحیح ہی یہ محیط سرخسی و مبسوط مین ہی - اور اگر دونون نے عروض یا کیلی چیز سے شرکت کی پھر اُس سے کوئی چیز خریدی تو خریدی چیز مین سے ہر ایک کے واسطے بقدر قیمت اسکی متاع کے ہوگی پھر اگر دونون نے خریدی چیز کو فروخت کر کے ثمن باہم تقسیم کر لینا چاہا پس اگر شرکت ایسی چیز سے واقع ہوئی جو مثلی نہین ہی تو اُسکی وہ قیمت معتبر ہوگی جو خرید کے روز تھی اور اگر اُسکے واسطے مثل ہو یعنی کیلی یا وزنی یا عددی متقارب ہو تو اصل مین مذکور ہی کہ اُسکی وہ قیمت معتبر ہوگی جو تقسیم کا قصد کرنے کے روز اسکی قیمت ہی اور املاء مین مذکور ہی کہ خرید کے روز کی قیمت معتبر ہوگی اور قدوری نے فرمایا کہ یہی صحیح ہی یہ ظہیریہ مین ہی اور دونون شریک عنان مین سے ہر ایک کو اختیار ہی چاہے نقد بیچے یا اُدھار بیچے اور اسی طرح امام اعظم رح کے نزدیک اُسکو اختیار ہی کہ چاہے ایسی چیز کے عوض فروخت کرے جو نفیس کمیاب ہو اور چاہے خسیس کے عوض فروخت کرے یہ سراج وہاج مین ہی - اور ہر شریک عنان کو اختیار ہی کہ اترائی کرا دے یا اترائی قبول کرے اور چاہے اجارہ پر دے یہ تہذیب مین ہی - اور یہ نہین اختیار ہی کہ دوسرے اجنبی سے شرکت کر لے بشرطیکہ شرکت عنان مین صریح یہ شرط نہین کر لی تھی کہ دونون مین سے ہر ایک اپنی راے سے عمل کرے اور یہی صحیح ہی یہ ذخیرہ مین ہی - اور اگر دونون مین سے ایک نے کسی سے شرکت عنان کر لی تو جو شریک سوم نے خریدا اُسمین سے نصف مشتری کا ہوگا اور باقی نصف ہر دو شریک اول کے درمیان مشترک ہوگا اور جو اسکے اس شریک نے خریدا جسنے تیسرے سے شرکت عنان نہین کی تھی وہ فقط اسکے اور اسکے شریک کے درمیان مشترک مساوی ہوگا اور شریک ثالث کو اسمین سے

کچھ نہ لیگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہی- اور امام اعظم رح سے روایت ہی کہ ہر دو شریک عنان مین سے اگر ایک نے کسی ثالث کے ساتھ
اپنے شریک کی حضوری مین (یعنے دانستگی مین ۱۲) شرکت مفاوضہ کرلی تو مفاوضت صحیح ہوگی اور اول کے ساتھ اسکی شرکت باطل ہوجائیگی اور اگر بغیر
حضوری شریک کے ثالث سے مفاوضت کرلی تو مفاوضت صحیح نہ ہوگی یہ ظہیریہ مین ہی- اور دونون مین سے کسی کو یہ اختیار نہین
ہی کہ شرکت کے غلام کو مکاتب کردے اور یہ بلا خلاف ہی کذا فی المحیط اور نہ غلام شرکت کو بمال آزاد کرسکتا ہی خواہ عقد شرکت مین
یہ شرط قرار پائی ہو کہ اپنی راے سے عمل کرے یا نہ قرار پائی ہو (یعنے بالاتفاق ہی ۱۲) اور نیز یہ اختیار نہین ہی کہ تجارتی شرکت کے غلام کا نکاح کردے
اور یہ بالاجماع ہی اور اسی طرح تجارتی باندی کا بھی نکاح نہین کرسکتا ہی یہ امام اعظم و امام محمد رح کا قول ہی یہ بدائع مین ہی- اور
اگر دونون مین سے ایک نے ایک تجارتی شرکتی باندی کی نسبت جو اسکے قبضہ مین ہی اقرار کیا کہ یہ فلان کی ملک ہی تو اسکا اقرار
اسکے شریک کے حصہ مین درست نہ ہوگا اگرچہ دوسرے کی طرف سے اسکو اجازت ہو کہ اپنی راے سے عمل کرے یہ فتاوی
قاضی خان مین ہی- اور دونون مین سے کوئی شخص شرکت کی کوئی چیز بعوض اس قرضہ کے جو اسپر آتا ہی رہن نہین کرسکتا ہی
الا شریک کی اجازت سے یہ محیط سرخسی مین ہی اور اگر ایک نے ایسے قرضہ کے عوض جو دونون پر آتا ہی تجارتی شرکت کی کوئی
چیز رہن کی تو جائز نہین ہی اور مال مرہون کا ضامن ہوگا کذا فی فتاوی قاضیخان ولیکن اگر موجب قرضہ کا عاقد یہی ہو یا شریک
نے اسکو ایسا کرنے کی اجازت دیدی ہو تو یہ حکم نہین ہی یہ سراج وہاج مین ہی- اور اسی طرح اگر قرضہ شرکت کے عوض قرضدار
سے رہن لیا تو حصہ شریک کے حق مین نہین جائز ہی الا اسصورت مین کہ موجب قرضہ اسی کے عقد سے ہو یا متولی عقد نے
اسکو اجازت دیدی ہو- پھر اگر مال مرہون اسکے پاس تلف ہوگیا اور اسکی قیمت اور قرضہ دونون مساوی ہین تو حصہ مرتہن
یعنے نصف قرضہ ساقط ہوگیا اور دوسرے شریک کو اختیار ہی چاہے قرضدار سے اپنا حصہ یعنی نصف قرضہ لے لے پس
قرضدار مذکور مرتہن سے رہن کی نصف قیمت لے لیگا اور چاہے شریک سے جو اُسنے وصول پایا ہی اسمین سے اپنا حصہ
لے لے یہ محیط سرخسی مین ہی- اور اگر شریک عنان نے رہن دینے یا لینے کا اقرار کیا پس اگر وہ بذات خود متولی عقد ہوا
ہو یعنی جس عقد کی وجہ سے قرضہ واجب ہوا کہ جسکے عوض رہن دیا یا لیا ہی تو اقرار جائز ہوگا اور اگر خود متولی عقد نہین
ہوا تھا تو اقرار جائز نہ ہوگا یہ سراج وہاج مین ہی- اور اگر ہر دو مین سے ایک شریک عنان نے بعد تناقض
شرکت کے رہن دینے یا لینے کا اقرار کیا پس اگر اسکے شریک نے تکذیب کی تو اسکا اقرار صحیح نہ ہوگا یہ محیط مین ہی- اور اگر ہر دو
شریک مین سے ایک نے تجارت کے واسطے مال قرض لیا تو دونون کے ذمہ لازم ہوگا یہ فتاوے قاضی خان و بدائع
و محیط سرخسی مین ہی اور شرح قدوری مین لکھا ہی کہ اگر ہر ایک نے اپنے شریک سے کہدیا کہ تو اسمین اپنی راے سے کام کر
تو دونون مین سے ہر ایک کو روا ہوگا کہ رہن دینا و لینا اور دوسرے کے مال سے اپنا مال بطریق شرکت ملا دینا وغیرہ جو
امور کہ تجارت مین واقع ہوتے ہین عمل مین لاوے اور رہا ہبہ و قرض دینا اور جو امور کہ اتلاف مال و بلا عوض دوسرے
کی ملک مین دیدینا ہوتے ہین سو ایسے امور نہین کرسکتا ہی الا اسصورت مین کہ شریک نے صریح اسکو اجازت دی
اور صاف کہدیا ہو اور نیز اسی مقام پر فرمایا کہ اگر شریک نے اس سے یہ نہ کہا ہو کہ اپنی راے سے کام کر تو اسکو یہ اختیار
نہ ہوگا کہ مال شرکت کو اپنے خاصۃ ذاتی مال مین مخلوط کرے یہ ذخیرہ مین ہی- اور شریک عنان اور بضاعت لینے والے
اور جسکے پاس ودیعت ہو اور مضارب ان سب کو اختیار ہی کہ مال کے ساتھ سفر کرین اور یہی امام اعظم و امام محمد رح کا
صحیح مذہب ہی یہ خلاصہ مین ہی- اور اگر دو شخصون مین شرکت بطریق خلط مال کے ہوگی ہو یعنے دونون نے مال کو

خلط کردیا ہو تو دونون مین سے کسی کو یہ اختیار نہوگا کہ بدون اجازت شریک کے سفر کرے پس اگر اُسنے اس مال کو لیکر سفر کیا اور وہ تلف ہو گیا پس اگر اسقدر ہو کہ اُسکے واسطے بار برداری وخرچہ ہو تو ضامن ہوگا اور اگر اسکے واسطے بار برداری وخرچہ نہو تو ضامن نہ ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور اگر دونون مین سے ایک نے مال کے ساتھ سفر کیا اور حال یہ ہی کہ اسکے شریک نے مال لیکر سفر کرنے کی اجازت دی ہی یا کہدیا ہی کہ اپنی راے سے کام کرے یا بحالت شرکت مطلقہ ہونے کے موافق قول امام اعظم وامام محمد رح کے بنا بر روایت صحیح کے تو اسکو اختیار ہوگا کہ جملہ مال مین سے راس المال سے اپنے کھانے وکرایہ وضروری خرچہ مین صرف کرے اور حسن بن زیاد نے امام اعظم رح سے یہی روایت کی ہی اور امام محمد رح نے فرمایا کہ یہ استحسان ہی یہ بدائع مین ہی۔ پھر اگر اُسنے نفع اُٹھایا تو نفقہ مذکور نفع مین سے محسوب ہوگا اور اگر نفع نہ پایا تو نفقہ راس المال مین سے ہوگا یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔ اور اگر اتنی دور گیا کہ وہان سے اپنے گھر آکر شب گزاری کر سکتا تھا تو اُسکا نفقہ مال شرکت سے محسوب نہ ہوگا یہ تہذیب مین ہی۔ **فصل سوم** شریک عنان کا مال شرکت مین اور دوسرے شریک کے عقد مین اور جو شریک کے عقد سے واجب ہوا اُسمین تصرف کرنے کے اور متعلقات کے بیان مین۔ دونون شریک عنان مین سے ہر ایک کو روا ہی کہ کسی کو خرید یا فروخت یا اجارہ لینے کے واسطے وکیل کرے اور دوسرے کو اختیار ہی کہ اس وکیل کو وکالت سے خارج کردے اور اگر ایک نے کسی کو اسواسطے وکیل کیا کہ جن کے ہاتھ اُسنے اُدھار فروخت کیا ہی اُنسے دام تقاضا کرکے وصول کر لادے تو دوسرے کو ایسے وکیل کے خارج کرنے کا اختیار نہین ہی یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور دونون مین سے عاقد کو یہ اختیار ہی کہ جو مبیع اُسنے خریدی اُسپر قبضہ کرنے یا جو بیچی ہی اُسکے دام وصول کرنے کے واسطے کسی کو وکیل کرے یہ بدائع مین ہی اور ماسواے اسکے جو تصرفات ہین اُنمین ہر شریک عنان مثل ایک شریک مفاوضت کے ہی کہ جو تصرفات ہر دو شریک مفاوضت مین سے ایک کر سکتا ہی وہی ہر شریک عنان کر سکتا ہی یہ محیط مین ہی مگر واضح رہے کہ جو تصرف دونون مین سے ہر ایک کر سکتا تھا جب اُس تصرف سے اُسکے شریک نے اُسکو منع کردیا پھر اُسنے کیا تو حصہ شریک کا ضامن ہوگا اور اسی واسطے اگر شریک نے اسکو دمیاط سے آگے بڑھنے سے منع کردیا اور یہ کہدیا کہ دمیاط تک جا پھر اُسنے مال لیکر دمیاط[12] سے تجاوز کیا اور مال تلف ہو گیا تو حصہ شریک کا ضامن ہوگا۔ اور اسی طرح اگر شریک کو اُدھار بیچنے کی اجازت دینے کے بعد پھر اسکو اُدھار بیچنے سے منع کردیا تو بھی حصہ شریک کا ضامن ہوگا یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور قدوری مین لکھا ہی کہ اگر ایک نے کوئی چیز فروخت کی پھر دوسرے نے اُس بیع کا اقالہ کر لیا تو اقالہ کرنا جائز ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر دونون مین سے ایک نے کوئی متاع فروخت کی پھر بسبب عیب کے اسکو واپس دی گئی اور اُسنے بغیر حکم قاضی کے قبول کر لی تو دونون پر واپسی جائز ہوگی اور اسی طرح اگر بسبب عیب کے اُسنے ثمن مین سے کچھ گھٹایا یا ثمن دینے مین تاخیر ومہلت دیدی تو بھی دونون پر جائز ہی یہ خلاصہ مین ہی۔ اور اگر اُسنے بغیر علت یا بغیر ایسے امر کے جس سے خوف کرتا ہو ثمن مین سے گھٹا دیا تو اُسکے حصہ مین جائز اور شریک کے حصہ مین جائز نہ ہوگا یہ بدائع مین ہی۔ اور اسی طرح اگر مشتری کو ثمن ہبہ کردیا تو بھی یہی حکم ہی یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور اگر کسی متاع مین عیب کا اقرار کر لیا تو اُسپر ودوسرے شریک دونون پر جائز ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور اگر ملی المعموم شرکت عنان کے دو شریک ہون پس ایک نے دوسرے کو دس من گیہون کی تجارتی شرکت کی بیع سلم مین روپیے دیے تو صحیح نہین ہی یہ قنیہ مین ہی۔ اور اگر دونون مین سے ایک نے بعوض ثمن حال کے کوئی چیز فروخت کی پھر

[12] نام شہر ۱۲

[illegible]

دوسرے نے ثمن کے واسطے تاجیل دیدی یعنے مہلت دیدی کہ فلان وقت معلوم پر ادا کرے تو مہلت دینا دونون حصون
مین سے کسی مین جائز نہ ہوگا الا اسصورت مین کہ دونون مین سے ہر ایک نے دوسرے سے کہدیا ہو کہ جو تیری رائے
مین آوے اُسپر کام کر اور یہ امام اعظم رح کے نزدیک ہے اور صاحبین نے فرمایا کہ تاجیل و مہلت دینے والے کے حصہ
مین جائز ہوگا دوسرے کے حصہ مین جائز نہ ہوگا - اور اگر اس شخص نے جو متولی عقد بیع ہوا ہے مشتری کو مہلت
دیدی تو بالاجماع دونون کے حصون مین جائز ہوگی یہ مضمرات مین ہے - اور اگر دونون نے مجتمع ہوکر کسی کے ہاتھ اُدھار
فروخت کیا پھر دونون مین سے ایک نے مشتری کو تاخیر دیدی تو امام اعظم رح کے نزدیک اُسکی تاخیر جائز نہ ہوگی نہ اُسکے حصہ
مین اور نہ اسکے شریک کے حصہ مین - اور صاحبین کے نزدیک اسکے حصہ مین جائز اور شریک کے حصہ مین ناجائز ہوگی
اور اگر دونون مین سے ایک ہی نے عقد قرار دیا ہے پھر اُسی عاقد نے تاخیر دیدی تو امام اعظم و امام محمد رح کے نزدیک اُسکا
تاخیر دینا دونون حصون مین جائز ہوگا یہ سراج وہاج مین ہے - اور مضمرات مین لکھا ہے کہ اُسکا تاخیر دینا بالاجماع جائز
ہوگا انتہی جسصورت مین تاخیر صحیح ہوتی ہے وہان تاخیر دینے والا ضامن نہ ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہے - اور اگر
دونون مین سے ایک نے اپنے دونون کی تجارت مین قرضہ کا اقرار کیا اور دوسرے نے انکار کیا تو پورا قرضہ
اقرار کرنے والے پر لازم ہوگا بشرطیکہ اُسنے بذات خود متولی عقد ہونے کا اقرار کیا ہو مثلاً یون کہا کہ مین نے فلان
شخص سے ایک غلام اتنے درمون کو خریدا ہے یہ محیط مین ہے اور اگر اُسنے اسطرح اقرار کیا کہ ہم دونون نے ایسا کیا تو اُسکے
ذمہ نصف قرضہ لازم ہوگا اور اگر اُسنے یون اقرار کیا کہ میرے شریک نے موجب قرضہ کو منعقد کیا ہے مثلاً یون کہا کہ میرے
شریک نے فلان سے ہزار درم کو غلام خریدا ہے تو تمام نسخہاے کتاب الاقرار مین مذکور ہے کہ اُسپر کچھ لازم نہ ہوگا اور یہی صحیح
ہے یہ ظہیریہ مین ہے - اگر ہر دو شریک عنان مین سے ایک نے اقرار کیا کہ ہمارا قرضہ ایک مہینہ کی میعاد پر اُدھار ہے تو اُسکا
اقرار اُسکے حصہ مین بالاجماع جائز ہے اور اسی طرح اگر ایک نے قرضدار کو بری کر دیا تو اُسکے حصہ مین بری کرنا بھی جائز
ہے یہ فتاوے قاضیخان ہے - اور اگر دونون کی تجارت کی مشترکہ باندی کی نسبت جو انمین سے ایک کے قبضہ مین ہے قابض
نے اقرار کیا کہ یہ فلان شخص کی ملک ہے تو اُسکے شریک کے حصہ مین اُسکا اقرار جائز نہ ہوگا اور اُسکے حصہ مین جائز ہوگا یہ
بدائع مین ہے - اور اگر ہر دو شریک عنان مین سے ایک نے اقرار کیا کہ مین نے ہم دونون کی تجارت کے واسطے فلان
سے ہزار درم قرض لیے ہین تو یہ مال خاصۃً اُسی کے ذمہ لازم ہوگا کذا فی المحیط ولیکن اگر اُسنے گواہ قائم کیے اور ثابت
ہوا تو قرض دینے والا اس اقرار کنندہ سے لیگا پھر اقرار کنندہ اپنے شریک سے بقدر حصہ لے لیگا یہ تاتارخانیہ مین
ہے اور اگر دونون مین سے ہر ایک نے دوسرے کو اپنے پر قرضہ لینے کا اختیار دیدیا تو خاصۃً اُسی پر لازم ہوگا حتی کہ قرض
دینے والے کو اختیار ہوگا کہ اُس سے لے اور اُسکو اپنے شریک سے واپس لینے کا اختیار نہ ہوگا اور یہی صحیح ہے یہ مضمرات
و محیط و فتاوے قاضیخان مین ہے - اور جس عقد کا متولی دونون مین سے ایک ہوا ہے اُسکے حقوق اُسی عاقد کی طرف راجع
ہونگے حتے کہ اگر ایک نے کوئی چیز فروخت کی تو دوسرے کو اختیار نہ ہوگا کہ ثمن مین سے کچھ وصول کرے اور اسی طرح
ہر قرضہ جو کسی شخص پر ان دونون مین سے ایک کے عقد کرنے سے لازم آیا تو دوسرے کو اختیار نہ ہوگا کہ اُسکو وصول کرلے
اور قرضدار کو بھی روا ہے کہ شریک دیگر کو دینے سے انکار کرے جیسے وکیل بیع سے خریدنے والے کا حکم ہے کہ ایسے خریدنے والے
کو اختیار ہوتا ہے کہ موکل کو ثمن دینے سے انکار کرے اور اگر اس مدیون نے شریک کو یہ قرضہ دیدیا حالانکہ دونون مین سے

ایک دوسرے کا وکیل یا جسکو دیا ہی وہ دوسرے کی طرف سے وکیل نہین ہی تو قرضدار مذکور جسکو دیا ہی اُسکے حصہ سے بری ہوجائیگا اور جسنے اُسکے ساتھ اُدھار عقد کیا تھا اُسکے حصہ سے بری نہوگا اور یہ حکم استحسان ہی یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر دونون مین سے ایک نے شرکتی تجارت کی کوئی چیز خریدی پھر اسمین عیب پایا تو دوسرے کو اختیار نہوگا کہ اسکو بسبب عیب کے بائع کو واپس کردے یہ مبسوط مین ہی۔ اور اسی طرح اگر دونون مین سے ایک نے تجارت کی کوئی چیز کسی مشتری کے ہاتھ فروخت کردی تو مشتری کو اختیار نہوگا کہ دوسرے شریک کو واپس دے یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور دونون مین سے کسی کو یہ اختیار نہین ہی کہ جو اُدھار معاملہ ایک نے کیا یا فروخت کیا ہی اسمین دوسرا مخاصمہ کرے بلکہ خصومت کرنے والا وہی ہوگا جسنے معاملہ کیا ہی اور نیز اگر نالش کیجاوے تو اُسی پر ہوگی جسنے معاملہ کیا ہی اور جسنے معاملہ نہین کیا ہی اُسپر اُسمین سے کوئی بات نہین ہوسکتی ہی اور اس معاملہ مین اُسپر گواہ بھی نہ سُنے جائینگے اور نہ اس سے قسم لیجائیگی بلکہ وہ اور اجنبی اُسمین یکسان ہین یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور اگر ہر دو شریک عنان مین سے ایک نے کوئی چیز اجارہ پر لی تو اجارہ پر دینے والے کو یہ اختیار نہوگا کہ دوسرے شریک سے اجرت کا مطالبہ کرے یہ محیط مین ہی۔ پھر اگر مستاجر نے مال شرکت سے اجرت ادا کی تو اُسکا شریک اُس سے اُسکا نصف واپس لیگا بشرطیکہ اُسنے اپنی ذاتی حاجت کے واسطے اجارہ پر لی ہو اور اگر دونون مین شرکت خاص کسی چیز مین شرکت ملک ہو تو دوسرا شریک اُس سے کچھ واپس نہین لے سکتا ہی یہ مبسوط مین ہی۔ اور اسی طرح اگر دونون مین سے ایک نے اپنی تجارت مین سے کوئی چیز اجارہ پر دی تو دوسرے شریک کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ مستاجر سے اجرت کا مطالبہ کرے یہ محیط مین ہی۔ دو شخصون نے کسی تجارت مین شرکت عنان قرار دی بدین شرط کہ ہم دونون نقد و اُدھار خرید و فروخت کرین پھر دونون مین سے ایک نے سوائے اُس چیز تجارت کے دوسری خریدی تو وہ خاصۃً اُسی کی ہوگی اور اگر اس نوع تجارت کی چیز ہو تو دونون مین سے ہر ایک کی بیع یا خرید خواہ نقد ہو یا اُدھار ہو اُسکے شریک پر نافذ ہوگی ولیکن اگر دونون مین سے کسی نے کیلی یا وزنی یا نقد کے عوض اُدھار خریدی اور حال یہ ہی کہ اس جنس کا مال شرکت اُسکے پاس موجود ہی تو اسکی خریداری شرکت پر جائز ہوگی اور اگر موجود نہین ہی تو اسکی خرید اُسکی ذات کے واسطے ہوگی اور اگر کسکے پاس نقد مین درم موجود ہین اور اُسنے دینارون سے اُدھار خریدی تو قیاساً وہ اپنی ذات کے واسطے خریدنیوالا ہوگا مگر استحساناً شرکت پر خرید جائز ہوگی یہ فتاوی قاضی خان مین ہی۔ اگر ہر دو شریک عنان مین سے ایک نے اپنے آپکو ایسے کام مین اجارہ پر دیا جو دونون کی تجارت مین سے ہی تو اجرت دونون کے درمیان مشترک ہوگی اور اگر ایسے کام مین دیا جو دونون کی تجارت مین سے نہین ہی یا اپنا ذاتی غلام اجارہ پر دیا تو اجرت خاصۃً اُسی کی ہوگی یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر دونون مین سے ایک نے مضاربت پر مال لیا تو نفع خاص اُسی کا ہوگا چنانچہ کتاب مین اسی طرح علی الاطلاق مذکور ہی مگر اسمین تفصیل ہی کہ اگر اُسنے مال مضاربت ایسے تصرف کے واسطے لیا جو دونون کی تجارت مین سے نہین ہی تو نفع خاصۃً اُسی کا ہوگا اور اگر مال مضاربت کو ایسے تصرف کے واسطے لیا جو دونون کی تجارت مین سے ہی یا شریک کے غائب ہونے کی حالت مین مطلقاً لیا تو نفع دونون کے درمیان مشترک ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور منتقی مین مذکور ہی کہ اگر کسی دوسرے سے کہا کہ مین نے تجھے ان رقیقون مین شریک کیا جنکو مین اس سال خرید ونگا پھر اُسنے اپنے کفارہ ظہار یا اسکے مانند کے واسطے کوئی بردہ خریدنا چاہا اور وقت خرید کے گواہ کر لیے کہ مین اسکو اپنی ہی ذات کے واسطے خریدتا ہون تو جائز نہوگا اور شریک کے واسطے اُسکا نصف ہوگا الا اسصورت مین کہ شریک نے اسکے واسطے ایسی اجازت دیدی ہو۔ اور اسی طرح اگر دوسرے سے طعام کی بابت کہا

کہ جو مین خریدون اُسمین مین نے تجھے شریک کیا پھر اپنی ذات کے واسطے اناج خریدا تو اسمین بھی یہی حکم ہے یہ محیط مین ہے۔ اور جو کچھ دونون مین سے کسی کو دونون کی شرکت کے علاوہ مین لاحق ہو وہ خاصۃً اُسی پر ہوگی اور علی ہذا اگر دونون مین سے ایک نے دوسرے پر سوائے معاملہ شرکتی کے اور معاملہ مین گواہی دی تو جائز ہوگی یہ مبسوط مین ہے۔ اور منتقی مین ہے کہ امام ابو یوسف نے فرمایا کہ اگر دو شخص بشرکت عنان شریک ہون کہ انکا راس المال مساوی ہو اور دونون مین سے ہر ایک اپنی رائے پر دوسرے کی اجازت سے عمل کرتا ہو اور تنہا اسکی خرید و فروخت اُسپر اور اُسکے شریک پر جائز ہو پس ایسے دونون شریکون مین سے ایک نے اپنا حصہ متاع فروخت کیا اور اسپر گواہ کر لیے تو بیع مذکور اسکے اور اسکے شریک کے حصہ سے ہوگی اور اسیطرح اگر اپنے شریک کا حصہ بیچا اور اسپر گواہ کیے تو بھی دونون کے حصہ سے بیع ہوگی یہ محیط مین ہے۔ اور جو مال شرکت دونون مین سے ایک کے ہاتھ سے ضائع ہوگیا تو اُسپر اُسکے شریک کے حصہ کی ضمان نہوگی اور جو مال اُسکے قبضہ مین تلف ہوا ہے اسمین قسم سے اسی کا قول قبول ہوگا یہ بدائع مین ہے۔ اور اگر ہر دو شریک عنان مین سے ایک نے کسی کی کوئی چیز غصب کر لی یا اسکا مال تلف کر دیا تو اُسکے تاوان مین اُسکا شریک ماخوذ نہ ہوگا۔ اور اگر کوئی چیز بطریق بیع فاسد خریدی اور وہ اُسکے قبضہ مین تلف ہوگئی تو قیمت کا ضامن ہوگا مگر اپنے شریک سے بقدر اسکے حصہ کے واپس لے لیگا یہ مبسوط مین ہے۔ اگر ہر دو شریک عنان مین سے ایک مر گیا اور مال اُسی کے قبضہ مین تھا اور اُسنے بیان و اظہار نہین کیا تو ضامن ہوگیا کہ اُسکے ترکہ سے وصول کیا جائیگا یہ محیط مین ہے۔ اور اگر دونون مین سے ایک شریک عنان نے کسی سے کوئی جانور اپنا ذاتی اناج لادنے کے واسطے مستعار لیا تھا کہ اُسکے شریک نے اس جانور پر اپنا اناج مثل اسکے یا اُس سے ہلکا اناج لادا اور وہ مر گیا تو شریک ضامن ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر دونون مین سے ایک نے تجارتی شرکت کا اناج لادنے کے واسطے کسی سے جانور مستعار لیا پھر اس جانور پر اُسکے شریک نے باہمی تجارت کا اناج مثل اسکے جتنے کو مستعیر نے کہا ہے یا اس سے ہلکا لادا اور جانور مر گیا تو ضامن نہ ہوگا پس حاصل یہ ہے کہ مستعار لینے کی صورت مین جب عاریت کی منفعت مخصوص دونون مین سے ایک ہی کی طرف راجع ہو تو عاریت مخصوص اسی سے قرار دیجائیگی جسنے مستعار لیا ہے اور جب عاریت کی منفعت دونون کی طرف راجع ہو تو ایسا قرار دیا جائیگا کہ گویا معیر نے دونون کو عاریت دی ہے یہ محیط مین ہے دو شریک عنان نے چند طرح کی متاع دونون نے خریدین پھر ایک نے دوسرے سے کہا کہ مین تیرے ساتھ شرکت مین کام نہین کرونگا اور غائب ہوگیا یعنے چلا گیا پھر دوسرے نے اس متاع کی تجارت کی تو جو کچھ جمع ہوا وہ سب اسی تجارت کنندہ کا ہوگا اور وہ اپنے شریک کے حصہ کی قیمت کا ضامن ہوگا کذا فی فتاوی قاضیخان

چوتھا باب۔ شرکت وجوہ و شرکت اعمال کے بیان مین۔ شرکت وجوہ اُسکو کہتے ہین کہ دو شخص باہم شرکت کر لین حالانکہ دونون کے پاس مال نہین ہے ولیکن لوگون مین انکی وجاہت ہے پس دونون یون کہین کہ ہم دونون نے شرکت کی بدین شرط کہ ہم دونون اُدھار خریدین اور نقد فروخت کرین اس شرط سے کہ جو کچھ اللہ عز وجل ہمکو اسمین نفع روزی کرے وہ ہم دونون مین اسی شرط سے ہوگا یہ بدائع و مضمرات مین ہے اور یہ شرکت مذکورہ مفاوضت ہوگی بایطور کہ دونون کفالت کی اہلیت رکھتے ہون اور جو چیز خریدی وہ دونون مین نصفا نصف ہوگی اور دونون مین سے ہر ایک پر اُسکا نصف ثمن واجب ہوگا اور نفع مین دونون مساوی مشترک ہونگے خواہ دونون مفاوضت کا لفظ ذکر کرین یا دونون اُسکے مقتضیات ذکر کرین پس ثمنون و بیعون مین وکالت و کفالت متحقق ہو جائیگی اور اگر انہین سے

کوئی چیز نہ پائی گئی تو شرکت عنان ہوگی یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اگر علی الاطلاق رکھی گئی یعنے مطلق شرکت تو بھی عنان ہوگی یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور ایسے دونون شریکون سے شرکت عنان باوجود اشتراط تفاضل سلہ کے ملک خریدکردہ مین جائز ہوگی اور چاہیے کہ ایسی شرکت مین دونون نفع کو بقدر خریدکردہ چیز کی ملک مشروطہ کے شرط کرین یعنے جسقدر خریدکردہ مین ہرایک کی ملک شرط ہی اس حساب سے نفع مشروط ہوتے کہ اگر خریدکردہ چیز مین ملک کی بیشی کے ساتھ مشروط کی اور نفع مین مساوات شرط کی یا اسکے برعکس کیا تو یہ شرط باطل ہوگی اور نفع دونون مین اسی مقدار پر مشروط ہوگا جو انھون نے خریدکردہ کی ملک مین شرط لگائی ہی یہ محیط مین ہی۔ امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر دو شخصون نے اپنے مالون و وجوہ سے شرکت عنان قرار دی پھر دونون مین سے ایک نے کوئی متاع خریدی پس جس شریک نے نہین خریدی ہی اُسنے کہا کہ یہ متاع ہم دونون کی شرکت کی ہی اور مشتری نے کہا کہ یہ میری ہی اور مین نے اسکو اپنے مال سے اپنی ذات کے واسطے خریدا ہی پس اگر بعد شرکت واقع ہونے کے مشتری اپنی ذات کے واسطے خریدنے کا دعوی کرتا ہو تو وہ دونون کے درمیان شرکت پر ہوگی بشرطیکہ متاع مذکور دونون کی تجارت کی جنس سے ہو اور اگر وہ قبل شرکت کے اپنے واسطے خریدنے کا مدعی ہو اور دوسرا کہتا ہی کہ نہین بلکہ تو نے بعد عقد شرکت واقع ہونے کے خریدی ہی تو دیکھا جاوے کہ اگر تاریخ شرکت اور تاریخ خرید معلوم ہو اور تاریخ خرید قبل تاریخ شرکت کے ہو تو مشتری کی ہوگی مگر اُس سے قسم لیجائیگی کہ واللہ یہ ہمارے دونون کی شرکت کی نہین ہی اور اگر تاریخ شرکت مقدم ہو تو وہ شرکت پر ہوگی۔ اور اگر تاریخ خرید معلوم ہوئی کہ اس جھگڑے سے ایک مہینہ پہلے کی خرید ہی اور تاریخ شرکت معلوم نہ ہوئی تو وہ مخصوص مشتری کی ہوگی اور اگر تاریخ شرکت معلوم ہوئی کہ اس جھگڑے سے ایک مہینہ پہلے واقع ہوئی اور تاریخ خرید بالکل معلوم نہ ہوئی تو وہ شرکت پر ہوگی اور اگر شرکت و خرید دونون مین سے کسی کی تاریخ معلوم نہ ہوئی تو مشتری کی ہوگی مگر اُس سے قسم لیجائیگی کہ واللہ یہ ہمارے دونون کی شرکت کی نہین ہی اسواسطے کہ جب دونون کی تاریخ معلوم نہ ہوئی تو ایسا قرار دیا جائیگا کہ گویا یہ دونون معاً واقع ہوئی ہین اور اگر دونون معاً واقع ہوتین تو خریدی چیز شرکت پر نہ ہوتی پس ایسا ہی یہان ہوگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر دونون مین سے ایک نے کہا کہ مین نے ایک متاع خریدی پس تجھپر نصف ثمن واجب ہوا اور اُسکے شریک نے تکذیب کی پس اگر متاع مذکور قائم ہو تو قول مدعی کا مقبول ہوگا اور اگر موجود نہ رہی ہو تو اُسکے قول کی تصدیق نہ کیجائیگی اور اسی طرح اگر اُسکے شریک نے اقرار کیا کہ اسنے خریدی مگر قبضہ سے انکار کیا تو بھی یہی حکم ہی مگر اُسکے شریک سے اُسکے علم پر قسم لیجائیگی اور اگر مدعی نے گواہ قایم کیے کہ اسنے خریدی اور قبضہ کیا تو اسکا قول قبول ہوگا مگر تلف ہو جانے پر اُس سے قسم لیجائیگی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ منتقے مین لکھا ہی کہ اگر دو شخصون نے چاہا کہ شرکت مفاوضہ قرار دین اور حال یہ ہی کہ دونون مین سے ایک کے پاس مکان و خادم یا عروض ہی اور دوسرے کے پاس کچھ نہین ہی پس دونون نے شرکت مفاوضہ اسطرح قرار دی کہ مفاوضت پر دونون اپنے وجوہ سے کام کرتے تھے اور جو عروض کہ دونون مین سے ایک کے واسطے ہین اسکا اپنی شرکت مین کچھ بیان نہین کیا تو شرکت جائز ہوگی اور شرکت مفاوضہ ہوگی اور عروض مذکور مخصوص اپنے مالک کے ہونگے اور یہ شرکت وجوہ ہی اور اسی طرح اگر دونون مین سے ایک کے واسطے سونے کے تبر یا سکے ہون اور باقی مسئلہ بحالہا ہووے تو بھی یہی حکم ہی یہ محیط مین ہی۔ اور رہی شرکت اعمال تو جیسے دو درزی ہون یا دو سنار ہون یا ایک درزی اور دوسرا سنار ہو یا موچی ہو کہ دونون بغیر مال کے شرکت کرین اس شرط پر کہ دونون شریک لوگون سے

سلہ یعنی خریدی چیز مین مثلاً ایک کا دو تہائی اور دوسرے کا ایک تہائی مشروط ہو ۱۲

کام لیوینگے پھر کمائی دونون مین مشترک ہوگی تو یہ جائز ہی یہ مضمرات مین ہی۔ اور اس شرکت کا حکم یہ ہی کہ کام قبول کرنے مین
ہر ایک دوسرے کی طرف سے وکیل ہوگا اور قبول اعمال کی توکیل جائز ہی خواہ وکیل اس کام کو بخوبی انجام دے سکتا ہو یا
نہ دے سکتا ہو یہ ظہیریہ مین ہی۔ پھر یہ شرکت کبھی مفاوضت ہوتی ہی اور کبھی عنان ہوتی ہی چنانچہ اگر شرکت مین لفظ مفاوضت کا یا معنی
مفاوضت کے بیان کیے بایں طور کہ دو سناروں نے شرکت اس شرط سے کی کہ دونون اعمال کو قبول کرین اور دونون
کے دونون ان اعمال مین یکسان ضامن ہون اور نفع اور گھٹی مین دونون مساوی ہون اور بسبب شرکت کے جو کچھ دونون مین سے
کسی پر لاحق ہو اُسکا دوسرا کفیل ہوا تو یہ مفاوضت ہی اور اگر کام اور اجرت مین باہم کمی بیشی شرط کی بایں طور کہ دونون نے کہا
کہ اس ایک پر دو تہائی کام اور اُس دوسرے پر ایک تہائی کام ہی اور اجرت اور گھٹی بھی دونون پر اُسی حساب سے ہی تو یہ شرکت عنان
ہی اور اسی طرح اگر صریح لفظ عنان ذکر کر دیا تو بھی شرکت عنان ہی اور اسی طرح اگر شرکت کو مطلق رکھا تو بھی شرکت عنان ہوگی
یہ محیط سرخسی مین ہی۔ پھر واضح ہو کہ اگر دونون نے مفاوضت نہ کی ولیکن مطلق شرکت قرار دی تو بعض احکام کے حق مین
شرکت عنان رکھی جائیگی چنانچہ اگر دونون مین سے ایک نے صابون یا اشنان وغیرہ کہ جو تلف ہو چکے ہین اُنکے ثمن کا لینے
والے پر اقرار کیا یا کسی اور کام نقلہ کے یا کسی مزدور کی مزدوری کا یا کرایہ مکان کا جسکی مدت گذر چکی ہی اقرار کیا تو وہ اپنے شریک
کے حق مین تصدیق نکیا جائیگا الا بگواہی اور بدون گواہی کے خاصۃً اُسی پر لازم ہوگا اور بعضے احکام مین مفاوضت اعتبار
کیجائیگی چنانچہ اگر کسی شخص نے انمین سے ایک کو یا دونون کو کوئی کام دیا تو اُسکو اختیار ہوگا کہ دونون مین سے جسکو چاہے
ماخوذ کرے اور ان دونون مین سے ہر ایک کو اختیار ہوگا کہ اُس سے کام کی اجرت کا مطالبہ کرے اور اُسنے دونون مین
سے جسکو دیدی اجرت سے بری ہو جائیگا اور دونون مین سے جسپر کام کی ضمان واجب ہوئی اُسکو اختیار ہوگا کہ دوسرے
شریک سے اُسکا مطالبہ کرے پس یہ شرکت ان احکام کے حق مین استحساناً مفاوضہ اعتبار کی گئی اگرچہ سوائے اسوجہ کے
اور صورت مین ظاہر الروایہ کے موافق مفاوضہ نہین اعتبار کی گئی ہی ایسا ہی امام قدوری نے اپنی شرح مین ذکر کیا ہی
یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر دونون مین سے ایک کے ہاتھ سے کام مین چیز کو نقصان پہونچا تو اُسکا تاوان دونون پر واجب
ہوگا یہ ین طریق کہ صاحب عمل کو اختیار ہی کہ اس تمام ضمان کے واسطے دونون مین سے جسکو چاہے ماخوذ کرے یہ محیط مین
ہی۔ اور ہر گاہ یہ شرکت عنان ہو تو اُس ضمان کے واسطے وہی ماخوذ ہوگا کہ جسنے سبب ضمان کیا ہی نہ اُسکا شریک بوجہ تفقیلہ
وکالت کے اور عدم کفالت کے یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر دونون مین سے ایک نے کام کیا دوسرے نے نہ کیا تو کمائی دونون
مین نصفا نصف ہوگی خواہ شرکت مفاوضہ ہو یا عنان ہو اور اگر حال تقبل اعمال مین باہم نفع مین کمی بیشی شرط کر لی تو جائز
ہی اگرچہ دونون سے ایک بہ نسبت دوسرے کے زیادہ کام کرنے والا ہو یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور امام ابو یوسف سے
روایت ہی کہ اگر دونون مین سے ایک شریک بیمار ہو گیا یا سفر کو گیا یا بیکار اوقات گزاری اور دوسرے نے کام کیا تو اجرت
دونون مین مساوی ہوگی اور دونون مین سے ہر ایک کو کام لینے والے سے مطالبہ اجرت کا اختیار ہوگا اور وہ جسکو دیدیگا
بری ہو جائیگا اگرچہ دونون کی شرکت بمفاوضہ نہووے اور یہ استحسان ہی کذا فی فتاوے قاضیخان اور اسی طرح جو کام
سفر کرنے والے نے کیا اسکی اجرت کا بھی یہی حکم ہی اسواسطے کہ دونون مین سے ہر ایک نے جو کام قبول کیا ہی اسکا کرنا
دونون پر واجب ہی پس جب تنہا ایک نے یہ کام کر دیا تو دوسرے کے واسطے مددگار رہا یہ سراج وہاج مین ہی۔ باپ اور
بیٹا ایک ہی صنعت کا کام انجام دیا کرتے ہین اور دونون مین سے کسی کا مال نہین ہی تو پوری کمائی باپ کی ہوگی بشرطیکہ

بیٹا اُسکے عیال مین سے ہوا سواسطے کہ بیٹا اُسکا معین ہوا آیا تو نہین دیکھتا ہی کہ اگر بیٹے نے درخت جمایا تو وہ باپ کا ہوتا ہی اور
اسی طرح جورو و مرد مین ہی کہ اگر دونون کے پاس مال نتھا پھر دونون کی کوشش و کام سے بہت مال جمع ہوگیا تو یہ شوہر کا ہوگا اور
جورو اسکی معینہ ہوگی لیکن اگر عورت کا کام و کمائی علیحدہ ہو تو وہ اسی کا ہوگا یہ قنیہ مین ہی- اور جورو نے جسقدر شوہر کی روئی کاتی
اور شوہر مذکور اُسکا کپڑا بنتا ہی وہ بالاجماع شوہر کا ہوگا یہ فتاوےٰ حمادیہ مین ہی- اور اگر دونون نے کام برابر شرط کیا اور مال تین
تہائی تو استحساناً جائز ہی یہ عینی شرح کنز مین ہی اور یہی تبیین و ہدایہ و کافی مین ہی اور یہی صحیح ہی یہ سراج وہاج مین ہی- اور اگر
دونون نے باہم ایک کے واسطے زیادہ نفع کی شرط کی حالانکہ کام اُسکے ذمہ کم ہی تو اصح یہ ہی کہ جائز ہی یہ نہر الفائق و ظہیریہ مین
ہی- اور اگر دونون نے شرکت کی اور کمائی باہم اپنے درمیان تین تہائی شرط کر لی اور کام کو بیان نہ کیا تو یہ جائز ہی اور کمائی کی
کمی بیشی کی تصریح کر دینا ہی کام کی کمی بیشی کے واسطے بیان ہوگا[12] یہ مضمرات مین ہی- اور رہی وضیعت سو دونون کے درمیان
ضمان ہی کے قدر پر ہوگی یہ بدائع مین ہی اور اگر دونون نے یہ شرط کر لی ہو کہ جو کچھ دونون قبول کر لین[12] پس اُسکا دو تہائی کام
دونون مین سے خاص اُسپر اور ایک تہائی اس دوسرے پر ہوگا اور وضیعت دونون پر نصفا نصف ہوگی تو شرکت عمل دونون
کی شرط کے موافق ہوگی مگر شرط وضیعت باطل ہی اور وضیعت اُسی حساب سے ہوگی جسقدر دونون نے قبول کام مین شرط کی ہی
یہ سراج وہاج مین ہی- ایک نے اپنا کپڑا ایک درزی کو دیا کہ اسکو خود ہی دے اور اس درزی کا درزی گری مین ایک شریک
مفاوض ہی تو کپڑے کے مالک کو اختیار ہی کہ جتبک دونون مین مفاوضت باقی ہی دونون مین سے جس سے چاہے کام کا
مطالبہ کرے اور جب دونون جدا ہوگئے یا وہ مر گیا جسنے کپڑا لیا تھا تو دوسرا کام کے واسطے ماخوذ نہ ہوگا کذا فی المبسوط
بخلاف اسکے اگر کپڑے کے مالک نے اُسپر یہ شرط نہ کی ہو کہ خود ہی دے اور پھر دونون جدا ہوگئے تو دوسرا شریک اُسکے سینے
کیواسطے ماخوذ ہوگا یہ ظہیریہ مین ہی- اور نوادر مین امام ابو یوسف سے مذکور ہی کہ اگر دونون مین سے ایک پر ایک شخص نے
ایک کپڑے کا جو دونون کے پاس ہی دعویٰ کیا پس ایک نے دونون مین سے اقرار کیا اور دوسرے نے انکار کیا تو اُسکا اقرار
اُسکے شریک پر بھی جائز ہوگا اور کپڑا دیکر اجرت لے لیگا یہ استحسان ہی کذا فی محیط السرخسی اور اسی طرح اگر کپڑے مین شگاف
ہو کہ جسکی نسبت دونون مین سے ایک نے اقرار کیا کہ یہ ہماری گندی کرنے کی وجہ سے ہی اور دوسرے نے سرے سے
طالب کے واسطے کپڑا ہی ہونے سے انکار کیا اور کہا کہ یہ کپڑا ہمارا ہی تو اقرار کرنے والے کے اقرار کی تصدیق کیجائیگی اسواسطے
کہ اگر وہ طالب مذکور کے لیے اقرار کرتا کہ یہ کپڑا اُسکا ہی تو تصدیق کیجاتی- اور اگر انکار کرنے والے نے بعد انکار اول کے جو ذکر کیا گیا
ہی کسی دوسرے مدعی کے واسطے اقرار کیا کہ یہ کپڑا اُسکا ہی تو دوسرے کے واسطے اُسکا اقرار طالب اول کے واسطے کپڑے کا
اقرار ہوگا اور کپڑے کے حق مین دوسرے کے واسطے اُسکے اقرار کی تصدیق نہ کیجائیگی مگر اپنی ذات پر تاوان کے حق مین اُسکی
تصدیق کیجائیگی یعنے دوسرے مدعی کے واسطے ضامن ہوگا ولیکن اسمین سے کچھ اپنے شریک سے واپس نہین لے سکتا ہی
اور اگر دونون مین سے ایک نے کسی تلف شدہ کپڑے کی نسبت کسی شخص کے واسطے اقرار کیا کہ اسکا کپڑا تھا کہ ہم دونون
کے فعل سے تلف ہوا ہی اور دوسرا اُس سے منکر ہی تو ضمان خاصۃً اسی مقر پر واجب ہوگی اور اسی طرح اگر دونون مین سے
ایک نے ثمن صابون یا اشنان تلف شدہ کے قرضہ ہونے کا یا مزدور کی اجرت یا اجارہ مکان کی اجرت جسکی مدت گذر چکی ہی
قرضہ ہونے کا اقرار کیا تو بدون گواہون کے اُسکے اقرار کی تصدیق اُسکے شریک کے حق مین نہ کیجائیگی اور یہ ضمان خاصۃً
اسی پر واجب ہوگی اور اگر اجارہ گذرا نہ ہو اور مبیع تلف ہوگئی ہو تو یہ دونون پر لازم ہوگا اور اُسکا اقرار اُسکے شریک

ظاہراً اسی کا مالک کپڑے کو یہ ۔۔۔ درزی کا ایسا کام ہوگا جیسے بیان ۔۔۔ پھر دیتا ہی ۱۲

بھی نافذ ہوگا الا اسصورت مین کہ شریک مذکور یہ دعوی کرے کہ یہ چیزین بغیر خرید کے ہماری ہیقین تو قول اسی کا قبول ہوگا یہ محیط مین ہی۔ دو ہیکون نے حاجیون کی کتابین منتقل کرلانے مین اس شرط سے شرکت کی جوکچھ اللہ تعالی ہمکو اسمین روزی کرے وہ ہم دونون مین مساوی مشترک ہو تو ایسی شرکت جائز ہی یہ قنیہ مین ہی۔ اور اگر دو معلمون نے لڑکون کو حفظ کرانے یا تحریر سکھلانے یا قران پڑھانے مین شرکت کی تو صدر شہید نے فرمایا کہ مختار یہ ہی کہ یہ جائز ہی کذا فی الخلاصہ اور اسی طرح اگر فقہ سکھلانے مین شرکت کی تو بھی جائز ہی یہ نہر الفائق مین ہی۔ اور اگر دونون نے ایسے کام مین شرکت کی جو حرام ہی تو شرکت صحیح نہوگی یہ خزانۃ الفتاوے مین ہی اور دلالون کی شرکت کار دلالی مین اور جو لوگ مجلس و تعزیتون مین نہ مزمہ سے پڑھا کرتے ہین انکی شرکت نہین جائز ہی یہ قنیہ مین ہی اسواسطے کہ یہ فعل ناجائز ہی۔ ابن سماعہ نے امام محمد رح سے روایت کی کہ اگر تین شخصون نے جو ناپنے کا کام کرتے ہین باہم اس شرط پر شرکت کی کہ لوگون سے اناج ناپنے کا کام قبول کرینگے اور ناپینگے پس جوکچھ انکو حاصل ہو وہ انمین مساوی مشترک ہو پھر انھون نے اجرت معلومہ پر اناج ناپنے کے واسطے قبول کیا پھر انمین سے ایک مریض ہوکر بیکار ہوگیا اور باقی دونون نے کام کیا تو امام محمد رح نے فرمایا کہ اجرت مذکورہ ان سب کے درمیان مساوی تقسیم ہوگی۔ اور اگر ایسا ہوا کہ جسوقت انمین سے ایک بیمار ہوا ہی باقی دونون نے اسکا کام کر دینے کو گوارا نہ کیا پس اسکی حضوری مین دونون نے شرکت توڑ دی یا دونون نے کہا کہ تم لوگ گواہ رہو کہ ہم نے شرکت توڑ دی پھر دونون نے پورا اناج ناپ دیا تو دونون کو اجرت مسمی سے دو تہائی ملیگی اور باقی تہائی کے واسطے انکو کچھ اجرت نہ ملیگی اور وہ اسکے ناپنے مین متطوع یعنی مفت احسان کرنے والے ہونگے اور جوکچھ اجرت دونون نے پائی ہی اسمین تیسرا شریک نہوگا۔ اور اسی طرح اگر تین شخصون نے جو باہم شرکت پر ہین کسی شخص سے ایک کام بعوض کچھ اجرت معلومہ کے قبول کیا پھر انمین سے ایک نے تنہا یہ کام پورا کردیا تو اسکو تہائی اجرت ملیگی اور دو تہائی باقی مین وہ متطوع ہوا اس جہت سے کہ کام لینے والے کو یہ اختیار نہین ہی کہ انمین سے ایک ہی سے پورے کام کا مواخذہ کرے یہ ظہیریہ مین ہی۔ تین نفرون نے جنہون نے باہم شرکت تقبل نہین قرار دی ہی کسی سے کچھ کام لیا پھر انمین سے ایک ہی نے آکر یہ پورا کام انجام دیدیا تو اسکو تہائی اجرت ملیگی اور باقی دونون کے واسطے کچھ استحقاق نہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ خیاط اور اُسکے شاگرد دونون نے سلائی مین اس شرط سے شرکت کی کہ استاد کپڑے قطع کردے اور شاگرد سیا کرے اور اجرت دونون مین نصفا نصف ہو یا دو جولاہون نے اس شرط سے کہ ایک تانا بانا درست کردیا کرے اور دوسرا بُن دیا کرے تو چاہیے کہ یہ شرکت صحیح ہو جیسے درزی و رنگریز کی شرکت صحیح ہی یہ قنیہ مین ہی۔ اور اگر کسی کاریگر نے اپنی دوکان پر ایک شخص کو بٹھلایا کہ آدھے پر اسکو کام دیتا ہی تو استحسانا جائز ہی کذا فی الخلاصہ اور علی ہذا مشائخ نے فرمایا کہ اگر شاگرد نے کام لیا تو جائز ہی اور اگر صاحب دکان نے کام کیا تو جائز ہی حتی کہ اگر دوکان والے نے یون کہا کہ قبول مین ہی کیا کرونگا اور تو قبول مت کر اور مین تجھے کام دیا کرونگا کہ آدھے پر کام کردینا تو یہ نہین جائز ہی یہ محیط سرخسی مین ہی۔

پانچوان باب شرکت فاسدہ کے بیان مین۔ شرکت فاسدہ وہ ہی کہ جسمین شرائط صحت مین سے کوئی شرط نہ پائی جاوے یہ بدائع مین ہی۔ جلانے کی لکڑیان لانے اور شکار کرلانے اور پانی لانے مین شرکت کرنا نہین جائز ہی کذا فی الکافی اور اسی طرح خشک گھانس لانے مین اور گداگری کرنے مین بھی شرکت نہین جائز ہی اور جوکچھ

دونون مین سے ایک نے شکار کیا یا لکڑیان جمع کر کے لایا یا گداگری سے پایا وہ اُسی کا ہوگا دوسرے کی اسمین کچھ شرکت
نہ ہوگی اور اسی طرح ہر ایسی چیز مین جو شرعاً مباح ہی مثل ہری گھانس لانے یا پہاڑون سے انجیر و اخروٹ و پستہ وغیرہ
پھل لانے مین بھی شرکت نہین ہو سکتی اور اسی طرح ملح زمین سے مٹی لانے اور اُسکے فروخت کرنے یا گچ یا نمک یا برف
یا سرمہ یا جاہلیت کے دفینہ وغیرہ مین شرکت نہین جائز ہی جبکہ یہ چیزین بطور مباح ہون اور اسی طرح اگر دو شخصون نے شرکت
کی کہ غیر مملوک مٹی سے عمارت بناوین یا پختہ اینٹین پکاوین تو بھی یہی حکم ہی یہ فتح القدیر مین ہی اور اگر مٹی یا چونا وغیرہ کسی کی ملک
ہو اور دو آدمیون نے شرکت کی اس قرارداد پر کہ دونون خرید کر پکا کر اسکو فروخت کرین تو جائز ہی اور یہ شرکت وجوہ ہی
یہ خلاصہ مین ہی اور مباحات مین سے جو جسکے ہاتھ آگئی ہی وہ اُسی کی ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہی اور اگر دونون نے ساتھ ہی
اُسکو لیا تو دونون مین نصفا نصف ہوگی۔ اور اگر دونون مین سے ایک نے لی اور دوسرے نے کچھ کام نہ کیا تو سب
کام کرنے والے کی ہوگی یہ کافی مین ہی۔ اور اگر دوسرے نے اسکو کسی چیز کے لینے مین مدد دی تو مددگار کو اُسکا اجر المثل ملیگا مگر
امام ابو یوسف کے نزدیک اس چیز کے نصف ثمن سے تجاوز نہ کریگا اور امام اعظم و امام محمد رح کے نزدیک جہان تک پہونچے
پورا اجر المثل ملیگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اگر جال وغیرہ مانند پھیلانے اور قائم کرنے مین مدد کی مگر جال مین ایسا کوئی جانور
نہ ملا جسکی کچھ قیمت ہو تو مددگار کو بلا اختلاف اجر المثل ملیگا چاہے جسقدر ہو یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور اگر دونون نے
اپنے لیے ہوئے کو خلط کر دیا تو جس قرارداد پر دونون متفق ہوئے اسی پر یہ مخلوط ہوگا اور اگر دونون کسی پر متفق نہین ہوئے
تو ایک نصف تک مین ہر ایک کا قول اپنے ساتھی کے دعوے پر قسم کھانے کے ساتھ قبول ہوگا یہ مضمرات مین ہی۔ اور اگر
دونون نے اُسکو خلط کر کے دونون نے اُسکو فروخت کر دیا پس اگر یہ چیز ناپی یا تولی جاتی ہو تو جسقدر ہر ایک کا حصہ کیل یا وزن
سے تھا اُسی حساب سے ثمن دونون مین تقسیم کیا جائیگا اور اگر یہ چیز قیمتی ہو یعنے ہر ایک کی قیمت علیحدہ ہوا کرتی ہی اور مثلی
نہین ہی تو جسقدر ہر ایک کے حصہ کی قیمت تھی اسی حساب سے ثمن تقسیم ہوگا یہ جوہرہ نیرہ مین ہی اور اگر پیمانہ یا وزن یا قیمت
معلوم نہ ہوئی تو اس چیز کے نصف تک مین ہر ایک کا قول جسقدر وہ دعوے کرتا ہی مع قسم کے اپنے ساتھی کے دعوی
پر قبول ہوگا یہ بدائع مین ہی۔ اور نصف سے زائد مین دعوی شریک پر قسم کے ساتھ بھی اسکا قول قبول نہوگا الا آنکہ اپنے
دعوی پر گواہ لاوے یہ نہر الفائق مین ہی۔ اور اگر دونون نے شکار کرنے مین باہم شرکت کی اور دونون کا ایک کتا ہی
کہ اُسکو دونون نے چھوڑا یا جال ہی جسکو دونون نے اُسکو پھیلایا تو اسکا شکار دونون مین مشترک ہوگا یہ محیط مین ہی۔
اور اگر کتا فقط ایک ہی کا ہو اور وہ اُسکے قبضہ ہو پھر اُسکو دونون نے رہا کیا تو جو شکار اُس کتے نے پکڑا وہ کتے کے مالک کا
ہوگا لیکن اگر کتے کے مالک نے اپنے کتے کی منفعت دوسرے کے واسطے کر دی ہو یعنے عاریت دیا ہو پس کتے نے شکار
کیا تو پورا شکار اُسکا ہوگا جسکو عاریت دیا ہی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اگر دونون مین سے ہر ایک کا ایک ایک کتا ہو اور ہر ایک
نے اپنا کتا چھوڑا اور دونون کتون نے ایک شکار پکڑا تو یہ شکار دونون مین نصفا نصف ہوگا اور اگر ہر ایک کے کتے نے
علیحدہ علیحدہ ایک ایک شکار پکڑا تو جسکے کتے نے جو شکار پکڑا ہی وہ خاصۃ اُسی کا ہوگا یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور اگر ایک کے
کتے نے ایک شکار پکڑا اور اسکو زخم کاری سے مجروح کر دیا پھر دوسرے کے کتے نے آکر اس کتے کی مدد کی تو شکار اسکا
ہوگا جسکے کتے نے اول گھائل کر دیا ہی اور اگر اول کتے نے گھائل نہ کیا ہو یہانتک کہ دوسرا کتا پہونچا اور دونون نے
شکار کو گھائل کیا تو دونون مین نصفا نصف ہوگا یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر دو آدمیون نے شرکت کی اور ایک کے پاس

بیل یا خچر ہی اور دوسرے کے پاس پکھال ہی بدین قرارداد کہ اس پکھال مین بھر کر اس بیل پر لاد کر پانی لادین اور جو کمائی ہو وہ دونون مین مشترک ہو تو شرکت صحیح نہو گی اور کمائی کل اُسی کی ہوگی جو پانی لایا ہی اور اُسپر واجب ہوگا کہ ایسے پکھال کی جو اجرت ہوتی ہو وہ پکھال والے کو دے بشرطیکہ پانی لانے والا وہ ہو جو بیل کا مالک ہی اور اگر پکھال والا پانی لایا اور یہ کام کیا ہی تو اسپر واجب ہوگا کہ بیل والے کو بیل کا اجرالمثل دیدے یہ ہدایہ مین ہی۔ اور اگر ایک کے پاس خچر اور دوسرے کے پاس اونٹ ہی اور دونون نے باہم شرکت کی بدین شرط کہ دونون کو اجارہ پر دین اور جو کچھ اجرت آوے وہ دونون مین مشترک ہو تو نہین صحیح ہی اور اگر دونون کو اجارہ پر دیدیا تو یہ مال اجارہ دونون مین خچر کے اجرالمثل و اونٹ کے اجرالمثل کے حساب سے دونون پر تقسیم کیا جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اسی طرح اگر فقط خچر کو اجرت پر دیا تو پوری اجرت خچر والے کی ہوگی اونٹ والے کو کچھ نہ ملیگا اور اگر دوسرے نے اجارہ دہندہ کی لادنے اور منتقل کرنے مین مدد کی تو جتنے مدد کی ہی اسکو اُسکا اجرالمثل ملیگا مگر نصف مقدار اجرت سے جو قرار پائی ہی امام ابو یوسف کے نزدیک زیادہ نہ دیا جائیگا اور امام محمد رح نے فرمایا کہ اجرالمثل چاہیے جس مقدار تک پہونچے دیا جائیگا یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور اگر دونون نے جانور کے ساتھ اپنا کام کرنا مثل اسکو ہانکنے ولادنے وغیرہ کے شرط کیا تو تمام اجرت مذکورہ دونون کے جانورون کے اجرالمثل اور خود دونون کے اجرالمثل پر تقسیم کیجائیگی یہ محیط مین ہی قال المترجم مین ایک مثال ذکر کرتا ہون اسی پر اس جنس کے مسائل کی تقسیم قیاس کرنی چاہیے زید کا خچر۔ بکر کا اونٹ دونون نے شرکت فاسدہ بشرائط مذکورہ بالا کے (۱۰۲) روپیہ کو اجارہ پر دیا اور کام اپنے اپنے ذمہ شرط کیا پس زید نے لادا بکر نے ہانکا اور کام پورا کیا اور اجرت مذکورہ حاصل کی تو نصفا نصف موافق شرکت کے نہوگی اسواسطے کہ شرکت فاسدہ ہی پس خچر کے اجرالمثل۔ اونٹ کے اجرالمثل۔ زید کے کام کے اجرالمثل۔ بکر کے کام کے اجرالمثل پر تقسیم ہوگی پس فرض کرو کہ ایسے خچر کی مزدوری اتنی دور تک دومن بار پہونچانے کی (۸) روپیہ ہی اور اونٹ کی بدین نظر (۱۰) روپیہ ہی اور زید نے جیسا کام کیا ہی اسکی مزدوری (۶) روپیہ ہوا کرتی ہی اور بکر نے جیسا کام کیا ہی اسکی مزدوری (۱۰) روپیہ ہوتی ہی پس زید کے جانور کا اور اُسکا اجرالمثل ملاکر (۱۴) روپیہ اور بکر کے جانور کے اور اُسکے اجرالمثل کا مجموعہ (۲۰) ہوئے کہ تمام مجموعہ (۳۴) ہوا پس اگر اجرت کل (۳۴) ہوتی تو زید کو (۱۴) اور بکر کو (۲۰) ملتے چونکہ اجرت کل (۱۰۲) روپیہ ہی لہذا زید کے (۴۲) ہوئے اور بکر کے (۶۰) ہوئے فافہم۔ اور اگر دونون نے کچھ بار معلومہ کا باجرت معلومہ کسی مقام پر پہونچانا قبول کیا اور خچر و اونٹ کو اجارہ پر نہین دیا پھر دونون نے اسی خچر و اونٹ پر لاد کر پہونچایا جنکی طرف عقد شرکت کو مضاف کیا ہی تو اجرت دونون مین نصفا نصف ہوگی اسواسطے کہ وجوب اجرت کا سبب اس مقام پر بار مذکور پہونچانے کا قبول کرنا ہی اور اسمین دونون برابر ہین چنانچہ اگر بار پہونچانا قبول کرکے اپنی اپنی گردنون پر لاد کر پہونچاتے تو اجرت دونون مین نصفا نصف ہوتی اور مضمون پر مقدار اجرالمثل نہ ہوتی پس ایسا ہی اس مقام پر ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور اگر دو آدمیون مین سے ایک کے پاس جانور بار برداری اور دوسرے کے پاس اُسکا پالان اور گون ہی اور دونون نے اس شرط سے شرکت قرار دی کہ دونون اس جانور کو اجارہ پر دین بدین شرط کہ مزدوری دونون کے درمیان نصفا نصف ہوگی تو یہ شرکت فاسدہ ہی یہ مبسوط مین ہی۔ پھر اگر جانور مذکور کو کسی مقام تک اناج پہونچانے کے واسطے اجارہ دیا پھر انھین ادوات کے ذریعہ سے دونون نے اناج مذکور وہان پہونچایا تو پوری اجرت مالک جانور کی ہوگی اور جانور کے اجرالمثل و پالان و گون کے اجرالمثل پر تقسیم نہ ہوگی اور اگر دونون نے اس شرط سے شرکت کی کہ دونون اناج پہونچانے کی مزدوری قبول کرین بدین شرط

کہ یہ اپنے ادوات سے کام کرے اور وہ اپنے ادوات سے کام کرے تو اسمین یہ اجرت دونون کے درمیان نصفا نصف
ہوگی اور اُسکے جانور اور دوسرے کی اکاف وگون کے واسطے کچھ اجرت نہ ہوگی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر اپنا جانور
ایک شخص کو دیا تاکہ وہ اجارہ پر دیا کرے بدین شرط کہ اجرت دونون کے درمیان نصفا نصف ہوگی تو یہ شرکت
فاسدہ ہی پس اگر اس شرکت پر اُسنے جانور کو کرایہ پر دیا تو پوری اجرت مالک جانور کی ہوگی اور دوسرے کے واسطے
اُسکا اجر المثل ہوگا۔ اور اگر کسی کو اپنا جانور دیا کہ اُسپر کپڑا یا اناج لاد کر فروخت کیا کرے بدین شرط کہ منافع دونون مین
نصفا نصف ہوگا تو شرکت فاسد ہوگی بمنزلہ شرکت بعروض کے اور جب شرکت فاسد ہوئی تو نفع تمام اسی کا ہوگا جسکا
اناج و کپڑا ہی اور جانور والے کو اُسکا اجر المثل ملیگا اور مکان و کشتی اس معاملہ شرکت مین مثل جانور کے ہین یہ فتاوے
قاضی خان مین ہی۔ اور اسی طرح اگر دوسرے کو جال دیا کہ اُس سے مچھلیان شکار کرے بدین شرط کہ مچھلیان
دونون مین نصفا نصف ہونگی تو تمام مچھلیان شکار کرنے والے کی ہونگی اور جال والے کو اُسکا اجر المثل ملیگا یہ
محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر دو کندی کرنے والون مین سے ایک کے پاس ادوات کندی گری ہون اور دوسرے
کے پاس مکان ہی پس دونون نے شرکت کی کہ دونون اُس ایک کے ادوات سے دوسرے کے مکان مین کار کندی گری
انجام دین بدین شرط کہ کمائی دونون کے درمیان نصفا نصف ہوگی تو یہ جائز ہوگا یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور اسیطرح
ہر حرفہ مین یہی حکم ہے فتاوے قاضیخان مین ہی۔ اور اگر دونون مین سے ایک کی طرف سے کام اور دوسرے کی طرف
سے کندی گری کے ادوات ہونے پر شرکت کی تو شرکت فاسدہ ہی اور جو کمایا ہی وہ کام کرنے والے کا ہوگا اور اُسپر اِن
ادوات کا اجر المثل واجب ہوگا یہ خلاصہ مین ہی۔ اور یتیمہ مین مذکور ہی کہ شیخ علی بن احمد سے دریافت کیا گیا کہ تین یا
پانچ حمال ہین اُنھون نے شرکت کی بدین شرط کہ بعض انمین سے گون بھرین اور بعضے گیہون اُسکے مالک کے گھر
پہونچا دین اور بعضے گون کا منہ پکڑ کر پیٹھ پر لادے اس شرط سے کہ جو کچھ اُس سے حاصل ہو وہ اِن سب کے
درمیان مساوی مشترک ہو تو فرمایا کہ یہ شرکت نہین صحیح ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ امام محمد بن الحسن نے فرمایا کہ اگر کرم پیلہ
کے انڈے اور شہتوت کے پتے ایک کی طرف سے اور کام دوسرے کی طرف سے ہو بدین شرط کہ بچے دونون کے درمیان
نصفا نصف ہون یا کمی بیشی کے ساتھ ہون تو یہ نہین جائز ہی اور نیز اگر کام بھی دونون کے ذمہ شرط ہو تو بھی نہین
جائز ہی اور جب جائز ہی کہ انڈے دونون کی طرف سے ہون اور کام اور پرداخت بھی دونون کے ذمہ ہو پھر اگر اس
شخص نے جسنے پتے دیے ہین کام نہ کیا تو کچھ مضر نہین ہی یہ قنیہ مین ہی۔ فتاوے مین مذکور ہی کہ ایک شخص نے کرم پیلہ
کے انڈے دوسرے کو دیے کہ وہ انکی پرداخت کرتا رہے اور شہتوت کے پتے کھلاتا رہے بدین شرط کہ جو حاصل ہو
وہ دونون مین مشترک ہوگا پس اس شخص نے برابر پرداخت کی یہان تک کہ انڈے پک کر بچے نکلے تو سب کرم پیلہ اُسی کے
ہونگے جسکے انڈے ہین اور جسنے پرداخت کی ہی اُسکے واسطے دوسرے پر کام کا اجر المثل اور شہتوت کے پتون کی
قیمت جو اُسنے کھلائے ہین واجب ہوگی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر انڈے اور پتے ایک کی طرف سے اور کام دوسرے کی
طرف سے ہو تو کرم پیلہ اُسی کے ہونگے جسکے انڈے تھے اور دوسرے کو اُسکے کام کا اجر المثل ملیگا یہ سراجیہ مین ہی
اور اسی طرح اگر کام دونون کی طرف سے ہو تب بھی شرکت روا نہ ہوگی اور یہ جبھی جائز ہی کہ جب انڈے دونون کے
اور کام دونون پر ہووے پھر اگر پتے دینے والے نے کام نہ کیا تو کچھ مضر نہین ہی چنانچہ شیخ خجندی نے صریح بیان کیا ہی

یہ قنیہ مین ہی - اور علی ہذا اگر اپنی گاے کسی آدمی کو دی کہ اُسکو اپنے پاس سے چارہ دیا کرے بدین شرط کہ جو پیدا ہوگا وہ دونون مین نصفا نصف ہوگا تو شرکت روا نہین ہی اور جو کچھ پیدا ہوا وہ گاے کے مالک کا ہوگا اور اس شخص کو اسکے چارہ کا مثل اور اُسکی پرداخت کا اجر المثل ملیگا اور علی ہذا اگر مرغی یعنے ماکیان کسی شخص کو دی کہ دانہ دیا کرے اور شرط کر لی کہ انڈے دونون مین نصفا نصف ہونگے یعنے کہا کہ تو یہ مرغی لیجا اور اسکو اپنے پاس سے دانہ دیا کر بدین شرط کہ اُسکے انڈے دونون کے درمیان نصفا نصف ہونگے تو بھی یہی حکم ہی اور اسمین حیلہ یہ ہی کہ نصف گاے یا نصف مرغی یا نصف کرم پیلہ کے انڈے اُس شخص کے ہاتھ بعوض ثمن معلوم کے فروخت کردے حتے کہ گاے یا مرغی یا پیلہ کے انڈے دونون مین مشترک ہوجاوین پھر جو کچھ حاصل ہوگا وہ دونون مین شرکت پر ہوگا یہ ظہیریہ مین ہی - اور ہر شرکت جو فاسد ہووے اُسمین نفع بحساب مقدار راس المال کے ہوگا چنانچہ اگر ہزار ایک کے اور دو ہزار دوسرے کے ہون تو نفع دونون کے درمیان مین تہائی ہوگا اور اگر دونون نے باہم نصفا نصف منافع شرط کیا ہو تو یہ شرط باطل ہوگی اور اگر دونون مین سے ہر ایک کے واسطے مثل اسکے ہو جو دوسرے کے واسطے ہی پھر باہم تین تہائی نفع شرط کیا تو نفع کی کمی بیشی کی شرط باطل ہوگی بلکہ نفع دونون کے درمیان نصفا نصف تقسیم ہوگا اسواسطے کہ نفع کا وجود تابع مال کے ہی یہ فتح القدیر مین ہی - اور واضح ہو کہ بعضی فاسد شرطون سے شرکت باطل ہوجاتی ہی اور بعض سے نہین باطل ہوتی ہی چنانچہ اگر کمی بیشی کام کی باہم شرط کی تو شرکت باطل نہ ہوگی اور اگر ایک کے واسطے دس درم نفع زائد شرط کیا تو شرکت باطل ہوگی اگرچہ درواقع یہ دونون شرطین فاسد ہین یہ ذخیرہ مین ہی - اور ہر دو شریک مین سے ایک کے مرنے سے شرکت باطل ہوجاتی ہی خواہ دوسرے شریک کو اسکا علم ہوا ہو یا نہ ہوا ہو اور موت کا لفظ یہان اس موت کو بھی شامل ہی جو حکم مین مثل موت کے ہی جیسے مرتد ہوکر دار الحرب مین چلا گیا اور اسکے چلے جانے کا حکم دیدیا گیا تو یہ حکم موت مین ہی اور اگر اسکے چلے جانے کا ہنوز حکم نہین دیا گیا ہی تو بالاجماع ابھی شرکت منقطع ہوجانے مین توقف ہوگا چنانچہ اگر قبل حکم ہونے کے پھر وہ واپس آیا تو شرکت باقی رہیگی اور اگر مر گیا یا قتل کیا گیا تو منقطع ہوجائیگی یہ نہر الفائق مین ہی اور اگر وہ دار الحرب مین نہین گیا تو شرکت مفاوضہ بطور توقف منقطع ہوگی چنانچہ اگر قاضی نے باطل ہوجانے کا حکم نہ دیا یہان تک کہ وہ دوبارہ مسلمان ہوگیا تو شرکت مفاوضہ عود کریگی اور اگر وہ مر گیا تو شرکت مفاوضہ اسکے مرتد ہونے کے وقت سے باطل قرار دیجائیگی پھر جب شرکت مفاوضہ بطور توقف منقطع ہوئی تو پھر آیا عنان ہوکر باقی رہیگی یا نہین سو اسمین اختلاف ہی امام اعظم رح نے فرمایا کہ نہین اور صاحبین کے نزدیک عنان ہوکر باقی رہیگی چنانچہ اسکو ولوالجی نے ذکر فرمایا ہی یہ فتح القدیر مین ہی - اور اگر دونون مین سے کوئی مرا نہین بلکہ دونون مین سے ایک نے شرکت کو فسخ کردیا مگر دوسرے شریک کو اسکے فسخ کا علم نہوا تو شرکت فسخ نہ ہوجائیگی اور اگر اسکو علم ہوگیا تو دو صورتین ہین کہ اگر شرکت کا راس المال نقد درم و دینار ہون تو شرکت فسخ ہوجائیگی اور اگر اسباب و عروض ہو تو طحاوی نے ذکر کیا کہ وقت فسخ سے فسخ نہ ہوگی کذا فی الخلاصہ اور بعضے مشائخ نے فرمایا کہ فسخ ہوجائیگی اگرچہ راس المال اسباب و عروض ہو اور یہی مختار ہی یہ فتح القدیر مین ہی - اور اگر ایک شریک نے شرکت ہونے سے انکار کیا حالانکہ مال شرکت اسباب و عروض ہی تو یہ انکار شرکت کا فسخ ہی یہ ظہیریہ مین ہی - اور اگر شریک تین شخص ہون جنمین سے ایک مر گیا حتے کہ اُسکے حق مین شرکت فسخ ہوگئی تو باقیون کے حق مین فسخ نہ ہوگی یہ محیط مین ہی اور اگر دو شریکون مین سے ایک نے اپنے شریک سے کہا کہ مین تیرے ساتھ شرکت پر کام نہ کرونگا تو یہ بمنزلہ اسکے ہی کہ کہا کہ مین نے تجھ سے شرکت فسخ کردی یہ ذخیرہ مین ہی - اور اگر تین شخص باہم شریک متفاوض ہون جنمین سے ایک غائب ہوگیا اور باقی دو سرون نے یہ چاہا کہ باہم شرکت کو توڑ دین تو بدون موجودگی غائب مذکور کے انکو ایسا اختیار

نہین ہی اور بعض بدون بعض کے نہین توڑ سکتا ہی یہ ظہیریہ مین ہی۔

چھٹا باب متفرقات کے بیان مین ہی۔ دو شریکون مین سے کسی کو یہ اختیار نہین ہی کہ دوسرے کے مال کی زکوۃ بدون اسکی اجازت کے ادا کرے یہ اختیار شرح مختار مین ہو۔ اور اگر دونون مین سے ہر ایک نے دوسرے کو اجازت دیدی کہ میری طرف سے زکوۃ مال ادا کر دے پھر دونون نے ایک ہی وقت مین اپنی و اپنے شریک کی زکوۃ ادا کی تو دونون مین سے ہر ایک اپنے شریک کے حصہ کا ضامن ہوگا خواہ اسکو دوسرے کے خود ادا کرنے کا حال معلوم تھا یا نہ تھا یہ امام اعظم رح کا قول ہی کذا فی الکافی اور اگر دونون نے آگے پیچھے ادا کی تو پچھلا ادا کرنے والا ضامن ہوگا خواہ اسکو اپنے شریک کے خود ادا کرنے کا حال معلوم تھا یا نہ تھا یہ امام رضی اللہ عنہ کا قول ہی کذا فی النہر الفائق اور اسمین اشارہ ہی کہ صاحبین کے نزدیک اسکے خلاف ہی اور اسی اختلاف پر وکیل باداے زکوۃ وکفارات کا حکم ہی یعنے کسی کو اپنی زکوۃ یا کفارات ادا کرنے کا وکیل کیا پھر موکل نے وکیل کے ساتھ وقت مین یا اس سے پہلے خود ادا کر دی پھر وکیل نے ادا کی تو امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک وکیل ضامن ہوگا خواہ جانتا تھا کہ موکل نے ادا کر دی ہی یا نجانتا تھا بخلاف قول صاحبین کے یہ تبیین مین ہی۔ مگر جو شخص کہ احصار حج سے قربانی کرنے کے واسطے وکیل کیا گیا اور اسنے احصار دور ہو جانے اور موکل کے حج کر لینے کے بعد ذبح کیا تو وکیل مذکور بالاجماع ضامن نہ ہوگا خواہ اسکو یہ حال معلوم ہو گیا تھا یا نہین ہوا تھا یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور ہر قرضہ کہ دو شخصون کا ایک شخص پر حقیقی اور حکمی سبب واحد سے واجب ہوا وہ دونون کے درمیان مشترک ہوگا چنانچہ اگر ایک نے اسمین سے کچھ وصول کیا تو دوسرے کو اختیار ہوگا کہ وصول شدہ مین اسکا مشارک ہو جاوے یہ محیط مین ہی۔ اور جب کوئی قرضہ جو دو شخصون کا مشترک کسی شخص پر ہی خواہ کسی ایسے غلام کے دام ہین جو دونون مین مشترک تھا اور اسکو دونون نے فروخت کیا ہی یا دونون نے اسکو نقد اپنے مشترک ہزار درم قرض دئیے ہین یا اس شخص نے ان دونون کا مشترک تھان کپڑے کا تلف کر دیا جسکا تاوان واجب ہی یا کسی میت کا قرضہ اس شخص پر تھا جسکو ان دونون نے میراث پایا ہی پھر ان مین سے ایک نے اس قرضہ سے اپنا حصہ یا تھوڑا قرضہ وصول کیا تو دوسرے کو اختیار ہوگا کہ اسکے ساتھ وصول شدہ مین شریک ہو کر بعینہ وصول کردہ کا اس سے نصف بٹالے خواہ جو وصول کیا ہی یہ مال قرضہ کے مثل ہو یا اس سے کھرا ہو یا کھوٹا ہو یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور اگر وصول کرنے والے نے چاہا کہ شریک دیگر کو وصول کردہ کے سواے دوسرے مال سے دیدے تو اسکو یہ اختیار نہین ہی الا اسوقت کہ شریک مذکور دوسرے مال سے لینے پر راضی ہو جاوے اور اسی طرح اگر شریک مذکور نے چاہا کہ وصول کرنیوالے سے اپنا حصہ دوسرے مال سے سواے مقبوضہ کے لے لوے تو اسکو بھی یہ اختیار نہ ہوگا الا برضامندی وصول کنندہ کذا فی الذخیرہ ولیکن جسنے وصول نہین کیا ہی اسکو یہ اختیار ہی کہ چاہے اسقدر مال کو جسکو وصول کرنے والے شریک نے وصول کیا ہی اسی کو مسلم کر دے اور اپنے حصہ کے واسطے قرضدار کا دامن گیر ہو کر اس سے وصول کرلے پھر جب اسنے قرضدار کا دامنگیر ہونا اختیار کیا تو جو کچھ شریک نے وصول کیا ہی اسکا نصف اس سے نہین لے سکتا ہی جبتک کہ قرضدار پر جو باقی ہی وہ باقی ہو ڈوب گیا ہو یہ محیط سرخسی مین ہی اور اگر قرضدار پر قرضہ ڈوب گیا تو اسکو یہ اختیار حاصل ہوگا کہ جو کچھ شریک نے وصول کیا ہی اس سے نصف وصول شدہ لے لے ولیکن یہ اختیار نہ ہوگا کہ جو اسنے وصول کیا تھا بعینہ اسی کا نصف لے لے بلکہ وصول کرنیوالے کو یہ اختیار ہوگا کہ چاہے بقدر اسکے حصہ کے اسکو دوسرے مال سے دے یہ محیط مین ہی۔ اور اگر جو کچھ شریک نے وصول کیا ہی وہ اسکے پاس تلف ہو گیا تو اسپر حصہ شریک کی ضمان واجب نہ ہوگی ہان یہ ہوگا کہ اسنے اپنا حصہ قرض بھر پایا پھر جو کچھ

قرضدار پر رہا ہی وہ اُسکے شریک کا حصہ ہی یہ قنیہ مین ہی۔ اور اسی طرح اگر ایک نے کسی کو وصول کرنے کا وکیل کیا اور وکیل نے وصول کیا اور موکل کے پاس تلف ہوا تو موکل کا حصہ گیا اور اگر وہ قائم رہا تو دوسرے شریک کو اختیار ہوگا کہ اُسمین شرکت کرکے اپنا حصہ بٹالے یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر وصول کرنے والے نے جو کچھ وصول کیا ہی وہ اپنے قبضہ سے باین طور خارج کیا کہ کسی کو ہبہ کر دیا یا اپنے قرضخواہ کو ادا کے قرضہ مین دیدیا یا اور کسی وجہ سے اسکو تلف کر دیا تو اسکے شریک کو اختیار ہوگا کہ جو کچھ اُسنے وصول کیا تھا اُسکے نصف کی اُس سے ضمان لے اور یہ اختیار نہ ہوگا کہ وہ مال اب جسکے پاس بعینہ موجود ہی اُسکے قبضہ سے لے لے یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور جسقدر شریک نے اپنے شریک وصول کرنیوالے کے وصول کیئے ہوئے مین سے لے لیا اسی قدر قرضدار پر اس وصول کنندہ کا قرضہ رہیگا اور جو کچھ قرضدار پر باقی ہی وہ دونون مین اُسی قدر کے حساب سے مشترک ہوگا چنانچہ اگر قرضدار پر دونون کے ہزار درم مساوی ہون پس ایک نے پانچ سو درم اُس سے وصول کیے پھر شریک دیگر نے اس وصول کرنے والے سے اُسمین سے دو سو پچاس درم اُسکا نصف لے لیا تو وصول کرنے والے کا قرضدار پر باقی کا نصف ہوگا یعنی دو سو پچاس درم اور باقی قرضہ مین جیسے شرکت پہلے تھی اب بھی باقی رہیگی یہ بدائع مین ہی۔ اور ہر قرضہ کہ دو آدمیون کے واسطے ایک شخص پر دو سببون سے جو حقیقۃً وحکماً مختلف ہین یا حکماً مختلف ہین حقیقت مین مختلف نہین ہین واجب ہوا تو وہ دونون مین مشترک نہ ہوگا حتے کہ اگر دونون مین سے ایک نے قرضدار سے کچھ وصول کیا تو دوسرے کو اسمین شرکت کرنے کا اختیار نہ ہوگا یہ محیط مین ہی۔ اگر دو آدمیون نے اپنا ایک غلام جو دونون مین مساوی مشترک ہی بعوض ثمن معلوم کے ایک شخص کے ہاتھ دونون نے فروخت کیا پھر دونون مین سے ایک نے مشتری سے ثمن مین سے کچھ وصول کیا تو دوسرے کو اس وصول شدہ مین شرکت سے بٹا لینے کا اختیار ہوگا اور اگر دونون مین سے ہر ایک نے اپنے حصہ کا ثمن علیحدہ بیان کیا پھر ایک نے ثمن مین سے کچھ وصول کیا تو ظاہر الروایت کے موافق دوسرے کو اُسمین بٹا لینے کا اختیار نہ ہوگا یہ ظہیریہ مین ہی۔ اگر زید کا غلام اور بکر کی باندی ہی دونون نے ان دونون کو بعوض ہزار درم کے فروخت کیا تو جو کچھ وصول کرین اُسمین دونون شریک ہونگے کذا فی السراجیہ اور اگر دونون مین سے ہر ایک نے اپنے مملوک کا ثمن علیحدہ بیان کیا ہو پھر ایک نے کچھ وصول کیا تو دوسرا اُسمین مشارکت نہین ہو سکتا ہی یہ ظاہر الروایہ ہی یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔ اور اگر ایک شخص نے دو شخصون کو حکم کیا کہ دونون میرے واسطے ایک باندی خریدین پس دونون نے اُسکے واسطے باندی خریدی اور اُسکا ثمن ایسے مال سے جو دونون مین مشترک ہی ادا کیا یا اپنے اپنے علیحدہ مال سے ادا کیا تو جو کچھ موکل سے وصول کرین اُسمین کوئی دوسرے کا شریک نہ ہوگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر زید کا بکر پر ہزار درم قرضہ ہی پھر بکر کی طرف سے عمرو وخالد نے کفالت کی اور مال ادا کر دیا پھر دو کفیل مین سے ایک نے بکر سے کچھ وصول کیا تو دوسرے کو اُسمین مشارکت کا اختیار رہوگا بشرطیکہ دونون نے اپنے مال مشترک سے ادا کیا ہو یہ خزانۃ المفتین وظہیریہ مین ہی اور اگر ہر دو کفیل مین سے ایک نے اپنے حصہ کے عوض مکفول عنہ سے ایک کپڑا خریدا تو شریک کو اختیار ہوگا کہ اُس سے کپڑون کے داموں کا آدھا تاوان لے مگر کپڑے مین شرکت کرنے کی اسکو کوئی راہ نہین ہی ہان اگر دونون نے باہمی رضامندی سے کپڑے مین شرکت کرنے پر اتفاق کر لیا تو یہ جائز ہی یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور اگر اُسنے اپنے حصہ کے عوض کوئی کپڑا نہ خریدا بلکہ مکفول عنہ سے اپنے حصہ کے عوض ایک کپڑے پر صلح کر لی اور اُسپر قبضہ کر لیا پھر شریک دیگر نے جو اُسنے وصول کیا ہی اسکا مطالبہ کیا تو وصول کرنے والے کو

اختیار ہو چاہے اسکو نصف کپڑا دیدے اور چاہے اُسکے نصف حق کے مثل دیدے یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر دونون
مین سے ایک نے چاہا کہ مین جو کچھ قرضدار سے وصول کرون اُسمین دوسرے کو شرکت کا اختیار نہو تو اُسکا حیلہ یہ ہی کہ
قرضدار اسکو بقدر اُسکے حصہ کے مال ہبہ کرکے دیدے پھر یہ شخص اس قرضدار کو اپنے حصہ قرضہ سے بری کردے
پس جو کچھ اُسنے بطریق ہبہ وصول کیا ہی اُسمین دوسرے شریک کو مشارکت کا اختیار نہ ہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہی
اور دوسرا طریق حیلہ کا اسطرح مذکور ہی کہ دو شخصون کا ایک شخص پر ہزار درم قرضہ ہی اور ایک قرضخواہ نے چاہا کہ اپنا حصہ
اسطرح وصول کرے کہ اُسمین دوسرے کو شرکت کا اختیار حاصل نہو تو شیخ نصیر نے فرمایا کہ قرضدار اُسکو پانچ سو درم
ہبہ کرکے دیدے پھر وہ قرضدار کو اپنے حصہ قرضہ سے بری کردے اور شیخ ابوبکر نے فرمایا کہ قرضدار کے ہاتھ ایک مٹھی
کشمش مثلاً بعوض اسقدر ثمن کے کہ جتنا اُسکا اُسپر قرضہ ہی فروخت کرے اور کشمش اسکے قبضہ مین دیدے پھر جو کچھ
اُسکا حصہ اُسپر قرضہ ہی اُس سے قرضدار کو بری کردے پھر قرضدار مذکور سے اس کشمش کے دام کا مطالبہ کرے نہ قرضہ کا
کذا فی المحیط قال المترجم حیلہ اول اولے واسلم ہی کیونکہ بیع کی صورت مین اگر مشتری کو بائع نے اپنے حصہ قرضہ سے بری نکیا
تو دونا قرضدار ہو گیا بخلاف ہبہ کے کہ اُس سے رجوع کرسکتا ہی ولیکن اگر بیع بشرط الخیار للمشتری ہو تو نظر بحق قرضخواہ تامل ہی
ولیکن نظر بتدین ہر دو یکسان ہین فافہم۔ اور اگر دونون مین سے ایک نے قرضدار کو اپنے حصہ قرضہ سے بری کردیا یا اپنا
حصہ اسکو ہبہ کردیا تو جائز ہی اور اپنے شریک کے واسطے کچھ ضامن نہ ہوگا اور اگر دونون مین سے ایک نے قرضدار کو
سو درم ہبہ کردیے حالانکہ اُسپر دونون کا مساوی مشترک قرضہ ہزار درم ہی پھر قرضہ مین سے کچھ وصول ہوا تو اُسمین سے
دونون بقدر اپنے اپنے قرضہ کے بانٹ لینگے یعنے وصول شدہ مقدار کے نو حصہ کرکے چار حصے بری کرنے والے کو اور
پانچ حصے دوسرے کو ملینگے یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور تجرید مین لکھا ہی کہ اسی طرح اگر کچھ قرضہ وصول کرلینے کے بعد اور آپس مین تقسیم
کرلینے کے قبل ایک نے اسطرح یعنے سو درم سے مثلاً اسکو بری کردیا تو بھی وصول شدہ کو بطور مذکورۂ بالا تقسیم کرینگے اور اگر تقسیم
کرلینے کے بعد دونون مین سے ایک نے قرضدار کو بری کیا ہو تو تقسیم مذکور پوری ہوگئی ہی وہ باقی رہیگی نہین ٹوٹیگی یہ
تاتارخانیہ مین ہی۔ اور اگر دونون مین سے ایک نے اپنے حصہ کی بابت قرضدار کو تاخیر دیدی تو اسمین اختلاف ہی چنانچہ
امام اعظم رح کے نزدیک اسکا تاخیر دینا نہین روا ہی اور اسمین اختلاف نہین ہی کہ اُسکا تاخیر دینا اُسکے شریک کے حصہ مین
روا نہین ہی یہ بدائع مین ہی قال المترجم پس صاحبین کے نزدیک اگر اُسنے اپنے حصہ مین تاخیر دی تو روا ہی اور اسی پر
متفرع ہوتا ہی کہ اگر اس شریک نے جسنے نہین تاخیر دی ہی کچھ وصول کیا تو تاخیر دینے والے کو اُسمین شرکت و بٹائی
کرنے کا اسوقت تک اختیار نہ ہوگا کہ جبتک اُسکی میعادی آوے پھر جب اُسکے قرضہ کی بھی میعاد آئی تو شریک مذکور
سے بٹائی کرلیگا اگر وصول شدہ اُسکے پاس بعینہ قائم ہو اور اگر اُسنے تلف کردیا ہو تو بقدر اپنے حصہ کے اُس سے
تاوان لے لیگا یہ ظہیریہ مین ہی اور اگر دوسرے نے کچھ وصول نہ کیا یہان تک کہ تاخیر دینے والے کی مہلت بھی گذر گئی اور
میعاد آگئی تو جو حال قبل مہلت دینے کے تھا وہی اب پھر ہو جائیگا چنانچہ اگر دونون مین سے کسی نے کچھ اس سے وصول کیا تو دوسرا
اُسمین شرکت کرلیگا یہ بدائع مین ہی۔ اگر قرضدار نے اس شریک کو جسنے اپنے حصہ مین تاخیر دیدی ہی سو درم بطور تعجیل
و پیشگی کردیے تو دوسرے شریک کو اختیار ہوگا کہ اسمین سے نصف اُس سے لے لے یعنے پچاس درم پھر جب دوسرے
شریک نے پچاس درم لے لیے تو اسکو اختیار ہوگا کہ جو کچھ اُس سے لے لیا گیا ہی اُسکا مثل قرضدار سے بوجہ قرار دا[د]

تعجیل سو درم کے پھیرے یعنے پچاس درم اُسکے حصہ سے جسنے تاخیر نہین دی ہی لے تاکہ سو درم پیشگی ہو جاوین اس جہت سے کہ جسنے تاخیر نہین دی ہی جب اُسنے تاخیر دینے والے سے لیا تو اُسکے حصہ مین سے اُسکے مثل تاخیر دینے والے کے واسطے ہو گیا کیا تو نہین دیکھتا ہی کہ اگر قرضدار نے تاخیر دینے والے کے واسطے اُسکے پورے حق کی تعجیل کر دی پھر جسنے تاخیر نہین دی اُسنے آسمین سے نصف لے لیا تو تاخیر دینے والے کو اختیار ہوتا ہی کہ جسقدر اُس سے لیا گیا ہی اسقدر اپنے شریک کے حصہ سے قرضدار سے لے لے پس ایسا ہی یہان بھی ہی یہ ذخیرہ مین ہی۔ پھر جب اُسکو وصول کیا تو وہ اور اُسکا شریک دونون اُسکو دس حصہ کر کے اسطرح تقسیم کرینگے کہ نو حصے اُسکا شریک لیگا اور ایک حصہ یہ لیگا یہ ظہیریہ مین ہی۔ دو شخصون کا ایک شخص پر میعادی قرضہ ہی پھر قرضدار نے دونون مین سے ایک کا حصہ قبل میعاد آنے کے ادا کر دیا پس دونون شریکون نے اُسکو بانٹ لیا تو جو باقی رہا وہ دونون کے واسطے میعاد پر ملیگا یہ سراجیہ مین ہی۔ اور اگر دو مردون کا قرضہ ایک عورت پر ہی پھر دونون مین سے ایک نے اپنے حصہ کو مہر قرار دیکر اس عورت سے نکاح کر لیا تو اُسکا شریک اس شریک سے کچھ نہین لے سکتا ہی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور امام محمد رح سے روایت ہی کہ اگر شریک مذکور نے عورت مذکورہ سے پانچ سو درم پر مطلقاً نکاح کیا یعنے یہ قید نہ لگائی کہ ان پانچ سو درم پر جو میرے حصہ کے تجھپر قرضہ ہین تو اسکے شریک کو اختیار ہوگا کہ نکاح کرنے والے سے اُسکا نصف یعنے دو سو پچاس درم لے لے یہ محیط مین ہی۔ اور اگر ہر دو شریک مین سے ایک نے اپنے حصہ کے بدلے قرضدار سے کوئی چیز اجارہ پر لی تو دوسرے شریک کو اختیار ہوگا کہ اس شریک سے بقدر اپنے حصہ کے واپس لے اور یہ بالاجماع ہی یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور اگر ہر دو شریک قرضخواہ مین سے ایک پر قرضدار کا قرضہ ایسے سبب سے واجب ہوا جو ان دونون کا اُسپر قرضہ واجب ہونے سے پہلے واقع ہوا ہی اور اس شریک کا قرضہ اُس قرضہ سے جو قرضدار کا اس شریک پر پہلا واجب ہی قصاص ہو گیا تو دوسرے شریک کو اختیار نہ ہوگا کہ جس شریک کا حصہ قصاص ہو گیا ہی اُس سے بقدر اپنے حصہ کے واپس لے اور اگر شریک پر قرضدار کا قرضہ ایسے سبب سے واجب ہوا جو ان دونون کا اُسپر قرضہ واجب ہونے کے بعد واقع ہوا ہی اور پھر بطور مذکور قصاص ہو گیا تو دوسرے شریک کو اختیار ہوگا کہ اپنے شریک مذکور سے رجوع کرے یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر ہر دو شریک مین سے ایک نے اقرار کیا کہ اس قرضدار کا مجھپر میرے حصہ قرضہ کے برابر قرضہ اسوقت کا ہی کہ جب ہم دونون کا قرضہ اسپر واجب نہ ہوا تھا تو قرضدار مذکور اُسکے حصہ سے بری ہو جائیگا اور اُسکا شریک بھی اسکی طرف رجوع نہین کر سکتا ہی۔ اور اسی طرح اگر ایک شریک نے قرضدار پر ایسی کوئی جنایت کی جسکا ارش یعنے جرمانہ پانچ سو درم ہی اور شریک کا حصہ قرضہ بھی پانچ سو درم ہی پس قصاص مین ساقط ہوا تو بھی اسکے شریک کو اس سے کچھ رجوع کرنے کا اختیار نہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ بشر نے امام ابو یوسف سے روایت کی ہی کہ اگر ہر دو شریک قرضخواہ مین سے ایک نے قرضدار کو عمداً موضحہ زخم پہونچایا پھر اُس سے اپنے حصہ قرضہ پر صلح کر لی تو اُسپر اپنے شریک کے واسطے کچھ نہین لازم ہوگا اسواسطے کہ شریک مذکور کو کوئی ایسی چیز وصول نہین ہوئی جسمین مشارکت ممکن ہو یہ بدائع مین ہی۔ اور قدوری مین مذکور ہی کہ اگر ایک شریک نے قرضدار کا ایسا مال تلف کیا جسکی قیمت اسکے حصہ قرضہ کے مثل تھی پس باہم قصاص ہو گیا تو دوسرے شریک کو اختیار ہوگا کہ اس شریک سے بقدر اپنے حصہ رسدی کے لے لے اور منتقے مین امام ابو یوسف سے روایت ہی کہ اگر ایک شریک قرضخواہ نے قرضدار کی کوئی متاع تلف کر دی یا اُسکے غلام کو قتل کیا یا اُسکے جانور کی کونچین کاٹ ڈالین پھر جو کچھ اُسپر تاوان واجب ہوا وہ اسکے حصہ قرضہ مین قصاص ہو گیا

تو اُسکے شریک کو اختیار نہوگا کہ اُس شریک سے اپنے حصہ رسدی کو لے کذا فی المحیط وقال المترجم وہذا ہو الاظہر واللہ اعلم اور اگر شریک مذکور نے لیکر پھر جلادیئے یا اُس سے غصب کر لی تو ایسی صورت مین بالاجماع دوسرے شریک کو اُس سے لینے کا اختیار ہوگا اور اسی طرح اگر بطریق خرید فاسد کے اُس سے خرید کر قبضہ کے بعد اسکو کسی کے ہاتھ فروخت کر دیا یا آزاد کر دیا یا اُسکے پاس مرگیا یا دونون مین سے ایک نے قرضدار سے اپنے حصہ کے عوض کچھ رہن لیا جو اسکے پاس تلف ہوگیا تو ایسی صورت مین دوسرے شریک کو اختیار ہوگا کہ جو کچھ اس شریک کو وصول ہوا ہی اسمین سے اپنے حصہ رسدی کی اُس سے ضمان لے یہ محیط سرخسی مین ہی- اور اگر ضمان غصب مین غاصب کے پاس یا خرید فاسد مین مشتری کے پاس یا رہن کی صورت مین مرتہن کے پاس یعنے شریک قرضخواہ کے پاس غلام کی ایک آنکھ کسی آسمانی آفت سے جاتی رہی تو وہ اپنے شریک کے واسطے کچھ ضامن نہ ہوگا یہ ظہیریہ مین ہی- اور نوادر ابن سماعہ مین امام محمد رحمہ سے مذکور ہی کہ اگر دونون قرضخواہ شریکون مین سے ایک نے قرضدار کا غلام عمداً قتل کیا اور اُسپر قصاص واجب ہوا پس قرضدار نے اس قاتل سے پانچ سو درم یعنے اُتنی مقدار پر جسقدر اُسکا حصہ قرضہ ہی صلح کر لی تو یہ جائز ہی اور قرضدار مذکور اس قاتل کے حصہ قرضہ سے بری ہو جائیگا پس شریک دیگر کو جو قاتل نہین ہی اختیار ہوگا کہ قاتل سے شرکت کر کے اُس سے اس مقدار کا نصف یعنے دو سو پچاس درم لے لے یہ بدائع مین ہی- منتقی مین امام ابو یوسف سے روایت ہی کہ اگر ہر دو شریک مین سے ایک نے قرضدار کے لیے اُسکے قرضدار کی طرف سے کفالت کر لی تو اُسکا حصہ قرضہ اس کفالت مین قصاص ہو جائیگا اور اُسکے شریک دیگر کو بھی اُس سے شرکت کرنے کا اور ضمان لینے کا اختیار نہ ہوگا پھر اگر اس کفیل نے اپنے مکفول عنہ سے مال کفالت جو اسکی طرف سے اُسکے حکم سے ادا کیا ہی وصول پایا تو بھی اُسکے شریک کو اسکی طرف رجوع کر کے اسمین مشارکت کرنے کا اختیار نہ ہوگا یہ محیط مین ہی- اور اگر قرضدار نے ایک شریک کو اُسکے حصہ کے عوض کوئی کفیل دیدیا یا کسی پر اُترائی کرا دی تو جو کچھ اس شریک کو کفیل سے یا اُترائی قبول کرنے والے سے وصول ہوگا اسمین دوسرے شریک کو اُسکے ساتھ شرکت کرنے کا اختیار ہوگا یہ ذخیرہ مین ہی- دو شخصون کے ایک شخص پر ہزار درم قرضہ ہین پھر دونون مین سے ایک نے قرضدار سے ان پورے ہزار درمون سے سو درم پر صلح کر لی اور اُنکو وصول کر کے قبضہ کر لیا پھر شریک دیگر نے جو کچھ اُسنے کیا ہی سب کی اجازت دیدی تو یہ جائز ہی اور اسکو سو درم کا نصف ملیگا اور اگر وصول کنندہ نے کہا کہ یہ درم تلف ہوگئے تو وہ امانت دار تھا کہ اُسپر ضمان واجب نہ ہوگی اور قرضدار بھی بری ہو گیا اور اگر شریک دیگر نے فقط صلح کی اجازت دیدی اور یہ نہ کہا کہ جو کچھ اُسنے کیا سب کی مین نے اجازت دیدی تو اُسکو اختیار ہوگا کہ چاہے قرضدار سے پچاس درم وصول کرے پھر قرضدار مذکور اس وصول کرنے والے سے پچاس درم واپس لیگا اور یہ اسوجہ سے ہی کہ صلح کی اجازت دینا قبضہ کرنے کی اجازت نہین ہی- اور اگر دو شخصون کا تیسرے شخص کے قبضہ مین غلام یا مکان ہی پس دونون مین سے ایک نے اُس سے اس مال سے سو درم پر صلح کر لی تو امام ابو یوسف نے فرمایا کہ اگر تیسرا شخص جسکے قبضہ مین غلام ہی وہ اقرار کرتا ہو کہ غلام ان دونون کی ملک ہی تو دوسرا شریک اس صلح کرنیوالے کے ساتھ سو درم مین شرکت نہ کریگا اور اگر وہ اُس سے منکر ہو تو شرکت کر سکتا ہی اور امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ دونون صورتین یکسان ہین کہ دونون صورتون مین صلح کرنے والے کے ساتھ اس بدل صلح مین مشارکت نہین کر سکتا ہی الا اس صورت مین کہ غلام مذکور تلف ہوگیا ہو یہ ظہیریہ مین ہی- منتقی مین امام ابو یوسف رحمہ سے روایت ہی کہ دو شخصون نے ایک شخص سے

ایک باندی خریدی اسطرح کہ ایک نے نصف باندی ہزار درم کو اور دوسرے نے نصف باقی باندی ہزار درم کو خریدی پھر دونون نے اُسمین عیب پاکر دونون نے اسکو واپس کیا پھر ایک نے اپنا ثمن جو اپنے حصہ کی بابت دیا تھا وصول کر لیا تو اسمین اُسکا دوسرا ساتھی حصہ بٹائی نہین کر سکتا ہی خواہ ابتدا مین دونون نے ثمن کو ملا کر دیا ہو یا علمدہ علمدہ ہر ایک نے دیا ہو اور اسی طرح اگر باندی مذکورہ کسی شخص نے اپنا استحقاق ثابت کر کے لے لی تو بھی اسصورت مین یہی حکم ہی کہ ایک نے جو اپنا حصہ وصول کیا ہی اُسمین دوسرا شرکت نہین کر سکتا ہی اور اگر وہ باندی آزاد نکلی اور حال یہ ہی کہ ابتدا مین دونون نے ثمن ملا کر دیدیا تھا تو اسصورت مین جو کچھ وصول کرنے والے نے وصول کیا ہی اُسمین دوسرا شریک شرکت کر سکتا ہی - اور نیز منتقے مین امام ابو یوسف سے روایت ہی کہ زید نے اقرار کیا کہ عمرو و بکر ان دونون کا مجھپر قرضہ ہزار درم ایک باندی کا ثمن ہی جو مین نے اِن دونون سے خریدی تھی پس انمین سے ایک نے کہا کہ تونے سچ کہا اور دوسرے نے کہا کہ تو نے یہ جھوٹ کہا بلکہ تونے جن پانچ سو درم کا اقرار کیا ہی یہ پانچ سو درم سیر سے تجھپر گیہون کے دام ہین جو تونے مجھسے خریدے تھے پھر قرضدار نے اسکو پانچ سو درم ادا کیے تو دوسرے کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ جو اُسنے وصول کیا ہی اُسمین شرکت کر لے اور قرضدار کا یہ قول کہ یہ مال دونون مین مشترک ہی تصدیق نہ کیا جائیگا یہ محیط مین ہی - دو شریکون کا تیسرے پر ہزار درم قرضہ ہی ان دونون مین سے ایک نے دوسرے شریک کے واسطے قرضدار کی طرف سے ضمانت [کے اسمین وصول پانے والے کا ضرر ہی ۱۲] کر لی تو ضمانت باطل ہی اور اگر اُسنے اُسی ضمانت پر دوسرے شریک کو ادا کر دیا تو اُسکو رجوع کر کے واپس لے لیگا اور اگر اُسنے اپنے شریک کے واسطے کچھ ضمانت نہ کی ولیکن بغیر کفالت کے شریک کا حصہ شریک کو ادا کر دیا تو ادائی صحیح ہی اور جب ہر ایک شریک سے دوسرے کو ادا کرنا صحیح ہوا تو جو کچھ شریک دیگر نے ادا کرنے والے سے وصول پایا ہی اسمین ادا کرنیوالا شرکت نہین کر سکتا ہی پھر اگر وہ قرضہ جو قرضدار پر تھا ڈوب گیا تو جو کچھ شریک نے اپنے شریک کی ادائی سے وصول کیا ہی اُسکی طرف اس ادا کرنے والے شریک کو کوئی راہ نہ ہوگی بخلاف اسکے اگر قرضدار یا اجنبی نے ایک شریک کا حصہ اسکو ادا کیا اور دوسرے شریک نے اسمین بٹائی نہ کی بلکہ اسی کے پاس مسلم رکھا پھر جو کچھ قرضدار پر رہا تھا وہ ڈوب گیا تو شریک کو اختیار ہوگا کہ دوسرے نے جو وصول پایا ہی اُسکی طرف رجوع کر کے اسکے وصول کردہ مین سے حصہ بٹالے یہ ذخیرہ مین ہی - علی بن الجعد نے امام ابو یوسف سے روایت کی ہی کہ اگر قرضدار مر گیا اور دونون قرضخواہ دونون شریکون مین سے ایک اُسکا وارث ہی اور میت مذکور نے اسقدر مال نہین چھوڑا جس سے ادائے قرضہ کامل ہو سکے تو دونون اس مقدار متروکہ مین حصہ رسد شریک ہو جاوینگے یہ بدائع مین ہی - اور اگر تین شخصون کا مشترک قرضہ ایک شخص پر ہو پھر انمین سے دو قرضخواہ غائب ہو گئے اور تیسرا قرضخواہ حاضر آیا اور اُسنے قرضدار سے اپنا حصہ طلب کیا تو قرضدار اسکو دینے پر مجبور کیا جائیگا یہ صغرے مین ہی - اگر دو آدمیون مین ایک اونٹ مشترک تھا جسپر انمین سے ایک شریک دیہات سے کوئی چیز لاد کر شہر کو لے چلا اور راہ مین یہ اونٹ گر پڑا پس شریک نے اسکو ذبح کر ڈالا تو دیکھا جائیگا کہ اگر اس اونٹ کی زندگی کی امید تھی تو ضامن ہوگا اور اگر امید زندگی نہ تھی تو ضامن نہ ہوگا اور اگر شریک مذکور کے سوائے کسی اور نے ذبح کر ڈالا تو بہرحال ضامن ہوگا خواہ اسکی زندگی کی امید ہو یا نہو اور یہی اصح ہی کذا نے محیط السرخسی اور اسی طرح اگر گائے یا بکری کے چرواہے نے گائے یا بکری کو ذبح کر ڈالا پس اگر اسکی زندگی کی امید نہ تھی تو استحساناً ضامن نہوگا اور اگر امید زندگی تھی تو ضامن ہوگا اور اگر سوائے چرواہے کے کسی اجنبی نے ذبح کی تو بہرحال ضامن ہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہی - ایک مکان دو شخصون مین مشترک ہی جمین سے ایک

کہین چلا گیا اور غائب ہو گیا تو دوسرے کو روا ہو گا کہ اُسکے حصہ مین بھی سکونت رکھے پس پورے دار مین سکونت رکھ سکتا ہی اور اسی طرح اگر خادم یعنے غلام یا باندی دو شخصون مین مشترک ہو پھر دونون مین سے ایک غائب ہو گیا تو دوسرے کو اختیار ہو گا کہ خادم سے حصہ شریک کی بھی خدمت لے کذا فی خزانۃ المفتین اور اسپر حصہ شریک کی بابت کوئی اجرت واجب نہ ہو گی اگرچہ یہ مسئلہ مکان مین یہ مکان کرایہ پر چلانے کے واسطے رکھا گیا ہو اور اگر اراضی دونون مین مشترک ہو تو مفتی بہ قول کے موافق اسکو پوری اراضی مین زراعت کا اختیار ہی بشرطیکہ اس زمین کے حق مین زراعت نافع ہو پھر جب اسکا شریک آجائیگا تو وہ بھی اتنی مدت تک اُسمین تنہا زراعت کریگا اور اگر زراعت سے اُسمین نقصان پہونچتا ہو یا خالی چھوڑ دینا اسکو نفع دیتا ہو تو اسکو یہ اختیار نہو گا کہ تمام زمین مین زراعت کرے (یعنے اگر چاہے ١٢) یہ بحر الرائق مین ہی۔ اور جانور مشترک کی صورت مین بغیر اجازت شریک کے اُسپر سوار نہو گا اسواسطے کہ سواری کا فرق بسبب اختلاف سوار کے مختلف ہوتا ہی ہان سواے سواری کے اور کام مثل ہل جوتنے یا پانی دینے وغیرہ کے کام مین بلا اجازت استعمال کرسکتا ہی کیونکہ اسمین تفاوت نہین ہی چنانچہ عقد الفرائد مین مذکور ہی۔ اور اگر ایک باندی دو شریکون مین مشترک ہو تو مشائخ نے فرمایا کہ ایک روز ایک کی خدمت کرے اور دوسرے روز دوسرے کی اور اگر دونون مین سے ایک کو اپنے شریک کی طرف سے یہ خوف ہوا کہ شاید یہ اُسکو اپنے تصرف مین لاوے اور اُسنے درخواست کی کہ کسی ثقہ آدمی کے پاس رکھی جاوے تو یہ درخواست قبول نہ کیجائیگی یہ نہر الفائق مین ہی۔ اور اگر چہار دیواری کے اندر باغ انگور و اراضی دو آدمیون مین مشترک ہو جسمین سے ایک غائب ہی یا اراضی ایک بالغ و طفل یتیم کے درمیان مشترک ہو تو وہ قاضی کے حضور مین مرافعہ کرے۔ اور اگر حاضر نے قاضی سے مرافعہ نہ کیا اور غائب کے حصہ زمین مین بھی زراعت کر لی تو پیداوار اُسکے واسطے حلال ہو گی اور رہا باغ انگور پس جو حاضر ہی اسکی پرداخت کرے پھر جب پھل تیار ہون تو اُنکو فروخت کرکے اسکے ثمن سے اپنا حصہ لے لے اور غائب کا حصہ ثمن رکھ چھوڑے لیکن جب غائب حاضر آیا تو اسکو اختیار ہو گا کہ چاہے یہ ثمن لے لے اور چاہے اُس سے اپنے حصہ کی قیمت کی ضمان لے یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ فتاوے مین مذکور ہی کہ اناج یا درم دو آدمیون مین مشترک تھے جسمین سے ایک غائب ہو گیا اور جو حاضر ہی اسکو احتیاج پیش آئی پس اُسنے اسمین سے اپنا حصہ لے لیا تو امام محمد رح نے فرمایا کہ مجھے امید ہی کہ اسمین کچھ مضائقہ نہوا اور فقیہ ابو اللیث نے کہا کہ ہم اسی کو لیتے ہین یہ فتاوے غیاثیہ مین ہی۔ اور کیلی و وزنی چیزون مین سے شریک کو اختیار ہی کہ دوسرے شریک کی غیبت مین اپنا حصہ اسمین سے نکال لے اور اسپر کچھ لازم نہ ہو گا بشرطیکہ باقی سالم رہا اور اگر باقی تلف ہو گیا تو اسکی بربادی دونون پر پڑیگی یہ نہر الفائق مین ہی۔ ایک مکان دو شخصون کے درمیان مقبوض اسطرح ہی کہ ہر ایک کا حصہ جدا کیا ہوا تقسیم کیا ہوا ہی اور انمین سے ایک حاضر اور دوسرا غائب ہی تو دونون مین سے کسی کو یہ اختیار نہین ہی کہ دوسرے شریک کے حصہ مین سکونت رکھے اور نہ اُسکو اجارہ پر بدون حکم قاضی دے سکتا ہی ہان قاضی اگر دیکھے کہ درصورتیکہ اسمین کوئی نرہیگا یہ خراب ہو جائیگا تو اسکو اجارہ پر دیدے اور اسکی اجرت اسکے مالک غائب کے واسطے رکھ چھوڑے یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔ ایک مکان دو بھائیون اور انکی دو بہنون کے درمیان مشترک ہی اور بھائیون کی جورو ین اور بہنون کے شوہر موجود ہین تو بھائیون کو اختیار ہی کہ اگر بہنون کے شوہر انکی جورؤن کے ایسے قرابتی رشتہ دار نہون جنکے ساتھ انکی جورؤن کا نکاح ناجائز ہی تو انکو اندر آنے سے منع کرین۔ اور اگر ایک مکان دو شخصون مین مشترک ہی جسمین وہ دونون رہتے ہین تو دونون مین سے کسی کو یہ اختیار نہین ہی کہ دوسرے کو اُسکی چھت پر چڑھنے سے منع کرے اسواسطے کہ یہ تصرف اسکا ایسی چیز مین ہی جسمین

اُسکا حق ہی یہ قنیہ مین ہی۔ ایک کوچہ غیر نافذہ دس آدمیون مین مشترک ہی جنمین سے ہر ایک کا اس کوچہ مین مکان ہی مگر انمین سے ایک کا مکان دوسرے کوچہ مین ہی جسکا راستہ اس کوچہ مین نہین ہی تو اُسکو یہ اختیار نہین ہی کہ اس کوچہ مین اپنے مکان کا دروازہ پھوڑے چنانچہ شیخ ابو القاسم وشیخ ابو جعفر وفقیہ ابو اللیث نے اسی پر فتوے دیا اور یہی صحیح ہی یہ فتاوی غیاثیہ مین ہی۔ ایک طاحونہ دو آدمیون مین مشترک ہی ایک نے اسکی عمارت مین خرچ کیا تو وہ مفت بطور احسان خرچ کرنیوالا نہ ہوگا بخلاف اسکے اگر غلام مشترک کو ایک شریک نے نفقہ دیا یا باغ انگور مشترک کا خراج ایک ہی نے ادا کیا تو مفت احسان کرنے والا ہوگا یہ سراجیہ مین ہی۔ ایک مکان دو شخصون مین مشترک ہی جنمین سے ایک غائب ہی اور دوسرے نے اسکو کرایہ پر دیدیا اور کرایہ وصول کیا تو جو غائب ہی وہ حاضر ہو کر مختار ہی کہ اُسمین اُسکے ساتھ حصہ بٹائی کر لے یہ قنیہ مین ہی شیخ ابو القاسم نے فرمایا کہ ایک زمین چند لوگون کے درمیان مشترک غیر مقسوم ہی پس بعض نے اس اراضی مین تھوڑی زمین مین اپنے بیجون سے زراعت کی اور اسکو ایسے پانی سے سینچا جو ان سب مین مشترک ہی اور چند سال تک بدون اجازت اپنے شریکون کے زمین کا اشتراک کیا تو فرمایا کہ اگر مہایات کے بعد اسکو اپنے حصہ مین اسی قدر حاصل ہوئی ہی اور قبل اسکے یہ سب شریک باری باری کی مہایات کر چکے ہون تو اُسپر کچھ ضمان نہ ہوگی اور مشترک مین اُسکے شریکون کو استحقاق شرکت بھی حاصل نہ ہوگا یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اور جو راہن پر واجب ہوا اگر اُسکو مرتہن نے بدون اجازت راہن کے ادا کر دیا تو متطوع ہوگا یعنے مفت احسان کرنے والا ہوگا اور اسی طرح جو مرتہن پر واجب ہوا اگر راہن نے اسکو اسطرح ادا کیا تو بھی یہی حکم ہی اور اگر دونون مین سے کسی نے جو دوسرے پر واجب ہوا ہی دوسرے کی اجازت سے یا قاضی کے حکم سے ادا کیا تو اُس سے واپس لے سکتا ہی۔ اور امام ابو یوسف وامام اعظم سے روایت ہی کہ اگر راہن غائب ہوا اور مرتہن نے قاضی کے حکم سے خرچ کیا تو راہن سے یہ خرچہ واپس لیگا اور اگر راہن حاضر ہو تو واپس نہین لے سکتا ہی مگر فتوی اُسپر ہی کہ اگر راہن حاضر ہوا اور اُسنے خرچہ دینے سے انکار کیا پھر قاضی نے مرتہن کو خرچ کرنے کا حکم دیا پس اُسنے خرچ کیا تو راہن سے واپس لے سکتا ہی اور شرکت کے مسائل اسی قیاس پر ہونے چاہییے ہین یہ فتاوی قاضی خان مین ہی۔ امام محمد رح نے جامع مین بیان فرمایا کہ ایک شخص پر دوسرے کے ہزار درم ہین اُسنے تیسرے و چوتھے دو شخصون کو حکم دیا کہ میری طرف سے قرضخواہ کو ہزار درم [یہ مسئلہ پہلے گذر گیا ہے] اُسکا قرضہ جو مجھپر ہی ادا کر دو پس دونون نے ادا کیے پھر انمین سے ایک نے حکم دہندہ سے پانچ سو درم وصول کیے پس اگر دونون نے اسکو اپنے مشترک مال سے ادا کیا ہو تو دوسرے کو اختیار ہوگا کہ وصول کرنیوالے سے شرکت کر کے حصہ بانٹ لے اور اگر دونون نے مشترک مال سے ادا نہ کیا ہو باین طور کہ ہر ایک نے جو کچھ دیا ہی وہ حقیقت مین الگ اپنا ذاتی مال لایا تھا مگر ادا اسطور سے کیا کہ دونون نے ساتھ ہی ادا کر دیا تو ایسی صورت مین جو ایک نے وصول پایا ہی اُسمین دوسرا شرکت نہین کر سکتا ہی کذا فی المحیط اور اسی طرح اگر دونون نے ایک ہی صفقہ مین ایک نے اپنا غلام اور دوسرے نے اپنی باندی کسی کے ہاتھ فروخت کیے یا دونون نے اجارہ پر دیے تو بھی جو کچھ وصول ایک کریگا اُسمین دوسرا شرکت کر سکتا ہی یہ کافی مین ہی۔ اور نیز جامع مین مذکور ہی کہ اگر دو گواہون نے ایک شخص پر گواہی دی کہ اُسنے اپنا غلام بعوض دو ہزار درم کے مکاتب کیا ہی کہ ایک سال مین یہ مال کتابت ادا کرے اور غلام کی قیمت ہزار درم ہی پھر دونون گواہون نے اپنی گواہی سے رجوع کیا تو مولی کو اختیار ہی چاہے ہر دو گواہ سے غلام کی قیمت ہزار درم فی الحال لے لے اور چاہے مکاتب سے بدل کتابت لینا

اختیار کرے کہ وہ ایک سال کی مدت پر دو ہزار درم اُس سے لے لیگا پھر اگر اُسنے گواہون سے ہزار درم فی الحال لے لیے تو ہر دو گواہ مذکور بجاے مولے کے بدل کتابت کی ملک مین قائم ہونگے یعنے دو ہزار درم بدل کتابت دونون گواہون کی ملک بجاے مولی کے ہوجائینگے پھر دونون نے مکاتب سے دو ہزار درم وصول کیے تو اسمین سے ایک ہزار درم انکو حلال ہین اور باقی ہزار درم صدقہ کر دین اور مکاتب آزاد ہوجائیگا اور اُسکی ولا اُسکے مولے کے واسطے ہوگی پھر اگر مکاتب نے ہزار درم ان دونون گواہون مین سے ایک کو ادا کیے تو آزاد نہ ہوگا اور جو کچھ اُسنے وصول کیا ہی اسمین دوسرے گواہ کو شرکت کرنے کا بھی اختیار نہ ہوگا خواہ جو مال قیمت گواہون نے مولے کو ادا کیا ہی وہ اپنے مشترک مال سے ادا کیا ہو یا غیر مشترک سے دیا ہو اور یہی حکم بیع کا بھی ہی چنانچہ اگر دو گواہون نے زید پر یہ گواہی دی کہ اسنے غلام اس بکر کے ہاتھ دو ہزار درم کو بوعدہ یکسال کے فروخت کیا اور غلام کی قیمت ہزار درم ہی اور بکر اُسکا مدعی ہی اور زید منکر ہی پس گواہون کی گواہی پر حکم دیدیا گیا پھر دونون گواہون نے اپنی گواہی سے رجوع کر لیا تو مولے یعنے زید کو اختیار ہی چاہے مشتری سے ایکسال کی مدت پر دو ہزار درم اُسکا ثمن لینا اختیار کرے اور چاہے گواہون سے اُسکی قیمت ایک ہزار درم فی الحال لے لے پس اگر زید نے گواہون سے ضمان لینا اختیار کیا تو دونون گواہ بجاے زید کے ملک ثمن مین نہ ملک غلام مین قائم ہونگے پس ان دو ہزار درم ثمن مین سے انکو ایک ہزار درم حلال ہونگے اور باقی ہزار درم صدقہ کر دین پھر اگر انمین سے ایک گواہ نے مشتری سے کچھ وصول کیا تو دوسرے کو اُسکے ساتھ شرکت کرنے کا اختیار نہ ہوگا یہ محیط مین ہی اور اگر مکاتب مذکور ادا ے کتابت سے عاجز ہوگیا اور کتابت فسخ ہوگئی یا بیع فسخ ہوگئی تو جو کچھ مولاے غلام نے گواہون سے بطور ضمان وصول کیا ہی وہ انکو واپس دیگا اور جو کچھ اُنھون نے مکاتب سے وصول کیا ہی اسکو مولی ان سے واپس لے لیگا یا مشتری اُنسے جو ثمن اُنھون نے وصول کیا ہی واپس لیگا یہ کافی مین ہی۔ دو شخصون مین ایک باندی مشترک تھی جسکو کسی غاصب نے غصب کرکے زید کے ہاتھ فروخت کر دیا اور زید نے اسکو ام ولد بنایا یعنی اُس سے بچہ پیدا ہوا پھر نالش ہونے پر قاضی نے دونون مالکون کے واسطے باندی و اسکے عقر و بچہ کی قیمت کا معاً حکم دیدیا تو دونون مالکون مین سے ایک جو کچھ وصول کریگا اسمین دوسرے کو شرکت کرنے کا اختیار ہوگا اور اگر دونون مین سے ہر ایک کے واسطے الگ الگ حکم حاصل ہوا تو قیمت باندی و عقر مین دونون ایک دوسرے کی شرکت کر سکتے ہین اور بچہ کی قیمت مین نہین کر سکتے ہین چنانچہ اگر دونون مین سے ایک نے بچہ کی قیمت مین سے اپنا حصہ وصول کیا تو دوسرا اُسمین شرکت و بٹائی نہین کر سکتا ہی۔ اور اگر دونون مین سے ایک نے بائع یعنی غاصب سے تاوان لینا اختیار کیا اور دوسرے نے مشتری سے ضمان لینی پسند کی تو ایک کے کچھ وصول کیے ہوئے مین دوسرا شرکت نہین کر سکتا ہی۔ اور اگر ایک کیواسطے بچہ کی نصف قیمت کا حکم دیا گیا پھر یہ بچہ مرگیا پھر دوسرا شریک حاضر ہوا تو اسکے واسطے کچھ نہ ہوگا اور اگر مشتری کے پاس باندی مرگئی تو مولے کو اختیار ہی چاہے بائع سے باندی کی قیمت تاوان لے اور چاہے مشتری سے لے اور ہر دو صورت مین اسکو اختیار ہوگا کہ مشتری سے عقر کی اور بچہ کی قیمت کی ضمان لے۔ اور اسی طرح اگر دونون نے کسی سے ایک مکان خریدا اور اسمین کچھ عمارت بنائی پھر کسی نے اُس مکان کو اپنا استحقاق ثابت کرکے لے لیا پھر دونون کے واسطے بائع پر عمارت مذکورہ کی قیمت کا حکم دیا گیا تو جو کچھ ایک وصول کریگا اُسمین دوسرا شرکت کر سکتا ہی۔ اور اگر دونون مین سے ہر ایک کے واسطے علحدہ علحدہ حکم دیا گیا تو ایک کے ساتھ دوسرا اُسمین شرکت نہین کر سکتا ہی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور امام محمدؒ

نے جامع مین فرمایا کہ دو شخصون نے ایک شخص سے ایک غلام جسکی قیمت ہزار درم ہی غصب کر لیا پھر اُسکی قیمت دو ہزار درم ہوگئی پھر ایک اور شخص نے آکر ان دونون سے یہ غلام غصب کر لیا پھر دوسرے غاصب کے پاس مرگیا پھر اس غلام کا مولے حاضر ہوا تو اسکو اختیار ہوگا چاہے ہر دو غاصب اول سے اُسکی قیمت ایک ہزار درم تاوان لے اور چاہے دوسرے غاصب سے دو ہزار درم تاوان لے پھر اگر اُسنے اولین سے تاوان لینا اختیار کیا تو دونون دوسرے غاصب سے دو ہزار درم لے لینگے مگر اُسمین سے ایک ہزار درم انکو حلال ہین اور باقی ایک ہزار درم صدقہ کر دین اور اگر ان دونون مین سے ایک نے دوسرے غاصب سے ہزار درم وصول کیے تو دوسرے کو اختیار ہوگا کہ اسمین اُسکے ساتھ شرکت کرے - اور نیز جامع مین مذکور ہی کہ دو شخصون نے ایک شخص سے ایک غلام غصب کیا پھر اسکو کسی کے ہاتھ فروخت کیا پھر مشتری کے پاس یہ غلام مرگیا تو مولے کو اختیار ہوگا چاہے دونون غاصبون سے اُسکی ضمان لے اور چاہے مشتری سے تاوان لے - پھر اگر اُسنے دونون غاصبون سے ضمان لی تو انکی بیع تمام ہوگئی اور جو ثمن مشتری سے ملیگا وہ ان دونون کا ہوگا پھر اگر دونون مین سے ایک نے مشتری سے کچھ وصول کیا تو دوسرے کو اسمین مشارکت کا اختیار ہوگا - اور اگر مولے نے ہر دو غاصب مین سے ایک کو پاکر اُس سے نصف قیمت تاوان لے لی تو اسکے حصہ کی بیع تمام ہوجائیگی اور اُسکے واسطے نصف ثمن واجب ہوگا پھر اُس غاصب نے جسنے نصف قیمت تاوان ادا کی ہی مشتری سے کچھ ثمن وصول نہ کیا یہانتک کہ مالک نے دوسرے غاصب سے بھی نصف قیمت تاوان لے لی حتے کہ اُسکے حصہ کی بیع بھی نافذ ہوگئی پھر ان دونون غاصبون مین سے ایک نے مشتری سے اپنا حصہ ثمن وصول کیا تو دوسرے کو اُسمین مشارکت کا اختیار ہوگا - اور اگر اُس غاصب نے جس سے مولاے غلام نے پہلے نصف قیمت تاوان لے لی ہی مشتری سے اپنا حصہ ثمن وصول کیا پھر مالک غلام نے دوسرے غاصب سے بھی نصف قیمت تاوان لے لی حتے کہ اسکے حصہ کی بیع بھی نافذ ہوگئی پھر دوسرے نے یہ چاہا کہ اول نے جو کچھ وصول کیا ہی اُسمین شرکت کرے تو اسکو یہ اختیار نہ ہوگا پھر جب دوسرے کو اول کے مقبوضہ مین شرکت کا اختیار نہ ہوا تو دوسرے کو یہ اختیار ہوگا کہ مشتری کا دامنگیر ہو کر اپنا حصہ ثمن وصول کرے پھر جب دونون نے بطریق مذکورہ بالا اپنا اپنا حصہ ثمن مشتری سے وصول کیا پھر اول نے جو وصول کیا ہی اسکو رصاص یا ستوق پائے تو اسکو اختیار ہوگا چاہے اپنے حصہ ثمن کے واسطے مشتری کا دامنگیر ہو اور چاہے دوسرے نے جو وصول لیا ہی اُسمین شرکت کرے پھر باقی کے واسطے دونون مشتری مذکور کے دامنگیر ہونگے اور اگر اول نے جو وصول کیا ہی اُسکو نبہرہ یا زیوف پایا اور مشتری کو واپس دیا تو اُسکو اختیار نہ ہوگا کہ جو دوسرے نے وصول کیا ہی اُسمین شرکت کرے بلکہ مشتری سے لیگا - اور اگر دوسرے نے جو وصول کیا ہی اسکو رصاص یا ستوقہ یا زیوف پاکر مشتری کو واپس دیا تو اسکو اول کے مقبوضہ مین شرکت کا اختیار نہ ہوگا یہ محیط مین ہی - اور اگر مکاتب نے کسی کو خطا سے قتل کیا اور مقتول کے دو ولی ہین پس ایک نے اُسکو قاضی کے پاس پیش کیا اور گواہ قائم کیے اور قاضی نے مکاتب قاتل پر پورے خون کا تاوان یعنے قیمت کا حکم دیدیا کہ اس قاتل کی قیمت اس مقتول کے دونون ولی لے لین تو جو ولی غائب ہی وہ حاضر کے مقبوضہ مین شرکت کر لیگا اور اگر قاضی نے حاضر کے واسطے نصف قیمت کا حکم دیا اور اُسنے قاتل سے نصف قیمت وصول کر لی تو اسمین دوسرا شریک نہ ہوگا - اور اگر مقتول دو ہون تو ہر دو ولی مین سے جو کچھ ایک نے وصول کیا اُسمین دوسرا شریک نہوگا خواہ حکم قضا دونون کے واسطے ساتھ ہی واقع ہوا ہو یا جدا جدا یہ محیط سرخسی مین ہی اور اگر قتل کرنیوالا مدبر ہو تو دونون ولی اسکی قیمت مین سے ایک کے وصول کردہ مین شریک ہونگے خواہ حکم قضا دونون کے واسطے

معاً واقع ہوا ہو یا آگے پیچھے اور اگر قتل کرنے والا غلام ہوا اور مقتول کے دو ولی ہون اور مولاے غلام نے یہ اختیار کیا کہ ایک کو نصف غلام دیدے یا ہر دو ولی مین سے ایک کو اُسکا حصہ قیمت فدیہ غلام مین دیا تو یہی دوسرے کے حق مین بھی اختیار کرنا ہوجائیگا اور ہر دو اس ایک کے مقبوضہ مین شریک ہونگے۔ اور اگر اُسنے دو آدمیون کو قتل کیا پس مولی نے ایک کے ولی کو نصف غلام دیا یا اُسکے نصف کا فدیہ دیا تو دوسرا اُسمین شریک نہ ہوگا۔ اور اگر اُسنے عمداً ایک شخص کو قتل کیا اور مقتول کے دو ولی ہین پس مولی نے ان دونون مین سے ایک کے ساتھ ہزار درم پر صلح کرلی تو اُسمین دوسرا شریک نہ ہوگا اسواسطے کہ اصل مین دونون کا حق قصاص ہے اور اس قصاص کی تحویل ہزار درم کی طرف بسبب صلح کے ہوگئی اور یہ مختلف ہے حتے کہ اگر دونون کا اتفاق ہو کہ دونون مولاے قاتل سے صلح کرین تو مقبوضہ صلح مین دونون شریک ہوسکتے ہین یہ کافی مین ہے۔ اگر ایک غلام مشترک دو آدمیون کے درمیان ہوا اور اسکو دونون مین سے ایک نے دوسرے سے غصب کرلیا اور کسی مشتری کے ہاتھ اُسکو ہزار درم کو فروخت کردیا تو اُسکے حصہ کی بیع جائز ہوگی اور اگر ہنوز اُسنے ثمن وصول نہ کیا ہو یہان تک کہ دوسرے شریک نے اُسکی بیع کی اجازت دیدی تو بائع کو روا ہوگا کہ مشتری سے تمام ثمن وصول کرلے پھر اگر مشتری سے تھوڑا ثمن وصول کیا تو دونون مین مشترک ہوگا حتے کہ اگر تلف ہوگیا تو دونون کا مال گیا بخلاف اسکے اگر ہر دو شریک مین سے ایک نے قرضہ مشترک مین سے اپنا حصہ وصول کیا تو اُسکا اپنے حصہ پر قبضہ کرنا صحیح ہوگا حتی کہ اگر دوسرے کی اُسمین شرکت کرنے سے پہلے وہ قابض کے پاس تلف ہوا تو قابض کا مال گیا یہ محیط مین منتقے سے منقول ہے۔ اور اگر زید و عمرو کے مشترک غلام مین سے دونون مین سے ایک کا مثلاً زید کا حصہ خالد نے غصب کرلیا اور دوسرے شریک کے ساتھ دونون نے اسکو ایک ہی صفقہ مین فروخت کیا پھر زید نے بیع کی اجازت دیدی تو دونون مین سے جو کچھ ایک وصول کرے اُسمین دوسرا اُسکے ساتھ شریک ہوسکتا ہے اور اگر عمرو کے اپنا حصہ وصول کرلینے کے بعد زید نے اجازت دی تو عمرو کے مقبوضہ مین شرکت نہین کرسکتا ہے یہ کافی مین ہے اور اسی طرح اگر دو شخصون نے ایک غلام کو اس شرط پر فروخت کیا کہ دونون کو تین روز تک اختیار ہے پھر دونون مین سے ایک نے بیع کی اجازت دیدی پھر دوسرے نے اجازت دیدی پھر دونون مین سے ایک نے ثمن مین سے کچھ وصول کیا تو دوسرا اسمین اُسکا شریک ہوگا اور اگر جسنے پہلے اجازت دی ہے اپنا حصہ وصول کرلیا پھر دوسرے نے بیع کی اجازت دی تو اول کے مقبوضہ مین شرکت نہین کرسکتا ہے یہ محیط مین ہے۔ نوازل مین مذکور ہے کہ شیخ ابوالقاسم سے دریافت کیا گیا کہ ایک نے دوسرے کو مال دیا کہ اس سے کام کرے برین شرط کہ نفع دونون کے درمیان مساوی ہوگا اور کہا کہ مین اُسپر راضی نہین ہون کہ تو میرے سواے دوسرے کی شرکت مین کام کرے پھر اگر تو نے میرے سواے دوسرے کی شرکت مین کام کیا تو مین بھی اسمین سے حصہ چاہتا ہون پس دونون اس امر پر رضامند ہوگئے پھر جسکو مال دیا ہے اُسنے کسی دوسرے کو مضاربت پر دیا اور مضارب نے نفع کمایا تو شیخ نے فرمایا کہ رب المال کو یعنی جسنے اول مال دیا ہے اسکو سواے اپنے مال کے اور مال سے جو دوم نے اپنے مضارب کو دیا ہو دے کچھ نفع نہ ملیگا یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ اور اگر وارثون مین سے ایک نے ترکہ مین تصرف کیا اور نفع کمایا تو تمام نفع اسی تصرف کرنے والے کا ہوگا یہ فتاوے غیاثیہ مین ہے اور اگر دو شریک مفاوضت مین سے ایک نے ایک شخص کو ہزار درم کے عوض ایک غلام خریدنے کا وکیل کیا اور اسکو ثمن نہین دیا ہے پھر دونون نے عقد مفاوضت کو توڑ دیا اور ہر ایک نے اُنمین سے اور ایک ایک آدمی سے مفاوضت کرلی پھر وکیل مذکور نے ایک غلام خرید اور حالیکہ وکیل مذکور کو دونون کی

مفاوضت کا حال معلوم ہی یا نہین معلوم ہی تو یہ خرید خالصۃً اُسکے موکل کے واسطے ہوگی اور پہلے شریک کے واسطے اُسمین سے کچھ نہ ہوگا اسواسطے کہ شریک اول کی توکیل اس وکیل پر بسبب مفاوضت کے ضمناً ثابت ہوئی تھی پس جب متضمن یعنے مفاوضت باطل ہوئی تو جو اُس سے ضمناً ثابت ہوئی تھی یعنے توکیل وہ بھی بلا شرط آگاہی باطل ہوگئی اسلیے کہ یہ عزل حکمی ہی اور موکل کا اب جو شریک ہی یعنے مفاوض دوم اُسکے واسطے بھی اُسمین سے کچھ نہ ہوگا اسواسطے کہ موکل مذکور کے واسطے اس خریدی چیز یعنے غلام مین جو ملک ثابت ہوئی ہی وہ مفاوضت سے پہلے ایک سبب یعنی توکیل سے ثابت ہوئی ہی چنانچہ اگر یہ توکیل نہوتی تو موکل مذکور کی ملک اس غلام مین ثابت نہ ہوتی اور یہ قاعدہ ہی کہ ہر دو شریک مین سے جب ایک کے واسطے کسی چیز کی ملک ایسے سبب سے ثابت ہو جو شرکت سے پہلے واقع ہوا ہی تو دوسرا شریک اُسمین اُسکا شریک نہ ہوگا جیسے اگر کوئی غلام بائع کے واسطے خیار کی شرط دیکر خریدا پھر مشتری نے کسی سے مفاوضت کر لی پھر بائع نے اپنا خیار ساقط کر دیا اور بیع لازم ہوگئی[۱۲] تو شریک کے واسطے اس غلام مین شرکت ثابت نہوگی ولیکن وکیل کو اختیار ہوگا چاہے مال ثمن کے واسطے اپنے موکل کی طرف رجوع کرے اور چاہے اُسکے شریک سے رجوع کرے پھر شریک اُسکے موکل مذکور سے لے لیگا یہ کافی مین ہی۔ اور اس مسئلہ مین اگر موکل نے وکیل کو ایک کُر گیہون دیے اور کہا کہ اسکے عوض میرے واسطے ایک غلام خریدے اور باقی مسئلہ موافق مذکورہ بالا ہی پھر وکیل نے اُس کُر کے مثل کے عوض خریدا تو قیاساً وکیل مذکور خلاف کرنے والا ہوا اور استحساناً مخالف نہ ہوگا پھر اگر وکیل نے دونون کے مفاوضت توڑ لینے سے آگاہ ہوکر خریدا ہی تو یہ اور اول دونون یکسان ہین اور اگر بیخبر تھا تو غلام مذکور اُسکے موکل اور موکل کے شریک اول کے درمیان مشترک ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی اور نوازل مین ہی کہ شیخ ابو القاسم سے دریافت کیا گیا کہ دو آدمیون نے باہم شرکت کی پس ایک نے کام کیا اور دوسرا غائب ہوگیا پھر وہ حاضر آیا تو حاضر نے اسکا حصہ اُسکو دیا پھر حاضر غائب ہوگیا اور غائب نے جو حاضر ہی کام کیا اور نفع کمایا اور غائب ہو جانیوالے کو نفع مین سے اُسکا حصہ دینے سے انکار کیا تو شیخ نے فرمایا کہ اگر دونون کی شرکت بطور صحیح واقع ہوئی اور باہم دونون کے کام کرنے کی شرط کر لی تھی کہ اکٹھا یا متفرق کام کرین تو جو نفع ان دونون کی تجارت سے حاصل ہو خواہ دونون کے اکٹھا کام کرنے سے یا متفرق کام کرنے سے وہ سب دونون مین موافق باہمی شرط کے مشترک ہوگا اور نیز شیخ ابو القاسم سے دریافت کیا گیا کہ دو شخصون نے باہم شرکت کی اس شرط پر کہ دونون خریدین اور دونون فروخت کرین اور نفع دونون مین نصفا نصف ہوگا اور ہر ایک کے واسطے ایسے درم ہین جو اس تجارت سے علاوہ ہین پھر ایک شریک نے دوسرے سے کہا کہ ہم مال تقسیم کرینگے اور شرکت توڑ دینگے اسواسطے کہ مجھے اسمین کچھ منفعت نہین ہی پھر اُسنے متاع کا بٹوارہ کر لیا پھر دونون مین سے ایک نے اپنا حصہ پورا دوسرے کے ہاتھ فروخت کر دیا اور کچھ درم وصول کرکے اور کام شروع کر دیا اور دونون نے باہم یہ نہ کہا کہ ہم دونون الگ ہوگئے تو شیخ نے فرمایا کہ پہلا کلمہ کہ ہم شرکت کو قطع کرینگے اس پچھلی بیع کے ساتھ قطع شرکت ہوگا یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ دو شخصون نے کپڑے کے سوت مین اسطرح شرکت کی کہ ایک کا تانا اور دوسرے کا بانا ہو پس دونون نے کپڑا بُنا تو یہ کپڑا دونون مین بحساب قیمت تانے و بانے کے مشترک ہوگا یہ محیط مین ہی۔ اور شیخ خجندی نے فرمایا کہ باپ کو اور وصی کو روا ہی کہ طفل صغیر کے مال کو اپنے مال کے ساتھ شرکت مین لاوین اور اگر صغیر کا راس المال بہ نسبت اسکے راس المال کے زائد ہو اور نفع مین مساوات وغیرہ شرط کی پس اگر گواہ کر لیے تو نفع دونون مین موافق شرط کے ہوگا اور اگر گواہ نہ کر لیے ہون تو نفع مشروط فیما بینہ و بین اللہ تعالیٰ تو باپ یا وصی کو حلال ہوگا ولیکن قاضی اسکے قول کی تصدیق نہ کریگا بلکہ نفع کو بمقدار راس المال قرار دیگا یہ سراج وہاج مین ہی۔ منتقے مین امام ابو یوسف سے روایت ہی کہ اگر مفاوضین نے

کسی کو ہبہ کیا تو جائز نہین ہی اور اُسکے شریک کو اختیار ہوگا کہ موہوب لہ سے نصف مال ہبہ واپس لے لے پھر جب لے لیا تو یہ دونون شریکون مین نصفا نصف ہوگا اور جو باقی رہگیا ہی اُسکا ہبہ بھی ٹوٹ جائیگا اور دونون کی طرف نصفا نصف واپس آویگا اور بھی منتقے مین مذکور ہی کہ اگر دو شریک عنان مین سے ایک خرید فروخت کیا کرتا تھا پس اُسنے کچھ قرضہ کرلیا پھر دوسرے نے شرکت کو توڑ کر نصف متاع وصول کرلینی چاہی اور کہا کہ جب تجھ سے قرضہ لیا جاوے تب تو مجھ سے واپس لینا تو اُسکو یہ اختیار نہین ہی یہ محیط مین ہی - ایک نے باغ انگور کے پھل خریدے پھر دوسرے سے کہا کہ مین نے تجھے اسمین تہائی کا شریک کیا پس اگر پھلون کے ادراک سے پہلے ایسا کیا تو یہ فاسد ہی یہ قنیہ مین ہی - اور اگر زید نے عمرو سے کہا کہ تو مجھے ہزار درم قرضہ دے کہ مین اُس سے تجارت کرونگا اور نفع میرے تیرے شرکت ۱۲ درمیان مشترک ہوگا پس عمرو نے اسکو ہزار درم قرضہ دیے اور زید نے تجارت کرکے نفع کمایا تو تمام نفع زید کا ہوگا اور عمرو کے واسطے اسمین کچھ شرکت نہ ہوگی یہ ذخیرہ مین ہی - شیخ علی بن احمد سے دریافت کیا گیا کہ زید نے عمرو سے سو دینار قرض لیے پھر قبضہ کرکے عمرو کو دیے پھر عمرو نے سو دینار اور نکالے اور دونون مالون کو خلط کردیا پھر زید سے کہا کہ یہ مال لیجا اور اُس سے شرکت پر تجارت کر پس زید نے ایسا ہی کیا اور نفع اُٹھایا تو شیخ نے فرمایا کہ یہ مختل و ناقص ہی شرط زائد ہونا ضرور ہی تاکہ شرکت صحیح ہووے - اور نیز شیخ سے دریافت کیا گیا کہ زید نے عمرو کے پاس گیہون ودیعت رکھے اور کہا کہ یہ گیہون تو اپنے گیہوؤن مین ملادے پھر انکو گڑھے مین بھردے پس عمرو نے ایسا کیا اور دفن کردیا پھر اُسمین سے دو تہائی چوری گئے پھر زید آیا اور عمرو نے اسکو بقیہ گیہون دیدیئے پھر اسکے بعد عمرو نے دعوی کیا کہ اس گیہون مین سے مجھے میرا حصہ دیدے تو شیخ نے فرمایا کہ یہ دعوے کرسکتا ہی اسواسطے کہ جب زید کے حکم سے اُسنے خلط کیے پھر وہ چوری گئے تو جسقدر چوری گئے ہین وہ دونون کے حصون سے شرکت پر گئے یہ تاتارخانیہ مین ہی - اگر دو شخصون کے درمیان ایک من گیہون مشترک ہون اور ایک من جو مشترک ہون اور دونون مین سے کسی نے دوسرے کو اُسکے بیع کی اجازت نہ دی پھر دونون مین سے ایک نے ایک جانور مستعار لیا تاکہ اُسپر گیہون لادلیجاوے پھر بغیر اُسکے حکم کے دوسرے نے اُسپر جو لادے تو یہ لادنے والا اُس جانور کا اور اپنے شریک کے حصہ شعیر کا ضامن ہوگا اور یہ ویسا نہین ہی جیسے شریک عنان یا شریک مفاوض مین مذکور ہوا ہی یہ مبسوط مین ہی - اور فتاوی مین مذکور ہی کہ شیخ ابوبکر سے دریافت کیا گیا کہ دو شریکون مین سے ایک مجنون ہوگیا اور دوسرے نے مال سے تجارت کرکے نفع اُٹھایا یا گھٹی پائی تو فرمایا کہ شرکت دونون مین قائم ہی یہانتک کہ جنون کا مطبق ہونا اُسپر ثابت ہووے پھر جب یہ حکم اُسپر دیا گیا تو دونون سے شرکت فسخ ہوجائیگی پھر جب اسکے بعد اُسنے مال سے کام کیا تو پورا نفع کام کرنے والے کا اور سب گھٹی اُسی پر ہوگی اور یہ مثل مال مجنون کے غصب کرنے کے ہی پس شریک مذکور کو اپنے حصہ مال کا نفع حلال ہوگا اور مال مجنون کے حصہ کا نفع اسکو حلال نہ ہوگا پس اُسکو صدقہ کردے یہ محیط مین ہی - اور شریک کے قبضہ مین جو اُسکے شریک کا مال ہو اُسپر اسکا قبضہ امانت کا قبضہ ہوگا پس اگر اُسنے دعوی کیا کہ مین نے شریک کو دیا ہی اور شریک نے انکار کیا تو قسم لیجائیگی اور رب المال و مضارب دونون کا بھی یہی حال ہی یہ بزازیہ مین ہی - اور اگر شریک قابض نے اپنے شریک کی موت کے بعد دعوی کیا کہ مین نے اسکو دیدیا ہی تو بحر الرائق مین فرمایا کہ ولوالجیہ کی کتاب الوکالت سے ظاہر ہوتا ہی کہ اسمین بھی وہی حکم ہی - اور فرمایا کہ دو صورتین واقع ہوئین اول یہ کہ شریک نے دوسرے کو اُدھار فروخت کرنے سے منع کیا تھا مگر شریک نے ادھار فروخت کیا تو مین نے اسکے جواب مین کہا کہ بائع کے حصہ کی بیع نافذ ہوئی اور

حصہ شریک کی بیع متوقف ہی پس اگر اُسنے بھی اجازت دی تو نفع دونون مین تقسیم ہوگا - دوم یہ کہ شریک نے دوسرے شریک کو مال باہر لیجانے سے منع کیا تھا پھر وہ لے گیا اور نفع کما لایا تو مین نے جواب دیا کہ وہ حصہ شریک کا بسبب باہر نکال لیجانے کے غاصب ہوا پس چاہیے کہ نفع مذکور دونون مین موافق شرط کے مشترک نہو انتہی اور اُسکا مقتضا فساد شرکت ہی اور اسکو بھی قبضۂ شریک کی امانت ہونے پر تفریع کیا ہی یہ فتاوے قاری الہدایہ مین ہی - اور شیخ سے سوال کیا گیا کہ اپنے شریک سے یا مضارب سے جو اُسنے فروخت کیا اور صرف کیا ہی اُسکا حساب مانگا پس اُسنے کہا کہ مجھے نہین معلوم ہی پس آیا محاسبہ مذکور اُسپر لازم کیا جائیگا تو فرمایا کہ مقدار نفع و نقصان مین قسم کے ساتھ شریک یا مضارب کا قول قبول ہوگا اور اُسپر یہ لازم نہ کیا جائیگا کہ تمام مفصل[یعنی مفصل ۱۲] ذکر کرے اور ضائع ہونے اور شریک کو واپس دینے مین بھی اُسکا قول قبول ہوگا یہ نہر الفائق مین ہی - شریک نے کہا کہ مین نے دس نفع کمائے پھر کہا کہ نہین بلکہ تین نفع کمائے تو دوسرے کو اختیار رہیگا[یعنی بدون قسم ۱۲] کہ اُس سے قسم لے کہ دس نفع نہین کمائے ہین یہ قنیہ مین ہی - اور ناطقی رحمہ نے ذکر فرمایا ہی کہ جملہ امانات تجہیل کے ساتھ بدون بیان چھوڑ کر مرجانے سے منقلب[دینار یا درم مثلاً ۱۲] ہوکر مضمونات ہوجاتے ہین سوائے تین صورتون کے اول یہ کہ متولی مسجد نے اگر حاصلات جو مسجد کے واسطے ہی وصول کی اور بدون بیان کے مرگیا تو ضامن نہ ہوگا - دوم یہ کہ اگر سلطان جہاد کے واسطے نکلا اور لشکریون نے غنیمت حاصل کی اور سلطان نے کچھ غنیمت بعضے لشکریون کے پاس ودیعت رکھی پھر سلطان مرگیا اور یہ بیان نہ کیا کہ کسکے پاس ودیعت رکھی ہی تو ضامن نہ ہوگا - سوم آنکہ قاضی نے اگر مال یتیم حفاظت کے واسطے لیکر کسی کے پاس ودیعت رکھا پھر مرگیا اور یہ بیان نہ کیا کہ کسکے پاس ودیعت رکھا ہی تو اُسپر ضمان نہین ہی - اور اگر دو متفاوضین مین سے ایک کے پاس مال شرکت ہو اور وہ مرگیا اور اس مال کا حال جو اُسکے پاس تھا بیان نکیا تو بعضے فقہا نے ذکر کیا ہی کہ وہ ضامن نہوگا اور اصل کی کتاب الشرکۃ کا حوالہ دیا ہی حالانکہ یہ غلط ہی بلکہ صحیح یہ ہی کہ وہ اپنے شریک کے حصہ کا ضامن ہوگا لہٰذا اُسنے فتاوے قاضیخان فی الوقف اور اسی سے ظاہر ہوگیا کہ جو فتح القدیر و دیگر فتاوی مین مذکور ہی وہ ضعیف ہی اور صحیح یہی ہی کہ شریک اس تجہیل کے ساتھ مرنے سے ضامن ہوگا خواہ شرکت عنان ہو یا مفاوضہ ہو یہ بحر الرائق مین مذکور ہی - اگر شریک مرگیا اور مال شرکت لوگون پر قرضہ ہی اور اسکو بیان نکیا بلکہ مجہول چھوڑ کر مرگیا تو ضامن ہوگا جیسے مال عین کو مجہول چھوڑ کر مرجانے مین ضامن ہوتا ہی یہ قنیہ مین ہی - اگر شریک مفاوض نے ایک شخص سے ایک مال عین بعوض ہزار درم کے خریدا اور ہنوز قبضہ نکیا تھا کہ بائع مذکور مشتری کے دوسرے شریک سے ملا جسنے بائع سے بھی مال مذکور بعوض ڈیڑھ ہزار درم کے خریدا تو خرید یہی دوسری ہوگی اور اول خرید ٹوٹ جائیگی اور ہر دو متفاوض بمنزلہ شخص واحد کے ہین یہ محیط مین ہی - دو شخصون نے ایک غلام بعوض ہزار درم کے خریدا اور دونون مین سے ہر ایک نے دوسرے کی طرف سے کفالت کرلی تو جبتک دونون مین سے کوئی نصف سے زائد ادا نہ کرے تب تک دوسرے سے رجوع نہین کرسکتا ہی - دو شخصون نے ایک شخص کی طرف سے مال کی کفالت اس شرط سے کی کہ دونون مین سے ہر ایک شخص دوسرے کی طرف سے کفیل ہی یعنے دونون مین سے ہر ایک نے اصیل کی طرف سے پورے مال کی کفالت کرلی پھر اپنے ساتھی کفیل کی طرف سے بھی کفالت کرلی پس دونون مین سے جو کچھ دوسرا ادا کریگا اُسکا نصف دوسرے کفیل سے واپس لے سکتا ہی اور ادا کرنے والے کو یہ بھی اختیار ہی کہ چاہے اصیل سے جو کچھ ادا کیا ہی سب واپس لے اور اگر رب المال نے یعنے طالب مال نے دونون مین سے ایک کو بری کردیا تو دوسرا پورے مال کے واسطے ماخوذ ہوسکتا ہی بسبب آنکہ اصیل کی طرف سے بھی اُسنے کفالت کی ہی - دو مکاتب ہین کہ دونون ایک ہی

کتابت مین مکاتب ہوئے ہین ان دونون مین سے ہرایک نے دوسرے کی طرف سے پورے مال کی کفالت کرلی توجو کچھ دونون مین سے ایک اداکرے اسکا نصف دوسرے سے واپس لے سکتا ہی۔ اوراگر دونون نے کچھ ادا نہ کیا ہو یہانتک کہ مولے نے دونون مین سے ایک کو آزاد کردیا تو عتق جائز ہی اور نصف مال کتابت سے دونون بری ہوجاوینگے اور حصہ باقی کے واسطے مولے کو اختیار ہوگا کہ دونون مین سے جس سے چاہے مواخذہ کرے اسلیئے کہ آزادشدہ سے بحکم کفالت کے اور دوسرے سے بحکم اصالت کے مواخذہ کرسکتا ہی پس اگر مولے نے آزادشدہ سے لیاتو وہ دوسرے سے واپس لیگا اور اگر دوسرے سے لیاتو وہ آزادہ شدہ سے کچھ نہین لے سکتا ہی یہ جامع صغیر مین ہی۔ اگر جانور مشترک علیل ہوگیا اور دونون شریک مین سے ایک غائب ہی اور بیطارون نے کہا کہ اسکو داغ دینا ضرور ہی پس حاضر نے اسکو داغ دلایا پھر وہ مرگیا تو ضامن نہ ہوگا اور اگر ان دونون کی مشترک متاع کسی جانور پر لدی ہوئی ہو پس راستہ مین یہ جانور گرگیا پس ایک نے دوسرے کی غیبت مین ایک جانوراس خوف سے کرایہ کرلیا کہ متاع تلف ہوجاوے یاناقص نہ ہوجاوے توجائز ہی اور جو کچھ کرایہ ہووے اسکا حصہ شریک سے بھی لے لیگا یہ قنیہ مین ہی۔ اوراگر دوشریکون مین سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ مین چاہتا ہون کہ یہ باندی خاص اپنے واسطے خریدون پس شریک خاموش ہورہا پھر اسنے وہ باندی خریدی تو اسی کے واسطے خاص نہ ہوگی جبتک کہ شریک نے یہ نہ کہا ہو کہ اچھا یہ خلاصہ مین ہی۔ منتقے مین لکھا ہی کہ اگر دوشخصون نے شرکت کرلی کام کرنے مین اس شرط پر کہ انمین سے ایک کے واسطے دس درم ماہواری ہونگے جو مال شرکت سے نہین ہین تو شرط باطل اور شرکت جائز ہی یہ محیط مین ہی۔ اوراگر شرکت مفاوضہ مین ایک شریک پر کام کرنا شرط کیا گیا ہو تو شرکت باطل ہی یہ تہذیب مین ہی۔ اور دونون شریک عنان مین سے اگر ایک نے کسی شخص پر اپنی دونون کی شرکت کی کسی چیز کا دعوی کیا اور مدعاعلیہ قسم کھاگیا تو دوسرے شریک کو مدعاعلیہ سے دوبارہ قسم لینے کا اختیار نہ ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ عیون مین لکھا ہی کہ ابن سماعہ نے امام محمد رح سے روایت کی ہی کہ اگر ایک مفاوض نے کسی سے ایک غلام ہزار درم کو خریدا اور ہنوز قبضہ نہ کیا تھا کہ بائع اسکے دوسرے شریک سے ملا اور غلام اس سے ڈیڑھ ہزار درم پر اجارہ پر لیا تو اجارہ جائز ہی اور پہلی خرید ٹوٹ جائیگی خواہ غلام کو شناخت کیا ہو یا نہین یہ تاتارخانیہ مین ہی

کتاب الوقف

اسمین چودہ باب ہین۔

باب اول۔ وقف کی تعریف ورکن وسبب وحکم وشرائط کے بیان مین اور جن الفاظ سے وقف پورا ہوجاتا ہی اور جن سے پورا نہین ہوتا ہی اسکے بیان مین۔ امام اعظم رح کے نزدیک وقف شرع مین حبس کرنا مال عین کا ملک وقف کنندہ پر اور تصدق کرنا اسکی منفعت کا فقیرون پر یا اور کسی وجہ خیر پر اور یہ بمنزلہ عواری کے ہی کذا فی الکافی پس یہ لازم نہ ہوگا کہ اس سے رجوع نہ کرسکے بلکہ وقف کنندہ کو اختیار ہوگا کہ وقف سے رجوع کرے اور اس مال کو فروخت کردے یہ مضمرات مین ہی اور کسی طریقہ سے سوائے دوطریقون کے وقف لازم نہین ہوجاتا ہی۔ اور دوطریقے یہ ہین اول آنکہ کوئی قاضی اسکے لازم ہوجانے کا حکم دیدے اور دوم آنکہ خارج بخرج وصیت ہو پس یون کہے کہ مین نے اپنے اس دار کی آمدنی کی وصیت کردی تو ایسی صورت مین وقف لازم ہوگا یہ نہایہ مین ہی اور صاحبین کے نزدیک شرع مین وقف یہ ہی کہ مال عین کا حبس کردینا

ملک اللہ تعالیٰ پر ایسی وجہ سے کہ اس مال عین کی منفعت بندون کی طرف عود کرتی رہے پس صاحبین کے موافق وقف لازم ہوتا ہے اور مال وقف فروخت نہین کیا جاسکتا اور نہ وہ میراث ہوسکتا ہے یہ ہدایہ مین ہے۔ اور عیون و یتیمہ مین مذکور ہے کہ فتوے صاحبین کے قول پر ہے یہ شرح نقایہ شیخ ابوالمکارم مین ہے اور امام اعظم رح کے نزدیک وقف کرنیوالے کی ملک مال وقف سے قاضی کے حکم سے زائل ہوجاتی ہے پس لازم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ وقف کرنے والا متولی کو مال وقف سپرد کردے پھر یہ حجت کرے کہ وقف لازم نہین ہوا ہے وقف سے رجوع کرے پس قاضی اُسکے لازم ہونے کا حکم دیدے پس یہ وقف بالاتفاق لازم ہوجائیگا اگر وقف کنندہ اور متولی نے کسی کو حَکَم مقرر کیا اور حَکَم نے وقف کے لازم ہونے کا حکم دیدیا تو صحیح یہ ہے کہ حَکَم کے حکم سے اختلاف مذکور مرتفع نہ ہوگا یہ کافی مین ہے۔ اور اگر وقف کرنے والے کو اپنے وقف کے باطل کیے جانے کا خوف ہوا اور اُسکو قاضی سے حکم لزوم حاصل کرنا میسر نہ ہوا (یعنے وقف لازم ہوجائیگا ۱۲) تو وقفنامہ مین تحریر کردے کہ اگر اس وقف کو کوئی قاضی یا کوئی والی باطل کردے تو یہ اراضی تمام اصل اراضی مذکور مع تمام اُس چیز کے جو اُسمین ہے میری طرف سے وصیت ہے کہ فروخت کیجاوے اور اُسکا ثمن فقیرون پر (مثلاً ۱۲) تقسیم کیا جاوے جبکہ متداعی بخراب ہو پس ایسی صورت مین وارث کو قاضی کے پاس مرافعہ کرنا اور وقف کا ابطال کرنا کچھ مفید نہ ہوگا اور وصیت تعلیق بالشرط کو محتمل ہے یہ خلاصہ مین ہے۔ اور شمس الائمہ سرخسی نے فرمایا کہ یہ جو ہمارے زمانہ مین رسم جاری ہوئی ہے کہ لوگ وقفنامہ مین فروخت کرنے والے کا اقرار اسطرح تحریر کرتے ہین کہ قاضیون مین سے ایک قاضی نے اس وقف کے لازم ہونے کا حکم دیدیا ہے تو یہ کچھ نہین ہے اور بعضے متاخرین مشائخ نے کہا کہ جب آخر وقفنامہ مین یون تحریر کیا کہ اس وقف کے صحیح ہونے اور لازم ہونے کا قاضیان اسلام مین سے ایک قاضی نے حکم دیدیا ہے اور قاضی کا نام نہین لیا تو جائز ہے اور مولف رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ صحیح وہی ہے جو شمس الائمہ سرخسی نے فرمایا ہے یہ فتاوے قاضی خان مین ہے۔ اور صحیح یہ ہے کہ وقف کی تعلیق بموت سے وقف کرنے والے کی ملک اُس سے زائل نہ ہوگی مگر وہ بالاجماع لازم ہوجائیگا ولیکن امام اعظم رح کے نزدیک اس مال عین کا رقبہ وقف کرنیوالے کی ملک یا اسکے وارثون کی ملک رہیگا اور صاحبین کے نزدیک دونون مین سے کسی کی ملک نہ ہوگا جیسے اعتاق (آزاد کرنے ۱۲) و مسجد مین ہوتا ہے یہ کفایہ مین ہے۔ اور اگر وقف کو اپنی موت پر معلق کیا باین طور کہ کہا کہ جسوقت مین مرا تو ضرور مین نے اپنا یہ مکان ان وجوہ خیر پر معلق کیا پھر مرگیا تو وقف صحیح ہوا پس اگر اُسکے ترکہ کی تہائی ہوا یا تہائی سے برآمد ہوا تو لازم ہوگیا اور اگر تہائی سے برآمد نہوا تو بقدر تہائی کے جائز ہوا اور باقی ابھی باقی رہیگا یہانتک کہ میت کا کچھ اور مال ظاہر ہو یا وارث لوگ اجازت دیدین پھر اگر میت کا کچھ اور مال ظاہر نہوا اور نہ وارثون نے اجازت دی تو اُسکا غلہ تین تہائی تقسیم ہوگا جسمین سے ایک تہائی واسطے وقف کے اور باقی دو تہائی وارثون کیواسطے اور اگر ایسی حالت مین اپنی موت پر معلق کرکے وقف کیا کہ جب وہ مرض الموت کا مریض تھا تو بھی یہی حکم ہے اور اگر اُسنے حالت مرض الموت مین وقف تنجیزی کردیا یعنے اسکو اپنی موت پر معلق نہ رکھا بلکہ کہدیا کہ مین نے ابھی اسکو وقف کردیا تو امام طحاوی کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بمنزلہ تعلیق بموت کے ہے اور صحیح یہ ہے کہ امام اعظم رح کے نزدیک یہ وقف بمنزلہ حالت صحت کے وقف تنجیزی کے ہے پس لازم نہ ہوگا اور صاحبین کے نزدیک تہائی سے لازم ہوگا یہ تبیین مین ہے۔ پھر واضح ہو کہ جب صاحبین کے نزدیک ملک زائل ہوجاتی ہے تو دونو مین یہ اختلاف ہے کہ امام ابویوسف کے نزدیک فقط قول سے زائل ہوجاتی ہے اور یہی امام شافعی و امام مالک و امام احمد رحمہم اللہ تعالے کا قول ہے اور یہی اکثر اہل علم کا قول ہے اور مشائخ بلخ اسی پر ہین اور منیہ مین لکھا ہے کہ اسی پر فتوے ہے

کذا فی فتح القدیر اور سراج وہاج مین بھی ہی کہ اسی پر فتوے ہی اور امام محمد رح نے فرمایا کہ جبتک وقف کرکے اُسکا متولی کرکے
اسکے سپرد نہ کردے تب تک ملک زائل نہین ہوتی ہی اور اسی پر فتوے ہی یہ سراجیہ مین ہی اور خلاصہ مین لکھا ہی کہ امام محمد رح
کے قول پر فتوے دیا جاوے۔ پس امام ابو یوسف کے قول کے موافق مشاع یعنے غیر مقسوم و منفرز کا وقف صحیح ہی اور امام
محمد رح کے نزدیک صحیح نہ ہوگا اور اسی طرح وقف کی ولایت یعنی متولی ہونا اپنی ذات کے واسطے شرط کرنا امام ابو یوسف کے
نزدیک صحیح ہی اور یہی ظاہر المذہب ہی اور امام محمد رح کے نزدیک نہین صحیح ہی اور اسی طرح واقف کا شرط کرنا کہ جب چاہے
دوسری اراضی سے استبدال کرے امام ابو یوسف کے نزدیک استحسانًا صحیح ہی یہ خلاصہ مین ہی اور اسی پر فتوے ہی یہ شرح
نقایہ ابو المکارم مین ہی۔ اور جب امام اعظم کے قول کے موافق بعد حکم قاضی کے اور امام ابو یوسف کے موافق مجرد وقف کرنے
سے اور امام محمد کے قول کے موافق وقف کرنے اور متولی کے سپرد کرنے کے بعد یہ عین وقفی وقف کرنے والے کی
ملک سے نکلگئی تو جسپر وقف کی گئی ہی اُسکی ملک مین داخل نہو جائیگی کذا فی الکافی اور یہی مختار ہی یہ فتح القدیر مین ہی اور وقف
کا رکن وہی الفاظ خاصہ ہین جو وقف پر دلالت کرین یہ بحر الرائق مین ہی۔ اور سبب وقف خواہش تقرب بجناب باری عز و جل
ہی یہ عنایہ مین ہی۔ اور رہا حکم وقف کا سو صاحبین کے نزدیک یہ ہی کہ وقف کا مال عین اپنے وقف کرنے والے کی ملک
سے خارج ہوکر اللہ تعالی کی ملک حقیقی مین داخل ہوتا ہی اور امام اعظم رح کے نزدیک وقف کا حکم مال عین کا محبوس ہونا
اُسکے وقف کنندہ کی ملک پر اسطرح سے کہ ایک ملک سے دوسری ملک مین منتقل نہ ہوسکے اور غلہ بعد ومہ کا صدقہ ہوتا
بشرطیکہ وقف صحیح ہو باین طور کہ اُسنے کہا کہ مین نے اپنی یہ اراضی صدقہ موقوفہ موبدہ کردی یا مین نے اپنی موت کے بعد
کے واسطے اُسکی وصیت کردی پس یہ وقف صحیح ہی حتے کہ اسکی بیع کا مالک نہین ہی اور نہ اُسکی میراث ہوسکتا ہی ولیکن یہ دیکھا جائیگا
کہ اگر اُسکے تہائی ترکہ سے برآمد ہوا تو جائز ہی اور وقف اُسمین بقدر تہائی کے ہی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور رہے شرائط وقف
پس از انجملہ وقف کنندہ کا عاقل ہونا چاہیے یعنی یہ سمجھتا ہو کہ وقف سے ایسا ہوتا ہی اور بالغ ہونا چاہیے پس طفل و مجنون
کا وقف صحیح نہین ہی یہ بدائع مین ہی اگر ایسے طفل نے جو تصرفات سے ممنوع ہی اپنی اراضی وقف کی تو فقیہ ابو بکر نے
فرمایا کہ اُسکا وقف باطل ہی الا آنکہ باجازت قاضی ہوا اور فقیہ ابو القاسم نے فرمایا کہ اسکا وقف ہر طرح باطل ہی اگرچہ قاضی
نے اسکو اجازت دی ہو اسواسطے کہ تبرع ہی یہ محیط مین ہی۔ از انجملہ آزادی ہی کہ وقف کنندہ آزاد ہو اور مسلمان ہونا
کچھ شرط نہین ہی اور اگر ذمی نے اپنے فرزند اور اسکی نسل پر وقف کیا اور آخر مین مساکین کو داخل کیا تو جائز ہی کہ مسلمان
مسکینون و ذمی مسکینون کو دیا جاوے اور اگر اُسنے وقف مین ذمی مسکینون کی تخصیص کردی ہو تو جائز ہی اور نصرانی و
یہودی و مجوسی سب مسکینون پر بانٹا جائیگا الا اگر اُسنے انمین سے کسی صنف کی خصوصیت کردی ہو تو اسی صنف کے مسکینون
کو تقسیم ہوگا۔ پھر اگر قیم نے ان مسکینون کے سوائے دوسرون کو دیا تو ضامن ہوگا اگرچہ ہمارا قول ہی کہ کفر سب ایک ملت ہی۔
اور اگر اُسنے اپنی اولاد و اُسکی نسل پر پھر فقیرون کے واسطے وقف کیا اس شرط سے کہ جو اُسکی اولاد سے مسلمان ہوجاوے
وہ خارج از صدقہ ہی تو اُسکی شرط معتبر و لازم ہوگی اور اسی طرح اگر یہ کہا کہ جو نصرانیہ سے کسی دوسری ملت کی طرف منتقل
ہوجاوے تو بھی اُسکی شرط معتبر ہوگی چنانچہ امام خصاف نے صاف صریح اسکو بیان فرمایا ہی یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور
فتاوی ابو اللیث مین مذکور ہی کہ ایک نصرانی نے اپنی زمین اپنی اولاد و اولاد اولاد کے واسطے نسلًا بعد نسل ہمیشہ
کے واسطے وقف کی اور آخر مین واسطے فقیرون کے کردی جیسے کہ رسم ہی پھر اسکی اولاد مین سے بعضے مسلمان ہوگئے

تو انکو بھی دیا جائیگا یہ محیط مین ہے۔ ازانجملہ یہ ہی کہ فی ذاتہ قربت ہو اور وقف تصرف کے قربت ہو پس اگر مسلمان یا ذمی نے بیعہ یا
کنیسہ پر یا حربی فقیرون پر وقف کیا تو نہین صحیح ہی یہ نہر الفائق مین ہے۔ اور اگر ذمی نے اپنا گھر کسی بیعہ یا کنیسہ یا آتشخانہ پر وقف
کیا تو یہ باطل ہی کذا فی المحیط اور اسی طرح اگر اسکی درستی یا اسکے چراغ کے تیل کے واسطے وقف کیا تو بھی یہی حکم ہی اور اگر کہا کہ
بیت المقدس کی مرمت یا اسکی روشنی کے واسطے وقف کیا تو جائز ہی اور اگر کہا کہ اسکی آمدنی سے ہر سال غلام خرید کر آزاد
کیے جاوین تو اسکی شرط کے موافق جائز ہی یہ حاوی مین ہی اور اگر کہا کہ اسکا غلہ فلان بیعہ پر جاری رکھا جاوے پھر اگر وہ بیعہ
خراب ہو جاوے تو اسکا غلہ فقیرون و مسکینون کے واسطے ہووے تو اسکی آمدنی فقیرون و مسکینون پر جاری رکھی جائیگی
اور بیعہ مذکورہ پر کچھ خرچ نہ کیا جائیگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر اسنے کہا کہ ابواب خیر پر وقف کیا تو ابواب خیر اسکے نزدیک بیعون
کی عمارت یا آتشخانہ کی تعمیر اور مسکینون پر صدقہ کرنا ہی پس انہین سے مسکینون پر صدقہ کرنا جاری رہیگا اور باقی باطل
کیے جاوینگے یہ حاوی مین ہی۔ اور اگر اسنے کہا کہ آمدنی اسکی میرے پڑوسیون کو بانٹ دیجاوے اور اسکے پڑوسیون
مین مسلمان و یہودی و نصرانی و مجوسی ہین اور آخر مین واسطے فقیرون کے کر دیا ہی تو وقف جائز ہی اور اسکی آمدنی اسکے
پڑوسی مسلمان و نصاری وغیرہ سب پر بانٹ دیجائیگی۔ اور اگر ذمی نے کہا کہ اسکی آمدنی میتون کے کفنون یا انکی قبرین کھودنے مین
صرف کیجاوے تو یہ جائز ہی اور اسکی آمدنی انھین ذمیون کے فقیرون کے کفنون اور انکے مردون کی قبرین کھودنے مین صرف
کیجائیگی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر کسی ذمی نے اپنا دار مسلمانون کے واسطے مسجد کر دیا اور مثل مسلمانون کے عمارت مسجد کی اسکی
عمارت بنائی اور مسلمانون کو اسمین نماز پڑھنے کی اجازت دی پس انھون نے نماز پڑھی پھر مر گیا تو یہ مکان اسکے وارثون
کے واسطے میراث ہوگا اور یہ کل اماموں کا قول ہی یہ جواہر اخلاطی مین ہی۔ اور اگر کسی ذمی نے اپنا مکان بیعہ یا کنیسہ یا
آتشخانہ کر دیا اور یہ اپنی صحت مین کیا پھر مر گیا تو یہ اسکے وارثون کی میراث ہو جائیگا ایسا ہی خصاف نے اپنے وقف مین
اور ایسا ہی امام محمد رح نے زیادات مین ذکر فرمایا ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر کوئی حربی امان لیکر دار الاسلام مین آیا اور
یہان اسنے کچھ وقف کیا تو اسمین سے اسی قدر جائز ہوگا جو ذمیون سے جائز ہوتا ہی یہ حاوی مین ہی۔ ازانجملہ یہ ہی کہ وقف
کرنے کے وقت وقف کرنے والے کی ملک ہو حتی کہ اگر کوئی اراضی غصب کر کے وقف کر دی پھر اسکے مالک سے اسکو
خرید اور ثمن دیدیا یا جو دیا ہی اسپر مالک سے صلح کر لی تو یہ اراضی وقف نہ ہوگی یہ بحر الرائق مین ہی اگر زید نے عمرو کی اراضی
کسی کار خیر مین جو بیان کر دیا ہی وقف کر دی پھر اس زمین کا مالک ہو گیا تو وقف جائز نہ ہوا اور اگر مالک نے اجازت دیدی
تو ہمارے نزدیک وقف ہوگیا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی اور اگر زید نے عمرو کے واسطے ایک اراضی کی وصیت کی پس
عمرو نے اسکو فی الحال وقف کر دیا پھر اسکے بعد زید مرا تو یہ زمین وقف نہ ہوئی یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اگر کوئی زمین
خریدی بدین شرط کہ بائع کو بیع مین خیار ہی پھر اسکو وقف کر دیا پھر بائع نے بیع کو پورا کر دیا اور اجازت دیدی تو وقف جائز
نہ ہوا یہ بحر الرائق مین ہی۔ اور اگر زمین اس شرط سے کہ مجھے خیار حاصل ہی خریدکر وقف کر دی پھر اپنا خیار ساقط کر کے
بیع لازم کی تو وقف صحیح ہی اور اگر کسی نے دوسرے کو اراضی ہبہ کی اور جسکو ہبہ کی ہی اسنے اسپر قبضہ کرنے سے پہلے اسکو وقف
کیا پھر اسپر قبضہ کیا تو وقف صحیح نہین ہی یہ فتح القدیر مین ہی اور اگر کسی کو بطور ہبہ فاسدہ کے اراضی ہبہ کی گئی پس اسنے قبضہ کر کے
وقف کر دی تو صحیح ہی اور اسپر اسکی قیمت واجب ہوگی یہ بحر الرائق مین ہی۔ اور اگر کسی نے بطور خرید فاسد کے کوئی مکان
خرید کر قبضہ کر کے اسکو فقیرون و مسکینون پر وقف کیا تو جائز ہی اور جبکہ وقف کیا ہی اسپر وقف ہو جائیگا اور اسپر اسکی

قیمت بائع کے واسطے واجب ہوگی یہ فتاوے قاضیخان مین ہے۔ اور اگر اراضی مذکور پر قبضہ کرنے سے پہلے اُسکو وقف کیا تو وقف جائز نہین ہے یہ محیط مین ہے۔ اور اگر کسی شخص نے بطریق بیع جائز کوئی اراضی خریدی اور اسکو قبل قبضہ و نقد ثمن کے وقف کر دیا تو وقف ابھی متوقف رہیگا پھر اگر اسکا ثمن ادا کر کے اسپر قبضہ کر لیا تو وقف جائز ہے اور اگر مر گیا اور کچھ مال نہ چھوڑا تو یہ زمین فروخت کیجائیگی اور وقف باطل کیا جائیگا اور فقیہ ابو اللیث نے فرمایا کہ ہم اسی کو لیتے ہین یہ ذخیرہ مین ہے۔ اور اگر مال وقف کا کسی نے اپنا استحقاق ثابت کیا تو وقف باطل ہوا اور اگر مشتری کے وقف کرنے کے بعد اس اراضی یا مکان کا جسکو خرید کر وقف کیا ہے شفیع آیا اور شفعہ طلب کیا تو وقف باطل ہو جائیگا یہ نہر الفائق مین ہے۔ اور وقف کے واسطے وقت وقف کے ملک ہونا شرط کیے جانے سے مسائل ذیل بھی متفرع ہوتے ہین۔ اگر اقطاع کو وقف کیا تو اقطاع کا وقف نہین جائز ہے الا جبکہ ارض موات ہو یا یہ قطعہ زمین امام کی ملک ہو پس امام نے اسکو کسی کو عطا کیا اور اگر ارض الحوز کو امام نے وقف کیا تو نہین جائز ہے اسواسطے کہ امام اُسکا مالک نہین ہے اور ارض الحوز اس زمین کو کہتے ہین کہ اسکا مالک اسکی زراعت کرنے اور اُسکا خراج ادا کرنے سے عاجز ہوا پس اُسنے امام کو دیدی تاکہ اسکے منافع اس خراج کے نقصان کو پورا کرین یہ بحر الرائق مین ہے۔ اور اسی طرح اگر مرتد نے اپنے ردت کے زمانہ مین اپنی مملوکہ چیز کو وقف کیا تو جائز نہین ہے بشرطیکہ وہ اس حالت ردت پر قتل کیا گیا یا مر گیا ہو اسواسطے کہ اس چیز سے اسکی ملک بزوال موقوف زائل ہو گئی تھی یہ نہر الفائق مین ہے اور اسی طرح اگر دار الحرب مین چلا گیا اور قاضی نے اسکے چلے جانے کا حکم دیدیا تو بھی یہی حکم ہے یہ محیط مین ہے۔ اور بحر الرائق مین لکھا ہے کہ اگرچہ مرتد مذکور مسلمان بھی ہو جاوے تو بھی وقف مذکور جائز نہ ہوگا قال المترجم والوجہ عدم الملک التام واللہ اعلم اور اگر مسلمان مرتد ہو گیا تو اسکا وقف باطل ہوگا یہ امام خصاف نے ذکر کیا ہے کذا فی النہر الفائق اور یہ مال میراث ہو جائیگا خواہ وہ اپنی ردت پر قتل کیا گیا ہو یا مر گیا ہو یا اسلام مین لوٹ آیا ہو ہان اگر اُسنے اسلام کی طرف عود کرنے کے بعد دوبارہ وقف کیا تو جائز ہوگا جیسے کہ خصاف نے آخر کتاب مین توضیح کر دی ہے اور مرتدہ عورت کا وقف صحیح ہے اسواسطے کہ وہ قتل نہین کیجاتی ہے یہ بحر الرائق مین ہے۔ اور اگر وقف کیا اپنی نسل پر پھر مساکین پر پھر مرتد ہو گیا تو اسکا وقف باطل ہو گیا اسواسطے کہ جہت مساکین باطل ہو گئی ہے اور وہ اسکی نسل پر صدقہ ہو جائیگا بغیر اسکے کہ آخر اسکا مساکین کے واسطے قرار دیا جاوے یہ حاوی مین ہے۔ قال المترجم توضیح یہ ہے کہ یہ مال اُسکی اولاد پر وقف ہے پھر بعد انکے مساکین پر صدقہ ہے اسطرح وقف کیا پھر مرتد ہو گیا تو وقف باطل ہوا اسواسطے کہ یہ ایسا صدقہ رہگیا کہ جو بغیر جہت مساکین ہے کیونکہ مساکین کے واسطے جو قرار دیا ہے وہ جہت باطل ہو گئی ہے فافہم اور رہا یہ کہ جس مال کو وقف کرنا چاہتا ہے اُس سے حق غیر کا تعلق نہ ہو مثل اسکے کہ وہ رہن نہ ہو یا اجارہ پر نہ ہووے یہ شرط نہین ہے پس اگر ایک زمین کو دو برس کیواسطے اجارہ پر دیا پھر قبل اس مدت گذرنے کے اسکو وقف کر دیا تو اس شرط سے وقف لازم ہوگا اور عقد اجارہ باطل نہوگا پھر جب مدت اجارہ گذر گئی تو زمین مذکور ان جہات مین ہو جائیگی جنکے واسطے وقف کیا ہے اور اسی طرح اگر اپنی اراضی کو رہن کیا پھر فک رہن کرانے سے پہلے اسکو وقف کر دیا تو وقف لازم ہوگا اور اسکی وجہ سے رہن سے خارج نہ ہوگی اور اگر چند سال تک وہ مرتہن کے پاس رہی پھر راہن نے فک رہن کرایا تو وہ جہات وقف کی جانب راجع ہو جائیگی اور اگر فک رہن کرانے سے پہلے مر گیا اور اسقدر مال چھوڑا جس سے فک رہن ہو سکے تو فک رہن کرائی جائیگی اور وقف لازم ہوگا اور اگر اسقدر مال نہ چھوڑا تو زمین مذکور فروخت کیجائیگی اور وقف باطل کیا جائیگا اور اجارہ کی صورت مین اگر مستاجر یا موجر دونون مین سے

ایک مرگیا تو اجارہ باطل ہوکر اراضی مذکورہ وقف ہوجائیگی یہ فتح القدیر مین ہی - ازانجملہ یہ ہی کہ وقف کرنے والا بسبب سفاہت یا قرضہ کے محجور نہو چنانچہ امام خصاف نے اسی طرح مطلقاً بیان فرمایا ہی یہ نہر الفائق مین ہی - اور اگر سفاہت کی وجہ سے محجور ہونے کی حالت مین اپنے اوپر وقف کیا پھر ایسی جہت پر وقف کیا جو منقطع نہین ہوتی ہی تو چاہیے کہ امام ابو یوسف کے نزدیک صحیح ہووے اور یہی محققین کے نزدیک ہی اور اگر کسی حاکم نے اسکے صحیح ہونے کا حکم دیدیا تو کل اماموں کے نزدیک صحیح ہوگا یہ فتح القدیر مین ہی - ازانجملہ عدم جہالت ہی یعنے جو چیز وقف کرتا ہی وہ اسوقت مجہول نہ ہو پس اگر اپنی اراضی وقف کی اور اسکو بیان نکیا تو وقف باطل ہی اور اگر اس دار مین سے اپنا تمام حصہ وقف کیا اور اپنے سہام بیان نہ کیے تو استحساناً جائز ہی - اور اگر یہ زمین یا وہ زمین وقف کی یعنے کہا کہ مین نے یہ زمین یا وہ زمین وقف کی اور وجوہ خیر بیان کردین تو باطل ہی یہ بحر الرائق مین ہی - امام خصاف نے فرمایا کہ اسطرح وقف کہ مین نے کردیا یہ مال صدقۃ موقوفۃ اللہ تعالیٰ کیواسطے ہمیشہ کے لیے یا اپنی قرابت پر تو وقف باطل ہی اسواسطے کہ اسنے شک پر وقف کیا ہی اور اسی طرح اگر کہا کہ مین نے اسکو اللہ تعالیٰ کے واسطے صدقہ موقوفہ ہمیشہ کے لیے زید پر یا عمرو پر اور بعد اسکے مساکین پر کردیا تو یہ بھی باطل ہی یہ محیط مین ہی اگر کسی نے اپنی زمین جسمین درخت ہین وقف کی اور اشجار مستثنیٰ کر دیے تو وقف نہین جائز ہی اسواسطے کہ استثناے درخت مین مع مواضع درختان مستثنیٰ ہونے سے باقی اراضی جو وقف کرتا ہی مجہول ہوگئی یہ محیط سرخسی مین ہی - ازانجملہ یہ ہی کہ وقف منجز ہو یعنی کسی شرط پر معلق نہو پس اگر کہا کہ اگر میرا بیٹا آگیا تو میرا یہ دار واسطے مساکین کے صدقہ موقوفہ ہی پھر اسکا بیٹا آیا تو وقف نہ ہوگا یہ فتح القدیر مین ہی - اور خصاف نے اپنی کتاب الوقف مین فرمایا کہ اگر یون کہا کہ اگر کل کا روز ہووے تو میری زمین صدقہ موقوفہ ہی تو یہ باطل ہی یہ محیط مین ہی - اور اگر کہا کہ میری یہ زمین صدقہ موقوفہ ہی اگر تو چاہے یا پسند کرے تو وقف باطل ہی یہ محیط سرخسی مین ہی اور اگر کہا کہ اگر مین چاہون پس خود کہا کہ مین نے چاہا تو باطل ہی اور اگر کہا کہ مین نے چاہا اور اسکو صدقہ موقوفہ کردیا تو اس کلام متصل سے وقف صحیح ہوا یہ فتح القدیر مین ہی - اور اگر کہا کہ میری یہ زمین صدقہ موقوفہ ہی اگر فلان نے چاہا اور فلان نے کہا کہ مین نے چاہا تو باطل ہی یہ محیط مین ہی - اور اگر ایک نے کہا کہ اگر یہ دار میری ملک ہی تو صدقہ موقوفہ ہی تو دیکھا جائیگا کہ اگر اس کلام کے وقت اسکی ملک تھا تو صدقہ وقف صحیح ہی اسواسطے کہ موجودہ شرط سے معلق کرنا تنجیز ہی ہوتا ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - ایک شخص کا مال جاتا رہا اسنے کہا کہ اگر مین نے اسکو پایا تو اللہ تعالیٰ کے واسطے مجھپر واجب ہی کہ اپنی زمین وقف کرون پھر اسکو پایا تو اسپر واجب ہوا کہ اپنی زمین ایسے لوگون پر وقف کرے جنکو زکوۃ کا مال دینا جائز ہی اور اگر ایسے لوگون پر وقف کیا جنکو زکوۃ دینی نہین جائز ہی تو وقف صحیح ہوگا مگر نذر ادا نہ ہوگی بلکہ اسپر نذر رد رہیگی یہ سراجیہ مین ہی - اور اگر کہا کہ جب فلان آیا یا جب مین نے فلان سے کلام کیا تو میری یہ زمین صدقہ ہی تو اسپر لازم آویگا اور یہ بمنزلہ قسم و نذر کے ہی اور جب شرط پائی گئی تو اسپر واجب ہوگا کہ زمین کو صدقہ کردے اور وہ وقف نہ ہوگی یہ محیط مین ہی - ایک نے کہا کہ اگر مین اپنے اس مرض سے مرگیا تو ضرور میں اپنی یہ زمین وقف کرگیا تو وقف نہین صحیح ہی خواہ مرے یا اچھا ہوجاوے اور اگر کہا کہ اگر مین مرگیا اس مرض سے تو تم اس میری زمین کو وقف کرو تو یہ جائز ہی اور فرق دونون مین یہ ہی کہ اخیر صورت مین وقف کے واسطے وکیل کیا اور توکیل کو اپنی موت پر مشروط کیا ہی اور یہ جائز ہی یہ جوہرہ نیرہ مین ہی - ازانجملہ یہ ہی کہ وقف کے ساتھ اشتراط اسکی بیع کا اور اپنی حاجت مین اسکا ثمن صرف کرنے کا ذکر نہ کرے اور اگر کہا تو وقف صحیح نہوگا اور یہی مختار ہی چنانچہ بزازیہ مین مذکور ہی یہ نہر الفائق مین ہی - ازانجملہ یہ کہ وقف کے ساتھ خیار شرط نہو پس اگر وقف کیا اس

شرط سے کہ مجھے خیار ہی توامام محمد رح کے نزدیک نہین صحیح ہی خواہ وقت معلوم ہو یا مجہول ہو اور اسی کو ہلال رح نے اختیار کیا ہی یہ بحرالرائق مین ہی اور امام ابو یوسف کے نزدیک وقف کنندہ کے واسطے تین روز کا خیار جائز ہی یہ شرح نقایہ ابو المکارم مین ہی۔ اور اگر اسنے کہا کہ مین نے اپنا خیار باطل کردیا توامام محمد رح کے نزدیک وقف مذکور منقلب ہوکر جائز نہوگا چنانچہ ہلال رح نے اپنی وقف مین ذکر کیا ہی یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور نوازل مین مذکور ہی کہ اسمین اتفاق ہی کہ اگر کسی نے مسجد بنا دیا اس شرط سے کہ مجھے تین روز تک خیار ہی تو مسجد ہونا جائز ہی اور شرط باطل ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی اور ازانجملہ یہ ہی کہ تابید ہو اور یہ شرط بالاجماع کل کے نزدیک ہی ولیکن اسکا بیان کرنا امام ابو یوسف کے نزدیک شرط نہین ہی اور یہی صحیح ہی یہ کافی مین ہی اور اگر کسی نے اپنا مکان ایک روز یا ایک مہینہ یا کسی وقت معلوم کو وقف کیا اور اس سے زیادہ کچھ نہ کہا تو وقف جائز ہی اور یہ وقف ہمیشہ کے واسطے ہوگا اور اگر یون کہا کہ میری یہ زمین ایک مہینہ کے واسطے وقف ہی پھر جب مہینہ گذرجاے تو وقف باطل ہوگا تو وقف ابھی سے ہلال رح کے نزدیک باطل ہوگا اسواسطے کہ وقف نہین جائز ہوتا ہی الاجبکہ ہمیشہ کیواسطے ہو پس جب ہمیشہ کے واسطے ہونا شرط ہوا تو کسی خاص وقت تک کے واسطے روا نہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ اور اگر کہا کہ یہ زمین بعد میری موت کے سال تک صدقہ موقوفہ ہی اور اس سے زیادہ کچھ نہ کہا تو یہ وقف ہمیشہ کیواسطے فقیرون پر جائز ہی اسواسطے کہ اسمین وصیت کے معنے موجود ہین یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر کہا کہ میری یہ زمین بعد میری موت کے فلان پر ایک سال تک وقف ہی پھر جب سال گذرجاوے تو وقف باطل ہی تو یہ زمین اسکی موت کے بعد سال تک کیواسطے فلان کی وصیت رہیگی اسکے بعد وہ مساکین کے واسطے وصیت ہوجائیگی پس اسکا غلہ و آمدنی مساکین کو تقسیم ہوگی اور اگر کہا کہ میری یہ زمین میری موت کے بعد فلان پر سال بھر وقف کی گئی ہی اور اس سے زیادہ کچھ نہ کہا تو فلان مذکور کے واسطے سال بھر تک اسکی آمدنی ہوگی اور بعد اسکے یہ اراضی و غلہ واسطے وارثون کے ہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہی ازانجملہ یہ ہی کہ آمدنی وغلہ وحاصلات واجرت جو کچھ ہو وہ ایسی جہت کے واسطے ہو جو کبھی منقطع نہو اور یہ امام اعظم و امام محمد رح کے نزدیک شرط ہی اور اگر اسکو ذکر نہ کیا توامام اعظم و امام محمد رح کے نزدیک وقف صحیح نہ ہوگا اور امام ابو یوسف کے نزدیک اسکا ذکر کرنا شرط نہین ہی بلکہ اگر ایسی جہت بیان کی جو منقطع ہوجاتی ہی تو بھی وقف صحیح ہی اور بعد اس جہت کے منقطع ہوجانے کے وہ فقیرون کے واسطے ہوجائیگی اگرچہ ان فقیرون کو بیان نکیا ہو اسواسطے کہ وقف کرنے والے کا قصد یہ ہوتا ہی کہ اسکی اجرت فقیرون کے واسطے ہو اگرچہ انکو بیان نہ کیا پس اس شرط کا بیان ہونا ازروے دلالت ثابت ہی یہ بدائع مین ہی۔ اور ازانجملہ یہ ہی کہ جو چیز وقف کی ہی وہ عقار یا دار ہو پس مال منقولہ کا وقف صحیح نہین ہی الاکراع و سلاح کا یہ نہایہ مین ہی فصل جن الفاظ سے وقف پورا ہوجاتا ہی اور جن سے نہین پورا ہوتا ہی اسکے بیان مین۔ اگر کہا کہ میری یہ زمین صدقہ محرمہ موبدہ میری حالت حیات مین و بعد وفات کے ہی یا کہا کہ میری یہ زمین صدقہ محبوسہ موقوفہ موبدہ میری حین حیات و بعد وفات کے ہی یا موقوفہ کا لفظ نہ کہا تو سب امامون کے نزدیک یہ وقف فقیرون پر جائز لازم ہوجائیگا یہ محیط مین ہی ولیکن بنابر قول امام اعظم کے جبتک وہ زندہ ہی یہ اسکی طرف سے آمدنی اراضی مذکورہ تصدق کرنے کی نذر ہوگی پس اسپر واجب ہوگا کہ اسکو وفا کرے اور معنے وصیت سے اسکو رجوع کا اختیار ہوگا اور وہ قول یہ ہی کہ میری وفات کے بعد ولیکن اگر اسنے رجوع نہ کیا تو یہ اسکی تہائی ترکہ سے جائز ہوگا یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر کہا کہ صدقہ موقوفہ موبدہ ہی تو عامہ علماء کے نزدیک جائز ہی ولیکن امام محمد رح کے نزدیک اقباض سپرد کرنے کی باقی ہی اور بنا برقول امام اعظم کے آمدنی اراضی کی تصدق کرنے کی نذر ہوگی اور وقف

کرنیوالے کی ملک اپنے حال پر باقی رہیگی چنانچہ بعد اسکے مرنے کے اسکی طرف سے میراث ہوگی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی
اور اگر کہا کہ میری یہ زمین صدقہ موقوفہ یا صدقہ محبوسہ یا صدقہ حبیسہ ہی اور یہ نہ کہا کہ ہمیشہ کے واسطے تو عام علماء کے نزدیک جو
وقف کو جائز رکھتے ہین وقف ہو جائیگا اسواسطے کہ صدقہ ثابت ہوتا ہی ہمیشہ کے واسطے کہ احتمال فسخ کا نہین رکھتا ہی اور امام
خصاف و اہل بصرہ نے فرمایا کہ وقف نہ ہوگا اسواسطے کہ وقف متعلق تابید ہی اور اگر کہا کہ میری یہ اراضی مساکین پر صدقہ موقوفہ
ہی تو بالاجماع وقف ہو جائیگا اسواسطے کہ مساکین کا ذکر بھی تابید کا ذکر ہی یہ محیط مین ہی - اور اگر کہا کہ میری یہ زمین صدقہ موقوفہ
براہ خیر ہی یا براہ ثواب ہی یا براہ نیکی پر ہی یا براہ نیکی و ثواب پر ہی تو یہ وقف جائز ہوگا یہ وجیز مین ہی - اور اگر صدقہ کا لفظ ذکر نکیا
لیکن وقف کا لفظ ذکر کیا اور کہا کہ یہ میری زمین وقف ہی یا مین نے اپنی یہ زمین وقف کر دی یا میری یہ زمین موقوفہ ہی تو امام
ابو یوسف کے نزدیک فقیرون پر وقف ہو جائیگی اور شیخ صدر شہید و مشائخ بلخ بقول امام ابو یوسف رحمہ اللہ فتوے دیتے
ہین اور ہم بھی بسبب عرف کے امام ابو یوسف کے قول پر فتوے دیتے ہین - یہ اسوقت ہی کہ اسنے فقیرون کا لفظ بیان نکیا
اور اگر بیان کیا اور کہا کہ یہ میری زمین فقیرون پر موقوف ہی یا وقف ہی یا مین نے وقف کی تو امام ابو یوسف کے نزدیک وقف
ہوگی اور اسی طرح ہلال رح کے نزدیک بھی اسوجہ سے کہ فقیرون کے کہنیکی تصریح کرنے سے احتمال جاتا رہا یہ خلاصہ مین ہی - اور اگر
کہا کہ یہ موقوفہ ہی اللہ تعالے کے واسطے ہمیشہ تو جائز ہی اگرچہ صدقہ کا ذکر نکیا اور مساکین پر صدقہ ہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین
ہی اور اگر فقط وقف کا ذکر کیا یا اسکے ساتھ حبس کا بھی ذکر کیا تو بنا بر مختار کے اُس سے وقف ثابت ہو جائیگا اور یہ امام ابو یوسف
کا قول ہی یہ غیاثیہ مین ہی - اور اگر کہا کہ حرمت ارضی ہذہ او ہی محرمۃ مین نے اپنی یہ زمین حرام کر دی یا میری یہ زمین حرام کی ہوئی
ہی تو فقیہ ابو جعفر نے کہا کہ بنا بر قول امام ابو یوسف کے یہ قول مثل موقوفہ کہنے کے ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - اور فتاوی مین
مذکور ہی کہ اگر کہا کہ موقوفہ محرمہ حبیسہ ہی یا موقوفہ حبیسہ محرمہ ہی تو بیع نہین کیجا سکتی اور نہ میراث اور نہ ہبہ ہوسکتی ہی اور یہ سب اسی اختلاف پر
ہی یعنی اسمین بھی اختلاف مذکور جاری ہی اور مختار وہی قول امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا ہی جو ذکر ہوا یہ غیاثیہ مین ہی - اور اگر کہا
کہ میری یہ زمین حبیسہ صدقہ ہی تو شیخ ابو جعفر نے فرمایا کہ چاہیے کہ یہ بمنزلہ قول صدقہ موقوفہ کے ہو یہ فتاوے قاضی خان مین ہی
اور اگر کہا کہ میری یہ زمین موقوفہ ہی فلان پر یا میری اولاد پر یا میرے قرابتی فقیرون پر حالانکہ یہ لوگ گنے ہوئے ہین یعنی اگر شمار
کیے جاوین تو انکا احصار ممکن ہی یا یتیمون پر اور اسکی مراد اس سے حبس اراضی مذکور نہین ہی جو در واقع وقف ہی تو وہ امام محمد رح
کے نزدیک وقف نہ ہو جائیگی اسواسطے کہ اُسنے ایسی چیز پر وقف کیا جو منقطع اور ختم ہو جائیگی ہمیشہ تک نہ رہیگی اور امام ابو یوسف
(یعنی میرے قرابتی یتیمون پر جو احصار مین داخل ہین ۱۲)
کے نزدیک وقف صحیح ہو جائیگا اسواسطے کہ جسپر وقف کیا ہی اُسکا ہمیشہ جاری رہنا انکے نزدیک شرط نہین ہی یہ محیط سرخسی مین ہی -
اور اگر کہا کہ میری یہ اراضی یا یہ میرا دار صدقہ موقوفہ ہی فلان پر یا اولاد فلان پر تو اُسکی حاصلات جبتک یہ لوگ زندہ ہین انکو ملیگی
اور انکی موت کے بعد وہ فقیرون پر صرف ہوا کریگی یہ وجیز کردری مین ہی اور اگر کہا کہ میری یہ اراضی صدقہ ہی واسطے اللہ تعالے
کے یا موقوفہ ہی واسطے اللہ تعالے کے یا اللہ تعالے کے واسطے صدقہ موقوفہ ہی تو وقف ہو جائیگی خواہ ہمیشگی کا ذکر کیا ہو یا نہ کیا ہو یہ
محیط سرخسی مین ہی - اور اسی طرح اگر کہا کہ صدقہ موقوفہ لوجہ اللہ تعالے یا صدقہ موقوفہ لطلب ثواب اللہ تعالے ہی تو بھی یہی
حکم ہی یہ ذخیرہ مین ہی - اور اگر کہا کہ میری یہ اراضی موقوفہ لوجہ خیر و ثواب ہی تو جائز ہی گویا اُسنے کہا کہ صدقہ موقوفہ ہی یہ ظہیریہ مین ہی - اور
کہا کہ میری یہ زمین براے سبیل ہی پس اگر ایسے شہر مین ہو جہان کے لوگون مین یہ لفظ وقف کے واسطے متعارف ہی
تو زمین مذکور وقف ہو جائیگی اور اگر وہان کے لوگون مین یہ متعارف بمعنی وقف نہو تو اُس سے اسکی مراد دریافت کیجائیگی

پس اگر اُسنے وقف کا ارادہ کیا ہو تو وقف ہو جائیگی اور اگر اُسنے صدقہ کی نیت کی یا کچھ نیت نہ کی تو نذر ہوگی پس
یہ زمین یا اسکا ثمن صدقہ کر دیا جائیگا و قال المترجم ہمارے عرف مین وقف کے معنے مین نہین ہی ہان نذر ہو سکتی ہی اگر
اسکی نیت ہو واللہ تعالے اعلم ۔ اور اسیطرح اگر اُسنے کہا کہ مین نے اُسکو فقیرون کے واسطے کر دیا پس اگر اس شہر والون مین یہ وقف
کے واسطے متعارف ہو تو وقف ہوگی اور اگر وقف کے لیے متعارف نہو تو اُس سے دریافت کیا جائیگا پس اگر اُسنے وقف کی نیت کی
تو وقف ہوگی اور اگر نیت صدقہ ہو یا کچھ نہو تو صدقہ کی نذر قرار دیجائیگی یہ محیط سرخسی مین ہی ۔ اور اگر کہا ارضی ہذہ سبیل یعنی میری
یہ زمین سبیل ہی تو وقف نہ ہوگی لیکن اگر کہنے والا ایسے شہر کا ہو جہان کے لوگ اس کلام سے وقف ابدی مع اسکے شرائط کے
سمجھتے ہون تو وقف ہوگی یہ سراجیہ مین ہی ۔ اور اگر کہا کہ سبلت ہذہ الدار فی وجہ امام مسجد کذا عن جہۃ صلوا تی وصیامی تو وقف ہو جائیگا اگرچہ نماز
و روزون سے واقع نہو یہ بحر الرائق مین ہی ۔ اور اگر کہا کہ میرا یہ دار بعد میری موت کے مسبل بفلان مسجد ہی تو وقف صحیح ہی بشرطیکہ
تہائی ترکہ سے برآمد ہوتا ہو اور اُسنے مسجد کو معین کیا ہو ورنہ نہین یہ قنیہ مین ہی اور اگر کہا کہ مین نے اپنا یہ حجرہ مسجد کے تیل کے واسطے
کر دیا اور اُس سے زیادہ نہ کہا تو فقیہ ابو جعفر نے فرمایا کہ حجرہ مذکورہ مسجد پر وقف ہو جائیگا بشرطیکہ متولی کو سپرد کیا ہو اور اسی پر فتوے
شاید یہ بشرط مبنا بر اختیار مذہب امام محمد کے ہو واللہ اعلم ۱۲
ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی ۔ اور اگر ایک شخص نے اپنے مرض مین کہا کہ میرے اس دار کی آمدنی سے ہر مہینہ دس درم کی روٹیان
خرید کر مساکین کو بانٹ دیا کرو تو دار مذکور وقف ہو جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہی ۔ قال المترجم ہمارے عرف مین وقف نہ ہونا چاہیے واللہ
اعلم ۔ اور نوازل مین لکھا ہی کہ اگر کسی نے کہا کہ مین نے اپنے اس چہار دیواری دار باغ انگور کے پھلون کو وقف کر دیا خواہ اُس وقت
اُسمین پھل تھے یا نہ تھے تو باغ مذکور وقف ہو جائیگا اور اسی طرح اگر کہا کہ مین نے اُسکی حاصلات وقف قرار دی تو وقف ہو جائیگا
یہ فتح القدیر مین ہی ۔ اور اگر کہا کہ مین نے اپنی موت کے بعد وقف کیا یا وصیت کی کہ وقف کر و میری موت کے بعد تو صحیح ہی اور یہ
وقف تہائی ترکہ سے ہوگا یہ تہذیب مین ہی اور وقف ہلال رحمہ اللہ مین مذکور ہی کہ اگر وصیت کی کہ میری زمین تہائی بعد میری
وفات کے اللہ تعالیٰ کے واسطے ہمیشہ کے لیے ہی تو یہ اُسکی وصیت فقیرون پر وقف کی ہوگی یہ محیط مین ہی ۔ اور اگر کسی نے کہا کہ میرا تہائی
مال وقف ہی اور اس سے زیادہ نہ کہا تو شیخ ابو نصر نے فرمایا کہ اگر مال اُسکا نقد ہو تو وقف باطل ہی (یعنی قرار نہ پائیگی ۱۲) اور اگر اراضی ہو تو وقف فقیرون
پر جائز ہوگا اور بعض نے فرمایا کہ فتوے اسیر ہی کہ بدون بیان مصرف کے یہ وقف جائز نہوگا یہ ذخیرہ مین ہی اور فتاوے مین
مذکور ہی کہ اگر کہا کہ میری یہ زمین صدقہ ہی تو صدقہ کر دینے کی نذر ہوگی حتی کہ اگر عین اس زمین کو صدقہ کیا یا اُسکی قیمت صدقہ کر دی
تو نذر ادا ہو گئی یہ خلاصہ مین ہی اور اگر کہا کہ مین نے اپنی اس زمین کو مسکینون پر صدقہ کیا تو وقف نہ ہوگی بلکہ یہ نذر ہی کہ اس
عین اراضی یا اُسکی قیمت کا صدقہ کرنا اُسپر واجب آیا پس اگر اُسنے ایسا کر دیا تو نذر کے عہدہ سے نکل گیا ورنہ اُسکی موت کے بعد
وہ میراث ہو جائیگی یہ فتح القدیر مین ہی اور قاضی اُسکو صدقہ کرنے پر مجبور نہ کریگا جیسے نذر ادا کرنے پر مجبور نہین کرتا ہی کیونکہ یہ
بمنزلہ نذر کے ہی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی ۔ اور اگر کہا کہ میری یہ زمین نیکی و ثواب کی راہون پر صدقہ ہی تو یہ وقف نہین ہی بلکہ نذر ہی کذا فی الظہیریہ
ایک نے کہا کہ مین نے اپنے اس دار کا غلہ و آمدنی واسطے مسکینون کے کر دی تو یہ آمدنی کے صدقہ کرنے کی نذر ہی یہ فتاوے قاضیخان
مین ہی ۔ اور اگر کہا کہ مین نے اپنا یہ دار واسطے مسکینون کے کر دیا تو یہ عرف مین دار مذکور کے مسکینون پر صدقہ کرنے کی نذر ہی یہ فتاوے
صغری مین ہی اور اگر کہا کہ صدقہ ہی کہ فروخت نہ کیا جاویگا تو صدقہ کی نذر ہی وقف نہین ہی اور اگر زیادہ کر کے کہا کہ اور ہبہ نہ کیا جاویگا
اور نہ میراث ہو جائیگا تو مسکینون پر وقف ہو جائیگا کذا فی البحر الرائق

باب دوم ۔ جسکا وقف جائز ہی اور جسکا نہین جائز ہی اور وقف مشاع کے بیان مین ۔ عقار مثل اراضی و مکانات و دوکانات کا

وقف جائز ہی یہ حاوی مین ہی۔ اور اسی طرح منقولات مین سے جو اس عقار کی تبعیت مین ہون اُنکا وقف بھی بالتبع جائز ہوجائیگا
مثلاً کسی اراضی ہکے ساتھ کارکن غلام و بیل و آلات کشتکاری وقف کیے تو سب وقف ہوجاوینگے یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور امام
خصاف نے فرمایا کہ اگر کوئی زمین وقف کی اور اسکے ساتھ غلام ہین جو اس زمین مین کام کرتے ہین تو چاہیے کہ ان غلامون کا
نام بیان کرے اور انکی تعداد بیان کرے اور اسی طرح اگر اسکے ساتھ بیل ہون تو انکو بیان کرے اور انکی تعداد بیان
کرے اور چاہیے کہ صدقہ مین شرط کردے کہ رقیقون و بیلون کا نفقہ اس زمین کی آمدنی سے ہوگا اور یہ شرط نہ کیے کہ اس زمین
مین کام کرکے آمدنی مین انکا نفقہ ہوگا یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اسعاف مین ہی کہ اگر انکا نفقہ اس زمین کی آمدنی و حاصلات سے
شرط کیا پھر بعضے انمین سے بیمار ہوئے تو وہ اپنے نفقہ کا اس زمین کی حاصلات سے مستحق ہوگا اور برابر انکا نفقہ اسکی حاصلات
سے انپر برابر جاری رہیگا جبتک وہ زندہ ہین اور اگر اُسنے یہ کہا کہ اس زمین مین انکے کام پر انکا نفقہ اُسکی حاصلات سے ہو تو جو
رقیق انمین سے کام سے بیکار رہا اُسکو حاصلات زمین سے نفقہ نہ ملیگا یہ بحر الرائق مین ہی۔ اور اگر رقیق کام سے ضعیف ہوگیا تو
اسکو اختیار ہوگا کہ اُسکو فروخت کرکے اُسکے ثمن سے دوسرا خریدے جو بجاے اسکے کام کرے پھر اگر اُسکے ثمن سے دوسرا
غلام نہ ملا اور چاہا کہ اسکے ثمن مین حاصلات زمین سے کچھ بڑھاکر دوسرا غلام خریدے تو کچھ مضائقہ نہین ہی۔ اسی طرح جو جانور
و آلات زراعت کہ اراضی کے ساتھ وقف کیے گئے اور انمین سے کوئی نکما ہوا تو بجاے اُسکے دوسرا قائم کرنے کے واسطے بھی
یہی حکم ہی اور جو شخص صدقہ کا متولی ہو وہ ایسا کرسکتا ہی یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر غلامان وقف مین سے کوئی قتل کیا گیا اور اسکی
دیت وصول کرلی گئی تو قیم کو اختیار ہوگا کہ اُس دیت سے بجاے اسکے دوسرا خریدے یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اسعاف مین
مذکور ہی کہ اگر انمین سے کسی نے جنایت کی اور ولی جنایت دعویدار رہا تو اس غلام مجرم کو دینے یا اُسکا فدیہ دینے دونون مین
سے جو بات بہتر ہو وہ متولی پر واجب ہی اور اگر اُسنے غلام کے فدیہ مین جرمانہ جنایت سے زائد مال دیا تو زائد مین متطوع قرار
دیا جائیگا پس اپنے مال سے اُسکا ضامن ہوگا اور اگر جن لوگون پر وقف ہی انھون نے اس غلام جرم کنندہ کا فدیہ ادا کر دیا تو
وہ متطوع ہونگے اور غلام مذکور جسطرح وقف مین کام کرنے کے واسطے تھا ویسا ہی باقی رہیگا یہ بحر الرائق مین ہی۔ اور مال
منقول کے وقف بالمقصود[ف] مین دو صورتین ہین اگر یہ مال منقول کراع یا سلاح ہو تو وقف جائز ہی اور اگر سواے اسکے ہو
تو پھر دو صورتین ہین کہ اگر یہ ایسی چیز ہو جسکے وقف کرنے کا تعارف جاری نہین ہی جیسے کپڑے و حیوانات تو ہمارے نزدیک
نہین جائز ہی اور اگر اُسکا وقف متعارف ہو جیسے آرہ و بسولا۔ جنازہ و جنازے کے کپڑے اور دیگر چیزین جنکی حاجت پڑتی ہی
مثل ظرف و دیگچہ واسطے غسل میت کے و مصاحف وغیرہ تو امام ابو یوسف نے فرمایا کہ یہ نہین جائز ہی اور امام محمد رح نے
فرمایا کہ جائز ہی اور ائمہ مشائخ جنمین سے امام سرخسی بھی ہین اسی طرف گئے ہین کذا فی الخلاصہ اور یہی مختار ہی اور فتوے
بھی امام محمد رح کے قول پر ہی یہ شمس الائمہ حلوائی نے بیان فرمایا ہی کذا فی مختار الفتاوے اور اگر جنازہ و ملارت و مغتسل جسکو
ہاسی مین حوض مسین کہتے ہین ایک محلہ مین وقف کیا پھر اُس محلہ والے سب کے سب مرگئے تو وقف کرنے والے کے
وارثون کو واپس نہ دیا جائیگا بلکہ اس محلہ سے جو جگہ سب سے قریب ہو وہان منتقل کردیا جائیگا یہ خلاصہ مین ہی۔ اور اگر
مصحف کو اہل مسجد پر وقف کیا کہ اسکو پڑھا کرتے یا حفظ کرتے ہین تو جائز ہی اور اگر مسجد پر وقف کیا تو بھی جائز
ہی اور اسی مسجد مین پڑھا جائیگا اور بعضے مقام پر مذکور ہی کہ اسی مسجد پر مقصور نہ ہوگا یہ وجیز کردری مین ہی اور لوگون نے
کتابون کے وقف مین اختلاف کیا ہی اور فقیہ ابو اللیث نے اسکو جائز بتلایا ہی اور اسی پر فتوے ہی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی
بلکہ دوسری مسجد مین پڑھا جا سکتا ہے ۱۲

ف یعنی نقصان سے بچانے کے لیے اسکی زمین ... مقصود ... [illegible]
ع قال المترجم ... [illegible]

اور اگر اپنے جانور سواری کی پیٹھ یعنے سواری لینا اسکی پشت پر اور اپنے غلام کی کمائی کی آمدنی مسکینون مین وقف کی تو ہمارے علماء کے قول مین نہین صحیح ہی یہ محیط مین ہی۔ ایک شخص نے ایک گاے وقف کی اس شرط پر کہ اُسکا دودھ و گھی و مٹھا راہی مسافرون کو دیا جاوے پس اگر ایسے مقام پر ہو جہان کے لوگون مین یہ متعارف ہی تو جائز ہوگا جیسے سقایہ کا پانی جائز ہوتا ہی یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور بیل یا بکرا وغیرہ نر جانور کا اسواسطے وقف کرنا کہ اُس سے مادہ گابھن کرائی جایا کرین نہین جائز ہی یہ قنیہ مین ہی۔ اور واقعات مین مذکور ہی کہ ہلال البصری رحمہ اللہ نے اپنے وقف مین ذکر فرمایا ہی کہ اگر کسی نے فقط عمارت کو بدون اصل کے وقف کیا تو نہین جائز ہی اور یہی صحیح ہی اور اسی طرح وقف کردار بدون عقار نہین جائز ہی اور یہی مختار ہی یہ محیط مین ہی۔ اور وقف عمارت کا ایسی زمین مین جو عاریت پر ہی یا اجارہ پر ہی نہین جائز ہی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی اور خصاف نے بیان فرمایا کہ بازار کی دوکانون کا وقف جائز ہی بشرطیکہ زمین اجارہ پر ایسے لوگون کے قبضہ مین ہو جنھون نے ان دوکانون کو بنایا ہی کہ سلطان انکے ہاتھ سے نکال نہ سکتا ہو اور اس سے ثابت ہوا کہ جو عمارت کہ زمین محتکرہ مین ہو اُسکا وقف جائز ہی یہ نہر الفائق مین ہی۔ اگر قطعہ زمین وقف کی ہوئی مین کسی نے عمارت بنائی اور اسکو اسی جہت پر وقف کیا جسپر یہ قطعۂ زمین وقف ہی تو اُسکی تبعیت مین اُسکا وقف بھی بلاخلاف جائز ہوگا اور اگر قطعہ مذکورہ کی جہت وقف کے سواے دوسری جہت پر وقف کیا تو اُسکے جواز مین اختلاف ہی اور اصح یہ ہی کہ جائز نہ ہوگا یہ غیاثیہ مین ہی۔ اور اگر کوئی درخت جمایا پھر اُسکو وقف کردیا پس اگر اُسکو ایسی زمین مین لگایا ہی جو وقف کی ہوئی نہین ہی اور اس درخت کو مع اُسکے موضع زمین کے وقف کیا یا جتنی زمین پر اُسکا قیام ہی تو زمین کی تبعیت مین بحکم اتصال کے یہ درخت بھی وقف ہو جائیگا اور اگر فقط درخت کو بدون اصل زمین کے وقف کیا تو صحیح نہین ہی اور اگر وقف کی زمین مین لگایا ہی تو اگر اُسی جہت پر وقف کیا جسپر یہ زمین وقف ہی تو جائز ہی جیسے عمارت مین جائز ہی اور اگر اس جہت کے سواے دوسری جہت پر وقف کیا تو اسمین بھی ویسا ہی اختلاف ہی جیسا عمارت مین مذکور ہوا ہی یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور رباط کے کام کاج کیواسطے غلام و باندیون کا وقف کرنا جائز ہی اور اگر حاکم نے اس وقف کی باندی کا نکاح کردیا تو جائز ہی اور اگر اُسکا غلام بیاہ دیا تو نہین جائز ہی اسواسطے کہ غلام پر مہر و نفقہ لازم ہو جائیگا اور اگر وقف کے غلام کو وقف کی باندی سے بیاہ دیا تو نہین جائز ہی یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور جو چیزین ایسی ہین کہ بدون انکے عین تلف کرنے کے انسے انتفاع نہین حاصل ہو سکتا ہی جیسے کھانے و پینے کی چیزین و سونا چاندی وغیرہ تو عامہ فقہا کے نزدیک نہین جائز ہی اور مراد چاندی و سونے سے درم و دینار ہین اور جو زیور نہ ہووے یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اگر درم یا کیلی چیزین یا کپڑے وقف کیے تو نہین جائز ہی اور بعض نے فرمایا کہ جہان اسکا رواج ہو وہان جواز کا فتوے دیا جائیگا تو دریافت کیا گیا کہ کیونکر تو فرمایا کہ درم فقیرون کو قرض دیے جائینگے پھر انسے وصول کر لیے جائینگے یا مضاربت پر دیے جاوینگے اور انکا نفع صدقہ کیا جائیگا اور کیلیون فقیرون پر قرض دیے جاوینگے کہ اُس سے زراعت کرین پھر انسے لے لیے جاوینگے اور کپڑے و لباس فقیرون کو دیے جاوینگے کہ اپنی ضرورت کے وقت انکو پہنین پھر اُنسے لے لیے جاوینگے یہ فتاوی عتابیہ مین ہی۔ اور نہین صحیح ہی وقف ادویہ کا الا جبکہ اُسنے کہا کہ فقیرون و تونگرون سب پر تو جائز ہوگا اور تونگر لوگ فقیرون کی تبعیت مین داخل ہو جاوینگے یہ معراج الدرایہ مین ہی اور ناطفی نے کہا کہ اگر مسجدون کی اصلاح کے واسطے مال وقف کیا تو جائز ہی اور اگر پلون کے بنانے و راستون کی درستی اور قبرون کے کھودنے اور مسلمانون کے لیے سقایہ و کاروان سراے یا سلمان

مردون کے واسطے کفن خریدنے کے لیے وقف کیا تو نہین جائز ہی اور فتوے اُسپر[1] دیا جاوے کہ جائز ہی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ اور متصلات اس بیان سے ان چیزون کا بیان ہی جو بدون ذکر کے داخل ہوجاتی ہین اور جو ذکر ہی سے داخل ہوتی ہین۔ امام خصاف نے اپنی کتاب الوقف مین بیان فرمایا ہی کہ اگر کسی نے اپنی صحت مین اپنی اراضی بعض وجوہ پر جنکو بیان کیا ہی وقف کی اور بعد ان وجوہ کے فقراء پر وقف بیان کیا تو اس وقف مین جو عمارات و درختان خرما و دیگر اشجار ہونگے سب داخل ہوجاوینگے یہ محیط مین ہی۔ اور خصاف نے بیان کردیا ہی کہ درختون کے وقف کرنے مین جو پھل اسپر اسوقت موجود ہین وہ داخل[یعنے بلا بیان ۱۲] نہین ہوجاتے ہین اور یہی اکثر مشائخ کا قول ہی اور یہی صحیح ہی یہ غیاثیہ مین ہی۔ اور اگر کسی نے کہا کہ مین نے اپنی یہ زمین مع اسکے حقوق و تمام اُس چیز کے جو اُسمین یا اُس سے ہی صدقہ موقوفہ کرکے وقف کی حالانکہ وقف کے روز اُس اراضی کے درختون مین پھل موجود ہین تو ہلال رحمہ نے فرمایا کہ استحسانًا اُسپر لازم ہی کہ ان پھلون کو فقیرون و مسکینون پر صدقہ کردے نہ بطور وقف کے بلکہ بطور نذر کے پھر اسکے بعد جو پھل اُسمین پیدا ہونگے وہ انھین وجوہ پر صرف کیے جاوینگے جنکو اُسنے وقف مین بیان کیا ہی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ اور اگر کسی نے کہا کہ میری یہ زمین صدقہ موقوفہ ہی بعد میری وفات کے اسوجہ پر کہ جو اللہ تعالے اسکی حاصلات و پیداوار فرماوے وہ واسطے عبداللہ کے ہی پھر وقف کرنے والا مرا اور حال یہ ہی کہ اس اراضی کے درختون مین پھل موجود ہین تو فرمایا کہ یہ پھل عبداللہ کے واسطے نہ ہونگے اسواسطے کہ اُسکے لیے اب وقف واجب ہوا ہی پس ایسا ہوگیا کہ اُسنے ایک زمین وقف کی جسکے درختون مین پھل موجود ہین پس وصیت وقف مین جو پھل موجود ہین داخل نہ ہونگے پھر مولف رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس مقام پر یہ موجودہ پھل بدلیل قیاس اُسکے وارثون کے ہونگے اور استحسان یہ ہی کہ فقیرون پر صدقہ کردیے جاوین اور ہم استحسان ہی کو اختیار کرتے ہین۔ اور فقیہ ابوجعفر نے فرمایا کہ اگر وقف کرنے والے کے الفاظ اسی قدر بیان جو بیان ہوئے ہین تو قیاس و استحسان ہر دلیل سے یہ پھل وارثون کے ہونے چاہیے ہین اس جہت سے کہ اُسنے وقف کو اپنی وفات کے بعد پر رکھا ہی پس زمین مذکور اسکی حیات مین وقف نہین ہوئی اور جب ایسا ہی تو جو پھل پیدا ہوئے ہین وہ میت کی ملک پر پیدا ہوئے ہین پس یہ اُسکے وارثون کی ملک ہونگے یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر کوئی زمین وقف کی اور اُسمین زراعت ہی تو وہ وقف مین داخل نہ ہوگی خواہ زراعت کے واسطے قیمت ہو یا نہو یہ مضمرات مین ہی اور فقیہ ابواللیث نے فرمایا کہ ہم اسی کو لیتے ہین یہ ذخیرہ مین ہی۔ خصاف نے فرمایا کہ اگر اس اراضی مین بقول یا پھل پھول خوشبودار ہون تو وہ وقف مین داخل نہ ہونگے اور اگر اُسمین نرکل و غیضہ و خلاف ہون تو جو اُنمین سے ہر سال[سال بسال یا تیسرے ۱۲] کاٹے جاتے ہین وہ داخل نہ ہونگے اور جو ایسے ہین کہ ہر دو برس یا تین برس بعد کاٹے جایا کرتے ہین وہ داخل ہوجاوینگے یہ محیط مین ہی۔ اور اسی طرح جو زمانہ آیندہ مین پیدا ہون وہ پھلین وہ داخل وقف ہونگے یہ فتاوے قاضیخان مین ہی اور رطاب مین سے جو رطبہ اُگا ہوا ہووے وہ وقف کرنے والے کا ہوگا اور جو اُسکی اصول و جڑین ہین وہ وقف مین داخل ہونگے اسی طرح بادنجان و قطن ہی لیکن اگر روئی کے درخت ہر سال جھاڑے جاتے ہون تو وقف مین داخل ہونگے یہ ظہیریہ مین ہی۔ پیاز نرگس و زعفران[ولایتی بیلن ۱۲] وقف مین داخل ہونگے اور نیشکر نہین داخل ہونگے اور گلاب و یاسمین کے درخت زمین کی وقف مین داخل ہوجاوینگے یہ ذخیرہ مین ہی ولیکن گلاب اور چنبیلی[چنبیلی] اور برگ حنا وقف کرنے والے کے ہونگے یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ اور اگر ایسی زمین وقف کی جسمین چکی گڑی ہی تو وہ چکی[یعنے پھول ۱۲] داخل وقف ہوگی خواہ پنچکی ہو یا ہاتھ کی چکی ہو

[1] [illegible]

اور اسی طرح کنوئین کے چرخ داخل ہونگے اور جرس داخل نہ ہونگے یہ محیط مین ہی - اور حمام کے وقف مین دیگین داخل ہونگی اور وہ مقام بھی جہان اُسکا گوبر و راکھ ڈالی جاتی ہی اور پانی بہنے کی نالی جو زمین مملوکہ مین ہو اور راستہ آمد و رفت کا نہ داخل نہ ہوگا یہ فتح القدیر مین ہی - اور اگر کسی نے کہا کہ میری زمین فقیرون پر صدقہ موقوفہ ہی اور اس زمین کے حصہ پانی اور راستہ کا ذکر نہ کیا تو استحساناً اُسکا حصہ پانی اور راستہ داخل ہوگا اسواسطے کہ زمین اسی واسطے وقف کیجاتی ہی کہ اُس سے پیداوار و حاصلات ملے اور یہ بدون پانی و راستہ کے نہین ہوسکتا ہی یہ فتاوی قاضی خان مین ہی - اور دار کے وقف مین اگر اسطرح بیان نہ کیا کہ دار مع اپنے حقوق کے اور نہ یہ ذکر کیا کہ سب قلیل و کثیر کے ساتھ جو اس دار کے واسطے اسمین یا اس سے اُسکے حقوق سے ہی تو وہی چیزین داخل ہونگی جو دار کی بیع مین بدون بیان کے داخل ہوجاتی ہین اور دوکان کے وقف مین وہ چیزین داخل ہونگی جو اُنکے بیع کرنے مین داخل ہوجاتی ہین اور دبس بنانے والون کے خم اور چرڑا کمانے والون کی دیگین وقف مین داخل نہونگی خواہ یہ عمارت مین جمی ہون یا نہ جمی ہون یہ ذخیرہ مین ہی - اور شیخ نصیر رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنا دار وقف کیا جسمین حمامات ہین یعنے ایسے کبوتر ہین جو اُڑ جاتے ہین اور پھر چلے آتے ہین تو فرمایا کہ دار کے وقف مین یا لوکبوتر داخل ہوجاتے ہین چنانچہ فتاوے ابواللیث مین ہی کہ اگر کبوترون کے برج وقف کیے تو مجھے امید ہی کہ جائز ہو اسواسطے کہ کبوتر اگرچہ مال منقولہ مین سے ہین - ولیکن وہ اس مکان وقف کی تبعیت مین داخل ہوجائینگے جیسے اگر کوئی زمین مع ان چیزون کے جو اسمین بیلون و غلامون سے وقف کی تو بیلون و غلامون کا وقف جائز ہی اور اسی طرح اگر ایسا مکان وقف کیا جسمین شہد کی مکھیون کے چھتے ہین تو جائز ہی اور شہد کی مکھیان تابع مکان و شہد کے ہوجائینگی - اور واضح ہو کہ یہان تابع وقف ہوجانے کی تاویل اسطرح واجب ہی کہ مراد یہ ہی کہ مکان کو مع شہد کی مکھیون کے جو اسمین ہین یا کبوترون کے برجون کو مع اُن کبوترون کے جو اُسمین ہین وقف کیا جیسے زمین کی صورت مین ہی کہ زمین کو مع اسکے بیلون و غلامون کے وقف کیا یہ محیط مین ہی - فصل وقف مشاع کے بیان مین قال المترجم مشاع سے مراد یہ ہی کہ تمام مین وقف پھیلا ہوا ہو منقسم و متعین کسی حصہ مین نہو - اور واضح ہو کہ محتمل قسمت یا لفظ قابل تقسیم سے یہ مراد ہی کہ بعد تقسیم کے اُس سے وہی فائدہ ہو سکے جو قبل بانٹنے کے حاصل تھا اور غیر قابل تقسیم سے یہ مراد ہی کہ بعد تقسیم کے وہ فائدہ جو قبل تقسیم کے حاصل تھا حاصل نہ ہو سکے فاحفظہ اب ہم بیان کتاب کو شروع کرتے ہین - جو چیز کہ غیر قابل تقسیم ہی اگر اُسمین سے کوئی حصہ وقف کیا جو تقسیم کیا ہوا اسطرح علیحدہ نہین ہی بلکہ یہ حصہ تمام مین شائع ہی تو یہ وقف بلا اختلاف جائز ہی آیا تو نہین دیکھتا ہی کہ اگر آدھا حمام وقف کیا تو وقف جائز ہی اگرچہ مشاع ہی یہ ظہیریہ مین ہی - اور جو چیز قابل تقسیم ہی اُسمین وقف مشاع امام محمد رح کے نزدیک جائز نہین ہی اور اسی کو مشائخ بخارا نے لیا ہی اور اسی پر فتوے ہی یہ سراجیہ مین ہی اور امام ابو یوسف کے نزدیک جائز ہی اور متاخرین مشائخ نے اسی پر فتوی دیا ہی اور یہی مختار ہی یہ خزانۃ المفتین مین ہی - اور اسپر اتفاق ہی کہ غیر مقسوم کو مسجد یا مقبرہ کر دینا مطلقاً جائز نہین ہی خواہ ایسی چیز ہو جو قابل تقسیم ہی یا ایسی ہو جو قابل تقسیم نہین ہی یہ فتح القدیر مین ہی - اور اگر کسی قاضی نے غیر مقسوم وقف کے صحیح ہونے کا حکم دیدیا تو اُسکا حکم نافذ ہوجائیگا اور وہ اتفاقی ہوجائیگا جیسے اور مسائل مختلفہ مین حکم ہی یہ شرح نقایہ ابو المکارم مین ہی - پھر جو چیز قابل تقسیم ہی اسمین مشاع وقف کے صحیح ہونے کا کسی قاضی نے حکم دیدیا پھر بعضے شریکون نے درخواست کی تو امام اعظم کے نزدیک بٹوارہ نامنظور ہوگا ہان وہ لوگ باری باری مقرر کرلین اور صاحبین کے نزدیک بٹوارہ کردیا جائیگا یہ خلاصہ مین ہی - اور اس امر پر اتفاق ہی کہ اگر کل چیز وقف ہو اور بعضون نے یا سب نے بٹوارہ چاہا تو تقسیم نہ کیجا ئیگی

اور نیز باری باری بھی نہیں کر سکتے ہیں یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور اگر عقار میں دو شریک ہوں پھر ایک نے اپنا حصہ وقف کیا تو خود ہی
اپنے شریک سے بٹوارہ کرے اور اسکی موت کے بعد اسکے وصی کو بٹوارہ کرانیکا حق پہونچتا ہے (اراضی یا مکان وغیرہ غیر منقول ۱۲) اور اگر اسنے اپنے عقار میں سے
نصف کو وقف کردیا تو اس سے بٹوارہ کرانے والا قاضی ہوگا یا یہ باقی اپنا حصہ کسی کے ہاتھ فروخت کردے پس مشتری اس سے
بٹوارہ کرائیگا یہ ہدایہ میں ہے۔ اور اگر دو شخصوں کے درمیان ایک اراضی مشترک ہے پس ہر ایک نے اپنا حصہ ایک قوم پر
جو معلوم ہیں وقف کردیا تو یہ جائز ہے اور دونوں کو اختیار ہوگا کہ باہم اس زمین کا بٹوارہ کریں پس ہر ایک اپنا حصہ جو
وقف کیا جدا کرکے اپنے قبضہ میں رکھیگا جسکا خود متولی ہوگا یہ ظہیریہ میں ہے۔ اور اگر کل کو وقف کردیا پھر اسمیں سے ایک جزو کا
کوئی شخص مستحق ثابت ہوا تو امام محمد رح کے نزدیک باقی کا وقف باطل ہوگیا اسواسطے کہ وقف کے وقت شیوع موجود تھا (غیر معین ۱۲) اور اگر
اسمیں سے کسی جزو معین کا کوئی مستحق ثابت ہوا تو باقی کا وقف باطل نہ ہوگا یہ ہدایہ میں ہے۔ اور اگر کسی نے اپنی تمام اراضی وقف
کردی پھر اسمیں سے نصف غیر معین کا کوئی مستحق ثابت ہوا اور قاضی نے مستحق کے واسطے نصف کا حکم دیدیا اور باقی نصف امام ابو یوسف
کے نزدیک بحال خود وقف رہی تو وقف کرنے والے کو اختیار ہوگا کہ مستحق سے بٹوارہ کرے یہ محیط میں ہے۔ پھر واضح ہو کہ بنا بر قول
امام محمد رح کے اگر ایک اراضی دو شخصوں میں مشترک ہو پس دونوں نے اسکو صدقہ موقوفہ خواہ مسکینوں پر یا جن راہ خیر پر وقف جائز ہے
انمیں سے کسی راہ پر وقف کردیا اور دونوں نے اسکو قیم کو سپرد کردیا جو اسکے امور کی پرداخت پر قائم رہتا ہے تو یہ جائز ہے اسواسطے
کہ امام محمد رح کے نزدیک وہ شیوع جواز وقف سے مانع ہے جو قبضہ کے وقت ہو یا وہ شیوع جو عقد کے وقت ہوا اور اس صورت میں
شیوع کسی وقت پر نہیں پایا گیا نہ وقت وقف کے کیونکہ دونوں نے زمین کو ساتھ ہی وقف کیا ہے اور نہ وقت سپردگی قیم کے کیونکہ
دونوں نے اسکو ساتھ ہی سپرد کیا ہے یہ فتاوی قاضیخان میں ہے اور اسی طرح اگر ہر ایک نے اپنا اپنا حصہ علیحدہ وقف کیا اور صدقہ
موقوفہ مسکینوں پر کردیا اور دونوں نے ایک ہی قیم کو مقرر کیا پس قیم مذکور نے دونوں کے حصہ پر ایک ساتھ یا جدا جدا قبضہ کرلیا
تو بھی روا ہے یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور اسی طرح اگر دونوں نے ساتھ ہی دو شخصوں کو متولی مقرر کیا ہو تو بھی یہی حکم ہے کذا فی الوجیز اور
اسی طرح اگر وقف کی جہت مختلف ہو مثلاً ایک نے اپنی اولاد پر نسلاً بعد نسل وقف کیا اور کہا کہ جب یہ لوگ کوئی نہ رہیں تو مساکین
پر وقف ہے اور دوسرے نے حج پر کہ اس سے ہر سال حج کیا جاوے پھر دونوں نے ساتھ ہی ایک متولی کو سپرد کی تو جائز ہے
اور اسی طرح اگر وقف کرنے والا ایک ہی ہو پس اسنے آدھی غیر مقسوم معین فقیروں و مسکینوں پر وقف کی اور باقی نصف دوسرے
امر پر وقف کی تو بھی جائز ہے یہ فتاوے قاضی خان میں ہے۔ اور اگر متولی نے دونوں میں سے ایک کے حصہ پر قبضہ کیا اور دوسرے
کے حصہ پر قبضہ نہ کیا تو وقف صحیح نہ ہوگا حتے کہ جسکے حصہ پر قبضہ کیا ہے اسکو اس سے رجوع کرنے کا اختیار ہوگا کہ واپس لیکر چاہے
اسکو فروخت کردے یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور اگر دونوں شریکوں میں سے ہر ایک نے نصف زمین مشاع غیر مقسوم حالت میں
صدقہ موقوفہ کردی اور ہر ایک نے اپنے وقف کیواسطے جدا جدا دو متولی مقرر کیے تو جائز نہیں ہے کیونکہ وقت عقد کے شیوع
پایا گیا ہے اسواسطے کہ ہر ایک علیحدہ عقد کا مباشر ہوا ہے اور وقت قبضہ کے بھی شیوع متمکن تھا اسلیے کہ ہر ایک متولی نے نصف
مشاع پر قبضہ کیا اور اگر دونوں میں سے ہر ایک نے اپنے متولی سے قبضہ کے وقت کہا کہ تو میرے حصہ پر مع میرے شریک کے
حصہ کے قبضہ کر تو وقف جائز ہوگا اور یہ سب امام محمد رح کا قول ہے اور بنا بر قول امام ابو یوسف کے ان سب صورتوں میں وقف
جائز ہے اسواسطے کہ امام ابو یوسف کے نزدیک بغیر قبضہ کرانے کے وقف جائز ہے پس غیر مقسوم کا وقف بھی روا ہے یہ فتاوے
قاضی خان میں ہے اور اگر اپنے مکان یا زمین سے ہزار گز وقف کیا تو امام ابو یوسف کے نزدیک جائز ہے (یعنے متولی کے قبضہ میں دیدینے سے ۱۲) پس تمام دار یا زمین

ناپا جائیگا پس اگر وہ ہزار گز یا کم نکلا تو سب وقف ہوگا اور اگر دو ہزار گز تو اسمین سے نصف وقف ہوگا اور اگر ڈیڑھ ہزار گز نکلا تو دو تہائی حصہ وقف ہوگا اور اگر اسمین سے بعض ٹکڑے مین درختان خرما ہون اور بعض مین نہ ہون تو وقف کے واسطے درختان خرما سے حصہ ہوگا یہ محیط مین ہی۔ ایک شخص سے ایک زمین سے ایک جریب مشاع وقف کی پھر تقسیم واقع ہوئی اور بٹوارہ مین وقف مین ایک جریب سے کم پڑا اسوجہ سے کہ وقف کے ٹکڑے کی زمین عمدہ تھی پس دوسرے ٹکڑے کے گزون یعنی رقبہ مین بڑھا دیا گیا ہی یا اسکے برعکس واقع ہوا تو جائز ہی یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر کہا کہ مین نے اپنا حصہ اس دار مین سے وقف کر دیا اور یہ تمام دار کی تہائی ہی۔ پھر پیچھے اسکا حصہ اس تمام دار کا آدھا یا دو تہائی نکلا تو یہ سب وقف ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور اگر زمینین و مکانات دو شخصون مین مشترک ہون پھر انمین سے ایک نے اپنا حصہ وقف کر دیا پھر چاہا کہ اپنے شریک سے بٹوارہ کرے اور تمام وقف کو ایک زمین یا ایک دار مین مجتمع کر دے تو قیاس قول امام ابو یوسف و شیخ ہلال رح مین یہ جائز ہی یہ ظہیریہ مین ہی اور اگر دو شخصون مین ایک زمین مشترک ہی پس ایک نے اسمین سے اپنا حصہ وقف کر دیا ہی تو امام ابو یوسف کے نزدیک جائز ہی پھر اگر وقف کرنے والے نے اپنے شریک سے بٹوارہ کرایا اور بٹوارہ مین کسیقدر درم معدود معلوم داخل کیے تو اسمین دو صورتین ہین کہ اگر وقف کرنے والے نے زمین کا ایک ٹکڑا مع ان درمون کے لیا تو نہین جائز ہی اسواسطے کہ وہ وقف مین سے کچھ بعوض درمون کے فروخت کرنیوالا ہوا اور یہ فاسد ہی اور اگر وقف کرنیوالے نے درم دیے ہین تو جائز ہی اور ایسا ہو جائیگا کہ گویا اسنے حصہ وقف لیا اور اسکے ساتھ ایک ٹکڑا اور درمون کے عوض حصہ شریک مین سے خریدا پس جائز ہوگا پھر جو حصہ واقف کا ہی وہ وقف ہوگا اور جو اسنے درمون سے لیا ہی وہ اسکی ملک ہی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ اگر تقسیم مین کچھ درم بڑھائے گئے ہون باین طور کہ دو حصون مین سے ایک حصہ کی زمین عمدہ تھی اور دوسرا حصہ زمین اس سے خراب تھا پس بمقابلہ عمدگی کے کچھ درم بڑھائے گئے تو دیکھا جاوے کہ اگر وقف کنندہ نے درم لیے ہین تو جائز نہین ہی اور اگر شریک نے لیے ہین تو جائز ہی یہ فتح القدیر مین ہی۔ ایک دوکان دو شریکون مین مشترک ہی جنمین سے ایک نے اپنا حصہ وقف کیا پھر وقف کرنے والے نے چاہا کہ اس حصہ کے دروازہ پر وقف کا تختہ لگا دے اور دوسرے شریک نے اسکو روکا تو وہ وقف کا تختہ نہین لگا سکتا ہی الا اسصورت مین کہ قاضی نے اسکو بغرض حفاظت وقف کے اسکی اجازت دیدی ہو اور یہ مسئلہ امام ابو یوسف کے قول پر ٹھیک پڑتا ہی جسکو مشائخ بلخ نے اختیار فرمایا ہی یہ مضمرات مین ہی۔ ایک گانون مین سے کچھ وقف ہی اور کچھ بادشاہت کی زمین ہی اور کچھ دوسرون کی ملک ہی پھر انھون نے اسمین سے تھوڑی زمین کا بٹوارہ بدین غرض چاہا کہ اسکو مقبرہ بناوین تو انکو یہ اختیار نہین ہی اور اگر کل کی تقسیم چاہی تو جائز ہی یہ وجیز مین ہی۔

باب سوم مصارف کے بیان مین یعنی جہان جہان مال وقف صرف کیا جاوے اور اسمین آٹھ فصلین ہین فصل اول جنس صورت ملین کہ وقف کا مصرف ہوگا اور کون شخص مصرف ہو سکتا ہی کہ اسپر وقف صحیح ہووے اور کون نہین ہو سکتا ہی کہ اسپر وقف صحیح نہ ہووے۔ حاصلات وقف مین سے پہلے وقف کی تعمیر مین صرف کیا جائیگا خواہ وقف کرنیوالے نے یہ شرط کی ہو یا نہ کی ہو پھر جو امر اس عمارت سے قریب ہو اور مصلحت مین سب سے عام ہو جیسے مسجد کے واسطے اسکا امام اور مدرسہ کے واسطے اسکا مدرس پس انکو بقدر انکی کفایت کے دیا جائیگا پھر چراغ و بوریئے فرش وغیرہ مین صرف کیا جاوے پھر اسی طرح آخر تک مصلحتون مین لحاظ رکھا جائیگا اور یہ اسوقت ہی کہ وقف کا کوئی مصرف معین نہ ہو اور اگر کسی چیز پر

یعنی وقف مسجد مین سے ١٢

معین کیا گیا ہو وہ اس وقف کی تعمیر و اصلاح مین صرف کرنے کے بعد اُسی مصرف معین کی طرف خرچ کیا جائیگا یہ حاوی قدسی مین ہے
اور اگر وقف کی آمدنی اُسنے ایک سال یا دو سال تک فلان شخص کے واسطے پھر بعد اُسکے فقیرون کے واسطے کردی ہو اور
آمدنی سے اُسکی تعمیر شرط کردی ہو تو ایسی صورت مین فلان مذکور کے حق سے وقف کی تعمیر پیچھے کردیجائیگی لیکن اگر تعمیر
مین دیر کرنے سے وقف کو کوئی کھلا نقصان پہونچتا نظر آوے تو تعمیر مقدم رکھی جائیگی یہ حاوی مین ہے۔ اور جن وجہون پر
وقف ہے وقف کی سب آمدنی ان وجہون پر ٹکڑے ٹکڑے کردیجائیگی لیکن اگر تاخیر عمارت مین کھلا ضرر پہونچتا ہو تو پہلے
تعمیر مقدم کیجائیگی اور رہا ناظر پس اگر اُسکے واسطے وقف مین سے کچھ شرط کردیا گیا ہو تو وہ گویا مستحقون مین سے ایک
مستحق ہے اور اگر ایسا نہو پس اگر وہ کام کرتا ہو تو اپنی اجرت کی قدر لیگا اور اگر کچھ کام نہ کرتا ہو تو کچھ نہ پاویگا یہ فتح القدیر مین
ہے۔ اور اگر وقف ایک شخص معین یا کئی شخصون معلوم پر ہو اور آخر مین واسطے فقیرون کے ہو تو یہ وقف کرنے والے کے
مال سے ہے کہ اپنی زندگی مین جس مال سے چاہے دیا کرے پھر جب مرا تو یہ مال انکو اس وقف کی آمدنی سے دیا جائیگا۔
پھر وقف کی تعمیر اُسی قدر لازم ہے کہ جس سے وقف کی ہوئی (خواہ آمدنی وقف جیسے یا اور مال سے ۱۲) چیز ویسی ہی باقی رہے جیسے وقف کی تھی اور اُس سے بڑھانا
سو یہ واجب نہین ہے پس بدون اُسکی رضامندی کے متولی اُس سے زیادہ عمارت مین خرچ نہ کریگا اور اگر وقف
فقیرون پر ہو تو بعض کے نزدیک متولی کسی حال مین اُس سے زیادہ تعمیر نہ بڑھائیگا جس وصف پر (جسپر وقف ہے ۱۲) وقف کرنیوالے
نے وقف کیا ہے اور یہی اصح ہے یہ فتح القدیر مین ہے۔ اور اگر کسی نے اپنا مکان اپنی اولاد کی سکونت کے لیے وقف کیا
تو جو اسمین رہے اسی پر اسکی تعمیر و مرمت واجب ہے پھر اگر اُسنے اس سے انکار کیا یا وہ فقیر ہے تو قاضی اسکو اجارہ پر دیکر
اسکی اجرت سے مرمت و تعمیر کا حکم دیگا پھر جب اُسکی مرمت ہو جائیگی تو جسپر وقف تھا پھر اسی کو واپس دیدیگا اور انکار کرنے
والے پر تعمیر کے واسطے جبر نہین کیا جائیگا اور اگر اُسی نے اجارہ پر دیا جسکو حق سکونت حاصل ہے تو اسکا اجارہ
نہین صحیح ہے یہ ہدایہ مین ہے۔ اور اگر سکونت کے حقدار نے اپنے خالص مال سے وقف مین عمارت بنائی پس اگر اُس
عمارت مین سے کچھ بعینہ قائم ہو تو وہ اس بنانے والے کے وارثون کی ہوگی چنانچہ ان لوگون کو اختیار ہوگا کہ اسکو
لے لین بشرطیکہ اُس سے وقف کو کوئی ضرر نہ پہونچے کذا فی الحاوی اور اُسکے وارثون سے کہا جائیگا کہ اپنی اس عمارت کو
یہان سے دور کر لیجاؤ پس اگر وہ لے گئے تو خیر ورنہ انپر جبر کیا جائیگا اور اگر انھون نے عمارت کا اس شخص کو مالک کردیا
جسپر انکے مورث کے بعد وقف ہے اور قیمت اسکے عوض لے لی تو دونون فریق کی باہمی رضامندی سے جائز ہے اور اگر دونون
فریق مین سے ایک نے اُس سے انکار کیا تو اُسپر اس امر کے واسطے جبر نہین کیا جائیگا یہ محیط مین ہے اور اگر اس عمارت مین سے
بعینہ کچھ قائم نہو تو بنانے والے کے وارثون کو کچھ نہ ملیگا یہ حاوی مین ہے اور اگر اُس شخص نے جسکے واسطے سکونت شرط
کی گئی تھی مکان موقوفہ کی دیوار مین پکی اینٹین لگائین اور اسپر گچ کی یا اس مکان مین شہتیر ڈالے یا دھنیان پھر وہ مرگیا اور
انمین سے کوئی چیز بغیر ضرر عمارت وقف کے جدا نہین ہوسکتی ہے تو اُسکے وارثون کو اسمین سے کوئی چیز جدا کرکے لینے کا اختیار
نہوگا ولیکن اب جسکو سکونت کا استحقاق بوجہ شرط وقف کے حاصل ہوا ہے اُس سے کہا جائیگا کہ وارثون کو انکی عمارت کی
قیمت دیدے اور جسکو سکونت کا استحقاق حاصل ہوگا پھر اگر اُسنے انکار کیا تو مکان مذکور اجارہ پر دیدیا جائیگا اور اسکا کرایہ
ان وارثون کو اسوقت تک دیا جائیگا کہ جبتک انکی عمارت کی پوری قیمت انکو ملجاوے پھر جب انکو پوری قیمت پہونچگئی تو
مکان مذکور اس شخص کو دیدیا جائیگا جسکو سکونت کا استحقاق حاصل ہے اور ایسی صورت مین جسکو اب استحقاق سکونت

حاصل ہی یہ اختیار نہین ہی کہ اِن وارثون کے ساتھ اس امر پر راضی ہو جاوے کہ اپنی عمارت کو کھود کر توڑ لیجاوے یہ ظہیریہ مین ہی اور عمارت وقف مین سے جو چیز منہدم ہو گئی اور ٹوٹ گری تو قاضی اسکو عمارت وقف مین صرف کریگا اگر وقف مین اسکی ضرورت ہو ورنہ اُسکو رکھ چھوڑیگا تاکہ جب وقف مین اُسکی ضرورت پیش آوے تو اُسکی عمارت مین صرف کرے اور اگر بعینہٖ اُسکا عمارت مین صرف کرنا متعذر ہو تو اسکو فروخت کرکے اُسکا ثمن مرمت مین صرف کریگا اور یہ روا نہین ہی کہ مستحقان وقف مین تقسیم کر دے یہ ہدایہ مین ہی - اور اگر رباط کی کوئی چھت گر پڑی یا اسکی کوئی دیوار منہدم ہو گئی (مثلاً دھنی ٹوٹ گئی) اور مستحقان وقف نے اُس کے سے نفع لینا چاہا تو اُنکو یہ اختیار نہین ہی الا جبکہ اُسکی تعمیر سے یاس ہو جاوے تو بعض نے فرمایا کہ اُنکو ایسی اجازت حاصل ہو جائیگی بشرطیکہ حاجتمند محتاج ہون اور یہ بقیاس قول امام ابو یوسف ہی اور بعض نے فرمایا کہ وقف کرنے والے کے وارثون کو ملیگی اور یہ بقیاس قول امام محمد رحمہ اللہ ہی یہ تہذیب مین ہی - ایک رباط کے دروازہ پر ایک بڑی نہر کا پل ہی کہ اس رباط سے کوئی نفع حاصل نہین ہو سکتا ہی جبتک کہ اِس پل پر سے اُس پار نجاوین اور اس پل کی کوئی آمدنی نہین ہی تو رباط کی آمدنی سے اس پل کی تعمیر مین خرچ کرنا روا ہی بشرطیکہ وقف کرنے والے نے یہ شرط کی ہو کہ وقف کی آمدنی ایسے امور مین صرف کیجاوے جنمین رباط کے واسطے بہتری ہی اور اگر اُسنے یہ شرط نہ کر دی ہو بلکہ فقط رباط کی مرمت کا ذکر کیا ہو تو جائز نہین ہی اسواسطے کہ یہ رباط کی مرمت نہین ہی ستے کہ اگر رباط کی حالت ایسی ہو کہ اگر اُسکی آمدنی سے پل کی مرمت نہ کیجاوے تو رباط خراب و شکستہ ہو جائیگی تو علماء نے استحساناً فرمایا کہ پل کی مرمت ایسی حالت مین رباط کی آمدنی سے جائز ہی یہ محیط سرخسی مین ہی - اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابتیون پر اگر وقف کیا تو مختصر الفتاوی مین مذکور ہی کہ یہ جائز ہی اور اسی پر سید امام ابو القاسم نے فتوی دیا ہی کذا فی السراجیہ اور مختار یہ ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابتیون پر وقف جائز ہی یہ غیاثیہ مین ہی - اور اکیلے تونگرون پر وقف نہین روا ہی اور اگر تونگرون پر جو گنتی کے ہین اور بعد اُنکے فقیرون پر وقف کیا تو جائز ہی اور حق تونگرون کا ہوگا پھر فقیرون کا یہ محیط سرخسی مین ہی اور مسافرون پر وقف کیا تو جائز ہی اور یہ فقیر مسافرون پر ہوگا نہ تونگر مسافرون پر یہ خلاصہ مین ہی - اور اگر وقف کرنے والے نے کہا کہ بدین شرط کہ اسکی آمدنی سے ہر سال میری طرف سے حج کیا جاوے یا عمرہ کیا جاوے یا میرا قرضہ ادا کیا جاوے تو یہ جائز ہی اور اگر کار ہاے خیر پر وقف کیا چنانچہ وقفنامہ مین بیان کیا کہ اسکی سالانہ آمدنی سے مٹکے خرید کرکے اُنمین پانی بھروا دیا جایا کرے یا اُس سے بیوہ عورتون و یتیمون کا سامان کر دیا جاوے یا اُس سے کپڑے خرید کر فقیرون کو پہنائے جایا کرین یا ہر سال صدقہ کیا جایا کرے بجاے اُن گنیا ہون کے جنمین حد سے تجاوز کرکے نافرمانی کی ہی تو یہ جائز ہی بشرطیکہ اسکے آخر مین ایسا مصرف مقرر کر دیا ہو جو ہمیشہ فقیرون کے واسطے ہو - اور اگر ایک شخص نے اپنی زمین وقف کی بدین شرط کہ ہر سال میری طرف سے ایک پورا حج پانچ ہزار درم سے کیا جاوے اور سواری کے ساتھ حاجی کا خرچہ فقط ایک ہزار درم پڑتے ہین تو اسمین سے ہزار درم حج مین صرف کیے جاوینگے اور باقی مسکینون کو دیے جاوینگے یہ حاوی مین ہی - اور اگر کہا کہ میری یہ اراضی صدقہ موقوفہ جہاد اور غازیون پر ہی یا مردون کے کفنون پر یا قبرون کے کھودنے پر یا اور اسی کے مشابہت پر تو جائز ہی کذا فی الذخیرہ اور امام خصاف نے باب الوقف مین فرمایا کہ اور وہ وقف کہ جو نہین جائز ہی اسطرح کہ میری یہ اراضی اللہ تعالے کے واسطے صدقہ موقوفہ ہی لوگون پر ہمیشہ کیواسطے تو وقف باطل ہی اسی طرح اگر کہا کہ بنی آدم پر یا اہل بغداد پر پھر جب وہ لوگ سب مر کھپکر ختم ہو جاوین تو وہ مسکینون پر ہی تو وقف باطل ہی اور اسی طرح اگر کہا کہ لنجون و اندھون پر تو وقف باطل ہی اور امام خصاف نے لنجون و اندھون پر وقف کا

مسئلہ ایک اور مقام پر ذکر کیا اور فرمایا کہ اس وقف کی آمدنی مسکینون کو ملیگی اور وہ لنجون واندھون کے واسطے مخصوص نہ ہوگی اور
اسی طرح اگر قرآن شریف کے قاریون پر وفقیہون پر وقف کیا تو بھی باطل ہی اور ہلال رحمہ اللہ کی کتاب الوقف مین مذکور ہی کہ
لنجون واندھون ومنقطع لوگون پر وقف صحیح ہی پس انمین سے محتاجون کو ملیگا تو انگرون کو نہ ملیگا اور ہمارے مشایخ نے
فرمایا کہ مسجد کے معلم پر جو مسجد مین لڑکے پڑھایا کرتا ہی نہین جائز ہی اور ہمارے بعضے مشایخ نے فرمایا کہ جائز ہی۔ اور شیخ شمس الائمہ حلوائی
نے فرمایا کہ قاضی امام استاذ نسفی فرماتے تھے کہ علی ہذا القیاس اگر طالبعلمان شہر فلان پر وقف کیا تو جائز ہی اگرچہ انمین سے
محتاجون کی شرط نہ کردی ہو۔ اور شیخ شمس الائمہ سرخسی نے شرح کتاب الوقف مین بیان فرمایا کہ اس جنس کے مسائل مین حاصل
قاعدہ یہ ہی کہ جب وقف کرنیوالے نے ایسا مصرف ذکر کیا جسمین ظاہر صاف معلوم ہوتا ہی کہ فقیرون ومحتاجون پر وقف ہی تو وقف
صحیح ہوگا خواہ یہ لوگ گنتی وشمار سے حصر مین آسکتے ہون یا حصر مین نہ آتے ہون اور جب اُسنے ایسا مصرف بیان کیا کہ اُمین
توانگر وفقیر یکسان ہین پس اگر یہ لوگ حصر مین آتے ہون تو یہ اُنکے واسطے صحیح ہی باعتبار اُنکے اعیان کے یعنی گویا ہر فرد معین
کو تملیک کردی اور اگر یہ لوگ شمار مین نہ آتے ہون تو وقف باطل ہی اور فرمایا کہ لیکن اگر اُسکے لفظ سے باعتبار لوگون کے استعمال
کے نہ باعتبار حقیقت لفظ کے یہ دلالت پائی جاتی ہو کہ محتاجی ہونے کے ساتھ اُنکو دیا جاوے جیسے یتیمون کا لفظ کہا کہ لوگون کے
استعمال مین محتاج بیکس پر دلالت پائی جاتی ہی تو ایسی حالت مین دیکھا جائیگا کہ اگر یہ لوگ داخل شمار ہین تو انمین توانگر وفقیر
سب یکسان ہین اور اگر داخل شمار نہ ہون تو بھی وقف صحیح ہی مگر انمین سے فقیرون کو دیا جائیگا توانگرون کو نہ ملیگا یہ ظہیریہ مین
ہی۔ اور اگر اصحاب حدیث پر وقف کیا تو وقف مین کوئی شافعی مذہب والا جبکہ وہ حدیث کی طالبعلمی مین نہو وے
داخل نہ ہوگا اور حنفی مذہب والا اگر حدیث کی طلب وتحصیل مین ہو تو داخل ہوگا یہ خلاصہ مین ہی۔ اور اگر کسی نے اپنی زمین یا
مکان ہر اس شخص کے واسطے جو اس خاص مسجد کے واسطے موذن مقرر ہووے یا امام مقرر ہووے وقف کیا تو شیخ اسمعیل
زاہد نے فرمایا کہ ایسا وقف نہین جائز ہی اور اگر موذن فقیر ہو تو بھی نہین جائز ہی اور اسمین حیلہ جواز کا یہ ہی کہ وقفنامہ مین یون
تحریر کرے وقفت ہذا المنزل علی کل موذن یوذن فی ہذا المسجد فقیر یکون ساکن فی ہذا المسجد اوالمحلۃ فاذا اخرب المسجد والعیاذ باللہ او خوی من اہل تصرف الغلۃ بعد
ذلک الی فقراء المسلمین ومحاویجہم تو جائز ہوگا اور اگر کہا کہ مین نے ہر موذن فقیر پر وقف کیا تو یہ مجہول ہی یہ ظہیریہ مین ہی اور زمین
کا وقف کرنا ایسے شخص پر کہ وقف کرنے والے کی قبر کے پاس قرآن پڑھا کرے نہین صحیح ہی یہ قنیہ مین ہی۔ اور شیخ ابوبکر سے
دریافت کیا گیا کہ ایک نے اپنی اراضی کو مصاحف مجید پر جو وقف کیے ہوئے ہین اس شرط سے وقف کیا کہ ان مصاحف
مین سے جو پڑھا پڑھایا جاوے اُسکی درستی اس آراضی کی آمدنی سے ہوا کرے تو فرمایا کہ وقف باطل ہی یہ ذخیرہ مین ہی۔ اگر
صوفی لوگون پر وقف کیا تو بعض نے فرمایا کہ نہین جائز ہی اور بعض نے فرمایا کہ جائز ہی اور انمین سے فقیرون پر صرف کیا
کیا جائیگا اور یہی اصح ہی یہ قنیہ مین ہی **فصل دوم** اپنی ذات واپنی اولاد وانکی نسل پر وقف کرنے کے بیان مین۔ اگر ایک
نے کہا کہ میری یہ اراضی میری ذات پر وقف ہی تو قول مختار کے موافق یہ وقف جائز ہی یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔ اور اگر
کہا کہ مین نے وقف کی اپنی ذات پر بعد اپنے فلان پر پھر بعد اسکے فقیرون پر تو امام ابو یوسف کے نزدیک جائز ہی یہ حاوی
مین ہی۔ اور اگر کہا کہ میری اراضی وقف ہی فلان پر وبعد اسکے مجھپر یا کہا کہ مجھپر وفلان پر یا کہا کہ میرے غلام پر وفلان پر تو
مختار یہ ہی کہ صحیح ہی یہ غیاثیہ مین ہی۔ اور اگر کسی نے اپنی زمین اپنے فرزند پر اور بعد اسکے مسکینون پر بوقف صحیح وقف کی تو
وقف مین اُسکا وہی فرزند داخل ہوگا جو آمدنی پائے جانے کے روز موجود ہو خواہ وہ وقف کے روز موجود تھا یا بعد

اسکے پیدا ہوا ہو اور یہ شیخ ہلال رحمہ اللہ کا قول ہی اور اسی کو مشائخ بلخ نے اختیار کیا ہی کذا فی المحیط اور یہی مختار ہی یہ غیاثیہ
مین ہی۔ اور اسی طرح اگر یون کہا کہ میرے فرزند پر اور جو میرا فرزند بعد اُسکے پیدا ہوا اُسپر وقف ہی پھر جب یہ سب گذر جاوین
تو بعد اُسکے مسکینون پر وقف ہی تو بھی یہی حکم ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر کہا کہ میری یہ زمین صدقہ موقوفہ ہی میرے اس فرزند پر
جو میرا فرزند پیدا ہو حالانکہ اسوقت اُسکا کوئی فرزند موجود نہین ہی تو یہ وقف صحیح ہی پھر جب حاصلات آویگی تو فقیرون کو تقسیم
کردیجائیگی پھر اگر بعد تقسیم کے اسکا فرزند پیدا ہوا تو اسکے بعد جو حاصلات آویگی وہ اُسکے فرزند کو دیجایا کریگی جبتک وہ
زندہ رہے پھر جب اُسکا کوئی فرزند باقی نہ رہیگا تو اُسکی حاصلات فقیرون پر تقسیم ہوا کریگی یہ فتاوے قاضی خان مین
ہی۔ اور اگر کہا کہ مین نے اپنی اولاد پر وقف کیا تو اُسمین مذکر و مونث و خنثی سب داخل ہونگے اور اگر پسران پر وقف
کی تو اسمین خنثی داخل نہونگے اور اگر دخترون پر وقف کی تو بھی خنثی داخل نہ ہونگے اسواسطے کہ ہم یہنین جانتے ہین کہ
یہ خنثی درحقیقت لڑکا ہی یا لڑکی ہی اور اگر لڑکون و لڑکیون پر وقف کی تو خنثی داخل ہوجائینگے یہ سراج وہاج مین ہی
پھر جہان اولاد کے واسطے استحقاق ثابت ہو وہان وہی اولاد داخل ہونگی جنکا نسب اس وقف کنندہ سے معروف ہی اور
جنکا نہین معروف ہی اور صرف وقف کنندہ کے قول سے معلوم ہوا ہی تو وہ استحقاق مین ان لوگون کے ساتھ داخل نہ ہوگا
اسکی مثال یہ ہی کہ اگر کسی نے کہا کہ میری یہ اراضی میری اولاد پر وقف ہی پھر وقف کرنیوالے کی ایک باندی ایک بچہ لائی
یعنے اسکے بچہ پیدا ہوا اور وقت حاصلات سے چھ مہینہ سے کم مین ہوا پس وقف کرنیوالے نے اسکے نسب کا دعوی
کیا تو اُس سے نسب ثابت ہوجائیگا ولیکن اس حاصلات مین سے اُسکا حصہ نہ ہوگا اور اگر اُسکی جورو یا ام ولد کے وقت
غلہ سے چھ مہینے سے کم مین پیدا ہوا تو اسصورت مین اُسکے واسطے اس آمدنی سے حصہ ہوگا یہ حاوی مین ہی۔ اور اگر
چھ مہینہ یا زیادہ مین پیدا ہوا تو انکے ساتھ شریک نہ ہوگا یہ محیط مین ہی۔ اگر آمدنی حاصل ہونے کے وقت وقف کرنے والا
مرگیا پھر اُسکی جورو یا اسوقت سے کہ غلہ تیار ہوا ہی دو برس تک کے درمیان مین بچہ جنی تو یہ بچہ پہلی اولاد کے ساتھ مشارک
ہوگا اور اسی طرح اگر بجاے موت کے طلاق بائن ہوگئی ہی اور عورت مطلقہ نے عدت گذر جانے کا اقرار نہ کیا ہو تو اس
صورت مین بھی یہی حکم ہی اور اگر طلاق رجعی ہو تو اسمین بھی ویسا ہی حکم ہی جیسا کہ منکوحہ کی صورت مین ہی یہ ظہیریہ مین ہی
اور اگر وقف سے غلہ حاصل ہونے کے بعد واقف زندہ رہا اور ایسا ہی کہ جورو کے پاس جاسکتا ہی پھر مرگیا اور غلہ کے حاصل
ہونے کے وقت سے دو برس تک کے درمیان مین عورت کے بچہ پیدا ہوا تو اس بچہ کا اس غلہ مین کچھ حق نہوگا کیونکہ یہ وہم
ہی کہ غلہ حاصل ہوجانے کے بعد اُسکا نطفہ قرار پایا ہو لیکن اگر وجود غلہ سے چھ مہینے سے کم مین پیدا ہوا ہو تو پہلی اولاد کے
ساتھ یہ بچہ بھی شریک ہوگا اور اگر غلہ حاصل ہونے کے ایک یا دو روز بعد وقف کرنے والا مرگیا پھر اسکی جورو اسوقت
وجود غلہ سے دو برس کے درمیان مین بچہ جنی تو اس بچہ کو اس غلہ سے حصہ ملیگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ پھر مشائخ
نے اُس دن کی شناخت مین کہ جس روز آمدنی مین استحقاق واجب ہوتا ہی اختلاف کیا ہی پس شیخ ہلال رحمہ نے بیان
کیا ہی کہ وہ روز ہی کہ جس روز یہ حاصلات ایسی ہوگئی کہ اُسکی کچھ قیمت ہی اور یہ شرط نہین ہی کہ خرچہ سے زائد کچھ قیمت ہوا ور
بعضون نے فرمایا کہ وہ روز ہی جس روز اُسکی قیمت ہوگئی مگر اس حیثیت سے کہ خرچہ و خراج کی و نوائب عسہ قاہرہ مثل قرضہ کے
جو غلہ پر واجب ہوا ہی ان سب کو محسوب کرکے اسکی قیمت ہووے کذا فی محیط السرخسی اور اسی کو متاخرین مشائخ بخارا نے
اختیار کیا ہی یہ حاوی مین ہی۔ اور اگر کہا کہ میری یہ زمین میری اولاد کانون و اندھون پر وقف صدقہ ہی تو وقف ایسی ہی

یعنی ام ولد کا بچہ ۱۲

اولاد کے لیے ہوگا اور ون کے لیے نہ ہوگا اور کانا واندھا ہونا اسوقت سے معتبر ہوگا جسوقت وقف کیا ہی اور حاصلات
آنے کے روز کا کانا واندھا ہونا شرط ومعتبر نہیں ہی اور اگر کہا کہ میری زمین میری اولاد صغار پر صدقہ موقوفہ ہی تو صدقہ خاصۃً
اولاد صغار کے واسطے ہوگا اور استحقاق کے واسطے وہ معتبر ہوگا جو وقف کے وقت صغیر تھا یہ شرط نہیں ہی کہ غلہ حاصل ہونے
کے وقت بھی نابالغ ہو یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر کسی نے کہا کہ میری زمین میری اس اولاد پر صدقہ موقوفہ ہی جو بصرہ مین
سکونت پذیر ہون تو آمدنی انھین کو ملیگی جو ساکن بصرہ ہون اور ون کو نہ ملیگی اور بصرہ کی سکونت غلہ حاصل ہونے کے
روز کی معتبر ہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی اور حاصل یہ ہی کہ استحقاق اگر ایسی صفت سے ہو جو زائل نہین ہوتی ہی
یا زائل ہوتی ہی مگر بعد زوال کے عود نہین کرتی ہی تو استحقاق کے لیے وقف کے وقت اس صفت کا ہونا معتبر ہی۔ اور اگر
استحقاق ایسی صفت سے ہو جو زائل ہو جاتی ہی اور پھر عود کر آتی ہی تو استحقاق غلہ کے واسطے غلہ موجود ہونے کے وقت اس
صفت کا پایا جانا معتبر ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر اپنی زمین فرزندان نرینہ پر وقف کی تو اسمین نرینہ اولاد داخل ہوگی اور
لڑکیان داخل نہ ہونگی اسلیے کہ اُسنے اولاد کو ایسی صفت سے بیان کیا جو زائل نہین ہوسکتی ہی یہ محیط سرخسی مین ہی اور اگر
کہا کہ لڑکے میری اولاد سے یا میری اولاد کے لڑکون پر تو اسکی شرط کے موافق ہوگا اور وہی لوگ داخل ہونگے جو وقف کے روز
اس صفت پر موجود تھے یہ حاوی مین ہی۔ اور اگر کہا کہ جو شخص میری اولاد مین سے مسلمان ہو جاوے یا جو شخص نکاح کرے اسپر
وقف ہی تو وہ شخص داخل ہوگا جو وقف کے بعد مسلمان ہو جاوے یا نکاح کرے اور وہ داخل نہ ہونگے جو وقف کے روز مسلمان
تھے یا انکا نکاح ہوگیا تھا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر کہا کہ میری فقیر اولاد پر اور اس سے زیادہ نہ کہا تو غلہ آنے کے وقت جو فقیر ہو
وہ داخل ہوگا یہ حاوی مین ہی۔ اور اگر کہا کہ جو میری اولاد مین سے فقیر ہوا تو امام محمد رح نے فرمایا کہ جو تونگری کے بعد محتاج ہوا
وہی داخل ہوگا اور سوائے امام محمد رح کے اور علماء نے فرمایا کہ غلہ آنے کے وقت جو محتاج ہووے وہ داخل ہوگا خواہ وہ تونگر تھا
کہ اب محتاج ہوا یا بالکل غنی تھا ہی نہین کذا فی فتاوی قاضیخان اور یہی صحیح ہی یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اگر کہا کہ جسکو میری اولاد سے
محتاجی ہووے تو غلہ آنے کے وقت جو ایسا ہو وہ داخل ہوگا یہ حاوی مین ہی۔ اور اگر اپنی اراضی اپنی عالم اولاد پر اور اولاد کی
اولاد پر اگر عالم ہووین وقف کی پھر انمین سے کوئی ایک صغیر پسر چھوڑ کر مر گیا جو چند سال کے بعد عالم ہوا تو اسکا حصہ پہلے سنین
رکھ چھوڑا جائیگا اور اس صفت کے پائے جانے سے پہلے وہ کچھ مستحق نہ ہوگا یہ قنیہ مین ہی۔ اور اگر کہا کہ میری یہ اراضی میرے فرزند
پر صدقہ موقوفہ ہی تو اُسکی حاصلات اسکی پشت کے فرزند پر تقسیم ہوگی خواہ لڑکے ہون یا لڑکیان یا دونون ہون سب یکسان ہین
اور جب ایسا وقف جائز ہوگیا تو جبتک اسکی پشت کے فرزندمین سے ایک بھی پایا جائیگا تب تک آمدنی اسی کی ہوگی اور کسی کو
نہ ملیگی اور جب کوئی اُسکی پشت کا نطفہ نہ رہا تو آمدنی فقیرون پر تقسیم ہوگی اور فرزند کی اولاد پر صرف نہ کیا جائیگا اور اگر وقف کیوقت
اُسکی پشت سے کوئی فرزند نہو بلکہ اُسکے پسر کی اولاد ہو تو پسر کی اولاد کو ملیگا اور اُسکے نیچے جو پشت ہی انکو کچھ نہ ملیگا اور اسکے نطفہ
سے فرزند نہ ہونے کے وقت پسر کی اولاد مثل اسکی پشت کی اولاد کے ہوگی اور اسمین دختر کی اولاد موافق ظاہر الروایہ کے
داخل نہوگی اور اسی کو ہلال رحمہ نے لیا ہی اور ظاہر الروایہ ہی صحیح ہی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ پھر اگر اسکے بعد اگر اُسکے پشت
کے نطفہ سے اسکا کوئی فرزند لڑکا یا لڑکی پیدا ہوئی تو آیندہ جو حاصلات آویگی وہ اسکے صلبی فرزند کو دیجائیگی یہ ذخیرہ
مین لکھا ہی۔ اور اگر پشت اول و دوم دونون معدوم ہون اور تیسری و چوتھی پشت پائی گئی اور انکے نیچے بھی اور پشت
موجود ہین تو تیسری پشت اور اُسکے نیچے کی پشتین سب اس حاصلات مین شریک ہونگی اگرچہ کثرت سے ہون یہ محیط مین ہی

اور جو حکم اپنے فرزند پر وقف کرنے کی صورت مین مفصل مذکور ہوا ہی ویسا ہی اگر فلان کے فرزند پر وقف کیا تو اسی تفصیل سے حکم ہی یہ ذخیرہ مین ہی - اور اگر کہا کہ میری یہ زمین صدقہ موقوفہ میرے فرزند پر اور میرے فرزند کی اولاد پر ہی تو اسمین اسکی پشت کی اولاد اور اولاد کی اولاد جو وقف کے روز موجود ہین اور جو بعد کو پیدا ہووین سب داخل ہونگی اور ہر دو پشتین اس آمدنی مین شریک ہونگی اور جو ان دونون پشتون سے نیچے ہین وہ انکے ساتھ شریک نہ ہونگی اور اسمین دخترون کی اولاد ظاہر الروایہ کے موافق داخل نہوگی اور اسی پر فتوے ہی یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر کہا کہ میرے فرزند پر و میرے فرزند کی اولاد پر اور فرزند کی اولاد کی اولاد پر وقف ہی یعنے تیسری پشت کو بھی ذکر کیا تو وقف کی آمدنی ہمیشہ اسکی اولاد پر نسلاً بعد نسل تقسیم ہوگا اور فقیرون پر صرف نہ کیجائیگی جبتک کہ ان لوگون مین سے جسپر وقف کا نام لیا ہی اور جو انسے نیچے پشت مین ہون ایک بھی باقی رہے اور اسمین اقرب و ابعد یعنے نزدیک والے اور دور والے سب برابر ہین لیکن اگر وقف کرنیوالے نے وقف مین کہدیا کہ اقرب فالاقرب یعنے نزدیک پہلی پشت والے پھر انکے بعد جو سب سے نزدیک ہین یعنی دوسری پشت والے علی ہذا القیاس یا کہے کہ میرے فرزند پر پھر بعد انکے میرے فرزند پر یا کہے بطناً بعد بطن یعنی پشت بعد پشت کے تو ایسی صورت مین جس سے وقف کرنے والے نے شروع کیا ہی اُس سے شروع کیا جائیگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - اور اگر کہا کہ میری یہ زمین صدقہ موقوفہ ہی میری اولاد پر تو سب پشتین داخل ہو جائینگی کیونکہ اولاد کا لفظ عام ہی ولیکن کل آمدنی پہلی پشت والون کو ملیگی جبتک انمین سے کوئی باقی رہے پھر جب سب گذر گئے تو دوسری پشت والون کو ملیگی پھر جب گذر گئے تو تیسری پشت و چوتھی و پانچوین جتنی موجود ہون سب کو ساتھ ہی ملیگا اور تیسری سے لیکر باقی سب شریک ہونگے اور دور و نزدیک اسمین برابر ہین یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر کسی نے کہا کہ مین نے اپنی اولاد پر وقف کیا حالانکہ غلہ کے وقت اُسکا ایک فرزند موجود ہی تو نصف غلہ اسکو ملیگا اور نصف فقیرون کو ملیگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - اور اگر کہا کہ یہ صدقہ موقوفہ ایک فرزند پر ہی اور اُسکا ایک فرزند ہی تو پورا وقف اسی کا ہوگا اور اسی طرح اگر اسکے اولاد تھی مگر سب مر گئے فقط ایک باقی رہا تو اُسی کو ملیگا یہ حاوی مین ہی - اور اگر کہا کہ یہ اراضی میری ہر دو اولاد پر صدقہ موقوفہ ہی پھر جب دونون گذر جاوین تو ان لوگون کی اولاد و اولاد کی اولاد پر نسلاً بعد نسل صدقہ موقوفہ ہی پس ان دونون پر آمدنی صرف کیجائیگی پھر اگر انمین سے مر گیا اور ایک فرزند چھوڑا تو فقط ایک فرزند وقف کنندہ کو نصف ملیگا اور نصف فقیرون پر تقسیم ہوا کریگا یہانتک کہ وہ بھی مر جاوے پھر جب وہ بھی مر گیا تو ان دونون بیٹون کی اولاد و اولاد کی اولاد پر جسقدر نسل ہو نسلاً بعد نسل ہمیشہ کے واسطے صدقہ جاری رہیگا یہ واقعات حسامیہ مین ہی - اور اگر کہا کہ یہ اراضی صدقہ موقوفہ ہی میری محتاج اولاد پر اور اسکی اولاد مین سے کوئی محتاج نہین ہی سوائے ایک کے تو نصف آمدنی اس محتاج کو دیجائیگی اور باقی نصف فقیرون کو صدقہ دیجائیگی یہ خزانۃ المفتین مین ہی - اور اگر کہا کہ یہ میری اراضی صدقہ موقوفہ میرے بیٹون پر ہی اور اُسکے دو بیٹے یا زیادہ ہین تو آمدنی ان سب کے واسطے ہوگی اور اگر پیدا ہونے غلہ کے وقت اُسکا ایک ہی بیٹا ہو تو نصف غلہ اسکا اور نصف فقیرون کا ہوگا اور اگر اسکے بیٹے و بیٹیان ہون تو شیخ ہلال رح نے فرمایا کہ غلہ ان سب کو مساوی ملیگا اور یہی صحیح ہی جیسے اگر کہا کہ ارضی ہذا صدقہ موقوفہ علی اخوتی حالانکہ اُسکے بھائی ہین و بہنین ہین تو سب مساوی شریک ہونگے یہ ظہیریہ مین ہی - اور اگر کہا کہ میری یہ اراضی بنی فلان پر صدقہ موقوفہ ہی حالانکہ فلان کے بیٹے و بیٹیان ہین تو امام ابو یوسف نے امام ابو حنیفہ رح سے روایت کی کہ یہ صدقہ خاصۃً اسکی ذکور اولاد پر ہوگا عورتون پر نہ ہوگا اور یوسف بن خالد سمتی نے امام اعظم رح سے روایت کی کہ اولاد مذکر و مونث

برادران ۱۲ بھائیون ۱۲ فلان کے بیٹون پر ۱۲

ف ۔ اس مقام سے معلوم ہوا کہ وقف بعد والی تیسری پشت کو بھی ذکر کیا تو ابعد و اقرب سب برابر ہین اور جب تک سب میں سے کوئی باقی رہے فقرا کو نہ ملیگا ۱۲ م

سب داخل ہونگی اور اگر فلان مذکور کی اولاد ایک بڑا قبیلہ ہو کہ داخل شمار نہون تو سب روایات کے موافق یہ صدقہ مذکر و مونث سب اولاد پر ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور اگر اسنے کہا کہ یہ اراضی صدقہ وقف ہی میرے بیٹون پر حالانکہ اسکے بیٹے نہین ہین بیٹیان ہین تو ساری حاصلات فقیرون پر صدقہ ہوگی اور اسی طرح اگر کہا کہ میری بیٹیون پر حالانکہ بیٹیان نہین بیٹے ہین تو آمدنی فقیرون پر صدقہ ہوگی اور بیٹون کو کچھ نہ ملیگا یہ وجیز مین ہی۔ اور اگر اپنے کوئی ایک بیٹے اور اسکی اولاد و اولاد اولاد اولاد پر نسلاً بعد نسل وقف کیا تو ان سب کے درمیان آمدنی تقسیم ہوگی یعنے جو اسکے بیٹے کی اولاد ہو انکی تعداد پر مساوی تقسیم ہوگا جسمین مذکر و مونث سب برابر ہونگے اور دختر کی اولاد اسمین داخل ہوگی یہ خزانۃ المفتین مین ہی اور اگر اپنی نسل یا اپنی ذریت پر وقف کیا تو اسمین بیٹون کی اولاد و بیٹیون کی اولاد خواہ نزدیک کی ہون یا دور کی ہون (اول پشت یا دوسری تیسری پشت تک ۱۲) سب داخل ہونگی اور اگر اپنی عترت پر وقف کیا تو ابن الاعرابی و ثعلب نے فرمایا کہ عترت وہی ذریت ہین اور عتبی نے فرمایا کہ وہ عشیرہ ہین اور اگر کہا کہ میرے ان لوگون پر وقف ہی جو نسب مین میری طرف نسبت دیے جاوین تو اسمین اسکی دخترون کی اولاد داخل نہ ہوگی (بیٹے بیٹی کے نسل ۱۲) یہ سراج وہاج مین ہی۔ ایک نے کہا کہ میری اراضی صدقہ موقوفہ میری اولاد و میری نسل پر ہی تو وقف صحیح ہی۔ اور اسمین اسکی اولاد اور اولاد کی اولاد مذکر ہون یا مونث ہون خواہ نزدیک کی قرابت سے ہون یا دور کے نسب سے ہون سب داخل ہونگی اور بیٹون بیٹیون کی اولاد برابر داخل ہونگی خواہ آزاد ہون یا مملوک ہون اور مملوکون کا حصہ انکے مولی کا ہوگا اور اسی طرح اگر کہا کہ میری نسل پر و میری ذریت پر تو یہ جائز ہی اور اسکا حکم مثل اول کے ہی یہ حاوی مین ہی۔ اور اگر کہا کہ مین نے اپنی اولاد و اپنی نسل پر وقف کیا اور اسکے فرزند کا فرزند ہی پھر بعد وقف کے اسکا فرزند اسکی پشت سے پیدا ہوا تو سب استحقاق مین داخل ہو جاوینگے اور اگر کہا کہ میرے فرزندون پر جو پیدا ہو گئے ہین اور میری نسل پر وقف ہی تو جو اسکا فرزند بعد اسکے پیدا ہوا وہ نسل کے کہنے کی وجہ سے داخل استحقاق ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور اگر کہا کہ میری یہ اراضی صدقہ موقوفہ ہی میری ان اولاد پر جو مخلوق ہو گئی ہی اور انکی نسل پر تو اسمین اسکی وہی اولاد جو پیدا ہو گئی ہی اور انکی نسل داخل ہوگی خواہ مخلوق ہوئی ہو یا ہنوز نہ ہوئی ہو اور جو اسکے فرزند پیدا نہین ہوئے ہین وہ داخل نہونگے اور نہ انکی نسل داخل ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہی اور اسی طرح اگر کہا میری ان اولاد پر جو پیدا ہو گئی ہین اور انکی اولاد پر صدقہ ہی پھر اسکے بعد اسکی پشت سے کوئی فرزند پیدا ہوا تو اسکو کچھ استحقاق نہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہی۔ اور اگر کہا کہ میری اولاد پیداشدہ اور انکی اولاد کی اولاد و انکی نسل پر صدقہ ہی تو اسکی اولاد جو پیدا ہو گئی ہی اور اولاد و اولاد ہمیشہ نسلاً بعد نسل استحقاق مین داخل ہونگی اور اگر کہا کہ میری اولاد جو پیدا ہو گئی ہی اور انکی اولاد اولاد پر صدقہ ہی اور خاموش ہو رہا تو اسکے فرزند کے فرزند کو کچھ نہ ملیگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر کہا کہ میری اولاد پر جو مخلوق ہو گئے ہین اور انکی نسل پر اور میری اس اولاد کی نسل پر جو آیندہ پیدا ہو تو جو اسکی پشت سے اسکی اولاد آیندہ پیدا ہووے وہ استحقاق مین شامل نہ ہونگی ہان انکی اولاد شامل ہوگی۔ اور اگر کہا کہ میری اولاد پر اور انکی اولاد پر اور انکی اولاد کی اولاد پر جبتک نسل ہی صدقہ موقوفہ ہی اور حال یہ ہی کہ قبل وقف کے اسکی بعض اولاد بھی جو مر چکی مگر اپنی اولاد چھوڑ گئی ہی تو یہ لوگ استحقاق مین شامل نہ ہونگے اور اگر کہا ہو کہ میری اولاد پر اور میری اولاد کی اولاد پر اور انکی اولاد پر تو صورت مذکورہ مین یہ لوگ وقف کے استحقاق مین داخل ہونگے یہ حاوی مین ہی۔ اگر اپنی صحت مین کہا کہ مین نے یہ اراضی اللہ تعالی کے واسطے ہمیشہ کے لیے صدقہ موقوفہ کر دی اپنی اولاد پر اور اولاد کی اولاد پر اور انکی اولاد کی اولاد پر اور انکی نسل پر جبتک انکی نسل رہے تو ایسے صدقہ کی آمدنی مین اسکا ہر فرزند جو وقف کے

روز موجود تھا اور ہر فرزند جو وقف کے بعد غلہ پیدا ہونے سے پہلے پایا گیا اور اولاد کی اولاد ہمیشہ سب داخل ہونگی اور جو شخص
انمین سے غلہ کے وجود سے پہلے مر گیا اُسکا حصہ ساقط ہو جائیگا اور جو غلہ موجود ہونے کے بعد مرا ہے اسکے حصہ کے اسکے وارث
مستحق ہونگے کیونکہ وہ اپنے حصہ کا مستحق ہو چکا ہے اور اس صدقہ مین نیچے اور اوپر کی پشتین سب برابر ہونگی لیکن اگر اُسنے اپنے
وقف مین کہدیا ہو کہ پہلے یہ صدقہ انمین سے اول پشت سے شروع کیا جاوے پھر اس پشت کو جو انکے نیچے متصل ہے علی ہذا الترتیب
تو یون ہی کیا جائیگا پھر اگر اُسنے اسطور پر کہدیا ہو پھر اول پشت کے سب مر گئے سوائے ایک کے تو تمام آمدنی اسی اکیلے باقی
کو ملیگی اور دوسری پشت والون مین کسی کو کچھ نہ ملیگا۔ اور اگر یون کہا کہ اُسکی آمدنی پہلے اول پشت سے شروع کیجاوے
پھر انکے گذر جانے کے بعد دوسری پشت والون کو دیجاوے مگر اس شرط پر کہ انمین سے مذکر کو مونث سے دوچند دیا جایا
کرے پھر اس وقف کی آمدنی حاصل ہوئی اور اول پشت مین سب مذکر ہی مذکر ہین انکے ساتھ کوئی مونث نہین ہے یا سب
مونث ہین کوئی مذکر نہین ہے تو سب غلہ انکے درمیان مین مساوی تقسیم ہوگا یہ ذخیرہ و محیط مین ہے۔ اور اگر وقف کنندہ نے
کہا ہو کہ میری اولاد پر اور اولاد کی اولاد پر ہمیشہ جبتک نسل باقی رہے صدقہ موقوفہ ہے اور یہ نہ کہا کہ بطناً بعد بطن مگر یہ کہا کہ ہر گاہ
انمین سے ایک مر گیا تو اس آمدنی مین سے اُسکا حصہ اسکی اولاد کا ہوگا تو انمین سے کسی کے مرنے سے پہلے وہی حکم ہے جو بیان
ہوا کہ آمدنی اُسکی سب اولاد اور اولاد کی اولاد اور نسل کے درمیان مساوی ہوگی پھر اگر اُسکی پشت کا کوئی فرزند مرا اور کوئی فرزند
چھوڑا پھر آمدنی آئی تو ان سب کی تعداد پر یعنے اولاد و اولاد کی اولاد چاہے جسقدر نیچی پشت کے ہون اور اس فرزند صلبی پر
جو مر گیا ہے سب کی تعداد پر مساوی تقسیم ہوگی پھر جو حصہ اس میت کے پرتے مین پڑا ہے وہ اسکی اولاد کو دیدیا جائیگا پس اولاد
میت کے واسطے دو حصہ ہوئے ایک تو انکا خود حصہ جو وقف کرنے والے کی شرط پر انکو ملا اور دوسرا انکے والد کا حصہ یہ
یہ خلاصہ مین ہے۔ اور اگر اُسنے کہا کہ میری اولاد پر اور اولاد کی اولاد پر اور انکی نسل پر اور انکی اولاد پر جبتک تناسل رہے
بدین شرط کہ پہلے یہ اول پشت سے دینا شروع کیا جاوے پھر انکے گذر جانے کے بعد دوسری پشت جو انکے متصل نیچے
ہے انکو دیا جاوے علی ہذا الترتیب بطناً بعد بطن ملے اور ہر گاہ کہ انمین سے کوئی مر جاوے اور فرزند چھوڑے تو میت کا حصہ
اسکے فرزند کو اور اسکے فرزند و نسل کو ہمیشہ جبتک تناسل رہے ملا کرے بدین شرط کہ اعلی بطن مقدم کیا جاوے اور ہر گاہ
انمین سے کوئی مرے اور کوئی فرزند نہ چھوڑے اور نہ فرزند کا فرزند اور نہ نسل چھوڑے تو اس صدقہ مین سے اُسکا حصہ
اس صدقہ والون پر رد کیا جاوے پس غلہ چند سال تک بطن اعلی پر تقسیم کیا گیا پھر اسکے بعد انمین سے بعض کا انتقال ہو گیا اور اُسنے فرزند و
فرزند کا فرزند چھوڑا تو وقف کی آمدنی وقف کرنیوالے کی اولاد پر جو واقف کے وقت موجود تھی یا اسکے بعد پیدا ہوئی سب پر تقسیم کیا جائیگا
پھر جسقدر انمین سے زندون کو ملا ہے وہ انکا ہوگا کہ اسکو لے لینگے اور جو کچھ مردون کو پہونچا تو موافق شرط وقف کنندہ کے اسکے فرزند کو ملیگا
مگر اسکے فرزند و فرزند کے فرزند مین بطن اول مقدم کیا جائیگا موافق شرط وقف کنندہ کے اور اگر پہلی پشت سے جو شخص مرا ہے اُسنے اپنی پشت
کا کوئی فرزند نہ چھوڑا بلکہ فرزند کا فرزند چھوڑا تو آمدنی مین سے میت کا حصہ اُسکے فرزند کے فرزند کو ملیگا جو وقف کنندہ کی اولاد مین
تیسری پشت سے ہے اور اسی طرح اگر تیسری سے بھی نیچا ہو تو وہ بھی پاویگا اسواسطے کہ وقف کنندہ نے یون ہی شرط کر دی ہے
اور اگر اول پشت کی تعداد دس نفر ہون پھر انمین سے دو مر گئے اور کوئی فرزند یا فرزند کا فرزند وغیرہ نہ چھوڑا پھر اسکے بعد دو
نفر اور مر گئے اور ہر ایک نے فرزند اور فرزند کا فرزند چھوڑا پھر ان دونون کے بعد دو اور مرے اور کوئی فرزند نہ چھوڑا اور نہ
فرزند کا فرزند چھوڑا پھر چار رون باقیون نے اور اولاد ہر دو میت نے تنازع کیا تو جبوقت غلہ آوے اسوقت اسطرح تقسیم

کیا جائیگا کہ سب غلہ اِن چارون باقیون اوران دولون میتون پر جو اولاد چھوڑ مرے ہین چھ حصہ پر تقسیم کیا جائیگا پھر جو چارون باقیون
کے حصہ مین پڑا وہ انکو ملجائیگا اور جو ان دونون میتون کے پہنچتے ہین آیا جنھون نے اولاد چھوڑی ہی تو یہ ان دولون کی اولاد
کو ملیگا اور باقی چار میت جنھون نے اولاد نہین چھوڑی ہی ساقط ہوگئے یہ محیط مین ہی۔ ایک شخص نے اپنی زمین اپنی اولاد پر وقف
کی اور آخر مین اُسکی آمدنی فقیرون کیواسطے کی پھر ان اولاد مین سے بعض مرے تو شیخ ہلال نے فرمایا کہ تمام آمدنی باقیون پر صرف
کیجائیگی پھر جب باقی بھی مرجاوین تو آمدنی فقیرون پر صرف کیجائیگی اوران اولاد کی اولاد کو نہ ملیگی۔ اوراگر اُسنے اپنی اولاد پر اسطرح
وقف کیا کہ ہر ایک کا نام لے لیا کہ فلان پر وفلان پر اور آخر وقت فقیرون پر کیا پھر انمین سے کوئی مرا تو اُسکا حصہ فقیرون پر صرف
ہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ اوراگر یون کہا کہ عبداللہ وزید وعمرو اور انکی نسل پر تو استحقاق غلہ مین عبداللہ وزید وعمرو اور انکی اولاد
و اولاد کی اولاد ہمیشہ جبتک نسل ہو شامل ہونگی اوراگر کہا کہ عبداللہ وزید وعمرو اور اُسکی نسل تو استحقاق مین عبداللہ وزید وعمرو اور جو
شخص کہ اولاد عمرو سے خاصتہً ظاہر ہون شامل ہونگے۔ اوراگر کہا کہ عبداللہ وزید وعمرو اوران دونون کی نسل پر تو استحقاق مین عبداللہ
وزید وعمرو اور جو اولاد زید وعمرو سے ہون شامل ہونگے۔ اوراگر کہا کہ اولاد عبداللہ پر اور اولاد زید پر حالانکہ زید کا کوئی فرزند نہین ہی تو پوری
آمدنی اولاد عبداللہ کیواسطے ہوگی یہ محیط مین ہی۔ اوراگر وارثان زید پر وقف کیا اور زید زندہ موجود ہی تو اسکے وارثون کیواسطے کچھ نہوگا
اور کل غلہ فقیرون کیواسطے ہوگا پھر جب مرے تو غلہ مذکور اسکے وارثون کے درمیان انکی تعداد پر حصہ کردیا جائیگا کہ عورت ومرد سب برابر
پاوینگے پھر اگر انمین سے بعضے مرگئے تو اُسکا حصہ ساقط ہوگیا اور جو لوگ غلہ حاصل ہونے کے روز موجود ہون انھین پر تقسیم ہوگا اوراگر انمین
سے ایک باقی رہگیا تو نصف اُسکا ہوگا اور باقی نصف فقیرون پر تقسیم ہوگا۔ اوراگر کہا کہ اولاد زید پر اور وہ فلان وفلان وفلان وفلان و
فلان یعنی پانچ کو مثلاً گن دیا تو ان پانچ کے سواے اورون کو خواہ اُسوقت موجود ہون یا اسکے بعد پیدا ہون اُس غلہ سے کچھ نہ ملیگا یہ حاوی
مین ہی۔ اوراگر کہا کہ میری یہ اراضی مساکین پر صدقہ موقوفہ ہی اس شرط پر کہ پہلے آمدنی سے میری پشت کی اولاد پر شروع کیا جاوے پس
اس وقف کا غلہ انپر جاری رکھا جاوے پھر انکے بعد کو انکی اولاد اور انکی نسل پر جاری رکھا جاوے تو غلہ اُسکی پشت کی اولاد کیواسطے
ہوگا اور اسکی اولاد کی اولاد کیواسطے تمام اُسکی شرط کے موافق رہیگا پھر مسکینون پر تقسیم ہوا کریگا اور اسی طرح اگر کہا کہ میرے اس صدقہ
کا غلہ واسطے مساکین کے ہی کہ انسے خارج نہ ہوگا اور باوجود اسکے یہ کہا کہ اوراس شرط سے کہ اس وقف کا غلہ میرے قرابتی پر جاری
رکھا جاوے جبتک کہ انمین سے ایک بھی باقی رہے تو بھی اس وقف کا غلہ برابر اسکے قرابتی کیواسطے رہیگا پھر جب ایک بھی نرہے تو پھر مسکینون
پر جاری ہوجائیگا **قال المترجم** میرے نزدیک یہ طریقہ وقف کا بہت مستحسن ہی یعنی تقدیم شرط مساکین فافہم واللہ اعلم۔ اوراگر اُسنے کہا کہ اس
شرط پر کہ اسکا غلہ واسطے عبداللہ بن جعفر اور واسطے اولاد زید کے ہی جبتک انمین سے ایک بھی باقی رہے پھر جب سب گذر جاوین تو یہ مساکین
پر ہی تو غلہ مذکور اولاد زید کی تعداد اور عبداللہ بن جعفر پر تقسیم کیا جائیگا پس اگر اولاد زید پانچ نفر ہون تو غلہ چھ حصہ پر تقسیم کیا جائیگا یہ محیط مین
ہی اوراگر کہا کہ میری یہ زمین بعد میری وفات کے صدقہ موقوفہ ہی میری اولاد اور اولاد کی اولاد اور انکی نسل پر پھر مرگیا تو اسکی پشت کی اولاد پر وقف
مذکور جائز نہ ہوگا اور اولاد کی اولاد پر جائز ہوگا مگر جبتک پشت کی اولاد مین سے کوئی زندہ ہی تب تک کل غلہ اولاد کی
اولاد کے واسطے نہوگا بلکہ تقسیم ہر سال اسطرح ہوگی کہ سالانہ غلہ ان سب کی تعداد پر حصہ لگایا جائیگا پس جو کچھ اولاد کی
اولاد کے پڑتے مین پڑا وہ اسکے واسطے وقف تصور ہوگا اور جو کچھ واقف کی پشت کے فرزندون کے پڑتے مین پڑے
وہ وارثون کے درمیان میراث ہوگا حتیٰ کہ شوہر وزوجہ کی بھی شرکت ہوگی جیسے اور وارثون کی شرکت ہوگی۔ اوراگر اسکی
پشت کے فرزندون سے بعض مرگئے تو غلہ مذکور اسکی پشت کے باقی فرزندون اور اولاد کی اولاد کی تعداد پر تقسیم ہوگا پھر

جو کچھ پشت کے باقی فرزندوں کے پرتے مین پڑا ہی وہ سب وارثون کے درمیان حصہ رسد تقسیم ہوگا خواہ یہ وارث زندہ ہون یا مر چکے ہون بشرطیکہ وہ وقف کرنے والے کی موت کے وقت زندہ تھے یہ خلاصہ مین ہی۔ اور وقف ہلال مین مذکور ہی کہ اگر کسی نے اپنی اولاد پر وقف کیا اور وقف مین ذکر کیا کہ یہ وقف ہی میری حیات مین اور بعد میری وفات کے تو اسکا یہ قول کہ بعد میری وفات کے یہ کچھ موجب فساد نہ ہوگا اور یہی اصح ہی اور یہ نہ ہوگا کہ اس قول سے یہ وقف وارثون کے واسطے وصیت ہونا قرار دیا جاوے بلکہ اسپر محمول ہوگا کہ اُسنے تابید یعنی ہمیشہ ایسا رکھنے کا قصد کیا ہی یہ وجیز مین ہی۔

فصل سوم

قرابت پر وقف کرنے اور قرابت کی شناخت کے بیان مین۔ قال المترجم چونکہ اس فصل و مابعد مین مسائل کی بنا بیشتر زبان عربیا پر ہی لہذا اعتذار ہی کہ اسکو زبان عرب پر محمول کرین ہان جابجا مین اپنی زبان کے موافق تصریح و اشارہ کر دونگا واللہ الموفق والمعین۔ امام ابو یوسف و امام محمد رح نے فرمایا کہ قرابت ہر ایسے شخص پر صادق ہوگی جو اسلام مین اسکے سب سے اعلے انتہائی باپ کی وجہ سے اسکی طرف نسب سے منسوب ہو خواہ پدر اعلی از جانب اُسکے باپ کے ہو یا از جانب اسکی مان کے ہو اور محرم و غیر محرم و قریب و بعید و جمع و مفرد اسمین یکسان ہی پس اگر اپنی قرابت پر یا صاحبان قرابت پر وقف کیا تو دونون صورتون مین امام ابو یوسف و امام محمد رح کے نزدیک یہ سب جو مذکور ہوئے ہین استحقاق وقف مین داخل ہونگے۔ اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر اُسنے بلفظ المفرد وقف کیا جیسے میری قرابت پر یا میرے صاحب قرابت پر تو استحقاق وقف مین وہی قرابت والے داخل ہونگے جو وقف کنندہ سے اقرب اور اُسکے محارم مین سے ہون اور اگر بلفظ الجمع وقف کیا جیسے میرے صاحبان قرابت پر یا میرے اقرباؤن پر تو باوجود اقرب ہونے و محارم ہونے کے یہ بھی معتبر ہوگا کہ جمع ہو حتے کہ لفظ مذکور دو یا زیادہ کی طرف راجع ہوگا۔ اور مشائخ نے صاحبین کے اس قول کے معنی مین کہ اسلام مین اُسکے سب سے اعلی انتہائی باپ کے الخ اختلاف کیا ہی چنانچہ بعضون نے کہا کہ اسکے یہ معنی ہین کہ سب سے اول اسکے اجدادین سے جو مسلمان ہوا ہی اور بعض نے فرمایا کہ اسکے اجدادمین سے سب سے اونچا جسنے اسلام کا زمانہ پایا خواہ مسلمان ہوگیا ہو یا نہ ہوا ہو اور اس اختلاف کا ثمرہ جب ظاہر ہوتا ہی کہ ایک علوی نے اپنی قرابت پر وقف کیا تو بنا بر قول ثانی کے اولاد عقیل بن ابی طالب و جعفر بن ابی طالب داخل وقف ہونگے اور بنا بر قول اول کے فقط اولاد علی کرم اللہ وجہہ داخل ہونگی[1]۔ اور اگر وقف کنندہ کے دو چچا و دو ماموں ہون اور اُسنے بلفظ جمع وقف کیا تو بر قول امام اعظم رح وقف کی آمدنی اسکے دونون چچا کی ہوگی سوائے اسکے کہ امام رحمہ اللہ اقرب کو بترتیب اعتبار کرتے ہین اور صاحبین کے نزدیک آمدنی مذکور ہر دو چچا اور ہر دو ماموں کے درمیان چار حصے ہوگی اسواسطے کہ صاحبین رحمہما اللہ اقرب کا کچھ اعتبار نہین کرتے ہین۔ اور اگر وقف کنندہ کے ایک چچا و دو ماموں ہون تو امام کے نزدیک آمدنی مین سے نصف چچا کو اور باقی نصف ہر دو ماموں کو برابر ملیگی یہ محیط مین ہی۔ اور قرابت کے استحقاق مین سب اماموں کے نزدیک بالاتفاق مذکر و مونث و مسلمان و کافر و آزاد و مملوک سب یکسان ہین ولیکن جو کچھ مملوک کے واسطے واجب ہوگا وہ اسکے اس مولی کو ملیگا جو غلہ پیدا ہونے کے روز اسکا مالک تھا مگر قبول کا اختیار اسی غلام کو ہوگا مولے کو نہ ہوگا اور بعد آزاد ہو جانے کے اسکا حصہ اسی کا ہوگا یہ حاوی مین ہی۔ اور قریب پر وقف ہونے کی صورت مین قرابت وارون کی تعداد پر غلہ تقسیم ہوگا جسمین صغیر و کبیر و مذکر و مونث و فقیر و تونگر سب یکسان ہین کیونکہ اسم قریب سب پر یکسان صادق ہی یہ وجیز مین ہی۔ اور وقف کرنے والے کا باپ اور اسکی پشت کی اولاد اسمین داخل ہونگی اور دادا کے حق مین دو روایتین ہین چنانچہ ایک مین ہی کہ داخل ہوگا اور ظاہر الروایہ مین ہی کہ نہین داخل ہوگا یہ فتح القدیر مین ہی۔

[1] اولاد علی کرم اللہ وجہہ مع کے ہی

ایک نے اپنے قرابات کے محتاجون پر کچھ وقف کیا پھر مرگیا پس آیا قیم کو یہ اختیار ہی کہ واقف کے پوتے کو جبکہ وہ فقیر ہو تو اسمین سے
دیوے یا نہین ہی تو امام اعظم و امام ابو یوسف کے قول پر نہین دے سکتا ہی اسواسطے کہ پوتا ان دونون امامون کے نزدیک قرابت
مین سے نہین ہی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی - اور اپنے صاحبان قرابت و اقربا کے الفاظ سے وقف کرنے مین جو حکم ہمنے بیان
کیا ہی وہی اپنے ارحام اور صاحبان ارحام اور اپنے انساب و صاحبان انساب کے لفظ سے وقف کرنے مین ہی یہ محیط مین ہی -
اور اگر کہا کہ میرے صاحب قرابت پر وقف ہی تو قیاس سے یہ لفظ ایک پر واقع ہونا چاہیے حتی کہ اگر اسکا ایک چچا و دو ماموں ہون تو
آمدنی تمام اس ایک چچا کو ملیگی اسواسطے کہ لفظ مذکور باعتبار صیغہ کے مفرد ہی اور استحساناً یہ سب مساوی ہونگے اسواسطے کہ اس سے جنس
مراد لیجائیگی یہ حاوی مین ہی - اور اگر اپنے قرابتیون یا اپنے قرباؤن یا اپنے انساب یا اپنے ارحام پر اس شرط سے کہ پہلے اقرب کو
پھر انکے بعد جو اقرب ہون اسی ترتیب سے وقف کیا تو جو سب سے زیادہ قریب ہو اسی پر وقف ہوگا اگرچہ وہ ایک ہو اور اسمین
لفظ جمع کا اعتبار نہ کیا جائیگا اور یہ بالاتفاق ہی یہ ذخیرہ مین ہی اور اگر کہا کہ میری یہ اراضی صدقہ موقوفہ ہی قرابت مین یا قرابت پر
اور یہ نہ کہا کہ میری قرابت پر تو فرمایا کہ یہ دونون لفظ یکسان ہین پس اسکی قرابت پر وقف ہوگا اور اسی طرح اگر کہا کہ اقارب
کے واسطے یا انساب کے واسطے یا ذوی الارحام کے واسطے اور اپنی ذات کی طرف نسبت نہ کی تو یہ وقف اسکی قرابت پر ہوگا
بوجہ اسکے کہ عرف مین [illegible] بولتے ہین یہ محیط مین ہی - اور اگر کہا کہ مان و باپ کی جانب سے میری قرابت پر یا مان کی جانب
سے میری قرابت پر وقف ہی تو اسکے قول کے موافق ہوگا اور آمدنی ایسے ہی قرابتیون پر انکی تعداد پر مساوی تقسیم ہوگی
اور اگر کہا کہ مان و باپ کی جانب سے میری قرابت پر اور باپ کی جانب سے میری قرابت پر یا کہا کہ باپ و مان کی جانب سے
میری قرابت پر اور مان کی جانب سے میری قرابت پر وقف ہی تو آمدنی ان سب کی تعداد پر تقسیم ہوگی اور اسمین مان و باپ
کی جانب کے قرابت دار اور فقط باپ کی جانب کے یا فقط مان کی جانب کے قرابت دار دونون یکسان ہونگے کہ مان و باپ
دونون کی جانب والے قرابتیون کو ترجیح نہ ہوگی - اور اگر کہا کہ درمیان میرے باپ کی جانب والے قرابتیون اور درمیان
میری مان کے جانب والے قرابتیون کے وقف ہی تو نصف آمدنی باپ کی جانب والون کے واسطے ہوگی اور نصف آمدنی اسکی
مان کے جانب والے قرابتیون کی ہوگی یہ ذخیرہ مین ہی - اور اگر کہا کہ میری یہ اراضی صدقہ موقوفہ ہی میری قرابت پر اقرب پھر
اقرب کے تو وقف کی آمدنی انھین لوگون کے واسطے واجب ہوگی جو اسکے قرابتیون مین سب سے زیادہ اس سے
قربت رکھتے ہین پھر اگر سب سے قریب ایک ہی شخص ہو تو پورا غلہ اسی کا ہوگا اگرچہ دو سو درم سے زائد ہو اور اگر ایک
جماعت ہو تو سب غلہ انکے درمیان مساوی تقسیم ہوگا جسمین مرد و عورتین برابر حقدار ہونگی - پھر جب یہ لوگ گذر جاوین تو
پھر جو لوگ میت سے سب سے زیادہ قریب ہون اگرچہ ان گذرے ہوؤن کی نسبت ایک درجہ دور ہونگے وہ اس غلہ کے
مستحق ہونگے اسی طرح ترتیب وار پہونچتے پہونچتے ایسے لوگون کو پہونچیگا جو دور کے قرابت دار تھے اگرچہ اپنے وقت مین
باقیون کی بہ نسبت میت سے سب سے زیادہ قریب ہونگے اور یہ امام محمد رح کا قول ہی اور اسی کو ہلال رحمہ اللہ نے
لیا ہی اور امام ابو یوسف نے فرمایا کہ قرابتیون مین سے وقف کرنیوالے سے قریب والے و بعید والے سب کے واسطے
آمدنی یکسان واجب ہوگی جو انمین مساوی تقسیم ہوگی - اور اسی طرح اگر اسنے کہا کہ میری قرابت ادنی پھر ادنے پر
از روئے قرابت نزدیک ۱۲
تو بھی ایسا ہی حکم اختلافی ہی پھر اگر بعض نے فرمایا کہ امین نہین قبول کرتا ہون تو اسکا حصہ ساقط ہو جائیگا اور غلہ باقیون
کے واسطے ہوگا یہ حاوی مین ہی - اور اگر کہا کہ اس شرط پر کہ جو اللہ تعالے نے پیدا کیا اسکی آمدنی سے دیا جاوے

اقرب کو پھر اقرب کو تو تمام غلہ اسی کو ملیگا جو سب سے زیادہ وقف کنندہ سے قریب ہو یہ محیط مین ہی - اور اگر کوئی اراضی اپنی قرابت پر وقف کی پھر ایک شخص نے دعوی کیا کہ مین اسکی قرابت سے ہون تو اُسکو تکلیف دیجائیگی کہ گواہ قایم کرے اور اسکے گواہ بدون خصم کے قبول نہ ہونگے پس خصم یعنی مدعا علیہ وقف کرنے والا ہوگا بشرطیکہ زندہ ہو اور اگر مرگیا ہو تو اُسکا وہ وصی جسکے قبضہ مین یہ زمین ہی خصم ہوگا اور اگر وصی نے کسی کے واسطے اقرار کیا کہ یہ اُسکی قرابت سے ہی تو اُسکا اقرار صحیح نہ ہوگا مگر وہ مدعی کی جانب سے گواہ قائم کرنے کی صورت مین فقط خصم ہو سکتا ہی یہ حاوی مین ہی اور اگر وقف کنندہ کے دو وصی ہون یا زیادہ ہون پھر مدعی نے انمین سے ایک پر دعوی کیا تو جائز ہی اور ان سب وصیون کا مجتمع ہونا شرط نہین ہی یہ ذخیرہ مین ہی - اور وقف کرنے والا میت کا وارث اس مقدمہ مین مدعی کا خصم نہوگا الا اسصورت مین کہ وہ متولی ہو وے اور اسی طرح جن لوگون پر وقف کیا ہی وہ بھی مدعی کے خصم نہ ہونگے یہ محیط مین ہی - پس اگر مدعی نے متولی کے مقابلہ مین یہ امر ثابت کرایا کہ یہ وقف کنندہ کا قریب ہی تو اسی قدر قبول نہ ہوگا یہانتک کہ وہ گواہون سے ثابت کراوے کہ اُسکا نسب معلوم یہ ہی مثلاً مادر و پدر سگی جانب سے یا فقط باپ کی جانب سے یا فقط مان کی جانب سے واقف میت کا بھائی ہی اور اگر صرف بھائی ہونے کو ثابت کرایا تو قبول نہ ہوگا اور اسی طرح اگر چچا ثابت کرایا تو بھی قبول نہ ہوگا پھر اگر گواہون نے کہا کہ ہم اسکے سواے دوسرا وارث نہین جانتے ہین تو قاضی اسکو دیدیگا اور اگر گواہون نے اسطرح نہ کہا تو چندے ٹھہر کر پھر اسکو دیگا یہ وجیز مین ہی اور امام اعظم کے نزدیک دینے کے وقت اُس سے کفیل نہ لیا جائیگا جیسے میراث مین ہوتا ہی یہ محیط مین ہی - اور اگر گواہون نے کہا کہ وقف کنندہ کے قرابتی غائب ہین تو قاضی انکے حصون کو تقسیم کرکے جدا رکھ چھوڑیگا اور اگر گواہون نے کہا کہ ہم انکی تعداد نہین جانتے ہین کہ وہ کتنے ہین تو قاضی کو چاہیے کہ ان سے کہے کہ تم لوگ احتیاط کرو اور گواہی نہ دو الا اسی کی جسکا تمکو یقین ہو پس کہو کہ ہم کوئی قرابتی نہین جانتے ہین سواے کذا و کذا کے یہ ذخیرہ مین ہی - پس اگر ایک شخص نے گواہ پیش کیے کہ قاضی شہر فلان نے حکم دیا ہی کہ یہ وقف کنندہ کا قریب ہی تو شیخ ہلال نے فرمایا کہ قاضی اُسنے دریافت کریگا وہ کیا قرابت ہی جسکا حکم دیا گیا ہی پس اگر انھون نے ایسی قرابت بیان کر دی کہ اُس سے وقف کا مستحق ہوتا ہی تو اسکو دیگا ورنہ نہین - اور اگر قبل اس بیان کے گواہ غائب ہوگئے یا مر گئے تو مدعی سے دریافت کیا جائیگا پس اگر اُسنے ایسی قرابت بیان کر دی جس سے مستحق ہوتا ہی تو دیا جائیگا ورنہ نہین اور نہ دینے کے حکم سے قاضی اول کا حکم توڑنا نہین لازم آتا ہی اسلیے کہ اُسنے فقط یہ حکم دیا تھا کہ اُسکا قریب ہی اور ہر قریب مستحق وقف نہین ہوتا ہی ہان اگر اُسنے یہ حکم دیا ہو کہ اُسکو غلہ مین سے دیا جاوے یا یہ موقوف علیہ ہی تو یہ قاضی بھی اسکو نافذ کریگا اور اسکو دیگا یہ وجیز کردری مین ہی اور اگر مدعی نے قرابت کی تفسیر نہ کی یا وہ طفل ہی تو شیخ ہلال رح نے فرمایا کہ یہ قاضی اسکو وقف کا غلہ دیگا اور قاضی اول کا حکم صحت پر محمول کریگا یعنے اُسنے ایسی قرابت کا حکم دیا ہی جس سے وقف کا مستحق ہوتا ہی یہ محیط مین ہی - ایک شخص نے اپنی قرابت کو قاضی کے سامنے ثابت کیا اور قاضی نے اُسکی قرابت ہونے کا حکم دیا پھر دوسرا آیا اور دعوی کیا کہ مین وقف کنندہ کا قریب ہون مگر اُسنے قاضی کو نہ پایا پس چاہا کہ جسکے لیے قاضی نے حکم دیدیا ہی اُس سے مخاصمہ کرے تو دیکھا جائیگا کہ اگر اُسنے غلہ مین سے کچھ لیا ہی تو وہ دوسرے مدعی کا خصم ہوگا اور اگر نہین لیا ہی تو خصم نہ ہوگا خواہ اول کو اسی قاضی کے پاس لاوے جسنے اسکے نام حکم دیا ہی یا کسی دوسرے قاضی کے پاس لاوے اور یہی استحسان ہی کہ جسکی طرف شیخ ہلال رح گئے ہین یہ ذخیرہ مین ہی - اور اگر اقربا وقف مین سے کسی نے اپنی قرابت وقف کنندہ سے ثابت کرائی پھر دوسرے نے گواہ دیے کہ یہ اسکا بیٹا ہی جسنے اپنی قرابت ثابت کرائی ہی یا اُسکا پوتا ہی تو اسی پر اکتفا کیا جائیگا اور اُسکو سبب سے اپنی قرابت کی تفسیر کرنے کی حاجت نہ ہوگی

جیسے کہ اول کو اس تفسیر کی حاجت ہوئی تھی اور اسی طرح اگر گواہ کیے کہ یہ اسکا مادر و پدر کی طرف سے بھائی ہی تو بھی یہی حکم ہی
کذا فی الحاوی اور اسی طرح اگر وہ شخص جسکے واسطے اول حکم دیا گیا ہی کوئی عورت ہو اور باقی مسئلہ موافق مذکورۂ بالا واقع ہوا تو
بھی یہی حکم ہی یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر دوسرے نے گواہ دیے کہ یہ اول مرد کا جسکے واسطے حکم ہوچکا ہی باپ کی طرف سے بھائی ہی پس
اگر قاضی نے اول کے واسطے یہ حکم دیا ہو کہ وہ وقف کنندہ کا باپ کی طرف سے بھائی ہی تو دوسرے کے واسطے بھی قرابت کا
حکم دیدیگا اور اگر اول کی نسبت وقف کنندہ کا مان کی جانب سے بھائی ہونے کا حکم دیا ہو تو دوسرا مدعی وقف کنندہ سے اجنبی
ہوگا اور اسی سے اس جنس کے مسائل کو نکال لینا چاہیے یہ محیط مین ہی۔ اور اگر وقف کنندہ کے دو بیٹون نے ایک مدعی کی
نسبت گواہی دی کہ یہ ہمارے باپ کا قرابت دار ہی اور قرابت بیان کردی تو گواہی قبول ہوگی یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر دو مردون
نے دو مردون کے واسطے قرابت کی گواہی دی اور ان دونون نے اون دونون کے واسطے قرابت کی گواہی دی پس
ہر ایک فریق نے دوسرے فریق کے واسطے گواہی دی تو مقبول نہ ہوگی یہ حاوی مین ہی اور اگر قاضی نے پہلے دونون گواہون
کی گواہی پر دونون مدعیون کے واسطے حکم دیدیا پھر دونون مدعیون نے دونون گواہون کے واسطے گواہی دی تو مدعیون
کی گواہی ان گواہون کے حق مین قبول نہ ہوگی مگر پہلے مدعیون کے حق مین گواہان اول کی گواہی بحال خود صحیح باقی رہیگی
یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر دو اہل قرابت نے ایک شخص کے واسطے قرابتی ہونے کی گواہی دی مگر گواہون کی ثقاہت ثابت نہ ہوئی
یعنے تعدیل نہ کی گئی تو ان اہل قرابت گواہون کے پاس غلہ جو وقف ہوگا اسمین یہ شخص جسکے واسطے گواہی دی ہی شرکت
کریگا یہ حاوی مین ہی۔ اور اگر اپنی زمین اپنی قرابت پر وقف کی پھر ایک شخص آیا اور اُسنے دعوی کیا کہ مین وقف کنندہ کی قرابت
سے ہون اور وقف کرنیوالے نے اقرار کیا اور اسکی قرابت کو بہ نسب معلوم بیان کیا اور کہا کہ یہ انھین مین سے ہی جنپر مین نے
وقف کیا ہی پس اگر وقف کنندہ کے کوئی قرابت والے معروف لوگ ہون اور یہ انمین سے معروف نہ ہو تو اُسکا اقرار صحیح نہوگا
اور یہ اسوقت ہی کہ وقف کرنیوالے نے بعد وقف کرلینے کے ایسا اقرار کیا اور اگر اُسنے وقف مین ایسا اقرار کیا بایں طور
کہ کہا کہ یہ انھین لوگون مین ہی جنپر مین نے وقف کیا ہی تو یہ اقرار اُسکی طرف سے قبول ہوگا۔ اور اگر وقف کنندہ کے
قرابتی معروف لوگ نہ ہون تو استحسانا اُسکا قول قبول ہوگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر گواہون نے گواہی دی کہ وقف کرنیوالے
نے اُسکی نسبت اقرار کیا ہی کہ میرا یہ قرابت دار ہی اور حالانکہ وقف کرنیوالے کے قرابتی لوگ معروف ہین تو یہ گواہی مقبول
نہ ہوگی اور اگر اسکے قرابت والے معروف نہون تو استحسانا مین کہتا ہون کہ اُسکو وقف کے غلہ مین سے دیا جاوے بشرطیکہ
گواہون نے اقرار میت کی مع تفسیر قرابت کے گواہی دی ہو یہ حاوی مین ہی۔ اور اگر اپنی اولاد و اپنی نسل پر وقف کیا
پھر ایک مرد کے واسطے اقرار کیا کہ یہ میرا بیٹا ہی تو آمدنیہاے گذشتہ کی بابت تصدیق نہ کیا جائیگا اور آمدنیہا سے پیوستہ یعنی
آیندہ مین تصدیق کیا جائیگا یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور ایک اگر ایک نے اپنی قرابت پر وقف کیا پھر ایک مرد آیا اور دعوی
کیا کہ مین اسکی قرابت سے ہون اور گواہ قائم کیے جنھون نے گواہی دی کہ وقف کرنیوالا اپنی زندگی مین قرابت کے ساتھ اس
شخص کو بھی ہر سال کچھ دیا کرتا تھا تو ایسی گواہی سے کچھ مستحق نہ ہوگا اور اسی طرح اگر یہ گواہی دی کہ فلان قاضی اسکو
قرابت والون کے ساتھ مین ہر سال کچھ دیا کرتا تھا تو بھی کچھ مستحق نہ ہوگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر وقف کیا ایسون پر جو سب
لوگون سے زیادہ اُسکا قریب ہو پھر بعد اسکے مساکین پر۔ اور اُسکا بیٹا یا باپ ہی تو استحقاق وقف مین شامل ہوگا اور اگر
قرابتیون مین سے سب سے زیادہ قربت پر وقف کیا تو یہ دونون داخل استحقاق نہونگے اور اگر اسکا بیٹا اور والدین ہون

توغلہ بیٹے کا ہوگا اور اسی طرح اگر بجاے بیٹے کے دختر ہو تو بھی ایسا ہی ہی پھر جب بیٹا یا بیٹی مرگئی توغلہ مساکین کا ہوگا اور والدین کے لیے کچھ نہ ہوگا اور اگر فقط اُسکے والدین ہون تو آمدنی دونون مین نصفا نصف ہوگی پھر اگر دونون مین سے ایک مرگیا توباقی کے واسطے نصف ہوگا اور نصف مساکین پر صدقہ ہوگا اور اسی طرح اگر اولاد ہون اور دس ہون پھر ایک مرگیا تو اسکا حصہ مساکین پر صدقہ ہوگا اور اگر وقف کنندہ کی مان اور بھائی ہون توغلہ مان کا ہوگا نہ بھائیون کا اور اسی طرح اگر اُسکا سگا دادا یا نانا اور مان ہو تو مان ان دونون سے قریب تر ہی اور بھائیون سے بھی قریب تر ہی اور مثل مان کے باپ کا بھی حکم ہی اور اگر دادا یعنی باپ کا باپ ہو اور بھائی ہون تو جس امام کے نزدیک دادا بجاے باپ کے ہی اُسکی راے مین غلہ دادا کا ہوگا اور دیگر علما کے قول مین بھائیون کا ہوگا دادا کا نہ ہوگا یہ ذخیرہ مین ہی - اور اگر وقف کنندہ کے دو بھائی ہون ایک سگا ایک مان و باپ سے اور دوسرا فقط باپ کی طرف یا فقط مان کی طرف سے تو جو مان و باپ دونون کی طرف سے ہی وہ اولے و مقدم ہوگا - اور اسی طرح بھائیون و بہنون کی اولاد اور چچا اور پھوپھیان اور مامون و خالائین اور انکی اولاد جو سگی ایک مان و باپ کی طرف سے ہون وہ انسے جو فقط مان کی طرف یا فقط باپ کی طرف سے ہون اولے ہونگی - اور اگر اُسکے تین مامون ہون جنمین سے ایک مان و باپ دونون سے اور دوسرا باپ کی طرف او تیسرا مان کی طرف سے اور ایک چچا باپ کی طرف سے تو پہلے وہ مامون پاویگا جو مان و باپ دونون کی طرف سے ہی - اور اگر اُسکا ایک بھائی باپ کی طرف سے اور ایک بھائی مان کی طرف سے ہو تو امام اعظم کے اول قول کے موافق باپ کی طرف والا بھائی مقدم ہوگا اور امام اعظم کے دوسرے قول کے موافق اور یہی صاحبین کا قول ہی کہ یہ دونون یکسان برابر ہین اور علی ہذا تمام اقارب مین جو باپ کیطرف سے ہو وہ مان کی طرف والے سے امام اعظم کے اول قول کے موافق مقدم ہوگا اور دوسرے قول کے موافق دونون برابر ہین اور یہی صاحبین کا قول ہی یہ حاوی مین ہی - اور اگر وقف کرنے والے کا باپ ہو اور پسر کا پسر ہو توغلہ وقف باپ کا ہوگا پوتے کا نہ ہوگا - اور اگر اسکا ایک سگا بھائی مان و باپ کی طرف سے ہو اور پوتا یعنے بیٹے کا بیٹا ہو توغلہ پوتے کا ہوگا اور اگر اسکی دختر کی دختر ہو اور پسر کے پسر کا پسر ہو یعنی ایک درجہ دختر مذکور سے نیچا ہو تو وقف کا غلہ دختر کی دختر کا ہوگا - اور واضح ہو کہ اگر بجاے وقف کے وصیت ہو تو وصیت مین بھی ایسی تمام صورتون مین یہی حکم ہی - اور اگر ایک مان و باپ سے سگی بہن ہو اور دختر کی دختر کی دختر ہو تو دختر کی دختر کی دختر مستحق مقدم ہوگی کذا فے المحیط پس حاصل یہ ہی کہ پہلے وقف کنندہ کی اولاد سے شروع کیا جائیگا اور وہ مقدم سمجھے جاوینگے پھر جب وہ نہون تو باپ کی اولاد پھر دادا کی اولاد سے ابتدا ہوگی - اور اگر نانا یعنے مان کا باپ ہو اور سگے بھائی کی دختر یا فقط مان کی جانب والے بھائی کی ہو تو امام اعظم کے نزدیک نانا مقدم ہوگا اور صاحبین کے نزدیک بھائی کی دختر مقدم ہوگی اور اگر بجاے بھائی کے دختر کی دختر ہو تو یہ دختر بالاتفاق مقدم ہوگی - اور اگر اُسکا باپ کی طرف سے یا مان کی طرف سے بھائی ہو اور مان باپ کی طرف سے سگے بھائی کا بیٹا ہو تو وقف کی آمدنی بھائی کی ہوگی یہ ذخیرہ مین ہی - اور مان کی طرف والے بھائی کا بیٹا استحقاق وقف مین باپ کی طرف والے چچا سے مقدم ہوگا یہ حاوی مین ہی - اور اگر کسی نے اپنے ایسے اقارب پر جو مقیم شہر فلان ہین پھر آخر مین فقیرون پر وقف کیا پس اگر یہ لوگ داخل شمار ہون تو وہ جہان جاوین انکا حصہ انکے ساتھ جائیگا اور اگر یہ لوگ داخل شمار نہ ہون تو جو شخص انمین سے دوسرے شہر و مقام مین وطن منتقل کرلیگا وہ محروم ہو جائیگا اور اگر انمین سے کوئی باقی نہ رہا تو غلہ فقیرون پر صرف کیا جائیگا اور اگر پھر لوٹ کر اسی شہر مین چلا آیا تو آیندہ غلہ اسکو ملا کریگا اور گذشتہ کا مستحق نہوگا یہ فتاوے

غیاثیہ مین ہی - اور اگر اپنی اراضی وقف کی اور حکم کیا کہ میرے اقربا کو بقدر انکی کفایت کے دیا جاوے اور حال یہ ہی کہ اُسکے اقربا کثرت سے ہین کہ داخل شمار نہین ہین پس اگر اُسنے اولاد کا ذکر نہ کیا تو اولاد اقربا و انکی اولاد سب داخل ہونگی اسلیے کہ وہ بھی وقف کرنیوالے کے قریبون مین سے ہین اور اگر اُسنے ذکر کیا اور یون کہا کہ پھر ان اقرباؤن کے بعد انکی اولاد کو ملے تو یہ اولاد اپنے باپون کی زندگی مین داخل استحقاق نہ ہونگے - پھر قدر کفایت کی حد یہ ہی کہ اُسکی ذات و اسکے اہل و اولاد اور ایک خادم کی حاجت کے لائق دیا جاوے یہ مضمرات مین ہی - ایک وقف اپنے وقف کرنے والے کے قبضہ مین ہی اور وہ آمدنی و حاصلات کو اپنے اقرباؤن اور اپنے آزاد کیے ہوئے غلامون پر صرف کرتا ہی اور بعضون کو بہ نسبت دوسرون کے زیادہ دیتا ہی اور جہان چاہتا ہی صرف کرتا ہی پھر وہ مرا اور اُسنے دوسرے کو وصی مقرر کیا اور یہ بیان نہ کیا کہ وقف مذکور کا صرف کیونکر تھا تو مشائخ نے فرمایا کہ جنکو وقف کنندہ دیا کرتا تھا انھین کو وصی بھی دیا کرے اور اگر وصی پر یہ امر مشتبہ و مشکل ہو کہ وقف کنندہ اپنے اقرباؤن اور آزاد کیے ہوے غلامون مین سے کس کو زائد دیتا تھا تو وہ زیادتی کو فقیرون پر تقسیم کیا کرے یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - فصل چہارم فقرای قرابت پر وقف کرنے کے بیان مین - اگر کسی نے کہا کہ میری یہ اراضی صدقہ موقوفہ ہی میرے قرابتی فقیرون پر یا کہا کہ میری اولاد کے فقیرون پر [قرابت کے فقیرون پر ۱۲] اور بعد انکے مساکین پر - تو یہ وقف صحیح ہی اور وقف کا مستحق وہ ہوگا جو غلہ پائے جانے کے روز فقیر ہو اور یہ ہلال رحمہ اللہ کے نزدیک ہی اور ہم اسی کو لیتے ہین کذا فی المضمرات اور اسی پر فتوے ہی اور اگر کہا کہ میری اراضی صدقہ موقوفہ ہی میری قرابت مین سے مسکینون یا میری قرابت کے محتاجون پر تو بھی وہی حکم ہی جو قرابتی فقیرون پر صدقہ کرنے کی صورت مین بیان ہوا ہی اور اگر کہا کہ میری اراضی صدقہ موقوفہ ہی واسطے میرے قرابتی فقیرون کے یا میرے قرابتی فقیرون مین تو ایسا ہی جیسے کہا کہ میرے قرابتی فقیرون پر اسواسطے کہ حروف صلات ایک دوسرے کے قائم مقام ہوتے ہین اور اگر کہا کہ میری قرابت کے یتیمون پر تو بھی یہی حکم ہی اور اگر ان یتیمون مین سے غلہ حاصل ہو جانے کے بعد کوئی محتلم ہوا یعنی بالغ ہو گیا تو اُسکو اس غلہ مین سے حصہ ملیگا [یعنے مخصوص یتیمون پر ہوگا ۱۲] اور آیندہ غلہ سے نہ ملیگا اور اگر اسکے اور دوسرے مستحقون مین سے کسی کے درمیان خصومت واقع ہوئی پس دوسرے مستحق نے کہا کہ تو غلہ حاصل ہونے سے پہلے بالغ ہوا ہی پس تیرے واسطے حصہ نہ ہوگا اور اُسنے کہا کہ نہین بلکہ مین غلہ حاصل ہونے کے بعد محتلم ہوا ہون تو قسم سے قول اسی کا قبول ہوگا اور اسی طرح اگر یتیم لڑکی کو حیض آیا اور اُسمین ایسی خصومت واقع ہوئی تو قسم سے لڑکی کا قول قبول ہوگا اور اگر اہل قرابت مین سے کوئی شخص غلہ حاصل ہونے کے بعد مرا اور صغیر اولاد چھوڑی کہ جو یتیم ہو گئی تو انکو اس غلہ سے نہ ملیگا [آیندہ غلہ سے ملیگا ۱۲] یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - اور اپنی قرابت کے محتاجون پر وقف کیا اور آخر اس وقف کا فقیرون کے واسطے قرار دیا پھر خود مرا اور اسکا ایک بیٹا فقیر ہی تو امام ابو یوسف نے فرمایا کہ قرابت کی لفظ مین داخل نہ ہوگا اور یہی صحیح ہی یہ فتاوے غیاثیہ مین ہی - اور اگر کہا کہ میرے قرابتی فقیرون مین سے صلحا پر [جمع صالح ۱۲] وقف ہی تو صالح ہر وہ شخص ہی کہ مستور ہو یعنی کوئی برائی اُسکی ظاہر نہ ہو اور اسکا چال چلن سیدھی راہ پر ہو سلیم الناحیہ ہو کہ ادھر والے لوگون مین سلیم ہو اور کامن الاذی ہو کہ اُسکا کسی کو رنج پہونچانا ظاہر نہو [یا صفت مین مستور ہو واللہ اعلم ۱۲] قلیل الشر ہو کہ شر اُسکا گھٹا ہوا قلیل ہو اور حرمت شرع کی ہتک کرنے والا نہ ہو اور صاحب زینہ نہ ہو کہ فسق ظاہر ہوا ور نیز محصنات عفیفہ پاک عورتون کا زنا کی طرف نسبت دینے والا نہ ہو اور جھوٹ بولنے مین معروف نہو پس جو ایسا شخص ہو وہ صالح ہی یعنے ایسے لوگون کو جو اسکی قرابت سے فقیر ہون ملیگا اور اگر اُسنے کہا کہ اہل عفاف پر یا اہل الخیر یا اہل فضل پر وقف ہی تو مثل اہل الصلاح کہنے کے ہی یہ حاوی مین ہی - اور اگر کہا کہ میری قرابت کے فقیرون پر وقف ہی اور اسکی قرابت مین ایسے فقیر ہین جو اس شہر کے سواے جسمین وقف کرنیوالا

ہیں دوسرے شہر مین رہتے ہین تو یہان سے ایک شہر مین نہ بھیجا جائیگا بلکہ اس شہر مین جو اُسکے قرابتی فقیر ہین انھین پر تقسیم کیا جائیگا اور اگر قیم نے یہان سے اس شہر مین انکو بھیجدیا تو اُسپر ضمان لازم نہ ہوگی یہ محیط مین ہی اور اگر کہا کہ وقف ہی میری قرابت کے فقیرون پر اسطرح کہ شروع ان لوگون سے کیا جاوے جو سب سے زیادہ قریب ہین پھر انکے بعد جو سب سے زیادہ قریب ہون علی ہذا القیاس تو جب غلہ حاصل ہو تو جو انمین سے وقف کرنیوالے سے سب سے زیادہ قریب ہون اُنسے شروع کیا جائیگا پس دوسو درم دیے جاوینگے اس سے زیادہ نہ دیا جائیگا پھر جو نزدیکی مین انکے متصل ہین انکو دوسو درم دیے جاوینگے اسی طرح آخر تک تقسیم ہوگا پس اگر غلہ تین سو درم ہون تو اول کو دوسو درم دیے جاوینگے اور دوم کو سو درم ملینگے اور اگر کچھ غلہ ضائع ہوگیا تو اسمین سے اول کو پورا دیا جائیگا اور ضائع شدہ کی کمی دوسرے درجہ والون کے حصہ مین رہیگی یہ حاوی مین ہی۔ پھر اگر اُسنے انمین سے ہر ایک کو دوسو درم دیے اور آمدنی مین سے کچھ باقی رہا تو استحساناً مساوی تقسیم کر دیا جائیگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر اسنے کہا کہ وقف ہی میرے فقرا قرابت پر اس شرط سے کہ پہلے تمام غلہ سب سے قریب والون کو دیدیا جایا کرے پھر جو انکے بعد سب سے قریب ہون علی ہذا الترتیب تو ایسی صورت مین تمام آمدنی اُسکے سب سے قریب والون کو دیجائیگی اور اگر کہا کہ میری قرابت کے فقیرون پر وقف ہی کہ اسمین سے سب سے قریب والون کو دیا جاوے پھر جو انکے بعد سب سے قریب ہون اسی ترتیب سے تو آمدنی مین سے سب سے قریب کو دوسو درم ملینگے اور پوری آمدنی نہ دیجائیگی یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اور واضح ہو کہ جو شخص باب زکوٰۃ مین فقیر قرار دیا گیا ہی ویسا ہی باب وقف مین بھی قرار دیا گیا ہی اور یہی مشہور ہی کذا فی الحاوی پس جس شخص کی ملک مین فقط رہنے کا ٹھکانا ہی اور کچھ نہین ہی۔ یا جسکے ملک مین رہنے کا ٹھکانا اور ایک باندی یا غلام ہی اور کچھ نہین ہی وہ زکوٰۃ و وقف دونون مین فقیر قرار دیا گیا ہی اور اسی طرح اگر باوجود رہنے کے مکان و غلام کے اسکے ملک مین بقدر کفایت لباس ہو اسپر زیادتی نہو تو بھی فقیر ہی اور اسی طرح اگر باوجود مسکن و غلام و لباس قدر کفایت کے اسکے ملک مین متاع خانہ داری مین سے ایسی چیزین ہون جنکے بغیر چارہ نہین ہی تو بھی فقیر ہی یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر کسی قرابتی کے ملک مین دوسو درم یا بیس مثقال سونا ہو تو اسکے لیے وقف سے کچھ حصہ نہ ہوگا یہ محیط مین ہی اور اگر اسکی ملک مین متاع خانہ داری یا کپڑون مین قدر کفایت سے زائد ہو اور زائد اسقدر ہو کہ کم سے کم اُسکی قیمت دوسو درم ہی تو وہ شخص تونگر ہی کہ اسکو زکوٰۃ اور وقف لینا حلال نہین ہی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی اور اگر اسکی ملک مین دو مسکن اور دو خادم ہون اور جو مسکن و خادم کہ اُسکی حاجت سے فاضل ہی وہ دوسو درم قیمت کے ہوتے ہین تو وہ توانگر ہی کہ اسکو زکوٰۃ و وقف لینا حلال نہین ہی اگرچہ وہ اس معنی کر کے تونگر نہین ہی کہ اُسپر زکوٰۃ ادا کرنی واجب ہو اور یہ ہمارے اصحاب کا مذہب ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر اُسکی ملک مین کپڑون مین سے کچھ حاجت سے زائد ہو اور کچھ متاع بیت مین سے زائد ہو اور کچھ مسکن حاجت سے زائد ہو اور ان زیادتیون مین سے ہر ایک زیادتی دوسو درم قیمت کو نہین پہونچتی ہی مگر سب کا مجموعہ کم سے کم دوسو درم کا ہی تو وہ اس باب مین تونگر ہی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ اور اگر اسکی ملک مین دوسو درم قیمت کی زمین ہو حالانکہ اسمین سے غلہ اسقدر حاصل نہوتا ہو جو اسکے واسطے کافی ہو تو بنا بر مختار کے وہ غنی ہی یہ خزانۃ المفتین مین ہی اور اگر اسکی ملک مین مال کثیر ہو مگر وہ سب غائب ہو یا اسکا مال لوگون پر قرضہ ہو جسکے وصول کرنے پر قادر نہو تو اسکو زکوٰۃ و وقف دونون سے دیا جائیگا اسواسطے کہ وہ بمنزلہ ابن السبیل کے ہی اور اگر اسکا مال اُس سے غائب ہو یا لوگون پر قرضہ ہو جسکو وصول کرنے پر قدرت نہین رکھتا ہی مگر وہ قرض لے سکتا ہی تو صدقہ قبول کرنے سے اسکو قرضہ لے لینا بہتر ہی لیکن اگر اُسنے قرضہ نہ لیا اور زکوٰۃ لے لی تو مضائقہ نہین ہی اور وقف کا مال ایسے فقیر کو دیا جاوے جو کمائی کرتا ہی اور کچھ مضائقہ نہین ہی مگر اُسکو زکوٰۃ لینا مکروہ ہی یہ فتاوے

قاضی خان مین ہی۔ اور اگر اسکا مال کسی مفلس پر ہو تو وہ اس قرضہ کی وجہ سے غنی نہ ہوگا بلکہ فقیر ہی اور اگر اسکا مال کسی مالدار پر ہو جو اقرار کرتا ہی تو یہ غنی ہی اور اگر وہ انکار کرتا ہو اور اسکے گواہ موجود ہون تو بھی ایسا ہی ہی اور اگر گواہ نہ ہون تو فقیر ہی یہ ذخیرہ مین ہی۔ ایک شخص نے اپنی اراضی اپنے احفاد مین سے اوپر جو فقیر ہون وقف کی حالانکہ اُسکے بعضے احفاد ایسے ہین کہ اُنکے پاس گھوڑا ہی تو دیکھا جاوے کہ اگر حفید نے اس گھوڑے کو جہاد کے واسطے رکھا ہی یا اپنی سواری کے لیے بسبب لنجے ہونے کے رکھا ہی تو اُسکو وقف مین سے دیا جائیگا اور اگر اپنی بڑائی کے واسطے باندھا ہی تو اُسکو نہ دیا جائیگا بشرطیکہ یہ گھوڑا دو سو درم کا ہوا اور اسپر قرضہ نہو یہ مضمرات مین ہی۔ اور ہر ایسا شخص جسکا نفقہ کسی دوسرے کے مال مین واجب ہوا اور خود اسکو بغیر حکم قاضی اور بغیر رضامندی اس دوسرے کے لے سکتا ہی اور دوسرے کی غیبت مین قاضی اسکے واسطے دوسرے کے مال سے نفقہ کا حکم دیتا ہی اور املاک کے منافع دونون کے درمیان متصل ہین حتے کہ ان دونون مین سے کسی کی گواہی دوسرے کے حق مین قبول نہ ہوگی تو نفقہ دینے والے کی مالداری کی وجہ سے یہ بھی وقف کا مال نہ جائز ہونے کے حق مین تونگر قرار دیا جائیگا اور اُسکی مثال مثل والدین و اولاد و اجداد کے ہی۔ اور ہر ایسا شخص جسکا نفقہ دوسرے کے مال مین قاضی کے فرض کرنے سے واجب ہوا اور یہ خود اُسکو اسکے مال سے بدون حکم قاضی یا بدون اسکی رضامندی کے نہین لے سکتا ہی اور اس مال والے کے غائب ہونے کی صورت مین قاضی اسکے مال سے نفقہ کا حکم نہ دیگا اور املاک کے منافع جدا جدا ہین حتے کہ دونون مین سے ہر ایک کی گواہی دوسرے کے حق مین مقبول ہی تو وقف کا مال لینے کے حق مین یہ شخص اپنے نفقہ دینے والے کی تونگری سے تونگر شمار نہ ہوگا اور مثال اسکی جیسے بھائی و بہنین و دیگر محارم ہین اور اسی اصل پر اس جنس کے مسائل دائر ہین یہ محیط مین ہی۔ اور اگر اپنی زمین اپنے قرابتی فقیرون پر وقف کی اور حال یہ ہی کہ اُسکا ایک قریب ایک شخص غنی ہی جسکی اولاد فقیر ہین پس اگر یہ اولاد صغیر ہون یا مذکر ہون یا مونث ہون یا بالغ عورتین ایسی ہون جنکے شوہر نہین ہین یا بالغ مرد ایسے ہون جو اپاہج یا مجنون ہین تو انکو اس وقف سے حصہ نہ ملیگا اور اگر اس تونگر مذکور کے بھائی یا بہنیں فقیر ہون یا کوئی اولاد بالغ فقیر کمائی کرتی ہو تو انکو اس وقف سے حصہ ملیگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر عورت فقیرہ ہو مگر اُسکا شوہر تونگر ہو تو اس عورت کو وقف سے نہ دیا جائیگا اور اگر شوہر فقیر ہو تو اسکو دیا جائیگا اگرچہ اسکی عورت تونگر ہو اگر وقف کرنے والے کے قریب کا فرزند بالغ ہوا اور وہ اپاہج نہین ہی مگر وہ فقیر ہی اور اس فرزند کی اولاد نابالغ موجود ہین کہ وہ بھی فقیر ہین تو اس فرزند کی اولاد کو اس وقف سے حصہ نہ دیا جائیگا اسواسطے کہ قاضی انکا نفقہ انکے دادا کے مال مین فرض کریگا اور ان اولاد کا باپ یعنی انکے دادا کا پسر پس اسکو وقف مین سے حصہ ملیگا اسواسطے کہ اسکا نفقہ اسکے باپ پر نہین ہی کیونکہ وہ بالغ ہی اور اپاہج نہین ہی اور اگر قرابتیون مین سے کسی کا پسر تونگر ہو اور خود فقیر ہو تو اسکو اس وقف سے نہ دیا جائیگا یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر کہا کہ میری یہ اراضی میرے قراتبی فقیرون پر وقف ہی اور ان مین ایک مرد فقیر ہی اور جب غلہ حاصل ہوا تب بھی فقیر تھا مگر ہنوز اپنا حصہ لینے نہ پایا تھا کہ وہ تونگر ہو گیا تو اپنے حصہ کا مستحق ہوگا اور اگر اسکی قرابت مین سے کوئی عورت بعد حصول غلہ کے چھ مہینہ سے کم مین جنی تو اس غلہ مین سے اس بچہ کا حصہ نہوگا یہ محیط مین ہی اور آیندہ حاصلات مین سے یہ بچہ بھی مستحق ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور اگر کہا کہ میری یہ اراضی صدقہ موقوفہ ہر اس شخص پر ہی جو نسل فلان یا آل فلان مین سے فقیر ہو حالانکہ فلان مذکور کی نسل یا آل مین سے ایک کے سواے کوئی فقیر نہین ہی ایک ہی فقیر ہی تو تمام غلہ اسی کا ہوگا بخلاف اسکے اگر کہا کہ صدقہ موقوفہ فقراے

آل فلان پر ہی تو اس صورت مین اسکو نصف ملیگا یہ ظہیریہ مین ہی بزیادۃ من المترجم - ایک مان باپ سے دو سگے بھائیون نے اپنے فقراء قرابت پر وقف کیا پھر قرابت مین سے ایک فقیر آیا تو دیکھا جائیگا کہ اگر دونون نے اپنے درمیان مشترک اراضی کو وقف کیا ہی تو اس فقیر کو ایک ہی قوت یعنی ایک روزینہ بقدر کفایت دیا جائیگا اور اگر ہر ایک نے اپنی علحدہ اراضی وقف کی تو ہر ایک مین سے اسکو بقدر قوت دیا جائیگا اور قوت سے اس جنس کے مسائل مین مراد قدر کفایت ہی پھر اگر وقف اراضی ہو تو اسکو ایک سال کا قوت بغیر اسراف و بدون تقتیر کے دیا جائیگا اور اگر وقف دوکان ہو تو مہینہ کی قدر کفایت دیا جائیگا یہ محیط مین ہی - اور اگر اپنی اراضی اپنے فقراء قرابت پر وقف کی پھر ایک شخص نے دعوی کیا کہ وہ فقیر ہی اور وہ وقف کنندہ کا قریب ہی تو ضرور ہی کہ وہ اپنی قرابت ہونا اور فقیر ہونا ثابت کرے اور اگرچہ یہ باعتبار اصل و ظاہر کے ثابت ہی ولیکن ظاہر حال تو دینے کے واسطے حجت ہی استحقاق کیواسطے حجت نہین - پس اگر اسنے اپنی قرابت کے گواہ قائم کیے تو جبتک گواہ اسکی قرابت کو یہ نسب معلوم بیان نہ کرین تب تک گواہی قبول نہ ہوگی یعنی اسکا نانا وقف کنندہ سے کیا ہی - اور اگر اسنے اپنے فقیر ہونے پر گواہ قائم کیے تو چاہیے کہ گواہ یون تفسیر کرین کہ یہ فقیر معدم ہی ہم اسکی ملک مین کچھ مال نہین جانتے ہین اور ہم کسی ایسے کو نہین جانتے ہین جسپر اسکا نفقہ لازم ہو پھر جب قاضی نے اسکے معدم ہونے کا حکم دیدیا تو یہ حکم اسکے قرضہ کے حق مین معدم ہونے کا حکم نہ ہوگا اور اور اگر قاضی نے مطالبہ قرضہ کے حق مین اسکے نادار ہونے کا حکم دیا پھر وہ وقف مین سے مانگنے آیا تو اسکو دیا جائیگا ایسا ہی ہلال رحمہ نے ذکر کیا ہی اور فقیہ ابو جعفر نے فرمایا کہ باوجود اسکے یہ واجب ہی کہ ثابت ہووے کہ اسکا کوئی ایسا نہین ہی جسپر اسکا نفقہ لازم ہوگا اسواسطے کہ یہ امر طلب قرضہ مین فقیر کے حکم مین داخل نہین ہوا ہی حالانکہ استحقاق وقف کے واسطے اسکا اثبات ضرور ہی یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر اسنے گواہ قائم کیے کہ یہ شخص فقیر اور اس وقف کی طرف محتاج ہی اور اسکا کوئی ایسا نہین ہی جسپر اسکا نفقہ لازم ہو تو قاضی اسکو وقف مین شامل کریگا اور ہلال رحمہ نے استحسانا فرمایا کہ ابھی اسکو داخل نہ کرے یہانتک کہ پوشیدہ دریافت کریگا کہ ایسا ہی ہی اور ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ یہ اچھا ہی اور نیز ہلال نے فرمایا کہ اگر اسنے گواہ جیسے ہم نے بیان کیے ہین قائم کیے اور قاضی نے پوشیدہ بھی دریافت کیا اور پوشیدہ خبر بھی گواہون کی گواہی کے موافق ہوئی کہ یہ فقیر ہی اور اسکا کوئی ایسا نہین ہی کہ جسپر اسکا نفقہ لازم ہو تو قاضی اسکو وقف مین شامل نہ کریگا یہانتک کہ اس سے قسم لیگا کہ واللہ تیری ملک مین کچھ مال نہین ہی اور تو فقیر ہی اور ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ یہ بھی اچھا ہی اور اسی طرح بقول ہلال رحمہ اللہ اس سے یہ بھی قسم لیگا کہ واللہ تیرا کوئی ایسا نہین ہی جسپر تیرا نفقہ لازم ہو اور یہی اچھا ہی یہ ذخیرہ مین ہی - پس اگر اسنے امور مذکورہ بالا پر گواہ پیش کیے جیسے ہم نے ذکر کیا ہی اور دو عادلون نے خبر دی کہ یہ تونگر ہی تو ان دونون عادلون کی خبر گواہی سے اولی ہوگی اور وہ مصرف وقف نہ کیا جائیگا اور شیخ ہلال رحمہ نے فرمایا ہی کہ اس باب مین خبر اور گواہی دونون یکسان ہین اسواسطے کہ گواہی مذکورہ بھی درحقیقت گواہی نہین بلکہ خبر ہی اور اگر دونون نے کہا کہ ہم ایسے کسی کو نہین جانتے ہین جسپر اسکا نفقہ واجب ہو تو اسکے واسطے کافی ہی اور اسکی ضرورت نہ ہوگی کہ دونون قطعی طور پر کہین کہ اسکا کوئی ایسا نہین ہی جسپر اسکا نفقہ واجب ہو جیسے میراث مین ہی یہ ذخیرہ مین ہی - اور روشن ہو کہ اگر کوئی شخص اپنے فرزندون کے وقف کنندہ سے قرابت ثابت کرنے اور انکا فقیر ہونا ثابت کرنے کا حاجتمند ہوا تو ایسا کر سکتا ہی بشرطیکہ فرزندان مذکور نابالغ ہون بخلاف اسکے اگر بالغ ہون تو وہ خود اپنا فقر ثابت کرین اور باپ کا وصی بھی اس باب مین بمنزلہ باپ کے ہی اور اگر ان نابالغون کا باپ نہو اور نہ باپ کا مقرر کیا ہوا وصی ہو مگر بھائی یا مان یا چچا یا ماموں ہو تو استحسانا ان لوگون کو بھی صغیر کی قرابت و فقر ثابت کرنے کا اختیار حاصل ہی بشرطیکہ صغیر اسکی پرورش مین ہو پھر بعد اسکے اگر مان یا چچا یا بھائی

ایسا شخص ہو کہ ان نابالغون کا حصہ غلہ جو وقف سے انکو ملیگا اسکے پاس رکھا جا سکتا ہی تو صغیر کو جو غلہ ملیگا وہ انکو دیا جائیگا اور حکم
کیا جائیگا کہ اُسمین سے اسکے نفقہ مین خرچ کرین اور اگر آپکے لائق نہ ہون تو یہ غلہ کسی مرد ثقہ کے پاس رکھدیا جائیگا اور اسکو حکم
دیدیا جائیگا کہ اس صغیر پر خرچ کرے یہ محیط مین ہی۔ ایک شخص نے اپنی اراضی اپنی قرابت کے فقیرون پر وقف کی پھر اسکی قرابت
کے بعضے فقیرون نے بعض دیگر سے قسم لینی چاہی کہ یہ لوگ تونگر نہین ہین تو اگر ان لوگون نے دوسرون پر صحیح دعوے کیا بایطور
کہ انپر ایسے مال کا دعوی کیا کہ جس سے وہ تونگر ہوجاتے ہین تو انکو اختیار ہوگا کہ دوسرون سے قسم لے لین اور اگر یہ لوگ جن سے
قسم لینا چاہتے ہین انکی طرف قیم کا میلان ہو پس ان لوگون نے قیم سے قسم لینی چاہی کہ واللہ تو نہین جانتا ہی کہ یہ لوگ غنی ہین تو انکو
یہ اختیار نہین ہی یہ واقعات حسامیہ مین ہی۔ اور اگر ایک شخص نے قاضی کے پاس اپنی قرابت و فقر کو گواہون سے ثابت کر دیا اور
قاضی نے حکم دیدیا پھر اُسنے ایک دوسرے وقف مین سے جو قرابت کے فقیرون پر وقف ہی اُسی قرابت و فقر کے ذریعہ سے اپنا
استحقاق طلب کیا تو اسکو دوبارہ گواہ پیش کرنے کی ضرورت نہ ہوگی اسواسطے کہ جو شخص ایک وقف مین فقیر ہی وہ سب وقفون مین
فقیر ہی۔ اسی طرح اگر اسنے گواہون سے اپنی قرابت وقف کرنے والے کے ساتھ ثابت کردی پھر اس وقف کنندہ کے ایک مان باپ
سے اسکے بھائی کے وقف مین سے جو قرابت پر وقف ہی اپنا حصہ طلب کرنے آیا تو اسکو دوبارہ گواہ پیش کرنے کی ضرورت نہوگی
اور اسی طرح اگر اس شخص کا جسکے واسطے قرابت کا حکم دیا گیا ہی ایک مان و باپ سے سگا بھائی آیا تو اسکو بھی قرابت ثابت کرنے
کی ضرورت نہوگی یہ وجیز مین ہی۔ اور اگر ایک شخص نے قاضی کے سامنے گواہ پیش کیے کہ مجھ سے پہلے جو قاضی تھا اُسنے اس
شخص کے قرابت و فقر کا حکم اس مدت سے پہلے دیدیا تھا تو قیاساً یہ شخص غلہ وقف کا مستحق ہوگا اگرچہ مدت دراز گذر گئی ہو ولیکن
ہم استحسان کو لیتے اور کہتے ہین کہ اگر مدت زیادہ گذر رہی ہو تو اس سے فقیر ہونے کے گواہ دوبارہ مانگیگا کہ اب یہ فقیر ہی اسواسطے
کہ ہر سال غلہ پائے جانے کے وقت مستحق کا فقیر ہونا شرط ہی پس جو قبل اسکے فقیر تھا وہ اس سال کے اس غلہ سے مستحق ہوگا اور
جو بعد اسکے فقیر ہوا وہ اس غلہ سے مستحق نہوگا ہان آیندہ دوسرے غلہ سے مستحق ہوگا۔ پھر اگر قاضی نے اسکے فقیر ہونے کا
حکم دیدیا پھر اسکے بعد وہ غلہ مانگتا ہوا آیا حالانکہ وہ غنی ہی اور اُسنے کہا کہ مین غلہ پیدا ہوجانے کے بعد غنی ہوگیا ہون اور اسکے
شریکون نے کہا کہ نہین بلکہ تو غلہ پیدا ہونے سے پہلے غنی ہوا ہی تو قیاس یہ ہی کہ اسکا قول قبول ہو ولیکن استحساناً اسکے شریکون
کا قول قبول ہوگا اور اگر قاضی نے اُسکے فقیر ہونے کا حکم نہ دیا ہو پھر وہ غلہ مانگتا ہوا آیا حالانکہ وہ غنی ہی اور کہا کہ مین غلہ حاصل
ہونے کے بعد غنی ہوا ہون تو قیاساً و استحساناً اسکا قول قبول ہوگا۔ اور اگر غلہ مانگتا ہوا آیا اور دعوی کرتا ہی کہ مین فقیر ہون اور
شریکون نے کہا کہ یہ تونگر ہی اور اس سے قسم لینی چاہی تو انکو یہ اختیار حاصل ہی اور قاضی اُس سے قسم لیگا کہ واللہ وہ آج
کے روز اس وقف کے فقیرون کے ساتھ داخل ہونے سے اور اس وقف کا کچھ غلہ لینے سے بے پروا نہین ہی۔ اور اگر
گواہون نے اسکے فقیر ہونے پر گواہی دی اور یہ غلہ پیدا ہوجانے کے بعد واقع ہوا تو وہ اس غلہ مین شریکون کے ساتھ داخل
نہوگا ہان آیندہ غلہ مین داخل کیا جائیگا لیکن اگر گواہون نے اسکے فقیر ہونے کا وقت بھی بیان کردیا ہو کہ فلان وقت
سے فقیر ہی اور یہ وقت بھی اس غلہ کے پیدا ہوجانے سے پہلے واقع ہوا تھا تو ایسی صورت مین اس غلہ مین اُسکا حق ثابت
ہوگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر فقراے قرابت پر وقف کیا گیا اور قرابت کے بعضے لوگون نے بعض دیگر کے واسطے گواہی دی
پس اگر ان دونون فریقون مین سے ہر ایک نے دوسرے فریق کے واسطے گواہی دی ہی تو قبول نہ ہوگی۔ اور اگر گواہ لوگ
غنی ہون اور انھون نے اپنی قرابت مین سے ایک شخص کے واسطے گواہی دی کہ وقف کنندہ کا قریب اور فقیر ہی اور نسب

بیان کیا تو امام خصاف رحمہ نے اپنی کتاب الوقف مین باب الوقف علی الفقرا والقرابۃ مین ذکر فرمایا ہی کہ اگر انہون نے اپنی گواہی سے کوئی منفعت اپنی جانب نہین کھینچی اور نہ اپنی ذات سے کوئی مضرت دفع کی ہی تو انکی گواہی قبول ہوگی اور امام خصاف رحمہ نے اس باب سے پہلے ہوئے اس سے پہلے باب مین فرمایا ہی کہ اگر دو شخصون نے جنکی قرابت ایک شخص سے صحیح ہی اُسکے واسطے یہ گواہی دی کہ یہ شخص وقف کرنیوالے کے قرابتیون مین سے ہی اور قرابت کو بیان کیا تو یہ جائز ہی پھر اگر انکی گواہی کی تعدیل نہ ہوئی یعنے وہ لوگ گواہ عادل ثابت نہ ہوئے اور قاضی نے انکی گواہی رد کر دی تو جسکے واسطے اُنھون نے وقف کنندہ کے قرابتی ہونے کی گواہی دی ہی وہ ان دونون کے ساتھ جو کچھ مال انکو وقف سے پہونچیگا اسمین داخل کیا جائیگا اور شریک ہوگا یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور ہلال رحمہ نے اپنے وقف مین ذکر کیا ہی کہ اگر دو مردون نے جو اجنبی ہین ایک شخص کے واسطے یہ گواہی دی کہ یہ وقف کنندہ کی قرابت سے ہی اور قرابتیون مین سے دو مردون نے اسی شخص کے واسطے یہ گواہی دی کہ یعنیہ ذی تو انکی گواہی مقبول ہوگی اور اسمین کوئی تفصیل نہین فرمائی اور نیز شیخ ہلال رحمہ نے اپنے وقف مین فرمایا کہ اگر قرابت مین سے ایک شخص نے اقرار کیا کہ مین غنی ہون پھر وہ وقف مین سے حصہ مانگتا ہوا آیا اور کہا کہ مین فقیر ہون اور مین غلہ پیدا ہونے سے پہلے فقیر ہوگیا تو اُسکا قول قبول نہ ہوگا اگرچہ وہ فی الحال فقیر ہووے ولیکن اگر گواہون نے گواہی دی کہ اسنے غلہ پیدا ہونے سے پہلے اپنا مال تلف کر دیا ہی تو وہ غلہ وقف کا مستحق ہوگا پھر اگر اُنھون نے کہا کہ تلجیہ کیا اور قاضی نے اُسکو تلجیہ سے متہم سمجھا تو اب اُسکو وقف سے نہ دیگا جبکہ اسکے تلجیہ سے وہ اسکے ہاتھ آسکتی ہو یہ محیط مین ہی۔ فصل پنجم پڑوسیون پر وقف کرنے کے بیان مین۔ اگر اپنے پڑوسیون پر وقف کیا تو قیاس یہ ہی کہ انہین لوگون کی طرف صرف ہو جو اُسکے ملاصق مین اور استحسانا ان لوگون کی طرف راجع ہوگا کہ اُسکو اور انکو مسجد محلہ جامع ہی یہ وجیز مین ہی اور یہی مختار ہی یہ غیاثیہ مین ہی پھر امام اعظم کے ظاہر مذہب مین ہی کہ شرط فقط سکونت ہی جا ہے رہنے والا اپنے ملک کے مکان مین ہو یا مالک مکان نہو اور یہی صحیح ہی یہ محیط مین ہی اور اگر رہنے والا مالک کے سوائے اور کوئی شخص ہو یعنی مالک نہ رہتا ہو تو استحقاق وقف رہنے والے کا ہی مالک کا نہین ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی اور اس وقف مین پڑوسی داخل ہوگا خواہ مسلمان ہو یا کافر ہو یا مونث ہو آزاد ہو یا مکاتب ہو صغیر ہو یا کبیر ہو اور مال وقف انپر مساوی تقسیم ہوگا اور اگر وصی نے بعض کو بعض پر تفصیل دی تو ضامن ہوگا یہ حاوی مین ہی اور ایسی باندیان جو ام ولد ہون یا غلام و باندیان جو مدبر ہون اور محض غلام و باندیان اس وقف مین داخل نہ ہونگی یہ خلاصہ مین ہی۔ اور اسی طرح جو قرضدار کہ اسکے محلہ مین بسبب قرضہ کے محبوس ہوا ہی وہ بھی داخل نہ ہوگا یہ وجیز مین ہی اور اس وقف مین وقف کنندہ کی اولاد اور اُسکا باپ و دادا و زوجہ داخل نہ ہونگی یہ حاوی مین ہی اور اولاد کی اولاد اگر پڑوسی ہون تو استحسانا داخل نہ ہونگی یہ خزانۃ المفتین مین ہی اور اُسکا بھائی و چچا و ماموں داخل ہونگے یہ ظہیریہ و محیط مین ہی۔ اور واضح رہے کہ تقسیم غلہ کے وقت جو شخص پڑوسی ہو وہی پڑوسی اعتبار کیا جائیگا پس اگر وقف کرنے والے کے پڑوسیون مین سے بعضون نے اپنے مکانات فروخت کر دیے اور دوسرے محلہ مین چلے گئے اور یہان اور لوگ بجائے چلے جانے والون کے غلہ تیار ہو جانے کے بعد اور کاٹنے جانے سے پہلے اگر آباد ہوئے تو یہ لوگ اس غلہ کے مستحق ہونگے یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور اگر اپنے پڑوسیون پر وقف کیا اور اُسکا ایک مکان تھا جسمین وہ رہتا تھا پھر اسکو چھوڑ کر دوسرے مکان مین چلا گیا اور زمان کرایہ پر رہا کیا یہان تک کہ مر گیا تو وقف کا غلہ اس مکان کے پڑوسیون کو ملیگا جسمین اُٹھ گیا اور وہین مرا ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر اپنے پڑوسیون پر وقف کیا پھر مکہ معظمہ کو گیا اور وہان مر گیا تو دیکھا جاوے کہ اگر اسنے مکہ معظمہ مین گھر کر لیا ہی تو وقف کی آمدنی مکہ مین مکے

(حاشیہ: مرد ہون نے ۱۲ — بہت ہم ملا ہوا ہی ۱۲ — یعنی تمام اس مسجد کی نسبت کرتے ہوں جو اہل محلہ ہین ۱۲ — یعنی نظر بند ہو ۱۲)

اسکے پڑوسیون کے واسطے ہوگی اور اگر وہ حج یا عمرہ ادا کرنے کو نکلا تھا تو غلہ اسکے شہر والے پڑوسیون کے واسطے ہوگا یہ
ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر اُسکے دو مکان ہون جنمین سے ایک مین رہتا ہو اور دوسرا کرایہ پر چلتا ہو تو جس مکان مین رہتا ہو
غلہ اُسی کے پڑوسیون کے واسطے ہوگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر اُسکے دو مکان ہون جنمین سے ہر ایک مین اُسکی ایک ایک
جورو رہتی ہو تو غلہ دونون مین دو مکانون کے پڑوسیون کو ملیگا اگرچہ وہ ان دونون مین سے چاہے کسی مکان مین
مرا ہو کذا فی الحاوی اور اسی طرح اگر اُسکا ایک مکان کوفہ مین ہو اور دوسرا بصرہ مین ہو اور ان دونون مین سے
ہر ایک مین اُسکی ایک ایک جورو ہو تو بھی یہی حکم ہی۔ اور اگر اپنے پڑوسی فقیرون پر وقف کیا اور مر گیا پھر اسکے وارثون نے
یہ مکان فروخت کر دیا اور کسی دوسرے محلہ مین اُٹھ گئے تو جہان وہ مرا ہی وہین کے پڑوسی فقیر غلہ کے مستحق ہونگے اور
وارثون کے فروخت کر ڈالنے کا کچھ اعتبار نہین ہی یہ خزانۃ المفتین مین ہی اور اگر پڑوسی فقیرون پر وقف کیا اور یہ نہ کہا
کہ میرے پڑوسی فقیرون پر یعنی اپنی طرف نسبت نہ کی تو یہ ایسا ہی جیسے اپنے پڑوسی فقیرون پر وقف کیا یہ ظہیریہ مین ہی
اور اگر مریض ہونے پر اُسکا بیٹا اُسکو دوسرے محلہ یا گانون مین اُٹھا لیگیا اور وہان وہ مر گیا تو غلہ وقف کے
مستحق اسکے پہلے پڑوسی ہین اور یہ سکونت منتقل کر لینے کے مانند نہین ہی یہ محیط مین ہی۔ ایک عورت
کسی مکان مین رہا کرتی تھی اور اُسنے پڑوسیون پر کچھ وقف کیا پھر اُسنے کسی مرد سے نکاح کر لیا اور شوہر کے مکان مین
گئی اور وہین اُسکا انتقال ہوا تو وقف کے مستحق اُسکے پڑوسی وہ ہونگے جو اُسکے شوہر کے پڑوسی ہین اور اسی طرح
اگر مرد نے کسی عورت سے نکاح کیا حالانکہ اپنے پڑوسیون پر وقف کر چکا ہی پھر اُسنے عورت مذکورہ اپنی جورو کے یہان سکونت
اختیار کر لی تو اُسکا پہلا پڑوس منتقل ہو گیا یہ ظہیریہ مین ہی اور مشائخ نے فرمایا کہ اگر اُسکا اسباب پہلے گھر مین ہو تو اُسی گھر کے پڑوسی غلہ
وقف کے مستحق ہونگے یہ محیط مین ہی اور اگر وہ اپنے مکان سے عورت جورو کے مکان مین اُٹھ گیا ہو کہ وہین رہنا اختیار کر لیا بلکہ جاتا
آتا ہو تو اسکے پڑوسی اُسکے مکان کے پڑوسی ہونگے جورو کے پڑوسی نہ ہونگے یہ حاوی مین ہی۔ اور اگر پڑوسی فقیرون پر وقف کیا تو بیوہ
عورتین اس استحقاق مین داخل ہونگی اگر پڑوسی ہون اور شوہر والیان داخل نہ ہونگی یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر یہ معلوم نہ ہو کہ کون اسکے
پڑوسی ہین تو غلہ تقسیم نہ کیا جائیگا یہان تک کہ گواہ لوگ گواہی دین کہ وہ فلان مکان مین مرا ہی پس اسی مکان کے پڑوسیون کو
تقسیم ہوگا اور اگر کسی پڑوسی نے دعوی کیا کہ مین فقیر ہون اور معروف نہین ہی یعنی شناخت نہین ہی کہ ہی یا نہین ہی تو اسکو تکلیف
دیجائیگی کہ اپنے فقیر ہونے پر گواہ قائم کرے اور اگر وقف کرنے والے یا وصی نے کہا کہ مین نے غلہ پڑوسی فقیرون کو دیا ہی تو
قسم سے قول اسی کا قبول ہوگا اگرچہ پڑوسی فقیر اُس سے انکار کیا کرین یہ حاوی مین ہی۔ فصل ششم اہل بیت و آل و جنس
و عقب پر وقف کرنے کے بیان مین۔ قال المترجم اہل بیت گھر والے و کنبہ والے۔ آل بمعنی اولاد و اہل بیت و پیرو و مراد
کنبہ والے و جنس معروف ہی اور عقب پیچھے چھوڑے ہوئے یعنی بعد موت کے۔ اگر کسی نے اپنی اراضی اپنے اہل بیت پر
وقف کی تو اس وقف مین ہر وہ شخص داخل ہی جو اس سے اسکے اجداد کی طرف سے سب سے اونچے باپ تک جو اسلام مین تھا
متصل ہووے جسمین مسلمان و کافر و مذکر و مونث و محرم و غیر محرم و قریب و بعید سب داخل ہین مگر سب سے اونچا باپ اسمین
شامل نہ ہوگا اور اسمین وقف کرنے والے کی اولاد و اُسکا باپ بھی داخل ہوگا مگر اُسکی دختران و بہنون کی اولاد داخل نہوگی
اور انکے سواے دیگر عورتون کی اولاد بھی داخل نہ ہونگی ولیکن اگر ان عورتون کے شوہر اس وقف کرنے والے کے بنی اعمام
ہون یعنی اسی کے چچا و دادا وغیرہ کی اولاد سے ہون تو ان عورتون کی اولاد بھی داخل ہوگی یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور شمس الائمہ سرخسی

نے شرح سیر الکبیر مین فرمایا کہ اگر وقف کرنے والے نے وقف مین اہل بیت کا لفظ ذکر کیا اور حال یہ ہی کہ وقف اور وصیت دونون وقف کرنے والے اور وصیت کرنے والے کی مراد پر راجع ہوتی ہین تو اگر اُسنے بیت السکنی مراد لیا ہی یعنے گھر مین ساتھ رہنے والے تو اسکے اہل بیت وہ ہین جنکی پرورش کرتا ہی اور انکو اپنے گھر مین نفقہ دیتا ہی اگر اُنسے قرابت نہو اور اگر اُسنے بیت النسب مراد لیا ہی یعنی میرے منسب کے لوگ تو اسکے اہل بیت تمام اولاد اسکے باپ کی ہی جو اس سے معروف ہین اور قاضی علی سغدی نے ذکر کیا کہ اگر وقف کرنے والا کسی نسبتی گھرانے کا ہو جیسے عرف کے خاندان ہین تو اسکے اہل بیت اسکے باپ کی تمام اولاد ہین اگرچہ اُسکے عیال مین نہون اور اگر اُسکا نسبتی خاندان نہ ہو تو اسکے اہل بیت وہ لوگ ہین جنکو اپنے گھر مین ساتھ رکھتا اور انکو نفقہ دیتا ہی اور انکے سوائے اور لوگ اسمین داخل نہ ہونگے اگرچہ اُسنے قرابت ہووے اور یہی مختار ہی یہ غیاثیہ مین ہی۔ اور اگر اپنے اہل بیت پر وقف کیا تو وقف کے تحت مین جو اسکے اہل بیت سے موجود ہین اور جو آئندہ ان لوگون کے بعد پیدا ہون انکی اولاد اور اولاد کی اولاد سب داخل ہونگی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر اپنی آل پر وقف کیا یا اپنی جنس پر وقف کیا تو مثل اہل بیت پر وقف کرنے کے ہی اور اُسمین فقیرون کی خصوصیت نہ ہوگی لیکن اگر اُسنے خود فقیرون کی تخصیص کر دی ہو تو خاص فقیرون ہی کو ملیگا پس اگر اُسنے کہا کہ علی الفقراء منہم یعنے انمین سے فقیرون پر یا کہا کہ من افتقر منہم یعنے جو انمین سے فقیر ہوا تو یہ دونون یکسان ہین کیونکہ غلہ اُسی کے واسطے ہوگا جو وقت غلہ کے فقیر ہو اگرچہ وقف کے وقت غنی ہو اور یہ قید نہ ہوگی کہ غنی ہوکر پھر فقیر ہوگیا ہو اور یہی صحیح ہی یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اگر کسی عورت نے اپنے اہل بیت پر یا اپنی جنس پر وقف کیا تو اس عورت کی والدہ اور اُسکی اولاد اسمین داخل نہ ہوگی یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔ اور اگر کہا کہ مین نے اہل عبد اللہ پر وقف کیا تو امام اعظم رح کے نزدیک یہ خاصتہً اسکی جورو پر ہوگا قال المترجم ہمارے عرف کے موافق ایسا ہونا چاہیے اور شیخ ہلال رح نے فرمایا کہ لیکن ہم استحسان کو لیکر یہ کرتے ہین کہ اسکے وقف کو تمام ان لوگون پر قرار دیتے ہین جو اسکے گھر مین اُسکے عیال مین آزاد لوگ ہین کذا فی الحاوی اور یہی مختار ہی یہ غیاثیہ مین ہی اور وقف کے تحت مین اسکے مملوک لوگ داخل نہ ہونگے کذا فی المحیط اور خود عبد اللہ بھی اسمین داخل نہ ہوگا اور اسی طرح جو اسکو دوسرے مکان مین اپنے عیال مین رکھتا ہو وہ بھی داخل نہ ہوگا یہ حاوی مین ہی اور عیال ہر وہ شخص ہی جو کسی آدمی کے نفقہ مین پرورش پاتا ہو خواہ اُسکے مکان مین ہو یا دوسری جگہ ہو اور حشم بمنزلہ عیال کے ہین یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔ اور اگر وقف فلان یعنے فلان شخص کے عقب پر وقف کیا تو جاننا چاہیے کہ اگر کسی شخص کے عقب وہ لوگ ہوتے ہین جو بیٹے یا پوتون سے اس شخص کی طرف راجع ہون اور اسمین دخترون کی اولاد داخل نہ ہوگی لیکن اگر دخترون کے شوہر بھی فلان شخص مذکور کی اولاد مین سے ہون تو داخل ہونگے اور اسی طرح سوائے دخترون کے اور بہنون وغیرہ دیگر عورتین کی اولاد بھی اس وقف مین داخل نہ ہوگی مگر جبکہ انکے شوہر اس شخص کی اولاد مین سے ہون اور اگر کسی نے زید اور اُسکے عقب پر وقف کیا اور زید کی اولاد ہی اور زید زندہ موجود ہی تو اسکی اولاد کے واسطے کچھ نہ ہوگا اسواسطے کہ کسی شخص کی اولاد جبھی عقب کہلاتی ہی جبکہ وہ شخص مرجاوے یہ محیط مین ہی ساتوین فصل موالی و مدبرین و امہات الاولاد پر وقف کرنے کے بیان مین۔ قال المترجم موالی جمع مولے اور مراد غلام یا باندی آزاد کی ہوئی اور مدبرہ وہ باندی یا غلام جسکا آزاد ہونا مالک نے اپنے مرنے کے بعد پر رکھا ہو اور امہات الاولاد جمع ام ولد وہ باندی جسکے مالک سے اسکے بچہ پیدا ہوا ہو اگر کسی اصلی آزاد شخص نے کہا کہ میری یہ اراضی صدقہ موقوفہ ہی میرے مولاؤن پر اور پھر فقیرون پر ہی اور

اس سے زیادہ کچھ نہ کہا تو یہ وقف ان لوگون پر ہوگا جنکو اُسنے آزاد کیا ہی بشرطیکہ اُسکے آزاد کیے ہوے مملوکون سے موجود
ہون اور اس وقف مین وہ لوگ داخل ہونگے جنکو اُسنے قبل وقف کے آزاد کیا ہی اور وہ لوگ جو اُسکی طرف سے بعد وقف
کے آزاد ہو جاوین اور جو لوگ اُسکی موت سے آزاد ہو جاوین یعنے امہات اولاد و مدبرون کی اور جو بسبب وصیت کے اُسکی
موت کے بعد آزاد ہو جاوین خواہ مسلمان ہون یا کافر ہون مذکر ہون یا مونث ہون اور اُسکے آزاد کیے ہوؤن کی اولاد
بھی داخل ہوگی اسواسطے کہ سوا‌ے وقف کرنے والے کے اُنکا کوئی مولی نہین ہی کذا فی الحاوی ولیکن آزاد کی ہوئی عورتون
کی اولاد اگر اپنے باپون کی اولاد سے وقف کرنیوالے کی طرف راجع ہون تو وہ داخل ہونگی اور اگر اُنکے باپون کی اولاد کسی اور
قوم کے واسطے ہو تو داخل نہ ہونگی یہ خزانۃ المفتین مین ہی اور اُسکے مولاؤن کے آزاد ہوئے اس وقف مین داخل نہ ہونگے
ولیکن اگر اُسکے موالی مر گئے تو استحساناً یہ غلہ اُسکے موالی کے آزاد کیے ہوؤن پر صرف کیا جائیگا اور اگر وقف کرنے والے کا ایک
ہی مولی ہو تو اُسکو آدھا غلہ ملیگا اور باقی آدھا فقیرون کے واسطے ہوگا اور اُسکے موالی کے آزاد کیے ہوؤن کے واسطے کچھ نہوگا
اور اگر اُسکے آزاد کیے ہوئے دو موجود ہون تو کل غلہ ان دونون کو دیا جائیگا یہ حاوی مین ہی اور اگر اُسکے آزاد کیے ہوئے غلام
و باندیان دونون ہون تو غلہ اِن سب پر برابر تقسیم ہوگا اور اگر سب آزاد کی ہوئی عورتین ہون کوئی مرد اُنکے ساتھ نہو تو سب
غلہ ان آزاد کی ہوئی عورتون کو ملیگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور اگر اُسکے موالی عتاقہ یعنے آزاد کیے ہوئے اور موالی موالاۃ
یعنے جنسے موالات کی ہی دونون موجود ہین تو غلہ وقف اُسکے موالی عتاقہ کو ملیگا اور اگر فقط موالات ہی ہون تو استحساناً غلہ اُنکو
دیا جائیگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر وقف کرنے والے کے موالی ہون اور اُسکے پسر کے بھی موالی موجود ہون اور پسر مذکور باپ کے
آزاد کیے ہوؤن کی ولاء کا اپنے باپ سے وارث ہوا ہی تو وقف کی آمدنی وقف کنندہ کے موالی کی ہوگی اور پسر کے موالی
کے واسطے نہ ہوگا اور اگر وقف کنندہ کا کوئی مولے یعنی آزاد کیا ہوا نہو بلکہ فقط اُسکے پسر کے آزاد کیے ہوئے موجود ہین تو
امام ابو یوسف سے روایت ہی کہ غلہ اُسکے پسر کے موالی پر صرف کیا جائیگا اور یہی شیخ ہلال رح کا قول ہی اور یہ استحسان ہی یہ ظہیریہ
مین ہی۔ اور اگر کہا کہ میرے آزاد کیے ہوؤن اور میرے والد کے آزاد کیے ہوؤن پر وقف ہی تو اُسکے دادا کا آزاد کیا ہوا اسمین
داخل نہ ہوگا۔ اور اگر کہا کہ میرے اہل بیت کے موالی پر وقف ہی تو اُسکی جورو اور اُسکے ماموؤن کے آزاد کیے ہوئے اسمین داخل ہونگے
الا اس صورت مین کہ جورو اور ماموں اُسکے اہل بیت سے ہون اور اگر کہا کہ آل عباس کے آزاد کیے ہوؤن پر وقف ہی تو
آل عباس کے آزاد کیے ہوؤن نے جنکو آزاد کیا ہی وہ اسمین داخل نہونگے یہ حاوی مین ہی۔ اور اگر یون کہا کہ میرے آزاد
کیے ہوؤن اور اُنکی اولاد و اُنکی نسل پر وقف ہی تو اسمین اُسکے آزاد کیے ہوے اور اُنکی اولاد اور اولاد کی اولاد مرد و عورتین سب
داخل ہونگی اور اسمین اُسکے آزاد کیے ہوئے کی دختر کی اولاد بھی داخل ہوگی اگرچہ اُنکی ولاء کسی اور قوم کے واسطے ہووے
اور اسی طرح اگر فرزند کی مان اس وقف کنندہ کے آزاد کیے ہوؤن مین سے ہو اور اُسکا باپ آزادان عرب سے ہو
تو بھی یہی حکم ہی اسواسطے کہ یہ فرزند اُسکے موالی کی اولاد مین سے ہی اور نسل کی لفظ مین مردون و عورتون سب کی اولاد
داخل ہی۔ پھر اگر انمین سے کوئی عورت مر گئی اور اولاد چھوڑی اور وقف کرنے والے نے یہ شرط نہین لگائی تھی کہ اگر
انمین سے کوئی مر جاوے تو اُسکا حصہ اُسکی اولاد کو دیا جاوے تو اس عورت کا حصہ باقی جسقدر آزاد کیے ہوئے موجود ہین
اُنکو رد کر دیا جاوے ایسا ہی شیخ ابو القاسم نے فتوے دیا ہی اور اگر وقف کرنے والے نے یہ کہا ہو کہ میرے آزاد کیے ہوؤن
و اُنکی اولاد و اُنکی نسل سے ان لوگون پر جنکی ولاء میری طرف رجوع کرتی ہووے وقف ہی تو اس وقف مین اُسکے آزاد کیے ہوؤن

کی دختروں کی وہ اولاد جنکی ولاء اور قوم کی طرف رجوع ہوتی ہی داخل نہ ہوگی - اور اگر اُسنے کہا کہ مین نے یہ وقف کیا ان لوگون پر جنکو مین نے آزاد کر دیا ہی یا میری طرف سے انکو آزادی حاصل ہوئی ہی تو اسمین اس مولی کی اولاد جسکو اُسکی طرف سے آزادی ملی ہی داخل نہ ہوگی یہ حاوی مین ہی - ایک شخص نے اپنی اراضی یا مکان کو اپنے موالی اور انکی اولاد پر وقف کیا پھر موالی مین سے کسی کے بچہ پیدا ہوا تو ولادت سے چھ مہینے سے کم مدت پہلے مکان کا جو کرایہ و آمدنی حاصل ہوئی ہی اُسمین اُس بچہ کا حصہ ہی اور جو اُس سے قبل حاصل ہو گیا ہی اسمین اُسکا حصہ نہین ہی اور زمین کی آمدنی مین سے ولادت سے چھ مہینے سے کم مدت پہلے جو غلہ حاصل ہوا ہی اُسمین اس بچہ کا حصہ ہی یہ واقعات حسامیہ مین ہی - اور اگر کسی نے کہا کہ میرے آزاد کیے ہوؤن پر وقف ہی پھر کسی کو اُسنے اور اُسکے بھائی نے آزاد کیا ہی تو وہ وقف مین داخل نہ ہوگا اور اگر کہا کہ ان مولاؤن پر جنکی ولاء میری طرف رجوع کرے اور حال یہ ہی کہ اُسکے باپ نے ایک غلام آزاد کیا تھا پس اُسکی ولاء لڑکا یہ اور اسکا بھائی وارث ہوا تو یہ آزاد شدہ غلام اس وقف مین داخل ہوگا اور اگر کہا کہ ان آزاد کیے ہوؤن پر جو میرے فرزند کے ساتھ لازم رہین تو آزاد کیے ہوؤن مین سے جو اُسکے فرزند کے ساتھ رہین انکو ملیگا اور جسنے ساتھ دینا چھوڑ دیا کچھ مستحق نہ ہوگا پھر اگر پھر کر ساتھ دینا شروع کیا تو اُسکا استحقاق عود کریگا یہ حاوی مین ہی - اور اگر اُسنے کہا کہ مین نے وقف کیا اپنے موالی پر اور موالی کے موالی پر اور موالی کے موالی پر یعنے تیسرے فریق کو بھی ذکر کیا تو مسئلہ فرزند پر قیاس کر کے فریق چہارم و پنجم وغیرہ جسقدر نیچے [آزاد کیے ہوے ۱۲] ہون سب داخل ہونگے یہ محیط مین ہی - شیخ علی بن احمد سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے [جو اولاد مذکور کی ذمت مین اوپر گذرا ۱۲] اپنی اراضی اپنے آزاد کیے ہوؤن و انکی اولاد پر بطناً بعد بطن اور کسی شخص کی اولاد اور اولاد کی اولاد پر [اگرچہ نسبت کے بعد دوسری نسبت ۱۲] وقف کیا پس ان دو فریقون مین سے ایک مرگیا اور اولاد چھوڑی تو اُسکا حصہ کس کو ملیگا آیا اسکی اولاد کو یا پہلی پشت مین سے جو لوگ زندہ ہین انکو تو شیخ رح نے فرمایا کہ اولی یہ ہی کہ اُسکا حصہ اُسکی اولاد کو دیا جاوے [اسمین قید بطناً بعد بطن کی نہین ہی ۱۲] یہ تاتارخانیہ مین ہی - اور اگر وقف کرنے والے نے ایک شخص مجہول النسب کی نسبت اقرار کیا کہ یہ میرا آزاد کیا ہوا ہی اور اُسنے بھی تصدیق کی اور حال یہ ہی کہ اس تصدیق کرنے والے کا کوئی نسب معروف نہین اور نہ کسی کی طرف اسکی ولاء معروف ہی تو وہ وقف کا مستحق ہوگا کذا فی فتاوے قاضی خان اور جو حکم ذکر فرمایا ہی یہ وقف کی اُن حاصلات مین ٹھیک ہی جو آیندہ یعنے بعد اس اقرار کے حاصل ہون اور جو پہلے حاصل ہو چکی ہین اُنمین ٹھیک نہین ہی اور نیز جو قبل اس اقرار کے پیدا ہو کر ہنوز تقسیم ہوا ہی اُسکی بابت بھی ٹھیک نہین ہی یہ محیط مین ہی قال المترجم یعنی یہ حکم آیندہ پیدا ہونے والے غلات کی بابت مراد ہی اور یہ غرض نہین ہی کہ صاحب کتاب سے غلطی ہوئی ہی فافہم - اور اگر کسی نے اپنے موالی پر وقف کیا تو موالے اسکو بھی کہتے ہین جسنے آزاد کیا اور اُسکو بھی جسکو آزاد کیا ہی پھر اگر وقف کرنے والے کے موالی ایسے ہون جنہون نے اسکو آزاد کیا ہی اور ایسے بھی ہون جنکو اُسنے آزاد کیا ہی اور وقف کنندہ مرگیا ہی تو ان دونون فریقون مین سے کسی فریق کو کچھ نہ دیا جائیگا یہ ظہیریہ مین ہی اور اسکی آمدنی فقیرون پر تقسیم ہوگی یہ محیط مین ہی - اور اگر کہا کہ اللہ تعالی کے واسطے یہ صدقہ موقوفہ ہمیشہ میری ام ولد باندیون و میری مدبرہ باندیون پر ہی تو وقف جائز ہی برعکس اسکے وہ غلام و باندیان ہین جنکو مکاتب کیا ہو یا جنکو مال پر آزاد کیا ہو - پھر جب وقف صحیح ہوا تو استحقاق مین وہ ام ولد و مدبرہ داخل ہونگی جو اسکے پاس ہون اگرچہ اُسنے انکا نکاح کر دیا ہو اور رہین وہ ام ولد باندیان جنکو اس وقف سے پہلے اپنی زندگی مین آزاد کر چکا ہو تو انکا اس وقف مین کچھ حق نہ ہوگا کیونکہ ان باندیون کا نام مولیات ہو گیا تو وہ اُسمین داخل نہین ہو سکتی ہین الا اُس صورت مین کہ وقف کرنے والا تصریح سے بیان کر دے یہ اصلاح مین ہی اور اگر اُسکی کوئی ام ولد نہو الا کہ وہ اُسکی حیات مین آزاد ہو گئی ہو [یعنے ام ولد اور مدبرہ کی ۱۲] یعنے جو اُسکی ام ولد تھی وہ اسکی حیات مین آزاد ہو گئی

تو اسکو وقف سے ملیگا یہ حاوی مین ہی اور اگر اُسنے کہا کہ مین نے وقف کیا اپنی ام ولد باندیون پر اور اسکی آزاد کی ہوئی باندیون پر اور حال یہ ہی کہ زید کی باندیون مین سے کچھ اسکی ام ولد باندیان موجود ہین اور کچھ ام ولد باندیون کو اُسنے آزاد کر دیا ہی تو وقف کی آمدنی اُسکی ام ولد باندیون اور اسکی آزاد کی ہوئی باندیون کے درمیان تقسیم ہوگی اور جن باندیون کو اُسنے آزاد کیا ہی وہ بھی استحقاق وقف مین داخل ہونگی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر کہا کہ میری یہ زمین صدقہ موقوفہ بعد میری وفات کے میرے آزاد کیے ہوئے مملوکون پر ہی تو اس وقف مین سے اُسکی ام ولد باندیون اور مدبر غلام و باندیون کو جو اسکے مرنے پر آزاد بھی ہو چکے ہون حصہ ملیگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ ایک شخص نے کہا کہ یہ آراضی میری صدقہ موقوفہ زید کے مملوک سالم نام پر ہی پھر زید نے اُسکو اپنی ملک سے نکال دیا بایں طور کہ اُسکو فروخت کر دیا تو وقف مذکور کی آمدنی اس سالم کی ہوگی جہان جاوے اسکے ساتھ ہوگی اور قبول کرنے کا اختیار اس سالم کا ہوگا سالم کے مالک کا نہ ہوگا پس جو غلہ پیدا ہونے کے وقت سالم کا مالک ہووے یہ غلہ اسی کا ہوگا یہ حاوی مین ہی اور اگر کسی نے کہا کہ میری یہ اراضی سالم غلام زید پر اور بعد اسکے مسکینون پر وقف ہی پھر زید نے سالم کو وقف کر دیا تو غلہ مذکور سالم کا ہی چاہے جہان رہے اور اگر وقف کرنے والا اس سالم کا مالک مر گیا تو سالم پر جو وقف کیا تھا وہ باطل ہی یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔ اور اگر کہا کہ سالم میرے مملوک پر اور بعد اسکے مسکینون پر وقف ہی تو آمدنی مسکینون کی ہوگی سالم کی کچھ نہ ہوگی اور نہ وقف کنندہ کی ہوگی اور اگر اُسنے اس سالم کو کسی کے ہاتھ فروخت کیا تو بھی سالم یا اسکے مالک کے واسطے وقف سے کچھ نہ ہوگا پس واضح ہو کہ وقف کنندہ کی ام ولد باندیون و مدبر باندیون پر وقف جائز ہی اور جو اسکے محض مملوک ہون انپر جائز نہین ہی اور امام محمد رح نے اسکے فرق کی طرف اشارہ کیا ہی کہ ام ولد و مدبرین ایک طرح کا عتق ہی اور محض مملوک مین یہ بات نہین ہی یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور شیخ ابو حامد سے دریافت کیا گیا کہ اگر ایک اراضی کسی نے اپنے آزاد کیے ہوؤن پر وقف کی پھر ان لوگون نے اس اراضی کی تعمیر و اصلاح کیواسطے اسکی تقسیم کا ارادہ کیا تو شیخ نے فرمایا کہ ہان اگر حفاظت و تعمیر و اصلاح کے واسطے تقسیم کا قصد کیا تو تقسیم جائز ہی اور اگر مالک ہو جانے کے واسطے بٹوارہ چاہا تو نہین جائز ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ آٹھوین فصل اگر فقیرون پر وقف کیا پھر خود یا اُسکی بعض اولاد یا قرابت محتاج ہوگئی جنکو اس وقف کی حاجت ہوئی تو ایسی صورتون کے احکام کے بیان مین فتاوے مین مذکور کہ اگر کوئی زمین فقراء و مساکین پر صدقہ موقوفہ کر دی پھر اُسکے بعضے قراتبی یا وہ خود محتاج ہوا پس اگر وہ خود محتاج ہوا تو اسکو اس وقف کے غلہ سے سب اماموں کے نزدیک کچھ نہ دیا جائیگا یہ خلاصہ مین ہی اور اگر اُسنے اپنی صحت مین کہا کہ میری اراضی میرے بعد فقیرون پر صدقہ موقوفہ ہی اور حال یہ ہی کہ یہ اراضی اسکی تہائی سے نکلتی ہی یا اُسنے اپنے مرض مین ایسا کہا کہ پھر مر گیا اور اسکی ایک لڑکی صغیرہ ہی تو اسکا غلہ اس لڑکی کے صرف مین لانا نہین جائز ہی اور یہ تفصیل شیخ ابو القاسم سے مروی ہی اور صدر شہید حسام الدین نے فرمایا کہ اسی پر فتوے ہی یہ غیاثیہ مین ہی اور اگر اُسکی قرابت مین سے بعضے یا اسکے بعضے فرزند اسکے محتاج ہوئے اور وقف مذکور حالت صحت مین واقع ہوا ہی تو اسمین چند احکام ہین ایک یہ کہ وقف کا غلہ قراتبی محتاجون پر صرف کرنا اولے ہی پھر اگر کچھ باقی رہے تو اجنبی فقیرون پر تقسیم ہو دوم یہ کہ غلہ پیدا ہونے کے روز محتاجون پر نظر نہ کیجائیگی بلکہ جس روز غلہ تقسیم ہوتا ہی اس روز والے محتاجون پر نظر ہوگی اور سوم یہ کہ وقف کرنیوالے سے قرابت مین ترتیب وار سب سے قریب پھر سب سے قریب اسطرح دیکھا جائیگا جو اسکے نسب سے پیدا ہی وہ اول ہوگا پھر اسکے فرزند کی اولاد پھر تیسری پشت پھر چوتھی پشت اور چوتھی کے ساتھ پانچوین و چھٹی جسقدر نیچے تک ہون داخل ہونگی پھر

اگر انمین سے کوئی نہو یا ہو اور بعد اسکے غلہ بچ رہا تو وہ قرابت کے فقیرون پر تقسیم ہوگا اور انمین بھی قرابت کی راہ سے سب سے قریب کا اعتبار ہوگا پس پہلے اسی کو دیا جائیگا جو ان سب مین سے وقف کرنے والے سے قرابت مین قریب ہو یہ حاوی مین ہی۔ پھر اسکے بعد وقف کرنے والے کے آزاد کیے ہوؤن کا مرتبہ ہی پھر انکے بعد وقف کرنے والے کے پڑوسیون کا مرتبہ ہی پھر انکے بعد وقف کنندہ کے شہر والون کا مرتبہ ہی گر انمین بھی وہ مقدم ہونگے جو اپنی سکونت کی راہ سے وقف کنندہ سے سب سے زیادہ نزدیک ہون یہ محیط سرخسی و محیط و فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور چہارم یہ کہ جن لوگون کو دیا جائیگا انمین سے ہر ایک کو دو سو درم سے کم دیا جائیگا اور یہ شیخ ہلال رح کا قول ہی یہ حاوی مین ہی۔ اور یہ اسوقت ہی کہ اُسنے فقیرون پر وقف کیا اور اُسکے بعض قراتبی محتاج ہوئے ہین اور اگر اُسنے اپنی قرابت کے فقیرون پر وقف کیا تو سب آمدنی انھین پر تقسیم ہوگی اگرچہ اسمین سے ہر ایک کو دو سو درم سے زیادہ پہونچے اور اگر اُسنے فقراے قرابت مین ترتیب محتاجی کی کردی ہو کہ اول سب سے فقیر کو پھر جو اسکے بعد سب سے زیادہ فقیر ہو علی ہذا الترتیب تو ایسی صورت مین کل حصہ رسد نہ دیا جائیگا بلکہ ایسکو دو سو درم سے کم دیے جاوینگے یہ ذخیرہ مین ہی اور اگر فقیرون پر وقف صاحبمین سے قاضی نے بعض قرابتیون کو کچھ دیا تو اسکی دو صورتین ہین ایک یہ کہ قاضی نے اسکے دینے کا حکم نہین دیا کہ انکے واسطے کچھ واجب ہوجانے کا سبب ہو تو واجب نہوگا حتے کہ اگر اسکے بعد دوسرا قاضی آیا تو اسکو اختیار ہوگا کہ یہ طریقہ توڑ دے اور ان قرابتیون کو کچھ نہ دے دوم یہ کہ اول قاضی نے اسکا حکم دیدیا اور فیم سے کہدیا کہ مین نے اسکا حکم دیدیا اور یہ انکے واسطے وظیفہ مقرر کردیا وقف سے برابر تو یہ لوگ بہ نسبت اور فقیرون کے زیادہ حقدار ہوجاوینگے اور جو قاضی اسکے بعد آوے اسکو یہ اختیار نہوگا کہ اسکو توڑ دے یہ حاوی مین ہی۔ اور اگر اپنی اراضی اس شرط پر وقف کی کہ اسمین سے نصف واسطے مسکینون کے اور نصف واسطے قراتبی فقیرون کے ہی پھر اسکے قراتبی فقیرون کو احتیاج لاحق ہوئی اور جسقدر انکو ملتا ہی وہ انکے واسطے کافی نہین ہی تو جو کچھ اُسنے مسکینون کے واسطے شرط کیا ہی اسمین سے انکو دیا جاوے یا نہین تو شیخ ہلال رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ نہین اور یہی یوسف بن خالد سمتی کا قول ہی اور شیخ ابراہیم بن یوسف بلخی اور علی بن احمد فارسی اور فقیہ ابوجعفر ہندوانی نے کہا کہ انکو مساکین کے حصہ سے دیا جائیگا اسواسطے کہ وہ لوگ اسکے قرابت کے مساکین ہین کہ دونون جہت سے مستحق ہین جیسے ایک نے اپنی ایک اراضی اپنی قرابت پر اور دوسری اراضی اپنے پڑوسیون پر وقف کی اور پڑوسیون مین بعضے اُسکے قرابت دار ہین تو یہ لوگ دونون وقفون مین سے دونون صنفون کی جہت سے مستحق ہونگے۔ اور امام ابویوسف سے روایت ہی کہ اگر وقف کرنے والے نے وقف مین شرط کی ہو کہ اسکی قرابت کے فقیرون کے واسطے اتنا اور مساکین و فقراء کے واسطے اتنا تو قرابت والے فقیرون کو فقراء کے حصہ سے دیا جائیگا اور اگر اُسنے یہ شرط کی ہو کہ اُسکے قراتبی فقیرون کے واسطے اسقدر اور باقی مساکین و فقراء کے واسطے ہی تو قراتبی فقیرون کو حصۂ فقراء مین سے نہ دیا جائیگا اور اسی کو محمد بن سلمہ و ابوالنصر محمد بن سلام بلخی نے اختیار کیا ہی یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر وقف کرنے والے نے وقف کی آمدنی اسواسطے مشروط کردی ہو کہ مرد مسلمان جو قرضداری مین پھنسا ہو اسکے چھٹکارے مین یا مسافرون کے لیے باقی سبیل اللہ یعنی جہاد کے واسطے یا حج یا مسلمان غلامون کی گردنین آزاد کرانے کے لیے صرف کیا جاوے پھر اُسکی بعض اولاد یا قراتبی فقیر اسکے حاجتمند ہوئے تو انکو اسمین سے کچھ نہ دیا جائیگا لیکن اگر اولاد یا قریب بھی ایسے لوگون مین سے ہو پس قرضدار کے بوجھ مین پھنسا ہو یا مسافر ہو تو ایسی صورت مین پہلے اُسی کو دیا جائیگا یہ حاوی مین ہی اور اگر کسی نے اپنی ایک اراضی اپنے قراتبی فقیرون پر وقف کی اور دوسری اراضی مساکین پر

وقف کی اور حال یہ ہے کہ جو قرابتی فقیروں پر وقف کی ہے وہ اسکے حق میں کافی نہیں ہوتی ہے پس اگر یہ وقف الگ الگ دو عقد میں
واقع ہوا تو قرابت والے فقیروں کو مساکین کے وقف سے دیا جائیگا اور اگر ایک ہی عقد میں اسنے دونوں کو وقف کیا ہے تو
نہ دیا جائیگا پھر جو حکم کہ ایک عقد میں وقف ہونے کی صورت میں بیان فرمایا کہ قرابتیوں کو مساکین کے وقف سے نہیں دیا جائیگا
یہ چاہیے کہ شیخ ہلال و یوسف بن خالد کے قول پر یہ حکم ہووے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر اپنے قرابتی فقیروں میں سے ایک کو
دو سو درم سے کم دیا گیا پس اسنے یہ سب خرچ کر ڈالے اور حال یہ ہے کہ غلہ وقف میں سے ابھی باقی رکھا ہے تو اسکو دوبارہ
دیا جائیگا الا بشرطیکہ اسنے برے کام میں نہ خرچ کیا ہو یہ حاوی میں ہے۔ اور اس فصل کے متصلات سے یہ ہے کہ اگر کسی نے کہا کہ
میں نے اپنی یہ اراضی ہمیشہ کے واسطے صدقہ موقوفہ کر دی زید پر اور اسکی اولاد اور اولاد اولاد پر برابر جبتک انکی نسل ہوتی رہے
[illegible] اور انکے بعد مسکینوں پر کر دی اس شرط سے کہ میری قرابت میں سے جو اسکا حاجتمند ہو یہ وقف اسپر رد کیا جائیگا اور اسکا
تمام انھیں کا ہوگا۔ اور حال یہ ہے کہ اسکی قرابت میں ایک جماعت ہے جنمیں سے بعضے تونگری کی حاجت میں اس وقف کی طرف
حاجتمند ہوئے تو جو حاجتمند ہوا اسپر رد کیا جائیگا اور اسی طرح اگر اسنے کہا کہ اس شرط سے کہ میرے آزاد کیے ہوؤں سے جو حاجتمند
ہو اسپر رد کیا جاوے پھر اسکے بعضے آزاد کیے ہوئے حاجتمند ہوئے تو انپر رد کیا جائیگا اور اگر اسنے کہا کہ اولاد زید پر پھر جب
وہ مر جاویں تو عمرو پر وقف ہے پھر زید کی بعضی اولاد مری اور بعض باقی ہیں تو غلہ وقف عمرو پر رد نہ کیا جائیگا یہانتک کہ کل اولاد
زید مر جاویں ایسا ہی امام خصاف نے بیان فرمایا ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔ شیخ ہلال نے اپنی وقف میں ذکر کیا کہ اگر کسی نے کہا کہ میری
یہ اراضی صدقہ موقوفہ بعد میری موت کے فقیروں پر ہے پھر اگر میرے فرزند یا میرے فرزند کے فرزندوں میں سے کوئی اسکی طرف
حاجتمند ہوا تو قدر کفایت اسکو دیا جاوے تو جیسا اسنے کہا ہے ویسا ہی ہوگا پس اگر اسکی پشت کے فرزندوں میں سے کوئی حاجتمند
ہوا تو جسقدر اسکو کفایت کرے اسی قدر اسکو دیا جائیگا پس یہ مقدار تمام وارثوں کے درمیان میراث مشترک ہو جائیگی اور اگر فرزندوں
کے فرزندوں میں سے کوئی حاجتمند ہوا تو اسکو بقدر اسکی کفایت کے دیا جائیگا جو اسی کا ہوگا اور اگر اسکے نسب کے فرزندوں
میں سے کوئی فرزند اور اسکے فرزندوں کے فرزندوں میں سے کوئی حاجتمند ہوا تو دونوں کو انکا قدر کفایت دیا جائیگا پھر جو کچھ اسکے
نسب کے فرزند کو پہنچا ہے تو تمام وارثوں کے درمیان میراث ہوگا اور جو فرزند کے فرزند کو ملا ہے وہ اسی کا ہوگا اور اگر اسکے فرزند
و فرزند کے فرزند سب محتاج ہوئے تو غلہ وقف ان سب کی تعداد پر تقسیم ہوگا پھر جو کچھ اسکی پشت کے فرزندوں کو ملا ہے وہ وقف
نہیں بلکہ میراث ہوگا کہ جسمیں سب وارث شریک ہونگے اور جو فرزندوں کے فرزندوں کو ملا ہے وہ انھیں کا ہوگا پھر اگر وہ شخص
جو محتاج تھا غنی ہو گیا تو اسکو نہ دیا جائیگا اور یہ ظاہر ہے اور اگر غلہ وقف مذکور ہر دو فریق کی قدر کفایت سے کم پڑا اور حال یہ ہے
کہ ہر دو فریق محتاج ہیں ولیکن ایک فریق کے واسطے کافی ہوتا ہے تو پہلے فرزندوں کے فرزندوں کو دیا جائیگا یہ محیط میں ہے

باب چہارم۔ وقف میں شرط کرنے کے بیان میں۔ ذخیرہ میں ہے کہ اگر اراضی یا اور کوئی چیز وقف کی اور کل اپنے واسطے
شرط کر لی یا بعض اپنے واسطے شرط کر لی جبتک کہ زندہ ہے اور بعد اسکے فقیروں کے واسطے کر دی تو امام ابو یوسف نے فرمایا
کہ وقف صحیح ہے اور مشائخ بلخ نے امام ابو یوسف کا قول لیا ہے اور اسی پر فتوے ہے تاکہ لوگ وقف کرنے میں رغبت کریں اور
ایسا ہی فتاوے صغری و نصاب و مضمرات میں ہے۔ اور اپنی ذات کے واسطے شرط کر لینے کی صورتوں میں سے یہ بھی ہے کہ یوں
کہا کہ اس شرط سے کہ میرا قرضہ اس وقف کی آمدنی سے ادا کیا جاوے یا کہا کہ جب میں مر جاؤں اگر مجھپر قرضہ ہو تو پہلے اس وقف
کی آمدنی سے جو مجھپر قرضہ ہے ادا کیا جاوے پھر جو باقی رہے وہ وقف کی راہ پر صرف ہو تو یہ سب جائز ہے اور اسی طرح

کہا کہ جب فلان پر یعنی خود وقف کنندہ پر حادثہ موت پیش آوے تو اس وقف کی آمدنی سے ہر سال دس سہام مین سے ایک سہم کے برابر نکال کر اسکو فلان یعنی وقف کنندہ کی طرف سے حج مین یا اسکی قسمون کے کفارات مین خرچ کرے یا فلان کار خیر یا فلان کار و فلان کار مین چند امور کا نام لیا انمین خرچ کرے یا کہا کہ تو اس صدقہ کی آمدنی سے ہر سال اتنے اتنے درم نکال کر ان امور مذکورہ مین صرف کر اور باقی اسی راہ مین جسپر وقف کیا ہی صرف ہووے تو بھی جائز ہی یہ فتح القدیر مین ہی - اور اگر کہا کہ یہ صدقہ موقوفہ خدای تعالی کے واسطے ہی کہ جبتک مین زندہ ہون اُسکا غلہ مجھپر جاری رکھا جاوے - اور اس سے زیادہ کچھ نہ کہا تو جائز ہی اور جب وہ مر جائیگا تو اُسکی آمدنی فقیرون پر صرف ہوگی - اور اگر کہا کہ میری یہ اراضی صدقہ موقوفہ ہی کہ جبتک مین زندہ ہون تو اسکی آمدنی مجھپر جاری رہیگی پھر بعد میری موت کے میرے فرزند و میرے فرزند کے فرزند اور انکی نسل پر جبتک انکی نسل رہے جاری رہیگی پھر جب یہ سب گذر جاوین تو یہ مساکین پر صدقہ ہوگی (یعنی صدقہ ہوگی ۱۲) تو یہ بھی جائز ہی یہ خزانۃ المفتین مین ہی اور اگر یہ شرط کی کہ مجھے اختیار ہی کہ اسمین سے اپنی ذات پر اور اپنے فرزند پر خرچ کرون اور اپنا قرضہ اسکی آمدنی سے ادا کرون پھر جب مجھے حادثہ موت پیش آوے تو اسکی آمدنی واسطے فلان بن فلان کے اور اُسکے فرزند اور فرزند کے فرزند و اُنکی نسل و اسکے عقب کی ہوگی یا جو اُسنے فلان مذکور کے واسطے شرط کیا ہی وہ پہلے بیان کیا ہی اور پھر جو اپنے واسطے شرط کیا ہی وہ پیچھے بیان کیا تو امام خصاف نے فرمایا کہ یہ اسکی شرط پر جائز ہی اور تقدیم و تاخیر بھی بنا بر قول امام ابو یوسف کے یکسان ہی یہ محیط مین ہی - ایک نے فقیرون پر کچھ وقف کیا اور اسمین شرط کی کہ وقف کنندہ کو اختیار ہی کہ جب تک زندہ ہی خود کھاوے و کھلاوے پھر جب مر جاوے تو اُسکے فرزند کی ہو اور اسی طرح اسکے فرزند کے فرزند کے واسطے برابر جبتک نسل باقی ہی رہے اور اس شرط پر وقف جائز ہی کذا فی المضمرات اور اسی کو شیخ شمس الائمہ حلوائی اور صدر حسام الدین نے لیا ہی یہ سراجیہ مین ہی - اور اگر وقف مین سے کچھ آمدنی اپنی ام ولدان کے واسطے جو اسکے وقف کرنے کی حالت مین موجود ہین اور جو بعد کو ام ولد ہو جاوین شرط کیا اور اپنی حالت حیات و بعد ممات کے انمین سے ہر ایک کے واسطے کچھ قسط مقرر کر دی تو بلا خلاف جائز ہی یہ وجیز و مبسوط و ذخیرہ و فتاوے قاضی خان مین ہی اور یہی اصح ہی یہ فتح القدیر مین ہی اور اسی طرح اگر اپنی یہ مدبر باندی و غلامون کے واسطے بیان کیا تو بھی یہی حکم ہی یہ محیط مین ہی اور اگر اپنی محض باندی و غلامون کیواسطے کچھ آمدنی شرط کی تو یہ مثل اپنے واسطے شرط کرنے کے ہی پس امام ابو یوسف کے نزدیک جائز اور امام محمد رح کے نزدیک نہین جائز ہی یہ کافی مین ہی - اور اگر ہمیشہ کے واسطے کچھ وقف کیا اور اپنی ذات کے واسطے استثنا کیا کہ اس وقف کی آمدنی سے جبتک زندہ ہی اپنے اوپر و اپنے عیال و باندی و غلامون پر خرچ کریگا تو امام ابو یوسف کے نزدیک وقف اور شرط دونون جائز ہین پھر جب یہ لوگ گذر گئے تو غلہ مذکور مسکینون کے واسطے ہو جائیگا یہ ذخیرہ مین ہی - اور اگر کچھ وقف کیا اور اپنے واسطے کہ جب تک زندہ ہی استثنا کیا اُسمین سے کھاویگا پھر جب وہ مر گیا تو اُسکے پاس اس وقف مین سے خوشہای خرما یا انگور یا منقے (انگور خشک ۱۲) نکلے تو یہ سب لیکر وقف مین داخل کر دیے جاوینگے اور اگر اُسکے پاس اس وقف کے گیہون کی روٹی ہو تو وہ میراث ہوگی اسواسطے کہ درحقیقت یہ وقف مین سے نہین ہی یہ ظہیریہ مین ہی - اور وقف المضاف مین مذکور ہی کہ اگر شرط کی کہ اپنی ذات و عیال و اولاد و باندی غلامون پر اس وقف کے غلہ سے خرچ کریگا پھر اس وقف کا غلہ آیا پس اُسنے اس غلہ کو فروخت کیا اور اُسکا ثمن وصول کر لیا پھر قبل اسکے کہ اسکو خرچ کرے وہ مر گیا تو فرمایا کہ یہ ثمن اسکے وارثون کا ہوگا وقف کے مستحقون کا نہ ہوگا اسواسطے کہ اُسکو اُسنے حاصل کیا ہی اور اسی کا تھا یہ فتح القدیر مین ہی - ایک شخص نے اپنی جورو و اولاد پر وقف کیا پھر یہ عورت مر گئی تو اس عورت کا حصہ اس عورت کے پسر کے واسطے مخصوص نہوگا بشرطیکہ وقف کرنیوالے نے

یہ شرط نہ کی ہو کہ جو مرے اُسکا حصہ اُسکی اولاد کا ہووے پس اسصورت مین اُسکا حصہ سب وارثون کی طرف رد کردیا جاویگا یہ
کبرے مین ہی۔ ایک نے اپنی اراضی وقف کی باینطورکہ اسمین سے نصف اپنی جورو پر اور نصف اپنے ایک معین فرزند پر این
شرط کہ اگر جورو مر جاوے تو اُسکا حصہ میری اولاد پر صرف کیا جاوے اور آخر یہ وقف واسطے فقیرون کے ہی پھر اُسکی جورو
مرگئی تو اُسکے حصہ مین سے بھی اس فرزند معین کا جسپر نصف زمین وقف ہی حصہ ہوگا یہ مضمرات مین ہی۔ ایک نے اپنی اراضی
ایک مرد پر اس شرط سے وقف کی کہ اسکی آمدنی مین سے اسکو بقدر کفایت ماہواری دیا جایا کرے اور حال یہ ہی کہ اس
مرد کے عیال نہین ہین پھر اسکے عیال ہوگئے تو اُسکو اور اُسکے عیال دونون کی قدر کفایت اسمین سے دیا جایا کریگا یہ
فتاوے کبرے مین ہی۔ اور اگر زید نے عمرو پر اس شرط سے وقف کیا کہ عمرو تو اسکو کچھ درم معلوم دے تو وقف جائز اور شرط
باطل ہوگی یہ فتاوی قاضی خان مین ہی۔ اور اگر اصل وقف مین یہ شرط کی کہ جب چاہیگا اس اراضی کی جگہ دوسری اراضی
بدل لیگا جو بجاے اسکے وقف ہوگی تو امام ابو یوسف کے نزدیک وقف اور شرط دونون جائز ہین اور اسی طرح اگر یہ شرط
کی کہ اسکو فروخت کریگا اور اسکے ثمن سے دوسری زمین خرید لیگا جو اسکی جگہ وقف ہوگی تو بھی جائز ہی اور واقعات قاضی
امام فخر الدین رحمہ اللہ مین امام ابو یوسف کے قول کے ساتھ شیخ ہلال کا قول بھی مذکور ہی اور اسی پر فتوے ہی یہ خلاصہ مین ہی۔
اور ایک مرتبہ اُسکی استبدال کے بعد اسکو یہ اختیار نہ ہوگا کہ دوبارہ بدل لے اسوجہ سے کہ اسکی شرط ایک مرتبہ استبدال کر لینے
سے منتہی ہوگئی لیکن اگر اُسنے ایسی عبارت بیان کی ہو جو ہمیشہ اسکے واسطے اسکے استبدال کے اختیار کو مقتضی ہو تو اختیار
حاصل ہوگا یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اگر وقف کرنے والے نے اصل وقف مین یون کہا ہو کہ اس شرط پر کہ مین اس وقف کو
جب قدر قلیل یا کثیر ثمن کے عوض میری راے مین آوے فروخت کرونگا یا کہا کہ اس شرط پر کہ مین اسکو فروخت کردان اور
اسکے ثمن کے عوض غلام خریدون یا کہا کہ اس شرط پر کہ مین اسکو فروخت کرون اور اس سے زیادہ نہ کہا تو شیخ ہلال رح نے
فرمایا کہ یہ شرط فاسد ہی اس سے وقف فاسد ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور اگر کہا کہ میری یہ اراضی صدقہ موقوفہ
ہمیشہ کے واسطے اس شرط پر ہی کہ اسکی جگہ مین دوسری بدل سکتا ہون تو استحساناً وقف جائز ہوگا اگر پہلی اراضی کے ثمن سے
دوسری کی خرید واقع ہووے یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور دوسری اراضی کو جیسے ہی خریدا ویسے ہی بجاے اول کے اُسی شرائط
کے ساتھ وقف ہوجائیگی اور دوسری کے وقف کرنے اور شرائط وقف بیان کرنے کی حاجت نہ ہوگی یہ فتاوے قاضی خان
مین ہی۔ اور اگر اُسنے فقط استبدال کی شرط کی اور یہ بیان نہ کیا کہ بدل کر زمین یا دار کرا لیگا اور اُسنے اول وقف کو فروخت
کیا تو اُسکو اختیار ہوگا کہ جنس عقار سے جو چاہے خواہ زمین یا مکان بجاے اسکے بدل دے اور اسی طرح اگر اسی شہر کی قید
نہ لگائی ہو تو اسکو اختیار ہوگا کہ جاہے جس شہر مین استبدال کر دے یہ خلاصہ مین ہی۔ اور اگر کہا کہ اس شرط سے کہ مین
بجاے اسکے دوسری زمین بدل سکتا ہون تو اسکو یہ اختیار نہ ہوگا کہ بجاے اسکے مکان بدل دے اور اسی طرح اسکے
برعکس بھی نہین جائز ہی یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور یہ اسکو اختیار ہوگا کہ اسکے ثمن کے عوض خراجی زمین خریدے یہ فتاوی
قاضی خان مین ہی۔ اور اگر کہا باین شرط کہ بجاے اسکے بصرہ کی اراضی سے بدل سکتا ہون تو اسکو یہ اختیار نہ ہوگا
کہ سواے بصرہ کے دوسری جگہ سے بدل کر دے مگر چاہیے یہ ہی کہ اگر دوسری جگہ کی زمین اسکے بدلے مین بہتر آتی ہو
تو جائز ہووے اسواسطے کہ یہ خلاف کرنا بہتری کی جانب ہی یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور قنیہ مین مذکور ہی کہ مکان وقف
کا دوسرے مکان سے مبادلہ کرنا جبھی جائز ہی کہ جب محلہ ایک ہی ہو یا جو بدلے مین آتا ہی اُسکا محلہ بہ نسبت وقف کے محلہ کے

بہتر ہو اور اگر اسکے برعکس ہو تو نہین جائز ہی یہ بحر الرائق مین ہی - اور اگر اپنے واسطے اُسنے استبدال کا اختیار شرط کیا پھر استبدال کے واسطے کسی کو وکیل کیا تو جائز ہی اور اگر اسواسطے کسی کو اپنی موت کے وقت وصیت کر دی تو وصی کو یہ اختیار حاصل نہ ہوگا - اور اگر استبدال کا اختیار اپنے واسطے مع دوسرے شخص کے اسطرح شرط کیا کہ دونون ساتھ ہی استبدال کرین پھر اس دوسرے نے تنہا استبدال کیا تو نہین جائز ہی اور اگر وقف کنندہ نے تنہا استبدال کر دیا تو جائز ہی یہ فتح القدیر مین ہی - اور اگر وقف کرنے والے نے استبدال کا اختیار ایسے شخص کے واسطے شرط کر دیا جو اُسکا متولی ہو تو یہ صحیح ہی اور جو شخص اسکا متولی ہوگا اسکو اِس وقف کی جگہ دوسرا بدلنے کا اختیار ہوگا اور اگر وقف کرنے والے نے یہ کہا اس شرط پر کہ فلان کو اُسکی جگہ دوسرا بدلنے کا اختیار ہی پھر وقف کرنے والا مر گیا تو بعد اسکے فلان مذکور کو اختیار استبدال حاصل نہ ہوگا الا اسصورت مین کہ وقف کنندہ نے بعد اپنی وفات کے اُسکا اختیار شرط کیا ہو یہ فتاوے قاضی خان مین ہی اور کسی قیم کو اختیار استبدال نہین حاصل ہی الا اسصورت مین کہ صریح اسکے واسطے یہ شرط کیا جاوے اور اگر وقف کنندہ نے قیم کے واسطے اختیار شرط کیا اور اپنے واسطے شرط نہ کیا تو وقف کنندہ کو اختیار ہوگا کہ خود استبدال کر دے یہ فتح القدیر مین ہی - پھر جب وقف جائز ہوا اور اُسمین اُسنے بیع و استبدال بثمن کی شرط کی پھر اسکو اسقدر ثمن کے عوض بیچا جتنے مین لوگ اپنے اندازمین خسارہ نہین جانتے ہین تو بیع جائز ہی اور اگر اتنے ثمن کو بیچا کہ اپنی اندازسے لوگ اُسمین خسارہ جانتے ہین تو بیع باطل ہی یہ محیط مین ہی اور اگر اسکو عروض کے عوض فروخت کیا تو بقیاس قول امام رحمہ اللہ صحیح ہی پھر اس عروض کو بعوض عقار کے فروخت کرے اور امام ابو یوسف و ہلال رحہ نے فرمایا کہ فقط نقد ہی کے عوض فروخت کر سکتا ہی کذا فی البحر الرائق یا بعوض کسی زمین کے فروخت کرے جو بجاے اسکے وقف ہوگی یہ فتح القدیر مین ہی اور اگر وقف کی زمین فروخت کر کے اُسکا ثمن وصول کیا پھر مر گیا اور ثمن کا حال بیان نہ کیا تو یہ ثمن اُسکے ترکہ پر قرضہ ہوگا کذا فی فتاوے قاضی خان اور اسی طرح اگر اُسنے ثمن کو تلف کر دیا ہو تو بھی اسکے اوپر قرضہ ہوگا جو وصول کیا جائیگا یہ فتح القدیر مین ہی - اور اگر اُسنے مال وقف کو فروخت کیا اور ثمن اُسکے پاس سے جاتا رہا تو ضامن نہ ہوگا اور وقف باطل ہو گیا یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر اُسنے ثمن کے عوض اسباب عروض مین سے کوئی ایسی چیز خریدی جو وقف نہین ہو سکتی ہی تو وہ اُسی کی ہوگی اور ثمن اُسپر قرضہ ہوگا اور اگر اُسنے ثمن مشتری کو ہبہ کر دیا تو یہ صحیح ہی اور وہ ضامن ہوگا اور یہ امام اعظم رحہ کا قول ہی اور امام ابو یوسف کے نزدیک یہ نہین کر سکتا ہی اور اگر اُسنے ثمن وصول کر کے پھر مشتری کو ہبہ کیا تو بالاتفاق ہبہ باطل ہی یہ فتح القدیر مین ہی - اور اگر اُسنے وقف کو فروخت کیا پھر اُسکے پاس ایسے سبب سے واپس آیا جو ہر طرح سے فسخ ہی تو اسکو دوبارہ فروخت کرنے کا اختیار ہوگا اور اگر اسکے پاس بعقد جدید واپس آیا تو پھر دوبارہ اسکی بیع نہین کر سکتا ہی الا اُس صورت مین کہ اُسنے اپنے واسطے استبدال کی شرط بتعمیم کر لی ہو یعنے ہر بار مجھے اختیار ہی تو دوبارہ بھی بیع کر سکتا ہی اور اگر بسبب عیب کے بحکم قاضی یا بغیر حکم قاضی - بعد قبضہ مشتری کے یا قبل قبضہ مشتری کے اسکے پاس واپس آیا تو وقف واپس ہوگا اور اسی طرح اگر اُسنے مشتری سے قبل قبضہ کے یا بعد قبضہ ہو جانے کے اقالہ کر لیا تو بھی وقف واپس ہوگا یہ فتح القدیر مین ہی - اور بعد اقالہ کے اسکو یہ اختیار نہ رہیگا کہ اس وقف کو دوبارہ فروخت کرے الا اسی صورت مین کہ اُسنے دوبارہ کی یا ہر بار کے اختیار کی شرط کر لی ہو یہ محیط مین ہی - اور اگر اُسنے زمین وقف کو فروخت کیا اور اُسکے ثمن سے دوسری زمین خریدی پھر پہلی زمین بسبب عیب کے بحکم قاضی واپس دیگئی تو بھی وقف ہوگی اور دوسری کے ساتھ جو چاہے

کرے - اور اگر پہلی زمین اُسکو بغیر حکم قاضی دیگئی اور اُسنے واپس کرلی تو اول کی بیع فسخ نہ ہوگی پس دوسری زمین بجائے اول کے بدلا باقی رہی پس دوسری زمین سے وقف ہونے کی صفت باطل نہوگی او پہلی زمین کا اپنے واسطے خریدنے والا ہو جائیگا اور دوسری زمین کا خریدنے والا اور اپنے واسطے وقف کرنیوالا نہو جائیگا یہ فتاویٰ قاضی خان مین ہے - اور اگر پہلی زمین کو بیچا اور دوسری خریدی پھر پہلی زمین استحقاق مین لے لیگئی تو قیاس یہ ہے کہ دوسری زمین کا وقف باطل نہ ہوا اور استحساناً دوسری زمین وقف نہ ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہے - اور اگر وقف مرسل ہو یعنے اسمین استبدال کی شرط نہ کی ہو کہ مجھے بجائے اسکے دوسری زمین مثلاً بدل لینے کا اختیار ہے تو اُسکو اس وقف کے وقف کرنے اور اسکی جگہ دوسرا بدلنے کا اختیار حاصل نہ ہوگا اگرچہ زمین مذکور جو وقف کی ہے لونیا ہو کہ اس سے انتفاع حاصل نہین ہو سکتا ہے یہ فتاویٰ قاضیخان مین ہے - مگر قاضی کے بدلنے مین امام قاضیخان کا کلام مختلف ہے چنانچہ ایک مقام پر فرمایا ہے کہ قاضی اگر مصلحت دیکھے تو بدون وقف کنندہ کی شرط کے قاضی کو استبدال جائز ہے اور دوسرے مقام پر اُس سے منع فرمایا ہے اگرچہ زمین ایسی ہو جاوے کہ اُس سے نفع حاصل نہین ہو سکتا ہے اور اعتماد اسپر ہے کہ قاضی کو بدل ڈالنا روا ہے بشرطیکہ زمین قابل انتفاع ہونے سے بالکلیہ نکلجاوے اور وہان مال وقف سے کچھ مال بھی نہ ہو کہ اُس سے اس زمین کی اصلاح ہو سکے اور نیز اسکی بیع غبن فاحش کے ساتھ نہ ہو یہ بحر الرائق مین ہے - اور اسعاف مین یہ شرط لگائی کہ بدلنے والا قاضی الجنۃ ہو اور قاضی الجنۃ کی تفسیر ہے کہ قاضی عالم ہو اور مقتضائے علم پر عمل کرتا ہو یہ نہر الفائق مین ہے - اور شمس الائمہ محمود اوزجندی سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی اولاد پر وقف کیا اور اُسنے کہا کہ اگر تم اُسکے رکھنے سے عاجز ہو تو اسکو فروخت کردو تو شیخ نے فرمایا کہ اگر وقف مین یہ شرط ہو تو وقف باطل ہے اور واجب ہے کہ یہ جواب امام محمد رح کے قول پر ہووے اور امام ابو یوسف کے قول پر وقف جائز ہے اور شرط باطل ہے - اور اگر کہا کہ میری زمین صدقہ موقوفہ ہے اس شرط پر کہ اصل زمین مذکور میری ہے یا اس شرط پر کہ میری ملک اسکی اصل سے زائل نہوگی یا اس شرط پر کہ مین اصل زمین کو فروخت کرون اور اُسکے ثمن کو صدقہ کردون تو وقف باطل ہے یہ فتاویٰ قاضی خان مین ہے - اور اگر یہ شرط کی کہ اسکو فروخت کرون اور اسکا ثمن اُس سے افضل وقف مین کردون تو اگر حاکم اُسکی فروخت مین بہتری دیکھے تو اسکی اجازت دیگا کہ ایسا کرے یہ ذخیرہ مین ہے اور امام خصاف نے اپنی وقف مین بیان فرمایا ہے کہ اگر یہ شرط کی کہ مجھے اختیار ہے کہ اسکو فروخت کرکے اُسکا ثمن کارہائے خیر مین جسمین چاہون صرف کرون تو وقف باطل ہے - اور اگر اصل وقف مین اُسکی بیع کے اختیار کی شرط کرلی تھی مگر اُسنے فروخت نہ کیا تو جو شخص اسکے بعد متولی ہوا اُسکو اختیار نہ ہوگا کہ وقف مذکور کو فروخت کرے یہ ذخیرہ مین ہے - اور اگر کہا کہ میری یہ اراضی صدقہ موقوفہ ہے اس شرط پر کہ مجھے اس صدقہ کے باطل کردینے کا اختیار رہے تو ہلال کے نزدیک وقف باطل ہے اور یوسف بن خالد کے نزدیک وقف جائز ہے اور شرط باطل ہے اور امام ابو یوسف سے اسمین کوئی روایت نہین ہے اور انکے مذہب کے موافق کہنے والا کہہ سکتا ہے کہ ایسا وقف انکے نزدیک جائز ہوگا اسواسطے کہ یہ بمنزلہ اشتراط خیار کے اپنے واسطے ہے اور دوسرا کہنے والا کہہ سکتا ہے کہ یہ وقف انکے نزدیک جائز نہ ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہے - امام خصاف نے امام ابو یوسف رح کے قول پر اپنی کتاب الوقف مین چند مسائل ذکر فرمائے ہین چنانچہ فرمایا کہ اگر وقف کنندہ نے وقفنامہ مین تحریر کیا کہ یہ وقف فروخت نہ کیا جائیگا اور نہ ہبہ کیا جائیگا اور نہ ملک مین آویگا پھر لکھا کہ اس شرط پر کہ فلان کو اسکے بیع کرنے اور اسکی جگہ اُسکے ثمن سے ایسی چیز جو وقف ہوتی ہے خریدکر قائم کرنے کا اختیار ہے تو یہ جائز ہے اور اگر اُسنے اول مین یہ تحریر کیا کہ اس شرط سے کہ فلان کو اسکی بیع کرنے اور اُسکی جگہ دوسری چیز

یعنے بیع کا اختیار ١٢

جو وقف ہوئی ہی اُسکے بدلے خرید کر قائم کرنے کا اختیار ہو پھر آخر مین لکھا کہ اس شرط پر کہ فلان کو اُسکی بیع کا اختیار نہین ہی تو اُسکو
یہ اختیار نہوگا کہ اُسکو فروخت کرے یہ ذخیرہ مین ہی- اور اگر اُسنے اپنی ذات کے واسطے یہ شرط کی کہ مجھے اختیار ہی جب چاہون اسکے
معالم مین سے گھٹاؤن اور اُسمین بڑھاؤن اور جسکو چاہون خارج کر دون اور اُسکے بدلے دوسرا داخل کرون تو اسکو یہ اختیار
ہوگا مگر اسکے قیم کو یہ اختیار نہوگا الا اسصورت مین کہ اُسکے واسطے بھی یہ اختیار شرط کیا ہو یہ فتح القدیر مین ہی اور امام خصاف
نے اپنی وقف مین فرمایا کہ جب اُسنے ایکبار ایسا تغیر کیا تو اسکو پھر دوبارہ اس قسم کے تغیر کرنے کا اختیار نہوگا اور اگر اُسنے چاہا کہ
جبتک زندہ رہون مجھے گھٹانے و بڑھانے و نکالنے او بجاے اسکے دوسرا لانے کا اختیار برابر بار بار جتنی دفعہ چاہون حاصل
رہے تو فرمایا کہ اسکی صریح شرط کرے اور اگر وقف کرنے والے نے ان امور کو کسی شخص معین دیگر کے واسطے جبتک وہ رہے
شرط کیا تو اُسکو یہ اختیارات حاصل ہو جاوینگے یہ محیط مین ہی- اور اگر اپنے واسطے جبتک زندہ ہی پھر اُسکے متولی کے واسطے بعد
اپنے ایسے اختیارات شرط کیے تو صحیح ہی اور اگر جبتک آپ زندہ ہی تب تک متولے کے واسطے ایسے اختیارات شرط کیے تو جبتک
وہ زندہ رہے متولی کو ایسے اختیارات حاصل ہونگے پھر جب وہ وقف کنندہ مرگیا تو متولی سے یہ اختیارات باطل ہو جاوینگے
اور جسکے واسطے وقف کنندہ نے یہ اختیارات شرط کیے ہین اسکو یہ اختیار نہین ہی کہ دوسرے کے واسطے یہ اختیارات رد اکرد
یا ان امور کی بابت دوسرے کو اپنا وصی کر دے یہ بحر الرائق مین ہی- اور اگر کہا کہ میری یہ زمین اللہ تعالی کے واسطے صدقہ موقوفہ
ہی اس شرط پر کہ اسکی آمدنی و غلہ مین جہان چاہونگا صرف کرونگا (یعنے اسکا حاصل ہونگا) تو جائز ہی اور اسکو اختیار ہوگا کہ جہان چاہے اُسکا غلہ صرف
کرے پس اگر اُسنے مساکین پر یا حج کے واسطے یا کسی شخص معین کے واسطے قرار دیا تو اسکو یہ اختیار نہوگا کہ پھر اُس سے
رجوع کرے اور اسی طرح اگر کہا کہ مین نے یہ غلہ فلان کے واسطے قرار دیا یا اسکو عطا کیا تو اس سے رجوع نہ کریگا اور اگر
اُسنے ایک فریق کے بعد دوسرے فریق کے واسطے قرار دیا تو جائز ہی اور اگر اُسنے اپنے نفس کے واسطے قرار دیا تو وقف باطل
ہوا اور یہ حکم شیخ ہلال کے قول پر ٹھیک ہو سکتا ہی بخلاف اسکے اگر اُسنے کہا کہ اس شرط پر کہ اُسکا غلہ جسکو چاہونگا دونگا یا جسکو
چاہونگا عطا کرونگا تو یہ حکم نہین ہی- اور اگر کہا کہ میری اراضی صدقہ موقوفہ ہی اس شرط پر کہ اُسکا غلہ مین اپنے فرزندون مین
جسکو چاہونگا دونگا تو وقف صحیح ہی اور اُسکو اختیار ہی کہ اپنے فرزندون مین جسکو چاہے دیوے یہ محیط مین ہی- اور اگر اپنی اراضی
اس شرط پر وقف کی کہ اُسکا غلہ جسکو چاہیگا عطا کریگا تو وقف جائز ہی اور اسکو اختیار ہوگا کہ جسکو چاہے اُسکو اُسکا غلہ دیدے پھر جب
وہ مرگیا تو یہ خواہش باطل ہوگئی یہ محیط سرخسی مین ہی اور وقف کرنے والے کو یہ اختیار نہوگا کہ غلہ کو خود کھا وے یہ حاوی
مین ہی- اور اگر وقف کنندہ نے غلہ کسی آدمی کے واسطے نہین قرار دیا تھا کہ وہ مرگیا تو غلہ مذکور فقیرون کا ہوگا یہ محیط مین
ہی اور جب یہ شرط کی کہ اُسکا غلہ جسکو چاہے دیوے یا کہا کہ جہان چاہے صرف کرے تو اُسکو اختیار ہوگا کہ چاہے تونگرون
کو دیوے یہ قنیہ مین ہی- اور اگر چاہا کہ کسی شخص معین تونگر پر صرف کرے تو اسکی مشیت جائز ہی اور اگر فقیر معین پر صرف کرنا
چاہا تو بھی جائز ہی پس جبتک یہ تونگر یا فقیر زندہ ہی تب تک غلہ اسی تونگر یا فقیر کا ہوگا جسکو اُسنے چاہا ہی اسکو یہ اختیار نہوگا کہ
اُس سے پھیر کر دوسرے پر صرف کرے پھر جب یہ شخص جسکو چاہا ہی مرگیا تب وقف کنندہ کو اختیار ہوگا پھر جسکو چاہے
اسکے واسطے قرار دے اور اگر اُسنے تونگرون پر صرف کرنا چاہا نہ فقیرون پر یعنی فقیرون کو نہین دیا تو یہ خواہش باطل ہی
اور اگر اُسنے فقیرون پر صرف کرنا چاہا نہ تونگرون پر تو مشیت جائز ہی اور اگر اُسنے تونگرون و فقیرون دونون کو دینا
چاہا تو قیاساً وقف باطل ہوگا مگر استحساناً وقف نہین باطل ہوگا بلکہ اسکی خواہش باطل ہوگی پس تمام غلہ فقیرون کے واسطے

ہو جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہی- اور اگر ایک سال تک اسکا غلہ کسی شخص معین کے واسطے کر دیا تو جائز ہی اور سال کے بعد اسکو اختیار
ہوگا کہ جسکے واسطے چاہے کر دے اور اگر اسکا غلہ دو شخصون کے واسطے کر دیا تو جبتک دونون زندہ رہین غلہ مذکور
دونون مین نصفا نصف ہوگا پھر اگر دونون مین سے ایک مرگیا تو زندہ کے واسطے نصف غلہ ہوگا اور اگر اسنے کہا کہ مین نے
اسکا غلہ اپنے والدین کے واسطے کر دیا تو صحیح ہی جیسے ابتدا سے اگر اسنے والدین کے واسطے اسکا غلہ وقف کیا تو صحیح ہوتا ہی
یہ محیط مین ہی- اور اگر اسنے وقف کا غلہ اپنے فرزند کے واسطے کر دیا تو جائز ہی یہ حاوی مین ہی- ایک شخص نے اپنی زمین وقف
کی اور یہ شرط کی کہ قیم اسکا غلہ جسکو چاہے دیا کرے تو جائز ہی اور قیم کو اختیار رہوگا کہ تونگرون کو اور فقیرون کو دے یہ فتاوی
قاضی خان مین ہی- اور اگر اپنے مرض مین وقف کیا اس شرط پر کہ فلان اسکا غلہ جسکو چاہے دے پس وہی مذکور نے
یہ چاہا کہ وقف کنندہ کے فرزند کو دیا کرے تو نہین جائز ہی اور قیاساً وقف باطل ہوگا مگر استحساناً وقف صحیح رہیگا اسواسطے کہ
اصل وقف تو فقیرون کے واسطے صحیح واقع ہوا ہی مگر وقف کنندہ نے غلہ کی بابت فلان کو اختیار دیدیا ہی پس اگر اسنے ایسا
اختیار کیا جس سے وقف صحیح رہتا ہی تو اسکا اختیار بھی صحیح ہوگا ورنہ اسکا اختیار باطل ہوگا یہ محیط مین ہی- اور اگر کہا کہ اس
شرط پر کہ فلان اسکا غلہ جسکو چاہے دے تو یہ جائز ہی اور فلان مذکور کو اختیار رہوگا کہ وقف کنندہ کی زندگی مین اور بعد اسکی
موت کے اسکا غلہ جسکو چاہے دے پس گویا اسنے کہا کہ میری زندگی مین و بعد میری وفات کے جسکو چاہے دے اور قیاس
یہ ہی کہ اسکی وفات کے بعد فلان کو یہ اختیار نہ رہے پھر اگر وہ شخص جسکو اختیار دیا تھا مرگیا تو غلہ مذکور فقیرون کے واسطے
ہوگا اور جسکو اختیار دیا ہی کہ جسکو چاہے دے اسکو اختیار ہی کہ چاہے اپنی اولاد و نسل کو دے چاہے وقف کنندہ کی اولاد و اسکی
نسل کو ولیکن اسکو یہ روا نہین ہی کہ اپنے آپ کو دیدے اور اگر اسنے یون کہا کہ مین نے اپنے آپ کو دیا تو اس کہنے سے
اسکا اختیار اسکے ہاتھ سے خارج نہ ہوگا اور اگر اسنے وقف مذکور کا غلہ وقف کرنیوالے کے واسطے کر دیا تو امام فرماتا ہی کہ
آدمی کا وقف اپنی ذات پر نہین جائز ہی اسکے قول پر یہ جائز نہ ہوگا اور اسی طرح اگر ایکسال تک غلہ مذکور وقف کنندہ
کے واسطے کر دیا تو بھی نہین جائز ہی یہ حاوی مین ہی بخلاف اسکے اگر وقف کنندہ نے ‹اور وقف باطل ہوگا› اسکے غلہ دینے کا اختیار اپنے ہاتھ مین
لیا پس اسنے اپنے آپ کو دیا تو وقف باطل نہ ہوگا ‹اور وقف باطل ہوگا› اور اگر فلان مذکور جسکے اختیار مین غلہ دینے کی مشیت رکھی تھی اسنے کہا کہ
مین نے اسکا غلہ تونگرون کے واسطے کر دیا تو وقف باطل ہوگیا یہ محیط مین ہی- اور اگر اپنی زمین بنی فلان پر وقف کی اس شرط
پر کہ مجھے اختیار ہی کہ اسکا غلہ جسکو چاہون دیا کرون پھر اسنے بنی فلان مین سے ایک معین کو دینا چاہا تو اسکا چاہنا جائز ہی اور
اگر اسنے ان سب پر صرف کرنا چاہا تو بھی اسکا چاہنا جائز ہی اور غلہ مذکور ان سب پر مساوی تقسیم ہوگا اسواسطے کہ اسکا یہ قول
کہ جسکو چاہون کلمہ عام ہی پس کل کو شامل ہوگا اور اگر سوائے بنی فلان کے اور کسی کے صرف مین کرنا چاہا تو اسکا چاہنا باطل ہی
یہ محیط سرخسی مین ہی- اور اگر کہا کہ میری یہ اراضی بنی فلان پر صدقہ موقوفہ ہی اس شرط پر کہ مجھے اختیار ہی کہ انمین سے جسکو چاہون
غلہ دون تو اسکو اختیار ہی کہ انمین سے جسکو چاہے دیوے اور اگر اسنے کہا کہ مین انمین سے کسی کو دینا نہین چاہتا ہون تو غلہ
ان سب کا ہوگا اور اسکی مشیت باطل ہوگئی پس ایسا ہوگیا کہ گویا اسنے اپنے واسطے کوئی مشیت شرط نہین کی تھی اور اگر وقف کنندہ
مرگیا یا اسنے فقط اسی قدر کہا کہ میری یہ اراضی بنی فلان پر صدقہ موقوفہ ہی اور خاموش رہا تو غلہ مذکور سب بنی فلان کے واسطے
ہوگا- اور اگر اسنے کہا کہ مین نے اسکا غلہ ابن فلان کے واسطے کر دیا نہ اسکے بھائیون کے واسطے تو جائز ہی اور وہ اس سے
پھر نہین سکتا ہی- اور اسکو اختیار ہی کہ انمین سے بعض کو زیادہ دے اور بعض کو کم اور یہ بھی اختیار ہی کہ چاہے بعض کو

محروم رکھے اور استحساناً یہ بھی اختیار ہی کہ چاہے سب بنی فلان کو دیوے پھر اگر وہ شخص جسکے واسطے غلہ مذکور کر دیا تھا مرگیا تو اسکے مرنے کے بعد پھر اُسکو اختیار ثابت ہوگا کہ اب جسکے واسطے چاہے مقرر کردے یہ حاوی مین ہی۔ اور اگر اُسنے کل بنی فلان کے واسطے چاہا تو اُسکی مشیت باطل ہوگی اور غلہ فقیرون کے لیے ہوگا اور یہ امام اعظم کا قول بدلیل قیاس ہی اور صاحبین کے نزدیک بدلیل استحسان جائز ہی اور غلہ بنی فلان کا ہوگا اور اس اختلاف کی بنا اسپر ہی کہ لفظ منہم یعنے اینمین سے تمین من واسطے تبعیض کے ہی امام کے نزدیک اور واسطے بیان کے ہی صاحبین کے نزدیک یہ بحر الرائق مین ہی۔ اور اگر وقف کنندہ نے انمین سے بعض پر صرف کرنا چاہا پھر وقف کنندہ مرگیا اور یہ بعض جنپر اسنے صرف کرنا اختیار کیا ہی مرگئے اور باقی بنی فلان موجود ہین تو انکا حصہ فقیرون پر صرف کیا جائیگا۔ اور اگر اُسنے بنی فلان کے سوا اورون کو اختیار کیا تو اسکا چاہنا باطل ہی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر اُسنے کہا کہ مین نے یہ غلہ بنی فلان اور انکی نسل مین قرار دیا تو اسکا چاہنا فقط بنی فلان کے حق مین جائز ہوگا اور انکی اولاد و نسل کو کچھ نہ ملیگا یہ حاوی مین ہی اور اگر کہا کہ میری اراضی صدقہ موقوفہ ہی بنی فلان پر اس شرط پر کہ مجھے اختیار ہی کہ انمین سے جسکو چاہون تفضیل دون تو یہ جائز ہی اور اسکو اختیار حاصل ہوگا کہ بنی فلان مین سے جسکو چاہے تفضیل دے اور اگر اُسنے اپنے چاہنے کو رد کر دیا پس کہدیا کہ مین نہین چاہتا ہون یا وہ مرگیا تو غلہ مذکور بنی فلان کے درمیان برابر تقسیم ہوگا اور اگر اُسنے انمین سے بعض کو محروم رکھا تو اسکو یہ اختیار نہین ہی اور اسی طرح اگر اُسنے بنی فلان پر اس شرط سے وقف کیا کہ زید کو مثلاً یعنے ایک شخص معین فلان کو یہ اختیار ہی کہ انمین سے جسکو چاہے تفضیل دے تو فلان مذکور کو یہ اختیار ہوگا کہ اینمین سے جسکو چاہے تفضیل دے یہ محیط مین ہی۔ اور اگر اُسنے نصف غلہ خاص ایک معین کے واسطے کر دیا اور باقی نصف دیگر باقیون کے واسطے کیا تو جائز ہی پس نصف اس اکیلے کا ہوگا اور باقی نصف اسکے اور باقیون کے درمیان بمساوی حصہ رسد مشترک ہوگا اسلیے کہ اُسنے اس اکیلے کو ایک نصف غلہ کے ساتھ تفضیل دی ہی اور نصف کے ساتھ تفضیل دینا اسکا مقتضی ہی کہ نصف باقی مین باقیون کے ساتھ اسکی شرکت ہی۔ اور اگر اُسنے یون کہا کہ اس شرط سے کہ مجھے اختیار ہی کہ اُسکے غلہ مین سے جسقدر کے ساتھ جسکو چاہون مخصوص کردون پس اُسنے نصف غلہ کے ساتھ ایک کی خصوصیت کی تو جائز ہی اور باقی مین اُسکی کچھ شرکت نہ ہوگی اور اگر اُسنے ان سب کو چاہا تو سب کا چاہنا بھی روا ہی یہ محیط سرخسی مین ہی اور اگر کہا کہ میری اراضی صدقہ موقوفہ ہی اس شرط پر کہ مجھے اختیار ہی کہ انمین سے جسکو چاہون مخصوص کردون تو ایسا ہی ہوگا جیسا اُسنے کہا ہی اور اسکو اختیار ہوگا کہ انمین سے جسکو چاہے مخصوص کرے اور اگر اُسنے کل غلہ ایک ہی کو دیا تو جائز ہی اور اگر اُسنے کل غلہ کل کو دیا تو بنظر اسکے کہ اُسنے انمین سے کہا تھا قیاساً جائز نہین ہی مگر استحساناً جائز ہی اور اگر اُسنے کہا کہ اس سال کے غلہ مین انمین سے کسی کی تخصیص نہ کرونگا تو جائز ہی اور سب مین مساوی تقسیم ہوگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر اُسنے اس شرط سے بنی فلان پر وقف کیا کہ انمین سے جسکو چاہون محروم رکھون پس اُسنے سوائے ایک کے سب کو محروم کیا تو جائز ہی اور اگر اُسنے سب کو محروم کیا تو قیاساً نہین جائز ہی اور استحساناً ایسا کر سکتا ہی پس یہ وقف فقیرون کے واسطے ہوگیا اور پھر اسکو یہ اختیار نہ رہیگا کہ بنی فلان پر دوبارہ رد کرے اور اگر اُسنے کہا کہ مین نے انکو اس سال کے غلہ سے محروم کیا تو انکو اس سال کے غلہ مین کچھ استحقاق نہوگا اور یہ غلہ فقیرون کا ہوگا اور آیندہ کے غلہ مین وقف کنندہ کیواسطے پھر مشیت یعنی چاہنا ثابت رہیگا پھر اگر انمین سے کسی کو محروم کرنے سے پہلے مرگیا تو غلہ ان سب پر مساوی مشترک ہوگا اور اگر اُسنے یہ شرط کی کہ مجھے اختیار ہی کہ بنی فلان مین سے جس شخص کو مین چاہون اس وقف سے خارج کردون پھر اُسنے ایک کو یا سب کو خارج کیا تو جائز ہی اور غلہ مذکور فقیرون کے واسطے ہو جائیگا اور اگر اُسنے ایک کو خارج کیا پھر اسکو داخل کرنا چاہا تو ایسا نہین کر سکتا ہی اور یہ سب وقف باقیون پر ہوگیا اسوجہ سے

کہ اسکو نکالنے کا اختیار حاصل ہو اداخل کرنے کا اختیار نہیں ملا تھا یہ حاوی میں ہے پھر اگر نکالنے کے وقت وقف میں غلہ موجود تھا تو ہلال نے ذکر فرمایا ہے کہ وہ مخصوصاً اسی غلہ سے خارج ہوگا اور رجوع وصایا سے اصل وجامع صغیر میں ایک کے باب مذکور ہے اسپر قیاس کرنے سے یہ حکم ثابت ہوتا ہے کہ وہ ہمیشہ کے غلہ سے خارج ہو جائیگا چنانچہ اگر اُسنے اپنے باغ کے حاصلات کی کسی کے لیے وصیت کر دی اور وصیت کنندہ کی موت کے روز باغ میں غلہ موجود ہے تو جسکے لیے وصیت کی ہے اُسکو یہ موجودہ غلہ اور جو آیندہ ہمیشہ پیدا ہوگا سب ملیگا اور بنا بر روایت ہلال کے اسکو غلہ موجودہ ملیگا نہ وہ غلہ جو آیندہ پیدا ہوگا اور یہی ہمارے بعضے اصحاب سے روایت کیا گیا ہے یہ محیط سرخسی میں ہے۔[یعنی بقیاس روایت ہلال ثابت ہو ۱۲] اور اگر اُسنے اس کلام سے نکالا کہ مین نے فلان کو اور فلان کو وقف سے خارج کیا تو جائز ہے اور بیان کا اختیار کہ تونے ان دونون مین سے کس کو نکالا ہے اُسی کو ہوگا پھر اگر یون بیان کیا یہان تک کہ مر گیا تو غلہ مذکور باقیون کی تعداد پر مساوی حصہ لگایا جائیگا اور ان دونون کے واسطے ایک حصہ لگایا جائیگا پھر اگر دونون نے باہم صلح کر لی تو اس حصہ کو دونون آدھا آدھا لے لین اور اگر دونون نے انکار کیا یا ایک نے انکار کیا تو یہ حصہ رکھ چھوڑا جائیگا کسی کو نہ ملیگا یہان تک کہ دونون کسی امر پر اتفاق کرین اور باہم صلح کرین یہ بحر الرائق مین ہے۔ اور اگر وقف کرنے والے نے یون کہا کہ مین نے فلان کو خارج کیا نہین بلکہ فلان کو۔ تو دونون خارج ہو جاوینگے۔ اور اگر وقف کنندہ نے شرط لگائی کہ مجھے اختیار ہے کہ مین جسکو چاہون داخل کرون تو اسکو اختیار رہوگا کہ جسکو چاہے داخل کرے اور یہ اختیار نہ ہوگا کہ انمین سے جسکو چاہے خارج کر دے۔ پھر اگر قبل اسکے کہ کسی کو داخل کرے مر گیا تو غلہ ان سب کا ہوگا اور اگر اُسنے کہا کہ مین نے فلان کو اُسکے غلہ مین ہمیشہ کے واسطے داخل کیا تو جیسا اُسنے کہا ویسا ہی ہوگا [یعنی ہمیشہ کے واسطے داخل ہو گیا ۱۲] اور اگر اُسنے کہا کہ میری یہ اراضی اولاد عبداللہ پر صدقہ وقف ہے اس شرط پر کہ مجھے اختیار ہے کہ مین انمین اولاد زید کو داخل کرون تو اسکو سوائے اولاد زید کے کسی اور کے داخل کرنے کا اختیار نہوگا ہان یہ اختیار رہوگا کہ چاہے اولاد زید سب کو داخل کرے اور یہ سب اولاد عبداللہ کے ساتھ مساوی شریک ہونگے۔ پھر اگر اُسنے کہا کہ مین نہین چاہتا ہون کہ انکو داخل کرون تو اسکی مشیت یعنی انکے داخل کرنے کے چاہنے کا اختیار منقطع ہو گیا اور یہ وقف محض اولاد عبداللہ کے واسطے ہو گیا [یعنی اولاد زید ۱۲] یہ حاوی مین ہے۔ ایک نے اپنی ام ولد یا مدبرون پر کچھ وقف کیا باستثنائے اسکے جسنے نکاح کر لیا کہ اسکے واسطے کچھ نہ ہوگا پھر انمین سے بعض نے نکاح کر لیا پھر اسکے شوہر نے اسکو طلاق دیدی تو اسمین دو صورتین ہین اول آنکہ وقف کرنے والے نے یہ شرط نہین کی کہ انمین سے جسنے نکاح کیا اور اُسکے شوہر نے اسکو طلاق دیدی پھر اسکو بھی ملے دوم یہ کہ اُسنے یہ شرط کر دی تھی پس اگر اول صورت ہو تو ایسی ام ولد کو جو بعد نکاح کے مطلقہ ہو گئی ہے کچھ نہ ملیگا اسواسطے کہ وقف کنندہ نے ہر ایسی ام ولد کو جو نکاح کر لے مستثنی کر دیا ہے اور دوم صورت ہو تو اسکو ملیگا اسواسطے کہ اس مستثنی مین سے بھی اُسنے ایسی ام ولدون کو جو نکاح کرین پھر طلاق دیجاوین استثنا کر دیا ہے اور نفی سے استثنا اثبات ہوتا ہے۔ اور اسی طرح اگر ایک نے بنی فلان پر وقف کیا اور انمین سے اسکو مستثنا کیا جو شہر سے خارج ہو جاوے پھر انمین سے بعضے یہ شہر چھوڑ کر چلے گئے پھر اسی شہر مین واپس آکر رہے تو انمین بھی انھین دو وجہ مذکورہ بالا کے لحاظ پر حکم ہوگا اور اسی طرح اگر بنی فلان مین سے انپر جو علم سیکھیں وقف کیا پھر بعض نے علم سیکھنا چھوڑ دیا پھر علم سیکھنے مین مشغول ہوا تو اسمین بھی دونون مذکورہ بالا صورتون کے لحاظ سے حکم ہوگا یہ واقعات حسامیہ مین ہے۔ اور وقف الخصاف مین مذکور ہے کہ اگر کسی نے اپنی اراضی اپنی اولاد و نسل وعقب پر ہمیشہ کے واسطے جبتک انکی نسل ہوتی رہے اور پھر انکے بعد فقیرون و مساکین پر صدقہ موقوف کر دی اور وقف مین یہ شرط کی کہ جو انمین سے مذہب حنفی

چھوڑکر شافعی مذہب ہو جاوے وہ وقف سے خارج ہوا تو اُسکی شرط کے موافق عمل ہوگا چنانچہ جو شخص مذہب حنفی چھوڑکر شافعی مذہب ہو جائیگا وہ وقف سے خارج ہوگا - اور اگر انمین سے بعض نے دوسرے بعض پر یہ دعوے کیا کہ یہ شخص مذہب حنفی چھوڑکر شافعی مذہب مین چلا گیا ہی اور مدعا علیہ نے اُس سے انکار کیا تو قول مدعا علیہ کا قبول ہوگا اور مدعی پر اسکے گواہ پیش کرنے واجب ہونگے یہ ذخیرہ مین ہی - اور اگر اپنی اولاد پر وقف کیا اور یہ شرط کی کہ جو شخص مذہب معتزلہ اختیار کریگا وہ وقف سے خارج ہوا تو جو شخص انمین سے معتزلی ہوا وہ خارج ہو گیا اور اسیطرح اگر وقف کنندہ معتزلہ مذہب ہوا اور اُسنے شرط کی کہ جو معتزلہ مذہب چھوڑکر اہل سنت کا مذہب اختیار کریگا وہ وقف سے خارج ہو جائیگا تو اسکی شرط کی پابندی کیجائیگی اور اگر یہ شرط کی کہ جو شخص اہل سنت کے مذہب سے اسکے سواے اور کسی کی طرف انتقال کریگا پس خارجی یا رافضی ہو جائیگا تو وہ وقف سے خارج ہوگا پھر اگر انمین سے کوئی شخص دین اسلام سے پھر کر مرتد ہو گیا نعوذ باللہ تعالے منہ وہ وقف سے خارج ہو جائیگا اور واضح رہے کہ اسمین عورت و مرد دونون کا حکم یکسان ہی اور اگر شرط کی کہ جو شخص مذہب قدریہ چھوڑکر دوسرے مذہب کیطرف منتقل ہوا وہ وقف سے خارج ہوا پھر انمین سے کوئی مذہب قدریہ چھوڑکر دوسرے مذہب مین گیا پھر اسکو ترک کرکے قدریہ مذہب مین آگیا تو استحقاق وقف عود نہ کریگا الا اسی صورت مین کہ وقف کنندہ نے شرط کر دی ہو جس سے ثابت ہو کہ اگر پھر لوٹ آوے تو پھر مستحق ہوگا اور اسی طرح اگر وقف کنندہ نے مذہبون مین سے کسی مذہب کو معین کر دیا کہ جو اس مذہب سے دوسرے مین منتقل ہوا وہ وقف سے خارج ہوگا تو اسکی شرط کا اعتبار کیا جائیگا اور اسی طرح اگر یہ شرط کی کہ میری قرابت مین سے جو شخص شہر بغداد سے رہنا چھوڑکر کے دوسرے شہر مین جا بسیگا وہ وقف سے خارج ہوگا کہ اسکا کچھ حق نہ ہوگا تو بھی اُسکی شرط کا اعتبار کیا جائیگا و لیکن اتنا فرق ہی کہ اس صورت مین اگر واپس ہو کر اُسنے بغداد مین سکونت اختیار کی تو اُسکا استحقاق وقف بھی عود کریگا اور وقف مین شامل کیا جائیگا یہ بحر الرائق مین ہی - اگر کہا کہ میری یہ اراضی اللہ تعالی کے واسطے زید پر و عمرو پر جبتک دونون زندہ رہین اور ان دونون کے بعد مسکینون پر ہمیشہ کے واسطے صدقہ موقوفہ ہی اس شرط پر کہ زید سے پہل کیجاوے کہ اسکو ہر سال اسکے غلہ سے ہزار درم دیے جاوین اور عمرو کو سالانہ قوت دیا جاوے تو یہ اسکے قول کے موافق جائز ہی پھر اگر ایسا کرنے کے بعد آمدنی مین سے کچھ بچا تو وہ دونون کے درمیان نصفا نصف ہوگا اور اگر اُسکی آمدنی فقط ہزار درم ہون تو وہ سب زید کو دیے جاوینگے - اسی طرح اگر ہزار درم سے بھی کم ہون تو سب زید کو دیے جاوینگے پھر اگر زید مر گیا اور وقف کی سالانہ آمدنی آئی تو اُسمین سے عمرو کو ایک سال کا قوت دیا جائیگا پھر اگر آمدنی تین ہزار درم ہو اور عمرو کا سالانہ روزینہ ایک ہزار درم ہون تو اسکو ایک ہزار درم دیے جاوینگے - اور نصف آمدنی سالانہ یعنی ڈیڑھ ہزار درم تک جو اسکی قوت سے اور زیادہ ہی یعنی پانسو درم سو وہ بھی دیے جاوینگے اور باقی ڈیڑھ ہزار درم مسکینون پر تقسیم ہونگے اور اگر زید نہین مرا بلکہ عمرو مر گیا تو زید کو وہ ہزار درم جو اسکے واسطے بیان کیے ہین دیے جاوین اور نصف آمدنی تک جسقدر اور اس سے زیادہ ہو وہ بھی دیجاوے اور باقی نصف آمدنی مسکینون پر تقسیم ہوگی - اور اگر کسی نے کہا کہ میری یہ اراضی صدقہ موقوفہ ہی زید و خالد و عمرو پر کہ زید سے شروع کیا جاوے پس جبتک زید زندہ رہے اسکو صدقہ کی آمدنی دیجاوے پھر اسکے بعد عمرو کو جبتک زندہ رہے اس صدقہ کی آمدنی دیجاوے پھر بعد اسکے خالد کو جبتک وہ زندہ رہے اسکی آمدنی دیجاوے پھر بعد اسکے مسکینون پر صدقہ ہی تو جسطرح اُسنے بعض کو بعض پر مقدم کیا ہی اسی طرح اُسپر عملدرآمد ہوگا پھر جب زید و عمرو و خالد سب مر جاوین تو اسکی آمدنی فقیرون پر صدقہ ہوگی یہ محیط مین ہی - سیر العیون

مین مذکور ہی کہ ایک شخص نے اپنا گھوڑا دس برس کے واسطے اللہ تعالی کی راہ مین یعنی جہاد کے واسطے محبوس کر دیا بشرطیکہ بعد
دس برس کے اپنے مالک کو واپس ملے تو یہ باطل ہی اور شیخ ہلال کے استاد یوسف بن خالد سمتی سے روایت ہی کہ وقف جائز
ہی اور شرط باطل ہی یہ ذخیرہ مین ہی اور اگر ایک شخص نے اپنا گھوڑا جہاد مین یا راہ خدا مین کر دیا اس شرط پر کہ جبتک زندہ
ہی اپنے پاس رکھیگا تو یہ جائز ہی اسواسطے کہ اگر وہ شرط نہ کرتا تو بھی اُسکے واسطے یہ اختیار رہتا اور راہ خدا مین کر دینے کے
یہ معنی ہین کہ اسپر سوار ہوکر جہاد کیا جاوے اور اگر اُسنے چاہا کہ سوا اسکے اور راہ مین اُسپر سوار ہونے کا نفع لیا جاوے تو
ایسا نہین کر سکتا ہی اور اگر اسکو کرایہ پر دیا تو صحیح نہین ہی الا اسصورت مین کہ اسکے نفقہ کی ضرورت ہو یہ وجیز مین ہی اور معتبر
شرطون مین سے یہ بھی ہی جو خصاف نے بیان فرمائی کہ متولی اس اراضی کو اجارہ پر نہ دے [دانہ چارہ] تو یہ شرط معتبر ہی پس اگر متولی
نے اسکو اجارہ پر دیا تو اجارہ باطل ہی اور اسی طرح اگر یہ شرط کی کہ جو اسمین درختان خرما وغیرہ ہین [جو زراعت کیا وے] وہ بٹائی پر نہ دیے جاوین
جسکو عربی مین معاملۃ الاشجار کہتے ہین تو اس شرط کا اعتبار کیا جائیگا اور اسی طرح اگر یہ شرط کی کہ اگر متولی نے اس اراضی کو
اجارہ پر دیا تو وہ متولی ہونے سے خارج ہوا تو جب متولی اُسکے خلاف کریگا تو خارج ہو جائیگا اور قاضی اُسکا متولی ایسے
شخص کو مقرر کریگا جسکی امانت داری پر بھروسا ہو۔ اور اسی طرح اگر یہ شرط کی کہ اگر اس وقف والون مین سے کسی نے ایسی بات
اس وقف کی بابت کی کہ جس سے اس وقف کے باطل کرنے کا قصد کرتا تھا تو وہ اس وقف کے مستحقون مین سے خارج
ہوگا تو یہ شرط بھی معتبر ہی۔ پھر اگر بعضون نے اس وقف کی بابت نزاع کیا مثلاً باین معنی کہ یہ وقف صحیح یا لازم نہین ہوا ہی پھر
اُسنے کہا کہ میری مراد یہ تھی کہ یہ وقف بالاتفاق صحیح ہو جاوے پس مین نے اسکی تصحیح کا قصد کیا تھا اور باقی اہل وقف نے کہا کہ تم نے
اسکے باطل کرنے کا ارادہ کیا تھا تو قاضی ملاحظہ و نظر فرمائیگا کہ جن لوگون نے اسمین نزاع کیا ہی انکا کیا حال تھا پس اگر وہ لوگ اسکی تصحیح
کا قصد رکھتے تھے تو قاضی کو ایسا اختیار ہی یعنے انکو باقی رکھے اور اگر وہ لوگ اس وقف کو باطل کرنے کا ارادہ رکھتے تھے تو انکو
وقف سے خارج کر دے اور انکے خارج کر دینے پر گواہ کر دے یعنے تم لوگ گواہ رہو کہ مین نے انکو خارج کر دیا تاکہ بوقت ضرورت
انکے نکالے جانے کا ثبوت موجود رہے اور اگر اسنے یہ شرط لگائی کہ جو شخص اسمین سے وقف کے متولی سے نزاع کرے اور اس سے
تعرض کرے وہ وقف سے خارج ہی اور یہ نہ کہا کہ نزاع و تعرض اس ارادہ سے کرے کہ وقف کے باطل کرنے کا قصد رکھتا ہی
پھر اسمین سے بعض نے متولی سے نزاع کیا اور کہا کہ اسنے مجھے میرے حق سے روکا ہی تو خارج ہو جائیگا یعنے وقف کے استحقاق
سے نکل جائیگا اگرچہ وہ اپنے حق کا مانگنے والا تھا اور یہ نکل جانا بوجہ پابندی شرط وقف کنندہ کے ہی جیسے اُسنے یون شرط کی کہ جو
شخص متولی سے اپنے حق کا مطالبہ کرے متولی کو اسکے خارج کر دینے کا اختیار ہی پس ایسا ہی اسمین بھی ہی اور متولی کو بعد اسکے
خارج ہونے کے یہ اختیار نہین ہی کہ دوبارہ اسکو وقف کے استحقاق مین داخل کرلے ولیکن اگر وقف کرنے والے نے
یہ شرط کر دی ہو کہ بعد خارج ہونے کے جو شخص راہ پر آجاوے وہ پھر داخل ہو وے یا ہو سکتا ہی تو ایسی صورت مین متولی
دوبارہ اسکو داخل کر سکتا ہی یہ بحر الرائق مین ہی

پانچوان باب ولایت وقف و تصرف قیم در اوقاف و کیفیت تقسیم غلہ کے بیان مین اور اس بیان مین جب بعض نے
قبول کیا اور بعض نے نہ قبول کیا یا بعض زندہ ہین اور بعض مرگئے تو کیونکر حکم ہو۔ اصلاح و درستی کی نظر کے لائق وہ شخص
ہوگا جسنے وقف کی ولایت کے واسطے خود درخواست کی ہو اور اسمین کوئی فسق معروف نہ ہو یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اسعاف
مین مذکور ہی کہ وقف پر وہی متولی کیا جاوے جو امین ہو اور بذات خود [کہ مین وقف کا متولی مقرر کیا جاؤن] یا اپنے نائب سے اسکے سرانجام پر قادر ہو خواہ

مرد ہو یا عورت ہو خواہ آنکھوں والا ہو یا اندھا ہو اور اسی طرح اگر محدود القذف ہو بشرطیکہ توبہ کر چکا ہو تو بھی مضائقہ نہیں ہی اور (زنا کی تہمت لگانے کی وجہ سے شرعی سزا پا چکا ہو)
متولی وقف ہونے کی صحت کے واسطے یہ شرط ہی کہ عاقل و بالغ ہو یہ بحر الرائق میں ہی۔ اور اگر کسی وقف کرنیوالے نے یہ شرط کر دی ہو کہ
اس وقف کی ولایت میری اولاد میں سے جو میرے پیچھے رہے اسکو ہی تو قاضی اس وقف کنندہ کے فرزند صغیر کا ایک شخص خلیفہ
مقرر کر دیگا بشرطیکہ وہ لائق ولایت ہو پس اصل ولایت اسکے فرزند کو ہو گی اور یہ استحسان ہی اگرچہ قیاساً باطل ہی اور اسی طرح
اگر وقف کنندہ نے کسی طفل کو اپنے وقف کا وصی مقرر کیا تو قیاساً باطل ہی مگر استحساناً میں حکم دیتا ہوں کہ ولایت اسکو حاصل ہو گی
جب بالغ ہو جاوے۔ اور اگر کسی غائب کو وصی مقرر کر دیا تو قاضی اپنی طرف سے ایک شخص کو چند روز کے واسطے مقرر کر دیگا یہانتک
کہ جب یہ شخص غائب آجائیگا تو اسکو سونپ دیگا یہ حاوی میں ہی۔ اور ولایت وقف صحیح ہونے کے واسطے آزاد ہونا اور مسلمان ہونا
شرط نہیں ہی جیسے اسعاف میں مذکور ہی اور اگر غلام ہو تو قیاساً و استحساناً جائز ہی اور ذمی حکم میں مثل غلام کے ہی ولیکن اگر قاضی نے
غلام یا ذمی متولی کو ولایت وقف سے خارج کر دیا پھر غلام آزاد کیا گیا یا ذمی مسلمان ہو گیا تو ان دونوں کی ولایت عود نہ کریگی یہ
بحر الرائق میں ہی۔ فتاوے محمد بن الفضل میں مذکور ہی کہ شیخ سے دریافت کیا گیا کہ اگر کسی وقف کنندہ نے اصل وقف میں
اپنے اور اپنی اولاد کے واسطے ولایت شرط کر دی ہو تو فرمایا کہ بالاجماع جائز ہی یہ تاتارخانیہ میں ہی۔ اگر کسی نے کچھ وقف کیا
اور ولایت کا کسی کے واسطے ذکر نہ کیا تو بعض نے فرمایا کہ ولایت وقف کنندہ کے لیے ہو گی اور یہ بنا بر قول ابو یوسف رح
کے ہی اسواسطے کہ انکے نزدیک سپرد کر دینا شرط نہیں ہی اور امام محمد رح کے نزدیک صحیح یہ وقف صحیح نہوا اور اسی پر فتوے ہی یہ
سراجیہ میں ہی۔ کسی شخص نے ایک اراضی مزروعہ وقف کر کے اپنے قبضہ سے نکال کر کسی قیم کے قبضہ میں دیدی پھر چاہا کہ
اسکے قبضہ سے نکال کر اپنے قبضہ میں لے لے پس اگر اسنے اصل وقف میں یہ شرط کر لی ہو کہ مجھے قیم کے معزول کرنے اور
اسکے قبضہ سے نکال لینے کا اختیار ہو گا تو اسکو یہ اختیار ہو گا اور اگر یہ شرط نہ کی ہو تو بنا بر قول امام محمد کے اسکو یہ اختیار نہیں
ہی اور بنا بر قول امام ابو یوسف کے اسکو اختیار ہی اور مشائخ بلخ بقول امام ابو یوسف کے فتوے دیتے ہیں اور اسی کو فقیہ
ابو اللیث نے لیا ہی اور مشائخ بخارا بقول امام محمد رح کے فتوے دیتے ہیں اور اسی پر فتوے دیا جائیگا یہ مضمرات میں ہی۔ اور اگر
وقف کنندہ نے اپنے واسطے ولایت شرط کر لی ہو حالانکہ وقف کنندہ اس وقف کے حق میں امین نہیں سمجھا جاتا ہی تو قاضی
کو اختیار ہی کہ اسکے قبضہ سے نکال لے یہ ہدایہ میں ہی۔ اور اگر متولی نے تعمیر وقف ترک کی حالانکہ اسکے پاس حاصلات وقف سے
اسقدر ہی کہ اس سے تعمیر و اصلاح وقف کر سکتا ہی تو قاضی اسکو تعمیر و اصلاح پر مجبور کریگا پس اگر اسنے کیا تو خیر ورنہ اسکے ہاتھ
سے نکال لیگا یہ محیط میں ہی۔ اور اگر وقف کرنے والے نے اپنے واسطے ولایت شرط کی اور یہ شرط کی کہ سلطان یا قاضی کو اسکے
معزول کرنے کا اختیار نہو گا پس اگر وہ شخص ولایت وقف کے واسطے امانت دار نہو تو یہ شرط باطل ہو گی اور قاضی کو اختیار ہو گا
کہ اسکو معزول کر دے اور دوسرے کو متولی مقرر کرے یہ فتاوے قاضی خان میں ہی۔ اور نیز قاضی کو اختیار ہو گا کہ اگر وقف کے
حق میں بہتر معلوم ہو تو جسکو واقف نے مقرر کیا ہی اسکو معزول کر کے دوسرا لائق مقرر کر دے یہ فصول عمادیہ میں ہی۔ اور اگر
یہ شرط قرار دی کہ فلاں اسکا متولی ہو اور مجھے اسکے خارج کرنے کا اختیار نہو گا تو متولی کرنا جائز ہی مگر شرط عدم اختیار اخراج
باطل ہی یہ محیط سرخسی میں ہی۔ اور اگر واقف نے کسی شخص کے واسطے شرط کی کہ میری حین حیات و بعد وفات کے یہ متولی ہو تو جائز
ہی پس اسکی حین حیات میں اسکی طرف سے متولی ہو گا اور بعد موت کے وصی ہو گا۔ اور اگر کہا کہ میں نے تجھے اس وقف کا
متولی کیا تو اسکی حین حیات تک اسکی ولایت رہیگی اور بعد موت وقف کرنے والے کے نہ رہیگی۔ اور اگر کہا کہ میں نے

تجھے اپنے اس صدقہ پر اپنی زندگی میں اور بعد موت کے وکیل کیا تو یہ جائز ہے اور یہ شخص اسکی زندگی میں وکیل ہوگا اور بعد موت کے وصی ہوگا یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر واقف نے وقف کا کوئی قیم مقرر نہ کیا یہاں تک کہ اسکی وفات کا وقت آگیا پس اُسنے وفات کے وقت ایک شخص وصی مقرر کیا تو اسکے اموال کے واسطے وصی ہوگا اور اسکے اوقاف کے واسطے قیم ہوگا اور اگر اسکے بعد دوسرے کو وصی کیا تو یہ دوسرا اسکے اموال کیواسطے وصی ہوگا یعنی اموال کے واسطے دو شخص وصی ہو جاوینگے مگر دوسرا اسکی اوقاف کے واسطے قیم نہوگا اور اگر وقف کنندہ نے کسی کو قیم نہ کیا یہاں تک کہ قاضی نے ایک شخص کو قیم مقرر کیا اور اُسکے قیم ہونے کا حکم جاری کر دیا تو واقف کو اختیار رہوگا کہ اسکو معزول کرکے اپنے آپ متولی ہووے یہ فتاوی غیاثیہ میں ہے۔ اور اگر کسی کو خاصتہ وقف کا وصی کر گیا تو یہ شخص اسکے جملہ اموال کا وصی ہوگا یہ ظاہر الروایہ کے موافق امام اعظم و امام ابو یوسف کا قول ہے اور یہی صحیح ہے یہ غیاثیہ میں ہے۔ اور علی ہذا اگر ایک شخص کو خاصتہ وقف کے واسطے وصی کیا اور دوسرے کو اپنی اولاد کیواسطے وصی کیا یا ایک کو ایک وقف خاص کا وصی کیا اور دوسرے کو دوسرے وقف معین کا وصی کیا تو دونوں ان دونوں چیزوں کے واسطے وصی ہونگے یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر اپنی اراضی وقف کی اور اسکی ولایت اپنی زندگی و بعد وفات کے ایک شخص کو دی پھر اپنی وفات کے وقت اُسنے ایک اور شخص کو وصی مقرر کیا تو ہلال رح نے امام محمد رح سے روایت کی ہے کہ وصی مذکور قیم مذکور کے ساتھ امر وقف میں شریک ہوگا گویا اُسنے ان دونوں کو وقف کا متولی کیا ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر دو اراضی وقف کی اور ہر ایک کے واسطے ایک متولی مقرر کیا تو انمیں سے کوئی دوسرے کے ساتھ شریک نہ ہوگا۔ اور اگر اپنی وقف کی ولایت ایک شخص کیواسطے کر دی پھر ایک شخص دیگر کو اپنا وصی مقرر کیا تو وصی مذکور امر وقف میں قیم کا شریک ہوگا لیکن اگر اُسنے اس طور سے کہا کہ میں نے اپنی زمین چنین وچنان پر وقف کرکے اُسکا متولی فلان کو مقرر کر دیا اور فلان دیگر کو میں نے اپنے اموال ترکہ اور جمیع امور کے واسطے وصی مقرر کیا تو اس صورت میں دونوں سے ہر ایک فقط اسی چیز کا تنہا متولی ہوگا جو اسکو سپرد کی گئی ہے یہ بحر الرائق میں ہے۔ اور اگر یہ شرط قرار دی کہ میری موت کے بعد فلان متولی ہو پھر اسکے بعد فلان متولی ہو پھر اسکے بعد فلان متولی ہو تو ایسی شرط جائز ہے یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور اگر کسی نے کہا کہ میں نے فلان کو وصی کیا اور ہر وصیت سے جو میں نے کی ہے رجوع کیا تو وقف کا متولی بھی یہی ہوگا اور جو متولی تھا وہ متولی ہونے سے خارج ہو جائیگا۔ اور جب وقف کنندہ نے دو شخصوں کو ولایت کر دی یا وصی و متولی دونوں کے اختیار میں وقف کی ولایت ہوگئی تو ان دونوں میں فقط ایک کو اختیار نہوگا کہ غلہ وقف کو فروخت کر دے اور بنا بر قول امام اعظم کے چاہیے کہ اسکو یہ اختیار ہووے[1] ۔ اور جب دونوں میں سے ایک نے غلہ وقف فروخت کیا اور دوسرے نے اجازت دیدی یا ایک نے دوسرے کو اپنی طرف سے اسکا وکیل کیا تو بیع جائز ہوگی یہ حاوی میں ہے۔ اور اگر کسی نے وقف میں ایک شخص کو متولی کیا اور اسپر یہ شرط کر لی کہ اسکو یہ اختیار نہیں ہے کہ دوسرے کو اپنی طرف سے وصی کرے تو شرط جائز ہے یہ ظہیریہ میں ہے اور اگر دو وصیوں میں سے ایک مر گیا اور اُسنے ایک جماعت کو وصی مقرر کیا تو انمیں سے کوئی تنہا تصرف کا مختار نہوگا اور نصف غلہ اس جماعت کے قبضہ میں رہیگا جو بجائے وصی فوت شدہ کے قائم ہوئی ہے یہ حاوی میں ہے۔ اور اگر وقف کرنیوالے نے قرار دیا کہ میری موت کے بعد فلان و فلان دو شخص اسکے متولی ہیں پھر دونوں میں سے ایک مرا اور دوسرے متولی کو اپنی طرف سے امر وقف کا وصی کر گیا تو زندہ کا تصرف دونوں کی طرف سے تمام وقف میں جائز ہوگا یہ فتاوے قاضی خان میں ہے۔ اور اگر دو آدمیوں کو اپنا وصی کر گیا پھر ایک نے قبول کیا اور دوسرے نے انکار کیا تو قاضی بجائے اسکے دوسرا شخص مقرر کر دیگا تاکہ دو وصی مجتمع ہو جاوین کہ جو وقف کنندہ کی غرض تھی اور اگر قاضی

[1] یعنی ولی وقف...

نے تمام ولایت اسی ایک کو جسنے قبول کیا ہی دیدی تو جائز ہی اور چاہیے کہ یہ بلا خلاف ہووے یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر واقف نے ایک مرد اور ایک طفل کو وصی کیا تو قاضی بجاے طفل کے ایک مرد مقرر[سلہ] کر دیگا یہ حاوی مین ہی۔ اور اگر ولایت وقف اسطرح قرار دی کہ فلان شخص تنہا اسکا متولی ہی یہان تک کہ میرا فرزند بالغ ہو پھر جب بالغ ہووے تو اسکا شریک ہوگا تو جو اسنے اپنے فرزند کے واسطے قرار دیا ہی وہ حسن رح کی روایت کے موافق نہین جائز ہی اور امام ابو یوسف نے فرمایا کہ جائز ہی۔ اور اگر کسی شخص کو وصی کیا باین طور کہ اسقدر مال معلوم کے عوض ایک زمین خرید کرکے اسکو ان وجوہ پر وقف کر دے اور اس وصیت پر گواہ کر دیے تو جائز ہی اور یہ شخص متولی ہو جائیگا اور اسکو یہ بھی اختیار رہوگا کہ دوسرے کو وصی کر دے۔ اور اگر وقف پر ایک شخص کو متولی کر دیا پھر دوسرا وقف کیا اور اسپر کوئی شخص متولی نہ کیا تو پہلا متولی اس وقف دوم کا متولی نہوگا الا اسصورت مین کہ واقف نے اس سے یون کہا ہو کہ تو میرا وصی ہی یہ بحر الرائق مین ہی اور اگر اسنے ولایت وقف کی شرط اپنی اولاد کے واسطے اس شرط سے کی کہ اولاد مین سے جو افضل ہو وہ متولی ہو پھر اسکے بعد جو افضل ہو وہ متولی ہو اسی ترتیب سے تو اسکی ولایت واقف کی اولاد مین سے افضل کو ہوگی پھر اگر افضل مذکور فاسق ہوگیا تو ولایت اس شخص کو حاصل ہوگی جو فضیلت مین اسکے مثل یا قریب قریب ہی پھر اگر افضل نے فسق چھوڑکر توبہ کر لی اور دوسرے کی بہ نسبت اصل وہ افضل ہوگیا تو ظاہر الروایہ کے موافق ولایت اسکی طرف منتقل ہو جائیگی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر واقف نے کہا کہ اس وقف کی ولایت میری اولاد مین سے افضل کو ہی پھر اسکے بعد جو افضل ہو اسی ترتیب سے پھر افضل نے اسکے قبول سے انکار کیا تو استحساناً ولایت وقف اسکو ملیگی جو فضیلت مین اس سے ملتا ہوا ہو اسواسطے کہ افضل کا انکار کرنا اس باب مین بمنزلہ اسکے نہ ہونے و مرجانے کے قرار دیا جائیگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر کسی نے ولایت وقف اپنی افضل اولاد کے واسطے قرار دی اور یہ سب فضیلت مین مساوی ہین تو یہ ولایت اس شخص کو حاصل ہوگی جو سن مین ان سب سے بڑا ہو خواہ مذکر ہو یا مونث ہو اور اگر ان سب مین کوئی ولایت کے واسطے لائق نہو تو قاضی کسی اجنبی کو متولی مقرر کر دیگا یہان تک کہ انہین سے کوئی اسکے لائق ہو جاوے پس اسکو واپس کر دیگا اور اگر واقف نے ولایت وقف اپنی اولاد مین سے دو آدمیون کے واسطے قرار دی حالانکہ انہین ایک مذکر و ایک مونث دو لائق ولایت ہین تو مونث اسکے ساتھ ولایت مین شارک ہوگی کیونکہ فرزند کا اطلاق دختر پر بھی ہی بخلاف اسکے اگر کہے کہ میری اولاد مین سے دو لڑکون یا مردون کو تو ایسی صورت مین دختر کا کچھ حق نہوگا یہ بحر الرائق مین ہی۔ اور اگر قاضی نے انہین سے افضل کو متولی کیا پھر وقف کنندہ کی اولاد مین کوئی بچہ ایسا نکلا کہ وہ اول سے بھی افضل ہی تو ولایت اسی کو حاصل ہوگی اور اگر اولاد مین سے دو شخص یا تینون سے افضل مگر آپسمین دونون برابر ہون تو انہین سے جو شخص امر وقف سے زیادہ دانا ہو وہ متولی ہوگا اور اگر دو مین سے ایک پرہیزگاری و صلاحیت مین زیادہ ہو اور دوسرا امور وقف مین بڑھکر ہو تو دانا تر امور وقف مستحق ہوگا بشرطیکہ اسکی جانب سے امن حاصل ہووے یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور حاوی مین لکھا ہی کہ نوادر بن سماعہ مین امام محمد رح سے روایت ہی کہ اگر کسی نے اپنے پسر صغیر کو وصی مقرر کیا پس قاضی نے اس کا ایک وصی مرد بالغ مقرر کر دیا تو جب یہ پسر صغیر بالغ ہو تو اسکو یہ اختیار نہوگا کہ وصی مذکور کو خارج کر دے الا بحکم قاضی یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اور اگر ولایت وقف واسطے عبداللہ کے قرار دی یہان تک کہ زید آجاوے تو ایسا ہی ہوگا جیسا اسنے کہا ہی پھر جب زید آجائیگا تو امام اعظم رح کے نزدیک دونون متولی ہونگے کذا فی الظہیریہ ولیکن اگر اسنے یہ بھی کہا کہ پھر جب زید آجاوے تو ولایت وقف اسی کو ہوگی پس

[سلہ] قال المترجم ظاہر امراد یہ ہی کہ اس طفل کے بالغ ہونے تک اسکی نیابت مین مقرر کریگا واللہ اعلم ۱۲

اس صورت مین زید کے آنے پر عبداللہ کو ولایت وقف نہ پہونچیگی اور ہلال و امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ اول صورت مین بھی ولایت وقف زید کی طرف منتقل ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہی- اور اگر اُسنے کہا کہ ولایت وقف عبداللہ کے واسطے ہی جبتک وہ بصرہ مین ہو تو اُسکی شرط کے موافق رکھا جائیگا اسی طرح اگر کہا کہ میری جورو کو ہی جبتک وہ کسی سے نکاح نہ کرلے پھر جب نکاح کرلے تو اُسکے واسطے ولایت نہ ہوگی تو اُسکے قول کے موافق ہوگا اور اگر کہا کہ ولایت وقف عبداللہ کیواسطے ہی پھر اسکے بعد زید کے واسطے ہووے پھر عبداللہ مرگیا اور ایک شخص وصی مقرر کیا تو ولایت وقف زید ہی کو حاصل ہوگی یہ حاوی مین ہی- اور اگر متولی مرگیا اور وقف کرنے والا زندہ ہی تو دوسرے متولی مقرر کرنے کی رائے واقف کے اختیار مین ہی قاضی کو نہ ہوگی اور اگر واقف مرگیا ہو تو متولی مقرر کرنے کا اختیار درجہ اول مین اُسکے وصی کو ہوگا کہ وہی قاضی سے اولی ہوگا اور اگر میت نے کسی کو وصی نہ کیا ہووے تو اُسکا اختیار قاضی کو ہوگا یہ فتاوے صغری مین ہی- اصل مین مذکور ہی کہ جب واقف کے گھرانے مین سے کوئی شخص متولی وقف ہونے کے لائق موجود ہو تب تک قاضی کسی اور اجنبی کو متولی مقرر نہ کریگا اور اگر واقف کے گھرانے مین کوئی اس لائق نہو پس قاضی نے کسی اجنبی کو متولی مقرر کردیا پھر اسکے گھرانے مین کوئی ایسا پایا گیا جو متولی ہونے کے لائق ہی تو اجنبی سے منتقل کرکے اسکو دیدیگا یہ وجیز مین ہی حاوی مین مذکور ہی کہ انصاری نے اپنی کتاب وقف مین ذکر فرمایا کہ اگر حاکم نے وقف کنندہ کے مقرر کیے ہوئے متولی کو بسبب اسکے فساد کے خارج کردیا پھر اسکے بعد وہ صالح ہوگیا تو کیا آپ کے نزدیک یہ ہی کہ حاکم اسکو پھر متولی کرے فرمایا کہ ہان- اور اگر وقف کنندہ کے قرابتیون یا پڑوسیون مین سے کوئی ایسا نہین ہی کہ بغیر روزینہ لیے متولی وقف ہووے اور دیگر اجنبیون مین بعضے ایسے لوگ ملتے ہین کہ بغیر روزینہ لیے ہوئے کار وقف انجام دینے کو قبول کرتے ہین تو فرمایا کہ یہ قاضی کی رائے پر ہی کہ وقف اور جن لوگون کو وقف کا نفع پہونچتا ہی اُنکے حق مین جو بہتر دیکھے وہ کرے یہ تاتارخانیہ مین ہی- جامع الفصولین مین مذکور ہی کہ اگر واقف نے یہ شرط کی کہ متولی میری اولاد یا اولاد کی اولاد مین سے ہو پس آیا قاضی کو اختیار ہی کہ بلا ظہور خیانت دوسرے کو متولی کردے اور اگر کردیا تو متولی ہوگا یا نہوگا تو شیخ الاسلام برہان الدین نے اپنے فوائد مین فرمایا کہ نہین یہ نہر الفائق مین ہی- اور اگر قاضی مرگیا یا معزول کیا گیا تو جسکو وقف پر متولی مقرر کیا ہی وہ اپنے حال پر متولی رہیگا یہ قنیہ مین ہی- اور متولی وقف کو اختیار ہی کہ اپنی موت کے وقت دوسرے کو ولایت وقف سپرد کردے جیسے وصی کو روا ہی کہ اپنی موت کے وقت دوسرے کو وصی کر جاوے ولیکن اگر واقف نے متولی مذکور کے واسطے کچھ مال مسمی مقرر کیا ہوگا تو وہ اس شخص کے واسطے جسکو متولی نے مقرر کیا ہی نہوگا بلکہ اس امر کا مرافعہ قاضی کے حضور مین کرے جبکہ اُسنے تبرع سے کام کیا ہو تا کہ قاضی اُسکے واسطے اجر المثل مقرر کردے ولیکن اگر وقف کرنے والے نے یہ اختیار بھی متولی کو دیدیا ہو تو متولی مذکور کے مقرر کرنے ہی سے اسکے واسطے مال مسمی و اجرت معلومہ جو متولی اول کے واسطے تھی اس دوسرے کے واسطے مقرر ہوجائیگی اور قاضی سے مرافعہ کی ضرورت نہ ہوگی اور قاضی کو یہ نہین پہونچتا ہی کہ جسکو متولی نے داخل کیا ہی اُسکے واسطے وہی قرار دے جو وقف کرنے والے نے اپنے مقرر کیے ہوئے کے لیے قرار دیا تھا یہ فتح القدیر مین ہی- اور اگر متولی نے چاہا کہ اپنی صحت و حیات مین بجائے اپنے دوسرے کو مقرر کردے تو نہین جائز ہی الا اُس صورت مین کہ ولایت اسکو بسبیل تعمیم سپرد کی گئی ہو یہ محیط مین ہی- اور اگر چند گنتی کے معدوم لوگون پر وقف ہو پس اُن لوگون نے بدون حکم قاضی کے اپنا ایک متولی مقرر کردیا تو اسمین سبب گفتگو ہی چنانچہ صدر الشہید حسام الدین نے فرمایا کہ

مختار یہ ہی کہ انکی طرف سے متولی کردینا نہین صحیح ہی اور شیخ الاسلام ابوالحسن سے مروی ہی کہ فرماتے تھے کہ ہمارے مشائخ ایسی صورت مین یہ حکم دیتے تھے کہ اگر انھون نے متولی مقرر کردیا تو متولی ہوجائیگا جیسے اگر قاضی نے اسکی اجازت دیدی تو ہوجاتا ہی پھر متاخرین مشائخ واستاد ظہیر الدین نے اتفاق کیا کہ افضل یہ ہی کہ وہ لوگ اپنے طور پر متولی مقرر کرلین اور قاضی اس سے آگاہ نہو اور یہ اسوجہ سے کہ انھون نے اموال وقف مین انکی طرح دیکھکر احتمال فساد کیا اور بندہ کہتا ہی کہ ہمارے زمانہ مین وہ فساد واقع ہوگیا جسکا انکو احتمال تھا پس واجب ہوا کہ متاخرین ہی کا فتوے اختیار کیا جاوے یہ غیاثیہ مین ہی۔ ایک مسجد معین کیواسطے ایک وقف صحیح ہی اور اسکا ایک متولی ہی پھر متولی مذکور مرگیا پھر اہل مسجد جمع ہوئے اور اتفاق کرکے بدون حکم قاضی کے انھون نے ایک شخص کو متولی وقف کردیا پھر اس متولی نے حاصلات وقف سے تعمیر ودرستی مسجد مذکور کا انصرام کیا تو مشائخ نے اس تولیہ مین اختلاف کیا ہی اور اصح یہ ہی کہ یہ تولیہ نہین صحیح ہی اور قیم کا مقرر کرنا قاضی کے اختیار مین ہوگا پھر اگر اس متولی نے وقف کو اجرت پر دیا اور تعمیر مسجد مین حاصلات وقف کو خرچ کیا تو ضامن نہوگا اسواسطے کہ جب تولیہ صحیح نہوا تو وہ غاصب ہوجائیگا اور غاصب جب مال غصب کو اجارہ پر دے تو اجرت اسی کی ہوتی ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی اور امام ابن الہمام صاحب فتح القدیر اس روایت کے ماخوذ ہونے پر تنبیہ کرتے ہین اور کہتے ہین کہ خود تجھے معلوم ہی کہ فتوے اسپر ہی کہ اوقاف کے غصب کرنیوالے سے تاوان لیا جاوے کذا فی فتح القدیر قال المترجم ہان جو اوقاف کو غصب کرے وہ ضامن قرار دیا جاوے ولیکن مسئلہ کتاب قاضی خان مین یہ ہی کہ اوقاف غصب کردہ کو اجارہ پر دیکر اسکی اجرت لے تو اس اجرت کا ضامن نہوگا فاین احدہما من الآخر فلیتامل۔ اور اگر کسی نے اپنی اولاد پر وقف کیا حالانکہ وہ لوگ دوسرے شہر مین ہین تو انکے شہر کو قاضی کو اختیار ہی کہ وقف کے واسطے کوئی متولی مقرر کرے اور اگر اسکے واسطے سالانہ کوئی مقدار معلوم معین مقرر کردی تو بقدر اجر المثل کے اسکے واسطے حلال ہی اگرچہ وقف کرنے والے نے یہ شرط نکیا ہو یہ سراجیہ مین ہی۔ اور اگر وقف کے دو قیم ہون کہ ایک کو ایک شہر کے قاضی نے اور دوسرے کو دوسرے شہر کے قاضی نے مقرر کیا ہو پس آیا دونون مین سے ہر ایک کو روا ہی کہ بدون دوسرے کے تصرف کرے تو شیخ امام اسمعیل زاہد نے فرمایا کہ چاہیے کہ دونون مین سے ہر ایک کا تصرف جائز ہو اور اگر ان دونون قاضیون مین سے ایک نے چاہا کہ جس قیم کو دوسرے قاضی نے مقرر کیا ہی معزول کردے تو فرمایا کہ اگر قاضی مذکور کو اسکے معزول کرنے مین وقف کے واسطے کوئی مصلحت معلوم ہوئی تو اسکو یہ اختیار ہوگا ورنہ نہین یہ فتاوی قاضی خان مین ہی۔ اگر قاضی نے وقف کے واسطے باوجود ایک قیم کے دوسرا قیم مقرر کیا تو اس سے پہلا معزول نہوجائیگا بشرطیکہ وہ وقف کنندہ کا مقرر کیا ہوا ہووے اور اگر خود قاضی کا مقرر کیا ہوا ہو اور دوسرے کے مقرر کرنے پر اسکو آگاہ کردیا تو معزول ہوجائیگا۔ فتاوی صاعدیہ مین ہی کہ اگر متولی وقف نے وقف کی کوئی چیز فروخت کی یا رہن کی تو یہ خیانت ہی پس وہ معزول کردیا جاوے یا اسکے ساتھ کوئی ثقہ معتمد اور مقرر کیا جاوے۔ اور وقف کنندہ کی طرف سے جو شخص متولی مقرر ہی اگر اسنے کہا کہ مین نے اپنے آپ کو معزول کیا تو وہ معزول نہوجائیگا لیکن اگر وقف کنندہ سے یا قاضی سے کہے اور وہ خارج کردے تو خارج ہوسکتا ہی یہ قنیہ مین ہی۔ اگر متولی وقف نے کوئی چیز وقف کی اجارہ پر دی پھر معزول کیا گیا اور بجاے اسکے دوسرا قیم مقرر کیا گیا تو بعض نے فرمایا کہ اجرت وصول کرنیکا اختیار اسی معزول کو ہوگا اور اصح یہ ہی کہ جو جدید مقرر ہوا ہی اسکو ہوگا اسواسطے کہ معزول نے اسکو وقف کے واسطے اجارہ پر دیا تھا اپنی ذات کے واسطے نہین دیا تھا۔ اور اگر قیم نے ایسا دار فروخت کیا جسکو اسنے مال وقف سے خریدا تھا پس اگر اسکا ثمن جو مشتری سے قرار پایا ہی اسکی قیمت سے زائد نہو تو قیم کو اختیار ہی کہ مشتری کے ساتھ اسکی بیع کا اقالہ کرے اور اسیطرح

اگر یہ معزول کیا گیا اور دوسرا بجاے اسکے مقرر کیا گیا تو مقرر شدہ کو اس بیع کے اقالہ کا اختیار ہو اور اسمین کچھ اختلاف
نہین ہی یہ بحر الرائق مین ہی اگر وقف کنندہ نے وقف کے واسطے کوئی قیم مقرر کیا پھر قیم مذکور مرگیا تو اسکو اختیار ہی
کہ بجاے اسکے دوسرا مقرر کرے اور اسکی موت کے بعد قاضی کو اختیار ہوگا کہ قاضی مقرر کرے اور افضل یہ ہی کہ جسپر
وقف ہی اسکی اولاد یا اقارب مین سے جبتک کوئی ایسا پایا جاوے جو اس کام کے لائق ہی تب تک اسی کو مقرر کرے یہ تہذیب
مین ہی۔ اور اگر اراضی موقوفہ مین کوئی درخت خرما ہو اور قیم کو خوف ہوا کہ یہ تلف ہو جائیگا تو قیم کو اختیار ہوگا کہ وقف کی آمدنی
مین سے فصیل خرید کرکے اسکا بجاوے تاکہ وہ منقطع نہو جاوے یہ فتاوے قاضی خان مین ہی اور یہ مسئلہ نظیر اسکی ہی کہ اگر
کوئی دار وقف کیا گیا تو اسکو حکم دیا جائیگا کہ لکڑیان اور اینٹین جو اسکی مرمت کے واسطے درکار ہون داخل کرے تاکہ وہ خراب
نہو یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر اس اراضی مین سے کوئی قطعہ سنجہ کہ اسمین کچھ پیدا نہوتا ہو پس اسکی تنقیح و اصلاح کی ضرورت
ہوتا کہ اسمین پیداوار ہو تو قیم کو اختیار ہوگا کہ جملہ اراضی کی حاصلات سے پہلے اس قطعہ زمین کی اصلاح کرے یہ محیط مین
ہی۔ پھر واضح ہو کہ تعمیر جبھی آمدنی وقف سے ہوگی کہ جب خرابی کسی شخص کے فعل سے نہوا اور اسی وجہ سے ولوالجیہ مین فرمایا
کہ ایک شخص نے وقف دار کو اجارہ دیا پس متاجر نے اسکے رواق کو جانورون کا مربط بنایا کہ وہان باندھا کرتا تھا پس اسکو
خراب کیا تو وہ ضامن ہوگا یہ بحر الرائق مین ہی۔ اگر اراضی موقوفہ کے قیم نے چاہا کہ اس اراضی مین کوئی قریہ آباد کرے
کہ اسمین لوگ زیادہ ہون اور حفاظت کرین اور اسمین غلہ کی پیداوار بڑھے کیونکہ اسکی ضرورت ہی تو اسکو ایسا اختیار ہوگا اور
یہ مثل اسکے ہی کہ ایک کاروان سراے فقیرون پر وقف ہی اور وہان ایک خادم کی ضرورت ہی کہ کاروان سراے کو جھاڑ
بہار کر صاف رکھے اور دروازہ کھولے اور بند کرے پس متولی نے اسمین سے ایک کوٹھری کسی شخص کو رہنے
کے واسطے دیدی اور اسکی اجرت کا عوض یہ ہی کہ ایسا کیا کرے اور اسکی پرداخت مین مشغول رہے تو یہ جائز ہی یہ ظہیریہ مین
ہی۔ اور اگر اراضی موقوفہ متصل آبادی شہر ہو کہ لوگ اسکے مکانات کرایہ پر لینے پر رغبت رکھتے ہون اور اسی طرح کرایہ سے
آمدنی بہ نسبت پیداواری زراعت و درختون کے زیادہ ہو تو قیم کو اختیار ہوگا کہ اسمین مکانات بنواوے کہ انکو اجارہ پر
دیا کرے بخلاف اسکے اگر زمین موقوفہ عمارات شہر سے دور ہو تو ایسی صورت مین قیم کو اختیار نہوگا کہ اسمین مکانات بنوا کر
انکو اجارہ پر دے یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ اور اگر علاراضی کی مشروطلہ ایک جماعت ہو جنمین سے بعضے اس امر پر راضی
ہوے کہ متولی اسکی مرمت مال وقف سے کرے اور بعض نے انکار کیا پس جو راضی ہوے متولی اسکا حصہ اسکے حصہ آمدنی
سے تعمیر کریگا اور جو انکار کرتا ہی اسکا حصہ اجارہ پر دیگا اور اسکی آمدنی اسکی عمارت مین صرف کریگا یہان تک کہ تعمیر پوری
ہو جاوے پھر بحال سابق اسکی طرف عود کریگی یہ خزانۃ المفتین و حاوی مین ہی۔ اور فتاوے ابو اللیث مین مذکور ہی کہ ایک
دوکان فقیرون پر وقف کی گئی ہی اور اسکا ایک قیم ہی پھر ایک شخص نے بغیر اجازت قیم کے اسمین کوئی عمارت بنائی تو اسکو
یہ اختیار نہوگا کہ اسکا خرچہ قیم سے واپس لے پھر اسکے بعد دیکھا جائیگا کہ اگر بنانے والا اپنی عمارت اسطرح رفع کرکے
لیجا سکتا ہی کہ بناے قدیم کو مضرت نہ پہونچے تو اسکو اختیار ہوگا کہ رفع کرلیجاوے اور اگر بدون مضرت بناے قدیم کے
رفع کر لیجانا ممکن نہین ہی تو نہین لیجا سکتا ہی ولیکن یہانتک اسکو انتظار دیا جائیگا کہ اسکا مال تحت عمارت سے خلاص
ہو کر نکل آوے پھر اسکو وہ لے لیگا اگر وہ اس امر پر راضی نہوا کہ قیم مذکور قیمت دیکر وقف کے واسطے اسکا مالک ہو جاوے
اور اگر دونون نے اس امر پر اتفاق کرلیا کہ اسقدر معاوضہ دیکر وقف کے واسطے قیم اسکا مالک ہو جاوے تو جائز ہی و لیکن

یہ دیکھا جائیگا کہ بنے ہوئے ہونے کی حالت مین اسکی کیا قیمت ہی اور توڑی ہوئی حالت مین اسکی کیا قیمت ہی پس جو قیمت دونون مین سے کم ہو اُس سے زیادہ معاوضہ دینے پر روا نہوگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر ایک شخص نے اپنا گھر اس شرط سے وقف کیا کہ فلان شخص اپنی زندگی بھر اسمین رہے یا دس برس یا زیادہ مدت معلومہ تک اسمین رہے پھر بعد اسکے یہ گھر مسکینون پر وقف ہی تو یہ جائز ہی۔ اور فلان مذکور کو یہ اختیار نہوگا کہ اس دار کو کرایہ پر دے ہان یہ اختیار ہوگا کہ خود اسمین مع اپنے اہل و عیال و خادمون کے رہے پھر جن لوگون پر وقف کیا ہی اگر وہ ایک جماعت ہو جنمین سے بعض اسمین رہنا چاہتے ہین اور بعضے اسکو اجرت پر دیا چاہتے ہین تو قاضی انکو حکم دیگا کہ تہایو کرلین یعنی چند روز کی باری کرلین پھر جو شخص رہنا چاہتا ہی وہ باری کے ایام بھر اسمین رہے اور جو شخص اجارہ پر دینا چاہتا ہی وہ اپنی باری پر اسکو کرایہ پر دیدے یہ حاوی مین ہی اور اگر وقف کنندہ نے یہ شرط کی کہ اسکی آمدنی فلان شخص کیواسطے ہی تو اسکی کوئی روایت متقدمین سے نہین پائی جاتی ہی اور اگر ایک شخص کے واسطے کرایہ مکان کی وصیت کی گئی ہو اور اُسنے چاہا کہ مین اسمین رہا کرون تو متاخرین نے اسمین اختلاف کیا ہی چنانچہ بعض نے کہا کہ اسکو یہ اختیار نہین ہی پس کرایہ کی وصیت کی صورت مین اختلاف ہونے سے بطریق دلالت وقف مین بھی اختلاف ہوگا اور بعض نے فرمایا کہ اختیاط یہ ہی کہ قیم اسکو سوائے اس شخص کے جسپر وقف کیا گیا ہی دوسرے کو اجارہ پر دیکر اسکا کرایہ وصول کرکے جسپر کرایہ وقف کیا گیا ہی اسکو دیدے یہ محیط سرخسی مین ہی اور اگر وقف کنندہ نے یہ شرط لگائی کہ بدین شرط کہ وہ لوگ اسکو کرایہ پر چلاوین اور انکو اسمین رہنے کا اختیار نہین ہی تو اسکی شرط کے موافق عملدرآمد ہوگا یہ حاوی مین ہی۔ اور قیم کو اختیار نہین ہی کہ جو وقف بر وجہ تعمیر مدرسہ تھا اور باقی بوجہ فقرا اُسکی آمدنی سے تعمیر مدرسہ کی جو فاضل بچا ہی اسکو بطور دین دیگر فقیہون پر صرف کردے اگرچہ وہ لوگ اسکے حاجتمند ہون یہ قنیہ مین ہی۔ اور اگر اراضی وقف کی آمدنی سے قیم کے پاس مال جمع ہوگیا ہو اور اسکو کوئی وجہ خیر نظر آئی مگر وقف مین بھی تعمیر و اصلاح کی ضرورت ہی اور قیم کو خوف ہوا کہ اگر مین وقف کی تعمیر و اصلاح مین صرف کرتا ہون تو یہ نیکی ہاتھ سے جاتی ہی تو دیکھا جاویگا کہ اگر اراضی وقف کی اصلاح و مرمت مین دوسری آمدنی وصول ہونے تک تاخیر کرنے مین کھلا ہوا ایسا ضرر نہو کہ جس سے وقف کے خراب ہو جانے کا خوف ہو تو وہ مرمت و اصلاح وقف مین تا حصول آمدنی دیگر تاخیر کردے اور موجودہ مال کو اس وجہ خیر کی طرف صرف کردے اور وجہ خیر سے یہان یہ مراد ہی کہ ایسی وجہ خیر ہو کہ ایک نوع فقیرون پر آمدنی صرف ہوتی ہو جیسے کافرون کے ہاتھ مین مسلمان قید ہوگئے ہون انکی رہائی مین یا جو شخص جہاد سے منقطع ہوگیا ہی اسکی دستگیری مین صرف کرے اور رہی تعمیر مسجد یا رباط یا اسکے مانند ایسی وجوہ خیر جسمین اہلیت تملیک نہین ہی یعنے ایسی نہین ہین کہ صدقہ انکے ملک مین کردیا جاوے تو ایسے وجوہ کی جانب غلہ وقف کا صرف کرنا اسکو نہین روا ہی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ اور اگر متولی نے وقف کی آمدنی سب مستحقین مین صرف کردی حالانکہ وقف مین تعمیر و اصلاح کی ایسی ضرورت ہی کہ تاخیر روا نہین ہی تو متولی مذکور ضامن ہوگا اور جب اُسنے ضمان دیدی تو چاہیے کہ جو مستحقین کو دیا ہی اسکو مستحقین سے واپس نہ لے سکے بر قیاس مودع یعنی جیسے پسر کا مال اگر کسی کے پاس ودیعت ہی اور اُسنے بغیر اجازت پسر کے یا قاضی کے پسر کے والدین کو انکے نفقہ مین دیا تو مشائخ نے فرمایا ہی کہ وہ ضامن ہوگا اور پسر کے والدین سے واپس نہین لے سکتا ہی بحر الرائق مین ہی۔ وقف کی ایک دکان بازار مین اپنے قریب کی دوسری دوکان پر جھک پڑی اور دوسری دوکان تیسری دوکان پر جھک پڑی ہی تو قیم نے دوکان وقف کی تعمیر سے انکار کیا تو مشائخ نے فرمایا ہی کہ اگر وقف کی آمدنی اسقدر موجود ہو کہ اُس سے

دوکان وقف کی تعمیر ہو سکے تو دونون دوکانون کے مالکون کو اختیار ہوگا کہ وہ قیم کو ماخوذ کرین کہ آمدنی وقف سے اس دوکان کو مرمت و تعمیر کرائے اور اپنے موقع پر کرا دے اور انکے ملک سے اس شاغل کو دور کرے اور اگر وقف مین اتنی آمدنی نہو کہ اُس سے اُسکی تعمیر و اصلاح ممکن ہو تو دونون دوکان والون کو چاہیے کہ قاضی کے حضور مین مرافعہ کرین پس قاضی اس قیم کو اس تعمیر کے واسطے قرضہ لینے کا حکم دیگا جو آمدنی وقف سے ادا کیا جائیگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی اور وقف کے پڑے ہوے میدان مین اگر متولی نے کوئی عمارت بنائی تو وہ وقف کی ہوگی اگر اسکو وقف کے مال سے بنایا ہو یا اپنے ذاتی مال سے بنایا اور وقف کے واسطے نیت کی یا کچھ نیت نہ کی ہو اور اگر اُسنے اپنے واسطے بنائی اور گواہ کر لیے ہین تو اسی کی ہوگی اور اگر کسی اجنبی نے کوئی عمارت بنائی اور کچھ نیت نہ کی تو اسی کی ہوگی اور یہی حکم درخت لگانے مین ہی یہ قنیہ مین ہی۔ اور اگر وقف کے درم اپنی حاجت مین صرف کر لیے اور اُسکے مثل وقف کی عمارت و مرمت مین خرچ کر دیے تو ضمان سے بری ہو جائیگا۔ اگر وقف کے مکان مین قیم نے کوئی شہتیر داخل کیا بدین قصد کہ اسکی آمدنی سے اسکو لے لونگا تو اُسکو اختیار ہی۔ اور اگر متولی نے اپنے مال سے وقف پر خرچ کیا اور واپس لینے کی شرط کر لی تو واپس لے سکتا ہی یہ سراجیہ مین ہی۔ اور اگر قیم نے یا مالک نے مکان کے متاجر سے کہا کہ مین نے تجھے اسکے تعمیر کی اجازت دی پس اُسنے اسمین کوئی تعمیر باجازت قیم یا مالک بنائی تو اُسکا خرچہ مالک یا قیم سے واپس لیگا اور یہ اسوقت ہی کہ جو عمارت بنائی ہی اُسکا بڑا فائدہ مالک کی طرف راجع ہو اور اگر متاجر کی طرف راجع ہو اور مکان کے حق مین اُس سے ضرر ہو جیسے چہ بچہ یا کچھ مکان اس تعمیر مین پھنس جاوے جیسے تنور تو واپس نہین لے سکتا ہی تا وقتیکہ اُسنے واپس لینے کی شرط نہ کر لی ہو یہ قنیہ مین ہی شیخ ابو الفضل سے دریافت کیا گیا کہ ایک وقف کی چوتھائی آمدنی تعمیر مدرسہ مین اور تین چوتھائی فقیرون پر وقف تھی پس اُسنے آمدنی اسی طرف صرف کی مگر مدرسہ کی تعمیر کی امسال کوئی صورت نہ تھی پس وہ بچا ہوا رکھا ہی پس آیا قیم کو جائز ہی کہ اسکو فقیہون یعنی مدرسین مدرسہ کو بطور قرضہ کے دیدے کہ آیندہ سال کی انکی آمدنی سے وضع کر لے اور حال یہ ہی کہ ان لوگون کو حاجت ہی تو شیخ نے فرمایا کہ نہین اور شیخ ابو حامد سے دریافت کیا گیا تو انھون نے بھی یہی جواب دیا یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ ایک شخص نے اراضی مزروعہ اس طور پر وقف کی کہ میرے قراتی محتاجون کو اور میرے گانون کے محتاجون کو پھر جو بچے وہ مسکینون کو دیا جاوے تو جائز ہی خواہ وہ لوگ داخل شمار ہون یا نہون۔ اور اگر متولی نے چاہا کہ انمین سے بعض کو تفضیل دے تو اس مسئلہ مین چند صورتین ہین اول آنکہ وقف اسکے قراتی محتاجون اور گانون کے محتاجون پر ہوا اور ہر دو فریق داخل شمار نہین ہین دوم آنکہ ہر دو فریق داخل شمار ہین سوم آنکہ ہر دو فریق مین سے ایک داخل شمار رہا اور دوسرا داخل شمار نہین ہی پس وجہ اول مین نصف آمدنی واسطے فقرائے قرابت کے اور نصف واسطے فقرائے گانون کے الگ کرے پھر ہر فریق کے حصہ مین سے جسکو چاہے دے اور جسطرح تفضیل کے ساتھ چاہے دے اسواسطے کہ وقف کرنیوالے کا مقصود صدقہ ہی اور صدقہ مین یون ہی حکم ہی اور دوسری صورت مین اسکی آمدنی ان سب کی تعداد پر مساوی تقسیم کر کے بانٹ دے اور اسکو تفضیل دینے کا اختیار نہین ہی اسواسطے کہ واقف کا قصد وصیت ہی اور وصیت کا حکم یون ہی ہوتا ہی اور تیسری صورت مین پہلے اسکی آمدنی کے دو حصے کرے پھر جس فریق کے لوگ داخل شمار ہین انکو مساوی انکی تعداد پر بلا تفضیل تقسیم کر دے اور جو فریق داخل شمار نہین ہی اُسکا حصہ مجموعی رکھ لے پھر انمین سے جسکو چاہے اور جسطرح چاہے اس مجموعہ مین سے دے پس تفضیل کا ثمرہ ایسا ہی جیسے کہ ہم نے بیان کیا اور یہ تفسیر

بنابر قول امام اعظم و امام ابو یوسف کے ہی اور بنابر قول امام محمد رح کے حاصل نہین ہو سکتی ہی یہ وجیز کردری مین ہی - اور اگر وقف کنندہ نے فقرائے اس شہر پر وقف کیا پس اگر یہ لوگ داخل شمار نہ ہون تو قیم کو اختیار ہی کہ انمین سے جسکو چاہے دیوے اور اگر داخل شمار ہون تو انکی تعداد پر مساوی تقسیم کردے کہ جمین مرد و عورت سب برابر ہونگے - اور اگر قیم نے انمین سے جو داخل شمار مین کسی ایک کا حصہ اپنی ذات پر خرچ کر لیا تو اسکو اختیار ہوگا کہ چاہے قیم سے ضمان لے یا اپنے شریکون سے اپنا حصہ وصول کرے پھر وہ لوگ قیم سے لے لینگے - اور اگر وقف کنندہ نے شرط کی ہو کہ محتاج کو اسکا قوت دیا جاوے تو اسکی آمدنی سے جیسا کھانا اور کپڑا اور رہنے کا مکان ممکن ہوگا دیگا پھر اگر اراضی وقف ہو تو ہر ایک کو بشرط امکان سالانہ قوت دیدے اور دیگر اوقاف جو کرایہ پر چلائے جاتے ہین انمین ماہواری قوت دیگا یہ فتاوی غیاثیہ مین ہی - اور اگر اراضی وقف خراب ہوگئی اور متولی نے چاہا کہ اسمین سے تھوڑی زمین فروخت کر کے اسکے ثمن سے باقی کی مرمت کرے تو اسکو یہ اختیار نہین ہی اور اگر متولی نے عمارات مین سے کوئی عمارت جو منہدم نہین ہوئی ہی فروخت کی تاکہ مشتری گرالے یا پھلدار درخت بیچا تاکہ مشتری کاٹ لے تو بیع باطل ہی پھر اگر مشتری نے عمارت کو گرا لیا یا درخت کو کاٹ لیا تو قاضی کو لازم ہی کہ اس قیم کو اس وقف سے خارج کردے اسواسطے کہ وہ ضامن ہوگیا پھر قاضی کو اختیار ہی چاہے اس مبیع کی قیمت اس بائع سے تاوان لے اور چاہے مشتری سے تاوان لے پس اگر بائع سے تاوان لی تو اسکی بیع نافذ ہوگئی اور اگر مشتری سے تاوان لی تو بیع باطل ہوگئی مشتری اپنا ثمن اس سے واپس لے یہ ذخیرہ مین ہی ایک اراضی وقف ہی جسکے متولی کو وقف کنندہ کے وارث سے یا ظالم سے خوف ہوا تو اسکو اختیار ہی کہ اراضی مذکور کو فروخت کر کے اسکا ثمن صدقہ کردے ایسا ہی نوازل مین مذکور ہی اور فتوے اس امر پر ہی کہ یہ نہین جائز ہی یہ سراجیہ مین ہی - وقفی درخت اگر پھلدار ہون تو انکا فروخت کردینا نہین جائز ہی الا جبکہ وہ اکھڑ گئے ہون اور اگر ایسے درخت ہون کہ پھل نہین دیتے ہین تو قبل اکھڑنے کے انکی بیع جائز ہی یہ مضمرات مین ہی - اور درختان وقف یعنی جو باغ انگور کے اندر ہین انکی بیع کرنے مین یہ حکم ہی کہ دیکھا جاوے اگر انگورون کے پھل انکے سایہ سے ناقص نہوتے ہون تو انکی بیع نہین جائز ہی اور اگر انگورون کے پھل انکے سایہ سے ناقص ہوتے ہون تو دیکھا جاوے کہ اگر ان درختون کے پھل بہ نسبت انگورون کے زائد ہون تو متولی کو روا نہین ہی کہ انکو فروخت کرے اور قطع کرے - اور اگر بہ نسبت انگورون کے کم ہوتے ہون تو متولی کو انکی بیع کا اختیار ہی - اور اگر یہ درخت ایسے ہون کہ پھل نہ دیتے ہون اور انگورون کے پھل انکے سایہ کی وجہ سے کم ہوتے ہون تو متولی کو اختیار ہی کہ انکو فروخت کر کے قطع کرادے اور اگر انگورون کے پھل انکے سایہ سے کم نہوتے ہون تو متولی کو اختیار نہین ہی کہ انکو فروخت کر کے قطع کرادے اور اگر یہ درخت مثل ولب و بید وغیرہ کے ہون تو انکی بیع جائز ہی اسواسطے کہ یہ درخت بمنزلہ پھلون کے ہین اسلیے کہ بید و ولب جب قطع کیے جاتے ہین تو دوبارہ اگتے ہین اور پھر کاٹے جاتے ہین تو پھر اگتے ہین اسی طرح جب کاٹے جاتے ہین پھر اگتے ہین اور اسی طرح اگر درختان توت کے پتے فروخت کردیے تو جائز ہی - اور اگر مشتری نے ان درختون کے بالو قطع کر لینی چاہی تو متولی اسکو ممانعت کرے اور اگر متولی نے مشتری کو بالو کاٹنے سے ممانعت کرنے سے انکار کیا تو یہ فعل اسکا خیانت ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر مکان وقف مین جوز کا درخت ہو پھر یہ مکان خراب ہوگیا تو قیم کو روا نہین ہی کہ مکان کی تعمیر کے یعنی معمول کیا جاوے ۱۲ واسطے اس درخت کو فروخت کرے ولیکن دار کو کرایہ پر دے اور کرایہ سے اسکی تعمیر کرے اور درخت مذکور کے پھلون کو

فروخت کرکے تعمیر مکان مین لگاوے مگر یہ نہین کرسکتا ہی کہ خود درخت کو بیچ کرالیا کرے یہ سراجیہ مین ہی متولی مسجد نے اگر مال مسجد
کے عوض کوئی دوکان یا مکان خریدا پھر اسکو فروخت کر دیا تو جائز ہی بشرطیکہ متولی مذکور کو خرید کرنے کا اختیار و ولایت
حاصل ہووے۔ اور یہ مسئلہ بربنای مسئلہ دیگر ہی اور وہ یہ ہی کہ متولی مسجد نے اگر ایسی حاصلات سے جو مسجد کے واسطے وقف ہی
کوئی مکان یا دوکان خریدی تو یہ مکان یا دوکان آیا اُن دوکانون سے ملحق ہوگی جو مسجد کے واسطے وقف ہین یا نہین اور
اسکے معنی یہ ہین کہ آیا یہ بھی وقف ہوجائیگی یا نہ ہوگی اور مشائخ نے اسمین اختلاف کیا ہی اور صدر شہید رح نے فرمایا کہ
مختار یہ ہی کہ وہ وقف نہو جائیگی ولیکن مسجد کے واسطے کرایہ پر چلائی جائیگی یہ مضمرات مین ہی۔ اور اگر وقف مسجد کے مال سے
ایک کپڑا خرید کر مساکین کو دیدیا تو جو ثمن اُسنے مال وقف سے دیا ہی اُسکا ضامن ہوگا اسواسطے کہ یہ خرید اُسکی ذات کیواسطے
واقع ہوئی تھی یہ اسعاف سے بحر الرائق مین نقل ہی۔ اور اگر فقیرون پر اپنا دار وقف کیا تو قیم اسکو کرایہ پر دیگا اور اسکی
اجرت سے پہلے اسکی تعمیر مین لگاوے اگر حاجت ہو اور قیم کو یہ اختیار نہین ہی کہ اس دار مین کسی کو بغیر اجرت کے ساکن کرے
یہ محیط مین ہی۔ جامع الجوامع مین مذکور ہی کہ اگر منہدم ہوکر وہ دوبارہ بنایا گیا تو اسکے ساکنین اسکے احق ہونگے (پھر باقی فقیرون مین) الا اسصورت مین
کہ اسطرح منہدم ہوگیا ہو کہ اسمین سے کوئی سبب بھی باقی نہ رہا ہو یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اور اگر قیم اجارہ پر دینے کے بعد مرگیا
تو عقد اجارہ نہ ٹوٹیگا اور اگر وقف کنندہ نے خود اجارہ پر دیا پھر مرگیا تو اسمین قیاس یہ ہی کہ اجارہ باطل ہوجاوے اور اسی کو
ابوبکر اسکاف رح نے اختیار فرمایا ہی اور استحسان یہ ہی کہ اجارہ نہ ٹوٹیگا یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ فتاوی محمد بن الفضل مین مذکور
ہی کہ متولی نے زمین وقف کو اجارہ پر دیا پھر متولی و مستاجر قبل انقضاے مدت کے مرگیا تو زراعت اس مستاجر کے وارثون کی
ہوگی جسنے اپنے بیجون سے کھیتی بوئی ہی اور زراعت سے جو کچھ اراضی کو نقصان پہونچا وہ نقصان ان وارثون پر واجب ہوگا
اور یہ تاوان نقصان اس اراضی وقف کے کامون مین صرف کیا جائیگا اور جنپر یہ اراضی وقف ہی انکو نہ دیا جائیگا یہ حاوی حصیری
مین ہی۔ اور اگر قاضی نے وقف کے دار کو اجارہ پر دیا پھر قبل مدت اجارہ گذرنے کے معزول کیا گیا تو اجارہ باطل نہ ہوگا
یہ مضمرات مین ہی۔ اور اگر ایسا ہو کہ جسپر وقف ہی وہی متولی بھی ہو اور اُسنے اجارہ پر دیا پھر مرگیا تو اجارہ نہ ٹوٹیگا اگرچہ مال اجارہ
اُسی کا ہی یہ حاوی مین ہی۔ اور اسی طرح اگر مدت اجارہ تمام ہونے سے پہلے ان لوگون مین سے جنپر وقف ہی بعضے مرگئے تو بھی اجارہ
باطل نہ ہوگا۔ پھر جاننا چاہیے کہ اس صورت مین اس بعض موقوف علیہ کے مرنے تک جو کچھ اجرت واجب ہوئی ہی اسمین سے ہر ایک
کو اُسکا حصہ دیا جائیگا اور میت کا حصہ اسکے وارث کو دیا جائیگا اور بعد ان بعض کے مرنے کے جو کچھ کرایہ تا آخر مدت واجب ہوا
وہ مخصوص انھین لوگون کا ہوگا جو زندہ باقی ہین اور اسی طرح اگر اول بعض کے مرنے کے بعد تھوڑی مدت پیچھے اور بعض بھی
مرگئے تو اسمین بھی اسی طریقہ و قیاس سے آمدنی تقسیم ہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور اگر اجرت پیشگی لے لیگئی ہو اور جن
لوگون پر وقف ہی اُنھون نے باہم تقسیم کرلی پھر اُنہین سے بعض مرگئے تو قیاس یہ ہی کہ قسمت ٹوٹ جائیگی اور جو مرا ہی اسکے
مرنے کے وقت تک جتنی اجرت واجب ہوئی اُسمین سے جو کچھ اُسکا حصہ ہووے دیا جائیگا ولیکن ہم استحسان کو لیتے ہین اور
حکم دیتے ہین کہ تقسیم نہ ٹوٹیگی اور اسی طرح اگر تعجیل اجرت شرط کی گئی ہو تو بھی یہی حکم ہی یہ ظہیریہ مین ہی۔ فرمایا کہ اگر مکان وقف کو
سال بھر کے واسطے سو درم پر اجارہ دیا اور جنپر یہ مکان وقف کیا گیا ہی وہ تین نفر ہین پھر تہائی سال گذرنے کے بعد انمین سے
ایک مرگیا پھر اور ایک تہائی گذرنے کے بعد دوسرا بھی مرگیا اور تیسرا باقی رہگیا تو سال مین سے اول تہائی سال کی اجرت درمیان
وارثان میت اول و درمیان وارثان میت ثانی اور درمیان ثالث کے برابر تین تہائی تقسیم ہوگی اور دوسری تہائی

سال کی اجرت درمیان وارثان بیت ثانی اور درمیان ثالث کے مساوی تقسیم ہوگی اور تیسری تہائی پورے شخص ثالث کو ملیگی پس مسئلہ کی تخریج اٹھارہ سے ہوگی یہ محیط میں ہی۔ اور جامع الفتاوی میں مذکور ہی کہ اگر وقف کنندہ اپنا مقرر کیا ہوا وصی چھوڑ کر مرگیا تو وصی کو اختیار ہوگا کہ وقف کنندہ کو اجارہ پر دیدے اور اگر وصی نے اسکو اجارہ فاسدہ پر دیا تو متاجر پر اسکا اجرالمثل واجب ہوگا درصورتیکہ متاجر نے اُس سے نفع اٹھایا ہو مگر اجرالمثل اس مقدار سے جسپر وصی راضی ہوا تھا زائد نہ کیا جائیگا یہ تاتارخانیہ میں ہی۔ اور اگر متولی وقف نے ایسے دار کو جو فقیروں و مسکینوں پر وقف ہی ایکسال سے زیادہ مدت کے واسطے اجارہ پر دیا تو نہیں جائز ہی اور اگر وقف کنندہ نے کوئی شرط نہ کردی ہو تو مختار یہ ہی کہ اراضی موقوفہ کی صورت میں تین سال تک کیواسطے اجارہ دینے کے جواز کا حکم دیا جاوے الا اسصورت مین کہ قاضی کے نزدیک عدم جواز کے واسطے کوئی مصلحت ظاہر ہو پس عدم جواز کا حکم دے اور سوای اراضی کے دیگر چیزون مین جب ایکسال سے زائد مدت مقرر کی ہو تو عدم جواز کا حکم دیا جاوے الا آنکہ جواز کے واسطے کوئی مصلحت نظر آوے تو جواز کا حکم دے اور یہ ایسی بات ہی کہ اختلاف مواضع و اختلاف زمانہ سے اسکا حکم مختلف ہوگا کذا فی السراجیہ اور یہی فتوے کے واسطے مختار ہی اور زراعت و معاملات مین بھی ایسا ہی حکم ہی یہ محیط مین ہی اور قاضی امام ابوعلی نسفی فرماتے تھے کہ متولی کو تین سال سے زیادہ کے واسطے اجارہ پر نہ دینا چاہیے اور اگر اسنے تین سال کی مدت سے زیادہ کیواسطے اجارہ پر دیا تو اجارہ جائز ہوگا اور یہ قول حکم مختار سے قریب ہی اسواسطے کہ متولی کا فعل کسی مصلحت دیکھ لینے پر دلالت کریگا یہ غیاثیہ مین ہی۔ اور اگر وقف کرنیوالے نے یہ شرط کردی ہو کہ ایکسال سے زیادہ کے واسطے اجارہ پر نہ دیا جاوے حالانکہ لوگ ایکسال کے واسطے اُسکے اجارہ لینے پر رغبت نہین کرتے ہین اور ایکسال سے زیادہ کے واسطے اسکا اجارہ پر دینا وقف کے حق مین آمدنی کی راہ سے بہت بہتر ہی اور فقیرون کے حق مین زیادہ نافع ہی تو متولی کو روا نہین ہی کہ وقف کنندہ کی شرط سے خلاف کرے اور اسکو سال بھر سے زیادہ کے واسطے اجارہ پر دیدے مگر ہان یہ کریگا کہ قاضی کے حضور مین یہ امر پیش کردیگا تاکہ قاضی اُسکو سال بھر سے زیادہ کے واسطے اجارہ پر دیدے۔ اور اگر وقف کرنیوالے نے وقفنامہ مین بیان کردیا ہو کہ یہ ایکسال سے زیادہ کیواسطے اجارہ پر نہ دیا جاوے الا جبکہ زیادہ مدت کے واسطے اجارہ پر دینا فقیرون کے حق مین زیادہ نافع ہو تو ایسی صورت مین متولی کو خود اختیار ہوگا کہ اسکو بھلائی دیکھ کر سال بھر سے زیادہ کے واسطے اجارہ پر دیدے اور قاضی کے پاس مرافعہ کرنے کا محتاج نہ ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اگر کسی بڑے مکان مین سے ایک کوٹھری کی جگہ وقف ہو اور اسکو کوئی سالانہ اجارہ پر نہ لیتا ہو بلکہ ہان اجارۂ طویلہ پر مانگی جاتی ہو تو اسمین دو صورتین ہین ایک یہ کہ کوئی راہ اسکے شارع عام سے ملی ہو تو وہ اجارۂ طویلہ پر نہ دیجائیگی اور دوم یہ کہ ایسا نہو تو اجارۂ طویلہ پر دیدیجاویگی یہ ذخیرہ مین ہی اور روا نہیں ہو کہ وقف کا اجارہ دینا اسکے اجرالمثل سے کم پر نہین جائز ہی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اگر ایک شخص نے وقف کی دوکان بعوض اجرالمثل کے کرایہ پر لی پھر کسی دوسرے نے آکر زیادہ اجرت دینی قبول کی تو پہلا اجارہ فسخ نہ کیا جائیگا یہ سراجیہ مین ہی۔ اور اگر وقف کی اراضی تین برس کے واسطے بعوض اجرت معلومہ کے کہ جو اسکے اجرالمثل کے برابر ہی اجارہ پر لی حتے کہ اجارہ جائز ہوگا پھر ایسی زمین کی اجرت ارزان ہوگئی تو اجارہ فسخ نکیا جائیگا یہ محیط مین ہی اور فتاوے کبری مین لکھا ہی کہ ایک شخص نے زمین کو تین برس کے واسطے اجرت معلومہ پر جو اسکے اجرالمثل کے برابر ہی اجارہ پر لی پھر جب دوسرا سال شروع ہوگیا تو لوگوں کی رغبتین زیادہ ہوگئین اور زمین کی اجرت کا نرخ بڑھایا تو متولی کو اختیار نہین ہی کہ اجرالمثل سے کم ہونے کی وجہ سے اجارہ کو توڑدے یہ مضمرات مین ہی۔ اور اگر وقف کی اراضی مین کسی کی دوکان بنی ہو اور مالک دوکان نے وقف کی اراضی کو اجرالمثل یعنی ایسی اجرت پر جو ایسی زمین کی ہوتی ہی لینے سے انکار کیا

تو دیکھا جاوے کہ اگر بر تقدیر یکہ یہ عمارت یہان سے دور کردیجاوے تو یہ زمین اُس سے زیادہ کرایہ پر لیجائیگی جتنا یہ دیتا ہی تو اسکو حکم دیا جائیگا کہ اپنی عمارت یہان سے دور کرکے لیجاوے ورنہ اسی اجرت پر اُسکے پاس چھوڑی جائیگی یہ سراجیہ مین ہی۔ اگر کسی نے زمین وقف کی اراضی جو میدان پڑی ہوئی ہر کسی قدر مدت معلومہ تک کے واسطے اجرت معلومہ پر جوایسی زمین کی اجرت کے برابر ہی متولی سے اجارہ پر لی اور اسمین متولی کی اجازت سے عمارت بنائی پھر جب مدت گذر گئی تو دوسرے شخص نے اس اراضی کا آیندہ اسی قدر مدت تک کے لیے زیادہ کرایہ منظور کیا پس پہلا متاجر اسقدر زیادہ دینے پر راضی ہوگیا پس آیا پہلا متاجر بہ نسبت اس دوسرے بڑھانے والے کے اولی ہوگا تو جواب دیا گیا ہر کہ ہان وہ اولی ہر یہ فصول عمادیہ مین ہی۔ وقف الخصاف مین مذکور ہی کہ اگر وقف کرنیوالے نے وقف کو اجارہ طویلہ پر اجارہ دیا پس اگر اسقدر طویل اجارہ دینے سے اصل رقبہ وقف کے تلف ہونیکا خوف ہو تو حاکم کو اختیار ہوگا کہ اس اجارہ کو باطل کردے یہ ذخیرہ مین ہی۔ فتاوی اہل سمرقند مین مذکور ہی کہ اگر کوئی سراے یا رباط فی سبیل اللہ بسبب بے مرمتی کے کھنڈل ہونے کو آگئی تو وہ کرایہ پر چلائی جاوے اور کرایہ سے اُسکی مرمت کیجاوے پھر جب اسکی تعمیر و درستی پوری ہوجاوے تو آیندہ اجارہ پر نہ دیجاوے یہ محیط مین ہی۔ اور اگر وقف خراب ہوگیا اور متولی اسکی تعمیر سے عاجز ہوا تو قاضی اسکو کرایہ پر دیدے اور اسکے کرایہ سے اسکی تعمیر و مرمت کرے پھر جب تعمیر سے درست ہوجاوے تو متولی کے قبضہ مین واپس کردے یہ تہذیب مین ہی اور اگر متولی نے وقف کی مرمت کے واسطے ساڑھے پانچ آنہ پر ایک مزدور مقرر کیا حالانکہ ایسے مزدور کی اجرت پانچ آنہ ہی اور متولی نے مال وقف سے اسکی مزدوری دی تو جو کچھ دیا ہی سب کا ضامن ہوگا یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور وقف کا عاریت دینا اور اسمین کسی کو بسانا نہین جائز ہی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ وقف کے متولی نے اگر کسی کو وقف کے مکان مین بلا اجرت بسایا تو شیخ ہلال رحہ نے فرمایا کہ رہنے والے پر کچھ اجرت نہ ہوگی اور متاخرین عامہ مشائخ کے نزدیک رہنے والے پر اجرالمثل واجب ہوگا خواہ یہ مکان کرایہ پر چلانے کے واسطے رکھا گیا ہو یا ایسا نہو اور بغرض وقف کی نگاہداشت کے ہی اور اسی پر فتوے ہی اور ایسا ہی ان مشائخ نے فرمایا کہ جو شخص وقف کے مکان مین بدون حکم قیم کے رہا تو اسپر اجرالمثل واجب ہوگا چاہے جسقدر رہو وے یہ مضمرات مین ہی۔ اور اگر متولی نے وقف کو بعوض قرضہ کے رہن کیا تو نہین صحیح ہی اور اسی طرح اگر مسجد کے وقف کو اہل محلہ نے یا انمین سے ایک نے رہن کیا تو نہین صحیح ہی پھر اگر مرتہن نے اس دار مین سکونت رکھی تو اسپر اجرالمثل واجب ہوگا چاہے جسقدر رہو خواہ یہ مکان کرایہ چلانے کے واسطے رکھا گیا ہو یا نہین اور شیخ صدر شہید حسام الدین نے فرمایا کہ فتوے کے واسطے یہی مختار ہی یہ غیاثیہ مین ہی۔ اور متولی مسجد نے اگر ایسے مکان کو جو مسجد پر وقف ہی فروخت کیا اور مشتری نے اسمین سکونت رکھی پھر یہ متولی معزول کیا گیا اور دوسرا متولی مقرر ہوا پس دوسرے متولی نے مشتری پر اس مکان کا دعوی کیا اور قاضی نے پہلے متولی کی بیع باطل کردی اور مکان مذکور دوسرے متولی کو سپرد کیا تو مشتری پر جو ایسے مکان کا کرایہ اسقدر مدت کا ہووے واجب ہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ اور اگر وقف کے متولی نے وقف کا مکان اسکے اجرالمثل سے اسقدر کم کرایہ پر جسقدر لوگ اپنے اندازہ مین خسارہ نہین اُٹھاتے ہین کرایہ پر دیدیا ہے کہ اجارہ جائز نہوا پھر متاجر اسمین رہا کیا تو بنا بر اختیار متاخرین مشائخ کے متاجر پر پورا اجرالمثل واجب ہوگا چاہے جسقدر ہو اور اسی طرح اگر اسکو اجارہ فاسدہ پر دیا تو بھی یہی حکم ہی یہ فصول عمادیہ مین ہی۔ اور اگر قیم نے وقف کی اراضی کسی کو اجارہ پر دی پھر اس اراضی پر پانی چڑھ آیا تو اجرت ساقط ہوجائیگی اور اگر متاجر نے اُسپر قبضہ کرکے اسمین زراعت نہ کی تو متاجر پر اجرت واجب ہوگی۔ اور اگر اجارہ فاسدہ ہوا اور متاجر نے

قبضہ کر لیا پھر اس زمین مین زراعت نہ کی یا مکان تھا کہ اسمین نہ رہا تو اسپر کچھ واجب نہ ہوگا اور بعض مشائخ نے وقف مین بغیر عقد کے اجارہ مین اجر المثل واجب ہونے کا فتوی دیا ہی یہ حاوی مین ہی۔ اور جامع الفصولین مین مذکور ہی کہ اگر متولی نے وقف کا مکان اپنے بالغ بیٹے یا باپ کو اجارہ پر دیا تو امام اعظم رح کے نزدیک نہین جائز ہی الا اسوقت کہ اجر المثل سے زائد پر دیا ہو تو جائز ہی اور اسی طرح اگر متولی نے خود اجارہ پر لیا پس اگر اسنے اجر المثل سے کرایہ زائد دیا تو صحیح ہی ورنہ نہین اور اسی پر فتوے دیا جاوے یہ بحر الرائق مین ہی۔ اور اگر قیم نے وقف کا مکان بعوض اسباب کے کرایہ پر دیا تو امام اعظم کے نزدیک جائز ہی اور بعضے مشائخ نے فرمایا کہ وقف کے اجارہ مین عروض و اسباب کے بدلے اجارہ انھین متاع سے جائز ہی جنکو لوگ اپنے عرف مین بیعون کا ثمن و اجارون کی اجرت قرار دیتے ہین جیسے گیہون و جو وغیرہ اور جو ایسے نہین ہین مثل کپڑے و غلام وغیرہ کے تو انکے عوض اجارہ بالاجماع نہین جائز ہی یہ غیاثیہ مین ہی۔ پھر جب وقف کا اجارہ بعوض متاع کے بنا بر قول اس امام کے جو جائز ہونے کا حکم دیتا ہی جائز ہوا تو قیم اس متاع کو جو اجرت قرار پائی ہی فروخت کریگا اور اسکا ثمن اس وجوہ مین صرف کریگا جنپر وقف ہی یہ محیط مین ہی۔ اور جو شخص وقف کا قیم قرار پایا ہی اسکو اختیار ہی کہ زمین وقف مین وقف کے واسطے خود زراعت کرے اور اس کام کے واسطے مزدور مقرر کر لے اور انکی اجرت اسکے غلہ سے ادا کرے یہ حاوی مین ہی۔ اور اگر قیم نے وقف کو اجارہ پر دیا اور مستاجر پر مرمت کی شرط کی تو اجارہ باطل ہوا لیکن اگر اسنے کسی قدر درم معلومہ بیان کئے اور مستاجر کو حکم دیا کہ انکو اسکی مرمت مین صرف کرے تو جائز ہی یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور وقف کو اجارہ پر لینے والے کو روا نہین ہی کہ اسمین اپنے واسطے غرفہ بناوے الا اسصورت مین روا ہی کہ اجرت مین بڑھاوے اور عمارت وقف مین کسی طرح مضر نہووے۔ اور اگر یہ وقف اکثر معطل رہتا ہو اور بدون اسوجہ کے کوئی اجارہ لینے پر رغبت نہ کرتا ہو تو بغیر اجرت مین زیادہ کرنے کے بھی جائز ہی یہ قنیہ مین ہی۔ ایک شخص نے اپنا مکان ایک قوم معین پر وقف کیا اور آخر مین اسکو فقیرون پر مقرر کر دیا پھر متولی نے اس مکان کو انھین لوگون کو اجارہ پر دیا جنپر وقف ہی تو اجارہ جائز ہی یہ مضمرات مین ہی لیکن یہ واضح رہے کہ مستاجر کا حق ساقط ہو جائیگا یہ محیط مین ہی اور اسی طرح اگر فقیر ایسے مکان مین اجارہ رہا جو فقیرون پر وقف ہی اور جو اسکا حق واجب ہوا ہی وہ حساب لگا کر جو اسپر واجب ہوا ہی اس سے بدلا کر دیا گیا یعنے مثلاً اس وقف مین سے سالانہ سو درم اسکے واسطے واجب ہوے اور اسپر سو درم کرایہ واجب ہوا پس برابر کر دیا گیا تو یہ جائز ہی اسواسطے کہ ہمارے علماء سے یہ روایت محفوظ ہی کہ جسکا حق بیت المال مین واجب ہی اگر اسپر زمین کا خراج بجاے اسکے بیت المال کے حق کے حساب سے چھوڑ دیا گیا تو جائز ہی پس ایسا ہی اس وقف کے اجارہ مین ہی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ و اگر اس شخص نے جسپر وقف ہی مین وقف کو خود اجارہ پر دیدیا تو فقیہ ابو جعفر نے اسکا قاعدہ یون فرمایا ہی کہ ہر جگہ جہان پوری اجرت اس اجارہ دینے والے کی ہو باین طور کہ وقف مذکور مین تعمیر و مرمت کی حاجت نہو اور اسکے ساتھ کوئی اور شریک نہو تو اسکو اختیار ہی کہ مکانات و دوکانہاے وقف کو خود اجارہ پر دیدے اور اگر وقف اراضی ہو تو دیکھا جاوے کہ اگر وقف کنندہ نے شرط کر دی ہو کہ اسکی آمدنی سے پہلے خراج و عشر ادا کیا جاوے پھر جو کچھ عشر و خراج و خرچہ عمارت سے بچے وہ اس شخص کو جسپر وقف ہی دیا جاوے تو اس شخص کو جسپر وقف ہی یہ اختیار نہوگا کہ اس اراضی وقفی کو خود اجارہ پر دیدے یہ فتاوی قاضی خان مین ہی۔ اگر اسنے یہ شرط نہ کی ہو کہ پہلے اسمین سے خراج و خرچہ ادا کیا جاوے تو واجب ہی کہ جسپر وقف ہی اسکا خود اجارہ پر دیدینا جائز ہو پس خراج و خرچہ اس شخص پر جسپر وقف ہی واجب ہوگا یہ ذخیرہ مین ہی اور اگر وقف کی

اراضی جنپر وقف ہی وہ دو ہون یا تین ہون اور ان لوگون نے باہم باری باری کرلی اور ہر ایک نے ایک ایک زمین لی تاکہ اسمین خود زراعت کرے تو نہین جائز ہی اور امام ابو یوسف سے روایت ہی کہ اگر اراضی عشری ہو تو انکی اسطرح کی باری باندھنا (یعنے دو چند زائد جنکا وقت معلوم ہون) جائز ہی اور اگر خراجی زمین ہو تو نہین جائز ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - اور فقیہ ابو جعفر ہندوانی کی حکایت کی گئی ہی کہ فرماتے تھے کہ چونکہ فتوے اسپر ہی کہ وقف کا اجارہ زیادہ سالون کے واسطے نہین جائز ہی تو بعضے وقفنامہ لکھنے والون نے وقفنامون مین اجارہ وقف کے واسطے ایک حیلہ نکالا کہ وقفنامہ مین تحریر کیا کہ وقف کرنے والے نے فلان شخص کو یہ اراضی فلان شخص دیگر کو اجارہ دینے کے واسطے وکیل کیا کہ ہر سال اسکو سو درم پر مثلاً اجارہ پر دے اور ہرگاہ اسکو (یعنے وکیل کو) وکالت سے خارج کرے تو وہ پھر وکیل ہی اور اس سے انکی غرض یہ ہی کہ وقف مذکور اس مستاجر کے پاس ایکسال سے زیادہ رہے پھر فقیہ ابو جعفر نے فرمایا لیکن ہم وقف کی بہتری دیکھکر اور اسکی بھلائی کے قصد سے وقف مین ایسی وکالت کو باطل کہتے ہین اگرچہ قیاس اسکے جائز ہونے کا مقتضی ہی جیسے کہ ہم اجارہ طویلہ کو بھی بنظر قصد بہتری وقف کے باطل کرتے ہین اور ہرگاہ کہ وقف کی حفاظت ونگاہداشت کی غرض سے ایسی وکالت کا باطل کرنا جائز ہوا تو ایسے عقود مختلفہ کا باطل کرنا بھی بغرض حفاظت ونگاہداشت وقف کے جائز ہی اور اسی پر فتوی ہی یہ مضمرات مین ہی - ایک نے وقف کی زمین اجارہ پر لیکر اسمین دوکان بنائی اور اسمین رہنے لگا پھر دوسرے نے چاہا کہ اسکا کرایہ بڑھا کر اس مستاجر کو اسمین سے نکلوا دے تو دیکھا جائیگا کہ اگر قیم نے اسکو ماہواری کرایہ پر دیا ہی تو جب مہینہ شروع ہو تو قیم کو اجارہ فسخ کرنے کا اختیار ہوگا پھر (یعنے اس دوکان مین سے) نکلنے کے بعد اگر اس عمارت کے دور کر لیجانے مین وقف کو کچھ مضرت نہ پہونچتی ہو تو بنانے والے کو اختیار ہوگا کہ اپنی عمارت کو یہان سے دور کرکے لیجاوے اور اگر وقف کو مضرت پہونچتی ہو تو وہ نہین لے جا سکتا ہی پھر اسکے بعد دیکھا جاوے کہ اگر مستاجر اس امر پر راضی ہوا کہ اس عمارت کے بنے ہوئے حساب سے اور توڑے ہوئے اور جدا کیے ہوئے کے حساب سے دونون حسابون سے جسمین اسکی قیمت کم ہو اس کم قیمت کے عوض قیم کو وقف کے واسطے اسکا مالک کردے اور یہ کم قیمت لے لے تو ایسا کرسکتا ہی ورنہ وہ اپنی عمارت یہان چھوڑ جاوے یہان تک کہ اسکی ملک کسیطرح خلاص ہو کہ جسمین وقف کو مضرت نہ پہونچے یہ سراجیہ مین ہی اور یہ حکم اُسوقت ہی کہ بنانے والے نے بدون اجازت وحکم متولی کے عمارت بنائی ہو اور اگر اُسنے متولی کے حکم سے عمارت بنائی ہو تو یہ عمارت وقف کی ہوگی اور بنانے والے نے جو کچھ خرچ کیا ہی وہ متولی سے واپس لیگا یہ ذخیرہ مین ہی - مجموع النوازل مین مذکور ہی کہ شیخ نجم الدین نسفی سے دریافت کیا گیا کہ ایک زمین وقف پر مملوک عمارت ہی اور عمارت والے نے اس اراضی کو کچھ اجرت معلومہ پہ جو آج اُسکے اجر المثل کے برابر ہی اجارہ پر لیا ہی پھر ایک زمانہ کے بعد اس عمارت کا مالک اور ہو گیا (یعنے کسی نے بنائی ہی اور ایسے واسطے بنائی ہی) اور متولی بھی جدید مقرر ہوا اور عمارت کا مالک چاہتا ہی کہ اسکا کرایہ اسی قدر دے جو اگلے گذرے ہوئے وقت مین تھا اور متولی جدید اسپر راضی نہین ہوتا ہی اور کہتا ہی کہ اب جو اسکا اجر المثل ہی وہی دیوے پس آیا متولی کو یہ اختیار ہی تو شیخ نے فرمایا کہ ہان کذا فی الفصول العمادیہ - متولی وقف نے اگر مکان وقف کو اجارہ پر دیا تو اسکو اختیار ہی کہ مستاجر کے قرضدار پر کرایہ کی اترائی قبول کرے بشرطیکہ قرضدار مذکور مالدار ہو اور اگر متولی نے کرایہ کی بابت کوئی کفیل قبول کیا تو یہ بدرجہ اولے جائز ہی یہ فتاوے قاضی خان ہی - اور آخر اجلدات فتاوی ابو اللیث مین مذکور ہی کہ اگر متولی نے وقف کے درخت کسی کے ہاتھ فروخت کردیے پھر زمین مشتری کو اجارہ پر دی پس اگر درخت مع جڑون کے بدون زمین کے فروخت کیے تو جائز ہی بشرطیکہ اجارہ طویلہ نہو اور اگر درختون کو زمین کے اوپر سے فروخت کیا ہو یعنے زمین کے اوپری رخ پر سے فروخت کیے تو زمین کا اجارہ نہین جائز ہی اور اگر درختان مذکور اس شخص کو سال یا دو سال

وغیرہ کے واسطے بٹائی پر دیے پھر اراضی اسی کو اجرالمثل کے عوض اجارہ پر دیدی تو امام اعظم کے قول پر نہین جائز ہی
اور صاحبین رح کا معاملہ یعنی بٹائی جائز ہی پس اجارہ بھی جائز ہوا اور احتیاط یہ ہی کہ درختون کو مع جڑون کے فروخت کردے
پھر زمین اسکو اجارہ پر دیدے تاکہ بالاتفاق جائز ہووے یہ محیط مین ہی۔ اور جو شخص وقف کا قیم ہی اسکو روا ہی کہ اراضی وقف مین
کامون کرنے اور اسکے پرسے و نالیان بنانے و دیگر امور درستی کے واسطے مزدور کرلے بشرطیکہ اراضی مذکور مین اسکی حاجت
ہو یہ حاوی مین ہی۔ اور اگر وقف کی اراضی مزارعت پر دیدی تو جائز ہی بشرطیکہ اسمین اسقدر کمی نہ کی ہو جسقدر لوگ اپنے اندازہ
مین خسارہ نہین اٹھاتے ہین۔ اور اسی طرح جو اسمین خرما کے درخت ہین اگر انکو بٹائی پر دیا تو بھی اسی شرط سے جائز ہی پھر
اگر مزارعت یا بنانے کی مدت گذرنے سے پہلے قیم مرگیا تو مزارعت و معاملہ باطل نہ ہوگا اور اگر کاشتکار یا بٹائی پر کام کرنیوالا
مرگیا تو مزارعت و معاملت باطل ہوجائیگی۔ اور اگر قیم نے اراضی وقف کو سالہائے معلومہ کے واسطے مزارعت پر دیا تو یہ (درخت بٹائی پر لینا ۱۲)
جائز ہی بشرطیکہ یہ امر فقیرون کے حق مین زیادہ نافع و بہتر ہو پس اس سے ظاہر ہوا کہ بدون تین سال کی تعداد مقرر کرنے
کے مزارعت کو مطلقاً سالہائے معلومہ کے واسطے جائز رکھا اور یہی صحیح ہی پس جس معنی کی وجہ سے مشائخ نے استحساناً یہ حکم
(تین ہون یا زیادہ ہون ۱۲)
دیا ہی کہ وقف مین اجارہ طویلہ نہین جائز ہی اور وہ معنی یہ ہین کہ ہو دتی با بطال وقف نہ ہوجاوے سو مزارعت مین یہ معنی نہین
پائے جاسکتے ہین۔ اور اگر وقف کی اراضی کو مزارعت پر یا وقف کے درختون کو معاملت پر دیدیا حالانکہ اسمین وقف کیواسطے
کوئی حصہ نہین رکھا ہی تو یہ مزارعت و معاملت کا برتاؤ وقف پر جائز نہوگا اور وہ زمین کا غصب کرلینے والا قرار دیا جائیگا پس
اگر زمین مذکور نقصان سے بچی رہی تو ضمان واجب نہوگی اور اگر نقصان آیا تو ضمان واجب ہی جا ہے دینے والے سے وصول
کیجاوے اور چاہے لینے والے سے لیجاوے مگر جو غلہ زمین مین پیدا ہوا ہی اسمین سے وقف کے مستحقون کا کچھ نہوگا ولیکن معاملہ
کی صورت مین درختون سے جو پھل پیدا ہوئے ہین وہ سب وقف کے مستحقون کے ہین اسمین سے بٹائی پر لینے والے کا کچھ
نہوگا ہان اسکو اسکے کام کا اجرالمثل ملنا چاہیے مگر یہ اجرت بھی دینے والے کے خالص مال سے ہوگی پھر وہ اسکے لینے والے سے واپس
نہین لے سکتا ہی یہ ذخیرہ مین ہی۔ ایک اراضی وقف کی کسی نواح مین ہی جسکو وہان کے حاکم سے کسی نے کچھ معلوم درمون پر
اجارہ پر لیا پھر اسمین زراعت کی پھر جب غلہ حاصل ہوا تو متولی نے وہان کی مزارعت کے رواج کے موافق آدھا یا تہائی
غلہ طلب کیا اور لینے والے نے کہا کہ مجھپر اجرت واجب ہی تو متولی کو اختیار ہوگا کہ اس سے حصہ غلہ لے لے یہ خزانۃ المفتین و
فتاوے قاضی خان مین ہی فرمایا کہ اگر وقف کی زمین عشری ہو اور اسکو قیم نے مزارعت یا معاملت پر دیا تو تمام حاصلات کا عشر
(اگر باغ ہو ۱۲) (دسوان حصہ ۱۲)
فقط دینے والے کے حصہ مین سے ہوگا اور یہ بنا بر قول امام اعظم رح کے ہی کہ انکے نزدیک درمون کے عوض اجارہ پر دینے مین
زمین کا عشر مانند خراج کے دینے والے کے اوپر ہوتا ہی اور صاحبین کے نزدیک زمین کی پیداوار پر ہوتا ہی پس ایسا ہی مزارعت
مین بھی تمام پیداوار پر ہوگا یہ محیط مین ہی۔ اور وقف الہلال مین مذکور ہی کہ اگر وقف مین مرمت کی حاجت پیش آئی اور قیم
کے پاس اسقدر نہین ہی کہ جو مرمت کے واسطے کافی ہو تو قیم کو یہ اختیار نہین ہی کہ وقف پر قرضہ کرے اور فقیہ ابوجعفر سے مروی
ہی کہ ہان قیاس سے یہی حکم ہی لیکن جسصورت مین ضرورت پیش آوے تو قیاس چھوڑ دیا جائیگا مثلاً زمین وقف مین کھیتی ہی
جسکو ٹیڑیان کھائے جاتی ہین اور قیم کو خرچہ کی ضرورت ہی کہ اس ضرر کو دفع کرے یا سلطان نے خراج کا مطالبہ کیا تو ایسی
صورت مین اسکو وقف پر قرضہ لینا روا ہی اور ایسی ضرورتون مین زیادہ احتیاط اسمین ہی کہ حاکم سے حکم لیکر قرضہ لیوے ولیکن
اگر حاکم وہان سے دور پر ہو اور اسکے پاس حاضر نہین ہوسکتا ہی تو ایسی حالت مین مضائقہ نہین ہی کہ خود ہی قرضہ

سے لے یہ ظہیریہ مین ہی- اور یہ اسوقت ہی کہ اس سال وقف مین غلہ نہوا ور اگر غلہ تھا مگر قیم نے تمام غلہ مستحقون کو بانٹ دیا اور
خراج کا حصہ نرکھا تو وہ حصہ خراج کا ضامن ہوگا یہ ذخیرہ مین ہی- اور اگر وقف کے قیم سے خراج و دیگر بار جو اس وقف پر باندھے
گئے ہین طلب کیے گئے حالانکہ قیم کے پاس وقف کے مال سے کچھ نہین ہی پس اسنے قرضہ لینا چاہا تو اگر وقف کنندہ نے
وقف پر قرضہ لینے کی اجازت دی ہو تو اسکو یہ اختیار ہوگا اور اگر اجازت نہ دی ہو تو اسمین اختلاف ہی اور صحیح یہ ہی کہ
اگر قیم ناچار ہو جاوے تو یہ امر قاضی کے حضور مین پیش کرے تاکہ وہ اسکو قرضہ لینے کا حکم دیوے ایسا ہی فقیہ ابو جعفر نے
فرمایا ہی پھر جب غلہ حاصل ہو تو اسمین سے یہ قرضہ ادا کر دیگا یہ مضمرات مین ہی- اور جب تعمیر کی ضرورت پیش آوے کہ
ناچاری ہی تو قاضی کے حکم سے قرضہ لے اور سوای تعمیر و مرمت کے اور امر کے واسطے پس اگر مستحقون پر صرف کے واسطے
لینا چاہا تو نہین جائز ہی اگرچہ قاضی کے حکم سے ہو یہ بحر الرائق مین ہی- اور اگر قیم نے وقف پر قرضہ اس غرض سے لینا چاہا
کہ اسکی کاشت کے بیجون کے دام دے تو قاضی کے حکم سے بالاتفاق جائز ہی اور اگر اسنے بدون حکم قاضی کے خود ایسا کیا
تو اسمین دو روائتین ہین یہ غیاثیہ و ذخیرہ مین ہی- اور اگر متولی نے وقف پر قرضہ لینا اس غرض سے چاہا کہ رہن کا ثمن
ادا کرے یعنی جسکے عوض رہن ہی پس اگر قاضی نے حکم دیا تو ایسا کر سکتا ہی ورنہ نہین یہ سراجیہ مین ہی اور قرضہ لینے کی تفسیر
یہ ہی کہ وقف کا غلہ نہو پس اسکو قرضہ لینے کی ضرورت ہوئی اور اگر وقف کا غلہ ہو اور اسنے اپنے مال سے وقف کی بہتری
مین صرف کیا تو یہ مال غلہ وقف سے واپس لے سکتا ہی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی- وقف کی اراضی ایک کاشتکار کے
پاس ہی جو اسمین بٹائی پر زراعت کرتا ہی اور اس زمین مین روئی تھی پھر وہ روئی چوری گئی پھر کاشتکار نے یہ روئی کسی
آدمی کے مکان مین پائی پس کاشتکار نے اسکو مواخذہ مین پکڑا اور اس سے مخاصمہ کیا پس مکان والے نے کہا کہ
تیرے لیے ضامن ہوا کہ مین تجھے پانچ من روئی دونگا پس آیا قیم کو حلال ہی کہ یہ اس سے لے تو اسمین تین صورتین
ہین اول یہ کہ یہ معلوم ہو کہ مکان والا اپنی بدنامی و بے آبروئی کے خوف سے اسکو دیتا ہی دوم آنکہ یہ معلوم ہو گیا کہ
اسنے اسقدر چرائی یا اسنے اقرار کر دیا ہی کہ مین نے اس مقدار روئی چرائی ہی سوم آنکہ معلوم ہو کہ اسنے چرائی ولیکن جسقدر
دیتا ہی اس سے کم چرائی تھی- تو اول صورت مین اسکو لینا نہین جائز ہی اور دوسری صورت مین جائز ہی اور تیسری صورت
مین جسقدر کا چرانا یقینی معلوم ہی اسی قدر کا لینا جائز ہی اور زیادہ نہین جائز ہی یہ محیط مین ہی- اگر کاشتکار نے مال وقف سے
کچھ کھا لیا اور متولی نے اس سے کسی چیز پر صلح کر لی پس اگر متولی کے پاس اسکے دعوی کے جو کاشتکار پر کرتا ہی گواہ ہون
تو متولی کو روا نہین ہی کہ اسمین سے کچھ چھوڑ کر صلح کرے بشرطیکہ کاشتکار تونگر ہو اور اگر کاشتکار فقیر ہو تو گھٹانا جائز
ہی بشرطیکہ جو کاشتکار پر ہی اسکی نسبت کہ جسپر صلح ہوئی ہی غبن فاحش نہو یہ فتاوی قاضیخان مین ہی- اور اگر وقف کرنیوالے
نے وقف کے کارپرداز کے واسطے اسکی کارپردازی کے عوض سالانہ کچھ مال معلوم مقرر کیا ہو تو جائز ہی اور اس کارپرداز کو
ان کامون کی جو اسکے مثل آدمی کرتا ہی اور کرنے کی عادت چلی آئی ہی تکلیف دیجائیگی جیسے وقف کی تعمیر و مرمت کرانا اور اسکا
کرایہ پر چلانا اور اسکی آمدنی وصول کرنا اور جن جن پر وقف ہی انپر تقسیم و صرف کرنا کذا فی الحاوی- اور اسکو نہچاہیے کہ
ان کامون مین کچھ تقصیر کرے اور وہ جو کیل لگا یا مزدور لوگ کرتے ہین تو اسکو ایسا کرنا نہین پہونچتا ہی یہ محیط مین ہی
حتے کہ اگر اسنے کسی عورت کو متولی کیا اور اسکے واسطے کوئی اجرت معلومہ مقرر کی تو اسکو ویسی ہی تکلیف دیجائیگی جیسے رواج کے
موافق عورتین کر سکتی ہین- اور اگر وقف کے مستحقون نے قیم سے تنازع کیا اور حاکم سے کہا کہ وقف کنندہ نے یہ مال اسکے واسطے

بمقابلہ اسکے کام کے قرار دیا ہی اور یہ شخص کام نہین کرتا ہی تو حاکم اسکو ایسے کام کرنے کی تکلیف نہ دیگا جو متولی لوگ نہین کیا کرتے مین یہ بحر الرائق مین ہی۔ اور متولی کو کوئی مرض شل جنون یا اندھے ہو جانے یا گونگے ہو جانے کے لاحق ہوا پس اگر باوجود اسکے وہ کام کرنے کا حکم دے سکتا اور ممانعت کر سکتا ہی تو اجرت قائم رہیگی اور اگر اس سے یہ نہو سکے تو اسکو اجرت نہ ملیگی۔ اور اگر متولی مین فسق ملحق ہوا تو قاضی اسکو متولی ہونے سے خارج نہ کریگا الا جبکہ اُس سے کوئی خیانت ظاہر ہو پس جب اسکو خارج کیا تو اُس سے وہ اجرت جو وقف کرنے والے نے اسکے واسطے وقف کا کام انجام دینے کے مقابلہ مین مقرر کی تھی قطع کر دیگا اور جس متولی کو قاضی نے خارج کیا اگر وہ پھر صالح ہو جاوے تو پھر اسکو ولایت وقف دیدیگا یہ حاوی مین ہی۔ اور اگر چاہا کہ اسکے ساتھ دوسرا آدمی کار وقف مین داخل کرے یعنے دونون آدمی کام انجام دین اور اس مال مین سے تھوڑا اُسکے واسطے ہو تو اسکا مضائقہ نہین ہی اور اگر یہ مال جو اُسنے بیان کیا ہی وہ قلیل ہو جسمین اول کے لیے تنگی ہو پس حاکم کی رائے مین آیا کہ اس دوسرے کے واسطے جسکو داخل کیا ہی وقف کے غلہ مین سے کچھ مقرر کر دے تو اسکا کچھ مضائقہ نہین ہی۔ اور اگر وقف کرنیوالے نے اس متولی کے واسطے جو وقف کا کام کرتا ہی اسکے کام کے مقابلہ مین سالانہ کچھ مال معلوم مقرر کیا اور یہ مال جو وقف کرنے والے نے اسکے واسطے مقرر کیا ہی اُسکے اجر المثل سے زائد ہی تو یہ جائز ہی اور ایسی صورت مین اسکے اجر المثل کو نہ دیکھا جائیگا اور جو شخص وقف کا نگہبان مقرر کیا گیا ہی اسکو اختیار ہی کہ وقف کے امور مین سے جو کام اسکے اختیار مین ہی اُسکے واسطے کسی کو وکیل کر دے جو بجائے اسکے اس کام کو انجام دے اور وقف مین سے جو اسکو ملتا ہی اُسمین سے اس وکیل کے واسطے کچھ مقرر کر دے۔ اور اسکو اختیار رہیگا کہ جب چاہے اس وکیل کو معزول کر دے اور چاہے اُسکی جگہ دوسرا بدل دے یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اگر وقف کرنے والے نے امر وقف کے کام سرانجام دینے والے قیم کے واسطے مال مقرر کر دیا پھر اس قیم نے کسی دوسرے کو قیم مقرر کیا اور یہ مال اسی کے واسطے کر دیا تو یہ جائز نہین ہی الا اس صورت مین کہ وقف کرنے والے نے اسکو ایسا اختیار دیدیا ہو یہ حاوی مین ہی اور اگر اس قیم نے کسی کو وقف کے کام مین وکیل کیا یا کسی کو اسکے واسطے اپنا وصی کر دیا اور جو کچھ وقف کرنے والے نے اسکے لیے مقرر کیا تھا وہ سب یا اسمین سے کچھ اس وکیل یا وصی کیواسطے کر دیا پھر اسکو جنون مطبق ہو گیا تو اُسکی توکیل و وصیت باطل ہو جائیگی اور یہ مال مین سے جو کچھ اُسنے وصی یا وکیل کے واسطے مقرر کیا ہی وہ وقف کے غلہ مین واپس جائیگا لیکن اگر واقف نے یہ شرط کر دی ہو کہ جب یہ مال قیم کی طرف سے منقطع ہو تو فلان راہ مین صرف کیا جاوے تو یہ مال اسی راہ مین صرف کیا جائیگا اور وقف کے غلہ مین واپس داخل نہ کیا جائیگا یہ بحر الرائق مین ہی اور قاضی کی طرف رجوع کیا جائیگا کہ وہ کسی قیم کو مقرر کر دے یہ فتح القدیر مین ہی اور واضح ہو کہ جنون مطبق ایسا جنون ہی جو ایک سال کامل برابر ہووے یہ حاوی مین ہی۔ اور اگر ایک سال اسکی عقل زائل رہی اور کار وقف کے سرانجام سے عاجز رہا پھر اسکی عقل اسکی طرف عود کر آئی اور وہ چنگا ہو گیا تو مثل سابق کے وہ اس وقف کے قیام مین مقرر ہوگا یہ محیط مین ہی اور اگر حاکم کے نزدیک یہ بات صحیح ٹھہری کہ یہ متولی اس وقف کے کام کے لائق نہین ہی پس اسکو حاکم نے خارج کر دیا اور بجائے اسکے دوسرا متولی مقرر کیا پھر حاکم کی جگہ دوسرا حاکم آیا پس معزول شدہ متولی نے دعوے کیا کہ جو حاکم کہ تجھ سے پہلے تھا اُسنے بدون اسکے کہ مجھ پر ایسی کوئی بات ثابت ہو جس سے مین خارج کیے جانے کا مستوجب ہون مجھے اس وقف سے خارج کیا ہی تو اُسکا دعوی مسموع نہ ہوگا و قول قبول نہ ہوگا ولیکن دوسرا حاکم اس سے فرمادیگا کہ تو میرے سامنے یہ امر ثابت کر کہ تو اس وقف کے کام سرانجام دینے کے لائق ہی تاکہ مین تجھے اسکے قیام مین واپس مقرر کر دون پھر اگر

اس حاکم کے نزدیک صحیح ہوا کہ یہ اسکے لائق ہی تو اُسکو دوبارہ اُسکی جگہ پر مقرر کردے اور جب مقرر کیا تو اس وقف کی آمدنی سے اُسکے واسطے
جو مال مقرر تھا وہ جاری کردے یہ ذخیرہ مین ہی اور اسی طرح اگر حاکم نے اسکو بسبب فاسق ہونے و خائن ہونے کے خارج کیا پھر
اُسنے ایک مدت کے بعد اللہ تعالی سے توبہ کی اور گواہ قائم کیے کہ یہ شخص اب اس کام کی اہلیت رکھتا ہی تو حاکم اسکو اُسکی جگہ پر
دوبارہ مقرر کردیگا یہ فتح القدیر مین ہی اور اگر قاضی نے اس قیم کو جسکو وقف کنندہ نے مقرر کیا ہی اور اُسکے واسطے وقف سے اسکے
کام سے زائد مال مقرر کردیا ہی کسی وجہ سے خارج کردیا اور بجائے اسکے دوسرا مقرر کیا تو قاضی کو چاہیے کہ اس مقرر شدہ کے واسطے
وقف مین سے جسقدر قیم سابق کو ملتا تھا اُسمین سے بطور معروف یعنی بقدر اجر المثل کے اسکو دیوے اور باقی کو وقف کی حاصلات
مین داخل کردے یہ محیط مین ہی۔ اور اگر وقف کنندہ نے کہا ہو کہ قیم کے واسطے اسقدر مال جو مین نے اسکے واسطے مقرر کیا ہی وقف
سے برابر جاری رہیگا اگرچہ قاضی اُسکو وقف کے متولی ہونے سے خارج کردے یا کہا کہ جب یہ مرجاوے تو اُسکی اولاد و اولاد
کی اولاد کا بھی برابر جاری رہیگا تو یہ شرط صحیح ہی یہ حاوی مین ہی۔ ایک شخص نے اپنے آزاد کیے ہوئے مملوکون پر کوئی وقف صحیح
کیا پھر وقف کرنے والا مرگیا اور قاضی نے یہ وقف کسی قیم کے قبضہ مین دیا اور وقف کی آمدنی کا دسوان حصہ اس قیم کے واسطے
مقرر کیا اور وقف مین سے ایک طاحونہ ہی جو ایک مستاجر کے قبضہ مین مقاطعہ پر ہی اور اسمین قیم کی کوئی حاجت نہین ہی اور یہ
طاحونہ جو بر وقف ہی وہ لوگ خود اُسکی آمدنی وصول کرتے ہین تو اس طاحونہ کی آمدنی کا دسوان حصہ اس قیم کے واسطے واجب نہوگا
یہ فتاوی قاضی خان مین ہی۔ اگر قاضی معزول کیا گیا اور قیم نے دعوی کیا کہ اسنے میرے واسطے اسقدر ماہواری یا سالانہ مقرر
کیا تھا اور قاضی معزول نے اُسکی تصدیق کی تو بدون گواہون کے قبول نہوگا پھر جو کچھ اسکے واسطے مقرر کیا تھا اگر اُسکے کام کا اجر المثل
ہی یا کم ہی تو دوسرا قاضی اُسکو دیا کریگا ورنہ بقدر زیادتی کے کم کرکے باقی اسکو دینے کا حکم دیگا۔ اور قیم ہمیشہ اپنے کام کے اجر المثل کا
مستحق ہوگا خواہ قاضی یا اہل محلہ نے اسکے واسطے کچھ اجرت کی شرط کی ہو یا نہ کی ہو اسواسطے کہ بظاہر وہ قیم ہونا بدون اجرت کے
قبول نہ کریگا اور جو امر معہود ہوتا ہی وہ مثل مشروط کے ہوتا ہی یہ قنیہ مین ہی۔ مجموع النوازل مین مذکور ہی کہ جو شخص قاضی کی جانب سے
متولی ہوا اگر خود ہی اُسنے اس کام سے انکار کیا اور باز رہا اور یہ امر قاضی کے سامنے پیش نہ کیا تاکہ اسکو معزول کرکے دوسرے
کو اسکی جگہ مقرر کرے پس آیا وہ متولی ہونے سے خارج ہوگا یا نہوگا تو شیخ نجم الدین نے فرمایا کہ خارج نہ ہوگا اور اگر وہ مال وقف جو وقف
کی زمین وغیرہ قبول کرنے والون پر چاہیے ہی اُسکو تقاضا کرکے وصول کرنے سے ایک زمانہ تک باز رہا پس آیا اسمین وہ گنہگار
ہوگا یا نہوگا تو شیخ نجم الدین نے فرمایا کہ نہین۔ پھر اگر بعض قبول کرنے والے جنپر مال کثیر بحق قبالہ چڑھ گیا تھا بھاگ گئے پس متولی
اُسکا ضامن ہوگا یا نہ ہوگا تو شیخ نجم الدین نے فرمایا کہ نہین یہ ظہیریہ مین ہی۔ متولی وقف نے اگر غلہ وقف وصول کرلیا پھر مرگیا
اور بیان نہ کیا کہ اُسنے یہ غلہ کیا کیا ہی تو ضامن نہ ہوگا یہ مضمرات مین ہی۔ اور اگر کسی نے اپنی اراضی عبداللہ و زید پر صدقہ وقف کی تو
اُسکا غلہ انھین دونون کے لیے ہوگا پھر جب دونون مرگئے تو سب غلہ فقیرون کے لیے ہوجائیگا اور اگر ان دونون مین سے ایک
مرگیا تو نصف غلہ فقیرون کے لیے ہوگا اور اگر اُسنے عبداللہ و زید وغیرہ ایک جماعت کا نام لیا تو غلہ ان سب مین انکی تعداد پر
مساوی تقسیم ہوگا پھر اگر انمین سے ایک مرگیا تو اُسکا حصہ فقیرون کا ہوگا اور جو باقی رہا وہ ان باقیون پر مساوی تقسیم ہوگا اور اگر اسنے
اولاد عبداللہ پر وقف کیا اور انکا نام و تعداد بیان نکیا تو جبتک عبداللہ کی اولاد مین سے ایک بھی رہیگا تب تک فقیرون کو کچھ نہ ملیگا
یہ ظہیریہ مین ہی اور اگر اُسنے زید و عمرو کو بیان کیا اور نصف زید کے واسطے اور دو تہائی عمرو کے واسطے قرار دیا اور خاموش رہا
تو تمام غلہ بطریق عول کے سات حصون پر تقسیم ہوگا جسمین سے تین حصے زید کو اور چار حصے عمرو کو ملینگے اور اگر کہا کہ زید کیواسطے

نصف اور عمرو کے واسطے ایک تہائی ہی اور خاموش رہا تو جو کچھ ہر ایک کے واسطے بیان کیا ہی وہ اسکو دیکر باقی دونون مین نصفا نصف تقسیم کر دیا جائیگا یہ خزانۃ المفتین مین ہی - اور اگر کہا کہ میری یہ اراضی زید و عمرو پر صدقہ موقوفہ ہی اور عمرو کے واسطے اسمین سے تہائی غلہ ہی یا کہا کہ عمرو کے واسطے اسمین سے سو درم ہین تو عمرو کو اسی قدر ملیگا جو اُسکے واسطے بیان کیا ہی اور باقی دوسرے کو جس سے سکوت کیا ہی دیا جائیگا اور اسی طرح ہر چیز مین جسمین بیان کر دیا ہو یہی طریقہ ہی کہ جسکے واسطے کچھ بیان کر دیا ہی اسکو اسی قدر جو بیان کیا ہی دیا جائیگا اور باقی دوسرے کو جسکے واسطے کچھ بیان نہین کیا ہی ملیگا - اور اگر کہا کہ زید کے واسطے اسمین سے سو درم اور عمرو کے واسطے دو سو درم ہین حالانکہ مجموعہ آمدنی تین سو درم سے کم ہی تو جو کچھ حاصلات ہی وہ دونون کے درمیان تین تہائی تقسیم ہوگی - اور اگر غلہ اُس سے زیادہ ہو تو جو کچھ ہر ایک کے واسطے بیان کیا ہی وہ اسکو دیکر باقی دونون مین نصفا نصف تقسیم ہوگا یعنے سب پر مساوی بانٹ دیا جائیگا اور جو کچھ ہر ایک کے واسطے بیان کیا ہی اسکے حساب سے باقی تقسیم نہ ہوگا اور اگر کہا کہ یہ صدقہ موقوفہ ہی جسمین سے زید کے واسطے سو درم اور عمرو کے واسطے دو سو درم ہین تو انمین سے ہر ایک کو اسی قدر دیا جائیگا جو اسکے واسطے بیان کیا ہی اور باقی سب فقیرون کے واسطے ہوگا یہ حاوی مین ہی - اور اگر کہا کہ صدقہ موقوفہ ہی اس شرط پر کہ اسمین زید کیواسطے سو درم اور عمرو کے واسطے باقی ہی پھر حاصلات مین فقط سو درم آئے تو زید کو دیے جاوینگے اور عمرو کو کچھ نہ ملیگا اور اسی طرح اگر کہا کہ اسمین زید کے واسطے سو درم ہین اور عمرو کے واسطے کچھ بیان نہ کیا پھر غلہ فقط سو درم آیا تو زید کو ملیگا اور عمرو کو کچھ نہ ملیگا اور اگر کہا کہ صدقہ موقوفہ ہی اسمین عبد اللہ کے واسطے نصف غلہ اور زید کے واسطے سو درم ہین تو عبد اللہ کو نصف غلہ دیا جائیگا اور باقی نصف مین سے زید کو سو درم ملینگے اور جو باقی رہا وہ فقیرون کے واسطے ہوگا اور اگر آمدنی مین فقط سو درم ہون تو سب زید کو ملجاوینگے اور عبد اللہ کو کچھ نہ ملیگا اور اگر آمدنی دو سو درم ہون تو عبد اللہ کے واسطے سو درم اور زید کیواسطے سو درم ہونگے اور فقیرون کے واسطے کچھ نہ ہوگا اور اگر آمدنی کے ڈیڑھ سو درم ہون تو زید کے واسطے سو درم اور باقی عبد اللہ کے واسطے ہونگے یہ محیط مین ہی - اور اگر کہا کہ میری اراضی صدقہ موقوفہ میرے قرابتی فقیرون پر ہی تو اسمین سے ہر ایک کو جو اسکے کھانے و کپڑے کے واسطے بطور معروف کافی ہو اسقدر دیا جائیگا پس جسقدر ہر ایک کے واسطے کافی ہوتا ہی ہر ایک کیواسطے اسی قدر حساب لگا کر سب لوگ اسکی آمدنی مین حصہ دار ہونگے پس اگر غلہ اسقدر ہو کہ اسمین سے ہر ایک کو قدر کفایت پہونچتا ہی تو ہر ایک کو اسکا قدر کفایت دیا جائیگا اور اگر کم ہو تو اسی حساب سے شریک کیے جاوینگے اور غلہ انکی قدر کفایت سے زائد ہو تو سب پر مساوی تعداد پر حصہ لگا کر برابر تقسیم ہوگا یہ ظہیریہ مین ہی - اور اگر کہا کہ میری اراضی صدقہ موقوفہ ہی پس ہر سال جو کچھ اللہ تعالی اسمین غلہ پیدا فرماوے اسمین سے میری قرابت کے ہر فقیر کو ہر سال اسقدر دیا جاوے جو اسکے کھانے و کپڑے کو بطور معروف کافی ہو پھر اسطرح تقسیم کے بعد آمدنی بڑھی تو یہ بڑھتی فقیرون کی ہوگی یہ خزانۃ المفتین مین ہی - اور کہا کہ میری یہ اراضی صدقہ موقوفہ ہی پس جو کچھ اسکا غلہ پیدا ہو پس زید و عبد اللہ کے واسطے ہزار درم ہین عبد اللہ کیواسطے اسمین سے سو درم ہین پھر اسکی آمدنی مین ہزار درم آئے تو اسمین سے عبد اللہ کے سو درم ہونگے اور باقی زید کے واسطے ہونگے اور اگر اسکی آمدنی مین پانچ سو درم حاصل ہوئے تو پانچ سو درم دونون کے درمیان دس سہام پر تقسیم ہونگے جسمین سے ایک حصہ فقط عبد اللہ کو ملیگا اور باقی زید کو ملینگے اور اگر اُسنے کہا کہ جو کچھ اللہ تعالے اسمین آمدنی عطا فرماوے اسمین سے ہر سال ہزار درم نکالے جاوین جسمین سے عبد اللہ کو سو درم دیے جاوین اور باقی زید کے واسطے ہونگے پھر اسکی آمدنی ہزار درم سے کم آئی تو پہلے عبد اللہ کو سو درم دیدیے جاوینگے پھر اگر کچھ باقی رہا تو وہ سب زید کا ہوگا اور اگر کچھ نہ بچا تو زید کو

کچھ نہ ملیگا یہ محیط مین ہی - اور اگر اُسنے کہا ہو کہ پس وہ واسطے عبد اللہ و مساکین کے ہی تو نصف واسطے عبد اللہ کے اور نصف واسطے مسکینون کے ہوگا یہ حاوی مین ہی - اور اگر کہا کہ میری اراضی صدقہ موقوفہ ہی پس جو کچھ اللہ تعالے اُسکی آمدنی پیدا فرماوے پس یہ عبد اللہ و فقیرون و مسکینون کے واسطے ہی تو امام ابو یوسف کے قول پر نصف حاصلات عبد اللہ کی اور نصف واسطے فقیرون و مسکینون کے ہوگی اور یہی شیخ ہلال کا قول ہی اور امام اعظم کے قول پر ایک تہائی عبد اللہ کی اور تہائی فقیرون کی اور تہائی مسکینون کی ہوگی اور بنابر قول امام محمد رح کے آمدنی کے پانچ حصے کیے جاوینگے جمین سے ایک حصہ عبد اللہ کا اور دو حصے فقیرون کے اور دو حصے مسکینون کے ہونگے اور اُسکی نظیر جامع کی کتاب الوصایا مین ہی یہ ظہیریہ مین ہی اور اگر کہا کہ واسطے میری قرابت اور میرے پڑوسیون اور میرے آزاد کیے ہوؤن اور مسکینون کے ہی تو قرابت مین سے ہر ایک اور پڑوسیون مین سے ہر ایک اور آزاد کیے ہوؤن مین سے ہر ایک شخص ایک ایک حصہ کے ساتھ اور مساکین سب کے سب ایک حصہ کے ساتھ شریک کیے جاوینگے یہ خزانۃ المفتین مین ہی - اور کہا کہ واسطے میری قرابت اور واسطے مساکین کے ہی تو قرابت مین سے ہر ایک شخص ایک ایک حصہ سے اور جملہ مساکین ایک حصہ سے شریک کیے جاوینگے یہ حاوی مین ہی - اور اگر کہا کہ فقیرون اور قرضہ سے لدے ہوؤن اور فی سبیل اللہ اور گردنین آزاد کرنے کیواسطے ہی تو امام محمد رح کے نزدیک انمین سے ہر فریق دو سہام سے شریک کیا جائیگا اور امام ابو یوسف کے نزدیک ایک حصہ سے شریک کیا جائیگا یہ محیط مین ہی - اور اگر کہا کہ میری یہ اراضی صدقہ موقوفہ وجوہ صدقات پر ہی تو وجوہ صدقات نہ ہین جو قرآن مجید مین آیت زکوۃ مین مذکور ہین چنانچہ کتاب الزکوۃ مین باب المصرف مین مفصل ذکر ہوا ہی ولیکن فرق اتنا ہی کہ وقف کی صورت مین عاملون کو نہ دیا جائیگا اور جنکی تالیف قلوب مقصود ہوتی ہی وہ تو زکوۃ و وقف سب سے جاتے رہے ہین پس انکے سواے جو باقی قسمین رہی ہین انپر تقسیم کیا جائیگا یہ ظہیریہ مین ہی - اور اگر اُسنے کہا ہو کہ وجوہ صدقات و وجوہ البر پر وقف ہی تو فقرا و مساکین ایک حصے سے اور گردنین آزاد کرانے کے واسطے ایک حصہ سے اور قرضہ سے لدے ہوؤن کے واسطے ایک حصہ سے اور فی سبیل اللہ ایک حصہ سے اور ابن السبیل یعنے مسافر کے لیے ایک حصہ سے اور وجوہ البر کے واسطے تین حصہ سے شرکت رکھی جائیگی - اور اگر اُسنے کہا کہ واسطے فقیرون و قرض سے لدے ہوؤن اور فی سبیل اللہ اور حج کے صدقہ موقوفہ ہی اور انمین سے ہر ایک کے واسطے کچھ درم معلوم بیان کر دیے پھر اسکی آمدنی اس سے زیادہ ہوئی تو جسقدر زیادہ ہی وہ ان سب وجوہ کی تعداد پر تقسیم ہوکر ہر وجہ مین مساوی بڑھایا جائیگا یہ حاوی مین ہی - ایک شخص نے اپنی اراضی کسی شخص پر وقف کی اور شرط کی کہ اسکو ماہواری بقدر اسکی کفایت کے دیا جاوے حالانکہ اس شخص کے عیال نہین ہین پھر اسکے عیال ہوگئے تو اسکو اسکی اور اسکے عیال کی کفایت کے لایق دیا جایا کریگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - اور اگر کسی نے ایک قوم پر وقف کیا مگر اُنھون نے قبول نہ کیا تو اسمین دو صورتین ہین ایک یہ کہ سب نے رد کر دیا دوم آنکہ بعض نے رد کیا پس اگر سب نے رد کر دیا تو وقف جائز رہیگا اور غلہ فقیرون پر تقسیم ہو اور اگر بعض نے رد کیا تو دیکھا جاوے کہ جس لفظ سے انپر وقف کیا ہی یہ لفظ ان باقیون پر جنھون نے قبول کیا ہی بولا جاتا ہی تو پورا غلہ انھین باقیون کا ہوگا اور اگر یہ لفظ ان باقیون پر نہین بولا جاتا ہی تو جنھون نے نہین قبول کیا ہی اُنکا حصہ فقیرون پر صرف کیا جائیگا اور اسکی مثال یہ ہی کہ اگر اُسنے اولاد عبد اللہ پر وقف کیا پس بعض اولاد نے قبول نہ کیا تو تمام غلہ باقیون پر تقسیم ہوگا اور اگر اُسنے زید و عمرو پر وقف کیا پس زید نے قبول نہ کیا تو اُسکا حصہ فقیرون پر تقسیم ہوگا یہ حاوی مین ہی - اور اگر اُسنے کہا کہ میری اراضی صدقہ موقوفہ اولاد عبد اللہ و اُنکی نسل پر ہی پس سب کے ایکبارگی

قبول نہ کیا تو یہ غلہ فقیرون کا ہوگا پھر غلہ اسکے بعد پیدا ہوا پس اُنھون نے قبول کیا تو غلہ انکے واسطے ہو جائیگا یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر اسکے بعد اُسکا کوئی بچہ پیدا ہوا پس اُسنے قبول کیا تو غلہ اُسکا ہوگا یہ محیط مین ہی۔ پس اگر اُسنے ایکسال غلہ قبول کیا پھر کہا کہ مین نہین قبول کرتا ہون تو اُسکو یہ اختیار نہین ہی اور اُسکا رد کرنا کچھ موثر نہ ہوگا اور فقیہ ابوجعفر نے فرمایا کہ لی ہوئی آمدنیون کے حق مین یہ جواب صحیح ہی اسواسطے کہ وہ سب اسکی ملک ہو گئی ہین پس اُنکو رد نہین کر سکتا ہی اور رہے وہ غلات جو آیندہ پیدا ہونگے تو اُنمین اسکی کچھ ملک نہین ہی ہان فقط حق اسکا اُنمین ثابت ہی اور خالی حق اگر رد کیا جاوے تو رد ہو سکتا ہی یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر زید پر اور اسکے بعد اُسکی نسل پر وقف کیا ہو پس زید نے کہا کہ مین نہین قبول کرتا ہون نہ اپنے نفس کے واسطے اور نہ اپنی نسل کے واسطے تو اپنے نفس کے واسطے اُسکا رد کرنا جائز ہی اور اسکی نسل و اولاد کے حق مین اسکا رد کرنا نہین جائز ہی اگرچہ اُسکا فرزند صغیر ہو یہ حاوی مین ہی۔ اور اگر اُسنے کہا کہ مین ایک سال قبول کرتا ہون تو ایسا ہی ہوگا جیسا اُسنے کہا ہی اور اُسکا قبول کرنا فقط ایک سال کے واسطے موثر ہوگا اور اسی طرح اگر اُسنے کہدیا کہ اسکے ماسوائے مین قبول نہین کرتا ہون تو بھی یہی حکم ہی کذا فی الذخیرہ اسی طرح اگر کہا کہ مین نصف آمدنی قبول کرتا ہون اور نصف نہین قبول کرتا ہون تو بھی اُسکے قول کے موافق ہوگا۔ اور اگر وقف کرنے والے نے کہا کہ عبداللہ و زید پر جبتک دونون زندہ رہین پھر دونون مین سے ایک مرگیا تو دوسرے کا نصف اسکو بحالہ ملیگا اور اگر اُسکا یہ کہنا کہ جب دونون زندہ رہین اُسمین سے دوسرے کا حصہ باطل نہ ہوگا۔ اور اگر اُسنے کہا کہ عبداللہ اور اسکے بعد زید پر وقف ہی پھر عبداللہ نے اس وقف کے قبول کرنے سے انکار کیا تو وہ زید کے واسطے ہوگا اور اگر عبداللہ نے کہا کہ مین نے قبول کیا اور زید نے کہا کہ مین نہین قبول کرتا ہون تو وہ عبداللہ کے واسطے جبتک زندہ رہے برابر جاری رہیگا اور جب عبداللہ مرجاوے تو وہ فقیرون کے واسطے ہوگا یہ حاوی مین ہی۔

چھٹا باب وقف مین دعوی و شہادت کے بیان مین۔ اور اسمین دو فصلین ہین

فصل اول دعوی کے بیان مین۔

اگر کسی نے ایک زمین فروخت کی پھر کہا کہ مین اسکو وقف کر چکا تھا یا کہا کہ یہ زمین میری اور یہ وقف ہی پس اگر اسپر گواہ قائم نہ ہووے اور اُسنے مدعاعلیہ سے قسم لینی چاہی تو ایسا نہین کر سکتا ہی اسواسطے کہ قسم لینے کی شرط یہ ہی کہ پہلے صحیح دعوی ہووے حالانکہ یہان بسبب تناقض کے دعوی صحیح نہ ہوا اسلیے کہ وقف مقتضی عدم ملک و بطلان بیع ہی اور خود یہان بیع کی ہی جو مقتضی ملک ہی اور اگر اُسنے وقف ہونے پر گواہ قائم کیے تو مختار یہ ہی کہ گواہ سنے جاوینگے اسواسطے کہ دعوی اگرچہ بسبب تناقض کے باطل ہوا ہی مگر گواہی باقی رہی ہی کہ وقف پر بدون دعوی کے گواہی سنی جاتی ہی یہ غیاثیہ مین ہی اور جب گواہی سنکر قبول ہوئی تو بیع لوٹ جائیگی یہ واقعات حسامیہ مین ہی۔ اور فتاوے نسفی مین ہی کہ یہ ذکر فرمایا کہ وقف پر گواہی بدون دعوے کے صحیح ہی (یعنے بیع باطل ہونے کا حکم دیا جائیگا ۱۲) اور اسکو مطلقاً فرمایا کوئی تفصیل نہین فرمائی حالانکہ علی الاطلاق یہ جواب صحیح نہین ہی بلکہ صحیح اس تفصیل سے ہی کہ ہر وقف جو حق اللہ تعالی ہو اُسپر بدون دعوی کے گواہی صحیح ہی اور ہر وقف جو حق العباد ہو تو اُسکے وقف ہونے پر بدون دعوی کے گواہی صحیح نہین ہی (یعنے اسکے وقف ہونے پر ۱۲) کذا فی الذخیرہ اور شیخ رشید الدین نے یہ تفصیل ذکر کرکے کہا کہ امام فضلی رح نے اسی طرح تفصیل فرمائی ہی اور یہی مختار ہی اور یہ امام ابوالفضل کرمانی کا فتوے ہی یہ فصول عمادیہ مین ہی اور اسصورت مین مشتری کو یہ اختیار نہین ہی کہ ثمن وصول کر لینے کی غرض سے اس اراضی کو اپنے قبضہ مین روک رکھے (یعنے واپس لینے تک ۱۲) یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اور اگر بائع نے دعوی کیا کہ یہ اراضی فلان مسجد پر وقف ہی اور گواہ پیش کیے تو قبول ہونگے

اور بیع ٹوٹ جائیگی اور یہم اسی کو اختیار کرتے ہین اور بعض نے فرمایا کہ بائع کے کلام مین تناقض نہ ہوگا اور وہ متناقض نہین قرار دیا جائیگا اور اول اصح ہے یہ ذخیرہ مین ہے۔ اور اگر اُسنے یہ نہ کہا کہ یہ زمین مجھپر وقف ہے تو شیخ نسفی نے اپنے فتاوی مین ذکر فرمایا ہے کہ ایسا دعوی بالکل سرے سے مسموع نہ ہوگا یہ خلاصہ مین ہے اور اگر اُسنے دوسرے سے کہا کہ یہ اراضی مجھپر وقف ہے پھر اسکے بعد دعوی کیا کہ مجھپر وقف ہے تو اُسکا دعوی مسموع نہ ہوگا یہ ذخیرہ مین ہے۔ اور اگر دعوی کیا کہ یہ زمین میری ملک ہے مین نے اُسکو اپنے باپ سے میراث پایا ہے پھر دعوی کیا کہ اسکو میرے باپ نے مجھپر وقف کیا ہے تو بسبب تناقض کے دعوی مسموع نہ ہوگا۔ اور اگر وقف کیے ہوئے مکان کا متولی ہونا قبول کیا یاکسی ترکہ کا وصی ہونا قبول کیا اور یہ قبول کرنا بعد اس امر سے آگاہ ہونے اور یقین جاننے کے تھا کہ یہ ترکہ ہے یا وقف ہے پھر دعوی کیا کہ یہ میری ملک ہے تو دعوی مسموع نہ ہوگا اور اگر پہلے وقف ہونے کا دعوی کیا پھر میراث ہونے کا دعوی کیا تو بھی دعوی مسموع نہ ہوگا لیکن اگر اُسنے دونون دعوون مین اسطرح توفیق دی اور بات بنائی کہ میرے باپ نے پہلے مجھپر وقف کیا تھا ولیکن یہ وقف لازم نہین ہونے پایا تھا کہ میرا باپ مرگیا تو یہ دعوی قبول ہوگا اور اگر کسی مکان یا زمین کی نسبت دعوی کیا کہ یہ میری ہے پھر دعوی کیا کہ یہ وقف ہے تو صحیح جواب یہ ہے کہ اگر اُسنے اس عقار کے رقبہ کا دعوی بسبب اپنے متولی ہونے کے کیا تھا تو دونون دعوؤن مین توفیق ہوسکتی ہے اسواسطے کہ عادت کے موافق وقف کو متولی اپنی طرف نسبت کرتا ہے بدین اعتبار کہ اسکو اسمین تصرف کا اور اسکی بابت خصومت کرنے کا اختیار حاصل ہوتا ہے اور اگر کسی مکان کی نسبت دعوی کیا کہ یہ میری ملک ہے پھر دعوی کیا کہ یہ وقف ہے کہ اسکو فلان شخص نے فلان مسجد پر وقف کیا ہے تو وقف کا دعوی مسموع نہ ہوگا یہ خزانۃ المفتین وفصول عمادیہ مین ہے۔ اور فتاوی نسفے مین مذکور ہے کہ اگر زمین کے مشتری نے بائع پر دعوی کیا کہ یہ زمین وقف ہے اور تونے میرے ہاتھ اُسکو جب فروخت کیا تو بغیر حق فروخت کیا ہے تو فرمایا کہ مشتری کو اس خصومت کا اختیار نہین ہے بلکہ اسکا اختیار متولی کو ہے اور اگر اُسکا کوئی متولی نہو تو قاضی ایک متولی مقرر کریگا جو اُس سے مخاصمہ کریگا اور وقف ہونے کو ثابت کریگا پھر جب یہ بات ثابت ہوگئی تو بیع کا باطل ہونا ظاہر ہو جائیگا پس مشتری اپنا ثمن اپنے بائع سے واپس لیگا یہ محیط مین ہے۔ اور اگر کسی متولی نے مشتری پر دعوی کیا کہ یہ مکان وقف ہے فلان کی اولاد پر اور اُسنے مشتری پر استحقاق ثابت کیا پس مشتری نے چاہا کہ بائع سے ثمن واپس لے پس بائع نے کہا کہ ہان فلان نے اسکو فلان مذکور کی اولاد پر وقف کیا تھا لیکن جب وقف کرنیوالا مرا تو اسکے وارثون نے قاضی کے حضور مین مقدمہ پیش کیا حتی کہ قاضی نے اُسکے وقف کے باطل ہونیکا حکم دیدیا اور مین وقف کنندہ کا وارث تھا پس ہم سب نے ترکہ کو باہم تقسیم کیا تو یہ مکان میرے حصہ مین آیا پس میری بیع صحیح واقع ہوئی ہے تو اُس سے دعوی وقف مندفع ہو جائیگا اور مشتری کے قبضہ مین باقی رہیگا یہ فصول عمادیہ مین ہے۔ اور اگر وقف کا دعوے کیا یا گواہون نے وقف کی گواہی دی اور انھون نے وقف کرنیوالے کو بیان نہ کیا تو خصاف نے ادب القاضی کے باب قبض المحاضر من دیوان القاضی المعزول مین ذکر فرمایا ہے کہ وقف کا دعوی اور وقف پر گواہی بدون بیان وقف کرنیوالے کے صحیح ہے یہ فتاوی قاضی خان مین ہے۔ ایک نے دعوی کیا کہ یہ اراضی مجھپر وقف ہے تو دعوے مسموع نہ ہوگا اور یہ جو مذکور ہے کہ دعوی مسموع ہوگا تو یہ اسی شخص سے مسموع ہوگا جو متولی ہووے اور فتاوے مین لکھا ہے کہ اگر اُسنے دعوی کیا کہ مجھپر وقف ہے تو دعوے مسموع ہوگا ولیکن اول اصح ہے اور اسی پر فتوے ہے یہ خلاصہ مین ہے۔ اور شیخ رشید الدین نے فتاوے مین ذکر فرمایا ہے کہ جسپر وقف ہے اُسنے دعوی کیا کہ یہ مجھپر وقف ہے پس اگر اُسکا دعوی باجازت قاضی ہو تو بالاتفاق صحیح ہوگا اور اگر قاضی کی بغیر اجازت ہے تو اُسمین دو روایتین مین

جنمین سے اصح یہ ہی کہ ایسا دعوی نہین صحیح ہی اسلیے کہ اُسکا حق فقط اسکی آمدنی سے متعلق ہی اور کچھ نہین ہی پس اورکسی چیز کے واسطے خصم نہین ہوسکتا ہی۔ اور اگر ایک جماعت پر وقف ہو پس انمین سے ایک نے بدون اجازت قاضی کے دعوی کیا کہ یہ وقف ہی تو نہین صحیح ہی اور اسمین بھی ایک روایت ہی کوئی مختلف روایت نہین ہی اور نیز فتاوے رشید الدین مین مذکور ہی کہ جو شخص وقف کی آمدنی کا مستحق ہی تو اُسکی آمدنی کا دعوی نہین کر سکتا ہی بلکہ اُسکا دعوی متولی کر سکتا ہی یہ فصول عمادیہ مین ہی۔ وقف والے نے اگر چاہا کہ وقف کے معاملات مین دعوی کی سماعت کرے اور گواہون پر یا قسم سے باز رہنے پر حکم کرے تو دیکھا جائیگا کہ اگر سلطان نے اسکو یہ اختیار دیا ہی خواہ صریح یا بدلالت ثابت ہو تو اُسکا حکم جائز ہوگا ورنہ نہین یہ واقعات حسامیہ مین ہی۔ ایک زمین ایک حاضر کے قبضہ مین ہی اور دوسری زمین ایک دوسرے کے قبضہ مین ہی جو غائب ہی پس زید نے اس حاضر پر دعوی کیا کہ یہ دونون زمینین مجھپر وقف ہین کہ ان دونون کو اُسکے دادا نے مجھپر اور میری اولاد اور اولاد کی اولاد پر وقف کیا ہی تو شیخ ابوجعفر ہندوانی نے فرمایا کہ اگر گواہون نے یہ گواہی دی کہ یہ دونون زمینین وقف کرنیوالے کی تھین اور اُسنے ان دونون کو ایک ساتھ وقف کیا ہی تو دونون زمینون کے وقف ہونے حکم دیا جائیگا اور اگر گواہون نے انکے جدا جدا وقف کرنے کی گواہی دی تو فقط اسی زمین کے وقف ہونے کا حکم دیگا جو حاضر کے قبضہ مین ہی یہ فتاوی قاضی خان مین ہی۔ دو بھائیون کے درمیان ایک وقف ہی جنمین سے ایک مر گیا اور یہ وقف سب کی اولاد اور دوسرے زندہ کے پاس رہا پھر زندہ نے اپنے بھائی کی اولاد مین سے ایک کے اوپر گواہ قائم کیے کہ یہ وقف بطنًا بعد بطن ہی یعنے جب اول پشت والے گذر جاوین تب دوسری پشت والون کو ملے اور حال یہ ہی کہ باقی اولاد برادر میت غائب ہین اور وقف کرنیوالا ایک اور وقف ایک ہی تو گواہ مقبول ہونگے اور بھائی کا یہ فرزند جو حاضر جسپر دعوی کیا ہی یہ سب باقیون کی طرف سے بھی خصم ہوگا اور اگر برادر میت کی اولاد نے گواہ دیے کہ یہ وقف ہمپر اور تجھپر مطلقًا ہی یعنے بطنًا بعد بطن کی قید نہین ہی تو برادر زندہ یعنے جسنے بطنًا بعد بطن وقف کے گواہ قائم کیے ہین اُسکے گواہ اولے ہونگے یعنی وہی مقبول ہونگے یہ قنیہ مین ہی۔ ایک باغ انگور زید کے قبضہ مین ہی اُسکا عمرو نے دعوی کیا پس زید نے کہا کہ مین نے اس باغ کو وقف کے شرایط کے ساتھ وقف کیا ہی اور عمرو کے پاس گواہ نہین ہین پس عمرو نے زید سے قسم طلب کی تو اگر عمرو نے اس غرض سے قسم چاہی ہی کہ اگر یہ قسم سے انکار کرے تو مین باغ مذکور لے لون تو زید پر قسم عاید نہ ہوگی اور اگر اس غرض سے قسم چاہی ہی کہ اگر انکار کرے تو اس سے قیمت لے لون تو زید پر قسم عاید ہوگی یہ مضمرات مین ہی۔ ایک بیت کے اوپر دوسرا بیت ہی اور یہ بیت متصل مسجد ہی کہ مسجد کی صف نیچے والے بیت کی صف سے متصل ہی اور نیچے والے بیت مین گرمیون وجاڑون مین نماز پڑھی جاتی ہی پھر اہل مسجد نے اور ان لوگون نے جو اوپر والے بیت مین رہتے ہین اختلاف کیا اور اوپر کے بیت والون نے کہا کہ یہ ہماری ملکیت مین بطریق میراث آیا ہی تو قول انھین کا قبول ہوگا یہ محیط مین ہی۔ زید نے ایک مکان پر جو عمرو کے قبضہ مین ہی دعوی کیا کہ یہ مکان اپنی اصل و عمارت سے [یعنے میراث ملا ہی ۱۲] میری ملک ہی اور مدعا علیہ نے اُس سے انکار کیا اور دعوی کیا کہ یہ فلان مسجد کی حاجات و اصلاح کے واسطے وقف ہی پس مدعی نے اپنے دعوے پر گواہ قائم کیے اور اسکے نام حکم دیدیا گیا اور اسکے واسطے اسکی ملکیت کا سجل قاضی نے لکھدیا پھر مدعی نے اقرار کیا کہ اصل مکان یعنی زمین ورقبہ اُسکا وقف ہی اور اسکی عمارت میری ہی تو اسکا دعوی اور حکم وسجل سب باطل ہو گیا ایسا ہی فتاوے اہل سمرقند مین لکھا ہی کذا فے المضمرات۔ ایک نے ایک مکان کا دعوے کیا اور اسکے نام اسکی

ملکیت کا حکم ہوگیا پھر متولی نے دعوے کیا کہ اسکی زمین وقف ہی اور گواہ قائم کیے پس اگر مدعی مذکور نے مکان کا دعوی زمین وعمارت سمیت کیا تھا تو متولی کے گواہ قبول نہونگے اور اگر اُسنے دعوی مکان مع اسکی عمارت کے نہین کیا تھا تو زمین وقف رہیگی - اور اگر ایک مکان کا دعوی کیا اور قبضہ حاصل کر لیا پھر متولی نے رقبہ مکان کا استحقاق ثابت کر دیا تو اسکی عمارت مدعی کی ملک مین باقی رہیگی یہ فصول عمادیہ مین ہی - ایک مکان دو بھائیون پر وقف ہی جنمین سے ایک غائب ہوگیا اور جو حاضر رہا اُسنے نو برس تک اسکی آمدنی وصول کی پھر جو حاضر تھا یہ مر گیا اور اپنا وصی چھوڑا پھر جو غائب ہوگیا تھا وہ حاضر آیا اور اُسنے وصی سے اپنے حصہ غلہ کا مطالبہ کیا تو فقیہ ابو جعفر نے فرمایا ہی کہ جو حاضر تھا جسنے آمدنی وصول کی ہی اگر وہی اسکا متولی تھا تو غائب مذکور کو اختیار [آمدنی ۱۲] رہوگا کہ اپنے حصہ حاصلات کو اسکے ترکہ سے وصول کر لے اور اگر خاص وصول کرنیوالا اُس وقف کا [اس وقف کا] متولی نہو ولیکن بات یہ تھی کہ دونون بھائیون نے ساتھ ہی اس وقف کو اجارہ پر دیا تھا تو بھی یہی حکم ہی اور اگر اسکو اجارہ پر فقط اسی حاضر نے دیا تھا تو قضاءً پوری اجرت اسی حاضر کی ہوگی مگر سب اسکو حلال نہوگی بلکہ جو وصول کی ہی اُسمین سے بقدر حصہ غائب کے صدقہ کر دے یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - زید کے قبضہ مین نصف مکان ہی عمرو نے دعوی کیا کہ مین نے اس دار کو وقف کیا ہی اور حال یہ کہ وہ میری ملک تھا اور پورے مکان کے وقف کے گواہ قائم کیے تو مقبول ہونگے اسواسطے کہ مدعی نے پورے دار کے وقف کا دعوی کیا ہی مگر بات اتنی ہی کہ اُسنے گواہ قائم کیے ایک قابض پر جتنا اسکے قبضہ مین تھا اُس کل مین یہ بھی آگیا اور کل اُسکا مقبوضہ وقف کیا ہوا ثابت ہوا یہ مضمرات مین ہی - اور اگر کسی نے وقف مین کچھ دعوی کیا تو یہ دعوی ان لوگون کے مقابلہ مین جنپر وقف ہی مسموع نہوگا بلکہ بمقابلہ قیم کے یا وقف کنندہ کے مسموع ہوگا یہ فتاوی غیاثیہ مین ہی - اور اگر متولی نے وقف ہونے پر گواہ قائم کیے اور کسی مدعی نے اپنی ملک ہونے پر گواہ دیے اور فی الحال قبضہ متولی کا ہی تو قابض کے گواہ مسموع نہونگے بلکہ غیر قابض مدعی کے گواہون پر حکم ہوگا پھر اگر اسکے بعد متولی نے خارج ہوکر وقف ہونے کے گواہ دیے تو مسموع نہونگے [اسکا قول قبول ہوگا ۱۲] اور امام ابو یوسف سے روایت ہی کہ متولی قابض کے گواہ وقف ہونے کے قبول ہونگے اور مدعی غیر قابض کے گواہ ملک مقبول نہونگے مگر فتوے امام اعظم وامام محمد کے قول پر ہی [یعنے قول اول ۱۲] یہ فصول عمادیہ مین ہی - اور اگر خالد نے ایک مکان کی ملک کا دعوی کیا اور مکان مذکور ایک متولی کے قبضہ مین ہی اور وہ کہتا ہی کہ اسکو زید نے فلان مسجد پر وقف کیا ہی اور قاضی نے مدعی یعنے خالد کے نام حکم دیدیا پھر دوسرا متولی آیا اور اُسنے خالد یعنی مدعی مذکور پر دعوی کیا کہ اسکو عمرو نے فلان مسجد پر وقف کیا ہی تو دعوی وگواہ مقبول ہونگے اور اگر قاضی نے کسی کو حکم دیا کہ مکان وقف کو ماہواری کرایہ پر دیا کرے تو یہ شخص کسی مدعی کا خصم نہین ہوگا اور اسیطرح اگر اراضی کا کاشتکار ہو تو اسپر بھی دعوے نہین صحیح ہوتا ہی خواہ اراضی وقف کا کاشتکار ہو یا غیر وقف کا اور اسی طرح اگر کاشتکار کے پاس اراضی کی آمدنی جمع ہوتی ہی یا مکان وقف کی آمدنی جمع ہوتی ہو اگر اُسکا کسی نے دعوی کیا تو اس کاشتکار یا غلہ دار کے اوپر نہین صحیح ہی یہ خزانۃ المفتین مین ہی -

فصل دوم گواہی کے بیان مین

- اگر دو گواہون نے ایک شخص پر گواہی دی کہ اسنے اپنی زمین وقف کی ہی اور گواہون نے اس زمین کے حدود بیان نہ کیے تو گواہی باطل ہی اسیطرح اگر دونون مین سے ایک نے حدود بیان کیے اور دوسرے نے نہ بیان کیے تو بھی یہی حکم ہی کہ گواہی باطل ہی اور اگر دونون نے گواہی دی کہ اسنے اپنی وہ زمین جو فلان مقام پر ہی وقف کی اور دونون نے کہا کہ ہم سے اسنے اسکے حدود بیان نہ کیے تو گواہی باطل ہی اور امام خصاف نے فرمایا ولیکن اگر یہ اراضی مشہورہ ہو کہ اسکی شہرت کی وجہ سے اسکے حدود

بیان کرنے کی حاجت نہ رہی ہو توایسی صورت مین اُسکے وقف ہونے کا حکم دونگا اور اگر گواہون نے اسکی دو حدین بیان کی ہون تو ہمارے نزدیک مشہور قول یہ ہی کہ گواہی غیر مقبول ہی اور اگر گواہون نے تین حدین بیان کی ہون تو ہمارے علمای ثلثہ کے نزدیک گواہی مقبول ہوگی یہ محیط مین ہی- اور اگر گواہون نے اسکی تین حدین بیان کین اور کہا کہ ہمارے سامنے اُسنے فقط انھین تین حدون کا اقرار کیا تھا تو گواہی جائز ہوگی یہ حاوی مین ہی- اور امام خصاف سے دریافت کیا گیا کہ جب ہم نے تین حدون کی گواہی قبول کی تو چوتھی حد کی نسبت کیونکر حکم کرین تو فرمایا کہ بمقابلہ تیسری حد کے قرار دونگا کہ وہ حد اول کے شروع تک پہونچ جاوے یہ محیط مین ہی- اگر دونون گواہون نے گواہی دی کہ اسنے اپنی زمین جو فلان مقام پر ہی وقف کی اور ہم سے اسکے حدود بیان کیے تھے مگر ہم بھول گئے ہین تو انکی گواہی قبول نہ ہوگی یہ ذخیرہ مین ہی- اور اگر دو گواہون نے ایک شخص پر گواہی دی کہ اسنے اپنی زمین وقف کی اور ہم سے اسکے حدود بیان نہین کیے ولیکن ہم اسکے حدود جانتے ہین تو ہلال نے ذکر فرمایا ہی کہ قاضی انکی گواہی قبول نہ کریگا اور قاضی امام ابوزید شروطی نے فرمایا کہ اسکی تاویل یہ ہی کہ باوجود اس کہنے کے گواہون نے قاضی سے اُسکے حدود بیان نہین کیے اور اگر بیان کیے اور ٹھیک ہین تو گواہی قبول ہوگی اور امام خصاف نے فرمایا کہ مین اس گواہی کو جائز رکھتا ہون اور حکم دونگا کہ زمین مذکور اپنے حدود سے وقف ہی اور گواہون سے کہونگا کہ حدود بیان کرو پس جو حدود بیان کرینگے انھین کے ساتھ حکم دونگا یہ ظہیریہ و محیط و ذخیرہ مین ہی- اور شیخ ہلال نے فرمایا کہ اور اسی طرح اگر گواہون نے کہا کہ اس شخص کی اس شہر مین سواے اس زمین کے اور زمین نہتھی توبھی قبول نہ ہوگی یہ محیط مین ہی- اور اگر گواہون نے گواہی دی کہ اسنے اپنی زمین وقف کی اور ہم سے اسکے حدود بیان نہین کیے ولیکن ہم اسکی زمین کو پہچانتے ہین تو قبول نہ ہوگی کیونکہ شاید وقف کرنے والے کی اور زمین بھی ہو سواے اسکے جسکو وقف کیا ہی اور جسکو گواہ پہچانتے ہین اور اسی طرح اگر گواہون نے یہ کہا ہو کہ ہم اُسکی اور کوئی زمین نہین جانتے ہین توبھی گواہی مقبول نہ ہوگی اسلیے کہ شاید اسکی اور زمین ہو مگر اسکو یہ دونون گواہ نہ جانتے ہون یہ فتاوے قاضی خان مین ہی- اور اگر گواہون نے گواہی دی کہ اسنے ہمکو گواہ کیا تھا کہ اسنے اپنی وہ زمین وقف کی جسمین یہ ہی اور اُسنے ہم سے حدود بیان نہین کیے تھے تو گواہی جائز ہی یہ ذخیرہ مین ہی اور امام رح نے فرمایا کہ اُسکی تاویل یہ ہی کہ گواہون نے اُسکو قاضی سے بیان کر دیا کہ فلان زمین ہی اور اسکو گواہ جانتے تھے اور اگر اُنھون نے اظہار نہ کیا ہو تو گواہی قبول نہوگی یہ ذخیرہ مین ہی- اور اگر گواہون نے کہا کہ اسنے ہم سے اُسکے حدود بیان کیے تھے مگر ہمین یاد نہین ہی کہ اسنے ہم سے کیا حدود بیان کیے تھے تو گواہی باطل ہی یہ محیط مین ہی اور دونون نے گواہی دی کہ اسنے اپنی زمین وقف کی اور زمین کے حدود بیان کیے ولیکن ہم یہ نہین جانتے ہین کہ یہ زمین کہان واقع ہی تو انکی گواہی جائز ہی اور مدعی کو تکلیف دیجائیگی کہ گواہ قائم کرے کہ جسکا دعوی کرتا ہی وہ یہی زمین ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی- اور اسی طرح اگر دونون نے کہا کہ ہمکو اسنے اسکے حدود پر پھرایا اور حدود کو نام رکھکر بیان نہین کیا تو گواہی مقبول ہی پس اگر گواہون نے حدود پر گواہی دی اور کہا کہ ہم پہچانتے نہین ہین تو گواہی جائز ہی اور مدعی کو تکلیف دیجائیگی کہ ایسے گواہ لاوے جو حدود کو پہچانتے ہون یہ حاوی مین ہی- اور اگر دونون نے گواہی دی کہ اسنے ہمارے سامنے اقرار کیا کہ اسنے اپنا حصہ اس اراضی مین سے جو فلان مقام پر ہی جسکے حدود چنین وچنان ہین اللہ تعالے کے واسطے صدقہ موقوفہ کر دیا اس حیثیت پر اور آخر مین مساکین پر صدقہ موقوفہ کیا اور یہ حصہ میرا ان جمیع اراضی مین سے ایک تہائی ہی پھر جب حاکم نے معائنہ کیا تو معلوم ہوا کہ اسکا

(یعنے جو وقف کا دعوی کرتا ہو)

حصہ اس اراضی مین سے ایک تہائی سے زائد ہی تو امام خصاف نے فرمایا کہ اسکا تمام حصہ وقف گردانا جائیگا انھین وجوہ پر
جنپر اسنے وقف کیا ہی یہ ظہیریہ مین ہی اور اگر اسکا غلہ ایک قوم پر جنکو بیان کیا ہی اور بعد انکے مسکینون پر وقف کیا پھر
جن لوگون پر وقف کیا ہی انھون نے اسکی تصدیق کی اور انھون نے کہا کہ اسنے فقط تہائی ہمپر صدقہ کی ہی تو امام خصاف
نے فرمایا کہ انکی تصدیق کرنا یا خاموش رہنا اسمین یکسان ہی اور حکم دیا جائیگا کہ اسنے اپنا سب حصہ وقف کیا ہی مگر اس تمام
مین سے فقط زمین کے تہائی حصہ کی آمدنی ان سب لوگون کو جنکو معین بیان کیا ہی دیجائیگی اور باقی مسکینون پر صدقہ
ہوگی یہ ذخیرہ مین ہی - اور اگر گواہون نے گواہی دی کہ اسنے اس دار (مکان ۱۲) یا زمین سے اپنا حصہ یا اس دار مین سے جو کچھ اسنے
اپنے باپ سے میراث پایا ہی وقف کیا ہی اور یہ معلوم نہین کہ وہ کسقدر ہی تو قیاساً یہ گواہی جائز نہین ہی اور استحساناً
جائز ہی یہ حاوی مین ہی - اور اگر گواہون نے وقف کرنیوالے پر گواہی دی کہ اسنے اس اراضی یا دار مین سے اپنا حصہ
وقف کرنے کا اقرار کیا ہی اور گواہون کو یہ نہین معلوم کہ اسکا حصہ اسمین سے کسقدر ہی تو قاضی اس وقف کرنیوالے کو
ماخوذ کریگا کہ اسمین سے اپنے حصہ کی مقدار بیان کرے پس جو کچھ حصہ اسنے بیان کیا اسمین قول اسی کا قبول ہوگا اور
اسقدر کے وقف ہونے کا اسپر حکم دیا جائیگا اور اگر وقف کرنیوالا مر گیا تو اس بیان کے واسطے اسکا وارث اسکے قائم مقام
ہوگا پس جو کچھ اسنے بیان کیا اسی قدر وقف ہونا اسپر لازم ہوگا (یعنے لازم کیا جائیگا یہانتک کہ قاضی کے نزدیک ثابت ہو ۱۲) یہانتک کہ قاضی کے نزدیک اسکے بیان کے سوائے
کچھ اور صحیح ہو پھر جب قاضی کے نزدیک جو کچھ صحیح ہوا ہی اسکے وقف ہونے کا حکم دیگا یہ فصول عمادیہ مین ہی - اور اگر دو گواہون نے
ایک شخص پر یہ گواہی دی کہ اسنے اپنی زمین وقف کی ہی مگر دونون نے اسکا مقام بیان کرنے مین باہم اختلاف کیا پس
ایک نے کہا کہ اسنے اپنی زمین جو فلان مقام پر واقع ہی وقف کی اور دوسرے نے کہا کہ اسنے اپنی زمین جو فلان مقام دیگر
مین واقع ہی وقف کی ہی تو گواہی قبول نہوگی اور اگر دونون نے اسطرح اختلاف کیا کہ اسنے اپنی زمین جو فلان مقام پر
واقع ہی وقف کی ہی اور دوسرے نے کہا کہ اسنے یہ زمین اور ایک دوسری زمین وقف کی ہی تو جسپر دونون نے اتفاق
کیا ہی اسکی بابت گواہی قبول ہوگی اور اسکے وقف ہونے کا حکم دیدیا جائیگا اور اگر دونون مین سے ایک نے کہا کہ اسنے
یہ زمین پوری وقف کی ہی اور دوسرے نے گواہی دی کہ اسنے یہ زمین نصف وقف کی ہی تو نصف پر گواہی قبول ہوگی
اور نصف زمین مذکور کے وقف ہونیکا حکم دیا جائیگا ایسا ہی شیخ ہلال و امام خصاف نے ذکر فرمایا ہی اور اگر دونون مین سے
ایک گواہ نے کہا کہ اسنے اس شخص یا اس کار خیر کے واسطے تہائی غلہ مقرر کیا ہی اور دوسرے نے کہا کہ اسکے واسطے نصف
غلہ قرار دیا ہی تو ان دونون عالمون کے نزدیک تہائی کی بابت گواہی مقبول ہوگی یہ محیط مین ہی - اور اگر دونون مین سے
ایک نے گواہی دی کہ اسنے نصف اس زمین کا مشاع یعنے بے بانٹا ہوا اور جدا تمیز کیا ہوا وقف کیا ہی اور دوسرے
نے کہا کہ اس زمین کا نصف بانٹا ہوا الگ متمیز کیا ہوا وقف کیا ہی تو گواہی مذکور باطل ہی یہ ظہیریہ مین ہی اور اگر ایک نے
گواہی دی کہ اسنے جمعہ کے روز وقف کی ہی اور دوسرے نے گواہی دی کہ اسنے جمعرات کے روز وقف کی ہی یا ایک نے
کہا کہ اسنے کوفہ مین وقف کی ہی اور دوسرے نے کہا کہ اسنے بصرہ (نام شہر ۱۲) مین وقف کی ہی تو گواہی جائز ہی یہ حاوی مین ہی -
اور اگر ایک نے گواہی دی کہ اسنے اپنی زمین بعد میری وفات کے وقف قرار دی ہی اور دوسرے نے کہا کہ اسنے
اپنی زمین وقف صحیح قطعی فی الحال قرار دی تو گواہی باطل ہی اور اگر ایک نے گواہی دی کہ اسنے اسکو اپنی صحت مین وقف
کیا اور دوسرے نے کہا کہ اپنے مرض مین وقف کیا تو دونون کی گواہی جائز ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - اور اگر

ایک نے گواہی دی کہ اسنے اس عقار کو فقیرون پر صدقہ وقف کیا گیا قرار دیا ہی اور دوسرے نے گواہی دی کہ اسنے اسکو مسکینون پر صدقہ موقوفہ قرار دیا ہی تو گواہی مقبول ہوگی اور حاصل یہ ہی کہ جب دونون گواہ اسکے صدقہ موقوفہ ہونے پر متفق ہوئے مگر دونون مین سے ایک کی گواہی مین کوئی زائد بات ہی جسکو دوسرا اپنی گواہی مین نہین کہتا ہی تو جتنے پر دونون متفق ہین اُسقدر ثابت ہوگا یعنے فقیرون پر اسکا صدقہ ہونا ثابت ہوگا اور اسی سے ہم نے نکالا ہی کہ اگر دونون مین سے ایک نے گواہی دی کہ اسنے اسکو عبد اللہ پر صدقہ موقوفہ قرار دیا ہی اور دوسرے نے گواہی دی کہ اسنے اسکو زید پر صدقہ موقوفہ قرار دیا ہی تو یہ فقیرون پر وقف ثابت ہوگی یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر دونون مین سے ایک نے گواہی دی کہ اسنے اسکو عبد اللہ و اسکی اولاد پر وقف کیا ہوا صدقہ قرار دیا ہی اور دوسرے نے گواہی دی کہ عبد اللہ پر صدقہ موقوفہ قرار دیا ہی تو مین اسکو عبد اللہ پر صدقہ موقوفہ ہونے کا حکم دونگا یہ ظہیریہ مین ہی۔ امام خصاف رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی وقف مین بیان فرمایا ہی کہ اگر ایک نے گواہی دی کہ اس شخص نے اسکو عبد اللہ و زید پر صدقہ موقوفہ کر دیا ہی اور دوسرے نے گواہی دی کہ اُسنے خاصۃً عبد اللہ پر صدقہ وقف کیا ہی تو ہم اُسمین سے نصف کا واسطے عبد اللہ کے اور نصف باقی کا واسطے فقیرون کے حکم دینگے اور ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ یہ جو امام خصاف نے فرمایا ہی کہ ہم عبد اللہ کے واسطے تصرف عقار کا حکم دینگے یہ سب اماموں کے قول پر ہونا واجب ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر ایک نے گواہی دی کہ یہ فقیرون پر وقف ہی اور دوسرے نے گواہی دی کہ یہ ثواب کے کامون پر وقف ہی تو گواہی جائز ہوگی اور وقف مذکور کی حاصلات فقیرون پر صدقہ ہوگی یہ حاوی مین ہی۔ امام خصاف نے اپنی وقف مین بیان فرمایا ہی کہ اگر دونون مین سے ایک نے گواہی دی کہ اسنے اس زمین کو فقیرون و مسکینون پر صدقہ موقوفہ کیا ہی اور دوسرے نے گواہی دی کہ اسنے اسکو فقیر و مسکینون و کار ہائے خیر و ثواب پر صدقہ موقوفہ کیا ہی تو ایسی گواہی مقبول ہوگی اور اگر ایک نے گواہی دی کہ اسنے اپنی اراضی کو فقیرون و مسکینون پر صدقہ موقوفہ قرار دیا ہی اور دوسرے نے گواہی دی کہ اسنے اپنی اراضی کو فقیرون و مسکینون اور اپنی قرابت کے فقیرون پر صدقہ موقوفہ کیا ہی تو فرمایا کہ یہ زیادتی مثل کار ہائے ثواب کے زیادتی کے نہین ہی اسواسطے کہ جسنے قرابت کے فقیرون کو زیادہ کیا ہی اُسنے فقیرون و مسکینون کے واسطے تمام حاصلات کی گواہی نہ دی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر گواہون نے گواہی دی کہ یہ زمین اسنے وقف کی ہم دونون پر یا ہم مین سے ایک پر یا ہماری اولاد پر یا ہماری عورتون پر یا ہمارے والدین پر یا اپنی قرابت پر حالانکہ یہ دونون گواہ اسکی قرابت مین سے ہین یا آل عباس پر حالانکہ یہ دونون آل عباس سے ہین یا اپنے آزاد کیئے ہوؤن پر حالانکہ یہ دونون بھی اُسکے آزاد کیے ہوؤن مین سے ہین تو ایسی گواہی باطل ہی اور اگر دونون نے گواہی دی کہ اسنے یہ زمین ہم دونون اور فلان قوم پر وقف کی ہی تو پوری گواہی باطل ہی پھر اگر دونون نے کہا کہ جو کچھ اسنے ہمارے واسطے قرار دیا ہی ہم اسکو قبول نہین کرتے ہین تو باقیون یعنے فلان قوم کے حق مین انکی گواہی جائز ہوگی کہ انکو جو انکے واسطے بیان کیا ہی دیا جائیگا اور ان دونون گواہون کا حصہ فقیرون کے واسطے قرار دیا جائیگا یہ حاوی مین ہی اور اگر دونون گواہون نے وقف کرنے والے کی قرابت کے لیے گواہی دی حالانکہ دونون خود بھی اسکی قرابت سے ہین اور دونون نے کہا کہ جو اسنے ہمارے واسطے کیا ہی ہم نے اسکو قبول نہین کیا ہی تو بھی انکی گواہی مقبول نہوگی اگرچہ ان دونون کی اولاد نہو یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر وقف مین خصومت واقع ہوئی پس دو گواہون نے گواہی دی

کہ یہ وقف کنندہ کے پڑوسیون پر صدقہ موقوفہ ہی حالانکہ دونون گواہ بھی اسکے پڑوسی فقیرون مین سے ہین تو انکی گواہی جائز ہی اور اگر دو گواہون نے ایک اراضی کی نسبت گواہی دی کہ یہ وقف کنندہ کے قرابتی فقیرون پر صدقہ ہی حالانکہ یہ دونون بھی اسکے قرابتی فقیرون مین سے ہین تو دونون کی گواہی قبول نہ ہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - اور اگر دو شخصون نے گواہی دی کہ اسنے یہ زمین اپنی قرابت کے فقیرون پر صدقہ موقوفہ کی ہی حالانکہ یہ دونون بھی اسکی قرابت سے ہین مگر گواہی دینے کے روز دونون تونگر ہین تو گواہی جائز نہ ہوگی اسواسطے کہ اگر دونون فقیر ہو جاوینگے تو انکے واسطے اس وقف سے حصہ ہوگا یہ حاوی مین ہی - اور اگر دو گواہون نے گواہی دی کہ اسنے اپنی یہ اراضی اپنی مسجد کے فقیرون پر وقف کی ہی حالانکہ یہ دونون اسکی مسجد کے فقیرون مین سے ہین تو گواہی جائز ہی - اور اسی طرح اگر اہل مدرسہ نے مدرسہ کے واسطے وقف ہونے کی گواہی دی تو انکی گواہی قبول ہوگی - اور اگر کسی نے ایک چوکی ایک مسجد پر قرآن شریف پڑھنے کے واسطے یا اہل مسجد پر وقف کی اور اہل مسجد مذکور نے اس چوکی کے وقف کی گواہی دی تو یہ مسئلہ ہر دو مسئلہ مذکورہ بالا کی نظیر ہی یعنے اہل مدرسہ نے مدرسہ کے واسطے وقف کی گواہی دی یا اہل محلہ نے اس محلہ کے واسطے وقف کی گواہی دی اسصورت مین کہ اہل مسجد نے چوکی کے وقف کی گواہی دی تو قبول ہونی چاہیے - اور مشائخ نے ان مسئلون مین جواب مین تفصیل فرمائی ہی چنانچہ اہل مدرسہ کی گواہی مین فرمایا کہ اگر گواہ لوگ اس وقف مدرسہ سے وظیفہ لیتے ہون تو انکی گواہی قبول نہ ہوگی اور اگر وظیفہ نہ لیتے ہون تو گواہی قبول ہوگی اور اسی طرح اہل محلہ کی گواہی مین بھی اسی طرح تفصیل فرمائی ہی اور اسی طرح اگر مکتب پر وقف ہونے کی گواہی دی اور گواہ کا لڑکا اس مکتب مین ہی تو گواہی قبول نہ ہوگی اور بعض نے فرمایا ہی کہ ان سب صورتون مین گواہی مقبول ہوگی اور یہی صحیح ہی یہ فصول عمادیہ مین ہی - ایک نے دوسرے پر دعوی کیا کہ اسنے یہ اراضی مساکین پر وقف کی ہی حالانکہ وہ اس سے انکار کرتا ہی پس مدعی نے اسکے اسطرح اقرار کرنے کے گواہ قائم کیے تو مین اسپر حکم دونگا کہ یہ اراضی اسنے مساکین پر وقف کی ہی اور اراضی مذکور اسکے ہاتھ سے نکال لونگا یہ محیط مین ہی - جامع الفتاوی مین ہی کہ گانون مین ایک مکتب و اسکے معلم پر کوئی اراضی مثلاً وقف صحیح کے ساتھ وقف کی ہوئی ہی اور اسکو ایک شخص نے غصب کر لیا پس گانون والون مین سے ایسے لوگون نے جنکا لڑکا اس مکتب مین نہین ہی گواہی دی کہ یہ وقف ہی جسکو فلان بن فلان نے اس مکتب اور اسکے معلم پر وقف کیا ہی تو انکی گواہی جائز ہوگی یہ تاتارخانیہ مین ہی - دو گواہون نے ایک اراضی کی بابت گواہی دی کہ فلان نے اسکو مسجد یا مقبرہ یا کاروان سرا کر دیا ہی پھر دونون نے اس سے رجوع کیا تو یہ اراضی جسکی بابت اسطرح وقف ہونے کی گواہی دی تھی وہ وقف رہیگی اور جس شخص پر انھون نے یہ گواہی دی تھی اسکو اس اراضی کی اس روز کی قیمت جس روز قاضی نے مدعا علیہ پر حکم دیا ہی تاوان دینگے - اور اسی طرح اگر دونون نے گواہی دی کہ اسنے مساکین پر اور فلان پر پھر مساکین پر وقف کیا ہی پھر دونون نے رجوع کیا تو بھی یہی حکم ہی یہ حاوی مین ہی - وقف پر گواہی دینا شہرت پر جائز ہی یعنے مشہور ہو کہ وقف ہی تو گواہ کو جائز ہی کہ اسکے وقف ہونے پر گواہی دے اور اسکے شرائط پر اسطرح گواہی دینا نہین جائز ہی یہ سراجیہ مین ہی - اور شیخ ظہیر الدین مرغینانی فرماتے تھے کہ یہ بیان کرنا ضرور ہی کہ کس جہت پر وقف ہی مثلاً گواہی دین کہ مسجد پر وقف ہی یا مقبرہ پر وقف ہی یا اسکے مانند اور جہت بیان کرین حتے کہ اگر گواہون نے جہت کو اپنی گواہیون مین بیان نہ کیا تو گواہی قبول نہ ہوگی اور یہ جو مشائخ نے فرمایا کہ وقف کے شرائط پر گواہی قبول نہین ہی اسکے یہ معنی ہین کہ جب گواہون نے جہت وقف کو بیان کیا اور یون گواہی دی کہ اس جہت پر وقف ہی تو انکو یہ نہ چاہیے کہ کہین کہ اسکی آمدنی سے پہلے اس جہت پر صرف کیا جائیگا پھر اس جہت پر علی ہذا القیاس

یعنے شہرت پر ۱۲

اور اگر انھون نے اسطرح بھی بیان کیا تو انکی گواہی مقبول نہوگی یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور وقف مین گواہان اصل کی گواہی پر
گواہی بھی مقبول ہوگی یہ ظہیریہ مین ہی اسی طرح شہادت بالتسامع بھی مقبول ہی یعنی حال سنکر اعتماد کر کے اسکے موافق گواہی
ادا کرنی جائز ہی پس اگر گواہون نے تسامع سے گواہی دی اور دونون نے کہا کہ ہم تسامع سے گواہی دیتے ہین
تو دونون کی گواہی قبول ہوگی اگرچہ انھون نے یہ تصریح کر دی کہ ہم تسامع سے گواہی دیتے ہین اسلیے کہ بسا اوقات
گواہ کا سن کل بیس برس کا ہی اور وقف کی تاریخ سو برس ہی یعنی سو برس ہوے جب سے وقف ہی تو قاضی کو یقیناً معلوم
ہوگا کہ یہ گواہ آنکھ سے دیکھی بیان نہین کرتا ہی بلکہ تسامع سے بیان کرتا ہی پس ایسی صورت مین تصریح کر دینا اور خاموش
رہنا دونون یکسان ہین اور شیخ ظہیر الدین نے اسطرف اشارہ کر دیا ہی اور یہ بخلاف دیگر معاملات کے جنمین تسامع سے
گواہی جائز ہی ثابت ہوا کیونکہ دیگر معاملات مین جنمین تسامع سے گواہی جائز ہی اگر گواہ نے تصریح کر دی کہ مین تسامع سے
گواہی دیتا ہون تو مقبول نہوگی یہ فصول عمادیہ مین ہی۔ نوازل مین مذکور ہی کہ شیخ ابو بکر رحمہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک
صدقہ موقوفہ پر ایک ظالم نے ظلم سے قبضہ کیا اور اسکے وقف ہونے سے انکار کیا پس آیا اس گانون والون کو جائز ہی کہ یہ گواہی
دین کہ یہ فقیرون کے واسطے ہی تو فرمایا کہ جسنے وقف کرنیوالے سے سنا ہو اسکو ایسی گواہی دینی جائز ہی اور جسنے نہین سنا
ہی اسکو نہین جائز ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ ایک زمین ایک شخص کے قبضہ مین ہی اسپر ایک قوم نے دعوی کیا کہ فلان شخص
نے یہ زمین ہمپر وقف کی تھی تو یہ لوگ کچھ مستحق نہونگے اسواسطے کہ شاید اسنے اپنی ملک وقف نہ کی ہو کیونکہ آدمی کبھی اپنی غیر ملک
چیز وقف کرتا ہی حالانکہ وہ وقف صحیح نہین ہوتا ہی اور اسی طرح اگر گواہون نے گواہی دی کہ اسنے یہ زمین وقف کی درحالیکہ
اسکے قبضہ مین ہی تو بھی کچھ ثابت نہوگا اسواسطے کہ شاید اسکے قبضہ مین بسبب ودیعت یا غصب کے ہو ہان اگر گواہون
نے گواہی دی کہ فلان نے اس زمین کو اپنر وقف کیا درحالیکہ وہ اسکا مالک تھا تو اس زمین کے وقف ہونے کا حکم
دیا جائیگا اور وقف کنندہ کے وارث یا وصی کی حاضری کی ضرورت نہوگی یہ حاوی مین ہی۔ متصلات اس فصل کے
متصلات سے ذیل کے مسائل ہین۔ ایک شخص ایک شہر کے قاضی کے پاس آیا اور کہا کہ تجھ سے پہلے جو قاضی یہان تھا
مین اسکا امین تھا اور میرے قبضہ مین ایک شخص کا جسکا نام فلان بن فلان تھا صدقہ موقوفہ ہی جسکو اسنے ایک قوم معلوم
پر وقف کیا اور ان لوگون کو اسنے بیان کر دیا تو اسکا قول قبول ہوگا بشرطیکہ وقف کرنیوالے کے وارث نہون اور
سوائے اس شخص کے قول کے اس صدقہ کی بابت اور کچھ معلوم نہو۔ اور اگر وقف کرنیوالے کے وارث ہون اور انھون
نے کہا کہ یہ ہمارے درمیان میراث ہی وقف نہین ہی تو قول وارثون کا قبول ہوگا اور وہ انکے درمیان میراث ہوگا
اور اگر وارثون نے کہا کہ یہ ہمپر اور ہماری نسل پر اور بعد اسکے مساکین پر وقف ہی اور جس شخص کے قبضہ مین ہی اسنے کہا
کہ یہ سوائے تمھارے فقیرون ومسکینون پر وقف ہی تو قول وارثون کا قبول ہوگا۔ اور اگر اس شخص نے جسکے قبضہ مین یہ
اراضی ہی کہا کہ یہ فقیرون ومسکینون پر وقف ہی اور یہ نہ کہا کہ اسکو فلان شخص نے وقف کیا ہی اور ایک قوم نے کہا کہ یہ ہمپر
اور ہماری نسل پر وقف ہی اسکو ہمارے باپ نے وقف کیا ہی تو قاضی اسکے وقف ہونے کا حکم دیدیگا اور وارثون کے
قول پر لحاظ نہ کریگا یہ سب اجناس ناطفی مین مذکور ہی یہ محیط مین ہی۔ جن وقفون پر زمانہ دراز گذر گیا اور اسکے وارث اور
وہ گواہ جو اسکے وقف ہونے پر گواہ ہوئے تھے مر گئے پس اگر اسکے رسوم قاضیون کے دفترون مین موجود ہون کہ انپر
عملدرآمد ہوتا ہو تو جب اس وقف کے لوگون مین تنازع ہوگا تو انھین رسوم کے موافق عمل کیا جائیگا جو قاضیون

جو قاضیون کے دفترون مین موجود ہین اور اگر اسکی رسوم قاضیون کے دفتر مین نہون کہ انپر عمل ہوتا ہو تو یہ وقف صدقہ موقوفہ قرار دیا جائیگا یعنے اُسکے مصرف کی بابت حکم ہوگا پھر جس شخص نے اس وقف مین اپنا حق ثابت کیا اُسکے واسطے حکم دیا جائیگا۔ اور یہ سب اسوقت ہی کہ وقف کرنیوالے کے وارثون مین باقی نہون اور اگر باقی ہون اور اہل وقف نے تنازع کیا تو دونون صورتون مین واقف کے وارثون کی طرف رجوع کیا جائیگا پھر جب اُنہون نے کچھ اقرار کیا تو انکے اقرار کو لیا جائیگا پھر اگر یہ متعذر رہا تو دفتر قاضی کے رسوم کی طرف رجوع کیجائیگی اور اگر یہ بھی متعذر رہا تو یہ صدقہ موقوفہ کرکے چھوڑ دیجائیگی یہان تک کہ اُسکے رسوم پر دلیل قایم ہو یہ مضمرات مین ہی۔ پھر اگر ان لوگون نے جو باہم جھگڑا کرتے ہین آپسمین صلح کرلی اور اسکو لینا چاہا تو استحسانًا قاضی کو روا ہی کہ اسکی آمدنی انہین تقسیم کردے یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور اگر اراضی ایک شخص کے قبضہ مین ہو اور وہ کہتا ہی کہ یہ اراضی فلان شخص کی تھی اُسنے اسکو اس جہت پر وقف کیا اور وارثون نے کہا کہ نہین بلکہ میت نے اسکو ہمپر و ہماری نسل پر اور بعد انکے مسکینون پر وقف کی ہی اور یہ جو وارثون نے کہا ہی یہ اس قاضی کے بیان کے برخلاف ہی تو قاضی اُسکو اسی طریقہ پر جاری رکھیگا جو وارثون نے اقرار کیا ہی بشرطیکہ قاضی کو دفتر محکمہ قضا سے یعنے سابق کے قاضی کے دفتر سے ایسی تحریر وقفنامہ نہ ملے جسمین نئی رسوم مذکور ہون اور نہ یہ وقف کسی امین کے قبضہ مین ہو بلکہ ایک قابض کی طرف سے ایسا اقرار ثابت ہوا ہو۔ اور اگر یہ وقف امینون کے قبضہ مین ہو اور اُسکے رسوم سابق قاضی کے دیوان مین پائے جاتے ہون تو اس وقف مین سے جو وارثون کے قبضہ مین نہین ہی اُسکی بابت وارثون کا قول قبول نہ ہوگا یہ ذخیرہ مین ہی۔ شیخ الاسلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک وقف مشہور ہی مگر اُسکے مصارف کہان کہان صرف کیا جائیگا اور اسکے مستحقون کو جو مقدار دیجائیگی وہ مشتبہ ہوئی ہی تو فرمایا کہ زمانہ سابق مین جو اُسکا برتاؤ رہا ہی وہ دیکھا جاوے کہ اُسکے قیم لوگ کیونکر عملدرآمد کرتے تھے اور کن لوگون پر صرف کرتے تھے اور کتنا دیتے تھے پس اسی بنا پر عمل کیا جاوے یہ محیط مین ہی۔ فتاوے فضلی مین مذکور ہی کہ اوقاف والی کے قبضہ مین ایک وقف ہی اور اُسکے وقفنامہ مین مذکور ہی کہ جو اُسکے نفقہ سے بچے وہ اس کوچہ کے فقیرون پر جسمین وقف واقع ہی اور انکے سوائے دیگر مسلمان فقیرون پر صرف کیا جاوے تو جو کچھ بچیگا وہ کوچہ مذکور کے ان معین فقیرون پر جو وقف کے روز موجود تھے اور دیگر فقیرون پر اسطرح صرف کیا جائیگا کہ کوچہ مذکور کے فقیرون مین سے ہر ایک کا ایک ایک حصہ اور باقی فقیرون کا فقط ایک حصہ اسمین لگایا جائیگا اور کوچہ کے فقیرون مین سے جو مر جائیگا اُسکا حصہ ساقط ہوکر باقیون اور دیگر فقیرون کے درمیان مذکورۂ بالا طریقہ پر تقسیم ہوگا پھر جب وقف کے روز کے موجودہ فقیر اس کوچہ کے سب مر جاوین تو بعد اسکے جو لوگ اس کوچہ مین فقیر ہون وہ دیگر مسلمان فقیر سب استحقاق مین برابر ہونگے یہ ذخیرہ مین ہی۔ وقف الخصاف رح مین مذکور ہی کہ ایک نے اپنی اراضی وقف کی پس کہا کہ مین نے اپنی زمین مشہورہ بلان نام کو صدقہ موقوفہ ان وجوہ پر کردیا اور ان وجوہ کو اُسنے بیان کردیا اور آخر اس وقف کا مسکینون کے واسطے کہا ہی اور یہ اراضی ایسی مشہور ہی کہ اسکی شہرت سے اُسکے حدود بیان کرنے کی حاجت نہین ہی تو یہ وقف جائز ہی پھر اگر وقف کرنے والے نے دعوی کیا کہ اسمین سے فلان کھیت اسمین داخل نہین ہوا ہی تو شیخ نے فرمایا کہ اگر اس اراضی کے حدود مشہور معروف ہون اور یہ کھیت اس حدود کے اندر داخل ہو

تو یہ کھیت بھی وقف میں داخل ہوگا اور اسیطرح اگر یہ اراضی اپنے پڑوسی پر نہر گار لوگون کے نزدیک معروف ہو اور یہ کھیت انکے نزدیک معروف ہو اور یہ کھیت انکے نزدیک اس اراضی کی طرف منسوب و معروف ہو تو وہ وقف میں داخل ہوگا اور اگر ایسا نہو جیسا ہمنے بیان کیا ہی تو اسمین قول وقف کرنے والے کا قبول ہوگا اور یہ کھیت اسکا وقف مین داخل نہ ہوگا یہ محیط مین ہی۔

ساتوان باب وقفنامہ کے متعلق مسئلون کے بیان مین شیخ الاسلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک وقفنامہ مین یون مذکور ہی کہ وقف کیا فلان شخص نے اس چیز کو اپنے آزاد کیے ہوؤن اور فلان مدرسہ معلومہ کے مدرس پر اور اسمین وقفنامہ مین مقدارون کا اور صحت کی شرطون کا بیان ہی اور یہ مذکور ہی کہ آخر یہ وقف فقیرون پر ہی تو شیخ رح نے فرمایا کہ یہ تحریر نہین صحیح ہی یہ ذخیرہ مین ہی۔ ایک شخص نے اپنی اراضی وقف کی اور اسکا وقفنامہ لکھا اور اپنے اوپر اسکا گواہ کر دیے پھر وقف کرنے والے نے دعوے کیا کہ مین نے اسکو اس شرط پر وقف کیا تھا کہ میرے واسطے اسکو بیع کرنا جائز ہی اور یہ مین نہین جانتا ہون کہ اس شرط کو لکھنے والے نے وقفنامہ مین لکھا ہی یا نہین لکھا ہی تو دیکھا جاوے کہ اگر وقف کنندہ مرد فصیح ہو کہ عربی زبان اچھی طرح سمجھتا ہو اور یہ وقفنامہ اسکو پڑھ سنایا گیا تھا اور وقفنامہ مین لکھا تھا کہ مین نے یہ وقف صحیح اسکو وقف کیا ہی اور اسنے اقرار کیا کہ جو کچھ اسمین ہی سب صحیح اور میرا کیا ہوا ہی تو اب اسکا یہ قول قبول نہوگا اور اگر وقف کرنیوالا مرد اعجمی ہو یعنے غیر فصیح ہو کہ عربی اچھی طرح نہ سمجھتا ہو تو دیکھا جاوے کہ اگر گواہون نے گواہی دی کہ یہ وقفنامہ اسکو فارسی مین پڑھ سنایا گیا اور اسنے جو کچھ اسمین ہی سب کا اقرار کیا تو بھی اسکا قول قبول نہ ہوگا اور اگر گواہون نے ایسی گواہی نہ دی تو اسکا قول قبول ہوگا یہ مضمرات مین ہی اور یہ بات ایسی نہین ہی کہ فقط وقف کی تحریر کے ساتھ مخصوص ہو بلکہ سب صکوک یعنی تحریرات کے ساتھ عام ہی یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور فتاوی ابواللیث مین مذکور ہی کہ فقیہ ابوجعفر رح سے دریافت کیا گیا کہ ایک عورت سے اسکے پڑوسیون نے کہا کہ تو یہ دار وقف کر دے بدین شرط کہ جب تجھے اسکے فروخت کی حاجت پیش آوے تب تو اسکو فروخت کر دے پھر لکھنے والون نے وقفنامہ بغیر اس شرط کے تحریر کر کے عورت مذکورہ سے کہا کہ ہم نے یہ کام کر دیا اور عورت نے اسپر گواہ کرا دیے (یعنے فروخت کر سکتی ہی) تو شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر یہ وقفنامہ اس عورت کو فارسی مین پڑھ سنایا گیا اور وہ سنتی تھی اور اسنے اسپر گواہ کرا دیے تو یہ مکان وقف ہو جائیگا اور اگر عورت مذکورہ کو نہین پڑھ سنایا گیا تو مکان مذکور وقف نہ ہوگا۔ اور واضح ہو کہ جو حکم دونون مسئلون مین ذکر کیا گیا ہی وہ امام محمد رح کے قول پر بنتا ہی اور امام ابو یوسف کے قول پر نہین ہو سکتا ہی یہ محیط مین ہی۔ ایک شخص نے ایک زمین قابل زراعت وقف کی اور وقفنامہ لکھنے کی اجازت دیدی پس کاتب نے اسکی دو حدین تو ٹھیک لکھین اور دو حدون کے لکھنے مین غلطی کی تو اسمین دو صورتین ہین کہ اگر وہ دونون حدین جنکے لکھنے مین کاتب غلطی کر گیا ہی اسی جانب مین ہون ولیکن ان دونون حدون اور اس زمین محدود کے درمیان مین کسی غیر کی زمین یا باغ انگور یا مکان ہو تو وقف صحیح ہوگا اور اگر یہ دونون حدین جنمین غلطی کی ہی اس جانب مین نہ پائی جاتی ہون تو وقف باطل ہی لیکن اگر یہ زمین ایسی مشہور ہو کہ بوجہ اپنی شہرت کے حدود بیان کرنے کی محتاج نہو تو ایسی حالت مین وقف مذکور جائز ہوگا یہ وجیز مین ہی۔ اگر کسی شخص نے اپنی تمام اراضی جو کسی گانون مین واقع ہی کسی قوم پر وقف کر لی چاہی اور اپنے مرض کی حالت مین اسکا وقفنامہ لکھنے کا حکم دیا پس کاتب اس تمام اراضی مین سے کھیت یا باغ انگور کے بعضے

قطعات لکھنا بھول گیا پھر یہ وقفنامہ اُس وقف کرنیوالے کو پڑھ سنایا گیا اسمین یہ لکھا تھا کہ فلان بن فلان نے اپنی تمام آراضی جو اس گانون مین واقع ہی اور وہ کذا وکذا قطعات ہین فلان بن فلان پر وقف کی اور اسمین اُسکے حدود بیان کیے گئے ہین مگر وہ قطعات جنکو کاتب لکھنا بھول گیا ہی وقفنامہ مذکور پڑھنے کی حالت مین اُس شخص کو نہین سنائے گئے پھر وقف کرنیوالے نے اس سب کا اقرار کیا تو شیخ ابونصیر رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ اگر وقف کرنے والے نے اپنی صحت کی حالت مین وقف کیا ہی اور اُسنے یہ خبر دی کہ میری مراد یہ تھی کہ جو کچھ میری ملک اس گانون مین ہی مذکورہ وغیر مذکورہ سب مین نے وقف کی تو یہ وقف تمام اس ملک پر واقع ہوگا جو اُسنے مراد رکھی ہی اور اسی طرح اگر وقف کرنیوالا مرگیا حالانکہ وہ قبل مرنے کے اپنی نیت کی خبر دیچکا ہی تو جیسے اُسنے بیان کیا ہی اسی طرح وقف ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اگر متولی و وصی کے واسطے وصایت نامہ تحریر کیا اور اس تحریر مین اسکی وصایت و تولیہ کی جہت کو ذکر نہین کیا تو یہ تحریر صحیح نہین ہی اور اگر یون تحریر کیا کہ یہ شخص از جانب حاکم وصی ہی یا متولی از جانب حاکم ہی مگر اس قاضی کو ذکر نہ کیا جسنے اسکو مقرر کیا تو جائز ہی یہ واقعات حسامیہ و فتاوی قاضی خان مین ہی۔ فتاوے اہل سمرقند مین مذکور ہی کہ ایک شخص نے وقف کے متولی سے زمین وقف کو جو معلوم لوگون پر وقف ہی اجارہ پر لیا اور اجارہ نامہ مین یون لکھا کہ فلان بن فلان نے فلان بن فلان سے جو ایسے وقفون کا متولی ہی جو فلان کی طرف منسوب ہین اور اس نام سے مشہور ہین [عمرو بن خالد ۱۲] اور وقف کرنیوالے کے باپ [بکر بن شعیب ۱۲] و دادا کا نام نہ لکھا حتی کہ اسکی شناخت [جیسے مثلاً زید کے وقفون کا متولی ہی ۱۲] نہ ہوئی تو یہ تحریر جائز ہی اسواسطے کہ اگر اس تحریر مین لکھا جاتا کہ فلان بن فلان نے فلان بن فلان سے جو اسطرح متولی وقف ہی حالانکہ یہ وقف معلوم لوگون پر ہی اجارہ لیا تو جائز تھا اگرچہ وقف کرنے والے کا نام بالکل ذکر نہ کیا جاتا تو صورت مذکورہ بالا مین بدرجہ اولے جائز ہوگا یہ ذخیرہ مین ہی۔ ایک شخص مثلاً زید کے قبضہ مین ایک زمین ہی اور ایک شخص مثلاً عمرو آیا اور اُسنے دعوی کیا کہ یہ زمین وقف ہی اور ایک تحریر لایا جسمین عادل لوگون و قاضیون کی تحریرین [مکتوبہ یا مہر ۱۲] ہین مگر یہ لوگ مرچکے ہین پھر اُسنے قاضی سے [یعنے قاضی کے پاس ۱۲] درخواست کی کہ اسکے وقف ہونے کا حکم دیا جاوے تو قاضی کو روا نہین ہی کہ اس تحریر کا حکم قضا جاری کرے یہ خلاصہ مین ہی۔ اور اسی طرح اگر کسی مکان کے دروازہ پر ایک لوح جڑی ہو جسپر اس مکان کا وقف ہونا تحریر ہو تو بھی قاضی اس لوح کے موافق اسکے وقف ہونے کا حکم نہ دیگا جبتک کہ گواہان عادل اُسکے وقف ہونے کی گواہی نہ دین کذا فی المحیط

آٹھوان باب اقرار وقف کے بیان مین۔ جس شخص کے قبضہ مین ایک زمین ہی اگر اُسنے اقرار کیا کہ یہ وقف ہی تو یہ وقف کا اقرار ہی اور ابتدائی وقف نہین ہو سکتے کہ وقف کے واسطے جو شرائط ہین وہ اسمین مشروط نہ ہونگے یہ محیط مین ہی۔ اور اگر ایک شخص نے اپنی مقبوضہ زمین کے وقف ہونے کا اقرار کیا اور اُسکے وقف کرنیوالے کو بیان نہ کیا اور نہ اُسکے مستحقون کو بیان کیا تو اُسکا اقرار صحیح ہی اور یہ زمین فقیرون پر وقف ہو جائیگی اور مین یہ حکم نہ دونگا کہ یہ اقرار کرنے والا ہی اُسکا وقف کرنیوالا ہی اور نہ یہ حکم دونگا کہ یہ وقف کرنے والا نہین ہی ولیکن اگر گواہ لوگ یہ گواہی دین کہ اس اقرار کرنے والے نے جسوقت اقرار کیا ہی اسوقت یہ زمین اسکی ملک تھی تو اقرار کرنے والا ہی اُسکا وقف کنندہ قرار دیا جائیگا یہ محیط سرخسی و فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور استحساناً اُسکا متولی بھی اقرار کرنے والا قرار دیا جائیگا حتی کہ اسکی آمدنی و حاصلات کو وہ فقیرون پر تقسیم کریگا ولیکن اُسکو یہ اختیار نہوگا کہ دوسرے کو اسکا وصی مقرر کرے یہ

ذخیرہ میں ہی مترجم کہتا ہی کہ اس مسئلہ میں یہ اعتراض کے قابل بات باقی رہی کہ ایسی گواہی کیونکر قبول ہو گئی تو کتاب میں اسکا
جواب یون ذکر کیا کہ ایسی گواہی قبول ہونے کی تاویل اسصورت سے ہی کہ اس اقرار کرنے والے کے سوائے ایک
دوسرے شخص نے آکر دعوی کیا کہ میں اسکا وقف کرنے والا ہون اور چاہا کہ اقرار کرنے والے کے قبضہ سے اپنے
قبضہ میں لے لے پس اقرار کرنے والے نے اسطرح گواہ قائم کیے کہ اسکا وقف کرنیوالا یہی اقرار کرنے والا ہی پس
گواہی قبول ہوگی اور مدعی کی خصومت دفع کیجائیگی اور اقرار کرنے والے کے واسطے اس وقف کی ایسی ولایت ثابت
ہوگی جسپر عزل وارد نہین ہوسکتا ہی یعنے وہ معزول نہو سکیگا اور اگر اس اقرار کنندہ نے ایسے اقرار کے بعد یون
اقرار کیا کہ اسکا وقف کرنے والا فلان شخص ہی تو اسکی طرف سے یہ اقرار قبول نہ ہوگا اور اگر اُسنے کہا کہ اسکا وقف کرنیوالا
مین ہون تو اُسکا قول قبول ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور اگر وقف کا اقرار کیا اور وقف کرنے والے کو بیان
کیا مگر اس وقف کے مستحقون کو بیان نہ کیا مثلاً یون کہا کہ یہ اراضی میرے باپ کی طرف سے صدقہ موقوفہ ہی اور اُسکا باپ
مرچکا ہی تو یہ حکم ہی کہ اگر اُسکے باپ پر قرضہ ہو تو یہ زمین اس قرضہ مین فروخت کیجائیگی اور اگر اُسکے باپ نے کچھ وصیت
کی ہو تو اسکی تہائی سے اسکی وصیت پوری کیجائیگی پھر جو کچھ ان دونون سے بچ رہے وہ فقیرون پر وقف ہوگی بشرطیکہ
اس اقرار کرنیوالے کے ساتھ کوئی دوسرا وارث منکر نہو اور اگر اُسکے ساتھ دوسرا وارث بھی اقرار کرتا ہو تو جائز نہ ہی کذا فی محیط السرخسی
پھر دیکھا جائیگا کہ اگر اقرار کرنے والے نے اپنے واسطے اسکے متولی ہونے کا دعوی نہ کیا تو ولایت اُسکے واسطے نہ ہوگی اور
قاضی کو اختیار رہوگا کہ جسکو چاہے اس وقف کا متولی کرے اور اگر اُسنے اپنے واسطے اسکے متولی ہونے کا دعوی کیا تو
اُسکا امر صلاحیت پر محمول کرکے استحساناً اُسکا قول قبول ہوگا کذا فی المحیط اور اگر اس اقرار کرنیوالے کے ساتھ دوسرا
وارث ہو جو اس وقف سے انکار کرتا ہو تو اس اراضی مین سے انکار کنندہ کا حصہ انکار کنندہ کا ہوگا کہ وہ اپنے حصہ پر
جسطرح چاہے تصرف کرے اور اسمین سے اقرار کنندہ کا حصہ موافق اُسکے اقرار کے وقف ہوگا کذا فی فتاوے قاضیخان
اور اسی طرح اگر اقرار کنندہ نے کہا کہ یہ اراضی میرے دادا کی طرف سے وقف ہی تو بھی یہی حکم ہی قال المترجم عربی زبان مین
یہ سب اسصورت مین ہی کہ اُسنے یون کہا کہ ہذہ الارض صدقۃ موقوفۃ من ابی او من جدی اور اگر اُسنے بجائے لفظ من کے
عن کہا یعنے یون کہا کہ ہذہ الارض صدقۃ موقوفۃ عن ابی یعنے یہ اراضی میرے باپ سے منجانب ہوکر وقف ہی تو اُسکا یہ قول اپنے
باپ کے واسطے اسکی ملک کا اقرار نہوگا اور وقف جائز نہوگا خواہ اُسکے باپ پر قرضہ ہو یا نہو خواہ اُسکے باپ نے کچھ
وصیت کی ہو یا نہین اور خواہ اُسکے ساتھ دوسرا وارث منکر ہو یا نہ ہو یہ حاوی مین ہی اور یہ شخص اقرار کنندہ یا کوئی دوسرا
اُسکا وقف کرنے والا قرار نہین دیا جائیگا مگر اسکی ولایت استحساناً اس منکر کے واسطے ہوگی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر اقرار کنندہ نے
وقف کو کسی شخص اجنبی کی طرف منسوب کیا پس اگر شخص معروف کو ذکر کیا اور اسکو بعینہ بیان کیا اور اضافت بھی ایسے
حرف کے ساتھ بیان کی جو ملک پر دلالت کرے مثلاً عربی مین حرف من سے بیان کی تو دیکھا جاوے کہ اگر یہ شخص
معین معروف زندہ موجود ہی اور وہ حاضر ہی تو اُسکی طرف رجوع کرکے دریافت کیا جائیگا کیونکہ اقرار کرنے والے نے
اُسکی ملک ہونے کا اقرار کیا اور اُسپر وقف کرنے کی گواہی دی ہی پس اگر شخص مذکور نے ان دونون باتون مین اقرار
کنندہ کی تصدیق کی تو یہ سب ان دونون کی باہمی تصدیق سے ثابت ہو جائیگا اور اگر شخص مذکور نے اقرار ملک مین
اسکی تصدیق کی اور وقف کرنے مین اسکی تکذیب کی تو ملک ان دونون کی باہمی تصدیق سے ثابت ہو جائیگی اور

وقف اسوجہ سے ثابت نہوگا کہ گواہ ایک ہی ہی۔ اور اگر شخص مذکور مرچکا ہو تو اس تصدیق و تکذیب کا مدار شخص مذکور کے وارثون پر ہوگا جیسے ہمنے شخص مذکور کے زندہ ہونے کی صورت مین بیان کیا ہی یعنے سب وارث تصدیق و تکذیب مین متفق ہون سے کہ بمنزلہ ایک شخص کے ہو جاوین اور اگر یہ صورت واقع ہوئی کہ بعضے وارثون نے ملک اور وقف کرنے دونون باتون مین اسکی تصدیق کی اور بعضون نے ملک مین تصدیق اور وقف کرنے مین تکذیب کی تو تصدیق کرنے والے کا حصہ وقف ہوگا اور تکذیب کرنے والے وارث کا حصہ اسکی ملک ہوگا کہ اسمین جسطرح چاہے تصرف کرے کذا فی المحیط پھر اگر سب وارثون نے اسکی تصدیق کی تو وقف مذکور کی ولایت اس اقرار کنندہ کے واسطے ہوگی اور اگر بعض نے تصدیق اور بعض نے تکذیب کی تو قیاساً اُسکے واسطے ولایت ثابت نہ ہوگی اور شیخ ہلال نے فرمایا کہ ہم قیاس ہی کو اختیار کرتے ہین اور اسی طرح اگر وقف مین سب وارثون نے اسکی تصدیق کی مگر اس وقف کی ولایت اس مقر کے واسطے ہونے سے بعضے وارثون نے انکار کیا تو قیاساً اُسکے لیے ولایت ثابت نہ ہوگی کذا فی الظہیریہ مگر شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر انکار کرنے والے وارثون پر دو گواہ یہ گواہی دین کہ یہ اقرار کرنے والا اسکا متولی ہی تو اسکے واسطے ولایت ثابت ہوگی اور وارثون کی گواہی اس باب مین مقبول ہی کذا فی المحیط اور اگر مقر مذکور نے اجنبی کی طرف ایسے حرف سے اضافت کی جو ملک پر قطعی دلالت نہین کرتا ہی مثلاً عربی مین حرف عن سے اضافت کی تو مقر کا قول اس اجنبی کے واسطے ملک ہی کا اقرار نہین ہی کذا فی خزانۃ المفتین۔ اور اگر اُسنے شخص اجنبی مذکور کو بطور معین بیان نہ کیا خواہ اضافت ایسے حرف سے کی جو ملک پر دال ہی یا اور حرف سے کی مثلاً عربی مین کہا کہ ہذہ الارض صدقۃ موقوفۃ من محمد او عن محمد تو اراضی مذکور وقف ہو جائیگی کذا فی الظہیریہ پھر اگر اسکے بعد اُسنے کسی شخص کو بطور معین بیان کیا تو جبکہ اُسنے اقرار اول سے جدا کرکے بیان کیا اور پہلے اقرار مین اس اجنبی کی طرف اضافت ایسے حرف سے تھی جو ملک پر دال ہی مثلاً عربی مین بحرف من تھی تو اب اسکے دوسرے قول کی تصدیق نہ کیجائیگی اور اگر اقرار اول مین اضافت بحرف عن تھی یعنی ایسے حرف سے جو ملک پر قطعی دال نہین ہی تو تصدیق کیجائیگی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر اُسنے وقف کرنے والے اور مستحق وقف دونون کو بیان کیا تو اُسکا حکم یہ ہی کہ وقف کنندہ کی طرف تصدیق کے واسطے رجوع کیا جاوے اگر وہ زندہ ہو یا اُسکے وارثون کی طرف رجوع کیا جاوے اگر وہ مرگیا ہو پس اگر وقف کنندہ نے یا اُسکے وارثون نے اسکے وقف ہونے اور وقف کی شرطون مین اس مقر کی تصدیق کی تو اُسکے اقرار کے موافق وقف ہوگا یعنے اُسکے وقف ہونے کا اور انھین شرطون و استحقاق پر وقف ہونے کا حکم دیا جاویگا اور اگر وقف کنندہ نے یا اُسکے وارثون نے اسکے اقرار کی تکذیب کی تو نہ وقف ثابت ہوگا اور نہ شرطین یہ حاوی قدسی مین ہی۔ اور اگر وقف ہونے کا اقرار کیا اور اُسکے وقف کرنے والے کو ذکر نہ کیا اور جو لوگ اس وقف کے مستحق ہین انکو بیان کیا مثلاً یون کہا کہ یہ اراضی میرے نفس اور میرے اولاد اور میری نسل پر وقف ہی تو اُسکا اقرار قبول کیا جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہی اور اس وقف کی ولایت اسی مقر کے واسطے ہوگی اگرچہ قیاساً نہوگی پھر اگر کسی دوسرے نے دعوی کیا کہ یہ اراضی مجھپر وقف ہی اور پہلے اقرار کرنے والے نے اسکی تصدیق کی تو وہ فقط اپنے حصہ مین تصدیق کیا جائیگا اور اپنی اولاد و اپنی نسل کے حصہ مین تصدیق نہ کیا جائیگا یہ حاوی مین ہی۔ مسئلہ اگر کسی شخص نے اپنی مقبوضہ زمین کی نسبت اقرار کیا کہ یہ اراضی قوم معلوم پر جنکو اُسنے بیان کر دیا وقف ہی پھر اسکے بعد اُسنے اقرار کیا

کہ یہ اراضی دوسرے لوگون پر وقف ہے یعنے جنکو بیان کیا تھا وہ نہین بلکہ اور لوگون پر وقف ہے یا جنکو پہلے بیان کیا تھا انہین پھر اور لوگ بڑھا دیے یا انہین سے کچھ لوگ کم کر دیے تو اسکے دوسرے اقرار کی طرف التفات نہ کیا جائیگا بلکہ اسکے پہلے اقرار پر عمل درآمد ہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہے۔ اور اگر اقرار کیا کہ یہ اراضی اس جہت پر صدقہ موقوفہ ہے اور جہت کو بیان کر دیا پھر اسکے بعد جہت صدقہ دوسری بیان کی تو قیاساً و استحساناً اسکا دوسرا قول قبول نہ ہوگا اور حاصلات وقف اسی جہت پر صرف ہوتی رہینگی جسکو اسنے پہلے بیان کیا تھا یہ محیط مین ہے۔ اور اگر اپنی مقبوضہ زمین کی نسبت بیان کیا کہ یہ وقف ہے اور اتنا کہکر خاموش ہو رہا پھر کہا کہ یہ زمین فلان وفلان پر وقف ہے یعنے عدد معلوم کا نام لیا (دو یا چار یا زیادہ ۱۲) تو قیاساً اسکا دوسرا قول قبول نہوگا اور استحساناً قبول ہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہے۔ اور اگر کہا کہ یہ اراضی صدقہ موقوفہ فلان شخص معین پر ہے اور اسکے بعد جدا کرکے کہا کہ پہلے فلان شخص معین سے شروع کیا جائیگا تو اسکا قول قبول نہ ہوگا اور اگر دوسرا قول پہلے قول سے ملا ہوا کہا تو امام محمد رح کے نزدیک دوسرا قول بھی قبول ہوگا اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک اسکا دوسرا قول قبول نہوگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر اپنی مقبوضہ زمین کی نسبت اقرار کیا کہ فلان قاضی نے مجھے اس زمین کا متولی کیا ہے اور یہ زمین صدقہ موقوفہ ہے تو قیاساً اسکا متولی ہونے کا قول قبول نہ ہوگا اور استحساناً یہ حکم ہے کہ جس قاضی کے حضور مین یہ اقرار ہے وہ قاضی ایک زمانہ تک انتظار کرے پھر اگر قاضی کے نزدیک سوائے اسکے جو اسنے اقرار کیا ہے کچھ اور ظاہر نہو تو جس طور پر اسنے اقرار کیا ہے اسی طور پر اسکا اقرار جاری کر دے یہ فتاوے قاضی خان مین ہے۔ اور اگر اسنے اقرار کیا کہ قاضی نے اس زمین پر میرے والد کو متولی کر دیا تھا پھر میرے والد نے وفات پائی اور مجھے اسکا وصی مقرر کیا اور یہ زمین صدقہ موقوفہ ان سبیلون پر ہے تو اسکا قول قبول نہ ہوگا۔ اور اسی طرح اگر اسنے یون اقرار کیا کہ یہ اراضی میرے والد کے قبضہ مین تھی یا کہا کہ یہ اراضی فلان شخص کے قبضہ مین تھی پھر اسنے مجھے وصی مقرر کر دیا اور یہ زمین صدقہ موقوفہ ہے تو بھی اسکا قول قبول نہ ہوگا اور اسی طرح اگر کہا کہ یہ زمین فلان شخص کے قبضہ مین تھی اور اسنے مجھے اسکا وصی مقرر کر دیا ہے تو بھی اسکا قول قبول نہ ہوگا اور اسکو حکم دیا جائیگا کہ اس زمین کو فلان مذکور کے وارث کو سپرد کر دے یہ محیط مین ہے۔ اور اگر کسی شخص نے غیر کی زمین کو کہا کہ یہ صدقہ موقوفہ ہے (یعنے قبضہ مین ہونے کا اقرار کیا ہے ۱۲) پھر خود اسکا مالک ہو گیا تو وہ وقف ہو جائیگی یہ فتاوے محیط مین ہے۔ ایک زمین ایک شخص کے وارثون کے قبضہ مین ہے جنھون نے اقرار کیا کہ ہمارے باپ نے اسکو وقف کیا تھا مگر ہر ایک وارث نے جہت وقف مختلف بیان کی یعنی جو ایک نے بیان کی ہے دوسرے نے اسکی غیر جہت بیان کی تو قاضی ان سب کا اقرار قبول کریگا اور ہر ایک کے حصہ کی حاصلات کو اسی جہت مین صرف کریگا جو اسنے بیان کی ہے اور اس وقف کے متولی مقرر کرنے کا اختیار قاضی کو ہوگا کہ جس شخص کو چاہے اسکا متولی مقرر کر دے یہ فتاوے قاضی خان مین ہے۔ پھر اگر ان وارثون مین کوئی شخص صغیر ہو یا غائب ہو تو قاضی حصہ صغیر کو روک رکھیگا یہان تک کہ وہ بالغ ہو اور حصہ غائب کو بھی روک رکھیگا یہان تک کہ وہ لوٹ آوے۔ پھر اگر وارثون مین سے بعض نے اقرار کیا کہ ہمارے والد نے ہماری اولاد ونسل پر وقف کیا ہے اور بعضون نے اس سے انکار کیا تو جنھون نے وقف کا اقرار کیا ہے انکا حصہ اسی جہت پر وقف ہوگا جو انھون نے اقرار کی ہے اور جنھون نے انکار کیا ہے انکا حصہ انکی ملک ہوگا مگر اقرار کرنیوالون کے حصہ کی آمدنی مین انکار کرنے والے داخل ہونگے بشرطیکہ انکار کرنے والے اپنے حصہ [illegible] سے کچھ فروخت کرتا پھر اقرار کرنے والون کی تصدیق کی طرف رجوع کیا یعنے اقرار کرنے والون کے قول کی تصدیق کی تو حقیقت

ملک انکے قبضہ مین باقی ہو اسی قدر کے حق مین انکی تصدیق کیجائیگی اور جسقدر اُنھون نے فروخت کردی ہی اُسکے حق مین تصدیق نہ ہوگی ولیکن اگر خریدنے والا انکے قول کی تصدیق کرے توجسقدر فروخت کیا ہی وہ بھی وقف مین شامل ہوگا اور اگر مشتری نے انکے قول کی تکذیب کی تو فروخت کرنے والے اسقدر ملک کی قیمت جسقدر انھون نے فروخت کی ہی [اور یہ بوگی مشتری کو اسکا] تاوان داخل کرینگے اور اس قیمت سے دوسری زمین خرید کیجائیگی جو باقی ماندہ زمین کے ساتھ اسی جہت پر وقف ہوگی جو انھون نے اقرار کی ہی (قال المترجم ثم اعلم ان العبارۃ التی وجدت فی النسخۃ بعد ذلک وہی ما تلوہ غیر مربوط وکانہا مصحفۃ فانظر القدرۃ) اسلیے کہ ان باقیون نے یہ اقرار کیا ہی اور اس بیچنے والے نے انکی تصدیق کی طرف رجوع کیا تو جو غلہ پہلے حاصل ہو چکا ہی وہ اس قیمت کا قصاص نہ ہوگا جو اسپر لازم آئی یہ حاوی مین ہی - امام خصاف رحمہ نے اپنی کتاب الوقف مین بیان کیا کہ اگر ایک شخص نے کہا کہ میری یہ زمین صدقہ موقوفہ زید بن عبداللہ اور اُسکی اولاد اور اسکی نسل کی اولاد اور اسکے عقب پر ہی جبتک انکی نسل رہے پھر انکے بعد مسکینون پر ہی پھر زید بن عبداللہ نے کہا کہ وقف کنندہ نے یہ وقف مجھپر اور میری اولاد پر اور میری اولاد کی اولاد پر اور عمرو پر قرار دیا ہی [یعنی ایک اجنبی شخص کو داخل کیا ۱۲] تو زید کے قول کی تصدیق فقط اسکی ذات پر ہوگی اور اسکے سوا دوسرے پر نہوگی پس غلہ تقسیم ہونے کے وقت دیکھا جائیگا کہ کون موجود ہی پس زید اور اسکی اولاد اور اولاد کی اولاد اور اسکی نسل [اور اولاد کی نسل] مین سے جو لوگ موجود ہون اُنپر غلہ تقسیم کردیا جائیگا پھر جو کچھ زید کے حصہ مین پڑا ہی عمرو اُسکے ساتھ داخل کردیا جائیگا پس زید کا حصہ زید و عمرو کے درمیان تقسیم ہوگا اور جبتک زید زندہ رہیگا یون ہی ہوتا رہیگا پھر جب زید مرجاوے تو اُسکا اقرار باطل ہوجائیگا اور پھر عمرو کے واسطے اس صدقہ مین کوئی حق نہوگا - اور اسی طرح اگر وقف کرنے والے نے یہ صدقہ زید پر اور بعد زید کے مساکین پر وقف کیا پھر زید نے عمرو کے واسطے جسطرح ہمنے بیان کیا ہی شرکت کا اقرار کیا تو بھی جبتک زید زندہ ہی عمرو کو اختیار رہیگا کہ وقف مذکور کے غلہ مین زید کے ساتھ شرکت کرے پھر جب زید مرجائیگا تو پورا غلہ مسکینون کا ہوجائیگا یہ محیط مین ہی - ایک شخص دو پسر چھوڑکر مرگیا جنمین سے ایک کے پاس ایک زمین ہی اور وہ کہتا ہی کہ یہ میرے باپ کی طرف سے مجھپر وقف ہی اور دوسرا بیٹا کہتا ہی کہ یہ ہمارے باپ کی طرف سے ہم دونون پر وقف ہی تو اسی کا قول قبول ہوگا اور یہ زمین ان دونون پر وقف رہیگی یہی مختار ہی یہ مضمرات مین ہی - امام خصاف رحمہ نے اپنی کتاب الوقف مین بیان کیا کہ ایک شخص کے قبضہ مین ایک زمین یا دار ہی اُسپر دوسرے شخص نے قاضی کے یہان دعوی کیا کہ یہ میری ملک ہی اور جس شخص کے قبضہ مین ہی وہ کہتا ہی کہ یہ وقف ہی اسکو مسلمانون [مسلمان ۱۲] مین سے ایک شخص نے مسکینون پر وقف کیا ہی اور میرے قبضہ مین دیدی ہی تو قاضی اس زمین کو اسی جہت پر وقف قرار دیگا جو اُسنے اقرار کی ہی ولیکن اس حکم سے مدعا علیہ کے ذمہ سے خصومت مندفع نہ ہوگی حتے کہ اگر مدعی نے قاضی سے درخواست کی کہ اس مدعا علیہ سے قسم لیوے کہ یہ زمین میری نہین ہی تو قاضی اُس سے قسم لیگا کہ یہ زمین اس مدعی کی ملک نہین ہی پس اگر اُسنے قسم کھانے سے انکار کیا یا مدعی کی ملک ہونے کا اقرار کرلیا تو قاضی اس مدعا علیہ کو اس زمین کی قیمت کا ضامن قرار دیگا اور اُسکے وقف ہونے کا جو حکم دیدیا ہی اُسکو باطل نہ کریگا یہ ذخیرہ مین ہی - پھر اگر مدعی نے گواہ قائم کیے کہ یہ زمین اسی مدعی کی ہی تو مدعی کی ملک ہونیکا حکم دیدیا جائیگا اور وقف کا اقرار باطل ہوجائیگا - اور اگر اقرار کیا کہ فلان شخص معروف نے اسکو وقف کیا ہی اور یہ شخص حاضر ہوا اور اُسنے وقف کرنے کا اقرار کیا تو وہ مدعی کا خصم قرار پائیگا - اور اگر قابض نے ایک قوم کو بیان کیا کہ ان

اُنپر وقف ہی تو وہ سب مدعی کے خصم ہونگے پس اگر قوم مذکور نے مدعی کے واسطے اقرار کیا کہ یہ اراضی اسی کی ملک ہی تو اقرار مذکور غلہ کے حق مین انکی نفس ذات پر قبول ہوگا پھر جب یہ لوگ مرجاوینگے تو غلہ مذکور مسکینون کا ہوگا مدعی کا نہوگا اور اگر زمین مذکورہ کسی قیم کے قبضہ مین ہو اور باقی مسئلہ (یعنے مدعی کے لوگون کے نفوس ۱۲) بحالہ ہو تو وہ مدعی کا خصم ہوگا کہ مدعی کے گواہ اسکے مقابلہ مین سنے جاوینگے اور قیم سے قسم نہ لیجائیگی اسواسطے کہ قیم کا اقرار کر دینا صحیح نہین ہی اور قاضی کے امین کا بھی یہی حکم ہی یہ حاوی مین ہی - اور اگر قابض نے جسکے قبضہ مین دار ہی اس اقرار کے بعد کہ یہ فلان و فلان و انکی اولاد پر اور انکے بعد مساکین پر وقف ہی یون اقرار کر دیا کہ یہ دار اس مدعی (یا زمین ۱۲) کی ملک ہی پھر یہ سب مسلمان حاضر ہوئے اور انھون نے قابض کے اس اقرار کی کہ یہ دار اس مدعی کا ہی تکذیب کی اور کہا کہ یہ دار ہم لوگون پر وقف ہی تو یہ لوگ دعوی مدعی کے باب مین مدعی کے خصوم ہونگے پس اگر مدعی نے اپنے دعوی کے گواہ قائم کیے کہ یہ دار اس مدعی کا ہی تو مدعی کے واسطے اس دار کے مالک ہونے کا حکم دیدیا جائیگا اور جسکے قبضہ مین دار مذکور تھا اسکا یہ اقرار کہ یہ وقف ہی باطل ہوگا اور اگر مدعی مذکور کے پاس اسکے دعوی کے گواہ نہ ہون اور اسنے قسم چاہی تو ان لوگون سے قسم لے سکتا ہی پس اگر ان لوگون نے اقرار کر دیا کہ یہ دار اسی مدعی کا ہی یا قسم کھانے سے انکار کیا تو ان لوگون کا اقرار انکی ذات پر جائز ہوگا اور انکا اقرار انکی اولاد و اولاد کی اولاد و مسکینون پر جائز نہوگا اور اسی طرح انکا اقرار اجنبی شخص پر بھی اس باب مین جائز نہوگا یہ محیط مین ہی - ایک شخص نے وقف صحیح کا اقرار کیا اور اپنے قبضہ سے خارج کر دینے کا اقرار کیا حالانکہ اسکا وارث جانتا ہی کہ اسنے اپنے قبضہ سے خارج (یعنی مالک وقف کنندہ نے ۱۲) نہین کیا ہی تو مشائخ نے فرمایا کہ اسکا اقرار اسکی نفس پر جائز ہی ولیکن اسکے وارثون کو اختیار نہوگا کہ اس وقف کو لے لیوین اور محکمہ قضا مین وارثون کا دعوی مسموع نہ ہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہی - ایک شخص نے اپنی صحت مین اپنی زمین فقیرون پر وقف کر دی پھر مر گیا پھر ایک شخص نے آکر دعوی کیا کہ یہ زمین میری ہی اور وارثون نے اسکا اقرار کر دیا تو اس سے وقف مذکور باطل نہوگا ولیکن امام محمد رح کے قول مین وارث لوگ ترکہ میت سے اس زمین کی قیمت کے ضامن ہونگے اور فقیہ نے فرمایا کہ ضمان واجب ہونا سب اماموں کے نزدیک بلاخلاف ہی اور یہی ٹھیک ہی اور اگر وارثون نے اس سے انکار کیا اور مدعی نے انکی قسم طلب کی پس اگر مدعی کی غرض یہ ہی کہ اس زمین کو لے لون تو وارثون پر قسم نہین آتی ہی اور اگر یہ غرض ہی کہ اگر یہ لوگ قسم سے انکار کرین تو ترکہ میت سے اسکی قیمت ضمان لون تو اسکو ایسا اختیار ہی یہ محیط سرخسی مین ہی - ایک شخص کے قبضہ مین ایک دار ہی اسنے اقرار کیا کہ یہ دار وقف ہی جسکو مسلمانون مین سے ایک شخص نے ابواب خیر اور مسکینون پر وقف کیا ہی اور مجھے سپرد کیا ہی اور مجھے اسپر قیم کر دیا ہی پھر ایک شخص آیا اور قابض کو قاضی کے پاس لایا اور کہا کہ مین نے ہی اس دار کو ان وجوہ سبیل پر وقف کیا اور اس قابض کو سپرد کر دیا اور اسکو اسکی خبر پرداخت کا متولی مقرر کیا ہی اور چاہا کہ قابض کے قبضہ سے نکال لے تو دیکھا جائیگا کہ جسکے قبضہ مین ہی اگر اسنے اسکی تصدیق کی کہ اسی نے اسکو وقف کیا ہی تو مدعی مذکور کو اختیار ہوگا کہ قابض سے اسکو نکال کر اپنے قبضہ مین لے لے قال المترجم اور ایک نسخہ مین اسکے آگے یون لکھا ہی کہ اگر اس آنے والے مدعی نے کہا کہ مین اس زمین کا مالک ہون اور مین نے اسکو وقف نہین کیا ہی تو اسکو اختیار ہوگا کہ قابض سے اپنے قبضہ مین لے لے - اور اگر مدعی مذکور نے کہا کہ مین نے یہ دار و زمین اس قابض کے پاس ودیعت رکھی ہی اور قابض کہتا ہی کہ یہ اسی کی تھی مگر اسنے اسکو ان وجوہ

مذکورۂ بالا پر وقف کر دیا ہی تو قاضی اس قابض کے اس قول کی وجہ سے وہ زمین اس مدعی کی تھی قبول نہ فرماویگا یہ ذخیرہ میں ہی
ایک زمین ایک شخص کے قبضہ میں ہی پس دو گواہوں نے اس قابض کے اس اقرار کی گواہی دی کہ یہ زمین زید بن عمرو
و اسکی نسل پر وقف ہی اور دوسرے دو گواہوں نے گواہی دی کہ اس قابض نے اقرار کیا کہ یہ بکر بن خالد پر وقف ہی تو
کتاب میں مذکور ہی کہ اگر یہ دریافت ہو جاوے کہ دونوں اقراروں میں سے کون پہلے واقع ہوا تو پہلا جائز ہوگا اور
دوسرا باطل ہوگا اور اگر یہ دریافت نہ ہو کہ کون اقرار ان دونوں میں سے اول واقع ہوا تو ان دونوں اقراروں کے
واسطے حکم دیا جائیگا یعنی یہ حکم دیا جائیگا کہ دونوں فریق پر وقف ہی اور اسکا غلہ دونوں فریق کے درمیان نصفا نصف ہوگا یہ
فتاوی قاضی خان میں ہی۔ ایک ذمی کے قبضہ میں ایک زمین ہی اسنے اقرار کیا کہ ایک مسلمان نے اسکو مسکینوں پر یا جہاد
پر یا حج پر وقف کیا ہی یا اور کوئی ایسی راہ بیان کی جس سے مسلمان لوگ اللہ تعالی کی قربت چاہتے ہیں تو ذمی مذکور کا اقرار
جائز ہوگا اور اسکی حاصلات انہیں وجوہ پر جو اسنے بیان کی ہیں جاری رکھی جائیگی اور اگر اسنے کہا کہ مسلمان نے اسکو
راہ بیع پر وقف کیا ہی یا اور کوئی ایسی راہ بیان کی جس سے مسلمان لوگ اللہ تعالی کا تقرب نہیں پاتے ہیں تو ذمی مذکور کا
اقرار باطل ہوگا اور زمین مذکور اسکے قبضہ سے نکال کر مسلمانوں کے بیت المال میں داخل کر دیجائیگی یہ حاوی میں ہی
نواں باب وقف کو غصب کر لینے کے بیان میں۔ ایک شخص نے زمین یا دار کو وقف کیا اور اسکو ایک شخص کے
سپرد کیا اور اسکو اسکی غور پرداخت کا متولی مقرر کیا پھر جس شخص کو سپرد کی تھی وہ اس سے انکار کر گیا تو وہ غاصب ہی کہ
زمین اسکے قبضہ سے نکال لیجائیگی اور اس مقدمہ میں خصم وہی وقف کرنیوالا ہوگا اور اگر وقف کرنے والا مر گیا ہو اور اس
وقف کے مستحق لوگ آئے کہ انھوں نے اپنا استحقاق طلب کیا تو قاضی اس مقدمہ میں ایسے شخص کو مقرر کر دیگا جو خصم
ہو وے۔ پس اگر غاصب کے پاس اس وقفی چیز میں نقصان آگیا تو اسکے انکار کر جانے کے بعد جو نقصان اسمیں آیا ہی
غاصب اسکا ضامن ہوگا اور جو کچھ اسمیں سے منہدم ہوا ہی اس مال سے اسکی تعمیر کرائی جائیگی۔ اور اگر غصب کنندہ
نے وقف کرنے والے سے غصب کی ہو نہ اس شخص سے جو اسپر متولی ہی تو غاصب پر واجب ہوگا کہ وقف کرنیوالے کو
واپس دیدے۔ اور جب غاصب نے انکار کیا اور قاضی کے پاس اسکا غصب کرنا ثابت ہوگیا تو قاضی اسکو محبوس کریگا
یہاں تک کہ وہ مغصوبہ چیز کو واپس کر دے اور اگر وقف میں کوئی نقصان آگیا ہو تو نقصان کا ضامن ہوگا اور یہ مال
ضمان اس وقف کی مرمت اور شکستہ و ریختہ کی تعمیر میں صرف کیا جائیگا اور جو لوگ اس وقف کی حاصلات کے مستحق ہیں
انمیں تقسیم نہ ہوگا یہ حاوی میں ہی۔ اور اگر غاصب نے وقف کی چیز میں اپنی طرف سے کچھ بڑھایا ہو تو دیکھا جاوے
کہ اگر یہ زیادتی مال متقوم نہو مثلاً غاصب نے اس زمین میں ہل چلا دیا یا نہر کھود دی ہی یا اس زمین میں کھاد ڈالی ہی اور یہ کھاد
اسکی مٹی میں مل کر بمنزلہ مستہلک کے ہوگئی تو اب وقف کا قیم اسکے غاصب سے اسکو مفت واپس لیگا اور زیادتی مذکورہ کے
مقابلہ میں کچھ نہ دیگا اور اگر زیادتی مذکورہ مال متقوم ہو مثلاً درخت لگایا ہی یا اسمیں عمارت بنائی ہی تو غاصب کو حکم دیا جائیگا
کہ اپنا درخت جڑ سے نکال لے اور عمارت کو توڑ لے اور زمین واپس کر دے بشرطیکہ ایسا کرنے سے زمین وقف کو
نقصان نہ پہونچتا ہو اور اگر اس سے زمین وقف کو نقصان پہونچتا ہو مثلاً درخت جڑ سے کھود ڈالنے سے زمین مذکور
خراب ہوئی جاتی ہو یا عمارت توڑ لینے سے دار مذکور کھنڈل ہوا جاتا ہو تو غصب کرنے والے کو یہ اختیار نہوگا کہ عمارت
کو توڑے یا درخت کو جڑ سے اکھاڑے مگر اس وقف کا قیم اس عمارت کی ٹوٹی ہوئی کے حساب سے اور اس درخت کی

کاٹے ہوئے کے حساب سے قیمت ادا کریگا بشرطیکہ اس وقف کی اسقدر آمدنی اس متولی کے پاس ہو جو اس تاوان ادا کرنے کو کافی ہو اور اگر ایسی صورت مین وقف مذکور کی آمدنی کچھ نہو تو وقف مذکور اجارہ پر دیدیا جائیگا پس اس اجرت مین سے یہ تاوان ادا کیا جائیگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہے۔ اور اگر غاصب نے چاہا کہ وہ آخری درجہ ایسے مقام سے ہر درخت کو کاٹے کہ جس سے زمین کو کچھ خرابی نہ پہونچے تو اسکو یہ اختیار ہوگا پھر جسقدر زمین وقفی کے اندر درختون مین سے دبا رہگیا ہے قیم اسکی قیمت غاصب کو ضمان دیگا بشرطیکہ اُسکی کچھ قیمت ہوتی ہو یہ محیط مین ہے اور اگر اس مسئلہ مین متولی نے غاصب سے پودون سے کسی چیز پر غاصب کے ساتھ صلح کر لی تو جائز ہے بشرطیکہ اس صلح مین وقف کے واسطے بھلائی ہو اور یہی حکم عمارت کی صورت مین بھی ہے یہ حاوی مین ہے اگر کسی غاصب نے اراضی وقفی کو درحالیکہ اسکی قیمت ہزار درم تھی غصب کیا پھر دو ہزار درم اسکی قیمت ہو جانے کے بعد غاصب مذکور سے اسکو دوسرے غاصب نے غصب کر لیا تو قیم پہلے غاصب کا دامنگیر نہو گا بلکہ دوسرے ہی کا پیچھا پکڑیگا جبکہ دوسرا غاصب تونگر ہو شیخ نے کہا کہ امام کی مراد اس کلام سے یہ ہے کہ دوسرے ہی کا دامنگیر اسوقت ہوگا کہ جب دوسرے غاصب سے تیسرے نے غصب کر لیا اور اس سے واپس لینا متعذر ہو گیا ہو تو ایسی صورت ہو جانے مین اول و دوم مین سے غاصب دوم ہی کا دامنگیر ہووے جبکہ وہ بہ نسبت اول کے تونگر ہو پھر فرمایا کہ اور اگر پہلا غاصب بہ نسبت دوسرے کے زیادہ مالدار ہو تو پہلے ہی کا پیچھا پکڑے۔ اور جب قیم نے دونون غاصبون مین سے کسی ایک کا پیچھا پکڑ لیا تو دوسرا غاصب بری ہو گیا اور جب قیم نے دونون مین سے کسی ایک سے قیمت وصول کر لی تو اس قیمت سے دوسری زمین خرید کر بجاے اراضی اول کے وقفی قایم کرے کذا فی الذخیرہ۔ اور اگر قیم نے دونون مین سے کسی ایک غاصب سے قیمت وصول کر لی پھر اصل زمین اُسکو واپس دیگئی تو وہ بھی قیمت وصول کردہ کو واپس کر دے اور زمین مذکور اپنے حال پر وقفی ہوگی اور ایسی صورت مین غاصب کو یہ اختیار نہوگا کہ اپنی قیمت واپس پانے تک زمین کو روک رکھے کذا فی المحیط پھر اگر قیم نے غاصب سے قیمت وصول پائی اور وہ اُسکے ہاتھ سے ضائع ہو گئی تو اُسپر کچھ ضمان لازم نہ ہوگی اور ضائع ہونے مین قسم سے قیم ہی کا قول قبول ہوگا کذا فی الحاوی اور اگر قیم نے قیمت وصول کر کے ہنوز اس سے دوسری زمین خریدی نہین تھی کہ اُسکے پاس سے قیمت ضائع ہوئی پھر اصل زمین وقفی اسکو واپس دیگئی تو زمین مذکور جیسے وقفی تھی اسی حال پر رہیگی اور قیم نے جو قیمت وصول کر لی تھی اسکو اپنے ذاتی مال سے پھیرنا برداشت کرے پھر استحساناً اسقدر مال کو حاصلات وقف سے واپس لیوے ولیکن یہ نہ ہوگا کہ جن لوگون پر حاصلات اراضی وقف ہے اُنسے انکے دیگر اموال سے سواے حاصلات وقف کے واپس لیوے بلکہ انکے اسی مال حاصلات وقف سے واپس لے سکتا ہے کذا فی الذخیرہ۔ اور اگر یہ ہوا کہ قیم نے قیمت وصول کر کے اسکے عوض دوسری زمین بجاے وقف اول کے خرید لی پھر اُسکو اصل زمین وقفی واپس دی گئی تو وہ بحال خود وقف ہوگی اور دوسری زمین جو خریدی ہے وقف ہونے سے خارج ہو جائیگی پس قیم کو اختیار ہوگا کہ اسکو فروخت کر کے اسکے داموں سے وہ قیمت جو وصول کر لی تھی ادا کر دے اور اگر اسمین کمی پڑے تو کمی قیم کے ذاتی مال پر ہوگی اُسکو قیاساً و استحساناً دونون طرح حاصلات وقف سے واپس نہین لے سکتا ہے۔ اگر وقف کرنیوالے نے وقف کے ساتھ استبدال کر لینا شرط کر دیا ہو یعنے شروط مین لکھدیا ہو کہ استبدال روا ہے پس قیم نے اسکو فروخت کر کے

اپنے مال سے پورا کر کے دیدے ۱۲

تونگر ہو یعنی اس سے وصول ہو سکے ۱۲

بہتری ہو ۱۲

دام وصول کر لیے پھر یہ دام ضایع ہو گئے پھر بعد اسکے دار اسکو بسبب عیب کے بحکم قاضی واپس دیا گیا تو قیم اُسکے داموں کو اپنے مال سے ضمان دے پھر زمین وقف جو اسکو پھیر دی گئی ہی تاوان دیے ہوئے داموں کے بدل فروخت کرے یہ محیط میں لکھا ہی۔ اگر وقفی دار اور وقفی زمین کو غصب کر کے دار کی عمارت ڈھائی یا زمین سے درخت کاٹ ڈالے تو قیم کو اختیار شرعی حاصل ہوگا کہ غاصب سے عمارت و ہر قسم کے درختوں کی قیمت خواہ خرما کے ہوں یا اور کسی قسم کے ہوں تاوان لے جبکہ غاصب ان چیزوں کو واپس نہ کر سکے پھر عمارت کی قیمت بحساب بنی ہوئی کے اور درختوں کی بحساب لگے ہوئے کے تاوان لیگا۔ پس اگر قیم نے غاصب سے یہ قیمت تاوان لے لی پھر دار اور زمین اور عمارت کاٹوٹن اور درختان مذکورہ ظاہر ہونے یعنے غاصب کو یہ قدرت حاصل ہوئی کہ وہ دار کو مع عمارت کی ٹوٹن کے یا زمین کو مع اشجار مقطوعہ کے واپس کرے تو وہ اس خالی زمین بے عمارت و درخت کو واپس کر دے اور رہا ٹوٹن یا درخت تو وہ اسی کے ہو چکے ہیں پھر قیم اس خالی زمین کا حصہ قیمت غاصب کو واپس کریگا کذا فی الذخیرہ والمحیط وفتاوے قاضی خان۔ اور اگر غاصب کے قبضہ میں کسی اجنبی نے عمارت دار یا درختان زمین پر تعدی کی جس سے غاصب نے اُن چیزوں کی قیمت ڈانڈ بھر لی اور کھا گیا اب وہ مفلس نادار ہی تو قیم کو یہ اختیار ہوگا کہ جس اجنبی نے تعدی کی تھی اُسکا دامنگیر ہو۔ اور اگر غاصب نے اس زمین میں زراعت کی تو کھیتی اُسی کی ہوگی اور اسپر زمین کا نقصان جو کھیتی کرنے سے اسمیں آگیا ہی واجب ہوگا اور یہ مال لیکر اس زمین کی تعمیر میں لگا دیا جائیگا کذا فی الحاوی۔ اور اگر زمین وقف میں درختان خرما و دیگر اشجار ہوں جنکی حاصلات کو غاصب نے چند سال تک لیا پھر اسنے زمین مع درختان مذکورہ واپس کرنی چاہی تو اُسکے ساتھ اسکی حاصلات کو بھی واپس کرے اگر بعینہ موجود ہو اور اگر اس سے وہ حاصلات تلف ہو گئی ہو تو اسکے مثل واپس کرے یہ ذخیرہ میں ہی۔ پھر غاصب سے جو کچھ حاصلات کے بدلے حاصل کیا جاوے وہ انہین راہوں میں لگا دیا جائیگا جنپر وہ وقف ہی یہ محیط میں لکھا ہی۔ غاصب نے زمین وقف کو غصب کیا اسمین درختان خرما و دیگر اشجار ہین پس اُسکے قبضہ میں سے کسی اجنبی نے درختان مذکورہ کھود لیے تو قیم کو اختیار ہی چاہے غاصب سے ان درختوں کی قیمت بنے ہوئے کے حساب سے تاوان لے یا اسی کو کھودنے والے سے تاوان لے پس اگر قیم نے غاصب سے ضمان لی تو وہ کھود لینے والے سے واپس لیگا اور اگر اسنے کاٹ کر کھود لینے والے سے تاوان لیا تو وہ غاصب سے واپس نہیں لے سکتا ہی۔ اور اگر قیم نے دونوں میں سے ہنوز کسی سے تاوان نہیں لیا تھا کہ غاصب نے قاطع سے قیمت درختان مقطوعہ تاوان بھر لی پھر قیم نے آکر قطع و قلع کرنے والے سے ضمان لینی چاہی تو اسکو یہ اختیار حاصل نہوگا یہ ذخیرہ میں لکھا ہی۔ ایک شخص نے ایک وقفی زمین غصب کر لی اور جسکے پاس سے غصب کی ہی اُسنے نالش کی اور گواہ قایم کیے تو بالاجماع اُسکے گواہ قبول ہونگے اور زمین مذکور اسکو واپس دیجائیگی یہ ظہیریہ میں ہی۔ اور اگر وقف کو کسی نے غصب کر لیا تو جن لوگوں پر وقف ہی انہین سے کسی کو بدون اجازت قاضی کے خصومت کا حق حاصل نہوگا یہ فصول عمادیہ میں ہی۔ ایک زمین یا عقار چند نفر پر وقف ہی اسپر کسی ظالم نے زبردستی قبضہ کر لیا اور اسکے قبضہ سے نکالنا ممکن نہین پھر جن لوگوں پر وقف تھا انھوں نے انہوں میں سے ایک پر دعوی کیا کہ اسنے اس ظالم کے ہاتھ فروخت کر کے اسکو سپرد کر دیا ہی اور وہ شخص منکر ہی پس باقیوں نے اُس سے قسم لینی چاہی تو انکو حق پہونچتا ہی اور جب اُس شخص نے انکے دعوی سے انکار کیا تو اُس سے قسم لیجائیگی پس اگر اسنے قسم کھانے سے انکار کیا

اور ٹھہک رہا تو اسپر قیمت وقف مذکور ادا کرنے کا حکم کیا جائیگا اور اسی طرح اگر باقیون نے اُسپر گواہ قائم کیے تو بھی ثابت ہو جانے پر یہی حکم دیا جائیگا کیونکہ بعض مکانات و اراضی وغیرہ جو از قسم عقار ہو انکے غصب کی صورت مین وقف پر نظر کرکے یہی فتوی ہو کہ غاصب ضامن ہو جیسے کہ وقف کے منافع غصب کر لینے کی صورت مین بنظر وقف یہی فتوی ہو کہ منافع وقف کا غاصب ضامن ہو اور یہی ہمارے مشائخ نے اختیار کیا ہو اور جب اس غاصب پر قیمت کا حکم دیا گیا تو قیمت اُس سے وصول کرکے اسکے عوض دوسری اراضی خرید کیجائیگی پس وہ بجاے اصل کے وقف ہوگی - یہ محیط سرخسی مین لکھا ہو ایک شخص نے اپنی زندگی و صحت مین ایک موضع وقف کرکے اپنے قبضہ سے نکال کر متولی کے قبضہ مین دیدیا پھر اسپر ایک غاصب مستولی ہوکر وقف مذکور و متولی کے درمیان حائل ہوگیا تو غاصب سے اسکی قیمت لیکر اس سے دوسرا موضع خرید کرا اول کے شرائط پر وقف کیا جائیگا کیونکہ جب غاصب انکار کر گیا تو وہ چیز گویا مستہلک ہوگئی اور وقفی چیز جب تلف ہو جاوے تو اسکے قائم مقام دوسری بدل لینا واجب ہو جیسے وقف گھوڑا اگر جہاد مین مار ڈالا جاوے تو اسکی قیمت سے استبدال کیا جاتا ہو اور یہ حکم بدلیل استحسان ہو جسکو ہمارے مشائخ نے اختیار کیا ہو یہ مضمرات مین لکھا ہو ایک شخص نے اپنا کھیت وقف کیا پھر اُسی نے اسمین زراعت کی اور خرچ کیا اور کھیتی نکلی اور بیج اُسی کی طرف سے ہین پس اُسنے کہا کہ مین نے اپنے بیجون سے اپنے واسطے یہ زراعت کی ہو اور جنپر وقف ہو انھون نے کہا کہ تو نے وقف کے لیے زراعت کی ہو تو اس بارہ مین وقف کرنے والے کا قول قبول ہوگا اور کھیتی اُسی کی ہوگی اور اگر وقف والون نے قاضی سے درخواست کی کہ اسکے قبضہ سے نکال لے اُسنے اپنے واسطے زراعت کی ہو حالانکہ اسکو یہ استحقاق نہ تھا تو قاضی اسکے قبضہ سے نہین نکالیگا ولیکن وقف کے لیے زراعت کرنے مین اُس سے تقدیم کر دیگا پھر اگر اُسنے کہا کہ وقف کا کچھ مال میرے پاس نہین اور نہ بیج ہین تو قاضی اُس سے کہیگا کہ وقف پر قرضہ لے اور اسکو بیجون و مزدوری وغیرہ مصارف زراعت مین خرچ کرکے حاصلات سے لے لینا پھر اگر اُسنے کہا کہ مجھ سے یہ نہین ہو سکتا ہو تو قاضی اہل الوقف سے فرمائیگا کہ تم قرضہ حاصل کرکے بیج خرید دو اور خرچہ دو پھر حاصلات سے ادا کر دینا پھر اگر اہل الوقف نے کہا کہ ہمکو کھٹکا ہو کہ جب ہم قرضہ لیکر بیج خریدین اور خرچہ دین تو جب یہ سب وقف کرنیوالے کے پاس پہونچ جاوے تو وہ انکار کر جاوے ولیکن ہم خود اسمین زراعت کرین تو قاضی کو یہ نہ چاہیے کہ علی الاطلاق انکو یہ حکم دیدے کیونکہ جسنے وقف کیا ہو وہی اولی مستحق اسکی پرداخت کا ہو لیکن اگر اُسکی ذات پر یہ خوف ہو کہ وقف کو تلف کر ڈالیگا تو اسکو استحقاق مین اولویت نہین ہو - اگر وقف کنندہ نے اسمین زراعت کی اور خرچہ اُٹھایا پھر کھیتی کو اولا یا لا وغیرہ ایسی کوئی آفت پہونچی کہ کھیتی جاتی رہی پس وقف کنندہ نے کہا کہ مین نے قرضہ لیکر یہ زراعت جو جاتی رہی ہو وقف کے واسطے بوئی تھی پھر دوسری پیداوار سے حاصلات آئی پس اُسنے چاہا کہ مین اس پیداوار سے وہ قرضہ وضع کر لون جسکو اُسنے تلف شدہ پیداوار کے واسطے قرض لینا بیان کیا تھا اور اہل وقف نے کہا کہ اُسنے اپنے ہی واسطے کھیتی بوئی تھی تو اسمین وقف کرنیوالے کا قول قبول ہوگا اور اسکو اختیار ہوگا کہ اس پیداوار سے اسقدر قرضہ جسکا دعوے کرتا ہو وصول کر لے پھر اگر وقف کرنے والے نے کہا کہ مین نے ہزار درم لیکر اُسکے بیجون و دیگر ضروریات مین خرچ کیے ہین اور اہل الوقف نے کہا کہ تو نے فقط پانچ سو درم سب اسکے بیجون و مزدوری و ضروریات مین اُٹھائے ہین تو فرمایا کہ

جسقدر ایسی زمین کی ایسی زراعت مین خرچ ہوتا ہو اسقدر زمین وقف کنندہ کا قول سچا قرار دیا جائیگا ۔ اور اگر متولی وقف نے لینے قیم نے کہا کہ یہ کھیتی مین نے اپنے بیجون سے و اپنے خرچہ سے اپنے لیے بوئی ہی اور اہل الوقف نے کہا کہ تو نے ہمارے واسطے بوئی ہی تو قول اسمین متولی کا قبول ہوگا یہ محیط مین ہی۔

دسوان باب ۔ مریض کے وقف کرنے کے بیان مین ۔ ایک مریض نے اپنے مرض الموت مین اپنا دار وقف کیا تو یہ جائز ہی جبکہ دار مذکور اسکے تہائی ترکہ سے برآمد ہوتا ہو اور اگر برآمد نہو لیکن وارثون نے فعل مریض کی اجازت دیدی تو بھی جائز ہی اور اگر وارثون نے اجازت نہ دی تو جسقدر تہائی سے زیادہ ہی اسقدر کا وقف باطل ہو جائیگا اور اگر بعض وارثون نے اجازت دی اور بعض نے اجازت نہ دی تو جسقدر وارثون نے اجازت دی ہی اسقدر اور بھی تہائی کے ساتھ جائز ہو جائیگا اور باقی کا وقف باطل ہوگا پھر اگر میت کا کچھ اور مال ظاہر ہوا جسے کہ دار مذکور اسکے تہائی ترکہ تمام سے برآمد ہو گیا تو پورا وقف مذکور نافذ کر دیا جائیگا کذا فی فتاوی قاضیخان اور اگر اس صورت مین قاضی نے سواے تہائی کے باقی دو تہائی کا وقف باطل کر دیا پھر میت کا ایسا مال ظاہر ہوا کہ اسکی تہائی سے پورا دار مذکور برآمد ہوتا ہی پس اگر باقی دو تہائی مذکور وارثون کے قبضہ مین بعینہ قائم ہو تو پورا دار مذکور وقف ہو جائیگا اور اگر قائم نہو مثلاً بعض وارثون نے اپنا حصہ فروخت کر دیا ہو تو اسکی بیع نہین توڑی جائیگی ولیکن جسقدر اُسنے فروخت کیا وہ اُس سے لیکر اُس سے دوسری زمین خرید کر کے بجاے اسکے وقف کر دیجائیگی کذا فی محیط السرخسی اور اگر میت کو کوئی مال حاصل ہوا باین طور کہ وہ عمداً قتل کیا گیا پھر وارثون نے قاتل سے مال پر صلح کر لی تو بالاتفاق بیع مذکور نہین توڑی جائیگی اور اگر بعض وارثون نے بیچا اور بعض نے نہین تو جسقدر فروخت نہین ہوا وہ وقف مین عود کریگا اور جسقدر فروخت ہوا اسکی قیمت لیکر اسکے عوض دوسری زمین خرید کر وقف کر دیجائیگی کذا فی الذخیرہ اور اسی طرح اگر میت پر قرضہ تھا پس قاضی نے اسکے دار یا زمین وقف کو اس قرضہ مین فروخت کیا پھر میت کا اتنا مال ظاہر ہوا جس سے میت کا قرضہ ادا ہوتا اور اسکی تہائی سے یہ زمین وقف برآمد ہوتی ہی تو بھی بیع مذکور نہین توڑی جائیگی ولیکن مال میت سے بقدر ثمن وقف مذکور کے نکال کر اُس سے دوسری زمین خرید کر فقیرون پر صدقہ موقوفہ کر دیجائیگی یہ محیط سرخسی مین ہی ۔ اگر زید مریض نے اپنی زمین کو صدقہ موقوفہ اللہ تعالی کے واسطے ہمیشہ کے واسطے اپنی اولاد اور اولاد اولاد اور نسل پر ہمیشہ جبتک تناسل حاصل ہو اور بعد انکے مساکین پر کر دیا پس اگر یہ زمین اُسکے تہائی ترکہ سے برآمد ہو تو وقف ہو جائیگی اور اُس سے غلہ حاصل کر کے اُسکے تمام وارثون پر بحساب حصہ میراث کے تقسیم کیا جائیگا حتے کہ اگر اُسکی جورو اور اولاد ہو تو جورو کو آٹھوان حصہ دیا جائیگا اور اگر والدین مع اولاد ہون تو والدین کو چھٹا حصہ دیکر باقی اُسکی اولاد مین لڑکون کو لڑکیون سے دو چند کے حساب سے بانٹ دیا جائیگا اور یہ حکم اسوقت ہی کہ اولاد اسکی پشت سے ہو اور انمین کوئی اولاد الاولاد نہو اور اگر کچھ اولاد الاولاد ہون اور باقی مسئلہ یہی واقع ہو تو اولاد کے نفر اور اولاد الاولاد کے نفر شمار کر کے تمام غلہ بتعداد نفر تقسیم کیا جاوے پھر جسقدر اسکے صلبی کی اولاد کو پہونچے وہ ان اولاد مین موافق فرائض الٰہی تعالی کے بطور مذکور تقسیم ہوگا اور جسقدر اولاد الاولاد کو پہونچے وہ انمین مساوی تقسیم ہوگا یعنے مرد و عورت کا حصہ یکسان ہوگا ۔ پھر جب تمام اولاد صلبی مرگئی تو تمام حاصلات اسکی اولاد الاولاد و نسل پر تقسیم ہوگی پس اُسکی زوجہ یا والدین کو اسمین سے کچھ نہین ملیگا کذا فی الظہیریہ اور اگر یہ زمین

اسکے تہائی ترکہ سے برآمد نہ ہوئی پس اگر وارثون نے وقف کی اجازت دیدی تو وقف جائز ہوا اور غلہ ان سب مین برابر تقسیم ہوگا۔ انمین مذکر اولاد کو مونث سے کچھ زیادتی سے نہین دیا جائیگا اور اس غلہ سے زوجہ اور والدین کو کچھ نہین ملیگا اور اگر وارثون نے وقف کی اجازت نہ دی تو تہائی سے وقف جائز ہوگا پس تہائی رقبہ فقیرون کے لیے وقف ہوگا اور غلہ تمام وارثون مین اللہ تعالیٰ کے فرائض پر تقسیم ہوگا اور یہ جو ہمنے ذکر کیا ہی شیخ ہلال و قاضی ابوبکر الخصاف و فقیہ ابوبکر الاعمش و فقیہ ابوبکر الاسکاف کا قول ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ اور اگر اپنی زمین کو اپنی قرابت پر وقف کیا پس اگر اسکے قرابت والے اُسکے وارث ہون تو یہ صورت اور اولاد پر وقف کرنے کی صورت یکسان ہی اور اگر یہ قرابت والے اُسکے وارث نہون تو یہ وقف جائز ہی اور وقف کی راہ سے وے لوگ حاصلات وقف کے مستحق ہونگے اور اگر اُسنے اپنے وارثون مین سے فقط بعض پر وقف کیا تو اس صورت مین اگر سب وارثون نے اجازت دی تو وقف جائز ہوگا اور اگر نہ اجازت دی تو زمین مذکور فقیرون پر وقف ہوجائیگی مگر تہائی مال ترکہ سے اعتبار کیا جائیگا اور حاصلات اس وقف کی بنابر قول ہلال رحمۃ اللہ تعالیٰ انکے تابعین کے وارثون کے لیے بقدر انکی میراث کے ہوگی پھر جب وہ وارث مرجاوے جسپر وقف ہی تو غلہ اسکا فقیرون کے لیے ہوجائیگا اور اگر وقف کرنے والے کے بعض وارث مرگئے و لیکن وہ وارث جسپر وقف ہی زندہ موجود ہی تو غلہ مذکور تمام وارثون کا ہوگا اور جو انمین سے مرا اُسکا حصہ اُسکے وارثون مین میراث ہوجائیگا یہ محیط مین لکھا ہی۔ اور اگر مریض نے کہا کہ میری یہ زمین صدقہ موقوفہ میری اولاد اور اولاد کی اولاد اور میری نسل پر اور آخر اسکا فقرا پر ہو یا اُسنے اسکی وصیت کردی اور یہ زمین اُسکے تہائی مال سے برآمد ہوتی ہی پس اگر وارثون نے اجازت دی تو اُسکا غلہ درمیان وارث و اولاد الاولاد کے انکے عدد رؤس پر تقسیم ہوگا اور اگر وارثون نے اجازت نہ دی تو غلہ درمیان اولاد صلبی اور اولاد الاولاد کے انکے اعداد رؤس (یعنی جتنے نفر ہون ۱۲) پر تقسیم ہوگا پھر جسقدر اولاد الاولاد کے برتے مین پڑے وہ انکو مساوی تقسیم ہوگا اور جسقدر وارثون یعنی اولاد صلبی کے حصہ مین آوے وہ تمام وارثون مین بحساب میراث تقسیم ہوگا اور اگر بعض اولاد صلبی اور بعض اولاد کی اولاد مرگئی اور بعضے اولاد کی اولاد مین پیدا ہوے تو جسدن غلہ حاصل ہوا اُسدن انکی تعداد بشمار نفر دیکھی جاوے پھر جسقدر اولاد صلبی کے برتے مین آوے وہ انہین تمام وارثون پر بحساب میراث تقسیم ہوگا جو وقف کنندہ کی موت کے روز موجود تھے پھر جسقدر انمین سے مرنے والون کے حصہ مین علیحدہ علیحدہ پڑے وہ ہر ایک کے وارثون کو ملیگا پھر اگر اولاد صلبی سب گذر گئے تو غلہ مذکور اولاد الاولاد اور نسل پر تقسیم ہوگا اور باقی وارثون کے لیے کچھ نہوگا یہ ظہیریہ مین ہی اور اگر مریض نے کہا کہ میری یہ زمین صدقہ موقوفہ ہر اس شخص پر ہی جو محتاج ہووے میری اولاد و نسل سے ہر ایک کو اسقدر دیا جاوے جو اسکے نفقہ کو گنجائش دیوے اور اگر میری اولاد اور نسل مین کوئی فقیر نہ ہو تو پورا غلہ فقیرون کے واسطے ہی تو ایسی صورت مین اگر اسکی اولاد اور نسل مین فقرا ہون تو انکی تعداد پر غلہ انکے درمیان اسطرح تقسیم ہوگا کہ ہر ایک کو اسقدر دیا جاوے جو اُسکی ذات و اولاد و جورو اور خادم کے نفقہ کے لیے بطور معروف کافی ہو یعنے بدون اسراف و تنگی کے روٹی و اُسکے ساتھ کھانے کی چیز و کپڑے کے لیے سالانہ کافی ہو پھر اس حساب سے جسقدر غلہ اُسکے نفقہ کی اولاد کے حصہ مین آوے اُسکا مجموعہ کرکے اُن اولاد صلبی اور باقی تمام وارثون مین جو وقف کنندہ کی موت کے روز موجود تھے موافق

فرائض الٰہی تم سے تقسیم کر دیا جائیگا پھر اگر فرزند صلبی کے حصہ کفایت مین کچھ دیگر وارثون کی تقسیم مین لے لیا گیا اور جو باقی رہا وہ اسکو کافی نہین ہوتا تو اسکو یہ اختیار نہ ہوگا کہ اولاد الاولاد کے حصہ مین جو کچھ آیا انہین سے بقدر کمی کے واپس کر لے۔ اور اگر انہین تونگر لوگ ہون تو اسکی اولاد و نسل مین سے تونگرون کو کچھ نہین دیا جائیگا اور جتنے لوگ فقیر ہین انھین کی تعداد روس پر تقسیم ہوگا یہ حاوی مین لکھا ہی۔ اور اگر اپنے مرض الموت مین اپنی زمین وقف کی اور کچھ وصیتین کین تو اسکا تہائی مال اسکے وقف و دیگر وصایا مین تقسیم ہوگا اس طرح کہ وصیتون والے اپنی اپنی وصیت کے حساب سے اور وقف والے اس زمین کی قیمت کے حساب سے حصہ دار ٹھہرائے جاوینگے پھر تہائی مین سے جسقدر وصیتون والون کے حصہ مین پڑے وے لین اور جسقدر اہل وصیت کو پہونچے اسکے حساب سے اس زمین سے حصہ الگ کر کے جنپر وقف کیا ہی وقف کر دیا جاوے۔ اور وقف کی تنفیذ مقدم ہوگی کذا فی الذخیرہ اور وقف مانند عتق و تدبیر کرنے کے نہین ہی یعنے جیسے عتق و تدبیر کو مقدم کر کے پہلے انھین دونون کو نافذ کرنا شروع کیا جاتا ہی پھر اگر کچھ بچتا ہی تو باقی وصیتین نافذ کیجاتی ہین ورنہ نہین تو وقف کا حکم مانند عتق و تدبیر کے تقدم مین نہین ہی کما فی الحاوی للقدسی۔ اگر کسی نے کہا کہ میری یہ زمین ہی اسکا غلہ میری وفات کے بعد اولاد عبداللہ و اسکی نسل کو دیا جاوے تو یہ غلہ کی وصیت ان لوگون کے واسطے ہوگی اسیطرح اگر کہا کہ میری اس زمین کو حبس کر رکھو میری وفات کے بعد اولاد عبداللہ پر تو یہ بھی غلہ کی وصیت قرار دیجائیگی اسی طرح اگر کہا کہ میری زمین میری وفات کے بعد فلان و اسکی نسل پر وقف ہی فروخت نہ کیجاوے تو یہ سب صورتین یکسان ہین یعنے ان سب مین غلہ کی وصیت ہی پس احکام وصیت معتبر ہونگے اور نہ وقف نہین ہی اور اگر اسنے کہا کہ میری یہ زمین میری وفات کے بعد صدقہ موقوفہ بر مساکین ہی یا کہا کہ اسکو مساکین پر حبس رکھو تو یہ وقف البتہ جائز ہی یہ ظہیریہ مین ہی۔ اگر کہا کہ میری زمین صدقہ موقوفہ اس قوم پر ہو انکے بعد اسکا غلہ میرے وارثون کے لیے کیا جاوے تو حاصلات اس قوم کے واسطے ہوگی جنکے واسطے اسنے قرار دی ہی پھر جب یہ لوگ گذر جاوین تو وارثون کے لیے انکی میراث کے حساب سے ہوگا پھر جب وارث مر جاوین تو غلہ فقیرون کے لیے ہو جائیگا یہ خزانۃ المفتین و محیط مین ہی۔ اگر کہا کہ میری یہ زمین صدقہ موقوفہ ہی میری اولاد و اولاد الاولاد اور نسل پر ہی پھر جو کوئی میرے نطفہ کے فرزندون سے مرے اسکا جو کچھ حصہ بطریق میراث تھا وہ بھی میری اولاد الاولاد پر وقف ہی تو یہ جائز ہی اور جو غلہ حاصل ہو وہ اولاد کی اولاد کی تعداد اور زندہ اولاد صلبی کے عدد روس اور جو واقف کی موت کے بعد مرے ہین انکے عدد روس پر تقسیم ہوگا پس فرزند صلبی سے مردہ فرزند کو جو پہونچے وہ بھی اولاد کی اولاد پر وقف ہوگا پھر جو کچھ زندون کو پہونچا وہ انکی اور مردون مین تقسیم ہوگا پھر جو کچھ مردون کو پہونچا وہ انکے وارثون کو انسے میراث پہونچیگا۔ قال المترجم حاصل یہ ہی کہ وقف کنندہ نے اولاد صلبی مین سے مرنے والے کا حصہ میراث جو اولاد الاولاد کے واسطے کر دیا ہی اسکے یہ معنی نہین لیے جاوینگے کہ خاصۃ اسکا حصہ میراث اسکے وارثون سے منتقل ہو کر اولاد الاولاد کو دیا جاوے کیونکہ یہ تشریع باطل خلاف منصوص فرائض ہی بلکہ یہ معنے لیے جاوین کہ اولاد الاولاد کو اسقدر حصہ مزید بھی دیا جاوے جسقدر اولاد صلبی کے مرنے والون کا میراثی حصہ انکو پہونچتا تھا اسی واسطے اولاً تقسیم غلہ کے وقت تعداد اولاد الاولاد اور تعداد زندہ اولاد صلبی اور تعداد مردہ

اولاد صلبی تین مجموعہ لیے گئے انہین سے اولاد الاولاد کو انکا مجموعہ اور نیز مردہ اولاد صلبی کا مجموعہ دونون دیے جاوین پھر
اولاد صلبی کے بہتے مین جو کچھ آوے وہ وقف کنندہ کے مرنے کے وقت جسقدر اولاد صلبی موجود تھی اور جسقدر وارث
تھے سب کے درمیان بحساب فرائض تقسیم ہوگا پھر جو کچھ مردہ فرزند یا وارث کے حصہ مین آوے وہ اسکے وارثون کو بحکم
میراث دیا جائیگا فافہم واللہ تعالی اعلم بالصواب - اور اگر وقف کنندہ نے چاہا کہ حصہ میراث مردہ فرزند صلبی جو اسکو بحکم ارث
ملا ہو وہ بھی اولاد الاولاد ونسل پر وقف کر دے چنانچہ اسنے یون کہا کہ پھر جو کچھ میرے نطفہ کے زندہ فرزندون
کے حصص سے انہین سے مردون کو پہونچے وہ بھی میری اولاد کی اولاد پر وقف ہی تو یہ وقف جائز نہین ہی یہ محیط
مین لکھا ہی - اگر کسی نے اپنے مرض مین اپنی زمین اپنی اولاد اور اولاد الاولاد پر وقف کی اور سوا اس زمین کے اسکا کچھ
مال نہین ہی تو تہائی زمین اسکی اولاد الاولاد پر وقف ہو جائیگی خواہ وارث لوگ اجازت دین یا نہ دین اور رہی دو
تہائی سو اگر وارثون نے اجازت نہ دی تو اسقدر وارثون کی ملک ہوگی اور اگر وارثون نے اجازت دیدی تو
اسقدر زمین اولاد صلبی اور اولاد الاولاد کے درمیان مساوی تقسیم ہوگی یہ ظہیریہ مین ہی - اگر اپنی زمین اپنے مرض
مین وقف کی اور وہ اسکے تہائی مال سے برآمد ہوتی ہی پھر اسنے مرنے سے پہلے غیر کا کچھ مال تلف کر دیا پھر اب بعد
تاوان دینے کے وہ زمین اسکی تہائی سے برآمد نہین رہی یا مرنے پر اس شخص کے ذمہ ودیعت کو مجہول چھوڑ کر مرنے
وغیرہ کے مانند کسی سبب سے تھا مال لازم آیا قبل اسکے کہ وارثون کو پہونچ جاوے پس وہ زمین اسکے تہائی
مال سے برآمد نہ رہی تو تہائی زمین وقف ہوگی اور دو تہائی وارثون کی ملک ہوگی یہ بحر الرائق مین بزازیہ سے منقول ہی -
اگر مریض نے وصیت کی کہ اسکے مرنے کے بعد اسکی زمین فقرا و مسلمین پر وقف کیجاوے پس اگر وہ زمین اسکے تہائی مال سے
برآمد ہوئی یا تہائی سے برآمد ہونے کی صورت مین وارثون نے اجازت دیدی تو وہ زمین پوری وقف رکھی جائیگی اور
اگر وارثون نے اجازت نہ دی تو بقدر ایک تہائی کے وقف ہوگی - اور اگر پوری زمین اسکے تہائی مال سے برآمد ہوئی اور
اسمین پھلدار درخت ہین پس موت کے بعد اسمین پھل آئے قبل اسکے کہ وقف کا حکم دیا جاوے تو اسکے پھل بھی وقف
مین داخل ہونگے اور اگر مریض کی موت سے پہلے اسمین پھل آئے تو یہ پھل اسکے وارثون مین میراث ہونگے یہ محیط سرخسی
مین ہی - اگر مریض نے اپنے مرض مین وقف صحیح کے ساتھ اپنی زمین وقف کی اور قبل اسکے وفات کے اسمین پھل پیدا
ہوئے تو پھل سمیت وہ زمین وقف ہوگی - اور اگر اسکے وقف کرنے کے روز اسمین پھل ہون اور حالت مرض مین
اسنے وقف کی ہی تو یہ پھل اسکے وارثون کی میراث ہونگے یہ محیط مین ہی - اگر مریض نے کہا کہ مین نے ابھی یہ زمین للہ تعالی
کے لیے صدقہ موقوفہ کر دی ہمیشہ کے واسطے زید اور اسکی اولاد اور اولاد الاولاد پر ہمیشہ جبتک انمین تناسل ہو اور انکے
بعد مساکین پر پھر اگر محتاج ہو میری اولاد یا میری اولاد کی اولاد تو اس زمین کا غلہ انہین کے واسطے ہوگا نہ کسی اور کے
واسطے اور وہی لوگ اسکے مستحق ہونگے جبتک وے اسکے حاجتمند رہین - قال المترجم یہان تک وقف کرنیوالے کا
کلام ہی پھر صورت یہ ہوئی کہ اسکی وفات کے بعد اسکے نطفہ کی اولاد کو اس زمین کے غلہ کی طرف محتاجی ہوئی تو تمام غلہ
انہین کو دیدیا جائیگا اور اگر وقف کرنے والے کے بعضے وارث مر گئے پھر اس غلہ کی طرف اسکے نطفہ کی اولاد کو محتاجی
ہوئی تو غلہ انہین کی طرف رد کر دیا جائیگا پس تمام غلہ اسکی اولاد کے محتاجون مین اور اسکے باقی وارثون مین بانٹ دیا جائیگا
اور جو مر گئے ہین انکی طرف لحاظ نہ کیا جائیگا یہ ظہیریہ مین ہی - اور اگر وقف کنندہ نے اس مسئلہ مین یون کہا ہو کہ پھر اگر محتاج ہو

کوئی میرے نطفہ کی اولاد مین سے تو جو محتاج ہوا سپر اس صدقہ کے غلہ مین سے بطریق معروف اسکے نفقہ کی قدر وظیفہ جاری رکھا جاوے اور باقی غلہ اس صدقہ کا اہل الوقف کے درمیان تقسیم ہوا کرے تو یہ جائز ہی۔ پھر اگر اسکی اولاد صلبی مین سے مثلاً پانچ آدمی اسکے محتاج ہوے تو دیکھا جاوے کہ انکو ایکسال کے لیے آیندہ غلہ حاصل ہونے تک کسقدر نفقہ کفایت کریگا پس اگر فرض کرو کہ یہ مقدار سو دینار ہین تو یہ سو دینار ان پانچون مین اور وقف کنندہ کے باقی وارثون مین سب کے درمیان بحساب میراث تقسیم ہونگے پھر جب ہمنے تقسیم کر دیے اور انمین سے محتاجون کو جو کچھ پہونچا وہ انکی سالانہ قدر کفایت نفقہ سے کم ہی تو انپر اس وقف کے غلہ سے یہانتک رد کیا جائیگا کہ انکے حصہ مین سو دینار مقدار کفایت سالانہ انکو پہونچے یہ محیط مین ہی۔

گیارھوان باب مسجد و اسکے متعلقات کے بیان مین - اسمین دو فصلین ہین فصل اول ان امور کے بیان مین جنسے مسجد ہوجاتی ہی اور اسکے احکام اور جو اسمین ہی اُسکے احکام کے بیان مین

جسنے مسجد بنائی اسکی ملک اُس سے زایل نہو جائیگی یہانتک کہ اسکو اپنے ملک کے لگاؤ سے مع راستہ کے الگ کر دے اور اسمین نماز پڑھنے کی اجازت دیدے یعنی عام اجازت دیدے۔ پس لگاؤ سے الگ کر دینا اسوجہ سے واجب ہی کہ وہ اسی سے خالص ہوجاتی ہی بدون اسکے اللہ تعالی کے واسطے خالص نہو جائیگی یہ ہدایہ مین ہی۔ پس اگر کسی نے اپنے درمیان احاطہ یا مکان کو مسجد کر دیا اور لوگون کو اسمین داخل ہونے اور اسمین نماز پڑھنے کی عام اجازت دیدی پس اگر اُسکے ساتھ راستہ شرط کر دیا تو وہ بالاتفاق مسجد ہوجائیگی اور اگر راستہ شرط نہ کیا تو امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک مسجد نہوگی اور صاحبین رحمہا اللہ نے کہا کہ مسجد ہوجائیگی اور راستہ بدون شرط کے اسکے حقوق سے ہوجائیگا یہ قنیہ مین ہی سغناقی مین لکھا ہی کہ اگر اسکا دروازہ بڑے راستہ کی طرف جدا کر کے بنا دیا تو وہ مسجد ہوجائیگی ایسا ہی امام قاضی خان رح نے ذکر کیا ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اگر کسی نے مسجد بنائی جسکے نیچے سرداب یعنی تہ خانہ ہی یا اُسکے اوپر بالاخانہ ہی اور مسجد کا دروازہ بڑے راستہ کی طرف بنا دیا اور اسکو جدا کر دیا تو اسکو اختیار ہوگا کہ اسکو فروخت کر دے اور جب مرجاوے تو یہ مکان اُسکے وارثون کی میراث ہوگا یعنے وہ عام مسجد کے حکم مین نہین ہوگی پس اسکو الخ ۱۲ - اور اگر اسکا تہ خانہ بغرض مصالح مسجد ہو جیسے مسجد بیت المقدس مین ہی تو یہ جائز ہی یعنے وہ مسجد ہوجائیگی یہ ہدایہ مین ہی۔ اگر کسی نے چاہا کہ مسجد کے نیچے یا اُسکے اوپر کرایہ کی دوکانین بنوا دے جنکے کرایہ سے مسجد کی مرمت ہوا کرے تو اسکو یہ اختیار نہین ہی یعنے یہ جائز نہین ہی کذا فی الذخیرہ قال المترجم اوپر لکھا کہ جس مکان کو مسجد بنوا دے اُس سے ملک زائل نہ ہوگی یہانتک کہ اپنی ملک کے لگاؤ سے الگ کر دے اور نماز کی عام اجازت دیدے پس لگاؤ سے الگ کرنے کی وجہ اور اسکے متعلق مسائل ذکر کر دیے اور رہا امر دوم یعنے نماز تو اسکی وجہ بیان فرمائی کہ اذن نماز اسوجہ سے فروری ہی کہ امام ابوحنیفہ رح و امام محمد رح کے نزدیک تسلیم امر ضروری ہی کما فی البحر الرائق اور مسجد کا تسلیم یعنے سپرد کرنا اسطرح متحقق ہوتا ہی کہ بنانیوالے کی اجازت سے اسمین جماعت کے ساتھ نماز پڑھی جاوے اور امام ابوحنیفہ رح سے اسمین دو روایتین ایک وہ جو حسن بن زیاد رح نے امام ابوحنیفہ رح سے روایت کی کہ اسکی اجازت سے اسمین جماعت کی نماز دو یا زیادہ آدمیون کی جماعت سے شرط ہی جیساکہ امام محمد رح کا قول ہی اور صحیح حسن بن زیاد ہی کی روایت ہی کذا فی فتاوے قاضی خان اور باوجود اسکے یہ بھی شرط ہی کہ یہ نماز اسمین اذان و اقامت کے ساتھ بالجہر ہو یعنے بالسر نہو

حتے کہ اگر اسمین ایک جماعت نے بدون اذان واقامت کے خفیہ بغیر جہر کی جماعت کی نماز پڑھ لی تو وہ امام ابو حنیفہ وامام محمد رح کے نزدیک مسجد نہو جائیگی یہ محیط وکفایہ مین ہی اور اگر ایک شخص نے ایک ہی مرد کو موذن وامام مقرر کر دیا اُسنے اذان دی اور اقامت کہی اور تنہا نماز پڑہ لی تو وہ بالاتفاق مسجد ہو جائیگی یہ کفایہ وہدایہ و فتح القدیر مین ہی۔ اگر مسجد کسی ایسے متولی کو سپرد کر دی جو اسکے مصالح کے سرانجام پر قایم رہتا ہی تو یہ جائز ہی اگرچہ وہ متولی اس مسجد مین نماز نہ پڑھتا ہو اور یہی صحیح ہی یہ اختیار شرح مختار مین ہی۔ اور یہی اصح ہی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اسی طرح اُسکو قاضی یا اُسکے نائب کو سپرد کر دیا تو بھی جائز ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی۔ جس مکان کو مسجد کرنا چاہتا ہی اُسکے مسجد ہو جانے کے واسطے امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک یہ شرط نہین ہی کہ یون کہے کہ میری موت کے بعد مسجد ہی یا اسکی وصیت کرے پس امام کے نزدیک بعد موت کی طرف نسبت کرنا یا وصیت کرنا نہ اُسکی صحت کی شرط ہی اور نہ اسکے لازم ہونے کی شرط ہی بخلاف دیگر اوقاف کے کہ اُنمین امام رح کے مذہب پر ایسی اضافت یا وصیت شرط ہی یہ ذخیرہ مین ہی۔ صدر الشہید واقعات کی کتاب الہبتہ والصدقہ مین لکھا ہی کہ ایک شخص کے ملک مین خالی زمین ہی جسمین کوئی عمارت نہین ہی اُسنے ایک قوم کو حکم دیا کہ تم اسمین جماعت سے نماز پڑھو تو اسمین تین صورتین ہین اول یہ کہ اُن لوگون کو اُسمین نماز پڑھنے کے لیے ہمیشہ کے واسطے صریح اجازت دیدی یا این طور کہ مثلاً اُسنے کہا کہ تم اسمین ہمیشہ نماز پڑھا کرو یا دوم آنکہ اُنکو مطلقاً بدون کسی قید کے نماز پڑھنے کی اجازت دی اور نیت یہ کی کہ ہمیشہ کے واسطے اجازت ہی تو ان دونون صورتون مین وہ خالی زمین اگرچہ بلا عمارت ہی مسجد ہو جائیگی چنانچہ جب وہ شخص مرجاوے تو یہ زمین اُسکی میراث نہوگی اور صورت سوم یہ کہ اُسنے نماز کی اجازت دینے کا کوئی وقت مقرر کر دیا مثلاً ایک دن یا مہینہ یا یہ سال مثلاً تو اسصورت مین وہ زمین مسجد نہو جائیگی چنانچہ جب وہ مرے تو یہ اُسکی میراث ہوگی یہ ذخیرہ اور فتاوے قاضی خان مین ہی۔ ایک مسجد کے متولی نے ایک گھر کو جو مسجد پر وقف کیا گیا تھا مسجد کر دیا اور لوگون نے اسمین برسون نماز پڑھی پھر لوگون نے اسمین نماز پڑھنا چھوڑ دیا پھر وہ اپنی حالت سابقہ پر کرایہ پر چلنے کا گھر کر دیا گیا تو یہ جائز ہی کیونکہ متولی کا اُسکو مسجد کر دینا صحیح نہین ہوا تھا یہ واقعات حسامیہ مین ہی۔ ایک مریض نے اپنا احاطہ مسجد کر دیا پھر مرگیا اور یہ احاطہ اسکے تہائی ترکہ سے بر آمد نہین ہوتا ہی اور وارثون نے اُسکے فعل کی اجازت نہ دی تو وہ پورا احاطہ مسجد نہو جائیگا اور اُسکا مسجد کر دینا باطل ہو گیا۔ کیونکہ اسمین وارثون کا حق ہی پس وہ بندون کے حقوق کے لگاؤ سے الگ نہین ہوا تھا تو اُسنے ایک جزو شایع کو مسجد کیا پس یہ باطل ہی جیسے کسی شخص نے اپنی زمین کو مسجد کر دیا پھر کوئی شخص اُس زمین مین سے تہائی یا چوتھائی یا آٹھوین یا بارھوین وغیرہ کسی ایسے جزو کا مستحق ہو جو تمام زمین مین شایع ہی یعنے اُس جزو کے واسطے اُس زمین کا کوئی مقام متعین نہین ہی تو ایسی صورت مین باقی زمین بھی عود کر کے اس شخص کی ملک مین ہو جاتی ہی پس ایسا ہی اس مسئلہ مین ہی۔ بخلاف اسکے اگر اُسنے وصیت کی کہ میرے احاطہ مین سے ایک تہائی مسجد کر دیا جاوے تو یہ صحیح ہی کیونکہ تہائی اگرچہ اُس وقت جزو شایع ہی لیکن جس وقت مسجد کیا جاویگا تو علیحدہ متعین ہو جائیگا اسلیے کہ وہ احاطہ تقسیم کر کے اُسمین سے ایک تہائی الگ کر کے تب مسجد کیا جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ جنازے کی نماز کے لیے جو جگہ بنا دی گئی ہو اُسکا حکم بھی حکم مسجد ہی حتے کہ نجاسات وغیرہ

جن چیزون سے مسجد کو دور رکھتے ہین اس سے اسکو بھی بچا دینگے ایسا ہی فقیہ رحمہ اللہ نے اختیار کیا ہی مگر مشائخ کا اسمین اختلاف ہی - اب رہا وہ مقام جو نماز عید کے واسطے بنایا گیا ہو تو مختار یہ ہی کہ اقتدا جائز ہونے کے حق مین اسکا حکم مسجد کا ہی چنانچہ وہان اقتدا جائز ہی اگرچہ صفون کے درمیان انفصال ہوا ور اقتدا کے سوائے دیگر احکام مین اسکا حکم مسجد کا نہین ہی اور یہ لوگون پر آسانی کے لحاظ سے ہی یہ خلاصہ مین ہی - اگر لوگون کی جماعت پر مسجد تنگ ہوا ور اسکے پہلو مین کسی شخص کی زمین ہو تو باکراہ بھی پوری قیمت دیکر اس سے وہ زمین لیجاویگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - ایک مسجد کے پہلو مین ایک زمین ہی جو اسی مسجد پر وقف ہی اور لوگون نے چاہا کہ اس زمین مین سے کچھ اس مسجد مین بڑھا دین تو جائز ہی ولیکن یہ بات قاضی کے سامنے پیش کرین تاکہ وہ انکو اجازت دیدے اور وقف کا گھر یا دوکان جو آمدنی کے واسطے ہو اسکا بھی یہی حکم ہی یہ خلاصہ مین ہی کبرے مین ہی کہ ایک مسجد والون نے چاہا کہ رحبہ کو مسجد اور مسجد کو رحبہ کرین اور چاہا کہ اسکا جدید دروازہ بناوین اور چاہا کہ دروازے کو اپنے مقام سے دوسرے مقام پر تحویل کرین تو انکو یہ اختیار رہی پھر اگر اس مسجد والون نے باہم اختلاف کیا تو دیکھا جاوے کہ کون گروہ زیادہ اور افضل ہی پس اسی کو اختیار ہوگا یہ مضمرات مین ہی - منتقی مین امام محمد رح سے روایت ہی کہ ایک چوڑا راستہ ہی اسمین محلہ والون نے مسجد بنائی اور اس سے راستہ کو ضرر نہین ہی پھر انکو ایک شخص نے منع کیا تو انکو بنا لینے مین کچھ مضائقہ نہین ہی - کذا فی الحاوی - وقال المترجم وفیہ نظر من حیث الروایۃ فتامل - اجناس مین ہی کہ ہشام نے اپنی نوادر مین کہا کہ مین نے امام محمد رح سے دریافت کیا کہ ایک قصبہ مین رہتے ہین بہت لوگ ہین کہ انکے عدد داخل احصی یعنی داخل شمار وحفظ نہین ہین - اور اس قصبہ کی ایک نہر ہی اور وہ نہر کاریز یا جنگل کا نالہ ہی اور وہ خاصتہ انھین کی ہی اور ایک قوم نے یہ چاہا کہ اس نہر کے بعض ٹکڑے پر تعمیر کر کے مسجد بناوین اور اس سے نہر کو کچھ ضرر نہین ہوتا ہی اور نہر والون مین سے بھی کوئی اس قوم سے متعرض نہین ہوتا تو امام محمد رح نے فرمایا کہ ہان اس قوم کو اختیار رہی کہ ایسی مسجد چاہے محلہ والے کے واسطے چاہے عام لوگون کے واسطے بنا لیوین یہ محیط مین ہی ایک قوم نے ایک مسجد بنائی چاہی اور انکو جگہ کی ضرورت ہوئی تاکہ یہ مسجد کشادہ ہو جاوے پس انھون نے راستہ مین سے ایک ٹکڑا لیکر مسجد مین داخل کر دیا - پس اگر راستہ والون کو کچھ ضرر پہونچتا ہو تو جائز نہین ہی اور اگر ضرر نہ پہونچتا ہو تو مجھے امید ہی کہ اسمین کچھ مضائقہ نہو کذا فی المضمرات اور یہی مختار ہی یہ خزانۃ المفتین مین ہی - اگر لوگون نے کہا کہ مسجد مین سے کوئی ٹکڑا مسلمانون کے لیے عام راستہ کر دین تو کہا گیا ہی کہ انکو یہ اختیار نہین ہی اور یہ قول صحیح ہی یہ محیط مین لکھا ہی - اگر مسجد مین گذرگاہ بنائی تو جائز ہی کیونکہ شہرون کے لوگون مین جامع مسجدون مین ایسا متعارف اور ہر ایک کو اس راہ سے گذرنیکا اختیار ہوگا حتی کہ کافر بھی یہ راہ چل سکتا ہی مگر جو شخص جنب ہو یا وہ عورت جو حیض ونفاس مین ہو اس راہ سے نہین گذر سکتی اور لوگون کو یہ اختیار نہین ہی کہ اس راہ مین اپنے جانور لیجاوین یہ تبیین مین ہی - سلطان نے ایک قوم کو حکم دیا کہ شہر کی زمین مین سے ایک زمین کو ایک مسجد پر وقف ہونے کے واسطے دوکانین بنا دین اور انکو حکم دیا کہ اپنی مسجدون مین بڑھا دین تو دیکھا جاویگا کہ اگر یہ شہر بزور شمشیر فتح ہوا ہو تو اسکا حکم جائز ہوگا بشرطیکہ اس سے راہگیرون کو مضرت نہو کیونکہ جو شہر بزور شمشیر فتح ہوا ہو وہ غازیون کی ملک ہو جاتا ہی تو اسمین سلطان کا

حکم جائز ہوگا اور اگر وہ شہر بطور صلح فتح ہوا ہو تو وہ شہر اپنے لوگون کی ملک پر باقی رہا پس اسمین سلطان کا حکم جائز نہ ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی - ایک محلہ مین ایک مسجد ہی جو اپنے لوگون پر تنگ ہی اور ان لوگون کو اسمین بڑھانے کی گنجایش حاصل نہین ہوتی ہی پس بعضے پڑوسیون نے اُنسے سوال کیا کہ یہ مسجد ہمارے واسطے کردو تو ہم اُسکو اپنے مکان مین داخل کرین یعنے اس مسجد کو مکان مین بڑھا کر مکان کرلین اور تم کو اس سے بہتر مکان دیدین جسمین سب اہل محلہ سما سکتے ہین تو امام محمد رح نے فرمایا کہ مسجد والے ایسا نہین کر سکتے ہین یہ ذخیرہ مین ہی - کبرے مین ہی کہ ایک مسجد بنی ہوئی ہی پس ایک شخص نے چاہا کہ اُسکو توڑ کر دوبارہ اسکو اس عمارت سے مضبوط عمارت کے ساتھ بناوے تو اسکو یہ اختیار نہین ہی کیونکہ اُسکو کوئی ولایت حاصل نہین ہی یہ مضمرات مین ہی قال المترجم اسمین اشارہ ہی کہ اگر اسکو ولایت حاصل ہوتی یا سب متولی اُسکو اجازت دیدیتے تو درصورت بہتری کے ممکن تھا فافہم واللہ تعالی اعلم اور نوازل مین اسی مسئلہ مین لکھا ہی کہ وہ شخص نہین توڑ سکتا مگر ایسی صورت مین توڑ سکتا ہی جبکہ گرجانے کا خوف ہو اگر نہ گرائی جاوے یہ تاتارخانیہ مین ہی - اور اس مسئلہ کی تاویل یہ ہی کہ یہ حکم اسصورت مین ہی جب وہ بنانے والا اس محلہ کا نہو اور اگر محلہ کا ہو تو محلہ والون کو اختیار ہی گرا کر جدید تعمیر سے اُسکو بنواوین اور اسمین بوریا کا فرش بچھاوین اور قندیلین لٹکاوین لیکن اپنے ذاتی مال سے ایسا کرینگے اور اگر مسجد کے مال سے ایسا کرنا چاہین تو انکو یہ اختیار نہین ہی مگر جبکہ قاضی انکو ایسی اجازت دیدے کذا فی الخلاصہ اور محلہ والون [یعنے وقف مسجد ۱۲] کو اختیار ہی کہ مسجد مین پانی کے مٹکے اس غرض سے رکھین کہ اُسنے پانی پیا جاوے یا اس سے وضو کیا جاوے جبکہ مسجد کا بنانے والا معلوم نہوتا ہو اور اگر وہ شخص معلوم ہو تو وہی اولے ہی یہ ذخیرہ مین ہی - ابن سماعہ نے امام محمد رح سے روایت کی کہ ایک شخص نے مسجد بنوائی پھر مر گیا پھر مسجد والون نے چاہا کہ اُسکو توڑ کر اسمین بڑھا دین تو انکو یہ اختیار ہی اور میت کے وارث انکو منع نہین کر سکتے ہین اور اگر مسجد والون نے چاہا کہ راستہ مین سے اسمین بڑھا دین تو مین انکو یہ اجازت نہ دونگا یہ محیط سرخسی مین ہی - اگر کسی نے اپنی زمین کو مسجد کر دیا اور اسمین سے کچھ اپنی ذات کے واسطے شرط کر لیا تو بالاجماع نہین صحیح ہی یہ محیط مین ہی - اور اگر اُسنے مسجد بنائی اور یہ شرط لگائی کہ اسکو تین روز تک یا زیادہ ایام تک مثلاً اختیار ہی جیسے بیع وغیرہ مین خیار شرط کرتے ہین تو علما نے اتفاق کیا کہ وقف جائز ہو گا یعنے وہ مسجد ہو جائیگی اور شرط باطل [۱۲] ہی یہ مختار الفتاوی مین ہی - اور وقف الخصاف مین ہی کہ اگر اپنی زمین کو مسجد کر دیا اور اُسکو بنوایا اور گواہ کر لیے کہ مجھے اختیار ہی کہ اسکا وقف باطل کر دون اور اُسکو فروخت کر دون تو یہ شرط باطل ہی اور وہ مسجد ہو جائیگی جیسے اس مسئلہ مین کہ ایک شخص نے ایک مسجد بنوا کر کہا کہ مین نے یہ مسجد خاصکر اسی محلہ والون کے لیے کر دی تو شرط باطل ہی اور دوسرے محلہ والون کو بھی اختیار ہوگا کہ اسمین نماز پڑھین یہ ذخیرہ مین ہی - اگر کوئی مسجد خراب ہو گئی اور مسجد والے اس سے بے پروا ہو گئے اور وہ مسجد خراب ہو کر ایسی ہو گئی کہ اسمین نماز نہین پڑھی جاتی ہی تو اپنے وقف کرنیوالے کی ملک مین یا اُسکے وارثون کے ملک مین عود کر جائیگی حتے کہ انکو اختیار رہوگا کہ چاہین اُسکو فروخت کر دین یا اسکو گھر بنا دین اور بعض نے فرمایا کہ وہ ہمیشہ کے واسطے مسجد ہی اور یہی اصح ہی یہ خزانۃ المفتین مین ہی - مترجم کہتا ہی کہ یہی صحیح ہی اور قول اول خطا ہی والمنشا عدم الاطلاع علے ما صح فی الحدیث فاعلمہ واحفظہ واللہ تعالی اعلم - دو مسجدون مین سے ایک قدیم اور دوسری جدید ہی پھر قدیم والی بسبب پرانی ہونے کے خراب و منہدم

ہونے کو آگئی پس اہل محلہ و کوچہ نے چاہا کہ اسکو فروخت کرکے اُسکے دام جدید مسجد مین صرف کرین تو یہ نہین جائز ہی
چنانچہ امام ابو یوسف کے قول پر اسوجہ سے نہین کہ مسجد اگرچہ خراب ہو جاوے اور اسکے لوگ اس سے بے پروا
ہو جاوین وہ کبھی اپنے بنانے والے کی ملک مین عود نہین کرتی ہی اور بنا بر قول امام محمد رح کے اگرچہ بے پروائی
کے بعد وہ ملک مین عود کرتی ہی لیکن اپنے بنانے والے یا اُسکے وارثون کے ملک مین عود کرتی ہی پس مسجد و
محلہ والون کو دونون مین سے کسی قول پر فروخت کرنے کی ولایت حاصل نہ ہوگی اور فتوے امام ابو یوسف
کے قول پر ہی کہ وہ کبھی ملک مین عود نہین کرتی ہی کذا نقل نے المضمرات عن الحجة۔ حاوی مین ہی کہ شیخ ابو بکر اسکاف
سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے اپنے دار کے دروازے پر اپنے لیے مسجد بنوائی اور اسکی اصلاح و تعمیر کے لیے
ایک زمین وقف کی پھر وہ مرگیا اور مسجد خراب ہوگئی اور اسکے وارثون نے اُسکی بیع کا فتوے طلب کیا پس
فتوی دیا گیا کہ بیع جائز ہی پھر کسی قوم نے اس مسجد کو بنا لیا اور بعد تعمیر کے اس اراضی وقف کو طلب کیا تو فرمایا
کہ انکو مطالبہ کا حق نہین پہونچتا ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ ایک شخص نے اپنے مال سے مسجد مین فرش ڈلوایا پھر مسجد
خراب ہوگئی اور لوگ اس سے مستغنی ہوگئے تو یہ فرش اسی شخص کا ہوگا اگر زندہ موجود ہو یا اسکے وارث کا ہوگا
اگر مرگیا ہو اور امام ابو یوسف کے نزدیک وہ فروخت کرکے اُسکا ثمن مسجد کی ضروریات مین خرچ کیا جاوے اور اگر
اس مسجد کو اُسکی کچھ ضرورت نہو تو کسی دوسری مسجد مین خرچ کیا جاوے اور پہلا قول امام محمد رح کا ہی اور اسی پر فتوی
ہی۔ اگر کسی نے ایک مردہ کو کفن دیا پھر لاش کو کسی درندہ نے پھاڑ ڈالا اور لے گیا تو یہ کفن اسی شخص کا ہی جسنے کفن
دیا تھا اگر زندہ ہو یا اُسکے وارثون کا ہی اگر مرگیا ہو یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ ابو اللیث رح نے اپنے نوازل
مین ذکر کیا کہ مسجد کا فرش اگر کہنہ ہوگیا اور مسجد والے اُس سے مستغنی ہوگئے حالانکہ اسکو ایک شخص نے ڈلوایا تھا
پس اگر وہ شخص زندہ ہو تو اسی کا ہی اور اگر مرگیا اور کوئی وارث نہین چھوڑا تو مجھے امید ہی کہ اسمین کچھ مضایقہ
نہ ہوگا کہ وہ فرش کسی فقیر کو دیدین یا مسجد کے لیے دوسرا فرش خریدنے مین اُس سے استمداد حاصل کرین اور
مختار یہ ہی کہ بدون حکم قاضی انکو ایسا کرنے کا اختیار نہین ہی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ منتقے مین ہی کہ اگر مسجد کے بوریے
کہنہ ہوکر ایسے ہوگئے کہ یہاں کام نہین دیتے ہین پھر جسنے بچھایا تھا اُسنے چاہا کہ انکو بنیت صدقہ کردے یا انکے عوض
بجاے انکے دوسرے خریدے تو اُسکو یہ اختیار ہی اور اگر وہ غائب ہو پس اہل محلہ نے چاہا کہ ان بوریون کو صدقہ
کردین جبکہ وہ کہنہ ناکارہ ہوگئے ہین تو انکو یہ اختیار نہوگا جبکہ انکی کچھ قیمت ہو اور اگر انکی کچھ قیمت نہو تو اُسکا
مضایقہ نہین ہی یہ ذخیرہ مین ہی۔ مسجد کا پیال جب چھت مین مسجد سے نکالا جاوے اگر اُسکی کچھ قیمت نہو تو مسجد
کے باہر ڈال دینے مین کچھ مضایقہ نہین ہی اور جو کوئی اسکو اُٹھا لیجاوے اسکو روا ہی کہ اس سے نفع اٹھاوے
یہ واقعات حسامیہ مین ہی۔ مسجد کی گھاس یعنی پیال وغیرہ جو ڈلوا دیتے ہین اگر اُسکی کچھ قیمت ہو تو اہل مسجد کو اختیار ہی
کہ اسکو فروخت کردین اور اگر قاضی کے پاس اسکا مرافعہ کرین تو میرے نزدیک زیادہ پسند ہی پھر اسکے حکم سے اسکو
فروخت کرین یہی مختار ہی یہ جواہر اخلاطی مین ہی۔ اگر کسی نے مسجد کی گھاس اُٹھائی اور کردیا اسکو پارہ پارہ لبواد
تو مشائخ نے فرمایا کہ اسپر ضمان واجب ہوگی کیونکہ اُسکی قیمت ہی حتے کہ شیخ ابو حفص السفکردری نے اپنی آخر
عمر مین حشیش المسجد کے لیے پچاس درم کی وصیت کی یہ واقعات حسامیہ مین ہی۔ جنازہ یا نعش کسی مسجد کیواسطے

تھی وہ خراب ہوگئی پس اہل مسجد نے اُسکو فروخت کر دیا تو مشائخ نے فرمایا ہی کہ قاضی کے حکم سے بیع ہونا بہتر ہی اور صحیح
یہ ہی کہ قاضی کے حکم بغیر اُسکی بیع جائز ہی نہین ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - کعبہ کی دیباج اگر کہنہ ہوگئی تو
اُسکا لے لینا جائز نہین ہی لیکن سلطان اُسکو فروخت کرکے اُس سے کعبہ کے امور مین استعانت لیوے
یہ سراجیہ مین ہی - اگر مسجد کے تیل کے واسطے کسی نے وقف کیا تو تمام رات اُسکا جلانا جائز نہین ہی بلکہ اسی قدر
جلاوے جسکی نمازیون کی ضرورت ہی پس تہائی رات تک جائز یا آدھی رات تک جبکہ اسمین نماز کے لیے اتنی
ضرورت ہو یہ سراج الوہاج مین ہی اور یہ جائز نہین ہی کہ تمام رات اسمین جلتا چھوڑا جاوے گر ایسی جگہ جہان
اسکی عادت جاری ہو کہ تمام رات اسمین چراغ جلتا ہی جیسے بیت المقدس کی مسجد اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی مسجد اور مسجد الحرام یعنے خانہ کعبہ کی مسجد تو اُنمین تمام رات جائز ہی یا وقف کنندہ نے تمام رات اسمین جلتا
چھوڑنے کی شرط کر دی ہو جیسے ہمارے زمانہ مین عادت جاری ہی یہ بحر الرائق مین ہی - اگر کسی نے مسجد کے
چراغ سے کتاب پڑھانی چاہی پس اگر مسجد کا چراغ اسمین نماز پڑھی جانے کے لیے جلتا ہو تو بعض نے
کہا کہ اس صورت مین کچھ مضائقہ نہین ہی اور اگر نماز کے لیے اب نہ جلتا ہو مثلاً نمازی لوگ اپنی نماز سے فارغ
ہو کر اپنے اپنے گھرون مین چلے گئے ہون اور مسجد مین چراغ جلتا رہگیا ہو تو مشائخ نے کہا کہ تہائی رات تک
اس سے کتاب کی تدریس مین مضائقہ نہین ہی اور تہائی سے زائد مین اُسکو تدریس کا حق حاصل نہین ہی
یہ فتاوے قاضی خان مین ہی

فصل دوم مسجد پر وقف اور اُسکے مال مین قیم وغیرہ کے تصرف کرنے کے بیان مین - اگر کسی نے چاہا کہ اپنی زمین کو مسجد اور اسکی عمارت پر اور اسکی ضروریات مانند تیل و چٹائی وغیرہ
پر اسطرح وقف کرے کہ اُسکو کوئی باطل نکر سکے تو یون کہے کہ وقف کر دی مین نے اپنی یہ زمین اور
اُسکے حدود بیان کر دے مع اُسکے حقوق و مرافق کے وقف موبد اپنی حیات مین اور بعد موت کے
بدین شرط کہ اس سے غلہ حاصل کیا جاوے اور اسکے غلہ سے پہلے اسکی عمارات مین اور اسکے قوام کی اجرت
مین اور اسکی مئونت مین خرچ کیا جاوے پھر جو اُس سے بڑھے وہ مسجد فلان کی عمارت مین و اسکے تیل
و بوریے مین اور ہر ایسے کام مین جسمین مسجد کی بہتری و مصلحت ہو صرف کیا جاوے اس شرط سے کہ قیم کو
اختیار ہی کہ اسمین اپنی رائے سے تصرف کرے اور جب یہ مسجد اس مال سے مستغنی ہو تو مسلمانون کے فقرا
پر صرف کیا جاوے - جب اسطرح وقف کریگا تو یہ وقف جائز لازم ہوگا کہ کبھی باطل نہین ہو سکتا ہی یہ ظہیریہ
مین ہی - ایک شخص نے اپنی زمین ایک مسجد پر وقف کی اور آخر اسکا مساکین کے لیے نہین کیا تو مشائخ نے
اسمین کلام کیا ہی اور مختار یہ ہی کہ بالاجماع سب کے قول مین یہ وقف جائز ہی یہ واقعات حسامیہ مین
ہی - اگر کوئی زمین کسی مسجد کی عمارت یا مقابر کی مرمت پر وقف ہو تو جائز ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی
ایک مسجد یا مدرسہ بنانے کے لیے مقام مہیا کیا اور اسکو بنانے سے پہلے اسپر کوئی عقار وقف کیا تو اسمین متاخرین
نے اختلاف کیا ہی اور صحیح یہ ہی کہ جائز ہی اور جب تک نبکر تیار ہو اسوقت تک اُسکا غلہ فقیرون پر صرف
کر دیا جائیگا پھر جب بنجاوے تو اسکی طرف پھیر دیا جائیگا یہ فتح القدیر مین ہی - صدر الشہید رح نے لکھا کہ اگر کسی نے
اپنا گھر کسی مسجد یا مسلمانون کے راستہ پر تصدق کیا تو اسمین مشائخ نے کلام کیا ہی اور مختار یہ ہی کہ مثل بعض

جائز ہی یہ ذخیرہ مین ہی ایک شخص نے درم دیا مسجد کی عمارت یا مسجد کے نفقہ یا مسجد کی مصلحتون مین تو صحیح ہی کیونکہ
اسکی تصحیح اگر بطریق وقف ممکن نہو تو مسجد کو ہبہ کرنے کے طور پر تملیک کی تصحیح ممکن ہی اور مسجد کو اس طور پر مالک
کر دینا صحیح ہی پس قبضہ سے ہبہ پورا ہو جائیگا یہ واقعات حسامیہ مین ہی۔ اگر کسی نے کہا کہ مسجد کے لیے مین نے
اپنے مال کی وصیت کی تو یہ جائز نہین ہی مگر آنکہ یون کہے کہ مسجد پر خرچ کیا جاوے یہ خزانۃ المفتین مین ہی
نوادر بن سماعہ مین امام محمد رح سے روایت ہی کہ اگر کسی نے کہا کہ مین نے اپنے تہائی مال کی چراغ مسجد کے واسطے وصیت
کی تو نہین جائز ہی یہان تک کہ یون بھی کہے کہ اس سے مسجد مین چراغ جلایا جاوے یہ ذخیرہ مین ہی۔ اگر کہا کہ
مین نے اپنے دار کو مسجد کے لیے ہبہ کر دیا یا مسجد کے لیے دیدیا تو صحیح ہی اور یہ تملیک ہوگی اور اسمین سپرد کر دینا
شرط ہی جیسے کسی نے کہا کہ مین نے یہ سو درم واسطے مسجد کے وقف کیے تو بطریق تملیک صحیح ہی جبکہ اسکے قیم کو سپرد
کر دے یہ فتاوی غیاثیہ مین ہی۔ اگر کہا کہ یہ درخت مسجد کے لیے ہی تو ہو نہین جائیگا یہان تک کہ قیم کو سپرد کر دے
یہ محیط مین ہی۔ اگر کوئی زمین کسی مسجد پر اس شرط سے وقف کی کہ جو کچھ اسکی عمارت سے بڑھے وہ فقیرون کے لیے
ہی پس غلہ مجتمع ہوگیا اور مسجد کو فی الحال عمارت کی ضرورت نہین ہی تو کیا یہ غلہ فقیرون کی طرف صرف کر دیا جائیگا
تو اسمین مشائخ نے اختلاف کیا ہی اور مختار یہ ہی کہ اگر غلہ اسقدر بنا ہی کہ درصورت مسجد یا زمین وقف کو
ضرورت تعمیر پیش آنے کے جسقدر ضرورت ہو اسقدر رہے اور زیادہ جمع ہی تو بقدر زیادت کے صرف فقرا پر
کر دیا جاوے تاکہ وقف بھی محفوظ رہے اور وقف کرنے والے کی شرط بھی پوری ہو جاوے یہ محیط سرخسی مین
ہی ایک مسجد منہدم ہوگئی اور اُسکے غلہ سے اسقدر جمع ہی کہ اُسکی تعمیر ہو سکتی ہی تو خصاف رح نے کہا کہ غلہ مذکور
اُسکی تعمیر مین نہین اُٹھایا جائیگا کیونکہ وقف کنندہ نے اُسکی مرمت پر وقف کیا تھا اور یہ حکم نہین دیا کہ اس سے
یہ مسجد بنوائی جاوے قال المترجم یہ حکم غور کے قابل ہی کیونکہ قیاس جلی یہان امر منصوص کا معارض ہی اسی واسطے
کتاب مین فرمایا کہ فتوے اس بات پر ہی کہ اس غلہ سے بنانا بھی جائز ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی شیخ ابوبکر
سے دریافت کیا گیا کہ کسی نے اپنے تہائی مال کی نیک کامون کے لیے وصیت کی تو کیا اُس سے مسجد مین چراغ
جلایا جاوے فرمایا کہ ہان جائز ہی اور فرمایا کہ چراغ مسجد سے بڑھانا نہین جائز ہی خواہ ماہ رمضان ہو یا کوئی اور
مہینہ ہو اور فرمایا کہ اس سے مسجد کی زینت نہ کیجاویگی یہ محیط مین ہی۔ ایک مسجد کا دروازہ ہوا کے رخ پر ہی پس
دروازہ مین بوچھار سے مینہ کا پانی پہونچتا ہی پس وہ خراب ہو جاتا ہی اور لوگون پر مسجد مین جانا دشوار ہو جاتا ہی
تو قیم کو روا ہی کہ وقف کی آمدنی سے مسجد کے دروازے پر چھجا بنوا دے بشرطیکہ راستہ والون کو اس چھجے
سے ضرر نہو یہ سراجیہ مین ہی۔ فقیہ ابو القاسم سے پوچھا گیا کہ ایک مسجد کا ایک قیم ہی جسکو قاضی نے اسکے غلات
پر قیم مقرر کیا ہی اور سالانہ اسکے لیے کچھ مقدار معلوم مقرر کر دی ہی تو فرمایا کہ اگر اسکے کام کے اجر المثل کے برابر
ہو تو اسکو لے لینا حلال ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر قاضی نے مسجد کے واسطے کوئی خادم مقرر کیا پس اگر وقف کنندہ
اپنے وقف مین اسکی شرط کر دی ہو تو جائز ہی اور خادم کو اجرت لے لینا حلال ہوگا اور اگر واقف نے شرط نہ کی ہو
تو جائز نہین ہی یہ سراج مین واقعات سے نقل ہی۔ متولی کو روا ہی کہ مسجد مین جھاڑو دینے وغیرہ کامون کے لیے
کوئی خادم اتنی اجرت پر مقرر کر دے جو ایسے کام کی اجرت ہوا کرتی ہی اور اگر کچھ زیادتی ہو تو اتنی ہی ہو کہ

کوئی اندازہ کرنے والا اتنی بھی انداز کرے اور اگر اس سے بھی زیادہ ہو تو یہ تقرری بہ اجارہ ذاتی متولی کی طرف سے ہوگا اور اسپر واجب ہوگا کہ اپنے ذاتی مال سے ادا کرے اور اگر اسنے وقف کے مال سے ادا کی تو ضامن ہوگا اور اگر خادم کو یہ بات معلوم ہوجاوے کہ اسنے اسکے مال سے ادا کی ہی تو اسکو لینا حلال نہوگا یہ فتح القدیر مین ہی۔ مسجد کے متولی پر اس سبب سے حساب رکھنا دشوار ہوا کہ وہ بے پڑھا لکھا آدمی ہی پس اسنے وقف مسجد کے مال سے کوئی حساب لکھنے والا نوکر رکھا تو جائز نہین ہی یہ ذخیرہ مین ہی۔ ایک مسجد کے واسطے کئی وقف ہین اور کئی چیزین آمدنی آنے کی ہین اسکے متولی نے چاہا کہ وقف کی آمدنی سے مسجد کے لیے تیل یا چٹائی یا پیال یا کچی اینٹین یا کچھ فرش مسجد کے لیے خریدے تو مشائخ نے کہا کہ اگر وقف کنندہ نے قیم کے لیے اسکی گنجائش دیدی ہو مثلاً کہا ہو کہ قیم اپنی راے مین جو مصلحت مسجد کے واسطے دیکھے وہ کرے تو اسکو اختیار ہوگا کہ جو مسجد کے واسطے اسکی مصلحت مین آوے خرید کرے اور اگر واقف نے ایسی وسعت نہ دی ہو بلکہ اسنے بناے مسجد یا عمارت مسجد پر وقف کیا ہو تو جو ہمنے ذکر کیا اسکو قیم نہین خرید سکتا ہی اور اگر وقف کرنے والے کی شرط معلوم نہو تو یہ قیم اپنے سے پہلے قیمون کو دیکھے اگر وے لوگ مسجد کے وقف سے تیل چٹائی وغیرہ جو ہمنے ذکر کیا ہی خریدتے ہون تو یہ قیم بھی ایسا ہی کرسکتا ہی ورنہ نہین کرسکتا ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اگر وقف کرنے والے نے عمارت مسجد پر وقف کیا تو اس لفظ سے اسکی بنا اور رنگل و گچ کرنے مین خرچ کیا جائیگا اسکی تزئین مین صرف نہین کیا جائیگا اور اگر اسنے کہا ہو کہ مصالح مسجد پر وقف ہی تو تیل و بوریا وغیرہ بھی خریدنے جائز ہین یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔ قیم کو یہ اختیار نہین ہی کہ جو مسجد کی عمارت پر وقف ہوا اس سے شرفہ بناوے اور اگر بنوائے تو ضامن ہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ فتاوے صغری مین ہی کہ متولی نے اگر وقف مسجد سے مسجد کی قندیلین بنوانے مین خرچ کیا تو جائز ہی یہ خلاصہ مین ہی۔ اگر عمارت مسجد پر وقف ہو تو متولی کو آیا یہ اختیار ہی کہ چھت پر چڑھنے کے لیے سیڑھی خریدے تاکہ چھت پر سے برف وغیرہ صاف کر دیا جاوے اور رنگل کر دیجاوے یا یہ اختیار ہی کہ چھت صاف کرنیوالے و برف دور کرنے والے کو اور مسجد کی جھاڑی ہوئی مٹی کے ڈھیر پھینکنے والے کو اس غلہ وقف سے مزدوری دیوے تو شیخ ابو القاسم رح نے کہا کہ ہر وہ امر جسکے ترک کرنے سے مسجد کا خراب یعنی شکستہ و کنڈل ہو جانا لازم آوے اسکے کرنے کا قیم کو اختیار ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ وقف مسجد کی آمدنی سے منارہ بنانا جائز ہی اگر ضرورتاً ہو تاکہ پڑوسیون کو خوب سنائی دیوے اور اگر وے لوگ بدون منارہ کے اذان سنتے ہون تو نہین کذا فی خزانۃ المفتین - مترجم کہتا ہی کہ قولہ لیکون اسمع للجیران مشکل ہی کیونکہ معنے اسم تفضیل کے تفضیلی مراد لینے مین ضرورت ثابت نہین اور اسی قدر کو ضرورت قرار دینا خلاف ہی پھر آخر کلام کہ سنتے ہون تو نہین۔ اس سے ظاہر ہوتا ہی کہ اسم تفضیل سے معنے تفضیلی مقصود نہین ہین اور یہی اوجہ و اقرب ہی پس حاصل یہ ہوگا کہ اگر پڑوسیون کو اذان نہ سنائی دے تو منارہ بنوانا جائز ہی ورنہ نہین واللہ اعلم۔ مسجد کے پہلو مین فارقیط ہی جس سے دیوار مسجد کو کھلا ہوا ضرر پہونچتا ہی پس قیم اور اہل مسجد نے چاہا کہ مال مسجد سے دیوار مسجد کے پہلو مین حصن بنا دین جس سے ضرر دفع ہو تو مشائخ نے کہا کہ اگر مصالح مسجد پر وقف ہو تو قیم ایسا کرسکتا ہی کیونکہ یہ مصالح سے ہی اور اگر عمارت مسجد پر وقف ہو تو نہین کرسکتا ہی کیونکہ یہ عمارت مسجد نہین ہی کذا فی

فتاوے قاضی خان اور اصح وہ ہی جو امام ظہیر الدین نے کہا کہ وقف عمارت مسجد پر یا وقف مصالح مسجد پر دونوں
یکسان ہیں یہ فتح القدیر میں ہی۔ متولی مسجد کو یہ اختیار نہین ہی کہ چراغ مسجد کو اپنے گھر لیجاوے اور یہ اختیار ہی کہ
گھر سے اسکو مسجد لاوے یہ فتاوے قاضیخان میں ہی۔ قیم کو اختیار نہین ہی کہ جنازہ خریدے یعنی جسپر مردے کو
لٹا کر مقبرہ لیجاتے ہیں اسکو مال وقف المسجد سے نہین خرید سکتا ہی اس غرض سے کہ مسجد کے متعلق رہے اگرچہ
وقف کنندہ نے وقف مسجد میں یہ ذکر کر دیا ہو کہ قیم جنازہ خریدے کذا فے السراجیہ قلت یعنی وقف کنندہ کی ایسی اجازت اسکی نادانی
سے ہی فافہم۔ اگر قیم نے حاصلات وقف مسجد سے کپڑا خرید کر مسکینون کو دیا تو جائز نہین ہی اور جو کچھ اُسنے مال وقف
سے دام دیے انکا ضامن ہوگا یہ فتاوی قاضیخان میں ہی۔ قیم نے اگر حاصلات وقف مسجد سے کوئی دوکان اس
غرض سے خریدی کہ کرایہ پر چلائی جاوے اور ضرورت کے وقت فروخت کر دیجاوے تو جائز ہی بشرطیکہ اسکو
خریدنے کی اجازت حاصل ہو اور جب یہ جائز ہوا تو وہ اسکو فروخت کر سکتا ہی یہ سراجیہ میں ہی قلت المشی بکالا یہ درج عند الحاجۃ

علی ما کان علیہ من القیمۃ فالصواب التفصیل او ان بامرہ القاضی فعلیک بالتامل عند الفتوے مسجد کے قیم کو روا
نہین ہی کہ حد مسجد میں یا فناے مسجد میں دوکانین بنوادے کیونکہ مسجد جب دوکان و مسکن کی گئی تو اسکی حرمت ساقط
ہو جائیگی اور یہ جائز نہین ہی اور فناے مسجد تابع مسجد ہی پس اُسکا حکم بھی مسجد کا حکم ہی یہ محیط سرخسی میں ہی۔ متولی
مسجد نے اگر آمدنی وقف مسجد سے جو اُسکے پاس جمع تھی ایک حویلی خرید کر موذن کو حوالہ کی کہ اسمین رہا کرے پس
اگر موذن کو معلوم ہو جاوے کہ اُسنے ایسی آمدنی سے خرید کر دیدی ہی تو اسکو اس حویلی میں رہنا مکروہ ہی کیونکہ
یہ حویلی حاصلات وقف سے ہی اور امام و موذن کو ایسی حویلی میں رہنا مکروہ ہی یہ فتاوے قاضی خان میں ہی۔
قال المترجم یہ شاید بنا برینکہ امامت و اذان کی اجرت یا اجر منفعت مکروہ یا یہ مال غصب ہی فافہم اگر قیم نے چاہا کہ وقف مسجد
کی آمدنی کچھ اس مسجد کے امام یا موذن پر صرف کرے تو اسکو یہ اختیار نہین ہی الا اسصورت میں کہ وقف کنندہ
نے وقف میں ایسی شرط کر دی ہو یہ ذخیرہ میں ہی۔ اگر وقف کنندہ نے وقف میں شرط کر دی کہ اسکی حاصلات
سے اسقدر مقدار معلوم امام مسجد کو دیجاوے تو امام کو یہ مقدار جو معلوم بیان کر دی ہی دیجائیگی بشرطیکہ وہ فقیر ہو
اور اگر وہ غنی ہو تو اسکو لینا حلال نہین ہی اور جو اذان دیتے ہوں انکا حکم بھی اسی تفصیل سے ہی یہ خلاصہ
میں ہی۔ اگر مسجد کے غلہ کو یا مسجد کی ٹوٹن کو اس مسجد کے نمازیون نے بدون حکم قاضی کے فروخت کیا تو اصح یہ
ہی کہ یہ جائز نہین ہی یہ سراجیہ میں ہی۔ اگر مسجد کی دیوار اسکے پہلو کے پانی سے جو شارع میں ہی اور وہ اب
شفہ ہی ٹوٹ گئی یعنے پانی پینے کے گھاٹ سے پانی کی تری پا کر ٹوٹ گئی یا نہر کا کنارہ ٹوٹ جانے سے پانی جمع ہونے
کی وجہ سے ٹوٹ گئی پس آیا حاصلات مسجد سے نہر کی تعمیر و مرمت میں صرف کیا جاوے یا نہین تو فقیہ ابوجعفر رح
نے فرمایا کہ جو کچھ عمارت و مرمت نہر میں خرچ کیا جاتا ہی اگر وہ مسجد کے ستون وغیرہ کی عمارت سے نہین بڑھتا
ہی بلکہ اسی میں ہی تو جائز ہی اور مسجد والون کو روا ہوگا کہ اسصورت مین نہر والون کو نہر سے نفع لینے سے روکین
جبتک کہ وے لوگ انکو اس عمارت کی قیمت نہ دیدین پس یہ قیمت اسی مسجد کی عمارت میں صرف کیجاویگی اور اگر
چاہین تو نہر والون سے پہلے اطلاع کر دین کہ اپنی نہر درست کرو پھر اگر وے درست نہ کرین یہان تک
کہ مسجد کی دیوار گر جاوے یا ٹوٹ جاوے تو ان لوگون سے منہدم کی قیمت تاوان لین یہ فتاوی قاضیخان

مین ہی کہ شمس الائمہ حلوانی رح نے اپنے ثقات مین مشائخ بلخ رحمہم اللہ تعالی سے نقلا ذکر کیا کہ جب مسجد کے لیے چند وقف ہون اور اُسکا کوئی متولی نہین ہی پس محلہ والون مین سے ایک شخص ان اوقاف کی پرداخت پر کھڑا ہو گیا اور اُسنے انکی حاصلات سے بوریا و چراغ وغیرہ جسکی مسجد کو ضرورت ہوئی اُسپر خرچ کیا تو فیما بینہ وبین اللہ تعالی بدلیل استحسان جو کچھ اُسنے کیا اسمین اُسپر ضمان نہین ہی لیکن اگر حاکم کو اُسکے فعل کی خبر کی گئی اور اس شخص نے اُسکے سامنے اُسکا اقرار کیا تو حاکم اس سے ضمان لیگا یہ ذخیرہ مین ہی۔ وقف مسجد کی حاصلات سے جو فاضل بچے وہ فقیرون پر صرف کیا جائیگا یا نہین تو ایک قول یہ ہی کہ نہین صرف کیا جائیگا اور یہی قول صحیح ہی پس فاضل مال سے مسجد کے لیے کوئی ایسی چیز خریدی جاوے جس سے کرایہ وغیرہ حاصلات آیا کرے یہ محیط مین ہی۔ قاضی شمس الاسلام محمود اوزجندی سے پوچھا گیا کہ ایک مسجد والون نے اسکے وقفون مین تصرف کیا یعنے جو املاک وقف کی تعین انکو اجارہ پر دیدیا اور اُسکا متولی موجود ہی تو فرمایا کہ انکا تصرف جائز نہین ہی ولیکن حاکم ان تصرفات مین سے اس تصرف کو جسمین مسجد کے واسطے مصلحت ہووے پورا کر دیگا پھر پوچھا گیا کہ بہلا تصرف کرنے والا اگر ایک ہو یا دو ہون تو کچھ فرق ہوگا۔ فرمایا کہ تصرف کرنے والا ضرور ہی کہ محلہ کا رئیس اور اسمین متصرف ہو یہ ذخیرہ مین ہی۔ فتاوے نسفیہ مین ہی کہ شیخ رح سے سوال کیا گیا کہ مسجد کی عمارت کے لیے اہل محلہ نے وقف مسجد کو فروخت کر دیا تو فرمایا کہ کسیطرح جائز نہین ہی خواہ قاضی کے حکم سے بیچا ہو یا بغیر حکم قاضی بیچا ہو یہ ذخیرہ مین ہی۔ نوادر نجم الدین النسفی رح مین ہی کہ مسجد والون نے وقف مسجد کی حاصلات سے عقار خریدا پھر عمارت کو فروخت کیا تو مشائخ نے اُسکی بیع جائز ہونے مین اختلاف کیا اور صحیح یہ ہی کہ یہ جائز ہی کذا فی الغیاثیہ۔ اگر ایک قوم نے مسجد بنائی اور انکی لکڑیون مین سے کچھ بچ رہا تو مشائخ نے فرمایا کہ جو کچھ بچ رہا وہ اسی کی عمارت مین جب ضرورت ہو صرف کیا جاوے سوا اُسکے تیل و چٹائی مین صرف نہوگا اور یہ سب اسوقت ہی کہ جب اُنھون نے متولی کو سپرد کیا ہو کہ اُس سے مسجد بنواوے اور اگر سپرد نہ کر دیا ہو تو جو کچھ فاضل بچے وہ انھین کا ہوگا اسکو جو چاہین کرین کذا فی البحر الرائق عن الاسعاف۔ مسجد پر وقف کی زمین ایسی ہو گئی کہ زراعت نہین کیجاتی ہی اسکو ایک شخص نے عامہ مسلمین کے لیے حوض کر دیا تو مسلمانون کو اس حوض کے پانی سے انتفاع نہین جائز ہی کذا فی القنیہ۔ ایک مال ہی کہ بیاہ خیرات غیر معین فقراء پر وقف ہی اور ایک مال ہی کہ جامع مسجد پر وقف ہی اور دونون مالون کے غلہ یعنے حاصلات سے اموال مجتمع ہوے پھر اسلام پر کوئی سختی پیش آئی مثلاً کفار روم نے حملہ کیا اور اس حادثہ مین خرچہ کی ضرورت ہوئی تو اسکے حکم مین تفصیل یہ ہی کہ جو غلہ وقف جامع مسجد کا ہی اگر مسجد مذکور کو اسکی ضرورت نہو تو قاضی کو روا ہوگا کہ اس حادثہ مین اسکو صرف کر دے ولیکن بطریق قرض کے دیوے تاکہ کافرون پر فتح ہونے کے وقت مال غنیمت سے اسکو واپس لیوے اور جو غلہ کہ وقف الفقراء کا ہی اسمین تین صورتین ہین اول آنکہ محتاجون پر صرف ہووے دوم یہ کہ مالدار مسافرون پر صرف ہووے سوم یہ کہ مالدارون پر جو مسافر نہین ہین صرف ہووے تو پہلی و دوسری صورت مین بدون طریقہ قرض کے حادثہ مذکور مین دیدینا جائز ہی اور تیسری صورت مین دو قسمین ہین اول قسم یہ کہ مسلمان قاضیون مین سے کوئی ایسے وقف کو جائز سمجھتا ہو اور قسم دوم یہ کہ کوئی جائز نہ جانتا ہو پس قسم اول مین بدون طریقہ قرض کے حادثہ مین دینا جائز نہی اور دوم مین بطریق قرض دے سکتا ہی پس

مال غنیمت سے واپس لیگا یہ واقعات حسامیہ مین ہی۔

بارھوان باب رباطات ومقابر وخانات وحیاض وطرق وسقایات کے بیان مین اور مقبرہ کے یا زمین
وقف کے اشجار وغیرہ کی طرف رجوع ہونے والے مسائل کے بیان مین۔ رباطات جمع رباط جو سرحد اسلام متصل
بملک کفار پر جو سراے وقلعہ کے طور پر وقف ہو کہ اسمین مجاہدین رہین واپنے گھوڑے باندھین اور کبھی جبکہ
کے سفر مین منزل کرنے کے معنے مین بھی آتا ہی کما صح فی الحدیث رباط یوم فی سبیل اللہ خیر من الدنیا وما فیھا۔
مقابر جمع مقبرہ گورستان۔ خانات جمع خان بمعنی کاروان سراے اور وہ کبھی وقف ہوتی ہی اور اسکا بڑا ثواب
ہی۔ حیاض جمع حوض جو پانی پینے کے واسطے جابجا بنا دیتے ہین۔ طرق جمع طریق راستہ۔ سقایات جمع سقایہ
جو پانی لینے وپینے کے لیے بنا دیتے ہین کہ مسافر وغیرہ آدمی اُس سے پانی پیتین بخلاف حوض کے کہ اُس سے
جانورون کو بھی پلاتے ہین اور شکل مین اختلاف ہی اور شرائط کبھی متحد ہو جاتے ہین وقد مر فی مواضع شتی ما فیہ کفایۃ
جب کسی نے مسلمانون کے لیے کوئی سقایہ بنایا یا کاروان سراے بنائی کہ جسمین مسافر رہتے ہین یا رباط بنائی یا
اپنی زمین مقبرہ کر دی تو اسکی ملک اس سے زائل نہ ہوگی یہان تک کہ امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک کوئی قاضی حاکم
اسکا حکم دیدے کذا فی الہدایہ یا وہ شخص اپنی موت کے بعد ایسا کرنے کو باضافت کہے تاکہ وصیت ہو جاوے
پس بعد موت کے لازم ہو جائیگا اور اسکو اختیار ہی کہ موت سے پہلے اُس سے رجوع کرے نابر تنکہ جو وقف الفقرا
مین گذر چکا کذا فی فتح القدیر اور امام ابو یوسف کے نزدیک اسکے قول ہی سے اسکی ملک ان چیزون سے
زائل ہو جائیگی جیسا کہ انکی اصل ہی اور امام محمد رح کے نزدیک اگر لوگون نے سقایہ سے پانی پیا اور خان میں رہے
یا رباط میں اُترے اور مقبرہ مین مردہ دفن کیا تو وقف کنندہ کی ملک زائل ہوگئی اور ایک ہی آدمی کے فعل پر
اکتفا کیا جائیگا کیونکہ جنس انسان تمام کا فعل متعذر ہی اور یہی حال کنوئین وحوض مین ہی قال المترجم بالجملہ امام محمد رح کے
نزدیک اس شخص کے قول کے ساتھ جبتک وقف ہی نہین سے کسی کا فعل بطریق انتفاع بھی پایا جاوے فافہم۔ اور اگر
اُسنے ان وجوہ مین متولی کو سپرد کر دیا تو تسلیم صحیح ہی کذا فی الہدایہ اور مبسوط مین مذکور ہی کہ ان مسائل مین صاحبین
ہی کے قول پر فتوے ہی اور اسی پر امت کا اجماع ہی یہ مضمرات مین ہی۔ مضائقہ نہین کہ حوض وکنوئین سے پانی پیوے
اور اپنے چوپایہ کو پلا وے خواہ اونٹ و گھوڑا وغیرہ کوئی ہو اور اُس سے وضو کرے یہ ظہیریہ مین ہی۔ اگر سقایہ
پانی پینے کے واسطے کر دیا ہو پس کسی نے اُس سے وضو کرنا چاہا تو اسمین مشائخ نے اختلاف کیا ہی۔ اور اگر وضو
کے لیے وقف ہو تو اُس سے پینا نہین جائز ہی اور جو پانی کہ پینے کے واسطے مہیا کیا گیا ہو چنانچہ حوض تکسال تو اُس سے
وضو کرنا نہین جائز ہی یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔ اور اسی طرح اگر اپنے دار کو مساکین کے لیے مسکن کر دیا اور کسی
متولی کے سپرد کر دیا جو اُسکی پرداخت کرتا ہی تو وقف کنندہ کو اس سے رجوع کرنے کا اختیار نہین ہی اسی طرح
اگر مکہ مین کسی کا گھر ہو پس اُسنے حج کرنے والون یا عمرہ کرنے والون کے لیے مسکن کر دیا اور کسی متولی کو دیدیا کہ
اسکی اصلاح پر قیام کرے اور جسکو چاہے بساوے تو اسکو اسمین رجوع کرنے کا اختیار نہین ہی اسی طرح اگر
سرحد اسلام ملحق بسرحد کفار پر اسکا کوئی احاطہ ہو جسکو اُسنے غازیون ورباط والون کے لیے مسکن کر دیا اور اسکو
ایک متولی کو دیدیا جو اُسکی پرداخت کرے تو وہ اُس سے رجوع نہین کر سکتا اور جب وہ مر جاوے تو اُس سے

میراث نہوگا اگرچہ اس احاطہ مین کسی نے سکونت نہ کی ہو یہ محیط مین ہی۔ پھر ان چیزون سے نفع اٹھانے مین غنی وفقیر
کے درمیان کچھ فرق نہین ہی یہان تک کہ کاروان سرائے ورباط مین اترنا اور سقایہ سے پانی پینا اور مقبرہ مین دفن
کرنا ہر ایک کو جائز ہی خواہ غنی ہو یا فقیر یہ تبیین مین ہی۔ کسی دار یا زمین کا غلہ اگر غازیون کے لیے کر دیا گیا تو اسمین
سے نہین لے سکتا مگر وہی غازی جو محتاج ہون یہ شمنی مین ہی یہ خزانۃ المفتین وفتاوے قاضی خان مین ہی۔ خصاف
رح نے اپنے وقف مین لکھا کہ اگر آدمی نے اپنا گھر غازیون کے رہنے کے واسطے کر دیا پس گھر کے بعض ٹکڑے مین
بعضے غازی رہے اور بعضے ٹکڑے یون ہی خالی پڑے رہے اسمین کوئی نہین رہا تو اس وقف کے قیم کو چاہیے
کہ اس گھر مین سے جس ٹکڑے مین رہنے کی حاجت نہین ہی اسکو کرایہ پر دیدے اور اس اجرت کو اس گھر کی عمارت
مین صرف کرے پھر جو اسکے بعد فاضل بچے اسکو فقیرون ومسکینون پر صرف کر دے یہ محیط مین ہی۔ نوادر مین ہی
کہ اگر کوئی خان بنایا اور اسکی مرمت کی ضرورت ہوئی تو امام محمد رح سے مروی ہی کہ وہ اسمین سے ایک کونہ ایک بیت
یا دو بیت علیحدہ کر کے اسکو کرایہ دیدے اور اس کرایہ کو اسی پر خرچ کر دے اور امام محمد رح سے دوسری روایت
مین ہی کہ لوگون کو ایکسال اسمین اترنے کا اعلان کر دے اور دوسرے سال اسکو کرایہ دیدے اور اسی کی
اجرت سے اسکی مرمت کرے اور ایسے ہی اگر اپنے گھوڑے کو راہ الٰہی مین جہاد کر دیا پس اگر اسپر کوئی جہاد کرنیوالا
سوار ہوا تو وہ سوار ہوا اور اسکو دانہ چارہ دیوے اور اگر کوئی سوار ہونے والا نہین ملا تو اس زمانہ مین اسکو
اجارہ دیکر اسکی اجرت سے دانہ چارہ دے یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور منتقی مین ہی کہ اگر کوئی اجارہ لینے والا بھی نہین
ملا تو امام اسکو فروخت کر کے اسکے دام رکھ چھوڑے حتی کہ جب ضرورت سواری ہو تو ان دامون سے گھوڑا
خرید کر دیدے کہ اسپر جہاد کیا جاوے یہ محیط مین ہی۔ خصاف رح نے کہا کہ اگر اپنے گھر کو حاجیون کا مسکن کر دیا تو
مجاورین کو اسمین رہنے کا اختیار نہین ہی اور جب موسم حج گذر جاوے تو اسکو کرایہ پر دیکر اسکی اجرت سے
اسکی مرمت مین خرچ کرے اور جو کچھ بچ رہے اسکو مساکین پر بانٹ دے یہ تبیین مین ہی۔ ایک نے مسلمانون
کے لیے رباط بنایا اس شرط پر کہ جبتک وہ زندہ ہی اسی کے قبضہ مین رہے تو کوئی شخص اسکے قبضہ مین سے نہین
نکال سکتا ہی جبتک اس سے کوئی ایسا امر ظاہر نہو جو اسکے ہاتھ سے نکال لینے کا مستوجب ہو جیسے مثلاً وہ اسمین
شراب پیتا ہو یا اسی کے مانند اور کوئی فسق کا کام جسمین رضائے الٰہی تعالیٰ نہین ہی اسمین کرتا ہو یہ ذخیرہ مین ہی۔ گانون
والون کی زمین ہی جنھون نے اسکو مقبرہ کر دیا اور اسمین مردہ دفن بھی کر دیا گیا پھر گانون والون مین سے ایک
نے اس مقبرہ مین کوئی عمارت بنائی تاکہ اسمین کچی اینٹین اور قبر کے ضروریات وکھودنے کے آلات رکھے اور اسمین
ایسے شخص کو بٹھا دیا جو اسباب مذکور کی حفاظت کرے اور یہ کام سب گانون والون یا بعض کی بغیر رضامندی کیا
تو مشائخ نے کہا کہ اگر مقبرہ مین وسعت ہو ایسی کہ اس مکان کی زمین بھر نکلنے سے تنگی نہ آوے تو کچھ مضائقہ نہین ہی
اور بنانے کے بعد پھر اگر لوگون کو اس جگہ کی ضرورت ہو تو عمارت دور کر کے اسمین دفن کیا جاوے یہ فتاوے
قاضی خان مین ہی۔ ایک شخص نے وصیت کر دی کہ میرے مال سے تہائی نکالو اسمین سے ایک چوتھائی تو فلان
شخص کو دیدو اور تین چوتھائی میرے اقربا اور فقرا کو دو پھر اسنے کہا کہ اس رباط والون کو محروم نہ چھوڑنا
اور یہ لوگ مساکین ہین جو اس رباط معین مین رہتے ہین تو اسمین دو صورتین ہین ایک یہ کہ قرابت والے

داخل احصاء وشمار مین دوم آنکہ داخل شمار نہین ہین پس پہلی صورت مین ہر ایک قرابت کو ایک عدد شمار کیا جاوے اور فقرا کو ایک عدد اور رباطیون کو ایک عدد چنانچہ اگر قرابتی دس ہون تو تہائی مال کے تین چوتھائی کے بارہ جزو کیے جاوین جنمین سے دس جز تو اہل قرابت کو اور ایک حصہ فقرا کو اور ایک جز رباطیون کو دیا جاوے اور دوسری صورت مین اس تین چوتھائی کے تین سہام کیے جاوین قرابت و فقرا و رباطیون مین سے ہر ایک کو ایک حصہ دیدیا جاوے یہ واقعات حسامیہ مین ہے۔ اگر کسی شخص نے ایک موضع خریدا اور اسکو مسلمانون کا راستہ کر دیا اور اسپر گواہ کر دیے تو یہ صحیح ہے اور اسوقت کے پورے ہونے کے لیے مسلمانون مین سے ایک کا گذر جانا ایسے عالم کے قول پر شرط ہے جو اوقاف مین سپرد کرنا شرط کہتا ہے یہ ظہیریہ مین ہے ہلال رح نے کہا کہ اسی طرح جو کوئی مسلمانون کے لیے پل بناوے اسکا بھی یہی حکم ہے اور لوگ اسمین راستہ چلین اور اسکی عمارت وارثان واقف کی میراث نہوگی درحالیکہ وہ وقف ہو چکی ہے پس بطلان میراث مین صغیر پل کی عمارت کو مخصوص کر دیا کذا فی الذخیرہ اور حاکم شہید رح سے منقول ہے کہ مین نے امام ابو حنیفہ رح سے نوادر مین روایت پائی کہ امام نے مسجد کی طرح مقبرہ اور راہ کا وقف بھی جائز جانا اور ایسے ہی چھوٹا پل جسکو کوئی مسلمانون کے لیے بناوے اور اسمین لوگ گذر جاوین اور اسکی عمارت وارثان واقف کی میراث نہوگی پس بطلان میراث کے لیے پل کی عمارت کو خاص کیا اور مشائخ نے کہا کہ اس تخصیص مین تاویل یہ ہے کہ یہ باعتبار عادت کے ہے کہ زمین وہان کی وقف کنندہ کی ملک نہین ہے پس جب پل کا مقام اسکی ملک نہوا تو عمارت کی لوٹن مین میراث کا احتمال تھا پس تخصیص کر کے بطلان میراث کی نفی کی اور ظاہر یہ ہے کہ آدمی نہر عام پر پل بنا دیتا ہے پس موضع کے سوائے خالی عمارت اسکی ملک ہوتی ہے جسکو وقف کر دیتا ہے۔ اور یہی مسئلہ دلیل ہے کہ عمارت کا وقف بدون اصل کے جائز ہے باوجودیکہ دار مین عمارت کا وقف بدون زمین کے نہین جائز ہے یہ فتاوے قاضی خان مین ہے۔ مشرکون کا ایک مقبرہ تھا اسکو لوگون نے مسلمانون کا مقبرہ بنانا چاہا پس اگر مشرکین کے قبور اور اجسام سے نشانات مٹ گئے ہون تو ایسا کرنے کا مضائقہ نہین ہے اور اگر انکے آثار باقی رہے ہون مثلاً انکی ہڈی کچھ نکل آوے تو کھود کر وہ دفن کر دیجاوے پھر وہ مسلمانون کا مقبرہ کر دیا جاوے کیونکہ مدینہ منورہ مین جہان مسجد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہے وہ مشرکون کا مقبرہ تھا پس کھود کر وہ مسجد کر دیا گیا یہ مضمرات مین ہے۔ اگر ایک شخص کسی مفتی کے پاس آیا اور کہا کہ مین چاہتا ہون کہ اللہ تعالے کی جناب مین تقرب حاصل کرون پس کہا مین مسلمانون کے لیے رباط بناؤن یا غلامون کو آزاد کرون اور یا اس نے مفتی سے کہا کہ مین اپنے احاطہ سے تقرب حاصل کرنا چاہتا ہون پس کہا کہ مین اسکو فروخت کر کے اسکے دام صدقہ کر دون یا دامون سے غلام خرید کر انکو آزاد کر دون یا مین اسکو مسلمانون کے لیے گھر کر دون انمین سے کون افضل ہے تو مشائخ نے کہا کہ اسکو جواب دیا جاوے کہ اگر تو رباط بناوے اور اسکی عمارت کے لیے آمدنی کی کوئی چیز وقف کر دے تو رباط افضل ہے کیونکہ یہ دائمی ہے اور اسکا نفع عام ہے اور اگر تو رباط کے لیے آمدنی کا کوئی وقف نکر سکے تو رباط نہین بلکہ اسکو فروخت کر کے اسکے دام مساکین پر صدقہ کر دے کذا فی فتاوی قاضی خان اور اس سے اتر کر فضیلت مین یہ ہے کہ اسکے دامون سے غلام خرید کر انکو آزاد کر دے یہ ظہیریہ مین ہے۔ بنا بریہ مین ہے کہ اراضی کا وقف کر دینا اسکو بیچ کر اسکے دام صدقہ کر دینے سے اچھا ہے یہ بحر الرائق مین ہے۔ میت کو دفن

کرنے کے بعد خواہ مدت بہت گذرے یا تھوڑی اُسکو بغیر عذر نکالنا نہین روا ہی ہان عذر کی وجہ سے نکالنا جائز ہی
اور عذر یہ ہی کہ وہ زمین غصب کی ہوئی ظاہر ہو یا شفیع اسکو شفعہ مین لے لے یہ واقعات حسامیہ مین ہی - اقول ظاہر
یہ حکم مدت قصیرہ کے حق مین ہی جبتک کہ لاش سڑجانے کا احتمال نہو یا صندوق مین ہو یا نکالنا ممکن ہو واللہ تعالی اعلم
ایک رباط کے جانور بہت ہو گئے اور انکا خرچہ بڑھ گیا تو قیم انہین سے کچھ فروخت کر سکتا ہی کہ انکے دام باقیون کے
دانہ چارہ اور رباط کی مرمت مین خرچ کرے یا نہین پس اسکے حکم مین دو صورتین ہین ایک یہ کہ ان جانورون
سے بعض کے سن ایسے دراز ہو گئے کہ جس واسطے وہ رباط مین مربوط ہوئے تھے اس کام مین نہین آسکتے ہین
تو اسصورت مین اُسکو ایسے جانور فروخت کرنے کا اختیار ہی دوم یہ کہ ایسے نہ ہون تو اسصورت مین فروخت
نہین کر سکتا ولیکن اس رباط مین بقدر حاجت جانور رہنے دے اور باقیون کو ایسے رباط مین باندھے جو
اس رباط سے سب سے قریب ہو یہ ذخیرہ مین ہی شمس الاسلام محمود اوزجندی رح سے سوال کیا گیا کہ ایک
مسجد ہی اسکے واسطے کوئی قوم باقی نہین رہی اور گرد اسکا خراب ہو گیا اور لوگ اُس سے بے پروا ہو گئے
تو اُسکا مقبرہ کر دینا جائز ہی یا نہین - تو فرمایا کہ نہین جائز ہی اور انہین سے پوچھا گیا کہ گانون مین مقبرہ ہی وہ نابود ہو گیا
اور اسمین مردون کا اثر مانند ہڈی وغیرہ کے کچھ نہین رہا تو اُسکا جوتنا بونا اور استغلال جائز ہی یا نہین تو
فرمایا کہ نہین اور وہ مقبرہ کے حکم مین ہی کذا فی المحیط پس اگر اسمین گھاس لگی ہو تو کاٹ کر چوپایون کے پاس
ڈالدی جاوے اور چوپایہ اسمین نہ چھوڑے جاوین یہ بحر الرائق مین ہی - ایک شخص نے اپنی زمین کو مقبرہ
کر دیا یا سرائے بنا دی اسطرح کہ اس سے آمدنی آوے یا لوگ رہا کرین تو اس سے خراج ساقط ہو جائیگا اگر
وہ زمین خراجی ہو اور یہی صحیح ہی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی - ایک عورت نے اپنی قطعہ زمین کو مقبرہ بنا دیا
اور اپنے قبضہ سے نکال دیا اور اسمین اپنے بیٹے کو دفن کیا اور یہ قطعہ زمین مقبرہ کے لائق اسوجہ سے
نہین کہ قریب اُسکے پانی کا غلبہ ہونے سے وہان تک تری پہونچکر فاسد کرتی ہی پس اُسنے اُسکو فروخت کرنا
چاہا تو دیکھا جاوے کہ اگر کم بگاڑ ہونے کی وجہ سے لوگ اسمین دفن کرنے سے بالکل بے رغبت نہین ہین
تو وہ بیع نہین کر سکتی ہی اور اگر بہت بگاڑ ہونے کی وجہ سے لوگ اسمین دفن کرنے سے بے رغبت ہون تو وہ بیع
کر سکتی ہی اور جب اُسنے بیع کر دی تو مشتری کو اختیار ہوگا کہ اسکو اپنے بیٹے کی لاش نکال لیجانے کا حکم کرے
کذا فی المضمرات عن الکبری - ایک نے مقبرہ مین اپنے واسطے قبر کھود رکھی تو کیا دوسرے کو یہ اختیار ہی کہ
اسمین اپنا مردہ دفن کرے تو مشائخ نے کہا کہ اگر مقبرہ مین وسعت ہو تو مستحب ہی کہ جسنے کھودی ہی اسکو زحمت
نہ دے اور اگر وسعت نہ ہو تو دوسرا اسمین اپنا مردہ دفن کر سکتا ہی اور یہ ایسا ہی جیسے کسی نے مسجد مین مصلے
بچھایا یا رباط مین اترا پھر دوسرا آیا پس اگر اس جگہ وسعت ہو تو چاہیے کہ پہلے شخص کو زحمت نہ دے - اور اگر
دوسرے شخص نے ایک قبر مین اپنا مردہ دفن کر دیا تو شیخ ابو نصر رح نے کہا کہ اسکو یہ مکروہ نہین ہی یہ ظہیریہ مین
ہی - کوئی میت ایک شخص کی زمین مین بدون اجازت مالک کے دفن کی گئی تو مالک کو اختیار ہی چاہے اسپر
راضی ہو اور چاہے میت نکالنے کا حکم کرے اور اگر چاہے زمین برابر کرکے اسپر زراعت کرے - اور اگر کسی نے
ایک قبر کھودی ایسے مقبرہ مین جسمین اسکو اپنے لیے کھودنا مباح تھا پھر اسمین دوسرے نے اپنا مردہ دفن کر دیا

تو وہ قبر سے نہین اکھاڑا جائیگا ولیکن دوسرا شخص اُسکے کھودنے کی قیمت یعنے اجرت کا ضامن ہوگا پس ایسے حکم سے دونون کا حق محفوظ ہوا کذا فی خزانۃ المفتیین والمحیط۔ ایک قوم نے دریاے جیحون کے کنارے جو زمین مُردہ پڑی تھی اُسکو زندہ ومعمور کیا اور سلطان اُنسے عشر لیا کرتا تھا اور اسکے قرب مین ایک رباط ہی پس رباط کے متولی نے سلطان سے گزارش کی پس سلطان نے یہ عشر اُسکے واسطے چھوڑ دیا تو کیا متولی کو اختیار ہی کہ اس عشر کو اس رباط کے موذن پر صرف کرے یعنے اسکے کھانے کپڑے مین اس عشر سے مدد دے اور کیا موذن کو روا ہی کہ جو عشر سلطان نے مباح کر دیا ہی اسکو لیوے تو فقیہ ابو جعفر رحمہ نے کہا کہ اگر موذن محتاج ہو تو اُسکو حلال ہی اور متولی کو روا نہین ہی کہ اس عشر کو تعمیر رباط مین صرف کرے بلکہ فقط فقرا پر صرف کر سکتا ہی اور اگر اُسنے محتاجون پر صرف کیا پھر انھون نے اپنی طرف سے رباط کی تعمیر مین صرف کیا تو جائز اور بہتر ہی کذا فی فتاوے قاضی خان اور اسی طرح زکوۃ کا مال ہی کہ اگر متولی نے اسکو مسجد بنانے مین یا پل بنانے مین صرف کرنا چاہا تو نہین جائز ہی اور اگر اُسکا حیلہ چاہا تو حیلہ یہ ہی کہ متولی اُسکو فقیرون پر صدقہ کر دے پھر فقیر لوگ اُسکو متولی کو دیدین پھر متولی اُسکو اس عمارت مین صرف کرے یہ ذخیرہ مین ہی۔ ایک رباط مین پھل ہین تو کیا اسمین اُترنے والون کو روا ہی کہ اسمین سے تناول کرین تو اسمین دو صورتین ہین اول یہ کہ ان پھلون کی قیمت نہو جیسے شہتوت وغیرہ۔ دوم یہ کہ انکی قیمت ہو پس اول صورت مین کھا لینا روا ہی اور دوسری صورت مین اس سے احتیاط کرنا از راہ دیانت وتقوے کے بہتر ہی کیونکہ احتمال ہی کہ شاید وقف کنندہ نے یہ پھل اُترنے والون کے لیے نہین بلکہ فقیرون کے لیے وقف کیے ہون اور یہ اسوقت ہی کہ یہ معلوم نہوا ورا اگر معلوم ہو کہ یہ فقیرون پر وقف ہی اُترنے والون پر وقف نہین ہی تو فقیرون کے سوائے کسی کو انکا کھانا حلال نہین ہی کذا فی الواقعات الحسامیہ قلت اسمین اشارہ ہی کہ اُترنے والا اگر فقیر ہو تو اسکو بھی روا ہی فافہم واللہ اعلم فتاوی ابو اللیث مین ہی کہ ایک شخص نے دار عمران کے خادم کو درم دیے کہ اسکے عوض گوشت روٹی خریدکر اُس دار کے رہنے والون کو تقسیم کر دے اور دار عمران وہ دار ہی جسمین فقرا ومساکین رہتے ہین پھر خادم کو اس روز گوشت وروٹی کی ضرورت نہوئی اور خادم نے اس سے پہلے اُدھار گوشت روٹی خریدی تھی پس اُسنے یہ درم اُدھار مین ادا کر دیے تو وہ ضامن ہوگا کذا فی المحیط۔ مسائل جو مقبرہ وزمین وقف کے اشجار وغیرہ کی طرف راجع ہین۔ ایک مقبرہ مین بڑے بڑے درخت لگے ہین تو اسمین دو صورتین ہین ایک یہ کہ زمین کو مقبرہ بنانے سے پہلے اسمین یہ درخت اُگے ہون دوم یہ کہ مقبرہ بنانے کے بعد اُگے ہون۔ پس اول صورت مین مسئلہ کی دو قسم ہین قسم اول آنکہ اس زمین کا کوئی مالک تھا جسنے مقبرہ کر دیا قسم دوم یہ کہ زمین موات تھی اسکا کوئی مالک نہ تھا اسکو گاؤن والون نے مقبرہ بنا لیا پس قسم اول مین یہ درخت مع جڑون کے اسکے مالک کی ملک ہین پس جو چاہے اُنکے ساتھ معاملہ کرے اور قسم دوم مین درخت مع جڑون کے اپنے قدیم حال پر رہینگے۔ صورت دوم مین بھی مسئلہ کی دو قسمین ہین قسم اول آنکہ انکا لگانے والا معلوم ہو۔ قسم دوم آنکہ انکا لگانیوالا معلوم نہو۔ پس قسم اول مین لگانے والے کے ہونگے اور قسم دوم مین اسکا حکم باختیار قاضی ہی اگر اسکی راے مین آوے کہ انکو فروخت کرکے انکے دام مقبرہ کی عمارت مین صرف کیے جاوین تو ایسا حکم دے سکتا ہی یہ واقعات حسامیہ مین ہی۔ اگر مسجد مین درخت

[Interlinear gloss: ہندوستان مین اسکی قیمت ہوتی ہی اگرچہ سستے ہون ۱۲]

[Bottom gloss: یعنے اسکی مرمت وغیرہ ۱۲]

جمائے تو مسجد کے ہونگے اور اگر رباط کی وقف کی ہوئی زمین میں جمائے تو دیکھا جاوے کہ اگر درخت جمانے والا اس زمین موقوفہ کا متولی ہو تو وہ درخت جو اُسنے جمائے ہین رباط کے ہونگے یعنے وقف ہونگے اور اگر وہ شخص اُسکا متولی نہو تو یہ درخت اُسی کے ہونگے اور اسکو اختیار ہوگا کہ اپنا درخت اُکھاڑ لیوے اور اگر کسی نے عام راستہ پر درخت جمایا تو حکم یہ ہو کہ وہ درخت اپنے جمانے والے کا ہوگا اور اگر اُسنے نہر عامہ کے کنارے یا گانون کے حوض کنارے درخت جمایا تو وہ جمانے والے کا ہوگا یہ ظہیریہ مین ہو - اگر اُسنے انکو قطع کر لیا پھر انکی جڑون سے اور درخت اُگے تو یہ بھی اُسی جمانے والے کے ہونگے یہ فتح القدیر مین ہو - ایک شارع مین ایک نہر ہو اسکے دونون کنارے درخت لگے ہوئے ہین اُن درختون کی بابت ان لوگون نے خصومت کی جنکا شرب اس نہر سے ہو اور ان درختون کا جمانے والا معلوم نہین ہوتا اور یہ نہر اس شارع مین ایک شخص کے دروازے کے آگے جاری ہو تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر ان درختون کے جمنے کا ٹھکانا ان لوگون کی ملک مین ہو جنکو اس نہر سے شرب حاصل ہو تو جو کچھ انکی ملک مین جمے اور اسکا جمانے والا کوئی معلوم نہو وہ انھین کا ہوگا اور اگر یہ ٹھکانا انکی ملک نہو بلکہ یہ ٹھکانا تو عام لوگون کا ہوا ور جنکو شرب ہو انکو اسمین پانی جاری کرنے کا حق حاصل ہو تو دیکھا جاوے کہ اگر یہ معلوم ہو جاوے کہ مالک مکان نے جب مکان خریدا تو یہ درخت اسی مقام پر تھے تب تو یہ درخت مالک مکان کے نہونگے اور اگر یہ معلوم نہو تو یہ درخت اُسی کے ہونگے یہ فتاوے قاضیخان مین ہو اور صدر الشہید رح نے اپنے واقعات مین لکھا کہ مالک مکان کے لیے درختون کا حکم دیے جانے مین وجہ یہ ہو کہ یہ نہری اس شخص یعنے مالک مکان کے فنا ردار مین ہو تب یہ حکم ہو کذا فی المحیط خلاصہ یہ کہ یہ نہر ایک نالہ کے مانند ایک شخص کے دروازے پر ہو جیسا کہ بہاری ملکون وغیرہ مین ممکن ہوتا ہو فافہم - ایسا درخت وقف کیا گیا جسکے پتون سے یا اُسکے پھلون سے یا اسکی جڑ سے انتفاع حاصل کیا جاتا ہو تو وقفا جائز ہو پھر جب جائز ہوا تو اسکی جڑ نہین کاٹی جائیگی لیکن جبھی کہ بدون اسکی جڑ کے اس سے انتفاع نہین ہو سکتا مثلاً اسکی شاخین جاتی رہین یا وہ درخت ہی اس قسم کا ہو کہ اسکی جڑ ہی سے نفع حاصل ہوتا ہو تو کاٹ کر صدقہ کیا جائیگا اور اگر اسکے پتون یا پھلون سے انتفاع ہووے تو جڑ سے نہین کاٹا جائیگا یہ مضمرات مین ہو - اسی طرح اگر کوئی درخت مع جڑ کے ایک مسجد پر وقف کیا گیا پھر وہ خشک ہو گیا یا اسمین سے تھوڑا خشک ہو گیا تو خشک کاٹ دیا جاوے اور باقی چھوڑ دیا جاوے یہ محیط سرخسی مین ہو - اراضی فقرا پر وقف ہو اسکو کسی نے متولی سے اجارہ لیا اور اسمین گوبر کھاد ڈالی اور درخت جمائے پھر متاجر مر گیا تو یہ درخت اسکے وارثون کی میراث ہونگے اور اُنسے مواخذہ کیا جائیگا کہ انکو جڑ سے کاٹ لو اور اگر وارثون نے چاہا کہ کھاد ڈالنے سے جو زمین مین زیادتی ہو گئی ہو اُسکو وقف سے واپس لین تو انکو یہ اختیار نہین ہو یہ ذخیرہ مین ہو - ایک نے شارع مین درخت جمائے پھر جمانے والا مر گیا اور اُسنے دو بیٹے چھوڑے اینین سے ایک نے اپنا حصہ ایک مسجد کے واسطے کر دیا یعنی وقف کیا تو اُسکا حصہ مسجد کے واسطے نہو جائیگا یہ واقعات حسامیہ مین ہو - ایک نے اپنی زمین مین کچھ درخت معین کر کے انکی نسبت اپنی صحت مین اپنی جورو سے کہا کہ جب مین مر جاؤن تو انکو فروخت کر کے انکے دام میرے کفن مین اور فقیرون کی روٹی مین اور فلان مسجد کے چراغ کے تیل مین صرف کرنا پھر مر گیا اور یہی جورو اور دیگر وارثان بالغ اُسنے چھوڑے پس وارثون نے

میراث سے کفن خرید ا اور اسکی تجہیز تکفین کردی تو وہ عورت ان درختون کو فروخت کرے اور انکے دامون سے مشتری کے ذمہ سے بقدر کفن کے گھٹا دے اور باقی کو روٹیون و چراغ کے تیل مین صرف کرے یہ محیط مین ہی ایک نے اپنی زمین ایک جہت معلومہ پر یا ایک قوم معلوم پر وقف کی پھر وقف کرنے والے نے اسمین درخت بوئے تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر اُسنے غلہ وقف سے بوئے یا اپنے مال سے لیکن بیان کردیا کہ مین وقف کے لیے بوتا ہون تو یہ درخت وقف کے ہونگے اور اگر اپنے مال سے بوئے اور کچھ بیان نہ کیا تو درخت اُسکے اور مرے تو اسکے وارثون کے ہونگے اور وقف کے نہونگے یہ فتاوے قاضی خان مین ہی شیخ نجم الدین سے دریافت کیا گیا کہ ایک مقبرہ مین درخت ہین تو کیا روا ہی کہ وہ کسی مسجد کی عمارت مین صرف کیے جاوین فرمایا کہ ہان اگر وہ کسی اور جہت پر وقف نہون پھر پوچھا گیا کہ اگر مقبرہ کی دیوارین گر جاتے اور خراب ہوجانے کو ہوگئین تو اسمین صرف کیے جاوین یا تعمیر مسجد مین تو کہا کہ جسپر وقف ہون اسی پر صرف ہون بشرطیکہ معلوم ہوجاوے اور اگر مسجد کا متولی اور مقبرہ کا متولی نہو تو عوام کو یہ اختیار نہین ہی کہ بدون حکم قاضی کے اسمین تصرف کرین یہ ظہیریہ مین ہی نجم الدین سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے مسجد مین پودہ بویا پھر چند سال مین وہ بڑا ہو گیا پھر متولی مسجد نے چاہا کہ اس درخت کو اسی کنوئین کی تعمیر مین صرف کرے اور جانے والا کہتا ہی کہ یہ میرا ہی مین نے اسکو مسجد پر وقف نہین کیا تو کہا کہ ظاہر یہ ہی کہ اگر جمانے والے نے اسکو مسجد ہی کے واسطے جمایا تو کنوئین کی تعمیر مین اسکو صرف کرنا نہین جائز ہی۔ اور جمانے والے کو بھی اپنی ضرورت مین صرف کرنا نہین جائز ہی یہ محیط مین ہی۔ فتاوے اہل سمرقند مین ہی کہ ایک مسجد مین سیب کا درخت ہی تو کیا لوگون کو روا ہی کہ اسکے پھلون سے افطار کرین تو سید امام شہید رح نے کہا کہ مختار یہ ہی کہ مباح نہین ہی یہ ذخیرہ مین ہی۔ عام رہگذر پر ایک درخت ہی وہ راہگیرون پر وقف کیا گیا تو اسکے پھل کھانے مباح ہین اور اسمین غنی و فقیر یکسان ہین اسیطرح جو پانی کہ میدانون مین رکھا گیا ہو اور سقایہ کا پانی اور جنازہ کا تخت اور اسکے کپڑے اور وقف کا قرآن مجید ان سب چیزون سے انتفاع حاصل کرنے مین غنی و فقیر دونون برابر ہین کذا فی فتاوی قاضیخان

تیرھوان باب اُن اوقاف کے بیان مین جن سے استغنا ہوجاوے اور اُسکے متصلات یعنی اوقاف کے غلہ کو وجوہ دیگر پر صرف کرنے کے بیان مین اور کافرون کے وقف کے بیان مین ۔ ایک چھوٹے پل پر کچھ وقف ہی پھر وہ وادی خشک ہوگیا اور پانی اسی محلہ کے دوسرے نالہ کی طرف پھر گیا پس اس نالہ پر پل باندھنے کی ضرورت ہوئی تو کیا روا ہی کہ پہلے پل کے غلات وقف کو اس دوسرے پل کی طرف پھیرین تو دیکھا جاوے کہ اگر دوسرا پل بھی عام لوگون کے واسطے ہو اور وہان دوسرا پل اس سے قریب عام لوگون کے لیے نہو تو پہلے پل کا غلہ اسکی طرف پھیرنا روا ہی یہ واقعات سامیہ مین ہی شمس الائمہ حلوائی سے پوچھا گیا کہ ایک مسجد یا حوض خراب ہوگیا کہ اسکی حاجت نہ رہی کیونکہ لوگ متفرق ہوگئے تو کیا قاضی کو روا ہی کہ ان چیزون کے اوقاف کو دوسری مسجد یا حوض کی طرف پھیر دے تو فرمایا کہ ہان۔ اور اگر لوگ متفرق نہین ہوئے ولیکن حوض کو تعمیر کی ضرورت نہین ہی اور وہان ایک مسجد ہی جسکو عمارت کی ضرورت ہی یا اسکے برعکس واقع ہوا تو کیا قاضی کو روا ہی کہ جسکو عمارت کی حاجت نہین ہو اسکے وقف کو دوسرے کی طرف جسکو عمارت کی حاجت ہو صرف کردے

فرمایا کہ نہین کذا فی المحیط۔ ایک رباط سے لوگ مستغنی ہوگئے مثلاً جس سرحد کفار پر رباط تھی وہ ملک بھی دارالاسلام ہوگیا اور اس رباط کے لیے وقف کی آمدنی تھی پس اگر اسکے قرب مین دوسری رباط ہو تو یہ آمدنی اس رباط مین صرف کیجاوے اور اگر قرب مین رباط نہو تو یہ غلہ اسی شخص کے وارثون کی طرف عود کرے جسنے رباط بنائی تھی ایسا ہی یہ مسئلہ فتاوے ابواللیث مین مذکور ہی اور صدر شہید نے اپنے واقعات مین کہا کہ اسمین نظر ہی تو فتوے کے وقت تامل کرنا ضرور ہی کذا فی الذخیرہ۔ مترجم کہتا ہی کہ صدر الشہید رح کے نزدیک ظاہر اصح حکم یہ ہی کہ جب رباط قرب مین نہو تو یہ غلہ فقیرون و مسکینون پر صرف کیا جاوے کما قال عبد الفقیہ رح اور یہی قول اقرب و اشبہ ہی کیونکہ بنا بر قول ... کے وقف مذکور لازمی نہ تھا بلکہ صحیح نہ تھا کیونکہ جہت خیر ایسی ہونی چاہیے جو منقطع نہو اور یا تاویل مسئلہ یہ ہی کہ وقف کرنیوالے نے آخر وقف کا فقیرون کے لیے نہین کیا تھا ولیکن پوشیدہ نہین کہ رباط کا وقف بدون اس قید کے صحیح ہی اور اسی پر عامہ مشائخ اور اسی پر فتوے ہی اسی واسطے صدر الشہید نے تاویل نہین فرمائی فافہم واللہ اعلم

فتاوے نسفی مین ہی کہ شیخ الاسلام سے پوچھا گیا کہ ایک گانون کے لوگ متفرق ہوگئے اور وہان کی مسجد ... خراب ہونے کو آگئی اور بعضے زبردست فاسقون نے غلبہ کرکے مسجد کی لکڑیان اپنے گھرون کو اٹھا لیجانا شروع کیا تو گانون مین سے کسی کو اختیار ہی کہ قاضی کی اجازت لیکر مسجد کی لکڑیون کو فروخت کرکے اسکے دام اس غرض سے رکھ چھوڑے کہ کسی دوسری مسجد مین یا کسی وقت اسی مسجد مین صرف کر دے تو شیخ نے کہا کہ ہان یہ محیط مین ہی۔ ایک نے اپنا چوپایہ یا کوئی ہتھیار کسی رباط مین مربوط کی یعنے اسواسطے وقف کی کہ اس سے راہ الٰہی مین کام لیا جاوے پھر رباط خراب ہوگئی اور لوگ اُس سے مستغنی ہوگئے تو یہی چیز دوسری رباط مین جو اس رباط سے سب سے زیادہ قریب ہو مربوط کیجاوے یہ ذخیرہ مین ہی۔ نوادر مین ہی کہ ایک موقوف بالاخانہ منہدم ہوگیا اور اسکا کوئی غلہ نہین ہی جس سے اسکی عمارت ممکن ہو تو وقف باطل ہوجائیگا اور اسکا حق اُسکے وقف کرنیوالے کی طرف عود کریگا اگر زندہ ہو یا اسکے وارثون کی طرف اگر مرگیا ہو یہ محیط سرخسی مین ہی۔ ایک محلہ مین پانی کا حوض وقف ہی خراب ہوگیا کہ اسکی تعمیر ممکن نہین ہی اور محلہ والے اُس سے بے پروا ہوگئے پس اگر اسکا وقف کرنیوالا معلوم ہو تو اسکی طرف عود کریگا اگر زندہ ہو اور اگر مرگیا ہو تو اُسکے وارثون کی طرف عود کریگا اور اگر اسکا وقف کرنیوالا معلوم نہو تو وہ ان لوگون کے قبضہ مین بمنزلہ لقطہ کے ہوگا کہ اسکو کسی فقیر پر صدقہ کر دین پھر فقیر اسکو فروخت کرکے اُسکے دامون سے انتفاع حاصل کرے۔ اور اسی جنس سے یہ مسئلہ کہ ایک دوکان وقف صحیح تھی پھر بازار مع اس دوکان کے آگ لگنے سے جل گیا پس دوکان ایسی رہگئی کہ اس سے انتفاع ممکن نہین ہی اور کسی مال کے عوض اجارہ نہین لیجا سکتی ہی تو وقف ہونے سے خارج ہوجائیگی اور اسی جنس سے یہ مسئلہ ہی کہ ایک وقف رباط آگ لگنے سے جلکر نکمی ہوگئی تو وقف باطل ہوکر میراث ہوجائیگی اور اسی جنس سے حویلی ایک مقبرہ پر بطور صحیح وقف ہی پھر حویلی خراب ہوکر بھی نکمی ہوگئی پھر ایک شخص نے اگر بدون کسی کی اجازت کے اسکو آباد کرکے اپنے مال سے تعمیر کیا تو اصل زمین وقف کنندہ کے وارثون کی ہوگی اور عمارت اس بنانے والے یا اسکے وارثون کی ہوگی کذا فی المضمرات اسی طرح ایک وقف ایک قوم پر جسکے تمام شہر مین معلوم ہین وقف صحیح ہی وہ برباد ہوکر بیکار رہگئی اور گانون سے دور پڑی ہی اسکی تعمیر مین کوئی رغبت نہین کرتا اور نہ اسکی اصل کو اجارہ لیتا ہی تو وقف باطل ہوکر اسکی بیع جائز ہوجائیگی اور اگر اسکی اصل زمین کو کوئی شخص کسی قدر قلیل اجرت پر اجارہ لیوے

تو اسکی اصل وقف رکھی جائیگی کذا فی فتاوے قاضی خان اور یہ جواب بر قول امام محمدؒ صحیح ہی اور بر قول امام ابو یوسف کے قول پر اسمین تامل و نظر ہی کیونکہ وقف جب انکے نزدیک اپنے شرائط پر صحیح واقع ہو تو سواے خاص چند صورتون کے وہ باطل نہین ہو سکتا ہی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ فتاوے ابو اللیث رح مین ہی کہ ایک شخص نے لوگون سے چندہ مانگ کر مسجد بنانے کے لیے درم جمع کیے پھر ان درمون مین سے اپنی ضرورت مین اُٹھائے پھر انکے عوض اپنے مال سے اسمین رکھ دیے تو حکم یہ ہی کہ وہ شخص ایسا نہین کر سکتا ہی اور اگر اسنے ایسا کیا تو دیکھے کہ اگر وہ مال کے دینے والے کو پہچانتا ہی یعنے جو مال بطور ناجائز اپنی ضرورت مین خرچ کر ڈالا اُسکے دینے والے کو پہچانتا ہی تو اسکو واپس کر دے یا اس سے دوبارہ اجازت لے لے اور اگر وہ مالک مال کو نہ پہچانے تو جس کام مین لگاویگا اسکے واسطے حاکم سے اجازت لے لے اور اگر اسپر یہ بھی متعذر ہو تو مجھے امید ہی کہ جب اپنے مال سے اسی قدر لیکر اس کام مین صرف کر دیگا تو جائز ہو جائیگا ولیکن ایسا کر دینا یا حاکم سے اجازت لے لینا خالی اسواسطے ضرور ہونا چاہیے کہ اسکے اوپر سے وبال دور ہو جاوے اور ضمان ساقط ہونے کے لیے نہین ہی کیونکہ ضمان اُسپر واجب رہیگی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی مسائل تبنی علے ہذا الاصل جسمین علماء وصلحاء مبتلا ہوتے ہین ازانجملہ اگر عالم نے فقیرون کے واسطے لوگون سے کچھ مانگ کر جمع کیا اور یہ چندہ ایک دوسرے مین خلط ہو گیا تو وہ عالم اس سب کا ضامن ہو جائیگا اور اگر اُسنے ادا کیا تو اپنے مال سے فقیرون کو ادا کرنیوالا قرار دیا جائیگا ولیکن ان لوگون کے لیے ضامن رہیگا اور اس مال سے ان لوگون کی زکوۃ ادا نہو گی پس یہان حیلہ یہ ہی کہ فقیر معلوم اس عالم کو اپنی طرف سے وصول کرنے کی اجازت دیدے تو اس صورت مین اُسکے مال کو اُسی کے مال مین خلط کرنے والا ہوگا کذا فی المحیط۔ ازانجملہ یہ ہی کہ پا بمرد اگر کھڑا ہوا اور اپنی کوشش و پابمردی سے اُسنے فقیرون کی بلا اجازت اور بدون حکم کے انکے واسطے کچھ سوال کیا تو لوگون یعنے دینے والون کی طرف سے وہ امین ہی پس اگر اُسنے بعض لوگون کے مال کو دوسرون کے مال مین خلط کر دیا تو ضامن ہو گیا اور جب اُسنے فقیرون کو ادا کر دیا تو اپنے مال سے ادا کرنے والا ہوا اور بعض لوگون سے وصول کیا تھا انکے لیے انکے مالون کا ضامن ہوا اور ان لوگون کی زکوۃ اُس سے ادا نہوئی پس صورت مین حیلہ یہ ہی کہ فقیر پہلے اس پابمرد کو اپنے واسطے وصول کرنے کا حکم دے پس جب اُسنے حکم دیا تو یہ پابمرد اسکی طرف سے وصول کرنے کا وکیل ہو گیا اور تصرف کرنا جائز ہوا پس فقیر ہی کے مال کو اسکے مال مین خلط کرنے والا ہوگا یہ مضمرات مین ہے۔

چودھوان **باب** متفرقات مین۔ ایک نے چاہا کہ اپنا مال کسی قرب الٰہی کی راہ مین کر دے پس اُسنے مسلمانون کے لیے رباط بنائی تو رباط بنانا بہ نسبت بردہ آزاد کرنے کے اس سبب سے بہتر ہی کہ رباط کو دوام زیادہ ہی اور بعض نے کہا کہ مساکین پر صدقہ کرنا افضل ہی مین کہتا ہون کہ ایسی نیت والے کو کہا کہ کتابیں خرید کر کتب خانہ مین رکھے تاکہ علم لکھا جاوے کیونکہ وہ سب سے زیادہ دوام رکھتا ہی کیونکہ وہ آخر زمانہ تک رہتا ہی پس اور چیزون سے بہتر ہوگا اور اگر کسی نے چاہا کہ اپنے گھر کو فقراء پر وقف کرے تو اسکے دام صدقہ کر دینا افضل ہی اور اگر بجاے گھر کے کھیت ہو تو وقف افضل ہی۔ ایک نے مسجد کے لیے تیل یا چٹائی خریدنی چاہی پس اگر مسجد کو تیل کی ضرورت نہو چٹائی کی ضرورت ہو تو چٹائی افضل ہی اور اگر برعکس ہو تو تیل خریدنا افضل ہی اور اگر

دونون کی ضرورت ہو تو دونون برابر ہین پس فضیلت مین زیادتی دیکھی اور چیز کی حاجت مین زیادتی دیکھی اور قربت
و ضعف حاجت اور دوام احتیاج پر نظر کرنی چاہیے پس علی ہذا علم پڑھنے والے پر اور اسکی راہون جیسے فقیر و اُسکے
لکھوانے و جمع کرانے پر صرف کرنا نوافل عبادات مین مشغول ہونے سے اولی ہی اور ایسے ہی حدیث و تفسیر مین
تمام راہون سے توجہ صرف کرنا افضل ہی کیونکہ ان چیزون کا نفع ہمیشہ باقی ہی پس اولی ہی یہ مضمرات مین ہی - ایک نے
صحیح وقف کیا فلان مدرسہ کے رہنے والون پر طالب علمون مین سے پس اس مدرسہ مین ایک آدمی رہا لیکن وہ اپنی
رات نہین بسر کرتا اور رات کو حراست مین مشغول رہتا ہی تو وہ اُس سے محروم نہوگا اگر اُسکی کوٹھریون و حجرون مین
سے کسی حجرہ مین جگہ لیتا ہی اور اُسکے پاس سکونت کے اسباب ہین پس محروم نہ ہوگا اس لیے کہ وہ اس مقام کے
رہنے والون مین شمار ہی یہ مضمرات مین ہی اور اگر وہ رات کو حراست مین مشغول رہتا ہی اور دن مین علم
سیکھنے مین قصور کرتا ہی تو دیکھا جاوے کہ اگر وہ دن مین کسی دوسرے کام مین مشغول رہتا ہی جتنے کہ طالبعلمون مین
سے شمار نہین ہوتا ہی تو اسکو وظیفہ کا حق نہین ہی اور اگر دوسرے کام مین بالکل نہین مشغول ہوا جتنے کہ طالبعلمون
مین سے شمار ہوا تو اسکو وظیفہ ملیگا یہ محیط سرخسی مین ہی - یہ سب اسصورت مین ہی کہ وقف کنندہ نے یہ کہا ہو کہ فلان
مدرسہ کے رہنے والون پر طالب علمون مین سے - اور اگر اُسنے خالی یہی کہا کہ فلان مدرسہ کے رہنے والون پر
اور یہ نہین کہا کہ طالب علمون مین سے - تو بھی حکم یہی ہوگا حتی کہ طالبعلمون کے سواے جو کوئی دوسرا اس مدرسہ مین
رہتا ہو اسکو وظیفہ نہین ملیگا کیونکہ وقف سے یہی مفہوم ہی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی - پڑھنے والا طالب علم
اگر علم سیکھنے کو فقہاء کے پاس نہ جاتا ہو پس اگر شہر مین ہو اور اپنی ضرورت کی کوئی کتاب فقہ وغیرہ کی اسکے
واسطے لکھنے مین مشغول ہو تو اسکو وظیفہ لینے مین مضائقہ نہین ہی اور اگر شہر مین ہو اور اسکے سواے اور
کام مین مشغول ہو تو وظیفہ نہ لیوے یہ مضمرات مین ہی - اگر علم سیکھنے والا شہر سے چند روز نکل گیا پھر واپس ہو کر طلب
کیا پس اگر سفر کی دوری پر چلا گیا تھا تو گذشتہ ایام کا وظیفہ طلب کرنا اسکو نہین پہونچتا ہی اسی طرح اگر نکلکر کہین
پندرہ روز تک اقامت کی ہو تو بھی یہی حکم ہی اور اگر مسافت سفر سے کم ہو اور ایسے کام کے واسطے گیا کہ جو ضروری
ہی اس سے چارہ نہین جیسے روزینہ و رزق وغیرہ تو اسقدر معفو ہی اور کسی دوسرے کو حلال نہین ہی کہ اسکا حجرہ
لیوے اور اُسکا وظیفہ اپنے حال پر رہیگا جبکہ غائب ہونا ایک مہینہ سے تین مہینہ تک ہو پھر جب اُس سے
زیادہ مدت ہو جاوے تو دوسرے کو روا ہی کہ اسکا حجرہ و وظیفہ لے لیوے یہ بحر الرائق مین ہی - فقیہ رحمہ نے کہا کہ
جو کوئی پڑھانے والا طالب علم سے ایسے دن مین اجرت لیوے جس روز درس نہین ہی تو مجھے امید ہی کہ جائز ہی
یہ محیط مین ہی - فقہ سکھلانیوالا مہینہ یا دو مہینہ غائب رہا تو بلا خلاف اُسکو مرسوم لینا حرام ہی اگر ماہواری ہو اور اگر
سالانہ مقرر ہو اور تقسیم کا وقت آیا اور وہ سال مین سے زیادہ مہینہ مقیم رہا ہو تو اسکو سالانہ لینا حلال ہی یہ قنیہ
مین ہی - شیخ فقیہ ابوبکر رحمہ اللہ سے بلخ کے رہنے والے علوی لوگون پر وقف کو پوچھا گیا یعنی کسی نے اسطرح
وقف کیا کہ یہ عقار علویہ ساکنین بلخ پر وقف ہی یعنے اولاد حضرت علی کرم اللہ وجہہ جو بلخ مین سکونت رکھتے ہین
انپر وقف ہی حالانکہ انہین سے بعضے غائب بھی ہو جاتے ہین تو جواب مین فرمایا کہ جو کوئی انہین سے باہر چلا گیا
اور اپنا مسکن فروخت نہین کیا اور نہ کہین دوسرا مسکن بنایا تو وہ بلخ کے رہنے والون مین شمار ہی اُسکا وظیفہ

یا وقف کچھ باطل نہ ہوگا یہ ذخیرہ مین ہی۔ اگر کسی نے زمین کو بطور فاسد خرید کر اسپر قبضہ کرکے اسکو مسجد کر دیا اور لوگون نے اسمین نماز پڑھی تو ہلال رح نے اپنے وقف مین لکھا کہ وہ مسجد ہوگئی اور مشتری کے ذمہ اسکی قیمت واجب ہی اور وہ بائع کو واپس نہین کیجائیگی اور ہلال رح نے کہا کہ یہ ہمارے اصحاب کا قول ہی اور اگر اُسنے اس زمین کو وقف کر دیا تو مسجد کر دینے پر قیاس کرکے اُسکا بھی یہی حکم ہی اور کتاب الشفعہ[یعنی مبسوط ۱۲] مین مذکور ہی کہ اگر بطور فاسد خریدی ہوئی زمین کو مسجد بنا دیا اور اسمین عمارت بنائی تو امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک[یعنی اسکی قیمت] اسکی قیمت کا ضامن ہوگا اور عمارت بنانے سے وہ مستہلک کی ہوئی شمار ہوگی اور صاحبین رح کے نزدیک عمارت توڑ کر زمین اسکے بائع کو واپس کیجائیگی پس عمارت کی شرط لگانا بنا بر روایت کتاب الشفعہ کے اس امر کی دلیل ہی کہ جب وہ بنائی نہو تو خالی مسجد کر دینے سے بلا اخلاف وہ مسجد نہو جائیگی اور بر روایت ہلال رح کے موافق عمارت کی شرط نہونا اس امر کی دلیل ہی کہ بدون عمارت کے وہ بلا اخلاف مسجد ہو جائیگی۔ حاکم شہید رح نے کہا کہ کتاب الشفعہ مین امام محمد رح کی روایت بہ نسبت روایت ہلال کے اصح ہی قلت و فیہ نظر اوضحناہ فی الحاشیۃ۔ اگر زمین کو بخرید صحیح خرید کر قبضہ کرکے اسکو فقرا پر وقف کیا پھر اُسمین عیب پایا تو اسکو واپس نہین کر سکتا ہی ولیکن نقصان عیب واپس لیگا کذا اسکے۔ اگر زمین خرید کر اسکو مسجد کر دیا پھر اسمین عیب پایا تو نقصان عیب بھی واپس نہین لے سکتا ہی یہ محیط مین ہی۔ اگر غلام کے عوض ایک دار خرید کر باہمی قبضہ کر لیا پھر دار کو وقف کر دیا پھر وہ غلام کسی نے اپنا استحقاق ثابت کرکے لے لیا تو وقف جائز ہی اور مشتری پر واجب ہوگا کہ قبضہ کے روز زمین کی جو کچھ قیمت تھی وہ اسکے بائع کو پھیر دیوے یہ حاوی مین ہی۔ اور اگر غلام مرد آزاد پایا گیا تو وقف باطل ہوگیا یہ محیط مین ہی۔ قیم وقف نے تمام غلہ جمع کرکے ارباب الوقف کو بانٹ دیا مگر انمین سے ایک کو محروم رکھا اور اسکا حصہ اپنی ذاتی حاجت مین صرف کر ڈالا پھر جب دوسرا غلہ آیا تو محروم نے چاہا کہ اسمین سے اگلے سال کا حصہ بھی لیوے پس اگر اُسنے پہلے قیم سے ضمان لینا اختیار کیا ہو تو اس غلہ مین سے اپنا پہلا حصہ نہین لے سکتا ہی اور اگر اُسنے غلہ اول کے شرکاء سے انکے حصون سے لے لینا اختیار کیا ہو تو اسکو اختیار رہیگا کہ دوسرے غلہ مین سے انکے حصون مین سے اپنے حصہ کے مثل لیوے پھر جب اُسنے لے لیا تو سب کے سب ملکر قیم سے اس حصہ کی ضمان لینگے جو اُسنے پہلے سال مین محروم کا حصہ تلف کیا ہی کذا فی المضمرات اقول غلہ آمدنی وقف ہی پس اگر روپیہ ہو تو اپنے حصہ کے مثل لینے مین ربو نہو جانا ہر جگہ ملحوظ رہیگا فافہم۔ مسجد کے امام نے غلہ لیا اور چلا گیا اور ہنوز سال نہین گذرا ہی تو اُس سے سال مین سے کسی قدر حصہ کا غلہ واپس نہ لیا جائیگا اور اعتبار غلہ کاٹے جانے کے وقت کا ہی پس اگر کاٹے جانے کے وقت وہ مسجد مین امام ہو تو غلہ کا مستحق ہوگا یہ وجیز مین ہی۔ اب رہا حال مسجد کے امام کا کہ سال مین سے جسقدر مدت چلا گیا اُسکے حصہ کا غلہ کھانا حلال ہی یا نہین پس اگر فقیر ہو تو حلال ہی اور یہی حکم طالب علمون مین ہی کہ انکو ہر سال غلہ تیار ہونے کے وقت کچھ مقدار معلوم غلہ سے دیجاتی تھی پس انمین سے ایک نے وقت تیاری غلہ کے اپنا حصہ اسمین سے لیا پھر اس مدرسہ سے چلا گیا تو مانند امام کے اسکا بھی حکم ہی یہ محیط مین ہی۔ ایک شخص نے وصیت کی کہ میرے ترکہ مین سے اسقدر درم متوقف رکھے جاوین بخیال اسکی مرمت کے جو کچھ ظاہر ہو تو وصیت باطل ہی خواہ اُسکا وقف مقرر کیا ہو یا نہ کیا ہو پھر اگر اُسنے یہ بھی کہا ہو کہ بشرطیکہ

وصی کی راے مین آوے - تو اسصورت مین وصی کو اختیار ہی کہ تہائی مال اسکا متوقف رکھے کیونکہ جب اُسنے کہا
کہ بشرطیکہ وصی کی راے مین آوے تو گویا اُسنے کہا کہ وصی اسقدر جسکو چاہے دیدے اور اگر اسپر تنصیص کر دی تو
صحیح ہی کذا فی الواقعات الحسامیہ قلت کان المسئلۃ لیست من باب الوقف بل من الوصیۃ والمراد بالوقف ما یتوقف بہ فینظر
ویتلوم فافہم - ایک شخص کے قبضہ مین زمین ہی اور اسکا پانی جو فقیرون کے لیے ہی اور زمین سے پانی بڑھا اور
ہنوز نہر مین ہی تو وہ کسی کو نہ دے بلکہ اسکو نہر مین چھوڑ دے کہ فقرا کو پہونچ جاوے یا جس کسی کو پہونچ جاوے
یعنے اسطرح جائز کرکے چھوڑ دے کہ فقرا کو یا جسکو پہونچے حلال ہی - ایک مریض نے کہا کہ مین ایک دوکان کا
جو فقرا پر وقف ہی متولی تھا اور مین اسکی آمدنی سے برباد کیا کرتا تھا یا اُسنے کہا کہ مین نے کبھی اپنی زکوۃ نہین
دی سو تم اسکو میرے مال سے بعد میری موت کے دیدینا پس اگر وارثون نے اسکے قول کی تصدیق کی تو وقف
کا مال اسکے تمام ترکہ سے دیا جاوے اور زکوۃ اسکی تہائی سے دیجاوے اور اگر وارثون نے اسکی تکذیب
کی تو وقف اور زکوۃ دونون تہائی مال سے دیجاوینگی - اور وصی کو اختیار ہوگا کہ وارثون سے انکے علم پر قسم لیوے
کہ واللہ ہم نہین جانتے ہین کہ جو مریض نے اقرار کیا وہ حق ہی - اور یہان وصی سے میت کا وصی مراد نہین ہی بلکہ وقف کا
قیم مراد ہی پس جب قیم نے اُنسے قسم لی اور وے قسم کھا گئے تو یہ ضمان اسکے تہائی مال سے لیجائیگی جیسے قسم سے
پہلے تھا اور اگر اُنہون نے قسم سے انکار کیا تو وہ زکوۃ کی صورت مین تہائی مال سے اور مال وقف جسکی قسم سے
نکول کیا ہی پورے مال ترکہ سے دلایا جائیگا جیسے ابتدا مین وارثون کی تصدیق و اقرار کرنے مین حکم تھا یہ محیط مین ہی
جامع الجوامع مین ابو القاسم سے روایت ہی کہ صحت مین اُسنے وقف کیا اور اپنے قبضہ سے نکال دیا پھر اپنی
موت کے وقت اپنے وصی سے کہا کہ اسکی آمدنی مین سے فلان شخص کو پچاس درم دے اور فلان دیگر کو سو درم دے
پھر مر گیا اور اسکا بیٹا محتاج ہی اور وقف کرنے والے نے وصی سے یہ بھی کہدیا تھا کہ جو تیری راے مین بھلا معلوم
ہو وہ کرنا تو ایسی صورت مین جن لوگون کا وقف کنندہ نے نام لیا ہی انکو دینے سے اسکے محتاج بیٹے کو دینا افضل ہی
اور جب وقف مین اُسنے یہ شرط نہ لگائی کہ جسکو چاہے دیوے تو وہ فقیرون کے واسطے ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی -
ایک مریض نے کہا کہ تم لوگ یا وصی سے کہا کہ تو میرا حصہ میرے مال سے نکال لینا اور اس سے زیادہ کچھ نہین کہا تو اسکے
ترکہ مین سے تہائی نکالا جاوے کیونکہ یہی اسکا حصہ ہی قال علیہ السلام اللہ تعالی نے تمہارے اموال مین سے تہائی مال
تمہاری آخر عمرون مین تمہارے اعمال پر بڑھتی تم پر صدقہ کیا کذا فی الواقعات الحسامیہ اقول تعلق حق المیت بثلث مالہ کان

امر مجمع علیہ دلت علیہ صحاح الاحادیث مما لا مریۃ فیہا فلا حاجۃ فی اثباتہ بمثل روایۃ اوردہا مما تکلموا فیہا وقد اعتذر العار

رحمہ اللہ عن ہولاء الائمۃ بانہم لیسوا بمحدثین فاستقم واللہ تعالے اعلم بالصواب - جامع کسانی مین لکھا ہی کہ اگر
کسی عورت نے اپنا مصحف راہ الہی مین حبس کر دیا یعنے وقف کر دیا اور مصحف جل گیا اور اسپر جو چاندی چڑھی ہوئی
تھی وہ باقی رہی تو قاضی کو دیجاوے کہ اسکو فروخت کرکے اُسکے عوض پھر دوسرا مصحف خرید کر اسکو وقف
کر دے اور اگر کسی نے اپنا گھوڑا راہ الہی مین حبس کر دیا پھر اسمین کوئی ایسا عیب آگیا جس سے اسپر سوار
ہوکر جہاد کرنیکی قدرت نہین رہی تو مضائقہ نہین ہی کہ قیم اسکو فروخت کرکے اسکے دامون سے دوسرا
گھوڑا خرید دے جسپر سوار ہوکر جہاد کیا جاوے اور یہان قیم کا بیع کرنا بدون حکم قاضی کے جائز ہی اور یہ نہ بلا

مسجد کے تھے کہ جب گانون اجاڑ ہوگیا تو مسجد بنانے والا خود اسکو لیکر فروخت کر سکتا ہی قال المترجم تحقیق اس
مسئلہ کے اوپر گذر چکی اور اسی پر اعتماد کیا جائیگا اور جامع کسائی کتاب معروف نہین ہی لہذا تفرد کے وقت
بدون تصحیح مشہورات کے اسی پر اعتماد نہین ہو سکتا ہی و تفصیل اسکے مقدمہ مین دیکھو اور سوا واضح ہو کہ اس مقام
پر اصل مین وکیل کا اطلاق قیم پر آیا ہی جیسے کتاب الشفعہ مبسوط شیخ سرخسی وغیرہ مین ومی کا اسپر اطلاق آیا ہی
اور یہ فائدہ ذکر کر دیا گیا فاحفظہ۔ فرع بر مسئلہ مصحف اور اگر وقفی مصحف استعمال سے ایسا ہوگیا کہ اسکے
دامون کے عوض دوسرا مصحف نہین آسکتا ہی تو یہ مصحف اسکے وقف کنندہ کے وارثون کو واپس کر دیا جائیگا
کہ آپسمین اسکو موافق فرائض الٰہی عزوجل کے تقسیم کرلین کسائی رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ امام ابو یوسف و
امام محمد رح کا قول ہی۔ قال المترجم دونون امامون کے اصول مین جو اختلاف ہی وہ معتبرات سے اوپر مذکور
ہوا فتذکر۔ اور وصایا مین املاء بروایت بشر بن الولید مذکور ہی کہ اگر اپنے کھیت کو مع اسکے بیل و ہل و کام کرنیوالے
غلامون وغیرہ دیگر آلات کے وقف کیا پھر اسکی حالت ایسی متغیر ہوگئی کہ اس سے انتفاع نہین حاصل ہوتا تو وقف
لوگ اسکو فروخت نہین کر سکتے مگر اسوقت کہ قاضی انکو حکم دیدے یہ محیط مین ہی۔ دو گھرون مین سے ایک
وقف ہی اور دوسرا مملوک ہی ان دونون کے بیچ کی دیوار گر گئی پس مالک مکان نے وقف گھر کی حد
مین عمارت بنائی تو وقف کے قیم کو اختیار رہیگا کہ اسکو اپنی عمارت توڑ لینے کا حکم کرے اور اگر قیم نے
چاہا کہ اسکو عمارت کی قیمت دیدے تاکہ عمارت مذکور وقف کی ہو جاوے تو قیم اسپر قیمت لینے کیواسطے
جبر نہین کر سکتا ہی اور اگر اسکی رضامندی سے قیم نے اسکو قیمت دی تو بھی نہین جائز ہی یہ فتاوی قاضی خان مین
ہی۔ ایک شخص کا کھیت سب سے بڑا ہی جو چالیس ہزار درم قیمت کا ہی اور اسپر قرضے ہین پس اسنے یہ کھیت وقف
کیا اور اپنی ذات پر اسکی آمدنی صرف ہونے کی شرط کر دی اور اس سے اسکا مقصود یہ ہی کہ ادا سے
قرضہ مین ڈھیل ڈالدے اور گواہون نے اسکے مفلس ہونے پر گواہی دی تو وقف و گواہی جائز ہی
پھر اگر ان غلات مین سے اسکی قوت سے کچھ بڑھے تو اسکے قرضخواہون کو اس سے یہ لے لینے کا اختیار ہی
یہ مضمرات مین ہی۔ اگر قاضی نے اطلاق کیا اور بیع وقف غیر مسجد کی اجازت دیدی تو کیا یہ حکم موجب نقض
وقف ہی یعنی اس سے وقف بھی ٹوٹ جائیگا یا نہین تو امام ظہیر الدین رح نے جواب دیا کہ اگر قاضی نے وقف کنندہ
کے وارث کے لیے اطلاق کر دیا تو بیع جائز ہوگی اور یہی وقف ٹوٹنے کا حکم ہوگا اور اگر اسنے وارث کے سوا
دوسرے کے لیے اطلاق کیا تو ایسا نہین ہی مگر جب وقف فروخت کیا گیا پس قاضی نے صحت بیع کا حکم دیدیا تو یہ
وقف باطل ہونے کا حکم ہوگا یہ خلاصہ مین ہی شمس الاسلام محمود اوزجندی رح سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے
کسی محدود چیز یعنے زمین یا مکان وغیرہ جو محدود ہوتی ہی فروخت کی حالانکہ اسکو اسنے وقف کر دیا تھا اور
قاضی نے بیعنامہ پر گواہی لکھدی تو یہ فعل قاضی کی طرف سے یہ بیع صحیح ہونے کا حکم قضاء نہوگا اور یہ صحیح و
ظاہر ہی یہ محیط مین ہی اور قاضی امام نے کہا کہ یہ حکم اسوقت ہی کہ جب قاضی نے گواہی کو ایسے طور پر لکھا ہو جو
صحت بیع پر دلالت نہین کرتی مثلاً یون لکھا کہ بائع نے بیع کرنے کا اقرار کیا تو بیشک اسکی طرف سے ایسی تحریر
اس بیع کی صحت پر حکم نہین ہی اور اگر اسنے یون لکھا کہ مین شاہد ہوا یا یہ گواہ شاہد ہوا اور بیعنامہ مین لکھا تھا کہ

بائع نے بیع جائز صحیح کے ساتھ فروخت کیا تو قاضی کی تحریر اس وقف کے باطل ہونے کا حکم ہوگی یہ خلاصہ مین ہی متولی نے چاہا کہ وقف کے غلہ مین سے جو بڑھا اسکو قرض دیدے تو دیدیا اسے فتاوے ابواللیث رح مین ہی کہ مجھے امید ہی کہ متولی کو اس فعل کی گنجائش ہو بشرطیکہ غلہ کے واسطے رکھ چھوڑنے کی بہ نسبت قرض دیدینا بہتر و مصلحت ہو اور اگر اسنے چاہا کہ بڑھتی غلہ کو اپنی ضروریات مین اس شرط سے خرچ کرے کہ جب وقف کو عمارت کی ضرورت ہوگی تو اپنے مال سے واپس دیگا تو اسکو یہ اختیار نہین ہی اور اسکو چاہیے کہ کمال درجہ پرہیز رکھے پھر اگر باوجود اسکے اسنے ایسا کیا پھر ضرورت تعمیر کے وقت اسی قدر اسکے مثل اپنے مال سے وقف پر خرچ کر دیا تو مجھے امید ہی کہ جو کچھ اسپر واجب تھا اس سے اسکا مواخذہ چھوٹ جائیگا اور فتاوے فضلی مین ہی کہ وہ مطلقاً ضمان سے بری ہو جائیگا یہ محیط مین ہی - قال المترجم یعنے اول قول پر وہ وبال سے چھوٹ گیا مگر ضمان اسپر عائد رہی اور قول دوم پر وہ وبال اور ضمان دونون سے بری ہوگیا و فیہ شئی فتامل - اور اگر قیم نے خود خرچ کر لیا ہی اسکے مثل لیکر وقف کے درمون مین خلط کر دیا تو کل مال کا ضامن ہو جائیگا تاوقتیکہ کل مال عمارت مین صرف ہو جاوے تو ضمان سے بری ہو جائیگا یا قاضی کے پاس اس امر کا مرافعہ کرے تاکہ وہ کسی شخص کو حکم دے کہ متولی سے سب مال لیکر اپنے قبضہ مین لاوے پھر یہ مال اسی متولی کے قبضہ مین دیدے یہ عتابیہ مین ہی - وقف کو اپنی ہیات سے متغیر کر دینا نہین جائز ہی پس اگر مکان یا احاطہ ہو تو وہ باغ نہین بنا جائیگا اور اگر سرائے ہو تو حمام نہ کیا جاوے اور رباط ہو تو دوکان نہ کر دیجاوے وعلی ہذا القیاس لیکن اگر وقف کنندہ نے متولی کو اختیار دیا ہو کہ جسمین وقف کی بہتری دیکھے وہ کرے تو البتہ تغیر کر سکتا ہی یہ سراج الوہاج مین ہی - شمس الاسلام محمود اوزجندی رح سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے وقف کیا پھر خود محتاج ہوگیا اور چاہا کہ اپنے وقف سے رجوع کرے تو فرمایا کہ اسکو چاہیے کہ قاضی شرع کے سامنے یہ امر پیش کرے تاکہ قاضی اس وقف کو فسخ کر دے کذا فی الذخیرہ اوائل کتاب الوقف مین [illegible] قات مین جو بیان ہوا کہ اپنی ذات پر اسکی حاصلات تاحیات شرط کرنا جائز ہی تو اس شرط سے وقف کرنے مین کوئی مشکل نہین ہی ولیکن جب یہ شرط نہو تو اسکی صورت اس مسئلہ مین مذکور ہی فافہم جامع الفتاوے مین ہی کہ اگر باغ انگور فروخت کیا اور اسمین قدیمی مسجد ہی پس اگر مسجد مذکور آباد ہو تو باقی کی بیع فاسد ہوگی اور اگر خراب ہو تو [illegible] فاسد ہوگی یہ تاتارخانیہ مین ہی - مترجم کہتا ہی کہ جن امامون کے نزدیک مسجد کبھی مسجد ہونے سے خارج نہین ہو سکتی کما ہو قول امام ابی یوسف و اہل الحدیث انکے نزدیک ہی اسکی بیع جائز نہین ہی فافہم خصاف رح نے اپنے وقف مین لکھا کہ اگر ایک احاطہ مکان مین سے ایک بیت وقف کیا پس اگر بیت مع اسکے راستہ کے وقف کیا تو جائز ہی اور اگر مع راستہ کے اسکو وقف کیا تو نہین جائز ہی کذا فی المحیط مترجم کہتا ہی کہ شاید یہ باجتہاد امام خصاف رح ہی یا بقول امام ابی حنیفہ رح ورنہ صاحبین مین سے ایک کے قول پر راستہ ثابت اور وقف جائز ہونا چاہیے کما فی قطعۃ ارض وقد مرت المسئلہ فتذکر - ایک نے مسجد بنائی یا اپنی زمین کو مقبرہ کر دیا یا [illegible] بنائی جسمین لوگ اترتے ہین پھر کسی شخص نے اسمین کچھ ابنا دعوی کیا اور بنانیوالا غائب ہی تو مسجد کی صورت مین یہ حکم ہی کہ بنانیوالا [illegible] ہو اور اہل مسجد مین سے بعض کے مقابلہ مین دعوی و گواہی کی سماعت پر مدعی کے لیے حکم ہوا تو جب بعض اہل المسجد پر حکم ہوا تو [illegible] اہل المسجد پر حکم ہی اور سرائے کی صورت مین ایسا نہین ہو سکتا یہان تک کہ بنانے والا خود یا اسکا نائب حاضر ہو [illegible] عمادیہ مین ہی - ملتقط مین ہی کہ ایک شخص نے مسجد مین کنوان کھودا اور اسمین سراسر نفع ہی اور کسی شخص کے حق مین اس سے ضرر نہین ہی تو وہ شخص ایسا کر سکتا ہی اور یہ جائز ہی کذا فی العمادیہ

رسالہ نحو - مع لغات فقہ الہیہ -

کتب فقہ عربی

ابو المکارم - شرح مختصر وقایہ -

منیۃ المصلی مع شرح -

فتاوے عالمگیری - چار جلدوں میں کامل

فتح القدیر - مع تکملہ نتائج الافکار کامل در چار جلد -

عینی شرح ہدایہ - در ہشت جلد کامل -

در مختار فی شرح تنویر الابصار -

ہدایہ مع الکفایہ - چار جلدوں میں کامل -

جلد اول و ثانی مطبوعہ سنہ [illegible]

جلد ثالث مطبوعہ سنہ [illegible]

جلد رابع مطبوعہ سنہ [illegible]

فتاوے قاضی خان - چار جلدوں میں کامل مصنفہ شیخ امام حسن ابن منصور قاضی خان بہت مفصل و مطولات

کنز الدقائق - خورد محشے -

ایضاً - کلاں -

مستخلص الحقائق - شرح کنز الدقائق

جامع الصغیر - مع رسالہ تاریخ فقہا و رسالہ اقسام فقہ مطبوعہ مطبع مصطفائی -

عینی شرح کنز الدقائق - جلدین اولین -

ایضاً - جلدین آخرین

مختصر وقایہ - محشی -

جامع الرموز - شرح مختصر وقایہ -

ملا مشد - حاشیہ شرح وقایہ مصنفہ ملا اخوند مشد کتاب البیع تا کتاب الوصایا محشی جدید

برجندی - شرح مختصر وقایہ -

شرح وقایہ - مع رسالہ دوائر ہندسہ جلدین اولین -

ایضاً - کلاں مع حاشیہ چلپی دیگر حاشیہ چڑھا ہوا -

ذخیرۃ العقبیٰ - حاشیہ شرح وقایہ -

عمدۃ البضاعۃ فی مسائل الرضاعۃ -

ہدایہ عربی - محشی جدید کامل چار جلدوں میں مطبوعہ سنہ [illegible]

ایضاً - جلدین اولین عبادات میں -

ایضاً - جلدین آخرین معاملات میں -

قدوری محشی -

کنز الدقائق - محشی مصنفہ سید اسد اللہ صاحب -

شرح الیاس - دو جلدوں میں کامل -

مختصر نافع - فقہ مذہب امامیہ -

ہدایۃ الہدایہ - ایضاً -

کتب اصول فقہ

نہایۃ التحقیق - شرح حسامی -

اصول الشاشی - مع تعلیق حصول الحواشی -

توضیح تلویح کلاں - مع [illegible] رسالہ -

اشباہ النظائر - شرح حموی -

شرح مسلم الثبوت

مجموعہ [illegible] فوائد -

مبادی الاصول -

معالم الاصول فی علم الاصول موافق مذہب اثنا عشری -

النافع یوم المحشر فی شرح باب حادی عشر موافق مذہب اثنا عشری

کتب متفرقات دینیہ فارسی

تذکرۃ المعاد

فتوح الحرمین منظوم مع نقشہ جات -

ہفت تماشائے قتیل -

تحقیق الانساب -

رسالہ قاضی قطب —
تذکرۃ الجمعہ
خصائل السعادت مطبوعہ [illegible]
گلدستہ عقائد —
تطہیر الاسلام
تبیان فی احکام الدخان —
روضۃ الشہدا
کربلائے معلی — [illegible]
شرح دوازدہ [illegible] — [illegible]
اسرار الاولیا —
[illegible] — [illegible]
میزان الفرقان —
نقوش [illegible] — [illegible] حفاظت اطفال —
دعائے گنج العرش — [illegible]
[illegible] شاہ عبدالحق دہلوی
مجموعہ اوراد و وظائف — [illegible]
معجزات القرآن — [illegible]
رسالہ [illegible] — [illegible]
شواہد النبوت
مدارج النبوۃ
مدارج النبوۃ — دو جلدوں میں کامل —
[illegible]
[illegible] الشفا — جدید شرح قصیدہ بردہ
حیات النبی — حالات حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
[illegible] تا وفات شریف —
شرح قصیدہ بردہ —
مقامات التصوف —
سفینۃ الاولیا — [illegible] دارا شکوہ —
وصیت نامہ — مع رسالہ [illegible] —

[illegible] الیقین —
تحریر الشہادتین — شرح [illegible] شہادتین
مجموعہ لطائف — [illegible]
مقصود نجات —
زاد المعاد — مع ترجمہ فارسی —
جامع عباسی — بیست باب مع رسالہ [illegible]
حلیۃ المتقین — [illegible] مذہب امامیہ —
اوراد و تعقیبات — دعائے [illegible]
جوشن صغیر و کبیر — مع ترجمہ فارسی —

کتب حدیث

سنن ابی داؤد — [illegible] کامل دو جلدوں میں مصنفہ
ابو داؤد سلیمان بن اشعث —
اصول الکافی — مصنفہ مذہب امامیہ —
الفروع من الجامع الکافی — کامل [illegible]
[illegible]
ایضاً — جلد اول
ایضاً — جلد ثانی [illegible]
ایضاً — جلد ثالث [illegible]
تیسیر الوصول الی جامع الاصول من حدیث الرسول
دو جلدوں میں کامل —
جامع ترمذی — مع رسالہ اصول حدیث
ایضاً — [illegible] شرح صحیح [illegible]
[illegible] جلدوں میں کامل —
زاد السبیل الی [illegible] —
حصن حصین — مع [illegible]
دلائل الخیرات — [illegible]
مختصر الخیرات — با ترجمہ اردو —

تم المجلد الثانی والحمد للہ الذی لا الٰہ الا ہو العزیز الحکیم والصلوٰۃ والسلام علی [illegible] ورسولہ الکریم وعلی آل رسولہ و اصحابہ اجمعین وعلی جمیع عباد اللہ الصالحین اکمل صلوات اللہ و افضل التسلیم و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ والمنۃ کہ مدت سے جس نعمت یا قوہ صالحہ کی تمنا تھی آج اُس نے اپنے سایہ دولت سے ہم دارین کو سرفراز کیا یعنے جلد دوم کتاب مستطاب فتاویٰ عالمگیری از نکاح تا وقف جو جامع جزئیات معتبرات مانند فتاوے قاضیخان و کردری و ہدایہ و دیگر متون و شروح و مسائل متوسعات مثل مشاہیر فتاوی مختصر کرخی وغیرہ اور احتوا و مسائل مختلفات متقدمین [illegible] وغیرہ کے ہے تصحیح ترتیب [illegible] اقوال مشائخ سے لذیذ اور نجابت [illegible] [illegible] [illegible] واقتباس علما وفضلا سے مزید توضیح کو [illegible] [illegible] [illegible] سے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ماہ [illegible] ۱۲۸۸ھ میں [illegible] ہو کر رونق بخش [illegible] [illegible] [illegible] کتاب موصوف [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] والا ہو جاوے اور [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] امید [illegible] [illegible] [illegible] لازوال کو [illegible] سکے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] واللہ [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] اس کتاب کا حق مطبع [illegible] [illegible]